اے خدا اے چارہ آزار ما ۔ اے علاج گریہ ہائے زار ما
اے خدا اے نور دیدہ از مشرق رحمت برآ ۔ گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۷۳۷۳
تار کا پتہ تبلیغ لاہور

مدیر: بشیر احمد سور

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ ۔ مطابق یکم جنوری ۱۹۶۹ء | نمبر ۱

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسلؐ خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

نماز میں توجہ الی اللہ

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی خمیصۃ لہا اعلام فنظر الی اعلامہا نظرۃ فلما انصرف قال اذھبوا بخمیصتی ھذہ الی ابی جہم و اتونی بانبجانیۃ ابی جہم فانہا الہتنی انفا عن صلاتی وقال ھشام ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کنت انظر الی علمہا وانا فی الصلوٰۃ فاخاف ان یفتنی۔

ترجمہ:۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاشیے والی چادر میں نماز پڑھی اور اس کے حاشیے کو ایک بار دیکھا تو جب فارغ ہوئے فرمایا میری یہ لوئی ابی جہم کے پاس لے جاؤ اور مجھے ابو جہم کی انبجانی چادر لا دو کیونکہ اس نے ابھی مجھے اپنی نماز سے غافل کر دیا اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے حضرت عائشہؓ سے (روایت کرتے ہوئے) کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کے نقش کی طرف دیکھتا تھا اور میں نماز میں تھا تو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے "کہیں یہ فتنہ میں نہ ڈال دے گی۔"

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حاشیہ پر کوئی خاص قسم کی تصاویر تھیں۔ جن کی وجہ سے آپ کی توجہ [illegible] ورنہ محض حاشیہ کوئی ایسی چیز نہ تھی ۔۔۔ نبی کریم صلعم کا دھاری دار کپڑا پہننا ثابت ۔۔۔ حاشیہ بھی ایک دھاری کی طرح ہوتا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۔۔۔ کالم ۲)

نماز سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

نماز بڑی اعلےٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہو گیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اڑا کر اس کی جگہ چند وظیفے اور ورد قرار دے دیئے۔ کوئی نوشاہی ہے کوئی چشتی ہے کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ آثار روحانی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے کسی اور بدعت کی ضرورت نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلاء کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہو گذرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ

نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں

جب انسان قیام کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر رکوع بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھ کر ہے اور سجدہ ادب کا انتہائی مقام ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈال دیتا ہے اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ افسوس ان نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو نماز کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور رکوع و سجود پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں اصل بات یہ ہے کہ جب تک کہ انسان اس عالم سے [illegible] نماز اپنی حد تک پہنچتی ہے تب تک انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ۔۔۔

(باقی بر صفحہ ۔۔۔ کالم ۲)

اسلام کی الہامی کتاب القرآن

کیتھولک فرقہ کے ایک مشہور و معروف رسالہ "قونصل" میں قرآن مجید کے متعلق مقالہ

دنیا کی مشہور مشہور زبانوں میں ترجمہ ہو کر اکناف عالم میں پہنچتا ہے۔ اور اس مذہب کے علماء کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے اس رسالہ کا نام "قونصل" رکھا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ شاید پہلی بار ہی ہوگا کہ اس رسالہ میں ایک مسلمان کی قلم سے اسلام کے متعلق مضمون شائع ہوا پہلے ایسا ہونا ایک حد تک ناممکن ہی تھا مگر اب چونکہ کیتھولک مذہب والے دوسروں کے خیالات سن کر ان کا جائزہ لینے کے لئے تیار ہیں اس لئے ہمیں اس مشہور رسالہ میں مضمون لکھنے کا موقعہ مل گیا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ لہٰذا ہم احباب کرام کی خدمت میں اس مضمون کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ اس مضمون کی اہمیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس رسالہ کی اہمیت کی وجہ سے جس میں یہ مضمون طبع ہو کر چھ سات زبانوں میں ترجمہ ہو کر کئی ہزار افراد تک جو اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں پہنچتا ہے۔

چونکہ رسالہ میں جگہ بہت کم تھی اس لئے مضمون میں بہت ہی اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ فرنچ زبان سے کیا گیا ہے۔ جس میں اصل مضمون لکھا گیا تھا۔

قرآن مجید

قرآن مجید اسلام کی پاکیزہ کتاب کا نام ہے۔ جس سے مومن اپنی رہنمائی کے لئے ہدایت حاصل کرتا ہے۔ لفظ قرآن کے معنی ہیں تلاوت کرنا اور تبلیغ کرنا۔ اس کتاب کے نام اور بھی ہیں جو اس کے نفس مضمون اور مقصد کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے الکتاب (مکمل) الذکر (نصیحت) النور (روشنی) (جو سچ اور جھوٹ میں فرق کرتے ہیں)

کلام نازل فرمایا۔ خدا تعالےٰ کے انبیاء اس لئے آئے تاکہ وہ انسان کے خدا کی تلاش میں ممد و معاون ہوں۔ خدا تعالےٰ کی تلاش کا مادہ ہر انسان کی سرشت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ انسان اس آسمانی روشنی کے بغیر جو انبیاء کے ذریعہ آتی ہے خدا تعالےٰ تک پہنچنے کا راستہ معلوم نہیں کر سکتے اور نہ ہی اپنے مقصد حقیقی کو پا سکتے ہیں جس کے لئے انسان کی پیدائش ہوئی ہے۔

قرآنی وحی

قرآن مجید میں صرف وہی کلام درج ہے جو حضرت نبی اکرم صلعم پر ۲۳ سال کے عرصہ میں مکہ مدینہ کی زندگی میں خدا تعالےٰ نے نازل فرمایا۔ آنحضرت صلعم کے کشوف۔ آپؐ کا اپنا کلام اور آپؐ کی زندگی کے حالات قرآن مجید میں جمع نہیں کئے گئے۔

آج جو قرآن مجید ہمارے پاس ہے وہ وہی ہے جو آنحضرت صلعم نے اپنے زمانہ کے لوگوں پر ظاہر فرمایا۔ قرآن مجید کے محفوظ ہونے کی وجہ حسب ذیل امور ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے تمام الہامات اپنی موجودگی میں سپرد قلم کرانے کا حسن انتظام فرمایا اور صحابہ کرام رضی نے سارا قرآن مجید زبانی یاد کرنے میں بڑی تندہی سے کام لیا۔ اس وجہ سے حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت بہت مسلمان مرد اور عورتیں ایسی تھیں جو سارا قرآن مجید حفظ کر چکی تھیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں بعد میں قرآن مجید میں تحریف و تبدیل نہ ہو جائے اس لئے قرآن مجید کو ایک جلد میں لکھنے اور جمع کرنے کا انتظام کیا گیا اور یہ کام حضرت نبی کریم صلعم

کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی جو حافظ قرآن تھے کے سپرد ہوا۔ جنہوں نے مروجہ ترتیب کے مطابق قرآن مجید کی تدوین فرمائی۔ حضرت عثمان رضی کی خلافت کے وقت اسلام دور دور تک پھیل چکا تھا۔ اس لئے مختلف ممالک اور صوبوں کے لئے حضرت عثمان رضی کے حکم سے زید بن ثابتؓ کی زیر نگرانی حفاظ قرآن پر مشتمل جماعت نے ضرورت کے مطابق قرآن مجید کے نسخے لکھے جو آج تک زبانی جانے گئے۔ ان میں سے کسی نے بھی قرآن مجید کی نئی کاپیوں کے خلاف احتجاج نہیں کیا۔ اس لئے ہمیں کامل یقین ہے کہ جو قرآن مجید ہمارے پاس ہے وہ وہی ہے جو آنحضرت صلعم نے دنیا کو دیا۔

ایک مسلمان کے لئے قرآن مجید ہی درحقیقت مذہبی عقائد کا منبع ہے۔ حدیث اور سنت قرآن مجید کی شرح اور تفسیر کا کام دیتی ہیں۔ وہ صرف اس وقت تک قابل قبول ہیں جب تک اُن میں اور قرآن مجید میں تطابق پایا جائے۔ تضاد کی صورت میں قرآن مجید کو اُن پر فوقیت ہوگی۔

قرآن مجید اور مقصد حیات انسانی

قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد اس دنیا میں یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی مشکلات میں سے گذرتا ہوا خدا تعالےٰ کی طرف سفر کرتا جائے یہاں تک کہ وہ خدا تعالےٰ کو پا لے اور اس کے ساتھ ایک ہو جائے۔ قرآن مجید میں مرقوم ہے کہ خدا تعالےٰ نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کو ایک امانت پیش کی مگر انہوں نے اس کی حفاظت کا ذمہ لینے سے انکار کر دیا۔ لیکن انسان نے اسے قبول کیا۔ سورۃ احزاب آیت ۷۲ ہے۔ انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا۔

چونکہ انسان نے خدا تعالےٰ کی امانت اپنے ذمہ لی اور اب وہ اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے وہ ساری مخلوقات کا سردار قرار پایا ہے اگر انسان اس امر میں کامیاب ہو جائے تو وہ سب کائنات کی طرف سے عزت و تکریم کا مستحق قرار پاتا ہے۔ سورۃ بقرہ آیت ۳۴ تا ۳۶ میں یہ بات خدا اور فرشتوں کے درمیان مکالمہ کے طور پر بیان ہے جہاں فرشتوں کو سجدہ آدم کا حکم ہوتا ہے یہ امر حضرت نبی اکرم صلعم کے واقعہ معراج سے بھی واضح ہوتا ہے۔ جبکہ جبرائیل علیہ السلام آپؐ کے واقعہ کا ایک حصہ ہے۔ اس سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ انسان کے لئے روحانی ترقیات کا راستہ غیر متناہی ہے اور انسان اس مقام سے کہیں آگے نکل جاتا ہے جہاں سے آگے جانے کی ملائک کو بھی تاب نہیں۔ اس لئے ایک شاعر نے کہا ہے ؎

فرشتے سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

مگر ساتھ ہی قرآن مجید انسان کو متنبہ کرتا ہے کہ دیکھو تم ایک بہت بڑے مقام کے لئے پیدا ہوئے ہو لیکن یاد رکھو اگر تم نے اس مقام کے حاصل کرنے کی طرف دھیان نہ دیا اور اپنی طاقتوں کو اس مقصد کے پانے کے لئے خرچ نہ کیا تو دوسری مخلوقات سے کہیں نیچے جا گرو گے۔ $\frac{95}{5-6}$

روحانی ترقی کے مدارج

قرآن مجید ہر قسم کے وعظ و نصائح سے کام لے کر انسان کی رہنمائی کا سامان پیدا کرتا ہے تاکہ وہ اپنے مقصد حقیقی کو پا کر کامیاب و کامران ہو۔ وہ انسان کو مختلف مدارج میں سے گذارتے ہوئے اس کی منزل حیات کی طرف رہنمائی کرتا ہے

جب تک انسان اپنی خطری خواہشات کی پیروی کرتا ہے وہ بہیمیت کے درجہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ سب سے پہلے قرآن مجید انسان کو نیکی اور بدی میں تمیز کرنا سکھاتا ہے اور انسان یہ سیکھ لے تو وہ انسان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس سے آگے انسان کو اخلاقیات کی طرف رہنمائی کی گئی ہے تاکہ وہ با اخلاق انسان بن جائے۔

(باقی پر صفحہ ۲)

وجوہات کفر

مولوی عبدالرشید صاحب صدر مدرس مدرسہ جامعہ اہلحدیث نے اپنے مضمون "خاتم النبیین" کے آخر میں معترضی کرنے کی مذاق سے قادیانی جماعت کو کافر گردانتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"گذشتہ بیان سے شبہ ہو سکتا ہے کہ قادیانی مرزائی جو کہ مرزا صاحب کی نبوت کاذبہ کو تسلیم کرتا ہے وہ تو کافر ہوا مگر لاہوری مرزائی کو کافر نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ وہ ختم نبوت کا قائل ہے اور مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا اس شبہ کو دُور کرنے کے لئے کئی دلائل ہیں۔

اوّل: اُمتِ محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ احادیث نبویہ میں اس کی تصریح ہے کہ مسیح موعود نبی ہیں مگر لاہوری مرزائی ان کی نبوت کا منکر ہے اس بناء پر وہ کافر ہے"

"مسیح موعود" سے مراد اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں تو کوئی لاہوری احمدی ان کی نبوت کا منکر نہیں ان کی نبوت کے منکر وہ لوگ ہیں (جن میں صاحب مضمون شامل ہیں) جو انہیں مسیح موعود بنا کر اُمتِ محمدیہ میں داخل کرنا چاہتے ہیں اس لئے اگر اس بناء پر کسی کو کافر کہا جا سکتا ہے تو مولوی عبدالرشید صاحب اور ان کے ہم نوا اپنے متعلق غور کر لیں کہ یہ فتوے خود انہی پر منطبق ہوتا ہے۔

"دوم: اُمتِ محمدیہ کا اجماع ہے اور قرآن و حدیث اس پر متفق ہیں کہ آنے والے مسیح علیہ السلام ابن مریم ہیں لہٰذا یہ قطعیات کا منکر کافر ہے۔"

اگر یہ قطعیات میں سے ہے تو ان لوگوں کے متعلق کیا کہا جائے گا، جو مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ سمجھتے ہیں اور ان کی دوبارہ آمد کے قائل نہیں مثلاً مصر کے علامہ محمد عبدہ، علامہ سید رشید رضا، جامعہ الازہر کے علامہ شلتوت، رابطہ عالم اسلامی کے مفسر قرآن علامہ اسد، کیا مولوی عبدالرشید صاحب ان پر فتوے کفر صادر کرنے کی جرأت کریں گے؟ ایسا ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کا کیا فتوے ہے جنہوں نے مسیح علیہ السلام کے متعلق ارشاد الٰہی یا عیسٰی انی متوفیک کے معنے ممیتک کئے ہیں، یہ چند ایک مثالیں ہیں جن کے علاوہ بہت سے اور بھی لوگ ہیں جو مسیح ابن مریم کی آمد ثانی کے قائل نہیں اور اس عقیدہ پر اُمتِ محمدیہ کا کوئی اجماع نہیں اور یہ بھی غلط ہے کہ قرآن و حدیث اس پر متفق ہیں کہ آنے والے مسیح ابن مریم ہیں قرآن کریم تو صریح الفاظ میں وفات مسیح کا اعلان اور مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا انکار کر رہا ہے۔ چنانچہ قیامت کے دن جب حضرت عیسٰی سے سوال کیا جائے گا کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود بنالو، تو صاف لفظوں میں اس سے انکار کرتے ہوئے یہ فرمائیں گے کہ میں نے ان سے وہی بات کہی تھی جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم۔ اور جب تک میں اُن میں رہا ان کا نگران رہا فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان کا نگہبان تھا، اس سے ظاہر ہے کہ اگر مسیح ابن مریم نے دوبارہ آنا ہوتا تو وہ ہرگز یہ جواب نہ دیتے بلکہ صاف کہتے کہ یا الٰہی جب تو نے مجھے دوبارہ بھیجا تو میں نے دیکھا کہ وہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنائے ہوئے ہیں جس سے میں نے انہیں منع کیا، لیکن وہ تو اس سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں جب تک ان میں رہا میں ان کا نگران تھا کہ انہوں نے کوئی ایسا عقیدہ اختیار نہیں کیا اور صرف خدا ہی کو اپنا معبود سمجھتے رہے، اور وفات کے بعد کا نگران اللہ تعالیٰ ہی ہے مجھے علم نہیں ہے، اس سے صاف ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم وفات پا چکے ہیں عیسائیوں کا بگاڑ جو آج ہم دیکھ رہے ہیں مسیح کے بیان فلما توفیتنی کے بعد ہی ہو سکتا تھا، پس یہ آیت اس پر نص صریح ہے کہ مسیح ابن مریم وفات پا چکے ہیں اور ان کی آمد ثانی کا عقیدہ غلط ہے۔

دوسری آیت جو مسیح ابن مریم کی وفات پر دلالت کرتی ہے، یہ ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل، اس آیت کو حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت نبی کریم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقعہ پر تمام صحابہؓ کے سامنے پڑھا اور اس سے استدلال کیا کہ جس طرح پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں، حضرت نبی کریم صلعم بھی وفات پا گئے اور ظاہر ہے کہ پہلے رسولوں میں مسیح ابن مریم بھی ہیں، پس نہ صرف قرآن کریم کی اس آیت سے بھی مسیح ابن مریم کا وفات یافتہ ہونا ثابت ہے بلکہ حضرت ابوبکر رضی اور تمام صحابہ کرامؓ کا اس پر اجماع بھی ہے کیا اس اجماع اور قرآن کریم کی اس آیت کا مولوی عبدالرشید صاحب انکار کر سکتے ہیں؟

تیسری بات مولوی عبدالرشید صاحب نے جماعت احمدیہ لاہور کے کفر کے ثبوت میں یہ لکھی ہے:۔

"سوم، مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئے نبوت میں شک نہیں چنانچہ مرزا محمود نے اپنی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" میں ضرورت سے زیادہ مواد جمع کر دیا ہے یہ لاہوری مرزائی تو بھی مسلم ہے وہ صرف اس کی تاویل کرتے ہیں کہ نبی سے مراد محدث ہے، لیکن محدث کی تشریح وہی نبی والی کرتے ہیں کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے جو دخل شیطان سے محفوظ ہوتی ہے اور انبیاء کی طرح وہ مامور ہوتا ہے اس کا منکر مستوجب سزا ٹھہرتا ہے پس محدث کی تشریح نبی والی ہوئی تو معلوم ہوا مرزائی دونوں گروہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں، لاہوری اور قادیانی میں کوئی فرق نہ ہوا۔"

اس غلط بیانی کو کیا کہا جائے، مرزا محمود احمد نے حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی ثابت کرنے کے لئے جو مواد جمع کیا ہے جماعت احمدیہ لاہور نے کبھی اس کو تسلیم نہیں کیا نہ ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی عبارات کی تاویل کر کے یہ کہا جائے کہ نبی سے مراد محدث ہے، جبکہ خود حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے دعوے نبوت سے انکار اور محدث ہونے کا اقرار کیا ہے وہ خود فرماتے ہیں:۔

"وانی کتبت فی بعض کتبی ان مقام التحدیث اشد تشبیھا بمقام النبوۃ ولا فرق الا فرق القوۃ والفعل وما قالوا قولی و قالوا ان ھذا الرجل یدعی النبوۃ واللہ یعلم ان قولھم ھذا کذب بحت لا یمازجہ شئ من الصدق ولا اصل لہ اصلا۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۸۰)

ترجمہ: اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا تھا کہ محدثیت کا مقام نبوت کے مقام سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور دونوں میں کوئی فرق نہیں سوائے قوت اور فعل کے اور ان لوگوں نے میری بات کو نہ سمجھا اور کہا کہ یہ شخص نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح جھوٹ ہے جس کے ساتھ سچ کی کچھ بھی ملاوٹ نہیں اور اس کا فی الواقعہ کوئی بھی اصل نہیں"۔

فرمایئے اس میں کونسی تاویل کی گنجائش ہے، اور یہ کہنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے کہ محدث کی تشریح نبی والی کرتے ہیں، نبی ہونے سے تو صاف انکار کیا گیا ہے اور اس الزام کو صریح جھوٹ قرار دیا گیا ہے، اور یہ امر کہ اس پر وحی ہوتی ہے جو دخل شیطانی سے محفوظ ہوتی ہے، اس سے اگر انبیاء والی وحی مراد ہے تو یہ صحیح نہیں انبیاء کی وحی جبرئیل کے توسط سے ہوتی ہے لیکن محدث پر جبرئیل یہ پیرایہ وحی نازل نہیں ہو سکتی، ہاں وہ صاحب الہام ہوتا ہے اور بقول حضرت مجدد الف ثانیؒ کثرت الہام کی وجہ سے وہ محدث ہوتا ہے، اور اس کے الہام کا دخل شیطان سے پاک ہونا تو ایک طرف وہ خود اپنے الہام قرآن پر پیش کرتا ہے اور اگر اس کے مطابق نہ ہو تو بقول حضرت مرزا صاحبؑ اسے ردی مادہ کی طرح پھینک دیتا ہے، ہاں چونکہ وہ اصلاح خلق کے لئے مامور ہوتا ہے اس لئے اس کا منکر مستوجب سزا ٹھہرتا ہے کافر نہیں ہوتا صرف انبیاءؑ کا منکر کافر ہوتا ہے۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور ہرگز حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی نہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبی ہونے کا ہے ان کا دعوےٰ صرف محدثیت اور مجددیت کا ہے اور انہوں نے صاف لکھا ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا، باوجود اس کے ان کی طرف دعوئے نبوت منسوب کر کے کافر قرار دینا صریح ظلم ہے، مولوی عبدالرشید صاحب، اور ان کے ہم نواؤں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا ظلم انہیں کے لئے موجب بادِ اخذ ہو سکتا ہے، وہ سو دفعہ ہمیں کافر بناتے پھریں، ہمارا کچھ بھی بگڑ نہیں سکتا، خدا تعالےٰ کے ہاں ہم مسلمان ہیں، انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے اسلام کی فکر کریں۔

کسی جہت کو قبلۂ عبادت بنانا نیکی اور اصولِ دین سے تعلق نہیں رکھتا

حقیقی نیکی ایمانیات اور اعمالِ صالحہ بجالانے میں ہے

تحویل قبلہ پر مخالفین کا خطرناک پراپیگنڈا اور اس کا عارفانہ جواب

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین ۔ واٰتی المال علٰی حبہ ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل ۔ والسآئلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عٰھدوا ۔ والصٰبرین فی البأسآء والضرآء وحین البأس ۔ اولٰئک الذین صدقوا ۔ واولٰئک ھم المتقون ۔ (البقرۃ ۔ ۱۷۷)

یہودیوں کا خطرناک پراپیگنڈا

اس آیت میں اسلام کی تعلیم کا نچوڑ بیان کیا گیا ہے اس میں بتایا ہے کہ اسلام صرف رسوم ادا کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت ہے جو ان رسوم کی تہ میں پائی جاتی ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف سے منہ پھیر کر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کیا تو ایک شور برپا ہو گیا کہ محمد رسول اللہ صلعم نے دین کو ترک کر دیا ہے ۔ کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک بیت المقدس سے منہ پھیر لینا بے دینی تھا ۔ انہوں نے حضور کے خلاف یہ پراپیگنڈا کیا کہ ایک طرف کہتے ہیں تمام انبیاء سچے ہیں اور دوسری طرف انبیاء کے قبلہ کو ترک کر دیا ہے ۔ یہودیوں نے بالخصوص شور مچایا کہ سترہ مہینے تک تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے اور اب ادھر سے رخ بدل لیا ۔ انہوں نے انبیاء کے دین کو ترک کر دیا ہے حالانکہ وہ اعلان کرتے ہیں کہ میں انبیاء کو مانتا ہوں ۔ لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنے ساتھ ملانے کے لئے کہتے رہے کہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے عبادت کرتا ہوں اور اب اپنے لوگوں کو ابھارنے کے لئے خانہ کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا ہے ۔ یہ نہایت خطرناک پراپیگنڈا تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف کیا گیا تھا ۔

حضور صلعم کی کتنی بڑی مخالفت ہوئی ۔ نہ صرف بت پرستوں نے مخالفت جاری رکھی ہوئی ہے بلکہ دوسری قومیں بھی یہودی اور عیسائی ، سب ہی حضور صلعم کے خلاف پراپیگنڈا کر رہی ہیں ۔ پھر وہ کہتے ہیں ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا ۔ سترہ ماہ تک بیت المقدس کو قبلہ بنائے رکھنے کے بعد اب کونسا اندھیر آ گیا ہے کہ انہوں نے بیت المقدس کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر لیا ہے ۔ کیا اب بیت المقدس انبیاء کا قبلہ نہیں رہا جو انہوں نے اس کی طرف سے منہ موڑ لیا ہے ۔

کسی طرف منہ کر کے عبادت کرنا اصول دین نہیں ۔

اس پروپیگنڈا کے جواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معرفت کا یہ سبق دیا ہے ۔ فرمایا قل للہ المشرق والمغرب یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔ کہہ دیجئے کہ سب طرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے ۔ تمام جہات خدا تعالیٰ کی ہیں ۔ یہودی ایک طرف منہ کرتے ہیں ۔ نصرانی دوسری طرف اور مسلمان کسی اور طرف ۔ سب اطراف خدا تعالیٰ ہی کی ہیں ۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا ۔ ہر کوئی کسی نہ کسی طرف منہ کرتا ہے اس لئے لیس البر ان تولوا قبل المشرق والمغرب ۔ کسی طرف منہ کر کے عبادت کرنا کوئی اصول دین میں شمار نہیں ہو سکتا ہے فاستبقوا الخیرات ۔ کہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر نیکی کی جائے ۔

خانہ کعبہ کو بین الاقوامی اتحاد کیلئے قبلہ بنایا گیا ۔

خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ایک خاص مقصد کے لئے دیا گیا ہے ۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا گھر ہے وہ سب قوموں کے باپ ہیں ۔ یہودی بھی حضرت ابراہیمؑ کو اپنا باپ یقین کرتے ہیں نصرانی اور مسلمان بھی ۔ اس لئے ہم نے پسند کیا ہے کہ سب اس خانہ کعبہ کی طرف منہ کریں تاکہ سب قوموں میں اتحاد قائم ہو جائے ۔ ورنہ کسی طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے ۔ مسلمان جب بیمار ہو یا سواری پر سوار ہو تو مرض کی حالت میں لیٹے لیٹے جس طرف منہ ہو اور سفر کی حالت میں جدھر کو بھی سواری کا رخ ہو اسی طرف منہ کئے ہوئے نماز پڑھ سکتا ہے ۔ کسی خاص جہت کی طرف منہ کرنا سطحی چیز ہے اس میں کوئی بڑی نیکی ، دین اور ایمان کا انحصار نہیں ۔

نیکی یا اصولِ دین کیا ہیں ؟ (۱) ایمانیات

فرمایا ولکن البر من اٰمن باللہ ۔ اصل نیکی کی پہلی بات ایمان ہے جو انسان کے قلب سے تعلق رکھتا ہے ۔ جس کو خدا تعالیٰ پر ایمان میسر آ گیا وہ بامراد ہو گیا ۔ کسی خاص طرف منہ کرنا تو محض ظاہری چیز ہے ۔ ان سطحی اور ظاہری چیزوں کے پیچھے پڑنے سے حقیقت دین میسر نہیں آتی ۔ نیکی تو ان لوگوں کی ہے جو خدا تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں ۔ اس یقین سے روشنی پیدا ہوتی ہے ۔ اس روشنی کا اثر ہاتھ ۔ آنکھ ۔ کان اور دل پر پڑتا ہے ۔ اعمال اور اعضاء کے اندر صلاحیت پیدا ہوتی ہے ۔ اس کی وجہ سے مال خدا کے رستہ میں صرف کرنے کے لئے وہ تیار ہو جاتے ہیں ۔ پھر خدا پر ایمان کے ساتھ فرمایا والیوم الاٰخر ۔ آخرت پر بھی یقین ہو کہ اعمال کا نتیجہ نکلتا ہے اور ایک ایک ذرے اور بد اعمال کی باز پرس ہو گی ۔ کیونکہ نیک اور بد فرمانبردار اور نافرمان ایک نہیں ہو سکتے ۔

وہ شخص جو فرمانبردار ہے ۔ اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جو نافرمان ہے ۔ تم اپنے بچوں میں سے ان سے زیادہ محبت کرتے ہو جو فرمانبردار ہیں ۔ اور جو نافرمان ہیں ۔ تم ان سے محبت نہیں کرتے ۔ پس دل کے اندر ایمان اور فرمانبرداری پیدا کرنا اور اس ایمان کے مطابق عمل کرنا یہ اصل دین ہے ۔ پھر فرمایا والملٰئکۃ ۔ فرشتوں پر ایمان لاؤ کہ وہ جناب الٰہی سے رسالت اور پیغامات لاتے ہیں ۔ والکتٰب ۔ اور وہ کتاب جو محمد رسول اللہ صلعم پر اتری ۔ والنبیین ۔ اور تمام وہ انبیاء جو خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام لے کر آتے رہے ان سب

(باقی بر ص ۔ کالم ۲)

یورپ اور دیگر ممالک میں غرباء اور اُمراء کا مسئلہ اور حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کا حل

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے غرباء اور امراء میں مساوات قائم کر کے بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا

فطرانہ کی رقم انتظام کے ماتحت جمع کی جائے اور غرباء کیلئے سماجی اور تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں

خطبہ عید الفطر مؤرخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۸ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ۔ ما علیک من حسابھم من شیء وما من حسابک علیھم من شیء فتطردھم فتکون من الظالمین وکذلک فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ باعلم بالشاکرین (الانعام رکوع ۶)

نمازِ عیدالفطر اور فطرانہ کی اہمیت

آج خدا تعالیٰ کی کبریائی اور جلال کے بیان کرنے کا دن ہے جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کو شان بخشی کہ ان کی اُمت کے ساٹھ ستر کروڑ مسلمان آج دنیا کے اکناف و اطراف میں ایک طرح کی نماز۔ ایک طرح کا خطبہ اور ایک طرح کی تکبیریں ادا کر رہے ہیں۔ اور یہ مجمع جو آج اس مسجد میں ہے یا دوسری مساجد میں موجود ہیں۔ وہ تمام نماز عید الفطر سے پیشتر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق غرباء کے لئے فطرانہ ادا کر رہے ہیں۔ فطرانہ کے ادا کرنے کو نماز سے پہلے رکھ کر اس کی فوقیت و فضیلت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ نماز اُس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ غرباء کی ہمدردی کے لئے فطرانہ ادا کر دیا جائے۔

یورپ اور دوسرے ممالک میں امراء اور غرباء کا تنازعہ

آج یورپ میں امراء اور غرباء کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ غرباء کو یورپ میں اس قدر ذلیل کیا گیا کہ وہ امراء کے مقابل پر اُٹھ کھڑے ہونے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے روس کے امراء کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا۔
انگلستان میں غرباء کو اس قدر تنگ کیا گیا کہ سوشلزم کی تحریک شروع ہو گئی۔ ہندوستان میں آج دس بارہ کروڑ باشندوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ اس آبادی کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کو انسانیت کے حقوق حاصل نہیں ہیں۔ امریکہ میں جو God's Land کہلاتا ہے وہاں حبشیوں کو جو عیسائی ہو چکے ہیں انسانیت کا درجہ حاصل نہیں ہے۔

نبی کریم صلعم نے چودہ سو سال پہلے اس اہم مسئلہ کو حل کر دیا۔

آج وہ دن ہے جبکہ خدا تعالیٰ کی کبریائی اور جلال کے ساتھ حضور رسول کریم صلعم کی شان و عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کے وہ پیغمبر ہیں جنہوں نے ان اہم مسائل کو حل کر کے دکھا دیا۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی جبکہ عرب کے بڑے بڑے سردار آپ سے اس بنا پر بات چیت کرنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے کہ حضور غرباء کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ غرباء سے کنارہ کشی نہیں کی قبائل کے سردار دیکھتے تھے کہ خباب رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ جیسے غریب لوگ حضور کی مجلس کا سنگھار ہیں۔ ایسی مجلس میں بیٹھنا وہ اپنے لئے ذلت کا باعث سمجھتے تھے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ اگر ہمیں مجلس میں شریک کرنا ہے تو ان کو اٹھا دو۔

غرباء کا ساتھ نہ چھوڑنے کا حکم

اس بات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ۔ آپ نے ان بڑے لوگوں کی خاطر ان غرباء اور بے نواؤں کو جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اس کی رضا چاہتے ہیں اپنی مجلس سے نہیں اٹھانا۔ وہ خدا کے پرستار ہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے طالب ہیں ان کے مقابل پر امراء ہیں جن کی عزت کا انحصار ان کی دولت پر ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے حضور نبی کریم صلعم نے وہ مشکل حل کر دی جس میں آج یورپ گرفتار ہے۔

نبی کریم صلعم کی معیت پر غرباء کا فخر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، یاسر، خباب رضی اللہ عنہ اور بلال وغیرہ غرباء کے ساتھ گھل مل کر بیٹھا کرتے تھے۔ اس عزت افزائی کو وہ غرباء فخر سے بیان کرتے ہیں کان یقعد معنا آپ ہمارے ساتھ مل کر بیٹھا کرتے تھے ونحن نتمسّ رکبتنا رکبتہ اور اس قدر قریب ہو کر بیٹھتے تھے کہ ہمارا گھٹنا حضور کے گھٹنے کو چھوتا تھا۔ اور وہ اس آیت کے متعلق فخر سے کہتے تھے فینا نزلت یہ آیت ہمارے خاطر اتری ہے۔

اہلِ عرب کا تکبر و نخوت اور حج میں عوام سے علیحدگی

اہلِ عرب میں اس وقت تکبر و نخوت جیسے خصائل زوروں پر تھے۔ حتیٰ کہ عبادت الٰہی کے موقعہ پر بھی امراء میں انکساری پیدا ہونے میں نہ آتی تھی۔ چنانچہ حج کے موقعہ پر قریش مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے، وہ عرفات میں اس لئے نہ جاتے تھے کہ وہاں پر عام لوگوں کے ساتھ عرفات پر کھڑا ہونا یا عرفات کے میدان میں کھڑا ہونا اپنے لئے باعثِ ذلت سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے نحن جیران اللّٰہ ہم تو خدا تعالیٰ کے ہمسایہ ہیں۔ ہمارا عرفات کے میدان میں جانا ہماری ہتک اور بے عزتی کا باعث ہے اس لئے ہمارے لئے مزدلفہ میں ٹھہر جانا مناسب ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب اور حقیقی اخوت کا سبق۔

ان حالات میں حضور نے ان کو حقیقی اخوت کا سبق

دیا اور فرمایا قریشی قوم کے لوگ بھی عام لوگوں کی طرح میدانِ عرفات میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ حکم ہوا افیضوا من حیث افاض الناس۔ تم بھی وہاں سے ہو کر جاؤ جہاں سے دوسرے لوگ ہو کر جاتے ہیں۔ اس حکم نے ایک اہم اور مفید انقلاب پیدا کر دیا اور اس حکم نے حقیقی اخوت پیدا کر دی۔

اور دوسرا قابلِ قدر انقلاب یہ پیدا کر دکھایا کہ جب حاجی لوگ عرفات سے واپس آ کر منیٰ میں قیام کرتے تو وہاں مختلف قبائل کے شعراء و ملاحاء اپنے اپنے قبیلے کی شان بیان کرتے اپنی شجاعت۔ فیاضی بیان کرتے اپنی لوٹ مار کے قصے سناتے اور دوسروں پر اپنی فضیلت و فخر کی نمود۔۔۔ اور اپنے آباؤ و اجداد پر فخر کیا کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ان سب مروجہ باتوں اور فخر و تفاخر کو چھوڑ کر خدا تعالےٰ کی کبریائی اور شان بیان کیا کرو فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔ جس طرح تم اپنے آباؤ و اجداد کا ذکر کرتے ہو اس طرح بلکہ اس سے بڑھ کر تم خدا تعالےٰ کا ذکر کرو۔ یہ ایک مشکل ترین انقلاب تھا جو حضور نبی کریم صلعم نے پیدا کیا۔

غرباء کا ساتھ دینے میں حصولِ رضائے الٰہی۔

اس انقلاب کے پیدا کرنے میں حضور صلعم نے روحانیت کا سبق بھی دیا۔ فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے قرب کا طریق بیان کرتا ہے اور کہتا ہے وابغونی فی الضعفاء۔ اگر تم کو میری تلاش ہے تو تم مجھے غرباء اور ضعفاء میں پاؤ گے۔

امراء کی زندگی غرباء سے البتہ ہے

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا تنصرون و ترزقون بضعفاءکم۔ تم غرباء کے بغیر اپنے کام انجام نہیں دے سکتے۔ تم جتنے امیر ہوا تنے ہی تم کو نوکر چاکروں کی ضرورت ہے۔ تمہیں اپنے لئے بہرے چاہئیں، مشعلچی چاہیئے۔ سقہ چاہیئے۔ ڈرائیور چاہیئے غرض غرباء کی مدد سے تمہاری زندگی قائم ہے۔ ایک واقعہ ہے کہ جب ہندوستان کی ایک ریاست پر حملہ ہوا۔ تو نواب صاحب بستر استراحت پر تھے۔ ان سے کہا گیا کہ دشمن سر پر آ پہنچا ہے تو کہنے لگے اٹھ تو بیٹھا ہوں لیکن کم بخت خادم نہیں آیا جو مجھے جوتا پہنائے تو جوتا تم کو خادم پہناتا ہے۔ روٹی خادم پکا کر تمہیں دیتا ہے۔ اور روٹی تمہارے سامنے بھی خادم رکھتا ہے۔ تنصرون فرمایا کہ خادموں اور غریبوں کے سہارے جیتے ہو۔ و ترزقون اور تمہارا رزق بھی یہی لوگ پیدا کر رہے ہیں یہی لوگ ہی تمہارے کھیتوں کو کاشت کر رہے ہیں اور تمہاری روٹی پیدا کرتے ہیں اور وہی لوگ امراء کے کارخانے چلاتے اور ان کے لئے دولت پیدا کرتے ہیں اس سے عیاں ہوتا ہے کہ امراء ہر طرح سے غرباء کے محتاج ہیں۔

غرباء امراء کی عزت کریں

امراء سے کہا کہ تم غرباء کے محتاج ہو تم ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں اور غریبوں کا فرض ہے کہ وہ امراء کی عزت کریں۔ یوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان میں اخوت و مودت پیدا کر کے دکھلا دی، مساوات کا قیمتی سبق دینے کے علاوہ غرباء کی تکریم بھی قائم کی۔

غلاموں نے نماز میں امامت کی

سالم جو ابی حذیفہ رضی کے غلام تھے وہ قرآن کریم اعلےٰ درجہ کا پڑھتے تھے۔ مدینہ طیبہ میں وہی امامت کے فرائض ادا کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابی سالمؓ کی اقتداء میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کی وفات نماز جنازہ کی امامت صہیب رومیؓ نے کی جس میں مہاجرین و انصار کے سردارانِ قوم موجود تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی نے غلام زادے اسامہ کے زیرکمان جہاد کیا۔ حضور نبی کریم صلعم نے غریب اور امیر کا مشکل ترین مسئلہ آج سے چودہ سو برس پہلے حل کر کے دکھلا دیا چھوٹے اور بڑے کو ایک کر دیا۔

نماز میں پیچھے آنے والا امیر پچھلی صف میں

نماز پڑھنے میں اگر غریب آدمی امیر آدمی سے پہلے مسجد میں آ گیا تو اس کو پہلے اور آگے جگہ مل گئی اور امیر کو پچھلی صف میں کھڑا ہونا پڑا۔

یورپ کی پہلی جنگِ عظیم کے دوران میں جو مسلمان مر جاتے تھے ان کے لئے میں ووکنگ میں قبرستان بنانا چاہتا تھا۔ اس سلسلہ میں سرکار نے ایک وفد تجویز کیا جو میرے پاس آیا۔ اس وفد کے ارکان سر آغا خان۔ سر عباس علی بیگ اور علیگڑھ کے سابق پرنسپل سر ماریسن تھے وہ وفد عین عید کے دن ووکنگ مسجد میں آیا۔ ان کے پہنچنے سے تھوڑی دیر پہلے نماز قائم ہو چکی تھی کسی نے اس وفد کی طرف توجہ نہ دی۔ کیونکہ جب مسلمان نماز پڑھتا ہے تو وہ دنیا کے کسی بادشاہ کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتا۔

سر آغا خان نہایت پڑھے لکھے شخص ہونے کے علاوہ نہایت بلند اخلاق انسان تھے۔ چنانچہ جب وہ پہنچے تو انہیں سب سے پچھلی صف میں کھڑا ہونا پڑا۔ وہاں پر گھاس تھی اور اس پر قالین وغیرہ نہ تھا۔ التحیات کے وقت ان کو اس گھاس پر بیٹھنا پڑا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر میں خطبہ دینے کے لئے اٹھا تو سر آغا خان کو اس حالت میں دیکھا۔ ان کو ہی میں نے خطبہ کا موضوع بنا لیا اور کہا کہ سر آغا خان جو آج نمازیوں کی آخری صف میں بیٹھے ہیں یہ وہ ہستی ہے جس کو انگلستان کا بادشاہ اپنا چچا کہتا ہے وہ شاہی محل میں مہمان ہوتے ہیں۔ آج جب خدا کے دربار میں آئے تو جہاں انہیں جگہ ملی وہیں سربسجود ہو گئے اس موقعہ پر میں نے حضور نبی کریم صلعم کی قائم کردہ اخوت اور مساوات کی وضاحت کی اور اس کی عملی صورت لوگوں کے سامنے رکھ دی۔

. . . .

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا غرباء سے تعلق

اب میں ایک حدیث کا ذکر کرتا ہوں۔ حدیث قدسی وہ ہے جس میں خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی بات بیان ہو اور اس کی روایت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کریں۔ تو ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے یا ابن اٰدم۔ اے آدم کے فرزند۔ مرضت میں بیمار ہوا فلم تعدنی۔ لیکن تو نے میری عیادت نہ کی۔ انسان کہے گا یا رب کیف اعودک وانت رب العالمین۔ اے خدا تو تو ساری مخلوق کی پرورش فرماتا ہے میں کیسے آپ کی عیادت کرتا۔ فرمایا اما علمت کیا تو نے نہ جانا ان عبدی فلاناً مرض۔ کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہو گیا فلم تعدہ تو نے اس کی خبر گیری نہ کی۔ اما علمت ولو عدتہ اگر تو اس کی خبر گیری کرتا لوجدتنی عندہ تو تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ پھر فرمایا یا ابن اٰدم۔ اے آدم کے فرزند استطعمتک میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا فلم تطعمنی تو تو نے مجھے کھانا نہ دیا تھا۔ انسان کہے گا کہ اے خدا تو تو سارے جہان کا پروردگار اور رازق ہے میں کیسے تیری مہمانی کر سکتا ہوں فرمایا اما علمت انہ استطعمک عبدی فلاناً۔ کیا تو نہیں جانتا میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو تو نے نہ دیا تھا اما علمت لو اطعمتہ لوجدت ذالک عندی۔ کیا تو نے نہ جانا۔ کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو وہ کھانا میرے پاس پہنچتا۔ پھر فرمایا یا ابن اٰدم اے آدم زاد استسقیتک فلم تسقنی۔ میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ انسان کہے گا یا ربّ العالمین تو تو دنیا جہان کا والی ہے میں کیسے تیری پیاس بجھاتا۔ فرمایا کہ میرا فلاں بندہ پیاسا تھا مگر تو نے اسے پانی نہیں پلایا اگر تو نے پانی پلایا ہوتا تو وہ پانی مجھے پہنچتا۔

نبی کریم صلعم کی غریب پروری کے متعلق حضرت خدیجہؓ کی گواہی

اندازہ لگایئے کہ خدا تعالےٰ کا غرباء کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح خدا کی منشاء کو پورا کیا کہ حضور صلعم نے غرباء کی ہمدردی اور خیر خواہی کمال درجہ تک کی۔ اس کی گواہی حضرت خدیجہ رضی نے بھی دی۔ اور اس گواہی میں دین کا نچوڑ بیان کر کے رکھ دیا۔ حضرت خدیجہؓ نے گواہی دی کہ غرباء سے محبت اور خیر خواہی کرنا آپؐ کی فطرت میں ہے۔ حضور نبی کریم صلعم وہ ہستی ہیں جو صحیح فطرت لے کر آئے ہیں۔ جب حضور صلعم پر خدا تعالےٰ کی طرف سے پہلی وحی اتری تو حضور صلعم گھبرا گئے تھے۔ یہاں تک گھبراہٹ کا اظہار کیا تھا کہ فرمایا خشیت علی نفسی۔ مجھے جان کے لالے پڑ گئے ہیں۔ قوم میرے ساتھ کیا سلوک

جو امیر نہیں ہیں حسن سلوک۔

کرنے کی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کلا واللہ لایخزیک اللہ ابداً۔ خدا کی قسم کھا کر تسلی دیتی ہوں کہ آپؐ کو خدا تعالےٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپؐ خدا تعالیٰ کے پرستار ہیں۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ آپؐ کا یہ تعلق ہے اور اس کی مخلوق کے ساتھ یہ تعلق ہے۔ کوئی مسکین ایسا نہیں جس سے آپؐ ہمدردی اور خیرخواہی نہ کرتے ہوں۔ آپؐ سب سے زیادہ مہمان نواز ہیں۔ آپؐ ہر آدمی کا بوجھ اُٹھا لیتے ہیں جب کسی کو کچھ نہ ملتا ہو تو آپؐ اس کو کما کر دیتے ہیں۔ جب کوئی قحط، زلزلہ اور وباء مصیبت آجائے تو آپؐ قوم کی مدد کرتے ہیں۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

سب مسلمان فطرانہ جمع کرکے ہسپتال، تعلیمی اور فنی ادارے قائم کریں

ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آج آپ نے فطرانہ دیا ہے۔ ہر مسجد میں فطرانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ لاہور کی آبادی اس وقت ۲۵/۲۴ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ صرف لاہور سے ہی آج کے دن ۲۵/۲۴ لاکھ روپیہ میسر آسکتا ہے۔ اگر اس کو انتظام کے تحت اکٹھا کیا جائے۔ تو اس سے ہسپتال کالج۔ سکول اور دوسرے سماجی اور تعلیمی ادارے جاری ہوسکتے اور چل سکتے ہیں جہاں ایک غریب آدمی سے ایک پیسہ لئے بغیر اس کی تعلیم و تربیت اور پیشہ ورانہ تربیت ہوسکتی ہے اور یوں وہ امراء کے بازو بن سکتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقتصادیات میں بھی کمال دانشمندی کا اظہار فرمایا ہے۔

صرف لاہور سے ۲۵/۲۴ لاکھ روپیہ ہر سال جمع ہوسکتا ہے۔ اور سارے پاکستان میں سے دس کروڑ روپیہ ہر سال فراہم ہوسکتے ہیں اور یہ پاکستان کے غریب حصے کو مفید حصہ بنانے کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ لیکن انتظام نہ ہوسکنے کی وجہ سے یہ روپیہ برباد ہو جاتا ہے چاہیئے کہ حکمران اس کی طرف توجہ دیں۔

میں نے ایک دفعہ علامہ اقبال سے کہا تھا کہ تم انجمن حمایت اسلام کے لئے ۶۰ ہزار روپیہ کے معاملہ میں انگریزی حکومت کے محتاج رہتے ہو۔ حضور صلعم نے محتاجی کو دور کرنے کا بہترین نسخہ مسلمان قوم کو دیا ہے۔ یہاں لاہور میں بھی (علامہ کی زندگی میں) مسلمانوں کی آبادی چار لاکھ کی تھی ان سے فطرانہ کے طور پر ہر سال ایک بڑی رقم مل سکتی ہے انجمن کی محتاجی ختم ہو جائے گی۔

علامہ اقبال کہنے لگے کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کا ردِ عمل کیا ہوگا لوگ کہیں گے کہ ملاّ روپیہ کھانا چاہتا ہے۔ صرف آپ کی ہی ایک انجمن ہے جس کے متعلق کسی کو شک و شبہ نہیں ہوسکتا کہ اس کا کوئی رکن قوم کا روپیہ نہیں کھا سکتا۔ چاہیئے کہ مسلمان فطرانہ کی رقم جمع کریں اور مختلف تعلیمی اور تربیتی ادارے کھول کر غرباء کی دستگیری کریں۔

تمام خواتین و رجال کو عید مبارک اور دُعا

میں آخر میں تمام خواتین و رجال کو عید مبارک کہتا ہوں خدا سب پر اپنی رحمت کی بارش کرے سب کے بال بچوں پر کرم کرے سب کی مشکلات کو دُور کرے۔ آپ کے دل میں عزم پیدا ہو اور توفیق میسر آئے کہ آپ خدا تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و احکامات پر عمل کریں۔ [illegible]

اعلان کیا جاتا ہے کہ ہمارا جلسہ سالانہ ہر سال دسمبر کے آخری دنوں میں ہوا کرتا تھا۔ اس سال ملک کے تمام اطراف میں شورش ہے۔ ان مخدوش حالات کے پیش نظر انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ امسال جلسہ ملتوی کر دیا جائے ؛؛

بقیہ خطبہ جمعہ۔ سلسلہ صہ ۴

کو ماننا اصل دین ہے۔

(۲) رضائے الٰہی کے لئے مال خرچ کیا جائے

وآتی المال علیٰ حبہ۔ ایمانیات سے اعمال پیدا ہوتے ہیں۔ اعمال میں سے سب سے بڑی قدر و منزلت کا کام یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں مال صرف کیا جائے انسان کو مال سے زیادہ محبت ہوتی ہے کیونکہ یہ زندگی کی ضروریات مہیا کرتا ہے۔ اس سے آرام میسر آتا ہے۔ اس سے مکان اور جائداد بنتی ہے۔ رشتہ داریاں اس سے چلتی ہیں۔ اس لئے انسان کو مال سے محبت ہے اسی وجہ سے مال کو دل کا ٹکڑا کہا گیا ہے۔ اس لئے ایمانیات کے بعد فرمایا خدا کی رضا چاہنے کے لئے مال صرف کیا جائے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص ایماندار ہے۔ مال کو صرف خدا کی محبت کی وجہ سے اور اس کی رضا چاہنے کے لئے صرف کرنا چاہیئے نہ کہ کسی پر احسان کرنے کے لئے۔ چنانچہ فرمایا اتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ تم نے رشتہ داریاں پالنا ہے اس کے اندر طرح طرح کی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں رشتہ داریوں کو پالنا اور اس کو قائم کرنا بڑا مشکل ہے۔ ان پر مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ بطور احسان کے خرچ نہ کیا جائے صرف خدا کی محبت میں اس کی رضا کی خاطر قریبیوں کی امداد کی جائے۔ والیتمیٰ قوم کے یتیموں کی حالت سنوارنے کے لئے روپیہ صرف کرنا۔ والمسٰکین۔ قوم کے اپاہج یا نادار لوگوں پر خرچ کیا جائے۔ وابن السبیل۔ مسافر کی مدد کی جائے والسائلین۔ سوالیوں کی حاجت روائی کی جائے، جو نادار ہیں ان کی روزی کا سامان کیا جائے وفی الرقاب۔ وہ لوگ جن کی گردنیں قرضوں میں پھنسی ہوئی ہیں۔ ان کی گردنوں کو چھڑانا۔ اور ان کے قرضوں کو اتارنا یہ مسلمان کی خصوصیات ہیں اور یہی اصل دین ہے

(۳) قیام نماز اور خدمت خلق کی اہمیت

پھر فرمایا واقام الصلوٰۃ۔ نماز کو ان اعمال سے پیچھے رکھا ہے۔ پہلے حکم ہے کہ مال کو خدا کی مخلوق پر خدا کی رضا چاہنے کے لئے صرف کیا جائے۔ اس کے بعد عبادت الٰہی کا حکم دیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ جب کبھی ہم جہاد پر جاتے ہیں۔ لا نسبح قبل حطّ [illegible] پالان نہ اتار دیتے اور ان کے لئے آرام اور چارے اور پانی کا انتظام نہ کر دیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت کرنے کو نماز پر مقدم کرکے اس کی اہمیت قائم کرنا مقصود ہے۔

(۴) پابندئ عہد

پھر فرمایا والموفون بعھدھم اذا عاھدوا۔ اس دنیا میں زندگی گذارنے کے لئے انسان کا عہد و پیمان اور قول و قرار کا پختہ ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص قول و قرار کا پختہ نہیں تو اس کی کوئی عزت ہے نہ اس کے کاروبار میں برکت ہے۔ قول و قرار کا پختہ ہونا مسلمان کا شعار ہے۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ بھی ایک عہد ہے۔ کہ ہم خدا تعالےٰ کے احکام کی پابندی کریں گے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے۔ اس عہد کو مسلمان بار بار پڑھتا ہے۔ آپ توجہ کریں کہ اس عہد کی پابندی پر کس حد تک قائم ہیں۔

(۵) مصائب میں صبر

والصّٰبرین فی البأساء والضراء وحین البأس مسلمان کو استقامت ہمت اور عزم سے زندگی گذارنی چاہیئے۔ انسان پر تنگی ترشی کا زمانہ آتا ہے۔ بیماریاں لاحق ہوتی ہیں جنگ اور دوسرے خوف لاحق ہوتے ہیں آسمانی اور زمینی آفتیں انسان پر ٹوٹتی ہیں۔ ان مشکل اور سخت حالات میں مسلمان کو صبر سے کام لینے کا قیمتی سبق دیا گیا۔

بیان کردہ امور پر عامل ہی راستباز اور متقی ہے

ان آیات بیّنات میں جو نقشہ مسلمان کی زندگی کا قرآن کریم نے کھینچا ہے۔ جن کی زندگی ایسی گذرتی ہے ان کے متعلق فرمایا۔ اولٰئک الذین صدقوا۔ وہی ہیں جنہوں نے اپنے دین کو سچ کر دکھایا اولٰئک ھم المتقون، انہی کو متقی اور خدا خوف کہتے ہیں۔ اس ارشاد الٰہی میں خدا تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ یہ بھی ذکر ہے کہ خدا تعالےٰ غرباء و مساکین پر مال خرچ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ اس آیت کے مقاصد کو اپنے سامنے رکھ کر ان کو حاصل کیا جائے۔ ان تعلیمات کی پابندی جماعت کے معاشرہ کے لئے نہایت مفید ہوتی ہے ؛؛

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک ڈائری پر ایک معزز سائل صاحب کی تنقید کا جواب

کیا سر سید احمد خان صاحب کی طرف کوئی غلط بات منسوب کی گئی ہے؟

(از قلم حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

—— (۸) ——

خلاصہ گذشتہ قسط

گذشتہ قسط میں بتلایا گیا تھا کہ سر سید احمد خان صاحب گو کہتے تو یہ تھے کہ قرآن شریف کی وحی اللہ تعالیٰ کے ہی الفاظ پر مشتمل ہے لیکن جو تفصیل انہوں نے اس وحی کی قارئین کرام کے سامنے رکھی ہے اور جو اس وحی کو لانے والے فرشتہ جبرئیل کی حقیقت انہوں نے بیان کی ہے اس سے بجز اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ قرآن کریم نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم کے اپنے ہی خیالات ....

...... اور نعوذ باللہ آنحضور صلعم کے اپنے ہی الفاظ کا مجموعہ ہے اور عیسائی مستشرقین نے اس بارے میں جن خیالات کا اظہار انکے زمانہ میں کیا تھا یا اب بھی کرتے ہیں سر سید صاحب نے جو تفصیل بیان کی ہے انہی سے متاثر ہو کر بیان کی ہے۔

تعجب ہے کہ سر سید صاحب یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کے ملکہ فطرت میں الفاظ نقش تو کر سکتا ہے لیکن تکلم کے ذریعہ ملکہ فطرت تک الفاظ پہنچا نہیں سکتا یا لفاظ دیگر نقش کرنے کی قوت تو اس کے اندر موجود ہے لیکن نعوذ باللہ قوت گویائی سے وہ محروم ہے۔

سر سید صاحب کے ملائکہ کے متعلق دو نظریئے۔ پہلا نظریہ

سر سید صاحب نے ملائکہ کے متعلق دو نظریئے بیان کئے ہیں اپنا پہلا نظریہ انہوں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"میں کہتا ہوں کہ جس طرح انسان سے فروتر مخلوق کا ایک سلسلہ ہم دیکھتے ہیں اسی طرح انسان سے برتر مخلوق ہونے سے انکار کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ شاید کہ ہو (گویا کہ ملائکہ کے خارجی وجود پر یقینی ایمان نہیں۔ تامل) گو وہ کیسی ہی عجیب اور ناقابل یقین ہو (الفاظ "ناقابل یقین ہو" قابل غور ہیں۔ تامل) مگر ایسی خلقت کے درحقیقت موجود ہونے کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اس بات کا ثبوت کہ ایسی خلقت ہے نہیں ہے۔"
(تفسیر البقرہ صفحہ ۴۲)

آخری جملہ میں انہوں نے کھلے الفاظ میں یہ اعتراف کر لیا ہے کہ ملائکہ کے خارجی وجود پر فی الحقیقت کوئی دلیل ہے ہی نہیں گویا قرآن کریم میں ان کے خارجی وجود کا ذکر انکے نزدیک درحقیقت دلیل کہلانے کا مستحق نہیں انشاء اللہ قرآن کریم سے ہی ملائکہ کے خارجی وجود کا ثبوت پیش کر دیا جائے گا۔ پہلے نظریہ میں ملائکہ کے وجود کے انکار کی وجہ انہوں نے یہ بتلائی ہے کہ ان کے وجود پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

سر سید صاحب کا ملائکہ کے متعلق دوسرا نظریہ

لیکن قرآن کریم سے ثبوت پیش کرنے سے قبل سر سید صاحب کا ملائکہ کے متعلق دوسرا نظریہ پیش کرنا ضروری ہے جس کا ذکر انہوں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"ان باریک باتوں پر غور کرنے سے اور اس بات کے سمجھنے سے کہ خدا تعالیٰ کے جو اپنے جاہ و جلال اور اپنی قدرت اور اپنے افعال کو فرشتوں سے نسبت کرتا ہے تو جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قوی کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کئے ہیں ملک یا ملائکہ کہا ہے جن میں سے ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے پہاڑوں کی صلابت۔ پانی کی رقت۔ درختوں کی قوت نمو۔ برق کی قوت جذب و دفع غرضیکہ تمام قوی جن سے مخلوقات موجود ہیں اور جو مخلوقات میں ہیں وہی ملک و ملائکہ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے" صفحہ ۴۲

سر سید صاحب کی تحریر کا مطلب

سر سید صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے عیاں ہے کہ قرآن کریم میں جو ملائکہ کا ذکر آیا ہے ان سے مراد انکے نزدیک وہ قوتیں ہی ہیں جو تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پائے جاتے ہیں مثلاً پہاڑوں میں جو صلابت ہے وہ صلابت ان کے نزدیک ملک ہے۔

اسی طرح پانی میں جو رقت ہے اور درختوں میں جو قوت نمو ہے وغیرہ وغیرہ ان کے نزدیک وہ رقت اور وہ قوت نمو ہی فرشتہ ہے اور ان قوتوں کے علاوہ ان کے نزدیک فرشتوں کا اور کوئی الگ وجود نہیں۔

ان قوی پر ایمان لانے کے معنی کیا

سر سید صاحب کے فرشتوں کے متعلق مندرجہ بالا نظریہ پر اطلاع پا کر ہر سچا مسلمان دریا نے حیرت میں ڈوب جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی آیت امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ اور اسی طرح دیگر متعدد آیتوں میں فرشتوں پر ایمان لانے کو اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ اسلام میں انہی امور کو جزو ایمان قرار دیا گیا ہے جو پردہ غیب میں ہوتے ہیں یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ سورج اور چاند وغیرہ پر ایمان لاؤ کیونکہ یہ اشیاء تو ہر وقت ہمارے مشاہدہ میں رہتی ہیں۔ ان پر ایمان لانے سے ہمیں کیا ثواب مل سکتا ہے۔ اسی طرح پانی کی رقت اور پہاڑوں کی صلابت اور درختوں کی قوت نمو وغیرہ امور بھی ہر وقت ہمارے مشاہدہ میں رہتے ہیں اور اگر یہی چیزیں ملائکہ کے اسم سے موسوم ہیں تو ان کو ایمان کے ارکان میں قرار دینے کے کیا معنی اور ان پر ایمان لانے کی تلقین کرنے اور اس پر اس قدر زور دینے کا کیا مطلب کہ اس کے بغیر انسان مومن بن ہی نہیں سکتا۔ سر سید صاحب اس آیت کی تفسیر چھوڑ گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تاویل ان کو مشکل نظر آئی۔

ملائکہ کے متعلق سر سید صاحب کی مزید وضاحت

اس رکوع کی تفسیر کرتے ہوئے جو واذ قال ربک للملائکۃ سے شروع ہوتا ہے لکھتے ہیں:۔

"اس قصہ میں چار فریق بیان ہوئے ہیں ایک خدا دوسرے فرشتے (یعنی قوائے ملکوتی) تیسرے ابلیس یا شیطان (یعنی قوائے بہیمی) چوتھے (یعنی انسان جو مجموعہ ان قوی کا ہے اور جس میں عورت اور مرد دونوں شامل ہیں) مقصود قصہ کا انسانی فطرت کی زبان حال سے انسان کی فطرت کا بیان کرنا ہے خدا جو سب کا پیدا کرنے والا ہے گویا قوائے ملکوتی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں ایک مخلوق یعنی انسان کثیف مادہ سے پیدا کرنے کو ہوں کہ وہی میرا نائب ہونے کے لائق ہے جب میں اس کو پیدا کر چکوں تو تم سب اس کو سجدہ کرنا اس مقام پر مخاطبین کو اس بات کا کہ اس مخلوق میں قوائے بہیمیہ ہوں گے عالم قرار دیا ہے اور مقتضائے فطرت ان قوای کے قوائے ملکوتی نے اپنی فطرت اس طرح بیان کی کہ ہم تو تیری ہی تعریف کرتے ہیں اور تجھ پاک کو یاد کرتے ہیں.......... انسان باوجودیکہ قوی متضاد ملکوتیہ و بہیمیہ سے مرکب ہے" صفحہ ۵۷-۵۶-۵۵

اسلام کی الہامی کتاب قرآن

(بسلسلہ صفحہ ۲)

قرآن مجید اس مقصد کے حصول کے لئے ہر قسم کی اخلاقی صفات بتلاتا ہے جو کہ ایک بااخلاق انسان میں جمع ہونا ضروری ہیں۔ جو شخص ایک دو اچھی صفات اپنے اندر رکھتا ہو وہ اس وجہ سے بااخلاق انسان نہیں کہلا سکتا۔ لہذا مومن کے لئے صرف سچ بولنا ہی ضروری نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ انسان سچ کی حقیقت سے بھی آشنا ہو اور سچائی موقعہ اور محل کے مطابق بولے۔ مومن کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ صلح کن ہو، صابر ہو۔ معاف کرنے کی بھی طاقت رکھتا ہو، وعدہ کا پکا اور وفادار ہو۔ چغلی نہ کرے، کسی کو گالی نہ دے وغیرہ وغیرہ۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میری بعثت کی اغراض میں سے ایک یہ غرض بھی ہے کہ میں اخلاقیات کی بھی تکمیل کر دوں۔ یعنی انسانوں کو اخلاق کی بلندیوں پر پہنچنے کا راستہ بتلاؤں اور اس کو کمال کی حد تک پہنچاؤں۔

جب انسان اخلاق کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے تو پھر قرآن مجید اس کی مدارج روحانیہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ وہ انسان کو سکھلاتا ہے کہ روحانی مدارج پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے قول و فعل کا مآل خدا تعالیٰ کی ذات ہو۔ مومن کو اس مقام کی راہ بتلاتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ انسانی اعمال کی قدر و منزلت اس کی صفائی نیت پر منحصر ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ انسان لگاتار اس بات کا خیال رکھے کہ اس کی نیت صاف رہے اور اس کا ہر قول و فعل محض خدا کی خاطر ہی ہو۔ جب تک انسان ایسا نہ کرے وہ روحانی مدارج کو طے ہی نہیں کر سکتا۔

مومن کا دوسروں سے سلوک

ہر مرحلہ پر مومن کی دوسروں سے نسبت اور دوسروں سے سلوک مختلف ہوتا ہے۔ ابتدائی مرحلہ پر انسان فطری تقاضوں کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اگر کوئی اس سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ یا اگر وہ اپنے پڑوسیوں اور ساتھیوں سے اچھا سلوک کرے تو ان سے کم از کم شکریہ کی توقع رکھتا ہے۔ لیکن جب انسان اخلاق کے اعلیٰ مقام پر ہو تو پھر اپنے ہمعصروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان سے کسی قسم کے بدلہ کا کبھی منتظر نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ کسی سے شکریہ کے الفاظ بھی نہیں چاہتا۔ لیکن اس مقام پر انسان اگر دوسرے جس پر اس نے احسان کیا ہو بدسلوکی دیکھے تو وہ حسن سلوک سے بھی رک جاتا ہے۔ مگر جب انسان اس مرحلہ سے گزر کر روحانی مدارج طے کر رہا ہو تو خواہ اس کے ہمعصر اس کے احسان کے بدلہ اسے بدسلوکی دکھلائیں وہ جب بھی موقعہ پائے اپنے دکھ دینے والوں سے حسن سلوک سے ہی پیش آتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ مضمون بالفاظ ذیل پیش کیا گیا ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربی۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو عدل احسان اور ایتای ذی القربی کا حکم فرماتا ہے عدل پہلے مرحلہ پر۔ احسان دوسرے، اور ایتائے ذی القربیٰ حسن سلوک کے مدارج میں سے انتہائی نقطہ ہے۔ اس مقام کا انسان دوسروں کو اپنے بچوں کی طرح خیال کرتا ہے والدین اپنے بچوں کی بہتری کے لئے کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ انہیں بچوں کی طرف سے بعض اوقات تکالیف بھی پہنچتی ہیں۔ مگر وہ اپنا فرض ادا کرنے میں کبھی بھی ہچکچاہٹ نہیں کرتے مومن کو اگر تکلیف پہنچے تو اسے تکلیف پہنچانے والے سے بلا سوچے سمجھے بدلہ لینے کی کوشش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ معاف کرنے کی طرف میلان ہونا ضروری ہے۔ لیکن معاف کرنے اور بدلہ لینے کی صورت میں اصلاح کا مدنظر رہنا انتہائی ضروری ہے اگر اصلاح مدنظر نہ ہو تو نہ تو بدلہ بہتر ہوتا ہے اور نہ ہی معاف کرنا۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں فطری تقاضوں کا نتیجہ ہو سکتی ہیں۔ قرآن مجید میں اس مضمون کو بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ $\frac{۴۲}{۴۱}$ - لہذا مومن کے لئے ضروری ہے کہ اسے ہر حالت میں اصلاح مدنظر ہو۔ اگر اصلاح سزا سے ہو تو سزا و بدلہ بہتر ہے ورنہ معافی۔ اگر معافی سے اصلاح نہ ہوتی ہو تو پھر معافی بدلہ سے بدتر ہوگی۔

عمل وایمان کے مدارج

قرآن مجید پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان وعمل کے مختلف مدارج ہیں (۱) ایمان انسان یعنی دلائل سن کر مذہبی صداقتوں کو قبول کرتا ہے اور ان کے مطابق عمل کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اس مقام پر قوانین احکام شریعت کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن جب انسان ایمان میں ترقی کرتا ہے جب اس کا ایمان معرفت کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے اس وقت وہ مومن ہی نہیں بلکہ عارف کہلاتا ہے کیونکہ اسے ان اصول کا کامل علم حاصل ہو جاتا ہے جن کو اس نے پہلے معمولی دلائل کی بناء پر قبول کیا تھا۔ اس مقام پر انسان کے لئے شریعت قوانین واحکام کی بجائے طریقت بن جاتے ہیں یعنی طریقہ حیات۔ وہ اس کی طبیعت اور فطرت کا ایک حصہ بن کر اس کے سامنے آتی ہیں۔ وہ ان پر عمل کسی خوف یا طمع کے لالچ سے نہیں کرتا بلکہ وہ ان سے باہر عمل ہی نہیں کر سکتا۔ وہ گویا اس کے ساتھ ایک ہو جاتی ہیں جسے حقیقت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مقام کے انسانوں کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے۔ فافعلوا ما شئتم قد غفر اللہ لکم۔ اس مقام پر خدا کا بندہ پکار اٹھتا ہے "میں ہی حق ہوں"۔ کیونکہ جو راستہ پہلے باہر سے بتلایا گیا تھا اب اس کے وجود میں منتقل ہو کر ظاہر ہوتا ہے اور وہ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ عین منشاء ایزدی ہوتا ہے یا یہ کہ وہ کچھ نہیں کر سکتا جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو۔ کیونکہ یہ مقام اس کو حاصل ہوتا ہے جو کہتا ہے قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین $\frac{۶}{۱۶۲،۹۲}$ یہی ذاتی وعدہ ہے جو مومن اسلام لاتے ہوئے لا الہ الا اللہ کہہ کر کرتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی اور وجود ہماری کلی محبت کا مرجع نہیں۔ اس مقام کے انسان کا ایمان الیقان ہوتا ہے اسے خدا تعالیٰ اور اس کی بیان کردہ صداقتوں پر ایسے یقین ہوتا ہے جیسے ظاہری چیزوں کے وجود پر۔ اس کے ایمان کو کوئی چیز بھی متزلزل نہیں کر سکتی۔

مگر روحانی منازل کی یہ انتہا نہیں ہے۔ اس مقام کو مقام فنا کہا گیا ہے جسے بدھ مذہب میں نروان کہتے ہیں اور عیسائیت میں خدا میں اپنے وجود کو کھو دینا۔ اسلام کے نزدیک فنا سے بھی آگے مقام ہیں۔ کیونکہ فنا کے بعد بقا کا آنا ضروری ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔ بل احیاء عند ربھم جنہوں نے خدا کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی دنیاوی زندگی دے کر ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لی ہے۔ اب انہیں خدائے ذوالجلال کی بقا کا مقام بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف واپس آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی آ میرے بندوں کے ساتھ میری جنت میں داخل

بحر حکمت کے موتی

بسلسلہ صفحہ اوّل

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم کی نماز میں کس قدر توجہ الی اللہ ہوتی تھی کہ ادنے چیز کو بھی جو مخل ہو سکے پسند نہیں کیا۔ انبجانی جگہ کا نام ہے۔ اور انبجانیہ اس موٹی سادہ چادر کو کہتے ہیں جو وہاں سے بن کر آتی تھی۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

ملفوظات

بسلسلہ صفحہ اوّل

خدا پر نہیں وہ نماز پر کس طرح یقین کر سکتا ہے۔

ملفوظات احمدیہ جلد نہم

م م

ہو جا۔ یہی وہ مقصد حیات تھا جس کے پانے کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا۔ بعض لوگ کہہ سکتے ہیں یہ راستہ بڑا لمبا ہے کہ انسان ایک زندگی میں اسے طے نہیں کر سکتا۔ اس لئے بار بار کا جنم ضروری اور لابدی ہے۔ لیکن ایسا کہنا محض نافہمی کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے کیونکہ منزل حیات پر وقت کا شمار نہیں ہوتا یہاں ایک قسم کا اندرونی انقلاب ضروری اور لابدی ہے جو وقت سے وابستہ نہیں۔ یہ مقصد حیات کسی باہر سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ انسان کی روح میں ایک تغیر برپا ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کسی اور کا عمل انسان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔

ہم سب خدائے برحق کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی خود رہنمائی فرمائے۔ تاہم اپنی زندگی کے انتہائی نقطہ کو پا سکیں۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

عاشقانِ علومِ قرآن کیلئے مژدہ

فاضل اجل حضرت مولانا الشیخ عبدالرحمان صاحب مصری مدظلہ فیوضہ نے "روح اسلام" کی درخواست پر تفسیر قرآن کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ آپکا علمی پایہ محتاج تعارف نہیں۔ اس تفسیر میں معارف قرآن کے علاوہ قرآن کے ادبی، صرفی اور نحوی محاسن کی وضاحت بھی ہوگی جس سے قرآن کے شیدائی اپنی علمی اور ادبی تشنگی دور کر سکیں گے۔ ایک مدت کے بعد علوم اسلام کے سامنے نور و عرفان کے یہ گوہر ہائے آبدار پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے احباب سے درخواست ہے

تبلیغی خط و کتابت

نائیجیریا

ترجمہ خط از محمد نجم دین یوسف نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درخواست برائے اسلامیہ لٹریچر

اللہ تعالےٰ آپ پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے۔ میں نے آپ کا لٹریچر کسی سے لے کر مطالعہ کیا تھا اور یہ موقعہ غنیمت سمجھ کر آپ کو تحریر کر رہا ہوں کہ مجھے لٹریچر اسلامی اشاعت کے متعلق ارسال کریں میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے جلدی کتب ارسال کریں گے۔ والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا اور اسینس آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور فہرست کتب ارسال کی گئیں)

گھانا

ترجمہ خط عبدالباسط روقاتی گھانا۔ میں اسلام کا مطالعہ کرتا ہے اور قرآن شریف اس غرض کے لئے درکار ہے۔ میں مسلمان ہوں اور انگریزی عربی سکول میں پڑھتا ہوں میں انگریزی۔ تاریخ، جغرافیہ اور عربی کا طالبعلم ہوں۔ اسی امتحان میں پہلی پوزیشن اختیار کی ہے میں عربی علم کے حصول کا بہت خواہشمند ہوں۔ اس لئے مجھے قرآن شریف ضرور ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو پرافٹ آف اسلام - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی - کولیسٹ آف تھم گاڈ ارسال کی گئیں۔)

ترجمہ خط از موسیٰ غنی - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو بڑی مدت سے جانتا ہوں مگر مجھے آپ کا ایڈریس معلوم نہ تھا اور جب معلوم ہوا تو بہت خوشی ہوئی۔ اب مجھے کچھ لٹریچر ارسال کریں

(آپ کو مرزا غلام احمد - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور فہرست کتب ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط عبدالبر و سلامی - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

برائے مہربانی مجھے اپنا مفت لٹریچر اور انگریزی ترجمۃ القرآن ارسال کریں۔ کیونکہ مجھے ان کی اشد ضرورت ہے۔

جواب جلدی ارسال کریں۔

(ان کو اسلام اینڈ کرسچینٹی - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور فہرست کتب ارسال کی گئیں۔)

ترجمہ خط میمو دی آینتو یو - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذہب اسلام آزمائش ترین تھیں۔ میں نے قرآن کریم انگریزی اپنے ایک دوست کے پاس دیکھا ہے۔ امید ہے کہ آپ میری التجا پر غور فرمائیں گے اور جلدی جواب دیں گے۔

(ان کو مرزا غلام احمد - اسینس آف اسلام ارسال کی گئیں اور خط کا جواب بھی دیا گیا۔)

پیغام صلح یکم جنوری ۱۹۶۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ ۱

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک فدا الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا ۔

اٹھے نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآمد — گمرہاں را چشم کن روشن زآیات مبیں

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳۸

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷۴
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

مدیر
محمد ...
نائب مدیر
بشیر احمد سوز

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ ـ مورخہ ۱۸ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ ـ مطابق ۸ جنوری ۱۹۶۹ء | نمبر ۲

"لاہور میں ہمارے پاک محب موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

با مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

جنت اور دوزخ کی راہیں

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ وان الرجل لیصدق حتی یکون صدیقا وان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا۔

ترجمہ:—

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں پہنچاتی ہے اور انسان سراسر سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور بدی آگ میں پہنچاتی ہے اور انسان برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک، کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:—

یہاں سچ کو تمام نیکیوں کی جڑ قرار دیا ہے اور جھوٹ کو بدیوں کی۔ اور یہ صحیح بھی ہے اور جو انسان سچ بولتا ہے وہ صدیق بن جاتا ہے یعنی پھر اس سے کبھی جھوٹ سرزد نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو صدیق کہا جاتا ہے وہ ایسے مقام پر پہنچ (باقی برصفحہ ...)

اس بات کی فکر کرو کہ اولاد صالح ہو طالح نہ ہو

ملفوظات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑ جانا چاہیئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے۔ مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو طالح نہ ہو۔ مگر یہ وہم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پرواہ کی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہیں کرتے۔ وہ اپنی زندگی ہی میں اولاد کے ہاتھ سے نالاں ہوتے ہیں۔ اور اس کی بد اطواریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں۔ اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شراب خوری میں صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کے لئے شرارت اور بد معاشی کی وارث ہوتی ہے۔

اولاد کا ابتلاء بھی بہت بڑا ابتلاء ہے، اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہ ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے وھو یتولی الصالحین۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ۔ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی۔ اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی۔ جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے۔ اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا متکفل کرے گا۔ اور اگر بدچلن ہے تو جانے جہنم میں۔ اس کی پرواہ تک نہ کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے کہ میں بچہ تھا۔ جوان ہوا۔ اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو۔ اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے۔

پس خود نیک بنو۔ اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ۔ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ہشتم)

جناب میاں غلام حیدر صاحب تمیم

مسئلہ نبوّت کا فیصلہ کن حل

ایک ربوائی دوست کے نام

مکرمی و محترمی خواجہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے اپنے سابقہ خطوط اور ملک محمد شریف صاحب کو ارسال کردہ دو خطوط میں نبوت کے مسئلہ کے ہر پہلو کی مکمل وضاحت کی ہے۔ اور کوئی اہم سوال نہیں رہ گیا جس پر تفصیل سے تبصرہ نہ ہوا ہو۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے مسئلہ کا ایک فیصلہ کن حل آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو مجھے امید ہے کہ آپ کسی نتیجہ پر آسانی سے پہنچ سکیں گے۔

ہر دو جماعتوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا سن ۱۹۰۱ء تک محدثیت کا دعویٰ تھا۔ اور اپنی نبوت کو جزوی۔ لغوی ظلی وغیرہ یعنی محدثیت یعنے اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے۔ جماعت لاہور کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضورؑ نے جو دعوےٰ شروع میں کیا۔ آخر تک۔ اُن کا وہی دعوےٰ رہا۔ لیکن جماعت ربوہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سن ۱۹۰۱ء تک تو اپنے آپ کو غیر نبی یا محدث سمجھتے تھے۔ لیکن بعد میں انہوں نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر لی اور محدثیت اور غیر نبی سے انکار کر کے حقیقی نبی کا دعوےٰ کیا۔ اور سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کے تمام حوالے جن میں آپ نے نبی سے انکار کیا ہے منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔" اب اس کا آسان فیصلہ تو یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا تبدیلیٔ عقیدہ ثابت ہو جائے، تو جماعت ربوہ کا موقف صحیح ہے۔ اور اگر حضورؑ سے ۱۹۰۱ء کے بعد عقیدہ نبوت میں کوئی تبدیلی نہ کی ہو، تو جماعت لاہور کے اعتقاد کو صحیح تسلیم کرنا پڑے گا۔ اسی طرح سے اگر سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں انکار نبوت ہے منسوخ ہیں۔ تو جماعت ربوہ کے اعتقاد کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا۔ اور اگر یہ حوالے منسوخ نہیں ہیں۔ تو پھر جماعت لاہور کے اعتقاد کو صحیح تسلیم کرنا پڑے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دعوےٰ نبوت کی تبدیلی کے متعلق جناب صاحبزادہ صاحب کی حسب ذیل تحریرات قابل ملاحظہ ہیں:۔

(۱) "تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو کہ اگست سن ۱۸۹۹ء میں شروع ہوئی اور اکتوبر سن ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا یہی عقیدہ تھا...... کہ آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے، تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے، اور ناقص نبوت ہے، لیکن بعد میں............ آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے معلوم ہوا۔ کہ آپ.............. کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں۔ بلکہ نبی ہیں............ پس سن ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت مسیح موعود نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے۔ بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدلا دیا ہے"۔

(القول الفصل صفحہ ۲۴)

(۲) "نبوت کا مسئلہ آپ پر سن ۱۹۰۰ء یا سن ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ ایک غلطی کا ازالہ سن ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔ جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سن ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے .... یہ بات ثابت ہے۔ کہ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں...... .... اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"

(حقیقت النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

(۳) "اس لئے باوجود اس کے وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں۔ آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے۔ جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدثیت کی شرائط سمجھتے تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو محدث ہی کہتے رہے۔ اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوےٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں۔ جو نبیوں کے سوا اور کسی میں پائی نہیں جاتی۔ اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ جو کیفیت اپنے دعوےٰ کی آپ شروع دعوےٰ سے بیان کرتے چلے آتے ہیں۔ وہ کیفیت نبوت کی ہے نہ کہ کیفیت محدثیت کی۔ تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔"

(حقیقت النبوۃ صفحہ ۱۲۴)

ان تحریرات سے وہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے جو میں اُوپر بیان کر آیا ہوں۔ یعنی

(۱) سال سن ۱۹۰۱ء (یا ۱۹۰۲ء) میں صحیح سال تبدیلیٔ عقیدہ کے چکر میں پڑنے میں اس وقت آپ کو نہیں ڈالنا چاہتا۔ کیونکہ صاحبزادہ صاحب نے ان دونوں تصانیف یعنی القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ میں تبدیلیٔ عقیدہ کے سال میں بھی اختلاف کیا ہوا ہے۔ اور صحیح تاریخ یا سال تبدیلیٔ عقیدہ کا تعین نہیں کر سکے) میں حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے دعوےٰ میں تبدیلی کی۔

(۲)۔ آپ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنے آپ کو محدث اور جزوی یا ناقص نبی خیال کرتے رہے تھے بعد میں آپ نے نبی کا دعوےٰ کیا۔ اور محدثیت اور جزوی اور ناقص نبوت سے انکار کر دیا۔

(۳)۔ پہلے اپنے آپ کو غیر نبی خیال کرتے تھے۔ بعد میں نبوت کا دعوےٰ کیا۔

(۴) حضور کے سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کے تمام حوالہ جات جن میں انہوں نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنا ناجائز ہے۔

خواجہ صاحب! یہ ایک بڑی تبدیلی تھی جس سے جماعت اور خصوصاً اکابرین جماعت ناواقف نہیں رہ سکتے تھے۔ ایک شخص ۱۵/۱۲ سال محدثیت کا دعوےٰ کرتا رہتا ہے اور پھر اس دعوےٰ سے انکار کر کے نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ یہ ایسا معاملہ تھا۔ جو کہ جماعت کے ہر فرد و بشر کو معلوم ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن خواجہ صاحب! آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ جماعت احمدیہ القول الفصل سن ۱۹۱۴ء کی اشاعت سے پہلے اس تبدیلیٔ عقیدہ اور منسوخی تحریرات حضرت مسیح موعودؑ سے قطعاً لاعلم تھی۔ بلکہ اکابرین جماعت حضرت مسیح موعودؑ کی سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب کے حوالے جن میں انکار نبوت تھا۔ بلا دریغ اور کثرت سے استعمال کرتے رہے جیسا کہ میں انہیں خط کے آخر میں دکھا دوں گا سن ۱۹۰۱ء کے بعد جماعت کے بے شمار اخبار اور رسالے شائع ہوتے تھے۔ تقریریں اور مباحثے ہوئے۔ تصانیف کثرت سے کی گئیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحبؑ کے زمانہ بلکہ سن ۱۹۱۴ء تک سلسلہ کی کسی تحریر یا تقریر سے یہ نہیں دکھلایا جا سکے گا کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے سن ۱۹۰۱ء میں اپنے دعویٰ میں تبدیلی کی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے تبدیلیٔ دعوےٰ کے فیصلہ کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جماعت ربوہ یہ ثابت کرے۔ کہ جماعت احمدیہ نے کبھی حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں یا القول الفصل کی اشاعت سے پہلے سلسلہ کی کسی تصنیف یا تقریر میں یہ اظہار کیا تھا کہ:۔

(۱)۔ حضرت مسیح موعود نے سن ۱۹۰۱ء میں اپنے دعوےٰ میں تبدیلی کی تھی۔

(۲) جماعت نے کبھی انہیں خیال کا اظہار کیا ہو۔ کہ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریر شدہ کتابوں میں انکار نبوت کی تحریرات منسوخ ہیں۔

(۳) جماعت نے القول الفصل کی اشاعت سے پہلے کبھی یہ سمجھا تھا کہ حضرت صاحبؑ نے محدثیت اور ولایت کا دعوےٰ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے ہی ترک کر دیا تھا۔ جماعت ربوہ اگر یہ ثابت نہ کر سکے۔ جیسا کہ وہ ہرگز نہ کر سکے گی۔ تو لازماً اس سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا جو دعوےٰ شروع میں تھا۔ وہی آخر تک رہا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا سن ۱۹۰۱ء میں دعوےٰ کی تبدیلی کا خیال جناب صاحبزادہ صاحب کی اختراع ہے۔ حضرت مولانا امیر مرحوم نے شروع ...

(باقی بر صفحہ ۱۱)

اعلائے کلمۃ اللہ اور جماعت احمدیہ

اعلائے کلمۃ اللہ اور تبلیغ و اشاعت اسلام کو قرآن کریم نے مسلمان کا فرض اوّلین قرار دیا ہے اور جگہ جگہ مختلف پیرایوں میں اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ سب سے پہلے اُمت کی پیدائش کی غرض ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بتائی گئی ہے۔ اور اسی بناء پر اسے بہترین اُمت قرار دیا گیا ہے کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ تم بہترین اُمّت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے تم نیکیوں کا حکم کرتے اور بدیوں سے منع کرتے اور اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہو۔ ایک اور جگہ دعوت الی اللہ اور تلقین حق کو بہترین قول قرار دیا ہے فرمایا ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحًا وقال اننی من المسلمین اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف بلاتا نیک عمل بجا لاتا اور کہتا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اور ایک اور مقام پر فرمایا:۔

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ زمانہ گواہ ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات میں صبر کی وصیت کی۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے اعلائے کلمۃ اللہ اور امر بالمعروف کو تمام دوسرے کاموں سے بڑھ کر اہمیّت دی ہے، اور اس کو ایمان اور عمل صالح کا لازمی جزو قرار دیا ہے، یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے امام وقت، مجدّد زمان حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے اور انہوں نے قرآن کریم کے حکم ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کے ماتحت وہ جماعت بنائی جو اعلائے کلمۃ اللہ کے فریضہ کی ادائیگی میں کوشاں ہے۔

حضرت مسیح موعود نے اسلام کے منوّر چہرہ کو دنیا پر جس رنگ میں آشکارا کیا ہے اس کو دیکھ کر ایک نیا ایمان دلوں کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ اسی ایمان کو لے کر آپ کے ساتھی اکناف عالم میں نکل کھڑے ہوئے، اور خدا کے فضل سے جہاں گئے اسلام کو تمام مذاہب سے زیادہ معقول اور پاکیزہ مذہب ثابت کیا۔ انگلستان، امریکہ، افریقہ، جرمنی وغیرہ ممالک میں اسلام کے متعلق جو غلط خیالات پائے جاتے تھے، وہ حرف غلط کی طرح مٹ گئے، اور اس پاک مذہب کی معقولیت کا سکّہ دلوں پر بیٹھ گیا، وہ جو مسیح موعود کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں لیظھرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی پوری ہوگی اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آئے گا اس کا نقشہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بڑے بڑے لوگوں نے یہ اعتراف کیا کہ اسلام کے اصول اور اس کی تعلیمات ہی دنیا کی رستگاری کا موجب ہو سکتی ہیں۔

افسوس ہے کہ ان کھلے واقعات کے ہوتے ہوئے مسلمان علماء نے اس اعلائے کلمۃ الحق کرنے والی جماعت کی مخالفت کرنا ہی ضروری سمجھا ہے۔ اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ یہ جماعت نہ صرف خود دین اسلام پر قائم ہے، اسی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر اس کا ایمان ہے جو تمام مسلمانوں کا کلمہ ہے، وہی نماز وہی روزہ، وہی حج، وہی زکوٰۃ اس کا دین ہے، جو تمام مسلمانوں کا دین ہے، اسی دین کو وہ دنیا میں پھیلانے میں کوشاں ہے جس کے کھلے اور شاندار نتائج دیکھنے میں آ رہے ہیں، پھر بھی مولوی صاحبان نے ان خادمان دین کو کافر بنانا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے مقدس کام میں رُکاوٹ پیدا کرنا اپنا شعار بنا رکھا ہے، کاش وہ اس بات پر غور کریں کہ ان کا یہ طریق کہاں تک حق پرستی پر مبنی ہے۔

اخبار احمدیہ

میاں شریف احمد صاحب کی بیماری

——— اطلاع ملی ہے کہ میاں شریف احمد صاحب صدر جماعت لاہور کو کاربنکل کی شکایت ہو گئی تھی جس کے لئے دس بارہ روز ہوئے اپریشن ہو چکا ہے۔ اپریشن بفضل خدا کامیاب رہا۔ ابھی تک میاں صاحب ہسپتال میاں محمد نرسنگ جنرل ہسپتال لائل پور میں ہیں احباب کرام ان کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرماویں۔

اظہار تشکر

——— گذشتہ ماہ جو حادثہ میری اہلیہ کو پیش آیا اس میں علاوہ دیگر شدید چوٹوں کے دائیں جانب پسلی کی ہڈی میں شگاف آنے کی تکلیف بہت شدید تھی، خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت سے گویا انہیں موت کے منہ سے بچا کر دوبارہ زندگی عطا کی ہے فالحمد للہ اسی دوران مجھے بھی اللرجی کا شدید حملہ ہو گیا۔ جن دوستوں و اعزہ نے ہمارے ساتھ دلی ہمدردی کی ہے ہم ان تمام اصحاب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے (ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری انجمن

ولادت اور عطیہ

——— قاضی طارق محمود صاحب کو اللہ تعالےٰ نے تیسرا بیٹا بروز جمعۃ المبارک مؤرخہ ۲۹/۱۱/۶۸ عطا فرمایا ہے۔ اور یہ میرا تیسرا پوتا ہے۔ اس خوشی میں اشاعت اسلام کے لئے مبلغ پانچ روپے اور دارالشفاء کے لئے مبلغ 3/- روپے کا عطیہ قبول فرمایئے۔

تمام احباب جماعت خاصکر حضرت امیر قوم سے التماس ہے کہ نومولود کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ عزیز کو لمبی عمر عطا فرمائے اور دین کے لئے بہتر بنائے۔

خاکسار۔ قاضی عبدالرشید کندن سیان
حال رحمان کالونی۔ ادکاڑہ

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

——— مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تحدیث بالنعمت کے طور پر یہ عرض ہے کہ میری بڑی بیٹی عزیزہ تسنیم اختر بی۔اے بی ایڈ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایم۔اے سیکنڈ کلاس میں کامیابی سے نوازا ہے فالحمد للہ علے ذالک۔ برائے اظہار شکر و سپاس مبلغ پانچ روپے انجمن کے خزانے میں آج ہی بھیج رہا ہوں برائے تبلیغ و اشاعت اسلام قارن منشن۔

جملہ احباب کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ عزیزہ کی مزید دینی و دنیوی کامیابیوں اور کامرانیوں کے لئے دعا فرماویں۔ والسلام

خاکسار۔ عبدالعزیز۔ ریلوے گارڈ
خان پور A-31-T۔ ضلع رحیم یار خان

درخواست دُعا۔ بنارس سے اُم داود صاحبہ مشکلات اور پریشانیوں سے مخلصی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

پیغام صلح کے متعلق ایک خط

چنیوٹ ۔ ۱۷ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

کرمی ومحترمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

سلام مسنون!! مزاج گرامی!!!

معاف کیجئے گا ہم بروقت آپکی نوازش مخصوصی (بندہ کے نام پیغام صلح کا جاری کرنا) کا شکریہ ادا نہیں کر سکے، بندہ کی کوتاہی اور سستی کو مدنظر رکھتے ہوئے امید واثق ہے کہ آپ اس کو خاطر میں نہیں لائیں گے۔

دیگر ہم آپ کے اداریہ دبائبل اور قرآن کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ نیز خدا وند عالم سے دُعا گو ہیں کہ اس قسم کے اعتراضات رفع کرنے کی اللہ تعالےٰ مزید توفیق عطا فرمائے آمین۔ اور یہ کہ یہ کالم اسی نوع کے اعتراضات رفع کرنے کے لئے وقف رہے۔ اور یقیناً ہماری دُعا قبولیت کا درجہ ہی ہے۔ "قرآن کی اکملیت کے خلاف ..." موجودہ شمارہ میں مضمون دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ علاوہ ازیں ۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کے پرچہ میں محترم بشیر احمد سوز صاحب نے "اشتراکیت اور اسلام" کے تحت وقت کی اہم ترین ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس اتحاد کی پرزور اپیل کی ہے ہم اس کی حرف بحرف تائید کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں۔ نیز عنقریب اشتراکیت اور اسلام کے متعلق ایک تحقیقی مقالہ بھی ارسال کر رہا ہوں۔

آپ کا خیر اندیش
راؤ محمد ایوب سالک
جامع مسجد تبلیغ الاسلام چنیوٹ

اخبار و افکار

بشیر احمد سوز

فطرت کی جیت

ایک خبر کے مطابق صوبہ مدراس کے حکام نے نسلی منافرت اور ذات پات کے تعصبات کو ختم کرنے کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسری ذات کی عورتوں سے شادی کریں انہیں اور ان کی بیویوں کو فی کس سولہ ڈالر کے سونے کے تمغے اور سرٹیفکیٹ دیئے جائیں گے۔

یہ اسلام کی فطری تعلیم کی طرف ایک قدم ہے جس کے لئے حکومت مدراس قابل مبارکباد ہے۔

ایک سبق

ایک خبر کے مطابق:-

بھارت کے ساحلی علاقہ کیرالا کے سارے کلیساؤں۔ یعنی مختلف مسیحی فرقوں نے بمبئی میں جمع ہو کر اس امر پر غور و فکر کیا کہ آپس میں اتحاد زیادہ سے زیادہ کیونکر پیدا کیا جائے اور مسیحیوں کے باہمی مناقشہ مخاصمہ کو کم سے کم حد پر کیونکر لایا جائے اس موضوع پر بڑی دھوم کے بڑے پادری اور دوسرے بڑے اور چھوٹے پادریوں نے تقریریں کیں اور تجویزیں پیش اور پاس کیں۔

کیا اس خبر میں منتشر و پراگندہ فرقوں اور ٹولیوں میں بٹی ہوئی خیر الامم کے لئے بھی کوئی سبق ہے؟

اسلامی تعلیمات جدید سائنس کی روشنی میں

ایک تحقیقی مقالہ میں لکھا ہے کہ:-

”خلائی سفر پر جانے والے باہمت سائنسدان جانتے ہیں کہ خلا میں وقت کا مفہوم زمین سے قطعی مختلف ہوتا ہے۔ ہم جب تک زمین پر مقیم ہیں اس گردش اور اس کے شب و روز کے اسیر ہیں۔ لیکن جب زمین سے اٹھ کر خلا کی بے پناہ وسعتوں میں داخل ہو گئے۔ تو یہاں کے شب و روز سے آزاد ہو گئے۔ خلا میں ہر وقت دن رہتا ہے کیونکہ سورج ہر وقت پوری تابانی کے ساتھ چمکتا نظر آتا ہے۔ رات پیدا ہونے کا سوال ہی نہیں رہتا۔ مستقبل کا خلا باز جب کسی دوسرے جہاز کے دور دراز سفر سے زمین پر واپس آئے گا۔ تو اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہو گی کہ یہاں بڑا طویل عرصہ گذر گیا ہے۔ عزیز و اقارب دوست و احباب سب مر چکے ہیں کوئی باقی نہیں رہا۔ دنیا کہیں سے کہیں نکل گئی۔ حالانکہ خود اسے یہ محسوس ہو گا کہ وہ ابھی تھوڑا عرصہ قبل خلائی سفر پر روانہ ہوا تھا۔ اپنی عمر میں اسے کوئی فرق نہیں محسوس ہو گا۔“

عالم آخرت اور حشر نشر کے منکرین اسلام کی نظری تعلیمات کو کب تک جھٹلاتے رہیں گے۔ اب سائنس کی تحقیقات روز افزوں مشاہدات و تجربات اسلامی تعلیمات کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔

..... دل کانپ جاتا ہے۔

سیکولر بھارت کے باسی اور اہنسا کے پجاری اپنے ملک کی دھرتی کو غیر ہندوؤں سے پاک کرنے کی خاطر اقلیتوں پر ہر طرح کا ظلم و جور روا رکھے ہوئے ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں کہ بھارت ماتا میں کشت و خون کا بازار گرم نہ کیا جاتا ہو۔ ان کے غیظ و غضب کے تختہ مشق اکثر وہاں کے مسلمان ہی بنتے رہتے ہیں۔ ان کی جانیں تلف کر دی جاتیں۔ ان کے مال لوٹ لئے جاتے۔ ان کی عزتیں برباد کر دی جاتیں۔ ان کو بے گھر بے در کر دیا جاتا۔ اور بھارت کی نگری سے نکال باہر کیا جاتا ہے۔

کیا سیکولر بھارتیوں کو گاندھی جی کا وہ فرمان بھی یاد نہیں جس میں انہوں نے کہا تھا کہ:-

”مجھ کو آپ کو ہم سب کو یہ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں کیا ہم ان کو مار ڈالیں اور مار یں نہیں تو کیا ہم ان کی تحقیر و تذلیل کریں۔ انہیں اپنا غلام بنا کر رکھیں؟ انہیں یہاں سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کریں۔ کیا ان سے کہدیں کہ آپ لوگ یہاں نہیں رہ سکتے آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ہماری نظر اگر ہندوؤں کی تعداد یہاں بہت زیادہ ہے تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ معزز دو دینکبر بن جائیں۔ اور مسلمان چونکہ اقلیت میں ہیں اس لئے انہیں دبانا شروع کر دیں۔ ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی میں برداشت نہیں کر سکتا۔ اور آخر میں ان سے حاصل کیا ہو گا۔ اگر میں آج اکثریت میں رہنے کی بناء پر اقلیتوں کے ساتھ یہ رویہ روا رکھوں تو کل میرا کیا حشر ہو گا۔ جب میں ان چیزوں پر غور کرتا ہوں تو میرا دل کانپ جاتا ہے۔“

جنسی غلامی

ایک انگریز مصنف سٹیفن بارسے نے ایک ”جنسی غلامی“ نامی کتاب حال ہی میں لنڈن سے شائع کی ہے اس کے صفحہ ۱۸۴ پر لکھا ہے:-

”مشرق وسطی میں پاکستانی بچوں کی بہت مانگ ہے۔ چنانچہ مشرقی اور مغربی پاکستان سے ہر ہفتے بارہ بچے اغوا کئے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ صرف ۱۹۶۷ء میں تین ہزار بچے اغوا کر کے فروخت کئے گئے۔ ایک معمولی شکل و صورت کی لڑکی .... پونڈ (ایک ہزار روپے) میں فروخت ہوتی ہے۔ لڑکے کی قیمت ۱۵ پونڈ سے ۲۰ پونڈ تک ہے لڑکیوں کو قحبہ خانوں میں فحاشی پر مجبور کیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں ان پر جبر و تشدد بھی کیا جاتا ہے۔“

یہ ایک افسوسناک دل دوز رپورٹ ہے ضرورت ہے کہ پاکستان کے ارباب حکومت کشادہ اس رپورٹ کی روشنی میں بردہ فروشی کے خلاف موثر اقدام اٹھا کر جنسی غلامی کی لعنت سے ملک کو نجات دلائیں۔ اس وقت تک خود پاکستان میں ترکاروں کی طرف سے بچوں کے اغوا کی خبریں آ رہی ہیں جس کا ایک حد تک سدباب بھی کیا جا چکا ہے، اب مشرق وسطی کی طرف سے اس مہم کا چلایا جانا بہت بڑا خطرناک ہے، کیا حکومت پاکستان کو اس کا علم ہے؟

تفسیر بیان القرآن کا عکسی ایڈیشن

خدا تعالے کے فضل سے حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی شہرہ آفاق تفسیر القرآن موسومہ بیان القرآن کی پہلی جلد طبع ہو گئی ہے۔ اور اب اس کی جلد بندی ہو رہی ہے۔ ایک ہفتہ تک یہ پہلی جلد جو نو پاروں پر مشتمل ہے احباب کو دی جا سکے گی۔

پہلے خیال تھا کہ احباب اپنی جلدیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دستی لے جائیں گے۔ لیکن چونکہ جلسہ سالانہ ناگزیر حالات کے پیش نظر ملتوی ہو گیا ہے اس لئے وہ احباب جنہوں نے پیشگی رقوم دی ہوئی ہیں یا تو وہ اپنی جلدیں دستی منگوا لیں یا ..... فی جلد -/2 روپے یا اتنی مالیت کی ٹکٹیں ارسال کر دیں تاکہ ان کو بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ارسال کر دیا جائے۔

مزید براں بہت سے احباب نے پیشگی رقوم ارسال کرتے وقت اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ ان کی رقم ارسال کردہ میں سے کتنی قسم اول اور کتنی قسم دوم کے لئے ہے۔ اس لئے احباب سے گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد دفتر کو اطلاع دیں کہ وہ بیان القرآن جلد اول کی قسم اول یا قسم دوم کی کتنی کاپیاں لیں گے۔

کئی ایک احباب نے رقوم ارسال کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ان کے نام بھی ..... کی فہرست میں شائع کر دیئے گئے تھے۔ لیکن ابھی تک انہوں نے اپنی موعودہ رقوم ۱۵ دسمبر ۱۹۷۹ء تک ارسال نہ کیں تو ان کو پیشگی رقوم ارسال کرنے والوں کی اعلان کردہ رعایت نہ دی جا سکے گی۔

ڈاکٹر اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری

توحید باری تعالےٰ اور اس کے واضح اور دلنشیں دلائل

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روحانی شخصیت ہیں۔ جنہوں نے اپنی ذات کے متعلق اطراء کرنے سے منع کیا

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۳ جنوری سن ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

والٰھکم الٰہ واحد ۔ لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم ۔ ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دآبۃ وتصریف الریح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیٰت لقوم یعقلون ـــــــ و ان اللہ شدید العذاب ـــــــ (البقرۃ ۱۶۴ ـــ ۱۶۵)

ایک ہی یگانہ خدا عبادت کے لائق ہے

ان آیات میں خدا تعالےٰ کی قدرت ، علم اور اس کی بے پایاں عنایات کا ذکر کیا گیا ہے یہ صفات عالیہ ہیں جو انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچتی ہیں ۔ فرمایا والٰھکم اللہ واحد ۔ تمہارا معبود جس کی تم کو پرستش کرنا چاہیئے ۔ وہ ایک ہی یگانہ اور واحد خدا ہے ۔ دوسری ہستیاں جن کی پرستش کرتے ہو کبھی تم ان کو پوجتے ہو ۔ دریا اور پہاڑ کی پرستش کرتے ہو پتھر کے بت کی پوجا کرتے ہو ۔ انسان کو بھی تم نے خدا بنا لیا ۔ حضرت عیسٰےؑ کو اپنا الٰہ یقین کر لیا ۔ رام چندر کرشن کو اپنا خدا بنا لیا ہے ۔ بدھ کی پوجا کرتے ہو ۔ سورج اور قمر کو اپنا خدا بنا لیا ہے ۔ ان سب میں سے ایک بھی کوئی ایسا نہیں جو کسی چیز کو پیدا کر سکتا ہو ۔ حالانکہ جس کو معبود سمجھا جائے اس کا خالق ہونا ضروری ہے ۔ اس لئے پرستش کے قابل وہ ہستی ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ۔

ایک ہی روحانی شخصیت جس نے اپنی ذات کے متعلق اطراء سے منع کیا

عام روحانی رہنماؤں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یگانہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی ذات کے متعلق نہایت واضح الفاظ میں تلقین فرمائی ہے کہ میں پرستش کے قابل نہیں ہوں ۔ اور فرمایا لا تجعلوا قبری وثنا میری قبر کی پوجا نہ کی جائے اور فرمایا کہ ولا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسٰے ۔ جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسٰےؑ کو خدا بنا لیا ہے مجھے بھی اسی طرح خدا نہ بنا لینا ۔ قولوا عبد اللہ ورسولہ ۔ سب سے پہلے میں اللہ تعالےٰ کا بندہ ہوں ۔ اس کی مخلوق ہوں ۔ اس کا غلام ہوں ۔ اس کے بعد اس کا پیغمبر اور رسول ہوں ۔ پھر اپنی پھوپھی اور اپنی لخت جگر کو مخاطب کر کے فرمایا یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ ۔ و یا فاطمۃ بنت محمد ائتونی یوم القیامۃ باعمالکم ولا بانسابکم ۔ اے میری پھوپھی صفیہ رضؓ اور اے میری پیاری بیٹی فاطمہ رضؓ قیامت کے دن اعمال لے کر آنا ۔ یہ نہ کہنا کہ میں محمد رسول اللہ کی پھوپھی یا محمد رسول اللہ کی بیٹی ہوں ، خدا کے ہاں اس رشتہ داری اور قربت کی کوئی قدر نہیں ہوگی ۔ وہاں اعمال کی قدر ہے اور فرمایا انما انا بشر مثلکم ۔ میں تو صرف تمہاری طرح کا انسان ہوں ۔ میں محتاج انسان ہوں ۔ معبود اور پرستش کے قابل ایک ہی ہستی ہے ۔

ایک ہی بادشاہ جو رحمٰن و رحیم ہے

والٰھکم الٰہ واحد ۔ تمہارا معبود ایک ہی واحد اور یگانہ خدا ہے ۔ اس دعوے کے دلائل دیتے ہیں ۔ فرمایا وہ ایک ہی قادر مطلق ذات کائنات کا بادشاہ ہے ۔ الرحمٰن الرحیم ۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے عموماً بادشاہ اپنے آپ کو ہی مالک سمجھ کر ظلم پر اتر آتے ہیں لیکن وہ بادشاہ جو معبود حقیقی ہے وہ الرحمٰن ہے ہر مخلوق کے لئے اس کی ذات رحمت ہی رحمت ہے کوئی شخص اگر اس کو نہیں مانتا تو اس کے لئے بھی اس کی رحمت کا دائرہ وسیع ہے وہ الرحمٰن ہے گالی دینے والے کو بھی سزا نہیں دیتا اور اس پر اپنے رحم اور کرم کی بارش کرتا رہتا ہے ۔ وہ بغیر لالچ کے اور بغیر کسی طمع کے اپنی برکتیں نازل کرتا ہے جس خدا نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اسی نے انسان کو عقل و فہم عطا کیا ہے ۔ آنکھ کان ، دماغ ، ہاتھ پاؤں ، بخشے ہیں ۔ پھر زمین و آسمانوں کی چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت بخشی ہے ۔ وہ الرحیم ہے ۔ وہ ہماری تھوڑی سی محنت کو پھل لگاتا ہے ۔ تم آم کی ایک گٹھلی زمین میں بوتے ہو تو پھر عمر بھر اس سے آم حاصل کرتے رہتے ہو ۔ گندم کا ایک دانہ بو کر ہزار دانے حاصل کرتے ہو ، اس لئے کہ وہ الرحیم ہے ۔ اس نے بے اندازہ سامان دیئے ہیں ۔ عقل و فہم عطا کی ہے اور اس کے ذریعہ ان سامانوں سے فائدہ اٹھانے کی طاقت بخشی ہے ۔

زمین و آسمان اور فضا پر خدا کی حکومت

یہ ہے خدائے واحد ۔ جو زمین و آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے ۔ ان دونوں کے درمیان جو فضا ہے ۔ اس پر انسان کا اختیار نہیں ہے مثلاً ہوا ہے ۔ سمندروں میں ہوا کے ذریعہ سے جہاز چلتے ہیں ، جن سے ملکوں کی تجارت ہوتی ہے ۔ ہوائی جہاز چلتے ہیں لیکن جب اڈے پر کہر ہو تو ہوائی جہاز نیچے نہیں اتر سکتے ۔ معلوم ہوا کہ فضا پر انسان کی حکومت نہیں ہے ۔ کبھی ہمارے چاہنے کے باوجود بارش نہیں ہوتی ۔ ہماری طاقت میں نہیں ہے کہ بارش کا ایک قطرہ بھی آسمان سے زمین پر گرا سکیں ۔

جرمنی میں ایک علاقہ ہے جہاں بادل اولے بن جاتے ہیں ، جن سے باغات کے باغات تباہ ہو جاتے ہیں ۔ پھر اہل جرمنی نے ایسا کیا کہ اولوں کو گرنے سے پہلے پانی بنایا جائے چنانچہ ہوائی جہاز سے خشک قسم کی برف پھینکی گئی جس سے اولے گرنے سے پہلے پانی بن گئے ۔

رات اور دن کے فوائد

فرمایا واختلاف اللیل والنھار ۔ یہ کیا بات ہے کہ دن بھر کام کرنے کے بعد انسان کی طبیعت مانگتی ہے کہ اب رات ہو ۔ اور آرام ملے ۔ وہ دن بھر کھیتوں ، کارخانوں ، دفتروں میں کام کاج میں لگے رہتے ہیں ۔ جب رات کا پردہ گرتا ہے تو تھکا ہارا انسان آرام کے لئے لیٹ جاتا ہے ۔ پھر صبح ہونے تک اس کے دل و دماغ کی بیٹریاں [illegible] ہو جاتی ہیں اور وہ چست اور چاک و چوبند نظر آنے لگتا ہے ۔ کبھی کبھی کروڑپتی انسان اشتہار دیتا ہے کہ رات بھر نیند نہیں آتی ۔ اس کے لئے کئی ہزاروں روپیہ دینے کے

کے لئے تیار ہیں۔ تو نیند بھی کروڑوں روپے سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔ پہلے پانی دنیا سے تو کٹا تھا۔ یہ دوسری مملکت دنیا سے الگ تھلگ تھا۔ لیکن سمندر میں کشتیوں کے ذریعہ دوسری دنیا کے لوگ اس دنیا میں آتے جانے لگے۔ پانی میں اتنی طاقت ہے کہ لاکھوں من بوجھ اپنے سینے پر اٹھا سکتا ہے۔ جس خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور جس نے سمندر بنایا ہے۔ اسی نے اس سمندر کے اندر اتنی خاصیت بھی رکھ دی ہے کہ وہ لاکھوں من بوجھ اٹھا سکے۔ کسی ایک ملک میں سب ہی چیزیں پیدا نہیں ہوتیں۔ کہیں لوہا ہوتا ہے تو کہیں لکڑی۔ نادورے میں سب سے عمارتی لکڑی پیدا ہوتی ہے۔ ایران کا تیل دوسرے ممالک میں جاتا ہے

لوہے اور سیمنٹ کا کام

سمندر کے ذریعہ جرمنی اور انگلستان اور امریکہ کا لوہا تمام زمین میں پھیل گیا ہے۔ دنیا میں آج لوہے اور سیمنٹ سے کام لیا جا رہا ہے۔ لوہے سے مکان بنائے جا رہے ہیں اور لوہے سے فرنیچر تیار ہو رہا ہے۔ اس قدر ضرورتوں کو سامنے رکھ کر اللہ تعالےٰ نے لوہا پیدا کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم نے لوہے کو نازل فرمایا ہے وانزلنا الحدید۔ جو چیز انعام کے طور پر خدا تعالےٰ دے تو اس کے متعلق نزول کا لفظ استعمال فرماتا ہے۔ فرمایا فیہ بأس شدید ومنافع للناس۔ اس لوہے کے اندر بڑی طاقتیں رکھ دی ہیں اس کے فوائد بے انداز ہیں۔ اس سے بڑی بڑی ملیں تمام دنیا میں چل رہی ہیں۔

بارش سے مُردہ زمین کی زندگی

اور فرمایا وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا۔ آسمان سے بارش ہوتی ہے جس سے مردہ زمین پھر سے زندہ ہو جاتی ہے۔ کھیتیاں ہری بھری ہو جاتی ہیں اور باغوں میں پھل پھول نکل آتے ہیں۔ یہ زندگی پیدا کرنے والا کون ہے۔ کیا اس کا پیدا کر لینا تمہارے اختیار میں ہے۔ سورج کا کام ہے کہ وہ غلہ پیدا کیا کرے اور پکایا کرے۔ سورج ہی بارش لاتا ہے۔ ہوا لاکھوں من پانی اپنے دوش پر اٹھا کر خشک اور پیاسی زمین پر لا گراتی ہے جس سے وہاں پر زندگی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔

سورج اور قمر کے پیدا کرنیوالی ذات

سورج کو دیوتا سمجھا گیا ہے۔ فرمایا لاتسجدوا للشمس ولا للقمر۔ اے لوگو! تم سورج اور چاند کی عبادت نہ کرو۔ واسجدوا للہ الذی خلقہن۔ بلکہ اس ذات الٰہی کی پرستش کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے اندر یہ صفات پیدا کئے۔

تمہارے چوپائے۔ کائنات میں کس قدر زندگی ہے۔ اس کو زندہ رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے کس قدر انتظام کیا ہوا ہے۔

یورپ کے ایک رسالہ لائف میں گِدھ نے ایک عقاب کی تصویر دکھائی ہے۔ اس کی لمبائی دس فٹ کے قریب ہے۔ اس کے پنجے اور چونچ بڑی خطرناک ہے اس کی خوراک بندر ہیں۔ جب وہ بندر پر جھپٹتا ہے تو اس کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔ تصویر میں بندر بھی دکھایا گیا ہے کہ مادہ عقاب ہی اسے شکار کرتی ہے اور جب وہ خود کھا چکی ہے تو باقی حصہ نر عقاب کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ ایک جانور ہے اس کو Bird of Paradise یعنی جنت کا پرندہ کہتے ہیں۔ بڑا خوبصورت پرندہ ہوتا ہے غرض اتنی کثیر مخلوق خدا نے پیدا کر رکھی ہے جس کا کوئی شمار ہی نہیں اور ان سب کے لئے خدا تعالےٰ نے رزق بھی پیدا کیا ہے۔ ایک ہی مٹی ہے جو ساری دنیا کی مخلوقات کے لئے رزق پیدا کرتی ہے۔ فرمایا زمین و آسمان کے اندر جس قدر جاندار ہیں ان سب کے لئے رزق ہم نے پیدا کیا ہے۔

ہوا اور بادلوں پر خدا کی حکومت

وتصریف الریاح۔ ہوا کا چلانا تمہارے اختیار میں نہیں ہے والسحاب المسخر بین السماء والارض۔ لاکھوں من پانی کا بار یہ بادل اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ گرتے کیوں نہیں اور یہ پانی قطرہ قطرہ ہو کر کیوں گرتا ہے اگر یہ ایسا نہ ہوتا بلکہ یونہی منوں پانی گر جاتا یا ایک نالی کی صورت پانی گرنے لگتا تو زمین تباہ ہو جاتی۔ تو خدا تعالےٰ کس حکمت سے یہ پانی زمین پر گراتا ہے۔

اس سرچشمہ برکات کے علاوہ دوسری مخلوق کی پوجا کرنا صحیح نہیں۔

تو شروع میں فرمایا کہ خدا ایک ہے۔ پھر اس کے دلائل دیئے ہیں کہ کائنات کا تمام نظام ایک ہستی کے ہاتھ میں ہے، وہ ذات کتنی بڑی برکات کا سرچشمہ ہے۔ باوجود اس حقیقت کے انسان کبھی انسان کو۔ اور کبھی اس کے علاوہ دوسری مخلوق کو خدا سمجھ کر اس کو پوجنا شروع کر دیتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم اور خلفائے راشدینؓ نے اپنے آپ کو انسانیت سے نہیں بڑھایا

اسی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق وعظ کیا ہے۔ کہ میں ایک انسان ہوں۔ خدا نہیں ہوں۔ میں اس کا بندہ اور غلام ہوں، اور آپ کے نہ محل نہ نوکر نہ چاکر۔ نہ کرّوفر۔ نہ دربان۔ حضور صلعم ایک عام انسان نظر آتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ایسے بزرگ انسان بھی عام انسانوں کی طرح تھے۔ حضرت عمرؓ جیسا بادشاہ انسان بھی ایک عام انسانوں میں سے تھا۔ حضرت عثمانؓ جیسے بادشاہ بھی عام انسانوں میں سے تھے حضرت علیؓ جیسے شیر افگن بھی عام انسانوں کی طرح تھے۔

کسی انسان کو معبود بننے کا حق نہیں

لیکن اس تخت پر کبھی کبھی ایسے لوگ آ کر بیٹھے ہیں جن کو خلیفہ بنایا گیا لیکن وہ خدا بن بیٹھے۔ خدا ایسے شریک اختیار کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔ کسی انسان کو یہ استحقاق حاصل نہیں ہے کہ وہ معبود بن بیٹھے۔

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا فطرانہ

—— جماعت راولپنڈی نے 75۔508 روپے بحساب فطرانہ خزانہ انجمن میں جمع کرائے ہیں۔ اس کے علاوہ عید الفطر پر عید فنڈ اور مسجد فنڈ جمع شدہ مقامی مسجد کی تعمیر کے لئے بنک میں جمع کرائے گئے۔ عبدالمجید

درخواست دُعا

—— انیس الرحمان معاون کارکن انجمن کا چھوٹا بچہ بہت بیمار ہے۔ استدعا ہے کہ احباب کرام اس کی بحالی صحت کے لئے درد دل سے دُعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر پر

ایک معزز سائل صاحب کی تنقید کے جواب میں ملائکہ کے خارجی وجود کا ثبوت

(۹)

ملائکہ اور قوے کے الگ الگ وجود ہونے کے متعلق گذشتہ قسط میں دو دلائل

گذشتہ قسط میں ملائکہ کے خارجی مستقل وجود کے ثبوت میں ایک تو یہ دلیل دی گئی تھی کہ قرآن کریم سے انسان اور اس کے قوی ملکوتی وغیرھا کے وجود میں آنے سے قبل خدا تعالےٰ کا ملائکہ سے ہم کلام ہونا ثابت ہے یہ یقینی دلیل اس بات پر کہ سرسید صاحب کا یہ کہنا کہ نبی کے قوائے ملکوتی کا نام ہی ملائکہ ہے حقیقت پر مبنی نہیں دوسری دلیل یہ دی گئی تھی کہ اسلام نے ملائکہ پر ایمان لانے کو اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن قرار دیا ہے اور ایمان انہی چیزوں پر لانے کا حکم دیا جاتا ہے جو پردۂ غیب میں ہوں نہ کہ ان چیزوں پر جو دن رات انسان کے مشاہدہ میں آتی ہوں پس سید صاحب کا یہ کہنا بھی کہ ہر چیز میں جو خاصیت پائی جاتی ہے وہی ملک ہے جیسا پہاڑوں وغیرہ کی صلابت درست نہیں کیونکہ ان اشیاء کے یہ خواص تو ہر وقت ہمارے مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں۔

سرسید صاحب کی ایک غلط فہمی کا ازالہ

سرسید صاحب نے اپنے قول کی تائید میں ایک بزرگ کا قول بھی نقل کیا ہے لیکن اس بزرگ کا قول نقل کرنے کے بعد وہ خود ہی لکھتے ہیں:۔

" پس شیخ اور ان کے متبع بھی ملائکہ کا اطلاق صرف قوی عالم پر کرتے ہیں ہمارے استنباط اور شیخ رحمۃ اللہ کے استنباط میں صرف اتنا فرق ہے کہ شیخ کے نزدیک تمام قوی جو اجسام مرئیہ و غیر مرئیہ میں اور اشیائے محسوسہ و غیر محسوسہ میں ہیں وہ جزئیات ہیں اور جو ان کے کلیات ہیں وہ ملائک ہیں اور یہ جزئیات ان کے ذریات شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکاشفہ سے ان جزئیات کے کلیات کو جانا ہوگا مگر چونکہ ہم کو وہ مکاشفہ حاصل نہیں ہے اس لئے ہم انہیں قوی کو جن کو شیخ اور ان کے متبع ذریات ملائکہ قرار دیتے ہیں الملائکہ کہتے ہیں مطلب ایک ہی ہے صرف لفظوں یا جاننے نہ جاننے کا پھیر ہے "

(صفحہ ۴۳)

بزرگ کے اصل الفاظ اور ان کا انکار

اس بزرگ کے اصل الفاظ کا یہاں نقل کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:۔

" اعلم ان الملائکۃ هی ارواح القوی القائمۃ بالصور الحسیۃ والارواح النفسیۃ والعقلیۃ القدسیۃ "

صفحہ ۱۳

جس بزرگ کا قول سرسید صاحب نے پیش کیا ہے وہ تو صریح لفظوں میں قوی کے ملائکہ ہونے کا انکار کر رہے ہیں اور صاف لکھ رہے ہیں کہ ملائکہ ان قوی کی ارواح ہیں اور یہی درست بات ہے لیکن سرسید صاحب محض قوی کو ملائکہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیخ رح اور ان کا مذہب ایک ہی ہے صرف جاننے نہ جاننے کا پھیر ہے حالانکہ قرآن کریم کی آیت لا یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون کی رو سے کسی شئے کی حقیقت کو جاننے اور نہ جاننے میں تو زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے

سرسید کو اس کے پیچھے قدم نہیں رکھنا چاہیئے تھا

سرسید صاحب مانتے ہیں کہ شیخ رحم کو مکاشفہ کے ذریعہ اس حقیقت سے آگاہی ہوئی ہوگی تعجب ہے صاحب حال لوگ ہی ایسی حقیقتوں پر مطلع کئے جاتے ہیں سید صاحب جبکہ اس نعمت سے محروم ہونے کی وجہ سے اس کوچہ سے ناآشنا محض تھے تو ان کو ان روحانی مسائل کے بارے میں خامہ فرسائی کرنے سے گریز کرنا چاہیئے تھا اور دخل در معقولات کا مرتکب ہوکر لوگوں کو اسلام کے ایسے اہم مسائل کے متعلق غلط اطلاع دے کر ان کو گمراہی کی غاروں میں نہیں دھکیلنا چاہیئے تھا حالانکہ احادیث میں بیان کردہ واقعات شیخ رح کی بیان کردہ حقیقت کی سچائی پر شاہد ناطق کا کام دے رہے تھے۔

حدیث میں بیان کردہ واقعات پہلا واقعہ

بخاری کی صحیح حدیث میں یہ واقعہ مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم معہ چند صحابہؓ ایک جگہ تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص سفید کپڑوں میں ملبوس آگیا جس پر غبار وغیرہ کے کوئی آثار نہ تھے اور وہ شخص تھا بھی غیر معروف اس نے آکر حضرت نبی کریم صلعم سے دینی مسائل کے متعلق چند سوالات کئے اور آنحضور صلعم نے ان کے جواب دیئے اس کے چلے جانے کے بعد حضرت نبی کریم صلعم نے صحابہ رضؓ کو بتلایا کہ یہ جبرئیل تھا جو تمہیں بعض دینی مسائل سکھلانے کے لئے آیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس وقت صحابہ رضؓ کو بھی کشفی نظر عطا کر دی تھی جس سے انہوں نے جبرئیل کو دیکھ لیا۔

دوسرا واقعہ

اسی طرح طائف کے سفر میں جب اہل طائف نے حضرت نبی کریم صلعم کو سخت اذیت پہنچائی تو پہاڑ کا فرشتہ آنحضور صلعم کو دکھلایا گیا جس نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو پہاڑ ان پر الٹا دوں حضرت نبی کریم صلعم نے اس سے روک دیا ان واقعات کے علاوہ قرآن کریم میں یہ کھلا کھلا اعلان موجود ہے

. . . .

قرآن کریم کا اس بارے میں کھلا کھلا اعلان اور اولیاءؒ کی شہادت

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ۔ حم سجدہ ع ۴۔

پس امت میں ہزاروں اولیاء گذرے ہیں جنہوں نے بشارت مندرجہ بالا کے ماتحت فرشتوں سے ملاقات کی اور ان سے ہمکلام ہوئے۔

حضرت عمرؓ کا واقعہ

چنانچہ حضرت عمر رضؓ کے زمانہ کا مندرجہ ذیل مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے اسلامی فوج کے کمانڈر ساریہؓ کو جبکہ وہ مدینہ سے سینکڑوں کوس دور دشمن کے مقابلہ میں ایک مشکل میں تھا مدینہ کی مسجد سے یہ آواز دی یا ساریۃ الجبل۔ یا ساریۃ الجبل اور حضرت عمر رضؓ کی یہ آواز ساریہ رضؓ تک باوجود اس قدر طویل فاصلہ کے پہنچ جاتی ہے اور وہ اس پر عمل کر کے پہاڑ کی پناہ میں جا کر شکست سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ تو سرسید صاحب کے متبع یا دلدادہ بتلائیں کہ حضرت عمر رضؓ کی یہ آواز کس نے ساریہ رضؓ تک پہنچائی کیا اس وقت فرشتوں کے سوا کوئی اور بھی اس آواز کے پہنچانے کا ذریعہ تھا اس زمانہ میں نہ ٹیلیفون تھی اور نہ ہی وائرلیس۔ پس فرشتے ہی تھے جنہوں نے وائرلیس وغیرہ کا کام کیا اور وہ آواز ساریہ رضؓ تک پہنچا دی۔

امت میں اولیاءؒ کے پیدا کرنے کی غرض

اللہ تعالےٰ ایسے باریک روحانی مسائل کی حقیقت کو واشگاف طور پر ذہن نشین کرانے کے لئے جن تک مجرد عقل کی رسائی ناممکن ہوتی ہے امت میں اہل دل اولیاء پیدا کرتا رہا ہے جنہوں نے اپنے مکاشفات صحیحہ کے ذریعہ ایسے مسائل پر لوگوں کے ایمانوں کو مضبوطی سے صراط مستقیم پر قائم رکھا اور ان کے قدموں کو ڈگمگانے سے بچائے رکھا۔

. . . .

اس زمانہ کا عظیم الشان مامور اور اسکی برکات

اور اسی سنت کے مطابق اس نے اس زمانہ کو بھی ایسی شخصیت سے محروم نہیں رکھا۔ چونکہ اس زمانہ میں مادہ پرستی نے اپنے انتہائی عروج پر پہنچ جانا تھا اور روحانی حقائق سے آنکھیں بند ہو جانی تھیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کے لئے ایک عظیم الشان مجدد کو مبعوث کیا جس کے وجود کی برکت سے حق پرستی کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوا کہ اس نے مادہ پرستی کی تمام گھٹاؤں کو چھٹ کر رکھ دیا۔ حضور کی ہی برکت تھی کہ باوجود اس کے کہ مادہ پرستی پورے زوروں پر تھی اور فلسفیانہ خیالات پوری طرح دماغوں پر چھائے ہوئے تھے روحانیت کا آسمان دہریت اور باطل پرستی کے گھٹا ٹوپ بادلوں سے بالکل صاف ہو گیا دیکھنے والی آنکھوں نے از راہِ بصیرت دیکھ لیا کہ اسلام نے جو حقائق بیان کئے ہیں وہ بالکل صحیح اور درست ہیں ان کو تاویل کے چرخ پر چڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں اس عظیم الشان مجدد نے سر سید صاحب کی آنکھیں کھولنے کے لئے اپنی عظیم الشان پیشگوئیوں کے ذریعہ فرشتوں کے نزول کا یقینی ثبوت انہیں بھی بہم پہنچا دیا اور وحی کی اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے اور جس کا انکار عیسائی مصنفین سے متاثر ہو کر سر سید صاحب کر رہے تھے۔

حضرت مریمؑ پر نزول الملائکہ اور سر سید صاحب کی افسوسناک تاویل

اس اُمت کے مقربانِ الٰہی کے واردات کے علاوہ ....

.... قرآن کریم نے امم سابقہ کے بعض اولیاء کے واردات کا بھی ذکر کیا ہے جن پر فرشتوں کا نزول ہوتا رہا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت مریم بھی ہیں جس پر صراحت سے فرشتوں کے نزول کا ذکر قرآن مجید میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ آل عمران ع ۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطھرک و اصطفاک علیٰ نساء العالمین یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین .... و اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین۔

فرشتے پہلے تو مریمؑ کے اصطفا اور اسے پاک کرنے کا ذکر کرتے ہیں پھر اسے قنوت سجود اور رکوع کی تلقین کرتے ہیں۔ پھر اسے ایک عظیم الشان مقرب الٰہی لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس نے نبی بننا تھا۔ یہ آیت کھلی کھلی دلیل ہے اس حقیقت پر کہ فرشتوں کا نزول غیر نبی پر بھی ہوتا ہے اور وہ باقاعدہ ایسے مقربانِ الٰہی سے کلام کرتے اور ان کو بشارتیں دیتے ہیں اور ان کو روحانی ترقی کے گر بھی سکھاتے ہیں۔

سر سید صاحب کی افسوسناک تاویل

فرشتوں کے جس نزول کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے وہ ایسا واضح ہے کہ اس کو جھٹلایا جا سکتا ہی نہیں لیکن سر سید صاحب نے اس کو جھٹلانے کی جو راہ نکالی ہے وہ بھی سُن لیجئے۔

آپ سورۃ آل عمران کی تفسیر کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں:۔

> "فرشتہ کا حضرت مریم کو بیٹا ہونے کی بشارت دینا اور ان کا یہ کہنا کہ مجھے مرد نے نہیں چھوا ہے سینٹ لوک کی انجیل میں بھی مذکور ہے تمام یہودی یقین رکھتے تھے کہ ان میں ایک مسیح پیدا ہونے والا ہے جو یہودیوں کی بادشاہت کو پھر قائم کرے گا اس لئے یہودی اور یہودی عورتیں بیٹا ہونے کی نہایت آرزو رکھتی تھیں اور دعائیں مانگتی تھیں اور عبادتیں کرتی تھیں کہ وہ شخص ہمارا ہی بیٹا ہو، ایسی حالتوں میں ان کا اس قسم کی خوابوں کا دیکھنا یا بن بولنے والے کی آواز کا سُننا یا تخیلہ میں کسی مجسم شے کا دکھلائی دینا ایسا امر ہے جو بمقتضائے فطرت انسانی واقع ہوتا ہے۔"

سر سید صاحب کی یہ تاویل کہ حضرت مریم کی محض قوتِ متخیلہ ہی تھی کہ اس نے فرشتہ کو انسانی شکل میں دیکھا یا اس کی نفسانی خواہش ہی تھی جو اس کے لئے بن بولنے والے کی آواز سننے کا ذریعہ بنی کہاں تک قرآن کریم کے الفاظ سے مطابقت رکھتی ہے، قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں۔ ہر بات جو اسے بتلائی گئی وہ تو میں آجاتی ہے لڑکا بھی ہو جاتا ہے وہ نبی بھی بن جاتا ہے پھر کس طرح اس گفتگو کو جو فرشتہ اور مریمؑ کے مابین ہوئی اسے مریمؑ کی قوتِ متخیلہ کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ فرشتوں کا خارجی وجود یقینی ہے اور ان کا خدا کے خاص بندوں پر نزول اور ان سے ہمکلام ہونا بھی یقینی ہے پس ان کے وجود سے انکار کرنا محض تحکم ہی تحکم ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

اگر واقعات کے انکار کا یہی طریق ہے تو پھر سید صاحب کی تقلید میں کوئی مخالف اسلام حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ پیش آنے والے بعض واقعات کو بھی نعوذ باللہ آنحضور صلعم کی قوتِ متخیلہ کی طرف ہی منسوب کر سکتا ہے۔ مثلاً غارِ حرا میں جبریل کا آنحضورؐ کو زور سے دبانا اور آنحضرت صلعم کا اس کی شدت کو محسوس کرنا اور تین دفعہ اس فعل کا اعادہ ہونا حتیٰ کہ تیسری دفعہ جبریل کا کہنا اقرأ باسم ربک الذی خلق الخ میں اس قسم کی تاویل کو کام میں لانے کا اس واقعہ کے متعلق جو خطرناک نتیجہ نکل سکتا ہے وہ کسی عقلمند سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح رمضان کے مہینہ میں جبریلؑ کا حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ قرآن کریم کا دَور کرنا اور اسی طرح ایک موقعہ پر حضرت نبی کریم صلعم کا حضرت عائشہ صدیقہ رض کو بشارت دینا کہ جبریل تمہیں سلام کہتا ہے اور ان کا جواب میں کہنا کہ جو کچھ آپ دیکھتے ہیں میں تو نہیں دیکھتی۔

ملائکہ کے خارجی وجود ہونے کا مزید ثبوت

سر سید صاحب کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے وجود میں جو قوی ملکوتی تھے قرآن کریم میں فرشتہ اسی کو کہا گیا ہے لیکن قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات اس خیال کی صریح الفاظ میں تردید کر رہی ہیں۔ پہلی آیت تو وہی ہے جس کا ذکر گزشتہ قسط میں گذر چکا ہے جہاں فرمایا:۔

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ۔ البقرہ ع ۴۰

آیت میں ملائکہ اور رسولوں کو الگ الگ کر کے بیان کیا گیا ہے اگر ملائکہ سے مراد رسولوں کے قویٰ ملکوتی ہی تھے تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کے ذکر پر ہی اکتفا کرنا چاہیئے تھا ملائکہ پر ایمان لانے کو رسولوں پر ایمان لانے پر مقدم رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔

اسی طرح سورۃ تحریم ع میں اللہ تعالےٰ آنحضور صلعم کی دو بیویوں کے متعلق فرماتا ہے:۔

وان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین والملائکۃ بعد ذالک ظھیر کیا ملائکہ کے مددگار ہونے کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ نبی کریم صلعم کے قویٰ ملکوتی مددگار ہوں گے۔ پھر کیا آیت میں جبریل سے مراد قوت ملکوتی مراد ہو سکتی ہے غور فرمائیں پھر آل عمران ع ۸ میں نبی کے متعلق فرماتا ہے ولا یأمرکم ان تتخذوا الملائکۃ والنبیین اربابا اس آیت میں بھی ملائکہ اور نبیوں کو الگ الگ کر کے بیان کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ دو الگ الگ ہستیاں ہیں جن پر ایمان لائے بغیر انسان مؤمن بن ہی نہیں سکتا۔

النساء ع ۲۰ میں فرمایا ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلالاً بعیداً۔ یہاں بھی ملائکہ پر الگ ایمان لانے کی تلقین کی ہے اور رسولوں پر الگ ایمان لانے کی اور پھر فرمایا جو ایسا نہیں کرے گا وہ کھلی کھلی گمراہی کا شکار ہو جائے گا۔ پھر سورۃ الاحزاب ع ۷ میں فرمایا ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی اس آیت میں بھی ملائکہ اور نبی کی الگ الگ ہستیوں کا اقرار موجود ہے

حضرت نبی کریم صلعم کا ملک ہونے سے انکار

ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ۔ الانعام ع ۵

میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اسی وحی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔

اب اگر سید صاحب کی طرح حضرت نبی کریم صلعم بھی یہی سمجھتے تھے کہ ان کے قویٰ ملکوتی کا ہی دوسرا نام ملک ہے تو اپنے قویٰ ملکوتی کا تو انہیں علم تھا ہی پھر اس صورت میں آپ ملک ہونے سے انکار کس طرح کر سکتے تھے بلکہ سید صاحب

کی طرح آنحضور صلعم کو تو چاہیئے تھا کہ ان لوگوں کو سمجھاتے کہ ملک کوئی الگ وجود نہیں میرے قوی ملکوتی کا ہی دوسرا نام ملک ہے پس میں اس معنی میں تو ملک ہوں لیکن تمہارے خیال میں جو ملک کا مفہوم ہے اس مفہوم میں میں ملک نہیں ہوں۔

معلوم ہوتا ہے کہ سر سید صاحب کے ذہن میں ملک کا جو مفہوم آیا ہے اس سے حضرت نبی کریم بھی نا آشنا ہی تھے ورنہ آنحضور صلعم ملک ہونے سے انکار نہ فرماتے۔

ملائکہ کے خارجی وجود کو ثابت کرنے والی بعض آیات قرآنی

پہلی آیت سجدہ رکوع ۲ میں اللہ تعالے فرماتا ہے قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ انسانی روح کو قبض کرنے کے لئے اللہ تعالے کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے جسے ملک الموت کا نام دیا گیا ہے۔

دوسری آیت اسی مضمون کو سورۃ الانفال ع ۷ میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم۔ کیا کائنات کی اشیاء کے قوی ہی ان کافروں کے چہروں اور پیٹھوں کو اپنی مار کا نشانہ بناتے ہیں۔

تیسری آیت وانشقت السماء فھی یومئذ واھیۃ والملک علی ارجائھا ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ آسمان کی اطراف پر فرشتے مقرر ہیں جو اس سے کام لیتے ہیں دنیا کے خاتمے پر سارے نظام نے چونکہ ختم ہونا ہے اس لئے فرشتے آسمان کی اطراف سے ہٹا لئے جائیں گے جو اس کے قیام کا ذریعہ ہیں اور رب کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے الحاقہ ع ۱ کس طرح اٹھائے ہوئے ہوں گے اور آٹھ سے کیا مراد ہے اس کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں۔ اس موقع پر چونکہ صرف فرشتوں کے خارجی وجود کا ثبوت ہم پہنچانا ہے۔ اس لئے آیت کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

چوتھی آیت

سورۃ الفجر میں فرمایا کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا۔ کیا یہاں الملک سے محض قوی مراد ہو سکتے ہیں۔

پانچویں آیت

سورۃ النجم میں اللہ تعالے فرماتا ہے وکم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتھم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی۔

کیا اجسام علوی یعنی سورج، چاند، ستاروں وغیرہ کے قوی نے انسانوں کی شفاعت کرنی تھی جو کہا گیا کہ آسمانوں میں جو فرشتے ہیں ان کی شفاعت ان کافروں کو تو کوئی فائدہ نہیں دے گی، فائدہ انہی کو دے گی جن کے متعلق خدا ان کو اذن دے گا اور وہ وہی ہوں گے جن پر خدا راضی ہوگا۔

چھٹی آیت

سورۃ زخرف ع ۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون لقد جئناکم بالحق ولکن اکثرکم للحق کارھون۔

مقام غور ہے کہ کسی خیالی چیز کو مخاطب کرکے دوزخی کہیں گے کہ اللہ تعالے سے عرض کرو کہ ہمارا خاتمہ کر دے اور وہ خیالی چیز ان کو جواب دے گی کہ ہم تمہارے پاس حق لائے تھے تم نے اسے ناپسند کرتے ہوئے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اب دوزخ کی سزا کو بھگتو۔

ساتویں آیت

النساء ع ۲۳ میں اللہ تعالے فرماتا ہے لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملائکۃ المقربون

اب سر سید صاحب کے نزدیک تو مسیح خود بھی ملک ہی تھے کیونکہ ان کے قوی ملکوتی کا نام ہی فرشتہ تھا لیکن ان کے ذکر کے بعد مقرب فرشتوں کا الگ ذکر کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ فرشتے قوی ملکوتی سے کوئی الگ ہستی ہے۔

آٹھویں آیت

تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ (المعارج ع ۱)

نویں آیت

سورۃ القدر میں ہے:۔

تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم

باقی بر صفحہ کالم ۲

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع

ایک مبارک تقریب

۲۵/۱۲/۴۸ کو میرے تین بیٹوں مرزا ابن سلطان بیگ۔ مرزا غازی محمود بیگ اور ڈاکٹر مرزا محمد طارق بیگ کی رسم نکاح سادگی سے نوشہرہ میں ادا کی گئی۔ مرزا غازی محمود بیگ کا نکاح خان مبارک احمد خان صاحب لودھی ایس۔ ڈی۔ او۔ نوشہرہ کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ۔ اور ڈاکٹر مرزا محمد طارق بیگ کا نکاح خانصاحب موصوف کی چھوٹی صاحبزادی کے ساتھ اور مرزا ابن سلطان بیگ کا نکاح خانصاحب موصوف کے برادر نسبتی مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ ہوا۔ ہر دلہن کا حق مہر مبلغ تین ہزار روپیہ مقرر ہوا۔ اول الذکر دلہن نے اس سال بی۔ اے کا امتحان دینا ہے۔ نوشاہ مرزا غازی محمود بیگ نے اس سال بی کام کا امتحان دینا ہے۔ ان حالات میں رخصتانہ ایک سال کے بعد عمل میں آسکے گا۔

۲۴/۱۲/۴۸ کو بارات لائل پور کے چند عزیزوں پر مشتمل راولپنڈی کے لئے روانہ ہوئی۔ رات راولپنڈی آرام کیا گیا۔

۲۵/۱۲/۴۸ کو راولپنڈی کے چند دیگر عزیز بھی شامل بارات ہو گئے۔ راولپنڈی سے نوشہرہ آمد و رفت بارات کے لئے کاروں کا انتظام تھا۔ اس تقریب پر ہمارے ایک عزیز محمد یعقوب خانصاحب لودھی کے صاحبزادے کی بارات بھی الگ طور پر نوشہرہ پہنچی۔ ان چاروں نکاحوں کے خطبہ کے لئے مجھ سے فرمائش کی گئی۔ میں نے بدھ مذہب۔ یہودی مذہب عیسائی مذہب اور ہندو مذہب کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اسلامی ازدواج کی فضیلت اور فلسفہ کو بیان کیا۔ بفضل خدا خطبہ بے حد مقبول ہوا۔ خان مبارک احمد خان صاحب لودھی نے بارات کی عزت افزائی اور طعام و آرام کا خاص انتظام فرمایا ہوا تھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم ان کو بیگم صاحبہ اور ان کو اس کا اجر عظیم دیں۔

بارات ۶ بجے شام راولپنڈی واپس بخیریت پہنچ گئی۔ رات وہاں آرام کیا گیا۔

۲۶/۱۲/۴۸ صبح بارات اور تینوں دولہے لائل پور روانہ ہو گئے اور میں کمزور صحت کے پیش نظر چند دنوں کے لئے راولپنڈی ٹھہر گیا۔ میں ۱۳/۱۲ کو واپس لائل پور پہنچ گیا۔

راولپنڈی میں بارات کے دوران قیام۔ آرام و طعام کا انتظام میرے عزیز بھائی مرزا محمد اعظم بیگ صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ کی طرف سے تھا۔ اور بارات کے لئے کاروں کا انتظام ان کی صاحبزادی اور میری پیاری بھتیجی میجر نصرت جہاں بیگم صاحبہ تمغۂ "قائد اعظم" کمانڈنگ ملٹری ہسپتال راولپنڈی کی طرف سے تھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم ان دونوں ماں بیٹی کو اس نیکی اور خدمت کا کوئی خاص اجر دونوں جہان میں دیں۔

دودھوں نہائیں پوتوں پھلیں خدا کرے۔

میرے بھتیجوں مرزا خالد بیگ۔ مرزا سعید بیگ۔ مرزا بابر بیگ اور میری دوسری بھتیجی مس شوکت بیگم اور میرے عزیز بہنوئی مرزا انور بیگ صاحب اور میری بہن انور سلطانہ نے بڑی خدمت کی۔ اللہ کریم انہیں جزائے خیر سے نوازیں۔ آمین۔

ان تینوں رشتوں کے حصول کے لئے میرے پیارے داماد شاہ زمان خان صاحب لودھی منیجر رفیق واچ کمپنی لائل پور نے بڑی کاوش اور تگ و دو سے کام لیا اور اپنے برادر کلاں خان مبارک احمد خان صاحب لودھی اور ان کی بیگم صاحبہ کو راغب کیا میری دعا ہے کہ اللہ کریم عزیز شاہ زمان خان صاحب کو اس بھرپور محنت اور سعی کا دونوں جہان میں بھرپور اجر دیں۔ آمین۔

اپنی صحت یابی اور اپنے تین بیٹوں کے کار خیر کی خوشی میں مبلغ یک صد روپے مرکزی انجمن کے خزانے میں بطور شکرانہ میں نے جمع کرا دیئے ہیں۔ یہ رقم قرآن کریم کی اشاعت پر خرچ کی جائے اور دعا فرمائی جائے کہ یہ تینوں رشتے اسلام۔ پاکستان اور خاندان کے لئے باعث عزت و برکت ہوں آمین

مرزا مظفر بیگ ساطع
طارق آباد۔ لائل پور

التماس جن قارئین کرام نے پیغام صلح اور فتح اسلام کا سالانہ چندہ ابھی تک ادا نہیں فرمایا یا جن احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے ان سے گذارش ہے کہ اس ماہ میں سابقہ بقایا ادا فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

جب باپ نے بیٹے کے خلاف فیصلہ دیا

یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب ایک دنیا پر اسلام کی حکومت تھی۔ چاروں طرف امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ محمد بن علی ایک بڑے عالم تھے۔ بڑے پرہیزگار اور اللہ والے۔ قرطبہ میں قاضی تھے سب لوگ ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے خلیفہ بھی ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ یہ سلطنت کے قاضی القضاۃ بھی تھے۔

ایک دن دربار لگا ہوا تھا۔ بڑے بڑے سردار اور اراکین حکومت جمع تھے قاضی محمد بن علی بھی تشریف فرما تھے۔ خلیفہ جن کا نام مسترشد تھا۔ قاضی صاحب کے کام کی بہت تعریف کر رہے تھے اور ان سے بہت خوش تھے۔ اس خوشی میں انہوں نے قاضی صاحب کو ایک بڑی جاگیر بخشش دینے کا اعلان کیا۔ مگر قاضی صاحب نے جاگیر لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا "مجھے اللہ تعالیٰ نے میری ضروریات کے لئے کافی دیا ہے۔ ضرورت سے زیادہ مال انسان کو تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لئے میں اس جاگیر کو لینا نہیں کرتا۔

اس وقت تو سلطان خاموش رہا لیکن کچھ روز بعد وہی جاگیر قاضی صاحب کے بیٹے عبداللہ کو بخش دی۔

عبداللہ قاضی صاحب کا اکلوتا بیٹا تھا قاضی صاحب اسے بہت چاہتے تھے۔ جاگیر کی بخشش کا حال سن کر انہوں نے سلطان سے بہت منت کی کہ جاگیر عبداللہ کو نہ دی جائے وہ ابھی نوجوان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دولت پا کر برائی میں پھنس جائے اور نیکی کی راہ چھوڑ بیٹھے۔ لیکن بادشاہ کے سامنے قاضی صاحب کی نہ چلی اور جاگیر عبداللہ کے حوالے کر دی گئی عبداللہ جاگیر کا انتظام سنبھالنے کے لئے قرطبہ سے چل دیا۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے اپنے بیٹے کو ایک ایسا خط لکھا جس میں بہت سے باپوں اور بیٹوں کے لئے بڑی نصیحت ہے۔

قاضی صاحب نے لکھا۔

"اللہ کا ایک کمترین بندہ تم پر سلام کہتا ہے اس کے بعد تمہیں معلوم ہو کہ سلطان نے تمہیں ایک بڑے شہر کی حکومت سونپ دی ہے مگر دنیا امتحان کی جگہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی جانچ میں تمہارا پاؤں پھسل جائے میں اسی لئے اس عطیے کو قبول نہیں کرتا تھا۔ اب اس امتحان سے بخیر و خوبی نکل جانے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ہر کام میں اس کی ناخوشی سے ڈرتے ہوئے اور اس کے احکام کے مطابق کرو۔ اللہ کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدینؓ کے طریقے پر زندگی بسر کرو۔ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ کی مخلوق کی خدمت کرو۔ کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارا حامی و مددگار ہو اور تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین" (تمہارا دردمند باپ محمد بن علی)

عبداللہ جوان بھی تھے اور بے حد حسین بھی تھے۔ اس پر دولت و ثروت کی کثرت۔ یہ حالات ایسے سخت تھے کہ ان میں بڑے سے بڑے پرہیزگار کے بھی قدم ڈگمگا جانے کا ڈر تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عبداللہ اس امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔ وہ دنیا کے عیش و عشرت کا شکار ہو گئے۔ شراب و کباب، ناچ رنگ اور دوسری قسم کی عیاشی میں پھنس گئے۔

آدمی جب برائی کی راہ پر چل پڑتا ہے تو پھر اس کا قدم ٹھہرنا بڑا مشکل ہوتا ہے وہ برائی کی طرف بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ آخر کار عبداللہ اسپین کی ایک عیسائی لڑکی عذرا کے عشق میں گرفتار ہو گئے۔ لڑکی بھی انہیں چاہتی تھی۔ وہ اپنے خاندان والوں سے بھاگ کر عبداللہ کے پاس آ گئی۔ اس کا سارا خاندان دشمن ہو گیا اور انہوں نے طے کر لیا کہ عبداللہ کو مار ڈالیں۔ عبداللہ نے اپنی غلطی کو ماننے کی بجائے ان کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی اور ایک دن موقع پا کر عذرا کے باپ کو مار ڈالا۔ اس قتل پر عیسائیوں نے بڑا شور مچایا۔ عبداللہ کو گرفتار کر لیا گیا اور یہ سنگین مقدمہ سلطنت کے قاضی القضاۃ کے پاس فیصلے کے لئے بھیجا گیا۔ قاضی القضاۃ عبداللہ کے باپ محمد بن علی تھے۔ عبداللہ کو امید تھی کہ باپ کچھ معمولی سزا دے کر چھوڑ دیں گے مقدمہ پیش ہوا۔ بوڑھے قاضی نے اپنے جوان بیٹے کو ملزموں کے کٹہرے میں دیکھا۔ دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لیکن قاضی صاحب کے لئے ہر قسم کے تعلق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا تصور تھا مقدمہ تحقیقات کے لئے ملتوی ہو گیا دو چار ہفتے بعد پوری تحقیقات کے بعد معاملہ پھر پیش ہوا اور جب جانچ پڑتال مکمل ہو گئی تو آخری فیصلے کے لئے مقدمہ پھر پیش ہوا۔ یہ مقدمہ کوئی معمولی مقدمہ نہ تھا۔ سارے اندلس (اسپین) والے اس میں دلچسپی لے رہے تھے فیصلے کے دن عدالت میں لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا۔ قاضی صاحب انصاف کی گدی پر بیٹھے کاغذات ملاحظہ فرما رہے تھے۔ ملزم عبداللہ سامنے کھڑا تھا۔ قاضی صاحب نے سر اٹھایا اور عبداللہ سے پوچھا: "تم اس مقدمے کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہو؟"

عبداللہ نے جواب دیا "اے میرے محترم باپ!........" ابھی وہ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ قاضی صاحب نے ایک گرجدار آواز میں ڈانٹا اور کہا "یہاں تم اپنے باپ سے باتیں کرنے کے لئے نہیں لائے گئے ہو۔ یہ عدالت ہے یہاں رشتہ داری کے الفاظ مت بولو!"

اس پر عبداللہ نے بڑی عاجزی سے کہا "قاضی محترم! میں عدالت سے رحم کی درخواست کرتا ہوں!"

اس کے جواب میں قاضی نے بلند آواز سے فرمایا۔

"تمام دنیا گمراہی اور جہالت کے اندھیرے میں اندھی تھی۔ ظلم اور زیادتی حد سے بڑھ گئی تھی۔ حق اور انصاف دنیا سے اٹھ چکا تھا۔ دولت مند ظلم کرتے تھے اور بری ہو جاتے تھے۔ غریب چھوٹی باتوں پر سزا پاتے تھے اور ان کے قصوروں سے کہیں زیادہ سزا دی جاتی تھی بہت دنوں تک یہی حالت رہی۔ آخر اللہ تعالیٰ کو دنیا کی اس حالت پر رحم آیا۔ اس نے اپنے پاک بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ دنیا میں اسلام آیا اور ایسا قانون لایا جس میں انصاف ہے جس کے نزدیک سب چھوٹے بڑے برابر ہیں ——— اسلام نے دنیا پر عدل و انصاف کی بارش کر دی۔ مساوات قائم ہوئی۔ ظلم و ستم کا دور ختم ہوا۔ غریب، امیر، دوست دشمن، مسلم اور غیر مسلم کا فرق دور ہوا ——— ہم اللہ کے بہت زیادہ ممنون ہیں جس نے ہمیں ایسی مکمل ہدایت سے سرفراز فرمایا جس میں ایسی کسی قسم کی کمی بیشی کی گنجائش ہے اور نہ حاجت ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اللہ کی قسم اگر میرے رشتہ دار بھی چوری کرتے تو ان کے بھی ہاتھ کاٹ دیئے جاتے" ——— میں اللہ تعالیٰ کا ایک ...... کمترین بندہ اور اس کے رسول کا ایک ادنیٰ ترین خادم ہوں۔ اگرچہ میرے دل میں بھی اپنے اکلوتے بیٹے کی بے حد محبت ہے۔ لیکن میں انصاف کا خون نہیں کر سکتا۔ میں انصاف کا خون نہیں کر سکتا۔ میں جس قانون کا امین بنایا گیا ہوں اس میں خیانت نہیں کر سکتا۔ میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم سناتا ہوں اور وہی میرا فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خون کا بدلہ خون قرار دیا ہے۔ اسی میں ہماری نجات اور قومی اور اخلاقی زندگی ہے ——— عبداللہ پر قتل کا الزام ثابت ہے اور میں اسے اس جرم کی سزائے موت کا حکم دیتا ہوں۔ اس کا قتل واجب ہے۔ الّا یہ کہ مقتول کے وارث قتل کے بدلے خون بہا لینے پر راضی ہوں"

یہ تقریر اثر کرنے والی تھی مسلمان تو کیا یہودی اور عیسائی بھی عدالت میں زار و قطار رو رہے تھے۔

مقتول کے وارثوں نے خون بہا لینا منظور نہ کیا اور فیصلہ کے مطابق عبداللہ کو قتل کر دیا گیا ——— یہ صدمہ بوڑھے قاضی کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ چند ہی دن میں قاضی صاحب اس دنیا سے چل بسے
(شہاب)

ڈائری پر سوال کا جواب

(بقیہ صفحہ ۹ کالم ۲)

دسویں آیت

الرّعد ع۲۔ ویسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ

رکوع ۳ میں ہے الملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

فرشتوں کے خارجی اور مستقل وجود کو ثابت کرنے کے لئے آیات تو بہت سی ہیں طوالت کے خوف سے صرف دس آیتوں کے ذکر پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے تلک عشرۃ کاملۃ۔

کیا قرآن کریم کی ان صراحتوں کی موجودگی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) نے سرسید صاحب کی طرح وحی اور ملائکہ کا انکار غلط طور پر منسوب کیا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ قسط میں دکھلایا جائے گا کہ جنت اور دوزخ کے متعلق بھی بیجا انکار ان کی طرف منسوب کیا گیا وہ

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۴۳
تار کا پتہ تبلیغ لاہور

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

بشیر احمد سوز

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۶۹ء | نمبر ۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے

۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

بیوہ اور محتاج کی مدد کرنیوالا

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم الساعی علے الارملۃ والمسکین کالمجاھد فی سبیل اللہ او القائم اللیل الصائم النھار۔

ترجمہ:-

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ اور محتاج کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس کی طرح جو رات کو عبادت کے لئے جاگتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

نوٹ- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:-

کیونکہ جس طرح جہاد کی اصل غرض قوم کو زندہ رکھنا ہے بیوہ اور محتاج کی خبرگیری بھی قوم کو زندہ رکھنے کے لئے ہے۔ اور جس طرح عبادت سے انسان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے اسی طرح دوسروں پر اپنا مال خرچ کرنے سے بھی نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں کاموں میں سے ایک کافی ہے جہاد کرے یا عبادت کرے تو بیوہ اور محتاجوں کی خبرگیری کی ضرورت نہیں اور بیوہ اور محتاج کی خبرگیری کرے تو جہاد یا عبادت کی ضرورت نہیں بلکہ دونوں کی اہمیت ثابت ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

ہمیشہ ڈرتے رہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

اسلام کی اصل توحید ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوںؑ پر طعن کرنے والا نہ ہو خواہ کوئی بلا یا مصیبت اس پر آئے، کوئی دکھ یا تکلیف یہ اٹھائے مگر اس کے منہ سے شکایت نہ نکلے، بلا جو انسان پر آتی ہے وہ اس کے نفس کی وجہ سے آتی ہے۔ خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے مگر دوسرے لوگ اسے بلا سمجھتے ہیں درحقیقت وہ بلا نہیں ہوتی وہ ابتلاء بہ رنگ انعام ہوتا ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے اسکو دوسرے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے لیکن جن لوگوں کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا اور انکی شامت اعمال ان پر کوئی بلا لاتی ہے تو وہ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے

فِی قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا

پس ہمیشہ ڈرتے رہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو تا ایسا نہ ہو کہ تم خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت میں داخل ہوتا ہے، وہ خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے اسکو ایسی توفیق عطا کی۔ وہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک قوم کو فنا کرکے دوسری پیدا کرے یہ زمانہ لوطؑ اور نوحؑ کے زمانہ سے ملتا ہے۔ بجائے اسکے کہ کوئی شدید عذاب آتا اور دنیا کا خاتمہ کر دیتا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اصلاح چاہی ہے اور اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد نہم)

مولینا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن (جرمنی)

جرمنی میں عید الفطر کا مبارک اجتماع

عید الفطر کا مبارک تہوار ہم نے مسجد برلن میں ۲۲ر دسمبر ۱۹۶۸ء کو بروز اتوار منایا۔ خدا کے فضل سے خوب رونق تھی۔ پونے دو سو کے قریب مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں نے شرکت کی۔ اس اجتماع میں جرمن مسلمان اور ملیشیا، پاکستان، افغانستان، ایران، ترکی، مصر، اُردن، نائیجیریا، یوگوسلاویہ سے آئے ہوئے مسلمانوں اور برلن کے معزز شہری اور علاقہ الرس ڈورف کے میئر موجود تھے۔ اس اجتماع کے لئے خاص طور پر دعوت نامے احباب کو بھجوائے گئے تھے جن پر ذیل کا پروگرام درج تھا۔

نماز :- دس بجکر ۳۰ منٹ

خطبہ :- دس بجکر ۴۵ منٹ

بعدہٗ ماکولات و مشروبات

دس بجے سے احباب مسجد میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ میں مسجد کے دروازہ پر کھڑا احباب کا استقبال کرتا رہا۔ ٹھیک ساڑھے دس بجے میں نے مسجد میں کھڑے ہو کر احباب کو فطرانہ کی ادائیگی اور نماز کی ہر دو رکعات میں تکبیروں کی تعداد کی طرف توجہ دلائی۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ۔ اس کے بعد نماز ادا کی۔ نماز کے بعد میں نے حاضرین کو بیس منٹ تک خطاب کیا۔ اور اپنے خطبہ کے دوران بتایا کہ

عید کا تہوار جو تمام مسلمان قوم کے لئے خوشی کا دن ہے۔ منانے سے پیشتر مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ماہ رمضان میں روزہ رکھے۔ اس ماہ کے اختتام پر آج کا خوشی کا دن منانا اس امر کو ذہن نشین کرنے کے لئے ہے کہ زندگی میں حقیقی خوشی و مسرت کا حصول خدا تعالیٰ کے احکامات کو ماننے اور اپنے کھانے پینے اور اپنی حیوانی خواہشات کو ضبط میں لانے اور ان پر حکومت کرنے میں مضمر ہے۔

ماہ رمضان میں ایک مومن روزہ دار محسوس کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور وہ اسے دیکھتا ہے۔ یہ وہ احساس ہے جو مومن مرد اور مومن عورت کو اخلاق کی بلندیوں تک پہنچنے میں مدد کرتا ہے۔ انسان کی یہ ذہنی کیفیت جہاں وہ محسوس کرتا ہے کہ خدا اس کو دیکھتا ہے۔ قرآن کریم میں تقویٰ اللہ کے نام سے موسوم کی گئی ہے۔ اس مقام پر پہنچا ہوا انسان خدا کے احکامات کی نافرمانی کرتے ہوئے ڈرتا ہے۔ اور دل سے کوشش کرتا ہے کہ وہ خدا کے احکامات کی فرمانبرداری میں اپنی تمام زندگی بسر کرے۔

میں نے کہا ماہ رمضان میں دنیا کے مسلمانوں نے عملاً اعلان کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے احکامات کی فرمانبرداری کرنا مومن انسان کے لئے ممکن ہے۔ یہ اس کی طاقت سے بالا نہیں۔ تقویٰ اللہ کا انتہائی اعلیٰ مقام انبیاء علیہم السلام کو حاصل تھا۔ ان کی فرمانبرداری میں ان کے سچے پیرو کاروں کو بھی یہ مقام حاصل ہو گیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے صحابہؓ کو یہ مقام حاصل ہو گیا۔ اس مقام پر پہنچنے والوں کے لئے چند انعامات ہیں۔ اور وہ انعامات یہ ہیں

متقی کا خدا ولی ہو جاتا ہے۔ خدا اس سے محبت کرتا ہے۔ خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ وہ نعمت الٰہیہ تھی جس کی وجہ سے صحابہ رضنے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کیا۔ دشمن ان کو نقصان نہ پہنچا سکا۔ موجودہ مسلمانوں کے لئے اس میں خوشخبری ہے۔ وہ صرف ملٹری طاقت سے دشمن پر غالب نہیں آ سکتے۔ اس کے ہوتے ہوئے انہیں خدا کی محبت کی ضرورت ہے۔ خدا کی نصرت کے بغیر طاقتور سے طاقتور دشمن مسلمان کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔ خدا کسی خاص قوم یا کسی خاص زبان بولنے والوں سے محبت نہیں کرتا ہے۔ وہ متقی سے محبت کرتا ہے۔

میں نے کہا آؤ ہم بحیثیت مسلمان خدا سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کریں تا کہ خدا اپنے وعدہ کے تحت مسلمان کی امداد فرمائے۔ وکان حقاً علینا نصر المومنین۔ اس کے بعد احباب کو عید مبارک کہی گئی اور دعا کے بعد خطبہ ختم ہوا۔

خطبہ کے اختتام پر احباب عید ملنا شروع ہو گئے۔ ہر ایک دوسرے کو عید مبارک کہتا اور خوشی محسوس کرتا تھا۔

احباب کے لئے چائے اور ڈبل روٹی کا انتظام مسجد ہی سے مکمل تھا۔ اس کی تکمیل میں دو جرمن نو مسلم خواتین مبارکہ اور بشریٰ نے پوری پوری کوشش کی۔ وہ صبح آٹھ بجے آ گئیں اور انہوں نے تمام انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

چائے وغیرہ پہنچانے کے لئے بہت سے آئے ہوئے نوجوانوں نے امداد کی۔ اس طرح چائے کی تقسیم کا انتظام نہایت خوبی سے سر انجام پایا۔ اس طرح احباب بارہ بجے تک مسجد میں ٹھہرے اور باہم خوشی کا اظہار کرتے رہے۔ چالیس کے قریب احباب میرے گھر پر ٹھہر گئے۔

ملیشیا سے اور جرمنی سے آئے ہوئے نوجوانوں نے اپنے اپنے ملک کے طریق کے مطابق چاول وغیرہ تیار کئے۔ سب نے مل کر کھائے۔ اور چھ بجے تک دوست میرے پاس ٹھہرے رہے۔ ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں باجماعت ادا کیں۔ اور یوں عید کا مبارک تہوار بڑی خوشی گزرا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ دوسرے دن تین اخبارات نے ہمارے اجتماع کی تصاویر شائع کیں۔ احباب کو نیا سال مبارک ہو۔ والسلام۔ محمد یحییٰ بٹ۔

نقل وصیت دربارہ تقسیم جائداد

تحریر کردہ ملک خدا بخش صاحب

منکہ ملک خدا بخش خلف الرشید حاجی محمد حسن صاحب قوم الائیں ساکن نواں کوٹ ملتان روڈ کوٹھی نمبر ۱۳ گلی نمبر ۱۱ عقب پولیس چوکی لاہور کا ہوں جو کہ من مظہر کی عمر تقریباً ۸۴ سال ہے۔ زندگی ناپائیدار ہے۔ مالک حقیقی کے حکم کا کوئی علم نہیں کہ کس وقت اس کے حکم پر لبیک ہوتا ہے۔ میں اپنی زندگی کے بعد اپنی اولاد میں کوئی امر بھی متنازعہ نہیں چھوڑنا چاہتا ہوں۔ اندریں وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ خود اور عقل سلیم بلا اکراہ و جبر غیرے بلا تحریص کسی دوسرے کے وصیت کرتا ہوں اقرار کرتا ہوں کہ میرے دنیا فانی سے رخصت ہو جانے کے بعد وصیت نامہ ہذا پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ میری تجہیز و تکفین کے بعد نہایت خاموشی سے سر انجام دیا جائے کسی قسم کا کوئی امر وصیت ہذا کے خلاف سرزد نہ ہونے پائے وہ وصیت جو دربارہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام ہے حسب ذیل ہے۔

میری جائداد متذکرۃ الصدر غیر منقولہ سے مبلغ دس ہزار روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو دیا جائے جس کا تصرف انجمن مذکور بتفصیل ذیل کرے۔ مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ ترجمۃ القرآن انگریزی و بیان القرآن کے لئے یعنے قرآن لائبریریوں یا غرباء میں مفت تقسیم کئے جائیں۔ اس کا ثواب میرے مفصلہ ذیل بزرگوں اور عزیزوں کی ارواح کو پہنچے یہ عطیہ میرے والد مرحوم کی خواہش کے مطابق جس کا اظہار انہوں نے اپنی وفات سے چند یوم قبل کیا تھا دیا گیا ہے۔

۱۔ میرے دادا صاحب مرحوم الحاج میاں سعدی صاحب عرف حاجی سعادی

۲۔ میری دادی مرحومہ مسماۃ بیگم زوجہ سعدی صاحب

۳۔ میرے والد صاحب مرحوم الحاج حکیم محمد حسن عرف حاجی حسنا

۴۔ میری والدہ مرحومہ مسماۃ حاجن عابدہ عرف عابو

۵۔ میری پہلی اہلیہ مسماۃ زینب عرف جینا

۶۔ میری اہلیہ دوم مسماۃ نور النساء

دستخط۔ خدا بخش ملک پنشنر

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۶۹ء

حضرت مسیح موعودؑ پر بیجا اتہامات اور مولوی صاحبان کی اشتعال انگیزی

جمعہ مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۹ء کو باغ بیرون موچی دروازہ لاہور میں "جمعیتہ العلمائے پاکستان" کا ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں مولوی غلام غوث ہزاروی اور جناب شورش کاشمیری نے جہاں حکومت پاکستان بالخصوص صدر محمد ایوب خان کے عیوب بیان کئے وہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر بھی طرح طرح کے الزامات لگائے اور انہیں مورد طعن تشنیع ٹھہرایا۔ سب سے بڑا الزام جو آپ پر لگایا وہ وہی ہے جس کی تردید جماعت احمدیہ لاہور پچپن سال سے کرتی چلی آرہی ہے یعنی یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ہم نہیں جانتے اس موقعہ پر اس بہتان آفرینی کا مقصد کیا تھا۔ جلسہ تو حکومت کے خلاف، حالیہ شورش میں حصہ لینے کے لئے تھا حضرت مرزا صاحب کا اس سے کیا تعلق تھا۔ کہ خواہ مخواہ ان کے . . . . خلاف اشتعال پیدا کیا گیا، اور یہ کونسا دین ہے کہ خواہ مخواہ موقعہ بے موقعہ ایک غلط الزام کو دہرا کر مسلمانوں میں جماعت احمدیہ کے خلاف بغض و تعصب اور اشتعال پیدا کیا جائے۔

کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے ماننے والوں کا ایک حصہ خود انہیں مدعی نبوت قرار دیتا ہے اس لئے مخالفین اس کے خلاف احتجاج کرنے میں حق بجانب ہیں، یہ ایک حد تک صحیح ہے اور ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج حضرت مرزا صاحب کو جس قدر گالیاں دی جاتی ہیں اور بدنام کیا جاتا ہے، اس کی ذمہ داری بڑی حد تک ربوائی یا قادیانی جماعت پر عائد ہوتی ہے، جنہوں نے آپ کو مدعی نبوت اور تمام نہ ماننے والے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر مخالف مولوی صاحبان کو موقعہ دیا ہے کہ وہ آپ کو مورد طعن و تشنیع ٹھہراتے رہیں، لیکن جس حالت میں حضرت مرزا صاحب کے مریدین کا ایک گروہ جو جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتا ہے، عرصہ پچاس سال سے خود حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت کر رہا ہے، کہ آپ مدعی نبوت نہیں ہیں، بلکہ حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوےٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور کاذب قرار دیتے ہیں، تو کیا حق پرستی اس بات کی متقاضی نہیں کہ مولوی صاحبان اس آواز پر بھی کان دھریں، اور جماعت احمدیہ لاہور کے پیشکردہ حوالجات کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کریں کہ ربوائی جماعت کے بیانات کہاں تک درست ہیں۔ دینداری اس بات کا نام نہیں کہ کسی جماعت یا گروہ کے کہنے پر خواہ وہ مریدین میں سے ہو یہ یقین کر لیا جائے کہ جو کچھ وہ اپنے پیر کے متعلق کہتا ہے وہی صحیح ہے۔ ہمارے سامنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ماننے والے آپ کو ولد اللہ قرار دیتے اور یہ یقین کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا . . . . . پھر کیا ان کا یہ بیان صحیح سمجھا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اسی طرح ربوائی جماعت کا اعتقاد بھی حجت نہیں ہو سکتا حجت اگر ہو سکتا ہے تو حضرت مرزا صاحب کا اپنا بیان اور آپ کی اپنی تحریرات جن کو جماعت احمدیہ لاہور عرصہ پچپن سال سے پیش کر رہی ہے، آئیے ہم ان میں سے چند ایک پھر آپ کی خدمت میں پیش کریں۔

(۱) وبعزۃ اللہ وجلالہ انی مومن مسلم وا ومن باللہ وکتبہ ورسلہ وملئکتہ والبعث بعد الموت وبان رسولنا محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل وخاتم النبیین وان ھٰؤلاء قد افتروا علیّ وقالوا ان ھٰذا الرجل یدعی انہ نبی (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸) ترجمہ:- اور اللہ تعالےٰ کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں مومن مسلمان ہوں اور میں اللہ پر اس کی کتابوں اور رسولوں اور ملائکہ اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل اور خاتم النبیین ہیں اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔

(۲) ومن اعتراضات المکفرین انھم قالوا ان ھٰذا الرجل ادعی النبوۃ وقال انی من النبیین اما الجواب فاعلم یا اخی انی ما ادعیت النبوۃ وما قلت لھم انی نبی ولکن تعجلوا واخطاؤا فی فہم قولی (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)۔

ترجمہ:- اور کافر کہنے والوں کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ میں نبیوں میں سے ہوں، سو اس کا جواب یہ ہے کہ اے بھائی معلوم رہے میں نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔

(۳) لست بنبی ولکن محدث اللہ وکلیم اللہ لاجدد دین المصطفیٰ وقد بعثنی علیٰ رأس المائۃ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۳)

ترجمہ:- میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث ہوں اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفےٰ کی تجدید کروں اور اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا۔

(۴) اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا:-

ان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی الطریق المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

ترجمہ:- اور تحقیق ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان پر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور ہمارے رسول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا حق نہیں کہ مستقل طور پر نبوت کا دعوےٰ کرے اور ان کے بعد سوائے کثرت مکالمہ کے اور کچھ باقی نہیں اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سب مخلوق سے بہتر ہیں اتباع کے ساتھ مشروط ہے۔ بغیر اتباع کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

یہ چند عبارات مجملہ ان بے شمار عبارات کے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی تمام کتب، تمام اشتہارات اور ملفوظات میں پائے جاتے ہیں اور جن میں انہوں نے بار بار دعویٰ نبوت سے انکار کیا اور نبی کا لفظ جو آپ کے الہام میں پایا جاتا ہے اس کی تاویل کرتے ہوئے بتایا کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ میرا نام اللہ کی طرف سے مجازاً نبی رکھا گیا حقیقت کے طور پر نہیں، پھر یہاں تک احتیاط کی کہ اپنے متبعین کو نصیحت فرمائی کہ:-

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہوتا ہے، جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے . . . . . ہیں اور بھیجے گئے ہیں۔" (خط مندرجہ الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

اور یہیں تک نہیں بلکہ ایک مناظرہ میں جب نبی ہی کے لفظ پر جھگڑا پیش آیا تو یہ لکھ کر دے دیا کہ اگر مسلمانوں کو میری تحریرات میں نبی کا لفظ شاق گذرتا ہے تو اسے کٹا ہوا سمجھ کر اس کے بجائے محدث کا لفظ سمجھ لیں۔

اسقدر وضاحتوں کے باوجود پھر اسی الزام کو بار بار دہرانا اور حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت کہہ کر لوگوں میں اشتعال پیدا کرنا کہاں کی ایمانداری اور کس قسم کا دین ہے اگر ربوائی جماعت ہی کی مخالفت کرنا ہے تو اس مخالفت کو انہی تک محدود رکھا جائے اور ان کے اعتقاد کی وجہ سے کم از کم حضرت مرزا صاحب کو تو متہم نہ ٹھہرایا جائے کیا ہمارے مخالف مولوی صاحبان اس پر غور کریں گے۔

"طلوع اسلام" کا جواب

"طلوع اسلام" بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظ سے مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۶۸ء بعنوان "گناہ کی تلافی" نقل کرکے یہ سوال کیا گیا ہے کہ "ان الفاظ سے یہ تحریر ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے تو میں ایک اور اُمت پیدا کروں گا جو گناہ کرے اور میں اسے بخش دوں گا"۔ ہم ذہنوی جماعت احمدیہ سے بالعموم اور مدیر "پیغام صلح" سے بالخصوص دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کہاں فرمایا ہے کہ "اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے تو میں ایک اور اُمت پیدا کروں گا جو گناہ کرے اور میں اسے بخش دوں گا"۔ اس سوال سے

اخبار احمدیہ

محترم این۔ اے فاروقی صاحب کو حادثہ

—— جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ محترم این اے۔ فاروقی صاحب چیف الیکشن کمشنر (فرزند گرامی ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم) مری سے بذریعہ کار راولپنڈی آ رہے تھے تو چھتار کے مقام پر پنڈی ٹرانسپورٹ کمپنی کی بس سے ان کی کار کا ہولناک تصادم ہو گیا جس کی وجہ سے انہیں اور ان کی ساس اور اہلیہ محترمہ اور خاندان کے بعض دیگر افراد کو جو اس کار میں ان کے ہمراہ سفر کر رہے تھے۔ سخت چوٹیں آئیں محترم فاروقی صاحب کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ وہ کار کے سٹیرنگ کے ساتھ پھنس گئے۔ اور نصف گھنٹہ تک جدوجہد کے بعد انہیں باہر نکالا گیا۔ اور ان کو اور ان کی ساس صاحبہ کو سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ یہاں انہیں صحتیاب ہونے میں کچھ دن لگیں گے۔ اس حادثہ میں ان کی کار بھی بری طرح ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔

ہمیں اس حادثہ میں فاروقی صاحب محترم اور ان کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفاء عطا فرمائے۔ تمام احباب سے ان کی صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

میاں غلام رسول صاحب تمیم مرحوم کی بڑی صاحبزادی کا انتقال

—— جھنگ صدر سے محترم میاں غلام حیدر صاحب کی طرف سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے:-

برجی والا۔ جھنگ صدر۔ ۹-۱-۶۹

گذشتہ جمعہ ہماری بڑی ہمشیرہ کچھ دن بیمار رہ کر رحلت فرما گئیں جس سے ہمیں بہت ہی صدمہ ہوا ہے۔ مرحومہ کی وفات سے نہ صرف ہمیں بلکہ تمام خاندان کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ خاندان کی تمام یکجہتی مرحومہ کے طفیل تھی۔ ہر ایک سے ہمدردی سے پیش آنا ان کا خاصہ تھا۔ بڑی مخیر تھیں۔ غرباء کی امداد سے ان کو دلی راحت ملتی تھی۔ اور خصوصاً خاندان کے غرباء پر بڑی ہی نظر شفقت رکھتی تھیں۔ اور ان کے تمام معاملات کو بڑی خوش اسلوبی سے نپٹاتی تھیں مرحومہ پابند نماز اور تہجد گذار تھیں۔ اور مجھے کوئی دن ایسا یاد نہیں کہ جس میں مرحومہ نے تہجد کی نماز قضا کی ہو۔ ہم سب کے لئے محبت اور قربانی کا وہ مادہ رکھتی تھیں کہ اس کی نظیر آج کل ملنی محال ہے۔ ان کی موجودگی سے ہم والدہ کی شفقت سے محروم نہ تھے جس سے اب محروم ہو گئے ہیں۔ مرحومہ کے لئے اخبار میں مغفرت کی دعا کی جائے اور غائبانہ جنازہ کی تحریک فرما کر مشکور فرماویں۔

پیغام صلح ہمیں اس صدمہ میں محترم میاں غلام حیدر صاحب۔ میاں غلام عباس صاحب اور میاں غلام شبیر صاحب اور مرحومہ کے فرزند میاں ریاض احمد صاحب تحصیلدار سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے۔ تمام جماعت ہائے احمدیہ سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

چوہدری اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ قانون گو وفات پا گئے

—— ہماری جماعت کے نہایت مخلص بزرگ اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی چوہدری اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ قانون گو اپنے گاؤں رسول نگر میں جمعۃ الوداع کو اپنے مولائے کریم سے جا ملے دعا ہے اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تمام جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

مسجد شیخ محمدی کا چراغ بجھ گیا۔

—— موضع شیخ محمدی ضلع پشاور سے محمود احمد ملنگ صاحب لکھتے ہیں:- مولوی فردوس احمد صاحب آج بروز پیر ۷ر جنوری ۱۹۶۹ء شام ۷ بجے کے قریب دنیائے فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قریباً پچیس سال تک مولوی فردوس احمد صاحب نے مسجد شیخ محمدی کو آباد رکھا۔ قرآن کا درس نہایت ... ... دیا کرتے تھے۔ اللہ نے زبان میں ... ... وہ فصاحت بخشی تھی کہ پشتو میں ترجمہ کرتے وقت ان پڑھ اور نا خواندہ دوست بھی ذوق و شوق سے ان کے مطالب کو سمجھ لیتے اور قبول کرتے۔ اور یہ سب ترجمۃ البدیع کیا کرتے تھے دن بھر ... ... مٹی کرید کرید کر مسجد کی بنیاد رکھی۔ کچی مٹی گارے کی بنی۔ اور پھر ... ہوتے اینٹوں کا ... اور ... خوبصورت کمرہ اور دیوانہ بنا۔ حضرت امیر قوم اور جملہ احباب جماعت افتتاح کے لئے آئے تھے۔ جب تک مرحوم کے دم میں دم تھا۔ بڑوں کو درس و تدریس اور صبح کے وقت بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اب ان بچوں سے ایک پوری مکمل جماعت بن گئی ہے انتہائی ناداری اور صبر و شکر میں وقت گذارا۔ آٹھ افراد خاندان تھے۔ پانچ لڑکے اور ایک لڑکی۔ چھوٹا بچہ قریباً چار سال کا ہوگا۔ بڑا لڑکا۔ ۷۰/- روپے کا ... ہے۔ بیماری جو چارپائی پر گذری۔ قریباً تین سال رہی۔ آخر انتہائی اطمینان کے ساتھ عالم بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

پیغام صلح:- مولوی فردوس احمد صاحب کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

میری والدہ صاحبہ کا انتقال

—— پشاور مورخہ ۱-۹ء۔ مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" احمدیہ بلڈنگس لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ذیل کی دو خبریں اخبار احمدیہ میں شائع کریں:-

(۱) میری والدہ محترمہ ۱۱ر دسمبر کو ایک طویل علالت کے بعد اپنے آبائی گاؤں تھاکنی ضلع ہزارہ میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں۔ اگلے دن جمعہ کی نماز کے بعد چند اعزہ و اقرباء نے مل کر مرحومہ کو سپرد خاک کیا۔ چونکہ ہمارے گاؤں میں ہمارا ہی ایک احمدی گھرانہ ہے۔ مرحوم کی تجہیز و تکفین کے لئے مضافات سے آئے ہوئے عزیزوں نے ہی ہاتھ بٹایا۔

باوجود مقامی لوگوں کی خواہش کے گاؤں کے امام مسجد کے کہنے پر کوئی آ سکے نہ پڑھا سکے ہماری مشکلات کا اس ایک واقعہ سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ محض اللہ کا فضل تھا کہ تجہیز و تکفین باعزت طور پر انجام پا گئی۔ مرحومہ نہایت نیک دل متقی اور مہمان نواز خاتون تھیں اور نہ صرف اپنے خاندان بلکہ گاؤں کی پوری آبادی ان کی سخاوت کی وجہ سے بڑا احترام کرتی تھی۔ میرے والد محترم مولوی عبدالرحمان صاحب کو جلسہ سالانہ کے لئے ۱۹۱۳ء سے لے کر ۱۹۶۱ء تک ترغیب دے کر ہر سال بھیجتی رہیں اور ان کی عدم موجودگی میں گھر کے اندر و باہر کی تمام ذمہ داریاں مرحومہ اپنے ذمہ لے لیتی تھیں۔ ۱۹۶۱ء کے بعد جناب والد صاحب بوجہ ضعف جلسوں میں شریک نہ ہو سکے۔ احباب سے استدعا ہے کہ جہاں وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور ترقی درجات کے لئے دعا فرماویں وہاں پسماندگان کی مشکلات کے ازالہ کے لئے بھی دعا فرماویں۔ امید ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں گی۔

۲۔ **ایک نکاح** ۔ گذشتہ اتوار یعنی مورخہ ۵ر جنوری ۱۹۶۹ء کو جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم کی صاحبزادی عالمہ نسرین۔ بی ایس سی۔ کا نکاح ہمارے محترم بزرگ جناب عبداللہ جان خان صاحب اسلامیہ کالج (پشاور) کے صاحبزادے عزیزم عمر خطاب صاحب بی۔ ایس سی کے ساتھ بعوض ۵۰۰۰/- روپے حق مہر پڑھا گیا۔ نکاح خوانی کے فرائض بزرگوار محترم جناب ملک محمد زمان صاحب (سفید ڈھیری) نے سرانجام دیئے۔ احباب جماعت پشاور نے شمولیت فرمائی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک بنائے۔ آمین۔ جماعت پشاور جناب عبداللہ جان خان صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کو مبارکباد عرض کرتی ہے۔ اس مبارک تقریب کی خوشی میں جناب عبداللہ جان خان صاحب نے بیس روپے اشاعت دین کے لئے عنایت فرمائے۔ جزاہ اللہ۔ والسلام

خاکسار محمد صادق۔ اکاؤنٹنٹ دی پشاور ... کمپنی لمیٹڈ پشاور

پیغام صلح (۱) محترم محمد صادق صاحب سے ان کی والدہ محترمہ کی وفات کا دلی افسوس ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ (۲) اہلیہ محترمہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب اور جناب عبداللہ جان خان صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذمہ داری کا احساس

اور پرسش کا بیان سُن کر اشکبار ہونا

کیا ہماری زندگیاں احکام الٰہی کے مطابق ہیں؟

بُرے اعمال پر نفس لوامہ کا انتباہ اور اس کی خلاف ورزی کا نتیجہ

امام وقت کا مقصد ایک متقی گروہ پیدا کرنا ہے۔ جماعت اپنے فرض کو پہچانے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ وان تک حسنۃ یضٰعفھا و یؤت من لدنہ اجراً عظیماً۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علیٰ ھٰؤلاء شھیداً۔ یومئذ یود الذین کفروا و عصوا الرسول لو تسوّٰی بھم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثا ——— (النساء ۴۔ ۴۰۔ ۴۲) ———

حضور نبی کریم صلعم کو اپنی ذمہ داری کا احساس

یہ آیات بڑی مشکل ہیں۔ ان آیات کے پڑھے جاتے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زار و قطار روئے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ خدا تعالےٰ کے محبوب کو اپنی ذمہ داری کا کس قدر احساس ہے کہ ان آیات کے پڑھے جانے پر اشکبار ہو جاتے ہیں۔ امت کے افراد کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کے پڑھے جانے پر اشکبار ہو گئے۔

اللہ تعالےٰ کسی پر ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا

ان آیات کے شروع میں بتایا گیا ہے۔ کہ اس زمین و آسمان کے بادشاہ نے کچھ قوانین جاری کئے ہیں۔ ان قوانین کے جاری کرنے میں کسی قسم کا ظلم مدِنظر نہیں رکھا گیا۔ اس ضمن میں فرمایا ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ خدا کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا اسکی بادشاہت بہت وسیع ہے۔ اس کی طاقت اور علم بے انتہا ہے مگر وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں۔ اگر کسی سے ناراض ہو جائیں۔ تو اس کو برباد کر دیں۔ اور کسی کو ذاتی خوشنودی کی وجہ سے مالامال کر دیں۔ خدا تعالےٰ کسی صورت میں اتنا بھی ظلم نہیں کرتا جتنا ایک تھوڑی سی مٹی ہوا میں اڑے تو اس کے ذرات نظر آتے ہیں یا تاریک کمرہ میں روشندان کے ذریعہ سے مٹی کے ذرات دکھائی دیتے ہیں وہ کس قدر باریک ہوتے ہیں۔ ان باریک ذرات میں سے ایک ذرہ کے برابر بھی خدا تعالےٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

تھوڑے سے نیک عمل کا بہت بڑا پھل

وان تک حسنۃ یضٰعفھا اور اس کے مقابلہ میں ایک اور قانون ہے۔ وہ یہ کہ کسی کے اعمال میں اگر تھوڑی سی نیکی پائے تو اس کا بہت بڑا اجر عطا کرتا ہے۔ وہ الرحیم ہے۔ انسان کے چھوٹے سے چھوٹے کام کو بہت زیادہ پھل لگاتا ہے جو کوئی ایک دانہ زمین پر پھینکتا ہے اس سے سینکڑوں دانے پیدا ہو جاتے ہیں۔ انسان ایک گٹھلی زمین میں اگاتا ہے یہ گٹھلی درخت بن کر سالہا سال تک پھل دیتا رہتا ہے۔ اس لئے کہ خدا الرحیم ہے۔ فرمایا کہ میرا قانون ہے کہ میں ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی میری خوشنودی کے لئے چھوٹی سے چھوٹی نیکی کرے تو اس کے عوض بہت زیادہ اجر دیتا ہوں۔ بدلہ دینے کے علاوہ غیر محدود بے حساب اجر عظیم دیا جاتا ہے۔

رسولوں سے ذمہ داری کی پرسش

یہ نقشہ جو خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت اور احسانات کا کھینچا ہے اس کے بعد فرمایا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید یہ جو قانون الٰہی بیان کیا گیا ہے اس قانون کے ہوتے ہوئے اس وقت لوگوں کا کیا حال ہوگا جب ہم قیامت کے دن تمام امتوں کو اکٹھا کریں گے اور ہر ایک امت کے پیغمبر کو اُن پر بطور گواہ بلائیں گے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ فلنسئلن الذین ارسل الیھم و لنسئلن المرسلین۔ نبیوں اور رسولوں کا بھی حساب کتاب لیا جائے گا۔ کہ انہوں نے ان فرائض کو جو خدا تعالےٰ نے ان کے سپرد کئے تھے کس حد تک پورا کیا ہے۔ اور جس قوم کے پاس کوئی پیغمبر آیا اس قوم اور امت سے بھی پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے پیغمبروں کی کیا قدر کی۔ جب یہ فرمایا کہ ہم ہر ایک پیغمبر اور اس کی قوم کو بلائیں گے۔ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی استثنائی حالت نہیں ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا وجئنا بک علٰی ھٰؤلاء شھیدا آپ کو ہم بلائیں گے کہ آپ اپنی امت کے متعلق شہادت دیں کہ آپ نے کس حد تک اپنی ذمہ داری کو ادا کیا۔ اور قوم نے کس حد تک آپ کی تعلیم پر عمل کیا۔

قرآن میں اپنی ذمہ داری کی پرسش سُن کر رسول اللہ صلعم کا اشکبار ہونا

حضرت ابن مسعود رض نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت وقت گذارا ہے۔ بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے ایک دفعہ حضرت ابن مسعود رض سے فرمایا یا ابن مسعود اقرا علی القرآن۔ اے ابن مسعود مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ ابن مسعود نے عرض کی یا رسول اللہ اقرا علیک و علیک انزل۔ میں آپ کو قرآن کریم سناؤں حالانکہ آپ پر تو قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ فرمایا انی احب ان اسمعہ من غیری مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں قرآن کریم کسی دوسرے سے سُنوں تو حضرت ابن مسعود رض نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی جب وہ اس آیت پر آئے فکیف اذا جئنا من کل

امۃ بشھید وجئنا بک علیٰ ..... ھؤلاء شھیدا۔ تو آپؐ نے فرمایا حسبک الآن حسبک الآن۔ بس کرو بس کرو ابن مسعودؓ کہتے ہیں جب میں نے حضورؐ کی طرف دیکھا تو آپؐ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیات بڑی مشکل ہیں۔ ان آیات کی بنا پر ذمہ داری کے احساس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں کہ مجھ سے سوال کیا جائے گا۔ کہ میں اپنی بعثت کے مقصد میں کس حد تک کامیاب رہا۔ اور کس حد تک اُمت نے میری تعلیمات پر عمل کیا باوجودیکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے عرب کو باخدا بنا دیا۔ بت پرستی کو مٹایا۔ شراب اور جوئے کو ختم کر دیا۔ اور عفت و عصمت قائم کر کے دکھلا دی۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بلند کیا جس کام کے لئے خدا تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا۔ وہ کام حضور صلعم نے کمال درجہ ... سر انجام دیا۔ باوجود اس کے حضورؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پرسش کے متعلق اضطرار کا اظہار فرماتے ہیں۔

کیا ہماری زندگی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مطابق ہے؟

حضور صلعم کے اس اضطرار کو پیش نظر رکھتے ہوئے غور کیجئے کہ کیا ہماری زندگی یہ شہادت دیتی ہے کہ ہم حضور صلعم کی اُمت ہیں۔ کیا ہم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے فرمان کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ کیا ہمارا گھر یہ گواہی دیتا ہے کہ ہم نیک ہیں کیا کوئی اسلامی جماعت اور معاشرہ گواہی دیتا ہے کہ ہماری زندگی نیکی اور طہارت کی زندگی ہے۔ کیا ہم اپنی ناجائز خواہشات کو پورا کرنے کے لئے دن رات سرگرداں نہیں ہیں کیا کسی کی عزت کو مٹی میں ملانے کے لئے سعی نہیں کر رہے ہیں۔ اور اس ضمن میں فرمایا بل الانسان علیٰ نفسہ بصیرۃ ولو القیٰ معاذیرہ۔ کوئی پرسش کرے یا نہ کرے ہر شخص اپنی کرتوتوں کو خوب جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ ٹھیک نہیں لیکن اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے عذر معذرت تراشتا رہتا ہے کہ فلاں مشکل سے نپٹنے کے لئے مجبوراً رشوت دینی پڑتی ہے۔ فلاں فلاں وقت سُود لینا مشکل ہو گیا ہے اور فلاں وجہ سے تھوڑی سی شراب پی لینا مناسب ہے وغیرہ وغیرہ۔

نفس لوامہ کا انتباہ اور اس کی خلاف ورزی کا نتیجہ

جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ایک روشن چراغ یعنی قرآن شریف انسان کو عطا فرمایا وہاں ایک روشن چراغ انسان کے اندر بھی رکھ دیا۔ ہر ایک انسان کے اندر خدا تعالیٰ نے نفس لوامہ رکھا ہے۔ لیکن پھر بھی انسان کسی نہ کسی طرح نفس لوامہ کی تنبیہہ کو ترک کر کے اس کے خلاف کام کرتا ہے۔ جس طرح راستہ پر چلتے ہوئے ٹریفک کا سپاہی موجود ہو تو ہر شخص ہوش میں آ جائے گا کہ مجھے ٹریفک کے اصول اور قانون کا پابند رہنا چاہیئے۔ لیکن اگر ٹریفک کا سپاہی موجود نہ ہو تو پھر اچھا پڑھا لکھا شخص قانون کی پرواہ نہیں کرتا۔ نفس لوامہ ٹریفک کے سپاہی کا کام دیتا ہے تم سے تمہارے بُرے کام کی کوئی باز پرس کرے یا نہ کرے۔ گورنمنٹ تمہیں گرفتار کر سکے یا نہ کر سکے یہ الگ بات ہے۔ لیکن جب تم حرام کرتے ہو تو تمہارے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ کوئی سزا دے یا نہ دے کسی کو علم ہو یا نہ ہو۔ لیکن تمہیں تو نقصان پہنچ گیا۔ خدا تعالیٰ کا قانون اٹل ہے سزا ملتی ہے۔ وہ قلب جس پر خدا اترتا ہے۔ یہ دل خدا کا عرش ہے اس کو تم نے گندہ اور تاریک کر دیا نفس لوامہ کہتا ہے کہ اس کام کو چھوڑ دو۔ تم اس آواز کو نہیں سنتے تو اپنا نقصان کرتے ہو۔

ایک بیرسٹر نے جس کا میں نام نہیں لیتا اپنے داماد کو جو سیشن جج تھا کہا تمہارے پاس قتل کے اتنے مقدمے آتے ہیں ان سے خوب پیسہ کماؤ۔ ایک ایک مقدمے سے کئی کئی ہزار روپیہ تمہیں مل سکتا ہے خوب کماؤ۔ تمہارے بچے ولایت چلے جائیں گے۔ ان کی زندگی بن جائے گی۔ بعد میں توبہ کر لینا۔ یہ حجت بازیاں اور حیلہ سازیاں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یورپین لوگ شراب پیتے ہیں۔ اگر ہم بھی تھوڑی سی شراب پی لیں گے تو کیا ہو جائے گا۔ ایسی حجت بازیاں بے کار ہیں۔ ان سے دل پر سیاہی کا نقطہ بڑھتا جاتا ہے۔ پھر سارے کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔

ایک واقعہ سنا ہوگا کہ ایک بلند پایہ اور ذہین افسر تھا۔ اس کو ایک ہزار روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ وہ بہت متمول سوسائٹی میں قدم رکھنے لگا۔ ساڑھیاں خریدی جانے لگیں۔ اخراجات تنخواہ میں پورے نہ ہوئے تو رشوت لینی شروع کر دی۔ سازشوں کے پلندے اور سکینڈل آنے لگے۔ آخر شہر میں اس کا پتہ لگ گیا۔ اس رسوائی اور بدنامی کی وجہ سے وہ سخت پریشان خاطر ہوا۔ اس نے ایک رات سارے گھر والوں کو جمع کیا اور کہا کہ ہماری کارستانیوں کا پتہ لگ گیا ہے۔ بڑی رسوائی اور بدنامی کی بات ہے۔ اب کیا کرنا ہے۔ چلو سب مل کر خواب آور گولیاں کھالیں۔ چنانچہ سب نے گولیاں کھالیں۔ صبح ہوئی تو سب مرے پڑے تھے۔ ایک ستا ئیس (?) گھرانہ اور ایک لائق فائق افسر اس طرح سے گناہ کی زندگی میں ملوث ہو کر ختم ہو گیا۔ اسی قسم کے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوّٰی بھم الارض۔ وہ دن آنے کا ہے خدا تعالیٰ کا انکار کرنے والے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا انکار کرنے والے کہیں گے کہ کاش ہم آج زندہ نظر آتے زمین میں گڑ جاتے اور زمین ہم پر ہموار ہو جاتی ولا یکتمون اللہ حدیثا وہ ایسا وقت ہوگا کہ وہ کوئی بھی بات چھپا نہ سکیں گے سارا معاملہ روشن ہو جائے گا۔

جماعت احمدیہ کا فرض

یہ آیات کس قدر مشکل ہیں۔ یہ جماعت جس کو خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کے بعد اس زمانہ کے امام کو پہچاننے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا کو خوش کرنے کی کوشش کرے۔ حضرت امام زمانؑ کی بعثت کی غرض بھی ایک متقی گروہ پیدا کرنا تھی آپ نے اپنی کتابوں میں بھی یہی کچھ لکھا ہے کہ اگر میں نے متقی انسان پیدا نہ کئے تو میرا آنا عبث ہے۔ خدا حقیقت کو پسند کرتا ہے اور وہ قلبی طہارت چاہتا ہے جس کے ذریعہ سے انسان گندی خواہشات سے بچ جائے اور اس کا وجود لوگوں کے لئے بابرکت ہو۔

ضرورت ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے ہی اپنی اصلاح کی جائے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنے گریبان میں جھانکی لگائے۔ اور اس آیت کے پڑھنے کے بعد خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کرے کہ ہماری زندگی اسلام کے مطابق گذرے گی۔ ہم خدا تعالیٰ کی رضا چاہنے کی کوشش کریں گے۔ یا اقرار (جو کوئی خدائے تعالیٰ کے) سامنے کرے گا اس کو فائدہ پہنچے گا۔

جنازہ غائبانہ

ایک تکلیف دہ خبر سناتا ہوں۔ پشاور کے قریب ایک گاؤں شیخ محمدی ہے۔ وہاں ہماری جماعت کے ایک متقی اور پرہیزگار شخص مولانا فردوس احمد صاحب رہتے تھے۔ ان کا اپنے حلقہ پر اثر تھا۔ وہ بڑے پاکیزہ انسان تھے۔ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ ایسے شخص کا دنیا سے اُٹھ جانا بہت بڑے قومی نقصان کا موجب ہے۔ ان کی وفات سے ہماری قوم کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے ایک محترم بزرگ میاں غلام رسول صاحب حکیم مرحوم و مغفور جو جھنگ کے رہنے والے تھے ان کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا ہے۔

ایسا ہی ہماری جماعت کے ایک ریٹائرڈ قانون گو چوہدری اللہ بخش صاحب بھی خدا کو پیارے ہو گئے ہیں۔ ان تینوں کے لئے نماز جمعہ کے بعد جنازہ غائبانہ میں دعائے مغفرت کی جائے۔

(جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

وحی کی حقیقت

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وحی کے متعلق سر سید احمد خان صاحب کے خیالات کی تردید اپنی کتاب برکات الدعا کے صفحہ ۱ کے حاشیہ پر فرمائی ہے جسے قارئین کرام کے فائدہ کے لئے ذیل میں من وعن نقل کیا جاتا ہے۔ اس سے قارئین کرام کو پتہ لگ جائے گا کہ وحی الٰہی کی حقیقت صاحب حال ہی بتلا سکتا ہے دوسرے تمام لوگ محض اپنے ڈھکوسلوں سے کام لے سکتے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"سید صاحب نے اپنی کسی کتاب میں وحی کو معیار صداقت نہیں ٹھہرایا اور نہ ٹھہرانا چاہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ وحی کو خواہ وہ وحی نبوت ہو یا وحی ولایت نظر عزت سے نہیں دیکھتے بلکہ اس کو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں سو ان کی اس رائے کی نسبت بھی اس جگہ کسی قدر بیان کرنا قرین مصلحت ہے سو واضح ہو کہ سید صاحب کی یہ بڑی غلط اور سخت فتنہ انداز اور حق سے دور ڈالنے والی رائے ہے۔ کہ وحی اللہ کو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت میں کئی قسم کے ملکات ہوتے ہیں، اور تمام ملکات اس قسم کے ہیں کہ ایک کی طرز اور وضع دوسرے کی طرز اور وضع پر شاہد ہے مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم منطق اور کلام سے لیکن خود بخود یہ استعداد مخفیہ کسی کو محاسب اور ہندسی یا طبیب اور منطقی نہیں بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم استاد کا محتاج ہوتا ہے اور پھر دانا استاد جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت دیکھتا ہے تو اسی کے پڑھنے کی اس کو رغبت دیتا ہے اس کے مناسب حال یہ شعر ہے کہ

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل طبعش اندراں انداختند

اس تعلیم یابی کے بعد وہ ملکہ جو تخم کی طرح چھپا ہوا تھا بھڑک اٹھتا ہے اور طرح طرح کی باریکیاں اس علم کی اس کو سوجھتی ہیں اور جو کچھ اس فن کے متعلق نئے نئے امور منجانب اللہ اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ان کا الہام اور القا نام رکھیں تو کچھ بعید نہیں ہوتا کیونکہ بلاشبہ وہ تمام عمدہ باتیں جن سے انسانوں کو نفع پہنچتا ہے خدا تعالےٰ کی طرف سے دل میں ڈالی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ جلشانہٗ بھی درحقیقت اس کی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے۔ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا یعنی بری باتیں اور نیک باتیں جو انسانوں کے دلوں میں پڑتی ہیں وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی الہام ہوتی ہیں۔ اچھا آدمی اپنی اچھی طبیعت کی وجہ سے اس لائق ہوتا ہے کہ اچھی باتیں اس کے دل میں پڑیں اور برا آدمی اپنی بری طبیعت کی وجہ سے اس لائق ٹھہرتا ہے کہ برے خیالات اور بد اندیشی کی تجویزیں اس کے دل میں پیدا ہوتی رہیں۔ اور درحقیقت نیک انسان اس قسم کے الہامات کے حاصل کرنے کے لئے فطرتاً ایک نیک ملکہ اپنے اندر رکھتا ہے اور برا انسان فطرتاً ایک برا ملکہ رکھتا ہے چنانچہ اس ملکہ فطرتی کی وجہ سے بہت سے لوگ اچھی اور بری تالیفیں اور پاک اور ناپاک ملفوظات اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا انبیاء کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ بھی درحقیقت ایک ملکہ فطرت ہے جو اس قسم کے القا سے فیض یاب ہوتا رہتا ہے جس کی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو حقیقت معلوم شد کیونکہ انبیاء کی وحی کو صرف ایک ملکہ فطرتیہ قسم اور دینے کے پھر انبیاء اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں مابہ الامتیاز قائم کرنا نہایت مشکل ہے شاید سید صاحب اس جگہ یہ فرما دیں کہ ہم وحی متلو کے قائل ہیں یعنی قرآن کریم بالفاظہٖ وحی ہے مگر میں سید صاحب کی اس حکمت عملی کو خوب سمجھتا ہوں۔ وہ اس وحی متلو کے ہرگز قائل نہیں ہیں کہ ہم لوگ قائل ہیں۔ ظاہر ہے کہ یوں تو کوئی القا الفاظ کے بغیر نہیں ہوتا اور ایسے معانی جو الفاظ سے مجرد ہوں ذہن میں آ ہی نہیں سکتے لیکن پھر خود قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک فرق ہے۔ اور اسی فرق کی بنا پر حدیث کے الفاظ کو اس چشمہ سے نکلا ہوا قرار نہیں دیتے جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں گو عام القا اور الہام کا مفہوم مدنظر رکھ کر حدیث کے الفاظ بھی منجانب اللہ ہیں۔ چنانچہ آیت وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی اس پر شہادت دے رہی ہے۔ یہ بات تو ہم دوبارہ یاد دلا دیتے ہیں کہ گو کسی قسم کا القا ہو الفاظ ہمیشہ ساتھ ہوں گے۔ مثلاً ایک شاعر جو ایک مصرعہ کے لئے دوسرا مصرعہ تلاش کر رہا ہے تو جب اس کے ذہن پر منجانب اللہ کوئی القا ہوگا تو الفاظ کے ساتھ ہی ہوگا۔ اب جبکہ یہ بات قطعی طور پر فیصلہ پا گئی کہ حکماء اور عرفاء اور شعراء کو بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی القا ہوتا ہے اور وہ بھی الہام متلو ہی ہوتا ہے اور ان میں سے راستباز وں کو راستی کا اور بدوں کو بدی کا ایک ملکہ عطا کیا جاتا ہے اور مناسب حال اس ملکہ کے وقتاً فوقتاً ان کو الہام ہوتا رہتا ہے مثلاً جس نے ریل ایجاد کی اس کو بھی القا ہی ہوا تھا۔ اور جو تار برقی کا موجد گذرا ہے وہ بھی ان معنوں کے ملہم ہی تھا تو وہی اعتراض جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں سید صاحب پر وارد ہوگا اگر سید صاحب یہ جواب دیں کہ درحقیقت نفس القاء میں تو انبیاء اور حکماء بلکہ کافر اور مومن برابر ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انبیاء کا القا ہمیشہ صحیح ہوتا ہے تو ایسے جواب میں سید صاحب کو اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ وحی نبوت کفار کے الہام سے کوئی ذاتی امتیاز نہیں رکھتی صرف یہ ترا ید امر ہے کہ انبیاء کی وحی غلطی سے پاک ہوتی ہے اور ارسطو اور افلاطون وغیرہ حکماء کی وحی غلطی سے پاک نہیں ...... تھی لیکن یہ دعوے بے دلیل ہے بلکہ سراسر تحکم ہے کیونکہ اس صورت میں ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ حصہ کثیر حکماء کے مواعظ اور نصائح اور اخلاقی باتوں کا جو غلطیوں سے پاک اور قرآن کے موافق ہے اس کو بلاشبہ کلام الٰہی سمجھیں اور فرقان حمید کے برابر قرار دے دیں اور اس کی وحی متلو ہونے پر ایمان لا دیں اور دوسرا حصہ جس میں غلطی ہو اس کو اسی طرح اجتہادی غلطیوں کی مد میں داخل کر دیں جیسا کہ انبیاء سے بھی کبھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے اور پھر اس اصول کے لحاظ سے ایسے حکماء بلکہ کفار کو بھی نبی سمجھ لیں۔ اب ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ ایسا خیال ہے کہ قریب ہے کہ سید صاحب کا ایمان اس سے ضائع ہو جائے بلکہ شاید کسی موقع پر نیوٹن وغیرہ حکماء کی وحی کو قرآن کی وحی سے اعلیٰ سمجھنے لگیں۔ افسوس کہ اگر سید صاحب قرآن کے معنے سمجھنے کے لئے قرآن کو ہی معیار ٹھہراتے تو اس ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچ جاتے۔ قرآن نے کسی جگہ اپنی وحی کی یہ مثال پیش نہیں کی کہ وہ اس چشمہ کی مانند ہے کہ جو زمین سے جوش مارتا ہے بلکہ ہر جگہ یہی مثال پیش کی کہ وہ اس بارش کی مانند ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور اگر سید صاحب لکھنے کے وقت کسی صاحب حال سے پوچھ لیتے کہ وحی اللہ کیا شے ہے اور کیونکر نازل ہوتی ہے تو تب بھی اس لغزش سے بچ جاتے: اس ٹھوکر سے سید صاحب نے ایک جماعت کثیرہ مسلمانوں کو تباہ کر دیا اور قریب قریب الحاد اور دہریت کے پہنچا دیا اور وحی نبوت کی عزت کو کھو کر اس فطرتی ملکہ تک محدود کر دیا ... جس میں کافر اور بے ایمان بھی شریک ہیں۔

اس وقت میں محض اللہ اپنی ذاتی شہادت سید صاحب کی خدمت

میں پیش کرتا ہوں شاید خدا تعالیٰ
اُن پر فضل کرے سوائے عزیز
سید مجھے اس جل شانہ کی قسم ہے
کہ یہ بات واقعی صحیح ہے کہ وحی
آسمان سے دل پر ایسی گرتی ہے
جیسے کہ آفتاب کی شعاع دیوار پر
میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب مکالمہ
الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اوّل یک دفعہ
مجھ پر ایک ربودگی طاری ہو جاتی
ہے تب میں ایک تبدیل یافتہ چیز
کی مانند ہو جاتا ہوں اور میری
حس اور میرا ادراک اور ہوش گو
بگفتن باقی ہوتا ہے مگر اس وقت
میں پاتا ہوں کہ گویا ایک وجود شدید
الطاقت نے میرے تمام وجود کو
اپنی مٹھی میں لے لیا ہے اور اس
وقت احساس کرتا ہوں کہ میری
ہستی کی تمام رگیں اس کے ہاتھ
میں ہیں۔ اور جو کچھ میرا ہے
اب وہ میرا نہیں بلکہ اس
کا ہے جب یہ حالت ہو جاتی ہے
تو اس وقت سب سے پہلے خدا
تعالیٰ دل کے ان خیالات کو میری
نظر کے سامنے پیش کرتا ہے جن
پر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اس
کو منظور ہوتا ہے تب ایک عجیب
کیفیت سے وہ خیالات یکے بعد
دیگرے نظر کے سامنے آتے
ہیں۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ جب
ایک خیال مثلاً زید کی نسبت دل میں آیا
کہ وہ فلاں مرض سے صحت یاب
ہوگا یا نہ ہوگا تو جھٹ اس پر ایک
فلاں کلام الٰہی کا ایک شعاع کی طرح
گرتا ہے اور بسا اوقات اس کے
گرنے کے ساتھ تمام بدن ہل
جاتا ہے پھر وہ مقدمہ طے ہو کر
دوسرا خیال سامنے آتا ہے ادھر
وہ خیال نظر کے سامنے کھڑا ہوا
اور ادھر ساتھ ہی ایک ٹکڑا الہام
کا اس پر گرا جیسا کہ ایک تیر انداز
ہر ایک شکار کے نکلنے پر تیر مارتا جاتا
ہے اور میں اس وقت میں محسوس
ہوتا ہے کہ یہ سلسلۂ خیالات کا
ہماری ملکہ فطرت سے پیدا ہوتا
ہے اگرچہ شعراء وغیرہ کو بھی سوچنے
کے بعد القاء ہوتا ہے مگر اس وحی
کو اس سے مناسبت دینا سخت

بے تمیزی ہے کیونکہ وہ القاء غور اور
فکر کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اور جو غوض وحواس
کی قائمی اور انسانیت کی حد میں ہونے
کی حالت میں ظہور کرتا ہے لیکن
یہ القاء صرف اس وقت ہوتا ہے کہ
جب انسان اپنے تمام وجود کے
ساتھ خدا تعالیٰ کے تصرف
میں آجاتا ہے اور اپنا ہوش اور
اپنا غوض کسی طور سے اس میں
دخل نہیں رکھتا اس وقت زبان
ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا یہ اپنی
زبان نہیں اور ایک دوسری
زبردست طاقت اس سے کام لے
رہی ہے اور یہ صورت جو میں نے
بیان کی ہے اس سے
صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ فطرتی
سلسلہ کیا چیز ہے اور آسمان
سے کیا نازل ہوتا ہے۔ بالآخر
میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس
منحوس نیچریت کو مسلمانوں کے
دلوں سے ایسا دھو دیوے کہ
کوئی داغ اس کا باقی نہ رہے کیونکہ
اسلام کی برکتیں جس آنکھ سے دیکھی
جاتی ہیں۔ وہ آنکھ تب تک نہیں
کھلے گی۔ جب تک کہ یہ دھواں
آنکھ سے دُور اور دفع نہیں ہوگا۔"

ملائکہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا نظریہ

سر سید صاحب نے شیخ رجا
نظریہ ملائکہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ
اشیاء کائنات کی روح ملائکہ کو قرار
دیتے ہیں بعینہٖ یہی نظریہ حضرت مسیح موعود
کا بھی ہے چنانچہ اپنی کتاب آئینہ کمالات
اسلام کے صفحہ ۱۳۹ کے حاشیہ پر فرماتے
ہیں:—

"کیونکہ فرشتے جو آسمان اور
آسمانی اجرام کے لئے
جان کی طرح ہیں"
اس کے بعد لکھتے ہیں:—
"اس آیۃ کی تفسیر میں شاہ
عبدالعزیز صاحب لکھتے
ہیں کہ درحقیقت آسمان
کی بقا باعث ارواح
کے ہے یعنی ملائکہ کے
جو آسمان اور آسمانی
اجرام کے لئے بطور

روحوں کے ہیں اور جیسی
روح بدن کی محافظ ہوتی ہے
اور بدن پر تصرف رکھتی ہے
اسی طرح بعض ملائک
آسمان اور آسمانی اجرام پر
تصرف رکھتے ہیں اور تمام
اجرام سماوی ان کے ساتھ
زندہ ہیں"
پھر صفحہ ۱۴۱ کے حاشیہ پر فرماتے
ہیں:—
"قرآن کریم کی تعلیم سے یہی ثابت
ہوتا ہے کہ فرشتے آسمان
اور آسمانی اجرام کے
لئے بطور جان کے ہیں اور
ظاہر ہے کہ کسی شئے کی جان
اس شئے سے جدا نہیں
ہوتی۔"
پھر صفحہ ۱۴۳ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:—
"اس دقیق بھید کو ہر ایک شخص
نہیں سمجھ سکتا کہ نجوم کے
قوی فرشتوں سے فیض یاب
ہیں اس بھید کو اوّل قرآن
نے ظاہر فرمایا اور پھر عارفوں
کو اس طرف توجہ پیدا
ہوئی .... قرآن کریم کی
تعلیم کی رُو سے فرشتے نجوم
شمس اور قمر اور آسمان
کے لئے جان کی طرح ہیں اور
قیام اور بقا ان تمام چیزوں
کا فرشتوں کے تعلق پر موقوف
ہے۔"
اس حقیقت پر حضورؑ نے اپنی اس کتاب میں
کافی روشنی ڈالی ہے اور عقلی اور نقلی دلائل
سے اس نظریہ کی صحت کو ثابت کیا ہے
سائل صاحب چاہیں تو حضورؑ کی اس کتاب
کا بنظر غور مطالعہ فرمائیں۔ امید ہے
کہ یہ مطالعہ ان کے استفسار کا صحیح جواب
مہیا کرنے کا موجب ہوگا۔

والسلام

عبدالرحمان مصری

---

۴۴ اور مجھے فہرست کتب بھی ارسال کریں۔

والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ مرزا غلام احمد
کال آف اسلام۔ کریسنٹ آف اینڈ فہرست
کتب ارسال کی گئیں)

تبلیغی خط و کتابت

گھانا

ترجمہ خط:۔ رحیمی اردو گھانا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میرے ایک دوست کی معرفت
مجھے آپ کا ایڈریس معلوم ہوا ہے میں
اسی وقت ڈاک خانہ سے ہوائی لفافہ لایا
اور چند حروف آپ کو تحریر کئے۔
مہربانی کر کے مجھے مسلم پریئر بک ارسال
کریں میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ مجھے
اُمید ہے کہ آپ ضرور ارسال کریں گے۔
مجھے اور کچھ نہیں کہنا ہے۔
میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ
پر اپنی نعمتیں نازل کرے۔ والسلام
(ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ مسلم پریئر
بک۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔
اور فہرست کتب ارسال کی گئیں۔

ترجمہ خط۔ ایم۔ بی۔ نوحو۔ گھانا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ
مجھے مسلم پریئر بک ارسال کریں۔ اور اس
کے ساتھ دوسرا لٹریچر بھی ارسال کریں۔
میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اور اسلام
کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا
ہوں۔ اس لئے مہربانی کر کے مجھے اسلام
کے متعلق کتابیں ارسال کریں۔
والسلام
(ان کو مسلم پریئر بک۔ اسلام دی ریلیجن
آف ہیومینٹی اور فہرست کتب ارسال
کی گئیں۔)

برٹش گیانا

ترجمہ خط:۔ احمد خان نیلے۔ برٹش گیانا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
میں نے ۵ پونڈ ارسال کئے ہیں۔ یہ رقم
زکوٰۃ اور چندہ اخبار لائٹ کی ہے۔ مجھے
یہ ایما مطلع کریں کہ رقم مل گئی ہے۔ نیز میں
آپ کا ممبر بننا چاہتا ہوں۔ اور مجھے اس کے
لئے کیا دینا پڑے گا۔ اور مجھے حضرت
مسیح موعودؑ کی سوانح عمری درکار ہے۔ اور دیگر
مجددوں کے نام بھی مجھے ارسال کریں ۴۴
(باقی کالم ۲ کے نیچے)

جناب میاں غلام حیدر رضا صاحب تبسم

مسئلہ نبوّت کا فیصلہ کُن حل
ایک ربوائی دوست کے نام
(۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے فیصلہ کر دیا۔ کہ اُن کی کوئی کتاب منسوخ نہیں۔ ہر کتاب میں انہوں نے وہی لکھا ہے۔ جو سنہ ۱۹۰۱ء میں وہ لکھ چکے ہیں۔ تبدیلئ دعوے کے عقیدہ کو سراسر غلط ثابت کر دیا ہے۔ ویسے تو اس طرح کا ثبوت حضورؑ کی اور بھی بہت سی تحریرات سے ملتا ہے۔ لیکن میں آخر میں ایک فیصلہ کُن حوالہ پیش کر کے اتمام حجت کر دیتا ہوں۔

حضور نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب تریاق القلوب میں اپنے آپ کو محدث اور غیر نبی پیش کیا ہے۔ اور اسی واسطے صاحبزادہ صاحب جیسا کہ اُوپر حوالہ نمبر ا میں درج ہے اس کتاب کو منسوخ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوّت کے متعلق لکھا ہے۔ بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدلا دیا۔"

لیکن حضور سنہ ۱۹۰۳ء میں بلکہ سنہ ۱۹۰۷ء میں بھی یہی تحریر کرتے ہیں۔ کہ جو رتبہ یا دعویٰ ان کا تریاق القلوب میں تھا۔ وہی دعویٰ سنہ ۱۹۰۳ء اور سنہ ۱۹۰۷ء میں بھی تھا۔

یہ آپ کا اقرار ایک حلفی بیان کی صورت میں ہے جو عدالت میں سنہ ۱۹۰۳ء میں بعض مقدمات کے اثناء میں ہوا۔ اور جس کو آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بالفاظ ذیل سنہ ۱۹۰۷ء میں شائع کیا:-

"۱۱۸ نشان۔ ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا) موجود تھا مجھے الہام ہوا۔ یسئلونک عن شانک قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر ان کو اپنی لہو و لعب میں چھوڑ دے۔ میں نے یہ الہام اپنی جماعت کے جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی، جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہوں گے سنا دیا۔ جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ پلیڈر بھی تھے۔ پھر بعد اس کے جب ہم کچہری میں گئے۔ تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے۔ جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے۔"

تریاق القلوب میں حضورؑ کا دعوےٰ ملہم اور محدث کا ہے۔ اور اپنے آپ کو غیر نبی قرار دیا ہے جس کی وجہ سے صاحبزادہ صاحب نے اس کتاب کو منسوخ قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ اپنی شان اور مرتبہ یعنی دعوے سنہ ۱۹۰۳ء اور پھر سنہ ۱۹۰۷ء میں بحلف پیش کرتے ہیں کہ میرا وہی رتبہ ہے جو تریاق القلوب میں درج ہے۔ یعنی ملہم۔ محدث اور غیر نبی۔ حضرت مسیح موعود نے تبدیلئ عقیدہ کے خیال کو کتنے صاف الفاظ میں غلط قرار دیا ہے۔ کہ جس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ اور ساتھ ہی حضورؑ نے فیصلہ کر دیا کہ تریاق القلوب بلکہ سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتابیں جن میں یہی دعوے ہے منسوخ نہیں ہیں۔ جب کوئی تبدیلئ عقیدہ ہی نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی کتاب ہی منسوخ ہوئی [illegible] حضور کا جو دعوے تریاق القلوب میں تھا وہی آخر تک رہا۔ تو مسئلہ نبوّت تو خود بخود حل ہو گیا۔ اور جماعت لاہور کے اعتقادات کے صحیح ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ خواجہ صاحب! اس پر غور فرما دیں۔ اور صحیح اعتقادات کو تسلیم کر لیں۔

میرا اس خط میں جو اصل موضوع تھا۔ وہ میں نے اُوپر عرض کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ ہی تبدیلئ عقیدہ کی۔ اور نہ ہی کوئی کتاب منسوخ قرار دی۔ اور نہ ہی اس خیال کا علم القول الفصل کی اشاعت سے پہلے جماعت کو تھا۔ یہاں میں مختصراً چند اکابرین جماعت کی تحریرات سے یہ دکھلانا چاہتا ہوں۔ کہ احمدی قوم بحیثیت جماعت اس تبدیلئ عقیدہ سے القول الفصل کی اشاعت تک قطعاً ناواقف تھی۔ اور وہ حضرت مسیح موعودؑ کو آخر تک محدث یعنی غیر نبی ہی مانتے تھے۔ اور حضورؑ کی کسی تحریر کے منسوخ ہونے کا کسی کو وہم و گمان ہی نہ تھا۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے جن حوالوں کو صاحبزادہ صاحب منسوخ قرار دیتے ہیں۔ جماعت کے اکابرین اپنے رسائل اور تصنیفات میں بلا دریغ اور بلا ہچکچاہٹ انہیں استعمال کرتے تھے۔

(۱) میر محمد سعید صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن نے ایک مشہور کتاب انوار احمد سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع کی۔ اور حضرت مسیح موعود کے لئے اپنا یہ عقیدہ بیان کیا۔

(الف) "حضرت مرزا صاحب نے صرف محدث ہونے کا دعوےٰ کیا ہے نہ نبی حقیقی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔" (صفحہ ۲۶۹)

(ب) "حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور محدث کی تعریف جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔ وہ ایک قسم کی جزوی نبوّت اور ظلی اور طفیلی رنگ کی ہوتی ہے۔ جو ہر ایک محدث امتی کو عطا ہوتی ہے۔" (صفحہ ۳۶۳)

(ج) "اگر نکتہ چین صاحب کی مراد یہاں دعویٰ نبوّت و رسالت تشریعی ہے۔ تو یہ محض افترا ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے توضیح مرام میں لکھا ہے

واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ ما کان محمد ابا احد

اس کتاب میں اکثر حوالہ جات سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب کے ہیں۔ جن میں توضیح المرام کے بھی حوالے ہیں۔ جن کو آج منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ میر صاحب نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حضرت مرزا صاحب کو محدث تسلیم کیا ہے اور سنہ ۱۹۰۱ء کی پہلی کتابوں میں جن میں انکار نبوّت ہے کے حوالے پیش کئے ہیں۔ جن سے نبوّت کے دعوے کی تبدیلی کا عقیدہ اور منسوخی کتابوں کی اختراع قطعاً غلط ثابت ہوتے ہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے متعلق اس وقت یہ خیال ہوتا۔ کہ حضورؑ نے محدث ہونے سے انکار کر دیا ہوا ہے اور نبوّت کا دعوے کیا ہوا ہے ...... تو جماعت میں اس کتاب کے برخلاف ایک طوفان اُٹھتا۔ اور حضرت مسیح موعود اور جماعت اس کی تردید کرتی۔ لیکن حضرت مسیح موعود اور جماعت نے اس کتاب کو قبول کیا۔ اور اس کی اشاعت ہوئی۔

۲- سید صادق حسین صاحب اٹاوی جو بہت بڑے عالم اور سابقون میں سے تھے وہ کتاب البرہان مصنفہ شیخ احمد حسین پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

(۱) "آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ میری امت میں محدث اور مکلم ہوں گے۔ اور محدث بفتح دال من وجہ نبی ہوتا ہے .... لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی جنس نبوّت سے ایک نوع مبشرات کی باقی ہے۔ اور اس نوع میں مبشرات، منذرات اور امور غیبیہ اور لطائف قرآنیہ اور علم لدنیہ داخل ہیں۔ جب مبشرات جزو نبوّت کا ہوتا ہے۔ تو صاحب مبشرات صرف نبوّتِ جزوی ٹھہرا......... جب نبوّت جزوی کا باقی رہنا ثابت ہو[illegible]

کہ نو دھی نبوت کا آنا بھی ثابت ہو گیا"۔
(البدر جلد ۷ ۱۹۰۸ء)
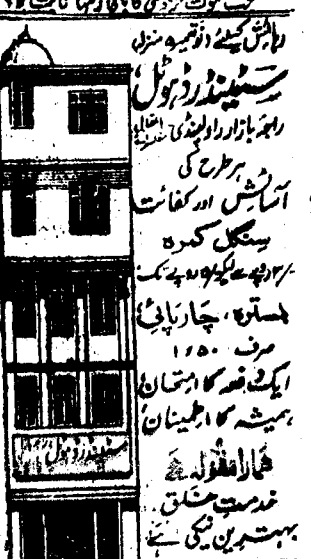
اسی اُمت میں محدث ہوں گے۔ جو جزوی نبی ہوتے ہیں۔ جس میں اوّل صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعود نے تبدیلی کر لی تھی۔ لیکن ان کے خاص الخاص مرید انہیں ۱۹۰۸ء میں محدثیت بمعنی جزوی نبی پیش کر رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود بھی خاموش ہیں۔ اور جماعت بھی خاموش ہے۔

(ب) "جب تیرہ صدیوں کے خلفاء کا اس طرح ذکر ہو چکا تو اس خیال سے کہ کوئی نادان خلافت راشدہ کو مذکورہ بالا خلفاء میں محدود سمجھ کر چودھویں صدی کے عظیم الشان مسیح دوران ۔ جہدی زمان مجدد یعنی خاتم الخلفاء سلسلہ محمدیہ مثیل خاتم الخلفاء سلسلہ موسویہ مصداق کامل کما استخلف الذین من قبلھم کے علو مرتبت سے انکار نہ کر بیٹھے۔ اس لئے مجدد اعظم محدث اکمل کا خصوصیت سے جداگانہ ذکر فرمایا"۔
(اخبار بدر ۲۸ فروری ۱۹۰۸ء)

(ج) "آپ لوگ کیوں قرآن شریف پر غور نہیں کرتے۔ اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں۔ کیا آپ صاحبان کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے بشارت دے گئے ہیں۔ کہ اس اُمت میں بھی پہلی اُمتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے۔ اور محدث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے۔ کہ ابن عباسؓ کی قرائت میں آیا ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث ۔ الخ"
(اخبار بدر ۲۳ اپریل ۱۹۰۸ء)

(۳) میاں کرم داد صاحب اخبار الحکم میں "حضرت مرزا صاحب کی نبوت سے کیا مراد ہے، ہمارے مکفرین غور کریں" کے عنوان سے بیان فرماتے ہیں:۔

"میں ان متعصب ملاؤں پر حیران ہوں کہ کس منہ سے یہ حدیث (لا نبی بعدی) کو پیش کر کے ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ حالانکہ حدیثوں میں ہر مومن مسلم کا جزوی نبی ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ تمہاری کتاب التعبیر میں حدیثیں موجود ہیں .... یعنی محدث سے وہ ملہم مراد ہیں۔ جو اپنے الہامات کے صدق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا ہو .... اور اس اُمت میں جو خیر الامم ہے بکثرت محدث آتے رہیں گے"۔
(اخبار الحکم ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۴) مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مفتی سلسلہ اور استاد صاحبزادہ صاحب کا عقیدہ:۔

"لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں۔ اوّل اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا۔ دوم عالی مرتبہ شخص۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت مکالمہ سے ممتاز کرے۔ اور غیب کی خبروں کو مطلع کرے۔ وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام محدثین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں"۔
(بدر ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء)

(۵)۔ میر قاسم علی صاحب کی مشہور کتاب "دین الحق" یا "ہمارا مذہب" قادیان سے ..... ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی۔ حضرت مسیح موعود کے خلاف جتنے اعتراض ہوئے۔ ان کے جوابات اس رسالہ میں دیئے گئے۔ یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح کے نام پر شائع ہوئی۔ جماعت نے اسے پسند کیا اور اکثر احمدیوں نے اس کتاب کو اس غرض سے خریدا کہ اس میں احمدیوں کے برخلاف جتنے اعتراضات تھے۔ ان کا جواب اس میں تحریر تھا۔ اس رسالہ کے اشتہارات اخبار الحکم اور اخبار بدر میں کافی دیر تک شائع ہوتے رہے۔ اور مصنف نے ان میں اعلان کیا۔ کہ اگر جماعت کے کسی صاحب کو ان سے اختلاف ہو۔ تو مصنف کو اطلاع دی جائے تاکہ اس کی تصحیح کر دی جاوے۔ لیکن جماعت کے کسی فرد نے ان حوالہ جات پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا صحیح مذہب پیش کرنے کی سند ثابت ہوا اور سب سے بڑا طرہ امتیاز اس رسالہ کا یہ ہے۔ کہ مخالفین کے اعتراض کا جواب محض حضرت مسیح موعود کی کتابوں یا تقاریر کے حوالہ سے ہی دیا گیا۔ اور بہت کم ان پر مصنف نے تنقید کی۔

(ا) حضرت مسیح موعود کا مشہور اعلان جو انہوں نے ۱۸۹۱ء میں دہلی کی جامع مسجد میں حلفیہ کیا جس میں نبی ہونے کی تردید کی گئی ہے یہیں درج کیا گیا ہے کہ

"میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔

(ب) اسی طرح سے توضیح مرام صفحہ ۹ کی تحریر:۔

"یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے"۔

درج کر کے حضرت مرزا صاحب کا نبوت سے انکار اور محدثیت کا دعوےٰ پیش کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود کا نبوت سے انکار اور محدثیت اور جزوی نبوت کے اقرار کے متعدد حوالے ان کی معرکۃ الآراء تصانیف توضیح مرام (الہامی کتاب)۔ تریاق القلوب فتح اسلام۔ اور ازالہ اوہام سے درج ہوئے ہیں (طوالت کی وجہ سے وہ سب یہاں عرض نہیں کئے جا سکتے) جن کو آج منسوخ قرار دیا جا رہا ہے۔ لیکن ۱۹۱۴ء سے پہلے نہ جماعت ان کو منسوخ خیال کرتی تھی اور نہ حضرت مسیح موعود کے تبدیلیٔ عقیدۂ نبوت کو جانتی تھی۔ سب حضرت مرزا صاحب کو محدث ہی مانتے تھے۔

میں نے اپنے سابقہ خطوط میں دکھایا ہے۔ کہ صاحبزادہ صاحب بھی ۱۹۱۱ء تک حضرت مسیح موعود کو ولی۔ محدث اور مجدد ہی سمجھتے تھے۔ اور اعتقاد رکھتے تھے۔ کہ

"آنحضرت خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں آئے گا۔ کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جاسکے"۔

اور یہ کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا"۔

حضرت حکیم الاُمت مولانا نورالدین صاحب کے متعلق بھی میں نے سابقہ خطوط میں دکھلایا ہے۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو مجدد صدی ہی سمجھتے تھے۔ اور ان کو محض لغوی نبی قرار دیتے تھے۔ جس میں دیگر اولیاء کرام کو بھی شامل سمجھتے تھے۔

حضرت سید محمد احسن صاحب امروہی کے عقائد کے متعلق تو گذشتہ خطوط میں وضاحت سے بحث ہو کر دکھلایا تھا۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو جزوی نبی یعنی محدث ہی مانتے تھے۔ اور وہ تمام اولیاء کرام کو جزوی نبی سمجھتے تھے۔ اسی لئے قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نمائندہ جماعت ربوہ نے ۱۹۱۶ء / ۱۹۱۷ء میں انتہائی کوشش کی۔ کہ حضرت سید صاحب اپنے اس عقیدہ میں تبدیلی کر لیں۔ چنانچہ حضرت سید صاحب کو لکھتے ہیں:۔

"مگر ایک شبہ اور قوی ہے۔ یعنی ... بحث نبوت مباحثہ رام پور۔ بعینہٖ اس طرح نبیین بھی ہوتے اور ہوتے رہیں گے .... چنانچہ اس امت محمدیہ میں جو خیر الامم ہے ایسے افراد ملہمین کے بکثرت پیدا ہوئے"۔ آپ کی اس عبارت سے واضح ہے۔ کہ آپ مسیح موعود کے سوا اور اولیاء سابق اُمت محمدیہ کو بھی نبی کے خطاب کے مستحق سمجھتے ہیں۔ جو دوسری نبی جیسے پہلے اولیاء اُمت ہوئے ماننے سے مسئلہ کفر پر بھی اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ کافر تو نبی کا منکر ہی ہوتا ہے۔ نہ کہ ولی کا۔ مباحثہ رام پور میں تو مولوی ثناء اللہ کے مذہب کی تائید معلوم ہوتی ہے۔ آپ انہیں اشکال کو رفع فرما دیں۔ اور اپنے عقیدہ میں تغیر اور اس کے متعلق ایک مختصر سی تحریر تاکہ لوگوں کا وہم دور ہو کہ مولانا احسن سلمہ کا کچھ اور مذہب ہے"۔
اکمل عفی عنہ

اب آخر میں میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ عرض کرتا ہوں ۱۹۰۴ء میں مولانا مرحوم ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے۔ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں:۔

(۱) "اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا۔ تو ایک محدث اپنے وجود میں قوت استعداد نبی ہونے کی رکھتا۔ اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں المحدث نبی"۔
(ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ...)

(۲) "یہی اُمت ہے۔ کہ اگرچہ نبی تو نہیں۔ مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔ اور

اگرچہ رسول نہیں۔ مگر رسولوں کی مانند خدا تعالےٰ کے روشن نشان ان پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ۱۲۱)

حضرت مولانا مرحوم بھی حضرت مرزا صاحب کو ۱۹۰۲ء میں محدث ہی سمجھتے تھے۔ اور تبدیلیٔ عقیدہ نبوت سے ناواقف تھے۔ نیز جو تحریر حضرت مولانا نے حوالہ محلہ بالا میں تحریر کی ہے۔ وہ حضرت مرزا صاحب کے ہی الفاظ ہیں۔ جو انہوں نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸ پر تحریر کئے ہیں۔ یہ حوالہ اس کتاب کا پیش کیا گیا۔ جو بقول صاحبزادہ صاحب منسوخ تھی۔ یعنی مولانا مرحوم بھی باقی جماعت کی طرح سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں کی منسوخی کے قائل نہ تھے۔ اور نہ اس تبدیلیٔ عقیدہ سے آشنا تھے۔

بالا سطور میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے میں قطعاً کوئی تبدیلی نہ کی۔ بلکہ انہوں نے واضح الفاظ میں اس خیال کی تردید کی ہے۔ ان کا شروع سے ہی محدثیت کا دعوےٰ تھا جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا تھا۔ اور آخر تک یہی دعوےٰ رہا۔ جماعت اور تمام اکابر ان کو محدث ہی مانتے تھے۔ جو ظلی۔ بروزی۔ جزوی نبی یعنی غیر نبی ہوتے ہیں اور کسی تبدیلیٔ عقیدہ کے قائل نہ تھے نبی اور رسول کے الفاظ جو جماعت میں حضرت مرزا صاحب کے لئے استعمال ہوتے تھے یا تو کرتے تھے۔ تو وہ انہی معنوں میں مجازاً اور استعارۃً ہوتے تھے جیسے کہ دوسرے اولیائے کرام کے متعلق بھی ایسے الفاظ استعمال ہوتے رہے "او نبی وقت باشد اسے مرید" ورنہ جماعت احمدیہ کا تو اختلاف تک یہی عقیدہ اور ایمان تھا کہ حضرت مسیح موعود محدث اور مجدد ہیں۔ اور جماعت کے کبھی وہم و گمان میں یہ بات نہیں تھی۔ کہ حضرت صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنے دعوے میں تبدیلی کی تھی۔ یا اپنی کسی کتاب کو منسوخ قرار دیا تھا۔ جب کوئی تبدیلیٔ عقیدہ ہی ثابت نہ ہوا۔ اور نہ ہی ان کی کوئی کتاب ہی منسوخ ثابت ہوئی، تو آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور کا جو دعوےٰ شروع میں تھا وہی آخر تک رہا۔ مامور کبھی اپنے دعوے میں غلطی نہیں کھا سکتا۔ اور نہ ہی مغالطہ میں رہ سکتا ہے۔ آپ کے عقائد کے مطابق تو حضرت مسیح موعود چالیس سال سے زاید عرصہ تک اپنے دعوے کو نہ سمجھ سکے۔ اور آخری ۶ سال ان کو اپنے اصل دعوے اور رتبہ کی سمجھ آئی، اور اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا۔ اگر مامور اپنے دعوے کو ۱۶۲۵ سال نہ سمجھ سکے۔ یہاں تک کہ وہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ تو ایک عام آدمی اگر ساری عمر ان کے دعاوی کو نہ سمجھ سکے۔ تو اس کا کیا قصور ہے۔ خواجہ صاحب! دین کو بچوں کا کھیل نہ بنائیں۔ مامور نہ اپنے دعوے میں غلطی کھا سکتا ہے۔ اور نہ اسے مغالطہ ہو سکتا ہے۔

"اور بعض کا یہ خیال ہے۔ کہ اگر الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے تو امان اٹھ جاتا ہے۔ اور شک پڑ جاتا ہے۔ کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعوے میں بھی دھوکا کھایا ہو۔ یہ خیال سراسر فاسد ہے۔ لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۲۴)

"کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں۔ کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے، اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہاد کی غلطی ہو بھی تو وہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی .... نبیوں اور رسولوں کو دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھلایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا .... مگر نبوت کے دعوے میں انہوں نے (حضرت مسیح علیہ السلام) دھوکا نہیں کھایا۔ کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے دکھائی۔ اور بار بار دکھائی گئی ہے۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۲۹)

اصل میں خواجہ صاحب! آپ لوگوں کو حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں کچھ تناقض معلوم ہوا۔ اور آپ نے ان کی تطبیق نہ کی بلکہ عمداً تطبیق سے گریز کیا۔ کیونکہ وہ تطبیق آپ کے عقائد کو غلط ثابت کرتی تھی۔ آپ نے ان تحریرات کو کم فہم مسلمانوں کی طرح منسوخ قرار دے دیا۔ جس طرح ایسے مسلمان قرآن شریف کی بعض آیات کی تطبیق نہ کرنے کی وجہ سے ان کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں قطعاً تناقض نہیں۔ خصوصاً ان کے دعاوی میں۔ اگر یہ اصول اپنا لیا جائے۔ تو تمام اختلافی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"خلاصہ یہ کہ میرے کلام میں تناقض نہیں"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

اور نیز

"جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے مولوی صاحب کا بیان بھی تناقض سے بھرا ہوا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۱)

خواجہ صاحب! آپ اور ملک صاحب اس عراضیہ پر غور فرمائیں۔ آپ پر آسانی سے حقیقت آشکارا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بصیرت عطا کرے۔

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

(حضرت مسیح موعودؑ)

براہین احمدیہ کا انگریزی میں خلاصہ

کچھ عرصہ ہوا محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے براہین احمدیہ کا انگریزی ترجمہ شروع کیا تھا جو کئی سال تک قسط وار لائٹ میں شائع ہوتا رہا اس سارے مواد کی تلخیص کو اب ایک کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

چونکہ اس میں دلائل و براہین قاطعہ سے اسلام کی فوقیت دیگر مذاہب پر ثابت کی گئی ہے۔ اس لئے اس تلخیص کا نام TRIUMPH OF ISLAM یعنی اسلام کی فتح رکھا۔

یہ کتاب تقریباً پونے دو صد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے چار باب ہیں۔

۱۔ نبی عربی محمد صلعم
۲۔ قرآن مجید کی عظمت
۳۔ ہستی باری تعالےٰ
۴۔ صفات باری تعالیٰ

اول۔ یہ کتاب وہ دلائل و شواہد پیش کرتی ہے۔ جن سے یہ عیاں ہے کہ رسول اکرم صلعم خدا تعالےٰ کے سچے اور برگزیدہ پیغمبر تھے۔ جو ساری انسانیت کے لئے ایک عظیم پیغام لے کر مبعوث ہوئے تھے۔

ثانیاً یہ کتاب ثابت کرتی ہے کہ قرآن مجید میں بیان کردہ اصول و عقائد قوانین قدرت اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں۔

آخر میں ہم جناب الحاج شیخ میاں فضل الرحمان صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کے اخراجات کے لئے ایک گرانقدر عطیہ دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

صفحات۔ ۱۸۸

قیمت۔ 50۔۔ / ۱ روپے

ملنے کا پتہ:۔

دارالکتب اسلامیہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔
احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

گھانا سے ایک خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں یہ خط لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں۔ آپ کا ایڈریس مجھے ایک دوست کے ذریعہ معلوم ہوا۔ اور میں نے ارادہ کر لیا کہ آپ کو خط لکھوں برائے مہربانی مجھے قرآن شریف انگریزی ارسال کریں۔ میں نے اپنے علاقہ میں ایک مسلمانوں کی جماعت بنائی ہے جو مسلمانوں سے ہمدردی کرے گی۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ آپ میری خواہش کو پورا کریں گے۔

والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ کال آف اسلام۔ ایسنس آف اسلام۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی۔ اور فہرست کتب بھی ارسال کی گئیں۔)

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

پیغام صلح

ٹیلی فون نمبر ۷۳

تار کا پتہ پیغام صلح لاہور

بشیر احمد حسن سوز

جلد ۵۷ | نمبر ۔ چہار شنبہ ۔ مورخہ ۱۲ ذی قعد ۱۳۸۸ھ ۔ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۶۹ء | ۴

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
ہیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲ - قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳ - سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔

۴ - سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵ - کوئی کلمہ گو کافر نہیں

۶ - اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

بہترین صدقہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقۃ ما ترک غنی والید العلیا خیر من الید السفلی۔

ترجمہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بے فکری ہو۔ اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

یعنی جو صدقہ دے وہ اپنے لئے کافی چھوڑ کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ کل خود دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔ اوپر کا ہاتھ صدقہ دینے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ صدقہ لینے والا ہے۔ یہ ہدایت میانہ روی کی تعلیم ہے تاکہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد خود کل کو بھیک نہ مانگتا پھرے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

درخواست دعا

بعض احباب بیمار ہیں اور بعض مختلف مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے جناب الٰہی میں دعا کی ضرورت ہے۔

ہمیشہ ڈرتے رہو

اور محمد اللہ تعالیٰ کا اس سے فضل طلب کرو

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس قدر قصے شریروں اور بدکاروں کے بیان کئے ہیں ساتھ ہی یہ بیان کیا کہ یہ اس وقت موجود ہیں۔ اس سے غرض کیا تھی؟ اصل غرض یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ جب ایک یا دو قسم کی بدیوں کے دور کرنے کے لئے رسولوں کا آنا ضروری تھا پھر جہاں اس قدر بدیاں پھیل رہی ہیں اور تمام شرارتیں جمع ہوگئی ہیں۔ وہاں کیوں ضروری نہیں؟ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت حق تھی اور عین ضرورت کے وقت تھی۔ یہ ان لوگوں پر حجت ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔ وہ سوچیں کہ یہ بد اعمالیاں کبھی کسی زمانہ میں پیدا ہوئیں اور ان کے لئے رسول آیا پھر جب ان کا مجموعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوگیا یہاں تک کہ کہنا پڑا کہ بحر و بر میں فساد پیدا ہوگیا۔ اس زمانہ میں ایسی ہوا چلی ہوئی تھی کہ سب بگڑ گئے تھے۔ آریہ ورت کے لئے پنڈت دیانند نے شہادت دی ہے کہ وہ بھی بگڑا ہوا تھا۔ جگن ناتھ اور سومنات وغیرہ بت خانے اسی وقت کے ہیں۔ گویا اتنی بڑی خسران تھی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور وہ وقت بالطبع چاہتا تھا کہ ایک عظیم الشان مصلح پیدا ہو جو ان تمام فسادوں کی اصلاح کرے۔ چنانچہ اس وقت کے حسب حال آپ پیدا ہوئے۔ یہ بڑا نشان ہے۔ پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ آپ نے آکر کیا کیا؟ اس وقت جو حالت ملک اور قوم بلکہ دنیا کی ہو رہی تھی اس کی تفصیل کی حاجت نہیں۔ سب شہادت دیتے ہیں اور خود قرآن مجید نے شہادت دی ہے۔ وہ ان میں شائع ہوتا تھا۔ اگر کوئی امر جو ان کے حالات کے متعلق اس میں بیان کیا گیا ہے خلاف واقعہ ہوتا تو وہ شور مچا دیتے کہ جھوٹ کہا ہے لیکن کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہت بڑا خسران کا وقت تھا اور اس کے مقابل میں بہار بھی وہ آئی کہ اس کی نظیر نہ پہلے ملتی ہے اور نہ آئندہ ہوگی اس لئے کہ آئندہ تو اسی بہار کا سماں ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد نہم

الحاج مولوی عبدالرحیم [illegible] صاحب مبلغ اسلام جنوبی امریکہ

جنوبی امریکہ سرینام (ڈچ گیانا) میں عید الفطر کی تقریب

امسال روزوں کا مہینہ جنوبی امریکہ میں نہایت اچھا گذرا ہے۔ گرمی بھی بہت کم تھی اور دن بھی کچھ چھوٹے تھے۔ تمام جماعتوں کی مسجدوں میں نمازیں باقاعدہ پڑھی جاتی رہیں۔ رمضان شریف کی راتیں بڑی رونق کی راتیں ہوتی تھیں۔ لوگوں میں باہم اچھی محبت و تعظیم رہی ہے۔ سرینام کی احمدی جماعت نے قرآن مجید کی چودہ سو سالہ سالگرہ منائی ہے۔ اور لیلۃ القدر کی رات ہمارے ہیڈ کوارٹر کی مسجد میں ایک نہایت ہی بارونق رات تھی، مختلف جماعتوں کے افراد کثرت سے شریک تھے۔ مختلف موضوعات پر تقریریں ہوئیں۔ انڈونیشیا کے قونصل جنرل نے قرآن کریم کے نزول کی شان میں ایک پُر جوش تقریر کی۔ تمام رات یادِ الٰہی میں گذری۔

پھر عید الفطر کا دن بڑا شاندار تھا جماعت کے افراد اتنی اکثریت میں موجود تھے کہ جگہ ملنا مشکل ہو گئی تھی۔ حکومت کے بڑے بڑے مسلمان عہدہ داران شرکت فرما تھے۔ خاکسار نے عید کی نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔ جو تمام ملک میں اسی وقت ایک گھنٹہ تک براڈ کاسٹ ہوتا رہا ہے۔

میں نے بتایا کہ آج مسلمانانِ عالم کی عید ہے۔ تمام دنیا کے ۴۰ کروڑ مسلمان اپنی اپنی حکومت و ملک کی مسجدوں میں اللہ اکبر کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر اسلامی برادری کا اظہار کرتے ہیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے یہ بھی میں نے واضح کیا کہ رمضان شریف جو کچھ ہمارے لئے لایا وہ رمضان کے مہینہ تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ اس کے بعد گیارہ مہینوں کے لئے بھی ہے۔ رمضان شریف کے روزوں، صدقہ فطر اور عید سے ہم مسلمانوں کو کیا خوب سبق حاصل ہوتا ہے۔ جب ہم بارہ تکبیروں سے نماز عید ادا کرتے ہیں تو یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا نام ان تکبیروں کے ساتھ ہمیں بارہ مہینے بلند رکھنا چاہیئے۔ اور پہلی سات تکبیروں سے ہمیں ہفتہ کے سات دن پیچھے جمعہ کی نماز کی یاد آتی ہے۔ اور دوسری رکعت کی پانچ تکبیروں سے ہم اپنی فرض نمازوں کو یاد کرتے ہیں۔ اور اسی طرح صدقہ فطر میں دو خوبیاں ہیں، ایک انفاق فی سبیل اللہ اور دوسری برادری و محبت کے کمال جذبات کا اظہار۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ روزے اور عید مسلمانوں کو عموماً ایک عظیم الشان برادری، تنظیم اور دینداری کا سبق ہر سال دیتے ہیں۔ اور اس ذریعہ سے ہم ہر سال اسلام کی بہتری و بہبودی اور خدا تعالےٰ کے حکم و احکام پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

یہ خاکسار کے خطبہ کا ایک حصہ ہے، جو عید کے دن قوم و ملت کے سامنے پیش کیا گیا۔ عید کے دن شام کو وزیر اعظم کا نہایت ہی پُر جوش لیکچر ریڈیو پر سنایا گیا، اور عید کے بعد مسجدوں میں باجماعت نمازیں ہوتی ہیں۔

شہر کی جامع مسجد میں درس قرآن، نماز اور دوسرے احکام دینی کی تعلیم دی جاتی ہے نیز تبلیغی کارروائیوں کے لئے ایک جماعت قائم کی گئی ہے خدا تعالےٰ عمل کی توفیق دے۔ آمین

تبلیغی ڈاک ممالکِ غیر

ذبیحۃ آف جیسس کرائسٹ اور فہرست کتب ارسال کی گئیں)

گھانا

ترجمہ خط ادریس ایسیو۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط خلوصِ دل سے آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں۔ میری دلی خواہش ہے کہ مجھے ایک جلد قرآن شریف انگریزی ارسال کریں اور اس کے ساتھ مزید کتب بھی ارسال کریں۔

اُمید ہے کہ آپ میری درخواست منظور فرمائیں گے میں ۱۸ سال کا ہوں۔ اور انگریزی عربی بخوبی پڑھ سکتا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسلام سے واقفیت حاصل کروں۔ والسلام

(ان کو کال آف اسلام۔ مرزا غلام احمد دی پیس۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی بھیجی گئیں اور خط کا جواب بھی دیا گیا۔)

ترجمہ خط۔ سلام زکاری الیت بیجی۔ گھانا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں یہ چند حروف آپ کو لکھ کر بہت خوش ہو رہا ہوں۔ چند روز ہوئے ..... قرآن شریف اور کتابیں مولانا محمد علی صاحب (مرحوم) کی میرے ایک دوست نے مجھے دکھائیں اور میں بہت خوش ہوا۔ میں عربی اور انگریزی کا استاد ہوں۔ میں اپنی مذہبی لیاقت کو بڑھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے آپ مجھے چند کتب ارسال کریں۔ اُمید ہے کہ آپ میری گذارش کو قبول فرمائیں گے۔ والسلام

(خط کا جواب دیا گیا۔ نیز ٹیچنگس آف اسلام۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی۔ فہرست کتب۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی ارسال کی گئیں)

کراچی

ترجمہ خط یوسف مسعودی۔ کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کے مشن کے متعلق معلوم ہوا۔ میں ایک اجنبی ماریشس جزیرہ کا رہنے والا باشندہ ہوں اور میں اردو نہیں جانتا۔ اُمید

(باقی کالم اول میں دیکھیے)

تانگانیکا (تانسے چیریا)

ترجمہ خط عبدالغنی موشی۔ تانسے چیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالےٰ کی رحمتیں آپ پر نازل ہوں۔ میں اسلام کے متعلق واقفیت چاہتا ہوں اس لئے مجھے مذہبی کتب ارسال کریں۔ میں انگریزی بخوبی بول سکتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ پر ہزاروں برکتیں نازل کرے۔ اُمید ہے کہ آپ میری گذارش پسند کریں گے۔ اور جلد ہی جواب ارسال کریں گے۔ والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ ٹیچنگس آف اسلام۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی خطبہ الہامیہ اور فہرست کتب ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط ابراہیم نے۔ آسلوم۔ تانسے چیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے آپ کی کتب ایک دوست سے لے کر مطالعہ کیں۔ اور بہت لطف اٹھایا۔ اور اس نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے چند مذہبی کتب ارسال کریں بہت مشکور ہوں گا۔ اور یہ کتابیں میں سکول میں لائبریری میں رکھوں گا اور یہ طلباء کے لئے بہت مفید ہوں گی۔

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی۔ کال آف اسلام فہرست کتب اور خط کا جواب بھی ارسال کیا گیا۔)

ترجمہ خط۔ لورو سیدو۔ تانگیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں چند حروف آپ کو تحریر کر رہا ہوں جس کی غرض یہ ہے کہ آپ چونکہ مفت کتب ارسال کرتے ہیں۔ اس لئے مجھے چند کتب ارسال کریں۔

میں ایک مسلمان خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں نے قرآن کریم کا مطالعہ نہیں کیا۔ اور میں قرآن کریم کو معنی کے ساتھ پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس لئے آپ مجھے ایک قرآن کریم اور چند کتب ارسال کریں میں بہت مشکور ہوں گا۔ والسلام

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی

ہے کہ آپ مجھے انگریزی قرآن شریف مطالعہ کے لئے ارسال کریں گے۔ اور آئندہ میں آپ سے دیگر اسلامی کتب خریدوں گا کیونکہ میں خاص طور پر اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ میرے ساتھ رعایت کریں گے۔ والسلام۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ نیز ٹیچنگس آف اسلام کال آف اسلام۔ مرزا غلام احمد۔ فہرست کتب۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ ارسال کی گئیں۔)

حدیث مجدّد اور احمدیت

ایک صاحب کی طرف سے سوال کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوئے مجدّدیت جس حدیث پر مبنی ہے، اس کا مستند ہونا کہاں سے ثابت ہے جبکہ بخاری اور مسلم جیسی اعلےٰ پایہ کی کتابوں میں یہ حدیث موجود نہیں اور یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ٹھیک حساب کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجدّد کا آنا ضروری ہے۔

اگرچہ اس سوال کا جواب کئی مرتبہ پہلے دیا جا چکا ہے اور راقم الحروف کی کتاب آئینہ صداقت میں تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کی جا چکی ہے کہ یہ حدیث ہر اعتبار سے مستند ہے اور اس کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجدّد آتے رہے۔ تاہم سائل کی تسلی کے لئے ہم اس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ جو حدیث بخاری اور مسلم میں موجود نہ ہو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوتی ہے۔ خود بخاری اور مسلم میں بعض ایسی احادیث موجود ہیں، جو صحیح نہیں، مثلاً بخاری میں ہی ایک حدیث ہے لم یکذب ابراھیم الا ثلاثا حضرت ابراہیمؑ نے تین مرتبہ جھوٹ بولا۔ یہ حدیث قرآن کریم کے اس ارشاد کے سراسر خلاف ہے، جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صدیقا نبیا فرمایا گیا ہے۔ یعنے وہ نہایت راستباز نبی تھے، جھوٹ بولنا ایک ادنےٰ مسلمان کے لئے بھی کسی طرح واجب نہیں خواہ ایک مرتبہ بھی ہو، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا عظیم الشان نبی جس کے متعلق قرآن کریم کی کھلی شہادت موجود ہے کہ وہ نہایت راستباز تھے، تین مرتبہ جھوٹ بولیں یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود ہونے کے باوجود رد کرنے کے قابل ہے، اس سے ظاہر ہے کہ صرف بخاری اور مسلم ہی کی بیان کردہ احادیث قابل اعتماد نہیں، دوسری کتب احادیث میں جو روایات آئی ہیں، ان میں سے بھی بہت سی ایسی ہیں جن کو مستند قرار دیا گیا ہے، بالخصوص وہ احادیث جو واقعات سے بھی صحیح ثابت ہو چکی ہیں، ہر طرح صحیح اور معتبر ہیں۔ انہی میں حدیث مجدّد بھی ہے، جو ابو داؤد جیسی اعلےٰ پایہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اور اس حدیث کو نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں بدیں الفاظ نقل کیا ہے :-

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علےٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اخرجہ ابو داؤد وقد اتفق الحفاظ علےٰ تصحیح ھذا الحدیث منھم الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی المدخل وممن نص علےٰ صحتہ من المتاخرین الحافظ ابن حجر۔ یعنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ اس اُمّت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو مبعوث کیا کرے گا جو اس کے دین کو اس کے لئے تازہ کرے، اس کو ابو داؤد نے بیان کیا ہے اور حافظانِ حدیث اس کی صحت پر متفق ہیں، ان میں سے حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں اس کی صحت کی شہادت دی ہے اور متاخرین میں سے حافظ ابن حجر نے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔

یہ تو ہے حدیث مجدّد کا بحیثیت روایت صحیح ہونا لیکن یہیں تک بس نہیں، واقعات کی رُو سے بھی یہ حدیث عملاً صحیح ثابت ہو چکی ہے، اور گذشتہ تیرہ سو سال میں ہر صدی کے سر پر کوئی نہ کوئی خدا کے ایسے بندے پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی بناء پر مجدّد ہونے کا دعوےٰ کیا یا انہیں مجدّد تسلیم کیا گیا، ان بزرگوں کی مکمل فہرست حجج الکرامہ میں پوری اسناد کے ساتھ دی گئی ہے جو حسب ذیل ہے :-

پہلی صدی ہجری :- حضرت عمر بن عبدالعزیز (حجج الکرامہ ص۱۳۵)
دوسری 〃 〃 :- حضرت امام شافعی و احمد بن حنبل (〃 〃 〃)
تیسری صدی :- حضرت ابو شرح و ابوالحسن اشعری (حجج الکرامہ ص۱۳۶)
چوتھی صدی :- حضرت عبداللہ نیشاپوری قاضی ابوبکر باقلانی (〃 〃 〃)
پانچویں صدی :- حضرت امام غزالی - - (〃 〃 〃)
چھٹی صدی :- حضرت سید عبدالقادر جیلانی - - (〃 〃 〃)
ساتویں صدی :- حضرت امام ابن تیمیہ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی (〃 〃 〃)
آٹھویں صدی :- حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی و حضرت صالح بن عمر (〃 〃 〃)
نویں صدی :- حضرت سید محمد جونپوری - - - (حجج الکرامہ ص۱۳۷)
دسویں صدی :- حضرت امام سیوطی - .. - (〃 〃 ص۱۳۸)
گیارھویں صدی :- حضرت مجدّد الف ثانی سرہندی (〃 〃 ص۱۳۸)
بارھویں صدی :- حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی (〃 〃 ص۱۳۹)
تیرھویں صدی :- حضرت سید احمد بریلوی - - (〃 〃 ص۱۳۹)

اس فہرست سے ظاہر ہے کہ حدیث مجدّد نہ صرف روایتاً مستند اور صحیح سمجھی گئی ہے بلکہ ہر صدی کے سر پر اس حدیث کے ماتحت مجدّدین کا ظہور ہوتا رہا، اور عملاً واقعات کے رُو سے اس کی صحت ثابت ہوتی رہی ہے ایسی حالت میں یہ کہنا کہ چونکہ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں نہیں آئی اس لئے یہ قابل استناد نہیں، کہاں تک جائز ہے، جو بات نہ صرف حفاظ حدیث کے نزدیک متفقہ طور پر صحیح تسلیم کی جا چکی ہے، بلکہ متواتر تیرہ صدیاں واقعات کے رنگ میں اس کی صحت پر شہادت دیتی آئیں، اس سے بڑھ کر صحیح اور مستند ترین حدیث اور کونسی ہو سکتی ہے۔

پھر بس نہیں، جن بزرگوں کے اسمائے گرامی مندرجہ بالا فہرست مجددین میں درج ہیں، ان میں سے کئی ایک کے دعاوی کھلے الفاظ میں موجود ہیں، مثال کے طور پر گیارھویں صدی کے مجدّد حضرت شیخ احمد سرہندی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں :-

” و بداند کہ بر سر ہر مائۃ مجدّدے گذشتہ است اما مجدّد مائۃ دیگر است و مجدّد الف دیگر چنانچہ درمیان مائۃ و الف فرق است در مجدّدین اینہا نیز ہمانقدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں، مجدّد آنست کہ ہر چہ در آں مدّت از فیوض بامتاں رسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بوند و بدلاد نجبا باشند “
(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب چہارم ص۱۳ و ۱۴)

پھر بارھویں صدی کے مجدّد حضرت شاہ ولی اللہ کا دعوےٰ بھی سن لیجئے، فرماتے ہیں :-

” قد البسنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتھت بی دورۃ الحکمۃ یعنے جب حکمت کا دورہ انتہا تک پہنچ گیا تو اللہ تعالےٰ نے مجھے خلعت مجدّدیت سے سرفراز فرمایا “ (تفہیمات الٰہیہ)

یہ دو بزرگوں کے دعوے ابطور مثال نقل کئے گئے ہیں (جن میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد گذرے ہیں) اس سے اس حدیث کی صحت اور بھی پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔

ایسی حالت میں جب نہ صرف حدیث مجدّد ہی صحیح ثابت ہوئی بلکہ اس کے ماتحت گذشتہ تیرہ صدیوں میں مجدّدین کا پے درپے ہر صدی کے سر پر آنا بھی ثابت ہو گیا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس چودھویں صدی کا مجدّد کون ہے؟ اب تک اٹھاسی سال اس صدی میں سے گذر چکے ہیں اور حضرت مرزا صاحبؑ کے سوائے اور کسی بزرگ نے اس صدی میں مجدّدیت کا دعوےٰ نہیں کیا نہ کسی کو مجدّد تسلیم کیا گیا اگر حضرت مرزا صاحبؑ کا دعوئے مجدّدیت صحیح نہیں تو حدیث مجدّد کا عملی ظہور اس صدی میں کیوں نہیں ہوا؟ حجج الکرامہ میں اس صدی میں ہونے والے مجدّد کا بھی ذکر موجود ہے، اور وہ حضرت مرزا صاحبؑ پر ہی منطبق ہوتا ہے، لکھا ہے :-

” و بر سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقیست اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسےٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدّد و مجتہد باشند “ (حجج الکرامہ ص۱۳۹)

یعنے چودھویں صدی کے سر پر جس میں سے دس سال باقی ہیں اگر مہدی علیہ السلام کا ظہور اور عیسےٰ علیہ السلام کا نزول عمل میں آیا تو وہی مجدّد اور مجتہد ہوں گے۔

اب دیکھئے چودھویں صدی کے سر پر ظہور مہدی اور نزول عیسےٰ کا جو خیال چلا آتا ہے، وہ بھی اس صورت میں ان اٹھاسی سالوں میں پورا نہیں ہوا جس طرح عام طور پر مانا جاتا ہے۔ ہاں ایک اور رنگ میں حضرت مرزا صاحبؑ کے ہی وجود میں ظہور مہدی بھی ہوا اور نزول عیسےٰ بھی، اگر وہ خیال صحیح ہوتا جو عام طور پر مسلمانوں میں پایا جاتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کسی غار سے ظہور فرمائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، تو چاہیئے تھا کہ جیسا کہ مسلمانوں کے اس عقیدہ کے مطابق کہ وہ چودھویں صدی

(باقی برصفحہ ۱۰ کالم ۱)

اخبار و افکار

مخلوط تعلیم کی برکات

برطانوی یونیورسٹیوں میں جہاں مخلوط تعلیم کا رواج ہے، زیر تعلیم طلباء کی ایک یا دوسری جنس کی کمی کی وجہ سے خودکشیوں کا سلسلہ چل نکلا ہے، اگر کسی یونیورسٹی میں لڑکیاں کم ہیں اور لڑکے زیادہ تو لڑکوں کا تناسب خودکشی زیادہ ہے اور جہاں لڑکیاں زیادہ ہیں اور لڑکے کم، وہاں لڑکیاں زیادہ خودکشی کرتی ہیں، مثلاً کیمبرج یونیورسٹی میں لڑکیوں کی تعداد محدود ہے، دس لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکی ایک ہے، وہاں خودکشی کی شرح سب سے زیادہ ہے، اور گذشتہ بارہ سال کے عرصہ میں ۲۳ نوجوانوں نے خودکشی کا ارتکاب کیا۔ اور جن یونیورسٹیوں میں ایک عورت کے مقابلہ میں ½۲ مرد ہیں وہاں مردوں کی خودکشی اور جہاں طالبات اور طلباء کا تناسب اس سے کم ہے وہاں طالبات کی خودکشیاں زیادہ ہوتی ہیں، بالفاظ دیگر ایک جنس کو دوسری جنس کی کمی کی وجہ سے جنسی تعلقات سے محرومی برداشت نہیں ہو سکتی، اور اسے خودکشی کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

یہ ہیں مخلوط تعلیم کی "برکات"۔ کیا پاکستان اس مفسدِ اخلاق نظام کو برداشت کر سکتا ہے؟

صدر ایوب کا ایمان

گذشتہ دنوں جمعیۃ العلماء اسلام کے ایک جلسہ میں یہ کہا . . . . . گیا کہ صدر ایوب مرزائی ہیں اور انہوں نے قادیانی جماعت میں بیعت کی ہوئی ہے اس کے بعد ذیل کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی :۔

"لاہور۔ ۱۶ر جنوری (پ پ) صدر ایوب نے لاہور کے ایک ممتاز شہری کے استفسار کے جواب میں اپنے دینی عقائد کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ قرآن مجید کو اللہ تعالےٰ کی سچی کتاب مانتے ہیں جو نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔ صدر ایوب کی جانب سے یہ پیغام صدر کے خاص مشیر سید فدا حسن نے لاہور کے ایک ممتاز شہری کے خط کے جواب میں دیا ہے۔ صوبائی دارالحکومت کے شہری نے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے صدر کے ملٹری سیکرٹری میجر جنرل رفیع کو لکھا تھا جس میں قرآن مجید اور ختم نبوت کے بارے میں صدر کا عقیدہ پوچھا گیا تھا۔

سید فدا حسن نے اس شہری کے نام خط میں لکھا ہے کہ صدر ایوب نے آپ کے خط کو بغور پڑھا اور مجھے اس کا وضاحتی جواب دینے کی ہدایت کی۔ سید فدا حسن نے واضح الفاظ میں صدر ایوب کے عقائد کے بارے میں کہی گئی بعض باتوں کو بے بنیاد قرار دیا اور کہا کہ صدر ایوب نے کہا ہے کہ انہوں نے ایسے کلمات کبھی نہیں کہے سید فدا حسن نے مزید کہا کہ یہ دعوے بالکل باطل اور بے بنیاد ہے کہ صدر نے قادیانی (احمدی) گروہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ صدر ایوب سُنی خاندان میں پیدا ہوئے۔ وہ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور انہوں نے کبھی اپنے عقائد میں تبدیلی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ سید فدا حسن نے آخر میں توقع ظاہر کی کہ اس وضاحت کے بعد صدر کے عقائد کے بارے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی اور اس سے تمام شکوک دور ہو جائیں گے۔"

مولوی صاحبان کا ایمان

صاحب صدر کے اس صاف اور واضح بیان کے بعد اس بات کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ان پر لگائے گئے الزام کو صحیح سمجھا جائے . . . .

لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ مولوی صاحبان صدر صاحب کے اس صاف اور کھلے اعلان کے ہوتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے کہ جو بہتان وہ صدر صاحب پر لگا رہے ہیں صحیح نہیں۔ پھر بھی اسی پر مصر ہیں کہ وہ "مرزائی" ہیں اور ان کا اظہار برأت صحیح نہیں یہ وہ سیاسی ہتھکنڈے ہیں، جن میں طبقہ علماء نے کبھی دین و مذہب کو چھوڑ کر بہتان تراشی اور کذب آفرینی کو اپنا شعار بنا لیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

ضرورت رشتہ

ایک فوجی افسر یا ایک سول افسر جس کی عمر ۴۵ سال کے لئے کھاتے پیتے گھرانے کے موزوں رشتہ کی ضرورت ہے۔ خواہشمند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع فرماویں۔ کوائف مکمل پہلے ہی خط میں تحریر فرما دیں۔ ۲۹

ایم۔ اے۔ احمد پوسٹ بکس ۸۰۲۶ کراچی

یہ پاکستان ہے

ایک سہیلی کی سالگرہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک خاتون رقمطراز ہیں:۔

" ایک کمرہ میں بارہ تیرہ لڑکیاں لڑکے شور سے کسی مسئلہ پر بحث کر رہے تھے، ان میں کوئی بھی بارہ سال سے زیادہ کا نہیں تھا . . . .

یکایک ایک آواز سے میں چونک پڑی کوئی بچہ کہہ رہا تھا۔ ہمارے ابا پولیس میں ہیں جب بڑا ہوں گا تو میں بھی پولیس میں ہوں گا۔ دیکھ لینا پھر میرے پاس اتنے روپے ہوں گے کہ گھر بھر جائے گا، پولیس کو لوگ پیسے دے جاتے ہیں نا، کوئی ہزار دیتا ہے کوئی سو کوئی کچھ کوئی کچھ ابا کی تنخواہ زیادہ تھوڑی ہے، ابا کہتے ہیں اگر وہ پولیس نہ ہوتے تو پتہ نہیں کیا ہوتا۔"

بڑی بڑی آنکھوں والی ایک بچی ابھی حال ہی میں ہندوستان کا دورہ کر کے اپنے ابو اور امی کے ساتھ پاکستان آئی تھی اور وہ فخر سے کہہ رہی تھی :۔

" پتہ ہے کسٹم والوں کو تو معلوم ہی نہیں ہوا کہ نانی اماں کا زیور امی لے کر آ رہی ہیں، امی نے سب کنجیاں فوراً سامنے رکھ دیں اور دوسری طرف منہ پھیر کر کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے سارے صندوق کھول کر خوب تلاشی کی، پھر پوچھا یہ پاندان میں کیا ہے؟ امی نے فوراً ہی پاندان اٹھا کر ان کے سامنے رکھ دیا کہ پان ہیں خود لگا کر کھا لیجیئے، پتہ ہے سارا زیور پاندان میں تھا اگر وہ کھول کر دیکھ لیتے مصیبت آ جاتی۔ پورے بیس تولے سونا تھا اور دو ہیرے کی انگوٹھیاں، بعد میں ابو نے امی کو خوب شاباش دی۔"

شاباش کے قابل ہی تو بات تھی، پاکستان جو ہوا۔ لیکن یہیں تک نہیں، دوسری بچی نے بات کاٹ کر کہا :۔

" ارے یہ تو کچھ بھی نہیں۔ ہماری امی تو ہر سال ماموں جان کے پاس نیروبی جاتی ہیں وہاں سے سونا لاتی ہیں، کسی کو پتہ کچھ نہیں چلتا۔ بس یہاں سے چاندی کی چوڑیوں پر سونے کی پالش کروا لیتی ہیں، جب وہاں سے لوٹتی ہیں تو سونے کی چوڑیاں پہن آتی ہیں۔ امی کہتی ہیں یہ طریقہ سونا لانے کا سب سے اچھا ہے۔"

سُن لیا آپ نے؟ یہ ہیں پاکستانی باشندے اور یہ ہیں ان کے بچے، جو سب مسلمان کہلاتے ہیں، کیا ایسے ماں باپ کے ہوتے ہوئے بچوں کی یہ تربیت ملک و وطن اور بالخصوص اسلام کے لئے باعث عزت سمجھی جائے گی؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بقیہ لیڈر

(بسلسلہ صفحہ ۳)

اور لقیدل نواب صدیق حسن خان وہی اس صدی کے مجدد ہوتے لیکن نہ ایک امام مہدی غار سے نکلے اور نہ ہی عیسےٰ نازل ہوئے، تو اس صدی کا مجدد کس کو مانا جائے؟ عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق حضرت مرزا صاحبؑ نے براہین قاطعہ سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ فوت ہو چکے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ دوبارہ نہیں آ سکتے۔ ہاں ان کے رنگ و روپ میں امت محمدیہ کا کوئی شخص مسیحیت کے مقام پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور یہ مقام خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کو عطا فرمایا ہے جنہوں نے مسیحیت کو شکست فاش دیکر اسلام کو غالب کر دکھایا، اسی مصلحت سے ان کا نام مسیح رکھا گیا جیسا کہ فرمایا ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

ایسا ہی مسلمانوں کی اصلاح کیلئے حضرت مرزا صاحبؑ کو مہدی کا مقام عطا ہوا اور ان کی تعلیم سے نور ہدایت دنیا میں پھیلا اور ایک ہدایت یافتہ جماعت پیدا ہو گئی جو خدا کے دین کو دنیا میں پھیلانے میں منہمک ہے، اگر ان سب خوبیوں اور تجدیدی کاموں کے باوجود حضرت مرزا صاحبؑ مجدد نہیں تو بتائیے اس صدی کا مجدد کون ہے؟ اور مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں حدیث مجدد کو غلط کس طرح ثابت کیا جا سکتا ہے۔

التماس جن قارئین کرام نے "پیغام صلح" اور "ذوِ سلام" کا سال ۱۹۶۷ء کا چندہ اس وقت تک ارسال نہیں فرمایا یا جن احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے ان سے گذارش ہے کہ اس ماہ میں حساب بے باق فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

معاشرہ کی تمام بیماریاں قرآن اور سنت نبوی پر عمل کرنے سے دور ہو سکتی ہیں

کائنات کا ہر ذرّہ اللہ تعالےٰ کی حکومت اور اسی کے تصرف میں ہے

جو بھی نعمت انسان کو میسّر ہے وہ اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ ہے

اس لئے وہ اس کے احکام پر عمل پیرا ہو کر اس کا شکریہ بجا لائے

خطبۂ جمعہ ۔ مؤرخہ ۱۷ جنوری ۱۹۶۹ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولہ ما فی السمٰوٰت والارض ۔ ولہ الدین واصبًا ۔ افغیر اللہ تتقون ۔ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ ۔ ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون ۔ ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم یشرکون ۔ لیکفروا بما اٰتینٰھم ۔ فتمتعوا ۔ فسوف تعلمون ۔ (النحل ۱۶ : ۵۲ ۔ ۵۵)

تمام کائنات پر تصرف الٰہی

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ہر اس شخص کو جس کی آنکھیں ہیں اس کو مخاطب کر کے نہایت قیمتی سبق دیا ہے ۔ فرمایا ولہ ما فی السمٰوٰت والارض ۔ آسمانوں اور زمین کی کائنات اور سلطنت کا مالک خدا ہے ۔ اس کا ہر ہر ذرّہ خدا تعالےٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اور کائنات کا نظام خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت چل رہا ہے ۔ اس حقیقت کو تمام دنیا مانتی ہے ۔ تاہم کوئی حضرت عیسٰی کو خدا مانتا ہو، یا کرشن جی مہاراج کا پرستار ہو ۔ اور یا کوئی دریا اور پہاڑ کی عبادت کرتا ہو یا سورج کو پوجتا ہو ۔ ان میں سے کسی کا تصرف کائنات پر نہیں ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اس کائنات پر ہمارا تصرف تام ہے ۔

کائنات کا ہر ذرّہ قانونِ الٰہی پر عمل پیرا ہے

ولہ الدین واصبًا ۔ اس کائنات کا ایک ایک ذرّہ ہمارے قانون پر عمل پیرا ہے ۔ اگر سورج اور چاند ہمارے قانون پر چل رہے ہیں تو شہد کی مکھی بھی ہمارے ہی حکم سے شہد تیار کر رہی ہے ۔ سورج اور چاند کے فوائد انسان کے سامنے ہیں ۔ سورج اناج پکاتا ہے ۔ جب بارش کی ضرورت نہ ہو تو ایک زمیندار پکارتا ہے یا اللہ! بادلوں کو دور کر ۔ سورج کی گرمی کے بغیر گندم نہیں پکتی ۔ برسات بھی سورج کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ پھر مکھی بھی پھولوں سے مٹھاس چوس چوس کر شہد بنا رہی ہے ۔ گنّے کا پودہ بھی زمین سے مٹھاس چوس رہا ہے ۔ وہ کبھی بکائن کے درخت کی کڑواہٹ مٹی کے اجزاء سے حاصل نہیں کرے گا ۔ مالٹے کا درخت بھی خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت مناسب حال اجزاء زمین سے حاصل کرتا ہے ۔ انگور کی بیل اپنے اجزاء زمین سے جذب کر لیتی ہے ۔ اور تمہاری گائے بھینس بکری ۔ کالا بھوسہ اور سبز گھاس چھوں اپنے پیٹ میں ڈالتی اور تمہارے لئے سفید دودھ تیار کرتی ہے ۔ یہ تمام برکات جو انسان کو حاصل ہیں خدا تعالےٰ کے قوانین کی فرمانبرداری سے میسّر آ رہی ہیں ۔

سب چیزیں اللہ تعالےٰ کی مطیع اور فرمانبردار ہیں

تو خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ اس کائنات کے اندر جس قدر چیزیں ہیں وہ سب میری فرمانبرداری کرتی ہیں ۔ چنانچہ فرمایا ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض اور فرمایا ولہ الدین واصبًا ۔ کائنات کے ذرّے ذرّے پر ہماری اطاعت لازم ہے ۔ ایک بہت بڑا پہلوان ہو ۔ خوب موٹا تازہ ہو ۔ مچھر کا ایک دانہ اس کو بستر پر لٹا دیتا ہے ۔ غرض نباتات ۔ حیوانات اور جمادات سب ہی خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کر رہے ہیں قرآن کریم میں بار بار "وما بینھما" کا لفظ آیا ہے ۔ یہ جملہ قرآن کریم کے علاوہ دوسری کسی الہامی کتاب میں نہیں ہے ۔ فرمایا زمین و آسمان اور ان دونوں کے درمیان فضا کے اندر جو موجودات ہیں ۔ وہ تمام کی تمام میری فرمانبرداری کر رہی ہیں ۔

ہوائی جہاز اڑتا اڑتا لاہور کے ہوائی اڈے پر پہنچا ہے لیکن دھند اور کہر کی وجہ سے اتر نہیں سکتا کہ مطلع صاف نہیں ہے ۔ پھر راولپنڈی جاتا ہے ۔ وہاں بھی یہی عالم ہوتا ہے تو وہاں بھی اتر نہیں سکتا ۔ فرمایا وما بینھما زمین و آسمان کے درمیان کی تمام کائنات بھی میرے ہی اختیار میں ہے ۔ اور وہ سب میرے قانون پر چل رہی ہے ولہ الدین واصبًا ۔ میری فرمانبرداری سب پر لازم ملزوم ہے ۔

خدا کے سوا دوسری مخلوق کی پرستش کیوں ؟

جب یہ حقیقت تمہارے سامنے ہے تو افغیر اللہ تتقون ۔ اس کے بعد تمہیں کسی قبر کسی پیر کسی علیٰ اور کرشن کا کیا ڈر ہے؟ اتنا بڑا بادشاہ جس کی حکومت کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر ہے ۔ اس کو چھوڑ کر تم مخلوق کو اپنا معبود اور مالک بناتے ہو، حالانکہ وہ نہ تو کسی کو پیدا کر سکتے ہیں نہ کسی کی زندگی قائم رکھ سکتے ہیں ۔ نہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں ۔ خدا بادشاہ کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش کرتے ہو ۔ محتاج چیز کی پرستش کرنا کس طرح واجب ہے ۔ اس سبق کے اندر نصیحت ہے افغیر اللہ تتقون اے عقلمند انسان! تمہارے سامنے یہ کائنات ہے اس کائنات کے خالق و مالک کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرتے ہو ۔ تعجب ہے تمہاری عقل پر ۔ ڈرنا ہو تو اس کائنات کے خالق و مالک سے ڈرو ۔ اس کو چھوڑ کر کسی اور کے آستانے پر ماتھا رگڑنا عقلمندی نہیں ہے ۔ خدا تعالےٰ کی قدرت ۔ اور اس کے احسانات کی کچھ انتہا نہیں ۔

ہر نعمت خدا تعالےٰ کی دی ہوئی ہے

اس کے آستانہ کو چھوڑ کر کسی اور کے آستانے پر سر جھکاتے ہو ۔ حالانکہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ ۔ ہر وہ نعمت جو تمہیں میسّر ہے ۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے ۔ خدا تعالےٰ نے آنکھ کی روشنی تمہیں دی ہے ۔ جس کو آنکھ کی یہ روشنی میسّر نہ ہو ان سے پوچھو کہ یہ کیا نعمت ہے ہم نے ایسے لوگوں کو روتے دیکھا ہے ۔ زار و قطار گریہ و زاری کرتے دیکھا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ

ہماری دولت کس کام کی ہے۔ ہم اپنا چہرہ نہیں دیکھ سکتے۔ ہم اپنے عزیز و اقارب اور کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ فرمایا ثم اذا مسّکم الضر فالیہ تجئرون۔ پھر جب تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو اسی خدا کی طرف فریاد لے کر جاتے ہو۔ دکھ اور تکلیف کے وقت خدا کی طرف ہی توجہ کرنا پڑتی ہے۔ کیونکہ انسان کو یقین ہے کہ مصائب کو خدا ہی دور کر سکتا ہے۔ ثمّ اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم یشرکون۔ پھر اگر وہ دکھ دور ہو جائے تو انسان پھر ویسے ایسا ہو جاتا ہے۔ آنکھ، کان، زبان، یہ خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ ایک بہت بڑا انسان لاہور میں فوت ہوا۔ اس کو زبان کی قدرت خدا تعالیٰ نے بہت دے رکھی تھی۔ لیکن بیمار ہوا تو قوت گویائی جاتی رہی۔ معلوم ہوا کہ زبان کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی بہت بڑی نعمت ہے اسی لئے فرمایا وما بکم من نعمۃ فمن اللہ۔ جو کوئی بھی نعمت تمہیں میسر ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے۔

اولاد سب سے بڑی نعمت ہے جو خدا ہی سے ملتی ہے

ایک دولت مند عورت تھی۔ کوٹھی والی تھی۔ دنیا کی ساری نعمتیں اسے حاصل تھیں لیکن اولاد کی نعمت سے محروم تھی۔ اس نے کہا یا اللہ! مجھے ایک کانی لڑکی ہی عطا کر دے تاکہ میں اس کے ساتھ کھیلا کروں۔ اولاد کے بغیر یہ کوٹھی، یہ دولت، اور یہ نوکر چاکر کس کام کے۔ اے خدا! اولاد کے بغیر میرا گھر ویران ہے۔ میرے گھر کا چراغ تو مجھے عطا کر۔

جس کو خدا تعالیٰ نے دولت دے رکھی ہے اس پر خدا تعالیٰ نے کس قدر احسان کیا ہے۔ لیکن اولاد سب سے بڑھ کر دولت ہے۔ اولاد کے لئے پیغمبروں نے دعائیں کی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ جناب الٰہی میں فریادی ہوئے اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ عورت بانجھ ہے۔ مجھے اپنی جناب سے بچہ عطا فرما۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ میرا کوئی نہ کوئی وارث ہو اور میرا کوئی بازو بن جائے۔ اور میری زندگی کا سہارا میسر آ جائے۔ یہاں ایک بڑے پہلوان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ لیکن وہ پیسے کے برابر تھا وہ رویا کہ میں ایسا تنومند انسان ہوں لیکن بیٹا پیدا ہوا تو چوہے کے برابر۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا۔ القینا علیٰ کرسیہ جسداً۔ وہ ایک بے روح جسد تھا۔ جسم کا ڈھانچہ ہی ڈھانچہ تھا اور روح نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ اولاد کا پیدا کرنا انبیاءؑ کے بھی اختیار میں نہیں ہے اور وہ اس بات پر قدرت نہیں رکھتے کہ میرا بیٹا صالح پیدا ہو۔ وہ دوائی دیتا ہے۔ دعائیں کرتا ہے لیکن اختیار میں نہیں ہے کہ صالح بیٹا پیدا ہو۔ اسی لئے فرمایا کہ جو نعمت بھی تمہیں میسر ہے وہ ہماری ہی عطا کردہ ہے۔ کسی کو دولت بڑی اعلیٰ درجہ کی دے رکھی ہے لیکن اس کا بیٹا کند دل مزاج ہے۔ جارج پنجم کے بیٹے کی زبان صاف نہیں تھی۔ اس نے بیان دیا تو پادریوں نے کہا کہ اس کو صاف کر کے اخباروں میں دیا جائے۔ بادشاہ، ڈاکٹر اور طبیب کا لڑکا بھی بیمار پڑتا ہے۔ اس کے بعض اعضاء بعض وقت ناکارہ بھی ہوتے ہیں۔ وہ بعض اوقات کودن مزاج یا غبی ہوتا ہے۔ ان کے اختیار میں حسب منشاء اولاد پیدا کرنا نہیں ہے۔ اعضاء اور ذہانت ان کے اختیار میں نہیں ہیں۔ اگر کوئی ذہین ہے تو یہ خدا تعالیٰ کی عنایت ہے۔ اسی طرح سے خدا تعالیٰ کی نعمتیں گنتے چلے جاؤ ان کا شمار ہی کچھ نہیں۔

غریب کی نعمت امیر کے مقابلہ میں

ایک شخص موٹر پر چلتا ہے۔ اس کا معدہ کمزور ہے لیکن اس کے نوکر کا ہاضمہ درست ہے اور وہ تنومند ہے۔ اس امیر کبیر انسان کو لاکھوں روپے وہ لذت نہیں دے سکتے جو لذت کہ اس کا نوکر حاصل کرتا ہے۔ یہ غریب آدمی ردّا کیوں ہے۔ اس کے پاس تو وہ چیز ہے جو امیر کے پاس نہیں ہے۔ موٹر دے کر خدا نے امیر کی ٹانگیں چھین لیں۔ اس کا ہاضمہ خراب رہتا ہے۔ غریب آدمی سمجھے کہ یہ ٹانگیں خدا تعالیٰ کی عنایت ہیں۔ فرمایا وما بکم من نعمۃ فمن اللہ۔ ہر نعمت خدا کی عطا کردہ ہے۔ اور اگر کسی نے ہم پر احسان کیا ہو تو اس کو ہم نہیں بھلا سکتے۔ کسی انسان کے مقابلہ میں خدا کے احسانات ہم پر بہت زیادہ ہیں۔ اسی محسن کی طرف سے ہماری غفلت کس قدر شرم کی بات ہے۔ ہماری کتنی بڑی غفلت ہے۔

پاکستانی معاشرہ کی خرابیاں اور انکا علاج

آج پاکستان میں چاروں طرف شور ہے، اضطراب ہے۔ یہ پاکستانیوں کے اعمال کی وجہ سے ہے۔ ایک وکیل صاحب نے مجھے خط لکھا۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہوں۔ لیکن آپ لوگوں کو اچھا سمجھتا ہوں آپ بتلائیں کہ کیا فتویٰ ہے آپ کا؟ فلم دیکھنا چاہیئے یا نہیں۔ شراب پینی چاہیئے یا نہیں۔ عریانی ختم ہونی چاہیئے یا نہیں۔

میں نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ طبیب دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو Simptoms ظاہرہ چیزوں کا علاج کرتے ہیں۔ وہ اپنے علاج میں کامیاب نہیں ہوتے اور دوسرے طبیب سسٹم System کا علاج کرتے ہیں۔ وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ آپ نے فتویٰ پوچھا ہے۔ تو سن لیجئے۔ کہ تمہارے معاشرہ کے اندر جو بیماریاں اور برائیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کا علاج سمپٹم نہیں بلکہ سسٹم ہے۔ اور وہ ہے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا۔ معاشرہ کی خرابیوں کی وجہ اس ایمان کا فقدان ہے۔ اگر تم پاکستان کو زندہ رکھنا چاہتے ہو تو سسٹم کا علاج کرو اور اس کا علاج قرآن و سنت ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تمہارے اندر فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔ لیکن میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ کتاب اللہ اور میری سنت۔ اگر تم ان دونوں پر چلتے رہو گے تو تم کبھی گمراہ اور رسوا نہیں ہو گے۔ تو قرآن کریم اور سنت نبویؐ پر مکمل عمل معاشرے کی بیماریوں کا حقیقی علاج ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے تمام بیماریاں خرابیاں اور برائیاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ پاکستان کا ایک ایک فرد قرآن و سنت پر عمل کرے تو کوئی خرابی باقی نہیں رہ سکتی۔

پاکستانیوں میں حصول دولت کی وباء

پاکستان کا معاشرہ بری طرح بیمار ہے۔ اس کو دولت کی بیماری وبا کی صورت میں لگ گئی ہے۔ ہر کوئی شخص آناً فاناً دولت مند ہو جانا چاہتا ہے۔ خوابیں دولت کی آتی ہیں۔ اور اس کے حصول کے لئے ناجائز طریق اختیار کرتا ہے۔ ملاوٹ، چوری، جوا، رشوت کچھ بھی نہیں چھوڑتا۔ اور قوم و معاشرہ کو تباہ کرتا ہے۔ دولت آگئی تو شراب بھی آگئی۔ کوئی چھپ کر پیتا ہے۔ کوئی چالاک پیتا ہے اور کوئی بیماری کا بہانہ کر کے پیتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر دولت مند ایسا کرتا ہے۔ بہت سے دولت مند اس برائی سے پاک بھی ہیں۔ لیکن عام طور پر دولت ہی شراب پلاتی ہے۔

قرآن و سنت کو ترک کرنے سے اخلاقی بیماریاں۔

ایک بڑا قابل مجسٹریٹ تھا۔ ایک دفعہ میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے ہاں راولپنڈی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ خان بہادر میرے پاس آئے کہنے لگے کہ فلاں مجسٹریٹ صاحب آئے ہیں۔ انہوں نے شراب پی رکھی ہے۔ لیکن پان کھایا ہوا ہے کہ شراب کی بو ظاہر نہ ہو۔ لیکن شراب پی ہوئی ہو تو ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ انہیں میرے پاس نہ لانا۔ میرا وہ واقف ہے مجھے وہ دیکھ کر مر جائے گا۔

پھر ایک دفعہ جب میں شملہ میں تھا۔ تو اس کو میں نے ایک غلط جگہ پر دیکھا۔ تو جہاں دولت آگئی اس کو احتیاط سے استعمال نہ کرنے کی وجہ سے بدکاری بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر پاکستانی معاشرہ کا علاج کرنا ہے۔ اور اس کو بچانا ہے تو اس کا علاج قرآن و سنت پر عمل کرنا ہے۔ قرآن و سنت نبوی کو ترک کر دینے کی وجہ سے اخلاقی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

امیر کی دولت اور غریب کی صحت

فرمایا وما بکم من نعمۃ فمن اللہ۔ ہر نعمت خدا کی طرف سے ہے۔ صحت اچھی ہے تو یہ اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔ ایک غریب آدمی جس کے پاس دولت نہیں ہے وہ صحت مند ہے اور ایک آدمی جس کے پاس دولت ہے وہ بیمار ہے ایک کو ایک رنگ کی نعمت میسر ہے دوسرے کو دوسرے رنگ کی۔

دکھ اور تکلیف کے وقت خدا کی یاد

فرمایا اس امیر کبیر کو دیکھو۔ اذا مسکم الضر

(باقی بر صـ۱۰)

حضرت مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ

گناہ کی فلاسفی

معاصر طلوع اسلام کے سوال کا جواب

(۱)

ماہ دسمبر ۱۹۶۸ء کے طلوع اسلام میں "پیغام صلح" مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۸ء سے حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کے ملفوظات بعنوان بالا میں سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی گئی ہے :—

" خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہ گار نہ رہے تو میں ایک اور اُمت پیدا کر دوں گا جو گناہ کرے اور میں اسے بخش دوں گا "

اس عبارت کو نقل کر کے مدیر صاحب طلوع اسلام یہ سوال کرتے ہیں :—

" ہم (لاہوری) جماعت احمدیہ سے بالعموم اور مدیر پیغام صلح سے بالخصوص دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کہاں فرمایا ہے کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہ گار نہ رہے تو میں ایک اور اُمت پیدا کر دوں گا جو گناہ کرے اور میں اسے بخش دونگا " آپ حضرات کے جواب کے لئے طلوع اسلام کے صفحات حاضر رہیں گے "

تین قسم کی مخلوق - اس پیشکش کے شکریہ کے بعد جواباً گذارش ہے کہ مدیر صاحب طلوع اسلام کی طرف سے ایسا سوال جسے تعجب ہے کیونکہ قرآن کریم پر تدبر کرنے کے مدعی ہیں قرآن کریم میں فطرت انسانی کا جو نقشہ پیش کیا گیا ہے اگر مدیر صاحب اس پر غور کر لیتے تو ایسا سوال کرنے کی انہیں ضرورت ہی پیش نہ آتی قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین قسم کی مخلوق پیدا کی ہے ایک کو ملائکہ کا نام دیا ہے جن کے متعلق فرمایا لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون التحریم ۱ع یعنی ان کی فطرت میں ہی الٰہی احکام کی نافرمانی کا مادہ نہیں وہ مشین کی طرح ہر حکم کو بجا لانے میں مصروف ہیں اس کے خلاف وہ کر سکتے ہی نہیں تسبیح و تقدیس ان کی فطرت کا تقاضا ہے جسے وہ پورا کر رہے ہیں۔ دوسری مخلوق کو شیطان یا ابلیس کا نام دیا گیا ہے جس کی فطرت میں نافرمانی ہی نافرمانی ہے۔

انسان کی بناوٹ - تیسری مخلوق کو انسان کا نام دیا گیا ہے جس کی فطرت میں احکام الٰہی کی اطاعت اور عدم اطاعت دونوں طرف جانے کی اہلیت رکھی گئی ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے احسن تقویم فرمایا ہے اس کی بناوٹ کے تسویہ کا بار بار ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ سجدہ ۱ع میں فرمایا ثم سوّاہ ونفخ فیہ من روحہ - پھر سورۃ القیامۃ ۲ع میں فرمایا فخلق فسوّی پھر سورۃ الاعلیٰ میں فرمایا الذی خلق فسوّی - پھر سورۃ الشمس میں اسی تسویہ کی تعبیر ان الفاظ میں فرمائی ونفس وّما سوّاھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا یعنے انسان اپنی فطرت کی بناوٹ کے لحاظ سے فسق و فجور کی راہ بھی اختیار کر سکتا ہے اور تقوے کی راہ پر بھی گامزن ہو سکتا ہے جس کی مزید وضاحت سورۃ الدہر ۱ع اور سورۃ الکہف ۴ع میں فرمائی۔ سورۃ الدہر میں فرمایا انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا واما کفوراً اور سورۃ الکہف میں فرمایا وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر اور سورۃ یوسف میں ان النفس لامارۃ بالسوء اور سورۃ القیامۃ میں ولا اقسم بالنفس اللوامۃ کہکر انسانی فطرت میں دونوں قوتوں کے ودیعت کئے جانے کی طرف مزید اشارہ فرمایا اسی قسم کی فطرت کو سورۃ التین میں احسن تقویم قرار دیا ہے - جیسا کہ فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور سورۃ الانفطار میں اسے کامل قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا الذی خلقک فسوّٰک فعدلک فی ایّ صورۃ ما شاء رکّبک پس خلاصہ کلام یہ کہ فرشتوں اور شیطان کی فطرتوں میں صرف ایک ایک ہی قوت ہے ایک میں صرف اطاعت کی اور دوسرے میں صرف نافرمانی کی۔ اور انسان میں فرمانبرداری اور نافرمانی دونوں طرف جانے کی قوتیں ہیں اور انسانی فطرت کے متعلق سورۃ الروم ۴ع میں فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ یعنے انسانوں کو اسی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے کہ وہ احکام الٰہی کی اطاعت بھی کر سکیں اور ان کو ماننے سے انکار بھی کر سکیں۔ اس بناوٹ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی پس انسان جب بھی پیدا کیا جائے گا اسی فطرت پر ہی پیدا کیا جائے جس فطرت پر موجودہ انسان پیدا کیا گیا ہے ورنہ وہ انسان نہیں کہلا سکتا بلکہ یا وہ فرشتہ ہوگا یا ابلیس اور یہ دونوں قسم کی مخلوق تو پہلے ہی موجود ہے مزید ایسی مخلوق پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے

پیدائش عالم کے متعدد دور اور ہر دور کے انسان کے ایک ہی قسم کے قویٰ

غالباً مدیر صاحب اس حقیقت کا انکار تو نہیں کریں گے کہ پیدائش عالم کے کئی دور گذر چکے ہیں اور ایسے دور ہمیشہ آتے رہیں گے اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر دور کا انسان انہی فطرتی قوتوں کے ساتھ پیدا کیا جاتا رہا ہے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اور انہی قوتوں کے ساتھ آئندہ بھی پیدا ہوتا رہے گا - چنانچہ سورۃ ابراھیم ۳ع اور سورۃ فاطر ۳ع میں موجودہ عالم کی جگہ دوسرا عالم لانے کا امکانی رنگ میں ذکر موجود ہے - سورۃ ابراھیم کے الفاظ یہ ہیں الم تر ان اللہ خلق السمٰوٰت والارض بالحق ان یشاء یذھبکم ویأت بخلق جدید وما ذالک علی اللہ بعزیز اور سورۃ فاطر کے الفاظ یہ ہیں یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید ان یشاء یذھبکم ویأت بخلق جدید وما ذالک علی اللہ بعزیز ان سورۃ میں انسانوں کو ہی مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہاری جگہ دوسرے انسانوں کو لا سکتا ہوں خدا پر یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ دوسرے انسان بھی اسی فطرت کے ساتھ لائے جائیں گے جو فطرت موجودہ انسان میں پائی جاتی ہے انسان جس دور میں بھی لایا جائے گا وہ بہرحال اسی فطرت کے ساتھ لایا جائے گا کیونکہ لا تبدیل لخلق اللہ کا ارشاد ربانی تبدیلی فطرت انسانی کے لئے زبردست روک ہے۔

موجودہ دور کے انسان کی بناوٹ قابل غور - جناب مدیر صاحب اگر موجودہ دور کے انسان پر غور کی نظر ڈالیں گے تو ان کو صاف نظر آجائے گا کہ ان میں دونوں قسم کے انسان موجود ہیں نیک بھی بد بھی، مؤمن بھی کافر بھی نافرمان بھی اطاعت گذار بھی یعنے فطرت کے اچھے یعنی تقوے کے پہلو کو اختیار کرنے والے انسان بھی شروع دنیا سے ہی چلے آرہے ہیں اور اس کے بُرے پہلو یعنے فجور کی راہ کو اختیار کرنے والے انسان بھی شروع دنیا سے ہی چلے آرہے ہیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ انسان سے گناہ کا ارتکاب لابدی ہے یعنی انسان لازمی طور پر گناہوں کا شکار ہوتے ہیں۔

انسانوں کو گناہ کی زندگی سے خلاصی دلانے کے طرق - گناہ کی زندگی سے انسانوں کو دور رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کئے ہوئے ہیں۔

(۱) فرشتوں کا انسانوں کے لئے طالب مغفرت رہنا جیسا کہ سورۃ شوریٰ ۱ع میں فرمایا والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض الا ان اللہ ھو الغفور الرحیم یعنی خدا کی صفت غفور تقاضا کرتی ہے کہ انسانوں کے لئے مغفرت کے سامان مہیا کرے کیونکہ خلق الانسان ضعیفا کے ماتحت انسان ہر آن الٰہی مدد کا محتاج ہے۔

۲ - جب دنیا میں گناہوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور انسان گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں کہ اس سے نکلنے کی کوئی سبیل ان کو نظر نہیں آتی بلکہ برائی سے وہ ایسے مانوس ہو جاتے ہیں کہ وہی ان کو خوبصورت نظر آنے لگ پڑتی ہے اور شیطان فھو ولیھم الیوم کے ماتحت ان کا ولی بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دلدل سے انہیں نکالنے اور شیطانی تصرف سے آزاد کرانے کے لئے حسب مقتضی ضرورت انبیاء علیہم السلام کو یا ان کے تابعین کو مبعوث فرما کر اپنی مدد کا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا جاتا ہے جیسا کہ سورۃ الزخرف ۱ع میں فرمایا افنضرب عنکم الذکر صفحاً ان کنتم قوماً مسرفین وکم ارسلنا من نبی فی الاولین یعنی کیا یہ ممکن ہے کہ ہم محض اس لئے کہ تم گناہوں میں حد سے بڑھ گئے

ہو تمہاری اصلاح کی طرف سے لاپرواہ ہو جائیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم سے پہلی قومیں تمہاری طرح حد سے بڑھ گئیں تو کیا ان کی اصلاح کے لئے ہم نے نبی نہیں بھیجے - جب اللہ تعالے ان علینا للھدیٰ کے وعدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیشہ تمہیں گندی زندگی سے نکالنے کے لئے نبیوں کو بھیجتا رہا ہے تو اب وہ اپنی اس سنت کو کس طرح ترک کر سکتا ہے - پس دوسرا طریق اللہ تعالے کا انسانوں کو گناہوں سے محفوظ رکھنے یا ان کو ترک کروانے کا یہی ہے کہ اپنے نبیوں یا ان کے نائبین کے ذریعہ ان پر اثر ڈالتا ہے -

تیسرا طریق اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالے کی طرف سے یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ مامورین الٰہی کے ماننے والوں کے اندر ان کی پاک تعلیم اور پاک صحبت سے جو روحانی انقلاب پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں ان کی گندی زندگی پاک زندگی میں تبدیل ہو جاتی ہے اس انقلاب کو بار بار نہ ماننے والوں کے سامنے بطور نمونہ پیش کر کے ان کو بھی اسے اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے -

چوتھا طریق یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ انکار پر اصرار کرنے والوں کو مختلف قسم کے عذابوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے - جن کے نتیجہ میں بعض قوموں کو تو بالکل تباہ کر دیا جاتا ہے اور بعض کو عذابوں میں مبتلا رکھا جاتا ہے - ایسی قوموں کے بُرے انجام کو یاد کرا کر بھی ان کو گناہوں سے باز رہنے کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے

پانچواں طریق یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ مامور اور ان کے ماننے والوں کی کامیابی اور ان کے ساتھ تائید الٰہی اور ان کے دشمنوں اور مخالفین کی ناکامی و نامرادی کو مامورین کی سچائی کے لئے بطور دلیل پیش کر کے ان کی بات کو ماننے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے -

اللہ تعالے کی خواہش کا اظہار - اللہ تعالے کی طرف سے یہ سب کوششیں بتلاتی ہیں کہ اللہ تعالے کی انتہائی خواہش یہی ہوتی ہے اور اسی میں اس کی انتہائی خوشی ہوتی ہے کہ اس کے بندے گناہ کی زندگی کو ترک کر کے نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کریں -

آیاتِ قرآنی سے اس امر کا ثبوت - چنانچہ ذیل کی چند آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالے اس بات کی کتنی زبردست خواہش رکھتا ہے کہ اس کے بندے اس کی بھیجی ہوئی ہدایتوں کو قبول کر کے اور ان پر عمل کر کے استغفار کے ذریعہ اپنے گذشتہ گناہوں کی معافی کے طلبگار ہوں اور اپنی زندگی کو پاکیزہ بنائیں چنانچہ سورۃ الکہف رکوع میں فرمایا وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدیٰ ویستغفروا ربھم - پھر سورۃ المائدہ رکوع میں فرمایا افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم پھر سورۃ النساء رکوع میں فرمایا ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اس مضمون کی آیتوں سے قرآن بھرا ہوا ہے جن میں لوگوں کو مغفرت طلب کرنے کی طرف رغبت دلائی گئی ہے اور جن میں اللہ تعالے کی خوشنودی کا اظہار بھی پایا جاتا ہے طوالت کے خوف سے ان کو درج کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے -

انبیاء علیہم السلام کا امتوں کو اس طرف توجہ دلانا - انبیاء علیہم السلام بھی آ کر اپنی امتوں کو استغفار اور توبہ کی طرف ہی توجہ دلاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم عاد کو یہی کہا یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین - سورۃ ھود رکوع - اسی طرح حضرت صالح نے قوم ثمود کو یہی کہا فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ان ربی قریب مجیب اسی طرح حضرت شعیب نے مدین والوں کو کہا - واستغفروا ربکم ثم توبوا الیہ ان ربی رحیم ودود اسی طرح حضرت نوح نے اپنی قوم کو کہا استغفروا ربکم انہ کان غفارا الخ نوح رکوع -

آیتیں تو اس مضمون کی بھی بہت ہیں سر دست انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے ان آیتوں سے دو باتیں واضح ہیں ایک تو اللہ تعالے اور اس کے رسولوں کا قوموں کو استغفار پر مداومت اختیار کرنے کی تلقین کرنا اور دوسرے اللہ تعالے کا صفت غفور اور غفار سے متصف ہونا جس کا ظہور بھی انسانی بناوٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے لازمی ہے -

صفت غفور کا ظہور بغیر گناہ کے بھی ہوتا ہے - ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کی کوئی صفت ہمیشہ کے لئے بیکار نہیں رہ سکتی - انسانی فطرت صفاتِ الٰہیہ کے مطابق ہی بنائی گئی ہے گو انسانی فطرت کی بناوٹ کی بناء پر بعض انسان گناہوں کے مرتکب بھی ہوں گے لیکن یہ ضروری نہیں کہ گناہ کے بعد ہی اس صفت کا تقاضا پورا ہو بغیر گناہ کے بھی انسان اس صفت سے مستفیض ہونے کا محتاج ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام یہ پاک ہستیاں ہر قسم کے گناہ سے دور رہتی ہیں گناہ ان کے قریب بھی پھٹک نہیں سکتا لیکن باوجود اس کے استغفار ان کا ہر وقت کا ورد رہتا ہے یہ اس لئے تاکہ یہ خدا تعالے کی صفت غفور کی مدد سے ہر دائمی دور پر گناہ سے محفوظ رہیں - حضرت یوسفؑ نے تو صاف الفاظ میں کہا وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم اسی طرح قرآن کریم سے اہل جنت کا استغفار کے ورد میں مشغول رہنا بھی ثابت ہے حالانکہ وہاں گناہ کے ارتکاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

اشارۃ النص سے فرمانِ الٰہی کا ثبوت - کیا خدا تعالے کا انسان کو ایسی فطرت اور ایسے قویٰ کے ساتھ پیدا کرنا کہ وہ ہر وقت خدا تعالے سے مغفرۃ حاصل کرنے کا محتاج ہے خواہ گناہوں سے حفاظت کے لئے ہو خواہ گناہوں کے ارتکاب کے بعد ان کی معافی طلب کرنے اور ان سے آئندہ کے لئے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہو بطور اشارۃ النص کے اس فرمانِ الٰہی کا ثبوت ہم نہیں پہنچا رہا کہ اگر میرے موجودہ بندے گناہ کا ارتکاب کرنے والے نہ ہوں جو گناہ کے بعد مجھ سے مغفرت کے طلبگار ہوں اور میں انہیں بخشوں تو میں پھر ایسے بندے پیدا کروں جن سے اپنی فطرتی کمزوری کے سبب گناہ سرزد ہو اور وہ طالب مغفرۃ ہو کر میری صفت غفور سے مستفیض ہوں -

یاد رہے کہ ہر بات نص سے ہی ثابت نہیں ہوتی اشارۃ النص بھی بعض اوقات کسی بات کے ثبوت کا ذریعہ بن جاتا ہے -

اس بارے میں نبی کریم صلعم کی احادیث - پھر قرآن کریم میں جو حقیقت بطور اجمال اور اشارۃ النص سے ثابت ہے وہ مندرجہ ذیل احادیث سے بطور نص یعنی پوری وضاحت سے ثابت ہے - چنانچہ اس بارے میں حضرت نبی کریم صلعم کی پانچ احادیث مروی ہیں جو سب کی سب ثقہ راویوں کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے تین احادیث تو صحیح مسلم کی کتاب التوبہ میں مذکور ہیں جو حسب ذیل ہیں -

پہلی حدیث - عن ابی ایوب انہ قال حین حضرتہ الوفات کنت کتمت عنکم شیئا سمعتہ من رسول اللہ صلعم سمعت رسول اللہ صلعم یقول لولا انکم تذنبون لخلق اللہ خلقا یذنبون یغفر لھم یعنی حضرت ابو ایوبؓ نے اپنی وفات کے وقت کہا میں نے اس وقت تک آپ لوگوں سے ایک بات پوشیدہ رکھی ہوئی تھی جسے میں نے حضرت نبی کریم صلعم سے سنا ہوا ہے اسے اب بتاتا ہوں میں نے حضرت نبی کریم صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اگر آپ لوگوں سے گناہ کا ارتکاب نہ ہوتا تو اللہ تعالے ایسی مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتے اور وہ انہیں بخشتا -

دوسری حدیث - عن ابی ایوب الانصاریؓ عن رسول اللہ صلعم انہ قال لو انکم لم تکن لکم ذنوب یغفر اللہ لکم لجاء اللہ بقوم لھم ذنوب یغفرھا لھم -

حضرت ابو ایوب الانصاری حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلعم نے فرمایا اگر تمہارے گناہ نہ ہوتے جن کو اللہ تعالے بخشے تو اللہ تعالے ایسی قوم لاتا جن کے گناہ ہوتے اور وہ انہیں بخشتا -

تیسری حدیث - عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم والذی نفسی بیدہ لو لم تذنبوا لذھب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون

فیستغفرون اللہ فیغفر لھم (یعنی ابوہریرہؓ) کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تم کو لے جاتا اور ایسی قوم لاتا جو گناہ کرتے پھر اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے اور وہ انہیں مغفرت عطا فرماتا۔

اس سلسلہ میں صحیح مسلم کے اسی باب کی مندرجہ ذیل چار حدیثیں بھی ذہن نشین کر لینی چاہئیں۔

پہلی حدیث - حضرت ابوہریرہ حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں اور حضرت نبی کریم صلعم اللہ جل شانہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہا میرے ایک بندہ نے گناہ کا ارتکاب کیا پھر کہا اے اللہ میرے اس گناہ کو معاف فرماتے ہوئے مجھے بخش دیں اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کا ارتکاب کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو بخش دیتا ہے اور گناہوں پر گرفت بھی کرتا ہے پھر دوبارہ اس سے گناہ کا ارتکاب ہوا اس پر وہ پھر معافی اور بخشش کا طلبگار ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا میرے بندہ نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو بخشتا اور ان پر گرفت کرتا ہے پھر سہ بارہ اس سے گناہ سرزد ہوا پھر اس نے یہی کہا کہ اے میرے رب میرے گناہ کو بخش دے اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ میرے بندہ سے گناہ سرزد ہوا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو بخشتا اور ان پر گرفت کرتا ہے یہ کہکر اللہ تعالیٰ نے اسے کہا جو چاہے کر میں نے تجھے بخش دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بندہ کو مغفرت الٰہی نے ہمیشہ کے لئے ڈھانپ لیا جس کے نتیجہ میں اس سے گناہوں کا ارتکاب کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ کیا یہ حدیث ثابت نہیں کر رہی کہ اللہ تعالیٰ کو گنہگار کے استغفار سے کس قدر خوشی ہوتی ہے۔

دوسری حدیث اس سلسلہ میں یاد رکھنے کے قابل یہ ہے جو حضرت ابوہریرۃؓ سے ہی مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ایک شخص ایسے جنگل میں سے گذر رہا ہو جہاں نہ پانی کا نام و نشان ہے نہ کھانے پینے کی کوئی چیز مل سکتی ہے نہ کسی انسان کا پتہ چلتا ہے۔ اس کی ایک سواری ہے جس پر پانی اور کھانے کا سامان بھی لدا ہوا ہے وہ سو جاتا ہے اور جب بیدار ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اس کی سواری مع کھانے پینے کے سامان کے اس کے پاس کھڑی ہے اپنی اس سواری کو پا کر جس قدر خوشی اس شخص کو ہو سکتی ہے اس کا اندازہ ہر انسان کر سکتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس شخص کی خوشی سے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے جب اس کا کوئی بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اس کی طرف رجوع کرتا ہے یہ حدیث بھی گنہگار بندہ کے استغفار پر اللہ تعالیٰ کی بے پناہ خوشی پر کھلی کھلی دلالت کر رہی ہے۔

تیسری حدیث اس سلسلہ میں یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت برائی کا مرتکب بندہ توبہ کرتا ہوا اس کی طرف رجوع کرے۔ یہ حدیث بھی اس امر پر دلالت کر رہی ہے کہ برائی کے مرتکبین کو خدا پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے بشرطیکہ وہ استغفار کریں۔

چوتھی حدیث قابل غور یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فواحش کو حرام کیا ہے۔ ....
..... اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر عذر کو محبت کرنے والا کوئی نہیں اسی لئے اس نے کتابیں اتاریں اور رسول بھیجے۔ یہ حدیث بھی قرآن کریم کے اس مضمون کی تائید کر رہی ہے کہ گناہوں سے چھٹکارا دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ رسولوں کو بھیجتا اور ان کے ذریعہ اپنی ہدایتوں سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے۔

گناہ کرنے والی مخلوق پیدا کرنے کے متعلق مزید دو حدیثیں

پہلی حدیث - عن انس قال صلعم والذی نفسی بیدہ لو اخطأتم حتی تملأ خطایاکم ما بین السماء والارض ثم استغفرتم اللہ یغفر لکم والذی نفسی بیدہ لو لم تخطئوا لجاء اللہ بقوم یخطئون ثم یستغفرون فیغفر لھم۔ اخرجہ احمد وابو یعلی باسناد رجالہ ثقات۔

دوسری حدیث - عن ابن عمر مرفوعاً لو لم تذنبوا لخلق اللہ خلقاً یذنبون ثم یغفر اللہ لھم اخرجہ احمد والبزار و رجالھم ثقات۔ ان دونوں حدیثوں کا بھی یہی مطلب ہے کہ اگر مذنب اور مخطی نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق لائیگا جن سے خطا اور ذنب کا ارتکاب ہو اور وہ بخشش طلب کریں اور اللہ انہیں بخشے۔

فرض اور اس کی غرض

یاد رہے کہ یہ فرض بالکل قرآن کریم کی آیت قل ان کان للرحمان ولد فانا اول العابدین (زخرف ع) کے فرض کی طرح ہے۔ اصل میں ایسی باتوں کو بطور فرض بیان کرنے کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ مخاطبین کو کسی امر کی طرف توجہ دلا کر اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی جائے انبیاء کرام علیہم السلام کے آنے پر چونکہ لوگ مختلف قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور بعض کو خیال ہوتا ہے کہ انکے گناہوں کی بمقدار کثرت ہے یا وہ اس قدر بھیانک ہیں کہ ان کی بخشش ہو ہی نہیں سکتی اسلئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کو خدا کی صفت غفور پر زور دینا پڑتا ہے تا مایوس لوگ مایوسی کا شکار ہونے سے بچ جائیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے بھی مایوس انسانوں کی اس مایوسی کو دور کرنے کے لئے یہ الفاظ فرمائے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ھو الغفور الرحیم - الزمر ع - حضرت مسیح موعود نے بھی اسی سلسلہ میں جو کچھ فرمایا وہ ایسے ہی شخص کے جواب میں فرمایا جو کہتا تھا کہ اس کی بخشش ہو ہی نہیں سکتی۔

مدیر صاحب طلوع اسلام چونکہ احادیث کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے اس لئے آئندہ قسط میں انشاء اللہ قرآن کریم سے ہی ثابت کیا جائے گا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد فرمان الٰہی ہی ہیں۔ والسلام

پیغام صلح، خود پڑھنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں۔

اخبار احمدیہ

این اے فاروقی صاحب کی حالت

—— محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری صاحب نے ۱۷ جنوری کو بیگم صاحبہ این اے فاروقی صاحب سے فون پر رابطہ قائم کیا ان سے معلوم ہوا کہ فاروقی صاحب کی حالت تسلی بخش ہے وہ خطرہ سے باہر ہیں۔ روبصحت ہیں۔ ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق لیٹے رہنے کا حکم ہے پلستر وغیرہ لگانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ ہڈی کو درست کر دیا گیا ہے۔ انکی ساس صاحبہ کی ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہے جو ٹھیک کر دی گئی ہے۔ ابھی فاروقی صاحب کو سونے کے لئے دواؤں کی ضرورت پڑتی ہے۔ احباب سے یہی گذارش ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اعلان نکاح

مظفر آباد آزاد کشمیر سے مختار احمد بٹ صاحب لکھتے ہیں۔

—— ۲۲ ماہ دسمبر ۱۹۶۸ء کو بوقت پانچ بجے شام میرے متبنٰی لڑکے مسمی رکن الدین کا نکاح مسمات جمیلہ بانو دختر خواجہ احمد جو صاحب چودھری کے ساتھ بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر مولوی حنیف صاحب امام مسجد مظفر آباد آزاد کشمیر نے پڑھا۔ احباب سے استدعا ہے کہ دعا فرمائیں کہ یہ تعلق جانبین کے لئے موجب خیر و برکت ہو۔

مجلس ادب لائبریری

—— میں نے یہاں رسول پارک ۵ نمبر کوٹھی میں ایک مجلس ادب لائبریری بنائی ہوئی ہے۔ اس میں قائد اعظم کے دو جلسے ۲۵ دسمبر اور ۳۱ دسمبر ۱۹۶۸ء کو ہوئے اور کامیاب رہے۔ بندہ اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے آفتاب الدین احمد خیراتی دار الشفاء کو روانہ کرے گا۔ جو احمدی طالب علم اور طالبات اس بزم کے ممبر بننا پسند کریں مجھے اس پتہ پر ملیں یا جوابی لفافہ لکھیں۔

ملک سلیم اللہ عاجز۔ بانی و نگران مجلس ادب لائبریری کوٹھی ۵ رسول پارک لاہور۔

سالگرہ

—— میری بھانجی نائلہ نورین سویٹی کی ساتویں سالگرہ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۸ء کو بوقت ۴ بجے شام ہوئی اور اس سالگرہ میں مجلس ادب لائبریری کے ممبر اور طالبات نے سرگرمی سے حصہ لیا اور بچی کو تحفے تحائف دیئے۔ بندہ اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ پانچ روپے مرمت برلن مسجد فنڈ میں دیتا ہے۔

بزرگان سلسلہ بچی کی عمر درازی اور سعادتمندی کے لئے دعا فرمائیں۔ جزاکم اللہ

(سوشل ورکر ملک سلیم اللہ عاجز۔ احمدی۔ کوٹھی ۵ رسول پارک۔ اچھرہ۔ لاہور)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

(بقیہ خطبہ از صفحہ ۶)

خالیہ تجئرون - جب اس کا بیٹا اور بیوی بیمار ہوتے ہیں تو دعائیں کرتا ہے کہ اے خدا! تو اس کو بچا لے - ثم اذا کشف الضر عنکم - جب اس کی حاجت روائی ہو جاتی ہے - جب خدا اس کے دکھ درد دور کر دیتا ہے اذا فریق منکم بربھم یشرکون - تو پھر تم مشرک بن جاتے ہو - تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک بناتے ہیں -

میں نے جہاز کے تختہ پر دیکھا ہے جب سمندر میں طوفان آیا انگریز اور میمیں پاگل ہو گئیں ان کو اپنا ہوش نہیں رہا - سب خدا کو پکارتے ہیں - ایسی اضطراری حالت میں نہ حضرت عیسٰیؑ یاد آتے ہیں نہ پیر دستگیر اور نہ کرشن جی مہاراج صرف خدا ہی یاد آتا ہے -

ایک امیر کبیر آدمی تھے - ان کا ایک پوتا کپتان تھا وہ بیمار پڑ گیا - ڈاکٹروں نے بتایا کہ اس کا علاج نہیں ہو سکتا - اس نے دن رات خیرات کی - دیگیں چڑھائیں - دن رات قرآن خوانی کی، بے اندازہ دولت صرف کی، لیکن جوان بچہ مر گیا - دولت اس کو بچا نہ سکی - خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی نعمت تمہارے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پھر جب وہ نعمت تمہارے پاس سے چلی جاتی ہے - تو پھر اسی کی طرف فریاد لے جاتے ہو -

دکھ دور ہونے اور نعمت ملنے پر مشرکانہ خیالات

اور پھر جب وہ تم سے دکھ درد دور کر دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرا لیتے ہو سارے نہیں بعض نابکار لوگ جن کو تندرستی دی جائے دولت دی جائے - کہتے ہیں جی! میں نے پیر صاحب کو خط لکھا تھا - بس ڈاک میں ڈالا ہی تھا کہ مراد بر آئی - اسی طرح کی مشرکانہ حرکات کرتے ہیں فرمایا لیکفروا بما اتیناھم - گویا ہماری نعمت کے عطا کرنے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ تم ناقدری اور ناشکری کرو - فتمتعوا - سن لو یہ زندگی تھوڑے دنوں کی ہے - چند دنوں کا آرام کر لو - بدکاری کے چند دن ہیں، شراب اور رشوت کے ایام تھوڑے ہیں - فسوف تعلمون - پھر تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ تمہاری کرتوتیں کیا تھیں - اور ان کی کیا سزا ہے -

یہ آیتیں پاکستان کے ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کو سنانی چاہئیں - کہ وہ ان تمام باتوں کو چھوڑ دیں جس سے خدا اور رسولؐ کی نافرمانی ہوتی ہے - جس سے فرد اور معاشرہ کو نقصان پہنچتا ہو اور جس سے قوم اور ملک تباہ ہوتا ہو -

کرنل رحیم کی وفات اور جنازہ غائبانہ

شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے پوتے کرنل ایس اے رحیم صاحب کا کراچی میں انتقال ہو گیا ہے - شیخ رحمت اللہ صاحب حضرت مجدد زمان کے خاص الخاص دوستوں میں سے تھے - مجھے اور انہیں اکٹھے رہنے کا موقع ملا ہے - دولت مند انسان تھے - لیکن روزانہ سات نمازیں پڑھتے تھے - ساری عمر تہجد پڑھی اور ساری عمر اشراق کی نماز ادا کی - یہ ایک انقلاب تھا کہ حضرت☆

☆ امام زمانؑ نے دولت مندوں کو خدا کے آستانے پر گرا دیا - یہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں ہے - یہ دولت ساتھ جانے والی چیز نہیں ہے - اگر کچھ ساتھ جا سکتا ہے تو وہ اعمال ہیں - اپنے لئے کچھ کرنا چاہتے ہو تو خدا اور رسول صلعم کے احکام و ارشادات پر عمل کرو - زندگی اسی میں ہے - نماز جمعہ کے بعد کرنل رحیم کا جنازہ غائبانہ پڑھا جائے گا -

(جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

مجالس مسیح موعودؑ کے چند ایمان افروز نظارے

درگاہ اسمٰعیلیہ ضلع بوتوڑ سے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحبت یافتہ بزرگ لکھتے ہیں:-

میں چند نکات احمدیت کے بارے میں آپ کے علم کے لئے تحریر کرتا ہوں - میرے والد صاحب قبلہ مرحوم دوسری بار جب قادیان حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو امرتسر سے اپنے ہمراہ ایک بڑی شیشی میں اعلیٰ قسم کا عطر لے گئے - حضرت مسیح موعودؑ دوستوں کی مجالس میں تشریف فرما تھے اور تقریر فرما رہے تھے - والد صاحب قبلہ نے اپنے ساتھی حضرت مولانا مولوی الٰہی بخش رحؒ سے عرض کیا کہ میں حضرت کے سر مبارک میں عطر لگانا چاہتا ہوں - حضرت مولانا کے دریافت فرمانے پر حضرت مسیح موعودؑ نے اجازت فرمائی کہ شوق سے عطر لگا سکتے ہیں - والد صاحب قبلہ نے سارے کا سارا عطر حضرت کے سر مبارک پر اُنڈیل ڈالا - دوران مالش حضرت مسیح موعودؑ نے ایک نکتہ کی بات فرمائی کہ مسیح ناصری سے میری مماثلت اس رنگ میں بھی پوری ہوئی مسیح ناصری کے پاؤں پر ایک غیر قوم کی عورت نے عطر لگایا - اور میرے سر میں ایک مخلص دوست نے عطر کی مالش کی - حاضرین مجلس یہ نکتہ سن کر دنگ اور حیران ہو گئے - دوسرا واقعہ یہ تھا کہ جس زمانہ میں والد صاحب قبلہ قادیان تشریف لے گئے تھے اس وقت قادیان میں طاعون کی وبا بڑے زوروں میں پھیلی ہوئی تھی، اور طاعونی مُردے برابر دفن کے لئے جا رہے تھے - چونکہ والد صاحب قبلہ طاعون اور ہیضہ سے بہت گھبراتے تھے - اور بہت محتاط تھے - اس لئے انہوں نے حضرت مولانا سے عرض کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ سے اجازت لے کر بنارس واپس چلیے - حضرت مولانا نے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا کہ میرے ساتھی یہاں کی حالت دیکھ کر بہت پریشان ہیں اور گھبرا رہے ہیں - حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت دلجمعی سے فرمایا کہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے - میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے دوست احباب کی تندرستی اور طاعون سے حفاظت کے لئے دعا کی ہے انشاء اللہ میری دعا پوری ہو گی - میرا کوئی مرید یا دوست اس مرض سے ہلاک نہیں ہو گا - علاوہ ازیں مجھے الہام بھی ہوا ہے کہ

"امن است در مکان محبت سرائے ما"

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ کلام سن کر والد صاحب قبلہ کو تسکین اور دلجمعی ہو گئی - دیگر بات یہ ہے کہ تیسری بار جب حضرت مولانا صاحب - والد صاحب قبلہ اور یہ خادم قادیان گئے تو تین دن قیام کے بعد حضرت مولانا کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ لاہور جا کر مسٹر پی - این - دت - جو پنجاب یونیورسٹی کے اس وقت رجسٹرار تھے اُن سے ملوں - پی - این - دت صاحب عیسائی تھے اور حضرت مولانا کے شاگرد تھے - حضرت مولانا کا خیال تھا کہ لاہور جا کر دت صاحب سے مل کر یہ کہوں گا کہ تم مسیح ناصری کے پیرو اور ماننے والے ہو - ہمارے ساتھ قادیان چلو اور مسیح محمدی سے ملو - اتفاق کی بات یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود اس دن کوئی ضروری مضمون تحریر فرما رہے تھے اور مکان کے باہر تشریف نہیں لائے - حضرت مولانا نے حضرت مولانا احسن صاحب امروہوی سے عرض کیا کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ہماری طرف سے رقعہ لکھیں اور قادیان سے لاہور جانے کی اجازت طلب کریں - مولانا احسن صاحب کے خط کی پشت پر حضرت مسیح موعودؑ نے جواب لکھا کہ میری خواہش ہے کہ مولانا الٰہی بخش صاحب چند روز اور قادیان میں قیام کریں کیونکہ "بعض ملاقاتیں آخری ملاقات ہوتی ہیں" حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمانا بالکل صحیح اور درست نکلا - کیونکہ یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہوئی - ہم لوگ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں قادیان گئے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ۱۹۰۸-۵-۲۶ کو ہو گیا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جن کا لکھنا طول عمل ہو گا لیکن ایک بات اور لکھتا ہوں - میری چھوٹی بہن کو ام الصبیان کا عارضہ تھا - یعنی چھوٹے بچوں کو مرگی کا مرض ہو جاتا ہے - حضرت مسیح موعودؑ سے دعا کے لئے عرض کیا گیا - آپ نے دعا فرمائی اور ایک سفید رومال والد صاحب قبلہ کو عطا فرمایا کہ اس رومال سے پھٹ پھاڑ کر بچی کے گلے میں پہنا دینا - پھر مرگی کا حملہ نہیں ہو گا - ایسا ہی ہوا اس کے بعد میری بہن کو بیماری کا دورہ نہیں ہوا - جہاں جہاں بچوں کو اس بیماری کا دورہ ہوتا تھا والد صاحب اس رومال سے پھٹ پھاڑ کر دے دیا کرتے تھے - نتیجہ یہ ہوا کہ چند دنوں میں وہ رومال بالکل ختم ہو گیا - اور اس کی ایک پھٹ بھی نہیں بچی - حضرت مسیح موعود کے کپڑوں کے متعلق ایک الہام ہے "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" غرضیکہ وہ زمانہ تھا کہ ایک ولی اللہ کے ہاتھوں سے سینکڑوں انسانوں کو فائدہ ہوتا تھا -

حضرت مولانا صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا تھا جس کو مولانا صاحب نے حضرت اقدس کو مجمع احباب کے سامنے پڑھ کر سنایا تھا - چونکہ اس قصیدے میں انیس (۱۹) شعر ہیں اس لئے بخوف طوالت اس خط میں تحریر نہیں کرتا ہوں - کسی دوسرے خط میں انشاء اللہ تعالیٰ لکھوں گا -

حضرت خواجہ کمال الدین رحؒ کی بابت بھی چند یادگار واقعات لکھوں گا جو یقین ہے خالی از دلچسپی نہ ہوں گی -

مجھے الوہیت کے عقیدے نے عیسائیت سے بیزار کر دیا

قبول اسلام کے بعد پادری ایم۔ اے۔ پال کا بیان

غالباً پادری پال صاحب ہندوستانی تھے اور عیسائی مذہب سے دل برداشتہ ہو کر انہوں نے اپنا نام بھی تبدیل نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے:

”میرے قبولِ اسلام کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو اس کے لازمی نتیجے کے طور پر مسیحی دنیا میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی اور میرے پاس تیز و تند لہجے میں بھرے ہوئے خطوط آنے لگے جن میں ایک بات قریب قریب مشترک تھی یہ سوال کہ مسیحی مذہب کے کن عیوب و نقائص نے مجھے اس کے ترک کرنے پر مجبور کیا اور اسلام کی کس خوبی اور دلکشی کی بناء پر میں نے اسے قبول کیا؟ اس سوال کے جواب میں میں نے پانچ سو صفحے کی ایک کتاب تیار کی ہے۔ مگر اتنی ضخیم کتاب اول تو لوگ پڑھتے نہیں دوسرے ایسی کتاب کی قیمت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ لوگ اسے آسانی سے خرید نہیں سکتے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اسے قسط وار شائع کیا جائے۔ [illegible] حاجی رحیم بخش اینڈ سنز کی مدد سے شائع ہوا مگر حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے غالباً اس کی اشاعت کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔“

میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ میں اس مذہب کو قبول کر لوں گا جس کے خلاف زہر اگلتے میری عمر گذر گئی تھی۔ مگر یہ ہوا کیسے؟ کہ میں نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے پرانے مذہب کو ترک کر دیا۔

واقعہ یہ ہے کہ جس چیز نے مجھ کو مسیحی مذہب سے متعلق تحقیق و تدقیق پر مجبور کیا وہ کلیسائے انگلستان کے جدید معتقدات تھے جن کا مطالعہ میں نے انگلستان کے اخبارات ڈیلی ٹیلیگراف، [illegible]، سنڈے [illegible] وغیرہ میں کیا۔ ان بیانات کو پڑھ کر صرف میں ہی دم بخود اور محو حیرت نہیں ہو گیا بلکہ پوری مسیحی دنیا میں تہلکہ مچ گیا۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ حضرات بھی ان مسیحی فضلاء کے وہ بیانات جو انہوں نے وقتاً فوقتاً مختلف اخبارات کے ذریعے مسیحی پبلک تک پہنچائے ہیں مطالعہ فرمائیں گے تو آپ بھی فضلائے مسیحیت کی طرح کہنے لگیں گے کہ کلیسا کی موجودہ تعلیمات جو آج تک جناب مسیح علیہ السلام کے نام پر دنیا کے سامنے پیش کی جاتی رہی ہیں ان کا جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ میں آپ کی واقفیت کے لئے انگلستان کے وقیع [illegible] اور ڈیکن، آرچ ڈیکن، بشپ، آرچ بشپ، علماء کے کالجوں کے بڑے بڑے پرنسپل اور دینیات کے پروفیسروں کے وہ جدید معتقدات و خیالات پیش کرتا ہوں جن کو پڑھ کر مجھے ایک طویل تحقیقات کی زحمت برداشت کرنا پڑی اور میں مسیحی مذہب کے متعلق اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ موجودہ مسیحی تعلیمات مثلاً [illegible] سے ابن اللہ کا پیدا ہونا، اپنے خون سے انسان کو رہائی دلانا، صلیب پر مرکر جی اٹھنا، آسمان پر جانا، یہ سب کچھ آفتاب پرستوں اور دوسرے [illegible] سے لی گئی ہیں جو جناب مسیح کے نام سے مسیحی مذہب میں داخل کر لی گئی ہیں۔

الوہیت مسیح کی تردید

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کرائسٹ کالج کیمبرج میں ایک جلسہ ۹ اگست ۱۹۱۷ء کو منعقد ہوا جس میں چوٹی کے پادری صاحبان نے شرکت کی۔ سینٹ پال کے گرجا کے بڑے پادری ڈین انج صاحب نے جو ایک مشہور فاضل ہیں ایک مقالہ پڑھا۔ زیر بحث سوال یہ تھا کہ کیا موجودہ کلیسا کو مسیح نے قائم کیا؟ ڈین موصوف نے دوران تقریر میں کہا کہ ”مسیح اپنے معاصرین میں ایک نبی کی حیثیت میں ظاہر ہوئے تھے۔ انہوں نے موسوی مذہب سے نہ کبھی انحراف کیا اور نہ کوئی نئی تعلیم دی اور نہ موسوی مذہب کے بالمقابل کوئی نیا مذہب قائم کیا۔“

ڈین انج کے اس بیان سے واضح ہے کہ کلیسا کی مروجہ تعلیمات کا حضرت مسیح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حاضرین میں سے صرف ایک بزرگ پادری [illegible] کا جواب اس سوال کے حق میں تھا کہ مروجہ کلیسا کا بانی مسیح ہے۔ باقی سب کا جواب نفی میں تھا۔ خود انجیل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسا کی یہ باتیں مسیح کی نہیں پولوس کی ایجاد ہیں جس نے مسیح سے نہیں بلکہ مسیح کے پہلے کے فلسفے سے لیں۔ اناجیل ثلاثہ کا مسیح اور پولوس کا مسیح دو متضاد شخصیتیں ہیں۔ مسیح شریعت کو مانتا ہے اور پولوس شریعت ترک کرتا ہے۔ اگر پولوس کی تحریر کو ایک طرف کر دیا جائے تو پھر ایک منٹ کے لئے یہ تصور نہیں آتا کہ خود مسیح کے الفاظ اس مذہب کے کہاں تک قائل ہو سکتے ہیں جو آج مسیح کے نام پر دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مسیح کے الفاظ ان کو خدا نہیں ٹھہراتے۔

جب انگلستان کے علمائے مسیحیت یہ قرار دے چکے ہیں کہ موجودہ کلیسا کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اس کے بعد ان کا فرض تھا کہ مسیح کی الوہیت کے مسئلے پر بھی کچھ روشنی ڈالتے۔ چنانچہ بمقام آکسفورڈ ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر ریشڈل ڈین کارلائل اسی مسئلے پر تقریر کرنے کے لئے مقرر ہوئے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ — ہم مسیح کے نام یا ان کی ذات کے ساتھ الوہیت مسیح کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس لفظ کے مفہوم میں ذیل کی باتیں کبھی ذہن میں نہیں رکھتے۔

۱۔ جناب مسیح نے اپنے لئے کبھی الوہیت کا دعوے نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ دوسرے لوگ ان کو خدا کا بیٹا سمجھتے رہے ہوں اور انہوں نے ان کو روکا نہ ہو۔ مگر جو باتیں ان کے منہ سے نکلی ہیں خواہ وہ نازک سے نازک وقت میں کیوں نہ نکلی ہوں ان سے صاف پایا جاتا ہے کہ انہوں نے خدا کے ساتھ اپنا تعلق انسان کا ہی ظاہر کیا۔ (یوحنا کی انجیل میں بے شک بعض بعض فقرے ...... ایسے ہیں جن سے مسیحی علماء آپ کی الوہیت ثابت کرتے ہیں اور اس انجیل کی ایک دو آیات سے تثلیث کا عقیدہ بھی نکالا جاتا ہے لیکن پرانے نسخوں میں یہ آیتیں نہیں ہیں۔ ان کے مترجمین نے شاہ جیمس کے زمانے میں ان کو بھی تسلیم کیا اور حاشیے میں ان کے متعلق نوٹ بھی دے دیا مگر معلوم نہیں مروجہ نسخوں میں یہ حاشیہ کیوں نہیں دیا جاتا۔ اگر یوحنا کی انجیل میں بعض تقریریں اس بات سے متجاوز ہیں تو وہ تاریخی پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔

۲۔ اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح ہر اعتبار سے انسان تھے اور نہ صرف جسمانی اعتبار سے بلکہ ان کی ذہنی عمل، قوت ارادی سب چیزیں انسانی تھیں۔

۳۔ یہ عقیدہ بھی قدیم سے نہیں ہے کہ مسیح کی انسانی روح ازل سے موجود ہے۔ ہاں اگر کل انسانی روحیں قدیم سے موجود ہوں تو یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔ بہرحال یہ کوئی مسلم عقیدہ نہیں ہے۔

۴۔ الوہیت مسیح سے بھی یہ لازم نہیں آتا کہ وہ لازماً بے باپ کے پیدا ہوئے تھے یا صاحب معجزہ تھے اور اگر تاریخی اعتبار سے ان کا بے باپ کے پیدا ہو جانا ثابت ہو جب بھی یہ ان کی الوہیت کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

۵۔ مسیح کی الوہیت، علم غیب یا علم کلی پر مشتمل نہیں۔ اس بات کے فرض کر لینے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے کہ مسیح کا علم اپنے معاصرین سے زیادہ تھا۔ مثلاً جنون کا مرض دور کرنا۔ آج اسے ایک دماغی مرض سمجھا جاتا ہے اور مسیح کے زمانے والے جن سمجھتے تھے۔ اس لئے جناب مسیح بھی یہی سمجھتے تھے۔ اگر آج تورات کی پہلی پانچ کتابوں اور مزامیر کے مصنف کے متعلق کوئی اور رائے ہے تو اس سے بھی مسیح ناواقف تھے۔

مسیح ابن اللہ نہیں

اگر بقول ڈین مسیح میں یہ تینوں باتیں اسی قسم کی ہیں جو انسان میں ہوتی ہیں تو وہ خدا کن معنوں میں تھے؟ اور اگر ان کی روح کی پیدائش بھی ان کے جسم کے ساتھ ہی ہوئی جیسا کہ ڈین موصوف سمجھتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ازلی ابدی خدا نے انسانی جسم میں جنم نہیں لیا۔ مسیح کے بن باپ کے ہونے کے ڈین موصوف منکر معلوم ہوتے ہیں لیکن بالفرض اگر آپ کی پیدائش ایسی ہی تھی جب بھی ان کے نزدیک یہ حضرت مسیح کے خدا ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ معجزات کا بھی یہی حال ہے۔ ڈین موصوف نے فقرہ ۵ میں جو باتیں کہی ہیں ان سے تو حضرت مسیح معاذاللہ نبی بھی نہیں ٹھہرتے، نبی تو خدا سے علم لے کر آتے ہیں۔ ان کے آنے کا مقصد انسان کے علم کو غلطی سے پاک کرنا ہوتا ہے۔ ڈین موصوف کے نزدیک جناب مسیح کے زمانے میں ہسٹیریا کے مرض سے کوئی واقف نہ تھا۔ لوگ اسے جنوں پریوں کا آسیب سمجھتے تھے اور یہی حضرت مسیح بھی سمجھتے تھے۔ ان کے ہمعصر تورات کی پہلی پانچ کتابوں کو حضرت موسیٰ اور زبور کو حضرت داؤد سے منسوب کرتے تھے۔ آج کی تحقیق نے یہ بات غلط قرار دے دی ہے لیکن بقول ڈین حضرت مسیح بھی دوسروں ہی کی طرح غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ اس طرح ڈین صاحب نے حضرت مسیح کی الوہیت کے ساتھ ان کی نبوت کا بھی خاتمہ کر دیا۔

(باقی بر صفحہ ۱۱ اشتہار کے نیچے)

(بسلسلہ صفحہ ۱)

ڈاکٹر ریشڈل کی تقریر کے بعد اور بھی تقریریں ہوئیں۔ ریورنڈ میجر پرنسپل رپن ہال آکسفورڈ نے اس مباحثے کا افتتاح کرتے ہوئے کہا "یسوع مسیح نے نہ تو جسمانی طور پر ابن اللہ ہونے کا دعوے کیا جیسا کہ بن باپ کے پیدا ہونے کے قصہ سے اخذ کیا گیا ہے اور نہ روحانی معنوں میں ایسا دعوے کیا جیسا کہ نیقیہ کی کونسل نے قرار دیا۔ انہوں نے اخلاقی معنوں میں اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا جس طرح ہر انسان خدا کا بیٹا کہلا سکتا ہے۔ یعنی انسان اور خدا میں ایک طرح باپ اور بیٹے کا تعلق ہے کہ انسان اس اخلاق کو ظاہر کرے جو خدا کے ہیں۔"

ان تقریروں نے پوری مسیحی دنیا کو حیرت زدہ کر دیا ــــ ڈین کی اس تقریر کو مسیحی کلیسا کی موت سے تعبیر کیا گیا۔"

(شہاب)

تبلیغی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۲ سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نور محمدی از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور "پاکستان"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۳۷۳۲۷
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۰ ذیقعد ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۶۹ء | نمبر ۵

"لاہور میں ہمارے پاک محب موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا"

(الہامات حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ کبھی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

سحر حکمت کے موتی
کھانا کس طرح کھائیں

عن عمر بن ابی سلمۃ یقول کنت غلاما فی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت یدی تطیش فی الصحفۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا غلام سم اللہ وکل بیمینک وکل مما یلیک فما زالت تلک طعمتی بعد۔

ترجمہ:—

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہتے تھے کہ میں لڑکا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پرورش پا رہا تھا اور میرا ہاتھ (کھاتے وقت) رکابی میں گھومتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے اللہ کا نام لے لیا کرو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھایا کرو اور اپنے پاس والی طرف سے کھایا کرو۔ پس اس کے بعد میرے کھانے کا یہی طریق رہا۔

التماس

جن قارئین کرام نے "پیغام صلح" اور "لائٹ" کا ۱۹۶۹ء کا چندہ ابھی تک ارسال نہیں فرمایا یا سابقہ بقایا ہے ان سے گزارش ہے کہ اس ماہ میں حساب بیباق فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت کا صدق و اخلاص

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب کا زمانہ تھا اور وہ بھی ایک بہار کا وقت تھا۔ مگر اس وقت جو ترقی یا تبدیلی ہوئی وہ اس سے ہی ظاہر ہے کہ آپ نے بارہ آدمی تیار کئے جو بارہ حواری مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک نے جو بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا تیس روپے لیکر گرفتار کروا دیا اور دوسرے نے جس کو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں تین مرتبہ لعنت کی اور باقی بھاگ گئے مگر اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت تیار کی وہ صدق و اخلاص میں ایسی وفادار تھی کہ اس نے بھیڑ بکری کی طرح سر کٹوا دیئے۔ اس سے بڑھ کر حیرت انگیز تبدیلی کیا ہوگی۔ وہ جو ہر قسم کے لہو و لعب اور معاصی میں مصروف رہنے والی قوم تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے نیچے آئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ مخلصانہ پیوند کیا کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ ہی سے محبت کرتے تھے

یہ دو نشان ایسے زبردست ہیں کہ جو شخص تعصب سے خالی ہو کر ان پر تدبر کرے گا اور ضرور کرنا چاہیئے اس کو ایک دفعہ اقرار کرنا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد نہم)

از تاثیر کاشمیری صاحب یاری پورہ کشمیر

"ختمِ نبوّت اور بزرگانِ امّت"

یاری پورہ (مقبوضہ کشمیر) سے تاثیر کشمیری صاحب کا لکھا ہوا ایک مطبوعہ پمفلٹ، قادیانی پمفلٹ کے جواب میں موصول ہوا ہے جس کا مضمون قارئین کرام کے مطالعہ کے لئے درج ذیل ہے۔

ایک قادیانی پمفلٹ

حال ہی میں ایک چار صفحے کا پمفلٹ "ختم نبوت اور بزرگانِ امت" الحاج بشیر احمد صاحب فاضل قادیانی نے قادیانی جماعت کنی پورہ سے شائع کیا ہے جس میں چند بزرگانِ دین کے اقوال اور ابن ماجہ کی ایک حدیث اس طرح سے پیش کی گئی ہے جس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اکثر احمدی اور غیر احمدی حضرات کے لیے در پے اصرار پر یہ پمفلٹ ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں تاکہ وہ خود فیصلہ کریں کہ اجرائے نبوت کا مسئلہ قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کی تشریح اور منشاء کے خلاف ہے۔ الحاج بشیر صاحب قادیانی نے جن بزرگانِ دین کے اقوال اپنی تائید میں پیش کئے ہیں۔ اُن میں سے چند ایک کی اصل عبارت مع سیاق و سباق میں نے اس پمفلٹ میں شائع کر دی ہے۔ ناظرین ان کی سالم عبارت پڑھ کر اپنی غلط فہمی کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ یہ غلط فہمی ادھورا اور سیاق و سباق کو پردہ اخفا میں رکھنے سے پیدا ہو گئی ہے۔

لغت عرب اور خاتم النبیین

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کو ختم کرنے والے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ خاتم النبیین کے معنے لغت عرب میں دیکھ چکے ہیں۔ خاتم کے معنی مُہر بھی ہیں اور انگشتری بھی۔ مگر کسی قوم کے خاتم اور خاتم سے مراد اُن میں سے آخری ہوتا ہے۔ ختام القوم کانہ اتمہما آخرہما (لسان العرب)

خاتم اور خاتم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء ہیں۔ خاتم النبیین اور خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی (لسان العرب) اور آپ کو خاتم النبیین کہا۔ اس لئے کہ نبوت کو آپ کے ساتھ ختم کر دیا۔ یہ لغت کی تشریح ہے۔ تمام مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی۔ لغت اور تفسیروں کے علاوہ بہت سی احادیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ خاتم النبیین کے معنی بیان فرمائے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

احادیث اور خاتم النبیین

اس مختصر جوابی مضمون میں ان سب احادیث کو نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ جس میں خاتم النبیین کی تشریح کی گئی ہے۔ حدیث اول جس میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ متفق علیہ ہے مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین یعنے میری مثال اور نبیوں کی مثال ایک شخص کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے اچھا اور خوبصورت بنایا۔ سوائے کونے کی اینٹ کے۔ تو لوگ اس کے گرد گھومتے اور تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی۔ سو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

حدیث مندرجہ صدر ختم نبوت کے مسئلہ پر اس قدر واضح ہے کہ ادنےٰ شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور وہی شخص ختم نبوت کے بعد نبیوں کے آنے کا قائل ہو سکتا ہے جو اس واضح اور متفق علیہ حدیث کو رد کی میں پھینکنے کی جرأت کرے۔ اس میں سلسلہ نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دی ہے جس کی صرف کونے کی ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں وہ اینٹ ہوں۔ پس جب قصرِ نبوت میں صرف ایک اور آخری اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ وہ جگہ تو آنحضرت صلعم کے آنے سے پُر ہو گئی۔ تو اب کسی تشریعی یا غیر تشریعی نبی کو لاکر اسے کونسی جگہ دی جائے گی۔ اگر محل مکمل ہے تو پھر کیا دوسرا قصر یا محل تیار کر کے نیا سلسلہ نبوت تیار کیا جائے گا۔ یہ سب تاویلیں غلط اور بالبداہت باطل ہیں۔ اب اس واضح حدیث کے ہوتے ہوئے کسی تشریعی یا غیر تشریعی نبی کے آنے کی گنجائش نہیں، نہ سنے کی اور نہ ہی پڑھنے کی۔ دوسری متفق علیہ حدیث میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر یوں ہے:-

انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنے میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ہر ایک اُن میں سے دعوےٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تیسری حدیث جو مسلم، ترمذی اور نسائی کی ہے۔ یہ ذکر موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ جن میں چھٹی فضیلت یہ ہے کہ ختم بی النبیون یعنے میرے ساتھ نبی ختم کئے گئے ہیں۔ وہاں بجائے خاتم النبیین کے یہ لفظ رکھ کر بتا دیا کہ خاتم النبیین سے یہی مراد ہے نہ کچھ اور۔ وہ احادیث جن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا ذکر ہے وہ بھی درحقیقت خاتم النبیین کی تفسیر ہی ہیں اور بہت سی ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں نبی کے بعد نبی آتا تھا لیکن میرے بعد نبی نہیں بلکہ خلفاء آئیں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ ایک اور حدیث اس طرح ہے۔ علی رض کی نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون کو موسےٰ کے ساتھ۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ میرا نام عاقب ہے اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، جیسا کہ انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی اور ایک میں ہے لا یبقی من النبوۃ الا المبشرات یعنے نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ صرف مبشرات۔ اور ایک حدیث اس طرح ہے کہ نبوت و رسالت منقطع ہو گئی۔ دس حدیثوں میں ہے لا نبی بعدی یعنے میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور ایسی حدیثیں جن میں آپ کو آخری نبی کہا گیا ہے بہت ہیں۔ اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا بینات اور اصول دین سے انکار ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث کا غلط سہارا

ان واضح اور غیر مبہم احادیث کے مقابلہ میں ابن ماجہ کی ایک حدیث معماران اجراء نبوت اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ لو عاش ابراھیم لکان نبیا۔ اگر اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو اس حدیث سے امکان اجراء نبوت نہیں نکلتا کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ جس طرح یہاں دو خداؤں کا ہونا اور فساد

(باقی بر صفحہ کالم اوّل)

یاری پورہ کشمیر میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیاں

یاری پورہ کشمیر میں گو ابھی جماعت کی مسجد تعمیر نہیں ہوئی، لیکن ایک سال سے برابر نماز جمعہ اب ایک جگہ پر ادا کرتے ہیں۔ اور سب دوست نماز جمعہ میں شمولیت کرتے ہیں۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ نماز عید بھی باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ جلسہ جمعہ تحریک جدید ... صاحب تاثیر دیتے ہیں۔ اعلیٰ صدقۃ فطر اور عید فنڈ ممبران سے وصول کر کے گذشتہ سال کی طرح بھیج دیا گیا۔ اس نئی جماعت کے ساتھ سکول ماسٹر، ڈاکٹر، تاجر، غرضیکہ تعلیم یافتہ طبقہ شامل ہو گیا ہے۔ تبلیغ جاری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں یہاں ایک عالی شان جماعت قائم ہو جائے گی۔ مسجد کے لئے قطعہ زمین خرید لیا گیا ہے۔ — نامہ نگار

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۹ء

"جماعت اہلحدیث کا اوّلین مسئلہ"

جمعیت اہلحدیث کا ہفت روزہ اخبار "الاعتصام" مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء رقمطراز ہے:-

"جمعیت اہل حدیث لاہور شہر نے مورخہ ۱۹ جنوری کو آغا شورش کاشمیری مدیر چٹان کی رہائی کی خوشی میں پارک لگژری ہوٹل میں ایک عظیم الشان استقبالیہ ترتیب دیا۔"

اس موقعہ پر جو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اس میں بقول "الاعتصام" برصغیر کی تحریک اہلحدیث کے "دو مقصد نمایاں" بتائے گئے:

"اوّل - اسلام کو نئے اور پرانے فتنوں کی آمیزش سے پاک و صاف کرنا۔"

"دوم - غیر اسلامی حکومت کو بدل کر خلافت راشدہ کے طرز کی روحانی و مادی حکومت کا قیام جس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ جو بھی فتنہ جدید و قدیم پیدا ہو اس کے نتائج و عواقب سے مسلمانوں کو متنبہ کرنا۔"

غور کر کے دیکھا جائے تو مذکورہ بالا دو مقاصد کا موقف حقیقتاً ایک ہی ہے:-

(۱) اسلام کو نئے اور پرانے فتنوں کی آمیزش سے پاک و صاف کرنا

(۲) فتنۂ جدید و قدیم کے نتائج و عواقب سے مسلمانوں کو متنبہ کرنا۔

اور یہ "فتنۂ جدید و قدیم" کیا ہے؟ اسی سپاسنامہ میں بتایا گیا ہے:-

"سب سے پہلے ہمارے ایک ممتاز عالم دین نے ۱۸۹۰ء میں فرمایا تھا مرزائیت ایک فتنہ ہے کسی دن یہ قیامت ہوگا۔"

اس قیامت خیز "فتنہ" کو دبانے کے لئے جو مساعی جمعیت اہلحدیث کی طرف سے گذشتہ برسوں میں کی گئیں ان کی تفصیل یہ بتائی گئی ہے:-

"مولانا محمد حسین بٹالوی نے .... سنہ ۱۸۹۰ء میں مسلمانوں کے ہر مکتب فکر کے علماء سے مرزا اور مرزائیوں کے خلاف فتوے تکفیر حاصل کیا جو بڑے سائز کے ۲۰۰ صفحات پر شائع کر دیا گیا تھا...... اس فتوے کے علاوہ مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنے مجلہ اشاعت السنہ کے تقریباً تین ہزار صفحات مرزا قادیان اور مرزائیوں کی تردید میں تحریر فرمائے۔ مولانا محمد حسین کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری...... اور مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا دور آتا ہے جن کی مرزائیت کے خلاف مجاہدانہ و بہادرانہ مساعی سے آپ حضرات میں سے اکثر و بیشتر لوگ واقف ہوں گے۔"

پھر لکھا ہے:-

"پہلی جنگ عظیم کے بعد تحریک کشمیر تک کے دس بارہ سال ایسے تھے جس میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ مرزائیوں کی تبلیغ وغیرہ کے پُر فریب عنوان دیکھ کر اس فتنہ کو خوبصورت سمجھتا تھا اس دور کی تاریخ پر جن اصحاب کی نظر ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس مسئلہ کو جماعت اہلحدیث ہی نے مولانا ثناء اللہ کی قیادت میں زندہ رکھا اسی اثناء میں جماعت اہل حدیث وزیر آباد کی طرف سے مرزائیوں کے بارے میں دوسرا فتوے بھی شائع ہوا اس پر مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے علماء کے دستخط اور مہریں ثبت تھیں۔"

"تا آنکہ بیسویں صدی کے تیسرے عشرہ کے آخری سالوں میں جدید تعلیم یافتہ بیدار مغز اور درد مند طبقہ پر مرزائیت کی حقیقت کھلی اور ان کو پتہ چلا کہ مرزائیت نہ صرف یہ کہ عیسائیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے بلکہ اس کے خلاف بھی گہری سازش ہے چنانچہ اس خطرہ کو سب سے پہلے حضرت مولانا ظفر علی خاں .... نے بھانپا اور اس کے خلاف جہاد کے لئے زمیندار اخبار وقف کر دیا۔ مولانا ظفر علی خاں کو مشہور محدث حضرت مولانا حافظ عبدالمنان .... وزیر آبادی سے شرف تلمذ حاصل تھا اور مولانا ظفر علی خاں کے بعد علامہ اقبال مرحوم و مغفور نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیکر مرزائیت کے تابوت میں میخ گاڑ دی۔"

"یہ مختصر سی تفصیل و تاریخ عرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ جس مسئلہ پر آپ کو دینے آغا شورش کاشمیری کو (ناقل) ابتلاآتی ہے۔ یہ مسئلہ جماعت اہل حدیث کا اپنا اوّلین مسئلہ ہے اور جماعت اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ اس فتنہ کے خلاف جو بھی کوشش ہوگی جماعت اہل حدیث اس کے ہراول دستوں میں شامل ہونا سعادت سمجھے گی۔"

اس طویل اقتباسات کے لئے قارئین کرام ہمیں معاف فرمائیں۔ فی الحقیقت ان کو نقل کئے بغیر جماعت اہل حدیث کے "اوّلین مسئلہ" اور اس سب سے بڑے کارنامہ کی حقیقت واضح نہیں ہو سکتی تھی جو ان کے ممتاز علمائے دین سنہ ۱۸۹۰ء سے شروع کر کے آج تک سرانجام دیتے رہے۔ مختصر یہ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف ۲۰۰ صفحات پر مشتمل فتوے تکفیر بھی شائع کیا اور ۳ ہزار صفحات بھی مجلہ اشاعت السنہ میں لکھے، مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی بھی تحریر و تقریر کے ذریعہ "مرزائیت" کے مزعومہ "فتنہ" کو مٹانے کے لئے پورا زور لگاتے رہے۔ مولوی ظفر علی خاں نے بھی اہلحدیث کے عالم حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کی شاگردی کی وجہ سے اس جہاد میں اخبار زمیندار کو وقف کر دیا اور سب سے آخر علامہ اقبال نے (معلوم نہیں ان کو اہلحدیث کیوں نہیں کہا گیا) "مرزائیت کے تابوت میں میخ گاڑ دی"۔

کتنا بڑا کارنامہ ہے جو جماعت اہلحدیث نے سرانجام دیا۔ اور کتنا عظیم الشان مقصد ہے جو وہ اپنے سامنے رکھے ہوئے ہے غالباً ان کے اسی مقصد عظیم کا ذکر مولانا شبلی مرحوم نے خود انہی کی زبان میں یوں بیان کیا تھا:-

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ اتنے لمبے عرصہ کی جدوجہد کا جو ۱۸۹۰ء سے لے کر اب تک اسی سالوں پر ممتد ہے۔ نتیجہ کیا ہوا؟ وہ احمدیت جو ۱۸۹۰ء میں اس وقت شروع ہوئی جب حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اکا دکا آدمی تھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اور دیگر علمائے حدیث کے فتاوے تکفیر اور ہزارہا صفحات پر مشتمل مخالفانہ تحریرات اور علامہ اقبال کی طرف سے اس کے تابوت میں آخری میخ بھی گاڑ دینے کے باوجود اسی سالوں میں مٹ نہ سکی، اور وہ آج تک زندہ و تابندہ ہے اور اب تک لکھوکھہا آدمی اس کے حلقۂ اتقیاء میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور یہ تعداد دن بدن بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے، کیا یہ جماعت اہلحدیث کے لئے ایک عبرتناک واقعہ نہیں؟ کیا یہ ایک عظیم الشان خدائی نشان نہیں کہ جس مزعومہ "فتنہ" کو مٹانے کے لئے اتنے بڑے بڑے علماء ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور اسی جدوجہد میں وہ حسرت و ناکامی کو لیکر اس دنیا سے گذر گئے۔ وہ خدا کے فضل سے اب تک زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ "فتنہ" نہیں بلکہ ایک عظیم الشان صداقت ہے جس کے ساتھ خدائی نصرت ہے کاش جمعیت اہلحدیث اور دیگر مخالفین احمدیت اس سے عبرت حاصل کریں۔

نام کی غلطی

۱۵ جنوری ۱۹۶۹ء کے پیغام صلح میں رسول نگر کے چوہدری خدا بخش صاحب ریٹائرڈ قانونگو کی وفات کی خبر شائع کی گئی تھی۔ غلطی سے ان کا نام خدا بخش کے بجائے اللہ بخش لکھا گیا ہے، جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ چوہدری خدا بخش صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

اخبار و افکار

نیویارک میں عید الفطر کی تقریب

اخبار "دی نیویارک ٹائمز" مجریہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۹ء میں عید الفطر کی تقریب کا روئداد شائع ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے :۔

امریکہ عرب رابطہ کی مجلس عمل نے نیویارک کے ثقافتی مرکز میں عید کی شام کو بیلی ناچ اور گانے بجانے کا اہتمام کیا اور ریپیرس کے پلازا ہال میں یہاں کے مقیم سینکڑوں ترکی مسلمانوں نے ایک مشہور رقاصہ کے بیلی ناچ کا اہتمام کر کے عید کی خوشیاں منائیں۔

رمضان کا مہینہ امت مسلمہ کو طہارت نفس اور اجتناب فواحش کا سبق دیتا ہے۔ یہ محاسبۂ ذات اور اصلاح احوال کا سب لائق ریفرشنگ کورس ہے۔ اس کورس کو بکمال پورا کرنے کی خوشی کا سچا اظہار اسلام نے حمد و ستائش اور شکر کے ساتھ جناب الٰہی میں سربسجود ہونا بتلایا ہے۔ راگ رنگ، اور رقص و سرود اور دوسرے سفلی تعیش کے طریقے یہ سب شیطانی اور غیر اسلامی ہیں اسلامی تقریبوں پر اظہار مسرت کے لئے ان سے کام لینا کسی طرح بھی مستحسن نہیں۔ حقیقی خوشی خود ذکر الٰہی میں ہے۔ اور اظہار مسرت کا یہی طریقہ اسلام نے ہر مبارک اور خوشی کے لئے تجویز کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ذکر الٰہی کی بجائے ڈھول ڈھمکا خوشی کے اظہار کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے جو خدا اور رسول کی نافرمانی کے علاوہ نیویارک جیسی جگہ پر عرب امریکہ رابطہ عمل کی طرف سے ۔۔۔۔۔ اسلام کی بہت بڑی رسوائی کا موجب ہے۔ وہ مسلمان جو غیر مسلم ملکوں میں بستے ہیں، ان پر خصوصاً دوہرا ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے قول و فعل میں محتاط رہیں۔ وہاں پر اسلام کے نمائندہ ہوتے ہیں ان کا ہر وہ قدم جو غیر اسلامی ہو گا وہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے اعمال اور اقوال میں احتیاط کی توفیق دے۔

امریکی خلابازوں کا دعائیہ پیغام

گزشتہ ماہ امریکہ کے جو تین خلاباز چاند کے مدار میں گئے انہوں نے آٹھ دسمبر ۱۹۶۸ء میں دو لاکھ تیس ہزار میل کی بلندی سے اہل زمین کو دعائیہ پیغام بھیجا :۔

"خواتین و حضرات! کیا ہم امید رکھیں کہ آپ ہمارے ساتھ اس دعا میں شریک ہوں گے۔ خداوندا! تو ہم عاصیوں کے گناہ بخش دے۔ خداوند تو ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز کر، خداوند! تو ہمیں زندگی کی نکوکاری اور تزکیہ کرنے کی توفیق عطا فرما، اے ارض و سماء کے مالک تو ہمارے دلوں کو محبت کے نور سے بھر دے تو ہمیں عالمگیر امن کا علم عطا فرما۔ آمین۔"

(مشرق لاہور ۹ جنوری ۱۹۶۹ء)

یہ ہے فطرت انسانی جو زمین اور اہل زمین سے دور اور حالت امید و بیم میں مبتلا ہونے کی وجہ سے خود بخود بول اٹھی، کہ خالق ارض و سما کے سامنے ہماری سائنسی ترقیات کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، ہم ہستی کے سامنے جھکو کہ اس کی مدد کے بغیر ہمیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ وہاں پہنچ کر گناہ بھی یاد آ گئے کوتاہیاں بھی سامنے آ گئیں اور محبت کے نور سے دلوں کو بھرنے اور عالمگیر امن کا علم حاصل کرنے کی خواہش بھی پیدا ہو گئی۔ وہ جو قرآن کریم نے ارض و سماء کی تخلیقات میں تدبر و تفکر کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ خدا کو یاد کئے بغیر نہیں رہ سکتے اس کی تائید اس دعا میں پائی جاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ یورپ و امریکہ کی سائنسی تحقیقاتیں ایک دن ان ممالک میں دلوں کے اندر ایمان کی روشنی پیدا کرنے کا موجب ہوں۔

لاہوری "مرزائی" کا کفر

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث رقمطراز ہے :۔

"امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے اور احادیث نبویہ میں اس کی تصریح ہے کہ مسیح موعود نبی ہیں مگر لاہوری مرزائی ان کی نبوت کا منکر ہے اس بنا پر وہ بھی کافر ہے۔"

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رسالہ ماہنامہ الفرقان لکھتا ہے :۔

"لاہوری مرزائی اگر مسیح موعود کو نبی نہیں مانتے تو انہیں امت کے متفقہ عقیدہ اور احادیث نبویہ کی تصریح کی مخالفت کی وجہ سے زیر الزام لایا جاسکے مگر جماعت احمدیہ کو کیوں برا بھلا کہا جاتا ہے۔ جہاں تک آنے والے مسیح موعود کے نبی ماننے کا سوال ہے وہ ایسے امت محمدیہ کے متفقہ عقیدہ کے مطابق نبی مانتے ہیں"

ہاں صاحب! آپ نے ٹھیک "امت محمدیہ کے متفقہ عقیدہ" کے مطابق مسیح موعود کو نبی مانتے ہیں مگر مسیح موعود "اس متفقہ عقیدہ" اور اس کے مطابق نبی ماننے والوں کے متعلق کیا کہتے ہیں (ذرا) وہ بھی سن لیجئے :۔

"وہ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آ سکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے"

فرمایئے اس ارشاد کی رو سے مزعومہ "متفقہ عقیدہ" کا منکر کون ہے اور "ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہ سمجھنے والے ظالم کون ہیں؟" اور سن لیجئے :۔

"قرآن شریف میں عیسیٰ ابن مریم کے دوبارہ آنے کا کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث (لا نبی بعدی) میں جو نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔"

کیا مدیر "الفرقان" (ابو العطاء صاحب جالندھری) بتا سکتے ہیں کہ یہ جرأت، دلیری اور گستاخی کون کر رہا ہے، کون خاتم النبیین کے بعد پرانے یا نئے نبی کے آنے کی تفریق کر کے "شرارت" کا مرتکب ہو رہا ہے، کون خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ رہا ہے؟

لاہوری مرزائی کو اگر اس وجہ سے زیر الزام لایا جا سکتا ہے کہ وہ مسیح موعود کو نبی نہ ماننے کی وجہ سے امت کے مزعومہ "متفقہ عقیدہ" کا قائل نہیں تو خود مسیح موعود بھی تو اسی الزام کے نیچے ہیں اب کو مولوی ابو العطاء صاحب کو کیا کہیں گے۔ رہ گیا تنظیم اہل حدیث کا ہمیں اس بنا پر کافر ٹھہرانا سو وہ بھی تو اسی شرارت کا نتیجہ ہے جو پرانے یا نئے نبی کی تفریق سے پیدا ہوتی ہے اس تفریق اور کفر سازی کی میعاد اب بہت تھوڑا رہ گئی ہے، کیونکہ آسمان سے مسیح موعود کے آنے کا اب وقت ختم ہونے والا ہے، بلکہ ختم ہو چکا ہے، نہ مسیح موعود نے آسمان سے آنا ہے اور نہ احادیث کی تصریح کہ آنے والا مسیح موعود نبی ہے پوری ہو گی اور اس طرح امت محمدیہ کا مزعومہ عقیدہ بھی باطل ہو جائے گا۔ پھر ہم مدیر تنظیم اہل حدیث سے پوچھیں گے کہ فرمایئے اب کافر کون ہے؟

رہبانیت۔ ایک کیتھولک عیسائی کی نظر میں۔

لندن ٹائمز مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۶۸ء میں ایک کیتھولک عیسائی کا رہبانیت کے خلاف ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ اور لب لباب اس کے اپنے الفاظ میں یہ ہے :۔

"قانون رہبانیت انسانی فطرت کے خلاف ہے عیسائی پادریوں پر ان کی مرضی کے بغیر اس قانون کا اطلاق کیا جاتا ہے حالانکہ حضرت مسیح یا ان کے حواریوں نے رہبانیت کو کبھی بھی بطور قانون نافذ کرنے کی ہدایت نہیں کی یہ ایک ظالمانہ قانون ہے اور اسے ختم کر دینا چاہئے۔"

یہ قرآن کریم کے اس ارشاد کی تصدیق ہے جس میں متبعین عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم الا ابتغاء رضوان الله فما رعوها حق رعايتها یعنی رہبانیت انہوں نے خود نکالی، ہم نے ان پر فرض نہیں کی، مگر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نکالی اور اس کی رعایت ملحوظ نہ رکھ سکے۔

فی الحقیقت رہبانیت ایک غیر فطری عمل ہے جس سے عیسائیت میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا کیں اسی لئے نبی کریم صلعم نے حکم دیا لا رهبانية في الاسلام۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقہور و مجبور انسانوں کو عزت و فضیلت بخشی اور مغلوب دشمنوں کے مقابلے میں تہذیب و احترامِ انسانیت کا مثالی کردار پیش کیا

صحابہ کرامؓ نے اتباعِ رسالت میں بہترین نمونہ پیش کیا

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ۔ بالبينت والزبر وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم ولعلهم يتفكرون ۔ (النحل ۱۶: ۴۳-۴۴)

وقال اللہ تعالیٰ ۔ وما انزلنا عليك الكتب الا لتبين لهم الذي اختلفوا فيه وهدى ورحمة لقوم يؤمنون (النحل ۱۶: ۶۴)

آنحضرت صلعم اول المسلمین تھے۔

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں سے ایک بڑے مشکل فریضے کا ذکر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے رسول، بادشاہ یا لیڈر نہیں ہیں کہ ان کے اپنے متعلق کوئی احکام نہ ہوں اور صرف ان کے ماننے والوں کے لئے ہوں۔ قرآن کریم میں بہت سے احکام ایسے ہیں جو حضور کو دیئے گئے ہیں۔ فرمایا انا اول المسلمین یعنی وہ تمام احکام قرآنیہ کی جو خاص طور پر میرے لئے ہیں، تعمیل کرتے ہیں اور ان احکام پر عملدرآمد کرتے ہیں جو میری اُمت کے لئے تلقین ہوتے ہیں، میں سب سے بڑھ کر ان کی تعمیل کروں گا۔

فطرتِ صحیحہ کی کامل نشو و نما

یہاں ان آیات میں جو فریضہ بیان ہوا ہے اس میں فرمایا ہے **وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔** یہ کتاب یاددہانی کے طور پر نازل کی گئی ہے۔ اس میں وہ تعلیم درج ہے جو انسانوں کے سینوں میں بطور بیج مرکوز ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر فطرت صحیحہ رکھی ہے۔ قرآن کریم ان امور کو یاد دلاتا ہے جو انسان کی اپنی فطرت میں موجود ہیں۔ جب کسی زمین میں بیج موجود نہ ہو، تو اس کی زرخیزی، آبیاری، کھاد ڈالنا اور موسم وغیرہ کے اثرات اس پر کچھ اثر نہیں ڈال سکتے ہر وہ امر جو انسانی فطرت کے اندر ودیعت نہیں کیا گیا وہ تعلیم حقہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ اسی لئے قرآن کریم کو الذکر کہا گیا ہے۔ یعنے لوگوں کی فطرت کے اندر جو کچھ ہم نے رکھ دیا ہے قرآن کریم ان کی یاددہانی کراتا ہے اور فرمایا **لتبین للناس ما نزل الیھم۔** یعنے حضور صلعم کا فریضہ ہے۔ کہ لوگوں کی خاطر ان امور کو جو اس کتاب میں درج ہیں واضح طور پر بیان کریں۔ دوسری آیت میں ایک اور فریضہ آنحضرت پر عائد کیا گیا ہے۔ فرمایا وما انزلنا علیک الکتب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ اگر قرآن کریم کی تعلیمات کو مسلمانوں کے لئے واضح طور پر اور کھول کر بیان کرنا حضور صلعم کے فرائض میں سے ہے تو یہ بھی حضور کا فریضہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو صحیح راستہ پر لایا جائے اور جو اختلافات ان میں پائے جاتے ہیں ان کو حل کیا جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر محمد رسول اللہ خدا کی طرف سے ہیں اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ بھی خدا کی طرف سے ہیں تو آپؐ کی اور ان کی تعلیمات میں فرق کیوں ہے؟ اس بات کو بھی واضح کرنا حضور صلعم کا منصب قرار دیا گیا کہ دنیا جہان کی قوموں کو راہ راست پر لایا جائے۔ دنیا کی ہر قوم اور ہر زمانہ میں نبی اور رسول خدا تعالیٰ کی جناب سے مبعوث ہوئے قرآن کریم کا ارشاد ہے ولکل قوم ھاد۔ ایسی حالت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سارے کے سارے پیغمبر ایک ہی سرچشمہ سے ہدایت حاصل کی ہے تو پھر ان کی تعلیمات مختلف کیوں ہیں، اس سے خدا تعالیٰ کی توحید پر حرف آتا ہے۔

آنحضور صلعم کا کام اور آپ کی مشکلات

اس لئے فرمایا جن اعتقادات کے متعلق مختلف قوموں میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے اس کو آپ نے واضح کرنا اور دور کرنا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مشکل کام تھا کہ عرب کی قوم کو سیدھی راہ پر لایا جائے۔ قبائل میں باہم لڑائی تھی، ایک دوسرے کے مقابل پر تفاخر تھا۔ نسبی کبھی۔ وہ کسی نظام کے ماتحت نہیں رہ سکتے تھے بت پرستی۔ شراب نوشی، جوا اور بدکاری زوروں پر تھی۔ سارا عرب ان سماجی اور اخلاقی برائیوں میں گھرا ہوا تھا۔ تیرہ سال تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستوں کی سختیاں برداشت کیں۔ بت پرستی چھوڑنا بڑا مشکل کام ہے آج کل پتھر کی پوجا کرنے والے بڑا مشکل کام سمجھتے ہیں ہندوستان کے بابو راجندر پرشاد بہت بڑے عالم فاضل انسان تھے لیکن بت پرستی انہوں نے کبھی نہ چھوڑی۔ علم کے ہوتے ہوئے انسان کو یہ سمجھانا مشکل ہوتا ہے۔ کہ بت پرستی بری چیز ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام عرب بت پرست تھا۔ ان کو اس شرک سے پاک کرنا آپؐ کا فریضہ تھا۔ یہ کتنا بڑا مشکل فریضہ تھا۔ جو حضور صلعم کے ذمہ لگایا گیا۔ پھر یہ امر بھی کہ آپؐ نے قرآن کریم کی وضاحت کرنا ہے حضور صلعم کے فریضہ میں شامل تھا۔ آپؐ پر یہ فرض عائد کیا گیا کہ آپؐ نے لوگوں کو کتاب سکھانی ہے بالعموم مشکل کتاب بغیر استاد اور مفسر کے سمجھ نہیں آتی، ہر فن کے لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام مسلمانوں کو تعلیمات قرآنیہ سے آگاہ کرنا ہے ان تعلیمات میں جو حکمت، فلسفہ اور اسرار بیان ہوئے ان کو واضح کرنا اور ایک پاک و مطہر و مزکی قوم پیدا کرنی ہے یہ کیسے مشکل فرائض ہیں۔ ان کی تکمیل کے سلسلہ میں حضور صلعم اور آپ کے ساتھیوں کو تیرہ سال تک دکھ درد کی زندگی گزارنا پڑی۔ مار کھائی۔ لڑنا پڑا۔ خود زخمی ہو گئے۔ آپ کے ساتھی زخمی اور شہید ہوئے اور بالآخر آپؐ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہو گئے۔ اور عرب کو فرشتوں کی زمین بنا دیا۔ آپؐ نے ان پر قرآنی امور کی وضاحت کر دی۔ اور اختلافات کو دور کر دیا۔

ہر انسان بلا تمیز خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل احترام ہے

حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ولقد کرمنا بنی ادم۔** آدم کا فرزند کسی اعتقاد کا ہو۔ امیر ہو یا غریب ہو۔ وہ خدا کے نزدیک قابل احترام ہے۔ دنیا میں ایسے بھی افراد ہیں جن کو ذلیل ترین سمجھا جاتا اور ان کی تذلیل و تحقیر کی جاتی ہے۔ ۱۲ کروڑ انسان تو ہندوستان میں ہی ہیں جن کو اچھوت اور ناپاک خیال کیا جاتا ہے۔ ان کا سایہ بھی برہمن پر پڑ جائے تو اس پر اشنان واجب ہو جاتا ہے۔ درمی کے ایک سرے پر شودر کا قدم آ جائے تو

دوسرے کنارے پر بیٹھے ہوئے ہندو کے کھانے میں ناپاکی سرایت کر جاتی ہے۔ دوسرے ملکوں میں بھی کم و بیش یہی حالت ہے۔ پھر امیر و غریب میں تمیز ہے۔ ولایت میں امیر آدمی کسی غریب آدمی کو دوست نہیں بناتا۔ کسی امیر محلہ میں کوئی غریب آدمی مکان نہیں بنا سکتا۔ سرِراہ غریب آدمی امیر آدمی یا اپنے آقا کو سلام نہیں کر سکتا۔ تا کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ غریب آدمی اس امیر آدمی کا دوست ہے۔ میں جب ولایت میں تھا مجھے میرا ملازم راستہ میں سلام نہیں کہہ سکتا تھا۔ میں نے کسی سے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ نوکر کا آقا کو سرِراہ سلام کرنا آقا کی بے حرمتی سمجھی جاتی ہے۔

تہذیب نبوی کا بلند پایہ نمونہ

آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف نماز روزہ ہی سکھلایا ہے بلکہ تہذیب بھی سکھلائی ہے۔ قرآن کریم میں غلام اور لونڈی کے لئے فتیٰ اور فتیات کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ لغت میں فتیٰ کے معنے ہیں الشاب الحدث السخی الکریم۔ عرب میں بے شمار غلام تھے اور لاتعداد لونڈیاں بحقیر

قرآن کریم نے فتیٰ اور فتیات کے الفاظ میں ان غلاموں اور لونڈیوں کے لئے عزت و توقیر ملحوظ رکھی ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے ذکر میں آتا ہے کہ عزیز مصر کی بیگم کے متعلق عورتوں نے کہا امرأت العزیز تراود فتٰها عن نفسه۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی لفظ فتیٰ ہی استعمال ہوا ہے۔ اور لغت عرب میں فتیٰ کا لفظ عزت و توقیر کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے فوج میں میجر یا کپتان سپاہیوں کو جوانو! کے لفظ سے پکارے تو اس میں سپاہیوں کی عزت و تکریم کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اسی طرح عربی میں فتیٰ کے لفظ میں بھی عزت و تکریم کا پہلو پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی قرآن کریم نے لونڈیوں کے لئے بھی ان کی عزت و تکریم کرنے کیلئے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ مثلاً فرمایا ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المؤمنٰت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیٰتکم المؤمنٰت جو کوئی تم میں سے اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ آزاد عورت سے نکاح کر لے۔ تو وہ مومن لونڈیوں سے نکاح کر لے۔ یہاں فتیٰتکم کا لفظ لونڈیوں کی عزت و توقیر کے لئے استعمال کیا ہے۔ اسی بات کو واضح کرنے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے بڑھ کر قرآن دان اور اس کے مفسر ہیں انہوں نے قرآن کریم کے الفاظ فتیٰ اور فتیات کی یوں تفسیر فرمائی۔ آپ نے لوگوں پر قرآن کی تعلیمات کو واضح کرنا ہے لا تقولن احدکم یا عبدی یا امتی تم سے کوئی شخص عبدی یا امتی نہ کہے اور کسی مملوک کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اپنے آقا کو ربی کہے وہ صرف سیدی یا سیدتی کہہ سکتے ہیں کلکم مملوکون والرب ھو اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ ہم سب کے سب خدا تعالیٰ کے غلام ہیں۔

. . . .

اُمّ ایمنؓ کا احترام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کے لوگوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غرباء اور غلاموں کو اپنے پاس بٹھاتے اور آیہ کریمہ ولقد کرمنا بنی آدم کی عملاً تفسیر فرماتے تھے۔ لفظ فتیٰ میں ہر آدم زاد۔ چھوٹا بڑا۔ مسلمان۔ کافر سب شامل ہیں۔ اس لئے آپ نے سب کی عزت و تکریم ملحوظ رکھی اور صرف عزت و تکریم کا حکم نہیں دیا۔ اپنے غلام زیدؓ کو فرمایا انت اخونا و مولینا۔ اور ام ایمنؓ کو جس نے آپ کی والدہ ماجدہ کے فوت ہو جانے پر آپ کو سنبھالا آپ فرماتے تھے انت امی بعد امی۔ میری ماں کے مرنے کے بعد تو میری ماں ہے۔ ان کی حضورؐ بڑی تعظیم فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حضورؐ بادشاہ ہوئے تب بھی حسب معمول ام ایمنؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے احوال سے باخبر رہتے تھے۔ اور حضور نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ان کے مکان پر تشریف لے گئے تو ان کو روتے ہوئے دیکھا حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں نبی کریم صلعم کے تو بڑے بلند درجات ہیں اور آپ کو قرب الٰہی حاصل ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں روتی اس لئے نہیں کہ حضورؐ وفات پا گئے ہیں بلکہ اس لئے روتی ہوں کہ وحی نبوت ختم ہو گئی ہے۔ اسی طرح ان کے بیٹے اسامہؓ کو حضورؐ نے فوج کا سپہ سالار بنا دیا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ان کے زیر کمان جہاد کیا۔

سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ کو جو وہ بھی غلام تھے کو حضرت عمرؓ جیسے عظیم الشان خلیفہ کا امام الصلوٰۃ بنایا اور ان کے پیچھے نمازیں ادا فرماتے تھے۔ اس کو کہتے ہیں احکام قرآن تبیین اور انا اول المسلمین کی عملی صورت ہے۔

اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک کی تلقین

ان حالات میں اندازہ لگائیے کہ حضور صلعم غلام اور آقا اور چھوٹے اور بڑے سب کی تکریم فرماتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنا حکم خداوندی کی تعمیل ہے۔ گھر کے ملازم ہوں یا دفتر کے چپڑاسی یا کلرک ہوں سب کی تکریم کرنا لازم ہے اس کے خلاف کرنا خدا تعالیٰ اور حضورؐ کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔

قرآن کریم نے حضورؐ کے ساتھیوں کے لئے صاحب کا لفظ استعمال کیا اور ان سب کے لئے انما المؤمنون اخوۃ فرمایا۔ حضورؐ عملاً اس کی تفسیر فرماتے تھے۔ چنانچہ فرمایا صحابی کالنجوم اور حضرت عمرؓ کو اُخانا کہا۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ عمرہ کی غرض سے مکہ جانے لگے تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلعم نے فرمایا یا اخانا لا تنسنا من دعائک اے ہمارے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ پر اس عزت افزائی کے باعث وجد طاری ہو گیا۔ اور کہا قال کلمۃ لا یسرنی ان لی بھا الدنیا۔ یعنی آپ نے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں ان کی وجہ سے میرے دل میں اس قدر سرور پیدا ہوا کہ دنیا کی ساری دولت وہ راحت پیدا نہیں کر سکتی۔

نبی اکرم صلعم نے اپنے عمل سے تبلیغ فرمائی

جب سود کی ممانعت کے بارہ میں یہ حکم الٰہی نازل ہوا و ان تبتم فلکم رؤس اموالکم تو اس کی تفسیر یوں فرمائی۔ الربٰو موضوع۔ وان اول ربا اضعہ ربا العباس بن عبد المطلب۔ اور خون کے انتقام لینے کے متعلق فرمایا ان اول دم اضعہ دم ربیعہ بن الحارث بن مطلب۔ ان بیانات اور ان تشریحات نبوی کے ہوتے ہوئے یہ کہنا ناواجب ہے کہ قرآن کریم کے ہوتے ہوئے احادیث نبوی کی کچھ حاجت نہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے وقوع میں آیا کہ حضورؐ کو تبیان کرنے کا حکم تھا۔

قرآن کریم میں لکھا ہے تبارک الذی بیدہ الملک حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی حکومت کے اندر برکات ہیں مسلمان کی حکومت کے اندر بھی برکات ہونی چاہئیں۔ ایک جگہ قرآن میں فرمایا ہے ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ۔ بادشاہ جب کسی ملک میں جاتے ہیں تو وہاں فساد برپا کرتے ہیں۔ اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں امریکہ نے جاپان فتح کیا تو جاپان کے بڑے بڑے آدمیوں کو تہ تیغ کیا گیا۔ ان کی سخت تذلیل و تحقیر کی گئی۔ جنگ کے زمانہ میں جرمنی میں حبشی فوج داخل کر دی گئی جو لوگوں کے گھروں میں رہائش کرتے اور اہل خانہ کی آبرو برباد کرتے تھے۔ قرآن کریم نے فرمایا کہ بادشاہوں کا یہ طریقہ رہا ہے۔ کہ جب وہ کسی ملک اور قوم کو فتح کرتے ہیں تو وہاں فساد برپا کرتے ہیں، بڑے بڑے آدمیوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ حضور صلعم کے سامنے یہ دونوں آیات بینات تھیں۔ اور جب حضور صلعم مکہ فتح کرتے ہیں تو اعلان فرما دیتے ہیں کہ آج کعبہ کی عزت قائم کی جائے گی۔ خانہ کعبہ کو لباس پہنایا جائے گا۔ اور امن قائم ہو گا۔ حضور صلعم نے فرمایا جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو امان دی جائے گی۔ ابوسفیان ساری عمر حضورؐ کا جانی دشمن رہا لیکن آج اس سے انتقام لینے کے بجائے اس کی عزت و توقیر کرتے ہیں۔

صفوان بن امیہ سے سلوک

صفوان بن امیہ امیر کبیر انسان تھا۔ فتح مکہ کے دن اس نے کہا کہ میں اسلام قبول نہیں کرتا۔ فرمایا کہ کوئی حرج نہیں آپ اسلام قبول نہ کریں کیونکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے لا اکراہ فی الدین۔ حضور صلعم بادشاہ ہیں، فاتح ہیں اور یہ لوگ مفتوح اور ماتحت ہیں۔ تاہم ان کی گستاخانہ کلام کے باوجود ان کی تکریم کرنا ضروری

سمجھتے ہیں۔

حنین کی جنگ میں چالیس ہزار بھیڑ بکری - چوبیس ہزار اونٹ اور چار ہزار سکے چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ صفوان بن اُمیہ کو دو سو اونٹ ہدیۃً دیئے - صفوان نے کہا رسول اللہ کے برتاؤ نے اور احسان نے میری گردن جھکا دی ہے۔ اُس نے اسلام قبول کر لیا۔

کلید بردار کعبہ کی تکریم

فتح مکہ کے دن حضور صلعم نے فرمایا کہ عثمان بن طلحہ سے خانہ کعبہ کے دروازہ کی چابی لے آؤ۔ عثمان بن طلحہ کی ماں نے بیٹے کو کہا کہ اگر تم نے چابی دے دی تو تم پر میرا دودھ حرام۔ حضرت علی رضی عثمان بن طلحہ کے پاس گئے چابی چھین کر حضور صلعم کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضرت عباس حضورؐ کے چچا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ چابی میرے سپرد کر دی جائے میرے پاس پہلے سے سقایہ کا منصب ہے میں عرفات میں پرسوں کے ذریعہ سے پانی لے جاتا ہوں اور حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ سلامت ہیں یہ چابی برداری کا عہدہ بھی مجھے ہی سپرد کر دیا جائے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ مجھے حکم الٰہی ہے کہ ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا امانتیں ان کے اہل کو دی جائیں۔ چنانچہ آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا۔ حضرت علی رضی ہی انہیں بلانے کے لئے گئے اُن کو دیکھ کر اس نے کہا اب بلانے آئے ہو پہلے جنگ کر کے اب تیزی دکھانے آئے ہو۔ چنانچہ عثمان بن طلحہ حضورؐ کے پاس آیا۔ تو حضور صلعم نے چابی اس کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ چابی ہمیشہ کے لئے تمہارے خاندان میں رہے گی۔ کوئی ظالم حاکم ہی ہو گا جو تم سے یہ چابی چھینے گا۔ اس کو کہتے ہیں عمل۔ یہ ہے قرآن کی تبیین اور اس پر عمل۔ یہ بہت مشکل مقام ہے۔ اسی لئے تو فرمایا۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم۔

انسانوں کے جان۔ مال اور آبرو کا بے نظیر احترام

حضور صلعم کے اخلاق بہت بلند ہیں۔ حضور صلعم صفِ اوّل میں دشمن کے مقابلہ میں لڑتے ہیں زخمی ہوتے ہیں شجاعت دکھاتے ہیں۔ رشتہ داروں کو شہید کرواتے ہیں حضرت علی رضی زخمی ہوتے ہیں حضرت جعفر رضی شہید ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب مال غنیمت آتا ہے تو لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور اپنے گھر خالی ہاتھ چلے جاتے ہیں۔ حنین کی جنگ میں کھڑے ہو کر اونٹ کی اون کا بال اپنے ہاتھ میں لے کر فرماتے ہیں کہ میں تمہارے اموال میں سے اتنا بھی نہیں لینا چاہتا لیکن اگر کسی نے یہاں سے اونٹ کی رسی بھی اٹھائی ہو تو یہاں رکھ دے۔ سبحان اللہ۔ میدانِ جنگ میں امانت و دیانت کا کتنا بڑا سبق دیتے ہیں۔ یہ تفسیر اور احکام خداوندی کی تعمیل سبحان اللہ العظیم۔

مصر میں جب گورنر بھیجے گئے ہیں تو ہدایت فرماتے ہیں استوصوا باھلھا خیرا فان لھم ذمۃ و رحما۔ ہماری دادی اماں حضرت ہاجرہ مصر کی تھیں دوسرے یہ کہ مصری تمہارے محکوم ہیں۔ ذمیوں سے خدا اور رسول صلعم کا عہد ہے۔ ان کے دین۔ ان کے مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ اور جب یمن میں والی مقرر کرتے ہیں تو فرماتے ہیں ایاک وکرائم اموالھم۔ دیکھو خبردار ان کے مالوں کو ہڑپ نہیں کرنا۔ یہ تفسیر ہے احکام الٰہی کی۔

طعمہ انصاری اور ایک یہودی کے مقدمہ میں یہودی کو بری کر دیا اور انصاری قوم کے فرد کو مجرم پاکر سزا دے دی۔ یہ عدل ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم۔ صرف میٹھی میٹھی باتیں کرنے کا نام خلق نہیں ہے۔ آپ رحمۃ للعالمین تھے حضور صلعم کے اخلاق دنیا کے لئے رحمت کا باعث ہیں ہم کو بھی چاہیئے کہ ہم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل کریں جب تک ہم عمل نہیں کریں گے اس وقت تک خدا اور رسول اللہ صلعم کو خوش نہیں کر سکتے بجائے کسی کو کافر کہنے کے اپنے آپ کو احکام الٰہی کے کافر سمجھو اور توبہ کر کے قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی طرف توجہ دو۔

میں نے ایک حصہ بیان کیا ہے اور ایک حصہ دانستہ چھوڑ دیا ہے۔ میں دوستوں کو زیادہ دیر بٹھائے رکھنا نہیں چاہتا۔ یہ حصہ جو رہ گیا ہے اس میں حضور صلعم نے اہل کتاب کے ساتھ مباحثات کئے اور دوران مباحثات میں خدا تعالیٰ کے احکام کی تفسیر و تبیین فرمائی۔

میاں نصیر احمد فاروقی اور چوہدری محمد اسمٰعیل صاحبان کے لئے دعائے صحت

ہمارے معزز دوست میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کے متعلق اخبار میں پڑھا ہو گا کہ ان کو کار کا حادثہ پیش آیا تھا۔ فاروقی صاحب ہماری جماعت کے معزز رکن۔ بڑے عالم اور خوش اخلاق شخص ہیں۔ مجھے اس حادثہ کی اطلاع سے بڑا دکھ ہوا ہے۔ میں نے احوال پرسی کے لئے انتظام کیا تو جواب آیا ان کی حالت کچھ اچھی ہے۔ لیکن تکلیف ابھی باقی ہے۔ سب لوگ اس معزز بھائی کے لئے دعا کریں۔

ایک اور ہمارے بھائی چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ہیں وہ بہت بڑے آدمی کے بیٹے ہیں۔ لدھیانہ کے انجینئر جناب محمد صاحب کے فرزند ہیں۔ جناب محمد صاحب نہایت مخلص تھے انہوں نے فیاضی سے حضرت صاحب کے حکم پر روپیہ صرف کیا اور جب کبھی موقعہ خدمت کا آیا تو انہوں نے سلسلہ کی بڑی خدمت کی۔ پہلی دفعہ جب میں ولایت سے واپس آ رہا تھا۔ لدھیانہ سے میرے ساتھ ریل پر سوار ہو گئے اور لاہور تک معیت کی۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ان کے فرزند ہیں۔ نہایت خلیق اور شریف انسان ہیں۔ بڑے مہذب اور منکسر المزاج شخص ہیں، وہ تانگے کے نیچے آ گئے ہیں اور ان کی ٹانگ کو بہت ضرب آئی ہے اس بھائی کے لئے بھی دعا کی جائے۔

(دُعا کی گئی)

انگریزی ترجمۃ القرآن کا نیا ایڈیشن

انجمن حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہرۂ آفاق انگریزی ترجمۃ القرآن کے نئے ایڈیشن کی طباعت کی تیاری کر رہی ہے۔ احباب سے گذارش ہے کہ اگر کسی کو پانچویں ایڈیشن کے مطالعہ کے دوران انگریزی ترجمہ یا حواشی میں کوئی غلطی نظر آئی ہو تو ہمیں اس سے مطلع فرمائیں تاکہ ایسی اغلاط کو نئے ایڈیشن میں درست کر لیا جائے۔ عربی متن چونکہ نیا لگایا جائے گا اس لئے متن کی غلطیوں کے ارسال کرنے کی ضرورت نہیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش

آنریری جنرل سیکرٹری

اِسلام میں مُرتد کی سزا

مکرمی زید مجدکم السلام علیکم۔

عام خیال ہے کہ اسلام میں مُرتد کی سزا قتل ہے۔ مُلا اسے ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اور آئے دن فتوے شائع کرتا ہے۔ کابل میں بعض قادیانیوں کو مُرتد قرار دے کر سنگسار کیا گیا تھا تو ہندوستان کے علماء نے حکومت افغانستان کے اس فعل کی تائید کی تھی اور بعض نے امیر امان اللہ خان کو مبارکباد کے تار بھیجے تھے پاکستان کی جماعت اسلامی کے امیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ شائع کیا ہے جس میں اسلام کی رُو سے مُرتد کو سزائے موت کا مستوجب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا فتویٰ ہے کہ مُرتد کو قتل کیا جائے۔ اس کے مقابلہ میں مندرجہ ذیل فتویٰ ملاحظہ ہو۔

مُرتد کی سزا بغاوت کی بنا پر ہے

ارتداد کی سزا کے بارے میں فقہ کی عبارتیں یہ ہیں:۔

ان القتل باعتبار المحاربۃ (المبسوط ج ۱۰ صفحہ ...) قتل جنگ جوئی کے اعتبار سے ہے۔

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ...)

از قلم چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں

چند تمہیدی معروضات

میں خوب جانتا ہوں کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ ذکر و فکر کے میدان میں اور علم و حکمت کی منازل طے کرنے میں آپ نے دن رات محنت شاقہ سے کام کیا۔ ایک لمبے زمانہ سے آپ کا قلم بڑے دقیق مسائل حل کرنے میں مصروف عمل رہا۔ اور اس نے لاکھوں صفحات لکھ ڈالے۔ جو کام آپ نے سرانجام دیئے وہ یقیناً فرد واحد کی وسعت سے زیادہ اور ایک بڑے ادارے کے شایان شان ہیں۔ آپ اپنے معتقدات میں پرانی لکیر کے فقیر بھی نہیں مگر بعض اوقات بڑے دلچسپ پیرایہ میں آپ اوریجنل ORIGINAL ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔ یہ آپ کی طبیعت کا بارغ و بہار ہونے کا ثبوت ہے کہ آپ کے دل میں حدیث کا بڑا احترام ہے۔ اور جو تحریک منشاء حدیث کے خلاف آج کل چلائی جا رہی ہے اس کی آپ خوب گرفت کرتے ہیں۔ مگر اسی سلسلہ میں لکھتے لکھتے بعض اوقات آپ حدیث کے تمام اصول کو اور محدثین کی تمام کاوشوں کو یک نوک قلم باطل بھی کر جاتے ہیں۔ ایسے موقع پر آپ کے قلم سے فصاحت و بلاغت کے تو دریا بہہ نکلتے ہیں۔ مگر ان میں دلائل کا ایسا فقدان ہوتا ہے کہ پڑھنے والا حیرت میں کھو جاتا ہے۔ اس موقع پر آپ کے ذوق طبع کے لئے آپ ہی کا فرمودہ آپ کے پیش نظر ہے:۔

"جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرمؐ کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اسے بتا دیتی ہے کہ ان میں سے کونسا قول یا کونسا عمل میرے سرکار کا ہو سکتا ہے اور کونسی چیز سنت نبوی سے اقرب ہے یہی نہیں بلکہ جن مسائل میں اس کو قرآن و سنت سے کوئی چیز نہیں ملتی ان میں بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپؐ اس کا فیصلہ یوں فرماتے۔ یہ اس لئے کہ اس کی روح روح محمدیؐ میں گم اور اس کی نظر بصیرت نبویؐ کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے اس کا دماغ اسلام کے سانچہ میں ڈھل جاتا ہے اور وہ اس طرح دیکھتا اور سوچتا ہے جس طرح اسلام چاہتا ہے کہ دیکھا اور سوچا جائے۔ اس مقام پر پہنچ جانے کے بعد انسان اسناد کا بہت زیادہ محتاج نہیں رہتا۔ وہ اسناد سے مدد ضرور لیتا ہے مگر اس کے فیصلے کا مدار اس پر نہیں ہوتا۔ وہ بسا اوقات ایک غریب، ضعیف، منقطع السند، مطعون فیہ حدیث کو بھی لے لیتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی نظر اس فتادہ پتھر کے اندر ہیرے کی جوت دیکھ لیتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ ایک غیر معلل، غیر شاذ، متصل السند مقبول حدیث سے بھی اعراض کر جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے جام زریں میں جو بادہ معنی بھری ہوئی ہے وہ اسے طبیعت اسلام اور مزاج نبویؐ کے مناسب نظر نہیں آتی۔"

(تفہیمات جلد اول صفحہ ۲۹۹)

یہ الفاظ آغاز سخن کے طور پر حقیقت میں اپنے دل کو بہلانے کے لئے لکھ رہا ہوں۔ تاکہ آپ کو مخاطب کرتے وقت میں اس یقین کے ساتھ کچھ گزارشات پیش کر سکوں کہ میرا مخاطب کوئی خشک ملا نہیں بلکہ ایک زندہ دل" اور بذلہ سنج اور ایک ایسا صاحب بصیرت عالم ہے۔ جو حدیث جیسے عظیم القدر اور مقدس علم سے بھی مذاق کی حد تک بے تکلفی کر سکتا ہے۔

میں اس مختصر تمہید کے بعد اس وقت کا رینہ ہوں کہ آپ تو دراں وقتیکہ ہر قسم کی کوئی تصنیف تالیف نہیں کر رہے بلکہ کچھ عرصہ کے لئے اس قسم کے تحریری کاموں سے رخصت پر ہیں۔ اس قسم کے رخصت کے اوقات میں بھی انسان کا دماغ فارغ نہیں رہ سکتا۔ اور خود لکھنے کی بجائے دوسرے کے لکھے ہوئے کو زیر مطالعہ لانا پسند کرتا ہے۔

آپ کو اپنی محنت اور علم کی وجہ سے عالم اسلامی میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے اور یہ بھی صحیح ہے۔ جتنا ایک انسان عالم ہوگا اتنا ہی اس کا ظرف بھی وسیع ہوگا۔ اس کے اندر دوسروں کے نقطہ نگاہ کو سمجھنے کی خواہش بھی زیادہ شدید ہوگی اس وقت میں آپ کی توجہ ایک عظیم الشان امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں جسے آپ نے بعض وجوہ کی بنا پر نظر انداز کیا ہوا ہے۔ بلکہ اس سے غیر عادلانہ اور ظالمانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ خود آپ کی ذات کے خلاف جو لوگ الزامات کرتے ہیں وہ بسا اوقات انصاف کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اور آپ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو آپ کے مسلک میں شامل نہیں ہیں ان غلط طور پر منسوب شدہ عقائد کی بنا پر آپ پر طعن و تعریض کے تیر چلا دیتے ہیں کبھی تو آپ خندہ پیشانی سے ان کو برداشت کر لیتے ہیں اور کبھی زخم بیچ میں ان کو برندہ دلائل سے مسترد کر دیتے ہیں۔ لیکن واحسرتا بعض اوقات آپ خود بھی اسی کمزوری کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور اپنے زیر عتاب افراد یا جماعتوں کو ان کے مسلمات کے خلاف ان کی طرف بعض مزعومہ عقائد منسوب کر کے رگیدنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کی اسی روش کو میں اس مضمون میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ اور دین کے بعض عظیم الشان پہلوؤں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کر کے آپ کے اس حیرت انگیز "کردار" کو آشکار کر دینا چاہتا ہوں تاکہ عمر کے آخری حصہ میں آپ اپنی اس تصویر کو بھی دیکھ سکیں اور شاید اپنی روش پر نظرثانی کرنے کی توفیق بھی پا سکیں۔

چودھویں صدی کی اہمیت اور اس کا عالمگیر تسلیم

چودھویں صدی سے قبل دو صدیوں میں علماء کی طرف سے ان کے وعظوں، خطبوں تحریروں اور تقریروں میں آنے والی چودھویں صدی کی بڑی اہمیت بیان کی جاتی تھی اور اس صدی کے ساتھ مسلمانوں کی بڑی بڑی توقعات وابستہ ظاہر کی جاتی تھیں۔ اس صدی کے متعلق حضور نبی کریمؐ کے مکاشفات اس قدر کثیر اور واضح ہیں کہ اس کو نظر انداز کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ یہ فتنوں اور فسادوں کی صدی ہے۔ مسلمانوں کے زوال اور زوال کے اختتام اور آغاز اقبال کی امیدوں کی صدی ہے۔ اسلامی تہذیب کی مسیحی تہذیب سے تصادم کی صدی ہے۔ اور بالآخر اسلام کے غلبہ اور قرآن کے تسلط کے معرض وجود میں آنے کی صدی ہے۔ تعجب ہے ہمارے علماء اور ان کی منظم کردہ فعال جماعتوں نے حضورؐ کی ان واضح اور ایمان افروز پیشگوئیوں کو ان دو صدیوں کے گزرنے کے بعد کسی نفسانی مصلحت کے ماتحت نظر انداز کر دیا ہوا ہے۔ میں مولانا ابوالکلام آزاد نے ضرور اپنے تذکرہ میں آنحضرتؐ کی ان پیشگوئیوں کے حرف بحرف پورا ہونے کا ذکر بڑے خوبصورت پیرایہ میں کیا ہے اور انہیں چودھویں صدی پر منطبق کر کے دکھا دیا ہے:۔

" ان ساری باتوں میں سے ایک ایک بات پوری ہو چکی ہیں بدأ الاسلام غریباً وسیعود کما بدأ کا دور غربت کب کا شروع ہو چکا اور وہ سب کچھ ہو چکا جس کا حال اس حدیث کی شرح میں پڑھ چکے ہو، اب انتظار کرنے والوں کے لئے بجز انتظار و غفلت کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ یہودیوں کی مغضوبیت، نصاریٰ کی ضلالت مشرکین کی بت پرستی، آئمہ مضلین کی کثرت، دجاجلہ فتن و دعاۃ بدعت کا احاطہ، اقتداء بغیر سنت اہتداء بغیر ہدی الانبیاء، تفرق تمذہب مثل یہود، اور غلو و اطراء مثل نصاریٰ۔ فتنہ شبہات یونان اور فتنہ شہوات عجم، فتنہ تماثیل عبدت اصنام، اور فتنہ قبور عاکفین کنا صنمان میں سے کوئی نحوست اور بلا کی ایسی نہیں ہے جو مسلمانوں پر چھا چکی ہو۔ اور کوئی گمراہی نہیں جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجہ تک اس امت میں نہ پھیل گئی

مسجد راولپنڈی کی تعمیر کیلئے وصول شدہ چندہ کی دوسری فہرست

۱۹ جنوری ۱۹۶۸ء —

محبّی و مشفقی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح —

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

راولپنڈی میں مسجد کی تعمیر کے لئے جو منصوبہ بنایا گیا ہے اس کی تکمیل کے لئے جو احباب نے چندہ دیا تھا اس کی پہلی قسط ۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء کے اخبار میں شائع ہو گئی تھی، دوسری قسط ارسال خدمت ہے۔ ممنون ہوں گا اگر اس کے لئے بھی اپنے موقر اخبار میں گنجائش نکالیں۔

خاکسار — بشیر احمد منشو — راولپنڈی

۱ — پہلی قسط ۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء	۱۲۲۸۴/۲۵
۲ — میاں فاروق احمد شیخ صاحب	۵۰،۰۰۰/-
۳ — احمدیہ انجمن اشاعت اسلام	۳۰،۰۰۰/-
۴ — میاں سعید احمد صاحب مرحوم	۱۰،۰۰۰/-
۵ — شیخ میاں فضل احمد صاحب لاہور	۱۰۰۰/-
۶ — شیخ سعید الرحمان صاحب لاہور	۵۰۰/-
۷ — شیخ اقبال احمد صاحب راولپنڈی	۵۰۰/-
۸ — شیخ مسعود احمد صاحب	۵۰۰/-
۹ — شیخ رشید احمد صاحب	۵۰۰/-
۱۰ — شیخ مختار احمد صاحب	۵۰۰/-
۱۱ — شیخ ناصر احمد صاحب	۵۰۰/-
۱۲ — شیخ نشاط احمد صاحب	۵۰۰/-
۱۳ — شیخ نسیم احمد صاحب	۵۰۰/-
۱۴ — شیخ مبارک احمد صاحب	۵۰۰/-
۱۵ — شیخ عمر طارق صاحب	۵۰۰/-
[illegible] — شیخ ظفر اقبال صاحب	۵۰۰/-
۱۷ — محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ	۵۰۰/-
۱۸ — شیخ عبد الحمید چوہان صاحب	۲۰۰/-
۱۹ — ملک الٰہی صاحب	۱۵۰/-
۲۰ — شیخ منیر احمد صاحب مصری شاہ	۱۱۰/-
۲۱ — مفتی عبد الحی صاحب کویت	۱۰۹/-
۲۲ — محمد فاضل رمضان صاحب	۱۰۰/-
۲۳ — قاضی عبد الرشید صاحب پشاور	۱۰۰/-
۲۴ — مولانا علی محمد اجمیری صاحب	۱۰۰/-
۲۵ — میاں بشیر احمد صاحب واہ بتقریب شادی کیپٹن اقبال احمد صاحب	۱۰۰/-
۲۶ — بیگم صاحبہ شیخ خالد اقبال صاحب۔ انگلستان	۵۰/-
۲۷ — چوہدری عبد اللہ خان صاحب	۵۰/-
۲۸ — ملک سجاد الٰہی صاحب کراچی	۵۰/-
۲۹ — محترمہ والدہ صاحبہ ریاض احمد صاحب	۸۰/-
۳۰ — قاضی محمد اسحاق صاحب فاروقیہ	۴۰/-
۳۱ — جناب عبد العزیز صاحب	۳۰/-
۳۲ — شیخ حفیظ اللہ صاحب	۱۵/-
۳۳ — محترمہ محمدی بیگم صاحبہ — بنوں	۲۰/-
۳۴ — جناب عبد القدوس صاحب بنوں	۱۰/-
۳۵ — شیخ اکرام الحق صاحب	۶/-
۳۶ — ہمشیرہ صاحبہ شیخ محمد طفیل صاحب	۵/-
۳۷ — جناب عبد القادر بٹ صاحب	۵/-
۳۸ — مستری محمد رمضان صاحب	۱۰/-
۳۹ — ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ہزارہ	۲/-
۴۰ — صندوقچی	۱۸۹/۵۲
۴۱ — عید الفطر جنوری ۱۹۶۸ء	۱۱۵/۳۰
۴۲ — عید الفطر دسمبر ۱۹۶۸ء	۲۷۹/۷۵
میزان —	۱۰۰۲۵۴/۸۴

(بقیہ کالم ۳ سے)

کو حضرت اقدس کا وصال ہو گیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)۔

حضرت کے وصال کے بعد حضرت مولانا نور الدین اعظم تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور آپ کے زمانہ خلافت میں احمدیت کو فروغ ہوتا شروع ہو گیا۔ دوسرا واقعہ جو میری ذات سے وابستہ تھا وہ میرا نکاح ہے جو قادیان میں ہوا۔ اور حضرت مولانا نور الدین اعظم نے اس موقع پر خطبہ نکاح پڑھا۔ تیسری بات یہ تھی کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جب ولایت سے تشریف لائے تو آپ نے ہندوستان کے شہروں میں تبلیغی دورے فرمائے۔ ان دوروں میں میں حضرت خواجہ صاحب کے ہمراہ تھا۔ اور آپ کے جلسوں کی روداد اور تقریریں میں قلمبند کر کے اخبار پیغام صلح میں برائے اشاعت باقاعدہ بھیجا کرتا تھا۔

جلسوں کی رپورٹ پڑھنے کے لئے قارئین پیغام صلح بہت ہی بے چین رہتے تھے۔ اور بھی بہت سے واقعات تھے جن کو میں سردست بوجہ طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

میری قبولِ احمدیت

اور حضرت مسیح موعود کی مجالس کے چند ایمان افروز نظارے

گذشتہ اشاعت میں کرتن ضلع بجنور (بھارت۔ یو۔ پی) کے شاہ محمد خلیل الرحمان رجولہ کی طرف سے حضرت مسیح موعود کی مجالس کے چند ایمان افروز مناظر ہدیہ قارئین کرام کئے گئے تھے۔ موصوف نے اپنے دوسرے خط میں اپنی قبولِ احمدیت کے حالات اور مجالس مسیح موعود کے چند اور مناظر لکھ کر ارسال کئے ہیں جو ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہیں:—

ہماری قبولِ احمدیت کے حالات اس طور سے شروع ہوتے ہیں۔ میرے جد امجد یعنی دادا صاحب حضرت مولانا شاہ الٰہی بخش رئیس ساکن محلہ نڈیسر NADESOR بنارس چھاؤنی کے باشندے تھے۔ آپ کو ولی زمانہ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کراکتی سے شرف بیعت حاصل تھا۔ حضرت اسمٰعیل شاہ صاحب کے وصال کے بعد حضرت مولانا صاحب آپ کے خلیفہ اول اور سجادہ نشین ہوئے۔ اس زمانہ میں کسی نے حضرت مولانا صاحب کو اطلاع دی کہ قادیان میں کوئی صاحب پیدا ہوئے ہیں، جو مسیح موعود، امام وقت اور مہدی معہود کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ خبر سن کر حضرت مولانا بے چین اور بے قرار ہو گئے۔ اور خبر دینے والے سے اصرار اور تاکید کہا کہ کوئی اخبار، رسالہ یا کتاب فوراً منگواؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایک ہفتہ کے اندر اخبار الحکم اور چند کتابیں منگوا کر پیش کر دیں۔ حضرت مولانا کی تجسس، تحقیقات اور تلاش نے ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ اور آپ نے فیصلہ کیا کہ پہلے قادیان چل کر او رخدمت میں حاضر ہو کر دوبدو تحقیقات و استفسارات اور دیگر امور و مسائل پر گفتگو کی جائے تا کہ حقائق ظاہر ہو جائیں۔ یہ خیال آتے ہی حضرت مولانا اور میرے والد صاحب قبلہ مرحوم و مغفور اور ایک اور صاحب کی پارٹی تیار ہو گئی۔ اور پارٹی تحقیق حق کے لئے قادیان روانہ ہو گئی۔ اس وقت قادیان پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب آج کل گورداسپور میں بسلسلہ مقدمات قیام پذیر ہیں۔ پس یہ پارٹی فوراً گورداسپور روانہ ہو گئی۔ اس وقت گورداسپور میں حضرت اقدس اپنے احباب کے ساتھ کچہری میں تشریف فرما تھے۔ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب سے مقدمات کے سلسلہ میں گفتگو فرما رہے تھے۔ اس مہمانوں کی پارٹی کو دیکھ کر آپ ان کی طرف متوجہ اور مخاطب ہو گئے۔ اور مزاج پرسی کے بعد دیگر حالات کی بابت گفتگو ہونے لگی۔ الغرض تین [illegible] گورداسپور میں تین دن کا قیام پیاس نہیں بجھا سکا اور تشنگی باقی رہ گئی۔ چند ہی دن کے بعد پھر حضرت مولانا نے سفر کا ارادہ کر لیا۔ اس دوسرے سفر میں مولانا صاحب بذات خود، میرے والد صاحب اور ایک تیسرے صاحب شریک سفر تھے۔ اس وقت حضرت اقدس قادیان ہی میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مولانا کی دوسری ملاقات سے حضرت اقدس مرزا صاحب کو بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ اس دوسری ملاقات میں حضرت مولانا نے حضور اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کے بعد حضرت مولانا نے حضور مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ میرے یہاں پیری مریدی کا سلسلہ ہے کیا میں اس کو بند کر دوں یا حسب دستور جاری رکھوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ سلسلہ بند نہ کیجئے بلکہ جاری رکھئے۔ جو شخص آپ کا مرید ہوگا وہ چند دنوں میں آپ کی تبلیغ سے احمدی ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب تیسری بار پھر حضرت مولانا کے دل میں جوش موجزن ہوا کہ پھر قادیان چلنا چاہیئے۔ چنانچہ پارٹی تیار ہو گئی۔ اس میں حضرت مولانا صاحب، میرے والد صاحب قبلہ اور ایک سب جج صاحب اور یہ ہیچمدان خادم تھا۔ اور پارٹی روانہ ہو گئی۔ حضرت اقدس قادیان ہی میں تشریف فرما تھے۔ ہم لوگ مرزا سلطان احمد صاحب کی بیٹھک میں ٹھہرائے گئے۔ عام مہمانخانہ میں نہیں۔ حضور نے منتظم مہمان خانہ کو حکم دیا کہ یہ لوگ پورب کے رہنے والے ہیں ان کو چاولوں سے زیادہ رغبت ہوگی۔ لہٰذا ہر کھانے میں روٹی کے ساتھ چاول بھی دیا جاوے۔ ہم لوگوں کا دل چاہتا تھا کہ چاول ملیں۔ لیکن [illegible] کرنے سے بے ادبی ہوتی تھی۔ حضرت [illegible] کا یہ کرشمہ تھا کہ آپ نے اپنے علم اور روشن ضمیری سے ہم کو چاول دینے کا حکم فرمایا۔ یہ بہت یادگار کا زمانہ تھا کہ اس حقیر خادم نے حضرت اقدس کے دست مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر شرف بیعت حاصل کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ جس کو اب اکسٹھ سال کا زمانہ ہوتا ہے۔ اگر دیر ہو جاتی تو پھر میں اس سعادت سے محروم رہ جاتا۔ کیونکہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء —

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

اے خدا ... از مشرق رحمت برآ ... را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

ٹیلی فون نمبر ۳۷۳۰۳
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

دوست محمد ... احمد ...

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۶۹ء | نمبر ۶

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

پُر حکمت موتی

کم کھانے کی عادت ڈالیں

عن ابی ھریرۃ ان رجلاً کان یاکل اکلاً کثیراً فاسلم فکان یاکل اکلاً قلیلاً فذکر ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان المؤمن یاکل فی معی واحد و ان الکافر یاکل فی سبعۃ امعاء۔

ترجمہ:-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص بہت کھاتا تھا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور تھوڑا کھانا کھانے لگا تو اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ مؤمن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ایک انتڑی اور سات انتڑی کا لفظ بطور استعارہ بولا ہے یعنے مؤمن کم کھاتا ہے اور کافر زیادہ کھاتا ہے کافر سے مراد یہاں ناشکرا ہو کہ خدا کی نعمت کی قدر نہیں کرتا کہ بہت کھا کر اسے ضائع کرتا ہے یا دنیا پرست انسان مراد ہے کہ اسے پیٹ بھرنے کے سوائے اور کچھ کام نہیں اور کھاتا چلا جاتا ہے جب تک کہ اس کے اندر کچھ جا سکے۔ مسلمانوں کو سکھانا ہے کہ اپنی عادت کم کھانے کی رکھیں جس قدر کم کھایا جائے گا وہ ہضم اچھا ہو گا اور زیادہ اچھا اخون صالح بنیں گے۔ اور جو ہضم کی طاقت سے زیادہ کھایا جائے گا اس کے زیادہ اجزا از مختلف زہروں کی

۴۔ صورت اختیار کر کے نقصان کا موجب ہوں گے۔ (فضل الباری شرح صحیح بخاری)

زندگی کا اصل مقصد خواب دیکھنا نہیں

اصل مقصد حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا ہے

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ بعض لوگ میں نے دیکھے ہیں جنکی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آجاتے ہیں یا آنے چاہئیں۔ وہ سارا زور اسی پر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلا ہے جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں وہ یاد رکھیں کہاں امر سے نجات البتہ نہیں کیونکہ کبھی یہ سوال نہیں ہو گا کہ تجھے کتنے خواب آتے تھے میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے چوری میں سزا پائی اور جب سزا پاکر آئے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ چوری کرنے گئے تھے۔ خواب میں معلوم ہو گیا تھا کیا ہو گا بڑے بڑے بدکار جو کنجر کہلاتے ہیں انہیں بھی سچی خواب آسکتی ہے۔ یہاں ہمارے ایک چوہڑی تھی اسکو بھی خواب آجاتے تھے۔ پس تم ابتلا میں مت پھنسو خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک خوبصورتی پیدا کرو۔ انسان کو چاہئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریعت کے موافق بن سنے اپنے اعمال کو بنایا ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات نہیں ہے تو خواہ اس کو ہزاروں خواب آئیں بے سود اور بے فائدہ ہیں۔ قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا پورا ادا کرو۔ ان میں ریا، خیانت، شرارت باقی نہ ہو۔ وہ خالصۃً للہ ہوں۔ پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اس کے ثمرات خود بخود حاصل ہوں گے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد نہم صفحہ ۱۲۶)

ہفت روزہ پیغام صلح ۔۔۔۔۔ لاہور ۔۔۔۔۔ مؤرخہ ۵ فروری ۱۹۶۹ء

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ایک خط :۔۔

" مرزا صاحب نے گو ظلی اور بروزی نبوت ہی کا دعوے کیا ہے لیکن اس پر اتنا اصرار اور اس قدر اعلان و اظہار کیا معنے رکھتا ہے ان سے پہلے بھی اور بعد بھی دوسرے بزرگوں نے تجدیدی خدمات انجام دیں اور انہیں کشف و الہام بھی ہوا لیکن اخفائے حال ہمیشہ ان کی عبدیت کے پیش نظر رہا انہیں یہ خیال بھی تھا کہ کسی قسم کی بھی نبوت سے خاتم النبیین (فداہ امی وابی) کی شان میں ضرور شائستہ گستاخی پیدا ہو جاتا ہے، اس لئے امتی ہونے کا تقاضا یہی ہے کہ نبوت کا نام بھی زبان پر نہ لایا جائے کہ غرض اندر میاں سلامت اوست!

میں نے مرزا صاحب کی جو کتابیں پڑھی ہیں ان میں حد سے بڑھی ہوئی تعلّی پائی دوسری بات یہ کہ ان کی تحریروں سے مجموعی تاثر یہی محسوس کیا کہ نبوت محمدی کی اہمیت و خاتمیت (معاذ اللہ) کم ہوتی دکھائی دیتی ہے قادیانی فرقہ کا وجود بھی بتاتا ہے کہ مرزا صاحب نے کس طرح امت محمدی کے متوازی ایک امت بنائی جو ان کی تحریروں کے زیر اثر بن گئی ہے "۔

صاحب مکتوب کی خدمت میں ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ظلی اور بروزی نبوت کا اعلان و اظہار حضرت مرزا صاحب نے بے شک کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بار بار اس بات کو کھول کر بیان کیا ہے کہ یہ کوئی اصلی اور حقیقی نبوت نہیں بلکہ اس سے صرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو ان کے ساتھ بکثرت ہوتے تھے چنانچہ لکھا ہے :۔۔

" خدا تعالے نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے اظہار اور اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنے نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں "

(چشمۂ معرفت حاشیہ صـ ۳۲۴)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :۔۔

" والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و لا کتاب بعد الفرقان الذی هو خیر الصحف السابقة ولا شریعة بعد الشریعة المحمدیة بید انی سمیت نبیًا علی لسان خیر البریة وذالك امر ظلی من برکات المتابعة وما اری فی نفسی خیراً و وجدت کلما وجدت من هذه النفس المقدسة وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرة المکالمة والمخاطبة ولعنة اللہ علی من اراد فوق ذالك او حسب نفسه شیئًا او اخرج عنقه من الربقة النبویة وان رسولنا خاتم النبیین وعلیه انقطعت سلسلة المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفی علی الطریقة مستقلة وما بقی بعده الا کثرة المکالمة وهو بشرط الاتباع لا بغیر متابعة خیر البریة و واللہ ما حصل لی هذا المقام الا من انوار اتباع الاشعة المصطفویة وسمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجه الحقیقة "۔ (حقیقۃ الوحی الاستفتاء صـ ۶۴)

اس عبارت میں صاف طور پر آنحضرت صلعم پر نبوت کے انقطاع کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کا نام جو مجھے دیا گیا وہ ظلی امر ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکات کا نتیجہ ہے اور میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں پاتا اور میری نبوت سے اللہ تعالے کی مراد کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے سوائے اور کچھ نہیں اور جو شخص اس سے اوپر کچھ ارادہ کرے ......

پس کسی کا حق نہیں کہ آپ کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعوے کرے اور آپ کے بعد کثرت مکالمہ کے سوائے اور کچھ باقی نہیں اور اس کے لئے حضرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت شرط ہے بغیر متابعت نہیں اور اللہ کی قسم یہ مقام مجھے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاعوں کی اتباع کے انوار سے حاصل ہوا ہے اور میرا نام اللہ کی طرف سے مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا حقیقت کے طور پر نہیں ۔"

فرمایئے اس سے بڑھ کر اور کیا وضاحت ہو سکتی ہے، اور اس میں کونسی تعلّی کی بات ہے یہ کہنا کہ پہلے بزرگوں نے تجدیدی خدمات اور کشف والہام کے باوجود اخفائے حال سے کام لیا صحیح نہیں، بزرگان امت میں سے ان لوگوں نے اپنے بڑے بڑے مراتب بیان کئے ہیں مثلاً حضرت شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔۔

" من اللہ تعالیٰ علیّ بالمجاورة بطیبة المبارکة فکنت یومًا فی الخلوة متوجهًا اذکر اللہ تعالیٰ فاخذنی الحق تعالےٰ عن العالم وعن نفسی ثم ردنی کان اقول لو کان موسیٰ بن عمران حیًا ما وسعه الا اتباعی علی طریقة الانشاء لا علی طریق الحکایة ۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے مجھ پر مدینہ مبارکہ طیبہ کی مجاورت کا احسان کیا اور میں ایک دن خلوت میں اللہ تعالےٰ کے ذکر میں مشغول تھا پھر اللہ تعالےٰ نے مجھ کو اس عالم سے اور میرے نفس سے کھینچ لیا پھر مجھ کو لوٹا دیا اور اس وقت میں یہ کہتا تھا کہ موسےٰ بن عمران زندہ ہوتا تو اس کو میری اتباع بطور انشاء کے نہ بطور حکایت کرنی پڑتی " (سیف ربانی صـ ۱۱)

ایسا ہی لکھا ہے کہ :۔۔

" حضرت خضر علیہ السلام میرا امتحان لینے آئے تو میں نے ان سے کہا کہ وہ موسٰے تھا جس سے تو نے کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا میں تجھے کہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا تو اسرائیلی ہے میں محمدی ہوں پس یہ میں ہوں اور یہ تو ہے یہ گیند ہے اور یہ میدان، یہ محمدؐ ہے اور یہ رحمٰن "

اسی قسم کے بیسیوں حوالے اولیاء اللہ کی کتابوں میں سے دیئے جا سکتے ہیں جن میں انہوں نے اپنے بلند مقامات اور احوال حالات کا ذکر کیا ہے، اس کو آپ تعلّی قرار دیں یا جو کچھ کہیں بہرحال حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا وہ اولیائے امت کی طرح فیض محمدی سے مستفیض ہو کر لکھا اس کو دعوے نبوت نہیں کہا جا سکتا، بلکہ انہوں نے بار بار خود اپنی جماعت کو متنبہ کیا ہے کہ :۔

" ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ الفاظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہوتا ہے، جو شخص انکار میں حد سے گذر جاتا ہے جس طرح وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گزر جاتا ہے ...... ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں " (مکتوب مندرجہ الحکم)

اس قدر زبردست انتباہ کے باوجود اگر جماعت قادیان آپ کی نبوت پر زور دیتی ہے تو اس میں حضرت

(باقی پچھلے کالم ۳ [illegible])

اہلِ کتاب کے اختلافات کے بارہ میں نبی کریم صلعم کی تبیین

اور سلاطین زمانہ کو تبلیغی خطوط

صحابہ کرامؓ کی عورتوں اور مردوں پر تعلیماتِ قرآن کے اثرات

نبی کریم صلعم کے مجلسی اور کھانے پینے کے آداب

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء - فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون - بالبينت والزبر - وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم ولعلهم يتفكرون (۱۶: ۴۳-۴۴)

وقال اللہ تعالیٰ :- وما انزلنا عليك الكتاب الا لتبين لهم الذي اختلفوا فيه - وهدى ورحمة لقوم يؤمنون (۱۶: ۶۴)

وقال اللہ تعالیٰ :- يا هل الكتب قد جاء كم رسولنا يبين لكم كثيرا مما كنتم تخفون من الكتب ويعفوا عن كثير - قد جاء كم من اللہ نور وكتب مبين - (۵: ۱۵)

اہلِ کتاب میں اختلافات کی تبیین اور تبلیغ کا حکم

یہ تین آیات میں نے قرآن کریم کے مختلف مقامات سے پڑھی ہیں۔ ان آیتوں میں ایک حکم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اپنے احکامات مسلمانوں اور تمام بنی نوعِ انسانوں کو دیئے۔ اسی طرح سے بہت سے احکامِ الٰہی خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ہیں اور ان تمام احکاماتِ الٰہیہ سے جو نہایت مشکل حکم اور مشکل کام حضور نبی کریم صلعم کے سپرد ہوا ہے وہ کہ اہلِ کتاب کے اندر جو تفرقہ پیدا ہو گیا ہے اس کی وضاحت کرنا بھی آپ کا کام ہے۔ مکہ اور مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے ہوئے ساری دنیا میں پیغامِ الٰہی پہنچانا آپ کا فریضہ قرار دیا گیا۔

اختلافات پیدا کرنے والے انبیاءؑ نہیں ان کی اُمتیں ہیں

عرب میں تو زیادہ تر تین قومیں - بت پرست - یہود - اور نصاریٰ رہتے تھے - اور بیرون عرب شام - مصر اور دوسرے مقامات پر اور بھی لوگ ہیں جن کے پاس خدا تعالیٰ کی کتاب اُتری - لیکن ان کتب کے ماننے والوں نے اپنے فکر و خیال سے اور اپنی خواہشات کے مطابق اپنے اپنے طور پر مختلف مذاہب بنا لئے - چنانچہ فرمایا یا ھل الکتب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتب ویعفوا عن کثیر - اے اہلِ کتاب ہمارا رسولؐ تمہارے پاس آیا جو بہت سی ایسی باتیں جو تمہاری خواہش اور طبیعت کے خلاف ہیں اور ان کو تم چھپاتے ہو وہ کھول کر تمہیں سناتا ہے - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان کرنا ہے کہ اگر تمام قوموں کی الہامی کتب کا سرچشمہ ایک ہی ہے تو پھر تعلیم کیوں مختلف ہے - اگر ابراہیم - اسماعیل یعقوب - موسےٰ اور عیسےٰ علیہم السلام سب کے سب جناب الٰہی کی طرف سے مبعوث ہو کر آئے تھے تو پھر اختلاف کے کیا معنی ؟! ... اصل حقیقت یہ ہے کہ ربانی تعلیمات میں اختلافات کرنے والے انبیاء کرامؑ نہیں ہیں بلکہ ان کی اُمت کے لوگ ہیں۔

مجددِ وقتؒ کا دعوےٰ نبوت سے انکار اور ان کی جماعت میں اختلاف

آپ لوگوں نے اپنے زمانہ میں ہی یہ بات دیکھی ہے کہ ایک مجددؒ آیا - وہ نبی نہیں تھا - لیکن اس مجددِ وقتؒ کی جماعت میں اختلاف ہو گیا اور وہ دو حصوں میں بٹ گئی - کیا حضرت امامِ وقتؒ کی تعلیم کا مقصد یہی تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم آخری نبی نہیں ہیں اور ان کے بعد میں نبی ہو کر آیا ہوں - نہیں یہ مقصد نہیں تھا - وہ تو فرماتے ہیں کہ میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں، یہ لوگ افتراء کے طور پر کہتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے - میرا کوئی ایسا دعوےٰ نہیں ہے - میں نبی نہیں ہوں - اور میں کسی ایسے شخص کو جو مجھے نہیں مانتا، کافر نہیں کہہ سکتا - لیکن اس وضاحت کے باوجود ان کو ماننے والے دو گروہ آپ کے سامنے موجود ہیں۔

حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کی تعلیمات کو غلط طور پر پیش کیا گیا

اسی طرح ہر قوم کے لوگوں نے اپنے اپنے پیشوا کی تعلیمات کو غلط طور پر پیش کیا ہے حضرت عیسےٰؑ کے بعد ان کے حواریوں نے حضرت عیسےٰؑ کی تعلیمات کو غلط طور پر پیش کیا - اسی طرح سے یہودیوں کے علماء نے حضرت موسےٰؑ کی تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کیا - اسی بات کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے :- اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ - انہوں نے پیغمبر کی تعلیم کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو خدا بنا لیا حالانکہ رسول کی تعلیم میں دخل دینا ان کا حق نہ تھا، اسلام میں بھی کسی خلیفہ اور کسی پیر کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ تعلیماتِ الٰہی کو بگاڑ کر پیش کرے - ایسا ہو تو اُمت کا فرض ہے کہ اس خلیفہ اور پیر کو سیدھا کر دے۔

ایک عورت نے حضرت عمرؓ کی غلطی بھرے مجمع میں بیان کی

اس کام کو صحابہ کرامؓ اور ان کی عورتوں نے نہایت عمدگی سے سرانجام دیا ہے - ایک دفعہ حضرت عمرؓ خطبہ فرما رہے تھے کہ تم لوگ عورتوں کے مہر زیادہ باندھنے لگ گئے ہو میں حکم دے دوں گا کہ مہر زیادہ نہ باندھے جائیں - تو ایک عورت کھڑی ہو گئی اور حضرت عمرؓ کو جو خلیفہ وقت تھے .... ٹوکا کہ آپ کا خیال غلط ہے یا ابن الخطاب اللہ یعطینا وانت تمنعنا وان اعطیتم احدھن قنطارا

فلا تاخذوا منہ شیئاً۔ اللہ ہمیں دیتا ہے اور آپ منع کرتے ہیں، خدا تو فرماتا ہے۔ اگر تم مہر کے طور پہ ڈھیروں ڈھیر سونا بھی دے دو تو اس کو بھی واپس نہیں لینا۔ پس خدا تعالےٰ تو ہمیں ڈھیروں ڈھیر سونا دیتا ہے پھر آپ کون ہیں منع کرنے والے؟ یہ بھی اسلام کی شان اور یہ تھی خلیفۂ وقت کی شان۔ اور اس عورت کی شان دیکھئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان نساء المدینۃ افقہ من عمر۔ مدینہ کی عورتیں بھی عمر سے زیادہ قرآن جانتی ہیں۔ ایک عورت کے سامنے شکست کھاتے ہیں، اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں۔

علماء اور مشائخ کو خدا نہ بناؤ

لیکن دوسری طرف ہر قوم میں اور مسلمانوں میں بھی علماء سوء کا ایک طبقہ ہے جو اپنے طور پر اور اپنی طرف سے وعظ کرتے ہیں اور ایسی باتیں تلقین کرتے ہیں جو خدا اور پیغمبرؐ نے نہیں کہیں۔ یہ بڑا خطرناک گروہ ہے جس کے متعلق فرمایا کہ ان مشائخ اور علماء قوم کو خدا مت بناؤ۔

حاتم طائی کا بیٹا مسلمان ہو کر حضور اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے گلے میں صلیب پہنی ہوئی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ اس بُت کو اُتار پھینکو۔ اور فرمایا کہ رہبانوں اور علماء کو خدا نہ بناؤ۔ اس نے کہا کہ ہم تو ان کو خدا نہیں بناتے۔ فرمایا کہ جب وہ حلال چیز کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیں تو کیا تم اس کو قبول نہیں کر لیتے؟ اس نے تسلیم کیا کہ یہ ٹھیک ہے فرمایا خدا بنانے کا یہی مطلب ہے۔ تم ان کے کلام کی پرستش کرتے ہو۔ اور ان کا کلام غلط ہوتا ہے۔ تو یہ تعلیم ہے کہ علماء اور مشائخ کو خدا نہ بناؤ اور وہ تبیین ہے کہ خدا بنانے کے معنے یہ ہیں کہ ان کے بتائے ہوئے حلال کو حرام اور حرام کو حلال سمجھنا انہیں خدائی کے مرتبہ پہ کھڑا کرنا ہے۔

نبی کریم صلعم کے خطوط سلاطینِ زمانہ کے نام

تبیین کی مثالیں بہت سی ہیں۔ ان میں سے کیا کیا پیش کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر عظیم الشان انسان تھے۔ مکہ میں رہ کر اس پیغام کو عرب اور آس پاس کے ممالک کے بادشاہوں تک آپؐ نے پہنچایا آپؐ نے بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط لکھے۔ اور اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا حق ادا فرمایا۔ یہ حکم خدا تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیا جب ذرائع مواصلات نہ ہونے کے برابر تھے۔ ہم بھی حضور صلعم کی اُمت کہلاتے ہیں۔ دعوت و تحریک کے ذرائع بھی آج بہت ہیں لیکن ہم گھروں میں بیٹھے ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت مجددِ زمانؑ نے ہم سے عہد لیا تھا۔ کہ تم نے دنیا میں قرآن و حدیث کو پھیلانا اور پیش کرنا ہے۔ لیکن ہم اس کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وسائل نہیں تھے تاہم فرمایا انا اول المسلمین میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ اور سب سے پہلا مبلغ اسلام ہوں۔ حبشہ میں حضرت جعفرؓ نے حضور اکرمؐ کا پیغام پہنچایا۔ نجاشی مسلمان ہو گیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجاشی کی طرف سے ایک وفد حاضر ہوا حضور صلعم نے خود اس کی خدمت کا بیڑہ اُٹھایا۔ لوگوں نے کہا حضور! ہم ان کا خیال رکھیں گے اور ان کی خدمت کریں گے۔ لیکن فرمایا کہ نہیں میں خود خدمت کروں گا یہ میرے مہمان ہیں یہ تبیین ہے قرآن کریم کے احکام کی۔

النجاشی کے علاوہ حضور صلعم نے کسریٰ قیصر اور مقوقس کے نام بھی تبلیغی خطوط لکھے۔ اس ضمن میں ان ایلچیوں کے نام بھی لکھے ہیں جن کے ہاتھ یہ خطوط بھجوائے گئے تھے۔

حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کے حالات محفوظ نہیں

حضرت موسےٰؑ ایک عظیم الشان سلطنت میں پیدا ہوئے۔ مصر اس وقت سب سے زیادہ مہذب اور تعلیمیافتہ تھا لیکن حضرت موسےٰؑ کی زندگی کے حالات نامعلوم رہے۔ ان کے ماننے والوں کے حالات بھی موجود نہیں۔ حضرت عیسےٰؑ روم کی سلطنت میں پیدا ہوئے۔ باوجود ان تہذیبوں میں پرورش پانے کے اور ذرائع کے موجود ہونے کے حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم محفوظ نہیں ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی تاریخ محفوظ ہے

مگر حضور صلعم اُمی تھے ماحول بھی اُمیوں کا تھا قرآن کریم کے محفوظ کرنے کے ذرائع بھی میسر نہ تھے۔ تاہم قرآن کریم محفوظ ہے آپکی زندگی کے تمام حالات محفوظ ہیں۔ ان کے اس وقت کے معتقدین کے حالات ان کی اولاد کے حالات محفوظ ہیں۔

حضور نبی کریم صلعم کی ایک تاریخ ہے۔ مقوقس کو جو خط لکھا گیا وہ اب بھی ترکی میں موجود ہے۔ حضور نبی کریم صلعم نے خطوط بھیجتے وقت دانشمندی سے کام لیا آپؐ نے دستخط کے لئے مہر لگا دی تھی۔

نبی کریم صلعم کی اقوامِ عالم کو متحد کرنے کی تعلیم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں کے پیغمبروں پر ایمان لانے کی تلقین فرمائی ہے، اور اسی طرح سے اقوام عالم کی آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کی تلقین فرمائی ہے تاکہ تمام اقوام عالم متحد ہو جائیں۔ ان حقائق و شواہد کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان جماعت کا خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت کو کافر قرار دینا رسول کریم صلعم کی تعلیمات کو غلط قرار دینا ہے۔

اہلِ کتاب کے اختلافات کی وضاحت

اہلِ کتاب کے اختلافات کی وضاحت بھی حضور نبی کریم صلعم نے فرمائی ہے۔ امام رازی رحؒ سورہ آل عمران کے شروع میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلعم کی خدمت میں وفود حاضر ہوتے۔ ایک عیسائی وفد آیا۔ ان سے بحث و مباحثہ کرتے ہوئے حضور اکرم صلعم نے دلائل پیش کئے اور فرمایا کہ لوگو! تمہیں پتہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ ماں کے پیٹ میں اسی طرح رہے جس طرح عام بچے رہتے ہیں۔ ماں کے بطن سے پیدا بھی اسی طرح ہوئے جس طرح دوسرے انسانی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے بھی تھے، جو کھاتا پیتا ہے وہ موت کا شکار ہے۔ تم اسے خدا کیوں بناتے ہو بتاؤ یہ کیسا مؤثر کلام ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کئے اور ان کے اختلافات اور اپنی تعلیمات کی وضاحت بھی فرمائی۔ اس وضاحت کی تفصیلات بہت ہیں۔

عربوں کو مسلمان کرنے کا فریضہ

اب تھوڑا سا ذکر اس تبیین کا سن لیجئے جو مسلمانوں کے لئے ہے۔ فرمایا یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم۔ یہ فریضہ بڑا مشکل ہے کہ سارے عرب کو حضور اکرم صلعم نے مسلمان کرنا ہے۔ اس عرب کو جو بُت پرستی اور طرح طرح کے توہمات میں مبتلا ہے۔ ۱۳ سال تک آپؐ نے قوم سے مختلف قسم کی سختیاں جھیلیں اور تکلیفیں اٹھائیں، پھر مدینہ آئے تو مختلف قبائل نے آپؐ پر یورشیں کیں۔ لیکن حضور صلعم کے پائے استقلال میں کبھی جنبش نہیں آئی۔

تبلیغ حق کے لئے استقلال پیدا کرنا نبی کریم صلعم کی سُنّت ہے

اس استقلال کو اپنے اندر پیدا کرنا سنت ہے لیکن آج مسلمان نے سنت یہی سمجھ رکھی ہے کہ داڑھی بڑھالی۔ مسواک کر لی۔ سُرمہ لگا لیا، حضور صلعم کو شانے کا گوشت پسند تھا وہ کھا لیا اور پھر حضورؐ قیلولہ بھی کیا کرتے تھے لہذا دوپہر کو سو جانا چاہیئے۔ حالانکہ اصل سنت یہ ہے کہ آپؐ جیسی حق پرستی اختیار کی جائے، استقلال پیدا کیا جائے۔ حضور اکرم صلعم صفِ اوّل میں لڑے۔ اس سنت کو زندہ کیا جائے، اور اسلام کی تبلیغ کے لئے آگے قدم بڑھایا جائے۔

اس زمانہ میں حضرت امام زمانؑ نے اسلام کے لئے زبردست استقلال کا مظاہرہ کیا۔ آریوں، سکھوں، اور مولویوں کا مقابلہ کیا۔ ان کے استقلال سے ایک رشتا صفت قوم پیدا ہوئی مگر استقلال ضد اور ہٹ دھرمی کا نام نہیں ہے، استقلال کا مطلب ہے کہ حق بات پر ثابت قدم رہو۔ اور ناحق بات کو چھوڑ دو۔

تعلیم قرآن اور اس کے اثرات

حضور صلعم کا ایک فریضہ یتلوا علیھم ایاتہ ہے۔ قرآن کو پڑھ کر سنانے کا کام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے یہ احسن طریق انجام دیا۔ پڑھتے رہنے اور پڑھ کر سناتے رہنے کا اثر ہوتا ہے۔ اسلام کے بچے بچیاں صبح کے وقت قرآن کریم پڑھتی ہیں اس کا اثر انکے ذہنوں پر پڑتا ہے۔ ان کے اخلاق پر اثر پڑتا ہے۔ وہ یقین کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالےٰ کا کلام پڑھ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلعم کے متعلق فرمایا ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ۔ حضور صلعم نے اپنی قوم کو کتاب سکھلائی حکمت اور فلسفہ سکھلایا جس کی وجہ سے وہ عظیم الشان قوم بن گئی، بڑے بڑے فلاسفر اور کمانڈر پیدا ہوئے لیڈر پیدا ہوئے۔ سیاستدان پیدا ہوئے۔ اور ایسے سپہ سالار پیدا ہوئے جو صفِ اول میں دشمن سے لڑتے تھے۔ بلند فکر علماء اور مشائخ پیدا ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ اور کعب بن مالکؓ بڑے [illegible] سے تھے۔ مردوں میں ایسا اعلیٰ کردار پیدا ہو [illegible] عالمہ فاضلہ ہو گئیں، حضرت عمرؓ کے مقابلہ میں [illegible] زیادہ تفہیم رکھنے والی عورتیں پیدا ہوئیں، کسی نے کہا مسجد میں غزلیں نہ گائی جائیں، حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ حضور صلعم نے تو مسجد میں کھیل بھی دیکھے ہیں۔ میں نے حضور صلعم کے شانے پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر مسجد میں حبشیوں کے کھیل بھی دیکھے۔

حق بیان کرنے میں عورتوں کی جرأت

ایک خاتون خولہ نام جو ثابت کی بیوی تھیں، ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو سر بازار لے کر کھڑی ہو گئیں۔ اور کہا ٹھہرو عمر! پہلے تو تم عُمیر تھے پھر عمر ہوئے اور اب تم امیرالمومنین ہو۔ سنو! رعیت کے معاملہ میں خدا خوفی اختیار کرو جس کو موت کا ڈر ہوتا ہے وہ کسی نیکی کے اچھے موقعہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ یہ باتیں رستہ میں سر بازار ہو رہی تھیں، لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ کسی نے کہا یا امیرالمومنین! یہاں رستہ میں کھڑے ہو کر باتیں کرنا ٹھیک نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اس خاتون کی آواز کو تو خدا تعالےٰ نے آسمان پر سنا تھا۔ میں کون ہوں جو اس کی بات زمین پر نہ سنوں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلعم نے عورتوں کو عالم بنا دیا۔ حضرت عائشہ رضؓ کے متعلق ہے کانت زاھدۃ، فقیھۃ، عالمۃ۔ انہوں نے تعلیمات اسلامیہ کی ترویج کی۔

خلفائے راشدینؓ کی جمہوریت

تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم الشان انسان پیدا کئے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ جیسا آج تک کوئی بادشاہ پیدا نہیں ہوا۔ انہوں نے پبلک خزانہ سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ دنیا کے بادشاہ پبلک ٹریژری سے فائدے اُٹھاتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گھر میں کچھ نہ رکھا۔ حضور نبی کریم صلعم فوت ہوئے تو گھر پر کچھ نہیں تھا، یہ بادشاہ وقت ہیں، اسی کو کہتے ہیں جمہوریت۔

کھانے پینے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جو تعلیم دیتے تھے اس کی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں، ایک دفعہ مجلس میں پینے کے لئے دودھ آیا۔ دائیں طرف حضرت ابنِ عباس تھے جو ابھی کم عمر تھے اور بائیں طرف بڑے بڑے صحابہ رضؓ تھے۔ فرمایا میرے بیٹے ہمارا طریقہ ہے کہ ہم دائیں طرف سے کھانا، پینا، دینا شروع کرتے ہیں۔ اور تم دائیں طرف ہو، اگر اجازت ہو تو پہلے بزرگوں کو دیا جائے۔ اس نے کہا کہ میرا تو جی نہیں چاہتا کہ میں اپنی باری کو چھوڑ دوں، چنانچہ حضورؐ نے اسی کو پہلے دیا۔ اور ایک بچہ حضور صلعم کے ساتھ کھانا کھاتا ہے، تو وہ اپنے سامنے سے نہیں بلکہ ادھر ادھر جہاں پسند کی چیز نظر آتی ہے ہاتھ پھیر رہا ہے، حضور صلعم نے فرمایا اپنی طرف سے کھانا کھاؤ۔

مجلسی آداب

نماز کے دوران کسی بچے کو روتے سنا تو نماز مختصر کر دی۔ عورتیں گذر رہی ہوں تو ہاتھ اُٹھا کر اشارے سے سلام کرتے تھے۔ سعدؓ بن معاذ مجلس میں آئے تو حضورؐ مجلس سے ارشاد فرماتے ہیں قوموا الیٰ سیدکم اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

حضرت عائشہ رضؓ پر الزام کے سلسلہ میں حضور نبی کریمؐ کے اخلاق

حضرت عائشہؓ پر الزام لگتا ہے تو آپؐ یہ نہیں فرماتے کہ الزام تراش کو قتل کر دیا جائے۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ الزام کی تحقیق کی جائے۔ جب خدا تعالےٰ کی طرف سے بریت نازل ہوئی تو یہ نہیں کہتے کہ عائشہؓ کو بلا لاؤ خود ان کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ ان کی والدہؓ کہتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلعم آ رہے ہیں کھڑی ہو جاؤ، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ان کا مجھ پر کوئی احسان نہیں جو ان کا اُٹھ کر استقبال کروں۔ یہ تو خدا تعالےٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ اس نے میری بریت کی۔

کعبؓ بن مالک کی عدم شرکت جہاد کا نتیجہ

کعبؓ بن مالک بڑے عالم شاعر اور رئیس تھے وہ ایک غزوہ میں شریک نہ ہو سکے تو ان کا مقاطعہ ہو گیا، ان کے لئے دنیا اندھیر ہو گئی، پچاس دن کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے بریت ہوئی، حضور صلعم کا چہرہ چمک اُٹھا۔ کعبؓ بن مالک سے جب شریک جہاد نہ ہونے کی وجہ پوچھی گئی تو وہ کہتے ہیں کہ اگر سچ بات کرتا ہوں تو آپؐ خفا ہوتے ہیں لیکن اس سے خدا خوش ہوتا ہے۔ پس میں خدا کو خوش کرنا چاہتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ جہاد میں جانے کا ارادہ تھا میں نے خیال کیا کہ فلاں دن سواری جلد پہنچ جاؤں گا لیکن وقت زیادہ لگ گیا اس سے ارادہ میں کمزوری آگئی۔ جب تک بریت نہیں ہوتی حضور صلعم کلام نہیں کرتے۔ اور جب بریت ہوتی ہے تو آپؐ کا چہرہ مبارک مسرت سے چمک رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ دل میں کسی قسم کا داغ نہیں۔

دعائے صحت

میاں مولا بخش صاحب لائل پوری مرحوم کے صاحبزادے میاں حفیظ الرحمان بیمار ہیں وہ جماعت سے استدعا کرتے ہیں کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی جائے۔ ان کے علاوہ جماعت کے بعض احباب مشکلات اور مصائب سے دوچار ہیں ان کو بھی دعا میں شامل کریں۔

عبدالصمد گنائی کا غائبانہ جنازہ

کھدڑ واہ میں ہمارے ایک مخلص دوست تھے وہ ہمت سے تبلیغ کرتے تھے۔ ان کا نام عبدالصمد صاحب تھا۔ ان کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون نماز جمعہ کے بعد ان کے لئے جنازہ غائبانہ پڑھا جائیگا۔

بقیہ مقالہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

مرزا صاحب کا قصور نہیں نہ اُن کے زیر اثر ایسی جماعت ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متبعین انہیں ابن اللہ اور خدا تعالےٰ کے مقام پر یقین کرتے ہیں۔ کیا ان کے اس اعتقاد کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں ایسا ہی قادیانی جماعت کا حضرت مرزا صاحب کو مجددیت سے بڑھا کر نبی قرار دینا ان کی کسی تعلیم اور اثر کا نتیجہ نہیں۔

اخبار احمدیہ

ایک احمدی بزرگ کی وفات

جماعت کے عام حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کیساتھ سُنی جائے گی کہ مؤرخہ یکم جنوری ۱۹۹۱ء صبح پونے پانچ بجے جناب چوہدری عبدالصمد صاحب گنائی ساٹھ سال سے زائد عمر میں، صرف دو دن بلڈ پریشر کے حملہ سے بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ مرحوم کھدڑ واہ کے احمدی گنائی خاندان کے ان بزرگوں میں سے تھے جنہوں نے ہمیشہ مالی، قلمی، لسانی اور جانی قربانیوں سے نہ صرف کھدڑ واہ میں بلکہ ریاست بھر میں قابل تقلید نمونے پیش کئے ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف کی وفات نے جماعت کھدڑ واہ میں ایک [illegible] الخلا پیدا کیا ہے خدا رحم کرے۔ دعا ہے مرحوم کے فرزندان عبدالحی۔ غلام محمد۔ بشیر احمد جان کی والدہ اور ہمشیرگان بھی اپنے ایثار مند اور مخلص والد کے نقش قدم پر چل کر سلسلہ کی ترقی کا موجب ہوں۔ ان کے بڑے فرزند چوہدری عبدالحی صاحب بھی اپنے [illegible]

حضرت مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

گناہ کی فلاسفی

(۲)

ڈائری کا خلاصہ

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت پیغام صلح کی ۱۱ راکتوبر ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں ایک شخص کے اس سوال پر کہ میرے جیسا تو کوئی گنہگار نہ ہوگا۔ میں نے بڑے بڑے سخت گناہ کئے ہیں۔ میری بخشش کس طرح ہوگی؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک ڈائری شائع ہوئی جس میں حضور نے اس شخص کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ سچی اور حقیقی توبہ سے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ مایوسی کا شکار ہونے کی کوئی وجہ نہیں خدا غفور اور رحیم ہے وہ خود فرماتا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین۔ یعنے اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں اگر گناہ ایک زہر ہے تو توبہ اور استغفار اس کا تریاق ہے جو گناہ کے اثر کو مٹا دیتا ہے اور التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کی بشارت کے ماتحت دل کی تختی کو ہر قسم کی میل کچیل سے بالکل صاف کر دیتا ہے۔ اس ضمن میں ڈائری مذکورہ بالا میں حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ بھی درج ہیں:۔

"دیکھو خدا تعالےٰ جیسا غفور اور رحیم کوئی نہیں اللہ تعالےٰ پر یقین کامل رکھو کہ وہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے اور بخش دیتا ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے تو میں ایک اور اُمت پیدا کر دوں گا جو گناہ کرے اور میں اسے بخشش دوں اللہ تعالےٰ کے ناموں میں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم"

مدیر طلوع اسلام کا مطالبہ اور قسط اول میں اس کا پورا کیا جانا

مدیر صاحب طلوع اسلام نے حضور کے وہ الفاظ جن کے نیچے خط کھینچ دیا گیا ہے نقل کر کے ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ دکھایا جائے کہ خدا تعالےٰ نے ایسا کہاں فرمایا ہے۔ اگر مدیر صاحب طلوع اسلام حضور کی ساری ڈائری پر عموماً اور مندرجہ بالا جملہ میں بیان کردہ صفات الٰہی غفور اور رحیم اور حضور کی پیش کردہ آیت ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین پر غور کر لیتے تو اس سوال کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ لیکن چونکہ انہوں نے غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی اس لئے قسط اول میں مفصّل طور پر ان کے اس مطالبہ کو ۹ صحیح حدیثیں نقل کر کے پورا کر دیا گیا ہے اور ساتھ ہی انسانی فطرت کی بناوٹ اور اللہ تعالےٰ کی صفت غفور کو زیر بحث لا کر اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ آنحضرت نبی کریم صلعم نے اپنی احادیث میں جو کچھ فرمایا وہ انہی اصولوں کی روشنی میں فرمایا جو قرآن کریم میں اس بارے میں بیان کئے گئے ہیں اور چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی جو مدیر طلوع اسلام کے نزدیک قابل اعتراض الفاظ استعمال فرمائے وہ بھی انہی صحیح حدیثوں کو سامنے رکھ کر فرمائے بلکہ انہی حدیثوں کے الفاظ کو ہی دہرا دیا ہے گو ہمارے نزدیک تو رسول کریم صلعم نے دینی مسائل میں جو کچھ فرمایا وہ اللہ تعالےٰ کی وحی پا کر ہی فرمایا خواہ وہ وحی متلو ہو یا وحی خفی ہو بہر حال ان دونوں قسم کی وحی میں سے کسی ایک قسم کی وحی کے ذریعہ ہی فرمایا لیکن مدیر صاحب طلوع اسلام ممکن ہے کہ کہدیں کہ احادیث تو رسول اکرم صلعم کے اقوال ہیں ہمارا استفسار تو اللہ تعالےٰ کے قول کے متعلق ہے اس لئے انشاء اللہ تعالےٰ قرآن کریم سے ہی ثابت کیا جائے گا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے اس بارے میں جو کچھ فرمایا اور آنحضور صلعم کی اتباع میں آنجناب صلعم کے غلام حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ فرمایا وہ قرآن کریم کے الفاظ کی ہی تفسیر ہے لیکن اس کا ثبوت پیش کرنے سے قبل قرآن کریم سے انسانی فطرت کی بناوٹ پر مزید روشنی ڈالنا ضروری ہے۔ اس کے لئے بھی جناب مدیر صاحب طلوع اسلام کی توجہ سورۃ البقرۃ رکوع ۴ کے مضمون کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں امید کرتا ہوں کہ اگر مدیر صاحب اس رکوع کے مضمون کو بنظر غور مطالعہ فرمائیں گے تو ان کا پیش کردہ سوال خود بخود حل ہو جائے گا۔ بہرحال میں مختصر طور پر اس رکوع کی تشریح ان کے سامنے رکھتا ہوں:۔

اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتوں کے درمیان ایک مکالمہ

اس رکوع میں فرشتوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا ایک مکالمہ درج کیا گیا ہے یہ مکالمہ کس نوعیت کا ہے اور اس کی کیا غرض ہے اس وقت اس کو زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں۔ اصل مقصد اس وقت صرف فرشتوں اور انسان کی فطرتی بناوٹ اور ان کے کمالات کو ظاہر کرنا ہے۔ بہرحال وہ مکالمہ اس طرح شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ یعنے جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے جواب میں کہا کیا تو اس میں یعنی زمین میں اس کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کر رہے ہیں اور تیری تقدیس میں مشغول ہیں، فرشتوں کے اس جواب پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا یقیناً میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

مندرجہ بالا سوال و جواب سے ۵ باتیں ظاہر ہیں:۔

(۱) فرشتے خدا تعالےٰ کا نائب بننے کی اہلیت نہیں رکھتے کیونکہ ان کی موجودگی میں ان کے سامنے اللہ تعالےٰ کسی اور ہستی کو اپنا نائب بنانے کا اعلان فرما رہا ہے اور وہ ہستی انسان ہی ہے جیسا کہ اس کے معاً بعد اس کو آدم کے نام سے پکارا ہے اور جیسا کہ سورۃ ص رکوع ۵ میں اسے صاف الفاظ میں بشر کا نام دیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا واذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشراً من طین۔

۲۔ انسان کی پیدائش اور اس کو خلیفہ بنانے میں جو حکمت اللہ تعالےٰ کے مدنظر ہے ملائکہ کا فہم اس کی کنہہ تک نہیں پہنچ سکا اور وہ اس سے بالکل بے خبر معلوم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے الفاظ انی اعلم ما لا تعلمون سے ظاہر ہے۔

۳۔ فرشتوں کے الفاظ اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی مخلوق کے وجود کو پسند نہیں کرتے جو فساد اور خونریزی کا ذریعہ بنے اور اپنی تسبیح اور تقدیس ......

.... کی موجودگی میں ایسی مخلوق کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے۔

۴۔ انکے الفاظ ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسی رنگ کی تسبیح و تقدیس کو کافی سمجھتے ہیں جس رنگ کی تسبیح و تقدیس ان کے وجود سے ظہور میں آ رہی ہے لیکن قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تسبیح و تقدیس تو کائنات کے ذرہ ذرہ سے ظہور میں آ رہی ہے جیسا کہ فرماتا ہے تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان حلیماً غفوراً۔ بنی اسرائیل ع ۵۔ یعنی ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اللہ تعالےٰ کی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں دنیا کی کوئی شئے نہیں مگر اللہ تعالےٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ یقیناً وہ حلیم اور غفور ہے۔

صفات حلیم اور غفور کا تقاضا

حلیم اور غفور کی صفات کا ذکر کر کے اللہ تعالےٰ نے بتلا دیا کہ ان کی تسبیح اللہ تعالےٰ کی صفات حلیم اور غفور کو ظہور میں لانے کی موجب نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تو مشین کی طرح اپنا کام کر رہے ہیں جس میں نہ ان کی مرضی اور ارادہ کا دخل ہے اور نہ ان میں سستی اور غفلت کے وقوع میں آنے کا احتمال ہے کہ اس پر گرفت الٰہی ہو جس کے لئے اللہ تعالےٰ کو اپنی صفت حلیم کو کام میں

لانے کی ضرورت پیش آئے اور نہ ان سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ بالکل اپنے مفوضہ کام کو ترک کر دیں جس کے نتیجہ میں مستحق سزا ٹھہریں اور اللہ تعالیٰ یعفو عن کثیر کے ماتحت اپنی صفت غفور کو کام میں لاکر ان کی بخشش کے سامان کرے۔ پس ضرورت ایسی مخلوق کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تحمید و تسبیح اپنی مرضی اور ارادہ سے کرے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس فریضہ کو بجا لانے اور اسے ترک کرنے پر بھی قدرت رکھتی ہو یعنی ان میں عقل اور سمجھ ہو جس کو کام میں لانے یا نہ لانے کی بھی قدرت رکھتی ہو تا وہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتوں حلیم اور غفور کی مظہر بن سکے یعنی اس کے ذریعہ یہ دونوں صفاتِ الٰہی ظاہر ہوتی رہیں۔

فرشتوں کے دعویٰ کی طرف عدم توجہ کی وجہ

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے نہ تو دعوے تسبیح و تقدیس کی کوئی اہمیت دی اور نہ ہی انسان کے ذریعہ فساد اور خونریزی کے وقوع میں آنے والی تمامی کی نشاندہی کو درخورِ اعتنا سمجھا اور صرف یہ کہہ کر کہ میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے انہیں خاموش کرا دیا اس کے بعد واقعاتی دلیل کے ذریعہ ان پر نہ صرف حجت پوری کی بلکہ ان کو قائل کروا دیا کہ فی الحقیقت جس مخلوق کو اللہ تعالیٰ اپنا نائب بنانا چاہتا ہے اسی میں نائب بننے کی اہلیت ہے تم میں یہ ...

مکالمہ پر غور کرنے کی ضرورت

۵۔ میں مدیر صاحب طلوعِ اسلام کو اس مکالمہ پر دوبارہ غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں وہ دیکھیں کہ انسان کی پیدائش پر فرشتے اللہ تعالیٰ کو کس صفائی سے اور کھلے الفاظ میں ایک طرف تو اس کے موجب فساد ہونے اور موجب خونریزی ہونے کو واضح کر رہے ہیں گویا بالفاظ دیگر بتلا رہے ہیں کہ اس مخلوق یعنی انسان سے ہر قسم کے گناہ کا سرزد ہونا نہ صرف احتمالی ہی ہے بلکہ یقینی امر ہے جیسا کہ فساد کا لفظ اس پر بالصراحت دلالت کر رہا ہے کیونکہ قرآن کریم کی آیت ظهر الفساد في البر والبحر میں فساد کا لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور دوسری طرف اپنے وجود کو قطعی طور پر بے ضرر اور گناہ سے کلّی طور پر پاک بتلا رہے ہیں اور یہ دونوں حقیقتیں بالکل صحیح اور واقعات کے مطابق ہیں، انسان سے فساد کا وقوع میں آنا بھی یقینی اور فرشتوں کا گناہ اور فساد سے دور رہنا بھی یقینی — اللہ تعالیٰ نے بھی ان میں سے کسی کی بھی تردید نہیں کی۔

گناہ سے پاک مخلوق کی موجودگی کے باوجود گناہ کرنے والی مخلوق کی ضرورت

اب جبکہ یہ بات یقینی طور پر ثابت ہے کہ ایسی مخلوق موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں دن رات مصروف ہے اور اس کے سوا اس کا اور کوئی کام ہے ہی نہیں اور احکامِ الٰہی کی نافرمانی یا بالفاظ دیگر اس سے گناہ کا سرزد ہونا وہم میں بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا جواب إني أعلم ما لا تعلمون بتلا رہا ہے کہ وہ محض پاک اور گناہوں سے مبرّا مخلوق کو ہی کافی نہیں سمجھتا اور نہ ایسی مخلوق کو ہی کافی سمجھتا ہے جو محض تسبیح و تقدیس ہی کر سکتی ہو بلکہ ایسی مخلوق کی موجودگی میں ایسی مخلوق کے وجود کو بھی ضروری سمجھتا ہے جس سے بے شک گناہ سرزد ہوں لیکن وہ گناہوں کی معافی مانگ کر اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش میں صفات الٰہی غافر الذنب و قابل التوب و ان الله يحب التوابين و يحب المتطهرين کے ماتحت الٰہی مغفرت کے مورد بن سکیں اور اگر گناہوں پر مُصر رہیں تو اس کی صفت منتقم و شدید العقاب کے مورد بن سکیں یہی حضرت مسیح موعود کے قول کا مطلب ہے۔

کیا حضرت مسیح موعودؑ کا قول قابلِ اعتراض ہو سکتا ہے

پس مدیر صاحب طلوعِ اسلام خود فرمائیں کہ مکالمہ مندرجہ بالا کی روشنی میں حضور نبی کریم صلعم اور آنجناب صلعم کے غلام مسیح موعودؑ کا یہ کہنا کہ اگر دنیا میں گناہ کرنے والا کوئی نہ ہو تو خدا ایسی مخلوق پیدا کرے گا جو گناہ کرے اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشش طلب کرنے پر مغفرت عطا کرے گا کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں مغفرت کا عطا کرنا بخشش طلب کرنے کے ساتھ مشروط ہے محل اعتراض ہو سکتا ہے؟ مکالمہ مذکورہ بالا صاف الفاظ میں بتلا رہا ہے کہ گناہ نہ کرنے والی مخلوق کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں گناہ کرنے والی مخلوق پیدا کروں گا اور اس پر زور دے رہا ہے اور فرشتوں کو ڈانٹ کر کہہ رہا ہے کہ ایسی مخلوق کی ضرورت ہے اور اس میں جو حکمت مضمر ہے اس سے تم ناواقف محض ہو۔

کیا اس سے واضح اعلان ہو سکتا ہے؟

کیا اس حقیقت کے اظہار کے لئے کہ اگر دنیا میں گناہ کا ارتکاب کرنے والے نہ ہوں تو میں ایسی مخلوق پیدا کروں گا جو گناہ کریں اور میری صفت غفور اور رحیم اور قابل توب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میری بخشش کو حاصل کریں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سے واضح اعلان کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ گناہ نہ کرنے والی مخلوق یعنی فرشتے موجود ہیں باوجود اس کے اللہ تعالیٰ گناہ کرنے والی مخلوق پیدا کرنے پر اپنے اصرار کا اعلان کر رہا ہے۔

چونکہ اخبار میں مزید گنجائش نہیں اس لئے انشاء اللہ آئندہ قسط میں گناہ کرنے والی مخلوق کو پیدا کرنے کی ضرورت اور اس کی حکمت پر اسی رکوع کے بقیہ حصہ سے روشنی ڈالی جائے گی اور فرشتوں کی لاعلمی کا بھی یقینی ثبوت بہم پہنچایا جائے گا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادرِ مہربان کی طرح

"اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا"

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف

"ایک دفعہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشہ سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسے بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے **مادرِ مہربان کی طرح** اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔"

اس کشف میں **مادرِ مہربان** کے الفاظ قابل غور ہیں، افسوس ہے کہ بعض مخالفین جن کے دل جماعتِ احمدیہ کے خلاف بغض و تعصب سے بھرے ہوئے ہیں ان الفاظ کو نظر انداز کر کے طرح طرح کے بے ہودہ کلمات اور ناپاک خیالات حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور اپنی تقاریر میں مجمع عام کو مشتعل کرنے کے لئے ایسی ایسی بے سر و پا باتیں کہہ جاتے ہیں جن کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہوتی۔ یہ کہنا کہ اس بیان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین کی گئی ہے کہاں تک صحیح ہے، کیا ایک ماں کا اپنے جوان بچہ کا سر اپنی ران پر رکھ لینا موجب توہین ہوتا ہے؟ پھر حضرت مرزا صاحب کا یہ بیان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین کا موجب کس طرح ہو گیا کہ انہوں نے عالم کشف میں محبت و شفقت سے **مادرِ مہربان کی طرح** اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا؟ ایک کشفی امر کو حقیقت کا رنگ دیکر اور "مادر مہربان کی طرح" کے الفاظ کے باوجود توہین کا الزام دینا کہاں کی دیانت داری ہے؟ ان لوگوں کو غور کرنا چاہیئے کہ اس قسم کی باتوں سے وہ خود حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی توہین کا موجب ہو رہے ہیں۔

از قلم چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں

چند تمہیدی معروضات

گذشتہ سے پیوستہ

کتاب کائنات کو مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے مطالعہ کر کے انسانی ترقیوں کی نئی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ اسی طرح قرآن اور اسلام کے طالب علموں نے بھی مختلف نقطہ ہائے نگاہ سے صحیفۂ آسمانی کا مطالعہ کر کے بڑے بڑے معارف اور حقائق پر سے پردے اٹھا دیئے ہیں۔ موجودہ صدی کی تاریخ جو ہماری آنکھوں کے سامنے بن رہی ہے اسے بھی علماء نے قرآن کی روشنی میں مطالعہ کیا ہے اور واقعات زمانہ کو قرآن کریم کے الفاظ سے تطبیق دے کر قرآن کریم کو کلام الٰہی ثابت کر دیا ہے۔ ایک موجودہ زمانے کا مصنف قرآن شریف کی آیات سے زمانۂ حال کی حقیقت پر مبنی انکشافات کی کیسے شاندار طریق پر نشاندہی کرتا ہے:۔

"اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ..... کی ان پیشگوئیوں کو لیتا ہوں جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں اور جو اس زمانہ میں نہایت صفائی سے پوری ہوئیں۔ مگر جن کے پورا ہونے کا اقرار ہمارے علماء اس وجہ سے نہیں کرتے کہ انہی پیشگوئیوں سے وابستہ مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی بھی ہے جس کا حل سوائے حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور مسیح موعود ماننے کے اور دوسرا کوئی نظر نہیں آتا۔ کیونکہ جب علامات سب پوری ہو چکیں تو وہ موعود کہاں ہے۔ اور جن بزرگوں نے ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا اقرار کیا ہے وہ افسوس ہے کہ جس موعود امام کے آنے کے لئے وہ پیشگوئیاں بطور علامات کے تھیں ان کا ذکر کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔

(۱) واذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت (التکویر)

جب سورج جو سرچشمۂ نور آسمانی ہے لپیٹ لیا جائے گا اور ستارے جو آسمانی نور سے منور ہیں جھڑ جائیں گے یہ اس آخری زمانہ کی بے دینی کا نقشہ نہایت خوبصورت استعارہ میں کھینچا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کو سراجاً منیراً یعنی نور دینے والا آفتاب فرمایا ہے یعنے آپ صلعم کا وجود سرچشمہ نور آسمانی ہے جس سے وہ نور آسمانی جو خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا یعنے نور قرآن نکل کر تمام مستعد طبائع کو منور کر گیا اور کر رہا ہے اور ایسی طبائع اور افراد کاملہ اس آسمانی نور سے منور ہو کر روحانی آسمان کے ستارے بن کر چمکتے ہیں اور بمنزلہ نجوم کے ہوتے ہیں جیسا کہ خود حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ اصحابی کالنجوم۔ میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں۔ پس جو بھی اس نور آسمانی سے منور ہوتا ہے خواہ وہ صحابہ رضؓ ہوں یا امت محمدیہ کے صلحاء اور علماء ربانی ہوں۔ سب روحانی آسمان کے ستارے ہیں۔ پس یہاں زمانہ موجودہ کی بے دینی و مادیت کا کیسا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔ فرمایا کہ اس زمانہ میں سرچشمہ نور آسمانی لپیٹ لیا جائے گا یعنے قرآن کا علم اور عمل اٹھ جائے گا اور بے دینی اور ضلالت کی تاریکی پھیل جائے گی جیسا کہ کثرت سے احادیث اس امر کی تائید میں موجود ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کے اندر سے علم قرآن کا اٹھ جانا اور ظاہر پرستی اور رسمی اسلام کا باقی رہ جانا۔ مسلمانوں کا یہود و نصاریٰ کی اتباع اور ذلت۔ ایمان کا ثریا پر اٹھ جانا اور علم دین کا نہ رہنا۔ مذہب سے شغف رکھنے والوں کی مساجد میں کا ایک دوسرے کی تکفیر کرنا۔ علماء کی ظاہر پرستی اور دنیا پرستی وغیرہ وغیرہ۔

اور اس نور آسمانی سے منور افراد اور صلحاء یا تو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں گے یا اگر ہوں گے بھی تو ان میں وہ نور آسمانی نہ ہوگا یا ہوگا تو بہت مدھم۔ کیا اس سے بڑھ کر صحیح نقشہ موجودہ زمانہ کی مذہبی حالت کا کھینچا جا سکتا ہے؟

(۲) اب مادی ترقیات کا نقشہ ملاحظہ ہو تمدن و تہذیب مادی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ شہروں اور قصبوں کے درمیان فاصلے سمٹ جائیں یا کم ہو جائیں، اور درمیانی روکیں اٹھ جائیں۔ اور ایسے ذرائع پیدا ہو جائیں جن سے آمد و رفت آسان ہو جائے اور وقت بچ جائے اور لوگ ایک دوسرے کے علم اور تبادلۂ خیالات سے فائدہ اٹھا کر علمی اور صنعتی اور حرفتی ترقی کر سکیں اور باہمی تجارت سے فائدہ اٹھا کر مالی ترقی سے حصہ لے سکیں۔ چنانچہ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے ان چیزوں کو لے کر جو باہمی میل جول میں روک ہوتی ہیں۔ اور جن کے دور ہونے سے ترقی کا دور شروع ہوتا ہے قرآن کریم انہیں چار حصوں میں تقسیم فرماتا ہے۔ (۱) ایک تو خشکی میں پہاڑوں کی موجودگی (۲) دوم فاصلہ کی طوالت (۳) سوم جہالت و وحشت (۴) مختلف ملکوں کے درمیان سمندر کا حائل ہونا۔ اس ترقی مادیت کے زمانہ میں ان روکوں کے دور ہونے کا نقشہ یوں کھینچا ہے واذا الجبال سیرت ۝ واذا العشار عطلت ۝ واذا الوحوش حشرت ۝ واذا البحار سجرت ۝ (التکویر)

ترجمہ "اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے۔ اور اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی اور وحشی اکٹھے کئے جائیں گے اور سمندر پاٹ دیئے جائیں گے" انسان خشکی میں آبادی بنا کر رہتا ہے اور مختلف اقوام کے باہمی میل جول میں جو چیز سب سے بڑی روک ہے وہ پہاڑ ہیں۔ فرمایا یہ پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے۔ دیکھ لو دنیا بھر کے پہاڑ کس طرح اڑا دیئے گئے۔ ان میں سڑکیں بن گئیں۔ ریلیں بن گئیں۔ سرنگیں نکل گئیں۔ کوئی بلندی پہاڑ کی ہے۔ جس پر یہ یاجوج ماجوج یعنی یورپین اقوام نہیں پھر گئیں۔ گویا ان کے لئے کوئی پہاڑ پہاڑ نہ رہا۔ پہاڑ تو ان کی سیرگاہیں بن گئیں، غرضیکہ ملکوں شہروں اور قریوں کے باہمی میل جول میں سب سے بڑی روک پہاڑ کالعدم ہو کر رہ گئے۔ فاصلہ کم کرنے کے لئے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ زمین کو سکیڑ دیا جائے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سواریاں اتنی تیز رفتار نکل آئیں کہ زمین کا فاصلہ عملی طور پر کم ہو جائے کیونکہ فاصلہ کا اندازہ وقت سے ہوتا ہے۔ سفر میں جتنا وقت کم خرچ ہوگا اتنا ہی فاصلہ گھٹا ہوا سمجھا جائے گا۔ پس ارشاد ہوا کہ واذا العشار عطلت۔ جب اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی۔ پرانے زمانہ میں بڑے بڑے لمبے فاصلے اور دشوار گذار میدان اور ریگستان میں جہاں پیدل اور سوار کا گزر نہ ہو سکتا تھا سب سے بہتر سواری مسافر اور بار برداری کے لئے اونٹ سمجھا جاتا تھا۔ بالخصوص اونٹنیاں جو نر اونٹ کی نسبت زیادہ تیز رفتار اور لمبے سے لمبا فاصلہ طے کرنے کے لئے نہایت کارآمد ہوا کرتی تھیں جہاں گھوڑا اور گاڑی کام نہ آ سکتا تھا وہاں اونٹنیاں کام آتی تھیں جن پہاڑوں اور ریگستانوں میں نہ سڑک نہ پانی نہ چارہ نہ آبادی وہاں سوائے اونٹوں کے کوئی چیز کام نہ آ سکتی تھی۔ فرمایا کہ وقت آتا ہے کہ یہ سب چیزیں بیکار ہو جائیں گی اور ایسی سواریاں تیز رفتار مسافروں اور بار برداری کے لئے نکل آئیں گی کہ اونٹنیاں بیکار ہو کر رہ جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ریلوں اور موٹر کاروں اور ہوائی جہازوں کے نکل آنے سے اونٹنیاں بیکار ہو گئیں۔ جہاں اونٹ چلتے تھے اور جو فاصلہ اونٹنیوں کے سوا اور کسی طرح طے کرنا ناممکن تھا۔ وہ اب ریلوں اور کاروں اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ طے ہوتا ہے۔ جن کی تیز رفتاری نے وقت کو بچا کر فاصلہ کو کالعدم کر دیا۔ آج عرب اور عراق، شام اور مصر شمالی افریقہ اور ایران اور لائل پور اور سرگودھا، منٹگمری اور راجپوتانہ کے ریگستانوں میں اونٹنیوں کی جگہ موٹر کاریں اور ریلیں دوڑتی پھرتی ہیں، اور ہوائی جہاز دوڑتے پھرتے ہیں۔ حدیث

شریعت بھی ہے لیبنزکین الفلاح(؟) فلا لیمدی علیہا۔ اونٹ ترک کر دیئے جائیں گے۔ اور ان پر سواری کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔

الغرض پہاڑوں کے اڑ جانے اور سڑکیں بن جانے اور ایسی تیز رفتار سواریوں کے نکل آنے سے جن کے ذریعہ بڑے سے بڑا فاصلہ آسانی سے بہت جلد طے ہو سکے۔ اور ہر ایک دشوار گذار منزل کو طے کر لینا چشم زدن کا معاملہ رہ جائے ظاہر ہے کہ قوموں کا باہمی اتحاد و اختلاط بڑھے گا اور تمدن و تہذیب ان ملکوں اور قوموں تک پہنچ جائے گی جو دور دراز مقامات میں پڑی ہوئی تھیں۔ اور بوجہ اپنی جہالت کے جانوروں کی طرح وحشی اور جنگلی ہونے کا حکم رکھتی تھیں ضرور تھا کہ اس میل جول سے ان کی وحشت اور جہالت دور ہوتی اور وہ متمدن اقوام سے مل کر تمدن و تہذیب سے حصہ لیتے۔ قرآن کریم نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے:۔ واذا الوحوش حشرت یعنی وحشی اقوام جو جنگلوں اور پہاڑوں میں خانہ بدوش رہا کرتی تھیں وہ متمدن مہذب بن جائیں گی اور بستیوں اور شہروں میں جمع ہو کر آباد ہوں گی۔ افریقہ یا ایشیا کی جنگلی اور وحشی اقوام کو چھوڑو۔ قرآن کے نزول کے زمانہ میں خود یورپ کیا تھا محض وحشی اقوام کا مسکن تھا۔ آج اس کے تمدن پر ذرا نظر ڈالو اور پھر اذا الوحوش حشرت پر غور کرو لذت آجاتی ہے۔ غرضیکہ وحشی اقوام کی جس جس طرح جہالت و وحشت دور ہوتی گئی تمدن تہذیب کی منازل طے ہوتی گئیں۔ وحوش سے مراد وحشی جانور بھی لئے جا سکتے ہیں۔ اس صورت میں ان کو جمع دو طریق پر کیا جاتا ہے۔ ایک تو چڑیا خانہ کی شکل میں جسے ہم دیکھتے ہیں دوسرے سرکس میں جہاں ان وحشی جانوروں کو ایسا سدھایا جاتا ہے کہ وہ محیر العقول کام کرتے ہیں۔ گویا انسان کی عقل اس قدر ترقی کر جائے گی کہ وحشی جانوروں کو بھی اپنی مرضی کے مطابق جمع کرے گی اور ان سے کام لے گی۔ لیکن یہ تمدن و تہذیب مکمل نہ ہو سکتی تھی جب تک نہ صرف شہر اور بستیاں بلکہ ملک

اور سمندر اعظم آپس میں اس طرح نہ مل جائیں کہ تمام دنیا ایک شہر کا حکم رکھے اور ایک ملک کا مال دوسرے ملک میں جائے اور ایک جگہ کے لوگ دوسری جگہ جائیں اور آپس میں ملیں جلیں۔ اور ایک دوسرے کے علم و حکمت صنعت و حرفت تجارت اور تمدن سے فائدہ اٹھا کر ہر ایک رنگ میں ترقی کریں۔ پس ضرور تھا کہ اس کے لئے سمندر کا درمیانی حجاب بھی اٹھا دیا جاتا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے واذا البحار سجرت جب سمندر پاٹ دیئے جائیں گے۔ یعنے دریا اور سمندر جو ان براعظموں اور ملکوں کے درمیان حائل ہیں پٹ جائیں گے یعنے ان کا وجود کالعدم ہو جائے گا۔ دریاؤں پر جابجا پل تیار ہو جائیں گے۔ اور سمندر میں ایسی سواریاں اور جہاز نکل آئیں گے اور اس کثرت سے ان کی آمد و رفت ہو گی کہ سمندر عملی طور پر پٹ کر ایک معمولی گزرگاہ اور شاہراہ کی حیثیت اختیار کر لیگا۔ دیکھ لو ایشیا اور یورپ افریقہ اور امریکہ، آسٹریلیا اور مختلف جزائر ایک شہر کا حکم رکھتے ہیں۔ اس کثرت سے عالیشان اور راحت بخش جہازوں کی آمد و رفت ہے کہ آج کل بحری سفر خشکی کے سفر سے زیادہ آرام دہ ہے اور ہوائی جہازوں نے تو سمندروں کو بالکل ہی کالعدم کر دیا۔

۳۔ واذا النفوس زوجت۔ (التکویر) اور جب لوگ باہم ملا دیئے جائیں گے۔ یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہو رہی ہے۔ دنیا کا کونسا خطہ ہے۔ جہاں کے لوگ دنیا میں سفر نہ کرتے ہوں اور آپس میں ملتے جلتے نہ ہوں۔ جب ہر طرح کی روکیں اٹھ گئیں اور فاصلے مٹ گئے تو ایک دنیا ہے کہ آپس میں مل رہی ہے اور ایک دوسرے سے نفع اٹھا رہی ہے اور ایک دوسرے کے علم اور خیالات سے مستفید ہو اور باہمی تجارت سے نفع اٹھا رہی ہے نتیجہ یہ کہ آج تہذیب و تمدن اپنے معراج پر پہنچ گیا۔

۴۔ واذا الموءدۃ سئلت باي ذنب قتلت (التکویر) اور جب زندہ درگور کی ہوئی سے پوچھا

جائے گا کہ کس گناہ پر وہ قتل کی گئی۔ قرآن کریم فرماتا ہے اس باہمی میل جول اور تہذیب و تمدن اور تعلیم و تعلم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عقل انسانی اس قدر ترقی کر جائے گی کہ عورت کی عزت اور حقوق کا احساس پیدا ہو جائے گا۔ گویا قوموں کی تہذیب و تمدن کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب ان میں عورت کی عزت اور حقوق کا احساس پیدا ہو جائے وحشی اور غیر مہذب اقوام میں عورت کی کوئی عزت نہ تھی بلکہ وہ باعث ننگ و عار سمجھی جاتی تھی۔ اس لئے عرب میں زمانہ جاہلیت میں غیرت و شرافت کا تقاضا سمجھا جاتا تھا کہ لڑکی کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیتے تھے۔ ہندوستان میں راجپوتوں میں بھی یہی تقاضائے غیرت و شرافت سمجھا جاتا تھا۔ مگر عرب میں حالت بہت بدتر تھی کہ لڑکی کو زندہ دفن کر دیتے تھے لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی قوت قدسی نے وہ کام کر دکھایا جو انگریزوں کا زبردست قانون بھی عملی طور پر ہندوستان میں نہ کر سکا۔ اس آیت زیر بحث کے نزول پر یک قلم تمام عرب سے دختر کشی مٹ گئی اور اتنا ہی نہیں کہ فقط دختر کشی کی رسم مٹ گئی۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ اسلام سے قبل عورت عملی طور پر زندہ درگور تھی۔ نہ اس کی کوئی عزت تھی نہ اس کے کوئی حقوق تھے نہ اسے کوئی تعلیم دی جاتی تھی۔ وہ مرد کی ایک ذلیل سے ذلیل لونڈی اور بے جان اسباب کی طرح ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ اس سے بڑھکر عورت کی زندہ درگور حالت ممکن نہیں۔ قرآن نے آکر عورت کو اس قبر سے نکالا اسے آزاد کر کے مرد کے برابر لا کھڑا کر دیا۔ اس کی عزت اور اس کے حقوق قائم کر دیئے۔ اس کی تعلیم و تربیت کے لئے احکام دیئے لیکن بایں ہمہ اس وقت قوموں کے باہمی تعلقات قائم نہ ہوئے تھے۔ اور ان تمام غیر مہذب اقوام اور ممالک میں جہاں اسلام کا اثر نہ پہنچا تھا ان میں سے یورپ بھی تھا اور ہندوستان بھی۔ عورت اسی طرح زندہ درگور چلی آتی تھی۔ اس لئے قرآن کریم نے پیشگوئی فرمائی کہ جب قوموں میں آپس

میں میل جول بڑھے گا اور تمدن و تہذیب ترقی کرے گا تو پھر اسلام کے اثر سے یورپ کی مسیحی اقوام اور ہندوستان کے ہندوؤں اور دیگر غیر مسلم اقوام میں عام طور پر عورت کی عزت اور حقوق کا احساس پیدا ہو جائے گا اور ان قوموں میں بھی جو مسلم نہیں ہیں، دختر کشی قانوناً بند ہو جائے گی اور عورت اپنی زندہ درگور حالت سے باہر نکل آئے گی۔ اور ایسے بل اور قانون پاس کئے جائیں گے جس سے ان غیر مسلم عورتوں کی حالت کی اصلاح ہو اور ان کے حقوق تسلیم کئے جائیں۔

۵۔ واذا الصحف نشرت (التکویر) اور جب صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ وہ زمانہ ہوگا جب علم و حکمت کا دنیا میں بڑا چرچا ہوگا اور اخبارات اور ٹریکٹ رسالے اور کتابیں بڑی کثرت سے دنیا میں شائع کی جائیں گی تاکہ ایک ملک کی خبریں اور ایک قوم کا علم دوسرے ملک یا قوموں کو پہنچایا جائے اور دنیا میں باہم ایک دوسرے کے خیالات علم اور سائنس و حکمت سے فائدہ اٹھایا جائے چنانچہ قرآن کریم اس علمی زمانہ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ اس علم و حکمت کی نشر و اشاعت کے زمانہ میں خدا بھی اپنے علم پر سے پردہ اٹھا دے گا۔ فرماتا ہے:۔

(۶) واذا السماء کشطت

آسمان کا پردہ اتارنے سے یہ مراد ہے کہ آسمانی علوم اور اسرار پر سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ یعنی معانی علوم اور باطنی حقائق کے اسرار و غوامض منکشف کئے جائیں گے اور قاعدہ ہے کہ ہمیشہ کسی مرد باخدا کے قلب صافی پر یہ انکشاف ہوا کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اس علمی خزانہ سے اہل دنیا کو مالا مال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وہ زمانہ مقدر تھا جس کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا تو ایک شخص ابنائے فارس میں سے لے واپس لے آئے گا۔ اور یہ پیشگوئی مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمتہ کے وجود میں پوری ہوئی کہ جب سرچشمہ نور لپیٹ لیا گیا اور علم قرآن دنیا سے اٹھ

اُٹھ گیا اور علمائے ربانی قریباً معدوم ہو گئے اور جو علماء موجود تھے ان میں سے اکثر میں نور آسمانی نہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت کی اس نشر و اشاعت کے زمانہ میں ایک بندہ کو جو حضرت محمد رسول اللہ کی غلامی کا پتہ اٹھایا گیا۔ اور جس نے زور قلم اور سینی روحانی سے دینی علوم کا ایک سمندر بہا نکالا جس نے اسلام کو دنیا بھر کے ادیان پر غالب کر کے دکھا دیا اور جو بیدینی اور دہریت کی رو کے سامنے سدِّ سکندری بن کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے آسمانی علوم اور اسرار و غوامض پر سے ایسا پردہ اُٹھایا کہ دنیا حیران و ششدر رہ گئی اور مذہب کو اس طرح ایک روحانی سائنس بنا کر پیش کیا کہ فطرت سلیم رکھنے والے عقلمندوں کے قلوب اس کے زبردست دلائل کے سامنے جھک گئے۔

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان ایام میں جب دنیا تہذیب و ترقی کے معراج پر پہنچ چکی تھی ایک شخص کو خاص طور پر خدمت دین کے لئے کھڑا کرنا اور اس کے ذریعہ علوم آسمانی پر سے پردہ اُٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ تہذیب و تمدن اور علوم و حکمت کے اس معراج کے باوجود انسان کو آسمانی علوم اور اس کے معلم کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس کی وجہ پیشگوئی کے رنگ میں بیان فرماتے ہیں :۔

(۷)۔ واذا الجحیم سعرت ۝ (التکویر) اور جب جہنم بھڑکایا جائے گا۔

یعنی باوجود اس قدر مادی تہذیب و تمدن کے عروج کے انسان خواہشات نفسانی اور جذبات حیوانی کی غلامی سے آزاد نہ ہوگا بلکہ ان مادی ترقیات کے ساتھ ساتھ خواہشات نفسانی اور جذبات حیوانی کی آگ میں بھی مزید ہیجان پیدا ہوتا جائے گا۔ گویا وہ جہنم جس کی آگ انسان کے قلب میں بھڑکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں دوسری جگہ جہنم کی نسبت مذکور ہے کہ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ (الہمزہ) کہ وہ اللہ کی طرف سے روشن کی ہوئی آگ ہے جو دل پر بھڑکتی ہے۔ وہ جہنم کی آگ اور زیادہ بھڑکے گی

پس دیکھو لو کہ دنیوی علوم کی ترقیات اور مادی کمالات و ترقیات انسان کو نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد نہ کر سکے۔ اور نہ صرف زر پرستی اور شہوت پرستی نے بداخلاقی اور بدکاری کی صورت میں اس جہنم کو ایسا نمایاں کر دیا کہ اذا الجحیم سعرت کا نظارہ اس سے بڑھ کر نہیں۔

۸۔ واذا الجنۃ ازلفت ۝ (التکویر) اور جب جنت نزدیک کر دی جائے گی۔

پھر فرمایا کہ یہی وقت ہوگا کہ جب نیکی اور خدمت دین بہت قابل قدر چیز ہوگی اور تھوڑے عمل سے بہت ثواب ملے گا کہ یہی معنے جنت نزدیک ہونے کے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جب دنیا میں فسق و فجور اور گمراہی و ضلالت اور بے دینی و غفلت کا زور ہو، اس وقت خدا کے رستہ میں نیکی اور خدا تعالیٰ کے حکموں کی اطاعت جس قدر ثواب رکھتی ہے اس قدر دوسرے وقت میں ثواب نہیں رکھتی۔ چنانچہ خود حضرت نبی کریم صلعم نے اس زمانہ دہریت کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت خدا کے حضور میں ایک سجدہ دنیا و ما فیہا سے بڑھ کر ہوگا۔ وجہ یہ کہ ایسے زمانہ میں دینداری ایک قابل قدر چیز ہوگی یہی وہ زمانہ ہوتا ہے جب جنت نزدیک کر دی جاتی ہے اور تھوڑے سے عمل سے بہت سا ثواب انسان حاصل کر لیتا ہے۔

۹۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں اس آخری زمانہ کی نسبت ارشاد ہوتا ہے :۔ واذا البحار فجرت ۝ واذا القبور بعثرت ۝ (الانفطار)

واذا البحار فجرت اور جب دریاؤں کو کاٹ کر نہریں نکال دی جائیں گی اور زراعت اور اس کی آبپاشی ایک سائنس بن جائے گی۔

واذا القبور بعثرت اور جب قبروں کو کھولا جائے گا۔ یہ اس زمانہ میں دو رنگ میں ظہور میں آیا۔ ایک تو زمین کے دفینے نکالے گئے اور طرح طرح کی دھاتیں اور معدنیات

پیدا وار مثلاً سونا اور چاندی۔ لوہا اور ایلومینیم اور کرومیم اور پیٹرول وغیرہ وغیرہ جو زمین میں دفن تھے باہر نکالے گئے جیسا کہ ایک اور جگہ قرآن کریم فرماتا ہے اور کثرت سے قبریں کھولی گئیں اور پرانے آثار بکثرت اخرجت الارض اثقالہا کے ماتحت ان کے ساتھ برآمد ہوئے۔ مثلاً ملک مصر میں مختلف فراعنہ مصر کے مقابر کھولے گئے۔ اور ان میں سے ممیاں (حنوط شدہ لاشیں) برآمد ہوئیں اور طرح طرح کی عجیب چیزیں ان کے ساتھ نکلیں۔ ان میں سے اس فرعون مصر کی بھی لاش تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کر کے سمندر میں غرق ہوا تھا اور اس کی لاش کا نکلنا قرآن کریم کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے کیونکہ جب فرعون نہایت تکبر اور سرکشی کے ساتھ حضرت موسیٰ اور اس کی قوم کا تعاقب کرتا ہوا سمندر میں غرق ہوا تو آخری وقت میں اس نے کہا کہ امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین ۝

ترجمہ:۔ میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس خدا کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ تو جواب میں جناب الٰہی کا یہ ارشاد ہے کہ آلئن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک ایۃ وان کثیرا من الناس عن ایتنا لغفلون (یونس)

ترجمہ:۔ کیا اب ایسے وقت میں ایمان؟ اور تیرا حال تو یہ تھا کہ اس سے پہلے برابر نافرمانی کرتا رہا۔ اور تو مفسدوں میں سے تھا۔ پس آج تیرے بدن کو ہم نجات دیں گے (یعنی پانی میں تیرا بدن ضائع ہونے سے بچا لیں گے) اس غرض سے کہ جو لوگ تیرے بعد آنے والے ہیں ان کے لئے وہ نشان ہو، اور بیشک بہت سے لوگ ہمارے نشانوں سے بے خبر ہیں۔ خدا کی شان اس فرعون کی لاش کو سمندر نے باہر پھینک دیا۔ اور وہ ممی بنا کر دفن کی گئی۔ لیکن اس کا

ذکر کسی کتاب میں موجود نہیں۔ نہ بائبل میں نہ کسی تاریخی کتاب میں خواہ وہ مصریوں کی لکھی ہوئی تھی یا غیر مصریوں کی۔ آج سے تیرہ سو سال قبل قرآن کریم نے ایک پیشگوئی کی۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ اس فرعون کی لاش مصر میں ایک مقبرہ میں سے نکالی گئی اور قاہرہ کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے۔ اور قرآن کی صداقت پر بطور نشان کے ہے کیونکہ اس بات کا علم کہ اس کا بدن ضائع نہ ہوا بلکہ بچا لیا گیا کسی بھی انسان کو نہ تھا۔ خدا نے اپنے علم سے یہ دنیا میں اعلان کیا اور وہ اس دہریت کے زمانہ میں سچا ثابت ہو کر قرآنی وحی کے منجانب اللہ ہونے پر بطور نشان کے ہوا۔ اور لوگوں کے خدا کے نشانوں سے بے خبر ہونے میں اس بات کا اشارہ تھا کہ قرآن کے نزول کے وقت اس نشان کا کسی انسان کو علم نہ تھا۔ یہ نشان اس آخری زمانہ دہریت و مادہ پرستی کے لئے مقدر تھا۔ آج تمام محققین کو بعد تحقیق کے یہ مسلم ہے کہ یہ وہی فرعون ہے جو حضرت موسیٰ کا تعاقب کرتا ہوا سمندر میں غرق ہوا تھا۔

۱۰۔ اس آخری زمانہ کے لئے ایک اور امر بطور نشان کے قرآن کریم میں مذکور ہے رب المشرقین و رب المغربین ۝ فبای الاء ربکما تکذبن ۝ مرج البحرین یلتقین ۝ بینہما برزخ لا یبغین ۝ فبای الاء ربکما تکذبن ۝ (الرحمٰن) دو مشرقوں کا رب اور دو مغربوں کا رب پس اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دو سمندر آپس میں مل کر بہیں گے ان کے درمیان بھی ایک پردہ ہے جس سے آگے نہیں گذر سکتے پس اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

موجودہ زمانہ میں بھی دو مشرق اور دو مغرب ہی گنے جاتے ہیں۔ جیسے مشرق قریب اور مشرق بعید۔ مشرق قریب یعنی مغربی ایشیا اور مغرب قریب یعنی یورپ کے سمندروں میں جو

(باقی بر صفحہ اشتہار کے نیچے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خداوند ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۶۷۳۷۳
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور
"پاکستان"

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ۔ مؤرخہ ۲۴ ذیقعد ۱۳۸۸ھ - مطابق ۱۲ فروری ۱۹۶۹ء | نمبر ۷

"لاہور میں ہمارے پاک محبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں رُوشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

کھانا سیدھے بیٹھ کر کھانا چاہیئے

عن ابی جحیفۃ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لرجلٍ عندہ لا آکلُ وانا متکئٌ

ترجمہ:-
حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ نے ایک شخص سے جو آپ کے پاس تھا فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:-
یعنی کھانا سیدھا بیٹھ کر کھانا چاہیئے تکیہ لگا کر کھانا صحت کے لئے بھی مضر ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ)

بقیہ ملفوظات
صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا۔ مگر دیکھو کون کامیاب ہوا اور کون نامراد رہے۔
(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد نہم)

کشوف اور رؤیا رُوحانی سیر ہیں۔

جب رُوحانی بیماریوں کا علاج ہو جائیگا اُسوقت سیر بھی مفید ہوگی۔

فرمودات حضرت مجددِ زمان مسیح موعود علیہ السلام

ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ بُری چیزیں ہیں یا بُرا طریق ہے نہیں نہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ بد استعمالی بُری ہے۔ بیمار کا فرض ہے کہ وہ اوّل علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلہ کی سیر کے دو چار ورق سُنا دو۔ اسی طرح کشوف اور رؤیا روحانی سیر ہیں۔ جب رُوحانی بیماریوں کا علاج ہو جائے گا۔ اور روحانی صحت درست ہوگی اس وقت سیر بھی مفید ہوگی۔

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور خدا ہی کو دیکھتا اور اس کو ہی سناتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس کو سناتا ہے مگر وہ لوگ جن کے باوجودیکہ دو کان ہوتے ہیں۔ مگر وہ حرص و ہوا، غصہ، کینہ وغیرہ ہر قسم کی طاقتوں کی باتیں سنتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی بات کیونکر سن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں نہ کسی کی سنتے ہیں نہ کسی کو سناتے ہیں۔ ایسوں ہی خدا بھی اپنی سناتا ہے اور ان کی سنتا ہے۔ اور وہی مبارک ہوتا ہے۔

پس اگر اس قوم میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ان کے نقشِ قدم پر چلو۔ جب تک یہ بات پیدا نہ ہو ایسی آوازوں اور خوابوں پر ناز نہ کرو خصوصاً ایسی حالت میں کہ حدیث میں اضغاث احلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے جب مدّت مقررہ نو ماہ گذر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک اس کے مقابلہ میں حمل کاذب ہوتا ہے۔ بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجا کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کی علامات ظاہر ہوتی ہیں لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے۔ ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے۔ جب تک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے۔ یہ کچھ بھی چیز نہیں۔ انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخکنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا۔ وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت

(باقی کالم ۲ پر دیکھیے)

برلن (مغربی جرمنی) میں اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

تین جرمنوں کا قبولِ اسلام یہودی عیسائی اور مسلم سیمینار

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن کی سہ ماہی رپورٹ[1]

ماہ نومبر میں مختلف دنوں میں تین گروپ مسجد میں آئے۔ ہر گروپ عیسائی مرد و زن پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ہر گروپ چند گھنٹے مسجد میں ٹھہرا ان کے سامنے اسلام کے بنیادی نظریات بیان کئے گئے بعد میں ان کی طرف سے کئے گئے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ انفرادی طور پر بھی بعض عیسائی طلباء جرمنی کے جنوبی حصہ سے اپنے برلن کے قیام کے دوران مسجد میں آئے۔ انہیں بھی اسلام کے نظریات سے آگاہ کیا گیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ سے متعلق صلیبی واقعات پر روشنی ڈالی گئی اور انہیں فری لٹریچر دیا گیا۔ ان میں سے بعض نے واپس جاکر خطوط بھی لکھے اور مزید معلومات حاصل کیں۔ جاپان میں شائع ہونے والے اخبار کے نمائندہ ایک جرمن پروفیسر نے خط لکھا کہ وہ جاپان ہی سے شائع ہونے والے ایک اخبار میں برلن میں اسلام کے موضوع پر ایک مضمون لکھنا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں انہوں نے ہمارے مشن سے متعلق بعض سوالات لکھ بھیجے ہیں۔ ان کے جوابات کے علاوہ چند ایک ٹریکٹ بھی انہیں بھجوائے گئے۔ ان کے ملنے پر وہ میرے ہاں تشریف لائے۔ اور اپنے مضمون کے سلسلہ میں انہوں نے مزید گفتگو کی۔ اشاعت کے لئے میری ایک فوٹو بھی لے گئے۔ اس ماہ کے اخیر پر ماہ رمضان کی ابتدا ہونے والی تھی۔ اس کے لئے چارٹ تیار کیا۔ اسے چھپوایا اور مسلمان بھائیوں کے نام بھیجا۔ اس چارٹ پر قرآن کریم کی ۱۴۰۰ سالہ نزول کی برسی منانے کی دعوت اور اس کا پروگرام بھی درج تھا۔

ماہ دسمبر میں تین جرمن دو مرد اور ایک عورت نے اسلام قبول کیا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ نوجوان کا نام محمد علی اور محمد حسن، اور خاتون کا نام منہا رکھا گیا ہے۔ یہ خاتون ۱۹۶۷ء میں بھی مسجد میں آئی تھی۔ دوسرے دو ذین نوجوان مرد دو تین بار مسجد میں آئے۔ کچھ لٹریچر لے گئے۔ اور بعض اسلامی نظریات سن گئے۔ اور بالآخر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر گئے۔ عیسائی نوجوانوں کے ایک گروپ کی طرف سے تقریر کی دعوت آئی۔ اس گروپ کا سیکرٹری مجھے اپنی کار میں بٹھا کر اپنے حلقہ میں لے گیا۔ وہاں دس کے قریب نوجوان مرد اور عورتیں جمع تھیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ ان کے درمیان ٹھہرا تقریر ہوئی .... بعد میں سوالات ہوئے۔ ان کے جوابات دیئے گئے۔ انہیں اپنے ہاں ہونے والے عید الفطر کے اجتماع کے متعلق بتایا۔ اور انہیں شمولیت کی دعوت دی۔ ان میں سے بعض ہمارے ہاں عید الفطر کے اجتماع میں آئے۔ اس کے علاوہ دو عیسائی گروپ مختلف دنوں مسجد میں آئے۔ اور چند گھنٹے ٹھہرے۔ ان کے سامنے اسلام کے بعض اصول بیان کئے گئے۔ اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے چار اجتماعات شادی کے سلسلہ میں منعقد ہوئے۔ ان میں سے ایک نوجوان ترکی سے ہے۔ دوسرا سائپرس سے، تیسرا ایران سے اور چوتھا یمن سے آئے ہیں اس ماہ عید الفطر کا تہوار منایا جانا تھا۔ اس کے لئے دعوت نامے چھپوائے گئے اور انہیں مسلمان بھائیوں عیسائی دوستوں کے نام بھیجا گیا۔ عید کا مبارک تہوار ہم نے اتوار کے دن ۲۲ر دسمبر کو منایا۔ الحمد للہ خاصی رونق رہی۔ اس کی مختصری رپورٹ[2] ....

---

[2] تصاویر دوسری جگہ درج ہیں

علیحدہ دکھوادی گئی تھی[1]۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں رات یعنی لیلۃ القدر کو قرآن کریم کی نزول کی برسی منانے کے سلسلہ میں اجتماع منعقد ہوا۔ چالیس کے قریب مرد و زن نے شرکت کی۔ مصر سے آئے ہوئے نوجوان نے قرآن کریم کی تلاوت سے اس اجتماع کے پروگرام کی ابتدا کی۔ بعد میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا گیا۔ اور اس کے بعد میں نے آدھ گھنٹہ کے قریب قرآن کریم کی خصوصیات پر تقریر کی۔ حاضرین کی تواضع چائے اور پھلوں سے کی گئی سات بجے شام سے شروع ہو کر قریباً ۹ بجے شام تک یہ اجتماع جاری رہا۔ اس ماہ ایک مصری نوجوان کی اہلیہ جو جرمن نومسلمہ فوت ہو گئیں۔ ان کے جنازہ کے لئے قبرستان جانا پڑا۔ نماز جنازہ ہوئی۔ بعد میں میں نے نماز جنازہ میں پڑھے ہوئے الفاظ کو بیان کیا اور زندگی بعد الموت کے تصور پر اسلامی نقطہ نگاہ سے پندرہ منٹ تک تقریر کی۔

ماہ جنوری میں مقامی عیسائی اکیڈمی میں تین دن تک یہودی۔ عیسائی۔ مسلم۔ سیمینار منعقد ہوا۔ اس میں یہودی کالج لنڈن کے یہودی پروفیسر۔ سوئٹزرلینڈ و جرمن کے عیسائی پروفیسرز اور عیسائی پادری اور جنیوا میں عیسائی آرگنائزیشن کے سیکرٹری اور مسلمانوں میں سے بیرن عمر اور مولوی غلام احمد بغیر صاحب بیگ اور چند نوجوان طلباء اور پیرس مسجد کے امام کے بیٹے اور راقم الحروف حاضر تھے۔ پروگرام یوں تھا۔ پہلے دن ہر مذہب کا پیروکار... اپنے اپنے مذہب کے بارہ میں تقریر کرے بعد میں سوال وجواب۔ دوسرے دن ہر مذہب کا پیرو کار دوسرے مذاہب کی نسبت اپنے نظریات بیان کرے۔ بعد میں سوال جواب۔ تیسرے دن باہمی گفتگو اور اخبار کے لئے ایک اعلان۔ پہلے اجتماع میں پہلا لیکچر مسلمان کی طرف سے تھا۔ چنانچہ اسلام پر پہلا لیکچر میں نے دیا۔ میں نے اپنی اس تقریر میں مندرجہ ذیل نظریات کی اسلام کی روشنی میں وضاحت کیا۔ اسلام کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے اسلام میں خدا کا نظریہ

---

[1] یہ رپورٹ پیغام صلح مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۶۹ء میں درج ہو چکی ہے۔ (ایڈیٹر پیغام صلح)

انسان کا مقام اس کائنات میں۔ انسان کا تعلق خدا سے اور اس کا باہم ایک دوسرے سے تعلق۔ میری تقریر کے بعد دوسری تقریر پروفیسر بیرن عمر صاحب نے کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں عورت کے مقام کو واضح کیا۔ ان ہر دو تقاریر کے بعد سوالات ہوئے۔ پہلا سوال ایک یہودی پروفیسر کی طرف سے تھا۔ اس نے پوچھا کہ مسیحؑ کی آمد ثانی کے بارہ میں اسلام کا کیا نظریہ ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے میں نے کہا کہ اسلامی لٹریچر میں ایسی پیشگوئی موجود ہے کہ مسیح ابن مریم نازل ہوں گے۔ البتہ اس پیشگوئی کو سمجھنے میں دو نظریات ہیں ایک نظریہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا زندہ مع جسد عنصری آسمان پر بیٹھنا قرآن کی رو سے صحیح نہیں۔ وہ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا خود واپس آنا ختم نبوت کے منافی ہے۔ ہاں البتہ ایک خدا رسیدہ مسلمان جسے ہم مجدد کہتے ہیں، خدا کی طرف سے بھیجا جائے گا۔ اور وہ آکر حقیقی اور سچے مذہب کی طرف دنیا کی رہنمائی کرے گا۔ اور ایسا مجدد آچکا ہے۔ اس کا نام ہے مرزا غلام احمد صاحب وہ لاہور میں ۱۹۰۸ء میں فوت ہو گئے۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی ان کے بحیثیت مجدد ظاہر ہونے سے پوری ہو چکی ہے۔

پیرس کے امام صاحب کو اس سیمینار میں شمولیت کی دعوت بھیجی گئی تھی۔ لیکن کسی وجہ سے خود تو نہ آسکے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو جو میڈیکل ڈاکٹر ہیں بھیجا۔ چنانچہ دوسرے دن انہوں نے پیرس میں قائم کی گئی Brotherhood of Abraham کے متعلق حاضرین کو بتایا۔ اور خود حضرت ابراہیمؑ کی عظمت کو قرآن کریم کی رو سے بیان کیا۔ اس کے بعد میں نے تقریر کی۔ اور اس تقریر ہی میں میں نے اسلام کا نظریہ دیگر ادیان کے بارہ میں واضح کرتے ہوئے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے مقام کو بحیثیت نبی بیان کیا۔ ان کے پیغامات، توحید اور نسل انسانی سے حسن سلوک کو ان کی کتب سے بیان کیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے جو بعض ترمیمات کیں ان کی وجہ بتلائی۔ حضرت موسیٰؑ کا فرعون ایسے ظالم اور طاقتور بادشاہ سے مقابلہ کا ذکر کیا اور بالآخر فرعون کے غرق ہو جانے کو بیان کیا۔ اور پھر... سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشگوئیوں کو تورات

(باقی بر صفحہ کالم اول)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۶۹ء

جماعت احمدیہ اور جمہور مسلمین

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے آئے ہوئے ایک خط کا کچھ حصہ گزشتہ اشاعت میں نقل کر کے اس کا جواب دیا جا چکا ہے اس کے آخری حصہ میں لکھا ہے :-

"مسلمانوں میں مختلف مجتہدین اور مجددین کے زیر اثر فرقے ہیں لیکن وہ جمہور مسلمین سے الگ ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ جمہور مسلمین سے عقائد و اعمال میں آپ کا اشتراک، آپ کے اور ملت کے حق میں مفید ہوگا۔ قرآن نے ملی اجتماعیت پر زور دیتے ہوئے جو کہا ہے کہ ولا تتبع غیر سبیل المسلمین اس پر کبھی غور فرمائیں اگر مرزا صاحب کے اجتہاد و تجدید کی قیمت پر آپ امت محمدیہ کو اپنائیں گے تو انشاء اللہ روح محمد سے شرمسار نہ ہوں گے۔ ایک بات یہ کہ آپ کی لاہوری جماعت قادیانیوں سے کس قدر متحد یا مختلف ہے اور اگر تمام مسلمانوں سے مختلف نہیں تو پھر الگ جماعت کیوں ہے"۔

معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مکتوب کو جماعت احمدیہ لاہور کے "عقائد و اعمال" کا پورا علم نہیں نہ حضرت مرزا صاحب کے "اجتہاد و تجدید" سے چنداں واقفیت ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ لاہور نے کبھی جمہور مسلمین سے الگ ہونے کی کبھی کوشش نہیں کی نہ عقائد و اعمال کے لحاظ سے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس کے عدم اشتراک کی کوئی وجہ موجود ہے سوائے اس کے کہ یہ جماعت اس بات کی قائل نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ تشریف فرما ہیں اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے دوبارہ نزول فرمائیں گے، ہمارے نزدیک وہ دوسرے رسولوں کی طرح طبعی عمر پا کر وفات پا چکے ہیں، اور مسیح کے نزول کا ذکر حدیث نبویؐ میں پایا جاتا ہے اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہی کسی ایسے مجدد کی بعثت مراد ہے جو رنگ و بو میں حضرت مسیح علیہ السلام سے مماثلت رکھتا ہو اور عیسائیت کا مقابلہ کر سکے۔ ہمارے نزدیک وہ مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں، جنہوں نے عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا مقابلہ بڑی کامیابی کے ساتھ کیا اور دلائل و براہین کے ساتھ اس کی دجالیت کو پاش پاش کر دیا، اسی لحاظ سے انہوں نے خود فرمایا ہے

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا یہ عقیدہ و عمل ایسا نہیں کہ اسلام کے کسی اصول کے منافی ہو، بلکہ اس میں اسلام کی تائید اور اس کی عظمت پائی جاتی ہے کہ اسے اپنی تائید و حمایت کے لئے کسی بیرونی نبی کی ضرورت پیش نہیں آئی اور امت محمدیہ ہی کا ایک فرد اس خدمت کو سرانجام دینے کا اہل ثابت ہوا، لیکن افسوس ہے کہ اس عقیدہ و عمل کو دوسرے مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب کا جرم قرار دے کر ان پر اور ان کی جماعت پر کفر کا فتویٰ داغ دیا، اور بار بار سمجھانے کے باوجود آج تک اسی فتوے پر اصرار چلا آتا ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اس "اجتہاد و تجدید کی قیمت" پر دوسرے مسلمانوں سے اتفاق کر لیا جائے اور عیسائیت کے عقیدہ حیات مسیح کی تائید کر کے اسلام کی صداقت اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو ضعف پہنچایا جائے؟

اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کا کونسا عقیدہ و عمل ہے، جس کو جمہور مسلمین کے خلاف قرار دیا جا سکتا ہے، کیا ایمان باللہ، ایمان بالملائکہ، ایمان بالرسل، ایمان بالکتب میں جماعت احمدیہ جمہور مسلمین سے اشتراک نہیں رکھتی؟ کیا نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ میں جماعت احمدیہ کا دوسرے مسلمانوں سے کوئی اختلاف پایا جاتا ہے؟ یا حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو خدا اور رسول کی اطاعت اور نیکی اور پاکیزگی کی زندگی بسر کرنے کے سوا کوئی اور بھی تعلیم دی ہے؟

ایک اور بات جو اسی سلسلہ میں عرض کرنی ضروری ہے یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو اجتہاد و تجدید کی اس کا اعتراف ان کے دعاوی سے اختلاف رکھنے والے بعض برگزیدہ علماء اور اخبارات نے ان کی وفات پر موقعہ پر کھلے الفاظ میں کرنا پڑا جس کی دو ایک مثالیں درج ذیل ہیں :-

امرتسر کے اخبار وکیل میں مولانا عبداللہ العمادی مرحوم نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کا ان الفاظ میں ذکر کیا

"وہ شخص، بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی، جس کی انگلیوں میں انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے، جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ و طوفان رہا، جو شور قیامت ہو کر خفتگان ہستی کو بیدار کرتا رہا، خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔۔۔۔۔۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلافات کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا، ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے"

یہی وہ تحریک ہے جو حضرت مرزا صاحب کی جماعت لاہور اب تک جاری رکھے ہوئے ہے لیکن آج کا مسلمان کھلی آنکھوں سے اس کو دیکھنے کے باوجود اس کا اعتراف کرنے اور اس کو اپنانے کے لئے تیار نہیں۔

بعض دوسرے اخبارات (وکیل امرتسر، صادق الاخبار ریواڑی، علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ اور کرزن گزٹ) نے بھی مرزا صاحب کی عظیم الشان خدمات کا اعتراف کیا۔ یہاں تک کہ جمعیۃ احرار کے صدر چوہدری افضل حق بھی اپنی کتاب "فتنۂ ارتداد اور پولٹیکل قلابازیاں" میں یہ لکھے بغیر نہ رہ سکے کہ :-

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام ایک جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی، سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا مگر حسب معمول جلد ہی خواب گراں طاری ہو گئی، مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی، ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا اگرچہ مرزا غلام احمد کا دامن فرقہ بندی سے پاک نہ ہوا تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ہے"۔

چوہدری صاحب کو کیا معلوم کہ اشاعتی تڑپ رکھنے والی اس جماعت کا قیام فرقہ بندی نہیں بلکہ قرآن کریم کے حکم ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی متابعت کا نتیجہ ہے، فرقہ بندی تو تب ہوتی کہ یہ جماعت دوسرے مسلمانوں کو کافر قرار دیتی، وہ تو حضرت مرزا صاحب کی ہدایت کے ماتحت جمہور مسلمین کو مسلمان ہی سمجھتی ہے اور اسے بہ صدق دل سے یہ تو قع ہے کہ جمہور مسلمین بھی مولانا عمادی اور چوہدری افضل حق کی طرح اس جماعت کی اشاعتی تڑپ کی قدر کرتے ہوئے اسے اپنانے کی کوشش کریں، لیکن جس حالت میں وہ اس مقدس کام کو بھی اس جماعت کے کفر پر محمول کرتے سے نہیں جھجکتے، ہماری طرف

ان کو اپنانا کس طرح ممکن ہے، ذبح محمد سے شرمساری انہی لوگوں کو ہو سکتی ہے، جو اس مقدس کام سے ہمیں ہٹانا چاہتے ہیں اور ہماری تکفیر کے درپے ہیں، ہم تو خدا کے فضل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلانے اور حضور کے روشن چہرہ سے دنیا کو منور کرنے میں کوشاں ہیں اس لئے ہمیں شرمساری کیسی ؟

مکتوب نگار صاحب نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ "ہماری لاہوری جماعت قادیانیوں سے کس قدر متحد یا مختلف ہے"۔ جواباً عرض ہے کہ قادیانیوں سے ہمارا سب سے بڑا اختلاف اس امر میں ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار دے کر جمہور مسلمین کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے نہ دعوے نبوت کیا اور نہ اپنے انکار کو موجب کفر ٹھہرایا، بلکہ اس کے خلاف تمام کلمہ گوؤں کو خواہ وہ کسی عقیدہ و عمل سے تعلق رکھتے ہوں مسلمان قرار دیا اور صاف طور پر لکھا کہ :-

"کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب)

ایسا ہی قادیانیوں نے حضرت مرزا صاحب کے بعد پیری مریدی اور آمرانہ ... خلافت کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے جس کا انکار حضرت مرزا صاحب کے انکار کے مترادف سمجھا جاتا ہے حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی وصیت میں اپنے بعد کسی ایسی خلافت کا سلسلہ قائم نہیں کیا، اور اس کے بجائے جماعت کے سرکردہ اصحاب کی ایک انجمن بنا دی اور یہ لکھ دیا کہ جماعت کے معاملات میں یہ انجمن کثرت سے جو فیصلے کرے وہی قابل عمل ہوں گے قادیانیوں نے اس شوریٰ کو ختم کر کے ایک شخص کی قیادت و آمریت کو اپنا لیا جو حضرت مرزا صاحب کے منشاء کے صریحاً خلاف ہے۔

یہ تمام واقعات جو صاحب مکتوب کے استفسار پر ہم نے لکھے ہیں، امید ہے وہ ہمارے معروضات کو پا کر اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

انگریزی ترجمۃ القرآن کا نیا ایڈیشن

انجمن حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہرۂ آفاق انگریزی ترجمۃ القرآن کے نئے ایڈیشن کی طباعت کی تیاری کر رہی ہے۔ احباب سے گذارش ہے کہ اگر کسی کو پانچویں ایڈیشن کے مطالعہ کے دوران انگریزی ترجمہ یا حواشی میں کوئی غلطی نظر آئی ہو تو ہمیں اس سے مطلع فرمائیں تا کہ ایسی غلطی کو نئے ایڈیشن میں درست کر لیا جائے عربی متن چونکہ نیا لگایا جائے گا اس لئے متن کی غلطیوں کے ارسال کرنے کی ضرورت نہیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش

آنریری جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کی حالت

مکرم الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لکھتے ہیں کہ ان کے بھائی میاں نصیر احمد فاروقی کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔ تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ اُن کی مکمل صحت کے لئے دعائیں کریں۔ اور مرکز میں بھی بعد از نماز جمعہ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

درخواست دعا:- ہمارے مکرم دوست حبیب الرحمٰن صادق صاحب کچھ دنوں سے درد کمر کی وجہ سے صاحب فراش ہیں احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

(باقی برصفحہ [illegible] کالم ۱)

جماعت شیخ محمدی کا

ایک اور مجاہد چل بسا

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ خبر جملہ احباب کے لئے موجب رنج و الم ہو گی کہ جماعت احمدیہ شیخ محمدی کا ایک دوسرا مجاہد محمود احمد صاحب ملنگ ۲ رفروری ۱۹۷۹ء بروز اتوار بوقت ظہر رحلت فرما گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے ان سے روحانی تعلق کے علاوہ دنیوی رشتہ بھی تھا۔ وہ میرے ہمزلف تھے۔ انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے آخری ایام زندگی میں تو قریباً روزانہ ان کی عیادت کے لئے جاتا اور بڑی دیر تک ان کے پاس بیٹھتا۔ باوجودیکہ وہ دمہ کے غیر العلاج مرض کے موروثی مریض تھے۔ مگر ایک پل کے لئے بھی رحمت ایزدی سے مایوس نہ ہوئے آخر دم تک علاج معالجہ کراتے رہے اور سخت سے سخت تکلیف کی حالت وارد ہونے پر بھی حرف شکایت منہ پر نہ لائے ایک ریٹائرڈ سول سرجن جو مرحوم کے خلوص و محبت کی وجہ سے ان کے گرویدہ تھے گاہے بگاہے عیادت اور علاج معالجہ کے سلسلہ میں مفید مشورے دینے کے لئے پشاور شہر سے تشریف لایا کرتے تھے۔

مرحوم حد درجہ فیاض اور مہمان نواز واقع ہوئے تھے۔ باوجودیکہ کوئی امیر آدمی نہ تھے مگر تونگری بدل است نہ بمال۔ کے مصداق تھے۔ بلا مبالغہ وہ کشتۂ احباب تھے۔ دوست و احباب کی نوازش، دہی اور خاطر مدارات کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے۔

صلہ رحمی کا یہ عالم تھا کہ مرزا فردوس احمد صاحب جو ان کے بہنوئی اور عمزاد تھے جب طویل بیمار ہو گئے تو ان کے اہل وعیال کی فکر ہمیشہ دامنگیر رہتی۔ انجمن سے اس سلسلہ میں بیماری کی حالت میں بھی خط وکتابت کرتے رہے اور مجھے بھی وقتاً فوقتاً تاکید کرتے کہ انجمن کو مرزا فردوس احمد کے بچوں کی حالت سے باخبر رکھوں۔

خود واقعی ملنگ و درویش تھے ساری عمر جو کمایا یار و احباب اور بال بچوں پر صرف کیا۔ ہمیشہ خدا پر توکل کیا۔ بچت اور پس اندازی کا کبھی خیال نہیں کیا۔ آخری دنوں میں کسی قدر عسرت سے زندگی بسر کی مگر ان کی ضروریات کا خدا کفیل رہا۔ اور دست غیب ان کی دستگیری کرتا رہا۔ اور ان کی شان استغنا میں فرق نہ آیا۔ آخر دم تک کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا۔ فی الواقعہ وہ ایک مرد قلندر تھے۔

ملاقات کے وقت ساری گفتگو کا محور نوجوانوں کی اصلاح و تربیت اور جماعتی استحکام تھا۔ میرے ملازمت سے سبکدوش ہونے پر انہوں نے مسرت و اطمینان کا اظہار کیا۔ کہا کرتے تھے کہ اپنے والد کی میراث اب سنبھالو۔ مرزا فردوس احمد اور میں تو اب چند دنوں کے مہمان ہیں۔ جماعت کے بچوں کی تربیت اب تمہارے ذمہ ہے۔

بے باک حق گو اس پایہ کے تھے کہ بڑے سے بڑے آدمی کے منہ پر حق بات کہنے سے کبھی نہ جھجکتے۔ امیر قوم سے انہیں انتہائی عقیدت تھی۔ امیر قوم کو بھی میں نے مرحوم کی اس نمایاں صفت کا اعتراف کرتے سُنا ہے۔

جماعت شیخ محمدی کو اللہ تعالیٰ نے جمالی اور جلالی کمالات سے نوازا تھا۔ اگر مرزا فردوس احمد میں جمالی رنگ جلوہ گر تھا۔ تو ملنگ صاحب جلالی اوصاف سے متصف تھے۔ جمال و جلال کے حسین امتزاج نے جماعت کے لئے ایک معتدل اور خوشگوار ماحول پیدا کیا تھا جس میں ہر فرد مسرور مطمئن تھا۔

مرحوم موروثی احمدی تھے۔ احمدیت کا اثر ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا تھا۔ تقوے کے اعلےٰ مقام پر فائز تھے۔ نماز باجماعت کے اس قدر پابند تھے کہ باوجود بخار اور کھانسی کی شدت کے صبح کی نماز میں بالالتزام شامل ہوتے تھے۔ تہجد باقاعدگی سے پڑھا کرتے نماز سنوار سنوار کر ادا کرتے۔ وہ موحد انسان تھے۔ ان کی سرشت میں توحید کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ شادی غمی کے موقعوں پر جو رسومات ہوا کرتی ہیں ان سے حد نفرت تھی۔ وہ ہر اس رسم اور فعل سے

(باقی کالم [illegible] کے نیچے)

(بقیہ کالم ۲)

نفرت و بیزاری کا اظہار فرماتے جن سے جماعت بدنام ہوتی۔

ملنگ صاحب نے ۶۳ سال عمر پائی اور اپنے پیچھے ایک بیوہ، ایک لڑکی اور چھ لڑکے چھوڑے ہیں۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے جمیع پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تمام جماعتوں سے جنازہ غائبانہ .... کی درخواست ہے۔

والسلام

خاکسار:- ایس عبداللطیف (عفی عنہ)

جو نسلِ انسانی میں فتنہ و فساد کا موجب ہے

قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم نے تمام مخلوق کو خدا کا کنبہ قرار دیا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ فروری ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب - اللہ ربنا و ربکم - لنا اعمالنا و لکم اعمالکم لا حجۃ بیننا و بینکم اللہ یجمع بیننا (الشوریٰ ۴۲:۱۵)

یورپین اقوام کا مشرقی اقوام پر فضیلت کا خیال

اس آیت میں ایک اہم مسئلہ بیان کیا گیا ہے - اور یہ مسئلہ دنیا کی تمام جماعتوں سے متعلق ہے دنیا بھر کی اقوام اکثر ایک دوسری پر اپنی فضیلت جتلاتی ہیں - ہمارے سامنے انگریزوں کا زمانہ ہے - انہوں نے یہاں پر ہندوستان پر کوئی ڈیڑھ سو سال حکومت کی ہے - وہ لوگ ہر رنگ میں ہندوستانی اقوام پر اپنی برتری اور فضیلت کا اظہار کرتے رہے ہیں - وہ یقین کرتے ہیں کہ ہم آسمان سے اترے ہیں اور مشرق کے لوگ ہماری خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

ہندو دوسری قوموں کو ملیچھ سمجھتے ہیں۔

اگر یورپین لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں تو ہمارا ہمسایہ ہندو بھی یہی خیال کرتا ہے کہ ہم ہی خدا کی پیاری قوم ہیں، اور ہماری دھرتی ایشور کی دھرتی ہے - ہمارے علاوہ باقی تمام لوگ ملیچھ اور ناپاک ہیں -

یہودیوں، نصرانیوں اور بت پرستوں کا دعوےٰ کہ وہ دوسری قوموں سے بہتر ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہودی، نصاریٰ اور عرب تین قومیں تھیں - ان قوموں میں سے ہر ایک اپنے آپ کو دوسری کی نسبت بہتر خیال کرتی تھی - اور دوسروں پر اپنی فضیلت اور برتری قائم کرتی تھیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس وجہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں - یہودیوں نے کہا کہ انبیاء کرامؑ ہماری سرزمین شام ہی میں مبعوث ہوتے رہے ہیں اور بیت المقدس سب کا قبلہ رہا ہے - یہ عرب کی بت پرست قوم بھی کوئی قوم ہے کہ اس میں نبی پیدا ہو؟ ایمان تو ہمارا ہے - صدیوں سے خدا سے تعلق ہمارا ہے - اس بت پرست قوم کے اندر نبی یا رسول کیسے آسکتا ہے؟ ہمیں اس رنگ میں افضلیت حاصل ہے کہ ہمارے اندر انبیاء کرامؑ پیدا ہوئے - انبیاءؑ کا قبلہ بھی ہمارے ہی ہاں ہے - عرب میں اس قسم کی الٰہی برکات کبھی نظر نہیں آئیں - نحن ابناء اللّٰہ و احباءہ - ہم تو خدا کے بیٹے اور اس کی پیاری قوم ہیں تم بھلا کون ہو جس میں نبی پیدا ہو جائے؟

یہودی دوسری اقوام کو کتے اور سؤر کے برابر سمجھتے ہیں۔

یہودی اپنے تئیں مقدس اور دوسروں کو کتے اور سؤر کے برابر سمجھتے ہیں۔ ڈکشنریوں میں جنٹائل کے معنے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ وہ لفظ ہے جو یہودی غیر یہودی کے لئے استعمال کرتے ہیں، اور ان کو کتے اور سؤر کے برابر سمجھتے ہیں۔

عیسائیوں کے نزدیک صلیب مسیحؑ پر ایمان نہ لانے والے نجات نہیں پا سکتے۔

نصرانی بھی یقین کرتا ہے کہ انسان خواہ کوئی بھی نیکی کرے کتنا ہی عبادت گذار ہو، اور اپنے اموال خدا تعالےٰ کی راہ میں صرف کرتا ہے اس کے اس قسم کے افعال بے فائدہ ہیں جب تک حضرت عیسےٰؑ کی صلیب پر ایمان نہ لائے۔

اس وطن میں یورپ کے پادری برملا کہتے ہیں کہ جتنی چاہو عبادت کرلو، روزے رکھ لو، اور زکوٰۃ دے لو ان کی کوئی قیمت نہیں - جب تک کفارہ پر ایمان نہیں لاتے - وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ اور وہ کہتے ہیں کہ یہودیوں یا نصرانیوں کے سوا کوئی دوسرا شخص جنت میں ہرگز ہرگز داخل نہیں ہوگا - وقالوا لا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم - وہ اپنی قوم کو تلقین کرتے ہیں کہ اپنے اعتقادات پر چلنے والوں کے سوا کسی دوسرے کی تبلیغ پر کان نہیں دھرنا ان یؤتیٰ احد مثل ما اوتیتم اور کبھی اس خیال کو درست نہ سمجھنا کہ کسی غیر یہودی قوم کو ہمارے جیسی آسمانی کتاب دی جا سکتی ہے۔

فرمایا قل اتحاجوننا فی اللّٰہ - اے یہودیو اور نصرانیو! خدا تعالےٰ کی ذات کے متعلق بحث کرتے ہو کہ وہ عرب میں نبی اور رسول نہیں بھیج سکتا - خدا تعالےٰ نے اپنے فعل اور تاریخ سے ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہوتی ہے کہ انبیاء کرامؑ کے مبعوث ہونے کی جگہ شام ہے نہ کہ عرب - کہ صرف یہودی قوم ہی خدا کو محبوب ہے - غیر یہودی - یہودی نہیں بن سکتا یہ ایک نسل ہے جو خدا کو پیاری ہے - تمام الٰہی برکات اسی قوم سے مختص ہیں - اور یہی قوم خدائی نعمتوں کی وارث ہے

ایسے خیالات سے دنیا میں فساد پیدا ہوا

یہ خیال دنیا کی اکثر قوموں میں پایا جاتا ہے اور ہر قوم سمجھتی ہے کہ وہ دوسری قوموں سے بہتر ہے اور افضل ہے - اس قسم کے غیر معقول اور نقصان دہ اعتقادات نے انسانیت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ایک دوسرے کے برخلاف سخت تعصب پیدا کر رکھا ہے - یہ وہ حقائق ہیں جنہوں نے دنیا بھر میں فساد پیدا کر رکھا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ حضورؐ ان باطل مسائل کو حل کریں جن کی وجہ سے خدا تعالےٰ کا بڑا کنبہ ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طاقت و قدرت انسانی مشاہدہ میں۔

لوگوں کے اس قسم کے اعتقادات تنگ نظری اور تنگ دلی کی پیداوار ہیں ان کی اصلاح کے لئے ان کو ان کے اپنے مشاہدے کی طرف توجہ دلائی ہے فرمایا بھلا بتلاؤ تو سہی کہ زمین و آسمان کی جس قدر چیزیں ہیں، وہ کس نے پیدا کی ہیں - اس سوال پر وہ بول اٹھیں گے خدا نے ہی پیدا کی ہیں - لیقولن اللّٰہ - کیا انسان ایک ذرہ بھی پیدا کر سکتا ہے - سورج کے پیدا کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - انسان تو ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کر سکتا - پھول کی ایک پنکھڑی اور ایک پتا بھی پیدا نہیں کر سکتا -

فرمایا من خلق السمٰوات والارض کہ زمین

آسمان کا خالق کون ہے۔ یہ لوگوں کے اپنے مشاہدہ اور علم سے متعلق سوال ہے اور اس کا جواب یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی ذات کے سوا خالق کوئی نہیں۔ اسی طرح سے ان کو ان الفاظ میں توجہ دلائی گئی ہے من یرزقکم من السماء والارض ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تمہاری معیشت کے سامان کون مہیا کرتا ہے۔ آسمان بھی معیشت کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ اور زمین بھی یہاں خدا تعالےٰ ساری اقوام کا خالق و مالک ہے وہاں ساری اقوام کی معیشت کے سامان بھی وہی پیدا کرتا ہے۔ پھر فرمایا من یرسل الریاح۔ ہوائیں کون چلاتا ہے۔ ہواؤں کے نازک پروں پر پانی کا لاکھوں من بوجھ بادل کی شکل میں کون بھیجتا ہے اور اس طرح سے تمہارے لئے ہر قسم کا سامان زندگی پیدا کرتا ہے وانزل من السماء ماء۔ خدا نے پانی آسمان سے ہی نازل کیا ہے۔ پانی پر ہی ساری زندگی کا دار و مدار ہے نباتات اور کیڑے مکوڑے کی زندگی پانی کی وجہ سے ہی ہے۔ پانی کو ماء مبارکاً کہا ہے۔ پانی کی وجہ سے ہی کائنات میں زندگی ہے۔ کھیتیاں، درخت اور پھل اور پھول اور رونق سب پانی کی وجہ سے ہی ہے۔ یہ سامان کسی خاص قوم کے لئے مختص نہیں ہیں بلکہ ساری کی ساری قومیں ان نعمتوں سے مستفیض ہوتی ہیں۔

تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے

اگر خالقیت میں یکسانیت ہے تو ربوبیت میں بھی یکسانیت ہے ساری قومیں خدا تعالےٰ کا کنبہ ہیں جن کے لئے **ایک ہی زمین کا فرش** ہے اور آسمان ایک ہی چھت ہے۔ اور ایک ہی سورج ہے۔ غرض سارے سامان معیشت میں سب برابر کے شریک ہیں۔ سب کو ایک کنبہ کی صورت میں خدا تعالےٰ نے رکھا ہوا ہے۔ اسی حقیقت کی طرف توجہ دلانے کے لئے فرمایا کان النّاس امّۃ واحدۃ۔ تم سب کے سب ایک ہی قوم ہو۔ بنا بریں حضورؐ نے ارشاد فرمایا المخلوق عیال اللہ۔ ساری انسانیت خدا تعالےٰ کا کنبہ ہے اور فرمایا اللّٰھم ربّنا و ربّ کل شیءٍ انا شھید علیٰ ان العباد کلھم اخوۃ۔ اے میرے مولا! جو ساری کائنات کا مولیٰ ہے اور خالق و مالک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب بندے بھائی بھائی ہیں۔ اور فرمایا کہ تم سب کے سب آدم کی نسل سے ہیں۔ و آدم من تراب۔ اور آدم مٹی سے پیدا ہوا۔

حضرت نبی کریم صلعم نے فتنہ و فساد کی موجبات کو ختم کر دیا۔

یہ ہیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جن کا رحمۃ للعالمین ہونا واضح اور عیاں ہے۔ حضور صلعم نے فتنہ و فساد کے موجبات کو ختم کر دیا اور ایسا کرنے کے لئے دلوں میں یہ روشنی پیدا کی ہے کہ خالق اقوام عالم ایک ہی ہے اور رازق اقوام عالم بھی ایک ہی ہے۔ مختصراً یہ کہ حضورؐ نے توحید الوہیت اور توحید ربوبیت کی تعلیم سے دلوں کو منور فرمایا۔ چنانچہ فرمایا ربّنا و ربّکم الٰھنا و الٰھکم واحد۔ ہمارا اور تمہارا رب اور خدا ایک ہی ہے۔ وہی ہم سب کی پرورش اور ربوبیت کے سامان کرتا ہے اور وہ سب کا رب ہے گویا میں سب قوموں کو اسی ایک رب کا سمجھتا ہوں اور میں ان کو بھائی بھائی یقین کرتا ہوں۔ ہندو، سکھ، عیسائی اور یہودی غرض ساری مخلوق کے لئے مسلمان کے دل میں محبت اور خیر خواہی ہے۔ یہ اہم اور مفید پیغام ساری دنیا تک پہنچانا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اہم اور مفید تعلیمات نہ صرف تلقین فرمائیں بلکہ ان پر عمل کر کے دکھایا۔

حضرت بلالؓ حبشی مسلمان ہوئے تو ان کو اعلےٰ درجہ کا رتبہ بخشا۔ حضرت زیدؓ کی بھی عزت افزائی کی۔ جو کوئی چھوٹا بڑا آیا اس کی تکریم کی۔ فرمایا و لقد کرّمنا بنی آدم۔ انسان کا فرزند کوئی ہو جہاں کہیں بھی ہو وہ قابل عزت ہے۔

مسلمان کے دل کو فراخی بخشنے والی تعلیم۔

مسلمان کو چاہیئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام کا لحاظ کرے۔ اور انسانیت کا اکرام کرے۔ یہ فرمان نبوی مسلمان کے دل کو فراخی بخشتا ہے۔ ہمدردی اور خیر خواہی کی تعلیم دیتا ہے لیکن صورت حال یہ ہے کہ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے برخلاف وعظ کرتا ہے کہ فلاں کافر فلاں کافر۔ آج ہر وہ جماعت جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتی ہے وہ تکفیر بین المسلمین کے شغل میں مصروف ہے۔ وہ خدا تعالےٰ سے ڈر جائے کہ اس کی یہ حرکات خدا اور اس کے رسول مقبولؐ کی واضح تعلیمات کے صریحاً خلاف ہے

محمود احمد ملنگ صاحب کی وفات

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارے ایک مخلص دوست خدا کو پیارے ہو گئے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

ان کا نام محمود احمد ملنگ ہے۔ پشاور کے قریب ایک موضع شیخ محمدی ہے وہاں کے رہنے والے تھے ان کی وفات سے جہاں شیخ محمدی کی بستی کو نقصان پہنچا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہاں ہماری جماعت کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ ایسے حق پرست حق گو آدمی کم پیدا ہوتے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائبانہ میں مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔

پیغام صلح خود پڑھنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیے۔

(بقیہ از صفحہ ۴)

اخبار احمدیہ۔

شادی اور عطیہ

سیکرٹری صاحب پشاور لکھتے ہیں:-

مورخہ ۵ رجنوری ۱۹۶۹ء کو عزیزم عمر خطاب صاحب ابن جناب عبد اللہ جان صاحب ریٹائرڈ اکونٹنٹ اسلامیہ کالج پشاور کی شادی دختر ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم سے انجام پائی۔ اس مبارک تقریب کے موقعہ پر محترم عبد اللہ جان صاحب نے مبلغ بیس روپے برائے اشاعت اسلام پیش کئے۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ جانبین کے لئے یہ تعلق مبارک اور عزت و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

خیر اندیش میاں عبد الرشید خان
سیکرٹری جماعت پشاور

درخواست دعا

—— بنارس چھاؤنی سے اُم داؤد صاحبہ کی بیٹی فریدہ صاحبہ لکھتی ہیں:-

کل اچانک میری امی کو دوسری مرتبہ دل کا دورہ پڑا علاج تو شروع ہو چکا ہے۔ مگر پہلے خدا کی مہربانی چاہیئے۔ خدا سے دعا کر رہے ہیں کہ اللہ پاک ہم بے کس لڑکیوں پر رحم کرے اور ہماری ماں کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔ آپ جماعت میں دعا کے لئے ضرور عرض کریں۔ مقدمہ کی تاریخ بھی ۹ یا دس پڑی ہے اس کے لئے بھی دعا کریں۔

فقط۔ آپ کی بہن فریدہ۔

—— سانفرانسسکو۔ امریکہ سے ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب جو انجمن کے آنریری مبلغ بھی ہیں لکھتے ہیں کہ انکے پوتے عزیزی طارق کی تندرستی کے لئے دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ بچہ ہسپتال سے گھر آگیا ہے لیکن نہایت کمزوری ہے۔ دو دفعہ دماغ کا رسولی کے لئے اپریشن ہو چکا ہے۔

امتحان میں نمایاں کامیابی

—— پروفیسر شیخ عبد السلام صاحب ایم۔ ایس۔ سی خلف الرشید حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی جو کہ اعلےٰ تعلیم کے لئے آسٹریلیا گئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فوڈ ٹیکنالوجی کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے کلاس میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک

ادارہ حضرت مولانا عبد الحق صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ شیخ صاحب موصوف کو مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ آمین۔

اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جاپان میں اسلام کی نشر و اشاعت

ایک جاپانی کے نقطہ نگاہ سے

قارئین کرام یہ سن کر خوش ہوں گے کہ جمعہ مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۶۹ء کو ایک جاپانی نوجوان جو بدھ مذہب سے مسلمان ہوئے ہیں اور آج کل پنجاب یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں تشریف لائے اور انجمن کے شائع کردہ لٹریچر کے حصول کی خواہش کی، انہیں ضروری لٹریچر فراہم کیا گیا جس کے بعد انہوں نے مسجد احمدیہ میں نماز جمعہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کی اجازت سے جاپان میں اسلام کی نشر و اشاعت کے بارہ میں انگریزی زبان میں معلوماتی تقریر کی جس کا ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہے۔ ان کی تقریر کے بعد خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ نے بھی مختصراً اسی موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا جو وہ بھی آخر میں درج ہے۔ محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے بھی جاپانی نوجوان کی حوصلہ افزائی کی اور انجمن کی طرف سے جاپان میں لٹریچر بھیجنے کے بارہ میں ان کی تائید کی۔ جاپانی نومسلم مذکور کی تقریر کا متن درج ذیل ہے۔ جس کے بعد خان بہادر صاحب کی تقریر درج ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جاپان میں اسلام کے اثر و نفوذ سے متعلق مختصر سی تقریر کرنے کا موقع پا کر میں از حد مسرور ہوں۔ جاپان کا پہلا شخص جس نے سب سے پہلے اسلامی نقطہ نظر قبول کیا اس کا نام مسٹر آبے Mr. Auje ہے۔ وہ بمبئی کے سفر کے دوران ہندوستانی مسلمانوں سے بہت ہی متاثر ہوا تھا۔ چنانچہ آج سے پچھتر سال پہلے اس نے اپنے آبائی مذہب۔ عیسائیت۔ کو ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ آج کل جاپان میں مسلمانوں کی آبادی دو ہزار کے قریب ہے۔

ٹوکیو میں ایک ترکی طرز کی مسجد ہے، جسے تیس سال پہلے ۱۹۳۸ء میں سرکاری امداد اور جاپانی مسلمانوں کے عطیات سے تعمیر کیا گیا۔ ایک دوسری مسجد کوبے (KOBE) میں ہے۔ جو جاپان کے جنوب مغربی حصہ کی ایک بڑی بندرگاہ ہے۔ یہ مسجد ٹوکیو کی مسجد سے کچھ ہی پرانی ہے۔ یہ مسجد ۱۹۳۲ء میں بنائی گئی۔ کوبے کی یہ مسجد کوبے کی تاتار سوسائٹی کی مساعی سے بنائی گئی۔ اگرچہ اس کے لئے سرمایہ زیادہ تر ہندوستانی مسلمانوں سے جمع کیا گیا جو اس علاقہ میں مقیم تھے۔ اس وقت وہاں پر مختلف رنگ و نسل کے کثیر مسلمان آباد تھے۔ اکثریت تاتار لوگوں کی تھی، جن کو "سوویٹ روس" سے نکال دیا گیا تھا۔ پھر وہاں پر ہندوستانی تجار آ کر آباد ہو گئے جنہوں نے جاپان میں ہی مستقل سکونت اختیار کر لی۔

اگرچہ اب بھی جاپان میں مسلمانوں کی آبادی کم ہی ہے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ مسلمان ممالک سے باہمی تعلق و تعاون ہونے کی وجہ سے اب لوگوں میں دین اسلام سے دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے مجھے یاد ہے کہ صرف دس ہی سال پہلے تک "اسلام" کا لفظ جاپان کے یونیورسٹی طلباء کے لئے بھی غیر معروف تھا۔ کیونکہ وہ دین اسلام کے لئے ایک چینی لفظ "Kaikyo" استعمال کرتے تھے۔ لیکن اب تو سکول کے بچے بھی اسلام کے نام سے واقف ہیں۔ کیونکہ ان کے نصاب میں اسلام کا نام مختصر سے تعارف کے ساتھ درج ہے۔ اور اب تو یہ نام دنیا کے ایک بڑے مذہب کے طور پر جاپان میں جانا جانے لگا ہے۔

جاپان کے نوجوان طبقہ پر یہ زیادہ اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اگرچہ بعض خاص مقامات پر وہ بہت ہی محدود ہیں مسلمان طلباء اور مختلف اسلامی ممالک بالخصوص انڈونیشیا اور ملائیشیا کے سفارت خانوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان، کیونکہ یہ لوگ وہاں کثرت سے آباد ہیں۔ اور عرب، پاکستان اور ترکی کے مسلمان بھی ان میں شامل ہیں۔

ان کے طلباء کی تنظیم "مسلم ایسوسی ایشن" کے ساتھ جن لوگوں کا واسطہ پڑتا ہے ان میں اسلام کے بارہ میں اچھے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ تنظیم اسلام کے متعلق کتب کے ترجمے شائع کر کے جاپان مسلم ایسوسی ایشن سے تعاون کرتے ہوئے اور جلسوں اور اجتماعات کے ذریعہ اسلام کو پھیلا رہی ہے۔ ان کی ان مساعی جمیلہ سے جاپانی طلباء کی کچھ تعداد مسلمان بھی ہو گئی ہے یا کم از کم تعلیمات اسلام کو سمجھنے لگ گئی ہے۔

جاپان مسلم ایسوسی ایشن کی بنیاد آج سے پندرہ سال پہلے رکھی گئی تھی۔ لیکن اب تک وہ بہت کمزور ہے اس کو نہ سیاسی فوائد حاصل ہیں نہ سماجی دباؤ رکھتی ہے جو ظاہری طور پر با اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ یہ نتیجہ ان کے ممبران کی کم ادائی ذرائع کے فقدان کا نتیجہ ہے۔

ان تمام کمزوریوں اور مجبوریوں کے باوجود وہ پروفیسر عبدالقادر سینو کی رہنمائی میں بہترین خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے انگریزی کتب کے بہت سے تراجم کئے ہیں۔ اور جنوب مشرق میں رہنے والے مسلمانوں سے تعاون اور ایک دوسرے کو قریب تر لانے کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کے ایک ممبر اور سابق رہنما حاجی عمر میتا جنہوں نے چین، پاکستان اور سعودی عرب میں اسلام کی تعلیم حاصل کی ہے اب قرآن کریم کا عربی سے جاپانی زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ آئندہ ماہ اپریل میں عربی متن اور تفسیر کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ اگر یہ تفسیر مکمل ہو گئی تو یہ جاپانی مسلمانوں کی طرف سے قرآن کریم کا پہلا ترجمہ ہو گا۔

اس وقت جاپان میں قرآن کریم کے چار تراجم ملتے ہیں۔ ان میں سے تین تراجم انگریزی۔ جرمن اور چینی زبانوں سے کئے گئے ہیں اور وہ بھی نا تمام ہیں۔ وہ قرآن کریم کے اقتباسات ہیں، اور علاوہ ازیں پرانی طرز کی جاپانی زبان میں لکھے ہوئے ہیں جن کو سمجھنا نوجوان نسل کے لئے کچھ مشکل ہے۔ کیونکہ ان کو پرانی طرز کی بدھ اور عیسائی مذہب کی کتب مقدسہ کی طرح لکھا گیا ہے لیکن ایک ترجمہ جو آج سے دس سال پہلے تین جلدوں میں مکمل صورت میں کیا گیا بہت قابل قدر ہے اس کے مترجم ڈاکٹر UZLTSU ہیں جو مسلمان تو نہیں ہیں لیکن عربی، فارسی، اور ترکی زبانوں کا گہرا علم رکھتے ہیں۔ اور اسلام کے بارے میں اچھی خاصی سمجھ رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جاپان کے ایک ذہین و متین اور لائق فائق انسان ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کا سلیس سادہ اور عام فہم جاپانی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ بڑا مقبول ہوا ہے اور جاپان کے علمی طبقہ میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے اگرچہ ہم بحیثیت مسلمان اس ترجمہ کے متعلق کچھ ناقدانہ رائے رکھتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس کے طریق اظہار میں وہ عظمت نہیں پائی جاتی جو ہر مذہبی کتاب میں ہونی چاہیئے۔ تاہم یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس ترجمہ کے ذریعہ جاپانی لوگوں کو اسلام کے سمجھنے میں بڑی مدد ملی ہے بعض اوقات آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ جاپانی زبان میں بعض نئی قسم کی چھوٹی چھوٹی کہانیاں یا ناولوں میں قرآن کریم کے اقتباسات بھی پائے جاتے ہیں ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ علمی حلقوں میں عالمی اسلامی ادارہ تحقیقات، اقتصادی تحقیقاتی بیورو کے جنوب مغربی ایشیائی سیکشن اور جاپان اسلامک ایسوسی ایشن نے دوسری عالمی جنگ سے پہلے ۱۹۳۸ء میں عملی حصہ لیا انہوں نے ہزار رسال ختم ہونے تک نہایت اعلیٰ کام سر انجام دیا۔ ۱۹۶۳ء میں جاپان اسلامک ایسوسی ایشن دوبارہ قائم ہوئی اور اس نے دوبارہ تحقیقاتی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ اس کے علاوہ ایشیائی اقتصادی تحقیقاتی ادارہ بھی ہے، جو حکومت کی طرف سے قائم کیا گیا ہے اور وہ زیادہ تر اسلامی ممالک میں سیاسی اقتصادیات کے مطالعہ میں مصروف ہے۔ بہت سے نوجوان سکالر یا سپیشلسٹس اس ادارہ سے پرورش پا رہے ہیں۔

آپ کو علم ہے کہ اسلامی تہذیب و معاشرت سے جاپان کا ماضی میں کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہاں یورپ کے ذریعہ سے اس کے اثرات پہنچے۔ اس لئے انکی تصانیف کا آغاز زیادہ تر مغربی زبانوں کے واسطہ سے ہوا اور اب تو مسلمان محققین اسلامی تالیفات و تصنیفات کو عربی، فارسی، ترکی اور اردو زبانوں سے براہ راست علم حاصل کر کے پیش کر رہے ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد بہت

زیادہ تر تاریخ یا دیگر علوم حاضرہ مثلاً اقتصادیات اور سماجیات تک محدود ہیں۔ تاہم بذات خود مذہب یا خاص طور پر صوفی تحریک کی طرف ان کی دلچسپی کی قدرے رغبت پائی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ جاپانی لوگوں کو بدھ مت اور اسلام کی صوفی تحریک میں بہت سی باتیں مشترک معلوم ہوتی ہوں۔ اسی وجہ سے صوفی تحریک کی طرف ان کی رغبت بہت زیادہ ہے۔ سو سال پہلے جاپانی محققین نے ہندی مذہب کی تحقیق و مطالعہ کے لئے سنسکرت زبان سیکھنا شروع کی۔ اور اب اس میدان میں انہوں نے بہت بڑی کامیاں حاصل کی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مستقبل میں اسلامی تعلیمات کے مطالعہ میں وہ ایسی ہی اعلیٰ درجہ کی کامیابیاں حاصل کریں گے۔

یہ بیان کرتے ہوئے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ جاپان کی بیاسی یونیورسٹیوں میں سے معدودے چند ہی ایسی ہیں جن میں اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ صورت حال اس وقت تک رہے گی جب تک کہ وہ معاشرہ اسلام کی اہمیت و افادیت کو محسوس نہیں کر لیتا۔ وہ لوگ جو دل سے دین اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں انہیں لازماً مصر، عراق، پاکستان یا سعودی عرب میں گئے بغیر چارہ نہیں اگرچہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ پندرہ کے قریب مسلمان طلباء ان اسلامی ممالک میں اسلام کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہم ان سے امید رکھتے ہیں کہ وہ کوئی اعلیٰ خدمات انجام دیں گے یا کم از کم مستقبل میں جاپانی مسلمانوں کے لئے ایک اچھی مثال قائم کریں گے۔

دوسرے ممالک کی طرح جاپان میں بھی نئی نسل کے بہت سے لوگ مذہب سے بیزار ہیں اور نو مسلمین مذہب سے کوئی لگاؤ رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے معاملہ میں ہمیں خاص طور پر اسانیاں بہم پہنچانی چاہئیں تاکہ ان کے ایمان مضبوط ہوں اور اسلام کو وہ اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اس مقصد کے پیش نظر جاپان مسلم ایسوسی ایشن ٹوکیو میں جاپان اسلامک سنٹر یا لائبریری کے قیام کی تجویز کر رہا ہے اس وقت اس تنظیم کا یہ سب سے بڑا لائحہ عمل ہے۔

جاپانی دستور کی رو سے ہر ایک کو مذہب کی پوری آزادی ملتی ہے۔ ہم اپنے دینی فرائض اور سرگرمیوں کی بجا آوری میں کسی قسم کی تکلیف ہرگز محسوس نہیں کرتے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جاپان ہزاروں سالوں سے بدھ مذہب سے تعلق رکھنے والا ملک ہے جو ابتداء سے شاہی خاندان کا مذہب چلا آتا ہے۔ اور عیسائیت بھی یہاں ساڑھے تین سو سال سے فروغ پا رہی ہے۔ ان تمام مذاہب کی اپنی اپنی سرگرمیاں آزادانہ طور سے جاری ہیں۔ اور ان کے باہمی تعلقات بھی خوشگوار ہیں۔ ہم بھی بہت سے امور میں ان سے رابطہ کے خواہشمند ہیں تاکہ کم از کم باہمی افہام و تفہیم پیدا کی جا سکے۔

ہم پاکستانی تبلیغی مشن کے نہایت شکر گزار ہیں جس نے ۱۹۵۶ء سے چار دفعہ جاپان کا تبلیغی دورہ کیا ہے۔ انہوں نے جاپانیوں میں اسلام کے متعلق اچھا اثر چھوڑا ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ میں اس پاکستانی تبلیغی مشن کو دیکھ کر پہلی دفعہ جاپان سے یہاں آیا ہوں۔

میں نے سنا ہے کہ ٹوکیو اور اوساکا میں احمدی مشن بھی قائم ہیں اور وہاں ان کے اجتماعات ہوتے رہتے ہیں۔ افسوس ہے کہ میں ان کی سرگرمیوں کی تفصیلات نہیں بتلا سکتا کیونکہ مجھے ان کے نمائندگان سے ملنے کا موقعہ نہیں ملا اور میں گذشتہ چار سال سے اپنے ملک سے باہر ہوں۔

چونکہ اسلام انسانی عزت و احترام اور سادگی کی تعلیم دیتا ہے اس لئے جاپان میں اس کا مستقبل بڑا حوصلہ افزا ہے۔ چونکہ حکومت جاپان اقتصادی اور سیاسی وجوہ کی بناء پر مسلمان ممالک کے ساتھ قریبی تعلق قائم اور استوار کرنے میں بڑی گہری دلچسپی لے رہی ہے اس لئے اس ذریعہ سے آخر کار مسلمانوں سے قریبی تعلق بڑھے گا اور یہ جاپان میں تعلیمات اسلامی کی نشر و اشاعت کا باعث ہوگا۔

آپ پاکستان آنے کے بعد ہی مجھے آپ کے کچھ لٹریچر کے مطالعہ کا موقعہ ملا ہے۔ اگر آپ کے لئے ممکن ہو تو آپ جاپانی یونیورسٹیوں اور دوسری اسلامی تنظیموں کی معرفت اپنی کتب جاپان کے لوگوں تک پہنچائیں تاکہ وہاں کے لوگ اسلام اور آپ کی خدمات دینیہ سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری گذارشات کو سنا۔ والسلام

رمضان سادا اوتو اسگیکی

۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء

جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس

لاہور

خانبہادر غلام ربانی خواجہ صاحب کی تقریر

معزز حاضرین!

ہمارے اس جاپانی نومسلم بھائی نے آپ کے سامنے جاپان میں اسلام کے متعلق معلومات بیان کی ہیں۔ جو آپ نے سن لئے۔ میں اس بھائی کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ الحمدللہ۔ اسلام کی وسیع اور تمام روئے زمین پر پھیلی ہوئی برادری میں آپ بھی شریک ہو گئے ہیں۔ اور سلسلہ اخوت اسلامی میں منسلک ہو چکے ہیں آپ کے وجود میں ایک ٹھوس ثبوت اس امر کا ہے کہ اسلام روئے زمین مشرق اور مغرب کا مذہب ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں کہ مشرق و مغرب کی مخلوق جو ابھی تک حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئی وہ — (یدخلون فی دین اللہ افواجا) کے تحت جوق در جوق اسلام میں داخل ہو جاویں۔

میری مدت سے یہ مقصد رہا تھا کہ میں اشاعت اسلام کے لئے جاپان پہنچا۔ ۱۹۵۶ء میں مجھے جاپان کی ایک جماعت نے جس کا مرکز Amanuma اماتے جاپان اور روحانی سردار ... نکالو۔

... NIKAAMO ... نے ... مجھے ایک ماہ کے لئے جاپان جانے کو بلایا تا کہ میں ان کے سالانہ اجلاس میں شریک ہو کر ان کے مجوزہ سوالات پر تقریر کروں۔ میں نے انہیں ایک بسیط مضمون لکھ کر بھیجا تھا جو ان کے ماہوار رسالہ میں شائع ہوا۔ اور اس مجلس میں پڑھا گیا۔ لیکن میں یہ ثواب حاصل نہ کر سکا کہ اسلام کا پیغام بالمشافہ وہاں جا کر دوں اور وہاں کوئی جماعت منظم کر دوں۔

جس جاپانی مجلس نے مجھے بلایا تھا۔ اس کے ممبر خدائے واحد کے پرستار ہیں اور تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ تمام مختلف مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیں اور ان کے لیڈر ریورنڈ نکالو (NIKAAMO) نے مجھے خط لکھا کہ حضرت محمدؐ کا روحانی پیغام مجھے ملا ہے اس لئے میں نے مذاہب کو جمع کرنے کی تحریک شروع کی ہے چنانچہ اس جماعت کے صدر کو میں نے ایک خط لکھا کہ خدائے واحد نے تمام جہان کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لئے . . . . ایک ہی سفیر بھیجا جس کا نام حضرت محمدؐ ہے تاکہ تمام مذاہب اور سارے بنی نوع انسان کو توحید پر جمع کریں اور ان کے اختلافات کو دور کریں۔ یہ آخری نبی ہے اس کے بعد پھر اگر کوئی قومی، علاقائی یا نسلی پیغمبر آنے شروع ہو جائیں۔ تو وہ ملی اور مذہبی اتحاد کو ختم کر دیں گے۔ پس جب مشیت ایزدی کے ماتحت ایک دنیا بھر کے لئے اور تمام قوموں اور ملکوں کے لئے ایک ہی نبی آ گیا۔ تو اب سلسلہ نبوت کے اجراء کا عقیدہ اس مشیت ایزدی اور مقصد اولیٰ کے صریحاً منافی ہوگا۔ اس جماعت کے صدر نے جواباً تحریر کیا کہ واقعی یہ دلیل درست ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد نبوت کا سلسلہ شروع ہونے پر دنیا میں انتشار و افتراق کا دور دورہ ہوگا۔ ایسی فضا میں کام کا بڑا موقع ہے۔ اور میدان صاف ہے ہمت کی ضرورت ہے اور خدا کے فضل سے یہ جاپانی نوجوان اس مقصد کو کامیاب بنانے میں ایک زریں کڑی ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو برکت اور ہمت دے۔ ہم سب آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

پشاور میں

احمدیہ ینگمینز ایسوسی ایشن کا قیام

۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء کو یہاں "احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ممبران سے عہدہ داروں کے چناؤ کے لئے رائے طلب کی گئی۔ کثرت رائے کو ملحوظ رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل احباب کو عہدے سونپے گئے۔

محمد احمد صاحب۔ صدر

مصطفےٰ کمال صاحب۔ نائب صدر

ارشد اعجاز صاحب۔ سیکرٹری

محمد جمیل الرحمان۔ جائنٹ سیکرٹری

جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کو نگران اعلیٰ کی ذمہ داری پیش کی گئی جو انہوں نے ازراہ کرم قبول فرمائی۔ انتخاب کے بعد جماعت کے جملہ ممبران سے اُن کا تعارف کرایا گیا۔ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے اس موقع پر ایک تقریر کی اور نوجوانوں کو بیش قیمت مشوروں سے نوازا۔ آپ کے بعد سیکرٹری ارشد اعجاز صاحب نے ایسوسی ایشن کے قیام کی غرض و غایت سے آگاہ کیا۔ محترم ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب۔ قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ اور محترم محمد الرحمن صاحب نے اس موقعہ پر ایسوسی ایشن کی مالی امداد بھی کی فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس کے بعد ایسوسی ایشن کا پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ جمیل الرحمن پشاور

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں

چند تمہیدی معروضات

گذشتہ سے پیوستہ

دجّال کا ظہور

مولانا! آپ تو خدا کے فضل و کرم سے بڑے عالم ہیں۔ احادیث پر آپ کو عبور ہے آپ نے مشکوٰۃ اور کنز العمال وغیرہ احادیث میں دجّال کے بارہ نشانات بھی پڑھ لئے ہوں گے۔ آپ کی یادداشت کو تازہ کرنے کے لئے ہم اجمالاً اس کا ذکر ہی کر دیتے ہیں

۱۔ دجّال کی بڑی نشانی

یہ ہے کہ اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ ہوں گے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص دجّال کی جنّت میں گیا وہ گمراہ ہو گیا۔ اور جو شخص اس کے جہنم میں گیا وہ بچ گیا۔ دنیا کی عیش و عشرت ناچ و رنگ سینما و تھیٹر کے تماشے، عورتوں اور مردوں کی مخلوط پارٹیوں میں برہنہ ناچ، پیروانِ دجّال کا شراب، زنا اور جوئے تثلیث میں منہمک رہنا اس وقت یہ سب کچھ دجّالی معاشرے میں صاف نظر آ رہا ہے۔

۲۔ دجّال کی تیز رفتاری، زمین، پانی اور ہوا میں سواریاں

دجّال کی ترقی کی یہ ایسی نشانیاں ہیں جنہوں نے گذشتہ تمام تاریخ کو پیچھے دھکیل دیا ہے آج ہوائی جہاز ہوا کو بھی پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ حضورؐ سے دریافت کیا گیا کہ دجّال کس قدر تیز چلے گا۔ فرمایا کہ "بادل جیسے ہوا اڑائے لئے جا رہی ہے"۔ پھر فرمایا "زمین اس کے لئے لپیٹ دی جائے گی"۔ پھر فرمایا کہ "وہ زمین و آسمان کے درمیان اچھلتا پھرے گا۔ اور اس قدر تیز چلے گا کہ سورج غروب ہونے سے پہلے سبقت لے جائے گا"۔

۳۔ ویرانوں کو زرخیز بنانا

مشکوٰۃ میں ہے کہ دجّال ویرانے پر گذرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے اور اس کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی بڑی مکھیوں کے پیچھے چلتی ہیں، کیا آج دجّال کی کوشش سے زمین اپنے مخفی خزانے نہیں اگل رہی کیا مشرقِ وسطیٰ کے ویرانے خزانوں میں تبدیل نہیں ہو رہے۔

۴۔ رفقاء دجّال کی خوشحالی اور اس کے مخالفوں کی کسمپرسی

کنز العمال اور مشکوٰۃ میں ہے کہ جو لوگ دجّال پر ایمان لائیں گے۔ انہیں خوب کھانے کو ملے گا۔ کیونکہ اس کے پاس روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے۔ ان الفاظ میں کیا حقیقت نگاری ہے "فمن اتبعه اطعمه واکفره" یعنی جو اس کا اتباع کرے گا وہ اسے خوب کھلائے پلائے گا مگر کافر بھی بنا لے گا۔ آج کل کتنے ممالک دجّال کی مہیا کی ہوئی غذا پر گذارہ کر رہے ہیں۔

۵۔ دجّال کا گذشتہ ارواح سے ملاقات اور گفتگو کروانا

یہ یورپ کے سپر چولزم کا نقشہ ہے جس کی رُو سے اس کے علمبردار وفات یافتہ لوگوں سے زندوں کی باتیں کرا دیتے ہیں۔

۶۔ دجّال کی پشت پر یہودیوں کی طاقت ہوگی

حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دجّال کا اصل مقام گرجا گھر ہے۔ مگر اس خاص زمانے میں اس کے ساتھ یہودیوں کے لشکر ہوں گے اس زمانے میں یورپ اور امریکہ کی ساری حکومتیں یہودیوں کے بل بوتے پر ہی چل رہی ہیں۔ بڑی بڑی سلطنتوں کی پالیسیاں یہودیوں کے ایماء پر بنتی اور ٹوٹتی ہیں اور امریکہ بھی یہودیوں کے ہاتھ رہن ہے اور یورپ بھی۔

۷۔ حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد

حضورؐ کا ارشاد ہے "اخر من یخرج الیه النساء" یعنی سب سے پیچھے عورتیں اس کی طرف نکلیں گی۔ عورتوں کی طبعی حیا ایک مدت تک انہیں دجالیت کے فتنے سے بچائے رکھے گی۔ لیکن آہستہ آہستہ انسانیت کا یہ نصف حصہ بھی اس کے زیر اثر آ کر حیاداری کو خیرباد کہہ دے گا۔ آج دنیا کے تمام ممالک میں گھوم کر دیکھ لیں کہ عورتیں کس طرح بے نقاب ہو کر مخلوط پارٹیوں میں شرکت کر کے داد دے رہی ہیں۔ وہ دجّال کی چیلیاں بنی ہوئی ہیں۔

۸۔ دجال اور اولادِ زنا

حضورؐ نے فرمایا "الا ان الدجال اکثر اشیاعه واتباعه الیهود واولاد الزنا"۔ یعنی سن رکھو کہ دجّال کا اکثر گروہ اور اس کی پیروی کرنے والے یہودی اور حرامی بچے ہوں گے۔ آج جا کر یورپ اور امریکہ میں دیکھ لیں ناجائز بچے اس کثرت سے ہیں کہ جائز اولاد اور ان حرامی بچوں میں کوئی بھی امتیاز نہیں برتا جا رہا۔ امریکہ میں تو ہر چوتھا بچہ ناجائز ولادت کا نتیجہ ہے۔ اور یہی حال انگلستان اور یورپ کے دوسرے ممالک کا ہے۔

۹۔ عورتوں کا مردوں سے مردوں کا عورتوں سے تشابہ

حضورؐ کے الفاظ ہیں کہ "تشبهن بالرجال وتشبه الرجال بالنساء" یعنی عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کر لیں گی اور مرد عورتوں سے۔ قلب صافی پر چودہ سو برس پہلے جو یہ انکشاف ہوا اس کی جیتی جاگتی تصویر اس وقت دنیا میں ہر سو دیکھی جا سکتی ہیں۔ عورتیں مردانہ فیشن کے بال کٹوا رہی ہیں۔ کوٹ پتلون اور نیکر پہن رہی ہیں۔ مردانہ کھیلوں میں کمال دکھا رہی ہیں مردوں نے داڑھی اور مونچھوں کا صفایا کر کے پوڈر اور سرخی چہروں پر لگانا شروع کر دی، یہ قیامت گر حیا نظارے اس صدی سے قبل کہاں تھے؟

۱۰۔ طب میں دجّال کا کمال

حضورؐ کی ایک پیشگوئی یہ بھی ہے کہ اس زمانے کے لوگ علاج امراض میں کمال کر دکھلائیں گے۔ حتیٰ کہ مولانا آپ کو بھی اپنے علاج کے لئے دجّال ہی کا مرہونِ منت ہونا پڑا ہے۔ آج کے زمانے کی طب اس پیشگوئی کی زبانِ حال سے تصدیق کر رہی ہے۔ اس وقت تو انسان کے سینے سے اس کا دل نکال کر نئے دل منتقل کئے جا رہے ہیں اور انسانی دل کی بجائے حیوانی دل اب انسانی پہلوؤں میں دھڑک رہے ہیں۔

دجّال کی وسوسہ اندازی

حضورؐ کا ارشاد ہے "من سمع بالدجال فلینا عنه فواللّٰه ان الرجل لیاتیه وهو یحسب انه مومن فیتبعه مما یبعث به من الشبهات"۔ یعنی جو شخص دجّال کے متعلق سنے وہ اس سے الگ رہے۔ خدا کی قسم ایک شخص اس کے پاس آئے گا اور وہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ شخص مومن ہے۔ پھر اس کا پیرو ہو جائے گا۔ ان شبہات کی وجہ سے جو اس کے دل میں ڈالے گا۔ دجّال کی اس وسوسہ اندازی کو زمانۂ حال کی زبان میں پراپیگنڈا کہتے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلیویژن، اخبارات اس وسوسہ اندازی میں لگے ہوئے ہیں، اور باطل کا بار بار اعادہ کر کے اسے حق کے طور پر منوانا چاہتے ہیں۔ اور اب دنیا حق و باطل میں تمیز کرنے سے قاصر ہو چکی ہے۔

۱۲۔ دجّال کُل رُوئے زمین پر غالب آئے گا۔

حضورؐ کا ارشاد ہے "لا یبقی شیٔ من الارض الا وطئه وظهر علیه الا مکة ومدینة" یعنی مکہ اور مدینہ کے سوا زمین کا کوئی ایسا حصہ نہ رہے گا۔ جسے وہ پامال نہ کرے گا اور اس پر غالب نہ آ جائے گا۔ آج دجّال ویت نام تک کے جنگلات کو پامال کر رہا ہے اور اسی کی امداد سے اسرائیلی تمام عالمِ اسلامی کو زک دینے میں کامیاب ہو گیا ہے افریقہ کے برّاعظم میں دجّال جو خوفناک کارنامے سرانجام دے رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ دجّال کے دم قدم سے اس وقت تمام دنیا زیر و زبر ہو رہی ہے۔

ان تمام نشانات اور علامات کا مورد صرف اس کی شناخت ہو جانے میں ایک شخص کرے گا۔ چنانچہ اس زمانے میں ان تمام نشانات اور علامات کو دیکھ کر اس کی شناخت

کی توفیق صرف ایک شخص کو ہوئی جو ایک دُور دراز گاؤں کا رہنے والا مرد گوشہ نشین تھا۔ جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ یہی پہلی آواز تھی جس نے زور سے یہ منادی کی ھذا الدجال الذی ذکرہ رسول اللہ صلعم۔ یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا اسی دجال کو قرآن کریم نے یاجوج ماجوج کہا ہے اور اس کا تذکرہ انجیل میں بھی ہے۔

زعمائے اسلام کا اعتراف

جب قادیان سے دجال اور یاجوج ماجوج کی شناخت کے متعلق آواز اٹھی تو مسلمانوں نے مخالفت کے طوفان اٹھانے شروع کر دیئے کچھ عرصہ بعد ان کا سب سے بڑا فلاسفر اور عالم اسلامی کا مایۂ ناز شاعر خود پکار اٹھا

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

یعنی قرآن شریف نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ یاجوج ماجوج تمام بلندیوں سے نکل پڑیں گے تو ڈاکٹر اقبال کی نگاہ میں یہ صاف طور پر اس زمانہ میں پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ خواجہ حسن نظامی نے اپنی زندگی میں یورپین اقوام کو یاجوج ماجوج ثابت کرنے کے لئے بڑے بڑے مضامین لکھے۔ یہ حضرت مرزا صاحبؑ کی آواز کا اثر تھا کہ دیدہ ور لوگ انکی نشاندہی کے قائل ہو گئے۔ مولانا عبدالماجد صاحب کو بھی یورپین اقوام میں یاجوج ماجوج نظر آنے لگے۔

یہ چھپے ہوئے خزانے آج ہم نے پھر اس لئے بے نقاب کر دیئے ہیں کہ اس زمانہ کی مرکزی شخصیت کی شناخت کی جا سکے۔ اس صدی کی پہلی چوتھائی میں تحریک احمدیہ کے علمبرداروں نے ان پیشگوئیوں کے متعلق بڑا لٹریچر پیدا کیا۔ علماء اسلام کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ مگر علماء نے خیریت اسی میں سمجھی کہ تحریک کو غیر متعلق باتوں میں الجھا دیں۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کی ذات پر نامناسب اور ناشائستہ الزامات لگا کر پبلک کو اصل موضوع پر غور کرنے سے باز رکھیں۔ یہ بعینہٖ اسی طرح ہوا جس طرح عیسائیوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر الزامات اور اتہامات کے انبار لگا کر دنیائے مغرب کو اسلام کی برکات سے محروم کر رکھا ہے

صدی کی مرکزی شخصیت

اب سوال یہ ہے کہ اگر ان پیشگوئیوں کا مصداق زمانہ حال ہے۔ تو برات کا اصل دولہا کہاں ہے۔ یعنی زمانہ حال کی مرکزی شخصیت۔ جسے زبان نبوی نے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور جس نے دجال کو شناخت کر کے اس کی نشاندہی کی ہے۔ اسی عظیم الشان شخصیت کی تلاش کے لئے مولانا ابو الکلام آزاد نے موجودہ صدی کے حالات، واقعات، کیفیات اور عوامل کو بیان کر کے لوگوں سے یوں اپیل کی ہے

”مقام عزیمت دعوت اور احیاء و تجدید اُمّت کی نسبت جو بلا قصد زبان قلم پر آ گیا تو اگرچہ اس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہ تھا لیکن زیادہ تر یہ خیال باعث ہوا کہ شاید ان حالات و وقائع کا مطالعہ اصحاب اصلاح و استعداد کیلئے کچھ سود مند و محمل ہو.....
...... کسی کے قلب بصیرت و دیدہ اعتبار کو ان مجددین ملت اور مصلحین حق کے اتباع و تشبہ کی توفیق ملے شاید کوئی مرد کار اور صاحب عزم وقت کی پکار پر لبیک کہے اور زمانہ کی طلب و جستجو کا سراغ دے۔ آج اگر کام ہے تو یہی کام ہے اور ڈھونڈھ ہے تو صرف اسی کی ....؟“

کاش مولانا کی تلاش اس مصلح حق اور مجدد ملت تک پہنچ جاتی جو صاحب عزم بھی تھا اور مرد کار بھی اور ان کے سامنے باواز بلند وقت کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے احیاء و تجدید ملت کی دعوت دے رہا تھا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کا علمائے اسلام کو زبردست چیلنج

آج سے چودہ سو برس قبل قرآن کریم کے متعلق خود قرآن ہی نے اندر قرآن کے نازل کرنے والے نے یہ اعلان کر دیا ہوا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہم نے ہی اس قرآن کریم کو نازل فرمایا ہے (اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ) ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (الفاظ کی بھی اور معانی کی بھی اور اس کے قابل عمل ہونے کی خصوصیات کی بھی)“

اس حفاظت کا سامان اللہ تعالےٰ نے یوں فرمایا کہ قرآن شریف میں مومنوں سے یہ وعدہ کر لیا کہ اس اُمت میں وقتاً فوقتاً خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو دین کی عظمت اور تمکنت قائم کرنے کا موجب ہوں گے۔ دلوں سے غیر کی ہیبت مٹا دیں گے اور صرف اللہ تعالےٰ کا خوف پیدا کر دیں گے۔ ابتداء میں تو یہ خلافت چند سالوں تک مادی اور روحانی ہر قسم کی ذمہ داریاں نبھاتی ہوئی قائم رہی مگر تیس سال کے بعد خلافت ملوکیت میں تبدیل ہو گئی اور روحانی خلفاء عالم اسلامی میں وقتاً فوقتاً آتے رہے اس خلافت روحانی کے متعلق بھی نبی کریمؐ کا ایک عظیم الشان ارشاد تمام مسلمانان عالم کے لئے حیات افروز اور زندگی بخش ہے جو مایوسیوں کو یکسر امیدوں میں بدل دیتا ہے اور وہ یہ ہے :- ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اس امت کے لئے (یہ قانون بنا دیا ہے) کہ وہ ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔“ یہ حدیث جمہور علماء کے نزدیک مستند ہے اور گزشتہ تیرہ صدیوں میں اس حدیث کے مصداق مجددین پیدا ہوتے رہے۔ چنانچہ ۱۸۸۲ء میں اس حدیث کے ماتحت مرزا صاحبؑ نے مجدد ہونے کا دعوے کیا اور دعوے کے ساتھ ہی وہ تجدید دین میں ایسے منہمک ہو گئے کہ موت کے آخری لمحوں تک وہ اپنے اس منصب کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور اس صدی کا کوئی ہمعصر ان کے علمی اور عملی کاموں کا عشر عشیر بھی سرانجام نہ دے سکا۔ حضرت مرزا صاحبؑ اپنی زندگی میں علماء کی توجہ بار بار اس حدیث کی طرف مبذول کرتے رہے کہ اگر وہ اس حدیث کے مصداق نہیں تو اس شخص کی نشاندہی کیجئے جو اس حدیث کے ماتحت احیائے اسلام کے لئے کھڑا کیا گیا ہو۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے بعد ان کے جانشین بھی حضرت مرزا صاحب کے جاری کئے ہوئے کام کی تکمیل کرتے ہوئے علماء سے برابر یہ مطالبہ کرتے رہے کہ اس مجدد کو سامنے کیا جائے جو اس صدی کا رجل عظیم ہے اور آج ہم بھی جناب مولانا مودودی صاحب! آپ سے اور آپ کے توسط سے دیگر تمام علماء سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یا تو اس حدیث کا انکار کر دیجئے اور غلام احمدیہ دین کی جماعت میں داخل ہو جایئے یا اس صدی کے مجدد کی نشاندہی کیجئے۔ اول تو اصلی مجدد کا یہ فرض تھا کہ جب مقابل پر ایک فرضی مجدد دعویدار ہو گیا ہے تو وہ خود کو ظاہر کر دیتا۔ اب تو یہ صدی بھی قریب الاختتام ہے۔ خدا کے لئے تحریک احمدیت کے علمبرداروں کا یہ چیلنج قبول کر لیجئے وہ بار بار اس حدیث کا حوالہ دیتے ہیں اور بڑے طمطراق سے حضرت مرزا صاحبؑ کو بحیثیت مجدد علیٰ رؤس الاشہاد پیش کرتے ہیں۔ ان کی تبلیغ کے عالمگیر سلسلہ کو پیش کرتے ہیں

اس نے تمام دنیا کو محیط کر رکھا ہے۔ مولانا صاحب! ہم یہ لکھ رہے ہیں اور ہمیں خوب یاد ہے کہ آپ کا اس بارے میں کیا موقف ہے۔ آپ اس حدیث کا تو انکار نہیں کرتے مگر آپ مجدد کے منصب کو کچھ ایسا مخفیہ اور پوشیدہ رکھے جانے کا عہدہ خیال کرتے ہیں کہ اس کا اہل ہمیشہ صیغہ راز ہی میں رہے اور خود اُمّت مسلمہ کچھ عرصہ کے بعد ان کے کارناموں کو دیکھ کر اس کے مجدد ہونے کا اعلان کر دے۔ مبعوث تو خدا کرے گا اور مبعوث ہونے والا بھی اس کا اہل ہوگا۔ مگر آپ کا فتویٰ یہ ہے کہ اسے اپنے مجدد ہونے کا اعلان نہیں کرنا چاہیئے۔ کیوں نہیں کرنا چاہیئے؟ ایسے اعلان میں کونسی شرم مانع ہے؟ اس کا کوئی معقول جواب نہیں۔ اس بارے میں آپ کا یہ نظریہ یہاں تک شدت اختیار کر گیا ہے کہ آپ نے ان چیدہ روزگار اولیاء اللہ کو بھی ہدف تنقید بنا دیا جنہوں نے مجدد ہونے کے نہ صرف دعاوی کئے بلکہ انہیں عوام نے ان کی وفات کے بعد مجدد تسلیم بھی کر لیا۔ آپ نے لکھا ہے کہ ان اصحاب کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ یہ آپ کا نظریہ بالکل اسی طرح کا ہے جس طرح آپ نے مزاج شناس بن کر احادیث کی اسناد سے خود کو بے نیاز کر دیا۔ اس چیلنج پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں یہ ایک بات ہی بانی تحریک احمدیت کی صداقت کے لئے ایک بڑا ثبوت ہے۔

باقی ــــ باقی

ماہنامہ رُوح اسلام کا سالانہ چندہ

تین روپے کے بجائے چار روپے مقرر ہوا ہے۔ خریدار حضرات ۱۹۶۹ء کا سالانہ چندہ -/4 روپے ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ مینیجر ماہنامہ روح اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

برلن میں اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

اور انجیل سے واضح کیا۔ اس کے بعد ایک مصری نوجوان نے حکومت الہیہ کے تصور کو بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح فرعون کے زمانہ میں بھی یہ تصور موجود تھا۔ مولوی بشیر صاحب نے اپنے ہال ہیگ میں ہونے والے سیمینار کے بارہ میں بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح عیسائی مشنری اسلام کی تعلیمات کو بگاڑ کر پیش کرتے ہیں۔ اسی دن یہودی اور عیسائی پروفیسرز اور پادری صاحبان نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقاریر کیں اور کیتھولک پادری نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا ہیں اور تمام کائنات کا مرکز۔ وغیرہ وغیرہ۔ پرائیویٹ گفتگو میں یہودی علماء پر واضح کرنے کی سعی کی گئی کہ مسلمان کو یہودی قوم سے نفرت نہیں عرب مسلمان ہو یا کوئی اور، کوئی بھی یہودی قوم اور یہودی نسل سے نفرت نہیں کرتا۔ عرب اور یہودی ایک ہی باپ ابراہیمؑ کی اولاد ہیں۔ یہودی قوم مسلمان ممالک میں رہتے۔ اگر یورپ انہیں جگہ نہیں دیتا تو وہ ہمارے پاس آئیں مسلمان قوم انکے حقوق، ان کی رواداری، ان کی مذہبی آزادی کی حفاظت کرے گی۔ لیکن یہ کہ انہوں نے فلسطین کے عربوں کو ان کے ملک سے نکال کر خود سٹیٹ بنائی ہے یہ ظلم ہے اس سے باز آ جانا چاہیئے۔

تیسرے دن باہم دوستانہ ماحول میں گفتگو ہوئی۔ اور اخبار کے لئے (اعلامیہ) ...... لکھا گیا۔ سب نے اس کے الفاظ سے اتفاق کیا۔ سیمینار کے اختتام پر ہم نے پروفیسر بیرن عمر صاحب کو چار اور مسلمان دوستوں کے ساتھ سٹیم کو کھانے کی دعوت دی۔ وہ مسجد میں آئے نوافل پڑھے اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کے نام سلام پہنچانے کا پیغام دے گئے۔ اس سیمینار کے علاوہ اس ماہ تین مختلف ہائی سکولوں کے تین گروپ مع پادری اساتذہ آئے۔ ان کے سامنے اسلام کے بنیادی اصول واضح کئے گئے۔ سوال و جواب میں "اسرائیلی سٹیٹ" کا مسئلہ، جہاد کا مسئلہ، حضرت عیسیٰؑ کی صلیب کا واقعہ زیر بحث آئے۔ اساتذہ کو تین ٹریکٹ مفت تقسیم کئے۔ "اسلام کے بنیادی اصول" - "ڈیئر پرافٹ محمدؐ" - "دعوت حق"۔ ایک پادری کو مع ان کی اہلیہ چائے کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ ایک جرمن کو جو کراچی میں تین سال تک رہ چکے ہیں۔ اور یہ وہاں جرمن زبان پڑھاتے رہے ہیں۔ ایک اور دن چائے کی دعوت پر بلایا۔ پادری صاحب اور جرمن استاد صاحب کے سامنے اسلام کے نظریات واضح کئے گئے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے واقعہ صلیب پر روشنی ڈالی گئی۔ یہ جرمن استاد کتاب Jesus in Heaven on Earth ساتھ لے گئے۔ ایک عرب نوجوان نے جو ہمارے ہاں ہونے والے اجتماعات میں اکثر آتے رہتے ہیں۔ اپنے خرچ پر بعض جرمن فیملیز کو کھانے کی دعوت دی۔ کھانے کا انتظام وغیرہ مسجد سے ملحقہ مکان ہی میں ہوا ان کے سامنے بھی اسلام کی تعلیمات کو واضح کیا گیا۔ ایک صاحب جاتے ہوئے کتاب خرید کر لے گئے ساتھ جرمن فیملی کو عرب نوجوان نے جرمن ترجمۃ القرآن یہاں سے خرید کر تحفہ دیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک شادی کی تقریب مسجد میں منعقد ہوئی۔ نوجوان ترکی سے آیا ہے۔

ایک جرمن مرد داخل اسلام ہوا۔ یہ صاحب برلن سے باہر مغربی جرمنی میں رہتے ہیں۔ آج سے دو سال قبل مسجد میں آئے تھے کچھ لٹریچر ساتھ لے گئے تھے۔ اب کی دفعہ آئے تو اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر گئے۔ ان کا اسلامی نام ہے محمد عمر۔ ان کی تصویر بھی بھیج رہا ہوں۔

ان تقریبات اور اجتماعات کے علاوہ جمعہ اور ہفتہ کے اجتماعات بھی خدا کے فضل سے جاری رہے۔ ان تین مہینوں میں چودہ اجتماعات جمعہ اور ۱۳۔ اجتماعات ہفتہ کے یعنی کل ۲۷۔ اجتماعات منعقد ہوئے ان اجتماعات میں خطبہ جمعہ کے علاوہ قرآن کریم کا درس ہوتا رہا۔ ایسے اجتماعات میں حاضرین کی تعداد پندرہ سے بیس تک رہی۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

گر بماں را چشم کر روشن ز آیات مبین

پیغام صلح

لاہور

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ - مورخہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۶۹ء | نمبر ۸

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

نبی کریم صلعم اور آپؐ کے صحابہؓ کی خوراک

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ ...... وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ يَأْكُلُوْنَ۔

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کیا کھاتے تھے۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔

مختلف احادیث سے جو اس عنوان کے تحت لائے ہیں اور نیز جو احادیث گذر چکی ہیں ان سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم اور آپؐ کے صحابہؓ کی خوراک نہایت سادہ تھی اور یہی وجہ ہے کہ ان کی جسمانی طاقت اور ذہنی اور دماغی قوتیں اعلےٰ درجے کے تھے۔ آج مسلمانوں نے کھانے میں اس قدر تکلف پیدا کیا ہے کہ اس کا اثر نہ صرف ان کے قوائے جسمانی پر پڑا ہے بلکہ اسی کی وجہ سے ان کے قوائے ذہنی بھی بیکار ہو گئے ہیں۔ امراء اور متوسط الحال دونوں اس مرض میں مبتلا ہیں۔ کہ مکلف کھانوں اور گوشت کے سوائے ان کا گذارا نہیں ہوتا اور کھانے پر اس قدر صرف ہو جاتا ہے کہ دوسری ضروریات کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں رہتا۔ ان کے لڑکی اور دوسرے صاحبان بھی جب باہر جاتے ہیں تو مکلف کھانوں پر زیادہ زور ہوتا ہے اور مرغ

(باقی صفحہ ۱۱ کالم ۱)

جو خدا تعالےٰ کے ساتھ ہے حیّ و قیوم خدا اس کے ساتھ ہے

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص خزاں کے وقت آتا ہی اور بہار ہو جاتی ہے وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہ ہوں اور اس قسم کی شیخیاں مارنے والے ہوں انکی مثال ایسی ہے جیسے مردار پر بیٹھے ہوں۔ مگر جو خدا تعالےٰ کے ساتھ ہے حیّ و قیوم خدا اس کے ساتھ ہے۔ وہ خود زندہ ہے اسے زندہ کرے گا وہ اپنے وعدوں کو جو اس سے کئے ہیں سچا کر دکھائے گا۔

میری نصیحت بار بار یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے نفسوں کا بار بار مطالعہ کرو۔ بدی کا چھوڑ دینا بھی ایک نشان ہے اور خدا تعالےٰ ہی سے چاہو کہ وہ تمہیں توفیق دے کیونکہ خلقکم و ما تعملون۔ قویٰ بھی اس نے ہی پیدا کئے ہیں۔

پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں بعض لوگ تھک جاتے ہیں۔ میرے پاس ایسے خطوط آئے جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دعائیں کرتے رہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مخنث سمجھتا ہوں تھکنا نہیں چاہیئے

گر نباشد بدوست راہ بردن ❊ شرط عشق است در طلب مردن

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر تیس چالیس برس گذر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور ماندہ نہ ہوے خواہ جذبات بڑھتے ہی جاویں۔ اور اللہ تعالیٰ دعا کرنیوالوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جب تضرع سے دعا کرتا ہی اور مصیبت میں مبتلا ہی تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ شخص بچایا جاوے اور وہ بچایا جاتا ہے کیونکہ ان اللّٰہ یحب التوابین۔ یاد رکھو جو شخص گمراہی اور ہلاک ہوا ہی وہ تھکنے

مولانا احمد یار صاحب ایم اے مبلغ اسلام

جزائر فجی میں نماز عید الفطر اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی

جزائر فجی کی جائے وقوع آبادی اور معاشی حالات

امسال عید الفطر کی نماز ہماری جماعت نے پانچ جگہوں پر پڑھی جزائر فجی جیسا کہ بہت سے احباب کو معلوم ہے جنوبی بحرالکاہل میں واقع ہیں۔ ان جزائر کا دارالخلافہ سووا (SUVA) ہے جو سب سے بڑے جزیرہ وینیلیوا (VITILEVA) میں واقع ہے۔ کثرت باراں اور معتدل آب و ہوا کی وجہ سے یہ نہایت سرسبز علاقہ ہے۔ علاقہ کی خوبصورتی کی وجہ سے اب یہاں بہت سیاح آنے لگ گئے ہیں۔ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ کینیڈا اور امریکہ کے سیاح کثیر تعداد میں ان جزائر میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان جزائر میں گوروں کے بہت بڑے بڑے ہوٹل ہیں۔ یہ کاروبار چند ہی سال سے شروع ہوا ہے۔ اب زوروں پر ہے۔ قدرت کی فیاضی سے ان جزائر کو حصہ وافر ملا ہے اصلی باشندے جو کیونٹی (NAVITY) کہلاتے ہیں سب کے سب عیسائی ہو چکے ہیں۔ عیسائیوں کے تمام فرقے ان میں پائے جاتے ہیں۔ حکومت انگریزی ہے۔ جنوبی ہند کے ہندو جو ان جزائر میں آکر آباد ہوئے ان میں سے بہت سے عیسائی مذہب اختیار کر چکے ہیں اور کرتے جا رہے ہیں۔ سوائے گجراتی کاٹھیا واڑی ہندوؤں کے باقی اکثر ہندو گائے کا گوشت کھلم کھلا خریدتے اور کھاتے ہیں۔ بڑے کاروباری تھوک فروش عموماً گورے ہیں۔ پرچون فروش گجراتی ہندو ہیں جو فن تجارت میں مشہور ہیں۔ آپ یہ خیال فرمائیں کہ بالائی گورے لے جاتے ہیں۔ جو تھوڑی بہت چکنائی باقی رہ جاتی ہے وہ یہ گجراتی ہندو سمیٹ لیتے ہیں۔ باقی لوگ کماتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ کھیتی زیادہ تر گنے کی ہوتی ہے۔ اس لئے ان جزائر میں کئی شوگر ملیں قائم ہیں۔ یہ سب کی سب گوروں کی ہیں۔ آبادی میں عیسائیوں کی اکثریت ہے۔ دوسرے نمبر پر ہندو مت والے ہیں۔ مسلمانوں کا تیسرا نمبر ہے۔ کچھ چینی وغیرہ بھی ہیں۔ قومیت کے لحاظ سے اگر آبادی کو لیا جائے تو یہ ہندو مسلمان اکٹھے ملا کر ہندوستانی اکثریت میں ہیں۔ اصلی باشندے یورپین اور چینی وغیرہ اقلیت میں رہ جاتے ہیں۔ پاکستانی مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے یعنی نہ ہونے کے برابر ہے۔ پاکستانی سے مراد وہ مسلمان ہیں جن کے باپ دادا ان علاقوں سے آئے جو آج کل پاکستان میں ہیں۔ مالی لحاظ سے ہندو اور مسلمان اچھی حالت میں ہیں۔ یہاں کا معیار زندگی کافی اونچا ہے۔ بہت صاف ستھرا ملک ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء کی کمی نہیں ہے اور نسبتاً سستی ہیں۔ مکان نہایت صاف ستھرے اور بہت خوبصورت بنے ہوتے ہیں۔ مگر یہاں پرانے مکان لکڑی کے بنے ہوتے ہیں مگر ان مکانوں کی خوبصورتی وغیرہ سے ان مکانوں کو کچھ نسبت نہیں۔ یہاں ہر مکان کو ٹین کا ہوتا ہے دیہات میں ہر مکان تک سڑک بنی ہوئی ہے۔ موٹر نہایت آسانی سے جا سکتی ہے۔ زمین بہت زرخیز ہے۔ زندگی آسان ہے۔ آب و ہوا معتدل ہے اس لئے لوگ ٹھنڈے مزاج کے ہیں، بہت کم لڑتے ہیں۔ سوائے مسلمانوں کے باقی سب مذاہب اور قومیت کے لوگ آپس میں اور دوسرے مذاہب اور اقوام کے لوگوں کے ساتھ نہایت محبت اور پیار سے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے رہتے ہیں اور بلا تکلف کھاتے پیتے ہیں۔ لیکن یہاں کے مسلمانوں میں بھی باقی دنیا کے مسلمانوں کی مانند فساد برپا رہتا ہے۔ فساد کرانے والے بھی علماء سو ہی ہیں جس دن سے مولوی لال حسین آیا ہے اسی دن سے یہاں فساد برپا ہے۔

جماعت احمدیہ کا قیام اور حفاظت اسلام

یہاں جماعت احمدیہ لاہور کی بنیاد اس وقت پڑی جب محترم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع بحیثیت مبلغ اسلام یہاں ان جزائر میں تشریف لائے۔ ان کے آنے سے پہلے آریہ اور عیسائی مسلمانوں کو مرتد کر رہے تھے بعض مرتدین کی اولاد بھی دیکھی۔ کئی خاندان کے خاندان مرتد ہو گئے۔ محترم ساطع صاحب کے آنے سے نہ صرف ارتداد کی رو رک گئی بلکہ کئی غیر مسلم اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ احمدیوں کی آمد سے غیر مسلموں کے حوصلے اس قدر پست ہو گئے کہ ان کو آج تک مسلمانوں کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ کی جرات نہیں ہو سکی۔ والفضل ما شھدت بہ الاعداء۔

چاند کا طلوع و غروب اور روزوں اور عید کا حساب

اس دفعہ جماعت احمدیہ نے عید الفطر کا تہوار اتوار ۱۴ کو منایا۔ دوسرے مسلمان بھائیوں نے یہ تہوار بدھ ۲۴ کو منایا یہاں کی حکومت کا محکمہ موسمیات ہر سال ایک کیلنڈر شائع کرتا ہے جس میں سال بھر کے سارے دنوں اور تاریخوں میں سورج کے طلوع و غروب چاند کے طلوع و غروب اور اس میں جو کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اس کی پوری تفصیل دی جاتی ہے نیز یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ چاند کس دن حاضر ہوگا۔ اور کتنے منٹ سورج کے غروب ہونے کے بعد افق پر نمودار رہیگا۔ ہماری جماعت نے تو یہ فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ ہم اس کیلنڈر کے مطابق جو اوپر مندرج ہے چاند کے طلوع وغیرہ کے متعلق عمل پیرا رہیں گے۔ ۔ ۔ ۔ اس دفعہ ہمارا تیسرا روزہ تھا اور سُنی حضرات کا پہلا روزہ تھا۔ ۔ ۔ ۔

. . . .

. . . .

. . . . ہمارا پہلا روزہ جمعرات کا تھا۔ بہت سے سُنی حضرات نے جمعہ کو روزہ رکھ لیا تھا۔ کیونکہ شب برات کے لحاظ سے شعبان کے تیس دن پورے ہو چکے تھے جب لال حسین کو یہ پتہ چلا کہ بعض سنیوں نے روزہ رکھ لیا ہوا ہے تو اس نے ان کے روزے کھلوا دیئے۔ بعض نے نہ کھولے وہ بغیر تراویح پڑھنے کے مسجد سے چلے گئے۔ فجی جزائر میں بارش بہت ہوتی ہے۔ چاند پہلی دوسری کو مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے عموماً بادل رہتا ہے اس لئے چاند کے دیکھنے پر روزہ رکھنا عموماً غلطی کا موجب ہوتا ہے دنیا کہاں سے کہاں چلی گئی۔ مگر مولوی صاحبان مسلمانوں کی وہ راہنمائی کریں گے جس سے وہ کم از کم سو سال پیچھے رہ جائیں۔ یہاں رات دن دو دفعہ سمندر میں جوار بھاٹا آتا ہے۔ دو ہی دفعہ چڑھتا ہے اور دو ہی دفعہ اترتا ہے۔ اس کیلنڈر پر سارے سال کا حساب منٹوں سیکنڈوں تک لکھا ہوتا ہے کیا مجال جو ایک سیکنڈ کا فرق پڑ جائے۔ سبحان اللہ العظیم۔ اسی کے مطابق جہاز آتے جاتے ہیں۔ قدرت کا کرشمہ یہ ہوا کہ ہمارے دوسرے روزے کی افطاری کے وقت بادل پھٹ گیا اور چاند نکل آیا۔ چاند تو تیسری کا تھا سُنیوں نے خوب لعنت ملامت کی۔ سُنی حضرات کے ۲۸ روزے رہے۔

سووا میں نماز عید الفطر

بہت سے غیر از جماعت دوستوں نے ہمارے ساتھ نماز عید الفطر پڑھی۔ یہاں سووا میں نماز عید الفطر خاکسار نے پڑھائی اور خطبہ دیا۔ ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ لائبریری اور اسکول والے کمرے بھی کھول دیئے گئے تاکہ پیچھے آنے والے دوست آسانی سے نماز عید ادا کر سکیں۔ مستورات کو ملا کر نمازیوں کی تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔

نسوری میں نماز عید

نسوری میں عید کی نماز محترم حاجی حید ربخش صاحب نے پڑھائی۔ تقریباً پانچ چھ سو دوست نماز میں شامل ہوئے۔ حاجی صاحب کی عمر کافی ہے۔ یہ محترم مرزا مظفر بیگ صاحب کے وقت میں جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ نماز مسلم اسکول نسوری کے احاطہ میں پڑھی گئی۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ اسکول کی گراؤنڈ کے ایک جانب بہت خوبصورت مسجد بھی نسوری کے احباب نے تعمیر کی ہے اب نمازیں اور جمعہ وغیرہ اسی مسجد میں ادا کی جاتی ہیں۔

لٹوکا میں عید کی نماز

لٹوکا میں پیش امام پہلے مولوی عبد الجلیل خان صاحب تھے یہ میرے آنے کے بعد جماعت میں شامل ہوئے۔ نہایت مخلص احمدی ہیں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں امریکہ چلے گئے ہوئے ہیں۔ ان کا بڑا لڑکا گورنمنٹ ہائی سکول میں استاد ہے۔ نمازیں وغیرہ وہ پڑھا دیتا ہے اور بچوں اور مستورات کو قرآن کریم ناظرہ ان کی اہلیہ محترمہ پڑھاتی ہے۔ ابھی مسجد کی تعمیر نہیں ہوئی مولوی صاحب موصوف کے گھر کے پاس ہی چار دیواری بنا کر اوپر ٹین کی چھت ڈالی ہوئی ہے نمازیں وغیرہ اسی جگہ ادا کی جاتی ہیں۔ مولوی صاحب کے امریکہ چلے جانے کے بعد محترم امجد خان صاحب نے عیدین کے خطبہ وغیرہ کا کام سنبھال لیا

(باقی بر صفحہ)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۶۹ء

کتاب و سنّت

مسلمانان پاکستان کی طرف سے بار بار یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں اسلامی قانون رائج کیا جائے جو کتاب و سنت پر مبنی ہو یعنی قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی بنا پر آئین مدون کر کے۔ . . اس کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔

جس وقت اس قسم کی آواز پاکستان سے اٹھتی ہے۔ حدیث اور سنت کے مخالف غلام احمد پرویز صاحب پکار اٹھتے ہیں کہ سنت کہاں ہے؟ کونسی وہ کتاب ہے جس کو حتمی طور پر سنت کہا جا سکے اور جس پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہو؟

یہی سوال اب پھر فروری ۱۹۶۹ء کے طلوع اسلام میں اٹھایا گیا ہے، حالانکہ اس کا جواب متعدد مرتبہ اسلامی جرائد و رسائل میں دیا جا چکا ہے کہ سنت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ یعنی عملی زندگی مراد ہے، جو قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے، ہم حیران ہیں کہ جناب پرویز صاحب قرآن کریم کے اس مفہوم کو تو حتمی یقین کرتے ہیں جو ان کی سمجھ میں آئے لیکن اس تفسیر کو ماننے کے لئے تیار نہیں جو مہبط وحی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں پائی جاتی ہے، حالانکہ قرآن کریم نے کھلے الفاظ میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا یعنی یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے اور ایسا ہی فرمایا وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوا و ہوس سے کلام نہیں کرتے آپؐ کا کلام اس وحی پر مبنی ہے جو آپؐ کی طرف کی جاتی ہے۔

قرآن کریم کی ان صراحتوں کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سنت کہاں ہے اور کس کتاب میں پائی جاتی ہے، ایسی جسارت ہے، جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین پائی جاتی ہے اگر سنت کا وجود حتمی طور پر نہیں پایا جاتا تو قرآن کریم نے کون سے اسوہ حسنہ کی پیروی کا حکم دیا ہے، کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرتی زندگی، لوگوں سے میل جول، اور تعلقات۔ نمازوں اور عبادات، روزہ، حج، زکوٰۃ پر آپؐ کا عمل، مقدمات کے فیصلے جو آپؐ نے کئے، حکمرانی کے متعلق آپؐ کی ہدایات، احادیث میں مذکور نہیں؟ پرویز صاحب اس وجہ سے حدیث کے قائل نہیں کہ ان میں اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن جہاں تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا تعلق ہے، اس میں بہت کم ایسے واقعات ہوں گے جن میں اختلاف یا شک و شبہ کی گنجائش ہو، آپؐ اسی وجہ سے زندہ نبی کہلاتے ہیں کہ آپؐ کی زندگی کا ہر پہلو نمایاں اور روشن ہے، پھر یہ سوال کہاں تک صحیح ہے کہ کونسی کتاب ہے جس کو حتمی طور پر سنت کہا جا سکتا ہے اور جس پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہو، ہم جہاں تک سمجھتے ہیں کہ بالا امور میں اسلامی فرقوں کے اندر کوئی بھی اختلاف نہیں پایا جاتا، عبادات وغیرہ میں جزوی اختلافات کی موجودگی کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور نہ قانون کو اس پر اثر انداز ہونے کی ضرورت ہے، اگر اس قسم کے اختلافات کی وجہ سے سنت نبوی کو بنائے آئین نہیں بنایا جا سکتا تو قرآن کریم کے فہم میں بھی بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں جو مختلف تفاسیر کے اندر موجود ہیں، خود پرویز صاحب کا فہم قرآن بھی دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہے۔ یہاں تک کہ حدیث کو چھوڑ کر نماز کی ہیئت و اذکار، جو انہوں نے قرآن سے نکالے ہیں وہ جمہور مسلمانوں سے مختلف ہیں، ان اختلافات کے ہوتے ہوئے قرآن سے کونسا ایسا آئین بنایا جا سکتا ہے جس پر سب کا اتفاق ہو سکے۔ مثلاً چور کی سزا کے بارہ میں قرآن نے جو قطع ید کا حکم دیا ہے اس کے مفہوم میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک قطع ید سے مراد قید وغیرہ کے ذریعہ سے ہاتھ کو چوری سے روکنا اور جو لوگ ظاہری معنوں کو لے کر ہاتھ کا کاٹنا ہی ضروری سمجھتے ہیں، انہوں نے چوری کے مال کے لئے نصاب مقرر کیا اور اس میں بھی اختلاف ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک دینار کا چوتھا حصہ نصاب [illegible] امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دس درہم بعض کے نزدیک پانچ درہم کی چوری پر قطع ید کا حکم [illegible] ہے۔ اس سے کم مال کی چوری پر نہیں لگ سکتا۔ اسی طرح بعض اور جرائم کی سزاؤں میں [illegible] پائے جاتے ہیں، ایسی صورت میں جناب پرویز صاحب سنت کو چھوڑ کر قرآن سے کونسا [illegible] وضع کر سکتے ہیں جس میں کوئی اختلاف نہ ہو۔

اس لئے قرآن فہمی یا آئین سازی کے لئے قرآن کے ساتھ سنت [illegible] لازمی ہے اور اسی بات کی وصیت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی [illegible] قد ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا کتاب اللہ وسنتی [illegible] کاش پرویز صاحب ان حقائق پر غور کر کے سنت نبوی کے انکار سے [illegible]

تبصرہ

تائید حق

مؤلفہ ڈاکٹر خورشید عالم ترین صاحب — ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible] سری نگر۔ کشمیر۔

یہ ۴۸ صفحات کا رسالہ اس تبلیغی جدوجہد کی ایک کڑی ہے جو محترم ڈاکٹر خورشید [illegible] ترین صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید و حمایت میں کر رہے ہیں۔ موصوف [illegible] کے ایک محترم بزرگ کنڈے خان کے نواسے ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں انہوں نے پوری تحقیق کے بعد سلسلہ میں شمولیت اختیار کی اور اس وقت سے کہ اب تک [illegible] سلسلہ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، حال ہی میں انہوں نے ایم بی بی ایس پاس کیا ہے اور اب اپنا مطب قائم کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں، جس کے لئے جماعت سے خواستگار ہیں۔ اشاعت اسلام کی غرض سے ایک فنڈ بھی انہوں نے قائم کر رکھا ہے میں اپنی آمد کا ایک حصہ جمع کرتے اور جماعتی کاموں میں خرچ کرتے رہتے ہیں [illegible] دوسری کتاب ہے جو انہوں نے حال ہی میں لکھی ہے۔ اس سے قبل "اسلام [illegible]" نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ شائع کیا تھا، یہ دونوں رسالے اسی فنڈ سے شائع [illegible]

زیر نظر کتاب (تائید حق) میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے مجددیت [illegible] مہدویت پر قرآن، حدیث اور اولیاء اللہ کے بیانات کی روشنی میں [illegible] اور اسلام کے دفاع میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان تمام [illegible] اور الزامات کا مفصل جواب دیا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ پر مختلف حلقوں [illegible] ہیں، اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی سرگرمیوں اور عقائد کا ذکر [illegible]

شروع میں جناب عزیز کاشمیری صاحب ایڈیٹر اخبار روشنی سری نگر [illegible] ہے جس میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور [illegible] پر نہایت عمدہ پیرایہ میں مختصراً روشنی ڈالی ہے۔

غرض یہ کتاب ہر پہلو سے اس قابل ہے کہ غیر از جماعت حلقوں میں [illegible] پاکستان میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور بھارت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سری نگر سے مفت مل سکتی ہے۔

انگریزی ترجمۃ القرآن کا نیا ایڈیشن

انجمن حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہرۂ آفاق انگریزی ترجمۃ القرآن [illegible] ایڈیشن کی طباعت کی تیاری کر رہی ہے۔ احباب سے گذارش ہے کہ اگر کسی کو [illegible] مطالعہ کے دوران انگریزی ترجمہ یا حواشی میں کوئی غلطی نظر آئی ہو تو ہمیں [illegible] ایسی غلطی کو نئے ایڈیشن میں درست کر لیا جائے۔ عربی متن چونکہ نیا لگایا جائے گا [illegible] غلطیوں کے ارسال کرنے کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر اللہ بخش

آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible]

صبغۃ اللہ سے مراد فطرتِ الٰہی ہے جو تمام انسانوں کو دی گئی ہے

یسائیوں کا بپتسمہ خدا تعالیٰ کا رنگ نہیں۔ اناجیل کی مختلف عبارات خدا تعالیٰ کا کلام نہیں۔

ول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشکل کام:۔ پہلی کتابوں کی سچائیوں کی حفاظت اور غلطیوں کی اصلاح

طبہ جمعہ۔ مورخہ ۱۴؍ فروری ۱۹۶۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

صبغۃ اللہ۔ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ ونحن لہ عابدون —————— (البقرہ۔ ۱۳۸) ——

یہودیوں اور عیسائیوں کا بپتسمہ

صبغۃ اللہ۔ رنگ دینا خدا کا رنگ دینا ہے ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ تم مقابلہ کرو کیا خدا سے بہتر رنگ دینے والا کوئی اور ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ فیصلہ انسان پر چھوڑا ہے کہ رنگ دینے میں کون ہے جو خدا سے اچھا رنگ دے سکتا ہے۔ اس رنگ دینے کا ذکر تفصیل کے ساتھ تو انجیل شریف میں ملتا ہے۔ چنانچہ تفسیروں میں بھی لایا گیا ہے کہ یہ مسئلہ یہودیوں اور نصاریٰ کی اصلاح کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ رنگ دینے والا اور کون ہے کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ کچھ اہل مذاہب نے بھی رنگ دینے کا بنیادی اعتقاد سمجھ رکھا ہے۔ مثلاً عیسائیوں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو بپتسمہ دیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بپتسمہ دینے سے وہ عیسائی بن گیا اور گناہ سے پاک ہو گیا۔ یہودی بھی یہی کہتا ہے کہ بپتسمہ دینے سے ہی ایک بچہ یہودی بن جاتا ہے۔ اس لئے یہاں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف سے بپتسمہ کی صورت میں رنگ کے دیئے جانے کا ذکر ہے

حضرت عیسیٰؑ کا بپتسمہ پانا ان کے ابن اللہ ہونے کے منافی ہے

انجیل میں بپتسمہ کا بہت ذکر آیا ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بپتسمہ لیا۔ میں نے وہ جگہ دیکھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بپتسمہ لیا۔ یردن کا دریا مشہور ہے اس کے ایک طرف یہودی رہتے ہیں اور دوسری طرف مسلمان آباد ہیں۔ یہ مقام اب زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بپتسمہ کا مطلب یہ ہے کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناپاک اور گناہگار پیدا ہوئے تھے۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اور بپتسمہ پاکر وہ پاک ہو گئے۔ انجیل شریف میں ان کے بپتسمہ پانے کا ذکر ہے۔ یوں تو انجیلیں چار ہیں۔ ان میں سے تین انجیلوں میں یہ ذکر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ مرقس کی انجیل میں لکھا ہے:۔

"جب سب لوگوں نے بپتسمہ لیا اور یسوع بھی بپتسمہ پاکر دعا مانگ رہا تھا تو ایسا ہوا کہ آسمان کھل گیا اور روح القدس جسمانی رنگ میں کبوتر کی مانند اس پر اترا اور آسمان سے یہ آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں خوش ہوں"

(لوقا۔ باب ۳۔ آیات ۲۱۔۲۲)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشر ہیں۔ اسی لئے جناب الٰہی میں دعا کر رہے ہیں۔ اگر خدا کے بیٹے ہوتے تو انہیں دعا کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ میں نے ایک پادری صاحب کو انجیل کا حوالہ سنایا اور ان سے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ نے یوحنا سے بپتسمہ لیا تو وہ پاک ہوئے اور ان کی دعا سنی گئی۔ اس کے نتیجہ میں ان پر کبوتر کی شکل میں روح اتری۔ جس نے کہا تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ میں تم سے خوش ہوں۔ گویا جب تک حضرت عیسیٰؑ نے بپتسمہ نہیں لیا تھا اس وقت تک خدا تعالیٰ کا قرب ان کو حاصل نہ ہوا تھا۔ یہ صلہ ان کو بپتسمہ لینے اور دعا کرنے کی وجہ سے ملا۔ ... سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے تھے تو یوحنا نبی سے بپتسمہ لینے کا کیا فائدہ تھا۔

انجیل کی عبارات خدا تعالیٰ کا کلام نہیں۔

اناجیل میں تین جگہوں پر مختلف عبارتوں میں بپتسمہ کا ذکر ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے لیکن الفاظ الگ الگ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ کے اختلافات کی وجہ سے مروجہ انجیلیں خدا کا کلام نہیں ہیں۔ اسے تاریخ کہا جا سکتا ہے کہ ایک مؤرخ نے ان الفاظ میں بیان کیا اور دوسرے نے دوسرے الفاظ میں اور تیسرے نے تیسرے اسلوب میں۔

قرآن کریم کا مقصد: پہلی سچائیوں کی حفاظت اور غلط باتوں کی اصلاح

قرآن کریم کا صرف یہ مقصد نہیں کہ نماز روزہ کی تلقین کی جائے بلکہ اس کا مقصد سابقہ کتابوں کی صحیح تعلیمات کی حفاظت کرنا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم کی ایک صفت مھیمن بھی ہے جس کے معنی ہیں دوسری کتابوں کی صحیح تعلیم کی حفاظت کرنے والی کتاب۔ قرآن کریم پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ ان غلط تعلیمات کی نشاندہی اور اصلاح بھی کرتا ہے جو ان میں بے جا طور پر داخل کر دی گئی ہیں۔

مداہنت سے پاک تعلیم

ایک ہی وقت میں دوسری کتابوں کی تعلیمات کی تصدیق کرنا اور ساتھ ہی ان کی اصلاح کرنے میں کسی مداہنت کا طرز اختیار نہ کرنا نہایت مشکل کام ہے۔

ایک انگریز خاتون جو بڑی فصیح اللسان تھی ہمارے ملک میں آیا کرتی تھی۔ ان کا نام مسز اینی بیسنٹ تھا۔ ان کا کام یہ تھا کہ وہ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ یہودی اور مسلمان سب مذاہب کو سچا کہا کرتی تھی۔ لوگ اس پر لٹو تھے کیونکہ وہ مداہنت سے سب کو اپنا گرویدہ بنانا چاہتی تھی۔ اس کے برخلاف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں یہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام مذاہب خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ ان کی آسمانی کتب بھی خدا کی طرف سے ہیں وہاں آپؐ یہ بھی فرماتے تھے کہ ان الٰہی تعلیمات میں قطع و برید کر دی گئی ہے اور غیر الہامی تعلیمات بھی ان میں داخل کر دی گئی ہیں ان کی اصلاح کرنا میرا کام ہے۔ اس طرح حضور صلعم نے مداہنت سے کام نہیں لیا۔ آپؐ اقوام عالم کو ایک جگہ جمع کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلہ میں ایک مشکل کام جو آپؐ کو کرنا پڑا وہ ان کی غلط باتوں کی اصلاح کا کام تھا، جو آپؐ نے کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔

صبغۃ اللہ سے مراد فطرت انسانی ہے

صبغۃ اللہ کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ فطرت انسانی خدا کا دیا ہوا رنگ ہے۔ تمام ہی نوع انسان کو ایک ہی طرح کی فطرت عطا کی گئی ہے۔ فطرت انسانی پاک ہے اس پر انسان کے ہاتھ سے کسی اور رنگ کے چڑھانے کی حاجت نہیں۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔ اس رنگ میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی۔ اس فطرت کی تربیت کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ فطرت بمنزلہ

پہنچ گئے ہے۔ جو استعدادیں اس فطرت میں ودیعت کی گئی ہیں صرف انہی کی تربیت ہوسکتی ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر انبیاء کرامؑ قوموں کی تربیت کے لئے جناب الٰہی کی طرف سے بھیجے جاتے رہے ہیں۔ اور ہر نبیؑ نے اس فطرت کے مطابق تعلیم دی ہے

انجیل کی غلط تعلیمات

اب رہا یہ سوال کہ آیا پہلی کتابوں میں غلط تعلیمات راہ پا گئی ہیں۔ اس بارے میں قرآن کریم نے بتایا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنی احبار قوم اپنی آسمانی کتاب میں تحریف کر دیتے ہیں۔ مزید فرمایا یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللّٰہ۔ اپنی کتاب یہ خود اپنے ہاتھ سے اپنے مقصد کے حصول کے لئے کچھ کا کچھ لکھ دیتے ہیں۔ پھر تلقین کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے حالانکہ وہ خدا کا کلام نہیں ہوتا۔

اناجیل کی مختلف عبارات

مثلاً میں اناجیل کی وہ عبارات پڑھتا ہوں جن میں لفظی اختلاف آپ کو نمایاں طور پر نظر آئے گا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا کلام نہیں۔ مرقس کی انجیل میں لکھا ہے :-

"ان دنوں ایسا ہوا کہ یسوع نے گلیل ناصرہ سے آکر یردن میں یوحنا سے بپتسمہ لیا اور جب وہ پانی سے نکل کر اوپر آیا تو فی الفور اس نے آسمان کو ...... پھٹتے اور روح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اترتے دیکھا اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا بیٹا ہے تجھ سے میں خوش ہوں"

(مرقس باب ۱ آیت ۱۰-۱۱)

اور یوحنا لکھتا ہے :-

"یوحنا نے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترتے دیکھا ہے اور وہ اس پر ٹھہر گیا اور میں تو اسے پہچانتا نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اسی نے مجھ کو کہا کہ جس پر تو روح کو اترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے چنانچہ میں نے دیکھا اور گواہی دی ہے کہ یہ خدا کا بیٹا ہے"

(یوحنا باب ۱ آیات ۳۲ تا ۳۴)

پھر لوقا میں لکھا ہے :-

"جب سب لوگوں نے بپتسمہ لیا اور یسوع بھی بپتسمہ پا کر دعا مانگ رہا تھا تو ایسا ہوا کہ آسمان کھل گیا اور روح جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اس پر اترا اور آسمان سے یہ آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے، تجھ سے میں خوش ہوں" (لوقا باب ۳ آیات ۲۱-۲۲)

یہ تین انجیلوں کی تین عبارتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مسیح کی ابتدائی زندگی پر بھی انجیلوں کے بیانات مختلف ہیں اور موت پر بھی۔ ابتداء بھی تاریخی طور پر غلط ہے اور انتہاء بھی تاریخی طور پر غلط۔ جو تختی حضرت مسیح کو صلیب دیتے وقت ان پر لکھ کر لگائی گئی تھی اس کی عبارت تینوں اناجیل میں مختلف درج ہے بھلا تختی پر لکھی ہوئی عبارت بھی مختلف ہوسکتی ہے۔ غرض یہ عبارتیں مختلف ہیں۔

موجودہ انجیل خدا تعالیٰ کا کلام نہیں

معلوم ہوا کہ یہ آسمان سے اتری ہوئی باتیں نہیں ہیں۔ یقیناً انجیل شریف حضرت عیسیٰؑ پر وحی ہوئی۔ اس کی تعلیمات برحق تھیں موجودہ انجیل قریباً ایک سو سال بعد لکھی گئی تھی اور انسانوں کے ہاتھوں سے لکھی گئی تھی، یہ خدا تعالیٰ کا کلام نہ تھا۔

عیسائیوں کے دو فرقے

قرآن کریم کی اس آیت میں کتنا بڑا سبق دیا گیا ہے۔ فطرت کبھی پانی کے چھینٹے سے تبدیل نہیں ہوسکتی۔ یورپ میں یہ بحثیں ہوتی ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے یردن کے دریا میں بپتسمہ لیا تھا۔ اور تم جو گرجوں میں بیٹھ کر بوندیں ڈالتے اور دیتے ہو یہ بپتسمہ نہیں کہلا سکتا۔ اس اختلاف سے دو فرقے بن گئے ہیں۔

رسول کریم صلعم کا اصلاحی کام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں قوموں کی کتابوں کی تعلیمات کی تصدیق کی وہاں نہایت مدلل طور پر ان کی اصلاح بھی فرمائی ہے۔

بیماروں کے لئے دعا

ہمارے کرم دوست نصیر احمد صاحب فاروقی کو اب کچھ آرام ہے۔ ان کی درخواست ہے کہ جماعت ان کے لئے دعا جاری رکھے۔ ڈاکٹر خورشید عالم ترین صاحب سرینگر سے لکھتے ہیں کہ وہ ایک دوائی خانہ قائم کرنے والے ہیں۔ جماعت ان کی کامیابی کے لئے دعا کرے۔ خلیفہ عبدالرشید صاحب جو یہاں تشریف رکھتے تھے۔ وہ بیمار ہیں اور ہسپتال میں پڑے ہیں۔ وہ بھی جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ڈاکٹر حسن علی صاحب کے رشتہ دار سلطان محمود صاحب کو حادثہ پیش آیا ہے۔ ان کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ ان کو بڑی تکلیف ہے۔ ہسپتال میں زیر علاج ہیں انکے لئے اور ان دوستوں کے لئے بھی جن کی درخواست نہیں سب۔ سب احباب دعا ...... کریں اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے ... آمین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
منیجر

اخبار احمدیہ

امتحان مقابلہ میں کامیابی اور عطیہ

—— میاں عبدالرشید خان صاحب سیکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں :-

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و کرم سے عزیزم محمد اکرم صاحب (پسر قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور) نے لارنس کالج گھوڑا گلی کے مقابلہ کے امتحان میں پاس ہو کر مبلغ ۔/125 روپے ماہوار وظیفہ (Merit Scholarship) حاصل کیا ہے۔ اس خوشی میں عزیزم کی والدہ محترمہ نے (جو اپنے دل میں اشاعت اسلام کی تڑپ رکھتی ہیں) مبلغ ۔/۱۱ روپے برائے اشاعت اسلام انجمن کے خزانہ میں جمع کروائے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو مزید ترقی عطا فرمائے اور دینی تعلیم جو ہمارا اصل مقصد ہے سے بھی نوازے۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ ایسی ہی دعا کریں۔

بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں

—— ایبٹ آباد سے قاضی عبدالاحد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے ایک مخلص احمدی دوست جناب محترم نصیر الدین صاحب سینٹری انسپکٹر حویلیاں کے ہاں بچیوں کی پیدائش کے کافی مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرزند مرحمت فرمایا ہے۔ موصوف نے ۔/۲ روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے ہیں اور درخواست کی ہے کہ احباب کرام نومولود کی صحت اور درازی عمر کی دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

شکریہ تعزیت

—— میرے والد صاحب جناب مولوی فردوس احمد صاحب امام مسجد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (شیخ محمدی پشاور) کی وفات پر ہمدردی اور تعزیت کے خطوط آئے ہیں۔ چونکہ ان سب احباب کو فرداً فرداً جواب سے قاصر ہوں۔ اس لئے بذریعہ اخبار پیغام صلح ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

دعا گو محبوب احمد ولد فردوس احمد مولوی امام مسجد
شیخ محمدی ضلع پشاور

تعلیم کیلئے روانگی

—— قاضی عبدالحفیظ صاحب کارکن انجمن اسلامیہ ... ڈاکٹر سید مبشر احمد صاحب مورخہ ۱۱ ... کو ۵ بجے شام بذریعہ ہوائی جہاز M-S-c کی تعلیم کے لئے سرکار کا خرچ پر بیرون گئے ہیں۔ تمام ... سے ان کی کامیابی اور بخیریت واپسی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ تعلیم کا کورس ۲ سال کا ہے۔

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

مضمون گناہ کی فلاسفی والی ڈائری کے متعلق

مطالعہ پر مزید حقائق

۳

گذشتہ قسط کا خلاصہ

گذشتہ قسط میں بتلایا جاچکا ہے کہ اللہ تعالے کی طرف سے قرآن مجید کی سورۃ البقرہ ع میں ہی یہ اعلان صاف لفظوں میں موجود ہے کہ محض تسبیح کرنے والی اور گناہوں سے پاک مخلوق ہی کافی نہیں جیسا کہ فرشتے ہیں اس کے ساتھ ایسی مخلوق کی بھی ضرورت ہے جو گناہ کر سکتی ہو اور کرے جیسا کہ فرشتوں کے قول اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء سے اور اللہ تعالے کی طرف سے اس قول کی تردید نہ ہونے سے ثابت ہے صرف یہی نہیں بلکہ واقعات بھی فرشتوں کے قول کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ اگر دنیا میں سب لوگ فرشتوں کی مانند ہوجائیں تو اللہ تعالے ایسی مخلوق پیدا کرے گا جو گناہ کرے اور اللہ تعالے سے طالب بخشش ہو کر بخشش حاصل کرے بیجا نہ ہوگا۔

بعض مفروضوں کی اصل غرض

اصل میں جیسا کہ پہلی قسط میں واضح کیا گیا ہے ایسے مفروضے حقیقت پر مبنی نہیں ہوتے یہاں صرف اس بات پر زور دینا مقصود تھا کہ انسان خواہ کتنے ہی گناہ کرے اللہ تعالے کی صفت غفور اور رحیم کے ماتحت توبہ کرنے پر بخشا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اس امر پر زور دینے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ آپ کا مخاطب ایسا شخص تھا جو اپنے گناہوں کی کثرت اور ان کی سنگینی کی وجہ سے یقین کر رہا تھا کہ اس کی بخشش ناممکن ہے

قرآن کریم سے ایک مثال

چنانچہ ایسے مفروضے کے ثبوت کے لئے قرآن کریم سے ہی ایک مثال پیش کی جاتی ہے کفار کے اس قول پر کہ اللہ تعالے نے بشر رسول کیوں بھیجا اللہ تعالے فرماتا ہے قل لو کان فی الارض ملائکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا بنی اسرائیل ع یعنے اگر زمین میں اطمینان کی حالت میں فرشتے چل پھر رہے ہوتے تو آسمان سے کسی فرشتہ کو ہی رسول بنا کر بھیجا جاتا اب حقیقت تو یہ ہے کہ نہ زمین پر محض فرشتوں نے کبھی ہونا ہے اور نہ ہی وہ ایسی مخلوق ہے کہ اسے رسولوں کی ضرورت پیش آئے بلکہ محض یہ ایسا مفروضہ ہے جس کے ذریعہ محض اس امر پر زور دینا مقصود ہے کہ جس قسم کی مخلوق زمین پر ہوگی اس کی اصلاح کے لئے اسی نوع کا ہی رسول مبعوث کیا جائے گا تم بشر ہو تمہاری اصلاح کے لئے بشر ہی نمونہ ہو سکتا ہے نہ کہ فرشتے اس قسم کے مفروضے ہر زبان کے محاوروں میں استعمال ہوتے ہیں۔ خود قرآن شریف میں بھی اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ لیکن میں مزید مثالوں سے مضمون کو طول دینا نہیں چاہتا بلکہ انکو چھوڑ کر اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔

انسانی فطرت فرشتوں کی فطرت سے ارفع و اعلٰی ہے

فرشتوں کے دونوں خیالوں کے ناقص ہونے کے ثبوت میں بھی اور اپنے قول انی اعلم ما لا تعلمون کی سچائی اور اس کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے بھی اس کے بعد اللہ تعالے فرماتا ہے وعلم آدم الاسماء کلھا۔ یعنے اللہ تعالے نے آدم کو تمام کے تمام اسماء سکھلا دیئے یعنی اس کی فطرت میں تمام کے تمام اسماء کے حامل اور مظہر ہونے کی اہلیت رکھدی۔ اسماء سے مراد ایک تو صفات الٰہی ہیں جیسا کہ سورۃ الاعراف ع۲۲ میں اللہ تعالے فرماتا ہے ولله الاسماء الحسنٰی فادعوہ بھا۔ اسی طرح بنی اسرائیل ع۱۲ میں فرماتا ہے قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمان ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنٰی۔ اسی طرح طٰہٰ ع۱ میں فرمایا اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنٰی۔ اسی طرح الحشر ع۳ میں فرمایا ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنٰی۔ پس اسماء کے ان معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وعلم آدم الاسماء کلھا کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان تمام کی تمام صفات الٰہی کا علم بھی رکھ سکتا ہے اور اپنی بشری استعداد کے مطابق ان کو اپنے اندر پیدا بھی کر سکتا ہے اور اس کے وجود سے تمام کی تمام صفات الٰہیہ کا ظہور بھی ہو سکتا ہے اور وہ ان کا مورد بھی بن سکتا ہے اور دوسرے معنی الاسماء کے خواص اشیاء کے بھی کئے گئے ہیں جس کے معنے یہ ہوئے کہ کائنات کی تمام اشیاء کے خواص معلوم کرنے کی اہلیت بھی اس کی فطرت میں رکھی گئی ہے چنانچہ انسانی کوششیں اس بارے میں شروع دنیا سے اس وقت تک کامیابی سے ہمکنار ہوتی چلی آرہی ہیں اور آجکل تو ان کی کامیابی بالکل نمایاں نظر آرہی ہے۔

کلھا میں کیا اشارہ ہے

اب فرشتوں کے مقابلہ میں آیت میں آدم کے لئے کلھا کا لفظ استعمال کرکے صریح طور پر اس حقیقت کی طرف اشارہ کردیا ہے کہ فرشتے اللہ تعالے کی تمام کی تمام صفات کے حامل نہیں جیسا کہ سورۃ صافات ع۵ میں اللہ تعالے نے خود فرشتوں کی زبان سے اس حقیقت کی وضاحت بھی فرمادی وہ خود اپنے متعلق کہتے ہیں وما منا الا لہ مقام معلوم و انا لنحن الصافون و انا لنحن المسبحون یعنی ہم میں سے ہر ایک کے لئے ایک مقرر مقام ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتا اور ہم اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے مختلف صفوں یعنے مختلف درجات میں ہیں۔ اور ہم اپنی اپنی مقام کے لحاظ سے ہی اللہ تعالے کی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح سورۃ فاطر ع۱ میں اس سے بھی بڑھ کر وضاحت فرمائی ہے۔ فرمایا الحمد للہ فاطر السموات والارض جاعل الملائکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنٰی و ثلاث و رباع یزید فی الخلق ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اس آیت میں صاف الفاظ میں واضح کردیا کہ ملائکہ زیادہ سے زیادہ چار صفات الٰہیہ کے حامل ہیں ورنہ دو یا تین صفات کے ہی مظہر ہوتے ہیں، اللہ تعالے نے اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہا زیادہ صفات کا مظہر بنایا ہے اور ظاہر ہے کہ اسکی مخلوق میں سے انسان ہی وہ مخلوق ہے جو زیادہ کیا بلکہ آیت علم آدم الاسماء کلھا کے ماتحت کل صفات الٰہیہ کا مظہر ہے۔

فرشتوں کی تسبیح کامل نہیں ہوسکتی

پس اب جب یہ ثابت ہوگیا کہ ہر فرشتہ سے اللہ تعالے کی کسی خاص صفت کا ہی ظہور ہوتا ہے کل کا نہیں تو نتیجہ واضح ہے کہ اس کی تسبیح و تحمید و تقدیس صرف اسی صفت کے لحاظ سے ہی ہوگی جس کو وہ جانتا اور جس کا وہ حامل ہے کل صفات الٰہی سے نہ وہ واقف ہے نہ وہ تسبیح و تحمید کے وقت ان تمام صفات کو مدنظر رکھ سکتا ہے اس لئے اس کی تسبیح وغیرہ لامحالہ ناقص ہی ہوگی کامل ہو ہی نہیں سکتی۔ کامل تسبیح و تحمید و تقدیس صرف وہی ہستی کر سکتی ہے جو اللہ تعالے کی تمام صفات کا علم رکھتی ہو اور وہ ہستی انسان ہی ہے اسی لئے سورۃ الاحزاب ع۹ میں فرمایا انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا و اشفقن منھا وحملھا الانسان یعنے ہم نے امانت (امانت پر جو الف لام ہے وہ اللہ تعالے کی حقیقی اور کامل تسبیح و تقدیس کی طرف اشارہ کر رہا ہے) کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا یعنے ان کے فرشتوں پر لیکن انہوں نے اس امانت کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس کے اٹھانے سے ڈر گئے (اس انکار سے مراد زبان حال کا انکار ہے یعنے وہ کامل تسبیح و تحمید کی طاقت ہی نہیں رکھتے تھے ڈرنے سے مراد بھی یہی ہے کہ اس امانت کے حامل ہونے کو انہوں نے فوق الطاقت سمجھا) لیکن انسان نے کامل حقیقی تسبیح و تقدیس کی امانت کو اٹھا لیا وجہ ظاہر ہے کہ اس کی فطری بناوٹ میں اس کی اہلیت موجود تھی پس اللہ تعالٰی نے الفاظ وعلم آدم الاسماء کلھا میں اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ فرشتوں کا دعوٰے تسبیح و تحمید کامل تسبیح و تحمید کا دعوٰے نہیں کہلا سکتا۔ اور اس طرح ان پر حجت پوری

کر دی کہ وہ اپنے اس خیال میں کہ وہ کامل اور حقیقی تسبیح و تحمید کر رہے ہیں غلطی پر ہیں وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ان میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا علم نہیں۔

فرشتوں کے دوسرے خیال کی غلطی کی وضاحت۔

ان کے پہلے خیال کو غلط ثابت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے دوسرے خیال کی غلطی بھی ان پر آیت کے دوسرے حصہ کے ذریعہ واضح کرتا ہے۔ دوسرا خیال ان کا یہ تھا کہ انسان جس کے پیدا کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کا اظہار فرمایا ہے وہ زمین میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا۔ آیت کے اگلے حصہ میں انکے اس خیال کا ناقص ہونا اس طرح ثابت کیا کہ ان کے سامنے ان کامل انسانوں کو پیش کیا جن کا علم صفات الٰہی کے متعلق ان سے بڑھ کر اور مکمل تھا اور بدیں وجہ وہ کامل اور حقیقی تسبیح و تقدیس کرنے والے تھے چنانچہ اس بارے میں قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں ثم عرضھم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین پھر اللہ تعالیٰ نے ان انسانوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا جو تمام صفات الٰہیہ کا پورا علم رکھتے تھے آیت میں اللہ تعالیٰ نے ھم ضمیر جمع کی رکھکر بتلا دیا ہے کہ مراد اس جگہ وہ تمام افراد ہیں۔ جنہوں نے وعلم آدم الاسماء کلھا کے ماتحت فی الحقیقت تمام صفاتِ الٰہیہ کا علم حاصل کر لیا تھا اور ان کے مورد بن گئے تھے ایسے افراد کو ان کے سامنے پیش کر کے ان پر واضح کر دیا کہ انسان کے متعلق جو تم نے اپنے ذہنوں میں تصور باندھا تھا وہ صرف ایک پہلو کو مدنظر رکھ کر باندھا تھا جس کے مصداق نسل انسانی کے صرف ناقص افراد تھے۔ دوسرا پہلو جو انسان کی شرافت اور روحانیت کے بلند ترین مقام کی نشاندہی کر رہا تھا وہ تمہاری نظر سے اوجھل رہا جس کے مصداق انسانی نسل کے کامل افراد تھے جو صرف یہی نہیں کہ فساد نہیں کرتے بلکہ فساد کو مٹانے میں پھر صرف یہی نہیں کہ خونریزی نہیں کرتے بلکہ خونریزی کو ختم کرنے کی کوشش میں اپنی زندگی صرف کر دیتے ہیں۔ اب تمہارے سامنے دوسرے پہلو والے انسان پیش کئے جاتے ہیں اگر تم اپنے نظریوں میں سچے ہو تو ان کو دیکھ کر بتلاؤ کہ کیا تم ان کی تسبیح و تقدیس کا مقابلہ میں تمہاری تسبیح کی کوئی قدر و قیمت ہو سکتی ہے کہاں کامل اور کہاں ناقص اس لئے ان کے مقابلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گویا ان کے دونوں نظریوں کو یعنی ایک ان کے اپنے متعلق نظریہ کو اور دوسرے انسان کے متعلق ان کے نظریہ کو بھی ناقص اور نامکمل ثابت کر کے ان پر ایسی حجت پوری کی کہ ان کو اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہنا پڑا۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ اے اللہ تعالیٰ تیری ذات ہر نقص سے پاک ہے

. . . .

ہمیں تو تیری صفات کے متعلق اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہم کو سکھایا یا عطا کیا ہم تو تیری ان صفات سے ناواقف ہیں جن کا علم تو نے انسان کو عطا کیا ہے اس لئے ان کے متعلق ہم کس طرح کوئی اطلاع دے سکتے ہیں۔ بے شک انسان کی پیدائش میں جو حکمت تیرے مدنظر ہے اس پر ہمیں اب آگاہی حاصل ہوئی ہے اس لئے ہم اقرار کرتے ہیں کہ فی الحقیقت تو ہی علیم اور حکیم ہے تیرے علم اور تیری حکمت کی کنہ تک پہنچنا ہم جیسے قلیل صفات والے کے لئے ناممکن تھا۔

فرشتوں کا اقرار اور آدم کی ان پر برتری کا ثبوت۔

ان الفاظ میں ان کا صاف اقرار موجود ہے کہ صفات الٰہی کے متعلق ان کا علم ناقص ہے اس لئے ظاہر ہے کہ ان کی تسبیح وغیرہ بھی ناقص ہی ہو گی اس کے بعد مزید حجت پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قال یا آدم انبئھم باسمائھم فلما انبأھم باسمائھم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون آدم چونکہ ان صفات کا جامع تھا جو فرشتوں میں متفرق طور پر پائی جاتی تھیں اس لئے آدم نے فرشتوں کو ان کی صفات سے آگاہ کر دیا۔ - - - - - - -

- - - - - - - - اس پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہیں کہتا تھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو پوشیدہ خواص ہیں۔ ان سب کو بھی میں ہی جانتا ہوں اور جو کچھ تم سے ظہور میں آتا ہے یا آ سکتا ہے اور جو تم سے ظہور میں نہیں آ سکتا ان سب امور کو بھی میں ہی جانتا ہوں۔

. . . .

انسانی نسل میں دو قسم کے افراد

مذکورہ بالا مکالمہ سے ظاہر ہے کہ انسانی نسل کے افراد دو قسموں پر مشتمل ہوں گے ایک مفسد یعنی گنہگار احکام الٰہی کے نافرمان اور دوسرے نیکوکار الٰہی احکام کی فرمانبرداری کرنے والے۔ اس سے ظاہر ہے کہ انسان کی فطرتی بناوٹ میں نیکی اور بدی کی طرف جانے والا دونوں قسم کا ملکہ رکھا گیا ہے۔ اسی کی طرف آیت فالھمھا فجورھا وتقواھا اشارہ کر رہی ہے اور اسی کی طرف آیت انا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً اشارہ کر رہی ہے قرآن شریف سے ثابت ہے کہ صفت خلق کے ماتحت مخلوق پیدا کی جاتی ہے اور صفت افناء کے ماتحت مخلوق کی صف لپیٹ دی جاتی ہے اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے چنانچہ موجودہ مخلوق کے متعلق صاف الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین (الانبیاء ع ۷) سو ظاہر ہے کہ جب بھی یہ تین قسم کی مخلوق ہی پیدا ہوتی رہے گی یعنے فرشتے ابلیس۔ انسان اور انسانوں میں گنہگاروں کا وجود بھی یقینی ہو گا جیسا کہ آیت مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ جب یہ ثابت ہے کہ انسانی فطرت میں نیکی اور بدی دونوں کا ملکہ موجود ہے تو انکو تحریک میں لانے والوں کا وجود بھی ضروری ہے قرآن کریم سے ثابت ہے کہ نیکی کے محرک فرشتے ہیں اور بدی کا محرک ابلیس ہے۔

فرشتوں کو سجدہ کا حکم

اس لئے فرشتوں پر آدم کی برتری ثابت کرنے کے بعد انہیں ان الفاظ میں مخاطب کیا جاتا ہے واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم یعنی آدم کی خدمت میں لگ جاؤ ان کی ہمہ گیر خدمت کا ذکر کرنا تو اس وقت مناسب نہیں صرف موضوع کے مناسب حال جس خدمت کو وہ بجا لا سکتے ہیں وہ نیکی کی تحریک کی ہی خدمت ہے صرف اسی کا ذکر کیا جائیگا۔

ابلیس کا انکار

اس کے بعد فرمایا فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین یعنی ابلیس نے اس خدمت کے بجا لانے سے انکار کیا اور اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور وہ انکار کرنے والوں میں سے ہی تھا یعنی اس کی فطرت ہی اس انکار پر مجبول تھی یعنے اس کی فطرت میں ہی بدی کی تحریک کرنا رکھا گیا تھا جیسا سورۃ الاعراف ع ۲ میں اس کے الفاظ قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم سے ظاہر ہے۔

آدم کو جنتی زندگی بسر کرنے اور شیطانی تحریکوں کو ردکرنیکا حکم

اور ہم نے آدم کو کہا کہ آپ اور آپ کی زوج جنت میں رہو یعنے جنتی زندگی ہی بسر کرتے رہنا اور اسی پاکیزہ زندگی کے پھل کھاتے رہنا۔ اس ابا اور استکبار کے درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالم بن جاؤ گے شجرۃ سے مراد یہی شیطانی شجرہ ہی ہے اسی کو قرآن کریم میں وان علیک لعنتی الی یوم الدین فرمایا گیا ہے۔

شیطان کا حملہ

آگے آتا ہے فازلھما الشیطان اور سورۃ الاعراف میں آتا ہے کہ اس نے وسوسہ اندازی سے کام لے کر آدم کو دھوکا دیا اور فعصیٰ آدم ربہ کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ اسے نافرمانی کا مرتکب بنا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا اس کے نفس امارہ بالسوء کی رو سے جو بدی کا ملکہ اس میں تھا وہ بیدار اور نمایاں ہو گیا جیسا کہ فبدت لھما سوأتھما سے ظاہر ہوتا ہے اب جب ملکہ بدی سامنے آ گیا تو فرشتوں نے اسے بدی سے نکالنے کے لئے اپنا کام شروع کرتے ہوئے اس کے نفس کی حالت لوامہ کو حرکت میں لا کر اسے توبہ کی طرف مائل کرنا شروع کر دیا چنانچہ آدم کی زبان سے اپنی نافرمانی کا اقرار اور اس سے توبہ کا اظہار سورۃ الاعراف میں ان الفاظ میں مذکور ہے قال ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کرتے ہوئے ان کی حالت کو درست کرنے کے لئے اور ان کو نیکی کی راہ پر لگانے کے لئے ہدایت کے نازل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا جیسا کہ فرمایا فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم قلنا اھبطوا

مِنها جمیعًا فامّا یاتینّکم منّی ھدًی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون والذین کفروا وکذّبوا بایٰتنا اولٰئک اصحاب النّار ھم فیھا خالدون البقرہ ع ۴ -

یعنی آدم نے اپنے ربّ سے کلماتِ ہدایت سیکھے جن پر اس نے عمل کیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے اس کی طرف اپنی رحمت کے ساتھ رجوع کیا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہگار گناہ کے بعد توبہ کے ذریعہ خدا کی رضا حاصل کر کے اس کا مقبول بن جاتا ہے ۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب کبھی نسل انسانی بدی میں مبتلا ہو گی تو میری طرف سے انہیں اس بدی سے نکالنے کے لئے ہدایت آتی رہے گی اس پر عمل کرنے والے خوف اور حزن سے آزاد ہو جائیں گے یعنی نجات یافتہ ہونگے اور جو اس ہدایت کا انکار کریں گے اور اس پر عمل نہیں کریں گے وہ اصحاب النار ہوں گے اور اسی میں رہیں گے اور یہیں سے دو فریق ہو جائیں گے اور بعضو کم لبعض عدو کے ماتحت ان میں دشمنی کا جذبہ پیدا ہو جائیگا اور مکذبین مصدقین کی ایذا رسانی کے درپے ہو جائیں گے اور یہی وہ مفسد ہوں گے جن کی طرف فرشتوں کے کلام میں اشارہ پایا جاتا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک وہ لوگ ہیں جو گناہوں میں ملوث ہوں گے اور دوسرے وہ جن پر ان گناہگاروں کو راہ راست پر لانے اور انہیں نیک بنانے کے لئے خدا کی ہدایتیں نازل ہوں گی جن پر ہدایات نازل ہوں گی یا جن کے دل میں ان ہدایات پر شروع سے ہی قائم رہنے کی طرف رغبت پیدا ہو گی وہ مامورین الٰہی ہوں گے اور یہی حقیقی معنی میں خلیفۃ اللہ کہلانے کے مستحق ہوں گے دوسرے گو مامور تو نہیں بن سکیں گے لیکن نیک بن کر اعلےٰ سے اعلےٰ روحانی مقام حاصل کر کے خدا کے مقبول بندے بن سکیں گے اور نفس لوامہ سے ترقی کر کے نفس مطمئنہ تک پہنچ جائیں گے ۔

قصّہ کی حقیقت

یاد رہے کہ یہ سارا قصّہ کسی واقعہ پر مبنی نہیں بلکہ انسانی نسل پر جو کچھ گذرنا تھا اس کا نقشہ تصویری زبان میں پیش کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ساری مخلوق میں انسان ہی اشرف المخلوقات ہے فرشتے بھی اس کے خادم ہیں اور شیطان بھی دراصل حقیقت میں اس کا خادم ہی ہے ۔ فرشتے براہ راست خدمت بجا لا رہے ہیں اور شیطان بالواسطہ خدمت بجا لا رہا ہے کیونکہ شیطانی تحریک کا مقابلہ کر کے اور اس کو رد کر کے ہی انسان روحانی ترقی کر سکتا ہے بلکہ روحانیت کی بلند ترین چوٹیوں کو سر کر سکتا ہے ۔ گو انسانوں میں گناہگار بھی رہیں گے لیکن باکمال بھی اس کثرت سے ہوں گے کہ ان کا شمار مشکل ہے اور وہ اپنے کمال میں اس قدر ترقی کریں گے کہ فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ جائیں گے ۔ چنانچہ شب معراج میں جبرائیل اس مقام پر نہیں جا سکا جس مقام پر حضرت نبی کریم صلعم پہنچے ۔"

آئندہ قسط میں انشاء اللہ تعالےٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کا ذکر کیا جائے گا اور بتلایا جائے گا کہ آنحضور صلعم کے فرائض میں داخل تھا کہ قرآن کریم کے مجمل بیانوں کی تفصیل فرمائیں اور یہ کہ دینی مسائل کے متعلق جو کچھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے وہ وحی کے ذریعہ ہی فرمائیں گے ۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

دینِ اسلام

حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی معرکۃ الآراء انگریزی تصنیف ریلیجن آف اسلام کا اردو ترجمہ جس میں اصول اسلام اور شریعت اسلام کے آئین و ضوابط پر بحث کی گئی ہے صفحات ۸۰۰ ۔ تین جلدوں میں ۔ قیمت پندرہ روپیہ ۔

اس اردو ترجمہ کے تین حصے ہیں ۔ پہلے حصہ میں اسلامی تعلیم کے ماخذ : قرآن مجید ، احادیث اور اجتہاد ۔ دوسرے حصے میں اسلامی اصولوں پر بحث ہے : ایمان ہستی باری تعالےٰ ۔ ملائکہ ، الہامی کتب ، انبیاء ، حیات بعد موت قدر و تقدیر وغیرہ ۔ تیسرے حصہ میں فرائض دین ، اسلامی قوانین و ضوابط کا ذکر : نماز ، زکوٰۃ روزہ ، حج ، جہاد ، شادی و طلاق ، مال و جائداد ، وراثت ، قرض ، سود ، کھانے پینے کے احکامات اور تعزیرات وغیرہ ہر مسئلہ پر قرآن و حدیث اور فقہ کی دیگر کتب کے کثرت سے حوالہ جات دیئے ہیں ۔ کل کتاب میں اڑھائی ہزار سے زائد حوالہ جات دئے ہیں

ملنے کا پتہ : —

دارالکتب اسلامیہ

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام ۔ براندرتھ روڈ ۔ لاہور

اخبار و افکار

عقیدت کی بھی کوئی حد ہے ؟!

ماہنامہ پیام عمل لاہور بابت ماہ جنوری ۱۹۶۹ء سے :—

— بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی خاکِ پاک ، ہر مرض کے لئے شفا اور بہت بڑی دوا ہے ۔

— جس کو کوئی بیماری یا ناراضگی ہو جائے وہ خاکِ پاک سے علاج کرے تو سوائے مرض الموت کے تندرست یاب ہوگا ۔

— حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی خاک جملہ امراض کے لئے شفا ہے گو قبر مبارک کے ایک میل کے فاصلے سے اٹھائی جائے ۔ استشفا دینے میں دعا کے سوا کوئی چیز اس کے مانند نہیں ہے ۔

— کسی شخص نے عرض کیا کہ مجھے بہت سی بیماریاں اور درد ستاتے رہتے ہیں اور میں نے خود جو جو دوائیں کھائیں کسی سے فائدہ نہ ہوا ۔ فرمایا کہ تو قبر مطہر جناب امام حسین علیہ السلام کی خاک کیوں نہیں کھاتا ؟ کہ اس میں ہر درد کے لئے شفا اور ہر خوف کے لئے امان ہے ۔

— جب خاکِ شفا کھانا چاہو تو اول اس کو بوسہ دو ۔ پھر آنکھوں سے لگاؤ اور چنے بھر سے زیادہ نہ کھاؤ ۔ کیونکہ جو شخص زیادہ کھائے گا گویا اس نے اہل بیت کا گوشت کھایا اور خون پیا ۔

عقیدت کی بھی کوئی حد ہے ؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو امام حسینؓ کے جد امجد اور لولاک لما خلقت الافلاک کے مصداق تھے ، ان کے روضہ مبارک کی خاک تو شفائے امراض کا موجب نہ ہو سکی ، امام حسینؓ کی قبر کی مٹی کو یہ شہرت کہاں سے مل گیا ؟

جھوٹے اُستاد

بائبل مقدس میں لکھا ہے کہ :—

"جس طرح اس امت میں جھوٹے نبی تھے اسی طرح تم میں بھی جھوٹے اُستاد ہوں گے ۔ جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے اور اس مالک کا انکار کریں گے جس نے انہیں مول لیا تھا ۔ اور اپنے آپ کو جلد ہلاکت میں ڈالیں گے "

(۲ پطرس ۱:۲)

غور کیجیے مسیحی دنیا میں کتنے استاد ہیں جنہوں نے اپنے نبی کی تعلیمات کے برخلاف کتنے جھوٹ گھڑے اور الوہیت مسیح ۔ ابن اللہ کفارہ ۔ پرستش یسوع مسیح و مریم وغیرہ کتنی ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں ۔ اس طرح انہوں نے عملاً اپنے اس مالک کا انکار کیا جس نے انہیں مول لیا تھا اور اپنے لئے کس قدر ہلاکتیں تیار کر لیں ۔

انسان کی بے بسی

ایک خبر کے مطابق ایک ہوائی جہاز لنڈن کے ہوائی اڈے پر اُتر رہا تھا کہ گر کر تباہ ہو گیا ۔ اڈے پر گہری دھند چھائی ہوئی تھی ۔ جس کے باعث نیچے صاف نہیں دکھائی دے سکتا تھا ۔ اس حادثہ میں ۵۲ افراد ہلاک اور ۱۵ زخمی ہو گئے ۔

یہ اور اسی قسم کے دوسرے حادثات اس دور میں رونما ہو رہے ہیں جو انسانی جانوں کی ہلاکت اور تباہی کا موجب ہیں ایسے حالات میں کہ علم و سائنس کی ترقیاں چاند ، زہرہ اور مریخ پر کمندیں ڈال رہی ہیں ۔ اور انسان نے حفاظت ذات کے لئے نہ جانے کتنے اعلےٰ اور بہتر سے بہتر سامان تیار کر لئے ہیں پھر بھی قدرت کے ایک معمولی سے قانون کے آگے آج بھی انسان بے بس و مجبور محض ہے معلوم ہوا کہ آج بھی کائنات پر اسی خدا کا تصرف تام ہے جس کا آج سے کروڑوں اور اربوں سال پہلے تھا ۔ اور آج بھی انسان اسی طرح بے بس و ناچار ہے جس طرح روز اول میں تھا ۔

پیغامِ صلح } ہفت روزہ پیغام صلح کی ۵۶ ویں جلد یکم جنوری ۱۹۶۹ء سے شروع ہو چکی ہے ۔ جن احباب کے ذمہ گزشتہ سال کا چندہ بقایا ہے وہ اصل چندہ معہ جلد ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں ۔

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں

چند تمہیدی معروضات

گذشتہ سے پیوستہ

حضرت مرزا صاحبؒ کا دوسرا چیلنج

جیسا کہ ہم نے اس زمانے کے حالات اور واقعات کی ایمان افروز جھلکیاں حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے بیان کی ہوئی پیشگوئیوں میں دکھا دی ہیں۔ اور زمانہ حال کا نقشہ بھی قارئین کرام کے سامنے موجود ہے۔ ویسا ہی اس زمانہ کی مرکزی شخصیت اور انسانوں کی قیادت کے لئے ایک عظیم الشان انسان کی تقرری کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اینگلو امریکن بلاک اور روس اور اس کے موافقین ممالک کا کمیونسٹ گروپ۔ یاجوج ماجوج کی شکل میں دنیا کو مسخر کرنے اور انسانوں کی آبادی میں فتنہ و فساد کے بیج بونے اور دیوانگی کی حد تک جنگی اسلحہ تیار کرنے اور آنے والی جنگ کی ہلاکت خیزیوں اور تباہ کاریوں کے لئے اپنی قوتوں میں اضافہ کرنے کا اہتمام اور بالآخر ایک دوسرے پر موج در موج ہو کر پل پڑنے کا نقشہ آج سے تیرہ سو برس قبل کی نشر کی ہوئی پیشگوئیوں پر سورج چڑھا رہا ہے۔ اس صدی میں دو مہیب جنگیں ہو چکی ہیں اور تیسری عالمگیر جنگ کے مہیب بادل عوام کے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ یہی دور مسیح موعودؑ کے ظہور کا موزوں ترین وقت تھا۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کی شکل میں ظاہر ہو گیا۔ یہ امر کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ پیشگوئیوں کی اصل حقیقت پردۂ غیب میں ہوتی ہے اور ان میں کچھ باتیں محجوب اور مبہم رہتی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے وقت ابہام کے کل پردے دور ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی نص سے یہ واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس میں نئے اور پرانے کی کوئی تفریق نہیں۔ نبوت کے کل کام رسول اللہ صلعم کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا اب کسی نئے یا پرانے نبی کے ظہور کی ضرورت نہیں۔

حضرت مرزا صاحبؒ نے جب مسیح موعود کا دعویٰ کیا تو ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا کہ اسرائیلی مسیحؑ دو ہزار برس ہوئے فوت ہو گئے ہیں۔ اور قرآن کریم کی بے شمار آیات سے ان کی موت ثابت کر دی۔ اس صدی کے آغاز میں جن علماء کا حضرت مرزا صاحبؒ سے سامنا ہوا۔ وہ حیات مسیحؑ کے قائل تھے وہ مسیحؑ کی وفات کے اعلان سے بھڑک اٹھے۔ اور میدانِ مناظرہ میں کود پڑے ان مناظروں میں حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم سے اس قدر زوردار دلائل پیش کئے کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور بعد میں آنے والے علماء نے وفات اور حیات مسیح پر بحث بالکل ختم کر دی۔ احمدیوں نے چیلنج پر چیلنج دیئے کہ آؤ قرآن کریم سے مسیحؑ کی حیات ثابت کر دکھلاؤ مگر کسی عالم کو یہ حوصلہ نہ ہوا اور گذشتہ پورے پچاس برس میں حیات مسیحؑ پر کسی عالم نے احمدیوں سے بحث کرنے کی جرأت نہ کی حضرت مرزا صاحبؒ نے ظہور مسیحؑ کی یہ توضیح کی کہ یہ مسیحؑ اسی اُمت میں سے سابقہ مسیحؑ کی خو بو لے کر ظہور کرے گا جس طرح وہ مسیحؑ رومیوں کی حکومت میں رعایا بن کر پیدا ہوا اور اسرائیلیوں کی امیدوں کے خلاف دنیوی بادشاہت کی بجائے آسمانی بادشاہت پیش کرنے لگا اور تیغ و سنان کی بجائے وعظ و نصیحت سے دلوں کو مسخر کرتا رہا۔ اسی طرح یہ مسیح محمدیؑ بھی غیروں کی حکومت میں پیدا ہوا یعنے سلطنت برطانیہ کے عہد میں ظاہر ہوا! اور تلوار کے بجائے قلم سے کام لیتا رہا۔ گذشتہ مسیحؑ کے ظہور کے وقت علماء یہود نے مطالبہ کیا تھا کہ تم موعود مسیح نہیں ہو سکتے کیونکہ تم سے پہلے ایلیا نبی کا دوبارہ آنا ضروری ہے مسیحؑ نے جواب دیا کہ احمقو! کوئی شخص مر کر واپس نہیں آتا۔ ایلیا نبی کی خو بو میں یوحنا کا ظہور ہو چکا ہے اسی کو ایلیا سمجھو۔ اسی طرح مسیح محمدیؑ کے وقت علماء اسلام نے مطالبہ کیا کہ مسیحؑ اسرائیلی نے بذاتہ آسمان سے نزول کرنا ہے حضرت مرزا صاحبؒ نے ان کو وہی جواب دیا جو مسیحؑ سابق نے علماء یہود کو دیا تھا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جو مسیحؑ اول کی خو بو لے کر آیا ہوں۔

ہاں مولانا! اس بارے میں بھی آپ کا اپنا ایک نظریہ ہے جو تعجب ہے کہ آپ ایسے روشن دماغ انسان کو کیونکر سوجھ گیا۔ میں آپ کے لٹریچر کا بڑا پرانا طالب علم ہوں۔ کئی سالوں سے ترجمان القرآن کا خریدار ہوں۔ آپ کے لکھے ہوئے مضامین کو بڑے غور و شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ کی طرزِ تحریر اور اسلوب بیان کا مداح ہوں۔ میں نے آپ کے تمام لٹریچر میں آج تک کہیں یہ لکھا ہوا نہیں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری چوتھے یا کسی اور آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ بلکہ آپ حیات اور وفات مسیحؑ کے مسئلہ سے صرف نظر کر جاتے ہیں۔ اور ظہورِ مسیحؑ پر زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہرحال آئے گا وہی مسیحؑ۔ خواہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ مگر دمشق کی مسجد کے مشرقی کنارے آپؑ ان کے ظہور کا ضرور انتظار کرتے ہیں۔ اس معاملے میں آپ نے یہاں تک جسارت کی ہے کہ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے یہ معنی آپ نے اُردو زبان کی بجائے انگریزی میں ......

recalled کر دیئے ہیں۔

یعنی واپس بلا لیا گیا۔ بعض بڑے عہدہ داروں کو ان کی کسی لغزش یا نالائقی کی وجہ سے حکومتیں recall کر لیتی ہیں یعنے واپس بلا لیتی ہیں۔ مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ ایک طرف تو ہمارے علماء یہ تلقین کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے، اب نبوت کا کوئی کام ایسا نہیں جس کو حضورؐ نے خود سرانجام نہ دے دیا ہو یا اس کی آئندہ سرانجام دہی کے لئے رہنما اصول متعین نہ فرما دیئے ہوں۔ اگر یہ ایسا ہے تو پھر ایک بنی اسرائیلی نبی کو کیوں اب تک زندہ رکھا گیا ہے وہ بھی چھپا کر کسی آسمانی کرہ میں مگر مولانا! آپ تو مسیحؑ کا کسی آسمان پر زندہ رہنا اپنے لٹریچر میں کہیں بیان نہیں کرتے۔ ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ آئے گا وہی مسیحؑ۔ مولانا! آپ کے لئے یہ تو ممکن ہے کہ دجال کے مفہوم کو الفاظ کی ظاہری شکل سے ہٹا کر کوئی اور معنوی صورت دے دیں یہ بھی ممکن ہے کہ علامہ اقبالؒ کی تقلید میں حضرت مرزا صاحبؒ کی یاجوج ماجوج کی تشریح کو قبول کر لیں اور علامہ موصوف کے اس شعر کو ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

حقیقت پر محمول سمجھیں۔

مگر مولینا! افسوس یہ ہے کہ نہ آپ کو نہ کسی اور مولوی کو گوارہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کو اس زمانے کا مجدد تسلیم کر لیا جائے۔ مگر حدیثوں میں بیان کردہ پیشگوئیاں چودھویں صدی پر ہی صادق آتی ہیں اور بڑے زبردست قرائن اور دلائل یہی ظاہر کرتے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کا نقشہ قلب صافی پر یوں روشن کر دیا گیا تھا۔ تو جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ مجددِ زمانہ کی مرکزی شخصیت ہوتا ہے اور چودھویں صدی کا مجدد تو مسیح موعودؑ کی شکل میں جلوہ گر ہو کر اور بھی زیادہ ممتاز ہو کر چمک رہا ہے۔ افسوس ہے کہ لوگوں نے منصبِ مجدد کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ عام علماء نے نہ رؤسا نے نہ فضلاء نے، اس کی اہمیت کو مولانا ابوالکلام آزاد نے خوب سمجھا اور اسے بڑے پیارے اور دلآویز پیرائے میں بیان کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کے دل کی کیفیت ان کے الفاظ کے لکھتے وقت کچھ ایسی تھی کہ وہ مجدد کے دامن سے وابستہ ہونا ہی چاہتے تھے کہ وقت کی گندی سیاست نے انہیں مذہب ہی سے آزاد کر دیا۔ مولانا کے حسب ذیل الفاظ آنے والی نسلوں کو بھی متاثر کرتے رہیں گے۔ ہم انہیں ذیل میں اس لئے درج کرتے ہیں تاکہ قارئین اس سے استفادہ کر سکیں۔ یہ ایک زندگی بخش جام ہے۔ جس کے چند گھونٹ نوش کر کے انسان ہمیشہ محظوظ ہوتا رہے گا۔ فرماتے ہیں:۔

" نظام شمسی کی طرح نظام انسانی کے بھی مرکز و محور ہیں مگر تم کو ان کا حال نہیں معلوم۔ تم کو اجرام سماویہ کا مرکز معلوم کرنے میں ہزاروں برس لگ گئے تو نہیں معلوم عالم انسانیت کے نظام و مراکز کے لئے کتنا زمانہ درکار ہوگا؟ تاہم یہ معلوم رہے کہ ہر عہد و دور میں خدا کے چند بندے ایسے ضرور ہوتے

ہیں جن کا وجود ستاروں کے مرکز شمسی کی طرح تمام انسانوں کا مرکز محبت اور کعبہ انجذاب ہوتا ہے۔ اور جس طرح نظام شمسی کا ہر متحرک ستارہ صرف اسی لئے ہے کہ اپنے شمس کا طواف کرے اسی طرح انسانوں کے گروہ اور آبادیوں کے ہجوم بھی صرف اسی لئے ہوتے ہیں کہ اس مرکز انسانیت اور کعبہ ہدایت کا طواف کریں زمین والوں پر ہی موقوف نہیں آسمانوں میں بھی صرف انہی کے ناموں کی پکار ہوتی ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۵-۵۶)

مجھے تو بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے تذکرہ کتاب جو سنہ ۱۹۱۲ء میں لکھی تھی، یعنی حضرت مرزا صاحب کی وفات کے چار سال بعد تو ان کا مقصد منصب تجدید کی عظمت کو بیان کرنا اور مجدد کی عظیم الشان شخصیت کو اجاگر کرنا تھا۔ وہ بعثت مجددین کے متعلق یہ اصول بیان کرتے ہیں۔ اور کس خوبصورتی سے کرتے ہیں:

"اصل یہ ہے کہ مجددین امت کا ظہور بھی معاملات نبوت کے ماتحت ہے جس طرح انبیاء کرام کی تعلیم و دعوت ہمیشہ اسی رنگ میں جلوہ افروز ہوتی ہے جس کا اس کے عہد میں غلبہ ہو۔ اسی طرح مجددین امت کا ظہور بھی ہمیشہ اپنے رنگ و روپ میں وقت کے مقتضا و داعیہ کے مطابق ہوتا ہے کبھی امراء و سلاطین میں سے ظہور ہوتا ہے کبھی علماء و اصحاب درس و تدریس میں سے، کبھی اصحاب سلوک و طریقت میں سے۔ اور یہ تنوع اس لئے ہوتا ہے کہ ان وقتوں کے حوالات انہی بھیسوں کے مقتضی ہوتے ہیں۔ اور چونکہ غلبہ وقت کے رنگ کا ہوتا ہے اس لئے اور تمام رنگتیں اس کی چمک دمک کے سامنے پھیکی پڑ جاتی ہیں۔ صرف باریک بین نگاہیں ہی دیکھ سکتی ہیں۔"

(تذکرہ صفحہ ۲۳۶)

مجدد کی شان بیان کرتے کرتے مولانا کا اشہب قلم ایسی جولانیاں دکھانے لگ جاتا ہے کہ کتاب "تذکرہ" کے اوراق کا ایک ایک میدان اس کے لئے منتخب کر لیتے ہیں اور ایسے خوبصورت، دلپذیر اور ہمیشہ کے لئے دل پر نقش کر دینے والے انداز میں اس کے رقص کی ایک جیتی جاگتی تصویر آنکھوں کے نور اور دل کو سرور پہنچانے کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ یہاں ہم اس تصویر کی صرف چند جھلکیاں دکھلا سکتے ہیں۔ مکمل تصویر دیکھنی ہو تو مولانا کا "تذکرہ" پڑھ لیں۔

"از الجملہ سب سے اعلیٰ و اکمل طبقہ ان اہل الخصوص نفوس مزکی کا ہے جن کو تائید توفیق الٰہی و سوائق فیضان ربانی عزائم امور کے لئے چن لیتا ہے کہ ان ذالک لمن العزم الامور اور جن کا نور علم و عمل مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ۔ اور جن کا قدم طریق منہاج نبوت پر واقع ہوتا ہے۔ انہی افراد خاصہ کو حدیث بخاری میں محدث (بالفتح) کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ اور یہی مورد و مصداق حدیث مجدد کے ہیں جو مختلف طرق سے مروی اور اس لئے بلحاظ صحت متن اس کی صحت میں کلام نہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا وجود فی الحقیقت نظام حق و ہدایت کا مقوم معظم ہے۔ اور انبیائے کرام کی اصلی وراثت انہی میں منتقل ہوتی ہے۔"

پھر آگے چل کر مولانا کی نوک قلم پر یہ الفاظ بے اختیار آ جاتے ہیں:-

"اور کچھ یہ بات بھی نہیں کہ مدرسے اجڑ جاتے ہوں اور خانقاہیں منہدم ہو جاتی ہوں بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کثرت و شہرت کے لحاظ سے ان کا زمانہ علماء اور مشائخ امت کا سب سے بڑا مجمع و ماوی ہوتا ہے۔ اور آبادیوں کی آبادیاں اصحاب علم و پیشوائی سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں تاہم مقام عزیمت و دعوت قیام ہدایت کی ان میں سے کسی کو بھی توفیق نہیں ملتی۔ کوئی دامن رخصت میں پناہ لیتا ہے کوئی گوشۂ انزوا و انقطاع میں صرف اپنی حفاظت و عافیت ڈھونڈھتا ہے۔ کوئی راہ میں فتنہ و فساد کا شور سن کر صرف اسی کو کافی سمجھ لیتا ہے کہ اپنا دروازہ بند کر لے۔"

پھر مولانا ابوالکلام آزاد، مجدد کے اس اقتضائے ظہور کو یوں الفاظ کے پیرائے میں ڈھالتے ہیں:-

"تو اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنت الٰہی اپنی عادت جاریہ کے مطابق قیام حق و دفع باطل کے لئے سرگرم انبعاث ظہور ہوتی ہے اور توفیق الٰہی اپنے کسی اصلح و اکمل بندے کے قلب کا عزیمت دعوت کے لئے انشراح کر دیتی ہے اور اس کے قدم طریق کو منہاج نبوت پر ثابت و مستقیم فرما دیتی ہے۔ وہ اپنے عہد کے تمام اصحاب علم و فضیلت اور ارباب صوامع و مدارس کو تنگنائے رخصت و ضعف میں پیچھے چھوڑ کر منزلوں آگے نکل جاتا ہے۔ قدما و علو و رفعت اس کو اپنی طرف کھینچتی اور سماء کمال و کرامت اپنی ساری بلندیوں کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے دوڑتا ہے گویا آسمان اس کے لئے اتر آتا ہے اور زمین اس کو خود بخود اچھالنے لگتی ہے۔ اس کی ہمت رفعت طلب اور اس کا حوصلہ متصاعد و متعارج کسی بلندی پر بھی نہیں رکتا۔"

مولانا مزید فرماتے ہیں:-

"پس اپنے عہد کا مجدد و محی الملت وہ شخص یا چند نفوس خاصہ ہوتے ہیں جو مجرد دعوۂ نہیں بلکہ عزائم امور دعوت کی راہوں قدم اٹھاتے ہیں۔ اور قیام حق کا صور اس زور سے پھونکتے ہیں کہ یکایک فضا ملت جنبش میں آ جاتی ہے۔ اور تمام اموات غفلت اپنی اپنی قبروں کے اندر چونک اٹھتے ہیں اور اٹھ کر دوڑنے لگتے ہیں۔ گویا یخرجون من الاجداث کانھم جراد منتشر مھطعین الی الداع اور ذالک یوم الخروج کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام مخدوم عظمیٰ ہے جو ہر عہد میں صرف ایک یا چند افراد عالیہ ہی کے حصہ میں آتا ہے اور گو کاروبار دعوت سے معاملات رکھنے والے بہت سے موجود ہوں مگر اس عہد کے فتح باب اور سلطانی و امر دعوت کی فضیلت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ رب ناچار ہوتے ہیں کہ اس فاتح عہد اور عازم وقت ہی کے حلقہ اتباع و ذریات میں داخل ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ ان میں بعض افراد کسی خاص شاخ علم و عمل میں درجہ بلند رکھتے ہوں مگر اس معاملہ کے لئے وہ کچھ سودمند نہیں ہوتا۔ اور فاتح دکار کے آگے ان کو اطفال مکاتب کی طرح زانوئے ادب و استفادہ تہہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس عہد کے تو اُس فیضان و برکات کی کنجی اسی کے قبضہ میں دے دی جاتی ہے۔ پس طالبین فیضان اس کے حلقۂ ارادت سے الگ رہ کر کچھ نہیں پا سکتے۔ اگر کسی نے بطریق استراق سمع کوئی کلمہ حقیقت حاصل کر بھی لیا تو اول تو وہ مثمر برکات نہیں ہوتا۔ اور اگر ہوتا بھی ہے۔ تو چونکہ عہد کی سلطانی فاتح و عازم دعوت ہی کو پہنچتا ہے۔ اس لئے وہ بھی بالواسطہ اسی کے فیضان و بخشش میں سے شمار کیا جاتا ہے۔

وقد احسن من قال ؎

گر گفتۂ زعشق کچھ حرف آشنا
آنہم حکایتست کہ از من شنیدہ

باقی — بانی

جزائر فجی میں

نماز عید الفطر

(بسلسلہ صفحہ ۲)

تھا۔ مگر قضائے الٰہی سے ان کی وفات ہو گئی۔ قارئین کرام پیغام صلح میں ان کے متعلق اس سے قبل پڑھ چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

با سے مسٹر جی۔ این۔ ڈین صاحب کے نام محترم اسے حسین ساہو خان صاحب کا تار آیا کہ لٹوکا میں عید کے خطبہ کے لئے کسی کو بھیجا جائے۔ چنانچہ آپس میں مشورہ کر کے محترم ماسٹر حنیف اشرف صاحب کو تکلیف دی گئی کہ وہ لٹوکا تشریف لے جائیں۔ چنانچہ وہ ایک دن پہلے لٹوکا تشریف لے گئے۔ انہوں نے نماز پڑھائی۔ خطبہ دیا۔ احباب بہت خوش ہوئے۔ نمازیوں کی تعداد پانچ سو کے قریب تھی۔ علاوہ ازیں مبالعہ دوست کثرت سے شامل ہوئے۔

نانڈی میں عید

نانڈی میں عید کی نماز حسب دستور سابق مولوی عبداللطیف تمان صاحب نے پڑھائی اور ما رو میں محترم مولوی محمد ناظر صاحب نے یہ فریضہ سرانجام دیا۔

لال حسین اختر کی مناظرہ بازی اور اس کے نتائج

مولوی لال حسین اختر ابھی تک یہیں ہے۔ ذرہ بھر خوف خدا اس کے دل میں نہیں۔ مجھے اس کی تقریروں کے ٹیپ اور تحریروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ ہے۔ الحمد للہ۔ اب وہ قابو میں آیا ہے۔ نہ وہ چیلنج بازی رہ گئی ہے اور نہ وہ دھوم دھڑاکہ۔ اس نے آتے ہی اپنی تقریروں میں احمدیوں کو چیلنج دیا اور دعوے کیا کہ یہ لوگ زہر کا پیالہ پی لیں گے۔ لیکن لال حسین سے مناظرہ نہیں کریں گے۔ ہم نے مسلم لیگ کے صدر کو لکھا کہ ہم گفتگو کے لئے تیار ہیں۔ اٹھارہ دن کے بعد جواب آیا کہ لال حسین صاحب پرمیل پارک لٹوکا میں صدق و کذب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر تقریر کریں گے۔ آپ کے مولینا صاحب کو سوال و جواب کے لئے وقت دیا جائے گا۔ انہیں صرف دو تین دن کا وقت دیا۔ علاوہ ازیں اس دن معراج النبی صلعم تھا۔ ہم پہلے ہی جلسہ معراج النبی صلعم کے انعقاد کا اعلان کر چکے تھے۔ اس لئے ہم نے فوراً جواباً لکھ دیا کہ ہمیں آپ کے تجویز کردہ موضوع پر مناظرہ منظور ہے۔ مگر اس موضوع

پر دلائل قرآن و احادیث صحیحہ اور تحریرات حضرت اقدس امام الزمانؑ سے دیئے ہوں گے، اور کسی شخص کی خواہ وہ موافق ہو یا مخالف نہ تحریر قابل قبول ہوگی اور نہ زبانی روایت۔ نیز ہم نے لکھا کہ ہماری طرف سے تین مضامین تجویز کئے جاتے ہیں۔ ۱۔ وفات و حیات حضرت عیسےٰ علیہ السلام ۲۔ ختم نبوت کے منکر کون ہیں؟ مسلم لیگی حضرات اور مولوی لال حسین صاحب اختر یا ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ ۳۔ محافظین ختم نبوت کی حقیقت حکومت پاکستان کی نظر میں کیا ہے؟ پہلے دو مضامین پر دلائل قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے دیئے ہوں گے اگر ان کی تائید میں سلف صالحین کا کوئی قول ہوگا تو وہ بھی پیش ہو سکیگا۔ ہمارے تجویز کردہ مضامین کو دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے۔ اور لگا بغلیں جھانکنے۔ جوان کا اپنا تجویز کردہ موضوع ہے اس پر اس نے لکھا ہے کہ صرف حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کی قید آپ نے کیوں لگائی۔ اگر تحریر ہر کاغذ اور ہر کتاب و اشتہار خواہ موافقین کی طرف سے ہو یا مخالفین کی طرف سے پیش ہو سکے تو ہم مناظرہ کریں گے۔ ہم نے لکھا ہے کہ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ میں صداقت اسلام پر مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ مستشرقین یورپ۔ پادری صاحبان اور آریہ سماج کے پنڈتوں کی تحریرات پیش کرنے کی اجازت ہو۔ یہ ان علماء سُو کی حالت ہے نہ ذہنیت ز۔ لے کر اب وہ بھاگنے کی تیاری میں ہے۔ ہم فتح و شکست کے لئے نہیں محض رضائے الٰہی کے لئے حق بات لوگوں کے کانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ اور دیگر بزرگان جماعت کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ اسلام کا بول بالا فرمائے اور اس کے خادموں کی تائید و نصرت فرمائے۔

ربوہ کے حضرات اور غیر احمدی مولوی ایک ہی کشتی پر سوار ہیں۔ دونوں ہی ختم نبوت کے منکر اور دونوں ہی تخریب و تکفیر اُمت مسلمہ کے لئے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

نیاز کیش خاکسار

احمد یار عفی عنہ

ماہنامہ روح اسلام کا سالانہ چندہ تین روپے کی بجائے چار روپے سالانہ کر دیا گیا ہے۔

منیجر ماہنامہ روح اسلام

فجی میں ایک انگریز لڑکی کا قبول اسلام

مکرمی و معظمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ایک انگریز لڑکی جو آسٹریلیا کی رہنے والی ہے مورخہ ۱/۹/۶۹ کو خاکسار کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوئی ہے۔ پہلے خاکسار نے مختصر طور پر انگریزی زبان میں اسے اسلام کے پانچ اصول بتلائے۔ قدرے قرآن کریم کے متعلق اسے بتلایا۔ پھر اسے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کے معانی سمجھائے۔ پھر کلمہ شریف پڑھا کر اسے اسلام کی وسیع برادری میں داخل کیا۔ مستورات اور مردوں کی تعداد میں اس وقت موجود تھے۔ لڑکی کا اسلامی نام زلیخا رکھا گیا۔ اس کے بعد ہمارے قاضی ماسٹر حنیف اشرف صاحب نے اس لڑکی کا نکاح مسٹر غلام صدرالدین صاحب کے ساتھ پڑھایا۔ یہ مسٹر جی۔ این ڈین صاحب کا صاحبزادہ ہے۔ دعا فرماویں اللہ تعالےٰ اس لڑکی کو استقامت بخشے اور اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

نیاز کیش۔ احمد یار عفی عنہ۔ المبشر الاسلامی

رسید بک کا ایک پرت غائب

انجمن کی رسید بک نمبر ۹۸ کی رسید نمبر ۴۸۸۲ کا ایک اصل پرت غائب ہے مثنیٰ موجود ہے۔ اگر کسی صاحب کو اصل پرت غلطی سے مل گیا ہو، تو آنریری جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو مطلع فرمائیں۔

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کی شرط نہیں تو فرمائش پہلے سے ہوتی ہے قوم کی اصلاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ کھانے میں سادگی اختیار کی جائے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ کھانا کافی طاقتور رہنا چاہیئے۔ مگر مصالحدار اور مرغن کھانے مال اور صحت دونوں کو برباد کرنے والے ہیں۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر — گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور "پاکستان"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

ٹیلی فون نمبر ۳۰۳۲۰ — تار کا پتہ تبلیغ لاہور

جلد ۵۷ ‖ یوم چہارشنبہ مورخہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۶۹ء ‖ نمبر ۹

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

بغیر چھنا آٹا زیادہ مقوی ہوتا ہے

عن ابی حازمٍ قال سالت سهل بن سعدٍ فقلت هل اكل رسول الله صلى الله عليه وسلم النقى فقال سهلٌ ما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم النقىّ من حين ابتعثه الله حتّى قبضه الله قال فقلت هل كانت لكم في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم مناخل قال ما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم منخلًا من حين ابتعثه الله حتّى قبضه قال قلت كيف كنتم تأكلون الشعير غير منخولٍ قال كنّا نطحنه وننفخه فيطير ما طار وما بقي ثرّيناه فأكلناه۔

ترجمہ:۔

ابوحازمؓ سے روایت ہے کہا میں نے سہل بن سعدؓ سے پوچھا میں نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی تھی تو سہل نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث فرمایا نہیں کھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی کہا میں نے کہا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تمہارے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے کہ اللہ نے آپؐ کو مبعوث فرمایا تھا چھلنی نہیں دیکھی تھی یہاں تک کہ اللہ نے آپؐ کو وفات دی کہا میں نے کہا کہ تم کیونکر بغیر چھنے جَو کھاتے تھے۔ کہا ہم اسے پیستے تھے اور اسے پھونکتے تھے سو جو اڑنے والا ہوتا (یعنی بھوسہ) اڑ جاتا اور جو رہ جاتا ہم اسے بھگوتے اور پکا کر کھاتے۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔ فی الحقیقت اس قسم کا کھانا زیادہ زود ہضم اور زیادہ باقی برصفحہ کالم نمبر

ہمارے اور اوائل اسلام کے مصائب

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ بڑے طور سے قائم کیا ہے اسکے قائم ہوتے ہی مصائب اور مشکلات پیدا ہو گئے۔ اندرونی اور بیرونی طور پر طرح طرح کے دکھ اس کو دیئے گئے مگر بیرونی طور پر جو دکھ دیا گیا اس پر افسوس نہیں اس لئے کہ وہ دکھ صرف زبان کا دکھ ہے اور اس دکھ کے مقابلہ میں یہ کچھ چیز نہیں جو ابتدائے اسلام اور غربت اسلام کے وقت ان لوگوں کو اٹھانا پڑا جو اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ دکھ اس قسم کے تھے کہ انکو بیان کرنے سے بھی دل کانپ جاتا ہے کہ وہ کیسے سنگدل انسان تھے کہ انہوں نے صرف مسلمان ہونے پر ان کو طرح طرح کی مشکلات اور مصائب میں ڈالا اور ربتوں کو بے دردی سے ایذائیں دیں اور قتل کر ڈالا لیکن اس زمانہ میں جو آزادی کا زمانہ ہے اس قسم کی کوئی تکلیف نہیں دے سکتے۔ صرف زبان سے دکھ دیتے ہیں اور یہ کچھ چیز نہیں ....

...... ہم اپنے ہی حالات زندگی کو دیکھتے ہیں کہ اس وقت کس امن اور آزادی کے ساتھ اس سلسلہ کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ سے ہم اس اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور پوری آزادی اور امن سے اسے کر رہے ہیں۔ خود گورنمنٹ کے ملکوں (بلادِ یورپ) میں ۱۲ ہزار اشتہار دعوت اسلام کا میں نے جاری کیا۔ اور وہ اشتہارات معمولی آدمیوں میں تقسیم نہیں کئے گئے بلکہ معزز ترین کو بھیجے گئے (جن میں شاہی خاندان کے ممبر اور گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدے دار اور اراکین شامل تھے) یہاں تک کہ ملکہ معظمہ کو بھی ایک کتاب دعوت اسلام کی بھیجی گئی۔ اور انہوں نے اسی محبت اور قدر سے اسے دیکھا کہ بذریعہ تار ایک اور نسخہ اس کا منگایا۔ یہ عجیب بات ہے۔ یہ کیسا خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اس نے ایسی جگہ ہمیں بھیجا۔ جہاں ہر طرح پوری آزادی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہم اس کی نظیر دوسری جگہ نہیں پا سکتے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد ہم)

ایس عبداللطیف صاحب - شیخ محمدی

جماعت شیخ محمدی کی تاریخ پر ایک اجمالی نظر

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

سابق صوبہ سرحد میں افق احمدیت پر فردوس احمد کے نام سے دو شخصیتیں اُبھریں۔ ایک نے موضع تورڈھیر ضلع مردان میں جنم لیا اور دوسرے نے خاک شیخ محمدی کو شرف تولد بخشا۔ اول الذکر نے اگر جلالی رنگ میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کیا تو مؤخر الذکر نے جمالی رنگ میں اپنے جوہر دکھائے۔ دونوں اپنے اپنے طور پر صبغۃ اللہ میں رنگین تھے۔

آج سے چند روز قبل عشاء کی نماز کے لئے مسجد پہنچا۔ دروازے کے اندر قدم رکھتے ہی منظور احمد (فرزند فردوس احمد صاحب مرحوم) انتظار میں کھڑا تھا۔ اشارہ کر کے مجھے گھر لے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مرد درویش جن کی آنکھیں کسی کو آتے دیکھ کر خوشی سے چمک جاتیں اور لب جوش انبساط سے متبسم ہو جاتے۔ آج بے حس و حرکت ہیں۔ سب قویٰ پر سکتہ طاری ہے اور ابدی نیند سو چکے ہیں مگر بدن ابھی گرم تھا جو اس امر کی دلیل تھی کہ طائر روح ابھی ابھی قفس عنصری سے پرواز کر چکا ہے ؎

آہ در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

آناً فاناً عزیز و اقارب کا ایک ہجوم گریہ کناں اشک ریزاں چارپائی کے پاس جمع ہو گیا۔ مرحوم کی حیثیت مقامی جماعت کے لئے مربی ناصح کی تھی۔ اس جماعت کے بانی والدم بزرگوار محمد ایوب خاں مرحوم تھے۔ وہ سابقون الاولون میں تھے۔ احمدی بزرگوں میں قرآن کا عشق تھا۔ قبلہ والد صاحب شب کو کھڑے ہو کر ایک رکوع کا درس دیا کرتے تھے۔ درس ڈیڑھ دو گھنٹے پر ممتد ہوتا تھا۔ فردوس احمد رکوع کا درس دیتے اسے زبانی حفظ کر لیتے چنانچہ اپنی وفات تک سات سیپاروں کا درس دے چکے تھے اور سات سیپارے حفظ کر چکے تھے۔

احمدی بزرگوں کی طرح قبلہ والد صاحب کو بھی بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا بڑا خیال تھا۔ بچوں کا شوق بڑھانے اور مسجد سے دلچسپی پیدا کرنے کی خاطر ہفتے میں ایک دو بار درس کے اختتام پر شیرینی بانٹا کرتے تھے۔ ہم بڑے شوق سے چھوٹی چھوٹی سورتیں اور درثمین کی نظمیں یاد کر کے سنایا کرتے تھے۔ اور عمر کے لحاظ سے ترقی کرتے ہوئے بڑی سورتیں بھی یاد کرنے لگے۔ مگر یہ سلسلہ سات آٹھ سال سے زیادہ نہ چلا اور قبلہ والد صاحب ۱۹۲۳ء میں خدا کو پیارے ہو گئے۔

قبلہ والد صاحب نے اپنی حین حیات ہی میں مولوی ولی اللہ صاحب مرحوم کو سلسلہ کی کتابوں کے مطالعہ اور احمدیت کی تبلیغ کی تربیت حاصل کرنے کے لئے مرکز میں بھیجا تھا۔ مگر ان کی وفات پر مولوی صاحب مرحوم ٹریننگ کی مدت تکمیل تک پہنچائے بغیر ہی واپس آ گئے۔ اور بعد میں صاحبزادہ سیف الرحمن صاحب اور دیگر مقامی بزرگوں سے استفادہ کر کے مقامی جماعت کے درس و تدریس کا کام سنبھالا۔ مولوی ولی اللہ صاحب مرحوم اسم با مسمیٰ تھے۔ پاک باز اور بے نفس انسان تھے۔ انہوں نے بغیر کسی صلہ کے بائیس سال تک سلسلہ کی خدمت کی۔ ان کی وفات کے بعد رفتہ رفتہ یہ سلسلہ بند ہوتا نظر آنے لگا۔ کہ ناگاہ مولوی فردوس احمد صاحب کے دل میں یہ لگن پیدا ہو گئی اور انہوں نے قرآن کی تعلیم و تدریس کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

مولوی فردوس احمد صاحب کوئی بڑے تعلیم یافتہ نہ تھے۔ مڈل تک تعلیم تھی مگر قرآن سے عشق نے انہیں قرآن سیکھنے اور سکھانے پر آمادہ کیا۔ خود متعلم اور معلم قرآن بنے۔ جماعت پشاور کے اکابرین مولانا غلام حسن خان صاحب مرحوم - میر مدثر شاہ صاحب مرحوم - مولوی عبداللہ جان صاحب مرحوم - خانصاحب ولادت خان صاحب اور ملک کنڈل خاں صاحب (بقید حیات ہیں، اللہ تعالیٰ عمر اور صحت میں برکت دے) سے بعض مشکل مسائل کے سمجھنے میں مدد لیا کرتے تھے۔ چونکہ ذہن صاف اور فہم رسا پایا تھا۔ بہت جلد جوہر کھلنے لگے۔ ان کی قرأت میں خوش آوازی اور پیرایہ بیان میں دلنوازی تھی۔ معانی و تشریح سیدھی سادی تھی۔ تشریح و تفسیر کے وقت سامعین کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھا کرتے تھے کیونکہ اُن کے مخاطب اکثر ناخواندہ، کم تعلیم یافتہ یا سکول کے بچے ہوا کرتے تھے۔ قرآن کے درس کے علاوہ احادیث (مشکوٰۃ شریف) سلسلہ کی کتب اور ملفوظات اور آئمہ دین میں سے امام غزالی کی کتاب کیمیائے سعادت کا درس بھی ہفتے میں ایک بار ہوا کرتا تھا۔ یہ سلسلہ کوئی بیس برس تک جاری رہا۔

مرحوم کے آخری ایام زندگی بڑی عسرت سے گذرے۔ اگر ایک طرف مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، تو دوسری طرف ناداری اور تنگدستی نے بُری طرح نڈھال کیا۔ بیماری نے غیر معمولی طوالت اختیار کی۔ اور علاج معالجہ کے اخراجات بڑھے۔ انجمن کی جانب سے سو روپے ماہوار کا وظیفہ قطعاً کافی نہ تھا۔ کیونکہ یہ قلیل رقم تو چودہ پندرہ افراد پر مشتمل کنبہ کے نان و نفقہ کے لئے کفایت نہ کر سکتی تھی۔ آفرین ہو ممبران جماعت احمدیہ شیخ محمدی پر کہ مرحوم کے فدائی بنے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنی بساط سے بڑھ کر مرحوم کی دامے قدمے بڑھ کر خلوص سے خدمت کی جس کا اعتراف مرحوم نے بارہا کیا۔

اگرچہ مرحوم کی ساری زندگی غربت و افلاس سے عبارت تھی مگر صابر اس حد تک تھے کہ کبھی کسی سے طمع نہیں رکھا۔ ایک دن کہنے لگے۔ طمع کے تین حرف ہیں اور ہر سہ نقطوں سے خالی ہیں اس پر مجھے غالب کا شعر یاد آیا ؎

جب توقع ہی اُٹھ گئی غالبؔ
کیا کسی کا گلہ کرے کوئی

مطلب یہ تھا کہ طمع اور توقع ہی کی وجہ سے دوستوں سے شکایت پیدا ہوتی ہے اس لئے اس کا خیال ہی نہیں کرنا چاہیئے۔

مرحوم فطرتاً خلوت پسند، نام و نمود سے گریزاں اور خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ دلسوزی اور ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ باہر کس یار وفادار تھے۔ غرضیکہ بڑی خوبیوں والے انسان تھے آخر سات ماہ جنوری ۱۹۶۹ء کو عشاء کے قریب یہ مرد درویش جو پیکر صدق و صفا اور مجسمہ مہر و وفا تھا۔ اپنی تمام رعنائیاں سمیٹتے ہوئے اس دار الفنا سے سوئے دار البقا کوچ کر گئے۔ اللھم اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

جیسا کہ اُوپر ذکر کر آیا ہوں طویل بیماری کے باعث آخری ایام میں درس و تدریس کا سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ گذشتہ اپریل سے جب میں رخصت قبل از ریٹائرمنٹ پر گاؤں آکر مقیم ہو گیا۔ تو

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

میرے کندھوں پر یہ بارِ امانت آپڑا۔ میں پورے یقین کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ دوسروں کی تعلیم و تربیت، تطہیر و اصلاح کا کام بہت کٹھن ہے اور اس میدان میں قال سے زیادہ حال کی ضرورت ہوتی ہے واعظ کے لئے دوسروں کو پند و نصائح دینے سے پہلے اپنے کردار کو اعلیٰ اور ارفع بنانا ضروری ہے۔ نیک نمونہ کے بغیر اخلاقیات کی تمام کتابوں کا درس بالکل بے اثر ہو جاتا ہے۔ جماعت کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ پھر جاری تو کر دیا ہے مگر ڈرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے مولا کریم اس میں شک نہیں کہ ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین ؕ مگر میں ایک کمزور، بے مایہ ناتواں اور ہیچمدان انسان ہوں تو اس اہم اور مشکل ترین کام میں اللہ تعالیٰ میری اعانت فرمائے۔

بزرگان سلسلہ

سے بالعموم اور اپنے محسن و محبوب امیر قوم سے بالخصوص درد مندانہ طور سے ملتجی ہوں کہ وہ اس عاجز کو اپنی نیم شبی دعاؤں میں یاد رکھیں تا قادر مطلق خدا مجھے اس آزمائش میں کامیابی عنایت فرمائے۔ آمین۔

خاکسار
ایس۔ عبداللطیف
شیخ محمدی - پشاور

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ [illegible]

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۶۹ء

حج، عید اور قربانی

خانہ کعبہ اور اس کا حج ان آیات الٰہی میں سے ہے، جن سے اللہ تعالےٰ کی ہستی کا بیّن ثبوت پایا جاتا ہے۔ آج سے ہزارہا سال پہلے جب نسل انسانی کی ابتدا ہوئی، عبادت الٰہی کے لئے وہ گھر بنایا گیا جو خانہ کعبہ کے نام سے موسوم ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ۔ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے فائدہ کے لئے بنایا گیا وہ مکہ ہے۔ اور حدیث میں اس کی صراحت یوں کی گئی ہے بعث اللّٰہ جبریل الی آدم وحواء فامرھما ببناء الکعبۃ فبناہ آدم ثم امر بالطواف بہ یعنی اللہ تعالےٰ نے جبرئیل کو آدم اور حوا کی طرف بھیجا اور ان کو کعبہ بنانے کا حکم دیا پس آدم نے اسے بنایا پھر انہیں اس کے طواف کا حکم دیا۔

پھر ایک وقت وہ آیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنی بیوی حضرت ہاجرہؑ اور ان کے شیر خوار بچے حضرت اسمٰعیلؑ کو خانہ کعبہ کے پاس لے جا کر آباد کریں۔ اس وقت وہاں کوئی آبادی نہ تھی، ریتلی زمین اور بے آب وگیاہ وادی کے سوائے وہاں کچھ نہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کی ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلٰوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون۔ ہمارے رب میں نے اپنی کچھ اولاد کو اس غیر زرعی وادی میں تیرے عزت والے گھر کے قریب بسایا ہے۔ ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ سو تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھلوں سے رزق عطا کر تاکہ وہ شکر کریں۔ اس دعا کے بعد جب حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بچے کو اس بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا آپ خدا کے حکم سے ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں، انہوں نے فرمایا ہاں، اس پر حضرت ہاجرہؑ نے کہا پھر خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا، اللہ اللہ کیا ایمان ہے، اور کیا حکم الٰہی کی تعمیل ہے، انہیں اس بات کا کوئی خدشہ نہیں کہ اس لق ودق جنگل میں ان دونوں ماں بیٹے پر کیا گذرے گی۔ اور نہ حضرت ہاجرہؑ کو خدا پر ایمان ہونے کی وجہ سے کوئی خدشہ لاحق ہے اور اسی ایمان کا پہلا پھل اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ ملا کہ حضرت ہاجرہ اپنے نوزائیدہ بچے (حضرت اسمٰعیل) کے لئے پانی کی تلاش میں جب صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر دوڑتی پھر رہی تھیں، تو اللہ تعالےٰ نے بچے کی ایڑیوں کے نیچے سے پانی کا چشمہ پیدا کر دیا جو اس وقت سے لیکر آج تک آب زمزم کے نام سے ساکنان وادی مکہ کے کام و دہن کو سیراب کر رہا ہے اور اسی نسبت سے وہ دو پہاڑیاں بھی شعائر اللّٰہ بن گئیں جہاں زائرین حج حضرت ہاجرہؑ کی یاد میں سعی کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی مذکورہ بالا دعا کو یہ شرف قبولیت عطا کیا گیا کہ اس وادی غیر ذی زرع کو اللہ تعالےٰ نے دنیا جہان کے لوگوں کی کشش کا موجب بنا دیا۔ اور وہاں مستقل باشندوں کے علاوہ جو اولاد اسمٰعیل میں سے وہاں آباد ہوئے، ہر سال لاکھوں انسان وہاں حج کے لئے وہاں جاتے اور لیقیموا الصلٰوۃ کی ابراہیمی دعا پر عمل پیرا ہوتے ہیں، نہ صرف یہی بلکہ چاروں طرف سے پھلوں اور غلہ وغیرہ کا رزق جو وہاں پہنچتا ہے وہ اس دعا کی قبولیت کا ایک اور روشن ثبوت ہے۔

اسی سلسلہ میں حضرت ابراہیمؑ کی ایک اور دعا بھی قابل ذکر ہے جو انہوں نے اپنے فرزند گرامی حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی مسمار شدہ دیواروں کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے کی۔ اسی دعا میں انہوں نے بعض دیگر امور کے علاوہ باری تعالےٰ کے حضور یہ بھی عرض کی کہ۔ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ اے ہمارے رب ان میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات پڑھے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے تو غالب حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا کئی سو سال بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں پوری ہوئی، جیسا کہ حضور صلعم نے خود فرمایا ہے انا دعوۃ ابی ابراہیم میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ ہوں، اور پھر اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی جو آیات پڑھ کر سنائیں اور کتاب و حکمت کے جن جواہر ریزوں سے دنیا کو مالا مال کیا اور بدکار اور بدکرداری میں لتھڑے ہوئے لوگوں کو جو پاکیزگی عطا کی، اس کی نظیر دنیا کے کسی بڑے سے بڑے رہنما کی تعلیمات میں نہیں ملتی۔ یہ بجائے خود ایک بسیط مضمون ہے جس کی شرح میں بڑی بڑی مبسوط کتابیں لکھی جا چکی ہیں اس مختصر مقالہ میں اس کی وضاحت مشکل ہے، ہاں یہی وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس نے خانہ کعبہ کو مشرکین عرب کے تین سو ساٹھ بتوں سے پاک کر کے توحید الٰہی کا وہ سبق پڑھایا جس نے وحدانیت نسل انسانی کا نظریہ دنیا میں قائم کیا اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف رنگ و نسل اور مختلف ملکوں کے کروڑہا انسان نہ صرف پنجوقتہ نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اتحاد و مساوات کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں، بلکہ ہزارہا کی تعداد میں ہر سال خانہ کعبہ میں جمع ہو کر اتحاد نسل انسانی کا دلفریب نقشہ پیش کرتے ہیں۔

پھر یہی خانہ کعبہ ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے جوان سال فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو خدا کی راہ میں قربان کر رہے ہیں، اور انہوں نے اس خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فرزند گرامی سے اس کا ذکر کیا تو اس فرمانبردار خدا پرست بچے نے بلا حیل و حجت کہہ دیا کہ میرے باپ جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، اور پھر جب وہ بزرگ باپ حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے بیٹے کو لٹا کر گردن پر چھری پھیرنے ہی والے تھے، کہ جناب الٰہی سے آواز آئی کہ ابراہیمؑ! یہ ایک امتحان تھا جو تو نے پورا کر دکھایا ہم اسی طرح (ایسے ہی امتحانات کے ذریعہ) محسنوں کو آزماتے اور اجر عطا کرتے ہیں، پھر اس امتحان کی یادگار میں بعد کے لوگوں میں حیوانی قربانی کی رسم اللہ تعالےٰ کی طرف سے رائج کر دی گئی، جو عید الاضحیٰ کے موقعہ پر تمام دنیا کے مسلمان ادا کرتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں ایک اور الٰہی کرشمہ یہ ہے کہ اسی ویران جگہ کو جہاں حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی تھی کہ رب اجعل ھذا البلد امنًا اللہ تعالےٰ نے نہ صرف ایک عظیم الشان شہر بنا دیا بلکہ وہاں ایسا امن قائم کر دیا کہ دنیا جہان میں لڑائیاں اور ہنگامے ہوتے رہیں لیکن یہ شہر ہر قسم کے امن کا گہوارہ بنا ہوا ہے اور کسی بڑے سے بڑے دشمن کو بھی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں ہو سکی اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے اولم یروا انا جعلنا حرمًا امنًا ویتخطف الناس من حولھم افبالباطل یؤمنون وبنعمۃ اللّٰہ یکفرون، کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ارض حرم کو امن والی جگہ بنایا ہے حالانکہ اس کے ارد گرد سے لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے کیا یہ لوگ باطل پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کا کفر کرتے ہیں؟

یہ ہیں وہ حالات و واقعات، جو ہستی باری تعالےٰ کا ایک زندہ اور روشن ثبوت پیش کرتے ہیں، یہ وہ آیات الٰہی ہیں جن سے اس اجر کا ثبوت ملتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندہ ابراہیمؑ کی اطاعت شعاری پر عطا فرمایا۔

کیا کسی انسان کی طاقت و قدرت میں ہے کہ ایک بے آب وگیاہ وادی میں (جہاں کوئی آبادی بھی موجود نہیں) بسنے والے اکیلے ماں بیٹے کی ایسی حفاظت کرے کہ وہی جگہ ایک امن دار الشہر بن جائے، اور وہاں چاروں طرف سے غلہ اور پھل بکثرت آنے لگیں اور اسی ریتلی زمین سے پانی بھی بافراط نکل آنے اور اس حیرت انگیز واقعہ کی یاد رہتی دنیا تک کے لئے حج اور قربانی کی شکل میں قائم ہو جائے؟ ان فی ذالک لاٰیات لقوم یؤمنون۔

نماز عید الاضحیٰ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں

جمعرات مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۶۹ء کو ساڑھے آٹھ بجے صبح پڑھی جائیگی

یہ کونسا اسلام ہے؟

گذشتہ چند ماہ سے پاکستان میں بعض سیاسی مطالبات کے پیش نظر صدر پاکستان کے خلاف جو ہنگامہ آرائی ہوتی رہی ہے خدا کا شکر ہے کہ صاحب صدر کے دانشمندانہ اقدام سے اس کے خاتمہ کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ سب سے بڑا مطالبہ یہ تھا کہ آئندہ انتخابات براہ راست اور بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہوں اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خان ان میں حصہ لینے سے دستکش ہو جائیں۔ اس ضمن میں اور بھی کئی مطالبات تھے، جو سب کے سب صاحب صدر نے منظور کر لئے اور حزب مخالف کی تمام جماعتوں اور دوسرے لیڈروں کو دعوت دی کہ وہ ان سے مل کر ان امور پر بات چیت کریں۔ یہ امید ہے ایک دو دن تک شروع ہو جائے گی۔

جہاں تک مطالبات کا تعلق ہے ہمیں ان کے برحق ہونے میں کلام نہیں، لیکن ان مطالبات کے منوانے کے لئے جلسوں اور جلوسوں کا دھار دھاڑ اور آتش زنی کا جو طریق اختیار کیا گیا ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ کسی طرح جائز نہ تھا۔ کہنے کو تو ان مطالبات میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ بھی شامل ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ لوٹ مار، آتش زنی، ہلڑ بازی اور توڑ پھوڑ کا جو طریق اختیار کیا گیا جس کے نتیجہ میں کئی دکانوں کی املاک تباہ ہونے کے علاوہ کئی بے گناہ جانیں ضائع ہوئیں یہ کونسے اسلام کی تعلیم کا نمونہ ہے۔ کیا قرآن کریم نے اس قسم کی ہلڑ بازی کی اجازت دی ہے؟ کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی واقعہ دکھایا جا سکتا ہے کہ آپؐ نے اپنے تو اپنے ان کفار کے ساتھ بھی کبھی اس قسم کا ظالمانہ طریق اختیار کیا ہو جو آپؐ کے شدید ترین دشمن تھے اور جن کے ہاتھوں سخت ترین اذیتیں آپؐ کو اٹھانی پڑیں، یہاں تک کہ جب انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے لشکر کشی کی، تو اس وقت بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہی حکم ملا، وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ صرف انہی لوگوں سے اللہ کی راہ میں جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں لیکن زیادتی مت کرو اللہ تعالےٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، پھر اس صریح حکم الٰہی کی روشنی میں ..... اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کے ہوتے ہوئے کہ آپؐ نے کبھی کوئی ایسا اقدام نہیں کیا جو آج اسلام کے نام لیوا پاکستان میں کر رہے ہیں بلکہ ساری تاریخ اسلام میں اس قسم کی لوٹ مار، ہلڑ بازی اور آتش زنی وغیرہ کی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ ... یہ کونسا اسلام ہے جس کی اتباع میں یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اور افسوس ہے کہ کسی سیاسی یا مذہبی لیڈر نے اس کے خلاف ہلکی سی بھی آواز بلند نہیں کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

ہفت روزہ پیغام صلح

خود مطالعہ فرما کر دیگر احباب تک پہنچائیں

قربانی اور عید اضحےٰ کے مسائل

۱۔ خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلےٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے بکرا یا بھیڑ، یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے۔ کوئی عیب نہ ہو، لولا، لنگڑا، کانا، سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو، خصی ہونے کا ہرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اور اونٹ میں دس۔

۲۔ قربانی کا وقت دس ذی الحج یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے لے کر ۱۲ ذی الحج عصر تک ہے۔ ایک کنبہ کی طرف سے ایک بھیڑ یا بکرا کافی ہے۔

۳۔ قربانی کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے۔ یعنی اپنے تمام جذبات حیوانیہ کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ جب تک یہ تقوےٰ مد نظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

۴۔ قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے۔ بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں جن سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

۵۔ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں اور دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے تیسرا حصہ مساکین اور یتامےٰ کو دے۔

۶۔ عید کے دن باہم ملنا جلنا، کھانا پینا خوشی کرنا منشائے اسلام ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھس رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا اور اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

۷۔ ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۲ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک بلند آواز سے تکبیر کہنے کا حکم ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

۸۔ عید کی خوشی کے موقعہ پر بہت سے لوگ کپڑوں کھانوں اور بچوں پر روپیہ خرچ کرتے ہیں ایسے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنا وقت کا تقاضا ہے۔ پس

ایک روپیہ فی کس عید فنڈ

میں دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ انجمن نے مساجد فنڈ کے لئے اپیل کی ہوئی ہے۔ وہ بھی ہر ایک دوست کے مد نظر رہنی چاہیئے۔ جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

۹۔ قربانی کی کھال خدا تعالےٰ کی راہ میں دینا اشاعت اسلام کا بہترین مصرف ہے۔ قصاب کو اجرت میں دے دینا جائز نہیں۔

قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ

عید الاضحےٰ کی مبارک تقریب پر جو دوست قربانیاں دینے کی سعادت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ قربانیوں کی کھالیں یا ان کی قیمت خزانہ انجمن میں بھیجکر ثواب دارین حاصل کریں مرکزی دفتر میں حسب معمول مقامی جماعت سے کھالیں جمع کر کے بیچنے کا انتظام کیا جائے گا بیرونی جماعتیں بھی اگر ایسا کر سکیں تو بہتر ہوگا ورنہ فرداً فرداً کھالیں بیچ کر ان کی قیمتیں براہ راست یا سیکرٹری صاحبان کی وساطت سے خزانہ انجمن میں بھجوا دی جائیں۔

اس کے علاوہ عید کی خوشی میں سب دوست حسب استطاعت

عید فنڈ اور مساجد فنڈ

میں کچھ رقم دے کر عند اللہ ماجور ہوں ؕ

قرآن کریم میں معاملاتِ زندگی میں پیش آنے والے امور کی وضاحت

ماتحت اقوام کی حفاظت کا عہد اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا عدل و انصاف

موجودہ طاقتور اقوام عہد و پیمان پورا کرنے میں فیل ہو گئیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۱ فروری ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ونزّلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیءٍ وھدیً وبشریٰ للمسلمین۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکّرون واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلاً ان اللہ یعلم ما تفعلون ——— (النحل رکوع ۱۱-۱۲)۔

نزولِ قرآن کی غرض پیش آنے والے امور کی وضاحت۔

فرمایا۔ اے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر ہم نے کتاب یعنی قرآن کریم نازل فرمایا ہے تبیاناً لکل شیءٍ۔ اس کتاب کے نازل کرنے کی غرض یہ ہے کہ ان تمام امور کو واضح کر دیا جائے جو انسانوں کو ان کی زندگیوں میں پیش آ سکتے ہیں۔ اور اس وضاحت کا فائدہ یہ ہے وھدیً کہ اس سے انسان کو کامیابی نصیب ہوگی اور اس کامیابی کا نتیجہ ہوگا ورحمۃ کہ وہ رحمت ثابت ہوگا اور اس کی ایک غرض یہ ہے وبشریٰ للمسلمین۔ مسلمانوں کے لئے اس ہدایت نامہ میں بہت بڑی خوشخبری ہے۔

امورِ زندگی جن کی وضاحت کی گئی

یہ جو فرمایا تبیاناً لکل شیءٍ۔ یہ تمام امور کی وضاحت کرنے والی کتاب ہے وہ کونسے امور ہیں، جن کی وضاحت کرتی ہے، وہ امور معاشرت کے متعلق ہوں، یا سیاسیات سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا غیر قوموں کے ساتھ معاملات کے بارہ میں ہوں۔ ان سب کی وضاحت کے لئے یہ کتاب نازل فرمائی گئی ہے اور فرمایا ان اللہ یامر بالعدل ان تمام امور میں عدل و انصاف سے کام لینے کا حکم ہے عدل سب سے مشکل کام ہے۔ سب سے بڑی بزرگی اور شرف کا کام ہے عدل۔ لوگوں کے حقوق قائم کرنے اور ان کی حفاظت کرنے کو کہتے ہیں۔ عدل اپنوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور غیر قوموں کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

غیر قوموں سے عدل و انصاف

غیروں کے ساتھ عدل کرنا نہایت مشکل ہے۔ قومیں عموماً اس راہ میں ٹھوکر کھاتی ہیں اور بدنام ہوتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم .... نے فرمایا انا اوّل المسلمین۔ میں احکام الٰہی پر سب سے بڑھ کر عمل کرنے والا کرتا ہوں۔ حضور صلعم کا اس معاملہ میں امتحان ہو گیا کسی امر کا دعوے کرنا مشکل ہے۔ لیکن عمل اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ ہمارے سامنے انگریز ہیں، جرمن ہیں۔ روس اور امریکہ ہیں۔ ان کا معاملہ جاپان۔ ہندوستان اور پاکستان اور اس کے علاوہ دوسرے ممالک کے ساتھ ہے اور ہمیشہ ان کے مدِ نظر یہ امر ہوتا ہے کہ جو ملک زیادہ طاقتور ہو، کم طاقت والے ملک کے مقابلہ میں اس کی حمایت کی جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قوم کے علاوہ دوسری اقوام کے ساتھ بھی واسطہ پڑا۔ آپ نے ان سب کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کیا۔

فتح مصر کی پیشگوئی اور مصریوں سے حسنِ سلوک کی تلقین۔

فرمایا ستفتحون مصر۔ تم مصر کو فتح کروگے۔ مصر کو فتح کرنے کے بعد رنگ رلیاں نہ منانا۔ قوم کے روپیہ کو برباد نہ کرنا۔ مصریوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ فرمایا استوصوا باھلھا خیراً فان لھم ذمّاً ورحماً۔ مصریوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ فان لھم ذمّاً وہ ہمارے ماتحت ہو جائیں گے۔ ان کے جان و مال کی حفاظت کرنا تمہارا فریضہ ہوگا۔ جب کوئی غیر قوم اسلامی حکومت میں آ جائے تو مسلمان حاکم اور غیر مسلم رعایا میں خود بخود عہد ہو جاتا ہے۔ مصریوں کے ساتھ ہمارا عہد ہوگا۔ اور علاوہ ازیں مصریوں کے ساتھ ہمارا ایک رشتہ ہے، حضرت ابراہیمؑ کی اہلیہ حضرت ہاجرہ اس وطن کی ہیں، اس رشتہ کی وجہ سے بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے۔

یہ مقام فرانس اور انگلستان کو حاصل ہوا نہ امریکہ جرمنی اور فرانس کو، وہ غیر قوموں کے ساتھ انصاف اور رحم کا سلوک نہیں کرتے۔ لیکن حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ حضرت ہاجرہؑ کے رشتہ کے لحاظ سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ ذمیوں سے خدا اور رسولؐ کا عہد ہے مصریوں سے حسنِ سلوک کیا جائے۔

ماتحت اقوام کی حفاظت کا عہد

مسلمان حاکم کا جب وہ کسی قوم پر فتح پائے ان سے خود بخود عہد ہو جاتا ہے، اس نظریہ اور تلقین کے ماتحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غیر قوموں کے معاملہ میں اس قانون الٰہی کی پابندی کرنے میں انتہائی خدا خوفی سے کام لیا اور اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو بھی ان الفاظ میں وصیت کی اوصیہ بذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ ان یوفی لھم بعھدھم۔ یعنے وہ غیر مسلم قوم جو تمہارے ماتحت ہو جائے ان کے ساتھ خدا اور اس کے رسولؐ کا عہد ہے کہ اس عہد کو پورا کیا جائے۔ ان یقاتل من ورائھم اگر ان کے جان و مال پر کوئی حملہ کرے تو ان کی حفاظت اور مدافعت میں ان کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنا۔ وان لا یکلفوا فوق طاقتھم۔ اور یہ سمجھ کر کہ وہ کافر ہیں۔ ان کی طاقت سے بڑھ کر ان سے کوئی خدمت نہیں لینا اگر کسی وجہ سے ان پر بھاری کام ڈال دیا جائے تو خود اس کام میں ان کی اعانت کرنا۔

مصر فتح کرنے کے بعد وہاں کے لوگوں کو پورے حقوق دیئے گئے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصریوں کے حقوق کے متعلق فرمایا کہ ان کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کیا جائے۔ عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمرؓ کے عہد میں مصر فتح کیا اور وہاں کے گورنر مقرر ہوئے۔ انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے فرمان پر پورا پورا عمل کر کے دکھایا۔ اور عیسائیوں اور کنعانی غلاموں کو وہی حقوق دئے جو مسلمانوں کو حاصل تھے۔

گورنر اور اسکے بیٹے کو ایک قبطی عیسائی کو مارنے کی سزا

ان کے عہد کا ایک واقعہ ہے کہ ان کے صاحبزادے

پر سرِ بازار ایک عیسائی قبطی کو زدوکوب کیا۔ جب مدینہ طیبہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس حادثہ کی اطلاع ملی۔ تو وہ بہت برہم ہوئے۔ انہوں نے عمرو بن العاص اور ان کے فرزند کو مدینہ میں طلب کیا اور صاحبزادے کو پبلک میں سزا دی۔ اور گورنر کو ان الفاظ میں ملامت کی متیٰ کم تعبدتم الناس الذین ولدتھم امھاتھم احرارًا
تم نے کب سے یہ ظلم و جور کی راہ اختیار کر رکھی ہے کہ تم ان لوگوں کو غلام بنا کر رکھو جن کو ان کی ماؤں نے آزاد جنا تھا۔ یہ کس قدر مشکل کام ہے۔ اسلامی سلطنت ہے۔ اتنی دور سے گورنر کو جواب دہی کے لئے طلب کیا جاتا ہے۔ اور گورنر کو سرزنش کی جاتی ہے اور قبطی کے حق میں فیصلہ صادر ہوتا ہے اور گورنر کے بیٹے کو سزا دی جاتی ہے۔ یہ ایک مثال ہے جس کی نظیر دنیا میں ملنی مشکل ہے۔ حضور نبی کریم صلعم نے عدل و انصاف پیدا کرنے میں یہ پرواہ نہ کی کہ حاکم کو سزا دینے سے اپنا رعب تباہ ہوتا ہے۔

محکوم قوم پر ظلم نہ کیا جائے نہ ان کے اموال ہڑپ کئے جائیں۔ گورنر یمن کو نبی کریم صلعم کی ہدایت۔

یمن کے لئے حضرت معاذ بن جبلؓ کو گورنری سونپتے وقت تلقین فرماتے ہیں ایاکم وکرائم اموالھم بخدا ان کے اموال ہڑپ نہ کر جانا تم ان کے خادم ہو کر جا رہے ہو ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے جا رہے ہو۔ محکوم قوم کے اموال پر للچائی ہوئی نگاہ نہ ڈالنا۔ اور کسی نہ کسی طرح انہیں ہتھیا لینے کے حیلے تلاش نہ کرنا۔ اتقوا دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینہ و بین اللہ حجاب۔ ان پر ظلم نہ کرنا ورنہ مظلوم کی آہ خدا تک پہنچتی ہے اور اس کی آہ اور جناب الٰہی کے درمیان کوئی روک حائل نہیں ہے۔ یاد رکھو مظلوم کی وجہ سے مسلمان حاکم سزا پا جائے گا۔ اس کو کہتے ہیں رحمۃ للعٰلمین۔ ان کی نظر میں کافر اور مسلمان برابر ہیں۔ فرمایا ایاکم والمعصیۃ معصیت الٰہی سے ڈر جاؤ۔

موجودہ طاقتور اقوام عدل اور انصاف میں فیل ہو گئیں۔

اس زمانہ میں بعض قوموں کو طاقت حاصل ہے ان کو اپنے علم و سائنس کی ترقیوں پر فخر ہے۔ لیکن وہ غیر قوموں کے ساتھ عدل و انصاف کرنے میں فیل ہو گئیں میری رائے پنڈت نہرو کے متعلق اچھی ہے۔ وہ بے شک پاکستان کا دشمن تھا۔ لیکن اس کو خدا نے علم دیا تھا۔ خاندانی آدمی ہونے کی وجہ سے بااخلاق تھا۔ باوجود اس کے کہ وہ خدا کو نہیں مانتا تھا اس کی عادات اچھی تھیں لیکن عہد و پیمان کے پورا کرنے پر وہ ہمیشہ فیل ہوا۔ اس بارہ میں امریکہ بھی فیل ہو گیا۔ انگلستان بھی فیل ہو گیا اور کتنی ہی دوسری قومیں ہیں جو عہد و پیمان کے نبھانے میں فیل ہو گئیں۔

مغربی سیاست کا ایک خطرناک پہلو جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔

بڑی قومیں کمزور قوموں کے مقابلہ میں طاقتور قوم کا ساتھ دیتی ہیں یہ مغربی سیاست کا ایک بڑا خطرناک پہلو ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم نے اس آیت میں فرمایا ہے تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امۃ یعنی یہ لوگ اپنے باہمی عہد و پیمان کو فریب کاری سے توڑ دیتے ہیں اس وجہ سے کہ ایک قوم دوسری قوم کی نسبت زیادہ طاقتور ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آج سے چودہ سو سال پہلے ان ناپاک وطیرے کا علم دیا گیا تھا جو آج مغربی اقوام نے کمزوروں کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ ایک قوم روپیہ، تعداد، طاقت، قدرت اور شہرت میں بڑی ہو گی تو قومیں کمزور قوموں کے مقابلہ میں اس کا ساتھ دیں گی۔

ہندوستان کی فریب کاری

ہندوستان کبھی کبھی یہ کہہ دیتا ہے کہ ہمارے ساتھ عہد کر لو کہ جنگ نہیں کریں گے۔ اندرا بھی یہی کہتی ہے ان کا باپ بھی یہی کہا کرتا تھا۔ اس پیشکش میں یہ بات مضمر ہے کہ پاکستان اس معاہدہ کی پابندی میں اپنی طاقت اور اسلحہ سے غافل ہو جائے گا اور ہم اپنی فوج اور اسلحہ بڑھاتے رہیں گے اور فوجی طاقت کو تیز کر دیں گے۔

تمام غیر مسلم اقوام کی کمزور کے مقابلہ میں عہد شکنی

تمام غیر مسلم قوموں کا یہی معاملہ ہے۔ وہ عہد کرتی ہیں اور توڑ ڈالتی ہیں تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم۔ فریب کاری سے معاہدہ کرتی ہیں۔ اس صفحہ پر دو دفعہ "فریب کاری سے معاہدہ کرنے" کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ آیت سے آگے چل کر فرمایا ولا تتخذوا ایمانکم دخلاً بینکم۔ اپنی قسموں اور عہد و پیمان کو باہم فریب کاری کا ذریعہ نہ بناؤ۔ دخلاً کے معنی لغت میں خلل یعنی فساد کرنے کے لکھے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا اپنوں کے مقابلہ میں غیروں سے عدل و انصاف۔

مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اپنوں کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا اسی طرح غیر قوموں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا برتاؤ کیا۔ ان کے حقوق کو قائم کیا۔ اور ان کی حفاظت کی۔ آپ کے دل میں کبھی انتقام کا جذبہ پیدا نہیں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے طعمہ نام ایک انصاری اور ایک یہودی کا مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے انصاری مسلمان کے خلاف فیصلہ دیا۔ انصاری قوم آپ کی محسن تھی۔ جنہوں نے مہاجرینؓ میں اپنے اموال اور زمینیں بانٹ دی تھیں، حضور نبی کریم صلعم کے دل میں ان کے لئے بڑا احترام ہے آپ فرماتے ہیں کہ جس راستہ پر انصارؓ چلیں گے میں بھی اسی راستہ پر چلوں گا۔ اس مقدمہ میں انصاریوں نے حضور صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر یہودی کافر کے مقابلہ میں طعمہ کو سزا مل گئی تو قوم بدنام ہو جائے گی۔ لیکن حضور صلعم نے طعمہ کو مجرم پا کر اس کے خلاف فیصلہ دیا۔ اور یہودی کو بری کر دیا۔

اسی طرح سے ایک قریشی عورت نے چوری کی۔ لوگوں نے کہا کہ اگر اس کو سزا مل گئی تو قوم کی بے عزتی ہو گی۔ قوم کو اس ذلت سے بچانا ضروری ہے۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ اسامہؓ کو جو حضورؐ کا لاڈلا ہے اور حضورؐ ہر طرح ان کا لحاظ کرتے ہیں حضور صلعم کی خدمت میں سفارش کے لئے بھیجا جائے اسامہؓ آپ کے غلام زیدؓ کا بیٹا ہے لیکن حضورؐ کو اس کا اس قدر لحاظ تھا کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفات کے میدان میں حضورؐ روانگی میں دیر کر دیتے ہیں۔ فرمایا اسامہؓ نہیں آیا۔ اس لئے ان کی انتظار کی گئی۔ اور جب وہ آئے تو حضور صلعم نے اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھایا اور روانہ ہوئے اور پھر یہاں تک ان کی عزت کی کہ ایک لشکر کا کمانڈر بنا دیا اور اس لشکر میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر انسانوں کو ان کی ماتحتی کرنی پڑی، غرض اسامہؓ کو قریشی عورت کی بریت کی سفارش کے لئے حضورؐ کی خدمت میں بھیجا گیا، جب انہوں نے سفارش کی، تو حضور صلعم نے خفگی کے ساتھ فرمایا اتشفع فی حد من حدود اللہ۔ کیا تم احکام الٰہی کے ایک واضح حکم کے خلاف سفارش کرتے ہو۔ اور فرمایا ھلک من کان قبلکم اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد ولو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا۔ یعنی پہلی قومیں ناانصافی اور ظلم و جور کرنے کی وجہ سے تباہ ہو گئیں ان کا طریق یہ تھا کہ جب کوئی امیر آدمی چوری کا مرتکب ہوتا تو اس سے درگذر کرتے۔ لیکن جب کوئی غریب آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دے دیتے۔ اسامہؓ! تم کو کیسے جرأت ہوئی کہ اس معاملہ میں تم سفارش لے کر آئے ہو۔ سنو اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں۔ تو حضور صلعم نے عدل و انصاف قائم کرنے میں نہ اپنوں کی بے جا رعایت کی نہ غیروں پر ظلم کیا۔ حضور صلعم نے غیر قوموں کے حقوق کی حفاظت کی۔

خدا سے عہد کو قائم رکھو اور فریب کاری نہ کرو۔

یہ بھی فرمایا کہ تم اپنے خدا سے جو عہد کرتے ہو اس پر قائم رہنا۔ اور یہ بھی یاد رکھنا کہ فریب کاری کے لئے تم نے عہد نہیں باندھنا۔ لیکن آج تو فریب کاری کے لئے عہد باندھے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ فریب کاری کے اندر فساد عظیم ہے اس سے بچنا۔ یاد رکھنا طاقتور ہونا اور مقابلۃً کمزور ہونا دونوں حالتوں میں لوگوں کے کردار کا امتحان ہوتا ہے۔ اسی سے پتہ لگتا ہے کہ کون اخلاق کا مالک ہے اور کون ادنیٰ اخلاق کا مالک ہے۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دعا

ہمارے بعض دوست بیمار ہیں۔ پچھلے جمعہ کے موقعہ پر بھی آپ سے کہا گیا تھا کہ ہمارے محترم دوست نصیر احمد

(باقی برصفحہ کالم ...)

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

گناہ کی فلاسفی

حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کی تائید میں مزید حقائق

حضرت نبی کریم صلعم کی شان اور آنجناب صلعم کے فرائض اور ان کی ادائیگی بذریعہ وحی الٰہی

(۴)

انبیاء علیہم السلام کو کتاب کے علاوہ کچھ اور بھی دیا جاتا ہے پہلی آیت۔

سورۃ المؤمن ع۸ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الذین کذبوا بالکتاب وبما ارسلنا بہ رسلنا فسوف یعلمون وہ لوگ جنہوں نے کتاب کی تکذیب کی اور اس کی جس کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا وہ اس تکذیب کے انجام کا ضرور مزہ چکھ لیں گے۔ اس آیت سے دو باتیں واضح ہیں اول خدا کے رسولوں کو ایک تو کتاب دی جاتی ہے دوسرے اس کے علاوہ کچھ اور بھی دیا جاتا ہے۔ مزید برآں یہ آیت یہ بھی بتلا رہی ہے کہ لوگوں پر ان دونوں کا ماننا فرض ہے کسی ایک کی تکذیب بھی انسان کو الٰہی غضب کا نشانہ بنا کر اسے عذاب الٰہی میں مبتلا کر دیتی ہے اب جبکہ تمام رسولوں کے ساتھ یہی سنت اللہ ہے تو حضرت نبی کریم صلعم اس سنت الٰہی سے کس طرح مستثنیٰ قرار دیئے جا سکتے ہیں پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کو قرآن کریم کے ساتھ کچھ اور بھی دیا گیا تھا جس طرح ہر مسلمان پر قرآن کریم پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح اس پر بھی ایمان لانا فرض ہے جو قرآن کریم کے علاوہ حضرت نبی کریم صلعم کو عطا کیا گیا تھا۔ ان میں سے کسی ایک کی تکذیب انسان کو مورد غضب الٰہی بنانے کا موجب بن جائے گی۔

دوسری آیت

سورۃ النساء ع۱۳ میں ارشاد الٰہی ہے تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول یعنے آؤ اس کی طرف جو اللہ تعالےٰ نے اتارا ہے۔

ظاہر ہے کہ ما انزل اللہ تو قرآن مجید ہی ہے لیکن اس کے بعد الی الرسول کہہ کر رسول کی طرف آنے کی بھی مزید ہدایت کی ہے اس سے بالبداہت ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ رسول کے پاس اور بھی کچھ ہوتا ہے جسے اس سے لینا مومن پر واجب ہے ورنہ رسول کی طرف آنے کی تلقین ما انزل اللہ کی طرف آنے کی تلقین سے الگ کر کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

حدیث سے اس کا ثبوت

مندرجہ ذیل دو حدیثوں سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ حضرت نبی کریم صلعم کو کچھ اور بھی دیا گیا تھا اور وہ جو دیا گیا وہ بھی قرآن کی مثل یا قرآن کے برابر ہی تھا چنانچہ ایک حدیث کے الفاظ تو یہ ہیں۔ الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ یعنے کان کھول کر سن لو کہ یقیناً مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل کچھ اور بھی دیا گیا ہے اور ایک روایت میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے انی اوتیت الکتاب ومایعدلہ یعنی یقیناً مجھے کتاب بھی دی گئی ہے اور اس کے ساتھ وہ چیز بھی دی گئی ہے جو کتاب اللہ کے برابر ہی ہے۔ اس کی تشریح مندرجہ ذیل حدیث کر رہی ہے دارمی نے حسان رضؓ سے نقل کیا ہے قال کان جبریل ینزل علی النبی بالسنۃ کما ینزل علیہ بالقرآن یعنے جبرائیلؑ جس طرح حضرت نبی کریم صلعم پر قرآن کریم لے کر نازل ہوا کرتا تھا اسی طرح آنجناب صلعم پر سنت لے کر بھی نازل ہوا کرتا تھا جس کے معنی واضح ہیں کہ قرآن کریم کے مجملات کی تفصیل بھی آنحضرت صلعم بذریعہ جبرائیل ہی سکھلائے جاتے تھے اسی کا نام حدیث میں سنت رکھا گیا ہے یعنے وہ طریق جس کے ذریعہ قرآن کریم کے مجملات حل کروائے جاتے تھے چنانچہ [illegible] سے ثابت ہے کہ صلوٰۃ کو ادا کرنے کا جو حکم قرآن کریم میں وارد ہوا ہے اس کے ادا کرنے کی تفصیل جبرئیل نے ہی سکھلائی تھی یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضؓ حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کی اسی طرح تعمیل فرماتے تھے اور اس پر عمل بالکل اسی طرح فرض سمجھتے تھے جس طرح قرآن کریم پر عمل کرنا فرض سمجھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حضرت ابن مسعود رضؓ نے جسم کو گودنے والی عورت پر لعنت کی اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایسی عورت پر لعنت کی ہے گویا اس کو قرآن کریم کی طرف منسوب کیا تو ایک عورت نے کہا کہ میں نے سارا قرآن پڑھا ہے اس میں تو مجھے ایسی لعنت کہیں نظر نہیں آئی انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور یہ لعنت نظر آجاتی کیا تم نے قرآن کریم میں یہ ارشاد الٰہی نہیں پڑھا ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا یعنی جو تمہیں رسول دے یعنی جس بات کے کرنے کا حکم دے اسے کرو اور جس بات کے کرنے سے روکے اس سے رک جاؤ پس حضرت نبی کریم صلعم کا ایسی عورت پر لعنت کرنا اللہ[1] چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی سنت کو وہی اہمیت دی ہے جو قرآن کریم کو دی ہے فرماتے ہیں انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وسنتی یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں اگر ان دونوں چیزوں پر پنجہ مارے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے ان میں سے ایک کتاب اللہ یعنے قرآن مجید ہے اور دوسری میری سنت ہے۔

قرآن کریم دوسری چیز کیا بتلاتا ہے۔

الاعراف ع۱۹ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون اور وہ جنہوں نے اس نور کی پیروی کی جو اتارا گیا ہے اس رسول کے ساتھ وہی لوگ مقصد زندگی کو حاصل کرنے میں کامیابی سے ہم کنار ہونے والے ہیں۔ اس آیت میں صاف الفاظ میں بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ نور اتارا گیا ہے۔ یعنے آنجناب صلعم کو ایسی روشنی عطا کی گئی ہے جو آپ کو قرآنی آیات کے اصل مطلب فوراً دکھلا دیتی ہے اس لئے آنحضور صلعم کے بتلائے ہوئے مطالب بالکل الٰہی منشاء کی نشاندہی کرنے والے ہوں گے اسی لئے فرمایا کہ ان کی پیروی سے ہی مقصد زندگی حاصل ہو سکتا ہے اس کو پس پشت ڈالنے والے کبھی بھی اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کو حاصل نہیں کر سکتے۔

واقعات کی شہادت

واقعات کی شہادت بھی اسی کی تصدیق کرتی ہے قرآن کریم کے ساتھ حضرت نبی کریم صلعم کی سنت پر عمل کرنے والوں میں ہزاروں اولیاء اللہ پیدا ہوئے اور یہ سنت نبوی اب کتب احادیث پر محفوظ ہے لیکن حدیث کو نظر انداز کرنے والے گروہ میں جو کہ آج کل پرویز مکتب فکر کا پیرو ہے ایک بھی ولایت کے مقام پر پہنچا ہوا نظر نہیں آتا اور یہ عملی اور واقعاتی شہادت اگر ایک طرف اس مکتب فکر کے حق پر نہ ہونے پر ناقابل تردید دلیل ہے تو دوسری طرف احادیث کے صحیح ہونے پر عملی روشن دلیل کا کام دے رہی ہے۔

الہامی کتب اور نبیوں کے آنے کی غرض

کیونکہ خدا کی کتابوں اور اس کے نبیوں کے آنے کی صرف ایک ہی غرض رہی ہے کہ لوگ ان کی لائی ہوئی کتاب اور ان کی سنت پر عمل کر کے خدا رسیدہ بن جائیں اگر باوجود عمل میں پوری سعی کے ایک شخص کا بھی خدا سے تعلق پیدا نہیں ہوتا تو یقیناً نہ وہ مدعی نبوت اپنے دعوے میں سچا ہو سکتا ہے اور نہ اس کی لائی ہوئی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہو سکتی ہے

قرآن کریم کی رو سے نبیوں کے آنے کی غرض

قرآن کریم نے آل عمران ع۹ میں نبیوں کے آنے کی یہی غرض بتلائی ہے کہ ان کی پیروی سے لوگ ربانی یعنی رب سے تعلق پیدا کرنے والے بن جاتے ہیں فرمایا

[1] (حاشیہ، ناخوانا)

ما کان لبشران یؤتیه الکتاب والحکمة والنبوة ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون الله ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون۔

کونوا ربانیین میں بتلا دیا کہ نبیوں کی سچی پیروی سے انسان رب سے تعلق پیدا کر لیتا ہے۔

اسی طرح سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۵ میں فرمایا قل لو کان معه الهة کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا یعنی اگر جیسا کہ یہ مشرک لوگ کہتے ہیں خدا کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے تو یہ لوگ اللہ ذوالعرش کی طرف راستہ ضرور پا لیتے یعنی خدا رسیدہ بن جاتے لیکن باوجود ان کے اس دعوے کے ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی الزمر رکوع ۱۔ یہ لوگ اپنے میں سے ایک شخص بھی خدا رسیدہ پیش نہیں کر سکتے بلکہ قرآن کریم کا دعوےٰ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور نبی اور رسول کی پیروی سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے تو جس مکتب فکر کی پیروی کرنے والے اس معیار پر صحیح نہیں اترتے اس کے باطل ہونے کی یہی ایک کافی دلیل ہے۔ اس کے بالمقابل گذشتہ صدیوں کے بزرگوں کی طرح اس ہمارے موجودہ زمانہ میں بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا وجود احادیث کی صداقت پر مزید مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔ جنہوں نے عقلی نقلی دلائل اور خدا تعالیٰ کے نشانوں کے ذریعہ ثابت کر دیا کہ صرف اور صرف قرآن کریم اور سنت نبوی کی پیروی سے ہی انسان ربانی بن سکتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو کتاب کے علاوہ حکمت کا ملنا۔

سورۃ آل عمران رکوع ۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ کل نبیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب کے ساتھ حکمت یعنی ان آیات کے تمام اسرار و رموز اور اس کے معانی و حقائق اور اس سے مجملات کا علم بھی عطا کیا جاتا ہے۔ اسی سنت مستمرہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کو بھی قرآن کریم کے ساتھ اس کی حکمت بھی عطا کی جیسا کہ سورۃ النساء رکوع ۱۷ میں فرمایا وانزل الله علیك الکتاب والحکمة وعلمك ما لم تکن تعلم وکان فضل الله علیك عظیما۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب بھی اتاری اور اس کے ساتھ حکمت یعنے اس کا حقیقی علم بھی اتارا اور تجھے وہ کچھ سکھایا جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ وہ نور جس کے عطا کرنے کا ذکر گذشتہ آیت میں گزر چکا ہے وہ قرآن کریم کی مجمل آیات کے اندر جو حقیقت مضمر ہوتی ہے حضرت نبی کریم صلعم کو وہ نور دکھلا دیتا ہے دوسرے چونکہ اس نور سے محروم ہوتے ہیں اس لئے ان کی نظر کی رسائی ان اسرار تک نہیں ہو سکتی ہاں وہ جو فنافی الرسول ہو کر اس نور کے وارث بنتے ہیں ان پر بھی ان کی وراثت کی کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے حکمت کے در وا ہوتے رہتے ہیں جس پر آیت ولا یمسه الا المطهرون اور جس پر آیت یؤتی الحکمة من یشاء ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا دلالت کر رہی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم سے بڑھ کر اس حکمت کو لینے کا کون حقدار ہو سکتا تھا اور آنجناب صلعم سے بڑھ کر کون مطہر ہو سکتا تھا حکمت کو قرآن کریم میں دوسرے لفظوں میں بیان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورۃ القیامت میں قرآن کریم کو جمع کرنے اور اس کو خاص ترتیب دینے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ثم ان علینا بیانه یعنی اس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اور سورۃ رحمان میں فرمایا الرحمان علم القران خلق الانسان علمه البیان یعنے قرآن کا علم الرحمان خدا نے ہی دیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا تھا کہ کس کو یہ علم دیا گیا اس سوال مقدر کا جواب دیا کہ ایک کامل انسان یعنی محمد رسول اللہ صلعم کو پیدا کیا اور اس کو قرآن کا بیان سکھلایا یہ بیان وہی حکمت ہے جس کے سکھلانے کا دوسری آیات میں ذکر کیا گیا ہے اس بیان کے عام مشہور معنی کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن میرے بیان کردہ معنی الرحمان علم القران کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔

. . . .

اُمت کو حکمت سکھلانے کا فریضہ

حضرت نبی کریم صلعم کو حکمت عطا کرنے یا بالفاظ دیگر قرآن کا بیان سکھلانے کا ذکر کرنے کے بعد آنجناب صلعم پر فرض قرار دیا گیا ہے کہ آپ امت تک اس حکمت اور بیان قرآن کو پہنچائیں جیسا کہ فرمایا کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمة ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون البقرہ رکوع ۱۸ یہ رسول تمہیں کتاب اللہ کے ساتھ اس کی حکمت بھی تم کو سکھلاتا ہے پھر آل عمران رکوع ۱۷ میں اس سکھلانے کو مسلمانوں پر احسان قرار دیا ہے فرمایا لقد من الله علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو ان پر ہماری آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو ہماری کتاب کا علم دیتا ہے اور اس کی حکمت بھی انہیں سکھلاتا ہے اگرچہ اس سے قبل کھلی کھلی گمراہی پر تھے۔

سورۃ النحل رکوع ۶ میں حکمت سکھلانے کی مزید وضاحت ان الفاظ میں فرمائی وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم ولعلهم یتفکرون۔ یعنے ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر اتارا ہے تا آپ اس کھول کر بیان کر دیں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے تا کہ وہ آپ کے بیان کی روشنی میں غور و فکر سے کام لے کر اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔

پھر سورۃ النساء رکوع ۱۶ میں فرمایا انا انزلنا الیك الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰك الله۔ بما ارٰك الله کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم دینی مسائل میں جو فیصلہ دیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر ہی دیں گے۔

علم کا ذریعہ صرف وحی الٰہی تھا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حضرت نبی کریم صلعم کو لوگوں کو حکمت سکھلانے اور قرآنی علوم کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلعم کے اجتہاد پر نہیں چھوڑا بلکہ اس فریضہ کو ادا کروانے کے لئے وحی کی مدد آنحضور کے شامل حال تھی۔ جیسا کہ سورۃ النجم رکوع ۱ میں صریح الفاظ میں فرمایا وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی یعنی تمام دینی مسائل میں آنحضور صلعم کے نطق کی بنیاد هوی نفس پر نہیں تھی بلکہ اس بارے میں جو کچھ آنحضرت صلعم فرماتے تھے وہ وحی کی روشنی سے ہی فرماتے تھے۔

وحی کی دو اقسام

اب وحی کے متعلق جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو ہمیں اس میں وحی کی دو قسمیں نظر آتی ہیں چنانچہ سورۃ الشوریٰ رکوع ۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشاء انه علی حکیم۔ ایک قسم کو الا وحیا میں بیان فرمایا ہے اور دوسری قسم کی وحی کا ذکر الفاظ فیوحی باذنه ما یشاء میں کیا گیا ہے پہلی قسم کی وحی کو وحی خفی یا وحی ولی یا تفہیمات الٰہیہ کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ اور دوسری قسم کی وحی کو وحی متلو کا نام دیا جاتا ہے جو حضرت نبی کریم صلعم پر قرآن کریم کی شکل میں نازل ہوئی۔ ان دونوں قسم کی وحی کے متعلق فرمایا وکذلك اوحینا الیك روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناه نورا نهدی به من نشاء من عبادنا وانك لتهدی الی صراط مستقیم صراط الله الذی له ما فی السموات وما فی الارض الا الی الله تصیر الامور۔ اس حصہ آیت میں دونوں قسم کی وحی کو روح قرار دیا اور نور قرار دیا گیا ہے ہم نے [illegible] الفاظ میں حضرت نبی کریم صلعم کے رؤیا اور کشوف کو بھی ایسا ہی ٹھہرایا گیا ہے جس کے معنی ہوئے کہ صرف وحی متلو یعنی قرآن کریم کی وحی ہی روح اور نور نہیں بلکہ وحی خفی بھی جس کے ذریعہ قرآن کریم کے مجملات کی تفصیل معلوم ہوتی ہے اور [illegible]

(باقی بر صفحہ ۱۶ کالم ۲)

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں

چند تمہیدی معروضات

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہم یہ لکھ رہے ہیں اور ہمارے دل میں یہ زبردست احساس بھی پیدا ہو رہا ہے کہ مولانا! آپ ایسے عالم متبحر کے سامنے کسی دوسرے عالم کی تصنیف سے اقتباسات پیش کرنا لقمان کو حکمت سکھانے کے مترادف ہے مگر کیا کریں غالیانِ ربوہ نے اپنی مصلحت پوشیوں کے ماتحت کہ نبوت کا سودا اُن کے اپنے دماغ میں سمایا ہوا تھا منصبِ مجددیت کو استخفاف کی نظر سے دیکھا اور آپ جیسے علماء نے قدیم سنت کے مطابق مامور کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے لئے مجدد کے عہدے کو اس تعظیم اور عظمت کے قابل نہ سمجھا جس کا وہ مستحق تھا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق صاف ارشاد فرمایا تھا کہ وہ صدی کی مرکزی شخصیت ہوگا۔ تجدید دین کے عظیم الشان کارنامے اس کی ذات سے سرانجام ہوں گے اور اسی لئے وہ مبعوث من اللہ ہوگا۔ مامور من اللہ کا یہ استخفاف بڑا ہی معیوب ہے۔

حضرت مرزا صاحبؒ نے جو مسیح موعودؑ کا دعوے کیا ہے۔ وہ درحقیقت مجددیت ہی کا دعویٰ ہے۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اس زمانے کے مجدد ہی کو مسیح موعود کا لقب دیا جائے گا اور وہ بھی اُمت کا ایک فرد ہوگا۔ مولانا! مجھے یاد ہے کہ آپ نے کہیں اشارتاً یہ بھی بیان کیا ہے کہ ممکن ہے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ کر کے دوبارہ دُنیا میں بھیجا جائے۔ مولانا! یہ اتنی بڑی جسارت ہے جس کا ارتکاب قطعاً آپ کے شایانِ شان نہیں ہے۔ قرآن میں صاف لکھا ہے انھم لا یرجعون کہ مُردے واپس نہیں آیا کرتے۔ فیمسك التی قضٰی علیھا الموت کہ جس پر موت وارد ہو جائے اسے خدا واپس دنیا میں نہیں بھیجا کرتا۔ وھم فی برزخ ..... الیٰ یوم یبعثون۔ کہ مرنے کے بعد لوگ عالم برزخ میں یوم حشر تک رہیں گے۔ ان تصریحات کی موجودگی میں آپ کا یہ نظریہ قطعاً قابلِ قبول نہیں۔ اور اس معاملے میں بھی آپ کی طبیعت نے (اور جنبلیٹی) (ORIGINALITY) کو پسند کیا اور آپ اس عقیدہ میں تمام اُمت میں متفرد ہیں۔

مولانا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ خود حضرت مرزا صاحبؒ نے مسیح موعود کو مجدد ہی کہا ہے اور اس کی نبوت کی نفی کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا دعویٰ ملہم و مجدد ہونے سے بڑھ کر نہیں۔

"یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوے ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ مرتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہمکلام ہو اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح اور خواہ مثیل موسےٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

اسی طرح وہ ۱۸۹۱ء سے لے کر انتقال وفات یعنی ۱۹۰۸ء تک یہی لکھتے چلے آئے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔ یعنے نبوت سے انکار اور مجددیت کا اقرار:۔

۱۔ ۱۸۹۱ء میں

"حقیقت میں ابتداء سے یہی مقرر ہے کہ مسیح اپنے وقت کا مجدد ہوگا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۹)

۲۔ ۱۸۹۲ء میں

"اس عاجز کے دعویٰ مجددیت ہونے اور مثیلِ مسیح ہونے اور دعوے ہمکلام ہونے پر اب بفضلہ تعالےٰ گیارھواں برس جاتا ہے۔"

(نشانِ آسمانی صفحہ ۳۴)

۳۔ ۱۸۹۳ء میں

"اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے، دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا ہے اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

۴۔ ۱۸۹۸ء میں

"آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص عیسائیت کے فتنہ کے وقت عیسےٰ پرستی کے فتنہ کو دُور کرنے کے لئے صدی کے سر پر بطور مجدد کے ظاہر ہوگا اس مجدد کا نام مسیح ہے۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۱ حاشیہ)

(۵) ۱۸۹۹ء میں

"کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مجدد کا نام مسیح موعود رکھا ہے پس جبکہ زمانہ کی حالت بتلا رہی ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر مجدد کا نام مسیح موعود ہونا چاہیئے۔ یا بہ تبدیلِ الفاظ یوں کہو کہ اسی صدی کا مسیح موعود مجدد ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۶۷)

۶۔ ۱۹۰۰ء میں

"عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ نے تجدید اور اصلاح کے لئے اور حاجاتِ ضروریہ کے مناسب حال ایک بندہ کو بھیجا اور اس کا نام مسیح موعود رکھا۔"

(اربعین ۲ صفحہ ۱۹)

۷۔ ۱۹۰۲ء میں

"جبکہ چودھویں صدی کے مجدد کی یہ خدمت ہوئی کہ وہ صلیب کو شکست دے تو اس سے یہ فیصلہ ہوا کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہونا چاہیئے کیونکہ یہ منصب مسیح موعود کا ہے اس لئے چودھویں صدی کا مجدد حق رکھتا ہے کہ اس کو مسیح موعود کہا جائے کیونکہ وہ اس زمانہ کا مجدد ہے اور اس زمانہ میں مجدد کی خاص خدمت کسرِ شوکت صلیب ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۲۰)

۸۔ ۱۹۰۳ء میں

"علاوہ بریں مسیح موعود کو صدی کے سر پر آنا ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے زمانہ اور صدی کا مجدد ہے جو صدی کے سر پر آتا ہے۔ .... اور چونکہ صلیب کا زور ہے اس لئے کسرِ صلیب کے لئے مجدد آنا چاہیئے اس کا نام مسیح موعود رکھا گیا۔"

(الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء)

۹۔ ۱۹۰۴ء میں

"اور یہ امام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی ہے۔"

(دیکھو اسلام سیالکوٹ صفحہ ۶)

۱۰۔ ۱۹۰۵ء میں

"چونکہ یہ مسیح موعود مجدد ہے اور تجدید غلطیوں کی اصلاح کے لئے ہی آیا کرتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۴۴)

۱۱۔ ۱۹۰۷ء میں

"یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ یہ آخری مجدد اس اُمت کا مسیح موعود ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳)

۱۲۔ ۱۹۰۸ء میں

"جو چودھویں صدی کے سر پر ایک مجدد موعود آنے والا تھا جس کی نسبت بہت سے اہلِ کشف ملہموں نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ مسیح موعود ہوگا۔ وہ یکی ہی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر شاہ ولی اللہ تک مقدس لوگوں نے الہام پا کر یہ پیشگوئی کی تھی کہ آنے والا مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔" ......

(باقی بر صفحہ ۱ کالم ۲)

خطبہ جمعہ

(بقیہ از صفحہ ۔۔)

ب فاروقی کے لئے دعا کریں - آج پھر
صحت کاملہ کے لئے دوست مل کر دعا کریں
یہ کے ایک دوست شبیر احمد صاحب
ہیں - ان کی احوال پرسی کے لئے میں گیا تھا
پاؤں کے نیچے چھوٹا سا زخم ہے
وجہ سے بڑی تکلیف ہے - چلنا پھرنا
ہو گیا ہے - وہ نوجوان ہیں لیکن معمولی
ذرا سا زخم ہے جس کی وجہ سے چلنے پھرنے
گئے ہیں - انسان کا ایک ایک عضو خدا
ت ہے - ہر نعمت کی قدر اس وقت سامنے
ہے جب اس کو عارضہ لاحق ہوتا ہے خدا
لئے ہم سب کو محفوظ فرمائے -

چوہدری جنیر احمد کے لئے دعا کریں اور
ام اصحاب کے لئے بھی جو مشکلات میں یا
ہیں مبتلا ہیں سب مل کر خدا کی جناب میں دعا
کہ خدا ان پر رحم فرمائے -

(دعا کی گئی)

اخبار احمدیہ

کو روانگی

- تمام جماعتی حلقوں میں یہ خبر نہایت
سے سنی جائے گی کہ جھنگ سے محترم میاں
احمد صاحب (خلف الرشید میاں غلام
ل صاحب مرحوم) ۱۹ فروری کو بذریعہ
ی جہاز خانہ کعبۃ اللہ حج کے لئے تشریف
گئے ہیں، اللہ مبارک کرے اور بخیر و عافیت
لائے -

مولود فرزند کا عقیقہ

- لاہور چھاؤنی سے قاضی عبد الحفیظ صاحب
تے ہیں کہ :-

قاضی عبد العزیز صاحب کے فرزند قاضی
م محمود صاحب کو اللہ تعالے نے فرزند
یہ عطا فرمایا ہے جس کا عقیقہ ۱۹ فروری
یا گیا، دو بکرے ذبح کئے گئے - جن کی
الوں کی قیمت مبلغ دس روپیہ انجمن کو دی
جزاہ اللہ - تمام احباب سے نومولود
درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا
درخواست ہے -

درخواستہائے دعا

(۱) - ملتان سے ڈاکٹر محمد علی صاحب لکھتے
ہیں کہ ہماری جماعت کے نہایت مخلص
بزرگ چوہدری محمد حسین صاحب ٹھیکیدار
چند دنوں سے بیمار ہیں - ※

بقیہ مودودی صاحب از صلے
حضرت مرزا صاحبؒ کا تیسرا چیلنج

جہاں حضرت مرزا صاحبؒ نے نظریاتی طور پر
مجدد زمان و مہدیٔ دوران و مسیح موعود کے
دعاوی کئے وہاں ان مناصب پر فائز ہونے
والے شخص کے شایان شان کام بھی کر دکھائے
دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو اس وقت
مثبت طور پر کچھ کام کر رہا ہو اور اپنے متبعین
پر گرفت بھی رکھتا ہو اور اسے حضرت مرزا صاحبؒ
نے ہدف تنقید نہ بنایا ہو - انہوں نے دنیا کے
تمام بڑے بڑے مذاہب کا دقت نظر سے
مطالعہ کیا ان کے اصولوں کو پرکھا اور پھر
قرآن کریم کی روشنی میں ان کی غلطیوں کو واضح کیا
اور جن مذاہب کے پیروؤں نے اسلام پر
حملے کئے تھے ان کی زبردست مدافعت کی
اور ایک عظیم الشان اصول مذہبی مباحث کے
لئے وضع کیا کہ جو مدعی اپنے مذہب کے بارہ
میں کوئی دعوے کرے وہ اس مذہب کی
الہامی کتاب سے کرے اور اسی الہامی کتاب
سے اس دعوے کی تائیدی دلائل نکال کر بیان
کرے - چنانچہ خود حضرت مرزا صاحبؒ نے
اسلام کی مدافعت قرآن کریم ہی سے کی اور
دوسرے مذاہب پر جو تنقیدیں کیں انکی بنیادیں
بھی قرآن کریم ہی سے نکال کر دکھلا دیں
اس سلسلے میں حضرت مرزا صاحبؒ نے یکصد
کے قریب کتب تصنیف کیں - جن میں دہریت کا
برہمو سماج کا اور دیو سماج کا تناسخ کا، سکھ
مذہب کا، بدھ مذہب کا رد بڑے زبردست
دلائل سے مکمل طور پر کر دیا ہے -

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے
اپنی زندگی میں مذہب پر اس قدر مسلح اور
مبسوط لٹریچر پیدا کر دیا ہے کہ وہ بہت سی
آنے والی نسلوں کے لئے ایک لمبی مدت تک
کافی رہے گا اور اسی لٹریچر سے اسلام کے
غلبہ کے لئے مبلغین اسلام ایسے ہتھیار تلاش
کر لیں گے جن سے تمام ادیان باطلہ کا قلع قمع
ہو جائے گا -

باقی ---- باقی

※ (۲) - کراکت ضلع جونپور (انڈیا) سے محمد
خلیل الرحمٰن انجو صاحب لکھتے ہیں کہ
وہ اپنڈے سائٹس کی وجہ سے سخت
بیمار ہیں -

(۳) - گیا - (بہار انڈیا) سے ایم اے صمد صاحب
لکھتے ہیں کہ ہم اس طرف کچھ مالی پریشانیوں
دماغی الجھنوں اور مقدمات میں مبتلا
ہیں، اہلیہ کا اپریشن پٹنہ میڈیکل وارڈ میں
باقی کالم ۲ کے نیچے

گناہ کی فلاسفی

(بسلسلہ صفحہ ۔۔)

جس کے ذریعہ قرآنی آیات کی حکمت
اور ان کا بیان عطا ہوتا ہے - وہ بھی
روح پرور اور نور ہی ہے - ان دونوں قسم
کی وحی کا پہلا کام تو یہ بتلایا گیا ہے کہ ان
کے ذریعہ خود حضرت نبی کریم صلعم کے قلب
مطہر کو ہدایت کی اس روشنی سے منور کرنا
ہے - جو ان دونوں قسم کی وحی میں رکھی گئی ہے
تا آنحضرت صلعم پہلے خود کتاب اور ایمان
کی حقیقت سے کما حقہ آگاہ ہو جائیں پھر
دوسروں کو اس سے آگاہ کریں - اسی لئے اس کے
معاً بعد دوسرا کام ان دونوں قسم کی
وحی کا حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ دیگر
انسانوں کے قلوب کو اس روشنی سے
منور کرنا بتلایا ہے چنانچہ آیت کے الفاظ
جعلناہ نوراً نھدی بہ من
نشاء من عبادنا حضرت نبی کریم صلعم
کے اس نور کو براہ راست لینے کی طرف
اشارہ کر رہے ہیں اور آیت کے الفاظ
وانک لتھدی الیٰ صراط مستقیم
حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ دوسرے لوگوں
کو ہدایت دینے کی طرف اشارہ کر رہے
ہیں اور آیت کے آخری حصہ میں صفت
سے فرمایا کہ ان دونوں قسم کی وحی کی غرض
اللہ تعالے سے تعلق پیدا کرانا ہے جو
زمین و آسمان کی ہر چیز کا حقیقی مالک
ہے اور جو مرجع ہے ان تمام امور کا جن پر
انسانوں کی مادی و روحانی زندگی کا دار و
مدار ہے اس لئے ان امور پر اطلاع
دینے والے ذرائع کی طرف وہی یعنی اللہ
تعالے ہی رہنمائی کر سکتا ہے جس نے کہ اس
نے حضرت نبی کریم صلعم کو مبعوث فرما کر
آنجناب صلعم کو دونوں قسم کی وحی کا مورد بنا
کر انسانوں کی رہنمائی کے تمام سامان مہیا
کر دیئے -

وحی خفی کی اہمیت

اس آیت سے وحی خفی کی اہمیت بھی
واضح ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ وحی خفی سے
کھلنے والے حقائق اب احادیث میں
ہی محفوظ ہیں اور ان کے متعلق میں پیچھے
بتلا آیا ہوں کہ ہدایت پانے اور روحانی
ترقی کرنے اور خدا سے تعلق پیدا کرنے
میں ان کا کتنا زبردست ہاتھ ہے - پس

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمانا کہ خدا تعالے
فرماتا ہے کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہ گار
نہ رہے تو میں ایک اور امت پیدا کر دوں
گا جو گناہ کرے اور میں اسے بخش دوں
گا - حضور کا اس قول کو خدا تعالے کی
طرف منسوب کرنا اس وحی خفی کی بناء
پر ہی ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کے قلب
مطہر پر نازل ہوئی اور جس نے ایک طرف
الٰہی صفت غفور کی حقیقت کو اور دوسری
طرف اس مکالمہ کی حقیقت کو جو خدا
تعالے اور فرشتوں کے درمیان ہوا کھول
کر رکھ دیا اور جن کی بناء پر آنحضور
صلعم نے گناہ گاروں کے پیدا کرنے اور
ان کو بخشنے کے متعلق فرمایا جو کچھ فرمایا جس
کا ذکر ان حدیثوں میں موجود ہے جنہیں میں
پہلے نقل کر چکا ہوں اور پھر آنحضرت صلعم
کی پیروی میں آنحضور صلعم کے غلام حضرت
مسیح موعودؑ نے اسی بات کو دوہرایا جس کا
ذکر حضور کی زیر بحث ڈائری میں پایا جاتا ہے
اس جگہ اس بات کا ذکر کر دینا بھی خالی از
فائدہ نہ ہو گا کہ فرشتوں کا جو یہ قول نقل
کیا گیا ہے کہ کیا تو ایسے انسان کو پیدا
کرے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خون
بہائے گا یہ دراصل اس اعتراض کی طرف
اشارہ ہے جو مامورین الٰہی کی طرف سے
عام طور پر کیا جاتا ہے - ہر مامور کے متعلق
عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ اس نے آکر
گھر گھر میں فساد ڈلوا دیا ہے اور باہمی جنگ
جدل کا میدان گرم کر کے خون کی ندیاں بہا
دی ہیں حالانکہ اس فساد اور خونریزی کے
مرتکب ایسے معترض درحقیقت خود ہوتے
ہیں لیکن ناحق طور پر منسوب مامور الٰہی کی طرف
کرتے ہیں جس کا دامن اس عیب سے بالکل
پاک ہوتا ہے بلکہ اسکے برعکس اسکی تعلیم ان فسادوں
سے روکنے والی ہوتی ہے ٭

بحرِ حکمت کے موتی

بسلسلہ صفحہ اوّل

مقوی بھی ہوتا ہے - چھان نکلے ہوئے آٹے
کی روٹی میں وہ طاقت نہیں ہوتی جو چھان والے
میں ہوتی ہے اور آج تو یہ امر مسلم ہے کہ چھلکے
میں سب سے زیادہ قوت غذا ہوتی ہے ٭
(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

ہوا ہے اور دوسرے عزیز بھی بیمار ہیں
احباب کرام سے التماس ہے کہ ان سا

اے خدا انور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبین

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور
"پاکستان"

ٹیلی فون نمبر ۳۷۳۴۷
مار کا پتہ: پیغام صلح لاہور

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۱۲ ذی الحجہ [illegible] ھ مطابق [illegible] مارچ [illegible]

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا کردہ تبدیلی

عرب کے وحشیوں کو گڑھے سے نکال کر بلند مقام پر پہنچا دیا

ملفوظات مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ ہو، جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے۔ وہ پھر اس تبدیلی پر نظر کرے گا جو آپ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپ کی حقانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو نقشہ کھینچا ہے یاکلون کما تاکل الانعام۔ یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہو گئی۔ یبیتون لربھم سجدا وقیاما۔ یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں جو تبدیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا۔ اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔ دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں۔ یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔

قرآن مجید تو ایسی کتاب ہے کہ وہ ان میں پڑھی جاتی تھی اور یہ سب باتیں اس میں درج ہیں۔ کفار سنتے تھے جہاں وہ اس کی مخالفت کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرتے تھے۔ اگر یہ باتیں غلط ہوتیں تو وہ آسمان سر پر اٹھا لیتے کہ یہ ہم پر اتہام اور الزام ہے۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ بہت ہی قابل غور مقام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہزاروں دلائل ہیں لیکن یہ پہلو آپ کی حقانیت کے ثبوت میں ایک عملی پہلو ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور جس دلیل کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ یا تو عربوں کی وہ حالت تھی اور یا یہ تبدیلی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے نا واقف اور اس سے دور پڑی ہوئی قوم کو اس مقام تک پہنچا دیا کہ پھر ان کی فطرت ما سوی اللہ سے خالی ہو جاوے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں۔ (ملفوظات احمدیہ جلد سوم)

"جو قوم تعیشات میں پڑ جاتی ہے وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ بجائے غربا کی خبرگیری کے روپیہ امراء کے تعیشات پر صرف ہوتا ہے۔ اس لئے قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔"

(فضل الباری۔ شرح صحیح بخاری)

بحر حکمت کے موتی

سونے چاندی کے برتن میں کھانا

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی انھم کانوا عند حذیفۃ فاستسقی فسقاہ مجوسی فلما وضع القدح فی یدہ رماہ بہ وقال لولا انی نھیتہ غیر مرۃ ولا مرتین کانہ یقول لم افعل ھذا ولکنی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تلبسوا الحریر ولا الدیباج ولا تشربوا فی انیۃ الذھب والفضۃ ولا تاکلوا فی صحافھا فانھا لھم فی الدنیا ولنا فی الآخرۃ۔

ترجمہ:۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ وہ حذیفہ کے پاس تھے تو انہوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے ان کو پانی دیا۔ جب اس نے پیالہ اس کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے وہ اسی کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ اگر ایک یا دو سے زیادہ مرتبہ میں نے اس کو نہ روکا ہوتا گویا کہ حذیفہ کہتے ہیں کہ کچھ میں ایسا نہ کرتا لیکن میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے کہ ریشمی کپڑا اور دیباج نہ پہنو۔ اور سونے اور چاندی کے برتن میں پانی نہ پیو۔ اور نہ ان (سونے اور چاندی کے) پیالوں میں کھانا کھاؤ کیونکہ یہ دنیا میں ان کے لئے ہیں اور آخرت میں ہمارے لئے۔

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
غرض یہ تھی کہ مسلمان تعیش میں نہ پڑیں کیونکہ [illegible]

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

مختار احمد بٹ صاحب مظفر آباد کشمیر

حضرت امام زمانہ کے علمی عملی اور...

ابتدائے آفرینش سے یہ قانون خداوندی چلا آرہا ہے کہ جب دنیا میں فسق و فجور، بے حیائی، خدا سے روگردانی، قتل و غارت، بے ایمانی اور ظلم نقطہ عروج پر پہنچ جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے کو دنیا کے لوگوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرماتا ہے تاکہ لوگ پھر اس مصلح کے ذریعہ راہ راست پر آجائیں۔

اسی قانون کے تحت خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو عین اسی وقت مبعوث فرمایا، جب زمین و آسمان بگڑ گیا تھا۔ اسلام کا عالمگیر مذہب اور انسان کی نجات کا ذریعہ مسلمان بےکس ہو کر رہ گیا تھا۔ مسلمان خدا کے قرآن اور ہادی برحق کو بھول گئے تھے۔ اور رسم و رواج میں پھنس گئے تھے، لیکن قدرت کا منشا صاف عیاں تھا کہ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں قیادت عطا کی جائے۔ چنانچہ اسلام کی حفاظت، مخالفوں کے دجالی دلائل و حملوں کی بیخ کنی، قرآن کی روحانی اقدار کی شہادت اور غلبۂ اسلام کے لئے تکمیل روحانی علمی و عملی زمانہ کے اندر بھیجنے کے لئے اس صدی کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ حضرت مرزا صاحب کا زمانہ اسلام پر حملوں کے لحاظ سے شدید ترین تھا۔ عیسائیوں نے اپنے انتہائی غلبے اور عروج کے وقت اور مسلمانوں کی پستی کے زمانے میں دولت اثر و رسوخ اور اقتدار کی بنا پر انتہائی مؤثر اوزاروں تیسرے ہتھیاروں سے تمام اسلامی دنیا پر حملہ کیا تھا۔ مسلمانوں کے زوال نے انہیں مادی، ذہنی پراگندگی کا شکار بنا دیا تھا۔ ان کے پاس نہ دولت تھی نہ قوت نہ اسلامی معارف اور اخلاقی بلندی تھی اور نہ روحانی عظمت۔ پادریوں کے مقابلے مرد مسلم اسلام کے خلاف زہر آلودہ لٹریچر شائع ہو رہا تھا۔ مقابلہ میں نہ مسلمانوں میں جواب کی طاقت تھی نہ قابلیت۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ اس زمانے میں جو کچھ دین اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی۔ اور جس قدر شریعت ربانی پر حملے ہوئے اور جس طور سے ارتداد و الحاد کا دروازہ کھولا گیا اس کی نظیر کسی اور زمانہ میں نہیں مل سکتی کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ اور چھ کروڑ سے زائد اسلام کے خلاف کتابیں تالیف ہوئیں۔ اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ وہ جو آل رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمن رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور اہانت و دشنام دہی کی کتابیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں جن کے پڑھنے اور سننے سے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور دل رو رو کر گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو تم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئیں، دکھا۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۱-۵۲)

اسی کتاب کے عربی حصہ میں آپ فرماتے ہیں :-

اور میرے دل کو اس سے زیادہ ایذا دینے والی کوئی چیز نہ تھی۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آنکی گستاخی اور آنکی بزرگی کی ہتک، اور خدا کی قسم اگر میرے سارے چھوٹے اور بڑے بیٹے، پوتے میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جاتے اور میرے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جاتے اور ہر طرح سے ہر دم کر دیا جاتا تو اس سے مجھے اس قدر تکلیف نہ ہوتی۔

ان حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقیقت شناس قلب خطرات کی شدت سے تلملا اٹھا۔ آپ نے اسلام کی عظمت کا سکہ بٹھانے اور دشمنوں کی کمر توڑنے کے لئے قرآن کریم کا سہارا لیا۔ اور دشمنان اسلام کو للکارا اسلامی حقائق بیان کئے، اعتراضات کے جوابات دیئے۔ دشمن ان دلائل کی ہمت، طاقت اور قابلیت نہیں رکھتا تھا۔ آپ نے چیلنج دیا۔ اور اپنی جائداد دس ہزار روپے [illegible] کتاب اسلام کی حمایت میں شائع فرمائی۔ اس کتاب کا شائع ہونا تھا کہ ملک میں شور مچ گیا۔ حالانکہ ابھی اس کا ایک حصہ ہی شائع ہوا تھا۔

آپ نے اس کتاب میں ایسے اصول بتائے کہ ہر وہ شخص جس نے اس کتاب کو دیکھا اس کتاب کی عظمت کا قائل ہو گیا۔ اس اشتہار میں حضور نے یہ بھی شرط رکھی تھی کہ اگر وہ خوبیاں جو آپ اسلام کی پیش کریں گے، وہ دوسرے کسی مذہب کے پیرو اپنے مذہب میں بھی دکھلا دیں یا ان سے نصف بلکہ چوتھا حصہ ثابت کریں تو انہیں اپنی جائداد جس کی قیمت دس ہزار روپے تھی دے دی جائے گی۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ خدا جس طرح پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔ جس طرح پہلے سنتا تھا اب بھی سنتا ہے۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

سائز: $\frac{20 \times 30}{16}$ ۔ صفحات : ۱۳۸ ۔ قیمت ۱/۲۵ روپے

شائع کردہ :- دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یہ کتاب اس مقالہ پر مشتمل ہے۔ جو حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف سے جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں ذیل کے پانچ سوالوں کے جواب میں پڑھا گیا۔

۱۔ انسان کی جسمانی، روحانی اور اخلاقی حالتیں

۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ

۳۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے

۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔

۵۔ علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

اس مقالہ میں حضرت مجدد زمان نے شروع میں یہ شرط بیان کی کہ ان سوالوں کے جوابات میں دلائل صرف اپنی اپنی کتب مقدسہ سے پیش کئے جائیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کونسی مذہبی کتاب زندگی کے ان اہم مسائل پر کس حد تک روشنی ڈالتی ہے۔ اس مقالہ کے متعلق حضرت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش از وقت یہ بشارت دی گئی تھی کہ ان کا مضمون بالا رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ ذیل میں چند آراء ملاحظہ ہوں۔

* "سب مضمونوں سے زیادہ توجہ اور زیادہ دلچسپی سے مرزا غلام احمد قادیانی سنا گیا جو اسلام کے بڑے بھاری مؤید اور عالم ہیں۔ اس لیکچر کو سننے کے لئے ہر مذہب و ملت کے لوگ کثرت کے ساتھ جمع تھے۔"

(سول اینڈ ملٹری گزٹ)

* "مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب قرآن شریف سے دیئے۔ اور تمام بڑے بڑے اصول و فروعات اسلام کو دلائل عقلیہ سے اور براہین فلسفہ کے ساتھ مزین کیا پہلے عقلی دلائل سے الہیات کے مسئلہ کو ثابت کیا اور اس کے بعد کلام الہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا ہے۔

مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظ قرآن کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کا لیکچر مجموعی طور پر ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں معارف و حقائق، حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے۔ اور فلسفۂ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا کہ تمام اہل مذاہب ششدر ہو گئے تھے۔" (اخبار چودھویں صدی یکم فروری ۱۸۹۷ء)

* روس کے مشہور فلسفی ٹالسٹائی کو جب ریویو آف ریلیجنز میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے انگریزی ترجمہ کی اقساط بھیجی گئیں تو انہوں نے لکھا :-

"مجھے خیالات — گناہ سے کس طرح بچا جائے — اور زندگی بعد الموت خاص طور پر مؤخر الذکر بہت پسند آیا۔ ان میں خیالات جامع اور مبنی برحقیقت ہیں۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خانہ کعبہ میں دعا اور محبوب ترین فرزند کی قربانی

عید الاضحیٰ کے موقعہ پر مسلمانوں کے لئے قربانی اور ایثار کا سبق

اپنی اولادوں کو تبلیغ دین کے لئے تیار کرو کہ یہی مسیح موعود کے آنے کی غرض ہے

خطبہ عید الاضحیٰ مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقال انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین ۔ رب ھب لی من الصّٰلحین ۔ فبشرنٰہ بغلام حلیم ۔ فلما بلغ معہ السعی قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ ۔ قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصّٰبرین ۔ فلما اسلما وتلہ للجبین —— سلٰم علیٰ ابراھیم —— (الصّٰفّٰت ۹۹ تا ۱۰۹)

خانہ کعبہ کی تعلیم

آج کا دن کئی لحاظ سے عظیم الشان دن ہے ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا دعوۃ ابی ابراھیم ۔ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ ہوں ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یاد رکھا اور اس حد تک یاد رکھا کہ آپؐ نے مسجد نبوی کو قبلہ نہیں بنایا ۔ بلکہ اس گھر کو قبلہ بنایا اور اس کی تعظیم و توقیر کی جس کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی ۔

احکام الٰہی کی کامل فرمانبرداری

اور جس طرح سے حضرت ابراہیمؑ کو خدا تعالےٰ نے فرمایا اسلم کو اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اسلمت لرب العٰلمین ۔ نبی کریم صلعم نے بھی فرمایا انا اول المسلمین ۔ یہ بڑا نکتہ ہے جس کی تلقین اللہ تبارک و تعالےٰ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ۔ خدا تعالےٰ کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کرنا تمام سعادتوں کا وارث بنا دیتا ہے جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے عہد کیا تھا ۔ اسلمت لرب العالمین ۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا انا اول المسلمین ۔

حضرت ابراہیمؑ اور نبی کریم صلعم کا بلند مقام

بھلا اس سے بڑھ کر بھی کوئی مقام ہو سکتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت نبی کریم صلعم کو عطا ہوا فرمایا ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین ۔ میری خواہشات ، میری آرزوئیں ، میرے [illegible] ، میرا کاروبار ، میرے دن رات ، میری نماز اور قربانی میرا مرنا اور میرا جینا سب کچھ اللہ تبارک و تعالےٰ کے لئے [illegible] نہایت مشکل مگر نہایت اعلیٰ مقام ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا اور یہی وہ مقام ہے جس پر حضور صلعم اپنی امت کو پہنچانا چاہتے ہیں ۔

بادشاہت میں فقیری

بادشاہ بن کر فقیری اختیار کرنا بہت مشکل کام ہے ۔ اس اشرف ترین مقام کا ذکر حضورؐ نے اس طرح فرمایا الفقر فخری ۔ ایک تھانیدار یا تحصیلدار یا ڈپٹی کمشنر اور گورنر اپنے لئے کیا کیا کچھ نہیں کرتے ۔ لباس ، فرنیچر ، کراکری ، کوٹھیاں اور سواریاں ، نوکر چاکر سب کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور حاصل کرتے ہیں ۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو جہان کے بادشاہ تھے اور آپ کے ایک اشارہ پر اپنا سب کچھ لٹانے اور اپنا خون بہانے پر تیار تھے ۔ لیکن انہوں نے بادشاہ ہو کر فقیری اختیار کرنا پسند کیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ ہو کر نہ محل بنائے نہ باغات اور سیرگاہیں بنائیں ۔ نہ فرنیچر اور کراکری یا سواری ۔ آپکا نہایت سادہ لباس اور کھانا بھی سادہ تھا ۔

مسلمانوں کو قربانی اور ایثار کا سبق

آج اسلمت لرب العٰلمین کی صفت حاصل کرنے کی طرف توجہ بہت کم ہے ۔ اس لئے آج کا دن مسلمانوں کو قربانی و ایثار کا سبق دیتا ہے ۔

جماعت احمدیہ کے تبلیغی کام

اس جماعت نے ایثار سے کام لے کر عرصہ پچپن سال سے یورپ میں تبلیغ اسلام کا کام جاری کر رکھا ہے ۔ یورپ جانے والے لوگوں نے خصوصاً اور تمام مسلمانوں نے عموماً اس جماعت کی تبلیغی جد و جہد کے ثمرات دیکھے ہیں ۔

حضرت مرزا صاحبؒ کا دعوےٰ

کیا جماعت احمدیہ کے [illegible] ۔ خواہ اس جماعت میں داخل ہیں یا نہیں وہ سن لیں کہ یہ جماعت حضرت مرزا صاحبؒ کو مجدد مانتی ہے ۔ حضرت مرزا صاحب نے خود فرمایا ہے کہ میں اسلام کا خادم ہوں ، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفش بردار ہوں ۔ اور آپؐ کا خاک پا ہوں ۔ ان اعتقادات کو مسلمان کبھی غلط نہیں قرار دے سکتے ۔

اپنی اولادوں کو تبلیغ کے لئے تیار کریں

وہ لوگ جو اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ۔ وہ غور کریں اور سوچیں کہ ان کی اولادیں اس جماعت کے مقصد کو پورا کر رہی ہیں یا نہیں صرف چندہ دینے پر اکتفا نہ کریں بلکہ انہیں اپنی اولادوں کو تبلیغ اسلام کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے تیار کرنا چاہیئے تاکہ اسلام کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرا سکے ۔

امراء یہ سوچیں کہ یہ دنیا ، یہ دولت اور یہ کارخانے ختم ہو جانے والی چیزیں ہیں ۔ اگر اس دنیا میں کوئی چیز باقی رہ سکتی ہے تو وہ خدا اور رسول کا نام ہے ۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی اولادوں کو پیش کریں کہ ان کے ذریعہ خدا اور رسول صلعم کا نام بلند ہو ۔ آج پاکستان کے مردوں اور عورتوں کا نمونہ اچھا نہیں ۔ خدا اور رسول صلعم کی تعلیمات سے غفلت برتی جا رہی ہے ۔ یہ رونے کا مقام ہے اپنی اس حالت پر غور کریں ۔ اور اپنے فرائض کا احساس کریں ۔

حضرت ابراہیمؑ کی خانہ کعبہ کی آبادی کے لئے دعا

اب اس کے بعد میں تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک دعا مانگی تھی ۔ اس دعا کی طرف آپ توجہ دیں ۔ فرمایا ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع رب اجعل ھٰذا بلداً اٰمناً وارزق اھلہ من الثمرات اے مولا ! اس جگہ میں نے تیرے حکم کے ماتحت اپنی اولاد کو بسایا ہے یہ تو ویرانہ ہے ۔ یہاں زندہ رہنے کا کوئی سامان نہیں ۔ تیرے حکم کے ماتحت میں اپنی اولاد کو یہاں چھوڑتا ہوں ۔ اور فرمایا رب اجعل ھٰذا بلداً اٰمناً ۔ اس جگہ کو جو ویرانہ اور صحرا ہے جہاں زندگی کے کوئی آثار نہیں ہیں اس کو شہر بنا دے اور اس شہر میں امن ہو جائے ۔ تیجے ۔ اموال اور اولاد ، مردوں اور عورتوں کے لئے کوئی خطرہ نہ ہو ۔ علاوہ

اور اس ویرانے میں لوگوں کے لئے ضروریات زندگی مہیا فرمایا۔

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کی دعا۔

نہ صرف یہ کہ اس شہر میں امن ہو۔ اور یہاں کے لوگوں کو رزق میسر [illegible]

دعا کی قبولیت

خدا تعالیٰ نے اس جامع دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ انواع اقسام کے پھل اور دوسری تمام قسم کی ضروریات زندگی مکہ میں نہایت کثرت سے ملتی ہیں اور لوگ ان اشیاء کے علاوہ انوار الٰہیہ سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ کا ایمان

حضرت ابراہیمؑ نے جب خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اس وادی غیر ذی زرع میں ڈیرہ لگایا اور حضرت ہاجرہؑ اور اپنے بیٹے کو چھوڑ کر کچھ دن رہنے کے بعد جب اپنی روانگی کی تیاری کرنے لگے تو بیوی گھبرائی کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ کہاں جانے لگے ہیں۔ آللہ امرک بھذا کیا اس سفر کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ الیٰ من تکلنا آپ کس کے سپرد کئے جاتے ہو، میں عورت ذات ہوں اور یہ چھوٹا بچہ ہے ہمیں کس کے حوالے کئے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا الی اللہ اکلکم میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ حضرت ہاجرہؑ کا ایمان دیکھئے کہتی ہیں اذاً لا یضیعنا۔ اگر آپ ہمیں خدا تعالیٰ کے سپرد کر کے جا رہے ہیں تو خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت ہاجرہؑ کی پانی کی تلاش میں دوڑ دھوپ

حضرت ابراہیمؑ کی روانگی کے کچھ دنوں بعد جب یہ زاد ختم ہو گیا اور بچہ بھوک پیاس سے بلبلانے اور تڑپنے لگا۔ تو ماں تڑپ اٹھی کہ اب کیا ہو، کہاں سے کھانا پینا آئے۔ چاروں طرف کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ حیران ہے۔ دوڑ کر صفا کی پہاڑی پر چڑھتی ہیں۔ کہ شاید کوئی چیز نظر آ جائے لیکن کہیں کسی طرح کی زندگی کے آثار نظر نہیں آتے۔ وہاں سے مروہ کی پہاڑی پر جا چڑھتی ہیں۔ تمام طرف حیران و پریشان ہو کر دیکھتی ہیں کوئی پرندہ تک نظر نہیں آتا۔ اسی طرح عالم اضطراب میں سات مرتبہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی پہاڑیوں پر چڑھتی اترتی ہیں کہ شاید حیات کی کوئی کرن دکھائی دے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرف قبولیت

خدا تعالیٰ نے ان کے اضطراب اور دلی تڑپ اور دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ فرشتہ اترا اور جہاں وہ اترا وہاں چشمہ پھوٹ پڑا۔ وہاں پانی میسر آ گیا تو خود پیا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حج میں ہاجرہؑ کے نقش قدم پر سعی

اس عورت کے قدموں کو خدا تعالیٰ نے تقدیس بخشی۔ [illegible] نقش قدم پر ہر حاجی مرد و زن صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے نظر آتے ہیں کیونکہ سعی بین الصفا والمروۃ حج کا رکن ہے۔

فرمایا جو کوئی حضرت ابراہیمؑ کے تعمیر کردہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اس کو یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ ان الصفا والمروۃ من [illegible]

سلوک کی آخری منزل پر مرد و عورت کا مقام

حج کے مناسک مقرر کرنے میں جہاں اللہ تعالیٰ نے ایک مرد ابراہیمؑ کو مقام شرف بخشا ہے وہاں ایک عورت ہاجرہ کا مقام شرف بھی مشاہدہ میں آتا ہے گویا سلوک ایمانیات کی آخری منزل جہاں ختم ہوتی ہے وہاں مرد اور عورت دونوں کو عظمت و شرف کا مقام حاصل ہے۔

حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش اور قربانی

حضرت ابراہیمؑ نے یہ بھی دعا فرمائی تھی رب ھب لی من الصّٰلحین کہ اے مولیٰ مجھے صالح اور نیک بیٹا عطا فرما فبشّرنٰہ بغلٰم حلیم ہم ایک صالح اور بردبار بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔ چنانچہ اس بشارت الٰہی کے ماتحت بچہ ہوا۔ جوان ہوا۔ فلما بلغ معہ السعی۔ جب وہ باپ کے ساتھ کام کاج کرنے کے قابل ہو گیا قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ فرماتے ہیں اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ کہئے اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین۔ میرے پیارے باپ! جو کچھ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے اسکو بجا لائیں۔ مجھے آپ ہر شکل فرمانبرداری میں صابر پائیں گے۔ وتلّہ للجبین جب باپ اور بیٹے دونوں نے خدا کی فرمانبرداری عملاً کر دکھلائی اور باپ نے بیٹے کو منہ کے بل لٹا دیا تاکہ بیٹے کی آنکھیں نہ دیکھ سکیں اور باپ بیٹے کی محبت و الفت غالب نہ آ جائے بیٹے کی گردن پر چھری رکھنے ہی والے تھے تو جناب الٰہی سے ارشاد ہوا ان یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا۔ اے ابراہیمؑ تو نے رؤیا کو سچ کر دکھایا ہے۔ ہم نے تیرا امتحان لے لیا جس میں تم پورے اترے ہو۔ اب تم نے بیٹے کو ذبح نہیں کرنا ہے۔ اس کے بدلہ میں قربانی دے دو۔

محبوب ترین چیز کی قربانی

یہ ہے وہ محبوب ترین چیز کی قربانی جس کے بدلہ میں ہم ہر سال جانور قربان کرتے ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ محبوب ترین چیز کی قربانی کی کتنی بڑی جزا جناب الٰہی سے ملتی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے لوگ بھی اپنی محبوب ترین اولاد کو تبلیغ اسلام کے لئے تیار کریں تاکہ سعادات دنیوی اور آخروی کے حاصل کرنے والے بنیں اور وہ آئندہ نسلوں کے لئے نمونے کا کام دیں۔ وترکنا علیہ فی الاٰخرین۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس قربانی کو قوموں کے لئے موجب تقلید بنایا۔

عید کے دن کا عہد اسلمت لرب العٰلمین

یہ سب چیزیں فانی ہیں صرف خدا ہی کا نام زندہ رہے گا مسلمان قوم اس عید کے دن عہد کرے کہ وہ ناپاک خواہشات [illegible] ہے۔ اس سے پاکستان مضبوط ہو گا۔ اگر قلوب کا تزکیہ ہو جائے تو حیوان انسان، انسان نہیں بہترین بن جاتا ہے۔ اس میں بے پناہ قوت نمودار ہو جاتی ہے۔ یاد رکھیں یہ مفید تعلیم یہی ہے جس پر قوم کو عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

عید مبارک

اب میں رجال اور خواتین کو مبارکباد دیتا ہوں اور سب کے لئے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خدا تعالیٰ کے احکام اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پابندی کریں۔

اخبار احمدیہ

انتقال پرملال

احباب جماعت کو یہ خبر سن کر بے حد رنج اور افسوس ہو گا کہ سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص ممبر جناب محمد شفیع صاحب علوی سامانوی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم سامانہ ریاست پٹیالہ کی جماعت کے روح رواں تھے پاکستان بننے پر ہجرت کر کے منڈی بہاؤالدین میں قیام پذیر ہو گئے تھے جماعت کے لٹریچر اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بہت سی قیمتی معلومات رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

ادارہ ان کے صاحبزادہ ایس ایم لطیف علوی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر لائل پور، اور ان کے برادر خورد ڈاکٹر محمد مہدی حسن صاحب منڈی بہاؤالدین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر کی توفیق دے، اور مرحوم کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین

شکریہ احباب

پشاور سے محترمہ بیگم صاحبہ قاضی عبدالرشید صاحب رقمطراز ہیں: براہ مہربانی میری طرف سے اور قاضی صاحب کی طرف سے اُن تمام صاحبان کا دلی شکریہ ادا کریں جنہوں نے عزیزم محمد اکرام کی کامیابی پر مبارکباد بذریعہ خطوط، ٹیلیگرامز، ٹیلیفون، اور زبانی دی ہے۔ میں تحدیث نعمت کے طور پر اپنے بڑے بیٹے محمد المصدق کی نسبت بھی بتا دینا چاہتی ہوں کہ وہ بھی قریباً دو سال قبل کیڈٹ کالج کوہاٹ۔ کیڈٹ کالج حسن ابدال، ملٹری کالج جہلم کے امتحانات داخلہ میں بیک وقت کامیاب ہوا تھا اور ان میں سے ملٹری کالج جہلم میں امتیازی حیثیت نصیب ہوئی تھی۔ یہاں وہ زیر تعلیم ہے۔ میں حضرت امیر جماعت اور دیگر بزرگان جماعت سے ملتجی ہوں کہ وہ میرے اور باقی تمام بچوں کے لئے یہ دعائیں فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ انہیں عالم فاضل اور متقی بنائے اور طویل عمر بحیثیت فاتحین یا موت شہداء [illegible]

کعبۃ اللہ کی برکات اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت کا سامان

اور اس کے دشمنوں کا عبرتناک انجام

دجال کے اثرات سے اسلام کی حفاظت اور اس کی تبلیغ کی ضرورت

خطبہ جمعہ۔ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۶۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ وارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول ———— (سورۃ الفیل)

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد ———— (سورۃ الاخلاص)

قرآن کریم کی پہلی اور آخری سورت

یہ سورت مسلمان نمازوں میں اکثر پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کی پہلی سورت الفاتحہ ہے۔ جس کو ہر مسلمان لازمی طور پر پانچ وقت نمازوں میں پڑھتا ہے۔ اس پہلی سورت کا تعلق اس آخری سورت کے ساتھ ہے۔ اس سورت کو میں نے آخری سورت کہا ہے۔ حالانکہ اس کے بعد دو اور سورتیں بھی ہیں۔ ان دو سورتوں میں دعا کی گئی ہے۔ مضامین کے لحاظ سے قرآن کریم اس سورۃ پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے بلحاظ مضامین یہ آخری سورت کہلاتی ہے۔

پہلی اور آخری سورت کا تعلق

پہلی سورت میں ہے الحمد للہ رب العلمین۔ اللہ۔ اس ساری کائنات کا خالق و مالک ہے جو آسمان کے اجرام، زمین کے پہاڑوں۔ کھیتوں۔ دریاؤں، نباتات، جمادات اور حیوانات کا خالق ہے۔ اتنی بڑی ایجاد بہت بڑی قدرت پر دلیل ہے۔ کائنات میں کس قدر مخلوق ہے۔ ان تمام کا پیدا کرنے والا اور ان کی تمام ضروریات مہیا کرنے والا وہی اللہ ہے۔ یہ سب کچھ الحمد للہ رب العلمین کی تشریح ہے۔ اسی طرح آخری سورت میں فرمایا ہے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ الصمد کسے کہتے ہیں فرمایا الصمد۔ یصمد الیہ الحوائج۔ مخلوق کی حوائج کو پورا کرنے والے کو الصمد کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ضالین کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں اور آخری سورۃ میں بھی انہی کا ذکر ہے۔ غرض دونوں سورتوں کی ابتدا میں مضمون ایک ہی۔ اور دونوں کے آخر میں بھی مضمون ایک ہی سا ہے۔ ایک میں ولا الضالین ہے اور دوسری میں لم یلد و لم یولد ہے

دجال کا اثر کل دنیا پر

آج ان لوگوں کے دجل کا اثر ساری دنیا پر ہے۔ پاکستان پر بھی اس کا اثر ہے۔ ترکی۔ ایران اور افغانستان پر بھی۔ مراد دوسری عرب دنیا پر بھی۔ دنیا کا کوئی ایسا حصہ نہیں جو اس کے دجل کا اثر نہیں ہے۔ اس کے دجل کے متعلق قرآن کریم کی پہلی اور آخری سورت میں ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کو عیسائی اقوام سے خطرہ لاحق ہے اور اس خطرے سے اپنے تئیں محفوظ کرنے کا سبق دیا گیا ہے۔

فراعنہ عرب سے حضرت نبی کریم صلعم کی حفاظت

سورۃ الفیل میں حضرت نبی کریم صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ کیا اصحاب فیل کا ماجرا آپ کے سامنے نہیں ہے یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ یہ اس قدر مشہور ہے کہ گویا نبی کریم صلعم نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا فرمایا الم تر کیف کیا تو نے نہیں دیکھا۔ اپنی قدرت کے عظیم واقعہ کی طرف توجہ دلا کر حضور کو تسلی دی ہے کہ جس خدا نے اس کوٹھے کی حفاظت کرتے ہوئے ابرہہ کو تباہ کیا وہی تیرا رب تیری حفاظت کریگا اور تیرے دشمن سرنگوں ہو جائیں گے۔ اگر مصر میں موسیٰ کے سامنے ایک فرعون تھا تو عرب میں کئی فراعنہ تھے جو برسرپیکار تھے۔ فرمایا ہم تمہارے رب ہیں۔ ہم آپ کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کے قلوب کی ربوبیت کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ یہاں آپ کے ہر قدم پر دشمن ہیں لیکن ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔

مکہ پر ہاتھیوں کی چڑھائی

ہم آپ کے سامنے تاریخ رکھتے ہیں۔ کیف فعل ربک باصحاب الفیل ہم نے ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا جو ہاتھی لے کر مکہ پر چڑھ آئے تھے، عرب میں ہاتھی نہیں پائے جاتے ریت میں ہاتھی کیسے رہ سکتا ہے۔ وہ سبزی اور پانی چاہتا ہے منوں سبزی کھا جاتا ہے۔ ان ہیبت ناک لحیم شحیم جانوروں کے ساتھ اہل عرب پر حملہ کرنا ان پر ہیبت مسلط کرنے کے لئے تھا چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر ابرہہ نے جو شاہ حبش کی طرف سے یمن کا عیسائی گورنر تھا۔ حبشہ سے تیرہ ہاتھی منگوائے۔

عیسویت میں روٹی کا مسئلہ

دجال کے فرزندوں کے سامنے ہمیشہ روٹی کا مسئلہ رہا ہے تمام گرجوں میں روزانہ یہی دعا مانگی جاتی ہے کہ اے خداوند خدا ہمیں آج کی روٹی دے۔ حضرت عیسیٰ نے بھی روٹی مانگی ہے۔ انجیل میں بھوک اور روٹی کا قصہ چلتا ہے۔ کبھی لکھا ہے عیسیٰ کو بھوک لگی تو مچھلی کھائی۔ کبھی شہد پینے اور انجیر کھانے کا ذکر ہے۔ قرآن کریم میں بھی فرمایا ہے کانا یاکلان الطعام۔ عیسیٰ اور ان کی والدہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے یعنی دوسرے انسانوں کی طرح وہ دونوں روٹی کے محتاج تھے محتاج کو خدا مان لینا بالبداہت باطل ہے۔

خانہ کعبہ کی عظمت مٹانے کی تدبیر

ان روٹی کے پجاریوں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ کی عظمت ہے اور یہ تجارت کا مرکز ہے اس کو برباد کیا جائے۔ اس کے شرف اور عزت کو ختم کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ صنعا میں ایک گرجا بنایا اور اس گرجا کی تعمیر کے لئے طرح طرح کے سنگ مرمر لگائے گئے۔ سونے چاندی سے کام کاری کی گئی یہ ایک نہایت خوبصورت اور مرصع گرجا تھا خانہ کعبہ کے مقابلہ میں اس گرجا کی ظاہری شان و شوکت کہیں بڑھ چڑھ کر تھی۔ اپنی تعمیر سے وہ اس شریف کے سادے سے کوٹھے کو جس کو کعبہ کہا جاتا ہے مات کر کے گرجے کو تجارت کا مرکز بنانا چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ عرب کے لوگ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ وہ اس گرجا کی طرف کھنچ آئیں گے۔ اور آہستہ آہستہ عیسائی ہو جائیں گے۔

ہاتھیوں کے ساتھ لشکر کشی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اصحاب الفیل کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ اگر میں اس کوٹھے کی حفاظت کرتا ہوا ان کو تباہ کر سکتا ہوں تو آپ کی بھی حفاظت کر سکتا ہوں۔ آپ کا وجود کوٹھے کے مقابلہ میں بڑی عظمت رکھتا ہے الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ ان کے مکر و فریب اور خفیہ سازشوں کا مقصد

[illegible]

کا نام و نشان مٹا دیں گے۔ تو ہاتھی اس نے منگوائے۔ ان کا سردار بڑا عظیم الجثہ اور بڑا موٹا تازہ تھا اور بڑا ہیبت ناک تھا۔ یہاں ہاتھی سڑک پر سے گذرتے دیکھ کر بڑا خوف آتا ہے۔ اس کی بڑی ڈراونی شکل ہوتی ہے۔ عرب میں ہاتھی کو کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ اگر کسی نے یہ جانور نہ دیکھا ہو تو اسے دیکھ کر جان نکل جاتی ہے۔ اسی لئے ابرہہ نے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ بیت اللہ پر چڑھائی کی۔ مکہ کے لوگ ہاتھیوں کو دیکھ ارد گرد پہاڑوں پر چڑھ گئے۔

عبدالمطلب کے اونٹ اور ابرہہ سے مکالمہ

ابرہہ نے عبدالمطلب کے دو سو اونٹ پکڑ لئے۔ قبائل عرب میں کسی کی گھوڑی یا اونٹ لے جانا بڑی غیرت کا سوال پیدا کر دیتا ہے۔ اور جس کے دو سو اونٹ پکڑ لئے جائیں اس کی تو عزت ختم ہو جاتی ہے۔ عبدالمطلب نے کہا میں مقابلہ تو نہیں کر سکتا لیکن یہ بے عزتی بھی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے خود ابرہہ کے پاس جا کر اپنے اونٹ طلب کروں گا، چنانچہ وہ گئے۔ ابرہہ پر عبدالمطلب کا بڑا رعب تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عبدالمطلب قریش کا سردار ہے۔ وہ کعبہ کے متولی ہیں اس لئے اس کے دل میں ان کی بڑی عظمت تھی، اس نے بڑی آؤ بھگت کی۔ عبدالمطلب نے جب ابرہہ سے کہا کہ میرے اونٹ واپس کر دو۔ تو ابرہہ نے کہا کہ میرے دل میں تمہاری بڑی عزت تھی تم نے اونٹوں کا مطالبہ کر کے اپنے آپ کو بری طرح سے گرا دیا ہے سقطت من عینی۔ حیث لاهدم دینك و دین ابائك۔ میں تمہارے خانہ کعبہ کو گرانے آیا ہوں اور تو اونٹ لینے کے لئے آگیا ہے اور اس کا کوئی فکر نہیں کی۔ یہ تمہارا دین ہے اور تمہارے آبا و اجداد کا دین ہے اونٹوں کے مطالبہ کی وجہ سے تو میری نگاہ میں گر گیا۔ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ انا رب الابل وللبیت رب یمنعه میں تو اونٹوں کا مالک ہوں۔ میری غیرت یہی ہے کہ میں ان کی حفاظت کروں۔ خانہ کعبہ کا بھی رب ہے وہ اس کی خود حفاظت کرے گا۔

عبدالمطلب کی دعا

چنانچہ وہاں سے واپس ہو کر عبدالمطلب نے خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑا اور یہ زاری کی:-

لاهم ان المرء یمنع رحله فامنع رحالك لا یغلبن صلیبهم ومحالهم ابدا محالك یارب لا ارجو سواكا یارب فامنع حماك

کہ خدا مجھے کیا خطرہ ہے انسان کا بچہ بھی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا۔ اے مولیٰ! ان لوگوں کی طاقت تیری طاقت پر غالب نہیں آسکتی۔ اے مولا! تیری مدد کے سوا میری کسی پناہ گاہ نہیں ہے۔ اے میرے مولیٰ! تو اپنے حما کی حفاظت کر۔ حما اس مقام یا چراگاہ کو کہتے ہیں جس کو کسی شخص نے مقرب قرار دیا ہو، خانہ کعبہ تیری مقرب جگہ ہے جس کی تو نے عزت و حرمت قائم کی ہے۔

پرندوں کے ذریعہ ابرہہ اور اس کے لشکر کی تباہی

خدا تعالیٰ نے عبدالمطلب کی دعا سن لی۔ پرندوں کے جھنڈ [illegible]

[illegible] پرندوں کی تائید کرتا ہے۔ یہاں اس نے پرندوں سے کام لیا اور جانوروں کے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں۔ یہ کنکریاں ہاتھیوں پر پڑتی تھیں اور دلت کر یہ بارش کی طرح گرتی تھیں جس سے ہاتھی اور لشکر ہلاک ہو گیا۔ ابرہہ کا جسم پھوڑے پھنسیوں سے بھر گیا۔ اس کے جسم میں بڑی تعفن پیدا ہو گئی۔ اور بڑی بری حالت میں گھر واپس ہوا۔

کعبۃ اللہ کے متعلق لارڈ کچنر کا دعویٰ اور اس کی ہلاکت

جس طرح ابرہہ نے کعبۃ اللہ کو ہلاک کرنے کا قصد کیا اور عبرتناک عذاب کا نشانہ بنا اسی طرح لارڈ کچنر کا حال ہوا میں ولایت میں تھا تو پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی۔ انگریز اور روسی متحد تھے۔ جرمنوں کے خلاف تھے۔ اس سے پہلے لارڈ کچنر نے دعویٰ کیا تھا کہ میں خانہ کعبہ کو اصطبل بنا کر چھوڑوں گا۔ جب وہ سوڈان میں تھا اس وقت اس نے مہدی سوڈانی کی ہڈیاں قبر سے نکال کر دریائے نیل میں بہا دی تھیں۔ ابرہہ کا یہ بیٹا میرے سامنے غرق ہو گیا۔ وہ ایک جنگی جہاز میں روسیوں کی مدد کے لئے بہت سا ساز و سامان لے کر سکاٹ لینڈ سے چل کر روس کے شمالی حصہ کی طرف جا رہا تھا کہ جرمن آبدوز نے اسے غرق ہی کر لیا اور جس کچنر نے کعبہ کو اصطبل بنانا تھا اور جس نے مہدی سوڈانی کی ہڈیاں دریا میں غرق کی تھیں اس کو خدا نے غرق کر کے دکھا دیا۔ میں نے اس کی غرقابی پر خوشی منانے کے لئے اپنی مسجد پر جھنڈا لہرا دیا۔ لوگوں نے کہا کہ جنگ کے زمانہ میں اس قسم کا فعل بڑا خطرہ ہے۔ میں نے کہا اس خوشی کو چھپایا نہیں جا سکتا آج ہم نے خدا کی قدرت کا ایمان افروز مشاہدہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ کے دشمن کو غرق کیا ہے۔ اس کا کہیں اتہ پتہ نہ چل سکا۔ اس کی لاش تک نہ مل سکی۔

کعبۃ اللہ کی برکات ختم نہیں ہو سکتیں

قرآن کریم میں لکھا ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین اس گھر کی برکت کبھی ختم نہیں ہو گی۔ دجال اس کو ختم نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ قیامت تک کے لئے یہ لوگوں کے لئے مبارک ہے۔ اس کی برکات دائمی ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے تبارک الذی بیدہ الملک فتبارک اللہ احسن الخالقین اور فرمایا تبارک اللہ رب العالمین اور قرآن کریم کے متعلق فرمایا کتاب انزلناہ مبارک۔ قرآن کریم کی برکات ختم نہیں ہو سکتیں ویسی ہی طرح خانہ کعبہ کے متعلق فرمایا کہ وہ مبارک ہے اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہو سکتیں یہ تمام دنیا کے لئے رشد و ہدایت کا موجب ہے۔ اس گھر سے توحید الٰہی کا چشمہ پھوٹا ہے اور یہ گھر وحدت بنی نوع انسان کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے یہ گھر مبارک ہے جس طرح فرمایا انزلنا من السماء ماء مبارکا "مبارکا" کیوں کہا گیا ہے اس لئے کہ قیامت تک پانی کی برکات ختم نہیں ہوں گی۔ ایسا ہی اس روحانی پانی کی برکات جس کو قرآن کریم کہتے ہیں کبھی ختم نہ ہوں گی اور اسی طرح خانہ کعبہ کی برکات بھی ختم نہیں ہوں گی یہ توحید کا گھر ہے [illegible] اس سے وحدت انسانی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ وہ تمام لوگوں کے لئے باعث رحمت ہے۔

. . . .

[illegible]

ایک شخص کہتا ہے کہ اس کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے اس کا مقصد معنوی طور پر خانہ کعبہ کی برکات ختم کرنا تھا لیکن خدا کی شان. دیکھیں اس کا انجام بھی ابرہہ کی طرح عبرتناک ہوا۔ اور وہ انجام لوگوں کے سامنے ہے۔ اس کے متعفن بدن سے اپنوں اور غیروں نے نفرت کا اظہار کیا۔ خدا تو اس گھر کے متعلق کہتا ہے کہ اس کی برکات کبھی ختم نہ ہوں گی لیکن وہ شخص کہتا ہے کہ اس کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے یہ کس قدر بے باکی اور گستاخی کی بات ہے اور کس قدر برا انجام ہے۔ غرض جو مضمون پہلی سورت میں ہے وہی آخری سورت میں بھی ہے۔ پہلی سورۃ میں ولا الضالین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دجال کے رستے سے بچائے اور آخری سورت میں بھی لم یلد ولم یولد کہکر اس سے بچاؤ کی ہدایت کی ہے۔

دجال کا مقابلہ دعا اور تبلیغ سے

جس طرح عبدالمطلب نے دعا مانگ کر کام کر لیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دعا کی طرف بڑی توجہ دلائی ہے۔ اور قوم کو آگاہ کیا ہے کہ دجال خطرناک تدابیر کا مالک ہے اس کا تم نے مقابلہ کرنا ہے دعا سے اور تبلیغ دین سے۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے نہایت کھلی کامیابی سے مقابلہ کر کے دکھایا اور ان کے نتیجہ میں آپ کی جماعت نے انگلستان اور مغرب کے دوسرے ممالک میں تعلیم اسلامی کے جھنڈے گاڑے ہیں۔ اس جماعت کا یہ کارنامہ تمام دنیا نے دیکھا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو اس کام کو جاری رکھنے کے لئے توفیق ملتی اور فوج در فوج یورپ میں جا کر اسلام کا جھنڈا بلند کرتے تاکہ وہاں کے لوگ راہ راست پر آجائیں لیکن افسوس ہے کہ اس سے غفلت کی گئی۔ مسلمانوں کو غفلت سے کام نہ لینا چاہیئے۔ ان کو تعلیمات اسلامی کی طرف خصوصی توجہ دینا چاہیئے۔

ایس اے رحیم کی صاحبزادی کا جنازہ غائبانہ

آپ لوگ جانتے ہیں کہ ایس۔ اے۔ رحیم صاحب انجنیئر ہماری جماعت کے رکن تھے۔ انہیں فوت ہوئے چند ماہ گذرے ہیں کہ آج ان کی بڑی صاحبزادی کو ایک بڑا حادثہ پیش آیا ہے جس میں ان کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے خاوند کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اور بچوں کو چوٹیں آئی ہیں۔ مرحومہ کے لئے جنازہ غائبانہ میں دعائے مغفرت کی جائے اور زخمیوں کی صحت کے لئے جناب الٰہی میں دعا کی جائے۔

قارئین کرام سے التماس

جن احباب نے ہفت روزہ "پیغام صلح" اور ماہنامہ "روح اسلام" کا سالانہ چندہ سال ۱۹۶۹ء تا حال ادا نہیں کیا ان سے گذارش ہے کہ از راہ کرم پہلی فرصت میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ پیغام صلح کا سالانہ چندہ ۸ روپے اور روح اسلام کا چار روپے ہے۔

مینجر اخبارات

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

حافظ شیر محمد صاحب خوشابی

مسیح

جماعت احمدیہ اور عامۃ المسلمین کے درمیان سب سے پہلا متنازعہ فیہ مسئلہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات کا ہے۔ عام مسلمانوں کے نزدیک وہ زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر ہیں اور جماعت احمدیہ ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ وہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات پاگئے ہیں۔

اس سے پہلے کہ اس مسئلہ پر تفصیلاً لکھا جائے چند تمہیدی امور جو تشریح طلب ہیں ان پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

اول۔ سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس دور میں حیات و ممات مسیح کا مسئلہ اٹھانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

دوم۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو بجسدہ العنصری [illegible] مان لینے سے ہمارے عقائد اور مذہب میں کیا خرابی پیدا ہوتی ہے اور ہمارے اخلاق اور زندگی پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے۔

سوم۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی اور موت کے متعلق قرآن مجید، احادیث نبویہ اور بزرگانِ دین کا کیا فیصلہ ہے۔

چہارم۔ اگر حضرت مسیح ناصریؑ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات یافتہ تھے تو حیات مسیح کا عقیدہ مسلمانوں میں کیسے رائج ہو گیا۔

سب سے پہلی بات کہ اس مسئلہ کو اٹھانے کی کیا ضرورت تھی، دراصل یہ سوال ان لوگوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے جنہیں تبلیغ اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں کیونکہ نہ انہوں نے عیسائیت میں تبلیغ اسلام کی ضرورت کو محسوس کیا، اور نہ ہی ان کو کسی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسیحی دنیا میں تبلیغ اسلام کے رستہ میں سب سے بڑی روک یہی حیات مسیح کا مسئلہ ہے۔ اب اگر مسیح علیہ السلام کو دوسرے انسانوں کی طرح زندہ مانتے تو چنداں کوئی اعتراض کی بات نہ تھی اور نہ ہی ان کو زندہ ماننے سے ہمارے عقائد میں کوئی فرق پڑتا۔ لیکن اگر عام انسانوں سے الگ حضرت مسیح ناصریؑ کی زندگی کے اندر ایسی خصوصیات تسلیم کی جائیں جو خاصۃ الوہیت کی ہوں تو یقیناً ایسا قرآن مجید کی صریح تعلیمات کے خلاف ہے اور اصل میں قابل اعتراض ایسی ہی زندگی ہے جس کا مسیحی دنیا پرچار کر رہی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اس دور میں حیات مسیح کے عقیدہ کی وجہ سے پادری صاحبان لاکھوں مسلمانوں کو اسلام سے بیزار اور عیسائیت کے حلقہ بگوش کر چکے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات غیر طبعی کا عقیدہ صرف عیسائیوں کا نہیں بلکہ عام مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ:۔

وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور پیدائش کے وقت مس شیطانی سے بالکل منزہ تھے۔ انہوں نے پیدا ہوتے ہی ماں کی گود میں باتیں کیں اور بڑے ہو کر کوڑھیوں کو ٹھیک کیا اندھوں کو بینا کر دیا۔ مُردے زندہ کئے غیب جانتے تھے۔ پرندوں کے خالق تھے۔ جب یہودی انہیں صلیب دینے لگے تو خدا تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا دو ہزار سال ہو گئے کہ وہ بغیر کھانے پینے کے زندہ آسمان پر موجود ہیں نہ انہیں ضروریاتِ زندگی کی احتیاج ہے، اور نہ ہی زمانہ کے تغیرات سے وہ متاثر ہوتے ہیں، نہ ان کے اتنے طویل عرصہ میں جسم تحلیل ہوا ہے۔ جب وہ نازل ہوں گے تو ان کی عمر صرف چالیس برس ہوگی اور وہ اپنے منصب نبوت پر اسی طرح فائز ہوں گے جس طرح آسمان پر جانے سے پہلے تھے۔ وحی ان پر باقاعدہ آئے گی۔ اور وہ تمام دنیا کی اصلاح کے لئے آئیں گے۔ حتیٰ کہ مسلمان بھی انہیں کی اصلاح کے محتاج ہوں گے۔

لیکن اس کے برعکس یہی مسلمان ہمارے سید و مولیٰ۔ سرورِ دو عالم۔ محبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:۔

حضورؐ کی پیدائش عام انسانوں کی طرح ہوئی۔ نہ انہوں نے پیدا ہوتے ہی ماں کی گود میں باتیں کیں اور نہ ہی بڑے ہو کر کسی اندھے کو ٹھیک کیا اور نہ کسی کوڑھے کو شفا بخشی نہ کسی پرندہ کے خالق تھے اور جب کفار مکہ انہیں ایذا دینے لگے تو آپ نے غار ثور میں جا کر پناہ لی۔ اور آپ کو دوسرے انسانوں کی طرح وصال ہوا۔

اب آپ ہی انصاف کریں کہ ان عقائد کے تقابل سے اسلام کا [illegible]
[illegible]

ہم [illegible]
[illegible]

غرض جس طرح پہلے لکھا جا چکا ہے کہ سوال صرف حیات مسیح کا نہیں بلکہ ان تمام صفات کے ساتھ انہیں زندہ جاوید ماننے کا ہے جس سے حضرت مسیح ناصریؑ صفات خداوندی میں شریک ہو جاتے ہیں جو سراسر شرک ہے اور قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق اس طرح کے شرکیہ عقائد انسانیت کے لئے سم قاتل ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) شرک انسانوں کو نہ صرف اخلاق فاضلہ سے عاری بنا دیتا ہے بلکہ ان کو بلندی سے پستی کے اتھاہ گڑھے میں گرا دیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء (الحج ع۴) اور جو کوئی اللہ کے ساتھ (اوروں کو) شریک بنائے تو گویا وہ بلندی سے گر پڑا۔ اس آیت میں شرک کا انجام بتایا گیا توحید سے انسان کا مقام بلند ہوتا ہے اور شرک کر کے وہ اپنے آپ کو نیچے گرا رہا ہے خر من السماء اس لئے فرمایا کہ فطرتاً تو انسان کو بلند مقام پر کھڑا کیا گیا ہے پس شرک کو اختیار کرنا اس مقام بلند سے گرنا ہے۔

(۲)۔ شرک کی وجہ سے تنگ ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسان دوسروں کو حقیر جانتا اور اپنے آپ کو نحن ابناء اللہ واحباؤہ کا مصداق ٹھہراتا ہے اور یہی حقیقت میں قومی تناقض و تحاسد اور قومی تنافر کی جڑ ہے۔

(۳) شرک کی وجہ سے انسان بے شمار غلامیوں میں جکڑا جاتا ہے۔ کبھی اہرمن و یزدان کو اپنا معبود قرار دیتا ہے تو کبھی اپنے جیسے انسانوں کے سامنے سربسجود ہو کر پوری انسانیت کی تذلیل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا۔ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ صفات دیں۔ اس کو بتا دیا کہ اس عالم کی ساری طاقتیں اور ساری چیزیں ہم نے تیرے لئے مسخر کر رکھی ہیں۔ پس اس کو سب مخلوقات سے اشرف بنایا پھر باوجود اگر وہ بتوں کے آگے یا عناصر کے آگے یا سورج چاند کے آگے یا خود اپنے بھائی انسان کے آگے عبودیت کی ذلت اختیار کرتا ہے تو وہ خود اپنے آپ کو اس اعلیٰ [illegible]
سب سے خطرناک جرم ہے۔

(۴) شرک ہی نوع انسان کی ہر قسم کی مادی اور سائنسی ترقیات کیلئے روک بن جاتا ہے کیونکہ یہ ایک فطرتی بات ہے کہ ہم اپنے معبود و مخدوم کو عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس لئے عناصر پرستی کے وقت نہ تو عناصر سے خدمت لینے کا خیال پیدا ہو سکتا ہے اور نہ ان کے متعلق کسی قسم کی تحقیق کرنے کی طرف کسی کو توجہ ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب تک کل کائنات اور اس کے عناصر معبود و مخدوم کے رنگ میں انسان پر حکمران رہے انسان نے ان کے متعلق کوئی بھی ترقی نہیں کی اس قسم کی تحقیق کی طرف تو انسان اس وقت متوجہ ہوتا ہے جب انسان ان تمام چیزوں کو اپنا معبود نہیں بلکہ اپنا خادم اور نوکر سمجھتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اگر غیر اللہ کو معبود بنانے سے ناراض ہوتا ہے یا کسی عنصر کی پرستش سے اس کا غصہ انسان پر بھڑک اٹھتا ہے تو اس لئے نہیں کہ اس کی سلطنت میں کوئی فرق آ رہا ہے بلکہ اس کا غصہ اور ناراضگی تو اس پر ہے کہ ہم نے اپنے ہمسر کو اپنے سے فوق الطاقت سمجھ کر ان تمام قویٰ پر پانی پھیر دیا جو ہم میں موجود تھے دوسری طرف ہم نے عناصر کو مخدوم سمجھ کر ان سے خدمت لینے کی جرأت نہ کی اور ان علوم کے حاصل کرنے سے محروم رہ گئے جن سے وہ ہمارے غلام بن جاتے۔ نیز سائنس کی ترقی کا زمانہ کسی ملک اور قوم میں اس وقت شروع ہوتا ہے جب انسان کائنات اور عناصر کائنات کی پرستش سے نکل کر اسے اپنا غلام اور خادم سمجھنے لگ جاتا ہے۔ غرض قرآن مجید نے عناصر کائنات کو انسان کا خدمت گذار قرار دیکر تمام ترقیات سائنس کی بنیاد رکھدی۔ اسلام کے آنے تک دنیا نے علوم مادیات میں کوئی ترقی نہ کی کیونکہ اسلام کے آنے تک بالخصوص کائنات کے عناصر مخدوم اور معبود بنے ہوئے تھے لیکن جب ہم ان معبودوں سے قرآن کے ذریعہ آزاد ہوئے تو پھر علمی تحقیقات شروع ہو گئیں۔ چنانچہ کثرت تحقیق

کرنا پڑتا ہے۔ اس عقیدہ سے انبیاء کی عیب شماری کا مرض پیدا ہوتا ہے جس سے تمام اقوام عالم میں فتنہ و فساد برپا ہو جاتے ہیں دنیا میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔

(۴) کسی انسان کو خدائی صفات میں شریک کرنا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ اس سے انسانیت کی تذلیل ہوتی ہے اور انسان اخلاق عالیہ سے عاری ہو جاتا ہے اور یہی عقیدہ ہر قسم کی مادی اور سائنسی ترقیات کے لئے روک بن جاتا ہے۔

(۵) مشرکانہ خیالات سے وحدت نسلِ انسانی کے تصور کو ختم کر کے انسان قومی، لسانی اور لونی ناہمواریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے

(۶) حیات مسیح کے عقیدہ کو تسلیم کرنے سے ختم نبوت کے عقیدہ کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ دیکھا آپ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق ایسے عقائد رکھنے سے انسان کہاں سے کہاں جا پہنچتا ہے کہ نہ صرف انسانی اخلاق اور دینی زندگی پر اس کا یہ اثر پڑتا ہے کہ انسان استبازی تقوےٰ اور طہارت سے کوسوں دور جا پڑتا ہے بلکہ اس کے دین کا بھی کچھ باقی نہیں رہتا۔

(الف) زمانہ میں پادری صاحبان انہی عقائد کا پرچار کر کے تمام دنیا کو گمراہی کی لپیٹ میں لے چکے تھے جس کی وجہ سے اس زمانہ کا اس مسئلہ پر زور دینا پڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں :-

وفات مسیح کا مسئلہ اس زمانہ میں حیات اسلام کے واسطے ضروری ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ بیشک ہر بات پر قادر ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ایسے امور کے تحت مخالف ہے جو دین کو ضرر پہنچانے والے ہوں، حیات مسیح کا مسئلہ اوائل میں ایک غلطی تھی مگر آج کل وہ اژدھا ہے۔

(ب) اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات [illegible] مان لیا جائے تو اسلام کے کسی عقیدہ میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی اور نہ صفات خداوندی چھوڑنی پڑتی ہیں۔ اور نہ ہی قرآن مجید کی آیات کی کوئی مخالفت لازم آتی ہے اور نہ ختم نبوت کے عقیدہ کو ترک کرنا پڑتا ہے بلکہ وفات مسیح کے عقیدہ سے [illegible]

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن زِ آیاتِ مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۵۵

ٹیلی فون نمبر ۷۴۳۷
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور (پاکستان)

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۱

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس
اموال میں برکت دوں گا"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی
کھانے کے بعد دعا

عن ابی امامۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا فرغ من طعامہ وقال مرۃ اذا رفع مائدتہ قال الحمد للہ الذی کفانا وارواناغیر مکفی ولا مکفور وقال مرۃ الحمد للہ ربنا غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی ربنا۔

ترجمہ:-
ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے اور کبھی کہا جب اپنا دسترخوان اٹھا دیتے تو کہتے الحمد للہ اللہ کی تعریف ہے جس نے ہمیں کافی دیا اور ہمیں سیراب کیا۔ اس کا فضل اور انعام رد نہیں کیا جاتا اور جس کی ناشکری نہیں کی جاتی اور کبھی کہا سب تعریف اللہ ہمارے رب کی ہے جس کا انعام رد نہیں کیا جاتا اور نہ وہ ایسا ہے کہ اس کی طلب کو چھوڑا جائے اور نہ وہ ایسا ہے کہ آئندہ اس کی حاجت نہ رہے اسے ہمارے رب۔

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ اور بھی دعائیں بعض دوسری احادیث میں ہیں۔ مثلاً ابوداؤد میں ہے:-
الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین۔
(فضل الباری - شرح صحیح بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی دلیل کہ آپ کا مذہب زندہ ہے
ملفوظات حضرت مجددِ زمان مسیح موعود علیہ السلام

آپ کی حقانیت پر ایک اور دلیل بھی ہے اور وہ یہ ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں پائی نہیں جاتی اور وہ آپ کے زندہ ہونے مذہب کا .... زندہ مذہب ہونا ہے۔ زندہ مذہب وہ مذہب ہوتا ہے جس کی زندگی کے آثار ہر وقت ثابت ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ثمرات اور برکات اور تاثیرات کبھی مردہ نہیں ہوتے بلکہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پائے جاتے ہیں۔ جو درخت خریف کے دنوں میں خشک ہو جاتے ہیں اور کوئی پھل پھول اور پتا ان کا نظر نہیں آتا بلکہ نری خشک کڑیاں نظر آتی ہیں انہیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ پھل دار درخت ہے لیکن جب ربیع کا موسم شروع ہوتا ہے اور خزاں کا دور ختم ہو جاتا ہے تو پھلدار درختوں کی شان ہی اور ہوتی ہے ان میں پھل پھول شروع ہو جاتے ہیں۔ جیسے یہ خریف اور ربیع کا دور جسمانی رنگ میں ہے اسی طرح روحانی طور پر دین میں بھی خزاں اور ربیع کے دو سلسلے ہوتے ہیں۔ ایک صدی جب گذر جاتی ہے تو لوگوں میں سستی اور غفلت اور دین کی طرف سے لاپرواہی شروع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریاں اور عملی اور اعتقادی غلطیاں ان میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ زمانہ غفلت اور لاپرواہی کا خریف کے زمانہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے اور یہ ربیع کا زمانہ ہے جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نئے سرے سے دین کو تازہ کرتا ہے۔

پس یہ مجددوں کا اور اسلام کا تازہ بتازہ رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اسی سے اس مذہب کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ غور کرو کہ جن باغوں کے لئے خزاں ہی ہو اور ربیع نہ ہو۔ اپنا کوئی نمونہ نہ دکھائیں اور ان میں تازگی اور شگفتگی پیدا نہ ہو۔ پھر وہ کیا بچیں گے۔ آخر وہ کاٹ کر جلا دئے جائیں گے۔ یہی حال اس وقت دوسرے مذاہب کا ہو رہا ہے۔ ان پر خزاں کا اثر تو ہو چکا مگر ربیع کا دور ان میں نہیں آتا اور خود ان کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں کہاں ہیں وہ برکات، تاثیرات اور ثمرات جو ایک زندہ مذہب میں ہونے چاہئیں۔ نہیں ہیں تو پھر ان کی اپنی شہادت کے موجود ہوتے ہوئے [illegible] اور دلیل کی کیا حاجت ہے؟
(ملفوظات احمدیہ جلد نہم)

شذرات

لائل پور سے ایک ہفت روزہ "المنبر" کے نام سے شائع ہوتا ہے جس کے مدیر حکیم عبدالرحیم اشرف نے ایک مطبوعہ چٹھی مختلف لوگوں کو بھیجی ہے جن میں ایڈیٹر پیغام صلح بھی شامل ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ :-

"حضور خاتم النبیین فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے امت کے افراد کا رشتہ منقطع کرنے کی کوششیں تیز سے تیز تر ہو چکی ہیں اور بعض پہلوؤں سے مسئلہ نازک ترین مراحل میں داخل ہو چکا ہے اس بنا پر ہم میں سے ہر شخص کا یہ دینی فرض ہے کہ ختم نبوت کے عقیدے کی اشاعت و حفاظت کے لئے اپنی مساعی وقف کر دے"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر اصلاح احوال کیلئے اخلاص کے ساتھ اس کام کو جاری رکھنے اور راقم اور اس کے معاونین کی صحت و عافیت کے لئے دعا کرنے، اس آواز حق کو دور دور تک پہنچانے کی جد و جہد اور ہفت روزہ "المنبر" بالخصوص اس کی اشاعت کے خریدار بنانے کے لئے کم از کم تین دین سے محبت رکھنے والوں کے نام اور پتے اور تین قادیانیوں کے مکمل نام اور پتے بھیجنے اور پرچم ختم نبوت کا لٹریچر طلب کرنے کی تحریک کی ہے۔

جہاں تک "ختم نبوت" کے عقیدے کی اشاعت و حفاظت کا تعلق ہے حکیم اشرف صاحب خوب جانتے ہیں کہ پیغام صلح ۵۷ سال سے مسلسل اس کے لئے سرگرم عمل ہے، نہ صرف پیغام صلح بلکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہر ممبر اس کے لئے کوشاں ہے اور اس انجمن کی طرف سے اس قدر لٹریچر اس سلسلہ میں شائع کیا گیا ہے کہ تمام دنیا میں اتنا لٹریچر شاید ہی کہیں مل سکے، اس لئے حکیم اشرف صاحب اگر خلوص دل سے اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اس لٹریچر کو اپنے قارئین کے مطالعہ میں لا کر اس حقیقت کو ان پر واضح کریں کہ جماعت احمدیہ لاہور حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی اور واضح تحریرات سے قلامت سے جنہوں نے صاف طور پر لکھا ہے کہ :-

"اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا ومن قال بعد رسولنا و سیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقۃ والافتراء و ترک القرآن و احکام الشریعۃ الغراء وھو کافر کذاب۔"

(حاشیہ انجام آتھم صہ۲۷)

آگے لکھا :-

"والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر

الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد شریعۃ المحمدیۃ"

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صہ۶۴)

اس قسم کی بیسیوں تحریرات حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں جن میں انہوں نے اجرائے نبوت کو خلاف اسلام قرار دیتے ہوئے خود اپنے متعلق بھی دعوئے نبوت سے انکار کیا ہے۔

حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب اگر اسی رنگ میں عقیدہ ختم نبوت کی اشاعت و حفاظت کے لئے تیار ہوں تو ہم بھی ان کے رسالہ المنبر کی خریداری کے لئے جد و جہد کرنے کو تیار ہیں، لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ المنبر کا ہر پرچہ شروع سے آخر تک نہ صرف قادیانی جماعت بلکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی لعنت سے لبریز ہوتا ہے اور ان کو مدعی نبوت قرار دے کر قسم قسم کے بہتان باندھتا اور انہیں اور جماعت احمدیہ لاہور کو بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے سے نہیں جھجکتا ایسی حالت میں حکیم اشرف صاحب کا ہم سے یہ توقع کرنا کہ ہم ان کے رسالہ کے لئے لوگوں کو خریداری کی دعوت دیں بے سود ہے البتہ جہاں تک ان کے اعتراضات و بہتانات کا تعلق ہے ہم ان کی حقیقت کو آئندہ اشاعتوں میں واضح کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

"المنبر" کے ۲۴ رجنوری کے شمارہ میں "تفہیم و تذکیر" کے زیر عنوان عیسائیوں کے عقیدہ ابنیت مسیح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے تمام اجلال و احترام کے باوجود ان سے میدان حشر میں صراحت سے سوال کیا جائے گا :-

یا عیسیٰ ءانت	عیسیٰ! کیا تم نے
قلت للناس	لوگوں سے کہا تھا
اتخذونی وامی	کہ مجھے اور میری
الٰھین من	ماں کو اللہ کے سوا
دون اللہ۔	الٰہ تسلیم کر دو؟

بعض روایات کے مطابق میدان حشر میں جب سیدنا مسیح ابن مریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے یہ سوال کیا جائے گا ان پر شدید خوف ہوگا اور وہ بصد عجز رب ذوالجلال سے عرض کریں گے :-

ما قلت لھم	میرے آقا میں نے
الا ما امرتنی	تو انہیں وہی بات کہی
بہ۔	جس کا آپ نے مجھے
	حکم دیا تھا۔

اور یہ وہی بات تھی جو سارے انبیاء نے کہی کہ صرف اللہ واحد کی عبادت کرو"

اس قدر لکھنے کے بعد حکیم اشرف صاحب نے اگلا فقرہ چھوڑ دیا ہے۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم یا الٰہی جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح عیسائیوں کے بگڑنے اور انہیں ابن اللہ بنانے سے دربار خداوندی میں لاعلمی کا اظہار کریں گے، اگر حکیم اشرف صاحب اور دیگر قائلین حیات مسیح کے نزدیک وہ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور عیسائیوں کی اصلاح کے لئے دوبارہ دنیا میں آئیں گے، اور بچشم خود دیکھیں گے کہ عیسائیوں نے انہیں اور ان کی والدہ ماجدہ کو خدائی مرتبہ دے رکھا ہے تو پھر ان کا یہ اظہار لاعلمی کیونکر صحیح سمجھا جائے گا؟ کیا وہ دربار خداوندی میں معاذ اللہ جھوٹ بول کر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کریں گے کیا وہ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ یا الٰہی! جب تو نے مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجا تو میں نے ان کو بگڑا ہوا پایا، میں نے دیکھا کہ انہوں نے مجھے اور میری ماں کو مقام الوہیت دے رکھا ہے، میں نے اس کی تردید کی، ان کا ایسا نہ کہنا اور صرف یہی عرض کرنا کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ثابت کرتا ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں اور دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے، کیا مدیر المنبر اس پر غور کریں گے؟

نام نہاد پیروں کا محاسبہ

ذیل کی مراسلت نوائے وقت مورخہ ۱۲ رفروری ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی ہے :-

مکرمی۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری قوم سیاسی طور پر کافی بیدار ہے اور ایسا کوئی حاکم برداشت کرنے کو تیار نہیں جو عوام کی رائے سے بے نیاز ہو۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ ہم اسلام میں جمہوریت اور آزادی رائے خلفائے راشدین کی درویشانہ اور فقیرانہ زندگی کا پرچار تو کرتے ہیں لیکن ہم اپنے گرد و پیش پر کبھی نظر نہیں کرتے۔ ہم بعض ایسے مذہبی رہبروں کے متوالے ہیں جو اس تعلیم کے برعکس اپنے آپ کو اپنے خاندان اور اپنی اولاد کو ہی اس کی نگرانی کا اہل جانتے ہیں۔ اس گدی پر بیٹھنے کے علاوہ کوئی دوسرا مرید تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس گدی نشین اور خلیفہ پر مریدوں کا مال و دولت نچھاور ہوتا ہے اور پیر اور اس کا خاندان ٹھاٹھ باٹھ میں دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہوتا ہے۔ مرید یہ سمجھتے ہیں کہ اس پیر کو عرش الٰہی سے خاص مراعات حاصل ہیں۔ اس کے بعض اقدامات پر بھی قابل گرفت اور موجب اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ان نام نہاد پیروں اور خلیفوں کے خلاف قوم کو بیدار کیا جائے۔ اور ہر جگہ بورڈ مقرر ہوں جو مریدوں کے اندر اسلامی روح پیدا کریں اور ان کو ایسے مذہبی لیڈروں سے نجات دلائیں۔ اگر محکمہ اوقاف ان تنظیموں کو بھی اپنی نگرانی میں لے لے تو اصلاح احوال کی توقع کی جا سکتی ہے۔

عبدالحمید ۔۔۔ روڈ۔ لاہور

اخبار و افکار

بشیر احمد سوز

اسلام ایک غیر مسلم کی نظر میں

حال ہی میں ایک غیر مسلم نے ایک انگریزی کتاب What happened in History تالیف کی ہے۔ اس میں مصنف نے مذاہب عالم پر تذکرہ و تبصرہ کیا ہے۔ اسلام کے متعلق وہ لکھتا ہے کہ:

"اسلام دنیا کے مذاہب میں ایک بے نظیر مذہب ہے۔ ضابطۂ معاشرت بھی ہے نظام سیاست بھی ہے اور ایک طاقتور تحریک بھی ہے۔ قرآن اعلیٰ نفسیات کی پہلی اسلامی کتاب ہے اور رد واجبات کا آخری دستور العمل بھی ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کوئی دعوےٰ ایسا نہیں ہے جس پر دلیل نہ دی گئی ہو یہ کتاب عقل سے کام نہ لینے والوں کو حیوانات سے تشبیہ دیتی ہے اس کی کوشش یہ ہے کہ بنی آدم اوہام باطلہ کے فریب سے رہا ہو جاویں۔ قرآن کی یہ خصوصیت پڑھنے والوں کو پہلے تو متحیر کرتی ہے پھر اسے اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے اگر قرآن عقل و استدلال کا پرزور حامی نہ ہوتا اگر وہ اپنے پیروؤں کو حکمت اور سائنس کے حصول کی ترغیب نہ دیتا۔ تو مسلمان علوم و فنون میں ہرگز ترقی نہ کرتے اور ہسپانیہ کے عربی مدارس کی بدولت یورپ میں علم و حکمت کی روشنی ہرگز نہ پھیلتی۔

قرآن کو دنیا کی تمام مذہبی کتابوں پر فوقیت حاصل ہے کہ اس نے دنیا کو سیاست اور حکومت کے بہترین اصول عطا کئے اور سب سے زیادہ قابل تحسین بات یہ ہے کہ قرآن نے سیاست کے اصولوں کو خوفِ خدا، اخلاق حسنہ اور خدمت کے پاکیزہ تصورات پر مبنی کیا ہے اور یہی خوبیاں ہیں جو موجودہ زمانے کی سیاست میں سرے سے ناپید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانے کے لوگ اطمینان قلب سے محروم ہو چکے ہیں۔"

یہ ارشاد باری تعالیٰ وقیلہ آیات بیّنات فی صدور الذین اوتوا العلم کی کیسی واضح تفسیر ہے اس سے ظاہر ہے کہ آج نہیں تو کل ضرور یورپ کے لوگ اسلام کے فدائی و شیدائی بن کر رہیں گے۔ حضرت امام زمانؑ نے بھی فرمایا ہے

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
دیکھ لیجئے کس طرح احرار یورپ اسلام کے معترف ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

درد مندانہ درخواست

انہی کالموں میں ہم نے بار بار اتحادِ ملت پر زور دیا ہے کہ قومی اتحاد و اتفاق سے ہم مسلمان ہر قسم کی حسنات سے متمتع ہو سکتے ہیں۔ بے اتفاقی کی بے برکتیوں نے مسلمان قوم کی شوکت و عظمت کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ محتاج بیان نہیں، خدا کا شکر ہے کہ اس صدائے حق کی تائید میں ایک آواز اٹھی ہے۔

بھارت کے علاقہ بہار کے چالیس علماء و مشائخ اور اکابر مشاہیر نے اسلامی اتحاد و اتفاق کے لئے مسلمانوں سے درد مندانہ درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس لذتی اللہ کار خیر کا اجر دے اور امتِ مسلمہ کو اتحاد و اتفاق کی توفیق بخشے۔ اس درخواست میں لکھا ہے

"ہم دستخط کنندگان ذیل ملتِ اسلامیہ اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فلاح و بہبود کے پیش نظر آج کل کے دور میں جبکہ گروہوں اور ٹکڑوں میں بانٹ دینے والے فتنے ابھر رہے ہیں اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اپنے بزرگوں کا دیا ہوا پیغام پوری امتِ اسلامیہ تک پہنچا دیں اور انہیں اس بات کی دعوت دیں اور یہی جدوجہد کریں کہ تمام مسلمان اختلافِ مسلک کے باوجود انتشار اور افتراق کی راہ سے دور رہیں اور ایسی انتہا پسندی سے بچتے رہیں جس سے مسلمانوں کے ٹولیوں اور گروہوں میں تقسیم ہو جانے کا خطرہ ہو۔

اس طرح ہم تمام مسلمانوں سے یہ درخواست کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی مسجدوں اور مدرسوں کو باہمی اختلافات کے فتنوں سے بچائیں عوامی اجتماعات، جلسوں، تقریروں تحریروں، مواعظ اور خطبات میں ایک دوسرے کے خلاف نامناسب الفاظ استعمال کرنے سے قطعی احتیاط برتیں، ہر کلمہ گو کی عزت کو اپنی عزت سمجھیں اور ہر موقعہ پر اتحاد اسلامی کا مظاہرہ کریں۔ یہی دین کے احکام کا تقاضا اور بزرگان سلف کی راہ ہے اور یہی ہمارے لئے خصوصیت کے ساتھ آج کے دور میں مناسب حال ہے ہمیں یقین ہے کہ تمام مسلمان متحد و متفق رہیں گے اور اس قسم کے فتنے کو اپنے اندر جگہ نہیں دیں گے۔"

کیا پاکستانی علماء بھی اس درد مندانہ درخواست پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں؟

صدائے وقت

شیعہ ماہنامہ معارف اسلام لاہور مجریہ فروری ۱۹۶۹ء کا سرورق :-

"ملک کی ترقی اور سرحدوں کی حفاظت ملک میں انتشار پھیلانے میں نہیں بلکہ مسلمانانِ پاکستان کے ہر دو ممالک کے اطمینان کے مطابق اسلامی آئین و قوانین کے اجرا میں ہے۔ شیعہ و سنی کے اتحاد و اطمینان میں ہی قیام امن اور ملک کی ترقی کا راز مضمر ہے۔"

بجا ارشاد۔ لیکن یہ تو کہئے کہ ہر دو فرقے کے اطمینان کے مطابق اسلامی آئین و قوانین کو نسے ہیں۔ اور شیعہ و سنی اتحاد و اطمینان کی کیا صورت ہو سکتی ہے سنی کا اسلام آپ کے نزدیک درست نہیں۔ تعلیمی نصاب آپ الگ کروانا چاہتے ہیں، شیعہ اوقاف کا نظام الگ چاہتے ہیں، سکولوں اور کالجوں میں خلفائے اسلام اور آئمہ دین کی تاریخ و کتب کی تدریس آپ کو پسند نہیں۔ اور فرقی سطح پر ایک خاص مقام کے حصول کے آپ خواہشمند ہیں، نمازوں اور دعاؤں میں آپ ساتھی نہیں۔ کلمہ میں آپ کا اتحاد نہیں۔ ایک طرف تو آپ شیعہ سنی اتحاد و اتفاق کی تلقین فرما رہے ہیں دوسری طرف "ملت شیعیان پاکستان" کو یہ نصیحت فرما رہے ہیں کہ :-

"ان کی خدمت میں بھی ہم اجد ادب یہی کہیں گے کہ سوچ سمجھ لیجئے کہ مٹ جاؤ گے۔ آپ سے ایک طبقہ کے مولویوں کے ارادے دیکھ لیجئے کہ یہ خطۂ خداداد کو مخصوص فرقہ کی جاگیر بنانا چاہتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو آپ کی حیثیت سوائے ذمی کے اور کیا باقی رہ جاتی ہے .... کیا مومنین کی کوئی ایسی جماعت معرضِ وجود میں نہیں آ سکتی کہ جو آپ کے مختلف گروہوں میں اتحاد قائم کرا سکے اور آئین پاکستان کی آئندہ متوقع تبدیلیوں میں شیعیان محمد و آل محمد کے دینی اور دنیوی حقوق کا بھی تحفظ واضح طور پر منوا سکے"

کیا اسلامی آئین و قوانین کے اجراء اور شیعہ سنی اتحاد کے قیام کے یہی طریق ہیں؟ کاش تمام مسلمان شیعہ سنی کی تفریق چھوڑ کر صرف مسلمان ہو جاتے۔ کہ اسی میں قیام امن اور ملک کی ترقی کا راز ہے، اسی میں اسلام اور مسلمان کی فلاح ہے۔ خدا اور رسول صلعم نے اپنی امت کو مسلمان بنانا چاہا ہے شیعہ سنی نہیں۔

کائنات پر قیامت

امریکہ کے مشہور سائنسدان ڈاکٹر ایلن سینڈیج نے کہا ہے کہ :-

"یہ کائنات ایک جھولتی قسم کی موجودات میں سے ہے اور اس کے اس موجودہ قالب کو پیدا ہوئے ۱۱ ہزار ملین سال ہو چکے ہیں اور ۲۹ ہزار ملین سال کے بعد ایک شدید دھماکے سے اس کا خاتمہ ہو جائیگا۔"

عقل و علم والے لوگ آخر کب تک اسلام کے نظریات کو لایعنی قرار دے کر نظر انداز کرتے رہیں گے۔ اسلام کا اس کائنات کے متعلق یہی نظریہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی منشاء سے یہ کائناتِ عالم وجود میں آئی ہے اور اسی کی منشاء سے ختم ہو جائے گی۔ کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ کاش! اس خدائی انتباہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس یوم حساب کے لئے بھی کوئی تیاری کر لی جائے جو دنیا کے خاتمہ کے بعد پیش آنے والا ہے۔

کتاب و سنّت کے متعلق
پرویز صاحب کے افکار

۱۹ فروری کے "پیغام صلح" میں ہم نے محترم غلام احمد پرویز صاحب کے اس سوال کا کہ
"سنت کہاں ہے؟ کونسی وہ کتاب ہے جس کو حتمی طور پر سنّت کہا جا سکے اور جس
پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہو؟"

جواب دیتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ سنت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ یعنی عملی زندگی مراد ہے، جو فی الحقیقت قرآن کریم کی تفسیر ہے، قرآن کریم نے اسی سنت نبوی کی اتباع کی ہدایت اس آیہ کریمہ میں فرمائی ہے، ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیرا۔ اور پھر یہ بھی ارشاد فرمایا ہے وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوا و ہوس سے کلام نہیں کرتے آپ کا کلام اس وحی پر مبنی ہوتا ہے جو آپ کی طرف کی جاتی ہے۔ ان آیات کریمہ کو پیش کرتے ہوئے ہم نے یہ عرض کیا تھا کہ قرآن کریم کی اس صراحت کے ہوتے ہوئے یہ سوال کرنا کہ سُنّت کہاں ہے اور کس کتاب میں پائی جاتی ہے ایسی جسارت ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین پائی جاتی ہے اگر سنّت کا وجود حتمی طور پر نہیں پایا جاتا تو قرآن کریم نے صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرتی زندگی، لوگوں سے میل جول اور تعلقات نمازوں اور عبادات، روزہ حج، زکوٰۃ پر آپ کا عمل، مقدمات کے فیصلے جو آپ نے کئے، حکمرانی کے متعلق آپ کی ہدایات احادیث میں مذکور نہیں، پرویز صاحب اس وجہ سے حدیث کے قائل نہیں کہ ان میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن جہاں تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا تعلق ہے اس میں بہت کم ایسے اتفاق ہو سکے جن میں اختلاف یا شک وشبہ کی گنجائش ہو۔ آپ صلعم اسی وجہ سے زندہ نبی کہلاتے ہیں کہ آپ کی زندگی کا ہر پہلو نمایاں اور روشن ہے پھر یہ سوال کہاں تک صحیح ہے کہ کونسی کتاب ہے جس کو حتمی طور پر سُنّت کہا جا سکتا ہے اور جس پر تمام اسلامی فرقوں کے اندر کوئی بھی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ اسی ضمن میں ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ یوں تو قرآن کریم کے فہم میں بھی بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں جو مختلف تفاسیر کے اندر موجود ہیں۔

"خود پرویز صاحب کا فہم قرآن بھی دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہے یہاں تک
کہ حدیث کو چھوڑ کر نماز کی ہیئت واذکار جو انہوں نے قرآن سے نکالے ہیں
وہ جمہور مسلمانوں سے مختلف ہیں،"

ہمارے ان آخری فقرات پر مدیر صاحب طلوع اسلام نے بذریعہ خط ہم سے دریافت کیا ہے کہ:-

"ہم شکر گزار ہوں گے اگر آپ یہ بتائیں گے کہ پرویز صاحب نے نماز کے کون سے
ہیئت واذکار قرآن سے نکالے ہیں جو جمہور مسلمانوں سے مختلف ہیں اور اس
کی سند آپ کے پاس کیا ہے؟"

اس کے جواب میں ہم اتنا ہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے نماز کی ہیئت واذکار کے بارہ میں جو بات پرویز صاحب کی طرف منسوب کی، وہ فی الحقیقت فرقہ اہل قرآن کے افکار اور طریق عمل پر مبنی تھی ہمارا خیال تھا کہ تمام وہ لوگ جو حدیث کو چھوڑ کر عملی عبادات وغیرہ کے لئے قرآن سے استدلال کرتے ہیں فرقہ اہل قرآن کی طرح جمہور مسلمانوں کے طریق عبادات سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن مدیر طلوع اسلام کے اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ پرویز صاحب کا مسلک اس کے خلاف ہے اور نماز وغیرہ کے متعلق ان کا طریق عمل یا ہیئت واذکار جمہور مسلمانوں سے مختلف نہیں، اگر اس سوال کا یہی مطلب ہے تو ہمیں اپنا بیان واپس لینے میں کوئی باک نہیں اور ہمیں خوشی ہے کہ کم از کم نماز کی ہیئت واذکار کے بارہ میں وہ اسی سنت نبوی کی پیروی کرتے ہیں، جو جمہور مسلمانوں میں مسلم ہے۔ ایسی حالت میں ان کا یہ سوال کہ "سنت کہاں ہے؟ کونسی وہ کتاب ہے جس کو حتمی طور پر سنت کہا جا سکے اور جس پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہو؟" چنداں اہمیت نہیں رکھتا، جیسے عملی عبادات

میں وہ اسی سنت کے پیرو ہیں جس پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہے تو باقی امور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کے بارہ میں احادیث میں مذکور ہیں، اور تمام اسلامی فرقوں میں مسلّم ہیں، ان کو سنت تسلیم کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔

اخبار احمدیہ

وفات لائل پور سے محترم محمد صالح نور صاحب لکھتے ہیں:-

——— میں اپنے احباب اور کرم فرماؤں کی اطلاع کے لئے لکھ رہا ہوں کہ میرے بہنوئی محترم حافظ شفیق احمد صاحب عرصہ علالت کے بعد انتقال فرما گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمارے خاندان کے لئے ایک قلیل مدت میں یہ دوسرا جانکاہ صدمہ ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ہم سب پسماندگان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا خاص فضل نازل فرمائے۔ آمین۔

خاکسار ـ محمد صالح نور
پرنٹر کلاتھ مارکیٹ لائل پور

قرارداد ہائے تعزیت

(۱) کارکنان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حضرت مولانا عزیز الدین مرحوم و مغفور سابق سیکنڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں، مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے اور خدمت خلق کے جذبات سے سرشار تھے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ ارزانی فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کے ناتمام کاموں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا کرے آمین۔ کارکنان اس غم میں ان کے پسماندگان کے ساتھ شریک ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ بخش جنرل سیکرٹری

(۲) مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کی قرارداد تعزیت

——— مورخہ ۶ مارچ ۱۹۶۹ء بروز جمعرات جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کو یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ مولانا عزیز الدین صاحب سابق سیکنڈ ماسٹر سکول ہذا عالم جاودانی کو سدھار کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے ہیں، چنانچہ سکول بند ہونے کے بعد جناب چوہدری خورشید احمد صاحب ہیڈ ماسٹر کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بالاتفاق حسب ذیل قرارداد منظور ہوئی:-

کہ مولانا مرحوم کے جنازے میں شریک ہو کر ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

چنانچہ سکول کا سارا سٹاف جنازہ میں شریک ہوا۔ مولانا عزیز الدین مرحوم نہایت نیک فطرت انسان اور عالم و فاضل شخصیت کے مالک تھے۔ نہایت غریب پرور اور متدین شخص تھے۔ چنانچہ انہوں نے غریب اساتذہ کی امداد کے طور پر ایک ہزار روپیہ انجمن کے دونوں سکولوں کیلئے خزانہ انجمن میں جمع کر رکھا ہے جہاں سے حاجتمند غریب اساتذہ ہر سال ضرورت کے مطابق رقمیں حاصل کر کے بالاقساط دس ماہ میں واپس کرتے رہتے ہیں۔ مولانا مرحوم حضرت مولانا یعقوب خان صاحب کے ساتھ مدتوں اس سکول میں بطور سیکنڈ ماسٹر کام کرتے رہے تھے۔ آج ان کے بے شمار شاگرد ان کے داغ مفارقت سے غمزدہ ہیں۔ خداوند تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل دے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

برکت علی ـ سٹاف سیکرٹری
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

صحیح عہد

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:-

صحیح عہد وہ ہوتا ہے کہ عہد کرنے سے پہلے فریقین نے قلب صافی کیساتھ تمام معاملات ایک دوسرے کو سمجھا دیئے ہوں اور کوئی بات ایسی درمیان میں پوشیدہ نہ رکھی ہو جو کہ اگر ظاہر کی جاتی تو دوسرا آدمی اس عہد کو منظور نہ کرتا۔ ہر ایک عہد جائز نہیں ہوتا کہ اس کو پورا کیا جاوے بلکہ بعض عہد ایسے ناجائز ہوتے ہیں کہ ان کا توڑنا ضروری ہوتا ہے ورنہ انسان کے دین میں سخت حرج واقعہ ہوتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے وہ انقلاب پیدا کیا جس کے لئے آج دنیا تڑپ رہی ہے

حقیقی جمہوریت و مساوات جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء کی صرف روٹی کا مسئلہ ہی حل نہیں کیا بلکہ انکی عزت افزائی حقیقی طور پر کی ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ذالک الکتٰب لا ریب فیہ۔ ھدًی للمتقین۔ الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلٰوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ——— واولٰئک ھم المفلحون ——— (البقرۃ ۲-۱-۵)

بعثت نبوی کے وقت زمانہ کی بگڑی ہوئی حالت

قرآن کریم کی ان ابتدائی آیات میں مذہب کا ایک نقشہ کھینچا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو دنیا کی حالت بہت بگڑی ہوئی تھی۔ ایک طرف اہل مذاہب ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے۔ ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور غضب بھڑک رہا تھا۔ اور دوسری طرف بادشاہ رعایا پر ظلم کرنا اپنا حق سمجھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اس حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے :۔ ظھر الفساد فی البر والبحر۔ خشکی اور تری جزیرے اور بر اعظم، علماء اور دوسرے مشائخ اور بادشاہ سب کے اندر فساد برپا تھا۔ یہودی اور عیسائی کا دعوی تھا کہ لن یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً او نصارٰی کبھی ممکن نہیں کہ یہودی یا عیسائی کے سوا دوسرا آدمی جنت میں چلا جائے، نحن ابنٰؤا اللہ واحبآؤہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اس لئے جنت کے ہم ہی وارث ہیں ہمارا ہمسایہ ہندو بھی یہی کہتا ہے کہ یہ زمین ایشور کی دھرتی ہے۔ اس میں ایشور رہتا ہے۔ پھر بادشاہوں کی حکومت اور ان کی سطوت و جبروت کا کیا کہنا۔ الاماں دنیا ان کی غلام ہے، اہل اقتدار کو عوام الناس پر ہر طرح کا حق حاصل ہے، علماء بگڑ گئے بادشاہ بگڑ گئے۔ رعایا کس مپرسی کی حالت میں ہے، سرمایہ دار غریب کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہے، یہ تمام امور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب امور میں کامیاب اور صالح انقلاب برپا کر دکھلایا۔

موجودہ زمانہ میں سوشلزم اور کمیونزم کی تحریکات

ایک ایسا ہی انقلاب پیدا کرنے کی آج اشد ضرورت ہے جس کی طرف آج دنیا کی توجہ ہوئی لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ انگلستان میں امارت و غربت کے مسئلہ پر ایک تحریک نے جنم لیا، انہوں نے دیکھا کہ سرمایہ دار زمینوں اور دولت کے مالک ہیں، غریبوں کے پاس روٹی کھانے کو نہیں اس لئے یہ نچلا طبقہ امراء کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور اس تحریک کا نام رکھ دیا سوشلزم لیکن ان کی اس تحریک کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا، اس کے بعد روس میں یہی تحریک اٹھی، وہاں یہ تحریک کمیونزم کے نام سے پیدا ہوئی اور اس کے ذریعہ غرباء نے امراء کو قتل کر دیا۔ کہ وہ تخریب و فساد کے موجب بنے ہوئے تھے۔ اس طرح سے کمیونزم نے انسانی خون کی ندیاں بہا دیں اور امراء کی عزت خاک میں ملا کر رکھ دی۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب

اس کے برعکس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مخالف تحریک کے اثر کے ماتحت نہیں بلکہ خود بخود ایک ایسا انقلاب پیدا کر دکھایا جس کی برکت سے امراء اور غرباء میں حقیقی اخوت رونما ہو گئی اور جس کی برکت سے انتہا درجہ کی مشکل ترین حالت صلاحیت پذیر ہو گئی، عرب کا ماحول اس وقت آمرانہ تھا، مصر کا فرعون تو ایک طرف رہا، عرب کے فراعنہ خدا بنے بیٹھے تھے، ایران کے بادشاہ کو سجدہ کیا جاتا تھا، شام کا بادشاہ بھی اسی مملکت کا مالک تھا۔ پوپ کے سامنے بھی سجدے کئے جاتے تھے، حضور نبی کریم صلعم کے اردگرد یہ کیسی بری حالت تھی۔ ایسی حالت میں حضور صلعم جب بادشاہ بنتے ہیں تو آپؐ کو بھی خیال ہو سکتا تھا کہ میری حکومت کا بھی کچھ ایسا ہی رنگ ہونا چاہیئے۔ لیکن حضور صلعم ماحول کے ان حالات سے بالکل متاثر نہیں ہوئے۔ حضور صلعم کی ایک اپنی بھی شان تھی، مسلمان ان کے حکم پر جان و مال قربان کرتے تھے لیکن اس چیز نے بھی حضور کو متاثر نہ کیا۔ حالانکہ اردگرد کے حالات اس بات کے مقتضی تھے کہ جس طرح چاہتے اپنی بادشاہت قائم کرتے اور اردگرد کے بادشاہوں کی عادتوں اور ماحول سے متاثر ہو کر اپنی بادشاہت کا سکہ بٹھاتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ پارلیمنٹری طرز حکومت

لیکن اس قسم کا کوئی اثر آپؐ پر نہیں اور بجائے اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے شاورھم فی الامر۔ حکومت قوم کی ہے۔ کسی ایک فرد یا قبیلہ کی نہیں اس لئے واجب ہے کہ قوم اور عوام کے مشورہ سے حکومت کی جائے۔ یہ کتنا بڑا مشکل اور مفید انقلاب ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے پیدا کیا اور وہ آواز اٹھائی جو اس وقت ایک انوکھی آواز تھی اور جو آج چودہ سو برس بعد بڑے زور سے اٹھ رہی ہے۔

انگلستان میں اس کے لئے عوام نے برسوں جنگ کی ہے اور اپنے حقوق منوانے کے لئے خون بہایا ہے جس سے آخر شاہ بادشاہ عوام کو حقوق دینے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن حضور صلعم نے کسی تحریک، کسی ہڑتال، کسی مطالبے اور جنگ و جدل کے بغیر ہی عوام کی حکومت قائم کر دی۔ آپؐ خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت خود بخود فرماتے ہیں کہ قوم کے مشورہ سے حکومت کرنا چاہیئے۔

حقیقی جمہوریت و مساوات جو حضور نبی کریم صلعم نے پیدا کی۔

اور یہ بھی فرمایا کہ میرے حقوق عوام سے بڑھ کر نہیں۔ آپؐ کے نزدیک بادشاہ کے کوئی خاص حقوق نہیں ہیں۔ احکام اور قانون کے معاملہ میں بادشاہ اور رعایا برابر ہے۔ فرمایا۔ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم میرے لئے اور عوام کے لئے ایک ہی قانون ہے۔ اگر میں بھی اپنے رب کی نافرمانی کروں گا تو میرے لئے بھی سزا ہے میرا بھی مواخذہ

ہوگا۔ بادشاہ کے متعلق تو کہا جاتا ہے :-

The King can do no wrong

بادشاہ جو کچھ بھی کرتا پھرے۔ جو بھی جھک مارے۔ اس سے کوئی بھی جواب طلبی نہیں ہو سکتی، اس پر نکتہ چینی نہیں کی جا سکتی۔ اس کو کچہری میں طلب نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن حضور صلعم نے فرمایا

انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم

میں خدا کی نافرمانی سے ڈرتا ہوں، حضورؐ کے خلفاء راشدین بھی بادشاہ ہو کر اپنے آپ کو قانون کے پابند اور رعایا سمجھتے رہے، وہ عدالتوں میں قاضی کے سامنے پیش ہوتے رہے۔ یہ انقلاب عظیم ہے جو حضور صلعم نے برپا کیا، یہ حقیقی جمہوریت اور مساوات ہے جو آپؐ نے پیدا کی۔ اس میں آپؐ کو بہت بڑی کامیابی و کامرانی حاصل ہوئی۔

خلفاء رضؓ کی بے لوث حکومت

جس طرح حضور صلعم نے قوم کے حقوق کی حفاظت فرمائی اسی طرح آپؐ کے خلفاء بالخصوص حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ نے حکومت اور بادشاہت کو عوام کی امانت سمجھا۔ انہوں نے قوم کے اموال کو کبھی اپنی ذات پر اور اپنے عزیز و اقارب پر صرف نہیں کیا۔ اپنے کسی بیٹے، بھائی، چچا، ماموں اور نانا کو جاگیریں تقسیم نہیں کیں۔ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کے عزیز و اقارب بھی بادشاہ بنے ہوتے ہیں، اور وہ قوم کے اموال اور حقوق غصب کر لیتے ہیں۔ چچا، ماموں، نانا وغیرہ جاگیروں کی جاگیریں ہتھیا لیتے ہیں، قوم کے اموال کے مالک بن بیٹھتے ہیں ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا وہ شہزادے بنے بیٹھے ہیں۔ ان کی تنخواہیں مقرر ہوتی ہیں اور کام کرنے کو کچھ نہیں ہوتا۔

حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے عزیزوں کو کوئی جاگیریں نہیں دیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور بازو سے حکومت حاصل کی۔ آپؐ کے چچا حمزہ رضؓ شہید ہوئے۔ حضرت زبیر رضؓ زخمی ہوئے، چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضؓ شہید ہوئے۔ اپنے عزیز و اقارب کو جنگ و جدال میں جھونک کر اور ان کو شہید اور زخمی کروا کر حکومت حاصل کی۔ چاہتے تو کہہ سکتے تھے۔ کہ یہ حکومت ہماری ہے ہمارے خاندان میں رہے گی۔ لیکن نہ حسن رضؓ حسین رضؓ اور حضرت علی رضؓ اور فاطمہ رضؓ کو کوئی جاگیر عطا کی نہ انہیں تخت حکومت سونپا، نہ ان کے وظیفے اور تنخواہیں لگائیں۔

پبلک ٹریژری میں غرباء کا حصہ

اس کے خلاف فرمایا پبلک ٹریژری (خزانہ عامرہ) میں غرباء کا حصہ ہے۔ فرمایا من مات وترک مالاً فلورثته اگر تم میں سے کوئی خدا کو پیارا ہو جائے اور اپنے پیچھے مال و اسباب چھوڑ جائے، تو وہ مال و اسباب اس کے وارثوں کا ہے حکومت کا نہیں۔ مال اس کا ہے جو اس کا حقدار ہے اور جس نے عرق سے خون پسینہ ایک کر کے جائز طریقوں سے کمایا ہے۔ حکومت فرد کے اموال کی مالک نہیں بن سکتی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا من ترک دیناً او ضیاعاً فالی وعلی۔ جو شخص مرتے وقت اپنے سر پر کوئی قرض چھوڑ جائے یا اس کے چھوٹے چھوٹے بچے رہ جائیں تو وہ میرے پاس آ جائیں ان کا قرضہ ادا کرنا میرے ذمہ ہوگا اور اس کے بچوں کی پرورش اور تربیت کا فرض میرے ذمہ ہوگا۔

کائنات میں اللہ تعالیٰ کے کمالات اور عبادت الٰہی

یہ آیات جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں دین کا صحیح نقشہ پیش کرتی ہیں۔ فرمایا: الم ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب یہ کتاب ان متقی لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہے جنہیں یقین تام ہو کہ ہر غیب کی حالت میں خدا ان کو دیکھتا ہے جو خدا کو حاضر ناظر یقین کر کے زندگی گذاریں یہ دین کی پہلی منزل ہے۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کے کمالات کو سامنے رکھیں اور یہ جان لیں کہ خدا تعالیٰ اس کائنات کا موجد اور خالق ہے، اس کے کس قدر کمالات اس کائنات میں نظر آتے ہیں۔ ایک موتی کو دیکھو کس قدر خوبصورت یا نور ہے اور اس کے اندر کس قدر کشش ہے، پھر رات کے وقت جگ مگ جگ مگ کرتا ہوا آسمان کتنا بھلا لگتا ہے۔ چاند سورج سمندر دریا، پہاڑ، درخت جانور پرندے اور کیا کیا کچھ اس کائنات میں پایا جاتا ہے، یہ سب کچھ خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے بنایا ہے، اس لئے ان احسانات کو سامنے رکھ کر یقیمون الصلوٰۃ۔ اسی کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔

خدا کے دئیے ہوئے اموال میں سے کچھ غرباء کو دیا جائے۔

ومما رزقنٰھم ینفقون۔ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ خدا کے فضل کی وجہ سے ہے۔ رزقنٰھم ہم نے دیا ہے۔ مطلب یہ کہ سب مال و دولت اور روپیہ پیسہ دینے والا خدا ہے۔ بعض حالات میں بڑے بڑے قابل انسانوں کو روٹی میسر نہیں اور تمام بے علم لوگ دولت میں کھیل رہے ہوتے ہیں یہ خدا کا فضل ہے جس کے شامل حال ہو جائے۔ فرمایا ومما رزقنٰھم ینفقون۔ ہمارے دیئے ہوئے اموال میں سے غرباء کے لئے کچھ خرچ کریں۔

غرباء کا مسئلہ اور انسانیت کی ناقدری

آج غرباء کا مسئلہ دنیا کے سامنے ہے۔ بیسویں صدی میں انسان کا علم بڑھ گیا ہے، دماغ روشن ہو گیا۔ مگر غرباء کو اس روشنی سے کوئی فائدہ نصیب نہیں ہوا۔ ہندوستان کے دس کروڑ انسان ذلت و حقارت کا مرقع بنے ہوئے ہیں ان کو آدمیت کا درجہ حاصل نہیں۔ ان کو پلید اور ناپاک خیال کیا جاتا ہے۔ مہاتما گاندھی جیسا بہت بڑا لیڈر اچھوتوں کو انسانیت کا مقام نہ دلا سکا، وہ قتل ہو گئے اور بری طرح ناکام اور فیل ہو گئے۔ امریکہ بھی اپنی زمین کو LAND [illegible] یعنی خدا کی دھرتی یقین کرتا ہے، لیکن جس طرح ہندو کی اس دھرتی میں اچھوت کو کوئی مقام حاصل نہیں [illegible] میں بھی حبشی کو آدمیت کا درجہ حاصل نہیں۔ آج اس روشن صدی میں بھی حبشی وہاں مظلوم و مقہور ہے۔ اس کو انسان نہیں سمجھا جاتا۔ علم بڑھ گیا۔ دماغوں میں روشنی آ گئی، لیکن انسان انسان کی پہچان نہ کر سکا۔ معلوم ہوا یہ کام بہت مشکل ہے۔

نبی کریم صلعم نے غرباء کے مسئلہ کا کامیاب حل کیا۔

حضور نبی کریم صلعم نے چودہ سو سال پہلے آج کے اس مسئلہ کا بھی حل تجویز کیا اور اس کو کامیاب بنا کر دکھا دیا۔ فرمایا الخلق عیال اللہ۔ ساری کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ یہ نظریہ مخلوق کو عزت بخشتا ہے اور ان کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کرتا ہے۔ فرمایا فان احبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ۔ خدا کا پیارا وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ نفع رساں ہے۔ فرمایا ان العباد کلھم اخوۃ۔ خدا کے سب بندے بھائی بھائی ہیں۔ اور فرمایا ہم سب کے سب آدم کی نسل سے ہیں وآدم من تراب۔ اور آدم مٹی سے پیدا ہوا۔

حضور صلعم نے غرباء کے احساس کہتری کو ختم کیا۔ حضور صلعم ان کو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور غرباء سمجھتے تھے کہ حضورؐ ہمارے ساتھ اس طرح مل کر بیٹھتے تھے، کہ حضورؐ کے گھٹنے ہمارے گھٹنوں سے مل جاتے تھے۔

غرباء کی عزت افزائی

حضور صلعم نے غرباء کی محض روٹی کا مسئلہ ہی حل نہیں کیا بلکہ ان کی عزت افزائی فرمائی۔ زید رضؓ غلام تھے۔ ان کو آزاد کر دیا۔ اور فرمایا انت اخونا ومولانا۔ تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔ یہ بادشاہ وقت کی جانب سے نہایت درجہ کی عزت افزائی ہے۔

اسی طرح ایک غلام حضرت بلال رضؓ ہیں۔ وہ کالے سیاہ ہیں اور حضورؐ خود چاند کی طرح سفید ہیں۔ تاہم آپؐ ان سے پیار و محبت اور تکریم کا سلوک روا رکھتے ہیں یہاں تک کہ امت مسلمہ ان کو سیدنا بلالؓ کہہ کر یاد کرتی ہے۔ فتح مکہ کے دن وہ حضورؐ کے فرمان پر کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان بلند کرتے ہیں جبکہ قبائل کے سرداران کے سامنے زمین پر صف آرا ہیں۔ حضرت اسامہ رضؓ حضرت زید رضؓ کے بیٹے تھے۔ ان سے حضور صلعم نے اس قدر پیار کیا کہ اپنی سواری پر اپنے ساتھ انہیں بٹھاتے ہیں اور ایک جنگ میں لشکر کا سپہ سالار بناتے ہیں اور ابوبکرؓ و عمر رضؓ جیسے جلیل القدر انسان ان کے زیر فرمان کام کرتے ہیں۔ حضور صلعم نے یوں عملاً غرباء کے لئے حقیقی مساوات اور حقیقی عزت کا مقام قائم کیا۔ آج لوگ سوشلزم کمیونزم۔ یہ ازم اور وہ ازم پکارتے ہیں۔ یہ سارے ازم صرف روٹی کے گرد گھومتے ہیں۔ انسان کا مرتبہ کوئی بلند نہیں کرتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر صرف غرباء کی مال روٹی کا مسئلہ ہی حل نہیں کیا بلکہ ان کی .... عزت بھی قائم کر دی ہے

....

اصلاح خلق کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا احساس ذمہ داری

خدا تعالےٰ نے ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں دنیا کا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔ ان کے اندر حضور نبی کریم صلعم کی فطرت کا نقشہ بھی کھینچ دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی آیت قرآنی نازل ہوئی اقرا باسم ربک الذی خلق یعنے پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا ما انا بقاری۔ میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ اس وحی الٰہی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ احساس ہوا کہ میرے اوپر بڑا بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ قوم کی اصلاح بہت مشکل کام ہے۔ یہ قوم بڑی اکھڑ ہے، بات بات پر لڑنے والی ہے کسی اخلاق اور ضابطے کی پابند نہیں، عہد و پیمان کی پاسبان نہیں۔ بت پرست ہے، شراب خور ہے، ہر عیب اس کی گھٹی میں موجود ہے کیا میں اس بد تہذیب اور بد اخلاق باختہ قوم کی اصلاح کر سکوں گا؟ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس بار عظیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا خشیت علےٰ نفسی۔ یہ کام اس قدر مشکل ہے کہ میری جان کے لالے پڑ گئے ہیں۔

حضور صلعم کی سیرت و اخلاق کا نقشہ زوجہ محترمہؓ کی زبان سے

اس اضطراب اور پریشانی کے عالم میں حضرت خدیجہؓ نے جو آپ کو تسلی دی اس پر غور کریں کہ حضور صلعم کی سیرت کیسی تھی۔ وہ فرماتی ہیں لا واللہ لا یخزیک اللہ ابدا۔ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ خدا آپؐ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ انک لتصدق الحدیث و تقری الضیف و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تعین علےٰ نوائب الحق۔ آپؐ راستباز انسان ہیں، خدا کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں، کوئی مہمان آ جائے تو نہیں دیکھتے کہ کون ہے کس مذہب کا ہے اس کی مہمان نوازی کرتے ہیں، آپ بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، جو شخص کما نہیں سکتا اس کا سہارا بن جاتے ہیں اور اس کی مالی مدد کرتے ہیں، کوئی زلزلہ آ جائے، کسی قسم کا طوفان آ جائے، کوئی وبا پھوٹ پڑے۔ طاعون وغیرہ قسم کی بیماری نمودار ہو جائے تو ایسے حالات میں آپؐ قوم کی خدمت کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ جب آپؐ کے اندر یہ اوصاف ہیں تو خدا تعالےٰ آپؐ کو کیسے ضائع کر سکتا ہے۔ یقیناً خدا آپؐ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم صلعم کے قلب کا تقاضہ غرباء کی مدد کرنا تھا۔ حضور صلعم غرباء کی تکلیفوں کو دور کرنے اور ان کی عزت قائم کرنے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔

نسلی و قومی امتیاز کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ

حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے حضورؐ فرماتے ہیں۔ لوگو! ہم سب ایک آدم کی اولاد ہیں ان اباکم واحد و ربکم واحد۔ ایک ہی باپ کی تم سب اولاد ہو اور تمہارا ایک ہی رب ہے وہی سب کا خالق و مالک ہے وہی سب کی پرورش کے سامان کرتا ہے ہم سب ایک ہی نسل سے ہیں اور ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں لوگو! لا فضل لعربی علےٰ عجمی کسی عرب کو غیر عرب پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے ولا لعجمی علےٰ عربی نہ ہی کسی دوسری قوم کو عربوں پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ حضور صلعم عالم انسانیت میں مساوات پیدا کرنا چاہتے ہیں، افریقہ کا حبشی ہو یا امریکہ اور یورپ کا سفید چمڑی والا کسی غیر قوم یا وطن کا ہو اس کو دوسری اقوام پر کسی طرح کی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ آج نیشنلزم، نیشنلزم کی پکار ہے، ہندوستان کے اندر قومیت کا سوال ہے۔ انگلستان، روس، اور جرمنی کے اندر نیشنلزم کا نظریہ ہے، یہ نظریہ ایک قوم کو دوسری قوم پر فضیلت و برتری دیتا ہے جس سے باہمی منافرت پیدا ہوتی ہے حضورؐ فرماتے ہیں کہ ہم سب انسان ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں اور ایک ہی آدم کی اولاد ہیں، میری قوم کو کسی دوسری قوم پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔ ہٹلر کا دعوےٰ تھا کہ میری قوم سب سے بہتر ہے انگریز کے دماغ میں بھی یہی کیڑا ہے، اور ہندو بھی اپنے آپ کو ہی اونچا سمجھتا ہے، لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا فضل لعربی علےٰ عجمی میری قوم کو کسی قوم پر فضیلت حاصل نہیں ہے ولا لعجمی علےٰ عربی کسی عجمی کو بھی ہمارے اوپر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ ولا لاسود علےٰ احمر کسی کالے رنگ کے شخص کو کسی سفید رنگ والے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ ولا لاحمر علےٰ اسود۔ نہ کسی سفید رنگ کے شخص کو کسی کالے رنگ کے شخص پر کوئی فضیلت حاصل ہے الا بالتقویٰ۔ اگر فضیلت کا کوئی اصل ہے تو صرف خوف خدا اختیار کرنے سے ہی عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ ساری اقوام عالم کے لئے آپؐ نے قاعدہ بیان کر دیا کہ تم میں سے جو کوئی خدا کا خوف رکھتا ہے وہی معزز و مکرم ہے۔ نسل کچھ چیز نہیں۔ قبیلہ کوئی وجہ افتخار نہیں۔ ذات وطن اور قوم کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم۔ تمام قومیں جو آدم کی اولاد ہیں وہ قابل تکریم ہیں۔ چھوٹے درجہ کا آدمی چھوٹے کام کرتا ہے اور بادشاہ بڑے کام کرتا ہے وہ دونوں قابل تعظیم و تکریم ہیں۔ کوئی متمول ہو، جو بڑا امیر ہو، غریب سے غریب آدمی ہو وہ سب قابل عزت ہیں، اس کو کہتے ہیں عالمگیر مساوات اور وہ اسی شخصیت کے ہاتھ سے قائم ہو سکتی ہے جو فطری طور پر رحمۃ للعالمینؐ ہے۔

حضور صلعم نے امیر کا درجہ کم نہیں کیا

یہ دنیا غرباء کے دم قدم سے آباد ہے لیکن دنیا امیر کے بغیر بھی آباد نہیں رہ سکتی۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کا درجہ بھی کم نہیں کیا۔ وہ غیر اسلامی دنوں کا سوشلزم اور کمیونزم ہی ہے جو امیر کا دشمن بن جاتا ہے، آپؐ نے جہاں امراء کو کہا کہ یہ غریب لوگ تمہارے بھائی ہیں وہیں غرباء کو کہا کہ یہ امیر لوگ قابل عزت ہیں۔ ایک دفعہ معاذ بن جبل آئے تو حضور صلعم نے اہل مجلس کو فرمایا قوموا الیٰ سیدکم۔ اٹھو اور اپنے سردار قوم کا استقبال کرو۔ حضورؐ نے امراء کو تبلیغ نہیں کی، ان کی مذمت نہیں کی، ان کی دولت اور اثاثہ کو مٹایا نہیں، ان کو عزت کا مال نہیں قرار دیا۔

. . . .

امیر غرباء کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔

اس کے ساتھ ہی امراء کے دل میں بھی یہ بات بٹھا دی کہ تم غرباء کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ تمہارے محل اور کوٹھیاں ان غرباء نے بنائیں، ہر سڑک اور راستہ جس پر تم گاڑیاں دوڑاتے ہو وہ غرباء نے بنایا ہے، ریل غرباء کے بغیر چل نہیں سکتی۔ اس کی پٹڑیاں غرباء نے بچھائیں۔ ریلوے شیڈوں میں ہزاروں غرباء کام کرتے ہیں۔ اسٹیشنوں اور جہازوں کی گودیوں میں ہزارہا مزدور کام کر رہے ہیں۔ جنگلات سے لکڑیاں غریب لوگ لاتے ہیں، کوئلہ اور لوہا وغیرہ زمین کے سینے سے یہ غریب لوگ نکالتے ہیں غرباء کی وجہ سے ہی امراء کے باغات اور کھیت باثمر اور سرسبز ہیں، اور غرباء کی وجہ سے ہی کارخانے اور دوسرے کاروبار جاری ہیں، اس لئے یاد رکھو لا تنصرون و ترزقون الا بضعفائکم۔ تمہاری نصرت تو غرباء کرتے ہیں۔ تم تو محلات اور کاروں میں بیٹھے رہتے ہو اور تمہارے لئے دولت کی جو ریل پیل ہے یہ سب غرباء کی وجہ سے ہے۔ تم قدم قدم پر غرباء کے محتاج ہو، اس لئے تم ان کی عزت کرو۔ خولکم اخوانکم تمہارے نوکر چاکر تمہارے بھائی ہیں۔

صرف رضائے الٰہی کے لئے غرباء کی مدد کی جائے

مزید فرمایا غرباء پر مال خرچ کرتے وقت یہ مقصد بھی سامنے رکھو کہ ہم اس کار خیر سے خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں اس لئے اس ضمن میں بار بار ابتغاء لمرضات اللہ کی بھی تلقین فرمائی ہے۔ مومن خدا کی محبت حاصل کرنے کے لئے غرباء سے محبت کرتا ہے غرباء کی مدد صرف ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی رضا چاہنے کے لئے کرتا ہے ویطعمون الطعام علےٰ حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ۔ لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً۔ اس غرباء پروری سے مقصد نہ تو ان سے کوئی بدلہ لینا ہے نہ اظہار تشکر کروانا مقصود ہے۔ اور فرمایا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ خیرات دے کر احسان جتلانے سے یا غریب کو اذیت دینے سے خیرات کا مقصد باطل نہ کرو۔

غرباء کے ساتھ مساوات کا سلوک

حضور نبی کریم صلعم، جسمانی، روحانی بادشاہ اور سرور کونین ہیں، باوجود ان درجات عالیہ کے انہوں نے خود غرباء کے ساتھ مساوات برت کر دکھائی ہے۔ اگر جنگ کا حکم دیتے ہیں اور مسلمان خندق کھودتے ہیں تو خود بھی ان کے ساتھ کھدائی کرتے ہیں، ایک طرف کھڑے نہیں ہو جاتے۔ قوم کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرتے ہیں جہاد پر جاتے ہیں تو دو دو آدمیوں کے لئے اکٹھے سواری کرنے کا انتظام کرتے ہیں، خود اپنی سواری پر بھی دوسرے آدمی کو ساتھ کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں حضور آپ اپنی سواری پر اکیلے ہی سفر کریں لیکن حضورؐ بہ اصرار اپنی سواری پر دوسرے شخص کو بٹھاتے اور باری باری پیدل چلتے اور سوار ہوتے ہیں۔ جب حضور صلعم کی باری اتر کر چلنے کی آتی تو لوگ عرض کرتے ہیں کہ حضورؐ بیٹھے رہیے۔ ہم چلتے ہیں ہم تھکے ہوئے نہیں مگر حضور صلعم فرماتے ما انتما باقویٰ منی

علی المشی - ما انا باغنی منکما عن الاجر - تم پیدل چلنے میں مجھ سے زیادہ طاقت نہیں رکھتے - اور میں حصول اجر کے لئے تم سے زیادہ محتاج ہوں۔ آپ بادشاہ ہو گئے ہیں، مختارِ کل ہیں - مگر حضرت حسن حسین اور فاطمہ و علی رضی اللہ عنہم کے لئے کوئی شاہی رعایت اور جاگیر نہیں۔ کس قدر مشکل مساوات ہے جس میں بادشاہوں اور حکمرانوں کو ایک نہایت قیمتی سبق دیا ہے۔ اسی رنگ میں آپ کے خلفاء حضرت ابوبکر و عمر رض نے عمل فرمایا۔

متبعین کے ساتھ نہایت بلند اور حقیقی مساوات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی دوست کو مرید نہیں کہا۔ مخاطب کرتے وقت اپنے دوستوں کے لئے دو لفظ استعمال فرمایا کرتے تھے ایک صاحب کا لفظ اور دوسرے اخی، یہ دونوں لفظ آپ کو قرآن کریم نے سکھائے تھے۔ قرآن کریم میں ہے ما ضل صاحبکم وما غوی۔ اور اذ قال لصاحبہ لا تحزن۔

اور دوسرا لفظ آیہ کریمہ انما المومنون اخوۃ میں ہے۔ حضرت زید رض کو جو غلام تھے فرماتے ہیں انت اخونا ومولانا۔ عمر بھر اپنے ساتھیوں کو اخی اور اخانا سے ہی یاد فرمایا، ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت عمر فاروق رض نے کعبۃ اللہ کا عمرہ کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا یا اخانا لا تنسانا من دعائک۔ اے میرے بھائی کعبۃ اللہ میں مجھے اپنی دعاؤں میں بھلا دینا۔ اس جملہ نے عمر فاروق رض پر وجد کی کیفیت طاری کر دی فقال کلمۃ لا یسرنی ان لی بھا الدنیا۔ وہ کہا کرتے حضور نے یہ ایسا جملہ فرمایا ہے کہ اگر ساری دنیا مجھے مل جائے تو مجھے اتنی خوشی نصیب نہ ہو جو حضور صلعم کے اس قول سے مجھے میسر آئی ہے۔ بھلا کوئی پیر اپنے مرید کو دعا کے لئے کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں، یہ تو حضور اکرم صلعم کی ہی شان ہے کہ آپ محبوب خدا ہیں، خدا سے ہم کلام ہوتے ہیں اور اپنے متبع سے اپنے لئے دعا کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ یہ مساوات نہایت بلند اور نہایت حقیقی رنگ کی ہے۔

دو نہایت اہم امور کی اصلاح

فرمایا یا ایھا الذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے سبق دیا ہے کہ مومن یاد رکھے کہ دنیا میں بہت سے عالم فاضل، مشائخ پیر، پنڈت پروہت، پادری اور گدی نشین اور خلیفہ، طرح طرح کے مسائل بیان کر کے اور فتوے دے کر لوگوں کا مال کھا رہے ہیں دنیا میں ایسا ہی ہوتا ہے اور ہو رہا ہے، انسانوں کے دو گروہ مخلوق خدا کا مال کھانے اور ان کو غلط رستہ پر ڈالنے میں مشاق ہیں، وہ یا تو مذہبی رہنما اور مشائخ ہوتے ہیں یا سرمایہ پرست لیڈر۔ کیا پنڈت اور پروہت اور کیا پیر اور مشائخ اکثر ایسا ہی کرتے ہیں۔ پوپ کو خدا کا خلیفہ سمجھا جاتا ہے، وہ گویا بادشاہ وقت ہے جو کچھ وہ زبان سے نکال دے وہ خدا کا حکم ہے۔ اسی حالت کو اربابا من دون اللہ کہہ کر بیان فرمایا ہے ایسے لوگ یصدون عن سبیل اللہ خدا کے حکم کو پس پشت ڈال کر من مانی تلقین کرتے ہیں۔ اس سے خدا کی راہ پر چلنا ختم ہو جاتا ہے۔ عدی جب مسلمان ہوا تو حضور نے فرمایا کہ یہ صلیب جو گلے میں ڈال رکھی ہے اس صنم کو اتار دو۔ اور فرمایا اپنے پادریوں کو اربابا من دون اللہ نہ قرار دو۔ عدی نے کہا ہم تو ان کو اربابا من دون اللہ نہیں مانتے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ کیا یہ سچ بات نہیں کہ جو بات پوپ اور پادری کہہ دیں تم اس کو خدا کا حکم سمجھتے ہو جس چیز کو حلال قرار دے دیں تم اس کو حلال سمجھتے ہو اور جس کو وہ حرام قرار دے دیں اس کو حرام سمجھتے ہو۔

عدی نے کہا حضور ایسے ہی ہوتا ہے، تو حضور صلعم نے فرمایا یہی ان کو اربابا من دون اللہ بنانا ہے۔ پس وہ گدی نشین اور وہ خلیفہ جو اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے مسائل کو اپنی طرف سے بیان کرتا ہے اور قرآن و حدیث کے احکام و ارشادات کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور وہ جو اپنی طرف سے دینی مسائل بیان کرتے ہیں اور دینی احکام جاری کرتے ہیں اور اس طرح ان کو قرآن اور حدیث نبوی کے خلاف عمل پیرا بنا دیتے ہیں۔ وہ ان کو اربابا من دون اللہ بنانا نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طبقہ کو ختم کر دیا تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں یہ طبقہ بڑے زوروں پر ہے اس طبقے کو ختم کر دینا نہایت ضروری ہے۔

علماء اور مشائخ کے علاوہ ایک اور خطرناک طبقہ سرمایہ پرستوں کا ہے ان کا کام یہ ہے کہ یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ۔ وہ ڈھیروں ڈھیر سونا چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وہ بخیل ہو جاتے ہیں، فرمایا فبشرھم بعذاب الیم یعنی ایسے بخیلوں اور کنجوسوں کے لئے عذاب مقدر ہے۔ ان پر عذاب آئے گا۔ یہ عذاب روس نے دیکھا، چین نے دیکھا اور دنیا کے دوسرے حصوں میں یہ عذاب وارد ہوا۔ خدا فرماتا ہے کہ ان بخیلوں اور کنجوسوں کا چاندی سونا گرم کر کے ان کے ماتھوں، پسلیوں اور پیٹھ پر رگڑا جائے گا۔ یہ انجام ہے ان دنیاداروں کا جو دن رات سونا اور چاندی اور روپیہ اور پیسہ جمع کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے کے دو ایسے اہم ترین امور کی اصلاح فرمائی جیسے کہ علماء و امراء ہیں جن کے اوامر پر عامۃ الناس اس طرح عمل کرتے ہیں جیسے کہ خدائی احکام پر عمل کرنا چاہیئے بالخصوص سجادہ نشین گروہ کے ارشادات پر بلا چون و چرا لوگ عمل کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کی واضح تعلیم کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

حضور صلعم نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم میں بھی یہ مرض پیدا ہوگا لتتبعن سنن من قبلکم یہودیوں کے جس قدر طور طریق ہیں وہ تم میں پیدا ہوں گے تمہارے لیڈر اور علماء بھی اپنی مطلب براری کے لئے قرآن و حدیث سے ہٹ کر تمہیں گمراہ کرنے کی خاطر اپنی طرف سے مسائل گھڑ لیں گے تمہارے اندر بھی دنیا پرستی آ جائے گی۔ چنانچہ آج مسلمانوں کی حالت دیکھو سب مزار گدیاں ہیں جہاں قرآن شریف اور حدیث کے برخلاف اعتقادات سکھائے جاتے ہیں اور لوگ پیروں اور خلیفوں کی غیر اسلامی ہدایات پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں [illegible]۔ امیر ایدہ اللہ نے یہاں تک خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا، کہ میں اہل مجلس کو دیر تک بٹھائے رکھنا پسند نہیں کرتا، اس لئے اس مضمون کا باقی حصہ بیان نہیں کرتا، بعد میں آپ نے باقی حصہ خود اپنے قلم سے رقم فرما دیا جو ذیل میں درج ہے۔ ایڈیٹر

اسلامی اقتصادیات

غرباء کی حالت درست کرنے کے لئے قرآن کریم نے امراء کو حکم دیا ہے وفی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم۔ ان کے اموال میں ان لوگوں کا حق ہے جو فقر و فاقہ کی وجہ سے سوال کرنے پر مجبور ہیں اور ان غریبوں کا بھی حق ہے جو سوال کرنے سے معذور ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ذیل کے احکام ہمیشہ کے لئے جاری فرمائے:-

(۱) فطرانہ

رمضان کے روزے ختم ہونے پر عید الفطر منائی جاتی ہے اس میں جسمانی و روحانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت کا ادا کرنا بھی فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس کے ادا کرنے کی اہمیت اس قدر بیان کی گئی ہے کہ عبادت سے پہلے پہلے فطرانہ ادا کرنا واجب ہے، فطرانہ ادا کئے بغیر نماز عید درست نہیں ہوتی۔ پاکستان میں اس وقت دس کروڑ اشخاص آباد ہیں، عید الفطر کے موقعہ پر اگر فی کس ایک ایک روپیہ بھی بطور فطرانہ وصول کیا جائے تو دس کروڑ روپے بطور فطرانہ جمع کئے جا سکتے ہیں۔ اور اتنی رقم ہر سال حاصل ہو سکتی ہے۔ جس سے غرباء کی تمام ضروریات پوری کی جا سکتی ہیں اور مروجہ تعلیم کے علاوہ صنعتی تعلیم دے کر ان کو قوم کا قیمتی حصہ بنایا جا سکتا ہے۔ جس خزانے سے یہ تمام اخراجات ادا کئے جائیں گے وہ خزانہ ہر سال بڑھتا رہے گا یہ ہیں ہمارے عظیم الشان پیغمبر رحمت کے کارنامے۔

(۲) زکوٰۃ

فطرانے کی طرح زکوٰۃ بھی غرباء کی حالت درست کرنے میں بہت بڑے خزانے کا کام دے سکتی ہے۔ فطرانہ تو لوگ خود بخود ادا کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کو صرف اسے سنبھالنا اور مفید طور پر صرف کرنا چاہیئے۔ مگر زکوٰۃ بغیر گورنمنٹ کی توجہ کے فراہم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قرآن کریم نے زکوٰۃ کے مصارف میں والعاملین علیھا کا بھی ذکر کیا ہے یعنی تحصیلداروں کا بھی اس میں حصہ ہے جن کے ذریعہ گورنمنٹ زکوٰۃ کے اموال وصول کر سکتی ہے

(۳) تیسرا فنڈ جو غرباء کے لئے قائم کیا جا سکتا ہے وہ وصایا ہیں۔ امراء کو اپنے اموال میں سے وفات کے وقت اور وفات سے پہلے وصیت کرنا چاہیئے۔ صحابہ کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین نے اس فنڈ میں ساری کی ساری جائدادیں وقف کر دی تھیں۔ آج ہر وہ مسلمان جو حضور نبی کریم صلعم کی امت میں ہونے کا فخر حاصل کرتا ہے اور صحابہ کرام کی مثالی قربانیاں سن کر خوش ہوتا ہے اس کو چاہیئے کہ قومی مفاد کے پیش نظر اپنے اموال کے ایک حصہ کی وصیت کرے۔

(۴) [illegible] کے علاوہ روزانہ زندگی میں بھی ہر مسلمان کو مہمان نوازی پر اور مفلوک الحال لوگوں

(باقی بر صفحہ ۔ کالم ۳ دیکھیں)

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں

چند تمہیدی معروضات

گذشتہ سے پیوستہ

مولانا! آپ کی عمر بھی تصنیف و تالیف میں گزری ہے۔ مگر مرزا صاحب کے مقابلہ میں آپ کے تصنیفی کارنامے عشر عشیر بھی نہیں۔ مرزا صاحب کے ہاں تو علم کا ایک دریا بہتا ہے جس میں غوطہ زن کو گوناگوں بیش بہا موتی اور جواہرات ملتے رہتے ہیں۔ مرزا صاحب کی ان کتابوں میں بعض کتابیں تو صدہا صفحات پر مشتمل ہیں۔

ہم نے اکثر زمانہ حال کے ادیبوں اور صحافیوں سے یہ سنا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تصانیف ان کے ذوقِ طبیعت پر گراں گذرتی ہیں۔ اور ان کی عبارتیں ان کے کانوں میں ثقیل معلوم ہوتی ہیں۔ ہاں۔ ہاں۔ مرزا صاحب کے ہاں عارض گلگوں و زلفِ تابناک و چشم غزال اور محبوب کا اٹھتا شباب اور معشوق کی مستانہ رفتار اور حسینوں کی دلربا اداؤں کے تذکرے نہیں ملتے۔ وہاں ٹھوس علمی مضامین ہیں۔ ٹھنڈی منطق ہے اور بظاہر خشک نظریات ہیں۔ مگر روحانی لوگوں کے لئے اور طالبانِ حق کے لئے ان میں بڑی غذا ہے۔

ہم یہاں مرزا صاحب کی تصنیفات میں سے ایک کتاب "چشمۂ معرفت" سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ مرزا صاحب کی روحانی اور علمی پرواز کہاں تک تھی۔ اور صاحبانِ ذوق اور اربابِ شوق سے ملتمس ہیں کہ اس میں اپنے اپنے شوق اور ذوق کے مطابق حظ اٹھائیں۔

" خداتعالے نے عاجز انسانوں کو اپنی کامل معرفت کا علم دینے کے لئے اپنی صفات کو قرآن شریف میں دو رنگ پر ظاہر کیا ہے۔

(۱) اول اس طور پر بیان کیا ہے جس سے اس کی صفات استعارہ کے طریق پر مخلوق کی صفات کی ہم شکل ہیں جیسا کہ وہ کریم و رحیم ہے محسن ہے اور وہ غضب بھی دکھاتا ہے اور اس میں محبت بھی ہے اور اس کے ہاتھ بھی ہیں اور اس کی آنکھیں بھی ہیں اور اس کی ساقیں بھی ہیں اور اس کے کان بھی ہیں۔ پس ان تشبیہی صفات سے کسی کے دل میں شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ گویا انسان ان صفات میں خدا سے مشابہ ہے (۲) اس لئے خدا نے ان صفات کے مقابل پر قرآن شریف میں تنزیہی صفات کا بھی ذکر کر دیا۔ یعنی ایسی صفات کا ذکر کیا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کو اپنی ذات اور صفات میں کچھ بھی شراکت انسان کے ساتھ نہیں اور نہ انسان کو اس کے ساتھ کچھ مشارکت ہے نہ اس کا خلق پیدا کرنا انسان کے خلق کی طرح ہے نہ اس کا رحم انسان کے رحم کی طرح ہے نہ اس کا غضب انسان کے غضب کی طرح ہے نہ اس کی محبت انسان کی محبت کی طرح ہے، نہ وہ انسان کی طرح کسی مکان کا محتاج ہے اور یہ ذکر یعنی خدا کا اپنی صفات میں انسان سے بالکل علیحدہ ہونا قرآن شریف کی کئی آیات میں تصریح کے ساتھ کیا گیا ہے جیسا کہ ایک یہ آیت ہے لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر۔ یعنی کوئی چیز اپنی ذات سے اور صفات میں خدا کی شریک نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے ......

اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش (ترجمہ) تمہارا پروردگار وہ خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا یعنی اس نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کر کے تشبیہی صفات کا ظہور فرما کر پھر تنزیہی صفات کے ثابت کرنے کے لئے مقام تنزہ اور تجرد کی طرف رخ کیا جو وراء الورا مقام اور مخلوق کے قرب و جوار سے دور تر ہے وہی بلند تر مقام ہے جس کو عرش کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ تشریح اس کی یہ ہے کہ پہلے تو تمام مخلوق جیز عدم میں تھی اور خداتعالے وراء الورا مقام میں اپنی تجلیات ظاہر کر رہا تھا جس کا نام عرش ہے یعنی وہ مقام جو ہر ایک عالم سے بلند تر اور برتر ہے اور اسی کا ظہور اور پرتو تھا اور اس کی ذات کے سوا کچھ نہ تھا۔ پھر اس نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا اور جب مخلوق ظاہر ہوئی تو پھر اس نے اپنے تئیں مخفی کر لیا اور چاہا کہ وہ ان مصنوعات کے ذریعہ سے شناخت کیا جائے ...... غرض ابتدا میں خدا کی صفت وحدت کا دور تھا اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس دور نے کتنی دفعہ ظہور کیا بلکہ یہ دور قدیم اور غیر متناہی ہے۔ بہرحال صفت وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدم زمانی ہے۔ پس اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ ابتدا میں خدا اکیلا تھا اور اس کے ساتھ کوئی نہ تھا اور پھر خدا نے زمین آسمان اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا اور اسی تعلق کی وجہ سے اس نے اپنے یہ اسماء ظاہر کئے کہ وہ کریم اور رحیم ہے اور غفور اور توبہ قبول کرنے والا ہے .... اور اس نے اپنی یہ صفات اپنی کتاب میں بیان فرمائیں کہ وہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے اور محبت کرتا ہے اور غضب کرتا ہے، اور اپنے ہاتھ اور پیر اور آنکھ اور کان کا بھی ذکر کیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس کا دیکھنا انسان کے دیکھنے کی طرح نہیں اور اس کا سننا انسان کے سننے کی طرح نہیں اور اس کا محبت کرنا انسان کے محبت کرنے کی طرح نہیں اور اس کا غضب انسان کے غضب کی طرح نہیں اور اس کے ہاتھ پیر اور آنکھ کان مخلوق کے اعضا کی طرح نہیں بلکہ وہ ہر ایک بات میں بے مثل ہے اور بار بار وضاحت فرما دیا کہ یہ اس کی تمام صفات اس کی ذات کے مناسب حال ہیں انسان کی صفات کی مانند نہیں اور اس کی آنکھ وغیرہ جسم اور جسمانی نہیں اور اس کی کسی صفت کو انسان کی کسی صفت سے مشابہت نہیں۔ مثلاً انسان اپنے غضب کے وقت پہلے غضب کی تکلیف آپ اٹھاتا ہے اور جوش و غضب پا فوراً اس کا سرور دور ہو کر ایک جلن سی اس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور ایک مادہ سوداوی اس کے دماغ میں چڑھ جاتا ہے اور ایک تغیر اس کی حالت میں پیدا ہو جاتا ہے مگر خدا ان تغیرات سے پاک ہے اور اس کا غضب ان معنوں سے ہے کہ وہ اس شخص سے جو شرارت سے باز نہ آوے اپنا سایۂ حمایت اٹھا لیتا ہے اور اپنے قدیم قانونِ قدرت کے موافق اس سے ایسا معاملہ کرتا ہے جیسا کہ ایک غضبناک انسان کرتا ہے۔ لہذا استعارہ کے رنگ میں وہ معاملہ اس کا غضب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ایسا ہی اس کی محبت انسان کی محبت کی طرح نہیں کیونکہ انسان غلبۂ محبت میں بھی دکھ اٹھاتا ہے اور محبوب کے علیحدہ اور جدا ہونے سے اس کی جان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ مگر خدا ان تکالیف سے پاک ہے ایسا ہی اس کا قرب بھی انسان کے قرب کی طرح نہیں کیونکہ انسان جب ایک قریب ہوتا ہے تو اپنے پہلے مرکز کو چھوڑ دیتا ہے۔ مگر وہ باوجود قریب ہونے کے دور ہوتا ہے اور باوجود دور ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ غرض خداتعالے کی ہر ایک صفت انسانی صفت سے الگ ہے اور صرف اشتراک لفظی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اسی لئے خداتعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لیس کمثلہ شیٔ۔ یعنے کوئی چیز اپنی ذات یا صفات میں خداتعالے کے برابر نہیں اب ناظرین بانصاف پر ظاہر ہو کہ اسی مطلب کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعنے خدا وہ ہے جس نے سب کچھ چھ دن میں پیدا کر کے پھر اپنے مقام وراء الورا کی طرف توجہ کی اور عرش پر قرار پکڑا۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ عرش سے مراد قرآن شریف میں وہ مقام ہے جو تشبیہی مرتبہ سے بالاتر اور ہر ایک عالم سے برتر .... اور نہاں در نہاں اور تقدس اور تنزہ کا مقام ہے وہ کوئی ایسی جگہ نہیں کہ پتھر یا اینٹ یا کسی اور چیز سے بنائی گئی ہو اور خدا اس پر بیٹھا ہوا ہو۔ اسی لئے اس کو غیر مخلوق کہتے ہیں اور خداتعالے جیسا کہ یہ فرماتا ہے کہ کبھی وہ مومن کے دل پر اپنی تجلی کرتا ہے

ایسا ہی وہ فرماتا ہے کہ عرش پر اس کی تجلی ہوتی ہے اور صاف طور پر فرماتا ہے کہ ہر ایک چیز کو میں نے اٹھایا ہوا ہے یہ کہیں نہیں کہا کہ کسی چیز نے مجھے بھی اٹھایا ہوا ہے اور عرش جو ہر ایک مقام سے برتر مقام ہے وہ اس کی تنزیہی صفت کا مظہر ہے اور ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ازلی اور قدیم سے خدا میں دو صفتیں موجود ہیں۔ ایک صفت تشبیہی دوسری صفت تنزیہی۔ اور چونکہ خدا کے کلام میں دونوں صفات کا بیان کرنا ضروری تھا یعنی ایک تشبیہی صفت اور دوسری تنزیہی صفت اس لئے خدا نے تشبیہی صفات کے اظہار کے لئے اپنے ہاتھ، آنکھ، محبت، غضب وغیرہ صفات قرآن شریف میں بیان فرمائے اور پھر جبکہ احتمال تشبیہ کا پیدا ہوا تو بعض جگہ لیس کمثلہ شیٔ کہہ دیا اور بعض جگہ ثم استوی علی العرش کہہ دیا .... اس آیت کے ظاہری معنے کے رو سے اس جگہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلے خدا کا عرش پر قرار نہ تھا۔ اس کا یہی جواب ہے کہ عرش کوئی جسمانی چیز نہیں ہے بلکہ وراء الوریٰ ہونے کی ایک حالت ہے جو اس کی صفت ہے پس جبکہ خدا نے زمین و آسمان اور ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور ظلی طور پر اپنے نور سے سورج، چاند اور ستاروں کو نور بخشا اور انسان کو بھی استعارہ کے طور پر اپنی شکل پر پیدا کیا اور اپنے اخلاق کریمہ اس میں پھونک دیئے تو اس طور سے خدا نے اپنے لئے ایک تشبیہ قائم کی مگر چونکہ وہ ہر ایک تشبیہ سے پاک ہے اس لئے عرش پر قرار پکڑنے سے اپنے تنزہ کا ذکر کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ وہ سب کچھ پیدا کر کے پھر مخلوق کا عین نہیں ہے بلکہ سب سے الگ اور وراء الوریٰ مقام پر ہے اور پھر سورۃ طٰہٰ جزو ۱۶ میں یہ آیت ہے الرحمٰن علی العرش استویٰ (ترجمہ) خدا رحمٰن ہے جس نے عرش پر قرار پکڑا۔ اس قرار پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ اگرچہ اس نے انسان کو پیدا کر کے بہت سا قرب اپنا اس کو دیا مگر یہ تمام تجلیات مختص الزمان ہیں یعنی تمام تشبیہی تجلیات اس کی کسی خاص وقت میں پیدا ہوئے پہلے نہیں تھیں مگر ازلی طور پر قرارگاہ خدا تعالیٰ کی عرش ہے جو تنزیہ کا مقام ہے کیونکہ جو فانی چیزوں سے تعلق کر کے تشبیہ کا مقام پیدا ہوتا ہے وہ خدا کی قرارگاہ نہیں کہلا سکتا۔ وجہ یہ کہ وہ معرض زوال میں ہے اور ہر ایک وقت میں زوال اس کے سر پر ہے بلکہ خدا کی قرارگاہ وہ مقام ہے جو فنا اور زوال سے پاک ہے پس وہ مقام عرش ہے اس جگہ ایک اور نکتہ اپنی جہالت لوگ پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ قرآن شریف کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے جس سے اشارۃ النص کے طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں چار فرشتے عرش کو اٹھاتے ہیں۔ اور اب اس جگہ اعتراض یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ تو اس بات سے پاک اور برتر ہے کہ کوئی اس کے عرش کو اٹھاوے اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی تم سن چکے ہو کہ عرش کوئی جسمانی چیز نہیں ہے جو اٹھائی جائے یا اٹھانے جانے کے لائق ہو بلکہ صرف تنزہ اور تقدس کے مقام کا نام عرش ہے اسی لئے اس کو غیر مخلوق کہتے ہیں۔ ورنہ ایک مجسم چیز خدا کی خالقیت سے کیونکر باہر رہ سکتی ہے اور عرش کی نسبت جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب استعارات ہیں پس اس سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسا اعتراض محض حماقت ہے اب ہم فرشتوں کے اٹھانے کا اصل نکتہ ناظرین کو سناتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے تنزہ کے مقام میں یعنے اس مقام میں جبکہ اس کی صفت تنزہ اس کی تمام صفات کو روپوش کر کے اس کو وراء الوریٰ اور نہاں در نہاں کر دیتی ہے جس مقام کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں عرش ہے تب اس کی چار صفتیں جن کو چار فرشتوں کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جو دنیا میں ظاہر ہو چکی ہیں اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہیں (۱) اول ربوبیت جس کے ذریعہ سے وہ انسان کی روحانی اور جسمانی تکمیل کرتا ہے چنانچہ روح اور جسم کا ظہور ربوبیت کے تقاضا سے ہے (۲) خدا کی رحمانیت جو ظہور میں آ چکی ہے یعنی جو کچھ اس نے بغیر پاداش اعمال بے شمار نعمتیں انسان کے لئے میسر کی ہیں یہ صفت بھی اس کے پوشیدہ وجود کو*

* ظاہر کرتی ہے (۳) تیسری خدا کی رحیمیت ہے اور وہ یہ کہ نیک عمل کرنے والوں کو اول تو صفت رحمانیت کے تقاضا سے نیک اعمال کی طاقتیں بخشتا ہے اور پھر صفات رحیمیت کے تقاضا سے نیک اعمال ان سے ظہور میں لاتا ہے اور اس طرح ایمان کو آفات سے بچاتا ہے یہ صفت بھی اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہے (۴) چوتھی صفت مالک یوم الدین ہے یہ بھی اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا دیتا ہے۔ یہ چاروں صفتیں ہیں جو اس کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں یعنے اس کے پوشیدہ وجود کا ان صفات کے ذریعہ سے اس دنیا میں پتہ لگتا ہے اور یہ معرفت عالم آخرت میں دوچند ہو جائے گی گویا بجائے چار کے آٹھ فرشتے ہو جائیں گے (باقی)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

پر مال صرف کرنے کی تلقین کی گئی قرآن کریم کے الفاظ المتصدقین والمتصدقات میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں دونوں کو روزمرہ کی زندگی میں خیرات کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔

ان تمام احکامات الٰہیہ اور ارشادات نبویہ پر عمل درآمد کرنے سے ایک ایسا معاشرہ قائم ہو سکتا ہے جس میں لوگوں کو امن اور آرام کی زندگی بسر کرنا میسر آ سکتا ہے۔

(۵) درجات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بالکل اسی طرح بسر کی جس طرح دوسرے مسلمان بسر کرتے ہیں۔ ان کا کھانا بالکل عام مسلمانوں کا سا تھا۔ ان کا لباس عام مسلمانوں کا سا تھا۔ انہوں نے اپنے لئے نہ تخت تیار کیا اور نہ ہی تاج۔ چٹائی آپ کا تخت تھا اور معمولی عمامہ آپ کا تاج تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی وفات کا نقشہ اس طرح بیان فرمایا۔ ما ترک رسول اللہ عند وفاتہ درھماً ولا دیناراً ولا شاۃً ولا بعیراً ولا امۃً ولا عبداً۔

یعنے حضور نبی کریم صلعم نے وفات کے وقت نہ درہم چھوڑا نہ دینار، نہ بھیڑ بکری نہ لونڈی نہ غلام۔

حضورؐ کی قبر عام مسلمانوں کی سی کچی ہی تیار کی گئی تھی۔ غرض بادشاہ ہو کر حبیب خدا ہو کر زندگی میں بھی مساوات کی طرز اختیار کر رکھی تھی۔ اور وفات پر بھی مساوات ہی کا رنگ اختیار کیا۔

سبحان اللہ العظیم

مگر درجات میں مساوات قائم کرنا جائز نہیں رکھا۔ فرمایا لھم درجات مما عملوا۔ لوگوں کے اعمال کے لحاظ سے ان کے لئے درجات مترتب ہوتے ہیں۔ ورنہ امام اور مقتدی برابر نہیں۔ بادشاہ اور رعایا برابر نہیں، باپ اور بیٹا برابر نہیں۔ عالم اور جاہل برابر نہیں۔ مالک اور غلام برابر نہیں۔ کائنات میں بھی جہاں ستارے ہیں وہاں قمر بھی ہے۔ اور اگر قمر ہے تو سورج بھی ہے حیوانات میں مساوات نہیں۔ درختوں میں مساوات نہیں۔ زمین کے قطعات میں برابری نہیں۔ موسموں میں برابری نہیں۔ اسی طرح امراء بھی رہیں گے اور ان کے ساتھ غرباء بھی رہیں گے، مساوات صرف حقوق میں اور صرف احکام میں قائم کی جا سکتی ہے۔

قوانین قدرت میں اسی طرح کی مساوات ہے جس طرح اسلام نے حقوق کی حفاظت کے لئے قوانین اور احکام مرتب کئے ہیں، احکام قوانین خود حضورؐ کے لئے اور حضورؐ کی امت کے ہر فرد کے لئے بالکل مساوی ہیں۔ مگر قوانین و احکام کی پابندی کرتے ہوئے کوئی شخص شہادت کا درجہ پاتا ہے اور کوئی چارپائی پر مر جاتا ہے، کوئی ساری دولت فی سبیل اللہ لٹانے میں مسرت حاصل کرتا ہے اور کوئی باوجود خزانوں کا مالک ہونے کے بخیل ہی رہتا ہے لھم درجات مما عملوا کا قانون اور قانون مساوات دونوں کو نافذ کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال دانشمندی کا ثبوت ہے حضورؐ نے افراط و تفریط کے درمیان متوسط طریق قائم کر کے دنیا پر احسان کیا ہے فصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد عبدہٗ و رسولہٗ۔

ایک شخص کا سوال حضرت صاحبؑ کی خدمت میں پیش ہوا کہ نماز فجر کی اذان کے بعد دوگانہ فرض سے پہلے اگر کوئی شخص نوافل ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں فرمایا۔ نماز فجر کی اذان کے بعد طلوع شمس تک دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نماز نہیں ہے۔

فیاض احمد فیض - ۴۸ ذیلدار روڈ لاہور

وفاتِ مسیحؑ کا مضمون پڑھ کر عیسائیت کے مقابلہ میں میری ذہنی اُلجھن دُور ہو گئی

میں عرصہ دراز سے ایک ذہنی اُلجھن میں گرفتار تھا اور چند علمائے کرام سے تبادلۂ خیالات کے باوجود مطلوبہ مقصد کے حل میں ناکام رہا۔ اتفاقاً آپ کا بلند پایہ جریدہ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۶۸ء کے صفحہ پر مندرجہ ذیل سطور نظر سے گذریں جن کی وجہ سے میری ذہنی اُلجھن دور ہو کر مجھے سکونِ قلب نصیب ہوا......

سطور متعلقہ وفاتِ مسیح ناصریؑ :-

"اے مسلمانو! اگر تم حضرت عیسٰےؑ کو زندہ آسمانوں پر مانتے رہے اور اس کے دوبارہ نزول سے اسلام کے عروج کو وابستہ کرتے رہے تو اس میں عیسائیت کی فضیلت اور فتح یقینی ہے لیکن اگر تم اس بات کے خواہشمند ہو کہ اسلام فتح پائے تو تمہارے لئے لازم ہے کہ حضرت عیسٰےؑ کو وفات شدہ تسلیم کرو"

اسی صفحہ پر اس پیغام، جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مجدد و محدث زمان کی تصدیق شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت کے مطبوعہ فتوے سے ان الفاظ میں کی گئی ہے :-

"قرآن اور حدیث میں ایسی کوئی سند موجود نہیں جس کی بناء پر یہ عقیدہ قائم کیا جاسکے کہ عیسٰےؑ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اب تک وہاں زندہ ہیں اور وہاں سے آخری زمانہ میں اتریں گے........

حضرت مسیحؑ کے دشمن انہیں نہ قتل کر سکے نہ مصلوب بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدت پوری کر کے انہیں وفات دی اور قرب عطا فرمایا

پھر اسی مضمون میں یہ بھی لکھا ہے :-

"نزولِ مسیحؑ سے مراد اُمتِ مسلمہ کے کسی مجدد کا اس کا مثیل ہو کر آنا ہے"

اس مضمون کے پڑھنے سے حیاتِ و ممات عیسٰےؑ اور نزولِ عیسٰےؑ کا مسئلہ حل ہو گیا جس نے عرصہ دراز سے میرے خیالات میں ایک ہیجان برپا کر رکھا تھا۔

اب میں وہ واقعہ تحریر کرتا ہوں جو میری اس ذہنی بےسکونی اور تذبذب کا باعث بنا تا کہ میری طرح دیگر ناواقف برادرانِ اسلام کے خیالات بھی اغیار کے دلائل سے متاثر ہو کر متزلزل نہ ہوں۔ واقعہ بیان کرنے سے پیشتر میں یہ بھی بتا دینا لازم سمجھتا ہوں کہ میں ایم۔ اے (فلسفہ) تک تعلیم یافتہ ہوں، پختہ عمر، اور متوازن ذہن کا مالک ہوں اور ساتھ ہی تعلیم قرآن، تفسیر، فقہ و علم حدیث سے بھی بہرہ در ہوں اور صوفیانہ عقائد و رموز کو بھی سمجھنے کی قدرت رکھتا ہوں، یہ مختصر ذاتی تعارف اس لئے عرض کیا ہے کہ قارئین کرام یہ نہ سمجھ لیں کہ ایک معمولی تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے وفاتِ مسیح ناصری کا جلد قائل ہو کر گمراہ کن خیالات کے زیرِ اثر دب گیا ہوں۔

اب میں اصل واقعہ کی طرف آتا ہوں۔

ایک عمر رسیدہ بزرگ راجہ عمر دین صاحب ۱۹۳۲ء میں میری پرائمری تعلیم کے دوران مجھے پڑھایا کرتے تھے اور اس وقت صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ اب کبھی کبھار چند روز کے لئے میرے ہاں آکر ٹھہرتے ہیں۔ تقریباً ۴ سال پیشتر ایک روز دورانِ گفتگو میں نے محسوس کیا کہ اب آپ عیسائی عقائد کے علمبردار ہیں لہذا اس روز تو میں خاموشی سے ان کے بیان کردہ قصے کہانیاں متعلقہ عیسائیت سنتا رہا مگر دوسرے روز میں نے قصداً ان کے ساتھ عیسائی عقائد کے بارے میں گفتگو شروع کی تا کہ اپنے بچپن کے استاد کو راہِ راست پر لا سکوں انہوں نے نہایت تحمل سے میرے دلائل سننے کے بعد مسکراتے ہوئے ایک سوال کیا :-

"میاں صاحب کیا یہ سچ ہے کہ قیامت سے پیشتر حضرت عیسٰے علیہ السلام ... آسمان پر تشریف فرما ہیں زمین پر نازل ہوں گے اور دینِ اسلام کا احیاء کریں گے"

میں نے عقائد مروجہ کے تحت لازماً اثبات میں جواب دینا تھا چنانچہ میں نے کہا ہاں یہ بالکل درست ہے۔ راجہ صاحب فاتحانہ انداز میں مسکرائے اور فوراً منطقی صورت میں یہ نتیجہ اخذ کرتے ہوئے بولے، اور جہاں سکھ عیسٰےؑ سے تعلیم نہیں آئے گا گویا وہ راہِ راست سے بھٹک جائے گا کیا یہ بھی سچ ہے؟ میں ان کے اس پرزور سوال کو فوراً تاڑ گیا اور مروجہ منطق و دلائل شکستہ دل ہو کر اتنا کہ ہاں عقلاً تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ میرے اس جواب پر وہ گردن اکڑا کر بولے :-

"میاں صاحب لہذا عیسٰےؑ کو مسلمان قیامت سے پیشتر اپنا پیشوا تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے اگر اسی عیسٰےؑ کو میں نے آج اپنا راہبر اور نجات دہندہ مان لیا ہے تو کونسا گناہ کیا ہے!"

راجہ صاحب کی اس معقول دلیل کا میرے پاس کوئی مخصوص جواب نہیں تھا لہذا میں خاموش ہو گیا۔

بعد ازاں میں نے جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں، مختلف علمائے کرام سے اس مختصر مگر مخصوص اور راہنما دلیل پر گفتگو کی مگر کہیں سے تسلی بخش جواب نہ پایا۔ بفضل خدا امروز آپ کا محققانہ جریدہ میری نظروں سے گذرا اور نزولِ عیسٰےؑ کا معمہ بصورت وفاتِ عیسٰےؑ حل ہو کر باعث صد تسکین ہوا۔

آخر میں اس امر کو واضح کرتے ہوئے مجھے کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ تا حال میں بذریعہ بیعت جماعت احمدیہ لاہور کا رکن نہیں ہوں اور موجودہ واقعہ بغرض اشاعت ہفت روزہ "پیغام صلح" میں بحیثیت ایک غیر جانبدار کے ارسال کر رہا ہوں تا کہ غیر احمدی برادرانِ اسلام جو وفاتِ عیسٰےؑ کے قائل ہیں میرے اس ذاتی تجربہ سے مستفید ہو سکیں یا بصورت دیگر راجہ عمر دین صاحب کی آہنی دلیل کو کاٹنے کی غرض سے کوئی فولادی دلیل پیش کریں جو مجددِ زمان و محدث دوراں کی ایسی دلیل سے ہٹ کر منافقانِ رسول اللہ کو کشتہ کر سکے۔

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ شیخ محمدی کے عہدیداروں کا انتخاب

— مرزا فردوس احمد اور ملنگ صاحب کی وفات کے بعد ضروری قرار پایا کہ جماعت شیخ محمدی کی مجلس منتظمہ کا از سر نو انتخاب ہو جائے۔ نیز عبدالصمد خان سیکرٹری کے پشاور میں سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے سیکرٹری کا عہدہ بھی خالی پڑا ہے اس لئے بھی انتخاب لازمی ہو گیا۔ لہذا متفقہ طور پر سال رواں ۱۹۶۹ء کے لئے حسب ذیل انتخاب عمل میں آیا :-

صدر :- عبداللطیف خان صاحب ایم اے

سیکرٹری :- ملک غلام علی صاحب

خزانچی :- احمد گل صاحب

ممبرانِ منتظمہ کمیٹی :- عطاء الرحمٰن صاحب اور فتح خان صاحب۔

ایک متدین و تجربہ کار ہیڈ ماسٹر صاحب کی وفات۔

— یہ افسوسناک خبر موجب رنج و اندوہ ہے کہ مسلم ہائی سکول کے ایک سابق ہیڈ ماسٹر مولوی عزیز الدین صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم نہایت پارسا اور مخیر انسان تھے۔ ان کی وفات پر چوہدری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ۲ کی طرف سے حسب ذیل ریزولیوشن موصول ہوا ہے :-

"آج اساتذہ اور طلباء مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل ریزولیوشن منظور کیا گیا :-

ہم اساتذہ اور طلباء مسلم ہائی سکول ۲ لاہور مولوی عزیز الدین صاحب کی رحلت پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نہایت نیک، پارسا، متقی اور اونچے مرتبہ کے انسان تھے زندگی بھر سکول کی خدمت کی۔ اور ریٹائرمنٹ کے بعد بھی سکول کے ساتھ انکا رابطہ قائم رہا۔ انہوں نے اساتذہ اور طلباء کی فلاح و بہبود کے کئی کام کئے جب تک سکول قائم رہے گا مرحوم کا نام زندہ اور ان کی یاد تازہ رہے گی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین۔ فیصلہ کیا گیا :-

(۱) اس ریزولیوشن کی ایک نقل مرحوم کے وارثان کو بھیجی جائے

(۲) اس ریزولیوشن کی ایک نقل پیغام صلح میں بغرض اشاعت بھیجی جائے

(۳) احترام کے طور پر باقی وقت کے لئے سکول بند کر دیا جائے۔

عبدالحق ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ۲ لاہور
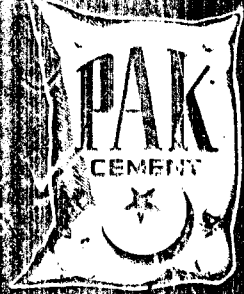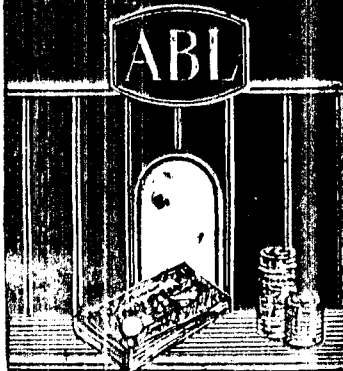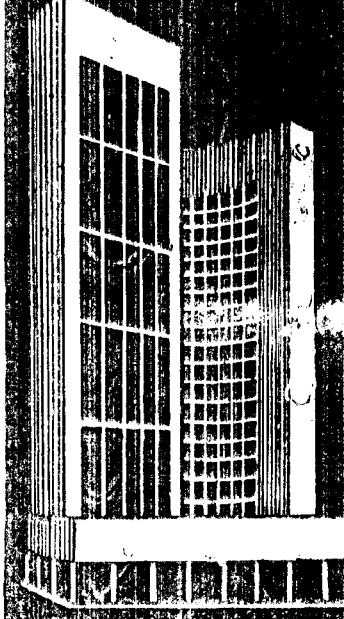
ضرورتِ رشتہ

معزز زمیندار گھرانہ کے نہایت شریف اور نیک سیرت پابند صوم و صلوٰۃ مخلص احمدی عمر ۲۹ سال نہایت ذہین اور با صلاحیت سائنس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ سرکاری ملازم تنخواہ ۴۰۰/۵۰۰ روپے ماہوار جس کا مستقبل نہایت روشن اور اعلیٰ ترقی کے شاندار مواقع ہیں کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ نیک سیرت اور قبول صورت دوشیزہ کا رشتہ مطلوب ہے ۔ درخواستیں معہ مفصل کوائف ۔ ع معرفت ایڈیٹر پیغام صلح آنی چاہئیں ۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
رجسٹرڈ ایل ۔ نمبر ۸۳ شمارہ ۱۱

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا تو رہ نما از مشرق رحمت برآر — گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ پیغام صلح
لاہور
پاکستان

ٹیلیفون نمبر ۷۴۷۳
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
سالانہ چندہ آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے: ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
ایڈیٹر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

جلد ۵۷ || یوم چہار شنبہ۔ مورخہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۶۹ء || نمبر ۱۲

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

بچے کا نام رکھنا اور اسے گھٹی دینا

عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال ولد لی غلام فاتیت بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسماہ ابراہیم فحنکہ بتمرۃ ودعا لہ بالبرکۃ ودفعہ الی وکان اکبر ولد ابی موسیٰ۔

ترجمہ:- حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میرا لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ آپؐ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی اور اسے مجھے دیا۔ اور وہ ابو موسیٰؓ کی سب اولاد میں بڑا تھا۔

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تحنیک یہ ہے کہ کھجور یا چھوہارے کو چبا کر یا شہد یا کوئی مٹھاس بچے کو چٹائی جائے۔

فضل الباری شرح صحیح بخاری۔ کتاب العقیقہ۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ جن احباب نے ہفت روزہ پیغام صلح اور ماہنامہ روح اسلام کا سالانہ چندہ ۱۹۶۹ء ابھی تک ادا نہیں کیا . . . از راہ کرم پہلی فرصت میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پیغام صلح کا سالانہ چندہ آٹھ روپیہ اور روح اسلام کا چار روپے ہے۔ منیجر اخبارات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

قدامت رُوح کا عقیدہ صحیح نہیں

ملفوظات مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

دسمبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو جب حضرت اقدس سیر کے واسطے باہر تشریف لے گئے تو ایک مجمع کثیر آپ کے ہمراہ تھا جن میں اکثر حصہ سیالکوٹ کے ضلع کے احمدی برادران کا تھا جو کہ اپنے لائق مہتمم چوہدری مولا بخش صاحب کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہے۔

ایک شخص نے چند ایک سوالات پیش کئے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ جبکہ خدا تعالیٰ ازل سے خالق ہے اور ابد تک ہے اور ارواح بھی ہمیشہ اس کی خلق میں شامل ہیں اور ہمیشہ چلی جائیں گی تو پھر آریوں کے اعتقاد کے مطابق روح بھی ازلی اور ابدی ہوا۔ فرمایا:-

یہ بات درست نہیں۔ اس سوال میں مغالطہ دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے مگر اس کی تمام صفات کو دیکھنا چاہیئے۔ وہ محیی ہے اور ممیت بھی ہے۔ ثبات بھی کرتا ہے اور محو بھی کرتا ہے۔ پیدا بھی کرتا ہے فنا بھی کرتا ہے۔ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ روح کو فنا نہیں اور کہ یہی روح ہمیشہ سے چلے آتے ہیں۔ وہ جب تک کسی کو چاہے رکھے۔ ہر ایک چیز فنا ہو جانے والی ہے۔ باقی رہنے والی ذات صرف خدا کی ہی ہے۔ روح میں جبکہ ترقی بھی ہوتی ہے اور تنزل بھی ہوتا ہے تو پھر اس کو ہمیشہ کے واسطے قیام کس طرح ہو سکتا ہے؟ جب تک روح کا قیام ہے وہ امر الٰہی کے قیام کے نیچے ہے۔ خدا تعالیٰ کے امر کے ماتحت ہی کسی کا قیام ہو سکتا ہے اور وہی فنا بھی کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ خالق بھی ہے اور ہمیشہ خلق کو مٹاتا بھی ہے۔ مسلمان قدامت کا قائل ہے مگر قدامت نوعی کا نہ کہ قدامت شخصی کا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ پہلے کیا چیزیں اور کیا نہ تھیں۔ اگر اس کے برخلاف قدامت شخصی کا عقیدہ رکھا جاوے تو وہ دہریت میں داخل ہوتا ہے۔

جب مجھے پر فارقلیط کا مفہوم روشن ہوا

ایک پادری کے قبولِ اسلام کی عجیب و غریب داستان

جن لوگوں نے بغیر واعظوں کی کوشش کے خود اسلام قبول کیا ان میں سب سے زیادہ عجیب اور مفصل حال ایک پادری کا ہے جو کتاب "ھدیۃ الاریب فی الرد علی اھل الصلیب" میں مذکور ہے۔ اس کتاب کو اسی پادری نے مسلمان ہونے کے بعد عبداللہ بن عبداللہ اپنا نام رکھ کر ۸۲۳ھ میں عیسائیت کے رد میں لکھا۔ کتاب کے دیباچہ میں اس نے اپنی سوانح عمری لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزیرہ میورقہ (مجورکا) کے ایک دولت مند ماں باپ کے گھر پیدا ہوا۔ بچپن سے اس کی تعلیم پادری بننے کے لئے ہوئی۔ چھ برس کی عمر سے اس کو انجیل پڑھنے بٹھایا گیا اور اس نے انجیل کے بہت سے حصے حفظ کر لئے۔ لغت اور منطق پڑھنے کے بعد اسے لاردہ (لیریڈا) کی یونیورسٹی میں جو ملک قطلونیہ (کیٹلونیا) میں تھی روانہ کیا گیا۔ اس نے یہاں چار برس تک عیسوی دینیات کی تحصیل میں کوشش کی۔ پھر وہ لاردہ سے بلونیہ (بلونا) کی یونیورسٹی میں گیا جو اس وقت شہرۂ آفاق تھی، یہ پادری لکھتا ہے:۔

یہاں میں ایک پادری کے گھر میں جاکر رہا جس کی لوگ بڑی عزت کرتے تھے اور اس کا نام نکولس مارٹیل تھا۔ بلونیہ میں اس پادری کو اپنے علم و فضل اور زہد و پارسائی کی وجہ سے جن میں وہ یگانۂ روزگار تھا، بڑا رتبہ حاصل تھا مذہب کے نہایت مشکل مسائل اطراف ملک سے حل ہونے کے لئے اس کے پاس آتے تھے اور بادشاہ اور لوگ بیش قیمت تحائف اس کے پاس بھیجتے تھے، اس پادری سے میں نے عیسائی مذہب کا اصول پڑھا اور مدت تک اس کی خدمت کی۔ یہاں تک کہ وہ مجھ کو اپنے خاصانِ خاص میں سے سمجھنے لگا۔ چونکہ میں نے نہایت دل سے اس کی خدمت کی اس لئے اس نے اپنے تمام گھربار اور مال و متاع کی کنجیاں میرے حوالے کر دیں۔ اور اس طرح دس برس میں نے اس پادری کی خدمت اور تحصیل علم میں صرف کئے۔ اتفاقاً ایک روز وہ بیمار ہو گیا اور درس گاہ میں پڑھانے کے لئے نہ آیا۔ سب طالب علم اس کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے مختلف علمی مسائل پر مباحثہ کرنے لگے یہاں تک کہ ان مباحثوں میں خدا کے اس کلام کا ذکر آیا جس کو خدا نے اپنے پیغمبر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زبانی القاء فرمایا تھا کہ ـــ "میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام فارقلیط ہوگا" ـــ اس کلام پر دیر تک قیل و قال ہوتی رہی۔ لیکن بغیر اس کے کہ کوئی بات فیصل ہوتی اور کوئی بامعنی توجیہہ لفظ فارقلیط کی ہوتی سب طالب علم اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

جب میں اپنے استاد کے گھر واپس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا ـــ "آج میری عدم موجودگی میں تم نے کس مضمون پر بحث کی"؟

میں نے عرض کیا کہ لفظ فارقلیط پر بحث ہوئی۔ لیکن ہم سب کسی ایک بات پر متفق نہ ہو سکے کسی نے کچھ مطلب نکالی، کسی نے کچھ ـــ اس کے بعد میں نے وہ تمام رائیں بیان کیں، جو مختلف طلباء نے فارقلیط کے نام کی نسبت ظاہر کی تھیں۔ پادری نے پوچھا کہ تم نے اس مسئلہ کو کیونکر حل کیا۔ ؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں مفسر نے انجیل کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہی میں نے بیان کیا تھا ـــ مارٹیل یہ سن کر بولا، حق بات کے قریب تم پہنچ گئے تھے۔ پھر بھی بہت دور تھے۔ فلاں طالب علم نے یہ غلطی کی۔ اور فلاں فلاں طالب علم سچی بات کے قریب پہنچ گیا تھا لیکن جو حقیقی معنی ہیں اس تک کوئی نہ پہنچا۔ کیونکہ اس مخصوص نام کے معنی ان علماء کے سوا کوئی شخص نہیں جان سکتا تھا جن کا علم راسخ ہے اور درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے ـــ معلوم ہوا کہ تمہارا پایہ علم ابھی بہت کم ہے۔

یہ باتیں سن کر میں نے اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور گڑگڑا کر التجا کی کہ ـــ "اے میرے آقا! میں ایک دور دراز ملک سے آپ کے پاس آیا ہوں، دس برس سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور میں نے وہ علمی فوائد آپ کی ذات سے حاصل کئے ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ اب آپ اس اسم مبارک (فارقلیط) کے معنی بتا کر مجھ پر اپنے احسانات کا خاتمہ کر دیجئے ـــ"

بوڑھا پادری یہ سن کر رونے لگا اور کہا ـــ بے شک تو نے میری بڑی خدمت کی ہے اس لئے تیری خاطر مجھ کو عزیز ہے۔ [illegible] اس اسم شریف کے معنی پر علم حاصل کرنے میں بڑا فائدہ ہے۔ لیکن مجھ کو خوف ہے کہ اگر اس کے معنی کسی نے مجھ پر ظاہر کئے تو عیسائی مجھے مار ڈالیں گے۔"

یہ سن کر میں نے کہا ـــ "قسم ہے مجھ کو خدا کی اور قسم ہے مجھ کو انجیل کی اور اس کے لانے والے کی کہ آپ کی اجازت کے بغیر اس راز کو کسی پر فاش نہ کروں گا۔"

پادری نے کہا ـــ "اے فرزند! جب تو پہلے پہل میرے پاس آیا تو میں نے تجھ سے پوچھا تھا۔ تیرا وطن کہاں ہے۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ مسلمانوں کے ملک کے پاس ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ تیرے ملک کے لوگ مسلمانوں سے لڑتے آ رہے ہیں۔ غرض میں نے یہ تحقیق کرنا چاہی کہ مسلمانوں کے ساتھ تجھ کو کس درجہ کی نفرت ہے۔ پس اب اے عزیز! معلوم کر کہ فارقلیط پیغمبر اسلام کے اسمائے مبارک میں سے ایک نام ہے اور یہ وہی پیغمبر ہیں جن پر وہ چوتھی کتاب نازل ہوئی جس کا وعدہ دانیال نبی کی زبان سے خدا تعالٰے نے کیا تھا۔ یقیناً پیغمبر اسلام کا دین سچا دین ہے اور ان کا مذہب روشنیوں سے بھرا ہوا ہے جس کا ذکر انجیل میں ہے۔"

یہ سن کر میں نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو عیسائی مذہب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

پادری نے جواب دیا ـــ "اے عزیز! اگر عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کے دین پر قائم رہتے تو خدا کا دین ان کے پاس رہتا۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کا دین اور دیگر انبیاء کے دین کے مطابق اللہ ہے۔"

"تو آپ اس کا کیا علاج ہے؟" میں نے پوچھا۔

پادری نے کہا ـــ "اے عزیز! اسلام قبول کرے۔"

میں نے دریافت کیا کہ ـــ "کیا جو شخص اسلام قبول کرتا ہے مستحق نجات ہے" ـــ ؟

پادری نے جواب دیا ـــ "ہاں، اس کو دنیا و آخرت میں نجات ملتی ہے۔"

پھر میں نے عرض کیا ـــ "اے آقا! ہر عاقل اپنے لئے وہی چیز پسند کرتا ہے جس کو وہ سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ جب آپ اسلام کی فضیلت کو تسلیم کرتے ہیں تو خود کیوں مسلمان نہیں ہو جاتے ـــ؟"

پادری نے کہا کہ ـــ "اے عزیز! مذہب اسلام کی فضیلت اور خوبیاں اور پیغمبر اسلام کے درجات خدا نے مجھ پر عالم ضعیفی میں ظاہر کئے۔ اب میں ایک پیر ضعیف ہوں۔ لیکن میرے یہ کہنے سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ یہ عذر قابل پذیرائی ہے بلکہ برخلاف اس کے خدا کی حجت مجھ پر قائم ہے، اگر تمہاری ہی عمر میں خدا کی طرف سے مجھ کو یہ علم حاصل ہوتا تو میں سب چیزوں کو چھوڑ کر اسلام کے اس سچے دین کو قبول کر لیتا۔ لیکن دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے تم کو معلوم ہے کہ عیسائیوں میں مجھ کو کیا درجہ حاصل ہے اور وہ میری کیسی عزت و توقیر کرتے ہیں۔ اور اب اگر ان کو ذرا بھی معلوم ہو کہ میرا میلانِ خاطر اسلام کی طرف ہے تو وہ سب مل کر مجھ کو فوراً قتل کر ڈالیں گے۔ اگر فرض کرو کہ میں ان کی دارو گیر سے بچ کر مسلمانوں کے ملک میں بخیریت پہنچ بھی جاؤں تو پھر کیا نتیجہ ہے۔ اگر میں نے مسلمانوں سے کہا کہ میں مسلمان ہو کر تم میں آباد ہونا چاہتا ہوں تو وہ مجھ سے کہیں گے سچے دین کو قبول کر کے تم اپنے اوپر احسان کرو گے کیونکہ پھر خدا کے مواخذہ سے بچ جاؤ گے لیکن تمہارے مسلمان ہونے سے ہم کو کیا نفع ہے ـــ جب یہ جواب ملے گا تو سوائے اس کے کیا ہوگا کہ میں ستر برس کا بڈھا مفلس اور مسلمانوں کی زبان سے ناواقف فاقہ کشی سے مرنے کے لئے ان میں پڑا رہوں گا اور ان کو خبر بھی نہ ہو کہ اس حال سے پہلے مجھ کو کیا درجہ اور مرتبہ حاصل تھا۔ پس میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دین پر اور اس وحی پر جو ان پر نازل ہوئی ثابت قدم ہوں۔"

میں نے کہا ـــ "تو کیا میرے حق میں آپ کی نصیحت یہ ہے کہ مسلمانوں کے ملک میں جاؤں اور ان کا مذہب اختیار کر لوں"

پادری نے کہا ـــ "ہاں۔ اگر تم عقلمند ہو اور نجات کی خواہش رکھتے ہو تو فوراً جاؤ اور مسلمان ہو کر دنیا و آخرت کی نعمتیں حاصل کرو۔ لیکن یاد رکھو ہماری ان باتوں کی اس وقت تک کسی کو اطلاع نہیں ہے اور آئندہ بطور راز کے نہایت احتیاط سے ان کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھو۔ کیونکہ اگر ان باتوں کا ایک حرف بھی کسی پر ظاہر ہو گیا تو تم فوراً مار ڈالے جاؤ گے اور میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکوں گا۔ اگر یہ راز تم نے کسی پر ظاہر کیا تو پھر مجھ پر الزام لگانے سے تم کو کچھ نفع نہ ہوگا کیونکہ میں جو کچھ تمہارے خلاف کہوں گا وہ عیسائی سچ سمجھیں گے اور جو کچھ تم میرے خلاف کہو گے اس کا کوئی یقین نہیں کرے گا۔"

میں نے کہا ـــ "خدا مجھ کو اس خیال تک سے محفوظ رکھے کہ میں اس راز کو فاش کروں"

غرض اپنے استاد کے حسب منشاء میں نے وعدہ و اقرار کیا اور سامانِ سفر مہیا کر کے استاد سے رخصت ہوا۔ چلتے وقت اس نے میرے حق میں دعا کی اور زادِ راہ کے لئے مجھ کو

(باقی بر صفحہ [illegible])

کائنات میں اللہ تعالیٰ کی کامل ربوبیت اور رسولِ کریم صلعم کی کامل عبودیت

تمام امورِ زندگی میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی شخصیت

جس طرح خدا واحد ہے، ہمارا نبی بھی واحد ہے آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا (مسیح موعودؑ)

رسولِ کریم صلعم کا اپنے ساتھیوںؓ سے حسنِ سلوک اور قدر دانی جو جماعت سازی کا حقیقی ذریعہ ہے

خطبۂ جمعہ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

لله ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ...... امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون ——— (سورۃ البقرۃ ۲۸۴ تا ۲۸۶) ———

کائنات پر اللہ تعالیٰ کی حکومت اور تصرفِ تام

سورۃ البقرہ کی یہ آخری آیات ہیں۔ یہ سورۃ قرآن کریم کی دوسری سب سورتوں سے زیادہ لمبی ہے۔ یہ تقریباً ڈھائی پاروں پر مشتمل ہے۔ تلاوت کردہ آیات سورت کا آخری حصہ ہیں اس سورت شریفہ میں بہت سے احکامات الٰہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق اور مخلوقِ خدا کے متعلق بہت سے ارشادات ہیں۔ ان سب احکامات کے پیشِ نظر فرمایا۔ لله ما فی السموات وما فی الارض۔ ساری کی ساری کائنات آسمان ہو یا زمین، سمندر ہوں یا خشک قطعات ہوں، ان سب کا پیدا کرنے والا میں ہوں۔ میں ان کا موجد ہوں اور ساری کائنات پر میرا ہی تصرف ہے۔ اس کائنات کو بنا کر یونہی نہیں چھوڑ دیا گیا۔ بلکہ اس پر ہماری حکومت ہے۔ اور اس پر ہمیں تصرفِ تام حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک ہونے پر رسولِ کریم صلعم کا ایمان

اس عرفان کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر آیا، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے متعلق سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے فرمایا: امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ حضور صلعم، خدا تعالیٰ کے خالق و مالک اور موجد اور بادشاہ ہونے پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ انسانوں کی ربوبیت کے بارے میں میں نے آپؐ پر احکام نازل فرمائے ہیں۔ اس سے

کمالِ الوہیت کے بعد کمالِ عبودیت کا ذکر

انسانوں کی ربوبیت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذریعہ بنایا ہے۔ جب تک کوئی استاد نہ ہو اس وقت تک علم حاصل نہیں ہو سکتا، انسان فرشتے سے سبق حاصل نہیں کر سکتا، انسان سے ہی سبق لیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلعم کو بطور بشیر مبعوث فرمایا کہ انسانیت کے لئے نمونہ بنایا۔ ان کا کام یہ تھا کہ قولاً و فعلاً احکام و ارشاداتِ الٰہی کو بنی نوعِ انسان تک پہنچادیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلعم نے احکاماتِ الٰہی کی ترویج اس کمال تک پہنچائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ سرٹیفکیٹ دیا ہے امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ۔ کمال الوہیت کے بیان کے بعد کمال عبودیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا امن الرسول بما انزل اللہ من ربہ جس طرح خدا تعالیٰ یگانہ ہے اسی طرح اس کا رسولؐ بھی یگانہ ہے

تمام امورِ زندگی میں رسولِ کریم صلعم کا نمونہ

احکامات کی پابندی روحِ اسلام ہے۔ اسلام میں ہر گھر، ہر خاندان، ملک و قوم اور حکومت کے لئے اور دوکانداروں، ٹھیکیداروں، ججوں، موکلوں، وکیلوں اور انجینئروں سب کے لئے احکامات موجود ہیں۔ ان سب کی پوری پوری فرمانبرداری حضور اکرم صلعم نے کی۔ حضور صلعم نے یتیمی اور بے کسی بھی دیکھی ہے اور حکومت اور اقتدار بھی حاصل کیا ہے انسان کو زندگی کی جن قدر راہوں سے گذرنا پڑتا ہے ان سب راہوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گذرنا پڑا گھر کا معاملہ ہو یا قوم اور ملک کا۔ دشمنوں کا معاملہ ہو یا دوستوں کا۔ حکومت کے معاملات ہوں یا سیاست کے ان سب حالات سے حضور صلعم کو گذرنے کا موقعہ ملا ہے ان تمام امور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام الٰہی کی پوری پوری پابندی کر کے دکھائی۔ یہ بہت بڑا مقام ہے جو حضورؐ کو حاصل ہوا۔

تمام مراحلِ زندگی میں مثالی شخصیت

کوئی تھانیدار بن جائے تو بڑے دائرے میں اپنا کاروبار کرتا ہے اور مختلف قسم کے سامان مہیا کرتا، باورچی رکھنا اپنی شان سمجھتا ہے۔ تحصیلدار کی شان اس سے بڑھ کر ہے، اور گورنر کی شان تو بہت ہی بڑی ہے۔ حضور نبی کریم صلعم بھی انسان ہیں۔ آپؐ کو بھی مختلف مراحل زندگی میں سے گذرنا پڑا۔ حتیٰ کہ بادشاہت تک پہنچ گئے لیکن ان تمام حالات میں ایک ہی فقیرانہ شان رکھی۔ آپؐ بادشاہوں کے لئے قیامت تک کے لئے ایک مثالی شخصیت ہیں حضور اکرم کا اپنا نفس درمیان میں نہیں ہے۔ عبودیت کی انتہا ہے جو آپؐ کے وجود میں نظر آتی ہے اپنی لختِ جگر فاطمہؓ حضرت علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ کے لئے کوئی جاگیریں مقرر نہیں کیں، عزیز و اقارب جانیں فدا کرتے ہیں، لیکن آپؐ کسی کے لئے وصیت نہیں کرتے، کہ ان کو فلاں جاگیر یا وظائف دیئے جائیں۔ حضور اکرم صلعم اسوہ حسنہ ہیں۔ لنڈن میں بکنگھم پیلس کے شاہی محل میں دنیا جہان کی کونسی آرائش و زیبائش نہیں ہے، جاہ و حشمت کی انتہا کر دی گئی ہے۔ صرف ایک عورت (ملکہ معظمہ) کے لئے اس قدر سامانِ تعیش ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ آج عورت کے لئے اتنا کچھ اہتمام و التزام ہے۔ ان سب کے لئے حضور صلعم ایک سے مثالی نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں ایک پنجابی ضرب المثل کبھی کبھی دوہراتا ہوں ؎

اندر وڑ کے ویکھ۔ نہ منجی نہ لیف

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ حضور اکرم صلعم نے اپنے پیچھے کچھ نہ چھوڑا، نہ بھیڑ نہ بکری، نہ اونٹ کیونکہ عربوں کی یہی دولت تھی، نہ لونڈیاں چھوڑیں نہ غلام پیچھے چھوڑے یہ بھی دولت مندی کی نشانی تھی۔ دنیا کے بادشاہ مرتے ہیں کئی میلوں ان کے جنازہ کا جلوس نکلتا ہے۔ لیکن حضور صلعم کی میت کے ساتھ کوئی جلوس نہیں۔ حضورؐ کی تدفین بھی اس طرح ہوئی جیسے ایک غریب انسان کی تدفین ہوتی ہے اس لحاظ سے حضورؐ کی موت بھی بادشاہوں کے لئے نمونہ ہے تدفین کے وقت مکہ والوں نے کہا کہ ایک طرف لحد نہ بنائی جائے۔ لیکن مدینہ والوں نے کہا کہ حضورؐ نے ہمارے مرد۔

میں انتقال فرمایا ہے۔ اس لئے ہمارے رسم و رواج کے مطابق یعنی لحد بنائیں گے۔ چنانچہ اسی طریق پر لحد تیار کی گئی، اور ہر مسلمان امیر ہو یا غریب اسی طریق سے دفن ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی حضور اکرم صلعم کی زندگی بے مثال ہے اور موت بھی مثال ہے۔

ہمارا نبیؐ واحد ہے آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ (مسیح موعودؑ)

حضرت امام زمانؑ نے بھی ارشاد الٰہی اور حضرت نبی کریم صلعم کے مثالی نمونہ کے پیش نظر فرمایا کہ ما ان ربنا احد یستحق العبادة وحده۔ جس طرح خدا تعالیٰ کی ذات واحد ہے فکذالک نبینا واحد اسی طرح ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی واحد ہے لانبی بعدہ ولاشریک معہ ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ نبوت اور رسالت اور پیغمبری میں حضور صلعم کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وھو خاتم النبیین اور حضور صلعم خاتم النبیین ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں حضرت امام زمانؑ کی ان بالوضاحت تشریحات نے باب نبوت کو مسدود کر دیا ہے۔ جو شخص ان تشریحات کے بعد حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرتا ہے وہ ان پر ظلم کرتا ہے۔ خود حضور نبی کریم صلعم نے بھی فرمایا لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہی کی عبادت ہوگی۔ اس ذات باری کے سوا اور کسی کی عبادت نہیں ہو سکتی اور محمدؐ کے سوا کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا۔ کہ میں غلام احمد ہوں۔ حضور احمد و محمدؐ کے دین کا خادم ہو کر آیا ہوں اور حضورؐ کا نقش بردار اور خاک پا ہوں۔ میں نے جو کچھ پایا ہے وہ حضور اکرم صلعم کی اتباع اور فرمانبرداری سے پایا ہے۔

احکام الٰہی اور سنت نبویؐ کی اخلاص بھری فرمانبرداری کی ضرورت

خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کا عرفان بخشنے کے بعد فرمایا وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ تمہارے ظاہر و باطن پر ہماری نگاہ ہے، تمہاری نیات اور اعمال پر ہماری نظر ہے۔ اسی لحاظ سے تم پر برکات نازل ہوں گی یا تکالیف، پس چاہیئے کہ تم اخلاص بھری فرمانبرداری اختیار کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو فرمایا تھا اسلم تو حضرت ابراہیمؑ نے اطاعت کی اور کہا اسلمت لرب العالمین۔ میں رب العالمین کی فرمانبرداری اختیار کرتا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا انا دعوة ابی ابراھیم۔ میں اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہوں جو میرے باپ حضرت ابراہیمؑ نے بارگاہ الٰہی میں کی تھی۔ اور فرمایا انا اول المسلمین۔ میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوں۔ اسی فرمانبرداری کی سب سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ ہر شخص اپنے دل میں جھانک کر دیکھے کہ وہ کہاں تک احکام الٰہی اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہے۔ صرف نماز روزہ ہی کافی نہیں، ہر قول و فعل میں راستبازی اور احکام الٰہی کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی ٹھیکیدار یا کارخانہ دار ہے، یا کسی دفتر میں افسر ہے، وہ اپنے آپ سے پوچھے کہ وہ کس حد تک احکام الٰہی اور ارشادات نبوی صلعم کی فرمانبرداری کرتا ہے۔۔۔

صحابہ کرامؓ کا مقام

مزید فرمایا والمومنون۔ رسول کریم صلعم کے ساتھی بھی خدا کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔ کئی ایک آیات میں صحابہ کرامؓ کا ذکر حضورؐ کے ساتھ ساتھ کیا گیا ہے جو ان کے مقام کی نشاندہی کرتی ہیں۔ فرمایا میرا جو خدا پر ایمان ہے میرے ساتھیوں کا بھی ایمان ایسا ہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کس قدر فراخ ہے کہ اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ میرے ساتھی میرے برابر ایمان کے اعلیٰ مقام پر ہیں۔

ایک جگہ فرمایا ایدک بنصرہ وبالمومنین جہاں خدا تعالیٰ نے آپؐ کی نصرت کی وہاں مومنوں کے زور بازو سے بھی آپؐ کی نصرت ہوئی۔ اسی طرح فرمایا حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین مصائب بہت ہیں۔ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اسلحہ اور دوسرا سامان حرب ان کے پاس کثرت سے ہے۔ تم کمزور ہو لیکن میں آپؐ کا محافظ ہوں، اور ان کا بھی محافظ ہوں جو آپؐ کے ساتھی ہیں۔ یہ شان اور کسی انسان کو میسر نہیں کہ اپنے مقام کے ساتھ اپنے ساتھیوں کا بھی ذکر کیا ہو۔

جماعت سازی کا حقیقی ذریعہ حسن سلوک ہے

ان آیات بینات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسن سلوک کا ذکر کیا گیا جو حضورؐ نے تکریماً اپنے اصحابؓ سے روا رکھتے تھے۔ یہ ایک ہی ذریعہ ہے جماعت سازی کا۔ اسی حسن سلوک سے جماعت کے اعضاء کے درمیان مضبوطی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے بغیر وہ لوگ جو بظاہر جماعت کی صورت میں نظر آتے ہوں، مگر ان کے دلوں میں باہمی تکریم و محبت نہ ہو وہ فی الحقیقت جماعت نہیں۔

حضرت اسامہؓ ایک غلام زادہ حبشی کی قدردانی

حضورؐ حج کی غرض سے تشریف لے جاتے ہیں۔ عرفات کا بہت بڑا میدان ہے جس میں لاکھوں آدمی جمع ہو سکتے ہیں، یہاں پر پہاڑیاں بھی ہیں جن کو صخرات کہتے ہیں، ان پر کھڑے ہو کر دعائیں کی جاتی ہیں کیونکہ حضور صلعم نے وہاں کھڑے ہو کر دعا فرمائی تھی۔ اسی میدان عرفات میں یہاں حضورؐ نے نماز ادا کی، اب وہاں ایک مسجد ہے حضور صلعم نے یہاں جمع کی تھی، تمام مسلمان ظہر اور عصر کی نماز بھی یہاں پر ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد شام سے پہلے لوگ یہاں سے چل کر مزدلفہ چلے جاتے ہیں جہاں نماز مغرب و عشاء ادا کی جاتی ہے اور مزدلفہ میں رات گذارتے ہیں۔ یہاں سینکڑوں اور ہزاروں آدمی رات گذار سکتے ہیں۔ حضور صلعم جب عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہونے لگتے ہیں تو اسامہؓ نظر نہیں آتے ان کی انتظار میں آپؐ روانہ نہیں ہوتے۔ سارے لوگ وہاں سے پہلے جاتے ہیں، مگر حضورؐ نے روانہ ہونا پسند نہ کیا جب تک اسامہ ان سے نہ آملے۔ اندازہ لگایئے کہ آپؐ بادشاہ ہیں اور آپؐ کی نگاہ میں ایک غلام زادے کی یہ عزت ہے عرفات کا میدان توحید کا مقام ہے۔ یہاں پر بھی انسان کی قدردانی فرمائی ہے، حضرت اسامہ رضؓ آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کے بیٹے ہیں خدوخال حبشی ہیں وہ ایک حبشی عورت ام ایمنؓ کے بیٹے ہیں . . . .

حضورؐ اسامہ رضؓ کو اپنی ایک ران پر اور حسنؓ کو اپنی دوسری ران پر بٹھاتے ہیں حسن کے معنے خوبصورت ہیں اور وہ فی الواقع خوبصورت تھے اور اسامہ رضؓ حبشی خدوخال رکھتے تھے۔ آپؐ دعا فرماتے ہیں اللھم انی احبھما فاحبب ھما۔ اے اللہ میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے پیار کر۔ یہ ایک حبشی غلام زادہ کی قدردانی ہے۔ عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں سارا جہان چلا جا رہا ہے۔ اور آپؐ اسامہ رضؓ کی انتظار میں ہیں۔ ان کے دیر کرنے پر آپؐ نے کسی برہمی کا اظہار نہیں فرمایا اور نہیں کہا کہ بچے تم کہاں تھے۔ ہمیں تمہارا انتظار کرنا پڑا۔ ایک دفعہ اسی اسامہؓ کو ایک لشکر کا کمانڈر بنایا جن کے زیر کمان حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ نے جہاد کیا۔ کتنی بڑی قدردانی ہے

جعفرؓ بن ابی طالب کی قدردانی

مزدلفہ سے منیٰ تک اسامہ رضؓ کے بجائے جعفر بن ابی طالبؓ کو اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ حضرت جعفر رضؓ وہ انسان ہیں جو ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ جب یہ وطن کو واپس آئے تھے تو فرمایا بایھما افرح بقدوم جعفر او بفتح خیبر۔ یہ ہے قدردانی۔ قدردانی۔ قدردانی۔ یہ حضور صلعم کا خلق ہے۔ اور یہی اصول ہے جماعت بنانے کا۔ جس پر حضور صلعم نے عمل فرمایا بڑوں کی تعظیم کرنا سکھایا، اور چھوٹوں سے محبت سکھائی۔ معاذ بن جبل مسجد میں آتے ہیں تو حضورؐ فرماتے ہیں قوموا الیٰ سیدکم اٹھ کر اپنے سردار کا استقبال کرو

ایک جھاڑو کش عورت کی قدردانی

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ وہ بی بی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، آپؐ کو نظر نہیں آئیں۔ معلوم کرنے پر لوگوں نے عرض کیا حضور! وہ رات انتقال کر گئیں اور رات ہی انہیں دفن کر دیا گیا ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ مجھے کیوں اطلاع نہیں دی گئی۔ دلونی علیٰ قبرھا۔ مجھے اس کی قبر پر لے چلو بادشاہ وقت ہیں اور ایک جھاڑو دینے والی عورت کے ساتھ یہ سلوک ہے۔ حضورؐ نے بہ رسفقت بھی پالا ہو جیسے

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں چند معروضات

گذشتہ سے پیوستہ

ایک اور بات بھی اس سلسلہ میں بیان کرنا ضروری ہے کہ ۱۸۹۶ء میں جبکہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مسیح موعود کے دعوے کو پانچ سال گذر چکے تھے لاہور میں ایک جلسہ اعظم تحقیق مذاہب انجمن حمایت الاسلام لاہور کی عمارت واقعہ شیرانوالا دروازہ میں منعقد ہوا۔ اس شان کا جلسہ تحقیقات مذاہب کے بارے میں نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ بعد میں۔ اس جلسہ میں حسب ذیل مضامین پر مختلف مذاہب کے لوگوں کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی:۔

(۱)۔ انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتیں۔
۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کے حالات
۳۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔
۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔
۵۔ علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

۲۶ر ۲۷ر ۲۸ر دسمبر جلسہ سالانہ کے انعقاد کی تاریخیں تھیں اس کے انتظام کے لئے چھ ماڈریٹر صاحبان مقرر کئے گئے جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ رائے بہادر بابو پرتول چندر صاحب جج چیف کورٹ پنجاب۔
۲۔ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ لاہور۔
۳۔ رائے بہادر پنڈت رادھا کشن صاحب پلیڈر چیف کورٹ سابق گورنر جموں۔
۴۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی۔
۵۔ رائے بہادر بھوانی داس صاحب ایم اے سٹلمنٹ آفیسر جہلم۔
۶۔ سردار جواہر سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ کالج کمیٹی امرتسر۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مولوی صاحبان نے حضرت مرزا صاحبؑ کے دعاوی کی بنا پر ان کے خلاف کفر کے فتوے صادر کئے ہوئے تھے اور لوگوں کے دلوں میں بڑا اشتعال پیدا ہو چکا تھا۔ بایں ہمہ مندرجہ بالا سوالات کے جواب میں جو مضمون مرزا صاحبؑ کی طرف سے پڑھا گیا اس سے جلسہ میں جو کیفیت پیدا ہوئی اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے ساتھ تائید آسمانی تھی اس مضمون کو جلسہ میں تمام مذاہب کے متبعین نے جس ذوق و شوق سے سنا اس کی کیفیت ہم آپ کو حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ کی کتاب مجدد اعظم حصہ اول سے سناتے ہیں طالبان حق کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی احمدیت کی صداقت کے لئے کافی ہے:۔

"آپ کی تقریر کا وقت ۲۷ر دسمبر کو ڈیڑھ بجے سے ساڑھے تین بجے دن تک تھا آپ خود تو بوجہ ناسازی طبع وہاں نہ جا سکے مگر اپنا لکھا ہوا مضمون مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کو پڑھنے کے لئے دیا۔ جیسے وہ مضمون بےنظیر تھا اس کا پڑھنے والا مولوی عبدالکریم بھی غضب کا آتش بیان تھا۔ جلسہ میں تمام مذاہب کے نمائندے بڑی ہی کی تعداد میں موجود تھے۔ لیکن چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کا دعوے تھا کہ تمام مذاہب عالم پر اسلام کو غالب کرنے کے لئے میں مامور ہوں۔ اور یہی وجہ تھی کہ دن رات آپ کا تمام غیر مذاہب والوں سے مقابلہ رہتا تھا اس لئے غیر مسلم طبقہ آج کے دن آپ سے شکست کھا کر دل سے آپ کا سخت مخالف تھا اور آپ کو بہت برا سمجھتا تھا۔ خود مسلمان بھی بوجہ مکفر مولویوں کے پروپیگنڈے اور فتوے تکفیر کے آپ سے سخت متنفر تھے۔ اس لئے ایسا خیال کیا جاتا تھا کہ لوگ آپ کے لیکچر کو ہرگز توجہ سے نہ سنیں گے بلکہ مخالفت کریں تو کچھ عجیب نہیں۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جب مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے اس تقریر کو پڑھنا شروع کیا تو تھوڑی ہی دیر گذری تھی جو اس لیکچر نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا۔ نہ معلوم اس میں علم و حکمت اور حق و معرفت کا کیا جادو بھرا ہوا تھا جس نے تمام اہل جلسہ کو آناً فاناً میں مسحور کر لیا اور یہ حال ہو گیا کہ دوست و دشمن مسلم و غیر مسلم سب بُت بنے ہوئے بیٹھے تھے اور لیکچر کا ایسا فوق العادت اثر تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر اتر رہے تھے اور ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھنچا گیا تھا کہ گویا ایک دست غیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے اس حالت وجد میں وقت کے ختم ہونے کا کسی کو احساس تک نہ ہوا۔ جب صدر جلسہ نے یہ اعلان کیا کہ وقت ختم ہو گیا تو سامعین کو سخت صدمہ ہوا۔ کیونکہ آپ کے مضمون کا ابھی پہلا سوال بھی ختم نہ ہوا تھا، اور علم و حکمت کے یہ موتی ابھی لٹائے جا رہے تھے جو درمیان میں وقت کے ختم ہو جانے نے بڑی پریشانی پیدا کر دی۔ آپ کے لیکچر کے بعد مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کا لیکچر تھا انہوں نے اعلان کر دیا کہ میں اپنے مضمون کا وقت بھی حضرت اقدسؑ کے لیکچر کے لئے دیتا ہوں۔ اس اعلان پر مجمع میں اس قدر خوشی کا اظہار ہوا کہ دیکھ کر تعجب اور حیرت ہوتی تھی۔ نتیجہ یہ کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ اس مضمون کو پڑھتے چلے گئے حتیٰ کہ ساڑھے چار بج گئے اور جلسہ کا وقت ختم ہو گیا۔ لیکن ابھی پہلا سوال بھی ختم نہ ہوا تھا۔ آخر لوگوں نے بڑے زور سے اصرار کیا کہ اس لیکچر کو برابر ختم تک پڑھا جائے چنانچہ منتظمین جلسہ نے اعلان کیا کہ بلا لحاظ وقت کے یہ مضمون جاری رہے۔ ساڑھے پانچ بجے جا کر پہلا سوال ختم ہوا۔ جاڑوں کا موسم چھوٹے دن۔ بالکل شام ہو گئی۔ اور لوگوں کا اصرار برابر جاری تھا کہ مضمون کو ختم کیا جائے۔ آخر منتظمین جلسہ نے خاص اس لیکچر کے لئے کانفرنس کا ایک دن اور بڑھایا۔ چنانچہ ۲۹ر دسمبر کا دن بھی پروگرام میں شامل کیا گیا۔ ایک دن بڑھنے پر چونکہ اور مذاہب کے نمائندوں نے بھی اسی درمیان وقت ملنے کی درخواست کر دی تھی اس لئے کارروائی جلسہ ۲۹ر دسمبر کی صبح کو بجائے ساڑھے دس بجے کے ساڑھے نو بجے شروع کرنے کا اعلان کر دیا گیا اور سب سے پہلے حضرت اقدس کا ہی مضمون رکھ دیا گیا اور گو پہلے دنوں میں لوگ ساڑھے دس بجے بھی پوری طرح نہ آتے تھے۔ مگر اس دن یعنی ۲۹ر دسمبر کو ابھی نو بھی نہ بجے تھے کہ ہر مذہب و ملت کے لوگ جوق در جوق جلسہ گاہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے اور تمام جگہ ہزارہا سامعین سے اس طرح پر ہو گئی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ چنانچہ عین وقت پر جلسہ شروع کیا گیا۔ اس روز گو آپ کے مضمون کے لئے اڑھائی گھنٹے مقرر تھے لیکن مضمون کے اس عرصہ میں ختم نہ ہونے کی وجہ سے منتظمین کو اور وقت دینا پڑا کیونکہ تمام حاضرین اس تقریر کے چار کان لگائے بیٹھے تھے۔ غرض دو روز کے قریباً سات گھنٹوں میں جا کر یہ مضمون ختم ہوا۔ میں (یعنی خاکسار مؤلف) بھی اس جلسہ میں شامل تھا میں دیکھ رہا تھا کہ دوران تقریر میں مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ چہروں پر خوشی اور مسرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور جوش میں کرسیوں سے اُچھلے پڑتے تھے اور بعضوں کا یہ حال تھا کہ خوشی اور اثر سے آنکھوں سے آنسو جاری اور بعض رقیق القلب تو زار زار رو رہے تھے اور مجھے خود کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں ایقان اور عرفان کی سیڑھیوں پر چڑھتا چلا جا رہا ہوں۔ ہر نئے نکتۂ معرفت اور دقیقۂ علم و معرفت پر آب حیات کا ایک گھونٹ کانوں کے ذریعہ حلق میں اترتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ بالخصوص جس وقت جنت اور جہنم کے فلسفہ کا ذکر آیا جس میں حضرت اقدسؑ نے تشریح کر کے بتلایا تھا کہ کس طرح انسان کے اپنے اعمال سے ہی جنت اور جہنم بنتا ہے تو اس وقت ایک بہت بڑا پردہ آنکھوں سے اٹھ گیا اور علم و حکمت کے اس خزانے کے لٹائے جانے کے وقت آخرت کا نقشہ اس قدر علم اور یقین کے ساتھ سامنے آ گیا کہ اسی دنیا میں اگلا جہان نظر آنے لگا۔ یہ ایک نیا علم تھا جو اہل زمانہ کے سامنے پیش کیا گیا تھا جس سے وہ تمام باتیں جنہیں نیچریوں اور مادیین نے انہونی بنا کر دکھا دیا تھا حل ہو گئیں اور موجب ازدیاد ایمان بن گئیں۔ یہ لیکچر آیات قرآنی سے پُر تھا جہاں آیت آتی تھی مولوی عبدالکریم صاحبؓ اس خوش الحانی سے پڑھتے تھے کہ [illegible] وجد کرا اٹھتی تھی۔ [illegible] بہہ جاتے تھے۔

"مضمون بالا رہا"

اس لیکچر کے ساتھ ہی تمام لاہور میں ایک شور پڑ گیا اور [illegible]

ہوا ہے۔ جس وقت سے بلکہ ہر موافق و مخالف نے تسلیم کر لیا کہ جناب مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر مولوی محبوب عالم جو حضرت اقدس کا سخت مخالف تھا دوران تقریر میں اس قدر خوش اور مست ہو رہا تھا کہ گویا خوشی سے اچھل اچھل پڑتا تھا۔ چنانچہ مخالف اخبارات میں بھی آپ کے اس مضمون کے سب سے بالا رہنے کا اعتراف کیا گیا۔ لاہور کے نیم سرکاری اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے صاف لفظوں میں اقرار کیا کہ اس مذہبی کانفرنس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مضمون سب سے بالا رہا۔ اس کے الفاظ کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے:—

"اس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حفاظت اور حمایت کے کامل ماسٹر ہیں۔ اس لیکچر کے سننے کے واسطے دور و نزدیک سے لوگوں کا ایک ہجوم غفیر جمع ہو رہا تھا۔ اور چونکہ مرزا صاحب خود نہیں تشریف لا سکے تھے اس لئے یہ لیکچر ان کے ایک لائق شاگرد مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ ۲۷ر دسمبر کو یہ لیکچر ساڑھے تین گھنٹے تک ہوتا رہا اور عوام الناس نے نہایت خوشی اور توجہ سے اس کو سنا لیکن ابھی صرف ایک سوال ختم ہوا تھا۔ مولوی عبدالکریم نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی کا بھی سنا دوں گا۔ اس لئے ایگزیکٹو کمیٹی اور پریذیڈنٹ نے تجویز کر لی ہے کہ ۲۹ تاریخ کا دن بھی بڑھا دیا جائے۔"

چنانچہ ایک دن اور بڑھا دیا گیا اور باقی مضمون کو بھی سامعین نے اسی ذوق و شوق سے سنا۔ اخبار آبزرور نے بھی اسی قسم کے ریمارکس لکھے اور اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ اس کا انگریزی ترجمہ کر کے مغربی ممالک میں پہنچایا جائے۔ سو الحمد للہ کہ مولوی محمد علی صاحبؒ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کام کر دیا۔ الغرض اس لیکچر کو سن کر سب دوست و دشمن کے دل پر حضرت اقدس مرزا صاحب کے علم و فضل کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور سب لوگوں نے مسلمانوں کو مبارکباد دی کہ اسلام کی فتح ہوئی۔ اور یہ بھی لوگ بول اٹھے کہ اگر یہ مضمون نہ ہوتا تو محمد حسین بٹالوی کی وجہ سے آج اسلام کو بڑی سبکی اٹھانی پڑتی۔ کیونکہ اس نے جو لیکچر دیا تھا وہ نہایت ہی لغو اور مہمل تھا۔ اس دور محمد حسین بٹالوی بھی طوعاً و کرہاً اس لیکچر کی تاثیر کے قائل ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اس لیکچر کی وجہ سے آج اسلام کو نمایاں فتح ہوئی۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

اس مضمون کو حضرت اقدسؑ نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے کتاب کی شکل میں شائع فرمایا جس کا انگریزی ترجمہ بعد میں مولوی محمد علی صاحبؒ نے کیا۔ اور ٹیچنگز آف اسلام نام رکھا۔ اس کتاب نے یورپ اور امریکہ میں خاص طور پر قبولیت حاصل کی۔ چنانچہ انگلستان میں اشاعت اسلام کے کام میں اس کتاب نے بڑا نمایاں حصہ لیا۔ جس انگریز نے ایک دفعہ اسے پڑھا وہ اسلام کا گرویدہ ہو گیا۔

اسلام کا تمام مذاہب پر غلبہ

غرضیکہ اس جلسہ میں اسلام کو تمام مذاہب عالم پر وہ نمایاں فتح حاصل ہوئی کہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا نقشہ آنکھوں کے نیچے پھر گیا۔ آج اس جلسہ اعظم تحقیق مذاہب کی روئداد ساری کی ساری اسی نام سے ایک کتاب کی شکل میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ جس میں ہر ایک مذہب کے نمائندہ کی تقریریں بھی طبع شدہ موجود ہیں۔ ان کو پڑھنے سے صاف نظر آئے گا کہ دوسری تمام تقریریں دھندلے سے مٹی کے دیئے (چراغ) ہیں جن کی ٹمٹماتی روشنی حضرت اقدس علیہ السلام کی تقریر کے آفتاب کی روشنی کے سامنے ناپید ہو کر رہ گئی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر انسان کے دل میں اسلام کی صداقت پر ایمان کا ایک نور پیدا ہوتا ہے اور روح لذت عرفان سے وجد کرتی ہے۔

مولوی نورالدین صاحبؓ

صدر جلسہ کی آخری تقریر

حضرت اقدس مرزا صاحبؑ نے پہلے سوال کے جواب میں انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی حالتوں کا نام قرآن کریم سے نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ نکال کر دکھایا تھا اور اس کی تشریح ایسی خوبصورت اور مکمل کی تھی کہ تمام حاضرین جلسہ پر ایک وجد کی حالت طاری کر دی تھی۔ مختصراً یہ کہ نفس امارہ تو وہ حالت ہوتی کہ جب انسان ایک حیوان کی طرح بہیمی خواہشات اور جذبات کا غلام ہوتا ہے۔ اور نفس لوامہ وہ حالت ہوتی جب خدا کی رضا کے لئے اس کی وحی نبی ہدایتوں کے مطابق اپنے جذبات اور خواہشات کا اپنی ضمیر اور عقل کی مدد سے مقابلہ کرتا ہے اور خدا کی بتائی ہوئی ہدایتوں پر چل کر اخلاق انسانیہ کو اپنے اندر پیدا کرتا ہے اور تہذیب کا وارث ٹھہرتا ہے۔ لیکن جذبات و خواہشات نفسانی کے ساتھ اس جنگ میں کبھی وہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب۔ مگر مغلوب ہونے کی حالت میں اس کا ضمیر اسے ملامت ضرور کرتا ہے جس کی وجہ سے اسے نفس لوامہ کہا گیا ہے اور نفس مطمئنہ وہ حالت ہوتی جہاں انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں اپنے جذبات و خواہشات کو ہمیشہ کے لئے مغلوب کر لیتا ہے اور اس کا غلبہ کامل اور دائم ہو جاتا ہے اور جذبات و خواہشات کے ساتھ دن رات کی جنگ ختم ہو جاتی ہے، اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے اپنے نفس کے اندر ایک عجیب سکینت و طمانیت پاتا ہے۔ تب اس مقام پر وہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام سے خواہ وہ شریعت کے ہوں خواہ تقدیر کے راضی اور خوش رہتا ہے۔ اور اس کے نفس کے اندر ایک جنت اسی دنیا میں پیدا ہو جاتی ہے جس کا کامل ظہور مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ یہ انسان کی روحانی جدوجہد کا معراج ہے۔ پس قرآن کریم کی ہدایتوں کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو پہلے اس کی جسمانی حالت سے جسے نفس امارہ کہتے ہیں نکال کر نفس لوامہ کی حالت میں پہنچائے جس سے اس کے اندر اخلاق کمال کے لئے جدوجہد پیدا ہو اور پھر اسے اس جدوجہد میں کامیاب کر کے نفس مطمئنہ تک پہنچا دے جو اس کی اخلاقی و روحانی حالت کا کمال ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں اسے ایک وحشی انسان سے مہذب اور با اخلاق انسان بنا دے اور با اخلاق انسان سے ترقی دے کر باخدا انسان بنا دے۔ نفس کے ان تینوں مراتب کو جس شرح و بسط اور تفصیل و تشریح کے ساتھ حضرت اقدسؑ نے اپنے اس لیکچر میں پہلے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے وہ پڑھنے کے لائق ہے۔ اور علم النفس میں وہ ایک زبردست اضافہ ہے جس کے لئے الٰہی دنیا کی قدر بھی آپ کی مرہون منت ہو کم ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ سب کچھ بھی بیان کیا ہے سب قرآن کریم میں سے نکال کر دکھایا ہے جس سے قرآن مجید کے علم و حکمت اور معارف و حقائق کے آگے بڑے بڑے فلسفیوں اور عقلمندوں کے سر جھک جاتے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ یورپ کے بڑے بڑے صاحب علم و حکمت نے جب اس کتاب کو پڑھا تو ان کے قلوب قرآن کریم کی عظمت کے آگے جھک گئے اور وہ اسلام لے آئے۔

قصہ کوتاہ یہ کہ آخری دن ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۶ء کو صدر جلسہ حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ تھے۔ جب جلسہ ختم ہوا تو آپ نے اٹھ کر آخری تقریر کی اور فرمایا کہ ہم نے یہاں مختلف مذاہب کے عقائد اور فلسفے سنے ہیں ان میں سے بعض حق تھے اور بعض باطل۔ پس میں قرآن کریم کی آخری سورت الناس پڑھتا ہوں جس میں شیطان کے وساوس سے پناہ مانگی ہے وہ ایک دعا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عقائد باطلہ کو سن کر جو وساوس قلوب میں پیدا ہو گئے ہوں اللہ تعالیٰ ان سے پناہ میں رکھے۔ پھر آپ نے اس سورت کی اس کمال کی تفسیر کی کہ لوگ عش عش کر گئے۔ آپ نے رب الناس ملک الناس۔ الٰہ الناس سے نفس انسانی کی ان تینوں حالتوں نفس امارہ۔ نفس لوامہ نفس مطمئنہ کو جس وقت نکال کر دکھایا تو لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کس طرح رب الناس یعنی انسانوں کے رب نے قرآن کے ذریعہ اس کی ربوبیت کا سامان کیا تاکہ اسے جذبات و خواہشات کی غلامی سے نکالے اور کس طرح ملک الناس نے اس کو مہذب اور با اخلاق انسان بنانے کے لئے قرآن کریم کے ذریعہ وہ تمام قوانین سکھائے جن کے سیکھنے کے بغیر وہ اس کائنات پر تہذیب و اخلاق اور علم و حکمت کے ساتھ حکمرانی نہ کر سکتا تھا اور پھر کس طرح الٰہ الناس نے قرآن کریم کے ذریعہ وہ تمام راہیں سکھائیں جن سے انسان مہذب اور با اخلاق انسان بنے بلکہ باخدا انسان بن جائے اور اپنا معبود اور محبوب اور اپنی ساری زندگی کا مقصود اور مطلوب محض خدا کو بنائے۔ اس تقریر کے بعد جلسہ بڑی شان و شوکت اور خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہو گیا۔ اور اسلام کو اس دنگل میں وہ عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی کہ اس کی یاد مدتوں تک دلوں کو گرماتی اور ایمان کو ترقی دیتی رہے گی اور لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ اس نے ایسا سامنے رکھ دیا کہ قرآن کریم کی اس پیشگوئی پر یقین پیدا ہونے کا موجب بن گیا۔

(باقی ——— باقی)

(سلسلہ اسلامی مضامین)

پچاس دینار دیئے۔

اس کے بعد میں نے شہر میورقہ جو کہ میرا وطن تھا رخ کیا اور وہاں چھ ماہ قیام کیا۔ پھر جہاز سے سوار ہو کر سسلی گیا۔ یہاں پانچ مہینے میں منتظر رہا کہ کوئی جہاز بلاد اسلامیہ کو جانا ہو ملے۔ اتفاقاً ایک جہاز جو تونس کو جاتا تھا سسلی کی بندرگاہ میں آیا اور میں اس پر سوار ہوا۔ جزیرہ سسلی سے شام کے دھندلکے میں جہاز نے لنگر اٹھایا اور دوسری صبح بندرگاہ تونس میں دوپہر کے وقت پہنچ گیا۔ جب میں جہاز سے اتر کر تونس کے محصول خانہ میں آیا تو چند عیسائی سپاہی میرا حال سن کر میرے پاس آئے اور مجھ کو اپنے گھر لے گئے۔ بعض عیسائی جو تونس میں رہتے تھے ان کے ہمراہ تھے۔ چار مہینے تک میں ان عیسائیوں میں خوش و خرم رہا تھا اور انہوں نے اس زمانہ میں میری بڑی خاطر مدارات کی۔

جب چار مہینے اس طرح گزر گئے تو میں نے ان عیسائیوں سے پوچھنا شروع کیا کہ سلطان تونس کے دربار میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو عیسائیوں کی زبان جانتا ہو۔ اس وقت یہاں کا سلطان ابوالعباس احمد تھا۔ غرض لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ درباریوں میں یوسف طبیب ایک ایسا شخص ہے جو عیسائیوں کی زبان جانتا ہے اور وہ سلطان کا طبیب اور مقرب اور ملازمین خاص میں سے ہے۔

یہ سن کر میں بہت خوش ہوا اور پتہ پوچھ کر یوسف طبیب کے مکان پر پہنچا۔ جب اس سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اپنے حالات بیان کئے اور کہا کہ اسلام قبول کرنے کی تمنا میرے یہاں آنے کا باعث ہوئی ہے۔ یوسف یہ خبر سن کر بہت خوش ہوا۔ [illegible] یوسف فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور مجھے ساتھ لے کر سلطان کے ہاں چلا آیا اور بادشاہ سے میرا حال کہہ کر اجازت چاہی کہ مجھ کو حضوری کی عزت ملے۔ سلطان نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور میں سلطان کے حضور پیش ہوا۔ سب سے پہلے سلطان نے میری عمر پوچھی۔ میں نے عرض کیا کہ میری عمر ۳۵ برس کی ہے۔ اس کے بعد پڑھنے پڑھانے کا حال پوچھا اور میں نے جو کچھ حال تھا عرض کیا۔ سلطان نے سب حال سن کر کہا کہ بہت اچھا ہوا کہ یہاں چلے آئے۔ اب تم مسلمان ہو جاؤ۔ تم پر خدا کی رحمت ہو۔

میں نے یوسف طبیب سے ترجمانی کو کہا کہ سلطان کی خدمت میں میری طرف سے یہ عرض کیا جائے کہ جو شخص اپنے مذہب کو چھوڑتا ہے اس کو اکثر لوگ سخت سست ضرور کہتے ہیں اور اس کی نسبت بری باتیں مشہور کرتے ہیں۔ اس لئے میں سلطان سے اجازت چاہتا ہوں کہ عیسائی سوداگروں اور سپاہیوں کو دربار میں بلا کر پوچھا جائے تاکہ سلطان کو معلوم ہو کہ ان [illegible] کا میری نسبت کیا خیال ہے۔ اس کے بعد میں مسلمان ہو جاؤں گا۔

سلطان نے ترجمان کے ذریعہ سے جواب دیا کہ تمہاری یہ درخواست ایسی ہی ہے جیسے عبداللہ بن السلام نے مسلمان ہونے کے وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی۔

اس کے بعد سلطان نے عیسائی سپاہیوں اور [illegible] سوداگروں کو بلایا اور اپنی نشست کے قریب ہی کرسیوں پر بٹھایا۔ پھر سلطان نے ان عیسائیوں سے پوچھا کہ فلاں فلاں جہاز سے جو پادری ہمارے ملک میں اترا تھا اور اب تک ہمارے ملک میں مقیم ہے اس کی نسبت تمہاری رائے کیا ہے؟

عیسائیوں نے کہا "ہمارے علم دین کا وہ بہت بڑا عالم ہے اور ہمارے علماء کہتے ہیں کہ علمی قدر [illegible] اور پارسائی میں اس وقت اس کا کوئی ہمسر نہیں"

سلطان نے پھر عیسائیوں سے پوچھا کہ اگر یہ پادری مسلمان ہو جائے تو تم اس کی نسبت کیا رائے قائم کرو گے؟

انہوں نے جواب دیا "وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتا"

جب سلطان نے اس طرح میری نسبت عیسائیوں سے رائے پوچھ لی تو مجھ کو بلایا اور سب عیسائیوں کے سامنے میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ عیسائیوں نے یہ ماجرا دیکھتے ہی ہاتھ اٹھا کر اپنے چہروں پر صلیب کا نشان بنایا اور کہا کہ "اس نے شادی کرنے کے شوق میں یہ حرکت کی ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں پادری شادی نہیں کر سکتے"۔ پھر سب عیسائی بہت رنجیدہ خاطر ہو کر دربار سے چلے گئے۔

مسلمان ہونے کے بعد سلطان ابوالعباس احمد ([illegible] ـــ ۱۳۹۴ء) کی طرف سے چار دینار روزانہ اس شخص کے مقرر ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد محصول خانہ اس کے سپرد کر دیا گیا۔

اس شخص کا مزار تونس میں موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور بہت تعظیم کرتے ہیں۔

لائٹ کے مقدمہ میں ایک قابل وکیل کی بلا فیس پیروی

اور آخری کامیابی

خطبہ جمعہ [illegible] کو دارالسلام میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے اعلان فرمایا:—

ایک ضروری بات مجھے یہ کہنی ہے کہ لاہور کے [illegible] ایک قابل ایڈووکیٹ شیخ محمد شفیع صاحب ہمارے انگریزی ہفت روزہ "لائٹ" کے مقدمہ کی پیروی کرتے رہے ہیں۔ آغاز مقدمہ میں میں نے ان کو خود ہی سے ایک رقعہ لکھا تھا۔ اور ان سے التماس کی تھی کہ لائٹ کے مقدمہ کی وکالت کریں۔ جو صاحب میرا رقعہ لے کر ان کے پاس گئے انہوں نے دیکھا کہ رقعہ پڑھ کر شیخ محمد شفیع صاحب [illegible] کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا اس رقعہ میں لفظ التماس لکھا ہوا ہے، میں اس التماس کے قابل نہیں تھا۔ مجھے حکم دیا جاتا تو مناسب تھا۔ چنانچہ وہ اخبار کے مقدمہ کی پیروی بغیر کسی فیس کے بڑی محنت اور لیاقت سے عدالت میں کرتے رہے۔ اب خدا کے فضل سے وہ کامیاب ہوئے ہیں۔ عدالت نے ان کے موقف کو تسلیم کر کے لائٹ کو واگزار کر دیا۔ اس سلسلہ میں ہر دفتر کے اندر جہاں مقدمہ کے متعلق کچھ کام ہوتا تھا وہ خود آتے جاتے رہے اور مقدمہ کی جزئیات تک خود دریافت کرتے رہے۔ حالانکہ ایسی باتوں میں وکیل اپنا وقت ضائع نہیں کیا کرتا۔ یہ کام موکلوں کو ہی کرنے ہوتے ہیں۔ لیکن شیخ صاحب موصوف نے چاروں طرف نگاہ رکھی۔ اور چھ ماہ تک اس مقدمہ کو اس طریق سے عدالت میں پیش کرتے رہے۔ عموماً کسی قوم یا ادارے کا مقدمہ ہو تو وکیلوں کی [illegible] ہوتی ہے کئی ہزار روپے فیس لیتے ہیں۔ لیکن شیخ صاحب موصوف نے ایک پیسہ بھی نہیں لیا۔ اخلاص اور محبت سے وکالت کے فرائض انجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہو گئے تھے مجھے اطلاع ہوئی۔ میں نے [illegible] دل سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا وہ صحت یاب ہو گئے تو [illegible] کے بعد وہ میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے میں سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں اور میری بیماری کے ایام میں جو آپ نے میرے لئے دعائیں کی ہیں ان کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔ کل بھی تشریف لائے تھے آئیے ان کے لئے ہم بھی خلوص نیت سے دعا کریں۔

"لائٹ" کے مقدمہ میں میں اور احباب نے درد، جوش اور محنت اور تڑپ سے کام کیا ہے اور دوڑ دھوپ کی ہے۔ مرزا محمد حسین صاحب ایڈیٹر لائٹ کی تو جان پر آفت آئی ہوئی تھی۔ وہ بڑے مضطرب اور پریشان رہتے تھے۔ یہ دن رات دوڑتے پھرتے تھے متعلقہ عدالتوں میں بار بار جاتے تھے اور ہائیکورٹ کے چکر لگاتے تھے۔ مولوی دوست محمد صاحب اور حکیم عبدالعزیز صاحب نے بھی بڑے اخلاص اور سعی کے ساتھ اس سلسلہ میں کام کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے خلوص کی قدر کرے۔ آیئے ہم ان کیلئے بھی دعا کریں۔

دوسروں پر رحم کرو تا تم پر رحم کیا جاوے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:—

شیخ سعدی لکھتے ہیں کہ ایک بادشاہ کو ناروا کی بیماری تھی۔ اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ کریم شفا بخشے۔ تو میں نے جواب دیا کہ آپ کے جیل خانہ میں ہزاروں بے گناہ قید ہوں گے ان کی بد دعاؤں کے مقابلہ میں میری دعا کب سنی جا سکتی ہے۔ تب اس نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر وہ تندرست ہو گیا۔ غرض خدا کے بندوں پر اگر رحم کیا جاوے تو خدا بھی رحم کرتا ہے۔ جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں [illegible] لوگوں کو بھی رحم آجاتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آنا اور بے جا طور پر مال اکٹھا کرنا اور اسباب پر ہی گرے رہنا بہت بری بات ہے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۰۵)

اہل الاسلام چشم کن روشن زہے آیات ہیں

ٹیلی فون نمبر ۳۷۳
تار کا پتہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ ...
بیرونی ممالک سے ...

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۷ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

رسول اللہ صلعم کی گود میں چھوٹے بچے کا پیشاب

عن عائشة أم المؤمنين أنها قالت أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بصبي فبال على ثوبه فدعا بماء فأتبعه إياه۔

ترجمہ:—

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کیا تو آپؐ نے پانی منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا۔

حواشی از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم

چھوٹے بچوں کے پیشاب کے بارہ میں بہت سہولت دی ہے ورنہ تکلیف مالا یطاق ہوجاتی۔ اسلام ایک عملی مذہب ہے اور ایسی ہدایات نہیں دیتا جن کی تعمیل انسان کے لئے مصیبت ہو جائے۔ بعض روایات کی بناء پر لڑکے اور لڑکی کے پیشاب میں یہ فرق کیا گیا ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی بہانا یا چھڑکنا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب میں دھونا ضروری ہے مگر بعض کے نزدیک دونوں کا حکم ایک ہے۔ اس حدیث میں صرف لفظ صبی ہے اگلی حدیث میں لڑکے کو صغیر بھی کہا ہے اور ساتھ لم یاکل الطعام کو بڑھایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس کا دودھ چھڑایا نہیں گیا تھا۔

ان احادیث سے نبی کریم صلعم کے اخلاق کا (باقی بر صفحہ ۱۲ ملاحظہ کیجئے)

جب تک انسان کا دل ایمان نہ لائے

اُس وقت تک بات نہیں بنتی

ارشادات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

میں کئی بار ظاہر کرچکا ہوں کہ تمہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں۔ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قیل و قال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک عملی حالت درست نہ ہو، کچھ بھی نہیں۔ یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ ان میں نری زبان درازی ہی رہ گئی تھی اور انہوں نے صرف زبانی باتوں پر ہی کفایت کرلی تھی۔ زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے اور ان کو سخت مصیبتوں میں ڈالا اور ذلیل کیا یہاں تک کہ انہیں سؤر اور بندر بنایا۔

اب غور کا مقام ہے۔ کیا وہ توریت کو نہیں مانتے تھے؟ وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ماننے والے ہوں اور ان کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں۔ لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معرفت نہیں ہے تو یہ زبانی باتیں ہوں گی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی۔ جب تک انسان کا دل ایمان نہ لائے اور اس کا ایمان لانا یہی ہوگا کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کردے۔ اس وقت تک کوئی بات نہیں بنتی۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور درحقیقت دنیا پر دین کو مقدم کر دے۔

یاد رکھو مخلوق کو انسان دھوکہ دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھ کر کہ پنج وقت نماز پڑھتا ہے یا اور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکا کھا سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ دھوکا نہیں کھا سکتا۔ اس لئے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہیئے۔ یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی پیدا کرتی ہے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد نہم)

اسلام اور سوشلزم

اس وقت پاکستان میں جہاں مختلف النوع سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی مطالبات کا زور ہے اور ملک کے سیاسی رہنما ملک میں صدارتی نظام کے بجائے پارلیمانی نظام قائم کرنے میں کوشاں ہیں وہاں بعض لوگ عوام کے اقتصادی مسائل کے حل کے لئے سوشلزم کو ملک میں رائج کرنے کے لئے زور دے رہے ہیں۔ ایسی حالت میں ضروری ہے کہ اس بات پر غور کیا جائے کہ سوشلزم کس حد تک اس ملک کے مزاج کے مطابق اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہمارے ہمسایہ ممالک روس اور چین اس نظام کو قائم کر کے بہت بڑی ترقی حاصل کر چکے ہیں، یہ صحیح ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات پر بھی غور کرنا ضروری ہے کہ پاکستان جس بناء پر قائم کیا گیا، کیا اس کے اندر کوئی ایسا دستور موجود نہیں جس کے ذریعہ وہ اقتصادی مسائل حل ہو سکیں جن کے لئے سوشلزم کو دعوت دی جا رہی ہے۔ پاکستان اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا اور ملک کے عوام کا مزاج اسلام ہی کا متقاضی اور اس کا مؤید ہے دوسری طرف سوشلزم مذہب کا مخالف اور اس کو ایک افیون سمجھتا ہے جس کو مٹانا اور لوگوں کو اس سے چھڑانا اس کا اولین فرض سمجھا جاتا ہے لیکن اس سے قطع نظر کرتے ہوئے دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ اقتصادی مسائل جو اس وقت پاکستان کو درپیش ہیں ایسا اسلامی نظام کے قیام سے حل ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

تمام اقتصادی مسائل جو اس وقت پاکستان کو درپیش ہیں، غرباء اور متوسط طبقہ کی مادی احتیاجات سے تعلق رکھتے ہیں، اور یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ملکی مصنوعات اور جاگیروں کو قومی ملکیت میں لے کر ملک سے سرمایہ داری اور جاگیرداری ختم کی جائے، اور امراء اور نچلے طبقہ میں مساوات قائم کی جائے حالانکہ اس قسم کی مساوات جس کی توقع سوشلزم سے کی جاتی ہے تو سوشلسٹ ممالک میں بھی مصنوعات وغیرہ کو قومیانے اور جاگیرداری اور سرمایہ داری کو مٹانے کے باوجود قائم نہیں ہو سکی، اور اس کے بجائے شخصی آزادی بھی ختم ہو چکی ہے اور ان ممالک میں سوشلسٹ ڈھانچے کے متعلق سوچنا بھی ایک ایسا سنگین جرم ہے جس کی سزا موت سے کم نہیں۔

اس کے خلاف اسلام نے اقتصادی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے لئے جو نظام قائم کیا ہے، اس میں اگرچہ مساوات کا قیام ممکن نہیں اور نہ کائنات کے کسی بھی شعبہ میں مساوات کا کوئی رنگ پایا جاتا ہے، تاہم شخصی آزادی ہر شعبہ زندگی میں نظر آتی ہے اور یہ انسان کا فطری حق ہے جس کی موجودگی میں ہر شخص جائز طریقوں سے اپنی کمائی کو بڑھا کر ملک کی دولت میں اضافہ کر سکتا ہے، اس کو سرمایہ داری کہیں یا جو جی چاہے نام رکھیں، اس کو حکومت کے ہاتھ میں دے کر وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے جو شخصی آزادی کی صورت میں ممکن ہیں، ہاں اس میں شک نہیں کہ اسلام نے اس سرمایہ داری میں نچلے طبقہ کا بھی حق رکھا ہے، جیسا کہ فرمایا وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔ ان کے مالوں میں ان لوگوں کا بھی حق ہے جو اپنی ضروریات کے لئے طلب کریں اور ان کا بھی حق ہے جو سوال کرنے سے گریز کریں۔ یہ حق کس طرح سے ان کو مل سکتا ہے؟ اس کے لئے اسلام نے چند ایسے ادارات قائم کر دیئے ہیں، جن کے ذریعہ یہ حق خود بخود ان کو مل سکتا ہے لیکن یہ ادارات حکومت کے ہاتھ میں ہوں گے، جیسا کہ قرآن کریم نے نبی کریم صلعم اور آپ کے بعد آنے والی حکومتوں کو حکم دیا ہے کہ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا ان کے اموال سے صدقہ لو جو انہیں طاہر اور مزکی بنانے کا موجب ہو گا۔ ایسا ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تؤخذ من اغنیائھم وترد الی فقرائھم امراء سے مال لے کر غرباء کو پہنچایا جائے۔

ان میں سے سب سے پہلا ادارہ جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک گزشتہ خطبہ میں بتایا تھا زکوٰۃ کا ادارہ ہے، جس کا حکم قرآن کریم میں بار بار نماز کے حکم اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ واٰتوا الزکوٰۃ کے الفاظ میں دیا ہے اور مندرجہ ذیل آیہ کریمہ میں اس کے آٹھ مصارف قرار دیئے گئے ہیں:- انما الصدقات للفقراء والمسٰکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم (سورہ توبہ رکوع ۸) یعنی صدقات صرف ناداروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کارکنوں کے لئے جو ان (صدقات) پر مقرر ہیں اور (ان کے لئے) جن کی تالیف قلوب ضروری ہے، اور غلاموں کے آزاد کرنے اور قرضداروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں (خرچ کرنے کے لئے) اور مسافر کے لئے، یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھہرایا گیا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں زکوٰۃ کے جو مصارف بتائے گئے ہیں، ان میں ہر صاحب احتیاج شخص شامل ہے، وہ نادار لوگ (فقراء) جن کے پاس کچھ نہیں وہ بھی زکوٰۃ کے مستحق ٹھہرائے گئے ہیں اور وہ مسکین بھی جو بغیر امداد روزی نہیں کما سکتے، مثلاً اہل حرفہ لوگ جن کے پاس کام کرنے کے لئے ضروری سامان نہیں یا وہ طلباء جو تحصیل علم کے ذرائع نہ رکھتے ہوں، تیسرے مؤلفۃ القلوب یعنی وہ لوگ جن کو مطالعہ اسلام کے لئے امداد کی ضرورت ہے یا نومسلموں کی امداد کی ضرورت ہے یا وہ لوگ جن کے شر سے اسلام کو بچانا مقصود ہو، چوتھے وہ کارکن جن کو زکوٰۃ جمع کرنے پر مقرر کیا جائے ان کو مال زکوٰۃ سے تنخواہ یا معاوضہ دیا جائے، پانچویں غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے مثلاً اسیران جنگ کو چھڑانے کے لئے ان کا فدیہ ادا کیا جائے، چھٹے قرضداروں کا قرضہ ادا کرتے یا جن پر جرمانہ ہو گیا ہو تو ان کا جرمانہ ادا کیا جائے، ساتویں فی سبیل اللہ یعنی جہاد خواہ سیفی ہو یا قلمی یا دوسرے ذرائع سے حفاظت و اشاعت اسلام پر خرچ کیا جائے، آٹھویں مسافر جو قابل امداد ہو۔

ان آٹھ مصارف پر غور کیا جائے تو سوسائٹی کا کوئی بھی قابل امداد فرد ان سے باہر نہیں رہ جاتا اور والعاملین علیھا سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ حکومت کے بیت المال میں جانا چاہیئے اور وہاں سے مستحقین پر خرچ ہو۔ اسی لئے مصارف کی ایک مد والعاملین علیھا کی رکھی ہے، یعنے وہ کارکن جن کو زکوٰۃ کا روپیہ جمع کرنے پر مقرر کیا جائے، پس اگر حکومت وصول زکوٰۃ کا شعبہ قائم کرے اور تمام ان لوگوں اور سرمایہ داروں سے جن پر زکوٰۃ واجب ہو، زکوٰۃ کی رقوم (جو ہر شخص کے جمع شدہ سرمایہ کا چالیس فی صد مقرر ہیں) وصول کرنے کا انتظام کرے، تو کروڑوں روپے ہر سال سرکاری خزانہ میں جمع ہو کر سوسائٹی کے ہر فرد کی ضروریات پوری کی جا سکتی ہیں .... جو سوشلزم سے بہت بہتر اور مفید انتظام ہو گا۔

دوسرا انتظام صدقہ فطر کا ہے جو ہر سال عید الفطر کی نماز سے پیشتر ادا کرنا ضروری ہے، اور جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ اپنے خطبہ میں بیان کر چکے ہیں اگر پاکستان کا ہر متنفس اپنے اور اہل و عیال کی طرف سے ایک روپیہ فی کس کے حساب سے بھی ادا کرے تو ہر سال کم از کم دس کروڑ روپیہ وصول ہو سکتا ہے، جو حاجتمندوں کی ضروریات کے کام آ سکتا ہے بشرطیکہ حکومت اس کی وصولی اور خرچ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے۔

اس کے علاوہ نفلی صدقات اور وصایا وغیرہ کی آمدنی ہے، جو مناسب انتظام کے ذریعہ ملک کی تمام ضروریات کے کام آ سکتی ہے۔

کیا اسلام کا یہ مقرر کردہ نظام سوشلزم سے بہتر نہیں؟ کیا اس نظام کے ہوتے ہوئے (بشرطیکہ حکومت اس پر کاربند ہو) روس یا چین کی نقل اتارنے کی حاجت باقی رہ جاتی ہے؟ کاش وہ لوگ جو سوشلزم سوشلزم پکار رہے ہیں اور اس کے لئے روس اور چین کی طرح جبر و تشدد سے کام لینے اور قتل و غارت اور لوٹ مار کے ہنگامے کھڑے کرنے پر تلے ہوئے ہیں، اس اسلامی نظام پر غور کر کے اسے نافذ کرانے کی کوشش کریں اور حکومت پر زور دیں کہ اس نظام کو رائج کر کے ملک کو خوشحال بنایا جائے۔

بقیہ خطبہ از صفحہ ۱ میں رہیں گے اور رسول ایک حکم میں رہنے وہ ہمیشہ مطیع رہیں گے رسول ہمیشہ مطاع رہے گا۔ یہ سچ ہے کہ ماں میں آئمہ اور علماء اور فقہا اور حکام کی اطاعت ضروری ہو گی مگر کوئی بھی ہو اس کے ساتھ تنازعہ ہو سکتا ہے اور اس لئے اصل مطاع بھی رسول اللہ ہی رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی بعض صحابہؓ کو اختلاف ہو جاتا تھا اور کتاب اللہ ہی فیصلہ کرتی تھی، امام بخاری اور مسلم اور امام ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور ہر صدی پر مجدد دین اور مسیح موعود کے ساتھ بھی اگر کسی کو اختلاف ہو تو حکم کتاب اللہ اور سنت نبوی ہوں گے اور اصل اور صحیح مرجع ساری امت کے محمد رسول اللہ صلعم ہی ہوں گے۔ اسی لئے خاتمہ پر فرمایا کہ یہ بہتر اور انجام کار اچھا ہے کیونکہ اسی میں امت کا اتفاق اور اتحاد قائم رہ سکتا ہے اپنے لئے الگ الگ مطاع بنائے جائیں تو تفرقہ پیدا ہو کر ایک رسول کے بھیجنے کی جو غرض تھی وہ مفقود ہوتی ہے اور دین بھی تمام کو ایک ذیل میں رکھ کر جمہوریت کا اعلیٰ درجہ کا اصول دیا ہیں قائم کیا گیا ہے" (بیان القرآن صفحہ ۵۲۲)۔ یہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر میں ارقام فرمایا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے حضرت صاحب کا زمانہ

اخبار و افکار

مغربی پاکستان کے نئے گورنر

یہ امر خوشی اور طمانیت کا موجب ہے کہ جناب یوسف ہارون کو تحصول پاکستان کی کوششوں میں قائد اعظمؒ اور لیاقت علی خانؒ کے ساتھ بطور دست و بازو کام کرتے رہے ہیں مغربی پاکستان کا گورنر مقرر کیا گیا ہے، ہم تہ دل سے ان کا خیر مقدم کرتے اور دعا کرتے ہیں کہ اس نازک وقت میں ایسے اہم منصب پر ان کا تقرر پاکستان کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔

جناب یوسف ہارون نے اس عہدہ پر تعیناتی کے بعد اپنی ایک نشری تقریر میں پاکستان کی موجودہ فضا سے نمٹنے کے لئے جن ارادوں کا اظہار کیا ہے وہ ہر محب وطن کے لئے خوشی کا موجب ہیں۔ انہوں نے پرزور الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ:-

(۱) "میں قائد اعظمؒ کے اصولوں کے مطابق آزادانہ انتخابات کرانے کی پوری کوشش کروں گا۔"

(۲) "میں اپنے فرائض منصبی عدل و انصاف کے اسلامی اصولوں کے مطابق انجام دوں گا اور جو ذمہ داریاں مجھے سونپی گئی ہیں انہیں بے خوف و خطر اور بلا رو رعایت پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔"

(۳) "میری ہمیشہ یہ کوشش ہوگی کہ میں طلباء مزدوروں اور محنت کشوں کے نمائندوں سے ذاتی رابطہ قائم کر کے ان کی مشکلات اور مسائل کا جائزہ لوں اور اپنی استعداد کے مطابق ان کا حل تلاش کروں۔"

(۴) "پریس کو اظہار رائے میں پوری آزادی ہونی چاہیئے اور میری کوشش ہوگی کہ کوئی بھی پریس کے اس حق میں مداخلت نہ کرے۔"

(۵) ہمارے کارکن صحافی حتی الامکان امداد کے مستحق ہیں اور ان کی ضروریات مراعات میں پوری ہونی چاہئیں۔

(۶) "میں جلد ہی صوبہ کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے مختلف شعبہ ہائے زندگی کے نمائندوں کی کانفرنس بلانے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ لوگوں کو جو مسائل درپیش ہیں ان کے بارے میں رائے عامہ کا اندازہ کر سکوں میں ان کے ساتھ آزادانہ تبادلۂ خیال کروں گا تاکہ ان کے تعاون سے ہم ان مسائل کا تسلی بخش حل تلاش کر سکیں جو ہمیں درپیش ہیں۔"

تقریر کے آخر میں انہوں نے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ:-

"بعض اصحاب یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر لوگ ان کے مخصوص مکتبہ خیال سے اتفاق نہ کریں تو ان کے مکانات اور کاروباری ادارے وغیرہ جلا دیئے جائیں۔ میں نہایت خلوص سے قوم کو احساس دلانا چاہتا ہوں کہ اپنے ہم وطنوں کی املاک کو نقصان پہنچانا فی الحقیقت ساری قوم کو نقصان پہنچانے کے برابر ہے لوگوں کو اپنے نقطۂ نظر کی طرف راغب کرنے کے لئے ہمیں پرامن جمہوری ذرائع سے ہرگز روگردانی نہیں کرنی چاہیئے۔"

گورنر صاحب کی یہ تقریر اور ان کے ارادے ہر طرح قابل تحسین اور ہر فرد کی تائید و حمایت کے مستحق ہیں، انہوں نے پاکستان کے عوام سے اپیل کی ہے کہ اس کام میں ان کی مدد کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ان مقاصد میں کامیابی عطا کرے۔

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ گورنر صاحب نے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ کسی ایک جج کو اس امر کے لئے تعینات کریں کہ وہ ان کی اور ان کے تمام خاندان اور عزیزوں اور رشتہ داروں کی موجودہ املاک کا جائزہ لے اور ان کی گورنری کے دوران اس بات کا خیال رکھیں کہ ان میں کسی قسم کا اضافہ وغیرہ تو نہیں ہوا۔ اگر کوئی اضافہ کسی وقت نظر آئے تو اس کے بتلائے جانے پر وہ فوراً عہدہ گورنری سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ گورنر صاحب کا یہ اقدام نہایت قابل قدر ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے بلند ارادوں اور پاکیزہ خیالات میں کامیاب اور سرخرو فرمائے۔

(بقیہ اخبار احمدیہ از کالم ۴)

(۲) ملک خدابخش صاحب ریٹائرڈ محکمہ انہار (لاہور) اپنی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

جماعت کے بعض احباب مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مشکلات دور فرمائے۔

اخبار احمدیہ

محترم نصیر احمد فاروقی کی صحت

محترم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کے بھائی میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی راولپنڈی سے لکھتے ہیں:-

"خدا کے فضل سے میرے بھائی نصیر احمد فاروقی صاحب کی دو دن ہوئے جو آخری ایکسرے لی گئی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہڈیاں اور جوڑ مکمل طور پر ٹھیک بیٹھ گئے ہیں، اور صحت مند ہیں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سب طرح سے علاج کامیاب ثابت ہوا۔ اب ان کی ٹانگوں کی ورزش کروائی جا رہی ہے۔ اور انشاء اللہ ایک ہفتہ تک گھر آ سکیں گے۔ سب احباب کی دعاؤں کا بہت بہت شکریہ۔"

جماعت کھڈرواہ کا شکرانہ

مولوی عبدالکریم صاحب سیکرٹری جماعت کھڈرواہ اطلاع دیتے ہیں کہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کی صحت کی خبر پا کر جماعت کھڈرواہ (مقبوضہ کشمیر) نے نماز شکرانہ بھی پڑھی اور پچاس روپیہ کی نقد رقم بطور صدقہ مستحق مسلم اور غیر مسلم یتیم طلباء میں تقسیم کر دی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

شادی

۱۵ مارچ کو بروز ہفتہ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی [illegible] کی شادی کی تقریب عمل میں آئی، اور ۱۶ مارچ کو ڈاکٹر صاحب موصوف کی طرف سے احباب کو دعوت ولیمہ دی گئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تقریب کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے۔

وفات

مورخہ ۱۲ مارچ کو جماعت احمدیہ لاہور کے معزز رکن میاں فضل کریم صاحب کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کو آج ہی کے قبرستان واقع میانی صاحب میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے جنازگاہ میں پڑھائی۔ اس میں احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت اصحاب بھی شامل ہوئے لیکن چند قادیانی اصحاب نے اس میں شمولیت اختیار نہ کی اور الگ جنازہ پڑھا، جس پر اکثر اصحاب نے حیرت اور افسوس کا اظہار کیا، کہ اور تو اور مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کی اقتداء میں بھی یہ لوگ نماز جنازہ تک پڑھنا جائز نہیں سمجھتے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیگمات وزیر آباد کا سالانہ چندہ

وزیر آباد سے ایس عبید اللہ صاحب سیکرٹری جماعت لکھتے ہیں کہ وزیر آباد کی مستورات اپنا اور بچگان کا ماہوار چندہ سال بھر جمع کر کے جلسہ سالانہ پر ادا کرتی ہیں، چونکہ اس سال جلسہ نہیں ہوا اس لئے گذشتہ سال کی جمع شدہ رقم -/183 روپے انہوں نے خزانہ انجمن میں داخل کرا دیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

۱۔ جناب بیگم صاحبہ شیخ عزیز احمد صاحب — -/1 ماہوار -/12 سالانہ

۲۔ جناب بیگم صاحبہ شیخ غلام احمد صاحب معہ بچگان — -/3 ماہوار -/36 سالانہ

۳۔ جناب بیگم صاحبہ شیخ ممتاز احمد صاحب معہ بچگان — -/3 ماہوار -/36 سالانہ

۴۔ جناب بیگم صاحبہ ایس عبید اللہ صاحب معہ بچگان — 2/4 ماہوار -/27 سالانہ

۵۔ جناب بیگم صاحبہ مفتی ذاکر دین صاحب معہ بچگان — -/2 ماہوار -/24 سالانہ

۶۔ جناب بیگم صاحبہ شیخ محمد جان صاحب مرحوم معہ بچگان — -/2 ماہوار -/24 سالانہ

۷۔ جناب طلعت بیگم صاحبہ دختر حکیم اللہ دتہ صاحب — -/1 ماہوار -/12 سالانہ

۸۔ جناب شمیم بیگم و نفیسہ بیگم صاحبہ نواسی بابا محمد عالم صاحب — -/1 ماہوار -/12 سالانہ

کل میزان : -/183 روپے

درخواست دعا

(۱) حیدر آباد سے عبدالغنی صاحب ریجنل انجنیئر ریڈیو پاکستان حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں "میری اہلیہ کی طبیعت کافی عرصہ سے ناساز ہے اور میں نے کئی منذر خوابیں دیکھی ہیں آپ سے درخواست ہے کہ نماز تہجد میں درد دل سے دعا فرمائیں" امید ہے سب دوست ان کے لئے دعا فرمائیں گے۔

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

اطاعتِ الٰہی و اطاعتِ رسولؐ میں مومنوں کیلئے شرف و بزرگی کی خوشخبری

اولی الامر کی اطاعت اور اسکے ساتھ تنازعہ کا امکان

اولی الامر کے ساتھ تنازعہ کی صورت میں قوم کا دوہرا فرض

اطاعت اولی الامر کے متعلق حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا بیان

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر۔ ذالک خیر و احسن تاویلاً ——(سورۃ النساء ۴: ۵۹)——

اللہ تعالےٰ انسانی مشین کا موجد ہے اور قرآن کریم اسکا ہدایت نامہ ہے

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایک نظام کا ذکر فرمایا ہے اس نظام کے ذریعہ سے جماعتیں تندرست اور مضبوط رہتی ہیں۔ اور ان کے اندر اخلاق پیدا ہوتے ہیں، جو انسانیت کو حریت پسند بناتے ہیں۔ فرمایا خدا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ یہ تمہاری مشین کا موجد ہے۔ اور تمہارے ہر کل پرزے سے باخبر ہے۔ اس نے اپنے علم کی بناء پر یہ قرآن کریم نازل کیا ہے۔ اس خالق و موجد کی تیار کردہ مشین تم ہو۔ اور قرآن کریم اس مشین کا ہدایت نامہ ہے۔ ہر موجد اپنی مشین کا پورا پورا علم رکھتا ہے اور اس کے بارے میں ہدایات مہیا کرتا ہے۔ وہ لوگ جو موجد کی ہدایات کے مطابق مشین کو استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس مشین کی عمر لمبی کرتے ہیں۔

قرآن کریم مبارک کتاب ہے

فرمایا یا ایھا الذین امنوا۔ اے مومنو! جنہوں نے خدا و رسول صلعم پر ایمان لانے کا اقرار کر لیا ہے احکام الٰہی اور ارشادات رسول کریم صلعم کی اطاعت کرو۔ خدا تعالےٰ کی اطاعت سے مراد قرآن کریم کی تعلیمات کی پابندی ہے۔ اس کتاب کے متعلق ارشاد الٰہی ہے انزلنا الیکم کتاباً مبارکاً۔ یہ کتاب مبارک ہے اس پر عمل درآمد اور اس کے احکام کی پابندی سے صرف یہ مطلب نہیں کہ جیسے کسی بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کے حکم کی اطاعت کی جاتی ہے بلکہ اس پر عمل کرنے سے ثابت ہوگا کہ یہ کتاب برکت کا باعث ہے جس طرح پانی کے متعلق فرمایا انزل من السماء ماءً مبارکاً۔ اس پانی کی برکات تمہارے سامنے ہیں۔ پہاڑ اس کی وجہ سے پُر رونق ہیں۔ میدان اس کی وجہ سے سرسبز اور شاداب ہیں۔ جنگلات درختوں سے بھرے پڑے ہیں اور ان میں طرح طرح کے خوبصورت پرندے چہچہاتے ہیں۔ کھیت اسی کی وجہ سے ہرے بھرے ہیں۔ اناج ہیں پھل پھول ہیں۔ اور یہ تمہارے مشاہدہ میں ہے کہ یہ پانی جو ہم آسمان سے نازل کرتے ہیں۔ برکات کا موجب ہے

اسی طرح قرآن کریم بھی مبارک ہے یعنی برکات کا سرچشمہ ہے قرآن کریم قلوب و اذہان کی سیرابی اور تر و تازگی کا موجب ہے روحانیت اسی سے سیراب ہوتی ہے۔

قرآن کریم بزرگی اور شرف کا موجب ہے

اور فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور آپؐ کی قوم کے لئے قرآن کریم شرف و بزرگی کا باعث ہوگا۔ چنانچہ دنیا کے بے شمار علماء و فضلاء نے حضور صلعم کی تعلیمات کو سراہا ہے۔ دنیا نے قرآن کریم کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف و بزرگی کا اعتراف کیا ہے اور آپؐ کے ساتھیوں کی بلندی درجات کو تسلیم کیا ہے۔ یورپ میں حضرت عمر فاروقؓ کی شخصیت کا بہت بڑا اثر ہے۔ ان کے نزدیک حضرت عمر فاروقؓ ایک بلند مقام کے مالک ہیں۔ وہاں کہا جاتا ہے کہ اصل میں آغازِ اسلام میں جو کامیابی حاصل ہوئی وہ ساری کی ساری حضرت عمر فاروق رضؓ کی وجہ سے ہی ہوئی۔ گاندھی جی بھی کہتے تھے کہ ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ جیسے انسان پیدا نہیں ہو سکتے۔ وہ بے لوث کردار کے مالک تھے۔ ان کی ذاتی اغراض کچھ نہیں تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی عزت و عظمت کا ذکر اس آیہ کریمہ میں کیا گیا ہے وانہ لذکر لک ولقومک یہ ایک عظیم خوشخبری کا اعلان ہے کہ جو کوئی اس کتاب پر عمل کرے گا اسے عزت و شرف ضرور نصیب ہوگا۔ چنانچہ اولیاء کرامؒ نے اس کتاب پر زیادہ سے زیادہ عمل کیا۔ اس لئے انہیں بھی شرف و عزت حاصل ہوئی۔

اطیعوا اللہ کے ساتھ اطیعوا الرسول کا حکم کیوں دیا؟

اسی لئے فرمایا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اے مومنو! خدا تعالےٰ کی اطاعت کرو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اطاعت کرو۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی اطاعت کے ساتھ حضرت رسول صلعم کی بھی اطاعت کا حکم دیا۔ کیا خدا تعالےٰ کے احکام کی اطاعت کافی نہیں کہ حضور صلعم کی اطاعت کا حکم دیا؟ اصل بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلعم قرآنی تعلیمات پر پورے طور پر عامل تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہے انا اول المسلمین میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی کرنے والا ہوں۔ آپؐ عالم انسانیت کے لئے کامل نمونہ ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاقِ حسنہ

حضور صلعم کے گھر میں بڑے چھوٹے۔ مرد اور عورتیں آپؐ کے اخلاق پر فدا ہیں۔ آپؐ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جب گھر میں تشریف لاتے تو مسواک کر کے آتے تھے کہ کہیں میرے سانس سے کسی کو تکلیف نہ ہو، یہاں تک حضور صلعم گھر والوں کا خیال رکھتے تھے۔ آپؐ نے اپنے گھر کو معاشرت کا نمونہ بنایا۔ دنیا کے لوگ تو کہتے ہیں کہ آپؐ زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ غور کریں کہ آپ نے ۲۵ سال ایک بڑھیا کے ساتھ گذار دیئے۔ پھر ام سلمہؓ بہت ضعیف عورت تھیں۔ اس بڑھیا کو اپنے نکاح میں لے لیا۔ ان کے پہلے خاوند بڑے آدمی تھے، انہوں نے اسلام کی خاطر جام شہادت پیا۔ جب وہ بیوہ ہو گئیں تو آپؐ نے فرمایا کہ ام سلمہ رضؓ کو ہم اپنے گھر میں جگہ دیتے ہیں۔ عام لوگوں سے پوچھو کہ جب کے گھر میں دو بیویاں ہوں۔ اس گھر میں دن رات لڑائی جھگڑا رہتا ہے۔ گھر جہنم بنا رہتا ہے۔ حضور صلعم کا کمال ہے کہ ایک ایک بیوی حضورؐ کی ثنا خواں ہے۔ پھر حضور صلعم نے اپنی بادشاہت میں کسی بڑے یا چھوٹے شخص کو قتل نہیں کیا۔ دنیا کے بادشاہ اور ڈکٹیٹر اپنے حاکموں اور جرنیلوں اور کرنیلوں کو بات بات پر زہر دے دیتے یا سولی پر چڑھا دیتے ہیں۔ تاریخ میں اس قسم کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن حضور صلعم سے ایک مثال بھی ایسی ثابت نہیں۔ جنگ احد میں آپؐ بے ہوش ہو جاتے ہیں آپؐ کے ساتھی آپؐ کے گرد ہالہ بنا لیتے ہیں کہ دشمن کا کوئی تیر و تفنگ حضورؐ کو نہ لگے۔ خواہ ہماری جان چلی جائے۔ اگر اس قوم کے دل میں آپؐ کے لئے کسی قسم کی بھی کدورت ہوتی تو وہ سمجھتے کہ آپؐ موقعہ ہے انہیں مار ڈالو۔ لیکن تمام ساتھیوں کے دلوں میں تڑپ یہ ہے کہ ہم مر جائیں تو مر جائیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آنچ نہ آئے۔

ڈکٹیٹروں اور جرنیلوں کرنیلوں کا عبرتناک انجام۔

تاریخ گواہ ہے کہ بڑے بڑے بادشاہوں اور جرنیلوں کا عبرتناک اور المناک حشر ہوا ہے۔ ہٹلر نے بے شمار جرنیلوں اور کرنیلوں کو زہر دے کر ختم کر دیا تھا۔ رومیل (ایک بہت بڑا جرنیل) اٹلی کو پار کر کے مصر تک پہنچ گیا۔ چرچل بھی اس کی شجاعت کا قائل تھا۔ لیکن ہٹلر جب اس پر ناراض ہوا اس نے اسے حکم دیا کہ یہ زہر کا شیشی منہ میں رکھ کر چوس لو۔ چنانچہ وہ جرنل اس زہر کو چوس کر مر گیا۔ ایسا ہی جب دنیا کے حکمران بادشاہ اور ڈکٹیٹر دیکھتے ہیں کہ میرے جرنیل کرنیل میرے ساتھ نہیں تو وہ ان کو ختم کر ڈالتے ہیں۔ ایسے ڈکٹیٹروں کا حشر عبرتناک ہوتا ہے۔ ہٹلر کا حشر ایسا ہی ہوا، مسولینی اور اس کی داشتہ کو درخت کے ساتھ لٹکا دیا گیا اور اس کو جوتے لگائے گئے اس پر تھوکا گیا۔ جنگ عظیم اول میں جب جرمنوں کو شکست ہوئی تو ولیم قیصر جرمنی پر الزام لگایا گیا کہ اس کی وجہ سے شکست ہوئی ہے اس لئے وہ جان بچا کر ہالینڈ چلا گیا۔ معلوم ہوا کہ حکومت کرنا اور قوم کے جرنیل کے ساتھ میدان جنگ میں اترنا سربراہ کا مشکل ترین امتحان ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا قابل قدر نمونہ

حضور نبی کریم صلعم نے جہاں گھر میں اسوہ حسنہ کا نمونہ پیدا کیا وہاں دوست، دشمن، میدان جنگ اور حکومت میں بھی نمونہ پیدا کیا ہے۔ عالم انسانیت میں آپؐ کے سوا اور کوئی نمونہ قابل اطاعت نہیں۔

اولی الامر کی اطاعت اور اسکے ساتھ تنازعہ کا امکان۔ تنازعہ خدا اور رسولؐ کیطرف لوٹایا جائے۔

تیسری بات جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے وہ ہے واولی الامر منکم کہ اپنے خلیفہ اور بادشاہ کی جن کے ہاتھ میں تمہارے نظام و معاشرت کی باگ ڈور ہو اس کی بھی اطاعت کرو لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا فان تنازعتم فی شیٔ۔ اولی الامر سے تمہارا جھگڑا بھی ہو سکتا ہے، پس اگر ان سے کسی معاملہ میں جھگڑا ہو جائے فردوہ الی اللہ والرسول تو اس جھگڑے کو اللہ اور رسول کریم صلعم کے پاس لے جاؤ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ امر متنازعہ کے فیصلہ کے لئے اسے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے سامنے پیش کرو۔ اگر قرآن و حدیث تمہارے حق میں ہو تو خلیفہ کی بات رد کر دو اور خلیفہ کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کی بات مان لے۔ اس لئے کہ خدا اور رسولؐ کے احکام و ارشادات میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ مگر اولی الامر کے فیصلہ میں غلطی ہو سکتی ہے اور تنازعہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس اختلاف یا تنازعہ کے حل کا سہل طریق یہی ہے کہ قرآن و حدیث کو سامنے رکھا جائے اور اگر قرآن و حدیث سے موافقت نہ کرے تو اس کو رد کر دو۔

ردوہ الی اللہ والرسول پر صحابہ کرام رضؓ کا عمل۔

اس پر صحابہ کرام رضؓ نے عمل درآمد کیا ہے۔ اس پر عمل کرنے کے لئے کلیجہ چاہیئے۔ حضرت ابوبکر رضؓ جب خلیفہ ہوئے تو فرمایا

ولیت امرکم ولست بخیرکم۔ کہ بڑے مجمع میں انہوں نے فرمایا کہ میں تمہارا خلیفہ تو ہو گیا ہوں لیکن میں تم سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اور فرمایا اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ وان زغت فقومونی اے لوگو! جب تک میں اللہ اور رسول صلعم کے احکام و ارشادات کی پابندی کرتا ہوں۔ اس وقت تک میری بات مانو۔ اور اگر میں انحراف کروں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔ کس قدر کمال کے بادشاہ ہیں۔ روحانی بادشاہ بھی ہیں اور دنیا کے بادشاہ بھی ہیں۔ ان کے عرفان اور اخلاق کی بلندیاں کس قدر ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضؓ بڑے بارعب شخص تھے وہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا من رأی منکم فیّ عوجاً فلیقومہ کہ جو کوئی تم میں سے مجھ میں ٹیڑھا پن دیکھے اس کا فرض ہے کہ مجھے سیدھا کر دے۔ معلوم ہوا کہ قوم کا دوسرا فرض ہے کہ وہ اپنے امیر خلیفہ اور بادشاہ کی اطاعت کرے۔ اور اگر ان کے اندر قرآن و حدیث کے خلاف کوئی امر نظر آئے تو رعیت کا دوسرا فرض یہ ہے کہ اس کی اصلاح کر دے۔

اولی الامر کی اطاعت کے متعلق قوم کا دوسرا فرض

یہ کیسا خوبصورت نظام ہے جو اسلام نے پیش کیا۔ خلیفہ کی اطاعت کرنا قوم کے لئے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ جس طرح قوم کے لئے یہ فریضہ اطاعت ہے اسی طرح خلیفہ کا محاسبہ کرنا بھی قوم کا فرض ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضؓ منبر پر وعظ فرما رہے تھے دوران خطبہ میں انہوں نے کہا کہ تم لوگ مہر زیادہ باندھنے لگ گئے ہو میں اس کی حد مقرر کر دوں گا۔ ایک عورت اس مجمع میں اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا یا ابن الخطاب اے خطاب کے بیٹے! اللہ یعطینا وانت تمنع۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں دیتا ہے اور آپ روکتے ہیں اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھ دی وان اتیتم احداھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً اگر تم اپنی بیویوں کو ڈھیروں ڈھیر سونا دیدو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

اس عورت کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضؓ بر سر منبر فرماتے ہیں نساء المدینۃ افقہ من عمر۔ میں غلطی پر ہوں مدینہ کی عورتیں عمر سے زیادہ قرآن جانتی ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ خلیفہ جو کہتا ہے وہ خدا ہی کا حکم ہوتا ہے تم کون ہوتی ہو خلیفہ پر اعتراض کرنے والی ہو۔ بلکہ اعتراض سن کر اعتراف کیا کہ میرا کلام صحیح نہیں ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم شوریٰ کے پابند تھے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ تاہم حضورؐ خدا کے حکم کے تحت قوم سے مشاورت کرتے تھے۔ اور مشورے کے مطابق عمل کرتے تھے۔ مشورے سے دلوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ کوئی فیصلہ آپؐ کی طبیعت اور رائے کے خلاف ہوا تو آپؐ نے اکثریت کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا اور اسی پر عمل فرمایا۔ جنگ احد کے موقعہ پر حضور صلعم قوم سے مشورہ لیتے ہیں کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے لیکن قوم کی اکثریت باہر جا کر مقابلہ کرنا چاہتی تھی۔ حضور صلعم نے اکثریت کے مشورہ کو مان لیا، اس کے نتیجہ میں جنگ کے اندر حضور صلعم کو تکلیف پہنچی ہے۔ حضور صلعم بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں، جب ہوش میں آتے ہیں۔ تو اعلان فرماتے ہیں انا النبی لا کذب۔ اگرچہ اس جنگ میں آپؐ کو اور قوم کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا لیکن آپؐ بھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائے کہ تم نے میرا کہنا نہیں مانا تھا اس لئے مجھے یہ تکلیف برداشت کرنا پڑی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی پیدا کردہ حریت

بدر کی لڑائی کے موقعہ پر مدینہ سے چلتے ہیں۔ راستہ میں ایک جگہ ڈیرا لگاتے ہیں اس پر الحباب بن المنذر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اھذا امر من عند اللہ او من عند نفسک۔ آپؐ نے جو اس جگہ ڈیرہ لگایا ہے تو کیا یہ خدا تعالیٰ کے حکم کے تحت ہے یا آپؐ کی اپنی منشاء سے ہے۔

حضور صلعم نے فرد اور قوم میں آزادی اور حریت اور جمہوریت قائم کی۔ دنیا کے بادشاہوں سے اس قسم کے سوال و جواب کرنا موت کو دعوت دینا ہے، ایک معمولی پیر بھی اس قسم کے سوال کو برداشت نہیں کر سکتا وہ کہتا ہے کیا ہم میں اور خدا میں کوئی فرق ہے؟ اس لئے یہ سوال ہی غلط ہے۔ لیکن حضور صلعم بادشاہ دو عالم ہیں، خدا کے فرستادہ اور رسول ہیں، باوجود اس کے اس سوال پر ذرہ بھر برہم نہیں ہوئے اور فرماتے ہیں کہ میں نے یہاں ڈیرا خدا کے حکم سے نہیں اپنی رائے سے لگایا ہے۔ اس شخص نے عرض کی فالصواب یا رسول اللہ ان ترتحل من ھنا وتنزل علی الماء فلا نخاف العدو ولا نخاف العطش، یعنے یا رسول اللہ! پھر جو بات میں کہتا ہوں وہی درست ہے۔ یہاں سے ڈیرہ اٹھا لیجئے کسی جگہ پانی پر چل کر ڈیرہ لگائیے۔ یہاں تو ریت ہی ریت ہے پانی پر ڈیرہ لگائیں گے تو نہ ہمیں پیاس کا خطرہ رہے گا۔ نہ دشمن کا کھٹکا۔ پانی نہ ہونے سے دشمن کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ اس شخص کی بات کو حضور صلعم نے پسند فرمایا اور وہاں سے ڈیرا اٹھانے اور کوچ کرنے کا حکم دیا۔

اطاعت اولی الامر کے متعلق حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا بیان

حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"اس آیت میں اہل تشیع کا بھی جواب ہے جنہوں نے امام معصوم کا وجود مانا ہے اور احمدیوں میں سے قادیانی گروہ کا بھی جواب ہے جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی اور رسول مانا ہے کیونکہ اگر کوئی امام معصوم ہوتا جو غلطی کر ہی نہ سکتا یا کوئی نبی اور رسول ہوتا جس کی اطاعت اسی طرح کرنی ضروری ہوتی جس طرح آنحضرت صلعم کی، تو ایسے شخصوں کا ذکر اس آیت میں بھی ہوتا۔ ظاہر ہے کہ جو کوئی اس امت کے اندر ہوگا خواہ وہ کتنا ہی عظیم الشان انسان کیوں نہ ہو وہ اولی الامر ہی میں داخل ہوگا اور اس کے ساتھ تنازعہ بھی ہو سکتا ہے اور ایسے تنازعہ کی صورت میں اصلی مرجع اللہ یعنے اس کی کتاب اور رسول یعنے سنت نبوی ہی رہیں گے۔ الذین امنوا ایک حکم

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۲ کے نیچے)

عبدالحئی سیکرٹری نشر و اشاعت بھدرواہ

اہلِ قادیان کا اصل مقام

دو ورق قبل ہفت روزہ بدر قادیان ۲۰ر فروری ۱۹۶۹ء میری نظر سے گذرا جس میں مولوی محمد عمر صاحب قادیانی مبلغ بمبئی نے "اہل پیغام کا اصل مقام" کے عنوان سے ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانی افراد و مبلغین جب کبھی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے بارے میں اپنے اخبارات میں کچھ لکھتے ہیں تو وہ جھوٹ و فریب کا پلندہ اور ان مہربان دوستوں کے غیر متعصبانہ طرزِ عمل کا واضح مظاہرہ ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ یہ بیچارے قادیانی مبلغ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اس قسم کے مضامین شائع کرنے پر مجبور ہیں۔

مولوی محمد عمر صاحب مبلغ بمبئی اپنے مضمون کو شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—

"دو ماہ قبل احمدیہ مسلم مشن ہاؤس بمبئی (الحق بلڈنگ) میں تین پیغامی حضرات تشریف لائے۔ اس وقت مشن ہاؤس کے دفتر میں خاکسار کے علاوہ محترم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان اور مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب سابق مبلغ بمبئی بیٹھے ہوئے تھے علیک سلیک اور تعارف کے بعد ان میں سے ایک نے انجمن اشاعت اسلام (پیغامی جماعت) کے عظیم الشان کارہائے نمایاں کا ذکر چھیڑ دیا چونکہ ہم تینوں کو ان کے کارہائے نمایاں کا مکمل علم تھا اور ہم تینوں نے اخبار بدر کے کالموں میں ہندوستان میں پیغامیوں کے عبرتناک انجام کے بارے میں ناقابلِ تردید واقعات کی روشنی میں مضامین بھی لکھے تھے اس لئے انہوں نے بجائے ہندوستان میں اپنے کارہائے نمایاں کا ذکر کرنے کے پاکستان میں اپنی عظیم الشان سرگرمیوں کا ذکر چھیڑ دیا۔ اس وقت محترم چوہدری مبارک علی صاحب نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو کبھی پاکستان جانے اور وہاں اپنی جماعت کی سرگرمیوں کو دیکھنے کا اتفاق بھی ہوا ہے؟ تو کہنے لگے کہ گیا تو نہیں ہوں تاہم مجھے حضرت مولوی صدر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کے خطوط ان کے چھپے ہوئے لیٹر پیڈ LETTER PAD پر آتے ہیں جن پر باقاعدہ ان کی مہر بھی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ گویا ان کے نزدیک پاکستان میں پیغامیوں کی جو سرگرمیاں ہو رہی ہیں ان کی ناقابلِ تردید علامت مولوی صدر الدین صاحب کا لیٹر پیڈ اور ان کی مہر تھی!! بالفاظ دیگر موصوف ہمیں یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ ہم پیغامی لوگ کلیۃً مرے نہیں بلکہ آج بھی ہم میں ایسی رمق باقی ہے جو مولوی صدر الدین صاحب کے لیٹر پیڈ اور ان کی مہر کی صورت میں جاری ہے۔!!

غور کیجئے یہ قادیانی مبلغین کا طریق استدلال ہے اول تو ان کا بغض و تعصب اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے احمدیوں کو "احمدی" یا "لاہوری احمدی" کہنے کے بجائے "پیغامی" کے نام سے پکارتے ہیں، اور پھر اس جماعت کی سرگرمیوں سے ہی انکار نہیں بلکہ اسے کلیۃً مردہ قرار دینے سے بھی نہیں جھجکتے۔ حالانکہ ان کا اپنا جو کچھ حال ہے وہ مردہ سے بھی بدتر ہے۔ جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

مولوی محمد عمر صاحب کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ ان تین "پیغامی حضرات" کے نام لکھ دیتے جو ان کے پاس احمدیہ مشن ہاؤس بمبئی (الحق بلڈنگ) میں چل کر گئے۔ اور جنہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں کے ثبوت میں "حضرت مولوی صدر الدین صاحب امیر جماعت کے خطوط ان کے چھپے ہوئے لیٹر پیڈ پر آتے" کا ذکر کیا، کون عقلمند اس بات کو باور کر سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والا کوئی احمدی جماعتی سرگرمیوں کے ثبوت میں فقط ایسے خطوط کا ذکر کر کے ہی اکتفا کرے گا۔ یقیناً یہ مولوی محمد عمر صاحب کی بنائی ہوئی بات ہے، جو اپنے آقاؤں اور قادیانی جماعت کو خوش کرنے کے لئے انہوں نے گھڑی ہے،

مندرجہ بالا عبارات میں مولوی محمد عمر صاحب نے مولوی سمیع اللہ صاحب سابق مبلغ بمبئی کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ

"ہم تینوں نے اخبار بدر کے کالموں میں ہندوستان میں پیغامیوں کے حسرتناک و عبرتناک انجام کے بارے میں ناقابلِ تردید واقعات کی روشنی میں مضامین بھی لکھے تھے"

ہم اس بارہ میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ سال ۱۹۶۷ء میں مولوی سمیع اللہ صاحب تقریباً نصف درجن علماء کے ہمراہ بھدرواہ میں تبلیغ کی غرض سے تشریف لائے، ان سے خدارا دریافت کیجئے کہ اس چھوٹے سے قصبہ میں انہوں نے بقول آپ کے "پیغامیوں" کا کیا عبرتناک انجام دیکھا، کیا یہ صحیح نہیں کہ مولوی سمیع اللہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو اپنے ہی عبرتناک انجام کا نظارہ دیکھنا پڑا۔ جب یہاں کے احمدی ان کے مقابلہ میں قادیانی عقائد کی موت کا پیغام لئے کھڑے نظر آئے۔ اس دن بھدرواہ کی سرزمین پر بسنے والے ہر فرد بشر نے آپ کے غلو کی عبرتناک حالت کا جی بھر کر مشاہدہ کیا۔ اس ناکامی اور قادیانی جماعت کے حسرتناک اور عبرتناک انجام کو آپ کے نصف درجن مبلغین تا زیست نہ بھولیں گے۔

مولوی صاحب! سنئے میں آپ کو ان ہندوستان میں بسنے والے افراد کا جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے وابستہ ہیں ایک واقعہ سناتا ہوں:—

امسال ہماری جماعت کے چند نوجوان جن کے ہمراہ خاکسار بھی تھا قادیان کے جلسہ سالانہ پر گئے۔ مگر یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا کہ جس جگہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری غیر مسلم اقوام کو توحید پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی تھی۔ وہاں آج قادیانی افراد پیر پرستی میں مبتلا ہیں اور سوائے اندھی تقلید کے وہاں کچھ نہیں۔ ایام جلسہ کے دوران ۲۷ دسمبر کی شام کو ہم قادیان کے ناظر اعلیٰ ملک صلاح الدین صاحب کی قیام گاہ پر دعا سلام کی خاطر حاضر ہوئے۔ ہمارے ساتھ بھدرواہ کی قادیانی جماعت کے چند افراد بھی تھے جب ہم ملک صاحب موصوف کی قیام گاہ پر پہنچے تو ملک صاحب کسی کام میں مشغول تھے۔ علیک سلیک کے بعد انہوں نے کہا کہ آپ تشریف رکھئے۔ کام سے فارغ ہو کر بات چیت کریں گے۔ ہم بیٹھ گئے۔ تقریباً ۱۰ منٹ کے بعد وہ فارغ ہوئے اور یوں دُرفشانی فرمائی:—

"دیکھئے!! مولوی صاحب (امیر مرحوم رح) کو انجمن نے ترجمہ قرآن پر لگایا تھا۔ مگر نہ جانے ۱۹۱۴ء میں ان کو کیا ہوا۔ وہ یہاں سے چلے گئے قرآن شریف بھی لے گئے۔ اور اب اس کا مفاد ان کے بیٹے کھا رہے ہیں (نعوذ باللہ)"

یہ ہے ملک صاحب جیسے عظیم قادیانی رکن کی خدا خوفی کی ایک تمہیدی مثال۔ اور یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے صحیح معنوں میں وابستہ دعویداروں کا اپنے مہمانوں سے سلوک کہ آتے ہی ان کے قابلِ احترام بزرگوں و رہنماؤں کی جھوٹی عیب جوئی شروع کر دی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مہمانوں کی مہمان نوازی کی بہت تاکید و تلقین فرمائی ہے۔

ایک واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں چند غیر احمدی دوست قادیان تشریف لائے۔ تو آتے ہی کسی آج جیسے قادیانی مُلّا کی بدسلوکی سے وہ ناراض ہو کر اُلٹے پاؤں واپس چل دیئے۔ جب یہ معاملہ حضرت اقدسؑ کو معلوم ہوا تو وہ فوراً ان کے پیچھے پیدل دوڑ اُٹھے۔ غیر احمدی دوست تانگے پر جا رہے تھے، آخر بہت دور جا کر حضرت اقدسؑ ان کو واپس لے آئے۔ یہاں تک کہ ان کا سامان اسباب بھی خود اُٹھایا مگر اس کے برعکس موجودہ قادیانی ماحول میں اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خیر ہم نے صبر و ضبط سے کام لیا۔ مگر ملک صاحب نے اپنی دُرفشانی کو جاری ہی رکھا۔ آخر خاکسار راقم نے ملک صاحب سے عرض کی کہ ہمارا اور آپ کا اختلاف حضرت اقدسؑ کے دعاوی پر ہے نہ کہ حضرت امیر مرحوم یا خلیفہ صاحب کی شخصیت کے بارے میں۔ اگر آپ ہم سے کسی اختلافی مسئلہ پر بات چیت کرنا چاہتے ہیں تو ہم تیار ہیں۔ چنانچہ ملک صاحب نے اپنے خانہ ساز قواعد کی رو سے حضرت اقدسؑ کا دعویٰ نبوت ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی۔ فرمانے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت اقدسؑ کو نبی اور رسول کہا۔ راقم نے عرض کی کہ بے شک استعارہ کے طور پر کہا ہے۔

پھر کہنے لگے کہ حضرت اقدسؑ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کہا ہے۔ خاکسار نے عرض کی کہ بے شک مجازاً یہ لفظ حدیث میں آیا ہے۔ پھر فرمانے

لگے کہ حضرت اقدسؑ نے خود کہا ہے کہ خدا نے مجھے نبی کہا خاکسار نے جواب دیا کہ ضرور حضرت اقدسؑ نے اپنے لئے مجازاً نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس پر ملک صاحب فرمانے لگے کہ کیا حضرت اقدس کا دعوے نبوت ثابت نہیں۔ خاکسار نے عرض کی کہ بے شک خدا تعالےٰ نے حضرت اقدسؑ کو نبی کے نام سے موسوم کیا مگر حضرت اقدسؑ نے کبھی بھی یہ نہ لکھا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے نبوت کے منصب پر فائز کیا ہے یا زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیا ہے بلکہ اس کے معنے محدثیت ہی کے کئے ہیں۔ اس پر ملک صاحب کہنے لگے کہ یہ تشریح و تاویل کہاں لکھی ہے، خاکسار نے ازالہ اوہام کا حوالہ دیا جس میں حضرت اقدسؑ ایک مخالف کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ :-

"نبوت کا دعوےٰ نہیں محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔"

ابھی بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ نماز مغرب کی اذان ہوئی۔ راقم نے ملک صاحب سے کہا کہ اب ہم نماز ادا کریں گے۔ اگر آپ ہم سے مزید بات چیت کرنا چاہتے ہیں تو ہم کسی بھی وقت تیار ہیں۔ چنانچہ ملک صاحب نے اس وقت تو آمادگی ظاہر کی اور اپنی جماعت کے کسی فرد کے ذریعہ امیر جماعت قادیان مرزا وسیم احمد صاحب کو اطلاع بھجوائی کہ ہمارے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے کسی مبلغ کا انتخاب کیا جائے۔ اس واقعہ کے بعد ہم نے تقریباً اڑتالیس گھنٹے قادیان میں ہی گذارے۔ مگر کوئی بھی مبلغ بات چیت کے لئے نہ آیا۔

مولوی محمد عمر صاحب! اب فرمایئے کہ قادیان میں بھی دلائل کے میدان میں عبرتناک انجام آپ کا ہوا یا ہمارا؟ ع

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولوی صاحب موصوف اپنے اس زیر تبصرہ مضمون میں مزید لکھتے ہیں کہ :-

"آخر میں ہندوستان میں بچے کھچے ایک آدھ پیغامی کو صدق دل سے دعوت دی جاتی ہے کہ وہ صحیح معنوں میں مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی اختیار کریں۔"

ہوسکتا ہے کہ ہندوستان میں ہماری جماعت کے لوگوں کی تعداد تھوڑی ہو لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہم مسیح موعود کے صحیح مقام کو پہچانتے ہیں۔ مولوی صاحب! معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی کثرت پر ناز ہے۔ جسے آپ اپنی سچائی کا ثبوت سمجھتے ہیں لیکن کسی مذہبی جماعت کی زیادہ تعداد ہونے کی وجہ سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ جماعت حق پر ہے۔ اگر یہی معیار کسی جماعت کی صداقت کا ہے تو پھر آپ ذرا بمبئی کے کسی قریبی عیسائی مشن ہاؤس میں جاکر بپتسمہ لے لیجئے اور عیسائی مذہب اختیار کر لیجئے۔ کیونکہ عیسائی قوم تعداد میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے اور غلو کے لحاظ سے آپ کو عیسائیوں کے ساتھ خاص مشابہت بھی ہے۔ اور آپ کے خلیفہ صاحب کے انتخاب بھی بقول میاں محمود احمد صاحب پوپ کے طرز عمل پہ ہوتے ہیں۔ جس کے لئے آپ کا لٹریچر بھی گواہ ہے۔

مولوی صاحب! ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ جب بھی کسی قادیانی دوست سے اختلافی مسئلہ پر بات چیت کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو قادیانی حضرات یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ "بتلایئے جی آپ کی تعداد زیادہ ہے یا ہماری؟" (یعنے قادیانی جماعت کی) ایک دفعہ چھدر واہ میں قادیانی دوستوں سے حضرت اقدسؑ کے دعوے نبوت پہ بات ہو رہی تھی تو قادیانی جماعت کے ایک عاقل۔ بالغ اور سلجھے ہوئے پڑھے لکھے دوست نے یہ دلیل پیش کی کہ بتایئے۔ روپیہ کس جماعت کے پاس زیادہ ہے۔ گویا ہمارے قادیانی دوستوں کے پاس حضرت اقدسؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے صرف یہ دو دلیلیں ہیں کہ (۱) ان کی تعداد زیادہ ہے (۲) اور ان کے پاس روپیہ زیادہ ہے۔ یہ ہے غلو کا نتیجہ اور انجام۔

قادیانی دوستو! اگر حضرت اقدسؑ نے اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے یہی معیار ٹھہرایا ہے کہ جماعت زیادہ ہو۔ روپیہ زیادہ ہونے چاہئیں۔ تو پھر بے شک آپ صحیح معنوں میں مسیح موعود سے وابستہ ہیں آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قلت و کثرت دولت و تعداد کی فراوانی صداقت کی دلیل نہیں، کیونکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ لقد حق القول علےٰ اکثرھم فھم لا یؤمنون اور فرمایا قلیلا من عبادی الشکور

مولوی محمد عمر صاحب! آپ کی دعوت ہمیں پہنچی۔ بہت بہت شکریہ۔ جواباً عرض ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے ہم حضرت اقدسؑ اور ان کے مسلک سے صحیح معنوں میں وابستہ ہیں آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم افراط اور تفریط کی راہوں سے بچے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ کی اس دعوت دینے کا مقصد یہ ہو کہ ہم حضرت صاحبؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد تسلیم کریں۔ جسے نہ جانے کیوں کھلے الفاظ میں بیان نہ کر سکے۔ ہم آپ کی اس "صدق دل سے" دی ہوئی دعوت کی قدر کرتے ہیں اور گذارش کرتے ہیں کہ آپ حضرت اقدسؑ کے مسلک کو اپنے قائدین کے فرمودات سے تطبیق دیں۔ پھر آپ کو خود ہی معلوم ہوگا کہ درست مسلک پر کونسی جماعت ہے۔ آپ کے خلیفہ صاحب سابق کا ارشاد ہے کہ :-

"ہر ایک شخص جو موسےٰؑ کو مانتا ہے مگر عیسےٰ کو نہیں مانتا یا عیسےٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

حالانکہ اس کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ واضح ارشاد ہے کہ :-

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اب فرمایئے کونسی جماعت حضرت مسیح موعود کے مسلک پہ ہے آپ یا ہم؟ اب راقم حضرت مسیح موعودؑ کی چند تحریرات درج کرتا ہے جن میں انہوں نے اپنے آپ کو صرف مجدد و محدث قرار دیا ہے۔ اور دعوے نبوت کی جابجا نفی کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے :-

"سوال :- رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوےٰ کیا گیا ہے

اما الجواب :- نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

ہمارے قادیانی دوست اس حوالہ پر یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ یہ سنہ ۱۹۰۱ء کے پہلے کا حوالہ ہے لہذا یہ قابل قبول نہیں۔ حالانکہ حضرت اقدسؑ نے تو ہمیشہ اپنا دعوےٰ ایک ہی پیش کیا اور وہ ہے دعوےٰ محدثیت مجددیت جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اگر بقول جماعت قادیانی حضرت اقدسؑ نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد نبوت کا دعوےٰ کیا۔ اور آپ یعنے حضرت مسیح موعودؑ بارہ سال تک اپنے منصب کو نہ سمجھ سکے۔ تو ان کی ماموریت ہی میں شک پیدا ہو جاتا ہے بھلا جو شخص اپنا دعویٰ اور منصب ہی بارہ سال تک نہ سمجھ سکے اس کا کیا اعتبار حالانکہ حضرت اقدسؑ ماموریت کے منصب کے متعلق اپنے عقیدے کو اپنی کتاب اعجاز احمدی میں جو سنہ ۱۹۰۲ء میں طبع ہوئی یوں تحریر فرماتے ہیں :-

"اصل بات یہ ہے کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہاد کی غلطی ہو بھی تو وہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی جیسا کہ جو چیزیں انسان کے نزدیک لائی جائیں اور آنکھوں کے قریب کی جائیں تو انسان کی آنکھ ان کے پہچاننے میں غلطی نہیں کھاتی اور قطعاً حکم دیتی ہے کہ یہ فلاں چیز ہے اور اس مقدار کی ہے اور وہ حکم صحیح ہوتا ہے۔ اور ایسی رؤیت کی شہادت کو عدالتیں قبول کرتی ہیں لیکن اگر کوئی چیز قریب نہ لائی جائے اور مثلاً نصف میل یا پاؤ میل سے کسی انسان کو پوچھا جائے کہ وہ سفید شئے کیا چیز ہے تو ممکن ہے کہ ایک سفید کپڑے والے انسان کو ایک سفید گھوڑا خیال کرلے یا ایک سفید گھوڑے کو انسان سمجھ لے پس ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوےٰ کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۲۶ تاریخ طبع (نومبر سنہ ۱۹۰۲ء)

مولوی صاحب! خدا خوفی سے کام لیجئے اور خدارا اپنے "صدق دل" سے پوچھیئے کہ حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا واضح تحریر کی روشنی میں

(باقی برصفحہ ۱ کالم ۱)

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ
پیغام صلح

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳
تار کا پتہ تبلیغ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بشیر احمد منور

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۴

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
بست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادہ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ کرامؒ قابل احترام ہیں
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

سب سے پسندیدہ عمل

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا وعندھا امرأۃ قال من ھٰذہ قالت فلانۃ تذکر من صلاتھا قال مہ علیکم بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا وکان احب الدین الیہ ما داوم علیہ صاحبہ۔

ترجمہ:۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان کے پاس ایک عورت تھی آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا فلاں عورت ہے اور اس کی نماز کا ذکر کرنے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا بس کرو وہ کام کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو اللہ کی قسم اللہ نہیں تھکتا تم ہی تھک جاتے ہو اور اس کو سب سے زیادہ پسند وہ دین ہے جس پر اس کا کرنے والا ہمیشگی اختیار کرے۔

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

احب الدین سے مراد بھی یہاں احب العمل ہے کیونکہ دین تو اسلام ہی ہے پس مراد یہ ہے کہ سب سے پیارا عمل اللہ کے ہاں وہ ہے جو گو تھوڑا ہو مگر اس پر مداومت اختیار کی جائے۔ اس میں یہ سکھایا ہے کہ نیکی کر کے پھر انسان کا قدم پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ جس عورت کا یہاں ذکر ہے اس کا نام حولاء بیان کیا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ساری رات نماز

(باقی برصفحہ ۱۱ کالم ۲)

کلمہ کی حقیقت جب تک دل میں داخل نہ ہو جنت نہیں ملتی

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

اب یاد رکھنا چاہیئے کہ کلمہ جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں۔ اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود، محبوب اور مقصود خدا تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ الٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے، یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں۔ اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدِ نظر رکھے اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے۔ سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

یعنے جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ لوگ دھوکا کھاتے ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظ کہدینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بے کار اور نکمے ہو جاتے اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھہرتی۔ نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مفہوم جو اسی میں رکھا گیا ہے وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے۔ جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا انسان فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ جنت میں ہوتا ہے۔

یہ سچی بات ہے اور جلد سمجھ میں آ جاتی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کے سوا انسان کا کوئی محبوب و مقصود نہ رہے تو پھر کوئی دکھ یا تکلیف اسے ستا ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ مقام ہے جو ابدال اور قطبوں کو ملتا ہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم کب بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ہم بھی تو خدا تعالےٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے۔ ہندو ملک جن کو حقائق کی کچھ خبر نہیں اب بتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں۔ معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں کہ انسان پرستی یا سنگ پرستی ہو۔ اور بھی معبود ہیں اور وہی اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہوائے نفس اور ہوس بھی معبود ہیں۔ جو شخص نفس پرستی کرتا ہے یا اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کر رہا ہے ... اس کے لئے مقرر رہا ہے وہ بھی

(باقی بر ۔۔ کالم ۴)

شذرات

اس علمی زمانہ میں جبکہ انسان ہر چیز کی حقیقت دریافت کرنا اور علم و عقل سے ناپنا ضروری سمجھتا ہے، یہ کس قدر دور از علم بات ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام دو ہزار سال سے معہ جسم عنصری آسمان پر زندہ تشریف فرما ہیں اور [illegible]
جا رہے ہیں، حالانکہ سائینٹیفک تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ آسمان کوئی ٹھوس جگہ نہیں بلکہ ہمارے اوپر فضا ہی فضا ہے جس میں ستارے سیارے، چاند اور سورج وغیرہ اپنے اپنے محوروں میں گھوم رہے ہیں، یہ وہ تحقیقات ہے جس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے۔ ثم استوىٰ الى السماء وهى دخان پھر اللہ تعالےٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں ہے۔ یعنے دھوئیں کی مانند ہے کوئی ٹھوس جگہ نہیں۔

اس علمی تحقیقات اور قرآن کریم کی تائید کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر رہائش پذیر ہیں کس قدر خلاف حقیقت بات ہے۔

بعض معاصرین نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا ہے، کہ جماعت احمدیہ کا یہ بیان کہ زمین کی کشش ثقل کسی مادی وجود کو چھوڑ نہیں سکتی، روس اور امریکہ کے خلائی سفر اور چاند پر جانے سے غلط ثابت ہو گیا، اس بارہ میں اتنی ہی گذارش کر دینا کافی ہے کہ جماعت احمدیہ کا بیان قرآن کریم کی اس آیت پر مبنی ہے الم نجعل الارض كفاتاً احياءً وامواتاً۔ کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کو سمیٹنے کے لئے کافی نہیں بنایا؟ اب یہ آپ فیصلہ کریں کہ قرآن کا بیان سچا ہے یا آپ کا خیال کہ خلائی سفر کرنے والے زمین کی کشش ثقل سے نکل گئے، کون کہہ سکتا ہے کہ زمین کی کشش ثقل کہاں تک ہے، بہرحال آپ یہ بھی تو بتائیے کہ حضرت عیسٰیؑ اسی کشش ثقل سے نکل کر گئے تو کہاں؟ جبکہ آسمان کا ٹھوس ہونا ہی ثابت نہیں، تو دو ہزار سال سے وہ کہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

ایک اور غور طلب بات یہ ہے، کہ قرآن کریم نے جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع کا ذکر فرمایا ہے، وہاں الفاظ یہ ہیں بل رفعه الله اليه۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف اس کا رفع کیا، رفعه الى السماء کہیں نہیں فرمایا، اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کہاں ہے؟ کیا وہ بھی آسمان پر براجمان ہے؟ [illegible]
الٰہی کے اور کچھ نہیں یعنے اور بل رفعه الله اليه کے سیاق کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہی معنے صحیح سمجھے جا سکتے ہیں، کیونکہ اس سے پہلی آیت میں یہود کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قالوا انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو جو اللہ کا رسول ہونے کا مدعی تھا، قتل کر دیا۔ یہود کے اس دعوٰے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ مقتول ہو کر معاذ اللہ لعنتی موت مرے۔ کیونکہ توریت استثنا ۲۱: ۲۳۔ اور گلتیوں ۳: ۱۳ میں بتایا گیا ہے کہ صلیب کی موت لعنتی موت ہے اور یہی نصاریٰ کا عقیدہ ہے، کہ وہ صلیب پر لعنتی موت مر کر دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے یعنے خدا سے دُور ہو گئے اللہ تعالےٰ نے اس کی نفی کی ہے وما قتلوه وما صلبوه نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ اسے صلیب پر مارا۔ اور آگے چل کر فرمایا بل رفعه الله اليه یعنے وہ لعنتی موت نہیں مرے اور اس طرح خدا سے دُور نہیں ہو گئے بلکہ خدا نے انہیں اپنا مقرب بنا لیا۔

فرمائیے رفع الی اللہ کے یہ معنے معقول، صحیح اور سیاق و سباق کے مطابق ہیں یا یہ خیال کہ وہ جسم سمیت آسمان پر چڑھ گئے؟

پھر اس بات پر غور کیجئے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا دوبارہ دنیا میں آنا کیا ختم نبوت کی نفی نہیں کرتا؟ آپ لاکھ کہیں کہ وہ واپس آ کر اُمت محمدیہ میں داخل ہو جائیں گے، اول تو یہی صحیح نہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں معزول کر کے دوسرے نبی کا مطیع اور امتی بنا دے اس کا فرمان ہے وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله۔ کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا گیا جو کسی دوسرے کا مطیع ہو بلکہ ہر رسول مطاع ہونے کے لئے بھیجا جاتا ہے، اس لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام اگر دوبارہ آئیں گے تو وہ مطیع نہیں بلکہ اُمت محمدیہ کے مطاع ہوں گے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت عیسٰیؑ خاتم النبیین ہوں گے، وہ لوگ جو تحفظ ختم نبوت کے مدعی بن کر جماعت احمدیہ پر انکار ختم نبوت کا الزام لگاتے ہیں، انہیں اس بات پر غور کرنا چاہئے [illegible]
نہ پرانے نبی کے آنے کی قائل ہے۔ اور سچے دل سے حقیقی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے، اس طرح یہ جماعت ختم نبوت کی حقیقی محافظ ہے۔

کیا ہمارے معاصرین ان حقائق پر ٹھنڈے دل سے بلا تعصب غور کریں گے؟

میرے دَورہ کے حالات

گدگ سے جناب یذھن بدور صاحب لکھتے ہیں:-

مورخہ ۱۳ر فروری ۱۹۹۱ء جمعرات سے ۱۹ر فروری تک سات دن راقم نے پور ضلع گنگاوتی کی طرف دَورہ کیا۔ مقام مریمن حلی کے میدان میں دو تقاریر ہوئیں۔ پھر وہاں سے واپس گدگ آیا۔

پھر دوسرے دورہ میں گنگاوتی گیا۔ جہاں سے قریباً آٹھ میل دُور کمپلی کے مقام پر چوک بازار میں دو تقاریر دو دو گھنٹہ کنڑی زبان میں کیں جن کے لئے وہاں کی جماعت نے بذریعہ لاؤڈ سپیکر اعلان کرا دیا تھا۔ ان تقاریر میں انسان کا مقام اور ایمان کا ذکر کیا گیا۔ تین چار سو ہندو مسلمانوں نے بڑی خوشی اور سنجیدگی سے تقریریں سنیں۔

تیسرا دورہ ہمارے ضلع دھارواڑ کا کیا۔ کندگول تعلقہ کے مقام کمڈولی کو گیا۔ مورخہ ۲۸ر فروری کو بروز جمعہ خطبہ کے بعد عیدگاہ میں ایک تقریر ہوئی۔ اس کے بعد بستی میں۔ اور دو دن دو تقاریر ہوئیں، جن میں ہندو مسلمانوں نے شرکت فرمائی۔ ان تقاریر میں مذاہب عالم کا بیان کیا گیا۔ گیتا اور قرآن کے اصول بیان کئے۔ وہاں خیلہ چار دن رہا۔ پانچویں دن یودی ہال مقام کو گیا۔ وہاں بھی تین دن تک قیام کیا اور وہاں پر عوام الناس میں دو تقاریر کی گئیں۔ یہ تمام تقاریر میدان میں کنڑی زبان میں کی گئیں اور ایک ہفتہ کے بعد واپس میں گدگ لوٹا۔

اس مقام کمڈولی میں میں پندرہ سال پیشتر جناب مولانا بشیر احمد صاحب مغفور کے زمانہ میں انکے ساتھ گیا تھا اور اب عرصۂ دراز کے بعد پھر دورہ کیا گیا۔

خاکسار محمد یذھن بدور۔ (گدگ ، دانی)

ملفوظات

بسلسلہ صفحہ اوّل

بُت پرست اور مشرک ہے۔ یہ (لفظی جنس ہی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا ہے خواہ وہ انفسی ہوں یا آفاقی۔ خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بت ہیں یا ظاہری بُت ہیں۔ مثلاً ایک شخص بالکل اسباب پر ہی توکل کرتا ہے تو یہ بھی ایک [illegible]
کہ لاکھوں ہزاروں انسان ان سے الگ ہو گئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ یہ ملک جو ہندوؤں سے بھرا تھا کیا سب مسلمان ان میں سے ہی نہیں ہوئے؟ پھر انہوں نے بُت پرستی کو چھوڑا یا نہیں؟ اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں جو اب بُت پرستی نہیں کرتے۔ لیکن یہاں تک ہی بت پرستی کا مفہوم نہیں ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بُت پرستی چھوڑ دی ہے مگر بھی کم ہزاروں بُت انسان بغل میں لئے پھرتا ہے اور وہ لوگ بھی جو فلسفی اور منطقی کہلاتے ہیں وہ بھی ان کو اندر سے نہیں نکال سکتے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نہیں نکل سکتے۔ یہ بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے۔ جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالےٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزاروں کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے اور بہت ہوں گے جو فقیہ اور صوفی کہلاتے ہوں گے مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔ ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے۔ اور ان کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بُت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں نفاق پڑتا ہے اور ہزاروں کشت و خون ہو جاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں۔ ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اس قدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے۔ اور اگر انہیں کہا جاوے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔ (ملفوظات احمدیہ)

افریقہ میں اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں

افریقہ میں عیسائی مشنریوں کی طرف سے اسلام کے خلاف جو ریشہ دوانیاں ہو رہی ہیں اور مختلف طریقوں سے اسلام کی غلط تصویر پیش کر کے ناواقف مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے جو مساعی عمل میں آرہی ہیں، ان کی تفصیل پاکستان ملٹری اکیڈمی کے پروفیسر جناب محمد یوسف عباسی کے قلم سے معاصر اردو ڈائجسٹ میں شائع ہوئی ہے۔ پروفیسر موصوف کی خدمات حکومت نائجیریا نے چند سال کے لئے حاصل کر رکھی ہیں، اور انہوں نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر اس خطرے کو واضح کیا ہے، جس سے افریقی مسلمان دوچار ہیں۔

مقالہ نگار نے سب سے پہلے ایک انگریزی کتاب Islam in 19th and 20th Centuries (اسلام انیسویں اور بیسویں صدی میں) سے جو ویسٹ افریقن سکول سرٹیفکیٹ کے امتحان میں بطور نصاب مقرر ہے دو اقتباس پیش کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

"شمالی افریقہ اور سوڈان کی بعض ریاستوں میں خصی شدہ غلاموں کی بہت مانگ تھی، انہیں خواجہ سرائی حیثیت سے حرم کی پاسبانی کے لئے مقرر کیا جاتا تھا یہ غلام اگرچہ اعلیٰ مناصب تک پہنچ جاتے تھے، پھر بھی اسی قسم کی بہیمانہ غلامی کے تصور سے آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس معاملہ میں قرآن نے اہل ایمان کو غلام رکھنے کی صاف صاف اجازت دے رکھی تھی۔ .... مسلمان مبلغ بھی تھا اور تاجر بھی، غلام اس کا ناگزیر سامان تجارت ہوتے تھے"

"ایک افریقی کے لئے معنی خیز بات یہ تھی کہ اسلام ان بنیادی معاشرتی اداروں اور تعدد ازدواج کے خلاف برسر پیکار نہ تھا بلکہ وہ ان اداروں کی حوصلہ افزائی کرتا تھا"

اسی قسم کا ایک بیان تاریخ کی ایک کتاب A History of Africa South of Sahara میں دیا گیا ہے، جس میں لکھا ہے:۔

"اسلام کی اشاعت کے ساتھ ہی سفاکانہ قسم کی غلامی رائج ہو گئی قرآن نے غلاموں کے ساتھ صرف انسانی برتاؤ کرنے کا حکم دیا، غلامی کے ساتھ اجتماعی تحفظات کا کوئی انتظام نہ کیا اور نہ غیر موجود غلاموں کے حقوق ہی مقرر کئے چنانچہ غلاموں کو خصی کرنے اور ہمیشہ کے لئے اسیر رکھنے کا سلسلہ جائز اور جاری رہا، غلاموں کو حقوق ملکیت سے محروم رکھا گیا۔"

کس قدر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے اور اسلام کو بدنام کرنے کے لئے کیسے افسانے تراشے گئے ہیں، یہ کہنا کہ قرآن نے غلاموں کے خلاف اجتماعی تحفظات کا کوئی انتظام نہیں کیا، یا یہ کہ "قرآن نے اہل ایمان کو غلام رکھنے کی صاف صاف اجازت دے رکھی تھی" ایک ایسا بہتان ہے، جس کا کوئی ثبوت قرآن میں نہیں ملتا، بلکہ اس کے خلاف قرآن نے غلامی کو بتدریج ختم کرنے کے لئے مختلف گناہوں کے سرزد ہونے پر یا حصول ثواب کے لئے غلام آزاد کرنے کا بار بار حکم دیا ہے، مثلاً ایک جگہ یہ ارشاد فرمایا ہے۔

ومن قتل مومنا خطاً فتحریر رقبة مومنة ودیة مسلمة الی اهله الا ان یصدقوا (النساء آیت ۹۲) جو شخص کسی مومن کو غلطی سے مار ڈالے وہ ایک مومن غلام آزاد کرے اور اس کے وارثوں کو خون بہا ادا کرے سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں۔ اس آیت میں صاف طور پر کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کرنے کی سزا میں غلام آزاد کرنا بھی رکھا ہے، ایسا ہی کسی پختہ قسم کو توڑنے کا کفارہ بھی تحریر رقبة (غلام کو آزاد کرنا) مقرر کیا ہے، (المائدہ آیت ۸۹) ایک اور موقعہ پر بیوی کو ماں کہہ کر اپنے قول کو واپس لینے پر فرمایا فتحریر رقبة من قبل ان یتماسا بیوی کے ساتھ اختلاط سے پہلے غلام آزاد کیا جائے۔

یہیں تک نہیں بلکہ اور مواقع پر بھی غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور اس کو اونچی گھاٹی پر چڑھنا یعنی اعلیٰ درجہ کا کام قرار دیا ہے جیسے فرمایا فلا اقتحم العقبة و ما ادرٰک ما العقبة فک رقبة سو وہ اونچی گھاٹی پر چڑھنے کی ہمت نہیں رکھتا اور تجھے کیا خبر ہے کہ اونچی گھاٹی کیا ہے کسی گردن کو آزاد کرنا (سورۃ البلد آیت ۱۳)

ایسا ہی قرآن کریم نے زکوٰۃ کے جو آٹھ مصارف مقرر کئے ہیں ان میں غلاموں کو آزاد کرنا بھی ایک ضروری مصرف قرار دیا گیا ہے، اور ایک اور جگہ یہ فرمایا کہ والذین یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوهم (النور آیت ۳۳) وہ لوگ جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہیں ان میں سے جو آزادی کیلئے تحریر مانگیں تو انہیں لکھ دو۔

غرض قرآن کریم نے غلامی کو ختم کرنے کے لئے مختلف رنگوں میں غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دلائی ہے، اور یہ بہتان عظیم ہے کہ اس نے اہل ایمان کو غلام رکھنے کی صاف صاف اجازت دی ہے، خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے کہ آپ نے زید کو جو آپ کا غلام تھا نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ اس کو انت اخونا و مولٰنا کہہ کر اس کی عزت افزائی کی بلکہ اس سے بڑھ کر اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کو اس کے نکاح میں دے دیا۔

رہا غلاموں کو خصی کر کے حرم سراؤں میں رکھنا یا ان کی خرید و فروخت، اسلام نے کہیں بھی اس کی اجازت نہیں دی، اگر کوئی مسلمان ناجائز ایسا کرتا ہے تو وہ اس گناہ کا خود ذمہ دار ہے، عیسائی مشنریوں کو ایسی کتابیں جن میں اس قسم کے غلط الزامات اسلام پر لگائے گئے ہیں افریقی عیسائی سکولوں میں مسلمان بچوں کو پڑھانا پرلے درجہ کی ناپاک حرکت اور ظلم عظیم ہے۔

یہ تو ایک بات ہے، مقالہ نگار نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ:۔

"اسلام کے خلاف فرد جرم بہت طویل ہے غلامی کے بعد تعدد ازدواج کا مسئلہ ہے عیسائی پادریوں نے اگرچہ عملاً افریقی عیسائیوں کو ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دے رکھی ہے لیکن اسلام کے خلاف پراپیگنڈا کرنے کے لئے اسے اخبارات اور کتابوں میں خوب اچھالا جاتا ہے مسلمانوں کی حرم سراؤں کی داستانیں بیان کی جاتی ہیں، افریقی مسلمان بالعموم جاہل زبون حال اور پسماندہ ہیں، عیسائی اس صورت حال کا ذمہ دار مسلمانوں کے مذہبی عقائد کو گردانتے ہیں ان فکری شعبدہ بازوں نے سیدھے سادے افریقی ذہن کو اس فریب میں مبتلا کر دیا ہے کہ یورپ اور امریکہ مادی اور فنی ترقی عیسائیت جیسے متحرک اور ترقی پسند مذہب کا ثمرہ ہے اور مسلمان ممالک کی پستی اور افلاس اسلام کی جامد افسردہ تعلیمات کا ناگزیر نتیجہ"

عیسائی مشنریوں کی اس شاطرانہ چال کا ذکر کرنے کے بعد مقالہ نگار نے یہ بھی بتایا ہے کہ:۔

"افریقی مسلمان اسلام کی محبت سے سرشار ہے وہ بڑا مخلص پرہیزگار اور سادگی پسند ہے لیکن عیسائیت کے فکری حملوں کا جواب دینے پر قادر نہیں، مغربی افریقہ میں اسلامی لٹریچر کا فقدان ہے، قرآن مجید کا ترجمہ بھی کسی مقامی زبان میں موجود نہیں اس کے برعکس انجیل کے تراجم چھوٹی سے چھوٹی اور گمنام سے گمنام علاقائی زبانوں میں موجود ہیں اور لوگوں میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ دور افتادہ جنگل میں رہنے والا قبائلی بھی انجیل سے واقف ہے لیکن قرآن مجید عوام کے لئے کیا پڑھے لکھے طبقے کے لئے ناقابل فہم کتاب ہے"

قرآن کریم کے ناقابل فہم ہونے کا ایک سبب مقالہ نگار نے یہ بتایا ہے کہ "نصف صدی پہلے جب لوگارڈ نے شمالی نائجیریا فتح کیا تو ہوسا زبان کا عربی رسم الخط تبدیل کر کے رومن رسم الخط رائج کر دیا گیا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہوسا زبان کا سارا علمی لٹریچر جو عربی رسم الخط میں تھا بے کار ہو گیا اور نئی نسل نے رومن رسم الخط میں اسلامی لٹریچر منتقل کرنے کی کوشش نہیں کی"

"مزید ستم یہ کہ نائجیریا کے علماء قرآن مجید کا ترجمہ کرنے ہی کے مخالف ہیں انہیں خدشہ ہے کہ ترجمہ سے قرآن کے معانی میں انحرافات کی راہیں پیدا ہو جائیں گی چنانچہ ترجمے کی کوئی کوشش آج تک بار آور نہ ہو سکی"

جہاں تک مسیحی اداروں کا تعلق ہے مقالہ نگار کا بیان ہے کہ

"امریکہ اور یورپ کے عیسائی ادارے اور متمول افراد ان کی پشت پناہی پر ہیں چنانچہ مشنریوں نے ہر افریقی ملک میں گرجوں، سکولوں اور ہسپتالوں کا وسیع جال بچھا رکھا ہے، ہر سال کروڑوں پونڈ عیسائیت کی تبلیغ پر صرف کئے جاتے ہیں مشنریوں کو بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی ہیں مکان، کاریں اور دیگر سہولتیں مفت مہیا کی جاتی ہیں، ریٹائر ہونے والے مشنریوں کو بھاری پنشن اور دوسری مراعات ملتی ہیں، اس طرح تبلیغ عیسائیت ایک پرکشش پیشہ بن گیا ہے چنانچہ اکثر ذہین نوجوان اسی پیشہ کو اپناتے ہیں" مقالہ نگار نے یہ بھی بتایا ہے کہ:۔

"مشنری ہر قریہ اور ہر شہر میں کامیاب ہو رہے ہیں، وہ جنوں گاؤں لیتے ہیں جب نئی نسل

اخبار و افکار

دانشمندانہ اقدام

گذشتہ اشاعت میں ہم نے مغربی پاکستان میں نئے گورنر مسٹر یوسف ہارون کے تقرر اور ان کے بلند اصلاحی عزائم کا ذکر کرتے ہوئے اطمینان کا اظہار کیا تھا اور امید ظاہر کی تھی کہ ان کے ذریعہ ملک کی روز افزوں بگڑتی ہوئی صورت حال پر قابو پایا جا سکے گا لیکن حالات اس درجہ بگڑ چکے تھے کہ ان کی اصلاح پر وہ بھی قادر نہ ہو سکے نہ ہی مشرقی پاکستان کے گورنر مسٹر ایم۔ این۔ ہدی وہاں کے روز افزوں مخدوش حالات کو قابو میں لا سکتے تھے اور صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان تو پہلے ہی اصلاح کے لئے اپنی تمام مساعی کو کام میں لا کر ناکامی کا منہ دیکھ چکے تھے کہ ان حالات میں انہوں نے ملک کو تباہی سے بچانے کے لئے آخری چارہ کار یہی سمجھا کہ عہدہ صدارت سے سبکدوش ہو کر ملک کا نظم و نسق مسلح افواج کے سپرد کر دیں۔ چنانچہ جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہے ۲۵، ۲۶ مارچ ۱۹۶۹ء کی درمیانی شب کو سوا سات بجے انہوں نے ریڈیو پر آخری نشری تقریر میں اس کا اعلان کر دیا اور اسی وقت بری افواج کے کمانڈر انچیف اے ایم یحییٰ خان کی طرف سے مارشل لاء کا اعلان کر دیا گیا، جس کے بعد ملک میں چاروں طرف امن اور سکون پیدا ہو گیا، تمام مخالفانہ جلسے جلوس ختم ہو گئے، ہڑتالیں موقوف ہو گئیں، تمام کاروبار جو مخالف جماعتوں کی پیدا کردہ بدامنی کی وجہ سے معطل ہو چکے تھے، دوبارہ جاری ہو گئے۔ کارخانے اور دکانیں کھل گئیں، سب لوگ اور مزدور طبقہ اپنے اپنے کاموں پر جا لگا اور بدامنی پیدا کرنے والے تمام سیاسی رہنما خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں جا بیٹھے۔

ان حالات میں یہ کہنا بے جا نہیں کہ جناب محمد ایوب خان نے نہایت دانشمندانہ قدم اٹھایا ورنہ جیسا کہ انہوں نے اپنی آخری نشری تقریر میں بتایا ہے ملک کے حالات اس درجہ بگڑ چکے تھے کہ ان کی اصلاح کرنا ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ اس صورت حال کا انتہائی دکھ کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ اپنے ملک کی بربادی کی کارروائی کی صدارت کروں۔

ہم سمجھتے ہیں صدر پاکستان کا یہ اقدام ان کی ذات کے لئے خواہ کتنا ہی تکلیف دہ ہو تاہم ان کی انتہائی دانشمندی پر مبنی ہے اور اس کی وجہ سے ان کا نام تاریخ پاکستان میں یادگار رہے گا۔

مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا بیان

اسی ضمن میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل یحییٰ خان نے مارشل لاء کے نفاذ کے بعد جو نشری تقریر کی اس میں صاف طور پر بتایا ہے کہ ان کا مقصد ملک میں ایسے حالات پیدا کرنا ہے جن کے تحت ملک میں ایک آئینی حکومت قائم ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ مارشل لاء لگانے سے میرا واحد مقصد عوام کی جان و مال اور آزادی کا تحفظ کرنا اور انتظامیہ کو دوبارہ فعال بنانا ہے۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے میرا اولین کام ہوشمندی کو بحال کرنا اور انتظامیہ کو عوام کے اطمینان کے مطابق اپنے معمول کے فرائض انجام دینے کے قابل بنانا ہوگا۔ انہوں نے بتایا کہ میرا یہ یقین ہے کہ تعمیری سیاسی زندگی اور بالغ رائے دہی کی بنیاد پر آزادانہ طور پر منتخب عوامی نمائندوں کے پاس اقتدار کی پرامن منتقلی کے لئے بے داغ اور دیانتدار انتظامیہ کا وجود نہایت ضروری ہے، جس کو پیدا کرنا ان کا حقیقی مقصد ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے عزائم کو کامیاب فرمائے اور پاکستان میں آزادانہ انتخاب کے نتیجہ میں ایسی بے داغ اور دیانتدار انتظامیہ پیدا ہو جو پاکستان میں ہر قسم کی ترقی اور خوشحالی کا موجب ہو۔

مسیحی فرقہ کیتھولک کے پوپ کا انتباہ

کچھ عرصہ ہوا کیتھولک فرقہ کے پاپائے اعظم نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ جناب مسیحؑ کو صلیب دینے میں یہودیوں کا ہاتھ نہ تھا یہ اس لئے کہ یہودیوں کو ساتھ ملا کر اسلام کے خلاف محاذ مشترکہ قائم کیا جائے، حالانکہ اناجیل کے بیان کردہ واقعات سے صاف نظر آتا ہے کہ واقعہ مصلوبیت مسیح کے کرتا دھرتا یہودی ہی تھے۔

اب پوپ صاحب نے اس محاذ کو اور زیادہ مضبوط بنانے کے لئے اپنے ماتحت مسیحی فرقہ کیتھولک کو متنبہ کیا ہے کہ:۔

"جو لوگ کیتھولک مسلک سے تعلق نہیں رکھتے ان کے بارے میں ہم کیتھولکوں کو فکر و عمل کے سانچے بدلنا چاہئیں، ان کو چاہئے کہ وہ پراٹسٹنٹوں کے اپنے خیالات کی دور کریں۔"

پوپ صاحب نے کہا کہ:۔

"جو مسائل ہمارے گرد و پیش موجود ہیں ان کی سنگینی کا تقاضا ہے کہ ہم خیر خواہی، وقار، خوش خلقی اور دوستی کے ذریعہ سے ان بھائیوں کو گلے لگائیں، جو اب تک ہم سے دور ہیں۔"

یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں، جن میں صدیوں سے اصولی اختلافات چلے آتے ہیں، اور باہمی تنافر و تباغض بسا اوقات قتل و خونریزی کا موجب ہوتا رہا ہے، انہوں نے دنوں دن اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات کو دیکھ کر پرانی عداوت سے کنارہ کشی ہو کر اور اپنی غلطیوں کو تسلیم کر کے ایک دوسرے کو گلے لگانے کا تہیہ کر لیا ہے تاکہ سب مل کر مقابلہ کر سکیں اگرچہ جو تزلزل پیدا ہو چکا ہے، اس کا رکنا اب مشکل ہے اور اسلام انشاء اللہ غالب آ کر رہے گا۔

مسلمانوں کیلئے قابل غور

اس موقعہ پر مسلمانوں کو بھی غور کرنا چاہئے کہ ان کی فرقہ بندیاں اور ایک دوسرے کی تکفیر و تضحیک اسلام کیلئے کس قدر نقصان کا موجب ہو سکتی ہے۔ وہ قوم جس کے اندر کوئی اصولی اختلافات نہیں اور جس کی پاک کتاب نے یہ نصیحت کی تھی، کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور تفرقہ نہ کریں۔ اور متنبہ کیا تھا کہ ولا تنازعوا فتفشلوا (دیکھو باہم جھگڑا نہ کرو جھگڑا کرنے سے تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ آج اس کا یہ حال ہے کہ ذرا ذرا بات پر ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو کر اپنی ہوا اکھاڑ رہے ہیں جس سے اسلام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ کاش وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے غیروں سے ہی نصیحت پکڑیں اور باہم متحد ہو کر اسلام کے بڑھتے ہوئے قدم کو تیز تر کرنے کی کوشش کریں۔

افریقہ میں اسلام کے خلاف

(بقیہ مقالہ از صفحہ ۳)

ین مسلمان تھے لیکن اب ۸۰ فیصد عیسائی ہیں یہ تو عام بات ہے کہ باپ امام مسجد ہے تو بیٹا عیسائی۔ مسلمان لڑکیاں عیسائی لڑکوں سے علانیہ شادی کرتی ہیں اور اپنی تصویر اخباروں میں چھپواتی ہیں، ایک بھائی مسلمان ہے تو تین عیسائی۔ عیسائی بننے کے مراحل یوں طے ہوتے ہیں کہ بچے کو گھر میں کسی قسم کی اسلامی تعلیم نہیں ملتی، اکثر گھروں میں قرآن تک نہیں قرآن پڑھنا کہاں سے آئے گا فہم تو بعد کی چیز ہے، اسلامی سکول نہیں ہیں اس لئے بچے مشنری سکولوں میں داخل ہوتے ہیں اور ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں عیسائی بن کر نکلتے ہیں۔"

ان حالات میں مقالہ نگار کی تجویز ہے کہ:۔

(۱) اصحاب علم و تحقیق پر مشتمل ایک اسلامی پاسبان کمیٹی قائم کی جائے، جو اسلام کے فکری خطرات سے مسلمان ممالک کو آگاہ کرے۔ مغرب کے تاریخی، سیاسی، مذہبی، معاشی اور اقتصادی لٹریچر کا مطالعہ کرتی رہے۔ اسلام کے خلاف پیدا کردہ تعصبات کی تردید میں مختلف زبانوں میں علمی کتابیں اور مقالات شائع کرے۔

(۲) افریقی ممالک میں منظور شدہ نصاب کے مطابق تاریخ اور دینیات پر اسلامی نقطۂ نظر سے کتابیں لکھی اور چھاپی جائیں اور متعلقہ ممالک کو مہیا کی جائیں۔

(۳) مشنریوں نے افریقی ممالک میں جن مسائل کو اچھالا ہے ان پر مبنی لٹریچر تیار کیا جائے۔

(۴) قرآن و حدیث کی تعلیمات کی اشاعت کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

(۵) ایک تبلیغی ادارہ قائم کیا جائے جس میں مبلغین کی تعلیم اور تربیت کا انتظام ہو۔

(۶) افریقی ممالک میں اسلامیہ سکول قائم کئے جائیں۔

(۷) "افریقی اور غیر افریقی ملکوں کے مسلمان طلباء کو اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف دیئے جائیں اس شرط پر کہ تکمیل کے بعد وہ اسلامیات کا نصاب بھی پاس کریں گے اور ایک معین مدت تک مبلغ کی حیثیت سے کام کریں گے"۔

ضرورت کتب

۱۔ جلسہ زان ہیون اول ادمد

۲۔ فضل الباری ہر دو حصص

اگر جماعت کے کسی دوست کے پاس ہوں اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو منیجر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے خط و کتابت کریں۔

منیجر پبلیکیشنز۔ ناصر احمد

قرآن کریم تمام نبیوں کی تعلیمات اور اقوام عالم کی خوبیوں کا معترف اور اتحاد عالم کا داعی ہے

تمام نبیوں پر وحی نبوت نازل ہوئی، کوئی نبی وحی نبوت کے بغیر نہیں آسکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیدا کردہ جماعت اور ان کی تبلیغی خدمات۔ قوم متحد ہو کر تبلیغ کیلئے اٹھے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا انزلنا التورٰیۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار ....

وقفینا علٰی اٰثارھم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التوراۃ واٰتینٰہ الانجیل فیہ ھدی ونور ....

وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب ومھیمنا علیہ فاحکم بینھم بما انزل اللہ الخ (المائدہ ۴۴ تا ۴۸)

وحی نبوت کی تاریخ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے وحی نبوت کی تاریخ بیان فرمائی ہے۔ وحی نبوت حضرت آدم صفی اللہ پر نازل ہوئی اس کے بعد حضرت نوحؑ کی وحی کا ذکر ہے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کا ذکر ہے۔ بعد ازاں حضرت اسماعیلؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت اسحاقؑ کا ذکر ہے۔ اس تفصیل سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمام کی تمام قوموں پر روحانی بارش کی ہے۔

ہر قوم میں نبی

اور ہر قوم میں نبی و رسول مبعوث فرماتے ہیں ان میں سے بڑے بڑے نبیوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بعض ایسے بھی رسول ہوئے ہیں جن کا ذکر نہیں کیا گیا چنانچہ فرمایا ہے ورسلا قد قصصنٰھم علیک ورسلا لم نقصصھم علیک یعنی بعض انبیاء کا تو ذکر کیا گیا اور ایسے بھی رسول مبعوث ہوئے جن کا ذکر نہیں کیا گیا۔ البتہ سنت اللہ کے طور پر فرما دیا ہے ولکل قوم ھاد۔ یعنے ہر ایک قوم کے لئے ہادی مقرر ہوا ہے۔ ایک اور آیت میں اس کا ذکر یوں فرمایا ہے۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کی جناب سے تنبیہہ کرنے والا نہ آیا ہو۔

تمام انبیاءؑ کی ایک ہی تعلیم

فرمایا کہ تمام انبیاءؑ کی تعلیم ایک ہی ہے ہدایت کا سرچشمہ بھی ایک ہی ہے۔ زمین و آسمان کے بادشاہ نے سب انسانوں کی روحانی تربیت کا سامان کیا ہے اور ان کی تربیت کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ ان سب کی تعلیم ایک ہی تھی

چنانچہ فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون لوگوں نے آپس میں اختلاف پیدا کر دیا۔ الگ الگ فرقے بنا لئے حالانکہ تمام انبیاء کی تعلیم ایک ہی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہودی ہیں۔ نصاریٰ ہیں اور دوسری قومیں ہیں وہ سب باہم اختلاف کر رہی ہیں۔ فرقہ فرقہ ہو رہی ہیں۔ ان کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے فرمایا۔

وحی نبوت کے بغیر کوئی نبی نہیں آسکتا۔

تمام انبیاء کو ایک ہی تعلیم دے کر بھیجا گیا ہے، اور سب کو ایک ہی تعلیم دی گئی تھی جیسا کہ اوپر گذر چکا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ اس سے ایک اور حقیقت بھی سامنے آتی ہے۔ وہ یہ کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی نبوت نازل ہو۔ حضرت مجدد زمان مسیح موعود نے اس بارے میں فرمایا ہے، کہ یہ کبھی ممکن نہیں کہ کوئی نبی آئے اور اس کے پاس جبرئیل وحی نبوت لے کر نہ آئے۔ اس بات کی وضاحت آپ نے اس مثال سے کی ہے کہ :۔

> "جس طرح یہ ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو اسی طرح ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق اللہ کے لئے آوے اور اس کے ساتھ وحی الٰہی اور جبرئیل نہ ہو" (ازالہ اوہام ص[illegible])

اس سے ظاہر ہے کہ وحی نبوت کے بغیر کوئی نبی نہیں آسکتا اور حضور نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ :۔

> "وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے"۔ (ازالہ اوہام ص ۵۳۴)

پس جو لوگ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں انہیں غور کرنا چاہیئے کہ وحی نبوت کے بند ہونے کے باوجود نبی کیسے آسکتا ہے۔

قوموں کو متحد کرنے کا اصول

دوسری کتابوں میں ہدایت اور نور

علاوہ ازیں ان آیات میں قوموں کو متحد کرنے کا اصول بتایا گیا ہے۔ اس ضمن میں فرمایا انا انزلنا التورٰیۃ فیھا ھدی ونور ہم نے توریت نازل کی اس میں ہدایت اور نور ہے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا واٰتینٰہ الانجیل فیہ ھدی ونور۔ انجیل بھی ہم نے نازل کی ہے۔ اس کے اندر بھی ہدایت اور نور ہے۔

قرآن کریم کا عالمگیر پیغام

اور اس سلسلہ میں قرآن کریم کے نزول کا بھی ذکر کیا ہے فرمایا وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب ومھیمنا علیہ۔ آپؐ پر ہم نے کتاب نازل فرمائی ہے جو حق و حکمت کے ساتھ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ یہ ایک عالمگیر پیغام ہے جو تمام دنیا کو متحد کرنے کے لئے آیا ہے۔ تمام دنیا کی تربیت کے لئے یہ کتاب اتری ہے فرمایا ان ھو الا ذکر للعٰلمین یہ ساری امتوں کے لئے پیغام ہے اور جس رسولؐ پر یہ کتاب اتری ہے، وہ رحمۃ للعالمین ہیں۔

دوسری قوموں کی خوبیوں اور نیکی کا اعتراف

حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے بیشمار انبیاء آئے۔ ہر نبی کی تعلیم وہی تھی۔ جو میں دیتا ہوں اور اسی سلسلہ میں دوسری قوموں کی نیکیوں اور خوبیوں کا بھی اعتراف

کیا۔ چنانچہ عیسائیوں کے بارہ میں فرمایا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ

یہ جو نصاریٰ کہلاتے ہیں وہ از روئے محبت مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں پھر ان کی نیکی کی یہ تعریف کی منھم قسیسین اور ... ان کے اندر علماء ہیں جو کتاب کا علم رکھتے ہیں۔ اور ان کے اندر مشائخ ہیں جو دن رات خدا تعالے کو یاد رکھتے ہیں وانھم لا یستکبرون۔ وہ تکبر بھی نہیں کرتے

یہ حضرت نبی کریم صلعم کا کلیجہ ہے کہ انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ عیسائیوں کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے محبت ہے اب نے فخر کیا کہ ان کے اندر علماء اور مشائخ ہیں جو یاد خدا میں مستغرق رہتے ہیں اور وہ تکبر بھی نہیں کرتے۔ ایک غیر قوم کی جن کا اعتقاداً مسلمانوں سے بہت بڑا اختلاف ہے کتنی تعریف کی ہے۔ اور یہ بھی بار بار فرمایا کہ قوموں کے اندر وہ لوگ بھی ہیں جو اعتدال میں چل رہے ہیں جیسا کہ فرمایا وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون یعنے عامۃ الناس نیک کردار لوگ بھی پائے جاتے ہیں اور فرمایا لیسوا سواء یعنے سب لوگ برابر نہیں من اھل الکتٰب امۃ قائمۃ اہل کتاب میں وہ لوگ بھی ہیں جو حق پر قائم ہیں یتلون اٰیٰت اللہ اٰناء اللیل وھم یسجدون ان کی عملی حالت یہ ہے کہ وہ راتوں کو جاگتے اور خدا کا کلام پڑھتے اور اس کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر وہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔ ویسارعون فی الخیرات۔ وہ دوڑ دوڑ کر نیکی کی طرف قدم بڑھاتے ہیں واولٰئک من الصالحین وہ صالح لوگ ہیں۔

قرآن کریم ساری دنیا کے لئے ہے۔ اور یہ اپنی تعلیم میں کشش رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ قوموں کے اندر ایسے لوگ بھی ہیں جو نیک کام کرتے ہیں وما یفعلوا من خیر جو تھوڑی نیکی بھی کریں فلن یکفروہ اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی ہمیں اس کا علم ہے اور اس کا اجر دیا جائے گا واللہ علیم بالمتقین خدا تعالے پرہیزگار لوگوں کو خوب جانتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیدا کردہ جماعت اور انکی تبلیغی خدمات

یہ وہ تعلیمات ہیں جو ہم ساری دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ جیسا اس عظیم خدمت کے انجام دینے کے لئے حضرت امام زمان مسیح موعود کے انفاس طیبہ سے ایک قوم پیدا ہوئی جس نے تعلیمات اسلامیہ کا پرچار بھی کیا اور اپنا عملی نمونہ بھی پیش کیا لوگ انہیں دیکھ کر امام وقتؑ کی صداقت پر یقین کرتے تھے۔ اس قوم میں بعض لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کو کہ یورپ میں سفید پرندے پکڑے جائیں گے پورا کیا۔ ان لوگوں نے یورپ کے اندر جا کر وہاں سفید پرندے پکڑے اور ان کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ انہوں نے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشن کیا۔ ان کی کتب کی وجہ سے اور ان کی دینی

اخبار احمدیہ

ایک مبارک تقریب

——ڈیرہ غازیخان سے محترم عبدالرحیم صاحب چانڈیہ صاحب لکھتے ہیں کہ:-

مورخہ ۱۶/۱۲/۷۹ بروز اتوار بوقت چار بجے شام میری بچی عزیزہ نصرت رحیم ایم اے لیکچرر زنانہ کالج ڈیرہ غازیخان کا نکاح عزیزی ڈاکٹر سیف اللہ خان صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس کے ساتھ بعوض حق مہر مبلغ -/5000 روپے ہوا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اسی جگہ ڈیرہ غازیخان کے سول ہسپتال میں کام کرتے ہیں) اور اسی شہر کے رہنے والے ہیں۔ اس مبارک تقریب میں اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب و ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر صاحب۔ مجسٹریٹ صاحبان و دیگر افسران ضلع وایڈووکیٹ صاحبان وجملہ معززین شہر نے شرکت فرمائی۔ ملتان سے عزیزی میاں نثار احمد صاحب شیخ و مولوی محمد علی صاحب و پروفیسر غلام محمد صاحب اور دیگر احباب نے شمولیت فرمائی۔ یہ مبارک اجتماع شام کو چھ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ سلسلہ کے بزرگان جملہ احباب سے التماس ہے کہ وہ دعا فرماویں کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ اور دولہا اور دلہن پر اللہ تعالے کے بیش بہا افضال ہوں۔ اور اللہ تعالے ان کو اور ان کی اولاد کو اس رستہ پر چلنے کی توفیق دے۔ جس پر اس کی رضا ہو۔ والسلام۔

عبدالرحیم چانڈیہ۔ بلاک ۲۵ ڈیرہ غازیخان

وفات

——جہلم سے عبدالحکیم صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر اطلاع دیتے ہیں:——

مورخہ ۱۸ مارچ کی شب کو شیخ قمرالدین صاحب مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی اہلیہ بی بی قضاء الٰہی سے فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جملہ احباب سے جنازہ غائب کی استدعا ہے۔

شمولیت سلسلہ

(۱) ۱۴ مارچ کو بروز جمعہ لاہور کی ککے زئی برادری کے ایک معزز رکن ملک محمد امین صاحب ولد ملک فیروزالدین صاحب مرحوم نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

(۲) ایک اور نوجوان فضل الٰہی صاحب ساکنہ اندرون اچھرہ (لاہور) مکان نمبر 242 حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے شامل جماعت ہوئے۔

دعا ہے اللہ تعالے ان دونوں صاحبان کو استقامت بخشے اور ہر قسم کی دینی و دنیوی حسنات سے متمتع فرمائے آمین

مساعی کی وجہ سے اسلام کا نور پھیلا اس قسم کو جلبار رہنا چاہئے

قوم متحد ہو کر ان تعلیمات کو پھیلائے

میں اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ وہ اٹھیں اور اس تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں۔ اور اسلام کا علم بلند کریں۔ بعض لوگ جو اہل علم ہیں۔ وہ کر بستہ ہو جائیں کہ ہم نے اس تعلیم کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ اگر قوم متحد ہو کر اتحاد کے ساتھ یہ کام کرے گی تو خدا تعالے ضرور آسمان سے برکت کی بارش کرے گا۔

قرارداد تعزیت

——آج جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمد پور شرقیہ کا خصوصی اجلاس ہوا جس میں محمد شفیع صاحب ساماتوی کی وفات پر تمام جماعت نے صدمہ کا اظہار کیا اور قرار پایا کہ ان کے لواحقین سے بذریعہ اخبار پیغام صلح اظہار تعزیت کیا جائے۔

مرحوم بڑے نیک انسان تھے۔ جماعت سلسلہ کے ستون تھے اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اللہ تعالے مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین محمد لطیف صاحب و ڈاکٹر مہدی حسن صاحب کو صبر جمیل عطا فرمادے۔

شریک غم، محمد اقبال چغتائی جنرل سیکرٹری۔ میاں رحیم بخش صاحب ساماتوی صدر جماعت میاں فتح محمد ساماتوی اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمد پور شرقیہ۔ شاخ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

شکریہ تعزیت

——لائل پور سے محمد لطیف علوی ساماتوی ٹیکسیشن آفیسر لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کی وفات پر بہت سے دوستوں نے تعزیتی خطوط لکھے ہیں، میں بوجہ دفتری مصروفیات سب دوستوں کو فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہوں اس لئے بذریعہ پیغام صلح ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے۔

ملنگ صاحب کے بیٹوں کا شکریہ تعزیت

——قبلہ والد صاحب جناب محمود احمد ملنگ مرحوم و مغفور کے انتقال پُرملال پر ہمیں جن احباب کرام اور دوستوں نے فرداً فرداً تعزیت اور ہمدردی کے خطوط ارسال کئے تھے۔ ہم ان سب احباب کرام اور دوستوں کا تہ دل سے اخبار پیغام صلح کے ذریعہ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالے کے حضور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے والد صاحب مرحوم کے نقش قدم پر جو عین اسلامی اصولوں کے مطابق تھے چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دیں۔ آمین۔

(۱) سعید احمد۔ طارق احمد۔ بشیر احمد۔ فاروق احمد۔ گلزار احمد۔ معراج احمد۔ موضع شیخ محمدی۔ پشاور

ایک اسی سالہ بزرگ کی وفات

——یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حاجی الٰہی محمد خان صاحب ساکن محلہ پوکھری موضع نزھن تحصیل کراکت ضلع جونپور یوپی (بھارت) کا بعمر اسی سال انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب مرحوم حضرت مولانا محمد الٰہی بخش قریشی نمازیؒ کے خاص مخلص مریدوں میں سے تھے اور اپنے پیر کی خدمت میں برابر مصروف رہتے تھے۔ حضرت مولانا مرحومؒ نے جب احمدیت قبول کی تو اپنے پیر و مرشد کی اتباع میں حاجی صاحب احمدی ہو گئے۔ التماس ہے کہ حاجی صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ اور جنازہ غائبانہ پڑھا جاوے۔ راقم شاہ محمد خلیل الرحمٰن رتھور۔ درگاہ اسمٰعیلیہ۔ کراکت ضلع جونپور (بھارت)

حیاتِ مسیح پر کوئی مضبوط دلیل پیش نہ کر سکا۔ اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے وقت گزارتا رہا۔ جب دوبارہ اس نے آیت ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (آل عمران ۴۸) کو پیش کیا تو خاکسار نے بتایا کہ اس آیت میں کتاب اور حکمت پہلے مذکور ہے۔ تورات اور انجیل سکھانے کا ذکر بعد میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اور حکمت سے مراد قرآن کریم اور حدیث شریف نہیں بلکہ کتاب سے مراد یا کتاب ہے یا سابقہ کتب کا علم۔ حکمت سے مراد حکم ہے یعنے اختیار اور قوت فیصلہ کیونکہ ہر نبی اللہ تعالےٰ سے اختلافات اور علیم انبیاء سابقہ کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار لے کر آتا ہے، اس لئے وہ کسی دوسرے کا مطیع نہیں ہوتا بلکہ ہر فرد و بشر پر اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں دوسری جگہ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی یوں ہے واذا علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ اور جب میں نے تجھے (اے عیسےٰ) کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائی (المائدہ آیت ۱۱۰) سورۃ آل عمران کی آیت شریفہ میں اس مضمون کو بطور پیشگوئی صیغہ مضارع کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور یہاں سورہ المائدہ میں گویا ایفاءِ وعدہ اور پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر فرمایا ہے کہ اے عیسےٰ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ اے عیسےٰ ہم تجھے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائیں گے۔ یہاں بیان فرمایا کہ اے عیسےٰ میری نصیحت کو یاد کرو..... ...... جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائی۔ اگر مولوی لال حسین اختر کے مفہوم کو لیا جائے تو لامحالہ مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن و حدیث حضرت عیسیٰ کو آنحضرت صلعم کی بعثت سے قبل قرآن کریم کے نزول اور حدیث شریف کی تدوین سے پہلے ہی سکھا دیئے تھے جو بداہتاً غلط ہے۔ اس قسم کے دلائل سے، وہ لوگوں کو مغالطے اور دھوکے دیتا رہا۔

غرض حیات و وفات حضرت عیسےٰ کے موضوع پر مباحثہ نو بجے صبح شروع ہو کر تقریباً ساڑھے بارہ بجے ختم ہوا۔ دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر کے بعد دوسرا مباحثہ صداقت حضرت اقدس علیہ السلام پر شروع ہوا۔ اس پر مدعی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی تھی۔ ہماری طرف سے مناظر محترم لال حسین ساہو خانصاحب ایڈووکیٹ تھے۔ اس مباحثہ میں اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت سے ایسی کامیابی ہوئی کہ سامعین میں سے غیر از جماعت دوست پکار اٹھے کہ احمدی مناظر تو قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے دلائل پیش کرتا رہا ہے اور ہمارا مناظر مرزا صاحب کی کتابیں پڑھتا رہا ہے حالانکہ اس کے برعکس ہونا چاہیئے تھا۔

اس مناظرے میں وہ سب چوکڑیاں اور استہزاء بھول گیا۔ میں نے حضرت اقدس کی صداقت قرآن کریم سے دلائل پیش کرتے ہوئے آیت استخلاف پر روشنی ڈالی۔ دوسرے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود کی پاک زندگی کو پیش کیا جیسا کہ قرآن کریم کی آیت فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون میں ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت کو پیش کیا جو آپ کے شاملِ حال رہی۔ واللہ یعصمک من الناس میں جو وعدہ ہے وہ کس طرح پورا ہوا۔ اس کے بعد خاکسار نے حاضرین کو بتایا کہ الہامات یأتونک من کل فج عمیق، اور میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا، کی سچائی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ مولوی لال حسین بھی حضرت مرزا صاحب کا نام لینے اور آپ کے نام کی شہرت کے لئے یہاں آن پہنچا ہے۔ اس سے بڑھ کر صداقت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس دن مولوی لال حسین اختر یہاں فجی میں پہنچا ہے۔ وہ مرزا مرزا اور دوا مرزا پکار رہا ہے۔ تاکہ جس آدمی نے آپ کا نام اور ذکر نہیں سنا وہ بھی سن لے اور ہر سننے والے کو پیغام امام مہدی پہنچ جائے۔

پھر خاکسار نے حدیث مجدد کی طرف حاضرین کی توجہ مبذول کرائی اور غیر احمدی مناظر سے مطالبہ کیا کہ حدیث رسول اللہ صلعم کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟ پھر خاکسار نے احادیث شریفہ سے وہ علامات پیش کیں جو مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کے وقت ظاہر ہوئیں۔ مثلاً دجال اور یاجوج و ماجوج کا خروج۔ چاند اور سورج کا کسوف و خسوف۔ عیسائی اقوام کا غلبہ۔ صلیبی مذہب کی ترقی وغیرہ وغیرہ۔ پھر تجدیدِ دین کا کام جو حضرت مسیح موعود نے سرانجام دیا وہ پیش کیا۔

اس کے بعد مولوی لال حسین جواب کے لئے اٹھا۔ معقول جواب تو کسی بات کا نہ دے سکا البتہ ثلاثون دجالون کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ والی حدیث پڑھ کر بعض اوقات نعوذ باللہ جھوٹا مدعی نبوت قرار دینے کی کوشش کی اور دجال کہا۔ اس کے بعد پیشگوئیوں پر آ گیا کہ مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ محمدی بیگم والی پیشگوئی آپ نے بہت تحدی کے ساتھ کی تھی مگر وہ آپ کے نکاح میں نہ آئی۔

خاکسار نے اپنی باری میں حدیث کے متعلق بتایا کہ پہلے آپ یہ نوٹ کریں کہ ہم آنحضرت صلعم کے بعد کسی کو نبی نہیں مانتے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نہ نبوت کا تھا اور نہ ہیں۔ اور نہ انہیں نبی مانتے ہیں۔ حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ کی عبارت پڑھ کر سنا دی گئی۔ علاوہ ازیں میں نے کہا کہ آپ کی صداقت کے کتنے دلائل میں نے دیئے ہیں لال حسین ان میں سے ایک کو بھی نہیں توڑ سکے۔ جھوٹے مدعیوں کے ذکر سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سچا کوئی پیدا ہی نہیں ہوگا بلکہ اس حدیث کا مفہوم ظاہر ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے مکار عیار ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ فنا فی الرسول کے مقام سے بڑھ کر اور کچھ نہیں۔ پھر حدیث میں ہے کہ وہ جھوٹے اور مکار ہوں گے۔ حضرت مرزا صاحب کے تقوےٰ اور طہارت کے متعلق تو صرف مخالفین گواہی موجود ہے بلکہ غیر مسلم اہلِ وطن کی بھی شہادتیں موجود ہیں کہ آپ فرشتہ تھے۔ محمدی بیگم کی پیشگوئی کے متعلق جب میں نے اپنی باری میں مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ مرزا احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر مرا یا نہ؟ اس کا جواب دیں۔ مگر اپنی باری میں مولوی لال حسین اس کو پی گیا۔ اور خرافات دہراتا رہا۔ میں نے اپنی باری میں مولوی محمد حسین بٹالوی کا حوالہ پیش کیا کہ انہوں نے لکھا کہ یہ درست ہے کہ مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہوا مگر یہ پیشگوئی مرزا صاحب نے الہام و وحی کے ذریعہ نہیں کی بلکہ علم نجوم و رمل کے ذریعہ کی تھی۔ کیونکہ مرزا صاحب علم نجوم سے واقف ہیں۔ اس بارہ میں خاکسار نے کہا کہ مولوی کہلانے والوں کی حالت پر نہایت افسوس ہے کہ پیشگوئی پوری نہ ہو تو جھوٹا اور اگر پوری ہو جائے تو علم نجوم اور رمل کا نتیجہ قرار دے دیتے ہیں۔

مولوی لال حسین نے دوسرا گھناؤنا اعتراض پیش کر کے کہا تھا کہ ایک مولوی کا پڑھایا ہوا نکاح نہیں ٹوٹتا لیکن خدا کا پڑھایا ہوا نکاح ٹوٹ گیا۔ اس کا الزامی جواب دیتے ہوئے خاکسار نے بتایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ اے خدیجہؓ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے میرا نکاح حضرت مریم والدہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے۔ حضرت موسےٰ کی بہن کلثوم سے اور حضرت آسیہ فرعون کی بیوی سے پڑھ دیا ہے۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا ھنیئاً لک یا رسول اللّٰہ۔ فرمایا یعنے اے رسول اللہ آپ کو مبارک ہو۔ حدیث شریف میں بھی الفاظ بعینہ اسی طرح نقل ہوئے ہیں یعنی زوجنی یعنی مجھ سے نکاح دیا اللہ تعالےٰ نے لیکن باوجود دیکہ یہ بیبیاں آپ کے حرم میں نہیں آئیں۔ اسی طرح اگرچہ مرزا صاحب کا نکاح اللہ تعالےٰ نے پڑھ دیا تاہم ضروری نہیں تھا کہ محمدی بیگم آپ کے گھر میں آتیں۔ وہاں تو مبارک بادی کا پیغام بھی مل گیا تھا۔ مگر یہاں ابھی تک نہ کوئی مبارکبادی ملی ہے اور نہ کوئی تہنیت کا پیغام۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان شادیوں کے رخصتانے قیامت کے دن ہوں گے۔ جب اس پر لال حسین کے کچھ بس میں نہ رہا تو کہنے لگا کہ یہ غلط ہے کہ مرزا احمد بیگ کی موت سے پیشگوئی کا نصف حصہ پورا ہو گیا کیونکہ پہلے مرزا سلطان محمد صاحب خاوند محمدی بیگم نے مرنا تھا۔ میں نے اس کا حوالہ طلب کیا جو مولوی پی گیا۔ پھر اپنی باری میں میں نے مطالبہ کیا کہ حوالہ دکھایئے۔ یہ جھوٹ اور افتراء ہے۔ اس پر لال حسین اٹھا اور کہنے لگا کہ محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کے لئے تاریخ نکاح سے تین سال تک کی میعاد مقرر تھی اور اس کے خاوند کے لئے تاریخ نکاح سے اڑھائی سال کی مدت معین تھی تو اس لئے اس کے خاوند کو پہلے مرنا چاہیئے تھا۔ اس پر حاضرین کھل کھلا کر ہنس پڑے اور بعض لوگوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی لال حسین کو اردو بھی نہیں آتا۔ غرضیکہ اس طرح غلط سلط جواب دیتا اور جھوٹ موٹ سے اپنے دالیانِ نعمت کو خوش کرتا رہا۔

یہ چند باتیں اختصار کے طور پر برائے اطلاع قارئین پیغام صلح تحریر ہیں۔ دونوں مناظرے بخیر و خوبی ختم ہو گئے۔ آخری باری دستور کے مطابق میری تھی۔ مولوی لال حسین اختر اور کچھ ان کے ہم نوا والغوا پر عمل کرتے ہوئے شور مچاتے رہے جس پر بہت سے سامعین نے ان کی اس حرکت کی مذمت کی اور اسے بدتہذیبی کا مظاہرہ قرار دیا۔ مسٹر ڈین صاحب اور خاکسار کتب کے سمیٹنے میں لگے ہوئے تھے اور محترم اے حسین ساہو خانصاحب ایڈووکیٹ صدر مناظرہ منجانب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، صدر مناظرہ منجانب فجی مسلم لیگ مسٹر ایس۔ ایم کویا ایڈووکیٹ اور مسٹر ایم۔ ٹی خانصاحب ایڈووکیٹ سے مخاطب تھے۔ اچانک پہلے بائیں طرف سے کسی نے ان پر کرسی پھینکی جو ان کی کہنی اور بائیں کندھے پر لگی۔ پھر دائیں طرف سے کسی نے کرسی پھینکی جو احباب نے روک لی۔ بائیں جانب کی کرسی سے آپ کو کئی دن کافی تکلیف رہی۔ اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے آرام ہے۔

مناظرے کے دوران دو لطیفے بھی پیش آئے۔ پہلا یہ کہ جب ہم نے مولوی لال حسین اختر سے چودھویں کے مجدد کے متعلق بار بار پوچھا تو جواب دیا کہ میں مجدد ہوں جو تیس سال سے قادیانیوں کو تبلیغ کر رہا ہوں۔ اس پر بیشتر غیر احمدی حضرات ہنس پڑے۔ خاکسار نے کہا کہ یہ ہنسنے

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں

چند معروضات

جماعت لاہور بھی اپنے غلط عقائد کے باوجود سرگرم عمل ہے

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

احمدیہ جماعت کا وہ حصہ بھی جس کا مرکز پہلے قادیان تھا اب ربوہ ہے اپنے مقیاد آلود عقائد اور غلو سے بھرپور نظریات کے باوجود اشاعت اسلام کے کام سے غافل نہیں، افریقہ کے تپتے صحراؤں اور یورپ کی دلفزا فضاؤں میں ان کے کارکن اشاعت اسلام کا علم بلند کئے ہوئے ہیں۔ اگرچہ نبوت کے مسئلہ کی انہوں نے انہیں دعا اور بنادیا ہے، پھر بھی جب وہ غیر ممالک میں مساجد تعمیر کرتے ہیں تو ان کے میناروں پر چڑھ کر ان کے مؤذن ان کے اپنے کثافت آلود عقائد کے خلاف محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوت کا ہی اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اور بلند آواز سے پکارتے ہیں کہ اب قیامت تک کے لئے نبوت محمد رسول اللہ صلعم ہی کی ہے۔ پھر مسجدوں کے اندر جاکر بالکل وہی نماز انہی ارکان کے ساتھ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجویز کر گئے ادا کرنے لگ جاتے ہیں۔ نماز کے شروع ہونے سے پہلے اور خود نماز کے دوران محمد رسول اللہ کی رسالت کی شہادت دینے لگ جاتے ہیں اور ان خیالات میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کرتے کہ اب نبی عالم محمد رسول اللہ صلعم کی بجائے مرزا صاحب مبعوث ہو چکے ہیں۔ اسی طرح یہ جماعت روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ عبادات میں بالکل اسی طرح عمل پیرا ہے جس طرح عام مسلمان۔ ان کا قانون وراثت، سول اور فوجداری قانون، اخلاق کے آئین، سیاست کے قواعد، معاشرت کے ضوابط، تہذیب کے خد و خال، تمدن کے اصول سب وہی ہیں جو تمام عالم اسلامی کے لئے اسلام نے قرآن کریم اور اسوۂ حسنہ نبی کریم کے ذریعے مسلمانوں کے لئے وضع کئے۔ افسوس ہے کہ شاید خلیفۂ اول کی مماثلت کو برقرار رکھنے کے لئے ان لوگوں نے مسیح محمدی کی شان میں غلو پیدا کر دیا ہے۔ اور سابق مسیح کو نبوت سے اٹھا کر ایران نکتہ دانی نے الوہیت کے تخت پر بٹھا دیا تھا۔ جہاں وہ ایسے اجنبی نظر آنے لگے کہ عیسائیوں کی بے شمار کتب اور وسیع لٹریچر کے باوجود آج مہذب دنیا کے سامنے وہ بالکل انسان کی شکل میں نظر آ رہے ہیں۔ دشمنوں نے اس کے مجاز کے رنگ میں کہے ہوئے الفاظ کو غلط پیرائے میں تعبیر کر کے اسے معاذ اللہ مردود، کافر اور لعنتی قرار دے دیا۔ انہوں نے خیال کیا کہ "خدائی کا دعوے دار ہے"۔ دوستوں نے انہی الفاظ کو مجاز اور حقیقت میں امتیاز کئے بغیر دشمنوں ہی کے نقطۂ نگاہ کو قبول کیا اور اسے سچ مچ خدا کا بیٹا سمجھ لیا اور "دار" پر کھینچے جانے کی یہ تشریح کی کہ وہ بنی نوع انسان کے لئے مردود اور لعنتی ہو کر کفارہ بن گیا۔ ہاں چند فہیم، ذکی، اعتدال پسند اور سلیم الفطرت ایسے بھی نکل آئے جنہوں نے اس کی صحیح پوزیشن کو پہچان لیا اور اسے خدا کا مبعوث نبی قرار دیا۔ یہ لوگ وہ ہیں جو موحدین کہلاتے ہیں اور یہی ہیں جو حق اور صداقت کے علمبردار ہیں۔ یہی کچھ یہاں مرزا صاحب کے ساتھ ہوا۔ مخالفوں نے انہیں دعوے نبوت سے متہم کر دیا، اور ان کی اپنی تشریحات، تصریحات اور توضیحات کو یکسر نظر انداز کر کے ان پر کفر کا فتوے لگا دیا۔ قادیان کے دوستوں نے دشمنوں کی ہاں میں ہاں ملا کر اعلان کر دیا کہ ہاں وہ مدعی نبوت تھے اور دشمنوں نے ان کے دعوے کو سچ کہا تھا۔ حالانکہ وہ خود بار بار دعوے نبوت کا انکار کرتے رہے۔ ان لوگوں کے غلو نے یہاں تک خطرناک صورت اختیار کر لی کہ تمام عالم اسلام کے کلمہ گوؤں کو انہوں نے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ ایسے خطرناک حالات میں چند قلندر راہ سرمست بادۂ حق سے سرشار قادیانی جماعت قادیان سے لشکر اسلام کا علم بلند کرتے ہوئے مولانا محمد علی صاحب کی قیادت میں لاہور آ گئے اور یہاں تبلیغ اسلام کا ایک ایسا مرکز قائم کیا جہاں سے نور کی شعاعیں دنیا کے تمام اطراف و اکناف کو منور کرنے لگیں۔

یہ جماعت ۱۹۱۴ء سے اب تک نظریات اور عملیات کے میدان میں حق پرستی کے ہتھیار سے لیس ہو کر باطل کی افواج کو شکست پر شکست دیے رہی ہے۔ دنیا میں یہی ایک واحد جماعت ہے جو صحیح معنوں میں ختم نبوت کی قائل ہے۔ مسلمانوں کے گروہ کثیر کے علی الرغم وہ مسیح اول کی وفات کے قائل ہیں۔ قرآن شریف، احادیث اور تاریخ سے انہوں نے بانگِ دہل قطعیت کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آج سے دو ہزار سال قبل فوت ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی حقیقی مسیحیت بھی ابدی نیند سو گئی ہے اور اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی صحیح معنوں میں بغیر کسی ابہام اور ایچ پیچ کے آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی پرانا۔ جو لوگ کسی پرانے نبی کے ظہور کے قائل ہیں، وہ تحفظ ختم نبوت کے دعووں کے باوجود ختم نبوت کے قائل نہیں۔ اور جو کسی نئے نبی کی بعثت کے قائل ہیں وہ بھی عقیدۂ ختم نبوت کو مجروح کر رہے ہیں۔ لاہوری احمدی جماعت نے اس موضوع پر اتنا عظیم الشان لٹریچر پیدا کیا ہے کہ تمام دنیا مبہوت ہو کر رہ گئی ہے۔ علماء اسلام کو انہوں نے بار بار چیلنج دیا کہ وہ حیات و وفات مسیح کے مسئلے پر ان سے بحث کر لیں۔ مگر ابتدائی چند سالوں کے سوا باقی تمام عرصہ علماء اس بحث سے گریز کرتے رہے اور آج پون صدی گذرنے کو آگئی ہے کہ اس موضوع پر علماء عالم اسلامی کا فرار نمایاں سے نمایاں تر ہو رہا ہے۔ وہ اس مسئلے کو اپنے جلسوں میں کبھی موضوع بحث نہیں بناتے، اور اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ آسمان سے مسیح کے ظہور کی جو توقعات تھیں وہ دن بدن کم ہو رہی ہیں۔ تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں تو حالت یہ تھی کہ تمام مساجد کے واعظین بالعموم اور جامع مساجد کے خطباء بالخصوص لوگوں کو یہ مژدہ جانفزا سنایا کرتے تھے کہ چودھویں صدی آنے کو ہے اور ان کی بیماری کا معالج مسیحا بھی نازل ہونے کو ہے۔ وہ احادیث سے اس زمانے کے نشانات بھی ایک ایک کر کے گنوایا کرتے تھے۔ چودھویں صدی کا ظہور ہوا تو حضرت مرزا صاحب بلا اس سے بہت قبل اشاعت اسلام کے کام میں مصروف تھے مسیح موعود کے مدعی بن کر سامنے آ گئے۔ وہی علماء جو آنے والے مسیح کے منتظر تھے۔ ان کے دشمن بن گئے۔ مگر خدا کی شان کہ اس دعوے کے صرف چند سال بعد لاہور میں مذاہب عالم کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور دنیا کی پہلی ہی عالمی کانفرنس تمام مذاہب کے نمائندگان نے دھواں دار تقریریں کیں مسلمانوں کے نمائندگان بھی مولانا ثناء اللہ اور مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کی صورت میں وہاں مقالے پڑھنے کے لئے پہنچے۔ مگر جب حضرت مرزا صاحب کا مضمون پڑھا جانے لگا تو حاضرین پر ایک سکتہ طاری ہو گیا۔ صرف ایک مضمون کے لئے جلسہ کی معیاد بڑھا دی گئی اور بالآخر منصفوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہی مضمون تمام جلسے کا حاصل ہے اور یہی سب سے بالاتر ہے اور حضرت صاحب کا الہام بھی یہی تھا کہ "مضمون بالا رہا"۔ جس دن جلسہ ختم ہوا مسلمان خوشی سے جامے میں پھولے نہ سماتے تھے اور اسے اسلام کی فتح کا دن قرار دیتے تھے۔ اس کے برعکس عظیم الشان فتح کے باوجود مخالفت بڑھتی ہی گئی اور مرزا صاحب کا قلم بھی تمام مذاہب کو رگیدنے میں فوق العادت مراحل طے کرنے لگ گیا۔ آریہ سماج پر زبردست حملے ہوئے کہ وہ سرنگوں ہو کر گر گیا۔ برہمو سماج سے تصادم ہوا تو ایک ہی ہاتھ میں ختم ہو گیا۔ سکھوں کے بانی کو زبردست شواہد سے مسلمان ثابت کر دیا گیا۔ عیسائیوں کو تو ایسی شکست پر شکست دی گئی کہ ان کے مرکزوں سے یہ ہدایات جاری ہوئیں کہ کوئی عیسائی مبلغ احمدیوں سے بحث نہ کرے۔ پادری میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور صرف گالیاں دینے پر اکتفا کرنے لگے۔ اور آج تک وہ صرف احمدیت کا منہ چڑانے میں ہی اپنی خیریت سمجھتے ہیں۔ مسلمان مصنفین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ تحریک احمدیت کے اصل خد و خال کو تو نہ چھیڑا، غیر متعلق باتوں میں الجھنے اور الجھانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ جو مصنف اٹھتا وہ علی الاعلان کہتا کہ سابقہ مصنفین نے احمدیوں کا کچھ مقابلہ نہیں کیا میں نئے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدان میں اترا ہوں۔ کچھ عرصہ بعد جب احمدیوں کی طرف سے منہ توڑ جواب دیا جاتا تو ایک اور اہل قلم اٹھتا اور نئے زاویۂ نگاہ سے حملہ آور ہوتا۔ اور پہلے مصنفوں کا استخفاف کر جاتا۔ الغرض اسی طرح یہ سلسلہ جاری ہے۔ مگر تحریک احمدیہ کے اصول بالکل محفوظ ہیں۔ مسیح کو کوئی زندہ نہ کر سکا ظہور مسیح کی پیشگوئی کو کوئی غلط ثابت نہ کر سکا۔ اس میں تطبیق احمدیت نے یوں دی کہ اسرائیلی مسیح اور ہے اور آنے والا مسیح اور ہے۔ چنانچہ احادیث میں دونوں کے حلیے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح مسیح اول کے ظہور پر یہودیوں نے اعتراض کیا کہ آپ کے ظہور سے قبل ایلیا نبی کا آنا ضروری ہے۔ تو مسیح نے جواب دیا کہ:۔

> "احمقو! وہ تو یوحنا کی شکل میں آچکا کیونکہ وہ اسی کی خو بو میں تعلیم دیتا رہا ہے"

احمدیت کے اس موقف کا کوئی ابطال نہ ہو سکا۔

مولانا! اب تو اس صدی کے چند سال ہی باقی رہ گئے ہیں۔ صدی کا عہد تو ختم ہونے کو ہوتا ہے۔ دین بھی وہ جو عالمگیر ہے بالفاظ دیگر

کیوں خاموش ہے ... کے مقابلے ... دنی ... بھوٹے

... سے چیلنج پہ چیلنج دیا جا رہا ہے۔ دن رات مذاہب

باطلہ کے مقابل پر زبردست جہات کا سلسلہ شروع

ہے۔ بے پناہ لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے۔ اسلام

کا تفوق وغلبہ دلائل وبراہین سے ثابت کیا جا رہا ہے

مگر وہ کہیں کسی کونے میں خاموش بیٹھا شاید زیر لب

مسکرا رہا ہے۔ اور آپ میں بھی کوئی ایسی طاقت نہیں

کہ اسے ترغیب دے کر میدان میں لائیں۔ پھر یہی نہیں

کہ مرزا صاحب نے صرف مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔

وہ مسیح موعود ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ اور آج سے چودہ سو

برس قبل لسان نبوی سے بیان کی ہوئی پیشگوئیاں

دہائی دے رہی ہیں کہ مسیح موعود کے ظہور کا یہی زمانہ ہے

یہی زمانہ ہے یہی زمانہ ہے، اور تیرھویں صدی میں علماء

کی پکار بھی یہی تھی کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی میں

ہوگا۔ الغرض ایسا ہی ظہور ہوا۔ اور جن سے اُمید تھی

کہ وہ اس کو پہچان لیں گے وہی معاند بن گئے۔

احمدیہ جماعت کے اختلافات کو آڑ نہ بناؤ

مولانا! ہم پر ایک اعتراض عموماً کیا جاتا

ہے۔ اور اس کا ہم نے بارہا جواب دیا ہے اور اس

مضمون میں بھی ہم اوپر جواب دے آئے ہیں اور اعادہ

کے الزام کے باوجود ہم پھر اس کا جواب دیتے ہیں

کہ حضرت مرزا صاحب کو ماننے والی کثیر جماعت نہیں

کیوں نبی مانتی ہے اور کیوں وہ کروڑوں کلمہ گو مسلمانوں

کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے۔ مولانا!

آپ کو تو یہ اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ کے سامنے

تو بارہا آپ کے مخالف آپ کی اپنی تحریریں لا چکے ہیں

جن میں لکھا ہے کہ یہ مسلمانوں کی بھیڑ جسے مسلمان قوم کہتے

ہیں اس کے ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹) آدمی

اسلام سے بالکل نا واقف اور محض نام کے مسلمان

ہیں اور ان کو حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

لاہور کی طرف سے مولانا محمد علی صاحب کے قلم سے ایک

مبسوط کتاب النبوۃ فی الاسلام

ایسی جامع دستاویز ہے جس کی مثال چودہ سو برس

کی تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ ختم نبوت

پر وہ ایک لاجواب کتاب ہے اور اسی سے تمام

مخالفین نے دلائل اخذ کئے ہیں۔ اس میں

مولانا محمد علی صاحب نے یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت

مرزا صاحب نے کبھی نبوت ... کا دعویٰ نہیں

کیا اور کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ اس کے بعد

سینکڑوں تحریریں لاہوری احمدیوں کی طرف سے اس

موضوع پر لکھی گئیں لیکن افسوس کہ علماء نے ...

کا مسئلہ ہے وہ قادیانیوں کے ہمنوا ہو گئے۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد

سب سے پہلا شخص جس نے مرزا صاحب

کی طرف ان مریدوں میں سے دعوئے نبوت

منسوب کیا وہ ان کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود

احمد ہے۔ مگر اس نے اس دعوئے کو بیان

کرنے میں کئی قلابازیاں کھائیں۔ ہم ذیل میں اس

شخص کی چند تصویریں دکھائیں گے جن کو

دیکھ کر آپ کبھی یہ باور نہیں کر سکتے کہ یہ ایک

ہی شخص کے بیانات ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں

میاں محمود احمد صاحب ایک رسالہ تشحیذ الاذہان

بابت اپریل میں آیت خاتم النبیین پر ایک مضمون

لکھتے ہوئے یوں اظہار خیال فرماتے ہیں:—

"اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا

ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں

اور آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئے

گا کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا

جائے اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ

کر دے۔ اور نئی شریعت جاری کر سکے

بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور

متقی اور پرہیزگار لوگ ہوں گے۔

سب کو آپ کی غلامی میں ہی ملے گا

جو کچھ ملے گا۔ اس طرح خدا تعالیٰ

نے بتا دیا کہ آپ کی نبوت نہ صرف

اس زمانے کے لئے ہے بلکہ آئندہ

بھی کوئی نبی اور نہیں آئے گا ...

. . . .

. . . . آنحضرت صلعم

کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر

گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعوےٰ

کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ آنحضرت سے

پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعوے کرتے

تھے اور ان میں سے بہت سے کامیاب

ہوئے (جن کو ہم تو سچا ہی سمجھتے ہیں)

مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں

بند ہو گیا۔ اب کیوں کوئی کامیاب نہیں

ہوتا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی

پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں

اب ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے

ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے

کہ آپ کے دعوے کے بعد کوئی شخص

جو نئی نبوت کا ہو کامیاب نہیں ہوا

پس یہ اس طرف اشارہ تھا کہ کان اللہ

آئے گا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا

دعوےٰ نہ کرے گا کہ ہم اس کو ہلاک

نہ کر دیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی

ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں ......

اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو۔"

صرف ایک سال کے بعد اسی شخص کی یوں

کایا پلٹ ہو گئی کہ تشحیذ الاذہان کے اپریل ہی کے

پرچے میں وہ اعلان کر دیتا ہے کہ :—

"پس نہ صرف اس کو جو آپ کو

کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے

دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا

گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل

سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی

بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن

ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف

ہے کافر قرار دیا گیا ہے۔"

اسی طرح ۱۹۱۴ء میں بھی میاں بشیر الدین محمود

احمد بغیر کسی حجاب اور شرم کے اپنے ہی رسالہ

میں یوں رقم طراز ہیں:—

"قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین

کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہم لوگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ اس لئے ہم

آپ کے منکروں کو کافر کہتے

ہیں۔"

مذکورہ بالا بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں

بشیر الدین محمود احمد کے نام سے دو علیحدہ علیحدہ شخص

ہیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ

ہے کہ یہ ایک ہی شخص کی دو متضاد آوازیں

ہیں۔ اب ہم ۱۹۵۳ء میں اس شخص کا ایک

اور قول چند مختصر الفاظ میں ذیل میں درج کرتے

ہیں تاکہ معلوم ہو کہ باطل اپنے آپ کو چھپانے

کے لئے کیا کیا لباس پہن سکتا ہے۔ تحقیقی

کمیشن جو ۱۹۵۳ء میں فسادات پنجاب کی تحقیق

کے لئے مقرر ہوا اس کے روبرو میاں بشیر الدین

محمود صاحب بطور گواہ پیش ہوئے تو ان پر یہ سوال

کیا گیا:—

"کیا آپ مرزا غلام احمد کو ان مامورین

میں شمار کرتے ہیں جن کا ماننا مسلمان

کہلانے کے لئے ضروری ہے؟"

انہوں نے جواب دیا کہ:—

"کوئی شخص جو مرزا غلام احمد

صاحب پر ایمان نہیں لاتا دائرہ

اسلام سے خارج قرار نہیں دیا

متعلق بھی جواز کا پہلو نکال لیا اور اب تو ہم اس

پر غور کر رہے ہیں۔ الغرض اس شخص نے

خلافت کا عہدہ سنبھالتے ہی جماعت کو عالم

اسلامی سے منقطع کر کے اپنی ذات میں گم کرنے

کے لئے اور اپنے مرکز سے پوری طرح وابستہ

رکھنے کے لئے نئے نئے عقائد ایجاد کر لئے

لیکن جب راستے عامہ کا بوجھ پڑا اور خود ضمیر

نے اندر سے زور سے ملامت کی تو علی الاعلان

عقائد تبدیل کر لئے۔ (باقی — باقی)

بقیہ مباحثہ قینچی سلسلہ ص۸

کا مقام نہیں رونے اور افسوس کا مقام ہے کیونکہ

اس سے نہ صرف مجددیت کے منصب اور مرتبے

کی توہین ہوتی ہے بلکہ جو حدیث شریعت کے مطابق

اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجدد مبعوث ہوتے رہے

ہیں ان کی بھی توہین کی گئی ہے کیا وہ بھی مولوی لال

حسین کی طرح مغالطے اور کذب بیانی سے کام

لیتے تھے۔ علاوہ ازیں خاکسار نے حدیث مجدد

پڑھ کر بتایا کہ مجدد کو اللہ تعالیٰ ہی بھیجتا ہے۔

آپ کو جس الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بطور

مجدد مقرر فرمایا ہے وہ پیش کریں ہم ضرور ارشاد

خداوندی ولقد لبثت فیکم عمرا من

قبلہ کے ماتحت آپ کو پرکھیں گے میں نے کہا کہ میں

ذاتیات میں نہیں پڑنا چاہتا تھا مگر آپ نے خود موقعہ

مہیا کر دیا ہے، اب میں آپ کے ڈھول کا پول کھولوں گا

میرے پاس سیر روپٹ بھی پڑی ہے اور اخبار

پیغام صلح کی وہ فائل بھی۔ اس پر وہ دم بخود ہو گیا۔

میرے بار بار کے تقاضے پر بھی اخیر تک اس نے

جواب نہ دیا۔

دوسرا لطیفہ یہ ہوا کہ مولوی لال حسین

نے بار بار کہا کہ حدیث میں عیسےٰ اور ابن مریم آیا ہے

نہ حضرت مرزا صاحب کا نام عیسےٰ تھا اور نہ آپ کی

والدہ کا نام مریم تھا۔ پھر کیسے یہ عیسےٰ اور ابن مریم

بن گئے۔ خاکسار نے بتیرا سمجھایا کہ اس کے ساتھ

الفاظ امامکم منکم ایک حدیث میں ہیں دوسری

میں امامکم فیکم کے الفاظ ہیں۔ یعنی اے

مسلمانو! وہ تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ اس پر

تمہیں تعجب نہیں ہونا چاہیئے کہ کیسے وہ امام عیسےٰ

اور ابن مریم بن گیا۔ ملاّں آں باشد کہ چپ نہ شود،

مولوی لال حسین بار بار یہی اعتراض کو دہراتا رہا۔

خاکسار بھی بار بار جواب دیتا رہا۔

یہاں پاروہ میں ایک شخص مولوی عبدالکریم ... نامی

نام کا رہتا ہے اس کی والدہ کا نام مریم ہے۔

دماغی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے وہ اپنے آپ

کو عیسیٰ ابن مریم کی پیشگوئی کا مصداق سمجھتا ہے اس کے

جو الزامات مرزا صاحب پر قائم کیے جاتے ہیں ان میں صداقت کا شائبہ تک نہیں

علامہ نیاز فتحپوری کا حضرت مسیح موعود کے متعلق اظہار عقیدت

ذیل کا مضمون علامہ نیاز فتحپوری نے مئی ۱۹۶۲ء کے شمارہ "نگار" لکھنؤ میں جناب عبدالمجید صاحب نعمانی (راولپنڈی) کے ایک خط کے جواب میں شائع کیا:—

بر بنائے عصبیت

پچھلے دو سال کے اندر بے شک میں نے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی تحریک کو بہت سراہا ہے لیکن محض بر بنائے حقیقت و صداقت و آزادیٔ ضمیر مجھے معلوم تھا کہ سارا زمانہ احمدی جماعت اور مرزا غلام احمد کا مخالف ہے لیکن جب میں نے خود اس جماعت کے لٹریچر اور اس کے عملی پہلو کا مطالعہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ مخالفت محض بر بنائے عصبیت ہے اور جو الزامات مرزا صاحب موصوف پر قائم کئے جاتے ہیں ان میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔

سب سے بڑا الزام ان پر یہ عائد کیا جاتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہ تھے۔ حالانکہ اس سے زیادہ لغو و بے معنی الزام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ یقیناً ختم نبوت کے قائل تھے۔ اور غالباً اسی شغف اور شدت کے ساتھ جو ایک سچے عاشق رسول میں پایا جانا چاہیئے۔ وہ اپنے آپ کو بر بنائے تقلید نبویؐ رسولؐ کا سایہ اور اسوۂ نبویؐ کا مظہر ضرور قرار دیتے تھے۔ سو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ہر شخص جو رسول اللہؐ کی زندگی کو سامنے رکھ کر اس کی تقلید کرے —— وہ "ظلِ نبوت" کہلایا جائے گا اور اگر مرزا صاحب نے عملاً اس کر کے دکھایا۔ تو وہ یقیناً ظلِ نبوت بھی تھے اور بروزِ اسوۂ رسولؐ بھی۔

افسوس کی بات

کتنے افسوس کی بات ہے کہ لوگ نہ احمدی جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں اور نہ ان کے کارناموں کو دیکھتے ہیں اور محض سنی سنائی بات پر اعتماد کر کے اس کی عزت سے بد ظن ہو جاتے ہیں۔

کس قدر عجیب بات ہے کہ مخالفین احمدیت بھی اس کی تنظیم اور اس کی وسعت تبلیغ کے قائل ہیں حتیٰ کہ دجّال کے دور افتادہ علاقوں میں بھی اسلام کی حقیقت لوگوں پر واضح ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن جس وقت سوال مرزا غلام احمد صاحب کے عقائد و کردار کا آتا ہے تو وہ سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ محض اس لئے کہ ان کے زمانے میں چند سرپھرے مولویوں نے بر بنائے رشک اپنی نااہلیت چھپانے کے لئے مرزا صاحب کو برا بھلا کہنا شروع کیا تھا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مرزا صاحب نے چھیاسی سے زیادہ کتابیں مختصر عمر میں لکھیں اور ان سب کا مقصود صرف یہ تھا کہ وہ دنیا کے سامنے اسلام کو صحیح معنوں میں پیش کریں اور مسلمانوں کی ایک باعمل جماعت دنیا میں پیدا کر سکیں۔ سو آپ خود ہی سمجھئے کہ ان کے مخالفین دس آدمیوں کی بھی کوئی جماعت پیدا نہ کر سکے اور مرزا صاحب کی تعلیم کے زیر اثر آج دنیا کے ہر گوشے میں لاکھوں انسان تعلیم اسلام سے روشناس ہو چکے ہیں اور اس قدر پابندی سے احکام اسلام کے متبع ہیں کہ سچ پوچھئے تو اس کی مثال کسی بڑے سے بڑے عمامہ بند مولوی میں بھی نہیں ملتی۔

کوئی خیالی مذہب نہیں

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مذہب اسلام کوئی خیالی مذہب نہ تھا اور نہ اس کی بنیاد کسی ذہنی فلسفہ پر قائم تھی بلکہ وہ یکسر عمل ہی عمل تھا۔ اور احمدی جماعت نے اسی عملی پہلو کو سامنے رکھ کر اپنی جماعت میں ایک ایسی نئی روح پھونک دی جس کی مثال ہمیں کسی دوسری مسلم جماعت میں اس وقت نہیں ملتی۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ وہ افراد

- جو نماز باجماعت کے پابند ہوں۔
- جو ارکانِ اسلام کا پورا احترام کرتے ہوں۔
- جو صدقہ و زکوٰۃ کی رقم بغیر کسی پس و پیش کے نکالتے ہوں۔
- جو لہو و لعب کی زندگی سے متنفر ہوں۔
- جو صدق دریدہ سادہ معاشرت بسر کرتے ہوں۔
- جو ہر وقت ہر انسان کی خدمت کے لئے آمادہ رہتے ہوں۔
- جو صادق القول ہوں، امین ہوں، عہد و پیمان کے پابند ہوں۔

ان کو آپ برا بھلا کہتے ہیں صرف اس لئے کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب کو "مہدیٔ موعود" سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جس حد تک روایت کا تعلق ہے۔ وہ مرزا صاحب پر منطبق ہو سکتی ہے۔

آپ آج کل علیل ہیں اس لئے مطالعہ کتب کا وقت آپ کے پاس کافی ہو گا۔ اگر نامناسب نہ ہو تو سب سے پہلے مرزا صاحب کی "براہینِ احمدیہ" پڑھ ڈالئے۔ اور اس کے بعد ان کی دوسری تصانیف —— آپ پر خود واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کتنے بڑے انسان اور کتنے سخت قائلِ نبوت تھے۔ اور کیسے کیسے چھوٹے انسانوں نے ان کے بلند کردار پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔

اب رہا آپ کا آخری مشورہ کہ —— نگار پاکستان سے نکالا جائے۔ سو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میرا لڑکا عارف نیازی "نگار پاکستان" کے نام سے یہ نکال رہا ہے۔ اور یہ پرچہ ہو بہو "نگار لکھنؤ" کا چربہ ہوتا ہے۔

یہ درست ہے۔ کہ راولپنڈی بڑی اچھی جگہ ہے۔ اور میں بھی بہت پسند کرتا ہوں میرے بہت سے اعزہ بھی وہاں رہتے ہیں —— لیکن "نگار پاکستان" کی اشاعت وہاں سے ممکن نہیں۔ کیونکہ اس کا ڈیکلریشن کراچی میں منظور ہوا ہے اور وہیں اس کا دفتر قائم ہو چکا ہے —— رہا نگار لکھنؤ —— سو بدستور یہیں سے جاری رہے گا۔ جب تک اس کی سکت مجھ میں باقی ہے —— خدا تعالیٰ آپ کو شفاءِ عاجل عطا فرمائے ——"

(نگار لکھنؤ —— ۱۰ مئی ۱۹۶۲ء)

بحر حکمت کے موتی۔ بقیہ صفحہ اوّل

پڑھتا ہے اور سوتی نہیں ملال کے معنے ایک چیز کی محبت کے بعد اس سے نفرت ہو جانا ہے جسے اکتا جانا کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو اس سے پاک ہے کہ وہ اکتا جائے لیکن جیسا فعل انسان کا ہوتا ہے اس پر سزا کے لئے بھی ایسا ہی لفظ بول دینے کا محاورہ جیسے جزاءُ سیئۃٍ سیئۃٌ مثلہا حالانکہ سزا فی الواقعہ سیئہ نہیں یا۔ فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ حالانکہ زیادتی کرنے والے کا مقابلہ زیادتی سے نہیں۔ یا جیسے اللّٰہ یستہزئ بہم۔ مگر معنے یوں بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا تم ہی اکتا جاتے ہو۔ یا یہاں تک کہ تم ہی اکتا جاتے ہو۔ (فضل الباری۔ شرح صحیح بخاری)

اے خدا اے مشرق رحمت بیار ... کور گراں را چشم کن روشن ز آیات مبین

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

ٹیلی فون نمبر ۳۷۳۷

تار کا پتہ تبلیغ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۵

صرف منہ سے توحید کا اقرار نفع نہیں دے سکتا

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ یہ امر خوب سمجھ لو کہ میں جو اس مقام پر کھڑا ہوں۔ میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں اور کوئی کہانی سنانے کے لئے نہیں کھڑا ہوں۔ بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں۔ میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالےٰ نے مجھے دیا ہے، پہنچا دیا ہے۔ اس امر کی مجھے پروا نہیں کہ کوئی اسے سنتا ہے یا نہیں سنتا مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اس کا جواب تم خود دو گے۔ میں نے فرض ادا کرنا ہے۔ میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے۔ یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا۔ میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس میں بغض، کینہ، حسد، ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے اور خدا تعالےٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحد بنتا ہے۔ جب یہ اندرونی بت تکبر، خود پسندی، ریاکاری، کینہ وعداوت حسد و بخل، نفاق و بدعہدی وغیرہ دور ہو جاویں۔ جب تک یہ بت اندر ہی ہیں۔ اس وقت تک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں تو کل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ پکی بات ہے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ خدا کو وَاحِدَہٗ لَا شَرِیْکَ مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد نہم)

بحر حکمت کے موتی

تکمیل دین کی آیت پر عید کی خوشی

عن عمر بن الخطاب ان رجلًا من الیھود قال لہٗ یا امیر المؤمنین اٰیۃ فی کتابکم تقرؤنھا لو علینا معشر الیھود نزلت لاتخذنا ذالک الیوم عیدًا قال ای اٰیۃ قال الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینًا قال عمر قد عرفنا ذالک الیوم والمکان الذی نزلت فیہ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو قائم بعرفۃ یوم جمعۃ۔

ترجمہ :—

حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے یہودیوں سے ایک شخص نے ان سے کہا اے امیرالمومنین تمہاری کتاب میں سے ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر ہم یہود کے گروہ پر اترتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ کہا کونسی آیت؟ کہا یہ کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کا دین تمہارے لئے پسند کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہم اس دن کو اور اس جگہ کو پہچانتے ہیں جس میں یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور آپ عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے تھے۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ :—

یہ پوچھنے والے کعب الاحبار تھے جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا ہم تو اس آیت پر اس قدر خوشی مناتے کہ اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمرؓ نے کیا لطیف جواب دیا کہ یہ نازل ہی عید کے دن ہوئی کیونکہ وہ عرفہ تھا اور جمعہ کا دن تھا۔ پس وہ عیدوں کے دن اس کا نزول ہوا۔ عید منایا گیا تھا۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

کتاب الایمان

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

پرویز صاحب کا مذہب

مدیر طلوع اسلام کا مکتوب

۲۵/ بی گلبرگ - لاہور
۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء

محترم مدیر اخبار پیغام صلح، لاہور

آپ نے ۱۹ فروری ۱۹۶۹ء کے پیغام صلح میں کتاب وسنت کے عنوان سے ایک اداریہ سپرد قلم فرمایا تھا جس میں علاوہ دیگر امور آپ نے لکھا تھا کہ :-

" خود پرویز صاحب کا فہم قرآن بھی دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہے یہاں تک کہ حدیث کو چھوڑ کر نماز کی ہیئت و اذکار جو انہوں نے قرآن سے نکالے ہیں، وہ جمہور مسلمانوں سے مختلف ہیں۔"

ہم نے ۲۵ فروری کے خط میں آپ سے گزارش کیا تھا کہ آپ براہ کرم بتائیں کہ پرویز صاحب نے نماز کے کون سے ہیئت و اذکار قرآن سے نکالے ہیں جو جمہور مسلمانوں سے مختلف ہیں اور اس کی سند آپ کے پاس کیا ہے -

اس کے جواب میں آپ نے ۱۲ مارچ ۱۹۶۹ء کے "پیغام صلح" کے اداریہ میں لکھا ہے کہ :-

" اس کے جواب میں ہم اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے نماز کی ہیئت و اذکار کے بارہ میں جو بات پرویز صاحب کی طرف منسوب کی وہ فی الحقیقت فرقہ اہل قرآن کے افکار اور طریق عمل پر مبنی تھی، ہمارا خیال تھا کہ تمام وہ لوگ جو حدیث کو چھوڑ کر عملی عبادات وغیرہ کے لئے قرآن سے استدلال کرتے ہیں، فرقہ اہل قرآن کی طرح جمہور مسلمانوں سے طریق عبادات سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن مدیر طلوع اسلام کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ پرویز صاحب کا مسلک اس کے خلاف ہے، اور نماز وغیرہ کے متعلق ان کا طریق عمل یا ہیئت و اذکار جمہور مسلمانوں سے مختلف نہیں، اگر اس سوال کا یہی مقصد ہے تو ہمیں اپنا بیان واپس لینے میں کوئی باک نہیں۔"

ہمیں آپ کا یہ جواب پڑھ کر افسوس ہوا، آپ نے اپنے اداریہ میں لکھا یہ تھا کہ :-

" پرویز صاحب نے نماز کی ہیئت و اذکار جو قرآن سے نکالے ہیں، وہ جمہور مسلمانوں سے مختلف ہیں"

یعنی آپ نے اپنے اداریہ میں کوئی قیاسی بات نہیں کی تھی - ایک مثبت اور متعین بات پرویز صاحب کی طرف منسوب کی تھی کہ انہوں نے نماز کی ہیئت و اذکار خود قرآن سے نکالی ہیں، ہمارے استفسار کے جواب میں یا تو یہ لکھنا چاہیئے تھا، کہ یہ ہیں وہ ہیئت و اذکار جو پرویز صاحب نے نکالے ہیں، اور اگر یہ بات نہیں تھی تو اخلاقی جرأت کا تقاضا تھا کہ آپ صاف الفاظ میں اس کا اعتراف کرتے کہ آپ نے غلط بات پرویز صاحب کی طرف منسوب کر دی، اور اس کی ان سے معافی مانگنی چاہیئے تھی، اس کے برعکس آپ اپنے جواب میں لکھتے ہیں کہ "ہمارا خیال تھا"۔۔۔۔۔ اور "مدیر طلوع اسلام کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ۔ اور اگر اس سوال کا یہی مطلب ہے تو"

۔۔۔۔۔ یعنی آپ اپنے قارئین کو تاثر یہ دینا چاہتے ہیں کہ آپ نے پہلے بھی ایک قیاسی بات کہدی تھی اور مدیر طلوع اسلام کے سوال کے بعد بھی آپ متیقن نہیں کہ واقعی آپ نے یہ غلط بات پرویز صاحب کی طرف منسوب کی تھی -

طلوع اسلام آپ کی خدمت میں مسلسل بھیجا جاتا ہے، اور ہمیں یقین ہے کہ آپ اس کا مطالعہ بھی فرماتے ہوں گے، اس میں ایک بار نہیں بیسیوں مرتبہ اس امر کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ :-

" امت کے مختلف فرقے جس جس طریق سے نماز، روزہ وغیرہ کی ادائیگی کرتے چلے آرہے ہیں، ہمیں ان میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کا حق حاصل نہیں اور نہ کوئی نیا طریقہ ایجاد کر سکتا ہے!"

۲- آپ نے طلوع اسلام کے سلسلے "انکار حدیث" کی بحث بھی کئی بار چھیڑی ہے، ہمیں حیرت ہے کہ کیا "طلوع اسلام" میں شائع شدہ یہ الفاظ کبھی آپ کی نظروں سے نہیں گذرے کہ :-

" نبی اکرم صلعم کی سیرت مقدسہ انسانی شرف و کردار کی انتہائی بلندی پر ہے، لیکن بد قسمتی سے ہماری کتب روایات میں ایسی باتیں بھی آگئی ہیں، جن سے حضور کی سیرت پر طعن پڑتا ہے، غیر مسلم انہی روایات کی بناء پر آئے دن حضور کی ذات اقدس پر حملے کرتے رہتے ہیں، ان کے متعلق ہمیں صاف الفاظ میں کہہ دینا چاہیئے کہ وہ رسول اللہ کے اقوال و افعال نہیں ہیں، یہی تھیں وہ روایات جن کے صحیح ہونے سے ہم انکار کرتے ہیں، ایسی روایات کو چھوڑ کر وہ تمام احادیث جو نہ قرآن مجید کے خلاف ہوں، اور نہ جن سے نبی اکرم یا صحابہ کرام رض کی شان کے خلاف کوئی طعن پڑتا ہو، ہم انہیں صحیح تسلیم کرتے ہیں۔"

کیا ہم توقع کریں کہ آپ اس عریضہ کو "پیغام صلح" میں شائع فرما دیں گے؟ تاکہ آپ کے قارئین کی غلط فہمیاں دور ہو جائیں؟

۳- ضمناً ہم نے جو آپ سے استفسار کیا تھا کہ مرزا صاحب نے جو لکھا تھا کہ :-

" خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی گنہگار نہ رہے تو میں ایک اور امت پیدا کروں گا، جو گناہ کرے اور میں اُسے بخش دوں گا"

تو اللہ تعالیٰ نے ایسا کہاں فرمایا ہے؟ آپ کی طرف سے اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا- کیا ہم جواب کی توقع کریں؟

والسلام

نیر طلیب (ایم۔ ایم خلیل)

مدیر طلوع اسلام

پیغام صلح :- مدیر "طلوع اسلام" نے پرویز صاحب کے مذہب کی جو وضاحت کی ہے ۔۔۔ ہمارے علم میں پہلی مرتبہ آئی ہے اس لئے ہم اپنا بیان واپس لیتے ہیں گناہ کی فلاسفی کے متعلق مدیر طلوع اسلام کے سوال کا جواب "پیغام صلح" کی حسب ذیل اشاعتوں میں بڑی وضاحت سے دیا جا چکا ہے۔ ۲۲ جنوری - ۵ فروری - ۱۹ فروری ۲۶ فروری - ۵ مارچ ۱۹۶۹ء

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

ایمسٹرڈم (ہالینڈ) کے ایک کلیسا میں اسلامی نکاح

سرینام (جنوبی امریکہ) سے جناب عبدالرحیم جگو صاحب لکھتے ہیں :-

واضح ہو یہاں کے پچھلے تبلیغی دورے کی خبریں آپ کو لکھ چکا ہوں - بعد کی تبلیغی خبریں یہ ہیں۔ کہ آجکل عیسائی لوگ اپنے معاملات کچھ تبدیل کر رہے ہیں - مختلف طریق رسم و رواج یا مذہبی قوانین کو بدل رہے ہیں - اسلام کے ساتھ بھی دلچسپی ہو رہی ہے - ہمارے وطن میں ایک پادری کریتو دیو صاحب ہیں - جو ہمارے ساتھ وقتاً فوقتاً تبلیغی دوروں پر جاتے رہتے ہیں - اسلام پر بعض اوقات اچھی تقریر بھی کرتے ہیں - گویا خود اسلام کے مبلغ ہیں - ایک اور خبر یہ ہے کہ حال ہی میں ہالینڈ میں ایک عیسائی پادری کلاپہ کی موجودگی میں شہر ایمسٹرڈم کے کسی عیسائی چرچ میں ہمارے محترم مولوی غلام احمد بشیر صاحب نے ہماری جماعت کے ایک فرد کا نکاح پڑھا ہے - اور نکاح کے بعد یہ خبر ہالینڈ کے اخباروں میں شائع بھی ہو گئی ہے جس کا ایک کٹنگ ساتھ بھیج رہا ہوں - جو ہالینس زبان میں ہے اور ترجمہ یہ ہے :-

" اسلامی شادی عیسائی چرچ میں کی گئی - امام بشیر صاحب پادری کلاپہ اور میاں بیوی عبدالحق اور دودوس - نکاح کے وقت ٹامس کے اقوانہ چرچ ایمسٹرڈم میں"

آج صبح زین سنراٹ کے اقوانہ چرچ میں اسلامی شریعت کے مطابق ۔۔ پارا ماریبو کے رہنے والے ۲۹ سالہ جناب عبدالحق کی شادی ۲۰ سالہ مس دودوس کے ساتھ ہوئی - آنیتیہ دودوس دو مہینے پہلے مسلمان ہوئی تھی - وہ پہلے کسی عیسائی فرقے سے تعلق رکھتی تھی - اور جناب عبدالحق صاحب چھ سال سے ہالینڈ میں رہتے ہیں - مولوی بشیر صاحب جو یورپ میں اسلامی انسٹی ٹیوٹ میں ڈائرکٹر ہیں قرآن مجید سے کچھ آیات پڑھ کر نکاح پڑھایا اس کے ساتھ پادری کلاپہ صاحب نے شادی کے متعلق کچھ گانا گایا -

اور پادری کلاپہ کے نائب جیل کلاپہ نے بسم اللہ سمیع العلیم پڑھ کر - یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو سب کچھ علم رکھنے والا ہے انگوٹھی دلہن کو دی - اور دولہا کو بھی انگوٹھی دیتے کہا شادی کے بعد انہوں نے یہ عرض کی کہ میں نے آج اسی طرح سے اللہ کا نام لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھا اس لئے کہ اللہ کے معنے ایک خدا کے ہیں اور مسلم کو ایک خدا سے تعلق ہے - وہ کسی بھائی

تنظیم جماعت

جماعتی اتحاد اور تنظیم کے متعلق قرآن وحدیث میں جو تاکیدات پائی جاتی ہیں اور اس کے جو فوائد واضح ہیں، ان پر گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں (جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے) حضرت امیر ایدہ اللہ نے مفصل روشنی ڈالتے ہوئے جماعت کو اس پر عمل پیرا ہونے کی جو نصیحت فرمائی ہے، وہ امید ہے مقامی اور بیرونی تمام جماعتوں کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہماری جماعت کے ایک معزز رکن اور آزاد کشمیر کے ریٹائرڈ انکم ٹیکس آفیسر جناب چوہدری فضل حق صاحب نے آنریری طور پر اپنی خدمات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو تفویض کی ہیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے زیر ہدایت انہوں نے تنظیم جماعت کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے، جو انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی مضبوطی اور نظم ونسق کو بہتر بنانے کا موجب ہوگا۔

چوہدری صاحب ممدوح نے فی الحال لاہور میں اس کام کو شروع کیا ہے، جہاں مقامی جماعت کی تنظیم میں کم از کم دو ماہ صرف ہوں گے، اس کے بعد وہ بیرونی جماعتوں کا دورہ کریں گے اور انشاء اللہ تمام جماعتوں میں پھر کر اور ہر دوست سے خود مل کر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سعی فرمائیں گے۔

اس کام کی اہمیت وافادیت ایک واضح امر ہے جس پر روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں، حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ میں اس کی پوری وضاحت کر دی ہے، اور امید ہے کہ جماعت کا ہر فرد اس اہم کام میں چوہدری صاحب مکرم سے پورا تعاون کرتے ہوئے اللہ اور رسول کے احکام کی بجا آوری میں حصہ لے گا۔

ذیل میں اسی موضوع پر حضرت مسیح موعودؑ کی چند نصائح نقل کی جاتی ہیں جو انہوں نے جماعت میں اتفاق واجتماع کو مستحکم کرنے کے لئے فرمائی ہیں:۔

"جماعت کے باہم اتفاق ومحبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو، ورنہ ہوا نکل جائے گی، نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو، برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی، اگر اختلاف ہو اور اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو، اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو ہوتی ہے، میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں، اول خدا کی توحید اختیار کرو، دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو، وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو، یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی، كُنتُم أعداءً فألف بين قلوبكم یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے، یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں، وہ مصیبت اور بلا میں ہے اس کا انجام اچھا نہیں .... میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اس کو سرسبز نہیں کر سکتی بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ کے یہ نصائح جماعت کے ہر فرد کو اپنے سامنے رکھنے چاہئیں، ہمیں خوشی ہے کہ ان نصائح پر عمل کرانے اور جماعت کو متحد وواحد بنانے کے لئے چوہدری فضل حق صاحب جیسے قابل اور نیک دل انسان اپنی خدمات وقف کی ہیں، خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کے بلند عزائم اور مخلصانہ کوششوں کو کامیاب وکامران فرمائے آمین۔

اخبار و افکار

"جو لوگ اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کریں"

روزنامہ نوائے وقت مجریہ ۱۲ مارچ ۱۹۶۹ء میں مجلس احرار پاکستان کے ناظم اعلیٰ شیدا ابوذر صاحب کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ

"ہم اپنی طرف سے منصب فتویٰ کا ناجائز استعمال کر کے کسی شخص کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا غلط سمجھتے ہیں ـــ جو لوگ اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کریں کسی کو انہیں کافر کہنے کا حق نہیں"

یہ موقف اس جماعت کے سربراہ کا ہے جس کا اوڑھنا بچھونا ہی تکفیر بازی رہا ہے۔ اور جو تحریک احمدیت کی مخالفت کے لئے معرض وجود میں آئی تھی۔ تکفیر بازی اور کفر سازی اس کا شغل وایمان رہا ہے۔ اور ۱۹۵۳ء میں جو فسادات برپا ہوئے وہ اسی کی سعی نامسعود کے تلخ ثمرات تھے۔ بہرحال صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ مجلس احرار کے ممبران اور کارکنان کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے ناظم اعلیٰ کے تتبع میں کفر بازی کے مسئلہ کو ترک کر اتحاد بین المسلمین کے لئے کوشاں ہوں۔

جماعت بندی کی برکات

جماعت اسلامی کے ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ماہ جنوری ۱۹۶۹ء میں لکھا ہے:۔

"سیاسی یا دینی جماعتوں کے الگ الگ وجود کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں جو ایک عام انقباض پایا جاتا ہے وہ ایک غلط انداز فکر کا نتیجہ ہے انہوں نے غلطی سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ کسی جماعت کا الگ وجود ہی افتراق کی علامت ہے اور یہ ہر صورت میں اجتماعی مفاد کے لئے خطرے کا باعث ہے لیکن اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ ہر جماعت لازمی طور پر افتراق پیدا کرنے کے لئے معرض وجود میں نہیں آتی۔ جماعت ایک اجتماعی قوت کا نام ہے اس سے اچھے مقاصد بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں، خصوصاً انسان کی تربیت کے لئے تو جماعتوں کا وجود ایک بہت بڑی نعمت ثابت ہوا ہے۔"

بجا فرمایا لیکن یہ تو کہیئے کہ ایک جماعت اس زمانہ کے امامؑ نے پون صدی قبل اپنے ارادے سے نہیں بلکہ خدائی اشارے سے، کسی سیاسی مصلحت کے تحت نہیں بلکہ اقامت اسلام کے لئے۔ افتراق کے لئے نہیں بلکہ اتحاد بین المسلمین کے لئے۔ اس کے مقاصد بھی صالح ہیں یعنی دین اسلام کا پیغام رحمت اکناف عالم میں پہنچا دیا جائے اور بنی نوع انسان کے قلوب واذہان کی تربیت وتہذیب کی جائے اور پھر اپنے اثرات ونتائج کے اعتبار سے یہ جماعت دین اسلام اور بنی نوع انسان کی ذہنی فلاح وبہبود کے لئے نعمت بھی ثابت ہو رہی ہے ایسی حالت میں اس جماعت اور اس کے مقدس امامؑ کے متعلق ناواجب فتوے بازی کہاں تک درست ہے؟

عیسائی معتقدات میں اہم تبدیلیاں

کچھ عرصہ سے امریکی مسیحی کلیساؤں میں مسیحیت کے مسلمہ معتقدات میں اہم تبدیلیاں عمل میں آ رہی ہیں جو بقول مسیحی ماہنامہ کلام حق حسب ذیل ہیں:۔

(۱)۔ امریکہ کا یو پی چرچ بائبل مقدس کو پورے طور پر الہامی قبول نہیں کرتا یعنی بائبل مقدس میں انسانی کلام کی ملاوٹ تسلیم کرتا ہے۔

(۲)۔ ایضاً ـــ مسیح خداوند کی بے پدر پیدائش پر ایمان ضروری نہیں سمجھتا۔

(نوٹ از دیا آخرت لاہور کے مسٹی مینا جو پیدا کا یہی عقیدہ ہے ان سے تو دنیا جہان کے کروڑ ہا مسلمان ایمان میں بھلے جو ہمارے خداوند کی بے پدر پیدائش کے صدق دل سے قائل اور صدق دل سے اس پر ایمان رکھتے ہیں)

(۳)۔ امریکہ کا یو پی چرچ مسیح خداوند کی صلیبی موت کو انسانی نجات کے لئے کفارہ تسلیم نہیں کرتا۔ اور اس کی موت کو ایک عظیم اخلاقی قربانی قرار دیتا ہے۔

(۴)۔ ایضاً ـــ مسیح خداوند کے آسمان پر اٹھائے جانے کو تمثیلی قرار دیتا ہے۔

(۵)۔ ایضاً ـــ مسیح خداوند کے مردوں میں سے جی اٹھنے

(باقی صفحہ کالم ۳)

جماعت سازی کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام زمانؑ کا طریق عمل

جماعت کے ہر چھوٹے بڑے کی قدر و منزلت اور حسنِ سلوک

قرآن کریم میں والدین اور معاشرہ کے ہر فرد کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۴ اپریل ۱۹۶۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً و بالوالدین احساناً و بذی القربی والیتمٰی والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل ۔ وما ملکت ایمانکم ۔ ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً۔ (النساء ۴ — ۳۶)

جماعت اور اس کی برکات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار الجماعۃ الجماعۃ فرما کر جماعت کی افادیت و اہمیت کی نشاندہی فرمائی ہے۔ اور اسی ضمن میں فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ یعنے جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اسی لئے جماعت بابرکت ہے۔ کیونکہ وہ بڑے بڑے امور انجام دے سکتی ہے۔ اور ایسا کرنے سے اس کا شرف اور بزرگی بڑھتی ہے۔

افرادِ جماعت انسانی اعضا کی طرح ہیں

فرمایا۔ جماعت ایک ایسا ہی وجود ہے جیسا انسان کا بنا وجود۔ انسان کے مختلف اعضا ہیں، لیکن یہ اعضا باہمی تعاون اور اتحاد کی برکت سے اپنی حاجات اور کاروبار چلا سکتے ہیں۔ ایک پہلوان جو تندرست اور قوی الجثہ ہو اس کے پاؤں کی ایک انگلی کو کسی صدمے سے شدید چوٹ لگ جائے یا اس میں دکھ دہ زخم آجائے تو وہ معذور ہو جاتا ہے جسم انسانی میں دماغ یا قلب ہے جو اس سارے نظام کا بادشاہ ہے، لیکن ایک انگلی کی بیماری سے بادشاہ اور اس کی بادشاہت ننگی ہو جاتی ہے خود اٹھ کر پانی نہیں پی سکتا۔ بازار سے ضروری چیزیں نہیں لا سکتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی ہے کہ جسم کے تمام کے تمام اعضاء مل کر ہی مفید کام انجام دے سکتے ہیں۔ اور اگر ایک عضو کام کرنے سے جواب دے دے اور خراب ہو جائے تو پھر سارے کا سارا جسم کام کرنا چھوڑ دیتا ہے، جماعت کی حالت بھی ایسی ہی ہے۔ جماعت کے چھوٹے بڑے، امیر غریب، منصب دار اور غیر منصب دار سب مل کر کام کریں تو تب ہی جماعت کے اغراض و مقاصد احسن طور پر پایہ تکمیل کو پہنچ سکتے ہیں۔

نبی کریم صلعم کی نصرت مومنین کے ذریعہ

حضور نبی کریم صلعم کو یہ عرفان قرآن کریم کے ذریعہ نصیب ہوا۔ قرآن کریم میں ہے ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین۔ یعنی خدا تعالے نے ہی آپؐ کی نصرت فرمائی ہے۔ مشکلات بے اندازہ تھیں، چاروں طرف دشمن ہی دشمن تھے، جن کی وجہ سے مشکلات کے پہاڑ کھڑے ہو گئے ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ نے آپؐ کی نصرت فرمائی مومنین کے زور بازو سے بھی آپؐ کو فائدہ پہنچا۔

نبی کریم صلعم کی طرف سے بڑے چھوٹے ہر ایک کی عزت افزائی

اسی وجہ سے حضورؐ نے ہر بڑے چھوٹے کی عزت کی۔ ایک طرف تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے احسان کو یاد رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں ان امن الناس علی فی صحبتہ وموالہ ابابکر جس نے میری ذاتی طور پر خدمت کی ہے اور جس نے مجھ پر بے اندازہ روپیہ خرچ کر کے سب سے بڑھ کر مجھ پر احسان کیا ہے وہ ابوبکر رضؓ ہیں، یہ حضورؐ کی عظمت اور تہذیب کی عظمت اور اخلاق کی بلندی کی باتیں ہیں کہ اپنے ساتھی کے اس قدر ممنون احسان ہیں، ان کے احسان کو بھلاتے نہیں اظہار تشکر فرماتے ہیں۔

پھر حضورؐ جناب الٰہی میں دعا فرماتے ہیں کہ مجھے عمرؓ کا ساتھ میسر آجائے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلعم کو اس بات کی پوری معرفت حاصل ہے۔ کہ اکیلا انسان جماعت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا، حضرت عمر رضؓ کے متعلق حضور صلعم نے فرمایا جس رستہ پر عمر رضؓ ہیں میں ساری دنیا کے رستے کو چھوڑ کر ان کے رستہ پر چلوں گا۔

ایک دفعہ کشف میں جنت کے اندر ایک محل دیکھا جو بڑا بے نظیر ہے۔ حضور صلعم نے ارادہ فرمایا کہ اس کے اندر جا کر دیکھا جائے۔ حضورؐ چل کر دروازہ تک جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ محل عمرؓ کا ہے۔ تو آپؐ رک جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ عمر رضؓ تو بڑا باغیرت انسان ہے میں اس کے محل میں بلا اجازت نہیں جا سکتا۔ ایک طرف ان دو عظیم شخصیتوں کی قدر ہے اور دوسری طرف مسجد میں ایک جھاڑو دینے والی عورت کی قدر افزائی ہے۔ اس عورت کو مسجد میں نہ پایا تو اس کی بابت استفسار فرمایا۔ معلوم ہوا کہ رات کو وہ فوت ہو گئی تھی۔ لوگوں نے حضورؐ کو اطلاع دینا ضروری نہ سمجھا۔ اس پر حضور نے فرمایا دلونی علی قبرھا۔ یعنی مجھے اس کی قبر کا پتہ دو۔ وہاں تشریف لے گئے اور اس عورت کی قبر پر مغفرت کے لئے دعا کی۔ حضورؐ کی اس عزت افزائی کا قوم نے مشاہدہ کیا اور ایک نہایت قیمتی سبق سیکھا۔

عمر بھر حضور صلعم نے اپنے ساتھیوں کی تعظیم و تکریم فرمائی اور ان سے محبت و مودت کا سلوک کیا۔ ان کے لئے مرید کا لفظ استعمال نہ فرمایا بلکہ اخی اور صاحب یعنی کامریڈ کے نام سے ہی یاد فرمایا اس لئے کہ یہ دونوں الفاظ یعنی اخی اور صاحب قرآن کریم میں ان کے متبعین کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا انما المؤمنون اخوۃ اور دوسری جگہ ہے ما ضل صاحبکم اپنے ساتھیوں کی حضور صلعم نے اس قدر اور اس حد تک عزت افزائی کی ہے کہ فرمایا اصحابی کالنجوم۔ میرے ساتھی لوگوں کی رہنمائی کے لئے ستاروں کا کام دیں گے۔

قوم سازی کا گر

یہی گر قوم سازی کا ہے، قوم کے ہر فرد کی تکریم کرنے سے قوم سازی کا کام انجام پا سکتا ہے۔ کوئی ہیڈ ماسٹر ہے تو کوئی چپڑاسی، کوئی کالج کا پرنسپل ہے تو کوئی دفتر کا کلرک، کوئی مزدوری کرتا ہے تو کوئی کارخانہ دار ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب جماعت کے کل پرزے ہیں، ان سب کی عزت اور احترام کرنے سے قوم میں محبت، اعتماد اور اتفاق و اتحاد پیدا ہوتا اور قوم مضبوط ہوتی ہے۔

سفر میں نبی کریم صلعم کا دوسروں کے ساتھ باری باری اونٹ کی مہار پکڑنا

یہ ایک دو باتیں میں نے ذکر کی ہیں حضور صلعم کی اس طرح کی بے شمار باتیں ہیں کس کس کو بیان کیا جائے۔ ایک دفعہ جہاد پر جا رہے تھے۔ سواریاں کم تھیں۔ حضور صلعم نے فرمایا تین تین آدمی ایک ایک سواری پر باری باری سفر کریں۔ حضور نے بھی دو آدمی اپنی سواری پر بٹھا لیے۔ سفر جاری رہے ہر کوئی اپنی اپنی باری پر نیچے اترتا اور اونٹ کی مہار پکڑتا ہے۔ حضور صلعم کی جب باری آئی تو آپ نیچے اترے دوسرے ساتھیوں نے عرض کی حضور آپ بیٹھے رہئے ہم مہار پکڑتے ہیں، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا ما انتما باقوی منی علی المشی میں بھی پیدل چل سکتا ہوں۔ پیدل چلنے میں تم مجھ سے زیادہ طاقت نہیں رکھتے، وما انا اغنی منکما عن الاجر۔ اور تمہیں اس مشقت سے جو اجر ملتا ہے میں بھی اس اجر کا تم سے کم محتاج نہیں ہوں۔

مجلس میں ابو بکرؓ کے مقابلہ میں ایک نوجوان کی رعایت

ایک دفعہ مجلس لگی ہوئی تھی دائیں طرف ایک نوجوان بیٹھا تھا اور بائیں طرف حضرت ابو بکرؓ تشریف رکھتے تھے ایک پینے والی چیز آئی تو حضور صلعم نے خود پی کر نوجوان سے فرمایا کہ ہمارا طریقہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں دائیں طرف سے تقسیم کرنا شروع کرتے ہیں اور اب تم دائیں طرف ہو اور ایک بزرگ ابو بکرؓ بائیں طرف بیٹھے ہیں تمہاری اجازت ہو تو ان کی بزرگی کے احترام میں پہلے ان کو دیا جائے۔ نوجوان نے عرض کی کہ نہیں حضور میں اپنی باری نہیں دے سکتا، حضور صلعم نے نوجوان کی اس بات پر کوئی غصہ کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ اس کو بے ادبی قرار دیا بلکہ پہلے اس نوجوان کو پیالہ دے دیا۔

اعتکاف میں زوجہؓ محترمہ کی مدارات

ایک اور بات یاد آگئی۔ ایک دفعہ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صفیہؓ کسی کام کی غرض سے تشریف لے آئیں اور وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے لگ گئیں، حضورؐ نے ان کو یہ نہیں فرمایا کہ میں تو گھر چھوڑ کر یہاں آگیا ہوں آپ اعتکاف کے دنوں میں بھی یہاں پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ ایسی کوئی بات نہیں فرماتے، بلکہ ان کی موانست کرتے ہیں جب تک انہوں نے باتیں جاری رکھیں ہیں آپؐ سنتے سناتے رہتے ہیں، یہ بھی نہیں کہا کہ اب آپ چلی بھی جاؤ۔ وہ جب جانے لگتی ہیں تو ان کے ساتھ دروازے تک جاتے ہیں۔ وہاں حضرت صفیہؓ کھڑی ہو کر باتیں کرنے لگ جاتی ہیں، حضورؐ آرام سے دروازے میں کھڑے ہو کر ان سے باتوں میں مصروف رہے۔ دو صحابی ادھر سے گذرے آپؐ ان کو ٹھہرا لیتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ میری بیوی ہے جس سے میں باتیں کر رہا ہوں اور حضرت صفیہؓ سے کہا کہ ذرا پردہ اٹھاؤ تا کہ وہ تمہیں دیکھ لیں۔

. . . .

حضرت امام زمانؑ کی طرف سے اپنے ساتھیوں کی قدر و منزلت

اس زمانہ کے امامؑ نے بھی اپنے ساتھیوں کی بہت عزت افزائی فرمائی ہے۔ حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ کی آپؑ نے بڑی عزت کی۔ اور فرمایا کہ مجھے ان کی ذات پر رشک آتا ہے۔ قرآن کریم میں جنتوں کے ذکر میں ایک لفظ عبقری آتا ہے عبقری لاجواب چیز کو کہتے ہیں۔ حضرت امام زمانؑ نے حضرت مولانا نور الدین رحؒ کے متعلق بھی یہی عبقری کا لفظ استعمال کیا ہے۔

اسی طرح حضرت مولانا عبد الکریم رحؒ سیالکوٹی کی بڑی قدر و منزلت فرمائی، ساری عمر ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ کبھی بہانہ سازی سے نہیں کہا کہ میں آج امامت کرواتا ہوں۔ مولانا سید محمد احسن امروہوی رحؒ اور حضرت مولانا نور الدین رحؒ کے متعلق فرمایا کہ یہ دو فرشتے ہیں جن کے کندھوں پر میں اترا ہوں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحؒ حضرت خواجہ صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب رحؒ اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب رحؒ وغیرہ تمام ساتھیوں کی عزت کرتے اور ان سے محبت و مودت کا اظہار فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضرتؑ کے اہل و عیال لدھیانہ میں گئے ہوئے تھے حضرت صاحب کے مکان میں پلنگ پر مولوی عبد الکریم صاحب سو گئے۔ حضرت صاحب پلنگ کے نیچے فرش پر لیٹ گئے۔ جونہی مولوی عبد الکریم صاحب کی نیند کھلی وہ حضورؑ کو نیچے لیٹا ہوا دیکھ کر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے فرمایا آپ کیوں اٹھ بیٹھے ہیں میں تو پہرہ دے رہا تھا کہ بچے شور و غل نہ کریں اور آپ کی نیند میں خلل واقع نہ ہو۔ ایسا ہی ایک واقعہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب رحؒ کو بھی پیش آیا۔

سنتِ رسولؐ ہے ایک دوسرے کی تعظیم کی جائے

میں نے آپ کو حضرت نبی کریم صلعم کی کچھ باتیں سنائیں اور آپؐ کے سچے خادم اور غلام کی باتیں بھی سنائیں ہیں، اس کو کہتے ہیں سنتِ رسول صلعم پر عمل، یہ ضروری ہے کہ قوم کے ہر فرد کے اندر یہ پختہ ارادہ ہو کہ ہم نے اس سنت کی پیروی کرنا اور ایک دوسرے کی تعظیم کرنا ہے۔

حضرت امامؑ کی جماعت کی خدمت اسلام یورپ میں اسلام کی تبلیغ

جس طرح حضور صلعم نے اپنے حسنِ اخلاق اور پاکیزہ رویہ سے جماعت بنائی اسی طرح حضورؐ کے خادم حضرت امام زمانؑ نے بھی جماعت بنائی ہے، ان کو یقین ہے کہ جماعت کے بغیر اکیلا انسان کسی کام کا نہیں اس جماعت نے جو کام پون صدی سے کیا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے۔ اس جماعت کی متحدہ مساعی اور باہمی ایثار و قربانی سے انگلستان، جرمنی، امریکہ اور افریقہ میں تبلیغ اسلام کا جھنڈا بلند ہوا۔ یہ ایک بہت مشکل کام ہے جو حضرت امامؑ کے فرمان کے ماتحت یہ جماعت کر رہی ہے۔ چودہ سو سال میں کسی کے وہم و خیال میں بھی نہیں آیا تھا کہ یورپ میں بھی اسلام کا نفوذ کیا جا سکتا اور انگریز کو مسلمان بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن حضرت امام زمانؑ کی جماعت نے اسلام کی برتری ثابت کر کے دکھلا دی۔ یورپ کے عیسائیوں کے متعلق دلوں میں جو رعب بیٹھا ہوا تھا قرآن نے یکسر اسے دور کر دیا۔ ما لھم بہ من علم یعنی عیسائیوں کے دین کی بنیاد علم پر نہیں ہے اس لیے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ چنانچہ یہ جماعت اپنے مشن میں کامیاب ہوئی، اگر انگلستان کے لارڈ ہیڈلے مسلمان ہوئے تو جرمنی کے بیرن عمر ارنفلز بھی اس جماعت کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے، انگلستان کے مارماڈیوک پکتھال مسلمان ہوئے اور جرمنی کے ڈاکٹر مارقوس مسلمان ہوئے، اس طرح اس جماعت کی کارگذاری کی شہرت دنیا بھر میں ہوئی، یہ شہرت دراصل حضرت امام زمانؑ کی وجہ سے ہوئی جنہوں نے جماعت کو بے نظیر ہتھیاروں سے مسلح کیا۔

عبادت الٰہی سب سے پہلا سبق

یہ جو میں نے شروع میں قرآن کریم کی آیت پڑھی ہے اس کے اندر یہی سبق دیا گیا ہے فرمایا واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا۔ سب سے پہلا مرکزی سبق ہے، عبادت الٰہی، فرمایا خدا تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے احکامات کی پیروی کرو۔

یہ وہ پہلا سبق ہے جس سے جماعت بن سکتی ہے اس بارہ میں جماعت کے تمام افراد کو اپنا نمونہ پیش کرنا چاہیے کہ ہم خدا پرست ہیں۔

مسیح موعودؑ کی پیدا کردہ جماعت کا نمونہ

اس جماعت کے نمونہ کو دیکھ کر مخالف لوگ بھی کہتے تھے کہ فلاں شخص نمازیں بڑی سنوار کر پڑھتا ہے مرزائی معلوم ہوتا ہے اور اگر کوئی احمدی گواہی دینے جاتا تو سمجھ لیا جاتا کہ وہ احمدی ہے اس لئے سچی گواہی دے گا۔ سید حامد شاہ صاحب کے بیٹے نے کسی کو مکہ مارا اور وہ مر گیا۔ مقدمہ پیش ہوا۔ سید صاحب ڈپٹی کمشنر کے ریڈر تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے لڑکے نے اس شخص کو مار دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میرے بیٹے نے اس کو مکہ مارا تھا جس سے وہ مر گیا۔ سید حامد شاہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے قرب سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے اور اس کی عدالت میں سچی شہادت دیتے ہیں پس جماعت کے لئے ضروری ہے کہ راستباز ہو، خدا پرست ہو، موحد ہو، قبر پرست اور انسان پرست نہ ہو۔

والدین کے ساتھ احسان کا برتاؤ

عبادت الٰہی کے حکم کے بعد فرمایا وبالوالدین احسانا۔ ماں باپ سے احسان اور مروت کا سلوک کیا جائے ماں باپ پر خرچ کرنا، ان کی خدمت کرنا تو فطرتی بات ہے کون ہے جو اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا۔ قرآن کریم نے والدین کا مقام خدا تعالیٰ کے مقام کے بعد قرار دیا ہے۔ عبادت الٰہی کے بعد والدین کی عزت و توقیر اور ان سے احسان و مروت اور حسنِ سلوک . . . . . . کرنے کا حکم دیا ہے۔

اپنوں اور پرایوں سے حسنِ سلوک

ہوتی ہے۔ ہر گھر خلق محمدی کا نمونہ ہونا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ولقد کرمنا بنی آدم۔ ہم نے ابنِ آدم کو مستحق تکریم ٹھہرایا ہے۔ اولاد آدم کوئی ہو ہندو ہو یا عیسائی چوڑھا ہو یا چمار ہو وہ سب قابلِ عزت ہیں۔ ابن آدم کی عزت مسلمان پر فرض ہے اس کے بعد فرمایا وبذی القربیٰ قریبی رشتہ داروں چچا ماموں، خالہ، خالو اور دوسرے عزیزوں کے ساتھ نہایت ہی ادب احترام و ادب سے پیش آنا چاہیئے۔

یتیموں مسکینوں سے برتاؤ

والیتمیٰ والمساکین۔ یتیموں اور مسکینوں سے اچھا برتاؤ کرو۔ یتیم اور مسکین قوم کا کمزور حصہ ہے۔ ان سے ہمدردی کرکے اور ان پر مال صرف کرکے ان کو قوم کا مفید جزو بناؤ۔ ان سے احسان سے پیش آنا چاہیئے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ارحموا من فی الارض یرحم من فی السماء۔ غریبوں اور مسکینوں پر رحم کرو گے تو اللہ بھی آسمان سے تم پر رحم کرے گا۔ تمہارے حسنِ سلوک سے قوم کا یہ کمزور حصہ، قوم کا مضبوط اور مفید حصہ بن جائے گا۔

ہمسایوں سے حسنِ سلوک

اس کے آگے فرمایا والجار ذی القربیٰ والجار الجنب۔ ہمسایوں سے بھی اچھا سلوک کرو۔ ہمسائے دو قسم کے ہوتے ہیں، مسلمان بھی اور غیر مسلم بھی، دونوں کے ساتھ سلوک اچھا ہونا چاہیئے، والجار الجنب۔ پھر دُور کے بھی ہمسائے ہوتے ہیں ان سے بھی نیکی کا برتاؤ کیا جائے والصاحب بالجنب۔ پاس بیٹھنے والوں سے بھی خوبی کا برتاؤ کیا جائے وہ اُستاد ہوں یا طالب علم۔ ہم سفر ہوں یا ہم عمل یا گاڑیوں میں مل کر سفر کر رہے ہوں مسلمان کے لئے واجب ہے کہ وہ ان سب کو آرام پہنچائے، عموماً یہ ہوتا ہے کہ گاڑی کے دروازوں پر لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور کسی دوسرے کو گاڑی کے ڈبے میں سوار نہیں ہونے دیتے، یا کوئی طاقتور ہو تو کمزور کو جگہ نہیں دیتا۔ اگر دیتا ہے تو آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ یہ اسلامی خلق نہیں ہے۔

امام زمانؑ کے ساتھیوں کے اخلاق

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم سفر میں مسافروں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ ایک صندوق جس میں برف اور بوتلیں رکھی جاتی ہیں اپنے ساتھ رکھتے تھے اور بہ اصرار ہم سفروں کو پلاتے تھے ایک دفعہ ہم دونوں ایک ڈپٹی کمشنر کی ملاقات کے لئے معاً وقت میں گئے۔ مرزا صاحب نے ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ سردار صاحب ٹھنڈی بوتل پیجئے۔ یہ حال تھا حضرت امام زمانؑ کے ساتھیوں کا۔ انہوں نے اپنے امامؑ سے اسلامی خلق سیکھے۔ حضرت امامؑ کے ساتھیوں کے کردار کو دیکھ کر لوگ مسلمان ہوئے۔

ایک ساتھ بیٹھنے اور کام کرنے والا سے برتاؤ

سب صاحب بالجنب ہوسکتے ہیں۔ کوئی بڑا افسر ہوتا ہے تو کوئی سیکشن آفیسر اور کوئی کلرک اور چپراسی، ان سب کو ایک دوسرے کی عزت و احترام کرنا چاہیئے۔ اسی کام میں برکت ہوتی ہے

مسافر کی امداد

اور فرمایا وابن السبیل۔ ایک مسافر راستہ کا بیٹا اس لئے کہلاتا ہے کہ اپنے وطن سے اور اپنے عزیز و اقارب سے منقطع ہے۔ اسلئے یہ شخص ہر طرح سے قابلِ امداد ہوتا ہے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ مسافر سے احسان کا سلوک کرے۔ یہ وہ کلچر ہے جو اسلام پھیلانا چاہتا ہے کوئی اور مذہب ہے جو ایسا کلچر پیش کرتا ہو؟

خادموں اور غلاموں سے برتاؤ

اور فرمایا وما ملکت ایمانکم۔ تمہارے نوکر چاکر خادم اور لونڈیاں وغیرہ یہ بے بس لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک ہونا چاہیئے اور حضور صلعم غرباء سے پیار کرنا ایسا ہی ضروری قرار دیتے تھے جیسا عبادت الٰہی کرنے کو۔ چنانچہ اپنی وفات کے وقت فرماتے ہیں الصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم۔ خدا کی عبادت کرو اور غرباء کا خیال رکھو۔

متکبر خدا کو پسند نہیں

آخر میں ایک حکم دیا ہے اس پر غور کریں۔ فرمایا ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً۔ خدا تعالےٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کا عہدہ بڑا ہو یا کسی کے پاس دولت زیادہ ہو تو وہ اس عہدے کی وجہ سے یا اس دولت کی وجہ سے غریب طبقہ کو حقارت کی نظر سے دیکھے حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جس دل میں تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں داخل ہونے پائے گا۔

جو کوئی اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھے کہ وہ دوسرے کی پرواہ نہ کرے جو اپنے رشتہ داروں کی اس وجہ سے نفرت اور تحقیر کرتا ہو کہ وہ کمزور اور غریب ہیں خدا اس کو پسند نہیں کرتا۔ فرمایا مختال اور فخور کو ہم ناپسند کرتے ہیں مختال وہ شخص ہے جو اپنا مقام بہت اونچا سمجھتا اور دوسروں کو بنظر حقارت دیکھتا ہے، اور فخور وہ شخص ہے جو اکثر اپنی بڑائی کی باتیں بیان کرتا رہتا ہے

بخیل کے لئے وعید

جماعت سازی اور جماعت کے کمزور حصہ کی بہتری کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اٰتٰھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکافرین عذاباً مھیناً۔

رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہے

اخبار لائٹ کے متعلق خوشخبری

خطبہ ختم کر دینے کے بعد ایک خوشخبری سنائی گئی۔ وہ یہ ہے کہ ہائی کورٹ کے ججوں نے فیصلہ کر دیا کہ انجمن کے اخبار لائٹ کو بند کرنے میں حکومت کی غلطی تھی۔ اس کو بند کرنا ناجائز تھا۔ لیکن اس فیصلے کے بعد بھی کچھ دقتیں اخبار کی اشاعت کے لئے پیش آئیں۔ اس عرصہ میں لائٹ کے ایڈیٹر دن رات پریشان اور مضطرب رہے۔ مختلف دفتروں اور دوسرے متعلقہ مقامات پر دن رات آتے جاتے رہے اور ان کے چند دوست بھی ہر وقت فکر میں رہتے تھے کبھی عدالت میں جا رہے ہیں کبھی وکیلوں کے دفتروں کے چکر لگا رہے ہیں، خدا تعالےٰ نے مرزا محمد حسین صاحب کی اس مصیبت اور پریشانی کو دُور فرما دیا ہے اور دوسرے دوستوں کی تکلیف کو بھی رفع کر دیا ہے اور اب لائٹ چھپنے کے لئے پریس میں چلا گیا ہے۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہم پر رحم فرمایا ہے آیئے ساری جماعت مل کر ان دوستوں اور تمام لوگوں کے لئے دعا کریں کہ سب کی تکالیف اللہ تعالےٰ دور فرمائے۔ (دُعا کی گئی)

بقیہ اخبار و افکار (سلسلہ صفحہ ۳)

کو جسمانی قیامت تسلیم نہیں کرتا۔

(کلام حق۔ اپریل ۱۹۶۵ء)

یہ ہیں وہ اہم تبدیلیاں جو چرچ مذکور نے اپنے ۱۹۶۷ء کے عقائد نامہ میں واضح کی ہیں۔

امریکی مسیحیوں کے ان تبدیل شدہ عقائد کو نقل کرنے کے بعد مسیحی معاصر "اخوت" رقمطراز ہے:۔

"میرے خیال میں ان مخرب ایمان عقائد کے معتقد مشنریوں کو جو پاکستان میں بغرض تبلیغ امریکی کونسل یہاں بھیجتی ہے اپنا بوریا بستر باندھ کر واپس امریکہ لوٹا دینا چاہیئے ہم ان کے بغیر ہی اچھے۔ کوئی ان جیسے لوگوں سے پوچھے کہ ان عقائد کا انکار کرکے مسیحیت کا باقی رہ ہی کیا جاتا ہے"

یہ تمہارا ادعا صحیح ہے کہ امریکہ کلیسا کے ان عقائد سے مسیحیت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا، لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ امریکی مشنریوں کی واپسی سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا، ان کے عقائد کی معقولیت بہت سے دلوں پر اثر کر چکی ہے، اور وہ دن آنے والا ہے، جب مسیحیت کا شاید صرف نام ہی باقی رہ جائے اور مذکورہ بالا عقائد جو دراصل عین اسلامی عقائد ہیں، پاکستانی کلیساؤں کے بلیٹ فارم سے نشر ہوتے سنے جائیں،

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک حوالہ کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک پیش کردہ حوالہ کی صحت کے متعلق ہم سے مطالبہ اور اس سے غرض۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب شہادت القرآن کے صلا پر حضورؑ کی ایک مفصل تحریر درج ہے اس میں سے مخالفین سیاق و سباق سے الگ کرکے حضورؑ کا مندرجہ ذیل فقرہ :-

"خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی"

پیش کرکے ہم احمدیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ بخاری میں کس جگہ ایسا لکھا ہے۔ اس مطالبہ سے ان کا منشاء درحقیقت لوگوں کو یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نعوذ باللہ امام بخاری کی طرف اس بات کو منسوب کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضورؑ کے الفاظ کا صحیح مفہوم سمجھنے میں وہ خود غلط فہمی کا شکار ہوئے ہوئے ہیں۔

غلط فہمی کی دو وجوہ

اور یہ غلط فہمی دو وجہ سے پیدا ہوئی ہے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ حضورؑ کی عبارت میں مہدی کے لفظ سے یہ لوگ اپنا وہ خیالی مہدی مراد لے رہے ہیں جس کا ظہور وہ مسیح کے ظہور سے قبل یقین کرتے ہیں یا بالفاظ دیگر ان کا خیال یہ ہے کہ مہدی ایک الگ شخص ہے اور مسیح ایک الگ شخص ہے گویا ان کے نزدیک مہدی اور مسیح دو الگ الگ شخصیتوں کے دو الگ الگ نام ہیں اس لئے جہاں یہ لوگ مہدی کا لفظ دیکھتے ہیں تو فوراً ان کا ذہن اسی خیالی مہدی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جس کا ان کے نزدیک مسیح سے قبل ظاہر ہونا ہے حالانکہ جیسا کہ ابھی ثابت کیا جائے گا حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مذہب نہیں۔ حضورؑ کے نزدیک تو حضرت نبی کریم صلعم نے ایک ہی شخص کے وجود میں مسیح اور مہدی کے ظہور کی پیشگوئی کا پورا ہونا بیان کیا ہوا ہے نہ کہ دو الگ الگ شخصوں کے وجود میں۔ دو الگ الگ لقب اس کے دو مختلف کاموں کی وجہ سے دیئے گئے ہیں۔ تمام مخالفین اسلام کا عموماً اور عیسائی قوم کا خصوصاً مقابلہ کرنے کی وجہ سے مسیح کا لقب اور مسلمانوں کی عقائد کی غلطیوں اور ان کے اعمال کی اصلاح کا کام سرانجام دینے کی وجہ سے مہدی کا لقب دیا گیا ہے اس لئے حضورؑ کی عبارت میں حضورؑ کی مراد المہدی کے لفظ سے کوئی الگ شخص نہیں ہو سکتا جو بلحاظ عہدہ مہدی کہلانے کا بلکہ حضورؑ کی مراد اس جگہ صرف اس لفظ کے لغوی معنی ہی ہیں یعنی ہدایت یافتہ جیسا کہ آنحضرت صلعم کی حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین میں لفظ المھدیین کے لغوی معنی یعنی ہدایت یافتہ ہی مراد لئے گئے ہیں اسی طرح جیسا کہ حجر بن شہد کے لئے آنحضرت صلعم کی دعا اللھم ثبتہ واجعلہ ھادیا مھدیا میں مھدیا سے مراد ہدایت یافتہ ہی ہیں اسی طرح حضرت علی رضؓ کے متعلق فرمایا تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم اور اسی طرح حضرت معاویہؓ کے متعلق فرمایا اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدبہ اور ان سب جگہوں میں مہدی سے مراد محض لغوی معنی ہی ہیں۔

دوسری وجہ

مخالفین کی غلط فہمی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ضرور بخاری میں بعینہٖ یہ الفاظ ہی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر بخاری میں اُمت میں پیدا ہونے والے خلفاء میں سے کسی خلیفہ پر ان الفاظ کا مفہوم صادق آجائے اور وہ ان الفاظ کا مصداق ثابت ہو جائے تو پیش کردہ حوالہ قطعاً قابل اعتراض نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

پس حوالہ کے الفاظ کے معنی یہ ہوں گے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بہت سے خلفاء پیدا ہوں گے اور امام بخاری کے نزدیک جس کی تصدیق دیگر ائمہ نے بھی کی ہے ان میں سے ایک ایسا خلیفہ بھی پیدا ہوگا جس کو خاص طور پر آسمانی تائید حاصل ہوگی۔

آسمان سے آواز آنے کا مفہوم

آسمان سے آواز آنے کا مفہوم یہ تو ہو نہیں سکتا کہ بعض اشخاص یا فرشتے آسمان کے مختلف کناروں پر کھڑے ہو کر دنیا کے مختلف ممالک میں آواز دے رہے ہوں گے کہ لوگو سن لو یہ اللہ تعالےٰ کا خلیفہ مہدی ہے بلکہ ہر عقلمند میری اس رائے سے اتفاق کرے گا کہ آسمان سے آواز آنے سے مراد یہی ہو سکتی ہے کہ آسمانی تائیدیں تمام طور پر اس خلیفۃ الرسول کو شامل ہوں گی پس اگر بخاری میں اُمت میں ایسے خلیفہ کے ظہور کا ذکر پایا جاتا ہو اور اس کے ساتھ ہی آسمانی تائیدوں کا تواتر نہیت کے ساتھ اس کے شامل حال ہونے کا ذکر بھی موجود ہو تو ہر عقلمند کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بخاری کا یہ حوالہ دیا ہے وہ درست ہے اس میں خیانت سے قطعاً کام نہیں لیا گیا۔

اس خلیفہ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اور اس کے خلیفۃ الرسول ہونے کا ثبوت بہم پہنچانے کے لئے یہ تائیدات سماویہ یا بالفاظ دیگر الٰہیہ کیا کیا شکلیں اختیار کریں گی ان شاء اللہ اس کا مفصل ذکر آئے گا لیکن اس سے قبل میں یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتب میں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر فرما چکے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں کسی الگ مہدی کا ذکر تک نہیں کیا۔ چنانچہ آپ کتاب ازالہ اوہام کے صلا تا ۵۱۹ میں فرماتے ہیں :-

"اسی طرح مہدی کے بارہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ پہلے امام محمد مہدی آویں اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو یہ خیال قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگوار شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے صحیحین سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا اور حصر کے طور پر دعویٰ کرکے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا۔ لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی رُو سے اُن حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہی ہیں۔ اور دراصل یہ خیال بالکل فضول اور مہمل معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو کہ جس کو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اس کی کے مسیح ابن مریم کہنا چاہیئے، دنیا میں ظہور کرے اور پھر اس کے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو کیا وہ خود مہدی نہیں ہے؟ کیا وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہدایت پاکر نہیں آیا!! کیا اس کے پاس اس قدر جواہرات و خزائن و اموال معارف و دقائق نہیں ہیں کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں اور اسما قدر ان کا دامن بھر جائے اور قبول کرنے کی جگہ نہ رہے پس اگر یہ سچ ہے تو اس وقت دوسرے مہدی کی ضرورت ہی کیا ہے اور یہ صرف ابن ماجہ ہی کا مذہب نہیں بلکہ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ لا مھدی الا عیسیٰ اور یہ تو ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہوں اور ممکن ہے آئندہ بھی آویں اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو لیکن جس طرز سے عوام کے خیال میں ہے

اس کا ثبوت پایا نہیں جاتا چنانچہ یہ صرف ہماری ہی نہیں اکثر محقق یہی رائے ظاہر کرتے آئے ہیں۔"

دیکھئے کس وضاحت سے فرماتے ہیں کیا وہ (مثیل ابن مریم) دنیا میں ظہور کرے اور پھر اس کے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو گیا وہ خود مہدی نہیں ہے کیا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پا کر نہیں آیا" جو لغوی معنی میں مہدی کہلانے کا مستحق ہے

اسی طرح اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۱۴۲ پر فرماتے ہیں یہ کتاب عربی میں ہے اس لئے اس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"دوسری بات تعجب انگیز یہ ہے کہ یہ لوگ مہدی کا انتظار کر رہے ہیں حالانکہ یہ لوگ صحیح ابن ماجہ اور المستدرک میں یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ لا مہدی الا عیسیٰ اور جانتے ہیں کہ امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں مہدی کے ذکر کو بالکل ترک کر دیا ہے بوجہ ان حدیثوں کے ضعیف ہونے کے جو الگ مہدی کے بارے میں پائی جاتی ہیں اور یہ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ مہدی کے ظہور کی تمام احادیث ضعیف اور مجروح ہیں بلکہ بعض موضوع ہیں ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں باوجود اس کے مسیح سے قبل مہدی کے آنے پر اصرار کر رہے ہیں گویا کہ ان کو اس بات کا کچھ علم ہی نہیں۔"

کیا مندرجہ بالا دونوں حوالے واضح طور پر ثابت نہیں کر رہے کہ امام بخاری کے متعلق حضورؑ کو یقین ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں کوئی ایسی حدیث درج نہیں کی جس کا یہ مضمون ہو کہ امت میں مسیح سے قبل بھی کوئی ایسا شخص آنے والا ہے جس کا لقب مہدی ہوگا۔ اس اقرار اور اس یقین کے بعد آپ کس طرح یہ لکھ سکتے تھے کہ صحیح بخاری میں کوئی ایسی حدیث بھی موجود ہے جس میں ایسے مہدی کا ذکر ہو جو مسلمانوں کے خیال کے مطابق مسیح کے ظہور سے قبل ظہور کرے گا کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ حضورؑ نے اپنی زیر بحث عبارت میں لفظ مہدی سے محض لغوی معنی ہی مراد لئے ہیں۔

مکمل عبارت

حضورؑ کی مکمل عبارت کو اگر غور سے پڑھا جائے تو اس سے یہ دونوں باتیں واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہیں ایک تو یہ کہ مہدی کے لفظ سے لغوی معنی ہی مراد لئے گئے ہیں اور دوسرے یہ کہ آسمان سے آواز کا مطلب حضورؑ کے نزدیک آسمانی تائیدات ہی ہیں۔ چنانچہ احباب کرام کے غور کے لئے ذیل میں حضورؑ کی مکمل عبارت نقل کی جاتی ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب شہادت القرآن کے صفحہ ۴۲ پر تحریر فرمایا ہے:۔

"اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اس کے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِي۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہے علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے۔ معترض نے غور نہیں کی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دی گئی ہیں کہ حارث آئے گا مہدی آئے گا آسمانی خلیفہ آئے گا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں ہیں احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں اول خلافت راشدہ کا زمانہ پھر فیج اعوج جس میں ملک عضوض ہوں گے اور بعد اس کے آخری زمانہ جو زمانہ نبوت کے نہج پر ہوگا یہاں تک کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت کا اول زمانہ اور پھر آخری زمانہ باہم بہت ہی متشابہ ہیں اور یہ دونوں زمانے اس بارش کی طرح ہیں کہ ایسی خیر و برکت سے بھری ہوئی ہو کہ کچھ معلوم نہیں کہ برکت اس کی پہلے حصہ میں زیادہ ہے یا پچھلے میں"

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر میں مندرجہ ذیل چھ باتیں بیان کی گئی ہیں:۔

اول۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ خلافت حقہ صرف ۳۰ سال تک ہی رہی، وہ غلطی پر ہیں بلکہ اس کے برعکس قرآن کریم سے ثابت ہے کہ خلافت حقہ کا سلسلہ اسلام میں ہمیشہ جاری رہے گا جیسا کہ قرآن کریم کے الفاظ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ اظہر من الشمس دلالت کر رہے ہیں۔ احادیث میں مجددین کے آنے کی پیشگوئی بھی اسی حقیقت پر دلالت کرتی ہے کہ تمام مجددین حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء راشدین مہدیین ہی تو تھے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا قرآن کریم میں ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ اصحاب الیمین کے متعلق ہی کہا گیا ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ جس طرح پہلوں میں اصحاب الیمین کی بہت بڑی جماعت پیدا ہوئی اسی طرح آخرین میں بھی اصحاب الیمین کی بڑی جماعت پیدا ہوگی اور سورۃ الجمعہ کی آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ سے ثابت ہے کہ یہ مسیح موعود کی ہی جماعت ہے جو ایمان کو اگر آسمان پر بھی چلا جائے گا تو وہ اسے زمین پر لے آئیں گے۔

دوم۔ اس حقیقت پر دلالت کرنے والی بہت سی صحیح احادیث بھی موجود ہیں، جن میں امت میں خلفاء راشدین کے سلسلہ کے جاری رہنے کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ مجددین کے ظہور کی پیشگوئی والی حدیث۔

سوم۔ چنانچہ خود بخاری میں بھی جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے امت میں حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء کے پیدا ہونے کا ذکر پایا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء فيكثرون (بخاری باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)۔ کیا بخاری کی یہ حدیث حضورؑ کے مندرجہ ذیل قول کی تصدیق نہیں کر رہی مثلاً "صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے"۔

چہارم۔ علاوہ ازیں بخاری میں ایک خاص خلیفہ کا ذکر بھی موجود ہے جس کے مہدی ہونے کے بارے میں آسمان سے آواز آئے گی هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِي۔ حضورؑ کے اس قول کی تصدیق بخاری کی ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں ایک خاص امام کے ظہور کی پیشگوئی پائی جاتی ہے جو ابن مریم کا مثیل ہوگا۔

پنجم: اس خاص خلیفہ کو بعض احادیث میں حارث کا نام دیا گیا ہے۔ بعض میں مہدی کا اور بعض میں آسمانی خلیفہ کا گویا اس عبارت میں حضورؑ نے اسے آسمانی خلیفہ کا لقب دے کر آسمان سے آواز آنے کی تشریح فرما دی۔

ششم: زمانے تین ہیں۔ اول خلافت راشدہ کا زمانہ دوسرا فیج اعوج کا زمانہ۔ تیسرا اس آسمانی خلیفہ کا زمانہ جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ جس کو حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ سے شدید مشابہت ہے اور جس کو بعض دیگر احادیث میں حارث اور مہدی کے لقب سے بھی ملقب کیا گیا ہے۔ بخاری میں اسے آسمانی خلیفہ بتلایا گیا ہے اور تمام دیگر خلفاء کی طرح اسے بھی راشد اور مہدی یعنی ہدایت یافتہ قرار دیا گیا ہے۔

لفظ مہدی اور آسمان سے آواز آنے کی تشریح

عبارت مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضورؑ نے جس طرح مہدی کا لفظ دیگر تمام خلفاء کے لئے محض لغوی معنی میں استعمال کیا ہے اسی طرح آخری خلیفہ یعنی امت میں آنے والے مسیح کے لئے بھی لغوی معنی میں ہی اس لفظ کو استعمال کیا ہے نیز آسمان سے آواز آنے کی تشریح بھی خود ہی حضورؑ نے آسمانی خلیفہ کے لفظ سے کر دی ہے۔ لفظ آسمانی خلیفہ کی حقیقت واضح ہے کہ اس کا تعلق خاص طور پر آسمان سے ہوگا جیسا کہ قرآنی آیت فَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ سے ظاہر ہے۔ یعنی آسمانی تائید خاص طور پر اس کے شامل حال ہوگی اور وہ آسمان سے ہی علوم بھی حاصل کرے گا اور آسمان سے ہی اسے وہ پانی ملے گا جو اس کے دل کے روحانی شجر کے نشوونما کا ذریعہ بنے گا۔

بخاری میں مثیل ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی

پہلی حدیث:۔ عن ابی ھریرۃؓ

قال قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم تابعہ عقیل ۔ و الاوزاعی ۔

دوسری حدیث :۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرًا من الدنیا وما فیھا ۔

تیسری حدیث :۔

عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم اُرانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما یُری من اُدم الرجال تضرب لِمّتہ بین منکبیہ رجل الشعر یقطر راسہ ماءً واضعًا یدیہ علی منکبی رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح ابن مریم ثم رأیت رجلًا وراءہ جعدًا قططًا اعور عین الیمنی کاشبہ من رأیت بابن قطن واضعًا یدیہ علی منکبی رجل یطوف بالبیت فقلت من ھذا قالوا المسیح الدجال ۔

آنحضرت صلعم کا خواب اور خواب کے پورا ہونیکا طریق

احادیث مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم نے جو اُمت میں ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے وہ ایک خواب کی بناء پر فرمائی ہے اور خواب کے متعلق علماء نے یہی لکھا ہے کہ کبھی وہ اپنی اصل شکل پر پوری ہوتی ہے اور کبھی تعبیر کے لحاظ سے پوری ہوتی ہے چنانچہ رؤیا پر بحث کرتے ہوئے علامہ حلبی لکھتے ہیں فالناس علی ھذا ثلاث درجات (۱) الانبیاء ورؤیاھم کلھا صدق وقد یقع فیھا ما یحتاج الی تعبیر یعنی رؤیا کے بارے لوگ تین قسموں میں منقسم ہیں سب سے پہلے تو انبیاء علیہم السلام ہیں ان کے تمام رؤیا سچے ہوتے ہیں لیکن بعض رؤیا ان کے بھی تعبیر کے محتاج ہوتے ہیں ۔

. . . .

حضرت نبی کریم صلعم کا رؤیا اور اس کی تعبیر

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضؓ سے مروی ہے :۔

عن انس بن مالک رضؓ ان رسول اللہ صلعم قال رأیت اللیلۃ کانی فی دار عقبۃ بن رافع واُتینا برطب من رطب ابن طاب فاولت ان الرفعۃ لنا فی الدنیا والعاقبۃ فی الآخرۃ وان دیننا قد طاب ۔

یعنی حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا میں نے آج رات دیکھا گویا میں عقبہ بن رافع کے گھر میں ہوں اور ہمیں ابن طاب کی تر کھجوروں میں سے کچھ کھجوریں دی گئیں ہیں آنحضور صلعم فرماتے ہیں میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ ہمیں دنیا میں سربلندی حاصل ہوگی اور آخرۃ میں عاقبت نصیب ہوگی اور ہمارا دین بالکل پاک ہے اور اسے پاکیزگی ہی حاصل رہے گی ۔

اب دیکھ لیجئے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے ہر نام سے اس کے معنی مراد لیئے ہیں رافع سے رافع مراد نہیں لیا بلکہ رفعت مراد لی ہے ۔

پس اگر ابن مریم سے مراد امت کا ایسا شخص لیا جائے جو مریمی اور عیسوی صفات اپنے اندر رکھتا ہو تو اس میں کونسا استبعاد عقلی یا نقلی لازم آتا ہے ۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم نے قید سے ثبات فی الدین اور لبن سے مراد علم اور قمیص سے مراد دین لیا ہے ۔

ابن مریم سے مثیل ابن مریم ہی مراد ہو سکتا ہے اسکے لئے چار دلائل

چونکہ ابن مریم کے لفظ سے بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اصلی حضرت عیسیٰ ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ ان کی اس غلط فہمی کو دور کیا جائے سو یاد رہے کہ حدیث میں ابن مریم سے مراد یقینی طور پر امت کا ہی کوئی فرد ہے جو اپنی خاص صفات کے لحاظ سے حضرت مسیح ابن مریم کا مثیل ہوگا ۔ اصل مسیح ناصری مراد نہیں یہ بات چار قسم کی دلیلوں سے ثابت ہے ۔

پہلی دلیل :۔

تو یہی ہے کہ یہ چونکہ رؤیا کی بناء پر کہا گیا ہے اس لئے ابن مریم کے تعبیری معنے ہی ہوں گے جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں یعنی مریمی اور عیسوی صفات رکھنے والا امتی ۔

. . . .

دوسری دلیل :۔

یہ ہے کہ حضرت نبی کریم نے وامامکم منکم کہکر خود اس بات پر قرینہ قائم کر دیا ہے کہ میرے قول میں ابن مریم سے ایسا امتی مراد ہے کہ جو مسلمانوں کا امام ہوگا اور مسلمانوں میں سے ہوگا ۔

ابن ابی ذئب اور امام طیبی رحمۃ اللہ کا قول ۔

چنانچہ وامامکم منکم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن ابی ذئب فرماتے ہیں فامکم بکتاب ربکم وسنۃ نبیکم اور امام طیبیؒ نے اس سے بھی زیادہ وضاحت سے اس کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے :۔

فالضمیر فی (متکلمین) ومنکم حال ای یؤمکم عیسےٰ حال کونہ من دینکم ۔

ان دونوں مندرجہ بالا قولوں سے ظاہر ہے کہ سلف صالحین بھی ہماری طرح یہی سمجھتے تھے کہ امت میں جس عیسیٰ کے ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہے وہ مسلمان ہی ہوگا اور مسلمانوں میں سے ہی ہوگا ۔ علامہ قرطبیؒ خلیفہ خاص یعنی مسیح موعودؑ کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کے الفاظ فینزل حکمًا مقسطًا کی تشریح میں فرماتے ہیں فاذا اصار حکما فلا سلطان اذا للمسلمین ولا امام ولا قاضی ولا مفتی غیرہ ۔ یعنی اس کے سوا مسلمانوں کے لئے نہ کوئی سلطان ہوگا اور نہ کوئی اور امام اور نہ کوئی اور قاضی اور نہ کوئی اور مفتی ہوگا ۔ ان کا یہ قول اس بات پر واضح دلیل ہے کہ سلف صالحین کے نزدیک بھی وہی اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام علوم صحیحہ لوٹا جائے گا اور وہی خاص طور پر مؤید من اللہ ہوگا ۔

تیسری دلیل :۔

یہ ہے کہ آنحضور صلعم نے ان صفات والے شخص کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا تو فرشتوں سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے تو انہوں نے جواب میں کہا ھذا المسیح ابن مریم ۔ آنحضرت صلعم کے دریافت کرنے سے ظاہر ہے کہ آنحضور صلعم انہیں شناخت نہیں کر سکے حالانکہ آنحضور صلعم تو حضرت مسیح ناصری کو شب معراج میں حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھ چکے تھے ، اور ان سے آنحضور صلعم کی ملاقات ہو چکی ہوئی تھی پھر کس طرح ممکن ہو سکتا تھا کہ آنحضور صلعم ان کو شناخت نہ کر سکتے لیکن حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضور صلعم ان کو شناخت نہیں کر سکے اور ان کے متعلق علم حاصل کرنے کے لئے فرشتوں سے دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئی پس اس سے ظاہر ہے کہ یہ المسیح ابن مریم وہ المسیح ابن مریم نہیں تھا جنہیں حضرت یحییٰ کے ساتھ آنحضور صلعم دیکھ چکے تھے یہ یقینًا پہلے حضرت مسیح ناصریؑ کے مثیل ہی تھے اور فرشتوں نے جو اس شخص کے لئے المسیح ابن مریم کا لفظ استعمال کیا اور یہ عام محاورہ ہے کہ بعض خاص صفات میں اشتراک کی وجہ سے ایک کا نام دوسرے کو دے دیا جاتا ہے جیسا کہ ہم خود کسی بڑے سخی کو حاتم کے نام سے پکارتے ہیں اور بہادر پہلوان کو رستم کے نام سے یاد کرتے ہیں ۔

چوتھی دلیل :۔

دونوں کے حلیوں میں اختلاف ہے ۔ اصل مسیح کا رنگ سرخ اور بال گھنگرالے بتائے گئے ہیں اور آنے والے مسیح کا رنگ گندمی اور بال سیدھے بتلائے گئے ہیں ۔ شارحین حدیث کو ان دونوں میں تطبیق دینے میں بڑی مشکلات پیش آئی ہیں اور مختلف قسم کی تاویلوں سے کام لینے کی کوشش کی گئی لیکن پھر بھی تطبیق دینے میں ناکام ہی رہے ۔

آنحضور صلعم کا یہ رؤیا سلف صالحین کے نزدیک بھی قابل تعبیر ہی ہے

اس رؤیا کی حقیقی تعبیر بتلانے سے قبل یہ بتلانا بھی ضروری ہے کہ سلف صالحین بھی اس مکاشفہ نبی علیہ السلام کو قابل تعبیر ہی سمجھتے تھے ۔ چنانچہ امام توربشتی رحؒ لکھتے ہیں :۔

” طواف الدجال عند الکعبۃ مع انہ کافر مؤول بان رؤیا النبی صلعم من مکاشفاتہ کوشف بان عیسیٰ فی صورتہ الحسنۃ التی ینزل علیھا یطوف حول الدین لاقامۃ اَوَدِہٖ واصلاح فسادہ وان الدجال فی صورتہ الکریھۃ التی سیظھر فیھا یدور حول الدین یبغی العوج والفساد “

یعنی چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کو رؤیا میں دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دکھایا گیا ہے حالانکہ وہ کافر ہے اور مکہ اور مدینہ میں اس کا داخلہ ممنوع ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہ رؤیا قابل تعبیر ہے اور تعبیر اس کی یہ ہے کہ عیسیٰ اپنی خوبصورت شکل میں جس پر وہ نازل ہونگے

دین کے گرد جو طواف کرتے نظر آتے ہیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ دین میں جو کجی پیدا کر دی ہوگی اسے سیدھا کریں گے اور جو فساد دین میں رونما ہو چکا ہوگا اس کی اصلاح فرمائیں گے اور دجال جو رسلے اپنی مکروہ صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس کا دین کے گرد طواف کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ دین اسلام میں کجی اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرے گا اور قریباً قریباً یہی تعبیر حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضور صلعم کے اس کشف کی فرمائی ہے۔

رؤیا میں مختلف الفاظ کی تعبیر

معبرین نے علم تعبیر میں جو کچھ بتلایا ہے اس کی رو سے شعر یعنی بال سے مراد مال اور طول عمر ہے اب یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس خود ان کی اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مالی تحائف بھی کثرت سے آئے اور حضورؑ نے عمر بھی اپنی پیشگوئی کے مطابق لمبی ہی پائی۔

سبط شعر یعنی سیدھے بالوں سے مراد عزت اور شرف کا پانا ہے یہ بھی حضورؑ کو حاصل ہوا۔ باوجود دشمنوں نے حضورؑ کو ذلیل کرنے اور لوگوں کی نظر میں حضورؑ کے مقام کو گرانے کی انتہائی کوشش کی، لیکن خدائی وعدوں کے مطابق حضورؑ کو عزت و شرف حاصل ہو کر ہی رہا، یہ بھی اس کی تعبیر میں لکھا ہے کہ اس کی ہیبت دلوں میں بیٹھ جائے گی۔ چنانچہ مخالفین اسلام کے دلوں میں حضورؑ کی ہیبت کا سکہ جس قدر بیٹھا ہوا تھا اس کو سب جانتے ہی ہیں، کسی کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں ؎

چہ ہیبتہا بداد ند ایں جواں را
کہ نا آید کس بمیدان محمد

پھر بالوں کو کنگھی کرنے کی تعبیر میں لکھا ہے کہ یہ شخص احسان کرنے والا ہوگا اور اپنے آقا کے عہد کو وفا کرنے والا ہوگا۔ دیکھو حضورؑ نے اسلام کی حمایت کرکے اور اس کا علم بلند کرکے اور مخالفین کو ہر میدان میں شکست فاش دے کر مسلمانوں پر کس قدر بڑا احسان کیا اور اپنے آقا حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ بحیثیت مسلمان اور آنحضور صلعم کا غلام ہونے کے جو عہد باندھا تھا اسے کس خوبی کے ساتھ زندگی کے آخری لمحہ تک نبھایا۔ بالوں کی خوبصورتی اعمال صالحہ پر بھی دلالت کرتی ہے آپ کی زندگی کے پاکیزہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بار بار چیلنج کرنے کے کسی شخص کو آپ کی پاکیزہ زندگی میں ایک بھی عیب نکالنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

خواب میں جس کے بال ملائم دیکھے جائیں اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے ذریعے اس کے آقا کی برتری ثابت ہوگی۔ سو بخاری کا خاص خلیفہ جو اس زمانہ میں ظاہر ہوا یعنی حضرت مسیح موعودؑ آپ کے ذریعہ حضرت نبی کریم صلعم کی دیگر تمام انبیاء علیہم السلام پر اور آپ کے دین کی تمام ادیان پر برتری ثابت ہوئی ہے وہ آفتاب کی طرح روشن ہے، اسی طرح اگر کسی کے بالوں کو طویل دیکھا جائے تو اس کی تعبیر یہ لکھی ہے کہ وہ شخص محمود یعنی قابل تعریف ہوگا۔ خدمات اسلامیہ کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی جو تعریف ہوئی ہے وہ ان تعریفی کلمات سے ظاہر ہے جو حضورؑ کی وفات پر مفکرین اسلام حیز تحریر میں لائے۔

راس کی تعبیر ریاست۔ خوش نصیبی علم وافر، حکمت، ذکر جمیل بتلائی گئی ہے۔ سو یہ سب چیزیں حضورؑ کو وافر طور پر حاصل تھیں، جلسہ مذاہب اعظم میں حضورؑ نے اپنے علم وافر اور حکمت کا جو ثبوت بہم پہنچایا اس کو تو تمام مخالفین نے بھی تسلیم کیا۔ ریاست بھی آپ کو حاصل ہوئی اور ذکر جمیل بھی آپ کا ہزاروں انسانوں کی زبان پر ہے۔

باقی خواب میں حیات طیب اور زیادہ خیر پر دلالت کرتا ہے۔ زیادہ خیر بھی حضورؑ کو حاصل تھی اور حضورؑ کی زندگی بھی نہایت پاکیزہ تھی۔

سر سے قطروں کا گرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے دماغ سے مفید علوم نکلیں گے جس کا جلسہ مذاہب اعظم کے موقعہ پر موافقین و مخالفین سب نے مشاہدہ کیا۔

حمام سے نکلنے کا ذکر بھی حدیث میں آیا ہے یہ دار العلوم پر دلالت کرتا ہے۔ حضورؑ کا مسکن قادیان حقیقی معنی میں دار العلوم ثابت ہوا جہاں مولوی نورالدین صاحب اعظم جیسے عالم اور مولوی محمد احسن امروہی صاحب جیسے عالم اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی جیسے عالم اور مولانا محمد علی صاحب جیسے عالم پیدا ہوئے جنہوں نے مذہبی دنیا میں خیالات کا دھارا ہی بدل دیا اور اسلام کا علم بلند کرکے دکھا دیا حتیٰ کہ اس مسکن میں حضورؑ کے زمانہ میں علوم دینیہ کی نہریں بہتی نظر آتی تھیں۔ کہیں قرآن کریم کا درس ہو رہا ہے تو کہیں حدیث پڑھائی جا رہی ہے اور کہیں عربی زبان کی تعلیم کا انتظام ہے تو کہیں دینی مسائل پر گفتگو ہو رہی ہے۔ غرضیکہ لوگ دینی علوم کو حاصل کرنے کے لئے جوق در جوق قادیان میں آتے اور اپنی روحانی پیاس بجھاتے تھے۔ حضورؑ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ کافی لمبے عرصہ تک جاری رہا۔ پس قادیان کا دار العلوم ہونا بھی واقعات سے ثابت ہے۔

کعبہ کے گرد گھومنے کی تعبیر میں بلند رتبہ کو پانے اور دین کی اصلاح اور امانات کو ادا کرنے کے لکھے ہیں۔ دین میں جو اصلاحیں حضورؑ نے جاری کیں آج سب نے ان کو عملاً اختیار کیا ہوا ہے دین ہر مسلمان کے پاس بطور امانت کے ہے اور اس کی ادائیگی یہی ہے کہ اس کی خوب اشاعت کی جائے سو اس امانت کی ادائیگی میں جس جانفشانی، دیانت داری سے حضورؑ نے کام لیا ہے وہ بھی مسلمانوں کے تمام سمجھدار طبقوں میں مسلم ہے۔

دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کعبۃ اللہ کے طواف کرنے کا مطلب بھی واضح ہے کہ خدمت دین کے فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے دو قسم کے انسان حضورؑ کے لئے بطور بازو بنائے جائیں گے۔ چنانچہ دینی علوم کے ماہرین بھی حضورؑ کے ذریعہ اشاعت اسلام کو ادا کرنے میں حضورؑ کو بطور مددگار کے ملے اور دونوں نے مل کر حضورؑ کا ہاتھ بٹایا۔ حضرت نبی کریم صلعم کے خواب کے الفاظ۔ فاذا رجل آدم کا حسن ما یری من ادم الرجال صاف دلالت کر رہے ہیں کہ امت میں آنے والا مسیح کا مقام تمام اولیاء کرام سے بالا ہوگا یہی بات حضورؑ کو حضورؑ کے الہامات میں بھی بتلائی گئی۔ چنانچہ ایک الہام میں تو حضورؑ کو گورنر جنرل قرار دیا گیا جس کے معنے یہی ہو سکتے ہیں کہ

حضرت نبی کریم صلعم کی امت کے پہلے مجددین خاص خاص علاقوں کے لئے مبعوث کئے جانے کی وجہ سے بطور گورنر کے تھے اور حضورؑ بوجہ مسیح موعود ہونے کے اور تمام امت کے لئے بطور امام ہونے کے آنحضور صلعم کی طرف سے بطور گورنر جنرل کے تھے اسی طرح ایک دوسرے الہام میں بھی پہلے اولیاء کرام کے مقابلہ میں حضورؑ کا مقام ان الفاظ میں بیان کیا گیا۔

"آسمان سے کئی تخت اترے مگر
تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا"

ایک خاص امام کے متعلق نبی کریم صلعم کا علم فرشتوں کا دیا ہوا علم ہی ہے۔

باقی رہا کہ بخاری میں یہ لکھا ہوا ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خدا کا ہدایت یافتہ خلیفہ ہے تو کیا بخاری میں ہی فی الحقیقت یہ نہیں لکھا ہوا کہ فرشتوں کے کہنے پر ہی آنحضور صلعم نے آنے والے مسیح کے متعلق فرمایا جو کچھ کہ فرمایا یعنے اللہ تعالےٰ اسے تمام مسلمانوں کے لئے امام بنا کر بھیجے گا، اور پھر کیا بخاری میں ہی یہ نہیں لکھا ہوا کہ من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی وانما الامام جنۃ یقاتل من ورائہ ویتقی بہ۔ کیا اس فرمان نبوی میں امیر کی اطاعت کو آنحضور صلعم نے اپنی اطاعت اور اس کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی نہیں قرار دیا۔

امام ہی ذریعہ حفاظت ہے

کیا اس فرمان نبوی میں امام کو ڈھال سے تشبیہ دے کر اس حقیقت کو واضح نہیں کیا گیا کہ اے مسلمانو! تمہاری حفاظت کا ذریعہ امام ہی ہوگا اور اسی سے تم تقویٰ اللہ حاصل کر سکتے ہو۔

خلفاء کی سنت کو مشعل راہ بنانا

اور کیا حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین مسلمانوں کو یہ تلقین نہیں کر رہی کہ امام خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الرسول ہوں گے اور مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ اپنی عملی زندگی میں انہی کی سنت کو مشعل راہ بنائیں کیونکہ یہ امام ہی حقیقی طور پر سنت رسول پر عامل ہوں گے ان کی سنت ہی ان کے زمانہ میں درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کی ہی سنت ہوگی۔

حکم عدل کی حقیقت

پھر کیا بخاری میں ہی حضرت نبی کریم صلعم کا یہ ارشاد بھی منقول نہیں کہ اس خاص خلیفہ کو اللہ تعالےٰ حکماً عدلاً بنا کر بھیجے گا جب مسلمانوں کے تمام اختلافات کا فیصلہ اسی امام نے ہی کرنا ہے اور وہ بھی عدل کے ساتھ تو کیا حضرت نبی کریم صلعم کا یہ ارشاد جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اطلاع ملنے پر ہی فرمایا گیا ہے صاف اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اس خلیفۃ اللہ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت کا خاص علم دیا جائے گا اور اس کو اسی ہدایت کی راہ پر لگایا جائے گا جس ہدایت پر اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو قائم رکھنا چاہتا ہے اور یہی خلیفۃ اللہ کا مفہوم ہے۔

دیگر صفات کس امر پر دلالت کرتی ہیں ۔

اسی طرح جو دیگر صفات اور جو دیگر خصوصیات اس خاص خلیفہ کی بخاری میں بیان کی گئی ہیں اور جن کی تفسیر میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کیا یہ سب صفات و خصوصیات بخاری کی حدیث کے مطابق فرشتوں نے ہی بیان نہیں کیں۔

اور کیا فرشتوں کا کہنا آسمان سے آواز آنے کے مترادف نہیں کیا یہ صفات صریح الفاظ میں ان صفات سے متصف خلیفہ کو خلیفۃ اللہ المہدی ثابت نہیں کر دیتیں۔

چنانچہ بخاری کی ذیل کی حدیث اس حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے کہ فرشتوں کی آواز جو آسمانی آواز کہلاتی ہے کس نوعیت کی ہوتی ہے عن ابی هریرة عن النبی صلعم قال اذا احب اللہ العبد نادی جبریل ان اللہ یحب فلاناً فاحببه فیحبه جبریل فینادی جبریل فی اهل السماء ان اللہ یحب فلاناً فاحبوه فیحبه اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض ۔ یعنی ابوہریرہ رضی حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریل کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر پس جبریل اس بندہ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے پھر جبریل تمام اہل سماء میں اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پس اہل سماء اس سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زمین میں اس خاص بندہ کی قبولیت کو پھیلا دیا جاتا ہے

اب کیا یہ مندرجہ بالا حدیث آسمان سے آواز آنے کی حقیقت کو واضح نہیں کر رہی اور کیا یہ نہیں بتلا رہی کہ جبریل اور دیگر فرشتوں کے دلوں میں پہلے اس خاص بندہ کی محبت داخل کی جاتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ محبت کر رہا ہوتا ہے پھر ان فرشتوں کے ذریعہ زمین والے لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈالی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اہل زمین اس کو قبول کرنا شروع کر دیتے ہیں گویا آسمان سے آواز آنے کا مطلب یہ ہوا کہ فرشتے لوگوں کے دلوں میں القا کرتے ہیں کہ اس خلیفۃ اللہ کو قبول کر لو اور فرشتوں کے اس تصرف کے نتیجہ میں جو وہ لوگوں کے دلوں پر کرتے ہیں اس خلیفۃ اللہ کی طرف لوگوں کا رجحان ہو جاتا ہے اور وہ اسے قبول کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور سے قبل بھی بعض اہل اللہ نے الہام الٰہی کے ماتحت ۔۔۔ مسیح موعود کے ظہور کی بعض لوگوں کو نہ صرف اطلاع دی بلکہ آپ کے ظہور کی علامات بھی بتلائیں اور وہ سب کی سب علامات حضورؑ کے وجود میں پوری ہو گئیں جو سب کی سب جبریل کے ذریعہ ہی آنحضور صلعم کو بتلائی گئیں اور وہ سب کی سب پوری ہوئیں ۔ طوالت کے خوف سے انکے ذکر کو ترک کیا جاتا ہے اسی طرح حضورؑ کے ظہور اور حضورؑ کے دعوے کے بعد بھی سینکڑوں آدمیوں نے الہاموں ۔ کشوف اور خوابوں کے ذریعہ حضورؑ کو قبول کیا اور حدیث کے الفاظ یوضع له القبول فی الارض میں واضح پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے حضور کی قبولیت دنیا میں پھیل گئی اور یہ سب کچھ اس آسمانی آواز کے ذریعہ ہی ظہور میں آیا جس کے متعلق معنوی طور پر بخاری میں کہا گیا تھا کہ هذا خلیفة الله المهدی اور اس طریق سے ظہور میں آیا جس طریق سے فرشتوں کی آواز کا آسمان سے آنا ایک دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمانا کہ بخاری میں ہے کہ ایک خاص خلیفہ یعنی مسیح موعودؑ کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ هذا خلیفة الله المهدی اس قانون کے مطابق بالکل درست ہے جو قانون آسمان سے آواز آنے کے متعلق بخاری کی حدیث نبوی میں ہی بیان کیا گیا ہے ۔ جسے میں اوپر بیان کر آیا ہوں پس اس حدیث نبوی کو مدنظر رکھتے ہوئے تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضورؑ پر معترضین کا اعتراض آسمان سے آواز آنے کے متعلق قانون الٰہی سے ان کی اپنی ناواقفیت پر مبنی ہے ورنہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست لکھا ہے ۔ پس معترضین کو چاہیئے کہ دوسروں پر اعتراض کرنے کی بجائے اپنی لاعلمی کو علم صحیح میں تبدیل کرنے کی کوشش کریں ۔

اس جگہ میں اس بات کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ گو امام بخاری نے کسی اصطلاحی خامی کی وجہ سے اس حدیث کو اپنی صحیح میں درج نہیں کیا جس میں ایک خاص خلیفہ یعنی مسیح اور مہدی کے لئے آسمان سے امام اور امیر برحق ہونے کی آواز آنے کی لیکن بعض دوسرے محدثین نے اس حدیث کو صحیح سمجھا ہے امام بخاریؒ نے گو یہ لفظ نہیں لئے لیکن اپنی صحیح میں اس کے مفہوم کو بیان کر دیا ہے جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں ، سو حضرت مسیح موعودؑ نے انہی الفاظ میں جو دیگر محدثین نے لکھے ہیں امام بخاری کی حدیثوں کے مفہوم کو ادا کر دیا ہے یہ الفاظ حضورؑ نے خود اپنے پاس سے ایجاد نہیں کئے بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کے الفاظ میں ہی امام بخاری کی احادیث کے مفہوم کو بیان کر دیا ہے ۔

اخبار احمدیہ

کارکنان انجمن اور چودھری فضل حق صاحب کی کا تعارف

۔۔۔ احباب کرام کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ آزاد کشمیر سے ہمارے مکرم دوست چودھری فضل حق صاحب ریٹائرڈ انکم ٹیکس آفیسر نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد پر اپنی خدمات آنریری طور پر انجمن کو تفویض کی ہیں ، چودھری صاحب ممدوح کی طرف سے کارکنان انجمن کو دعوت چائے دی گئی۔

جس میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری نے چودھری صاحب کا تعارف کراتے ہوئے ان کے اخلاق حسنہ اور دین کے لئے زندگی وقف کرنے کا ذکر کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ وہ جن بلند عزائم کو لے کر آئے ہیں ان کی سرانجام دہی میں جملہ کارکنان ان کی امداد و اعانت کر کے ثواب دارین حاصل کریں گے ، ڈاکٹر صاحب کے بعد چودھری صاحب نے بھی ایک مختصر تقریر میں یہ توقع ظاہر کی کہ ان کو مفید مشورے دینے اور ان کے کام میں اعانت کرنے سے دریغ نہیں کیا جائے گا ، جملہ کارکنان نے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا ، اور ہر طرح ان کی معاونت کرنے کا عہد کیا۔

محمد ادریس صاحب کی اپیل منظور

۔۔۔ کوہاٹ سے مولانا عبدالباقی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے فرزند محمد ادریس بی ۔ ایس ۔ سی آنرز (ایگریکلچر) کو ڈسمس کرنے کا حکم جو فارسٹ کالج پشاور کے ڈائرکٹر جنرل کی طرف سے دیا گیا تھا ، اس کے خلاف محمد ادریس صاحب کی اپیل حکومت نے منظور کر لی ہے اور ڈائرکٹر جنرل مذکور کے حکم کو منسوخ قرار دیا ہے فالحمد للہ علی ذالک

مولوی عبدالباقی صاحب جملہ احباب بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ ، چودھری ظہور احمد صاحب ، محمد الرحمن صاحب ڈپٹی چیف تعلیم پشاور قبلہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب ، میاں ظہور احمد صاحب ، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ، خان بہادر غلام ربانی خان صاحب اور محمد صادق صاحب کا جنہوں نے ان کے لئے دعائیں کیں اور اپنی بساط کے مطابق امداد بھی کی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ولادت

۔۔۔ فیض الرحمن سامانوی کارکن انجمن لکھتے ہیں کہ :۔

ان کی چھوٹی ہمشیرہ کو خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے چار لڑکیوں کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے ۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ بچے کی عمر دراز ، دین و دنیا میں ترقی ، نیک اور صالح ہو ، والدین اور دیگر اہل تعلق کے لئے حقیقی خوشی اور خیر و برکت کا موجب ہو ۔ (آمین)

اس خوشی میں تین روپے اشاعت اسلام فنڈ اور دو روپے دارالشفاء کے لئے انجمن میں جمع کروائے ہیں۔

شادی

۔۔۔ ۵ اپریل کو جناب خلیل الرحمان صاحب سامانوی ہیڈ کلرک اکاؤنٹس لاہور کے صاحبزادہ سیف الرحمن کا نکاح مولوی محمد علی صاحب مبلغ انجمن ملتان کی صاحبزادی کے ساتھ پڑھا گیا ، ۶ اپریل کو دولہا کے والد کی طرف سے احباب کو دعوت ولیمہ دی گئی ، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

وفات

۔۔۔ یہ افسوسناک خبر برائے اشاعت پیغام صلح دی جاتی ہے کہ جمعہ مؤرخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء کو میری اہلیہ محترمہ ولایت بی بی بالکل قلب بند ہونے کی وجہ سے فوت ہو گئی ہیں۔ ان کے پسماندگان کو اس کی جدائی کا از حد صدمہ ہے ۔ جنازہ غائبانہ اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے ، کہ ان کے پسماندگان کو خدا صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو خدا تعالیٰ جنت نصیب کرے ۔

مرزا غلام ربانی
گوٹھ حاجی محمد اقبال احمد ، دیہہ نصرت ۴۲
ڈاکخانہ عظیم آباد ، براستہ شاہ پور
ضلع نواب شاہ ۔ سندھ

درخواست دعا

۔۔۔ جماعت کے بعض احباب مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مشکلات دور فرمائے۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۵

ضرورت رشتہ

درمیانہ مگر معزز خاندان کی ایک قبول صورت، نیک سیرت، خوش مزاج، میٹرک تک تعلیم یافتہ لڑکی بعمر ۱۹ سال کے لئے برسر روزگار عمدہ کردار اور ۳۰ برس تک کے لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ مکمل کوائف حاصل کرنے کے لئے لڑکے کے مفصل حالات پہلے ملنے چاہئیں۔
معرفت خالد منزل، جامع مسجد سٹریٹ کنجاہ روڈ۔ گجرات۔

تعلیمی پرلیس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الہٰی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

مکتوب گھانا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی شاخ کماسی آشانتی، گھانا کی تبلیغی سرگرمیاں

جماعت احمدیہ کی وجہ تسمیہ - نماز عید الاضحیٰ - ایک خاتون کا قبول اسلام ایک قادیانی سے گفت و شنید

نکرامو کردم میں تقریر

مورخہ ۲۳ر فروری ۱۹۶۹ء کو کماسی سے تقریباً ۲۵ میل دور ایک گاؤں نکراموکردم میں جماعت کے ایک رکن نے اپنے نومود بچے کے عقیقہ کی تقریب کا اہتمام کیا۔ اس موقعہ پر علامہ ایس پی تایئو صاحب مشنری انچارج احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کماسی نے "اسلام اور احمدیت" کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرمائی دوران تقریر میں انہوں نے تحریک احمدیت کی ہر دو جماعتوں یعنی جماعت لاہور اور جماعت قادیان کے عقائد و مقاصد اور ان میں اختلافات پر بھرپور روشنی ڈالی۔

انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے دو نام محمد اور احمد بڑے مشہور رہیں اور ان کے بڑے وسیع معنی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں صفات محمدی کا ظہور ہوا اور اس زمانہ میں آنحضور صلعم کی صفات احمدی جلوہ گر ہوئیں آپ کی کامل اطاعت اور پیروی سے اس زمانہ میں ایک فرد ملت اسلامیہ نے قرب خداوندی حاصل کیا جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس زمانہ کا امام بنایا اس کو مجددیت اور مسیحیت کے فرائض تفویض فرمائے۔ حضرت مجدد دوران مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جماعت بنائی جس کا کام اصلاح عقائد دین اور اشاعت اسلام ہے۔

حضرت امام زمانؑ نے اس جماعت کا نام اپنے نام پر نہیں بلکہ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک احمد کی مناسبت سے جماعت احمدیہ پسند فرمایا۔ یہاں کہ ہم احمدی اس لئے کہلاتے ہیں کہ ہم ارشادات رسول اکرم صلعم اور اسوۂ حسنہ رسولؐ کی کامل پیروی کرتے ہیں۔ جو زمانہ حال کے امام مہدی اور مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہو کر کامل فرمانبرداری سے دین حقہ کی خدمات سرانجام دے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے بڑے درجات ہیں۔ علامہ صاحب موصوف نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ اگر تمام مسلمان احمدیت کے حقیقی عقائد و مقاصد پر ٹھنڈے دل سے بلاتعصب غور کریں تو ہر کوئی اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہلانا فخر محسوس کرے گا۔

عیدالاضحیٰ کی تقریب

یہاں عید الاضحیٰ کی تقریب ۲۷ر فروری ۶۹ء کو منائی گئی۔ ۲۱ر فروری کو نماز جمعہ و خطبہ نماز جمعہ میں فلسفۂ قربانی پر روشنی ڈالی گئی۔ اگلے جمعہ بھی اسی موضوع پر خطبہ ہوا۔ رسم قربانی کے پس منظر، اس کی اہمیت و نتائج کے بارے میں خطبہ میں کر سامعین کی معلومات میں بھی اضافہ ہوا۔

ایک خاتون کا قبول اسلام

کماسی سے پندرہ میل دور ایک بستی داہی نامی میں تقاریر کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا۔ علامہ ایس پی تایئو صاحب ملام سعید و صاحب اور مسٹر ایم عباس نے "اسلام اور عیسائیت میں فرق"، "اسلام اور عصر حاضر" اور "اسلام اور دنیا و آخرت کی زندگی" کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ اس دورہ کی ایک خوشخبری یہ ہے کہ ان تقاریر کی کوشش کی ایک شادی شدہ خاتون اپنی رضا و رغبت سے اسلام قبول کر کے اسلامی برادری میں شامل ہوئیں اور اس خاتون نے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ اپنے کنبہ کے افراد کو بھی اس مبارک اور سچے دین کو قبول کرنے کی تحریک و تبلیغ کریں گی۔

جماعت ربوہ کماسی سے ایک ممبر کا اخراج

ربوائی جماعت کماسی نے اپنے ایک بڑے محرک و سرگرم رکن الحاج عیلے کو جماعت سے خارج کر دیا ہے۔ وہ جماعت ربوہ میں ایک پیشہ ور مبلغ تھا۔ اسے حال ہی میں برطرف کر دیا گیا ہے کیونکہ اس نے اپنی جماعت کے افسروں پر رشوت خوری، بدعملی و بدنظمی اور تعصب و عدم رواداری کا الزام لگایا تھا۔

۷ر مارچ ۱۹۶۹ء بروز جمعہ کو الحاج عیلے صاحب ہمارے ہاں آئے۔ اور انہوں نے ربوائی جماعت کی سرگرمیوں کے بارے میں مفصل حالات بیان کئے۔ مختلف امور پر بحث و تمحیص کے بعد الحاج عیلے صاحب کو بتلایا گیا کہ جماعت احمدیہ لاہور اور ربوائی جماعت میں کسی قسم کا باہمی سمجھوتہ نہیں ہوا ہے، اور ان دونوں جماعتوں کے متحد ہو جانے کی کوئی صورت اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک ربوائی جماعت اپنے موجودہ غیر اسلامی عقائد کو نہ چھوڑ دے۔ ربوائی جماعت حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتی ہے۔ یہ ایک غیر اسلامی عقیدہ ہے۔ جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا۔ لاہوری جماعت۔ حضرت امام زمانؑ کے دعوے مجددیت و مسیحیت کی قائل ہے۔ جو مجددیت و محدثیت کے قائم مقام ہے۔ حضرت امام زمانؑ نے کبھی بھی نبوت کا دعوے نہیں کیا۔ ہاں مجدد کا اور مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ہے۔

چنانچہ الحاج عیلے صاحب کو بتلایا گیا کہ وہ حقیقی مسلمان ہونے کی حیثیت سے سچے خادم بننا چاہتے ہیں تو ان کے لئے یہ صائب مشورہ ہے کہ وہ ہماری جماعت میں شامل ہو جائیں تاکہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح تعلیمات سے روشناس ہو سکیں اور اسلام میں تحریک احمدیت کا جو مقام و مرتبہ ہے اس سے صحیح طور پر واقف ہو سکیں۔ علامہ ایس پی تایئو صاحب نے ربوائی جماعت کے اس غیر اسلامی طرز عمل پر بھی روشنی ڈالی کہ وہ کس شخص کو اپنی جماعت سے نکال دیتے ہیں اس سے علیک سلیک بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے لئے دعا بھی کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ اور اگر وہ شخص مر جائے تو کوئی ربوائی شخص اس کے نماز جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوتا۔ الحاج عیلے صاحب اور ان کے ساتھی جاتے ہوئے یہ کہہ گئے کہ ہم ان باتوں پر مزید غور کریں گے۔ (مترجم و ملخص)

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں

چند معروضات

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

کہ حضور نبی کریم صلعم نے اس زمانے کے متعلق آج سے تیرہ سو سال قبل جو کچھ فرمایا تھا اور جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو تھا اور وہ اب زمانہ کے صفحات پر کھلا کھلا لکھا ہوا نظر آ رہا ہے تو کیا اس سے حسب ذیل باتیں ثابت نہ ہو جائیں گی۔

(۱) حضورؐ کے سینہ صافی پر علم غیب کے نقوش خدا ہی نے ثبت کئے تھے۔ اس لئے حضورؐ خدا کی طرف سے مبعوث تھے اور ہمارے لئے صادق و مصدق۔

(۲) احادیث کو جمع کرنے والے لوگ بڑے محتاط تھے۔ انہوں نے جو کچھ احادیث کے مجموعوں میں مواد اکٹھا کیا وہ بڑا معیاری ہے، جیسا کہ اس زمانہ کے متعلق احادیث کی بیان کردہ پیشگوئیاں اور نشانات حرف بحرف واقعات بن کر سامنے آ رہے ہیں۔

(۳) مسیح موعود کے ظہور کے جو نشانات بیان کئے گئے ہیں وہ اگر اس زمانے میں ظاہر ہو گئے تو مسیح موعود کا دعویدار بھی برحق ہے۔ یہ امر بذات خود مذہب کے اثبات میں ایک دلیل ہے اور انبیاء کے سلسلہ کو ثابت کرتی ہے۔

باقی پھر

بقیہ ملفوظات صفحہ اول

کریں دور نہیں ہوتا باوجودیکہ نفس لوامہ ملامت کرتا ہے لیکن پھر بھی لغزش ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے۔

غرض وہ اندھیر گناہوں بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب سے دور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور وہ دور سے قریب لانے کے لئے نماز ہے اس ذریعے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں یہی سر ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے، یا نماز فحشاء یا منکر سے روکتی ہے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد نہم)

جماعتی قلت و کثرت اور قادیانی حضرات

ہمارے قادیانی دوست بالخصوص ان کے مبلغین آئے دن یہ شور مچاتے رہتے ہیں کہ لاہوری احمدیہ جماعت چند نفوس پر مشتمل ہے اور آہستہ آہستہ ان میں کمی واقع ہو رہی ہے، بلکہ بھارت میں تو ان کا نام و نشان مٹ چکا ہے، اگلے دن ہمارے بھارتی نمائندہ مقیم بمبئی جناب عبدالرزاق صاحب وہیں کے ایک قادیانی مرکز سے ملنے کے لئے گئے۔ تو انہیں کہا گیا کہ تمہاری جماعت ختم ہو چکی ہے اور لاہور سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے جو خطوط انہیں آتے ہیں، وہ صرف برائے نام ہیں حقیقت ان کے اندر کوئی نہیں، نہ صرف یہی بلکہ جناب عبدالرزاق صاحب کو سختی کے ساتھ برا بھلا کہہ کر نکال دیا گیا۔

یہ ان لوگوں کے اخلاق ہیں، جن کو اپنی کثرت پر ناز ہے، اور اسی کثرت کو اپنی صداقت کی دلیل گردانتے ہیں حالانکہ ان سے بڑھ کر کثرت رکھنے والی قومیں موجود ہیں، عیسائی، ہندو یہودی وغیرہ اقوام کے سامنے ان کی کثرت کیا حقیقت رکھتی ہے، پھر کیوں نہ ان کو صداقت پر سمجھا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جماعتوں کی کثرت و قلت کسی عقیدہ یا مذہب کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتی، صداقت صرف دلائل پر مبنی ہوتی ہے، اگر کوئی قوم غیر معقول دلائل لے کر اٹھتی ہے تو خواہ کتنے بھی زیادہ لوگ اس کے ساتھ ہوں اس کی صداقت پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا، عیسائیوں کی کثرت تعداد کے باوجود قرآن کریم نے یہ اعلان کر دیا ما لھم بہ من علم ولا لآبائھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

پس ہمارے قادیانی دوستوں کو چاہیئے کہ کثرت کو معیار صداقت بنانے کے بجائے قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کو پیش نظر رکھیں اور اپنے معتقدات کی صداقت کا مدار انہی پر رکھیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ جس کثرت کو وہ لئے پھرتے ہیں، اس کی حقیقت صرف اتنی ہی ہے کہ بہت سے لوگ ان کی تنظیم سے وابستہ ہیں اس کے علاوہ ان میں کثیر تعداد ایسی ہے جن کو عقائد میں ان سے اتفاق نہیں، ربوہ میں رہنے والے اکثر لوگ مکانوں اور رشتہ داریوں کی وجہ سے پھنسے ہوئے ہیں، اور وہاں سے الگ ہونا یا اپنے عقائد کا اظہار کرنا ان کے لئے مشکل ہے، ایسا ہی حیدرآباد سے کچھ دوست اگلے دن قادیان کے سالانہ جلسہ پر گئے تو ان کو کئی ایسے قادیانی ملے جن کے عقائد وہی تھے جو جماعت لاہور کے ہیں یعنی حضرت مسیح موعودؑ کا دعوٰے نبوت کا نہیں بلکہ صرف مجددیت اور مسیح موعود ہونے کا دعوٰے ہے۔ اور آپ کا نہ ماننا موجب کفر نہیں۔

رہی جماعت احمدیہ لاہور، خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف اسکے عقائد صحیح ہیں، بلکہ تعداد کے لحاظ سے بھی اس میں ترقی ہوتی جا رہی ہے، آئے دن مختلف اطراف سے شمولیت سلسلہ کے خطوط آ رہے ہیں، خود بہار سے جہاں خدا کے فضل سے پہلے ہی ایک خاصی جماعت موجود ہے، اگرچہ قادیانی حضرات کا یہ پراپیگنڈہ ہے کہ وہاں جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والا کوئی آدمی نہیں) جناب عبدالرزاق صاحب نے حال ہی میں پچیس آدمیوں کے بیعت نامے بھیجے ہیں، جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ بھارت میں جماعت کی تحریک پھیلتی جا رہی ہے اور انشاء اللہ وہ دن آئے گا کہ نہ صرف غیر از جماعت لوگوں میں عقائد حقہ پھیل جائیں گے بلکہ خود قادیانی اور ربوائی جماعت کو بھی انہی عقائد کا قائل ہونا پڑے گا جو مسیح موعودؑ کے اصل دعوٰے سے تعلق رکھتے ہیں، اور اس طرح وہ تحریفات جو قادیانی جماعت کے موجودہ معتقدات کی وجہ سے مسیح موعودؑ کی رسوائی کا موجب ہیں (بموجب الہام الٰہی لا ینبغی من المخزیات شیئاً) ختم ہو جائیں گی اور مامور الٰہی کا روشن چہرہ دنیا پر نمایاں ہو جائیگا۔

وفات حسرت آیات

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں بڑے افسوس سے پڑھی جائے گی کہ حضرت میاں مولا بخش صاحب مرحوم و مغفور لائل پوری کے صاحبزادے اور حضرت الحاج میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے داماد میاں شریف احمد صاحب بٹالوی گذشتہ جمعہ و ہفتہ مورخہ ۱۱ر ۱۲ر اپریل کی درمیانی شب حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے قریباً ۵۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میاں صاحب مرحوم جماعت احمدیہ کے سرگرم اور مخیر فرد تھے جماعت لائل پور کے صدر رہتے۔ گذشتہ جمعہ نماز جمعہ کے وقت انکی طبیعت بحال تھی اور مقامی جماعت نے اس دن ان کو اپنی جماعت کا آئندہ سال کا صدر منتخب کیا تھا مگر جماعت ان کے خلوص، ایثار، دین پروری اور جماعتی سرپرستی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئی ہے۔ مرحوم نے جماعت کی ترقی و توسیع میں بڑی دلچسپی سے کام کیا۔ آپ بڑے حسن اخلاق کے مالک تھے۔ ان کی وفات حسرت آیات سے جماعت احمدیہ کو بہت صدمہ اور نقصان پہنچا ہے۔ مرحوم کی نماز جنازہ ہفتہ کے روز دو بجے دوپہر لائل پور میں مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب مبلغ اسلام نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں عمائدین شہر اور مقامی و بیرونی جماعتوں کے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تین بجے کے قریب قبرستان مدینہ ٹاؤن میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ مرکز سے چوہدری فضل حق صاحب، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، غلام نبی مسلم صاحب، مولوی غلام حسین صاحب، ڈاکٹر مبارک احمد صاحب ین فیملی، چوہدری عبدالحق صاحب، حاجی اللہ رکھا صاحب اور فیض الرحمان صاحب جنازہ میں شامل ہوئے ہم میاں صاحب مرحوم کے فرزندان، برادران، عزیز و اقارب اور دیگر لواحقین سے اس اندوہناک صدمہ میں اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ برادران جماعت سے جنازہ غائبانہ کی استدعا کی جاتی ہے۔

ٹرینیڈاڈ اور جنوبی امریکہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

ٹرینیڈاڈ میں قرآن کریم کی چودہ سوسالہ برسی

(از مولانا محمد طفیل صاحب)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی کمیٹی نے ٹرینیڈاڈ میں قرآن مجید کی چودہ سو سالہ برسی بڑے عظیم الشان پیمانے پر منائی۔ ۲۳ر فروری سے ۱۶ر مارچ تک اجلاس کا مختلف مقامات پر سلسلہ جاری رہا۔ کل دس اجلاس منعقد ہوئے۔ اکثر جماعتوں نے حاضرین کے لئے طعام کا انتظام کیا۔

احمدیہ کنونشن ۱۱ر اپریل سے ۱۴ر اپریل تک ساؤتھ امریکہ اور کریبین کے علاقوں کی احمدیہ کنونشن ٹرینیڈاڈ میں منعقد ہوگی۔ گیانا اور سرینام سے سو کے قریب دوست اس کنونشن میں شرکت کے لئے آ رہے ہیں۔ دراصل یہ دوسری کنونشن ہے۔ پہلی کنونشن سال گذشتہ میں گیانا میں منعقد ہوئی تھی۔ آئندہ سال انشاء اللہ سرینام میں یہ کانفرنس ہوگی۔ ان علاقوں میں احمدیت کا خوب چرچا ہے۔ مخالف اور موافق دونوں رنگ میں مسلم لیگ ٹرینیڈاڈ نے احمدیہ انجمن کے ساتھ باقاعدہ الحاق کر لیا ہے۔ الحمد للہ۔

باربیڈوس میں کانفرنس ایک قریبی جزیرہ باربیڈوس میں ہماری تھیٹی بین الادیان کانفرنس ۱۸ر اپریل سے ۲۰ر اپریل تک منعقد ہوگی، سو ڈیڑھ سو کے قریب لوگ ہوائی جہاز سے وہاں جائیں گے۔ انٹرفیتھ کے لیکچروں کو کتابی صورت میں چھپوانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ خدا کے فضل سے یہ کانفرنسیں بھی کامیاب اور مقبول ہو رہی ہیں۔

ہفت روزہ پیغام صلح خود مطالعہ فرمانے کے بعد اپنے حلقہ احباب میں پہنچائیں ———

اخبار و افکار

ایک نازک موقع

ایک خبر کے مطابق :" عیسائی مشنری ادارے انڈونیشیا میں بڑی تندہی سے کام کر رہے ہیں اور سینکڑوں لوگوں کو عیسائی بنا رہے ہیں ۔ اس لئے یہ ایک بہت ہی نازک موقعہ ہے کہ انڈونیشیا میں اسلام کو بچایا جائے "

کیا اسلامی ایجنسیوں کے لئے یہ خبر تازیانہ کا موجب نہیں؟ جماعت احمدیہ کو کافر کہنے والے مسیح کو زندہ آسمان پر بٹھا کر انڈونیشیا اور دیگر ممالک کے مسلمانوں کو مسیحی دجل سے نجات دلانے کی ہمت اور جرأت رکھتے ہیں؟ احمدیہ جماعت تو عیسائیوں کو ان کے گرجاؤں میں جا کر مسلمان کر رہی ہے کیا آپ اپنے بھائیوں کی حفاظت کے لئے کچھ نہیں کر سکتے؟

مسیحی اور مسیح

یوحنا باب ۱۷ - آیت ۳ میں لکھا ہے :۔

" ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں "

مسیحی ماہنامہ "کلام حق" گوجرانوالہ ۱۰ مارچ کی اشاعت میں لکھتا ہے :۔

" جب تک کوئی شخص مسیح کی صلیبی موت اور اس کے مُردوں میں سے جی اٹھنے کی قدرت کو تسلیم نہ کرے وہ نجات سے محروم رہتا ہے اور خداوند کی فردوس میں اس کا کوئی حصہ نہیں "

کیا مسیحی معاصر کا یہ بیان جناب مسیح کے مندرجہ بالا کلام سے کچھ بھی مطابقت رکھتا ہے ؟

مسیح موعود اور کسر صلیب

ہفت روزہ "تنظیم اہل حدیث" کی ۲۴ رجنوری کی اشاعت میں تحریر ہے :۔

" کسی حدیث میں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے تشریف لائیں گے سب احادیث میں یہی لکھا ہے کہ صلیب کو توڑیں گے یعنی دین نصاریٰ کو باطل کر دیں گے "

لیکن دین نصاریٰ کے ابطال کے لئے جناب مسیح کو دوبارہ دنیا میں بھیجنے میں کیا مصلحت ہے کیا محمد رسول اللہ صلعم کا فیضان معاذ اللہ اتنا ہی ناقص ہے کہ آپ کے متبعین میں کوئی بھی کسر صلیب اور ابطال دین نصاریٰ کی ہمت و اہلیت نہیں رکھتا؟ آپ کے سامنے ایک متبع دین محمدی نے اس کا بیڑا اٹھایا اور بہت حد تک اس کو پورا کر دکھایا جس کی وجہ سے کوئی نصرانی اس کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں رکھتا، پھر بھی عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اُتارنا کس قدر مضحکہ خیز اور اُمت محمدیہ کی کتنی بڑی ہتک اور ختم نبوت کے کس قدر منافی ہے ۔

تثلیث فی التوحید

" کلام حق" کے اسی پرچہ بابت ماہ فروری ۱۹۶۹ء کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے :۔

" (۱) خدا بلحاظ ذات واحد ہے (۲) خدا کی ذات واحد میں کثرت ہے (۳) خدا کی ذات واحد میں تین کی کثرت ہے (۴) خدا کی ذات واحد میں تین اقانیم کی کثرت ہے (۵) خدا بلحاظ ذات واحد ہے اور بلحاظ اقانیم اس میں کثرت ہے (۶) اور یوں تثلیث فی التوحید خدا ہے "

اُسی پر یہ قول صادق آتا ہے

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

قرآن کریم نے اسی کثرت فی الوحدت کے عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ اور فرمایا مالھم بہ من علم ولا لاباءھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ۔

تہذیب و شائستگی

مسلک اہل حدیث کے داعی اور جماعت اہل حدیث کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام آخر جنوری کی اشاعت کے صفحہ پر لکھتا ہے

" مخالفین کے نقطۂ نگاہ سے اختلاف کے باوجود تہذیب و شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے خالص علمی حدود میں رہتے ہوئے اپنا موقف پیش کرنا چاہیئے "

نصیحت تو بہت ہی اونچی ہے ۔ اس نصیحت کی روشنی میں اگر الاعتصام اپنا محاسبہ کرے اور جس جماعت کی ترجمانی کرتا ہے اس کے پیدا کردہ لٹریچر کو تہذیب و شائستگی اور علم کی کسوٹی پر پرکھے ۔ تو تمام دینی لٹریچر ایسا ملے گا جو اس معیار پر پورا نہیں اترتا ۔ اگر آئندہ کے لئے ... تہذیب و شائستگی کا دامن پکڑنے اور خالص علمی حدود میں رہتے ہوئے اپنا موقف پیش کرنے کی صورت میں ہو جائے تو کہیں گے کہ "الاعتصام" نے اب صراط مستقیم پر چلنا شروع کر دیا ہے ۔ اور یہ توفیق و سعادت جس کے حصے میں آ جائے اس کے لئے بڑے ہی اجر و ثواب ہیں ۔ اگر اس ادعا کے باوجود الاعتصام اور اس کی جماعت اپنے پرانے ڈگر پر چلتی رہی کہ مخالفین کے نقطۂ نگاہ سے اختلاف کرنے میں تہذیب و شائستگی کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جاتا رہے ۔ اور خالص علمی حدود کو پھاند کر بے علمی اور غیر تحقیقی اور سبیر واقعاتی طور پر محض جواب آں غزل کے تحت زبان کے چٹخارے کی خاطر باتیں بنائی جائیں تو یہی مثال ان پر صادق آئے گی ۔

فادرا فضیحت دیگراں را نصیحت

اقوالِ پرویز

● " اس تیرہ سو سال کے عرصہ میں مسلمانوں کا سارا زور فقط اسی صرف ہوتا رہا کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کو قرآن سے پہلے زمانے کے مذہب میں تبدیل کر دیا جائے ۔ چنانچہ وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گئے اور آج یہ اسلام مروج ہے ، وہ زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہو تو ہو ، قرآنی دین سے اس کا کوئی واسطہ نہیں "

(سلیم کے نام پندرھواں خط ص ۲۵۱ و ۲۵۲)

● " حضرت مریم راہبہ کی زندگی بسر کر رہی تھیں جسے دنیاوی علائق سے کچھ واسطہ نہیں ہوتا چاہئیے بلکہ ساری عمر تجرد میں گزارنی چاہیئے ۔ آپ (مریم) کو خدا کی طرف سے اشارہ ملا کہ انہیں متاہل زندگی بسر کرنی ہو گی .... اس لئے شدہ امر کے مطابق حضرت مریم نے خانقاہ کو چھوڑ کر عائلی زندگی اختیار کی لیکن یہودیوں کے نزدیک یہ کوئی چھوٹا سا جرم نہ تھا ، ایک راہبہ کی زندگی چھوڑ کر متاہل زندگی اختیار کرنا مشرب خانقاہیت میں ارتداد سے کم نہ تھا ۔ اس لئے انہوں نے حضرت مریم کو مورد طعن و تشنیع بنایا اور اپنے جوشِ انتقام میں اس پیکر عفت و ناموس کے خلاف طرح طرح کے الزام تراشے .... یعنی ان کے نزدیک راہبہ کا نکاح نکاح ہی قرار نہیں پا سکتا تھا ۔ اس لئے اس کی اولاد کس طرح حسن نگاہوں سے دیکھی جا سکتی تھی " (شعلہ مستور ص ۱۲ ، ۱۰۲)

● آپ حضرت عیسیٰ عوام سے متعلق تھے آپ کے والد یوسف اور آپ کی والدہ مریم دونوں ہی غریب گھرانے کے افراد تھے ۔ دستکاری ان کا پیشہ تھا .... حضرت مسیح کے اور بھی بہن بھائی تھے ۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے سب سے بڑے آپ ہی تھے .... مادری زبان آپ کی آرامی تھی ۔ یونانی زبان سے آپ واقف نہ تھے ...... آپ کے والد کا انتقال جلد ہی ہو گیا اور اس کے بعد حضرت مریم خاندان کی سرپرست رہ گئیں یہ وجہ ہے کہ حضرت مسیح عام طور پر ابن مریم کے نام سے مشہور ہو گئے ۔ یعنی جب آپ کو آپ کے ہم نام بچوں سے ممیز کرنا ہوتا تھا تو یسوع ابن مریم کہا جاتا تھا " (شعلہ مستور ص ۳۰)

● (۱) رسول اکرم کو قرآن کے سوا کوئی معجزہ نہیں دیا گیا ۔ (سلیم کے نام ج ۲ ۔ ص ۷۰)

(۲) مخالفین بار بار نبی اکرم سے معجزات کا تقاضا کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ ہر بار ان کے مطالبے کو یہ کہہ کر رد کر دیتا ہے کہ ہم نے رسول کو حسی معجزہ نہیں دیا ۔ اس کے معجزات صرف دو ہیں :۔

(۱) یہ کتاب جس کی مثل و نظیر کوئی پیش نہیں کر سکتا (۲۹/۵۱) اور

(۲) خود اس رسول کی اپنی زندگی جو سیرت و کردار کے بلند ترین مقام پر فائز ہے (۶۸/۴)

ان کے علاوہ اگر تم معجزات دیکھنا چاہتے ہو تو قل انظروا ماذا فی السموات والارض (۱۰/۱۰۱) ارض و سماء پر غور کرو قدم قدم پر معجزات دکھائی دیں گے ۔

غور کرو سلیم ! نبی اکرم کو تو کوئی حسی معجزہ نہیں دیا جاتا " (سلیم کے نام ج ۳ ص ۲ ۔ ۱۹)

(۳) نبی اکرم کو قرآن کے سوا (جو عقلی معجزہ) ہے کوئی اور معجزہ نہیں دیا گیا " (مطالب قرآن ج ۱ ص ۱۳۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ کے بنی نوع انسان پر انعامات و احسانات

اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو شرف و فضیلت عطا کی ہے

کائنات کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور علم و احسانات سامنے آتے اور قلوب نورِ معرفت سے منور ہوتے ہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولقد کرمنا بنی آدم وحملنٰھم فی البر والبحر ورزقنٰھم من الطیبٰت وفضلنٰھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلا

(بنی اسرائیل ۱۷ : ۷۰)

بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کا گرانقدر انعام

خدا تعالےٰ اس آیت کریمہ میں اس شرف و فضیلت کا ذکر فرماتا ہے جو اس نے فرزندِ آدم کو عطا کر رکھی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو زندگی جیسی نعمت عطا کی ہے۔ پھر اس کو ایسے اعضا اور قوےٰ عطا فرمائے جن کی وجہ سے اس کو کائنات کا مطالعہ کرنے اور علوم پر دسترس پانے کا موقعہ ملتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ ۔ یعنے خدا تعالےٰ نے تمہیں تمہاری اُمہات کے بطنوں سے پیدا کیا ہے ایسی حالت میں کہ تمہیں کوئی سمجھ بوجھ نہ تھی۔ پھر کان و آنکھ اور قلوب عطا فرمائے تاکہ تم کائنات کے علوم حاصل کر سکو۔ ان علوم کی برکت سے جہاں طرح طرح کے مفادات و ترقیات میسر آئیں وہاں تمہارے قلوب نورِ معرفت الٰہی سے منور ہوئے ظاہر ہے یہ گرانقدر انعام الٰہی ہے۔

کائنات میں علوم کے دریا

آج دنیا میں جس قدر علوم و فنون اور جس قدر سائنس اور سائنسی آلات و مشینیں نظر آتی ہیں وہ بیّن طور پر اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہیں کہ جہاں خدا تعالےٰ نے اس کائنات میں علوم کے دریا بہا دیئے ہیں وہاں انسانوں کو عقل و فہم اور ادراک سے آراستہ کر رکھا ہے تاکہ ان کی برکت سے قوانین و علوم قدرت پر اطلاع پا سکے اور اہلِ دنیا کو طرح طرح کی معیشت کے سامان فراہم کر سکے۔

مطالعہ کائنات سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے

علاوہ ازیں کائنات کے مطالعہ سے خدا تعالےٰ کی قدرت علم اور احسان سامنے آجاتے ہیں اور دل اس کی معرفت کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سب سے زیادہ قدر و قیمت کی متاع ہے جو انسان کو نصیب ہوتی ہے۔

فرزندِ آدم قابلِ تکریم ہے

اس آیت کریمہ میں جو میں نے تلاوت کی ہے اس شرف و فضیلت کا بیان ہے جس سے خدا تعالےٰ نے انسان کو نوازا ہے۔ سب سے پہلے فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم یعنے فرزندِ آدم کو ہم نے قابلِ تکریم بنایا ہے۔ ہر انسان عزت کا اہل ہے۔ وہ ہندو ہو یا مسلم۔ وہ یہودی ہو یا عیسائی، وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان میں سے ہر ایک مستحق تکریم و تعظیم ہے۔ رب العالمین نے انسانیت کو جہاں کائنات کی تمام اشیاء پر فضیلت بخشی ہے وہاں اس کو مستحقِ تکریم بنایا ہے۔ اسی طرح سے خدا تعالےٰ نے حقیقی مساوات پیدا کر رکھی ہے اس نے مسلمان کو خصوصیت سے حکم دیا ہے کہ وہ ہر مذہب اور ہر نسل اور ہر عقیدے کے فرزندِ آدم کی تکریم کرنا سیکھے اور اسی سے حقیقی اخوت قائم ہوتی ہے۔

انسان بحر و بر کی مخلوق کا مطاع اور بادشاہ ہے

انسان کو اس طرح بھی شرف و فضیلت بخشی ہے کہ وہ بحر و بر کی تمام مخلوق کا مطاع اور بادشاہ ہے۔ اس حقیقت الامر کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے وحملنٰھم فی البر والبحر انسان کو توفیق عطا فرمائی ہے کہ خشکی کے سفر کے لئے تمام حیوانات کو اپنی خدمت میں لگائے۔ والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ۔ گھوڑے خچر اور گدھے اس لئے پیدا کئے گئے ہیں تاکہ انسان ان پر سوار ہو سکے اور ان سے اپنی تمام قسم کی خدمت لے سکے۔ اور ان کی وجہ سے دور دراز کے سفر طے کر سکے اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک اپنے اسباب پہنچا سکے۔ جیسا کہ فرمایا وتحمل اثقالکم الیٰ بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرءوف رحیم ۔ یہ حیوانات تمہاری بھاری بھر کم اشیاء کو ایسے مشکل مقامات تک پہنچا دیتے ہیں جہاں تم جان کاہی کے بغیر نہ پہنچ سکو۔ اس سے معرفت الٰہی کا یہ سبق بھی سیکھ لو کہ تمہارا رب تمہارے لئے کس قدر رحمت اور رافت کا سرچشمہ ہے۔

نئی نئی ایجادات اور ترقیوں کی پیشگوئی

ان سواریوں کے ذکر کے ساتھ فرمایا ویخلق ما لا تعلمون ۔ اور ایسی اور سواریاں بھی پیدا کرے گا جن کا تمہیں ابھی علم نہیں، چنانچہ گھوڑے، خچر کے علاوہ اب ہر شہر میں موٹر ہے، بس ہے، بائیسکل ہے اور سکوٹر نظر آتے ہیں۔ خشکی کے سفر کے ساتھ سمندر کے سفر کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ انسان جس طرح خشکی میں مطاع اور بادشاہ نظر آتا ہے۔ اسی طرح سمندر پر بھی حکمران ہے۔ فرمایا وآیۃ لھم انا حملنا ذریتھم فی الفلک المشحون قدرت و حکمت خداوندی کا یہ بھی نشان ہے کہ انسان اپنے تجارتی سامان جہازوں پر لاد کر ایک ملک سے دوسرے ملک تک لے جا سکتا ہے۔ المشحون۔ جہاز پر ہاتھی، گھوڑے، اونٹ بھی لاد دیتا ہے اور ریل کے انجن اور موٹر کاریں اور ریل گاڑیاں اور ہر قسم کے سامان تجارت اور بڑی تعداد میں انسان وغیرہ وغیرہ سب جہاز پر چڑھا دیتا ہے۔ غرض انسان کو خدا تعالےٰ نے یہ شرف و فضیلت بھی عطا کر رکھی ہے کہ وہ سمندر کا مطاع اور بادشاہ نظر آتا ہے۔ جس طرح وہ خشکی پر مطاع اور بادشاہ نظر آتا ہے۔

قدرتِ خداوندی کا کرشمہ

انسان قدرت خداوندی کا یہ کرشمہ بھی مشاہدہ کرتا ہے کہ پانی کی سطح پر ایک چھوٹا سا لوہا رکھ دیں تو وہ فوراً ڈوب جاتا ہے۔ مگر جہاز کی صورت میں یہی پانی ہزاروں من بوجھ اُٹھا لیتا ہے۔ اور اگر پانی میں خدا تعالےٰ یہ صفت پیدا نہ کرتا تو ایک ملک کے باشندوں کو کبھی دوسرا ملک دیکھنا نصیب نہ ہوتا چہ جائیکہ وہ دوسرے ممالک کی نادر اشیاء سے مستفید ہوتا۔ اس کرشمہ خداوندی کے ذکر کے ساتھ یہ بھی فرمایا وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون اور ان جہازوں کی مانند ہم نے اور سواریاں بھی تجویز کر رکھی ہیں ما یرکبون جن پر

یہ سوار ہوا کریں گے۔ وہ کشتیاں ہم کو ہوا سمندر پر ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سفر کرتی نظر آتی ہیں ان کشتیوں میں انسانوں کے علاوہ گھوڑے اور ہاتھی بھی سوار ہو کر ایک ملک سے دوسرے ملک کو جاتے نظر آتے ہیں یہ انسان پر احسان بھی ہے۔ اور اس میں اس کا شرف و فضیلت بھی ہے اور یہ سب انعامات و احسانات بھی ہیں اور انسان کے لئے باعث شرف و فضیلت بھی۔

احسانات الٰہی کے ہوتے ہوئے ذاتِ کریمی سے غفلت کیوں؟

ان انعامات و احسانات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ تعجب سے انسان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے ما غرّک بربک الکریم تمہاری بزرگی اور اس ذات کریمی سے غفلت!

دعائے صحت

بعض دوست بیمار ہیں اور بعض کو مشکلات لاحق ہیں۔ مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اور انکی مشکلات دور کر کے ان کا حامی و ناصر ہو۔

محترم قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ کے ساتھ جماعت لائل پور کے چند لمحات

جماعت احمدیہ لائل پور کی دعوت پر محترم قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ (مبلغ نائیجیریا) یہاں مورخہ ۱۳ اپریل کو تشریف لائے۔ آپ کے اعزاز میں صدر جماعت محترم میاں شریف احمد صاحب نے دوپہر کا کھانا دیا۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں جماعت کی خواہش کے مطابق نائیجیریا میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر نہایت پُر از معلومات اور پُر معارف خطاب فرمایا۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے خطاب میں آپ نے نائیجیریا کی صورت حال اور وہاں اسلام کی اشاعت کے بہترین مواقع پر روشنی ڈالی۔ جمعہ کے بعد جماعت کے احباب کے ساتھ مل کر کافی دیر تک جماعتی معاملات اور افریقہ میں تبلیغ اسلام کے کام کو وسیع کرنے کے سلسلہ میں تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ آپ کے تعاون سے جماعت لائل پور نے افریقہ اور خصوصاً نائیجیریا میں تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کے کام کو وسعت دینے کا لائحہ عمل تیار کرنے کا عزم کیا۔

شام کو راولپنڈی روانہ ہونے سے قبل محترم شیخ محمد امین صاحب نے ڈیری فارم میں آپ کو عصرانہ پیش کیا۔

اخبار احمدیہ

صحت کاملہ اور اظہار تشکر

—— محترم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی (راولپنڈی) سے اطلاع فرماتے ہیں کہ اب وہ بالکل خیریت سے ہیں اور دفتر جا رہے ہیں۔ آپ ان تمام احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے آپ کی کامل صحت یابی کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی، اور جن دعاؤں کو خدا تعالیٰ نے قبولیت کا شرف عطا کر کے آپ کو کلیسر سے کام کے قابل بنایا۔ الحمد للہ

ڈاکٹر اللہ بخش

آنریری جنرل سیکرٹری

درخواست دعا

—— (۱) مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح تین روز سے بیمار ہیں۔

—— (۲) میاں اے آر یوسف صاحب ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور لکھتے ہیں کہ:—

"کئی روز سے میری نانی ‌‌‌‌‌ جی سخت بیمار ہیں۔ بڑی پریشانی ہے۔ دعا فرمادیں۔ کئی روز سے دفتر بھی نہیں گیا ہوں"

بزرگان دین و احباب سلسلہ سے التماس ہے کہ مولانا دوست محمد صاحب اور محترمہ خاتون مذکورہ کی صحت کاملہ اور عاجلہ کے لئے بارگاہ الٰہی میں دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

شادی خانہ آبادی

—— مورخہ ۴ اپریل ۱۹۶۹ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ مسجد فضل کھی ملہ ملتان میں میری بچی عزیزہ ممتاز اختر کا نکاح عزیزی سیف الرحمٰن صاحب خلف کرم چوہدری خلیل الرحمٰن صاحب کے ہمراہ ابعوض حق مہر ایک ہزار روپیہ خاکسار نے پڑھا۔ نکاح میں برات کے علاوہ تمام احباب جماعت ملتان نے بھی شرکت فرمائی۔ اس خوشی میں خاکسار نے دس روپے اور دولہا کی طرف سے ان کے ماموں نور محمد صاحب نے پانچ روپے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بمد عطیہ اشاعت اسلام دیئے۔ یہ تقریب سعید تین بجے سہ پہر بخیر و خوشی اختتام پذیر ہوئی۔ تمام بزرگان دین و جملہ احباب جماعت سے التماس ہے کہ وہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور دولہا دلہن پر افضال فرمائے اور زحمت۔

موصوف کی زندگی نصیب فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار محمد علی ملتان

نکاح خوانی

—— چک ۹ تحصیل کھلوال میں مورخہ $\frac{3}{69}$/۱۳ کو دو نکاح پڑھے گئے تھے جانبین نے -/175 روپے برائے اشاعت اسلام عطا کئے۔ جو بذریعہ چیک ارسال ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:-

(۱) محمد اشرف صاحب ولد مرزا احسان صاحب مع نورشاہ بشیر دختر بشیر احمد صاحب -/125 روپے۔

(۲) اکبر اقبال صاحب ولد محمد اقبال صاحب ہمراہ نجمہ بشیر دختر بشیر احمد صاحب -/50 روپے۔ دیگر خیریت۔ والسلام

ڈاکٹر عبد الحمید سرگودھا۔

شمولیت سلسلہ

—— حسب ذیل اصحاب جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور خدمت دین اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

(۱) شاہدہ بانو زوجہ حفی مستری۔ نیچر پوسٹ آفس ایل ڈسٹرکٹ بلساڑ۔ گجرات انڈیا۔

(۲) ابن عثمان ولد بی۔ ایس محی الدین۔ ریٹائرڈ فارماسسٹ مونٹ پلزنٹ۔ گاندھی روڈ کریلا۔ ×

انتخاب معتمدین

آئندہ انتخابات معتمدین کے بارہ میں جملہ جماعتوں کو مرکز سے طریق انتخاب کے متعلق ہدایات جاری ہو چکی ہیں۔ تمام جماعتیں ۳۰ اپریل تک منتخب نمائندوں کے نام مرکزی دفتر میں بھجوا دیں۔

مقامی جماعت لاہور

کے دس ممبران کا انتخاب آئندہ جمعہ مورخہ ۲۵ اپریل کو احمدیہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز جمعہ کیا جائے گا لہٰذا جملہ ممبران ۲۵ اپریل کو جمعہ میں شریک ہوں۔ (آنریری جنرل سیکرٹری)

(۳) مسز ظہرابی عثمان دختر بی بی عبد القادر زوجہ ابن عثمان۔ مونٹ پلزنٹ گاندھی روڈ کریلا

(۴) بی زبیدہ دختر ابن عثمان۔ مونٹ پلزنٹ گاندھی روڈ کریلا

(۵) بی فاطمہ دختر ابن عثمان۔ مونٹ پلزنٹ گاندھی روڈ کریلا

(۶) عائشہ شریفا بی دختر عثمان۔ مونٹ پلزنٹ گاندھی روڈ کریلا

(۷) چوہدری محمد رمضان ولد چوہدری ابراہیم جو گنائی مرحوم۔ بھدرواہ محلہ حویلی ضلع ڈوڈہ کشمیر۔

(۸) عبد الحی میر ولد محمد رجب مرحوم بھدرواہ محلہ حویلی ضلع ڈوڈہ کشمیر۔

(۹) ماسٹر محمد اقبال مدرس ولد عبد الرحمان قصبہ بھدرواہ محلہ حویلی ضلع ڈوڈہ (باقی۔ باقی)

ایک تجربہ معالج

خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایم بی ایس، ستارۂ خدمت کی شخصیت ضلع ہزارہ کی ممتاز شخصیتوں میں شمار ہوتی ہے، آپ ایک ماہر اور دیرینہ تجربہ کار معالج ہیں، لیکن ٹی بی اسپیشلسٹ اور جہاں تک مرض تپدق کا تعلق ہے آپ کی ذات ستودہ صفات مسلم الثبوت ہے۔

ان کے طبی تجربہ اور علمی مرتبہ کے پیش نظر ان کی ذات مرجع خلائق ہے۔ روحانی طور پر ان کی شکل و شباہت بڑی وجیہ اور نورانی ہے۔ مجھے ایک دو بار ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔ لیکن جب سے انہوں نے میرے بچے کی مفت تشخیص اور بلا اجرت معالجہ کیا ہے ان کی قدر و منزلت میری نگاہوں میں بہت بلند ہو گئی ہے۔

میرے خیال میں دق و سل کے مریضوں کو ان کے مفید ہاتھوں سے جو شفا حاصل ہو رہی ہے اس کا تقاضا ہے کہ ان کی درازی عمر و بقائے صحت کے لئے دلی دعا کی جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے تجربہ و حذاقت اور خدمت اسلام میں مضاعفت در مضاعفت اضافہ فرمائے۔ اور ان کو اس بے لوث تگ و دو کا اجر جزیل ارزانی فرمائے۔ آمین

دعا گو۔ سید غلام مجتبیٰ شاہ شیرازی

ہری پور۔ ہزارہ

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں

چند معروضات

حضرت مرزا صاحبؑ نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

بسلسلہ اشاعت مورخہ ۹ اپریل ۱۹۶۹ء

ہم یہ واضح طور پر نہایت دیانت داری کے ساتھ بلاخوف لومۃ لائم اعلان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے عمر کے کسی حصہ میں نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور ہمیشہ مجددیت اور محدثیت کے دعویدار رہے۔ اور اپنے منکرین کو کبھی اسلام سے خارج نہیں کیا۔

ہم مختصر الفاظ میں حضرت مرزا صاحبؑ کی متعدد کتب سے چند حوالے اس امر کو ثابت کرنے کے لئے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ شروع سے لے کر آخر تک ۔ ۔ ۔ ۔ دعوےٰ نبوت سے انکار کرتے رہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جماعت ربوہ بھی یہ تسلیم کرتی ہے کہ ۱۹۰۱ء تک حضرت مرزا صاحبؑ واقعی دعوےٰ نبوت سے انکار کرتے رہے۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد وہ نبوت کے مدعی بن گئے اس لئے یہاں ہم صرف ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتابوں کے حوالے درج کریں گے تاکہ معلوم ہو کہ جماعت ربوہ کس قدر خروج عن الحق کی مرتکب ہے۔

۱۹۰۲ء میں نبوت سے انکار

فرمایا:۔

(۱) "اس نکتہ کو یاد رکھیں کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں"
(نزول المسیح حاشیہ ص ۳ ۱۹۰۲ء)

(۲) "ایسے ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے"
(تحفہ گولڑویہ ص ۸۵ ۱۹۰۲ء)

۱۹۰۵ء میں نبوت سے انکار

"تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اس (قرآن شریف) کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے"
(الوصیت ص ۱۰ ۱۹۰۵ء)

۱۹۰۷ء میں نبوت سے انکار

"ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ یہ سراسر افترا ہے۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰ ۱۹۰۷ء)

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

"والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فلا نبی بعدہ ولا رسول"
(الاستفتاء ص ۶۴ تتمہ حقیقۃ الوحی)

آخر یہ نزاع کیا ہے۔

یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ جھگڑا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں مجرد نبوت ہی کا انکار کر دیا گیا ہے۔ ملاحدہ فرنگ نے اعلان کر رکھا ہے کہ انسان کا خداوند تعالےٰ سے بذریعہ وحی کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے اس امت میں اولیاء اللہ کا ظہور ہوتا رہتا ہے جن سے اللہ تعالےٰ ہم کلام ہوتا ہے اور وہ مکالمات و مکاشفات الہٰیہ سے سرفراز ہوتے ہیں اور ان کی وحی میں شیطان کا دخل نہیں ہوتا وہ محدث کہلاتے ہیں۔ انہیں کو مجازی معنوں میں نبی بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ مولانا رومؒ کہتے ہیں ۔

آں نبی وقت باشد اے مرید

مرزا صاحبؑ کا دعوےٰ چونکہ مسیح داؤد کا بھی تھا اور مسیح نبی تھا لیکن آنے والا مسیح محض امتی تھا اس لئے انہیں یہ بھی تشریح کرنی پڑی کہ آنے والا مسیح مجازی معنوں میں نبی ہے اور حقیقی معنوں میں صرف امتی۔ مجاز اور حقیقت کے نہ سمجھنے سے یہ غلطی لگی ہے۔ مگر مرزا صاحبؑ نے اس زور سے اس کی تشریح کی ہے کہ غلطی کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔

ایک تخیل انگیز مکالمہ

اس مرحلہ پر ہم آپ کی تخیلہ کو حسب ذیل مکالمہ پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ آپ کی دلچسپی کا باعث ہو۔ لاہور کے ایک بڑے بازار کی ایک بڑی دوکان کے سامنے تین درمیانی عمر کے آدمی تقریباً روز پانچ بجے شام اکٹھے ہو کر آپس میں مختلف موضوعات پر تبادلہ خیالات کیا کرتے ہیں۔ ایک کا نام مولانا قادر الکلام ہے جن کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے۔ جن کا مذہب کا مطالعہ عمیق ہے اور کتب مذہبی میں انہیں بڑی وسعت حاصل ہے۔ قرآن کریم اور حدیث پر بھی انہیں عبور ہے۔ وہ بات متانت اور سنجیدگی سے کرتے ہیں۔ ویسے ہیں بھی اسم بامسمٰی یعنی قادر الکلام۔ دوسرے صاحب مسٹر فصیح البیان ہیں۔ ان کا علمہ البیان سے غالباً بغض للہ ہے۔ وہ اپنے فلسفے کا حصر قرآن پر رکھتے ہیں۔ حدیث سے ان کو کد ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آج کا واقعہ اگر کل بیان کیا جائے تو من وعن نہیں کہا جا سکتا تو سینکڑوں برس کے بعد بیان کیا ہوا واقعہ اصل کے کیسے مطابق ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ روایات کے خلاف ہیں۔ تاریخ کے خلاف ہیں ہمہ زبانی قصوں کے خلاف ہیں۔ زبان زد خلائق کہاوتوں کے خلاف ہیں۔ غرض قرآن کے سوا وہ کسی بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ تیسرے صاحب مرزا عالی ظرف ہیں جو اسلام کے اندر ہر قسم کی تحریک کے خوشہ چیں ہیں۔ سب پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں سب سے حسن ظن رکھتے ہیں خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل پیرا ہیں۔

گرمیوں کا موسم ہے۔ شام کے ساڑھے پانچ بجا چاہتے ہیں۔ کھلے بازار میں ایک دوکان کے سامنے تینوں اصحاب کرسیوں پر بیٹھے باتوں میں مصروف ہیں:۔

مولینا قادر الکلام:۔

"آخر بات کیا ہوئی۔ ہماری بحث تو ایک دائرے کے اندر محدود ہو کر رہ گئی۔ آپ نے تو تاریخ کو بھی تیاگ دیا۔ روایات کو آپ تسلیم نہیں کرتے آخر کیا مسلمانوں کی قوم کا تیرہ سو برس کا شاندار ریکارڈ دریا میں پھینک دیا جائے؟ یہ قوم کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہے جس محنت شوق اور ذوق، تجسس اور تفحص سے محدثین نے حدیثوں کو لمبے لمبے سفر اختیار کر کے جمع کیا اس کی کوئی مثال کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسماء الرجال کا ایک نیا فن ایجاد کیا گیا جس میں راویوں کی سابقہ ہسٹری دریافت کی گئی۔ ان کے کیریکٹر کے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں تاکہ معلوم ہو کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ تو نہیں بولا۔ اس قسم کے محتاط لوگ جو اپنے رسول خدا پر فدا تھے اور جو چاہتے تھے کہ ان کے منہ سے نکلی ہوئی بات آئندہ نسلوں تک صحیح طریق پر پہنچا دی جائے کیونکر خطا کر سکتے تھے"

دنیا کی تاریخ۔ برطانیہ کی تاریخ۔ ہندوستان کی تاریخ تو آپ پڑھ کر کئی سبق سیکھ لیتے ہیں مگر احادیث کا نام لیا جائے تو آپ اچھل پڑتے اور ان کو اختراع قرار دیتے ہیں۔

مسٹر فصیح البیان:۔

"مولانا! جذبات سے اپیل کرنی کچھ فائدہ مند نہیں۔ جب قرآن کریم ہمارے پاس موجود ہے اور اس کا دعوےٰ ہے کہ وہ واضح ہے مفصل ہے، مبین ہے تو ہمیں اس کی مزید وضاحت کی کیا ضرورت ہے؟ اگر حدیث کی بیشمار کتب اور ان کی لاتعداد تشریحیں اس وقت دریا برد کر دی جائیں یا اگر وہ معرض وجود ہی میں نہ آتیں تو بھی اللہ کے دین میں کچھ فرق نہ پڑتا۔"

....

مرزا عالی ظرف:۔

"مسٹر فصیح البیان صاحب! آپ کے منہ سے قرآن شریف کے مطالب و معانی کے متعلق جو پھول جھڑیں وہ تو آپ چاہیں چُن کر محفوظ کر لئے جائیں مگر شارع علیہ السلام اگر ان کے مطالب اور ان صاحبان کے قریب آ کر ان کے فلک شگاف نعرے اور بھی بلند ہو گئے۔ تحفظ ختم نبوت زندہ باد کے نعرے بار بار دہرا جا رہے تھے۔ بہت لمبا جلوس تھا۔ جوان بچے بوڑھے، ہر قسم کے لوگ اس میں شامل تھے جب یہ جلوس پاس سے گذر گیا تو یہ جلوس ان احباب میں گفتگو کا موضوع بن گیا۔

مولانا قادر الکلام:۔

"مسلمانوں میں ابھی رمق حیات باقی ہے عوام کے دلوں میں ختم نبوت کا عقیدہ کس قدر راسخ ہو چکا ہے، کوئی مسلمان رسول اللہ کے بعد کسی نبی کے آنے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ نبوت کا کوئی کام باقی ہی نہیں رہا۔ دین مکمل ہے۔ نبوت بھی مکمل ہو چکی ہے۔ شریعت بھی مکمل ہے نہ کوئی اور دین چاہیئے نہ شریعت چاہیئے، نہ نبی چاہیئے"

مسٹر فصیح البیان:۔

"بات تو ٹھیک ہے۔ قرآن کریم اپنی ذات میں مکمل ہے۔ قیامت تک کے لئے انسانوں کی ہدایت کے تمام اصول اس میں مکمل طور پر بیان کر دیئے گئے ہیں۔ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ اب باقی کسی نبی کی ضرورت نہیں، قرآن کے اصول ہی قیامت تک کے لئے تمام آنے والی نسلوں کے لئے کافی ہیں۔ مگر مولانا! اس کو کیا کہئے کہ اس جلوس میں شامل ہونے والے ہزاروں آدمی جو ابھی اس راہ سے گذر رہے ہیں آسمان پر ایک نبی کو دو ہزار برس سے اس لئے بٹھائے ہوئے ہیں کہ وہ دنیا کی بگڑے ہوئے وقت میں آ کر اصلاح کرے گا۔ جبکہ باقی کسی آدمی کو اس کا اہل نہیں سمجھا جائے گا۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ ایک محدود زمانے کے لئے ایک محدود قوم کے نبی تھے۔ تعلیم ان کی محدود تھی۔ مگر ہمارے علماء نے اسی نبی [illegible] اس کے دوبارہ آنے پر ان کا ایمان ہے۔ اور جب دوبارہ آ کر وہ انسانیت کی اصلاح کرے گا اور رحلت ہو جائے گا تو پھر کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بالفاظ دیگر قرآن کا تو خاتم النبیین محمد رسول اللہ ہے مگر ان لوگوں کا خاتم النبیین عیسیٰ علیہ السلام ہے حالانکہ جس طرح اور نبی فوت ہو چکے ہیں اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔"

مرزا عالی ظرف:۔

"بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ نبوت کے مقام پر نہیں ہونگے"

فصیح البیان:۔

"گویا ان سے یہ منصب چھین لیا جائے گا۔ اور یہ جو قرآن نے فرمایا تھا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ رسالت کہاں بھیجنی ہے وہ غلط ہو جائے گا۔ اور پھر یہ بھی ایک طرفہ تماشا ہو گا کہ دو ہزار برس سے ایک اولوالعزم نبی کو اس لئے زندہ رکھا گیا کہ اس سے غیر نبی کا کام لیا جائے حالانکہ امت محمدیہ میں غیر معمولی استعداد کے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جو انجیل کی محدود تعلیم کے نہیں بلکہ قرآن کی عالمگیر تعلیم کے حامل ہیں"

مولانا قادر الکلام:۔

"عیسیٰ علیہ السلام بہرحال نبی تو رہیں گے۔ کیونکہ قرآن میں ان ل[illegible] زبان سے یہ الفاظ نکلوائے گئے ہیں کہ وجعلنی نبیا یعنی مجھے نبی بنایا گیا ہے اور ان کے دوبارہ ظہور کے وقت بھی یہ الفاظ قرآن میں موجود ہوں گے۔ نیز یہ قرین قیاس نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت ان سے چھین لی جائے"

مولانا قادر الکلام:۔

"جی نہیں"

مرزا عالی ظرف:۔

"کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ اتنا اہم واقعہ ہو اور قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہ ہو؟"

مولانا قادر الکلام:۔

"احادیث میں اس کا بڑا مفصل ذکر ہے اور یہ احادیث متواترہ ہیں ہر ایک کڑی دوسری کڑی سے ملی ہے اور یہ امر حدیث کی رو سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کے ظہور ثانی کی یقیناً پیشگوئی کی ہے۔"

مرزا عالی ظرف:۔

"کیا اسی پیشگوئی میں یہ بھی ذکر نہیں کہ مسیح کسر صلیب کرے گا اور قتل خنزیر کرے گا۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ سیڑھی لگا کر گرجوں کے میناروں پر چڑھ کر صلیبیں توڑتا پھرے گا اور جنگلوں میں گھس کر خنزیروں کا شکار کرنے میں لگ جائے گا یا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ صلیبی عقائد کا ابطال کرے گا اور خنزیری صفت لوگوں کی اصلاح کرے گا؟

مولانا قادر الکلام:۔

"اس کے تو یہی معنی ہیں۔"

مرزا عالی ظرف:۔

"ظہور مسیح کے ساتھ ہزارہا پیشگوئیاں ہیں جن سب کی تاویل کی جاتی ہے۔ تو کیا لفظ مسیح کی تاویل نہیں کی جا سکتی؟ کہ وہ اسی امت میں سے ایک مسیحا ہو گا جو مسیح کی خو بو میں پیدا ہو کر دنیا کی بیماریوں کا معالج بنے گا۔"

مسٹر فصیح البیان:۔

"اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ اگر احادیث کو صحیح سمجھا جائے اور پیشگوئیاں اسی طرح ہیں جس طرح کہ بیان کی جاتی ہیں تو ہمارے علماء میں سے کوئی شخص بھی احمدیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم تحدی سے دوبارہ دنیا میں آنا ناممکن ہے آج تک علماء اور احمدیوں میں جس قدر معرکے ہوئے ہیں علماء نے ہمیشہ شکست کھائی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا وفات یافتہ ہونا ایک حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اگر وہ وفات پا چکے ہیں تو اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتے۔ وفات یافتہ لوگوں کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے انہم لا یرجعون یعنی مرنے والے واپس نہیں مڑتے۔"

مرزا عالی ظرف:۔

"یہی وجہ ہے کہ علماء وفات و حیات مسیح کے مسئلے پر احمدیوں سے بحث نہیں کر سکتے۔"

مولانا قادر الکلام:۔

"میں نے مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کے تمام لٹریچر میں کہیں یہ لکھا ہوا نہیں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو تھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ ہاں ان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ آئیں گے وہی۔ وہ ان کے مثیل کے آنے کے قائل نہیں۔ اس پر وہ زیادہ بحث نہیں کرتے"

مسٹر فصیح البیان:۔

"علماء کے لئے احمدیوں سے پیچھا چھڑانے کا صرف ایک ہی طریق ہے کہ وہ اس قسم کی احادیث سے ہی پیچھا چھڑا لیں۔"

مرزا عالی ظرف:۔

"اگر ان پیشگوئیوں پر مشتمل احادیث کا انکار کرنا جائز ہے تو پھر تمام احادیث سے امن اٹھ جائے گا۔ اور اس تمام لٹریچر کو ضائع کرنا ہو گا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

جماعت احمدیہ لائل پور کے ایک ہنگامی اجلاس کی روئیداد

از۔ محمد صالح نور صاحب

اردو ڈائجسٹ کے فروری کے شمارے میں ایک مضمون بعنوان اسلام کے خلاف ایک خوفناک سازش شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں پروفیسر محمد یوسف ایم سی صاحب نے تاسف کے ساتھ اہل اسلام کی ناگفتہ بہ حالت اور مسیحیت کی روز افزوں ترقی کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور تبلیغ و اشاعت کا درد رکھنے والے افراد اور جماعتوں کی ملی اور دینی بے حسی سے ان کی غیرت اور وابستگی کو احساس زیاں اور بیداری کی دعوت دی ہے۔ یہ مضمون پڑھ کر ہر وہ دل جو اپنے اندر دین اسلام اور اہل اسلام کے لئے تھوڑی سی محبت بھی رکھتا ہے تڑپ اٹھتا ہے۔ اس مضمون کی اشاعت اور نائجیریا کے مسلمانوں کی بے بسی کے پیش نظر جماعت احمدیہ لائل پور کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا تاکہ اس بارہ میں غور و خوض کیا جا سکے اور علاوہ ازیں جماعت کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا کر اشاعت اسلام کے کام کو مزید آگے بڑھایا جا سکے۔

یہ ہنگامی اجلاس بروز پیر مورخہ ... بوقت شام ... بجے لائل پور ڈیری فارم میں منعقد ہوا۔ قرآن پاک کی تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل احباب نے خطاب کیا۔

۱۔ ملک نذر حسین صاحب
۲۔ مرزا مظفر بیگ صاحب
۳۔ میاں فضل احمد صاحب

باہمی مشورہ اور تبادلہ خیالات و غور و خوض کے بعد متفقہ طور پر مندرجہ ذیل فیصلہ جات کئے گئے۔

(۱) جماعت میں یگانگت اور اتحاد برقرار رکھنے کے لئے ایسے احباب جماعت کی فہرست تیار کی جائے جو جماعتی کاروائیوں میں کم شریک ہوتے ہیں یا بالکل شریک نہیں ہوتے۔ ان کو جماعت کے ساتھ منسلک کرنے کے لئے اور زیادہ نزدیک لانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے جو ہر مہینے کام کی رپورٹ جماعت کے سامنے پیش کرے۔ کمیٹی ان افراد پر مشتمل ہوگی۔

۱۔ میاں فضل احمد صاحب
۲۔ ملک نذر حسین صاحب کنوینر
۳۔ میاں مسعود احمد صاحب
۴۔ مرزا مظفر بیگ صاحب
۵۔ چوہدری عبدالرزاق صاحب
۶۔ عبدالرحیب خان صاحب برہم
۷۔ محمد صالح نور

(۲) مندرجہ بالا کمیٹی ہی جماعت کے کم آمدنی والے افراد کی فہرست تیار کرے اور جماعت کو اس کی ضروریات اور مطالبات سے آگاہ اور باخبر رکھتے ہوئے ان کی مناسب امداد کے سامان کرتی رہے۔

(۳) جماعت کا ایک سالانہ بجٹ -/12000 (بارہ ہزار) روپیہ کا منظور کیا گیا جو مندرجہ ذیل مدات میں خرچ کیا جاتا رہے گا۔

۱۔ تعلیمی فنڈ - -/2400
۲۔ امدادی فنڈ - -/1800
۳۔ تبلیغی فنڈ - -/6000
۴۔ دفتر فنڈ - -/1800

فیصلہ کیا گیا کہ جماعت کی خواتین ممبری اپیل کی جائے کہ وہ بھی فنڈ مضبوط کرنے میں جماعت سے تعاون کریں۔

(۴) مقامی جامع احمدیہ کے ملحق جماعت کا باقاعدہ دفتر قائم کیا جائے جہاں کمیٹیوں کے اجلاس ہوا کریں گے۔

(۵) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے درخواست کی جائے کہ موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ نائجیریا میں تبلیغ اسلام کی طرف خصوصی توجہ دی جاوے اس کے لئے جماعت یہ تجویز کرتی ہے کہ مرکزی انجمن مبلغ کی تنخواہ اور آمد و رفت کا خرچ برداشت کرے اور اس کے علاوہ مشن کا تمام خرچ جماعت لائل پور برداشت کرنے کو تیار ہے۔

(۶) تعلیمی وظائف کی تقسیم کے لئے مندرجہ ذیل کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔

۱۔ میاں مسعود احمد صاحب سیکرٹری
۲۔ محمد لطیف علوی صاحب
۳۔ میاں فاروق احمد صاحب
۴۔ شیخ محمد طیب صاحب
۵۔ عبدالرحیب خان برہم صاحب
۶۔ میاں محمد احمد صاحب

(۷) تبلیغ اور اشاعت کے لئے مندرجہ ذیل کمیٹی تجویز کی جاتی ہے۔ یہ کمیٹی ہر پندرھواڑے میٹنگ کیا کرے گی۔ کمیٹی کے ممبران حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ میاں فضل احمد صاحب
۲۔ ملک نذر حسین صاحب
۳۔ چوہدری عبدالرزاق صاحب
۴۔ میاں مسعود احمد صاحب
۵۔ عبدالرحیب خان صاحب برہم
۶۔ علی محمد صاحب ناجی
۷۔ مرزا مظفر بیگ صاحب
۸۔ محمد صالح نور

(۸) متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ مرکز کو تاکیدی چٹھی لکھی جائے کہ حافظ شیر محمد صاحب مبلغ لائل پور کے سنٹرل افریقہ روانہ ہونے کی صورت میں ان کے قائم مقام کے طور پر ایک مبلغ لائل پور میں تعینات کیا جائے اور جب تک ان کا بدل مقرر نہ کیا جائے انہیں باہر نہ بھجوایا جائے۔

(۹) فیصلہ کیا گیا کہ لوکل جماعت کے عہدیداران کے سالانہ انتخابات کروائے جائیں، اس کے لئے ۱۱ اپریل بروز جمعہ مقرر کیا گیا، اس موقعہ پر تمام جماعت کو حاضر کیا جائے اور اس موقعہ پر مجلس معتمدین کے لئے نمائندگان کا انتخاب بھی ہو۔ انتخاب کے معاملات پر قبل از وقت غور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کمیٹی مقرر کی جاتی ہے :۔

۱۔ میاں شریعت احمد صاحب صدر
۲۔ ملک نذر حسین صاحب سیکرٹری
۳۔ شیخ محمد امین صاحب
۴۔ محمد لطیف صاحب علوی
۵۔ مرزا مظفر بیگ صاحب

محمد صالح نور کو سیکرٹری نشر و اشاعت مقرر کیا جاتا ہے۔

حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ

جماعت احمدیہ کے مقاصد

ہماری جماعت کے سامنے دو کام ہیں ایک کام ہے مسلمانوں کو اخلاقی رنگ میں درست کرنا ان کو قرآن کا عامل بنانا جیسے حضرت مسیح موعود کا الہام ہے ؎

چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

یہ تو خدا تعالےٰ نے آپ کے سامنے ایک کام رکھا ہے وہ مسلمان ہیں لیکن ان کو صحیح معنوں میں مسلمان کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسرا کام ہے غیر مسلموں میں قرآن پہنچانا ان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا گرویدہ بنانا۔

دونوں کام صرف اخلاق نبوی پیدا کرنے سے ہو سکتے ہیں

یہ دو کام آپ کے سامنے ہیں۔ لیکن میں آپ کو صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ صرف لفظوں سے آپ ان کاموں کو نہیں کر سکتے صرف لیکچروں سے سرانجام نہیں دے سکتے۔ صرف تصنیف و تالیف سے نہیں کر سکتے۔ صرف تعلیم و تدریس سے نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمارے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا نمونہ نظر آنا چاہیئے۔ وہ جماعت جو مسلمانوں کو مسلمان بنانے یا غیر مسلموں کو اسلام پہنچانے کے لئے کھڑی ہوتی ہے اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ان دونوں کاموں کو نہیں کر سکتی، اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ان کے اندر پیدا نہیں ہوتا۔ فرداً فرداً ایسے نمونے آپ بھی ہوں گے احمدیوں میں بھی ہوں گے غیر احمدیوں میں بھی ہوں گے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک جماعت اس رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔

عقائد میں ہمارا بلند مقام ہے

خدا کے فضل سے ایک صحیح عقائد کا رنگ آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے اور اس رنگ میں ایسے بلند مقام پر آپ کھڑے ہیں جس کی طرف اس وقت دنیا آ رہی ہے اور انشاء اللہ آئے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت نہیں یہ بالکل صحیح بات ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ لیکن آپ کے بعد آئمہ آئیں گے مجددین آئیں گے۔ محدثین آئیں گے رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء اس

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

(بقیہ از کالم ۱)

امت کے اندر ایسے لوگ آتے رہے جو الہام الٰہی سے مشرف ہوئے۔ گو وہ نبی نہ تھے۔ تو عقائد کے لحاظ سے آپ بڑے بلند مقام پر ہیں۔

اِسلامی اُصول کی فلاسفی

سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ - صفحات: ۱۳۸ - قیمت ۱۰۲۵ روپے
شائع کردہ: دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یہ کتاب اس مقالہ پر مشتمل ہے۔ جو حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف سے جلسۂ اعظم مذاہب لاہور میں ذیل کے پانچ سوالوں کے جواب میں پڑھا گیا۔

۱۔ انسان کی جسمانی روحانی اور اخلاقی حالتیں
۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ
۳۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے
۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔
۵۔ علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

اس مقالہ میں حضرت مجدد زمانؑ نے شروع میں یہ شرط بیان کی کہ ان سوالوں کے جوابات میں دلائل صرف اپنی اپنی کتب مقدسہ سے پیش کئے جائیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کونسی مذہبی کتاب زندگی کے ان اہم مسائل پر کس حد تک روشنی ڈالتی ہے۔ اس مقالہ کے متعلق حضرت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش از وقت یہ بشارت دی گئی تھی کہ ان کا مضمون بالا رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ ذیل کی چند آراء ملاحظہ ہوں۔

- "سب مضمونوں سے زیادہ توجہ اور زیادہ دلچسپی سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مضمون سنا گیا جو اسلام کے بڑے بھاری مؤید اور عالم ہیں۔ اس لیکچر کو سننے کے لئے ہر مذہب و ملت کے لوگ کثرت کے ساتھ جمع تھے۔" (سول اینڈ ملٹری گزٹ)

- "مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول و فروعات اسلام کو دلائل عقلیہ اور براہین فلسفہ کے ساتھ مزین کیا پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے مسئلے کو ثابت کیا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا ہے۔ مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظ قرآن کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی غرضیکہ مرزا صاحب کا لیکچر مجموعی طور پر ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں معارف و حقائق، حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے۔ اور فلسفۂ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا کہ تمام اہل مذاہب ششدر ہو گئے تھے۔"

(اخبار چودھویں صدی یکم فروری ۱۸۹۷ء)

- روس کے مشہور مفکر ٹالسٹائی کو جب ریویو آف ریلیجنز میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے انگریزی ترجمہ کی اقساط بھیجی گئیں تو انہوں نے لکھا:۔
"مجھے یہ مضامین ---- گناہ سے کس طرح بچا جائے ---- اور زندگی بعد الموت خاص طور پر مؤخر الذکر بہت پسند آیا۔ ان میں خیالات جامع اور اصلی برحقیقت ہیں۔"

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ ـ منیجر

خوشخبری

جماعتوں کیلئے قابلِ تقلید مثال

جماعت لائلپور نے چندہ ماہوار تین گنا کر دیا

اسی اشاعت میں دوسری جگہ جماعت لائل پور کی بڑھتی ہوئی کارگذاری کی رپورٹ درج ہے۔ اس سے نیز چندہ ماہوار کی تیزی سے بڑھتی ہوئی رفتار سے دوسری جماعتیں سبق حاصل کر سکتی ہیں، چندہ ماہوار اس وقت پہلے کی نسبت تین گنا یعنی ۳۵۰ روپے ماہوار کی بجائے ایک ہزار روپے ماہوار کے لگ بھگ ہو چکا ہے فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس ترقی و جدوجہد میں مقامی مبلغ حافظ شیر محمد صاحب (خوشابی) میاں شریف احمد مرحوم سابق صدر و سیکرٹری ملک نذر حسین صاحب اور بالخصوص مکرمی میاں فضل احمد صاحب کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

از ڈاکٹر ایم اے خان صاحب داؤدزئی

امتیازِ حق و باطل

موجودہ دور کے سیاسی طوفانوں نے آج کھل کر ایک چیز واضح کر دی ہے کہ پروپیگنڈ کے ذریعہ حق کو باطل اور باطل کو حق کر دینا اور لبشری اذہان میں وساوس اور نفاق کی لہر پیدا کر کے کسی قوم کو نقصان پہنچانا ایک معمولی سی بات ہے مجھے حال ہی میں ایک صاحب ملے جنہوں نے بڑے درد دل سے کہا کہ دیکھئے ان سیاستدانوں نے نعروں کے ذریعہ ان دس سالہ ترقیوں کو بے معنی کر کے رکھ دیا اور عوام کو مغالطہ میں ڈال کر ان کو گمراہ کیا ہے اور موجودہ صورت یہاں تک آن پڑی کہ ہمارا ملک طوائف الملوکی کا اکھاڑہ بن گیا۔ بے شمار سیاسی جماعتیں پیدا ہو گئیں اور سفاکی و ظلم برپا ہو گیا۔ یہ سن کر میرے دماغ میں کچھ پرانے خیالات عود کر آئے۔ میں نے ان سے عرض کیا پاکستان بننے کے بعد نفاق پروروں نے پہلے بھی نعرے لگائے تھے۔ اس تحریک کو نقصان پہنچا تھا وہ بہت ہی مہیب ہے اور آنے والا مؤرخ ہماری بے راہ رویوں پر آنسو بہائے گا۔ وہ صاحب فرمانے لگے۔ کہ میں آپ کا پورا مطلب نہیں سمجھا ذرا وضاحت فرمایئے۔ میں نے عرض کیا ایک وہ دور تھا کہ جب احمدی سارے یورپ اور ساری دنیا پر چھا گئے تھے اور بڑے بڑے کاؤنٹ۔ سیاستدان جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ اور اسی شہر لاہور میں لارڈ ہیڈلے کا ہاتھی پر جلوس نکالا گیا۔ اور برصغیر کے تمام مسلمانوں کی نظروں میں احمدیہ جماعت ایک فاتح فوج کی طرح مقبول ہو رہی تھی۔ بڑے بڑے سیاستدان مثلاً حکیم اجمل خان اور دیگر امرا اور لیڈران دل کھول کر امداد کر رہے تھے۔ رائٹ آنریبل سر امیر علی۔ ہز ہائی نس آغا خان ممد و معاون ہو کر اس حق و باطل کی جنگ میں رضا کارانہ طور پر حق کو تقویت پہنچا رہے تھے۔

یورپ کے مدبرین کے تصورات

پر اس تحریک کا یہاں تک اثر ہوا کہ ۱۹۲۵ء میں انگلستان کے مشہور ادیب اور فلسفی برنارڈ شا جب بمبئی کے ساحل پر اترے تو ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ اگر مسلمانوں کی پورش اسی طرح یورپ پر رہی تو اس صدی کے آخر تک تمام یورپ مسلمان ہو جائے گا۔ لیکن اس کے چند ہی سال بعد ہم نے کیا دیکھا کہ پاکستان بنتے ہی چاروں طرف سے ایک طوفان اٹھا کہ احمدی کافر ہیں اور ان کا وجود اسلام کے لئے ضرر رساں ہے بے شمار سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے ایک ہنگامہ عظیم برپا کر کے نہ صرف پاکستان میں احمدیت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی بلکہ بلا دغیر میں بھی اس کی شدید مخالفت شروع کر دی نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان بنتے وقت عیسائیوں کی تعداد ایک لاکھ سے بھی کم تھی۔ لیکن ۱۹۶۰ء کی مردم شماری میں چالیس گنا زیادہ ہو گئی۔ اور حکومت کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا اور عوام بھی پریشان ہو گئے کہ اگر عیسائیت کی ترقی اسی رفتار سے جاری رہی تو توحید پرستوں کا یہ ملک تثلیث پرستوں کی جگہ نہ بن جائے۔ ظاہر ہے کہ احمدیہ جماعت غیر مسلموں اور غیر ممالک میں اشاعت اسلام کا کام کر رہی تھی۔ یہ شرف صرف جماعت احمدیہ ہی کو حاصل ہوا تھا اگر اس جماعت کے مخالفین کے خیال میں اس کی سرگرمیاں ضرر رساں تھیں تو ان کا فرض تھا کہ ان کی جگہ کوئی اور جماعت پیدا کرتے جو تبلیغ اسلام کے کام کو سنبھال سکتی، لیکن خود تو ایسا نہ کر سکے اور جو لوگ اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے اور دنیا کو حلقہ بگوش اسلام کر رہے تھے ان کی راہ میں روڑے اٹکانے شروع کر دیئے۔

صاحب میری اس مختصر سی گذارش کے بعد وہ صاحب کہنے لگے بے شک جہاں تک ہمارے لوگوں کی بے عملی کا تعلق ہے میں آپ سے متفق ہوں مگر احمدیوں سے تو ہمارا بنیادی اختلاف ہے۔ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور جو تبلیغ ختم نبوت کے نظریہ کے خلاف ہو اسلام کے لئے کیسے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ بات آپ مجھے سمجھا دیں۔

میں نے عرض کیا کہ ختم نبوت کے معاملہ میں کسی اصول کو آپ اپنے سامنے رکھیں کہ آخری نبی وہی ہو سکتا ہے کہ جو مکمل قانون لے کر آئے اور تربیت خلقت اور فیض کے سامان بھی اس کے ساتھ ہوں یہ شرف کائنات میں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہوا کہ وہ صفات حسنہ ربانیہ کے رنگ میں ذاتی فطرت لے کر آئے اور ۹۹ - اسمائے الٰہیہ دنیا کے سامنے رکھ کر حکم دیا تخلقوا باخلاق اللہ خود آپؐ نے ۹۹ صفات پر عمل فرما کر وہ مقام حاصل کیا کہ جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ میں ہی کان ہو جاتا ہوں۔ اور میں ہی تربیت کرنے لگ جاتا ہوں۔ اور سب سے پہلے عملی طور پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مظہر الٰہی ہو کر اپنے پیروؤں کے واسطے فنافی اللہ کا مقام حاصل کیا تاکہ قیامت تک کے لئے وہ تربیت الٰہی کے فیض سے مستفیض رہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس چودہ سو سال کے عرصہ میں بے شمار اولیائے امت نے روحانیت اور محبت الٰہی کا پانی پی پی کر اللہ تعالےٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل کیا، اور نصرت الٰہی اور ربانی تربیت کے ذریعہ بحر الکاہل کے جزائر ملائشیا۔ انڈونیشیا اور چین تک توحید الٰہی کے پرچم نصب کئے اور آج تک ان کے روحانی فیوض جاری و ساری ہیں۔

آپ غور فرمایئے کہ ختم نبوت کا منکر کون ہے۔ احمدیوں کو ختم نبوت کے منکر کہنے والے دعوے کرتے ہیں کہ قرآن کی پانچ سو اور سلفت سو آیات منسوخ ہیں تو کیا ان کے نظریہ کے مطابق قانونِ الٰہی ناقص نہیں رہ جاتا بخلاف اس کے احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن جو قانونِ الٰہی ہے اس کا کوئی زیر، زبر، پیش منسوخ نہیں اور یہ قیامت تک کے لئے اللہ تعالےٰ کا کامل قانون ہے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔

دوسرا ان کا عقیدہ یہ ہے کہ سنت اللہ پر عمل کر کے وہ اپنی روحانیت کو اس درجہ ترقی دے سکتے ہیں کہ خود اللہ تعالےٰ ان کا تربیت کنندہ اور کفیل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ باطل کے مقابلہ پر ایک انقلاب رونما کرتے ہیں اور لاالوہی طاقتوں کو کچل کر ظلمت کدوں میں توحید الٰہی کا نور پھیلاتے ہیں۔ فتوحات ان سے صادر ہوتی ہیں، اور کس طرح فاتحانہ انداز میں وہ باطل پر غلبہ پا کر انسانی سوسائٹی کو قوانین الٰہیہ کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔

نبی کا لفظ نبأ سے نکلا ہے اور نبأ کے معنے انکشاف کے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ میں آج تو پیغمبری دوری میں انکشاف کرنے آیا ہوں کہ آج دنیا پر جو تباہیاں آ رہی ہیں اس سے نہ صرف جزیرے کے رہنے والے یا پہاڑوں والے بلکہ ایشیا اور یورپ والے کوئی محفوظ نہیں رہیں گے۔ اس تباہی سے پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خدوخال پہچان کر خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ تمہارا معاون و ناصر ہو۔

حضرت مرزا صاحبؒ نے بار بار دعوے کیا کہ حدیثوں میں جو میرے لئے لفظ نبی آیا ہے وہ لغوی اعتبار سے خبر دینے والے کی حیثیت سے ہے۔ اور میں اس دعویٰ میں منفرد ہوں، آپ نے اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت بتلایا۔ اور اسلام کے ہر قانون کی وکالت کی اور کبھی کوئی انحراف نہیں کیا۔ آپ نے بار بار فرمایا کہ میں کوئی نیا مذہب لے کر نہیں آیا ہوں۔ آپ کا عاشقانہ شعر یہ تھا

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اب آپ خود ہی انصاف فرمایئے کہ حقیقت میں ختم نبوت کا نعرہ لگانے والے خود ختم نبوت کے منکر ہیں یا احمدی۔ یہ فیصلہ ان لوگوں کے لئے ہوگا جو خالی الذہن ہو کر اس پر غور کریں گے۔

یورپ میں قرآن پاک اور سیرت محمدیہ کو پھیلا کر انقلاب پیدا کرنے والے کس طرح ختم نبوت کے منکر ہو سکتے ہیں۔ یہ مغالطہ ہے جو حضرت مرزا صاحبؒ اور جماعت احمدیہ کے متعلق پیدا کیا گیا ہے۔

ان صاحب نے میری باتیں سن کر اطمینان کا اظہار کیا اور فرمانے لگے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے میرے ذہن سے بہت سی بدگمانیاں دور کر دیں۔ اور حقیقت یہی ہے کہ پروپیگنڈا انسانی ذہنوں پر چھا کر کچھ سے کچھ کر دیتا ہے۔

گرمہاں ما چشم کن روشن زما آیات بیں

ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۴۳
تار کا پتہ تبلیغ لاہور

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۵ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

بحرِ حکمت کے موتی

اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جنگ کرنا

عن ابی موسیٰ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ما القتال فی سبیل اللہ فان احدنا یقاتل غضبًا و یقاتل حمیۃ فرفع الیہ راسہ قال ما رفع الیہ راسہ الا انہ کان قائمًا فقال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ۔

ترجمہ:—

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ، اللہ کی راہ میں جنگ کرنا کیا ہے کیونکہ ہم سے ایک شخص غضب میں آ کر جنگ کرتا ہے اور کبھی غیرت کی وجہ سے جنگ کرتا ہے۔ آپ نے اپنا سر اس کی طرف اٹھایا کہا اور اس لئے اس کی طرف سر اٹھایا کہ وہ کھڑا تھا پھر کہا جو شخص جنگ کرتا ہے اس لئے کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب:—

اس حدیث میں بتصریح کر دیا کہ قتال فی سبیل اللہ صرف وہی ہے جس میں غرض و نیت یہ ہو کہ اللہ کا بول بالا ہو یعنی حق و صداقت کی حمایت میں ہو، محض غضب یا حمیت سے جنگ کرنا قتال فی سبیل اللہ نہیں، ایسا ہی مال غنیمت کے لئے بھی فی سبیل اللہ نہیں۔ محض ملک گیری کے لئے جنگ کرنا بھی

انسان کا سینہ بیت اللہ ہے اور دل حجر اسود

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

یہ بات بخوبی یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجر اسود پڑا ہے اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے۔ بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا۔ کہ کفار نے وہاں بت رکھ دیئے تھے۔ ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلب انسانی بھی حجر اسود کی طرح ہے۔ اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسوی اللہ کے خیالات وہ بت ہیں۔ جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں مکہ معظمہ کے بتوں کا قلع قمع اس وقت ہوا تھا۔ جب کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے۔ اور مکہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہؓ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے۔ اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی، انسانی قوٰی بھی ایک طرح پر ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یفعلون ما یؤمرون۔ اسی طرح پر انسانی قوٰی کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جاتا ہے۔ اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام قوٰی اور جوارح حکم انسانی کے نیچے ہیں۔ پس ماسوی اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اسی طرح سے چڑھائی کی جاوے۔ یہ لشکر تزکیۂ نفس سے تیار ہوتا ہے۔ اور اسی کو فتح دی جاتی ہے۔ جو تزکیہ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے قد افلح من زکّٰھا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے۔ تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں۔ وہ دراصل قلب کے ہی فتوے پر عمل کرتے ہیں۔ ایک خیال آتا ہے۔ پھر وہ جس اعضاء کے متعلق ہو وہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ غرض اسی حالت کو بتوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے۔ اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اور یقین دلاتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کرو گے۔ تو ان بتوں کو توڑ ڈالو گے۔ اور یہ راہ میں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا۔ بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں بتاؤں اور وہ راہ کیا ہے؟ میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہ آواز نئی آواز نہیں ہے۔ مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا تھا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کرو گے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور اس طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بتوں سے بھرا ہوا ہے۔ پاک کرنے کے لائق ہو جاؤ گے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اول)

* فی سبیل اللہ نہیں۔ کیونکہ وہ بھی مال کے لئے ہے۔ البتہ اگر یہ نیت ہو کہ مسلمانوں کو تکلیف دہ سے نجات دی جائے یا تبلیغ دین کی راہ میں روکیں دور ہوں تو اس میں بھی اصل غرض اعلائے کلمۃ اللہ ہی ہو گی۔ (فضل الباری)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

مکتوبِ فیجی

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام (لاہور) شاخ جزائر فیجی کی جماعتہائے سوا، لٹوکہ اور نسوری کی تقریبات عید الاضحیٰ

لٹوکہ اور با میں درس قرآن کریم

از مولانا احمد یار صاحب مسلم مشنری جزائر فیجی

وابستگانِ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام جزائر فیجی شاخ لاہور نے عید الاضحیٰ کی تقریب سعید مورخہ ۲۷ کو منائی۔ ہم نے کئی دن پہلے بذریعہ اخبار اور ریڈیو تاریخ اور وقت نمازِ عید کا اعلان کر دیا تھا۔

اس عید پر بھی مولوی صاحبان نے جو نیم ملا خطرہ ایمان کے مصداق ہیں بڑی ہی کوشش کی کہ سب مسلمان ایک دن عید نہ منائیں۔ اگر عید کے موقعہ پر آپس میں اختلافات اور انشقاق نہ ہوا تو ہمیں علماء اور مولویوں میں کون شمار کرے گا۔ چنانچہ ذوالحج کے مہینے کے شروع ہونے سے پہلے افواہیں گرم تھیں کہ عید الاضحیٰ ۲۸ کو منائی جائے گی۔ یہ افواہیں اس لئے پھیلائی گئیں کہ ایک تو انہوں نے عید الفطر کی تقریب ہم سے ایک دن بعد منائی تھی تاکہ اس طرح عوام پر یہ ثابت کر دیں کہ یہ مولوی سچے تھے، دوسرے اس لئے کہ تاکہ عام مسلمانوں پر یہ ثابت کریں کہ احمدی غلطی پر ہیں کیونکہ یہ چاند دیکھے بغیر عید منانے کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ یہاں فیجی کی جماعت کا طریق کار یہ ہے کہ چونکہ فیجی خطِ استوا کے قریب ہونے کی وجہ سے عموماً ان جزائر پر بادل چھائے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں کی حکومت کا محکمہ موسمیات سال بھر کے لئے ایک کیلنڈر شائع کرتا ہے۔ جس میں ہر دن کے سورج کا طلوع و غروب اور مدو جزر کا وقت اور نئے چاند کے نکلنے کی تاریخ وغیرہ یہ سب باتیں پوری تفصیل سے لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ کبھی ایک سیکنڈ کا فرق بھی نہیں نکلا۔

علاوہ ازیں ہماری جماعت کے ذمہ دار احباب محکمہ موسمیات سے پھر بھی احتیاطاً نئے چاند کے نکلنے کے متعلق دریافت کر لیتے ہیں محکمہ مذکور بتا دیتا ہے کہ نیا چاند سورج سے اتنے منٹ اور اتنے سیکنڈ بعد میں غروب ہوگا۔ یعنی افق پر سورج غروب ہونے کے بعد اتنے منٹ اور اتنے سیکنڈ تک نظر آتا رہے گا۔ غرضیکہ پوری تسلی کے بعد عید کا اعلان کیا جاتا ہے۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ عیدین کے موقعہ پر حکومت کی طرف سے تعطیل نہیں ہوتی مسلمان فوراً نماز پڑھ کر اپنے اپنے کاموں کی طرف بھاگتے ہیں۔

میں نے اس سلسلے میں بعض آفیسروں سے بات چیت کی۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے کبھی اس کے لئے حکومت سے درخواست ہی نہیں کی۔ پھر اگر حکومت مسلمانوں کو عید کے دن کے لئے حاضری سے مستثنیٰ قرار دے دے تو کتنے مسلمان ہیں جو نماز پڑھنے جائیں گے۔ مشکل سے تیس فیصدی۔ علاوہ ازیں اس نے کہا کہ لنچ کے لئے ایک گھنٹہ بیشتر ایک سے دو بجے تک چھٹی ہوتی ہے۔ کتنے مسلمان نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جاتے ہیں۔ جمعہ نماز کے لئے نصف گھنٹہ کافی ہوتا ہے۔ مگر بہت تھوڑے لوگ نماز کے لئے جاتے ہیں۔ باقی سب ادھر ادھر گپیں ہانکتے رہتے ہیں۔ ایک اور مشکل بھی اس نے بتائی کہ عیدین کے تہوار کا انحصار رویت ہلال پر ہے۔ چاند نظر آ گیا تو عید ہو گئی، ورنہ دوسرے دن پر جا پڑی۔ اس لئے حکومت کے لئے تعطیل کا اعلان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ پھر مولویوں کی تفرقہ بازی سے اور بھی کئی شاخسانے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کچھ مولوی تو یہ دے دیتے ہیں کہ کل عید منائی جائے گی اور دوسرے اعلان کر دیتے ہیں کہ کل عید نہیں بلکہ اگلے دن منائی جائے گی۔ اس لئے ایک غیر مسلم حکومت کے لئے اس قسم کی باتیں بہت سی مشکلات کا موجب ہو سکتی ہیں اور حکومت نہیں چاہتی کہ کسی فرقہ کے مذہبی معاملات میں دخل دے۔ اس لئے اس نے ہر فرقہ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا ہوا ہے۔

نسوری میں عید الاضحیٰ

نسوری میں عید الاضحیٰ کی نماز محترم حاجی حیدر بخش صاحب نے پڑھائی۔ احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت دوست بھی کافی تعداد میں شامل ہوئے۔

عید الاضحیٰ لٹوکہ میں

لٹوکہ میں نماز عید الاضحیٰ محترم مولوی عبد الجلیل اشرف خان صاحب نے پڑھائی۔ مولوی صاحب امریکہ چلے گئے ہوئے تھے۔ جیسا کہ اس سے قبل لکھ چکا ہوں۔ حال ہی میں ایک روز پہلے اپنے وطن مالوف میں پہنچے ہیں اپنے ذاتی کاروبار کی دیکھ بھال کے لئے انہیں واپس لوٹنا پڑا۔ تقریباً ایک سال یہاں فیجی میں ٹھہریں گے۔ پہلے کی طرح انہوں نے لٹوکہ کی جماعت کا کاروبار سنبھال لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

لٹوکہ اور با میں درس قرآن

درس قرآن کریم کا سلسلہ بھی باقاعدہ انہوں نے شروع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق مزید عطا فرمائے آمین۔ با میں اسے حسین صاحب خانصاحب اینڈ ولیٹ جنگل کی شام کو درس قرآن کریم دیتے ہیں۔ ان کے درس میں کافی دوست شامل ہوتے ہیں۔ ان کے درس کی وجہ سے لوگوں میں کافی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت و درازی عمر کے لئے دعا کرتے رہیں۔

سوا میں تقریب عید الاضحیٰ

سوا میں عید کی نماز خاکسار نے پڑھائی۔ خطبہ میں قربانی کے مسائل کے علاوہ اس بات پر روشنی ڈالی کہ کیا خواتین عید کی نماز وغیرہ میں شمولیت کر سکتی ہیں یا نہ۔

خواتین اور نماز جمعہ و عیدین

جزائر فیجی میں علماء سو کے اٹھائے ہوئے فتنوں میں سے یہاں آجکل یہ فتنہ بھی ہے کہ عورتیں نماز پڑھنے کے لئے مسجدوں میں نہیں جا سکتیں جمعہ نماز وغیرہ میں شامل ہو سکتی ہیں ورنہ عیدین کی نماز کے لئے عید گاہ میں جا سکتی ہیں۔ ہمارے احباب کو احادیث شریفہ کا تھوڑا سا بھی علم ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولویوں کا یہ فتویٰ کس قدر غلط اور فرمان رسول اللہ صلعم کے بالکل خلاف اور الٹ ہے۔ دیوبندی حضرات کی طرح یہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث لئے پھرتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ آج کل کی عورتوں کی جو حالت ہے اگر آنحضرت صلعم کے وقت بھی ایسی ہوتی تو آپؐ عورتوں کو مسجدوں میں نماز وغیرہ پڑھنے سے روک دیتے۔ آنحضرت صلعم کے فرمودات کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول پر پس پشت ڈالا جاتا ہے۔ حالانکہ خود یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول کے فرمودہ کے مقابل کسی صحابی کا قول حجت نہیں ہو سکتا رسول صلعم کے فرمودہ کو بہر حال ترجیح دی جائے گی۔ فجی کے بعض شہروں میں مستورات مردوں سے الگ نماز عیدین پڑھتی تھیں۔ امام بھی عورت ہوتی تھی۔ پچھلے دو تین سال سے اس نماز سے بھی اللہ کی بندیوں کو روک دیا گیا ہے۔ ایک جگہ اسکول میں مستورات نے عید کی نماز کا بندوبست کیا مولویوں کو پتہ لگا تو انہوں نے زبردستی انہیں سکول سے نکال دیا اور نماز عید نہ پڑھنے دی۔ فجی میں پردہ بالکل نہیں۔ آپ ہندو عورت اور مسلمان عورت میں بالکل تمیز نہیں کر سکتے۔ کیونکہ لباس دونوں کا ایک ہے۔ مسلمان عورت بھی ہندو بہن کی طرح ساڑھی پہنتی ہے۔ دونوں فرقوں کی نوجوان لڑکیاں شلوار قمیص پہنتی ہیں۔ چونکہ یہاں یورپین بھی کافی تعداد میں آباد ہیں۔ یہاں کے باشندے لباس وغیرہ میں یورپین تہذیب میں رنگے جا چکے ہیں۔ یہاں بھی عریانی کا کافی زور ہے۔ نوجوان عورتیں عموماً مینی ڈریس (MINI DRESS) میں بازاروں میں گھومتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ مگر مولوی صاحبان نے اس طرف بھی توجہ نہیں کی۔ کم از کم مسلمان عورتوں کو تو نصیحت کر سکتے ہیں۔ مگر وہ بھی نہیں۔ البتہ نماز پڑھنے کے لئے اگر کوئی عورت مسجد میں آ جائے تو مولوی ڈنڈے لے کر اسے نکالنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو سمجھ دے، اختتام پر اسلام اور مسلمانوں کی تائید و نصرت کے لئے دعا کی گئی۔

فقط والسلام

نیاز کیش۔ احمد یار عفی عنہ مسلم مشنری جزائر فیجی جنوبی بحر الکاہل۔

اخبارِ احمدیہ

مشرقی پاکستان میں ہولناک طوفان

روزانہ اخبارات میں قارئین کرام ملاحظہ کر چکے ہوں گے کہ حال ہی میں مشرقی پاکستان میں ہولناک طوفانِ باد و باراں سے اس قدر قیامت خیز تباہی وارد ہوئی ہے، کہ اس کی تفصیلات پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ دو تین دنوں کے اندر پے در پے دو طوفان وارد ہوئے، جو اس قدر لرزہ خیز تھے کہ الامان کہہ، مکانوں کی چھتیں اُڑ گئیں، اور دیکھتے ہی دیکھتے لاتعداد مکان منہدم ہو گئے۔ ایک ہزار سے زائد جانیں تلف ہو گئیں اور ہزاروں نفوس زخمی اور لاکھوں انسان بے گھر ہو گئے، کئی ماں باپ اپنے بچوں سے جدا ہو گئے، اور کئی خواتین اپنے شوہروں کو پکارتی رہ گئیں، بچے یتیم ہو گئے اور مائیں اولاد سے محروم ہو گئیں، غرض اس قدر آبادی تباہی اور ایسا لرزہ خیز نظارہ دیکھنے میں آیا، جو قیامت کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔

یہ عذاب الیم جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یقیناً ہمارے گناہوں کی پاداش میں وارد ہوا۔ اس بات کی عبرت دلانے کے لئے کافی ہے، کہ ہمیں اپنے روزمرہ کے اشغال میں اس امر کو بھولنا نہ چاہیئے کہ ایک قدیر و بصیر ہستی ہمارے سروں پر موجود ہے جو ہمارے اعمال کی نگران ہے اور ہماری حرکات کو بے نتیجہ نہیں چھوڑتی، پچھلے دنوں مشرقی پاکستان میں سیاست کے لبادہ میں جو تباہ کاریاں ہمارے انہی بھائیوں کے ہاتھوں وارد ہوئیں، اور آتشزنیوں، لوٹ مار اور کئی قسم کے لرزہ خیز مظالم ایک دوسرے پر کئے گئے، ہو سکتا ہے کہ وہی غضب الٰہی کو بھڑکانے اور اس ہولناک طوفان کی صورت اختیار کرنے کا موجب ہوئے ہوں، اس لئے ضروری ہے کہ جناب الٰہی میں گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کی جائے اور آئندہ ایسی حرکات سے کامل طور پر مجتنب رہنے کی کوشش کی جائے۔

اس کے ساتھ ہی ہم اپنے ان بھائیوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان پر رحم و رحمت ہو اور انکے مصائب کو دور فرمائے۔

اس موقعہ پر طوفان زدہ لوگوں کی امداد کے لئے جناب صدر پاکستان آغا محمد یحییٰ خاں نے دو مرتبہ دس دس لاکھ روپیہ سرکاری خزانہ سے مرحمت فرما کر اور پھر ایک مستقل امدادی فنڈ قائم کر کے بہت بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ملک کے متمول اور سرمایہ دار اصحاب اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد و اعانت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔

اس موقعہ پر یہ امر موجب اطمینان ہے کہ ہماری جماعت کے افراد خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہت حد تک اس عذاب سے محفوظ و مامون رہے ہیں اور جو تھوڑا بہت نقصان ایک دو بھائیوں کو اٹھانا پڑا ہے وہ اس تباہی و بربادی کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں جو عام طور پر وارد ہوئی ہے، فالحمد للّٰہ علےٰ ذالک۔

آخر میں ہم پھر تمام مصیبت زدہ بھائیوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کے گناہوں کو معاف فرمائے اور ان کے پیش آمدہ مصائب کو دور فرما کر اطمینان بخش زندگی بسر کرنے کا سامان مرحمت فرمائے۔ آمین۔

ضروری تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۹ اپریل ۱۹۶۹ء میں آزاد کشمیر کے محترم چوہدری فضل حق صاحب کے متعلق یہ اعلان کیا گیا تھا کہ انہوں نے اپنی خدمات آنریری طور پر انجمن کو تفویض کی ہیں، اس ضمن میں ان کے سابقہ عہدہ کا ذکر کرتے ہوئے غلطی سے "ریٹائرڈ انکم ٹیکس آفیسر" لکھا گیا تھا، حالانکہ ان کا سابقہ عہدہ کمشنر انکم ٹیکس تھا۔ اس غلطی کے لئے ہم ان سے معذرت خواہ ہیں۔ ناظرین کرام اس غلطی کی تصحیح فرمالیں۔

شادی

——— راولپنڈی سے محترم بشیر احمد منتو صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:-

چھ اپریل کو عزیزہ امیر احمد صاحب کراچی اور نصرت بیگم، ابراہیم صاحب بی اے بنت چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب رشتہ مناکحت میں منسلک ہو گئے۔ خطبہ نکاح میں نے پڑھا۔ مہر پانچ ہزار روپے مقرر ہوا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ یہ رشتہ خیر و برکت کا موجب ہو۔

چوہدری صاحب نے دس روپے ہماری مسجد کی تعمیر کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ میر صاحب نے بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ بھی عنقریب ہماری مدد کریں گے۔

مخلص۔ بشیر احمد منتو

فروگذاشت

——— گذشتہ اشاعت میں "خوشخبری" کے عنوان سے جماعت لائل پور کے ایثار پیشہ احباب کی قسم بانیوں کا ذکر کیا گیا تھا۔ اس جد و جہد کے سلسلہ میں جن دوستوں کے اسماء تحریر کئے گئے تھے ان میں محترم صالح نور صاحب کا نام سہواً رہ گیا جس کا ہمیں افسوس ہے۔ صالح نور صاحب جن خطوط پر جماعت لائل پور میں تبلیغی تنظیمی اور ایثار کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔

ہمارے اس بھائی کو سلسلہ کے مسائل اختلافیہ پر بھی بڑا عبور حاصل ہے چنانچہ حال ہی میں انہوں نے ایک کتابچہ بنام "حضرت مسیح موعود کے دعوےٰ کی حقیقت" تحریر کیا تھا جو بہت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

درخواست دعا

(۱) اخویم حبیب الرحمٰن صادق صاحب بلڈ پریشر کی بیماری میں مبتلا ہو کر ایبٹ آباد چلے گئے جہاں محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے زیر علاج ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

(۲) منیر احمد پسر ڈاکٹر سراج دین احمد صاحب سخت بیمار ہے۔ احباب اس بچہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماویں۔ بچہ بابو چراغ دین صاحب مرحوم آف جموں کا پوتا ہے جو کہ سلسلہ کے بڑے مخلص بزرگ تھے۔

اعلانِ صحت

——— گذشتہ اشاعت میں مولوی دوست محمد صاحب مدیر پیغام صلح کی بیماری کی اطلاع دی گئی تھی، الحمد للہ اب وہ بکلی صحت یاب ہیں۔

شمولیتِ سلسلہ

——— گذشتہ اشاعت میں چند اصحاب کی شمولیت سلسلہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ اسی سلسلہ میں ذیل کے مزید اسماء قابل ذکر ہیں ———

(۱) سلطان امانیو دماسی گیانا

(۲) محمد رفیق ڈمرارا دور گیانا

(۳) میس کلاڈ کارلٹن (محمد عزیز) معرفت رنگنتری پوسٹ آفس گیانا

(۴) وردان بردن (محمد ابراہیم) سن فلاور سٹریٹ۔ گیانا

(۵) الگزینڈر منگو (محمد حسین) ۲۸۶۔ سیدار سٹریٹ میگنتری۔ گیانا

(۶) سیوئل الگزینڈر (محمد نور) ۷۴ سن فلاور سٹریٹ وسمار۔ گیانا

(۷) ایورلی ای۔ کننگز (عائشہ) کولو مانڈلے الگزنبرگ۔ گیانا۔

(۸) روڈلف ہرولڈ (غلام احمد) ۵۷ دسمبر ہوس سکنم۔ گیانا

(۹) جوزف بکوز (محمد عمر) ٹراٹ مین الگزنبرگ۔ گیانا۔

(۱۰) آون لے مجل (محمد اکبر) ۴ لوکول مانڈلے الگزنبرگ۔ گیانا۔

(۱۱) فنزریٹ نوئل (محمد طفیل) ۲۹ سلور ٹون الگزنبرگ۔ گیانا۔

(۱۲) حفصہ سے مرنگلس (محمد ابوبکر) فرسٹ اسلے وسمار۔ الگزنبرگ گیانا

(۱۳) ولیم گرفتھ (محمد ظفر اللہ) دبی آصف ٹیرز الگزنبرگ۔ گیانا۔

(۱۴) ایتھلبرڈ ٹراٹ مین (محمد علی) ۴۹۰ کیتھوس ہل وسمارا۔ گیانا

(۱۵) ای۔ ایون (بی بی مریم) ۲۷۳-۰۰ مال وسمارا۔ گیانا

(۱۶) ارنسٹ پال (محمد سلیم) ۹ر۳۴ گرانٹ سٹریٹ۔ گیانا (باقی بر صفحہ ۱۲)

اخبار و افکار

ہمیشہ باد بزیر سپہر بوقلموں

معاصر "الجمعیت" دہلی لکھتا ہے :۔
لال قلعہ کی سیر کرنے والا جب اس کی بلند و بالا عمارتوں سے گذر کر میوزیم میں پہنچتا ہے۔ تو وہاں جو چیزیں اسے دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ان میں ایک ٹوٹا ہوا پتھر بھی ہے جو ایک کونے میں رکھا ہوا ہے۔
اس پتھر پر کسی "خاص محل" کا قطعہ تاریخ کندہ ہے جو ۱۶۶۲ء میں مغل شہنشاہ نے بنوایا تھا۔ مگر یہ "خاص محل" آج کہیں موجود نہیں البتہ یہ پتھر دہلی کے پرانے قلعہ میں پڑا ہوا پایا گیا ہے۔ وہاں سے اٹھا کر اس کو لال قلعہ کے میوزیم میں رکھ دیا گیا ہے۔ اس ٹوٹے ہوئے پتھر پر جو فارسی قطعہ درج ہے اس کا ایک مصرعہ یہ ہے ؎

ہمیشہ باد بزیر سپہر بوقلموں

یعنی "خاص محل" تعمیر کرنے والے بادشاہ کی سلطنت آسمان کے نیچے ہمیشہ قائم رہے۔ مگر آج نہ وہ بادشاہ ہے اور نہ وہ "خاص محل"۔ صرف ایک ٹوٹا ہوا پتھر اس بات کی یادگار کے طور پر باقی ہے کہ تین سو برس پہلے کسی بادشاہ نے ایسا محل بنوایا تھا۔

جب بھی کسی کو زمین پر سلطنت حاصل ہوئی ہے تو اس نے یہی کہا کہ وہ ہمیشہ ہمیش اس دنیا کا حکمران رہے گا۔ مگر زمانے نے کبھی کسی بادشاہ کے خیال کی تائید نہیں کی۔ حیرت انگیز بات ہے کہ اگلا حکمران جو پچھلے حکمران کے "ٹوٹے ہوئے پتھر" کو لے کر میوزیم میں رکھتا ہے وہ دوبارہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس کی حکومت ہمیشہ زمین پر باقی رہیگی۔

"......ہم اسلام کے سچے پیرو ہیں"

حضرت قائد اعظم محمد علی جناح رح نے ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو یوم عید میلاد النبی صلعم کے موقعہ پر کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :۔
"اسلام محض چند مذہبی رسوم روایات اور عقائد کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کے لئے مکمل ضابطۂ حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو سیاسی معاملات میں بھی اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور معاشی امور میں بھی۔ اسی طرح زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی ٹھیک ٹھیک رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جو رہنما اصول دیئے ہیں ان کی بنیاد احترام انسانیت، آزادی، یکجہتی، بے لاگ معاملہ بندی اور انصاف پر رکھی گئی ہے۔
جو لوگ اس ملک میں یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت اسلامیہ پر استوار نہیں ہوگا۔ انہیں جان لینا چاہیئے کہ شرعی قانون آج بھی اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ آیئے ہم اپنے ملک کے لئے ایک ایسا دستور بنا کر ساری دنیا پر واضح کر دیں کہ ہم اسلام کے سچے پیرو ہیں"!

حضرت قائد اعظم رح کے یہ الفاظ ان لوگوں کے لئے قابل غور ہیں جو پاکستان کے لئے قانون شریعت اسلام موزوں نہیں سمجھتے

جہاد کا کام

۷ اپریل ۱۹۶۹ء کے روزنامہ مشرق لاہور میں مولینا عبدالمنعم ازہری لکھتے ہیں :۔
"جنگی آلات کی صنعت ایک جہاد ہے اسی طرح ہر وہ صنعت جو قومی زندگی کے بقاء و تحفظ کے لئے ضروری ہو اس کا اختیار کرنا بھی یقیناً جہاد ہے۔ کاشتکار ملک اور قوم کے لئے غلہ پیدا کر کے جہاد کر رہا ہے۔ ڈاکٹر ڈاکٹری سیکھ کر سرجری کا علم حاصل کر کے قوم کے لئے جہاد کر رہا ہے۔ طبقات الارض کی تعلیم حاصل کرنا اور اس علم کو کام میں لانا قومی جہاد ہے۔ اسی طرح ملک و ملت کے جس تقاضا کو بھی جو جماعت انجام دے رہی ہے وہ ایک جہاد کر رہی ہے۔"

یہی وہ بات ہے جو امام زمان نے سنائی کہ جہاد صرف مخالفین اسلام کے خلاف شمشیر زنی پر منحصر نہیں بلکہ موقعہ و محل کے مطابق جس رنگ میں بھی جو کام اسلام کی تائید میں ہو وہ جہاد ہے اور اسی سلسلہ میں تبلیغ اسلام سب سے بڑا جہاد ہے، جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے لوٹتے ہوئے فرمایا :۔

رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر

بے ثبات یادگاریں

معاصر صدق جدید نے پہلے دن کی خبر :۔
"دہلی میں رام لیلا میدان میں ترکمان دروازے کے قریب مزدوروں کو پارک کے لئے زمین کی کھدائی اور صفائی میں ایک زمین دوز سنہری مسجد کے آثار ملے ہیں۔ جس کی پرتکلف دیواروں پر سرخ رنگ کا پلاسٹر ہے۔ اور گنبد دار چھت ہے۔ یہ افواہ سن کر ہزاروں آدمی تماشہ دیکھنے جمع ہو گئے"
دوسرے دن کی خبر :۔
"محکمہ آثار قدیمہ کے ماہرین نے اس زمین کے معائنہ کے بعد بتایا کہ یہ منہدم عمارت کوئی مسجد نہیں بلکہ کسی مغل امیر کا بنوایا ہوا تہ خانہ ہے۔ جس میں پانی کی نالیاں ہر طرف دوڑائی گئی ہیں۔ اور یہ عمارت زیادہ قدیم نہیں ہے۔ اورنگ زیب کے زمانہ کی ہے"
گویا کل ڈھائی سو برس میں عمارت بھی منہدم ہو گئی۔ اور عمارت بنانے والے امیر کا بھی نام و نشان تک مٹ گیا! اور سنا ہے کہ حیدرآباد کی بعض شاہی اور نوابی عمارتیں جو اس سے بھی کہیں کم مدت میں کل دس ہی بیس سال کی بے التفاتی کے بعد کھنڈر میں تبدیل ہو چکی ہیں!
—— عمارتی آرائشوں اور تکلفات پر جان دینے والے اور شان و شوکت پر مرنے والے اور روزمرہ کے واقعات و تجربات سے کوئی سبق نہ لیں گے۔

یوم مسیح موعودؑ و یوم میلاد النبی صلعم

۲۶ مئی کو ہر سال یوم مسیح موعودؑ منایا جاتا ہے، اور اس موقعہ پر "پیغام صلح" کا ایک خاص نمبر شائع ہوتا ہے، جس میں مسیح موعودؑ کی تعلیمات اور خدمات اسلام پر تبصرہ کیا جاتا ہے، ایسا ہی ۱۲ ربیع الاوّل کو میلاد النبی صلعم کا دن منایا جاتا ہے اور اس موقعہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت، پاکیزہ تعلیمات اور شاندار کامیابیوں پر مشتمل پیغام صلح کا خاص نمبر ہر سال شائع ہوتا ہے حسن اتفاق سے اس سال ۱۲ ربیع الاول ۲۹ مئی کو ہے، گویا یوم مسیح موعودؑ اور یوم میلاد النبی صلعم کے مابین صرف تین دن کا فاصلہ ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں یادگاروں پر مشتمل پیغام صلح کا ایک ہی خاص نمبر شائع کیا جائے جس میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاندار کارناموں کے بارہ میں دیگر مضامین کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے منثور و منظوم مدحیہ قصائد خاص طور پر درج کئے جائیں، اور ان خدمات پر روشنی ڈالی جائے جو انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منوانے اور آپ کا روشن چہرہ دنیا کو دکھانے کیلئے سرانجام دیں۔
چونکہ اس نمبر کی تیاری میں بلحاظ ضخامت و طباعت غیر معمولی وقت صرف ہوگا اس لئے جماعت کے اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کے لئے ابھی سے مضامین لکھ کر ارسال فرمائیں تاکہ اس کی اشاعت میں تاخیر واقعہ نہ ہو، اس سلسلہ میں فرداً فرداً بھی اہل قلم حضرات کی خدمت میں لکھا جا رہا ہے، اور ہمیں امید ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہوگا وہ اس خاص نمبر کے لئے قلمی معاونت سے دریغ نہ فرمائیں گے۔

بقیہ شمولیت سلسلہ (از صفحہ)

(۱۷) الفرڈ ونکوٹن۔ (محمد عمر) گوبا کا ڈمرارا۔ گیانا۔
(۱۸) ایڈورڈ سمونل (محمد دین) ۱-۱ ایسل میکنزی۔ گیانا۔
(۱۹) سعدل علی آرتھر نگہہ۔ ون مائل وسمار گیانا۔
(۲۰) الفرڈ پیرش (محمد احمد) ۲۴ وسمار ہوسنگ سکیم۔ گیانا۔
(۲۱) سڈنی ارل سمیل (حمید فاروق) ۱۹۔ ٹلسن لین۔ گیانا۔
(۲۲) چارلس الگزینڈر ایون (محمد یسین) ۲۷۳۔ ون مائل۔ گیانا
(۲۳) [illegible]
(۲۴) [illegible]

ایمان باللہ، اطاعتِ الٰہی اور مخلوقِ خدا کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی سے

انسان کے اندر سیرت و کردار پیدا ہوتا ہے

تعلیماتِ اسلامی کا ایک اہم مقصد اقوامِ عالم میں اتحاد پیدا کرنا ہے   اِس لئے

تمام پیغمبروںؑ پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے

یورپ میں تبلیغِ اسلام کے لئے پڑھے لکھے ذہین نوجوان اپنی خدمات پیش کریں۔

خطبۂ جمعہ۔ مؤرخہ ۱۸ اپریل ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

الٓمٓ۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ۔ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک و بالآخرۃ ھم یوقنون۔ اولٰئک علٰی ھدی من ربھم و اولٰئک ھم المفلحون ——— (البقرۃ - ۱ - ۵) ———

سیرت و کردار پیدا کرنے کی بنیاد

قرآن کریم کی ان ابتدائی آیتوں میں قرآن کریم کی نچوڑ بیان کیا گیا ہے۔ اس نچوڑ میں کیا کچھ بتایا گیا ہے۔ اسکی تفصیلات میں میں ابھی نہیں جاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے مختصراً اس بارے میں ان آیات کا مقصد بیان کر دوں۔ انسان کے اندر سیرت و کردار پیدا کرنے کے لئے پہلی بنیاد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حقانیت پر ایمان لایا جائے۔

اور اس کو مضبوط کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے احکام و فرامین کی پابندی اختیار کی جائے اور جن امور سے منع کیا گیا ہے ان سے اجتناب کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کی جائے۔ ہمدردی کا نچوڑ اس بات میں رکھ دیا گیا ہے کہ مخلوقِ خدا پر مال خرچ کیا جائے، مخلوقِ خدا سے ہمدردی کرنے سے خدا راضی ہوتا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

مال کا خرچ کرنا بہت مشکل ہے۔ مال انسان کی ہر ایک ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اس سے انسان کو محبت ہو جاتی ہے اور اس کو جدا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی لئے مال صرف کرنے کو اہمیت حاصل ہے۔ وہی لوگ خدا کو محبوب ہوتے ہیں جو اس کی مخلوق کے لئے اپنا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ تعلیماتِ اسلامی کے سامنے یہ بہت بڑا مقصد ہے اس اہم مقصد کے علاوہ دوسرا بڑا مقصد جو مسلمان کے سامنے رکھا گیا ہے وہ دنیا بھر کی اقوام میں اتحاد پیدا کرنا ہے اس لئے تمام اقوامِ عالم کے پیغمبروں پر اور ان کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا۔ اس مقام پر آکر یہ دین اب عالمگیر دین ہو گیا۔ اس کردار اور عمل کو خدا تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

انسانی پیدائش کی غرض و غایت

انسان خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے دیئے ہوئے مال سے خدا کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اور اس کے بعد ساری قوموں کو پیغام دیتا ہے کہ ہم تمہارے پیغمبروں کو مانتے ہیں، ہم تمہاری آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ یہی مقصد ہے مسلمان کا۔ یہ مقصد قرآن کریم کے سوائے کسی دوسری آسمانی کتاب میں نہیں ملتا۔

یورپ میں اس موضوع پر کتابیں لکھی گئیں کہ انسان کی پیدائش اور اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ قرآن کریم ابتداء میں ہی اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر اپنے اندر حسنِ کردار پیدا کریں اور مخلوقِ خدا پر خدا کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کریں اور دوسری آسمانی کتابوں پر ایمان لا کر بین الاقوامی اتحاد کے لئے کوشاں ہوں اولٰئک ھم المفلحون وہ انسانی زندگی کے مقصد کو پا گئے۔ عربی لغت میں فلح کے معنے شق کرنے کے ہیں۔ فلح الارض اے شق الارض للزراعۃ۔ زمین کو شق کر کے آراستہ پیراستہ کیا جاتا ہے۔ اس پر ہل چلایا جاتا ہے اسے صاف ستھرا کیا جاتا ہے۔ تاکہ بیج کی پورے طور پر پرورش ہو۔ گویا انسان کی استعدادوں کی تربیت کر کے بار آور ہونے کے قابل بنانا اس کا حقیقی مقصد ہے۔

گھوڑے کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اس کو سدھایا جائے۔ اس پر سواری کی جائے اس کا رسالہ بنایا جائے تاکہ ملک کی حفاظت کی جا سکے۔ اس کے سوا گھوڑے کی زندگی کا اور کوئی مقصد نہیں۔ اسی طرح گائے کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس کا دودھ پیئے۔ اس کا گوشت کھائے اور اس کا چمڑا استعمال کرے۔ گائے یا بیل سے سواری وغیرہ کے کام لینا بے سود ثابت ہو گا۔

کتے کو سدھایا جا سکتا ہے۔ بھیڑ کو سدھایا نہیں جا سکتا۔ بھیڑ تو کھانے کے کام آتی ہے۔ اس کا چمڑا۔ اون اور بال انسان اپنی مختلف ضروریات کے کام میں لاتا ہے۔

انسان کی زندگی کا بھی ایک مقصد ہے وہ یہ کہ وہ ان قوتوں اور استعدادوں کی تربیت کرے جو خدا تعالیٰ نے اس کو عطا کر رکھی ہیں۔ اور اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو بنی نوع انسان کی خدمت میں صرف کرے ہر وہ تعلیم جس کے پیشِ نظر یہ مقصد نہیں ناکام ثابت ہوتی ہے

خدا تعالےٰ کا علم و قدرت

پہلی آیت میں فرمایا الٓمٓ۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے الٓمٓ کے معنے انا اللہ اعلم بیان کئے ہیں۔ یعنے میں خدا جو اس کائنات کا پیدا کرنے والا اور اس کا موجد ہوں، خالق اور موجد ہونے کی وجہ سے مجھے اس کائنات کی تمام موجودات کا پورا علم ہے۔ اس کائنات کا ایک حصہ عالم انسانیت کا ہے۔ اس عالم انسانیت کی تمام تفصیلات و جزئیات کا مجھے علم ہے۔

انسانی استعدادوں کی تربیت کے لئے قرآن کریم کا نزول

اس علم کی بناء پر انسان کے قوٰے اور استعدادوں کی تربیت کے لئے (ذالک الکتٰب) یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا الا یعلم من خلق۔ کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا اور جو اس کا موجد ہے۔ خلق کل شئی وھو بکل شئی علیم۔ خلق کل شئی وھو علیٰ کل شئی وکیل۔ ہر چیز کا خالق و موجد خدا ہے اس لئے اسے اپنی مخلوق کے متعلق ہر طرح کا

علم حاصل ہے اور . . . . بنی مخلوق کی ضروریات کو پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات متقیوں کے لئے موجب ہدایت ہیں۔

وہ خدا جو سب کی ضروریات کا پورے طور پر علم رکھتا ہے اس نے ذالک الکتاب سا یہ کتاب انسان کی تربیت کے لئے نازل فرمائی ہے۔ لاریب فیہ۔ اس کے اندر کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔ بلکہ ھدیٰ یعنی اس میں انسان کو کامیاب بنانے کے لئے ہدایت و راہنمائی کا سامان ہے لیکن کامیابی و کامرانی کی شرط یہ ہے کہ ھدیٰ للمتقین، یہ صرف خدا خوف اور پرہیزگار لوگوں کے لئے موجب ہدایت ہے، یہ کتاب پڑھی جائے گی۔ واضح کی جائے گی۔ اور مسلمان لوگ دن رات اس کو پڑھیں گے یاد کریں گے۔ لیکن اس کا فائدہ ان کو ہوگا۔ جو ان ہدایات کے برخلاف قدم نہیں اٹھائیں گے، جو اس میں دی گئی ہیں۔ اس کو اتقا کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے احکام پر عمل کیا جائے، جن کاموں کے کرنے سے منع فرمایا ہے اس سے رک جائیں یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ ہدایت متقی اور خدا خوف لوگ ہی حاصل کریں گے۔ فرمایا تنزیل من رب العالمین یہ کتاب اقوام عالم کے خالق و مالک کی طرف سے اتاری گئی ہے اور اس شخص کے لئے یہ مفید اور کارآمد ہے جس کے اندر اتقا کا بیج ہو۔ الذین یؤمنون بالغیب۔ گھر میں۔ گھر سے دور سمندر کی سطح پر۔ اور جنگل کے کسی گوشے میں جہاں کہیں وہ ہو اس کو یقین ہو کہ وہ خدا کے سامنے ہے۔ اور خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔ یؤمنون حال الغیب کما یؤمنون حال الظھور۔ جب دل نور ایمان سے منور ہو جاتا ہے اور دل کے اندر یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ خالق اور موجد کی رضامندی اور اس کی خوشنودی کا حصول ہی زندگی کا مقصد ہے تو اس ایمان و ایقان کا اثر اس کے تمام اعضاء پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ ہم نمازیں ہاتھ باندھتے ہیں، رکوع میں جھک جاتے ہیں۔ بارگاہ الہٰی میں جبین نیاز رگڑتے ہیں اقرار کرتے ہیں کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اے خالق و مالک تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں یعنی سب جوارح آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہاتھ اور زبان پر اثر ہوتا ہے پھر مال پر بھی ایمان کا اثر ہوتا ہے جس کو وہ مخلوق خدا پر صرف کرتا رہتا ہے غرض اس کا دل اور اس کے اعضاء اور اس کا مال سب کے سب عبادت الہٰی میں مصروف نظر آتے ہیں۔

قیام الصلوٰۃ کا مقصد

الصلوٰۃ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے طہارت نصیب ہو، انسان گناہ کی زندگی اختیار کرنے سے بچتا رہے۔ اور لوگوں کی ایذا رسانی سے بھی پرہیز کرتا رہے۔ اسی ضمن میں فرمایا ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر نیز فرمایا مومن وہ ہے جس کے ہاتھوں مخلوق خدا امون و محفوظ ہے اور فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں۔

اسلام عالمگیر دین ہے

اس کردار کے پیدا کرنے کے بعد فرمایا مسلمان ہی دنیا کا باشندہ ہے وہ تمام قوموں سے اتحاد کا متمنی ہے والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک نہ صرف حضور نبی کریم صلعم پر ایمان لاتا اور اس کتاب پر ایمان لاتا ہے جو آپ پر اتری ہے بلکہ گذشتہ انبیاء اور ان پر نازل شدہ ربانی کتب پر بھی ایمان لاتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ اس کا بہت بڑا مقصد انسانیت کو متحد کرنا ہے۔ ان تعلیمات نے مسلمان کے دل کو وسعت بخشی ہے اور اس کو تعصب سے پاک کر دیا ہے۔

دوسرے مذاہب کی تنگ نظری

مذہبی آدمی کا عموماً دل تنگ ہو جاتا ہے۔ وہ تو یہی یقین رکھتا ہے کہ خدا صرف میرا ہی خدا ہے پیغمبر صرف میرا ہے۔ صرف ہماری ہی کتاب الہامی ہے دوسری قوموں کو یہ نصیب نہیں۔ ہندو ہمارا ہمسایہ ہے۔ اس کے اندر نیک لوگ بھی ہیں، ایسے بھی ہیں جو عبادت گذار ہیں۔ سکھوں کے اندر بھی اچھے اور نیک لوگ ہیں وہ خدا کی عبادت کرتے اور مخلوق خدا پر روپیہ صرف کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ مسلمان ملیچھ ہے اس کے ہاتھ سے صاف کئے ہوئے برتن کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ اس کی روٹی کتے کے آگے پھینک دیتے ہیں۔ یہودی یقین کرتے ہیں کہ غیر قومیں سؤر اور کتے کے برابر ہیں، حضرت عیسےٰ جو یہودی ہیں انہوں نے بھی کہہ دیا یا دوسرے لوگوں نے غلطی سے یہ کلام ان کی طرف منسوب کر دیا ہے جو انجیل میں درج ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ غیر قوموں میں جا کر وعظ نہ کرنا سؤروں کے آگے موتی نہ پھینکنا۔

بنی نوع انسان پر نبی اکرم صلعم کا احسان

یہ کتنا بڑا احسان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ فرماتے ہیں کہ تمام قومیں خدا کی مخلوق ہیں جس طرح سورج کی روشنی اور گرمی اور بارش سب کے لئے ہے اسی طرح وہ روحانی بارش جو انبیاء کرام پر اترتی ہے وہ بھی سب کے لئے ہے۔ اور یہ کہ سب قوموں کے پیغمبروں اور ان کی کتب پر ہمارا ایمان ہے۔ صرف اس تعلیم کی برکت سے ہی اقوام عالم میں اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔

قرآن شریف کے بعد نہ کسی شریعت کی ضرورت ہے نہ حضور صلعم کے بعد کسی نبی کی

یہاں ان آیات میں ایک نکتہ بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک مسلمان اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی اور اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے اتاری گئی اس آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا۔ و یؤمنون بما ینزل من بعدک کہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی مبعوث کیا جائے گا ۔۔۔ علاوہ ازیں ان آیات سے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ حقیقت الامر بھی سامنے آتی ہے کہ اس کامل تعلیم کے بعد کسی دوسری تعلیم کی حاجت نہیں رہی اور نہ ہی کسی نبی پر ایمان لانے کی۔ اگر یہ خام خیال کسی کے دل میں پیدا ہو جائے کہ حضور خاتم الانبیاءؐ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے تو نعوذ باللہ خود نبی کریمؐ کا ایمان کس طرح کامل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کا ایمان کس طرح کامل قرار دیا جا سکتا ہے جنہوں نے اس خیالی پیغمبر کو پایا ہی نہیں۔

فلاح یافتہ لوگ کون ہیں

ان تعلیمات حقہ کے پیش نظر فرمایا اولٰئک علیٰ ھدیً من ربھم۔ جن لوگوں کے اندر یہ صفات ہیں کہ وہ خلوص قلب سے عبادت الٰہی کرتے ہیں۔ وہ متقی ہیں۔ خدا خوف ہیں، مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں اور نمازوں کو قائم رکھتے ہیں اور حضور نبی کریم صلعم اور قرآن کریم اور گذشتہ انبیاء کرامؑ اور ان کی کتب پر ایمان رکھتے ہیں یہ لوگ ہدایت پر ہیں اولٰئک ھم المفلحون اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں یہ ایک سارٹیفکیٹ ہے جو جناب الٰہی کی طرف سے ان لوگوں کے بارے میں دیا گیا ہے کہ یہ لوگ ہدایت پر قائم ہیں اگر اور کوئی شخص پیدا ہو جائے اور وہ کہے کہ میرے پر ایمان لائے بغیر تمہارا ایمان غیر مکمل ہے تو وہ خدا تعالےٰ کے اس اعلان کی خلاف ورزی کرنے والا اور اس سرٹیفکیٹ کو غلط قرار دینے والا یا اس میں کمی ظاہر کرنے والا اور سخت گنہگار ہوگا۔

خدا تعالیٰ اور نبی کریم صلعم کے عطا کردہ سرٹیفکیٹ

یہ خدا تعالےٰ کا دیا ہوا سرٹیفکیٹ ہے، اگر حضور صلعم کے بعد کسی اور نبی نے آنا ہوتا اور اس پر مسلمان کا ایمان لانا ایسا ہوتا کہ اس کے بغیر مسلمان ہدایت یافتہ اور کامیاب ہونے والا نہ ہوگا۔ تو اس کا بھی نہایت واضح الفاظ میں ذکر کیا جاتا۔ لیکن یہاں صراحت سے نبوت اور رسالت اور اس پر ایمان کا حضور صلعم تک کی ذات پر حصر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا انا محمد و انا احمد۔ میں ہی محمد ہوں اور میں ہی احمد ہوں۔ لانبی بعدی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور فرمایا ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابداً کتاب اللہ و سنتی جس طرح اللہ تعالےٰ نے سرٹیفکیٹ دیا ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سرٹیفکیٹ دیا ہے۔ فرمایا کہ میں تمہارے درمیان ورثہ کے طور پر دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے اس پر مضبوطی سے پنجہ مارا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ قیمتی ورثہ ہے قرآن کریم اور میری سنت۔ اب ان حاملین ورثہ یعنے امت محمدیہ کو گمراہ کہنا کس قدر دیدہ دلیری ہے اور اس سرٹیفکیٹ میں کمی کرنا اور خدا کی کتاب اور سنت نبوی میں کوئی زیادتی کرنا کس قدر تمرد عن الحق ہے۔

فطرت انسانی پاک ہے

اس کے بعد فرمایا واولٰئک ھم المفلحون یہ لوگ جن کے متعلق مذکورہ آیات قرآنیہ میں بیان ہوا ہے وہی درحقیقت کامیاب ہونے والے ہیں۔ فلح کے معنی شق الارض

(باقی بر صفحہ ۔)

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

جماعتِ احمدیہ میں تفرقہ کے اصل اسباب

(۲)

اتحادِ جماعت توڑنے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

آئینی قیادت یا آمریت مطلق؟

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کچھ عرصہ ہوا میں نے اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا جسے دونوں جماعتوں کے دوستوں نے پسند کیا کیونکہ واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی تھی۔ میں نے لکھا تھا کہ تفرقہ کے اصل اسباب اجرائے نبوت اور تکفیر کے مسائل ابتداءً نہیں ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں جب ابھی ان مسائل میں اختلافات کا کوئی نام و نشان بھی نہ تھا میر محمد اسحاق صاحب نے انجمن اور خلیفہ کے اختیارات پر سوالات کئے۔ کیا خلیفہ انجمن کو کالعدم کر سکتا ہے یا نہ؟ کیا خلیفہ انجمن کے ممبران کو خارج کر سکتا ہے یا نہ؟ کیا خلیفہ اموالِ سلسلہ کو انجمن سے چھین کر خود ان پر قبضہ کر سکتا ہے یا نہ؟ وغیرہ وغیرہ میں نے یہ بھی ثابت کیا تھا کہ اختلافات آئندہ قائد کی شخصیت کے بارہ میں نہ تھا کیونکہ حضرت مولانا محمد علی رح متعدد بار یہ یقین دلا چکے تھے کہ انہیں میاں محمود احمد کے ماتحت کام کرنا منظور ہے ۱۹۱۰ء میں حضرت مولانا نور الدین رح کی پہلی بیماری اور آپ کے بعد قیادت کے سوال پر بیان دیتے ہوئے حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ واقعات کو اس طرح قلمبند کرتے ہیں:—

میاں محمود احمد کی قیادت پر رضامندی

"ستمبر ۱۹۰۹ء کا حملہ میاں صاحب نے پورے زور سے کیا تھا مگر ناکام رہا۔ اس سلسلے کچھ عرصہ خاموشی رہی۔ ۱۹۱۰ء کے آخری مہینوں میں حضرت مولوی صاحب گھوڑی سے گر گئے۔ یہ چوٹیں ابتداء میں ایسی خطرناک نہ تھیں مگر جو کچھ عرصہ بعد اری پلس ہو کر بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی آئندہ خلیفہ کے متعلق لوگوں کو فکریں آنے لگیں اور چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ انہیں ایام میں لاہور سے شیخ رحمت اللہ صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، اور ہر دو ڈاکٹر صاحبان بھی آ گئے۔ حضرت مولوی صاحب کے پاس سے اٹھ کر یہ سب احباب میرے مکان کی طرف جا رہے تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ راستہ میں میں نے کہا کہ ہمارے کوئی خیالات ایک دوسرے سے مخفی نہیں، یہاں خلافت کے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں، کیا آپ میں سے کسی کے دل میں یہ خواہش موجود ہے کہ وہ خلیفہ بنے۔ سب نے کہا ہرگز نہیں میں نے کہا میرا دل بھی اس خواہش سے بالکل پاک ہے لیکن یہاں جو ذکر ہوتے ہیں ان میں ہمارا بھی نام لیا جاتا ہے ممکن ہے کئی مدعیانِ خلافت سمجھ کر آپس میں جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے۔ کیوں نہ اس کو میاں صاحب پر ظاہر کر دیا جائے تاکہ انہیں ہماری طرف سے اطمینان ہو اور جو کچھ ہو سب کے اتفاق سے ہو۔ چنانچہ اسی وقت میاں صاحب اور میر ناصر نواب صاحب کو بلایا گیا اور خواجہ صاحب نے جو باتیں ہمارے درمیان ہوئی تھیں من و عن کہہ دیں یہ وہ وقت تھا کہ ابھی میاں صاحب کا عقیدہ تکفیر اہلِ اسلام ظاہر نہ ہوا تھا اس لئے ہم نے میاں صاحب کو صاف کہہ دیا کہ ہمیں ان کے حضرت مولوی صاحب کے جانشین ہونے پر کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ جو امر پبلک طور پر طے ہو سب کے اتفاق سے طے ہو۔ ہمدردی [illegible] کہ وہ ایک کارروائی نہ کریں جس سے دوسروں کو شکایت ہو۔ ان باتوں کی صحت کو میاں صاحب نے آئینہ صداقت میں تسلیم کیا ہے۔ میر صاحب نے پسندیدگی کا اظہار کیا مگر میاں صاحب گول مول جواب دے کر ٹال گئے۔ حضرت مولوی صاحب شفایاب ہو گئے۔ یہ ابتداء ۱۹۱۱ء کا واقعہ ہے۔ انہی ایام میں اسلامی برادری کی تحریک شروع ہوئی خواجہ صاحب کے لیکچر جا بجا اتحادِ اسلامی پر ہوئے۔ میاں صاحب کو پھر ایک موقع اختلافات کا ملا اور تکفیر اہلِ اسلام پر آپ نے اپنا مشہور مضمون لکھا جس کا ذکر شاید آئے گا۔ اس پہلے فتنہ نے ایک نیا رنگ پکڑا۔"

(حقیقتِ اختلاف ص [illegible])

یہاں سے ثابت ہو گیا کہ میاں صاحب کی قیادت سب کو منظور تھی لیکن جیسے کہ اوپر بیان ہوا خود میاں صاحب اس پر رضامند نہ تھے۔ اس کی وجہ کیا تھی؟

باعثِ تفرقہ قائد کی شخصیت نہیں بلکہ نوعِ قیادت ہوئی۔

اس امر پر یقیناً تعجب ہو گا کہ باقی تمام اصحاب کو تو میاں صاحب کی قیادت منظور تھی مگر خود ان کو منظور نہ تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میاں صاحب نہ صرف قائد بننا چاہتے تھے بلکہ مطلق العنان آمر بننا چاہتے تھے۔ انجمن کو کالعدم کرنا چاہتے تھے شخصی اقتدار قائم کرنا اور من مانی کارروائیاں کرنا چاہتے تھے۔ انہیں محض قائد بننا کیسے پسند آتا؟ مطلق آمریت اور آئینی و جمہوری قیادت (جو صدر انجمن احمدیہ کے نظام میں مرکوز تھی) دو باہم متضاد و [illegible]

ٹریکٹ "اظہارِ حق" نامی کی اشاعت

نومبر ۱۹۱۳ء میں لاہور سے گمنام ٹریکٹ موسومہ اظہارِ حق شائع ہوئے۔ ان میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ حضرت مولانا نور الدین رح کے طرزِ عمل سے پیر پرستی کی بنیاد رکھی جا رہی ہے نیز یہ کہ مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی لوگ بلا وجہ مخالفت کرتے ہیں۔ یہ ٹریکٹ لاہور سے نکلے تھے اور اگرچہ گمنام تھے مگر دفتر اخبار پیغامِ صلح سے بھجوائے گئے معلوم ہوتے تھے۔ لہٰذا ہر یہ تاثر دیا گیا تھا کہ لاہور کے ممبرانِ صدر انجمن یا اخبار پیغامِ صلح سے متعلق لوگ ان کے چھپوانے و شائع کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ ان وجوہ سے حضرت مولانا نور الدین رح کو ممبرانِ لاہور سے شکایت پیدا ہونا لازم تھا چنانچہ آپ نے ایک روز ان اشتہاروں کی طرف اشارہ کر کے حضرت مولانا محمد علی صاحب رح کو کہا کہ لوگ تمہارا اور خواجہ صاحب کا نام لیتے ہیں۔ اس پر حضرت مولانا محمد علی رح نے ایک خط آپ کی خدمت میں بدیں مضمون تحریر کیا کہ آپ کا کوئی تعلق ان ٹریکٹوں سے قطعاً نہیں۔ چنانچہ اس خط میں سے یہ عبارت ہے:—

"جو کچھ کیا پہلے حضرت مسیح موعود کی اطاعت میں پھر آپ کی اطاعت میں کیا اور دردِ دل سے کیا بیعت لینے یا خلیفہ بننے کا میرے دل میں کبھی وہم بھی نہیں ہوا۔ نہ میں اپنے آپ کو اس قابل پاتا ہوں بلکہ میں ایسا خیال بھی دل میں لانا ایک لعنتی خیال سمجھتا ہوں کہ خلیفہ کی موجودگی میں یہ خیال کیا جائے کہ اس کے بعد میں خلیفہ بنوں اور ایسا منصوبہ کرنا یا اس کے لئے جوڑ توڑ کرنا ایک لعنتی کا کام ہے۔ گمنام ٹریکٹ کے متعلق اتنے دن میرا جو رویہ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص بھی ایسا نہیں جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کبھی یہ اشتہار کسی کو پڑھنے کے لئے دیا یا اس کا چرچا کیا۔"...

آپ نے خط کو اس طرح ختم کیا ہے:—

"خدائے واحد جانتا ہے کہ نہ کبھی کوئی منصوبہ کیا نہ منصوبہ بازی کی عادت ہے، نہ یہ طبیعت ہے۔ ان باتوں کو چھوڑ کر دین کی خدمت کے لئے ایک تنہائی کی جگہ اختیار کی تھی۔ اس کو کیا علاج کہ ہمارے احباب اسے بھی پسند نہیں کرتے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

ہم منصوبہ باز نہیں کہاں اگر کچھ ہیں تو منصوبہ بازیوں کا شکار۔ ہر بات کو سن کر خاموشی اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ حضور کو تکلیف دینا بھی پسند نہیں کرتے۔ اس سے بڑھ کر کیا کریں۔ اس کے لئے بھی آخر حضور کی خدمت میں ہی عرض کرتے ہیں کہ کوئی راہ بتائی جائے۔ اگر ہمیں منافق اور بے ایمان قرار دینا معمولی لوگوں تک محدود رہتا تو بھی کوئی بات نہ تھی مگر یہ بات دور تک پہنچی ہوئی ہے اور اب یہ کوشش ہو رہی ہے کہ کسی طرح حضور کی نظر میں بھی ہم ایسے ہی ہو جائیں۔ والسلام۔ خاکسار محمد علی۔ ۱۳-۱۱-۲۳"

(از حقیقتِ اختلاف صفحہ ۶۵-۶۷)

حضرت مولانا محمد علیؒ کی حلفیہ شہادت کہ آپ قائد بننے کے خواہاں تھے

حضرت مولانا کی حلفیہ شہادت موجود ہے جو انہوں نے اپنے اُستاد و امیر کو دی کہ آپ کا نہ تو کوئی تعلق ان ٹریکٹوں سے ہے نہ ہی کبھی امیر یا قائد و خلیفہ بننے کا خیال آپ نے کیا۔ حضرت مولانا نورالدین رح نے کیا ریمارکس قائم کئے وہ بھی پڑھنے کے قابل ہے:۔

" واللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو نفسی بیدہٖ۔ میرے وہم و گمان میں ایک آن کے لئے بھی کبھی نہیں آیا کہ آپ کا یا خواجہ صاحب کا ایسا خیال ہے یہ تو میرا یقین ہے کہ دونوں کے دل میں نہیں۔ خاکسار نے اس لئے کہا تھا کہ یہ لاہوری فتنہ پرداز نے آپ کا نام ٹریکٹ میں لکھا ہے اور لکھنوی خارجی نے خواجہ صاحب کا۔ اس کا ازالہ آپ کی طرف سے ہو۔ ثم اقسم باللّٰہ لا یحکمان علیک ما بانی رو بطبائع کا بدظن ہونا۔ اس کے لئے وعظ انشاء اللہ مفید ہوگا۔ دور تک کا لفظ جو آپ کی تحریر میں ہے مجھے ناگوار گزرا ہے کیونکہ اس کے معنے دور تک جاتے ہیں۔
والسلام۔ (نورالدین ۲۳ نومبر ۱۹۱۳ء)"

اس خط و کتابت کے ایک ایک لفظ سے یہ عیاں ہے کہ نہ تو حضرت مولانا محمد علی رح کو کبھی خلیفہ بننے کا خیال ہوا، نہ ہی جب ان کی طرف ایسی بات منسوب کی گئی تو حضرت مولینا نورالدین رحؒ نے کبھی ایسا خیال ان کی جانب منسوب کیا۔

میاں محمود احمد کا اعتراف کہ مولینا محمد علی رح خلافت کے متمنی یا دعویدار نہیں تھے۔

مگر حضرت مولینا محمد علی رح کی حلفیہ شہادت اور حضرت مولانا نورالدین رح کے مسلمہ سے بڑھ کر خود میاں محمود احمد صاحب کی شہادت موجود ہے کہ نہ تو انہوں نے خود حضرت مولانا محمد علیؒ سے کبھی ایسی بات سُنی اور نہ کسی نے ان سے ایسی بات کہی جس سے میاں صاحب کو یہ خیال ہوتا کہ حضرت مولانا محمد علی رح خلافت کے اُمیدوار یا دعویدار تھے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ اُوپر بیان ہوا ٹریکٹ (اظہارِ حق) شائع ہونے پر حضرت مولانا نورالدین رح نے کہا کہ اس میں حضرت مولانا محمد علی رح اور خواجہ صاحب کا نام بطور آئندہ خلیفہ لیا گیا ہے۔ اس پر حضرت مولانا محمد علی رحؒ نے آپ کی خدمت میں وہ خط لکھا جس کے کچھ حصہ کا اقتباس اُوپر دیا گیا ہے۔ یہ خط حضرت مولانا نورالدین رح نے میاں محمود احمد کو بھیج دیا۔ میاں صاحب نے ذیل کی تحریر کے ساتھ اسے واپس حضرت مولینا نورالدینؒ کو بھیج دیا:۔

" سیدی۔ السلام علیکم
میں انشاء اللہ سب انصار کو تاکید کر دوں گا۔ مگر اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب سے میں نے خود کوئی ایسی بات نہیں سُنی جس پر میں ان کی نسبت اس قسم کے الفاظ استعمال کرتا یا خیال کرتا اور نہ کبھی کسی نے ان کی نسبت ایسی بات کہی۔ اصحاب لاہور سے ایذا دہ حرکات سرزد ہوتی رہی ہیں اور مولوی محمد علی میں یہ نقص ضرور ہے کہ جب ان کا کوئی معاملہ ہو تو وہ یونہی اپنے آپ کو شامل سمجھ لیتے ہیں اور رو سے تحن اپنی ہتک سمجھ لیتے ہیں۔
محمود احمد"

ابھی ان واقعات کی ترتیب یوں ہوئی کہ کسی شخص نے نومبر ۱۹۱۳ء میں لاہور اور دفتر پیغام صلح سے بعض گمنام ٹریکٹ بنام "اظہارِ حق" شائع کئے جن میں حضرت مولنا نورالدین رح کے مسلک پر نکتہ چینی کی کہ آپ کی طرف سے پیر پرستی کی بنیادیں پڑ رہی ہیں نیز آئندہ خلافت کے لئے حضرت مولانا محمد علی رح اور خواجہ صاحب کے نام تجویز کئے۔ اس سے قدرتاً جماعت میں ہیجان و انتشار پیدا ہوا اور لوگوں نے ان اشتہاروں کو لاہور کے ممبران کی طرف منسوب کیا جس پر حضرت مولینا نورالدین رح نے حضرت مولانا محمد علی رح کو اشارہ کیا کہ ان کی طرف سے اس کا ازالہ ہونا چاہیئے، چنانچہ حضرت مولینا محمد علی رح نے حلف اُٹھا کر شہادت دی کہ نہ تو آپ کا کوئی تعلق قطعاً ان اشتہاروں سے ہے اور نہ ہی آپ کو کبھی خلیفہ بننے کا خیال آیا البتہ آپ منصوبہ بازی کا شکار ہیں۔ یہ خط جب میاں محمود احمد صاحب کو حضرت مولانا نورالدین رح نے بھیجا تو میاں صاحب نے بھی یہ شہادت ادا کی کہ نہ تو خود میاں صاحب نے حضرت مولانا محمد علی صاحب سے کبھی کوئی ایسی بات سُنی اور نہ کبھی کسی نے ان کو یہ کہا کہ حضرت مولنا محمد علی صاحب رح کا خلیفہ بننے کا کوئی خیال ہے۔ گویا اس طرح تین شہادتیں اس امر پر متفق موجود ہیں۔ اوّل تو خود حضرت مولانا محمد علی رح صاحب کی حلفیہ شہادت کہ آپ کے دل میں کبھی ایسا خیال نہیں آیا بلکہ یہ کہ ایسے خیال کو آپ پہلے خلیفہ کی موجودگی میں لعنتی سمجھتے ہیں۔ پھر یہ کہ نہ آپ نے کوئی منصوبہ کیا نہ ہی یہ عادت ہے اور نہ ہی طبیعت۔ بلکہ تنہائی میں خدمتِ دین کا شوق دامنگیر رہا۔ پھر دوسری شہادت اس پر حضرت مولانا نورالدین رح کی ہے اور وہ بھی قسم کھا کر کہ آپ کو بھی حضرت مولانا محمد علی رح کی نسبت کبھی اس قسم کا خیال نہیں ہوا۔ پھر اس پر تیسری شہادت خود میاں محمود احمد صاحب کی اپنی ہے کہ یہ بات انہیں بھی مسلّم ہے کہ نہ تو مولینا محمد علی رح سے میاں صاحب نے ایسی کوئی بات سُنی اور نہ ہی کسی دوسرے نے کبھی ان سے کوئی ایسی بات کہی جس سے یہ گمان مولنا محمد علیؒ کی نسبت ہوتا کہ آپ کو خلیفہ بننے کا خیال ہے۔ ان تین زبردست شہادتوں کے بعد کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مولنا محمد علی رح کا ارادہ امیر یا خلیفہ بننے کا کبھی ہوا؟ اور اگر کوئی شخص ایسا الزام آپ پر لگائے تو پھر مذکرہ بالا شہادتوں کی موجودگی میں وہ کہاں تک راستباز ہوگا؟

اتحاد قائم رکھنے کی آخری کوششیں

جب حضرت مولینا نورالدین رح کی وفات ہوئی تو اس موقعہ پر بھی حضرت مولینا محمد علیؒ صاحب نے اپنا یہی موقف میاں صاحب سے بیان کیا کہ امیر یا قائد کا انتخاب ہو جائے مگر اس کی بیعت لازم نہ قرار دی جائے۔ اس وقت میاں صاحب کا عقیدہ تکفیر اہلِ اسلام ما یہ النزاع بن چکا تھا اور حضرت مولنا محمد علی رح اس کے قائل نہ تھے اس لئے میاں صاحب کی بیعت نہ کر سکتے تھے مگر اتحاد کے قائم رکھنے کے اس موقعہ کو بھی ہاتھ سے گنوا دیا گیا کیونکہ میاں صاحب نے بیعت پر اصرار کیا۔

ایک آخری موقعہ اتحادِ جماعت کو قائم رکھنے کا بھی میاں صاحب کو پیش کیا گیا۔ جب حضرت مولانا محمد علی صاحب رح لاہور آ گئے تو اس وقت بھی ایک وفد لاہور سے میاں صاحب کو بھیجا گیا کہ احباب لاہور آپ کو قائد ماننے کو تیار ہیں آپ بیعت کو لازم قرار نہ دیں اس لئے کہ عقیدہ تکفیر ہم نہیں مانتے۔ لیکن اس وفد اتحاد و صلح کو بھی میاں صاحب نے در خورِ اعتناء نہ سمجھا۔ اس طرح اتحاد کا آخری موقعہ بھی ناکام ہوا۔

ان واقعات سے اظہر من الشمس ہے کہ نہ حضرت مولینا محمد علی صاحب رح خلافت یا قیادت کے خواہاں تھے اور نہ ہی میاں محمود احمد کی قیادت آپ کو منظور نہ تھی۔ آپ نے اتحادِ جماعت کے لئے انتہائی کوشش کیں لیکن میاں صاحب نے بیعت کی خاطر اتحاد کو قربان کر دیا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نہ صرف میاں صاحب قائد بننے کے خواہاں تھے بلکہ غیر آئینی قائد اور آمر مطلق بننے کی آرزو رکھتے تھے اس لئے انہیں یہ کیونکر گوارا تھا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ اور آپ کے رفقاء جماعت میں رہ کر آئینی جمہوری نظام سلسلہ کو برقرار رکھیں۔

آئینی و جمہوری نظام کو کیونکر کالعدم کیا گیا۔

بعد کے واقعات نے اس امر میں کوئی شک شبہ باقی نہ رہنے دیا کہ میاں صاحب کو کیوں اتحاد جماعت برقرار رکھ کر حضرت مولنا محمد علی صاحبؒ اور آپ کے رفقاء لاہور کا جماعت میں رہنا منظور نہ تھا چنانچہ اس بارہ میں پہلا واقعہ قواعد انجمن میں تبدیلی کا ہے۔ انجمن کے قاعدہ ۱۸ میں انجمن کے فیصلوں کی توثیق کے لئے حضرت اقدسؑ کی تصدیق ضروری قرار دی گئی تھی۔

حضرت مولنا نورالدین رح کی زندگی میں یہ قاعدہ اسی طرح برقرار رہا اور باوجود اصرار کے حضرت مولنا ممدوح نے حضرت اقدسؑ کی بجائے اپنا نام لکھوانا پسند نہ کیا کیونکہ حضرت اقدسؑ کا یہ حکم تھا کہ انجمن کے فیصلوں سے آپ کا محض

اطلاع دی جاسکے شاید کسی امر میں خدا تعالےٰ کا کوئی خاص ارادہ ہو۔ اور آخری فقرہ یہ تھا:۔

"دوسرے یہ کہ صرف میری زندگی تک ہے
میرے بعد ہر امر میں اس انجمن کا
اجتہاد کافی ہے۔"

اس قاعدہ کو میاں صاحب نے تبدیل کیا چنانچہ الفاظ حضرت مسیح موعودؑ کی بجائے الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی" درج کئے گئے۔ اور یہ قاعدہ یوں منظور ہوا۔

"ہر ایک معاملہ میں مجلس معتمدین اور
اس کی ماتحت مجلس یا مجالس اگر
کوئی ہوں اور صدر انجمن احمدیہ اور
اس کی شاخہا نے کے لئے حضرت
خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد
صاحب خلیفہ ثانی کا حکم قطعی اور
ناطق ہوگا۔"

(منصب خلافت صہ۱۵)

اب انجمن پر جناب میاں صاحب حاکم اور اس کے مختارِ کل ہو گئے تھے۔ شاید یہ خیال کیا جائے کہ اس کے بعد میاں صاحب کی تسلی ہوگئی ہو کیونکہ قاعدہ کی ایسی تبدیلی سے آپ کو معتمدین اور انجمن پر اختیار قطعی حاصل ہو گیا تھا۔

لیکن تعجب کا مقام ہے کہ اس پر میاں صاحب کی تسلی نہ ہوئی بلکہ انجمن کو قطعی طور پر کالعدم کرنے کا دم لیا چنانچہ اکتوبر ۱۹۲۵ء میں ایک اور فرمان جاری ہوا۔

"جیسا کہ میں نے بارہا سنایا ہے صدر
انجمن کا نام اور اس کے کام کا طریق
کار اوروں کا تجویز کردہ تھا نہ کہ
حضرت مسیح موعودؑ کا........
آئندہ مجلس شوریٰ کا نام صدر انجمن
احمدیہ قرار پایا ہے اور چاہیے
کہ جماعت کا حق ہونا چاہیے کہ جماعت
چند معتمدین سے زیادہ با اختیار
ہو اور مجلس معتمدین کے نئے جماعت
کا فیصلہ یا وہ فیصلہ جو خلیفہ
نے کیا ہے منظور کرنا ضروری
ہو۔"

(تقریر میاں محمود احمد۔ الفضل ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

قواعد میں تبدیلی اور آپ کا قطعی طور پر حاکم و مختار بننا شاید واضح بات نہ تھی کہ اب یہ مرحلہ آیا کہ صاف و صریح الفاظ میں صدر انجمن محض مجلس مشاورت بن کر رہ گئی اور سراپا حاکم جماعت ہوئی اور پھر جماعت پر حاکم خلیفہ ہو گئے۔ اب خلیفہ کے مطلق العنان آمر ہونے میں کیا کسر باقی رہ گئی؟

"خلافت" کو انجمن سے عظیم خطرہ

قارئین کرام شاید یہ سمجھیں گے کہ معاملہ خلافت یہیں تک ختم ہو جاتا ہے مگر ایسا نہیں۔ میاں صاحب کو اب بھی انجمن سے بڑا خطرہ لاحق ہو رہا تھا، وہ انجمن جس کے وہ حاکم قرار دیئے جا چکے ہیں! وہ حاکم جس کے فیصلوں کی انجمن پابند ہے!! وہ انجمن جو بے دست و پا کر کے رکھ دی گئی!!! جناب میاں صاحب کے نزدیک ابھی اس انجمن میں کچھ جان باقی رہ گئی تھی جس کے ہوتے ہوئے خلافت کو ایسا خطرہ و خوف لاحق محسوس ہو رہا تھا کہ کسی وقت بھی وہ قادیان کو لاہور بنا کر دکھا سکتی تھی۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

"مجلس معتمدین کے بنیادی اصول
میں جو دراصل ہے اسلام کا بنیادی
مسئلہ، خلیفۂ وقت کا وجود
شامل نہ تھا۔ ایک ریزولیوشن
خلافت ثانیہ میں پاس کیا گیا ہے
جس کا مطلب یہ ہے کہ جو خلیفہ
کہے گا مجلس مانے گی۔ مگر یہ
اصولی بات نہیں۔ اس کا مطلب
یہ ہے کہ ایک ممبروں کی جماعت
کہتی ہے کہ میں ایسا کروں گی لیکن
جو جماعت یہ کہہ سکتی ہے وہ یہ
بھی تو کہہ سکتی ہے کہ میں ایسا نہ
کروں گی کیونکہ جو انجمن یہ پاس
کر سکتی ہے کہ ہم خلیفہ کی بات
مانیں گے وہی اگر آج سے دس سال
بعد یہ کہے کہ ہم نہیں مانیں گے
تو انجمن کے قانون کے لحاظ
سے وہ ایسا کر سکتی ہے
.... اگر اتنی قربانی
کے بعد بھی سلسلہ کی حالت غیر
محفوظ ہو یعنی چند لوگوں کے
رحم و کرم پر ہو اگر وہ چاہیں کہ
خلافت کا نظام قائم رہے تو
قائم رہے اور اگر نہ چاہیں تو نہ
رہے۔ تو یہ کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا
اور چونکہ مسئلہ خلافت کے
بنیادی اصول میں شامل نہ
ہونے سے جماعت ایسے
خطرات میں رہ سکتی ہے جو
مبائعین کو غیر مبائعین میں بدل دے
اور دس گیارہ آدمیوں کی جنبش
قلم سے قادیان معاً لاہور بن
جائے۔ اس لئے جماعت کے
وہ کام جو تبلیغ و تربیت سے
تعلق رکھتے تھے خواہ مبائعین
کی انجمن ہی ہو اور خواہ بہترین مخلص
ہی اس کے ممبر کیوں نہ ہوں اس کے
لئے ضرورت تھی کہ ایک ایسا نظام
قرار دیا جائے جس پر جماعت قائم
کر دی جائے تا اس بارہ میں ٹھوکر
نہ لگے۔"

(تقریر میاں محمود احمد۔ الفضل ۳۰ نومبر ۱۹۲۵ء)

میاں محمود احمد صاحب کا یہ بیان بھی غور سے پڑھنے کے لائق ہے اس میں آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) "خلیفۂ وقت کا وجود معتمدین کے
بنیادی اصول میں شامل نہ تھا۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"چونکہ مسئلہ خلافت کے جماعت
کے بنیادی اصول میں شامل نہ ہونے
سے جماعت ایسے خطرات میں رہ
سکتی ہے جو مبائعین کو غیر مبائعین
میں بدل دے۔"

جب خود یہ تسلیم کر لیا کہ خلیفہ کا وجود اور مسئلہ خلافت جماعت کے بنیادی اصولوں اور معتمدین کے بنیادی اصول میں شامل نہیں تو پھر یہی تو وہ امر ہے جو جماعت احمدیہ لاہور شروع سے کہتی چلی آ رہی ہے کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے بعد انجمن کے نظام کا تو ذکر کیا مگر خلیفہ یا خلافت کے نظام کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ جب یہ امر مسلّم ہے تو جماعت لاہور سے اس بارہ میں اس قدر تنازع اور تخفیف کیوں کیا گیا؟

(۲) انجمن کے قانون کے مطابق کسی وقت بھی انجمن اپنے حق یعنی مختار ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ اگرچہ انجمن نے یہ پاس کر دیا ہوا ہے کہ جو خلیفہ کہے گا ہم مانیں گے مگر کسی وقت بھی اگر وہ فیصلہ کو بدل کر یہ کہہ دے کہ ہم خلیفہ کی بات نہیں مانیں گے تو ایسا فیصلہ کر دینے میں وہ حق بجانب ہوگی۔ پس خلافت ہر وقت خطرہ میں رہی۔ یہ تغیر محض بطالت خلافت ہرگز ہرگز گوارا نہیں کی جا سکتی۔

یہی موقف تو حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا شروع سے رہا جو آپ نے حضرت مولانا نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ۱۹۰۹ء میں میر محمد اسحاق صاحب کے سوالات کے جواب میں بتلا دیا تھا۔ ۱۹۲۵ء میں "خلیفہ ثانی" صاحب نے بھی یہ تسلیم کر لیا کہ انجمن کو ایسا قانونی حق حاصل ہے۔ جب انجمن خلیفہ کے بارہ میں فیصلہ کرنے کی قانوناً مجاز ٹھہری تو پھر خلیفہ کو انجمن کا یہ قانونی حق سلب کرنے کا اختیار کیسے اور کہاں سے حاصل ہوا؟ ۱۹۱۴ء میں میاں صاحب انجمن سے ریزولیوشن پاس کر کے اس پر حاکم بن بیٹھے ہیں اور وہ بے چاری محکوم و ماتحت اور مجبور و بے بس کر دی گئی تھی مگر تاہم ہر وقت یہ کھٹکا لاحق ہے کہ کہیں انجمن کسی وقت اپنے قانونی حق کی دعویدار نہ بن بیٹھے۔ پس حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا یہ موقف کہ انجمن اصل حاکم ہے نہ کہ خلیفہ، کو بھی خلیفہ صاحب نے خود تسلیم کر لیا۔ جس اصول کی پرزور تردید کرتے رہے ہیں آخر اس کی صداقت کو ماننا پڑ گیا۔

(۳) خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ مسئلہ خلافت جماعت کے بنیادی اصول میں شامل نہیں، ہر وقت خطرہ درپیش ہے کہ دس گیارہ ممبروں کی جنبشِ قلم سے مبائعین کو غیر مبائعین میں نہ بدل دے خواہ وہ مخلص مبائعین ہی کیوں نہ ہوں۔ اس طرح کہیں معاً قادیان لاہور نہ بن جائے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ قادیان اور لاہور میں اصل اختلاف نہ عقائد کا ہے اور نہ ہی بیعت اخلاص کا بلکہ اس کا تمام تر انحصار صرف اسی امر پر ہے کہ خلیفہ وقت کی ہر بات مانی جاتی ہے یا نہ۔ اگر ہر بات بلا چون و چرا مانی جاتی ہے تو تب تو یہ قادیانی نظام سے وابستگی ہوئی لیکن اگر یہ بات تسلیم نہیں تو چاہے کوئی مرید کیسا ہی مخلص کیوں نہ ہو اور چاہے اس نے کتنی مرتبہ بیعت بھی کیوں نہ کی ہو تب بھی قائد یا خلیفہ کی بات کو نہ مان کر وہ لاہوری بن جاتا ہے۔

غیر آئینی قیادت

خلیفہ صاحب کے اس مسلمہ سے اب کونسا شک باقی رہ گیا کہ دونوں جماعتوں میں اختلاف کا اصل باعث عقائد نہیں بلکہ حقیقی سبب قائد کی پوزیشن کا ہے۔ اگر قائد کی پوزیشن آمر مطلق کی نہیں مانی جاتی تو پھر ایسا شخص یا انجمن قادیان سے وابستگی نہیں رکھتے بلکہ لاہوری نظام جماعت سے ان کا تعلق ہے۔

انجمن کا اپنے حقوق طلب کرنے کا خوف خلیفہ صاحب پر اس قدر سوار تھا کہ صرف اسی پر بس نہیں کیا کہ خلیفہ کے وجود کو جماعت و معتمدین کے بنیادی اصولوں میں شامل کیا ہو اور اس طرح انجمن کو بالکل کالعدم کر کے رکھ دیا ہو بلکہ آپ اس سے بھی اگلی منزل طے کر گئے ہیں چنانچہ یہ ارشاد ہوا:۔

"اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے
بھی میری ذات پر کرو گے تو تم پر
خدا کی لعنت ہوگی اور تم تباہ
ہو جاؤ گے۔" (الفضل ۴ نومبر ۱۹۲۵ء)

اسے کہتے ہیں حقیقی مقامِ خلافت پر متمکن ہونا! وگرنہ خلفائے راشدین نے خلافتِ نبوت کی جو اصولاً و عملاً تشریح کی وہ یہاں قطعاً قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ خلفائے راشدین نے فرمایا اور اس پر عمل کر کے بتلایا کہ اطیعونی ما اطعت اللّٰہ و رسولہ فاذا عصیت اللّٰہ و رسولہ فلا طاعۃ لی علیکم۔ میری اطاعت تم پر خدا اور رسول کی اطاعت کی شرط سے وابستہ ہے وگرنہ نہیں۔ یا فرمایا فان احسنت فاعینونی وان زغت فقوّمونی۔ اگر خلیفہ نیک ہو تو اطاعت واجب ہے لیکن اگر ٹیڑھا چلے تو درستی کے قابل ہوتا ہے۔

مگر یہاں منصب خلافت کے حقوق

غیر مامور کے لئے مامورِ خدا کی پوزیشن

ایک غیر مامور کے لئے کیا یہی وہ ماموریت کا مقام حاصل کرنے کی آرزوئیں نہ تھیں جن کی وجہ سے جماعت لاہور کے اکابرین نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور کیا ان کی یہ فراست قابلِ داد نہیں؟

کیا حضرت اقدسؑ نے انجمن اسی لئے تشکیل کر کے اس کے سپرد تمام معاملاتِ جماعت نہیں کئے تھے کہ کوئی فرد واحد غیر مامور ہو کر نہ صرف آمرانہ اختیارات حاصل نہ کر لے بلکہ ماموارانہ پوزیشن پر اپنے آپ کو متمکن نہ کر لے؟ کیا اسی لئے انجمن کے فیصلوں کے بارہ میں جو استثنا رکھی وہ اپنے بعد کسی اور کے لئے جائز قرار نہ دی یعنی یہ کہ انجمن کے فیصلوں کی اطلاع مجھے دی جائے شاید کسی خاص دینی امر میں خدا تعالیٰ کا کوئی منشا ہو۔ لیکن میرے بعد تو جماعت کے قائدین غیر مامور ہوں گے انہیں انجمن کے فیصلوں میں اسی طرح کی دسترس کا حق ہرگز حاصل نہیں

میاں صاحب فرماتے ہیں نہ در گیارہ آدمیوں کی جنبشِ قلم سے کہیں قادیان معاً لاہور نہ بن جائے یہ بڑا خطرہ ہے جو خلافتِ حقہ کو انجمن سے ہر وقت لاحق ہے، اس کانٹے کو بھی نکال دینا چاہیئے۔ کیا یہ انجمن کو جسے حضرت اقدسؑ نے خود اپنے ہاتھوں سے تشکیل کیا تھا ختم کر دینا نہیں ہے؟ کیا اسی خطرہ کے پیشِ نظر اکابرین جماعت لاہور نے بیعت کرنے سے انکار نہیں کیا تھا؟

مصلح موعود کا منصب اور خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ

تعجب تو یہ ہے کہ ان سب منازل کے طے کرنے کے بعد بھی خلیفہ صاحب خطرہ و خوف ت تعالیٰ نہ ہو سکے۔ لہٰذا خلیفہ صاحب نے ۱۹۴۴ء میں مریدوں کے ایمانوں کو مزید تقویت پہنچانے کے لئے خدا کی طرف سے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ علی الاعلان کر دیا۔ یاد رکھئے کہ مریدوں کو تابع و مطیع اور فرمانبردار بنانے میں خلیفہ صاحب نے یہ منازل طے کئے۔

(۱) قواعدِ انجمن میں تبدیلی کہ خلیفہ وقت کا حکم قطعی و ناطق ہو گا۔

(۲) مجلس معتمدین کی حیثیت صرف مجلس شوریٰ کی رہ گئی کہ جس کے فیصلہ کو منظور کرنا ضروری ہے۔

(۳) بیعت اور اخلاص کا معیار صرف اس امر پر آ رہا کہ اطاعت و فرمانبرداری میں کہاں تک کمال کو پہنچا دیا جائے اگر ہر امر میں آنکھ بند کر کے لبیک کہتے ہیں تو ایسا مخلص مبائع ہے درحقیقت غیر مبائع اور لاہوری جماعت میں شمار ہو گا۔

(۴) خلیفہ پر پیچھے اعتراض کرنے والا بھی جہنمی ہے۔ لیکن جب ان چار منازل کے طے کرنے کے بعد بھی مریدین کے ایمانوں و اعتقاد میں کچھ فرق نظر آیا اور ۱۹۳۷ء میں تختِ خلافت کا تپ اُٹھا تو پھر آپ کے پاس اور کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ آپ خدا سے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر کے مریدین کو تسلی دلائیں کہ آپ کی ہر بات ان پر بلا چون و چرا تسلیم کرنا واجب ہے کیونکہ آپ خدا سے تعلق یافتہ ہونے کے باعث ہر اعتراض و سوال سے بالاتر ہیں کیونکہ جو شخص خدا کی طرف سے کسی مقام پر فائز ہو اسے کیسے معصوم عن الخطا تسلیم کیا جا سکتا ہے نہ قوم کے سامنے مسئول و جوابدہ نہ ہو یا اس پر اعتراض نہ کیا جا سکے؟

مجھے قارئین کرام کو از روئے واقعات دکھلانا یہ منظور تھا کہ جماعت میں تفرقہ کے اصل اسباب کیا ہوئے اور کس شخص پر ان کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ میں نے یہ ثابت کر دکھلایا ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رح ہرگز ہرگز قائد یا خلیفہ بننے کے خواہاں نہ تھے اور نہ ہی آپ تفریق کے ذمہ دار ہیں۔ بلکہ آپ نے نہایت اخلاص و صداقت سے ہر موقعہ پر اتحادِ جماعت قائم رکھنے کی کوشش فرمائی۔ آپ کی کوششیں اس لئے کامیاب نہ ہوئیں کہ آپ بدقسمتی سے نظامِ انجمن کے قائل تھے اور غیر مامور کے ہاتھ پر بیعت کرنا درست نہ سمجھتے تھے۔ دوسری طرف میاں محمود احمد صاحب کو آمرِ مطلق اور غیر انجمن قائد بننے کی آرزو چین نہ لینے دیتی تھی جنہوں نے اس غرض کے پیشِ نظر انجمن کے ان اکابرین کو جو آمریتِ مطلق اور غیر مسئول قیادت کے برخلاف تھے جماعت سے علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیا۔

جناب میاں محمود احمد صاحب پر وفات سے دس برس قبل جو کیفیات طاری رہیں ان کے کیا اسباب ہوئے جو ایک الگ فرصت کے متقاضی ہیں۔ آہ! یہ امر کس قدر دلخراش ہے جب ایک انسان یہ دیکھتا ہے کہ اس زمانہ میں وہ جماعت جسے خدا تعالیٰ نے اسلام کے غلبہ اور دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا تھا کیونکر تفرقہ کا شکار ہو کر اپنے غلبہ و اصلاح کے مقاصد میں کس قدر پیچھے رہ گئی۔ غلط معتقدات سے رجوع تو میاں محمود احمد صاحب نے عدالت میں کر لیا تھا پھر کیا یہ تفرقہ و انتشار اپنی آمریتِ مطلق اور غیر آئینی قیادت کے لئے پیدا نہ کیا گیا تھا؟

آئندہ کا مؤرخ یقیناً ان اسباب و عوامل کی تحقیق و تفتیش کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچے گا۔ خدا تعالیٰ کی ابدی سنت کے یہ برخلاف ہے کہ تاریخ انسانی میں بہتان و جھوٹ کی طرفداری باقی رہ جائے اور انصاف و صداقت، حقانیت و راستبازی کا بول بالا نہ ہو۔ وقتی طور پر چاہے کس قدر راسخ و مستحکم نظام تائیدِ باطل پر رواں اور عارضی طور پر چاہے کتنا فروغ ایسے نظام کو ہوتا ہوا دکھلائی دے مگر خدا تعالیٰ کا یہ محکم قانون جاء الحق و زھق الباطل ہمیشہ سرگرمِ عمل ہے اس سے کوئی جائے مفر نہیں

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صحیح جانشینی یا نیابت کس نے کر دکھلائی؟

کہا یہ جاتا ہے کہ میاں محمود احمد حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خلیفہ یا حقیقی جانشین ہیں۔ کیونکہ آپ حضرت کے فرزند ہیں جن کے لئے دعائیں کی گئیں، جو ایک پارٹی کی سازش (انجمن انصار اللہ) سے آپ کے مرکز پر قابض ہو گئے جو جماعت کی اکثریت کے قائد بنے۔ کیا ان امور سے حقیقی نیابت حاصل ہو جاتی ہے؟ کسی فرصت میں اس پر عرض کیا جائے گا۔ اس وقت صرف یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے جو جماعت تیار کی اس کے ذمہ دو مقصد رکھے۔ دنیا میں اعلیٰ علم کلام کے ذریعہ صداقتِ اسلام و نبوتِ حضرت نبی الانامؐ کو ثابت کر دکھلانا نیز ایک ایسا اسلامی جمہوری نظام قائم دین کے لئے قائم کر دینا جو کورانہ تقلید، اندھی عقیدت شخصی حکومت اور پیر پرستی سے پاک ہو۔ ان دو نو مقاصد کو میاں محمود احمد صاحب اور مولانا محمد علی صاحبؒ میں سے کس قائدِ جماعت نے پورا کر دکھلایا؟ فیصلہ مشکل نہیں۔ حضرت اقدسؑ کے اعلیٰ علم کلام کو ترجمہ و تفسیر قرآن انگریزی میں کس نے تیغ کر کے بشکل کوزہ میں دریا بند کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دکھلایا اور آپ کی اس پیشگوئی کا مصداق کس نے اپنے آپ کو ثابت کیا کہ میری خواہش ہے کہ انگریزی میں ایک ترجمہ و تفسیر کر کے مغربی ممالک میں شائع کی جائے اور یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہ ہو گا جیسا مجھ سے یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔

پھر مسلمانوں کے مذہبی معتقدات کے طفیل میں جس قسم کی جاہلانہ پیر پرستی، کورانہ تقلید، اور اندھی عقیدت راسخ ہے اس کے برخلاف ایک تنظیم تائیدِ اسلام کے لئے ہو جو آزادیٔ فکر اور حق گوئی و انصاف پر مبنی ہو اور جو پاپائیت کے انسانیت سوز حربوں سے بالاتر ہو کہاں قائم کی گئی؟ قادیان (ربوہ) یا لاہور میں؟ میاں محمود احمد صاحب کا اپنا اعتراف دیا جا چکا ہے کہ خلیفہ پر پیچھے اعتراض کرنے والا بھی باوجود اخلاص و بیعت کے غیر مبائع اور لاہوری جماعت میں سمجھا جانا چاہیئے۔ گویا آپ نے خود مان لیا کہ آپ کے نظام کی بنیادیں کورانہ تقلید، شخصیت پرستی اور اندھی عقیدت پر قائم ہیں۔ مگر اس کے برخلاف جو نظام لاہور میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رح کی قیادت میں پھر سے بموجب الوصیت قائم کیا گیا اس کی بنیادیں غیر مامور قائد کی ہر بات کو معصوم عن الخطا قرار دینے کی بجائے انجمن کے منصفانہ اور حق پرستانہ فیصلوں پر رکھی گئی ہیں اور جسے بدلنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ یہ ان دونوں نظاموں میں بنیادی فرق ہے۔ پس کیا بلحاظ صحیح علم کلام دین کی اشاعت کے اور کیا بلحاظ صحیح نظامِ جماعت کے قیام کے حضرت اقدسؑ کے حقیقی جانشین کو شناخت کرنا کچھ بھی مشکل امر نہیں۔ آئینی قیادت یا آمریتِ مطلق، انصاف و حق پر مبنی اکثریت کا فیصلہ یا شخصی حکمرانی؟ کونسا نظامِ جماعت حضرت اقدسؑ کی الوصیت کے مطابق ان کا اصل جانشین ہونے کا حقدار ہے؟ اس کا فیصلہ دنیا کر سکتی ہے۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

باقی ـــ باقی

محترم حکیم صاحب کی آخری قسط آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

آہ! میاں شریف احمد صاحب

گذشتہ اشاعت میں محترم میاں شریف احمد صاحب کی وفات کی خبر شائع ہو چکی ہے۔ اس سلسلہ میں ذیل کی مراسلت بدیہ قارئین کرام ہے:—

۱۱؍اپریل ۱۹۶۹ء کو جناب میاں شریف احمد صاحب لمزاوز لائل پور کو نماز عشاء کے بعد دل کا دورہ پڑا اور جلد ہی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

میاں صاحب مرحوم مقامی جماعت کے پریذیڈنٹ اور مجلس معتمدین کے ممبر تھے۔ اپنی خصوصی خوبیوں کے باعث ہر طبقہ میں عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ اسلام اور احمدیت پر فریفتہ تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ غرباء کے دکھ درد میں شریک ہوتے اور خوبصورتی سے امداد کرتے تھے۔ باہر سے آنے والے بزرگوں کی دعوت اپنی کوٹھی پر کرتے اور جماعت کے احباب کو بھی یاد کرتے۔ نائجیریا کے مبلغ جناب قاضی عبدالرشید صاحب گذشتہ ایام میں تشریف لائے تو ان کے اعزاز میں دعوت دی اور جماعت کے احباب کو بھی بلایا۔ آپ عملی اور مثالی زندگی کے مالک تھے۔

۱۱؍اپریل بروز جمعۃ المبارک مقامی جماعت کے عہدیداران کا انتخاب ہوا۔ میاں صاحب مرحوم کو دوبارہ اتفاق رائے سے صدر منتخب کیا گیا۔ اسی رات کو آپ کی وفات ہو گئی۔

چند سال گذرے لینڈ میں آپکی آنکھوں کا ایک نازک اپریشن ہوا تھا خیریت گذری۔ کچھ عرصہ گذرا ہے کہ لائل پور میں گردن پر نمودار ہونے والے کاربنکل پھوڑے کا خطرناک اپریشن ہوا اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ مگر جب عمر ختم ہو گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے ہم سے جدا ہو گئے۔

۱۲؍اپریل کو دن کے ۱ بجے نماز جنازہ بڑے قبرستان میں ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض جناب مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب نے ادا کئے۔ ہر عقیدہ کے مسلمانوں نے کثیر تعداد میں نماز میں شرکت کی۔

۱۳؍اپریل کو چار بجے سہ پہر میاں صاحب مرحوم کی کوٹھی پر ختم قرآن پاک کی رسم ادا کی گئی۔ مرحوم کے لواحقین کی فرمائش پر جناب مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب نے درد میں ڈوبی ہوئی تقریر کی۔ جس کا حاضرین پر گہرا اثر پڑا۔ ایک دوست نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہمارے مولوی صاحبان قرآن پڑھ کر مرحوم کو ثواب پہنچا دیتے ہیں اور بیان کچھ نہیں کرتے آج ہم نے اس تقریر سے بہت کچھ سیکھا۔ آسٹریلیا

ہماری دعا ہے کہ خدا مرحوم میاں صاحب کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مرزا غازی محمود بیگ
سٹوڈنٹ بی کام۔ لائل پور

بقیہ خطبہ
(بسلسلہ صفحہ ۹)

للزراعۃ کے ہیں، زمین کے اندر بیج ڈالا جاتا ہے۔ بیج دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو چن چن کر رکھے جاتے ہیں۔ ان کے اندر کوئی کمزوری نہیں ہوتی، اس کے بارے یقین ہوتا ہے کہ زمین اس کے لئے آراستہ ہے تو وہ دانہ یا گٹھلی۔ پودہ اور درخت بن جاتا ہے۔ لیکن کانٹے کا بیج۔ آم کا درخت نہیں بن سکتا۔ کیکر کا درخت آم نہیں بن سکتا۔ بیج کے اندر جو مادہ مخفی ہوتا ہے پھر پودے یا درخت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے، لہٰذا جو صفات انسان کے اندر خدا تعالیٰ نے ودیعت کر رکھی ہیں۔ ان کی تربیت کرنا ہی مقصد حیات ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ انسان کو جو فطرت عطا کی گئی ہے وہ مقدس ہے۔ اس فطرت کی تربیت کرنے کی غرض سے یہ کتاب نازل فرمائی ہے جن لوگوں میں وہ صفات پائی جاتی ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا ہے وہی ہدایت پر متمکن ہیں اور وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔

میاں شریف احمد صاحب کی وفات

گذشتہ جمعہ ایک خبر آئی تھی کہ میاں شریف احمد صاحب وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات سے بڑا صدمہ ہوا ہے۔ وہ نہایت حلیم الطبع اور ہر ایک سے محبت اور پیار رکھتے تھے اپنے مرحوم باپ کی طرح خیر کے کاموں پر روپیہ صرف کرتے تھے۔ وہ جوانی میں فوت ہو گئے ہیں آج کل موت کا بازار گرم ہے نماز کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائیگی۔

مشرقی پاکستان میں تباہی خیز طوفان

علاوہ ازیں مشرقی پاکستان میں ہمارے مسلمان بھائیوں پر بہت بڑی تباہی آئی لوگوں کے گھر بار برباد ہو گئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں خاندانوں کے خاندان لقمہ اجل ہو گئے ہیں، یہ قیامت کا نظارہ بہت دردناک ہے جہاں آپ میاں شریف احمد صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں وہاں مشرقی پاکستان کے آفت زدہ اور فوت شدہ لوگوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کریں اور بے گھر اور مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل اور رحمت فرمائے۔

مشرقی پاکستان سے ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب کا خط آیا تھا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہم جماعت کے سارے بھائی بچ گئے ہیں ایک بھائی کا مکان برباد ہو گیا ہے، دوسرے بھائی کو تھوڑا سا نقصان پہنچا ہے۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ اس بارے میں محترم ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب تجویز کرتے ہیں کہ دفتر سے کچھ مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے بھجوائی جائے۔ میں اس وقت چندہ کے لئے تحریک نہیں کرتا بلکہ سردست ان کو کوئی رقم خزانہ انجمن سے بھجوا دی جائے گی۔

خطبہ ثانی

خدمت دین کے لئے کمربستہ ہو جائیے

اسلام عالمگیر دین ہے۔ بنی نوع انسان کا دین ہے۔ جو لوگ اس دین کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور اچھی طرح بیان کر سکتے ہیں ان کو خدمت دین کے لئے آگے آنا چاہیئے۔ ہماری جماعت کا یہ تجربہ ہے کہ ہم نے اسلام کو یورپ میں پیش کیا ہے وہاں اس کو قبول کیا گیا ہے۔ تعلیمات اسلامیہ چونکہ معقول ہیں اس لئے اہل یورپ کو اپیل کرتی ہیں۔ اس لئے پڑھے لکھے دوستوں کو دین کی خدمت کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے۔ اور جن کے پاس روپیہ ہے وہ خدا کے دیئے ہوئے مال میں سے دین کی خدمت کے لئے خرچ کریں۔

یورپ میں تبلیغ اسلام کے مواقع

حضرت امام زمانؑ نے کشف دیکھا کہ وہ لنڈن میں ایک منبر پر وعظ کر رہے ہیں اور سفید پرندے پکڑ رہے ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ نے یورپ میں سفید پرندے پکڑے جس سے جماعت پر بالخصوص اور عام مسلمانوں پر بالعموم حجت قائم ہوئی کہ وہاں پر اسلام کی تبلیغ کرنا ضروری ہے۔

میں جب پہلی دفعہ ولایت گیا تو اس وقت لوگ عموماً یہ کہا کرتے تھے کہ انگریز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدا کے فضل سے وہاں انگریز لوگ مسلمان ہو گئے۔ جب میں واپس آیا تو علامہ اقبال اور ان کے دوسرے ساتھی استقبال کے لئے اسٹیشن پر پہنچے۔ نواب ذوالفقار علی خاں نے میرے اعزاز میں دعوت دی۔

انگریز بھی وہاں مدعو تھے۔ گورنمنٹ کالج کے پرنسپل سٹیفنسن Stephanson بھی شریک دعوت ہوئے۔ ان کو میرے ساتھ بٹھایا گیا۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ وہاں انگریزوں کو مسلمان بنانے میں کس وجہ سے کامیاب ہوئے۔ میں نے کہا کہ میرا بیج معقول درجہ کا تھا۔ اور انگلستان کی زمین بھی معقول بیج کو نشوونما دینے میں ممد ثابت ہوئی۔ میرا بیج ریشنل ہے اور ریشنل زمین کو چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ انگلستان کی یونیورسٹی میں تعلیم یافتہ کوئی شخص عیسائی نہیں رہ سکتا۔ اس پر پرنسپل صاحب کہنے لگے کہ میں بھی عیسائی نہیں ہوں۔ اور یہاں تک عیسائی نہیں ہوں کہ جب گورنر صاحب گرجے میں جاتے ہیں تو میں اس وقت بھی گرجے میں نہیں جاتا۔ غرض سرزمین یورپ اسلامی تعلیمات کے لئے موزوں ہے اسلئے جماعت کے پڑھے لکھے دوستوں کو دین کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہیئے جن کو ذہانت کا عطیہ خدا کی طرف سے ملا ہے انہیں اس کو خدا کی راہ میں صرف کرنا چاہیئے۔ اور جو لوگ مال دار ہیں یہ خدا کی دی ہوئی دولت ہے ان کو چاہیئے کہ اسے خدا کی راہ میں خرچ کریں۔

درخواست دعا

— جماعت کے بعض احباب بیمار ہیں اور بعض مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احباب ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا بخشے اور مالی پریشانیاں دور فرمائے۔

اے خدا نور دلی از مشرق رحمت بر آر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۲۸
ٹیلی فون نمبر ۳۷۳
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۸

تزکیہ نفس کے لئے اللہ ہی کی رضا کو مقصود بالذات بنایا جائے

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

تزکیہ نفس کے لئے چلہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے چلہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ اذکار اور نفی اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے۔ بلکہ ان کے پاس ایک اور ہی چیز تھی۔ وہ رسول اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نور آپ میں تھا۔ وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہ کے قلب پر گرتا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کے بجائے ان سینوں میں نور بھرا جاتا تھا۔ اس وقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے۔ جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے۔ تمہارے قلب پر نہیں گرتا۔ تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے۔ بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بت ہیں وہ توڑے جائیں۔ اور اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَللّٰہُ اللّٰہُ فِی اَصْحَابِی۔ میرے صحابہ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مراد نہیں۔ کہ انسان وحدت وجود کے مسئلہ پر عمل کرے۔ اور ہر کتے اور گدھے کو معاذاللہ خدا قرار دے بیٹھے۔ نہیں نہیں۔ اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو۔ اس میں مقصود بالذات اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہو۔ اور نہ کچھ اور۔ اور یہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔

بکریماں کارہا دشوار نیست

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

بحر حکمت کے موتی

قرضخواہ کی سختی برداشت کی جائے اور اس کے حق سے بڑھ کر دیا جائے تو ہرج نہیں

عن ابی ہریرۃ رضؓ ان رجلاً اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتقاضاہ فاغلظ فھم بہ اصحابہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ فان لصاحب الحق مقالاً ثم قال اعطوہ سنا مثل سنہ قالوا یارسول اللہ الا امثل من سنہ فقال اعطوہ فان من خیرکم احسنکم قضاءً۔

ترجمہ:۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلعم کے پاس آیا اور آپ سے قرض کا تقاضا کیا اور سخت لفظ کہے آپ کے اصحابؓ نے اس سے سختی کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا اسے چھوڑ دو حق دار کو کہنے کا حق ہے پھر فرمایا اسے اس کے اونٹ کی عمر کا اونٹ دے دو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اس کے اونٹ کی عمر سے اچھا ہی مل سکتا ہے فرمایا دے دو۔ فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو (کسی کا) حق اچھی طرح ادا کرتا ہے۔

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ:۔

خلق عظیم کا کیسا اعلیٰ نقشہ ہے قرضخواہ ✲

✲ تقاضا کرنے میں کچھ سختی کرتا ہے لیکن بادشاہ ہو کر قوی پر اعلیٰ درجہ کا ضبط ہے اور فرماتے ہیں حقدار کو کہنے کا حق ہے اسے تکلیف پہنچی ہو گی اور پھر ادا کرتے ہیں تو قرضخواہ کے قرض سے بڑھ کر اور اسی کو بزرگی اور نیکی کا معیار بتاتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرضخواہ کو قرضہ کے بقیہ ادا کرتے وقت کچھ زیادہ دیا جائے تو یہ سود نہیں اور نہ اس کا لینا سود ہے اس سے بینک کے سود پر قیاس ہو سکتا ہے۔ جب لینے والے کا ارادہ کچھ نہ لینے کا ہو اور یہ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اسے خود نہ لیگا بلکہ کسی خیراتی کام پر خرچ کر دے گا تو اس صورت میں جو رقم وہ لیگا وہ سود...

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلین (جرمنی)

عید الاضحیٰ کی تقریب مسجد برلین میں

حج اور قربانی کی فلاسفی

عید الاضحیٰ کا مبارک تہوار ہم نے ۲۷ فروری بروز جمعرات مسجد برلین میں منایا۔ موسم غیر معمولی طور پر سرد تھا۔ تہوار سے کئی دن پیشتر برف باری ہوئی۔ اور بوجہ سردی یہ برف چاروں طرف بچھی پڑی رہی۔ موسم کے سرد ہونے کے پیش نظر مسجد کو اجتماع کیلئے گرم کرنا مقصود تھا چنانچہ منگل کے دن صبح ہی سے مسجد کے اندر ہیٹر جلا دیئے گئے۔ یہ ہر دو ہیٹرز متواتر جمعرات تک چلتے رہے۔ جس سے مسجد کے اندر باہر کی نسبت قدرے خنکی کم ہو گئی۔ مسجد کے اندر ہیٹنگ کے انتظام کو بہتر بنانے کے لئے کئی سالوں سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ جماعت کے ذی ثروت احباب میں سے اگر کوئی صاحب اس کے لئے قربانی کریں تو ان کی قربانی قابلِ ستائش ہوگی مسجد کا اندرونہ گنبد تک کافی اونچا ہے۔ اتنی بڑی جگہ کو گرم کرنے کے لئے ماڈرن قسم کے ہیٹرز کی ضرورت ہے۔ اس کا تخمینہ دس ہزار مارک ہے۔ مسجد کے اندر گیس سے چلنے والے پرانی قسم کے ہیٹرز لگے ہوئے ہیں۔ ان میں سے دو قابلِ استعمال نہیں اور جو دو باقی ہیں وہ اندرونہ مسجد کو گرم کرنے کے لئے کافی نہیں۔

باوجود ہیٹنگ کی کمی کے باوجود ہمارے مسلمان بھائی اور ہمارے عیسائی دوست ہمارے ہاں ہونے والے اجتماعات میں شوق سے حصہ لیتے چلے ہیں۔ عید الاضحیٰ کے مبارک تہوار کے لئے ہم نے دو ہفتہ پیشتر ہی سے دعوت نامے چھپوا کر احباب کے نام بھجوا دیئے تھے۔ پروگرام یوں تھا:—

* نماز عید ۳۰-۱۰ بجے
* خطبہ ۴۵-۱۰ بجے
* بعدہٗ ماکولات و مشروبات

مسلمان بھائی دس بجے ہی سے مسجد میں آنا شروع ہو گئے۔ ان میں ملیشیا، انڈونیشیا، پاکستان، افغانستان، ترکی، مصر، سوڈان، اردن، فلسطین، یوگوسلاویہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان اور برلن نو مسلم شامل تھے۔ انڈونیشیا کے کونسل جنرل اور پاکستانی قونصل بھی موجود تھے۔

احباب کا استقبال کرنے کے بعد ٹھیک ساڑھے دس بجے نماز شروع ہوئی۔ نماز کے بعد اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد کے الفاظ سب نے مل کر تین بار دہرائے۔ اس کے بعد خطبہ شروع ہوا۔ خطبہ آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ خطبہ کو میں نے تین حصوں میں تقسیم کیا:

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کا حضرت ہاجرہ اور اپنے بچے اسماعیلؑ کو وادیٔ مکہ میں چھوڑ جانا اور ان میں سے ہر ایک کا اپنے اپنے امتحان میں خدا کے حضور کامیاب ہو جانا۔

۲۔ حج کے ارکان

۳۔ ارکانِ حج کا فلسفہ

حضرت ہاجرہ کا وادیٔ مکہ میں اکیلے آ بسنا اور کھانے پینے کی اشیاء کے ختم ہونے پر بچہ کا پیاس سے نڈھال ہو جانا اور عین اس حالت میں جب کہ بچہ کے بچنے کے بظاہر کوئی سامان نظر نہ آتے تھے حضرت ہاجرہ کا خدائے رب العالمین پر محکم ایمان رکھنا اور اس کی رحمت کا امیدوار رہنا اور اس کی مدد پر توکل رکھنا۔ صبر اور توکل کا یہ وہ امتحان تھا جس میں یہ باہمت خاتون خدا کے حضور کامیاب ہو گئیں۔ اور یوں نسلِ انسانی کے لئے توکلاً علی اللہ کا نمونہ بن گئیں۔ خدا پر توکل کیا اور انتہائی طاقت سے پانی کی تلاش میں ہر ممکن کوشش کو جاری رکھا۔ وہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر سات مرتبہ دوڑیں۔ یہی وہ ممکن سعی تھی جو وہ پانی کی تلاش میں کر سکتی تھیں۔ اس ذریعے سے انہیں پانی نہ ملا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنے محبوب بندہ کی یہ ادا پسند آ گئی اور پانی ایک ایسے ذریعہ سے مہیا کر دیا جس کا حضرت ہاجرہ کو وہم و گمان بھی نہ تھا— من یتق اللہ یرزقہ من حیث لا یحتسب۔

بچہ جوان ہو گیا۔ باپ اور نوجوان بچے کا امتحان قریب آ گیا۔ باپ کو حکم ہوا کہ نوجوان بچے کو خدا کے نام پر ذبح کر دو۔ بوڑھے باپ کے لئے یہ امتحان بڑا سخت تھا۔ نوجوان بیٹا خدا کے حکم کے تحت اپنی جان دینے کے لئے اور بوڑھا باپ اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے دل سے تیار ہو گئے۔ خدائے عالم الغیب نے ان ہر دو کی قلبی کیفیت پر نگاہ ڈالی اور فرمایا۔

"یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا"

دونوں خدا کے حضور کامیاب ہو گئے۔ وفدیناہ بذبح عظیم۔ ان کی یاد میں قربانی کا تہوار مقرر کر دیا۔

باپ بیٹے نے مل کر خانہ کعبہ تعمیر کیا اور دعا کی:—

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم، ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم الخ........

دعا قبول ہوئی۔ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ان کی نسل میں پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے متبعین کو ارکانِ حج سکھلائے۔ ارکانِ حج یوں ہیں:—

- احرام باندھنا
- خانہ کعبہ کے گرد گھومنا
- حجر اسود کو بوسہ دینا
- صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی کرنا۔
- منیٰ کو جانا اور رات وہاں ٹھہرنا
- دوسرے دن عرفات کو جانا۔ ظہر و عصر نماز کا ادا کرنا اور لوگوں کو جبل الرحمت سے خطاب کرنا۔ باقی تمام وقت لبیک اللھم لبیک کے الفاظ دہرانا۔ غروب کے بعد مزدلفہ جانا۔ دوسرے دن صبح کی نماز کے بعد منیٰ کو جانا۔ اور
- وہاں قربانی کرنا۔ اور بعد میں کنکریوں کا پھینکنا۔ اور
- ایک بار پھر طواف کرنا۔

یہ وہ ارکانِ حج ہیں جو حج کرنے والوں کے دل و دماغ میں ایک خاص کیفیت پیدا کرتے ہیں۔

ان ارکان کی فلاسفی کو بیان کرتے ہوئے میں نے کہا کہ خانہ کعبہ توحیدِ الٰہی کا ایک نشان ہے اس کے گرد تین بار تیز چل کر گھومنا اور باقی چار بار حسب عادت چل کر گھومنا اس امر کو ذہن نشین کرانے کے لئے ہے کہ مومن کی روزمرہ کی تگ و دو کا مرکزی نقطہ ہمیشہ توحیدِ الٰہی ہونا چاہئے۔ ہاجرہ کی صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی کرنا زندگی میں مشکلات کے وقت رحمتِ الٰہی کا امیدوار رہنے اور صبر و توکل کے سبق کو ذہن نشین کرانے کے لئے ہے۔ اور بتایا کہ مشکلات پیش آمدہ کو حل کرنے کے لئے اپنی طرف سے مومن کو پوری کوشش کرنی چاہئے خواہ وہ جانتا ہو کہ اس کی سعی مشکلات کو دور کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ اس حالت میں حضرت ہاجرہ کا نمونہ سامنے رکھے۔ جنہوں نے خدا پر محکم ایمان اور توکل رکھتے ہوئے پانی کی تلاش میں پوری پوری سعی کی۔ میدان عرفات میں نسلِ انسانی کا عالمگیر اجتماع وحدتِ نسلِ انسانی کے سبق کو ذہن نشین کرانے کے لئے ہے۔ کالا اور گورا، بڑا اور چھوٹا امیر و غریب، بادشاہ و کسان سب کے سب دو سفید چادروں میں ملبوس خدا کے حضور کھڑے نظر آتے ہیں۔ یہ وہ نظارہ ہے جو معرفت، محبت اور روح میں وجد کو پیدا کرتا ہے۔ قربانی کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیلؑ کے اس جذبہ کو ذہن نشین کراتا ہے جس کے تحت وہ اپنی محبوب ترین چیز خدا کے نام پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان ہر دو نے اپنی خواہشات اور اپنے جذبات کو خدا کے حکم کے سامنے قربان کر دیا یہاں تک کہ اپنی عزیز جان کو قربان کرنے کے لئے پیش کر دیا۔ یہی وہ جذبہ ہے جو خدا کے ہاں قبول ہے۔

اسی سلسلہ میں میں نے مزید کہا کہ اسلام میں قربانی کا یہ وہ مفہوم ہے جو اسلام کو عیسائیت سے ممتاز کرتا ہے۔ عیسائیت خدا کو آسمان سے زمین پر نیچے اتارتی اور اسے گنہگار انسانوں کے لئے مارتی ہے۔ گنہگار انسان نجات پائے لیکن اس کے برعکس اسلام انسان کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے جاتا ہے اور اسے اپنے رب کے حضور کھڑا کر کے اس سے اپنے تمام جذبات اور اپنی تمام خواہشات کو اس کی رضا کے لئے قربان کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ تا وہ خدا سے مل کر ابدی راحت اور ابدی زندگی حاصل کرے۔ سب سے آخر کنکریوں کے پھینکنے کو بیان کرتے ہوئے میں نے کہا کہ تصویری زبان میں یہ اس نفرت کا اظہار ہے جو مومن کو برے خیالات اور برے اعمال سے ہے۔

خطبہ کے اختتام پر میں نے مسلمان بھائیوں کو مبارکباد دی اور احباب ایک دوسرے سے عید ملے اور ایک دوسرے کو عید مبارک کہنے لگے۔

حاضرین کی تواضع چائے و ڈبل روٹی سے کی گئی۔ چائے کے تیار کرنے اور اسے مہمانوں تک پہنچانے میں ہمارے مسلمان بھائیوں نے جو عرب ممالک سے تعلق رکھتے ہیں بڑی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ بارہ بجے تک دوست احباب مسجد میں ہمارے ساتھ رہے۔ بعد میں تیس کے قریب نوجوان کھانا کھانے کے لئے میرے ہاں گھر پر ٹھہر گئے۔ عرب نوجوانوں نے کھانا تیار کیا۔ چاول، گوشت، سبزی، کوفتے، چائے وغیرہ ہم

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۶۹ء

مجلسِ معتمدین میں تبلیغِ دین کیلئے دلی جوش اور ولولہ کا اظہار

۲۷ اپریل ۱۹۶۹ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس معتمدین کا اجلاس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں دیگر بہت سے انتظامی امور کے علاوہ انجمن کی تبلیغی کارگذاریوں پر بھی غور و بحث ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ نے دلی رنج و اندوہ کے ساتھ اس افسوسناک واقعہ کا ذکر کیا کہ انگلستان میں ہماری چھپن سالہ تبلیغی کارگذاریوں کا جو مسجد ووکنگ میں ووکنگ مسلم مشن کے نام سے جاری تھیں، خاتمہ ہو گیا، کیونکہ مسجد ووکنگ بعض غیر از جماعت لوگوں کی متعصبانہ کوشش کی وجہ سے ہاتھ سے نکل گئی، اگرچہ یہ معاملہ ابھی تک ووکنگ مسجد ٹرسٹ کے زیر غور ہے اور تاحال مسجد منتقل کر دی گئی ہے، تاہم فی الحال اس کا ہاتھ سے نکل جانا تبلیغی سرگرمیوں میں رکاوٹ کا موجب ہے۔

اس پر حاضرین کی طرف سے سوال اٹھایا گیا کہ تاوقتیکہ مسجد کے متعلق کوئی فیصلہ ہو، کیوں نہ لندن میں مستقل تبلیغی مشن کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اس سوال پر کئی دوستوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ چونکہ ہمارے مشن کا ووکنگ کے ساتھ ایک خاص تعلق رہا ہے اور "ووکنگ مسلم مشن" کے نام سے ہی اس کو شہرت حاصل تھی، اس لئے ووکنگ ہی میں فی الحال کوئی دوسرا مکان لے کر اسی نام سے مشن کا اجراء عمل میں لایا جائے۔ لیکن حاضرین کی غالب اکثریت نے اس کو خلاف مصلحت سمجھتے ہوئے فی الحال لندن ہی سے کام شروع کرنے کا مشورہ دیا۔ اور اس کے لئے شیخ محمد طفیل صاحب مسلم مشنری ٹرینیڈاڈ کی خدمات حاصل کرنے پر زور دیا اور یہ بھی یقین دلایا کہ مشن کے اخراجات کے لئے مالی امداد بھی انشاءاللہ خاطر خواہ مل جائے گی، چنانچہ یہی فیصلہ ہوا اور اُمید کی جاتی ہے کہ چند ماہ تک جب شیخ محمد طفیل صاحب ٹرینیڈاڈ سے فراغت حاصل کر سکیں گے لندن میں تبلیغی سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔

یہ تو ایک ووکنگ یا لندن کے مشن کی بات تھی جس کے بارہ میں تمام ممبرانِ معتمدین نے اپنے اس دلی جذبہ کا بھی اظہار کیا کہ لندن میں تبلیغ حضرت مسیح موعودؑ کے اس کشف کی مصداق ہے جس میں آپ نے اپنے آپ کو لندن کے منبر پر تقریر کرتے اور سفید پرندے پکڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس لئے دیگر ممالک میں تبلیغی سلسلہ شروع کرنے سے پہلے لندن میں مشن قائم کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اندرون ملک اور دیگر مغربی ممالک میں تبلیغی مشنوں کے قیام کے لئے بھی کئی ایک تجاویز پیش ہوئیں جن میں مدرسہ تعلیم القرآن کو زیادہ بہتر بنانے اور اس کے ذریعہ مختلف تبلیغی شعبوں کے لئے مبلغین تیار کرنے پر خاص طور پر زور دیا گیا اور ادارہ تعلیم القرآن کی مختلف کلاسوں کے لئے خاص تربیتی کورس اور نصاب تعلیم مقرر کرنے کی تجویز کی گئی۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی تجویز ہوئی کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اصل مشن چونکہ کسرِ صلیب ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں مسیحی مشن اپنے مخصوص پروگراموں کے ذریعہ عیسائیت کی تبلیغ میں کوشاں ہیں اس لئے ان کے اثر و نفوذ کو زائل کرنے اور مسیحی حضرات کو اسلام کا روشن چہرہ دکھانے کے لئے ضروری لٹریچر بہم پہنچایا جائے اور مبلغین کو ایسے علاقوں میں متعین کیا جائے جہاں مسیحی مشن کام کر رہے ہیں۔

غرض جہاں تک تبلیغ دین کا تعلق ہے، معتمدین کے اس اجلاس میں اس امر کے متعلق ایسا جوش اور ولولہ پایا گیا جو ماموریت من اللہ کی جماعت کا مخصوص رنگ چلا آتا ہے اور جس سے ظاہر ہے کہ یہ جماعت اس عہد پر پوری استواری کے ساتھ قائم ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے دس شرائط بیعت کی صورت میں ان سے لے رکھا ہے۔

اسی اجلاس میں ایک مجلس مشاورت بھی منعقد ہوئی جس میں محترم چوہدری فضل حق صاحب (ریٹائرڈ کمشنر انکم ٹیکس آزاد کشمیر) نے جو تنظیم جماعت کے کام پر متعین ہیں، تنظیم جماعت کے متعلق کئی ایک تجاویز پیش کیں جن میں حسب ذیل امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔ (۱) مبلغین کی تیاری کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا جائے (۲) نوجوانوں میں سلسلہ سے دلچسپی پیدا کرنے کا انتظام کیا جائے (۳) بچوں کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ (۴) درس و تدریس کا سلسلہ ہر جگہ جاری کیا جائے (۵) پندرہ روزہ یا سہ ماہی تربیتی کورس جاری کیا جائے۔ (۶) ہر جماعت میں لائبریری، ریڈنگ روم وغیرہ قائم کئے جائیں۔ (۷) جماعتوں کی طرف سے سالانہ جلسوں کا اہتمام ہو۔ (۸) نئے مرکز (دارالامان) کی تعمیر کی طرف توجہ کی جائے (۹) جماعتوں میں فعال کارکنوں کا انتخاب۔ (۱۰) مرکز میں اعزازی کام کرنے اور بیرونی جماعتوں میں دورہ کرنے والے چند با اثر اصحاب کا تقرر۔ (۱۱) انجمن کے ریٹائرڈ اہلکاروں کو معمولی آنریریم پر مبلغ مقرر کرنا۔ (۱۲) مرکز اور بیرونی جماعتوں میں لوگوں کو سلسلہ سے روشناس کرانے کے لئے چیدہ اصحاب کا ماہوار اجتماع۔ (۱۳) ماہوار چندوں کی باقاعدگی کی طرف توجہ (۱۴) اخبار کے لئے مزید خریدار پیدا کرنا اور دلچسپی رکھنے والے غیر مستطیع اصحاب کے نام مفت جاری کرنا۔ (۱۵) جو لوگ جماعت سے وابستہ تھے، لیکن اب وابستگی قائم نہیں رہی، ان سے رابطہ پیدا کرنا۔ (۱۶) مغربی اور مشرقی پاکستان میں عیسائیوں میں تبلیغ (۱۷) مشرقی پاکستان کی جماعتی سرگرمیوں میں اضافہ اور بنگلہ و انگریزی میں لٹریچر کی وسیع اشاعت (۱۸) مرکزی مہمان خانہ کی تنظیم۔ (۱۹) جماعتی مستورات کی تنظیم۔ (۲۰) ممالک غیر کے سفیروں سے رابطہ پیدا کرنا۔

یہ تمام تجاویز سلسلہ کے استحکام اور جماعتی تنظیم کے لئے بے حد مفید ہیں۔ اور مجلس مشاورت میں ان کیلئے حد سراہا گیا اور ان پر عملدرآمد کے لئے مناسب اسباب و وسائل اختیار کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

اسی اجلاس میں جماعت لائل پور کی طرف سے بھی ایک مطبوعہ ٹریکٹ تقسیم کیا گیا، اس میں بھی استحکام جماعت اور تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ کو وسیع کرنے کے لئے بیس تجاویز پیش کی گئیں، جن میں سے کئی ایک وہی ہیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ان کے علاوہ چند تجاویز درج ذیل ہیں:—

- جماعت کے کم آمدنی والے اور بے روزگار احباب کی فہرستیں تیار کی جائیں اور ایسے احباب کی تکالیف اور مشکلات کا جائزہ لے کر ان کی امداد کے سامان کئے جائیں۔
- جماعت میں آپس کے رشتہ ناطہ کی طرف خصوصی توجہ کی جاتی ضروری ہے کوشش کی جائے کہ ہمارے بچوں اور بچیوں کے رشتے جماعت میں ہوں تاکہ آئندہ آنے والی نسل جماعت سے منسلک رہ سکے۔ اس کے لئے مرکز میں ایک شعبہ رشتہ ناطہ مستحکم طور پر کام کرے جو اس معاملہ میں گہری توجہ سے معاملات پر نگاہ رکھے۔
- مرکز میں ایک پندرہ روزہ تربیتی اور تبلیغی کلاس کا اجراء کیا جائے جس میں تمام جماعتوں کے نمائندے، ملازم رخصتیں حاصل کر کے اور طلباء موسمی تعطیلات کے دوران شامل ہوں ان کلاسوں میں باقاعدہ ایک کورس مقرر کر کے دین سکھلانے کا اہتمام کیا جائے۔
- بعض احباب کی غلط فہمیاں دور کرنے اور اتحاد و اتفاق کی فضا کو بحال کرنے کی اہلیت رکھنے والے دس معززین اور راسخ العقیدہ اصحاب کا وفد تیار کیا جائے۔
- سلسلہ کے اخبارات روح اسلام، پیغام صلح اور لائٹ کو زمانہ کی رفتار کے مطابق دوسرے رسائل و اخبارات کی طرح صوری اور معنوی اعتبار سے اعلیٰ رنگ میں پیش کیا جائے۔ ان میں مختلف مسائل پر اعلیٰ درجہ کا مواد پیش کیا جائے اور تحقیقی مقالے لکھوا کر شائع کرائے جائیں۔

یہ اور اسی قسم کی دوسری تجاویز اس حقیقت الامر پر شاہد ہیں کہ یہ جماعت خدا کے فضل سے ایک زندہ جماعت ہے، جو اپنی زندگی کی بحالی اور استواری کے لئے ایسی اعلیٰ درجہ کی تجاویز پر عمل کرنے کے لئے قدم اٹھا رہی ہے۔ ہمارے قادیانی دوست جو آئے دن اس بات کا پراپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ لاہوری احمدیہ جماعت سسک رہی ہے بلکہ مر چکی ہے، اور اب اس کا کوئی فاتحہ پڑھنے والا بھی نہیں، اس پر غور کریں، اور ایسے ناواجب اور غلط پراپیگنڈا سے جو قادیان کے اخبار بدر کے ذریعہ سے آئے دن کیا جاتا ہے باز آجائیں اور حق و صداقت کو کذب و افتراء کے پردوں میں چھپا کر عنداللہ گنہگار نہ بنیں۔

قرارداد تعزیت

انجمن کی مجلس معتمدین میں جماعت احمدیہ لائل پور کے صدر جناب میاں شریف احمد صاحب کی وفات پر اظہار افسوس کیا گیا اور انجمن کی طرف سے قرارداد تعزیت پاس کی گئی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

اخبار و افکار

فری میسن تنظیم

فری میسن ایک پُراسرار عالمی تنظیم ہے۔ اس تنظیم کے بظاہر بعض نیک مقاصد بتائے جاتے ہیں مثلاً ارکان تنظیم کے درمیان بھائی چارے کے جذبات اور محبت و اُنسیت پیدا کرنا، ایک دوسرے کی امداد اور بہبود کے لئے کام کرنا وغیرہ اور اس کے لئے نہایت رازداری اور اخلاق کی بلندی اور تنظیم کے منشور سے مکمل وفاداری ضروری ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے دونوں حصوں میں فری میسن کے ۔۷ کے قریب لاج ہیں اور اس کے اراکین کی تعداد ۵ ہزار کے قریب ہے۔ اس تنظیم میں ملکی و غیر ملکی مذہب و فرقہ کے لوگ شامل ہیں، کنڈیاں میں قائم ہونے والے لاج کے تمام ارکان غیر ملکی ہیں۔ پچھلے دنوں ملتان فری میسن لاج کے چند اراکین نے اس تنظیم سے علیحدگی اختیار کر لی، باقی ارکان نے اس تنظیم کے سربستہ رازوں اور اس کے پُر اسرار مقاصد سے پردہ اُٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ فری میسن تحریک صیہونیت کے لئے کام کر رہی ہے اور ہیکل سلیمانی کے نظریہ کو عملی جامہ پہنانا چاہتی ہے کیونکہ اس تنظیم کا کردار، ڈھانچہ، منشور اور اس کی رسومات سلیمانی ہیکل کے دوبارہ احیاء کے لئے کوشاں نظر آتی ہے۔ بعض رسومات اور آداب اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف ہیں اور اس میں یہودیوں اور عیسائیوں کے ان عقائد کی تبلیغ کی گئی ہے جنہیں قرآن کریم میں رد کر دیا گیا ہے۔

یہ اور اس قماش کی دیگر تحریکوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں باعث تشویش ہیں۔ ضرورت ہے کہ ایسی تنظیموں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ اور ان کی نامسعود حرکتوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

صبر و سرور کی جنتیں

لاہور شہر میں تقریباً دو صد متوسط خاندانوں سے انٹرویو کے بعد معلوم ہوا ہے کہ پچاس فیصد لڑکے اور لڑکیاں معاشرہ کے فضول اور مختلف رسوم و رواج کی بناء پر غیر شادی شدہ ہیں، اور ۲۵ برس سے زائد عمر کی بیشتر لڑکیوں کی اس وجہ سے شادی نہیں ہوئی کہ والدین بھاری جہیز دینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ معلوم ہوا ہے کہ بھاری جہیز کے رواج اور شادیوں پر بہت زیادہ اخراجات کی وجہ سے معاشرہ میں متعدد خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ جن میں رشوت، نشہ آور چیزوں کا استعمال، قمار بازی اور اسی قسم کی دوسری معاشرتی اور سماجی برائیاں شامل ہیں۔

اگرچہ حکومت نے رضاکار سماجی اداروں، سینما سلائیڈز، اور پبلسٹی کے دوسرے ذرائع سے فضول خرچی، نمود و نمائش، شادی بیاہ، پیدائش و اموات کے مواقع پر فضول رسم اور غیر اسلامی رواج کے خلاف مہم چلائی اور ان سے پیدا ہونے والی تمام برائیوں، پریشانیوں اور تکلیفوں سے آگاہ کرنا شروع کیا تھا۔ بلکہ مغربی پاکستان اسمبلی نے جہیز کی نمائش پر پابندی کے لئے ایک بل بھی منظور کیا تھا۔ لیکن ان تمام تدابیر کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔ لاج رکھنے اور ناک نہ کٹنے کے احساس نے بہت سے گھرانوں کو پریشانیوں اور اضطراب میں پھنسا رکھا ہے۔

معاشرہ کی ان ستم ظریفیوں اور ذہنی پریشانیوں کا علاج جائز و ناجائز طریق پر دھن دولت کے حصول میں نہیں بلکہ اسلام کے ان صبر و ضبط، توکل و قناعت اور عظمت کردار کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے پر ہے۔ جن کو عملیات کے رنگ میں تاریخ نے پیش کیا ہے۔ کہ ایک کھجور کے دانے پر بھی نکاح ہو جاتا ہے۔ اور قرآن کریم کی چند آیات کو حفظ کرنے کرانے پر بھی شادی ہو جاتی تھی۔

اگر مسلمان اپنے ماضی سے سبق لے تو وہ اپنی بہت سی خود پیدا کردہ جہنموں سے نکل کر صبر و سرور اور چین و قرار کی جنتیں آباد کر سکتا ہے۔

کیا وہ درحقیقت مسلم نہ تھے

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور کا ماہنامہ "پیام عمل" اپریل کے شمارہ میں صفحہ ۹ پر "واقعہ کربلا کا تاریخی پس منظر" کے زیر عنوان لکھا ہے:۔

"فتح مکہ کے بعد جو لوگ اسلام لائے وہ درحقیقت مسلم نہ تھے"

سوال یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت مسلم نہ تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مسلمان کیوں سمجھتے رہے اور ان کے اسلام کو اذا جاء نصر اللہ والفتح کا نتیجہ کیوں قرار دیا گیا؟

(باقی بر صفحہ ۷ کالم ۲)

اخبار احمدیہ

ٹرینیڈاڈ میں اشاعت سلسلہ

ٹرینیڈاڈ سے شیخ محمد اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں:۔

مکرمی و معظمی جناب مولوی صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دو دن ہوئے آپ کو ٹرینیڈاڈ سے خط لکھا تھا جس میں سم سم ہل کی جماعت کے متعلق لکھا تھا کہ ۲۵ احباب نے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی[1]۔ اب خدا کے فضل سے تعداد پچیس سے پچپن تک پہنچ گئی ہے۔ اور وہاں کی جماعت کے امام نے کل شام مجھے بتایا کہ دس اور لوگ جماعت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہیں۔ الحمد للہ کہ سم سم ہل کی جماعت کا ایک بڑا طبقہ ہمارے ساتھ شامل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو استقامت عطا فرمائے۔ ان سب کے بیعت فارم بھجوا دوں گا۔ اسلامک گارڈین میں ان کے نام شائع ہو رہے ہیں جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے یہ پرچہ چالیس ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ مسٹر ایم پی لیلین اس جماعت کے صدر ہیں اور اس پرچہ کی اشاعت کے اخراجات کا زیادہ حصہ برداشت کرتے ہیں۔ مسٹر اسماعیل علی اس کے ایڈیٹر ہیں اور مولوی محمد رشید اس جماعت کے سیکرٹری ہیں۔ خدا ان سب کی مساعی میں برکت ڈالے۔

عطیہ برائے اشاعت اسلام

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ٹرینیڈاڈ سے ہمارے محترم دوست جناب عزیز احمد صاحب نے قریباً ساڑھے بارہ ہزار روپیہ اشاعت اسلام کے لئے بھیجا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احباب کرام آپ اور آپ کی اہلیہ کے لئے درد دل سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عمر دراز عطا فرمائے اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق نصیب ہو۔

مولانا احمد یار صاحب کی واپسی

دبئی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مولانا احمد یار صاحب ۲۷ یا ۲۸ اپریل کو عازم وطن روانہ ہو رہے ہیں۔ پاکستان پہنچنے کے بعد دو

---

[1] افسوس ہے کہ یہ خط دفتر پیغام صلح میں موصول نہیں ہوا۔ بہرحال ۳۵ اسی احباب اور ان کے اہل اور احباب کی شمولیت سلسلہ باعث مسرت ہے۔ (ایڈیٹر ص)

دن کراچی میں قیام کریں گے اور اس کے بعد لاہور تشریف لے آئیں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بخیر و عافیت واپس لائے۔

سانحہ ارتحال

یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ جماعت کے ایک پرانے احمدی مستری محمد اسمٰعیل صاحب چند یوم کی بیماری کے بعد بعمر ۷۸ سال انتقال کر گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مستری صاحب مرحوم حضرت مولانا محمد الٰہی بخش قرین بنارس کے مریدانِ خاص میں سے تھے۔ اور اپنے پیر و مرشد کے ذریعہ سے احمدیت کے شرف سے مشرف ہوئے تھے۔

مستری صاحب مرحوم اس عاجز کے گہرے دوست تھے۔ اور آخری عمر تک احمدیت کی لگن اور جذبہ ان کے دل میں موجزن تھا۔ ہر ایک سے جو اُن سے کسی کام سے ملنے آتا تھا احمدیت کا تذکرہ ضرور کرتے تھے۔

مستری صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی جاوے۔ اور جنازہ غائبانہ پڑھا جاوے۔

الراقم:۔ شاہ محمد خلیل الرحمٰن رنجور
سجادہ نشین درگاہ اسمٰعیلیہ۔ نرھن
کراکت ضلع جونپور۔ یو۔پی۔ بھارت

میاں فضل احمد صاحب کو الوداعی دعوت اور سپاسنامہ

پریمیئر کلاتھ ملز لائل پور کے مینیجنگ ڈائرکٹر جناب میاں فضل احمد صاحب وہاں سے تبدیل ہو کر لاہور تشریف لے آئے ہیں اور یہاں شاد ویجیٹیبل گھی ملز کا چارج لے لیا ہے۔ اس موقعہ پر جماعت لائل پور کی طرف سے انہیں سپاسنامہ اور الوداعی دعوت دی گئی جس کی مفصل رپورٹ دفتر پیغام صلح میں موصول ہو چکی ہے اور آئندہ اشاعت میں درج ہو گی۔

دعائے صحت کی درخواست

بنارس سے محترمہ فریدہ صاحبہ اپنی والدہ ام داؤد صاحبہ کے بارہ میں ہمارے بھائی نائب مدیر جناب عبدالرزاق صاحب کو لکھتی ہیں:۔

محترم رزاق بھائی السلام علیکم

میں نے شاید آپ کو لکھا تھا کہ امی کو ۲۲ مارچ کو تیسری بار پھر دل کا دورہ پڑ گیا۔ ابھی

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

افراد اور اقوام کے عروج و زوال کے متعلق خدا تعالیٰ کا قانون

فرعون اور پہلی اقوام کی بدکرداریوں اور گناہوں پر خدا تعالیٰ کی گرفت

خدا کسی قوم کو عذاب نہیں دیتا جب تک اسکی عطا کردہ نعماء کی ناقدری کر کے بد اعمالیوں میں مبتلا نہیں ہو جاتی

مسلمانوں اور تمام اقوام کے عروج و زوال کا ایک ہی قانون

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کداب اٰل فرعون - والذین من قبلھم کفروا بایٰت اللہ فاخذھم اللہ بذنوبھم - ان اللہ قوی شدید العقاب - ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم - وان اللہ سمیع علیم کداب اٰل فرعون والذین من قبلھم - کذبوا بایٰت ربھم فاھلکنٰھم بذنوبھم واغرقنا اٰل فرعون - وکل کانوا ظٰلمین (الانفال ۵۲-۵۴)

قوموں کے تاریخی واقعات

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی رہنمائی اور تربیت کے لئے بعض قوموں کی تاریخ بیان فرمائی ہے۔ قوموں کی تاریخ بیان کرنے اور پڑھنے سننے سے دلوں پر اثر ہوتا ہے، اور عبرت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو فطرت انسانی کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے انسانی فطرت کے پیش نظر تاریخی واقعات بھی بیان فرمائے ہیں۔

تمام کائنات اور افراد و اقوام کیلئے قوانین

ان واقعات کو بیان کرنے سے پیشتر میں چاہتا ہوں کہ آپ کو توجہ دلاؤں کہ کائنات پر خدا تعالیٰ کا تصرف تام ہے۔ اس کے قوانین اس کائنات میں کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح سے افراد اور اقوام کے لئے بھی قوانین ہیں۔ سورج، قمر اور دوسرے ستارے سیارے تمام کے تمام قوانین الٰہی کی پابندی کر رہے ہیں۔ فرمایا ولہ اسلم من فی السمٰوات والارض۔ ہر وہ چیز جو زمین و آسمان کے اندر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی پوری پوری فرمانبرداری کر رہی ہے، جس طرح سے سورج، قمر، ہوا، بارش اور گرمی یہ تمام خدا تعالیٰ کے قوانین کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح سے کائنات کا ایک حصہ انسان بھی ہے۔

انسان آزاد ہونے کے باوجود قوانین کا پابند ہے۔

بظاہر انسان آزاد نظر آتا ہے لیکن وہ پورے طور پر آزاد نہیں ہے۔ اعمال و افعال میں آزاد ہے لیکن اس آزادی کے ہوتے ہوئے اس کے اعمال پر جزا سزا مترتب ہوتی ہے۔ تمام کے تمام انسان قوانین الٰہی کے پابند ہیں۔ اگرچہ وہ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے میں آزاد نظر آتے ہیں لیکن یہ آزادی بڑی محدود ہے۔ دل جو انسان کے جسم میں خون پہنچا رہا ہے اس کے اپنے قبضہ میں نہیں ہے۔ آج کل عام طور پر سننے میں آتا ہے کہ فلاں شخص حرکت دل بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گیا، فلاں کا دل اچانک فیل ہو گیا اور وہ مر گیا۔ دل کی صحت پر جسم کی صحت کا انحصار ہے۔ دل بیمار ہو جائے تو تمام اعضاء متاثر ہونے ہیں۔

قلب انسانی یا رُوح کا اثر انسانی اخلاق پر

دل کے ٹکڑے کے علاوہ قلب بھی ہے جس کا مسکن انسان کی کھوپڑی میں ہے۔ وہ دماغ میں رہتا ہے لیکن نظر نہیں آتا۔ وہ بھی بیمار اور تندرست ہوتا ہے قلب یا رُوح بیمار ہو تو آنکھیں بے حیا ہو جاتی ہیں۔ زبان بے لگام ہو جاتی ہے۔ کان بے حیائی کے مناظر پر توجہ دیتا ہے۔ اور اگر صحت مند ہے جیسا کہ قرآن کریم نے اس کی صحت مندی کی حالت کو قلب سلیم کہا ہے تو آنکھیں حیا ہوتی ہے۔ زبان پر مہذب اور خوبصورت الفاظ آتے ہیں۔ کان بے حیائی کی باتوں سے نفرت کرتے ہیں۔

قوموں کی غلط عادات

جس طرح یہ قوانین افراد کی صحت و ضلالت کے بارہ میں کام کر رہے ہیں اسی طرح قوموں کے اندر بھی یہ قوانین کام کر رہے ہیں۔ فرمایا کداب اٰل فرعون جس طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک قوم ہے جو آپ کے برخلاف چلتی ہے آپ کا مقابلہ کرتی ہے آپ کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم کی دشمن ہے۔ اسی طرح فرعون کی قوم کی حالت تھی۔ "داب" دوب کے معنی استمرار کے ہیں۔ یقال فلان یدأب فی کذا ای یداوم ویواظب۔ یعنی جس طرح انسان اپنے فعل میں مداومت کرتا ہے اسی طرح انسان اپنی عادت پر مواظبت کرتا ہے استقلال کے ساتھ ایک بات پر کھڑے رہنا کسی کام کو مستقل طور پر عادت بنا لینا اس کو داب کہا جاتا ہے۔ آل فرعون کا جو طریقہ تھا حضور نبی کریم صلعم کی قوم بھی اسی طریقہ پر چل نکلی۔ والذین من قبلھم کفروا بایٰت اللہ۔ اس سے پیشتر بھی بعض اقوام ایسی تھیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا، احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرنا اپنا طریقہ بنا رکھا تھا۔

فرعون اور پہلی قوموں کے گناہوں پر خدا تعالیٰ کی گرفت

فاخذھم اللہ بذنوبھم۔ حضور نبی کریم صلعم کی قوم جس طرح آپ کے سامنے بڑی طاقت گھمنڈ اور تکبر کے ساتھ کھڑی تھی کہ آپ کو تباہ کر کے چھوڑیں گے۔ اسی طرح آل فرعون کا بھی یہی حال تھا۔ فرعون تکبر کا پتلا تھا۔ وہ زمین پر خدا تھا۔ جب کبھی اس کے سامنے آیات الٰہی سنائی جاتیں وہ ان کا مقابلہ کرتا اور احکام الٰہی کی پرواہ نہ کرتا۔ فاخذھم اللہ بذنوبھم۔ اس کی نافرمانی اور سرکشی کے باعث اور اس کے فتنہ و فساد اور ظلم و ستم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ ان کے گناہوں اور غلط کاریوں کی ان کو سزا دی۔ اور فرمایا یاد رکھو ان اللہ قوی شدید العقاب۔ جو کوئی قوم حد سے بڑھ جائے خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرے۔ اور اس کی مخلوق پر ظلم کرے، تو اسے ڈر جانا چاہئے خدا تعالیٰ کی طاقت افراد اور اقوام سے بڑھ کر ہے۔ اس کی گرفت بڑی سخت ہے۔ خدا کا عذاب اور خطرناک عذاب ایسی متکبر قوم پر وارد ہوتا ہے۔

قوموں پر عذاب کیوں آتا ہے۔

فرمایا ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم۔ خدا تعالیٰ قوموں کو سزا کیوں دیتا ہے۔ خدا کی شان سے یہ بعید ہے۔ وہ اس چیز سے ارفع ہے کہ قوموں کو یونہی بے سبب مٹا دے اور ان نعمتوں کو جو اس نے خود انہیں دیں ان سے چھین لے۔ یقیناً خدا تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ یونہی بلاوجہ کسی قوم سلطنت اور جماعت کو تباہ کر دے۔ ان کی تمام نعمتوں، امن و آرام، دولت و اولاد اور زندگی کی دوسری آسائیوں کو چھین لے۔ یہ سزائیں اس وجہ وارد ہوتی ہیں کہ حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ وہ قومیں خود اپنے آپ کو بدل لیتی ہیں۔ اگر کوئی قوم تباہ و برباد ہوتی ہے تو وہ اپنے ہی سوء عمل کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کے کرتوت اس کو ہلاک کر کے رکھ دیتے ہیں۔ سزا کے پیدا کرنے والے

اس کے ایسے ہی اعمال ہوتے ہیں۔

نبی کریم صلعم کے بیان کردہ معنے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے معنے بیان کئے ہیں۔ ایسے نہیں کہ اس آیت کا ترجمہ آپ نے کیا ہو بلکہ آپؐ اپنے ارشادات میں کسی نہ کسی آیت کی تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے چنانچہ اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا ان الذنوب تغیر النعمۃ۔ گناہ کی زندگی انسان کی خوشیاں اس کی شہرت اور تندرستی کو برباد کر دیتی ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ کی ذات کریم ہے۔ خدا تعالےٰ بار بار معافی دیتا رہتا ہے۔ افراد اور اقوام کو مواقع دیتا ہے کہ وہ شکر گذاری کریں تو نعمتیں بڑھتی ہیں۔ فرمایا و ان شکرتم لازیدنکم۔ اگر تم خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرو گے تو تمہاری دولت اور سامان میں خدا تعالےٰ برکت ڈالے گا ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ لیکن اگر ناشکری کرو گے اور معصیت سے کام لو گے تو نعمت الٰہی چھین جائے گی کفران نعمت سے اللہ تعالےٰ کا عذاب بڑا سخت ہوتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان المعصیۃ تورث الذلۃ۔ گناہ کی زندگی ذلت کی موجب ہوتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر مقرر کرتے وقت فرمایا ایاك والمعصیۃ دیکھو تم بادشاہ ہو کر وہاں جا رہے ہو خدا کی معصیت سے ڈرتے رہنا۔ اور اس کے حکم کے خلاف کوئی کام نہ کرنا فان بالمعصیۃ حل سخط اللہ۔ معصیت الٰہی کی وجہ سے انسان پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

نعمائے الٰہی کی قدردانی موجب برکت اور بداعمالی موجب عذاب ہے

یہ جو فرمایا حتیٰ یغیروا ما بانفسھم اس میں بتایا ہے کہ جس قوم کو ہم نے نعمت دی ہے وسیع سلطنت عطا کی ہے وسیع وسائل سے نوازا ہے، اور بے انتہا دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اگر اس کی یہ نعمت یہ سلطنت اور یہ دولت برباد ہوتی ہے تو یہ اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی فرد اور قوم نعمائے الٰہی کی قدردانی اور شکر گذاری کرتی ہے تو ہم اس میں برکت ڈالتے ہیں۔

فرد اور اقوام کے استحکام اور تنزل کے متعلق خدا کا قانون

خدا کا قانون ہے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض جو کوئی انسان۔ فرد اور قوم یا سلطنت خدا کی مخلوق کے لئے نفع رساں ہے، اس کو خدا تعالےٰ برقرار رکھتا ہے یہ خدا کا قانون ہے جس کا ذکر اس آیت میں بھی ہے قل جاء الحق وزھق الباطل۔ حق کی خود ذات کے اندر قیام ہے اور باطل کی ذات کے اندر فنا ہے۔ اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء قرآن کریم کے پڑھنے والے غور کریں کہ اللہ تعالےٰ نے قرآنی تعلیم عقائد اور نظریات کی مثال کس طرح بیان فرمائی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ جس طرح ایک پاکیزہ درخت کی جڑھیں زمین کے اندر مضبوط پڑی ہوئی ہیں اور اس کی ٹہنیاں آسمانی فضا کی بلندیوں میں پھیلی ہوئی ہیں اسی طرح کی مثال اس قوم کی ہے جس کے اندر ایمان ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی مفید اور پاکیزہ تعلیم پر عمل پیرا ہے لیکن کوئی ایسے بھی پودے ہوتے ہیں جن کی جھاڑیاں کسی کام نہیں آتیں۔ انہیں زمین سے اکھاڑ کر جلا دیا جاتا ہے۔ یہی مثال اس ناپاک تعلیم یا خبیث قوم کی ہے جو باعث بربادی ہوتی ہے، چنانچہ فرمایا مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ ن اجتثت من فوق الارض ما لھا من قرار۔ اور فرمایا یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کی تعلیم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں ان کو ہم استحکام بخشتے ہیں، اس قوم کو مضبوطی کے ساتھ دنیا میں قائم رکھتے ہیں۔ وہ لوگ دنیا میں بھی کامیاب اور عاقبت میں بھی سرخرو ہوتے ہیں۔ یہ معقول تعلیم جس کی یہاں تلقین کی گئی ہے اس میں مسلمانوں کی رہنمائی اور تربیت کے سامان ہیں اور بتایا ہے کہ جو کوئی خدا تعالےٰ کی تعلیمات پر عمل کرے گا اس کو استحکام نصیب ہوگا اور جو کوئی نافرمانی اور معصیت کی زندگی اختیار کرے گا اس کو تباہی و بربادی پیش آئے گی۔

سلطنت برطانیہ کا عروج و زوال

کیا ہمارے سامنے برطانیہ کی حالت نہیں ہے، ایک زمانہ تھا کہ برطانیہ کی سلطنت پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا۔ جہاں اور جب سورج چڑھتا وہاں برطانیہ کی حکومت ہوتی۔ سمندروں پر اس کی حکومت تھی، ہواؤں پر اس کی حکومت تھی لیکن اب اس کا سورج ڈھل چکا ہے وہ اپنے علاقہ میں محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ ہمارے سامنے کی بات ہے، فرمایا۔ والذین من قبلھم کفروا بایات اللہ فاخذھم اللہ بذنوبھم۔ حضور نبی کریم صلعم سے پہلے کی قومیں ہوں یا آل فرعون ہو یا مسلمان ہوں جو کوئی بھی خدا تعالےٰ کے قوانین کو توڑے گا اس کے لئے ہلاکت و تباہی ہے۔

مسلمانوں کا عروج و زوال

خدا رب العالمین ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا ہی رب نہیں ہے۔ یہ اٹل قانون دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں پر بھی حاوی ہے۔ مسلمانوں نے سات سو سال تک ہسپانیہ پر حکومت کی خدا تعالےٰ نے بڑی نعمتوں اور برکتوں سے اس قوم کو نوازا۔ شاندار یادگاریں وہاں ان کی اب بھی موجود ہیں۔ جب تک ان میں نیکی اور خدا ترسی رہی ان کا اقتدار وہاں قائم رہا۔ جب ان کے دلوں میں بے ایمانی پیدا ہو گئی تو خدا نے ان کو ختم کر دیا یہاں تک کہ بڑے بڑے پائے کے آدمی سڑکوں پر جھاڑو دیتے دیکھے گئے۔

تمام قوموں کے لئے ایک ہی قانون

غرض خدا تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے عزیز تھے تو رسوا ہو گئے۔ قوی تھے تو ضعیف ہو گئے۔ امیر تھے تو فقیر ہو گئے۔ اگر برطانیہ کی انگریز حکومت کو زوال آیا تو مسلمانوں کا حال بھی اچھا نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ کا قانون اٹل ہے۔ ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمان سب کے لئے ایک ہی قانون ہے۔

انسان کی بدی اور بدکرداری چھپ نہیں سکتی۔

جس طرح جسم کے قوانین سب کے لئے یکساں ہیں اسی طرح روحانی قوانین بھی سب کے لئے ایک ہی ہیں ایک تندرست آدمی چھپ چھپا کر بدی کرے تو اس کا بھی اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم مغفور نے ایک بہت بڑے آدمی کے متعلق بتایا کہ اس کے جسم میں فلاں جگہ پر ایک نشان پیدا ہوا جس سے پتہ لگ گیا کہ اسکی بدکاری کی وجہ سے اسے آتشک ہو گئی تھی۔ تو یہ جسم بھی انسان کی کرتوتوں کو چھپا نہیں سکتا۔ ہمارے بال نہیں چھپا سکتے۔ یہ جلد نہیں چھپا سکتی اور یہ ناخن نہیں چھپا سکتے۔

قیامت کو صرف اعمال ہی کام آئیں گے نہ کہ حسب نسب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی صفیہؓ اور اپنی بیٹی فاطمہ رضؓ کو فرمایا یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ ویا فاطمۃ بنت محمد ایتونی یوم القیامۃ باعمالکم ولا بانسابکم۔ قیامت کے دن اعمال لے کر آنا۔ وہاں حسب نسب کچھ کام نہ آئے گا وہاں پھوپھی بھی نہیں کہہ سکے گی کہ میں محمد رسول اللہ کی رشتہ دار ہوں اور فاطمہ رضؓ بھی نہیں کہہ سکتی کہ میں رسول اللہ کی بیٹی ہوں وہاں صرف اعمال کام آئیں گے۔

بیگم مرزا رفیق بیگ کیلئے دعا

ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب کو آپ جانتے ہیں وہ یہاں رہ کر گئے ہیں۔ بے نظیر آدمی ہیں اعلےٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ منکسر المزاج ہیں۔ آج کل وہ ملتان میں ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ کو فالج ہو گیا ہے اور ان کی بیٹی بھی بیمار ہے۔ ان کی التجا ہے کہ ان بیماروں کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

(دعا کی گئی)

بقیہ اخبار احمدیہ از صفحہ ۲

حالت خطرے سے خالی نہیں ہے۔ ڈاکٹر تو سب کوشش کر چکے ہیں آگے اللہ کی مرضی۔ آپ لاہور مرکز میں بھی امی کی صحت یابی کی دعا کے لئے لکھ دیں۔ بھائی جان بھی امی کی بیماری سے بہت پریشان ہیں۔ احباب کرام سے استدعا ہے کہ اس بزرگ خاتون کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

جماعت ڈیرہ غازی خان کی قرارداد تعزیت

آج ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت سردار عبدالرحیم خان صاحب چانڈیہ منعقد ہوا جس میں میاں شریف احمد صاحب ملز اونر لائلپور کی قبل از وقت وفات پر اظہار افسوس کیا گیا۔ مرحوم جماعت احمدیہ لاہور کے ایک سرگرم رکن تھے۔ سلسلہ احمدیت سے محبت ان کو اپنے والد مرحوم سے ورثہ میں ملی تھی ان کی وفات سے جماعت میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اور یہ بھی دعا کی گئی کہ اللہ تعالےٰ ان کے فرزندان و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کو میاں صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں یہ قرار پایا کہ اس قرارداد کی ایک نقل اخبار پیغام صلح میں برائے اشاعت بھیجی جاوے اور ایک کاپی مرحوم کے فرزندان کو معرفت میاں فضل احمد صاحب ملز اونر پریمیئر کلاتھ ملز لائلپور بھیجی جاوے۔ عبدالرحمٰن لائبریرین لائبریری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بلاک ۲ ڈیرہ غازی خان۔

از ایم اے صمد۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایل۔
ریٹائرڈ سب جج۔ نیا کریم گنج۔ گیا۔ بہار۔ بھارت

مسیح موعودؑ اور ختم نبوت

حضرت مرزا غلام احمد مہدی معہود اور مسیح موعودؑ کے متعلق ان کے دشمنوں کا سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ آپ نے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا۔ حالانکہ ٹھیک اس کے خلاف مسیح موعود نے ببانگ دہل بڑے زوروں سے یہ دعوے علی الاعلان بار بار کیا ہے کہ حضرت محمد صلعم پر نبوت ختم ہو گئی اور نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے۔ اور نہ پرانا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد دعوےٰ نبوت کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ ان کا کلام اس کے متعلق بہت صاف اور واضح ہے مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

اپنے اعتقاد کے متعلق فرماتے ہیں:۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پودِ من بسراید بعشق او
از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پُرم
من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوندِ منذرم

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ
ایں است کامِ دل اگر آید میسرم

محمدؐ است امام و چراغِ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا
خدا نماست وجودش برائے عالمیاں

آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامنِ پاکش بدست ما مدام
ما از و یابیم ہر نور و کمال
وصلِ دلدارِ ازل بے او محال

اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص مسیح موعودؑ پر خلاف واقعہ الزام ختم نبوت کے قائل نہ ہونے کا اور نبوت کے مدعی ہونے کا لگاتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ یا تو وہ دیدہ دانستہ بددیانتی سے افترا باندھتا ہے۔ یا معاند اشخاص سے سُنی سنائی باتوں پر بلا تحقیق اعتبار کر لیتا ہے۔

زبانی تو ہر مسلمان کہلانے والا حضرت محمد صلعم کو آخری نبی کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت محمد صلعم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ مگر عملی طور پر وہ اس کے الٹ خیال رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کا قائل ہے۔ اور وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کی نبوت چھینی نہیں گئی۔ ایسی حالت میں قابلِ غور یہ بات ہے۔ جب حضرت عیسےٰؑ دوبارہ اور سب سے آخر میں پھر دنیا میں آئیں گے تو وہ آخری نبی ہوئے یا کوئی دوسرا؟ یہ کیا گورکھ دھندا ہے کہ حضرت محمدؐ کو آخری نبی کہا جاتا ہے۔ مگر ایک نبی کے (دوبارہ) آنے کا بھی اعتقاد رکھا جاتا ہے۔ اگر یہ فرض کیا جاوے۔ کہ حضرت عیسےٰؑ زندہ ہیں (جو کہ بالکل ہی غلط ہے کیونکہ حضرت عیسےٰؑ اپنی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں مشرق میں آئے۔ اور کشمیر میں رہ کر اپنی زندگی کے آخری دن گذارے اور کشمیر میں ہی وفات پا کر وہیں دفن ہوئے اور ان کی قبر محلہ خانیار میں موجود ہے جس کو راقم مضمون ہذا نے خود اپنے احباب کے ساتھ جا کر دیکھا ہے۔ (اور جو چاہے جا کر بے تکلف دیکھ سکتا ہے۔)

کہا جاتا ہے کہ مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کی ایک بہت بڑی جماعت ہے جس کا اعتقاد ہے کہ مسیح موعودؑ نے دعوےٰ نبوت کیا اور وہ بڑی جماعت ان کو نبی مانتی ہے اور کہتی ہے یہ بات صحیح ہے مگر کسی بڑی سے بڑی جماعت کا کسی ایک بات کو ماننے سے وہ بات صحیح نہیں ہو جاتی۔ دنیا میں سب سے بڑی جماعت یعنی عیسائیوں کی حضرت عیسےٰؑ کو خدا کا بیٹا اور خدا مانتی ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ واقعی خدا ہو گئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کی عیسےٰ علیہ السلام سے مماثلت ہے۔ اور یہ ایک ثبوت ان کے مسیح موعودؑ ہونے کا ہے کہ جس طرح عیسائی حضرت عیسےٰؑ کو خدا مانتے ہیں۔ اسی طرح ایک جماعت مرزا صاحبؒ کو نبی ماننے لگی کیونکہ اس جماعت کے یہاں مرزا صاحبؒ کو خدا ماننے کی گنجائش مسلمان ہونے کے باعث نہیں رہی تو مسیح موعودؑ کو صرف نبی بنا ڈالا۔

اس سلسلہ میں ہمیں یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں معلوم ہوتا کہ کسی کے مسیح موعودؑ کو نبی کہنے یا مان لینے سے مسیح موعودؑ پر کوئی الزام نہیں آ سکتا۔ مریدان غلو میں برابر ایسا کرتے آئے ہیں چنانچہ سید محمد جونپوری ایک مجدد گذرے ہیں۔ ان کے ماننے والے حیدرآباد دکن وغیرہ میں بہت ہیں جو سید محمد جونپوری کو نبی سمجھتے ہیں۔ اور وہ بھی عام مسلمانوں کے پیچھے مقتدی کی حیثیت سے نماز نہیں پڑھتے ہمارا خیال ہے کہ مسیح موعودؑ کے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے ان ہی لوگوں کے تتبع میں مرزا صاحبؒ کی نبوت کو قائم کیا تاکہ ان کی قائم کردہ گدی کو نمایاں حیثیت حاصل ہو جائے۔ ورنہ بشیر الدین محمود صاحب کے گدی نشین بن جانے سے پہلے کبھی کسی مرید کے خیال میں بھی یہ نہیں آیا تھا کہ مسیح موعودؑ نبی ہیں۔ دوسری قابلِ غور بات یہ ہے۔ کہ لغوی معنی میں نبی پیشگوئی کرنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ اور رسول عربی زبان میں مجرد پیغام پہنچانے والے کو بھی۔ چنانچہ سعودی عرب میں جب جواہر لال نہرو گئے تو وہاں ان کو رسولِ امن کہا گیا۔ لیکن چونکہ اصطلاحی معنی خاص ہیں۔ اس لئے ہندوستان میں مسلمانوں نے جواہر لال نہرو کو رسول (امن) کہا جانا اچھا نہ سمجھا۔ اور اسی اصطلاحی معنی کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی شان میں رسول یا نبی کا لفظ کہا جانا گوارا نہ کیا۔ اور حفظ ماتقدم کے طور پر اس کو نہایت سختی کے ساتھ رد کیا اور بار بار اعلان کیا کہ صرف حضرت محمد صلعم ہی آخری نبی و رسول ہیں جو کسی دوسرے کی نسبت استعمال ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ ۲)

زیب و زینت کی دُنیا

نہ جانے وہ کیسے مکتب اور مدرسے تھے جہاں سے غزالی و رازی اور رومی و سعدی سے لے کر غالب و شبلی اور سر سید احمد خاں اور حضرت مولینا محمد علی جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ ہماری موجودہ جامعات کا رنگ ہی اور ہے۔ وہاں جائیں تو یوں لگتا ہے جیسے علم و حکمت کی وادیوں میں نہیں کسی فیشن شو میں پہنچ گئے ہیں فلمی ہیرو اور ہیروئن۔ ٹیڈی اور بیٹلز کی بڑی کھیپ سرگشت کرتی نظر آتی ہے پتلون نما پاجامے رنگ برنگی تنگ و چُست چھوٹی قمیص آفتاب زدوں کے سے کالے کالے چشمے، فلمی میک اپ، اُلجھے سُلجھے اور کٹے چھٹے بال لمبے نوکیں جوتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی فرزند قوم اور مردِ مومن پیدا نہیں ہوتا تو افسوس کاہے کا؟ — کوئی صورت ہے؛ جو یہ زیب و زینت کی دُنیا علم و حکمت اور عظمت و تقدیس کی جنت بن جائے اور چیکتے اور پھدکتے رنگ برنگ سایوں کے بجائے وہاں عباد الرحمٰن یمشون علی الارض ھونا کا رنگ کھائی دے؟!

وحدتِ اسلامی کے خلاف

روزنامہ مشرق لاہور کے ایک اشاعت رپورٹ کے مطابق ملک میں ایک نئی ادبی انجمن کا قیام اس نعرے کے ساتھ عمل میں آیا ہے کہ:۔

” پاکستان کسی ایک قوم سے عبارت نہیں۔ بلکہ مختلف قوموں کا وطن ہے اور ہر قوم کو خود مختار حیثیت حاصل ہونی چاہیئے۔“

مختلف قوموں سے مراد اگر سندھی، بلوچی، پنجابی اور بنگالی وغیرہ اقوام ہیں تو یہ تقسیم صحیح نہیں پاکستان تو بنایا ہی اس لئے گیا تھا کہ اس میں سب مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے رہیں گے۔ اس ایک قوم کو مختلف نسلی اور علاقائی دھڑوں میں تقسیم کر کے ہر ایک کے لئے خود مختار حیثیت چاہنا قیام پاکستان کے مقصد اور اسلامی وحدت کے صریح خلاف ہے۔

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

چند معروضات

اتفاق سے اس وقت میرے پاس ایک مصنف ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ کی ایک کتاب مجدد اعظم حصہ اول موجود ہے۔ میں اس میں سے آپ کو آنحضرت صلعم کی ایک حیرت انگیز پیشگوئی پڑھ کر سناتا ہوں جو میری تمام بیان کردہ باتوں کو پوری طرح ثابت کر دے گی۔ ذرا غور سے سنئے میں اس کو بلند آواز میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

(اس وقت مرزا عالی ظرف حسب ذیل پیشگوئی بلند آواز سے پڑھ کر سناتا ہے۔)

"رمضان میں کسوف و خسوف کا نشان۔ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کا پورا ہونا

۱۸۹۴ء میں مارچ اور اپریل کے مہینے میں رمضان شریف پڑا تھا۔ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن ہوا۔ تمام ہندوستان اور مشرقی ممالک میں دیکھا گیا۔ یہ ایک زبردست آسمانی نشان تھا جو دعویٰ مہدویت حضرت مرزا صاحبؒ کی صداقت کے بارے میں ظاہر ہوا جس کے ظہور کی تیرہ ۱۳ سو برس سے احادیث میں پیشگوئی چلی آتی تھی۔ جیسا کہ دارقطنی میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت چلی آتی ہے۔ اور امام بیہقی نے بھی اسی قسم کی روایت کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ روایت یہ ہے کہ ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ کہ بیشک ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جو کبھی کسی دوسرے کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔ جب سے کہ آسمان و زمین پیدا کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رمضان میں چاند گرہن اس کی پہلی رات میں ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اس کے درمیان کے دن میں ہوگا۔" یعنی جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی اور مدعی کے لئے یہ نشان ظاہر نہیں ہوا کہ رمضان کے مہینہ کے اندر ان دونوں تاریخوں میں کسوف و خسوف ہوا ہو۔ "رمضان میں خسوف پہلی رات میں اور کسوف اس کے درمیان کے دن میں" کا مطلب سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ علم ہیئت کے رو سے یہ ایک امر مسلم ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ چاند کے مہینہ کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخوں میں سے کسی ایک دن میں ہوتا ہے۔ اور سورج گرہن ہمیشہ چاند کے مہینہ کی ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخوں میں سے کسی ایک دن میں ہوتا ہے۔ چنانچہ ٹھیک اسی طرح ہوا۔ جس طرح حدیثوں میں پیشگوئی کی تھی کہ رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں یعنی ۱۳ رمضان کو چاند گرہن ہوا اور سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیان کے دن میں یعنی ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوا۔ یہ ایسا زبردست آسمانی نشان تھا جس نے مخالفوں کی کمر توڑ دی۔ اب انہوں نے کج بحثی کے رنگ میں یہ بات پیدا کی کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ کو ہونا چاہیئے تھا اور سورج گرہن رمضان کی ۱۵ تاریخ کو ہونا چاہیئے تھا۔ حالانکہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ پہلی رات کا چاند ہلال ہی کہلاتا ہے۔ اس کے بعد قمر کہلاتا ہے۔ اور پیشگوئی میں قمر کا لفظ موجود ہے۔

دوسری بات جو مولویوں کے خلاف بڑی زبردست ہے وہ یہ ہے کہ چاند گرہن اسی وقت ہو سکتا ہے جب چاند مشرق میں ہو اور سورج مغرب میں ہو تاکہ زمین سورج اور چاند کے درمیان آکر اس کا سایہ چاند پر پڑ سکے۔ اسی لئے علم ہیئت میں اس کی فقط تین تاریخیں ہیں یعنی چاند کے مہینہ کی ۱۳-۱۴-اور ۱۵- تاریخ۔ اور سورج گرہن اسی وقت ہو سکتا ہے جب چاند اور سورج ایک ہی طرف ہوں اور بالکل نزدیک ہوں تا چاند سورج کے سامنے آکر سورج گرہن پیدا کر دے۔ اس لئے علم ہیئت میں اس کی بھی فقط تین تاریخیں ہیں اور وہ ہیں چاند کے مہینہ کی ۲۷-۲۸-اور ۲۹ تاریخ۔ پس اس حدیث کے یہ معنی کرنا تو بالکل لغو ہے کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن ہوگا اور رمضان کی ۱۵ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ یہ مولویوں کی علم ہیئت سے محض ناواقفی کا نتیجہ ہے یا ضد اور تعصب کا۔ صحیح معنے اس حدیث کے یہی ہو سکتے ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو یعنی ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن ہوگا اور سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن کو یعنی ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوگا۔ اور ٹھیک ایسا ہی ہوا۔ اور واقعات نے اس حدیث کی صحت اور نیز اس کے اس مفہوم کی صحت پر مہر لگا دی۔ اور لطف یہ ہے کہ اگلے سال ۱۸۹۵ء میں رمضان کے مہینہ کی انہی تاریخوں میں امریکہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہوا گویا پہلے سال زمین کے مشرقی کرہ کے لئے مہدی کی بعثت اور اشاعت مشرق و مغرب یعنی تمام دنیا میں ہوگی۔ یہ ایسا عجیب و غریب نظارہ تھا کہ ان دنوں پائونیر اور سول ملٹری گزٹ نے بھی اقرار کیا کہ یہ خسوف و کسوف ایسا عجیب ہے کہ پہلے اس سے اس شکل و صورت پر کبھی نہیں ہوا۔"

(یہ اقتباس سنا کر مرزا عالی ظرف اپنے دوستوں کو یوں مخاطب کرتا ہے)

مرزا عالی ظرف:-

"میں تو سمجھتا ہوں کہ سلسلہ نبوت کو ختم کر کے اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کے احیاء کے لئے مجددین کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے اسی لئے ہر صدی میں ایک مجدد مبعوث ہوتا ہے جسے مرکزی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے جو اپنے دور کا رجل عظیم ہوتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے تمام اطراف و اکناف میں روحانی انتشار افراد اور جماعتوں کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے۔ کوئی جماعت تعلیم کے خدوخال درست کرنے میں لگ جاتی ہے، کوئی سیاست کو صحیح ڈگر پر چلانے میں منہمک ہو جاتی ہے۔ کوئی معاشرہ کی خرابیوں کو دور کرنے لگ جاتی ہے کوئی اقتصادیات میں راہ نمائی کر کے مالی مشکلات کو دور کرنے میں ممد ثابت ہوتی ہے۔ الغرض اسی ایک شخصیت کی وجہ سے قوم کے مصائب دور ہونے لگ جاتے ہیں۔ اس زمانے میں اگر ہم مرزا صاحب کو مجدد مان لیں اور خود ان کے کہنے کے مطابق مسیح موعود کا مقام بھی مجدد ہی کا مقام ہے تو جاننا کچھ برا نہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی نظر آرہا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہی ایک جماعت ہے جو دنیا کی

تمام جماعتوں سے حسب ذیل خصوصیات میں ممتاز ہے :-

(۱) یہی ایک جماعت ہے جس نے اس زمانے کے مجدد کو شناخت کر لیا ہے اور اس میں ذرّہ بھر غلو نہیں کیا۔

۲ - یہی ایک جماعت ہے جس نے مسیح اسرائیلی اور مسیح محمدی میں فرق کر کے دکھایا ہے اور حدیث سے ان دونوں مسیحوں کے دو مختلف حلیے بیان کر کے ان دونوں کی شخصیتوں میں امتیاز کر کے دکھا دیا ہے۔ ایک کو نبی اور دوسرے کو مجدد۔

۳ - یہی ایک جماعت ہے جو صحیح معنوں میں بحیثیت جماعت ختم نبوت کی قائل ہے اس جماعت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے نہ پرانا۔

۴ - یہی ایک واحد جماعت ہے جو مکالمات الٰہیہ کے اجراء کی قائل ہے۔ یعنی وہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ اس امت میں مجدد اور محدث اولیا اور اقطاب آتے رہیں گے جن سے اللہ تعالےٰ ہمکلام ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

۵ - یہی ایک جماعت ہے جو دنیا بھر کے کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتی ہے اور کسی کی تکفیر نہیں کرتی۔ یہاں تک کہ ربوہ کے غالی گروہ کو بھی بوجہ کلمہ گو ہونے کے مسلمان سمجھتی ہے اور خوش ہے کہ مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی اور پروفیسر محمد سرور صاحب "مدیر فکر و نظر" بھی اس کے ہم نوا ہیں۔ اور بھی بہت سے دانشور یہی عقیدہ رکھتے ہیں، مگر عوام اور بعض علماء کے ڈر کی وجہ سے کھلم کھلا اس کا اظہار نہیں کرتے"۔

(یہاں تک گفتگو ہوئی تھی کہ مغرب کی اذان ہو گئی اور مولانا قادر الکلام نے کہا کہ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے چلیں اور نماز پڑھیں۔ اس پر یہ محفل برخاست ہو گئی)

مولانا مودودی صاحب سے انصاف کی اپیل۔

مولانا! میں یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں اور آپ کی اہمیت اور فضیلت و علمیت کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں آپ کے ترجمان القرآن کا بڑا پرانا طالب علم ہوں۔ آپ کی ان کوششوں کی قدر کرتا ہوں جو آپ نے پاکستان کے آئین کی تدوین کے سلسلہ میں کی ہیں اور آپ کی ان تقریروں کو بھی کئی دفعہ پڑھ چکا ہوں جو آپ نے بعض بادا بیوسی ایشنوں کے سامنے اس بارے میں کی ہیں۔ آپ کا دماغ خدا کے فضل سے بہت صاف ہے۔ آپ زیرک بھی ہیں اور معاملہ فہم بھی۔ آپ ادیب بھی ہیں اور فصیح بھی مقرر بھی ہیں اور فقیہہ بھی۔ آپ کی ان خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ایک بات مجھے ہمیشہ کھٹکتی ہے کہ احمدیہ لٹریچر میں جن باتوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے آپ ان کو نظر انداز کر جاتے ہیں اور وضاحت کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ احمدیوں کا مایۂ ناز عقیدہ وفات مسیحؑ ہے۔ آپ نے اس مسئلے پر بڑے بے ڈھنگے طریق پر روشنی ڈالی ہے اور بل رفعه الله اليه کا ترجمہ RECALLED کر کے، کوئی اپنے شایان شان کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ ۱۹۵۲ء کے ترجمان القرآن میں آپ نے سورہ کہف کی تفسیر لکھتے ہوئے یاجوج و ماجوج پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہاں بھی تفصیل سے گریز کیا ہے تاکہ احمدیوں کے موقف کی تائید نہ ہو جائے۔

مولانا! دنیائے انسانیت میں ملک انگلستان میں ووکنگ کی شاہجہان مسجد اسلامی تبلیغ کا ایک ایسا شاندار مرکز ہے جہاں اسلامی مسائل کے متعلق استفسارات آئے دن ہوتے رہتے ہیں اور وہاں سے شائع ہونے والا رسالہ اسلامک ریویو (ISLAMIC REVIEW) دنیا کے بہترین معیاری رسالوں میں شمار ہوتا ہے اور نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوا کہ اس نور کی شعاعیں چار دانگ عالم کو منور کر رہی ہیں، وہاں نومسلموں کی ایک زبردست جماعت موجود ہے جو حضرت مرزا صاحب کے مجدد ہونے کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ جرمنی ایک زندہ قوم کا مسکن ہے وہاں کے شہر برلن میں ایک عظیم الشان مسجد ایستادہ ہے وہاں بھی اسلام کا ایک مشن قائم ہے اور جرمن نومسلم اس مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اپنے دوسرے ممالک سے آئے ہوئے بھائیوں سے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہالینڈ میں بھی ایک اسلامی مشن قائم ہے۔ جزیرۃ الہند، فیجی اور ٹرینیڈاڈ وغیرہ میں بھی مسلم مبلغین اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں۔ یہ سارے مشن کا تمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر انتظام اور زیر نگرانی ہو رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات پر مولانا محمد علی صاحبؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف ریلیجن آف اسلام (RELIGION OF ISLAM) آٹھ سو صفحات پر مشتمل ایک ایسی جامع کتاب ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور مولانا ہی کی قرآن کریم کی انگریزی تفسیر سب سے پہلی انگریزی تفسیر ہے جو تیرہ سو برس بعد معرض وجود میں آئی اور ان کی اردو تفسیر "بیان القرآن" تو وہ ہے جس سے آپ سب حضرات استفادہ کر رہے ہیں۔

مولانا! ڈاکٹر اسرار احمد ہمیں بتلاتے ہیں کہ وہ ایک مدت مدید تک آپ کے ساتھ رہ کر حال ہی میں آپ سے جدا ہوئے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ آپ کی جماعت پرائیویٹ مجلسوں میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو مسلمان سمجھا جاتا ہے بلکہ شروع میں تو قادیان کے غالیوں کے خلاف بھی کفر کا فتوےٰ نہیں دیا جاتا تھا لیکن منظر عام پر آ کر کبھی آپ کو یہ توفیق نہ ملی کہ لاہوری احمدیوں کو تو کم از کم مسلمان قرار دے دیتے اگر قادیانی اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھنے کے وجہ سے کافر ہیں تو لاہوری ختم نبوت پر ایمان رکھ کر کیونکر کافر ہو گئے؟ اگر قادیانی کلمہ گوؤں کی تکفیر کی وجہ سے کفر کے نیچے آ گئے۔ تو لاہوری کلمہ گوؤں کو کافر نہ کہہ کر تو کیونکر کافر ہو گئے؟

جناب مولانا! آپ کو یاد ہو گا کہ آپ نے تحقیقاتی عدالت میں لاہوری احمدیوں کے متعلق صاف الفاظ میں کہا تھا کہ یہ منافق ہیں خدا کے لئے بتائیے کہ جن لوگوں کو آپ پرائیویٹ طور پر مسلمان سمجھتے ہیں اور پبلک کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ یہ کافر ہیں۔ وہ منافق ہیں یا آپ کا یہ طرز عمل آپ کو خود نفاق ایسے الزام کے نیچے لے آتا ہے۔ بہرحال ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم آپ کے خلاف کوئی فتوےٰ دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر چند تحریکیں مفید کام کر رہی ہیں جن میں سب سے اول تحریک احمدیت نے کام شروع کیا۔ سب سے زیادہ کیا اور اب بھی کر رہی ہے اس کی دیکھا دیکھی اور تحریکیں بھی اٹھیں۔ انہوں نے بھی کام کیا۔ غلطیاں بھی کیں لیکن مفید کام بھی کئے۔ ان جماعتوں میں باہمی تعاون ہونا چاہیئے نہ کہ تخاصم اور تحالف۔ یہ صدی اب ختم ہونے کو ہے۔ اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ ہم احمدیت کی طرف سے بالخصوص آپکو یہ دعوت دیں کیونکہ آپ علماء میں سے مقابلۃً زیادہ روشن خیال اور معقولیت پسند ہیں۔

ایک قیمتی کسوٹی

مولانا آخر میں میں آپ کے سامنے آپ ہی کا ایک فرمودہ پیش کرنا چاہتا ہوں، یقیناً آپ کے اس فرمان کا سرچشمہ یا قرآن ہو گا یا حدیث [illegible] دونوں۔ بہرحال آپ کے یہ پاکیزہ الفاظ ہمیں ایک ایسی کسوٹی بخشتے ہیں جس سے ہماری دونوں احمدی جماعتوں کے باہمی اختلافات کو پرکھا جا سکتا ہے۔ اور اگر آپ کے فرمودہ کے مطابق اس معیار سے دونوں جماعتوں کی تعلیمات کو [illegible] جائے تو یقیناً اس کے نتائج شاندار ہوں گے آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ "ایک مسلمان کے قول کی جہاں دو توجیہیں ممکن ہوں۔ [illegible] توجیہ اختیار کرو جس سے مطعون نہ قرار دیا جا سکے۔"

اب ظاہر ہے کہ گذشتہ پچاس سال سے زیادہ عرصہ تک وابستگانِ تحریک احمدیت کی دونوں جماعتیں حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی دو توجیہیں کرتی رہی ہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی توجیہہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں جہاں نبی یا رسول کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہ اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ ان کا استعمال مجازی ظلی، بروزی اور استعارۃً ہوا ہے۔ اور جونہی یہ الفاظ نبی اور رسول کے ساتھ لگا دیئے جائیں ان کا مدعٰی بغیر [illegible] ہو جاتا ہے۔ کسی کو بہادری کی وجہ سے شیر کہہ دیا جاتا ہے یا کسی مکار کو لومڑ کہہ دیا جاتا ہے، یا کسی بادشاہ کو ظل اللہ یا کسی ولی کو ظلِ سُبحانی کہہ دیا جاتا ہے تو یہ سب لوگ نہ حقیقتاً شیر ہو گئے ہیں نہ لومڑ نہ ظلِ اللہ۔ ان معنوں میں تمام اولیاء اللہ انبیاء کے اظلال ہیں۔ یہ تو وہ توجیہہ ہے جو لاہوری جماعت کر رہی ہے۔ اور بالکل یہی توجیہہ خود حضرت مرزا صاحب نے کی ہے۔ ایک اور بھی تصریح حضرت مرزا صاحب نے اپنے کلام کی یوں کی ہے کہ جہاں جہاں میرے لئے نبی یا رسول کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ لغوی معنوں کے لحاظ سے ہے نہ کہ اصطلاح اسلام کی رُو سے۔ عربی لغات میں ہر ایلچی کو رسول کہا جاتا ہے اور ہر خبر دینے والے کو نبی۔ مگر اسلام کی اپنی اصطلاح علیحدہ ہے جس کی رُو سے خداوند تعالےٰ وحی کے ذریعے کسی کو اپنا پیغام دے کر لوگوں کی طرف مبعوث کرتا ہے اور اسے اپنی جناب سے جس قدر چاہتا ہے علم غیب عطا فرما دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو انبیاء یا رسول کہا جاتا ہے اور ان کے پیغام کو وحی نبوت یا کتاب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور جن کی طرف وہ بھیجے [illegible] مبعوث ہوتے ہیں ان کو ان کی [illegible] ہے۔ ان معنوں کی رُو سے [illegible] نے کبھی نبوت و رسالت کا دعوےٰ [illegible] بلکہ یہ اقرار نامہ بھی لکھ دیا کہ [illegible]

میں لفظ نبی کا استعمال مسلمانوں پر شاق گذرتا ہے اس لئے اسے کتنا ہوا سمجھا جائے پس یہ ایک توجیہہ تو وہ ہے جسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پچاس سال سے لوگوں کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ اس سے حضرت مرزا صاحبؒ ملعون اور متہم نہیں ہوتے۔ دوسری توجیہہ وہ ہے جو جماعت ربوہ کر رہی ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ ظلی، مجازی، بروزی اور لغوی نبوت بھی اصطلاحی نبوت ہی کی قسموں میں سے ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحبؒ کے دعاوی کا انکار مستلزم کفر ہے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ آپ ایسے علماء حضرات ان توجیہات میں سے قادیانیوں کی توجیہہ کے ہم نوا ہو جاتے ہیں تاکہ حضرت مرزا صاحبؒ کو کافر قرار دیا جا سکے۔ اور قادیانیوں کو اس توجیہہ پر اس لئے اصرار ہے کہ ان کے دعاوی کے منکرین کو وہ کافر کہہ سکیں۔ اصل میں یہ توجیہہ شوقِ تکفیر کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ اپنے فرمودہ کے مطابق فریق لاہور کی توجیہہ کو قبول فرمالیں تو پھر مرزا صاحبؒ کی تکفیر نہ ہو سکے گی اور خود قادیانیوں کے حوصلے بھی پست ہو جائیں گے اور وہ مجبور رہ جائیں گے کہ وہ بھی اسی توجیہہ کو قبول کر لیں اور مسلمانانِ عالم کی تکفیر سے باز آجائیں۔ اس کا نتیجہ امن اور آشتی ہو گا۔ اور بین المسلمین اتفاق اور اتحاد کی ایک زبردست بنیاد رکھ دی جائے گی اور اسلام رواں دواں اصلاحِ عالم کی مہم چلاتا اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ پس آپ کا فرمودہ ایک ایسی کلید ہے جس سے بے بہا نعمتوں کے دروازے کھولے جا سکتے ہیں۔

مولانا! کیا آپ اس پر غور فرمانے کو تیار ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اولیاء اللہ کی پاک جماعت میں ایک مردِ مومن کا اضافہ ہو جائے گا اور اس کی اسلامی خدمات ایسی ہیں جو اسے ولی قرار دینے کا استحقاق بخشیں گی۔ میں آپ کو یہ کہنے کی جسارت تو نہیں کر سکتا کہ آپ احمدیہ انجمن اسلام کی ممبری قبول فرمائیں مگر یہ ضرور عرض کر سکتا ہوں کہ اگر آپ اس جماعت کا ایک فعال پرزہ نہیں بن سکتے تو کم از کم اس کی ترقی کی رفتار میں روڑے تو نہ اٹکائیں اور اس کی مخالفت کر کے تبلیغِ قرآن اور اشاعتِ اسلام کے مقصد کو نقصان تو نہ پہنچائیں۔

حرفِ آخر

آخر میں میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے اس مضمون کو رقم کرتے وقت کبھی آن یہ حقیقت فراموش نہیں ہوئی کہ میں علم کے لحاظ سے بالکل بے بضاعت ہوں اور میرا مخاطب ایک عالمگیر شہرت کا مالک ہے۔ جسے خدا نے ایک نہایت فہیم اور ذکی ذہن عطا فرمایا ہے۔ بایں ہمہ مجھے اپنے عقائد کی معقولیت اور اپنے قائد (مجددِ زماںؒ) کی ماموریت پر اتنا ایمان ہے کہ آپ کو مخاطب کرتے وقت مجھے ہرگز یہ اندیشہ نہیں کہ میں کسی غلط روش پر چل رہا ہوں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اسی نبی صلعم کا یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ ان کے پیرو صداقت بیان کرتے وقت آسمان سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور محض مادی صلاحیتوں اور عقلی استعدادوں والے اہلِ فن سے وہ ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے۔

مولانا! یہ صدی عیسائیت کے غلبہ اور تنزل دونوں متضاد کیفیتوں کی صدی ہے۔ عیسائیت اپنے اقتدار، مالی تفوق، سیاسی غلبہ اور سائنسی کمالات کے لحاظ سے اپنے پورے اوج پر ہے مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ وہ اندر سے کھوکھلی ہوتی جا رہی ہے اس کی ہوا نکل چکی ہے۔ اب وہ محض فریب اور نمود کے سوا کچھ نہیں۔ عیسائیت کو اخلاقی اور روحانی لحاظ سے تہی دست ثابت کرنے کے لئے اس زمانے کے مجددؒ کا قلم ایک مدت تک کارفرما رہا ہے۔ مگر عجیب تر بات یہ ہے کہ عیسائیت کو آخری سہارا دینے والے عیسائی پادریوں سے زیادہ ہمارے سادہ لوح مسلمان علماء ہیں۔ جوں جوں وقت گذرتا جا رہا ہے اور تاریخ واقعات کو اپنے سینے میں محفوظ کئے جا رہی ہے۔ حسب ذیل حقائق اہلِ نظر کے سامنے کھل کر آ رہے ہیں:-

(۱) مسیح ناصریؑ کی دوبارہ آمد عیسائی اور اسلامی حلقوں میں دن بدن مشکوک ہو رہی ہے اب آسمان سے کسی اسرائیلی مسیحؑ کی آمد کا اس گرمجوشی سے انتظار نہیں ہو رہا جس طرح اس صدی کے شروع میں تھا۔ عیسائیت اور علماءِ اسلام کا رشتۂ مودت اب منقطع ہو رہا ہے۔

(۲) مسیح ناصریؑ اور مسلمان علماء میں بُعد وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ طبقہ علماء کے معقول حصہ کو اب احمدیہ تصریحات علم اور منطق کی کسوٹی پر پوری اُترتی نظر آ رہی ہیں۔ مسیحؑ کی وفات سے اب انکار کرنا کچھ آسان نہیں رہا۔ مسیحِ ثانی کی بعثت کے متعلق تو اللہ تعالےٰ نے آپ کے قلم کو نہایت مؤثر طریق پر استعمال کیا ہے آپ نے اپنے مشہور مقالہ "مسئلہ قادیان" میں نہایت فصیح و بلیغ پیرایہ میں زوردار دلائل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضور نبی کریم صلعم نے یقینی اور قطعی طور پر اپنی لسانِ پر عرفان سے یہ پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے کہ آخر زمانہ میں ایک نبی کا نزول ہو گا۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ ختم نبوت کے بعد حضور نبی اکرم صلعم ہی قیامت تک کے لئے انسانیت کی ہدایت کے لئے نبیٔ وقت قرار دیئے گئے ہیں۔ اور حضورؐ سے ماقبل تمام انبیاءؑ فوت ہو چکے ہیں۔ پس اس ظاہری تضاد کو دور کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ مسیح ناصری اور مسیح محمدی کی دو شخصیتیں تسلیم کی جائیں جیسا کہ تحریکِ احمدیت کا دعویٰ ہے۔ اسی لئے طلوعِ اسلام کا پرویز کہتا ہے کہ اگر مسیحِ ثانی کی آمد کا عقیدہ صحیح ہے۔ تو احمدیت کا کوئی جواب نہیں!

(۳) مولانا! احمدیت کی بنیاد بڑی گہری اور مضبوط ہے اور اب اس چراغ کو پھونکوں سے بجھایا نہیں جا سکتا۔ اس تحریک کو آپ زیادہ سنجیدگی اور متانت سے مطالعہ فرماویں۔ اور اس کے اشاعتِ اسلام کے پروگرام کو تقویت پہنچائیں۔ اگر آپ اس میں شامل ہو کر اس کے کارکنوں کے ساتھ دوش بدوش کھڑے ہو کر کام نہیں کر سکتے تو کم از کم اس کی مخالفت سے باز آ جائیں کہ اس سے اسلام کے کمزور ہو جانے کا احتمال ہے اور تفریق بین المسلمین کے جرم کا ارتکاب ہوتا رہے گا جس سے آپ کو باز آ جانا چاہیئے!

(۳) میرا گمان ہے کہ آپ ان اہلِ علم حضرات میں سے ہیں جنہیں یقین ہے کہ بالآخر انسانوں کی بیماریوں کا علاج اسلام ہی میں دریافت کیا جائے گا اور پیغمبرِ اسلامؐ ہی دکھی انسانوں کے نہایت خیر خواہ اور کامیاب طبیب تسلیم کر لئے جائیں گے۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جو ایک مدت تک آپ کے نہایت وفادار کارکن رہے ہیں، جماعت اسلامی پر اپنی نہایت دلچسپ کتاب میں تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسلامی جماعت کی یہ تحریک بڑے بلند اخلاقی روحانی نظریات کی بنیادوں پر اٹھائی گئی تھی۔ یہ کسی حالت میں بھی تکفیرِ اہلِ قبلہ کو برداشت نہیں کرتی تھی۔ تمام کلمہ گو اس کے ہاں مسلمان تھے۔ یہاں تک کہ غیر مسلموں کو بھی وہ کافر کہنے کی روادار نہ تھی۔ پاکستان میں منتقل ہونے سے پیشتر آپ نے بحیثیت بانیٔ اسلامی جماعت قادیانیوں کی بھی کبھی تکفیر نہیں کی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے تحریکِ احمدیت ہی سے متاثر ہو کر اپنی اس نئی تحریک کو جاری کیا۔ تحریکِ احمدیت کی طرح آپ نے بھی شمشیر و سناں کی بجائے قلم کے ہتھیار ہی کو استعمال کرنا ضروری سمجھا۔ ابتداء میں آپ کے قلم نے نہایت مفید اسلامی لٹریچر پیدا کیا۔ تحریکِ احمدیت ہی کی طرح آپ نے اپنی جماعت کے سالانہ اجلاس بھی کرنے شروع کر دیئے۔ اور اپنی جماعت کے افراد کو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز رکھنے کے لئے ان سے اپنے عقائد اور کردار میں چند خصوصیات بھی پیدا کرنے کا تقاضا کیا۔ پھر نہ معلوم آپ کو کیا ہو گیا کہ آپ جادۂ مستقیم سے بہک گئے اور سیاست ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے نہایت حسرت اور تاسف سے یہ نظارہ دیکھا کہ آپ شکست خوردہ اور عوام کے اعتماد سے محروم سیاسیین کے شانہ بشانہ حصولِ اقتدار کے لئے جدوجہد میں مصروف ہو چکے ہیں آپ کی زبان پر سستے نعرے اور آپ کے پروگرام میں بعض ایسی قابلِ اعتراض حرکات شامل ہیں جن سے پاکستانی قوم سب کی سب بیزار ہو گئی اور اسلامی جماعت کی وہ سابقہ پاکیزگی اور طہارت، بلندیٔ تخیل اور رفعتِ کردار آپ کی عجلت پسندی اور جذبات پروری سے فضا میں تحلیل ہو گئیں جس پر ایک لمبے عرصے تک ماتم کیا جائے گا۔ اور تاریخ خون کے آنسو روتی رہے گی کہ آہ! ہمارا ایک جید عالم شہرت پسندی کا شکار ہو کر مرتبۂ بلند سے نیچے گر گیا۔

(۴) مولانا! آپ تخلیہ میں بیٹھ کر صرف اپنے ضمیر سے یہ دریافت کر لیا کریں اور اس دریافت کے وقت یہ بھی یقین رکھیں کہ خدا آپ کو دیکھ رہا ہے اور اس تصور سے آپ کے دل میں خشیت اللہ کی کیفیت بھی پیدا ہو جانی چاہیئے کہ گذشتہ پچاس سال سے احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کے اراکین اپنے عقائد کی برملا تلقین کر رہے ہیں اور ان کی طرف سے لٹریچر کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اس عرصہ میں منظرِ عام پر آ چکا ہے اور مسئلہ ختمِ نبوت پر ان کے ہاں سے ایسا صالح اور مدلل لٹریچر پیدا ہو چکا ہے کہ اس کی تردید کسی سے ممکن نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس چھوٹی سی جماعت نے اپنے محدود ذرائع اور وسائل کے مطابق دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغِ اسلام کا کام بھی شروع کر رکھا ہے اور انگریزی زبان میں قرآن شریف کی تفسیر اور نبی کریم صلعم کی سیرت جس کے تراجم دوسری مغربی زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں بڑے وسیع پیمانے پر شائع کی ہے۔ اسی طرح مغرب کی زبانوں میں زمانہ حال کے مسائل پر اسلامی نقطۂ نظر سے بڑے بلند پایہ مضامین شائع کئے جا رہے ہیں۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس جماعت کے عقائد سے خوب واقف ہیں اور ان کے پروگرام سے بھی خوب آگاہ

(باقی برصفحہ [illegible])

ہیں ان کے کسی عقیدہ پر انگلی رکھ کر بتائیں کہ اس میں کہاں غلطی ہے اور ان کے کردار پر بھی تنقید کریں کہ اس میں کہاں بے راہ روی ہے۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے انہیں مرتد، کافر، فاسق اور منافق کہا جا رہا ہے۔ بلکہ خود آپ کی زبان فیض ترجمان سے ان پر منافقت کا فتوے صادر کیا ہوا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ خدا کے حضور آپ اپنے اس طرز عمل اور نقطہ نگاہ کی کیا وضاحت فرمائیں گے۔ کیا آپ نے کبھی اس پچاس سال کے عرصہ میں ایک دفعہ بھی معاندین اور مکفرین جماعت کو تنبیہہ کی ہے کہ ان لوگوں کی تکفیر ایک بہت بڑی جسارت ہے جس سے احتراز کرنا چاہیئے۔ بحیثیت مفکر اسلام اور قائد جماعت اسلامی کیا آپ کا یہ فرض نہیں کہ آپ اس چھوٹی سی جماعت پر مظالم توڑنے والوں کو صرف زبان اور قلم سے انتباہ ہی کر دیں کہ ان لوگوں کے خلاف اس قسم کا ظالمانہ رویہ اختیار کرنا اسلام کی کوئی خدمت نہیں۔ آپ نہ صرف اس معاملے میں خاموش ہیں بلکہ مکفرین کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں، مولانا! کیا خدا کو ایک ماننا کوئی جرم ہے؟ اور خدائے واحد کی توحید کو دنیا میں پھیلانا کوئی گناہ ہے؟ کیا عقیدہ ختم نبوت پر ہر پہلو سے بحث کر کے یہ ثابت کرنا کہ تمام انسانیت کی فلاح عقیدۂ ختم نبوت ہی کے تسلیم کرنے میں مضمر ہے؟ کیا یہ بھی کوئی گناہ کا کام ہے کہ ایک جماعت مسلمانان عالم کو اپنے دلی یقین اور ایمان کے ساتھ یہ بتا رہی ہے کہ اسلام کی کامیابی کا راز اشاعت اسلام میں ہے اور اشاعت اسلام کو اپنا ایک مشن اور مقصد قرار دے کر اس میں دن رات جد وجہد کر رہی ہے؟ خدارا آپ اس طرف ذرا متوجہ ہوں، آپ جابر سلطان کے روبرو کلمہ حق کہنے کی ہمیشہ تلقین کرتے رہتے ہیں تو کیا سلطانی جمہور سے اتنے مرعوب ہیں کہ اس جماعت کی مدافعت میں آواز نہیں اٹھا سکتے؟ عوام کی رہنمائی فرمانا بھی کبھی اپنا فرض خیال فرما دیں۔ ہر وقت ان سے رہنمائی حاصل کرتے رہنا آپ کے شایان شان نہیں۔

آپ سے درحقیقت خطاب کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے ذریعے مسلمانوں کے تمام معقول عناصر مخاطب کئے جائیں تاکہ اسلام کے غافل اور ان پڑھ طبقے اشاعت اسلام کے کام کو اپنے متشدد رویہ سے نقصان نہ پہنچائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العلمین

انتخاب عہدیداران جماعت لائل پور

مورخہ ۱۱ اپریل کو جماعت لائل پور کے مندرجہ ذیل انتخابات برائے ۱۹۶۹ء متفقہ طور پر عمل میں آئے ہیں۔ انتخاب کے چند گھنٹے بعد محترم میاں شریف احمد صاحب کا انتقال ہو گیا لہٰذا ان کی جگہ پُر کرنے کے لئے ۲۵ اپریل کو انتخاب عمل میں آئے گا۔ جس کی اطلاع بعد میں دے دی جائے گی۔

۱۔ عہدیداران جماعت

۱۔ صدر۔ میاں شریف احمد صاحب
۲۔ نائب صدر۔ شیخ محمد امین صاحب
۳۔ سیکرٹری۔ ملک نذر حسین صاحب
۴۔ جائنٹ سیکرٹری۔ محمد صالح نور
۵۔ خزانچی۔ میاں مسعود احمد صاحب

۲۔ ممبران منتظمہ مقامی جماعت

تمام عہدیداران کے علاوہ مندرجہ ذیل ممبران منتخب ہوئے۔

۱۔ میاں محمد احمد صاحب
۲۔ میاں فضل احمد صاحب
۳۔ عبد الرقیب خان صاحب برہم
۴۔ محمد لطیف صاحب علوی
۵۔ چوہدری نذر رب صاحب
۶۔ چوہدری عبد الرزاق صاحب

۳۔ نمائندگان برائے معتمدین

۱۔ میاں فضل احمد صاحب
۲۔ ملک نذر حسین صاحب
۳۔ میاں محمد احمد صاحب
۴۔ میاں شریف احمد صاحب

الراقم۔ محمد صالح نور۔
برائے صدر جماعت۔ لائل پور

درخواست دعا

محترم حبیب الرحمٰن صاحب بلڈ پریشر کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہو کر ایبٹ آباد تشریف لے گئے اور وہاں محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے زیر علاج ہیں۔ احباب ان کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں کامل شفا عطا فرمائے۔

عید الاضحیٰ کی تقریب مسجد برلن میں۔ بسلسلہ صفحہ ۲

سب نے مل کر کھایا۔ ظہر و عصر کی نماز باجماعت ہوئی۔ قریباً پانچ بجے شام تک دوست میرے ہاں ٹھہرے۔ خاصی رونق رہی الحمد للہ علی ذالک۔ ملیشیا سے آئے ہوئے نوجوانوں نے چند تصاویر اپنے طور پر لی ہیں۔ ان کی ایک ایک کاپی آپ کو بھیجتا ہوں۔

تصویر نمبر ۱ خطبہ کے بعد احباب میرے ساتھ مصافحہ کر رہے ہیں اور عید مبارک کہہ رہے ہیں۔
تصویر نمبر ۲ گھر پر میرے ساتھ کھانے کی میز پر
تصویر نمبر ۳ میری بائیں طرف پاکستانی قونصل مسٹر NOTTER۔ یہ جرمن ہیں اور عیسائی۔ ان کے بائیں جانب اخبار کا ایک نمائندہ۔

ہمارے ہاں عید کا اجتماع ہونے کے بارہ میں بعض مقامی اخبارات نے ۲۸ فروری کے ایشوع میں جلسہ اجتماع کا بطور خبر ذکر کیا۔ اس دن امریکہ کے پریذیڈنٹ مسٹر نکسن بھی برلن آ رہے تھے۔ تمام پریس اور فوٹو گرافر اور عوام ان کے استقبال میں مصروف تھے۔

برلن مسجد میں

امام صاحب برلن اور احباب کھانے کی میز پر

گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبین
ٹیلی فون نمبر ۲۷۴۳۷
اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور
پاکستان
ٹیلیفون نمبر
ایڈیٹر
دوست محمد
معاون
بشیر احمد سوز
جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ۔ مؤرخہ ۱۹ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۹

قرآن کریم میں تکمیل علمی اور عملی کی ہدایت

فرمودات امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے۔ چنانچہ اھدنا الصراط میں تکمیل علمی کی طرف اشارہ ہے اور تکمیل عملی کا بیان صراط الذین انعمت علیھم میں فرمایا۔ کہ جو نتائج اکمل اور اتم ہیں وہ حاصل ہو جائیں۔ جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے۔ جب تک پورا نشوونما حاصل نہ کرے۔ اس کو پھل پھول نہیں لگ سکتے۔ اسی طرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجود نہیں ہیں۔ وہ ہدایت مردہ ہدایت ہے۔ جس کے اندر کوئی نشوونما کی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ جیسے کسی کو وید کی ہدایت پر پورا عمل کرنے سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ ہمیشہ کی مُکتی یا نجات حاصل کرلے گا۔ اور کیڑے مکوڑے بننے کی حالت سے نکل کر دائمی سرور پالے گا۔ تو اس ہدایت سے کیا حاصل۔ مگر قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالےٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اعمالِ صالحہ جو قرآنی ہدایتوں کے موافق کئے جاتے ہیں۔ وہ ایک شجرِ طیب کی مثال پر جو قرآن شریف میں دی گئی ہے، بڑھتے ہیں۔ اور پھل پھول لاتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ ان میں پیدا ہوتا ہے۔

پس اگر کوئی شخص اپنے ایمان میں نشوونما کا مادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا ایمان مُردہ ہے۔ تو اس پر اعمال صالح کے طیب اشجار کے بارور ہونے کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے سورۃ فاتحہ میں صراط الذین انعمت علیھم کہہ کر ایک قید لگا دی ہے۔ یعنی یہ راہ کوئی بے ثمر اور حیران اور سرگردان کرنے والی نہیں ہے۔ بلکہ اس پر چل کر انسان کامیاب اور بامراد ہوتا ہے۔ اور عبادت کے لئے تکمیل عملی ضروری شئے ہے۔ ورنہ وہ محض ایک کھیل ہوگا۔ کیونکہ درخت اگر پھل نہ دے۔ خواہ وہ کتنا ہی اُونچا کیوں نہ ہو مفید نہیں ہو سکتا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

---

* مستحق بھی وہی ہوتے ہیں۔ یہیں سے انسان کے اخلاق میں وسعت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کو نفع پہنچانے کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ قرآن کریم بھی اسی تعلیم سے بھرا پڑا ہے۔ (فضل الباری)

بحرِ حکمت کے موتی

حلال و حرام کی پرواہ نہ کی جائیگی

عن ابی ھریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منہ امن الحلال اما من الحرام۔

ترجمہ:۔

حضرت ابو ہریرہ رض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ جو وہ مال لیتا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے۔

کشادگی رزق اور طوالت عُمر کا نُسخہ

عن انس ابن مالکؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سرّہٗ ان یبسط لہٗ رزقہٗ او ینسا لہٗ فی اثرہٖ فلیصل رحمہٗ

ترجمہ:۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا۔ فرمایا جسے اچھا لگے کہ اس کا رزق فراخ کر دیا جائے یا اس کی عمر بڑی ہو تو رشتہ داروں سے سلوک کرے۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رح:

انسان کی فیاضی کی ابتدا رشتہ داروں سے حسن سلوک سے ہی ہوتی ہے۔ اور پہلے *

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور انکے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صلحاء اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

سپاسنامہ

بر موقعہ الوداع محترم میاں فضل احمد صاحب

(یہ سپاسنامہ میاں فضل احمد صاحب کے پریمیئر کلاتھ ملز لائل پور سے پنجاب ویجی ٹیبل گھی ملز لاہور منتقل ہونے پر جماعت لائلپور کی طرف سے میاں محمد احمد صاحب کے ہاں الوداعی تقریب عشائیہ میں ملک نذر حسین صاحب نے پیش کیا۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج ہم اپنے محترم بھائی جناب میاں فضل احمد صاحب کو الوداع کہتے ہوئے ایک گونہ قلبی اذیت اور بے اطمینانی سی محسوس کر رہے ہیں۔ اور ایک خلافِ اُمید فرض سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لائل پور سے آپ کا تعلق بالکل وہی تھا جو جسم کو روح سے ہوتا ہے اس لئے آپ کے لائل پور کو خیرباد کہنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آپ گو جسمانی طور پر ہم سے جدا ہو رہے ہیں مگر ہم دلی یقین کامل اور اپنے ایمان سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے عالی حوصلگی، بلند اخلاقی، حسن کارکردگی اور جماعتی امور میں ہمہ تن مصروفیت اور ان تھک کوششوں سے ہمارے دلوں میں جو مقام پیدا کر لیا تھا وہ ہمارے لئے ایک سرمایہ ہے۔ لوقیہ کی مساعی اور بے مثال نمونہ کو ہم کبھی بھی اور کسی طرح بھی فراموش نہیں کر سکیں گے۔

آپ کو یاد ہو گا کہ جماعت لائل پور آج سے چند سال قبل نہایت کمزور اور ناتواں حالت میں تھی اور ظاہری طور پر کسی تنظیم، بیداری، حرکت اور نظم و نسق کا نام تک نہیں تھا۔ احباب صرف جمعہ کے دن اکٹھے ہو جاتے تھے اور جماعتی زندگی مفقود تھی جسے ہر درد مند دل خوب محسوس کر رہا تھا مگر سکے ایک ... کی تحریک پر میاں فضل احمد صاحب کا دل خاموش نہ رہ سکا اور جہاں پہلے وہ خود بیدار ہوئے انہوں نے اپنے ساتھ ساری قوم کو جگایا اور جماعت کے سامنے ایک قابلِ عمل دستورِ عمل رکھا جس سے تمام احباب جماعت کو منظم اور متحد کیا جا سکے۔ لوکل فنڈ قائم کیا گیا، ماہوار اجلاس کا سلسلہ جاری ہوا۔ درس و تدریس کے سامان ہوئے۔ ایک مدرسے سے ... پیدا کرنے کے لئے زور دیا جانے لگا ... لینے کی تحریک زوروں سے کی گئی، جماعت میں کم آمدنی والے دوستوں کی تکالیف کم کرنے کی صورتیں پیدا کی گئیں تعلیمی طور پر پیچھے رہ جانے والے طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے۔ نشر و اشاعت کے کام کو وسعت دینے کا پروگرام بنایا گیا، مرکز سے علماء کو بلا کر خاص جلسوں اور تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال، مولانا محمد علی صاحبؒ کا یوم وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں یوم سیرت النبی اور نزول قرآن کی یاد میں لیلۃ القدر منانے کا سلسلہ جاری ہوا گویا ایک فرد کی بیداری اور پیہم مساعی سے جماعت میں ایک انقلاب رونما ہو گیا۔ جماعت کے ممبر اور سرکردہ احباب کے گھروں پر ماہوار اجلاس منعقد کئے جانے لگے۔ تعلیمی وظائف جاری کئے گئے۔ قرضداروں کے قرض ادا کئے گئے۔

عید الفطر کے موقعہ پر اپنے بھائیوں کو عید کی خوشیوں میں شریک کرنے کے لئے خاص کوششیں کی گئیں۔ اور تحفہ عید کی باقاعدگی سے تقسیم شروع کی گئی اور اسے جاری رکھا گیا۔ الغرض جو سامان بھی کسی قوم یا جماعت کی بیداری اور تنظیم کے لئے لازمی اور ضروری تھے وہ تمام کے تمام بروئے کار لائے گئے۔

میاں فضل احمد صاحب کا وجود ملکی اور جماعتی اعتبار سے نہایت قیمتی وجود ہے۔ آپ روٹری انٹرنیشنل کے گورنر رہ چکے ہیں۔ یہاں آپ نے نہایت قابلِ قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ قومی اور سماجی خدمات میں آپ کا نام نامی ملک کے صفِ اول کے افراد میں لیا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان تپ دق ایسوسی ایشن کے سالہا سال تک بلا مقابلہ صدر رہ کر آپ نے سماجی خدمت کے لئے بے مثال کارنامے سرانجام دیئے ہیں، قوم اسے کبھی بھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ غریب اور نادار انسانیت اور بیمار افراد کی خدمت کے لئے آپ کا دل ہمیشہ بے قرار رہتا تھا اور کسی دکھی کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے آپ ہمہ تن تیار رہتے تھے۔ اور کسی بھی ہوا یا خدمت کے موقعہ پر آپ خاموش رہنا گوارا نہ کرتے تھے۔

حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم جن کا نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں ہمیشہ سنہرے حروف سے لکھا جاتا رہے گا احمدیت کے ایک ستون کی حیثیت رکھتے تھے۔ میاں فضل احمد صاحب ان کی دعاؤں اور تمناؤں کا نتیجہ ہیں اور آپ کے دل میں اسلام اور خدمتِ خلق کا جو جذبہ موجود ہے وہ دراصل اس پھل دار درخت کی ایک ثمر دار شاخ ہے۔ تبلیغی سماجی اور خدمتِ خلق کے اداروں کے انتظام و انصرام کے لئے حضرت میاں صاحب مرحوم کی نظر انتخاب اپنے اسی فرزند پر پڑی۔ اور جہاں میاں فضل احمد صاحب کو ایک عظیم انسان کی فرزندی کا شرف حاصل ہے۔ وہاں دورِ حاضر کے ایک بہت بڑے خادمِ دین اسلام حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا شرفِ دامادی بھی حاصل ہے۔ اور آپ کا جذبۂ اسلامی اس امر کی غمازی کر رہا ہے کہ آپ نے ان دونوں شاخوں سے فیض حاصل کیا اور ان کے جذبات دین کو اپنے قلب میں جگہ دی ہے۔

حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور نے جب شیخ میاں محمد ٹرسٹ قائم کیا اور ایک عظیم ہسپتال کا منصوبہ بنایا اور ہالینڈ میں اسلامک مشن کی بنیاد رکھی تو آپ نے میاں فضل احمد صاحب کو ہی اس کی نگرانی اور اس سے متعلق امور کی سر انجام دہی کے فرائض سونپے۔ اور میاں صاحب مرحوم نے اپنی زندگی میں جس خوبی اور حسن کارکردگی سے ٹرسٹ ہسپتال اور ہالینڈ مشن میں ذاتی دلچسپی، محنت اور عرق ریزی کا مظاہرہ کیا حضرت میاں صاحبؒ کی وفات کے بعد میاں فضل احمد صاحب نے اس میں کسی قسم کی کمی نہیں آنے دی۔ آج میاں محمد ٹرسٹ کا عظیم الشان منصوبہ تکمیل کے مراحل طے کرنے کے بعد عمل کے میدان میں ہزاروں مخلوق کی خدمت کا فریضہ سر انجام دے رہا ہے۔ اور نہ صرف لائل پور میں بلکہ پورے ملک سے اپنی حسنِ کارکردگی پر خراجِ تحسین حاصل کر رہا ہے یہ تمام کا تمام کام میاں فضل احمد صاحب کی ہی حسنِ کارکردگی کا ثمرہ ہے۔

آپ نے احمدیہ مسلم مشن ہالینڈ میں تبلیغ کے کام کی طرف بھی خصوصی توجہ مبذول کی اور گاہے گاہے تو وہاں جا کر کام کی نگرانی کی اور حضرت میاں صاحب مرحوم کے بعد وہاں کے احباب سے روابط استوار رکھنے میں کوئی کمی نہیں کی۔

جماعتی امور میں آپ اس قدر دلچسپی رکھتے ہیں کہ جماعتی بیداری اور کارکردگی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے اخبار میں پڑھا کہ اسپین میں ایک انجمن قائم کی گئی ہے جو مسلمانوں اور عیسائی دانشوروں پر مشتمل ہو گی۔ اور اسلام اور عیسائیت کے مابین غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے اور افہام و تفہیم کی راہیں استوار کرنے کے فرائض سرانجام دے گی۔ آپ کی غیرت دینی نے فوراً اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی۔ اور اس انجمن کے سیکرٹری اور صدر کو خطوط لکھے کہ ہم اسلام کے متعلق ہر قسم کا لٹریچر اور کتب اور قرآن کریم آپ کو مہیا کر سکیں گے۔ اور ممکن ہوا تو ہم آپ کی انجمن کے ممبرین کو آپ سے رابطہ قائم رکھ سکیں گے۔ بہت تگ و دو اور محنت اور خط و کتابت کے بعد ان سے تعلق استوار ہو سکا۔ آپ نے ہر قسم کی معاونت کی پیشکش کے علاوہ خود سپین جا کر ان سے خطاب کرنے کی پیشکش کی۔ انہیں کتب کی فراہمی اور اسلامی لٹریچر بھجوانے کے لئے خط و کتابت جاری ہے۔ اس کے لئے فنڈز جمع کرنے کی جب آپ نے جماعت میں تحریک فرمائی تو اس حسن انداز سے کہ فوراً تین ہزار سے زائد رقم احباب نے اس مجلس میں جمع کر لی۔

ایک مرتبہ ایک رسالہ میں ایک مضمون آپ کی نظر سے گذرا جس میں نائجیریا میں اسلام اور اہلِ اسلام کی حالتِ زار کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ آپ کا دل بھڑک اُٹھا اور فوراً ان کی مدد کو پہنچنے کا عزم کیا۔ جماعت کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا اور معاملہ پیش کیا گیا۔ کہ وہاں لٹریچر بھجوایا جائے۔ وہاں کی اسلامی انجمنوں سے رابطہ پیدا کیا جائے۔ جماعت کے مبلغ قاضی عبد الرشید صاحب جو کئی سال تک نائجیریا میں خدمتِ اسلام کا فریضہ بجا لا چکے ہیں ان سے مشورہ کیا جائے اور انجمن کو لکھا جائے کہ نائجیریا میں مشن قائم کرے اور مشن کے اخراجات جماعت لائل پور برداشت کرے گی۔ اگر مرکز مبلغ کی تنخواہ اور آمد و رفت کا خرچ برداشت کرے۔ اس اجلاس میں میاں فضل احمد صاحب نے وہاں پر فوری توجہ کو اس انداز میں پیش کیا کہ احباب جماعت نے اپنے لوکل فنڈ کے چندوں کو چارگنا کر دیا اور لوکل فنڈ کا بجٹ جو تین صد روپے کے قریب تھا ایک ہزار روپیہ ہو گیا۔

آپ کا وجود نافع الناس ہے اور انسانی

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم اول)

ووکنگ کا تبلیغی مرکز بند ہونے پر

قادیانیوں کا اظہارِ مسرت

گذشتہ اشاعت میں ہم مختصراً اس بات کا تذکرہ کر چکے ہیں کہ انگلستان کی مسجد ووکنگ پر بعض متعصب غیر احمدیوں نے یورش کر کے قبضہ جما لیا، جس کے بعد مسجد کے ٹرسٹیوں نے جن میں پاکستانی ہائی کمشنر اور بعض اور معزز حضرات شامل ہیں، ناجائز قبضہ جمانے والے غیر احمدیوں کو وہاں سے نکال کر مسجد کو مقفل کر دیا ہے۔

یہ افسوسناک واقعہ بجائے اس کے کہ ان قادیانی حضرات کیلئے دکھ کا موجب ہوتا جو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے ماتحت انگلستان میں تبلیغ اسلام کو جماعت احمدیہ کا ضروری فریضہ سمجھتے ہیں، انہیں الٹی اس پر خوشی ہوئی ہے کہ جماعت، کا ایک قدیمی تبلیغی مرکز جو حضرت مسیح موعودؑ کے کشف کے مطابق انگلستان کے سفید پرندے پکڑ کر انہیں حلقہ بگوش اسلام کر رہا تھا اور جس کی وجہ سے سلسلہ احمدیہ کا بہت بڑا وقار اسلامی دنیا میں قائم ہو چکا تھا، بند ہو گیا، چنانچہ قادیان کے اخبار بدر نے اپنی ۱۷ اپریل کی اشاعت میں اس پر خوشی و مسرت کے شادیانے بجاتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور پر طعنہ زنی اور سب و شتم کا مینہ برسا دیا ہے ...... بدر کی لاف و گزاف اس رپورٹ پر مبنی ہے جو لائل پور کے ہفت روزہ المنبر مجریہ ۱۷ مارچ میں "بر بد فرنگ" کے عنوان سے شائع ہوئی ہے، اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ:-

"گویا پچپن برس سے یہ مسجد مرزائیت کے پروپیگنڈے کا مرکز رہی ہے اس میں رات دن مرزا غلام احمد قادیانی کی محدثیت، مجددیت، مسیحیت، مہدویت اور ظلی بروزی نبوت پر خواجہ کمال الدین مسٹر صدر الدین اور مسٹر یعقوب خان ایڈیٹر لائٹ کے لیکچر ہوتے رہے ہیں اور اس مسجد کو مرزائیت کا عظیم قلعہ سمجھا جاتا ہے۔"

یہ تو ایک دشمن احمدیت کے تاثرات ہیں، لیکن بدر لکھتا ہے:۔

"اگر یہ رپورٹ درست ہے تو اس پر سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے ہم اور کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں، کاش اہل پیغام اپنی اس عبرتناک حالت پر سنجیدگی سے غور کریں، دراصل یہ ہے ثمرہ خدا تعالےٰ کی ہدایت کا "لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (جن لوگوں نے حق و صداقت کا انکار کر کے ظلم کا شیوہ اختیار کیا ہے ان کی طرف نہ جھکنا ورنہ تمہیں بھی آگ کی لپٹ پہنچ جائے گی) کو پس پشت ڈالنے اور مامورِ وقت کی واضح تعلیمات سے انحراف کا۔"

کونسی واضح تعلیمات؟ کیا مامورِ وقت کی مجددیت، مسیحیت، مہدویت اور ظلی بروزی نبوت کی تبلیغ جس کا ذکر "المنبر" نے کیا ہے، اور بدر نے بلاتردید اسے اپنے کالموں میں نقل کر کے اس کی تائید کر دی ہے آپ کی واضح تعلیمات سے انحراف ہے؟ کیا حضرت مرزا صاحب کے مذکورہ دعاوی کی تبلیغ خدا تعالےٰ کی ہدایت لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کی خلاف ورزی ہے اخبار بدر اور اس کے ہمنوا دوسرے قادیانیوں کو ڈوب مرنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ لاہور کی مخالفت اور نام نہاد خلافت کی حمایت میں وہ اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا ذکر بھی انہیں حق و صداقت سے انکار نظر آنے لگا ہے، اور وہ اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہے بغیر نہیں رہ سکتے

قادیانی حضرات کو غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں بقول بدر مسجد ووکنگ سے حضرت مرزا صاحب کی مجددیت و مسیحیت کی تبلیغ ہوتی رہی ہے، جماعت احمدیہ لاہور پر منافقت کا الزام لگانا اور مسجد کے چھن جانے پر طعنہ زنی کرنا کہاں تک جائز ہے کیا یہ خود حضرت مسیح موعود پر طعنہ زنی نہیں کیا ان کے مخلص مبلغین کی پچاس سالہ کامیاب تبلیغی سرگرمیوں کے رک جانے کو ہدف ملامت بنایا جاتا ہے اور اسکو عبرتناک حالت اور ڈوب مرنے کا مقام سمجھکر اپنی کور باطنی کا ثبوت پیش کیا جا رہا ہے۔

المنبر کے اس بیان پر کہ مسجد ووکنگ کے امام بشیر احمد مصری نے مسجد میں لال حسین اختر جیسے معاند کو تقریر کی اجازت دے دی اور خود بھی اس کی تائید کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کو معاذاللہ کاذب و مفتری قرار دیا۔ اخبار بدر کا "اگر درست ہے" کی شرط کے ماتحت تمام جماعت احمدیہ کو ہدف ملامت ٹھہرانا لا تقف ما لیس لک بہ علم کی کھلی خلاف ورزی ہے جس امر کے متعلق اسے یقین نہیں اس کے بارہ میں یہ کہکر کہ "اگر المنبر کے رپورٹر کی رپورٹ درست ہے" جماعت احمدیہ پر "مداہنت" اور "منافقانہ چالوں" کا الزام لگانا کہاں کا اسلام اور کونسی احمدیت کی تعلیمات میں سے ہے، المنبر صرف جماعت احمدیہ لاہور کا ہی نہیں قادیانی جماعت کا بھی بدترین دشمن ہے، اخبار بدر کا اس کی رپورٹ پر اعتماد کر کے طعنہ زنی اور سب و شتم پر اتر آنا سوائے اس کے کہ اس کے دلی بغض پر دلالت کرتا ہے اور کیا ہے؟ کیا خلافت ربوہ بدر کے اس غیر مستحسن رویہ کو جو آئے دن اس قسم کی گالیوں سے بھرے ہوئے مضامین کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے روکنے کا بندوبست کر سکتی ہے؟

ٹرنی ڈاڈ میں دوسری احمدیہ کنونشن

ساؤتھ امریکہ اور مغربی دُنیا کے لئے احمدیہ کونسل کا قیام

۵۵ نئے لوگوں کی جماعت میں شمولیت

قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کے غیر زبانوں میں تراجم شائع کرنے کا پروگرام

ٹرنی ڈاڈ سے محترم شیخ محمد طفیل صاحب لکھتے ہیں:۔

۱۱ اپریل سے ۱۷ اپریل ۱۹۶۹ء تک ٹرنی ڈاڈ میں دوسری احمدیہ کنونشن منعقد ہوئی جس میں سرینام اور گیانا سے ۷۰ کے قریب نمائندے شامل ہوئے ٹرنی ڈاڈ کے احمدیوں نے ان کا بڑے شوق اور جوش سے استقبال کیا کنونشن کے دوران میں پہلی مرتبہ ان تین ملکوں نے متحد ہو کر کام کرنے کا وعدہ کیا۔ اور ایک احمدیہ کونسل کا قیام عمل میں آیا۔

سرینام میں تیس ہزار احمدی سرینام کے علاقہ میں تیس ہزار کے قریب احمدی موجود ہیں لیکن ان کو پورے طور پر منظم کرنے کی ضرورت ہے وہاں سے مولوی الحاج عبدالرحیم جنگو اور مسٹر ایچ ڈبلیو محمد زاہد صاحب اپنے دوستوں کے ساتھ تشریف لائے۔ ان کے درمیان گذشتہ دس سال سے بعض مسائل پر اختلاف چلا آ رہا تھا۔ الحمد للہ کہ کنونشن کے درمیان ان میں صلح و صفائی کی صورت پیدا ہو گئی اور بچھڑے ہوئے ساتھیوں نے اشکبار آنکھوں سے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور آئندہ مل کر کام کرنے کا عہد کیا۔ سرینام سے حال ہی میں قرآن کا ڈچ ترجمہ اور تفسیر شائع کی گئی ہے۔ بیس نسخے یہاں مساجد کے اماموں کو بطور تحفہ دیئے گئے۔ ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب نے برلن سے جرمن ترجمہ کا ایک نسخہ بذریعہ ایئر میل بھجوایا۔ جماعت کے دوست اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے غیر از جماعت لوگوں کو پہلی بار احمدیہ تحریک کے کاموں کی عظمت کا اندازہ ہوا۔

اسلامک گارڈین کی چالیس ہزار اشاعت گیانا کی جماعت کے روح رواں مسٹر ایم بی یسین ہیں جو جماعت کے صدر ہیں۔ یہ مخیر انسان چار پانچ سو ڈالر اپنی جیب سے ہر ماہ خرچ کر کے اسلامک گارڈین (پندرہ روزہ) کے خرچ کا بیشتر حصہ خود برداشت کرتے ہیں، یہ اخبار بارہ سولہ صفحات کا چالیس ہزار کی تعداد میں چھپ کر مفت تقسیم ہوتا ہے۔ دس ہزار باہر بھیجا جاتا ہے اور تیس ہزار گیانا کے ایک اخبار کے ساتھ مل کر تقسیم ہوتا ہے۔ جماعت کے تین چار پروگرام ریڈیو کے بھی ہیں۔ مولوی محمد رشید بہار کلاتھو کے سیکرٹری ہیں۔ احمدیہ انجمن برٹش گیانا کے صدر مسٹر باز خان ہیں۔ اسی طرح اور بھی دیگر شائقین ہیں۔ گیانا کی جماعت کے کام کو دیکھ کر پس اللہ تعالےٰ کی قدرت پر ایمان قوی ہوتا ہے کہ کس طرح سے اس نے احمدیت کی حفاظت کا ان ملکوں میں انتظام کیا ہے۔ اب جو احمدیہ کونسل قیام کے بعد پروگرام بن گئے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ثمر آور ہوں گے۔ خدا تعالےٰ اپنا فضل شامل حال رکھے۔ کنونشن کے درمیان ۵۵ نئے دوست احمدیت میں شامل ہوئے۔

اخبار و افکار

خلافت ربوہ سے ایک اہم سوال

م۔ش کی ڈائری مندرجہ روزنامہ "مشرق" مورخہ ۲ مئی ۱۹۶۹ء سے :-

"فریرا ٹیون (افریقہ) سے صبح ۱۰½ بجے روانہ ہو کر قریباً ۱۲½ بجے لائبیریا کے ایئرپورٹ رابرٹس فیلڈ پر جہاز اترا۔ میں نے کھڑکی سے باہر نظر کی تو سینکڑوں لوگوں کو جہاز کے بالکل قریب کھڑے دیکھا۔ خیال کیا کہ شاید اس جہاز سے کوئی اور شخص آ رہا ہے، جس کے استقبال کے لئے یہ سب لوگ جمع ہیں جہاز سے باہر نکلے تو مکرم مبارک احمد صاحب آگے آکر ملے اور انہوں نے بتایا کہ یہ تمام لوگ آپ کے استقبال کے لئے منروویا سے جو ایئرپورٹ سے ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہے، آئے ہیں۔ ان سے مصافحہ شروع ہوا۔ اور قریباً ایک گھنٹہ اس میں صرف ہوا۔ استقبال کرنے والوں میں منروویا کے مساجد کے دونوں امام مسلمان گورنر جیت موموڈو۔ پریذیڈنٹ مسلم کانگریس آف لائبیریا اور دیگر سرکردہ ارکان بھی شامل تھے۔ یہ لوگ احمدی نہ تھے۔ اور نہ ہی مجھے ذاتی طور پر جانتے تھے۔ محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اور اسلام کی خدمت کی برکت کے نتیجہ میں آج جمع تھے۔ پھر ایک خاص بات جو میں نے فوری طور پر محسوس کی وہ یہ تھی کہ باوجود اجنبیت کے ان میں سے ہر مسلمان کو اخوتِ اسلامی کے جذبہ سے سرشار پایا۔"

(الفضل یکم مئی ۱۹۶۹ء)

مندرجہ بالا تحریر جناب بشیر احمد صاحب رفیق جو کہ لندن میں احمدیہ مسجد کے امام ہیں کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ وہ لائبیریا کے پریذیڈنٹ کی دعوت پر یومِ استقلال کی تقاریب میں شرکت کے لئے لندن سے وہاں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ان کا جیسے استقبال ہوا، وہ ان کی تحریر سے مترشح ہے وہ اعتراف فرماتے ہیں کہ مسلمان جوق در جوق ان کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے۔

یہاں اس پر صرف اس قدر تبصرہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حال ان مسلمانوں کا ہے جن کے معصوم بچوں کا آپ جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں سمجھتے۔ کیا خلافت ربوہ کے ارباب حل و عقد اپنے ان عقائد میں کسی ترمیم تنسیخ کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے جن کی بنا پر انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے کاٹ کر علیحدہ کر رکھا ہے؟

کیا خلیفہ صاحب ربوہ نہیں تو م۔ش صاحب کو اس اہم سوال کا جواب دیں گے؟

اسلامی کانفرنس ملائشیا

ملائشیا کے دارالحکومت کوالالمپور میں اسلامی ملکوں کی کانفرنس ۲۱ سے ۲۷ اپریل تک منعقد ہوئی۔ اس بین الاقوامی اسلامی کانفرنس میں عراق اور شام کے سوا دنیا بھر کے ۱۹ اسلامی ملکوں کے نمائندے شریک ہوئے سیلون، سنگاپور، جنوبی یمن، تھائی لینڈ کے نمائندے مبصر کے طور پر اس کانفرنس میں شریک رہے اور بھارت نے باقاعدہ رکن کی حیثیت سے اس کانفرنس میں شرکت کی۔

اس میں پاکستان کے آٹھ رکنی وفد نے بھی پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر علامہ علاؤالدین صدیقی کی سربراہی میں حصہ لیا۔ اس سات روزہ کانفرنس میں اہم دینی مسائل پر بحث کی گئی۔ اور کئی اہم فیصلے کئے گئے۔ جنہیں جلد شائع کر دیا جائے گا۔ پاکستان کی طرف سے پیش کردہ قرار دادوں کو بھی بالاتفاق منظور کیا گیا ایک قرار داد بیت المقدس کی واپسی کے متعلق تھی اور دوسری میں ایک اور اسلامی کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ عالم اسلام کی پہلی کانفرنس تھی جو سرکاری سطح پر ہوئی دوسری ہونے والی کانفرنس میں سیاسی مسائل بھی زیرِ غور آئیں گے۔ جس میں مسئلہ کشمیر بھی شامل ہوگا۔ بیت المقدس کا مسئلہ دینی حیثیت سے پیش کیا گیا۔

اس کانفرنس میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو اسلامی ملکوں کی اقتصادی حالت اور معیشت کے بارے میں رپورٹ تیار کرے گی۔ تاکہ آئندہ اسلامی ملکوں کے درمیان تجارت اور معیشت کے بارے میں ایک ہی جیسی پالیسی بنائی جا سکے۔

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ مینجر

یہ آسمانی بلائیں کیوں؟

ہفت روزہ المنبر لائل پور اپنے شمارہ ۲۵ اپریل میں رقمطراز ہے :-

"آندھیوں کے طوفان، بادوباراں اور دوسری آسمانی بلائیں آتی کیوں ہیں اور یہ کیوں ہوتا ہے کہ جن ہواؤں کو فاطر کائنات نے انسانی بہبود کے لئے تخلیق فرمایا ہے، وہی اس کی جان کی دشمن اور اس کی بربادی کا باعث بن جاتی ہیں؟ کیا یہ اپنے خالق و مالک کی منشاء کے خلاف عمل پیرا ہوتی ہیں یا اسی کے تابع فرمان یہ کبھی زندگی کی پیامبر بنتی ہیں اور کسی وقت پیام اجل لاتی ہیں؟

اس سوال کا مجمل جواب یہ ہے کہ اس کائنات کا ہر ذرّہ اور اس دنیا کا ہر تنکا ربّ السموات والارض کے حکم کا تابع ہے اور اس کے لئے ممکن نہیں کہ سرِ مو اس سے انحراف کرے، اسے جب یہ حکم ہوتا ہے کہ انسان کی خدمت کا فریضہ انجام دے، اس کے جسم و جان کی حفاظت اور نشوو نما کا ذریعہ بنے تو وہ اس کی بجا آوری میں مصروف ہو جاتا ہے اور جب اسے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ انسانی آبادیوں کو ویران کرے تو یہ اسکے جھونکے طوفانوں کی صورت اختیار کرتے ہیں اور وہ انسانوں کو اڑانے اور پٹخنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں وان من شیئی الا یسبح بحمدہ۔ کائنات کا ہر ذرّہ اپنے ربّ کے حکم کا تابع اور اس کے جلال و جمال کا ترانہ بجانے میں منہمک ہے۔

ہوائیں ہوں یا دریاؤں اور سمندروں کے پانی، یہ سب کے سب اپنے خالق و مالک کے حسب الحکم سکون یا طوفان کی صورت اختیار کرتے ہیں، ان کا انسانوں کا اور ساری کائنات کا خالق جب یہ دیکھتا ہے کہ انسان شرک اختیار کر کے کائنات میں فساد کا علمبردار بن رہا ہے اور خلافت الٰہیہ کے بلند مقام سے گر کر تباہی و بربادی پر تُل چکا ہے تو ربّ السموات والارض، اس مخلوق کو جو انسان کی خدمت پر مامور تھی، اسی طرح جس طرح انسان اپنے ربّ کی نافرمانی کے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے سرکشی اور ہلاکت آفرینی کا حکم دیتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے انسانی دنیا ویران ہو جاتی ہے۔

پوری دنیا بالخصوص مسلم ممالک اسی قانون الٰہی کے مطابق ایک عرصے سے آسمانی انتباہات کی زد میں ہیں اور اب جو کچھ مشرقی پاکستان میں ہوا یہ اسی قانون کا ایک مظہر ہے، جس کا علاج، جہاں وقتی طور پر پریشان حال لوگوں کی بحالی، ان کی خدمت اور مدد ایک انسانی اور اسلامی فریضہ ہے ——— وہاں اصل علاج صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ پاکستان بھر میں اطاعت الٰہی اور اسلامی زندگی اختیار کرنے کی بھرپور جد و جہد ہو جس میں معصیت ختم ہو کر رہ جائے۔ جب تک یہ نہیں ہوگا، مرض کا حقیقی سبب موجود رہے گا اور ہم کسی نہ کسی آسمانی بلا کا ہدف رہیں گے۔"

بجا فرمایا، یہی وہ حقیقت ہے جس کا ذکر اس جریدہ کے ایک گذشتہ ایڈیٹوریل میں کیا جا چکا ہے، کاش دنیا ان الٰہی انتباہات سے موثر سبق حاصل کر سکے۔

چشمۂ حیوان

روزنامہ امروز مجریہ ۱۶ اپریل ۱۹۶۹ء میں لکھا ہے :-

"جنوبی بویریا (مغربی جرمنی) میں جھیل چیمسی کے قریب ایک ایسا چشمہ ہے جس کا پانی شفا بخش ہے۔ اس کے اثر سے دوران خون متوازن ہو جاتا ہے۔ اعصابی نظام کی تمام خرابیاں دور ہو جاتی ہیں، آلاتِ تنفس ٹھیک ہو جاتے ہیں، معدے کے عوارض کا دفعیہ ہو جاتا ہے اور گردوں کا عمل بیدار ہو جاتا ہے اور ... اور اس چشمے کا پانی پینے سے عورتوں کا بانجھ پن تک دور ہو گیا.... ڈاکٹر البرٹ ڈوول نے تصدیق کی ہے کہ چشمے کے پانی میں جنسی امراض کے دفیعے کی بھی قوت ہے۔ ڈاکٹر موصوف کا کہنا ہے کہ جب کوئی شخص یہ پانی پیتا ہے تو اس کے جسم سے نمک اور تیزابیت کم ہو جاتی ہے۔ کراچی میں منگو پیر کے چشمے کا پانی جلدی امراض کے لئے اور گرانڈ (ضلع جہلم) کا چشمہ جو اون سے کہ وہ، جلدی امراض اور کئی دوسری بیماریوں کے دفعہ کرنے میں بے حد موثر ثابت ہوا ہے۔ منگو پیر کے چشمے میں لوگ نہاتے ہیں۔"

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کرامت کی ایک نشانی ہے کہ اس نے اس پانی میں "شفا یابی" رکھ دی ہے

(باقی بر صفحہ ۹ کالم نمبر ۱)

راحت اور عزّت کی زندگی اکلِ حلال سے حاصل ہوتی ہے

حرام کھانے والے کی دُعا قبول نہیں ہوتی

تمام انبیاءؑ کی تعلیم ایک تھی ان کی اُمّتوں نے تفرقہ ڈال دیا

حرام کی کمائی کے ذرائع ــــ رشوت ستانی۔ ناپ تول میں کمی اور اشیائے صرف میں ملاوٹ

خُطبہ جُمعہ مؤرخہ ۲ مئی ۱۹۶۹ء۔ فرمُودہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الرسل کلوا من الطیّبٰت وعملوا صالحاً۔ انی بما تعملون علیم۔ وان ھٰذہٖ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون۔ فتقطعوا امرھم بینھم زبراً۔ کل حزب بما لدیھم فرحون۔ فذرھم فی غمرتھم حتی حین۔ ایحسبون انما نمدھم بہٖ من مال وبنین۔ نسارع لھم فی الخیرات بل لا یشعرون۔

(المؤمنون ۲۳: ۵۱ تا ۵۶)

راحت اور عزّت کی زندگی بسر کرنے کا طریق

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے انسان کو راحت کی زندگی بسر کرنے کا طریق بتایا ہے۔ اور امن و راحت کی زندگی کے علاوہ عزت کی زندگی بسر کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اور یہ کہ انسان کا کردار ایسا ہو کہ وہ اس کو عزت کے مقام پر کھڑا کر دے۔ فرمایا وﷲ العزّۃ ولرسولہٖ وللمؤمنین۔ عزّت تو خدا کو میسر ہے اور اس کے رسُولؐ کو میسر ہے اور خُدا چاہتا ہے کہ مسلمان قوم بھی عزت کا مقام حاصل کرے۔ خدا تعالےٰ نے انسان کی طبیعت میں خُدا پرستی رکھی ہے۔ ہر انسان کے دل میں یہ ولولہ ہے کہ وہ خدا کو پالے۔ خدا کو پانے کے لئے لوگ دُنیا کو چھوڑ دیتے ہیں غاروں میں چلے جاتے ہیں۔ جنگلات میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں۔ غرض خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ انسان میں رکھ دی گئی ہے۔

قُربِ الٰہی اور عزّت حاصل کرنے کے لئے کسبِ حلال کی ضرورت۔

ان آیات میں راحت، آرام اور عزّت حاصل کرنے کے اُصول بیان فرمائے ہیں ان میں سب سے ضروری اصول یہ ہے کہ خدا کو ماننے کے بعد حلال کی روٹی کھاؤ۔ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے کسب حلال لابد ہے ان اللہ طیّب ویحب الطیّب۔ خدا تعالےٰ خود پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ ان اللہ یحب المتطھرین اللہ تعالےٰ پاک لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

اکلِ حلال سے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے

اسی پاکیزگی کو حاصل کرنے کے لئے فرمایا یایھا الرسل کلوا من طیّبات۔ اس میں تمام رسُولوں کو مخاطب کیا گیا ہے جو وقتاً فوقتاً مختلف قوموں کی طرف آتے رہے بتایا گیا ہے کہ ان سب کو یہی حکم ہوا کلوا من الطیّبٰت حلال کی اور پاکیزہ روٹی کھاؤ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا واعملوا صالحاً۔ حلال کی روٹی کھانے سے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔ نیکی کی زندگی میسر نہیں آسکتی جب تک حلال طیّب روٹی میسر نہ آئے۔ حلال رزق کھانے سے رُوح کو روشنی میسر آتی ہے اور نیک عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے حرام کی روٹی کھانے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نیک عمل کرنے کی توفیق چھن جاتی ہے۔ حلال طیّب روٹی کھاؤ گے تو اعمال صالحہ کی توفیق ملے گی۔ جو لوگ یہ فکر نہیں کرتے کہ انہیں حلال طیّب روٹی نصیب ہو ان کو اچھا کردار نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور فرمایا انی بما تعملون علیم میں تمہارے سارے کام کاج اور عملوں کو دیکھتا ہوں۔

انبیائے کرامؑ کو تین حکم

انبیاء کرامؑ کو باوجود ان کی علوشان کے انہیں تین باتیں ارشاد فرمائیں:۔

۱۔ حلال طیّب روٹی کھاؤ

۲۔ اعمال صالح ہوں

۳۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کو سامنے رکھو۔ تمہارے اعمال نامے ہر وقت خدا تعالےٰ کے سامنے رہتے ہیں اس سے کسی قسم کی چیز چھپی نہیں رہ سکتی۔ انی بما تعملون علیم۔ میں تمہارے اعمال کو جانتا اور ان کی پڑتال رکھتا ہوں، تمہارا محاسبہ کرتا رہتا ہوں۔

تمام مسلمانوں کو اکلِ حلال کی تلقین

یہ رسولوںؑ کو حکم ہے اور عام مسلمانوں کو بھی یہ تعلیم دی کہ یایھا الذین امنوا کلوا من الطیّبات ما رزقنٰکم۔ ہم نے جو تم کو رزق طیّب دے رکھا ہے اسے کھاؤ۔ ایسا ہی حکم اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروںؑ کو دیا یایھا الرسل کلوا من الطیّبات۔ گویا مسلمانوں کو بھی اللہ تعالےٰ نے وہی اعمال بجا لانے کی تلقین فرمائی جو اپنے انبیاء علیہم السلام کو کی تھی، خدا تعالےٰ مومنوں کو انبیاءؑ کا مقام دینا چاہتا ہے وہ اس طرح کہ تمہاری کمائی اور کسب حلال طیّب ہو اور کوشش کی جائے کہ اعمال کے اندر خوبی اور صلاحیت پیدا ہو۔ بے حیائی اور ذلت کے کاموں کو چھوڑ دو اور ان طریقوں کو ترک کر دو جو ناپاک کمائی کا ذریعہ ہیں۔ تمہاری زبان میں صدق ہو اور پیٹ میں حلال کی روٹی ہو یعنی صدق مقال ہو اور اکل حلال ہو۔

حرام کھانے والے کی دُعا قبول نہیں ہوتی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں فرمایا ربّ اشعث اغبر یقول یارب یارب بعض وقت ایک شخص مصیبت زدہ نظر آتا ہے بے چین دکھائی دیتا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس کے چہرے اور بدن پر مٹی پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ جناب الٰہی میں دہائی دیتا ہے۔ انّٰی یستجاب لہ مطعمہ حرام اس کا کھانا حرام کا ہوتا ہے ومشربہ حرام اور اس کا پینا حرام کا ہے وملبسہ حرام اور اس کا لباس حرام کا ہے۔ ایسے شخص کی دُعا کیونکر قبول ہو۔

تمام انبیاءؑ کی تعلیم ایک تھی ان کی اُمّتوں نے تفرقہ ڈال دیا

فرمایا ان ھٰذہٖ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون۔ تم سب انبیاءؑ ایک ہی گروہ ہو اور میں تم سب کا ربّ ہوں فاتقون مجھ سے ڈرو۔

زندگی بسر کرو۔ تمام انبیاءؑ کو ایک تعلیم دی گئی لیکن ہوا یہ کہ جن لوگوں کو ان پیغمبروں نے تعلیم دی تھی فتقطعوا امرھم بینھم زبراً۔ انہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ قَطَّعَ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ صرف قَطَعَ کے معنے کاٹ دینے کے ہوتے ہیں۔ لیکن قَطَّعَ میں شدت پائی جاتی ہے زور لگا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کے معنے اس میں پائے جاتے ہیں آج عالم انسانیت ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے کوئی یہودی ہے تو کوئی عیسائی ہے کوئی ہندو ہے تو کوئی سکھ اور کوئی مسلمان ہے۔ حالانکہ اس زمین و آسمان کا بادشاہ ایک ہے۔ آسمان کی چھت ایک ہے، زمین کا فرش ایک ہے، سورج، قمر، ہوا اور بارش سب کے لئے ایک ہے۔ روحانی تعلیم بھی سب کے لئے ایک ہی ہے۔ فتقطعوا امرھم بینھم زبراً۔ باوجود اس تعلیم کے جو انبیاء علیہم السلام نے پیش کی ان کے ماننے والوں نے اس کے خلاف بڑا زور لگایا اور ایک دین کو ادیان بنا کر رکھ دیا۔ ٹکڑے ٹکڑے بنا دیا۔ کل حزب بما لدیھم فرحون۔

ہر قوم کا اپنے معتقدات پر فخر اور دوسرے مذاہب سے نفرت

یہاں تک کہ ہر گروہ اپنی تعلیم پر فخر کرتا ہے اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے حضرت موسیٰ کی قوم کہتی ہے لن یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً۔ جنت میں سوائے یہودی کے اور کوئی جا نہیں سکتا۔ عیسائی بھی یہی کہتا ہے کہ عیسائی کے سوا کسی اور کا داخلہ جنت میں ممنوع ہے، ہندو بھی یہی کہتا ہے۔

مسلمانوں کی باہمی تفرقہ بازی

مسلمان جن کو اقوام عالم میں اتحاد پیدا کرنے کا حکم تھا وہ خود تفرقہ پیدا کرنے والا بن گیا۔ اس نے بھی اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا ہے۔ ہر مسجد میں ایک ہی طرح کی اذان ہوتی ہے۔ سب کا قبلہ ایک ہے نماز بھی سب کی ایک ہے۔ اس کے الفاظ بھی ایک ہیں لیکن حال یہ ہے کہ ایک مسجد کا مولوی دوسری مسجد کے مولوی کو کافر کہتا ہے۔

آج مسلمان اس آیت کریمہ اور حکم الٰہی کے برخلاف ٹکڑے ٹکڑے اور فرقہ فرقہ ہو چکا ہے۔ یاد رکھئے کہ وہ قومیں جو اتحاد کو چھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں وہ تباہی کے گڑھے میں گر کر ہلاک ہو جاتی ہیں وہ جماعت جو اس قیمتی سبق کو نہیں سیکھ سکتی کہ اتحاد میں برکت ہے وہ جماعت کبھی کامیاب نہیں ہو گی۔

حرام کمائی کے ذرائع

جہاں خدا تعالیٰ نے حلال طیب روٹی کھانے کا حکم دیا ہے وہاں یہ نشاندہی بھی کی ہے کہ انسان کس کس طرح سے حرام کی روٹی کھاتا ہے۔ مثلاً فرمایا ویل للمطففین۔ بیشی کمی کرنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون، انہیں جب لوگوں سے کچھ لینا ہوتا ہے تو ناپ تول پورا پورا کرتے اور حساب کتاب میں پائی پائی لے لیتے ہیں یہ تو اپنی حالت ہے۔ واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون۔ اور جب وہ خود کسی کو کوئی چیز دیتے ہیں تو ناپ تول اور حساب میں کمی کر دیتے ہیں۔ ناپ تول میں کمی کرنے کے علاوہ ناقص مال فروخت کرتے ہیں۔ کارخانہ دار اور فیکٹریوں والے ولایت میں سامان بھیجتے ہیں نمونے کا مال اور ہوتا ہے اور جو مال وہاں بھیجا جاتا ہے وہ اور ہوتا ہے۔ کبھی روئی کے اندر ملاوٹ ہے۔ کبھی چمڑا خراب ہے۔ کہیں سپورٹس کا مال ناقص ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک من آٹا بیس روپے میں فروخت ہوتا ہے اور اس میں ناقص اناج کا آٹا ملا کر فروخت کرتے ہیں جو آٹے کی مل ایک ہزار من آٹا یومیہ تیار کرتی ہے اس کو ایک روپے فی من جائز منافع ملتا ہے اور چار روپے آسنے ناقص اناج کے فالتو مل جاتے ہیں۔ اس قسم کا کاروبار کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ ہم نے کس قدر اللہ کے بندوں پر ظلم کیا ہے ان کو مٹی کھلا کر ان کی صحت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے حلال طیب روٹی کی طرف توجہ کم ہو گئی ہے۔ حرص بڑھ گئی ہے۔ فرمایا الھٰکم التکاثر حرص میں مسابقت جاری ہے ہر کوئی چاہتا ہے کہ میری اراضیات میرے باغات زیادہ ہو جائیں۔ میری موٹر کاریں اور کوٹھیاں دوسروں سے زیادہ ہوں کیونکہ ان کو دنیا چمکدار نظر آتی ہے۔ مرنے کے قریب آ گئے ہیں لیکن حرص سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔

حرام مال سے روزہ کی غرض و غایت ختم ہو جاتی ہے

جس طرح ہمیں ماہ رمضان کے روزے رکھنے کا حکم ہے۔ اس میں یہ بھی فرمایا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ حرام کا مال نہیں کھانا ورنہ روزہ کی غرض و غایت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ وتدلوا بھا الی الحکام۔ نہ ہی اپنے اموال حکام کو بطور رشوت دو تاکہ دوسروں کا مال ہاتھ آ جائے۔ آج رشوت کا بازار گرم ہے۔ رشوت ستانی سے دوسروں کے حقوق مارے جاتے ہیں، رشوت خور افسر کا دل سیاہ ہو جاتا ہے، اور پھر وہ دوسری بدعادتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

بخشش نیک آدمیوں کے ادنیٰ قصوروں کی ہے نہ کہ چوراچکوں کی

اس آیت کریمہ کے ذیل کے الفاظ کی تشریح حضرت عائشہؓ کے سوال پر حضور نبی کریمؐ نے فرمائی۔ وہ الفاظ یہ ہیں:۔

والذین یؤتون ما اٰتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الیٰ ربھم راجعون۔ ان الفاظ کے بارے میں حضرت عائشہؓ کا سوال یہ تھا آیا آدمی بدکاری کرے شراب پیئے اور چوری کرے وہ خدا سے خوف کر کے بچ جائے گا۔ فرمایا لا یا ابنۃ الصدیق ولکن ھو الرجل یصلی ویصوم ویتصدق وہ شخص جو نماز روزہ کی پابندی کرتا ہو اور خیرات کرتا ہو اور وہ باوجود ان عبادات کے یخاف اللہ تعالیٰ اس کو یہ خوف لاحق ہے کہ میں ان عبادات میں تقصیر تو نہیں کر رہا، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ یہاں الفاظ ایسے ہیں جن کی تشریح حضرت عائشہؓ نے حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کی ہے۔

یہ تشریح حضرت عائشہؓ نے بیان فرمائی ہے۔ وہ بڑی عالمہ، زاہدہ اور فصیحہ خاتون تھیں۔ ایک مسلمان کے دل میں وہ خیال پیدا ہو سکتا ہے جو حضرت عائشہ رضہ کے دل میں پیدا ہوا۔ نہیں چاہیئے کہ رسول کریم صلعم کی تشریح کے مطابق مسلمان جب عبادت کرتا ہو تو اس کے دل میں تکبر نہ پیدا ہو کہ میں بڑا عابد ہوں۔ میں نے مخلوق خدا پر مال صرف کیا ہے۔ بلکہ اس کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ میری نمازوں میں کوئی کمی اور نقص نہ رہ گیا ہو یا اور کوئی تقصیر یا میرے عمل میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہو اور جو میں نے مال صرف کیا ہے اس کے اندر کوئی تقصیر ہو گئی ہو تو خدا مجھے معاف کرے۔ یہ تمام معرفت کا کام ہے جو خدا ہم مسلمانوں کو سکھانا چاہتا ہے۔ مسلمان انکساری اور تواضع سے کام لے۔ اور اپنی تقصیروں کو سامنے رکھے اور استغفار سے کام لے۔

چوہدری اللہ دتہ صاحب کے لئے دعائے صحت۔

ہمارے ایک جموں کشمیر کے بھائی چوہدری اللہ دتہ صاحب گجرات میں مقیم ہیں وہ جب وطن چھوڑ کر آئے۔ اور گجرات میں قیام پذیر ہو گئے۔ تو ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔ لیکن انہوں نے کسی سے ایک پیسہ تک لینا پسند نہ کیا نہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلایا۔ وہ ذہین انسان تھے۔ انہوں نے گجرات میں کمہاری کا کام شروع کر دیا۔ آج ان کی فیکٹری دیکھیں تو بہت بڑی برکت اور رونق نظر آتی ہے۔ وہ بڑے فیاض انسان ہیں۔ جب سے جماعت میں داخل ہوئے ہیں سینکڑوں روپیہ چندہ میں دیتے آئے ہیں وہ آج کل بیمار ہیں اللہ کی جناب میں ان کے لئے دعا کریں۔ اور دوسرے سب مردوں، سب عورتوں اور سب لوگوں کے لئے دعا کریں کہ خدا سب پر رحم کرے اور اپنے فضل کی بارش نازل فرمائے۔

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۰)

مدعی نبوت نہ ٹھہرائیں۔ غلط پراپیگنڈا سے اشتعال پھیلانا بری بات ہے ہاں اگر آپ کو میاں محمود احمد صاحب کی جماعت کی مخالفت کرنا ہے تو اس کی مخالفت کرنا صحیح ہے کیونکہ اس شخص نے اپنی طرف سے مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت کر کے نہ صرف انہیں بدنام کیا بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے دل چھلنی کئے۔ پس آپ اس مخالفت کو اسی جماعت تک محدود رکھیں اور ان کے خود ساختہ اعتقاد کی وجہ سے کم از کم خادم اسلام مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو متہم نہ ٹھہرائیں۔ امید ہے کہ ہمارے مولوی صاحبان بے جا ضد کو چھوڑ کر اس معاملہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور حضرت مرزا صاحب کے صحیح حالات معلوم کرنے کے لئے حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں گے۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور (مغربی پاکستان)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی تصدیق میں آسمانی آوازیں

اخبار پیغام صلح کے ۹ اپریل کے شمارہ میں آسمانی آواز کی حقیقت بیان کی گئی تھی چونکہ اس وقت سائل کا سوال صرف بخاری کی حدیث کے متعلق تھا اس لئے اس مضمون میں جو کچھ بیان کیا گیا تھا اس کو صرف بخاری کی احادیث تک ہی محدود رکھا گیا تھا لیکن اب اس مضمون میں اس امر پر روشنی ڈالی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے بے شک آسمان نے متعدد مرتبہ آواز دی ہے لیکن افسوس اکثر لوگوں نے اس آواز پر کان نہیں دھرا۔

میں نے گذشتہ مضمون میں بتلایا تھا کہ آسمان سے آواز آنے کے یہ معنی تو ہو نہیں سکتے کہ ساری دنیا کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ملک کے آسمان کے کناروں پر سے اشخاص یا فرشتے آواز دے رہے ہوں کہ لوگو سن لو یہ مدعی سچا ہے اس کی صداقت پر ایمان لے آؤ ایسی آوازیں اگر تمام دنیا کے آسمانوں سے کسی مدعی کے متعلق آنی شروع ہو جائیں تو پردۂ غیب رہ ہی نہیں سکتا پھر تو من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کا قانون خداوندی ایک دم میں ٹوٹ جائے گا اور یؤمنون بالغیب کی جگہ یؤمنون بالشہادۃ لے لیگی اس لئے آسمان سے اس طریق پر آوازوں کا آنا ناممکن ہونے اور قرآن کریم کی تعلیم کے صریح خلاف ہونے کی وجہ سے قطعاً قابل قبول نہیں۔

قرآن کریم نے آسمانوں سے آواز آنے کی حقیقت بھی خود ہی بیان کر دی ہے۔ سورۃ الاحزاب ع ۹ میں فرماتا ہے:۔ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا یعنے ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن انہوں نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا اب ظاہر ہے کہ ان کا یہ انکار انسانوں کے انکار کی مانند تو نہیں ہو سکتا جو وہ زبان سے بول کر کرتے ہیں بلکہ ان کا یہ انکار زبان حال سے ہی ہو سکتا ہے۔ یعنی ان کی حالت اور سرشت اور بناوٹ بتلا رہی ہے کہ وہ اس امانت کو اٹھانے کے اہل نہیں اس کو اٹھانے کے اہل صرف انسان ہی ہیں اسی طرح سورۃ حم سجدہ ع ۲ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فقال لہا وللارض ائتیا طوعاً او کرہاً قالتا اتینا طائعین یعنے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو کہا کہ تم دونوں خوشی سے یا ناخوشی سے آؤ تو ان دونوں نے کہا ہم آئے ہیں خوشی سے ظاہر ہے کہ آسمان اور زمین کا بولنا انسانوں کے بولنے کی طرح تو نہیں ہو سکتا ان کا جواب بھی زبان حال سے ہی ہو سکتا ہے۔

پس آسمانوں سے جو آواز آئے گی وہ قال کی زبان سے نہیں بلکہ حال کی زبان سے ہی ہوگی اس کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہو سکتی ہیں اوّل آسمانی آواز سے وہ نشان مراد ہو سکتے ہیں جو کسی مامور کے لئے مقرر کئے گئے ہوں اور ان کا تعلق آسمان سے ہو خواہ ان کا تعلق مامور کی آمد سے قبل کے زمانہ سے ہو یا اس کی آمد کے بعد کے زمانہ سے ہو اگر آسمان پر وہ نشان ظاہر ہو جائیں تو اس مامور کے صادق ہونے پر شک لانا عقلمندی کے خلاف ہوگا۔

دوئم آسمانی آواز سے مراد وہ آواز ہوگی جو جبرائیل کے ذریعہ خود اس مامور کو بتلائی جائے گی یا وہ آواز جو حضرت نبی کریم صلعم کو بتلائی گئی ہو۔

آسمان سے شہب کا گرنا کس بات پر دلالت کرتا ہے

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے بعد آسمان سے شہب بڑی کثرت سے گرنے شروع ہو گئے تھے چنانچہ سورۃ الجن کی آیت وانا لمسنا السماء فوجدنٰہا ملئت حرساً شدیداً وشہباً وانا کنا نقعد منہا مقاعد للسمع فمن یستمع الآن یجد لہ شہاباً رصداً ۔ یعنے ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اس کو مضبوط چوکیداروں یعنی فرشتوں اور شہاب سے بھرا ہوا پایا اور ہم پہلے اس سے امور غیبیہ کے سننے کے لئے آسمان میں گھات میں بیٹھا کرتے تھے اور اب جب ہم سننا چاہتے ہیں تو گھات میں شہاب کو پاتے ہیں جو ہم پر گرتا ہے۔ اس مضمون کی تائید میں بخاری۔ مسلم ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ میں حدیثیں پائی جاتی ہیں کہ شہب کا گرنا شیاطین کے ردّ کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں امام احمد ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ شہب جاہلیت کے زمانہ میں بھی گرتے تھے لیکن ان کی کثرت اور غلظت نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت میں ہوئی چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں جب کثرت سے شہب گرے تو عرب کے لوگ ڈر گئے۔

چنانچہ یہی مفسر سدی سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شہب کا کثرت سے گرنا کسی نبی کے آنے پر دلالت کرتا ہے یا دین کے غلبہ کی بشارت دیتا ہے۔ اور احادیث سے ثابت ہے کہ امت میں مسیح اور مہدی کی بعثت غلبۂ دین کی ہی بشارت ہے اس لئے لازمی تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل اور بعد بھی شہب کثرت سے گریں تا یہ غلبۂ دین کی بشارت کی علامت قرار پائیں اور ظاہر ہے کہ شہب کا کثرت سے گرنا آسمان سے زبان قال سے آواز دینے کے ہی مترادف ہے کہ گویا آسمان پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ظاہر ہونے والا مامور الٰہی اپنے دعوے میں صادق ہے اس کی آمد اس بات پر دلیل ہے کہ زمانہ پر جو ظلمت چھائی ہوئی ہے اس کے چھٹ جانے کا وقت آگیا ہے اور اس کا نور میں تبدیل ہو جانا اب لازمی ہے اب رحمانی قوتیں شیطانی قوتوں کے بھگانے میں مصروف ہو جائینگی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے قبل آسمانی آوازیں

اس لئے لازمی تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ جیسا عظیم الشان ہستی جس نے دنیا کے سب سے بڑے فتنہ یعنی دجالی فتنہ کا مقابلہ کرنا تھا اور اس دشمن انسانیت سانپ کا سر کچلنا تھا اور ایمان کو ثریا سے لاکر دلوں کی زمین میں گاڑ دینا تھا اس کے ظہور سے قبل بھی اور بعد بھی شہب کو کثرت سے گرا کر آسمان سے اس کی صداقت کی گواہی دلائی جاتی۔ مامور کے دعوے سے قبل جو شہب گرتے ہیں وہ ان عظیم الشان مامور کے لئے بطور ارہاص کے ہوتے ہیں جو بتلا رہے ہوتے ہیں کہ ایک عظیم الشان مامور کا وقت قریب آگیا ہے جو اسلام کی فتح کی بشارت لے کر آئے گا چنانچہ ۱۸۷۲ء میں شہب ...ن کثرت سے گرے کہ اس وقت کے ہیئت دانوں نے اقرار کیا کہ اس قدر شہب کا گرنا ایک غیر متوقع امر ہے اور پھر ۱۸۷۵ء میں بھی ایسا ہی نظارہ دنیا نے دیکھا چنانچہ ۱۸۸۰ء میں اس مجدد اعظم کی قلم سے اس کی شہرہ آفاق کتاب براہین احمدیہ شائع ہوتی ہے جسے اسلام کی عظیم الشان فتح کا نشان قرار دیا گیا اور یہ کتاب کیا تھی گویا تمام شیطانی قوتوں پر زبردست حملہ تھا جو مختلف مذاہب کی شکل میں اسلام پر حملہ آور ہو رہی تھیں۔ اس کتاب نے ان تمام دشمنان اسلام کے سر کو کچل کر رکھ دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ تمام ادیان باطلہ پر اسلام کی برتری ثابت کر دی مسلمان جو ان دشمنوں کے حملوں کی تاب نہ لاکر مایوسی کا شکار ہو رہے تھے ان کے گھروں میں خوشی کے مارے گھی کے چراغ جلنے شروع ہو گئے۔ انکی مایوسی امید میں بدل گئی اور ان کی شکست فتح میں تبدیل ہو گئی اور ان کے احساس کمتری نے برتری کی شکل اختیار کر لی۔ ابن کثیر نے جو سدی سے روایت کی تھی کہ دین کی فتح کی بشارت کے وقت بھی شہب کثرت سے گرتے ہیں اس روایت نے عملی صورت اختیار کر کے اپنی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کی صداقت کو بھی چار چاند لگا دیئے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کی صداقت پر یہ پہلی آسمانی آواز تھی جس نے شہب کے کثرت سے گرنے کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور کے لئے بطور ارہاص کے شہادت دے کر آپ کی آمد کی لوگوں کو خبر دے دی چنانچہ ۱۸۸۲ء میں آپ کی طرف سے مجددیت کا باقاعدہ دعویٰ شائع ہوگیا اس دعوے کے ساتھ ہی حضور نے ہزاروں کی تعداد میں اشتہار یورپین ممالک میں بھی بھجوائے جن میں انہیں اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی گئی تھی۔ اور اس کے بعد پے در پے اسلام کی تائید میں

حقائق سے پُر لٹریچر شائع ہونا شروع ہوگیا۔ اس حقائق و معارف سے پُر لٹریچر نے دشمنانِ اسلام کی کمریں توڑ کر رکھ دیں وہ جو اسلام کی موت کا انتظار کر رہے تھے اب انہیں اسلام ایک طاقتور پہلوان کی شکل میں میدان میں کھڑا تمام مذاہب باطلہ کو للکارتا ہوا نظر آرہا تھا اور اسلام کی بجائے اب انہیں اپنے مذہبوں کی موت نظر آرہی تھی۔

دعوے مہدویت سے قبل ایک اور آسمانی آواز

مہدی کے ظہور سے قبل دُم دار تارے کے نکلنے کی پیشگوئی بھی آثار میں پائی جاتی ہے جس کے متعلق لکھا ہے کہ جب اس کو دیکھو تو فتنوں کے شر سے اللہ تعالےٰ کی پناہ ڈھونڈو جس کے معنے ہیں کہ وہ زمانہ سخت فتنوں کا زمانہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہارے لئے ان فتنوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے آسمانی سامان پیدا کرے یعنے مہدی کو بھیجدے جس کے ظہور کے لئے یہ نشان بطور ارہاص کے ہوگا چنانچہ حالی نے مسدس حالی میں ایسی ہی دُعا کی بھی ہے۔ چنانچہ یہ دُمدار تارا ۱۲۹۹ھ میں دیکھا گیا اور اس کے سات سال بعد مدعی مہدویت ظاہر ہوگیا اور اس نے ظاہر ہو کر مسلمانوں کو ان فتنوں کے گھیرے سے صحیح سالم نکال لیا جن میں وہ گھرے ہوئے تھے۔

بعد دعوے آپ کی تائید میں پہلی آواز

چنانچہ ۱۸۸۲ء میں آپ کا دعوے مجددیت شائع ہوتا ہے تو ۱۸۸۵ء میں ۲۸ نومبر کی رات کو اس کثرت سے شہب گرتے ہیں کہ ان کی کثرت نے سب کو حیرت میں ڈال دیا یہ دوسری آسمانی آواز تھی جس نے زبانِ حال سے حضرت مرزا صاحبؒ کی صداقت کی گواہی پیش کی۔

بعد دعوے دوسری آسمانی آواز

احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی بھی چلی آرہی تھی کہ مہدی کے زمانہ میں دُم دار تارا بھی نکلے گا۔ چنانچہ ۱۸۹۱ء میں حضرت مرزا صاحبؒ نے مہدی ہونے کا دعوے کیا اور ۱۸۹۶ء میں دمدار تارے نے نکل کر آسمان سے آپ کے دعوے کی صداقت کی شہادت دے دی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ آسمانی آواز نہیں تھی۔ اس تارے کے نکلنے کا ذکر ۱۸۹۶ء کے اخباروں میں موجود ہے۔

بعد دعویٰ تیسری آسمانی آواز

البیہقی اور نعیم بن حماد نے ابن عباس سے روایت کی ہے قال لا یخرج المھدی حتّی تطلع من الشمس اٰیۃ یعنے مہدی کے زمانہ میں سورج میں ایک خاص نشان ظاہر ہوگا اور حجج الکرامہ ص ۳۴۵ میں منجملہ اور علامات کے ایک یہ علامت بھی لکھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وازانجملہ ظہور ظلمت است درآسمان یعنے مہدی کے دعوے کی سچائی ثابت کرنے والی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ آسمان بالکل تاریک ہو جائے گا چنانچہ ۲۲ رجنوری ۱۸۹۸ء کو ہندوستان کے بعض بلاد میں ایسا کامل سورج گرہن ہوا کہ تمام آسمان تاریک ہوگیا اور اس سورج گرہن کو خاص اہمیت دی گئی تھی کہ اہل یورپ نے بھی اس گرہن کو بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھا۔ کیا اس علامت کا پورا ہونا حضرت مہدی علیہ السلام کی صداقت پر آسمان کی طرف سے ایک قطعی شہادت نہ تھی۔

بعد دعوے چوتھی آسمانی زبردست شہادت

حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر فی اوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ یعنے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں کہ جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں وقوع میں نہیں آئے ایک نشان تو یہ ہے کہ مہدی کے دعوے کے بعد اس کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے اور اس بات کو بتلانے کے لئے کہ وہ فی الحقیقت ہمارا ہی مہدی ہے یعنے ہمارے ہی فیض نبوت سے مستفیض ہوا ہوا ہے رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور اسی مہینہ کو سورج گرہن کی راتوں میں سے درمیانی رات کو سورج گرہن ہوگا پھر دوسری حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ اجتماع کسوف خسوف دو دفعہ وقوع میں آئے گا چنانچہ ممالک مشرقیہ میں بھی بماہ رمضان ۱۳۱۱ھ میں یہ اجتماع کسوف و خسوف بعینہٖ اسی طرح وقوع میں آیا جس طرح حدیث نبوی میں بیان کیا گیا تھا اور ۱۳۱۲ھ میں یہ اجتماع کسوف و خسوف رمضان میں ہی حدیث کے بیان کردہ طریق پر امریکہ وغیرہ میں وقوع میں آیا۔ گویا بلاد مشرقیہ اور بلاد مغربیہ دونوں نے حضورؒ کے دعوے کے قریباً تین سال بعد حضرت مہدی علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کو ثابت کرنے والی آسمان کی زبانِ حال سے آسمانی آواز سُنی جس نے تمام دنیا کو کھول کر سُنا دیا کہ مدعی فی الحقیقت خدا کا فرستادہ ہی ہے اس کا انکار تمہارے لئے بہت نقصان دہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس نشان کی تکذیب کے بعد طاعون اور دیگر عذابوں نے دنیا کو گھیر لیا اور اب تک گھیرا ہوا ہے جس سے چھٹکارا بغیر تصدیق دعوے مہدی علیہ السلام ناممکن ہے حجج الکرامہ کے ص ۳۴۵ پر ایک یہ علامت بھی درج ہے جو مندرجہ بالا حدیث کی ہی تشریح کہلا سکتی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"ازاں جملہ آنکہ ندا کند منادی
از آسمان بنام مہدی و
بشنود آں را ہر کہ در مشرق است
و ہر کہ در مغرب است"

یعنے منجملہ اور نشانوں کے ایک نشان یہ بھی ہے کہ مہدی کے نام پر یعنے اس کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے آسمان سے ایک منادی آواز دے گا جس کو مشرق کے لوگ بھی اور مغرب کے لوگ بھی سنیں گے چنانچہ کسوف و خسوف کے مندرجہ بالا اجتماع کی آواز دونوں مشرقیہ اور مغربیہ بلاد میں پہنچا دی گئی تاکہ دنیا کا کوئی حصہ اس سے خالی نہ رہے۔

اب ہر عقلمند غور کرے کہ یہ جو حضرت مسیح زمان و مہدی دوراں حضرت مرزا صاحبؒ نے لکھا ہے کہ اُمت میں ایک ایسے خلیفۃ الرسول کے پیدا ہونے کی پیشگوئی چلی آرہی ہے جس کے متعلق آسمان سے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی کیا غلط لکھا گیا آسمان کی متعدد آوازوں نے اپنی زبانِ حال سے حضورؒ کے اس قول کی تصدیق نہیں کر دی۔ کیا چاند اور سورج

ایک سوال مقدر کا جواب

ممکن ہے بعض لوگ کہیں کہ آسمان پر ایسے نظارے اکثر دیکھنے میں آتے رہتے ہیں ان کا حضرت مرزا صاحب کے دعوے سے کیا تعلق ہے ایسے دوستوں پر واضح ہو کہ یہ درست ہے کہ ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے لیکن جو امر ان واقعات کا حضرت مرزا صاحبؒ کے دعوے کے ساتھ تعلق ظاہر کرتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین کی کشفی آنکھوں نے جہاں ان نظاروں کو دیکھا وہاں آنحضور صلعم کی اسی کشفی آنکھ نے اپنے مہدی کے ظہور کو بھی ان نظاروں کے ساتھ ہی دیکھا اور دُنیا کو بتلا دیا کہ ان آسمانی نظاروں پر ایک ایسا وقت بھی آنے لگا کہ جب آسمان دنیا کے سامنے اپنے یہ نظارے پیش کر رہا ہوگا اس وقت میرے فیوض سے پیدا شدہ مہدی کا بھی ان کے ساتھ ظہور ہوگا یہ نظارے اس وقت سچے مہدی کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے بطور نشان کے کام دینگے چنانچہ اسی طریق پر وقوع میں آکر ان آسمانی نشانوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے کشف کو سچا ثابت کر دیا جو ۱۳۰۰ برس قبل آنحضور صلعم کو دکھلایا گیا تھا۔

حضرت مرزا صاحبؒ کے دعوے کی صداقت کو ثابت کرنیوالی دوسری قسم کی آسمانی آوازیں

پہلی قسم کی آسمانی آوازیں تو وہ تھیں جو آسمانی نشانوں پر مشتمل تھیں اب دوسری قسم کی آوازیں بیان کی جاتی ہیں جن کا تعلق بذریعہ جبریل وحی الٰہی سے ہے اس قسم میں سردست صرف دو ہی آوازوں کا ذکر کیا جائے گا کیونکہ اخبار کے صفحات میں مزید کی گنجائش نہیں۔

پہلی آواز

ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کے دعوے مہدویت کے وقت دو قوموں نے یعنی عیسائی پادریوں اور آریہ سماجی پنڈتوں نے اسلام کے خلاف افتراؤں کی بوچھاڑ کی ہوئی تھی اور مسلمانوں کے خلاف غلط اور گندہ پراپیگنڈا کا ایک طوفان برپا کیا ہوا تھا آریہ سماجی پنڈتوں میں سے پنڈت لیکھرام سب سے پیش پیش تھا حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں یہ پنڈت اس قدر گستاخانہ کلمات استعمال کر رہا تھا کہ ان کو پڑھ کر اور سُن کر سچے مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے علاوہ اس کے

اس پنڈت نے حضرت نبی کریم صلعم کے حقیقی خادم اور نہایت ہی وفادار غلام یعنی مہدی علیہ السلام کو گالیاں دینے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی اور حضرت مہدی علیہ السلام سے اسلام کی صداقت کے لئے طالب نشان بھی ہو رہا تھا اور حضور سے مباہلہ بھی کیا جو اس بات کا فیصلہ کر دے کہ اسلام اور آریہ دھرم دونوں مذہبوں میں سے خدا کے نزدیک کونسا مذہب سچا ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کی تو حضور کو بتایا گیا کہ یہ شخص چھ سال کے اندر کسی نامعلوم شخص کے ہاتھ سے قتل کیا جائے گا اور قاتل پکڑا بھی نہیں جائے گا اور اس پنڈت نے بالمقابل حضرت مرزا صاحب کے متعلق پیشگوئی کی کہ وہ تین سال کے اندر ہلاک ہو جائیں گے اور ان کا سلسلہ بھی اپنی موت آپ مر جائے گا۔ یہ دونوں پیشگوئیاں شائع ہو گئیں۔ اور یہ پنڈت حضرت مہدی علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق چھ سال کے اندر اندر قتل ہو گیا اور آریہ سماج اور گورنمنٹ کی بے انتہا کوشش کے باوجود قاتل کا کوئی سراغ نہ مل سکا حالانکہ اسے ہزاروں آریہ سماجیوں نے دیکھا ہوا تھا یعنی وہ کوئی غیر معروف شخص نہیں تھا اس کے قتل کے بعد آریہ سماجیوں نے یہ شور مچانا شروع کیا کہ پنڈت لیکھرام کو مرزا صاحب نے ناحق قتل کروا دیا ہے اس سارے واقعہ کو حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی آنکھ نے ۱۳۰۰ برس قبل ہی دیکھ لیا تھا جو کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۴۶ پر بدیں الفاظ درج ہے اس کا اردو ترجمہ دیا جاتا ہے کہ ایک آواز ماہ رمضان میں اُٹھے گی اے مسلمانو! اس آواز کو توجہ سے سننا اور اس کی اطاعت کرنا کہ یہ آواز جبرئیل کی آواز ہو گی جبرئیل یہ آواز مہدی اور اس کے باپ کے نام کو بلند کرنے کے لئے کریگا اور اس کے مقابلہ میں دن کے آخری حصہ میں (لیکھرام دن کے آخری حصہ میں ہی قتل ہوا تھا۔ ناقل) ابلیس کی طرف سے آواز بلند ہو گی کہ فلاں شخص مظلوم قتل کیا گیا ہے اور ابلیس کی یہ آواز لوگوں کو شک میں مبتلا کرنے کے لئے ہو گی بس ... بہت سے لوگ اس دن حیرت اور شک میں پڑ جائیں گے لیکن مسلمانوں کو حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں اے مسلمانو! تم شک میں نہ پڑنا کیونکہ پہلی آواز یعنی وہ آواز جو رمضان میں بلند کی گئی ہو گی وہ جبرئیل کی آواز ہے اور دوسری آواز جو مقتول کو مظلوم قرار دے رہی ہو گی وہ ابلیس کی آواز ہو گی۔

حضرت نبی کریم صلعم نے جس پہلی آواز کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ ماہ رمضان میں بلند ہو گی اور اسے آنحضور صلعم نے جبرئیل کی آواز قرار دیا ہے اور اسے مہدی کی صداقت کی ایک علامت قرار دیا ہے چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام کو ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہجری مطابق ۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو ایک کشف ہوتا ہے جس میں حضور کو ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص دکھلایا گیا جس کے متعلق حضور لکھتے ہیں کہ گویا وہ انسان نہیں بلکہ ملائک شداد و غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے یعنی اسکے اس کلام سے سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام کی سزا دہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ شخص مارچ ۱۸۹۷ء کو دن کے آخری حصہ میں حسب پیشگوئی قتل ہو گیا۔

اب یہ حقیقت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم رمضان والی آواز کو جبرئیل کی آواز قرار دے رہے ہیں اور اس آواز کو خود اپنی صداقت اور اپنے فیض سے پیدا کردہ مہدی کی صداقت کا ایک زبردست نشان قرار دے رہے ہیں اور پیشگوئی کے مطابق جب لیکھرام قتل ہو جاتا ہے (اس پیشگوئی کی اور بھی متعدد جزئیات ہیں جنہیں میں نے خوف طوالت سے ترک کر دیا ہے مفصل حضور کی کتاب برکات الدعا و حقیقۃ الوحی دیکھی جائے۔ ناقل) تو جو آواز اس کے مظلوم مقتول ہونے کے بارے میں اٹھتی ہے اُسے آنحضرت صلعم ابلیس کی آواز قرار دے رہے ہیں اور اس کی غرض یہ بتلاتے ہیں کہ لوگوں کو پیشگوئی کے متعلق شک میں ڈالنا ہو گا۔ لیکن آنحضور صلعم مسلمانوں کو تاکید فرماتے ہیں کہ تم شک میں نہ پڑنا بلکہ رمضان والی آواز کی ہی اطاعت کرنا۔

اب ہر سعید آدمی کا فرض ہے کہ وہ غور کرے کہ کیا یہ آواز مہدی علیہ السلام کی صداقت کو ثابت نہیں کر رہی اس کے متعلق یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ پہلے اسکو بچوں کا کھیل سمجھا جائے گا چنانچہ پہلے آریوں نے اسے ایسا ہی سمجھا تھا پھر حدیث یہ بھی کہتی ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی کہ تمہارا امیر فلاں ہے اور وہ امیر حق ہے چنانچہ لیکھرام کے قتل پر اس آواز کو آسمانی آواز سمجھا گیا اور یہ آواز سینکڑوں اشخاص کے لئے موجب ہدایت بنی۔

دوسری آسمانی آواز

اس بات کو سب جانتے ہیں کہ عیسائیوں کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کا ایک مناظرہ ہوا تھا عیسائیوں کی طرف سے عبداللہ آتھم صاحب مناظر تھے مناظرہ کے اختتام پر حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ پیشگوئی کی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فریقین میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ وہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ مقررہ میعاد پندرہ ماہ میں عبداللہ آتھم کی موت واقع نہ ہوئی اس پر عیسائیوں اور ان کے ہم نوا مولویوں نے شور مچایا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے خدا سے الہام پاکر شائع کیا کہ آتھم صاحب نے حق کی طرف رجوع کی شرط کو پورا کر دیا اور یہ بات اللہ تعالےٰ نے مجھے الہاماً بتلائی ہے اگر یہ قسم کھا کر انکار کر دیں تو میں چار ہزار روپیہ انہیں دوں گا اور اس پر جو میعاد مقرر ہو گی اس میں اگر ان کی موت وقوع میں آ جائے تو میں جھوٹا ہوں چنانچہ آتھم صاحب قسم کھانے پر آمادہ نہ ہوئے اور نہ کوئی ان کو آمادہ کر سکا لیکن عیسائی اور ان کے ساتھی شور مچاتے رہے کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی اس تمام واقعہ کو بھی آنحضرت صلعم کی کشفی نگاہ نے ۱۳۰۰ برس قبل دیکھ لیا تھا اور اسے اپنے مہدی کے لئے بطور علامت کے بیان کر دیا فرماتے ہیں کہ مہدی کی صداقت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ آسمان سے ایک منادی آواز دے گا کہ ہوشیار ہو کر سن لو کہ حق آل محمد صلعم میں ہے (سب جانتے ہیں کہ سچا مہدی لامحالہ حضرت نبی کریم صلعم کی آل میں ہی داخل ہو گا۔ ناقل) گویا آسمانی آواز جو حضرت مرزا صاحب یعنے مہدی علیہ السلام نے مناظرہ کے اختتام پر اللہ تعالےٰ کے الہام کی بناء پر بلند کی تھی وہ بالکل سچی تھی اور خدا کی طرف سے ہی تھی اور یہ آواز جو یہ بتلا رہی تھی کہ حق اسلام میں ہی ہے حضرت نبی کریم صلعم اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ یقیناً آسمانی آواز ہی ہو گی اس کو آسمانی آواز یقین کرنا ہر مسلمان کا فرض ہو گا اس کے بعد آنحضور صلعم فرماتے ہیں کہ ایک زمینی آواز بھی اس وقت بلند ہو گی اور زمینی منادی یہ کہہ رہا ہو گا کہ حق در آل عیسےٰ است یعنی حق عیسائیوں کے ساتھ ہے آنحضور صلعم اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کہ پہلی آواز یعنی یہ کہ حق آل محمد صلعم میں ہے فرشتہ کی آواز ہو گی اور دوسری آواز جو حق آل عیسےٰ میں بتلا رہی ہو گی شیطان کی آواز ہو گی۔

اب حضرت نبی کریم صلعم کی یہ دونوں پیشگوئیاں کیا صفائی سے لیکھرام اور عبداللہ آتھم کے حق میں پوری نہیں ہو گئیں اور کیا ان آسمانی آوازوں نے حضرت مرزا صاحب کو مہدی برحق ثابت نہیں کر دیا اور کیا ان کے ذریعہ اسلام کو زندہ مذہب اور قرآن کو زندہ کتاب اور حضرت نبی کریم صلعم کو زندہ رسول ثابت نہیں کر دیا تعصب اور عناد کی عینک آنکھوں سے اتار کر اگر کوئی شخص ان دونوں پیشگوئیوں پر غور کرے گا تو اس کو حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مہدویت کو سچا یقین کرنے اور ان کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر خدمت دین اسلام میں لگ جانے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہو گا کیونکہ ان کے ذریعہ آسمانی آوازوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کر دیا ہے حضرت امام الزمان نے سچ فرمایا ہے ؎

آسمان بارد نشان الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

انشاءاللہ کسی اور موقعہ پر زمینی نشانوں کو بھی تفصیل سے بیان کیا جائے گا اور مزید آسمانی نشان بھی بیان کئے جائیں گے۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ ۲)

اور بیماریوں کے لئے اکسیر بنادیا ہے بعض لوگ اسے "پیر فقیر" کی کرامت سمجھ کر ان کی پرستش میں لگ جاتے ہیں اور عجیب و غریب قسم کے افسانے تراش لیتے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ وہ اس کو اللہ تعالےٰ کی قدرت کا نشان سمجھتے اور اس کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجا لاتے کہ اسی نے اپنے فضل سے انسان کی شفایابی کا مفت سامان کر رکھا ہے۔

ڈاکٹر محمد عبدالسلام خیری صاحب

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر بیجا اتہامات اور دہلی کے مولوی صاحبان کی اشتعال انگیزی

جیسا کہ ہماری جماعت کے سرگرم کارکن مسٹر اے ایس خاکی نے مرکز کا ارسال کردہ لٹریچر دہلی کی مشہور جگہوں لال کنواں، حوض قاضی، جامع مسجد وغیرہ وغیرہ پر تقسیم کیا ہے، دہلی کے علمائے کرام نے اس جماعت کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ حال ہی میں بعض مولوی صاحبان کی طرف سے دہلی میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مقررین نے مرزا صاحبؒ پر طرح طرح کے اوٹ پٹانگ الزامات لگائے اور ان میں سب سے بڑا الزام جو آپ پر لگایا وہ یہی ہے جس کی تردید انہوں نے خود بھی بارہا کی اور جماعت احمدیہ لاہور بھی عرصہ دراز سے کرتی چلی آ رہی ہے یعنی یہ کہ مرزا صاحبؒ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے، ہم نہیں جانتے ایسی غلط باتیں کرنے سے کیا فائدہ ہے ہمیں بہت افسوس ہے کہ موقعہ بے موقعہ ایک غلط الزام کو دوہرا کر عام مسلمانوں میں جماعت کے خلاف خواہ مخواہ بغض و تعصب اور اشتعال پیدا کیا جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحبؒ کے ماننے والوں کا ایک بڑا حصہ خود انہیں مدعی نبوت قرار دیتا ہے اس لئے مخالفین اس کے خلاف احتجاج کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، یہ بات ایک حد تک صحیح ہے اور ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج مرزا صاحبؒ کو جس قدر گالیاں دی جاتی ہیں اور بدنام کیا جاتا ہے، اس کی تمام ذمہ داری میاں محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے آپ کو مدعی نبوت قرار دیا اور ان کے تمام نہ ماننے والے کروڑوں مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا اور اس طرح مخالف مولوی صاحبان کو موقعہ دیا ہے کہ وہ آپ کو مورد طعن و تشنیع ٹھہرا رہے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ مرزا صاحبؒ نے اپنی زندگی میں ہمیشہ دعوےٰ نبوت کی بار بار تردید کی اور ان کی زندگی میں اور کچھ عرصہ بعد تک، تمام مریدین معہ مرزا محمود احمد صاحب کے یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور نبی کریم صلعم پر نبوت ختم ہو گئی۔ اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور جو شخص دعوےٰ نبوت کرے وہ کافر اور کاذب ہے

مرزا محمود احمد جنہوں نے ۱۹۱۴ء میں سب سے پہلے مطلق العنان خلیفہ بننے کی ہوس میں مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مدعی نبوت ٹھہرایا خود انہی کی ۱۹۱۴ء سے پہلے کی تحریریں اٹھا کر دیکھئے جن میں صاف طور پر حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ممنوع قرار دیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے:-

”آنحضرت خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں آئے گا کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے۔“

اور:-

”اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو خاتم النبیین کے رتبہ پر قائم کر کے آپؐ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔“

آپ حیرت میں ڈوب جائیں گے کہ کیا یہ تحریریں اس شخص کی ہیں جو مرزا صاحبؒ کو ۱۹۱۴ء کے بعد مدعی نبوت ثابت کرنے کے لئے کئی کتابیں لکھ چکا ہے۔ ملت اسلامیہ کو انہیں نبی نہ ماننے کی وجہ سے کافر قرار دے چکا ہے حالانکہ خود حضرت مرزا صاحبؒ نے ہمیشہ ہی دعوےٰ نبوت کی تردید کی اور صاف طور پر لکھا کہ میرے نہ ماننے کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

مولوی صاحبان کو غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مریدین کا ایک گروہ جو جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتا ہے، عرصہ دراز سے خود حضرت نبی کریم صلعم کے بعد دعوےٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور کاذب قرار دیتے ہیں، تو کیا حق پرستی اس بات کی متقاضی نہیں کہ مولوی صاحبان اس آواز پر بھی کان دھریں، اور ہماری جماعت کے پیش کردہ حوالجات کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کریں کہ قادیانی جماعت کے بیانات کہاں تک درست ہیں۔ یاد رکھیئے قادیانی جماعت کا اعتقاد حجت نہیں ہو سکتا، حجت اگر ہو سکتا ہے تو خود حضرت مرزا صاحبؒ کا بیان اور آپ کی تحریرات جن کو ہم عرصہ پچپن سال سے پیش کر رہے ہیں، آیئے ہم ان میں سے چند ایک پھر آپ کی خدمت میں پیش کریں:-

(۱) لست بنبی ولکن محدث اللہ وکلیم اللہ لاجدد دین المصطفیٰ وقد بعثنی علیٰ رأس المائۃ

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۳)

ترجمہ:- میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے محدث ہوں اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید کر دوں اور اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا ہے۔

(۲) سمیت نبیاً من اللہ علےٰ طریق المجاز لا علےٰ وجہ الحقیقۃ۔

ترجمہ:- نبی کا نام جو مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیا گیا ہے وہ مجاز کے طور پر ہے حقیقت کے طور پر نہیں۔

(الاستفتاء صفحہ ۶۴ ملحقہ حقیقۃ الوحی)

(۳) ولعزۃ اللہ وجلالہ انی مومن مسلم و اومن باللہ وکتبہ ورسلہ وملائکتہ والبعث بعد الموت و بان رسولنا محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل و خاتم النبیین وان ھٰؤلاء افتروا علیّ وقالوا ان ھٰذا الرجل یدعی انہ نبی ویقول فی شان عیسی ابن مریم کلمات الاستخفاف۔

ترجمہ:- اور اللہ تعالےٰ کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں مومن مسلمان ہوں اور میں اللہ پر اس کی کتابوں اور رسولوں اور ملائکہ اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل اور خاتم النبیین ہیں اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور عیسےٰ ابن مریم کے حق میں کلمات استخفاف کہتا ہے۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸)

یہ چند مندرجہ بالا عبارات ان بے شمار بیانات میں سے ہیں جو مرزا صاحبؒ کی تمام کتب تمام اشتہارات اور ملفوظات میں پائے جاتے ہیں اور جن میں انہوں نے بار بار دعوےٰ نبوت سے انکار کیا، پھر یہاں تک احتیاط کی کہ اپنے متبعین کو نصیحت فرمائی کہ:-

”چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے، جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں۔ اور بھیجے گئے ہیں۔“

(خط مندرجہ اخبار الحکم ۷ راگست ۱۸۹۹ء)

مرزا صاحب نے ہر بات کو اتنا صاف کر دیا ہے کہ موٹی سے موٹی عقل کا آدمی بھی آسانی سے سمجھ لے۔ اے مولوی صاحبان آپ غور کریں آپ جہاں سے حملے کرتے ہیں اسی جگہ یعنی دہلی کی جامع مسجد میں ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحبؒ نے حلفیہ بیان کیا:-

”میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

اور یہیں تک نہیں ایک مناظرہ میں جب نبی کے لفظ پر جھگڑا پیش آیا تو یہ لکھ کر دے دیا کہ اگر مسلمانوں کو میری تحریرات میں نبی کا لفظ شاق گذرتا ہے تو اسے کٹا ہوا سمجھ کر اس کی بجائے محدث کا لفظ سمجھ لیں۔

اے مولوی صاحبان! میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ لوگ خدارا غور سے کام لیں، مرزا صاحب مرحوم و مغفور مجدد صد چہاردہم کی اس قدر وضاحتوں کے باوجود آپ انہیں

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ملا)

سپاسنامہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ہمدردی کے جذبات سے معمور ہے۔ آپ نے کبھی کوئی خدمت کا موقعہ اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ مقامی طور پر جب بھی کوئی مسئلہ پیدا ہوا ہے حکام ضلع آپ کی خدمات سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔

تبلیغ کے نام پر جب بھی کسی ادارہ نے آپ کی طرف رجوع کیا ہے آپ نے کبھی اسکو مایوس نہیں کیا۔

آپ کے دم قدم سے جماعت میں ایک مکمل اتحاد، اتفاق اور یگانگت کی فضا قائم رہی ہے۔ اور آپ ہمیشہ اس امر کے لئے کوشاں رہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح دلوں کو ایک دوسرے سے ملائے رکھیں اور باہم منظم و متحد ہو کر جماعت کے تمام امور کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ جماعت لائلپور ایثار، خدمت، تنظیم و اتحاد اور اتفاق و یگانگت کی جو منہ بولتی تصویر بنی ہوئی ہے اس کا تمام تر سہرا میاں فضل احمد صاحب کے سر ہے اور ہمیں بجا طور پر فخر ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک ہمیں ان کی سربراہی میں کام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔

جیسا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام ابتداء میں تاجر پیشہ حضرات کے ذریعہ دور دراز کے ملکوں میں پھیلا اور پھر وہاں سے نیک اور سعید روحوں نے اسلام کو قبول کیا اور بہتر سے بہتر نقوش ابھرتے چلے گئے تا ہم اسلام کی شمع کو دور دراز ممالک میں روشن کرنے کا سہرا تجار کے سر ہی رہا ہے۔ اب بھی اس مادی دور میں جبکہ کوئی کام بھی بغیر سرمایہ کے ہو ہی نہیں سکتا ضرورت تھی کہ خدمت دین کے لئے تاجر پیشہ حضرات آگے آتے کیونکہ دینی امور کی کماحقہ سرانجام دہی کے لئے بھی سرمایہ کی ضرورت ہے۔ لہذا چند پیسے والے دل اسلام کا درد لے کر اٹھے اور بیدار ہوئے اور انہوں نے دل کھول کر دامے۔ درمے۔ قدمے۔ سخنے اسلام کی خدمت کی اور امام الزمان مہدی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی کے طفیل بہت سے دولت مند اپنے دلوں میں اسلام کی خدمت کی سچی تڑپ لے کر میدان میں آئے۔ ان نیک سیرت بزرگوں کی راتیں شب بیداری میں اور دن کاروبار جہاں میں بسر ہوتے تھے اور یہ لوگ حقیقی رنگ میں دست بکار اور دل بیار کی تصویر بن گئے گزرنے والے گزر گئے لیکن اپنے پیچھے حسین نقوش چھوڑ گئے ان ہی خوبصورت اور حسین نقوش میں سے ایک محترم میاں فضل احمد صاحب ہیں۔ جو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کو اپنا مقصدِ حیات بنائے ہوئے ہیں۔

ہم بہت خوش ہیں کہ آپ جیسا بیدار مغز، جذبہ ملی اور غیرت دینی سے معمور دل و دماغ کا مالک فرد اور اجتماعی امور میں بے مثال کلیتہً مثبت دلچسپی رکھنے والا شخص ہم کو نصیب ہوا۔ اور ہم آپ کی سربراہی میں بہت اچھی منازل طے کرتے ہوئے آج جماعت میں ایک نمایاں مقام حاصل کئے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو پہلے سے بھی بڑھ کر خدمتِ دین اور خدمت خلق کی توفیق عطا فرمائے۔ اب آپ مرکزی مقام پر تشریف لے جا رہے ہیں اور وہاں خدمتِ اسلام اور خدمتِ خلق کے بے شمار مواقع آپ کو مل سکیں گے وہاں مرکزی طور پر جماعت کی تنظیم و تربیت، رشد اصلاح، تعلیم و تربیت، اشاعتِ اسلام نصرت دین کے لئے آپ کو بہت سا موقعہ ملے گا۔ امید ہے کہ آپ حسب سابق اپنا بیشتر وقت جماعتی امور کی سرانجام دہی اور اشاعتِ دین کے کاموں میں صرف کریں گے خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو بہترین خدمات کے مواقع عطا فرمائے۔ آمین

لائلپور کی تاریخ میں آپ کا نام جلی سنہری حرف میں تو لکھا ہی جائے گا مگر آپ نے جس محنت، جذبہ اور محبت کے ساتھ جماعتی امور میں دلچسپی لی ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تاریخ میں آپ کا نام ہمیشہ ہی قابل تقلید نمونہ کے طور پر لیا جاتا رہیگا۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے عاشق حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم کی جلائی ہوئی احمدیت کی شمع کو روشن رکھنے کے لئے لائلپور میں جو انتھک مساعی کی ہیں ان کا صلہ تو صرف خدا کی ذات ہی آپ کو دے سکتی ہے۔ ہم صرف زبان سے چند الفاظ ادا کر کے اور قلبی جذبات کے ساتھ آپ کی بے مثال خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور آپ کی سربراہی سے محروم ہوتے وقت بے بسی اور کم مائیگی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو الوداع کہتے ہیں۔ آپ کی جدائی ہمیں زیادہ محنت، ایثار اور استقلال کا ایک سبق دے رہی ہے۔ خدا تعالےٰ ہمیں ان کی توفیق عطا فرمائے۔ امید ہے کہ آپ ہمیں اپنے مفید مشوروں اور رہنمائی سے کبھی محروم نہیں کریں گے۔ ہمارے دل آپ کے لئے محبت کے جذبات اور نیک تمناؤں سے معمور ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ پر اپنے افضال اور انعام کی بارش فرمائے اور اپنی جناب سے اپنے فضلوں کا وارث بنائے اور آپ کو خدمت اسلام اور خدمت خلق کی بیش از بیش خدمت کے مواقع اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہم ہیں آپ کے ساتھی افراد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائلپور

چند رباعیات

از:- محمد صالح نور

(۲۶ اپریل کو محترم میاں فضل احمد صاحب کے لائل پور سے لاہور منتقل ہونے پر ارتجالاً کہی گئیں)

(۱)

جا رہے ہو دل میں ارماں چھوڑ کر ❊ دل کی آبادی کے ساماں چھوڑ کر
کیوں ہزاروں لوگ ہیں مغموم آج ❊ آپ انہیں جاتے ہیں گریاں چھوڑ کر

(۲)

دل کو ایسا غم کبھی کھانے نہ دوں ❊ میرے بس میں ہو تو میں جانے نہ دوں
دل نے سرگوشی میں جو مجھ سے کہا ❊ لب تلک وہ بات میں آنے نہ دوں

(۳)

جانِ محفل ہم کو گرمائے گا کون؟ ❊ دل کی پرسش کو بھلا آئے گا کون؟
خدمتِ انساں میں کوشاں تھے آپ ❊ آپ کا ثانی بھلا لائے گا کون؟

(۴)

آپ جاتے ہیں خدا کے واسطے ❊ ہم کو مت بھولیں خدا کے واسطے
آپ ہم سے ہیں تو ہم ہیں آپ سے ❊ یہ تعلق ہیں، خدا کے واسطے

(۵)

آپ کو معلوم کیا اپنا مقام ❊ دل میں بستے ہو ہمارے صبح و شام
آپ کے جانے کی یہ تعبیر ہے ❊ لے گی قلت آپ سے آپ اور کام

(۶)

بس جماعت کے تھے تم روحِ رواں ❊ لیکے پہنچے تھے بلندی پر کہاں
رونقِ محفل تھے، جانِ آرزو ❊ آپ جیسوں سے ہیں بستی بستیاں

(۷)

حامی و ناصر خدا ہو آپ کا ❊ دین و دنیا میں بھلا ہو آپ کا
آپ جاتے ہیں پھلے پھولے رہیں ❊ آپ اُسکے ہوں خدا ہو آپ کا

(۸)

آپ کو کھو کر کیسے پائیں گے ہم ❊ جب نہ پائیں گے کدھر جائیں گے ہم
یاد جب تیری ستائے گی ہمیں ❊ تو وہاں جا کر بلا لائیں گے ہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نور ہدی از مشرق رحمت برآ

گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۷

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور پاکستان

جلد ۵۶ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۶ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۶۹ء | نمبر ۲۰

"الہام: لیں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔

لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔

تیرے مخلص اور دلی محبوں

کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے

نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا

مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

مصطفےٰ او ختم الرسل خیر الانام

ہر نبوت را برو شد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست

بادہ عرفاں ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی امتیازی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نیا ہو یا پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ بالآخر اسلام تمام دنیا پر غالب آ کر رہے گا۔

بحر حکمت کے موتی

آنحضرت صلعم بادشاہ ہو کر تنگی سے زندگی بسر کرتے تھے

عن انس انہ مشی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخبز شعیر واھالۃ سنخۃ ولقد رھن النبی صلی اللہ علیہ وسلم درعا لہ بالمدینۃ عند یھودی واخذ منہ شعیرا لاھلہ ولقد سمعتہ یقول ما امسی عند آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاع بر ولا صاع حب وان عندہ لتسع نسوۃ۔

ترجمہ:۔

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ وہ نبی صلعم کے پاس جو کی روٹی اور باسی چربی لے گئے اور نبی صلعم نے اپنی زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے پاس رہن رکھی اور اس سے اپنے گھر والوں کے لئے جو لئے اور میں نے آنحضرت صلعم کو سنا فرماتے کہ محمد صلعم کے گھر والوں کے پاس گیہوں یا غلے کا ایک صاع شام تک نہیں رہا۔ اور آپ کے پاس نو بیویاں تھیں۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رح:۔

یہ حدیث بہت قابل غور ہے۔ آنحضرت صلعم کے پاس گھر میں ایک صاع غلہ یا گیہوں کا بھی نہ رہنا اور آپ کا اپنے گھر والوں کے لئے گذارہ کے لئے زرہ رہن رکھ کر ایک یہودی سے قرضہ لینا اس زمانہ کی بات ہے جب*

دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو

فرمودات حضرت امام زمان مجدد صدی چہاردہم مسیح موعود علیہ السلام

آخر کار میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سن کر چپ رہو۔ گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو۔ یاد رکھو کہ اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت امن جو ہے۔ اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی۔ اور پھر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور ان میں صبر پیدا نہ ہوتی تو پھر ان میں اور ان کے غیروں میں کیا امتیاز ہوتا؟

ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں۔ یہی گھر جو سامنے موجود ہے اس کے متعلق میرے لڑکے مرزا سلطان احمد نے مقدمہ کیا تھا۔ یاد رکھو میرے لڑکے نے مقدمہ کیا تھا اور یہ سخت ایذا دینے والے دشمن تھے مگر میں نے کہا کہ میں اظہار نہیں دوں گا۔ کیا اس وقت میں نے سلطان احمد کی رعایت کی تھی یا ان کی؟ اور ان کی دشمنیوں کا خیال رکھا یا ان کے ساتھ نیکی کی؟ یہ ایک ہی بات نہیں۔ جب جب ان کو میری مدد کی ضرورت ہوئی میں نے ان کو مدد دی اور دیتا رہتا ہوں۔ جب ان کو مصیبت آئی یا کوئی بیمار ہوا تو میں نے کبھی سلوک اور دوا دینے سے دریغ نہیں کیا۔ ایسی حالت میں کہ ہم ان سے سلوک کرتے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کرتے ہیں تم ان کی بدسلوکیوں کو خدا پر چھوڑ دو۔ وہ خوب جانتا ہے اور اچھا بدلہ دینے والا ہے۔ میں تمہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان سے نرمی کرو اور خدا تعالےٰ سے دعا کرو۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ دعائیں منظور نہ ہوں گی جب تک تم متقی نہ ہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کی دو قسم ہیں۔ ایک علم کے متعلق دوسرا عمل کے متعلق۔ علم کے متعلق تو میں نے بیان کر دیا۔ کہ علوم دین نہیں آتے اور حقائق معارف نہیں کھلتے جب تک متقی نہ ہو اور عمل کے متعلق یہ ہے کہ نماز روزہ اور دوسری عبادات اس وقت تک ناقص رہتی ہیں جب تک متقی نہ ہو۔

---

*بقیہ: آپ کے پاس نو بیویاں تھیں جیسا کہ حدیث میں صراحت موجود ہے اور یہ شہ اور اس کے بعد کا زمانہ ہے جب آپ بادشاہ ہو چکے تھے جب آپ کے پاس دور دور سے خراج کی بڑی بڑی رقمیں آتی تھیں۔ جب آپ کے جان نثار صحابہ تجارت کی وجہ سے مالدار تھے۔ اگر آپ کا اشارہ بھی ہوتا تو یہ لوگ اپنے مال و دولت آپ

باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہ کالم

جماعت احمدیہ لائل پور کے تبلیغی وفد کی کارگذاری

حسن ابدال میں سکھ زائرین میں اسلامی لٹریچر کی تقسیم

از:- محمد صالح نور صاحب

جماعت لائل پور نے اپنے ایک فیصلہ کے مطابق بیساکھی کے موقعہ پر بھارت سے آنے والے سکھ زائرین میں اسلامی لٹریچر کی تقسیم کے لئے راقم الحروف اور حافظ شیر محمد صاحب محمد شاہی کو حسن ابدال بھجوایا تھا۔ اس تبلیغی دورہ کی رپورٹ قارئین کرام کے پیش خدمت ہے:-

حسن ابدال:-

بعد از دوپہر ۱۳ اپریل کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے ضروری اسلامی لٹریچر حاصل کرکے ہم حسن ابدال کے لئے روانہ ہوئے۔ شام ۴ بجے کے قریب پنجہ صاحب کے گردوارہ میں سکھ زائرین کے لیڈر سردار گوردیال سنگھ صاحب انچارج پردیانت سترومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی سے ملے۔ اور انہیں مندرجہ ذیل کتب کا تحفہ جماعت کی طرف سے پیش کیا جسے انہوں نے نہایت عقیدت، احترام اور محبت سے قبول کیا:-

۱- قرآن کریم انگریزی از مولانا محمد علی صاحب مرحوم۔
۲- لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمد۔
۳- ٹیچنگز آف اسلام۔
۴- زندہ نبی کی زندہ تعلیم۔
۵- پرافٹ آف اسلام
۶- براہین احمدیہ (انگریزی)
۷- اسلامی اصول کی فلاسفی
۸- اسلام اور دیگر مذاہب

جب میں نے انہیں قرآن کریم پیش کیا تو انہوں نے حد درجہ احترام اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے جھک کر قرآن پاک کو بوسہ دے کر اسے قبول کیا۔ اور بار بار شکر اور امتنان کے جذبات کا اظہار فرمایا۔ اس وقت ان کے ہمراہ دوسرے سرکردہ سکھ صاحبان کے علاوہ خالصہ کالج امرتسر کے پرنسپل سردار جودھ سنگھ صاحب ایم اے نے گورمکھ پرشاد کے ایڈیٹر بھی میں موجود تھے۔ سردار گوردیال سنگھ صاحب نے جماعت کا اجتماعی طور پر تمام زائرین کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ آپ دھرم پرچار کمیٹی امرتسر کے ممبر بھی ہیں۔ آپ نے ہماری تواضع روایتی چائے سے بھی کی۔ ابتداء میں منتظمین نے اس خدشہ سے کہ ہم کوئی سیاسی عزائم رکھتے ہیں لٹریچر کی تقسیم سے منع کیا۔ مگر جب اس امر کی وضاحت کی گئی کہ ہم احمدی ہیں اور ہمارا کام صرف پیغام اسلام پہنچانا ہے لٹریچر کی تقسیم کی اجازت دے دی گئی۔ اور پولیس کے منتظمین کی اجازت سے ہم نے تین صد کے قریب کتب سکھ صاحبان میں تقسیم کیں۔ جن میں زیادہ تعداد "محمد مصطفےٰ" نامی رسالہ کی تھی جسے انہوں نے نہایت شوق سے وصول کیا۔ باقی تمام کتب اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے متعلق تھیں۔

بہت سے سکھ دوستوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم تو اسلامی تعلیم سے متعلق لٹریچر کے پیاسے ہیں مگر ہم تک یہ پہنچایا ہی نہیں جاتا۔ بہت سے سکھ دوستوں نے اپنے ایڈریسز دیئے کہ ہمیں گاہے گاہے اسلامی کتب بھجوائی جاتی رہا کریں۔

ایک بزرگ صورت سکھ سردار ابنت سنگھ صاحب گریجویٹ سن سے جو جالندھر سے تشریف لائے تھے کافی دلچسپ گفتگو رہی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے مسلمانوں کی نسبت ان کے مذہب اور ان کے نبی صلعم کو زیادہ پڑھا ہے اور انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان اپنے نبی کی باتوں پر بہت کم عمل کرتے ہیں۔ انہیں مثنوی مولانا روم، قرآن کریم، حدیث شریف اور مجدد الف ثانی رح وغیرہم کی تعلیمات پر کافی عبور تھا۔ اگر حقیقت پسندی کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات کس قدر افسوسناک ہے کہ غیر مسلم ہمیں یہ کہتے ہیں کہ آپ اسلام پر پوری طرح عملدرآمد نہیں کرتے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم لوگ ایسے اسلامی لٹریچر کے پیاسے ہیں جس میں محبت اور پیار کی باتیں بتلائی گئی ہوں۔

ایک امر ہماری خاص توجہ کا باعث بنا وہ یہ کہ حکومت ہند کی سازش سے بھارت میں اردو زبان کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اب نئی نسل اردو نام کی زبان سے واقف نہیں ہے وہ پنجابی، ہندی، گورمکھی پڑھ سکتے ہیں، یا انگریزی۔ نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے اردو لٹریچر میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اردو زبان کے متعلق اکثر سکھ صاحبان نے نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اتنی پیاری زبان پڑھنا چاہتے ہیں مگر پڑھ نہیں سکتے۔ پچیس سال کی عمر سے زائد کے لوگ تھوڑا بہت اردو پڑھ لیتے ہیں یا بوڑھے لوگ اردو لٹریچر کو آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔

ان حالات میں ہماری جماعت کے لئے جو امر قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے سکھ صاحبان کے لئے لٹریچر پیدا کرنا اس لئے بند کر دیا ہے کہ وہ پاکستان میں پائے نہیں جاتے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ احمدیہ لٹریچر میں سکھوں کے لئے بہت مواد ہے مگر ہمیں مرکز سے سکھوں کے متعلق کوئی خصوصی لٹریچر نہ مل سکا۔ اس طرف خاص توجہ دی جانی چاہیئے اور ہمارے لٹریچر میں جہاں جہاں سکھوں کے لئے خصوصی باتیں ہوں انہیں یکجا کرکے پمفلٹ کی صورت میں تیار کرکے شائع کرنا چاہیئے۔ مگر اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ ان کی زبان میں ہو، تاکہ وہ بآسانی سمجھ سکیں اور پڑھ سکیں۔ مرکزی دفتر کو توجہ دلائی گئی ہے کہ نومبر میں سکھ صاحبان ننکانہ صاحب کی زیارت کے لئے آئیں گے اس وقت تک ضروری لٹریچر تیار ہو جانا چاہیئے۔

ایبٹ آباد

حسن ابدال سے فارغ ہو کر خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی ملاقات کے لئے اور حبیب الرحمان صادق صاحب کی عیادت کے لئے ہم ایبٹ آباد روانہ ہوئے۔ خان بہادر صاحب کا وجود اس علاقہ میں روحانیت اور انسانیت کا ایک چشمہ صافی ہے۔ ہر قسم کی پیاس رکھنے والا انسان یہاں سے اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ حسب معمول نماز مغرب کے بعد قرآن پاک، حدیث شریف اور ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کا درس جاری ہے۔ نماز فجر میں طویل قیام کے ساتھ ساتھ آپ کا لحن داؤدی میں قرآن پاک پڑھنا "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا" کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا قرآن کریم نازل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مرد مومن کو زندہ و سلامت رکھے کہ یہ بہتوں کی دینی و دنیاوی بھلائی کے لئے اس اندھیرے دور میں چمکتا ہوا روشنی کا ایک مینار ہے۔ ایبٹ آباد کی جماعت کے لوگوں سے مل کر انتہائی خوشی ہوئی یہ لوگ نہایت مہمان نواز، ملنسار اور نہایت مخلص احمدی ہیں۔

حبیب الرحمٰن صادق صاحب بلڈ پریشر کے حملہ کی وجہ سے زیادہ علیل ہیں، احباب جماعت ان کی جلد صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔

مانسہرہ

ایبٹ آباد سے مانسہرہ گئے جہاں پر خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈووکیٹ، محترم ماسٹر محمد انور صاحب، ڈاکٹر محمد الدین صاحب وغیرہم کے علاوہ قادیانی اصحاب سے بھی مل کر تبادلہ خیالات کیا۔ خان بہادر صاحب سے جماعتی امور، تنظیم تبلیغ اور استحکام جماعت کے بارے میں گفتگو رہی۔ آپ نے نہایت قیمتی اور پُرجوش جذبات اور خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس عمر میں بھی آپ کے اندر کام کرنے اور جماعتی امور کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے کا جذبہ موجزن ہے۔

عطر شیشہ

حبیب الرحمٰن صادق صاحب کے صاحبزادے محمد ارجمند خان صاحب سے ملاقات کے لئے عطر شیشہ گئے۔ یہ معلوم کرکے از حد خوشی ہوئی کہ اس سارے علاقہ میں لوگ احمدیت سے خوب واقف ہیں۔ اور اکثر و بیشتر متعصب نہیں ہیں جس سے احمدیت کے موضوع پر بات کی جاوے وہ تحمل اور سکون سے بات سننے کو تیار ہے۔ احمدی اخبارات پڑھے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہایت ادب اور احترام سے لیا جاتا ہے اور لوگ تحقیق کی طرف مائل اور دوسرے کی بات غور اور ادب سے سننے کی عادت رکھتے ہیں۔

ایبٹ آباد میں واقع کے ماسٹر عبدالرؤف صاحب اور احمد صادق صاحب

(باقی بر کالم ۱)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۶۹ء

دائمی خلافت کونسی ہے؟

آج کل قادیانی اخبارات نے عجیب رویہ اختیار کر رکھا ہے، ربوہ کا اخبار "الفضل" تو مدت سے اختلافی مسائل کو چھوڑ چکا ہے یا کم از کم کسی مصلحت کے ماتحت اس نے اس بارہ میں خاموشی اختیار کر لی ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے، خلیفہ صاحب ربوہ نے اس کی بجائے قادیان کے اخبار بدر کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے، کہ وہ جو چاہے انٹ سنٹ لکھتا رہے اور اصحاب مسیح موعودؑ کو گالیاں دیتا رہے اس کی کئی مثالیں ہمارے سامنے آ چکی ہیں، کبھی وہ لکھتا ہے کہ جماعت لاہور ختم ہو چکی ہے کبھی کہتا ہے اس جماعت کی منافقت کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے، کبھی وہ ٹنگ مسجد کے بارہ میں طعن و تشنیع کرتے ہوئے اس جماعت کو ڈوب مرنے کا مشورہ دیتا ہے، غرض اس نے گالیاں دینا اور جھوٹی باتیں جماعت احمدیہ لاہور کی طرف منسوب کرنا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے، اور مسائل متنازعہ کی عجیب و غریب تاویلیں کر کے فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ و ابتغاء تاویلہ کا نقشہ پیش کرتا رہتا ہے

اس وقت ۱۱ اپریل ۱۹۶۹ء کے اخبار بدر کا ایک مضمون ہمارے سامنے ہے جس کا عنوان ہے:- "خلافت احمدیہ اور اہل پیغام کا گروہ خوارج لاہور"

اس عنوان کو دیکھ کر کون حق پسند یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ کسی غیر متعصب اور سنجیدہ مزاج انسان کے قلم سے نکلا ہے، اور صرف عنوان ہی نہیں مضمون کے اندر بھی لا تنابزوا بالالقاب کے ارشاد الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جگہ جگہ اس جماعت کو گروہ خوارج لاہور" اور "پیغامی" کے الفاظ سے نوازا گیا ہے۔

یہ تو اس تربیت کا نتیجہ ہے جو ذلیسندہ مضمون (مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان) کو دربار خلافت سے ملتی رہی ہے، ہم اسے نظر انداز کر کے دیکھنا چاہتے ہیں کہ "خلافت احمدیہ" کے بارہ میں جس کا ذکر عنوان میں کیا گیا ہے، کیا نکتہ آفرینی کی گئی ہے،

سب سے پہلے انجمن کی جانشینی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد انجمن جانشین ہے اور یہ کہ اس کا فیصلہ قطعی ہے مگر حضور کا ارشاد صرف ان کاموں کے متعلق ہے جو انجمن کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں، نہ کہ جماعت کی لیڈر شپ کے متعلق"

وہ کونسے کام ہیں جو انجمن کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں؟ مضمون نویس کو اس کی وضاحت کرنی چاہیئے تھی اور اس بات کو بھی واضح کرنا ضروری تھا کہ جماعت کی لیڈر شپ کن امور کے متعلق ہے، اور آیا انجمن اور خلیفہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر خود مختار رہیں یا ان میں سے کسی ایک کو کسی امر میں دوسرے کی ماتحتی کرنی ہوگی، مثال کے طور پر اگر انجمن کسی امر کے متعلق کثرت رائے سے کوئی فیصلہ کرے جس سے خلیفہ صاحب کو اتفاق نہ ہو تو کیا خلیفہ صاحب کو اپنی رائے چھوڑ کر اس فیصلہ کو ماننا پڑے گا یا انہیں مسترد کرنے کا اختیار حاصل ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو انجمن کو جو پوزیشن عطا کی ہے وہ یہ ہے:-

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔ والسلام

(مرزا غلام احمد ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ حضرت اقدسؑ کے اس ارشاد میں کہاں یہ لکھا ہے کہ انجمن کی جانشینی "صرف ان کاموں کے متعلق ہے جو انجمن کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں نہ کہ جماعت کی لیڈر شپ کے متعلق" کہاں حضور نے انجمن کے لئے کوئی مخصوص کام تجویز فرمائے ہیں اور کہاں جماعت کی لیڈر شپ کسی فرد واحد کے سپرد فرمائی ہے، اوپر خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھو، جن میں لکھا ہے کہ صرف میری زندگی تک "بعض دینی امور کی جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے" اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے، اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" حضرت اقدس کی اس کھلی اور واضح تحریر کے ہوتے ہوئے جماعت کی لیڈر شپ کسی فرد واحد کے سپرد کرنا یا بالفاظ مضمون نگار یہ کہنا کہ:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافت علیٰ منہاج النبوت جاری ہے"

کہاں کی ایمانداری ہے، ہاں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جاری ہے لیکن کن لوگوں کی؟ وہ مجددین اور مامورین کی خلافت ہے نہ کہ کسی غیر مامور خلیفہ کی جانشینی۔

مضمون نگار نے اپنے دعوے کے ثبوت میں آیت استخلاف کو پیش کیا ہے اور اس کی تائید میں شہادت القرآن سے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ بیان نقل کیا ہے جس میں حضور نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض الخ میں منکم سے صرف صحابہؓ ہی مراد نہیں اور خلافت راشدہ انہی کے زمانہ تک ختم نہیں ہو گئی بلکہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اس امت کے لئے صاف طور پر خلافت دائمی کا وعدہ فرمایا ہے۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ آیت استخلاف میں امت محمدیہ کو خلافت دائمی کا وعدہ دیا گیا ہے لیکن کس کی خلافت کا۔ وہ وعدہ حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا وعدہ ہے نہ کہ مسیح موعودؑ کی خلافت کا مسیح موعودؑ تو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور حضورؐ کی خلافت دائمی کے وارث ہیں، آپ کے بعد جب کوئی اور مامور یا مجدد ہو گا تو وہ اس خلافت دائمی کا منصب حاصل کرے گا، اسی شہادت القرآن میں حضرت مسیح موعودؑ نے آیت استخلاف سے ہی استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ آیت

"صاف بتلا رہی ہے کہ ایک مجدد حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے"

اب جب خود حضرت مسیح موعودؑ آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ ہیں۔ تو آپ کا کوئی جانشین اسی آیت کے ماتحت کیونکر خلیفہ ہو سکتا ہے بالخصوص جبکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد کسی خلافت کے قیام کا اشارہ تک نہیں کیا اور محض انجمن ہی کو اپنا جانشین قرار دیا ہے اور صاف طور پر ہر ایک امر میں اس کے اجتہاد کو جو کثرت رائے سے ہو کافی ٹھہرایا ہے کیا بدر کا مقالہ نگار جماعت احمدیہ لاہور کو گالیاں دینے کے بجائے قادیانی جماعت کے خروج عن الحق پر غور کرے گا جو حضرت مسیح موعودؑ کے کھلے فیصلہ کے خلاف اختیار کیا گیا ہے؟

اظہار تعزیت

۲۷ اپریل ۱۹۶۹ء کو مجلس معتمدین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اجلاس میں میاں شریف احمد صاحب مرحوم صدر جماعت لائلپور کی اچانک وفات حسرت آیات پر جملہ حاضرین نے اظہار افسوس فرمایا۔ میاں صاحب مرحوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ہمدرد اور جماعت لائلپور کے خاص طور پر قیمتی اثاثہ تھے۔ ان کی وفات ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے قرب میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ انجمن اس غم میں ان کے پسماندگان اور دوسرے اعزہ و اقرباء کے ساتھ شریک ہے۔

طے پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقل مرحوم و مغفور کے ورثاء اور اخبار میں برائے اشاعت بھیجی جائے۔

آنریری جنرل سیکرٹری

لائلپور میں یوم وصال مسیح موعودؑ کا جلسہ

یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جلسہ لائلپور میں مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۶۹ء بروز اتوار کو بوقت ۴ بجے شام بمقام پریمیئر فلور ملز فیکٹری ایریا میں منعقد ہو رہا ہے۔ مختلف موضوعات پر مندرجہ ذیل مقررین اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔

۱۔ صاحبزادہ میاں عبدالطیف صاحب "قرآن ایک تحریک ہے" [illegible]

۲۔ کرنل سعید احمد صاحب "ہماری ذمہ داریاں"

۳۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع "صداقت حضرت مسیح موعود"

محمد صابر اور۔ جائنٹ سیکرٹری

اخبار و افکار

پاکستان میں نظام زکوٰۃ

پاکستان کے سابق چیف جسٹس اے آر کارنیلئس نے کہا ہے کہ زکوٰۃ۔ مفلس اور نادار افراد کی امداد کا نہایت مؤثر اور جامع نظام ہے۔ اس کی بدولت غریب لوگوں کو مکان، طبی سہولتیں، ابتدائی و ثانوی تعلیم و وظائف اور بیکاری الاؤنس مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی بنیاد ہے جس پر فلاحی ریاست کا پورا نظام نہایت مستحکم طور پر استوار ہو سکتا ہے۔

موصوف نے سرکاری ذرائع سے زکوٰۃ کی وصولی کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ زکوٰۃ کی رقم پانچ سالہ زکوٰۃ بانڈوں کے ذریعہ وصول کی جائے جس کی قیمت پانچ اور دس روپے ہو۔ اس طرح منظم طور پر جمع کی ہوئی زکوٰۃ کو متعدد رفاہی امور کے لئے نہایت مؤثر طریقے سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جسٹس اے آر۔ کارنیلئس مذہبا عیسائی ہیں لیکن اسلامی تعلیم کی خوبیوں کا برملا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ وہی بات ہے جس کا ذکر حضرت مولانا صدرالدین صاحب اپنے خطبات میں بارہا کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ زکوٰۃ کا نظام نچلے طبقہ کی فلاح و بہبود کے مؤثر ذریعہ کے طور پر آج سے چودہ سو سال پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رائج فرمایا تاکہ معاشرے میں متوازن معیشت قائم ہو اور غریب و نادار حصہ قوم کی احتیاجات اور ضروریات پوری کر کے اس کو معاشی و سماجی سطح پر اوپر اٹھایا جائے۔ یہ ارکان دین کا اہم ستون ہے اور عبادات میں اس کا مؤثر حصہ ہے۔

صدر اسلام میں زکوٰۃ کی فراہمی حکومتی سطح پر کی جاتی تھی اور زکوٰۃ کی رقم بیت المال میں جمع کی جاتی تھی وہاں سے یہ رقم قوم کی فلاح و بہبود کے لئے اجتماعی طور پر صرف کی جاتی تھی۔ اور بے کس و نادار طبقہ کو فعال اور متحرک بنانے کے لئے اس سے کام لیا جاتا تھا۔ لیکن وقت کے گذرنے کے ساتھ نظام فرقوں، جماعتوں، گروہوں اور پھر افراد میں تقسیم ہو کر رہ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف زکوٰۃ کا اصل مقصد پورا نہ ہوا بلکہ معاشرہ میں ایک زکوٰۃ خور طبقہ پیدا ہو گیا اور یہ رجحان گداگری کو فروغ دینے کا موجب ہوا۔

ضرورت ہے کہ زکوٰۃ اور اس کے مقصد و مصرف پر غور کرتے ہوئے اس کی فراہمی کے لئے مرکزی طور پر انتظام کیا جائے۔ اس طرح ہر سال کروڑوں روپے سرکاری خزانہ میں جمع ہو سکتے ہیں اور اگر عید الفطر کے موقعہ پر فطرانہ بھی سرکاری نظام کے ماتحت جمع کیا جائے اور بھی کروڑوں روپیہ بآسانی فراہم ہو سکتا ہے۔

آج کل پاکستان میں مسلمانوں کی تعداد ۱۲ اور پندرہ کروڑ کے درمیان ہے۔ اگر ہر شخص سے کم از کم ایک ہی روپیہ بطور فطرانہ وصول ہو تو یہ بھی ۱۲ اور پندرہ کروڑ روپیہ جمع ہو سکتا ہے جو معاشرہ کی فلاح و بہبود کے مختلف اداروں کی مستقل امداد کے لئے کافی ہے۔

چور کی سزا

کینیا کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ حکومت نے آئندہ چوری کے جرم کے لئے سزائے موت دینے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ کہ حکومت نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ جرائم کا قلع قمع کر کے دم لے گی اور پولیس کو اختیار دے دیا ہے کہ جہاں کسی کو چوری کرتے دیکھا جائے اسے گولی مار دی جائے۔

من جملہ دیگر سماجی برائیوں کے پاکستان میں چوری چکاری، نقب و ڈاکہ زنی، جیب تراشی اور سرقہ بالجبر کی واردات عام ہیں۔ حکومت پاکستان ایسے مجرموں کے لئے صرف "قطع ید" کا اسلامی قانون ہی نافذ کر دے اور اس قانون پر عملدرآمد کی چند مثالیں بھی بطور عبرت و موعظت سامنے آ جائیں تو ان برائیوں کا کلیۃً سدباب ہو سکتا ہے۔

املاک یا اثاثوں کی چھان بین

حکومت نے ایک اسپیشل کمیٹی کا اعلان کیا ہے جو مستعفی سرکاری ملازمین اور ان کے کنبوں کے افراد کی املاک اور اثاثوں کی چھان بین کرے گی۔ یہ کمیٹی انتظامیہ کی تطہیر کے پیش نظر بنائی گئی ہے اور بدعنوانی کے سدباب اور رشوت خور اور دھاندلی کے ذمہ دار افسروں کے خلاف کارروائی کرے گی۔

حکومت کا یہ اقدام نہایت مستحسن ہے بلکہ اور معاشرہ میں اکثر و بیشتر سماجی، معاشرتی اور اخلاقی جرائم اسی طبقہ کی کالی بھیڑوں کی ہی پیداوار ہیں جنہوں نے اپنے مقام و مرتبہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ملک و قوم کو نقصان پہنچایا ہے۔ زیادتی املاک اور طلب زر کی ہوا و ہوس کی وجہ سے جہاں انہوں نے اپنے لئے دوزخ پیدا کر لیا ہے، وہاں قوم کو بھی رشوت دینے دلانے، کاروبار میں دھاندلی چیرہ دستی، دوسروں کے حقوق تلف کرنے اور دیگر قسم کے سماجی جرائم پیدا کر دیا ہے، اور بے شمار قسم کی اخلاقی بیماریاں پھیل گئی ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت اگر اس وقت اس قبیل کے بے لگام گھوڑے کو قابو کر لے اور ان کی دولتی چوکڑیوں پر نظر رکھے تو معاشرے کی بیشتر بیماریاں اور برائیاں دور ہو سکتی ہیں۔

اعلیٰ افسران کا نمونہ

معاشرتی اخلاق میں اعلیٰ سرکاری افسران کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں، وہ اپنے دفتری معمولات، محنت، دیانتداری، ایمانداری، عدل و انصاف، غیر جانبداری، اقربا نوازی اور خویش پروری سے دور رہ کر اور عام زندگی میں سادگی اور شرافت کا جس قدر اہتمام کریں معاشرہ میں ان اخلاقی اور انسانی اوصاف کو اسی قدر فروغ نصیب ہوتا ہے۔ اعلیٰ مقتدر اور ذمہ دار افسر جتنا محنتی، ایماندار، غیر جانبدار، عادل اور منصف ہو، اس کے ماتحت ملازمین کو بے راہ روی اور بدعنوانی کا راستہ اختیار کرنا اس قدر مشکل ہو گا۔ لیکن اس طبقہ میں جو دھاندلی پائی جاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ افسران مجاز معاملات میں اپنے ماتحت ملازمین کے لئے اچھی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اور ان کی تقلید میں خرابیاں عام ہو گئی ہیں۔

سب سے پہلا انسان

امریکی سائنسدانوں نے دعوے کیا ہے کہ سب سے پہلا انسان آج سے چالیس لاکھ سال پہلے مشرقی افریقہ کے ملک ایتھوپیا میں پیدا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ دعوے جنوبی ایتھوپیا سے قدیم انسان کے دانت اور پنجے ملنے کے بعد کیا ہے۔ واضح رہے کہ آج کل ایتھوپیا میں شکاگو یونیورسٹی کے شعبہ آثار قدیمہ کیلی فورنیا یونیورسٹی بلجیم یونیورسٹی اور پیرس کے عجائب گھر کے حکام مشترکہ طور پر آثار قدیمہ کی تلاش کر رہے ہیں۔ اس ٹیم کو چند روز قبل ایتھوپیا کی مشہور اکڈول کے کنارے سے کھدائی کے بعد قدیم انسانوں کے چالیس دانت اور پاؤں کے دو پنجے ملے تھے۔ شکاگو یونیورسٹی کے شعبہ آثار قدیمہ کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر کارل ہووِل جو ایتھوپیا میں آثار قدیمہ کی تلاش کرنے والی ٹیم کے سربراہ بھی ہیں نے ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ ہم ایتھوپیا سے ملنے والے انسانی جسم کے حصوں کے بارے میں تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آج سے چالیس لاکھ سال قبل یہاں انسان سے ملتی جلتی مخلوق آباد تھی۔ ڈاکٹر ہووِل نے بتایا کہ کوئی بھی شخص ان پنجوں اور دانتوں سے ہماری بات کی صداقت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے خیال کے مطابق یہ اعضا بندر نما انسان کے ہیں جو آج کے انسان سے بہت حد تک مماثلت دکھاتا تھا اور جس کی جدید شکل آج کا انسان ہے۔

انسان نہ جانے کیا کیا کچھ سوچتا اور دریافت کرتا رہے گا۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ وہ اپنے آغاز و انجام سے قطعی بے خبر ہے۔ اور بے خبر رہے گا۔ اس کے علم و معرفت کا ایک حصہ ایمان بالغیب ہے۔ ایمان بالغیب کی حدود سے تجاوز انسانوں کو معرفت نہیں گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ضرورت

پی۔ ایس سی۔ فائنل ایر کے ایک طالب علم کے لئے میٹرک کی ٹیوشن درکار ہے۔ خواہشمند حضرات سے درخواست ہے کہ مرکزی دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے رجوع کریں۔

آئندہ پرچہ

۲۸ مئی ۱۹۷۶ء کو شائع ہو گا جو میلاد النبی نمبر و پیغام مسیح موعود نمبر ہو گا۔ اس سے پہلے ۲۱ مئی کا پرچہ شائع نہیں ہو گا۔

کامیاب زندگی گذارنے اور دشمن کے مقابلہ میں فتوحات حاصل کرنے کے طریق

بہترین قائد کا انتخاب اور اس کی پوری اطاعت و فرمانبرداری کا حکم

اختلاف رائے کو تنازعہ اور تفرقہ کا موجب نہ بنایا جائے

تکبر و غرور اور ریا خدا کو ناپسند ہے، دشمن کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کے آگے انکساری اختیار کی جائے

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ مئی ۱۹۶۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃً فاثبتوا واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ولاتنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا۔ ان اللہ مع الصٰبرین ـــــ وقال انی بریٓءٌ منکم انی اریٰ مالاترون انی اخاف اللہ۔ واللہ شدید العقاب ـــــ (سورۃ الانفال۔ ۴۵ تا ۴۸)

جنگ کے موقعہ پر کامیابی حاصل کرنے کے طریق

ان آیات میں جنگ کا ذکر ہے اور جنگ کے ذکر میں مسلمانوں کو کامیابی کے طریقے سکھلائے ہیں۔ کہاں جنگ کا میدان اور کہاں قوم کو قاعدے اور قوانین تلقین کرنا۔ جن پر کاربند ہونے کی برکت سے مسلمان قوم شدائد و مصائب کا مقابلہ کر سکتی ہے اور کامیاب ہو سکتی ہے۔ فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ۔ اے ہمارے بندو اور اے ہمارے ماننے والو اور اے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والو جب کبھی کافر قوم تم پر حملہ آور ہو جائے اور تمہاری ان کے ساتھ مڈبھیڑ ہو جائے۔ اس وقت فاثبتوا۔ دشمن کے مقابلے میں مضبوطی کے ساتھ ڈٹ جاؤ۔ یہ نہیں کہ دشمن کو دیکھ کر بھاگ اٹھو۔ کہ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ ان کے وسائل زیادہ ہیں، ان کا لاؤ لشکر بہت ہے اور اس خیال سے بھی کمزوری نہ دکھاؤ کہ تمہاری تعداد کم ہے۔ تمہارے وسائل کم ہیں، اور سامانِ حرب کی کمی ہے۔ غرضیکہ کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے جو تمہارے ثبات، عزم اور استقلال کو کمزور کر دے۔

ناماسعد حالات میں ثبات قدم اور ذکر الٰہی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ کوئی وسائل تھے نہ تعداد زیادہ تھی۔ بدر کی لڑائی شروع ہوئی تو دو گھوڑوں کا رسالہ تھا۔ اور مقابل میں دشمن کے پاس دو سو سوار تھے لیکن ایسے وقت میں جبکہ تعداد کم ہو، وسائل کی کمی ہو۔ حالات ناماسعد ہوں فرمایا فاثبتوا۔ پہاڑ کی طرح کھڑے رہو۔ واذکروا اللہ کثیراً۔ دن رات۔ لڑائی کے میدان میں بھی خدا تعالےٰ کو یاد کرو۔ تاکہ تمہارے قدم مضبوط ہو جائیں۔ چنانچہ میدان جنگ میں بھی حضور نبی کریم صلعم اور آپؐ کی قوم نے خدا تعالےٰ کو یاد رکھا۔ اسی سے ایمان کو غذا ملتی ہے اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے جب دل میں مضبوطی پیدا ہو تو قدموں میں ثبات پیدا ہو جاتا ہے۔ ویثبت بہ الاقدام۔ یہ قوت معنوی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی اتنی بڑی تعداد کے مقابلہ پر قوم کو عزم و استقلال کا سبق سکھایا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ذکر الٰہی سے دل کے اندر طاقت پیدا ہوتی ہے دل کے طاقتور ہونے سے اعضاء کے اندر مضبوطی اور استقلال پیدا ہوتا ہے لعلکم تفلحون یہی کامیابی کا راستہ ہے۔ استقلال، عزم اور یاد الٰہی کامیابی کا ذریعہ ہے چاہیئے کہ قوم اس قیمتی سبق اور اس قاعدہ کو عام طور پر یاد رکھے۔ یہ سبق صرف جنگ کے میدان کے لئے ہی مفید نہیں بلکہ ہر حالت میں مفید ہے۔ عزم و استقلال اور یاد الٰہی سے مصائب دور ہو جاتے ہیں۔

بدر میں حضرت نبی کریم صلعم کی بارگاہ الٰہی میں گریہ و زاری۔

جب بدر کی لڑائی شروع ہوئی۔ حضور صلعم نے لڑائی کے میدان میں ایک چھپر کے نیچے بارگہ الٰہی میں آہ و زاری شروع کی۔ اور بڑے الحاح کے ساتھ اپنی کمزوری کا اظہار کیا۔ اور عرض کی اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابداً۔ اے اللہ اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر اسلام کا نام مٹ جائے گا۔ حضورؐ نے اس نازک موقعہ پر نہایت الحاح کے ساتھ دعائیں مانگیں۔ حضورؐ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ کندھوں پر سے چادر گر گئی جو حضرت ابوبکرؓ نے زمین پر سے اٹھا کر حضورؐ کے کندھوں پر ڈالی اور حضورؐ کو تسلی دی کہ آپ اس آہ و زاری کو ختم کر دیں اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے گا۔

مصیبت سے بچنے کے لئے ایک وظیفہ

چیفس کالج میں ایک لڑکا جو زیر تعلیم ہے کچھ دن ہوئے بیمار ہو گیا تمام کنبہ اس کے لئے پریشان اور بے قرار تھا۔ اس کنبے کے بعض افراد حضرت مولینا عبدالکریم صاحبؓ کے رشتہ دار ہیں۔ اس لئے وہ مجھے پیارے ہیں۔ میں اس بچہ کی عیادت کے لئے گیا۔ اس بچہ کی ماں نے مجھے کہا کہ آپ ہمیں کوئی وظیفہ سکھائیں جس پر عمل کرنے سے یہ ہمارے گھر کا چراغ روشن رہے۔ میں نے کہا میں ایک مجرب وظیفہ آپ کو بتاتا ہوں جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے وہ یہ کہ آپ سجدے میں پڑ کر بارگاہ الٰہی میں گریہ و زاری کریں کہ اے اللہ ہم غافل ہیں ہماری تقصیریں معاف کی جائیں اور بچے کی بیماری دور فرمائی جائے۔ اور دوسرا نسخہ یہ ہے، جو وہ بھی حضور نبی کریم صلعم کا ارشاد کردہ ہے کہ خیرات کرنے سے بلائیں دور ہوتی ہیں آپ امیر ہیں ایک ہزار روپیہ بطور خیرات صرف کر دیں پانچ سو روپے غربا میں تقسیم کر دیں، اور پانصد روپے کے کپڑے غرباء کو پہنا دیں۔ یہ صدقہ تمہاری حیثیت کے لحاظ سے ہے۔

آج فون پر مجھے انہوں نے اطلاع دی ہے کہ مبارک ہو بچے کو صحت ہو رہی ہے آپ کے مشورے کے مطابق روپیہ اور کپڑے بھی بانٹ دیئے تھے۔

احکامِ الٰہی اور فرمان رسولؐ کی اطاعت

مصائب میں عزم و استقلال اور یاد الٰہی کا حکم دینے کے بعد فرمایا اطیعوا اللہ ورسولہ دیکھو جنگ کے میدان میں جو احکام ہم نے آپ کو سکھلائے ہیں ان کی پابندی کرو۔ . . . . اور ایسا ہی ان احکام کی پابندی اپنے اوپر لازم کر لو جو دوران جہاد میں حضور صلعم نے تلقین فرمائے۔ اس کے بغیر تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ باتیں صرف میدانِ جنگ کے لئے ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ اور ہر میدان میں قیامت تک کے لئے مفید اور کارگر ہیں۔

قائد بہترین ہونا چاہیئے اور اسکی پوری اطاعت ضروری ہے

اسی غرض سے فرمایا کہ اپنا قائد دیکھ بھال کر بنایا جانا چاہیئے

وہ شخص جو قائد بننے کی اہلیت نہیں رکھتا اس کو اپنا قائد اور رہنما بنالو گے تو تباہی آئے گی۔ حضور صلعم نے فرمایا اذا وسد الامر الی غیر اھلھا فانتظروا الساعۃ جب امارت کسی نااہل کے سپرد کر دی جائے تو پھر بربادی کا انتظار کرو، اس کے ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ جب کسی کو اپنا قائد بنالو تو اس کی پورے طور پر اطاعت کرو۔ اگر قائد اختلاف رائے کو برداشت نہ کرے اور من مانی کا شیوہ اختیار کرلے تو اس کے نتائج اچھے نہ ہوں گے۔ اور اگر جماعت اپنے قائد کی اطاعت نہ کرے تو یہ صورت بھی نقصان دہ ہوتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام زادے اسامہؓ کو ایک جنگ میں سپہ سالار بنادیا۔ ان کے زیر کمان حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے جنگ کی۔ اسی طرح حضرت عمرو بن العاص کو جنگ ذات السلاسل میں کمانڈر بنایا گیا اس وقت بھی حضرت ابوبکرؓ نے ان کے زیر کمان جنگ میں حصہ لیا، جس جگہ دشمن کے مقابلہ پر رات کے وقت پڑاؤ کیا گیا۔ کمانڈر کی طرف سے حکم ہوا کہ آگ نہ جلائی جائے۔ لشکر بے تاب ہو گیا کہ پانی گرم چاہیئے، پاؤں دھونے ہیں۔ قہوہ تیار کرنا ہے، حضرت ابوبکرؓ کمانڈر کے پاس گئے کہ آگ جلانے کی اجازت دی جائے لیکن کمانڈر نے ان کی بات رد کر دی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کو بھی ڈانٹ پلا دی کہ یہ میدان جنگ ہے تم نہیں جانتے کہ کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہ کرنا چاہیئے میں جانتا ہوں کہ کیا حالت ہے اور کیا کرنا چاہیئے اس کے علاوہ سپہ سالار نے حضور صلعم کی خدمت میں قاصد بھیج کر کمک طلب کی کیونکہ دشمن کی تعداد زیادہ تھی مزید کمک پہنچ گئی۔ تو اس وقت بتایا کہ اگر رات کو آگ جلانے کی اجازت دی جاتی تو دشمن آگ کو دیکھ کر ہماری تعداد کا اندازہ کر لیتا اور ہم کو نقصان پہنچانے کے لئے تیار ہو جاتا۔ غرض قائد کی فرمانبرداری کرنا نہایت ضروری قرار دیا گیا ہے۔ احد کی جنگ میں حضور کی ہدایت پر عمل نہ کرنے سے فتح کے بعد شکست کا رنگ پیدا ہو گیا تھا اور خود حضور زخمی ہو کر گڑھے میں بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ حضور نے عبداللہ بن جبیر کو بیس تیراندازوں کے ساتھ ایک پہاڑی پر کھڑا کیا تھا اور فرمایا تھا کہ فتح ہو یا شکست اس جگہ سے نہ ہلنا۔ مگر اس ہدایت کو ملحوظ نہ رکھا گیا اور شدید نقصان برداشت کرنا پڑا۔

حضور نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ جب چند آدمی سفر پر نکلیں تو ایک کو اپنا امیر بنالیں اور منظم طریق پر کام کریں ہر امر میں امیر کا حکم ماننا ضروری ہے۔

اختلاف رائے کے موقعہ پر تنازع نہ کیا جائے۔

مزید فرمایا ولاتنازعوا تنازع نہ کرو۔ تنازع کے معنے ہوتے ہیں کھینچنا، تنازع میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں کھینچا کھینچی کی جاتی ہے، جو لڑائی اور تفرقہ کا موجب ہوتی ہے اس لئے فرمایا تنازع نہ کرو۔ تنازع کروگے تو فتفشلوا تم کمزور ہو جاؤ گے۔ وتذھب ریحکم۔ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ مشورے میں اختلاف رائے سے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔ اختلاف رائے رحمت کا موجب ہوتا ہے وہ لوگ جو تفرقہ بازی کرتے ہیں وہ ہلاکت کو دعوت دیتے ہیں

فرمایا ولاتکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا۔

صبر کی تلقین اور کثرت تعداد و وسائل پر گھمنڈ کرنے سے منع کیا گیا۔

اس ضمن میں مزید فرمایا واصبروا مشکلات اور مصائب و شدائد میں صبر و استقلال سے کام لو۔ ان اللہ مع الصّٰبرین جو لوگ مشکلات کے اندر صبر دکھاتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے پھر فرمایا ولاتکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرًا۔ ایک اور بات یاد رکھو وہ یہ کہ بعض لوگ میدان جنگ میں آتے ہیں تو اپنے ساز و سامان پر فخر کرتے ہیں اور تعداد اور وسائل پر اتراتے ہیں ورئاء الناس وہ لوگوں سے تعریف و توصیف حاصل کرنا چاہتے ہیں تم ان لوگوں کی پیروی نہ کرنا۔ تمہیں اپنی کثرت تعداد اور ساز و سامان پر گھمنڈ نہ ہونا چاہیئے۔ حنین کی جنگ میں مسلمانوں نے ایسی ہی ایک غلطی کی۔ اپنی کثرت پر گھمنڈ کیا اور نقصان اٹھایا فرمایا اذ اعجبتکم کثرتکم۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو سکھایا کہ انکساری اور تواضع اختیار کرو۔ جمعیت، دولت، کثرت، تعداد پر گھمنڈ نہ کرو۔ یہ قوموں کی بیماریاں ہیں جس قوم کو یہ بیماری لاحق ہوتی ہے وہ قوم برباد ہو جاتی ہے۔

تکبر گھمنڈ اور دکھاوا خدا کو ناپسند ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے میدان میں دعا کی کہ اے اللہ ان قریش اقبلت بخیلائھا وفخرھا میرے یہ قریشی بھائی تکبر اور فخر کے ساتھ آئے ہیں۔ ان کو اپنی تعداد اور سامانِ حرب اور جوانی پر فخر ہے لے اللہ اپنا وعدہ پورا کر۔ آپ نے ان کے گھمنڈ کا ذکر کیا اور اپنی عاجزی کا ذکر فرمایا بطرًا ورئاء الناس۔ گھمنڈ اور لوگوں کو دکھاوا کرنا خدا کو ناپسند ہے۔ دکھاوا نیت اور ارادے سے تعلق رکھتا ہے۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھنا یا لمبے لمبے سجدے کرنا کہ لوگ تعریف کریں اور بڑا متقی سمجھیں یہ دکھاوا ہے جو خدا کو ناپسند ہے

میدان بدر میں عاجزی کو فتح ہوئی اور غرور کا سر نیچا ہوا

ابوسفیان جو شام کی طرف سے تجارت کا قافلہ لے کر مکہ کو واپس آ رہا تھا اس کے ساتھ دو سو سوار تھے، اور ساتھ ہی کثیر مال تھا، اس کو خطرہ لاحق ہوا کہ بدر کے پاس سے گذرتے ہوئے محمد صلعم کہیں لوٹ نہ لیں۔ ابوجہل کو بھی ایسا خیال لاحق ہوا اس نے کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر اس خطرے کی اطلاع دی اور کہا کہ جلدی کرو جلدی کرو النجاء النجاء علی کل صعب جس کا سواری کا جانور منہ زور ہو وہ اسی پر سوار ہو کر پہنچے و علی کل ذلول اور جس کا سواری کا جانور نرم ہو وہ اس پر آ پہنچے ان اخذ محمد عشیرکم فلن تفلحوا ابدًا۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے قافلے پر قبضہ کر لیا تو تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔

چنانچہ مکہ والے بھاری جمعیت لے کر نکل پڑے اور ایسا ہوا کہ ابوسفیان نے ساحل کا رستہ لیا اور ابوجہل کو پیغام بھیجا کہ واپس چلے آؤ میرا قافلہ محفوظ ہے اس پر ابوجہل نے کہا واللہ لایکون ذالک ابدًا۔ لانرجع حتی نردبدرا وننحر الجزور ونشرب الخمور وتعزف علینا القیان ویسمع بنا العرب وبھابنا ابدًا۔ ابوجہل کو یہ پیغام ملا تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم ہم واپس نہیں جائیں گے جب تک فتح حاصل نہ کر لیں۔ ہم یہاں اونٹوں کے جوان بچھڑے ذبح کر کے کباب کھائیں گے۔ شرابیں اڑائی جائیں گی۔ عورتیں ہمارے سامنے خوشی سے گائیں گی اور ناچیں گی، اس سے اہل عرب پر ہماری ہیبت وارد ہو گی اور وہ ہم سے ڈرتے رہیں گے۔ ادھر یہ فخر و عجب تھا، گھمنڈ اور غرور تھا اور ادھر انکساری اور عاجزی تھی، آخر کار عاجزی کو فتح حاصل ہوئی اور غرور کا سر نیچا ہوا

کفار کو شیطان کی حمایت اور آخر کار کنارہ کشی اور ناکامی۔

مزید فرمایا واذ زین لھم الشیطان اعمالھم شیطان ان کے کاموں اور کارگزاریوں کو خوبصورت بناکر پیش کرتا ہے کہ تمہاری افواج اور رسالہ لاجواب ہے۔ تمہارے پاس سامان حرب بہت ہے۔ اندریں حالات کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکتی۔ اور مسلمان قوم تو کسی شمار و گنتی میں نہیں ہے لاغالب لکم الیوم۔ آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا وانی جار لکم اور شیطان تسلی دیتا ہے کہ جب بالخصوص میں اور میری قوم تمہارے پشت پناہ ہوں تو کون تم پر غالب آسکتا ہے۔ یہ سراقہ بن مالک تھا اس نے ابوجہل کو یقین دلایا کہ تمہاری طاقت بہت بڑی ہے اور ہم تمہارے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ بلکہ ہم تو تمہارے حمایتی ہیں فلما تراءت الفئتان نکص علیٰ عقبیہ۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو وہ بھاگ گیا وقال انی بری منکم۔ اور کہا میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے انی اریٰ مالاترون۔ میں تو اور ہی رنگ دیکھ رہا ہوں تم کو اس امر کی سوجھ نہیں جس کی حقیقت مجھے نظر آتی ہے ہمارا تجربہ بتاتا ہے کہ تم ناکام ہو گے۔ انی اخاف اللہ میں خدا سے ڈرتا ہوں، یہاں تو اور ہی رنگ ہے واللہ شدید العقاب۔ خدا تعالیٰ سخت بدلہ لینے والا ہے مسلمانوں کی انکساری اور عاجزی کو اس نے قبول فرمایا اور خدا تعالیٰ کی رحمت اور تائید و نصرت مسلمانوں کے شامل حال رہی۔

منافقوں کا پراپیگنڈا اور مسلمانوں کا توکل علی اللہ

فرمایا اذ یقول المنفقون والذین فی قلوبھم مرض غرّ ھٰؤلاء دینھم۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق تھا وہ مسلمانوں کے متعلق بول اٹھے کہ دشمن کے مقابلے میں ان کی اپنی کمزوری کا علم ہے اس علم کے ہوتے ہوئے مرنے کے لئے بہت بڑی جمعیت کے مقابلہ پر آ نکلے ہیں۔ اور یہی رنگ ان لوگوں کا تھا جو شک و شبہات کے شکار ہو چکے ہیں۔

(باقی برصفحہ کالم ۲)

حافظ شیر محمد صاحب تونسابی

وفاتِ مسیحؑ

حضرت مسیح علیہ السلام ان قوانین الٰہی سے باہر نہیں جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنائے گئے

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۵ مارچ ۱۹۶۹ء)

حیات و ممات کے جو قوانین تمام بنی نوع انسان کے لئے بنائے گئے ہیں انہی قوانین کے پابند خدا تعالیٰ کے پیغمبر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بھی تھے۔ ان کے لئے کوئی نرالا قاعدہ نہیں بنایا گیا، بلکہ قرآن مجید نے تو حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق واضح الفاظ میں فرما دیا کہ وہ تمام انسانی اوصاف سے متصف تھے ان میں قطعاً کوئی خدائی کی بات نہ تھی بلکہ وہ خدا کے بندے اور اس کے رسول تھے اور خدا تعالیٰ نے انسانیت کے لئے جو ضابطے متعین کر دیئے تھے حضرت مسیح علیہ السلام پیدائش سے وفات تک انہی کے پابند رہے ان سے سرمو انحراف نہیں کیا اس پر قرآن مجید شاہد ہے۔

پہلی دلیل

یہ ہے کہ تمام آدمزادوں کے رہنے کے لئے یہی کرۂ ارض ہے جس میں انہوں نے زندگی بسر کرنی ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام بھی انسانی نوع سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ وہ بھی اسی ازلی ابدی قانون کے ماتحت ہوں۔ جیسا کہ فرمایا فیها تحیون وفیها تموتون و منها تخرجون (الاعراف ۲۵) اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے۔

اس قانون خداوندی کی تائید میں اور بھی آیات ہیں مثلاً ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین۔ (الاعراف ۲۴) (ب) اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔ (ج) الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً وامواتاً (المرسلات ۲۵) کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا کیا زندوں کو اور کیا مردوں کو (د) منها خلقناکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارۃً اخریٰ (طٰہٰ ۵۵) اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوسری دفعہ نکالیں گے۔

ان آیات میں حصر کے رنگ میں خدا تعالیٰ نے ایک قانون بیان فرما دیا ہے کہ تمام انسان اس جسم خاکی کے ساتھ اسی زمین میں زندگی بسر کریں گے۔ اگر کوئی انسان آسمان پر جا سکتا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ اعتراض ہوا کہ او ترقیٰ فی السماء آپ آسمان پر چڑھ کر دکھائیں تب ہم ایمان لائیں گے تو آپ کو یہ جواب نہ دیا جاتا جو خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولاً۔ (بنی اسرائیل ۹۳) کہو میرا رب پاک ہے میں صرف ایک انسان رسول ہوں۔ یعنی اس جسد خاکی کے ساتھ آسمان پر جانا بشریت کے خلاف ہے دوسرا خدا تعالیٰ کی صفت سبحانیت کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ تیسرا اس سنت اللہ کے خلاف جو تمام انبیاءؑ کے متعلق جاری و ساری ہے کہ جب تک ان کو تکالیف دی گئیں تو انہوں نے اسی زمین پر مصائب برداشت کئے لیکن اس کے برعکس صرف حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ یہودیوں کی مخالفت کے وقت انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا تو یہ آسمان پر اٹھایا جانا اس سنت اللہ کے خلاف ہے جو قرآن مجید کی ان آیات میں بیان کی گئی ہے۔

دوسری دلیل

خدا تعالیٰ نے نہ صرف عام انسانوں کے لئے بلکہ تمام انبیاءؑ کے لئے بھی یہی قانون بیان کیا ہے کہ ان کی زندگی کا دارومدار کھانے پینے پر ہے جیسا کہ فرمایا (ا) وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انهم لیاکلون الطعام (فرقان ۲۰) اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجے مگر یقیناً کھانا کھاتے تھے (ب) وما جعلنٰهم جسداً لا یاکلون الطعام (الانبیاء ۸) ہم نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائیں۔ حضرت مسیح ناصریؑ اور اس کی والدہؑ کے متعلق لکھا ہے کہ کانا یاکلان الطعام وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

پس اب اگر حضرت مسیح کھانا نہیں کھاتے اور یقیناً نہیں کھاتے تو وہ اس جسم خاکی کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتے وہ یقیناً فوت ہو چکے ہیں۔

تیسری دلیل

دنیا میں کوئی ایسا انسانی جسم نہیں جو گردش ایام سے مصئون و محفوظ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تغیر پذیر رہنا ضروری ہے جیسا کہ لکھا ہے وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فهم الخالدون (الانبیاء ۳۴) اور تجھ سے پہلے ہم نے کسی انسان کو ایک حالت پر رہنے والا نہیں بنایا۔ تو کیا اگر تو مر جائے گا تو یہ رہ جائیں گے (ب) وما کانوا خالدین (الانبیاء ۸) ہم نے انبیاءؑ کے جسم ایسے نہیں بنائے جو ایک حالت پر رہنے والے ہوں لغت کی رو سے خلود کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہنے والا جس میں استحالہ (ایک حالت سے بدل کر دوسری حالت میں جانا) واقع نہیں ہوتا) ان آیات میں خدا تعالیٰ کی ایک سنت بیان کی گئی ہے کہ زمانہ کی تاثیر سے ہر ایک انسان متاثر ہوتا اور زوال پذیر ہوتا اور اس پر تغیرات کا آنا لازمی ہے اس کی تائید میں اور آیات بھی ہیں مثلاً۔ (ا) اللّٰہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفاً و شیبۃ۔ (الروم ۵۴) اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت سے پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا بنایا (ب) ومنکم من یرد الیٰ ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئاً (الحج ۵) اور کوئی تم میں سے وہ ہے جو نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے تاکہ علم حاصل کرنے کے بعد اسے کچھ علم نہ رہے۔ (ج) ومن نعمرہ ننکسه فی الخلق افلا یعقلون۔ (یٰسٓ ۶۸) اور جسے ہم لمبی عمر دیتے ہیں اسے بناوٹ میں اوندھا کر دیتے ہیں تو کیا یہ عقل سے کام نہیں لیتے۔

ان آیات میں ایک عام قانون بیان کیا گیا ہے جس سے کوئی آدمی باہر نہیں رہ سکتا بچہ ہونے سے انسان کس طرح ترقی کر کے اپنے جسمانی کمال کو پاتا ہے اور کمال جسمانی کے بعد پھر اس میں زوال آنے لگتا ہے اور وہ تنزل کی حالت میں یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ انسان پھر ایک بچہ کی طرح ہو جاتا ہے اور سب کچھ حاصل کیا ہوا بھول جاتا ہے۔

اس قانون خداوندی کے تحت حضرت مسیح علیہ السلام جبکہ دو ہزار سال کے ہو چکے ہیں اگر ابھی جائیں تو اتنے بڈھے ہو چکے ہوں گے کہ کسی کام کے بالکل قابل نہ ہوں گے اگر وہ ہزار ہا سال بعد بھی کسی قسم کے تغیر کے بغیر ۳۳ چالیس سال کے ہی رہیں تو یہ بات اس بیان کردہ اصول کے خلاف پڑتی ہے اس لئے قابل قبول نہیں۔ وہ یقیناً کافی عرصہ سے فوت ہو چکے ہیں۔

چوتھی دلیل

دنیا میں جس قدر خدا تعالیٰ کے سوا معبود بنائے گئے ہیں ان سب کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مر گئے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے والذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیئاً وهم یخلقون ۰ اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (النحل ۲۰-۲۱) اور وہ جنہیں یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ مردے ہیں نہ زندے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا بنائے جانے پر خود قرآن مجید کی شہادت موجود ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ هو المسیح ابن مریم (المائدہ ۷۲) یقیناً وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔

ان آیات سے یہ یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو خدا بنایا

کے ایک بڑے حصہ نے خدا بنایا ہے اور وہ ہر وقت ربنا المسیح کہہ کے انہیں پکارتے ہیں وہ بھی اس آیت کے نزول کے وقت مُردوں میں شامل تھے۔ اموات کے بعد غیر احیاء تاکید کے طور پر لایا گیا ہے کیونکہ اَموات جو مَیِّت کی جمع ہے کوئی شخص میّت کی جمع سمجھ کر غلط معنی نہ کر لے اس لئے فرمایا غیر احیاء کہ نہیں وہ اس وقت بھی زندہ نہیں بلکہ وفات پا چکے ہیں۔ ایک اور آیت میں ہے ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غفلون (الاحقاف ۵) اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کو چھوڑ کر اسے پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اسے جواب نہیں دے سکتا اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ اس آیت میں بتلایا کہ جو لوگ من دون اللہ ہو کر اللہ سمجھے جاویں انہیں اس دنیا کے لوگوں کی پکار کا کچھ علم نہیں اور نہ ہی وہ قیامت سے پہلے ان کی کسی پکار کا جواب دے سکیں گے۔ دوسرے الفاظ میں وہ وفات پا چکے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق عیسائی بھی اسی قسم کے خیالات رکھتے ہیں نیز انہیں ربنا المسیح کہہ کے پکارتے ہیں اس لئے اس قاعدہ کلیہ کے مطابق وہ بھی فوت ہو چکے ہیں اب قیامت تک حضرت مسیح علیہ السلام کی کسی پکار کا جواب نہیں دیں گے اور نہ ہی قیامت تک انہیں عیسائیوں کے ان عقائد کا کچھ علم ہوگا۔

پانچویں دلیل

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی آمد سے ختم نبوت کا عقیدہ بھی باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب ۴۰) حضرت محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اس امر کا متقاضی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو نہ نیا نہ پرانا جس طرح نئے نبی کے آنے سے ختم نبوت کا عقیدہ باطل ہوتا ہے اسی طرح پرانے نبی کے آنے سے بھی باطل ہوتا ہے کیونکہ آخری نبی وہ ہوگا جو سب دنیا کے نبیوں سے آخر میں آئے اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام بعد میں آجائیں تو وہ خاتم النبیین ٹھہریں گے۔ اگر کہا جائے کہ وہ اس وقت نبی نہ ہوں گے تو یہ قرآن مجید کی اس آیت کی رُو سے غلط ہے جس میں فرمایا آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا اینما کنت (مریم ۳۰-۳۱) خدا تعالےٰ نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا اور مجھے مبارک بنایا جہاں کہیں بھی ہوں۔ پس اگر وہ دوبارہ آجائیں تو بھی ان کا نبی ہونا ضروری ہے اور نبوت ان سے منفک نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر ان کی نبوت ساتھ نہیں ہوگی تو ان کا آنا عبث اور بے معنی ہے۔ محض امامت اور خلافت کا کام کرنے والے تو اس امت میں بھی ہو سکتے ہیں۔ اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں۔

چھٹی دلیل

تمام انبیاء سابقین کی موت سے قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا استدلال کیا ہے جیسا کہ فرمایا (الف) ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (المائدہ ۷۵) کہ مسیح ابن مریم ایک رسول تھے جن سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (ب) وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران ۱۴۴) اور حضرت محمدؐ ایک رسول ہی ہے اس سے پہلے سب رسولؐ مر چکے ہیں۔ پھر اگر وہ مر جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ یہ آیت پہلی پیش کردہ آیت کے متعلق تشریح کے طور پر ہے۔ ہر دو آیات میں ایک ہی الفاظ ہیں صرف نام کا فرق ہے پہلی آیت میں مسیح ابن مریمؑ فرمایا اور دوسری آیت میں محمد (صلعم) بیان کیا گیا۔ اب غور کا مقام ہے اور ایک حق پسند طبیعت کے لئے قرآن مجید کا یہ فیصلہ نہایت ہی بیّن اور واضح ہے اور پہلی آیت میں فرمایا کہ حضرت مسیحؑ ایک رسول ہیں ان سے پہلے سب رسول گذر چکے یعنے فوت ہو چکے ہیں" اس آیت میں حضرت عیسٰے علیہ السلام سے پہلے تمام رسولوں اور نبیوں کی وفات کا ذکر صراحتاً کر دیا گیا ہے۔ جس سے سب مسلمانوں کو اتفاق ہے۔ اس کے بعد اب صرف حضرت مسیحؑ کی وفات و حیات کا سوال رہ جاتا تھا سو اللہ تعالےٰ نے انہیں الفاظ میں یہ فرمایا کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک رسول ہیں آپؐ سے پہلے سب رسولؐ گذر چکے ہیں"۔ اب غور فرمائیے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد حضرت نبی کریم صلعم تک اور تو کوئی نبی ہی مبعوث نہیں کیا گیا تو گویا یہ آیت صرف حضرت مسیحؑ کی وفات کے متعلق ہی نازل کی گئی ہے ورنہ حضرت مسیحؑ سے پیشتر تو جو رسول تھے ان کی وفات کا ذکر تو پہلی آیت میں آ چکا تھا۔ من قبلہ الرسل میں الف لام استغراق ہے جیسا کہ صاحب بحر المحیط نے لکھا ہے۔

"وقرء الجمھور الرسل بالتعریف علی سبیل التفخیم للرسل قراءۃ التعریف اوجہ اذ دل علی تساوی کل فی الخلق والموت فھذا الرسول ھو مثلھم فی ذالک"

(تفسیر بحر المحیط ج ۳ ص ۶۸)

اور جمہور علماء نے الرسل کو تعریف کے ساتھ پڑھا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ تمام رسول پیدائش اور موت میں مساوی ہیں ایسا ہی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا حال ہے۔ اور الف لام تعریف کا عربی زبان میں استغراق کا فائدہ دیتا ہے جیسا کہ ابو البقاء نے اپنی کلیات میں لکھا ہے:-

قال عامۃ اھل الاصول والعربیۃ لام التعریف سواء دخلت علی المفرد او الجمع تفید الاستغراق (کلیات ابو البقاء ص ۵۶۲)

جمہور علماء اصول اور علماء عربیہ یہ کہتے ہیں کہ الف لام تعریف کا خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ لفظ خَلَا بصیغہ ماضی بغیر کسی صلہ کے جب کبھی انسانوں کے متعلق استعمال ہو تو وہ ہمیشہ وفات یافتہ انسانوں کے متعلق ہی آتا ہے۔ چنانچہ عربی لغات میں لکھا ہے:-

(۱) خَلَا فلانٌ اذا مات (لسان العرب) خَلَا الرجل ای مات (اقرب الموارد) جب یہ کہیں خلا فلانٌ یا خلا الرجل تو اس کے معنے ہوتے ہیں وہ فوت ہو گیا۔ اسی طرح دیوان حماسہ میں سموئل بن عادیا کا شعر ہے ؎

اذا سیدٌ منا خلا قام سیدٌ
قؤولٌ بما قال الکرام فعولٌ

کہ جب ہم میں سے کوئی سردار فوت ہو جاتا تو ایک اور سردار کھڑا ہو جاتا ہے جو بولنے والا ہوتا ہے اور جیسا کہ اس کو بزرگ حکم دیں عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ خود قرآن مجید نے بھی خَلَا کے معنوں کی تعیین کر دی ہے جیسا کہ فرمایا:- "افان مات او قتل" اگر محمد رسول اللہ صلعم طبعی موت سے مر جاویں یا قتل کئے جاویں تو خَلَا۔ مات او قتل کے معنے میں استعمال ہوا ہے۔ آیت زیر بحث کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین نے بھی عموماً اس آیت کی یہی تشریح کی ہے جیسا کہ لکھا ہے وسیخلوا کما خلوا بالموت او القتل (قنوی علی بیضاوی جلد ۳ ص ۱۲۲) یعنے نبی کریم صلعم ایسے ہی دنیا کو چھوڑ جائیں گے جس طرح گذشتہ انبیاء طبعی موت کے ذریعہ یا قتل کے ذریعہ دنیا کو چھوڑ چکے ہیں۔

معلوم ہوا کہ پہلے تمام رسول انہی دو طریق میں سے کسی طریق سے دنیا سے گذر چکے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام اگر مصلوب نہیں ہوئے تو یقیناً وہ اپنی طبعی موت سے وفات پا چکے ہیں۔

ساتویں دلیل

یہ ضروری نہیں تھا کہ اس قدر حیات و ممات کے اصول بیان کرنے کے بعد بھی نام لے کر حضرت مسیحؑ کی وفات کا ذکر کیا جاتا مگر خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں خصوصیت سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کا نام لے کر بھی ان کی وفات کے متعلق بیان کیا ہے۔ جب یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کو صلیب دینے کی تدبیر اور کوشش کی اور اس میں وہ کامیاب ہو گئے تو حضرت عیسٰے علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کی جناب میں اپنی حفاظت کے لئے دعا کی جس کے جواب میں جناب باری کا ارشاد ہوا:-

اذ قال اللہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (آل عمران ۵۵) جب اللہ تعالےٰ نے کہا اے عیسٰے میں تجھے

وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں اور تجھے ان سے پاک کرنے والا ہوں

اس آیت میں اللہ تعالے نے حضرت مسیح کے ساتھ چار وعدے فرمائے۔

ا۔ توفی یعنے آپ یہودیوں کی تدبیر سے قتل نہ ہوں گے بلکہ اپنی طبعی موت سے مریں گے۔

ب۔ رفع یعنے آپ مصلوب نہیں ہو سکیں گے نا رحمت الٰہی سے دُور ہوں بلکہ آپ کو قرب الٰہی کے اعلےٰ مدارج ملیں گے۔

ج۔ تطہیر: یعنے کفار کے منسوب کردہ الزامات سے پاک کئے جائیں گے۔

د۔ فوقیت متبعین یعنے حضرت مسیح کے نام لیوا آپ کے منکروں پر غالب رہیں گے۔

تو اس آیت میں سب سے پہلے طبعی موت کا وعدہ ہے پھر رفع کا تو ترتیب قرآنی کے مطابق سب سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کا وفات پانا ضروری ہے کیونکہ حقیقتاً رفع کا مقام وفات کے بعد ہی ہوتا ہے۔ جب تمام حجاب دُور ہو جاتے ہیں اور ہر نیک آدمی جو ہے وہ وفات کے بعد ہی خدا تعالےٰ کی طرف اُٹھایا جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں المیّت تحضرہ الملٰئکۃ فاذا کان الرجل صالحاً قالوا اخرجی ایتھا النفس الطیّبۃ کانت فی الجسد الطیّب ..... حتّٰی تخرج ثم یعرج بھا الی السماء فیفتح لھا۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب ما یقال عند من حضرہ الموت فصل ثالث)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مومن قریب المرگ ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں تو اگر وہ نیک ہو تو کہتے ہیں اے پاک رُوح نکل جو تو ایک پاکیزہ جسم میں تھی تو وہ پاکیزہ روح باہر نکلتی ہے پھر اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں پھر اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے غرض ہر نیک آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کی رُوح کو اُٹھا کر فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں بعینہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی رُوح آسمان پر اُٹھائی گئی۔ اور اب وہ وفات یافتہ انسانوں میں شامل ہیں۔ اور یہ کہنا کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی توفی والا وعدہ تطہیر کے بعد ہے یہ بالکل غلط ہے تقدیم و تاخیر کے لئے کوئی محکم دلیل ہونی چاہیئے بغیر کسی دلیل کے کسی آیت میں تقدیم و تاخیر کرنا صریح گمراہی ہے۔ پس حق یہی ہے کہ جو ترتیب قرآن کریم نے رکھی ہے وہی درست ہے یعنی پہلے توفی ہوئی ہے پھر رفع ہوا۔

آٹھویں دلیل

تو حضرت مسیح کا قول ہے جس میں حضرت مسیح اعتراف کرتے ہیں کہ جب میری قوم نے مجھے خدا بنایا اس وقت میری وفات ہو چکی تھی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:۔

واذ قال اللہ یٰعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامّی الٰھین من دون اللہ قال سبحٰنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب۔ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علٰی کل شیء شھید (المائدہ ۱۱۶-۱۱۷)

اور جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا دو معبود بنا لو کہا تو پاک ہے مجھے کہاں شایاں تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے کہا ہوتا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تو مخفی رکھتا ہے تو ہی غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں ذیل کے امور ثابت ہوتے ہیں:۔

(۱) غلط تعلیم دینے سے انکار (۲) سچی اور صحیح تعلیم دینے کا اقرار (۳) اس بات کا اظہار کہ حضرت مسیح کی موجودگی اور حاضری میں ان کے پیرو صحیح تعلیم پر قائم تھے اور ان کے عقائد نہیں بگڑے تھے (۴) ان کی غلط تعلیم اور عقائد کا بگاڑ توفی کے بعد ہوا تو حضرت مسیح علیہ السلام دو زمانوں کا ذکر فرماتے ہیں ایک وہ جسے مادمت فیھم کے الفاظ سے ظاہر کرتے ہیں یعنی جب تک وہ ان میں رہے اور دوسرا کنت انت الرقیب علیھم۔ جب صرف خدا تعالےٰ ہی ان پر نگہبان تھا۔ گویا ایک زمانہ حاضری کا ہے دوسرا غیر حاضری کا۔ اس غیر حاضری کی وجہ آسمان پر جانا نہیں بلکہ توفیتنی ہے کہ تو نے مجھے وفات دے دی۔ اب سوال یہ ہے کہ اس وقت حضرت مسیح قوم میں حاضر ہیں یا غیر حاضر اگر غیر حاضر ہیں تو اس غیر حاضری کی وجہ سوائے وفات کے اور کوئی نہیں لہٰذا آپ فوت ہو چکے ہیں۔ یہ آیت حضرت مسیح کی وفات کو قطعی اور یقینی طور پر ثابت کرتی ہے کیونکہ اس میں عیسائیوں کا عقیدہ بگڑنے کا زمانہ حضرت مسیح کی وفات کے بعد کا قرار دیا ہے اور چونکہ وہ عقیدہ نزول قرآن سے پہلے بگڑ چکا تھا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات بھی نزول قرآن سے پہلے ہو چکی تھی۔ علاوہ ازیں اس آیت کی جو تفسیر خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے وہ بھی اس کا قطعی فیصلہ کرتی ہے:۔

انّہٗ یجاء برجال من امّتی فیؤخذ بھم ذات الیمین وذات الشمال فاقول یا ربّ اُصیحابی اُصیحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم فیقال ان ھؤلاء لم یزالوا مرتدین علٰی اعقابھم منذ فارقتھم

(بخاری کتاب التفسیر باب قولہ "وکنت علیھم شھیداً")

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کے لوگ دائیں اور بائیں سے پکڑ کر لائے جائیں گے۔ میں کہوں گا اے میرے رب میرے صحابہ ہیں میرے صحابہ ہیں۔ کہا جائے گا کہ تو نہیں جانتا انہوں نے تیرے بعد کیا کچھ کیا پھر میں اسی طرح کہوں گا جیسے خدا کے صالح بندے حضرت عیسےٰ نے کہا کہ میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا پھر کہا جائے گا کہ جب تو ان سے جُدا ہوا تو یہ مرتد ہوتے رہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انہی الفاظ کو استعمال کرنا صاف بتاتا ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت عیسےٰ کی اُمت بھی حضرت عیسےٰ کی وفات کے بعد بگڑی اور اسی طرح آپ کی اُمت آپ کی وفات کے بعد بگڑے گی۔ اس قطعیۃ الدلالت آیت اور اس حدیث صریح کے ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰ کی وفات کا انکار کرنا نصوص صریحہ کو رد کرنا ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے جب لفظ توفی آئے تو اس کے معنے موت لئے جائیں مگر جب وہی لفظ حضرت مسیح کے متعلق استعمال ہو تو اس کے معنے آسمان پر اُٹھا لئے جائیں۔ العجب ثم العجب

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن مجید کے نقطہ نگاہ سے زیادہ سے زیادہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تین حیثیتیں تسلیم کی جا سکتی ہیں۔

(۱) انسانوں میں سے ایک انسان (۲) نبیوں میں سے ایک نبی (۳) معبودوں میں سے ایک معبود۔

یہودی انہیں صرف بشر مانتے ہیں عیسائی انہیں خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں، اور مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق وہ رسول اور نبی تھے۔ قرآن مجید نے ہر سہ لحاظ سے مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ تسلیم کیا ہے۔

پہلی حیثیت

کہ وہ صرف بشر ہیں۔ فرمایا۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فھم الخٰلدون۔ اور تجھ سے پہلے ہم نے کسی انسان کو ایک حالت پر رہنے والا نہیں بنایا تو کیا اگر تو مر جائے گا تو یہ رہ جائیں گے۔ اس آیت میں بتلایا کہ انسانی جسم کبھی بھی گردش ایام سے محفوظ و مصئون نہیں رہ سکتا وہ ہمیشہ تغیر پذیر رہتا ہے اور اس نے زندگی اور موت کی ہر حالت میں اسی کرۂ ارضی میں رہنا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی انسان ہیں اس لئے وہ خدا تعالےٰ کے قوانین سے جو اس نے انسانوں کے متعلق بنائے ہیں باہر نہیں جا سکتے اور کل نفس ذائقۃ الموت کے تحت وفات پا چکے ہیں۔

دوسری حیثیت

کہ وہ نبی ہیں۔ تمام انبیاءؑ کے متعلق فرمایا وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

حضرت محمد صلعم ایک رسول ہیں جن سے پہلے سب رسول مر چکے ہیں۔ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام انبیاءؑ کی وفات صراحتاً بیان کی گئی ہے۔

باقی بر صفحہ ۱ کالم ۳

مُراسلات

حضرت محمدؐ صاحب کا پوتّر جیون

اور نیک کام قابلِ تعریف ہیں

ایک معزز سِکھ سردار بسنت سنگھ کا آپؐ کی تقلید میں

اُونچا جیون بنانے کا شوق

محترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارسال حسن ابدال۔ آپنے والوں میں اسلامی لٹریچر تقسیم کرنے کی کوشش کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قبول فرمایا ہے۔ ایک سکھ معزز سفید ریش دوست سردار بسنت سنگھ صاحب گوئل سُن، جو جالندھر سے تشریف لائے ہوئے تھے کا خط موصول ہوا ہے جو پیغام صلح میں اشاعت کی غرض سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اسے اخبار میں شائع فرما دیں بشکریہ۔ انہیں مولانا محمد علی صاحبؒ کی کتب دی گئی تھیں۔ والسلام۔ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۶۹ء

محمد صالح نور۔ جائنٹ سیکرٹری

"جالندھر۔ ۶۹-۴-۲۸

پیارے نور صاحب۔ السلام علیکم

جب ہم پنجہ صاحب سے شام کو چلنے لگے تھے تو آپ نے مجھے ایک اردو کتاب جس کا نام "زندہ نبی کی زندہ تعلیم" ہے دی تھی۔ میں نے پڑھی ہے کتاب بہت اچھی ہے۔ حضرت محمدؐ صاحب کی زندگی اُن کا پوتّر جیون اور ان کے نیک کام جو زندگی میں انہوں نے کئے ہیں قابلِ تعریف ہیں۔ میں ضرور کوشش کروں گا اونچا جیون بنانے کا مجھے شوق ہے کہ میں ایک اچھا انسان بنوں میں کتاب سے بہت کچھ حاصل کروں گا یہ آپ نے میرے پر بہت مہربانی کی ہے۔ حضرت مرزا البشیر احمد صاحب نے مجھے ایک قرآن شریف بھی دیا تھا ۱۹۴۰ء میں وہ پنجابی میں ہے اور میرے پاس اب تک موجود ہے۔ میری طرف سے آپ سب کو سلام جواب جلدی دیں تاکید ہے اپنا پتہ مکمل لکھ کر بھیجیں۔"

مشرقی پاکستان کے مُہلک اور پُرخطر طوفان

کرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمد للہ کہ تمام افراد جماعت چٹاگانگ میں طوفان وغیرہ کے اثرات سے محفوظ و مامون رہے۔

بادوباراں کی نسبت کئی گُنا زیادہ مہلک اور پُرخطر وہ طوفان تھے جو سیاسی خمیدہ بازوں کی سرگرمیوں کے نتیجہ کے طور پر ہمارے اہلِ وطن کے سینوں سے اُٹھے۔ پاربتی پور، لکشم اور دوسرے مقامات پر بے گناہ مرد عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو قتل وغارت کیا گیا محض اس لئے کہ ان کی زبان اور ان کا طرز فکر دوسروں کے نزدیک اجنبی تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو مسلمانوں کے حقوق کی حرمت اور اسلامی اخوت کے احکام کی سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

سُنا ہے کہ ڈھاکہ اور کومیلا کی جو جو بستیاں طوفان سے تباہ ہوئی ہیں۔ وہ گذشتہ سیاسی طوفان کے مراکز کی حیثیت رکھتی تھیں اور جہاں انسانوں نے خدا کی مخلوق پر زیادہ ظلم کیا تھا وہیں طوفان نے قہرِ الٰہی کی شکل اختیار کر کے سب سے زیادہ تباہی مچائی۔

ہم سب آپ کے ممنون ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ سلسلہ کے بزرگ اصحاب پاکستان میں حقیقی اسلامی اخوت کی ترویج و ترقی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں کیونکہ تمام ملک کا جذبات کی رَو میں بہہ کر مادی اغراض کے تحت حکومت سے بغاوت اور دوسروں کے نکتۂ نظر کا عدم احترام تمام قوم کے لئے باعث شرم ہے خصوصاً جبکہ ہم تمام دنیا کے سامنے یہ اعلان کر چکے ہیں کہ پاکستان میں ہم اسلامی طرزِ زندگی کا نمونہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے ممالک اور اقوامِ عالم کے سامنے ہم نے اسلامی طرزِ زندگی کی کوئی اچھی مثال قائم نہیں کی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب بزرگانِ سلسلہ پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ آمین۔ والسلام

آپ کا خادم۔ مرغوب عالم
چٹاگانگ

مُسلم ہائی سکول لاہور کی عظیم فتح

مورخہ ۸ مئی ۱۹۶۹ء کو جونیئر ریڈ کراس سوسائٹی لاہور کے زیرِ اہتمام مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور میں زیرِ صدارت بیگم صاحبہ و قاد النساء نون بین المدارس تقریری مقابلہ منعقد ہوا جس کا موضوع تھا:۔

"اس تغیر پذیر دنیا میں ریڈ کراس کی بنیاد انسان دوستی کی دائمی قدروں پر ہے۔"

اس مقابلہ میں لاہور کے سکولوں کے علاوہ شیخوپورہ، ملتان، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے طلباء و طالبات نے بھی حصہ لیا۔ چونکہ مقررین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اس لئے منتظمین نے تعداد کو کم کرنے کے لئے پہلے ۲۶ اپریل کو بھی مقابلہ منعقد کرایا تھا جس میں اچھے مقررین میں ہمارا انتخاب طالب علم آفتاب احمد جماعت ہفتم بھی شامل تھا۔ اور آخری مقابلہ میں خداوند تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و عنایات سے آفتاب احمد ہی کو کامل فتح عطا فرمائی۔ آفتاب احمد نے گذشتہ سال کارپوریشن ماڈل ہائی سکول میں سیرۃ النبی صلعم کے موضوع پر پہلی دفعہ تقریری مقابلہ میں شرکت کر کے دوسرا انعام جیتا تھا۔ اب دوسری دفعہ اس مقابلہ میں کم و بیش پچیس بہترین مقررین میں اول پوزیشن حاصل کر کے انعامی کپ جیت لیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

برکت علی۔ سٹاف سیکرٹری
مسلم ہائی سکول ملتان روڈ لاہور

وفاتِ مسیحؑ بقیہ از صفحہ

تیسری حیثیت

کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمام معبودانِ من دون اللہ کے متعلق فرمایا ہے:۔

خُطبۂ جُمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۵)

اس قسم کی باتیں منافق پھیلاتے تھے فرمایا بےشک مسلمانوں کے پاس سامان نہیں لیکن مسلمان کا خدا پر توکل ہے ومن یتوکل علی اللّٰہ جو کوئی حق و صداقت کے لئے پوری کوشش اور جد و جہد کرنے کے بعد خدا پر توکل کرے گا فان اللّٰہ عزیز حکیم۔ اللہ غالب ہے، وہ مسلمانوں کا ساتھ دے گا۔ وہ حکیم ہے اس کو پتہ ہے کہ فتح اور کامیابی کے لئے کیا راستے نکلتے ہیں اور وہ خود کامیابی کے راستے نکال کر مسلمانوں کو فتحیاب کرے گا۔

سید اللہ دتہ شاہ صاحب کا جنازہ غائبانہ

آج ایک افسوسناک خط آیا ہے چکوال کی تحصیل اور ضلع جہلم میں چوہان ایک جگہ ہے وہاں ہمارے سلسلہ کے ایک نہایت مخلص اور خادم دین سید اللہ دتہ شاہ صاحب رہتے تھے۔ وہ ہمیشہ جلسہ سالانہ پر آیا کرتے تھے۔ سفید پگڑی عموماً سر پر ہوتی تھی۔ بلند قد کے اور دراز جسیم انسان تھے۔ اہلِ علم بھی تھے۔ تقوےٰ اور محبت سے بھرا ہوا دل تھا۔ آج ان کے بیٹے کا خط آیا ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ پڑھ کر بڑا صدمہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ تین ماہ پہلے گر گئے تھے ٹانگ پر چوٹ آ گئی تھی۔ بڑھاپے میں گر جانا اور کمزوری کی حالت میں چوٹ آ جانا عموماً مہلک ہوتا ہے۔ ان کی وفات سے قوم کو بڑا نقصان ہوا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نمازِ جمعہ کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔

(نماز کے بعد جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون۔

وہ مر چکے ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ تمام دُنیا جانتی ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر مفصل موجود ہے کہ عیسائی دنیا حضرت مسیح علیہ السلام کو الوہیت کا مقام دیتی ہے اور ہر حاجات کے وقت خدا کی طرح اسے پکارتی ہے اس لئے وہ بھی مُردوں میں شامل ہو چکے ہیں چونکہ وہ وفات پا چکے ہیں اس لئے لا یستجیب لھم الیٰ یوم القیامۃ قیامت تک وہ ان کی پکار کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ قرآن مجید کی اس قدر تصریحات کی موجودگی میں کہ حضرت مسیح علیہ السلام

لائل پور کا تبلیغی وفد

(بسلسلہ صفحہ ۲)

پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب کے علاوہ دوسرے دوستوں سے بھی ملاقات کا موقعہ ملا۔ ہر ایک دوست کو اپنے اپنے رنگ میں بے مثل پایا۔

راولپنڈی:۔

واپسی پر راولپنڈی میں خاص طور پر میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کی عیادت کے لئے گئے۔ آپ اب صحت یاب ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے وجود میں احیائے موتیٰ کا معجزہ مشاہدہ کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے بہت جلد صحت عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت اس نادر وجود کی مکمل صحت و تندرستی اور لمبی عمر کے لئے دعا کرتے رہیں۔

راولپنڈی میں جماعت کے مختلف احباب سے مل کر جماعت لائل پور کا پیغام پہنچایا کہ وہ اتحاد، یگانگت اور محبت کو باقی تمام امور پر مقدم رکھیں۔ راولپنڈی میں مندرجہ ذیل احباب سے ملاقات ہوئی۔

مولانا قاضی محمد صاحب اجمیری

ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض

میاں نصیر احمد صاحب فاروقی

میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی

ملک ظفر اللہ خان صاحب

مرزا معصوم بیگ صاحب

احمدی احباب کے علاوہ جماعت ربوہ سے متعلق جناب بابو قاسم علی صاحب سابق امیر جماعت سیالکوٹ سے بھی تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

جہلم

واپس آتے ہوئے تھوڑے وقت کے لئے جہلم میں محترم محمد صدیق ...... صاحب صدیقی کے ہاں قیام ہوا۔ آپ پہلے لائل پور میں ہی تھے اب کچھ عرصہ سے جہلم تشریف لے جا چکے ہیں۔ آپ کے نام پیغام صلح جاری کرنے کے لئے دفتر کو لکھا جا رہا ہے۔

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کی ملاقات اور آپ کے حالیہ مضامین کی یکجا اشاعت کے سلسلہ میں مشورہ کے لئے گجرات میں ٹھہرے۔ مگر چیمہ صاحب کے وہاں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ جماعت لائل پور اپنے پروگرام کے مطابق جماعتوں کے دورے کے اس پروگرام کو جاری رکھ سکے اور پیغام حق پہنچانے میں جو سعادت نصیب ہوئی ہے اسے قائم اور برقرار رکھنے کی توفیق ملتی رہے۔ آمین۔

تعزیتی ریزولیوشن

جماعت احمدیہ لائل پور نے مورخہ ۲۵ اپریل بعد از جمعہ مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور کیا۔ اور فیصلہ کیا کہ قرار داد کی نقول محترم میاں شریف احمد صاحب مرحوم کے صاحبزادگان کو اور اخبار پیغام صلح کو بھجوائی جائیں:۔ "جماعت لائل پور اپنے قابل صد احترام صدر حضرت میاں شریف احمد صاحب مرحوم کی اچانک وفات پر سخت رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ آپ کی قیادت پر جماعت لائل پور بجا طور پر فخر کر سکتی ہے آپ نہایت مخلص اور بے لوث انسان تھے جماعتی معاملات میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ اور کوئی موقعہ بھی جماعتی زندگی کا ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے آپ کے وجود میں اپنے بزرگوں کی نیکی اور اخلاص کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے اور جنت الفردوس میں اعلےٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

محمد صالح نور۔ برائے سیکرٹری جماعت

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منیجر

بحرِ حکمت کے موتی

(بقیہ صفحہ اوّل)

کی خدمت میں وسامز کرتے۔ مگر کس قدر دنیا سے بے تعلقی ہے اور کس قدر اللہ تعالے کے ساتھ تعلق ہے کہ اس حالت میں [illegible] یہ نمونہ دکھانا اعلےٰ سے اعلےٰ زہد کا مقام ہے۔ دنیا سے کنارہ کش ہو جانے والے کے زہد کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں اور نو بیویاں گھر میں ہوتے ہوئے یہ حالت بتاتی ہے کہ آپ نے ان بیویوں سے اپنے حظ نفس کے لئے شادی نہیں کی بلکہ ان کی خبرگیری کے لحاظ سے یا اور وجوہ پر کی۔

(فضل الباری)

قارئین کرام سے التماس ہے کہ جن احباب نے ہفت روزہ [illegible] ادا نہیں کیا۔ ازراہ کرم پہلی فرصت میں ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ پیغام صلح کا سالانہ چندہ آٹھ روپیہ اور لائٹ آف اسلام کا چار روپیہ ہے۔

مینیجر اخبارات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸ شمارہ نمبر ۳۰

نعیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ٹیلیفون ۵۲۷۳۷
مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۴-۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ - مطابق ۲۱/۲۸ مئی ۱۹۶۹ء | نمبر ۲۱-۲۲

قصرِ نبوّت کی آخری اینٹ

"وہ پتّھر جسے معماروں نے رَدّ کیا کونے کا سرا ہو گیا"

حضرت خاتم النّبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق حضرت داؤدؑ اور دیگر انبیاءؑ کی پیشگوئی

عن ابی ھریرۃ رضہ انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال انّ مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجلٍ بنی بیتًا فاحسنہٗ واجملہٗ الّا موضع لبنۃٍ من زاویۃٍ فجعل النّاس یطوفون بہ ویعجبون لہٗ ویقولون ھلّا وضعت ھٰذہ اللّبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النّبیّین

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری مثال اور ان نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے تھے اس شخص کی مثال کی طرح ہے کہ اس نے ایک گھر بنایا اور اسے اچھا بنایا اور اسے خوبصورت بنایا سوائے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ کے سو لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور اس پر تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی تو فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں سب نبیوں کے آخر میں ہوں۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ:

یہ حدیث ختم نبوّت کے مسئلہ پر اس قدر واضح ہے کہ ادنیٰ اشتباہ کی گنجائش باقی نہیں چھوڑتی اور وہی شخص ختم نبوّت کے بعد نبیوں کے آنے کا قائل ہو سکتا ہے جو اس حدیث کو ردّی میں پھینکنے کی جرأت کرے۔ اس میں سلسلہ نبوّت کو ایک محل سے تشبیہہ دی ہے جس کے صرف کونے کی اینٹ کی جگہ خالی تھی تو آپ نے فرمایا میں وہ اینٹ ہوں پس جب قصرِ نبوّت میں صرف ایک ہی اینٹ کی جگہ خالی تھی اور وہ جگہ آنحضرت صلعم کے آنے سے پُر ہو گئی تو اب کسی اور نبی کو لا کر اسے کونسی جگہ دی جائے گی۔ کیا اس آخری اینٹ کو اُکھیڑ کر پھینک دیا جائے گا اور اس کی جگہ اب اس نئی اینٹ سے پُر کی جائے گی نعوذ باللہ منہ۔ یا کیا محمد رسول اللہ صلعم جس قصر کے کونے کی اینٹ ہیں وہ تو مکمل ہو گیا مگر اب اس قصر کی بجائے ایک نیا سلسلہ نبوّت شروع کر کے نیا قصرِ نبوّت تیار کیا جائے گا۔ یہ دونوں باتیں باطل ہیں نبوّت کا ایک ہی قصر ہے اور آپ کے بعد اس میں کسی نبی کے آنے کی گنجائش نہیں نہ نئے کی اور نہ پرانے کی۔ یہ حدیث ایک اور رنگ میں ایک عظیم الشّان پیشگوئی کے پورا ہونے کی طرف اشارہ کر رہی ہے

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

کلامِ امامؑ — درمدح سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا ÷ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر ÷ لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے ÷ اس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اُتارے ÷ میں جاؤں اسکے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے دلبر کے راہ دکھائے ÷ دِل یار سے مِلائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی ÷ دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ÷ وہ طیّب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے ÷ جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
آنکھ اس کی دُور بیں ہے دِل یار سے قریں ہے ÷ ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے ÷ دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اس نُور پہ فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا ÷ وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے ÷ پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

آنحضرتؐ کا مرتبہ اور مقامِ قربِ الٰہی

حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ...... ایک اعلےٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے۔ جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے ؎

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم ✤ آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم*
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد ✤ پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدمد زاں روئے پاک ✤ ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال ✤ چوں دلِ احمد نمے بینم دگر عرشے عظیم
منتِ ایزد را کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار ✤ صد بلا را میخرم از ذوقِ آں عین النعیم
از عنایاتِ خدا و از فضلِ آں دادارِ پاک ✤ دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم
آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر من شد عیاں ✤ گفتنے گر دید مے طبعے دریں راہے سلیم
دردِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود ✤ ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالیہ کی شناخت کے لئے اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنے روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں۔

سب سے ادنےٰ درجہ جو درحقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتشِ محبتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسان کو گرم تو کرے۔ اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اس سے ہو سکیں لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اس متاثر میں آگ کی چمک پیدا نہ ہو۔ اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالےٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے ...... جس میں دونوں محبتوں کے ملنے سے آتشِ محبتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اس میں آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہیں ہوتی۔ فقط ایک چمک ہوتی ہے جس کو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبتِ الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اس کو افروختہ کر دیتا ہے۔ اور اس کے تمام اجزاء اور تمام رگ و ریشہ پر استیلاء پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے۔ اور اس حالت میں آتشِ محبتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے۔ اور اس کی لوئیں اور شعلے اردگرد کو روزِ روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں۔ اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اور پورے طور پر اور تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روحِ امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے۔ اور ہر یک غبار سے خالی ہے۔ اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلےٰ درجہ کی طاقتِ وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں۔ اور اس کا نام ذو الافق الاعلےٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ وحیِ الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے۔ اور اس کو رأی ما رأی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے۔

اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسانِ کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعداداتِ بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ درحقیقت پیدائشِ الٰہی کے خط ممتد کی اعلےٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنےٰ سے ادنےٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلےٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اس نبیؐ کا اعلےٰ اور ارفع مقام تھا۔ ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلےٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا۔ اور اعلےٰ و ارفع مقام محبت کا ملا۔ یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیحؑ دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقامِ جمع اور مقامِ وحدتِ تامہ ہے۔ پہلے نبیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے۔ اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے جو اس مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کہ حضرت مسیحؑ نے بھی ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا کہ ایک انسان کا ... (جو خدا تعالےٰ ہے) اپنے نوکروں کو بھیجا۔ یعنی ابتداء کے قرب والوں کو جس سے مراد وہ تمام صلحاء ہیں جو حضرت مسیحؑ کے زمانہ میں اور اسی صدی میں گزرے یا کسی قدر ان سے پہلے آئے۔ پھر جب باغبانوں نے باغ کا پھل ... سے انکار کیا۔ تو باغ کے مالک نے تاکید کے طور پر اپنے بیٹے کو ان کی طرف روانہ کیا تا اس ... کا پھل اس کے حوالہ کریں۔ بیٹے سے مراد اس جگہ مسیحؑ ہے جن کو دوسرا درجہ قرب اور محبت کا حاصل ہے۔ مگر باغبانوں نے اس بیٹے کو بھی باغ کا پھل نہ دیا۔ بلکہ اپنے زعم میں اسے قتل کر دیا۔ بعد اس کے حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ اب باغ کا مالک خود آئے گا یعنے خدا تعالےٰ خود ظہور فرمائے گا تا باغبانوں کو قتل کر کے باغ کو ایسے لوگوں کو دے دے کہ اپنے وقت پر پھل دے دیا کریں۔ اس جگہ خدا تعالےٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے۔ جو قرب اور محبت کا تیسرا درجہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہیں۔ ¹

اور یہ سب روحانی مراتب ہیں کہ جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ حقیقی ابنیت اس جگہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مرادی گئی ہے۔

(توضیح مرام صفحہ ۲۳ - ۲۹)

---

¹ ہمارے سید و مولےٰ جناب مقدس خاتم الانبیاءؐ کی نسبت صرف حضرت مسیحؑ نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدا تعالےٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے۔ اور استعارہ کے طور پر آنجناب کے ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیا ہے۔ بلکہ بوجہ خدائی کے مظہرِ اتم ہونے کے آنجناب کو خدا کر کے پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کی زبور میں لکھا ہے تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بٹائی گئی۔ اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (یعنی خاتم الانبیاء ٹھہرا) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے۔ دیکھو زبور ۴۵

اب جاننا چاہیئے کہ زبور کا یہ فقرہ کہ اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے یہ محض بطور استعارہ ہے جس سے غرض یہ ہے کہ جو روحانی طور پر شانِ محمدی ہے اسکو ظاہر کیا جائے۔

پھر یسعیاہ نبی کی کتاب میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔ دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالوں گا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اس پر رکھی۔ وہ قوموں پر راستی ظاہر کرے گا وہ نہ چلائے گا۔ اور اپنی صدا بلند نہ کرے گا۔ اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائے گا۔ وہ مسلی ہوئی سینٹھی کو نہ توڑے گا۔ اور سن کو جس سے دھواں اٹھتا ہے نہ بجھائے گا۔ جب تک کہ راستی کو امن کے ساتھ ظاہر نہ کرے۔ وہ نہ گھٹے گا نہ تھکے گا۔ جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نہ کر لے۔ اور جزیرے اس کی شریعت کے منتظر ہوویں ...... خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اکسائے گا ...

اب جاننا چاہیئے کہ یہ فقرہ کہ خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلے گا یہ بھی بطور استعارہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پرہیبت ظہور کا اظہار کر رہا ہے۔ دیکھو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۲۔

اور ایسا ہی اور کئی نبیوں نے اسی استعارہ کو اپنی پیشگوئیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کیا ہے مگر چونکہ ان سب مقامات کے لکھنے سے طول ہو جاتا ہے اس لئے بالفعل اسی قدر پر کفایت کرتا ہوں اور میں نے جو اس جگہ تین مراتب قرب اور محبت کے لکھ کر تیسرا مرتبہ جو بزرگ ترین مراتب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے۔ یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہیں بلکہ الہامی طور پر خدا تعالےٰ نے مجھ پر کھول دیا ہے ...

---

* احدیت سے مراد اس جگہ خدائی نہیں بلکہ صفت از خود جدا شدن میں یکتا ہونا مراد ہے۔ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بروایت حکیم محمد الدین صاحب گوجرانوالوی مہاجر۔ خاکسار مرتب

ہفت روزہ پیغامِ صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۱–۲۸ مئی ۱۹۶۹ء

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان کام اور آپؐ کے فیوضِ عالیہ

حضرت نبی کریم محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے سپرد جو کام اللہ تعالےٰ کی طرف سے کئے گئے یا یوں کہیئے کہ جن عظیم الشان مقاصد کے لئے حضورصلعم کی بعثت عمل میں آئی، ان کا ذکر سورہ جُمعہ کی اس آیت میں کیا گیا ہے ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین یعنے اللہ وہ پاک ذات ہے جس نے اُمیوں کے اندر انہی میں سے ایک رسُول مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے قبل کھُلی گمراہی میں تھے۔

اِس آیہ کریمہ میں چار عظیم الشان کام حضورؐ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں:-

۱- اُمیّوں کو اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھ کر سُنانا۔
۲- انہیں ہر قسم کی بدیوں اور فواحش سے پاک کرنا -
۳- انہیں کتابِ الٰہی کی تعلیم دینا۔
۴- حکمت اور دانائی کی باتیں انہیں سکھانا۔

ان چار کاموں کی اہمیت کا اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ان حالات کا مطالعہ کیا جائے جو حضورصلعم کی بعثت کے وقت عرب میں پائے جاتے تھے، اور پھر اس بات کو دیکھا جائے کہ آپؐ کو ان کاموں کی سرانجام دہی میں کیا کیا مُشکلات پیش آئیں اور کس قدر مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور آخرکار کہاں تک آپؐ کو کامیابی نصیب ہوئی۔

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت میں ہی اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے، کہ حضورصلعم کو جن لوگوں میں کام کرنا پڑا وہ سب کے سب نہ صرف اُمّی ہی تھے بلکہ ان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین- وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں مبتلا تھے، ہر قسم کے فواحش اور ضلالت ان میں پائی جاتی تھی- بُت پرستی، زنا کاری توہمات، نسلی امتیازات، قبائلی تفاخر و تباغض اور باہمی جنگ و جدال وہ خصوصیات ہیں جو صدیوں سے ان میں چلی آتی تھیں، ایسے حالات میں ان کی اصلاح کا کام جس قدر مُشکل ہو سکتا ہے اور جو مشکلات حضور نبی کریم صلعم کو اس بارہ میں اُٹھانی پڑیں وہ دنیا کے کسی بھی بڑے سے بڑے نبی یا مصلح کو کبھی پیش نہیں آئیں۔

اِس کام کی اہمیت اس امر سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ حضورصلعم خود بھی اُمّی تھے۔ اور عرب کے ان اُمیّوں میں پرورش پانے کے باوجود نہ صرف ان کی عادات و خصائل سے آپؐ نے کوئی حصہ نہ لیا بلکہ بچپن ہی سے ہر قسم کی نیکیاں اور پاک خصائل آپؐ کے وجود میں پائے جاتے تھے جس کا آپؐ کے دشمنوں کو بھی ہمیشہ اعتراف رہا اور تمام عرب میں آپؐ الامین کے خطاب سے مشہور تھے۔

لیکن ان ذاتی خوبیوں کے علاوہ اور خود اُمّی ہونے کے باوجود جو علوم آپؐ نے ان اُمیوں کو سکھائے بجز اس کے کہ آپؐ نے ان ضلالت سے بھرے ہوئے لوگوں کا کیا، بُت پرستی اور دنیا پرستی سے چھڑا کر خدائے واحد کے آستانہ پر جس طرح انہیں جھکایا اور جو حکمت اور دانائی کی باتیں انہیں سکھائیں ان کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

مذکورہ آیت میں سب سے پہلا کام جو حضورصلعم کی طرف منسوب کیا گیا وہ ایات اللّٰہ یعنے قرآن کریم کی تلاوت کا کام ہے، یہ پاک آیات جوں جوں اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوتیں آپؐ بلاخوف مخالفت لوگوں کے سامنے انہیں پڑھ کر سناتے، اور آپؐ کا پڑھنا اس قدر مؤثر ثابت ہوتا کہ جن لوگوں کے دل ہدایت کا نور حاصل کرنے کے لئے تیار نہ تھے، وہ شور و غوغا برپا کر کے دوسروں کو ان کے سننے سے روکنے کی کوشش کرتے، قرآن کریم میں ان کے اسی فعل کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:- وقال الذین کفروا لاتسمعوا لھٰذا القراٰن والغوا فیہ لعلکم تغلبون - کافر لوگ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو مت سُنو اور شور برپا کرو تاکہ تم غالب آ جاؤ-

صرف شور و غوغا ہی نہیں قرآن کریم کی تلاوت سے روکنے کے لئے طرح طرح کی اذیتیں آپؐ کو پہنچائی گئیں، تاہم آہستہ آہستہ لوگوں کے دل اس کی طرف کھنچے چلے گئے اور وہ کفار کی ہر قسم کی سختیوں کے باوجود اس پاک کتاب کی بتائی ہوئی راہ ہدایت کو چھوڑنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے، اور آخرکار ان لوگوں کو بھی جو دیر تک ضد اور عناد پر اڑے رہے، فتح مکہ کے موقعہ پر قرآن کریم کا جُوا اپنی گردنوں پر اُٹھانا پڑا اور تمام عرب نے اس کتاب اللّٰہ کی تلاوت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا-

لیکن نرا قرآن کا سکھانا یا پڑھنا پڑھانا ہی آپؐ کا کام نہ تھا، اس کے ساتھ سب سے بڑا کام جو حضورصلعم کو سرانجام دینا پڑا وہ تزکیہ نفوس کا کام ہے، قرآن کریم کو پڑھنے والے آج بھی دنیا میں بہت ہیں، لیکن اس کی اصل غرض اور فائدہ جو تزکیہ نفوس سے تعلق رکھتا ہے اکثر لوگوں میں پایا نہیں جاتا، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے قرآن کریم کو جس رنگ میں پیش کیا، اور اپنے نمونہ سے جو اثر دلوں پر ڈالا، اس نے اہلِ عرب کی کایا پلٹ دی، وہ بری عادات و اطوار، وہ غلط کاریاں اور فواحش جو ان میں صدیوں سے چلے آتے تھے یکسر مٹ گئے، اور ان کی جگہ نیکیوں اور پاک عادات و خصائل نے لے لی۔ بُت پرستی کا نام و نشان نہ رہا اور اس کے بجائے ایک قادر مطلق سمیع و بصیر خدا کی پرستش ان کا دن رات کا شعار بن گیا، توہمات، نسل پرستی، قبائلی تفاخر اور جنگ و جدال سب ختم ہو گئے اور اخوت انسانی اور باہمی اتحاد کا وہ نقشہ دنیا نے دیکھا جس سے دنیا کی موجودہ مہذب قومیں آج بھی محروم ہیں۔

افسوس ہے کہ آج مسلمان بھی اس نقشہ کو بھلا چکے ہیں اور قرآن کریم کو کتاب الٰہی ماننے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کا دم بھرنے کے باوجود باہمی کتا چینی، تکفیر و تفسیق، اور جنگ و جدال کو عام طور پر اپنا شیوہ بنا رکھا ہے، حالانکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کھلے لفظوں میں ہدایت فرما دی تھی کہ لاتکفروا اھل قبلتکم- اپنے اہلِ قبلہ کو کافر نہ ٹھہراؤ، اور یہ بھی فرمایا تھا من صلّی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے، ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے، وہی مسلمان ہے- اور قرآن کریم نے تو اس سے بھی مختصر الفاظ میں اُمّتِ مسلمہ کو متنبہ کیا ہے کہ لاتقولوا لمن القٰی الیکم السّلام لست مومنا جو شخص تمہیں السّلام علیکم کہتا ہے اسے مت کہو کہ تو مسلمان نہیں، لیکن آہ! اس کو کیا کیا جائے کہ آج ہمارے مولوی صاحبان ان ہدایات کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور ادنےٰ ادنےٰ فروعی اختلافات پر جن کا ایمانیات سے کوئی تعلق نہیں ایک دوسرے کو کافر قرار دے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا کردہ اخوت اسلامی اور وحدتِ نسلِ انسانی کو ختم کر بیٹھے ہیں۔

بہرحال ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپؐ نے صدیوں کی بگڑی ہوئی قوم کو پرلے درجہ کے گند اور ضلالت سے نکال کر نیکی اور پاکیزگی کا مجسمہ بنا دیا، بالفاظ دیگر انہیں شیطان سے انسان اور انسان سے فرشتے بنا دیا۔

اور پھر یہیں تک نہیں، اس اُمّی قوم کو کتاب و حکمت کے وہ علوم عطا کئے، جن کی وجہ سے وہ دنیا کی رہبر اور معلم بن گئی، اس وقت جب یورپ جہالت اور ضلالت کے تیرہ و تاریک اندھیروں میں بھٹک رہا تھا، عرب کے اُمّی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے سکھائے ہوئے علم و حکمت کا چراغ لے کر مغرب کی وادیوں میں پہنچ گئی اور ہسپانیہ جیسے ملک میں سات سو سال تک نہ صرف حکومت کا علم بلند رکھا بلکہ وہ اعلےٰ درجہ کے علوم انہیں سکھائے جن سے متمتع ہو کر اہلِ یورپ علم کا نور دنیا میں پھیلانے کے قابل ہوئے، افسوس مسلمان آج خود اس نور سے بیگانہ ہو کر غیروں کے دست نگر ہیں- اور اپنے اسلاف کے سیکھے ہوئے اسلامی علوم کو چھوڑ کر سوشلزم اور کمیونزم وغیرہ کی پیروی کو موجبِ نجات سمجھنے لگے ہیں حالانکہ محمد ازم یعنے اسلام نے جو ہدایات دنیا کو دی ہیں وہ ہر قسم کے ازم سے بالاتر اور ہر دینی مکتبِ فکر سے مفید تر ہیں، کاش مسلمان ان کا صدق دل سے مطالعہ کر کے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔

یہ تو وہ فیوض ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے عرب قوم کو پہنچائے لیکن حضورصلعم کا یہ فیض صرف عرب تک ہی مختص نہیں، اسی سورت جمعہ میں آپؐ کی بعثت کے مذکورہ بالا مقاصد کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم- اس رسول اُمّی صلی اللہ علیہ وسلّم کا فیض ان لوگوں کو بھی ہمیشہ پہنچتا رہے گا جو آپؐ کے بعد آنے والے ہیں

اور وہ ان لوگوں سے نہیں ملے جن کو آپؐ نے براہ راست اپنے فیوض سے متمتع فرمایا، اس آیہ کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ آپؐ کے فیوض کا چشمہ قیامت تک جاری رہے گا اور کبھی کسی زمانہ میں بھی خشک نہیں ہوگا چنانچہ اس اُمت کے اندر ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے جو حضرت نبی کریم صلعم کے نور سے روشنی حاصل کر کے دنیا کو پہنچاتے رہے ہیں۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے متعلق اس حدیث میں پیشگوئی فرمائی ہے ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگوں کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو اس کے لئے تازہ کر دیا کریں گے چنانچہ گذشتہ تیرہ سو سال میں ہر صدی میں ایسے مجددینؒ اور اولیاء اللہ آتے رہے ہیں جن کے ذریعہ دین کی تجدید اور اس اُمت کو تقویت حاصل ہوتی رہی ہے اس طرح حضور نبی کریم صلعم کا چشمۂ فیض ہمیشہ جاری چلا آتا ہے، اس چودھویں صدی میں بھی ایک خدا رسیدہ انسان جو حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت اور آپؐ کے عشق میں سرشار تھا، حضرت مرزا غلام احمد کے نام سے بحکم الٰہی مجددیت کے منصب پر سرفراز ہوا اور اس نے دین نبویؐ کی تجدید اور مخالفین اسلام کے حملوں کے دفاع میں وہ عظیم الشان خدمات سرانجام دیں جن کی نظیر ملنا مشکل ہے، خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رجل عظیم کے متعلق جو فارسی النسل ہے، اٰخرین منھم کی تشریح فرماتے ہوئے سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء الفارس اگر ایمان ثریا پر معلق ہوگا تو ابناء فارس کا ایک شخص اسے پالے گا۔ چنانچہ اس زمانہ میں جب ایمان فی الواقعہ ثریا پر پہنچ گیا ہوا تھا اور مسلمان دھڑا دھڑ دہریہ اور عیسائی ہوتے چلے جا رہے تھے حضرت مرزا صاحبؒ دوبارہ اس کو اتار کر دلوں کے اندر جاگزین کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہ آیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر نص صریح ہے، اس سے ثابت ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسکتے ہیں کیونکہ ہر نبیؑ براہ راست اللہ تعالیٰ سے بواسطہ جبرئیلؑ تعلیم حاصل کرتا ہے اور کسی دوسرے نبیؑ کا شاگرد نہیں ہوتا، اگر ایسا کوئی نبی آجائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپؐ کے فیوض کا چشمہ ختم ہو جائے گا اور اس دوسرے نبی کی اطاعت کرنا اور اس کے فیض سے متمتع ہونا پڑے گا، جو قرآن کریم کی صریح ہدایت الیوم اکملت لکم دینکم الخ کے خلاف ہے۔

غرض حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم الشان انسان ہیں جنہوں نے ہر قسم کی گمراہی اور توحش سے نہ صرف اہل عرب کو پاک کر دیا بلکہ دنیا کی دوسری اقوام بھی آپؐ کی تعلیمات سے فیض یاب ہو کر ہر قسم کے عصیان اور ضلالت سے پاک اور اعلےٰ صفات کی حامل ہو گئیں اور آپؐ کے فیوض کا چشمہ ہر کس و ناکس کی ہدایت اور رہبری کے لئے ہمیشہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ وصلے اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

فضل الباری
شرح صحیح بخاری

قصر نبوت کی آخری اینٹ

(بسلسلہ صفحۂ اوّل)

کیونکہ اس میں آنحضرت صلعم نے اپنے آپ کو قصر نبوت کے کونے کی اینٹ کہا ہے اور کونے کے پتھر کے متعلق حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسےٰؑ دونوں کی پیشگوئی صاف الفاظ میں ہے:۔ "وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا ہے کونے کا سرا ہو گیا ہے یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے" (زبور ۱۱۸۔ ۲۲۔ ۲۳) "یسوع نے انہیں کہا کہ تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب اس لئے میں کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے پھل لائے دی جائے گی" (متی ۲۱۔ ۴۲ و ۴۳) مقام غور ہے کہ رد کیا وہ پتھر حضرت اسمٰعیلؑ ہیں جن کی نبوت کا اہل کتاب نے انکار کیا مگر حضرت ابراہیمؑ ہی انہیں مکہ میں چھوڑ گئے اور انہی کی اولاد سے وہ آخری نبیؐ پیدا ہوا۔ بنی اسرائیل میں تو نبی پر نبی آئے لیکن بنی اسمٰعیل میں صرف ایک ہی نبی پیدا ہوئے یعنی محمد رسول اللہ صلعم اور وہی کونے کا پتھر بنے اور حضرت مسیحؑ نے تو بنی اسرائیل کو صاف کہدیا کہ تم سے خدا کی بادشاہت لے کر دوسری قوم کو دی جائے گی اور وہ وہی بنی اسمٰعیل یا دکردہ قوم ہے۔

اخبار احمدیہ

چوہدری اللہ دتہ صاحب کا انتقال

—— جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و اندوہ سے سُنی جائے گی کہ محترم چوہدری اللہ دتہ صاحب مالک پاکستان پاٹری ورکس گجرات ایک طویل علالت کے بعد جمعہ مؤرخہ ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء کو وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

چودھری صاحب موصوف جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ اپنے ڈلہٹی کے خطبہ جمعہ میں بتا چکے ہیں تقسیم پاکستان کے وقت نہایت عسرت کی حالت میں جموں کشمیر سے ہجرت کر کے پاکستان آئے اور گجرات میں قیام کیا، حد درجہ کی عسرت کے باوجود انہوں نے کسی کے آگے دست سوال دراز کرنا اپنی غیرت کے خلاف سمجھا اور یوں توں کر کے کراکری کی صنعت قائم کی جو ترقی کرتے کرتے آج ایک کارخانہ کی صورت اختیار کر چکی ہے جس سے موصوف نے لاکھوں روپے کمائے اور ہزاروں راہ خدا میں صرف کئے وہ بڑے مخیر انسان تھے اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی سود و بہبود کا خیال رکھنے اور انہیں پروان چڑھانے کے علاوہ ہر کس و ناکس کی امداد کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

مرحوم ہمارے مکرم بھائی چودھری فضل حق صاحب ریٹائرڈ انکم ٹیکس کمشنر کے برادر حقیقی تھے، ہم ان سے اور مرحوم کے بیٹوں اور اہلیہ محترمہ اور خاندان کے دیگر افراد سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

تمام بیرونی جماعتوں سے استدعا ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

بورڈران احمدیہ ہوسٹل کا اظہار تعزیت

احمدیہ ہوسٹل لاہور کے بورڈران نے ایک غیر معمولی اجلاس میں چودھری اللہ دتہ صاحب کی وفات پر اظہار افسوس کیا قرارداد پاس کی اور مرحوم کی مغفرت اور پس ماندگان کے لئے دعا کی گئی۔

بھڈواہ میں ایک نیک سیرت خاتون کی وفات

سیکرٹری صاحب نشر و اشاعت جماعت بھڈواہ اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء کو بروز جمعہ چوہدری عبدالکریم صاحب گنائی مرحوم کی بیوہ تقریباً ستر برس کی عمر میں ڈیڑھ روز بیمار رہ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے خاوند چوہدری عبدالکریم گنائی مرحوم کی ذات گرامی ایک سرگرم آنریری مبلغ کی حیثیت رکھتی تھی، ان کی بیگم صاحبہ مرحومہ بھی پابند صوم و صلوٰۃ، صبر و قناعت کا مجسمہ اور خاموش طبع خاتون تھیں۔ ان کی نماز جنازہ میں احباب جماعت کے علاوہ بہت سے غیر از جماعت احباب بھی شریک ہوئے۔ دیگر جماعتوں سے بھی استدعا ہے کہ جنازہ غائبانہ پڑھ کر مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

شفایابی پر عطیہ

خواجہ محمد صدیق صاحب مالک آرہ مشین دھرمپورہ لاہور نے اپنے پوتے (پسر خالد عتیق صاحب کراچی) کی صحت یابی پر مبلغ پچیس روپے انجمن کو بطور شکرانہ ارسال فرمائے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

لاہور میں جلسہ میلاد النبی صلعم یکم جون کو ہوگا

یکم جون ۱۹۶۹ء کو بروز اتوار احمدیہ ہال واقع احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں ۵ بجے شام میلاد النبی صلعم کی تقریب میں جلسہ منعقد ہوگا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مرزا مسعود بیگ صاحب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظمےٰ پر تقاریر فرمائیں گے۔

دیگر جماعتوں کے جلسے

۲۹ مئی بروز جمعرات راولپنڈی، پشاور اور کراچی میں میلاد النبی صلعم کی تقریب میں جلسے منعقد ہوں گے، راولپنڈی کے جلسہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ بھی شمولیت فرمائیں گے۔

۳۰ مئی ۱۹۶۹ء کو جہلم اور یکم جون ۱۹۶۹ء کو سیالکوٹ میں جلسے منعقد ہوں گے ◆

عرب جیسی اُمّی اُجڈ قوم میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزانہ اصلاحی کام

آپ کی تعلیم سے اولیاء اللہ پیدا ہوئے اور تا قیامت ہوتے رہیں گے

حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کی قبولیت اور آپؑ کی عظیم خدماتِ اسلام

خطبہ جمعہ

مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۶۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یسبح للہ مافی السمٰوات ومافی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم - ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیتہٖ ویزکّیھم ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین - واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم - ھوالعزیز الحکیم - ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - واللہ ذوالفضل العظیم ——— سورۃ الجمعۃ

اللہ تعالےٰ کی تسبیح اسکے کمالات و احسانات کو بیان کرنا ہے

زمین و آسمان کی ہر چیز خدا تعالےٰ کی تسبیح کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ خدا تعالےٰ کی تسبیح کے معنی کیا ہیں۔ خدا اس کائنات کا خالق مالک ہے۔ اس کائنات کے اندر اس کی حکمت اور اس کے افضال و احسانات نظر آتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی قدرت و کمالات کا بیان کرنا اور یہ یقین کرنا کہ اس کی ذات والا صفات میں کسی قسم کا نقص نہیں ہے یہ اس کی تسبیح ہے۔

دائمی سلطنت اور حکومت کا مالک صرف خدا ہے

وہ ذات الملک ہے۔ وہ جہاں اس کائنات کا پیدا کرنے والا ہے وہاں وہ اس کا مالک بھی ہے۔ اس پر اسکا تصرف تام ہے۔ اس پر اس کی حکومت ہے۔

انسانوں کی حکومت بھی اس کائنات کے کچھ حصہ پر ہے۔ لیکن وہ حکومت دائمی اور مستقل نہیں ہے۔ یا وہ زندگی میں ہی فیل ہو جاتا ہے اور اس کے عیوب ظاہر ہونے لگ جاتے ہیں۔ اس کی کمزوریاں سامنے آجاتی ہیں یا وہ مر جاتا ہے تو اس کی سلطنت ختم ہو جاتی ہے۔ سلطنت کرنا آسان کام نہیں ہے۔ ایک ہی ذات ہے جس کی سلطنت دائمی اور مستقل ہے۔ اسی کا قانون چلتا ہے اور اسی کے ارادے اور فیصلے سے یہ دنیا چل رہی ہے — وہ القدوس ہے۔ اس کی ذات پاک ہے۔ اس کی سلطنت میں کسی قسم کی کمی اور کمزوری نہیں ہے۔

رسولِ کریم صلعم کی ذات میں صفاتِ الٰہی کا رنگ

دنیا میں ایک ہی انسان ہے جو سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کا ثنا خواں ہے اور وہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ خدا نے ان کو حکومت عطا کی اور کافی لمبی حکومت عطا کی۔ وہ بادشاہ بھی ہوئے اور انہوں نے قاضی کا عہدہ بھی سنبھالا۔ انہوں نے اپنوں اور غیروں کے درمیان فیصلے بھی کئے۔ ان کی ذات میں خدا تعالےٰ کی ان بیان کردہ صفات کا رنگ نظر آتا ہے۔ ان کی تدابیر سلطنت اور فیصلوں میں کسی نے نقص اور عیب نہیں پایا۔

خدا تعالےٰ کا غلبہ اور حکمت
رسول کریم صلعم نے حکمت کیساتھ حکومت کی۔

فرمایا العزیز۔ کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں جو خدا تعالےٰ کا مقابلہ کرے اور غالب آجائے۔ خدا کا فرستادہ رسولؐ اس کے حکم سے تمام مشکلات پر غالب آئے گا۔ اور فرمایا الحکیم۔ وہ حکیم ہے۔ وہ اپنی حکومت حکمت سے چلا رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بھی حکیم تھی۔ آپؐ نے بھی اپنی حکومت بڑی حکمت اور دانائی سے چلائی۔ اگر آپؐ حکیم نہ ہوتے۔ تو جوں جوں غلبہ بڑھتا آپؐ خدا پرست ثابت نہ ہوتے اور عاقبت اندیش ثابت نہ ہوتے۔ غلبہ اور حکمت دو متضاد چیزیں ہیں جس کو غلبہ حاصل ہوتا ہے وہ اکثر حکیم ثابت نہیں ہوتا۔ وہ حرص و ہوا کا مقابلہ نہیں کرتا۔ دولت سمیٹتا اور عیش و عشرت کی زندگی اختیار کر لیتا ہے غرض غلبہ آتا ہے تو حکمت دب جاتی ہے۔ وہ اقربا نواز ہو جاتا ہے بے جا رعایت کرتا اور بے جا فائدہ اٹھاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے بھی حکمت سے حکومت کی۔

فرمایا کہ خدا کی ذات غالب ہے۔ اس صفت کا اظہار خدا تعالےٰ نے اس لئے فرمایا کہ حضور صلعم بھی غلبہ حاصل کریں گے۔ اور وہ لوگ جو حضور نبی کریم صلعم کے مکتب میں پڑھے ہیں ان کو بھی ہم سلطنت و طاقت دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صحابہ کرام رضؓ سلطنتوں اور حکومتوں کے مالک ہوئے۔ وہ خدا پرست بھی ثابت ہوئے۔ اس لئے اس میں یہ آیات نازل ہوئیں جس سے ان کو یہ سبق دینا مقصود تھا کہ مومن غلبہ پا کر حکمت سے کام کرے۔

. . . .

حکام کو خواہشات پر غلبہ پانے کا حکم

پیغمبروںؑ کو بھی حکمت سے کام کرنے کی ہدایت دی گئی ہے حضرت داؤدؑ کے متعلق فرمایا یٰداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھویٰ۔ اے ہمارے پیغمبر داؤدؑ ہم نے تمہیں حاکم بنایا ہے پس تم نے خواہشات کا غلام نہیں بننا۔ غلبہ میسر آجائے۔ تخت حکومت پر متمکن ہو جاؤ۔ تو ولا تتبع الھویٰ۔ خواہشات پرست ہو جانا۔ خواہشات جب انسان پر غالب آجاتی ہیں تو انسان اپنے مقام و مرتبہ سے گر جاتا ہے۔ الھویٰ کے معنے ہی گر جانا ہے۔ فرمایا کہ ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے الھویٰ کو اپنا معبود بنا لیا ہے ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ۔ ایسے لوگوں کی دن رات کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ خواہشات کو کسی نہ کسی طریق سے پورا کیا جائے۔ فرمایا لا تتبع الھویٰ۔ خواہشات کے بندے نہ بن جانا۔

اخلاقِ عالیہ رکھنے والے رسول صلعم کی بعثت

سورۃ جمعہ کی یہ پہلی آیت مسلمانوں کو تلقین کرتی ہے کہ خدا پرستی اختیار کرو۔ اور صفاتِ الٰہی اور خلق اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہم زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ اپنی سلطنت کو چلانے اور اعلیٰ اخلاق کے بندے پیدا کرنے کے لئے ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ بعث فی الامیین رسولاً ان ناخواندہ اور جاہل قوم میں ایک رسول مبعوث فرمایا گیا وہ انسانوں میں سے ہے۔ اعلیٰ درجہ کے صفات ان کے اندر ہیں اور وہ بے نفس انسان ہے۔ میرا یہ انتخاب بغیر حکمت کے اور بے وجہ نہیں ہے۔ اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہٗ۔ ہم منصب نبوت و رسالت دیکھ بھال کر کس کے سپرد کرسکتے ہیں جو رسول صلعم ہم نے مبعوث کیا ہے وہ ہماری منشاء کو پورا کرنے والا ہے۔ وہ حرص و ہوا سے لاتعلق ہے۔ اس کا دل مخلوق کی خیرخواہی کے لئے تڑپتا ہے وہ صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہے . . . . اس لئے ہم نے اس کو اپنا رسول بنایا ہے۔

نہایت مشکل حالات میں رسول کریم صلعم کا معجزانہ اصلاحی کام

حضور صلعم کو ایک بڑا مشکل کام سپرد کیا گیا تھا۔ ہر قبیلہ اپنی برتری چاہتا تھا۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کی ماتحتی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ان میں جُوا ہے۔ شراب ہے۔ قتل مقاتلہ ہے لڑائی جھگڑا ہے۔ بظاہر ممکن نہیں کہ ان حالات میں کوئی مصلح کامیاب ہو۔ مشکلات کے ہوتے ہوئے حضورؐ نے ملک بھر میں انقلاب پیدا کر دکھایا اور یہ بہت بڑا معجزہ ہے۔

عظیم الشان رسولؐ

ایک اور لفظ ان کی نسبت رسولاً فرمایا۔ اس میں لفظ رسول پر تنوین تفخیم کو ظاہر کرتی ہے یعنی وہ نہایت ہی عظیم الشان شخصیت کے مالک ہیں۔

رسول کریم صلعم کی قوم انکے اعلیٰ اخلاق کو جانتی ہے

پھر فرمایا منھم۔ حضور صلعم اسی قوم کے ہی ایک فرد تھے یہ کوئی آسمان سے فرشتہ نہیں اُتارا گیا۔ بلکہ وہ ان کے اندر ہی پیدا ہوئے ہیں۔ قوم ان کے اخلاق و عادات سے واقف ہے۔ لوگ آپؐ کے آباؤ اجداد کو جانتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ آپؐ بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ نفس پرست نہیں۔ مادہ پرست نہیں بلکہ خدا پرست ہیں۔ قوم جانتی ہے کہ آپؐ امانت اور دیانت کے پختہ ہیں۔

رسول کا اپنی قوم میں ہونا اسے قابلِ اعتماد بناتا ہے

لفظ منھم قابلِ غور ہے۔ رسول کا قوم میں سے ہونا ہی اس کو قابلِ اعتماد بناتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہادی، رہبر اور نبیؑ رسول کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان میں سے ہو۔ ورنہ اعتماد نہیں ہو سکتا۔

حضرت عیسٰیؑ اُمتِ محمدیہ میں نہیں آسکتے

اگر عیسٰیؑ آسمان سے اُتر کر لوگوں کو وعظ کرنے لگیں تو اُن پر اعتماد نہ ہو سکے گا اس لئے کہ لوگ ان کے سابقہ حالات سے واقف نہیں ہیں "منھم" میں بڑا قیمتی سبق ہے۔ خدا نے بعثت انبیاؑء کا یہ قانون باندھا ہے کہ نبی اور رسول اسی قوم ہی کا ایک فرد ہوتا ہے جس کی طرف وہ مبعوث کیا جاتا ہے۔ وہ اسی قوم میں پیدا ہوتا اور ان کے ساتھ چلتا پھرتا ہے۔ اسی قانونِ الٰہی کے مطابق حضرت عیسٰیؑ جو بنی اسرائیل میں سے تھے، ان کے متعلق فرمایا ہے ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل وہ صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے رسول نہیں ہیں۔ ان کا اس اُمّت میں آنا ممنوع ہے۔

قرآن کریم کی دن رات تلاوت اور اسکی حفاظت

فرمایا یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ۔ حضورؐ کا ایک کام یہ ہے کہ آپ نے آیاتِ الٰہیہ پڑھ کر قوم کو سنانا ہے۔ اس لحاظ سے پہلے قاری آپؐ ہیں۔ اور حضور صلعم نے قوم کے سینوں پر آیاتِ الٰہی لکھ دیں جو پانچ وقتہ نمازوں میں قرآن کریم کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ تراویح میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ نوافل میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اور ساٹھ ستر کروڑ مسلمان دن رات قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول و مصروف ہیں۔ آج نہ وید پڑھا جاتا ہے نہ توراۃ و انجیل پڑھی جاتی ہے۔ دنیا میں صرف ایک ہی کتاب ہے جو کثرت سے پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ اور یہ کامل اور آخری کتاب قرآن کریم ہے جس کتاب کو خدا نے دنیا بھر کی اقوام کے لئے نازل فرمایا ہے اس کی حفاظت کی۔ اور جو کتابیں مختص القوم اور مختص الوقت تھیں ان کو باقی نہیں رکھا۔

غرض پہلا کام جو حضور صلعم کو بتلایا گیا ہے وہ یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ہے۔ حضورؐ نے قرآن کریم کو بہت پڑھا اور کثرت سے پڑھا۔ یہاں تک کہ حضورؐ نے سارا قرآن اپنے سینہ میں محفوظ کر لیا اور اسی طرح اپنے دوستوں کے سینہ پر بھی اس کو لکھ دیا۔

حضرت موسٰے علیہ السلام اور حضرت عیسٰے علیہ السلام مہذب و متمدن سلطنتوں میں پیدا ہوئے۔ ان میں تعلیم و تعلم اور لکھنا پڑھنا باقاعدہ تھا۔ اس سہولت کے باوجود ان کی کُتب سماویہ موجود نہیں۔ نہ حضرت موسٰےؑ کی اور نہ حضرت عیسٰےؑ کی۔ بائبل کے مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت موسٰےؑ اور حضرت عیسٰےؑ کی کُتب مکمل طور پر موجود نہیں ہیں ٹکڑے ٹکڑے اور فقرے فقرے موجود ہیں۔ اس کے برخلاف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غیر مہذب قوم میں مبعوث ہوتے ہیں۔ وہ قوم لکھنے پڑھنے سے واقف نہیں ہے۔ لیکن حضور صلعم کی کتاب جو عرب کی غیر متمدن اور اُجڈ قوم میں نازل ہوئی اب تک موجود ہے اور بالکل محفوظ چلی آرہی ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دانشمندی کا نتیجہ ہے کہ یہ کتاب لوگوں کے سینوں میں محفوظ کر دی گئی۔ اس بارے میں یورپ کے مؤرخ بھی یقین کرتے ہیں کہ یہ کتاب بلفظہٖ اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی۔

رسول کریمؐ آخری پیغمبر ہیں اور قرآن آخری کتاب ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں۔ حضور صلعم کے بعد نہ کسی پیغمبر کی حاجت ہے اور نہ ہی کسی دوسری آسمانی کتاب کی۔ قیامت تک کے لئے حضور صلعم ہی ہمارے پیغمبر ہیں اور قرآن کریم ہی ہماری کتاب ہے۔

تہجد میں حضرت نبی کریم صلعم کی قرآن خوانی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں قرآن کریم پڑھا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ایک دن آپؐ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اپنی خالہ میمونہؓ کے ہاں رات کو اس غرض سے قیام کیا کہ دیکھا جائے کہ آپؐ کی شب بسری کیسے ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضورؐ رات کے پچھلے پہر اُٹھے مشکیزہ سے پانی لے کر وضو کیا۔ اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ لیکن آپؐ نے مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ آپؐ نے سورۃ بقرہ شروع کی ہوئی تھی۔ یہ ساری سورۃ تلاوت فرمائی۔ میں تھک گیا تھا اور خیال کیا کہ حضور صلعم رکوع میں جائیں گے۔ لیکن حضورؐ نے بجائے رکوع کرنے کے دوسری سورت بھی شروع کر دی اور اس کے ختم ہونے پر تیسری سورت کی تلاوت فرمائی۔ یہ تھا حال آپؐ کے زہد و ورع اور تلاوت قرآن کریم کا۔

قرآن کریم کی تلاوت شیریں لہجہ میں

یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت شعر کے رنگ میں شیریں لہجہ میں کی جاتی ہے اور اس طرح وہ زبانی یاد ہو جاتا ہے۔ لیکن وید انجیل اور توراۃ کی عبارت میں وہ شیرینی نہیں اور نہ اسے زبانی یاد کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم کی زبان آسان، شیریں اور جاذب ہے۔ اس کے اندر کشش ہے۔ لوگ اس کا لُطف اُٹھاتے ہیں۔

گورداسپور کی کچہری میں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے ساتھیوں کو جانا پڑا۔ نماز مغرب کا وقت آیا تو باجماعت نماز شروع کر دی۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ نے قرآن کریم کی تلاوت کی تو ماحول پر سناٹا چھا گیا۔ تو انگریز ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ میں بھی قرآن کریم سننا چاہتا ہوں میرے بیٹھنے کا انتظام کیا جائے چنانچہ اس کے لئے کرسی بچھائی گئی۔ اس کو کہتے ہیں تلاوت۔ اسی شیریں لہجہ میں مسلمانوں کے گھروں سے صبح کے وقت تلاوتِ قرآن کریم کی آوازیں آنی چاہئیں۔

تزکیہ کا مُشکل کام

تلاوتِ آیات کے بعد دوسرا کام جو حضور صلعم کے سپرد کیا گیا وہ ہے ویزکیھم۔ یہ ایک اور مشکل کام ہے آپؐ نے اس قوم کو پاک کرنا ہے۔ جو ہر نیکی سے محروم ہے اور ہر پاکی سے دُور ہے۔ اخلاقِ حمیدہ سے عاری ہے۔ شراب اور جُوا کا شغل رکھتی ہے۔ بات بات پر خون خرابے کی عادی ہے۔ کسی کی کُتیا کو مار ڈالا گیا یا کسی کی اونٹنی کسی کے کھیت میں گھس گئی تو جنگ اور قتل مقاتلہ شروع ہو گیا۔ کشت خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ اس قوم کو حضور صلعم نے پاک و صاف کرنا ہے۔ ان کا تزکیہ کرنا ہے اس کے اندر اخلاقِ فاضلہ پیدا کرنے ہیں یہ حضورؐ کے ذمہ بڑا مشکل کام لگایا گیا۔

امام مہدی کا پھونک مار کر کُفر مٹانا صحیح نہیں

اب تو کہتے ہیں کہ آسمان سے مہدی آئے گا۔ اور ایک پھونک سے سارے کفر کو نیست و نابود کر ڈالے گا گویا مہدی کے لئے کوئی پریشانی اور مصیبت کا کام نہیں۔ اس کی ایک ہی پھونک اور ایک ہی دم سے کافر مٹ جائیں گے۔ اس کے بالمقابل حضرت نبی کریم صلعم کو بہت بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپؐ کی راہ میں کانٹے ہی کانٹے ہیں جن پر چل کر آپؐ کو قوم کی اصلاح کرنی پڑی۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ بات جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میسّر نہیں وہ کسی اور کو بھی میسّر نہیں ہو سکتی۔

نبی کریم صلعم نے اُجڈ قوم میں اوصافِ حمیدہ پیدا کئے اور اولیاء بنا دیئے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پرلے درجہ کی اُجڈ قوم کو رذیل ترین خصائل سے نکال کر اوصافِ حمیدہ کی مالک بنا دیا۔ ان کو بادشاہ، قاضی اور کمانڈر بنایا، اور مسلمان قوم

میں اولیاء پیدا کر دکھائے - اس کو کہتے ہیں معجزہ عظیم!۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات قیامت تک کے لئے موثر ہیں - آپ کی تعلیمات پر چل کر اولیاء اللہ بنتے رہیں گے - ان میں مجددین پیدا ہوئے وہ بھی اولیاء اللہ ہیں - فرق صرف یہ ہے کہ مجدد دوسروں کی اصلاح کے لئے مامور ہوتا ہے -

قادیان میں دو اولیاء اللہ
حضرت مرزا صاحبؒ کی دعاؤں کی قبولیت

ہمارے زمانہ میں بھی ایک ولی اللہ پیدا ہوا - یہ ہمارے مشاہدہ کی بات ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر چل کر قرب الٰہی میسر آتا ہے - میں نے خود دو اولیاء اللہ کو قادیان میں دیکھا ہے - ایک حضرت مرزا صاحبؒ اور دوسرے حضرت مولانا نورالدین صاحبؒ - حضرت مرزا صاحبؒ کا ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں - ایک طالب علم کو باولے کتے نے کاٹ لیا - شملہ کے قریب ایک مقام کسولی ہے وہاں باولے کتے کے کاٹے کا علاج ہوتا ہے - اس لڑکے کو وہاں علاج کے لئے بھیجا گیا - وہ تندرست ہو کر واپس آیا - لیکن کچھ عرصہ بعد اس کی بیماری پھر عود کر آئی - اور یہ نوجوان ہلکا ہو گیا - کسولی کے ہسپتال میں تار دی گئی - لیکن جواب آیا کہ مریض اب لا علاج ہے کیونکہ ایسا مریض جب ایک دفعہ صحت یاب ہو جائے اور اس کے بعد بیماری پھر عود کر آئے تو وہ دوبارہ تندرست نہیں ہو سکتا - یہ سن کر حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ دنیا کا علاج اور علم محدود ہے لیکن خدا کا علاج اور علم محدود نہیں - علاج ہو سکتا ہے - ہم دعا کریں گے - حضرت صاحبؒ نے دعا کی اور کہا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ مریض ٹھیک ہو جائے گا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - یہ ہے آپؒ کی اولیائی - اس قسم کے کئی واقعات آپؒ کی زندگی میں ملتے ہیں جن میں آپؒ کی دعاؤں سے کئی انہونے کام ہو گئے -

مولینا نورالدینؒ کی اولیائی

دوسرے ولی اللہ حضرت مولینا نورالدین صاحبؒ ہیں - آپ مہاراجہ جموں کے درباری تھے - شاہی طبیب تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ خدا ہم کو کھلاتا اور پلاتا ہے - درباری لوگ اس پر ہنسا کرتے تھے - لیکن حضرت مولوی صاحب اس بات کو اکثر دوہرایا کرتے تھے - ایک دفعہ راجہ صاحب نے دل میں کہا کہ مولوی صاحب کا امتحان لیا جائے - ایک دن اچانک مہاراجہ کا حکم آیا کہ دو بجے دوپہر تمام درباری مہاراجہ صاحب کے ساتھ دورہ پر جائیں گے - یہ معلوم کر کے حضرت مولوی صاحب نے اپنے شاگردوں کو بھی ساتھ لے لیا - راجہ نے ایسے مقام کی طرف سفر اختیار کیا جس طرف قطعاً کوئی مسلمان آبادی نہ تھی شام کے وقت ایک سنسان جگہ پر ڈیرہ لگانے کا حکم ہوا - اور یہ بھی حکم ہوا کہ آج آگ نہیں جلائی جائے گی - اس پر حضرت مولوی صاحبؒ نے سمجھ لیا کہ ہمارا امتحان ہے -

پھر ایسا ہوا کہ ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک ہندو بستی تھی - ایک ہندو نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا! فنا نیتئے ام اٹھ کھڑی ہو - چولھا گرم کر - کیونکہ گھر نرائن آ گیا ہے - حلوہ پکا اور پوریاں تیار کر - بیوی نے پوچھا کہ کونسا نرائن آ گیا ہے (نرائن خدا کو کہتے ہیں) اس نے کہا نورالدین کا ڈیرہ لگ گیا ہے - ان کے ساتھ شاگرد بھی ہیں - دیکھا آپ نے کہ ایک ہندو کے دل میں حضرت مولینا صاحب کی کیا عزت و قدر ہے - چنانچہ اس جنگل میں وہ ہندو حلوہ اور پوریاں تیار کر کے مولوی صاحب کی خدمت میں لے آیا مولوی صاحب نے اپنے شاگردوں کے ساتھ سیر ہو کر کھائیں اور فرمایا کہ جاؤ راجہ صاحب کو کہدو کہ نورالدین کا خدا اس ویرانے میں بھی اسے حلوہ پوری کھلا رہا ہے اور تم اس جگہ کے بادشاہ اور مالک ہو کر بھوکے پڑے ہو -

کتنا بڑا ان کا مقام تھا واقعی ولی اللہ تھے - اور یہ ولایت حضرت مرزا صاحبؒ کی وجہ سے نہیں بلکہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے اور رسول کریم صلعم کی کامل اطاعت کرنے سے انہیں ملی - اسی ذریعہ سے ہی حضرت مرزا صاحبؒ نے بھی ولایت حاصل کی - ان تعلیمات کی برکت سے قیامت تک ہر قوم میں ولی پیدا ہوتے رہیں گے

پاکستان "پاکستان" نہ بن سکا

غرض یزکیھم کے فریضہ کی ادائیگی بڑی مشکل ہے پاکستان کو بنے ہوئے بائیس سال کا عرصہ ہو گیا ہے کس ولولے اور جذبے سے پاکستان حاصل کیا گیا - اس وقت ایک ایک شخص کے دل میں یہ جذبہ تھا کہ یہ مسلمان کا پاک وطن ہو گا، ہر گھر میں توحید و رسالت کی شمع روشن ہو گی - ہر فرد اور تمام معاشرہ مسلمان ہو گا - خدائی انعام و اکرام کی بارشیں ہوں گی - اس زمانہ میں، اس علم و عمل کے زمانہ میں اور اس خواہش کے ساتھ کہ ہم نے پاکستان بنانا ہے جہاں اسلامی زندگی بسر کریں گے - پاکستان حاصل کیا گیا لیکن قوم میں تزکیہ پیدا نہ ہو سکا - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تزکیہ پیدا کرنا بڑا مشکل کام ہے - اور یہ کام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوبی سے کر دکھایا -

تعلیم کتاب اور حدیث کی ضرورت

اس کے بعد فرمایا ویعلمھم الکتاب - قرآن کی تعلیم لوگوں کو دی جائے انہیں اس کے معارف اور حقائق کا علم دیا جائے - آج ایک طبقہ کہتا ہے کہ حدیث بے کار ہے اس کی حیثیت کچھ نہیں - سوال یہ ہے کہ اگر حدیث کچھ نہیں تو قرآن کی تعلیم جو حضور نبی کریم صلعم نے دی وہ کہاں ہے - قرآن کریم کہتا ہے کہ ویعلمھم الکتٰب - وہ تعلیم کہاں ہے جو حضور صلعم نے سکھلائی - حدیث کے سوائے وہ تعلیم کہاں سے مل سکتی ہے -

نبی کریم صلعم کی تعلیم سے اولیاء اللہ پیدا ہوئے

حضورؐ کی تعلیم سے قرآن کے قاری مفسر قرآن بن گئے مصنف، کمانڈر اور اولیاء بن گئے - ان کو خدا کی ذات پر اس قدر یقین تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر کہا جائے کہ خدا کے حکم کے ماتحت آگ میں کود پڑو تو ہم کود پڑیں گے - آگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی - میں جب ترکی گیا تو وہاں آسٹریا کا علاقہ قریب ہی ہے - وہاں ایک ولی اللہ کی خانقاہ ہے - کہتے ہیں جب قسطنطنیہ پر فوج حملہ آور ہوئی تو وہ ولی اللہ سجدہ میں گر گیا - اور کہا کہ ہم فتحیاب ہوں گے لیکن حالات مخالف نظر آ رہے تھے شکست کے آثار نظر آتے تھے - لوگ اس بزرگ کے پاس گئے وہ سجدہ میں تھا اس کو اٹھایا اور کہا کہ آپ تو کہتے تھے کہ ہم فتحیاب ہوں گے - یہاں تو شکست ہو رہی ہے - انہوں نے کہا جاؤ قسطنطنیہ فتح ہو گیا ہے - چنانچہ جب وہ لوگ واپس گئے تو قسطنطنیہ فتح ہو چکا تھا - یہ عجیب لشکر تھا جس میں ولی اللہ بھی موجود ہوتے تھے - یہ ولی اللہ کمانڈر ہوتے تھے خطیب ہوتے تھے، نماز پڑھاتے تھے - یہ قوم تھی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی -

احکامِ الٰہی کے فلسفہ کی تعلیم

اور ویعلمھم الکتٰب کے ساتھ یہ بھی فرمایا والحکمۃ - احکامِ الٰہی کا فلسفہ بھی حضور صلعم بیان فرماتے ہیں، حکمت اور اسرار و رموز دین بھی سکھاتے ہیں - وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین - جب حضورؐ مبعوث ہوئے تو اس وقت کا پس منظر یہ تھا کہ ہر قسم کی گمراہی اور بدراہی زوروں پر تھی -

اٰخرین منھم کون ہیں؟

اس کے بعد فرمایا واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم - یہ قوم تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے ان کے بعد اور قومیں بھی حضورؐ کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر اسلام قبول کریں گی اور اس طرح وہ بھی صحابہؓ سے تعلق پیدا کر لیں گے - وہ بھی انہیں میں سے ہو جائیں گے کیونکہ وہ انہی صفات کے مالک ہوں گے ایسے لوگ مسلسل یکے بعد دیگرے آتے رہیں گے -

صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ - وہ لوگ کون ہوں گے؟ - آپؐ نے سلمانؓ فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس نسل سے ایک قوم پیدا ہو گی -

حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ اس آیت میں قوم کا ذکر تو کیا ہے مگر میرا نام نہیں لیا - کیا عرفان ہے حضرت مرزا صاحبؒ کا - انہوں نے فرمایا کہ میری اپنی حیثیت کچھ نہیں حیثیت تو اس معلم کی ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس سے میں نے سیکھا ہے - میری کوئی کتاب نہیں بجز قرآن کریم کے - میری کوئی تعلیم نہیں ہے بجز حدیث نبویؐ کے - فرمایا میرا وجود منفی کا حکم رکھتا ہے اصل وجود تو حضور نبی کریم صلعم کا ہی ہے -

پھر فرمایا وھو العزیز الحکیم - خدا کی ذات غلبہ والی اور حکمت والی ہے اس کے غلبہ اور حکمت کا یہ نتیجہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے فیض سے قیامت تک نفوس قدسیہ پیدا ہوتے رہیں گے اور ان کے ذریعہ قوم کا تزکیہ ہوتا رہے گا اور علم و حکمت پھیلتا رہے گا -

نبی کریم صلعم پر عظیم فضلِ الٰہی

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ آپؐ قیامت تک کے لئے زندہ نبی اور رسول ہیں - واللہ ذوالفضل العظیم اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے - دوسری جگہ فرمایا وکان فضل اللہ علیک عظیما - آپؐ پر اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا فضل ہے - یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ

ساٹھ ستر کروڑ مسلمان آپؐ کی تعلیمات کا گرویدہ ہے۔ اور تمام غیر قوموں کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ اگر کوئی تعلیم دنیا کے لئے مفید ہو سکتی ہے تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔

مہاتما گاندھی سے ایک ملاقات

میں ایک دفعہ مانگرول سے واپسی پر کھوپال جا رہا تھا کہ صابرمتی اسٹیشن سامنے آ گیا میں وہاں اُتر گیا تا کہ مہاتما گاندھی سے ملاقات کر لوں۔ میں سوا میل پیدل چل کر ان کے خیمہ تک پہنچا۔ لوگ اندر آ جا رہے تھے۔ جب میری باری آئی اور میں اندر گیا تو وہ گھڑی دیکھنے لگے۔ میں نے کہا کہ میں چلتا ہوں۔ وہ ہنس پڑے۔ اور کہنے لگے کہ میں نے گھڑی اس لئے دیکھی ہے کہ میں نے ایک مجلس میں جانا ہے اور آپ کی منت کرتا ہوں کہ آپ رات میرے ہاں ٹھہر جائیں صبح سویرے جلنا وقت جا ہیں اتنا میسر آئے گا۔ میں نے معذرت کی کہ مجھے کورونائی جانا ہے یہ کہکر میں وہاں سے رخصت ہوا۔ احمد آباد کا اسٹیشن آیا تو دل میں سوچا کہ گاندھی جی کے پاس جا کر دو تین باتیں کر ہی لی جائیں تو اچھا ہے۔ چنانچہ میں نے گاڑی چھوڑ دی اور واپس گاندھی جی کے ہاں پہنچ گیا۔ وہ مجھے دیکھ مسکرائے کہ آپ آ ہی گئے۔ انہوں نے کہا آپ فرمایئے کیسے آنا ہوا میں نے کہا آپ سے درشت کلامی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وہ کہنے لگے ضرور۔

محمد رسول اللہ بہت بڑے انسان ہیں گاندھی جی کا اعتراف

میں نے کہا میں نے آپ سے لاہور کی ایک مجلس میں پوچھا تھا کہ ہجرت کرنے کا حکم جو آپ نے دیا ہے کیا اس کا نتیجہ اچھا ہوگا۔ آپ نے کہا تھا کہ اس سے انگریز کی جڑیں اُکھڑ جائیں گی۔ اور بھی دوران گفتگو میں کہا تھا کہ میں جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں تو میرا قدم پیچھے نہیں ہٹتا مگر اب تو آپ میدان ترک کر کے گھُس ہو کر یہاں بیٹھ گئے ہیں۔ وہ سن کر ہنسنے لگے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ وسیع الخیال نہ ہوتے تو میں آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات نہ سناتا وہ آپ کی طرح گھُس ہو کر نہیں بیٹھے تھے۔ بلکہ انہوں نے شیر دل ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کیا اور عزم و استقلال کا نمونہ دکھایا۔ آپ کا حال دیگر ہے۔ آپ بیمار ہو جائیں تو انگریز بیمار ہو جاتا ہے کہ کہیں آپ مر گئے تو ہندو قوم مشتعل ہو جائے گی کہ انگریز آپ کی موت کا موجب ہوا ہے۔ انگریز آپ کو جیل میں ڈالنے سے کتراتا ہے کہ کہیں جیل میں مر ہی نہ جائیں تو پھر مصیبت بن آئے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کو جس قوم سے واسطہ تھا وہ ہر طرح آپ کو مارنے کے درپے تھی تاہم آپؐ نے نہایت دلیری سے ان کا مقابلہ کیا۔ یہ سن کر گاندھی جی کہنے لگے کہ محمد صلعم بہت بڑے انسان تھے۔ کہاں وہ اور کہاں میں۔

غرض غیروں کے دلوں کے اندر بھی یہ بات ہے کہ حضور نبی کریم صلعم بہت بڑے انسان تھے۔ آپؐ کے استقلال کی کوئی انتہا نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان کام

تو اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مطابق اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب تجدید دین کے لئے مامور ہوئے

آپ نے قرآن و حدیث پر علم کلام پیدا کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے آریوں، انگریزوں، سکھوں، برہمنوں اور مسلمانوں سب کو للکارا اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کو پھیلایا۔ یورپ پر آپ کی تعلیمات کا اثر ہے۔ آپ نے ملکہ معظمہ کو اسلام سے آگاہ کیا اور انہیں مسلمان ہونے کی تلقین کی آپ نے ہندوستان کے علماء کو ممالک عربیہ کے علماء کو مقابلہ پر عربی زبان میں کتاب لکھنے کا چیلنج دیا۔ اور لکھا کہ خدا کے حکم سے ایسا چیلنج دے رہا ہوں کہ میں تائید ایزدی سے فصیح و بلیغ عربی میں کتاب لکھوں گا جس میں فصاحت کے ساتھ ساتھ معارف قرآنیہ بھی بیان ہونگے۔ مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ آپ لوگ میرے مقابلہ میں فتح حاصل نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ آج تک کسی شخص کو ہمت نہیں ہوئی کہ ان کا مقابلہ کر سکے۔ خود لاہور گواہ ہے کہ جلسہ اعظم مذاہب کے لئے آپ نے جو مضمون لکھا اس کے متعلق فرمایا کہ میرے خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ تمہارا مضمون بالا رہا۔ یہ قبل از وقت اعلان آپ فرماتے ہیں۔ چنانچہ فیصلہ کرنے والی کمیٹی نے جس کے صدر ہائی کورٹ کے چیف جج مسٹر چیٹرجی تھے۔ یہ فیصلہ کیا کہ مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔ یوں خدا تعالےٰ کا الہام پورا ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت امام زمان کو اس عرفان سے نوازا جس کے باعث ان کو ہر میدان میں امتیازی کامیابی نصیب ہوئی۔

حضرت مرزا صاحب کے وجود میں تعلیم اسلام کا مشاہدہ

غرض اسلام کی تعلیمات اگر ہم نے قرآن و حدیث سے سُنی ہیں تو ان کو اس زمانہ میں ہم نے حضرت مرزا صاحب کے وجود میں مشاہدہ کیا ہے۔ اور آپ کے علم اور عمل سے پتہ چلتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں کیونکہ ان کی تعلیمات زندہ ہیں اور ان کا فیض جاری ہے۔

شمولیت جلسہ یوم وصال سے معذرت

میں دو تین دن سے مسجد میں نہیں آ رہا ہوں آج تکلف سے طبیعت پر زور دے کر حاضر ہوا ہوں، میں بعد از نماز جمعہ آپ سے معذرت کرتا ہوا جلسہ سے غیر حاضر ہو جاؤں گا۔

ایک نو مسلم انگریز اور بیماروں کے لئے دُعا

ڈپٹی خلیل الرحمٰن کا ڈھاکہ سے خط آیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ محترم ابو الفضل شفیق بیمار رہتے ہیں اور دیگر مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے دُعا کی جائے۔ میں نے ان کے لئے دُعا کی ہے آپ بھی دُعا کریں۔ ایک اور صاحب یعقوب احمد کا رقعہ آیا ہے کہ ان کے والد صاحب بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی دُعا کریں اور اس دُعا میں ان سب لوگوں کو بھی شامل کر لیں جو مختلف عوارض میں مبتلا ہیں اور دیگر قسم کی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب پر رحم نازل فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔

(دُعا کی گئی)

چوہدری اللہ دتہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ

چوہدری فضل حق صاحب کے بڑے بھائی چوہدری اللہ دتہ صاحب انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گذشتہ سے گذشتہ جمعہ میں ان کے لئے دعا کی گئی تھی۔ مرحوم کو خدا نے خاص طور پر ذہانت دے رکھی تھی۔ وہ بے نظیر ذہانت کے مالک تھے۔ جموں سے ہجرت کر کے آئے تھے ان کے پاس کچھ نہیں تھا لیکن کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ خدا پر توکل کئے رکھا۔ خدا نے اس توکل کا ان کو پھل دیا۔ ہزاروں روپیہ انہوں نے کمایا۔ اور ہزاروں روپیہ خدا کی راہ میں صرف کیا۔ ان کی فیاضی بے پناہ تھی۔ ان کے انتقال سے قوم کو نقصان پہنچا ہے ان کے لئے نماز جنازہ میں دعائے مغفرت کی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کی حقیقت

آیت استغفار معصومیت اور شفاعت کے اعلیٰ درجہ کی فلاسفی پر مشتمل ہے

از قلم
حضرت مسیح موعود علیہ السلام
مندرجہ
اردو ریویو آف ریلیجنز
جلد اوّل

جیسا کہ خدا نے ابتدا سے انسان کو زبان آنکھ دل کان وغیرہ عطا کئے ہیں۔ ایسا ہی استغفار کی خواہش بھی ابتدا سے ہی عطا کی ہے اور اس کو محسوس کرایا ہے کہ وہ اپنے وجود کے ساتھ خدا سے مدد پانے کا محتاج ہے اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات یعنی خدا سے درخواست کر کہ تیری فطرت کو بشریت کی کمزوری سے محفوظ رکھے اور اپنی طرف سے فطرت کو ایسی قوت دے کہ وہ کمزوری ظاہر نہ ہونے پاوے۔ اور ایسا ہی ان مردوں اور ان عورتوں کے لئے جو تیرے پر ایمان لاتے ہیں بطور شفاعت کے دعا کرتا رہ کہ تا جو فطرتی کمزوری سے ان سے خطائیں ہوتی ہیں ان کی سزا سے وہ محفوظ رہیں اور آئندہ زندگی ان کی گناہوں سے بھی محفوظ ہو جائے۔

یہ آیت معصومیت اور شفاعت کے اعلیٰ درجہ کی فلاسفی پر مشتمل ہے۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ انسان اعلیٰ درجہ کے مقام عصمت پر اور مرتبہ شفاعت پر تب ہی پہنچ سکتا ہے کہ جب اپنی کمزوری کے روکنے کے لئے نیز دوسروں کو گناہ کی زہر سے نجات دینے کے لئے ہر دم اور ہر آن دعا مانگتا رہتا ہے۔ اور تضرعات سے خدا تعالےٰ کی طاقت اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اس طاقت سے دوسروں کو بھی حصہ ملے جو بوسیلہ ایمان اس سے پیوند پیدا کرتے ہیں۔

معصوم انسان کو خدا سے طاقت طلب کرنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ انسانی فطرت اپنی ذات میں تو کوئی کمال نہیں رکھتی بلکہ ہر دم خدا سے کمال پاتی ہے۔ اور اپنی ذات میں کوئی قدرت نہیں رکھتی بلکہ ہر دم خدا سے قوت پاتی ہے۔ اور اپنی ذات میں کوئی کامل روشنی نہیں رکھتی بلکہ خدا سے اس پر روشنی اترتی ہے۔ اس میں اصل راز یہ ہے کہ کامل فطرت کو صرف ایک کشش دی جاتی ہے تا وہ طاقت بالا کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ مگر طاقت کا خزانہ محض خدا کی ذات ہے۔ اسی خزانہ سے فرشتے بھی اپنے لئے طاقت کھینچتے ہیں۔ اور ایسا ہی انسان کامل بھی اسی سرچشمہ طاقت سے عبودیت کی نالی کے ذریعہ سے عصمت اور فضل کی طاقت کھینچتا ہے۔ لہذا انسانوں میں سے وہی معصوم کامل ہے جو استغفار سے الٰہی طاقت کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کشش کے لئے تضرع اور خشوع کا ہر دم سلسلہ جاری رکھتا ہے تا اس پر روشنی اترتی رہے اور ایسے دل کو اس گھر سے تشبیہ دے سکتے ہیں جس کے شرق اور غرب اور ہر ایک طرف سے تمام دروازے آفتاب کے سامنے ہیں۔ لہٰذا ہر وقت آفتاب کی روشنی اس میں پڑتی ہے۔ لیکن جو شخص خدا سے طاقت نہیں مانگتا وہ اس کوٹھڑی کی مانند ہے جس کے چاروں طرف سے دروازے بند ہیں اور جس میں ایک ذرہ روشنی نہیں پڑ سکتی ....

...... یہ کہنا بالکل غلطی ہے کہ آیت واستغفر لذنبك میں ذنب کا لفظ موجود ہے جو گناہ کو کہتے ہیں۔ کیونکہ ذنب اور جرم میں فرق ہے۔ جرم کا لفظ تو ہمیشہ اسی گناہ کے لئے آتا ہے جو سزا کے لائق ہوتا ہے۔ مگر ذنب کا لفظ بشریت کی کمزوری کے لئے بھی آجاتا ہے اسی لئے نبیوں پر انسانی کمزوری کی وجہ سے ذنب کا لفظ اطلاق پایا ہے مگر جرم کا اطلاق نہیں پایا اور خدا کی کتاب میں کسی نبی کو مجرم کے لفظ سے نہیں پکارا گیا۔ اور نیز خدا کی کتاب میں یعنی قرآن کریم میں مجرم کے لئے تو جہنم کی وعید ہے یعنے خدا کی طرف سے عہد ہے کہ وہ جہنم میں ڈالا جائے گا مگر مذنب کے لئے کوئی وعید نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من یات ربہ مجرما فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحیٰی یعنے جو شخص خدا کے پاس مجرم ہو کر آئے گا اس کی سزا جہنم ہے۔ نہ اس میں وہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ سو اس جگہ خدا نے مجرما کہا من نبا نہیں کہا کیونکہ بعض صورتوں میں معصوم کو بھی مذنب کہہ سکتے ہیں مگر مجرم نہیں کہہ سکتے اور اس پر ایک اور دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ سورۃ آل عمران میں یہ آیت ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا۔ اس آیت سے بنص صریح ثابت ہوا کہ تمام انبیاء جن میں حضرت مسیح بھی شامل ہیں مامور تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں۔ اور انہوں نے اقرار کیا کہ ہم ایمان لائے۔ اور جب آیت واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے اور ذنب سے مراد نعوذ باللہ جرم لیا جائے تو حضرت عیسیٰ بھی اس آیت کی رو سے مجرم ٹھہریں گے کیونکہ وہ بھی اس آیت کی رو سے ان مومنین میں داخل ہیں جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے۔ پس بلاشبہ وہ بھی مذنب ٹھہرے .... اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ استغفار کا لفظ غفر سے نکلا ہے۔ اور اس کے اصل معنے دبانے اور ڈھانکنے کے ہیں۔ یعنی یہ درخواست کرنا کہ بشریت کی کمزوری ظاہر ہو کر نقصان نہ پہنچاوے اور وہ ڈھکی رہے کیونکہ بشر چونکہ خدا نہیں ہے اور نہ خدا سے مستغنی ہے اس لئے وہ اس بچہ کی طرح ہے جو ہر قدم میں ماں کا محتاج ہے تا وہ اس کو گرنے سے بچاوے اور ٹھوکر سے محفوظ رکھے۔ ایسا ہی یہ بھی ہر قدم میں خدا کا محتاج ہوتا ہے تا وہ اس کو ٹھوکر اور لغزش سے بچاوے سو اس کے علاج کے لئے استغفار ہے۔

اور کبھی یہ لفظ توسع کے طور پر ان لوگوں پر بھی اطلاق پاتا ہے جو اول کسی گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اور اس جگہ استغفار کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ جو گناہ صادر ہو چکا ہے اس کی سزا سے خدا بچا دے۔ لیکن یہ دوسرے معنی خدا کے مقرب لوگوں کے حق میں درست اور روا نہیں ہیں۔ وجہ یہ کہ خدا نے تو پہلے سے ان پر ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے کہ وہ کوئی سزا نہیں پائیں گے اور جنت کے اعلیٰ مقام ان کو ملیں گے اور خدا کی رحمت کی گود میں وہ بٹھائے جائیں گے اور نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ ایسے وعدے ان کو دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کو بہشت دکھایا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ ان معنوں کی رو سے استغفار کریں کہ وہ اپنے گناہوں کے سبب سے دوزخ میں نہ پڑیں تو ایسا استغفار تو خود ان کے لئے ایک گناہ ہوگا۔ کہ وہ خدا کے وعدوں پر یقین نہیں کرتے اور خدا کی رحمت سے اپنے تئیں دور سمجھتے ہیں پھر ایسا شخص جس کے حق میں خدا تعالےٰ یہ فرماوے وما ارسلناك الا رحمة للعلمين یعنی تمام دنیا کے لئے تجھے ہم نے رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اور تو رحمت مجسم ہے۔ وہ اگر اپنی نسبت ہی یہ شک کرے کہ خدا کی رحمت میرے شامل ہوگی یا نہیں تو پھر دوسروں کے لئے کیونکر رحمت کا باعث ہوگا۔

یہ تمام قرینے ان لوگوں کے لئے جو انصاف سے سوچتے ہیں صریح اس حقیقت کو کھولتے ہیں کہ استغفار کے دوسرے معنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا سخت خطاکاری اور شرارت ہے بلکہ معصوم کے لئے اول علامت یہی ہے کہ وہ سب سے زیادہ استغفار میں مشغول رہے۔ اور ہر آن اور ہر حالت میں بشریت کی کمزوری سے محفوظ رہنے کے لئے خدا تعالےٰ سے طاقت طلب کرتا رہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں استغفار کہتے ہیں۔

قارئین کرام سے
التماس ہے

کہ جن احباب نے پیغام صلح اور ریویو آف ریلیجنز/روح اسلام کا سالانہ چندہ تاحال ادا نہیں کیا از راہ کرم پہلی فرصت میں ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ پیغام صلح کا سالانہ چندہ آٹھ روپے اور روح اسلام کا چار روپے ہے۔
مینجر اخبارات۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مختار احمد بٹ صاحب آزاد کشمیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام احباب جماعت سے کیا توقع رکھتے ہیں

خدا تعالےٰ اس جماعت کو ایک ایسی جماعت بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آئے اور جو تقوےٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں۔ اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدّم کر لیا ہو حضور فرماتے ہیں۔ کہ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے۔ اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے۔ اس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو اس کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں۔ حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کردوں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے۔ اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا۔ بلکہ خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمانوں اور زمینوں کا خدا ہے۔" (لیکچر لاہور صفحہ ۴۷)

پھر حضور فرماتے ہیں:-

"تمہارا فرض ہے کہ سچی توبہ کرو اور اپنی سچائی اور وفاداری سے خدا کو راضی کرو۔ تاکہ تمہارا آفتاب غروب نہ ہو۔ اور تاریکی کے چشمہ کے پاس جانے والے نہ ٹھہرو۔ اور نہ تم ان لوگوں میں سے بنو جنہوں نے آفتاب سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا پس تم پُورا فائدہ حاصل کرو۔ اور پاک چشمہ سے پانی پیئو۔ تاکہ خدا تم پر رحم کرے۔ وہ انسان بدقسمت ہوتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے وعدوں پر ایمان لا کر وفاداری اور صبر کے ساتھ ان کی انتظار نہیں کرتا۔ اور شیطان کے وعدوں کو یقین سمجھ بیٹھتا ہے۔ اس لئے کبھی بددل نہ ہو جاؤ۔ اور تنگی اور عُسر کی حالت میں گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالےٰ خود رزق کے معاملہ میں فرماتا ہے وَرِزْقُكُمْ فِي السَّمَاءِ وَمَا تُوعَدُونَ"

(الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء)

حضور کا ارشاد ہے:-

"تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے۔ کہ دُعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالےٰ کی عنایت اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے اگرچہ خدا تعالےٰ کے بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ پُوری ہوں گی۔ مگر تم خواہ مخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ ہر قسم کے حسد۔ کینہ۔ بغض۔ غیبت۔ اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو۔ اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔ متقی بننے کی فکر کرو۔"

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۴ء)

پھر فرماتے ہیں:-

"استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو۔ موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اپنا فضل کرتا ہے جس وقت انسان خدا تعالےٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو خدا تعالےٰ پہلے گناہ بخشتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرّہ سا بھی نقصان کرے۔ تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے۔ گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے۔ لیکن پھر بھی جب اس کو موقع ملتا ہے۔ تو اپنے اس کینے اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے۔ کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ رجوع برحمت فرماتا ہے۔ اور فضل نازل فرماتا ہے۔ اور گناہ معاف کرتا ہے اس لئے تم بھی ایسے ہو جاؤ۔ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو۔"

اسی طرح حضور اپنی جماعت کو اخلاق فاضلہ اور باہمی اُلفت اور محبت سے زندگی بسر کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے۔ یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ انسان کی بد اخلاقی دشمنی ڈال دیتی ہے اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہیئے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو وہ اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے۔ پھر وہ شخص کیسا بیوقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا۔ اور اپنی جان خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ ہماری جماعت تب تک کبھی کامیاب نہیں ہو گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جس کو طاقت ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ اگر کسی میں کوئی عیب ہے۔ تو اس کی نرمی اور اخلاق سے اصلاح کرے۔ خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں ظاہری طور پر شامل ہوتا ہے اور اس کے عمل نیک نہیں۔ وہ جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی وقت ایسا آجائے گا۔ کہ وہ الگ ہو جائے گا۔ اس لئے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

ایک اور جگہ حضور اپنی جماعت کو توبہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"توبہ کے معنے گناہ کو ترک کرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا۔ بدی چھوڑ کر نیکی کی طرف آگے قدم بڑھانا۔ توبہ ایک موت کو چاہتی ہے۔ جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے پھر نہیں مرتا۔"

لہٰذا احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنے پیارے امام علیہ السلام کے مقدس اور پاکیزہ کلمات جو نہایت ہی بیش قیمت ہیں زیر نظر رکھ کر اپنی زندگی کو ایسے سانچے میں ڈھالے جس سے حضور کی خواہش پوری ہو۔

خدا تعالےٰ ہمیں حضور کے فرمودات پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی دامت برکاتہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زندہ و تابندہ معجزہ

تمام نسل انسانی میں خدا کے ناموں کو اللہ کے رشتہ میں پرو کر اقوام عالم کو جمع کر دیا

قرآن مجید محمد رسول اللہ صلعم کا ایک زندہ تابندہ اور پائندہ معجزہ ہے اس کی آیات اخلاقی درس، سائنٹیفک حقائق، اور روحانی معارف کا خزینہ ہیں۔ دیگر کتب مذاہب کے بالمقابل رکھ کر پڑھا جائے تو اس کی قدر و قیمت بیش از بیش نظر آتی ہے اس وقت اس کی آخری خوبی کے لحاظ سے کچھ کہنا مقصود ہے۔

وہ لوگ جنہیں مذاہب عالم کی کتب اور ان کی تفاسیر دیکھنے کا موقعہ ملا ہے انہیں معلوم ہوگا کہ خداوند عالم کے صدہا ناموں میں سے ایک اس کا اِسمِ اَعظم ہے جس کی تلاش میں ہر زمانہ کے یہود و ہنود، مجوس و نصاریٰ سرگرداں رہے ہیں یوں تو دنیا کی کوئی زبان نہیں جس میں خدا کا نام نہیں مجھے دنیا کی زبانوں میں خدا کے ۱۵۵ نام اور ان کے معانی پر فکر کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی نبیؑ کو مبعوث کرتا رہا اپنی ذات و صفات کی معرفت بھی اسے عطا کرتا رہا مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ قوموں اور انبیاءؑ کی زبانیں الگ الگ تھیں جو نام انہیں بتایا گیا ان کی زبان میں بتایا گیا اس لئے خدا گو ایک ہے مگر نام ایک نہیں تاہم یہ خیال بھی موجود ہے کہ ذاتِ خداوندی کا ایک سب سے اعلیٰ نام یا اِسمِ اَعظم بھی ہے۔

یہود و نصاریٰ میں خدا تعالیٰ کا نام

حضرت موسےٰ کو اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل اور فرعون کی طرف جانے کا حکم دیا چنانچہ لکھا ہے:-

"تب موسےٰ نے خدا سے کہا کہ دیکھ جب میں بنی اسرائیل پاس پہنچوں اور انہیں کہوں کہ تمہارے باپ دادا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وے مجھے کہیں کہ اس کا نام کیا ہے تو میں انہیں کیا بتاؤں؟ خدا نے موسےٰ کو کہا میں جو ہوں سو ہوں اور اس نے کہا تو بنی اسرائیل سے یوں کہیو کہ میں جو ہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے"

(خروج ۳: ۱۴)

سن لیا آپ نے موسےٰؑ اور خدا تعالیٰ کے اس سوال و جواب سے یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل اور موسےٰؑ کو خدا کا نام معلوم نہ تھا اور نہ ہی خدا تعالیٰ نے بتانا مناسب سمجھا

مولانا محمد حسین آزاد جب اپنے آپ سے آزاد ہوگئے تو ایک شعر بار بار پڑھا کرتے تھے ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

پڑھنے کا انداز یہ تھا کبھی لفظ ہم پر زور دیتے کبھی وہاں پر کبھی ہیں کو لمبا کھینچتے پھر جہاں کو دُور لے جاتے کبھی کچھ پر زور دیتے وغیرہ وغیرہ اور شعر سے بار بار تازہ بتازہ لطف اٹھاتے۔ خدا کا حضرت موسےٰؑ کو میں جو ہوں سو ہوں بتانا بھی اسی قسم کا ایک جملہ ہے کہ یا تو اسے خود بھی معلوم نہیں کہ میں کیا ہوں یا نام بتانا نہیں چاہتا۔ میں جو ہوں سو ہوں کسی کا نام نہیں ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو سیب کا ہو سکتا ہے یہ کہنا کہ اس میں ہوں پر زور ہے جو خدا کے ہست ہونے کو ظاہر کرتا ہے یہ اس لئے غلط ہے کہ اس صورت میں جواب صرف یہ ہونا چاہیئے تھا کہ میں ہوں نہ یہ کہ میں جو ہوں سو ہوں۔

حضرت موسےٰؑ جیسے عظیم الشان پیغمبر اور بنی اسرائیل جیسی خدا کی لاڈلی قوم کو خدا کا نام معلوم نہ ہو یہ کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے میں جو ہوں سو ہوں ایک مبہم نام ہے اور میں جو ہوں نے مجھے بھیجا ہے ایک مبہم تر کلام ہے۔

ہمارا یہ ترجمہ انگریزی ترجمہ کے مطابق ہے اس کا اردو ترجمہ جو بائبل سوسائٹی نے شائع کیا ہے اس میں اور ہی گل کھلایا ہے یعنی وہ جو ہے نے مجھے بھیجا ہے۔

خدا تعالیٰ کے نام کے متعلق بائبل کا ایک اور حوالہ

"پھر خدا نے موسےٰ کو فرمایا اور کہا میں خداوند ہوں اور میں نے ابراہام اور اسحاق اور یعقوب پر خدائے قادر مطلق (شدائی) کے نام سے اپنے تئیں ظاہر کیا اور یہوواہ (میں جو ہوں سو ہوں) کے نام سے اُن پر ظاہر نہ ہوا"

(خروج ۶: ۳)

آیت کا یہودی ترجمہ ہے:-

But as Adonay I was not Known to them.

عیسائیوں کا مستند ترجمہ ہے:-

But by my name Jehovah was not Known to them.

شاید بعض لوگوں کی سمجھ میں آئے کہ یہودی ترجمہ میں یہوواہ کی بجائے اُدونئی کیوں ہے بات دراصل یہ ہے کہ یہود اور کیتھولک عیسائی خدا کا نام لینا کبیرہ گناہ سمجھتے ہیں۔ یہودیوں میں اس جرم کی سزا قتل ہے اس لئے وہ یہوواہ کی بجائے اُدونئی کہتے اور لکھتے ہیں چنانچہ زمانہ حال کا یہودی مفسر اس پر لکھتا ہے:-

"Adonay is the prescribed traditional reading of the Divine Name expressed in the four letters YHWA' which is never pronounced as written"

J. H. Hertz
Chief Ribbi

"اُدونئی" مستند روایتی قرأت ہے خدا کے نام کی جو ی ہ و ہ چار حروف میں بغیر اعراب لکھا جاتا ہے مگر جیسے لکھا جاتا ہے ویسا پڑھا نہیں جاتا"

یہ لکھنا شیر اور پڑھنا بلی کی ادھوری سی مثال ہے۔ ادھوری اس لئے کہ شیر کو لکھنا بھی بگاڑ کے منع ہے بلکہ ش ی ر لکھا جائے۔

خدا تعالیٰ کا نام بگاڑ کر لینا

آپ جانتے ہیں کہ کسی کا نام بگاڑ کر لینا ایک خوفناک اخلاقی گناہ اور اس کی ہتک کا مترادف ہے برنارڈ شا مشہور انگریز مصنف کو کسی نے شا کی بجائے SHAWM (شام) لکھ دیا اس پر انہیں تاؤ آیا اور غصہ میں بہت کچھ کہہ گئے ان کی بیوی نے سمجھایا برنارڈ شا نے کہا کہ بیوقوف کو اتنی سمجھ نہیں آئی کہ Shawm انگریزی زبان کا کوئی لفظ نہیں۔ بیوی ہنستی ہوئی اٹھی اور ڈکشنری پکڑ کر ڈکشنری کے پاس لے گئی اور اس میں دکھایا کہ Shawm کے معنی پرانی بنسری ہیں کسی کا نام بگاڑ کر لینا بالخصوص کسی بڑی شخصیت کا نام بگاڑنا گالی دینے کے برابر ہے۔ مگر ان یہودی اور عیسائی علماء کو کون سمجھائے کہ خدا کا نام بگاڑنا یا اس کی جگہ اُدونئی جو ایک ادنےٰ نام ہے اور جمع کے صیغہ میں بائبل میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے لینا خداوند عالم کی ہتک کرنے کا خوفناک جرم ہے۔

خدا تعالیٰ کا نام مسیحؑ نے بھی نہیں بتایا

خداوند عالم کا وہ فرضی نام جناب مسیحؑ سے ۵۰۰ برس پہلے گم ہوگیا تھا چاہیئے تھا کہ وہ نام جناب مسیحؑ اپنے شاگردوں کو بتا جاتے مگر چاروں اناجیل میں یہ نام (یہوواہ) ایک مرتبہ بھی نہیں آیا اس جگہ ایک لطیفہ سننے کے قابل ہے عیسائیوں کا ایک نو ایجاد فرقہ یہوواہ وِٹنس Yehovah's Witnesses ہے جو اس صدی کی پیدائش ہے اس نے اناجیل کا ایک اپنا ترجمہ شائع کیا ہے اور انجیل میں جہاں کہیں خدا کا لفظ آیا تھا اس کی جگہ یہوواہ لکھ دیا ہے اس کے تین مشنری دو عورتیں اور ایک مرد مسلمانوں میں تبلیغ کرتے پھرتے تھے ایک دوست نے مجھے ان سے بات چیت کرنے کی دعوت دی۔ میں نے ان کے نام پر ہی اعتراض کیا اور کہا کہ یہ نام چاروں اناجیل میں ایک مرتبہ بھی موجود نہیں اور یہ نام بھی غلط ہے۔ یہ سنتے ہی جوان مشنری عورت نے چار پانچ آیتیں انجیل کی پڑھ سنائیں جن میں یہوواہ آتا ہے۔ میں نے اپنی جیب سے یونانی انجیل کا نسخہ نکال کر پیش کیا اور کہا مجھے اپنا بناوٹی ترجمہ نہ سنایئے اس میں ایک دفعہ یہوواہ نکال کر دکھایئے جس پر وہ تینوں لاجواب ہوگئے اور مرد مشنری نے اقرار کیا کہ یونانی انجیل میں یہ نام نہیں۔ یہی حال ہندو مذہب کا ہے میں نے اپنی کتاب محمدؐ ان ورلڈ سکرپچرز میں ایک سو صفحہ سے زیادہ دنیا کی زبانوں میں خدا کے نام پر لکھا ہے۔

خدا تعالیٰ کا اسم اعظم محمد صلعم نے بتانا تھا
یہود و نصاریٰ کی بائبل کی شہادت

خدا کے نام پر اُوپر کی بحث اس مسئلہ کا منفی پہلو تھا یعنی خدا کا ذاتی نام بائبل کے پرانے عہد نامہ میں ہے نہ نئے عہد نامہ میں اور مزعومہ نام زبان پر

لانے کی سزا اس دُنیا میں قتل اور آخرت میں ہمیشہ کا جہنم ہے - اب آجایئے اس مسئلہ کے اثباتی پہلو کی طرف - بائبل کے مندرجہ ذیل حوالجات غور سے پڑھیئے حضرت داؤدؑ اپنے زبور میں فرماتے ہیں :-

۱- خداوند ہمارے رب کیا ہی بزرگ ہے تیرا نام زمین پر، زبور ۸ : ۱ و ۹۔

۲- وے جو تیرا نام جانتے ہیں تیرا بھروسہ رکھیں گے، زبور ۹ : ۱۰

۳- میں اسے اُونچے پر بٹھاؤں گا کہ اس نے میرا نام جانا، زبور ۹۱ : ۱۴)

۴- مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے، زبور ۱۱۸ : ۲۶ متی ۲۱ : ۹ متی ۲۳ : ۳۹

۵- جوان کنواریاں بھی بوڑھے بچوں سمیت سے خداوند کے نام کی حمد کریں اس کا نام اکیلا عالیشان ہے، زبور ۱۴۸ : ۱۳

حضرت یسعیاہ صفنیا - زکریا اور میکا نبی فرماتے ہیں :-

۶- اُس دن تم کہو گے کہ خداوند کی حمد کرو اس کا نام لو، یسعیاہ ۱۲ : ۴

۷- میرا ارادہ ہے کہ قوموں کو جمع کر دوں ... کیونکہ مَیں پھر اُس وقت لوگوں کو پاک ہونٹھ کر دوں گا تاکہ سب کے سب خدا کا نام لیویں اور ایک دل ہو کر اس کی بندگی کریں ، صفنیا ۳ : ۹

۸- "وُے خدا کے نام پر بھروسہ رکھیں گے" صفنیا ۳ : ۱۲

۹- وے میرا نام لیں گے اور مَیں ان کی سُنوں گا مَیں کہوں گا یہ میرے لوگ ہیں اور وے بولیں گے کہ خداوند میرا خدا، زکریا ۱۳ : ۹

۱۰- اس دن ایک خداوند ہوگا اور اس کا نام ایک ہوگا، زکریا ۱۴ : ۹

۱۱- ہم لوگ خداوند کا نام لے کر ہمیشہ کے لئے اور ابد تک چلیں گے - میکا ۴ : ۵

۱۲- وے اس کا نام لے کے اِدھر اُدھر چلیں گے - زکریا ۱۰ : ۱۲

حوالجات کا تجزیہ

حوالجات نمبر ۳، ۴، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ سے ظاہر ہے کہ یہ آئندہ کے متعلق پیشگوئیاں ہیں جیسے بھی یہود و نصاریٰ میں خدا کا نام لینا گناہ کبیرہ اور سزا قتل اور ہمیشگی کا جہنم ہے - حوالجات کا ماحصل یہ ہے کہ خدا کا بزرگ نام (اسمِ اعظم) ساری زمین پر ایک ہے اس کا نام جاننے والے (مسلمان) صرف ایک خدا کے نام پر توکل رکھیں - خدا کا نام جاننے اور بتانے والے کو اللہ تعالےٰ اُونچے پر بٹھائے گا یعنی وہ افضل الانبیاءؐ ہوگا - جو آئے گا اور خدا کا نام لائے گا وہ مبارک انسان ہوگا اس وقت خدا کا یہ نام بچے بوڑھے جوان اور کنواریاں سب کو لینے کی تاکید ہوگی (بخلاف یہود و نصاریٰ کہ خدا کا نام لینے سے انسان واجب القتل اور ہمیشہ کا جہنمی ہو جاتا ہے) مگر اس دن تم کہو گے خدا کی حمد کرو اور اس کا نام لو (یعنی الحمد للہ رب العالمین پڑھو) دنیا کی ساری قومیں ایک نام اللہ پر جمع کرنے کا خدا کا ارادہ ہے اور لوگوں کو پاک ہونٹھ کرنے کا یعنی شرک سے لا الٰہ الا اللہ پڑھوا کر پاک کیا جائے گا - اس ایک نام اللہ پر ایمان لا کر اس کی بندگی کریں - اس ایک نام اللہ پر نجات کا بھروسہ رکھیں گے - وے لوگ میرا نام لیں گے اور مَیں ان کی دُعا قبول کروں گا - مَیں کہوں گا یہ میرے بندے (یا عبادی) وے بولیں گے کہ خداوند میرا خدا (ربنا اللہ) اس دن (اسلام کے زمانہ میں) ایک خدا ہوگا اور اس کا ایک نام اللّٰہ ہوگا - اپنے ہر کام میں وہ اللہ کا نام لیں گے کتنی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں جو محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں پوری ہوئیں -

هل تعلم له سميا

کیا اس نام کا کسی اور کوئی تو جانتا ہے ؟

قرآن مجید کا یہ چیلنج ہے تمام علماء مذاہب کو - زبانوں کے ماہرین کو - دنیا میں نئی اور پُرانی چھوٹی اور بڑی صدہا زبانیں ہیں ان کی لغت یا ڈکشنریاں لکھوکھہا صفحات پر مشتمل ہیں ان تمام زبانوں کا احاطہ کرنا کسی ایک انسان کا کام نہیں سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی ایک ان پر علیم نہیں پس اگر تمام زبانوں کے علماء ایک جگہ جمع ہو جائیں اور انہیں کہا جائے کہ اپنی اپنی زبان سے خدا کا ایک ایسا نام پیش کرو جو صرف اسی پروردگار عالم کا نام ہو کسی دوسری آسمانی اور زمینی ہستی پر اس نام کا اطلاق نہ ہو - اس کا تثنیہ جمع اور تانیث کا صیغہ اس زبان میں موجود نہ ہو اور وہ نام اس کی کسی ایک ہی صفت کو ظاہر نہ کرتا ہو بلکہ اس کے معنی مستجمع جمیع صفات کاملہ (وللہ الاسماء الحسنیٰ) ہوں

comprising all the attributes of perfection

وہ صرف ایک دو تین صفات کا موصوف نہیں بلکہ تمام اعلےٰ درجہ کی صفات سے متصف ہے اور اس کی ہر صفت ایسی کامل ہے کہ کل مخلوق میں اس درجہ کمال تک پہنچی ہوئی نہیں - یہ چیلنج ہر زمانہ کے علماء زبان کو ایک اُمی کی زبان سے دیا گیا لیکن مقابلہ کا یہ چیلنج دے کر اور دنیا پر حجت تمام کر کے وہ خاموش نہیں بیٹھ گیا اس نے اس کا نام جانا اور اس نام کا نعرہ (اللہ اکبر) مارا اور اسی اللہ پر اس نے اپنا کامل بھروسہ رکھا وہ بادشاہ نہ تھا نہ بادشاہ کا بیٹا ایک یتیم اور بے یار و مددگار انسان جس کی مخالفت اور دشمنی میں صدیوں کی جنگ جو اور لڑاکی تیر اندازی اور شمشیر زنی میں ماہر قوم تھی مگر خدا نے اپنے نام کی برکت سے اسے اونچا اٹھایا کیونکہ حضرت داؤدؑ نے وہ جو صدیوں پیشتر کہا تھا پورا ہو کہ میں اُسے اُونچا بٹھاؤں گا اس لئے کہ اس نے میرا نام جانا، خدا کا وہ بزرگ نام یا اسم اعظم جس کی بنا کو تلاش تھی اس لئے کہ انبیاءؑ عالم نے اس نام کے دیئے جانے کی بشارات دی تھیں اور یہ بھی کہا گیا تھا، مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام کے ساتھ آتا ہے، پھر دنیا نے دیکھا کہ اُمی نبی آیا اور خدا کا نام (اللہ) اپنے ساتھ لایا - وہ مبارک نام جس کی برکات کا کوئی شمار نہیں جس کے بارہ میں زکریا نبیؑ نے فرمایا تھا "اس دن خدا ایک ہوگا اور اس کا نام ایک ہوگا" اس معجزہ کا ظہور اس ملک کے اندر ہوا جہاں ہر قبیلہ - ہر دن اور ہر خواہش انسانی کا خدا الگ الگ تھا مگر آپ کی جد و جہد اور جہاد کبیر کا نتیجہ یہ نکلا کہ کل دنیا پر ہر قبیلہ ہر دن اور ہر تمنا کا خدا ایک ہو گیا اور سب کی زبان پر خدا کا نام اللہ ایک ہو گیا اور یسعیاہ نبی کا یہ نوشتہ پورا ہوا - "اس دن تم کہو گے کہ خدا کی حمد کرو اور اس کا نام لو"

کیا یہ نام یہوواہ ہو سکتا ہے؟

یہوواہ اوّل تو یہ نام ہی موجودہ صدی کی تحقیقات نے غلط ثابت کر دیا ہے پھر اس غلط نام کا لینا جان سے ہاتھ دھونے کے مصداق ہے اس پر بنگال کے ہندوؤں کا ایک لطیفہ صادق آتا ہے، دریائے گنگا کے کنارے رہنے والے بنگالی ہندو جب کوئی زیادہ بیمار ہو جاتا ہے تو اسے دریا کے کنارے لے آتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کب اس کی جان نکلے اور ہم اسے دریا میں بہا کر اپنے اپنے گھر جائیں، جب انتظار کرتے کرتے تھک جاتے ہیں تو ایک تدبیر جلد فراغت کی کرتے ہیں کہ بیمار کو کہتے ہیں :-

ہری بول بابو ہری بول (یعنی خدا کا نام لو)

مگر انسان کو جان اتنی پیاری ہے کہ بیمار یہ سنتے ہی ہوش میں آجاتا ہے اور زور سے کہتا ہے :-

میں نہ بولوں میں نہ بولوں

کیونکہ وہ یہ جانتا ہے اگر اس نے ہری بولا تو لوگ جیتے جی اُسے دریا میں دے ماریں گے اور یہ سلسلہ گھنٹوں چلتا ہے - اسی لئے ہندو اصطلاح میں "بولو نام" موت کے معنوں میں بولا جاتا ہے - یہود و نصاریٰ کے نزدیک بھی خدا کا نام یہوواہ لینا نہ صرف اس دنیا میں موت کو بلانا بلکہ بعد الموت بھی جہنم میں جانا ہے -

. . . .

قرآن مجید کا بسم اللہ سے شروع ہونا معجزہ ہے

محمد رسول اللہ صلعم پر سب سے پہلے وحی اقراء باسم ربك الذی خلق، اپنے رب کے نام سے پڑھ کی تعمیل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور اس میں حضرت داؤدؑ کی پیشگوئی کی تصدیق ہے زبور کی اس آیت کا عربی ترجمہ جو بائبل سوسائٹی نے شائع کیا ہے اس میں تقدیر عبارت یوں ہے

مبارك الآتي باسم رب

گویا قرآن مجید کی سب سے پہلی وحی کے عین مطابق ہے پھر انجیل میں متی ۲۱ : ۹ و ۲۳ : ۳۹ - مرقس ۱۱ : ۹ لوقا ۱۹ : ۳۸ میں اسی زبور کی تصدیق ہے - جناب مسیحؑ کے متعلق یہ پیشگوئی اس لئے نہیں کی کہ جناب مسیح کی زبان سے یہوواہ نام ایک مرتبہ بھی نہیں نکلا اور سب سے بڑھ کر نبی اُمیؐ کا یہ معجزہ عظیم اس لئے ہے کہ صفنیا نبی نے پیشگوئی کی تھی -

" میرا ارادہ ہے کہ میں خدا کے نام پر تمام قوموں کو جمع کر دوں" مسیحی لوگ خدا تعالےٰ کے نام پر لوگوں کو جمع نہیں کرتے بلکہ مسیحؑ کے نام پر مسیحیت کی تبلیغ کرتے ہیں اقوامِ عالم کو ایک خدا کے نام پر جمع کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ اقوام عالم کی زبانوں میں خدا کے ۱۵۰ نام ہیں اور یہ تمام صفاتی نام ہیں جو کسی موصوف کو چاہتے ہیں اور وہ موصوف اللہ ہے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ عظمیٰ یہ ہے کہ دنیا کی کل نسلِ انسانی کی زبانوں میں خدا کے ناموں کو اللہ کے رشتے میں پرو کر کل اقوام عالم کو جمع کر دیا ہے - یہود و نصاریٰ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسم ذات اللہ کے اسم اعظم ہونے پر یہ صرف منطقیانہ اور فلسفیانہ بحث ہی نہیں بلکہ حضرت داؤدؑ کا یہ زبور ان کے حق میں بھی پورا ہو کر رہے گا -

" جوان کنواریاں بوڑھے بچوں سمیت خدا کے نام (اللہ) کی حمد کریں گے (یعنی یہود اور نصاریٰ نہ رہیں گے) وہ کتنی طاقت حاصل کر لیں بالآخر مسلمان ہوں گے کمزوری ہم مسلمانوں کی ہے کہ ہم نے ان کی کتابیں پڑھ کر دینِ اسلام کی حجت ان پر پوری نہیں کی - خدا کے اس مبارک نام اور اس نام کو ساتھ لانے والے کا مبارک نام اب بھی کتب مذاہب کے اندر موجود ہے - محمد ان ورلڈ سکرپچر کا نیا ایڈیشن قریباً ۱۰۰۰ صفحات پر دو جلدوں میں شائع ہو چکا ہے اس کی تیسری جلد ۵۰۰ صفحات سے زیادہ ضخامت کی پریس میں چھپ رہی ہے -

فالحمد للہ علےٰ ذالك

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں -

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قوّت قدسیہ کی پاک تاثیریں

حضرت ابراہیمؑ کی دُعا

حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ سے یہ دُعا کی تھی ربّنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (البقرہ ع۱۵)

اے ہمارے ربّ ان میں انہی میں سے ایک ایسا عظیم الشان رسول بھیج جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور اس کی حکمت سکھلائے اور ان کو پاک کرے یقیناً تو ہی ہر کام کو سرانجام دینے پر قدرت رکھتا ہے اور تو ہی حکیم ہے۔

رسُول کے دو اوصاف اور معیارِ صداقت

اس دعا میں رسُول کے دو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ اس کو ایسی کتاب ملے جس میں حکمتوں کا خزانہ ہو اور دوسرے یہ کہ اس میں اس قدر قوتِ قدسیہ ہو کہ دوسروں کو تمام گندوں سے پاک کر سکے ظاہر ہے کہ اس قوم میں جو شخص بھی اس دعا کے مطابق رسول ہونے کا دعوےٰ کرے اسے مندرجہ بالا معیار پر صحیح اترنا چاہیئے یعنے وہ قوم کو گندی زندگی سے نکال کر پاکیزہ زندگی کی طرف لے آئے اگر وہ اس معیار پر صحیح نہیں اترتا تو وہ اپنے دعوےٰ میں یقیناً جھوٹا ہے اور ابراہیمی دُعا کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

دعوےٰ سے قبل عرب اور دیگر دُنیا کی حالت

اب یہ حقیقت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے جب مطلق رسول نہیں بلکہ خاتم النبیین ہونے کا دعوےٰ کیا تو عرب تمام قسموں کی گندگیوں سے گھرا ہوا تھا بُت پرستی کا زور تھا گھر گھر میں بُت پوجے جا رہے تھے خانہ کعبہ ۳۶۰ بُتوں سے بھرا ہوا تھا توہم پرستی کا غلبہ تھا زنا کاری شراب خوری۔ قمار بازی کی کثرت تھی۔ لڑائی جھگڑا غارت گری لوٹ مار ڈاکہ زنی انکا عام مشغلہ تھا مظلوم کی فریاد سننے والا کوئی نہ تھا ظالم کی مدد ہر کوئی کرنے کو تیار نظر آتا تھا غلام جبر و استبداد کی چکّی میں پس رہے تھے لڑکیاں زندہ در گور کر دی جاتی تھیں عورت کی کوئی آواز نہ تھی یتیم حقارت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے کوئی ان کا پُرسانِ حال نہ ہوتا تھا کوئی قانون نہ تھا جو ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روک سکے۔ معاشرہ اس قدر بدیوں اور نا انصافیوں کا شکار تھا کہ اصلاح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی معاشی اور خانگی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی سود خوار مقروضوں کے خون چوس رہے تھے نیکی اور تقوےٰ عنقا تھے بدی کا چاروں طرف دَور دورہ تھا عیسائیوں نے کوشش بھی کی مگر ناکام رہے کیونکہ ان میں قوّتِ قدسیہ نہ تھی جو ایسی گندی حالت کو درست کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے یہ حالت صرف عرب میں ہی نہیں تھی بلکہ قریباً قریباً ساری دنیا ہی اس بے راہ روی کا شکار ہو رہی تھی قرآن کریم نے عربوں کی معاشرتی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے:-

اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہوئی جبکہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے پس خدا نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی پس تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پس اللہ تعالےٰ نے اس رسول کے ذریعہ تم کو اس گڑھے سے نکالا ایسے ہی حالات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالےٰ اپنی آیات تمہارے لئے بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پر قائم رہو (یاد رکھو یہ وہی آیات ہیں جن کے متعلق ابراہیمؑ نے اپنی دعا میں کہا تھا کہ وہ رسول ان پر تیری آیات پڑھے) آل عمران ع۱۱۔

اس کے بعد ع۱۲ میں اسی قوم کی اخلاقی اور روحانی حالت میں جو انقلاب آیا اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے تم اب بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لئے نکالے گئے ہو اب تم خود بدیوں کے شیدا ہونے اور نیکیوں سے متنفر ہونے کی بجائے دوسروں کو بدیوں کو ترک کرنے اور نیکیوں کے بجالانے کی تلقین کرتے ہو اور بتوں کی پرستش کی بجائے اللہ پر ایمان لانے والے بن گئے ہو تمام دنیا کی گندی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے لوگوں کے گندے اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری یعنے کل عالم میں فساد پھیلا ہوا ہے۔ (الرّوم ع۵)

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت اور آنحضور صلعم کا اثر

عرب اور دیگر دنیا میں یہ حالات تھے کہ حضرت ابراہیم کی دُعا کی قبولیت کے نتیجہ میں عرب کی سرزمین میں جو بگاڑ میں سب سے سبقت لے گئی تھی اور جہاں تمام قسم کی بدیاں جمع ہوئی ہوئی تھیں خدا کا رسول اور تمام قوموں کا نجات دہندہ اور زمرۂ انبیاء کا آخری فرد یعنے خاتم النبیّین نمودار ہوتا ہے جو اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق کے حکم خداوندی کی تعمیل میں خدا کی آیات اور اس کے احکام اہل عرب کو پڑھ کر سنانا شروع کرتا ہے وانذر عشیرتك الاقربین کی تعمیل میں ان کو بدیوں کے بُرے عواقب سے متنبہ کرتا ہے اور اپنی خداداد قوّتِ قدسیہ کو کام میں لا کر یزکیھم کے معیار پر پُورا اُترتے ہوئے ان کو بدیوں سے صاف کرنا اور ان کے دلوں کو نیکیوں کی محبت سے لبریز کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اصلاح کے راستہ میں رکاوٹیں

شیاطین اور طواغیت کے پیرو آپؐ کے راستہ اصلاح میں ہر قسم کی رکاوٹیں پیدا کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں ایک طرف خود آپؐ کو طرح طرح کی تکالیف اور ایذا رسانیوں کا نشانہ بنانے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف آپؐ پر ایمان لانے والوں کو سخت سے سخت سزائیں دیتے کہ جن کو تصوّر میں لا کر بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن کسی ایک کے بھی پائے استقلال میں لغزش نہیں آتی۔ ان ظالموں کی اسلام سے مرتد کرانے کی انتہائی کوششوں کے باوجود ایک صحابی بھی مرتد نہیں ہوتا۔

. . . .

ایک صحابی کے اخلاص کا نمونہ

چنانچہ ایک صحابی کسی وجہ سے کفّارِ مکّہ کے قبضہ میں آ جاتا ہے وہ اسے قتل کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں اور اس قتل سے بچنے کی ایک ہی صورت اس کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا تو اس کو پسند کرے گا کہ تیری جگہ محمد (رسول اللہ صلعم ہوں) اور تجھے ہم چھوڑ کر اسے قتل کر دیں تو وہ صحابی جواب دیتا ہے کہ میں تو آنحضور صلعم کی شان میں اتنی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ ان کے پاؤں میں کانٹا بھی چُبھے آخر وہ قتل ہو گیا لیکن اس نے ارتداد اختیار نہیں کیا۔ لکھا ہے قتل ہونے سے پہلے اس نے اتنی رعایت طلب کی کہ اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ اجازت حاصل کر کے اس نے دو رکعت نماز ادا کی نماز سے فارغ ہو کر اس نے کفّار کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ تم کہو گے کہ موت کے خوف سے اس نے نماز کو لمبا کر دیا ہے تو میں ضرور نماز کو مزید لمبا کرتا یہ تھا وہ انقلاب جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی قوّتِ قدسی نے ان بُت پرستوں کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا کہ موت کے وقت بھی بُتوں کی بجائے خدا ہی یاد آتا ہے اور اسی کی عبادت میں وہ انتہائی لذّت محسوس کرتے ہیں اور اپنے مولےٰ کے پاس اس کی عبادت کرتے ہوئے ہی جانا پسند کرتے ہیں یہ ہیں وہ لوگ جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہیں جبر اور تلوار کے زور سے مسلمان کیا گیا تھا حالت تو یہ ہے کہ کفّار مکّہ تلوار کے زور سے اسے اسلام سے مرتد کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ تلوار کے نیچے اپنی گردن کو خوشی سے رکھ دینے کو اپنی سلامتی اور رہائی اسلام سے ارتداد پر ترجیح دیتا ہے۔

ابوسفیان کا جواب

شہنشاہ روم ہرقل کے سامنے کفّارِ مکّہ کا سردار ابوسفیان پیش ہوتا ہے منجملہ اور سوالوں کے وہ اس سے ایک یہ سوال بھی کرتا ہے کہ کیا اس نبی کے ماننے والوں میں سے کوئی اس کے دین سے بیزاری کی بنا پر الگ ہوا ہے ابوسفیان نے نفی میں جواب دیا جس پر ہرقل نے کہا ہاں ایمان کی یہی حالت ہوتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا دعویٰ تزکیہ صحابہؓ کے سامنے

اس بات کا عملی ثبوت کہ حضرت نبی کریم

صلعم نے فی الحقیقت یزکیھم کی شرط کو پورا کر دیا تھا یہی سبب ہے کہ آنحضور صلعم کے متعلق قرآن کریم میں صحابہ رضؓ کو مخاطب کر کے ان کے سامنے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس رسول نے تمہارے قلوب کا تزکیہ کر دیا ہے۔ اگر ان کا تزکیہ نہ ہوا تھا تو وہ لوگ کس طرح اس دعوے کو صحیح تسلیم کر سکتے تھے اگر ان کی قلبی حالت ویسی ہی ہوتی جیسی اسلام لانے سے قبل تھی کیونکہ ان سے بڑھ کر ان کی قلبی کیفیت کو اور کون جان سکتا تھا تو وہ یقیناً قرآن کریم کو خدا کا کلام نہ سمجھتے کہ نعوذ باللہ محمد (صلعم) اپنے پاس سے ہی یہ کلام ہماری تسلی کے لئے پیش کر رہا ہے اس بارے میں قرآن کریم کے یہ الفاظ ہیں :—

" ہم نے تم میں اے مسلمانو! تمہیں میں سے یہ رسول بھیجا ہے وہ تم پر ہماری آیات پڑھ رہا ہے اور تمہارے قلوب کا تزکیہ کر رہا ہے یعنے بدیوں سے تمہیں متنفر اور نیکیوں کا شیدا بنا رہا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت سکھلا رہا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھلا رہا ہے جن سے پہلے تم بالکل ناآشنا تھے پس اس نعمت کی قدر دانی کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ تم میرے ذکر میں مشغول ہو جاؤ اگر ایسا کرو گے تو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا اور تمہیں اپنے ذکر کے نتائج سے نوازتا رہوں گا پس میری نعمت کی قدر دانی کرو اور کفر سے کام نہ لو "

(البقرہ رع ۱۸)

اسی طرح آل عمران رع ۱۷ میں فرمایا :—

" اللہ تعالےٰ کے ہاں مومنوں کے مختلف درجات ہیں اللہ تعالےٰ ہر ایک کے عملوں کو دیکھ رہا ہے یقیناً اللہ تعالےٰ نے مومنوں پر احسان کیا ہے جب کہ ان میں انہیں میں سے اپنا رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیات پڑھ رہا ہے اور ان کے قلوب کو پاک کر رہا ہے اور انہیں کتاب کا علم دے رہا اور اس کی حکمتوں سے آگاہ کر رہا ہے اگرچہ اس سے قبل وہ کھلی کھلی گمراہی میں تھے "

بس ایک جملہ میں ہی ان کی تمام پہلی برائیوں کو سمیٹ دیا ہے۔ اب اگر وہ ان برائیوں سے بیزار نہ ہوتے ہوتے اور ان کی بجائے نیکیوں سے انہیں محبت نہ ہو گئی ہوتی تو وہ صاف کہتے کہ قرآن جو یزکیھم کا دعوےٰ کرتا ہے یہ درست نہیں ہمارے دل تو اسی طرح بدیوں کی طرف مائل اور نیکیوں سے بیزار ہیں یہ لوگ بڑے دلیر تھے جھوٹی بات کی کبھی تصدیق نہ کر سکتے تھے۔ لیکن ان کے دلوں میں آنحضرت صلعم کی صحبت سے جو اخلاقی و روحانی انقلاب آ چکا تھا اس کا وہ کس طرح انکار کر سکتے تھے خود ان کی عملی حالت بھی اس دعوے کی سچائی پر گواہ تھی حبشہ کے بادشاہ کے سامنے حضرت جعفر رضؓ نے اپنی قوم کی پہلی حالت اور پھر حضرت نبی کریم صلعم سے تعلق پیدا کرنے کے بعد کی حالت کا جو نقشہ پیش کیا وہ بھی اس بات کا حتمی ثبوت ہے کہ ان کے دل اس انقلاب کو محسوس کر رہے تھے جس کا ذکر قرآن کریم نے مندرجہ بالا الفاظ میں کیا ہے۔

صحابہ کرام رضؓ کے عملی نمونوں سے ان کی اخلاقی و روحانی انقلاب کا ثبوت

صحابہ کرام رضؓ کے دلوں میں بُرے کاموں سے بیزاری اور نیک کاموں کی طرف جو رغبت حضرت نبی کریم صلعم کی تربیت کے نتیجہ میں پیدا ہو گئی تھی اس کا زبردست ثبوت ان کے عملی نمونوں سے ملتا ہے بدیوں کے ترک کرنے کا یہ عالم تھا کہ جس بدی کو چھوڑنے کے بارے میں وحی الہیٰ نازل ہوتی تھی اسے اسی دم ترک کر دیا جاتا تھا شراب کو ہی لے لو اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ کافر منہ کو لگی ہوئی چھوٹتی نہیں امریکہ میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے اس کو چھڑانے میں وہاں کی حکومت بالکل ناکام ہو گئی مگر حضرت نبی کریم صلعم کی تربیت یافتہ قوم کا یہ حال ہے کہ دن رات شراب کے نشہ میں چُور رہنے کے باوجود جب شراب کے حرام ہونے کی وحی نازل ہوتی ہے تو قوم نے اس کو ترک کرنے میں ایک منٹ کی بھی دیر نہیں کی کہتے ہیں کہ جس وقت شراب کے حرام ہونے کی منادی ہو رہی تھی اس وقت چند صحابہ کرام رضؓ ایک مکان میں بیٹھے ہوئے تھے اور شراب کا دَور چل رہا تھا منادی کی آواز سُنی تو ایک شخص کو بھیجا کہ دریافت کرے کہ کیا منادی ہے اس نے آ کر اطلاع دی کہ آج شراب حرام ہو گئی ہے اسی وقت سب نے شراب نوشی کو ترک کر دیا اور شراب کے بھرے ہوئے مٹکے توڑ دیئے گئے مدینہ میں سب گھروں میں یہی عمل رہا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دن مدینہ کی گلیوں میں پانی کی بجائے شراب کا سیلاب آ گیا یہ تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کی پاک تاثیر کا اثر۔ اسی طرح قمار بازی، لوٹ کھسوٹ، بُت پرستی وغیرہ بدیوں کا حال تھا ادھر ان کے حرام ہونے کا حکم آیا اور ادھر وہ سرزمین عرب سے عنقا ہو گئیں۔ صحابہ کرام رضؓ کے دلوں میں نیکی کرنے کا شوق اور ولولہ اس قدر زوروں پر پیدا ہو گیا تھا کہ ہر ایک حضرت نبی کریم صلعم کے پاس آتا اور یہی سوال کرتا کہ حضورؐ ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس کے کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ اور آنحضرت صلعم ہر ایک کو اس کی قلبی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے کسی نہ کسی نیک عمل کے بجا لانے کی خاص طور پر تلقین فرماتے۔ مرد تو مرد عورتیں بھی اس امر میں ان سے پیچھے نہ تھیں ان کا استفسار بھی اس نوعیت کا ہوتا۔ ایک عورت کو استحاضہ کی شکایت تھی وہ سخت گھبرائی کہ وہ نماز جیسی عبادت سے محروم ہو جائے گی اس گھبراہٹ میں بھاگی ہوئی حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرتی ہے کہ وہ نماز کس طرح ادا کرے آنحضور صلعم نے اسے فرمایا کہ حیض کے دنوں کا اندازہ کر لیا کرو ان کے سوا باقی دنوں میں نماز ادا کرتی رہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو ایام حج میں ماہواری آ جاتی ہے تو وہ اس صدمہ سے رونے لگ پڑتی ہیں کہ وہ حج جیسی عبادت سے محروم ہوتی جا رہی ہیں عورتوں نے جب دیکھا آنحضور صلعم مردوں میں وعظ فرماتے ہیں تو انہوں نے شکایت کی کہ ہمیں کیوں اس نعمت سے محروم کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے ان کی شکایت کو دُور کرنے کے لئے ان کے لئے بھی وعظ کا ایک دن مقرر کر دیا۔ باہر کے قبائل کے لوگ آنحضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ حضورؐ ہمیں ایسے اعمال بتلایئے کہ ہم بھی اور ہماری قوم بھی ان پر عمل کرتی رہے۔ نیکی پر قائم رہنے کا جذبہ اس قدر زوروں پر تھا کہ وہ کہتے تھے کہ تقویٰ اس کا نام ہے کہ جس امر کے متعلق دل میں کھٹکا بھی محسوس ہوا سے ترک کر دیا جائے یہ قوم ظلم کرنے اور ظالم کی مدد کرنے کی اس قدر عادی تھی کہ اس کی برائی کا خیال بھی ان کے دل میں نہیں آ سکتا تھا لیکن ایک دن جب حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا انصر اخاک ظالما او مظلوما۔ یعنے اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو تو صحابہ کرام رضؓ حیران ہو کر دریافت کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ مظلوم کی مدد تو ہماری سمجھ میں آ گئی ہے لیکن ظالم کی مدد ہماری سمجھ میں نہیں آتی اللہ اللہ کس قدر انقلاب عظیم ہے کہ اب انہیں ظالم کی مدد کا مفہوم ہی سمجھ میں نہیں آتا آنحضور صلعم نے فرمایا ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم کرنے سے باز رکھو۔

ایک شخص کا مکان پانچ ہزار درہم پر فروخت ہو رہا تھا لیکن جس شخص کا مکان اس کے ساتھ ملحق تھا وہ صرف چار ہزار دیتا تھا اس شخص نے یہ کہکر چار ہزار قبول کر لئے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہوا ہے کہ پڑوسی شفعہ کی بنا پر زیادہ حق رکھتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضؓ نے یہ سُن کر کہ حضرت نبی کریم صلعم نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہوا ہے زمین کرایہ پر دینی بند کر دی۔

ایک صحابی رضؓ کو حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ الید العلیا خیر من الید السفلی۔ اس نے اس حد تک اس ارشاد نبویؐ پر عمل کیا کہ غنیمت کے مال سے جو اس کا حصہ آتا تھا اسے بھی خلفاء سے لینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمار رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ سارے عالم میں سلامتی کو پھیلاؤ۔ صحابہ رضؓ کا حضرت نبی کریم صلعم کی صحبت میں رہنے اور آنحضور صلعم کے فیوض سے مستفیض ہونے کا شوق اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ انہوں نے آپس میں باریاں مقرر کر لی تھیں ایک فریق آنحضور صلعم کی خدمت میں حاضر رہتا اور جو کچھ سُنتا اس سے دوسرے فریق کو آگاہ کرتا اور پھر اسی طرح دوسرا فریق حاضر رہتا اور وہ دوسرے فریق کو آنحضور صلعم کی ہدایات سے آگاہ کرتا۔ اور ایک فریق ایسا بھی تھا جس نے اپنی زندگیاں ہی اس کام کے لئے وقف کی ہوئی تھیں خدا کی راہ میں مالی قربانی کا جذبہ اس قدر ترقی پر تھا کہ سارا مال خُدا کی راہ میں دینے کے لئے تیار رہتے۔ لیکن نبی کریم صلعم نے ایسا کرنے سے روک دیا اور زیادہ سے زیادہ ۱/۳ کی اجازت دی۔

ان کی عبادت کا یہ حال تھا کہ دن کو نماز اور روزہ میں گذارتے اور رات کو تہجد میں گذارتے اس سے بھی آنحضور صلعم نے منع فرمایا۔ فرمایا کہ زیادہ سے زیادہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو رات کو سونے میں بھی کچھ وقت صرف کرو اور پھر اُٹھ کر تہجد پڑھو۔

غرضیکہ نیکیوں پر وہ اس قدر عاشق تھے کہ نیکی کے ہر کام کو کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں حریص ہوتے تھے نادار صحابہ رضؓ نے ایک دفعہ عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے مال دار بھائی ہم سے زیادہ ثواب لے جاتے ہیں باقی تمام

عبادتیں وہ ہماری طرح ہی ادا کرتے ہیں لیکن مالی عبادت جو ہم نہیں کر سکتے وہ اسے بھی بجا لاتے ہیں تو آنحضور صلعم نے انہیں ہر نماز کے بعد ایک وظیفہ بجالانے کی تلقین کی۔ لیکن جب مالدار صحابہ رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے بھی اس وظیفہ کو بجالانا شروع کر دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک خواب آتا ہے اس کی تعبیر آنحضور صلعم نے یہ فرمائی کہ انہیں تہجد پڑھنی چاہیئے اس کے بعد انہوں نے تہجد کی نماز کبھی ترک نہیں کی۔ غرضیکہ حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں تو صحابہ کا تانتا بندھا رہتا تھا جو نیک اعمال ہی دریافت کرتے رہتے تھے۔

بدیوں سے نفرت کا یہ حال تھا کہ اگر کسی ایک ڈکے صحابی سے کسی بدی کا ارتکاب ہو جاتا تھا تو وہ آنحضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بدیوں کا اعتراف کرتا اور یہی عرض کرتا کہ اسے سزا دے کر اس بدی کے برے اثرات سے پاک کر دیا جائے۔

ایک دفعہ دو شخص ایک تنازعہ حضور صلعم کی خدمت میں لائے جس کا تعلق کسی جائداد کے ساتھ تھا ایک شخص زیادہ فصیح اللسان تھا دوسرا اپنی بات کو پیش کرنے میں کمزور تھا اس لئے حضرت نبی کریم صلعم نے پہلے شخص کے حق میں فیصلہ دے دیا لیکن دوسرے کمزور شخص نے کہا حضور حق تو میرا ہے آنحضور صلعم نے دوبارہ سنا پھر بھی فیصلہ وہی دیا اس شخص نے پھر کہا یا رسول اللہ حق تو میرا ہے تیسری دفعہ سن کر بھی فیصلہ تو وہی دیا لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا کہ میرا فیصلہ کسی شخص کو اس چیز کا حقدار نہیں بنا دیتا جس کا وہ حقدار نہیں اگر وہ میرے فیصلہ کی وجہ سے ناحق اس چیز پر قبضہ کرے گا تو وہ آگ کا انگارہ کھاتا ہے اس پر پہلے شخص نے فوراً کہا کہ یا رسول اللہ فی الحقیقت حق اسی کمزور شخص کا ہے۔

اس قسم کے پاکیزہ اور طہارت پر دلالت کرنے والے نمونے تو اس قدر ہیں کہ ان کو بیان کے لئے کم ازکم سو دو سو صفحات کی کتاب کی ضرورت ہے اس مختصر مضمون میں وہ کس طرح سما سکتے ہیں اس لئے طوالت کے خوف سے انہی چند نمونوں کو پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر کوئی فائدہ اٹھانا چاہے تو انہی سے اس حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ کی پاک تاثیروں نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں کتنا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا تھا اور تزکیہ کی کسوٹی پر آنحضور صلعم کیسے صحیح اترے تھے۔

قرآن کریم میں مومنوں کی شان کا بیان

خالی از فائدہ نہ ہوگا اگر اس جگہ قرآن کریم میں سے مومنوں کے قلوب میں پیدا ہونے والے انقلاب کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے مختصر طور پر اسکا ذکر بھی کر دیا جائے پہلی بات تو اس سلسلہ میں یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام اسی ایمان کو ایمان قرار دیتا ہے جس کے اندر اخلاص ہو صرف زبان پر اس کا ذکر نہ ہو بلکہ وہ دل کی گہرائیوں میں اترا ہوا ہو یہاں تک کہ دل اس کے ساتھ پوری طرح متفق ہو زبان اور دل میں پوری ہم آہنگی ہو قرآن شریف کے شروع میں ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بعض لوگ زبان سے اللہ تعالےٰ اور آخرت پر ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن خدا ان کو مومن نہیں قرار دیتا بلکہ انہیں منافق قرار دیتا ہے اور منافقوں کے متعلق صریح الفاظ میں فرماتا ہے کہ جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو یقیناً اللہ کا رسول ہے اللہ تو جانتا ہے کہ تو یقیناً اللہ کا رسول ہے لیکن اللہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق یقیناً یقیناً جھوٹے ہیں۔ پھر فرماتا ہے اعراب کہتے ہیں ہم مومن ہیں ان کو کہدو کہ تم مومن نہیں ہو لیکن تم یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔

مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر اس بارے میں شک ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا اور وہ اللہ کی راہ میں یعنے اس کی دین کی اشاعت میں جان اور مال کو قربان کر دینے میں بھی دریغ نہیں کرتے ہیں یہی سچے مومن ہیں۔

(الحجرات ع۲)

اسی طرح سورۃ الانفال ع میں فرمایا مومن تو صرف وہ لوگ ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں کہ کہیں اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ ہو جائے اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو یہ آیات ان کے ایمان میں زیادتی پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہیں اور اپنے رب پر پوری طرح توکل کرتے ہیں ان مومنوں کی شان یہ ہے کہ یہ نمازوں کو باقاعدگی سے قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ خدا نے ان کو دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں یہی سچے مومن ہیں ان کے درجات مختلف ہیں ان کے رب کے نزدیک ان کے لئے مغفرۃ اور عزت والا رزق ہے۔ ان کے مقابلہ میں منافقوں کے متعلق فرمایا کہ وہ نمازوں میں حاضر تو ہوتے ہیں لیکن انبساط قلب سے نہیں بلکہ قبض کے ساتھ آتے ہیں اس لئے یہ درک اسفل میں جائیں گے کیونکہ یہ حقیقت نماز سے غافل ہیں۔

آئندہ آنیوالی نسلوں میں آنحضور صلعم کی قوتِ قدسیہ کی پاک تاثیروں کا اثر

اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا تعلق آنحضور صلعم کے اپنے زمانہ کے ساتھ ہے لیکن قرآن کریم کی سورۃ الجمعہ میں فرمایا:-

خدا وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے اپنا رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور ان کا تزکیہ کر رہا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ اس سے قبل کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اسی طرح وہ آنے والی نسلوں کو بھی جو ابھی تک انہیں ملے نہیں لیکن ان کے مل جانے کی توقع ہے پاک کرے گا اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلائے گا اور ان کو گمراہی سے نکالے گا۔

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوتِ قدسیہ نے صرف اپنے زمانہ کے لوگوں میں ہی پاکیزگی اور طہارت پیدا نہیں کی اور انہیں ہی صرف کتاب اور حکمت کا درس نہیں دیا بلکہ آئندہ نسلوں میں بھی آنحضور صلعم کی قوتِ قدسیہ کام کرتی رہے گی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۴۰۰ برس کا عرصہ گذرنے کو آیا ہے اور اس طویل عرصہ میں ہزاروں لوگوں نے آنحضور صلعم کی قوتِ قدسیہ سے پاکیزگی کو حاصل کیا اور اس کی پاک تاثیروں سے وہ مقرب الٰہی بنے اور مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے ان الفاظ کی تفسیر میں حضرت نبی کریم صلعم نے یہ بھی فرمایا کہ فارسی النسل ایک شخص اس امت میں پیدا ہوگا جو اس وعدہ کا خاص مصداق ہوگا اور اس کی شان یہ ہوگی کہ ایمان اگر ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا تو وہ وہاں سے بھی اس کو لاکر دلوں میں قائم کر دے گا۔ چنانچہ ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جن کو ...... مسیح اور مہدی کا لقب دیکر بطور مجدد کے بھیجا گیا ان کے وجود میں یہ وعدہ الٰہی نمایاں طور پر پورا ہوا انہوں نے فی الحقیقت آسمان پر گئے ہوئے ایمان کو دوبارہ دنیا میں لاکر دلوں کے اندر اسے پیدا کر دیا اور کتاب اللہ کے حقائق اور معارف کو حضرت نبی کریم صلعم کے روحانی فیض سے سیکھ کر دنیا میں پھیلایا اور خود حضرت نبی کریم صلعم کی قوتِ قدسیہ کی برکت سے تزکیہ حاصل کر کے ہزاروں لوگوں کے دلوں کا تزکیہ کیا فتبارک من علّم (حضرت نبی کریم صلعم) و تعلّم (مسیح موعودؑ) اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنیں اور خود بھی مزکّی بن کر دوسروں کیلئے بھی تزکیہ کا ذریعہ بنیں آمین۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

آئینہ احمدیت

یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۵ر جنوری ۱۹۴۳ء کے خطبہ جمعہ میں یہ ارشاد فرمایا:-

"میں اس قیمتی کتاب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو مولوی دوست محمد صاحب نے "آئینہ احمدیت" کے نام سے لکھی ہے۔ اس کتاب سے تمام احباب بخوبی واقف ہو چکے ہونگے یہ کتاب تبلیغ احمدیت کا نہایت اچھا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے بشرطیکہ احباب اس کو ذرا ہمت کر کے لوگوں تک پہنچائیں ...... جماعت کی توسیع اور ترقی کے لئے اب ہمارے ہاتھ میں یہ ایک نیا ہتھیار ہے، نیا اس لحاظ سے کہ آج ہمارے مخالفوں نے تمام اعتراضات کو جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں ایک جگہ جمع کر دیا تو ہمیں بھی خدا نے توفیق دی کہ ان کے جواب کو ایک جگہ اکٹھا کر دیں.... اس لئے اگر ہم جماعت کی توسیع چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس کتاب کو دوسرے لوگوں تک پہنچایا جائے، خواہ آپ خود خرید کر پہنچائیں یا انجمن کو اس قابل بنا دیں کہ وہ اس کی مفت اشاعت کرے۔ اس کی اصل لاگت کے لحاظ سے اچھے اچھے کاغذ کی کتاب کی قیمت ۱۲ر (بارہ آنے) فی نسخہ ہے اور ادنےٰ کاغذ کی ۸ر (آٹھ آنہ) فی نسخہ، مفت اشاعت کے لئے جو احباب جس قدر کا پیاں لیں، ان سے صرف اسی حساب سے قیمت لی جائے گی، اور دوسری بات میں اس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جس کو یہ کتاب دیں، پھر اس کے بعد خاموش نہ ہوں بلکہ ایسے اصحاب سے دریافت کریں کہ ان کا کیا اعتراض باقی ہے اور اگر اعتراض کوئی نہیں تو انہیں اس مفید کام میں شامل ہونا چاہیئے"

(مقتبس از پیغامِ صلح - مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۴۳ء)

ملنے کا پتہ:-

دار الکتب اسلامیہ - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷

چوہدری عبدالحمید صاحب

ایک پہلو یہ بھی ہے ماُمور کی تصویر کا

ربوہ والوں کو دعوتِ فکر

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے - جید عالم سے استفادہ کرنے والے شاگرد اپنے علم سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ جس درخت کے وہ پھل ہیں وہ بہت عمدہ ہے -

ایک اعلےٰ پایہ کا ڈاکٹر علم طب کے حصول کے لئے جو ادارہ کھولے گا وہ اس کا درخت ہے اور اس سے جو استفادہ کرکے علم طب میں تکمیل کریں گے وہ اس درخت کا پھل کہلائیں گے -

اسی طرح ایک روحانی وجود تعلق باللہ کا دعوے دار جن نیک افراد کو اپنے کام میں ساتھ لے کر چلے گا اور اپنی پاک صحبت سے ان کا تزکیہ کرے گا وہ افراد یقیناً اس شجرہ طیبہ کا ثمرہ کہلائیں گے - ہم تاریخ اسلام پر نظر دوڑائیں تو بے شمار ایسے وجود ملیں گے جو نبیوں اور اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرکے خود ولائیت کے مقام پر پہنچ گئے - حضرت عیسےٰؑ کی پاک صحبت سے فیض یاب ہونے والوں نے انصار اللہ کا لقب پایا اور سرورِ کائنات فخرِ موجودات سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور قوتِ قدسیہ نے صحابہؓ کو مزکی کیا اور وہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے عظیم الشان سرٹیفکیٹ سے سرفراز ہوئے - خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو نجوم کہہ کر ہادی کے مقام پر لا کھڑا کیا -

اسی زمانے میں ہاں اس پُرفتن زمانے میں جبکہ اسلام پر باطل ادیان نے یلغار کر دی تھی ایک عظیم الشان شخص نے باطل کو للکارا - اس نے اعلان کیا کہ میں تجدید دین کے لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالےٰ کی ہمکلامی کا شرف حاصل ہے اور فرمایا یہ علامت ہے اس بات کی کہ دینِ اسلام اور رسول کریم صلعم زندہ ہیں اسی وجہ سے آپؐ کے غلام کو یہ مقام حاصل ہوا - اس عظیم المرتبت وجود کی خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار نشاندہی فرمائی - فرمایا کیف تھلک امۃ انا اوّلھا والمسیح ابن مریم فی اٰخرھا

یعنے جس اُمت کی ابتدا مجھ سے اور مسیح موعود آخری زمانہ میں جس کی حفاظت کے لئے مقرر ہیں وہ ہلاک نہیں ہو سکتی - فرمایا وہ امام مہدی ہے اس سائنس کے دور میں جب لوگ سورج اور چاند کی طرف محوِ پرواز ہیں سچے امام کے لئے یہ نشان فرمایا کہ رمضان شریف میں سورج اور چاند کو گرہن ہوگا اور ایسا ابتدائے آفرینش سے کبھی نہیں ہوا - فرمایا فلیقرؤ منی السلام اسے میرا سلام پہنچانا - فرمایا وہ مسیحی نفس ہوگا اور کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم امامکم منکم یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر کہ وہ مسیحی صفات کا حامل اور عیسائیت کے قلعوں کو مسمار کرے گا اور پادریوں کو زچ میدان چت کرے گا وہ امام تم ہی میں سے ہوگا اور فرمایا کہ اس امام کے ساتھ ہو جانا خواہ دشوار گذار جگہوں سے گھسٹ کر جانا پڑے -

الغرض یہ ایک عظیم الشان امامؑ ہے جس نے باطل پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک پاکیزہ فوج تیار کی جس کے سالار دن اور سپاہ نے نئے ہتھیاروں سے لیس ہو کر نئے انداز سے باطل پر پے در پے وار کرکے باطل مذاہب میں بھگدڑ مچا دی اور دنیا نے جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا - جو لوگ امام ہمامؑ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے وہ اس فتح نصیب جرنیل کی قیادت میں اس کی صفات سے حصہ لے کر خود بھی جرنیل بن گئے - ان میں کوئی نور الدینؓ ہے تو کوئی عبدالکریمؓ، کوئی برہان الدینؓ ہے تو کوئی محمد احسنؓ امروہی، کوئی محمد علیؒ ہے تو کوئی کمال الدینؒ کوئی بشارت احمدؒ تو کوئی صدرالدین - ان سب نے اپنے اپنے رنگ میں دین کی وہ خدمات سرانجام دیں جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی -

امام وقتؑ نے قوم کے عمائدین پر مشتمل ایک انجمن بنائی اور قیادت ان کے ہاتھ میں دی اُن افراد کی جاں نثاری اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد ان کے قول و فعل غرضیکہ ہر عمل سے ظاہر ہے کہ فی الواقعہ وہ دین کے فدائی تھے - امام وقتؑ کے حکم کے تابع ہیں انہوں نے صرف اپنے وطنوں کو چھوڑا بلکہ ان کی یاد تک بھلا دی -

حضرت مسیح موعودؑ بھی اپنے جاں نثاروں پر عاشق تھے ان کے لئے رات دن دعائیں کرتے - آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ حضرت حکیم الامت نور الدین اعظمؓ کے بارے الہام ہوا لاتصبون الی الوطن فیہ تہان و تمتحن - حضرت مولانا محمد احسن صاحبؓ امروہی کے بارے میں الہام ہوا ؎

از برائے محمد احسن را
تارک روزگار مے بینم

حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کے بارے میں الہام ہے :-

"یہ تفسیر ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے"

حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ کے لئے تحسین بیان کا سرٹیفکیٹ نازل ہوتا ہے - حضرت شیخ رحمت اللہ صاحبؒ - حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب - حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؒ کو "پاک ممبر" کے خدائی لقب سے یاد کیا گیا - یہ اس امامِ زمانہ کے لگائے ہوئے درخت کے پھل تھے -

ان لوگوں کی نیکی - تقوےٰ - زہد و پارسائی کے طفیل ایک عالم سلسلہ حقہ کی طرف جھکا چلا آیا - حملہ آور مذاہب دفاعی مورچوں میں چلے گئے اور امام وقتؑ کے اس شعر کو عملی رنگ میں لوگوں نے پورا ہوتے دیکھا ؎

اِک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

لیکن آپ داؤد ہی نہیں سلیمان بھی ہیں جس کے تخت پر سلیمان پیغمبر کی طرح فالقینا علےٰ کرسیہ جسداً ایک بے روح جسم نے جگہ لے لی اور ایک بےعلم لڑکے نے باپ کے تیار کردہ گولہ بارود کے ذخیرہ (پاک عقائد اور براہین نیرہ) کو دیا سلائی دکھا دی اپنے ہی کیمپ میں شعلے بھڑک اٹھے اجرائے نبوت کا عقیدہ گھڑا گیا کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا گیا اس فتنہ میں کثیر حصہ جماعت کو شریک کر لیا گیا اور عملاً اس گروہ کثیر کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا گیا - حتیٰ کہ اس عظیم الشان شجرہ طیبہ کے اثمار شیریں پر تھوکنا شروع کر دیا اور امامؑ کے کلمات طیبات کو پسِ پشت ڈال دیا -

ربوہ کے ذی فہم افراد سے ہمارا یہ سوال ہے کہ وہ درخت جس کا پھل اوّلین یہ ہو کہ بقول ان کے "مولوی نور الدین نے کونسا مشن کھولا ہے" - اور اپنی سرمایہ داری پر فخر کرتے ہوئے یہ کہنا کہ اس سرمایہ داری کے عروج کے دور میں وہ فقیر مرد درویش "کچے کوٹھے" میں پناہ گزین تھا اور پھر اس حقیقی خلیفۃ المسیح کے بارہ میں یہ کہنا کہ ان کی گردن قیامت کو "جھکی ہوگی" اور پھر اس کی تمام اولاد کو "منافق" قرار دینا جس درخت کا یہ پھل ہو اسے کیا کہا جائے گا - پھر جس درخت کا دوسرا پھل محمد احسن امروہی ہو جسے امام زمانؑ نے ان دو فرشتوں میں سے ایک بیان کیا جن کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ان کا نزول ہوا جسے آپ نے رجلٌ صالحٌ تقیٌ غیورٌ للاسلام کثیر البکاء من خوف اللّٰہ - کہا ہو، وہ بقول قادیانی خلافت "خائن" اور "غلط عقائد" والا ثابت ہو اس درخت کو کیا کہا جائے گا -

اور جس درخت کا تیسرا پھل - مولینا محمد علیؒ جماعت احمدیہ کا پہلا جنرل سیکرٹری مسیح الزمانؑ کی جماعت کا پہلا مفسر قرآن انگریزی اور دو نیک ارادہ کا مالک - صالح وجود - مفسر حدیث - مصنف عظیم - اہل قادیان کے نزدیک جو - خائن - منافق اور فاسق ٹھہرے، اس درخت کو کیا کہا جائے گا پھر جس درخت کا چوتھا پھل خواجہ کمال الدینؒ یورپ میں جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا مبلغ اسلام امام وقتؑ کی پیشگوئی کے مطابق سفید پرندے پکڑنے والا اولین مرید ہی غلط نکل آوے، اس درخت کے متعلق کیا کہا جائے گا -

پھر جس درخت کا پانچواں پھل مولینا صدرالدین ایدہ اللہ صاحب جماعت احمدیہ کا دوسرا جنرل سیکرٹری ۱۹۱۴ء میں تثلیث کے گھر میں توحید پھیلانے والا جرمن مفسر قرآن بھی غلط ہی ثابت ہو، اس درخت کا کیا نام رکھا جائے گا -

پھر جس کا چھٹا پھل ڈاکٹر بشارت احمدؒ ہیں جس نے اپنے پیارے امامؑ کی دین احمد پر فدائیت کی حقیقی تصویر اور مکمل ہسٹری لکھی وہ بھی غلط ہی نکلا - اس کے متعلق کیا کہا جائے گا -

اسی طرح خلیفہ ایچ مولینا نور الدینؓ کی پاک تصویر جن کی اپنی زبانی لکھنے والا ہی ... کے رنگ میں رنگین نظر آیا -

پھر ایک اور سائنٹی مصر کا تعلیم یافتہ فاضل اجل - عالم بے بدل سابق امیر جماعت

(باقی صفحہ ۲۹ کالم نمبر ۱)

احمدیت ISLAMIC IDEALOGY اسلامی نظریات کی منادی ہے

ملک کے باشعور طبقہ سے غور و فکر کی درخواست

از قلم
چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ
چیمہ منزل گجرات

"اخبار جہاں" مورخہ ۲ اپریل ۱۹۶۹ء کے صفحہ ۸ پر زیر عنوان "ہمارے سوالات۔ پاکستانی رہنماؤں کے خیالات" پاکستان کے مختلف نظریاتی مسائل پر مولانا مودودی صاحب کے خیالات قلمبند کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ان کی سات تصاویر بھی اسی مضمون کے ساتھ اخبار کے تین صفحات پر جلوہ افروز ہیں۔ مولانا کا اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ اسلام میں تصویر کشی حرام ہے آپ کے اس عقیدے اور فتوے کے باوجود پاکستان کے سیاسی رہنماؤں میں سے سابق سربراہ مملکت کو چھوڑ کر سب سے زیادہ آپ کی تصاویر ہی صحائف کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ یہ بات ہم اس لئے لکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں یہ ستم ظریفی ہر وقت ہمارے سامنے آتی رہتی ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ یہ ہمیں تسلیم ہے کہ عصر حاضر میں اسلامی دنیا میں مملکت تشہیر کے شہنشاہ مولانا مودودی ہی ہیں۔ اگر ہماری قوم کے حافظہ نے اسے بالکل جواب نہیں دے دیا تو اسے یاد ہوگا کہ جب تخلیق پاکستان کی جنگ زندگی اور موت کا سوال بن کر لڑی جا رہی تھی تو دنیا کی دو بہت بڑی طاقتیں جو عیاری اور مکاری میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتیں ہمارے راستے میں سد سکندری بن کر کھڑی ہوگئی تھیں۔ یعنی انگریز اور ہنود۔ اس وقت ہماری پیٹھ میں خنجر گھونپنے والوں میں سے سب سے موثر اور کارگر ہاتھ مولانا مودودی ہی کا تھا۔ وہ اس وقت مسلمانوں کے لئے فیڈریشن اور کانفیڈریشن ایسی طرز حکومت کی سکیموں پر طبع آزمائی کر رہے تھے اور تخلیق پاکستان کے سخت مخالف تھے۔ حتیٰ کہ جب صوبہ سرحد کے کانگرس نواز نیشنلسٹ مسلمانوں نے اس صوبہ کو ہندوؤں کے حوالے کرنا چاہا اور انگریزی حکومت نے وہاں ریفرنڈم (استصواب) کرانے کا فیصلہ کیا۔ تو مولانا مودودی کا طرز عمل بھی اس وقت صریحاً مسلمانوں کے خلاف تھا مسلم لیگ نے اسے بہت بڑا ایشو بنایا مگر مولانا طرح دے کر ایک طرف ہو گئے اور غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا۔ اور اپنی جماعت کو یہ حکم دیا کہ وہ پاکستان کے ساتھ صوبہ سرحد کے الحاق کے سلسلہ میں مسلمانوں کے ہم نوا ہوں۔ ان کا یہ فیصلہ بھی کبھی تاریخ کے صفحات سے نہیں مٹ سکتا

اسلامی دنیا کا ہیرو

اخبار جہاں جیسے کثیر الاشاعت اخبار میں مولانا کی تصاویر کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اخبار مذکور انہیں اسلام کا بہت بڑا ہیرو سمجھتا ہے اور اسلامی آئیڈیالوجی پر انہیں ایک اتھارٹی خیال کرتا ہے۔ مولانا کی اسلامی جماعت کا ادعا یہ ہے کہ وہ عرصہ بیس سال سے اس ملک میں اسلامی آئیڈیالوجی کے لئے کوشاں ہے۔ اس جماعت کی اپنی ایک زبردست تنظیم ہے۔ سرمایہ کی بھی وہاں کچھ کمی نہیں۔ ان کے ہاں اہل قلم کی بھی بہت بڑی تعداد ہے۔ شعلہ بیان مقررین کی بھی کثرت ان کے ہاں موجود ہے جو ملک کی سیاسی سٹیجوں پر لوگوں کو مخاطب کرتے رہتے ہیں۔ ان کی بیس سالہ مساعی کا آخر ماحصل کیا ہے؟ کیا اس جماعت نے کسی سیاسی جماعت کو یا اراکین حکومت کو یا پبلک کے کسی حصہ کو اپنی شعلہ نوائیوں اور سحر نگاریوں سے کچھ بھی متاثر کیا ہے؟ کیا اسلامی نظریات اس ملک میں نافذ ہو رہے ہیں؟ کیا یہاں کے معاشرہ کی کچھ بھی تطہیر ہوئی ہے؟ کیا ہمارے تاجر دیانتدار ہو گئے ہیں؟ اور صنعت کار اسلام دوست ہو گئے ہیں؟ کیا ہم اپنے ملک کے لوگوں کے لئے جو غذا مہیا کر رہے ہیں وہ صاف ستھری اور توانائی بخش ہوتی ہے؟ کیا کلچر اور ثقافت کے نام پر ہم اسلامی روایات کی ترویج کر رہے ہیں؟ کیا اس ملک میں گانے بجانے اور رقص و سرود کی بجائے رشد و ہدایت کے وعظ ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعے عوام کے مزاج کو تبدیل کرنے کے لئے منظر عام پر آ رہے ہیں؟ کیا ہماری گفتار، کردار، لباس طرز رہائش، شادی اور موت کے وقت ادائیگی رسوم میں کوئی تبدیلی آگئی ہے؟ کیا یہاں کوئی ایک فرد بھی سود کے اثر سے محفوظ ہے؟ کیا چوری، راہزنی، ڈاکہ، فریب دہی، قتل و غارت، اغوا، زنا اور دیگر خطرناک قسم کے جرائم اس ملک میں آزادی سے قبل کے زمانہ سے کچھ زیادہ ہیں یا ان میں کچھ کمی آگئی ہے؟ اگر ان سب کے جوابات ایسے ہیں جن کا تصور کر کے ہماری گردنیں شرم سے نیچے جھک جاتی ہیں تو فرمایئے کہ مولانا مودودی صاحب کا اسلامی دنیا کا ہیرو بن جانا کہاں تک درست ہے!

مطالبات منوانے کا غیر اسلامی طریق

حکومت سے اپنے مطالبات منوانے کا ہمارا طریق بھی غیر اسلامی ہے۔ یہاں تک کہ جب ہم نے حکومت سے انگلستانی قسم کی پارلیمانی طرز حکومت کا مطالبہ زور شور سے شروع کر دیا اور اسلامی آئیڈیالوجی کو کچھ وقت کے لئے بالکل فراموش کر دیا تو اس مطالبہ کو منوانے کے لئے ہم گھروں سے مع اپنی بیگمات نکل کر گلیوں میں نہایت مخش قسم کے نعرے لگانے میں مصروف ہو گئے اور آبادیوں کی آبادیاں اس گندی ایجی ٹیشن میں شامل ہو کر ملک کے نظم و نسق کو برباد کرنے لگ گئیں۔ آہ! اس ساری بدنمائی اور گھناؤنے ماحول کی قیادت بھی مولانا مودودی ہی کے ہاتھ میں تھی۔ مولانا اور ان کے سیاسی ہم سفروں نے اسلامی آئیڈیالوجی کو تو کیا نافذ کرنا تھا ملک کا سارا نظام ہی منہدم کر دیا اور فوج جو بیرونی دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار کی جا رہی تھی اندرونی فسادات کو مٹانے کے لئے ملک کا سارا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لینے پر مجبور ہو گئی۔ اور مولانا کے لئے کرنے کا کام صرف یہ رہ گیا کہ اخباروں میں اپنی تصاویر چھپوائی جائیں اور اپنے زریں خیالات کی خوب تشہیر کی جائے۔

اولین مسئلہ

مولانا کے خیالات اس اخبار نے تین صفحات پر پھیلائے ہیں۔ ہم ان میں سے صرف ان کے اس خیال کو زیر بحث لاتے ہیں جو انہوں نے اولین مسئلہ کے ذیلی عنوان کے تحت ظاہر کیا ہے کیونکہ ہمارے خیال میں اسلامک آئیڈیالوجی کی جان یہی مسئلہ ہے۔ مولانا کا ارشاد ہے:۔

"پاکستان کے مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط بنانا اور اخلاق کو درست کرنا ہمارا سب سے اہم مسئلہ ہے اس کی مضبوطی اور درستی کے بغیر کوئی اصلاحی سکیم بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ خواہ وہ کاغذ پر کتنی ہی شاندار کیوں نہ نظر آئے۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کو ایک ملک بنانے والی طاقت اسلام کے سوا اور کوئی نہیں۔ دونوں حصوں میں اسلام کے خلاف تحریکیں جتنا زور پکڑیں گی اتنے ہی یہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے چلے جائیں گے۔ صرف اسلامی رشتہ ہی ان کو جوڑ کر رکھ سکتا ہے۔"

واقعی پاکستان کا یہی مسئلہ اولین مسئلہ ہے اور یہ مسئلہ بھی ایسا نہیں جو صرف مولانا ہی کو سوجھا ہو۔ بلکہ یہ مسئلہ حصول پاکستان کی زبردست قومی کشمکش کے دنوں کے آغاز ہی میں بڑی اہمیت حاصل کر گیا تھا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آسمان پر ایک خوبصورت نعرہ تجویز ہوا اور پھر بجلی کی طرح زمین پر اس کا نفاذ ہونے لگا۔ اس نعرہ کا کوئی معلوم انسان موجد نہیں۔ وہ نعرہ کیا تھا۔ "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ"۔ لا الٰہ الا اللہ سے مطلب کلمہ طیبہ ہے اور اسی کلمہ کو مختصراً نعرہ کی شکل میں دوہرایا گیا ہے۔ پورا کلمہ یہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسی کلمہ میں اسلام کی ساری آئیڈیالوجی سمٹ کر آگئی ہے۔ اسی کو "کوزہ میں دریا بند کرنا" کہتے ہیں۔ خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ کی رسالت یہ دو ستون ہیں جن پر اسلام کی ساری عمارت کھڑی ہے۔ یہی وہ کلمہ ہے جسے پڑھوا کر ہم مشرکوں، ملحدوں، کافروں، منکروں، منافقوں کو تمام ناپاکیوں سے آزاد کر کے دائرہ اسلام میں لے آتے ہیں۔ اسلام کی پہلی دشمن ہندہ اسی کلمہ کے کوثر سے اپنے ہونٹوں کو پاک کر کے اسلام کی ایک معزز خاتون بن گئی تھی۔ اس کے وہ دانت جنہوں نے کبھی وقت حضرت حمزہؓ کے جگر کو چبا لیا تھا اس کلمہ کی بدولت حوض کوثر سے دھل کر موتیوں کی طرح چمک اٹھے۔

توحید الٰہی

اگر خدا اور اس کی توحید پر ایمان مضبوط ہو جائے تو روحانیت کا ایک بیش قیمت اور غیر فانی چشمہ جاری ہو جاتا ہے جس سے انسانیت کی کھیتیاں سیراب ہو کر رنگ برنگ کے پھولوں اور لذیذ سے لذیذ تر پھلوں سے بار آور ہو جاتی

ہیں۔ اسلام خدا بھی وہ پیش کرتا ہے جو رب العالمین ہے جس کی جسمانی ربوبیت ہم اپنی ان مادی آنکھوں سے ہر آن دیکھ رہے ہیں۔ اس کی بارشیں امیر، غریب، چھوٹے بڑے، مرد عورت، جوان، بوڑھے، مسلم، غیر مسلم، مغربی، مشرقی، گورے اور کالے، غرض کہ تمام جہانوں پر بلا امتیاز رنگ و نسل ہوتی رہتی ہیں، اس کا سورج بھی تمام کائنات پر یکساں طور پر اپنے مفید اثرات ڈال رہا ہے۔ پس لازمی تھا کہ اس کی روحانی ربوبیت بھی ہمہ گیر ہوتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دنیا کی تمام قوموں میں اللہ تعالیٰ نے اصلاح خلق کے لئے اپنے انبیاءؑ مبعوث فرمائے اور اپنی پاک کتابیں ان پیغمبروں پر نازل کیں تاکہ وہ انسانیت کی رہنمائی کر سکیں۔ جب ایسا وقت آ گیا کہ دنیا کی قومیں ذرائع رسل و رسائل کے وسیع ہو جانے کی وجہ سے ایک اکائی کی شکل اختیار کرنے لگ گئیں اور مختلف قوموں میں بھیجی ہوئی "ہدایات" بھی انسانی دستبرد کی وجہ سے غبار آلود ہو گئیں، تو دنیا کی تمام الہامی کتابوں میں تمام انسانوں کو مجتمع کرنے کے لئے ایک عالمگیر نبی کی ضرورت پیش آئی جس کی پیشگوئیاں سابقہ الہامی کتب میں درج ہیں اور پھر اس آخری نبی کی بعثت پر اس نازل شدہ کتاب میں تمام سابقہ کتب اور تمام سابقہ انبیاءؑ کی تصدیق بھی فرما دی گئی۔ پس وہ نبیؐ مصدق بھی ہوا اور مصدق بھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

توحید اور دیگر اقوام

توحید کی قائل تو اور بھی بہت سی قومیں ہیں، مگر مصفا اور خالص توحید کی صرف اسلام نے ہی دنیا کو تلقین کی ہے۔ اسلام کا خدا نہ صرف واحد ہے بلکہ تمام انسانیت کو بھی ایک "وحدت" قرار دے کر اس کے اندر مختلف زمانوں میں مختلف انبیاءؑ کی بعثت کو تسلیم کرتا ہے اور قرآن مجید کے الفاظ میں "کوئی قوم ایسی نہیں جس میں ڈرانے والے نہ آئے ہوں" اور قرآن کریم ہر قوم کا الٰہی سرچشمہ سے فیض یاب ہونا بیان کرتا ہے۔ اسلام ہندو مت کی طرح یہ نہیں کہتا کہ رشی منی صرف بھارت ہی میں مبعوث ہوتے ہیں نہ یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہی خدا کی ایک محبوب قوم ہے اور باقی دنیا الہام الٰہی سے محروم ہے۔ پس اسلام کی توحید خدا کو واحد بھی منواتی ہے اور تمام انسانوں کی بھی ایک وحدت قائم کرتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں مساوات نسل انسانی کا اصول وضع ہو جاتا ہے۔

....

توحید اور احمدیت

اس توحید کے مسئلہ میں اسلام دوسرے مذاہب سے خود کو ممتیز کرتا ہے اسی طرح "احمدیت" اسلام کے دوسرے فرقوں سے خود کو یوں ممتیز کرتی ہے کہ وہ ہندوستان کے رشیوں، رام چندر اور کرشن وغیرہ کو بھی پیغمبر تسلیم کرتی ہے۔ خدا کے متعلق احمدیت نے ایک اور تصور بھی دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے اور جس طرح وہ مادی رنگ میں انسانوں کو زندہ کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح عالم روحانی میں بھی وہ انسانوں کو نئی زندگی بخشتا رہتا ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ پہلی قوموں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے تھے جن سے خدا ہم کلام ہوتا تھا گو وہ نبی نہ ہوتے تھے۔ اسی طرح یہ سلسلہ اسلام میں بھی جاری ہے۔ گزشتہ اسی برس سے احمدیت اس بات کی دعویدار ہے کہ نبوت ختم ہو جانے کے بعد خدا کا تعلق انسان سے ختم نہیں ہوا۔ اور خدا کی ذات پر پورا ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس غیب الغیب ہستی کو مشہود و محسوس نہ کیا جائے۔

احمدیت زندہ خدا پیش کرتی ہے

احمدیت کا یہ کہنا ہے کہ اس وقت جو دنیا خداوند تعالیٰ سے منقطع ہو کر دہریت کی لپیٹ میں آ رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کو محض نظری طور پر منوانے کی کوشش کی جاتی ہے مگر بطور ایک صحیح اور سچے واقعہ اور بدیہی حقیقت کے اسے سائنسی طریق سے ثابت نہیں کیا جاتا۔ یہ زمانہ مشاہدہ اور تجربہ کا ہے۔ دلائل سے تو یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خدا "ہونا چاہیئے"۔ مگر یہ امر کہ فی الواقع کوئی خدا ہے اسے صرف تجربہ اور مشاہدہ سے ہی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ **اس محکم اور سو فیصدی ایمان کو قائم کرنے کے لئے احمدیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ خدا ہمیشہ سے انسانوں سے ہمکلام ہوتا رہا ہے اور آج بھی ہوتا ہے۔** اور اسلام کی اصطلاح میں جس سے خدا ہمکلام ہوتا ہے اسے محدث کہتے ہیں۔ بانی تحریک احمدیت نے اس الحاد اور دہریت کے زمانہ میں محدث ہونے کا دعوےٰ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر الہامات کی بارش کی جو بے شمار پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ ان اخبار غیبیہ کا تعلق اقوام عالم سے بھی تھا۔ خاص مسلمانوں کی قوم سے بھی تھا

اور مرزا صاحب کے دوستوں دشمنوں، رشتہ داروں اور ان کی اپنی ذات سے بھی تھا۔ یہ پیشگوئیاں علی رؤس الاشہاد کی گئیں۔ اخباروں میں شائع ہوئیں۔ قبل از وقت بڑی کثرت سے ان کی تشہیر ہوئی اور جب وہ حرف بحرف پوری ہوئیں تو لوگوں کے ایمان تازہ ہو گئے۔ ان الہامات کو شائع کرنے سے مرزا صاحبؒ کا مقصد اپنی تشہیر نہ تھا نہ اس سے اپنی فضیلت کا اظہار مقصود تھا۔ بلکہ دکھانا یہ تھا کہ اسلام کا خدا اب بھی زندہ ہے وہ فی الواقع موجود ہے وہ عالم الغیب ہے اور اپنے علم سے اپنے نیک بندوں کو بھی مطلع کر دیتا ہے اس کے سوا کوئی اور صورت نہیں کہ انسان خدا پر پوری طرح ایمان لائے۔

خدا تعالیٰ سے تعلق کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

پس مولانا مودودی صاحب نے "اولین مسئلہ" میں جو خدا کی ذات پر ایمان پر زور دیا ہے وہ صرف اس حقیقت کو مان کر ہی قائم ہو سکتا کہ خدا کی ہستی سے انسان کا اس طرح تعلق قائم ہو جس طرح بجلی کے پاور سٹیشن سے تاروں میں برقی رو منتقل کر کے مختلف جگہوں کو منور کیا جاتا ہے۔ اگر بجلی کی تاروں کا مرکز سے تعلق قائم نہ رہے تو سب جگہ اندھیرا چھا جائے گا۔ یہ دور الحاد کا دور ہے۔ آج وہی دلائل قبول ہو سکتے ہیں جو شواہد پر مبنی ہوں۔ آج کا باشعور انسان محض عقیدت کا شکار نہیں ہو سکتا۔ لوگ ہزار دفعہ احمدیوں کو نشانہ تضحیک بنائیں یہ حقیقت نہیں بدل سکتی کہ خدا پر صحیح طور پر ایمان لانے کا یہی ایک راستہ ہے کہ خدا سے تعلق قائم ہو اور اس تعلق کا نتیجہ آنکھوں کے سامنے آ جائے۔ اسلام میں دعا کا بھی یہی فلسفہ ہے۔ دعا سے بھی انسان کا خدا کی ذات سے تعلق قائم ہو جاتا ہے اور قبولیت دعا سے بسا اوقات محیر العقول نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ بانی تحریک احمدیت نے دو باتوں کے لئے لوگوں کے سامنے اپنی ذات کو پیش کیا کہ :-

۱- خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے

۲- میری دعاؤں کو سنتا ہے

اور عام لوگوں کی نظروں میں جو چیزیں ناممکن ہیں وہ میرے لئے ممکن ہو جاتی ہیں اور میں لوگوں کو قبل از وقت بتا دیتا ہوں کہ خدا نے نہ صرف میری دعاؤں کو قبول کیا ہے بلکہ مجھے بتلا بھی دیا ہے کہ وہ قبول ہو گئی ہیں اور عنقریب تم اپنی مادی آنکھوں سے وہ نتیجہ دیکھ لو گے جو مجھے

روحانی ذرائع سے دکھایا گیا ہے۔

روحانیت اور صحابہ کرامؓ

اس موقعہ پر یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ نبی کریم صلعم کی زندگی میں ایک ایسا ماحول تیار ہو گیا تھا جس میں تمام صحابہؓ روحانیت کے ایک عجیب رنگ میں رنگین ہو چکے تھے ان کو عبادات میں لذت آتی تھی۔ دشمن کی کثرت اور زبردست آلات حرب سے مسلح ہونا ان کو مرعوب نہیں کرتا تھا۔ ان کا خداوند تعالیٰ سے تعلق تھا ان کو بشارتیں ملتی تھیں کشف ہوتے تھے اور الہامات کی ان پر بارش ہوتی تھی۔ ان کے دلوں میں خدا پر محکم ایمان ثبت ہو چکا تھا اس لئے ان کے اعمال میں بھی ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہو گیا۔ میں یہ لکھ رہا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ یہ محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے مسلمان بھائی اس کو پڑھ کر زیر لب مسکرائیں گے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کو یہ یقین نہیں کہ ظہور اسلام کے بعد بھی انسان کا تعلق سابقہ زمانوں کی طرح خدا سے ہو سکتا ہے۔ اور جب تک لوگ ہمارے اس موقف پر تمسخر کرتے رہیں گے۔ اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں بھی خدا پر ایمان قائم نہیں ہو سکتا اور جب تک خدا پر ایمان قائم نہیں ہو گا یہ دنیا جہنم بن کر بھڑکتی رہے گی۔ الہام الٰہی کے آب رواں سے ہی اس جہنم کی آگ ٹھنڈی ہو سکتی ہے

ختم نبوت

جب میں "تحفظ ختم نبوت کی تحریک" پر غور کرتا ہوں اور لوگوں کے نعرے "ختم نبوت زندہ باد" سنتا ہوں اور ربوی احمدیوں کے عقیدہ اجرائے نبوت کے خلاف غیظ و غضب کا سیلاب امنڈتا دیکھتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ ربوی لوگ تو غالی ہو گئے اور ایک خادم رسالت کو غالیانہ طور پر نبی بنا کر پیش کرنے لگے۔ مگر خود یہ محافظین ختم نبوت ایک پرانے نبی کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے آنے کی انتظار میں ختم نبوت کو خود توڑ رہے ہیں۔ آسمان تو کوئی ٹھوس چیز نہیں جہاں حضرت عیسیٰ بیٹھے ہوں۔ یہ محض خلاء ہے جس میں لاکھوں ستارے زمین کی طرح گردش کر رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ نہیں بتایا جاتا کہ وہ کس ستارے میں قیام پذیر ہیں۔ ہاں یہ بتلایا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں بجسد عنصری تشریف لا کر پھر مبعوث ہوں گے گویا بالفاظ دیگر نبی کریم صلعم ان کی زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ ان کی زندگی ہی میں نبوت

کے کام انہوں نے سرانجام دیئے۔ اور ان کی زندگی ہی میں ان کی اُمت نے اب تک چودہ سو برس ختم کر لئے اور نہ معلوم انہیں ابھی کتنی مدت تک انتظار کرنا پڑے گا۔ پھر جب وہ تشریف لائیں گے تو اصلاحِ خلق کا ایسا عظیم الشان کام سرانجام دیں گے جو کسی نبیؑ سے نہ ہو سکا۔ اس سے بھی نہ ہو سکا جو ابو الانبیاءؑ کہلایا۔ اس سے بھی نہ ہو سکا جسے کلیمؑ بنا کر آتشیں شریعت دی گئی تھی اور اس سے بھی نہ ہو سکا جس پر تمام نبوتوں کو ختم کر دیا گیا۔ حضرت عیسٰےؑ کو انہوں نے وہ مقام بخشا جو ابن اللہ کے مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان لوگوں کو یہ تسلیم ہے کہ جب حضرت عیسٰےؑ دنیا پر دوبارہ تشریف لا کر اور اصلاح خلق کے مشکل ترین کام کو سرانجام دے کر فوت ہو جائیں گے تو پھر کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس سے ہر منصف مزاج اور معقول آدمی صرف ایک ہی نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ حقیقت میں خاتم الانبیاءؑ کے الفاظ کے مصداق حضرت عیسٰے علیہ السلام ہی ہیں نہ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسلامک آئیڈیالوجی کا دوسرا اہم حصہ محمد رسول اللہ

اگر کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ یعنی محمد رسول اللہ پاکستان میں اسلامک آئیڈیالوجی کا ایک اہم حصہ بننا ہے تو پھر اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ حضرت عیسٰےؑ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانا جائے۔ احمدیت نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات کے مسئلہ پر اتنا لٹریچر پیدا کر دیا ہے کہ اسے پڑھ کر کوئی شخص اتنی جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ اس مسئلہ پر ان سے بحث یا مناظرہ کرے۔ ہاں اب علماء بلکہ مشائخ تک کا یہ وطیرہ ہو رہا ہے کہ وہ اب یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ عیسٰےؑ علیہ السلام زندہ ہوں کیا وفات یافتہ ہوں تو کیا۔ ایسا کہتے وقت وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی آمد ثانی کے متعلق اس قدر تواتر کے ساتھ احادیث موجود ہیں کہ ان سے انکار نہیں ہو سکتا کہ نبی کریم صلعم نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی یقیناً پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ مگر قرآن شریف کی آیات سے بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام جو اسرائیلی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں خود ان کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے ہیں کہ قیامت کے دن جب ان سے یہ پوچھا جائے گا کہ:—

"کیا آپ نے لوگوں کو یہ تلقین کی تھی کہ وہ آپ اور آپ کی والدہ کو خدا مانیں؟"

تو قرآن کریم میں لکھا ہے کہ وہ جواب دیں گے کہ:—

"میں نے کبھی ایسا نہیں کہا اور نہ ایسا کر سکتا تھا۔ میں نے ان کو وہی کہا جو آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ ہی کو معبود بناؤ جو میرا اور تمہارا ربّ ہے۔ ہاں جب اے خدا! آپ نے مجھے وفات دے دی تو پھر آپ ہی کو علم ہے کہ ان کے عقائد کیا ہو گئے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو قیامت تک اس کا علم ہی نہیں کہ ان کی قوم نے اس کو خدا بنا لیا ہے۔ لیکن اگر انہوں نے دوبارہ دنیا میں بجسدِ عنصری آنا ہے تو وہ تو خود آ کر دیکھ لیں گے کہ ان کی قوم ان کو خدا مان رہی ہے۔ پس ہمارے علماء اور دیگر صاحبِ شعور طبقوں کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ قرآن اور حدیث کے اس تضاد کا کیا حل ہے۔ جب تک اس مسئلہ کو صاف نہ کیا جائے کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ محمد رسول اللہ یعنی "قیامت تک کے لئے محمد ہی اللہ کے رسول ہیں" صاف نہیں ہوتا۔ کیونکہ قیامت آنے سے پہلے بقول علماء اسلام دنیا کے لئے عیسٰے علیہ السلام ہی ایک زندہ رسول ہیں۔ احمدیت نے اس مسئلے کو یوں حل کیا ہے کہ اسرائیلی عیسٰےؑ اور ہیں اور آنے والے مسیحا اور ہیں۔ دونوں کے الگ الگ حلیئے حدیثوں میں مرقوم ہیں۔ آنے والا مسیح جانے والے مسیح کی خو بو میں آئے گا۔ وہ نبی نہیں ہو گا مجدد ہو گا۔ اور یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح اسرائیلی مسیح کے آنے سے قبل یہودی سمجھتے تھے۔ کہ حضرت ایلیاءؑ آسمان پر ہیں اور جب تک وہ دوبارہ نہ آئیں گے عیسٰے علیہ السلام مبعوث نہیں ہو سکتے۔ عیسٰی علیہ السلام نے جب نبوت کا دعوےٰ کیا تو علماء یہود نے یہ اعتراض ان کے سامنے پیش کیا کہ

"ایلیا کا پہلے آنا ضروری ہے۔ جب تک وہ نہ آلے مسیح نہیں آ سکتا"

تو مسیحؑ نے اس کا یہ جواب دیا کہ

"نادانو! ایلیا تو یوحنا کی شکل میں آ چکا اب ایلیا کا انتظار عبث ہے۔"

پس یہی کیفیت مسیح کی بعثت ثانی کی ہے وہ بالفعل مسیحؑ کی خو بو میں آئے گا۔ مگر وہ محمدی مسیح ہے اب اسرائیلی مسیحؑ کا انتظار عبث ہے۔

مسیح موعود

چودھویں صدی تاریخ انسانی میں بہت اہم ہے اس میں عظیم الشان واقعات رونما ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ صرف اس صدی کے اندر جس قدر انسانوں میں جنگیں ہوئی ہیں۔ ان کی ہلاکت آفرینیوں ہی کو دیکھا جائے تو سابقہ ادوار اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پھر اس صدی میں جو حیرت انگیز مادی ترقیات ہوئی ہیں اس کی نظیر بھی سابقہ زمانے میں نہیں ملتی، اس صدی کی نشاندہی علماء کرام جو مختلف صدیوں میں گذرے ہیں کرتے چلے آئے ہیں۔ احادیث میں اس صدی کی جو تصویر کھینچی گئی ہے۔ اس کی تفصیلات کو اگر سامنے رکھا جائے تو اس طرح وہ اس دور کے واقعات پر چسپاں ہوتی ہیں کہ انسانی عقل دنگ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نظر کی دُور بینی اور صاف نگاہی کا ایسا نقشہ سامنے آ جاتا ہے کہ اسلام پر ایمان زندہ ہو جاتا ہے۔ اس پر بھی تحریک احمدیت نے بڑا وسیع لٹریچر پیدا کیا ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ نہ اس کو پڑھتے ہیں نہ اس پر غور کرتے ہیں اور علماء بھی اس معاملے میں کسی قسم کی تحقیقات نہیں کرتے۔ اگر علماء کچھ وقت سیاسیات سے توجہ ہٹا کر اور فروعی مسائل سے صرفِ نظر کر کے اس زمانے کے متعلق حضور کے فرمائے ہوئے الفاظ پر غور کریں تو لازماً ان کے دلوں میں زبردست قوتِ ایمان پیدا ہو جائے گی اور قوم کے قلوب کو بھی وہ منور کر سکیں گے۔ اس صدی کا حق ہے کہ علماء اس کی اہمیت پر غور کریں اور آج سے چودہ سو برس پہلے اس کے جو نقش و نگار احادیث میں مرقوم ہوئے انہیں اس صدی کے واقعات کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو انہیں دجال بھی نظر آ جائے گا۔ اس کی دیو آنکھ بھی بے نور دیکھی جا سکے گی اور دنیوی آنکھ شوخی سے کھلی ہوئی بھی دکھائی دینے لگے گی۔ انہیں یاجوج ماجوج کے لشکر بھی تیار ہوتے نظر آنے لگیں گے۔ اور ان کی آنے والی زبردست چپقلش بھی اپنی تمام ہلاکت خیزیوں اور ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے کرنے کے لئے نمودار ہو جائے گی۔ اور پھر یہ اطمینان و سکون بھی انہیں نصیب ہو جائے گا کہ بالآخر اسلام کا غلبہ ایک حقیقت ثابت ہو کر دنیا کی نجات کا موجب بن جائیگا۔

باضمیر، باشعور طبقہ سے درخواست

خوش قسمتی سے اس وقت ہمارے INTELLECTUALS (باشعور طبقہ) کو سیاست کی بھول بھلیوں میں وقت ضائع کرنے سے کچھ وقت کے لئے نجات مل گئی ہے۔ کیا وہ اپنی فرصت کے اوقات میں ہماری حسب ذیل گذارشات پر غور فرمائیں گے؟ اور کیا وہ بھی جس طرح مولانا مودودی فخریہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق بیان کرنے سے گریز نہیں کرتے مولانا مودودی ایسے جابر عالم سے کم از کم حق دریافت کرنے کی جرأت کریں گے؟ اگر وہ اس پر آمادہ ہوں تو مولانا سے حسب ذیل سوالات کا جواب طلب کریں:—

۱۔ اس صدی کے آغاز میں ایک شخص نے کھُلم کھُلا تمام علماء کو چیلنج دیتے ہوئے اس صدی کی واحد مرکزی شخصیت ہونے کا دعوٰی کیا ہوا ہے اور کہا ہے کہ میں خداوند تعالےٰ کی طرف سے ہوں۔ عام انسانوں کی حالت تو یہ ہے کہ اگر ان کے سامنے کوئی شخص یہ آ کر کہے کہ میں حاکم ضلع کی طرف سے کوئی پیغام لے کر آیا ہوں تو ضلع بھر کی شخصیات اس کی طرف فوراً متوجہ ہو جائیں گے۔ مگر یہاں تو ایک شخص آسمان سے آنے کا مدعی ہے اور دعوے یہ کرتا ہے کہ مجھ سے خدا ہمکلام ہوتا ہے اور اس کے کلام سے مجھے اس قدر قوت اور جرأت، علم اور ایمان نصیب ہوتا ہے کہ میں تمام مذاہب عالم پر اسلام کو غالب کر دکھانے کے منصوبے تیار کرتا ہوں اور فی الواقع یہ کہہ کر فوراً اسلام کے حق میں اور ادیانِ غیر کے بالمقابل ایک زبردست مہم کا آغاز کر دیتا ہے وہ آریہ سماج پر، برہمو سماج پر، دیو سماج پر، عیسائیت پر، سکھ مت پر، سناتن دھرم پر اور تمام ملحدانہ تحریکات پر بیک وقت حملہ آور ہو جاتا ہے اس کا قلم دن رات اسلام کی خوبیاں بیان کرنے اور باطل کی دھجیاں اڑانے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ بالفرض خدا کی طرف سے نہ ہو تو جو کوئی بھی خدا کی طرف سے آئے گا۔ یہی کام کرے گا جو اس شخص نے سرانجام دیئے ہیں۔ وہ شخص تمام علماء برصغیر کے زیر عتاب آ جاتا ہے اس پر کفر کے فتووں کی بارش ہونے لگ جاتی ہے مگر وہ قطعاً نہیں گھبراتا بلکہ ان علماء کے مقابل پر بھی اس کا قلم شمشیر کا کام دیتا ہے۔ وہ بعض طبقوں کے مشرکانہ نظریات کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ وہ قبوری عقائد کا ابطال کر دیتا ہے وہ اہل حدیث کے اس نظریہ کو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے کچل کر رکھ دیتا ہے۔ وہ ایک فارمولا پیش کرتا ہے کہ اسلام کی اصل تعلیم

قرآن کریم میں ہے۔ قرآن کریم کی توجیہہ احادیث سے ہوتی ہے لیکن اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے خلاف پڑے تو فوقیت قرآن کو حاصل ہے حدیث قرآن پر قاضی نہیں بلکہ اسلام کی خادم ہے قرآن اور حدیث کے بعد صحابہ کرامؓ کے اقوال کو ترجیح ہے اور ازاں بعد آئمہؒ کے اقوال بالعموم اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کا موقف بالخصوص قابل قبول ہوگا۔ نہ صرف وہ یہ فارمولا پیش کرتا ہے بلکہ اسے مخالفوں سے بھی تسلیم کروا لیتا ہے۔ آج تمام جید علماء اس فارمولا کے مؤید ہیں۔ وہ کہتا صرف یہ ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں، مبالغہ آرائیوں اور بے جا عقیدت مندیوں سے جو اغلاط پیدا ہو چکی ہیں ان کی اصلاح کے لئے آیا ہوں اور اپنے اس دعویٰ کی تائید میں مشہور حدیث مجدد۔

" اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے
ہر صدی کے سر پر ایک ایسے
شخص کو مبعوث کرے گا جو دین
کی تجدید کرے گا "

پیش کرتا ہے۔ اور للکار کر کہتا ہے کہ اس کے بالمقابل دکھاؤ کہ کون اس صدی کا مجدد ہونے کا دعوے دار ہے یا کس نے تجدید دین کے لئے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جو اس کی جد وجہد سے سرانجام پائے اس کی جماعت گذشتہ ساٹھ سال سے اس کے ان دعاوی کو اس ملک کے باشندوں کے سامنے بار بار پیش کر رہی ہے مگر اس کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ کیا وقت نہیں آ گیا کہ ہمارا دانشور طبقہ اپنے علماء سے اس سوال کا جواب طلب کرے؟ اگر وہ جواب طلب کرنے سے قاصر ہے تو کیا اسے یہ خدشہ نہیں کہ اس پر اتمام حجت ہو چکی ہے اور خدا کے سامنے اسے جوابدہ ہونا ہوگا جس کے نام پر یہ شخص خود کو بطور مجدد پیش کرتا ہے؟

۲۔ اس مجدد نے ایک ضخیم کتاب "حقیقۃ الوحی" لکھ کر اصحاب علم و دانش کے سامنے یہ حقیقت پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے الہام ہوتا ہے اور کثرت سے ہوتا ہے اس الہام کی روشنی نے اسے دیدۂ بینا بخش دیا ہے۔ اس پر دین کے علوم و معارف کھل جاتے ہیں۔ قرآن شریف کا علم اس کی غذا بن چکا ہے اور تبلیغ اسلام اس کا مرغوب مشغلہ ہو چکا ہے وہ اس کتاب میں اپنے سینکڑوں الہامات درج کر دیتا ہے اور ان کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایسے گواہان کا نام لیتا ہے جو غیر مسلم بھی ہیں اور اس کے سخت مخالف بھی، وہ پیشگوئیوں پر پیشگوئیاں کرتا چلا جاتا ہے اور ان کا حرف بحرف پورا ہونا بھی بدلائل قاطعہ و شہادتِ معتبر ثابت کر دیتا ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کا یہ ارشاد کہ جس طرح سابقہ امم میں غیر نبی بھی ملہم ہوا کرتے تھے اس امت میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے پیش کرتا ہے۔ اس کتاب کو چھپے ہوئے ساٹھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اس کو بھی ہمارے اہل علم طبقہ نے اپنے غور و فکر کا موضوع نہیں بنایا۔ حالانکہ یہاں ایسے طالب علموں کی کمی قلت نہیں جو تاریخ انسانی کی بعض غیر معروف شخصیتوں پر بھی ریسرچ کر کے تھیسس THESIS لکھتے رہتے ہیں۔ ہماری استدعا ہے کہ ہمارے اہل علم لوگ حضرت مرزا صاحب کی کتاب "حقیقۃ الوحی" کو متانت اور سنجیدگی سے مطالعہ کریں اور اس میں دین کے متعلق اٹھائے ہوئے نکات اپنے علماء کے سامنے رکھ کر ان سے جوابات طلب کریں۔

۳۔ جیسا کہ ہم اوپر بھی واضح کر چکے ہیں اس صدی کے تمام خد و خال اور نقش و نگار سینۂ مصطفویؐ پر آج سے چودہ سو برس قبل روشن کر دیئے گئے تھے۔ حضور صلعم کے فرمودات بھی ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ قلب محمدی پر اس صدی کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ حیرت انگیز طریق پر عصر حاضر کے پیکر سے پوری طرح مطابقت رکھتا ہے۔ اگر یہ صدی وہی ہے جس کا ذکر حضور صلعم نے اپنی پیشگوئیوں میں فرمایا ہے تو اس صدی میں مسیح کا ظہور بھی صاف الفاظ میں مذکور ہے اب علماء سے پوچھیئے کہ جب باقی تمام نشانات ظاہر ہو چکے ہیں تو وہ مسیح موعود کہاں ہے اور جو شخص مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اسے کیونکر رد کیا جا سکتا ہے۔

وہ خود کو مثیل مسیح کہتا ہے کیونکہ اصل مسیحؑ فوت ہو چکا۔ اس لئے وہ اس مسیحؑ کی طرز پر اپنے تبلیغی کارناموں کی بنیاد رکھتا ہے۔ وہ غیر اسلامی حکومت میں مسیح سابق کی طرح پیدا ہوا محکومیت میں اسے تبلیغ کرنی پڑی۔ شمشیر خارہ شگاف کی بجائے اسے قلم کی بے پناہ قوت بخشی گئی اور اس سے علوم و معارف کے دریا بہہ نکلے۔ اب آپ علماء سے پوچھیئے کہ احمدیت کی یہ تحریک جو نہ صرف اس ملک بلکہ ممالک غیر میں بھی پچھلے ساٹھ سال سے اسلام کی تبلیغ کا کام کر رہی ہے اور قرآن شریف کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے اور رسول اکرم صلعم کی سیرت کو کم از کم تیس زبانوں میں طبع کرا کر مختلف بلاد میں پھیلا چکی ہے۔ آخر علماء کو اس سے مخاصمت کیوں ہے۔ احمدیت کی لاہور شاخ تو کلمہ طیبہ کا صحیح معنوں میں احترام قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ وہ کسی کلمہ گو کی تکفیر جائز نہیں سمجھتی وہ ختم نبوت کی صحیح معنوں میں بغیر کسی قسم کی لفظی ایچا پیچی کے قائل ہے وہ سمجھتی ہے کہ اب نہ کوئی پرانا نبی آ سکتا ہے نہ کوئی نیا کیونکہ اب نبوت کی ضرورت نہیں۔ وہ تمام اصول قرآن نے بیان کر دیئے ہیں جو قیامت تک تمام انسانیت کی راہ نمائی کا کام دیں گے اور نبی آخر الزمانؐ کے عمل میں اسلام کی تعلیمات پوری طرح جلوہ گر ہو کر دنیا کے سامنے آ چکی ہیں۔ پس قرآن کامل ہے۔ اسلام کی شریعت کامل ہے اور اس شریعت پر عمل کر کے ایک مثالی نمونہ محمد رسول اللہ صلعم کی سیرت کا بھی تاریخ میں محفوظ ہے۔ پس آپ لوگوں کا فرض ہے کہ علماء سے پوچھیں اور فیصلہ کن طرز پر پوچھیں کہ وہ احمدیت کی لاہور شاخ کو اسلام سے خارج کرنے کی کیسے جرأت کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ ایسا کرنے پر مصر ہیں اور اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کرنا چاہتے تو پھر کلمہ طیبہ کا کیا احترام اس ملک میں رہ سکتا ہے اور اسلامک آئیڈیالوجی کا کیونکر نفاذ ہو سکتا ہے۔

آخری انتباہ

ہم لوگوں کی تضحیک اور تمسخر کے نشانہ بننے کے عادی ہیں۔ قرآن پاک ہمارے ہاتھ میں ہے اور حق تعالےٰ کی نگاہ عنایت ہر وقت ہم پر نور افشاں ہے۔ ہمیں اس امر کی کچھ پروا نہیں کہ لوگ ہمارے موقف کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے لیکن ہم مطمئن ہیں کہ ہم اپنا فرض اشاعتِ حق کے متعلق پوری طرح ادا کر رہے ہیں۔ ہم یہ بات واضح طور پر اپنے ہم عصروں کو کہہ دینا چاہتے ہیں کہ تمہیں اس دنیا میں عظیم الشان سیاستدان بھی مل جائیں گے۔ ماہر اقتصادیات بھی دستیاب ہو جائیں گے۔ عام اخلاق کی تلقین کرنے والے واعظ بھی مل جائیں گے۔ مگر یاد رکھیں کہ اس صدی کا قائد جس کے زیر نگرانی اسلامک آئیڈیالوجی نے نافذ ہونا ہے۔ وہ زمینی نہیں ہو سکتا آسمانی ہوگا۔ اس آئیڈیالوجی کے نفاذ کے لئے ضروری ہے کہ خدا کی ہستی پر محکم ایمان ہو۔ اس کے رب ہونے پر ایمان ہو۔ اس کے قادر مطلق ہونے پر ایمان ہو۔ اسے بدیع السموات والارض یقین کیا جائے۔ اسے ایسی ہستی سمجھا جائے جو ہماری دعاؤں کو سنے۔ ہماری فریادیں اس تک رسائی حاصل کر سکیں۔ اور وہ انہیں سن کر انہیں قبول بھی کرے ہمارے زخموں کا مداوا اس کے پاس ہو۔ اس کا تازہ بتازہ کلام اپنے نیک بندوں پر ان کی تسکین اور اطمینان کے لئے نازل ہوتا رہے اور یہ سب باتیں اسی وقت ہو سکتی ہیں جب کوئی ایسا مرد مومن مرکزی شخصیت حاصل کرے گے انسان کا تعلق خدا سے پیدا کرا سکے۔ ان تمام خصوصیات کا جامع اس دور میں صرف ایک ہی شخص ہوا ہے جس کی مخالفت اور مخاصمت پر ہمارے اسلامی فرقوں کے تمام علماء ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور اس کی مخالفت کر کے وہ درحقیقت یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں قرآن کی تبلیغ بند ہو جائے۔ ممالک غیر میں مساجد کی تعمیر نہ ہو۔ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرنے والی اذانیں نہ ہوں۔ محمد رسول اللہ کی سیرت سے لوگ آشنا نہ ہوں۔ قرآن کا علم غلافوں میں بند رہے اور مولویوں کو اجازت دی جائے کہ وہ لوگوں کو قرآن کے معنوں سے واقف نہ ہونے دیں اور محض الفاظ کی غلط تعبیروں اور تفسیروں میں الجھائے رکھیں اس وقت آپ لوگوں کو فرصت ہے ان لمحات کو غنیمت سمجھیں اور کوشش کریں کہ اگر یہ تحریک واقعی اسلام کے لئے مضر ہے تو اس کا قلع قمع ہو جائے اور اگر یہ مفید ہے اور اتحاد بین المسلمین کی داعی ہے۔ فتنۂ تکفیر کو روکنے والی ہے عقیدہ ختم نبوت کی منادی ہے۔ قرآن کے علوم کا صحیح مفہوم بہم پہنچانے والی ہے۔ اور اس کی وفاداری کا مرکز صرف مکہ ہے۔ یہ لندن پیرس، واشنگٹن ماسکو اور پیکنگ کے رہنے والوں کی اصلاح کرنے کی اہلیت رکھنے کی مدعی ہے تو خدارا اسے پنپنے دو۔ اس سے تعاون کرو۔ اس کی تبلیغی مساعی میں شامل ہو جاؤ۔ اس پر غیر متعلق اور بے معنی اعتراضات کی اس طرح بوچھاڑ نہ کرو جس طرح عیسائی مبلغین اور پادری اسلام کے خلاف محض معاندانہ رنگ میں اس کی تعلیمات کے خلاف ہر وقت اس پر گند اچھالتے رہتے تھے۔ اسلام انسانیت کے تمام طبقوں کو متحد کرنا چاہتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح احمدیت اسلام کے تمام فرقوں کو متفق رکھنا چاہتی ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب اسی طرح اسلام کے خلاف صف آرا ہیں جس طرح اسلام کے تمام فرقے احمدیت کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ جو پوزیشن اسلام کی مذاہب عالم میں ہے وہی کیفیت احمدیت کی فرقِ اسلام میں ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہدایت دے کہ ہم ایک دوسرے کے نقطۂ نگاہ کو عمل، انصاف، بردباری، ہمدردی، اخلاص اور محبت سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہم نے اور آپ نے اور دیگر

(باقی بر صفحہ ۳۰ کالم ۲)

قرآن کریم میں خوف اور حزن سے اولیاء اللہ کی حفاظت کا وعدہ

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا وجود اس وعدہ الٰہی کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے

۱۶ مئی ۱۹۶۹ء بروز جمعہ جماعت احمدیہ مُلتان کا ایک تبلیغی جلسہ عزیز ہوٹل ملتان میں منعقد ہوا جس میں شمولیت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ ملتان تشریف لے گئے۔ اس لئے لاہور میں جمعہ کی نماز مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب نے پڑھائی اور موضوع بالا پر ایک بصیرت افروز خطبہ دیا جو درج ذیل ہے:

الاان اولیاء اللہ لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لاتبدیل لکلمات اللہ ذالک ھوالفوز العظیم ولایحزنک قولھم ان العزۃ للہ جمیعاً ھوالسمیع العلیم الاانّ للہ من فی السمٰوات ومن فی الارض وما یتّبع الذین یدعون من دون اللہ شرکاء ان یتبعون الا الظنّ وان ھم الا یخرصون۔

(سورۃ یونس ع)

قرآن کریم کی شان

ساری کی ساری اُمتِ مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ قرآن کریم قیامت تک تمام زمانوں کے لئے اپنے اندر ہدایت کے سامان رکھتا ہے اس کے الفاظ میں اس قدر وسعت ہے کہ خواہ کسی زمانہ میں کیسی ہی نئی ضرورتیں پیش آجائیں وہ ان سب کے حل کے لئے کفیل ثابت ہوگا جس طرح یہ ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پُورا کرنے کے سامان اپنے اندر رکھتا ہے بالکل ٹھیک اسی طرح ان تمام وعدوں کو بھی پُورا کرکے دکھلا دیتا ہے جو اپنے کامل مؤمن بندوں کے ساتھ اس نے کئے ہوئے ہیں یہ کوئی تاریخ کی کتاب نہیں کہ کسی خاص زمانہ کے ان لوگوں کے حالات بیان کرنے پر اکتفا کرے جو اس کے وعدوں کے مصداق بنے ہوں بلکہ اس کی ہدایات کی طرح اسکے وعدوں کا دامن بھی قیامت تک پھیلا ہوا ہے جو شخص بھی جس زمانہ میں اس کی ہدایات پر عمل کرے گا اور اپنی زندگی کو اس کی تعلیمات کے قالب میں ڈھالے گا وہ ضرور بالضرور ان وعدوں کو اپنے وجود میں پُورا ہوتا دیکھ لے گا جو ان ہدایات پر عمل کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں کئے ہیں وہ فرماتا ہے اوفوا بعھدی اوف بعھدکم یعنی تم اس عہد کو پورا کرو جو تم نے میری اطاعت کا کیا ہوا ہے تو میں اپنے اس عہد کو پُورا کروں گا جو مَیں نے تمہارے ساتھ بشکل وعدہ کیا ہوا ہے۔

تلاوت کردہ آیات میں ایک وعدہ

اس وقت جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں بھی اللہ تعالےٰ نے ان کامل مؤمنین کے ساتھ جو اس کی بتلائی ہوئی تقوےٰ کی راہوں پر گامزن رہتے ہیں ایک زبردست وعدہ کیا ہے ہر زمانہ میں ہمیں اس الٰہی وعدہ کی ایفا کے نظائر ملتے ہیں کوئی صدی بھی اس سے خالی نظر نہیں آتی اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمیں اس وعدہ الٰہی کی سچائی پر کس طرح یقین آسکتا تھا بغیر نمونوں کے یقین آنا محال ہوتا ہے بغیر نمونوں کے تو ایسے وعدوں کی حیثیت محض دعوے کی ہی حیثیت ہوگی جس کو عملی شکل اختیار نہ کرنے کی وجہ سے کوئی شخص قدر و قیمت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔

وعدے اور دعاوی تو ہر مذہب میں موجود ہیں لیکن یہ مذاہب ان کی سچائی اور ان کے ایفاء پر کوئی زندہ نمونہ پیش نہیں کرسکتے جس کے وجود میں ان کا پورا ہونا ثابت ہوسکے تمام مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کا طُرۂ امتیاز یہی ہے کہ وہ اپنے دعاوی اور وعدوں کے متعلق ہر زمانہ میں زندہ نمونہ پیش کرتا چلا آیا ہے اور قیامت تک پیش کرتا چلا جائے گا کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ اسلام ایسے پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں اس لئے یہ ہر زمانہ میں اپنا پھل دیتا رہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسرے تمام مذاہب کی جڑ اُکھڑ چکی ہے ان کی شاخیں خشک ہوچکی ہیں اس لئے وہ پھل دینے سے قاصر ہیں۔

اس زمانہ میں ایفاء عہد کا نمونہ

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیت تلاوت کردہ میں کیا وعدہ کیا گیا ہے اور کس کے ساتھ کیا گیا ہے اور کیا اس وعدہ کے ایفاء کا نمونہ موجود ہے سو سب سے پہلے تو وعدہ کی تعیین کی جاتی ہے اور پھر دکھلایا جائے گا کہ اس زمانہ میں کس کے حق میں یہ وعدہ الٰہی پُورا ہوا ہے۔

وعدہ الٰہی اور کن کے لئے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کان کھول کر سن لو کہ اللہ تعالےٰ کے اولیاء خوف اور حزن کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں گے یعنی جب کبھی ایسے حالات پیدا ہوں گے جو خوف اور غم کا لشکر اپنے ساتھ لئے ہوئے ہوں گے تو اللہ تعالےٰ ان تمام لشکروں کو شکست دے کر اپنے اولیاء کے لئے ان سے مخلصی کے سامان پیدا کردے گا۔

اس کے بعد اولیاء اللہ کی تعیین کرتے ہوئے فرماتا ہے اولیاء اللہ وہ بندے ہیں جو میری کتاب یعنی قرآن مجید اور میرے رسول یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا ایمان محض ان کے لبوں پر ہی نہیں ہوتا بلکہ ان کے دل کی گہرائیوں تک اترا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر وقت تقوےٰ کی راہ پر گامزن رہتے ہیں یعنی جن باتوں کے کرنے سے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں روکا ہے اس سے رُکے رہتے ہیں اور ان کے نفوس کی اصلاح کے لئے جو راہیں بتلائی ہیں ان کو اختیار کرتے اور ان پر عمل پیرا رہتے ہیں اور خدا کی رضا کے ہر وقت جویاں رہتے ہیں اور اس راہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا ہے لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ۔ پس ایسے کامل مومنوں کے لئے ہی یہ بشارت ہے کہ وہ خوف اور حُزن سے محفوظ رکھے جائیں گے یہ وعدہ ہمارا صرف آخرت کے لئے ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی یہ وعدہ ان کے حق میں پورا ہوتا رہے گا کیونکہ دنیا کے وعدے ہی پُورے ہوکر آخرت کے متعلق وعدوں کے پُورا ہونے کا یقین دلا سکتے ہیں ورنہ مرنے کے بعد کسی کو کیا علم کہ وہ وعدے پُورے ہوں گے یا نہیں یہ بشارت کس ذریعہ سے ملتی ہے اس کا ذکر اس آیت میں کیا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ کو اپنا ربّ تسلیم کرکے اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں اور انہیں بشارتیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خوف وحُزن نہ کرو نحن اولیاءکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ہم تمہارے دوست ہیں دنیوی زندگی میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی اس لئے خطرات کے وقت ہم تمہاری حفاظت کریں گے دشمن تمہیں گزند نہیں پہنچا سکتے اور نہ تمہیں ناکام بنا سکتے ہیں۔

پھر اس کو زیادہ مؤکد بنانے کے لئے فرمایا لاتبدیل لکلمات اللہ یعنے خدا کے ان کلمات الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون میں کبھی تبدیلی نہیں آئے گی یہ وعدہ اٹل اور دائمی ہے دنیا کی کوئی طاقت اس کو بدل نہیں سکتی۔

اس کے بعد فرمایا ذالک ھوالفوز العظیم یعنے سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ انسان کا خدا سے ایسا مضبوط اور نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم ہوجائے کہ خدا اس کی تمام ضروریات کا کفیل ہوجائے اور ہر قسم کے خوف اور غم پیدا کرنے والے مواقع کو اس سے دُور کرکے اس کو اپنی حفاظت میں لیتے ہوئے اس کے لئے ڈھال بن جائے۔

آیت میں اس زمانہ کا بیان کردہ مؤمن

میں نے بتلایا ہے کہ تمام گذشتہ صدیوں میں ایسے

اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہے ہیں جن کے وجود میں وعدۂ الٰہی لاخوف علیھم ولاھم یحزنون پورا ہوتا رہا ہے۔ لیکن چونکہ آیت توتی اکلھا کل حین کے ماتحت ہر زمانہ میں ایسے ولی کا پیدا ہونا ضروری ہے جو وعدہ الٰہی کے ایفاء کا مصداق ہر ایک کو نظر آجائے سو وہ شخص ہمارے زمانہ میں ایک ہی ہوا ہے جس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے جس نے آیت ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین کے ماتحت ببانگ دہل یہ اعلان کیا کہ میں مسلمان ہوں سچے مسلمان کی جو علامات قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں ان کو میرے وجود میں دیکھ لو اور جو وعدے سچے مسلمان کے بارے میں قرآن کریم میں کئے گئے ہیں ان کو میرے وجود میں پورا ہوتے ملاحظہ کر لو۔

خوف اور حزن کا پہلا موقعہ

پس اس بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون کا وعدہ الٰہی ان کے حق میں پورا ہوا ہے یا نہیں۔ مسیح اور مہدی کے دعوے سے قبل کی بات ہے کہ آپ کو اپنے والد بزرگوار کی وفات کے متعلق الہام ہوتا ہے جو عین اسی وقت فوت ہو جاتے ہیں جو الہام میں بتلایا گیا تھا چونکہ آمد کا بڑا ذریعہ صرف ان کی پنشن تھی اور وہ انعام تھا جو گورنمنٹ کی طرف سے ان کو ملتا تھا اور جو صرف ان کی زندگی تک ہی مل سکتا تھا۔ فرماتے ہیں اس لئے یہ خیال گذرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا۔

الیس اللہ بکاف عبدہ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ خوف کا یہ پہلا موقعہ تھا جو حضور کی زندگی میں پیش آیا اس کے پیش آتے ہی اللہ تعالےٰ نے فوراً اس کو دُور کرنے کے بارے میں تسلی آمیز الفاظ میں بشارت دے دی کہ اگر موجودہ وسیلہ بند ہو جائے گا تو ہو جائے میں جو تمام خزانوں کا مالک ہوں رزاق ذوالقوۃ المتین ہوں دیگر وسائل کے در تمہارے لئے کھول دوں گا سو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدے اور بشارت کے مطابق ہی آپ سے سلوک کیا اور ساری زندگی آپ کی کشائش سے گذری تنگی کا سامنا کبھی بھی نہیں ہوا۔ اس خوف کو دُور کر کے اللہ تعالےٰ نے ثابت کر دیا کہ اولیاء کے ساتھ وعدہ الٰہی بالکل سچا تھا۔

خوف کے مواقع کا پے در پے پیش آنا

اب وہ زمانہ آتا ہے جب آپ نے اللہ تعالےٰ سے الہام پا کر مسیح اور مہدی اور تمام قوموں کے موعود ہونے کا اعلان کیا۔ اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا ہندو مسلمان عیسائی۔ غرضیکہ سب قومیں متحد ہو کر آپ کو گرانے کے درپے ہو گئیں۔

مخالفت کا اصل محرک کون ہوتا ہے

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے کسی مامور کو مبعوث کیا جاتا ہے تو شیطان کی طرف سے اسے ناکام بنانے میں پورا زور لگایا جاتا ہے اور اس کے لئے مختلف تدابیر اختیار کی جاتی ہیں چنانچہ قرآن کریم میں شیطان کا یہ قول درج ہے کہ میں آگے سے بھی پیچھے سے بھی دائیں طرف سے بھی بائیں طرف سے بھی حملہ آور ہوں گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے مقابلہ میں اسے فرماتا ہے فاخرج انک من الصاغرین یعنی تو میرے مامور کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکل تو دیکھ لے گا کہ اس کے مقابلہ میں تو ذلیل وخوار ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:۔

واستفزز من استطعت منھم بصوتک واجلب علیھم بخیلک ورجلک وشارکھم فی الاموال والاولاد وعدھم وما یعدھم الشیطان الا غرورا ان عبادی لیس لک علیھم سلطان وکفیٰ بربک وکیلا۔ شیطان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ چیلنج دیا جاتا ہے کہ میرے ان ماموروں اور اس کے خالص متبعین میں سے جس کو بھی تو سیدھے راستہ سے ہٹا کر غلط راہ کی طرف لا سکتا ہے لا کر دکھا۔ اپنی آواز کے ذریعہ۔ آواز کے ذریعہ اصل مقام اخلاص سے ہٹانا گالیوں کے ذریعہ تمسخر اور استہزا کے ذریعہ جھوٹی تہمتیں لگانے کے ذریعہ ہی ہوا کرتا ہے سو ہم نے دیکھا کہ ہمارے اِمام کو اس قدر گالیاں دی گئیں اور اس قدر آپ پر ہنسی اڑائی گئی اور اس قدر آپ پر جھوٹی تہمتیں لگائی گئیں کہ الامان کبھی کہا گیا کہ یہ نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے حالانکہ آپ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے۔ نبی کا لفظ آپ نے اپنے لئے صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق محض لغوی اور ظلی اور بروزی معنوں میں استعمال کیا اور ان معنوں میں اس لفظ کے استعمال کو تمام اولیاء کے لئے سلف صالحین جائز قرار دیتے چلے آرہے تھے پھر یہاں تک بہتان باندھا کہ یہ شخص شرعی نبی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے حالانکہ آپ ساری عمر یہی اعلان کرتے رہے کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہے اس میں ایک شعشہ بھی کم وبیش نہیں کیا جا سکتا اولیاء کو صرف فہم قرآن عطا ہوتا ہے اور مجھے بھی یہی عطا ہوا ہے۔ کہیں فرشتوں کے منکر ہونے کا جھوٹا الزام لگایا اور کہیں انبیاء کی توہین کرنے کا جھوٹا الزام لگایا اور کہیں آپ پر یہ افترا کیا گیا کہ آپ نعوذ باللہ حضرت خاتم النبیین سے بڑھ کر اپنے آپ کو کہتے ہیں حالانکہ آپ ہمیشہ یہی اعلان کرتے رہے کہ جو کچھ مجھے حاصل ہوا ہے وہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے فیض سے ہی حاصل ہوا ہے ورنہ میں کیا چیز ہوں اگر میں آنحضور صلعم کی پیروی کو چھوڑ دوں تو میرے تمام اعمال حبط ہو جائیں۔ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور کہیں یہ بہتان تراشی کی گئی کہ اپنے آپ کو نعوذ باللہ خدا کہتے ہیں غرضیکہ کوئی حیلہ زبان کے ذریعہ نہیں ہو سکتا تھا جو آپ کی ایذا رسانی اور آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا کرنے کے لئے اختیار نہ کیا گیا ہو لیکن اللہ تعالےٰ ان کے ان سب حیلوں کو بے کار بناتا رہا اور ان کے ان حملوں کے سامنے اِمام الزمان چٹان کی طرح کھڑے رہے۔

اس کے بعد دوسرا چیلنج خدا نے یہ دیا کہ اپنے پیادے اور سوار میرے اس ولی پر چڑھا کر لے آ عربی زبان میں یہ محاورہ ہے جو کسی امر کو سرانجام دینے کے لئے پورا زور صرف کرنے پر دلالت کرتا ہے سو تو بھی اے شیطان میرے اس ولی کو گرانے کے لئے اور اسے اس کے مقصد میں ناکام بنانے کے لئے جتنا زور لگا سکتا ہے لگا لے یہ حربہ بھی تیرا بے کار ہی ثابت ہوگا چنانچہ بائیکاٹ کا حربہ استعمال کیا گیا احمدی ہونے والے لڑکوں کو والدین سے عاق کروایا گیا۔ بیویوں کو چھینا گیا۔ سقے اور بھنگیوں کو کام کرنے سے روکا گیا۔ زدوکوب سے کام لیا گیا۔ کفر اور قتل کے فتوے دیئے گئے۔ دو صد مولویوں نے حضرت اِمام الزمان پر کفر کا فتوےٰ لگایا مکہ اور مدینہ کے علماء سے کفر کے فتوے منگوائے گئے تاکہ کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کی طرف رُخ نہ کرے ایک بڑے مولوی صاحب نے یہاں تک کہا کہ میں نے ہی ان کو اُونچا کیا تھا اور اب میں ہی اسے گراؤں گا اور نیچا دکھاؤں گا یہی مولوی صاحب سارے ہندوستان میں پھر کر دوسرے علماء سے فتوے لکھواتے رہے۔ ادھر اس کی یہ تعلّی اور ادھر لھم البشریٰ کے ماتحت خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے ولی کو یہ بشارت کہ انی مھین من اراد اھانتک یعنی یہ شخص جو تجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کر رہا ہے میں یقیناً اسے ذلیل کر دوں گا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ خدا تعالےٰ نے کس طرح اس الہام کو پورا کرتے ہوئے اس شخص کو ذلت کے گڑھے میں دھکیل دیا اور اس کے ساتھ ہی فرمایا انی معین من اراد اعانتک یعنی جو تیری مدد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے میں اس کی مدد کروں گا۔ دنیا نے اس بشارت کو بھی پورا ہوتے دیکھ لیا کہ جنہوں نے خدا کے اس عظیم الشان ولی کے کاز کی اعانت کی دنیا میں کیسی مقبولیت انہیں حاصل ہوئی کہ وہ بین الاقوامی شہرت کے مالک ہو گئے۔

پس یہ تمام حربے بھی خدا کے ولی کی کامیابی کو روکنے میں ناکام ثابت ہوئے۔

پھر تیسرا چیلنج یہ دیا گیا کہ لوگوں کو بھڑکا کر مخالفین کے جتھوں کو بھی بڑھوا کر دیکھ لو اور اسی طرح ان کی مالی امداد کروا کر بھی دیکھ لو نہ تمہاری تحریک کو قبول کرنے والوں کے جتھے اور نہ ان کے اموال ہمارے اس ولی کو کامیاب ہونے سے روک سکتے ہیں اور نہ اس کو صدق وصفا کے مقام سے نیچے گرا سکتے ہیں۔

چوتھا چیلنج یہ دیا گیا کہ مخالفین کے دلوں میں کامیابی کے وعدوں کا القا کرتے رہو لیکن یہ سب وعدے دھوکہ ہی ثابت ہوں گے۔ تمہاری یہ سب تدابیر اس لئے کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکیں گی کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ میرے خاص بندوں پر تجھے کبھی غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا کیوں اس لئے کہ خدا اپنے ان بندوں کا کارساز ہے اس نے اپنے ان اولیاء سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ خوف اور حزن کو ان سے دُور رکھا جائے گا اور اگر تم اپنے ان حیلوں میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر تو یہ خوف اور حزن میں مبتلا ہو جائیں گے اور میرا وعدہ جھوٹا ثابت ہوگا۔ اسی لئے اس وعدۂ الٰہی کے بعد فرمایا ذالک ھو

المفوز العظیم یہی بڑی کامیابی ہے جو شیطانی حملوں کے مقابلہ میں خدا کے اولیاء کو حاصل ہوتی ہے اور یہی کامیابی حضرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ تمام اہلِ اثر و رسوخ کی کوشش تو یہ تھی کہ ایک آدمی بھی حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں داخل نہ ہو لیکن باوجود ان کی کوششوں کے ہزاروں آدمی بیعت میں داخل ہوئے ان کی کوششوں سے ناکامی کا جو خوف پیدا ہو سکتا تھا اللہ تعالیٰ نے کس طرح لھم البشریٰ کے وعدہ کے ماتحت اسے اپنے ولی اعظم سے دُور رکھا۔

اس کے بعد اپنے ولی کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے ولا یحزنک قولھم۔ ان کے یہ قول جو دھمکیوں افتراؤں بہتانوں اور کفر کے فتووں سے بھرے پڑے ہیں تجھے حزن میں ڈالنے کا موجب نہ ہوں کیونکہ ان العزۃ للہ جمیعا کیونکہ ساری عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی ہے ھو السمیع العلیم وہ ان کی ان لن ترانیوں کو سن رہا ہے اور ان کو ناکام بنانے کے طریقوں کو بھی جانتا ہے اس لئے فکر کی ضرورت نہیں وہ تمہاری عزت اور ان کی ناکامی کے سامان کر دے گا یہ تمام سامان یا آسمان سے تعلق رکھتے ہیں یا زمین سے تعلق رکھتے ہیں سو یہ سب اللہ تعالیٰ کے ہی قبضہ میں ہیں سو چونکہ تو اسے میرے ولی میرا ہی حقیقی پرستار ہے اس لئے یہ سب سامان تیری عزت کو بڑھانے میں مصروف ہو جائیں گے کیونکہ یہ محض ظن کی ہی پیروی کر رہے ہیں اور محض اٹکل بازیوں سے کام لے رہے ہیں حقیقی خدا سے ان کو تعلق نہیں جس کے ہاتھ میں سب کامیابیاں ہیں۔

ولی کی حفاظت کا وعدہ

جیسا کہ میں نے بتلایا ہے خدا تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو خوف و حزن سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا ہوا ہے ادھر اس کے دشمن خدا کے ولی امام الزمان مسیح موعود کو خوف اور حزن میں مبتلا رکھنے کی سر توڑ کوشش میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ اپنی اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے کئی سازشیں کیں، کئی جھوٹے مقدمے بنائے ان کی ان سازشوں اور ان کوششوں کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے سواء منکم من اسرّ القول ومن جھر بہ ومن ھو مستخف باللیل وسارب بالنھار لہ معقبت من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ۔ الرّعد ع۔ اسی وعدۂ حفاظت کو سورۃ الجن ع۲ میں دوہرایا۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصداً یعنے میرے اس عظیم الشان ولی کے خلاف تم خفیہ سازشیں کرو یا علانیہ کرو، رات کو مخفی منصوبے باندھو یا دن کے اوقات میں چل پھر کر لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکاؤ تمہارے یہ سب کے سب حربے نکمے ثابت ہوں گے کیونکہ ہم نے اس کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی پہرہ دار مقرر کئے ہوئے ہیں جو اس کی پوری طرح حفاظت کر رہے ہیں نہ تمہارے قتل کے منصوبے کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ تمہارے جھوٹے مقدموں کے ذریعہ اسے جیل میں بھجوانے کے منصوبے کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں حالانکہ اس زمانہ میں کسی کو قتل کرنا معمولی بات تھی دور سے بندوق یا پستول کے ذریعہ قتل کیا جا سکتا تھا بڑے بڑے حاکم باوجود شدید حفاظتی انتظامات کے قتل ہو گئے، بڑے بڑے مذہبی لیڈر قتل ہو گئے لیکن اگر قتل نہیں ہو سکا تو خدا کا یہ عظیم الشان ولی یعنے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نہیں ہو سکا حالانکہ اس کی حفاظت کے لئے کوئی پہرہ بھی نہ تھا بلکہ وہ اکیلا جنگلوں میں دُعا کے لئے بھی نکل جاتا تھا کیونکہ اپنے اس ولی کو ایک طرف قرآن میں حفاظت کا یقین دیا گیا تھا اور دوسری طرف خود اس کے اپنے الہاموں میں حفاظت کا یقین دلایا گیا تھا۔ چنانچہ اس بارے میں آپ کے چند الہامات یہ ہیں :-

اللہ حافظک عنایۃ اللہ حافظک۔ یعصمک اللہ من عندہ لو لم یعصمک الناس۔ امن است در محبت سرائے ما۔ سلامت بر تو اے مرد سلامت۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بشارت دی ہوئی تھی کہ تیری عمر کم از کم ۷۴ سال کی ضرور ہوگی چنانچہ باوجود دشمنوں کی اس کوشش کے کہ کسی طرح یہ شخص قتل ہو جائے تا اس کی عمر والی بشارت ہی غلط ثابت ہو جائے آپ نے اتنی ہی عمر پائی۔ چونکہ آپ کی عمر کا صحیح اندازہ کسی کو نہ تھا اس لئے جب خدا کا بتلایا ہوا وقت پورا ہوا تو خدا نے خود بتلایا قل میعاد ربک قرب اجلک المقدر۔ اور ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء کو الہام ہوتا ہے الرحیل ثم الرحیل والموت قریب اور ۲۶ مئی کو آپ اپنے خالق سے جا ملتے ہیں۔

طاعون سے حفاظت کا وعدہ

ملک میں طاعون کا حملہ ہوتا ہے اور بڑا شدید حملہ ہوتا ہے گو یہ حملہ طاعون اس عظیم الشان ولی کی پیشگوئی کے تحت ہی ہوا لیکن آپ کے مخالفین میں سے بعض نے جو ملہم ہونے کے مدعی تھے آپ کو طاعون سے خوفزدہ کرنے کے لئے یہ پیشگوئی کر دی کہ آپ طاعون سے ہلاک ہوں گے اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے لھم البشریٰ کے وعدہ کے ماتحت اپنے اس عظیم الشان ولی کو بشارت دی انی احافظک خاصۃً میں تجھے خاص طور پر طاعون سے بچاؤں گا۔ پھر مزید بشارت بھی دی انی احافظ کل من فی الدار۔ تیرے اس مادی اور روحانی گھر میں رہنے والوں کو بھی محفوظ رکھوں گا اب اس حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ طاعون کئی سال تک حملہ آور رہی۔ قادیان بھی اس کے حملہ سے محفوظ نہیں رہا لیکن خدائی وعدہ کے مطابق نہ حضرت مرزا صاحب طاعون کا شکار ہوئے نہ آپ کے گھر میں رہنے والا کوئی شخص طاعون سے مرا بہت سے مرید طاعون کے ایام میں آ کر آپ کے گھر کے بعض حصوں میں رہائش اختیار کر لیتے تھے اس یقین کی وجہ سے کہ اس گھر میں رہنے والا طاعون سے نہیں مر سکتا چنانچہ وقوع میں بھی ایسا ہی آتا رہا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کو طاعون کے ایام میں اتفاقاً بخار ہو گیا اور بخار کافی تیز تھا۔ آپ کو شبہ ہوا کہ کہیں طاعون نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود کو جب اس کا علم ہوا تو آپ اسی وقت ان کے کمرہ میں گئے اور کہا کہ مولوی صاحب اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میرا سارا کاروبار عبث اور میرا دعوےٰ الہام جھوٹا۔ چنانچہ یہ کہہ کر جب آپ نے مولوی صاحب کی نبض پر ہاتھ رکھا تو بخار کافور ہو گیا آپ نے الہام کی بناء پر یہ بھی شائع کر دیا کہ جب تک لوگ میرے دعویٰ کی طرف متوجہ نہ ہوں گے طاعون پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ پھر یہاں تک بھی اعلان کر دیا کہ اگر کوئی شخص یہ اعلان کرے کہ مجھے بھی خدا نے کہا ہے کہ میں تجھے طاعون سے محفوظ رکھوں گا اگر وہ طاعون سے نہ مرے تب بھی مجھے جھوٹا سمجھ لیا جائے۔

اتما رام اور چندو لعل کو صدمات

ایک شخص کرم دین نے خدا کے اس ولی کے خلاف فوجداری مقدمہ دائر کیا یہ ایک آریہ آتما رام مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا اس کی نیت آپ کو سزا دینے کی تھی آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ اس کو لڑکوں کا صدمہ اٹھانا پڑے گا۔ چنانچہ اس کے دو لڑکے یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے اور وہ فیصلہ کرنے سے قبل ہی تبدیل ہو گیا۔ دوسرا مجسٹریٹ چندو لعل نامی آریہ آیا اس کی بھی یہی نیت تھی اس کی تنزلی کی پیشگوئی حضورؑ نے فرمائی چنانچہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی اس مقدمہ کے دائر ہونے سے ایک سال قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے دائر ہونے کی اطلاع دے دی تھی اور جب دائر ہو گیا چونکہ پہلے جہلم میں دائر ہوا تھا اس لئے آپ کو جہلم جانا پڑا چنانچہ جب حضور جانے لگے تو بشارت ملتی ہے اریک برکات من کل طرف۔ یعنی میں ہر طرف سے تجھے برکات دکھلاؤں گا چنانچہ یہ بشارت اس طرح پوری ہوتی ہے کہ ہزاروں لوگ ہر سٹیشن پر آپ کی زیارت کے لئے آئے اور ۱۱۰۰ مرد اور ۲۰۰ عورتیں بیعت میں داخل ہوئیں پھر جب مقدمہ گورداسپور میں منتقل ہوا تو بشارت ملتی ہے کہ یہ عدالت تو خلاف فیصلہ کرے گی مگر دوسری عدالت اپیل پر بری کر دے گی اور مخالف مولوی کی سزا بحال رہے گی چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ آریہ مجسٹریٹ نے یہ منصوبہ بنایا کہ ہفتہ کے روز آخری وقت میں ۵۰۰ روپے جرمانہ کا فیصلہ سنائے یہ خیال کر کے کہ اتنا روپیہ تو فوری طور پر ان کے لئے مہیا نہیں ہو سکے گا اس لئے کم از کم اتوار کو تو جیل میں رہیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اس حزن سے محفوظ رکھنے کے لئے روپیہ کا انتظام کروا دیا اور مجسٹریٹ کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

پھر امرتسر میں ہنری مارٹن کلارک نے اقدام قتل کا مقدمہ آپ پر دائر کیا اس کی اطلاع بھی بذریعہ الہام الٰہی آپ کو مل چکی تھی یہ مقدمہ بڑا سنگین تھا اور شدید خوف کا پہلو اپنے اندر لئے ہوئے تھا کیونکہ جس شخص کو گواہ بنایا گیا تھا اس نے مجسٹریٹ کے سامنے بیان دے دیا تھا کہ فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب نے اُسے ہنری مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ امرتسر کے مجسٹریٹ نے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ ہندو، مسلمان، عیسائی بڑے خوش تھے اور روزانہ امرتسر کے سٹیشن پر اسی غرض کے لئے جاتے کہ مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگی ہوئی دیکھیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون کے ماتحت اس وارنٹ کو ہی غائب کروا دیا اور ادھر مجسٹریٹ کو علم ہو گیا کہ اسے اس مقدمہ کو سننے کا اختیار ہی نہیں چنانچہ اس نے مقدمہ گورداسپور میں منتقل کر دیا وہاں کے مجسٹریٹ نے حقیقت کو پا کر حضورؑ کو عزت کے ساتھ بری کر دیا اور خدا کا وعدہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون اس موقعہ پر بھی پورا ہو گیا۔ حالانکہ اس مقدمہ میں بھی بالآخر بری ہونے کی بشارت

لھم البشریٰ کے ماتحت آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے مل گئی تھی۔

اسی طرح ایک مقدمہ آپ کی جائداد پر ٹیکس لگوانے کا ایک ہندو افسر نے دائر کروا دیا لیکن اللہ تعالےٰ نے اس سے محفوظ رکھوانے کے لئے اس افسر کو ہی بدلوا دیا اور اس کا علم بھی خدا نے آپ کو قبل از وقت دے دیا تھا کہ یہ افسر تبدیل ہو جائے گا اور دوسرا افسر آئے گا۔ چنانچہ دوسرا افسر آیا وہ انصاف پسند تھا اس نے رپورٹ کر دی کہ جائیداد قابل ٹیکس نہیں اس فیصلہ کے متعلق بھی بشارت حضور کو پہلے سے ہی مل گئی تھی۔

پھر ایک پولیس افسر نے ۱۰۷ کے ماتحت آپ پر مقدمہ دائر کیا اس میں بھی بشارت کے ماتحت آپ بری ہوئے بلکہ آپ کی پیشگوئی کے ماتحت وہ افسر طاعون سے ہلاک ہو گیا اور اس کے خاندان کے افراد حضورؑ کی بیعت میں داخل ہو گئے۔ ایک مقدمہ ڈاک خانہ کے کسی قانون کی خلاف ورزی کے متعلق ایک عیسائی کی طرف سے آپ پر دائر کیا گیا جس کی سزا ۵۰۰ روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید تھی۔ مقدمہ یہ تھا کہ ایک پیکٹ میں آپ نے ایک خط بھی رکھ دیا تھا وکیل کا مشورہ یہی تھا کہ جھوٹ کے سوا مخلصی کی کوئی اور راہ نہیں لیکن آپ نے اس مشورہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس میں بھی آپ کو بری کرا دیا اور خوف اور حزن کے بادل پھٹ گئے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ قرآنی وعدہ جب کسی ولی کے حق میں پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو اس وعدہ کے الفاظ اس ولی پر بھی بطور الہام نازل ہو جاتے ہیں چنانچہ اسی سنتِ الٰہی کے ماتحت حضور پر بھی قرآنی الفاظ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون بطور الہام نازل ہوئے۔

غرضیکہ ہر ایسے موقعہ پر جس میں حضور کے لئے خوف اور حزن میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا خدا تعالےٰ کی حفاظت اور نصرت ہمیشہ حضور کے شامل حال رہی اولیاء کے لئے جو وعدہ خدا کا آیت مذکورہ بالا میں موجود ہے وہ حضرت مرزا صاحب امام الزمان کے وجود میں اس صفائی سے پورا ہوا ہے کہ کوئی انصاف پسند انسان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ مولوی صاحبان تو حضور پر کفر کا فتوے لگا رہے ہیں اور آپ کو مسلمان قرار دینے کے لئے تیار نہیں لیکن اللہ تعالےٰ اپنے عمل سے آپ کو الذین امنوا و کانوا یتقون کے ماتحت صرف مؤمن ہی قرار نہیں دیتا بلکہ تقویٰ کی راہوں پر گامزن رہنے والا مؤمن قرار دیتا ہے اب یہ مولوی صاحبان کا کام ہے کہ وہ اپنے نفس کے فیصلہ پر عمل کریں یا اپنے خالق و مالک کے عملی فیصلہ کو قبول کر کے اس کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے خدا کے عظیم الشان ولی یعنی حضرت مرزا صاحب کی ولایت کا اعتراف کریں اس قسم کے قرآنی وعدے ہی ہیں جو پورے ہو کر مؤمنوں کے ایمانوں کی تقویت کا موجب بنتے ہیں اور ایسے ہی وعدوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے وجود میں پورا ہوتے دیکھ کر ہزاروں کے دلوں میں بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا ہوا جس نے دین کی راہ میں انہیں ہر قسم کی قربانی کرنے پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ دین کی راہ میں مالی قربانی کے جذبہ کا یہ عالم تھا کہ جب حضورؑ نے اپنی جماعت کے لئے جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت کرنے کی ہدایت کی تاکہ ان اموال سے اشاعت اسلام کو تقویت پہنچائی جائے تو ان احمدیوں نے جن کے پاس کوئی جائداد نہ تھی ان کا ذریعہ معاش صرف ملازمت تھی حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ ہمیں اس ثواب سے کیوں محروم کیا جاتا ہے ہمیں اپنی تنخواہوں کے دسویں حصہ کی وصیت کرنے کی اجازت دی جائے چنانچہ حضور نے ان کے اس اخلاص کو دیکھ کر اجازت دے دی۔

ایک اور قسم کا خوف

ایک خوف تو وہ ہوتا ہے جس سے ذاتی نقصان کا خطرہ ہوتا ہے جس کی مثالیں میں نے ابھی بتلائی ہیں لیکن ایک خوف مامور من اللہ کو لوگوں کے ایمانوں کے ضائع ہونے اور ان کے ہدایت سے محروم ہونے کا ہوتا ہے اور یہ غم ان کے دل کو کھائے جانے والا ہوتا ہے اس قسم کا خوف اور غم پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کے دشمنوں نے اور حربوں کے علاوہ یہ حربہ بھی استعمال کیا کہ لوگوں کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ یہ شخص عالم نہیں جاہل ہے قرآنی علوم سے بے بہرہ ہے۔ اس سے غرض ان کی یہ تھی کہ عوام ان سے متنفر ہو کر ان سے دور رہیں نہ ان کی باتیں سنیں نہ ہی ان کی کتابیں پڑھیں یہ بات حضور کے لئے بڑی تکلیف دہ تھی اس لئے حضورؑ نے بار بار علماء کو تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا جسے کسی عالم نے بھی قبول نہ کیا لیکن لوگوں میں یہی مشہور کرتے رہے کہ اس شخص کو قرآن نہیں آتا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے اس ولی اعظم کے اس غم کو دور کرنے کے بھی سامان کر دیئے اور وہ اس طرح کہ اس نے لاہور کے بعض بڑے بڑے لیڈروں کے دلوں کو اس طرف مائل کر دیا کہ وہ لاہور میں ایک عظیم الشان مذہبی جلسہ کا انعقاد کریں۔ اس جلسہ کے لئے انہوں نے پانچ اہم سوال تجویز کئے اور تمام مذاہب کے چیدہ چیدہ علماء کو دعوت دی کہ وہ اپنی اپنی الہامی کتابوں سے ان پانچ سوالوں پر روشنی ڈالیں مسلمانوں کے پانچ علماء اس میں مدعو تھے جن میں سے ایک حضرت مرزا صاحبؒ بھی تھے اور آپ کے علاوہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور روحی صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی تھے مؤخر الذکر دونوں علماء نے گو دعوت قبول کر لی تھی مگر عملاً وہ اس جلسہ میں شریک نہیں ہوئے اللہ تعالےٰ کا قانون یہ بھی ہے سنستدرجھم من حیث لا یعلمون یعنی اللہ تعالےٰ ماموروں کے مخالفین کو ان کے مقابلہ پر ایسے طریق سے لے آتا ہے کہ انہیں محسوس بھی نہیں ہوتا کہ وہ مقابلہ کے لئے جا رہے ہیں لیکن مقابلہ میں آ جاتے ہیں چنانچہ اس موقعہ پر بھی یہی ہوا کہ اگر علماء اسلام شرکت سے انکار کرتے ہیں تب مارے جاتے ہیں اور اگر جاتے ہیں تو تفسیر نویسی میں حضرت مرزا صاحب سے مقابلہ ہو جاتا ہے کیونکہ جو کچھ اس جلسہ میں بیان کرنا تھا وہ قرآن کریم سے ہی بیان کرنا تھا مقابلہ ہوا اور بڑے زور شور سے ہوا حضرت مرزا صاحب نے قبل از وقت ہی خدا تعالےٰ سے الہام پا کر شائع کر دیا تھا کہ ان کا مضمون سب مضمونوں پر غالب رہے گا۔ چنانچہ سب نے متفقہ طور پر اس مضمون کی برتری کو تسلیم کر لیا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مضمونوں کو درخور اعتنا ہی نہ سمجھا گیا اور ان کی تعریف میں ایک کلمہ بھی کسی نے نہ کہا حضرت مرزا صاحب کے مضمون کے بعد اگر دوسرے نمبر پر کسی مضمون کی زیادہ تعریف ہوئی تو ایک سناتنی پنڈت کی ہوئی جس کے معنے یہ تھے کہ اگر حضرت مرزا صاحبؒ کا مضمون اس جلسہ میں نہ پڑھا جاتا تو بت پرستی اس دن توحید پر غالب آ گئی تھی۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کے مضمون کے غلبہ نے اس پیشگوئی کو سچا ثابت کر دیا جو ۱۴۰۰ برس سے چلی آ رہی تھی کہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ دین اسلام کا دیگر ادیان پر غلبہ ثابت ہوگا اس کے زمانہ میں ماسوائے اسلام کے تمام ادیان ہلاک ہوں گے۔ قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ اور شراح حدیث نے بھی یہی کہا ہے کہ دلائل سے ہی دیگر ادیان کی موت ثابت ہوگی اس غلبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ان الہاموں کو سچا ثابت کر دیا۔ الرحمان علم القرآن تبارک من علم (حضرت نبی کریم صلعم) و تعلم (حضرت مسیح موعودؑ) کل برکۃ من محمد صلعم۔ کیونکہ قرآن کریم کے جو حقائق اس مضمون میں بیان کئے گئے وہ سب حضرت نبی کریم صلعم کے روحانی فیض کا ہی نتیجہ تھے۔ اپنی جماعت کے دلوں کو بھی محبت قرآن سے بھر دیا اور اس کی اشاعت کے لئے ہر قسم کی قربانی پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ اس وقت تک حضور کی جماعت اس فریضہ کو بخوبی سر انجام دے رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو توفیق دے کہ اس راہ میں ہمارا قدم دن بدن آگے ہی بڑھتا رہے آمین

حضرت مولانا نور الدین صاحب اعظم نے جب آپ سے کوئی وظیفہ پوچھا تو آپ نے یہی جواب دیا کہ میری راہ میں یہی وظیفہ ہے کہ آپ عیسائیوں کے خلاف کتاب لکھیں اس کتاب کے لکھنے کے بعد جب دوبارہ دریافت کیا تو آریوں کے خلاف کتاب لکھنے کو کہا۔ مولانا فرمایا کرتے تھے کہ ان دونوں کتابوں کو لکھنے سے انہیں بہت ہی روحانی فوائد حاصل ہوئے۔

محمد صالح نور صاحب مولوی فاضل کلانلیور

تحریکِ احمدیت سے وابستگی کے لئے

دس شرائطِ بیعت

احکاماتِ قرآن کی روشنی میں

(قسط اوّل)

اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ایمان لانے والے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ :-

"اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت
ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے
کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں
سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے
والے ہیں"

خدا تعالےٰ کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہمیشہ ایک گروہ اپنی زندگیاں اپنے مال اپنی اولاد اور اپنے اوقات کی قربانی دیتا چلا آیا ہے اور ابتدائے آفرینش سے تا ایں دم کوئی بھی دور ایسا نہیں گذرا جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جھنڈے کو بلند رکھنے کے لئے چند لوگ دیوانہ وار میدان میں نظر نہ آتے ہوں۔ وہ ذلت کو برداشت کرتے جانی اور مالی نقصان اُٹھاتے۔ سختیاں اور مصیبتیں جھیلتے اور خدا تعالےٰ کی راہ میں عزیز سے عزیز شئے کو قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ اس امر کا اندازہ لگانا اس واقعہ سے بہت سہل ہو جاتا ہے کہ واقعی اللہ تعالےٰ کے پیغام کو قائم رکھنے کے لئے اور حق اور صداقت کی آواز پھیلانے کے لئے اور کفر کی ظلمتوں کو دُور کر کے ایمان کی شمع روشن کرنے کے لئے اور رات کی تاریکی اور اندھیرے کو کافور کرنے کے لئے اور قبروں میں پڑے ہوئے مُردوں کو باہر نکال کھڑا کرنے کے لئے اور واللّیل کی گمراہیوں سے انسانیت کو نکال کر والفجر کی نور افزا سپیدی سے ہمکنار کرنے کے لئے واقعی ایک جماعت کی ضرورت ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ بدر میں انتہائی کرب و بلا میں خدا تعالےٰ کے حضور سجدہ ہائے نیاز بجا لانے کے بعد حق تعالےٰ کو مخاطب کر کے عرض کیا تھا کہ

"بار الٰہا! اگر یہ چھوٹا سا
گروہ آج اس میدان میں مارا گیا
تو پھر روئے زمین پر تیرا نام
لیوا کوئی نہ رہے گا۔"

الغرض آسمانی صداقتوں کی تبلیغ و ترویج کے لئے ایک گروہ خواہ وہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو صفحہ ہستی پر اس کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ آیات قرآنی کی حفاظت کا جو وعدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے یہ گروہ اس فرض کی بجا آوری سے عہدہ برآ ہو سکے۔

تاریخ کے صفحات اس پر شاہد ہیں کہ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک جب کہ ڈیڑھ ہزار سال کا زمانہ گذر چکا ہے ہر دَور میں خدا تعالےٰ ایسے لوگوں کو مبعوث فرماتا رہا جو اللہ تعالےٰ کے فرامین کی بجا آوری کے لئے دعوت الی الحق کا کام سر انجام دیتے رہے اور خدا تعالےٰ بہت سے لوگوں کے قلوب پر الہام کے ذریعہ اس مردِ آسمانی کی نصرت اور مدد کی وحی فرماتا رہا۔ اور پھر اس گروہ نے باہم تعاون اور یک جہتی سے تبتّل الی اللہ اور استعانت باری تعالےٰ کے ساتھ ارشاداتِ الٰہیہ پر عمل کر کے ایسا کردار زمانے کے سامنے پیش کیا کہ لوگ جوق در جوق اس کے حلقہ بگوش ہونے اور اس سے اکتساب فیض کر کے اپنی زندگیوں کو منوّر کرنے لگ گئے اور اس طرح حق و صداقت کا وہ نور جو قرآن پاک کی شکل میں مکّہ اور مدینہ میں نازل ہوا تھا اور نیک سیرت بزرگوں کے سینوں میں محفوظ رہ کر ایک اعلےٰ نمونہ اور بہترین مثال قائم کرتے ہوئے ہم تک پہنچا۔ اور قرآن کی حفاظت کا جو دعوےٰ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا یہ لوگ اس کی دلیل کے طور پر بن گئے کہ کس طرح خدا کے وعدہ کے مطابق وہ اپنے کردار اور پاک وجودوں کے ذریعہ ہر دَور میں اس شجرۂ طیبہ کے اثمار پیش کر رہے ہیں اور ثابت کر دکھایا کہ قرآن پاک کی تعلیم ایک ایسا پھلدار درخت ہے جسے ہر موسم میں پھل آتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق چودھویں صدی میں بھی ایک پاکیزہ وجود کو مامور کیا جو ابتداء میں تن تنہا ایک گوشۂ گمنامی میں خدا تعالےٰ سے لو لگائے بیٹھا تھا مگر اللہ تعالےٰ نے اس کی مرضی کے علی الرغم اس کو پکڑ کر باہر نکالا اور اسے الہام کیا کہ تو اپنے اکیلے پن پر پریشان خاطر نہ ہو۔

"اللہ تعالےٰ تیری نصرت ایسے لیسے
عظیم لوگوں کے ساتھ کرے گا جن
پر خدا تعالےٰ آسمان سے وحی
نازل فرمائے گا"

واقعات اس امر پر گواہ ہیں کہ اس مامور زمانہ کی تائید و نصرت اور معیت اور وابستگی کے لئے بہت بڑے بڑے لوگوں کے دلوں پر خدا تعالےٰ نے الہام فرمایا اور وہ اشاراتِ خداوندی سے اس امامِ وقتؑ کے ارد گرد جمع ہونے شروع ہو گئے اور ایک جماعت از خود وجود میں آ گئی۔ ان بزرگوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ ہندوستان کے چوٹی کے علماء۔ گدی نشین فاضل قرآن و حدیث و فقہ۔ انگریزی دان، منطق و فلسفہ کے ماہرین۔ ہر مکتب فکر کے علماء نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ اور آپ نے خدا تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ایک جماعت کی بنیاد ڈالی۔ اور اس میں داخل ہو کر عمل کرنے کے لئے چند شرائط بیان فرمائیں۔ یہ شرائط تحریک احمدیت میں "دس شرائطِ بیعت" کے نام سے مشہور ہیں۔ اس بحث میں اس امر کو بیان کرنا مقصود ہے کہ

۱- وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کوئی نیا دین بنایا ہے یا نعوذ باللہ قرآن اور حدیث سے ہٹ کر کوئی مسلک پیش کیا ہے ان کی آنکھیں کھلیں اور اگر ان میں خدا کے خوف کا مادہ ابھی باقی ہے اس امر پر غور کر سکیں کہ جو شخص اپنے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے ان امور کو بنیاد ٹھہراتا ہے جو تمام کی تمام قرآن پاک کی آیات سے ماخوذ ہیں اور سراسر احکاماتِ قرآنیہ ہیں۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ کوئی نیا دین لایا ہے کس قدر جراٴت، دلیری، گستاخی اور ظلم ہے۔ (اور)

۲- وہ لوگ جو اس سلسلہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان شرائط کو حرزِ جان نہیں بناتے اور اپنے عمل، قول اور فعل سے اپنی زندگیوں کو ان شرائط کے مطابق نہیں ڈھالتے وہ لوگ غور کریں کہ وہ اس جماعت میں داخل ہو کر بانیٔ سلسلہ کے مقاصد کی تکمیل کر رہے ہیں یا اس کی بدنامی کا باعث ہو رہے ہیں۔ اور کیا ان کا زبان سے یہ کہنا کہ ہم احمدی ہو گئے ہیں اور ہم دین کو دنیا پر مقدّم کریں گے اور عملاً وہ اس کا نمونہ نہ پیش نہ کریں کہاں تک حق و صداقت کی راہ اختیار کرنا ہے۔ کیا ان کا فرض نہیں ہے کہ وہ اپنی زندگی ان شرائط کے مطابق بنائیں دگرنہ بقول حضرت امام الزمان علیہ السلام اپنے کو آپ کے دامن سے منقطع کر لیں۔

۱- پہلی شرط :-

"بیعت کنندہ سچّے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا"

یہ شرط قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات کی روشنی میں قائم کی گئی ہے :-

(الف) "اور تیرے ربّ نے فیصلہ کیا ہے کہ تم نہ عبادت کرو مگر صرف اسی کی"

(ب) "یقیناً اللہ تعالےٰ نہیں معاف کرتا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جاوے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے معاف کر دیتا ہے اور جو خدا تعالےٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے"

(ج) "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خدا تعالےٰ کا مکمّل طور پر تقوےٰ اختیار کرو اور تم مرو تو اس حالت میں کہ تم ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہو"

(د) "کہہ دو کہ آؤ میں تم کو بتلاتا ہوں کہ جو کچھ تم پر حق تعالےٰ نے حرام کر رکھا ہے اوّل یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ"

۲- دوسری شرط :-

"یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے"

(ا) جھوٹ کے متعلق قرآن پاک نے اس موقعہ پر جہاں رحمٰن کے خاص الخاص بندوں کی علامات بیان کی گئی ہیں ارشاد فرمایا ہے:۔

"اور ایسے لوگ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتے اور جب لغویات کے پاس سے ان کا گذر ہوتا ہے تو وہ نہایت عزت سے اپنا دامن بچا کر گذر جاتے ہیں"

(ب) زنا کے متعلق بار ہا قرآن پاک میں مختلف انداز میں اجتناب کا صریح حکم فرمایا گیا ہے مثلاً:۔

"اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ کیونکہ یہ بہت فحش امر ہے اور نہایت ہی بُرا راستہ ہے"

(ج) بدنظری کے بیان میں جہاں مردوں کو مخاطب کیا ہے وہاں ساتھ ہی مستورات کو بھی اس سے بچتے رہنے کی تلقین فرمائی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

"مومن مردوں کو کہدو کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھا کریں اور اپنی جنسی خواہشات پر قابو پائیں یہ ان کی پاکیزگی کا باعث ہوگا۔"

"اور مومن عورتوں کو بھی تلقین کر دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور جنسی خواہشات پر قابو رکھیں اور زینت کی چیزوں کو ظاہر نہ کریں"

"اے نبی اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے اُوپر اوڑھ لیا کریں (یعنی گھونگھٹ نکال لیا کریں)"

(د) فسق و فجور سے کنارہ کشی کی بار ہا تعلیم دی گئی ہے اور ایسے مومنوں اور کافروں میں مابہ الامتیاز قرار دیا گیا ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔ کہ

"کیا وہ شخص جو ایمان لے آتا ہے اس کی مانند ہو سکتا ہے جو فسق و فجور کی راہ اختیار کئے ہوئے ہے جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور پھر نیک عمل بجا لاتے ہیں ان کے لئے جنت کا ٹھکانہ ہے ...... اور جو لوگ فسق و فجور کا رستہ اختیار کرتے ہیں ان کا ٹھکانہ آگ میں ہے"

(ط) خیانت۔ یہ کئی قسم کی بیان کی گئی ہے مال میں خیانت۔ خدا تعالےٰ کی ودیعت کردہ طاقتوں میں خیانت، اعمال میں خیانت، حقوق و فرائض میں خیانت۔ فرمایا:۔

(۱) اور آپس میں ایک دوسرے کے مال کو باطل کی راہ سے مت کھاؤ اور حکام سے اس کے ذریعہ رابطہ پیدا مت کرو۔ تاکہ تم میں سے ایک گروہ دوسرے کے مال کو گناہ کرتے ہوئے ہڑپ کر سکے"

"۲۔ اللہ تعالےٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرو۔ اور جب تم فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان تو تمہارا فرض ہے کہ انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو"

"۳۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے احکامات کی بجا آوری میں خیانت سے کام مت لو اور نہ ہی ان چیزوں میں جو تمہارے پاس بطور امانت کے ہیں خیانت کرو (کسی چیز کا غلط استعمال نہ کرو)

(و) فساد۔ فتنہ و فساد کو دُور کرنے کے لئے ہی خدا تعالےٰ مامور بھیجتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اس وقت کے حالات زمانہ کا نقشہ خدا تعالےٰ نے یوں کھینچا ہے:۔

"خشکی اور تری میں فساد پھیلا ہوا تھا"

اس فتنہ و فساد کو حضور علیہ السلام نے آکر دُور کیا اور امن و سلامتی کا پیغام دنیا کو سنایا:۔

ایک مقام پر فرمایا:۔ کہ

"فتنہ و فساد پھیلانا قتل سے بھی زیادہ بھیانک امر ہے"

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"اور دیکھو زمین میں اصلاح کی فضا پیدا ہو جانے کے بعد فتنہ و فساد کی آگ کو مت بھڑکاؤ"

(ز) بغاوت ناحق علم بغاوت لہراتے رہنے کو بھی فتنہ و فساد ہی قرار دیا گیا ہے اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:۔

"کہہ دو کہ میرے ربّ نے فحش باتوں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی اور گناہ کو حرام کیا ہے اور ناحق بغاوت کو بھی میرے خدا نے حرام کیا ہے"

(ح) نفسانی جوش پر غلبہ پانا بھی مومن کی ایک شان بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

"اور وہ عنقریب جان لیں گے جب وہ عذاب کا مشاہدہ کریں گے کہ کون صحیح راستہ سے بھٹکا ہوا تھا کیا تو دیکھتا نہیں کہ جس شخص نے اپنی نفسانی خواہشات کو ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے کیا تو ان کا نگران ہو سکتا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ ان میں سے بیشتر سنتے ہیں اور عقل سے کام لیتے ہیں ہرگز نہیں یہ تو چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم گشتہ راہ ہیں"

۳۔ تیسری شرط:۔

"یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول صلعم کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا"

(ا) پنجوقتہ نماز۔ نماز کو مومن کا معراج قرار دیا گیا ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص پانچ وقت خدا کے حضور حاضر ہو کر حضور قلب سے نماز ادا کرتا ہے۔ ہر مرتبہ اس کا دل ایسا شفاف اور صاف ہو جاتا ہے گویا کہ ہر قسم کی کدورتیں اور میل دُور ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام الزمان علیہ السلام نے بھی نماز پنجگانہ پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ قرآن پاک میں بار ہا اس بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا:۔

"تمام نمازوں کی پابندی کرو اور اصل نماز وہ ہے جو سنوار کر اور خوبصورتی سے ادا کی جائے"

(ب) نماز تہجد۔ رات کے پچھلے پہر اٹھ کر علیحدگی میں خدا تعالےٰ کے حضور اپنی معروضات کو تضرع اور الحاح کے ساتھ پیش کرنے اور عبادت کرنے کو نماز تہجد کہا جاتا ہے اس کے متعلق حکم الہٰی ہے کہ:۔

"اور رات کے ایک حصے میں اٹھ کر تہجد ادا کر جو تیرے لئے بطور نفل کے ہے بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو ایسے مقام پر سرفراز کرے جو بہت ہی عالی شان اور قابل تعریف ہے"

"اپنے پروردگار کو پکارو نہایت عاجزانہ رنگ میں اور علیحدگی میں خفیہ طور پر"

(ج) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ حق تعالےٰ نے مومنین کو تاکیداً حکم دیا ہے کہ وہ رسول خدا پر درود بھیجا کریں۔ فرمایا:۔

"یقیناً اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود بھیجا کرو اور اس پر سلامتی بھیجو"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام درود شریف کثرت سے پڑھنے کے سلسلہ میں اپنے ایک کشف کا ذکر فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالےٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھذا بما صلیت علی محمد (یہ اس کے صلہ میں ہے جو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرتا تھا)

(د) گناہوں کی معافی مانگنا۔ قرآن پاک کی پاک تعلیم ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اگر انسان سے سہواً کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو اگر وہ خدا تعالےٰ کے حضور گڑگڑائے اور گناہ سے معافی طلب کرے اور توبہ کرے تو خدا تعالےٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اس کی بار ہا تاکید فرمائی گئی ہے مثلاً:۔

"اور اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور وہ ہمیشہ یہی کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ گناہوں سے ہماری حفاظت فرما اور جو ہم زیادتیاں کر جاتے ہیں ان سے درگذر کر۔ اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافروں کی قوم پر ہماری نصرت فرما"

"اور جو شخص زیادتی اور ظلم کے بعد توبہ کرتا ہے اور اصلاح کر لیتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے"

(ھ) استغفار کرنا۔ خدا کی پناہ میں آنے کو کہتے ہیں یعنی بدیوں سے بچنے کی توفیق کے لئے اور نیکی کرنے کی طاقت عطا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی پناہ میں آجانا

— اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ :-
"اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے :-
—"اور اگر تم استغفار کرو اپنے رب سے پھر اس کی طرف جھک جاؤ تو وہ تمہیں اسکے آسمان کشائش عطا فرمائے گا۔"

(و) اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرنا۔ قرآن پاک میں مومنوں کو ارشاد ہوتا ہے :-
—"پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر بجا لاؤ اور ناشکری کی راہ اختیار نہ کرو۔"
—۲۔"اے لوگو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ہر وقت پیش نظر رکھو کیا اللہ کے سوا تمہارا کوئی خالق ہے؟ جو آسمان اور زمین سے تمہارے لئے رزق پیدا کرتا ہے اس کے علاوہ لائق عبادت کوئی نہیں ہے۔"
—۳۔ اور جبکہ تمہارے رب نے یہ امر واضح کر دیا ہے کہ اگر تم شکر بجا لاؤ گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکر گذاری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔"

(ز) حمد اور تعریف کو ورد بنانا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہم کو یہ سبق دیتی ہے کہ صبح و شام، دن رات اٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ چلتے پھرتے ہر وقت خدا کا نام ورد زبان رہو اس کی حمد گاتے رہو اور اس کی تعریف سے اپنی زبان تر رکھو کبھی بھی اس کو فراموش نہ کرو۔ حضرت امام الزمان علیہ السلام نے بھی یہی نمونہ اور یہی تعلیم ہمارے سامنے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہے :- کہ
—۱۔"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرتے رہا کرو اور اس کی تسبیح صبح و شام کرتے رہا کرو۔"
—۲۔" اور تسبیح بیان کرو اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کو بھی۔ اور سجدوں کے بعد بھی۔"
—۳۔ اور تسبیح کرو اپنے رب کی حمد کے ساتھ جب تم کھڑے ہو جاؤ۔ اور رات کے وقت بھی اس کی تسبیح بیان کرو اور ستاروں کے غروب ہونے کے وقت بھی۔"

۴۔ چوتھی شرط :-

یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔"

(ا) عام خلق اللہ کو عموماً تکلیف نہ دینا۔
اسلام سلامتی کا نام ہے۔ اور اس کا پیغام امن اور آشتی کا پیغام ہے جہاں کہیں اسلام میں جنگ کا حکم بھی ہے تو وہ مشروط طور پر جب کوئی آمادہ پیکار ہو تو اس کو اس قدر ہی جواب دیا جائے جس قدر وہ حملہ کرے اور دفاعی جنگ کے احکامات دیئے گئے ہیں۔ اور پھر اس جنگ میں بھی پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ بچوں، عورتوں، بوڑھوں کو کچھ نہیں کہنا، جو ہتھیار ڈال دے اسے کچھ نہیں کہنا۔ فصلوں اور باغات کو تباہ نہیں کرنا۔ جانوروں کی حفاظت کرنا۔ اس قسم کی پابندیوں سے ظاہر ہے کہ اسلام جارحیت کا سبق نہیں دیتا بلکہ امن کا پیامبر ہے۔
اور دشمنان اسلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ :-
—۱۔" اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تو بھی ان کی طرف مائل ہو جا اور خدا تعالیٰ کی ذات پر توکل کر۔"
—۲۔" اور درگذر کر بہت خوبصورتی کے ساتھ درگذر کرنا۔"
—۳۔" اور مومن کی یہ شان ہے کہ وہ غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگذر سے کام لیتے ہیں۔"
—۴۔" اور والدین سے نیکی سے پیش آؤ، اور قریبیوں سے، اور یتیموں سے، اور مسکینوں سے، اور جو تمہارے رشتہ داری کے لحاظ سے تمہارے قریب ہیں، اور جو تمہارے پڑوس میں رہتا ہے اور سفر کے ساتھی سے اور مسافر سے اور جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ مغرور اور بے جا فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

(ب) خصوصاً مسلمانوں کو تکلیف نہ دے
حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ :-
—" مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اس کے ہاتھ سے بھی محفوظ رہیں اور اس کی زبان سے بھی۔"
— اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے نیکی اور احسان سے پیش آؤ یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

۵۔ پانچویں شرط :-

"یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہو گا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔"

(ا) ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے وفاداری :-
قرآن پاک میں ان لوگوں کی بڑی شان بیان کی گئی ہے جو ہر حالت میں خواہ تنگی ہو یا کشائش خدا کو نہیں بھولتے اور ہر وقت اسے پیش نظر رکھتے ہیں فرمایا۔
—" وہ لوگ خدا تعالیٰ کے ذکر کو بلند کر رہے ہیں خواہ وہ کھڑے ہوں (اچھے حالات میں) اور خواہ وہ بیٹھے ہوں (برے حالات میں) اور خواہ پہلوؤں پر لیٹے ہوئے ہوں اور وہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ نظام باطل نہیں پیدا کیا۔"

(ب) راضی بقضا رہنا :-
خدا تعالیٰ کی تقدیر پر شاکر رہنا اور جس میں خدا تعالیٰ کی رضا ہو اس کو بسر و چشم خندہ پیشانی سے قبول کرنا بھی ایک مومن کی شان بتائی گئی ہے۔
فرمایا :-
" اور وہ لوگ صبر سے کام لیتے ہیں دکھوں کے وقت اور تکلیفوں کے وقت اور جنگ کے دوران میں بھی۔ یہی لوگ ہیں جو اپنا عہد سچ کر دکھاتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو حقیقت میں تقوے شعار ہیں۔"
ان لوگوں کے بیان میں جو کشائش اور فراخی کے وقت تو خدا کو یاد نہیں کرتے مگر جب کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو خدا کی طرف جھکتے ہیں فرمایا کہ یہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔ بلکہ اچھے لوگ وہ ہیں جو صبر سے کام لیتے ہوئے ہر وقت خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکے رہتے ہیں۔ فرمایا :-
" جب مومنوں پر کوئی بڑی مصیبت آ جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی اللہ ہی کے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

(ج) خدا کی راہ میں ذلت اور دکھ کو قبول کرنا۔
—" اور ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے کچھ تو خوف کے ذریعہ سے اور کچھ بھوک کے ذریعہ سے، اور مالوں میں کمی کے ذریعہ سے اور جانوں کی کمی سے اور پھلوں کی کمی سے۔ پس بشارت دے دو ان کو جو صبر سے کام لیتے ہیں۔"
جو لوگ مصیبت اور دکھ کے وقت مایوس ہو جاتے ہیں اور اس امتحان کو خندہ پیشانی سے قبول نہیں کرتے انہیں نصیحت کے رنگ میں فرمایا :-
—۱۔" خدا کی رحمت سے مایوس مت ہو جاؤ کیونکہ خدا کی رحمت سے کافر لوگ ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔"
—۲۔ اور جب ہم لوگوں کو رحمت کے مزے چکھاتے ہیں تو وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں مگر جب ان کے اپنے اعمال کے نتیجہ میں ہی ان پر کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو وہ مایوس ہونے لگ جاتے ہیں۔"

**اس قسط میں
دس شرائط
بیعت میں سے صرف
پانچ شرائط
کا ذکر کیا جا سکا ہے۔ باقی شرطوں کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ قسط میں کیا جائے گا۔**

قرآن پاک کی آیات مذکورہ سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ زمانہ کے

مامور اور امام وقت نے اپنی جماعت کے لئے **قال اللہ** اور **قال الرسول** کو کس قدر اہم اور ضروری قرار دیا ہے اور جو اس کے علاوہ کوئی اور الزام لگاتا ہے وہ جان بوجھ کر ظلم کا ارتکاب کرتا ہے اور خدا تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی صداقت پر زبردست نشانات

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفیٰ ۞ این است کامِ دل اگر آید میسرم

جس رات کو چودھویں صدی کا پہلا چاند دنیا کو نظر آیا تھا۔ اسی رات کو راقم حسن علی کی پیدائش ہوئی تھی۔ جس پر اپنے خاندان کے علاوہ ہمارے ہمسائے ہندوؤں، سکھوں اور جینی احباب نے راقم کے والدین کو مبارک باد دی تھی۔

۱۹۰۰ء میں راقم نے گورنمنٹ سکول گوجرانوالہ سے انٹرنس کا امتحان پاس کیا جس کے بعد ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور بعد ازاں جہلم کا سفر حضرت مسیح موعودؑ کی معیت میں اختیار کیا۔

یہ جمعہ کا دن تھا۔ جب حضرت مسیح موعودؑ اپنے رفقاء کے ہمراہ جہلم پہنچے تھے۔ ریلوے اسٹیشن جہلم پر کم از کم دس ہزار نفوس کا مجمع تھا۔

حضرت مسیح موعود کی آمد کی خبر سن کر کئی فوجی انگریز بھی جہلم چھاؤنی کے اسٹیشن پر موجود تھے۔ منشی غلام حیدر صاحب تحصیلدار جہلم حضرت صاحبؑ کی آمد کے انتظام پر مقرر تھے۔ حضرت صاحبؑ کی قیام گاہ پر پہنچ کر عوام الناس نے حضرت مسیح موعودؑ کے چہرہ مبارک کی زیارت کی۔ حضرت مرزا یعقوب صاحبؒ، حضرت مولوی برہان الدین صاحبؒ، حضرت سیٹھ احمد الدین صاحبؒ نے جس محبت سے مہمانوں کی رہائش اور خوراک کا انتظام کو ٹھی پیرا غائب پر کیا۔ وہ ایک معجزہ کا رنگ رکھتا تھا۔

ہفتہ کے روز ڈپٹی سنسار چند صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل جہلم کی عدالت میں پیشی تھی اس عدالت میں مولوی کرم دین اور ان کے ساتھیوں نے حضرت مسیح موعودؑ پر مقدمہ دائر کر رکھا تھا۔

اس موقعہ پر قریباً ۵۰۰ — ۷۰۰ کے درمیان مرد اور عورتوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی خبر سن کر حسن اتفاق سے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ بھی کابل کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ اسی روز سردار عجب خان صاحب تحصیلدار بھی پہلی دفعہ ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔

مولوی کرم دین بھین والے کے مریدوں نے بھی اپنی الگ منڈلی بنائی ہوئی تھی۔ مگر ان کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

اتوار کے روز جہلم سے حضرت صاحبؑ کی واپسی تھی۔

ریلوے اسٹیشنوں پر احباب نے حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ گوجرانوالہ اسٹیشن پر پہنچ کر گاڑی کو زیادہ دیر ٹھہرنا پڑا۔ جہاں ہندو، سکھ، آریہ، سنی، شیعہ، اہل حدیث، غرضیکہ ہر مذہب و عقیدہ کے لوگ کثرت سے موجود تھے۔

تمام جمع شدہ مخلوق نے حضرت مسیح موعودؑ کی شکل و صورت دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

گوجرانوالہ کے اسٹیشن پر بھائی نواب خان صاحب نے حضرت صاحبؑ کی خدمت میں مٹھائی پیش کی جس پر حضرت مسیح موعودؑ بہت خوش ہوئے اور دعا کی۔ اور احباب نے مٹھائی کھا کر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اور ان کے پھوپھی زاد بھائی نے بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔

حضرت صاحبؑ معہ احباب قادیان پہنچ گئے اور مقدمہ جہلم سے منتقل ہو کر گورداسپور چلا گیا۔ وہاں پر لالہ چند مجسٹریٹ درجہ اوّل کی عدالت میں پیش ہوا تھا حضرت صاحبؑ کے خلاف کارروائی کی، پھر مقدمہ دوسرے ہندو مجسٹریٹ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس نے بھی بے انصافی کی۔ اس کی بیوی نے اس کو کہا تھا کہ تم حضرت صاحبؑ سے بے انصافی مت کرنا مگر وہ متعصب تھا لہٰذا اس کے دو بیٹے ضائع ہو گئے۔ پھر مقدمے کی اپیل سیشن جج امرتسر کی عدالت میں کی گئی۔ انہوں نے مقدمہ دیکھتے ہی کہا کہ حضور سے بے انصافی کی گئی ہے۔ لہٰذا جرمانہ واپس کیا گیا اور حضرت صاحبؑ کے ساتھی بھی بری کئے گئے اور ان کا جرمانہ بھی واپس کیا گیا۔

راقم نے ۱۹۰۳ء میں لاہور آ کر میڈیکل سکول میں داخلہ لیا۔ سلیکشن کے وقت اوّل آیا۔ لیکن ہندو ہیڈ کلرک کی وجہ سے نمبر کی بجائے گیارہ رکھا گیا۔ میں نے چنن مل کے احاطے میں رہائش اختیار کی جہاں پر احمدی نوجوانوں کی مجلس بنائی گئی جس کا نام مجلس **اتحاد اسلام** رکھا گیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ نے اس کا نام بدل کر **اخوان الصفاء** رکھ دیا۔

چوہدری فتح محمد۔ ڈاکٹر غلام محمد، چوہدری ضیاء الدین اور شیخوپورہ کے وکیل عالم دین بھی اس مجلس میں شامل ہوئے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ہمارا مربی ہونا منظور فرمایا۔

۱۹۰۴ء میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھیرہ سے تبدیل ہو کر لاہور آ گئے ان کو اور ڈاکٹر مرزا صاحب دونوں کو راقم سے بڑی محبت تھی۔ انجمن اخوان الصفاء کے ذریعہ بہت سے لوگ احمدیت میں شامل ہوئے جس کے لئے حضرت صاحبؑ مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی نور الدین صاحب نے دعا کی تھی۔ راقم کو پہلے سال میں چھ روپے ماہوار وظیفہ ملتا تھا، پھر آٹھ روپے ماہوار ملتا رہا۔

تیسرے سال میں ہونے پر گوجرانوالہ کمیٹی نے ۱۰ روپے ماہوار وظیفہ دینا منظور کیا تیسرے سال کا امتحان اوّل نمبر پر پاس کرنے پر گورنمنٹ نے وظیفہ دینا چاہا۔ مگر میں نے کمیٹی ہی سے وظیفہ لینا پسند کیا۔ آخری امتحان کا وقت آیا تو تمام طلباء کو جمع کیا گیا۔ اس وقت سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ حسن علی کہاں ہے میں سب سے پیچھے تھا۔ سامنے آنے پر اس نے کہا کہ اگر یہ طالب علم میرے مضمون میں فیل ہو جائے تو میں پرنسپل صاحب سے منت کر کے ان کو پاس کرا دوں گا یہ بات سن کر پرنسپل سدرلینڈ صاحب خوب ہنسے لیکن میں پاس ہو گیا جس کے بعد پرنسپل صاحب نے مجھے گوجرانوالہ کے سول ہسپتال میں تعینات کر دیا۔ تھوڑے عرصہ بعد انسپکٹر جنرل شفاخانہ جات پنجاب بہمراہی ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ ہسپتال کا معاینہ کرنے آئے۔ اور راقم کا لباس دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون جوان ہے۔ جس پر ڈپٹی کمشنر نے فرمایا یہ نواب خان صاحب داروغہ چونگی کا چھوٹا بھائی اور یہ بڑے خاندانی آدمی ہیں۔

راقم اپنی بتیس سالہ ملازمت کے سلسلہ میں جس مقام پر بھی رہا احمدیت کی خدمت کی اور اب بھی جس قدر ہو سکتی ہے کرتا ہوں حضرت صاحبؑ کی وفات کے وقت ہمارے خاندان کے ۱۶ ممبر احمدی تھے۔

ڈاکٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد راقم جب قادیان گیا۔ اور حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ نے پوچھا امتحان کا کیا کر آئے ہو تو میں نے کہا جناب پاس ہو گیا ہوں تو کہنے لگے فوراً حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ میں اسی وقت حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ میں پاس ہو گیا ہوں اور حضرت صاحبؑ بہت خوش ہوئے، اسی وقت ایک روپیہ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا جس کی بدولت تمام عمر مجھے روپے کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔

جب حضرت مولانا نور الدین صاحب رحؒ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو میں نے بھی بیعت اطاعت کی تھی۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کی وفات کے وقت میں ان کے پاس موجود تھا اور شیخ محمد جان وزیر آبادی بھی ان کے پاس تھے۔ مرزا یعقوب بیگ صاحبؒ ان کی تیمارداری کے لئے قادیان میں موجود تھے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحبؒ نے فرمایا کہ مرزا محمود احمد اور ان کی پارٹی کہتی ہے کہ نور الدین قوم کا مال کھا گیا ہے تم حسن علی اور شیخ محمد جان وزیر آبادی خدا کے واسطے گواہی دو کہ کیا یہ معاملہ سچا ہے؟ ہم نے کہا کہ جی یہ بالکل غلط ہے۔ چنانچہ ہم حضرت مولوی نور الدین کی دعا لے کر وہاں سے واپس آ گئے۔

جمعہ کے روز حضرت مولوی نور الدین صاحبؒ کی وفات ہوئی۔ اطلاع ملنے پر قاضی محبوب عالم اور میں قادیان پہنچ گئے اس وقت میاں محمود کی خلافت کا اعلان ہو چکا تھا۔ میں اور قاضی صاحب بورڈنگ ہوس میں چھپے رہے دوسری صبح جب ہم نماز فجر کے لئے آ رہے تھے تو چوکیدار نے بڑے رعب سے پوچھا تم کون ہو۔ ہم نے بتایا کہ ہم احمدی ہیں۔ وہاں... سے پھر مسجد نور میں آئے۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین کو معلوم تھا۔ کہ ہم نے میاں محمود

کی بیعت نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ حوصلے سے کام لیں پھر ہم بورڈنگ ہاؤس میں گئے جہاں مولوی صدرالدین صاحب تھے وہ قاضی محبوب عالم صاحب کے ہاتھ میں چھڑی دیکھ کر ڈر گئے مگر عبدالرزاق بیرسٹر صاحب نے کہا کہ یہ ہمارے بھائی ہیں اور انہوں نے میاں صاحب کی بیعت نہیں کی۔ اس پر مولوی صاحب کی تسلی ہوئی۔ ہم وہاں سے رخصت ہو کر آئے تو رستے میں ہمیں لوگوں نے چھیڑا کہ یہ اول نمبر کے صحابی تھے اب تیسرے نمبر کے ہو گئے ہیں کسی نے ہمارا کپڑا کھینچا کسی نے چھیڑا۔ مگر ہم بخیر و عافیت وہاں سے نکل آئے۔ بٹالہ پہنچ کر جب گاڑی میں بیٹھے تو جو لوگ میاں صاحب کی بیعت میں تھے اسی گاڑی میں آ گئے اور ہمیں تنگ کرنا شروع کیا مگر ہم لاہور تک بالکل خاموش رہے۔ لاہور پہنچنے پر جب وہ رخصت ہوئے تو ہم نے اطمینان سے چائے وغیرہ پی۔

مولوی محمد علی صاحبؒ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ نے میاں محمود کی بیعت نہیں کی تھی۔ مولوی صاحب اپنا قرآن کا ترجمہ لے کر واپس آ گئے۔ یہ لوگ ابھی قادیان میں ہی تھے کہ میں نے اور قاضی محبوب عالم صاحب نے انہیں کہا کہ آپ لاہور آ جائیں ہم آپ کی مدد کریں گے۔ مرزا محمود کی بیعت نہ کرنے سے غیر احمدی ہونے کا فتوےٰ لگایا گیا۔ مرزا محمود صاحب نے کہا کہ قاضی محبوب عالم اور حسن علی نے چونکہ حضرت صاحب کی بیعت کی تھی اس لئے یہ کافر نہیں۔ میری بیعت نہ کرنے کی وجہ سے میں ان کو اچھا بھی نہیں سمجھتا۔ مگر ان کی پارٹی کے آدمی ہمیں کافر کہتے تھے۔ بعد میں انہوں نے ہم سے معافی مانگی۔

لاہور آنے پر مولوی محمد علی صاحبؒ کو امیر جماعت بنایا گیا اور اختلاف کے بعد گوجرانوالہ میں پہلی بار بڑی شان سے جلسہ ہوا اور مولوی صاحب تشریف لائے ان کے علاوہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؒ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؒ کی تقریریں بھی ہوئیں اور جلسہ بڑا کامیاب رہا۔

پیشتر اس کے کہ میں مضمون ختم کروں میں خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ۱۹۶۳ء میں میں نے مسیح موعودؑ کے نام پر حج بیت اللہ کر کے دشمنوں کے اعتراض کو دور کرنے کا موقع حاصل کیا۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت پر اپنا فضل و کرم کرے۔ اور جماعت کے ہر فرد کو خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ والوں کو دعوتِ فکر

(بسلسلہ صفحہ ۱۶)

قادیان بھی منافق بن کر غلط عقائد والا ثابت ہو گیا اسی طرح مسیح موعودؑ کے رشتہ داروں کے علاوہ دیگر ممبران انجمن بقول مسیح موعودؑ الہاماً "پاک ممبر" ہونے کا مایہ ناز خطاب پا کر فاسق ہی ثابت ہوئے اور یہی حال بیسیوں دیگر سابقین کا ہوا ، کیا یہ سب کسی اچھے درخت کے پھل سمجھے جائیں گے اگر یہ سب ایسے ہی تھے جیسا کہ قادیانی جماعت اور خلیفہ قادیان کا خیال ہے تو کیا امام زمانؑ کی تربیت کو اچھا سمجھا جائے گا ؟

یہ لوگ امام الزمانؑ کے گھر میں رہائش پذیر اور امام وقتؑ کے گھروں میں بصد شوق و دل و جاں فروکش ہوتے تھے حتیٰ کہ منافقین کے ہی گھروں میں سے خدا تعالےٰ انہیں سیدھا اپنے گھر لے گیا این چہ بوالعجبی است ، عجیب بات ہے کہ یہ جاں نثار حضورؑ کی خدمت میں کمال محبت اور تڑپ کا ثبوت دیں اپنے امامؑ کے کفن دفن کا بخوشی بوجھ اُٹھائیں اور بعد میں یہ پتہ چلے کہ یہ سب منافق فاسق اور باطل عقیدہ پر ہیں ان سے تعلق رکھنا ان کی کتب کا مطالعہ کرنا ان کے ساتھ نماز پڑھنا جرم عظیم ٹھہرایا جائے تو اے ربوہ والو تم خود ہی سوچو اس سے اس امام وقتؑ کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے کیا اس امامؑ کی یہی روحانیت تھی ؟ کہ اس کی صحبت کا نتیجہ یہ نکلا ؟ اس نے جو درخت لگایا اسے یہ پھل لگے ؟

اے برادرانِ عزیز۔ اے ربوہ کے صاحب بصیرت افراد اگر اس تصویر سے کوئی غیر جانبدار امامؑ وقت کو پرکھے تو وہ ہمارے پاک امامؑ کو کیا سمجھے گا ؟ کاش آپ اس پر چشم بصیرت سے غور کریں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ یہی لوگ تھے جن کو قرآن کریم میں اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کہا گیا ہے ان کی تالیفات اور اشاعت اسلام کے سلسلہ میں ان کی مساعی نے مذہبی دنیا پر گہرا اثر کیا ہے یہ وہ پاک لوگ تھے جن کی زندگیاں دین کا صحیح مرقع اور امام وقتؑ کا اصل نمونہ تھیں ان پر الزام لگانا امامؑ وقت کو بدنام کرنا ہے۔

بعثتِ مجدّدین

(از نتیجۂ فکر عبدالصمد برقؔ اکبرآبادی مقیم بغداد عراق)

وہی معبود یکتا ایک ہے سارے زمانے کا ÷ جھکا روز اول سے جس کے در پہ سر ہے خامے کا
کہا کُن اور پیدا کر دیا قدرت سے عالم کو ÷ ہے مسجود ملائک کر دیا رحمت سے آدم کو
محمدؐ خاتم پیغمبراں ہیں کُل جہانوں میں ÷ کہ جن کا گونجتا ہے نام مؤمن کی اذانوں میں
رسولِ ہاشمی ، آقائے یثرب ، احمدِؐ عربی ÷ ہدایت آپؐ کے ذمہ ہوئی ساری خدائی کی
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ آپس میں بھائی تھے ÷ خدا اور اس کے پیغمبرؐ کے یہ چاروں فدائی تھے
صحابہؓ سے کہا حضرتؐ نے سُن لو لانبی بعدی ÷ نبوت ختم مجھ پر خالقِ اکبر نے فرما دی
صدی کے سر پہ البتہ مجدد آئیں گے لازم ÷ نکاتِ حرفِ قرآنی کو وہ سمجھائیں گے لازم
اساسِ دینِ برحق ہو چکا دُنیا میں جب محکم ÷ تو پردہ کر گئے حکمِ خدا سے سیدِؐ عالم
اثر اس رحمتؐ للعالمین کی تھا ہدایت کا ÷ نظر آتا تھا ہر مُسلم نمونہ اک شرافت کا
جہادِ فی سبیل اللہ میں اُٹھے تھے قسم لے کر ÷ حمائل گردنوں میں اور ہدایت کا علم لے کر
ملا یہ اوج پیغامِ رسالت کے سُنانے پر ÷ کہ تیاروں کی صورت چھا گئے سارے زمانے پر
عرب کی قوم نے جس وقت تائیدِ الٰہی کی ÷ تو ان کو شرق و مغرب کی حق نے بادشاہی دی
کئے تھے وعدے جو آخر وہ پُورے کر دیئے حق نے ÷ گُل مقصود سے داماں ان کے بھر دیئے حق نے
ہُوا جس وقت دنیا پر جونہی ہونے لگے مائل ÷ تو ان کی قوتِ عرفاں بھی ہونے لگی زائل
پڑے کچھ عیش میں ایسے کہ شمشیر و قلم چھوڑا ÷ عروسِ دولت و اقبال نے یک لخت منہ موڑا
اخوت کی جگہ لے لی رعونت نے دماغوں میں ÷ ہوائے خود سری چلنے لگی ملت کے باغوں میں
یہ یکجہتی کی مُسلم قوم نے اچھی بنا ڈالی؟ ÷ خدا ہر ایک نے چھوٹی سی اک مسجد بنا ڈالی
ترقی میں جہالت کا وہ دورِ اوّلیں آیا ÷ کہ ابلیسِ لعیں نے مکر کا پھر جال پھیلایا
یہی تو فرقۂ ابلیس نے اِک حیلہ سازی کی ÷ بنائے اسلام میں لیس ڈال دی تکفیر بازی کی
نہ کی علمائے سُو نے بھی کمی دیں کے مٹانے میں ÷ کہ فتوے کفر کے دیتے رہے ہر اِک زمانے میں
مسلمانوں کو گر کافر بنانا ہو تو حاضر ہیں ÷ کسی کافر کو گر مُسلم بنانا ہو تو قاصر ہیں
انہیں کے دم سے برہم ہو گیا شیرازۂ ملت ÷ ہر اک فرقہ کو اک دوسرے سے ہو گئی نفرت
مشیت کو ابھی اسلام سے کچھ کام لینا تھا ÷ یہی تھی مصلحت گرتے ہوؤں کو تھام لینا تھا
ہدایت کے لئے سنت محمد کی ہوئی جاری ÷ سراسر ملتِ بیضا پہ تھی یہ رحمتِ باری
حدیثِ رحمتؐ للعالمیں آخر ہوئی پُوری ÷ مجدد حق نے بھیجے دیکھ کر مُسلم کی مجبوری
کی تعمیل پیامِ مصطفےٰؐ ہر ایک نے آ کر ÷ وہی تلقین فرمانے لگے غافل ہمیں پا کر
صدی پہلی کے سر پہ حضرت عمرؒ عزیز آئے ÷ مجدد اس صدی کا ہوں نہ اس میں کوئی شک لائے
صدی جب دوسری آئی تو اس کو دو ہوئے حاصل ÷ امام شافعی اول تو ثانی احمدِ حنبل
صدی جب تیسری آئی ملی ان دو کی خوش خبری ÷ یکے حضرت ابوالشریحؒ دوم بوالحسن اشعری
صدی چوتھی میں آمد دو کی ہے ہر ایک نے مانی ÷ یکے حضرت عبیداللہ دوم بوبکر بقلانی
صدی پنجم کا عارف ، فلسفی ، رخشاں لآلی تھا ÷ کہ جس کا نام معروفِ جہاں حضرت غزالی تھا
صدی آئی چھٹی تو آئے بن کر فضلِ ربانی ÷ جنابِ غوثِ اعظم قطبِ دوراں شیخ گیلانی
صدی اس ساتویں کے دو نگہبانانِ کشتی تھے ÷ امام ابنِ تیمیہ اور معین الدین چشتی تھے
صدی ہشتم کے سر پر حافظ ابنِ حجر آئے ÷ انہی کے ساتھ صالح بن عمر تشریف تھے لائے
صدی نہ کے سر پر جو مجدد آنے والے تھے ÷ یہی سید محمد جونپور کے رہنے والے تھے
صدی دسویں کا یہ نجم الکرامہ سے پتہ پایا ÷ مجدد کا شرف لے کر سیوطی میں جلال آیا
صدی جب گیارہویں کی ہو چکی دُنیا میں پابندی ÷ مجدد الف ثانی بن کے آئے شیخ سرہندی
صدی تھی بارہویں اور کفر کے بادل جو تھے چھائے ÷ تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آئے
صدی اس تیرھویں کے سر بجا جس نام کا ڈنکا ÷ یہ حضرت سید احمد بریلی تھا وطن جن کا
صدی ہے چودھویں جس میں اُٹھا اک بطل نورانی ÷ مجدد بھی مسیح موعود بھی مہدی بھی ہادی بھی
ہزار و دو صد و پنجاہ و پنج ہے سالِ پیدائش ÷ اِک ہجری مبارک سے ملا ہے سالِ پیدائش
شرف بخشا خدا نے وہ زمینِ قادیاں تجھ کو ÷ کہ حسرت سے تکے گا تا قیامت آسماں تجھ کو
ہوا ظلمت سرائے دہر میں نورِ سحر پیدا ÷ غلامانِ غلامِ سیدِ خیرالبشرؐ پیدا
جنابِ حضرتِ مرزا غلام احمدِ عربی ÷ کہ جس نے رُوح تازہ آن کر اسلام میں بھر دی

یوم وصال مسیح موعودؑ کے جلسے مختلف احمدیہ جماعتوں میں

ملتان :-

۱۶ مئی بروز جمعہ جماعت احمدیہ ملتان نے حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کے سلسلہ میں عزیز ہوٹل میں ایک پُررونق جلسہ کا اہتمام کیا۔ حضرت امیر قوم اس خاص اجلاس کی صدارت کے لئے لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز ملتان تشریف لے گئے۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں معاشرے کی ترقی اور مسائل حاضرہ کے حل کے لئے نیک اعمال اور بندگان خدا کی ہمدردی اور ان کے لئے تڑپ کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ نماز جمعہ کے بعد مولانا عبدالمنان عمر صاحب نے نہایت عالمانہ رنگ میں بیان کیا کہ قرآن شریف اور نبی اکرم صلعم نہ صرف روحانی اور اخلاقی زندگی کے لئے رہنمائی کا کام دیتے ہیں بلکہ افراد اور قوموں میں ایک نئی زندگی پیدا کرنے کا حتمی ذریعہ ہیں محض اپنے آپ میں یا اپنے چند ساتھیوں میں تبدیلی پیدا کرنا ایک حد تک قابل ستائش ضرور ہے لیکن قعرِ ذلت میں گری ہوئی قوم کو نہ صرف با اخلاق بنانا بلکہ ایک نئی تہذیب اور ایک نئے دور کے علمبردار بنانا حضور نبی اکرم صلعم کا ایک لازوال معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس کے بعد حافظ شیر محمد صاحب نوشاہی نے حدیث مجدد پر مستند حوالوں کی مدد سے ایک مبسوط اور دلنشین تقریر فرمائی جس میں گذشتہ مجددین کے دعاوی احادیث اور آئمہ کرام کے اقوال سے اس کی صحت کو ثابت کیا۔ یہ تقریر اس قابل ہے کہ اسے الگ شائع کیا جائے۔ چونکہ وقت کم تھا اس لئے آخر میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کی چند آراء پیش کیں جن میں اس بات کا اعتراف تھا کہ مایوسی اور قنوطیت کے اس دور میں اگر اشاعت اسلام اور ترویج قرآن کے لئے کوئی دل تڑپتا تھا تو وہ حضرت مرزا غلام احمد تھے۔ جلسہ کے اختتام سے پیشتر جماعت کے استحکام کے لئے مقامی مسجد کی تعمیر اور دیگر مسائل کے متعلق کئی ایک تجاویز منظور ہوئیں۔ شاملین جلسہ کی ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی گئی۔ مقامی احباب کے علاوہ ڈیرہ غازی خان، منظفر گڑھ، چیچہ کتی، صادق آباد اور لاہور سے احباب نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ اس جلسہ کی کامیابی کا سہرا ملتان کے مبلغ مولوی محمد علی صاحب اور ہماری جماعت کے نہایت نیک اور سرگرم رکن محترم محمد شریف خان صاحب مالک عزیز ہوٹل کے سر ہے، خدا تعالیٰ انہیں ان کے اس جذبہ کو مزید تقویت عطا فرمائے۔

لائل پور :-

۱۸ مئی ۱۹۶۹ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کے سلسلہ میں لائل پور کی مسجد احمدیہ واقع پریمیر فلور ملز میں ایک نہایت پررونق جلسہ زیر صدارت جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور منعقد ہوا۔ مولوی عبدالرؤف صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ جناب میاں مسعود احمد صاحب نے ملفوظات حضرت امام الزمانؑ پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں مولانا عبدالمنان عمر صاحب نے تحریک احمدیت کے موضوع پر نہایت مدلل اور دلنشین تقریر فرمائی جس میں تحریک احمدیت کے اغراض و مقاصد پر تفصیلی بحث کی۔ انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ تحریک احمدیت کا نام ہی حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ وابستگی کا ایک بیّن ثبوت ہے جس سے اس تحریک کی اصل غرض کی نشاندہی ہوتی ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اسلام کی موجودہ مشکلات کا واحد حل حضرت مسیح موعودؑ کے نقطۂ نگاہ کو اپنانے میں ہے۔ یہ تقریر اس قابل ہے کہ اسے الگ چھاپ کر . . . . تقسیم کیا جائے۔

اس کے بعد تمام احباب کو چائے پلائی گئی۔ چائے کے بعد کرنل سعید احمد صاحب نے ہمارے فرائض کے عنوان پر حقیقت پسندانہ تقریر فرمائی اور بتایا کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے اصلاح نفس، استقامت اور تعلق باللہ کی صفات کا پیدا کرنا بنیادی شرائط ہیں۔ ان کے بغیر اصلاح کا کام نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتا۔

بعد ازاں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے صداقت مسیح موعودؑ کے موضوع پر ایک پرجوش تقریر فرمائی جس میں حضرت بابا غلام فرید صاحب آف چاچڑاں رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کی تصدیق اور اس سے متعلقہ واقعات کو تفصیلاً بیان کیا۔ حضرت بابا فرید صاحبؒ اس زمانہ کے نہایت ہی بلند پایہ بزرگ تھے جن کے حلقۂ عقیدت میں لاکھوں انسان تھے اور خود نواب صاحب بہاولپور نے انکی بیعت کی تھی۔ ان کے بعض مریدین اور علماء حضرات ان کے پاس گئے کہ ہم تو حضرت مرزا صاحب کے خلاف کفر کے فتوے اکٹھے کر رہے ہیں اور آپ نے ان کی صداقت کی تصدیق فرما دی ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اس شخص کو بھی مسلمان گردانتے ہیں جس میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو۔ حضرت مرزا صاحبؒ کے معاملے میں ایک چھوڑ کئی وجوہ ایمان کی موجود ہیں پھر میں کس طرح ان کو کافر کہوں۔ جلسہ ختم ہونے پر نماز ادا کی گئی۔ بعد ازاں مقامی جماعت کی طرف سے پُرتکلف کھانا کھلایا گیا۔

جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا جس کے لئے حافظ شیر محمد صاحب، محمد صالح نور صاحب اور ملک نذر حسین صاحب کی خدمات قابل ستائش ہیں۔ بیرون جات سے آنے والے مہمانوں کی تواضع کے لئے میاں محمد احمد صاحب اور میاں اللہ بخش صاحب شکریہ کے مستحق ہیں۔

لاہور :-

لاہور میں بھی ۲۳ مئی ۶۹ء کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں یوم وصال کی تقریب پر جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھے گئے۔ اور چودھری عبدالحمید صاحب، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ اس جلسہ کی روئداد آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

احمدیت

اسلامک آئیڈیالوجی

(بسلسلہ صفحہ ۳)

اقوام نے دیکھ لیا ہے کہ بابائے قوم کی وفات کے بعد ہم نے متعدد رہنماؤں کو خوب آزمایا ہے۔ ان کو مسند اقتدار پر بٹھایا ہے۔ ان سے گوناگون توقعات بھی باندھی ہیں مگر افسوس کہ وہ سب ناکام ہو گئے۔ وہ اسلامک آئیڈیالوجی میں فِٹ نہ ہو سکے۔ حتیٰ کہ اب ہماری حالت یہ ہو گئی ہے کہ ہم تحریک آزادی و تشکیل پاکستان میں کام کرنے والوں کو فراموش کر چکے ہیں اور اس وقت کی لیگ کے سب سے بڑے معاند اور حصول پاکستان میں سب سے بڑی مخالف شخصیت کو ہیرو بنانے پر تلے ہوئے ہیں جہاں دنیوی مقاصد کے حصول کے لئے ہم دنیوی قائدین کو قبول کر رہے ہیں وہاں دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں آسمانی قائد کو قبول کرنا ہوگا۔ وقت مجبور کرے گا کہ اس کی قیادت کو قبول کیا جائے۔ کیونکہ اس صدی کی وہی واحد شخصیت ہے جس نے اپنی جماعت میں شامل ہونے والوں سے اس شرط پر بیعت لی تھی کہ

"دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے"

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت میں انجمن کا مقام

انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے (الوصیۃ)

بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا (تحریر حضرت مسیح موعودؑ)

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انجمن خلاف منشا میرے ہرگز نہیں کرے گی، لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالےٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔ والسلام"۔

مرزا غلام احمد - ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر میں انجمن کی حیثیت اور اس کا مقام واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے اور بتا دیا گیا ہے کہ آپ کے بعد ہر ایک امر میں صرف اس کا اجتہاد کافی ہوگا۔

۲۶ر مئی

وہ دن ہے

جب ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور میں اپنے مخلصین (خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، مرزا یعقوب صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، اور مولانا صدر الدین صاحب) کے ہاتھوں میں اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر وصال الٰہی سے مشرف ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی دن حضور کا جنازہ قادیان لے جایا گیا، جہاں مقبرہ بہشتی میں آپ کے جسد مبارک کو سپرد خاک کیا گیا، اور بعد ازاں آپ کی قبر پر

ایک کتبہ نصب کیا گیا

جسکی عبارت حسب ذیل ہے:

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رئیس قادیان

مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم۔ تاریخ وفات ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء"

یہ کتبہ حضرت مولانا نور الدینؓ صاحب کے عین حیات برابر چھ سال تک زائرین کی آنکھوں کے سامنے آتا رہا اور حضرت صاحب اور جماعت کے عقائد کا اعلان کرتا رہا۔ پھر میاں محمود احمد صاحب کے ایام خلافت میں بھی چند سال تک کتبہ کے یہی الفاظ زائرین کے مشاہدہ میں آتے رہے، مگر چونکہ یہ کتبہ میاں صاحب موصوف کے عقائد کی تردید کرتا تھا اسلئے انہوں نے "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ اڑا دیئے۔ صرف یہی ایک واقعہ اس پر گواہ ہے کہ میاں صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے مجددیت کو مٹانے اور آپ کو نبی بنانے کی از خود جسارت کی ہے۔ اس سے پہلے تمام جماعت کا اعتقاد یہی تھا کہ حضرت مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم تھے نہ کہ نبی،
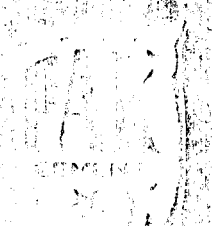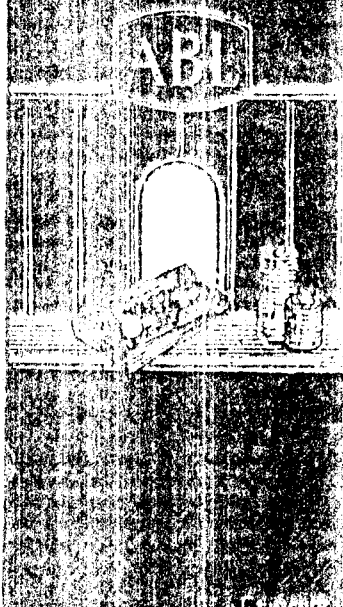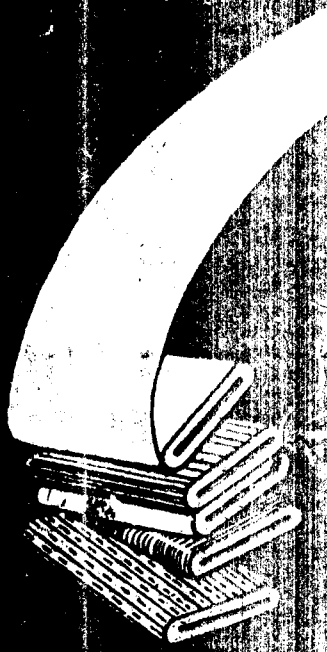
مولٰینا احمد یار صاحب کی مراجعتِ وطن

مولٰینا احمد یار صاحب جزائر فیجی میں تین سال تک تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے بعد وطن واپس تشریف لا رہے ہیں، آپ کراچی پہنچ چکے ہیں۔ اور تین چار دن تک لاہور تشریف لے آئیں گے اھلاً و سھلاً و مرحبًا۔

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ٹیلی فون نمبر ۲۷۴۳۷
تار کا پتہ تبلیغ لاہور

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ مطابق ۴ جون ۱۹۶۹ء | نمبر ۲۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اِسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

سب سے بڑھ کر نیکی سے ساتھ دینے میں ماں کا تین گنا حق

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال جاء رجلٌ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ من احق بحسن صحابتی قال اُمّك قال ثمّ من قال اُمّك قال ثمّ من قال امّك قال ثمّ من قال ثمّ ابوك۔

ترجمہ:۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ کون سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ میں نیکی سے اس کا ساتھ دوں فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تیرا باپ۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ
ماں کے حق کو باپ پر مقدم کیا ہے۔ قرآن کریم میں گو ماں باپ کا ذکر اکٹھا والدین کے لفظ میں آتا ہے مگر وہاں بھی ماں کے حق کا خصوصیت سے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:۔

حملته امه کرھا
ووضعته کرھا وحمله
وفصاله ثلثون شھرا۔

(فضل الباری کتاب الادب)

حضرت رسول کریم صلعم کا عالی مرتبہ

حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبیؐ ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاؑ اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبیؐ کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبیؐ کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اسکے مقابل پر کھڑے ہیں۔

یوم وصال مسیح موعود علیہ السلام کے موقعہ پر جماعت احمدیہ لائل پور کا جلسہ سالانہ

از:- محمد صالح نور صاحب

لائل پور کے اس جلسہ کی مختصر رپورٹ گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے اب یہ مفصل رپورٹ موصول ہوئی ہے جو درج ذیل ہے:-

جماعت احمدیہ لائل پور ہر سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے موقعہ پر ۲۶ مئی کو سالانہ جلسہ کا انعقاد کرتی چلی آئی ہے

امسال مئی کے مہینہ میں مرکز کی ہدایت پر مختلف مقامات پر یہ جلسے منعقد کئے گئے اور لائل پور کے لئے ۱۸ مئی بروز اتوار جلسہ کا دن مقرر کیا گیا۔ لہذا اس جلسہ کے لئے جماعت کی طرف سے باقاعدہ دعوت نامے جاری کئے گئے اور جماعتہائے سرگودھا چک ۱۸ جنوبی جھنگ اور لاہور کے احباب کو شمولیت کی دعوت دی گئی۔ علاوہ ازیں تحقیق پسند اور علم دوست احباب کو انفرادی طور پر دعوت نامے بھجوائے گئے۔

خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے حسب سابق اس سال بھی یہ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ غیر از جماعت دوستوں کے علاوہ جماعت احمدیہ ربوہ سے منسلک احباب نے بھی شرکت فرمائی اور دوسرے مقامات سے بھی جماعت کے احباب نے تشریف لاکر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی خاص طور پر جھنگ۔ چک ۱۸ اور لاہور کے احباب کے ہم شکر گذار ہیں کہ وہ وقت نکال کر اس مبارک تقریب میں رونق افروز ہوئے اس مرتبہ جلسہ کی حاضری توقع سے بڑھ کر رہی اور جلسہ نہایت پُر رونق اور پُر وقار انداز میں منعقد ہوا۔

پروگرام کے مطابق جامع احمدیہ پریمیئر فلور ملز لائل پور میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ مارشل لاء حکام سے باقاعدہ جلسہ اور لاؤڈ سپیکر کی اجازت حاصل کی گئی تھی اور جلسہ بروز اتوار مورخہ ۱۸ مئی شام ۴½ بجے نماز عصر کے بعد شروع ہوا۔ قرآن پاک کی تلاوت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا گیا اور ازاں بعد جماعت کے سرگرم کارکن محترم میاں مسعود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے منتخب حصہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ میاں عبدالمنان عمر صاحب ایم اے نے "تحریک احمدیت" کے موضوع پر پُر از معارف خطاب فرمایا آپ نے مختلف پہلوؤں سے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض پیشگوئیوں اور الہامات کی روشنی میں آپ کی صداقت اور سلسلہ کی حقانیت پر شرح و بسط کے ساتھ کوئی ایک گھنٹہ کے قریب خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کو حاضرین نے بہت احسن رنگ میں تحسین و آفرین کا خراج پیش کیا۔

صاحبزادہ صاحب موصوف کے خطاب کے بعد حاضرین کو عصرانہ پیش کیا گیا۔ اس دوران لاؤڈ سپیکر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح میں منظوم کلام سنایا جاتا رہا۔

وقفہ چائے کے بعد محترم کرنل سعید احمد صاحب نے "ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر کوئی پون گھنٹہ تک خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے دلکش انداز میں انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کی طرف جماعت کو توجہ دلائی۔ اصلاح نفس کی ذمہ داری اقرباء اور رشتہ داروں کی ہدایت کی ذمہ داری جماعت میں اتحاد و اتفاق، الفت و محبت کی ذمہ داری، دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری، کلام خداوندی اور پیغام قرآنی کو دنیا میں پہنچانے کی ذمہ داری، الغرض آپ نے نہایت دلنشین پیرایہ اور بے تکلف انداز میں جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف جو خدا اور رسول نے قرآن اور اس زمانہ کے مامور نے اپنی تعلیم میں ان پر عائد کی ہیں توجہ دلائی۔ اور ان تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کوشاں رہنے اور ہر قسم کی قربانی کر گذرنے کی تلقین کی۔

کرنل صاحب کے بعد مرزا مظفر بیگ صاحب نے "صداقت حضرت مسیح موعودؑ" کے موضوع پر خطاب فرمایا اور حضرت مسیح موعود کی سچائی اور حقانیت کو اپنے مخصوص انداز میں مختلف واقعات اور حقائق کی روشنی میں بیان کیا۔ اور آپ نے اور آپ کی قائم کردہ جماعت نے جو جو کارہائے نمایاں اس زمانہ میں اسلام کی سربلندی کے لئے سرانجام دیئے ہیں ان سے امام الزمان کے منجانب اللہ ہونے کو دلائل کے ساتھ واضح کیا۔ خاص طور پر اکناف عالم میں قرآن اور اسلام کی تبلیغ کی توفیق جو خدا تعالےٰ کی طرف سے جماعت احمدیہ کے مبلغین کو نصیب ہوئی ہے اس کو حقائق کی روشنی میں بیان کرکے یہ ثابت کیا کہ واقعی اللہ تعالےٰ کا مضبوط ہاتھ حضرت مسیح موعود اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ کام کر رہا ہے اور خدا تعالےٰ کی نصرت اس جماعت کے ہر دم شامل حال رہی ہے۔

مرزا صاحب کے بعد صدر جلسہ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے "عظمت مسیح موعودؑ" کے موضوع پر نہایت بلند پایہ تقریر فرمائی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شبیہ مبارک کو حاضرین کے سامنے رکھ کر آپ کی صداقت اور عظمت کو مختلف واقعات سے بیان کیا۔ آپ کا خطاب اس درجہ اثر انگیز تھا کہ حاضرین عش عش کر اٹھے اور احباب جماعت کے ایمانوں میں ازدیاد کا موجب ہوا۔ آپ نے خاص طور پر جامع مسجد دہلی کے واقعہ سے آپ کا خدا تعالےٰ کی ذات پر کامل ایمان، محکمہ ڈاک خانہ کی طرف سے دائر کردہ مقدمہ میں آپ کا سچائی پر قائم رہ کر عدالت میں اظہار حق، اور اسی قسم کے چند واقعات کی روشنی میں آپ کے تعلق باللہ اور ایمان کامل صدق اور استقلال اور منجانب اللہ ہونے کا ذکر کر کے آپ کی صداقت اور پھر نصرت خداوندی کا تفصیلاً ذکر فرمایا۔

تقریروں کے بعد سیکرٹری جماعت ملک نذر حسین صاحب نے مہمانان کرام اور مدعوئین اور علماء کرام کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کے اختتام پر دعا ہوئی، اور اس کے بعد مغرب و عشاء کی نمازیں ادا کی گئیں اور نمازوں کے بعد احباب جماعت، مہمانان، مدعوئین اور حاضرین جلسہ کو جماعت کی طرف سے پُر تکلف عشائیہ دیا گیا۔ اور یوں یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت مصروفیات اختتام پذیر ہوئیں۔ الحمد للہ

اس جلسہ کے انعقاد میں مندرجہ ذیل حضرات نے خاص طور پر کوشش فرمائی اسے کامیاب کرنے کے لئے سعی فرمائی ہے اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

- شیخ محمد امین صاحب
- ملک نذر حسین صاحب
- میاں مسعود احمد صاحب
- میاں محمد احمد صاحب
- میاں ریاض احمد صاحب
- حافظ عبدالرؤف صاحب
- بشیر احمد صاحب چغتائی

باقی احباب نے بالعموم جلسہ کی کارروائیوں کو بہتر بنانے میں حصہ لیا ہے اللہ تعالےٰ سب کا حامی و ناصر ہو اور ان پر اپنا فضل و کرم فرمائے۔

آمین

اخبار احمدیہ

میلاد النبی صلعم اور یوم وصال مسیح موعودؑ کے جلسے

مئی کے آخری دنوں میں متعدد مقامات لاہوری احمدیہ جماعتوں کی طرف سے میلاد النبی صلعم اور یوم وصال مسیح موعود کے جلسے منعقد ہوئے جن میں سے بعض کی رپورٹیں قبل ازیں شائع ہو چکی ہیں۔

گذشتہ ہفتہ پشاور، راولپنڈی، جہلم، سیالکوٹ میں جلسے منعقد ہوئے۔ یکم جون کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کی رپورٹ دوسری جگہ درج ہے۔

ڈھاکہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں ۲۶ مئی کو حضرت مسیح موعود کی یاد میں زیر صدارت ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب جلسہ منعقد ہوا جس میں مسٹر عبدالصمد جمالی اور ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب نے تقاریر کیں، اس جلسہ میں بعض معزز غیر از جماعت اصحاب بھی شامل ہوئے جن میں سے مسٹر سپاہ اللہ احمد سابق سیکرٹری گورنمنٹ مشرقی پاکستان کا اسم گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔

۲۹ مئی کو میلاد النبی صلعم کی تقریب پر صوبائی مشن ہاؤس میں جلسہ ہوا جس کی رپورٹ آئندہ شائع کی جائے گی۔

شکریہ تعزیت

محترم چوہدری فضل حق صاحب لکھتے ہیں:- برادرم چوہدری اللہ دتہ صاحب کی وفات حسرت آیات پر بہت سے دوستوں کی طرف سے تعزیتی تاریں و خطوط مجھے اور میرے بھتیجے چوہدری صلاح الدین احمد کے نام آئے ہیں جن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا مشکل ہے لہذا بذریعہ ...

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۴ جون ۱۹۶۹ء

فریمیسنری اور اسلام

چند دن ہوئے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ بین الاقوامی خفیہ جماعت فری میسن کے اسی ۸۰ پاکستانی ارکان نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے، اس خبر کو سن کر عام طور پر یہ سوال پیدا ہوا کہ فری میسن کون ہوتے ہیں؟ اس جماعت کے اصول کیا ہیں؟ اور پاکستانی ارکان نے کس بناء پر اس سے بغاوت کی ہے؟

جن لوگوں نے اس تحریک کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ ایک بہت پرانی تحریک ہے، جس کا سلسلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے ملتا ہے، اور اس کا تعلق زیادہ تر یہودیت کے ساتھ ہے، اور اس کی کارروائیاں ہمیشہ خفیہ رہتی ہیں، یہاں تک کہ اس کے ارکان کو یہ حلف اٹھانی پڑتی ہے کہ وہ اس کے راز افشا نہ کریں گے، غالباً اس وجہ سے اس کی رکنیت صرف مردوں کے لئے مخصوص ہے عورتوں کو اس میں شامل نہیں کیا جاتا۔

یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف قرآن کریم میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے، سورہ بقرہ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمٰن وما کفر سلیمٰن ولکن الشیٰطین کفروا یعلّمون الناس السحر وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت وما یعلّمٰن من احدٍ حتّٰی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر فیتعلمون منھما ما یفرّقون بہٖ بین المرء وزوجہٖ وما ھم بضارین بہٖ من احدٍ الا باذن اللہ ویتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم - ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین جو یہودیوں میں سے ہیں انہی باتوں کی پیروی کرتے ہیں، جو سلیمان علیہ السلام کے مخالفین نے افترا کی تھیں اور کہا تھا کہ انہوں نے کفر کیا (جیسا کہ بائبل میں ہے کہ جب سلیمان بوڑھا ہوا تو اس کی جوروؤں نے اس کا دل غیر معبودوں کی طرف مائل کیا) حالانکہ سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا ان شریر لوگوں نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر (یعنے دھوکے اور فریب کی باتیں) سکھاتے ہیں اور وہ ایسی باتیں سیکھتے ہیں جن سے مردوں اور عورتوں کے درمیان تفریق کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اس ایک فقرہ (یفرقون بین المرء وزوجہ) میں اس کل منصوبہ کی اصلیت کو بیان کر دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیا جاتا تھا دنیا میں صرف ایک ہی سوسائٹی بہ رنگ مذہب ایسی ہے، جس نے مرد اور عورت میں تفرقہ کیا ہے یعنے مردوں کو اس کا ممبر بنایا جاتا ہے مگر عورتوں کو نہیں، اور یہ فریمیسنوں کا طریق ہے پس یہاں بتا دیا کہ فریمیسن یعنے خفیہ سوسائٹیوں کے ذریعہ سے اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہودی فری میسنوں سے مل کر خفیہ منصوبے آنحضرت صلعم کے خلاف کر رہے ہیں"

پھر لکھا ہے:-

"فری میسن ایک سوسائٹی ہے جو بہت قدیم زمانہ سے چلی آتی ہے، حضرت سلیمانؑ کے زمانہ کی طرف اس کو منسوب کیا جاتا ہے، یہ لوگ اپنے حالات کو دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے نہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کی تعلیم کیا ہے، اس زمانہ میں اس سوسائٹی کی باگ ان قوموں کے ہاتھ میں ہے جن کو دنیا میں سیاسی غلبہ حاصل ہے اور اس کی آخری منزل عیسائیت ہے بعض بھولے بھالے مسلمان بھی اس جال میں پھنس کر اپنے دین و ایمان کو تباہ کر لیتے ہیں"۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بھی ایک مجلس میں اس بات کا ذکر آیا کہ امیر کابل کے فری میسن ہونے پر اس کی قوم اس پر ناراض ہے آپ نے فرمایا۔

"اس ناراضگی میں وہ حق پر ہیں کیونکہ کوئی موحد اور سچا مسلمان فری میسن میں داخل نہیں ہو سکتا، اس کا اصل شعبہ عیسائیت ہے اور بعض مدارج کے حصول کے واسطے کھلے طور پر بپتسمہ لینا ضروری ہوتا ہے، اس لئے اس میں داخل ہونا ارتداد کا حکم رکھتا ہے" (بدر مؤرخہ ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء)

ان بیانات سے فریمیسنری کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، اس سے ظاہر ہے کہ یہ ایک مخالف اسلام تحریک ہے جو نہ صرف حضرت سلیمانؑ کے خلاف اٹھائی گئی بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی خفیہ طریقوں سے آپؐ کے خلاف جوڑ توڑ کرتی رہی اور آج بھی یہودیت اور عیسائیت کی حمایت میں اس کی خفیہ سرگرمیاں اسلام کے مخالف چل رہی ہیں، تعجب ہے کہ ایسی خطرناک تحریک کو پاکستان میں بھی پنپنے کی آزادی حاصل ہے، اور بھولے بھالے پاکستانی مسلمان بھی اس کے داؤں میں آ گئے، خدا کا شکر ہے کہ انہیں جلد اس کی حقیقت معلوم ہو گئی، اور انہوں نے اس سے علیحدگی کا اعلان کر دیا، حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ پاکستان میں اس کے وجود کو ممنوع قرار دے کر خارج البلد کر دے جیسا کہ جرمنی، اٹلی اور ہنگری وغیرہ میں سیاسی مصلحتوں کی بناء پر اس کی رکنیت ممنوع ہے، اگر دوسرے ملکوں کی سیاسی مصلحتیں اس کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتیں تو مخالف اسلام ہونے کی وجہ سے پاکستان اسے کس طرح برداشت کر سکتا ہے، کیا صدر پاکستان آغا محمد یحییٰ خان اس طرف توجہ کریں گے؟

لندن مشن کے لئے شیخ محمد طفیل صاحب کا عطیہ

قبل ازیں یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس معتمدین نے شیخ محمد طفیل صاحب کو جو گذشتہ چند سالوں سے ٹرینیڈاڈ میں نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغی خدمات سر انجام دے رہے ہیں لندن میں تبلیغی مشن قائم کرنے، اور اس کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے لکھا ہے۔ شیخ صاحب ممدوح نے نہ صرف اس حکم کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی بلکہ خود اپنی طرف سے لندن مشن کے لئے پانچ سو روپیہ مرحمت فرمایا ہے۔ اور عنقریب ٹرینیڈاڈ سے فراغت حاصل کر کے لندن پہنچنے والے ہیں، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے نیک عزائم میں کامیاب اور بامراد فرمائے۔

شیخ محمد طفیل صاحب اس سے قبل بھی کچھ عرصہ ووکنگ مسلم مشن میں کام کر چکے ہیں، جس کے بعد ٹرینیڈاڈ کے مخلص احمدی بزرگ جناب عزیز احمد صاحب کی تحریک پر انہیں وہاں جا کر کام کرنا پڑا، اور خدا کے فضل سے انہیں وہاں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی، اور بہت بڑی احمدی جماعت تیار ہو گئی ہے۔

ٹرینیڈاڈ اور ملحقہ ممالک کی جماعتوں کی صدارت

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ٹرینیڈاڈ اور ملحقہ ممالک جن میں برٹش گیانا اور ڈچ گیانا اور سرینام وغیرہ شامل ہیں، وہاں کی احمدی جماعتوں کا صدر جناب عزیز احمد صاحب آف ٹرینیڈاڈ کو منتخب کیا گیا ہے، موصوف ایک بڑے مخلص اور پر جوش احمدی ہیں، اور جماعتی کاموں میں نہایت سرگرم حصہ لیتے ہیں، اور بڑی بڑی قربانیوں سے بھی دریغ نہیں کرتے حال ہی میں انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک ہزار روپیہ ارسال فرمایا ہے، ان کی درخواست ہے کہ احباب کرام ان کی اہلیہ محترمہ کی اور خود ان کی اپنی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں،

قبولِ اسلام

برٹش گیانا میں مندرجہ ذیل اصحاب نے جماعت احمدیہ کی تبلیغ سے قبولِ اسلام کا اعلان کیا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو استقامت عطا فرمائے۔

۱۔ وارسس پی لنگونس۔ اسلامی نام محمد آل غفار۔
۲۔ فٹز ہیرک برون۔ اسلامی نام حضرت
۳۔ سڈنی روڈلف کنگسٹن۔ اسلامی نام عمرؓ
۴۔ ولفرو ینچ (ایم بیلار)
۵۔ جیمال آرتھر۔ اسلامی نام محمد رسول
۶۔ رابرٹ اے ڈالٹن کریگ۔ اسلامی نام غلام احمد۔
۷۔ والٹر رابرٹ نیوٹن۔ اسلامی نام محمد اجیت
۸۔ ادلانڈو ماٹلڈا ولیم۔ اسلامی نام عائشہ

اشارات

از قلم :- چوہدری محمد محسن صاحب چیمہ - ایڈووکیٹ گجرات

دو مودودی

مودودی نمبر ایک

ایک وقت تھا کہ جماعت اسلامی کے سربراہ کے پیش نظر اسلام اور صرف اسلام تھا اسی لئے جب انہوں نے عملی دنیا میں قدم رکھا تو انہیں چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آیا - ان کے نزدیک عید میلاد اور کئی قسم کے دوسرے مذہبی جلسے جو اس وقت عوام کے معمول بنے ہوئے تھے تفریحی مشاغل سے کچھ زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے - سجادہ نشین اور دیگر رشدانِ طریقت انہیں نہ "صاحب خیر" نہ "خدا ترس" اور نہ "حق پسند" نظر آتے - ان کے اپنے الفاظ میں ان کی کیفیت یہ تھی کہ :-

" اکثریت اس طبقے میں ایسے لوگوں کی ہے جن سے زیادہ خدا سے پھرے ہوئے لوگ غالباً دنیا میں نہیں ملیں گے - انہوں نے حق کے لئے صرف اپنے ہی کان نہیں بند کر رکھے ہیں بلکہ اپنے مریدوں اور معتقدوں کے کانوں اور دلوں پر مہریں لگا رکھی ہیں - انہیں دعوت دینے کا فائدہ یہ تو نہ ہوگا کہ وہ حق کی آواز پر لبیک کہیں گے اور نیم خدائی کو چھوڑنے پر آمادہ ہو جائیں گے - البتہ اس کا یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ ہم بھڑوں کے چھتوں میں خود پتھر پھینک پھینک کر ان کو کاٹنے پر اکسائیں گے "

(ترجمان القرآن ۱۹۴۵ء)

اسلامی جماعت کے ابتدائی پروگرام میں مودودی صاحب نے خود مسلمانوں کی دینی بیماریوں کا بڑا علاج یہ تجویز کیا تھا کہ "تقلید" کو ختم کر دیا جائے ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں :-

" میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تقلید ناجائز اور گناہ ہے - بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر ہے "

("رسائل و مسائل" صفحہ ۲۴۴ حصہ اوّل)

فقہ حنفی کی معتبر کتابوں مثلاً "ہدایہ" اور "بدائع" "عالمگیری" کے متعلق بھی ان کی تنقید بڑی سخت تھی - چنانچہ اپنے رسالہ "ترجمان القرآن" اگست ۱۹۳۹ء میں وہ یوں رقمطراز ہیں :-

" میں اس بات کا بھی سخت مخالف ہوں کہ علماءِ کرام وقت کے رجحانات سے منہ موڑ کر بیٹھ جائیں اور اس امر کو بھول جائیں کہ وہ "ہدایہ" اور "بدائع" کے زمانہ تصنیف میں نہیں بلکہ نت نئی سائنٹیفک ایجادات اور تیز رفتار تمدنی انقلابات کے دور میں رہتے ہیں اور اس دور میں روز روز نئے مسائل کا پیدا ہونا لابدی ہے - پھر ان مسائل کو "ہدایہ" اور "بدائع" کی روشنی میں حل کرنے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں جس کا خطرہ نوجوان سائل نے اپنے استفسار میں کیا ہے راہ نمائی کے لئے علماء اسلام میں وسعتِ نظر اور روحِ اجتہاد کی ضرورت ہے - قدم قدم پر "عالمگیری" اور "تاتار خانی" کو لا کر سدِراہ بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ نئے زمانے کا مسلمان قرآن اور حدیث کو پیچھے چھوڑ کر جدھر منہ اٹھے گا چل نکلے گا - جس طرح ترک اور ایرانی چل نکلے "

اسی طرح "حقوق الزوجین" کے صفحہ ۹۵ پر وہ یوں لکھتے ہیں :-

" قیامت کے روز حق تعالیٰ کے سامنے ان گناہگاروں کے ساتھ ان کے دینی پیشوا بھی پکڑے ہوئے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ ہم نے تم کو علم و عقل سے اس لئے سرفراز کیا تھا کہ تم اس سے کام لو کیا ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی سنت تمہارے پاس اس لئے تھی کہ تم اس کو لئے بیٹھے رہو اور مسلمان گمراہی میں مبتلا ہوتے رہیں - ہم نے اپنے دین کو آسان بنایا تھا - تم کو کیا حق تھا کہ اس کو مشکل بنا دو - ہم نے تم کو قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تھا - تم پر یہ کس نے فرض کیا کہ ان دونوں سے بڑھ کر اپنے اسلاف کی پیروی کرو - ہم نے ہر مشکل کا علاج قرآن میں لکھا تھا - تم سے یہ کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اپنے لئے انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو - اس بازپرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنز الدقائق اور ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفوں کے دامن میں پناہ مل سکے گی "

درسِ نظامی : دارالعلوم دیوبند ندوۃ العلماء اور جامع ازہر وغیرہ سبھی قسم کے نظامہائے تعلیم پر مولانا نے بے رحم نکتہ چینیاں کی ہیں ، دیکھئے کس درد سے وہ لکھتے ہیں :-

" پھر ذرا آپ چراغ لے کر وہ مقدس چہرے تو ڈھونڈھ کر دکھا دیجئے جو طلباء کو دین کے اسرار سے آگاہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں - کیا کوئی ایک ادارہ ایسا ہے جس میں اسلامی نظامِ زندگی کی تعلیم و تربیت دینے کا انتظام کیا گیا ہو جس ملک میں اسلامی نظام نافذ ہونے والا ہے - اس میں یہ ذہنوں کی پستی ، طبائع کا افلاس اور ہمت کی کمزوری کا روشن ثبوت ہے ، کہ آج بھی ہمارے آئمہ مساجد دعوت دیتے ہیں کہ آؤ تعلیم دین خطرے میں ہے ، ہمارے مدرسے کی مدد کرو اور پھر بڑے فخر سے کہا جاتا ہے کہ ہمیں اتنا چندہ ملا - کہ اس ملک میں قرآن کا نظام قائم ہوگا جس میں آج تک ہمارے ناظمین مدارس دینیات کو اس سے نجات نہ مل سکی کہ وہ در بدر پھر کر تعلیم دین کے لئے چندہ جمع کریں "

ایک جگہ تو انہوں نے مسلمانوں کی تمام جماعتوں کو ہی چند جملوں میں رگید دیا ہے - ترش رو ہو کر فرماتے ہیں :-

" اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں ، اگر فی الواقع اسلام کے معیار پر ان کے نظریات اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنسِ فاسد نکلیں گی - خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈران ہوں یا علمائے دین و مفتیان شرعِ متین - دونوں قسم کے راہ نما اپنے نظریہ اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں ، دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں "

("ترجمان القرآن" جلد ۱۷ صفحہ ۴۹۲)

یہ مولانا مودودی صاحب کا نقشہ ہمیں "طلوع اسلام" ماہ مئی ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں شاہد عادل کے ایک لمبے مضمون "جماعت اسلامی اور علماء" میں لکھا ہوا نظر آیا ہے ایسے ہم نے مختصر کر کے سپردِ قلم کیا ہے - اسی مضمون میں شاہد عادل صاحب نے "آج کے مودودی" کی بھی ذرا سی جھلک دکھلائی ہے - اسے بھی ذرا ملاحظہ فرمائیں -

مودودی نمبر دو

شاہد عادل صاحب لکھتے ہیں :-

" پچھلے چند برسوں سے جماعت اسلامی کی طرف سے طبقۂ علماء کو اپنے زیر اثر لانے کے لئے جو انتھک کوششیں ہو رہی ہیں - اگر تھوڑی دیر کے لئے ان کے پسِ منظر میں جھانک کر دیکھا جائے تو انسان ورطۂ حیرت میں گم ہو کر رہ جاتا ہے کہ ---- یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے ---- وہ سوچتا ہے کہ وہی طبقۂ علماء جو ان حضرات کے فیصلہ کے مطابق "اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا" کس طرح ان کا ہم نوا ہو جانے کے بعد "حق پرست علماء کا گروہ" بن جاتا ہے - وہ درسِ نظامی جس میں ان کی تحقیق کے مطابق "آٹے میں نمک کے برابر بھی دین نہ تھا" اور جو علماء اسے حاصل کرتے تھے وہ اپنے اردگرد دو سو برس پرانی فضا قائم کر لیتے تھے - اور جس کی وجہ سے وہ اپنے انجام کو پہنچ گئے تھے - یکایک "ٹھوس علمی قابلیت" پیدا کرنے کا نصاب بن جاتا ہے - وہ لوگ جن کی نظروں میں درسِ نظامی کی درسگاہیں تو کجا "ندوۃ العلماء" تک نہیں جچتا تھا آج نہ صرف اپنے زیر اثر آنے والی درسِ نظامی کی اپنی درسگاہیں قائم کر رہے ہیں - وہ علماء جنہیں اراکین جماعت کے مشورے کے باوجود امیر جماعتِ اسلامی کی طرف سے ان کے لئے ایک خصوصی ادارہ "اتحاد العلماء" قائم کیا جا چکا ہے - آئمہ فقہ کی جس تقلید کو "گناہ سے بڑھ کر" یعنے کفر بتایا جاتا تھا آج خود جماعتِ اسلامی اس کی علمبردار بن چکی ہے - حنفی فقہ کی معتبر ترین کتابیں جن کے متعلق استہزاء کیا جاتا تھا کہ قیامت کے دن یہ کسی کو پناہ نہ دیں گے آج انہیں کو ملک کا قانون قرار دینے کا مطالبہ ہو رہا ہے - وہ علماء جنہوں نے حجروں کی تنگ دنیا میں رہتے ہوئے اسلام کو "غیر متحرک" اور جامد مذہب میں تبدیل کر دیا تھا آج وہ ملتِ اسلامیہ کی تقدیر بدلنے والے قرار دیئے جا چکے ہیں - ملک کے دور دراز کونوں میں خاموش تبلیغ کرنے والے علماء جو ان کی بارگاہ سے "بدقسمت کے بھکشو" کا خطاب پا چکے تھے "اتحاد العلماء" کی فہرستوں کی زینت بننے لگے - اور وہ لوگ جن کے متعلق یہ فرمایا جاتا تھا کہ " جُبّوں اور عماموں میں سیاہ دل لپٹے ہوتے ہیں " آج "انبیاء کے وارث" کے نام سے خطاب کئے جا رہے ہیں "

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ مولانا مودودی کی کوششوں سے ۱۹۵۶ء کے آئین میں یہ

(باقی برصفحہ ۱ کالم ۳)

ایک مبلّغ کے اندر کن اوصاف کا ہونا ضروری ہے

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طہارت قلبی اور صحابہ کرامؓ کا تزکیہ اور آپؐ کے مخالفین کی ناکامی

جمعہ مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۶۹ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ راولپنڈی کے جلسہ میلاد النبی صلعم میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے اس لئے جامع احمدیہ میں جناب مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی۔ آپ کا خطبہ درج ذیل ہے:

یاایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطھر والرجز فاھجر ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر فاذا نقر فی الناقور فذالک یومئذ یوم عسیر علی الکفرین غیر یسیر

(سورۃ المدثر ع ۱)

سورۃ المدثر کی اہمیت

سورۃ المدثر بالکل ابتدائی سورتوں میں سے ہے بعض صحابہؓ کے نزدیک تو یہ سورۃ سب سے پہلی سورۃ ہے اور بعض کے نزدیک دوسری سورۃ ہے۔ ان کے نزدیک پہلی سورۃ اقرأ باسم ربک الذی خلق ہے بہرحال دونوں قولوں میں سے کوئی بھی صحیح ہو ثابت ان سے یہی ہوتا ہے کہ یہ بالکل ابتدائی سورۃ ہے۔

آیاتِ تلاوت کردہ کا مضمون

اس سورۃ کی ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں تبلیغ کے گر بتلانے کے علاوہ حضرت نبی کریم صلعم کے کمالاتِ روحانیہ اور آنحضور صلعم کی طہارت قلبی اور گمراہوں کو راہِ راست پر لانے اور ان کے دلوں کو تزکیہ کی دولت سے مالامال کرنے کی اہلیت کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے جس سے آنحضور صلعم کی عظمت شان کی نشاندہی ہوتی ہے اور مصلحین عالم میں آنحضور صلعم کی بلندی مقام کا پتہ لگتا ہے اس کے علاوہ آنحضرت صلعم کو چند ہدایات بھی دی گئی ہیں جن کو مشعلِ راہ بنا کر آنجناب صلعم کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں انتھک طور پر مصروف رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

المدثر کی اصلی شکل

المدثر اصل میں المتدثر ہے بعض صرفی قواعد کی بناء پر اس کی ت کو دال میں بدل کر دوسری دال میں ادغام کر کے المدثر بنا دیا گیا ہے۔

المدثر کا عوام کے نزدیک مفہوم

عام طور پر یاایہا المدثر کے معنی یہ کئے جاتے ہیں اے دثار میں لپٹے ہوئے انسان اسی بناء پر آنحضور صلعم عوام میں کملی والے کے لقب سے مشہور ہیں۔ عربی زبان میں وہ کپڑا جو بدن کے ساتھ ملا ہوا ہو اسے شعار کہتے ہیں اور جو اس کے اوپر پہنا گیا ہو اسے دثار کہتے ہیں۔

دثار کا خدا تعالیٰ کے نزدیک اصل مفہوم

بے شک روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت آنحضور صلعم پر یہ وحی نازل ہوئی اس وقت آنجناب صلعم ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے مگر اس خطاب کے بعد جن فرائض کی ادائیگی کی طرف آنجناب صلعم کو توجہ دلائی گئی ہے اور قوم کی اصلاح کا جو کام آنجناب صلعم کے سپرد کیا گیا ہے اس کے ساتھ ان معنوں کے لحاظ سے اس لفظ کے ساتھ خطاب کرنا کوئی مناسبت نہیں رکھتا فصاحت و بلاغت کا تقاضا تو یہ ہے کہ خطاب کرتے وقت جس لفظ سے خطاب کیا جائے اس میں دو حقیقتوں کو مدنظر رکھا جائے ایک تو مخاطب کی شان اور اس کے مقام کی عظمت کو اور اس کے متوقعہ کام کو سرانجام دینے کی اہلیت کو اور دوسرے اس کام کی اہمیت کو جو مخاطب کے سپرد کیا جا رہا ہے کیونکہ کام کی اہمیت ہی مخاطب کی اہلیت اور اس کی عظمت شان کا صحیح اندازہ کرنے میں ممد ہو سکتی ہے۔

پس اس قاعدہ کلیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مدثر کے ان مختلف معانی پر نظر کرنا ہوگی جن معانی میں یہ لفظ عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے ان میں سے اگر چادر کے ہی معنے لئے جائیں تو بھی اس خطاب میں عام کپڑے کی چادر مراد نہیں ہو سکتی ایک روحانی انسان اور مامور من اللہ کے ساتھ جس چادر کا تعلق ہو سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں اور اس کی برکات کی چادر ہو سکتی ہے جس میں وہ ہمیشہ لپٹے رہتے ہیں کیونکہ اسی چادر کے ذریعہ اصلاح خلق کا وہ کام سرانجام دے سکتے ہیں جو ان کے سپرد کیا جاتا ہے۔ پس اس لحاظ سے چادر کا لفظ استعارۃً خدا کی رحمتوں اور اس کے فضلوں اور اس کی برکات کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور اس لحاظ سے خطاب کے معنی یہ ہوں گے کہ اے وہ شخص جو اللہ کی رحمتوں اس کے فضلوں اور اس کی برکات کی چادر میں لپٹا ہوا ہے۔

اس لفظ کے دوسرے معنی

عربی لغت میں دوسرے معنی اس کے کسی چیز کے مٹ جانے کے ہیں۔ پس حضرت نبی کریم صلعم کی باطنی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اے وہ شخص جس کے قلب سے ہر قسم کی پلیدی اور گندگی کا نام و نشان مٹا دیا گیا ہے اور اس کو زنگ سے صاف کر دیا گیا ہے چنانچہ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے قلب کو جبکہ آنجناب صلعم ابھی اپنی دایہ حلیمہ کے پاس ہی تھے فرشتہ نے آکر بالکل صاف کر دیا تھا۔ پھر قلوب کو صاف کرنے کا ایک علاج الفاظ حادثوا ھذہ القلوب بذکر اللہ فانھا سریعۃ الدثور میں بتلایا گیا ہے یعنے اپنے ان دلوں کو ذکر اللہ کے ذریعہ صیقل کرتے رہو کیونکہ ان کو جلد زنگ آلود ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے اس علاج سے بھی کام لیا نبوت و رسالت سے مشرف ہونے سے قبل بھی آنحضرت صلعم دن رات ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور بعد نبوت بھی ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے چنانچہ بعد نبوت بھی اللہ کا ذکر جس کثرت سے آپ نے کیا اس کی نظیر کسی اور انسان میں نہیں ملتی۔

تیسرے معنی

عربی زبان میں دثر الطائر عُشّہٗ کے معنی لکھے ہیں پرندہ نے اپنے گھونسلہ کی اصلاح کی ظاہر ہے کہ تمام روحانی انسانی طائر لاہوتی ہی ہوتے ہیں یعنی خدا کی طرف پرواز کرنے والے۔ گھونسلہ ان کا باطن ہوتا ہے جس میں روح القدس نے سکونت اختیار کرنا ہوتی ہے پس وہ اپنے باطن کی اس قدر اصلاح کرتے ہیں اور اس کو اس قدر صاف اور منور کرتے ہیں کہ وہ روح القدس کا مسکن بن جاتا ہے جس سے تائید یافتہ ہو کر وہ اپنے فرائض کو سرانجام دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں پس ان معنی کے لحاظ سے خطاب کے یہ معنی ہوں گے کہ اے وہ شخص جس نے اپنے باطن کی کامل طور پر اصلاح کر لی ہے پس یہی کامل باطنی صفائی تھی کہ جس کی بناء پر غار حرا میں جبرائیل آپ کے اس قلب صافی پر نزول فرما کر آپ کے قلب کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ آپ کو روحانی علوم حاصل کرنے میں ید طولیٰ حاصل ہو گیا۔

چوتھے معنی

پھر دثر کے معنی مال کو بلکہ ہر شئے کی کثرت کو حاصل کرنے کے بھی لکھے ہیں اور انا اعطینٰک الکوثر میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے روحانی انسانوں کا مال خدا کی معرفت اور کمالات روحانیہ ہی ہوتے ہیں دنیاوی مال و دولت سے ان کو کوئی لگاؤ نہیں ہوتا پس ان معنوں کی رو سے خطاب کے معنی یہ ہوں گے کہ اے وہ شخص جس نے تمام کمالات روحانیہ حاصل کر لئے ہیں اور جس کی معرفت الٰہی اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ پس اے کامل انسان جس نے اپنے نفس کی کامل طور پر اصلاح کر لی ہے جس نے اپنے قلب کو ہر قسم کی آلائش سے پاک کر لیا ہے اور جس نے معرفت الٰہی اور کمالات روحانیہ کا بھی وافر حصہ پا لیا ہے۔ قُمْ اب اٹھ اور ان اوصاف حمیدہ کو اپنے تک ہی محدود نہ رکھ بلکہ ان کو متعدی بناتے ہوئے دوسروں کے اندر بھی ان اوصاف کو پیدا کر بالفاظ دیگر اب مخلوق کی اصلاح کے لئے کھڑا ہو جا۔

اصلاح کی راہ میں پہلا قدم

اصلاح کی راہ میں مصلح کی پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ جن گندے اور جن افعال شنیعہ اور جن غلط کاریوں میں قوم مبتلا ہوتی ہے ان کے برے نتائج سے ان کو آگاہ کرتے ہوئے انہیں تمام افعال قبیحہ

کو ترک کرنے کی تلقین کرے اس لئے حضرت نبی کریم صلعم کو کھڑے ہو کر جس پہلے کام کو کرنے کا حکم دیا گیا وہ لفظ فانذر کے ذریعہ دیا گیا یعنی ان کے برے اعمال کے عواقب بد سے ان کو آگاہ کر۔

حضرت نبی کریم صلعم کا انذار اور آپ کی پاکیزگی کے متعلق قوم کی شہادت

چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں آنحضور صلعم نے تمام مکہ والوں کو جمع ... کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے تو کیا تم میرے اس قول کی تصدیق کرو گے اب بظاہر تو اس کی تصدیق ناممکن تھی کیونکہ نہیں کوئی ایسا لشکر نظر نہیں آ رہا تھا مگر آنحضور صلعم کا صادق القول ہونا ان کے دلوں میں ایسا راسخ ہوا ہوا تھا کہ انہوں نے اثبات میں ہی جواب دیا۔ اپنے اس قول کی تصدیق کروا لینے کے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہاری بدکاریوں اور فسق و فجور کی زندگی کی وجہ سے اللہ تعالے کے عذابوں کا لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے اس لئے بدیوں کو ترک کر دو۔

سعید لوگوں پر اس وعظ کا اثر ہوا مگر شقی لوگوں نے اس پر ہنسی اڑاتے ہوئے مخالفت شروع کر دی۔

سب سے بڑی بدی اور اس کی اصلاح کی کوشش

اس قوم میں سب سے بڑی بدی بت پرستی تھی آنحضرت صلعم کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ آپ کی قوم بت پرستی کو ترک کر کے توحید الٰہی کو اختیار کرے اور توحید کی روشنی سے اپنے دلوں کو منور کرے چنانچہ اس کے لئے آنحضور صلعم نے بڑی تیزی کے ساتھ مہم شروع کر دی۔ جوں جوں آنحضور صلعم بتوں کی مذمت کرتے اور ان کی بے بسی اور بے چارگی کا نقشہ ان کے سامنے پیش کرتے اور بت پرستی کے نقائص اور اس کے نقصانات ان پر واضح کرتے اتنی ہی شدت سے ان کا غصہ آپ کے خلاف زیادہ بھڑکتا جس کے نتیجہ میں ان کی ایذا رسانی میں دن بدن اضافہ ہوتا جاتا گو اصلاح کا یہ پہلو منفی پہلو تھا لیکن اس کا نکالنا اس لئے ضروری تھا کہ دلوں کا برتن جب ایک گند سے بھرا ہوا تھا تو اس میں دوسری پاکیزہ چیز کس طرح داخل ہو سکتی تھی آنحضور صلعم توحید کو دلوں میں داخل کرنا چاہتے تھے جیسا کہ دوسرے حکم ربک فکبر سے ظاہر ہے لیکن توحید یعنی محبت الٰہی بتوں کی محبت سے دلوں کو خالی کئے بغیر کس طرح داخل ہو سکتی تھی۔ پس آنحضور صلعم نے دوسرے حکم کی تعمیل میں بتوں کی محبت کی بے حقیقتی کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالے کی عظمت کو بھی دل نشین کرنا شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو دلوں میں راسخ کرنے کی سعی

بتوں کی محبت کو دلوں سے نکالنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالے کے دوسرے حکم ربک فکبر کی تعمیل میں آنحضرت صلعم قوم کے دلوں میں اللہ تعالے کی عظمت کو راسخ کرنے کے کام میں مصروف ہو گئے جس کے نتیجہ میں لوگوں نے آپ کا ساتھ دینا اور اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس بدی کو ترک کرنے کا حکم نازل ہوتا مسلمان فوراً اسے ترک کر دیتے تھے جس کے نتیجہ میں ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آنا شروع ہو گیا کیونکہ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہونے لگ پڑا جس سے حضرت نبی کریم صلعم اور مسلمانوں سے ... کا اشتعال بھی بڑھتا گیا لیکن توحید کی روشنی نے دلوں کو ایسا منور کر دیا تھا کہ بت پرستی کی تاریکی کی طرف لے جانے کے لئے کفار کی تمام ایذا رسانیاں ناکام ہو گئیں۔ ... خوشی کے مواقع پر اللہ اکبر کا نعرہ لگانے کی عادت پیدا کر دی ہر حملہ کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگوانا ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہنا یہ سب طریق اللہ کی بڑائی کو دلوں میں راسخ کرنے میں بڑے ممد و معاون ثابت ہوئے۔

اس کے علاوہ قرآن کریم میں اس مضمون کو کبھی بار بار مسلمانوں کے سامنے پیش کیا گیا کہ اگر تمہارے باپ۔ بیٹے بھائی۔ بیویاں یا خاوند یا قبیلہ اور رشتہ داروں کے لوگ یا تمہارے اموال جن کو تم کماتے ہو یا تجارت جس کی کساد بازاری کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے یہ سب چیزیں اگر تمہیں خدا اور رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو اس وقت کا جب اللہ اپنے امر کو لے آئے اور ایسی قوم کے لئے خدا کا امر یہی ہوتا ہے کہ اسے زوال اور ادبار کے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے اور عزت کی بجائے اسے ذلت و رسوائی کا تمغہ لگا دیتا ہے اسی لئے اس کے بعد فرمایا کہ ایسی نافرمان قوم کو اللہ تعالے کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔ التوبہ ع۳۔ پھر سورۃ حشر ع۳ میں فرماتا ہے تم ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخر پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں نہیں پاؤ گے کہ وہ ان لوگوں سے مودت سے پیش آئیں جو اللہ اور رسول سے دشمنی کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ ہوں خواہ بیٹے ہوں خواہ بھائی ہوں خواہ قبیلہ کے لوگ ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا گیا ہے اور خدا کی طرف سے روح القدس سے ان کی تائید ہوتی رہتی ہے

والدین کے احترام کی اہمیت

قرآن کریم نے اللہ تعالے کے بعد والدین کے حقوق کی ادائیگی کا خاص اہتمام سے ذکر کیا ہے لیکن ان کے متعلق بھی یہی ہدایت دی کہ دنیاوی معاملات میں بے شک ان کی خدمت کرو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو ان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آؤ لیکن اگر وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کی طرف تمہیں دعوت دیں تو اس بارے میں ان کی اطاعت ہرگز نہ کرو۔

تیسرا حکم اور ایک سوال مقدر کا جواب

انذار اور رب کی کبریائی کو پھیلانے کے حکم کے بعد تیسرا حکم وثیابک فطہر کے الفاظ میں دیا گیا اس کے معنی ایک تو یہی ہیں کہ اپنے کپڑوں کو پاک رکھو یہ بھی اچھی بات ہے لیکن عربی زبان کا محاورہ ہے فلاں طاہر الثیاب اس محاورہ کے معنی ہوتے ہیں کہ فلاں شخص پاک نفس اور عیوب سے منزہ ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پاکیزگی اور طہارت قلبی کا ذکر تو لفظ مدثر میں ہی ہو چکا ہے پھر نفس کو پاک رکھنے اور اسے عیوب سے منزہ رکھنے کا دوبارہ حکم دینے کے کیا معنی بظاہر یہ حکم مدثر میں بیان کردہ معانی کے منافی معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ نہیں بلکہ اس کی شدید ضرورت تھی قوم کی اصلاح کے لئے کھڑا ہونے سے قبل آنحضرت صلعم جو عبادت ... تھا لیکن اب جب آنحضرت صلعم نے اللہ تعالے کے حکم کے ماتحت قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تو مخالفت کا ہونا ضروری تھا شیطانی قوتوں کے ساتھ ٹکراؤ ضروری تھا اسی لئے ورقہ بن نوفل نے آپ کو کہا تھا کہ جب تم یہ الٰہی پیغام اپنی قوم تک پہنچاؤ گے تو تمہاری قوم مخالفت میں اس قدر شدت اختیار کر لے گی کہ تمہیں یہاں سے نکال دے گی حضرت نبی کریم صلعم نے ورقہ کی یہ بات بڑے تعجب سے سنی اور حیرانگی کے عالم میں کہا کہ کیا میری قوم مجھ کو یہاں سے نکال دے گی اس نے کہا ہاں ضرور نکال دے گی۔

اللہ تعالے عالم الغیب ہونے کی وجہ سے جانتا تھا کہ آنحضرت صلعم کو توحید کی راہ سے ہٹانے کے لئے کفار کیا کیا حربے استعمال کریں گے اسے معلوم تھا کہ وہ روپیہ کا لالچ بھی دیں گے وہ خوبصورت عورتیں بھی پیش کریں گے وہ حکومت دینے کا وعدہ بھی کریں گے چنانچہ انہوں نے یہ سب حربے استعمال کئے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے وثیابک فطہر کی تعمیل میں ان سب پیشکشوں کو ٹھکرا دیا اور ان کو یہ کہکر مایوس کر دیا کہ اگر تم سورج میرے دائیں طرف اور چاند میرے بائیں طرف رکھو تب بھی میں بتوں کی مذمت اور توحید کے وعظ سے باز نہیں آ سکتا یہی تو میری زندگی کا مشن ہے۔ پھر ایک اور حربہ انہوں نے یہ استعمال کیا کہنے لگے اچھا ایک سال ہم تمہارے بتوں کی پرستش کر لیا کرو اس سے قوم میں جو کشمکش چل رہی ہے وہ ختم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس حربہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے ودوا لو تدھن فیدھنون یعنے یہ چاہتے ہیں کہ کچھ تم اپنے اعتقاد میں لچک پیدا کرو اور اس کا کچھ حصہ چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور کچھ ہم اپنے عقائد میں لچک پیدا کر کے ان کا کچھ حصہ چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر ہم میں سمجھوتا ہو جائے لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے ان کی اس تجویز کو بھی ٹھکرا دیا مخالفین کی طرف سے ایذا رسانی کی شدت بعض اوقات انسان کو اپنے عقائد میں قدرے نرمی اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے اس لئے اللہ تعالے نے فرمایا کہ مشکلات ضرور پیش آئیں گی لیکن ان کی وجہ سے اپنے دامن پاکیزگی کو کسی گندے عقیدہ کی گندگی سے ملوث نہ ہونے دینا اس کو ہمیشہ پاک اور عیوب سے منزہ ہی رکھنا۔ یہی حکمت ہے کہ پاکیزہ رہنے کا دوبارہ حکم ...

چوتھا حکم

چنانچہ اس کے بعد وضاحت سے فرمایا والرجز فاھجر یعنی شرک کی گندگی اور پلیدی سے ہمیشہ کنارہ کش رہنا اور ہجر کے دوسرے معنی کسی چیز کا قلع قمع کر دینے کے بھی ہیں گویا ان الفاظ

میں ایک تو خود شرک سے مجتنب رہنے کی تلقین کی گئی ہے اور دوسرے اس کا قلع قمع کرنے کا بھی ساتھ ہی حکم دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ جہاں حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے دامن کو شرک سے پاک رکھا وہاں مسلمانوں کے قلوب کو بھی اس سے منزہ رکھا باقی عام ظاہری گندگی سے دُور رہنے کی تلقین بھی اس حکم میں آجاتی ہے۔

پانچواں حکم

ولا تمنن تستکثر یعنے اس تبلیغ حق اور اصلاح کے کام کو کثیر سمجھ کر اس کو ترک نہ کر دینا بعض اوقات لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم نے دین کی خدمت کافی کر لی ہے پیغام حق پہنچانے میں کافی سعی سے کام لے چکے ہیں اب اسے بند کر دیں اللہ تعالےٰ نے اس حکم میں اس سے روکا ہے اور یہ تلقین کی ہے کہ تبلیغ حق ایسا کام ہے جسے کبھی بھی ترک نہیں کرنا چاہیئے چنانچہ مسلمانوں نے جب سے اس میں سستی سے کام لیا ہے اسی وقت سے ان کو زوال کا سامنا کرنا پڑا ہے عربوں نے سستی کی تو فارسیوں نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا انہوں نے سستی کی تو دوسری قومیں اس کے لئے کھڑی ہو گئیں خدا نے تو اپنے دین کی حفاظت کا انتظام کرنا ہے وہ کسی نہ کسی قوم کو اس کے لئے کھڑا کرتا ہی رہے گا۔ ہماری جماعت بھی تبلیغی جماعت ہے اسے بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہمارا قدم کہیں حق کے پھیلانے سے رُک نہ جائے۔

چھٹا حکم

اسی لئے اس کے بعد یہ حکم دیا ولربک فاصبر مشکلات اور مخالفتوں سے گھبرا کر ہی انسان تبلیغ کو ترک کرنے پر آمادہ ہوتا ہے اس لئے اس حکم میں فرمایا کہ محض اپنے ربّ کی رضا اور اس کی خوشنودی کی خاطر مشکلات اور مخالفتوں پر صبر سے کام لیتے رہو اور استقلال کے ساتھ اس کام کو کرتے چلے جاؤ اس میں سستی نہ آنے دینا۔ صبر کے معنے استقلال کے بھی ہیں۔

آخری فیصلہ اور زبردست پیشگوئی

آخر میں فرمایا کہ تم ان دشمنانِ دین کی ایذا رسانیوں سے گھبرا کر تبلیغ حق کو چھوڑنے کی طرف کس طرح مائل ہو سکتے ہو جبکہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ تمہاری ان سے مٹھ بھیڑ ہوگی اور نوبت جنگ تک پہنچے گی اس لئے فاذا نقر فی الناقور یعنے جب جنگ کا بگل بجایا جائے گا یعنی اعلانِ جنگ ہوگا تو تم دیکھ لینا فذالک یومئذ یوم عسیر کہ وہ دن بڑا سخت اور مشکل ہوگا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ بدر کی جنگ میں کفار کو باوجود طاقتور ہونے کے کیسی فاش شکست ہوئی جس سے ان کا سارا زور ٹوٹ گیا پھر احد اور جنگِ احزاب میں اسلام کو مٹانے اور اس پر غالب آنے کی ان کی تمام کوششیں کس طرح ناکام ہوئیں آخر مکہ فتح ہو کر رہا اور چاروں طرف اسلام پھیل گیا ناقور کے معنے دل کے بھی لکھے ہیں یعنے جب مسلمان ہونے والوں کے دلوں میں حقیقت اور سچائی کی رُوح پھونکی جائے گی تو کافروں کے لئے یہ نظارہ بھی سخت تکلیف دہ ہوگا یہاں تک کہ آخر مجبور ہو کر ان کو بھی اسلام ہی اختیار کرنا پڑے گا۔

ہماری جماعت کے لئے اہمیں لمحہ فکریہ

ہماری جماعت تبلیغی جماعت ہے اس لئے ہم پر پہلا فرض*

* تو یہی ہے کہ ہم اپنے نفوس کو پاک کریں اور اپنے عملی نمونہ سے لوگوں کو احمدیت کی سچائی کے قائل بنائیں جیسا کہ ابتدائی احمدیوں نے کیا لوگوں کی مخالفتوں کی ذرّہ بھر بھی پرواہ نہ کریں سچائی آخر سچائی ہے اگر ہم استقلال سے اس کی اشاعت کرتے رہیں گے تو یہ ضرور دلوں پر تسلّط جمالے گی یہ دلوں میں اُترے بغیر نہیں رہ سکتی صرف ہمارے اندر اس حق کو جسے اس زمانہ کا امام لایا دوسروں تک پہنچانے کی ہمت ہونی چاہیئے۔

میں تو دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں .... کے جن غلط عقیدوں کی اصلاح کی ان اصلاحوں کو لوگ خود بخود آہستہ آہستہ قبول کرتے چلے جاتے ہیں۔ جہاں تک قرآن میں تدبّر کا سوال ہے مسلمان مفکرین اب اسی زاویہ سے قرآن پر نظر تدبّر ڈالتے ہیں جس زاویہ نگاہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے قرآنی حقائق پر نظر ڈالی سو ہمیں قرآن کریم کے حکم قُم کی تعمیل میں اپنے امام کی لائی ہوئی سچائیوں کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے اللہ تعالےٰ ہم کو اس کی توفیق عطا فرما۔

(آمین)

میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی تقریب پر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا

جلسہ

یکم جون۔ بروز اتوار پانچ بجے شام۔ احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام حضرت الحاج امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کی صدارت میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں دو حضرات نے سیّد الانبیاء سرورِ دوعالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے بارگاہ رسالت میں زبردست نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ اس مبارک تقریب میں علماء اسلام، سلسلۂ احمدیہ کی خواتین و حضرات کے علاوہ غیر از جماعت احباب اور پنجاب یونیورسٹی کے طلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

آغاز میاں مسلم ہائی سکول کے ایک طالب علم اور پنجاب یونیورسٹی کے ایک عرب طالب علم نے تلاوت قرآن کریم کی۔ مولانا عبدالمنان عمر صاحب ایم اے خلف الرشید حضرت مولانا نورالدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک سورۃ انّا اعطینٰک الکوثر کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ یہ سورۃ قرآن کریم کی مختصر ترین سورت ہے لیکن دوسری تمام قرآنی سورتوں کی نسبت وسیع مطالب کی حامل ہے۔ اس سورۃ میں پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی تکمیل، شانِ جامعیت اور اعلےٰ مقاصد کی تکمیل کا ذکر ہے۔

فاضل مقرر نے قرآن و حدیث، متعدد تاریخی استناد اور احبار و معاندین و مخالفین کے اقوال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر رنگ میں کاملیت عطا فرمائی ہے اور آپؐ کا وجود کامل صفات کا حامل ہے آپ کے وجود میں نفسی یعنے ذاتی تکمیل بھی ہوئی اور آفاقی بھی۔ حضرت آپ اپنے وجود کی عظمت اور کردار کی صالحیت و طہارت کے لحاظ سے ایک عظیم شخصیت کے مالک ہیں بلکہ جو ربّانی شریعت خدا تعالےٰ نے آپؐ کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کو عطا فرمائی وہ بھی عالمگیر اور دائمی ہے۔ مولانا مکرم محترم نے فرمایا کہ

حضور نبی کریم صلعم ذاتی لحاظ سے بھی عظیم انسان ہیں اور آفاقی لحاظ سے بھی بہت بڑے انسان ہیں۔ آپؐ کے انفاس طیبہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک فرشتہ سیرت جماعت پیدا ہوئی۔ اور آپؐ کے بعد آپؐ کی تعلیمات پر عامل ہو کر تیرہ سو سال میں ہزاروں اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ اور قیامت تک آپ کا یہ رُوحانی فیض جاری رہے گا۔ اس زمانہ میں بھی آپؐ کی پاک تعلیمات نے ایک انسان پیدا کیا جس نے اس دَور کی مسیحائی کی۔ وہ چاند ہے جس نے آفتاب رسالت سے اکتسابِ نور کر کے اس کی روشنی سے مذہبی دنیا کو روشن کیا۔ یہ چاند اپنی ذات میں بہت بڑی عظمت کا مالک ہے۔ لیکن یہ عظمت اس کی اپنی نہیں ہے بلکہ اس آفتاب کی بخشش ہے جو قیامت تک روحانی عالم پر اپنی نورانی کرنوں کی ضیاء پاشی کرتا رہے گا صلی اللہ علیہ وسلم

جناب حضرت مولنا عبدالمنان صاحب عمر ایم اے کی عالمانہ تقریر کے بعد محقق اسلام مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی نے سیرت نبوی صلعم پر ایک محققانہ اور فاضلانہ تقریر کرتے ہوئے سرورِ کونین احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش فرمایا۔

آپ نے قرآن کریم کی سورۃ الرعد کی آیت :- و یقول الذین کفروا لست مرسلاً۔ قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی و بینکم و من عندہٗ علم الکتاب (یعنی کافر کہتے ہیں تم خدا کے بھیجے ہوئے نہیں ہو۔ کہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔ اور وہ بھی جن کے پاس کتاب کا علم کافی ہے) کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا۔ منکرین رسالت صلعم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بھی موجود تھے۔ اور اس زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ اور آئندہ بھی رہیں گے۔ ان کے جواب میں فرمایا گیا ہے اللہ کافی گواہ ہے فاضل مقرر نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک گواہی تو اللہ تعالےٰ نے یوں دی کہ حضور صلعم انفرادی بے بسی و بے کسی اور بے سروسامانی کے باوجود اور مخالفین کی جمعیت اور ان کی طاقت و قوت کے ہوتے ہوئے انتہائی ناسازگار حالات میں اپنے ربانی مشن میں پورے طور پر کامیاب ہوئے۔ یہ کامیابی جو حضور صلعم کو اپنی زندگی میں حاصل ہوئی اور آپ کے بعد بھی آپ کی حقانیت کی گواہی دینے والے متبعین کروڑوں کی تعداد میں ہوتے رہے اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے اس بات کی شہادت ہے کہ آپؐ صادق و مصدوق انسان ہیں۔ دوسری شہادت انبیاء کے حق میں آسمانی تائید اور نشانات کی ہوتی ہے۔ وہ بھی خدا تعالےٰ ہی کی گواہی جو حضرت رسول کریم صلعم کے حق میں ملتی رہی۔ ان دو شہادتوں کے علاوہ ایک اور شہادت علماء کتاب کی ہے۔ جس کا ذکر و من عندہٗ علم الکتاب میں کیا گیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے خدا کے فضل سے مذاہب عالم

(باقی برصفحہ ۱۱ کالم ۲)

غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل مقیم ہالینڈ

ہالینڈ میں اسلام کا چرچا

مغرب میں اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کر کے اسکی صحیح تصویر پیش کرنا کیوں ضروری ہے

مختلف مجالس اور مدارس میں اسلام پر تقاریر

مختلف ممالک میں بین المذاہب کانفرنسیں

گذشتہ سال سے ایکسچینج کی دقتوں کی وجہ سے ہمیں ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کا کام محدود کرنا پڑا۔ جس کا بہت افسوس ہے۔ موجودہ وقت ایسا ہے کہ اس میں ہمیں اسلام کا پیغام پہنچانے کی پہلے سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ اور یہ مسلمان اقوام کی عزت و ناموس کی خاطر بھی ضروری ہے اگرچہ اب اہل یورپ پرانے عقائد سے اکتا کر نئی راہوں کی تلاش میں ہیں جو کہ انہیں صرف اور صرف اسلام میں ہی مل سکتی ہیں۔ مگر وہ اپنی کم علمی کے باعث اسلام کو بھی دوسرے مذاہب کی صف میں شامل کر کے اس سے بھی متنفر ہو رہے ہیں۔ کچھ مزید یہ کہ مستشرقین آئے دن اپنے ادھورے علم کے باعث اسلام کی ایک گھنونی سی تصویر پیش کر کے متلاشیانِ حق کی روگردانی کا سبب بن رہے ہیں۔ اسلام کو ایک ایسا مذہب بتلایا جاتا ہے جو تہذیب و تمدن سے بہت دور ہے حال ہی میں ایک وکیل صاحب نے ایک دغاباز لبنانی مسلمان کی وکالت کرتے ہوئے جج کے سامنے علی الاعلان یہ کہنے میں بالکل ہچکچاہٹ نہیں کی کہ مسلمان گھر سے نکلتے وقت خدا سے دعا کرتا ہے کہ اللہ کرے کہ میرے راہ میں ایسے لوگ آئیں کہ میں ان کو بے وقوف بنا کر زیادہ سے زیادہ مال جمع کروں۔ اور یہ کہ دغا و فریب سے دوسروں کا مال بٹور لینے کے خلاف اسلام کچھ بھی نہیں کہتا۔ مذہب سے تعلق رکھنے والوں کو بتلایا جاتا ہے کہ اسلام محض چند قوانین کا مجموعہ ہے وہ انسان کو خدا کی محبت کی تعلیم نہیں دیتا اور جہاں خدا کی محبت کی تعلیم نہ ہو وہاں انسانوں کی محبت کی تعلیم بھی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح وہ نہ صرف اسلام پر بحیثیت مذہب حملے کرتے ہیں بلکہ اس مذہب کے ماننے والوں پر بھی طرح طرح کے ریمارک کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک جو لوگ اس قسم کے مذہب کو مانتے ہوں ان سے اور کیا توقع ہو سکتی۔ اب جب یہ لوگ کسی مسلمان کو دیکھتے ہوں گے تو ان کے دلوں میں عجیب قسم کے خیالات گذرتے ہوں گے۔ ہم نے مندرجہ بالا وکیل کے بیان کے خلاف وکلاء کی بار کے پاس احتجاج کیا۔ ان کی طرف سے عجیب قسم کا جواب آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک وکیل کو ایسی باتیں کہنے کی آزادی ہے تاکہ وہ مجرم کی مدد کر سکے۔ ہم نے انہیں پر زور الفاظ میں کہا کہ ایک مجرم کی سزا کم کرنے کے لئے آپ سارے عالم اسلام کی توہین کی کس طرح اجازت دے سکتے ہیں مگر وہ ہمیں قلت میں سمجھ کر جو چاہتے ہیں کرتے جاتے ہیں۔ یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ تا قارئین پر روشن ہو جائے کہ اس وقت مذہب اسلام کا صحیح چہرہ دکھلانا عالم اسلام کی عزت و نیکنامی کے لئے ضروری ولابدی امر ہے۔ اگر آپ دنیا میں ایک باعزت قوم کی طرح رہنا چاہتے ہیں تو پھر اسلام کو اس کی اصلی صورت میں پیش کرنے کی جد و جہد کرنا لازمی امر ہے۔ مگر ہماری حالت عجیب ہے جو لوگ اس امر کے لئے کوشاں ہیں ان کی مدد اور تعاون کی بجائے ان کی راہ میں روکیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مسلمان قوم پر رحم فرمائے۔ قرآن مجید میں حکم ہے قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر۔ خیر امت تو خدا تعالیٰ نے فرما دیا آپ ہمارا فرض ہے کہ ہم لوگوں کو بھی خیر امت ہونے کا ثبوت دیں۔ آپس کی لڑائی جھگڑے سے ہم خیر امت نہیں بن سکتے بلکہ عمل سے ایسا ثابت کر سکتے ہیں۔ باوجود مشکلات کے ہم جہاں تک ممکن ہے اسلام پر ہونے والے حملوں کا جواب دینے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تبلیغ کے مواقع بھی بہم پہنچاتا رہتا ہے۔ دوسری مجالس کی طرف سے تقاریر کی دعوت ملنے پر ان کے ہاں بھی تقاریر کی جاتی ہیں۔

ایک صوفی مجلس میں تقریر

یہاں کی صوفی مجلس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک کی طرف سے مارچ میں ان کے جلسہ میں تقریر کی دعوت ملی تھی اس میں "اسلام اور مسجد" کا موضوع تھا۔ دوسرے مذاہب کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے مذہب کی روشنی میں اپنی عبادتگاہوں کے متعلق تقاریر کیں خاکسار نے مسجد کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ دراصل اسلام ساری زمین کو ہی مسجد قرار دیتا ہے اور ایک مسلمان پر چاہے کہ ہر جگہ پر کھڑے ہو کر وقت نماز ہونے پر نماز ادا کر سکتا ہے جعلت لی الارض کلها مسجداً و طهوراً۔ مسجد ایک مرکز کی حیثیت رکھتی ہے جو محض نمازوں کی ادائیگی کے لئے ہی نہیں بلکہ وہ تعلیم و تعلم اور تہذیب و تمدن کا مرکز بھی ہوتی ہے۔ ایک مسافر ضرورت پڑنے پر مسجد میں قیام بھی کر لیتا ہے۔ ایک طالب علم مسجد میں بیٹھ کر اپنا تعلیمی کام بھی کرتا ہے۔ آپس میں مشورہ کرنا ہو تو چند افراد مسجد میں بیٹھ کر مشورہ بھی کرتے ہیں۔ صدر جلسہ نے میری تقریر کو جو بہت مختصر سی تھی سراہتے ہوئے کہا کہ میں ان باتوں کو سن کر دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہی تھی کہ جو باتیں آج ہم یورپ میں زمانہ جدید کی روشنی میں جدید اور ماڈرن خیال کرتے ہیں اور انہیں اپنے ہاں عبادتگاہوں میں رائج کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل ماڈرن نہیں بلکہ اسلام نے صدیوں پہلے سے رائج کی ہوئی ہیں۔ سامعین نے بھی ان باتوں پر اچھے خیالات کا اظہار کیا۔

اسلام مشرق و مغرب کو ملاتا ہے
دو ہائی سکولوں میں تقاریر

دو ہائی سکولوں میں اسلام کے متعلق تقاریر کی گئیں۔ جن میں انہیں اسلام کی بنیادی تعلیم کے متعلق تفصیل سے معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ اسی تقریر میں اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ اسلام افراط اور تفریط کے خلاف ایک وسطی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ افراط و تفریط کی تردید کر کے ایک درمیانی راہ بتلاتا ہے۔ وہ جیسا کہ مشرق و مغرب کے وسط میں شروع ہوا ایسے ہی مشرق و مغرب کو آپس میں ملانے کا ذریعہ ہے وہ نہ ہی کمیونزم کی راہ کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی سرمایہ داری کو بلکہ وہ ان دونوں کے درمیان ایک ایسی راہ کھولتا ہے جو ان دونوں کے نقائص سے منزہ اور دونوں کی خوبیاں اپنے اندر رکھتی ہے۔ اسلام نہ تو روحانیات کی راہوں میں مبالغہ کرتا ہے وہ دنیا اور روحانیت کو ایک درمیانی سطح پر لا کر انسان کی دونوں حالتوں میں رہنمائی کرتا ہے اور انسان کو ایک بلند سے بلند روحانی مقام پر لے جانے کا راستہ بھی بتلاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسے دنیا سے کنارہ کشی کا بھی حکم نہیں دیتا بلکہ وہ انسان کو اس دنیا کی چیزوں کے استعمال کی تلقین کرتا ہے۔ وہ انسان کو انسانیت کی راہوں پہ چلنے کی تلقین کرتا ہے اور اسے ان راہوں پہ چلاتا ہے اس طرح کہ وہ اپنے حقیقی مقصود کو نہ کھو دے۔

تقاریر کے بعد طلباء نے بہت سے سوالات کئے جن کے حسب حال جواب دیئے گئے۔ اساتذہ اور طلباء نے تقاریر پر خوشی کا اظہار کیا۔

اسلام ساری اسلامی زندگی پر دی ہے
ایک اور صوفی اجتماع میں تقریر

ایک اور صوفی اجتماع میں تقریر کرنے کا موقع ملا جس میں موضوع تھا "مذہب زمانہ حاضرہ میں"۔ خاکسار نے مختصر الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلام کا نام صراطِ مستقیم ہے سیدھی راہ۔ یعنی افراط و تفریط سے مبرا۔ جو انسان کو ادھر ادھر لے جانے کی بجائے سیدھا منزل مقصود پر لے جانے کی سعی کرتا ہے وہ زیادہ نظریاتی نہیں وہ حقیقت پسند ہے۔ اور انسان کو باتوں کی بجائے عمل کی تلقین کرتا ہے۔ نری باتوں سے انسان اپنے مقصود حقیقی کو نہیں پا سکتا اس کے ساتھ عمل ہونا ضروری ہے۔ عمل سے مراد صرف عبادات ہی نہیں بلکہ اپنے ہمعصر انسانوں اور دوسرے جانداروں سے حسن سلوک بھی اس میں شامل ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے۔ اماطة الاذى عن الطريق صدقة۔ ایک ضرر رساں چیز کو راستہ سے دور کرنا بھی عبادت ہے۔ یہ ایک معمولی سا کام ہے جسے ایک انسان نظر انداز کر کے گذر جاتا ہے مگر ضرر رساں چیز سے دوسرے بھائی کو نقصان ہو سکتا ہے اس لئے اسلام نے اس قسم کی معمولی سی ضرر رساں چیز کو دور کرنے کو صدقہ قرار دیا ہے اور اس طرح انسان کو حسنِ عمل کی طرف توجہ دلائی۔ اس میں

کچھ دقت بھی پیش نہیں آتی کہ ایک انسان دوسرے انسان سے ملتے وقت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور اس طرح دوسرے کی خوشی مسرت کا باعث ہو سکتا ہے کہ دوسرے کا اس طرح غم غلط ہو سکے - اور وہ دوسرے کی خندہ پیشانی سے اپنی مایوسی کا علاج کر سکے - مثلاً اگر انسان راستہ پر کیلے کی چھیل پڑی دیکھ کر بلا توجہ گذر جائے تو ہو سکتا ہے کہ دوسرا انسان اس پر پھسل جائے اور اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے - اس قسم کی ضرر رساں چیز کا دور کرنا کوئی مشکل امر نہیں مگر محض توجہ اور دوسروں کی خاطر عمل کی ضرورت ہے - اسی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف توجہ دلا کر آنحضرت صلعم نے انسان کو عمل کی ہدایت کی ہے جو ہمارے لئے موجودہ وقت میں بہت مفید ہو سکتی ہے۔

خاکسار نے اپنی تقریر میں اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ اسلام متناقض اخلاق کی تعلیم نہیں دیتا کہ بعض باتیں ایک طبقہ والے کے لئے جائز ہیں اور دوسرے کے لئے ناجائز - اگر صداقت - دیانت و امانت عام انسان کے لئے ضروری ہیں تو ایک وکیل - عالم - حاکم اور بادشاہ کے لئے بھی ضروری ہیں - اسلام جھوٹ اور فریب کو ڈپلومیسی کا نام دے کر سفراء کے لئے ان باتوں کو جائز قرار نہیں دیتا - جب ہم کہتے ہیں کہ اسلام ساری زندگی پر حاوی ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل ہر حالت میں اور ہر انسان کے لئے ضروری ہے - اگر کوئی تاجر ہے تو اسے تجارت میں بھی اسلامی اخلاق کو قائم رکھنا ضروری ہوگا۔ اسلام تجارت میں جھوٹ اور دغا کی اجازت نہیں دیتا بلکہ آنحضرتؐ نے فرمایا التاجر الصدوق الامین مع النبیین ' ایک تاجر کا صادق اور امین ہونا اتنا بڑا درجہ ہے۔ کہ اسے نبیوں کی معیت حاصل ہے۔

معاملات کرنے والوں پر بھی امانت و دیانت سے کام لینا ضروری ہے - ہر ایک انسان کی اس کے حال کے مطابق اس سے بازپرس ہوگی - فرمایا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ ایک سیاستدان کا اسی طرح اخلاق اسلامی پر چلنا فرض ہے جس طرح غیر سیاستدان کا۔

اسی جلسہ میں بدھ مذہب اور یہودی مذہب کے نمائندگان بھی موجود تھے جنہوں نے اپنے اپنے مذہب کے مطابق تقاریر کیں۔ ایک انجینئر صاحب نے طبعی سائنس کے اصولوں پر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ ہم جتنا غور کریں اتنا ہی خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہوتا ہے - پھر انہوں نے تفصیل سے بتایا کہ تمام چیزوں کی انتہا در اصل خدا تعالےٰ کا وجود ہی ہے اور اسی سے ہمیں راہ نمائی حاصل کرنا چاہیئے -

خاکسار نے عرض کیا کہ قرآن مجید نے ان امور کی طرف مختصر الفاظ میں توجہ دلائی ہے - وان الیٰ ربک المنتھیٰ - ہر چیز کا منتہا خدا کی ذات ہے - اب سائنس نے ہم پر واضح کر دیا کہ قرآن کی یہ چھوٹی سی بات کیسی صحیح ہے اور پھر یہ کہ اھدنا الصراط المستقیم کی خدا تعالےٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے - جیتے اللہ ہمیں صحیح راستہ پر چلاتا رہے - اللہ کے فضل سے سامعین پر اسلام کا بہت اچھا اثر تھا - اللہ تعالےٰ برکت ڈالے

ایک کیتھولک پادری سے گفتگو

ایک کیتھولک پادری دو طلباء کے ساتھ ہمارے ہاں تشریف لائے - ۹ بجے سے پورے بارہ بجے تک تبادلہ خیالات کرتے رہے انہوں نے بڑی دلچسپی سے باتیں کیں اور پھر ملاقات کی خواہش ظاہر کی -

کیتھولک رسالہ کے مضمون پر تنقید

ایک کیتھولک رسالہ میں اسلامی نماز کے متعلق مضمون چھپا تھا اس پر تنقیدی رنگ میں خط لکھا اور انہیں ہماری طرف سے مضمون چھاپنے کے متعلق پوچھا گیا - دیکھیں کیا جواب دیتے ہیں -

ایک اسلامی شادی کیتھولک گرجا میں

ایمسٹرڈم میں ہمارے سرینام کے دوست مسٹر عبدالحق رہتے ہیں ان کی منگیتر نے اسلام قبول کرنے کے بعد ان سے شادی کر لی - اور اس شادی کی رسم منانے کے لئے ایک کیتھولک چرچ کے پریسٹ سے بات چیت کی کہ ان کی شادی چرچ میں اسلامی طریق پر کرنے کی اجازت دی جائے - کیونکہ ان کے بہت سے رشتہ دار عیسائی ہیں اور وہ مذہبی شادی کو بہت پسند کرتے ہیں - چنانچہ کیتھولک چرچ کے پریسٹ نے ایسا کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ اور یہ بھی کہ وہ قرآن مجید کی آیات پڑھ کر اسلامی طرز پر ہی ان کی شادی کا اعلان کریں گے - مگر عبدالحق صاحب نے انہیں بتلایا کہ ان کے امام ہیگ میں ہیں وہ خود اسلامی شادی کی رسم ادا کریں گے - انہیں صرف جگہ کی ضرورت ہے - اس کے بعد پریسٹ بر ادرم عبدالحق صاحب کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائے اور اس معاملہ کے متعلق مختصر سی خبر پہلے پڑھ چکے ہیں جو مولوی عبدالرحیم صاحب جگو نے سورینام سے بھیجی تھی)۔

شادی کی رسم ادا کرنے سے پہلے انہوں نے مجھے نکاح کے ساتھ تعلق رکھنے والی آیات قرآنی سے اطلاع دینے کو لکھا تاکہ انہیں ایک رسالہ کی صورت میں چھاپ کر حاضرین کو دیا جا سکے - چنانچہ میں نے آیات مسنونہ کے علاوہ سورۃ فاتحہ - آیت الکرسی اور آیت النور بھی لکھ دی تاکہ غیر مسلم احباب کو اسلام سے کسی قدر تعارف ہو جائے - چرچ والوں نے یہ تمام آیات لکھ کر پروگرام کے ساتھ چھاپ دیں شادی کے موقعہ پر خاکسار نے قرآن مجید کی ان آیات کی عربی میں تلاوت کی اور پریسٹ صاحب نے ان کا ترجمہ نہایت احسن پیرایہ میں پڑھا - یہ پہلی بار تھی کہ چرچ کی تاریخ میں اس طرح قرآن مجید چرچ کے اندر پڑھا گیا - تلاوت کے بعد خاکسار نے اسلام میں عورت کی حیثیت کے متعلق اور نکاح کی ضرورت کے متعلق مختصر سی تقریر کی جسے حاضرین نے بڑی توجہ سے سنا اس کے بعد نکاح کا اعلان کیا گیا جس میں مہر کا بھی ذکر تھا - میرے اعلان کرنے کے بعد پریسٹ صاحب نے زوجین کو انگوٹھیاں پہناتے ہوئے کہا کہ میں اللہ کے نام سے تمہیں یہ انگوٹھیاں پہناتا ہوں - اللہ تعالےٰ یہ شادی آپ کو مبارک کرے - اس موقعہ پر پریس کے نمائندگان بھی آئے ہوئے تھے - انہوں نے اخبار میں فوٹو بھی شائع کیا اور یہ بھی لکھا کہ ایمسٹرڈم کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک مسلمان کی شادی گرجے میں ہوئی - اکثر لوگ حیران تھے کہ پریسٹ نے اس طرح شادی کی کس طرح اجازت دے دی اور اس طرح قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ جن میں خدا تعالےٰ کی وحدت کا صاف الفاظ میں ذکر ہے کس طرح پڑھا - خیر یہ تو پریسٹ صاحب کی اپنی بات ہے - بہرحال اس طرح اسلام کا فی حد تک تعارف ہو گیا اور باہمی اتحاد و یگانگت کا ایک راستہ کھل گیا۔

برلن میں بین المذاہب کانفرنس

ایک عیسائی انجمن کی طرف سے برلن میں بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں انہوں نے عیسائی نمائندگان کے علاوہ یہودی اور مسلمان نمائندگان کو بھی دعوت دی تھی - چنانچہ خاکسار کو بھی اس جلسہ میں شمولیت کی دعوت ملی - اگرچہ مجھے صرف ایک دن جلسہ سے پہلے اطلاع ملی تھی مگر چونکہ یہ کانفرنس بہت اہم تھی اس لئے خاکسار نے فوری طور پر برلن جانے کا انتظام کر لیا - اس مجلس میں مسلمانوں کے بارہ تیرہ نمائندے موجود تھے - یہودیوں کے بھی اتنے ہی اور عیسائیوں کے بھی اتنے ہی نمائندگان تھے - یہ کانفرنس تین دن تک جاری رہی - مسلمانوں کے نمائندگان مختلف ممالک سے تعلق رکھتے تھے - جرمنی سے پروفیسر عمر ایرن فیلس - مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن - مکرم ابوبکر صاحب ایمی امام مسجد پیرس اور ایران، ترکی، پاکستان اور ہندوستان سے آئے ہوئے احباب بھی اس میں شریک تھے ہمارے مسلمان بھائی بہت ہی جوشیلے تھے اور ہر ایک اس مجلس میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہتا تھا - یہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ ہر ایک مسلمان اس موقعہ کو غنیمت خیال کر کے اپنے نظریات پیش کرنے کی کوشش میں تھا عیسائیوں کی طرف سے اس موقعہ پر بڑی چالاکی سے کام لیا گیا - انہوں نے عیسائی مقررین کی تقاریر اس طرح رکھی ہوئی تھیں کہ ان کی تقریر کے بعد تبادلہ خیالات کا وقت ہی نہ رہے اور اس طرح ان کی تقاریر بغیر تنقید کے لوگوں پر اثر ڈال سکیں امام مسجد برلن نے دو دفعہ تقریریں فرمائی تھیں جن کا حاضرین پر اچھا اثر رہا - خاکسار کو دوسرے دن پندرہ منٹ تقریر کا موقعہ ملا - جس میں "ہالینڈ میں اسلام" کے موضوع پر معلومات بہم پہنچانا تھیں - خاکسار نے سب سے پہلے خوشی کا اظہار کیا کہ برلن میں عیسائی احباب نے جو کام اس کانفرنس کے انعقاد کا کیا ہے وہ وہی ہے جس کے لئے ہم ہالینڈ میں کوشش کر رہے ہیں مگر ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی - پھر انہیں بتلایا کہ ہم نے حال ہی میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا تھا جس میں کیتھولک چرچ کی لکھی ہوئی کتاب پر تبادلہ خیالات کیا گیا مگر افسوس کہ لکھنے والوں نے اس میں حصہ نہ لیا -

پھر مختصر الفاظ میں تبلایا کہ عیسائیوں کی طرف سے عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام میں خدا سے محبت کی کوئی تعلیم نہیں - حالانکہ اگر وہ قرآن مجید کی پہلی آیت پر ہی غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ قرآن مجید خدا کی محبت پر بہت زور دیتا ہے - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے بھی خدا کی محبت ظاہر ہوتی ہے رحمان اور رحیم دونوں الفاظ میں خدا کی بے پناہ محبت کی طرف اشارہ ہے - رحمٰن ہونا محبت کے سوا ہو ہی نہیں سکتا - پھر یہ کہ قرآن مجید ہر قسم کی نیکی خدا کی محبت کی خاطر بجا لانے اور ہر قسم کی بدی سے اس کی محبت کی خاطر پرہیز کرنے کی تلقین کرتا ہے - قرآن مجید میں جا بجا فرمایا گیا ہے کہ اگر تم خدا کی محبت چاہتے ہو تو یہ کرو - وہ کرو - اور اگر تم اس کی محبت کے پیاسے ہو تو برائیوں سے بچو

خدا کی محبت کو کھینچنے کا ذریعہ یہی ہے کہ انسان اس کی خاطر اپنی زندگی ڈھالے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم یہی طرح دعا کیا کرو اللّٰھم اعطنی حبک وحب من یحبک۔ اے اللہ مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتا ہے۔

پھر یہ کہ اسلام میں انسانی زندگی کا مقصد ہی یہ رکھا گیا ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا تعالےٰ میں فنا کر کے اسی میں زندہ ہو جسے فنا فی اللہ کہا جاتا ہے۔ اس مقام پر انسان خدا سے مل جاتا ہے اور اس مقام کا انسان کہہ اٹھتا ہے کہ میں اور میرا خدا ایک ہیں، جیسے حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا۔

تقریر کے بعد سامعین نے سوالات کئے جن کے مناسب رنگ میں جوابات دیئے گئے اللہ کے فضل سے اس مختصر سی تقریر کا لوگوں پر اچھا اثر ہوا۔ ایک کیتھولک پریسٹ نے دو تین بار کہا کہ انہیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ان کو اس تقریر کے سننے کا موقعہ ملا۔ اسی دن شام کو ایک عیسائی عالم کی تقریر تھی انہوں نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے بتلایا کہ وہ خاکسار کی تقریر کے نتیجہ میں بہت سی باتیں جو وہ لکھ کر لائے تھے بیان نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی عام خیال کے مطابق اسلام کے متعلق ایسی باتوں کو اپنے مضمون میں شامل کیا ہوا تھا جن کی خاکسار نے پہلے ہی تردید کر دی ہوئی تھی۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کے متعلق اگر صحیح معلومات بہم پہنچائی جائیں تو یہ لوگ انہیں قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

ایک اور کانفرنس سوئٹزرلینڈ میں

دوسری کانفرنس ۲، مارچ سے چھ مارچ تک جنیوا سوئٹزرلینڈ میں منعقد ہوئی اس میں شرکت کے لئے ایک مسلمان دوست لبنان سے بھی مدعو تھے اور ایک پروفیسر صاحب یوگوسلاویہ سے تشریف لائے ہوئے تھے علاوہ ازیں جرمنی سے ہمارے بھائی پروفیسر عمر ایرن فیلس۔ ایران کے ایک شیعہ امام ہمبرگ سے اور چند ایک مصری بھائی جو جرمنی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور خاکسار ہالینڈ سے شامل ہوا۔ اسی طرح پیرس مسجد کے امام صاحب کے صاحبزادے ڈاکٹر دلیل بھی تھے۔ عیسائیوں کے بھی دس بارہ نمائندگان تھے۔ جن میں ایک لبنانی کیتھولک عیسائی اور ایک لبنانی رومن کیتھولک پریسٹ اور ایک انگلینڈ سے آئے ہوئے تھے جو اسلام کے ماہر آرتھوڈکس خیال کئے جاتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ۔ ڈنمارک، سویڈن اور جرمنی سے بھی نمائندگان شامل تھے۔ یہ کانفرنس بھی اللہ کے فضل سے کافی کامیاب ہوئی۔ لبنان سے آنے والے یونانی کیتھولک چرچ کے نمائندے نے عیسائیت اور اسلام پر بحث کرتے ہوئے ہمیں مخاطب کر کے کہا کہ قرآن حضرت مسیحؑ کی نبوت کا اقرار کرتا ہے۔ اب مسلمانوں کو اس معاملہ پر نہایت سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ اگر مسلمان حضرت مسیحؑ کی نبوت کے قائل ہیں تو پھر انہیں ان کی بتلائی ہوئی باتوں پر بھی ایمان لانا چاہیئے۔ اور انہیں باتوں میں مسیح علیہ السلام کی وہ باتیں بھی شامل ہیں جن میں انہوں نے خدا یا ابن اللہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ انہوں نے دراصل میرے سوال کرنے پر بتایا تھا کہ ان کی سنجیدگی سے غور کرنے سے کیا مراد ہے۔ اس پر میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا وہ بھی سنجیدگی سے ان باتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں جو قرآن نے حضرت مسیحؑ کے متعلق کہی ہیں۔ اس پر وہ ذرا ہچکچائے۔ کیونکہ انہیں علم ہے کہ قرآن مجید مسیحؑ کے ابن اللہ ہونے کے دعوےٰ کی تردید کرتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ مسیحؑ نے کبھی بھی ابن اللہ ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اگر آپ قرآن اور بانیٔ اسلام کی باتوں کو سنجیدگی سے ماننے کے لئے تیار ہوں تو ہم یقیناً مسیحؑ کی بتلائی ہوئی باتوں کو ماننے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ آپ یہ بھی ثابت کر دیں کہ جو باتیں ان کی طرف منسوب ہیں وہ انہی کی فرمائی ہوئی ہیں۔ پھر مزید براں یہ بھی کہا کہ چلو ہم ان باتوں کو ایسے ہی مان لیتے ہیں آپ انجیل سے حضرت مسیح کے کوئی الفاظ دکھا دیں جن میں انہوں نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا ہو۔ اس پر وہ بالکل حیران رہ گئے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ دیکھو انجیل میں لکھا ہے کہ میں اور میرا باپ ایک ہیں بس اس سے خدائی کا دعوےٰ ثابت ہو گیا۔ اس پر خاکسار نے عرض کی کہ اس سے خدائی کا دعوےٰ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ حضرت مسیح اپنے حواریوں سمیت خدا سے ایک ہونے کی دعا فرماتے ہیں۔ اس ایک ہونے سے مراد وحدت ذات نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی مرضی سے اتحاد ہے۔ بلکہ یہ کہ یوحنا کی انجیل کے باب دس سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح نے کبھی بھی خدائی کا دعوےٰ نہیں فرمایا۔ اس کے بعد اجلاس برخواست ہو گیا۔ بہر حال ان پر یہ ظاہر تو ہو گیا کہ مسلمان بھی بائیبل سے واقف ہیں اور یہ کہ جیسا قرآن مجید میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے کبھی بھی خدائی کا دعوےٰ نہیں کیا وہ ٹھیک ہے۔ منتظمین نے اس قسم کی مزید کانفرنسیں منعقد کرنے کا خیال ظاہر کیا ہے جسے مسلمان احباب نے خوش آمدید کہا۔ امید ہے کہ اور جگہوں پر بھی اب ایسی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں گی۔

آکسفورڈ میں کانفرنس

جون میں ایک کانفرنس آکسفورڈ میں ہوئی ہے وہاں سے بھی شمولیت کی دعوت ملی ہے انگلینڈ سے جو نمائندے سوئٹزرلینڈ میں ملے تھے ان کے ساتھ خط و کتابت جاری ہے۔ میں نے انہیں لکھا تھا کہ اگر ہم ایک دوسرے کے مذہب سے ٹھیک اطلاع پانا چاہیں تو ہمیں مل کر ایک کتاب لکھنا چاہیئے جس میں آپ اپنے اپنے مذہب پر روشنی ڈالیں اور ہم اسلام پر لکھیں، اس طرح پھر آپ اسلام پر تنقید کریں اور ہم عیسائیت پر۔ اس طرح تبادلہ خیالات کے بعد جو کتاب بنے گی وہ عام لوگوں کے لئے بہت مفید ہو سکتی ہے۔ انہوں نے اصولی طور پر میری اس تجویز کو قبول کر لیا ہے، اب انشاء اللہ اس کتاب کے متعلق ان کے ساتھ تفصیلی گفتگو ہو گی۔ اگر ہمیں ایسی کتاب شائع کرنے کی توفیق مل گئی تو اس سے اسلام کا ایک وسیع طبقہ میں تعارف ہو جائے گا۔ احباب کرام کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

اشارات — بسلسلہ ص

بات شامل کر دی گئی تھی کہ اس ملک میں شریعت اسلامی کی وہ تعبیر ملکی مسائل میں قابل نفاذ ہو گی جسے ملک کی اکثریت تسلیم کرتی ہے۔ چونکہ اس ملک میں اکثریت مسلک حنفی کی مقلد ہے اس لئے یہاں سب کو فقہ حنفی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہو گا۔ گویا اب قیامت تک کے لئے فقہ حنفی ہی شریعت اسلام کی شارح رہے گی۔ یعنی وہ فقہ جسے پہلے جامد کہا جا رہا تھا اور جو قیامت کے دن کسی کے کام نہ آئے گی۔ اس اسلامی سلطنت کے آئین کا ایک دوامی حصہ بن گئی اور مولانا کئی دفعہ فخریہ طور پر یہ کہہ چکے ہیں کہ یہ آئین تمام علماء کے اتفاق اور اتحاد سے تیار کیا گیا ہے۔ اس آئین سے ہی اب لوگوں کو یہ ترغیب اور تحریص بھی ہو جائے گی کہ قرآن کریم کے مضامین پر اب مزید غور کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ فقہ حنفی کی کتابوں کو ہی سامنے رکھ لینا کافی ہے۔ فقہ حنفی نے جو اجتہاد کا دروازہ بند کر رکھا ہے یہ اب بند ہی رہے گا۔

لندن میں تبلیغ اسلام

پشاور سے مولانا عبدالباقی صاحب لکھتے ہیں:—

ایک خاص خوشخبری آپ کو سناتے دیتا ہوں۔ کہ اگرچہ بعض نامعلوم وجوہات کی بناء پر ووکنگ مشن کی تبلیغی سرگرمیاں بند ہو گئیں اور ان پر بعض غیر احمدی حضرات کا قبضہ ہو گیا ہے۔ لیکن تبلیغ اسلام کا یہ سلسلہ بعینہٖ انہی دنوں ایک دوسری جگہ نمودار ہونے لگا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ

میرے ایک دوست حافظ محمد سرور صاحب مقیم لندن اپنی شادی کے سلسلے میں کوہاٹ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سے ملاقات ہو گئی۔ جیسے کہ عام دستور ہے۔ موصوف بھی جماعت احمدیہ کے بارے میں جماعت قادیان کے غالیانہ عقائد کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا تھے مگر چند ایک ملاقاتوں میں ان کی غلط فہمیاں بفضلہ تعالےٰ دور ہو گئیں۔ اور انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے لٹریچر کے اندر پیش کردہ اسلام کا خوبصورت چہرہ لنڈن میں پیش کرنے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ ماہ مارچ ۱۹۶۹ء میں وہ لنڈن روانہ ہو گئے اور ان کی فرمائش پر میں نے انہیں بیش قیمت انگریزی لٹریچر فراہم کیا۔ جس کا بیشتر حصہ انہوں نے قیمتاً خرید لیا ہے۔ یہ لٹریچر وہاں پر انہوں نے تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے اور اب ایک تازہ خط میں انہوں نے مذکورہ لٹریچر کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ ان کے خط سے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حافظ صاحب مذکور (جیسے کہ میں نے قبل ازیں عرض کیا ہے) خود ایک جماعت اسلامیہ کے بانی ہیں۔ اور پاکستان میں بعض لوگوں کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھا کر بالآخر لنڈن ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ موصوف ایک پکے موحد ہیں۔ مگر موحدین کے مروجہ عقائد کے مخالف ہیں۔ کیونکہ وہ لفظ پرستی میں مبتلا ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں امام الزمان کی شناخت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ذیل میں ان کے خط کا متعلقہ حصہ برائے اشاعت اور ان کے مطالبات کی تعمیل کے لئے سپرد قلم کرتا ہوں:—

"بزرگوارم (مراد بندہ سے ہے۔ ناقل) تبلیغی سلسلہ میں جو کتابیں آپ نے دی تھیں وہ بہت ہی عمدہ اور موثر و مدلل ہیں وہ سب تبلیغ کے لئے لوگوں کو دے چکا ہوں۔ خصوصاً "اسلام اینڈ کرسچینٹی"۔ "ڈیتھ آف جیزس"۔ "دی ٹریومف

(باقی بر صفحہ کالم ۴)

مولوی احتشام الحق صاحب

اور

قرآن ہر جمعہ کراچی میں اخبار روزنامہ جنگ میں شائع ہوتا ہے۔ اس درس میں مولوی صاحب بسا اوقات ایسی باتیں بیان فرمانے کے عادی ہیں جو اسلامی نقطۂ نگاہ سے قابل اعتراض ہوتی ہیں۔ اسی قسم کا غلط دعوے انہوں نے اپنے شائع شدہ درس قرآن مؤرخہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۹ء میں اس طرح پیش فرمایا ہے کہ "آخرت کی نجات کا دارومدار بالاتفاق صرف عقیدہ اور ایمان پر ہے"۔

جناب مولوی صاحب موصوف کا یہ دعوے اسی قدر سنگین اور خلاف اسلام ہے۔ جیسا جناب نے ایک ساقط الاعتبار روایت کی بناء پر یہاں تک تحریر فرمایا تھا کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ مقدسہ مطہرہ اللہ تعالےٰ اور نیز رسول اللہ کے نزدیک دعائے مغفرت کی مستحق نہ تھیں۔ العیاذ باللہ من ھٰذا الخرافات جب آپ کی اس خطرناک غلطی کی تردید قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے کی گئی۔ تو جناب مولوی صاحب نے باوجود یاددہانی خاموشی اختیار فرمائی۔ چنانچہ اس واقعہ کو اخبار پیغام صلح مؤرخہ مؤرخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۸ء میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

ٹھیک اسی طریقہ پر جب جناب مولوی احتشام الحق صاحب پر بذریعہ خط انکے مذکورہ عقیدہ نجات کی تصریح اور واضح غلطی قرآن کریم اور نیز احادیث صحیحہ کی روشنی میں ظاہر کی گئی تو جناب مولوی صاحب نے جواب دینے کی بجائے حسب معمول خاموشی سادھ لی۔ ایسے حالات میں اب میرے لئے صرف یہی ذریعہ ہے کہ اس خط کو اخبار پیغام صلح میں بھی شائع کر دوں۔

تا مولوی صاحب اپنے اس غلط دعوے کی صفائی میں کچھ فرما سکیں۔ والا ان کی خاموشی اس بات کا ثبوت ہوگی کہ جن مولوی صاحبان نے خدا اور اس کے رسول کا خوف نہ رکھتے ہوئے حضرت مجدد الوقت علیہ الرحمۃ اور ان کی جماعت کے خلاف جھوٹے طریق پر نفرت کے خیالات پھیلانا ہی خدمت اسلام سمجھ رکھا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ایسے علماء کے فہم قرآن کی خداداد قابلیت کو ہی سلب کر دیا ہے۔ وہ خط حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم و معظم جناب مولوی احتشام الحق صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے اخبار جنگ مؤرخہ ۱۵ مارچ ۱۹ء میں بسلسلہ درس قرآن اس آیت مقدسہ:۔

"ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین ...... ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون"

کی یوں تشریح فرمائی ہے:۔

"مذکورہ بالا آیت میں نجات آخرت کے دو اجزا بیان کئے گئے ہیں ایک ایمان دوسرا عمل صالح۔ بظاہر اس کا ماحصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدار نجات صرف ایمان پر نہیں بلکہ عمل پر بھی ہے"۔ یہاں تک میں اس تشریح میں آپکے ساتھ متفق ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی بغیر کسی نص صریح جناب نے مزید ارشاد فرمایا ہے۔ کہ "آخرت کی نجات کا دارومدار بالاتفاق صرف عقیدہ اور ایمان پر ہے"۔ جو حدیث جبرئیل آپ نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے پیش فرمائی ہے۔ اس کے اجزا میں صاف طور پر کلمہ شہادت (۲) اقامت صلوٰۃ (۳) ادائے زکوٰۃ (۴) صوم رمضان اور (۵) حج شامل ہیں اور ان اجزاء کا تعلق انسانی اعمال کے ساتھ ہے نیز اس حدیث مقدسہ میں اشارہ تک بھی موجود نہیں جس سے استدلال کیا جا سکے کہ آخرت کی بجائے دارومدار صرف عقیدہ اور ایمان پر ہے۔ اس لئے بادب ملتجی ہوں کہ آپ اپنے "متفقہ عقیدہ نجات" پر نص صریح پیش فرمائیں حضرت امام ابو حنیفہ نے مرجیہ کے اس عقیدہ کو کبھی صحیح تسلیم نہیں فرمایا۔ اور حضرت امام ابوالحسن اشعری کا بھی یہ مسلک نہ تھا۔ جناب نے اسلام اور ایمان پر جو موشگافیاں کی ہیں اس سے بھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ نجات آخرت کا انحصار محض عقیدہ یا ایمان پر ہے۔ قرآن کریم سے بکثرت آیات مقدسہ اس نظریہ کے خلاف پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر میں بات کو مختصر کرنے کی خاطر سورۃ الطور کی ان آیات کو پیش کرتا ہوں جن میں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کی اولاد کو ان مومن آبا و اجداد سے ملانے کے لئے شرط پیش کی ہے "اتبعتھم بایمان" اور اور اس شرط کو یوں مشروط فرمایا ہے "کل امرئ بما کسب رھین" یعنی ہر ایک نفس... دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے "فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ" یہ بھی ممکن نہیں کہ حسب نسب کے ذریعہ سے نجات مل جائے گی۔ اگر حضرت رسول مقبول صلعم اپنی بیٹی کو یوں مخاطب فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز میرا باپ ہونا تیرے کام نہ آئے گا۔ بلکہ تیرے اعمال ہی تیرے کام آئیں گے۔ تو کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا۔ کہ نجات کے لئے عقیدہ یا ایمان یا حسب نسب کے ساتھ عمل بھی ضروری ہیں۔ سورۃ المدثر میں اللہ تعالےٰ نے کیا خوب وضاحت فرمائی ہے۔ "کل نفس بما کسبت رھینۃ الا اصحاب الیمین" کہ صرف اعمال بد ہی انسان کو مزید ترقی یا نعمائے الٰہیہ کو حاصل کرنے میں روک ہوں گے لیکن نیک یا ایماندار (اصحاب الیمین) اس روک سے مستثنیٰ ہوں گے ایسا ناممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ اس نص صریح کے ہوتے ہوئے بد اعمال کو نیک اعمال رکھنے والوں عزیز و اقربا یا دوسرے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ملا دے خواہ ایسے بد اعمال کلمہ طیبہ کے ہی قائل کیوں نہ ہوں ایسے لوگوں کے متعلق قرآن کریم حکم دیتا ہے:۔

ا۔ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارًا (النساء)

ب۔ ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابدا۔ (الجن)

بناء علیہ جب تک نص صریح قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہ کر دیا جائے کہ بغیر عمل صرف عقیدہ اور ایمان سے نجات ہو جائے گی۔ تب تک اس عقیدہ کو صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ایسے عقیدہ کے شائع کرنے سے مسلمانوں کو مزید بدعملی کی کھلی کھلی چھٹی مل جائے گی۔ والسلام

منتظر جواب۔

شیخ عبدالحق۔ مناظر اسلام

مکان 2/6-127 پی ای سی ایچ سوسائٹی

کراچی ۲۹

میلاد النبیؐ کی تقریب پر جلسہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

دی ہے جو کامل دین لے کر آنے والا تھا اور جس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کا آخری رہبر و رہنما ہوگا۔ اس ضمن میں مولانا موصوف نے چند آسمانی کتب (وید، ژند اوستا، اور بدھ مذہب کی کتب) کے حوالوں سے بعض پیشگوئیاں بیان کیں جن میں ایسی پیشگوئیاں کی گئی ہیں جو سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے متعلق ہیں۔

اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کتب مذاہب عالم میں مندرج ان پیشگوئیوں کو میں نے اپنی کتاب MOHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES (محمدان ورلڈ سکرپچرز) میں جمع کر دیا ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور تیسری جلد زیر طبع ہے۔

حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی اس محققانہ تقریر کے بعد حضرت الحاج امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب صدر جلسہ نے درود و صلوٰۃ اور دعائے خیر کے بعد اختتام جلسہ کا اعلان فرمایا اور حاضرین و حاضرات کی تواضع مشروبات سے کی گئی۔

لندن میں تبلیغ اسلام۔ بقیہ از صفحہ ۱

آف قرآن"۔ اور "محمد اینڈ کرائسٹ" بہت ہی عمدہ ہیں۔ آپ براہ کرم جس طرح بھی ممکن ہو تو یہ کتابیں زیادہ سے زیادہ میرے لئے ارسال کریں۔ اور یا لندن میں مرکز کو لکھیں اور یا جنیوا (غالباً ہالینڈ مشن مراد ہے۔ ناقل) میں تبلیغی مرکز کو لکھیں۔ کہ وہ بھیجدیں۔ نیز بغیر عربی متن کے انگلش قرآن مجید از مولانا محمد علی صاحب بھی ضرور بضرور بھجوادیں۔ جتنی کاپیاں ہو سکیں۔ .... اس کے علاوہ ایک کاپی "انجیل برنباس" کی بھی ہر قیمت پر خرید کر مشکور فرمائیں۔ امید ہے کہ آپ میرا مطلب پوری طرح سمجھ گئے ہوں گے اور اس امر میں آپ میری مدد کریں گے"۔

مندرجہ بالا اقتباس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے تبلیغ اسلام کے دوسرے رستے کھول دیئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بقیہ اخبار احمدیہ:-

مولانا احمد یار صاحب کی آمد

——— یہ امر موجب مسرت ہے کہ محترم جناب مولانا احمد یار صاحب بروز ہفتہ مورخہ ۳۰ رمئی سنہ ۱۹۶۹ء کو بذریعہ تیز گام لاہور پہنچ گئے، لاہور اسٹیشن پر جماعت احمدیہ لاہور کے بہت سے اصحاب استقبال کے لئے موجود تھے، جنہوں نے ریل گاڑی سے اُترتے ہی مولوی صاحب موصوف کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور ان سے معانقہ کیا۔ اس موقعہ پر بعض احباب کے ساتھ اور اکیلے بھی ان کے فوٹو لئے گئے، اور بعدہٗ وہ اپنے گھر واقعہ احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لائے۔

——— ڈیرہ اسمٰعیل خان سے غلام محبوب صاحب نے لکھا ہے کہ ان کا اپنڈکس کا کامیاب اپریشن ہوا ہے۔ ہسپتال سے گھر آ گئے ہیں مگر ابھی تک پٹی ہو رہی ہے۔

ہلن آزاد کشمیر سے عبدالعزیز خان صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس لکھتے ہیں کہ وہ درد ریح کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔

احباب جماعت سے استدعا ہے کہ ان دونوں دوستوں کی کلی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

ھفت روزہ پیغام صلح ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶ شمارہ نمبر ۲۳
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور
میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر
چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر
نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس
لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر

گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

"پاکستان"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ تبلیغ لاہور

ٹیلیفون نمبر ۵۲۷۳۷

مدیر

دوست محمد

مدیر معاون

بشیر احمد سوز

سالانہ چندہ : آٹھ روپے

بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ایک سو روپے پیشگی آنے پر

تا زندگی جاری ہو سکتا ہے۔

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ - مطابق ۱۱ جون ۱۹۶۹ء | نمبر ۲۴

تم لوگ اپنی ساری ہمت اور طاقت

تبدیل اخلاق پر صرف کرو

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی معجزات کا نمبر سب سے اوّل درجہ پر ہے

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں جیسی طاقت رکھنے والوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ اصلی بہادر اور شہ زور وہ نہیں جو پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دے بلکہ اصل بہادر وہ ہے جو تبدیل اخلاق پر طاقت پاوے۔ پس تم لوگ اپنی ساری ہمت اور طاقت تبدیل اخلاق پر صرف کرو۔ کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری کا کام ہے۔ میں گذشتہ تقاریر میں بیان کر چکا ہوں کہ خلق عظیم بڑی کرامت ہے جو خارق عادت امور کو بھی مشتبہ کر سکتی ہے۔ مثلاً اگر آج کل معجزہ شق القمر کا ظہور ہو۔ تو موجودہ زمانہ کے ہیئت دان اور فلاسفر اس کو کسوف و خسوف کی ایک قسم قرار دے کر اس کی عظمت کو کم کرنا چاہیں گے اور پہلے معجزہ کو جو پیش کیا جاتا ہے۔ ایک قصہ قرار دیتے ہیں۔ پھر اور دیکھئے یہی کسوف و خسوف جو ماہ رمضان میں ہوا اور جو آیات مہدی میں سے ایک آسمانی نشان تھا۔ میں نے سنا ہے کہ بعض معترضین کہتے ہیں کہ یہ تو از روئے علم ہیئت ثابت تھا۔ کہ ماہ رمضان میں ایسا ہو۔ گویا یہ کہکر وہ اس حدیث کی جو حضرت امام باقر رضی سے مروی ہے وقعت کم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ احمق اتنا نہیں سوچتے۔ کہ نبوت ہر شخص نہیں کر سکتا یعنی پیشگوئی کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مدعی مہدویت کے زمانہ میں کسوف خسوف فلاں فلاں تاریخ ماہ رمضان میں ہوگا۔ جو ابتدائے آفرینش سے آج تک کبھی نہیں ہوا۔ پس اگر عقلی طور پر کسی قسم کا اشتباہ ہو۔ تو ایسے معترضین کو چاہیئے۔ کہ وہ تاریخی طور پر اس پیشگوئی کی عظمت کو کم کر دکھائیں۔ یعنی کسی ایسے زمانہ کا پتہ دیں کہ جب ماہ رمضان میں کسوف و خسوف اس طرح پر ہوا ہو کہ اس سے پہلے کوئی مدعی مہدویت موجود ہو۔ اور اسی طرح اس کی کسی نبی نے اپنے زمانہ میں پیشگوئی بھی کی ہو۔ مگر ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ کہ کوئی دکھلا سکے۔ میری غرض اس واقعہ کے بیان سے صرف یہ ہے کہ خوارق پر تو کسی نہ کسی رنگ میں لوگ نکتہ چینی کر کے اسے ٹالنا چاہتے ہیں۔ مگر انسان کی اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی شخص انگلی نہیں دھر سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق کا ہی دیا گیا تھا۔ جیسا کہ فرمایا۔ کہ انّک لعلٰی خلقٍ عظیم۔ یوں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قسم کے خوارق قوت ثبوت میں جملہ انبیاءؑ کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں

بحرِ حکمت کے موتی

والدین پر لعنت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ہے

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ من اکبر الکبائر اَن یلعنَ الرّجل والدیہ قیل یا رسول اللہ وکیف یلعن الرّجل والدیہ قال یسُبّ الرّجل ابا الرّجل فیسبُّ اَباہُ ویسبُّ امّہ۔

ترجمہ :-

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو لعنت کرے کہا گیا یا رسول اللہ انسان اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کر سکتا ہے فرمایا ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

نوٹ : از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ :-

اس طرح صرف یہی تعلیم نہیں دی کہ انسان اپنے ماں باپ کی عزت کرے بلکہ دوسرے کے ماں باپ کی بھی عزت کرے۔ کیونکہ اگر وہ دوسرے کے ماں باپ کی عزت کرے گا تو دوسرا اس کے ماں باپ کی عزت کرے گا۔ اخلاق فاضلہ کی تعلیم کا یہ بہترین طریق ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہ عظام قابل احترام ہیں۔
۴- مسیح مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

اشارات

فقہ حنفی اور ممالک اسلامیہ

اس وقت رسالہ "فکر و نظر" کا ماہ اپریل ۱۹۶۹ء کا مجلہ ہمارے سامنے ہے۔ اس میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مدیر "فکر و نظر" پروفیسر محمد سرور صاحب یوں فرماتے ہیں:-

"ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کا یہ مقصد ہے اور یہی مقصد ہونا چاہیئے اور اس کے حصول کے لئے ضروری ہے جیسا کہ "فکر و نظر" کے مارچ کے شمارے میں عرض کیا گیا کہ ہم اسلامی قوانین کو جیسا کہ دوسرے مسلمان ملک کر رہے ہیں غیر فرقہ وارانہ بنیادوں پر مدون کر کے انہیں اپنے ہاں نافذ کریں کیونکہ اصل مقصود معاشرے میں اسلام کی صحیح روح کو جاری و ساری کرنا اور اسے اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہے۔ اور یہ معاملہ کسی مخصوص ظاہری شکل کا اتنا نہیں جتنا اسلام کی مجموعی روح اور قالب کا ہے۔

مثال کے طور پر مصر کے مشہور عالم دین اور مصنف شیخ ابو زہرہ اس بات میں کہ باوجود اس کے کہ دولت عثمانیہ اور مصر کا سرکاری فقہی مذہب حنفی تھا۔ انہوں نے بعض امور میں اس پر دوسرے مذاہب فقہ کے قوانین کو ترجیح دی اور انہیں نافذ کیا۔ حنفی مذہب کے نفاذ میں دو مشکلات حائل ہوتی ہیں۔ ایک "شکلی" دوسری "موضوعی"۔ شکلی یہ کہ حنفی قاضی اپنے فیصلوں میں غیر مکتوب قانون پر اعتماد کرتے تھے۔ اس لئے حنفی قانون کا مواد مدون نہیں۔ اور اس کے فروع بھی جمع نہیں کئے گئے۔ چنانچہ قاضیوں کو اپنے مذہب کے متعدد اقوال میں سے ایک قول کو خود ترجیح دینی پڑتی ہے۔

حنفی مذہب کے نفاذ میں "موضوعی" شکل شیخ موصوف کے الفاظ میں یہ ہے کہ بعض مسائل میں وہ روح عصر کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا۔ اور دوسرے مذاہب ان مسائل میں اتفاق کرتے ہیں (ان العمل بذلك المذهب الجليل فی مسائل ليس فی الاخذ بها ما يتفق مع روح العصر و فی غيره من المذاهب ما يوافق العصر و يلائمه) شیخ ابو زہرہ لکھتے ہیں کہ اسی بنا پر پہلے دولت عثمانیہ میں اور پھر مصر میں یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ازدواج، طلاق اور بعض دوسرے امور میں صرف فقہ حنفی پر انحصار کرنا ٹھیک نہیں رہے گا۔

اور یہ رائے صرف شیخ ابو زہرہ کی نہیں بلکہ اس سے پہلے دولت عثمانیہ کے لئے "مجلہ" مرتب کرنے والوں کی بھی یہی رائے تھی۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں دولت عثمانیہ نے قانون ازدواج اور فرقت بین الزوجین کا قانون جاری کیا جس میں مذہب حنفی کے بعض احکام سے اعراض کرتے ہوئے دوسرے مذاہب اسلامیہ کے احکام کو پیش نظر رکھا گیا تھا۔ مثلاً تفریق بین الزوجین۔ عدم وقوع طلاق مکرہ و سکران و فساد عقد زواج مکرہ۔

مراکش کا سرکاری فقہی مذہب مالکی ہے۔ لیکن جنوری ۱۹۵۸ء سے وہاں جو شخصی قوانین نافذ کئے گئے ہیں ان میں دوسرے مذاہب فقہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ایک قانون کے ذریعہ مرد اور عورت کے لئے نکاح کی عمر مقرر کر دی گئی ہے۔ نکاح کے لئے ولی کی رضامندی کی شرط کا قانون مالکی مذہب کی بجائے تقریباً حنفی مذہب سے لیا گیا ہے۔ ایک قانون میں اس امر کی صراحت ہے کہ جہاں ایک سے زیادہ بیویوں میں عدم عدل کا خوف ہو وہاں تعدد ازدواج جائز نہیں۔ نیز نکاح کے وقت ایک بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خاوند سے دوسری عورت سے نکاح نہ کرنے کی شرط کر لے۔ اور اگر خاوند اس کی خلاف ورزی کرے تو بیوی فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ شیخ ابو زہرہ ان امور پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ جہاں تک اس آخری دفعہ کا تعلق ہے فقہ حنبلی میں اس کا جواز موجود ہے اور اس کی اصل سنت میں ہے لیکن اس دفعہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ اگر بیوی نے نکاح کے وقت یہ شرط نہ کی ہو اور خاوند دوسری عورت سے نکاح کر لیتا ہے، تو اس صورت میں بھی بیوی قاضی کے ہاں مرافعہ کر سکتی ہے۔ کہ وہ اس امر کا جائزہ لے کہ خاوند کے اس فعل سے اسے کتنا ضرر پہنچا۔ نیز یہ کہ یہ دوسرا نکاح کرنے والے کو لازمی طور پر دوسری عورت کو بتانا ہوگا کہ اس کی پہلی بیوی موجود ہے۔

شیخ ابو زہرہ کے نزدیک عدم عدل کے اندیشہ کی بناء پر تعدد ازدواج کا جائز نہ ہونا اور دوسری بیوی کرنے پر پہلی بیوی کو قاضی کے ہاں مرافعہ کرنے کی اجازت دینا۔ ان دو قوانین کی فقہ اسلامی میں کوئی اصل نہیں۔ (ولا نعلم لهما اصلاً فی الفقه الاسلامی)

مراکشی قوانین ہی کے سلسلے میں شیخ موصوف لکھتے ہیں۔ ان میں طلاق کے بارے میں دو ایسے امور ہیں جن کی فقہ اسلامی میں اصل موجود ہے۔ اول۔ حیض کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس کی اصل فقہ اسلامی میں ہے۔ اور یہ شیعہ امامیہ اور ابن تیمیہ کا مذہب ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ مراکشی قانون نے ان دونوں مذاہب سے یہ بات تو لے لی لیکن اس میں ایسی تبدیلی کر دی کہ سنت سے اس کا اتفاق ہو گیا۔ یعنی مراکشی قانون میں یہ ہے کہ حیض میں طلاق تو ہو جاتی ہے لیکن خاوند کو اس سے مراجعت کرنا لازمی ہے (نبی کریم صلعم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبداللہ بن عمرؓ کو جنہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی مراجعت کا حکم دیا تھا) دوسرے مراکشی قانون نے دو عادل گواہوں کے سامنے طلاق دینا واجب قرار دیا ہے (یجب تسجیل الطلاق لدی شاهدین عدلین منتصبین للاشهاد) اس پر شیخ ابو زہرہ یوں رائے زنی کرتے ہیں کہ اگرچہ نص میں یہ صراحت نہیں ملتی کہ طلاق کے واقع ہونے کے لئے شہادت شرط ہے لیکن مذاہب فقہ میں اس کی اصل موجود ہے۔ جس کا مفہوم قرآن مجید کی بعض نصوص سے ملتا ہے۔ چنانچہ شیعہ امامیہ کے نزدیک دو عادل گواہوں کی موجودگی کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اور یہ انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت سے مستنبط کیا ہے جہاں طلاق اور رجوع کے ذکر کے بعد ارشاد ہوا کہ واشهدوا ذوی عدل منكم و اقيموا الشهادة۔

شیخ ابو زہرہ تونسی قانون کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ اس کی اساس مذہب مالکی ہے۔ لیکن اس میں دوسرے مذاہب فقہ کے احکام بھی شامل کر لئے گئے ہیں۔ مثلاً تونسی قانون میں نکاح کے وقت صرف بیوی کو خاوند سے شرط کرنے کا حق حاصل نہیں بلکہ مذہب حنبلی کے مطابق خاوند اور بیوی دونوں ایک دوسرے سے ایسی شرطیں کر سکتے ہیں جو شرعاً ممنوع نہ ہوں۔ حالانکہ مالکی مذہب میں نکاح کے وقت جو شرطیں کی جائیں ان کا پورا کرنا واجب نہیں اور امام مالک نے تو نکاح کے وقت شرطیں کرنے سے منع کیا ہے۔

شیخ موصوف کے نزدیک تونسی قانون میں بعض ایسی نئی باتیں بھی ہیں جو ان کی رائے میں اسلام کے اصول و مبادی میں سے نہیں ہیں۔ مثلاً اس قانون کی دفعہ ۱۸ یہ ہے:- تعدد ازدواج ممنوع ہے ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنے کی سزا ایک سال قید اور بیس ہزار فرانک جرمانہ ہے۔ ان دو میں سے ایک سزا بھی دی جا سکتی ہے۔

طلاق کے بارے میں تین دفعات ہیں:- دفعہ ۳۰:- طلاق عدالت ہی میں دی جا سکتی ہے۔ دفعہ ۳۱:- طلاق ان تین صورتوں میں واقع ہوگی (۱) بیوی یا خاوند میں سے کسی ایک کے مطالبے پر ان اسباب کی بناء پر جو اس مجلہ میں مذکور ہیں (۲) بیوی اور خاوند دونوں کی مرضی سے۔ (۳) اگر خاوند طلاق کا مطالبہ کرتا ہے تو حاکم، بیوی کو طلاق سے جو ضرر پہنچے گا، اس کا اسے خاوند سے مالی معاوضہ دلوائے گا۔ اسی طرح اگر بیوی طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اسے خاوند کو ہرجانہ دینا ہوگا۔ دفعہ ۳۲- طلاق کا حکم سنانے سے پہلے حاکم کا فرض ہوگا کہ وہ خاوند اور بیوی کا میں اصلاح حال کی پوری کوشش کرے

شیخ ابو زہرہ تونسی قانون کی ان دفعات پر تنقید کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں:- اس قانون نے طلاق دینے اور معاوضہ ادا کرنے کے معاملے میں مرد اور عورت کو ایک درجہ دے دیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امت کے اسلاف میں اس کی کوئی مثال نہیں

(باقی بر صفحہ ۱ کالم ۱)

تکفیر المسلمین اور قادیانی جماعت

۷ رمئی ۱۹۶۹ء کے پیغام صلح میں "خلافت ربوہ سے ایک اہم سوال" کے عنوان سے ہم نے م۔ش کی ڈائری کا مندرجہ روزنامہ مشرق مؤرخہ ۲ رمئی ۱۹۶۹ء کا ایک اقتباس پیش کیا تھا، جس میں معزز ڈائری نویس نے ایک قادیانی مبلغ کا بیان (مندرجہ الفضل مؤرخہ یکم مئی) سے نقل کیا تھا، جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ لندن سے لائبیریا پہنچے پر کثیر التعداد غیر احمدی مسلمان جو انہیں جانتے بھی نہ تھے ایرپورٹ پر ان کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے اور آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"پھر ایک خاص بات جو میں نے فوری طور پر محسوس کی وہ یہ تھی کہ باوجود اجنبیت کے ان میں سے ہر ایک مسلمان کو اخوت اسلامی کے جذبہ سے سرشار پایا"

جناب م۔ش۔ نے اس پر لکھا تھا کہ:۔

"مندرجہ بالا تحریر جناب بشیر احمد صاحب رفیق جو کہ لندن میں احمدیہ مسجد کے امام ہیں کے زور قلم کا نتیجہ ہے وہ لائبیریا کے پریذیڈنٹ کی دعوت پر یوم استقلال کی تقاریب میں شرکت کے لئے لندن سے وہاں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ان کا جیسے استقبال ہوا وہ ان کی تحریر سے مترشح ہے، وہ اعتراف فرماتے ہیں کہ مسلمان جوق در جوق ان کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے میں اس پر صرف اس قدر تبصرہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حال ان مسلمانوں کا ہے کہ جن کے معصوم بچوں کا آپ جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں سمجھتے، کیا خلافت ربوہ کے ارباب اپنے ان عقائد میں کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے جن کی بنا پر انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے کاٹ کر علیحدہ کر رکھا ہے؟

سوال نہایت اہم تھا اور ہمیں امید تھی کہ خلیفہ صاحب ربوہ کی طرف سے اس مسئلہ پر ضرور روشنی ڈالی جائے گی، لیکن وہاں بالکل خاموشی رہی حتیٰ کہ ۱۴ رمئی کے روزنامہ "مشرق" میں جناب م۔ش صاحب نے یہ اعلان کیا کہ:۔

"خلافت ربوہ کے متبعین کی طرف سے مسلمانوں کے نماز جنازہ میں شرکت کے متعلق اس کالم میں جو کچھ عرض کیا گیا تھا اس کے متعلق جناب حکیم مبارک احمد خان صاحب نے مجھے جماعت احمدیہ (ربوہ) کے نقطۂ نگاہ کی ترجمانی کے طور پر صدر انجمن احمدیہ کی یہ تحریر ارسال کی ہے:

"گو اس وقت تک جماعتی فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، لیکن اس سال حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر اپنے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے جس کا حوالہ ایک مرتبہ ۱۹۱۷ء میں دیا گیا تھا اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کے متعلق اس وقت اعلان فرما دیا تھا کہ اصل تحریر ملنے پر اس کے متعلق غور کیا جائے گا لیکن وہ خط اس وقت نہ مل سکا اب ایک صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کے والد مرحوم کے کاغذات میں سے اصل خط مل گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مکفّر یا مکذب نہ ہو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں کوئی ہرج نہیں کیونکہ جنازہ صرف دُعا ہے لیکن باوجود جنازے کے بارے میں جماعت کے سابق طریقہ کے غیر احمدی مرحومین کے لئے دعائیں کرنے میں جماعت نے کبھی اجتناب نہیں کیا۔"

اس تحریر کو پڑھ کر ہم نے جناب م۔ش صاحب کی خدمت میں ایک مراسلہ لکھا جو انہوں نے اپنی ڈائری میں مندرجہ روزنامہ مشرق مؤرخہ ۲۴ رمئی ۱۹۶۹ء میں بدیں الفاظ نقل کیا ہے:

"آج یہ کالم قارئین مشرق کے آراء و افکار کے لئے وقف ہے۔

لاہور سے چھپنے والے ہفتہ وار "پیغام صلح" کے ایڈیٹر جناب دوست محمد صاحب اپنے مکتوب میں رقمطراز ہیں:

"مسلمانوں کی نماز جنازہ میں شرکت کے متعلق جماعت ربوہ کے نقطۂ نگاہ کی ترجمانی (۱۴ رمئی ۱۹۶۹ء) "مشرق" میں نظر سے گذری۔ اس بارہ میں دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

(۱) حضرت مسیح موعود کی جس تحریر کا ذکر صدر انجمن احمدیہ کے اعلان سے نقل کیا ہے۔ صرف اس میں ہی حضرت مسیح موعود نے غیر از جماعت مسلمانوں کا جنازہ جائز قرار نہیں دیا بلکہ احمدیہ جماعت کے اخبارات میں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں جنازہ کے جواز کا بار بار اعلان ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ کی زندگی میں ہی ذیل کا فتویٰ سلسلہ کے اخبارات "الحکم اور بدر" میں شائع ہوا جو فتاویٰ احمدیہ نامی ایک کتاب میں درج شدہ موجود ہے اعلان کے الفاظ یہ ہیں: "متوفی اگر مکفّر اور مکذب نہ ہو تو اس کا جنازہ بے شک پڑھ لیا جائے۔ کوئی حرج نہیں علام الغیوب خدا کی ذات ہے" فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل ص۱۱۹۔

اس فتویٰ کے باوجود خلافت ربوہ ۱۹۱۷ء سے اب تک اس خط کی تلاش کرتی رہی جس کا ذکر صدر انجمن احمدیہ کی تحریر میں کیا گیا ہے اور اس دوران خلیفہ صاحب کی طرف سے یہ فتوے اصادر ہوا کہ جس طرح کسی ہندو اور عیسائی کے بچے کا جنازہ جائز نہیں اسی طرح غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ جائز نہیں (انوار خلافت ص۹۳) کہاں تک واجب قرار دیا جا سکتا ہے

(۲) حقیقت یہ ہے کہ خلافت ربوہ کے نزدیک ہر وہ مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں۔ خواہ اس نے مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سُنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے (آئینہ صداقت ص۳۵) یہاں تک کہ وہ مسلمان بھی جو حضرت مسیح موعودؑ کو نہ صرف کافر نہیں کہتا بلکہ آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبان سے بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶۔ نمبر ۴۔ مؤرخہ ۱۱ راپریل ۱۹۱۱ء)

ان فتاویٰ کی موجودگی میں غیر از جماعت مسلمانوں کے جنازہ کے متعلق صدر انجمن احمدیہ کا محولہ بالا اعلان کیا اہمیت رکھتا ہے۔ جنازہ اگرچہ دعا ہے لیکن مسلمان ہی کا جنازہ پڑھا جا سکتا ہے نہ کہ کافر یا غیر مسلم کا۔ صدر انجمن احمدیہ کو چاہیئے کہ سب سے پہلے مسلمانوں کی تکفیر کے بارے میں خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا فتوے کو غلط قرار دے اور کھلے طور پر اعلان کرے کہ تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کو کافر نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ آپ کے دعوے کے منکر ہیں مسلمان ہیں۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں کھلے لفظوں میں یہ اعلان کیا ہوا ہے۔

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (صفحہ ۱۳۰)

اگر صدر انجمن احمدیہ ایسا اعلان کرنے کے لئے تیار ہو تو جنازہ کا سوال خود بخود حل ہو جائے گا۔ امید ہے آپ اس بارہ میں حکیم مبارک احمد صاحب یا صدر انجمن احمدیہ سے وضاحت کرانے کی کوشش فرمائیں گے۔

اس مراسلہ کے ساتھ ہی جناب م۔ش۔ نے اس کالم میں یہ بھی اعلان فرما دیا کہ:۔

"جناب حکیم مبارک احمد خان صاحب مہتمم طبیہ کالج عجائب گھر امین آباد رقمطراز ہیں:۔

آپ کی ڈائری ایک دوست نے دکھائی اس میں صدر انجمن احمدیہ کی میری نمائندگی کا ذکر یقیناً خلاف واقعہ ہے۔ میرے خط میں بھی ان سطور کا ایک حرف تک مسطور نہیں جو میری طرف منسوب کی گئی ہیں تسلی کے لئے میرا خط دیکھ لیجئے میرا خط انجمن کی نمائندگی میں ہرگز نہ تھا اور نہ اس کے ادعا کا مجھے حق پہنچتا ہے۔"

چلیئے چھٹی ہوئی۔ اب سوال یہ ہے کہ صدر انجمن احمدیہ یا خلیفہ صاحب ربوہ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ اگر فی الواقع انہیں کسی صاحب سے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ خط مل گیا ہے جس میں غیر مکذب و غیر مکفر مسلمان کا جنازہ پڑھ لینے کی اجازت دی گئی ہے تو انہیں چاہیئے کہ وہ اسے شائع کریں اور اس کے ساتھ ہی اپنے مسلک کا بھی اعلان کریں۔ بقول حکیم مبارک احمد صاحب یہ وہ خط ہے جس پر سابق خلیفہ صاحب نے ۱۹۱۷ء میں غور کرنے کا وعدہ کیا تھا اور جہاں تک ہمیں یاد ہے منیر انکوائری کورٹ میں بھی انہوں نے اس خط پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا تھا، لیکن اپنی تمام زندگی بھر وہ اس وعدہ کو پورا نہ کر سکے (ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان شائع شدہ فتاویٰ ہی کو قابل التفات سمجھا، جن کا حوالہ ہم نے مندرجہ بالا مراسلہ میں دیا ہے) لیکن اب جبکہ بقول حکیم مبارک احمد صاحب وہ اصل خط بھی مل گیا ہے، پھر اس پر خاموشی کے کیا معنے؟ کیوں خلیفہ صاحب ربوہ یا صدر انجمن احمدیہ صاف لفظوں میں اقرار یا انکار کر کے غیر از جماعت مسلمانوں کے جنازہ کے متعلق اپنے مسلک کا اعلان نہیں کرتے؟ اصل بات یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اگر محولہ بالا خط کی روشنی میں وہ غیر از جماعت مسلمانوں کا جنازہ جائز قرار دے دیں، تو انہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ایسے تمام مسلمان حضرت مسیح موعودؑ کے انکار کی وجہ سے کافر نہیں ہیں اور اگر مسیح موعودؑ کا انکار موجب کفر نہیں، تو مسیح موعود کو نبی قرار دینا بھی صحیح نہیں یہ وہ مصیبت ہے جس سے قادیانی یا ربوائی جماعت کو چھٹکارا ملنا مشکل ہے، لیکن دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ نتیجہ خواہ کچھ ہو وہ اس خط کو نقل کر کے صفائی کے ساتھ اپنے مسلک کا اعلان کر دیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ ان کے معتقدات کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا نام دنیا میں بدنام ہو چکا ہے۔ اگر ایسے خط کے ملنے سے وہ سمجھتے ہوں کہ ان کے معتقدات صحیح ثابت نہیں ہوسکتے تو کیا ہرج ہے کہ ان کو بدل کر حضرت مسیح موعودؑ کی اصل پوزیشن کو واضح کیا جائے، مومن کو کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے وہ اب تک جماعت لاہور پر یہ الزام دیتے رہے ہیں کہ غیر از جماعت مسلمانوں کی خوشنودی کے لئے وہ نبوت مسیح موعود اور تکفیر مسلمین کا انکار کرتے ہیں لیکن ان کی اپنی پوزیشن اب کیا ہے؟ کیا ان کی خاموشی یہ ثابت نہیں کرتی کہ وہ اندرونی طور پر اپنی اعتقادات کے قائل ہو چکے ہیں لیکن اس کے اعلان کی ہمت نہیں رکھتے جو یقیناً مومنانہ طریق عمل نہیں، انہیں چاہیئے کہ یا تو صاف طور پر یہ اعلان کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خط کو دیکھ کر ان کے خیالات بدل چکے ہیں اور اب وہ غیر از جماعت مسلمانوں کو جو مکفر و مکذب نہیں مسلمان یقین کرتے اور ان کا جنازہ جائز سمجھتے ہیں۔ اور یا صاف طور پر کہہ دیں کہ مسیح موعودؑ کی تحریر کو ہم صحیح نہیں سمجھتے۔ کیا وہ کوئی اس قسم کا اعلان کرنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں؟ دیدہ باید۔

مختلف مقامات پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ کے جلسے

راولپنڈی

جماعت راولپنڈی کے زیر اہتمام ۲۹ر مئی ۱۹۶۹ء کو ایک جلسہ عام زیر صدارت مولانا علی محمد صاحب اجمیری مقامی مرکز جماعت میں منعقد ہوا۔ کارروائی جلسہ ۵ بجے بعد نماز عصر محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبلغ اسلام نے تلاوت قرآن پاک سے شروع کی۔ مکرم شیخ گلزار احمد صاحب نے دُرِّثمین سے حضرت نبی کریم صلعم کی مدح میں عاشقانہ ترانہ "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ...." خوش الحانی سے سنایا۔ ان کے بعد محترم الحاج میاں فاروق احمد صاحب نے ملفوظات حضرت امام الزمانؑ سے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضرتؑ نے عیسائیوں اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے آنحضرت صلعم کی ذات ستودہ صفات پر کئے گئے رکیک حملوں۔ دریدہ دہنی اور گستاخی پر دلی رنج و اندوہ کا اظہار کیا ہے۔ اور اس زمانے کو دجالیت کا اشد ترین دور قرار دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی بعثت مامورین کا فلسفہ اور اس پرفتن زمانہ کے لئے ایک مامور کی بعثت اور غلبہ و نصرت اسلام کی بشارت دی ہے۔ محترم میاں صاحب کے بعد حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ نے سیرت النبی صلعم کی قوت قدسی کی بدولت نہ صرف جزیرہ نمائے عرب میں رُونما ہوا۔ بلکہ آپؐ سے تربیت یافتہ اور آپؐ سے فیض پانے والوں نے بھی اطراف و اکناف عالم میں زبردست انقلاب برپا کیا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہادی اسلام صلعم کے کمالات اور عظیم الشان کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ریگستان کے منتشر ذرّوں کی طرح بکھری ہوئی عرب قوم کو متحد اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیا۔ اور ایک جاہل قوم کو علم و فضل کے خزانوں کا مالک بنا دیا۔ ان لوگوں نے قرآن کریم کی تفسیر۔ صرف و نحو۔ تواریخ۔ فلسفہ۔ علم بیان پر بیش بہا علمی خزانے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ آنحضرت صلعم کا لایا ہوا قرآن اور اس کی زبان آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی محفوظ ہے۔ حالانکہ توریت۔ انجیل اور دوسری آسمانی کتابیں بدل چکی ہیں۔ اور ان کی زبان ختم ہو چکی ہے۔

. . . .

. . . .

آپ نے فرمایا ہادی اسلام صلعم کے فیوض و برکات کا دامن قیامت تک ممتد ہے۔ نبوّت اور رسالت تو آنحضرت صلعم پر ختم ہو چکی ہے۔ مگر دین اسلام کی حمایت اور تجدید کے لئے مامورین کا سلسلہ جاری ہے۔ ہم نے بھی ایک امام اور ولی کا زمانہ پایا ہے۔ یہ قادیان کے ایک گمنام گاؤں کا رہنے والا مرزا غلام احمد قادیانیؒ تھا۔ عیسائیوں اور دشمنانِ اسلام نے ہادئ اسلام اور دین اسلام پر جو رکیک حملے کئے انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے دل کو مضطرب کر دیا۔ اور آپ نے مدافعت اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت قائم کی۔ آپ نے انگریزی خوانوں کو خادم قرآن اور عاشقِ رسولؐ بنا دیا اور ان کے دلوں میں وہ جرأت اور ولولہ پیدا کیا کہ وہ یورپ امریکہ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں اسلام اور قرآن کی تبلیغ کے لئے پھیل گئے۔ یہ مجاہد غیر مسلم حکومتوں سے مرعوب نہ ہوئے بلکہ بڑی جرأت اور بے باکی سے صف اعدائے اسلام کو بے جُت پامال کرتے چلے گئے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ غیر منقسم برصغیر ہند و پاک میں مسلمانوں کو عیسائیوں، دہریوں اور آریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے سوائے جماعت احمدیہ کے علماء کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا۔ چنانچہ ہمارے مبلغین نے جگہ جگہ پادریوں کا مقابلہ کیا اور ارتداد کی رَو کو سختی سے روکا۔ یورپ اور امریکہ میں اس جماعت کے مبلغوں نے سینکڑوں۔ ہزاروں سعید روحوں کو دین اسلام میں داخل کر دیا۔ حضرت امام الزمانؑ کے شاگردوں نے قرآن مجید کی بلند پایہ تفسیریں لکھی ہیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کے اُردو اور انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے مجھے حضرت امامؑ کی صحبت سے یہ شرف حاصل ہوا کہ خدا تعالےٰ نے جرمن زبان میں ترجمہ اور تفسیر شائع کرنے کی توفیق دی۔ آج بھی یہ جماعت یورپ اور امریکہ میں اسلامی انقلاب برپا کر سکتی ہے۔ چاہیئے کہ ہمارے مسلمان بھائی اس بارے میں ہم سے تعاون کرنے پر تیار ہو جائیں۔ حضرت امام زمانؑ نے خدا اور رسول عربیؐ پر زندہ ایمان پیدا کیا ہے اور اسلام کو ادیان باطل پر غالب کرنے کا ایک جامع منصوبہ قوم کے سامنے رکھا۔

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر کے بعد صاحبزادہ مولانا عبدالمنان صاحب عمر نے اپنے اُمت میں حضرت مسیح موعودؑ کے مقام پر روشنی ڈالی۔ اور عالمانہ انداز میں مسئلہ ارتقا۔ اور ختم نبوت کے موضوع پر پون گھنٹہ تقریر کی۔ فاضل مقرر نے ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ اولیاء کے ایک فرد ہیں۔ اور آپ سلسلہ اولیائے اُمت کی ایک کڑی ہیں آپ کے مشن اور آپ کے دعویٰ کو سمجھنے کے لئے اس سلسلہ کے جملہ افراد کو سمجھنا ضروری ہے۔ اولیائے اُمت کا وجود۔ زندہ کتاب۔ زندہ رسولؐ اور زندہ دین کا مظہر ہے اور یہی درحقیقت حیات النبی صلعم پر دلیل ہے۔ آنحضرت صلعم کی بعثت فسق و فجور۔ ظلمت اور تاریکی کی طویل رات کے بعد طلوعِ فجر ہے اور اس کے بعد تیرہ راتیں جیسا کہ سورۃ الفجر میں بیان کیا گیا ہے مجددین عظام کی بعثت کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ پھر حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی اُمت کے اس مہتم بالشان مجددّ کا ذکر بار بار کیا ہے جو فتنہ دجال کا قلع قمع کرے گا۔ یہ عظیم الشان مجددؑ ہمارے زمانہ میں آیا اور اس نے دجال کے فتنہ کو دلائل قاطع اور براہین ساطع سے پامال کر کے دکھایا۔ اس عظیم اسلامی خدمت کے بجالانے کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ اولیاء ہی کے ایک فرد ہیں۔ اور آپ نے حضرت رسول کریم صلعم کے عشق میں بانگ بلند فرمایا :۔

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

صاحبزادہ صاحب کی فاضلانہ تقریر کے بعد حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب اور خواتین کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔ جلسہ بڑا کامیاب رہا۔ فاروقیہ اور واہ سے بھی احباب شرکت کے لئے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے محترم میاں بشیر احمد منٹو صاحب انچارج مشن راولپنڈی نے ہفتہ بھر مسلسل جدوجہد کی جس کے لئے وہ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ (نسیم حیات سیکرٹری تعلیمات راولپنڈی)

لائل پور

مورخہ ۲۹ رمئی مطابق ۱۲ ربیع الاوّل بروز جمعرات بعد از نماز مغرب جامع احمدیہ میں مقامی جماعت کی طرف سے جلسہ سیرت النبی صلعم کا انعقاد کیا گیا۔ احباب جماعت اور غیر از جماعت معززین نے جلسہ میں بکثرت شرکت کی اور جلسہ نہایت بارونق اور کامیاب رہا۔

تلاوت قرآن کریم، ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ اور منظوم کلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور آپؐ کے اُسوہ حسنہ کے موضوعات پر مندرجہ ذیل احباب نے علی الترتیب خطاب کیا۔

۱۔ محمد صالح نور

۲۔ حافظ شیر محمد صاحب خوشابی

۳۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع

تینوں اصحاب نے بالوضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ، غزوات، مکی اور مدنی زندگی کے واقعات کی روشنی میں آپؐ کے اُسوہ حسنہ کا تذکرہ کیا۔ اور بتلایا کہ کس طرح دعوائے نبوت سے قبل اور بعد اور فتح مکہ سے پہلے اور بعد آپؐ نے بے مثال کردار کی ایک لافانی تصویر پیش کی ہے اور قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق حرف بحرف اپنی پاکیزہ زندگی کا پاک نمونہ ہمارے لئے مشعل راہ اور قابل تقلید مثال کے طور پر ہمارے سامنے رکھا ہے۔

آخر میں جناب میاں رشید احمد صاحب مسرت نے صدارتی تقریر میں نہایت اچھوتے اور دلنشیں انداز میں حضور علیہ السلام کی سیرت پاک کا ذکر کیا اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی طرف توجہ دلائی اور جامع احمدیہ لائل پور سے وابستہ بزرگوں کی یادوں کا تذکرہ نہایت پیارے انداز میں کیا۔

اس جلسہ میں لائل پور کے معروف شاعر جناب سرور رہی نے حضور علیہ السلام کی مدح میں اپنا کلام بلاغت نظام پیش فرمایا جسے بہت پسند کیا گیا۔

جلسہ کے دوران آبِ شیریں سے احباب کی تواضع کی جاتی رہی اور اختتام پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

محمد صالح نور۔ لائل پور

سیالکوٹ

مورخہ یکم جون کو سیالکوٹ کی جماعت نے یوم وصال حضرت مسیح موعود اور عید میلاد النبیؐ کی تقریب پر جلسہ کیا۔ جلسہ کا انتظام مرزا منظور بیگ صاحب نے اپنے مکان پر نہایت عمدگی سے کیا۔ حاضری بھی کافی تھی مستورات کے لئے بھی انتظام تھا۔ حاضرین کی تواضع کوکا کولا سے کی گئی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ خواجہ رحمت اللہ صاحب نے نہایت خوش الحانی سے تلاوت فرمائی ان کے بعد سلطان سکندر صاحب متعلم سیکنڈ ایر نے نعت سنائی۔ بعد ازاں معزز میزبان مرزا منظور بیگ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات سے اقتباسات پڑھے جس سے عیاں ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا جذبات تھے اور آپ سے بڑھ کر حضورؐ کی مدح کیا کسی نے کی ہے

ان کے بعد راقم الحروف نے ضرورت مجدد پر تقریر کی جو کہ بہت پسند کی گئی بعد ازاں شیخ نثار احمد صاحب نے تقریر کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدماتِ اسلام پر روشنی ڈالی اور آپ کی صداقت کے نشانات مطابق حدیث نبویؐ رمضان میں سورج اور چاند کے گرہن اور طاعون کا مفصل ذکر کیا اور فرمایا کہ حضرت صاحب نے یہ تاکید کی ہے کہ میرے نشانات جماعت کو سنائے جایا کریں ان سے ایمان بڑھتا ہے۔ وفات مسیحؑ کا بھی تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ اب یہ مسئلہ قریباً ختم ہے اور ہر طرف سے اہل علم نے تسلیم کیا ہے کہ مسیحؑ وفات پا چکے ہیں۔ یہ بڑی فتح ہے حضرت مسیح موعود کے خیالات کی ... انہوں نے متعدد واقعات آپ کی صداقت کے بیان کئے اور بتایا کہ آج تک

(باقی بر صـ ۲ کالم ۳)

اللہ تعالیٰ کی کامیاب اور بابرکت حکومت اور

حضرت نبی کریم صلعم کی کامل عبودیت و عرفان

احکامِ الٰہی کی اطاعت باعثِ عزت و تکریم ہے۔ قوم سازی کا گُر یہ ہے کہ ایک دوسرے کی تکریم کی جائے

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ جون ۱۹۶۹ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

للہ ما فی السموٰت وما فی الارض ۔ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ۔ فیغفر لمن یشآء ویعذب من یشاء ۔ واللہ علیٰ کل شیئ قدیر۔ اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کلٌ اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ ۔ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ———— (البقرۃ ۲ ۔ ۲۸۴ ۔ ۲۸۵) ————

کائنات پر خدا تعالیٰ کی بابرکت حکومت

یہ دو آیتیں جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ۔ یہ سورہ بقرہ کے آخری رکوع کی آیات ہیں ۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ یہ کائنات جو تمہارے سامنے ہے جس کے اندر تم بستے ہو ۔ اس کا پیدا کرنے والا میں ہوں ۔ اس کائنات کی تخلیق کے بعد اس پر تصرف اور حکومت بھی میری ہے ۔ یہ حقیقت الامر ظاہر ہے کہ حکومت کرنا بہت مشکل امر ہے ۔ پاکستان ایک چھوٹی سی مملکت ہے ۔ لیکن بائیس سال کے عرصہ میں مسلمانوں نے دیکھ لیا ہے کہ حکومت کرنا انتہائی مشکل کام ہے ۔ خدا تعالیٰ اس کائنات کا خالق و موجد ہے اور اس پر اس کا تصرف تام ہے اور حکومت حاصل ہے ۔ بلکہ وہ سرچشمۂ برکات ہے تبارک الذی بیدہ الملک ۔ حکومت وہ جس کے اندر برکات ہوں ۔

حکومت کے بارے میں اقوامِ عالم کی مشکلات

آج اگر پاکستانیوں کو اس بات کا احساس ہے کہ حکومت کرنا انتہائی مشکل کام ہے ۔ تو اقوامِ یورپ جن کو اپنے علم اور عقل پر ناز ہے ۔ اور جن کو حکومت کرنے کا تجربہ ہے ۔ ان کو بھی مختلف قسم کی مشکلات اور پریشانیاں لاحق ہیں حکومت کرنے میں انہیں مختلف قسم کی دقتیں پیش آ رہی ہیں ۔ روس اور امریکہ ایک دوسرے سے ڈرتے بھی ہیں اور ایک دوسرے کو آنکھیں بھی دکھلاتے ہیں ۔ ان کی وجہ سے نہ صرف یورپ میں فساد ہے بلکہ ہمارے وطنوں میں بھی فساد ہے دنیا میں مسلمان، ہندو انگریز ۔ یہودی اور دوسری قومیں حکومت کر رہی ہیں ۔ اور ان حکومتوں میں خلل اور فساد ہے ۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکومت میں کوئی فساد اور بدامنی نظر نہیں آتی ۔

خدا تعالیٰ کو انسان کے ظاہری منصوبوں اور اندرونی نیات کا علم ہے ۔

خدا تعالیٰ کی حکومت کامیاب اس لئے ہے کہ اس حکومت کا موجد اور خالق وہ خود ہے ۔ خدا تعالیٰ کی حکومت کا نشان یہ ہے کہ اس کائنات کے اندر حکمت اور علم کے نشانات پائے جاتے ہیں ۔ فرمایا وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ۔ ہم اس کائنات کے بادشاہ ہیں اور ہمارا علم اس طرح کام کر رہا ہے کہ تمہارے ظاہری منصوبوں اور اندرونی نیات کو بھی ہم خوب جانتے ہیں ۔ تمہاری نیات میں کچھ اور ہو اور منصوبے کچھ اور سب کا ہم کو علم ہے ۔

ہمارے اس باریک علم اور کائنات پر تصرف کو سامنے رکھ کر تم خود فیصلہ کرو ۔ کہ اس بادشاہ کا تم پر کس قدر احسان ہے ۔ جہاں کائنات میں برکات ہیں اسی طرح اس کی جاری کردہ کتاب قرآن کریم بھی موجب برکات ہے کتاب انزلنٰہ مبارک ۔ خود فیصلہ کرو کہ ایسے بادشاہ کے ماتحت جس کے علم کی انتہا نہیں جس کے کمالات اور احسانات بے شمار ہیں تمہیں کس طرح رہنا چاہیئے ۔ اس بادشاہ کی بادشاہت کے اندر رہتے ہوئے اپنے باطن کے اندر صفائی اور پاکیزگی پیدا کرو ۔

انسان کے کردار و اعمال کا ریکارڈ

وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ۔ ہم تمہارے افعال و اعمال کا محاسبہ کرتے رہتے ہیں ۔ اور انہیں ریکارڈ کرتے رہتے ہیں ان افعال و اعمال کے اثرات کا ریکارڈ تمہارے دل و دماغ اور جسم پر ہوتا رہتا ہے ۔ ڈاکٹر اور طبیب، انسان کا چہرہ ۔ آنکھیں اور جسم دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ اس کا کردار اس قسم کا ہے ۔ تو خدا سے تمہارے اعمال و کردار کیسے چھپ سکتے ہیں ۔ شاید ایک انسان دوسرے انسان کے جرم و خطا کو معلوم نہ کر سکے یا پولیس اور حکومت پر کسی کا جرم ظاہر نہ ہو لیکن خدا کی گرفت بہت سخت ہے اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی

منشاءِ الٰہی کے مطابق زندگی گذارنا باعثِ عزت ہے

فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء ۔ اگر تم ہماری منشاء پر چلتے رہو گے تو تمہارے لئے مغفرت ہے اور اگر تم ہماری مشیت کے خلاف چلو گے تو ہم تمہیں سزا دیں گے ۔ ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیئ فی الارض ولا فی السماء ۔ ہر چیز کا خدا تعالیٰ کو علم ہے ۔ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے ۔ اسی خدا کو اگر خوش کر لو تو تمہارے لئے دنیا کی حسنات اور آخرت کی نعمتوں میں سے سب کچھ ہے ۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق زندگی گذارتے ہیں ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔ وہ صاحب عزت بن جاتے ہیں ۔ وللہ العزۃ ولرسولہ ۔ جس طرح سے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم معزز ہیں ۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی معزز ہے اگر انسان اپنے باطن کو پاکیزہ کر لے تو خدا کا فضل اس پر اس کے اموال و اولاد پر اترتا ہے ۔ واللہ علیٰ کل شیئ قدیر ۔ ہماری طاقت و قدرت وسیع ہے ۔ کان اللہ علیمًا حکیمًا ۔ خدا کا علم بھی بڑا وسیع ہے اور اس کی حکمت بھی بے نظیر ہے ۔ کان اللہ عزیزًا حکیمًا ۔ خدا کی ذات سب پر غالب ہے اور وہ حکیم بھی ہے ۔ اس کے کاموں میں خوبی اور برکت نظر آتی ہے ۔

حضرت نبی کریم صلعم کی کامل عبودیت اور آپؐ کا عرفان

پھر فرماتا ہے اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ ۔ ہم نے جو کچھ اتارا ہے ہمارا رسولؐ اس پر ایمان لے آیا ہے ۔ ایک طرف کامل ایمان ہے تو دوسری طرف کامل عبودیت کا ذکر ہے ۔ حضور نبی کریم صلعم کے عرفان کے متعلق خدا تعالیٰ خود سرٹیفکیٹ دیتا ہے کہ اٰمن الرسول حضور صلعم کی قوتِ نظری، اعتقادات اور عرفان پختہ ہے ۔ عبودیت کے سردار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا انا اول المسلمین میں سارے جہان سے بڑھ کر احکاماتِ الٰہی کی پابندی کرنے والا ہوں ۔ یہ احکام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں یہ انسان کے کردار کو بلند کرنے اور ان کی تربیت اور ربوبیت کرنے کے لئے ہیں ۔

صحابہ کرامؓ کا ایمان و عرفان

والمؤمنون ۔ جہاں نبی کریم صلعم کا ایمان و عرفان سب سے بڑھ کر ہے وہاں ساتھ ہی فرمایا والمؤمنون ۔ حضور صلعم کے ساتھی بھی پورے مومن ہیں ۔ وہ بھی اس عرفان سے متمتع ہیں جو نبی کریم صلعم کو حاصل ہے ۔ اعتقادات اور عرفان کو قوتِ نظری کہتے ہیں اور اس عرفان اور اعتقادات کے مطابق عمل ہو تو اس کو قوتِ عملی کہتے ہیں یہ دونوں ان کو حاصل ہیں ۔

حضرت ابراہیمؑ کی دُعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کو تمام قومیں اپنا باپ یقین کرتی ہیں وہ دُعا فرماتے ہیں ربّ ھب لی حکما والحقنی بالصالحین ۔ حکم کہتے ہیں سمجھ اور معاملہ فہمی کو ۔ حضرت ابراہیمؑ دعا کرتے ہیں میری ربوبیت کرنے والے مولا مجھے حکمت عطا فرما ۔ امور کی سمجھ اور معاملہ فہمی اور فلسفہ عطا فرما تاکہ میں ان پر عمل کر سکوں ۔

قوم سازی کا گُر ۔ ایک دوسرے کی عزت کی جائے ۔

حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھیوں کے ذکر میں ایک بات ہمارے لئے قابل غور ہے وہ یہ کہ حضورؐ نے ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی تکریم کی ہے ۔ اور یہ گُر قوم سازی کا ہے ۔ وہ قوم کامیاب نہیں ہوتی جن کے ارکان ایک دوسرے کی عزت و تکریم نہیں کرتے ۔ ضروری ہے کہ آپس میں حسن ظن سے کام لیا جائے اور ایک دوسرے کی عزت کی جائے ۔ حضور نبی کریم صلعم اور آپؐ کے ساتھیوں نے ایک دوسرے کی تعظیم و تکریم کی ہے ۔ زیدؓ ایک غلام تھے ۔ انہیں اخونا ومولینا کہہ کر یاد فرماتے تھے ۔ ایک دفعہ اسامہ رضؓ بن زید رضؓ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمانڈر مقرر کیا ۔ وہ غلام زادہ ہے اس کو کمانڈر بنا دیا اور اس کے زیر کمان حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ نے جہاد کیا ۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضؓ نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ تمہارے باپ کی نسبت اسامہؓ کے باپ کی محبت حضور صلعم کو زیادہ تھی ۔ اسی طرح تمہاری نسبت زیدؓ کا بیٹا اسامہؓ انہیں زیادہ پیارا ہے

اللہ تعالیٰ کی ربوبیتِ عامہ

آگے فرمایا کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ اس کے اندر ترتیب ہے کہ خدا کے بعد فرشتوں پر ایمان ہے ۔ اس لئے کہ وہ پیغام الٰہی لاتے ہیں ۔ پھر کتابوں پر جو مختلف اقوام کو وقتاً فوقتاً دیتا رہا اور اپنی منشاء سے ان کو مطلع فرماتا رہا ۔ یہ مومن کی شان ہے

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ پر ایمان لائے اور یقین کرے کہ دنیا جہان کے انسان خدا کا کنبہ ہیں۔ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں ان سب کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک آسمان بنایا ہے۔ سب پر ایک ہی سورج چڑھتا ہے اور سب پر ایک ہی بارش ہوتی ہے غرض فطرت انسانی بھی ایک ہی ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا خدا تعالیٰ نے سب انسانوں کی ایک فطرت بنائی ہے اور ان کی رہنمائی کے لئے سب پر روحانی بارش کی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے بین الاقوامی اتحاد کی بنیاد رکھی

اس آیت میں مسلمانوں کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ وہ مذہبی۔ قومی۔ لونی اور لسانی تعصب کو چھوڑ دیں کیونکہ خدا تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے اسی طرح پیار ہے جس طرح ہم کو مسلمان سے پیار ہے۔ یہ تو ایم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا نشان ہے کہ دنیا کی قوموں کو یکجا کرنے کے لئے عالمگیر ہدایات پیش کیں۔

یورپ بھی بنی نوع انسان کے اتحاد و اتفاق کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے لیکن اپنے بہت بڑے علم و عقل کے باوجود غلط راہیں اختیار کرتا ہے۔ وہ پڑھے لکھے لوگ ہیں باوجود اپنے وسیع علم اور تجربہ کے وہ کبھی چند لڑکیوں کو ثقافتی پرچار کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھیج دیتے یا کبھی کرکٹ ٹیم کو بھیجتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے خیرسگالی بڑھے گی اور قومیں ایک دوسرے کے قریب آئیں گی لیکن نتیجہ کچھ نہیں اس کے مقابلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج سے چودہ سو سال پہلے اعلان فرماتے ہیں کہ ساری دنیا خدا کا کنبہ ہے۔ ان کی فطرت ایک ہے۔ وہ سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ان سب پر خدا کی برکتیں اترتی ہیں۔ اور ان پر ایک ہی جسمانی اور روحانی بارش ہوتی ہے۔ ان کو متحد کرنے کے لئے فرمایا سب پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور سب قوموں کی آسمانی کتابوں پر ایمان لاؤ۔ فرمایا لا نفرق بین احد من رسلہ ہم اقوام عالم کے رہبروں اور پیغمبروں میں تفریق نہیں کرتے۔ تمام قوموں کے پیغمبر ہمارے پیغمبر ہیں۔ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت اسمٰعیل حضرت اسحاق۔ حضرت رام چندر اور کرشن سب ہمارے بزرگ ہیں جب آپ یہ تعلیم عملاً دوسروں کے سامنے پیش کریں گے تو غیروں پر اثر ہوگا کہ یہ بے نظیر قوم ہے اور تعصب سے اونچی ہے۔

مسلمانوں کی باہمی تکفیر بازی

مسلمانوں کی خصوصیت تو یہ ہے کہ وہ اپنے اندر غیروں کو سمو لیں لیکن کیفیت اس کے برعکس ہے آج مسلمان ایک دوسرے کو برا بھلا کہتا ہے۔ مساجد میں تفریق بازی ہے۔ کیا تمام مسلمان ایک کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے۔ کیا نماز کے الفاظ مختلف ہیں۔ کیا کلمہ میں اختلاف ہے۔ کیا خدا اور رسول صلعم ایک نہیں؟ سب مسلمانوں کا ان سب باتوں پر اتفاق ہے۔ لیکن آج مسلمان اپنی تعلیمات کو اپنے عمل سے جھٹلا رہا ہے اور وہ مسلمانوں کو ہی کافر بنانے پر تلا ہوا ہے۔ مسلمان اپنے سلف کا نمونہ بھول چکے ہیں۔ ان کو اتحاد و اتفاق کی باتیں بھول چکی ہیں۔ حالانکہ اسلام ایک ایسی قوت تھی جس نے عرب۔ ایران اور عراق کو ایک کر دیا تھا۔

احکام الٰہی کی اطاعت ہی کامیابی کا موجب ہے۔

فرمایا قالوا سمعنا واطعنا۔ ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کرتے ہیں اس کے اندر یہ سبق ہے کہ خدا اور رسولؐ کے احکام پر عمل کرنے سے ہی مقاصد عالیہ حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس حقیقت کو زندگی کے ہر شعبہ میں سامنے رکھے بغیر مسلمان کامیاب نہیں ہو سکتے۔

تین (۳) اہم تجاویز

پہلی تجویز یہ ہے کہ انجمن کی زیر سرپرستی لاہور کے کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی رہائش کے لئے ایک ہوسٹل قائم کیا جائے جس کے مہتمم ایک اچھے صاحب علم اور دیندار صاحب ہوں۔ وہ احباب جن کے بچے لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا آئندہ کرنے والے ہیں اپنی قیمتی رائے سے راقم کو مطلع کریں۔ دوسرے احباب جن کو ان امور کا تجربہ ہے وہ بھی اپنی تجاویز بھیجیں تو مشکور ہوں گا۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ احمدی طلباء کا آپس میں ربط بڑھایا جائے اسی طرح طالبات کا بھی آپس میں میل جول ہو۔ اس سلسلہ میں تمام طلباء و طالبات جو لاہور کے کالجوں میں پڑھتے ہیں خواہ گھر میں رہتے ہوں یا ہوسٹل میں۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل فارم میں متعلقہ احباب راقم کو بھیجدیں۔

نام طالب علم / طالبہ۔ ....

ولدیت۔ ....

مکمل پتہ۔ ....

....

....

کلاس۔ ....

کالج۔ ....

ہوسٹل۔ ....

(اس میں رہائش پذیر) ....

کیفیت۔ ....

تیسری تجویز جو کہ بہت ہی اہم ہے آپس میں رشتہ ناطہ کی ہے جس پر گذشتہ معتمدین کے اجلاس میں بہت زور دیا گیا۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ایسے بچے بچیوں کے کوائف تفصیلاً راقم کو مہیا کریں جس میں تعلیمی قابلیت عمر اور آمدنی ماہوار (اگر ہو) دی گئی ہو۔ اور یہ بھی لکھا جائے کہ کس قسم کا رشتہ مناسب ہوگا اس سلسلہ میں تمام خط و کتابت راقم کے نام پر ہو جو صیغہ راز میں رکھی جائیگی۔ (چوہدری) فضل حق (انچارج شعبہ تنظیم جماعت)

بقیہ جلسے

(بسلسلہ صـ ۲)

کس کس رنگ میں آپ کی تائید اور تصدیق ہوتی رہی آخر میں آپ نے بتایا کہ حضرت کا اصل مشن انسان کو نیکی کی راہ پر گامزن کرنا تھا اور آپ کی تحریروں میں کثرت سے لکھا ہوا ہے کہ صرف بیعت کر لینے سے جماعت میں شامل ہو جانا فائدہ مند نہیں جب تک کہ حقیقتاً بیعت سے سرشار نہ ہوں اور آسمان پر وہ صرف اس صورت میں ہی جماعت میں شامل لکھا جاتا ہے جب تقویٰ کی راہوں پر چلنے والا ہو۔ یہی آپ کا مشن تھا اور یہی نصب العین اور یہی یوم وصال اور یادگار منانے کا حقیقی مقصد ہونا چاہئیے کہ ہم مسیح موعودؑ کے اس نصب العین کو زندہ رکھیں۔ خود اس پر سختی سے کاربند ہوں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں۔

بعد ازاں چوہدری برکت اللہ صاحب راشکور نے سیرت النبی صلعم پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا اور چوہدری محمد سعید صاحب تقشہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور آپ کے صحابہؓ کی پاک بازی اور علم و فضل پر تقریر کی اور واقعات سے ان کی وضاحت کی۔

آخر میں مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے نے جو کہ خاص طور پر اس جلسہ کے لئے سیالکوٹ تشریف لائے تھے سامعین کو اپنی دلنشین تقریر سے نوازا آپ نے سیرت النبیؐ اور یوم وصال کو ایسا یکجا کیا اور ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود آنحضرتؐ کے عاشق زار تھے اور بتایا کہ ایک عاشق زار اپنے محبوب کے لئے ۵ چیزوں میں امتیاز رکھتا ہے۔

۱۔ محبوب کے رنگ میں رنگین ہونا

۲۔ محبوب کے دکھ کو ترجیح دینا اور اس کے لئے غیرت دکھانا۔

۳۔ محبوب کے نصب العین کو اپنا نصب العین بنانا۔

۴۔ محبوب کے لئے دعا کرنا

۵۔ محبوب کی مدح کرنا۔

آپ نے ان پانچوں خصوصیات کو حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی سے ایسی مطابقت دی کہ سامعین وجد میں آ گئے۔ مختصراً بیان کرتا ہوں کہ۔

۱۔ حضرت صاحبؑ کی زندگی سراپا عشق محمدؐ تھی کہ اس سے بڑھ کر عشق کا تصور نہیں ہو سکتا۔

۲۔ آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اپنی تقریروں اور تحریروں میں ایسی شان سے کیا کہ اس سے بڑھ کر شان بیان نہیں کی جا سکتی اور دشمنان اسلام کی طرف سے جو حملے آپؐ پر ہوئے آپ نے اس بارہ میں پوری غیرت دکھائی اور ان کو منہ توڑ جواب دیا اور دوسرے کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی۔

۳۔ آپؑ کے نصب العین یعنی قرآن کو پھیلایا اور رشد و ہدایت کا یہی پیغام دیا کہ اس پر چلو اور اپنی جماعت کو اس راہ پر لگایا اور اس سلسلہ کی ایسی محکم بنیاد ڈالی کہ ساری دنیا کی تنظیمیں دیکھ لیں ایسی مداومت اور کامیابی نہیں ملے گی۔

۴۔ محبوب کے لئے دعا کا یہ عالم ہے کہ ہزار ہزار بار روزانہ درود شریف کا ورد ہوتا ہے

۵۔ مدح کا یہ عالم ہے کہ اردو اور فارسی اور عربی میں بے نظیر اشعار حضور صلعم کی مدح میں لکھے۔

اسی ضمن میں مقرر موصوف نے بہت سے اشعار سنائے جس سے حاضرین بہت لطف اندوز ہوئے۔ الغرض جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ اور بیعت کی تجدید ہوئی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے آمین۔

شیخ محمد عبید اللہ۔ سیکرٹری جماعت سیالکوٹ شہر

کریم گنج گیا (بھارت)

آج حسب دستور ایم اے صمد صاحب ایم اے بی۔ ایل کریم گنج گیا۔ کی صدارت میں ایک جلسہ یوم وصال مسیح موعودؑ کے موقعہ پر لائبریری میں منعقد ہوا۔ پہلے فاتحہ خوانی ہوئی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مضامین سے یہ بات واضح کی گئی کہ مسیح موعودؑ نے کبھی بھی نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت محمد صلعم کا ادنیٰ خادم تصور کرتے رہے اور دین اسلام ہی کا پرچار کرتے رہے اس میں شبہ نہیں کہ اپنے آپ کو مسیح موعودؑ سے منسوب کرنے والی ایک جماعت نے ان کو نبی کہا اور ایسا نہ ماننے والوں کو کافر بتلایا۔ مگر یہ بات اب روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ اس جماعت کے سربراہ نے ایک گدی کا خاندانی قائم کرنے کی نیت سے ایسا کیا۔ اور کچھ دنوں تک کامیابی بھی حاصل کی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ اثر اب قریب قریب زائل ہو چکا ہے۔ اور کم سے کم ہمارے صوبہ میں وہ جماعت محسوس کرنے لگی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کے صریح خیالات کے خلاف یہ بات بنائی گئی تھی اور اب سوائے گدی قائم رکھنے کے اور کسی بات کی فکر اس جماعت کے سربراہ کو نہیں رہی اب مریدوں کی روحانیت کو بڑھانے کے بدلے صرف گدی کے لئے روپیہ بٹور رہا ہے۔ جبکہ چند سال قبل بڑے زوروں سے اس جماعت کی تبلیغ ہوتی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اکا دکا جو لوگ اپنے آپ کو اس جماعت کو وابستہ سمجھتے ہیں ان کو اپنے موجودہ پیر کا نام تک معلوم نہیں ہے اور نہ ان کے خیالات جاننے کا موقعہ ملتا ہے۔ اب ان کا پرچہ الفضل یا کوئی دوسرا اخبار تلاش کرنے پر بھی یہاں دستیاب نہیں ہوتا ہے۔ آخر میں قہوہ سے حاضرین کی تواضع کی گئی۔

محمد صالح نور صاحب (مولوی فاضل) لائلپور

احمدیت کا ایک لعلِ بے بدل

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید علیہ الرحمۃ

صد ہزاراں فرسخے در کوئے یار ۞ دشتِ پُر خار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخِ عجم ۞ ایں بیاباں کرد طے از یک قدم
(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب خداتعالےٰ کی طرف سے حکم پاکر تجدید دین اور احیائے اسلام کے لئے مامور ہونے کا اعلان کیا اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کو اپنے وجود کے ساتھ لازم قرار دیا۔ تو بہت سی نیک اور سعید روحیں آپ کی قوتِ قدسی اور اشاراتِ الٰہیہ کے مقناطیسی اثر کے تحت آپ کی طرف کھنچی چلی آئیں۔ اور جو لوگ حالات اور وقت کے تحت ایک مامور اور مجدّد کی ضرورت کو شدّت سے محسوس کر رہے تھے انہیں بتقاضائے حالات حضورؑ کے وجود باجود میں وہ تمام علامات نظر آئیں جو ایک مامور من اللہ میں پائی جانی ضروری ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا وعدہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے، کہ جب ظلمت چاروں طرف سے گھیرا ڈال لیتی ہے، تو ہم روشنی اور صداقت کے سامان کر دیتے ہیں، تو ایسے وقت میں جب کہ لوگ شرک اور بدعت میں گرفتار تھے اور قسم قسم کے صنم بنا رکھے تھے سب سے بڑھ کر لوگوں کے دل و دماغ از خود صنم خانے بنے ہوئے تھے۔ اگر ایک طرف ہندو دیوتا اور دیویوں کے آگے سجدہ ریز تھے تو دوسری طرف مسلمان قبروں کو سجدہ کرتے نظر آ رہے تھے۔ اسلام تھا مگر صرف کتاب میں لوگوں کے دل اسلام کے صرف نام سے واقف تھے اور از روئے حدیث قرآن پاک کے صرف حروف رہ گئے تھے اور اسلام کا صرف نام رہ گیا تھا اور ایمان ثریّا کی بلندیوں پر جا چکا تھا۔ اور مؤذن کی اذان میں رُوحِ بلالی مفقود تھی۔ اور علماء کرام کی زبان سے تلقین غزالی عنقا تھی۔ اور مسجدیں نمازیوں کی شکلوں کو ترس گئی تھیں اور جو مساجد آباد تھیں وہ ھدایت سے خالی تھیں اور صاحبانِ اوصافِ حجازی ڈھونڈنے سے نہ ملتے تھے۔ ایسے وقت میں جبکہ شعراء قوم اپنی قوم کا مرثیہ پڑھ رہے تھے اور مسلمانانِ عالم پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ کوئی نجات دھندہ پیدا ہو اور ہمیں ان بندھنوں سے نجات دلائے، کوئی مسیحا ہم کو ملے جو ہمیں ہماری بیماریوں سے نجات دلائے۔ اور کوئی ایسا رہنما سامنے آئے جو منزلِ مقصود کا پتہ دے۔

الغرض وقت کی ضرورت کے پیشِ نظر قادیان کی گمنام بستی میں ایک **نجات دھندہ** پیدا ہوا جس نے خدا تعالےٰ سے خبر پاکر اعلان کیا کہ خداتعالےٰ نے مجھے اس زمانے کے دُکھوں اور بیماریوں کو دُور کرنے کے لئے مسیحا بنا کر بھیجا ہے اور اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا ؎

منم مسیح بانگ بلند میگویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

آپؑ نے اپنی صداقت میں دلائل دیئے قرآن کریم کو بطور گواہ پیش کیا۔ حدیث پاک سے نشانات اور روایات کی نشاندہی کی۔ سنّت اللہ کو دنیا کے سامنے بطور دلیل کے بیان کیا۔ اپنی پاکیزہ اور بے داغ زندگی کو بطور گواہ کے پیش کیا۔ اسلام کی سربلندی کے لئے اس نے تمام غیر مذاہب سے جو کھی لڑائی لڑی۔ مناظرے کئے۔ مباحثات ہوئے۔ مباہلہ کے لئے پکارا۔ غلبۂ اسلام کے لئے ان تھک شب و روز محنت کی قریب قریب اسّی کتب اپنے دعوے اور صداقتِ اسلام کے متعلق تصنیف کیں۔ اسلام پر حملہ آور ہونے والوں کو ایسے ایسے مسکت جواب دیئے کہ انہیں دوبارہ اسلام اور بانیٔ اسلام کے حق میں کسی قسم کی گستاخی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

آپؑ کی آواز اور دعوت میدانوں میں گونجی، وادیوں میں گرجی اور پہاڑوں کی بلند چوٹیوں سے بھی جا ٹکرائی۔ دُور دراز سے لوگ حالات کا علم حاصل کرنے کے لئے قادیان کی طرف آنا شروع ہو گئے اور قادیان میں نیک اور سعید روحیں اور علم اور روحانیت کی پیاسی دنیا اپنی پیاس بجھانے کے لئے دُور دُور سے اس چھوٹے سے گاؤں میں پا پیادہ چل کر اور مختلف سواریوں پر چل کر آنی شروع ہو گئی حتی کہ اس گاؤں میں ملک کی نامور اور قابلِ ذکر ہستیوں کا ہجوم رہنے لگا۔ ہر لمحہ قرآن اور اسلام کی تعلیم کے متعلق درس تدریس اور ذکر و تذکرہ رہنے لگا بہت سے چوٹی کے عالم اور گدی نشین، محدّث، فقیہہ، منطق و فلسفہ کے ماہر، انگریزی دان اور عالمی شہرت کے متبحر عالم آپ کے حلقہ بگوش ہونے لگے۔ اور ساری ساری عمر قرآن پڑھانے والے علوم قرآنی کے حصول کے لئے آپ کے حضور دو زانو نظر آنے لگے۔ کہاں وہ قادیان کی خاموشی اور سناٹا اور کہاں گہما گہمی اور رونق اور چہل پہل کا یہ عالم کہ ہر لمحہ کوئی نہ کوئی حالات کا جائزہ لینے کے لئے اور حضور کی زیارت کے لئے چلا آ رہا ہے۔ اس کا نقشہ آپ نے ان اشعار میں کھینچا ہے کہ

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
کہ مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

شدہ شدہ یہ پیغام خداوندی اللہ تعالےٰ کے ایک پاکیزہ بندے صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحبؒ کو کابل افغانستان میں بھی پہنچ گیا۔ **یہ** سعید الفطرت انسان عابد شب زندہ دار، زاہد بے ریا، تقوےٰ اور پرہیزگاری کا مجسّمہ، ایثار و استقلال کی چلتی پھرتی تصویر، ہر وقت خدا سے لو لگائے رکھنے والا ایک متبحر عالم صاحب رؤیا و کشوف اور الہامات اور سینکڑوں کرامات آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہو چکی تھیں، ایک عالم آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل تھا۔ لوگ ہر وقت تحصیل علم و فضل کے لئے حلقہ بگوش رہتے تھے۔ بادشاہ اور رعایا سب عزّت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کو کسی نہ کسی طرح قادیان سے حضرت کی کتب وہاں پہنچیں، آپ نے خدا کی دی ہوئی فراست اور علمِ الٰہی سے منوّر ذہن اور وجود باری تعالیٰ کے گہوارہ دل کے ساتھ ان کتب کا مطالعہ کیا اور اس بارہ میں خدا تعالےٰ کی رہنمائی چاہی دل روشن ہو گیا۔ اور نگاہ بلند رکھنے والا انسان اشارہ خداوندی سے اس امر کا معترف ہو گیا کہ یہ شخص ضرور مستجاب اللہ ہے۔ ان کے ایک مرید کا بیان ہے کہ

"حضرت اقدس کی کتب دیکھ کر صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے فرمایا کہ مجھ پر پہلے سے یہ کشفی طور پر واضح ہو چکا تھا کہ اس زمانہ میں کسی بڑے عالی پایہ مجدّد کا ظہور ہونے والا ہے اور مجھے ایسا وہم گذرتا تھا کہ شاید میں ہی نہ وہ شخص ہوں لیکن جب میں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب پڑھیں تو معًا میرے قلب نے تصدیق کی کہ یہ وہی شخص ہے جس کے ظہور کی عالم روحانیت میں تیاریاں تھیں پھر جب کتب کو زیادہ غور سے پڑھا تو حق بکلّی روشن ہو گیا۔"

حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کو افغانستان کا بچہ بچہ جانتا تھا۔ آپ ایک عظیم عالم تھے تمام علاقہ میں آپ کی بزرگی اور علم کا شہرہ تھا۔ اور افغانستان میں ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مُرید تھے نہایت پاک باطن، اہلِ علم، اہلِ فراست اور تقوےٰ شعار تھے۔ امیرِ کابل کی نظر میں آپ ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء اور فضلاء کے سردار مانے جاتے تھے۔ اس امر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ امیر کی تاجپوشی کے وقت محض برکت کے لئے آپ کے دستِ مبارک سے ہی اس کے سر پر تاج رکھوایا گیا۔ آپ کے قلب صافی پر حضرت اقدس کی پاکیزہ تحریرات نے بالکل وہی اثر کیا جو آسمان کی بارش ایک اچھی زمین میں ایک اچھے بیج پر کرتی ہے اور بقول حضرت مرزا صاحبؑ

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

آپ کی نیک اور سعید فطرت نے اس پیغام خداوندی کو دل و جان سے قبول کیا اور اس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ یہ ذوق و شوق اور محبت و اخلاص اور زبردست جذبۂ محبت آپ کو کشاں کشاں قادیان کی طرف کھینچ لایا۔ آپ کابل سے حج بیت اللہ کا عزم دل میں لے کر روانہ ہوئے اور جاتے جاتے اپنے مرشدِ کامل اور مسیحا نفس آقا سے ملاقات کے لئے قادیان جانا ضروری خیال کیا اور پھر قادیان کیا گئے کہ وہاں کے ہی ہو کر رہ گئے۔ اور وہ رشتۂ محبت و مودّت جو پہلے دیکھے عالمِ رُوحانیت میں ایک دوسرے سے پیدا ہو چکا تھا اس قدر شدّت اختیار کر گیا کہ حج کے ایام "قادیان" کی رہائش کے دوران ہی ختم ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پاکباز انسان کا قادیان آنا آپ سے ملنا اور آپ کا جوش ارادت و خلوص کا نقشہ اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں تفصیل سے کھینچا

ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"جب مجھ سے اُن کی ملاقات ہوئی تو قسم خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعوے کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابلِ رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے اور وہ درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھے جو خدا سے ڈر کر اپنے تقوے اور اطاعت الٰہی کو انتہاء تک پہنچاتے ہیں اور خدا کے خوش کرنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ ...... اور جب وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی ...... میں ایسا ہی دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مُردہ کی حالت میں ہو رہا ہے اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ پردۂ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدد دین پیدا ہو بلکہ میں روز بروز اسی اضطراب میں تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے انہیں دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میں نے بڑی کوشش سے چند کتابیں آپ کی تالیف کردہ بہم پہنچائیں اور انصاف کی نظر سے ان پر غور کر کے پھر قرآن کریم پر ان کو عرض کیا تو قرآن کریم کو اُن کے ہر ایک بیان کا مصدق پایا۔"

حضرت صاحبزادہ صاحبؒ نے حضرت اقدسؑ کے دعوے اور دلائل سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے اور حضورؑ کے فیضِ صحبت سے مستفیض ہونے کی غرض سے کئی ماہ تک قادیان میں قیام کیا۔ اور شب و روز حضورؑ کی صحبت میں رہ کر اپنے دامن کو علم و معرفت کے موتیوں سے بھرتے رہے۔ اور اس طرح یہ گوہرِ تابدار حضرت **امام الزمانؑ** اور مصلح وقت کے قرب میں رہ کر اور بھی تابدار ہو گیا اور جو خلوص اور محبت اور وارفتگی اللہ تعالیٰ نے مسیح زمانؑ کے لئے آپ کے دل میں رکھی تھی اس میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی چلی گئی، حتیٰ کہ وہ مقام آگیا کہ جہاں انسان کو اپنی جان کی بازی بھی اگر لگانی پڑے تو وہ اس سے دریغ نہیں کرتا۔ اور روایت ہے کہ آپ کو قادیان کی رہائش کے دوران بار بار یہ الہام ہوتا رہا کہ:۔

"اس راہ میں اپنا سر دیدے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے"

آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارۂ غیبی پاکر اور اپنے مرشد سے اجازت حاصل کر کے کابل کے لئے قادیان سے رخصت ہوئے۔ اور حضور کا یہ طریق تھا کہ آپ کا کوئی مہمان جب قادیان سے واپس روانہ ہوتا تو آپ گاؤں سے باہر دُور تک اسے الوداع کہنے جاتے۔ روانگی سے متعلق روایت ہے کہ:۔

"جس وقت مولوی عبد اللطیف صاحب واپس کابل جانے لگے تو وہ کہتے تھے کہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اب زندہ نہیں رہوں گا میری موت آن پہنچی ہے، اور وہ حضرت صاحب کی اس ملاقات کو آخری ملاقات سمجھتے تھے جب رخصت ہونے لگے اور حضرت صاحب ان کو آگے چھوڑنے کے لئے کچھ دُور تشریف لے گئے تو وہ رخصت ہوتے ہوئے حضرت صاحب کے قدموں پر گر گئے اور زار زار روئے حضرت صاحب نے ان کو اُٹھنے کے لئے کہا اور فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے مگر وہ آپ کے قدموں پر گرے رہے آخر آپ نے فرمایا الامر فوق الادب اس پر وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی حسرت کے ساتھ حضرت صاحب سے رخصت ہوئے"

(سیرت المہدی صفحہ ۲۵۵)

ایک روایت ہے کہ جب آپ کے رخصت ہونے کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے خدشہ محسوس کیا کہ قبولِ احمدیت کی وجہ سے کابل والے آپ سے بہتر سلوک نہیں کریں گے اور آپ کی جان جانے کا خطرہ ہے اور آپ سے کہا کہ آپ کابل جانے کا ارادہ فی الحال ملتوی کر دیں۔ مگر آپ نے پُرجلال رنگ میں فرمایا کہ:۔

"یہ میدانی اور ریتلا علاقہ ہے یہاں کاغذ کا اشتہار چلتا ہے وہ پہاڑی اور پتھریلا علاقہ ہے وہاں خون کا اشتہار چلے گا۔"

شیخ رحمت اللہ صاحبؒ روایت کرتے ہیں کہ قادیان سے آکر آپ نے میرے ہاں قیام کیا۔ لاہور کے ایک بہت بڑے رئیس نے آپ کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ جب کھانا چُن دیا گیا تو اچانک صاحبزادہ صاحب اُٹھ کر چل پڑے اور منہ سے کہتے جاتے تھے گُو، گُو گُو۔ ہم لوگ گھبرا گئے۔ عرض کیا کہ کیا معاملہ ہے فرمایا کہ ہر رکابی میں پاخانہ رکھا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضرت وہاں تو اعلیٰ درجہ کا کھانا چُن کر رکھا گیا ہے فرمانے لگے قطعاً نہیں ہر رکابی میں پاخانہ ہے میں نہیں کھا سکتا۔ ہم سب لوگ بغیر کھائے پیئے واپس آگئے میزبان بہت متاثر ہوا اور اس نے اقرار کیا کہ وہ سُود لیا کرتا ہے اور یہ ساری دعوت اسی سُود کے روپے سے کی تھی۔

کابل کی سرزمین میں واپس داخل ہونے سے پہلے آپ نے امیر کابل سے اجازت حاصل کرنی ضروری خیال کی چونکہ آپ حج کے لئے اجازت لے کر کابل سے آئے تھے مگر حج کو نہ جا سکے اس لئے امیر کابل کی اجازت کے لئے خط روانہ کیا جس میں لکھا کہ:۔

"اگرچہ میں حج کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مسیح موعود کی مجھے زیارت ہو گئی اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے اس مجبوری سے مجھے قادیان ٹھہرنا پڑا اور میں نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا بلکہ قرآن و حدیث کی رُو سے اسی امر کو ضرور سمجھا"

چونکہ امیر کابل کے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے ایسے آپ کے متعلق غلط فہمی پیدا ہونا ضروری تھا اور دوسرے درباری علماء سوء نے آپ کے خلاف مختلف قسم کی باتیں اور حضرت اقدس کے دعوے ماموریت کے متعلق اس کے دماغ میں زہر بھر دیا تھا لہٰذا اس نے نہایت چالاکی سے یہ جواب لکھوا دیا کہ:۔

"آپ بلاخطرہ چلے آؤ اگر یہ دعوے سچا ہو گا تو میں بھی مُرید ہو جاؤں گا"

اس پر حسب تقدیرِ ایزدی حضرت شہید موصوف کابل روانہ ہو گئے اور جب گرفتار ہو کر امیر کابل کے پیش ہوئے تو وہ نہایت ترشی سے پیش آیا اور حکم دیا کہ:

"مجھے ان سے بُو آتی ہے۔ ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اس قلعہ میں جس میں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کر دو اور زنجیر غراغراب لگا دو یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کی ہوتی ہے گردن سے کمر تک گھیر لیتی ہے اور اس میں ہتھکڑی بھی شامل ہے اور نیز حکم دیا کہ پاؤں میں بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی لگا دو"

اس ناگفتنی اور اذیت ناک حالت میں حضرت **صاحبزادہ صاحبؒ** چار ماہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے کئی مرتبہ امیر کابل نے آپ سے فہمائش کی کہ:۔

"اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہیں رہائی دی جائے گی"

مگر آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ:۔

"میں صاحبِ علم ہوں اور حق اور باطل کی شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں ہے اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے مگر میں اس وقت اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہوں"

جب چار مہینے قید کے گذر گئے تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلا کر پھر اپنی عام کچہری میں توبہ کے لئے فہمائش کی اور بڑے زور سے رغبت دی کہ تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اس کے اصولوں کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی کی جائے گی

اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔ شہید مرحوم نے جواب دیا کہ:۔

" یہ تو غیر ممکن ہے کہ میں سچائی سے توبہ کروں اس دنیا کے حکام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب کبھی ختم نہیں ہو سکتا ہاں چونکہ میں سچ پر ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ ان مولویوں سے جو میرے عقیدہ کے مخالف ہیں میری بحث کرائی جائے اگر میں دلائل کی رُو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دی جائے۔"

اس کے بعد امیر کابل نے آپ کا تحریری مباحثہ علماء سے کرایا مگر شام تک مناظرہ ہونے کے بعد علماء لاجواب ہو کر آپ پر کفر کا فتوےٰ لگا دیا اور بحث کے اختتام پر آپ سے سوال کیا گیا کہ

" اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہے تو پھر تم عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو کیا وہ واپس دنیا میں آئیں گے یا نہیں؟"

تو آپ نے نہایت استقلال اور پامردی اور اطمینان سے جواب دیا کہ:۔

" حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اب وہ ہرگز واپس نہیں آئیں گے قرآن کریم ان کے مرنے اور واپس نہ آنے کا گواہ ہے۔"

یہ الفاظ آپ نے اس حالت میں مخالف ماحول اور ناموافق حالات میں دشمنوں اور جان لیوا حاکموں اور علماء کے سامنے کہے جب آٹھ آدمی ننگی تلواریں لے کر آپ کے سر پر کھڑے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق سب سے بڑا جہاد کر رہے تھے جو آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

" جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔"

اس کے بعد آپ کو قید و بند میں ڈال دیا گیا اور اس دوران امیر بار بار آپ کو توبہ کے لئے کہتا رہا اور رہائی اور اعزاز کا وعدہ بھی دوہراتا رہا مگر آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ

" میں حق سے توبہ نہیں کر سکتا کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں یہ مجھ سے نہیں ہوگا مجھ سے یہ اُمید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں"

اس کے بعد امیر نے آپ کے سنگسار کرنے کا حکم دیا جس کے تفصیلی حالات حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں ذیل کے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے کی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتوےٰ درج کیا اور اس میں یہ لکھا کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے تب وہ فتوےٰ اخوندزادہ مرحوم کے گلے میں ڈال دیا گیا اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسّی ڈال دی جائے اور اس رسّی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور ناک چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسّی ڈالی گئی۔ تب اس رسّی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ مع قاضیوں کے اور دیگر اہلکاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشا کو دیکھنے کے لئے گئی۔ جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا اور پھر اسی حالت میں جبکہ وہ زمین میں گاڑ دیئے گئے تھے امیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ

" اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود کا دعوےٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں اب یہ تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔"

تب شہید مرحوم نے جواب دیا کہ:۔

" نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان چھوڑ دوں مجھ سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا اور میں حق کے لئے مروں گا"

تب قاضیوں اور مفتیوں نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے اس کو جلد سنگسار کرو.....

تب امیر نے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتوےٰ لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں آپ چلاویں تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتوےٰ ہے اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید کو زخم کاری لگا۔ اور گردن جھک گئی اور بعد اس کے بدقسمت امیر نے پتھر چلایا پھر کیا تھا اس کی پیروی میں ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے ...... یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھا پتھروں کا جمع ہو گیا۔

...... **اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔"**

حق و صداقت کے لئے خون کی قربانی دینے والا یہ بزرگ اور پیارا وجود ظلم و ستم کا نشانہ بن گیا مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ:۔

" ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون"

نیز فرمایا:۔

" ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء"

جو لوگ خدا کی راہ میں ظلم و ستم سہتے ہیں اور اس کے مقابلہ کے لئے اپنی جان دے دیتے ہیں وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت شہید مرحوم کے متعلق ایک کشف کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

" میں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی اور پھر دوبارہ اُگے گی اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی الٰہی ہوئی کہ **کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا۔** اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے اور وہ بار در ہو کر ہماری جماعت کو بڑھائے گا ...... شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔"

خدا تعالےٰ نے اس ظلم کو دیکھا اور اس کے بعد اس ظلم میں شامل افراد کا انجام نہایت عبرتناک ہوا۔

—— امیر حبیب اللہ خاں جس نے سنگسار کرایا تھا اپنے بھائی کی سازش سے قتل ہوا۔

—— نصر اللہ خاں جس کا قتل میں سب سے زیادہ ہاتھ تھا قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور وہیں قتل کیا گیا

—— پنجابی ڈاکٹر عبدالغنی جو مباحثہ میں ثالث تھا اور مخالفت اور شرارت میں پیش پیش تھا قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور ذلیل و رسوا ہو کر ہندوستان واپس آیا۔

—— اور جو تباہی اور ہلاکت پتھر چلانے والوں ملاؤں قاضیوں، مفتیوں پر انقلاب افغانستان کے زمانہ میں آئی وہ سخت عبرتناک ہے۔

—— بچہ سقہ کے ہاتھوں پچاسی ہزار کے قریب افراد بموجب الہام حضرت مسیح موعودؑ۔

" ریاست میں قریب پچاسی ہزار آدمی مریں گے"

موت کے گھاٹ اتارے گئے۔

—— کابل شہر اور علاقہ پر سخت ہلاکت اور عذاب مسلط کیا گیا۔

—— امان اللہ خان اس کی بیوی اور اس کے اعزا و اقربا افغانستان سے بھاگ کر جلاوطن ہوئے

—— سلطنت اس خاندان کے ہاتھ سے نکل کر دوسرے خاندان میں منتقل ہو گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبل از وقت پیشگوئی کے طور پر فرما دیا تھا کہ:۔

" اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا پہلے اس کے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا۔ مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے چنانچہ سنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزاروں پتھروں سے قتل کیا گیا تو انہی دنوں میں سخت ہیضہ کابل میں پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اس کا شکار ہو گئے اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت ہو گئے مگر ابھی کیا ہے۔ یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے

(باقی برصفحہ ۱ کالم ۲)

اشارات

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ملتی۔ واقعہ یہ ہے کہ طلاق دینے کا حق صرف مرد کو ہے۔

اردن میں نکاح کی لڑکے کے لئے ۱۶ سال اور لڑکی کے لئے ۱۵ سال کی عمر مقرر ہے اور ایک دفعہ میں یہ صراحت ہے:۔ قاضی یا اس کا نائب کسی ایسے نکاح کی اجازت نہ دے جہاں مرد اور عورت میں بیس سال سے زیادہ کا تفاوت ہو۔ وہ اس صورت میں اس کی اجازت دے سکتے ہیں اگر کم عمر فریق اس کی رضامندی دے کہ وہ کسی جبر کے بعد اس کے لئے تیار ہے۔ اور اس میں اس کی مصلحت ہے۔

اردنی قانون میں نان و نفقہ اور نسب کے سلسلہ میں عورت کے لئے حنفی فقہ کو اختیار کیا ہے اور عزیز و اقارب پر مصارف کرنے کا قانون مذہب احمد بن حنبل سے لیا گیا ہے۔

انہی سالوں میں عراق میں ایک فقیہ شیخ ابو زہرہ کے بیان کے مطابق تعداد ازدواج کو مطلقاً ممنوع قرار دیا گیا اور وراثت میں لڑکے اور لڑکی کا حصہ بھی یکساں کر دیا گیا۔ لیکن جیسے ہی حکومت تبدیل ہوئی یہ احکام منسوخ کر دیئے گئے۔

شام میں تعداد ازدواج پر یہ پابندی تھی کہ اگر قاضی پر یہ ثابت ہو جائے کہ دوسری بیوی کرنے والا اس کے مصارف کا بار نہیں اٹھا سکے گا تو وہ اسے نکاح کرنے کی اجازت نہیں دے گا جب مصر و شام متحد ہوئے تو اس قانون کو منسوخ کر دیا گیا۔ اسی طرح مرد اور عورت کی عمروں میں اگر بہت تفاوت ہو تو شامی قانون میں قاضی کو اختیار ہے کہ وہ ایسے نکاح کی اجازت نہ دے۔ اسی قانون کی دفعہ ۱۱۷ یہ ہے:۔ اگر مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور قاضی پر یہ ثابت ہو جائے کہ مرد نے طلاق دینے میں بغیر کسی معقول سبب کے زیادتی کی ہے۔ اور یہ کہ اس سے بیوی کو فقر و فاقہ کا سامنا کرنا پڑے گا تو قاضی بیوی کو خاوند سے عدت کے نفقہ کے علاوہ زیادہ سے زیادہ ایک سال کا نفقہ دلوا سکتا ہے۔ یہ نفقہ ایک بار ادا ہو یا ماہوار۔"

. . . .

حضرت مرزا صاحب کا مسلک

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی قانون، اسلامی نظریات، اسلامی عبادات اور انسانوں کے باہمی معاملات اور تعلقات کے متعلق جو کچھ تعلیمات دینی مقصود تھیں وہ قرآن کریم میں بیان کر دی گئیں۔ اور ان پر عمل درآمد کا پورا نمونہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں مہیا کر دیا گیا پس شریعت کا اصل منبع قرآن ہے اور اس پر عمل کے طور و طریقے حضور کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ جن کو امت نے تعامل کے طور پر اخذ کر لیا۔ باقی رہیں احادیث اگر ان کی صداقت تاریخی طور پر ثابت ہو جائے تو انہیں قرآن کی صحیح تشریح سمجھنا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ مشکوک ہوں اور قرآنی نصوص کے خلاف ہوں تو وہ قابل قبول نہ ہوں گی۔

احادیث پر بحث کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ان کی حیثیت صرف "ظن" کی حد تک ثابت ہوتی ہے انہیں یقین کامل کا درجہ حاصل نہیں۔ ہاں اولیاء اللہ کو اللہ تعالےٰ براہ راست الہام سے بعض دفعہ ان کی اصل حقیقت سے آگاہ کر دیتا ہے۔ اس زمانے میں حضرت مرزا صاحب حکم و عدل بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کی رہنمائی مکالمات و مکاشفات الٰہیہ سے ہوتی رہی ہے۔ الہام کی بنا پر اگر وہ کسی ضعیف حدیث کی صحت کا اعلان کریں تو وہ صحیح ہوگی۔ پس ان کا مسلک یہ تھا کہ قرآن کریم حجت قطعی ہے اور حدیث محض اس کی تشریح۔ البتہ امت کے تعامل کو قطعیت حاصل ہے۔ اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے، ضروریات زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہا فیصلے صادر کر سکتے ہیں۔ قرآن شریف کی تفسیر کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصے کا خود مفسر ہے۔ حنفی فقہ کو ابدی تفسیر قرار دینا کہ وہ قیامت تک کے لئے لوگوں کو پابند کر سکے صحیح نہیں۔ آج علماء اسلام بھی آہستہ آہستہ اسی مسلک کی طرف آ رہے ہیں۔ مولانا مودودی صاحب کا بھی تقسیم ملک سے قبل یہی مسلک تھا۔ اب سیاسی ضروریات کے ماتحت وہ قرآن، حدیث اور فقہ کو بازیچۂ اطفال بنا رہے ہیں۔ پاکستان میں شریعت اسلامیہ کی صحیح تعبیر اب عدلیہ کے سپرد ہوگی جن کے سامنے وکلاء پیش ہو کر بحث و تمحیص کیا کریں گے اور عدلیہ کے فیصلے نظیر کی حیثیت اختیار کر لیں گے۔

اللہ تعالےٰ مسلمانوں پر رحم کرے زمانہ حال کے سب سے بڑے مفکر اور عالم و مجتہد کا جب یہ حال ہے تو دوسرے درجہ کے علماء کس شمار میں ہیں۔ ان کا نقشہ تو خود مولینا مودودی نے اپنی قبل از تقسیم پر صغیر میں ایسے خطرناک الفاظ میں کھینچا ہے کہ اس سے اس زمانے کی ضلالت اور تاریکی کا پتہ لگ جاتا ہے خود ساختہ قیادت اور گندی سیاست میں مبتلا ہو کر یہ لوگ اصلاح امت اور احیاء دین کا مشن نہیں چلا سکتے۔ یہ کام صرف مامور من اللہ ہی کر سکتا ہے اور اسی کی بابت تمام علماء نے نفرت اور حقارت کے طوفان اٹھائے ہوئے ہیں۔ وقت آ رہا ہے کہ وہی پتھر جسے معماروں نے رد کر دیا تھا کونہ کا پتھر بنے۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔

خلیفہ ربوہ کو یاد دہانی

اس وقت ملک میں سکون کی فضا سازگار ہے۔ ہنگامے اور غلغلے یکسر بند ہیں ذہن سوچ بچار کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔ یاد داشتیں تیز ہو رہی ہیں۔ کیا خلیفہ ربوہ حضرت مسیح موعود کے فتوے دربارہ جواز نماز جنازہ غیر احمدیاں جو ان کے والد مرحوم کو ایک دفعہ ۱۹۱۲ء میں اور دوسری دفعہ منیر کمیشن کے روبرو پیش ہوتے وقت اچانک ۱۹۵۳ء میں دوبارہ ملا تھا کے متعلق کوئی فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ وہ جسے انہوں نے غلو کر کے نبی کا منصب بخشا ہوا ہے کیا اس قابل نہیں کہ اس کے فتوے پر نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک خلافت درازی کر کے عمل کو روک دیا جائے اور بے ضرر اور غیر مکفر غیر احمدیوں کے جنازے پڑھنے میں کوئی قباحت محسوس نہ کی جائے۔ اب تک تو آپ نے امامت کو نبوت پر ترجیح دے رکھی ہے کیا وقت نہیں آ گیا کہ حضرت صاحبؑ کے فتوے کو وہ مقام بخشا جائے جس کا وہ مستحق ہے۔ ہم آپ کی ضمیر کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کرنے کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ آپ کو عمل صالحہ کی توفیق بخشے۔

احمدیت کا لعل بے بدل

(بسلسلہ صفحہ ۹)

اپنے تئیں تباہ کر لیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید نے

حق و صداقت کی راہ میں جان دے کر ہمیشہ کی زندگی اختیار کر لی ہے آپ کا نام سچائی کے لئے جان قربان کرنے والوں میں سنہری حروف میں لکھا جاتا رہے گا اور تاریخ ایسے سپوت اور نامور فرزند قوم کو رہتی دنیا تک اعلےٰ سے اعلےٰ رنگ میں خراج عقیدت پیش کرتی رہے گی۔ احمدی جماعت آپ پر ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔ ہم آپ پر سلام بھیجتے ہیں۔ خدا کا لاکھ فضل، خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں آپ کی روح پر نازل ہوں اور خدا کرے کہ ہم لوگ حق و صداقت کے لئے آپ جیسا ایثار اور استقلال اور قربانی کا نمونہ پیش کرنے کے لئے آپ کے نقش قدم پر چل سکیں۔ آمین یارب العالمین

آپ کی تعریف میں اس زمانہ کا مامور بھی رطب اللسان ہے ؎

ہیں کہ ایں عبد اللطیف پاک مرد
چوں پئے حق خویشتن برباد کرد
جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است
تاکنوں در سنگہا افتادہ است
ایں بود رسم و رہ صدق و وفا
ایں بود مردان حق را انتہا
از پئے آں زندہ از خود فانی اند
جاں فشاں بر مسلک ربانی اند

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

غریب اور کمزور لیکن شکر گذار قوموں پر خدا تعالیٰ کے احسانات

۱۹۶۹

فی الارض .... انّ وعد اللہ حقّ ولٰکنّ اکثرھم لا یعلمون۔
(القصص ۲۸ - ۵ - ۱۳)

ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں ایک کمزور ترین قوم کا ذکر ہے جس کو خدا تعالیٰ نے فرعون کے پنجۂ استبداد سے نجات دلا کر کامیاب فرمایا۔ حقیقت میں سلطنت خدا کی ہے۔ زمین اور آسمان کی تمام چیزیں۔ اور کائنات کا نظام خدا کے حکم کے ماتحت چلتے ہیں۔ انسانوں پر بھی خدا کی حکومت ہے۔ بظاہر ایک آدمی پولیس، فوج، مجسٹریٹ کی گرفت سے بچ سکتا ہے مگر خدا کی گرفت سے بچنا محال ہے۔ ہم نے ہائی کورٹ کے ایک جج کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس کے بارے میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ صاحب تدبیر شخص ہے اس کی باریک تدبیر پر کسی کو اطلاع نہیں ہوتی۔ وہ بڑی باریک چالیں چلتا ہے۔ ہم نے اسے اجڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور جب قادر مطلق نے اس کو پکڑا تو اسے کوئی بچا نہ سکا۔

اعمالِ صالحہ کے نتائج

ایک اور بات جو قرآن کریم نے بتائی ہے یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت اگر اس کے اعمال اچھے ہیں تو مولا کریم اس کی زندگی اس دنیا میں بھی پُر لطف بنا دیتے ہیں۔ عاقبت کا معاملہ تو خداوند کریم ہی جانتے ہیں۔ البتہ اس دنیا میں اعمال صالحہ کا نتیجہ بارہا مشاہدہ میں آیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو وحی کرنے کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔ عورتوں کا نام ملبند کرنے کے لئے قرآن مجید کی ایک سورۃ کا نام النساء ہے۔ اور ایک سورۃ مریم کے نام پر ہے اور ایک تیسری سورت کا نام المجادلہ ہے۔ مجادلہ کے معنے ہیں بحث کرنے والی اور جھگڑا کرنے والی عورت۔ اس بی بی نے حضرت پیغمبر اسلام صلعم سے جھگڑا کیا اور خدا تعالیٰ نے اس کے حق میں فیصلہ دیا۔

تعلیمِ قرآن سے بے توجہی

مقام افسوس ہے کہ آج مسلمان عورتوں کی تعلیماتِ عالیہ کی طرف آج قوم کی توجہ نہیں۔ آنحضرت صلعم کے فرمودات پر عمل نہیں کیا جاتا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ان لوگوں پر رحم کریں جو کمزور کر دیئے جاتے ہیں۔ غرباء اور ضعفاء پر احسان کریں اور ان کو اذیت دینے والوں کو سزا دیں۔ اور ان لوگوں کو جنہیں طرح طرح سے کمزور کر دیا جاتا ہے، سرداری بخش دیں۔ اور انہیں ملک کا وارث بنا دیں۔ بشرط یہ ہے کہ وہ احکامِ الٰہیہ کی پیروی کرنے والے ہوں۔ چنانچہ قادر مطلق نے فرعون اور ہامان کو دکھا دیا کہ خدا کے ارادے کے سامنے انکی طاقت کسی کام نہ آئی۔

حضرت موسیٰؑ کے متعلق الٰہی قدرت کا اظہار

فرعون کا یہ حکم نافذ العمل ہے کہ بنی اسرائیل کے ہاں لڑکا پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جائے۔ اور لڑکی کو زندہ رکھا جائے تاکہ یہ قوم کمزور رہے۔ جب حضرت موسےٰؑ پیدا ہوتے ہیں تو ان کی ماں چاہتی ہے کہ یہ بچہ قتل نہ ہو۔ ادھر حکومت کا آرڈی نینس بڑا سخت ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے موسےٰؑ کی والدہ کو حکم دیا کہ ڈرنا نہیں۔ بچے کو دودھ پلاتی جاؤ اور جب دیکھو کہ حکومت کے سپاہی آ رہے ہیں کہ اس بچے کو موت کے گھاٹ اتار دیں تو ہمارے حکم سے اس بچے کو ٹوکری میں ڈال کر دریا میں بہا دینا۔ یہ بچہ ہلاک نہیں ہو گا۔ دریا کی لہریں ہمارے حکم سے اس کی حفاظت کریں گی اور اسے غرق ہونے سے بچا لیں گی۔ یہ واقعات خدا تعالیٰ نے اس لئے بیان فرمائے ہیں کہ اپنی لاتعداد قدرتوں کا اظہار کرے۔

حقیقی بادشاہت خدا تعالیٰ کی ہے

غور کا مقام ہے کہ یہ بچہ خلعت رسالت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ لندن میں ایک آرٹ گیلری میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایسی تصاویر رکھی ہوئی ہیں۔ جن میں ان آیات کے مندرجہ واقعات دکھائے گئے ہیں۔ فرعون کا محل ہے۔ اس کی بیٹی کا خادماؤں کے ساتھ پھر دیکھو وہی بچہ جس کی ہلاکت کے لئے فرعون نے اتنے سخت حکم دے رکھے تھے۔ اسی کے ہاں پرورش پاتا ہے۔ اس کی ایک ماں تو عمران کے گھر لیتی ہیں ہے، اور دوسری ماں فرعون کے محل میں۔ خدا کی قدرت نے موسےٰؑ کی ماں کو بھی غم و حزن سے نجات دی اور ملکۂ مصر سے بھی یہ کہلوایا کہ یہ بچہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے۔ اور اپنے جابر شوہر کے مقابل میں ڈٹ کر کہتی ہے کہ اس کو قتل نہیں ہونے دینا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی حاکمیت اور جبروت کس طرح انسانوں پر بسیط اور محیط ہے۔ محکومیت تو انسان کے رگ و ریشہ میں پیوست ہے۔ بعض لوگ رسم و رواج کی اتباع کرتے ہیں اور بعض خود تراشیدہ معبودوں کی بیکمہ کائنات اور زمین و آسمان میں حقیقی حکومت اور بادشاہی خالقِ ارض و سما کی ہے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی

خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا کوئی حصر نہیں وہی مظلوم اور کمزور قوم جس کو ذلیل اور کمزور رکھنے کے لئے فرعون نے طرح طرح کے سخت اقدام کئے اور قانون بنائے اس کے پنجۂ استبداد سے آزاد کر دی گئی۔ اور وہ ظالم اور جابر فرعون اور ہامان اور ان کا لشکر غرق کر دیا گیا اور وہ مظلوم اور کمزور قوم بچا لی گئی۔ یہ سنتِ الٰہیہ ہمیشہ سے جاری چلی آتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ آپؐ کے مقابلہ پر ایک فرعون نہیں سینکڑوں فرعون تھے مگر آنحضرت صلعم کی قوتِ قدسی نے ایک منتشر اور پراگندہ قوم کو متحد کر کے حکومت دلا دی۔ آپؐ کے متبعین نے علم و فضل کے چشمے بہائے۔ اخلاق فاضلہ۔ زہد و تقوےٰ اور خدا ترسی کی تعلیم دی اور مظلوموں پر لطف و احسان کرنا سکھایا۔

اتحاد المسلمین کی ضرورت

آج بھی اتحاد المسلمین کی بڑی ضرورت ہے۔ علمائے دین نے سنّت تو کلی کو شانے کا گوشت کھانے۔ حلوہ کھانے اور قیلولہ کرنے تک محدود کر دیا اتفاق اور اتحاد کے سبق کو فراموش کر دیا ہے۔ اتحاد اور یک جہتی میں بڑی برکتیں ہیں کوئی کارخانہ ہو۔ کوئی حکومت ہو کوئی ادارہ ہو جب تک اس میں اتحاد اور یک جہتی نہ ہو وہ چل نہیں سکتا۔ آج دنیا میں اتحاد کے داعی کی اُمت ہی بٹی ہے۔ خدا کے ان احسانات اور رسول کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کیونکہ فرماتا ہے کہ اگر تم ہمارے شکر گذار ہو گے تو ہم تمہارے کاموں اور معاملوں میں برکت ڈالیں گے۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو ہمارا عذاب بھی شدید ہے۔ آج بھی اگر مسلمان متحد ہو کر خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اٹھیں تو یقیناً وہ دنیا میں بے چینی، اضطراب اور انتشار کو دور کر کے امن، سلامتی اور سکون پیدا کر سکتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

راولپنڈی میں حضرت امیر کا ورود مسعود

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۹ مئی کی صبح کو بذریعہ طیارہ لاہور سے راولپنڈی پہنچے۔ آپ کے استقبال کے لئے احباب جماعت ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ اسی دن دوپہر کو صاحبزادہ عبدالمنان عمر صاحب لاہور سے اور چوہدری فضل حق صاحب ریٹائرڈ انکم ٹیکس کمشنر پشاور سے تشریف لائے۔ حضرت امیر قوم اور صاحبزادہ صاحب نے بعد از نماز عصر جلسہ عام میں تقاریر کیں دوسرے دن حضرت امیر قوم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد نماز جمعہ خواتین مسلسلہ کے جلسہ کو خطاب کیا۔ ہفتہ مورخہ ۳۱ مئی کی شام کو حضرت امیر بذریعہ طیارہ لاہور مراجعت فرما ہوئے۔ آپ کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ دوران قیام راولپنڈی بزرگانِ سلسلہ نے جماعت کے استحکام تنظیم اور توسیع پر احباب سلسلہ سے تبادلہ خیالات کیا۔ راقم۔ نسیم حیات سیکرٹری جماعت راولپنڈی

مولانا احمد یار صاحب کی پارٹی اور لیکچر

۲۸ مئی کو عملہ دفاتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے مولانا احمد یار صاحب کے اعزاز میں ایک پر تکلف چائے پارٹی دی جس کے بعد مولانا موصوف نے ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی زیر صدارت جزائر فجی کے حالات اور اپنی سرگرمیوں پر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔

دوسرے دن مسلم ہائی سکول سلسلہ احمدیہ میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب موصوف کی صدارت میں مولانا نے طلباء سکول اور اساتذہ سے خطاب کیا۔ ہر دو جلسوں کی مفصل روئداد آئندہ اشاعت میں درج ہو گی۔ ۲۹ مئی کو مولانا احمد یار صاحب ملتان تشریف لے گئے۔ جہاں دوسرے دن نماز جمعہ پڑھائی اور جزائر فجی میں

ہفت روزہ پیغام صلح - ۱۱ جون ۱۹۶۹ء - شمارہ نمبر ۲۴

ضرورت ہے

ایک غیر از جماعت محقق کے لئے "عسلِ مصفّٰی" مصنفہ مرزا خدا بخش صاحبؒ اور "النبوت فی الاسلام" مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی ضرورت ہے جن صاحب کے پاس ہو اور وہ فروخت کرنا چاہتے ہوں وہ ذیل کے پتہ پر قیمت سے مطلع کریں۔

مینیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

فاطمے دوت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ خالد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

ٹیلیفون نمبر ۵۳۷۳۷
مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

روشن آبادی
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳...
... لاہور

سالانہ چندہ ...
بیرونی ممالک سے ...
ایک سو روپے یکمشت ادا کرنے پر
تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۸ جون ۱۹۶۹ء | نمبر ۲۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

سب سے بڑے کبیرہ گناہ

عن ابی بکرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم باکبر الکبائر ثلثا قالوا بلی یارسول اللہ قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وجلس وکان متکئا فقال الا وقول الزور قال فما زال یکررھا حتی قلنا لیتہ سکت۔

ترجمہ:—

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہا نبی صلعم نے فرمایا کیا میں تم کو بتاؤں کہ سب سے بڑے کبیرہ گناہ کیا ہیں تین بار فرمایا (صحابہؓ نے) عرض کیا ہاں یارسول اللہ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور آپؐ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھ گئے اور پھر فرمایا دیکھو جھوٹ بولنا اسے برابر دوہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپؐ چپ ہو جائیں۔

نوٹ:— از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ:—

گناہ اور نیکی کا بڑا چھوٹا ہونا ان کے نتائج اور اثر کے اعتبار سے ہے۔ جس گناہ اور نیکی کا نتیجہ اور اثر بڑا ہے وہ کبیرہ ہے۔ جس کا اثر کم ہے وہ صغیرہ ہے۔ کبائر (بڑے گناہ) کی کوئی خاص تعداد نہیں۔ احادیث نیز قرآن کریم میں بعض خاص گناہوں کو کبائر یا کبیر کہا ہے لیکن انحصار حصر نہیں ہے۔ موقعہ اور محل اور مخاطب یا حاضرین کی حالت کے مناسب جن کبائر کا ذکر اس وقت ضروری تھا فرما دیا۔ پچھلی حدیث میں چار کا ذکر تھا یہاں قتل نفس کا ذکر نہیں۔ یہاں قول زور یا جھوٹ

(باقی برصفحہ ۶ کالم ۳)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار معجزات

بیان فرمودہ حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کروڑوں معجزوں سے بڑھ کر معجزہ تو یہ تھا کہ جس غرض کے لئے آئے تھے اُسے پورا کر گئے۔ یہ ایسی بے نظیر کامیابی ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی میں کامل طور سے نہیں پائی جاتی۔ حضرت موسٰےؑ بھی رستے ہی میں مر گئے اور حضرت مسیحؑ کی کامیابی تو ان کے حواریوں کے سلوک سے ہویدا ہے۔ ہاں آپؐ کو ہی یہ شان حاصل ہوئی کہ جب گئے تو رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ یعنی دین اللہ میں فوجوں کی فوجیں داخل ہوتے دیکھ کر۔

دوسرا معجزہ تبدیل اخلاق ہے کہ یا تو وہ اولئک کالانعام بل ہم اضل چارپایوں سے بھی بدتر تھے یا یبیتون لربہم سجدا و قیاما۔ راتیں نمازوں میں گذارنے والے ہو گئے۔

تیسرا معجزہ۔ آپؐ کی غیر منقطع برکات ہیں۔ کل نبیوں کے فیوض کے چشمے بند ہو گئے۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چشمۂ فیض ابد تک جاری ہے چنانچہ اسی چشمہ سے پی کر ایک مسیح موعود اس اُمت میں ظاہر ہوا۔

چوتھی یہ بات بھی آپؐ ہی سے خاص ہے کہ کسی نبیؑ کے لئے اس کی قوم ہر وقت دعا نہیں کرتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں نماز میں مشغول ہوتی ہے اور پڑھتی ہے اللھم صل علی محمد۔ اسکے نتائج برکات کے رنگ ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُنہی میں سے سلسلہ مکالمات الٰہی ہے جو اس اُمت کو دیا جاتا ہے۔ (بدر جلد ۵ نمبر ۱۹ صفحہ ۲ مؤرخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء)

اسلامی تعلیمات زندگی کے لئے مفید ہیں

جزائر فیجی میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں

مولینا احمد یار صاحب اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کا

طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور سے خطاب

۵ جون (شاف رپورٹر) سات بجے صبح مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور میں اساتذہ کرام وطلباء کی طرف سے محترم مولانا احمد یار صاحب ایم اے کی آمد جزائر فیجی کے موقعہ پر ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں سکول کے سٹاف، طلبا اور انجمن عالیہ کے آنریری جنرل سیکرٹری و افسر تعلیمات جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور افسر انچارج تنظیم جماعت چوہدری فضل حق صاحب نے شرکت کی۔

محترم مولانا احمد یار صاحب نے جزائر فیجی کے جغرافیائی حالات کا اجمالاً ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جزائر فیجی بحرالکاہل کے جنوب میں ایک وسیع علاقہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں کی بڑی فصل ناریل اور گنا اور معدنیات میں سے سونا اور لوہا ہے۔ آب و ہوا خوشگوار اور صحت مند ہے۔ خوبصورت علاقہ ہے زمین زرخیز ہے۔ مناظر قدرت کی بھی کمی نہیں۔ سیاح بڑی تعداد میں ان جزائر کی سیاحت کو آتے ہیں۔ یہ بڑا امیر کبیر ملک ہے۔ سُووا اس کا دارالخلافہ ہے۔

یہاں کے اصلی باشندے کیویتی کہلاتے ہیں۔ وہ پہلے بڑے وحشی اور آدم خور تھے۔ اپنے میں سے کوئی بیمار ہو جاتا۔ اس کو مرنے سے پہلے ہی کھا جاتے دشمن ہاتھ لگتا تو اس کی تکابوٹی کر کے کھا جاتے۔ وہاں پر لاقبائلی نظام تھا۔ طاقت اور جتھے کا راج تھا۔

امریکنوں نے یہاں کے اصل باشندوں کو قرضے دلا کر اپنا مقروض کر لیا تو یہاں کے باشندوں نے قرض کی واپسی کی بجائے یہ علاقے دینے چاہے لیکن امریکنوں نے یہاں کے غیر مفید مخصوص حالات کی بناء پر ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ایسی ہی پیشکش جب برطانیہ کو کی گئی تو اس نے عیسائیت کی تبلیغ کے شوق کی خاطر اس علاقہ کو اپنی عملداری میں لے لیا۔ اس وقت ملکہ وکٹوریہ کا راج تھا۔ اس کے مشیروں نے نام فیجی میں "تین" ہونے کو نیک شگون قرار دیتے ہوئے اقرار تثلیث کے لئے مبارک خیال کیا۔ چنانچہ جہاں معاہدہ نامہ طے پایا وہاں پر ایک یادگار بھی ہے۔

انگریزوں نے ان جزائر کی آبادکاری کی طرف توجہ دی۔ اور انہوں نے چینی لوگوں کو یہاں آباد کرنا چاہا، تو کیویتیوں نے ان کو کھا ہی لیا۔ پھر برصغیر ہند و پاک کے علاقوں مدراس۔ یو پی۔ سی پی۔ وغیرہ سے لوگوں کو وہاں لے جایا گیا۔ ان میں سے بہت ساروں کا یہی حشر ہوا۔ بہرحال آہستہ آہستہ انگریز نے کیویتیوں کے دانتوں کو کند کیا اور یہاں کے جزائر آباد ہونے لگے۔ ان جزائر کی آبادی کا بڑا حصہ ہندوستانی اقوام ہیں۔ وہاں کی تعلیم مخلوط ہے۔ اساتذہ میں خواتین مرد دونوں شامل ہیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کا معیار بہت اعلےٰ ہے۔ سکول کے باہر بھی بچوں کا نظم و نسق قابل تعریف ہے۔ سکول لگنے سے پہلے اور سکول بند ہونے کے بعد بھی بچے بچیاں قطار اندر قطار آ جا رہے ہوتے ہیں۔ ٹریفک کے اصولوں پر عامل ہیں ڈھینگا مستی دیکھنے میں نہیں آتی۔

جزائر فیجی میں عیسائیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اپنے مشنری پادری وہاں بھیجے۔ ایک پادری تو کیویتیوں نے مار کر کھا لیا۔ بہرحال آہستہ آہستہ عیسائیوں کی تبلیغ اپنا رنگ لائی۔ وہاں کے اصلی باشندے عیسائی ہو گئے۔ اور آبادکار لوگوں میں سے ہندو گائے کھانے کے لئے اور مسلمان سُؤر کھانے کے لئے اور حکومت وقت کے رُعب کے زیر اثر عیسائی ہونے لگے۔

مسلمانوں کے فہیم اور سنجیدہ طبقہ نے جب ارتداد کا یہ عالم دیکھا تو انہیں تشویش ہوئی۔ انہوں نے ہندوستان کے علاقہ دیوبند کے علماء اسلام سے امداد چاہی کہ وہ یہاں آ کر اپنی تبلیغی جدوجہد سے سلسلۂ ارتداد کو بند کریں اور اسلام کا پرچار کریں۔ لیکن علمائے دیوبند نے صاف انکار کر دیا کہ یہ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔ پھر انہوں نے انبالہ میں انجمن تبلیغ اسلام سے اسی قسم کی درخواست کی۔ اس انجمن نے بھی معذوری کا اظہار کیا۔ یہاں سے مایوس ہو کر فیجی کے مسلمانوں نے انجمن حمایت اسلام لاہور کو لکھا۔ اس انجمن نے جواب دیا کہ ہمارا کام اندرون ملک ہی تعلیم و تدریس سے تبلیغی سلسلہ اس انجمن نے جاری نہیں کیا۔ البتہ آپ کا خط احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھجوا دیا گیا ہے۔ اور آپ بھی براہ راست اس انجمن کو خط لکھیں۔ چونکہ یہ انجمن تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے کام پر مامور ہے اس لئے یہاں سے خاطر خواہ انتظام ممکن ہے۔ نتیجتہً احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنا مبلغ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع فاتح فیجی کو بھیج دیا۔ جنہوں نے بڑی کامیابی سے وہاں حق تبلیغ ادا کیا عیسائیوں سے مقابلہ کیا آریوں سے مناظرے کئے اور وہاں کے کیویتیوں کو دین کی تعلیم دی۔ یہ ۱۹۳۶-۳۷ کا زمانہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب کی تبلیغ و تعلیم سے وہاں پر اسلام کا نام بلند کیا اور اکثر لوگ حلقۂ اسلام میں آ گئے اور ارتداد کا بازار بھی ٹھنڈا پڑ گیا۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد مرزا صاحب موصوف واپس وطن آ گئے تو وہاں کے لوگوں کے دوبارہ مطالبہ پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے خاکسار کو تبلیغ دین اسلام کے لئے بھیجا۔ چنانچہ وہاں تین سال دو ماہ قیام کے بعد میں واپس آیا ہوں۔ میں نے وہاں پر کام کیا۔ خدا تعالےٰ نے دستگیری فرمائی۔ میرے ہاتھوں کیویتی لوگ بھی مسلمان ہوئے۔ اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اسلام کی بابرکت تعلیم سے متمتع ہوئے۔ وہاں پر خدا کے فضل سے اب مسلمانوں کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا درد رکھتا ہے اور مسلمان حلقہ میں اتحاد و اتفاق کا خواہاں ہے۔ میں نے وہاں تقاریر سے تحریرات سے اور ریڈیو پر نشری بیانات سے اسلام کی غیر دنیوی سے بکھری ہوئی تعلیمات اور عقائد کو عام کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔

مکرم مولینا موصوف نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری غرض تبلیغ دین اور خدمت اسلام ہے۔ اس نیک کام سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اول آخر کی بھلائیاں نصیب ہوئیں۔ اور امت اسلام کو جو تاریخی عروج و کمال حاصل ہوا وہ بھی اسی کا مرہون منت ہے۔ اور آج ہمیں جو پاکستان کی خداداد مملکت میسر آئی ہے۔ وہ بھی اسلام کے صدقے میں ہی ہے اور آئندہ بھی مسلمان قوم کو جو فوز و فلاح مقدر ہے وہ بھی خدمت اسلام کے وسیلہ سے ہی ہوگی۔ ضرورت ہے کہ ہمارے عزیز پاکستانی بچے اپنے دین اسلام سے سچا پیار کریں۔ اس کی تعلیمات پر بصدق دل و جان عمل کریں۔ خادم اسلام بنیں اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی عزت کریں اور ہر کلمہ گو کو اسلام کا فرزند اور اپنا مسلمان بھائی تصور کریں۔ اس کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے کوشاں ہوں۔ اور اس کی دل آزاری سے بیزاری کا اظہار کریں۔

مکرم مولانا صاحب موصوف کی تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ فیجی کا ملک بیس ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگرچہ آجکل سفر بڑا آسان ہے۔ طلباء اکثر باہر جانے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ کوئی چاہتا ہے کہ باہر جا کر تعلیم حاصل کر دوں۔ یا وہاں جا کر دولت کمانے کا فن حاصل کر دوں۔ اور واپس آ کر عزت اور دولت مندی کی زندگی بسر کر دوں۔ مولینا احمد یار صاحب اس لئے کسی غرض کے لئے اپنے وطن اور گھر بار سے کوسوں دور نہیں گئے۔ مولینا صاحب کے چلے جانے سے ان کے گھر والوں پر مختلف قسم کی تکلیفیں اور پریشانیاں وارد ہوئیں اور انہوں نے ان کو برداشت کیا۔ خود مولینا صاحب نے بھی جدائی اور تنہائی اور غریب الوطنی کے مصائب جھیلے۔ اس لئے کہ وہاں پر خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی شمع روشن ہو اور مسلمان قوم میں ترقی اور اتحاد و اتفاق پیدا ہو۔ آپ نے فرمایا ہم سب مسلمان ہیں۔ ہم سب کو اسلام سے محبت ہے۔ ایک محبت تو یہ ہے کہ ہم مسلمان ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں اس لئے نسلی مسلمان ہونے کی وجہ سے اسلام سے محبت ہے۔ اور دوسری محبت جو پہلی محبت سے بدرجہا اولیٰ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ اسلام کے اصول بہتر ہیں۔ اس کی تعلیمات زندگی کے لئے مفید ہیں۔ اس لئے نہ صرف ہم خود پکے اور سچے مسلمان بنیں بلکہ اس اسلام کو دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ یہ مقصد بڑا اعلےٰ ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کے بڑے اجر ہیں۔ چنانچہ مولینا احمد یار صاحب اس لئے غیر ملک میں گئے کہ وہاں لوگوں کو بتائیں کہ ہمارا دین سچا ہے۔ اگر دوسرے لوگ اس کو قبول کریں تو اس میں ان کی بہتری ہے۔ یہ کتنی اچھی غرض ہے آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اسلام بڑی طاقت ہے۔ یہ پاکستان اسلام کی اسی طاقت کے زیر اثر وجود میں آیا۔ مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ ہم الگ قوم ہیں ہماری معاشرت اور تہذیب و ثقافت ایک مستقل حیثیت رکھتی ہیں اور ہمارا دین ہمہ گیر اور عالمگیر ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے دین اور تہذیب کے مطابق گذر بسر کرنے کے لئے الگ وطن چاہیئے، چنانچہ اسلام کے نام پر یہ مملکت ہمیں ملی۔ اگر آپ غور کریں کہ پاکستان میں یا قبل از تقسیم ہند مسلمانوں کی سات آٹھ کروڑ کی آبادی تھی یہ کیسے ہوئی تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ صرف تبلیغ اسلام کی وجہ سے ہی تھی۔

عرب اور دوسرے اسلامی ممالک کے بزرگوں اور اولیاء کرام نے اپنی سادہ زندگی، نیک چلن اور اسلام کے عملی نمونہ سے برصغیر ہند و پاک کے لوگوں کو مسلمان کیا۔ چنانچہ انہوں نے ہندوؤں اور دوسری اقوام کے لوگوں کو مسلمان بنایا معلوم ہوا کہ اسلام میں زبردست قوت ہے۔ جو مسلمان قوم کو دنیا جہان میں بلند کر سکتا ہے۔ اور یہ کہ اس کے مقابلہ میں کوئی بڑی سے بڑی قوت بھی دم نہیں مار سکتی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ درخت کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ ایک دشمن تلوار سونت کر کہنے لگا۔ کہ بتاؤ کہ اب تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ حضور صلعم نے بڑے اطمینان سے فرمایا کہ میرا خدا مجھے بچانے والا ہے۔ اس یقین اور اعتماد کو دیکھ کر اس دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور وہ لرز گیا۔ آپ نے وہی تلوار اٹھا کر فرمایا کہ اب بتاؤ کہ تمہیں کون بچائے گا۔ اس نے کہا کہ آپ ہی مجھے بچا سکتے ہیں۔ حضور صلعم نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس شخص نے بعد میں سوچا کہ میں تو قتل کے ارادے سے گیا تھا لیکن اس کے باوجود مجھے جان کی امان مل گئی اور ایک

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۸ جون ۱۹۶۹ء

اِسلام میں دُعا کی اہمیّت

یوں تو عام طور پر اللہ تعالےٰ سے دُعا کرنا سب مذاہب میں مروج ہے، لیکن اس میں ایک رسم کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ عموماً عبادت کے وقت چند رٹے ہوئے الفاظ دوہرا دیئے جاتے ہیں، جن سے نہ دلوں میں رقت پیدا ہوتی ہے نہ سوز۔ لیکن اسلام نے جس رنگ میں اور جن حالات میں اللہ تعالےٰ سے دُعا کرنا ایک مسلمان کو سکھایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُعا انسانی زندگی کا لازمہ ہے جس کو سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ اختیار کرنا چاہیئے انسان اپنے مقاصد کے حصول کے لئے مختلف ذرائع اختیار کرتا ہے، بیماری میں ڈاکٹر اور حکیم کے پاس جاتا ہے، کڑوی سے کڑوی دوائیں استعمال کرتا ہے، لیکن بعض وقت ہر قسم کے جتن کرنے کے باوجود شفا نہیں پا سکتا، ایسا ہی تلاش روزگار، یا کاروبار اور مقدمات وغیرہ میں کامیابی کے لئے پوری کوشش اور ہر قسم کے ذرائع اختیار کرنے کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ایسے حالات سے بچنے کے لئے اسلام نے ہمیں ایک ایسی راہ بتائی ہے جو ہر قسم کی مایوسی سے بچانے اور کامیابی کی طرف لے جانے کا موجب ہے، بشرطیکہ اس پر صحیح طور پر عمل کیا جائے وہ راہ دُعا ہی کی ہے جو نہایت اخلاص اور تضرع کے ساتھ اللہ تعالےٰ سے کی جائے، افسوس ہے کہ مسلمانوں نے بھی آج اس راہ کو بھلا دیا ہے اور جیسا کہ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ ذرا تکلیف پیش آئی اور خودکشی پر اُتر آئے، یہ خدا تعالےٰ پر عدم ایمان کا نتیجہ ہے، جو سخت سے سخت تکلیف اور مایوس کن حالات میں اپنے خاص فضل سے فائدہ پہنچاتا اور کامیابی عطا فرماتا ہے بشرطیکہ انسان پورے خلوص کے ساتھ اس کی جناب میں تضرع اور الحاح سے دعا کرے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے یہ بھولا ہوا سبق مسلمانوں کو پھر یاد دلایا ہے، اگرچہ مسلمانوں میں عام طور پر دُعا کا رواج پایا جاتا ہے لیکن وہ بھی ایک رسم رہ گئی ہے۔ نماز سے سلام پھیرا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کر لی، یا اور کسی موقعہ پر ہاتھ اٹھائے اور چند الفاظ دہرا لئے حضرت مسیح موعودؑ نے دُعا کا جو طریق بتایا ہے، اور خود اس پر عمل کرتے ہوئے مشکل سے مشکل اور ناممکن حالات میں قبولیت دُعا کا جو نمونہ پیش کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُعا اپنے اندر ایک معجزنما اثر رکھتی ہے، بشرطیکہ آپ کے بتائے ہوئے طریق کو اختیار کیا جائے ایک جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"نماز کے اندر اپنی زبان میں دُعا مانگنی چاہیئے کیونکہ اپنی زبان میں دُعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے سورہ فاتحہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہیئے، اور قرآن شریف کا حصہ جو اس کے بعد پڑھا جاتا ہے وہ بھی عربی زبان میں پڑھنا چاہیئے، اور اس کے بعد مقررہ دعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہیئے، لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہیئے اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعائیں مانگنی چاہئیں تاکہ حضور دل پیدا ہو جاوے کیونکہ جس نماز میں حضور دل نہیں وہ نماز نہیں، آج کل لوگوں کی عادت ہے کہ نماز تو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں، جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے، پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کر دیتے ہیں یہ بدعت ہے، حدیث شریف میں کسی جگہ اس کا ذکر نہیں آیا کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد دُعا کی جاوے نادان لوگ نماز کو تو ٹیکس جانتے ہیں اور دعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں، نماز خود دعا ہے، دین و دُنیا کی مشکلات کے واسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دعائیں مانگنی چاہئیں۔ نماز کے اندر ہر موقعہ پر دعا کی جا سکتی ہے رکوع میں بعد تسبیح سجدہ میں بعد تسبیح، التحیات کے بعد کھڑے ہو کر رکوع کے بعد بہت دعائیں کرو تاکہ مالا مال ہو جاؤ چاہیئے کہ دُعا کے واسطے رُوح پانی کی طرح بہہ جاوے ایسی دُعا دل کو پاک و صاف کر دیتی ہے... ...... دُعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دُور ہو جاتی ہے بعض نادان لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنی زبان میں دُعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یہ غلط خیال ہے ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔" (بدر ۹ راگست ۱۹۰۶ء)

ایک اور جگہ فرمایا ہے:۔

"دعائیں مانگو، استقامت چاہو، اور درود شریف جو حصول استقامت کا ذریعہ ہے بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ قبولیت دُعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا، قبولیت دُعا کے تین ہی ذریعے ہیں اوّل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ دوم یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا

تسلیما، تیسرا موہبت الٰہی۔ (مقتبس از تقریر مرتبہ یعقوب علی عرفانی)

جہاں تک اسباب کی رعایت کا سوال ہے اس کے متعلق فرمایا:۔

"کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسباب کی رعایت ضروری نہیں ہے؟ یہ ایک غلط فہمی ہے شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا دُعا اسباب نہیں ہے؟ یا اسباب دُعا نہیں؟ تلاش اسباب بجائے خود ایک دُعا ہے اور دُعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا سرچشمہ۔" (ایضاً)

غرض حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات اور تقاریر میں جا بجا دُعا کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر زور دیا ہے، اور تلاش اسباب کے ساتھ اللہ تعالےٰ سے تضرع اور ابتہال کے ساتھ دُعا کرنا ضروری قرار دیا ہے اور خود اپنی عملی زندگی میں دعاؤں اور ان کی استجابت کے وہ نمونے دکھائے ہیں، جن سے خدا تعالےٰ پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے، ہم اس قسم کی چند دعائیں اور ان کے معجزنما اثرات آئندہ اشاعت میں درج کریں گے تاکہ دعا کی اہمیت اور اثرات اور حضرت مسیح موعودؑ کا قربِ الٰہی اور آپ کا مستجاب الدعا ہونا قارئین کرام پر آشکارا ہو سکے۔

تین (۳) اہم تجاویز

پہلی تجویز یہ ہے کہ انجمن کے زیرِ سرپرستی لاہور کے کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی رہائش کے لئے ایک ہوسٹل قائم کیا جائے جس کے مہتمم ایک اچھے صاحب علم اور دیندار صاحب ہوں وہ احباب جن کے بچے لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا آئندہ کرنے والے ہیں اپنی قیمتی رائے سے راقم کو مطلع کریں۔ دوسرے احباب جن کو ان امور کا تجربہ ہے وہ بھی اپنی تجاویز بھیجیں تو مشکور رہوں گا۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ احمدی طلباء کا آپس میں ربط بڑھایا جائے۔ اسی طرح طالبات کا بھی آپس میں میل جول ہو۔ اس سلسلہ میں تمام طلباء و طالبات جو لاہور کے کالجوں میں پڑھتے ہیں خواہ گھر میں رہتے ہوں یا ہوسٹل میں۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل فارم میں متعلقہ احباب راقم کو بھیجدیں۔

نام طالب علم / طالبہ ....

ولدیت ....

مکمل پتہ ....

....

....

کلاس ....

کالج ....

ہوسٹل ....

(اس میں رہائش پذیر) ....

کیفیت ....

....

....

تیسری تجویز۔ جو کہ بہت ہی اہم ہے آپس میں رشتہ ناطہ کی ہے۔ جس پر گذشتہ معتمدین کے اجلاس میں بہت زور دیا گیا احباب سے درخواست ہے کہ وہ ایسے بچے بچیوں کے کوائف تفصیلاً راقم کو مہیا کریں جس میں تعلیمی قابلیت عمر اور آمدنی ماہوار (اگر ہو) دی گئی ہو۔ اور یہ بھی لکھا جائے کہ کس قسم کا رشتہ مناسب ہوگا۔

اس سلسلہ میں تمام خط و کتابت راقم کے نام پر ہو جو صیغہ راز میں رکھی جائے گی۔

(چوہدری) فضل حق
انچارج شعبہ تنظیم جماعت

حضرت امیر ایدہ اللہ مری تشریف لے گئے

حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ ۱۵ جون کو بروز اتوار کوہ مری تشریف لے گئے جہاں آپ موسم گرما کے دو تین ماہ قیام فرمائیں گے، آپ کا پتہ حسب ذیل ہے:۔

خالد وِلا۔ میٹرو پول ہوٹل
کوہ مری

پیغامِ صلح کا مِیلادالنّبی صلعم و مسیحِ مَوعُود نمبر

زائد تعداد میں چھپوایا گیا ہے۔ اگر جماعتیں اسے غیر از جماعت اصحاب میں تقسیم کرنا چاہیں تو حسب ضرورت مطلوبہ تعداد سے اطلاع دیں۔

اخبار و افکار

اہل اللہ کی زبان اور مودودی کی انا

صدق جدید سے بلا تبصرہ:-
ایشیا ـ جماعت اسلامی پاکستان کا مفتہ وار نقیب ہے ـ اس کی ۲۸ مارچ کی اشاعت میں مولینا مودودی کی زبان سے الفاظ ذیل شائع ہوئے ہیں جو آج سے ۱۶ سال قبل اس وقت ادا ہوئے تھے ـ جب انہیں مارشل لاء کے تحت سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا تھا۔

"اگر میری موت کا وقت آ گیا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے نہیں بچا سکتی لیکن اگر میری زندگی پوری نہیں ہوئی تو یہ لوگ خواہ الٹے لٹک جائیں مجھے پھانسی پر نہیں لٹکا سکتے ـ رحم کی اپیل تو میری جوتی کی نوک بھی نہیں کرے گی۔"

نفس واقعہ سے یہاں کوئی بحث نہیں ـ سوال صرف مولانا کے الفاظ سے متعلق ہے ـ بے شک معافی کی درخواست نہ کرنا اور موت کے لئے تیار ہو جانا بڑی ہی ہمت بے جگری، جوانمردی کی بات ہے لیکن اس کا تعلق للہیت سے ہونا ضروری ہے ورنہ ایسی بے خوفی تو دنیا کے کمیونسٹ سوشلسٹ اور مارکسسٹ سب ہی بلکہ بہت سے محض خونی اور قاتل ہر ملک ہر قوم ہر عقیدہ کے بلکہ کھلے ہوئے ملحد اور دہریئے بھی دکھاتے ہی رہتے ہیں ـ مولانا کی زبان سے اس قسم کے فقرے اور پھر ان کا اعادہ سن کر ہرگز ان کے کسی مسلمان نیاز مند کو خوشی نہیں ہو سکتی ـ جو وہ حیرت اور حسرت دونوں کے ساتھ اپنے سے سوال کرے گا کہ کیا یہ زبان کسی اھل اللہ کی ہو سکتی ہے؟ اس میں اور فخر، تعلی، شیخی و ہیکڑی کی زبان میں فرق کیا ہے؟ ایک متقی مسلمان کی زبان اس موقع پر کھلتی تو بس کچھ اس طرح کہ

"میں بندہ بشر ہوں محتاجیوں سے لبریز ـ حیات کا حریص پھر بھی مالک سے توقع ہے کہ مجھے کسی بشر کے آگے نہ جھکنے دے گا"۔ انا حسین بن منصور کی زبان سے بھی نکلا تھا ـ اور انا فرعون کی زبان سے...... بھی ـ دونوں اناؤں کے درمیان فرق زمین و آسمان کا تھا۔

والدین کا وقار

روزنامہ مشرق کے مفتی نے ایک خاتون الف ـ ت کے خط کے جواب میں لکھا ہے:-

"اولاد کی پسند کی شادی کے بارے میں والدین کی ناراضی دراصل دم توڑتے ہوئے اور نئے اتصال کا نتیجہ ہے ـ اس قسم کی صورت حال اب زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رہ سکتی ـ اس دن کا انتظار کیجئے ـ جب اولاد کی خوشی پر والدین کا جھوٹا وقار قربان ہو جائے گا ـ جب کسی لڑکی کو والدین کے در پر جان کا خطرہ نہ رہے گا ـ جب کسی لڑکے کو محبت میں ناکام ہو کر خواب آور گولیاں نہیں کھانا پڑیں گی ـ زندگی کی اقدار بدلتی ہی رہتی ہیں ـ معاشرے کو فرسودہ روایات ترک کرنا ہی پڑتی ہیں اس سلسلے میں بہت کچھ ہو چکا ہے اور ہونے والا ہے۔"

مقام افسوس ہے کہ جو لوگ قوم اور معاشرہ میں صحیح روایات اور صالح اقدار کے احیاء و استحکام کے لئے کچھ کر سکتے ہیں وہ قوم اور معاشرہ کو غلط راہیں دکھلا رہے ہیں ـ کاش مفتی مذکور اپنی سائلہ کو قرآنی شعائر اور اسلامی روایات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ـ جو طہارت نفس اور تزکیہ و عمل اور بلند کردار پر مبنی ہے ـ اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم نے رشتۂ ازدواج کے لئے ما طاب لکم کی شرط لگائی ہے ـ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کو عبادت الٰہی کے بعد سب سے بڑھ کر ضروری قرار دیا گیا ہے ـ اور صاف لفظوں میں فرمایا ہے ووصّینا الانسان بوالدیہ حملتہ امّہ وھنًا علٰی وھن و فصٰلہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک الی المصیر و ان جاھدٰک علٰی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما و صاحبھما فی الدنیا معروفًا ـ یعنے ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے متعلق تاکیدی حکم دیا ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوا انجام کار میری طرف آنا ہے اور اگر وہ تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی بات نہ مان اور دنیا میں ان کا اچھی طرح ساتھ دے ـ اس حکم الٰہی کے ہوتے ہوئے رشتہ ازدواج کے سلسلہ میں والدین سے بغاوت یا انکی مرضی کو جھوٹا وقار قرار دینا کہاں تک واجب ہے، کیا اچھا ہوتا اگر "مشرق" کے مفتی صاحب والدین سے یہ عرض کرتے کہ ایسے رشتے طے کرتے وقت اولاد کی مرضی کا بھی خیال کر لیا کریں اور جہاں تک ممکن ہو باہمی افہام و تفہیم سے ان کا فیصلہ کیا کریں ـ یہ بھی یاد رہے کہ ما طاب لکم (جو تمہیں پسند آئے) میں نری شکل و صورت کی پسندیدگی ہی مراد نہیں بلکہ حسن کردار اور دیگر لوازمات بھی ما طاب لکم میں شامل ہیں اور اس کا صحیح موازنہ والدین ہی کر سکتے ہیں صورت پرست نوجوان صورتوں پر فریفتہ ہو کر آخر کار نقصان اٹھاتے اور پچھتاتے ہیں۔

پاکستان میں گداگری

لاہور میں کوئی ڈھائی ہزار پیشہ ور بھکاری گداگری سے روزی کما رہے ہیں ـ گداگری کے خلاف قوانین بن جانے کے باوجود ان کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے ـ ان بھکاریوں میں غالب تعداد ان کی ہے جو صرف وقت گداگری کے دوران میک اپ کر کے اندھے، لنگڑے، لولے اور گونگے بہرے بن جاتے ہیں اور کمائی کرنے کے بعد اپنے اصل روپ میں آ جاتے ہیں ـ اس لحاظ سے گداگری کی بنیادی وجہ غربت اور افلاس نہیں بلکہ ہاتھ پیر ہلائے بغیر روٹی کمانے کا رجحان ہے ـ لاہور شہر میں جس انتظام و یکسانیت سے یہ سلسلہ جاری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یا تو اپنی ہی انجمن گداگری بنالی ہے یا کوئی بڑا گروہ ان کو کنٹرول کرتا ہے۔

جمعرات کا دن ان پیشہ وروں کے لئے عید کا دن ہوتا ہے ـ ایک ایک گداگر چالیس چالیس روپے کما لیتا ہے اور روزانہ کمائی آٹھ نو روپے بنتی ہے ـ ان کی دولت مندی کی ایک مثال پچھلے دنوں دیکھنے میں آئی ہے ـ کہ ایک فقیر سڑک عبور کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ پھسل گیا اور اس کے بوسیدہ تکیہ سے تین ہزار روپے کے کرنسی نوٹ نکل کر سڑک پر بکھر گئے ـ اسی قسم کا تین سال پہلے کا ایک واقعہ ہے کہ ایک بھکاری سردی سے اکڑ کر مر گیا اور اس کی گودڑی سے ۱۵ ہزار روپے نکلے ـ اسی طرح ایک دفعہ ایک گداگر کی تلاشی کی گئی تو اس کے پاس سے چھ ہزار روپے برآمد ہوئے۔

یہ طبقہ جو معاشرہ پر بوجھ ہے اور اس کے پاس جمع شدہ رقم گردش بھی نہیں کرتی ـ ضرورت ہے کہ ان کے اصلاح احوال کی طرف اثباتی توجہ دی جائے گداگروں کو معاشرے کا فعال طبقہ بنانے کے لئے محتاج خانے قائم کئے جائیں وہاں ان کو روٹی کمانے کے لئے ہنر سکھائے جائیں اور ان کی مناسب ذہنی تربیت کی جائے۔

یہ کام جہاں حکومت کے کرنے کا ہے وہاں معاشرے پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں حکومت کا ہاتھ بٹائے اور وہ اس طرح گداگروں کی حوصلہ شکنی کیجئے اور ہر فرد جو کا ہوا اوسط رقم ان گداگروں کو دیتا ہے وہی رقم محتاج خانوں میں جمع کرا دے اگرچہ یہ کام کچھ مشکل اور دقت طلب ہے ـ لیکن اگر اس مسلسل اور مستقل معاشرتی بیمار کو دور کرنا مقصود ہے تو اس کے بغیر چارہ نہیں۔

جلسہ ہائے عید میلاد النبیؐ

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ

کراچی ـــ مورخہ ۲۹ مئی ۶۹ء کو زیر صدارت جناب میاں غلام عباس صاحب ریٹائرڈ آڈیٹر جنرل آف پاکستان جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا ـ احباب کے علاوہ خواتین نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی ـ چنانچہ تلاوت قرآن مجید ریڈیو پاکستان کے قاری صاحب نے فرمائی ـ اس کے بعد اصغر علی صاحب نے باوجود عمر رسیدہ ہونے کے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم:-

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے

انتہائی خوش الحانی سے پڑھی جس سے احباب بہت محظوظ ہوئے ـ اس کے بعد خاکسار نے دُرِّ ثمین کی دو مختلف فارسی منظوم کے چند اشعار کا اردو ترجمہ سنایا ـ جو کہ رسولِ خدا صلعم کے عشق میں ڈوبا ہوا کلام ہے۔

اس کے بعد میاں رحیم بخش صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر فرمائی ـ جس میں آپ نے واضح کیا ـ کہ دنیا میں صرف ایک ہی ایسی ہستی ہوئی ہے جو بیک وقت تین عالمگیر انقلابات کا باعث ہوئی ہے ـ پہلا انقلاب روحانی ہے ـ دوسرا انقلاب ایک عالمگیر حکومت کا قیام ہے ـ اور تیسرا انقلاب معاشی تبدیلی ہے ـ ان انقلابات کی تشریح کے بعد میاں صاحب موصوف نے غیر مسلم مصنفین کی تحریرات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو غیر مبہم الفاظ میں واضح کیا ـ جسے احباب نے بہت پسند فرمایا۔

ان کے بعد مولوی احمد یار صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان فرمائی اور حالات نبیؐ سنائے اور انکا کی گذاری پر روشنی ڈالی جس سے احباب بہت محظوظ ہوئے۔

ان کے بعد شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام نے اپنے مخصوص انداز میں رسول اکرم صلعم کی سیرت پر روشنی ڈالی اور آپؐ کے دین کی فوقیت کو دوسرے تمام ادیان کے اصولوں پر ثابت کر دکھایا۔

جناب شیخ صاحب موصوف کے بعد خاکسار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی کے حالات پر کچھ اور پیش کئے ـ ابھی حضرت زینبؓ کی شادی کے حالات نہ بتائے تھے کہ نماز مغرب کا وقت ہو گیا جس کی وجہ سے مضمون مکمل نہ ہو سکا ـ پھر نماز ادا کی گئی ـ اور بعد نماز مغرب حاضرین کی تواضع مشروبات سے کی گئی۔

خاکسار ـ محمد بیدار احمدی ـ اسسٹنٹ سیکرٹری جماعت کراچی۔

ڈھاکہ ڈھاکہ سے ڈپٹی خلیل الرحمن صاحب لکھتے ہیں:-

الحمد للہ! ہمارے مشن کمپاؤنڈ میں سیرت النبی صلعم پر نہایت کامیاب جلسہ منعقد ہوا میرے مختلف مراتب رکھنے والے صاحب حیثیت دوست تشریف

تین انبیاء کے مقامات کے ذکر میں ان کی تعلیمات اور انسان کے بلند مقام کا ذکر

انسان کی عظمت صفاتِ ذمیمہ پر قابو پا کر بلند کردار بننے میں ہے

خطبہ جمعہ
مؤرخہ ۱۳ جون ۱۹۶۹ء
فرمودہ حضرت امیر قوم
مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

والتّین والزیتون - وطور سینین - وھٰذا البلد الامین - لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ثمّ رددنٰہ اسفل سٰفلین - الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت فلھم اجرٌ غیر ممنون فما یکذبک بعد بالدین الیس اللہ باحکم الحاکمین ——— (سورۃ التین ۱ - ۸) ———

حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا ذکر انکے مولد و مسکن کے بیان میں

قرآن کریم میں بعض مقامات پر تاریخی واقعات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے تاریخ کا ایک بڑا حصہ بیان کیا ہے۔ فرمایا والتّین والزیتون وطور سینین۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور جہاں پر انہوں نے لوگوں کی رہنمائی کی۔ اور یہاں ان کی تعلیم و تبلیغ سے خدا کے نیک بندے پیدا ہوئے۔ بجائے اس کے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا نام لیا جاتا گیا وجہ ہے کہ یہاں ان مقامات کا نام لیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا تو صرف نام لوگوں کی یاد میں رہ سکتا تھا۔ لیکن یہ مقامات تو ہر زمانہ کے مشاہدہ میں ہیں۔ بیت المقدس اردن اور یروشلم وغیرہ مقامات کو لوگوں نے دیکھا۔ اور یہودی نصرانی برابر ان مقامات کی زیارت کے لئے آتے جاتے رہتے ہیں اسی لئے انبیاء کرام کا نام لینے کے بجائے ان مقامات کا نام لیا گیا ہے۔ جو ان کا مولد و مسکن تھے، اور ہر زمانہ میں وہ لوگوں کی زیارت گاہ ہیں۔

تینوں انبیاءِ کرام انسان کی بلندیٔ مقام کے شاہد ہیں۔

اسی ضمن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی فرمایا وھٰذا البلد الامین۔ یہ تین انبیاء کرامؑ تین بڑی قوموں کے ہادی اور رہنما ہیں۔ اور اکنافِ عالم میں ان تینوں قوموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ان مقامات کا مشاہدہ کرنے والے اس حقیقت پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ہاں انسان کا مقام نہایت بلند ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔ چنانچہ انبیاء کرام اس حقیقت کا عملی نمونہ ہیں۔ وہ نہ صرف خود ہی باخدا انسان تھے بلکہ اور لوگوں کو بھی انہوں نے باخدا بنایا۔

حضرت نبی کریم صلعم زمین و آسمان پر امین قرار دیئے گئے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ھٰذا البلد الامین فرمایا گیا ہے۔ کہ یہ امن کی جگہ ہے۔ یہاں سے جو سرچشمہ پھوٹا ہے اس سے تمام بنی نوع انسان نے سیراب ہونا ہے۔ حضور اکرم صلعم زمین پر بھی امین ہیں اور آپؐ کو خدا تعالیٰ نے آسمان پر بھی امین قرار دیا ہے۔ فرمایا مطاعٍ ثمّ امین۔ حضور صلعم دنیا جہان کے انسانوں کے لئے مطاع بھی ہیں اور امین بھی۔ حضور صلعم نے فرمایا انا امین فی السّماء وامین فی الارض۔

. . . .

امین کا حقیقی مفہوم

امانت و دیانت سے صرف یہی مراد نہیں کہ چار پیسے کے کاروبار میں امانت و دیانت کو ملحوظ رکھ لیا جائے۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں امانت و دیانت کی صفتیں کام کرتی نظر آنی چاہئیں۔ قاضی اور جج ہونے کی حالت میں، کمانڈر ہونے کی حالت میں، حاکم اور بادشاہ ہونے کی حالت میں، تاجر اور صنعت کار ہونے کی حالت میں، زندگی کے عام کاروبار اور گھربار کی زندگی میں امانت و دیانت کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف خود ہر رنگ میں امین تھے، بلکہ آپؐ نے جو قوم پیدا کی اس کے قاضیوں، بادشاہوں، حاکموں، افسروں اور کمانڈروں اور تجار و صنعتکاروں کے اندر امانت و دیانت کی صفات پیدا کر دیں، اور امتِ مسلمہ کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے خواہ وہ کسی شعبہ زندگی سے تعلق رکھتا ہو کہ وہ اپنے کام کاج، اپنے معاملات لین دین و تعلقات میں امین ہو۔

دوسری اقوام کے پیغمبروں پر ایمان بھی امین کے مفہوم میں شامل ہے

ایک اور امانت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری اقوام کے پیغمبروں اور ان کی آسمانی کتب کی عزّت و احترام کو ملحوظ رکھا۔ حضور نے انبیاء کرام کی حقیقی عزت قائم کی کسی کو اپنا باپ کہا اور کسی کو اپنا بھائی قرار دیا۔ اور فرمایا کہ جب تک تم لوگ میرے پر ایمان لانے کے ساتھ اقوام سابق کے پیغمبروں پر ایمان نہ لاؤ اس وقت تک اسلام کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ ساری اقوام خدا کا کنبہ ہیں۔ سب کو ٔل کر باہم محبت و مودت کے جذبات پیدا کرنے چاہئیں۔

دوسری قوموں کے متعلق فرمایا کہ آسمانی کتب کے ماننے والوں کے اندر یہ مرض ہے کہ ان کی کتب میں جو پیشگوئیاں ہیں ان کو وہ چھپاتے ہیں۔ فرمایا واللہ اعلم بما کانوا یکتمون۔ سب کچھ خدا تعالیٰ کے علم میں ہے کہ وہ کیوں اور کیا کچھ چھپاتے ہیں۔ اس کے اندر مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ وہ کبھی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں بلکہ امانت و دیانت کا یہ تقاضا ہے کہ تم تعلیماتِ الٰہیہ اور ارشاداتِ نبویہؐ کے مطابق اقوامِ عالم کے پیغمبروںؑ کی عزّت کرو اور ان کی الہامی کتب کی تکریم کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ ان کے بارے میں صرف اچھے الفاظ ہی استعمال کرنا کافی نہیں ہیں۔ بلکہ ان پر ایمان ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ یہ ہے امانت و دیانت کا حقیقی مفہوم۔

تمام اقوام کی جسمانی و روحانی پرورش کے یکساں سامان

اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں کے جسم کی پرورش کے لئے یکساں سامان بہم پہنچائے ہیں۔ سب کے لئے ہوا۔ بارش۔ سورج، چاند، ستارے اور زمین کی روئیدگی پیدا کی ہے۔ سب قوموں کے جسمانی قیام کے سامان یکساں ہیں۔ اسی طرح انسان کی فطرت بھی یکساں ہے اور سب کی روحانی ربوبیت بھی یکساں طور پر کی ہے۔ مشرق کے مغرب کے۔ کالے۔ گورے۔ کسی قوم کسی وطن کے انسان سب کے سب خدا کی مخلوق ہیں۔ اور ان کے اندر ایک جیسی صلاحیتیں بھی موجود ہیں۔

انسان کی اعلےٰ ترین ساخت اور اسکا بلند مرتبہ

فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ انسان کی ساخت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ اس کو کان۔ زبان۔ آنکھیں۔ قلب اور روح سے آراستہ فرمایا ہے۔ انسان اس دنیا کا بادشاہ ہے اور گائے بھینس۔ بکری۔ گھوڑا اور ٹائیگر وغیرہ تمام جانور انسان کے مطیع ہیں۔ وہ ان پر غلبہ اور تصرف رکھتا ہے۔ انسان نے سمندروں کو چیرا ہے۔ پہاڑوں کو اڑایا ہے اور اب آسمانوں کی سیر کر رہا ہے۔ فرمایا حملناھم فی البرّ والبحر۔ ہم نے انسان کو طاقت دے رکھی ہے کہ وہ خشکیوں۔ سمندروں پر تسلط قائم کرے۔ ہندو تقلید کرتا ہے کہ کتنے ہزار جونوں میں سے گذر کر انسان بنتا ہے۔ عیسائی بھی کہتا ہے کہ انسان گناہ گار ہے۔ خدا نبیوں اور کتابوں کو بھیج کر اپنے مقصد میں فیل ہو گیا ہے اور آخر کار انسانوں کے گناہوں کے کفارہ کے طور پر اسے اپنے بیٹے کو پھانسی دینی پڑی۔ یہ اقدام لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس نے فرمایا ہے ولقد کرمنا بنی اٰدم۔ انسان کو معزّز اور مکرم بنایا ہے۔ انسان کے اندر بڑی بڑی فیاضیاں اور نیکیاں موجود ہیں۔ انسان راستبازی اختیار کرے تو فرشتے سے بڑھ سکتا ہے۔

انسان کو بلند ترین صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کی ساخت نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے فی ای سورۃ ما شاء رکبک۔ نہایت اعلےٰ درجہ کی صورت پر انسان کو پیدا کیا ہے۔ تمام قسم کی صلاحیتیں اور استعدادیں خدا تعالیٰ نے اسے عطا کر رکھی ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے اسے ظاہری اعضا بخشے ہیں تو باطنی صلاحیتیں بھی عنایت فرمائی ہیں۔ یہ جو فرمایا کا انسان

تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل و صورت پر پیدا کیا ہے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ خدا کا جسم بھی ہمارے جسم کی طرح ہے بلکہ اخلاق کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے اپنے اخلاق پر انسان کو پیدا کیا ہے۔ فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ اپنی فطرت پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔

انسان کی جسمانی ساخت مٹی سے

ایک ساخت تو اس کے جسم کی ہے جیسا کہ فرمایا انا خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ انسان مٹی کے خلاصہ در خلاصہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ مٹی سے سبزی پیدا ہوتی ہے۔ اسے انسان اور حیوانات کھا جاتے ہیں۔ حیوانات میں گوشت پیدا ہو جاتا ہے۔ جانور کا گوشت انسان کھاتا اور ان کا دودھ پیتا ہے۔ یہ گوشت اور دودھ مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔ مرغی بھی مٹی سے پیدا ہوتی ہے ہم اس کا گوشت اور انڈا کھاتے ہیں۔ یہ اشیاء ہمارے جسم کا حصہ بن جاتی ہیں۔ اسی طرح سے زمین کے اندر لوہا ہے جو ہمارے اندر پالک کے ذریعہ سے چلا جاتا ہے۔ فاسفورس سیب کے ذریعے اور خون گاجر کے ذریعہ سے ہمارے اندر پیدا ہوتا ہے۔ کیلشیم، پوٹاشیم، سلفر اور میگنیشیم وغیرہ کیا کچھ ہمارے ہمارے اندر نہیں جا رہا۔ یہ تمام کی تمام اشیاء مل کر انسان بناتی ہیں۔

انسانی ساخت میں تعدیل انسان کو فرشتہ کیوں نہ بنایا۔

انسان میں ایک تعدیل نظر آتی ہے اس کے اندر حیوانیت ہے شیطنت ہے۔ درندگی ہے اور فرشتہ پن بھی ہے خیال ہو سکتا ہے کہ بھلا خدا نے انسان کو فرشتہ کیوں نہیں بنا دیا۔ فرشتہ کا اپنا کوئی ارادہ اور اختیار نہیں ہوتا۔ وہ غلطی نہیں کر سکتا۔ فرشتہ انسان کا خادم ہے۔ حضرت یوسف گناہ کرنے پر قدرت رکھتے تھے اس قدرت کے ہوتے ہوئے وہ گناہ کرنے سے بچ گئے۔ یہی ان کا کمال ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا جذبۂ شہادت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دیکھئے۔ آپ پیغمبر خدا ہیں لیکن انسان ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ زندگی خدا تعالیٰ کا بیش بہا عطیہ ہے۔ لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں میری جان چلی جائے۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر خدا کی راہ میں جان دے دوں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر خدا کی راہ میں شہید ہو جاؤں۔ عزیز و اقارب نہ ہوتے اور اس حالت میں فرماتے کہ میں خدا کی راہ میں جان دینا چاہتا ہوں تو اس کی کوئی قدر قیمت نہ ہوتی۔

انسان کی عظمت صفات ذمیمہ پر قابو پا کر نیک کردار بننے میں ہے

انسان کے اندر درندگی، حیوانیت اور شیطنت بھی ہے اور نیکی بھی انسان کی بڑائی اور عظمت اسی میں ہے کہ وہ معاملات اور صفات ذمیمہ پر قابو پانے کا ثبوت دے۔ اس سے انسان کی قیمت بڑھ جاتی ہے، درندگی، حیوانیت اور شیطنت کے ہوتے ہوئے انسان۔ انسانیت کا مظاہرہ کرے تو اس میں اس کی بڑائی اور عظمت ہے۔ ویسے تو فاختہ موجود ہے جس سے گناہ نہیں ہوتا۔ بھیڑ کا بچہ موجود ہے جس کی فطرت میں تابعداری ہے۔ اسی صفات کی ایک اور مخلوق خدا تعالیٰ بنا دیتا تو کیا فائدہ تھا۔ لیکن جس طرح سے انسان کے اندر لوہا۔ کیلشیم۔ فاسفورس وغیرہ معدنیات موجود ہیں جو اس کی جسمانی ساخت کو پختہ کرتی ہیں۔ اسی طرح سے اس کے اندر بہیمیت درندگی، شیطنت اور فرشتہ پن بھی ہے۔ اس کی عظمت اور انسانیت کا یہ مقتضا ہے کہ وہ شیطنت اور بہیمیت پر قابو پا کر نیکی اور فرشتہ پن کی صفت کا اظہار کرے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق ذکر فرمایا کہ وہ بھی بشر ہیں۔ ان کے اندر بھی بہیمیت۔ درندگی شیطنت موجود ہیں۔ لیکن انہوں نے ان پر قابو پایا اور پاکدامن ہو کر انسانیت کی عظمت حاصل کی۔

صفاتِ ذمیمہ میں انسان کی گراوٹ

انسان کبھی بیوی بچوں کو پھاڑ کھاتا ہے۔ افسر اپنے ماتحتوں کو پھاڑ کھاتا ہے یہ اس کی بہیمیت اور شیطنت ہے جس کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا ثم رددنٰہ اسفل سافلین وہ اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔ آج بڑے بڑے افسر اپنے مقام سے گر گئے ہیں کس بات نے ان کو گرایا ہے۔ صرف اس بات نے کہ انہوں نے اپنی ساخت کی قدر نہیں کی۔ ان کو ان کی الھویٰ یعنی حرص و ہوا نے گرا دیا۔۔۔ الھویٰ کے معنی گراوٹ کے ہیں۔ یہ بڑے بڑے لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں بڑے بڑے مکانات اور اراضیات مل جائیں اور کوٹھیاں اور محلات بن جائیں لیکن روپیہ نہیں ہوتا۔ تو وہ بد دیانتی اور رشوت اور دوسروں کے حقوق تلف کر کے روپیہ بٹورتے اور اپنی دوزخ کو بھرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح وہ ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتے ہیں فرمایا ثم رددنٰہ اسفل سافلین۔ تم اپنی کرتوتوں کی وجہ سے گر جاتے ہو۔ فرمایا رددنٰہ ہم گرا دیتے ہیں یہ یہاں کیوں فرمایا اس لئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ اگر زمین و آسمان کی حکومت قوانین الٰہیہ پر مبنی ہے تو انسانوں پر بھی اس کی حکومت قوانین پر مبنی ہے۔ افراد اور اقوام پر بھی اسی کی حکومت ہے جو فرد اور جو قوم اس کے قوانین پر عمل نہیں کرتی وہ اپنے انجام کو دیکھ لیتی ہے۔

ایمان اور عمل صالح میں انسان کی عزت

الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت۔ فلھم اجر غیر ممنون۔ مگر وہ لوگ جو ایماندار ہوں اور ایمان کے مطابق عمل کرتے ہوں وہ عزت پاتے ہیں فما یکذبک بعد بالدین ان دلائل کے ہوتے ہوئے کون ہے جو حضور کو جھٹلائے الیس اللہ باحکم الحاکمین۔ قانون خدا نے بنائے ہیں اور خدا کے قوانین کبھی غلط ثابت نہیں ہوتے۔

انسان ہو کر درندے نہ بنیں

آج کا سبق مشکل ہے اور اس میں مسلمانوں پر حجت قائم کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بے نظیر کتاب دی۔ بے نظیر رسول دیا۔ اور پھر اقوام اور افراد کی تاریخ پیش کی ہے کہ کس طرح انسان مقرب الٰہی بن سکتا ہے۔

خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم اس سبق کو اپنے سامنے رکھیں اور اس پر عمل کریں اور انسان ہو کر حیوان اور درندے بننے کی کوشش نہ کریں۔

اخبار احمدیہ

جماعت پشاور کی تبلیغی سرگرمیاں

پشاور سے عبدالباقی خان صاحب لکھتے ہیں:۔

"شاید جناب کو علم ہو۔ میری تبدیلی کوہاٹ سے پشاور ہو گئی ہے اور آج کل میں مہمان خانہ انجمن واقعہ کوچہ گل بادشاہ جی میں مقیم ہوں بفضلہ تعالیٰ پنجگانہ نماز باجماعت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور بعض دوست نہایت اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور کافی رونق ہوتی ہے۔ بعض وقت ہم خود حیران ہوتے ہیں۔ کہ مسجد (جس کے گرد و پیش مقیم احمدی بزرگان ایک ایک کر کے مولا کریم کو پیارے ہو گئے۔ اور اس لحاظ سے کوچہ مذکورہ بالکل ویران ہے) کیسی پُر رونق نظر آتی ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے درس قرآن مجید، تصنیفات حضرت اقدسؑ کا سلسلہ جاری ہے۔ جن میں صرف اتوار کی رات کو (جبکہ میں کوہاٹ چلا جاتا ہوں) ناغہ ہوتا ہے۔ باقی ہفتے کے سارے دنوں میں ہر شام نماز مغرب کے بعد یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ برادرم محمد الرحمٰن صاحب، بابو محمد صادق صاحب، حاجی گل رحمٰن صاحب، عبدالحکیم صاحب ان کا لڑکا اور دیگر چند نوجوان قریباً قریباً مستقل طور سے شریک ہوا کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں حاجی گل رحمان صاحب اپنے مخصوص دینی جذبہ کے ماتحت چند چھوٹے بچوں کو ناظرہ قرآن اور نمازیں سکھانے کی تکلیف گوارا فرماتے ہیں فجزاھم اللہ احسن الجزا۔ اسی طرح محترم قاضی عبدالرشید ایڈووکیٹ ہائیکورٹ باوجود گوناگوں مصروفیات کے صبح کی نماز میں اپنے بعض صاحبزادگان کے ہمراہ شریک ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے جماعت کے دوستوں کو کافی روحانی تقویت ملتی ہے۔ قاضی صاحب ایک زبردست دینی جذبہ رکھتے ہیں اور اپنے خطبات جمعہ میں احباب سلسلہ کے جذبۂ روحانی کو گرماتے ہیں۔

اسی طرح برادرم محمد الرحمٰن صاحب کے زیر قیادت نوجوانوں کی تنظیم عمل میں لائی گئی ہے۔ جس میں جماعت کے نوجوان خوب دلچسپی لیتے ہیں۔ اس تنظیم میں سکولوں کے طالب علموں سے لے کر یونیورسٹی کے پوسٹ گریجویٹ تک طالب علم بحیثیت ممبر شریک ہیں۔ ان کا پندرہ روزہ یا ماہوار جلسہ ہوتا ہے جس میں علمی مضامین سنائے جاتے ہیں۔ قبلہ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن، قبلہ بزرگوارم پروفیسر محمد فاضل صاحب، قبلہ عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ و سابق مبلغ افریقہ اور برادرم شیخ شریف احمد صاحب اکونٹنٹ افسر اور برادرم عبدالرشید صاحب سیکرٹری جماعت نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے شریک جلسہ ہوتے ہیں۔ اور اختتام جلسہ پر قیمتی نصائح سے ان کی رہنمائی فرماتے ہیں غرض جماعت میں ہر سطح پر زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔

بحر حکمت کے موتی۔ بقیہ صفحہ اوّل

کہنے کو خاص اہتمام سے بیان فرمایا۔ اور پھر اس کا تکرار یہاں تک فرماتے رہے کہ صحابہ کو معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کو اس سے تکلیف ہو رہی ہے اسی لئے ان کے دل میں خیال ہوا کہ آپ خاموش ہو جائیں تو بہتر ہے اس قدر زور دینا اس لئے تھا کہ لوگ اس کا آسانی سے ارتکاب کر لیتے ہیں بلکہ بلا وجہ بھی جھوٹ بول لیتے ہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو جھوٹ سے کس قدر نفرت تھی۔ یہ ایک طبعی جذبہ تھا جس کی وجہ سے آپ نے جھوٹ کہنے سے اس قدر زور سے روکا۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

تین فیصلہ کن خطوط

مرزا رفیع احمد صاحب کی خدمت میں

گزشتہ سال محترم چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب نے موجودہ خلیفہ ربوہ کے برادر خورد مرزا رفیع احمد صاحب کو سلسلہ احمدیہ متنازعہ عقائد کے بارہ میں یکے بعد دیگرے تین خط لکھ کر ان سے اپیل کی تھی کہ وہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے فیصلہ کریں کہ فریقین میں سے کس کے عقائد صحیح ہیں آیا جماعت احمدیہ لاہور حق پر ہے یا ربوہی اور قادیانی فریق؟ اور آیا قادیانی عقائد کو تسلیم کرتے ہوئے جملہ مسلمانوں سے انقطاع کی صورت میں آئندہ اسلامی معاشرہ میں ان کے لئے کوئی جگہ باقی رہ سکتی ہے؟

افسوس ہے کہ مرزا رفیع احمد صاحب نے ان خطوط کا کوئی جواب آج تک نہیں دیا اس لئے چیمہ صاحب کی طرف سے پہلے دو خطوط کی نقول ہمیں برائے اشاعت موصول ہوئی ہیں، تیسرے خط کی نقل افسوس ہے کہ محفوظ نہیں رہی، اس لئے ہم اس کی اشاعت سے معذور ہیں۔

پہلا خط

مورخہ ۶۸-۱۰-۳۱

مکرمی و معظمی جناب میاں رفیع احمد صاحب۔

السلام علیکم

بعض دفعہ خط و کتابت سے ہی بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ انسان خط لکھنے سے پیشتر تنہائی میں کئی دفعہ اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے سلسلہ میں غور و فکر کرتا ہے اور جذبات سے خالی ہو کر ٹھوس حقائق کی تلاش میں کسی ماہر فن یا شہسوار میدان علم و فکر کو مخاطب کرتا ہے۔ میں نے اس وقت آپ کو خطاب کے لئے اس لئے چُنا ہے کہ مجھے کسی وجہ سے یہ توقع ہو گئی ہے کہ آپ میرے استفسار پر میری معلومات میں کچھ مفید اضافہ فرمائیں گے اور اس کا صلہ بھی صرف اپنے خدا سے طلب کریں گے۔

انسان کی عقل محدود ہے اس لئے محدود و ناآشنا حکمت الٰہی کی کسی یا ایک سی جزو کو بھی پوری طرح نہیں سمجھ سکتا۔ مگر اس کی کوشش ہی ہونی چاہیئے کہ جہاں تک اس سے ممکن ہو اسے سمجھنے کی کوشش کرے۔

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُرِّثمین میں ایک طویل نظم پڑھی ہے جس میں حضور نے نہایت عاجزی و الحاح، درد اور اخلاص سے خداوند تعالیٰ سے حضور اپنی اولاد کی دینی و دنیوی بہتری کے لئے دعائیں کی ہیں۔ ان دعاؤں کی طوالت اور اس کا لب و لہجہ اور درد میں ڈوبے ہوئے الفاظ بتلاتے ہیں کہ اولاد کی کچھ ایسی کیفیت رونما ہونے والی تھی جس کے لئے لگاتار مسلسل پرخلوص اور زاریانہ دعاؤں کے ایک لمبے سلسلہ کی ضرورت تھی اور پھر ان کی قبولیت کا معاملہ دیر تک پردۂ غیب ہی میں پنہا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ دعائیں کب قبول ہوں اور ان کی قبولیت کے آثار کب ظاہر ہونا شروع ہوں گے آپ حضور کی اولاد میں سے ہیں۔ کیا معلوم آپ ہی کی ذات میں ان دعاؤں کی قبولیت کے آثار نمایاں ہو کر سامنے آ جائیں۔ یہ دعائیں کسی نہ کسی وقت اپنی قبولیت کا اثر ضرور ظاہر کریں گی۔ اسی امید کے ساتھ یہ عریضہ لکھا جا رہا ہے۔

ذیل کے چند سوالات ہیں جو اس وقت بعض افراد کو پریشان کر رہے ہیں۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ ان پر اظہار خیال فرما دیں ممکن ہے کہ ان کے جوابات بڑے دُور رس نتائج پیدا کرنے والے ثابت ہوں:-

(۱) حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت سے قبل انبیاء کا ایک سلسلہ جاری تھا جو مختلف ممالک اور مختلف اقوام کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتے تھے ان میں سے بعض وہ تھے جو اپنی ایک مستقل شریعت لاتے تھے بعض وہ تھے جو کسی سابق نبی کی شریعت میں کسی قدر تغیر و تبدل کر کے اور ترمیم تنسیخ کے ساتھ خدا کے حکم کے ماتحت اسے اختیار کر لیتے تھے۔ یہ سب انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست مبعوث کئے جاتے تھے۔ یہ مطاع ہوتے تھے۔ سوائے خدا کے کسی اور کے مطیع نہیں ہوتے تھے۔ نیز ان کی وحی بہ پیرایہ جبرئیلؑ ان پر نازل ہوتی تھی اور اسی لئے وحی نبوت کہلاتی تھی۔ حضور صلعم کے بعد ان سب اقسام انبیاء کا آنا مسدود ہو گیا۔ خاتم الانبیاء صلعم کے بعد تجدید دین کا کام مجددین کے سپرد ہو گیا جن کا صدی کے سر و دین آنا مقرر ہوا۔ ان کو محدث بھی کہا گیا اور زمرۂ اولیاء کے افراد بھی انہیں قرار دیا گیا۔

یہاں تک تحریک احمدیت کی دونوں جماعتوں میں مسلّم ہیں مگر ایک بات میں اختلاف ہو گیا ہے۔ ربوی احباب کا کہنا ہے کہ حضور نبی کریم صلعم کے بعد بھی انبیاء کا آنا مسدود نہیں ہوا۔ ہاں یہ انبیاء صاحب شریعت نہیں ہوں گے۔ ان کی شریعت وہی شریعت ہو گی جسے حضور صلعم اپنی بعثت کے ساتھ لائے۔ وہ آپ براہ راست بھی مقرر نہیں ہوں گے بلکہ حضور نبی کریم صلعم کے توسط سے ان کی بعثت ہو گی۔ ان کو شریعت محمدیہ کی پیروی کرنی ہو گی اور حضور کے کامل اتباع سے وہ نبوت کا مقام حاصل کیا کریں گے۔ لاہوری جماعت کا ایمان ہے کہ نبوت بہمہ وجوہ و اقسام بند ہے ہاں ولایت جاری ہے اور اسی ولایت کو ظلی، بروزی، لغوی اور مجازی نبوت کہا گیا ہے اور یہ اصطلاحات بھی قرآن اور حدیث کی وضع کردہ نہیں بلکہ صوفیائے کرام نے انہیں وضع کیا ہے۔ اصل میں جو چیز اب باقی ہے وہ مبشرات یا مکالمہ و مکاشفہ الٰہیہ ہے اور اسی کو ولایت کہتے ہیں اور یہ جزو ہوتی ہے نبوت کی۔ اسی کی کثرت کو استعارۃً نبوت کہا گیا ہے اب آپ سے استفسار یہ ہے کہ کیا فی الواقع نبوت جاری ہے؟ اور حضور نبی کریم کی بجائے اب منصب اور مقام نبوت حضرت مرزا صاحبؑ کو حاصل ہے اور افضل الانبیاءؐ اب نبی وقت نہیں کہلائے جا سکتے اور منصب نبوت سے نئے نبی کے آنے کی وجہ سے ہٹا دیئے گئے ہیں۔ گو شریعت وہی جاری ہے جسے حضور لائے تھے۔ آپ حضرت مرزا صاحب کی اولاد میں سے ہیں اور آپ کا مطالعہ بھی بڑا وسیع ہے اور موجودہ میں غالباً آپ کسی قسم کی مداہنت سے کام لینے کے بھی قائل نہیں۔ دونوں جماعتوں کا بڑا وقت و توانائی اور وسائل و ذرائع اجرائے نبوت و ختم نبوت کی بحث میں ضائع ہوتے ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اس موضوع پر ایک فیصلہ کن اور بہمہ وجوہ مدلل بیان جاری فرما کر دونوں فریقوں کے عقائد کا موازنہ کر کے ان کی غلطیاں ظاہر کر دیں۔ اگر نبوت فی الواقع بند ہے اور جماعت ربوہ نے اس کے اجراء کا باطل عقیدہ خود ایجاد کیا ہے اور عوام کو گمراہ کیا ہے تو آپ کا فرض ہے کہ نہایت سختی کے ساتھ انہیں اس گمراہی سے روک دیں اور اگر ان کا عقیدہ صحیح ہے تو ظل، بروز، مجاز اور لغت کی صوفیانہ اصطلاحات کو نظر انداز کر کے قرآن کریم کی صحیح اصطلاح جاری کر کے اعلان کر دیں کہ حضرت مرزا صاحب حقیقۃً نبی ہیں اور ربوی جماعت ایک علیحدہ امت ہے اور بہتر ہو گا کہ اسے نام بھی علیحدہ دے دیا جائے تاکہ وہ مسلمانوں سے پوری طرح منقطع ہو کر ایک نئے دین پر جادہ پیما ہو کر جس منزل مقصود تک وہ پہنچنا چاہتی ہے پہنچ جائے۔ آپ سے توقع یہ ہے کہ آپ بغیر کسی قسم کی ایچا پیچی اور لفظی حیلہ بازیوں کے دو ٹوک فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

میرے مذکورہ بالا استفسار کا جواب دینے سے پیشتر دو امور کو ضرور مد نظر رکھیں۔ تاکہ جواب مکمل ہو کر کسی پہلو پر تشنہ نہ رہ جائے۔

سابقہ سربراہ جماعت ربوہ نے ایک نہایت عجیب و غریب اور بعض کی نگاہ میں نہایت دل آزار تر پا دینے والا ایک نظریہ مولانا نورالدین صاحبؓ کی وفات کے بعد لوگوں کے سامنے پیش کر رکھا تھا جسے جماعت نے اپنا سرکاری مذہب قرار دے لیا۔ وہ نظریہ یہ تھا کہ متواتر کئی سالوں تک یہ کیفیت طاری رہی کہ خدا بار بار اور بڑے اصرار کے ساتھ حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی کہکر پکارتا رہا، اور اس بلند عہدہ پر انہیں سرفراز فرماتا رہا مگر وہ خود عوام کے سامنے حلف اٹھا اٹھا کر اور مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کو درمیان میں گواہ رکھ کر اعلان کرتے رہے کہ میں نبی نہیں ہوں نہیں ہوں نہیں ہوں تا آنکہ ۱۲-۱۳ سال تک یوں ہی ہوتا رہا اور پھر کہیں ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء میں انہوں نے تسلیم کیا کہ میں واقعی نبی ہوں اگرچہ اس تبدیلی عقیدہ کا علم آپ کے کسی ہمعصر کو اس وقت نہ ہوا بلکہ کئی سال بعد تک اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی خلافت کے پورے زمانہ میں بھی کسی کو احساس تک نہیں ہوا کہ فلاں زمانہ تک تو انکار ہوتا رہا اور فلاں دن یا فلاں تاریخ کو نبوت کا اقرار ہوا۔ اس دعوے کا کوئی اعلان ہوا اور نہ گزشتہ انکار کی کوئی توجیہہ ہوئی نہ استغفار ہوا نہ توبہ کا اعلان ہوا۔ اور پھر جب اقرار ہوا تو بھی الفاظ ظل۔ بروز اور مجاز کے برابر ساتھ لگے رہے اور جب نبوت کا معاملہ زیر بحث آیا تو بھی یہی کہا گیا کہ میری نبوت مجازی ہے ظلی ہے۔ بروزی ہے۔ طفیلی ہے اصلی نہیں۔ اصل نبوت اسی کی ہے جس کا میں خادم ہوں غلام ہوں، اصل نبوت قیامت تک اسی کی رہے گی اور اس کے زیر سایہ ہزار ہا اولیاء اللہ کو شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہوتا رہے گا۔ جواب لکھتے وقت اس عجیب و غریب قسم کے نظریہ کا بھی خیال رکھیں۔

دوسرا امر یہ ہے کہ اس دنیا میں تقریباً ہر پانچواں آدمی حضور نبی کریم صلعم کا امتی ہے جو حضورؐ کی ذات سے خود کو وابستہ ظاہر کرتا ہے۔ حضورؐ کا کلمہ پڑھتا ہے۔ حضورؐ کی لائی ہوئی شریعت کو اپنا رہنما خیال کرتا ہے۔ قرآن کے لائے ہوئے قانون کا پابند ہے۔ عبادات میں وہ حضورؐ کا مقلد ہے۔ معاملات میں اسے روشنی حضورؐ ہی کی شریعت سے ملتی ہے۔ دنیا سے اس کی دوستی اور عداوت حضورؐ ہی کے بتلائے ہوئے معیار سے جانچی اور پہچانی جا سکتی ہے۔ حضورؐ ہی کے دامن سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس نے ایک عظیم الشان سلطنت یعنے پاکستان کو حاصل کیا اور حضورؐ ہی کے نام کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر مسلم قوم نے ہندو اور انگریز کو چیلنج پر چیلنج دیئے اور بالآخر دونوں کو شکست دے کر محض اتحاد اور اتفاق کی بنا پر اسلام کا ابریشمہ ہاتھوں میں پکڑے ہوئے اس نے کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اسی طرح ۱۹۶۵ء میں اس قوم کے تمام فرقے ایک محاذ پر کھڑے ہو کر اسلام، قرآن اور نبی اکرم صلعم کی ناموس

کا جُوا اپنی گردنوں میں ڈال کر اپنے سے پانچ گنا قوی طاقتور دشمن کو پائمال کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اب نئی نبوت کا اس قوم کی جانب طرزِ عمل کیا ہوگا۔ کیا ان لوگوں کو اسلام سے خارج سمجھا جائے گا؟ اور صرف احمدیوں کو دائرہ اسلام کے اندر جگہ دی جائے گی۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے لوگوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے، جمہور کے احساسات بڑی شدت اختیار کر رہے ہیں، عنقریب اس اُمّت میں تکفیر کی لعنت کا قلع قمع کیا جانے والا ہے۔ آئندہ نسلیں اس کو برداشت نہیں کریں گے۔ اگر اسلام کے عطا کردہ حقوق حاصل کرنے ہیں تو اس کے عائد کردہ فرائض کو بھی ادا کرنا ہوگا۔

اس نازک معاملہ اور اس کے دور رس نتائج کو بھی سامنے رکھ کر اجراء نبوت کے مسئلہ پر قلم اٹھائیں اور ایسی فیصلہ کن اور مدلل توجیہہ عوام کے سامنے رکھیں کہ یہ بحث ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ خدا کرے کہ حضور مسیح موعودؑ کی دعائیں قبول ہو کر آپ کی ذات میں ایک ایسی چمکتی اور دمکتی شخصیت منظرِ عام پر آئیں کہ مسلمانوں کے اندر راحت۔ امن۔ اتفاق اور سرور کا نشان پیدا ہو جائے اور مستقل اتفاق اور اتحاد کی بنیاد رکھی جا سکے۔

آخر میں اپنے استفسار کو چند لفظوں میں منتقل کر دیتا ہوں تا کہ آپ کو میرے مافی الضمیر کو سمجھنے میں آسانی ہو میرا سوال صرف یہ ہے کہ آیا حضرت مرزا صاحب امام زمان علیہ السلام کو **منصب و مقام** نبوت حاصل تھا؟ یا صرف **انعام و اعزاز** کے طور پر انہیں نبی کا نام دیا گیا تھا؟

اگر منصب اور مقامِ نبوت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے مدام حاصل ہے تو سمجھا جائے گا کہ محض مکالمہ مکاشفہ الٰہیہ کی وجہ سے مجازی رنگ میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کہا گیا ہے۔ اگر مذکورہ بالا سوال کا یہ جواب ہے تو مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور اور ان کی لاہوری جماعت کی ہمنوائی ہوگی۔ اگر حق و صواب یہی ہے تو اس کا کھل کر اعلان کر دینا چاہیئے اور ربوہ میں اُٹھنے والے شدید طوفان اور تشدد اور المناک اذیتوں کی ایک آنے والی لامتناہی مہم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے موقف پر ڈٹ جانا چاہیئے اور یہ صحیح طریق حضرت مسیح موعودؑ ایسی اولوالعزم اور دنیا کی کسی طاقت سے نہ ڈرنے والی اور اپنے ارادہ اور عقیدہ پر ایمان کی زبردست قوت سے قائم ہونے اور قائم رہنے والی شخصیت کا متبع ہوگا اور حضورؑ کی اولاد سے ایسی استقامت کی جائز طور پر توقع کی جا سکتی ہے ایسی صورت میں حضورؑ کی دردِ دل سے کی ہوئی دعاؤں کا معجزہ نما اثر حضورؑ کی صداقت کا ایک اور نشان بن جائے گا۔

نوٹ:— اگر آپ اس مسئلہ کے متعلق اپنے موقف کو واضح طور پر بیان نہیں کر سکتے یا مجبور ماحول ہونے کی وجہ سے خاموشی ہی میں عافیت سمجھتے ہیں تو اس طرزِ عمل کو اختیار کرنے سے پیشتر۔ امور ذیل پر غور کر لیں کہ تحریک احمدیت کا مرکزی اصول یہ ہے کہ یہ اپنے وابستگان دامن سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم سمجھیں گے اور اس عقیدہ کی جھلک ہمیشہ ان کے عمل میں ظاہر ہوتی رہے گی۔ نیز اس پر بھی غور کر لیں کہ تاریخ آپ کے ماحول کے غلو کو کافی موقعہ دے چکی ہے کہ وہ اعتدال اور معقولیت کی حدود کے اندر ہی مقید رہے۔ اسلام اب تاریخ کے اس دور میں داخل ہونے والا ہے کہ اس کا مقابلہ اجتماعی طور پر تمام دنیا کی کفر در آغوش طاقتوں سے ہونے والا ہے اور اس مرحلہ پر اسلام بُنیانٌ مرصوص کا نظارہ دکھانے والا ہے۔ اسلامی عالمگیر اجتماع اتفاق اور اتحاد کو حاصل کرنا اب اس کا لازمی مقدر بننے والا ہے۔ انتشار اور تفریق پیدا کرنے والے اور اسلام کو کمزور کرنے والے عناصر کا کلی استیصال ہونے والا ہے۔ تمام فرق اسلامی ایک محاذ پر جمع ہونے والے ہیں۔ وقت ہے کہ اہلِ ربوہ بھی ہوا کا رُخ دیکھ لیں۔ دُنیا کا آئندہ قائد محمدؐ اور صرف محمدؐ ہی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے والے ہیں۔ جو طاقت ان سے متصادم ہوگی وہ پاش پاش ہوگی۔

"خاندان نبوت"۔ "اُمہات المومنین"۔ "یا ابن نبی اللہ" کی اصطلاحات جو قادیان میں استعمال کی جانے لگی تھیں یا اس قسم کے دلخراش الفاظ کہ مکہ و مدینہ کی چھاتیوں سے اب دُودھ خشک ہو چکا ہے اور قادیان میں اب اس کی نہریں بہہ رہی ہیں خرافات سمجھے جا کر خود بخود محو ہو رہے ہیں۔

ربوی جماعت مسلمان ہے۔ کلمہ گو ہے محمد صلعم کی اُمت ہے۔ اس کا حق ہے کہ امتِ مسلمہ میں اپنے لئے عزت کا مقام پیدا کرے۔ اس کے قائدین کا فرض ہے کہ وہ آئندہ کے مؤرخ کو یہ موقعہ نہ دیں کہ وہ کہہ سکے کہ ربوی جماعت کسی وقت اپنی علیحدہ مسلمانوں سے بکلی منقطع سوسائٹی کی تعمیر کرنے کا منصوبہ بنا رہی تھی اسلامی معاشرہ تمام دنیا کے معاشروں کو نگل جانے والا ہے۔ آپ لوگ خود بخود اس سے باہر نکل کر بادِ سموم کا شکار ہو جائیں گے۔

مسلمانوں کے معصوم بچوں کو عیسائیوں اور ہندوؤں کے بچوں کی طرح سمجھنا۔ کلمہ گو نیک اور عابد مسلمانوں کے جنازوں کو اس لئے نہ پڑھنے دینا کہ وہ محمدؐ کی اُمت ہونے کے باوجود کافر ہیں یا ان سے بیاہ اور شادی کے تعلقات کو مذہباً ناجائز قرار دینا تاریخ سے مبارزت طلب کرنا ہے۔ پس آپ ان ادنےٰ باتوں سے بلند ہو کر انسانیت کی خاطر اسلام کی خاطر۔ اپنی جماعت کے مستقبل کی خاطر۔ حقیقت حال اور صداقت شعاری کی خاطر ہمارے اس خط کا ایک ایسا تاریخ ساز جواب دیں کہ جماعت کا مستقبل آفتاب نصف النہار کی طرح چمکنے لگ جائے

رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

دوسرا خط

مکرم میاں رفیع احمد صاحب۔

السّلام علیکم

میں نے آپ کو راولپنڈی سے ایک خط مورخہ ۶۸-۱۰-۱۳ کو لکھا تھا۔ اور آپ سے دونوں جماعتوں کے اختلافی مسائل کے متعلق چند استفسارات کئے تھے۔ آج ۱۱ر نومبر ہے۔ آپ کی طرف سے مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں توقع بھی نہیں کرتا کہ آپ ان اہم سوالات کا اتنی جلدی جواب دیں گے۔ میں یہ خط محض اس لئے لکھ رہا ہوں کہ میں دو تین دن تک گجرات واپس جا رہا ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر مجھے میرے سابقہ خط کا جواب گجرات کے پتہ پر یعنی چیمہ منزل کچہری روڈ گجرات کے ایڈریس پر دیں۔

میں اپنے سابقہ خط میں اٹھائے ہوئے مسائل کو بڑی اہمیت دیتا ہوں۔ تحریک احمدیت نے جمہور کی اصلاح کرنی ہے نہ کہ ان سے بکلی انقطاع کرنا ہے۔ اس سے تو کسی نئے مذہب اور نئے دین کی تخلیق کا گمان ہوگا جو کہ تحریک کا قطعاً منشا نہیں۔

اب وقت ہے کہ ہم نفرت اور مفارقت کے رجحان کو محبت اور یگانگت میں تبدیل کر دیں۔ اگر ہم نے اس تحریک میں اختلافات کو بڑھنے دیا اور دونوں جماعتوں کی قوتوں کو ایک دوسرے کے خلاف لگا کر اصل دشمن کو کمزور کرنے کے سلسلہ کو جاری رکھا تو یہ ایک ایسا جُرم ہوگا جس کی سزا کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مخالفین کو اس تحریک کے اثرات سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے دلائل مہیا ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنا صغریٰ اور کبریٰ یوں بناتے ہیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت صاحب کی تمام اولاد ہی گمراہ ہو جائے۔ ایک بھی نفس ایسا نہ پیدا ہو جو صدائے حق بلند کر سکے۔ جماعت کے جمہور کو محض اپنے خاندانی اقتدار کو محفوظ رکھنے کے لئے وہ غلط عقائد کی تلقین کرتے پھریں۔ اس کے برعکس یہ مخالف یا ان کے دوسرے ہمنوا یہ بھی کہتے ہیں کہ جب خلیفہ اوّل کی ساری اولاد ربوی عقائد سے بیزار ہو کر ان سے علیحدہ ہو چکی ہے۔ اور جماعت لاہور کے پلیٹ فارم کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہی ہے تو کیسے باور کیا جائے کہ مسیح موعودؑ کا خاندان محض پیری مریدی کا ڈھونگ نہیں رچا رہا۔ کیا حضرت مرزا صاحبؑ کے دلی عقیدتمند۔ ان کے ساتھ بڑی ندرت تک کام کرنے والے۔ بڑی اعلےٰ شخصیتوں اور کردار کے مالک تعلیم یافتہ اور پختہ ذہن لوگ حضرت مرزا صاحب کے کم سن۔ ناتجربہ کار اور ناپختہ ذہن لڑکوں سے علیحدہ رہ کر بھی اس تحریک سے وابستہ نہیں؟ کیسے باور کیا جائے کہ حضرت صاحبؑ کی اولاد کے یہ **نو وارد ان بساط** روحانیت احباب مسیح موعود سے زیادہ قابلِ وثوق ہیں؟ پھر یہ لوگ تکفیر اہلِ قبلہ کے خلاف ہیں۔ اور ختم نبوت کے عقیدہ کو بڑی مضبوط دلائل سے ثابت کر رہے ہیں۔ پھر یہ کیونکر ربوی لوگوں کے مقابلہ پر قابلِ وثوق نہ سمجھے جائیں۔ غرض باہمی اختلافات اور انشقاق نے مخالفت کو بڑا فروغ دیا ہے پس ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

مولانا محمد علی صاحبؒ نے ان کی رُوح پُر فتوح پر لاکھوں برکات نازل ہوں کتاب النبوۃ فی الاسلام لکھ کر ان اختلافی مسائل پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور کسی گوشہ کو تشنہ نہیں رہنے دیا آپ خود قرآن کریم۔ احادیث اور روایات اسلامی اور صدیوں کے تیار کردہ اسلامی لٹریچر سے استفادہ کر کے اس پر فیصلہ کن طریق پر قلم اُٹھائیں اور اللہ تعالےٰ آپ کی امداد فرمائے گا۔ آپ بھی دعا کریں۔ میں بھی اپنے تمام گناہوں کے باوجود دردِ دل سے دُعا کر رہا ہوں۔

ان مسائل پر خوب غور کریں۔ آئندہ ہونے والے واقعاتِ عالم کو مدِ نظر رکھیں۔ اسلام دنیا کا آئندہ مذہب ہونے والا ہے۔ تاریخ شخصیتوں کا انتظار نہیں کرتی۔ قدرت اپنا فیصلہ وقت پر صادر کر دیتی ہے۔ یورپ اسلام کے تسلط میں آنے والا ہے۔ احمدی احباب نے صرف مسلمانوں کا نقطۂ نظر بدل دینا ہے انہیں صرف یہ بتلانا ہے کہ دین مکمل ہے۔ شریعت مکمل ہے۔ اس کی تشریح میں جو غلطیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ انہیں مجدّدِ زمان نے درست کر دیا ہے۔ اس اصلاح شدہ اور تجدید کے لباس سے ملبوس اسلام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں ہونی چاہیئے۔ رسالت محمدیہ کے بعد کوئی رسالت نہیں۔ نبوت بھی ختم ہے اور شریعت بھی مکمل ہے۔ صرف شریعت کا احیاء مقصود ہے اور اس لئے اس عظیم الشان مجدّد کو مبعوث کیا گیا ہے اور چونکہ اس وقت عیسائیت نے دنیا کو مغلوب کیا ہوا ہے۔ اس لئے اس مجدّد کو مسیح موعودؑ کا خطاب بخشا گیا۔

پس میری درخواست ہے کہ آپ اس موضوع پر مفصل۔ مبسوط۔ مدلل اور معقول پیرایہ پر قلم اُٹھائیں۔ اور جماعت کے دونوں فریقوں کو دعوت اتحاد دے کر تبلیغ کے محاذ کو مضبوط کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اس معاملہ میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔ فقط۔

آپ کا (محمد حسن چیمہ) ایڈووکیٹ

چیمہ منزل۔ کچہری روڈ۔ گجرات۔

حال وارد راولپنڈی

محمد صالح نور صاحب مولوی فاضل - لائلپور

تحریکِ احمدیت سے وابستگی کے لئے
دس شرائطِ بیعت
احکاماتِ قرآنیہ کی روشنی میں

(قسط دوئم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت

کی اصل غرض وغایت تجدید و احیائے دین اور قیامِ شریعت تھا اور اس اہم فریضہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ نے "وجاھدھم بہ جھاداً کبیراً" کے حکم خداوندی کے ماتحت قرآن کریم کے ذریعہ جہاد کا آغاز فرمایا۔ اسلام کے پیغام کو چہار اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے اور مسلمان کہلانے والوں کے سینوں میں پھر سے قرآن کو بسانے کے لئے آپ کسی طریقہ سے بھی تن تنہا یہ کام سرانجام نہ دے سکتے تھے۔ اگر آپ کی غرض محض چند امور کی اصلاح ہوتی اور آپ کا کام محدود رنگ کا ہوتا تو آپ کو جماعت بنانے کی چنداں ضرورت نہ تھی بلکہ یہ کام آپ تحریر و تقریر سے بھی پورا کر سکتے تھے مگر آپ کو نہایت عظیم اور وسیع کام سپرد کیا گیا تھا۔ اس کے لئے جب تک چند جان نثاروں پر مشتمل ایک جماعت نہ بنائی جاتی جو آپ کے اشارہ ابرو پر اشاعتِ اسلام اور تبلیغ دین کے لئے ہر نوع کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہوں اور خطرناک سے خطرناک وقت میں بھی ثابت قدم رہیں اور احکاماتِ الٰہیہ کی بجاآوری کے لئے وہ ہمیشہ پیش پیش رہیں یہ کام پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکتا۔ بعینہٖ جس طرح "جہاد بالسیف" کے لئے ایک وفادار اور مستقل مزاج فوج کی ضرورت لازمی اور لابدی ہے اسی طرح "جہاد بالقرآن" بھی ایک وفادار، جان نثار اور مستقل مزاج جماعت کو چاہتا ہے۔

جماعت کا نام:-

مخالفین کی طرف سے یہ بعید از صداقت اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے ایک الگ جماعت بنائی اور اسے اپنے نام کی طرف منسوب کیا یہ اعتراض سراسر غلط اور ناانصافی پر مبنی ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے محض جہاد بالقرآن کے لئے اشاعتِ اسلام کا درد رکھنے والی چند نیک اور پاکیزہ روحوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کر کے ان کے ذمہ علوم آسمانی اور معارفِ قرآنی کی اشاعت و ترویج کا فریضہ سونپا ہے اور نصف صدی سے زائد عرصہ کا زمانہ اس پر گواہ ہے اور جس کا ایک مخالف سے مخالف بھی معترف ہے کہ اس جماعت نے اس فرض کو جس احسن طریق سے نبھایا ہے وہ کسی اور سے ممکن نہ تھا۔ اگر خدانخواستہ حضرت مرزا صاحب کا مقصد اسلام سے الگ کسی تعلیم یا مسلک کو پیش کرنا ہوتا یا کسی نئے مذہب کی بنیاد ڈالنا ہوتی تو تو وہ اپنی تمام تر زندگی اشاعتِ اسلام کی حالی قالی اور مالی امداد میں کیوں بسر کرتے اور پھر اپنی جماعت کو یہ تلقین کیوں کر جاتے کہ تم یکجا ہو کر اسلام کی اشاعت کا کام سرانجام دو اور پھر آپ کی جماعت پچاس سال تک کیوں محض اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کے لئے تمام اکنافِ عالم میں خدا تعالےٰ کا نام اور قرآن پاک کا مقام بلند کرنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دیتی۔ واقعات اور حالات نے اپنوں اور غیروں کے خراجِ تحسین نے یہ امر واضح کر دیا ہے کہ گذشتہ نصف صدی میں تمام ممالک غیر میں اور ہند و پاکستان میں کیا تبلیغ کے ذریعہ اور کیا تحریر و تقریر کے ذریعہ اور کیا مساجد کی تعمیر کے ذریعہ اور کیا مسلم مشنوں کے قیام کے ذریعہ اور کیا غیر مسلم مناظرین کو لاجواب کرنے کے ذریعہ اور کیا دلائل اور براہین سے اسلام کی برتری ثابت کرنے کے ذریعہ اور کیا اسلامی لٹریچر کی لاتعداد اشاعت کے ذریعہ اور کیا مبلغین کی ان گنت تعداد کی قربانیوں کے ذریعہ اگر خدمتِ اسلام کی توفیق ملی ہے تو اسی جماعت احمدیہ کو۔ "اور یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔" مسلمان امراء اور حکمرانوں سے یہ کام نہ ہو سکا۔ مسلمان حکومتیں یہ کام کرنے سے قاصر رہیں مسلمان لکھ پتی اور کروڑ پتی اس کام کو سرانجام نہ دے سکے۔ مسلم یونیورسٹیاں اس غرض کے لئے مبلغین اور علماء پیدا نہ کر سکیں مسلم ریاستوں کے راجے مہاراجے کبھی خواب میں بھی تبلیغ اسلام کے لئے یہ وسیع و عظیم منصوبے نہ بنا سکے۔ نام نہاد اسلامی جماعتوں کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی اور اشاعتِ اسلام، احیائے دین اور تجدید دین متین کی توفیق اگر مرحمت ہوئی تو اس چھوٹی سی اور قلیل سی جماعت کو محض اس لئے کہ یہ خدا کے حکم سے قائم کی گئی تھی اور مامور کی دعائیں اور نیک تمنائیں اس کے ساتھ تھیں اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کا زبردست ہاتھ ان کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ اور "ید اللہ فوق ایدیھم" کا وعدہ اس جماعت کے ساتھ تھا۔ اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح فتح و نصرت اور کامرانی و کامیابی نے ان کے قدم چومے اور ایک عالم نے ایک بار پھر "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ" کا نظارہ اپنی چشم خود دیکھ لیا۔

مسلمان فرقہ احمدیہ

آپ نے اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھا۔ اور اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسم جمالی **احمد** کی طرف منسوب کیا جیسا کہ آپ از خود فرماتے ہیں:-

"چونکہ اب مردم شماری کی تقریب پر سرکاری طور پر اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ہر ایک فرقہ جو دوسرے فرقوں سے اپنے اصولوں کے لحاظ سے امتیاز رکھتا ہے علیحدہ خانہ میں اس کی خانہ پری کی جائے اور جس نام کو اس فرقہ نے اپنے لئے پسند اور تجویز کیا ہے وہی نام سرکاری کاغذات میں اس کا لکھا جائے .... اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ نام **"مسلمان فرقہ احمدیہ"** ہے اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم **محمد** جلالی نام تھا .... لیکن اسم **احمد** جمالی نام تھا .... یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم **احمد** ظہور کرے گا .... پس اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام "فرقہ احمدیہ" رکھا جائے۔"

(اشتہار ۴ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء)

اس مضمون کی گذشتہ قسط پیغام صلح مورخہ ۸ مئی سنہ ۱۹۶۱ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں تحریکِ احمدیت سے وابستگی کے لئے ضروری دس شرائط بیعت میں سے پہلی پانچ شرائط کو آیات قرانی اور احکامات ربانی کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا تھا۔ باقی پانچ شرائط کو اس جگہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:-

۶- چھٹی شرط:-

"یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواو ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔"

ا- اتباع رسم

قرآن پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جو قومیں خدا تعالےٰ کی طرف سے عذاب کی مستحق ٹھہریں وہ یا افراط کی راہ اختیار کر گئی تھیں یا تفریط کی اور یہ دونوں راہیں صراطِ مستقیم سے بھٹکنے والوں کی ہیں۔ جیسے یہودیوں نے خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت عیسٰےؑ روح اللہ کی نبوت کا انکار کر کے تفریط کی راہ اختیار کی اور نہ صرف آپ کا انکار کیا بلکہ آپ کو سُولی پر کھینچنے میں بھی اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور دوسری طرف عیسائیوں نے حضرت عیسٰے علیہ السلام پر ایمان لا کر افراط کی راہ اختیار کی کہ ایک لاچار انسان کو جسے خدا نے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا تھا اور جس نے ایک عورت کے بطن سے جنم لیا تھا اور وہ نبوت کا مدعی تھا۔ اسے ان ظالموں نے خدا اور خدا کا بیٹا ماننا شروع کر دیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے یہودیوں کو "مغضوب الیھم" اور عیسائیوں کو "ضالین" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی اپنی جماعت کو اس قسم کے غلو کی راہوں سے اور بدعات و رسومات سے روکا ہے۔ اور فرمایا کہ؎

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں

عیسائیوں کے زیر اثر ہمارے مسلمان بھائی بھی حضرت عیسٰے علیہ السلام کو "الآن کما کان" کا مصداق سمجھنے میں سخت غلطی پر ہیں۔ دو ہزار سال سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے جسم میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ماننا اور ان کے خلود پر ایمان رکھنا بھی کس قدر ظلم ہے اور گویا انہیں صفاتِ خداوندی میں شریک ٹھہرانا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئے نبوت کے وقت ان کو زندہ تسلیم کرنا اور پھر ان کے حضور علیہ السلام پر ایمان نہ لانے کا عقیدہ رکھنا کس قدر مضحکہ خیز امر ہے اور ختم نبوت کے بعد ایک اسرائیلی نبی کی آمد کا عقیدہ رکھنا اسلامی تعلیم سے ایک مذاق سے کم نہیں ہے۔ حیاتِ مسیحؑ کا عقیدہ رکھنے والے بھی رسومات اور بدعات کی وجہ سے اس کا شکار ہیں اور خواہ مخواہ ایک کمزور انسان کو خدائی صفات کا حامل سمجھتے ہیں اور اس کے مقابل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے؎

ابن مریم گر احد ہے تو احمد احد بھی ہے
لاکھ ادنیٰ و میل تر ہی اس کے دو ہیں سبب
جن باپ کو بیٹا کہا ہے تو آسمان پر
سارے جہاں کے باپ کو کہتا لحد میں ہے

اتباع رسم اور غلو کے بیان میں قرآن پاک فرماتا ہے "اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو

اور اللہ کی نسبت سوائے سچ بات کے اور کچھ نہ کہو"

(ب) متابعت ہوا و ہوس سے باز رہنا

چھٹی شرط کا یہ حصہ قرآن پاک کی مندرجہ ذیل تعلیم سے ماخوذ ہے :-

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو انصاف پر قائم ہونے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو گو معاملہ تمہاری اپنی ذات یا ماں باپ اور قریبیوں کے خلاف ہو اگر کوئی امیر ہو یا غریب تو اللہ دونوں سے بلند ہے سو تم ہوا و ہوس کی پیروی مت کرو ایسا نہ ہو کہ تم عدل نہ کر سکو اگر تم (ہوا و ہوس کے زیر اثر) پیچ دار بات کرو یا حق سے اعراض کرو تو اللہ تعالےٰ جو تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔"

(ج) قال اللہ اور قال الرسول

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ :-

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسولؐ پر اتاری"

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسولوں کے احکامات میں خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو"

(د) قال اللہ اور قال الرسول کو دستور العمل بنانا

حضرت مرزا صاحبؒ کی تصنیفات کے مطالعہ اور آپ کی زندگی کے مشاہدہ سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ آپ نے اپنوں اور غیروں کو یہی تعلیم دی کہ خدا تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے فرمودات کو حرزِ جان بناؤ اور یہ تعلیم آپ نے قرآن پاک کے ارشادات کی روشنی میں ہی دی ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے :-

۱-" اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور اگر تم اس میں کوتاہی کرو تو ہمارے رسولؐ پر تو کھول کھول کر پہنچا دینا ہی کافی ہے۔"

(۲) " یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ کے فرمودات میں ایک نیک نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالےٰ کی رضا اور یوم آخرت کی بھلائی کا خواہاں ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔"

۳- پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر جو نبی اُمّی ہے اور جو خود اللہ تعالےٰ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور تم اس کی صحیح پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔"

۷- ساتویں شرط :-

" یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔"

(ا) تکبر اور نخوت کو چھوڑنا۔

کبر اور غرور کو ترک کرنے کے متعلق تو بارہا قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے اور اسے شیطانی حرکات قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بارہا ابلیس کے ذکر میں آیا ہے بلکہ اباء و استکبار خصلت ابلیسی کے تذکرہ میں ہی بولا جاتا ہے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد
بہ زندانِ لعنت گرفتار کرد

ارشادِ خداوندی یوں ہے :-

" اور لوگوں سے بے رخی سے پیش نہ آ، اور زمین میں اکڑتا ہوا مت چل، اللہ تعالےٰ کسی خود پسند شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔"

(ب) فروتنی، عاجزی اور خوش خلقی

۱-" اور زمین میں اکڑ کر مت چل یقیناً تو اس زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ ہی تو بلندی کے لحاظ سے پہاڑوں کو چھو سکتا ہے۔"

(۲) " اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کوئی قوم دوسری قوم سے تمسخر سے پیش نہ آئے بہت ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں سے اس طرح سے پیش آئیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں عیب جوئی نہ کیا کرو اور ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد مت کیا کرو ایمان لے آنے کے بعد کسی کا برا نام رکھنا بہت بری بات ہے۔"

۳-" اور وہ لوگ (اچھے ہیں) جو بڑے گناہوں سے دور رہتے ہیں اور بے حیائی کی باتوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں اور جب انہیں کبھی غصہ آ جاتا ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔"

۴-" اور وہ لوگ (اچھے ہیں) جو آسائش میں بھی اور تکلیف میں بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ غصے کو ضبط کر جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے کے عادی ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔"

(ج) حلیمی، مسکینی سے زندگی بسر کرنا

عاجزی، بردباری، اور غریبی، خدا تعالےٰ کو بہت پسند ہے، اور یہ اوصاف حمیدہ خدا رسیدہ لوگوں کا طرۂ امتیاز ہوتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے اصحاب میں یہ امور منتقل کئے تھے اور گویا انہیں ملائکہ کی صفات کا حامل بنا دیا تھا۔ قرآن کریم نے ان صفات کو اپنانے کی تلقین یوں فرمائی ہے فرمایا :-

۱-" اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز میں آہستگی رکھو کیونکہ سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔"

۲-" اے میرے پیارے بیٹے نماز کو قائم کر اور نیک باتوں کا حکم کر اور بری باتوں سے روک، اور اگر تجھ پر کوئی تکلیف آ جائے تو صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے یقیناً یہ بڑے عظیم الشان نتائج کی حامل بات ہے"

۸- آٹھویں شرط

" یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔"

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ :-

" تم ہرگز دینی اور دنیاوی بھلائی کے وارث نہیں بن سکتے جب تک کہ تم اپنی عزیز ترین چیز خدا کی راہ میں قربانی نہ کرو۔"

حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنی جماعت سے عہد لیا کہ :-

" وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔"

حق تعالےٰ نے ان لوگوں کو جو دین کے مقابلہ میں دنیاوی چیزوں سے پیار کرتے ہیں۔ وعید کے رنگ میں فرمایا ہے :-

۱-" کہہ دو اگر تمہارے ماں باپ، اور تمہاری اولاد اور تمہارے بھائی بند اور تمہارے ساتھی یا بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جسے تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس کے گھاٹے سے تم خوفزدہ رہتے ہو اور وہ رہائش کی جگہیں جنہیں تم عزیز رکھتے ہو، زیادہ محبوب ہوں تم کو خدا تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے مقابلہ میں اور خدا تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرنے کے مقابلہ میں، تو پھر تم انتظار کرو یہاں تک کہ خدا کا حکم تمہارے لئے نازل ہو اور اللہ تعالےٰ بد عہد لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

۲-" کہہ دو کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ لہو و لعب اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور اللہ رزق دینے والوں میں سے بہترین ہیں"

۳-" اور نہ تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد تمہیں خدا تعالےٰ کے قریب کر سکتے ہیں سوائے اس کے کہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے۔"

۴-" اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد خدا کے ذکر کو بلند کرنے سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو ایسا کرے گا پس وہی لوگ گھاٹے اٹھانے والے ہیں۔"

۹- نویں شرط

" یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔"

(ا)- عام خلق اللہ سے ہمدردی

حضرت مرزا صاحبؒ نے قرآن پاک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں اپنی جماعت کو یہ تعلیم بھی دی ہے کہ وہ بلا تمیز مذہب و ملت اور بلا امتیاز رنگ و نسل اور ملک و قوم تمام مخلوقِ خدا سے محبت اور ہمدردی کا سلوک روا رکھے۔ آپ کے زمانہ میں اسلام کی سربلندی کے لئے آپ کے قیام کو دیکھ کر بہت سے دشمنانِ اسلام میدان میں آ گئے تھے، جن میں سے ایک آریہ پنڈت لیکھرام بھی تھا جو خدا اور رسولؐ کے حق میں سخت بدزبانی کرتا تھا اور حضورؑ کی دعا اور پیشگوئی کے مطابق ہلاک کیا گیا اس کے ذکر میں آپ فرماتے ہیں :-

" اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی آدمی کے قتل سے میں خوش ہوتا ہوں بلکہ میں اگر قتل کے وقت لیکھرام کے پاس موجود ہوتا تو اسے بچانے کی ضرور کوشش کرتا کہ یہ میرا انسانی فرض

ہے ہمیں خوشی فقط اس بات کی ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے اس معاہدہ کے مطابق جو میرے اور لیکھرام کے درمیان ہوا تھا اسلام کی صداقت ظاہر ہوئی۔“

آپ کی مجلس میں عام طور پر ہندو اور سکھ عیسائی بھی آتے اور آپ سے امداد دعا کے طالب ہوتے بعض اوقات دوا بھی لے جاتے اور انسانیت کے معیار پر آپ کا سب سے سلوک یکساں ہوتا تھا۔

قرآن پاک میں وارد ہے :-

”اور (سب جہان سے) نیکی اور احسان سے پیش آؤ یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔“

(ب) اپنی طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں لاتعداد مرتبہ یہ فرمایا ہے کہ جو طاقتیں اور مال اور جو رتبہ اور مقام خدا تعالیٰ نے تمہیں دے رکھا ہے اس سے بنی نوع انسان کو فائدہ اُٹھانے کا موقعہ دو۔ اور مالوں اور طاقتوں کو بنی آدم کے مفاد میں خرچ کرتے رہو۔ اس سے ان میں بجائے کمی ہونے کے زیادتی ہوگی۔ فرمایا :-

(۱) ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کچھ ہم نے تم کو عطا کر رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں کوئی سودا بازی کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش کام آئے گی۔“

۲۔ ”اے لوگوں جو ایمان لائے ہو خرچ کرو ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم کماتے ہو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا اور دیکھو اس کے ذریعہ سے کسی قسم کا بُرا ارادہ دل میں مت لاؤ۔“

۳۔ ”ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو خدا تعالیٰ کے بتلائے ہوئے راستوں پر خرچ کرتے ہیں ایک دانے کی مثال کی طرح ہے جو سات بالیاں اُگاتا ہے اور ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے جس کے لئے وہ چاہتا ہے۔“

۱۰۔ دسویں شرط :-

”اس عاجز سے عقدِ اخوت[1] محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔“

(ا) عقدِ اخوت محض للہ :-

اسلامی اصول ہے کہ ”الحبُّ للہ والبغض للہ“۔ اگر کسی سے محبت کرو تو خدا کی خوشنودی کی خاطر اور اگر کسی سے نفرت کرو تو اس میں بھی رضائے الٰہی ہی پیش نظر ہو۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر جو شخص بلاتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسلام کی سربلندی کے لئے مامور کیا ہے اس سے محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے عقدِ اخوت باندھنا عین اسلام ہے۔ مگر اس میں دنیاوی مفاد کی ملونی کا ذرّہ برابر بھی شائبہ تک نہیں ہونا چاہیئے۔

۱۔ مامور کی پیروی کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہے :-

”کہہ دو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو وہ تم سے محبت کرنے لگ جائیگا۔“

(۲) اللہ تعالیٰ نے صادقوں کی معیت اور ان سے عقدِ اخوت کے متعلق فرمایا ہے۔

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کا تقوےٰ اختیار کرو اور صادقوں کی معیت اختیار کرو۔“

(۳) خدا تعالیٰ کی آواز پر محض رضائے الٰہی کے لئے لبیک کہنے کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ :-

”کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ اور نہ ہی میں غیب کا علم جانتا ہوں اور نہ تم سے میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس چیز کا پیروکار ہوں جو میری طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔“

(۴) محض للہ کسی کو عقدِ اخوت کی دعوت دینے کے متعلق فرمایا :-

”اور اس سے اچھا قول کون سا ہو سکتا ہے جو محض خدا کی رضا کی طرف دعوت دیتا ہو اور خود بھی نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں خود بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔“

(ب) طاعت در معروف -

ماموران الٰہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مہتم بالشان کام کے لئے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ اور لوگوں سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ میں جو نیک کام تمہیں بتلاؤں اس میں میری اطاعت کرو اور اگر بُرا کہیں (گو) اختیار کرو ں تو تم نہ صرف یہ کہ میری پیروی نہ کرو بلکہ مجھے سیدھا کرنے کی کوشش کرو۔

ارشاد ہوتا ہے :-

۱۔ ”اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو قائم کر، اور نیک اور معروف باتوں کا حکم دے اور بری اور منکر باتوں سے روک دو۔ جو تکلیف آجائے اسے صبر اور استقلال سے برداشت کرو۔“

(۲)۔ ”اور نیکی اور تقوےٰ کی بنیاد پر تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کی باتوں میں کسی سے تعاون مت کرو اور اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

اپنے ساتھ عقدِ اخوت باندھنے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :-

”پس ماسوی اللہ کے بُتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اسی طرح سے چڑھائی کی جائے۔ یہ لشکر تزکیہ نفس سے تیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے ...... غرض اس خانہ کو بتوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے۔ اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو گے تو ان بتوں کو توڑ ڈالو گے اور یہ راہ میں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں بتاؤں اور وہ راہ کیا ہے؟ **میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ** یہ آواز نئی آواز نہیں ہے۔ مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا تھا۔ ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ“ اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کرو گے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤ گے اور اسی طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بتوں سے بھرا پڑا ہے پاک کرنے کے لائق ہو جاؤ گے۔“

مندرجہ بالا دس شرائط بیعت کے ذکر سے یہ امر کس قدر واضح ہے کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد قرآن پاک کے ارشادات کی تعمیل میں رکھی گئی ہے اور اس زمانہ کا امامؑ ہم سے اور کچھ نہیں چاہتا مگر ”قال اللہ اور قال الرسول“ کے مطابق تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ تقویٰ کی باریک سے باریک راہوں پر قدم مارنا اور

یہی فلاح کی راہ

ہے اور یہ راہ صرف **مامورِ وقت** اور

امام الزّمانؑ

کے ساتھ چلنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے بقول حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

درخواست ہائے دُعا

(۱)۔ کراچی سے نوشاد خان صاحب ساکن شیخ محمدی ضلع پشاور لکھتے ہیں :-

”بندہ کئی دنوں سے عارضہ دل کی بیماری میں مبتلا ہے، علاج کی غرض سے کراچی ہسپتال میں داخل ہوں، احباب جماعت اور حضرت امیر قوم سے دعا کے لئے درخواست ہے کہ مجھے اس موذی مرض سے چھٹکارا حاصل ہو۔“

(۲)۔ محمد افضل خان صاحب مینیجر اراضی اوکاڑہ اپنی والدہ محترمہ کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۳) محمد افضل صاحب آف بھیرہ اپنے والد حکیم محمد امین صاحب کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۴) پشاور سے محمد الرحمٰن صاحب ڈپٹی جیلر نے اپنی تنخواہ کے سکیل کے لئے درخواست دی ہوئی ہے۔ اس کی منظوری کے لئے وہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

تبلیغ بلادِ غیر

گھانا

ترجمہ خط۔ از محمد ابراہیم ۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط آپ کو تحریر کر رہا ہوں۔ میں نے آپ کا قرآن (معزز منزل) میں دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ میں چونکہ عربی اور انگریزی کا استاد ہوں اس لئے مہربانی کر کے مجھے ایک نسخہ قرآن شریف بہت جلد ارسال کریں۔

امید ہے کہ آپ اس پر ضرور عمل کریں گے۔
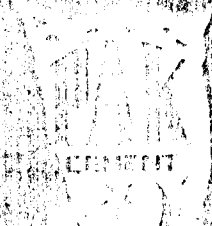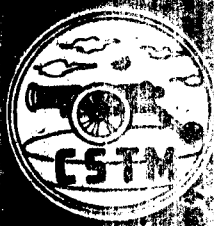
(ان کو اسلام دی ایلیجنز آف پرسوننلٹی ۔ ایسنس آف اسلام اور فہرست کتب ارسال کی گئیں)

[1] عقدِ اخوت سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت، بیعتِ نبوت نہیں بلکہ بیعتِ اخوت ہے (ایڈیٹر پ۔ص)

مسلم ھائی سکول میں تقریر

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کے اس بلند کردار آپ کی سیرت عالیہ اور آپ کے اعلیٰ اخلاق کو دیکھکر مسلمان ہو گیا۔
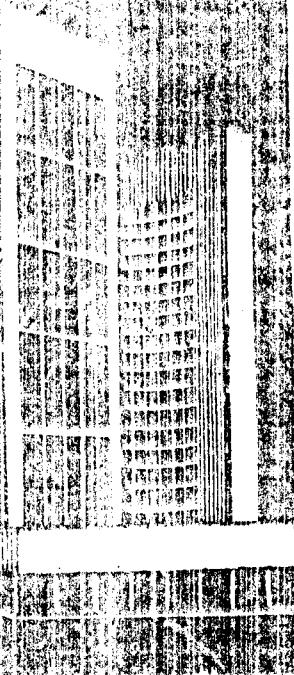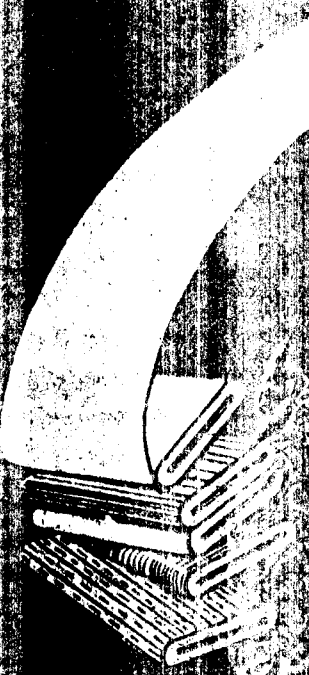
یہ کوئی قصہ کہانی نہیں ہے بلکہ سچا اور کھرا واقعہ ہے۔ تو اسلام بجائے خود ایک زبردست قوت اور عظیم الشان نعمت ہے۔ چاہیئے کہ آپ طالب علمی کے زمانہ سے ہی اسلام کی تعلیم کو پڑھیں سیکھیں اور ان پر عمل کریں۔ آپ کو اب وقت میسّر ہے۔ ملازمت میں آکر یا کاروبار میں مصروف ہو کر ایسے مواقع نہیں ملتے۔ آپ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے اس دین کی نعمتوں کو عام کریں اور جوش پیدا کریں کہ ہم نے خادم اسلام بننا ہے۔ اس دین کی ترقی و توسیع کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنا ہیں۔ اگر یہ نعمت میسّر آجائے تو غنیمت ہے۔ اسلام ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ یہ نعمت پاکستان سے بھی بڑھ کر ہے۔ عرب سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور دنیا جہان سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس لئے اس طرف خصوصی توجہ دینا چاہیئے۔ اور اس پر پورے طور پر عمل درآمد کرنا چاہیئے تاکہ دنیا و آخرت کی نعمتوں سے متمتع ہو سکیں۔

ہفت روزہ پیغام صلح - ۱۸ر جون ۱۹۶۹ء
بروز بدھ وار - جلد ۵۶ بمطابق ۱۳۸۹ھ شمارہ ۲۵

ذائقہ وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ خالد محمود صاحب طبع ہوا - اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس، لاہور سے شائع کیا

ٹیلیفون نمبر ۔ ۵۳۷۳۷
مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

سالانہ ...
بیرونی ممالک ...
ایک سو ...
تازندگی جاری ہو سکتا ہے

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ ۔ مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵ جون ۱۹۶۹ء | نمبر ۲۶

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"
(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰیؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

اللہ تعالےٰ کا مخلوق پر بے پایاں رحم و محبّت

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول جعل اللّٰہ الرّحمۃ مائۃ جزء فامسک عندہ تسعۃ وتسعین جزءًا وانزل فی الارض جزءًا واحدًا فمن ذالک الجزء یتراحم الخلق حتّی ترفع الفرس حافرھا عن ولدھا خشیۃ ان تصیبہ۔

ترجمہ :۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا فرماتے تھے کہ اللہ نے رحم کو سو حصے کر دیا ہے ننانوے حصّے اپنے پاس رکھے ہیں اور صرف ایک حصہ زمین میں اتارا ہے اسی ایک حصہ سے ساری مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑا اپنا کھُر اپنے بچے سے اُٹھا دیتا ہے اس ڈر سے کہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ :۔

یعنی جو زبردست مظاہرہ رحم اور محبت کا ساری مخلوق خدا میں نظر آتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے اس رحم و محبت بے پایاں کا سواں حصہ ہے جو وہ اپنی مخلوق کے متعلق رکھتا ہے، سویں حصہ سے مراد درحقیقت یہ ہے کہ وہ اس کا ایک نہایت ہی چھوٹا سا حصہ ہے اور کہ مخلوق کی محبت کو جو بلند سے بلند جذبات انسانی میں کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت سے کوئی نسبت نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر صفات مخلوق خدا کے اندر نظر آتی ہیں وہ درحقیقت صفات الٰہی کا ہی پرتو ہیں۔ (فضل الباری شرح صحیح بخاری)

وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا

ارشادات حضرت مجدّدِ زمان مسیح موعود علیہ السّلام

اللہ تعالےٰ کیا ساتھیم ہے اور وہ کیسا خزانہ ہے کہ جہاں کوڑی بھی جمع ہو سکتی ہے اور روپیہ و اشرفی بھی۔ نہ وہاں چور چکار کا اندیشہ اور نہ دوالا نکل جانے کا خطرہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک کانٹا راستہ سے ہٹا دے۔ تو اس کا بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔ اور پانی نکالتا ہوا اگر ایک شخص اپنے بھائی کے گھڑے میں ایک ڈول پانی ڈال دے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی اجر ضائع نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو۔ کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے۔ اس کے خلاف دنیا کی شاہراہ ایسی ہے جہاں قدم قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے لئے سلطنتوں کو چھوڑ دیا۔ آخر بے وقوف تو نہ تھے۔ جیسے حضرت ابراہیم ادھم رح۔ شاہ شجاع۔ شاہ عبدالعزیز رح جو مجدد بھی کہلاتے ہیں۔ ان سب نے حکومتوں سلطنتوں اور دُنیا کی تمام شوکت کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کی یہی تو وجہ تھی۔ کہ دنیا کی راحت میں وہ ہر قدم پر ٹھوکر پاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ ایک موتی ہے۔ جس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی راحت وآرام کو ایسی حقارت اور ذلّت سے دیکھتا ہے۔ کہ ان کی طرف نظر کرنے کے لئے بھی اسے اپنی طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس تم کو بھی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہو۔ اور اس کی طرف ہی قدم اُٹھاؤ۔ کہ کامیابی اور فلاح اسی میں ہے۔

اللہ تعالےٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص یقین کامل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور اپنا ہاتھ دعا کے لئے اُٹھاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی دُعا کبھی ردّ نہیں کرتا۔ پس اللہ تعالےٰ سے مانگو اور صدق نیت اور یقین سے مانگو۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

حضرت امیر ایدہ اللہ کوہ مری بخیر و عافیت پہنچ گئے آپ کا پتہ ہے :۔ خالد ولا۔ پیٹروپول ہوٹل ۔ مری ۔ گذشتہ جمعہ مورخہ ۲۰ رجون کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں مولانا عبدالرحمٰن مصری صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی آپ کا خطبہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

رسالہ "المنبر" کے ایڈیٹر صاحب کے نام کھلی چٹھی

جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ "المنبر"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے رسالہ کا شمارہ ۲۹ مورخہ ۹ مئی سنہ میری نظر سے گذرا اس کے ٹائٹل پیج پر مندرجہ ذیل شعر پڑھ کر میں دریائے حیرت میں ڈوب گیا۔

"محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز"

حضرت عیسیٰؑ کے الہامات کے متعلق ایڈیٹر صاحب کیا کہتے ہیں

جناب ایڈیٹر صاحب! مہربانی فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنے عقیدہ کی وضاحت فرمائیں کہ کیا آپ ان کو صاحب الہام یقین کرتے ہیں یا نہیں اور کیا آپ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں کہ وہ خدا کے نبی تھے اور وحی نبوت ان پر نازل ہوتی تھی اور کیا آپ اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں یا نہیں کہ وہ حاکم نہیں بلکہ محکوم تھے اور ساری عمر وہ اپنی قوم میں رہے محکومیت کی حالت میں رہے اب بتلائیں کہ کیا آپ کا پیش کردہ شعر ان پر بھی صادق آتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ کیا وہ محکوم نہیں تھے اس صورت میں کیا آپ کے نزدیک ان کے الہامات نعوذ باللہ چنگیز کی مانند غارت اقوام نہیں کہلائیں گے۔

حضرت یوسفؑ کے متعلق ایڈیٹر صاحب کی کیا رائے ہے

اُمید ہے ایڈیٹر صاحب حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کے منکر نہیں ہوں گے اگر میرا یہ خیال درست ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب حضرت یوسفؑ کو نبی اور صاحب الہام تسلیم کرتے ہیں تو پھر میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک کافر بادشاہ کی سلطنت میں بطور محکوم اور بطور ملازم کے ہی زندگی بسر کرتے رہے اور اس بادشاہ کے قوانین کے پوری طرح پابند تھے چنانچہ ان کی خواہش تھی کہ وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس ہی رکھیں لیکن بادشاہ وقت کا قانون انہیں اس کی اجازت نہیں دیتا تھا اس لئے وہ مجبور تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کی خواہش کو پورا کرنے کے ایسے سامان پیدا کر دیئے جن پر کوئی قانون نہ معترض ہو سکتا تھا نہ رکاوٹ بن سکتا تھا۔ اس بارے میں قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک یعنے حضرت یوسف بادشاہ وقت کے قانون کی رُو سے اپنے بھائی کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے اس سے بڑھ کر محکومیت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آپ باوجود ایک کام کے لئے شدید خواہش رکھنے کے اسا کو محض اس لئے پورا نہیں کر سکتے تھے کہ وقت کے بادشاہ کا قانون اس راہ میں ان کے لئے مانع تھا۔ کیا حضرت یوسفؑ کے الہامات کو آپ نعوذ باللہ ان کے محکوم ہونے کی وجہ سے غارتگر اقوام یقین کرتے ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

حضرت لوطؑ کی مثال

حضرت لوطؑ کی نبوت سے بھی غالباً ایڈیٹر صاحب منکر نہیں ہوں گے ان کی محکومیت پر وہ واقعہ زبردست دلیل ہے جو ان کے ہاں چند مہمانوں کے آنے پر انہیں پیش آیا جس کی تفصیل قرآن کریم میں ان الفاظ میں ہے ولما جاءت رسلنا لوطا سیئ بہم و ضاق بہم ذرعا و قال ھذا یوم عصیب ھود ع - اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس آئے تو ان کی وجہ سے تکلیف محسوس کی اور ان کے دل نے بہت تنگی محسوس کی اور انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کا دن بڑا سخت دن ہے کیوں انہیں تکلیف محسوس ہوئی اور کیوں ان کے دل نے تنگی محسوس کی اور کیوں مہمانوں کی آمد کے دن کو انہوں نے اپنے لئے سخت سمجھا محض اس لئے کہ آپ ملک میں وہ بطور محکوم رہ رہے تھے اور ملک کا قانون کسی باشندہ کو اپنے ہاں کسی اجنبی شخص کو رکھنے کی اجازت نہیں دیتا تھا چنانچہ قرآن کریم نے اس کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے وجاء اھل المدینۃ یستبشرون قال ان ھؤلاء ضیفی فلا تفضحون و اتقوا اللہ ولا تخزون قالوا اولم ننھک عن العالمین۔ الحجر ع۵ جب شہر والوں کو علم ہوا کہ حضرت لوطؑ کے گھر میں چند اجنبی شخص آئے ہوئے ہیں تو ان کی باچھیں کھل گئیں کہ اب حضرت لوطؑ پر گرفت کرنے کا موقعہ ان کے ہاتھ آگیا ہے وہ خوشی خوشی حضرت لوطؑ کے گھر آئے۔ حضرت لوط نے کہا یہ تو میرے مہمان ہیں آپ لوگ خدا سے ڈریں اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں ذلیل اور رسوا نہ کریں آپ بے شک پوری طرح تحقیق کر لیں کہ یہ لوگ کسی فساد کی نیت سے میرے پاس نہیں آئے اور نہ ہی میری نیت کسی فساد کی ہے لیکن شہر والوں نے سنی ان سنی کر دی اور کہا کیا ہم نے تجھے اس بات سے روکا ہوا نہیں کہ تمہارے پاس کوئی اجنبی آدمی آئے ملک کے اس قانون کی صریح خلاف ورزی کی ہے اس لئے تحقیق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ یہ لوگ انہیں رسوا کرنے پر ہی تلے ہوئے ہیں تو انہوں نے اپنی بے بسی کا اظہار ان الفاظ میں کیا لو ان لی بکم قوۃ او آوی الیٰ رکن شدید۔ ھود ع - کہا کاش مجھے تمہارے مقابلہ میں قوت حاصل ہوتی یا کسی مضبوط رکن کی پناہ حاصل کر سکتا۔ کیا حضرت لوطؑ کی بے بسی کا یہ واقعہ ان کی محکومیت کی واضح دلیل نہیں اور کیا آپ بوجہ ان کے محکوم ہونے کے ان کے الہامات کو بھی نعوذ باللہ چنگیز کی طرح غارت گر اقوام یقین کرنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کے متعلق ایڈیٹر صاحب کیا کہتے ہیں

حضرت موسیٰؑ نبوت کے مقام پر کھڑا کئے جانے سے قبل فرعون کے ملک میں بطور محکوم ہی زندگی بسر کر رہے تھے ان کے ہاتھ سے ایک قبطی کا قتل ہو جانا ہے تو ملکی قانون کی گرفت سے خوفزدہ ہو کر مصر سے بھاگ گئے۔ جب واپس آئے تو نبوت ان کو مل گئی اور وہاں سے ہجرت کرنے کے وقت تک بطور محکوم ہی زندگی بسر کرتے رہے ان کے الہامات کو کیا آپ کے پیش کردہ شعر کی رو سے نعوذ باللہ چنگیز کی طرح غارتگر اقوام سمجھتے ہیں اگر نہیں تو کیوں۔

اسی طرح حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام جیسے عظیم الشان نبی کیا محکومیت کی زندگی بسر نہیں کرتے رہے۔ ان بزرگوں کے الہامات کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کی آمد کے قبل انبیاء بنی اسرائیل کیا محکومیت کی زندگی بسر نہیں کرتے رہے سوچ کر بتلائیں کہ کیا ان کے الہامات پر آپ کا پیش کردہ شعر صادق آتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

حق اور صداقت تک رسائی حاصل کرنے کا طریق

جناب ایڈیٹر صاحب! آپ کا رسالہ "المنبر" احمدیت اور اس کے بانی علیہ السلام کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھا ہے آپ کا خیال ہے کہ احمدی اور ان کے امام ہمام علیہ السلام غلطی پر ہیں ان کے عقائد اسلام کے خلاف ہیں اس لئے ان کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنی قلم کا زور خرچ کرنا ضروری سمجھتے ہیں چنانچہ اس شمارہ میں بھی آپ نے تفہیم و تذکیر کے عنوان کے ماتحت ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے اور اس میں حدیث نبوی من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان سے استدلال کرتے ہوئے احمدیوں کے عقائد کو تبدیل کرانے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ لیکن ایسا لکھتے وقت یہ نہیں خیال کیا کہ احمدی بھی تو آپ کے عقائد کو اسلام کے صریح خلاف یقین کرتے ہیں تو اس صورت میں کیا آپ ان کو بھی اپنے ان غلط اور خلاف اسلام عقائد کی اصلاح کا حق دینے کے لئے تیار ہیں یا نہیں انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ جس حق کو آپ اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں اسی نوعیت کا حق دوسروں کو بھی دینے کیلئے تیار ہوں ورنہ آپ کا فعل تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ کا مصداق ہو گا۔

برادرم! اگر ہم حق و صداقت کے دلدادہ ہیں اور ایک دوسرے کے عقائد کے خلاف جو کچھ ہم تحریریں شائع کرتے ہیں اس سے اگر ہماری غرض حق جوئی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول مدنظر ہے تو ہمیں ایک دوسرے کے دلائل پر محض للہ غور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اپنے اپنے حلقہ احباب میں دوسرے فریق کے نقطہ نظر اور اس کی صحت کے دلائل پہنچاتے ہوئے کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں محسوس کرنی چاہیئے اس صورت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ذیل میں ایک طریق کار آپ کے غور کے لئے آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس جس مسئلہ میں ہمارے درمیان اختلاف ہے اس میں ہم اپنے اپنے نقطہ نظر کے متعلق تین پرچے لکھیں جس مسئلہ میں جو بھی مدعی ہو پہلا اور آخری پرچہ اس کا ہو آخری پرچہ میں کسی نئی دلیل کے پیش کرنے کا اسے اختیار نہیں ہو گا اگر تین پرچے کافی نہ ہوں تو تعداد پانچ پرچوں تک بڑھائی جا سکتی ہے بہر حال کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہر مسئلہ میں تبادلہ خیالات حتی الوسع مکمل ہو کسی فریق کو یہ شکایت نہ رہے کہ اس کے خیالات کا اظہار رہ گیا ہے جب ایک مسئلہ میں تبادلہ خیالات مکمل ہو جائے تو آپ اسے مکمل صورت میں اپنے رسالہ میں شائع کر دیں اور ہم اپنے رسالہ روح اسلام میں اسے شائع کر دیں گے اس طرح فریقین کے احباب تک فریقین کے خیالات پہنچ جائیں گے اور انہیں اس بات کا فیصلہ کرنے میں کہ حق پر کونسا فریق ہے اور صداقت کس فریق کا ساتھ دے رہی ہے آسان ہو گی۔ آپ کو اختیار ہو گا کہ احمدیت کے متعلق جس مسئلہ کو بھی چاہیں زیر بحث لا سکتے ہیں مثلاً حیات و وفات مسیح ناصریؑ کو اگر زیر بحث لانا چاہیں تو بے شک لے آئیں۔

اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے دعاوی اور آپ کے الہامات کو اگر آپ زیر بحث لانا چاہیں تو لا سکتے ہیں اس مسئلہ پر بھی میں گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں کہ کیا حضرت مرزا صاحبؑ کے الہامات نعوذ باللہ غارتگر اقوام ہیں یا اقوام کے لئے ایمانوں کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہیں۔ آپ نے نزول المسیح کے عنوان کے ماتحت اس بات کو ثابت کرنے پر بڑا زور لگایا ہے کہ نزول مسیح کی احادیث تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ احمدی اس بارے میں آپ سے متفق ہیں اختلاف ہے تو اس بات میں کہ نزول مسیح سے مراد حضرت مسیح ناصری ہیں یا ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلعم کا کوئی اُمتی مراد ہے ورنہ تواتر میں تو کوئی اختلاف نہیں۔

ﻫﻫ اگر آپ میری مندرجہ بالا تجویز سے متفق ہوں تو پھر دلائل آپ کے جواب سے پیش کر دیئے جائیں گے۔ جواب کا منتظر۔ شیخ عبدالرحمن مصری۔ انچارج شعبہ دعوت و ارشاد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برانڈرتھ لاہور (پیغام صلح) (لاہور) اخراجات

ہفت روزہ پیغام صلح ______ لاہور ______ مورخہ ۲۵ جون ۱۹۶۹ء

استجابت دُعا کے ذریعہ ہستی باری تعالےٰ کا زندہ ثبوت

گذشتہ اشاعت میں ہم بتا چکے ہیں کہ اسلام نے مشکلات کے حل کے لئے اسباب و ذرائع کو اختیار کرنے کے علاوہ اللہ تعالےٰ سے دعا کو خاص اہمیت دی ہے ، اور بزرگانِ دین کے حالات و واقعات سے ثابت ہے ، کہ نہایت مشکل ترین حالات میں جب کسی امر کا حل ناممکن نظر آیا اللہ تعالےٰ کے آگے الحاح کرنے سے تمام مشکلات دُور ہو گئیں اور ناممکن امر کو جہاں تمام اسباب و ذرائع فیل ہو گئے اللہ تعالےٰ نے حل کر دیا۔

اس قسم کے کئی ایک واقعات ہمارے اس زمانہ میں بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ظہور پذیر ہوئے اور ہم نے دیکھا کہ خدا کے ایک نیک بندہ نے جو دنیا کے لئے مسیحا بن کر آیا ، بعض نازک ترین حالات میں جبکہ تمام دنیوی ذرائع و اسباب ختم ہو چکے تھے ، جب دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو جناب باری سے قبولیت کا ایسا عملی نظارہ دیکھنے میں آیا ، جس نے تمام دنیوی علم و عقل کو حیران و ششدر کر دیا ، مثال کے طور پر ہم چند ایسے واقعات کا ذکر کرتے ہیں ، جو آج بھی سننے والوں کو محوِ حیرت کر دیتے اور ہستی باری تعالےٰ پر زندہ ایمان پیدا کرتے ہیں۔

ان میں سے ایک واقعہ ایک غریب طالب علم عبدالکریم سے متعلق ہے جو مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ میں رہائش پذیر تھا۔ اس کو ایک دیوانے کُتے نے کاٹ کھایا جس پر اسے کسولی ہسپتال میں بھیج دیا گیا جہاں ایسے مریضوں کا علاج ہوتا تھا۔ طالب علم مذکور وہاں سے شفایاب ہو کر واپس آ گیا۔ لیکن تھوڑے دنوں بعد پھر اس پر دیوانگی کے آثار نمودار ہو گئے ، وہ پانی سے ڈرتا تھا اور دیوانہ وار ادھر اُدھر دوڑتا تھا ، جس سے لوگوں میں دہشت و وحشت پھیل گئی ، اس پر کسولی کے ڈاکٹروں کو تار دے کر مشورہ طلب کیا گیا ، جس کے جواب میں انہوں نے لکھا :-

"NOTHNG CAN BE DONE FOR ABDUL KARIM"

یعنے عبدالکریم کے لئے اب کچھ نہیں کیا جا سکتا ، اس کا علم جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو ہوا تو آپ کا دل بھر آیا۔ اور اس غریب الوطن طالب علم کی حالت پر رحم آ گیا اور دعا کی طرف توجہ مبذول ہو گئی۔ حضور نے خود اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"اس غریب الوطن لڑکے کے لئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہو گئی ہے اور میرے دوستوں نے بھی اس کے لئے دُعا کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابلِ رحم تھا .... تب میرا دل اس کے لئے سخت درد اور بے قراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی ، جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالےٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالےٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مُردہ زندہ ہو جائے ، غرض اس کے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آ گئی ، اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے پورا تسلط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مُردہ تھا ، اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا ، اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رُخ کیا .... یہاں تک کہ چند روز تک بکلی صحتیاب ہو گیا .... اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانے کُتے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے ، اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی میں سگ گزیدہ کے علاج کے لئے ڈاکٹر مقرر ہیں انہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ اس جگہ اس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب میں نے اس لڑکے کے لئے دُعا کی تو خدا نے میرے دل میں القا کیا کہ فلاں دَوا دینی چاہیئے چنانچہ میں نے چند دفعہ وہ دَوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہو گیا یا یوں کہو کہ مُردہ زندہ ہو گیا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۶-۴۷)

یہ ایک ہی مثال نہیں اس قسم کی استجابت دُعا کی کئی ایک مثالیں حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پائی جاتی ہیں ، جن سے آپ کا مقربِ الٰہی ہونا ثابت ہے ، افسوس ہے کہ مخالف مُلّاؤں اور ان کے ہم نواؤں کی نظر ان کھلے نشانات کی طرف نہیں جاتی اور وہ عوام کو غلط باتیں بتا کر دھوکا دیتے ہیں۔ ہم ایسے واقعات آئندہ اشاعتوں میں یکے بعد دیگرے درج کریں گے اور دکھائیں گے کہ کیسے کیسے ناممکن الوقوع حالات کو آپ کی دعاؤں نے ممکن بنا دیا اور کس طرح آپ کی دعاؤں سے مایوسیاں اُمیدوں میں بدل گئیں اور اُمیدوں نے واقعات کی صورت میں رونما ہو کر ثابت کر دیا کہ خدا تعالےٰ موجود ہے جو آج بھی اپنے بندوں کی دعاؤں کو سُنتا ہے اور قبولیت کے ثمرات عطا فرماتا ہے۔ ضرورت ہے کہ قبولیت دُعا کے یہ نمونے ہم سب کے دلوں کے اندر تبتّل الی اللہ کا وہ رنگ پیدا کریں ، جو دعاؤں کی استجابت کا موجب ہو اور دنیا کو ہم دکھا سکیں کہ وہ خدا جس کی طرف اسلام نے ہمیں بلایا ہے آج بھی زندہ ہے اور اپنے عاجز بندوں کی دعاؤں کو سُنتا اور ان کے ذریعہ اپنی ہستی کے نشانات دکھاتا ہے۔

اخبار احمدیہ

ایک بزرگ خاتون کی وفات

اے۔ آر۔ یوسف صاحب ایڈووکیٹ لکھتے ہیں :-

—— نہایت افسوس کے ساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میری نانی جی کل مورخہ ۱۶-۶-۶۹ کو صبح ۱۱ بجے اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحومہ نے ۹۳ سال کی عمر پائی۔ نہایت خلیق ملنسار۔ نہایت عابدہ اور شب بیدار خاتون تھیں۔ ہم بہن بھائیوں کو جو کچھ ملا ہے ان کی دعاؤں کی بدولت ملا ہے۔ جس محبت اور شفقت سے انہوں نے ہمیں پالا وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مرحومہ کو ان کی خواہش کے مطابق احمدیہ قبرستان میانی صاحب میں سپُردِ خاک کیا گیا۔

مرحومہ کو جب کبھی میں ملفوظات حضرت مسیح موعود کا کچھ حصہ پڑھ کر سناتا تو بڑی توجہ سے سنتیں اور بہت خوش ہوتیں۔

مُدّت کی بات ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نانی جی کی قبر کے لئے جگہ تلاش کر رہا ہوں اتنے میں حضرت امیر مرحوم آ ملے۔ قبرستان کے آخری حصہ میں حضرت امیر مرحومؒ کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمہاری نانی کی جگہ ہے۔ جب میں نانی جی کو سپرد خاک کرنے لگا تو دیکھتا ہوں کہ قبرستان کے آخری حصہ میں ہی ان کو جگہ ملی ہے۔ احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ اے۔ آر۔ یوسف۔ ایڈووکیٹ لاہور

جماعت بھڈرواہ کی تبلیغی سرگرمیاں

—— خدا کے فضل و کرم سے حسب دستور سابق امسال بھی انجمن بھدرواہ کے زیر اہتمام یوم وصال مسیح موعودؑ ۲۶ رمئی ۱۹۶۹ء کو قصبہ کے وسط میں منایا گیا جلسہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ، اسلامی نظریات مجموعی طور پر سلسلہ احمدیہ کی تبلیغی خدمات پر تقاریر ہوئیں اور سینکڑوں کی تعداد میں ٹریکٹ۔ کتب۔ رسائل۔ اخبارات تقسیم ہوئے خدا کے فضل سے جلسہ نہایت کامیاب اور مؤثر ثابت ہوا۔ اور بہت سے لوگوں کی غلط فہمیاں دُور ہو گئیں۔

جلسہ کی صدارت چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب آف جموں نے فرمائی۔ دورانِ جلسہ بمبئی سے جناب عبدالرزاق صاحب انچارج بھارتیہ احمدیہ مشن اور جناب نورالاسلام صاحب بھی تشریف لائے۔ جلسہ کی کارروائی تقریباً چار گھنٹے جاری رہی۔ ماسٹر عبدالکریم بابو عبدلحی۔ مسٹر عبدالحفیظ۔ مسٹر عبدالجبار گنائی اور صاحب صدر نے مختلف عنوانات پر تقاریر کیں۔

اس جلسہ میں عقائد جماعت کو واضح طور پر پیش کیا گیا۔ اور حضرت اقدسؑ کے خلاف دعوئے نبوت کو بے بنیاد الزام ثابت کیا گیا۔ جس سے مسلم اور غیر مسلم احباب کی بھاری تعداد کی غلط فہمیاں دُور ہو گئیں۔

سیکرٹری اشاعت۔ بھدرواہ

(۲) —— حسب معمول و دستور سابق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کے زیر اہتمام مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۶۹ء کو عید میلاد النبی صلعم پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مقررین جماعت نے حاضرین مُسلم۔ غیر مُسلم جو سینکڑوں کی تعداد میں جلسہ گاہ میں تھے۔ پر حضور صلعم کی شخصیت کے متعدد پہلو دُرتیم۔ تاجر۔ سپاہی۔ معلم۔ مربّی۔ جرنیل۔ شہری۔ لیڈر۔ بادشاہ وغیرہ وغیرہ پیش کر کے ثابت کیا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ کے دعوے کی عملی تعبیر حضورؐ کی زندگی سے عیاں ہے۔ جس کا اعتراف مسلم و غیر مسلم اکابر نے بھی کیا ہے۔ جلسہ کی کارروائی تقریباً چار گھنٹے جاری رہی۔ اور پھر انگریزی اُردو میں چھپا ہوا لٹریچر کتب سیرت پاک حضرت رسولِ اکرم صلعم سے متعلق سینکڑوں کتابچوں کی صورت میں مفت تقسیم کئے گئے۔ جلسہ نہایت مؤثر اور کامیاب رہا۔ آخر پر ماسٹر عبدالکریم صاحب نے عقائد احمدیہ ختم نبوت۔ وغیرہ امور کے متعلق وضاحت سے بیان کر کے ہر خاص و عام کی غلط فہمی کا ازالہ کیا۔ غرض سینکڑوں مُسلم غیر مُسلم پڑھے لکھے اصحاب نے استفادہ کر کے مسلمانوں اور احمدیت کے بارے میں عمدہ تاثر لیا۔

لٹریچر کی مانگ برابر بڑھ رہی ہے۔ انجمن نے اب مقامی طور پر لٹریچر شائع کرنے کا پروگرام مرتب کیا ہے۔ خاکسار۔ سیکرٹری اشاعت

ایک مبارک تقریب

—— لائل پور سے مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب لکھتے ہیں :-

جناب الحاج میاں مولا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر الحاج میاں محمد انور صاحب ملزاونر سرگودھا کو اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم سے اس چھوٹی سی عمر میں بڑی برکت و کامیابی کا مالک بنایا ہے ، سرگودھا کے عوام اور افسران ان کی دل سے قدر و عزت کرتے ہیں۔ لاکھوں روپے کے خرچ سے انہوں نے "مولا بخش جنرل ہسپتال" تعمیر کرایا ہے۔ یہ ہسپتال بلاک سڑک سول ہسپتال و شفاخانہ حیوانات کے قریب واقع ہے۔

جناب ممتاز حسن صاحب سابق گورنر نیشنل بنک "یوم اقبالؒ" میں شرکت کے لئے سرگودھا میں تشریف لائے تھے۔ میاں صاحب موصوف نے انہیں اپنے ہسپتال میں

(باقی بر صفحہ ۱۲)

اشارات

(چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ)

انجمن حمایت اسلام

آج کل پریس میں انجمن حمایت اسلام کے زیر اہتمام اسلامیہ کالج سول لائنز کے چند اساتذہ کے متعلق بڑی دلخراش بحث چلی ہوئی ہے۔ ان اساتذہ کے خلاف الزام یہ ہے کہ وہ گذشتہ کم و بیش دس سال سے اس کالج میں طلباء کو الحاد و زندقہ کا زہر پلا رہے ہیں اور غیر اسلامی نظریات کی باقاعدہ تبلیغ کر رہے ہیں۔ اسلام دوست حلقے اس سے بڑے مضطرب ہیں اور ان کا مطالبہ ہے کہ ان کو فی الفور کالج سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اس کے بالمقابل پریس کا ایک جاندار حصہ ان کی پشت پناہی کر رہا ہے اور بعض سیاسی پارٹیوں کے بڑے بڑے راہنما ان کے حق میں بڑا زور دار پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مغربی پاکستان کے اساتذہ کی انجمن نے متفقہ طور پر ان اساتذہ کے حق میں ریزولیوشن پاس کیا ہے اور اس انجمن کا سیکرٹری ان کے حق میں بیان پر بیان دے رہا ہے۔ اور اسے ہر قیمت پر ان اساتذہ کی حمایت منظور ہے۔

درحقیقت یہ اسلامی انجمن اور اس کے زیر نگرانی اسلامی ادارے قطعاً اس بات کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ اسلامی حکومت اور مسلم پبلک کی جیبوں سے نکلا ہوا روپیہ ان لوگوں کی پرورش پر خرچ کیا جائے جو مسلمان بچوں کے اذہان میں اسلام کے خلاف نفرت کے جراثیم پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ کبھی تو پریس میں یہ لکھا جاتا ہے کہ اس ملک میں INTELLECTUAL (ذہنی) آزادی چاہیئے۔ اور اساتذہ کو حق ہے کہ وہ جو عقائد چاہیں اختیار کریں اور ان کی تبلیغ کریں۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ درحقیقت اسلام کے خلاف کچھ نہیں کہتے صرف سوشلسٹ نظام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ بہرحال کوئی تنخواہ دار ملازم کسی ادارے کے بنیادی اصولوں کے خلاف چل کر اس ادارے سے وابستہ نہیں رہ سکتا۔ تعجب ہے کہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ خود مملکت پاکستان ایک نظریاتی نظام کی پیداوار ہے۔ اور ان نظریات کی اس نے ہر حالت میں حفاظت کرنی ہے۔ خود سوشلسٹ ممالک میں کسی شخص کو یہ آزادی حاصل نہیں کہ وہ ان کے نظریاتی نظام کے خلاف تبلیغ کر سکے۔ یہ شرف اسی اسلامی سلطنت کو حاصل ہے کہ یہاں مسلمان کہلانے والی سیاسی پارٹیاں الحاد اور زندقہ کی بھی حمایت کر سکتی ہیں۔ اب ایک تحقیقاتی کمیٹی انجمن کی طرف سے مقرر ہوئی ہے جو ان اساتذہ کے کردار کا جائزہ لے گی اور انجمن میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ اساتذہ کو بے شک یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے دفاع میں شہادت پیش کریں اور انصاف کے سارے تقاضے پورے کرنے کا مطالبہ کریں۔ لیکن ان کو یہ حق حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ اسلامی اداروں کے اندر داخل ہو کر اور مسلمانوں کی جیبوں سے تنخواہیں حاصل کر کے اسلام کی بیخکنی اپنا مشغلہ بنالیں۔

اس سلسلے میں ہم انجمن سے ایک سوال کرتے ہیں کہ جب بقول اراکین انجمن یہ اساتذہ گذشتہ دس سال سے اسلام کے خلاف تخریبی کارروائیوں میں منہمک ہیں تو وہ اب تک خاموش تماشائی کی حیثیت کیوں اختیار کئے ہوئے تھے۔ کیا مسلمان پبلک کا یہ حق نہیں کہ انجمن کے ارباب نظم و نسق کے خلاف ایک غیر جانبدار تحقیقاتی ٹربیونل مقرر کریں تا ان لوگوں کی غیر ذمہ دارانہ اور غیر اسلامی روش سب پر واضح ہو جائے اور خود ان لوگوں کے وجود سے انجمن کو پاک کر دیا جائے۔

یہ نوٹ لکھا جا چکا تھا کہ خود ان اساتذہ کی طرف سے ایک اعلان اخبارات میں شائع ہوا جس میں اسلام سے وابستگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ دیکھیں تحقیقاتی کمیٹی کے نتائج تحقیقات کہاں تک اس اعلان کے مطابق ثابت ہوتے ہیں۔

انجمن کا ایک معیوب اور قابل شرم فعل آج سے ۳۵ سال قبل

آج سے تقریباً ۳۵ سال قبل ایک نہایت مخلص، نہایت متدین، نہایت متقی، نہایت صالح بڑا پاک باز، بلند پایہ زاہد، صوم و صلوٰۃ کا پابند، تہجد خوان، خدا کے راستے میں بے شمار مالی قربانیاں دینے والا، تمام لاہور کا ہردلعزیز ایک ڈاکٹر ہوا کرتا تھا اس نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ اس انجمن کی اعزازی خدمت میں گذار دیا۔ وہ کالج کے لڑکوں کا اعزازی ڈاکٹر تھا اور بڑی محبت اور خلوص سے ۳۰ (تیس سال) کے طویل عرصہ تک اعزازی خدمات سرانجام دیتا رہا۔ وہ انجمن حمایت اسلام کا باقاعدہ ممبر تھا اور ان کی مجالس میں باقاعدہ حاضر ہو کر اپنے مشوروں اور مالی امداد سے انجمن کے اداروں کے لئے باعث تقویت بنا رہتا تھا وہ لاہور کا ایک بڑا ہی مشہور ڈاکٹر تھا۔ اب بھی اگر اس کا نام لیں تو پرانے دیکھنے والوں کے قلوب اس کی محبت سے بھر جائیں۔ ان کا نام نامی اسم گرامی مرزا یعقوب بیگ تھا۔ ان کی ظاہری ہیئت کیسی اسلامی تھی۔ ان کے چہرے پر بڑی خوبصورت ڈاڑھی تھی اور وہ خود ظاہری طور پر بھی حسن و جمال کا ایک شاہکار تھے اور ان کی سیرت میں اس قدر کشش تھی کہ لاہور کی پبلک اُن کی بے حد گرویدہ تھی۔ وہ تکفیر اہل قبلہ کے سخت مخالف تھے۔ اور تمام کلمہ گوؤں کو خواہ ان کا تعلق کسی فرقہ یا جماعت سے ہو اپنا دینی بھائی سمجھتے تھے۔ وہ ذاتی طور پر ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم کے بڑے دوست تھے جمہور سے ان کا ایک معمولی فروعی اختلاف تھا کہ وہ حضرت مسیحؑ کو وفات یافتہ یقین کرتے تھے۔ اور حضرت مرزا غلام احمد کو اس صدی کا مجدد سمجھتے تھے اس انجمن نے بغیر کسی تحقیق اور جواب طلبی کے کسی بڑے آدمی کے اشارہ ابرو پر اپنے تمام اس کی خوشنودی کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے اور اپنے دلوں کو خشیت اللہ سے خالی کر کے اس بہت بڑے محسن کو انجمن کی رکنیت سے علیحدہ کر دیا۔ وائے افسوس کہ اس سے اسلامی پریس میں کوئی ارتعاش پیدا نہ ہوا کسی کی تیوری پر بل نہ آیا۔ اور کہیں سے کوئی بھی صدائے احتجاج بلند نہ ہوئی۔ کسی آنکھ سے ایک آنسو تک نہ ٹپکا۔ آج الحاد و زندقہ کی حمایت پر کھڑے ہو جانے والے قائدین ملت اس وقت بالکل بے تعلق ہو کر رہ گئے تھے۔ ڈاکٹر موصوف کو سخت صدمہ ہوا۔ اس محسن کشی کے کرب کو وہ برداشت نہ کر سکے۔ بیمار ہو گئے اور چند دنوں میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ جس بڑے آدمی کے اشارے پر یہ سب کچھ کیا گیا اور جو ڈاکٹر صاحب کا دوست بھی تھا اور شکور و ممنون بھی۔ وہ خود بھی ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر اور دو تین سال تک بیماری کے اضطرابات جھیل کر اس دنیا سے رخصت ہو گیا اور ساری قوم کو ایک خلجان میں مبتلا کر گیا۔ کاش کہ اس کا صاحبزادہ بلند اقبال جو اپنے باپ کے فلسفہ کی حمایت میں بڑے طویل مضامین لکھ رہا ہے، اپنے باپ کے اس رویہ کے خلاف آج ہی ایک معمولی سی صدائے احتجاج بلند کر دیتا اور اس بے انصافی اور بے وفائی کا کچھ ازالہ کرنے کی کوشش کرتا۔ آج بھی اس بڑے آدمی کے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ انجمن کے اس زمانہ کی MINUTE BOOK (رجسٹر کارروائی) کو دیکھیں اور معلوم کریں کہ آخر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کا کیا قصور تھا جس کی انہیں اتنی بڑی سزا دی گئی۔ اس شہید انجمن کی آہیں آج بھی عرش بریں کو ہلا رہی ہیں۔ آہ! ہمارے مسلمان بھائیوں کو الحاد و زندقہ عزیز ہے ان کا پریس اور ان کے لیڈر غیر اسلامی اعمال اور عقائد کی حمایت میں مصروف ہیں۔ مگر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے حق میں کسی کو یہ توفیق نہ ملی کہ کوئی ایک فرد بھی کلمہ حق کہہ دیتا۔ یہ واقعہ بڑا المناک ہے۔ جس کا انصاف پسند حلقوں کو آج بھی نوٹس لینا چاہیئے۔ اس ایک واقعہ سے انجمن کا دامن سخت داغدار ہے۔ ہاں مسلمانوں کی صرف ایک جماعت ان دنوں میں بھی اس بے انصافی کے خلاف گریاں ہوئی اور ان کے امیر مولانا محمد علی صاحب نے اس ظلم کے خلاف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پریس میں زوردار احتجاج کیا۔ اس احتجاج کو آج بھی اگر کوئی دردمند مسلمان پڑھ لے تو اس کا دیدہ دیدۂ خوں نابہ بار ہو کر رہ جائے گا۔ آج بھی ہم جب اس واقعہ کو یاد کرتے ہیں تو ہمارے جگر پر آرے چلتے ہیں اور ہم انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر اپنے دل کو تسکین دے لیتے ہیں۔

آہ! خان سعادت نواز خان

خان سعادت نواز خان پی۔سی۔ایس نے کچھ دن ہوئے خودکشی کر کے اپنے آپ کو ختم کر لیا۔ یہ ایک چھ فٹ لمبا بڑا مضبوط و خوبصورت جوان تھا۔ دفعہ ۳۰ کا مجسٹریٹ رہا۔ کئی سالوں تک اے ڈی ایم کے منصب پر سرفراز رہا۔ ملتان میونسپل کمیٹی کا چیئرمین رہا۔ یہ شخص بڑا بارعب اور بڑا باوقار تھا۔ اس کی اپنی بڑی زمینداری تھی اور والدہ کی طرف سے بھی اس کو کافی املاک ورثہ میں ملی تھی۔ اس کی دو بیویاں تھیں اور کافی اولاد تھی۔ بایں ہمہ نہ اقتدار نہ املاک نہ اولاد، نہ ازواج اسے سکون بخش سکے۔ اس کے خلاف کچھ الزامات تھے جن کی تحقیقات کے لئے کچھ افسر مقرر ہو چکے تھے۔ اس نے ایک بجے تک اپنا عدالت کا کام کیا۔ پھر ریٹائرنگ روم میں چلا گیا اور ایک خط جناب آغا محمد یحییٰ خان صاحب صدر پاکستان کو مخاطب کر کے لکھا جس کا مضمون ابھی تک صیغہ راز میں ہے۔ پھر اس نے پستول سے اپنے پر فائر کر دیا اور یوں اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو ختم کر دیا۔ یہ موت بڑی عبرت انگیز اور سبق آموز ہے انسان کے قلب میں بعض دفعہ ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اسے اقتدار میں کوئی مسرت نہیں رہتی۔ املاک میں کوئی کشش نظر نہیں آتی۔ اولاد اور ازواج سے جدا ہونا کوئی مشکل نہیں دکھائی دیتا اور زندگی تمام دل ربائیوں سے اُچاٹ ہو جاتی ہے۔

ہم محترم صدر مملکت سے یہ استدعا کریں گے کہ اگر سعادت نواز خان کے خط کا مضمون کچھ پبلک مفاد کے لئے مفید ہو تو اسے ضرور شائع کر دیا جائے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ اسلام نے خودکشی کو بڑا مذموم فعل گردانا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے گھناؤنے اعمال سے بچائے رکھے۔

سیاسی پارٹیوں کا ادغام

آج کل ہمارے سیاسی راہنما مختلف پارٹیوں کو متحد اور منتقل کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں

(باقی برصفحہ ۱۰ کالم ۳)

برلن (جرمنی) میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن کی تقریر

(۱)

(۲)

(۳)

(۱) مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب تقریر کر رہے ہیں

(۲) مقرر کے دائیں طرف حاضرین کا اجتماع

(۳) مقرر کے بائیں طرف حاضرین کا اجتماع

معزز خواتین و حضرات

سیدنا حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت منانے کی مبارک تقریب میں آپ کا شمولیت کرنا آپ کو مبارک ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ اتنی تعداد میں آج اس سلسلہ میں خانہ خدا میں جمع ہوئے ہیں۔

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت مسلمان ممالک میں بڑی خوشی سے منایا جاتا ہے۔ اس مبارک دن کو منانے کی غرض یہ ہے تا مسلمان ان تعلیمات کو جو آپؐ نے بحیثیت خدا کے مرسل کے دنیا کے سامنے پیش کیں۔ اور آپؐ کی اس پاکیزہ زندگی کو جو آپؐ نے بطور نمونہ دنیا کے سامنے گذاری ہے۔ ایک دفعہ پھر اپنے ذہنوں میں تازہ کریں۔ اور تا ان تعلیمات اور اس اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے وہ اپنی زندگیوں کو سدھار سکیں۔ اور اپنے مسائل کو حل کر سکیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم نے دنیا کے سامنے بحیثیت ایک بشر کے پیش کیا ہے۔ اور آپؐ کے بارہ میں واضح طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ آپؐ کے اور دنیا بھر کے دیگر انسانوں کے مابین بحیثیت انسان ہونے کے کوئی فرق نہیں۔ یہ اعلان قرآن کریم کے اپنے الفاظ میں یوں ہے۔

قل انما انا بشرٌ مثلکم۔ یعنی کہئے میں صرف تمہاری طرح "بشر ہوں" (سورۃ الکہف آیت ۱۱۰) ایک اور آیت میں الفاظ خداوندی یوں مندرج ہیں "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" یعنی یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ میں نیک نمونہ ہے۔ (سورۃ احزاب آیت ۲۱) ان الفاظ خداوندی کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو عمل صالح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کر دکھایا ہے۔ اس نیک و صالح عمل کا بجا لانا ایک انسان کے لئے ممکن ہے۔

سب سے بڑا عزت کا خطاب جو خداوند تعالےٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے عبد کامل بن گئے ہیں خدا تعالےٰ کا عبد کامل اور عبد مخلص بن جانا انسان کی روحانی ترقیات کا انتہائی مقام ہے۔ قرآن کریم میں خداوند تعالےٰ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔ تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ۔ بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد پر فرقان اتارا (سورۃ الفرقان آیت ۱) خدا کا عبد کامل بن جانے کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب قرآن کریم میں یوں مندرج ہے۔

"قل لا اتبع اھوآءکم" کہدو میں تمہاری خواہشات کی پیروی ہرگز نہیں کروں گا۔ (سورۃ انعام آیت ۵۶)

"ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ" میں صرف اسی امر کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے (سورۃ انعام آیت ۵۰)

خدا تعالےٰ کے اوامر کی اتباع کرنا۔ اس کے احکامات کے مطابق زندگی۔ اس حقیقت کا اعلان کرتی ہے۔ کہ خدا کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ اس کے اوامر کی پیروی کرنا اور بالآخر خدا کی محبت کو حاصل کر لینا۔ ایک انسان، ایک باخدا انسان کے لئے عین ممکن ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوانی کے ایام کیسے گذارے؟ آپؐ مقام نبوت پر کب اور کیسے کھڑے کئے گئے؟ آپؐ کا پیغام کیا تھا؟ آپؐ نے اس پیغام کو اپنے ملک میں کیسے پھیلایا؟ اور نیز یہ کہ آپؐ نے اپنے مشن میں کہاں تک کامیابی حاصل کی؟ یہ چند ایک سوالات ہیں جو میں آج آپ کے سامنے اے معزز حاضرین بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت محمد صلعم آج سے ۱۴۴۲ سال قبل۔ چاند کے حساب کی رُو سے۔ مکہ کے قریش قبیلہ میں جس کا نسب حضرت اسمٰعیلؑ سے جا ملتا ہے۔ پیدا ہوئے۔ شہر میں اس زمانہ میں کوئی سکول اور کالج نہ تھا۔ اس لئے آپؐ اُمی رہے۔ جوانی کے ایام میں زیادہ تر آپؐ نے تجارت کے پیشہ کو اختیار کیا۔ یہ اس لئے کہ آپؐ کے خاندان کا یہ محبوب پیشہ تھا۔ ایک تاجر کی حیثیت سے آپؐ شام، یمن بھی گئے۔ آپؐ نے اپنے اعلےٰ اخلاق اور اپنے بلند نظریات کے باعث اپنے شہر میں شہرت حاصل کر لی۔ قوم کے سرداروں نے آپؐ کو دیکھا بھالا اور آپؐ کو انسانیت کا ہمدرد پایا۔ جو اس محبت کی وجہ سے آپؐ کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے پائی جاتی تھی۔ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے خرچ کرتا اور رفتار کی کو تا بدیں وجہ سرداران قوم نے آپؐ کو "امین" ایسے عزت کے خطاب سے نوازا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوانی کے عالم میں اپنے شہر میں ایک بڑا کارنامہ انجام دیا۔ آپؐ نے اپنی حسن تدبیر سے قوم سے باہمی ہولناک

(باقی برصفحہ)

جنگ کے خطرہ کو دُور کر دیا۔ یہ خطرہ اس وقت قوم کو پیش آیا جبکہ خانہ کعبہ کے استوار کرنے میں ہر قبیلہ نے حصّہ لیا۔ اس کام میں حصہ لینا بہت بڑی عزت سمجھا جاتا تھا۔ خانہ کعبہ کے استوار ہو جانے کے بعد ایک کام باقی رہ گیا یعنی حجرِ اسود کو پھر سے اس کی جگہ پر نصب کرنا۔ ایک چھوٹے سے سیاہ پتھر کو اٹھا کر ایک دوسری جگہ پر نصب کر دینا کوئی مشکل نہ تھا۔ نہایت ہی آسان بات تھی۔ لیکن یہی آسان کام بہت ہی مشکل مسئلہ بن گیا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ حجرِ اسود کے نصب کرنے کی عزت کو وہ اپنے لئے حاصل کرے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ قبائل باہم جنگ کر کے اس عزت کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس نازک موقعہ پر جبکہ جنگ کا خطرہ بڑھ گیا۔ قبائل کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی کہ محمدؐ الامینؐ کو جج مقرر کیا جائے۔ اور جو وہ فیصلہ کرے اس کو مانا جائے۔ اور اس کا فیصلہ اس معاملہ میں آخری فیصلہ سمجھا جائے۔ تمام قبائل نے اس تجویز کو سراہا اور اسے قبول کر لیا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسن طریق سے ان نازک مسئلہ کو سلجھایا کہ تمام کے تمام قبائل جو لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے تھے۔ اس فیصلہ سے مطمئن ہو گئے۔ آپؐ نے ایک چادر لی۔ حجرِ اسود کو چادر کے درمیان رکھا اور جملہ سردارانِ قوم کو کہا کہ وہ سب مل کر چادر کو پکڑیں اور پتھر کو اٹھائیں اور اسے اس کی نصب کئے جانے والی جگہ پر لے جائیں۔ تمام قبائل نے آپؐ کی اس تدبیر کو سراہا۔ اور قوم آپؐ کے اس حل سے مطمئن ہو گئی۔

تجارت میں آپؐ کے ساتھی آپؐ کے حسنِ اخلاق اور آپؐ کی راستبازی سے نہایت متاثر تھے آپؐ کی اس شہرت کے باعث شہر کی ایک نہایت ہی معزز خاتون نے آپؐ کو اپنی تجارت کے سلسلہ میں اپنے ہاں ملازم رکھا۔ محترمہ خاتون آپؐ کے اعلیٰ اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئی کہ اس معزز خاتون نے آپؐ کو شادی کا پیغام دیا۔ اس خاتون کا نام خدیجہ رضؓ تھا۔

آپؐ کی عمر جب چالیس سال کو پہنچی تو آپؐ کو خلوت پسند ہوئی۔ آپؐ ایک غار میں چلے جاتے ہیں اور کئی دن اور کئی رات لگاتار وہاں رہتے ہیں۔ اور اپنے طور پر وہ وقت سوچ بچار میں گذارتے ہیں ابھی چند ماہ ہی گذرے تھے کہ روح القدس آپؐ پر غارِ حرا میں ظاہر ہوا اور اس نے خدائے واحد کا پیغام آپؐ کو دیا۔ پیغام یہ تھا:-

اقرأ باسم ربک الذی خلق -

پڑھ اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

خلق الانسان من علق -

پیدا کیا انسان کو ایک لوتھڑے سے۔

اقرأ وربک الاکرم

پڑھ اور تیرا ربّ سب سے بڑھ کر عزت والا ہے -

الذی علّم بالقلم -

جس نے علم دیا قلم کے ذریعہ سے

علّم الانسان مالم یعلم -

اس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ روحانی تجربہ نہایت اہم ہے یہی وہ روحانی تجربہ ہے جس نے آپ کو مقامِ نبوت پر کھڑا کر دیا۔ خدا کا یہ فرشتہ جو آپؐ پر ظاہر ہوا اور آپؐ کی طرف الٰہی پیغام لے کر آیا۔ دیگر انبیاءؑ پر بھی ظاہر ہوا۔ یہ فرشتہ حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ پر بھی ظاہر ہوا۔ اور اس نے انہیں بھی پیغامِ الٰہی دیا۔ اس فرشتہ کو تین ناموں سے قرآن کریم میں پکارا گیا ہے:-

جبرائیل

رُوح القدس اور

رُوح الامین

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارہ میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے پیشگوئی کی تھی۔ پیشگوئی یہ تھی کہ ایک نبی بنی اسرائیل کے بھائیوں سے ظاہر ہوگا جو موسیٰؑ کا مثیل ہوگا اور جو تمام نسلِ انسانی کو ہدایت کی کامل راہیں بتائے گا۔ رُوح القدس نے آپؐ کو یہ امر بھی بحکمِ الٰہی واضح کیا۔ کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے کئے جانے والی پیشگوئی کے آپؐ ہی مصداق ہیں۔ اس موعود نبی کے کام اور اس کے مشن کی مشکلات کے پیشِ نظر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس خبر کے پانے کے بعد کانپ اُٹھے۔ اور کانپتے کانپتے غارِ حرا سے واپس اپنے گھر لوٹے اور اپنی اہلیہ محترمہ کو اس واقعہ سے اطلاع دی۔ اور کہا "لقد خشیت علٰی نفسی"

مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ موعود نبی کا کام بہت ہی مشکل ہے شاید وہ اس عظیم بوجھ کو نہ اُٹھا سکیں۔ اس پر حضرت خدیجہ رضؓ نے تسلّی دیتے ہوئے کہا:- کلّا واللہ ما یخزیک اللہ ابداً۔ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم وہ خدا جس نے آپؐ کو اس منصب پر کھڑا کیا ہے۔ وہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ اس کے بعد آپؐ کی اہلیہ محترمہ نے آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ ایسا با اخلاق انسان جو ان اخلاقِ فاضلہ کا مرقع ہے۔ ضرور نسلِ انسانی کی اصلاح ایسے مشکل کام میں کامیاب ہوگا۔ کہا:-

"انک لتصل الرحم

آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں

وتحمل الکل

اور نادار کا بوجھ اٹھاتے ہیں

وتکسب المعدوم

اور روپیہ کما کر ضرورت مندوں کے لئے خرچ کرتے ہیں۔

وتقری الضیف

اور مہمان کی عزت افزائی کرتے ہیں۔ (باقی بر صفحہ)

(۴)

(۵)

(۶)

(۴) دائیں طرف انڈونیشیا کے قونصل مسٹر جبیر یل۔ ان کے بائیں طرف افغانستان کے ایک ڈینٹل سرجن مولانا محمد یحییٰ کے بائیں طرف برلن یونیورسٹی کے پروفیسر نیکولاس۔

(۵) چائے کی میز پر مہمانوں کے لئے چائے کی پرچ پیالیاں ٹرے میں رکھی جا رہی ہیں۔

(۶) دائیں طرف بیٹھے ہوئے مہمانوں کو چائے تقسیم کی جا رہی ہے۔

وتحبین علی نوائب الحق

(اور بنی نوع انسان کی خدمت کرتے ہیں۔

خدیجہ آپؐ کی اہلیہ محترمہ کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں نسل انسانی کی خدمت کا کیا جذبہ تھا۔ وہ روپیہ کماتے ہیں اور بنی نوع انسان کی بھلائی اور ضرورت مند کی آسودگی کے لئے اسے خرچ کرتے ہیں۔

آپؐ کے کام کی مشکلات کا اندازہ لگائیے میں مختصر الفاظ میں اس زمانہ میں عرب قوم کی حالت آپ کے سامنے اے معزز حاضرین پیش کرنا چاہتا ہوں غور فرمایئے:۔

۱۔ یہ عرب قوم خدائے واحد کے تصور کو بھول چکی ہے خدائے واحد پر ایمان رکھنے کی بجائے تمام قوم بت پرست ہے۔ خانہ کعبہ جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے مل کر خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنایا تھا۔ بت پرستی کا مرکز بن چکا ہے

۲۔ زندگی مابعد الموت پر ایمان نہیں رہا۔ ان کا فلسفہ حیات یہ تھا وقالوا ماھی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا وما یھلکنا الا الدھر (سورۃ الجاثیۃ آیت ۲۴) یعنی یہ کہ ہماری زندگی صرف اس دنیا کی زندگی ہے۔ ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ اور سوائے زمانہ کے ہمیں کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔

۳۔ اپنے اعمال کی ذمہ داری کا احساس ان میں مفقود ہو چکا تھا۔ جو وہ خود پسند کرتے اور چاہتے وہ ایسا کر گذرتے تھے۔

۴۔ وہ ہر ممکن طریق سے زندگی کی بہاریں لوٹتے۔ وہ شراب پیتے تھے۔ محبت کے آزادانہ تصور پر عمل کرتے تھے۔ عفت کا کوئی تصور ان میں باقی نہ رہا تھا۔ عورت مرد کے ناجائز تعلقات اور بغیر شادی کے بچوں کا پیدا کرنا ان میں کوئی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔

۵۔ ملک میں کوئی قانون نہ تھا۔ قانونی طور پر غربا اور نادار، عورت، بیوگان اور بڑھاپے کا کوئی تحفظ نہ تھا۔

۶۔ قبائل باہم متحد نہ تھے۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے برسر پیکار رہتا اور موقعہ پانے پر جنگیں لڑتا تھا۔

۷۔ تکبر نخوت اس قوم کا شیوہ بن چکا تھا۔

عرب قوم کی اخلاقی حالت جب اس حد تک گر گئی تو خدائے رحیم نے حضرت محمد صلعم کو اپنا رسول بنا کر ان کی طرف مبعوث کیا تا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قوم کو اس گناہ کی زندگی سے نجات دلائیں۔ تا انہیں اخلاقیات میں بلند کریں اور تا ان کے روحانی قویٰ کو نشو و نما دے کر انکو خدائے واحد کا مقرب بنا دیں۔

یہ کام بے شک مشکل ترین ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدائے واحد نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کونسا طریق بتایا جس کی وجہ سے وہ اس مشکل ترین کام میں کامیاب ہو سکیں؟۔ اس سلسلہ میں خدائے رحیم نے مندرجہ ذیل احکامات اپنے رسولؐ کو دیئے:۔

۱۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اس پیغام کو جو ان پر بذریعہ روح القدس نازل کیا جا رہا ہے۔ لوگوں میں پھیلائیں۔

۲۔ اس راستہ میں جو مصائب اور مشکلات آئیں انہیں صبر و تحمل سے برداشت کریں۔

۳۔ انہیں چاہیئے کہ وہ خدا کے حضور کھڑے ہو کر قوم کی اصلاح کے لئے دعا کریں۔ تا خدائے رحیم قوم کی آنکھ کھولے اور ان کے قلب کو توحید کے نور سے منور کرے۔

ان ہر سہ ارشادات خداوندی پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر عمل کیا۔ الٰہی پیغام کو قوم تک پہنچانے میں آپ نے پوری کوشش کی۔ شروع شروع میں ایک محدود حلقہ میں اس پیغام کو نشر کیا۔ آپؐ کی اہلیہ محترمہ خدیجہ نے اس پیغام کو سُنا وہ ان پر ایمان لے آئیں۔ دوستوں کے حلقہ میں سے حضرت ابوبکرؓ آپؐ پر ایمان لے آئے رشتہ داروں میں سے حضرت علیؓ ایمان لائے۔ بعد میں اس حلقہ کو وسیع کیا گیا۔ تو قوم بھڑک اٹھی۔ سب کے سب مخالف ہو گئے انہوں نے محسوس کیا کہ مذہب کا یہ نیا نظریہ ان کے تمام عقائد باطلہ اور تمام مذہبی روایات کو ختم کر دے گا اور باوجود اس کے کہ اس نئے پیغام میں اخلاقی اور روحانی زندگی کو بلند کرنے کی قوت مرکوز تھی۔ قوم نے اس نئے نظریہ کی سخت مخالفت کی۔ اپنی مادی طاقت کے بل بوتے پر انہوں نے ماننے والوں کو اذیتیں دیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مشکلات وارد کیں۔ انہیں جان سے مار دینے کے منصوبے کئے۔ تیرہ سال تک متواتر مکہ میں مشکلات اور مصائب کا یہ زمانہ جاری رہا۔ آپؐ نے اور آپؐ کے ساتھیوں نے ارشاد الٰہی کے تحت ان اذیتوں کو برداشت کیا۔ جس کسی نے ایک بار اس پیغام کو قبول کر لیا۔ اس نے باوجود مصائب اور مشکلات کے اس مذہب کو نہ چھوڑا وہ گھر سے نکالے گئے۔ وہ قتل کئے گئے۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن کسی نے خدا پر ایمان کو کسی صورت میں بھی نہ چھوڑا۔ حضرت محمد صلعم رات کی تاریکی میں اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور خدا کے حضور کھڑے ہو کر دعائیں کرتے۔ وہ قوم جو دن کے وقت آپؐ کو اذیتیں دیتی ہے اس کی بھلائی کے لئے آپؐ آدھی رات کو خدا کے حضور کھڑے ہو کر دعائیں کرتے ہیں۔ مکہ میں تیرہ سال کی تگ و دو کے بعد قوم نے بالآخر آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو مکہ سے نکال دیا۔ وہ مدینہ چلے گئے۔ مکہ میں قیام کے دوران حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے یہ واضح کیا۔

کہ خدا ہے۔ وہ انسان کے اعمال کو دیکھتا ہے وہ اسے اس کے اعمال کا بدلہ دیتا ہے، یہ کہ ہر عمل عمل کرنے والے کے لئے اچھا یا برا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ ہر انسان خدا کے سامنے اپنے اعمال کا جواب دہ ہے، یہ کہ زندگی مابعد الموت حقیقت ہے، وہاں پر انسان اپنے اعمال کے نتائج کو واضح طور پر دیکھے گا۔ اس دوران میں تمام زور اخلاقیات کو سدھارنے اور اخلاقیات کو بلند کرنے پر صرف کیا گیا۔ تکبر اور نخوت کی بجائے انہیں حلم اور بردباری کا سبق دیا گیا۔ غرباء سے ہمدردی کرنا، بنی نوع انسان سے عدل کرنا اور ان پر ظلم نہ کرنا یہ بلند نظریات انہیں سکھائے گئے۔

لیکن مدینہ میں جہاں آپ ہجرت کے بعد چلے گئے تھے، آپؐ کو موقعہ ملا کہ آپؐ ان تمام نظریات کو قوم کی زندگی میں جاری کر کے دکھا دیں۔ مدینہ میں عرب قبائل نے اسلام کو آسانی سے قبول کر لیا۔ اس شہر میں البتہ تین قبائل یہودی قوم کے بھی رہتے تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی قبائل کو برابر کے حقوق شہریت دیئے۔ ان کی مذہبی آزادی کا حق، ان کے شہریت کے دیگر حقوق کو مان کر ان کی حفاظت کی گئی۔ ان سے معاہدہ کیا گیا۔ کہ وہ مسلمانوں سے مل کر شہر کی حفاظت کرنے میں دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ مسلمان ممالک میں رہنے والے غیر مسلم کو ذمی قرار دیا یعنی یہ کہ مسلم حکومت غیر مسلم رعایا کے مال، اس کی جان، اس کے شہری حقوق اور اس کی مذہبی آزادی کی حفاظت کرنے کی ذمہ دار ہے۔

مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد مکہ کی قوم نے مسلمانوں پر چڑھائی کی۔ اور تین بار وقفہ وقفہ کے بعد بھاری تعداد میں ان پر حملہ کیا۔ لیکن ہر بار دشمن نے شکست کھائی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی مدد کی اور دشمن باوجود اپنی طاقت کے مسلمانوں پر غالب نہ آ سکا۔

جنگ کے اس دوران میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے اندر اخلاقی و معاشرتی اصلاحات جاری کیں۔ معزز حاضرین آپ جانتے ہیں کہ کسی قوم پر جنگ کا دور کس قدر نازک دور ہوتا ہے۔ بڑی بڑی مہذب قوموں کے اخلاق جنگ کے دوران گر جاتے ہیں اور کوئی لیڈر جرأت نہیں کرتا کہ جنگ کے دوران میں افواج اور ان کے کمانڈروں کی عادات اور مزاج کے خلاف کوئی اصلاحی حکم جاری کرے۔ لیکن حضرت محمد صلعم کا اصلاحی پروگرام اور ان کا قوم میں اس اصلاح کو جاری کر دینا بے مثل ہے۔

ذرا اندازہ لگایئے۔ قوم شراب پینے کی عادی ہے قوم کے افسران اور اس کے جرنیل شراب پیتے ہیں۔ اس کی کوئی ممانعت نہیں۔ اس قوم پر طاقت ور دشمن حملہ آور ہے۔ شہر کی حفاظت اولین مسئلہ ہے۔ اس نازک موقعہ پر حکم ہوتا ہے کہ شراب حرام کر دی گئی۔ اور یہ کہ خدائے واحد نے اس کا پینا حرام قرار دیا ہے قوم نے اس حکم کو سنا اور اسی وقت سے اس کا استعمال کرنا چھوڑ دیا۔ نہ صرف یہ کہ باہر سوسائٹی میں اس کا پینا چھوڑ دیا بلکہ گھروں میں علیحدگی کے مواقع پر بھی اس کا پینا ترک کر دیا گیا۔

جنگ کے دوران دوسرا حکم یہ دیا گیا۔ کہ مرد اور عورت کے شادی کے علاوہ محبت کے تعلقات ناجائز اور قابل سزا ہیں جنگ کے دوران مزید یہ اصلاح کی کہ عورت کو مرد کے مساوی لا کھڑا کیا۔ اور اعلان کیا کہ عورت بحیثیت انسان مرد کے مساوی ہے۔ وہ روپیہ کمانے کا حق رکھتی ہے وہ شادی میں مرد کے چناؤ کا حق رکھتی ہے۔ وہ طلاق لینے کا حق رکھتی ہے وہ معاہدات کرنے کا حق رکھتی ہے۔

جنگ کے دوران میں قوم کے اخلاق کو بلند کر دینا۔ اور اس میں بے مثل کامیابی حاصل کرنا یہ وہ مشکل ترین کام ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دکھایا۔ اس سے حضرت محمدؐ کی عظمت نظر آتی ہے اس سے نظر آتا ہے کہ وہ کس قدر عظیم المرتبت انسان ہو گذرا ہے۔ اس تمام انقلاب کا پیدا کرنا حضرت محمدؐ کے لئے ناممکن ہوتا اگر انہوں نے اس سے پیشتر قوم کے دلوں کے اندر خدائے واحد کا ایمان مضبوطی سے نہ گاڑ دیا ہوتا۔ خدائے واحد پر ایمان کی یہ وہ زبردست طاقت تھی جس کی بدولت مسلمانوں نے احکام الٰہی کو سنتے ہی اپنی دیرینہ عادتوں کو یک لخت چھوڑ دیا اور ان تمام بداخلاقیوں سے باز آ گئے جن سے باز رہنا آج مہذب قوموں کے لئے ناممکن دکھائی دے رہا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کا دائرہ اور بھی وسیع ہے۔ آپؐ نے مذہبی تعصب کو بھی قوموں کے درمیان سے بڑی کامیابی کے ساتھ دور کیا ہے۔ آپؐ نے اعلان کیا کہ آپ سے پیشتر جس قدر انبیاء علیہم السلام دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں سب نے ایک ہی حقیقت کی تعلیم دی ہے۔ نیز یہ کہ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے۔ ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ وہ حضرت عیسٰیؑ اور حضرت موسٰیؑ اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر دل سے ایمان لائے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ بحیثیت نبی حضرت عیسٰیؑ اور حضرت موسٰیؑ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ وہ سب کے سب بغیر گناہ کے پیدا ہوئے اور بغیر گناہ کئے اپنی زندگی بسر کرتے رہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے پاکیزہ زندگی بسر کی اور یہ کہ وہ سب ایک مسلمان کے لئے نمونہ ہیں۔

خدائے واحد کے تصور کے ذریعہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تعصبات کو بھی دور کیا ہے جو رنگ و نسل اور قومیت کے باعث قوموں میں پیدا ہو گئے تھے۔ آپؐ نے اعلان کیا کہ تمام نسل انسانی خدا کے حضور پیدائش کے لحاظ سے مساوی ہے۔ ہر آدم زاد اپنے اپنے اعمال کا اکیلے واحد کے سامنے ذمہ دار ہے نیز یہ کہ ہر آدم زاد اپنے اپنے اعمال کا اچھا یا برا بدلہ خدا سے پاتا ہے۔ خدا کے قانون کے سامنے تمام انسان برابر ہیں خواہ وہ بادشاہ ہو یا کسان، جرنیل ہو یا سپاہی، مسلمان ہو یا عیسائی

([illegible])

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) سرینام جنوبی امریکہ

کے رُکن رکین جناب یعقوب محمد ایوب صاحب کی لاہور میں تشریف آوری

جناب یعقوب محمد ایوب صاحب مسجد بیت المقدس میں

لاہور ۲۰ مارچ بروز جمعہ (سٹاف رپورٹر)
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سورینام (جنوبی امریکہ) کے ایک معزز رکن جناب یعقوب محمد ایوب صاحب آج مرکز احمدیت احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تشریف فرما ہوئے آپ کی تشریف آوری عین اس وقت ہوئی، جب نماز جمعہ کے لئے احباب جماعت لاہور جامع احمدیہ میں جمع تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند محترم محمد فاضل رمضان صاحب جو بہت مدت سے یہاں آئے ہوئے ہیں اور کچھ عرصہ سے پاکستان سیمنٹ انڈسٹریز فاروقیہ میں ٹھیکیداری کرتے ہیں آپ کے ہمراہ تھے۔

محترم یعقوب محمد ایوب صاحب پہلی بار پاکستان میں تشریف لائے ہیں۔ اور ان کی تشریف آوری کا مقصد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز میں یہاں کے احباب سے ملاقات اور بزرگان سلسلہ سے بالمشافہ گفت و شنید کرنا ہے۔ نماز جمعہ مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے پڑھائی جس کے بعد جماعت سے خطاب فرمایا اور اپنے سفر کے دلچسپ حالات بتاتے ہوئے سرینام کی جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں اور سلسلہ احمدیہ میں اپنی شمولیت کی ایمان افروز داستان بیان کی اور سلسلہ احمدیہ کے مرکز کو دیکھنے اور بزرگان و احباب جماعت سے بالمشافہ ملاقات کی دیرینہ خواہش کا ذکر فرمایا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ آپ کی تقریر کے بعد حاضرین کا آپ سے فرداً فرداً تعارف کرایا گیا اور معزز مہمان نے بڑی محبت اور عقیدت سے ہر ایک سے معانقہ فرمایا۔

بعد ازاں وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آنریری جنرل سیکرٹری ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی معیت میں انجمن کے مرکزی دفاتر دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور مرکزی احباب کے ساتھ مختلف جماعتی امور کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔

سر شام آپ چند دوستوں کے ساتھ مسلم ٹاؤن اور پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس تشریف لے گئے۔ اور ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن کے اساتذہ اور مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب سے ملاقات کی اور پرانی یادوں کو تازہ کیا۔ نماز مغرب مسجد احمدیہ مسلم ٹاؤن میں باجماعت ادا کی۔ بعد ازاں مکرم مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی ملاقات کے لئے ان کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات کرکے بہت محظوظ ہوئے کچھ دیر تک ان سے گفتگو کرتے رہے۔

معزز مہمان دو دن مزید لاہور میں قیام کرنے اور یہاں احباب سے ملنے کے بعد پاکستان کی مختلف جماعتوں سے ملاقات کے لئے جا رہے ہیں پاکستان میں ان کا قیام تقریباً دو ماہ رہے گا۔

آپ کی تقریر کے ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے سب سے پہلے اپنے سفر کے حالات بیان کئے اور آخر میں آپ نے بتایا کہ سرینام میں تحریک احمدیت کس طرح شروع ہوئی اور انہیں جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت کس طرح نصیب ہوئی۔

آپ نے فرمایا میں ایک عرصہ سے اس جماعت میں داخل ہوں۔ اور میرا فرزند محمد فاضل رمضان بھی عرصہ سولہ سال سے آپ کے ہاں ہے۔ ان دو وجوہ سے مجھے پاکستان آنے کی خوش نصیبی حاصل ہے اور آج میں اپنے آپ کو آپ کے درمیان پاکر از حد خوشی محسوس کر رہا ہوں اور اللہ تعالےٰ کا نہایت شکر گذار ہوں کہ اس نے میری آپ سے ملاقات اور مرکز کو دیکھنے کی دیرینہ خواہش کو پورا کیا۔ میں آپ کو اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کے بزرگان کی طرف سے اور احباب کی طرف سے محبت بھرا پیغام پہنچاتا ہوں۔ آپ کا ان دُور دراز کے رہنے والوں کا سلام ہی قبول کر لینا وہ لوگ اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔

آپ نے بتایا کہ ہماری جماعت اللہ کے فضل سے پورے طور پر سرگرم عمل ہے۔ اور ان میں اتحاد و اتفاق قائم ہے۔ آپ کی روحانی اور اخلاقی مدد اور دعاؤں سے جماعت ترقی کر رہی ہے۔ میری خواہش رہی ہے کہ میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پاکستان جاؤں اور یہاں کے بزرگوں کا دیدار کروں۔ آج یہاں آنا ایک الٰہی تصرف ہے۔ ورنہ کوئی ایسا سبب نہیں تھا جس سے پاکستان آنے کا خیال پیدا ہو سکتا۔ میں چیمبر آف کامرس کا رکن ہوں۔ اس چیمبر میں دنیا بھر کے ممالک شامل ہیں۔ اس کی کانفرنس استنبول میں ہوتی تھی جس میں شرکت کے لئے مجھے استنبول آنا ہوا۔ یہاں آکر مجھے پاکستان آنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس سفر میں برلن مسجد میں بھی گیا مسجد برلن کی زیارت کی اور مولینا محمد یحیٰی بٹ صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی، اللہ کے فضل سے وہ وہاں تبلیغ اسلام کا کام بڑی خوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی سفر کے دوران میرے ساتھیوں نے بیت اللہ کا عمرہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو میں بھی ساتھ ہو لیا۔ اس سلسلہ میں ویزا وغیرہ کی مشکلات پیش آئیں۔ اور باوجود مشکلات کے جن افسران متعلقہ سے واسطہ پڑا انہوں نے نہایت اخلاص اور توجہ سے کام کر دیا۔ اس ضمن میں مجھے ایک سرٹیفکیٹ مسلمان ہونے کا حاصل کرنا تھا۔ بیروت میں قاضی القضاۃ کے پاس یہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے گیا۔ اس نے کلمہ سنا اور اسلام کے دوسرے عقائد کے بارہ میں دریافت کیا تو وہ مطمئن ہو گیا۔ اس نے لکھ دیا کہ یہ چونکہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس لئے مسلمان ہے اور یہ کہ کسی کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا ہی اس کے مسلمان ہونے کی سند ہے۔ اب اس سرٹیفکیٹ میں اس نے مسلم سنی لکھا تھا میں نے کہا کہ میں تو احمدی مسلمان ہوں تو بیروت کے اس قاضی صاحب نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ احمدی بھی تو مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ میں ان کے عقائد سے واقف ہوں۔ بیروت میں اور عرب ممالک میں تبلیغی مراکز قائم کرنے کے لئے اگر انجمن کوئی تجویز کرے تو یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ انجمن کو اس کار خیر کو انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ نے فرمایا کہ اس سفر میں مجھے مختلف زیارت گاہوں کے دیکھنے کا موقعہ بھی ملا۔ جن میں سے ایک وہ مسجد ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے مینار پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، اور وہاں سے سیڑھی لگا کر انہیں اتارا جائے گا۔ وہاں کے لوگوں نے کہا کہ ہم اس انتظار میں ہیں کہ حضرت عیسٰیؑ نازل ہوں، میں نے ان سے کہا کہ کیا تمہارے پاس حضرت عیسےٰؑ کا کوئی فوٹو ہے جس سے تم انہیں پہچان لو گے؟ اور اگر کوئی اور شخص مینار پر چڑھ کر یہ آواز دے کہ میں عیسےٰؑ ہوں تو تمہارے پاس اس کو پہچاننے یا رد کرنے کا کیا ذریعہ ہے۔ پھر میں نے یہ بھی کہا کہ تم کہتے ہو کہ وہ نازل ہو کر اسرائیل کو تہ تیغ کریں گے اس وقت تو جب وہ اسرائیل سے بھاگ کر آسمان پر گئے کچھ کر نہ سکے اور آج جب اسرائیل کے پاس ہر قسم کا اسلحہ اور سامان جنگ موجود ہے، وہ نہتے آسمان سے آکر کیا کر لیں گے۔ ان باتوں کو سن کر کچھ لوگ تو قائل بھی ہوئے اور بعض لوگ سوچ بچار میں بھی پڑ گئے۔

آپ نے بتایا کہ اس سفر میں مجھے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے مقبرہ کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ بیت المقدس بھی گیا۔ اور وہاں پر میرا فوٹو لیا گیا جو اوپر دیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر) آخر میں خدا تعالےٰ نے مجھے عمرہ کرنے کی توفیق بھی دی۔ مکہ مدینہ کے مقدس اور تاریخی

مسلم ہائی سکول بدوملہی میں

مولانا احمد یار صاحب ایم اے مبلغ اسلام کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب

بدوملہی ۱۵ جون ۱۹۶۹ء (دشمند پورٹر)
مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ کے ہال میں۔ اساتذہ کرام اور طلباء سکول ہذا کی طرف سے محترم مولانا احمد یار صاحب مبلغ اسلام کی جزائر فجی سے تین سالہ تبلیغ اسلام سے واپسی پر ایک استقبالیہ دیا گیا۔ جس میں احباب جماعت بدوملہی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری انجمن اور چوہدری فضل حق صاحب ناظم تنظیم جماعت اور دیگر اصحاب نے شرکت کی۔

احباب جماعت بدوملہی نے مکرم مولینا صاحب موصوف کا ریلوے اسٹیشن پر پرتپاک استقبال کیا۔ ان کے گلے میں ہار ڈالے اور سکول ہیڈ کی اقتداء میں جائے تقریب پہلے جایا گیا۔ یہ تقریب ایک جلسہ کی صورت میں مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جناب مولوی غلام علی صاحب عربی ٹیچر مذکور نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ اور جماعت دہم کے طالب علم محمود احمد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

اے خدائے کارساز و عیب پوش و کردگار

ترنم سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ عزیزم مکرم چوہدری سید احمد صاحب معزز رکن جماعت احمدیہ بدوملہی نے تحریری طور پر اپنے خیالات پیش کئے۔ آپ نے فرمایا:۔

"مجھے لاہور جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے قریباً پچاس سال ہو گئے ہیں۔ میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ کہ اس جماعت لاہور کے پاک بزرگوں کے قدموں میں مجھ جیسے ناچیز کو جگہ مل گئی۔ اور ان کی پاک صحبت کی وجہ سے مجھ جیسے گنہگار کو کچھ خوابیں، کشف یا الہام کبھی کبھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ لکھنے وقت بڑی شرم محسوس کرتا ہوں کہ آپ پڑھتے ہوئے یہ خیال کریں گے۔ کہ یہ اپنی پاک دامنی ظاہر کرنی چاہتا ہے۔ میں خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر قسم کھاتا ہوں کہ میں بڑا گنہگار اور نالائق ہوں۔ لیکن مدت سے مجھے یہ دکھ اور حسرت رہتی تھی کہ کاش حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی میں حضور کی زیارت ہو جاتی۔ لیکن اب گیا وقت واپس نہیں آ سکتا۔ اور کبھی کبھی پنجابی کا یہ شعر پڑھ لیا کرتا۔ مرا اپنے دل کی تڑپ یا غم کا اظہار کسی سے نہ کیا تھا۔ اور نہ اس کی قدرت تھی:۔

ہیر رانجھے دی ڈاہل ہو کے مڑکے پچھوتانی کیوں
پچھلی بیتی یاد پیو سو راجھے یا نجیے دہانی کیوں

لیکن اللہ تعالیٰ انسان کے سینے کی باتوں کو جانتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنا رحم کیا اور حضرت مرزا صاحبؑ کی زیارت نصیب کرا دی۔ اب میں اپنا کشف بیان کرتا ہوں:۔

۱۶ جون ۱۹۶۸ء کا واقعہ ہے کہ چھاؤنی لاہور ملٹری ہسپتال کے ایک ایر کنڈیشن کمرہ میں بیماری کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ دن کے بارہ بجے کے بعد بجلی خراب ہو گئی اور گرمی زیادہ ہو گئی۔ اور کسی دوسرے آدمی سے دستی پنکھا لے کر جھل رہا تھا۔ اور میں چت لیٹا ہوا تھا۔ کہ عین بیداری کی حالت میں میں نے دیکھا کہ حضرت مرزا صاحبؑ میرے سامنے کھڑے ہیں۔ سفید پگڑی اور سفید پاجامہ۔ لمبا کوٹ گہرا سلیٹی رنگ قدرے نیلگوں۔ بڑا خوبصورت نورانی روشن چہرہ۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ میرے سوا مثیل مسیح کوئی نہیں ہوا۔ دو تین دفعہ یہی الفاظ بیان فرمائے کہ میرے سوا مثیل مسیح کوئی نہیں ہوا۔ گو حضور میرے سامنے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قوم کو خطاب کر رہے ہیں۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہی کچھ بیان کر دیا ہے۔ آپ کا اصل دعوےٰ آپ کی زبان مبارک سے ثابت ہو گیا ہے۔ مجددی یا مسیح موعود یا مثیل مسیح مجدد کے ہی سارے نام ہیں اور علیحدہ علیحدہ کام ہے۔ مسیح موعود عیسائیوں میں کام کرتا۔ مجدد ہر پہلو سے دین اسلام کا احیا کرتا۔ اور مہدی مسلمان را مسلماں باز کردن۔

تعارف

صاحب صدر نے مکرم مولینا احمد یار صاحب کا تعارف حاضرین سے کراتے ہوئے فرمایا کہ وہ تین سال سے سات سمندر پار اور یہاں سے کئی ہزار میل دور جزائر فجی میں وہاں کے مسلمانوں کی دعوت پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے تبلیغ دین و اشاعت اسلام کے لئے تشریف لے گئے تھے اور وہاں پر تین سالہ قابل قدر خدمات دینیہ سرانجام دینے کے بعد پچھلے دنوں مراجعت فرمائے وطن ہوئے۔

اس کے بعد صاحب صدر کے ارشاد پر مولینا صاحب موصوف نے بیرون ملک اپنی سہ سالہ تبلیغی مساعی پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ اپنی ڈیڑھ گھنٹہ کی پُر از معلومات تقریر میں انہوں نے جزائر فجی کے طبعی اور جغرافیائی حالات۔ وہاں کے اصلی باشندوں کا طریق بود و باش اور ان کی تہذیب و تمدن۔ ان کے اخلاقی، سماجی اور معاشرتی نظام، ان کی حیات عقلیہ و علمیہ، امریکنوں اور پرتگالیوں کا ان جزائر میں عمل و دخل۔ برطانیہ کا ان پر تسلط۔ ممالک چین، انڈونیشیا اور برصغیر ہند و پاک کے مختلف مذاہب و اقوام کے خاندانوں کی وہاں پر آبادکاری۔ مسیحیت کا پرچار اور اس کا اثر و نفوذ۔ ہندو مسلم اور سکھ وغیرہ مذاہب کی باہمی آویزش۔ مسلمانوں کی کسمپرسی اور ارتداد کی گرم بازاری۔ مسلمانان فجی کا برصغیر ہند و پاک کے علمائے اسلام کو تعلیم و تبلیغ اسلام کے لئے دعوت دینا جس پر دوسری انجمنوں کی تہی دستی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا اس دعوت کو قبول کرنا اور اپنے مبلغ مرزا مظفر بیگ سابق صاحب کو وہاں بھیجنا اور وہاں پر ان کا مذاہب غیر سے مناظرہ و مقابلہ اور عیسائیت ہندومت، آریہ سماج اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کا غلبہ اور ایک فعال جماعت احمدیہ کا قیام اور مرزا صاحب کی واپسی پر مکرم مولینا موصوف کا وہاں جانا اور سہ سالہ عرصہ قیام میں اسلام کے مختلف الخیال مکاتیب فکر کے ساتھ تبادلۂ خیالات اور مناظرات اور مذاہب باطلہ کا ابطال اور قبول اسلام کے ایمان افروز حالات و واقعات بیان کئے جن کی ایک اجمالی تفصیل پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے اس کے علاوہ آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی پچاس سالہ دینی اور علمی تاریخ اور بیرون ملک خدمات دینیہ اور تبلیغی سرگرمیوں اور اصلاح ملت کے کارناموں کو بیان کیا اور جماعت احمدیہ لاہور کے مخصوص عقائد پر روشنی ڈالی اور حقائق و شواہد سے ثابت فرمایا کہ اس جماعت کے عقائد اس کی تعلیمات قرآن و حدیث کے مطابق ہیں۔ علاوہ ازیں عقیدہ ختم نبوت اور وفات و حیات مسیح کے مسئلہ پر وضاحت سے روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منصب نبوت و رسالت کی تکمیل ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ نہ نیا نہ پرانا۔ اس لئے اجرائے نبوت کا دعوےٰ یا عقیدہ غیر اسلامی ہے۔ اور دین اسلام میں غلو اور امت اسلامیہ میں انتشار کا موجب ہے اس کے ساتھ ہی آپ نے اس بات پر زور دیا کہ غیر اسلامی رجحانات سے کنارہ کش ہو کر ان کی افزائش کا سدباب کرنا چاہیئے کیونکہ اسلام کو جتنا نقصان مسلمانوں کی اپنی غلط فہمیوں اور غلط عملیوں سے ہوا ہے اتنا کسی اور ذریعہ سے نہیں ہوا لہذا اسلام کے احیاء و بقاء اور اس کے استحکام کے لئے ضروری ہے کہ سب مسلمان اصلاح احوال کی طرف توجہ دیں۔

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ دور بڑا پر آشوب ہے۔ یہ مادیت کا دور ہے مذہب کو جھٹلانے کی ہزار ہا کوششیں جاری ہیں اس مذہب بیزار دور میں مسلمان قوم کا یہ فریضہ ہے کہ اسلام کی غیرت اور قرآن کی عزت اور رسول کریم صلعم کے ناموس کی خاطر اپنی عقل علم وقت اور مال کو خدمت دین اور تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دے اور بنی نوع انسان کو بتلا دے کہ اسلام ہی اس کے دکھ درد کا مداوا ہے۔ اسلام ہی اس کے چین و قرار کی جنت ہے اور اسلام ہی اس کی فطرت کی آواز ہے اور اسلام ہی کے لئے ہمیں جینا مرنا چاہیئے۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر

محترم مولانا احمد یار صاحب کے بعد محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنے صدارتی خطبہ میں حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

ابھی آپ نے مولانا احمد یار صاحب سے سُنا کہ ایک جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں قائم ہے جس کا کام تبلیغ اسلام ہے۔ یہ اسکول جس میں طلبا تعلیم حاصل کر رہے ہیں تقریباً ۵۳ سال پہلے اسی انجمن نے قائم کیا تھا۔ یہ اسکول اس وقت اس علاقہ میں روشنی کا مینار تھا۔

جزائر فجی میں ہمارا کام

تو اس جماعت کا کام اشاعت اسلام ہے۔ آپ نے محترم مولینا احمد یار صاحب کی زبانی سُنا کہ جب جزائر فجی کے مسلمانوں نے مختلف اسلامی انجمنوں کو لکھا کہ یہاں پر مسلمان طبقہ ارتداد کا شکار ہو رہا ہے۔ ہندو اور آریہ اور عیسائی طبقہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے مبلغ بھیجا جائے تو سوائے احمدیہ انجمن کے کسی دوسری انجمن کو فجی میں مبلغ بھیجنے کی ہمت نہ پڑی۔ مولینا صاحب نے آپ کو یہ بھی بتلایا ہے کہ اس انجمن نے اپنا جو مبلغ بھیجا۔ اس نے فجی میں دیگر مذاہب باطلہ کے مقابلہ پر اسلام کی صداقت و حقانیت کو دلائل قاطع اور براہین ساطع کے ساتھ ثابت کر دیا۔ اور وہ مسلمان جو اپنے دین سے بے علمی اور بے رغبتی کے سبب سے مرتد ہو رہے تھے۔ اور ہندومت، آریہ سماج اور عیسائیت کی آغوش میں جا رہے تھے انکو اپنے دین اسلام پر پھر سے ایمان پیدا ہو گیا۔ اور دین اسلام کے بارے ان کا احساس کمتری جاتا رہا۔ یہاں تو یہ عالم تھا کہ مسلمان اپنے دین سے ناواقفی، ہندوؤں اور عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں اور انگریز سرکار

کے رعب کی وجہ سے اپنے دین کو چھوڑ کر گمراہی میں مبتلا ہو رہے تھے اب وہاں نقشہ ہی بدل گیا۔ مسلمان نہ صرف اپنے دین پر ہی ثابت قدم ہو گئے بلکہ مذاہب غیر پر غالب دین کے طور پر اسلام کی فوقیت قائم ہونے لگی اور بہت سے ہندو۔ آریہ۔ عیسائی اور وہاں کے مقامی باشندے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور توحید و رسالت صلعم کا دم بھرنے لگے۔

غیر ممالک میں انجمن کی تبلیغی سرگرمیاں

تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ انجمن اس لئے قائم ہوئی ہے کہ دنیا پر اسلام کا بول بالا کرے یورپ امریکہ۔ آسٹریلیا۔ جرمنی، افریقہ، انگلستان، غرضیکہ دنیا بھر میں اسلام کی فضیلت اور صداقت ثابت کرے چنانچہ یہ اسی جماعت کی مساعی کا نتیجہ ہے کہ مغرب میں سینکڑوں سفید فام حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں اور ہزاروں کے دلوں سے وہ تعصب دور ہو گیا ہے۔ جو دین اسلام کی غلط تصویر دیکھنے کی وجہ سے ان کے دلوں میں تھا۔ وہ اس دین کو وحشیانہ مذہب، جبر و تحدّی کا دین، تلوار کے زور سے پھیلایا جانے والا مذہب سمجھتے تھے۔ علاوہ ازیں اس جماعت کا یہ بھی مقصد ہے کہ مسلمانوں کو سمجھائے کہ دین اسلام کے اصول اعلیٰ و افضل ہیں۔ اور یہی ایک ایسا دین ہے جو ہمہ گیر عالمگیر اور فطرت کے مطابق ہے

انجمن کی تین امتیازی خصوصیات

چنانچہ ہماری انجمن تین امتیازی خصوصیات کی حامل ہے۔ اور یہ خصوصیات علمی اور عملی لحاظ سے مسلمانوں کے کسی دوسرے مکتب فکر میں نہیں پائی جاتیں۔ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ دین اسلام ایک کامل مذہب ہے، یعنے تعلیمات قرآنیہ اور سنت رسول و احادیث نبویہ بنی نوع انسان کی روحانی تہذیب و ترقی اور نشو و نما کے لئے مکمل طور پر مؤثر اور محرک ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کے بعد اب نہ کسی اور الہامی کتاب کی ضرورت ہے، نہ کسی نئے یا پرانے نبی کی۔ رسالت اور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

انجمن کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے نزدیک تمام کلمہ گو مسلمان ہیں۔ یعنی جو کوئی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔ اس کو کوئی شخص دائرۂ اسلام سے خارج قرار نہیں دے سکتا۔ کسی کو ایسا حق حاصل نہیں کہ اسے مرتد یا کافر کہے۔ خواہ وہ شخص اسلامی فروع میں دوسرے مسلمانوں سے کتنا ہی اختلاف رکھتا ہو۔ کوئی شخص اس بنا پر کہ فلاں شخص اس کے خیالات سے متفق نہیں ہے اسے بے دین اور کافر اور خارج از اسلام قرار نہیں دے سکتا۔ انجمن ہذا کا یہ خصوصی امتیاز مسلمان قوم میں اتحاد و اتفاق کا موجب ہے

اور اخوت اسلامیہ کو متحد کرنے میں زبردست [illegible] کیا ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

اسلام ایک زبردست طاقت ہے۔ اس عظیم طاقت کا اظہار دنیا پر ہوا اور اس کے اثرات نظر آئے۔ دور ہی کیوں جایئے میں آپ کے سامنے ماضی قریب کی مثال رکھتا ہوں۔ برصغیر ہند و پاک کے مسلمانوں نے جب اتحاد و اتفاق کا دامن تھام کر اپنے لئے ایک مملکت اسلامیہ کے حصول کے لئے جدوجہد کی۔ تو اس اسلامی اتحاد و اتفاق کی برکت سے عظیم ترین اور موثر ترین طاقت پیدا ہوئی جس نے مطالبہ حصول پاکستان کو جو بظاہر ناممکن نظر آتا تھا ایک حقیقت بنا دیا لیکن اس کے برعکس اگر مسلمانانِ ہند و پاک نے اسلامی اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا اور فرقہ بازی کا شکار ہو کر اپنی وحدت ملّی کو پارہ پارہ کر لیا ہوتا اور یہ احساس پیدا نہ ہوا ہوتا کہ اسلام تمام دینوں سے فروتر و برتر ہے اور سچی اسلامی تہذیب دیگر تمام تہذیبوں پر غالب ہے۔ تو یقین جانیئے کہ ہم پاکستان کبھی حاصل نہ کر سکتے۔ پاکستان، اسلامی اتحاد و اتفاق کی برکت سے ہی حاصل ہوا ہے اور اسی کے صدقے یہ قائم و دائم رہ سکتا ہے۔

اس انجمن کی تیسری امتیازی خصوصیت تبلیغ دین اور اشاعت اسلام ہے کہ دنیا جہان میں اسلام کا عالمگیر پیغام پہنچایا جائے چنانچہ عرصہ پچپن سال سے یہ انجمن اس میدان میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کام کر رہی ہے اور دنیا کے بڑے بڑے اہل علم و عقل لوگ مسلمان ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ یورپ میں اب اسلام کے بارے میں نقطہ نظر بدل گیا ہے۔ پہلے وہ لوگ اسلام کو ظلم و جبر اور تیر و تلوار کا مذہب قرار دیتے تھے۔ لیکن اب وہ اس بارے میں حقیقت افروز خیالات رکھتے ہیں اور مانتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات اعلےٰ ہیں۔ اس کے عقائد فطرت کے مطابق ہیں، اور یہ علم و عقل اور امن و اخلاق کا دین ہے۔ یہ ایک بہت بڑا انقلاب ہے جو یورپین اقوام کے قلب و نظر میں اسلام کے بارے میں پیدا ہوا ہے اور یہ صرف اس توفیق الٰہی کی وجہ سے ہے جو اس جماعت کو حاصل ہوئی اور جس کی وجہ سے اس نے یورپ میں اسلام کو دین فطرت اور غالب مذہب کے طور پر پیش کیا۔

آپ کہیں گے کہ یہ تینوں باتیں نہایت عمدہ ہیں۔ اور ہر مسلمان ان تینوں اصولوں کو مانتا بھی ہے، لیکن ان کو عملی صورت دینا اور ان کے لئے ایثار و قربانی سے کام لینا یہ صرف اس انجمن کا خصوصی امتیاز ہے۔

مسلمان بھائیوں سے اپیل

ہمارا مسلمان بھائیوں سے یہ کہنا ہے کہ آپ [illegible] اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ اور ہمارے ساتھ ہو کر خدا اور اس کے رسول مقبول صلعم کا نام دنیا میں بلند کریں۔ صحیح اسلام دنیا میں پیش کریں۔

ابھی ابھی اسی مجلس میں ایک طالب علم نے چند اشعار آپ کو سنائے ہیں۔ یہ اس شخص کے اشعار ہیں جو اس جماعت کا بانی ہے۔ ان میں ایک مصرعہ آپ نے یہ سنا:۔

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ

دیکھو اس ایک بند سے کیا درد اور تڑپ ٹپکتی ہے اور اس درد اور تڑپ کی وجہ سے اس جماعت کا بانی اور یہ جماعت اس عالی مقصد کے لئے کوشاں ہیں اور وہ مقصد حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دین کی تقویت و فروغ کا ہے۔ اس کے بجز اور کچھ نہیں۔ پس ہمارا حقیقی مقصد غلبۂ اسلام ہے اور اس میں ہر مسلمان کو شریک ہونا لازم ہے۔

لہٰذا ہر وہ مسلمان جس کے دل میں اسلام کے لئے درد اور جوش ہے۔ جو اس سے محبت رکھتا ہے اور اس کی کمزوری نہیں دیکھ سکتا۔ وہ ہمارے ساتھ ہو کر دین کی خدمت میں لگ جائے۔ اور خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔ آپ طالب علم ہیں۔ آپ کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اس کے پُرجوش خادم اور مبلغ بننے کی تیاری کرنی چاہیئے۔ مسلمان کی زندگی کا حقیقی مقصد یہی ہے۔

آخر میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے نہایت صبر و اطمینان اور نظام و ضابطہ کے تحت ہمیں اپنے اظہار خیالات کا موقعہ دیا۔

اشارات

(بسلسلہ صفحہ ۲)

خواہش ان کی یہ ہے کہ ملک میں بے شمار سیاسی پارٹیوں کی بجائے صرف دو تین پارٹیاں معرض وجود میں آجائیں اور وہ اپنے اپنے منشور اور پروگرام عوام کے سامنے پیش کر دیں تاکہ پورے انضباط اور اہتمام سے لوگ جادۂ سیاست پر گامزن ہو کر ملک کی ترقی اور فلاح عوام کے لئے کوشاں ہو جائیں اور دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر ترقی کی منازل طے کرنے لگ جائیں۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارے مسلمان فرقے بھی اصولوں کے اتحاد اور اتفاق کو مدنظر رکھ کر فروعی اختلافات بھول جائیں اور غیر مذاہب کے مقابلے پر سب مل کر اسلام کے علمبردار بن جائیں۔ تاکہ کوئی شخص اس ملک میں کسی کلمہ گو کی تکفیر نہ کر سکے اور اہل قبلہ کا مکمل طور پر احترام قائم ہو جائے۔ جب ہم سب کا خدا ایک ہے رسول ایک ہے، شریعت ایک ہے، اقتصادی اصول ایک ہیں، دیوانی اور فوجداری قوانین کے اصول ایک ہیں۔ تو پھر چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھنا اور فروعات کی بناء پر کفر کے فتوے صادر کرنا کون سی عقلمندی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو بالعموم اور پاکستانی مسلمانوں کو بالخصوص توفیق بخشے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا سیکھیں اور ہر کلمہ گو کو اپنا بھائی تصور کریں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

برلین میں جلسہ میلاد النبی صلعم

(بسلسلہ صفحہ ۸)

خلاصہ یہ کہ:۔

خدائے رحیم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن کے نبھانے میں بہت بڑی کامیابی عطا کی تیئیس سال کے ایک مختصر عرصہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو ایک قانون دیا۔ قانون کامل جو خدائے واحد نے تو دنسل انسانیت کے لئے تجویز کیا ہے۔ آپؐ نے باہم جنگ و جدال کرنے والے قبیلوں میں محبت اور یک جہتی پیدا کر دی۔ آپؐ نے قوم کو خدا واحد کی محبت سے سرشار کر دیا۔ اور بت پرستی ہمیشہ ہمیش کے لئے عرب ملک سے ناپید ہو گئی۔ آپ نے قوم کے اخلاقی معیار کو بہت بلند کر دیا۔ اور ان کے زناشوئی کے تعلقات آزادانہ کی اصلاح کر دی۔ آپؐ نے قوم کو گناہ کے نتیجہ سے آزاد کرایا اور خدا سے وحی کئے گئے پاک کلمات کی اشاعت اور اپنی نیم شبی دعاؤں کی برکت سے گناہ سے نجات دلائی۔ آپؐ نے ظلم کو مٹایا اور مذہبی تعصبات سے ذہنوں کو آزاد کر دیا۔ آپؐ نے ان پاکیزہ نظریات سے قوم میں پاکیزگی کی ایسی روح پھونکی کہ وہ بعد میں دنیا کے جس کسی ملک میں گئے وہاں پر انہوں نے لوگوں کو قرآن کریم کے پاک کلمات اور اپنے پاک نمونہ سے متاثر کیا۔ اور اس پیغام کی اشاعت کی۔ یہ انقلاب جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی قوم میں پیدا کیا۔ یہ وہ عظیم الشان معجزہ ہے جو ایک خدا کا مرسل دنیا میں دکھا سکتا ہے۔ خدائے رحیم نے حضرت محمد صلعم کو ان کی زندگی میں ہی وہ کامیابی عطا کی جس کے لئے وہ عمر بھر کوشاں رہے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا محمّد وبارک وسلّم انک حمید مجید

استقبالیہ

جماعت احمدیہ بدوملہی نے ۱۵ رجون ۱۹۶۹ء کو بعد از نماز عشاء اور مسلم ہائی سکول بدوملہی نے ۱۹ رجون ۱۹۶۹ء کو مکرم مولینا احمد یار صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ دیا جس کی روئیداد آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگی۔

دینِ اسلام

یہ کتاب حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی معرکہ آرا تصنیف ریلیجن آف اسلام کا اُردو ترجمہ ہے جس کی افادیت اور عظمت کی ایک دنیا معترف ہے۔ اس میں اصول اسلام اور شریعت اسلام کے آئین و ضوابط پر مبسوط اور جامع بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں اسلامی تعلیم کے ماخذ۔ قرآن مجید۔ احادیث اور اجتہاد۔ دوسرے حصے میں اسلامی اصولوں پر بحث ہے۔ ایمان یعنی باری تعالےٰ، ملائکہ، الہامی کتب۔، انبیاء، حیات بعد الموت، قدر و تقدیر وغیرہ، تیسرے حصہ میں فرائض دین، اسلامی قوانین ضوابط وغیرہ کا ذکر۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، شادی طلاق، مال و جائداد، وراثت، قرضے، سُود، کی تے بیچے کے احکام اور تعزیرات وغیرہ ہر مسئلہ پر قرآن و حدیث اور فقہ کی دیگر کتب کے کثرت سے حوالہ جات دیئے ہیں۔ کل کتاب میں اڑھائی ہزار سے زائد حوالہ جات درج ہیں اس کتاب نے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ سے جو خراج تحسین وصول کیا ہے اس کے چند ایک نمونے درج ذیل ہیں۔

"یہ کتاب نہایت جامع اور صحیح معلومات سے لبریز ہے۔ اس میں اسلامی فلسفہ، فقہ، معرفت الٰہی اور شریعت اسلامیہ پر نہایت مفصل اور عالمانہ بحث کی گئی ہے، یہ کتاب مصنف کی اعلیٰ قابلیت وسیع معلومات اور انتہائی محنت کا نتیجہ ہے"۔ (سر ایس۔ ایم سلیمان چیف جسٹس)

"نہایت مفید کتاب ہے اور مذہب اسلام کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے از بس ضروری ہے"

(علامہ اقبال)

"کسی زندہ انسان نے اسلام کی تجدید کے لئے لاہور کے مولانا محمد علیؒ سے زیادہ قیمتی اور طویل خدمات انجام نہیں دیں ...... میری رائے میں یہ کتاب ان کی سب سے اچھی تصنیف ہے۔ یہ اسلام کی تصویر ایک ایسے شخص کے قلم سے ہے جو قرآن و سنت سے خوب واقف ہے جس کے دل میں پچھلی پانچ صدیوں کے اسلام کے انحطاط کا درد ہے اور جس کے دل میں اس کی اس نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک امید ہے۔ جس کے آثار اب چاروں طرف نظر آنے لگے ہیں"۔ (محمد مارماڈیوک پکتھال رسالہ اسلامک ریویو، اکتوبر ۱۹۳۶ء)

تینوں جلدوں کے ۸۰۰ صفحات

قیمت ۱۵ روپیہ۔

دار الکتب اسلامیہ

احمدیہ بلڈنگس کا ہور

سے طلب کیجئے۔

اخبار احمدیہ

بسلسلہ صفحہ ۳

۶۹-۶-۱ کو عصرانہ دیا۔ سرگودھا کے کمشنر صاحب کے علاوہ تمام بڑے بڑے افسران، جج صاحبان اور شہر کے معززین مدعو تھے۔

چائے سے پہلے میری تقریر ہوئی۔ موضوع تھا۔ "خدا کی عبادت اور مخلوق کی خدمت"۔ اس تقریر کا سب پر گہرا اثر پڑا۔ میری تقریر کے بعد جناب ممتاز حسن صاحب کی تقریر تھی۔ وہ میری تقریر سے اس قدر متاثر تھے کہ اپنی تقریر میں بار بار میری بیان کردہ باتوں کو دہراتے رہے۔ آپ ایک بلند پایہ مقرر۔ ادیب۔ اُردو۔ فارسی اور انگریزی کے شاعر ہیں۔ امریکہ۔ یورپ وغیرہ ممالک کا متعدد بار دورہ کر چکے ہیں۔ عربی شاعری اور مذہبی لٹریچر پر بھی عبور ہے۔

تقریر کے بعد مجھ سے گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور گلے لگایا۔ کمشنر صاحب نے آگے بڑھ کر فرمایا کہ آج رات میرے ہاں کھانے کی دعوت ہے آپ ضرور تشریف لائیں۔ سول سرجن صاحب جو حال ہی میں ملتان سے تبدیل ہو کر آئے ہیں گرمجوشی سے ملے۔ اسی طرح ڈی۔ آئی۔ جی پولیس اور دیگر افسران و معززین بھی۔ میاں محمد انور صاحب کے ماموں صاحب نے فرمایا آپ کی وجہ سے مجلس میں رونق ہو جاتی ہے۔ میاں محمد انور صاحب نے بڑی محنت سے یہ ہسپتال بنایا ہے ۔

ہفت روزہ پیغام صلح۔ لاہور۔ ۲۵ جون ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ شمارہ نمبر ۲۶ بدھوار

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا۔ اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

گر ہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ٹیلی فون نمبر ۳۲۸۲۷
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

ٹیلیفون نمبر ۵۳۲۸۲۷

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۶۹ء | نمبر ۲۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

بحرِ حکمت کے موتی

بیوہ اور مسکین کی خبر گیری

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم الساعی علے الارملۃ والمسکین کالمجاھد فی سبیل اللہ اوالقائم اللّیلُ الصائم النھار۔

ترجمہ:-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ اور محتاج کے لئے کوشش کرنے والا اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس کی طرح جو رات کو عبادت کے لئے جاگتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

نوٹ:- از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ:

جس طرح جہاد کی اصل غرض قوم کو زندہ رکھنا ہے بیوہ اور محتاج کی خبرگیری بھی قوم کو زندہ رکھنے کے لئے ہے اور جس طرح عبادت سے انسان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے اسی طرح دوسروں پر اپنا مال خرچ کرنے سے بھی نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں کاموں میں سے ایک کافی ہے جہاد کرے یا عبادت کرے تو بیوہ اور محتاجوں کی خبرگیری کی ضرورت نہیں اور بیوہ اور محتاج کی خبر گیری کرے تو جہاد یا عبادت کی ضرورت نہیں بلکہ دونوں کی اہمیت بتائی ہے۔ (فضل الباری شرح صحیح بخاری)

حضرت امیر ایدہ اللہ کا پتہ:-
خالد وِلا - میٹرو پول ہوٹل
کوہ مری

دُشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو

فرمودات حضرت امامِ زمان مجدد صدی چہاردہم مسیح موعود علیہ السلام

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سن کر چپ رہو۔ گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدو کوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو۔ یہ یاد رکھو کہ اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت **امن جو** ہے۔ اگر وہ ہنگامہ پیدا نہ ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی۔ اور پھر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور ان میں صبر و برداشت نہ ہوتی تو پھر ان میں اور انکے غیروں میں کیا امتیاز ہوتا۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں۔ یہی گھر جو سامنے موجود ہے اس کے متعلق میرے لڑکے مرزا سلطان احمد نے مقدمہ کیا تھا۔ باوجودیکہ میرے لڑکے نے مقدمہ کیا تھا اور یہ سخت ایذا دینے والے دشمن تھے مگر میں نے کہا کہ میں اظہار نہیں دوں گا۔ کیا اس وقت میں نے سلطان احمد کی رعایت کی تھی یا ان کی؟ اور ان کی دشمنیوں کا خیال رکھا یا اُن کے ساتھ نیکی کی؟ یہ ایک ہی بات نہیں۔ جب جب ان کو میری مدد کی ضرورت ہوئی میں نے ان کو مدد دی ہے اور دیتا رہا ہوں۔ جب ان کو مصیبت آئی یا کوئی بیمار ہوا تو میں نے کبھی سلوک اور دوا دینے سے دریغ نہیں کیا۔ ایسی حالت میں کہ ہم ان سے سلوک کرتے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کرتے ہیں تم ان کی بدسلوکیوں کو خدا پر چھوڑ دو۔ وہ خوب جانتا ہے اور اچھا بدلہ دینے والا ہے۔ میں تمہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان سے نرمی کرو اور خدا تعالےٰ سے دُعا کرو۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ دعائیں منظور نہ ہوں گی جب تک تم متقی نہ ہو۔ اور تقوٰے اختیار کرو۔ تقوٰے کی دو قسم ہیں۔ ایک علم کے متعلق دوسرا عمل کے متعلق تو میں نے بیان کر دیا کہ علوم دین نہیں آتے اور حقائق معارف نہیں کھلتے جب تک متقی نہ ہو۔ اور عمل کے متعلق یہ ہے کہ نماز روزہ اور دوسری عبادات اس وقت تک ناقص رہتی ہیں جب تک متقی نہ ہو۔

اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کے دو حکم ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں۔ اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو۔ بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالےٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا تعالےٰ کے حوالے کرو۔ قیامت نزدیک ہے۔ تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو ان سے بہت دکھ اٹھانا پڑے گا۔ کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں ان کی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہیئے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد نہم)

مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کی تقریب استقبالیہ میں
مولٰنا احمد یار صاحب اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقاریر

لاہور ۱۹ اگست بروز جمعرات (سٹاف رپورٹر) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قائم کردہ مسلم ہائی سکول ۲ لاہور میں مولٰنا احمد یار صاحب مبلغ اسلام کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا۔ یہ تقریب نیو مسلم کالج کے ہال میں ۸ بجے صبح زیر صدارت ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور منعقد ہوئی۔ جس میں سکول اور نیو مسلم کالج کے اساتذہ و طلباء اور انجمن کے دیگر اصحاب نے شرکت کی۔ سکول کے طالب علم حافظ محمد زید صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ عزیز نور اللہ اور ایک دوسرے طالب علم نے حضور سرور دو عالم خاتم الرسل محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ اسٹیج سیکرٹری ماسٹر عبدالخالق صاحب نے معزز مہمان مولٰنا احمد یار صاحب کا حاضرین سے تعارف کرایا اور ان کی گذارش پر معزز مہمان نے حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے جزائر فیجی کے جغرافیائی۔ سیاسی۔ ملکی اقتصادی۔ سماجی۔ معاشرتی، علمی اور تاریخی حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے وہاں کے مذہبی امور پر سیر حاصل بحث کی۔ اور مختلف مذاہب کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے اسلام کے اثر و نفوذ پر روشنی ڈالی اور ان جزائر میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دینی سرگرمیوں کا حال بیان کیا اور اس امر پہ زور دیا کہ وہاں کے مسلمانوں کی دینی پسماندگی اور دیگر ادیان باطلہ کی دعوت و تبلیغ کے پیش نظر مسلمانوں کو متحد و متفق ہو کر اپنے مالی۔ علمی اور عملی وسائل کو تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دینا چاہیئے کیونکہ وہاں پر اشاعتِ اسلام کے وسیع اور روشن امکانات ہیں۔

اپنے سہ سالہ قیام فیجی کی سرگذشت بیان کرتے ہوئے مولٰنا نے بتایا کہ خدا کے فضل سے وہاں ایک فعال جماعت کا قیام عمل میں آ چکا ہے جس کا مقصد اتحاد بین المسلمین اور مذاہب باطلہ کے مقابلہ میں اسلام کو پیش کرنا ہے۔ اگر اس تنظیم کو اپنے مسلمان بھائیوں کی اخلاقی و مالی اور عملی مدد وسیع پیمانہ پر حاصل ہو جائے تو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ان جزائر میں اسلام بہت جلد پھیل سکتا ہے اور مسلمان غالب اکثریت حاصل کر سکتے ہیں صرف وسائلِ اشاعت کی فراہمی اور مبلغین کے پاس علم و عمل کی صلاحیتوں اور ایمان و یقین کی ضرورت ہے۔

مکرّم مولٰنا نے اپنے طرزِ تبلیغ، فرقہ ہائے اسلام میں اتحاد و اتفاق کی مساعی اور غیر مذاہب کے لوگوں سے بحث و مناظرہ اور ان کے زیر اثر اسلام قبول کرنے والوں کے ایمان افروز حالات بیان کئے اور حاضرین کو توجہ دلائی کہ مسلمان اسلام کے لئے پیدا ہوا ہے اور اسلام کے لئے ہی اسے زندہ رہنا اور اسلام کے لئے ہی اسے مرنا چاہیئے۔

مولانا موصوف کی تقریر کے بعد مکرّم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں بیان فرمایا کہ خدمتِ دین اور تلقین حق اور اشاعت اسلام کا مقصد زندگی کے باقی سب مقاصد سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو یہ توفیق میسّر آ جائے۔ مکرّم مولٰنا احمد یار صاحب اپنے وطن اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر اس پیرانہ سالی میں ہزاروں میل دُور اجنبی مُلک میں تشریف لے گئے۔ اس سفر بعید کا مقصد کوئی دولت کمانا نہیں تھا۔ وہ صرف اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے لئے گئے تھے۔ جزائر فیجی میں آریہ سماج سناتن دھرم اور عیسائی طبقہ اپنے اپنے مذہب کا پرچار کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو تنگ کر رہے ہیں کہ تمہارا مذہب کمتر ہے۔ وہاں کوئی تنظیم مسلمانوں کی نہیں ہے اور نہ وہاں مسلم علماء موجود ہیں جو مسلمانوں کو اسلام کی صحیح تعلیم تلقین کر کے انہیں منظّم و متحد کر سکیں اور ان میں اپنے دین کے متعلق احساس برتری پیدا کرنے کا موجب ہوں اور غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی مؤثر و مدلّل طور پر مدافعت کر کے اس کا غلبہ ثابت کر سکیں، اسی وجہ سے وہاں کا مسلمان طبقہ۔ ارتداد کا شکار ہو رہا ہے۔

مولٰنا احمد یار صاحب نے آپ کو بتلایا ہے کہ کس طرح جزائر فیجی کے مسلمانوں نے برصغیر ہند و پاک کی اسلامی انجمنوں اور جماعتوں کو خطوط لکھے اور کس طرح ان میں سے صرف ایک ہی انجمن ــــ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ اپنے مبلغ وہاں بھجوائے اور کتب و لٹریچر کے ذریعہ سے اسلام کی روشن تصویر پیش کی مسلمانوں کے اندر ایک تنظیم قائم کی اور مسلمانوں کو صحیح اسلامی عقائد سے روشناس کرایا اور دلائل و براہین کے ذریعہ سے غیر مذاہب کا بطلان ثابت کیا۔

مکرّم ڈاکٹر صاحب نے جماعت احمدیہ لاہور کی خدماتِ دینیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جماعت جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کہلاتی ہے مذاہب باطلہ کے مقابل پر دلائل و براہین سے اسلام کی حقانیت، صداقت اور افضلیت ثابت کر چکی ہے جس پر گذشتہ پچاس پچپن سالہ مذہبی تاریخ کے شواہد موجود ہیں کہ جہاں غیر مذاہب کے مقابلہ میں دوسرے مسلمان علماء عاجز آ گئے وہاں اس جماعت کے علماء اور محققین نے کامیاب طور پر اسلام کی مدافعت کی اور مدِ مقابل کو بہ دلائل شکست دے دی۔

تبلیغ اسلام اور اتحاد مسلمین جماعت احمدیہ لاہور کی دو منفرد خصوصیات

اسی ضمن میں آپ نے فرمایا کہ جزائر فیجی میں مسلمانوں کی اپنے دین سے بے خبری اور بے علمی کی وجہ سے غیر مذاہب کو اس پر حملہ آور ہونے کا موقعہ ملا جس کے نتیجہ میں وہاں ارتداد کا آغاز ہوا۔ انجمن کا کام مسلمانوں کو اسلام کے بارے میں حقیقی اور صحیح تعلیمات سے واقفیت کرانا ہے۔ اور مسلمانوں میں جو رسم و رواج کے تحت غیر اسلامی معتقدات پائے جاتے ہیں ان کی نشاندہی کرنا اور ان سے مجتنب رہنے کی تلقین کرنا ہے۔ چنانچہ اس انجمن نے اسلام پر جو لٹریچر پیدا کیا ہے اس کے مطالعہ سے مسلمان نہ صرف اپنے دین سے آگاہ ہو کر اس پر ثابت قدم ہو جاتا ہے، بلکہ مذاہب غیر کے جارحانہ حملوں کا بھی سدِ باب کر سکتا اور مدلّل و مسکت جواب دے سکتا ہے۔ اسلام اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ قرآن کریم کی تعلیمات اور ارشاداتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل طور پر عمل کیا جائے۔ قرآن آخری ہدایت نامہ ہے جس کی تعلیمات کامل اور مکمل ہیں۔ اور اس ہدایت نامہ کی عملی تصویر اسوہ حسنہ نبی کریم صلعم میں موجود ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے آخری نبی و رسول ہیں۔ اور آپؐ کی نبوّت و رسالت کا دائرہ قیامت تک ممتد ہے۔ اب نہ کوئی اور شریعت خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہو سکتی ہے اور نہ کوئی رسول اور نبی آ سکتا ہے۔

مکرّم ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ دو خصوصیات انجمن ہذا کی ایسی ہیں کہ اُن کی بناء پر مسلمان فرقوں کا اتحاد و اتفاق قائم ہو سکتا ہے اور اس سے بہت بڑی قوّت حاصل ہو سکتی ہے اسی قوّت کا ایک زبردست اظہار مطالبۂ پاکستان اور اس خداداد مملکتِ اسلامیہ کے قیام کی صورت میں ہوا۔ اور پھر اسی عظیم قوّت کا اظہار ۱۹۶۵ء کی ہند و پاک جنگ میں بھی ہوا جبکہ یہاں کے مسلمانوں کے اتحاد نے دشمن کی تین گنا طاقت کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا اور جارح اور متکبر دشمن کے چھکے چھڑا دیئے۔ اس طرح آپ ان دو اصولوں کا عملی اظہار دیکھ چکے ہیں اور یہ محسوس کر چکے ہیں کہ اس کے اندر کس قدر عظیم قوت ہے۔ اکنافِ عالم میں اشاعتِ اسلام کے لئے بھی یہی دو اصول مؤثر و محرک ...... ثابت ہو سکتے ہیں۔

مسلمان قوم کا اتحاد کلمہ تبلیغ دین ایک عظیم قوّت بن سکتی ہے۔

اگر ہم سب مسلمان آپس کے فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر کلمہ طیبہ پر اتحاد و اتفاق کی سطح پر دُنیا جہاں میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا بیڑا اٹھائیں تو ہم مسلمانوں کو سربلند کر سکتے ہیں۔ یاد رکھیئے تبلیغ اسلام ایک عظیم الشان اور قابلِ فخر کارنامہ ہے۔ جو ہر مسلمان فرد اور ملّتِ اسلامیہ کا دینی فریضہ ہے۔ اس کی طرف سے سُستی اور غفلت اسلام اور مسلمان کے لئے موجب کمزوری ہے۔

آپ نے طلباء کو بالخصوص توجہ دلائی کہ ان کے لئے یہ تعلیمی عرصہ اسلام کی تعلیمات سے واقفیت ہونے اور ان کو عمل میں لانے کے لئے بڑا مفید ہے آپ کو چاہیئے کہ دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ اپنے پیارے دین سے کما حقہ واقف ہو کر اپنے عمل سے اس کی خیر و برکات دنیا پر ظاہر کریں۔ اور جب عملی دنیا میں قدم رکھیں تو اس پر کاربند ہو کر ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل کریں۔ جو صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ ہو۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کی تقریر کے بعد دُعا ہوئی۔ معزز مہمانوں کی تواضع مشروبات سے کی گئی۔

شمولیّتِ سلسلہ

مندرجہ ذیل اصحاب نے مسلمان ہونے کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیّت اختیار کی ہے:۔

۱ ۔ ڈاکٹر ولیم خان (حسین الدین خان) میڈیکل پریکٹیشنر ڈھاکہ
۲ ۔ محمد اسلم ولد واحد خان موضع ٹکرانوالہ۔ ڈاکخانہ روبیلا توالی۔ مظفر گڈھ
۳ ۔ جان والٹر ڈیوس (محمد ابراہیم) سیکسن سمبرگ لاٹ ۱۲ برٹش گیانا۔
۴ ۔ جان مائیکل گڈنگس (محمد عبدل) وسمار ڈمرارا ریو برٹش گیانا۔
۵ ۔ ایرک حاج (محمد رحیم) ۱۲ اکرسٹن برگ ومار ڈمرارا ریو برٹش گیانا
۶ ۔ امنڈاین (سلیمہ) گرین ہارٹ سٹریٹ میکنزی سٹی " "
۷ ۔ کیتھ گارڈن آبسٹن (محمد نور) ۲۰۵ سلور ٹون وسمار۔ برٹش گیانا۔
۸ ۔ بابا منڈے ولد نعبیرو نڈسے ادنا مغربی سٹیٹ لاگس نائیجیریا۔
۹ ۔ عبدالعزیز ولد نظام الدین۔ ٹھاروشاہ۔ ضلع نواب شاہ۔ سندھ۔
۱۰ ۔ خورشید بیگم عبدالمجید۔ ٹھاروشاہ ضلع نواب شاہ
۱۱ ۔ غلام فاطمہ (مولا بخش)۔ ٹھاروشاہ۔ ضلع نواب شاہ سندھ۔
۱۲ ۔ رشیدہ بیگم علی محمد مرحوم۔ ٹھاروشاہ ضلع نواب شاہ۔ سندھ۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲ر جولائی ۱۹۶۹ء

قادیانی تنظیم و تبلیغ کا ڈھول

قادیانی یا ربوائی تنظیم کا ڈھول عام طور پر بہت مدت سے پیٹا جا رہا ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں تنظیم نہیں بلکہ آمریت کا دور دورہ ہے، اور تبلیغ بھی صرف برائے نام، مبلغین کو مختلف ممالک میں بھیجے جانے تک موقوف ہے، جو رنگ رلیاں مناکر عیش و عشرت میں وقت گذارتے اور جھوٹی رپورٹیں مرکز میں بھیجتے رہتے ہیں، جہاں تک تنظیم کا تعلق ہے آئے دن ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں، جن سے خلافت کے ساتھ لوگوں کی وابستگی بعض مجبوریوں اور ایسے بندھنوں سے گھری ہوئی ہے، جن سے نکلنا ان کے لئے مشکل ہے، اور اگر کوئی شخص ہمت کرکے عقیدہ یا عمل کے بارہ میں اختلاف کا اظہار کرے تو اسے طرح طرح کی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس بارہ میں مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے گھر والوں سے شرمناک سلوک اور ان کی علیحدگی، فخرالدین ملتانی کا قتل، مولوی عمرالدین مرحوم اور مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کے اعلانات، حقیقت پسند پارٹی کے بیانات ایسے واقعات ہیں جن کے ہوتے ہوئے تنظیم کا پول کھل کر سامنے آجاتا ہے، اسی تنظیم یا آمریت کا ایک کارنامہ حال ہی میں روزنامہ امروز میں شائع ہوا ہے جو درج ذیل ہے:—

"احمدیہ جماعت کی مرکزی انتظامیہ۔ متعدد افسر برطرف یا تبدیل کر دیئے گئے

امروز کے نامہ نگار سے

چنیوٹ - ۱۵ر جون - معلوم ہوا ہے کہ ربوہ میں جماعت احمدیہ کی انتظامیہ میں اہم تبدیلیاں کی گئی ہیں، جماعت کے مرکزی ادارہ صدر انجمن احمدیہ میں مختلف امور کے محکموں کے افسروں کو برطرف اور تبدیل کیا گیا ہے ان افسروں میں (جن کو جماعتی تنظیم میں ناظر کہا جاتا ہے) امور خارجہ کے میجر عارف زمان اور دیوان کے غلام محمد اختر برطرف کر دیئے گئے ہیں، تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر اور میاں محمد ابراہیم کو ریٹائر کر دیا گیا ہے ان کے خلاف غبن کے الزامات میں تحقیقات ہو رہی ہے، ملک حبیب الرحمٰن کو عارضی طور پر ہیڈ ماسٹر مقرر کیا گیا ہے، مشہور ماہر تعلیم اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل قاضی محمد اسلم کو بھی برطرف کرنے پر غور کیا جا رہا ہے، تاحال ان کی جگہ نئے پرنسپل کے چناؤ کا مسئلہ زیر بحث ہے، معتبر ذرائع کے مطابق جماعت کی انتظامیہ میں مزید تبدیلیوں کا امکان ہے"

سُن لیا آپ نے؟ یہ ہے قادیانی تنظیم، اگرچہ اس خبر میں ایسی اہم تبدیلیوں اور ایسے بڑے بڑے افسران کی برطرفی کے وجوہ کا ذکر نہیں، لیکن عنقریب آپ سُن لیں گے کہ ان کی تہہ میں بھی ان افسران کے خلافت کے ساتھ اختلافات اور خلیفہ صاحب کی ناراضگی کام کر رہی ہے۔

یہ تو گھر کے واقعات ہیں، باہر کے حالات بھی سُن لیجئے۔ جہاں تک ہندوستان کی جماعتوں کا تعلق ہے، جناب عبدالصمد ریٹائرڈ سب جج کا یہ بیان پیغام صلح کی قریبی اشاعت میں درج ہو چکا ہے کہ:—

"یہ بات اب روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ اس جماعت کے سربراہ نے ایک گدی خاندانی قائم کرنے کی نیت سے ایسا کیا۔ اور کچھ دنوں تک کامیابی بھی حاصل کی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ اثر اب قریب قریب زائل ہو چکا ہے۔ اور کم سے کم ہمارے صوبہ میں وہ جماعت محسوس کرنے لگی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کے صریح خیالات کے خلاف یہ بات بنائی گئی تھی اور اب سوائے گدی قائم رکھنے کے اور کسی بات کی فکر اس جماعت کے سربراہ کو نہیں رہی اب مریدوں کی روحانیت کو بڑھانے کے بدلے صرف گدی کے لئے روپیہ بٹورتا ہے۔ جبکہ چند سال قبل بڑے زوروں سے اس جماعت کی تبلیغ ہوتی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اکا دکا جو لوگ اپنے آپ کو اس جماعت سے وابستہ سمجھتے ہیں ان کو اپنے موجودہ پیر کا نام تک معلوم نہیں ہے اور نہ ان کے خیالات جاننے کا موقعہ ملتا ہے اب ان کا پرچہ "الفضل" یا کوئی دوسرا اخبار تلاش کرنے پر بھی یہاں دستیاب نہیں ہوتا۔"

اس کے علاوہ سرینام (جنوبی امریکہ) سے حال ہی میں یعقوب محمد ایوب نام ایک بزرگ تشریف لائے۔ جنہوں نے اپنے سفر کے حالات اور اپنی قبول احمدیت کی وجوہات گذشتہ سے گذشتہ جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بیان کئے، ..... پیغام صلح کے ایک دو پرچوں میں شائع ہو چکے ہیں، انہوں نے پیغام صلح کے سٹاف رپورٹر سے ایک خاص انٹرویو کے دوران ربوائی جماعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:—

"ہمارے علاقہ میں ربوائی جماعت کا قیام جس طرح ہوا وہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ بڑی ہیرا پھیری سے کام لیا گیا۔ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے ربوہ جماعت کے ایک مبلغ ساقی نامی ٹرینیڈاڈ میں متعین تھے۔ ایک دفعہ وہ سرینام آئے۔ چونکہ نو وارد تھے یہاں انہیں کوئی جانتا نہیں تھا۔ اس لئے ہماری جماعت کے مہمان ہوئے ہماری جماعت کی شاخوں نے بھی ان کی مہمان نوازی کی۔ اور ان کی باتوں کو سُنا۔ انہوں نے نبوت مسیح موعودؑ کے بارے میں ذکر اذکار کرنے سے احتراز کیا۔ دو ہفتہ انہوں نے ہمارے ہاں قیام کیا۔ اور ایک تبلیغی دورہ کی رپورٹ تیار کرکے کہنے لگے کہ آپ اس پر دستخط کر دیں۔ ہم نے اس رپورٹ پر واضح طور پر اس امر کو بیان کر دیا تھا کہ ہم جماعت لاہور سے تعلق رکھتے ہیں اور ساقی صاحب ہمارے ہاں آئے ہیں انہوں نے دو ہفتہ کے عرصہ میں دین اسلام کے بارے میں بڑی سرگرمی کا اظہار فرمایا۔ لیکن انہوں نے واپس جاکر یہ رپورٹ ایک ربوائی جریدہ میں شائع کرادی۔ لاہوری جماعت کے بارے میں جو وضاحتی حصہ تھا اس کو حذف کر دیا۔ اس طرح ساقی صاحب نے اس رپورٹ سے ربوائی لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ سرینام میں خلافتی تبلیغ بڑے مؤثر طور پر کر آیا ہوں اور اس طرح "اجر عیاری" اپنی "سروس بک" میں درج کروا لیا۔

خلافتی مرکز نے اس کی مساعی کو بنظر استحسان دیکھا۔ ساقی صاحب نے لوگوں کو طرح طرح کے سبز باغ دکھانے شروع کر دیئے۔ کہ ربوہ سے ہمیں بہت سی مالی امداد مل رہی ہے ایک لاکھ روپیہ آچکا ہے جو بنک میں جمع ہے۔ اور دوسرا لاکھ آنے والا ہے۔ جس سے جماعت کے احباب کی مالی امداد کی جائے گی۔ سکول، مدرسے ہسپتال وغیرہ کھولے جائیں گے۔ بعض لوگ اس لالچ میں آگئے اور خلافت کا دم بھرنے لگے۔ لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ سب کچھ فریب تھا۔ تو اس سے الگ ہو گئے۔

ایک نوجوان عزیز رحمٰن بخش ساقی صاحب کے دام فریب میں آگیا۔ اسے ربوہ میں لایا گیا۔ وہ کچھ وقت رہ کر شادی کرکے واپس وطن بغرض تبلیغ پہنچا لیکن اس مقصد میں ناکام ہو کر ہالینڈ چلا گیا اور ڈاک خانہ میں ملازمت اختیار کرلی۔ انہیں خلافت سے نکال دیا گیا ہے۔

ربوہ سے ایک اور مبلغ رشید احمد نامی وہاں پہنچے۔ وہاں انہوں نے ایک محبت کی شادی کی تھی اور چھ ماہ میں ایک بچے کے والد بنے۔ اس کمال کے علاوہ ان سے کئی ایک مذموم حرکتیں سرزد ہوئیں۔ جن کی وجہ سے ان کے خلافتی پرچار کی دوکان چل نہ سکی۔ وہاں کی رسوائی کی زندگی سے تنگ آکر کینیڈا چلے گئے۔ جہاں اب اپنا نجی کام کاج کرکے پیٹ پالتے ہیں۔ خلافتی تبلیغ سے اب ان کو کوئی سروکار نہیں۔ عبدالغفور رحمٰن بخش صاحب نے زمین کا ایک ٹکڑا مسجد کے لئے دے دیا تھا۔ رشید صاحب نے ربوہ میں لکھا کہ دس ہزار روپیہ کی زمین ہمیں میسر آگئی ہے اس پر تعمیر مسجد کے لئے دس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے ہمیں بھجوایا جائے۔ جو ربوہ سے اب تک انہیں نہیں بھیجا گیا۔ جب رشید صاحب کی یوں جیب بھاری نہ ہوئی تو اس زمین کو بیچ کھانے کا حیلہ کیا گیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

تیسرے مبلغ نسیم صاحب برٹش گیانا میں تھے۔ پہلی مرتبہ وہ سرینام آئے تو میرے ہاں چند روز ٹھہرے اور کچھ واقفیت پیدا کرکے چلے گئے۔ دوسری دفعہ آئے تو چونکہ راستہ دیکھ چکے تھے اس لئے میرے پاس تو نہ آئے۔ اور اپنے ہم خیال صاحبوں کے پاس چلے گئے وہاں کچھ دن رہ کر خلافت و نبوت کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا۔ غیر احمدیوں کو انہوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ ہمارا کوئی سروکار نہیں تمہارے اور ہمارے عقائد واضح ہیں ہم تمہارے لئے کافر اور تم ہمارے لئے کافر ہو۔ اس لئے تمہاری اور ہماری راہیں الگ الگ ہیں، لاہوری جماعت کے لوگ منافق ہیں۔ وہ تمہیں بھی دھوکہ دیتے ہیں اور ہمیں بھی۔ اس لئے تم خاموش رہو اور ہمیں ان کو درست کرنے دو لیکن جب نسیم صاحب نے اپنے عقائد کی بین بجانا شروع کی۔ تو لوگ اس پر جھپٹ پڑے۔ نسیم صاحب دُم دبا کر بھاگے۔ ان کا تھیلا اور ڈبلی دھری کی دھری رہ گئی۔ ایسے بھاگے کہ سرینام میں ان کا آنا محال ہو گیا ہے۔ اس گڑبڑ میں کافی خون خرابہ ہوا۔ اس فساد کا مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

اب سرینام میں قادیانی طبقہ کی نہ کوئی تعداد ہے نہ کوئی آواز ہے۔ یہ تو ہیں چند جھلکیاں خلافتی ڈھنڈورچیوں کی کارگذاریوں کی۔ ان کی حالتوں پر رحم آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو حق و باطل کی تمیز اور صراط مستقیم پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے۔"

ربوائی تنظیم و تبلیغ کا یہ حال بیان کرنے کے ساتھ ہی جناب یعقوب محمد ایوب صاحب نے جماعت احمدیہ لاہور کی تنظیم و ترقی کا حال ان الفاظ میں بیان کیا:—

"سرینام کے علاقہ میں ہماری جماعت اکثریت میں ہے وہاں ہماری جماعت کی کم و بیش ۸ شاخیں ہیں جو اشاعت اسلام کا فریضہ اپنے اپنے ذرائع و وسائل کے مطابق سرانجام دے رہی ہیں، ہر شاخ میں اپنی اپنی مسجد اور صدر اور سیکرٹری اور خزانچی وغیرہ ہیں، احمدیہ خواتین کی تنظیم بھی قائم ہے الحاج عبدالرحیم جگو اس تنظیم کے مشیر ہیں اب جاوی اور نیگرو مسلمانوں کی تنظیم اور ان کی تعلیم ہماری جماعت کے پیش نظر ہے ہمارا یہ خیال ہے کہ ان تمام شاخوں کو ایک مرکز کے ماتحت منضبط اور منظم کیا جائے، ہم میں کوئی تنخواہ دار مبلغ نہیں ہے ہم کاروبار بھی کرتے ہیں اور ہم میں سے ہی بعض لوگ امام، خطیب، مقرر و مناظر کے فریضے بھی سرانجام دیتے ہیں۔"

یہ ہے وہ جماعت احمدیہ لاہور، جس کو ربوی اصطلاح میں "ڈھائی ٹوٹرو" اور "فتنہ باغیان" کے محاورہ کا مصداق سمجھا جاتا ہے، صرف سرینام ہی میں نہیں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ لاہور ہر جگہ اور ہر مقام پر ترقی پذیر اور مستحکم ہو رہی ہے لیکن ربوی جماعت کی تنظیم و تبلیغ کا جو کچھ حال ہے وہ مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے، ہم اپنے قادیانی دوستوں سے

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۲)

اخبار و افکار

بی۔ اے۔ سوز

تحریف بائبل

مسیحی رسالہ کلام حق ماہ اپریل ۱۹۶۹ء میں لکھا ہے:۔

"امریکن بائبل میں تحریف لفظی و معنوی کی گئی ہے جو اس کے اوراق کو درہم برہم کرنے سے صاف نظر آتی ہے۔ عقل پرست دریدہ دہن علماء دہریت و نام نہاد علمائے مسیحیت نے بائبل کا پیرہن چاک کر کے اسے ننگا کر کے لا کھڑا کیا ہے، تاکہ وہ دنیا کی نظر میں ذلیل و حقیر عام کتاب کی مثل بن جائے۔"

کہیئے اب بھی تحریف بائبل میں کوئی شک ہے؟!

عہدۂ نبوّت

فرقہ اہلحدیث کے ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور مجریہ ۶ جون ۱۹۶۹ء میں حافظ عبدالقادر صاحب روپڑوی رقمطراز ہیں:۔

"حضرت عیسٰیؑ جب دوبارہ نازل ہوں گے تو سابقہ نبوّت کی وجہ سے نبی ہوں گے عہدہ نبوّت کوئی ایسی شئے نہیں جو عطا کرنے کے بعد چھین جائے۔"

بجا فرمایا۔ نبی، نبی ہی رہتا ہے۔ یہ عہدہ کوئی ایسی شئے نہیں جو عطا کرنے کے بعد چھین جائے۔ حضرت عیسٰیؑ نبی تھے، جب وہ بخیال حافظ روپڑوی صاحب دوبارہ نازل ہوں گے (جو محال ہے) تو وہ نبی ہی ہوں گے۔ ایسی صورت میں حافظ صاحب موصوف کے نزدیک ارشاد نبوی صلعم — انا خاتم النبیّین لانبی بعدی کا کیا مفہوم و مطلب ہوگا؟

یہود و نصاریٰ کے جھوٹے قصّے

کتاب "تاریخ صحف سماوی" مؤلفہ پروفیسر سیّد نواب علی صاحب برصغیر کی درسگاہوں میں داخل نصاب ہے۔ کراچی یونیورسٹی کے نصاب بی اے میں بھی یہ کتاب شامل ہے۔ مؤلف موصوف حضرت مسیح ناصریؑ اور صلیب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"سپاہیوں نے پہاڑی پر پہنچ کر آپ کو چھوڑ دیا پھر آپ کھانا کھا کر دو حواریوں کے ہمراہ شہر جلیل میں پوشیدہ ہوگئے اور پھر چند دن کے بعد اس دنیائے پرفتن سے عالم قدس میں اسی طرح تشریف لے گئے جیسے حضرت ابراہیمؑ۔ موسٰیؑ و سلیمانؑ اور جس طرح داؤدؑ کو آپ کا دشمن قتل نہ کر سکا اور آپ محفوظ رہے اسی طرح ہمارے حضرت خاتم النبیین کو شب ہجرت میں قریش قتل نہ کر سکے اور آپؐ صحیح و سالم محفوظ رہے۔ حضرت عیسٰیؑ نہ ہی قتل ہوئے اور نہ مصلوب۔۔۔۔ قرآن مجید سورہ النساء میں صاف صاف ارشاد کرتا ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ یعنی آپ نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب۔ لیکن وہ لوگ شبہ میں مبتلا ہوئے۔ پھر قرآن میں اس کے بعد یونہی ارشاد ہوتا ہے وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ۔ یعنے وہ قتل نہیں ہوئے۔ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا کر سربلند کر دیا۔ اس کھلی ہوئی شہادت سے یہودیوں کی شیخی اور عیسائیوں کی عجوبہ پرستی دونوں کی قلعی کھل گئی۔ نہ آپ "ملعونی موت" مرے نہ زندہ آسمان پر چڑھ گئے اور نہ اتریں گے۔ ہم مسلمانوں کو لفظ رفعہ اللّٰہ سے یہ سمجھنا چاہئے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر میں امام رازی لکھتے ہیں کہ لفظ دَفَعَ تعظیماً اور تفخیماً استعمال ہوا تھا نہ جسم آسمان پر چڑھ لینا جیسا کہ تثلیث کے قائل عیسائی آج تک کہتے ہیں اور غضب تو یہ ہے کہ ہم بھی ان کے ہم نوا بن کر گواہ جُرت ہو گئے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید سورۃ النساء میں صاف ارشاد ہوتا ہے کہ (اے محمد) پیشتر ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب مرد تھے۔ جن پر وحی نازل ہوئی اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کر لو۔ اور ہم نے ان رسولوں کو اس قسم کا بدن نہیں دیا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور ہمیشہ زندہ رہنے والے ہوں (اور یہ کہ) اے محمدؐ تیرے پہلے کوئی آدمی ایسا نہ تھا۔ جو ہمیشہ زندہ رہے پھر اگر تیرا انتقال ہو جائے تو کیا وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے ایسی کھلی ہوئی اور صاف آیتوں کے بعد یہ کہنا کہ حضرت خاتم النبیین سے پہلے ایسے بھی مرد تھے جو اب تک زندہ ہیں خواہ وہ حضرت الیاسؑ ہوں یا حضرت عیسٰیؑ یا خواجہ خضر ہوں یا کوئی اور ہوں یہ سب اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے جھوٹے قصّے ہیں جس کو اسرائیلیات کہتے ہیں اور جن کو ہمارے متقدمین اہل علم نے تفسیروں اور احادیث میں بغیر تحقیق درج کر کے قرآن پاک کی آیات پر پردہ ڈال دیا نص قرآنی کے مقابلہ میں کوئی بھی اگر کچھ کہے باطل ہے"

یہ ہے حضرت امام زمانؑ کی صداقت کی شہادت حضرت نے فرمایا تھا:۔

"یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔۔۔۔۔۔ کوئی آدمی عیسٰے بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ دانشمند ایک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہ ہوگی کہ عیسٰیؑ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت ناامید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے"۔ (تذکرۃ الشہادتین)

جُوں جُوں وقت گذر رہا ہے اور علم، عقل کو جلا حاصل ہو رہی ہے توں توں حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کے ارشادات کی صداقت کے شواہد ظاہر ہو رہے ہیں اور اہل علم و خرد طبقہ آپ کا مؤید ہو رہا ہے۔

مودُودی صاحب کا قیاس

ہفت روزہ ایشیا جماعت اسلامی کا ترجمان ہے اس کے شمارہ مجریہ ۱۴ جون ۱۹۶۹ء میں کسی نے مولینا مودودی سے یہ سوال کیا ہے کہ:۔

"آپ نے جنت میں ان خدمت گذار لڑکوں کے بارے میں تشریح کی ہے جو ہمیشہ جوان رہیں گے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ لڑکے کفار کی نسل سے پیدا ہوئے ہوں گے ظاہر ہے کہ کفار کی لڑکیاں بھی کمسنی میں وفات پا گئی ہوں گی انہیں جنت میں کہاں پایا جائے گا۔"

مولینا مودودی صاحب جواباً فرماتے ہیں:۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ میرا قیاس ہے کہ جنت میں جو حوریں ہوں گی وہ یہی کفار کی لڑکیاں ہوں گی۔"

بہت خوب! مودُودی صاحب کے قیاس کے کیا کہنے۔ ان کا قیاس جنت کی پاتال کی خبر رکھتا ہے۔ اس حد تک تو سرور کائنات صلعم کا قیاس کبھی نہ پہنچ سکا جنہوں نے نعمائے جنت کے متعلق فرمایا ہے مالاعین رأت ولااذن سمعت ولاخطر علٰی قلب بشر۔ نعمائے جنت کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر ان کا قیاس بھی گذر سکتا ہے لیکن مودُودی صاحب کے قلب پر اگر سرور کائنات صلعم سے بڑھ کر نعمائے جنت کا قیاس آ سکتا ہے کہ جہاں ان کے قیاس نے کفار کے لڑکے لڑکیوں کو جنت کے حور و غلمان بنا دیا، وہاں مومنین کے لڑکوں اور لڑکیوں کے بارہ میں ان کا قیاس کیا کہتا ہے؟

حکومت سے ایک گذارش

پاکستان کی موجودہ حکومت بہت سے معاشی سماجی اور اخلاقی جرائم کے انسداد کے لئے مؤثر اقدامات کر رہی ہے جو یقیناً ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہیں اسی سلسلہ میں ہم ملکی فلاح اور قومی تعمیر کے لئے حکومت سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ ہوٹلوں، کلبوں اور تعلیمی اداروں میں رقص و سرود پر بھی پابندی عائد کرے۔ ناچ گانے ہرگز اسلامی ثقافت کا حصہ نہیں ہیں اور ثقافت کے نام پر اس قسم کی تقریبات منعقد کرنا کسی طور مستحسن نہیں اور نہ اس سے پاکستانی قوم کا کردار بنتا ہے۔ اس کے برعکس گانے بجانے اور ڈوسٹ ڈانس سے پاکستانی نوجوانوں کے اخلاق، کردار، روحانی اقدار، اسلامی تہذیب و تمدن اور معاشرہ پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

اُمید کی جاتی ہے کہ حکومت اس فعل نامسعود کے انسداد کے لئے مؤثر کارروائی کرے گی۔

اغوا کی سزا

حکومت نے چودہ سال سے کم عُمر کے لڑکے اور سولہ سال سے کم عمر لڑکی کو اغوا کرنے والے شخص کو مارشل لاء کے ماتحت موت کی سزا دینے کا اعلان کیا ہے۔

مشرقی اور مغربی پاکستان میں اغوا کا سلسلہ گذشتہ کئی سالوں سے جاری ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق صرف ایک سال میں تین ہزار بچے اغوا کر کے مشرق وسطیٰ میں فروخت کئے گئے۔ کیونکہ وہاں پاکستانی بچوّں کی بہت مانگ ہے ایک معمولی شکل و صورت کی لڑکی ایک ہزار روپے میں اور لڑکا ۱۵۔ اور بیس پونڈ تک فروخت کیا جاتا ہے۔ لڑکیوں کو قحبہ خانوں میں فحاشی پر اور لڑکوں کو غلامانہ اور مقہور و مظلوم زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں ان پر جبر و تشدّد بھی کیا جاتا ہے۔

مقام مسرّت ہے کہ ان افسوسناک اور دلدوز حالات پر پاکستان کے ارباب بست و کشاد نے غور کر کے بردہ فروشی اور جنسی غلامی کے خلاف سخت تعزیریں بنائی ہیں اور اغوا کرنے والے کے لئے موت کی سزا کا اعلان کیا ہے۔ اب اس امر کی ضرورت ہے کہ اس ضابطہ کو مؤثر و محرک بنایا جائے۔ اور ان عوامل و اسباب پر کڑی نظر رکھی جائے اور ان عناصر کی حوصلہ شکنی کی جائے جو اس غیر انسانی جرم کو فروغ دینے کا موجب ہیں۔

مقالہ۔ بقیہ صفحہ ۳

جنہوں نے خلافتی تنظیم کا ڈھنڈورا پیٹنا اپنا شعار بنا رکھا ہے یہ التماس کرتے ہیں کہ وہ خدا کے لئے ان حالات پر غور کریں اور اس نام نہاد تنظیم اور خلاف اسلام عقائد کو خیرباد کہہ کر اس جماعت کے ساتھ مل جائیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے بتائے ہوئے رستہ اور صحیح عقیدہ پر قائم ہے۔

مذاہب عالم کو چیلنج کہ صرف نبی کریم صلعم کی اتباع ہی سے انسان محبوب الٰہی بن سکتا ہے

حضرت مسیح موعودؑ اتباع نبویؐ کی وجہ سے مقرّب الٰہی بن گئے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۶۹ء - فرمودہ مولینا شیخ عبدالرّحمن صاحب مصری بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم قل ان تطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لایحب الکٰفرین انّ اللہ اصطفٰی آدم ونوحًا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذرّیۃً بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم۔

(آل عمران ع)

آیات کا ترجمہ

کہہ دو اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعوےٰ ہے تو پھر میری پیروی کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے تمام ذنوب معاف کر دیگا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے کہہ دو اگر تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کروگے (تو تمہارے لئے بہتر ہوگا) لیکن اگر تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ پھیرلوگے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ اس اطاعت سے انکار کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا یقیناً اللہ تعالےٰ نے برگزیدہ کیا آدمؑ کو ان کے بعد نوحؑ کو ان کے بعد آل ابراہیم کو اور ان کے بعد آل عمران کو انکے زمانہ کے تمام لوگوں پر بوجہ ایک دوسرے کی ذرّیت ہونے کے ان کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ان آیات میں دو دعوے

ان آیات میں ایک طرف تو تمام مذاہب کے متبعین کو چیلنج ہے کہ ان کے مذاہب اب مذہب کی اصل غرض اور غایت کو حاصل کروانے سے عاجز ہیں۔ اس غرض وغایت کو اب صرف اسلام ہی حاصل کروا سکتا ہے اس لئے دوسری طرف حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے یہ دعویٰ کروایا کہ آنحضور صلعم کی اتباع سے ہی انسان محبوب الٰہی بن سکتا ہے اور وہ تمام گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے اور یہ بہت بڑا دعوےٰ ہے۔

ایسا دعویٰ واقعات کی شہادت چاہتا ہے

دعوے کر دینا تو آسان ہے لیکن اس کا ثبوت بہم پہنچانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ خصوصًا ایسا دعوےٰ جس کا تعلق واقعات سے ہو اگر واقعات اس دعوےٰ کی تصدیق کا اعلان کر رہے ہوں تو تب تو یہ دعوےٰ قابل قبول یا قابل التفات ہوسکتا ہے ورنہ کسی قدر وقیمت کا مالک نہیں ہوسکتا۔

ایک سوال مقدر کا جواب

میرے اس بیان سے پہلا سوال دلوں میں یہی پیدا ہوگا کہ ان آیات میں کونسا لفظ ایسا ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ دنیا کے تمام مذاہب کے متبعین کو ایسا چیلنج دیا گیا ہے۔ سو واضح ہو کہ آیت میں لفظ قل ہی اس پر دلالت کر رہا ہے کیونکہ قل کے مخاطب کو آیت میں حذف کر دیا گیا ہے اور عربی زبان کے قواعد کی رُو سے ایسے مقام پر حذف اسی وقت کیا جاتا ہے جبکہ خطاب میں عمومیت پائی جاتی ہو یعنی کسی خاص کو مخاطب نہ کیا گیا ہو۔ سوائے اس کے کہ قرینہ کسی خاص کی تعیین کر رہا ہو۔ اس کے بغیر ہر وہ شخص مخاطب ہوگا جس کا کسی نہ کسی مذہب سے تعلق ہو مذہب سے تعلق کی قید آیت کے الفاظ ان کنتم تحبّون اللہ کی وجہ سے لگائی گئی ہے کیونکہ اللہ سے محبت کا دعوےٰ مذہب والے ہی کیا کرتے ہیں خواہ یہ مذاہب الہامی ہوں یا غیر الہامی دعوےٰ ان سب کا اللہ کو ماننے اور اس سے محبت کرنے کا ہی ہوتا ہے۔

تمام مذاہب کا بے ثبوت دعویٰ

یہودی ہوں یا عیسائی ہوں یا پارسی ہوں یا ہندو ہوں یا کسی اور مذہب کے پیرو ہوں سب کا دعوےٰ یہی ہے کہ ان کا مذہب خدا تعالےٰ کے متعلق جو تصوّر پیش کرتا ہے وہی سچا تصوّر ہے اور اس سے محبت کرنے اور اس کی عبادت کرنے کا جو طریق وہ بتلاتا ہے وہی طریق درست ہے اور وہی خدا کے قرب کو حاصل کروانے کا واحد ذریعہ ہے باقی سب طریقے غلط اور منزلِ مقصود تک پہنچانے کی بجائے اس سے دُور لے جانے والے ہیں۔ گو اس کا عملی ثبوت پیش کرنے سے وہ عاجز ہیں۔

یہود اور نصاریٰ کا قول

چنانچہ قرآن کریم نے یہود اور نصاریٰ کا تو اس بارے میں صریح قول نقل بھی کیا ہے فرمایا ہے وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابنآء اللہ واحبّاءہ قل فلم یعذّبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممّن خلق یغفر لمن یشآء ویعذّب من یشآء المائدہ ع۔ یعنی یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں ان کو کہہ دو کہ اگر ایسا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کی سزا تمہیں کیوں دیتا ہے بلکہ تم بھی دوسرے انسانوں کی طرح انسان ہو جن کو خداوند تعالیٰ نے پیدا کیا بخشش اور عذاب کا قانون الٰہی جس طرح دوسروں پر نافذ ہے وہی قانون تم پر بھی نافذ ہے۔ اسی طرح سورۃ بقرہ ع۱۳ میں ان کا یہ قول درج ہے وقالوا لن یدخل الجنّۃ الّا من کان ھودًا او نصاریٰ تلک امانیّھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین یعنے یہ کہتے ہیں کہ جنت میں وہی داخل ہوں گے جو یہودی یا عیسائی ہیں یہ محض ان کی خیالی اور جھوٹی خواہشیں ہیں ان سے کہہ دو کہ اپنے اس دعوےٰ پر کوئی دلیل لاؤ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو ظاہر ہے کہ اس قسم کے دعاوی پر دلیل ایسے نشانات ہی ہوسکتے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے احبّاء ہی مخصوص ہوتے ہیں۔

ایسا ہی عقیدہ ہندوؤں اور پارسیوں وغیرہ کا ہے لیکن کوئی قوم بھی اپنے ایسے عقائد کی صداقت پر کوئی عملی دلیل پیش نہیں کرسکتی۔

مشرکین کا قول

یہ تو اہل کتاب کے اپنے متعلق خیالات ہیں باقی رہے مشرکین سو اس بارے میں قرآن کریم نے ان کا قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے والذین اتّخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الّا لیقرّبونا الی اللہ زلفٰی۔ زمر ع۔ یعنی ان مشرکین نے جن بتوں کو خدا کے ... سوا اولیا بنایا ہوا ہے ان کے متعلق ان کا یہ قول ہے کہ ہم ان بتوں کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا قرب حاصل کروا دیں۔

تردید میں ایک اصُولی بات

اللہ تعالےٰ نے ایک اصولی بات بیان فرما کر ایسے تمام باطل خیالات کی تردید فرما دی ہے۔ بنی اسرائیل ع میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قل لو کان معہ اٰلھۃ کما یقولون اذًا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا سبحانہ وتعالیٰ عمّا یقولون علوًا کبیرًا۔ تمام مذاہب کے متبعین کو کہہ دو کہ اگر اس خدا کے ساتھ جس کا صحیح تصوّر اسلام پیش کرتا ہے کوئی اور قابل پرستش ہستیاں ہوتیں جیسا کہ یہ کہتے ہیں خواہ وہ بُت ہوں خواہ انسان ہوں اور خواہ انسانوں کے اپنے ذہن کی ایجاد معبود ہوں تب تو ان خیالی معبودوں کی پرستش کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ خدا حقیقی سے انکا تعلق پیدا ہو جاتا۔ اللہ تعالےٰ کے متعلق جو خیالی نقشہ انہوں نے بنایا ہوا ہے اس سے حقیقی خدا کی ذات پاک بہت بلند ہے اس کی ذات سے یہ اُمید ہرگز نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنے حقیقی اور مخلص پرستار کی عبادت کے نتیجہ میں اس کے ساتھ اپنے تعلق کا کسی طریق سے بھی اظہار نہ کرے یہ تو اس کی شان کے شایاں ہی نہیں کہ بندہ تو اس کی محبت میں فنا ہو رہا ہو اور اس کی طرف سے محبت کا ذرّہ بھر بھی اظہار نہ ہو یہ تو معمولی ہی نہیں بلکہ بڑا بھاری عیب ہے اور خدا کی ذات تو ہر عیب سے پاک ہے وہ قدوس ہستی کس طرح اپنے محب حقیقی کو اپنی نوازشات سے محروم رہنے دے سکتا ہے پس اگر اسلام کے سوا تمام دیگر مذاہب کی پیروی کرنے والوں میں سے کسی ایک شخص کی عبادت بھی پھل نہیں لاتی اور قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرتی تو جان لینا چاہیئے کہ جس راستہ پر یہ لوگ گامزن ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی طرف لے جانے والا نہیں۔

قرآن کریم کا اعلان

قرآن شریف الفاظ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ میں بہانگ بلند یہ اعلان کر رہا ہے کہ دیگر مذاہب اب اس درخت کی مانند ہیں جس نے پھل دینا بند کر دیا ہوا ہے اب وہ محض خشک لکڑی ہی ہیں کیونکہ قرآن کریم کا حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے یہ کہلوانا کہ اگر تم کو فی الحقیقت خدا سے محبت ہے اور تم چاہتے ہو کہ خدا بھی تم سے محبت کرے تو یاد رکھو کہ خدا کی محبت اب تمہیں اپنے نبیوں اور ان کی کتابوں کی پیروی سے حاصل نہیں ہو سکے گی۔ وہ اگر حاصل ہو سکے گی تو صرف میری پیروی سے ہی حاصل ہو سکے گی صرف میری پیروی سے ہی اب تم خدا کے محبوب بن سکتے ہو اور وہ تمام علامات انہی لوگوں میں پیدا ہوں گی جو حقیقی معنی میں میری پیروی کرنے والے ہوں گے چنانچہ دیگر مذاہب کو صریح الفاظ میں اس درخت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی جڑھ اکھڑ چکی ہو اس لئے وہ پھل دینے سے عاری ہے۔ پھر سورۃ حدید کی آخری آیت میں اس حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ فرمایا اے مومنو! اللہ کا تقوے اختیار کرو اور اس کے رسول پر حقیقی ایمان لاؤ اللہ تعالے تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے دے گا اور تمہیں ایسا نور عطا کرے گا جس کی روشنی میں تم دنیا میں چلو پھرو گے اور تمہاری مغفرت کے سامان بھی کر دے گا اور اللہ تعالے غفور رحیم ہے۔ دیگر تمام اہل کتاب اچھی طرح جان لیں کہ اب وہ اللہ تعالے کے فضل میں سے کچھ بھی لینے کی قدرت نہیں رکھتے یقیناً فضل اللہ تعالے کے قبضہ میں ہی ہے جس کو وہ چاہتا ہے دے رہا ہے اور اللہ تعالے بڑے فضل والا ہے پس اگر تم فضل الہی کو لینے کے خواہشمند ہو تو محمد رسول اللہ صلعم کی پیروی کرو گویا بالفاظ دیگر فاتبعونی کے مضمون کو ہی اس آیت میں دوہرایا گیا ہے۔

دعوے کی عظمت

پس قرآن کریم کی طرف سے یہ دعوے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے ہی اب انسان محبوب الہی بن سکتا ہے بہت بڑا دعوے ہے خصوصاً اس دعوے کی عظمت کو اور بھی چار چاند لگ جاتے ہیں جبکہ اس کے ساتھ یہ بھی دعوے کر دیا گیا ہے کہ دیگر انبیاء اور ان کے مذاہب کی پیروی اب انسان کو محبوب الہی بنانے سے عاجز ہے۔

واقعات کی تصدیق ہی اسے قابل التفات بنا سکتی ہے۔

پس اتنا بڑا دعوے تبھی قابل التفات ہو سکتا ہے جبکہ واقعات اس دعوے کی تصدیق کر دیں یعنے ایک طرف تو حضرت نبی کریم صلعم کے تابعین میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہوں جو آنحضرت صلعم کی پیروی کے نتیجہ میں محبوب الہی بنتے رہے ہوں اور قرآن شریف میں محبوب الہی کی جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ ان کے وجود میں نمایاں طور پر نظر آتی ہوں اور دوسری طرف ان کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کے پیرو محبوب الہی کی علامات سے عاری ہوں۔

واقعات کی شہادت

قرآن کریم کے عظیم الشان دعوے کے سچا ہونے کی شہادت واقعات ۱۴۰۰ برس سے دے رہے ہیں اس عرصہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی کے نتیجہ میں اس امت میں ہزارہا اولیاء پیدا ہوئے اور اس کے مقابلہ میں دیگر مذاہب میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو ان کا مقابلہ کر سکا ہو۔

اس صدی کا مقرب الہی اور اسکا اعلان

گذشتہ صدیوں کو تو چھوڑ دو خود اس صدی میں ایک شخص پیدا ہوا جسے حضرت نبی کریم صلعم کی کامل اتباع کا دعوے تھا اور اس کے نتیجہ میں وہ قرب الہی کے اس بلند ترین مقام پر پہنچا جس بلند ترین مقام پر پہنچنا ایک امتی کے لئے ممکن ہو سکتا ہے اس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے جن کا دعوے تھا کہ وہ اس صدی کے مجدد اور مسیح اور مہدی ہیں۔

انہوں نے قرآن کریم کے اس چیلنج کو بڑے زور شور سے دیگر بڑے مذاہب کے سامنے دوبارہ رکھا اور اعلان کیا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے باہر ہو کر کسی اور کتاب اور کسی اور شخص کی پیروی سے خدا رسیدہ بنا ہے تو وہ روحانی طور پر میرے مقابلہ میں نکل آئے۔ لیکن دو کے سوا کوئی مقابلہ میں نکل سکا۔ ہندوؤں میں سے ایک شخص لیکھرام نے مقابلہ میں آنے کی جرأت کی اور کہا کہ الہامی کتاب صرف وید ہی ہیں اور اسی کے رشی خدا کے برگزیدہ ہیں نہ قرآن کریم نعوذ باللہ الہامی کتاب ہے اور نہ ہی محمد رسول اللہ صلعم نعوذ باللہ سچے رسول ہیں اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی دعوے کیا کہ اسے بتلایا گیا ہے کہ مرزا صاحب جو محمد رسول اللہ صلعم اور قرآن کریم کی پیروی کے مدعی ہیں تین سال تک ہلاک ہو جائیں گے اور ان کا مشن برباد ہو جائے گا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ انہیں خدا تعالے کی طرف سے یہ بتلایا گیا ہے کہ لیکھرام ۶ سال کے اندر بذریعہ قتل ہلاک کیا جائے گا اور اس کا قاتل کبھی پکڑا نہیں جائے گا۔ اور عید کے دوسرے دن اس کا قتل وقوع میں آئے گا۔ چنانچہ لیکھرام کی پیشگوئی جو مرزا صاحب کے حق میں کی گئی تھی وہ تو غلط ثابت ہوئی نہ حضرت مرزا صاحب تین سال کے عرصہ میں موت کا شکار ہوئے اور نہ ہی ان کے مشن کو کوئی نقصان پہنچا بلکہ متبعین کی تعداد دن بدن اضافہ ہی ہوتا گیا اس کی اس پیشگوئی کے جھوٹا ہونے نے قرآن شریف کے اس دعوے کو سچا ثابت کر دیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی کے بغیر کسی شخص کا خدا سے تعلق نہیں ہو سکتا اور حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی نے وقوع میں آکر ایک طرف یہ بات ثابت کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب فی الحقیقت سچے امتی اور حضرت نبی کریم صلعم کے کامل متبع تھے اور دوسری طرف یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم کا دعوے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے ہی انسان خدا کا محبوب بن سکتا ہے بالکل سچا اور درست دعوے ہے۔

اسی طرح امریکہ کے ایک شخص ڈوئی نے دعوی کیا کہ انکے خدا یسوع مسیح نے انہیں اسلام کی بیخ کنی کے لئے بھیجا ہے۔ اس کو بھی حضرت صاحب نے للکارا اور اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی جس کے نتیجہ میں وہ بھی انتہائی ذلت و رسوائی سے ہلاکت کے گڑھے میں گرا

پہلے گناہوں کی معافی کا اعلان

حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی کے نتیجہ میں محبوب الہی بننے کے اعلان پر بعض لوگوں کے دلوں میں خیال گذر سکتا تھا کہ ہم سے تو بڑے بڑے گناہ سرزد ہوئے ہیں ہم کس طرح محبوب الہی بن سکیں گے اس خیال کو دلوں سے نکالنے کے لئے فرمایا کہ اے انسانو! تمہارے گذشتہ گناہ یا قصور یا کوتاہیاں محبوب الہی بننے کی راہ میں روک نہیں بن سکتیں اللہ تعالے اس کے ساتھ یہ بھی وعدہ کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی سچی پیروی گناہوں وغیرہ کے زہر کے لئے تریاق کا کام دے گی اس پیروی سے دل کی تختی بالکل دھل جائے گی اور اس پر گذشتہ گناہوں کا کوئی داغ باقی نہیں رہے گا کیونکہ حسنات سیئات کو بالکل مٹا دیتی ہیں۔

دوسری پیشگوئی

اس کے ساتھ ہی دوسری پیشگوئی یہ کی ہے کہ ان کو کہہ دو کہ اتباع کے معنے یہ ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کی یعنی محمد مصطفےٰ صلعم کی سچی اطاعت کرو گے (تو نتیجہ وہی نکلے گا جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یعنی محبوب الہی بن جاؤ گے) اور اگر اطاعت سے منہ پھیر لو گے تو یاد رکھو کہ ایسے منکرین اطاعت سے خدا محبت نہیں کریگا یعنے وہ محبوب الہی نہیں بن سکیں گے۔ چنانچہ واقعات اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اس سے محروم ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؒ کا اعلان

سیدنا حضرت مرزا صاحبؒ نے واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کے نتیجہ میں محبوب الہی بن گئے ہیں محبوب الہی کی جس قدر علامات قرآن کریم میں بتلائی گئی ہیں وہ سب ان میں پائی جاتی ہیں جس کا دل چاہے مقابلہ میں آکر مشاہدہ کر لے مثلاً دعاؤں کی قبولیت میں مقابلہ کر لے۔ خوارق کے دکھلانے میں مقابلہ کر لے قرآن کریم کے حقائق و معارف کے بیان کرنے میں مقابلہ کر لے خدا کی نصرت اور تائیدات الہیہ کے بارے میں مقابلہ کر لے اور دیکھ لے کہ خدا کی تائیدات کس کے شامل حال ہیں غرضیکہ جس رنگ میں بھی کوئی مقابلہ کرنا چاہے کر لے۔ مسلمانوں کے تمام علماء اور مشائخ اور گدی نشین اس مقابلہ میں عاجز رہے قرآنی حقائق و معارف کے بیان کرنے کا مقابلہ تو جلسہ مذاہب اعظم کے موقعہ پر ہو گیا اسلام کی تائید میں دوسرے علماء کے مضامین قطعاً قابل التفات نہ قرار دیئے گئے اور حضرت مرزا صاحب کے مضمون کے متعلق سب نے تسلیم کر لیا کہ بے شک وہ سب مضمونوں پر غالب رہا گویا وہ پیشگوئی جو ۱۳۰۰ برس سے چلی آ رہی تھی کہ مسیح موعود کے ذریعہ اسلام کو دیگر تمام مذاہب پر غلبہ حاصل ہو گا اس دن حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ پوری ہو گئی اور اس نے پورا ہو کر آپ کے دعوے مسیحیت کو سچا ثابت کر دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہمیشہ سے ہماری سنت یہی چلی آ رہی ہے کہ ہم لوگوں کو اپنے قرب کی نعمت سے متمتع کرنے کے لئے اپنے انبیاء بھیجا کرتے ہیں چنانچہ آدمؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی غرض کے لئے بھیجے گئے تھے اور تمہیں مسلم ہے کہ ان کی پیروی سے خدا رسیدہ انسان پیدا ہوا کرتے تھے جیسا کہ اس کے معاً بعد حضرت مریم کی والدہ اور حضرت زکریاؑ کو بطور مثال کے پیش بھی کیا ہے لیکن اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان انبیاء کی پیروی کرنے والوں میں اب کوئی ان کا امتی اس مقام پر کیوں نہیں پہنچتا کہ خدا کا محبوب کہلا سکے اور محبوب الہی کی علامات اس کے وجود میں نظر آئیں۔ پہلے نبیوں کی امتوں میں ایسے خدا رسیدہ انسانوں کا فقدان صاف دلیل ہے اس بات پر کہ اب ان انبیاء علیہم السلام کا دور ختم ہو گیا ہے اب اس فضل الہی کا حصول صرف ایک ہی شخص کی پیروی میں رکھ دیا گیا ہے جس کا نام نامی حضرت محمد صلعم ہے اللہ تعالے ہم سب کو حضرت نبی کریم صلعم کی سچی پیروی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مجھے حیرت ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کی مخالفت کیوں کی جا رہی ہے ان کا وجود تو نوٹی اکلھا کل حین کا مصداق ہے

(باقی بر صلا کالم ۲)

پاکستان کا مطلب کیا؟

چوہدری محمد حسین صاحب

جن لوگوں نے ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء کا زمانہ دیکھا ہے وہ اس نظارہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے لائیں جب کہ گلیوں میں کوچوں میں بازاروں میں ہر کو پہ، چوراہوں میں جوان، بوڑھے، بچے، مرد اور زن یہ فلک شگاف نعرے بلند کیا کرتے تھے کہ :-

" پاکستان کا مطلب کیا؟
لا الٰہ الا اللہ !

اس شعر کے مصنف کا تو پتہ نہیں لگ سکتا مگر اس وقت کی برصغیر پاک و ہند میں رہنے والی مسلم قوم کا یہ ایک اجتماعی نعرہ بن گیا۔ یقیناً آسمان پر قدسیوں نے بھی یہ نعرہ لگایا ہوگا تبھی تو اس کی صدائے بازگشت پاک و ہند کی متحدہ وسیع و عریض سرزمین میں زور و شور سے گونجنے لگی۔ یہ نعرہ بڑا جامع تھا اور ایک بہت بڑے مقصد کو پیش کرتا تھا۔ اس نعرہ سے ہر مادی اور خیالی، نظری اور فکری ہستیوں اور تصورات کی نفی کر دی گئی۔ صرف ایک ہی ہستی ہمہ مقتدر کا تخیل مسلمانوں کے دماغوں میں سما گیا۔ تمام قسم کی بُت پرستیوں توہمات، باطل عقائد، حرص و ہوا کے اصنام کو پاش پاش کر کے خدائے واحد تک رسائی کا صراط مستقیم تلاش کیا جانے لگا۔ اس وقت متحدہ پاک و ہند کی سرزمین پر دو طاقتوں کا بڑا غلبہ تھا۔ ایک طاقت برطانیہ کی مطلق العنان حکومت تھی۔ دوسری ہندو کی عیار اور مکار قوت تھی جو سدِ سکندری بن کر مسلمانوں کے جہادِ آزادی کو بے اثر بنا دینے کے لئے آ کھڑی ہوئیں مگر اس نعرہ کی روحانی قوت نے مسلمانوں کے اندر اتنی جرأت اور اتنا ایمان پیدا کر دیا کہ مشکلات کی تمام دیواریں مسمار ہو کر گر پڑیں۔ خدا کو یہی منظور تھا اور اس کی حکمت کو وہی سمجھ سکتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا مگر ہوا یہ کہ مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں کی سب سے بڑی جماعت یعنی جمعیت العلماء ہند مسلمانوں کے عوام کے اس پاکیزہ نعرہ سے علیحدہ رہی۔ اور ان کا سربراہ جو "امام الہند" کہلاتا تھا نہ صرف اس نعرہ سے کنارہ کش رہا بلکہ اس کے مقابل میں اس نے شدید مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ اور یوں ہندو کی مکاریوں اور انگریز کی عیاریوں کو بے پناہ مدد ملنے لگی۔

اسی طرح ایک اور مذہبی جماعت جس کے سربراہ کو سب سے بڑے اسلامی مفکر کی حیثیت میں پیش کیا جا رہا ہے، اس نعرہ سے نہ صرف غیر متاثر رہی بلکہ اس کے قائم نے آنے والے واقعات پر اس قسم کی مضحکانہ تنقیدیں شروع کر دیں کہ اگر مسلمانوں کی کوئی علیحدہ سلطنت بھی بن گئی تو اس سلطنت اور کافروں کی سلطنت میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ یہ دو جماعتیں مسلمان قوم کی پیشوائیت کی مدعی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان دونوں جماعتوں کو نظرانداز کر کے مسلمانوں کے لئے ایک ایسا لیڈر تجویز کر دیا جسے مذہبی پیشوائیت کا تو کوئی ادعا نہ تھا مگر اس کی سرشت میں روحِ عصر کی پوری بصیرت اور روحِ اسلام کے تمام اصولوں سے آگاہی بھر دی تھی۔ وہ مغرب کے فلسفہ سے بھی واقف تھا اور اسلام کے اصولوں کو بھی جانتا تھا۔ جمہور اسلام علماء سے اپنی روایتی عقیدت مندیوں کے باوجود کٹ کر اپنے اس نئے قائد کے گرد جمع ہو گئے۔ وہ قائد اہل مسجد تو نہ تھا مگر فرزانہ روزگار ضرور تھا۔ مقلب القلوب خدا نے ایسا انتظام کیا کہ مسلمانانِ ہند کو اپنے اس نئے قائد پر پورا اعتماد پیدا ہو گیا۔ اور اس نئے قائد کو اپنی پوری قوم کی مادی اور روحانی قوتوں پر یقین حاصل ہو گیا۔ اور غالباً چشم فلک نے کم از کم ہندوستان میں یہ نظارہ بڑی مدت کے بعد دیکھا کہ مسلمانانِ ہند کو ایک ایسا محبوب قائد مل گیا جس کو دنیا کی کوئی طاقت نہ خرید سکتی تھی، نہ مائل بہ باطل کر سکتی تھی۔ اس نے مسلمانوں کے ہر مکتبِ فکر کے لوگوں کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کر لیا اور ان کے سامنے ایک علیحدہ خطۂ ارضی حاصل کرنے کا مقصد رکھ دیا جس میں وہ اپنے تصور کا معاشرہ تخلیق کر سکیں اور جمہور نے خدائی اشارہ کے ماتحت یہ فیصلہ کیا کہ اپنی ایک علیحدہ سلطنت بنا ڈالیں اور اس میں لا الٰہ الا اللہ کے نظریہ کو عمل میں لا کر اپنے لئے نیا آسمان اور نئی زمین پیدا کر لیں۔ پھر خدا نے یہ کیا کہ بعض علماء کو یہ توفیق بخشی کہ وہ بھی مسلمانوں کی اس جد و جہد میں شامل ہو کر ان کی اعانت کریں، مگر انہیں بھی اس نئے قائد کی قیادت ہی قبول کرنی پڑی اسی کے علم کے نیچے یہ چند علماء بھی جو نو واردانِ بساطِ سیاست تھے جمع ہو گئے اور دنوں میں یہ عظیم الشان معجزہ منصۂ شہود پر آ گیا کہ اطراف ہند کے دور دراز گوشوں میں منتشر حالت میں پڑے ہوئے مسلمان منظم ہو کر ایک قوم کی شکل میں منظر عام پر آ گئے۔ اور ان سب کا ورد :- لا الٰہ الا اللہ قرار پا گیا۔ اب ہر کلمہ گو مسلمان تھا۔ نہ کوئی وہابی رہا نہ سنی۔ نہ شیعہ رہا نہ رافضی نہ مقلد نہ غیر مقلد۔ شروع میں ہمارے دیوی بھائی نہرو سے ساز باز کرنے لگے تھے۔ مگر جب مسلمانوں کی توحید کا جوش سیلاب بن کر طوفانی شکل اختیار کر گیا تو وہ بھی ساتھ ہو گئے اور لا الٰہ الا اللہ کی طفیل انہیں بھی اسلامی قومیت میں سمو لیا گیا۔ جوں جوں یہ نعرہ بلند ہوتا گیا توں توں باطل کی قوتیں کچلی گئیں مسلمانوں کی آئندہ فتوحات جن کی تفصیل بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں صرف اس نعرہ کی برکت سے اعجاز کے رنگ میں ظاہر ہونے لگیں۔ اب مسلمان ایک قوم تھی۔ ان کی اپنی سلطنت تھی اپنا ملک تھا اور اپنے اسلامی نظریات کو رائج کرنے کے زریں مواقع حاصل تھے۔ تکفیر بازی یکسر بند ہو چکی تھی۔ طبائع میں طہارت اور پاکیزگی آ چکی تھی۔ ہر انسان نیک اور صالح بن کر کام کرنا چاہتا تھا۔ دفتروں میں رشوت ختم ہو گئی۔ تاجروں کی تجارت لالچ اور طمع سے پاک ہو گئی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ خدا کی بادشاہت زمین پر آ گئی ہے اور یہاں انسانوں کی بجائے فرشتے چلتے پھرتے نظر آنے لگے۔ یہ نظارہ کچھ عرصہ تک قائم رہا۔ اور یہ سب کچھ لا الٰہ الا اللہ کی قوت معجز نما سے ہوا۔ اور قوم میں جتنی قوت اور طاقت پیدا ہوئی اس کا سرچشمہ یہی کلمہ طیبہ تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ نعرہ جو زبان زد خلائق ہو رہا تھا اچانک دماغوں میں آ گیا یا اس کے پس پشت کوئی تاریخ ہے۔ پس یاد رکھئے کہ اسلامی دنیا میں یہ بیداری چودھویں صدی کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ اس بیداری کی ابتداء ایک الٰہی تحریک سے ہوئی جسے لوگ زبان سے تسلیم نہیں کرتے مگر دلوں میں اس کی تعلیمات مرتسم ہو رہی ہیں۔

الٰہی تحریک

پاکستان کی تحریک سے تقریباً پچاس ساٹھ سال پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کو پھر ترقی کی طرف لے جانے کے لئے بموجب پیشگوئی حضرت نبی کریم صلعم ایک مجدد کا نزول ہوا جس کی غرض صرف یہ تھی کہ اسلام کو ان آلائشوں اور ناپاکیوں سے مصفیٰ کر کے اپنی اصلی حالت میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس مجدد نے اتنا زبردست تحریری جہاد کیا کہ اس کی نظیر تمام اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس مجدد نے بھی کلمہ طیبہ ہی کو زبردست اہمیت دی اور اسی کی تفسیر اور تبیین کے لئے ہزارہا صفحات سیاہ کر ڈالے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

" ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ "

اور اس کی تشریح یوں کرتے ہیں۔

" ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالےٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعے سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کو تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے "

یہ تو لا الٰہ الا اللہ کی تفسیر ہے محمد رسول اللہ کی تفسیر وہ یوں بیان فرماتے ہیں :-

" اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۳۷)

پس اس مجدد کے نظریہ کے مطابق لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت صرف محمد رسول اللہ صلعم کی دی ہوئی روشنی سے ہی معلوم کی جا سکتی ہے پس لا الٰہ الا اللہ کے اندر محمد رسول اللہ بھی شامل

ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اسی کلمہ کی تصریح کو اپنی تمام کتابوں کا موضوع بنایا۔ چنانچہ ایک جگہ وہ یوں فرماتے ہیں:۔

" واضح ہو کہ قرآن کی تعلیم کا اصل مقصد یہی ہے کہ خدا جیساکہ واحد لاشریک ہے ایسا ہی اپنی محبت کے رُو سے بھی اس کو واحد لاشریک ٹھہراؤ۔ جیساکہ کلمہ لاالٰہ الا اللّٰہ جو ہر وقت مسلمانوں کو وردِ زبان رہتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ الٰہ - ولاہ سے مشتق ہے اور اس کے معنے ہیں ایسا محبوب معشوق جس کی پرستش کی جائے۔ یہ کلمہ نہ توریت نے سکھلایا اور نہ انجیل نے اور یہ کلمہ اسلام سے ایسا تعلق رکھتا ہے کہ گویا اسلام کا تمغہ ہے۔ یہی کلمہ پانچ وقت مساجد کے مناروں میں بلند آواز سے کہا جاتا ہے، جس سے عیسائی اور ہندو سب چڑتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو محبت کے ساتھ یاد کرنا ان کے نزدیک گناہ ہے۔ یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ صبح ہوتے ہی اسلامی مؤذن بلند آواز سے کہتا ہے کہ اشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ یعنے میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی ہمارا پیارا اور محبوب اور مسجود بجز اللہ کے نہیں۔ پھر دوپہر کے بعد یہی آواز اسلامی مساجد سے آتی ہے۔ پھر عصر کو بھی یہی آواز پھر مغرب کو بھی یہی آواز اور پھر عشا کو بھی یہی آواز گونجتی ہوئی آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے۔ کیا دنیا میں کسی اور مذہب میں بھی یہ نظارہ دکھائی دیتا ہے؟"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب)

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کا خلاصہ یہی کلمہ لاالٰہ الا اللّٰہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کا سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی محبوب، کوئی مقصود کوئی مطلوب، کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا وہ تصور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا، اس سے بڑھ کر کوئی تصور انسانی ذہن میں نہیں آسکتا۔ اللہ تعالےٰ کو سمجھنے کی جس قدر انسان میں ذہنی صلاحیت اور قابلیت ہے اسے کما حقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے قرآن شریف کی صورت میں پیش کر دیا۔ اس لئے انسانی معاشرہ کو صحیح حدود کے اندر رکھنے کے لئے انسانی قوٰی اور توانائیوں کو مائل بہ عمل کرنے کے لئے صرف سرچشمۂ الٰہی سے ہی ہدایت مل سکتی ہے اس لئے قرآن کریم میں جو کلام اللہ ہے تمام ضروری احکام ہدایات اوامر و نواہی بیان کر دی گئی ہیں اور ان احکام پر عمل کر کے دکھلانے والا نمونہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں مہیا کر دیا گیا ہے پس جب قرآن شریف کی تلاوت ہو رہی ہو یا اس میں وعظ و نصیحت کی باتیں پڑھی جا رہی ہوں یا اوامر و نواہی کی تفصیلات سامنے آئیں یا سابقہ انبیاءؑ کے قصص بیان ہوں یا مناظرِ قدرت کی طرف توجہ دلائی جائے یا گذشتہ قوموں کے واقعات دہرائے جائیں یا خطبوں و عدلی تقریروں، صحیفوں اور رسالوں میں سیرت نبوی ؐ کی تفصیلات بیان ہوں تو وہ سب لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہی کی تفسیریں ہوں گی۔

اسلام میں اس کلمہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اسی لئے جہاں اس کے قائل کے ذمہ چند اہم فرائض ہیں وہاں اسے غیر معمولی حقوق بھی حاصل ہیں۔ مجدّد صدی چہاردہم کی بعثت کے وقت مسلمانوں میں کلمۂ طیبہ کا احترام مفقود ہو چکا تھا۔ ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کے گلوگیر ہو رہا تھا۔ اور وہ ایک دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے تکفیر اور تفسیق کے برچھوں سے مجروح کر رہے تھے۔ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔ ایک فریق دوسرے فریق کا جنازہ پڑھانا ناجائز سمجھتا تھا۔ فرقوں میں باہمی رشتۂ مناکحت ختم ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اگر ایک فرقہ کی مسجد میں دوسرے کسی فرقہ کا آدمی نماز پڑھ لیتا تو بجائے اس کے کہ مسجد اس نماز پڑھنے والے کو پاک کر دیتی وہ نماز پڑھنے والا مسجد کو پلید کر دیتا۔ اور نماز کی جگہ کو کھود کر اس کی مٹی باہر پھینک دی جاتی اور اس جگہ کی از سر نو مرمت کر لی جاتی۔ اس قسم کی نقنہ پردازیاں اور مناقشات عدالتوں میں مقدمات کی شکل میں پیش ہوتے اور کلمہ گوؤں کا ایک فریق دوسرے کلمہ گوؤں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے اپنے پیشواؤں کو بطور مفتیان دین گواہی میں پیش کرتے۔ یہ نظارہ بڑا دلدوز اور حد درجہ کا افسوسناک تھا۔ ان حالات میں اس صدی کے مجدّد نے اپنے متقدمین صلحاء کی اتباع کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر کسی کلمہ گو میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو تو بھی اسے مسلمان سمجھنا چاہیئے۔ یہ کلمۂ طیبہ اسلام کی طرف سے عزت اور احترام کا ایک سگنل کارڈ ہے یعنی آزادی حقوق کی ایک ضمانت ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے کلمۂ طیبہ کے اسی سب سے بڑے علمبردار کو ہی نشانۂ تکفیر بنانا شروع کر دیا۔

یہ مرد مجاہد تو اسلام کی تبلیغ اور کلمہ طیبہ کے احترام میں آخری دم تک جہاد کرتا رہا اور بالآخر اپنا فرض ادا کر کے اپنے مولا سے جا ملا۔ اور اس کے بعد اس کے جانشین مولانا نورالدین صاحبؓ بھی کلمۂ طیبہ ہی کے احترام کو قائم کرتے رہے اور مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد کے بیج بوتے رہے حتّٰی کہ وہ بھی اپنا فرض ادا کر کے اپنے رفیق اعلےٰ سے جا ملے۔ اس کے بعد مصلحتِ الٰہی نے تو مجدّد کے متبعین کو ابتلا میں ڈال دیا۔ اور ان کی جماعت کے کثیر حصہ کی قیادت حضرت مرزا صاحبؑ کے صاحبزادے میاں بشیرالدین محمود احمد کے ہاتھ آگئی اور اس نے قیادت سنبھالتے ہی اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہ بنا لیا کہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو سوائے اپنے مقلدین کے دائرہ اسلام سے خارج کر دینے کا شرمناک کارنامہ سرانجام دے دیا جائے۔ بے شک علماء اسلام نے اس سے پہلے احمدیہ جماعت کے افراد کے خلاف کفر کا فتوےٰ عائد کر رکھا تھا اور مسلمانوں کا ایک جمِ غفیر ان کا ہم نوا تھا۔ مگر لوگوں کی اس تکفیر کا گناہ بے شمار لوگوں پر تقسیم ہو گیا۔ مرزا بشیرالدین محمود نے ان بے شمار لوگوں کو کافر قرار دے کر ایک ایسے ہولناک گناہ کا ارتکاب کیا جس کی سزا کا بوجھ ایک بہت چھوٹی اقلیت پر آن پڑا اور مرزا بشیرالدین محمود احمد نے اس تکفیر کے مضمون کو عین افسوسناک الفاظ میں ادا کیا ان کو پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مرزا بشیرالدین محمود کی اس انتہا پسندی کے خلاف مولانا محمد علی صاحبؒ نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور اسی وجہ سے آپ کو قادیان سے ہجرت کرنی پڑی۔ چنانچہ انہوں نے ۷ر مارچ ۱۹۱۴ء کے اخبار "پیغام صلح" میں ایک مضمون لکھا جس میں یہ فرمایا کہ:۔

" دین ایمان کا معاملہ ایسا نہیں جس میں جلد بازی سے کام لیا جائے۔ حضرت مرزا صاحب نے کبھی اپنے نہ ماننے والوں کو اپنے دعوےٰ کے انکار کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا اور یہی مذہب مولانا نورالدین صاحب کا تھا۔"

پھر اسی طرح ۱۹ر مارچ کے اخبار میں منجملہ اور باتوں کے یہ لکھا کہ:۔

" اہل قبلہ کی تکفیر وہ امر ہے جس کے لئے حضرت مرزا صاحب نے اپنے مخالف مولویوں کو سخت ملزم قرار دیا ہے آہ! آج وہ بات جس کے لئے دوسروں کو ملزم قرار دیا گیا تھا اس کا ارتکاب ہم خود کر رہے ہیں۔ میرا دل تو کانپ جاتا ہے کہ لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہنے والے کو کافر خارج از اسلام قرار دیا جائے۔ .... اگر درحقیقت سب کلمہ گو جب تک وہ مسیح موعودؑ پر ایمان نہ لائیں کافر ہیں تو پھر ہماری اشاعت اسلام کی کوشش بے سُود ہے۔ کسی ہندو یا عیسائی کو کلمہ پڑھا لینا ایک عبث بات ہے۔"

مولانا محمد علی صاحبؒ کا کردار

۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا اپنے چند رفقاء کے ساتھ قادیان سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے اور یہاں آکر نئے سرے سے ایک انجمن قائم کی اور اس کا صدر مقام لاہور ہی کو قرار دیا۔ اس اخراج سے قبل قادیان میں اللہ تعالےٰ کے دو بڑے خزانے تھے جن سے لوگ ہر وقت متمتع ہو رہے تھے۔ ایک قرآن کریم تھا جس کا انگریزی اور اُردو میں ترجمہ اور تفسیر حضرت مولانا کے قلم سے کچھ لکھی جا رہی تھی اور کچھ لکھی جانے والی تھی اور ایک خود حضرت مولانا تھے جن کے انگریزی اور اُردو مضامین کلمۂ طیبہ لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی ہیبت عظمت اور سطوت کا اعلان کر رہے تھے۔ جب مولانا محمد علی صاحبؒ کا قادیان سے اخراج ہوا تو ساتھ ہی قرآن کریم کا علم بھی وہاں سے رخصت ہو گیا۔

اس موقعہ پر مولانا محمد علی صاحبؒ کا ایک نہایت دلچسپ بیان لوگوں کے وجدان کو لذت گیر کرنے کے لئے ہم ذیل میں انہی کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ یہ واقعہ انہوں نے اپنے خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ر فروری ۱۹۴۲ء میں لوگوں کو سنایا:۔

" اس وقت جبکہ ابتدائی زمانہ تھا۔ میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ میں نہیں جانتا وہ کس طرح ظہور پذیر ہوا۔ شاید ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء کا زمانہ تھا۔ میں قادیان میں رہتا تھا۔ غالباً ریویو آف ریلیجنز نکل چکا تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے اس غرض کے لئے کہ جب ہماری یہ تحریریں ان قوموں کے پاس جائیں گی تو یہ لوگ کچھ تصویر دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں۔ ایک فوٹو گرافر منگوایا اور آپ کا فوٹو لیا گیا۔ مجھے یاد نہیں کہ اور بھی کوئی گروپ کا فوٹو اس وقت لیا گیا یا نہیں۔ اتنا مجھے یاد ہے کہ آپ کے ارشاد سے ایک فوٹو میرا بھی لیا گیا۔

یہ معمولی چیز ہے مگر ایک عجیب بات ہے جسے تصرف الٰہی کہنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ اس فوٹو میں دائیں طرف کسی شخص کا ہاتھ ہے جس میں ایک کتاب ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے "قرآن شریف"۔ یہ کہاں سے آیا۔ اس وقت قرآن شریف کے ترجمہ کا کسی کو خیال نہ تھا۔ حضرت صاحب کے دل میں یہ بات مدت سے تھی۔ لیکن سامان نہ تھے۔ اور میرے متعلق اس ابتدائی زمانے میں یہ وہم بھی کسی کو نہ آ سکتا تھا کہ میں قرآن شریف کے ترجمے کروں گا۔ مگر یہ خدائی تصرف تھا۔ جس سے اس میرے سب سے پہلے فوٹو میں قرآن کریم کا فوٹو بھی آگیا۔ وہ کون شخص تھا۔ اس نے اس وقت قرآن شریف ہاتھ میں کیوں لیا۔ وہ میرے دائیں بازو کی طرف کس طرح کھڑا ہو گیا کہ یہ حصہ بھی فوٹو کے اندر آ جائے۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

(پیغام صلح۔ مؤرخہ ۱۶ر فروری ۱۹۴۲ء)

جب قرآن کریم بھی قادیان سے ہجرت کر کے لاہور پہنچ گیا تو وہاں علم کا دیوالہ نکل گیا۔ اور لاہور میں علوم کے چشمے بہنے لگے۔ مولانا کے قلم سے بیسیوں پمفلٹ شائع ہوئے۔ بڑی بڑی ضخیم کتابیں تصنیف ہوئیں۔ قرآن کریم کی اُردو اور انگریزی میں ایسی شاندار تفسیریں لکھی گئیں کہ جن کی کوئی نظیر عالم اسلامی میں نہیں ملتی۔ مولانا کی ان تفاسیر کے بعد جس قدر تفسیریں قرآن کریم کی لکھی گئیں ان سب پر مولانا کی تفسیروں کی چھاپ لگی ہوئی صاف نظر آ جاتی ہے

(باقی بر صلا کالم ۳)

جنوبی امریکہ سے پاکستان تک

بسلسلۂ اشاعتِ گذشتہ

رائل ٹراپیکل انسٹی ٹیوٹ

اس سفر کے دوران تین چار ایسے واقعات پیش آئے جو دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ھالینڈ میں رائل ٹراپیکل انسٹی ٹیوٹ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ وہاں پر فرانسیسی، جرمن، ڈچ، لاطینی اور انگریزی زبانوں میں قرآن کریم کے نسخے رکھے ہیں۔ اور کئی قدیم مخطوطے بھی موجود ہیں سب سے قدیم نسخہ لاطینی زبان میں ہے۔ جو ۱۱۴۳ء میں ترجمہ کیا گیا۔ ان میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انگریزی ترجمہ قرآن مطبوعہ ۱۹۲۸ء کا ایک نسخہ بھی موجود ہے۔ اس انگریزی ترجمہ سے ۱۹۳۴ء میں SAEDEVO نے ہالینڈ زبان میں ترجمہ کیا ہے اس کا بھی نسخہ وہاں پر موجود پایا۔

ان تراجم قرآن کے مطبوعہ اور مخطوطہ نسخوں کے علاوہ بیت اللہ اور مسجد نبوی صلعم اور طریق طواف بیت اللہ اور طریق نماز ماڈل یعنی مجسموں کی صورت میں نمائش کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی نقشہ جات اور تصاویر ہیں جن میں اسلامی معتقدات و تاریخ کو واضح کیا گیا ہے۔

مسجد بیت المقدس

اس کا ذکر میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ کہ میں نے دوران سفر میں یہ مسجد بھی دیکھی وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔ وہ منارہ بھی دیکھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس پر حضرت عیسٰے علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ وہاں کے ایک رہنما (GUIDE) اور دوسرے لوگوں سے میں نے چند سوالات کئے میں نے پوچھا کہ یہ مسجد کب تعمیر ہوئی تھی۔ اگر تو ظہور اسلام سے پہلے اس کی اور اس کے منارہ کی تعمیر کی گئی تو یہ مسجد نہیں کہلا سکتی بلکہ یہ ہیکل یا گرجا ہوگا۔ اگر ظہور اسلام اور بعثت نبوی صلعم بلکہ آپؐ کی حیات طیبہ کے بعد یہ تعمیر ہوئی تو اس کے مینار پر نزول مسیحؑ کا ذکر احادیث میں نہیں آسکتا اور نہ ہے۔ کیونکہ جس مسجد اور اس کے مینار کا وجود ہی نہیں اس کے بارے حضور صلعم کیا ارشاد فرماتے۔

اس مسجد میں بہت سے لوگ شب و روز عبادت و ریاضت میں مصروف ہیں اور نزول مسیحؑ اور حضرت عیسٰےؑ کے دیدار کے منتظر اور اس کے لئے دعاؤں میں مصروف ہیں اور ان کا خیال ہے کہ یہی زمانہ مسیحؑ کی آمد کا ہے۔ یہودیوں نے وہاں ظلم ڈھا رکھے ہیں اور عیسائی لوگ اپنے ذرائع اور وسائل سے اسلام کو کمزور کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی دینی حالت کمزور ہے۔

میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ بھئی مسیحؑ کی آمد سے پہلے مہدی کا آنا ضروری ہے۔ پہلے مہدی کو تو تلاش کرو۔ وہ مل جائیں تو مسیحؑ کے نزول کا بھی انتظار کر لینا۔ میرے اس سوال پر کہ کیا اس منارہ پر کوئی شخص چڑھ اتر سکتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کیوں نہیں۔ اس پر لوگ چڑھتے اترتے ہیں۔ اور منارہ کی صفائی کے لئے خادم اکثر چڑھتے اترتے رہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص پہلے سے منارہ پر چڑھ کر یہ کہنا شروع کر دے کہ میں مسیح ہوں اور میں آسمان سے نازل ہوا ہوں تو تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ آخر کونسی نشانی اور تصویر تمہارے پاس ہے جس سے تم مسیحؑ کی شناخت کر سکو گے؟ اور یہ کہ حضرت مسیحؑ آمد ثانی کے وقت یہودیوں کو قتل کر دیں گے۔ انہوں نے تو اپنے زمانہ میں ان اسلحوں کو دیکھا تک نہیں جو آج استعمال میں آ رہے ہیں۔ اس ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے زمانہ میں وہ یہودیوں کے طیاروں، توپوں اور ٹینکوں سے کس طرح مقابلہ کریں گے۔ میرے یہ سوالات اور خیالات سن کر ان لوگوں کو مجھ پر شکوک پیدا ہو گئے انہوں نے مجھے غیر مسلم خیال کیا۔ ان کے تیور اچھے دکھائی نہ دیتے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر میں نے موضوع سخن بدل ڈالا اور علیک سلیک کے بعد وہاں سے نکل آیا۔

پیر صاحب کا بوسہ

بعض اوقات علماء لوگوں کی کرتوتیں بھی دیدنی ہوتی ہیں۔ یار لوگ اپنے حلوے مانڈے کے چکر میں وہ سب کچھ کر جاتے ہیں جو انہیں اسلام کی رُو سے کرنا نہیں چاہیئے ۱۹۵۳ء کی بات ہے پاکستان سے ایک علیم صدیقی صاحب ہمارے ملک میں گئے۔ اور حال ہی میں ان کے بیٹے احمد نورانی صاحب بھی وہاں کا چکر کاٹ آئے ہیں۔ انہوں نے وہاں پیری مریدی کی منڈی لگائی۔ اور اپنے "پیرانہ تقدس" کا سکہ جماتے رہے۔ ان کا شغل یہ رہا کہ اپنا ہاتھ لمبا کر دیتے اور اپنے مریدوں اور چاہنے والوں سے اپنے ہاتھ سے بوسہ دلواتے ہمارے ملک میں چونکہ مسلمان اسلام کی صحیح روایات اور شعائر سے بہت کم واقف ہیں اس لئے وہاں ان پیروں کا اسلام بہت چلتا ہے۔

خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ میں

میں اس بارے متردد تھا اور اس سفر میں ذاتی تجربہ و مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ بھی اسلام کے مرکز۔ خانہ کعبہ میں کہ وہاں اس بارہ میں کیا طریق رائج ہے چنانچہ میں نے عمرہ کے دوران عشاء کی نماز مقام ابراہیم کے نزدیک ایک کھڑے ہو کر ادا کی۔ بعد از نماز میں نے امام صاحب کو السلام علیکم کہا اور دانستہ طور پر ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دینا چاہا۔ قریب تھا کہ میں ایسا کرتا امام صاحب نے کہا کہ ایسا کرنا شرک ہے۔ اس طرح میرا ایک مسئلہ تو حل ہوا **دوسرا مسئلہ** جو ہمارے ملک میں متنازعہ فیہ ہے وہ ہے مسلمان خواتین کا مساجد میں نماز ادا کرنے کا سوال۔ غیر احمدی حلقے خواتین۔ کہ مساجد میں آکر نمازیں ادا کرنے کے خلاف ہیں۔ میں نے مکہ اور مدینہ میں ہر عمر کی خواتین کو بیت اللہ اور دیگر مساجد میں نمازیں ادا کرتے دیکھا۔ طواف اور عمرہ کرتے دیکھا۔ اسلام کے گھر میں خدا اور رسول کے گھر میں جب عورت کو ایسا کرنے کی اجازت ہے تو کسی دوسری جگہ کیوں نہیں۔ چنانچہ اس مشاہدہ سے میرے لئے احمدی نقطہ نظر کی توثیق ہو گئی۔

تیسرا مسئلہ جو بیت اللہ میں ہی حل ہوا۔ وہ ہے نماز فرض کی ادائیگی کے بعد دعائیں کرنا یا نہ کرنا اس بارے بھی ہمارے ملک میں جھگڑا ہے۔ اور اس پر بحث مباحثے مناظرے اور مجادلے ہوتے ہیں حالانکہ دعا کا جہاں تک تعلق ہے اس میں تقدیم و تاخیر کو کوئی دخل نہیں کسی بھی وقت دعا ہو سکتی ہے۔ نماز سے پہلے۔ نماز کے بعد۔ اس کو مشروط بنا دینا ٹھیک نہیں۔ میں نے خانہ کعبہ میں اور مسجد نبویؐ میں دیکھا کہ امام صاحب نماز کی امامت کرنے کے بعد بغیر دعا مانگے اٹھ کھڑے ہوتا ہے۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلعم میں جو دین اسلام کا منبع ہے۔ امام صاحب کا یہ فعل ان حضرات کے نزدیک کیسا ہے۔ جو فرض نماز کی ادائیگی کے بعد دعا کو لازم اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کا طریق مجھے معلوم ہوا ہے آپ کا ارشاد ہے کہ دعا نماز کے اندر رکوع اور سجدہ میں تسبیحات کے بعد اپنی زبان میں کرنی چاہیئے۔ بعد میں دعا مانگنا سنت نہیں۔

ٹرینیڈاڈ میں احمدیہ کانفرنس

گذشتہ ماہ اپریل میں ٹرینیڈاڈ میں احمدیہ کانفرنس کا انعقاد ہوا اس میں ہمارے ہاں سے ۲۶ نمائندوں اور گیانا سے پچاس نمائندوں نے شرکت کی۔ دوسرے علاقوں کے نمائندگان بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے اس کانفرنس میں سلسلہ عالیہ اور اس کے مقاصد کی ترویج و اشاعت کے بارے میں غور و خوض کیا گیا۔ یہ کانفرنس ہفتہ بھر رہی۔ اور بڑی کامیابی سے اس کے روزانہ پروگرام طے ہوئے۔ مولینا شیخ محمد طفیل صاحب اور محترم عزیز احمد صاحب کی مساعی اور خدمات بڑی قابل رشک اور لائق داد ہیں۔ انہوں نے اور ان کی جماعت کے احباب نے اس کانفرنس کے انتظام و انصرام اور مہمانوں کے قیام و طعام کی سہولتوں کا بہتر طور پر خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ عام طور پر نمائندگان کے قیام و طعام کا انتظام مقامی جماعت کی طرف سے کیا گیا تھا۔ لیکن بعض صاحب استطاعت حضرات کا قیام اپنے اپنے اخراجات پر ہوٹلوں میں رہا۔

یہ موقعہ ہماری سرینام کی جماعت کے لئے بڑا ہی نیک اور مبارک ثابت ہوا وہ یوں کہ یہاں سے ہم باہمی اختلافات کی وجہ سے دو گروہ کی صورت میں ٹرینیڈاڈ گئے تھے۔ شیخ طفیل صاحب اور عزیز احمد صاحب کی وساطت سے دونوں فریقوں میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو گیا۔ اس طرح واپسی پر ایک گروہ کی صورت میں سرینام پہنچے۔ الحمد للہ

قبولِ احمدیت کی سرگذشت

میں سرینام (جنوبی امریکہ) میں تحریک احمدیت کے اجراء اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ میں اپنی شمولیت کی تفصیل بھی بیان کرنا چاہتا ہوں واقعہ یہ ہے کہ .... ۱۹۳۲-۳۱ء میں ہمارے علاقہ سرینام (جنوبی امریکہ) میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔ اس وقت اس علاقہ میں مختلف مذاہب عیسائیت۔ ہندومت۔ سکھ دھرم اور آریہ سماج کی تحریکیں زوروں پر تھیں۔ جھنڈ بیون جی بظاہر کانگرسی تھے لیکن حقیقت میں آریہ سماج کے پرچارک تھے۔ اس سفر اس علاقہ میں آریہ سماج کی بنیاد رکھی اور دوسرے سناتن دھرمی ہندوؤں نے سناتن دھرم کے نام سے ہندوؤں کو اکٹھا کرنا شروع کیا اور اسی عرصہ میں مسلمانوں نے بھی "سرینام اسلامی انجمن" کے نام سے ایک انجمن قائم کی۔ اس وقت وہاں کے مسلمان مذہبی

اور سیاسی طور پر ہر طرح کمزور تھے اور دوسرے مذاہب کا مقابلہ کرنا ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ ان کے ہاں نہ کوئی دینی رہنما تھا اور نہ کوئی ایسی شخصیت تھی جو ان کی دینی معلومات میں اضافہ کر سکے۔ ان حالات میں انجمن اسلامی سرینام کے امیر سردار کرامت علی صاحب نے وہاں کے مسلمانوں کی طرف سے انجمن حمایت اسلام لاہور کو خط لکھا جس میں اپنے دینی حالات اور مخالف مذہبی تحریکات کا ذکر کرکے ان سے ایک مبلغ بھیجنے کی استدعا کی گئی تھی۔

اس خط کے جواب میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے جناب بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم کا خط موصول ہوا۔ جس میں انہوں نے مبلغ بھیجنے کی پیشکش کی۔ اس کے ایک ہفتہ بعد انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرف سے بھی ہمارے خط کا جواب آگیا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ اس انجمن کے قیام و مقاصد میں صرف تعلیم و تدریس کا کام ہے اور بیرون ملک اشاعت دین کے لئے کوئی پروگرام انجمن کے سامنے نہیں ہے۔ البتہ آپ کا خط احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو روانہ کیا جا رہا ہے۔ جو بیرونی ممالک میں مبلغین بھیجنے کا انتظام کرتی ہے۔

چنانچہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ٹرینیڈاڈ سے مولینا امیر علی صاحب کو ہمارے ہاں بھجوا دیا۔ جنہوں نے کچھ عرصہ وہاں قیام کرکے وہاں کے مسلمانوں کی تنظیم قائم کی اور اس کو ایک مؤثر اور فعال جماعت بنا دیا۔ ان کے ذریعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ساتھ بذریعہ خط و کتابت سلسلہ قائم ہو گیا اور انجمن کی طرف سے دینی کتب اور اسلامی لٹریچر ملتا رہا۔ اور اخبار و رسائل بھی جاری ہو گئے۔ ان کتب اور لٹریچر سے وہاں کے مسلمانوں کو اپنے دین کو اچھی طرح سے سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کا موقعہ ملا۔ اور ان کو غیر مذاہب میں تقسیم کرکے تبلیغ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔

ان جملہ کتب و لٹریچر میں چار ورقی اشتہار بعنوان "مسلمان بھائیوں سے اپیل" شامل تھا۔ وہ میرے ہاتھ لگا۔ اس کے اندر بڑی کشش اور موثر اپیل تھی۔ اور محبت و مودت کا رنگ غالب تھا۔ مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی تلقین کی گئی تھی۔ اور جماعت احمدیہ کے جملہ عقائد اور اس کی علمی و عملی خصوصیات درج تھیں۔ اس کے پڑھنے سے اس جماعت کے ساتھ میرے دل میں محبت و عقیدت پیدا ہو گئی اور میں اس کے مزید کتب و لٹریچر کے مطالعہ میں دلجمعی سے مصروف ہو گیا۔ ازالہ اوہام۔ تحریک احمدیت۔ حقیقت الوحی اور دوسری کتب بالاستیعاب پڑھیں۔

اس عرصہ میں ایک دات میں نے ایک خواب دیکھا۔ یہ خواب صرف تحدیث نعمت کے طور پر آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ایک بڑی مسجد ہے اس میں آپ حضرات تشریف فرما ہیں۔ اس خواب کے نقشہ کا ملتا جلتا حصہ اس وقت میں دیکھ رہا ہوں الحمد للہ۔ میں نے دیکھا کہ محراب میں کھڑا ہوں۔ ایک بزرگ آکر میرا ہاتھ تھام لیتے ہیں اور دینی باتیں کرتے اور حضرت مسیح موعود کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مامور الٰہی اور امام الزمان ہیں۔ مسیح موعود کا کام کسر صلیب اور قتل خنزیر ہے۔ چنانچہ اس مامور کا بھی کام یہی ہے۔ اس کے مقاصد میں کسر صلیب یعنی ابطال مسیحیت اور قتل خنزیر یعنے بت پرستوں اور مشرکوں کو راہ راست پر لانا ہے۔

اس خواب کو دیکھ کر دل و جان سے اس جماعت سے منسلک ہو گیا۔

اس خواب کی نعمت اور حضرت صاحب کا دامن پکڑنے، ان کی تصانیف اور بزرگوں کی کتب کے مطالعہ کی وجہ سے اسلام کے بارے میں مجھے کچھ واقفیت حاصل ہو گئی ہے۔ اور میں بفضل الٰہی حضرت امام زماں کے علم کلام کے مطالعہ اور آپ بزرگوں کی دعاؤں سے اس قابل ہو گیا ہوں کہ اسلام کے مقابلہ میں جو کوئی شخص اپنا مذہب اور عقیدہ پیش کرتا ہے میں اس کے مقابلہ میں اسلام کی افضلیت اور فوقیت ظاہر کرکے اس کے عقیدہ اور مذہب کا دلائل کے ساتھ رد کر دیتا ہوں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جس کا میں شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

جب سے میں اس سلسلہ الٰہیہ میں داخل ہوا ہوں ہم پرایوں اور غیروں کی طرف سے بہت سی مشکلات وارد ہوئیں۔ کافر کہا گیا۔ طرح طرح کی سماجی اور اقتصادی تعزیریں عائد کی گئیں۔ حملے کئے گئے۔ مگر میرے زندہ خدا نے جس کو میں نے حضرت امام الزمانؑ کے کلام کے ذریعہ سے دیکھا ہر دکھ درد اور پریشانی و مصیبت کے وقت میرا ساتھ دیا اور اپنا کرم و فضل میرے شامل حال رکھا میرے قدموں کو ثبات عطا فرمایا۔ اور ہر موقعہ پر احمدیت اور اسلام کو غالب فریق کی حیثیت سے پیش کرنے کی توفیق دی۔ کچھ عرصہ ہوا نورانی نام ایک مولوی صاحب ہمارے ہاں تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے تحریک احمدیت کے خلاف بہت کچھ شور برپا کیا۔ ہماری جماعت نے چاہا کہ ایسے موقعہ پر مرکز سے کوئی مبلغ منگوانا چاہیئے۔ لیکن میں نے عرض کی کہ ہم کب تک مرکز کے سہارے پر رہیں گے۔ ہمارے اپنے اندر بھی اشاعت دین اور مدافعت اسلام کی قوت و لیاقت پیدا ہونی چاہیئے۔ اور میں خود اس نورانی صاحب کا مقابلہ کروں گا۔ چنانچہ میں نے اُن سے مناظرہ کیا اور خدا تعالےٰ نے میری دستگیری فرمائی نورانی صاحب عاجز اور درماندہ ہو کر رہ گیا اور وہاں سے ایسا گیا کہ پھر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس لئے نہیں کہ اس میں میری کچھ ذاتی خوبی تھی بلکہ یہ صرف حضرت امام الزمانؑ کے کلام سے مستفید ہونے اور آپ بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اسی طرح خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب یعقوب محمد ایوب صاحب کی تقریر کے بعد محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری انجمن نے کھڑے ہو کر ان کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ان کی تقریر ہمارے ایمانوں کو تازہ کرنے کا موجب ہوئی

باقی کالم ۲ صفحے ۴۴

تیسری فہرست چندہ دہندگان برائے تعمیر مسجد راولپنڈی

محبی و مشفقی، ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے موقر اخبار میں دو فہرستیں ان احباب کی جنہوں نے راولپنڈی میں مسجد کی تعمیر کے لئے چندے عنایت فرمائے تھے شائع ہو چکی ہیں، تیسری فہرست ارسال خدمت ہے براہ کرم اسے بھی شائع فرما دیں۔

مسجد کی تعمیر کا کام ابھی تک التواء میں پڑا ہوا ہے، اس کی وجہ ہماری سستی یا غفلت نہیں ہے بلکہ امپرومنٹ ٹرسٹ کا نارواو اور غیر منصفانہ رویہ ہے۔ وہ زمین جس پر ہم مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں وہ ہماری انجمن کو حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم و مغفور نے مرحمت فرمائی تھی۔ تین سال کا عرصہ ہوا کہ امپرومنٹ ٹرسٹ نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسے تین قطعوں میں تقسیم کر دیا، ان تین قطعوں میں سے دو ہمیں دیئے گئے اور چوبیس ہزار روپے ان کے لئے ہم سے وصول کر لئے۔ یہ پہلا ظلم تھا جو ہم پر توڑا گیا، زمین ایک خیراتی ادارے کے نام خیراتی کام کے لئے وقف تھی اس لئے امپرومنٹ ٹرسٹ کا فرض تھا کہ وہ یہ زمین ہمارے پاس ہی رہنے دیتی تاکہ اس کی اجازت سے ہم وہاں مسجد تعمیر کر سکتے یا ہمیں وہ قیمت ادا کرتی جو وہ خود خریداروں سے وصول کر رہی ہے مگر بجائے اس کے کہ ہمیں قیمت ادا کرتی ہم سے قیمت وصول کی گئی۔ ہم نے یہ ظلم محض اس لئے برداشت کر لیا تھا کیونکہ ہماری دلی تمنا تھی کہ حضرت شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کی نیک آرزو بر آئے اور ان کی عطا کردہ زمین پر اللہ تعالےٰ کا گھر بنے جہاں اس کی تسبیح و تحمید ہوتی رہے۔

اب دوسرا ظلم ہم پر یہ کیا گیا ہے کہ وہ تحریری اجازت نامہ جس کی بناء پر ہم نے مسجد کا نقشہ تیار کیا تھا پس پشت پھینک دیا گیا ہے۔ اور ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ وہ اجازت منسوخ ہو گئی ہے۔ میں اپیل کو علی محمد اجمیری صاحب، اقبال احمد شیخ صاحب اور میں ڈپٹی کمشنر صاحب سے ملے تھے، انہوں نے اس وقت زبانی ہم سے یہ بات کہی تھی کہ اجازت کے منسوخ ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ محلّے کے تقریباً ساٹھ افراد نے درخواست دی ہے کہ وہاں کوئی مرزائی نہیں رہتا اس لئے "مرزائیوں" کو وہاں مسجد بنانے کی اجازت نہ دی جائے، وہ یہ وجہ نہ ہی بیان کرتے تو بہتر تھا اس لئے کہ اس سے بدتر ظلم اور ناانصافی کی اور کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی، ہم نے اس کے خلاف پورے زور سے احتجاج کیا، بہرحال ہم تو ہر ممکن طریقے سے انتہائی کوشش کریں گے کہ جو ہمارا حق ہے وہ ہمیں ملے۔ انجام اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر پورے خضوع و خشوع کے ساتھ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتے رہیں، اس کی رحمت سے بعید نہیں کہ وہ ہماری کوششوں کو کامیاب کرے [illegible] تقاضا پورا ہو۔

تیسری فہرست چندہ دہندگان حسب ذیل ہے:۔

۱۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ... 7065.00
۲۔ اقبال احمد شیخ صاحب ... 1200.00
۳۔ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ ... 200.00
۴۔ میاں اقبال احمد شیخ۔ القمر راولپنڈی ... 181.00
۵۔ میاں شریف احمد صاحب " " ... 100.00
۶۔ چوہدری افضل حق صاحب " " ... 200.00
۷۔ ملک الٰہی بخش صاحب " " ... 100.00
۸۔ سجاد احمد خان صاحب " " ... 50.00
۹۔ پروفیسر محمد فاضل صاحب پشاور ... 50.00
۱۰۔ شیخ میر احمد مصری صاحب راولپنڈی ... 100.00
۱۱۔ خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب " " ... 20.00
۱۲۔ میاں فخر الدین احمد صاحب " " ... 20.00
۱۳۔ عبد العزیز صاحب " " ... 20.00
۱۴۔ خواجہ محمد اقبال عثمانی صاحب " " ... 20.00
۱۵۔ ایک احمدی (پشاور) جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے ... 70.00
۱۶۔ گل رحمان خان صاحب۔ پشاور ... 30.00
۱۷۔ عبد الہادی خان صاحب " " ... 20.00
۱۸۔ ڈاکٹر عبد الرحمان خان صاحب " " ... 10.00
۱۹۔ عبد الرزاق خان صاحب " " ... 15.00
۲۰۔ عبد اللہ جان خان صاحب " " ... 10.00
۲۱۔ عبد الصمد خان صاحب پشاور ... 10.00
۲۲۔ عبد الحکیم خان صاحب " " ... 5.00
۲۳۔ شیخ حفیظ اللہ صاحب راولپنڈی ... 10.00
۲۴۔ علی محمد اجمیری صاحب ... 34.00
۲۵۔ چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ... 10.00
۲۶۔ قاضی محمد اسحاق صاحب ... 10.00
۲۷۔ چوہدری عبد الواحد صاحب ... 6.00
۲۸۔ والدہ صاحبہ محمد طفیل صاحب ... 10.00
۲۹۔ محمد اسلم صدیقی صاحب ... 7.00
۳۰۔ والدہ صاحبہ بابو محمد صادق صاحب ... 25.00
۳۱۔ ملک غلام قادر صاحب ... 65.00

میزان 9853.00
سابق 100254.84

کل میزان بمعہ قسط نمبر ۳ 110107.84

مخلص۔ بشیر احمد منٹو۔ راولپنڈی

۴۴

ہے۔ حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء آپ کی امداد ایسے لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ یہ اسی الہام کی صداقت کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ جیسے لوگوں کو اتنے دور دراز مقام پر امام وقتؑ کی تائید [illegible]

[illegible]

شیخ عبد الحق صاحب مناظر اسلام کراچی

کیا مُردے دوبارہ دنیا میں واپس آسکتے ہیں؟

مولوی احتشام الحق صاحب کے لئے مقام غور

مکرم و معظم جناب مولوی احتشام الحق صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

... ان آیات کی یوں تشریح فرمائی ہے:۔

"ان آیتوں میں بھی بنی اسرائیل کے اس واقعہ کو بیان کیا جارہا ہے جو انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو قتل کر کے دوسروں پر الزام لگایا .... بہرحال بنی اسرائیل کے ان دو قاتلوں نے اپنے ایک رشتہ دار کو قتل کر کے دوسرے محلہ والوں پر اسی قتل کا الزام لگایا انہوں نے اس سے برات کی۔ کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے ..... جب الزام قتل اور اس کی برأت کے بارے میں یہ صورت پیش آئی۔ تو حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے واقعہ پیش کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ تو حق تعالےٰ کی طرف سے اصل واقعہ کے انکشاف کے لئے وحی کے ذریعہ وہ حکم آیا .... جس میں بنی اسرائیل کو تکذیب و انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ بنی اسرائیل نے مجبور ہو کر بیل ذبح کیا اور اس کا ایک ٹکڑا لے کر مقتول کے جسم سے لگایا۔ اس کے لگتے ہی مقتول زندہ ہوگیا اور اس نے بیان کر دیا کہ مجھ کو فلاں فلاں شخص نے قتل کیا ہے"۔ وغیرہ وغیرہ

۱۔ آپ کے اس بیان سے واضح ہے کہ (۱) آپ مُردوں کے دوبارہ دنیا میں آنے کے قائل ہیں (۲) یہودیوں کی اس گائے یا بقول آپ کے بیل میں یہ معجزہ اور کرامات پوشیدہ تھیں کہ اس کے گوشت کے ٹکڑے کے چھو جانے سے مقتول بوڑھا یہودی نہ صرف زندہ ہوگیا۔ بلکہ اس نے قاتلین کی نشاندہی بھی کردی۔ اور یہ شہرت حضرت موسےٰ کی وحی کو بھی حاصل نہ ہوا۔ کیا یہ تشریح صریحًا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے خلاف نہیں؟

۲۔ ممکن ہے۔ کہ آپ کا یہ خیال ہو۔ کہ نعوذ باللہ تم نعوذ باللہ میں قدرت خداوندی کا انکار کر رہا ہوں۔ سو عرض ہے۔ کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہاں تک قائل اور معترف ہوں کہ اگر وہ عظیم قادر مطلق ہستی چاہے تو پتھروں میں سے بھی آدمی کھڑے کر دیتی ہیں۔ جن کی قطعًا کوئی مخالفت ورزی ہو ہی نہیں سکتی۔ کیا آپ کو اس کا علم نہیں۔ کہ قرآن کریم نے باربار ارشاد فرمایا "لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (۲) "لن تجد لسنۃ اللہ تحویلا" اور اس قانون کے ساتھ مُردوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے اپنا یہ قانون بیان فرمایا ہے۔

ا۔ وحرام علیٰ قریۃ اھلکنھا انھم لایرجعون ــــ الانبیاء۔ یعنی جو ایک دفعہ مر جاتا ہے وہ دنیا میں واپس لوٹ کر نہیں آتا۔

ب۔ حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا ...... کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون ــــ المؤمنون۔

اللہ تعالےٰ کسی ایسے شخص کی خواہش پر کہ مجھے (دوبارہ) لوٹاؤ تاکہ میں نیک عمل کروں کا ارشاد فرماتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اور قیامت کے دن تک ایسا شخص برزخ میں رہیگا ــــ

ج۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا ...... الیٰ اجل مسمی ...... الزمر

اس آیت مقدسہ میں قبض روح کے دو طریقے بیان فرماتے ہیں۔ پہلا طریقہ موت کی حالت دوسرا طریقہ نیند کی صورت اور پھر ان دونوں طریقوں میں سے ایک کے متعلق قطعی فیصلہ کر دیا۔ کہ جس پر موت وارد ہوتی ہے اس کو دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹایا جاتا۔

احادیث صحیحہ سے ثبوت

حضرت جابر بن عبداللہ کے والد محترم (رحمۃ اللہ علیہ) جو ایک جنگ میں شہید ہوگئے تھے اللہ تعالےٰ نے آپ کو محبت اور پیار سے ارشاد فرمایا" قد سبقت منی انھم لایرجعون" جس کا مطلب یہ ہے کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ کہ مردے دوبارہ لوٹ کر دنیا میں نہیں جا سکتے اب آپ غور فرمائیں (۱) ایک طرف اللہ تعالےٰ کا ارشاد کہ جو مانگو گے دیا جائے گا (۳) پھر مسلمانوں میں ایسے جانباز مجاہدوں کی ضرورت جو کفار کا مقابلہ کر کے اسلام کی مدافعت کریں ان کو تو "انھم لایرجعون" کا قانون سنایا جاتا ہے اور بقول آپ کے یہودیوں کی گائے یا بیل کی عظمت یوں قائم کی جا رہی ہے۔ کہ اس کے گوشت کے ٹکڑے کے صرف ...

... تشریح کیا ہے۔ اس کو میں دوسری فرصت تک ملتوی کرتا ہوں۔ سردست اس سلسلہ میں یہی کافی ہے۔ کہ مصر میں چار سو سال کی غلامی کے باعث یہودیوں نے مصریوں سے گائے کی پرستش کا اثر قبول کیا۔ جس طرح ہندوستان میں ہندوؤں کی بہت سی رسم و رواج کا اثر مسلمانوں پر ہوا ہے مثلاً تعزیہ پرستی۔ پیر پرستی وغیرہ وغیرہ۔ بنی اسرائیل میں گائے کی شرک کا اثر اس حد تک سرایت کر گیا تھا کہ حضرت موسےٰ صرف چالیس روز کے لئے پہاڑ پر جاتے ہیں تو انہوں نے اس تھوڑے سے وقفہ میں بچھڑے کا بت بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی جس کی تفصیل سورۃ طٰہٰ میں موجود ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے گائے کو یا بیل کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور یہ حقیقت ہے کہ توحید اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی۔ جب تک مشرکانہ رسوم کی بیخ کنی نہ ہو۔ بیل کو اس لئے ذبح نہیں کروایا۔ کہ بقول آپ کے مرے ہوئے بوڑھے یہودی کو اس معجزنما بیل کے گوشت سے زندہ کیا جائے۔ جیسا آپ نے لکھا ہے۔

اُمید ہے کہ آپ اپنی غلطی کی اصلاح فرما کر عنداللہ اور عندالرسول مستحق ثواب ٹھہریں گے۔ منتظر جواب۔ شیخ عبدالحق ناظر اسلام

مکان 127-5/2 - بی۔ ای۔ سی۔ ایچ

کراچی نمبر ۲۹

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

قرآن کریم کے تمام دعاوی کی تصدیق تو حقیقتًا اس زمانہ میں صرف انہی کے وجود سے ہوتی ہے کیونکہ انہی کے وجود میں وہ عملی طور پر پورا ہوتے نظر ... ہیں خاتم النبیین ہیں۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی پیروی سے اولیاء اللہ پیدا ہونے ضروری ہیں تو یہ شرف تو اب صرف حضرت نبی کریم صلعم کو ہی حاصل ہے اور اس زمانہ میں اس کا عملی ثبوت حضرت مرزا صاحب کا ہی وجود ہے ورنہ امت میں کیا کوئی اور شخص ایسا نظر آتا ہے جس نے اس دھڑلے سے دعوےٰ کر کے اپنی ولایت عظمیٰ کا عملی ثبوت بہم پہنچایا ہو جس طرح حضرت مرزا صاحب نے پہنچایا ہے۔ ایسے شخص کی مخالفت کی وجہ جس نے اسلام کی صداقت کو چار چاند لگا دیئے ہوں میرا دماغ تو سمجھنے سے قاصر ہے۔

پاکستان کا مطلب کیا؟ بقیہ صفحہ ۸

مولانا نے انگریزی زبان میں ایک ضخیم کتاب "دی ریلیجن آف اسلام" کے نام سے تصنیف کی جسکو مسلمانوں کے تمام طبقوں اور جماعتوں نے نہایت عمدہ الفاظ میں سراہا۔

جوں جوں میاں محمود احمد صاحب کا مسلمانان عالم کے خلاف غضب بڑھتا گیا اور انہوں نے کلمہ طیبہ کے قائلین کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا مولینا کا قلم مدافعت میں علم کے دریا بہانے لگا۔ اسی سلسلہ میں آپ نے ایک پمفلٹ "ردّ تکفیر اہل قبلہ" لکھ کر کفر سازان ملت کو منہ توڑ جواب دیا۔ بالآخر آپ نے ایک عظیم الشان کتاب "النبوۃ فی الاسلام" لکھ کر قادیان کے فلسفہ اجرائے نبوت کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے تا آنکہ ملک کے علماء نے جو قادیانیوں کے خلاف تھے ختم نبوت کے حق میں نئے دلائل اور چمکتے براہین حاصل کر لیئے اور مناظروں اور بحثوں میں مولانا محمد علی صاحب کا مہیا کردہ مواد استعمال ہونے لگا اور اس طرح قادیانیوں پر پوری طرح اتمام حجت قائم کر دی گئی پس تحریک آزادی پاکستان کے پس منظر میں لاہور کی احمدیہ جماعت کا لٹریچر تقریبًا ۴۴ سال تک لوگوں کے قلوب پر کلمہ طیبہ کا احترام ثابت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ "لا الٰہ الا اللہ"۔ ایک عالمگیر نعرہ بن کر لوگوں کی زبانوں پر رواں ہوگیا اور ہندوستان کی فضا اس سے ...

عطیات برولادت و صحت یابی

مخدوم نور محمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی مکینیکل انجنیئر ڈہرکی نے اپنی بچی سلمیٰ لقا کی پیدائش پر مبلغ ۱۰/- روپے دار الشفاء کو بطور عطیہ بھیجے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ بچی کی عمر میں برکت دے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

چوہدری محمد لطیف صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی خانیوال نے صحت یابی پر مبلغ ۵/- روپے دار الشفاء میں دیئے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ اللہ تعالےٰ انہیں صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

دو افسوسناک اموات

اخبار تیار ہو کر پریس میں جا چکا تھا تو دو نہایت محترم شخصیتوں کی اموات کی خبریں موصول ہوئیں، کراچی میں خواجہ عبدالغنی صاحب برادر خورد خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور راولپنڈی میں مرزا معصوم بیگ صاحب وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہمیں ہر دو واقعات کا دلی صدمہ اور افسوس ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام

بیرونی جماعتوں سے درخواست ہے کہ ہر دو کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر مرحومین کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

خواجہ عبدالغنی صاحب کے پسماندگان کا پتہ:—

خواجہ کلیم غنی و دیگر پسماندگان خواجہ عبدالغنی صاحب 8/6 بلاک ۶ P.E.C.H.S. — کراچی ۲۹۔

مرزا معصوم بیگ صاحب کے پسماندگان کا پتہ:—

مرزا محمود صاحب و دیگر فرزندانِ مرزا معصوم بیگ مکان J—185 محلہ لیاقت آباد۔ راولپنڈی۔

(مفصل آئندہ)

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ ۲ر جولائی ۱۹۶۹ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۰۸۔ شمارہ ۲۷۔ بدھ وار

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا۔ اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشرز دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

ٹیلیفون نمبر ۵۳۷۳

مدیر
دوست محمد

مدیر معاون
بشیر احمد سوز

سالانہ چندہ ۹ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی ادا کرنے پر
تا زیست جاری ہو سکتا ہے۔

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ۔ مؤرخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۶۹ء | نمبر ۲۸

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مشتبہ گوشت پر اللہ کا نام

عن عائشۃ ان قوما قالوا یا رسول اللہ ان قوما یأتوننا باللحم لا ندری اذکروا اسم اللہ علیہ ام لا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سمّوا اللہ علیہ وکلوہ۔

ترجمہ:۔۔۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے ہیں کہ آیا انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم اللہ کا نام اس پر لے کر کھا لو۔

نوٹ از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ:۔۔۔

حضرت عائشہ رضؓ کی ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ نو مسلم تھے قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو تو اسے نہ کھاؤ لیکن چونکہ یہ لوگ مسلمان ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہوں گے۔

جب حلال اور حرام کی پرواہ نہ کی جائیگی

عن ابی ھریرۃ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منہ امن الحلال ام من الحرام۔

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آ جائیگا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ جو وہ مال لیتا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔

گالیاں دینے والوں سے نرمی اور رفق کا معاملہ کرو

فرمودات حضرت امام زمان مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے جیسے مقدمات میں ہوتا ہے۔ اس لئے آرام اسی میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو سدِ باب کا طریق رکھو اور کسی سے جھگڑا مت کرو۔ زبان بند رکھو۔ گالیاں دینے والے کے پاس سے چپکے سے گذر جاؤ گویا سنا ہی نہیں اور ان لوگوں کی راہ اختیار کرو جن کے لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے واذا مرّوا باللغو مرّوا کراماً۔ اگر یہ باتیں اختیار کر لو گے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالے کے سچے مخلص بن جاؤ گے۔ اللہ تعالے کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں۔ وہ خود دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ اگر تم تین ہو تو چوتھا خدا ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کو اپنا نمونہ دکھاؤ۔

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں پھر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا فرق اور امتیاز ہوا؟ تمہیں چاہیئے کہ ایسا نمونہ دکھاؤ کہ جو مخالف خود شرمندہ ہو جاوے۔ بڑا ہی عقلمند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے دشمن کو شرمندہ کرتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالے نے یہی فرمایا ہے کہ نرمی اور رفق سے معاملہ کرو۔ اپنی ساری مصیبتیں اور بلائیں خدا تعالے پر چھوڑ دو۔ یقیناً سمجھو اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ ہر شخص کی شرارت پر صبر کرتا ہے اور خدا پر اسے چھوڑتا ہے تو خدا تعالے اسے ضائع نہیں کرے گا۔ اگر دنیا میں ایسے آدمی موجود ہیں جو ہنسی کریں گے اور ان باتوں کو سن کر ٹھٹھا کریں گے مگر تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ خدا تعالے خود اس کے لئے موجود ہے۔ وہ خدا پرانا نہیں ہو گیا جیسے انسان بڈھا ہو کر پیرِ فرتوت ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ وہی ہے جو موسےٰ علیہ السلام اور عیسےٰ علیہ السلام کے وقت تھا اور وہی خدا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔ اس کی وہی طاقتیں اب بھی ہیں جو پہلے تھیں۔ لیکن جو کچھ میں کہتا ہوں تم اس پر عمل نہ کرو تو میری جماعت میں نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مصالح کو خوب جانتا ہے۔ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے مجھے مارا اور مسجد سے نکال دیا۔ میں یہی جواب دیتا ہوں کہ اگر تم جواب دو تو میری جماعت میں سے نہیں۔ تم کیا چیز ہو صحابہؓ کی حالت کہ ان کے کس قدر خون گرائے گئے۔ پس تمہارے لئے اسوۂ حسنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔ دیکھو وہ کیسے دنیا سے باہر ہو گئے تھے۔ انسان میں جس قدر جوش ہوتے ہیں وہ دنیا کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ کسی ہنگامہ کی جڑ دنیا کا مال، عزت یا اولاد ہوا کرتی ہے۔ اس کے سوا جھوٹی عزت کا کیا ہے۔ نبیوں سے بڑھ کر عزت کس کی نہیں مگر دیکھا نہیں کیسے کیسے دکھ دیئے گئے۔ نمازیں ان پر گندے گوبر ڈالے گئے۔ قتل کے ارادے کئے گئے۔ اور آخر مکہ سے نکالا گیا لیکن خدا تعالیٰ کے حضور آپؐ کی وہ عزت اور عظمت ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ بغیر اس ...

مولوی عبدالحمید صاحب

ایک پہلو یہ بھی ہے مامور کی تصویر کا

تعاونوا علی البرّ والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

"امروز" میں ایک خبر دیکھ کر (جو پیغام صلح مورخہ ۲۸ جولائی کے ایڈیٹوریل میں نقل ہوئی ہے) :-

انیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں ادیان باطلہ کے حملوں کے دفاع اور ان پر جوابی حملہ کے لئے قادیان کی بستی جنرل ہیڈ کوارٹر کا کام دے رہی تھی۔ باطل مذاہب کے رد میں وہاں سے ایسی ایسی نایاب کتب نکلتی تھیں کہ اعداء کے چھکے چھوٹ جاتے ان کتب کو مسلمان باطل مذاہب کے رد میں ہتھیار بنا کر جگہ جگہ دشمن کو للکارتے۔ ایسے ایسے معرکے ہوئے کہ یہ معرکے اب تاریخ مذاہب کا نہ بھولنے والا حصہ بن چکے ہیں۔ اس بستی سے مامور زمانہ کے فیض سے ایسے ایسے نابغہ روزگار انسان اپنے علمی جوہر دکھاتے ہوئے میدان میں آئے کہ آج بھی ایک دنیا ان کے علوم سے منور اور متاثر ہے یہ لوگ میدان میں آکر دشمن کی صفیں الٹ کے رکھ دیتے۔

اقوام میں اتار چڑھاؤ اور مد وجزر بھی آیا کرتا ہے اور یہی اس تحریک پر بیتی جس پر دنیائے اسلام کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں ۱۹۱۴ء میں اختلافات پیدا ہوا قادیان کا مورچہ چھوڑ کر اہل قلم حضرات کو لاہور آکر مورچہ بند ہونا پڑا اسی قلم کو اب باطل سے مقابلہ کے علاوہ اپنے گم کردہ راہ بھائیوں کو وقتاً فوقتاً صحیح راہ کی نشاندہی کرنا پڑی چنانچہ اوراق گواہ ہیں کہ جہاں بھی جماعت قادیان نے امام وقت کے رستے سے ہٹانا چاہا وہیں لاہور کے قلم نے ان کو روکا ۱۹۱۴ء میں بہت سے ایسے احباب بھی جماعت قادیان کے ساتھ رہ گئے تھے جو عقیدہ میں غلو اور مسیح موعود کے پرانے ساتھیوں سے زیادتی کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے لیکن وہ قادیان کو اشاعت اسلام کا مرکز سمجھ کر کہ یہاں سے قرآن، حدیث اور امام الزمان کی کتب تو چھپا ہی کریں گی اس ثواب میں ہم ساتھ رہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ اختلافات عارضی ثابت ہو اور غلو ختم ہو جاوے اسی لئے ان لوگوں نے خیال کیا کہ بمصداق تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان نیکی اور تقوے کی بات میں جماعت کا ساتھ دیں گے اور جہاں گناہ اور سرکشی کا ارتکاب ہونے لگے گا وہاں علیحدہ رہیں گے یا احتجاج کر کے اسے رد کرنے کی کوشش کریں گے چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ ۱۹۱۴ء میں قائم ہونے والی خلافت میں بار بار حریت پسندوں اور حقیقت پسندوں نے احتجاج کیا اور خلیفہ اور اس کے حواریوں کی غلط تاویلات دین کی غلط تشریح۔ اکابرین امت کی توہین۔ نیز بے عملی اور بے راہ روی پر ٹوکا لیکن بجائے توبہ اور اصلاح کر لینے کے ان شان آواز اٹھانے والوں کو مورد الزام اور زیر تعزیر لایا گیا۔ خلیفہ صاحب نے ہمیشہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو اعتراضات سے بالاتر سمجھا اور خلیفہ پر یا ... اعتراضات کرنے والا بھی منافق گردانا گیا۔ چنانچہ پچھلے دنوں اخبار امروز میں یہ خبر چھپی تھی کہ جماعت ربوہ کا ناظر اعلیٰ (وزیر اعلیٰ) غلام محمد اختر۔ ناظر امور عامہ (وزیر داخلہ) میجر عارف زمان لڑکی سکول کے ہیڈ ماسٹر ابراہیم وغیرہ کو تو معطل کر دیا گیا ہے اور پرنسپل قاضی اسلم کو عنقریب چلتا کیا جاوے گا نیز عنقریب مزید وسیع پیمانے پر تطہیر ...

یہ عجیب امر ہے کہ اس اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین والی خلافت کے نصف صدی سے زائد دور میں کبھی "خاندان نبوت" کے کسی فرد کو سزا نہیں دی گئی۔ ہونا چاہیئے۔ جماعت کے اندر اور باہر صاحبزادگان کے کارنامے سنئے آپ حیران ہوں گے کہ اس "مقدس" خاندان کے ہر فرد کو ہر رنگ میں پوری آزادی حاصل ہے اور کسی فرد کے لئے تعزیر نہیں؟ سزا صرف اور صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ان کو قابل سزا سمجھیں یا ان پر اعتراض کریں ہر قسم کی پابندیاں صرف مریدوں کے لئے ہیں کبھی آپ نے سنا کہ خاندان خلافت کے فلاں فرد کو خدا تعالیٰ، رسول صلعم۔ قرآن یا شریعت کی توہین کا مرتکب پایا گیا اور اسے سزا دی گئی وہاں ایک ہی جرم ہے اور یہ سب سے بڑا جرم ہے کہ خلیفہ یا اس کے خاندان پر اعتراض کیا جاوے۔

مجدد زمانؑ کا عمل

اس سلسلہ میں حضرت مجدد زمان علیہ الرحمۃ کے عمل کو دیکھا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس مطہر وجود کو درد ہے تو صرف دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے جب اپنی بیوی یا بیٹے کو شریعت مصطفوی صلعم سے ہٹتے دیکھا وہیں سزا دے دی بلکہ میں تو کہوں گا کہ وہ عاشق رسول اپنے مریدوں پر فدا تھا اس لئے کہ وہ دین مصطفےٰ صلعم کی عظمت اور سربلندی کے لئے اس کے پاس آئے تھے اور اسی کے لئے کوشاں تھے اس نے کبھی اپنی اولاد کو جب وہ توہین رسول کی مرتکب ہوئی معاف نہیں کیا۔ گو وہ سب کے لئے مجسم شفقت و رحمت تھے آپ اپنی اولاد کے لئے دعائیں بھی فرماتے کہ وہ خدمت دین میں لگ جائیں لیکن دین کی غیرت اتنی تھی کہ اس معاملہ میں اپنے عزیز سے عزیز اور لخت جگر تک کو معاف نہ کر سکتے تھے۔ جب محمدی بیگم والا قصہ آیا حضور کی یہ خواہش تھی کہ یہ خاندان دین اسلام کی خدمت میں لگ جاوے معاند چاہتے تھے کہ اس خادم رسولؐ کی پیشگوئی غلط ثابت ہو۔ ان معاندین کا معاون آپ کا لڑکا مرزا سلطان احمد اور آپ کی پہلی بیوی ہوگئی۔ تو آپ نے مرزا سلطان احمد کو عاق کر دیا اور محروم الارث قرار دے دیا۔ اور اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی۔ آپ مرزا سلطان احمد صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں :-

"اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔"

اسی طرح آپ نے اپنے بیٹے فضل احمد کو دشمنان اسلام سے ملنے اور ان کا مددگار ہونے کی وجہ سے عاق کر دیا۔

مجدد اعظم میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب سے جو چھوٹے سے تھے اور آپ کو نہایت پیارے تھے قرآن کریم کی بے ادبی ہوگئی۔ اگرچہ آپ بچوں کو مارنے کے سخت خلاف تھے لیکن حرارت دینی سے بے قرار ہو کر ان کے منہ پر آپ نے ایک ایسا طمانچہ مارا کہ ان کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ :-

"اس کو میرے سامنے سے ہٹا لو ابھی سے یہ حال ہے تو آگے چل کر کیا ہوگا۔"

یہ تو ہر دو جماعتیں جانتی ہیں کہ صاحبزادہ میاں محمود احمد کے متعلق کسی شرمناک حرکت کی وجہ سے حضرت صاحب کے پاس شکایت ہوئی تو حضرت نے اس معاملہ کی تحقیق کے لئے کمیشن بٹھا دیا اور فرمایا کہ اگر یہ بات صحیح ہو تو اسے عاق کر دیا جائے لیکن ممبران کمیشن نے معاملہ کو آگے نہ بڑھنے دیا اور کمیشن کو ناکام بنا دیا گیا۔ لیکن مجدد زمان مامور من اللہ کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ پوری نصف صدی میں بار بار گونجے کہ "تحقیق کی جاوے" "کمیشن بٹھایا جاوے" جب انسان سے کچھ نہ بن پڑا تب تو خدا تعالیٰ نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا جس کا نتیجہ قارئین کرام کے سامنے ہے۔

بیوی اور اولاد تو الگ رہے حضرت نے اپنے پوتے کو غلط راہ اختیار کرنے پر شدید سرزنش کی جس کی تفصیل یہ ہے کہ علیگڑھ کالج کے طالب علم مولوی غلام محمد صاحب نے وہاں کے طلباء کی سٹرائیک اور اپنے استادوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جماعت (فرقہ احمدیہ) کا کوئی لڑکا اس سٹرائیک میں شامل نہیں ہوا میاں محمد دین، عبدالغفار خان وغیرہ سب علیحدہ رہے لیکن عزیز احمد ان طلباء کے ساتھ شریک رہا اور باوجود سمجھانے کے باز نہ آیا اور چونکہ بعض اخبارات میں اس قسم کے مضمون نکلے تھے کہ مسیح موعود کا پوتا علیگڑھ کالج میں ہے اس وجہ سے عام طور پر عزیز احمد کا رشتہ حضور کے ساتھ سب کو معلوم ہونے کے سبب وہاں کے اراکین نے اس امر پر تعجب کا اظہار کیا کہ عزیز احمد ایسے مفسدہ میں ایسا حصہ لیتا ہے اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ :-

"عزیز احمد نے اپنے استادوں اور افسروں کی مخالفت میں مفسد طلباء کے ساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور ہمارے مشورہ کے بالکل خلاف ہے لہذا وہ اس دن سے جس دن سے وہ اس بغاوت میں شریک ہے ہماری جماعت سے علیحدہ اور ہماری بیعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ ہم ان لڑکوں پر خوش ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر ہماری تعلیم پر عمل کیا۔ بہت سے لوگ آکر بیعت میں داخل ہو جاتے ہیں لیکن جب وہ شرائط بیعت پر عمل نہیں کرتے تو خود بخود اس سے خارج ہو جاتے ہیں یہی حال عزیز احمد کا تھا اس میں خصوصیت نہ تھی۔ اور یہ امر کہ وہ ہمارا پوتا ہے اس وجہ سے وہ ہمارا رشتہ دار ہے۔ سو واضح ہو کہ ہم ایسے رشتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے ہمارے سب رشتے اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں عزیز احمد کا باپ خود ہم سے برگشتہ ہے اور ہم اس کو اپنا بیٹا نہیں سمجھتے تو پھر عزیز احمد کا پوتا ہونا کیسا۔"

دراصل خدا تعالیٰ کے بندے لوگوں کو اعمال صالحہ کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جو نیک عمل کرتے اور خدا کے کہنے کے مطابق چلتے ہیں خدا تعالیٰ انہی سے محبت کرتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو سرقت فاطمۃ بنت محمد لقطعت یدھا کہ خدا تعالیٰ کا حکم سارق کے لئے سزا قطع ید ہے اگر یہ بات میری بیٹی سے سرزد ہو جاتی تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاویں گے اور فرمایا یاتونی یوم القیامۃ باعمالکم لا بانسابکم کہ (اے میری پھوپھی اور اے میری پیاری بیٹی) قیامت کے دن اعمال لے کر آنا وہاں حسب و نسب کچھ کام نہ دیں گے۔ حضور صلعم اپنے صحابہؓ پر عاشق تھے احادیث کے اندر ابواب المناقب میں صحابہ کی تعریف جو حضور صلعم نے مختلف انداز سے بیان فرمائی ہے وہ خود اپنی جگہ بیان کیا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھیوں سے شدید محبت تھی۔ حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے ان کی علالت کے

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۹ر جولائی ۱۹۶۹ء

نبوّت و خلافت

نظارت اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے کچھ دنوں سے ایک کتابچہ بنام "نبوت و خلافت کے متعلق اہل پیغام اور جماعت احمدیہ کا موقف" جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے احباب میں تقسیم کیا جا رہا ہے، اس پر تبصرہ کرنے سے پہلے ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ربوی بھائیوں کو جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ اس قدر بغض ہے کہ وہ اس جماعت کو ہمیشہ "اہل پیغام" یا "غیر مبائعین" کے ناپسندیدہ ناموں سے ہی پکارتے ہیں، اور اس کا صحیح نام لینا انہیں گوارا نہیں، اس بارہ میں انہیں ارشاد الٰہی الا تنابزوا بالالقاب کی بھی پروا نہیں، نہ مسیح موعودؑ کے فرمان کا پاس و لحاظ ہے، جنہوں نے بار بار اختلاف عقیدہ رکھنے والوں بلکہ خطرناک دشمنوں کو بھی گالی دینے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے یہاں تک کہ مخالفین کی گالی کے جواب میں بھی گالی دینے سے منع کیا اور فرمایا:-

"اگر تم جواب دو تو میری جماعت میں سے نہیں" (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۶۶)

خیر یہ ان کا اپنا طریق ہے، اگر وہ اس سے باز نہیں آتے تو کیا کیا جا سکتا ہے، جہاں تک مذکورہ بالا کتابچہ کے مضامین کا تعلق ہے، ان میں نبوت و خلافت کے متعلق چار اصحاب کی تقریریں درج ہیں، پہلی تقریر جناب ابو العطاء "فاضل نائب ناظر اصلاح و ارشاد کی ہے، جس میں نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق "حوالہ جات غیر مبائعین ۱۹۱۴ء تک" درج کئے گئے ہیں۔

جہاں تک اصل مسئلہ نبوت مسیح موعود کا تعلق ہے، اس بارہ میں ہمارے فاضل دوست محترم محمد صالح نور صاحب لائل پوری کا ایک جامع مضمون حال ہی میں ایک ٹریکٹ کی صورت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے، جس میں مولوی ابو العطاء صاحب کے بیانات کا مفصل جواب آ گیا ہے۔ قارئین کرام انجمن سے وہ ٹریکٹ بلاقیمت منگوا سکتے ہیں، ہمیں اس بارہ میں زیادہ کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سوائے اس کے کہ یہ دیکھ کر ہمیں حیرت ہوئی کہ مولوی ابو العطاء صاحب نے "حوالہ جات غیر مبائعین ۱۹۱۴ء تک" تو جمع کر دیئے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر کا کوئی حوالہ نہ دیا۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ربوی بھائیوں کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنا موقف مسئلہ نبوت کے متعلق کیا ہے؟ اول ان کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ چونکہ حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ یا بعض دیگر احباب لاہور کسی زمانہ میں آپ کے متعلق نبی کا لفظ استعمال کرتے رہے اس لئے انہیں نبی ماننا چاہیئے؟ حالانکہ ان احباب لاہور نے بھی نبی کا لفظ ہمیشہ انہی معنوں میں استعمال کیا، جن معنوں میں حضرت مسیح موعودؑ استعمال کرتے رہے، یعنے سمّیت نبیًّا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ (یعنی میرا نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا، حقیقت کے رنگ میں نہیں) (الاستفتاء ملحقہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴) یہ آخری زمانہ کی تحریر ہے اور اس سے پہلے سینکڑوں مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ نبی کا لفظ محدثیت کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے یہاں تک کہ ایک مباحثہ میں یہ بھی لکھ دیا کہ مسلمان بھائیوں کو میری تحریر میں نبی کا لفظ شاق گذرتا ہے تو اسے کٹا ہوا سمجھیں، حضرت مسیح موعودؑ کی ان واضح تحریرات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ مولینا محمد علی صاحبؒ یا جماعت لاہور کا کوئی اور فرد کسی زمانہ میں نبی کا لفظ کسی اور معنی میں استعمال کرتا رہا ہے کیا حقیقت رکھتا ہے، اگر انہوں نے کبھی سادگی سے بعض ایسے الفاظ لکھ بھی دیئے ہوں جن سے مولوی ابو العطاء صاحب کے نزدیک اصل نبوت کا مفہوم نکل سکتا ہو (حالانکہ یہ صحیح نہیں جس کی وضاحت محمد صالح نور صاحب نے مذکورہ بالا ٹریکٹ میں کر دی ہے) تو بھی خود مدعی کے بیانات کی روشنی میں ان کو قابل حجت نہیں سمجھا جا سکتا، قابل حجت صرف حضرت مسیح موعودؑ ہی کی تحریرات ہیں جنہوں نے شروع سے آخر تک اپنے متعلق لغوی نبی، ظلی و بروزی نبی، مجازی نبی کے الفاظ استعمال کر کے بتا دیا کہ یہ اصلی اور حقیقی نبوت نہیں، اور جماعت کو متنبہ کیا کہ

"اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے .... سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔"

اور اس کے ساتھ ہی مولوی ابو العطاء اور دیگر ربوائی اور قادیانی حضرات کو خاص طور پر متنبہ کیا ہے کہ:-

"جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے، جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور بھیجے گئے ہیں"۔ (مکتوبات ۱۸۹۹ء)

اب آپ خود سوچ لیجئے کہ مسیح موعود کے بیان کردہ مفہوم کے خلاف کون صحیح اعتقاد رکھتا ہے اور کون شیعوں کی طرح حد سے گذر کر آپ کو اصلی نبی بناتا ہے اور رات دن نبی نبی کہکر پکارتا ہے، مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر لاہوری احمدیوں کے سابقہ بیانات کو (جو فی الحقیقت مسیح موعودؑ کے مفہوم کے خلاف بالکل نہیں ہیں) پکڑ کر بیٹھ رہنا اور مسیح موعودؑ کے ارشادات کی پروا نہ کرنا کونسی عقلمندی اور کہاں کا انصاف ہے؟

مولوی ابو العطاء صاحب کی اس تقریر کے علاوہ مذکورہ کتابچہ میں "خلافت احمدیہ اور بیعت خلافت" کے عنوان سے بھی دو تین تقاریر درج کی گئی ہیں جن پر ہم آئندہ اشاعت میں تبصرہ کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

اخبار احمدیہ

جماعت پشاور کی تبلیغی سرگرمیاں

پشاور سے جناب محمد الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:-

"آپ کی دعا اور خدا کے فضل سے یہاں پر جماعت کا کام کچھ اچھا ہی ہو رہا ہے۔ حال ہی میں ہم نے ایک دار المطالعہ مسجد کے ہال کے سامنے کھولا ہے۔ مولینا عبد الباقی صاحب لائبریرین ہیں۔ وہ بہت ہی پارسا اور متقی بزرگ ہیں، خدا کا فضل ہے کہ وہ یہاں آ گئے ہیں۔ درس ہو رہا ہے۔ بعد نماز مغرب پہلے قرآن شریف مولانا غلام حسن صاحب کی تفسیر سے مولینا صاحب اور بیان القرآن سے خاکسار تفاسیر سناتے ہیں اور اس پر پھر بحث دلچسپ ہوتی ہے۔ حضرت صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام کا درس بھی دیتا ہوں اس کتاب میں معرفت کا دریا بہا دیا گیا ہے۔ اسی طرح ہم نے تعلیم یافتہ سنجیدہ طبقہ کو ٹریکٹ بھیجنے کا سلسلہ بذریعہ ڈاک شروع کر دیا ہے۔

نوجوانوں کی تنظیم میرے سپرد ہے۔ میں حتی الامکان کوشش کر رہا ہوں کہ ہمارا ہر بچہ اور نوجوان سلسلہ اور اسلام سے واقف ہو اور امتیازی خصوصیات کا حامل ہو۔ یہ سخت مشکل کام ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے حال ہی میں مولانا عبد الباقی صاحب نے نوجوانوں کے لئے مفید کتب رسالہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ احمدیت کیا ہے۔ اسلام کیا ہے۔ منگوائے اور نوجوانوں میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ ان کتب کے ذریعہ نوجوانوں کو باقاعدہ نصاب دیا گیا ہے۔ اور ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یاد کر کے آئیں۔ مندرجہ بالا کتب کے علاوہ نوجوانوں کو سیرت خیر البشرؐ کے پڑھنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔ اور باقاعدہ ماہ ستمبر میں ان کا امتحان لیا جائے گا"

....

جناب یعقوب محمد ایوب صاحب

ہمارے سرینام کے مہمان محترم یعقوب محمد ایوب صاحب راولپنڈی، فاروقیہ، کوہ مری کا دورہ کرنے اور حضرت امیر ایدہ اللہ سے ملاقات کے بعد سیالکوٹ تشریف لے گئے، جہاں انہوں نے جماعت میں تقریر فرمائی جو بہت پسند کی گئی۔ اس تقریر کا خلاصہ آئندہ درج ہو گا۔ ۳ر جولائی کو آپ لاہور تشریف لائے اور ۴ر کو قبل از دوپہر براستہ گنڈا سنگھ والا ہندوستان تشریف لے گئے جہاں دہلی، قادیان، آگرہ اور سرینگر وغیرہ مختلف مقامات کی سیر کرنے کے بعد واپس پاکستان تشریف لے آئیں گے۔

درخواست ہائے دعا

(۱) مسٹر الیاس احمد (فرزند رشید محمد شریف صاحب راولپنڈی) طالب علم انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور دماغی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں، اور درخواست کرتے ہیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ اور تمام احباب جماعت ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالےٰ انہیں شفاء بخشے، اور وہ اپنی پڑھائی مکمل کر سکیں۔

(۲) بنارس سے ام داؤد صاحبہ اپنی پریشانیوں اور تکالیف سے نجات کے لئے احباب سے دعا کی ملتجی ہیں۔ احباب ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

(۳) سی ایم۔ ایچ ہسپتال میں چوہدری سید احمد صاحب نمبردار بدوملہی کا ہرنیا کا اپریشن خدا کے فضل سے کامیاب ہوا ہے۔ نقاہت اور کمزوری حد درجہ کی ہے۔ احباب سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
(مسیح موعودؑ)

اخبار و افکار

بزرگوں کی اولاد کی پرستش

"سنڈے مشرق" مورخہ ۲۹ جون ۱۹۶۹ء میں ڈاکٹر عبدالسلام خورشید صاحب لکھتے ہیں :-

"مجھے ڈاکٹر سید عبداللہ سے پیار ہے، میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے انہیں علمی کاروبار میں مصروف پایا ہے، فکر و خیال کے نئے دروازے کھولتے دیکھا ہے اور لیلائے اُردو کے والہانہ عشق میں بڑے بڑے تفکرو سے اپنا سر پھوڑتے دیکھا ہے لیکن پچھلے دنوں اسلامیہ کالج برائے خواتین کی تقریب بسلسلہ مطالعہ تعلیمات اقبال میں ان کی تقریر کی رُوداد پڑھ کر حیران ہو گیا کہ مجھے اس میں پیری مریدی اور بُت پرستی کی بُو آئی موصوف نے مہمانِ خصوصی جاوید اقبال کے بارے میں کہا:-

"میرا دل چاہتا ہے کہ بطور فرزند اقبال ان کے ہاتھ چومتا رہوں اگر ہم ان سے اپنی قوم کے لئے اور کام نہ لیتے ہوتے تو میں ان کو اپنے گھر میں بٹھا کر لوگوں کو دعوت عام دیتا کہ آؤ اس ہستی کے فرزند کی زیارت کرو جس کے تخیّل نے پاکستان جیسی عظیم مملکت عطا کی اور اگر میرے بس میں ہوتا تو آج ان کا گھر نہ ہوتا بلکہ عجائب گھر ہوتا"

کاش سید عبداللہ اس کی جگہ یہ کہتے کہ :-

"اے لوگو! میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اقبال کی ذہنی اور فکری اولاد - بانگ درا، بال جبریل، ضرب کلیم، زبور عجم، پیام مشرق، اسرار خودی، رموز بے خودی، ارمغان حجاز اور خطبات مدراس کا مطالعہ کرو، اور سوچو کہ اقبال نے تم سے کیسی توقعات باندھ رکھی ہیں، ہم سب مل کر لادینی نظریات سے دُور رہتے ہوئے اسلام میں اپنی نجات کا سامان ڈھونڈیں، اور پاکستان میں ایک معاشرے کی تخلیق کریں جس میں اسلامی مساوات کا دَور دورہ ہو اور انسان انسان کو نہ لوٹ سکے۔"

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کا یہ مشورہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، فی الواقعہ آج ہمارے ملک میں اقبال کی تعریف و توصیف پرستش کی حد تک پہنچا دی گئی ہے یہاں تک کہ ڈاکٹر سید عبداللہ جیسا فرزانہ روزگار مفکر علامہ اقبال کی اولاد کو بھی پیر بنا کر رکھنا چاہتا ہے محض اس لئے کہ وہ علامہ کی اولاد ہے حالانکہ بقول ڈاکٹر عبدالسلام خورشید علامہ کی ذہنی اور فکری اولاد (یعنے ان کی کتب) ہی سے فیض حاصل کیا جا سکتا ہے نہ کہ جسمانی اولاد ــــ ڈاکٹر جاوید اقبال سے جن کے متعلق ڈاکٹر عبدالسلام خورشید فرماتے ہیں :-

"کہ جب علامہ نے وفات پائی تو اس وقت ان کی عمر بارہ سال سے زیادہ نہ تھی اس لئے ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ حضرت علامہ سے بالمشافہ ملاقات کے تاثرات بھی بیان کر سکیں گے"

یہی بات ہم اپنے قادیانی یا ربوی بھائیوں سے بھی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی اولاد ان کی ذہنی اور فکری بلکہ ایک حد تک الہامی تعلیمات ہیں آئیے ان سے فیض حاصل کیجئے، ازالہ اوہام، توضیح مرام، آئینہ کمالات اسلام، تریاق القلوب، خطبہ الہامیہ، منن الرحمن، حقیقت الوحی وغیرہ کتب کا مطالعہ کیجئے۔ جن سے آپ کے اصل مقام اور حقیقی معتقدات کا پتہ چل سکتا ہے۔

میاں محمود احمد صاحب جن کی عمر آپ کی وفات کے وقت انیس بیس سال سے زیادہ نہ تھی آپ سے بالمشافہ ملاقات کے تاثرات نہ بتا سکتے تھے نہ انہوں نے بتائے اور موجودہ خلیفہ تو ابھی گہوارہ طفولیت میں تھا، ان سے تمہیں کیا معلوم ہوگا کہ مسیح موعودؑ کیا تھے اور ان کا مقام کیا تھا، اس کا حال حضرت مولینا محمد علیؒ سے معلوم کیجئے جنہوں نے ان کی دن رات صحبت گزیدی سے علوم و معارف کے دریا بہا دیئے اور تحریک احمدیت، مسیح موعود، النبوۃ فی الاسلام جیسی کتابیں اور سینکڑوں پمفلٹ اور اشتہار لکھ کر دنیا پر واضح کیا کہ مسیح موعود کا اصل مقام مجددیت تھا نہ کہ نبوت، اور غیر از جماعت مسلمانوں کے متعلق کبھی اشارۃً بھی نہیں فرمایا کہ آپ کے نہ ماننے کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے - بلکہ صاف لکھا ہے کہ :-

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے نہ ماننے کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

افسوس ہے کہ ان حقائق کو چھوڑ کر جس طرح ڈاکٹر سید عبداللہ جیسے لوگ علامہ اقبال کی ذہنی اور فکری تخلیقات کے ہوتے ہوئے ان کی اولاد کو پیر بنا کر رکھنا چاہتے ہیں ایسے ہی ہمارے ربوائی بھائیوں نے مسیح موعودؑ کی تخلیقات سے قطع نظر کرتے ہوئے ان کی اولاد کے پیچھے لگ کر گمراہی کا رستہ اختیار کر رکھا ہے - انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مغربی دنیا کیلئے احمدیہ اسلامک کونسل کا قیام
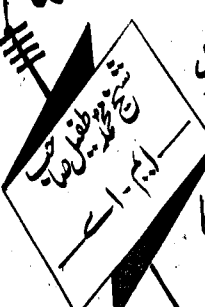
ہسپانوی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کا آغاز - لیکچروں اور پبلک جلسوں کا وسیع پروگرام - ٹرنی ڈاڈ کی تبلیغی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ -

شیخ محمد طفیل صاحب ایم - اے

احمدیہ کنونشن کے انعقاد کے بعد سرینام، گیانا اور ٹرنی ڈاڈ کی طرف سے مغربی دنیا کے لئے احمدیہ اسلامک کونسل کا قیام عمل میں آیا جس کے پہلے صدر مسٹر عزیز احمد صاحب مقرر ہوئے ہیں اور سیکرٹری مس زینب یوسف - اس کونسل نے اور امور کے علاوہ اپنی خصوصی توجہ قرآن مجید کے ہسپانوی ترجمہ اور تفسیر کی طرف مبذول کی ہے حال ہی میں سرینام کی جماعت نے ڈچ قرآن کے ترجمہ اور تفسیر کو از سر نو شائع کیا ہے - اب احمدیہ کونسل کے ساتھ مل کر سرینام اور گیانا کی جماعتیں ہسپانوی ترجمہ کی تکمیل کریں گی، اور عنقریب اس ترجمہ کا ابتدائی حصہ بڑی آب و تاب سے شائع ہوگا۔ اگر خدا کا فضل شامل حال رہا تو پرتگالی اور فرانسیسی زبان میں بھی تراجم کے ارادے ہیں۔

چھ ماہ میں تیس ۳۰ پبلک جلسے

گزشتہ چھ ماہ میں ٹرنی ڈاڈ میں تیس ۳۰ سے زیادہ پبلک جلسے ہماری جماعت کی طرف سے منعقد ہوئے ہیں۔ اگر ان کی الگ الگ روئداد لکھی جائے تو کم از کم اخبار کے تیس صفحات بھر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے وقت کہاں جب اور جلسوں کا پروگرام سر پر ہے طلاسوں کا کام شادی بیاہ قرآن خوانی کی محفلوں کا ذکر اس کے علاوہ ہے۔

لندن میں تقریر

ابھی خاکسار کے انگلستان روانہ ہونے کی خبر وہاں کے حلقوں تک مشکل سے پہنچی ہوگی کہ وہاں سے تقریروں کی فرمائشیں آنا شروع ہو گئیں ہیں نیز کانگریس آف فیتھس نے ۱۶ ستمبر کو اپنے لندن کے مرکز میں میری تقریر کا ابھی سے اعلان کر دیا ہے۔

احمدیہ اسلامک سنٹر لنڈن

انگلستان میں پہنچتے ہی پہلا کام احمدیہ اسلامک سنٹر کے قیام کا ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ہی وسیع پیمانے پر اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوگا - احباب جماعت کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔

مودودی متضادیات

جماعت اسلامی جو آج پاکستان کی زمام اپنے ہاتھوں میں لینے کے لئے سر پیر مار رہی ہے - جب پاکستان نہیں بنا تھا - اور مطالبہ پاکستان زوروں پر تھا - اس وقت اس کے سربراہ مودودی صاحب یہ فرماتے رہے کہ "جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی ان کا گمان غلط ہے - در اصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔"

(ترجمان القرآن - محرم ۱۳۶۰ھ صفحہ ۲۹)

آج مودودی صاحب "مسلمانوں کی (اس) کافرانہ حکومت" کی سربراہی کے خواب دیکھ رہے ہیں - اور سیاست کی بساط پھیلا رکھی ہے - ایک وقت تھا کہ مودودی صاحب نے سیاست کو شجر ممنوعہ قرار دے کر ملک کے انتخابات میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کر رکھا تھا، اور ان کا فتویٰ تھا کہ کسی منصب کے لئے بطور اُمیدوار کھڑے ہونا شریعت کی رو سے جائز نہیں - اس موقعہ پر جب اُن سے کہا گیا کہ حضرت علی رضی جیسے بزرگ بھی بطور امیدوار خلافت کھڑے ہوئے - تو اس کے جواب میں مودودی صاحب نے فرمایا:-

(باقی برصفحہ ۶ کالم ۲)

پاکستان کا مطلب کیا؟

لا إله الا الله

قسط نمبر (۲)

از قلم چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

یہ مضمون اور اس کی سابقہ قسط چیمہ صاحب کی ایک تقریر کا متن ہے جو انہوں نے دسمبر ۱۹۶۸ء کے جلسہ سالانہ کے لیے لکھی تھی، لیکن جلسہ سالانہ ملتوی ہو جانے کے باعث پڑھی نہ جا سکی۔

پاکستان کی تشکیل

نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ محض اس نعرۂ حق کی برکت سے جو خلوص نیت سے عوام کی زبان پر آ گیا تھا اور جس کی حقیقت کو قائدِ اعظمؒ نے بارہا اپنی پبلک تقریروں میں واضح الفاظ میں بیان کر دیا تھا۔ پاکستان کا عظیم الشان ملک معرضِ وجود میں آ گیا۔ جس وقت یہ سلطنت بن گئی تو وہاں ہر کلمہ گو مسلمان تھا اور اس خطہ میں پہلی دفعہ نہ کوئی افغان رہا نہ کوئی پنجابی نہ کوئی سندھی، نہ کوئی بلوچی نہ بنگالی، نہ مشرقی نہ مغربی۔ سب مسلمان تھے، کلمہ گو تھے۔ اہلِ قبلہ تھے۔ ایک خدا کو ماننے والے تھے۔ ایک کتاب پر ایمان لانے والے تھے اور ایک نبی کی اُمت تھے۔ ایک ہی سیاسی جماعت سے منسلک تھے اور ایک ہی قائد کے زیر ہدایت جادۂ ترقی پر گامزن تھے۔ یہاں تک کہ خود میاں محمود احمد کا غضب بھی فرو ہو گیا اور انہوں نے اکتوبر ۱۹۴۸ء میں ایک پمفلٹ بعنوان "احمدیت کا پیغام" لکھا جسے پڑھ کر انسان حیرت میں کھو جاتا ہے کہ کیا یہ وہی میاں محمود احمد صاحب ہیں جن کا قلم ہر اس غیر احمدی کو بھی جس نے حضرت صاحبؑ کا نام کبھی نہیں سُنا یا جس نے نام سُنا بھی ان کی تعلیمات کو بھی پرکھا اور انہیں سچا بھی مانا مگر بیعت میں شامل نہیں ہوا اسلام سے خارج کر رہا تھا ۱۹۴۸ء میں وہی قلم لا إله الا الله کی عظمت بیان کرتے ہوئے یوں چلنے لگا۔

"حق یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کا کلمہ نہیں تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ سارے نبیوں میں سے صرف آپؐ کو کلمہ ملا ہے۔ اور کسی نبی کو کلمہ نہیں ملا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ میں اقرارِ رسالت کو اقرارِ توحید کے ساتھ ملا دیا گیا ہے اور اقرارِ توحید ایک دائمی صداقت ہے، وہ کبھی مٹ نہیں سکتی۔ **چونکہ پہلے نبیوں کی نبوت** کے زمانے کسی نہ کسی وقت ختم ہو جاتا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان میں سے کسی نبی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر بیان نہیں کیا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نے چونکہ قیامت تک چلے جانا تھا اور آپ کا زمانہ کبھی ختم نہیں ہونا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت اور آپ کے نام کو کلمۂ توحید کے ساتھ ملا کر بیان کیا تا دنیا کو یہ بتا دے کہ جس طرح لا إله الا الله کبھی نہیں مٹے گا اسی طرح محمد رسول اللہ بھی کبھی نہیں مٹے گا۔"

(احمدیت کا پیغام صفحہ مطبوعہ ۱۹۶۶)

آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ میاں محمود احمد صاحب پہلے نبیوں کا ذکر کر رہے ہیں اور ان کے زمانہ کے خاتمہ کا اعلان کر رہے ہیں اور محمد رسول اللہ صلعم کے زمانے کو قیامت تک ممتد قرار دے رہے ہیں اور کسی نئے نبی کا ذکر نہیں کر رہے۔ اور اسی پمفلٹ کے صفحہ ۲ پر یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"احمدیت صرف اسلام کا نام ہے۔ احمدیت اسی کلمہ پر ایمان رکھتی ہے جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا یعنی لا إله الا الله محمد رسول الله۔ احمدیوں کے نزدیک اس مادی جہان کو پیدا کرنے والا ایک خدا ہے جو واحدہٗ لاشریک ہے جس کی قوتوں اور طاقتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ جو ربّ ہے۔ رحمان ہے۔ رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ اس کے اندر وہ تمام صفات پائی جاتی ہیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ اور وہ ان تمام باتوں سے منزہ ہے جن باتوں سے قرآن کریم نے اسے منزہ قرار دیا ہے۔ اور احمدیوں کے نزدیک محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب قریشی، مکی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور سب سے آخری شریعت آپؐ پر نازل ہوئی۔ آپؐ عجمی اور عربی، گورے اور کالے تمام اقوام اور تمام نسلوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ **آپؐ کا زمانۂ نبوت ادعائے نبوت سے لے کر اس وقت تک ممتد ہے جب تک کہ دُنیا کے پردہ پر کوئی متنفس زندہ ہے** آپؐ کی تعلیم ہر انسان کے لئے واجب العمل ہے۔ اور کوئی انسان ایسا نہیں جس پر حجت تمام ہو گئی ہو اور وہ خدائی عذاب کا مستحق نہ ہو۔ ہر ایک شخص جس تک آپؐ کا نام پہنچا اور جس کے سامنے آپؐ کی صداقت کے دلائل بیان کئے گئے وہ مکلّف ہے۔ آپؐ پر ایمان لانے کے لئے۔ اور بغیر آپؐ پر ایمان لائے وہ نجات کا حقدار نہیں اور سچی پاکیزگی محض آپؐ ہی کے نقشِ قدم پر چل کر حاصل ہو سکتی ہے"۔

حضرات! اگر میں آپ کو پہلے سے یہ نہ بتا دیتا کہ مذکورہ بالا الفاظ میاں محمود احمد صاحب کے نوکِ قلم سے نکلے ہیں تو یقیناً آپ یہ گمان کرتے کہ غالباً ان الفاظ کے مصنف حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور ہیں۔ یہ تھا اعجاز حضرت مولانا کی محنت اور درد سے لکھی ہوئی تحریروں کا اور اس نعرۂ ہمہ گیر کا یعنی "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا إله الا الله" کہ آخر میاں محمود احمد صاحب بھی موم ہو گئے۔ آگے چل کر اسی پمفلٹ میں مرزا محمود احمد صاحب مسلمانوں کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں جس طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو مخاطب کرتا ہے۔ اور احمدیوں کو **دوسرے مسلمانوں کی طرح مسلمان** ثابت کرنے کے لئے حسب ذیل الفاظ سپرد قلم کرتے ہیں:۔

"اب میں ان لوگوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے احمدیت کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہے اور جو جانتے ہیں کہ احمدی خدا تعالیٰ کی توحید پر یقین رکھتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی مانتے ہیں۔ حدیث کو بھی مانتے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ حج بھی کرتے ہیں۔ زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ حشر و نشر اور جزا و سزا پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن وہ حیران ہیں کہ جب **احمدی دوسرے مسلمانوں کی طرح مسلمان ہیں تو** پھر اس نئے فرقہ کو قائم کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ ان کے نزدیک احمدیوں کا عقیدہ اور احمدیوں کا عمل قابلِ اعتراض نہیں لیکن ان کے نزدیک ایک نئی جماعت بنانا قابلِ اعتراض امر ہے۔ کیونکہ جب فرق کوئی نہیں تو افتراق کرنے کی وجہ کیا ہوئی اور جب اختلاف نہیں تو دوسری مسجد بنانے کا مقصد کیا ہوا؟"

اس کے بعد وہ ملّت اسلامیہ کے اندر ایک نئی جماعت کی تشکیل کے جواز کو بیان کرتے ہیں۔ مگر اپنی جماعت کو دوسرے مسلمانوں ہی کا ایک جزو ثابت کرتے ہیں۔

. . . .

تحریکِ آزادی کے مخالفوں کا ورود

کچھ عرصہ لوگ آزادی کی نعمت سے مالا مال ہونے کے شکریہ میں راست گو، راست رَو اور راست باز رہے۔ اسی عرصہ میں تخلیقِ پاکستان کے مخالف عناصر پاکستان میں داخل ہونے لگے۔ اور مذہب کے وہ پیشوا جو اکھنڈ ہندوستان کے حامی تھے ان میں سے بھی بعض پاکستان میں آکر پناہ گزین ہو گئے۔ اور وہ "مفکّرِ عالم اسلامی" جو مسلمانوں کی کافرانہ حکومت کے تخیل سے لوگوں کو ہراساں کر رہا تھا اسی حکومت کے سایۂ عاطفت میں آ گیا اور وہ نیم سیاسی اور نیم مذہبی تنظیمیں جن کی بنیاد ہی تفریق بین المسلمین پر رکھی گئی تھی، دوبارہ پاکستان میں منظم ہونے لگیں اور ان سب نے یہاں آ کر مذہبی محاذ پر شورش برپا کرنی شروع کر دی۔ ختمِ نبوت کے مسئلہ کو جس کا اقتضاء یہ تھا کہ تمام نوعِ انسان کو مجتمع کیا جائے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا بہانہ بنا لیا گیا۔ اور کلمہ طیّبہ جس کی برکت سے ایک آزاد خطۂ زمین میسّر ہوا تھا۔ اسی کی بے وقری کو اپنے پروگرام کا ایک لازمی حصّہ بنا لیا گیا لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ کلمہ طیّبہ کا قائل بلکہ قرآن شریف کو ماننے والا اسلام کی تمام عبادات اور تمام معاملات کو قرآن ہی کی ہدایات کے ماتحت عمل میں لانے والا ضروری نہیں کہ دائرہ اسلام ہی میں رہنے دیا جائے۔ ان کے منشاء کے مطابق اگر کوئی شخص قرآن کی کسی آیت کی تاویل نہیں کرتا تو جائز ہے کہ اسے کافر قرار دیا جائے۔ پہلی جماعت جسے اسلام سے اخراج کے لئے منتخب کیا گیا وہ احمدیوں کی جماعت تھی۔ جو تعداد میں بھی قلیل تھی اور وسائل اور ذرائع کے لحاظ سے بھی محدود۔ ربوی احمدیوں کو اس لئے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا کہ وہ اجرائے نبوت کے قائل تھے گو اسے ظلّی اور بروزی حیثیت دیتے تھے۔ اور شریعت اسلامی ہی کے معتقد تھے۔ دوسرا الزام ان کے خلاف یہ تھا کہ وہ خود کلمہ گوؤں کی تکفیر کے قائل ہیں۔ ربوی احمدی خود کو مسلمان کہتے تھے۔ اسلام کی بتلائی ہوئی نمازیں پڑھتے تھے۔ تمام ارکانِ اسلام کے ماننے والے تھے۔ قرآن شریف کو خاتم الکتب سمجھتے تھے۔ ان کی مسجدوں کے میناروں سے جو اذانیں دی جاتی تھیں وہ بالکل وہی تھیں جو عام مسلمانوں کی تھیں۔ ان کو کافر کہنے والے خود نبوت کی تاویلیں کرتے تھے اور ایک خود مختار باہ راست مبعوث شدہ صاحب کتاب نبی کو زندہ آسمان پر بیٹھا ہوا تسلیم کرتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ نبی کریم صلعم کی اُمت کی اصلاح

کے لئے وہ زندہ نبی آسمان سے نازل ہوگا اور اس قوم یثرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو راہ راست پر لائے گا۔ لاہوری احمدی ختم نبوت کے صحیح معنوں میں معتقد تھے۔ ان کے ہاں یہ اعتقاد تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ کوئی پرانا۔ کفر سازان ملت نے لاہوری احمدیوں کو بھی ربوہ کے ساتھ ہی تکفیر کی زد میں لاکر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ اور چشم فلک کے دیکھنے کے لئے اس خطۂ ارض پر صورت یہ پیدا ہوگئی کہ ربوی احمدی اس لئے کافر ہیں کہ وہ اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ لاہوری اس لئے کافر ہیں کہ وہ ختم نبوت کے قائل ہیں۔ دیوبندی اس لئے کافر ہیں کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں لاہوری اس لئے کافر ہیں کہ وہ کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتے۔

کلمہ گوؤں کو دائرہ اسلام سے

خارج کرنے کا شوق جنون کے درجے تک پہنچ گیا اور اس نے ایک عوامی تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ اس مشغلۂ تکفیر بازی کے لئے جلسے کئے جانے لگے۔ جلوس نکلنے لگے۔ نعرہ بازی شروع ہوگئی۔ لوگ بالآخر لوٹ کھسوٹ اور سلب ونہب پر اتر آئے۔ تو حکومت کا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ نہ کسی کی جان محفوظ رہی نہ مال آخر حکومت کو اس تحریک کو کچلنا پڑا اور وہ بالآخر کچلی گئی۔

حکومت کی طرف سے ایک بہت بلند پایہ کمیشن جو دو سینئر ججوں پر مشتمل تھا جن میں سے ایک چیف جسٹس تھا ان اسباب کو معلوم کرنے کے لئے مقرر کیا گیا جو اس تحریک کو وجود میں لائے۔ کفر سازان ملت جس میں ربوی علماء بھی شامل تھے، عدالت کے سامنے پیش ہوتے اور وہاں ان سب کی ایسی قلعی کھلی کہ کمیشن کی رپورٹ جب شائع ہوئی تو بہی خواہان ملت کے سر شرم سے جھک گئے۔ اور فاضل ججان نے اپنی رپورٹ میں تفرقہ بازوں کے ہر گروہ کی ایسی تصویر کھینچ دی کہ وہ آئندہ نسلوں کے لئے عبرت کا سامان بن گئی۔ ہاں۔ ایک فائدہ ضرور ہوا کہ میاں بشیر الدین محمود احمد نے کمیشن کے سامنے ایسے نظریات پیش کر دیئے جو قریب قریب وہی تھے جن کا اعلان لاہوری احمدی گذشتہ چالیس سالوں سے کر رہے تھے۔ مرزا صاحب کی نبوت کا انکار کفر نہ رہا۔ ان کو ماننا ایمانیات سے خارج ہوگیا۔ یہاں تک کہ خود حضرت مرزا صاحب کے ایک فتوے کا ذکر عدالت میں اس طرح کیا گیا کہ گویا اب قادیانی احمدی غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ بھی پڑھنے کے امکان پر غور کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ حضرت صاحب کا اسی نوع کا فتوے اور تحریریں ۱۹۱۲ء سے ان کے زیر غور رہیں۔ دنیا یہ سن کر حیران و ششدر رہ گئی کہ ایک طرف تو ایک انسان کو نبوت کے مقام پر سرفراز مانا جاتا ہے۔ دوسری طرف اس کے فتوے کے تقدس کا یہ حال ہے کہ تقریباً چالیس سال گذرنے کے بعد بلکہ آج کے دن سے پچاس سال کی مدت کے انقضا کے بعد بھی درخور اعتنا نہیں سمجھا جا رہا۔ میاں محمود احمد صاحب کی یہ پوزیشن خواہ کتنی مضحکہ خیز ہو کم از کم وہ کلمہ گو کی سا

[illegible]

بھارت کا حملہ

کچھ عرصہ لوگ تکفیر بازی کے شغل سے باز آگئے اور یہ فتنہ بڑی حد تک رک گیا اسی عرصہ میں ۱۹۵۸ء کا انقلاب آگیا اور لوگوں کی توجہ دیگر مہمات ملکی کی طرف مبذول ہوگئی۔ ۱۹۶۵ء میں اللہ تعالے نے پھر ملک پر ایک اور ابتلاء وارد کر دیا۔ ہندوستان نے بغیر اعلان جنگ کئے پاکستان پر حملہ کر دیا اچانک کلمہ طیبہ کا احترام از سر نو دلوں میں پیدا ہوگیا اور کلمہ طیبہ نے جس طرح پاکستان کی تخلیق کی تھی اسی طرح اس کے استحکام کے لئے کام آنے لگا۔ ہر فرقہ، ہر گروہ، ہر جماعت، ہر ادارہ، ہر مکتب فکر، ہر مدرسۂ خیال کے لوگ آپس میں اس طرح متحد اور متفق ہوگئے کہ بنیانٌ مرصوص کا نظارہ نظر آنے لگا۔ اب نہ کوئی شیعہ ہے نہ کوئی سنی۔ نہ کوئی مقلد ہے نہ غیر مقلد۔ نہ احمدی نہ غیر احمدی۔ نہ کوئی پٹھان ہے نہ پنجابی۔ نہ سندھی ہے نہ بلوچی۔ بلکہ پاکستان کے دونوں بازو یعنی مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان یک جان ہوگئے۔ اور اقوام عالم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ واقعی پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ۔ اس کلمہ طیبہ نے ایک دفعہ مسلمانوں کی ساکھ بحال کی اور اقوام عالم میں اس کا درجہ بلند ہوگیا۔ ہندوستانی فوج شکست کھا گئی اور مسلمان مظفر و منصور ہو کر راحت و سرور کی زندگی بسر کرنے لگ گئے۔

(باقی ۔۔ باقی)

آہ! خواجہ عبدالغنی صاحب مرحوم ومغفور

گذشتہ اشاعت میں مرزا معصوم بیگ صاحب اور خواجہ عبدالغنی صاحب کی وفات کا ذکر مختصراً کیا گیا تھا مرزا معصوم بیگ صاحب کے مفصل حالات مکرم ممتاز احمد فاروقی صاحب کے قلم سے اس اشاعت میں دوسری جگہ درج ہیں۔

خواجہ عبدالغنی صاحب سے جماعت کے اکثر احباب واقف ہیں آپ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے برادر خورد اور تبلیغی کاموں میں آپ کے دست راست تھے۔ ایک عرصہ تک ووکنگ مسلم مشن کے دفتر میں آپ کام کرتے رہے، اور جماعتی سرگرمیوں میں پورے انہماک سے حصہ لیتے رہے، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ بھی ایک مدت احمدیہ بلڈنگس میں قیام رہا لیکن ریٹائر ہونے کے بعد اپنا رہائشی مکان فروخت کر کے کراچی چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی، خدا مغفرت کرے بہت نیک، ملنسار اور سلسلہ احمدیہ کے ساتھ دلی محبت اور لگاؤ رکھنے والے بزرگ تھے، آخری ایام میں فالج کا شکار ہوگئے اور اسی مرض سے وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور خادم دین بنائے۔ گذشتہ جمعہ مورخہ ۴ جولائی کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں دونوں بزرگوں کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا، بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

آہ! مرزا معصوم بیگ مرحوم ومغفور!

مجھے نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ یہ خبر آپ تک پہنچانی ہے کہ کل بروز جمعہ۔ مورخہ ۲۷ جون ۱۹۶۹ء کو صبح پونے نو بجے کے قریب مجاہد اسلام و واقف زندگی مرزا معصوم بیگ کا ان کے اپنے مکان نمبر 185-J محلہ لیاقت آباد۔ راولپنڈی۔ میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کو جمعہ کی شام کو نیا قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ راولپنڈی کے سب احباب شامل جنازہ ہوئے نماز جنازہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے پڑھائی۔ جو ایبٹ آباد سے وفات کی خبر سن کر آئے تھے۔

مرزا صاحب موصوف کی عمر ۷۳ یا ۷۴ سال کی تھی ان کی اصل رہائش ریاست چنبہ کی تھی اور علاوہ دنیاوی کاموں کے مذہبی امور میں بھی شروع سے ہی دلچسپی لیتے تھے۔ اور ریاست چنبہ کی جماعت احمدیہ کے سرگرم اور ممتاز رکن تھے۔ عیسائیت کے خلاف تو احمدیوں کا مشن ایک خصوصی رنگ رکھتا ہے۔ مگر مرزا صاحب موصوف نے ریاست کے آریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے زبان سنسکرت بھی سیکھنی شروع کی تھی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب کبھی وہ چنبہ سے پیدل کئی میل کا پہاڑی سفر کر کے بکروٹہ۔ ڈلہوزی میں حضرت مولانا محمد علی صاحب (مرحوم) امیر جماعت احمدیہ سے ملاقات کی غرض سے آتے تھے تو مولانا مرحوم ان کی بہت آؤ بھگت کرتے تھے اور زبان سنسکرت سیکھنے کے کام کو بہت سراہتے تھے۔ مرزا صاحب موصوف نے ریاست چنبہ میں عیسائیوں۔ آریوں۔ اور غیر احمدی مخالفین کے ساتھ بہت سے مناظرے کئے اور ان کو نیچا دکھایا۔ پاکستان بننے کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ پاکستان میں ہجرت کر آئے تھے۔ اور راولپنڈی کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ یہیں ان کے متعدد فرزندان اور دختران نے پرورش پائی۔ لڑکے برسر روزگار ہوئے اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں۔ اس وقت ان کے فرزند محمود مرزا ان کے ہمراہ رہتے تھے اور صاحبزادیاں بھی ساتھ تھیں۔ خدا کے فضل سے سب اولاد نیک اور سعادت مند ہے۔

مرزا صاحب موصوف جماعت احمدیہ لاہور کے ہفتہ وار انگریزی اخبار لائٹ کے کچھ عرصہ ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے انہوں نے متعدد کتابوں اور ٹریکٹوں کا انگریزی ترجمہ بھی کیا۔ خود بھی عیسائیت کے خلاف متعدد نہایت عالمانہ ٹریکٹ اردو اور انگریزی میں لکھے ہیں۔ کچھ مدت سے صحت خراب رہنے لگی تھی۔ جگر اور قلب کے عارضے لاحق تھے جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوئے۔

اللہ تعالےٰ اس مجاہد اسلام کی خدمات کو قبول کرے اور ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

احباب سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

والسلام

خاکسار۔ ممتاز احمد فاروقی۔ راولپنڈی

مودودی متضادیات

(بسلسلہ صفحہ ۴)

"صحابہ کرام رض یا بزرگان سلف میں کسی کا عمل ایک طرف ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے صاف صاف ارشادات دوسری طرف، تو ہمارے لئے یہ کسی طرح جائز نہیں کہ خدا اور رسول کے فرمان کو چھوڑ کر کسی بزرگ کے عمل کو اپنے لئے قانون زندگی قرار دیں جس کا جو عمل بھی فرمان خدا اور رسول سے مختلف ہو، وہ ایک لغزش ہے نہ کہ حجت"

اس ارشاد کی روشنی میں مودودی صاحب فرمائیں کہ ان کا "سیاسی اور انتخابی جھگڑا جائز ہے یا لغزش" ہمارا قیاس ہے کہ مودودی صاحب اس کو عین حجت قرار دیں گے۔ کیونکہ ان کی کوئی سوچ نہ ناجائز ہو سکتی ہے نہ کوئی عمل لغزش کہلا سکتا ہے

(۲) پھر جب مودودی صاحب اس "مسلمانوں کی کافرانہ حکومت" کے سربراہ بن جائیں گے تو وہ "اسلامی نظام" برپا کرتے ہوئے نوٹس دیں گے کہ:۔

"جو لوگ اسلام سے اعتقاداً یا عملاً منحرف ہو چکے ہیں اور منحرف ہی رہنا چاہتے ہیں وہ تاریخ اعلان سے ایک سال کے اندر اندر اپنے غیر مسلم ہونے کا باقاعدہ اظہار کر کے ہمارے نظام اجتماعی سے باہر نکل جائیں ـــــ پھر جو کوئی دائرہ اسلام سے باہر قدم رکھے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔"

(مرتد کی سزا ص۸۰)

گویا مودودی صاحب گدی پر براجمان ہوتے ہی وہ کام کریں گے جس کے کرنے کا حکم نہ خدا نے دیا ہے نہ اس کے رسول نے بلکہ خود اپنے اس قول کے بھی خلاف عمل کریں گے جو یوں ہے:۔

"جب کوئی انسانی گروہ زبردستی اپنا فکری استبداد دوسروں پر مسلط کرے ـــ اور اصلاح و تغیر کی جائز اور معقول کوشش کا مقابلہ دلائل سے کرنے کے بجائے حیوانی طاقت سے کرنے لگے تو وہ قتل کی نسبت زیادہ سخت برائی کا ارتکاب کرتا ہے اور ایسے گروہ کو زور شمشیر سے ہٹا دینا بالکل جائز ہے۔" (تفہیم القرآن ص۱۵۰)

معلوم نہیں ان دونوں ارشادات میں سے کس پر عمل فرما کر وہ کس حیثیت کا ثبوت دیں گے۔

ایک شدھی جو ہوتے ہوتے رہ گئی

قومی آواز (لکھنؤ) کے اسٹاف رپورٹر کے قلم سے۔

۲۱ مئی۔ وزیر اعلیٰ گپتا جی سے جب ایک نمائندہ نے سوال کیا کہ آیا مہاراجہ لکھنؤ میں ہوگی یا لکھن پوری میں؟ تو پہلے تو وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ اور انہوں نے کہا میں مطلب نہیں سمجھا۔ انکو بتایا گیا کہ لکھنؤ کا رپورٹر نے تجویز کیا ہے کہ لکھنؤ کا نام بدل کر لکھن پوری کر دیا جائے۔ اس پر شری گپتا نے کہا میں ایسی لغو بیکار تجویزوں کے موافق نہیں ہوں۔ ان ناموں کو جو مشہور ہو چکے ہیں بدلنا اور بلاوجہ لوگوں کو زحمت میں مبتلا کرنا

تحریک اشاعت و تبلیغ اسلام

اور

جماعت احمدیہ لاہور کی تنظیم

تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بر موقعہ جلسہ جماعت احمدیہ بدوملہی

جماعت احمدیہ بدوملہی کے ایک اجلاس کی روئداد قبل ازیں ایک سابقہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ دوسرا اجلاس ۹ ½ بجے بعد نماز عشاء جامع احمدیہ بدوملہی میں منعقد ہوا۔ جس میں سلسلہ کی خواتین و حضرات نے شرکت فرمائی۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آنریری جنرل سیکرٹری جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ حبیب احمد صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ عزیز محمد اشرف نے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" پڑھا۔ چوہدری ممتاز احمد صاحب نے ملفوظات امام زمانؑ پڑھ کر سنائے جس کے بعد مولینا احمد یار صاحب نے دوسری تقریر فرمائی جس میں آپ نے جزائر فیجی کے حالات، مختلف مذاہب کی سرگرمیوں، وہاں کے مسلمانوں کے کوائف، اشاعت اسلام کے روشن امکانات اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دینی خدمات کا تفصیلی ذکر فرمایا جس کی رپورٹ گذشتہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام کی جا چکی ہے۔

مولوی صاحب کے بعد محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے ایک بسیط اور دلنشیں تقریر فرمائی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس دن کے ہر دو اجلاس کے انتظام و اہتمام کے سلسلہ میں احباب جماعت احمدیہ بدوملہی خصوصاً صدر چوہدری عبدالحق صاحب و سیکرٹری شیخ اللہ بخش صاحب۔ چوہدری حبیب اللہ صاحب۔ چوہدری غفور احمد صاحب۔ چوہدری قدوس اختر صاحب۔ چوہدری محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر و اساتذہ مسلم ہائی سکول بدوملہی اور محترمہ و مکرمہ غلام زہرہ صاحبہ کی خدمات قابل قدر رہیں۔ محترمہ موصوفہ نے مہمانوں کے طعام و قیام کے معاملہ میں خصوصی توجہ دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا کرے۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر کا متن حسب ذیل ہے:—

(سٹاف رپورٹر)

خواتین و حضرات! آپ نے محترم مولینا احمد یار صاحب کی زبانی جزائر فیجی میں تبلیغ و اشاعت اسلام اور مذاہب غیر سے مباحثہ و مناظرہ کے حالات کو سنا۔ میں نے ان کی تقریر سے دو باتیں اخذ کی ہیں۔

ایک تو یہ کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے میدان میں جماعت احمدیہ لاہور کے سوا اور کوئی دوسری جماعت کامیاب و کامران نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ بات ہے جو میں اپنی تعریف اپنے منہ کے طور پر بیان نہیں کر رہا بلکہ ایک غیر از جماعت اور غیر از اسلام انگریز محقق و مؤرخ مسٹر فری لینڈ ایبٹ کے تجربہ و مشاہدہ کی ترجمانی کر رہا ہوں جو اس نے اپنی ایک تازہ تصنیف بنام "اسلام اور پاکستان" میں بیان کیا ہے:—

"جماعت احمدیہ نے جس قدر دلائل دیگر ادیان کے ابطال میں پیش کئے ہیں زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ کے شدید ترین مخالفوں نے بھی انہیں بہ تمام و کمال قبول کر لیا ہے ...

..... اپنے تبلیغی جوش اور عیسائیت کے برخلاف پے در پے وکثیر الاشاعت حملوں سے اس جماعت نے مسلمان اکثریت کے دلوں میں مضبوط ایمان پیدا کر دیا ہے ..

.... تاہم اس تحریک نے مسلمانوں کے دلوں میں یہ ایمان و یقین پیدا کر دیا ہے کہ مغرب کی موجودہ ترقی و قوت کا سرچشمہ عیسائیت ہرگز نہیں اور دنیا میں سچا دین صرف اسلام ہی ہے۔ اور یہی اس احمدیہ تحریک کی بنیادی خصوصیت ہے مگر یہ امر کس قدر تعجب انگیز ہے کہ جس تحریک کی ہر دو شاخوں نے دوسرے مذاہب کے مقابل دین اسلام کی حقانیت و توضیح میں سب سے زیادہ کام کیا ہے اسی جماعت کے برخلاف پاک و ہند کے مسلمان صف آراء ہیں۔"

تو حضرات! یہ ہے اعتراف صداقت اس دشمن اسلام کا جس نے بڑی تحقیق و تجربہ اور مشاہدہ و مطالعہ سے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ یہ اس کا حسن ظن نہیں بلکہ اس کی مصدق جماعت احمدیہ لاہور کی پچاس پچپن سالہ تبلیغ و اشاعت اسلام اور اس کے علمی و قلمی مجاہدہ اور اس راہ میں مالی ایثار و قربانی کی بے نظیر تاریخ ہے۔ دنیا میں چودہ سو سال کے بعد اگر کسی جماعت نے اسلام کی حقانیت و صداقت کے بارے میں سچا اور زندہ ایمان پیدا کیا ہے تو صرف اور صرف وہ جماعت احمدیہ لاہور ہی ہے۔ یہ اس لئے کہ اس جماعت کے اعتقادات راست اور درست ہیں، کتاب و سنت کے عین مطابق ہیں۔ ان میں کسی قسم کی افراط و تفریط نہیں ہے۔ نہ کسی قسم کا غلو اور اختراع ہے۔ جماعت کے ان اسلامی اعتقادات اور اس کی علمی و عملی امتیازی خصوصیات کے میدان میں اسلامی دنیا کی کوئی جماعت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور نہ دلائل و براہین اور حجج کے میدان میں اس کے سامنے آ سکتی ہے۔ اس جماعت کے اعتقادات اسلام کی دعوت و تحریک اور اس کے اثر و نفوذ کے لئے بے حد سازگار اور ضروری ہیں۔ اگر آج کی دنیا، علم و عقل کی دنیا، سائنس و تحقیق کی دنیا کو اسلام کی تبلیغ کی جا سکتی اور اس کو اسلام کا والا و شیدا بنایا جا سکتا ہے تو صرف اس جماعت کے مخصوص اور حقیقی اسلامی عقائد کے ذریعہ سے ہی جو اس کا خصوصی سرمایہ ہے۔ یاد رکھئے اور یقین کیجئے۔ کہ آج نہیں تو کل۔ اسلامی دنیا کو جماعت احمدیہ لاہور کے اعتقادات کو برحق تسلیم کرنا پڑے گا۔ تسلیم ہی نہیں بلکہ ان کو قبول کرنا اور ان کی تعلیم و تبلیغ کرنا پڑے گی۔ کیونکہ وہ وقت قریب ہے اور میں اس وقت کو دیکھ رہا ہوں کہ جب مسلمان اپنے مذہب و معتقدات پر ہوش و خوض سے نظر کرے گا۔ اور حق و ناحق اور صحاف و ناصاف کی تمیز پیدا کرے گا۔ تو اس وقت جو اعتقادات اور جو تعلیمات اس کو صاف ستھری نظر آئیں گی وہ وہ ہونگی جن پر آج جماعت احمدیہ لاہور عمل پیرا ہے۔

مسئلہ ختم نبوت اور آمد مسیح ناصری کے بارے میں اس جماعت کا موقف بالکل قرآن و سنت کے مطابق اور عقل و علم کے موافق ہے۔ اس جماعت کا ایمان ہے۔ کہ اسلام کا دین کامل ہے۔ قرآنی شریعت قیامت تک کے لئے عالم انسانیت کے لئے مؤثر و مفید ہے۔ منصب رسالت و نبوت سرور دو عالم سید الرسل خاتم الانبیاء **محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم** پر تمام ہو چکا ہے۔ آپؐ دنیا جہان کے لئے واحد پیغمبر ہیں۔ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی رسول آ سکتا ہے۔ آپؐ کے بعد باب نبوت مسدود ہے۔ نئی نبوت کے اجراء کا دعویٰ کا عقیدہ اور حیات و نزول مسیح ناصریؑ کا عام عقیدہ۔ یہ دونوں عقائد ایسے ہیں جو غیر اسلامی ہیں۔ ان عقائد کے مطابق نہ اسلام کامل دین قرار پاتا ہے اور نہ حضور نبی کریمؐ کی ختم نبوت باقی رہتی ہے۔ یہ دو ایسے باطل معتقدات ہیں جن کی تردید کے اندر اسلام کی زندگی کا راز ہے۔ صرف یہ جماعت بڑی شد و مد کے ساتھ ان دو عقائد کی تردید کرنے میں مصروف ہے۔ یہ خصوصی امتیاز ہے جو اس جماعت احمدیہ لاہور کو حاصل ہے۔

تکمیل دین، ختم نبوت اور تبلیغ اسلام

اور یہ جماعت اسلام کی اشاعت اور دین کی خدمات کے لئے جو تگ و دو اور مساعی عرصہ سے اندرون اور بیرون ملک کر رہی ہے اگر اس کی تعریف اپنی زبان سے کروں تو شاید آپ کو اچھا نہ لگے لیکن میں آپ کے سامنے چند ان آئمہ دین اور علمائے اسلام اور محققین و مفکرین عالم کی آراء پیش کرتا ہوں جو انہوں نے اس جماعت کی خدمات اسلام کو دیکھ کر قائم کی ہیں:—

علامہ علاء الدین صاحب صدیقی:—

"میں اعتراف کرتا ہوں ان خدمات جلیلہ کا جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اکابر نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں کی ہیں اور اس میں سب سے زیادہ شاندار خدمات حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں جنہوں نے باہر کی دنیا میں اسلام پھیلانے میں اور مسلمانوں کے اندر انگریزی خواں مسلمانوں کے اندر اسلام کی ترویج و اشاعت کرنے میں وہ بیش بہا کام کیا ہے کہ دور و قریب میں اس کی مثال دکھائی نہیں دیتی.....

...... اس پر میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اس بیدار مغز اور بیدار مقصد تبلیغی انجمن کو جو اسلام کی تبلیغ میں یقیناً کوتاہی نہیں کر رہی ہے۔"

(بحوالہ پیغام صلح ۲۹ اپریل ۱۹۶۴ء)

محمد مارماڈیوک پکتھال صاحب:—

"کسی زندہ انسان نے اسلام کی تجدید کے لئے لاہور کے مولانا محمد علی صاحب سے زیادہ قیمتی اور طویل خدمات انجام نہیں دیں۔ ان کے تصنیفی کارناموں کی وجہ سے تحریک احمدیت ایک خاص شہرت اور امتیاز کی مالک بن گئی ہے............ یہ اسلام کی تصویر ایک ایسے شخص کے قلم سے ہے جو قرآن و سنت سے خوب واقف ہے۔ جس کے دل میں پچھلی پانچ صدیوں کے اسلام کے انحطاط کا درد ہے اور جس کے دل میں اس کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک امید ہے جس کے آثار اب چاروں طرف نظر آنے لگے ہیں۔" (رسالہ اسلامک کلچر اکتوبر ۱۹۳۶ء)

محمد عمر رضا دوغرل (ترکی ادیب)

"ترکی میں متواتر تیس سال تک مولانا کی کی تصانیف ہمارے زیر مطالعہ رہیں کئی ایک امور پر آپ نے ہماری رہنمائی کی اس لئے کہ آپ کی نگاہ معارف اسلام کی عمیق گہرائیوں تک پہنچی ہوئی تھی اور آپ اسلام کے حقیقی مشن اور مقصد سے بخوبی واقف تھے اور دوسروں تک اس روشنی اور نور کا پہنچانا آپ نے اپنی زندگی کا مقصد بنایا تھا.........

اس اثناء میں سلسلہ احمدیہ میں تفرقہ رونما ہوا۔ اس سلسلہ کے بعض افراد نے بانیٔ سلسلہ کی طرف دعوےٰ نبوت ...... منسوب کیا اور ان کے منکرین کو کافر قرار دیا۔ مولانا محمد علی ان سے علیحدہ ہوئے ۱۹۱۴ء میں اپنے رفقائے کار کے ساتھ لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد ڈالی۔ آپ

اس انجمن کے صدر مقرر ہوئے۔ مولینا کا عقیدہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا آپ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو کوئی طاقت کافر نہیں قرار دے سکتی۔"

(ترجمہ اسلامک ریویو ماہ مئی ۱۹۵۲ء)

امیر شکیب ارسلان:۔

"میں کہتا ہوں کہ ان میں سے بہت سی ضروریات کو پورا کرنے میں ہندوستان کے علماء کو ید بیضا حاصل ہے ان میں سے (سید) امیر علی ہیں جنہوں نے انگریزی میں مستند کتب تالیف کرکے حقیقت اسلام کو جیسا کہ چاہیئے تھا بیان کیا ہے **ان میں مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور بھی ہیں۔ یہ جماعت قادیانی نہیں جنہوں نے سنت اور جماعت کی مخالفت کی ہے۔ آپ نے نہایت اعلےٰ قسم کی تفسیر قرآن انگریزی زبان میں تالیف کی ہے جو اس ترجمہ قرآن کے بعد ہے جو انگریزی زبان میں سب سے زیادہ صحیح ثابت ہوا ہے ان میں مولوی صدرالدین برلین کی جدید مسجد کے بانی ہیں جو مسلمش ریویو کی المانوی زبان میں ادارت بھی کرتے ہیں** اس رسالہ میں دینی اور اجتماعی مسائل پر خالص علمی مقالات چھپتے ہیں۔ ان دو سالوں میں آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ نے المانیا کے کئی ایک ادباء اور ادیبات کو قبول اسلام کا شرف عطا کیا۔"

(بحوالہ پیغام صلح ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

تو حضرات! آپ دیکھ لیں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور ہی تبلیغی میدان میں کامیاب ہے، اور ان مسلمات کے خلاف اگر کسی جماعت نے قدم اٹھایا ہے تو وہ ناکام ہوئی ہے اور بری طرح شکست کھا چکی ہے۔ اس سے زیادہ ناکامی کا مظاہرہ کیا دیکھنے میں آئے گا کہ ایک غالی فرقہ نے اجراء نبوت کا غیر اسلامی عقیدہ اختیار کیا اور عام کیا۔ اور ملت اسلام میں افتراق و انشقاق کی ایک ایسی طرح ڈالی۔ جس کے اثرات نے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اور خصوصًا ایک امام وقت کی ذات کے لئے بدف اعتراض و ملامت کا موجب ہوا، اس کے مقاصد اور تحریک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ کاٹھ کی ہنڈیا بار بار نہیں چڑھتی نصف صدی تک اس غالی گروہ نے اجراء نبوت کے خود ساختہ غیر اسلامی عقیدہ کو اپنائے رکھا۔ اور اس پر اپنے خلافتی قصر کو کھڑا کئے رکھا لیکن ایک وقت آیا کہ اس غلط عقیدہ کی تردید کرنا پڑی۔۔۔۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء میں "فسادات پنجاب" کے موقعہ پر منیر رپورٹ میں اس گروہ کے سربراہ ۔۔۔۔ نے ۔۔۔ جس نے اجراء نبوت کا عقیدہ کھڑا کیا تھا۔ اپنے غلط عقیدہ سے رجوع کیا۔ اور کہا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننا جزو ایمان نہیں کیونکہ آپ نبی نہیں ہیں۔ ذرا بتلایئے تو کہاں گیا پچاس سالہ فخر اور تعلّی اور غلو۔

جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات ہی درست و مقبول ہیں

اسی طرح حیات اور نزول مسیح ناصریؑ کا عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ اپنی اہمیت کھو چکا ہے ایک وقت تھا کہ اس مسئلہ پر مناظرے مجادلے ہوا کرتے تھے۔ اور اب یہ حال ہے کہ اس عقیدہ کو کفر و اسلام کا مسئلہ نہیں سمجھا جاتا۔ دراصل بات یہی ہے کہ آخری فتح حق کی ہوتی ہے حق باطل پر غالب آکر رہتا ہے۔ میں علم الیقین بلکہ حق الیقین کی بناء پر کہتا ہوں اور تاریخ کے شواہد کی بناء پر کہتا ہوں کہ وہ اعتقادات جو جماعت احمدیہ لاہور کے اعتقادات کے خلاف ہیں یا ہوں گے۔ وہ ناقابل قبول ہوں گے۔ وہ رد کئے جائیں گے اور اگر کوئی فرد یا جماعت میرے اس اظہار حق کے بارے میں مشکوک اور متردد ہو تو میرے پاس آئے۔ مجھ سے بات چیت کرے۔ مجھ سے مراسلت کرے۔ میں دلائل و براہین اور حجج صحیحہ کی بناء پر تسلی کرانے کے لئے تیار ہوں۔

میرے بھائیو! اگر اس جماعت کے عقائد اس قدر حقیقتیں اپنے اندر رکھتے ہیں اور قرآن و حدیث کی اس قدر صداقتیں رکھتے ہیں کہ علم و عقل ان کو جھٹلا نہیں سکتے تو آپ غور کریں۔ میں اس وقت جماعت احمدیہ لاہور سے مخاطب ہوں۔ کہ وہ اپنے جماعتی فرائض کو دیکھیں اور سوچیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، کیا ہمارا قدم آگے بڑھ رہا ہے۔ یا ہم ایک جگہ آکر ٹھہر گئے ہیں؟ کیا ہمارے عزائم روبہ ترقی ہیں یا ان میں سستی آگئی ہے؟ کیا ہماری جماعتی یک جہتی اور اخوت و برادری کے رشتے مضبوط تر ہیں یا ان میں کوئی ڈھیل پڑ گئی ہے۔ کیا ایک بھائی۔ حاجتمند بھائی ضرورت مند بھائی کے لئے ہمارے اوقات اور ہماری کوششیں صرف ہوتی ہیں یا ہم میں بے پرواہی اور لاتعلقی نے گھر کر لیا ہے؟

تحریک اشاعت و تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ لاہور کی تنظیم۔

اگر یہ کمزوریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ تو اس کا براہ راست اثر تحریک اشاعت اسلام اور تبلیغ دین پر پڑ رہا ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ اشاعت اسلام کا کام بند ہو جائے کیا آپ چاہتے ہیں کہ کتاب و سنت کی صحیح تعلیمات سے عالم اسلام کو روشناس نہ کروایا جائے۔ اور کیا آپ چاہتے ہیں کہ اکناف عالم میں توحید و رسالت کا جھنڈا نہ لہرایا جائے۔ یقینًا آپ یہ کچھ نہیں چاہتے اور ہرگز نہیں چاہیئے۔ تو خدارا ہم اپنی حالتوں کو سدھاریں۔ اپنی کوتاہیوں کی تلافی کریں۔ اپنی غفلتوں کو چھوڑ دیں اپنی ناراضگیوں اور ناخوشیوں کو چھوڑ دیں للّٰہ فی اللہ ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔ للّٰہ فی اللہ ایک دوسرے کے دست و بازو بن جائیں تا خدا کے ہاں ہم قابل قدر ٹھہریں اور تا ہماری مساعی فی الدین کو قبول کیا جائے۔ یاد رکھیئے کہ خدا کو ہماری ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں خدا کی ضرورت ہے۔ آپ اس ضرورت کا اظہار اپنے قول سے کریں، اپنے عمل سے کریں۔ اپنی صفوں کو آراستہ کریں۔ اور جس الٰہی مقصد پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو کھڑا کیا ہے۔ اس پر ہمت اور ثبات اور استقلال اور استحکام کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، اپنے علم اپنی عقل، اپنی دعاؤں اپنے اثر، اپنے مال اور اپنی توفیق سے اسلام کی نصرت کریں۔ تا آپ انصار اللہ لکھے جائیں آپ اپنی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیوں کو تیز کر دیں۔ اور اپنے عزیز و اقارب، اور حلقہ تعارف میں اس جماعت میں شمولیت کی دعوت دیں، بڑے فخر اور یقین اور بصیرت سے دعوت دیں۔ ہماری بنی اصلاح کی طالب ہیں۔ آیئے ہم بحضور صدق قلب آج سے عہد اور عزم کریں، کہ ہم جماعتی کاموں میں دلچسپی لیں گے۔ یہ اس لئے نہیں کہ یہ جماعت کوئی فرقہ ہے، اور اس فرقے کی تنظیم کو مضبوط کرنا اور اس کے مقاصد کو تقویت دینا ہے نہیں نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ جماعتی کاموں میں دلچسپی سے حقیقی مقصد اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے لئے جدوجہد اور کوشش ہے۔ جماعتی کاموں میں اس لئے دلچسپی لیں کہ صرف ایسا کرنے میں ہی اسلام کی قوت مضمر ہے۔

اے میرے بزرگوار اور عزیزو! اس نظریہ کو سامنے رکھ کر اپنی جماعتوں میں تنظیم اور اتحاد کا رشتہ مضبوط کریں اور احمدیت سے لوگوں کو متعارف کرائیں۔ باطل اعتقادات کا رد کریں اولاد کی تربیت اس راہ میں جاں نثاری کی خاطر کریں دوستوں کو دعوت دیں کہ وہ تبلیغ اسلام کے آسمانی فریضہ کی ادائیگی میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ علی الاعلان دعوت دیں اور بڑے فخر سے دعوت دیں۔

ہمیں کیا ڈر ہے۔ کیا ہم مخالفت سے ڈرتے ہیں؟ آپ اپنی شاندار تاریخ پر نظر ڈالیں۔ حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام اکیلے تھے۔ آپ کے مدمقابل ایک جہان تھا۔ آریہ۔ ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی اور مسلمان سب ہی آپ کے درپے آزار تھے۔ اکیلے اور تن تنہا حضرت مسیح موعودؑ نے ان سب کا مقابلہ کیا اور علم اور دلائل۔ حجج و براہین سے ان کو شکست دی۔ آپ اس امام کی جماعت ہیں۔ آپ کی یہ کمزوری آپ کے اعتقادات کی وجہ سے نہیں ہے۔ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو آپ کی یہ بھول ہے۔ آپ کی کمزوری کا اصل سبب آپ کی آپس کی غلط فہمیاں، بے اعتمادیاں اور ایثار و قربانی سے گریز ہے۔ دین اسلام کے لئے جوش اور تڑپ میں کمی ہے۔ اور آپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اردگرد واہ واہ کرنے والے ہوں تو ہم کام کریں۔

میرے دوستو! دین کے کام بہت مشکل ہوتے ہیں۔ اس کی راہیں بڑی کٹھن اور دشوار گذار ہوتی ہیں۔ اس راہ میں جگر خون کرنا پڑتا ہے۔ بھائیو! ہم تو اس راہ میں روپیہ پیسہ اور وقت صرف نہیں کرنا چاہتے۔ حالانکہ یہ کام تو جان کے بھی طالب ہوتے ہیں۔ آج اس راہ میں جان دینے کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن جگر خون کرنے کی ضرور ضرورت ہے۔ چاہیئے کہ ہماری زندگیاں اسلام کے رنگ میں رنگین نظر آئیں۔ اور جماعت کے مفاد کو ذاتی مفاد پر مقدم کریں۔ آپ زندہ رہیں مگر زندہ رہ کر اپنی آرزوؤں اور خواہشات پر موت وارد کریں اس لئے کہ پہلے موت اور ...

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی پہلی کتاب فتح اسلام میں یہی ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی وہ موت ہے جس پر اسلام کی زندگی اور ... مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی ..."

اگر ہماری سچی عقیدت و محبت حضرت مسیح موعودؑ سے قائم ہو جائے تو یہ وہ بات ہے جس میں ہماری جماعت کی تنظیم کا سارا راز مضمر ہے۔ اگر ہم سچے جذبات عالیہ سے بانیٔ سلسلہ کی ذات سے منسلک ہو جائیں تو یہی وہ بات ہے جو ہماری جماعت کی تنظیم کی روح ہے۔

آج دنیا میں مخالف اسلام بہت سی طاغوتی قوتوں نے بال و پر نکال لئے اور بہت سی مذہب کش امراض عالمگیر طور پر بصورت وبا پھیل رہی ہیں۔ ان امراض میں سے ایک مرض اشتراکیت کی ہے اور دوسری سرمایہ داری کی ہے۔ یہ بھی مادیت اور سرمایہ داری کی ایک شاخ ہے۔ ہم نے نسل انسانی کو ان دونوں امراض سے نجات دلا کر اسلام کا نظام قائم کرنا ہے اور اس وقت اہم کام ہمارے سامنے یہی ہے۔

اگر آپ میں سے چار آدمیوں میں بھی یہ احساس پیدا ہو جائے کہ اس راہ میں ہم نے اپنی زندگی کے تمام اثاثے لگا دیئے ہیں تو آپ یقین رکھیں کہ فتح ہماری ہے کامیابی ہماری ہے۔ اگر ہمیں خود اپنی جماعتی اہمیت کا پورا پورا احساس نہیں تو خدارا ایک غیر از جماعت صاحب بصیرت کے احساسات کو جو وہ ہماری جماعت سے وابستہ کر رہا ہے مطالعہ کریں اور آنکھیں کھولیں تاکہ عملی طور پر عبرت کا درس حاصل ہو۔

سید کشفی شاہ نظامی:۔

(ایک صوفی بزرگ ہیں جنہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کو مخاطب کر کے لکھا ہے)

"یہ پیغام جو تم کو دیا جاتا ہے فی الحال جو بیچارے مسلمان اس وقت سو رہے ہیں وہ اس پیغام کو بھول گئے ہیں جو ان کو دیا گیا تھا کہ کفر کے قلعوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا علم بلند کرو۔ اور ان کی کفر کی اندھیروں کو دور کرکے توحید کی روشنی پھیلادو۔ مغربی دنیا پر کفر کی آندھیاں چھائی ہوئی ہیں تو لاہور کے مرکز سے اٹھی اور مغربی دنیا کے مرکزوں تک پہنچ کر تو نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پیغام سنا دیا۔ تو نے ان بستیوں کو جو کفر کے باعث تڑپ رہی تھیں پیغام حیات ان کو سنا دیا۔ تو نے ان کی سرزمین میں اسلام کا بیج بو دیا جو کہ اب نشو و نما پا رہا ہے مگر بیج بو کر ...

(باقی برصفحہ ۱۱ کالم ۲)

بلکہ صفاتِ الٰہی کے عملی نشانات سے ملتا ہے

خطبہ جمعہ ۔ مورخہ ۲۷ جون ۱۹۶۹ء ۔ فرمودہ جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمداً عبده ورسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمان الرحیم وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امناً یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون واقیموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون ۔ لا تحسبن الذین کفروا معجزین فی الارض وماواهم النار ولبئس المصیر ــــ (سورۃ النور ع ۷) ــــ

" قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے " (حضرت مسیح موعودؑ)

عقلی دلائل اور الٰہی نشانوں میں فرق

اللہ تعالےٰ کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے فلاسفروں نے گو عقلی دلائل سے کام لیا ہے اور وہ بھی بے شک ایک حد تک مفید ہی ہوتی ہیں لیکن وہ انسان کو اس کی اصلی منزلِ مقصود تک پہنچانے کے لئے یعنی خدا سے تعلق پیدا کرانے میں ممد ثابت نہیں ہوتیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عقلی دلائل انسان کو زیادہ سے زیادہ "چاہیئے" کے مقام تک ہی پہنچا سکتی ہیں یعنی عقلی دلائل زیادہ سے زیادہ اس بات کا ثبوت ہم پہنچا سکتی ہیں کہ اس کائنات کا کوئی خالق ہونا چاہیئے اور وہ خالق قادرِ مطلق بھی ہونا چاہیئے۔ لیکن وہ انسان کو یقین کے اس درجہ تک پہنچانے سے عاجز ہیں کہ اس کائنات کا یقیناً خالق موجود ہے جسے اللہ کہا جاتا ہے اور وہ یقیناً دیگر صفات کے علاوہ بے انتہا قدرتوں کا بھی مالک ہے ظاہر ہے کہ "ہونا چاہیئے" اور "ہے" میں نمایاں فرق ہے جو دلیل انسان کو "ہے" کے درجہ پر پہنچاتی ہے وہ تسکینِ قلب کا موجب ہوتی ہے دل کو طمانیت بخشتی ہے انسان کے اندرونہ کو منور کر دیتی ہے معرفتِ الٰہی کی بلند چوٹی تک پہنچا دیتی ہے بالفاظ دیگر خدا کے وجود کا مشاہدہ کرا دیتی ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں "چاہیئے" کے درجہ تک پہنچنے والے انسان کے دل میں خدا کی ہستی پر جو ایمان پیدا ہوتا ہے وہ ایک عقلی سا ایمان ہوتا ہے جو شک و شبہات سے خالی نہیں ہوتا ایسا ایمان ان تمام روشنیوں سے محروم ہوتا ہے جو "ہے" کا مقام اپنے ساتھ لاتا ہے اور بسا اوقات ابتلاؤں کے وقت انسان سے جدا ہو کر اسے اندھیروں میں سرگرداں چھوڑ کر اس سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتا ہے بمقابلہ "ہے" کے مقام پر پہنچنے والے انسان کے کہ ابتلاء اس کو گرانے کی بجائے بلند سے بلند تر مقام پر لے جاتے اور اسے کندن پر کندن کرتے جاتے ہیں۔

ماموریں کی بعثت کی غرض

مامورینِ الٰہی خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی ان کی بعثت کی سب سے بڑی غرض انسانوں کو "چاہیئے" کے مقام سے نکال کر "ہے" کے مقام میں داخل کرنا ہوتا ہے اور ظنی ایمان کو یقینی ایمان میں تبدیل کر کے دکھلانا ہوتا ہے اور یہ اسی وقت میسر آسکتا ہے جبکہ وہ دنیا کو اس بات کا مشاہدہ کروا دیں کہ وہ صفات جو خدا کی طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ محض خیالی نہیں بلکہ حقیقت میں موجود ہیں اور عملی طور پر وہ اپنا کام کر رہی ہیں مثلاً اللہ تعالےٰ کی صفت قدرت کو ہی لو اگر وہ اپنے ماموروں کے ساتھ ایسا وعدہ کرتا ہے جس کے متعلق لوگ یقین کرتے ہیں کہ وہ کبھی پورا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کے پورا ہونے کے لئے جن مادی وسائل کی ضرورت ہے ان سے وہ مامور سراسر محروم ہے اس کے ہاں ان کا فقدان ہے لیکن اس کے مقابل اللہ تعالےٰ اپنے مامور کو یقین دلاتا ہے کہ ظاہری اسباب کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہوں میں اس کو پورا کر کے چھوڑوں گا لوگ اس کے پورا ہونے کے راستہ میں جو جو رکاوٹیں کھڑی کر سکتے ہیں کر لیں جتنا زور اس کو وجود میں لانے سے روکنے میں لگا سکتے ہیں لگا لیں یہ ضرور پورا ہو کر رہے گا کیونکہ میں قادرِ مطلق ہوں میں فعال لما یرید ہستی ہوں۔ میرے قادرانہ ارادہ کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی طاقت روک نہیں بن سکتی اسباب پر مجھے تصرفِ تام حاصل ہے ان کا پیدا کرنا اور پھر ان کو ان حالات کے موافق بنا دینا جن حالات کے ماتحت وہ وعدہ پورا ہو جائے میرے لئے کیا مشکل ہے وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ مخالف حالات میں جب وہ وعدہ پورا ہو جاتا ہے تو کیا ان حالات میں اس کا پورا ہونا دلوں میں اس بات کا یقین پیدا نہیں کر دیتا کہ اللہ تعالیٰ یقیناً موجود ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ اسے ہر چیز پر قادرانہ تصرف حاصل ہے کیا اس سے خدا کی صفت قدرت مشاہدہ میں نہیں آجاتی اور کیا اس کے ذریعہ خدا کی ہستی کے مشاہدہ میں آنے میں کوئی کسر باقی رہ جاتی ہے۔

اسی حقیقت کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کے وہ دو شعر رہنمائی کر رہے ہیں جو میں نے شروع میں پڑھے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت دوسری دنیا اور عربوں کی حالت

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت تمام دنیا کی عموماً اور عربوں کی حالت خصوصاً بہت بگڑی ہوئی تھی جیسا کہ آیت ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس اور جیسا کہ آیت تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لهم الشیطان اعمالهم فهو ولیهم الیوم ولهم عذاب الیم۔ النحل ع ۸ ۔ یعنی لوگوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے دنیا کے چاروں طرف بگاڑ ہی بگاڑ نظر آرہا ہے یہ نہیں کہ ہم نے ان کی اصلاح کے لئے ان کی طرف رسول مبعوث نہیں کئے تھے رسول تو ہم نے یقیناً ان کی طرف مبعوث کئے تھے لیکن ان کی امتوں نے ان کی تعلیموں کو بالائے طاق رکھ کر شیطان کے پیچھے چل پڑے ہیں وہ بدیوں کو ان کے سامنے بڑا خوبصورت اور دلربا بنا کر پیش کر رہا ہے اس لئے اب خدا نہیں بلکہ شیطان ان کا ولی بنا ہوا ہے جس کے نتیجہ میں یہ لوگ دکھوں سے بھری ہوئی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اصلاح کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کی کوشش اور مخالفت کا زور

دنیا اور عربوں کی یہ حالت تھی کہ ان کی اصلاح کے لئے حضرت نبی کریم صلعم مبعوث ہوتے ہیں اور انہیں بدیوں کو ترک کرنے اور نیکی کی راہ پر گامزن ہونے کی تلقین فرماتے ہیں اور شیطان کے چنگل سے چھڑا کر خدائے حقیقی سے تعلق پیدا کروانا چاہتے ہیں لیکن شیطان کی دوستی کا وہ اس قدر دم بھر رہے تھے اور اس کے دلوں پر اس قدر چھایا ہوا تھا کہ اس کو چھوڑنا تو درکنار اس سے قطع تعلق کروانے والے کے درپے آزار ہو گئے اور سب قبائل نے متفق اور متحد ہو کر یہ فیصلہ کر لیا کہ اس شخص کو جو رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور ہم سے ہمارے آباؤ اجداد کے مذہب کو چھڑوانا چاہتا ہے اسے ہم کچل دیں گے ہمارے پاس مال ہے ہمارا جتھہ بڑا مضبوط ہے ہمیں قوم میں اثر و رسوخ حاصل ہے ہمارے مقابلہ میں اس کے پاس نہ مال ہے نہ اس کا کوئی جتھہ ہے نہ اس کو کوئی اثر و رسوخ حاصل ہے کامیابی کے یہی مادی ذرائع ہوتے ہیں جن سے یہ محروم اور جن سے ہم مالا مال ہیں پھر اس کو ہم پر غلبہ کس طرح حاصل ہو سکتا ہے لیکن انکے ایسے خیالات کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون ان الذین یحادون اللہ ورسوله اولئک فی الاذلین کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ المجادلہ ع ۳ ۔ شیطان اس وقت ان پر پوری طرح غالب اور مستولی ہے اس لئے اس نے انسے ذکر اللہ کو طاقِ نسیان پر رکھوا دیا ہے یہ سب لوگ اس وقت شیطان کی جماعت اور اس کے گروہ ہیں اور اس کی حمایت پر تلے ہوئے ہیں اور اپنی ظاہری طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ اسی تخیل پر قائم ہیں کہ ہم خدا کے رسول اور اس کے ساتھیوں کو شکست دے دیں گے اور ان کے مقاصد میں ان کو ناکام بنا دیں گے لیکن یاد رکھیں اور کان کھول کر سن لیں کہ یہ شیطانی گروہ یقیناً اپنے مقصد میں خائب و خاسر ہو گا کیونکہ یہ خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کر رہے ہیں اور خدائی قانون یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والے انجام کار ذلت اور رسوائی کا ہی شکار ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے یہ حتمی فیصلہ کیا ہوا ہے کہ میں اور میرے فرستادہ انجام کار ضرور بالضرور غالب ہو کر ہی رہیں گے یہ سب دشمنانِ حق جو اپنی طاقت کے نشہ میں سرشار ہیں کان کھول کر سن لیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے اس حتمی فیصلہ کو نافذ کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے اور اس کی طاقت اتنی زبردست ہے کہ کوئی دوسری طاقت اس پر غالب نہیں

آسکتی بلکہ وہ سب طاقتوں پر غالب آکر رہتی ہے۔ یہ لوگ اپنی تمام طاقت اور اثر و رسوخ کو اور اپنی ایذا رسانیوں کی قدرت کو لوگوں کو خدا کے رسول کی طرف آنے سے روکنے میں صرف کر رہے ہیں لیکن خدائی فیصلہ یہی ہے کہ ان کے یہ سب حیلے بے کار ثابت ہوں گے اور خدا کے رسول کی طرف آنے کے میلان میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا اور ایسی جماعت تیار ہو جائے گی جو خدا اور رسول کے دشمنوں سے تمام تعلقات منقطع کر دیں گے نہ ان کو والدین کی پرواہ ہوگی نہ اولاد کی نہ بھائیوں کی نہ قبیلہ والوں کی اگر یہ دشمنانِ رسول میں شامل ہوں گے ان کے دلوں میں ایمان اس قدر راسخ ہوگا گویا وہ ان پر لکھ دیا گیا اور یہ لوگ روح القدس سے تائید یافتہ ہوں گے اور ایسے مومنوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا کہ یہ اللہ کی جماعت بن جائیں گے اور رسولوں کی طرح اللہ کی جماعت کے متعلق بھی ہمارا یہی فیصلہ ہے کہ وہ بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی کامیابی اور دشمن کی ناکامی کیا قدرتِ الٰہی کا عملی ثبوت نہیں

کیا یہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کا ایمان افروز نظارہ نہیں کہ ایک بے یار و مددگار انسان جو مادی ذرائع سے قطعاً محروم ہے وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں بانگ دہل اعلان کرتا ہے کہ میرا خدا مجھے کہہ رہا ہے کہ میں تجھ کمزور اور بے بس اور بے کس کو ان طاقتوروں پر غالب کر کے دکھلاؤں گا اور وہ غالب کر کے دکھلا بھی دیتا ہے۔

پہلی مرتبہ دشمن اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملہ آور ہوتا ہے اس ارادہ اور اس یقین کے ساتھ کہ اپنی اس طاقت کے ساتھ وہ اسلام کے پودہ کو جڑ سے اکھاڑ دے گا اور اس کا نام و نشان مٹا دے گا مقابلہ میں خدا کے رسول کے پاس کوئی ایسی طاقت نہیں جو اتنی بڑی طاقت کا مقابلہ کر سکے وہ خدا کے حضور عاجزی سے جھکتے ہوئے اس کی مدد کا طلبگار ہوتا ہے اور اس کا وعدہ اسے یاد دلاتا ہے خدا کی نصرت فوراً موجود ہوتی ہے اور دشمن کی طاقت کو پاش پاش کر کے رکھ دیتی ہے یہ پہلی جنگ جو مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان ہوئی جنگِ بدر کہلاتی ہے اسی طرح دشمن پہلے سے بھی تین گنا طاقت کے ساتھ دوسری بار اسلام کو مٹانے کی غرض سے ہی حملہ آور ہوتا ہے لیکن منہ کی کھا کر بھاگنے پر مجبور ہو جاتا ہے، یہ دوسری جنگ جنگِ اُحد کے نام سے مشہور ہے۔ تیسری بار وہ قریباً بیس ہزار لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کرتا ہے مدینہ کے یہود بھی اس کے ساتھ مل جاتے ہیں اور اس کو یقین دلاتے ہیں کہ اندرونِ شہر مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ان کی مدد کریں گے۔ حفاظت کے لئے خندق کھود دی جاتی ہے حضرت نبی کریم صلعم خود اس کے کھودنے میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک مقام پر ایسا پتھر آ جاتا ہے کہ اس کو توڑنے میں صحابہ کرام رضؓ کی کدالیں کام نہیں دیتیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کدال مارتے ہیں اور اس پتھر سے آگ کی چنگاری نکلتی ہے فرماتے ہیں کسریٰ کا ملک فتح ہو گیا۔ دوسری ضرب پر آپ فرماتے ہیں قیصر کا ملک فتح ہو گیا۔ تیسری ضرب پر یمن کے فتح کی بشارت دیتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا ہی یہ عجیب ایمان افروز اور انسان کو حیرت میں ڈالنے والا نظارہ ہے کہ دشمن بیس ہزار کی تعداد میں پورے جنگی سامانوں سے لیس ہو کر حملہ آور ہے۔ یہ تعداد اس وقت کے لحاظ سے بہت بڑی تعداد تھی۔ دشمن اپنے زعم میں اسلام کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے حملہ آور ہوا ہوا ہے اور مسلمانوں کی کمزوری اور بے بسی کا یہ عالم ہے کہ کھلے میدان میں مقابلہ کی طاقت نہیں خندق کو اپنے دفاع کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ اندر یہود اس انتظار میں ہیں کہ مناسب موقعہ ملے تو حملہ کر کے مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ کر دیں اور ادھر ایرانی، رومی اور یمنی سلطنتوں کو فتح کرنے کا اعلان کیا جا رہا ہے جس کے معنی صاف تھے کہ بیرونی اور اندرونی دشمن مسلمانوں کو کچلنے کے ارادے لئے ہوئے اتنی بڑی طاقت کے ساتھ جو حملہ آور ہوئے ہیں ان کو اپنے ارادوں میں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑے گا اور نہایت ذلت اور رسوائی کے ساتھ پسپا ہوں گے کیونکہ مسلمانوں نے تو ابھی ترقی کرنی ہے کہ ایران روم یمن کی طاقتور سلطنتوں کو فتح کرنا ہے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آتا ہے دشمن الٰہی طاقت کے مقابلہ پر بے نیل و مرام پسپا ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے، یہود کو اپنی بد عہدی کی وجہ سے جلا وطن ہونا پڑتا ہے اور مسلمانوں کو خدا کی طرف سے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ دشمن اب آئندہ کے لئے کبھی بھی حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرے گا دشمن کی زبردست طاقت اور مسلمانوں کی تقابل میں انتہائی کمزوری کو دیکھ کر منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ اب مسلمانوں کے خاتمہ کا وقت آ گیا ہے ان کے بچاؤ کی اب کوئی صورت نہیں چنانچہ منافقوں نے مسلمانوں کو یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ چلو تمہیں ڈیس مکہ اور سپہ سالار افواج کفار ابو سفیان سے معافی لے دیں لیکن مسلمانوں کے ایمان کی یہ حالت تھی کہ جواب میں کہتے ہیں یہ کیسی باتیں تم کرتے ہو۔ اور ہمیں کس بات سے ڈراتے ہو ھٰذا ما وعدنا اللّٰہ ورسولہ دشمن کا یہ حملہ تو ہمارے ازدیادِ ایمان کا موجب ہو رہا ہے صرف یہ دشمن ہی پسپا نہیں ہوتا بلکہ حسب بشارات ایرانی رومی اور یمنی سلطنتیں بھی آخر فتح ہو جاتی ہیں کیا قدرت الٰہی کا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ایمان افروز نظارہ ہو سکتا ہے کیا خدا کی زندہ اور قادر ہستی پر اس سے بڑھ کر بھی کوئی دلیل ہو سکتی ہے۔ کسی بادشاہ نے کسی بہت بڑے ادیب اور شاعر کو کہا تھا کہ تم اتنے فصیح اللسان ہو قرآن کی مثل کیوں نہیں بنا سکتے اس نے کہا الفاظ اور جملے تو ایسے لا سکتا ہوں لیکن ان میں دیئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنے کی طاقت کہاں سے لاؤں محمد رسول اللہ صلعم کو تو خدا نے کہا کہ میں تیرے دشمنوں کو ذلیل و خوار کر دوں گا اور ان کی تمام طاقت کو توڑ کر انہیں ناکام و نامراد کر دوں گا اور تمہیں کامیابی اور فتح اور نصرت سے ہمکنار کروں گا اور اس نے ایسا کر کے دکھلا بھی دیا کیونکہ اس کو ایسا کرنے کی قدرت حاصل تھی میں اس قسم کے وعدوں کو پورا کرنے کی کہاں سے طاقت لاؤں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی سچ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنی قدرت سے اپنی ہستی کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے جس بات کے متعلق کہے کہ میں اسے کر دوں گا وہ ہو کر رہتی ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ غزوہ خندق جسے غزوۃ الاحزاب بھی کہتے ہیں کیونکہ اس غزوہ میں تمام شیطانی جماعتیں اکٹھی ہو کر حملہ آور ہوئی تھیں اس غزوہ کے بعد جیسا کہ پیشگوئی کی گئی تھی دشمن کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی کبھی جرأت نہیں ہوئی یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا اور مسلمانوں کو حسب وعدۂ الٰہی کفار پر مکمل غلبہ حاصل ہو گیا۔

کفار کا قول اور خدا کا جواب

حضرت نبی کریم صلعم کا صاحبزادہ جب فوت ہوا تو کفار نے کہا کہ اب چونکہ اس شخص کی نرینہ اولاد میں سے کوئی نہیں جو اس کا جانشین ہو اس لئے اس کا مشن اب خود بخود ختم ہو جائے گا اس پر سورۃ الکوثر نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ من جملہ اور کثیر التعداد نعمتوں کے ایک نعمت یہ بھی آپ کو دی جائے گی کہ آپ کے ماننے والوں کی تعداد اس قدر کثیر ہو گی کہ تم اس کو دیکھ کر غصہ سے اپنے دانت پیسو گے جیسا کہ فرمایا کزرع اخرج شطاٗہ فاٰزرہ فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار۔ یعنے محمد رسول اللہ صلعم کی جس کھیتی کی سوئی کو آج تم دیکھ کر اس کو کمزور سمجھ رہے ہو اللہ تعالےٰ اس کو قوت عطا کرے گا یہاں تک کہ یہ مضبوط ہو کر تن آور درخت بن جائے گی جس سے اس کھیتی کی آبیاری کرنے والے تو خوش ہوں گے اور کفار اس کو دیکھ کر غیظ و غضب سے بھر جائیں گے۔ پس اس رسول کی اولاد رسول ہونے کی حیثیت سے اس پر ایمان لانے والے لوگ ہی ہیں جو اس کے مشن کو نہ صرف جاری رکھیں گے بلکہ اس کی تقویت کا بھی موجب ہوں گے۔

اسی لئے فرمایا انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا و یوم یقوم الاشھاد۔ المؤمن ع۶- یعنے ہم صرف رسولوں کی ہی مدد نہیں کیا کرتے کہ تم یہ سمجھو کہ ان کے بعد ان کے مشن کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ ان پر ایمان لانے والوں کی بھی اسی طرح مدد کرتے رہتے ہیں اس دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی پس اپنی اس سنت کے مطابق اس رسول کے متبعین کی بھی نصرت ہوتی رہے گی تا اسلام کا گلستان ہمیشہ ہرا بھرا رہے۔

اسلام کی نصرت کا دائمی وعدہ

آیت استخلاف جسے میں نے تلاوت کیا ہے، اس میں مومنوں کو ہی نصرت عطا کرنے کا وعدہ دیا گیا ہے اور انہی کو اسلام کی تقویت اور اس کے دائمی قیام کا ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے اور اس میں چار زبردست پیشگوئیاں کی گئی ہیں جن کے پورا ہونے سے اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہوگا۔ پہلی پیشگوئی تو یہی ہے کہ کفار کی ان امیدوں پر پانی پھر جائے گا کہ اس رسول کی وفات کے بعد اس کا دین بھی تباہ ہو جائے گا کیونکہ ہمارا یہ حتمی وعدہ ہے کہ ہم اس رسول کے حقیقی مومنوں میں سے جن کے اعمال بھی صالح ہوں گے ضرور بالضرور اس رسول کے نائب پیدا کرتے رہیں گے بالکل اسی طرح جس طرح بنی اسرائیل میں خلفاء پیدا ہوتے رہے جو موسوی دین کی تقویت کا موجب ہوتے رہے۔ اب وہ لوگ جو ہر روز اسی آرزو کو لیکر صبح کرتے تھے کہ آج یہ خبر سنیں گے کہ دین اسلام کا خاتمہ ہو گیا ہے اور جو دل میں یہ یقین لئے بیٹھے تھے کہ اس مدعی رسالت کی وفات کے بعد اس کے ماننے والے تتر بتر ہو جائیں گے اور کوئی اس کا نام لیوا بھی نہیں رہے گا وہ سن لیں کہ ان کی یہ آرزو کبھی بھی پوری نہیں ہو گی کیونکہ اس کی وفات کے بعد اس کے نائبین مکرر کئے جاتے رہیں گے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ادھر حضرت رسول کریم صلعم فوت ہوئے اور ادھر مسلمان حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر متحد ہو گئے۔

دوسری پیشگوئی یہ کی کہ اس نائب یعنی خلیفۃ الرسول کے ذریعہ اس دین کو تمکنت حاصل ہو گی۔ جو دین کہ خدا تعالےٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے خدا تعالےٰ کے یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ دین کی تمکنت کو کوئی صدمہ پہنچنے والا ہے لیکن اس خلیفۃ الرسول کی خدا اس قدر زبردست نصرت کرے گا کہ اس کے ذریعہ اس صدمہ کا قلع قمع ہو جائے گا اور دین اپنی پہلی تمکنت کو دوبارہ حاصل کر لے گا۔ یہ پیشگوئی جس شان سے پوری ہوئی اور جس شان سے اس کے پورا کرنے میں الٰہی قدرت کا مظاہرہ ہوا وہ بھی کسی تاریخ دان سے مخفی نہیں حضرت ابوبکر رضؓ کے خلیفہ ہوتے ہی تمام قبائل عرب میں ارتداد کی رَو دوڑ گئی اور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی جیسے جھوٹی نبوت کے مدعی بھی اسلام کو مٹانے کے لئے کھڑے ہو گئے ان جھوٹے مدعیانِ نبوت میں ایک عورت سجاح نامی بھی شامل تھی یہ سب مل کر مدینہ پر یلغار کرنے کے لئے چل پڑے ادھر بعض مسلمان قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور بعض نے علانیہ ارتداد کا جامہ پہن لیا غرضیکہ بظاہر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام کو جو طاقت حاصل ہوئی تھی اس کے ختم ہونے کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔

....

حالات کی نزاکت اور حضرت عمرؓ کا مشورہ

ایسے حالات میں بڑے بڑے بہادروں کے دل بھی دہل جاتے ہیں اور ہمت جواب دے دیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دنیا میں ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے اور مسلمانوں کو دائمی طور پر مدد پہنچانے کے لئے قدرت ثانی کا وعدہ کیا ہوا ہے جس کا ذکر آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں دہرایا گیا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کے دل کو اس حد تک مضبوط کیا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے وہ ہر خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے جو لشکر باہر بھیجنے کے لئے تیار کیا ہوا تھا لیکن جسے روانہ کرنے سے قبل ہی آنحضور صلعم کا وصال ہو گیا اسے بھی حضرت ابوبکرؓ نے روانہ کر دیا گویا مدینہ دفاعی قوت سے خالی ہو گیا۔ حضرت عمرؓ سب جانتے ہیں کہ بڑے جری اور دل کے بڑے بہادر تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی حالات کی نزاکت کو دیکھ کر گھبرا گئے انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو لشکر باہر بھیجنے سے رکوانے کی کوشش کی۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے ان کی بات کو نہیں مانا اب حالت یہ تھی کہ مدینہ میں صرف چند آدمی تھے اور مدعیان نبوت کا ٹڈی دل لشکر مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھتا چلا آ رہا ہے وہی غزوہ احزاب کا نظارہ ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خطرناک نظارہ ہے انسانی طاقت تو اس یلغار کو روکنے سے قطعی طور پر عاجز ہے لیکن وہی طاقت جو سب طاقتوں سے بالا ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی اللہ تعالیٰ کی طاقت، وہ طاقت مسلمانوں کی مدد کے لئے حسب وعدہ نازل ہوتی ہے اور دشمنوں کے تمام منصوبوں کو آن کی آن میں خاک میں ملا دیتی ہے اور ان کے دل میں اس قدر رعب ڈال دیتی ہے کہ ان سے مدینہ پر حملہ آور ہونے کی قوت ہی چھین لی جاتی ہے یہاں تک کہ باہر گیا ہوا لشکر کامیاب ہو کر واپس آ جاتا ہے اور پھر ان تمام حملہ آوروں کو شکست پر شکست دے کر ان کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے اور اسلام کو پھر از سر نو تمکنت حاصل ہو جاتی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کا عملی طور پر کام کرتی ہوئی نظر آ جاتی ہے جس سے زندہ ہستی کا زندہ ثبوت دنیا کو مل جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ کرنے سے بھی روکنے کی کوشش کی لیکن حضرت ابوبکرؓ نے ان کے اس مشورہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

تیسری پیشگوئی اسلام کے مٹ جانے کے خوف کو امن سے بدل دینے کے متعلق تھی سو وہ بھی حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ خدا نے پوری کروا دی۔ دین کو تمکنت تو حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ہی حاصل ہو گئی تھی اور اسکے مٹ جانے کا خوف بھی اسی زمانہ میں ہی دور ہو گیا تھا۔ بعد ازاں زیادہ تر اسلام کو پھیلانے کا کام ہی ہوتا رہا۔

خلفاء کا ساتھ نہ دینے والوں اور حلقہ اسلام سے باہر رہنے والوں کا انجام

خلفاء الرسول صلعم کے ذریعہ دین کو تمکنت عطا کرنے اور خوف کو امن میں بدل دینے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون۔ اس کے دو معنے ہیں ایک تو یہی کہ ایسے خلفاء کا جو لوگ ساتھ نہیں دیں گے اور اس خدائی وعدہ نصرت دین کو وجود میں لانے میں ان کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اطاعت الٰہی سے خروج کرنے والے قرار پائیں گے اس لئے اللہ تعالیٰ کے افضال سے محروم رہیں گے یہ بھی یاد رہے کہ دین سے مراد خلفاء کا کوئی اپنا ایجاد کردہ دین نہیں بلکہ وہ دین ہے جسے خدا نے مسلمانوں کے لئے پسند کیا ہوا ہے یعنی اسلام جس کو اس نے کامل کر دیا ہوا ہے اس کے خلاف چلنے والا مدعی خلافت حقیقی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

دوسرے معنے ان الفاظ کے یہ ہیں کہ تمام وہ لوگ جو خدا کے اس قادرانہ نشان کو دیکھ کر اور دین اسلام کے ساتھ اس زبردست تائید الٰہی کا مشاہدہ کر کے پھر بھی حلقہ بگوش اسلام ہونے سے گریز کریں گے ان کے ساتھ خدا کا معاملہ وہی ہو گا جو فاسقوں کے ساتھ ہوتا ہے یعنی ہدایت کے راستے ان کے لئے بند رہیں گے اور قرب الٰہی کی نعمت سے وہ ہمیشہ کے لئے محروم رہیں گے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو اپنی تائید اور نصرت اسلام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم نمازوں کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو بلکہ تمام امور میں اللہ کے رسول کی اطاعت کو لازم پکڑو اگر ایسا کرو گے تو تم پر رحمت الٰہی کی بارش ہوتی رہے گی۔

چوتھی پیشگوئی

اس کے بعد چوتھی پیشگوئی یہ فرمائی کہ تمہارا ... خیال بھی نہ گذرے کہ کفار تمہیں زمین میں ... کر سکتے ہیں۔ نصرت دین کا یہ خدائی وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہے گا اور کفار ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے رہیں گے غلبہ اسلام کو ہی حاصل ہو گا۔ جس وقت بھی اسلام کے مٹنے کا خطرہ پیدا ہو گا اور اس کے متعلق خوف کو امن میں بدلنے کی ضرورت پیش آئے گی اللہ تعالیٰ حفاظت دین کے وعدہ کو پورا کرنے کا راستہ ہو گا کسی نائب رسول کو کھڑا کر دے گا جس کے ذریعہ دین کو از سر نو شوکت و عظمت حاصل ہو جائے گی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ۱۴۰۰ برس سے یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آ رہا ہے صلیبی جنگوں میں سارا یورپ متحد ہو کر بیت المقدس کو لینے کے لئے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے صلاح الدین ایوبیؒ کو کھڑا کر دیا جس نے سارے یورپ کی متحد فوجوں کو شکست دے کر انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا حالانکہ یہ ایک علاقہ کی بات تھی ۱۴۰۰ برس میں جو مجددین مختلف ملکوں میں مبعوث ہوتے رہے وہ بھی اسی وعدہ کی ایفاء کے لئے ہی مبعوث ہوتے رہے۔

ہمارا زمانہ

پہلے اگر تلوار کے ذریعہ اسلام کو مٹانے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں تو ہمارے اس زمانہ میں کفار کی یلغار اسلام کی صداقت کے متعلق دلوں میں وسوسہ اندازی اور شکوک و شبہات پیدا کرنے کے ذریعہ شروع ہوئی اور سب قوموں نے متحد ہو کر اسلام کی تعلیم پر اور نبی کریم صلعم کی ذات پر حملہ کر دیا اور اعتراضات کی ایسی زبردست بوچھاڑ کی کہ مسلمان سراسیمہ ہو گئے اور دشمن بھی یقین کر بیٹھے کہ اسلام اب آخری دموں پر ہے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حفاظت دین کے متعلق اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کو بطور عظیم الشان مجدد کے مبعوث فرما دیا جس نے آ کر اسلام پر وارد ہونے والے خوف کو امن میں بدل دیا اور دین کے جسم میں جان ڈال دی اور اس کے اندر ایسی قوت پیدا کر دی کہ کفار نے حیرت سے اس انقلاب کو دیکھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آئندہ خطبہ دینے کی توفیق دی تو اس پر مزید روشنی ڈالی جائے گی اور اس آیت کے بعض دوسرے پہلوؤں کو بھی واضح کیا جائے گا۔

ایک پہلو یہ بھی ہے مامور کی تصویر کا

(بسلسلہ صفحہ ۳)

دوران حضرت مسیح موعود نے جس تڑپ اور درد کا اظہار فرمایا کس طرح ادر تسر وغیرہ سے دوا اور دیگر اشیاء برف وغیرہ منگواتے کس طرح کئی کئی گھنٹے دعا میں صرف کرتے اور سجدہ سے سر نہ اٹھاتے۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ یہ نقشہ میں کس طرح سے پبلک کے سامنے پیش کروں فرماتے ہیں میں نے ایک دن عرض کی کہ حضور خود بہت کمزور ہیں اور حضور کی طبیعت بیمار ہے۔ رات کو کسی وقت آرام فرما لیا کریں تو مجھے جواب میں فرمایا کہ:

"یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایسا عزیز اور مخلص رفیق ایسی تکلیف اور کرب میں ہو اور میں آرام ہو اور بے پرواہ رہوں مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا۔"

حضرت اقدسؑ نے مولوی صاحب کے لئے یہاں تک دعا کی کہ کئی دفعہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے ایسی دعا کبھی نہیں کی تھی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے میں یہ بات حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ حضرت اقدس کو کبھی بھی اس قدر تڑپ اور اضطراب اور خدا تعالیٰ کی جناب میں تضرع اور ابتہال نہیں ہوا جتنا کہ مولوی صاحب کی علالت پر ہوا۔

ایک اور واقعہ پڑھئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے متبعین سے اتنا شدید دلی لگاؤ تھا کہ ان کی تکلیف اور صدمہ سے اپنے جسم پر تکلیف اور صدمہ وارد کر لیتے یہ تصنع سے نہیں ہو سکتا۔ صاحب نور مرحوم کا ذکر تھا۔ حضرت نے احمد نور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"خدا اس کو بہشت نصیب کرے میں اس کی اچانک موت کی خبر سن کر صدمہ سے خود بیمار ہو گیا تھا اس واسطے جنازہ پڑھنے کے واسطے باہر نہ آ سکا۔"

اسی طرح آپ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کی علالت میں تڑپے اور درد و سوز والحاح سے سجدہ گاہ کو اپنے آنسوؤں سے تر کرتے رہے۔ اس طرح کی اور بھی بے شمار مثالیں ہیں جن سے پتہ ملتا ہے کہ آپ محبت کا اظہار فرما کر اپنے ساتھیوں کو بلند کرتے۔

(باقی برصفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

(بسلسلہ صفحہ ۳)

کو چھوڑ دینا اور اس کی پرورش نہ کرنا دوبارہ نیند کی غفلت پر سو جاتا ہے تو اس سے

زیادہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جا تو اس سے زیادہ جاں نثاری دکھا تو اس سے زیادہ مبلغوں کی جماعت تیار کر جو صرف مغربی دنیا کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے قریہ قریہ میں پھیل جائیں اور توحید کا پیغام غافل بستیوں تک پہنچائیں۔ تو اپنے میں ایسی قوت اور جذبہ پیدا کر جس سے کفر کی آندھیاں دور ہو جائیں تو یہ مت دیکھ کہ دوسرے مسلمان کیا کر رہے ہیں تو اپنا فرض ادا کر اور اس سے زیادہ کر جواب تک کیا گیا ہے۔ **قدرت ربانی تیرے کاموں کو دیکھ رہی ہے وہی تیری معاون و مددگار ہے** اس کے بھروسہ پر کفر کے لشکر میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نغمہ سنا دے۔" (بحوالہ مجدد اعظم جلد سوم صفحہ ۱۳۳۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر گامزن ہوں۔ اور نقصان پر نقصان اٹھا کر بھی اس راستہ پر گامزن ہوں۔ آمین۔

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت بیار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ۔ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۶۹ء | نمبر ۲۹

روحانی فائدہ دکھ اور تکلیف اٹھائے بغیر حاصل نہیں ہوتا

ارشادات حضرت امام زمان مجدد صد چہاردہم علیہ السلام

ایک شخص نے عرض کی کہ میں روحانی فائدہ کے لئے یہاں آیا ہوں مجھے کچھ بتایا جاوے۔ فرمایا۔ روحانی فائدہ کبھی انہیں کو پہنچتا ہے جو آپ کوشش کرتے ہیں۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ اور افضل تھے مگر انہوں نے بھی دین کی خاطر کیسے کیسے مصائب اٹھائے۔ دین بھی تو دکھ کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے چاہتا تو ایسا نہ کرتا مگر اس نے دنیا کے لئے بھی یہی قانون رکھا ہے کہ محنت سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اگر خدا کا فضل بھی ہو اور محنت بھی ہو تو انسان منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ دنیا کے کاموں کے لئے انسان کیسے کیسے دکھ اٹھاتا اور کیسی کیسی تکلیف برداشت کرتا ہے اور تب جا کر کچھ حاصل ہوتا ہے تو کیا دین کے لئے کچھ بھی محنت اور سعی نہیں کرنی چاہیئے؟ اگر تھوڑا سا مقدمہ آ جاوے تو پھر انسان اس کے واسطے کہاں کہاں سے سفارشیں لاتا ہے اور کس قدر خرچ کرتا ہے اور کتنی کوشش کرتا ہے اور اگر باوجود اتنی کوشش کے وہ مقدمہ خارج ہو جاتا ہے تو پھر اپیل کرتا ہے بلکہ اگر وہ بھی خارج ہو جاتی ہے تو پھر کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کر کے اپیل در اپیل کرتا اور کیا کیا کر گذرتا ہے تو کیا دین کو ہی ایسا سمجھنا چاہیئے کہ وہ محض پھونک مارنے اور کسی ورد وظیفہ کے کرنے سے حاصل ہو جائے گا۔ اور یونہی آرام طلبی سے گذارنے پر اسے یہی کامیابی حاصل ہو جائے گی؟ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف زبانی قیل و قال پر ہی ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور صرف اتنا کہنے سے ہی کہ ہم ایمان لے آئے دین دار سمجھے جائیں گے۔ اور انکا امتحان نہ ہوگا؟

بلکہ امتحان اور آزمائش کا ہونا نہایت ضروری ہے سب انبیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ترقی کے مدارج کے لئے آزمائش ضروری ہے اور جب تک کوئی شخص آزمائش اور امتحان کی منازل طے نہیں کرتا دیندار نہیں بن سکتا۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ دکھ کے بعد ہی ہمیشہ راحت ہوا کرتی ہے۔ یاد رکھو جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں دکھ اور مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں وہ کاٹا جاوے گا۔ ترقی ہمیشہ مصائب اور تکالیف کے بعد ہوتی ہے اور ایمانی حالت کا پتہ بھی تب لگتا ہے۔ جب تکالیف اور مصائب آویں۔

روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے

پہلے اپنے آپ کو دکھ اور تکالیف اٹھانے کے لئے تیار کر لینا چاہیئے۔

عشق اول سرکش و خونی بود ؛ تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

بحرِ حکمت کے موتی

کشائشِ رزق اور درازیٔ عمر کا نسخہ

عن انس ابن مالکؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سرہٗ ان یبسط لہٗ رزقہ اوینسالہٗ فی اثرہٖ فلیصل رحمہٗ

ترجمہ:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا جسے اچھا لگے کہ اس کا رزق فراخ کر دیا جائے یا اس کی عمر بڑی ہو تو رشتہ داروں سے سلوک کرے۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ:۔

انسان کی فیاضی کی ابتداء رشتہ داروں سے حسنِ سلوک ہی سے شروع ہوتی ہے اور پہلے مستحق بھی وہی ہوتے ہیں۔ یہیں سے انسان کے اخلاق میں وسعت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کو نفع پہنچانے کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ قرآن کریم بھی اس تعلیم سے بھرا پڑا ہے۔

فضل الباری

فرمایا حضرت مسیح موعودؑ نے:۔

"خدا تعالیٰ پر پورا ایمان ہو تو انسان کے دل میں خوف اور خشیت بھی ہوتی ہے۔ جیسے ایمان کم ہوتا جاتا ہے ویسے ہی خشیت بھی کم ہوتی جاتی ہے۔"

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

انتباہ

(بشکریہ ہفت روزہ لاہور)

معروف امریکی جریدہ دی پلین ٹروتھ - (THE PLAIN TROOTH) - کے شمارہ ستمبر ۱۹۶۸ء میں "مسٹر رابرٹ ای گینٹ" کا ایک مقالہ شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ نے طبقات الارض کے ماہرین اور سائنسدانوں کی جدید تحقیقات کے مطابق زیرِ زمین رونما ہونے والی عجیب و غریب انقلابی کیفیات کا ذکر کر کے اہلِ دنیا کو خبردار کیا ہے کہ

دنیا پر عنقریب ایک ہولناک عذاب
آنے والا ہے اور یہ عذاب نتیجہ ہوگا
بڑھتی ہوئی فحاشی و بے حیائی اور گناہوں
کی بے اندازہ کثرت کا۔ مسٹر گینٹ
کا یہ مقالہ اس رُخ سے بھی اہمیت کا
حامل ہے کہ انہوں نے اس ہولناک
عذاب کو مسیح کی آمدِ ثانی کا پیش خیمہ
قرار دیا ہے۔

اس مقالہ کے چند اہم اقتباسات بڑے ہی معنی خیز ہیں۔ جہاں تک سائنس دانوں کی تحقیق کی رُو سے زیرِ زمین رونما ہونے والی انقلاب انگیز تبدیلیوں کا تعلق ہے۔ ان کی نوعیت یہ ہے۔ کہ قطب جنوبی کے ایک جزیرے میں جو ڈی سیپشن آئی لینڈ ——— (DECEPTION ISLAND) کہلاتا ہے۔ اور جنوبی امریکہ کے آخری سرے سے چھ سو میل جنوب میں واقع ہے۔ دسمبر ۱۹۶۷ء میں یکایک انتہائی خوفناک دھماکہ کے ساتھ آتشگیر مادہ اُبل پڑا جس نے سارے قطب جنوبی کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور یہ آتشگیر مادہ اس قدر زیادہ مقدار میں نکلا۔ کہ اس کے سمندر میں گرنے اور وہاں گر کر ٹھنڈا ہونے سے سطح سمندر پر نصف میل لمبا ایک نیا جزیرہ اُبھر آیا۔ قطب جنوبی کا سارا علاقہ ابتداء ہی سے زلزلوں اور زیرِ زمین دھماکوں وغیرہ سے یکسر محفوظ چلا آرہا تھا۔ اور اس علاقے کے متعلق سائنسدانوں کا نظریہ یہ تھا کہ یہ زیرِ زمین تبدیلیوں سے یکسر پاک ہے۔ اس دھماکہ اور اس کے نتیجہ میں اس قدر زیادہ مقدار میں آتشگیر مادہ نکلنے پر وہ سائنس دان جو قطب جنوبی کے بارے میں تحقیقات کر رہے ہیں۔ اور جنہوں نے مذکورہ جزیرہ میں باقاعدہ ایک مرکز قائم کر رکھا ہے۔ چونک اُٹھے ہیں۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کرۂ ارض کے دوسرے علاقوں میں زیرِ زمین بہت خوفناک قسم کی تبدیلیاں رُونما ہو رہی ہیں۔

جن کے نتیجہ میں اس قسم کا ہولناک زلزلہ
آئے گا۔ جو شاید پورے کرۂ ارض کو
ہلا کر رکھ دے۔ اور عجب نہیں کہ کرۂ ارض
کی ہیئت ہی یکسر بدل جائے۔

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں مسٹر گینٹ نے اپنے مضمون میں کیلیفورنیا یونیورسٹی کے علم طبقات الارض کے ایک سابق پروفیسر ڈاکٹر پیری بائرلے (DR. PERRY BYERLY) کا یہ بیان بھی درج کیا ہے۔ پروفیسر مذکور لکھتے ہیں :-

"——— عالمگیر سطح پر اندر ہی اندر کچھ ہو رہا ہے لیکن یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی نوعیت کیا ہے ——— ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے۔ لیکن نظر یہ آرہا ہے۔ کہ عظیم طاقتیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہوئی برسرِ پیکار ہیں اور ہمارے برِاعظموں کو ایک نہ ایک سمت کھینچ لے جانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ سب کچھ زمین کے نیچے ہونے والے تغیرات کی بدولت ہے۔ ایک ہولناک دباؤ یا بوجھ ہے۔ جو آپ ہی آپ ایک ہی مقام پر جمع ہو رہا ہے ———"

آگے چل کر مسٹر گینٹ پروفیسر ڈاکٹر بیری کے اس بیان پر ان لفظوں میں تبصرہ کرتے ہیں :-

زیرِ زمین جو کچھ ہو رہا ہے۔ طبقات الارض کا علم اس کی ماہیت کو سمجھنے سے قاصر ہو تو ہو لیکن آپ لوگ اس کی ماہیت کو سمجھ سکتے ہیں۔ آپ جان سکتے ہیں کہ اس سے کس (ہولناک) انجام کی نشاندہی ہوتی ہے ——— اب تک خدا اپنے خاص بندوں کی وساطت سے الفاظ میں ڈھلے ہوئے پیغام کے ذریعے دنیا کو خبردار کرتا رہا ہے۔ اس قسم کے انتباہ کا زمانہ اب قریباً ختم ہو چکا ہے۔

خدا اب اس باغی اور نافرمان دنیا
سے عنقریب ایک ایسی زبان میں
ہمکلام ہونے والا ہے کہ جسے
وہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ خدا دنیا
کو ہلانے اور جھنجوڑنے والا ہے۔

لوگ خدا کی دی ہوئی مہلت کو بے رخی اور لاتعلقی پر محمول کر بیٹھے ہیں۔ وہ یہ فوراً باور کر لینا چاہتے ہیں کہ خدا اس دنیا سے بے تعلق ہو بیٹھا ہے یہی نہیں بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ——— وہ اپنی موت آپ مر چکا ہے ——— لیکن انہیں اب زیادہ عرصہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ وقت آتا ہے۔ کہ وہ خدا کی طاقت کو محسوس کرنے پر ہی مجبور نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ اپنی ان آنکھوں سے اس کا مشاہدہ بھی کریں گے! الحذر ——— الحذر!

خدا گناہ پر کبھی راضی نہیں ہوتا۔ اور اس بارے میں مفاہمت پر کبھی آمادہ نہیں ہوا کرتا۔ زمین کی اُونچی نیچی اور اُبھری ہوئی سطح کو دیکھ کر جو کروڑوں کھرب مُردہ اجسام کے بدلے ہوئے ذرات سے مل کر بنی ہے۔ ہم پر یہ حقیقت منکشف ہو جانی چاہیئے تھی کہ

بالآخر گناہ کی پاداش بھگتنا ہی
پڑتی ہے۔

لیکن لوگوں نے یکسانیت اور ارتقاء ایسے نظریات کی من گھڑت داستانوں کے چکر میں پھنس کر اپنے آپ کو اندھا کر لیا۔ یعنی وہ بصیرت سے یکسر عاری ہو بیٹھے۔

چنانچہ کس طرح معرضِ وجود میں آئیں

اگر سائنسدان خود فریبی میں مبتلا نہ ہوتے تو وہ اس امر پر ہی غور کر کے ان چٹانوں سے سبق حاصل کر سکتے تھے۔

بائیبل میں مسیحؑ کی آمدِ ثانی سے معاً قبل اور اس کے ظہور کے وقت زمین پر خدا کی بادشاہت قائم کرنے کی غرض سے ہولناک زلزلوں کی پیشگوئی موجود ہے۔ بائیبل کا یہ نوشتہ پڑھو :-

"قوم قوم پر چڑھائی کرے گی اور ایک
بادشاہت دوسری بادشاہت پر
چڑھ دوڑے گی۔"

یعنی وہ زمانہ عالمی انقلاب اور قوموں کے درمیان جنگ وجدال کا زمانہ ہوگا۔

زمین متوالے کی طرح ڈگمگائے گی اور جھونپڑی کی طرح سرکائی جائے گی۔ کیونکہ اس کے گناہ کا بوجھ اس پر بھاری ہوا۔ وہ گرے گی اور پھر نہ اُٹھے گی۔

(یسعیاہ باب ۲۴ - آیت ۲۰)

رب الافواج کے غضب سے اور اس کے قہر شدید کے روز سے زمین اپنی جگہ سے جھٹکی جائے گی۔ اور شاید اپنے موجودہ محور سے ہٹ جائے گی۔

(یسعیاہ باب ۱۳ - آیت ۱۲)

اس مرتبہ خدا ان لوگوں کو بھی متوجہ ہونے پر مجبور کر دے گا جو سرے سے توجہ نہ کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ خدا سب استادوں کا استاد اور سب واعظوں سے بڑھ کر واعظ ہے۔ وہ دوسرے استادوں کی طرح اس شخص کو کیا پڑھائے اور کیا سکھائے۔ جو سرے سے توجہ ہی نہیں دیتا انسان نے کان دھرنے اور سننے سے انکار کر دیا ہے وہ خدائی نوشتوں کو پڑھنے اور اطاعت بجا لانے سے انکاری ہے۔

آخر میں لکھتے ہیں :-

جب خدا ان چیزوں سے کام لے گا۔ تو آسمانی صداقت کا تمسخر اڑانے اور استہزا کرنے کی لوگوں میں جرأت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت کے مابعد الطبیعاتی ظہور پر اس کے لرزہ براندام سیارے یعنی کرۂ ارض کی قومیں اور ان کے افراد خوفزدہ ہوئے بغیر نہ رہیں گے۔ صرف اور صرف اس وقت جبکہ لوگ گھٹنوں کے بل جھک کر خدا کی جناب میں تذلل و انکسار اختیار کریں گے زمین خدا تعالیٰ کی طاقت اور اس کی صفات کی معرفت سے اس طرح معمور ہو جائے گی جس طرح سمندر پانی سے لبریز ہیں۔

کس طرح مشابہت ہے اس انتباہ اور اس انتباہ میں جو امام وقتؑ نے اپنے رب سے خبر پا کر ان الفاظ میں کیا :-

"وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا
ہوں ——— کہ دروازے پر ہیں۔
کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے
گی۔ اور نہ صرف زلزلے اور بھی
کئی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں
گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین
سے۔ یہ اس لئے کہ نوعِ انسان
نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی
ہے۔ اور تمام ہمت اور تمام
خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا۔ تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران ...

وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔"

تلخیص و ترتیب

(ابو طاہر فارانی)

بقیہ مقالہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

طور پر لکھ دیا کہ :-

"یہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ
کی جانشین ہے۔" (الوصیت)

اور یہ اعلان کیا کہ :-

"بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس
انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔"
(تقریر حضرت مسیح موعودؑ)

ان صاف اور کھلے اعلانات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد جانشینی کے طور پر شخصی خلافت کا سلسلہ قائم کیا ہے سراسر غلط ہے، نہ شہادت القرآن کی عبارات سے اس کی تائید ہو سکتی ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مؤرخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۶۹ء

مسئلہ خلافت اور قادیانی جماعت

"نبوت و خلافت" نامی کتابچہ میں جس کا ذکر ہم گذشتہ اشاعت میں کر چکے ہیں، ربوہ کے مولوی شیخ مبارک احمد صاحب کی ایک تقریر درج کی گئی ہے، جس میں انہوں نے "خلافتِ احمدیہ اور بیعت خلافت" کے عنوان سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپ کی خلافت کا سلسلہ جاری رہنا ضروری ہے جس کی بیعت کرنا سب احمدیوں پر فرض ہے۔ یعنی ہر اس شخص کی بیعت سب احمدیوں کو کرنی چاہیئے جسے خلافت کی گدی کے لئے منتخب کیا جائے، بالفاظ دیگر یہ خلیفہ اسی طرح سے مفترض الطاعۃ سمجھا جائے جیسے مسیح موعودؑ، بلکہ جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واجب ہے، اس غرض سے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی بعض عبارات نقل کی گئی ہیں اور اس کے بعد حضرت مولینا نورالدینؓ اور دیگر اکابرین سلسلہ کے بیانات درج کئے گئے ہیں۔

آج ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جو عبارات نقل کی گئی ہیں ان کا پیش کردہ دعاوی سے کیا تعلق ہے، وہ عبارات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ "بعض صاحب آیت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ منکم سے صحابہؓ ہی مراد ہیں اور خلافتِ راشدہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی، اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا، اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا" (شہادۃ القرآن صفحہ ۳۴)

۲۔ ان آیات (آیت استخلاف وغیرہ ۔ ناقل) کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالےٰ اس اُمت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہہ دینا کیا معنے رکھتا تھا۔" اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا ہرگز ارادہ نہ تھا کہ اس اُمت پر ہمیشہ ابواب سعادت مفتوح رکھے۔" (شہادت القرآن صفحہ ۵۷)

۳۔ ایک اور حوالہ اسی شہادت القرآن سے یہ دیا گیا ہے:۔

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں، لہٰذا خدا تعالےٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالےٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے، پس جو شخص خلافت کو تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظرانداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالےٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا کہ رسول کریم صلعم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں"

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی وہ عبارات ہیں جن کو فاضل مقرر نے اس سلسلۂ خلافت کی تائید میں پیش کرنا چاہا ہے، جو مسیح موعودؑ کے بعد آپ کی شخصی خلافت اور گدی کی شکل میں قادیان اور پھر ربوہ میں جاری کیا گیا، حالانکہ ان تمام عبارات میں جس خلافت کے دائمی طور پر تا قیامت جاری رہنے کا ذکر ہے۔ وہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر تا قیامت قائم رکھنے والی ہے، بالفاظ دیگر یہ خلافت مجددین و محدثین کے وجود میں امت کے اندر ہمیشہ کے لئے جاری ہے، چنانچہ اسی شہادت القرآن میں خود حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے صاف طور پر لکھا ہے:۔

"چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے، اور اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الاخرین محدث کا لفظ دونوں فقروں میں برابر آیا ہے اس لئے قطعی طور پر یہاں سے ثابت ہوا کہ اس امت کے محدث اپنی تعداد میں اور اپنے طولانی سلسلہ میں موسوی اُمت کے مرسلوں کے برابر ہیں اور درحقیقت اسی کی طرف اس دوسری آیت میں بھی اشارہ ہے، اور وہ یہ ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً۔ یعنی خدا نے ان لوگوں میں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ وعدہ کیا ہے کہ البتہ انہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ کرے گا جیسا کہ ان لوگوں کو کیا جو ان سے پہلے گذر گئے، اور ان کے دین کو جو ان کے لئے پسند کیا ہے ثابت کر دے گا اور ان کے خوف کے بعد امن کو بدل دے گا میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے (الجزو نمبر ۱۸ سورۃ نور) اب غور سے دیکھو کہ اس آیت میں بھی مماثلت کی طرف صریح اشارہ ہے اور اگر مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں تو کلام عبث ہو جاتا ہے کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس برس تک اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا" (شہادت القرآن صفحہ ۱۸-۱۹)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعودؑ نے صاف طور پر سلسلۂ خلافت کو جو اس اُمت کے لئے آیت استخلاف میں دائمی قرار دیا گیا اس سے محدثین ہی مراد لئے ہیں، یہی وہ منصب ہے جس پر خود آپ کو قائم کیا گیا اور اپنی ہی خلافت کی تائید میں آپ نے یہ تمام عبارات لکھی ہیں۔

آگے چل کر اسی کتاب میں آپ لکھتے ہیں:۔

"ہمارا قول تو یہ ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورتی کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔"

یہ عبارات صاف طور پر بتا رہی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جس سلسلۂ خلافت کے دائمی طور پر جاری رہنے کا ذکر کیا ہے، وہ مجددین و محدثین کے وجود سے تعلق رکھتا ہے اور خود حضرت مسیح موعودؑ بھی اسی سلسلۂ خلافت کے ایک عظیم الشان فرد تھے، آپ کے بعد تو آپ کی شخصی خلافت یا کسی گدی کے قیام کا اشارہ تک ان عبارات میں نہیں پایا جاتا اس کے خلاف آپ نے اپنا جانشین ایک انجمن کو قرار دیا۔ جو آپ نے اپنی زندگی میں بنائی اور ...

(باقی بر صفحہ ...)

گیانا میں احمدیہ انجمن کی نئی شاخ کا قیام

یوراگوائے (جنوبی امریکہ) میں احمدیت کا آغاز

اشد مخالفت کے باوجود سلسلہ احمدیہ کی ترقی

احباب جماعت کے لئے یہ امر خوشی کا موجب ہوگا کہ گیانا میں گڈ سکس و یکنام کے علاقہ میں احمدیہ انجمن کی ایک نئی شاخ قائم ہوگئی ہے۔ مولوی محمد سعید خاں احمدیہ کنونشن کے سلسلہ میں ٹرینیڈاڈ آئے تھے یہاں سے واپس جا کر انہوں نے اپنے علاقہ میں باقاعدہ انجمن کی شاخ قائم کی ہے۔ صدر مسٹر ابراہیم نائب صدر نبگرد مسلم مسٹر شمیم سیکرٹری آفتاب ظہور اور نائب سیکرٹری مولوی محمد سعید خان صاحب مقرر ہوئے ہیں گیانا سے مزید اطلاع موصول ہوئی ہے کہ یوراگوائے (جنوبی امریکہ) میں بھی احمدیت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ یہ تمام ترقی غیر احمدیوں کی طرف سے انتہائی مخالفت کے باوجود ہو رہی ہے اِدھر اُدھر سے مولوی آ کر لوگوں کو بہکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس طریق سے بہت سی سعادتمند رُوحوں کو سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے سے روکتے رہتے ہیں۔ لوگوں کو ہمارے لیکچروں اور جلسوں میں جانے سے بھی منع کرتے ہیں۔ ربوہ جماعت کے جو مبلغین ان علاقوں میں ہیں وہ بھی ہمارے خلاف کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑتے رہتے ہیں بعض اوقات غلط بیانیوں اور صریح کذب بیانیوں سے بھی باز نہیں آتے۔ لیکن ان کا یہاں اثر برائے نام ہے اور لوگ ان کے طریق تبلیغ کو ناپسند کرتے ہیں۔ سالہا سال کام کرنے کے باوجود بھی انہیں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ ان علاقوں سے ایک مضبوط احمدیہ تحریک اُٹھے گی جس کا اثر ساری مغربی دنیا پر محسوس ہوگا اور تبلیغ اسلام کے کام کا ایک اہم فریضہ یہ لوگ خود انجام دیں گے۔

شیخ محمد طفیل ٹرینیڈاڈ

اخبار و افکار

بی اے سوز

اعتراف حق

ایک مسیحی مصنف۔ ہربرٹ گوٹس شالک اپنی تازہ تصنیف میں رقمطراز ہے:۔

"جدید اسلام کی یہ شاخ (احمدیہ جماعت) خاص اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ اب یہ مسیحی دنیا میں جڑیں پکڑ رہی ہے۔ یہی جماعت ہے جو مسیحیوں کو حلقہ بگوش اسلام کرنے میں زور شور سے تبلیغ دین کر رہی ہے۔ ہم نے قبل ازیں مسلمانوں کے اندر مسیحیت کی تبلیغ میں مشکلات کا ذکر کیا ہے اب اس کی تبلیغی مساعی کا ہدف خود مسیحیت بن گئی ہے۔ اس جماعت نے یورپ کے تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں میں مشنوں کے قیام کے ذریعہ مسیحی دنیا میں ایک رخنہ خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو ڈال دیا ہے۔ یہ جماعت نشر و اشاعت کا موثر نظام رکھتی ہے، تقاریر کی جاتی ہیں، اخبارات شائع کئے جاتے ہیں اور ریڈیو پر نشریئے جاری کئے جاتے ہیں۔"

مصنف موصوف اور دوسرے یورپین محققین کے نزدیک جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد مؤثر و محرک ہے اور یورپ میں انقلاب انگیز کارنامے انجام دے رہی ہے۔ لیکن ہمارے مسلمان بھائیوں کے نزدیک یہ کافروں کی جماعت ہے جو اسلام پھیلا رہی ہے، سوال یہ ہے کہ کیا آپ کا اسلام اچھا ہے یا یہ کفر جس سے اسلام کا نور دنیا کو روشن کر رہا ہے؟!

مودودی صاحب کا ضابطہ اخلاق

مولوی مودودی صاحب نے سیاسی جماعتوں کے لئے ایک "ضابطہ اخلاق" پیش کیا ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ سیاست کے کھلاڑیوں کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ:۔

"نظریۂ پاکستان کے خلاف کوئی کام نہ کیا جائے۔" (مطبوعہ مشرق مورخہ ۱۵ر جون ۱۹۶۹ء)

نظریۂ پاکستان کیا ہے؟ مودودی صاحب کا اخبار "ایشیا" لکھتا ہے:۔

"نظریۂ پاکستان اور اسلام دو الگ الگ چیزوں کا نام نہیں ہے اسلام ہی درحقیقت نظریۂ پاکستان ہے۔" ("ایشیا" لاہور۔ مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۶۹ء ص)

یہ درس اخلاق وہ صاحب دے رہے ہیں۔ جو نظریۂ پاکستان کے بذات خود مخالف تھے۔ اور اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے۔ اللہ اللہ! آج یہ اس مملکت کی (جس کو وہ "مسلمانوں کی کافرانہ حکومت" قرار دیتے تھے) سربراہی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اور سیاست کے ضابطے پیش کر رہے ہیں۔ اسے زمانے کی گردش کہتے ہیں یا مودودی صاحب کی گردش اخلاق؟

ضبط دم

انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور مجریہ ۲۳ر مئی ۱۹۶۹ء میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات و کوائف درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"حضرت میاں میر رح کی درازی عمر کا راز یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنی سانس روک لیا کرتے تھے کہا جاتا ہے کہ وہ شب بھر میں ایک یا دو دفعہ سانس لیتے تھے۔ حبس دم یعنی سانس روک لینا ایک ایسی مشق ہے جسے فقراء حضرات بطور مذہبی عمل کے سرانجام دیا کرتے ہیں اس طریق سے عمر بڑھانے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک شخص نے اپنی زندگی یا چلتے سانس لینے ہوتے ہیں وہ ازل سے مقرر شدہ ہوتے ہیں اب ظاہر ہے کہ جس قدر آہستہ آہستہ سانس لئے جائیں گے اتنی ہی عمر بڑھ جائے گی۔"

زندگی بڑھانے کا یہ نسخہ اسلام کی کونسی کتاب میں بتایا گیا ہے؟ کیا قرآن کریم یا حدیث میں کہیں اس کا ذکر ہے؟ کیا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس نسخہ پر عمل کیا؟ پھر یہ کیسے سمجھ لیا جائے کہ حضرت میاں میر جیسے بزرگ ایسی دم کشی سے عمر بڑھانے کی خلاف سنت کوشش کیا کرتے تھے۔ اس قسم کی غلط باتیں بزرگوں کی طرف منسوب کرنا ان کے تقدس کو داغدار کرنا ہے۔

شیعہ سنی فساد

لکھنؤ میں شیعہ سنی فساد کے متعلق اخبار و جرائد سے جو افسوسناک خبریں ملی ہیں۔ ان کے پیش نظر اسلام اور ملت اسلامیہ کا ہر خیر خواہ یقیناً مضطرب و پریشان ہوا ہے۔ فرقہ داری کے نام پر مسلمانوں کے دو گروہوں کا ایک دوسرے کے گلے کاٹنا اسلام کے لئے موجب رسوائی ہے۔ پھر یہ کہ بھارت ایسی سرزمین میں جہاں مسلمان کی ذات کو پوچھ تیاں کیا جاتا ہے اور آئے دن ایسے واقعات و حالات پیدا کئے جاتے ہیں جن کے نتیجہ میں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا جاتا ہے مسلمانوں کا باہمی قتل و مقاتلہ، آپس کا افتراق و انشقاق یقیناً ایک افسوسناک اور تکلیف دہ امر ہے۔

ضرورت ہے کہ اسلام کی خاطر اور امت مسلمہ کی لاج رکھنے کے لئے مسلمان فرقہ کے نام پر لڑنا جھگڑنا چھوڑ دیں۔ اسلام سب کا ایک ہے اور سب کو ایک کرنا چاہتا ہے۔ اگر مختلف مکاتیب فکر کے مسلمان فروعی اور جزوی اختلافات کو برداشت کریں تو یہ مصیبتیں اور یہ ہلاکتیں جو مسلمان کے ہاتھوں سے مسلمان کے لئے وارد ہوتی ہیں ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالے مسلمانوں کو توفیق اتحاد و اتفاق عطا فرمائے۔

اسلام اور جمہوریت

ایک سال کی رخصت گذارنے پر مودودی صاحب نے اپنی امارت سنبھالتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالے ان جماعتوں اور افراد کی مدد فرمائے جو یہاں اسلام اور جمہوریت کے لئے کام کر رہی ہیں۔"

(ایشیا۔ ۱۳ر مئی ۱۹۶۹ء)

کیا اسلام اور جمہوریت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ کیا اسلام میں جمہوریت نہیں ہے، اگر ہے اور یقیناً ہے تو ایک میں دو اور دو میں ایک کے کیا معنی۔ گذشتہ سیاسی افراتفری میں ایک سیاسی پارٹی نے اسلام، جمہوریت اور سوشلزم کا نعرہ لگایا تو مودودی صاحب ہاتھ جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ گئے اور آسمان سر پر اٹھا لیا کہ اسلام کے ساتھ جمہوریت اور سوشلزم کا ٹانکا کیوں لگایا گیا ہے۔ جبکہ اسلام میں جمہوریت اور سوشلزم موجود ہے۔ اس نعرے کو جماعت اسلامی نے تثلیث فی التوحید قرار دیا اور آج اس جماعت کی طرف سے اسلام اور جمہوریت کی باتیں ہو رہی ہیں تو کیا یہ ثنویت فی التوحید نہیں؟ اغلباً نہیں اس لئے کہ مودودی صاحب کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے

مرزا معصوم بیگ صاحب کی تعزیت

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مؤرخہ ۳۰ر جون کے نوائے وقت میں نہایت ہی روح فرسا خبر پڑھی۔ "مرزا معصوم بیگ سپرد خاک کر دیئے گئے"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے فرزندان اور خویش واقارب جہاں ایک شفیق باپ کے سایہ رحمت سے محروم ہو گئے ہیں وہاں قوم ایک بلند پایہ خطیب اور مصنف سے محروم ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت امیر ایدہ اللہ نے خبر پڑھتے ہی مجھے ارشاد فرمایا کہ میں مرحوم کے پسماندگان کے پاس جا کر تعزیت اور اظہار ہمدردی کروں۔ اور ایک خط بھی تحریر فرمایا جس میں مرزا معصوم بیگ صاحب مرحوم و مغفور سے قدیم تعلقات اور مرحوم کی دینی خدمات کے ذکر کے بعد فرمایا کہ مرحوم ایک فصیح اللسان خطیب اور بلند پایہ مصنف تھے۔ ان کی وفات سے بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے اور جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔

میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق راولپنڈی میں مرحوم کے سوگوار فرزندوں کے پاس ان کے مکان پر پہنچا۔ عظیم باپ کے عظیم فرزندوں نے حضرت امیر قوم کے اظہار ہمدردی کا بڑی نیازمندی سے شکریہ ادا کیا۔ مرحوم کے اخلاق حسنہ کا ذکر ہوتا رہا۔ اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کے بعد میں واپس مری آ گیا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عظیم باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام۔ شریک غم۔ عبدالرحمان۔ امام مسجد احمدیہ۔ مری ۲ر جولائی ۱۹۶۹ء

عنوان تجویز فرمائیں

انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے مختلف موضوعات پر انتخاب شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ اس سلسلہ اشاعت کے لئے کوئی موزوں نام تجویز کر کے مطلع فرمائیں۔

منیجر پبلیکیشنز۔ دارالکتب اسلامیہ۔
احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ!

(قسط ۳)

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ
ایڈووکیٹ گجرات

یہ اس تقریر کی آخری قسط ہے جو محترم چیمہ صاحب نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ سالانہ کے لئے لکھی، لیکن جلسہ ملتوی ہو جانے کی وجہ سے پڑھی نہ جا سکی ——

موجودہ دَور

آج کے مضمون کا عنوان ہے یعنی "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ"۔ ہم نے آج کی تقریر کے لئے اس مضمون کو اس لئے منتخب کیا کہ ہمارے خیال میں دنیا بھر میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی سٹیج ہی ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے جس پر کھڑے ہو کر ایک انسان بغیر جھجک اور پورے ایمان و ایقان سے یہ اعلان کر سکتا ہے کہ جس طرح کسی غیر مسلم کو اسلام کے اندر داخل کرنے کے لئے کلمہ پڑھایا جانا ضروری ہے اسی طرح کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس کلمہ طیبہ کا منکر نہ ہو جائے۔

انفرادی پاکیزگی

مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی اعلان کئے دیتے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ بھی لکھا ہے "قالت الاعراب اٰمنّا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولمّا یدخل الایمان فی قلوبکم (الحجرات ع ۱) اے پیغمبر! یہ دیہاتی لوگ آپ کے پاس آ کر کہتے ہیں کہ ہم مومن ہو گئے۔ ان کو فرما دیجئے کہ (نہیں نہیں) ابھی آپ مومن نہیں ہوئے بلکہ یوں کہئے کہ ہم مسلمان ہو گئے ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا"۔ اس آیت کے رُو سے پاکستان کے اندر رہنے والوں کے دل ضرور مسلمان ہیں مگر ابھی تک کثیر آبادی اس امر کی محتاج ہے کہ وہ ایمان کے بلند درجات حاصل کرے ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ایمان داخل کیا جائے۔ جب تک دلوں کی دنیا تبدیل نہیں ہوتی محض مسلمان کہلانے سے ترقی نہیں ہو سکتی۔

جب تک انفرادی طور پر ہم میں سے ہر ایک آدمی اسلام کی حقیقت کو نہیں سمجھتا اور خدا پر پختہ ایمان لا کر کدورتوں، خباثتوں، گناہوں، فتنہ آرائیوں، مفسدہ پردازیوں اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے گندے خیالات سے دل کو صاف نہیں کرتا وہ مومن نہیں کہلا سکتا اور مومن کہلانے پر ... سوسائٹی، قانون اور پولیس کے ڈر سے گناہوں سے باز نہ آئے بلکہ خدا کا خوف اس کے جسم و جان پر ایسا مستولی ہو جائے کہ اس کے دماغ میں گناہ کا تخیل کبھی پیدا نہ ہو سکے۔

اجتماعی اتحاد

جب افراد اس طرح نیک بن جائیں تو پھر وہ سب ایک ہونے کی کوشش کریں۔ وہ سب ایک لڑی میں پروئے جانے کی جد و جہد کریں اور منظم اور متحد ہو کر دنیا میں نیکی اور تقوے کی مثال اور نمونہ بن کر ظاہر ہوں۔

بین الاقوامی سطح پر خدمتِ خلق

جب یہ جماعت ایک مضبوط، منظم اور منضبط ہو کر عظیم الشان پہاڑ کی طرح کھڑی ہو جائے اور اس کی ہیبت اغیار کے دل پر چھا جائے تو اس کا کام پھر یہ نہ ہو کہ دوسری قوموں پر پل کر بول دے بلکہ وہ یہ سمجھے کہ تمام دنیا کے انسان خدا کی مخلوق ہیں اور اسلام کا پیغام دنیا کی تمام قوموں کے لئے ہے اور مسلمان اس پیغام کی قبولیت کے لئے دنیا کے تمام اکناف و اطراف میں سعید روحوں کی تلاش میں نکل جائیں۔ اور ان کے دلوں سے گناہوں کے زہر آلود جراثیم کو قرآن کے تریاق سے پاک صاف کر دیں۔ اور دنیا میں انسانیت کے لئے محبت اور پریم کی نہریں جاری کر دیں۔ لوگوں کی پیشانیاں تجلیات الٰہی سے چمک اٹھیں، اس وقت دنیا جن مصائب اور آلام میں پھنسی ہوئی ہے اس سے اسے نجات مل جائے اور اسلام تمام عالم کو اپنی آغوشِ عافیت میں لے کر واشرقت الارض بنور ربّھا کا نظارہ پیش کر دے۔ اور یہی وہ دن ہو گا جب حقیقی طور پر خدا کی بادشاہت دوبارہ زمین پر آ جائے گی اور دنیا میں امن و امان کا سماں چھا جائے گا۔ اور ... زمین

حسب لوہ گر ہونے لگ گئی۔

قرآن کریم کی تین آیات

قرآن کریم کی تین آیات کا ترجمہ اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے اور وہ آیات یہ ہیں :-

یٰایّھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہٖ ولا تموتنّ الّا وانتم مسلمون۝ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانًا وکنتم علٰی شفا حفرۃٍ من النار فانقذکم منھا کذٰلک یبیّن اللہ لکم اٰیٰتہٖ لعلّکم تھتدون۝ ولتکن منکم امّۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون۝

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقوےٰ کرو جیسا کہ اس کے تقوے کا حق ہے اور تم نہ مرو مگر ایسی حالت میں کہ تم فرمانبردار رہو۔

(۲) اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اُوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے۔ پھر اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو بچا لیا اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

(۳) اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

پہلی آیت میں اللہ تعالےٰ نے انفرادی طور پر مردِ مومن کو اپنے کردار کو ہر قسم ... اور شرافت سے پُر اور گناہوں سے پاک صاف رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ دوسری آیت میں ایسے کردار کے مختلف افراد کو ایک رشتہ میں پرو کر انہیں اتحاد اور اتفاق کا پیکر بننے کی تلقین کی ہے۔ تیسری آیت میں مسلمانوں کی اجتماعی حیثیت کو بین الاقوامی رنگ میں ڈھال کر بنی نوع انسان کے سامنے ... پیش کیا ہے۔

ایک اہم سوال

اب سوال یہ ہے کہ خود انسان کے اندر ایمان کیسے پیدا ہو اور ایمان کے پیدا ہو جانے کے بعد وہ تقوے کی منازل کیسے طے کرے؟ اور یہ تقوے کی منازل طے کرنے والے سالکین جماعت کی شکل کیسے اختیار کریں جس میں مکمل اتحاد اور اتفاق ہو؟ اور یہ متحد اور متفق جماعت نوع انسان کی خدمت کس طرح انجام دے؟

نعرۂ تکفیر کی بجائے نعرۂ تکبیر

اس سلسلہ میں پہلا سبق جو ہم قوم کو دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ شمع اسلام کے پروانے اور ملتِ بیضا کے فرزانے اور دیوانے نعرۂ تکفیر کی بجائے نعرۂ تکبیر کو صمیم قلب سے اپنا رہنما اصول قبول کریں۔ کلمہ گو کی تکفیر ایک ایسی لعنت ہے جس نے گذشتہ ہزار برس سے قوم کو دا بغداد دکھایا ہے قرآن نے کہا تھا ولا تقولوا لمن القٰی الیکم السلام لست مؤمنا۔ یعنے جو کوئی تمہیں السلام علیکم کہکر خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسے کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے جو کئی دفعہ ہماری جماعت کی طرف سے شائع کیا جا چکا ہے کہ

"اگر کوئی ہماری طرح کی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ ہو اور ہمارا ذبیحہ کھائے۔ پس وہ حقدار ہو جاتا ہے اس بات کا کہ اسے مسلمانوں کے حقوق دیئے جائیں"۔

انہی ارشادات کی تفسیر میں امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور صرف ایک نشانی اسلام کی رہ جائے اسے بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ اسی قول کو حضرت مرزا صاحبؑ نے قوم کے سامنے ایک گُر کے طور پر پیش کیا

نئے مفسرین کلمہ کا احترام نہ رکھ سکے

مگر افسوس ہے کہ پرانے تفرقہ باز علماء کے علاوہ ہمارے نئی روشنی کے مفسرین قرآن بھی کلمہ طیبہ کا احترام قائم نہ رکھ سکے۔ یہاں تک کہ مولانا مودودی اور مسٹر غلام احمد پرویز کا دامن بھی اس تکفیر بازی اور کفر سازی سے محفوظ نہ رہ سکا۔ جب ختم نبوت کی تحریک عوام کے ہاتھوں بڑھی اور اس میں لوگ بلا سوچے سمجھے شامل ہونے لگے تو پرویز ایسا آزاد منش اور بصیرت قرآنی کا مدعی شخص بھی اس میں بہہ نکلا اور احمدیوں کو اس بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر مصر ہوا کہ وہ خواہ مجازی طور پر ہی سہی ایک امتی کو نبوت کا مقام دے رہے ہیں۔

امتی نبی کا مجازی استعمال

اسے خوب معلوم تھا کہ امتی نبی کے معنی ہی غیر نبی کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ امتی اور نبی کا مفہوم باہم متبائن ہے۔ یعنی امتی نبی نہیں ہو سکتا اور نبی امتی نہیں ہو سکتا۔ اور امتی نبی کے الفاظ محض مجاز کے رنگ میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور وہ بھول گیا کہ لوگوں نے مجازی رنگ میں اپنے پیارے نبی کو بھی الوہیت کے تخت پر بٹھانے کی کوششیں کی ہیں اور ایسی کوشش کرنے والوں میں اس کا اپنا پیر یعنی علامہ اقبال بھی شامل ہے۔ دیکھو علامہ کیا فرما گئے ہیں۔ اس کو پڑھو اور سر دھنو یا سر دیوار پر پٹکو یا اسے از قسم مجازات مان لو ۔

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میم کو اٹھا کر

وہ بزم یثرب میں آکے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

شاید اس موقعہ پر پرویز صاحب فرماویں کہ یہ تو شاعری ہے۔ ہاں۔ بلاشبہ یہ شاعری ہے۔ اور ہمارے احمدی حضرات بھی شاعری فرماتے ہیں۔ اگر اس شاعر کو معاف کر دیا جائے تو ان شعراء کو بھی معاف کر دیں۔ یہ سب مجازات اور استعارات ہیں جو علم ادب کا ایک رنگین حصہ ہیں۔

پرویز صاحب کے پندار کا صنم کدہ

ہم یہاں تک پہنچے تھے کہ دسمبر ۱۹۶۸ء کا "طلوع اسلام" ڈاک سے ہمیں مل گیا۔ اس کے ۲۷ صفحہ پر پرویز صاحب کی ایک تقریر کے حسب ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"قرآن لا الٰہ کا نقیب ہے جس کے سوا ہر لا الٰہ کا مخالف۔ اور "الاہوں" کا دنیا میں شمار ہی نہیں۔ جو لوگ قرآنی الٰہ کے یکسر مخالف ہیں، انہیں تو چھوڑیئے جو بظاہر نظر آتا ہے کہ آپ کی تائید کرتے ہیں ان کی بھی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ اس وقت تک آپ کا ساتھ دیتے ہیں جب تک دوسروں کے الٰہ پر زد پڑتی ہے۔ جب ان کے اپنے الٰہ کی باری آتی ہے تو وہ اس کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن قابل تاسف بات یہ ہے کہ ان میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ اس کا اعتراف اور اعلان کریں کہ ہم نے ان کا ساتھ اس لئے چھوڑا ہے کہ ہمارے الٰہ پر زد پڑتی ہے۔ اس اعتراف سے انہیں شکست پندار ہوتی ہے اور شکست پندار کی برداشت بڑا عزم چاہتی ہے۔"

پرویز صاحب خود کلمہ گوؤں کی ایک جماعت کو غیر مسلم اقلیت میں شمار کئے جانے کی سعی فرما چکے ہیں۔ اس لئے اب وہ اپنے اس موقف سے ہٹنا پسند نہیں کرتے کیونکہ اس طرح ان کے "پندار کا صنم کدہ" ویران ہو جاتا ہے۔ اور ان کے اپنے خواہش نفس کے الٰہ پر زد پڑتی ہے۔

فتنۂ تکفیر کو قانوناً بند کیا جائے

کاش! کوئی درد مند صائب الرائے مقتدر شخصیت پاکستان میں ایسی پیدا ہو جو تکفیر کے فتنہ کو قانوناً بند کرا دے۔ اور کلمہ گو کی تکفیر کو ایک جرم قابل تعزیر بنا دے اور آئین میں ایک ایسی شق داخل کر دے جس سے تکفیر اہل قبلہ کا فتنہ ختم ہو جائے۔ جب یہ تکفیر کا فتنہ ختم ہو جائے گا تو تمام مسلمان آپس میں شیر و شکر ہو جائیں گے اور پیشوایان مذہب کی تفرقہ اندازیاں ختم ہو جائیں گی اور ہر جماعت دوسری جماعت پر سے کفر کے فتوے واپس لے لے گی تمام مساجد تمام فرقوں کے لئے کھلی ہو جائیں گی نمازیں اکٹھی پڑھی جائیں گی۔ ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ میں دوسرے کلمہ گو بے محابا شامل ہوں گے باہمی مناکحت پر کوئی قدغن نہ رہے گی اور ایک سنے جذبات سے پر نئے ولولوں کی حامل قوم اس پاکستان میں ابھر آئے گی اور دیگر ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں کے لئے قابل تقلید نمونہ بن جائے گی اور انہیں بھی اسی رشتہ اخوت میں پرو کر اقوام عالم کے مقابلہ میں ایک نئی قوت بنا کر صف آرا کر دے گی۔ اور مسلمانوں کی یہ نئی طاقت تمام دنیا میں قرآن کا پیغام شائع کرنے کا شاندار پروگرام بنا کر حکومت الٰہیہ قائم کرنے میں مصروف ہو جائے گی۔

اولیاء اللہ کے ذریعے ایمان زندہ ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کر کے مسلمانوں کی آئندہ اصلاح کے سامان ختم نہیں کر دیئے۔ بے شک کلام الٰہی کا مکمل نسخہ ان کے ہاتھ میں ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ بھی ان کے لئے تاریخ میں محفوظ ہے مگر ان دو نعمتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے احیائے اسلام کے لئے ہر دور میں اپنی طرف سے قوم کو نئی زندگی بخشنے کے لئے بعثت مجددین کا سلسلہ بھی قائم کر رکھا ہے۔ اور یہی وہ الٰہی سلسلہ ہے جس سے وابستہ ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کی ذات میں، رسالت میں، یوم آخرت میں، ملائکہ میں، کلام الٰہی میں مضبوط ایمان پیدا کر سکتا ہے، اور جب یہ ایمان پیدا ہو جائے تو قوم زندہ ہو کر ایک پاکستان کیا تمام کرۂ ارض پر لا الٰہ الا اللہ کا پرچم بلند کر سکتی ہے۔

جماعت احمدیہ کا مسلک

الحمد للہ کہ ہماری جماعت دور حاضر کے مجددؒ سے وابستہ ہے اور اسی کی وجہ سے ہم اسلام کی عالمگیر سچائیوں کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس مجدد کو ہم نے حدیث مجدد یعنی ان اللہ یبعث لهٰذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها کے ماتحت تسلیم کیا ہے۔ ہم کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتے۔ کسی مسلمان سے نفرت نہیں کرتے۔ ہر فرقہ اور ہر جماعت کے آدمی کو اپنا دینی بھائی سمجھتے ہیں۔ اور تمام فرقوں اور جماعتوں کی ناراضگیوں اور الزامات اور اتہامات کے باوجود ان کے سامنے ہر وقت اتحاد اور اتفاق کی اپیلیں کرتے رہتے ہیں اور بڑی دلسوزی اور ایثار نفسی سے ربوہ کے احمدیوں کی شرارتوں، تعدیوں، چیرہ دستیوں، جفاکاریوں، دل آزاریوں کو برداشت کر کے ان کے اجرائے نبوت کے غالیانہ عقیدہ کے باوجود تمام مسلمانوں کو ناراض کرتے ہوئے بھی انہیں کلمہ گو سمجھ کر انہیں بھی اپنا دینی بھائی تصور کرتے ہیں مودودی نے ایک دینی تحریک چلائی۔ مگر تکفیر کے معاملہ میں فیل ہو گیا۔ پرویز نے بھی قرآنی فہم کو عام کرنے کے لئے ایک منظم تحریک جاری کی، مگر تکفیر کے سیلاب میں خود بہہ گیا۔

الحمد للہ کہ ہم اس معاملے میں شروع ہی سے سرخرو ہیں۔ پس ہم اس بات کے اہل ہیں کہ ہم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اس سٹیج سے دوبارہ یہ آواز بلند کریں اور اس ملک کے تمام مسلمانوں کو اس آواز کے بلند کرنے کی دعوت دیں کہ "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ" ہاں یہ نعرہ اس وقت مقبول درگاہ الٰہی ہو گا جب ہم اسے زبان سے نکالتے ہوئے حلق کے نیچے لے جا کر دلوں میں قائم کریں۔ اس کلمہ طیبہ کی مدافعت میں جو لٹریچر ہم نے پیدا کیا ہے اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ آہستہ آہستہ ہماری آواز ذمہ دار حلقوں میں پہنچ کر اپنا اثر دکھائے گی اور تمام مسلمان منظم اور منضبط ہو کر اس نعرہ کی خود ایک عملی تفسیر بن جائیں گے۔ یا الٰہی! تو ایسا ہی کر۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

بعثت مجدد دین اور حضرت مرزا صاحبؒ

ہم نے جو اوپر حدیث مجدد بیان کر کے بانیٔ تحریک احمدیت کا ذکر کیا ہے۔ تو اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ ہم مسلمانوں پر یہ واضح کر دیں کہ فی الواقع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کیا کرے گا جو دین کی تجدید کا کام کرے یعنی اس میں جو امتداد زمانہ کی وجہ سے انسانی ہاتھوں سے ملاوٹ آ گئی ہے اور غلطیاں داخل ہو گئی ہیں۔ انہیں نکال کر دین کو پاک صاف مصفا اور مطہر کر کے اسے اپنی اصل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرے۔ پھر تو ہم حق رکھتے ہیں کہ لوگوں سے پوچھیں کہ اب یہ صدی تو ختم ہونے کو ہے اور اس میں سوائے حضرت مرزا صاحبؒ کے کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور تجدید دین کے کام کو بھی انہوں نے اس طرح خوبصورتی اور نہایت مؤثر طریق سے سرانجام دیا ہے کہ ان کی وفات کے وقت ملک کے مختلف افراد اور جماعتوں نے اعتراف کیا کہ واقعی حضرت مرزا صاحب نے تجدید کا حق ادا کر دیا ہے۔ بے شک ملک میں اور بھی ایسی جماعتیں موجود ہیں جو لا الٰہ الا اللہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں مگر ان میں تو بڑی فعال جماعتیں یہ موقف رکھتی ہیں کہ جب تک انہیں ملک میں حکمرانی کا اقتدار حاصل نہ ہو وہ کوئی مؤثر عملی قدم نہیں اٹھا سکتیں۔ مگر بانیٔ تحریک احمدیت کا یہ موقف نہیں۔ اس نے غیر کی حکومت میں رہ کر ملک کے تمام مذاہب سے لڑائی لڑی اور مسلمانوں کے اندر صحیح اسلامی جذبہ پیدا کیا۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو بھی اپنی اصل شکل و صورت میں معقولی رنگ میں پیش کر کے دلائل اور براہین کے انبار لگا دیئے۔

علامہ اقبال کا اعتراف

پھر ایک ایسی جماعت تیار کی جس میں تقوے اور پاکیزگی کے خیالات پیدا کئے اور ان کی عملی زندگی کو ایسے رنگ میں رنگ دیا کہ خود علامہ اقبال کو علیگڑھ کے ایک اجلاس میں یہ اعلان کرنا پڑا کہ اگر کوئی ٹھیٹھ اسلامی نمونہ دیکھنا چاہے تو قادیان جا کر دیکھ لے اور خود اس نمونہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنے لڑکے کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان کے اسکول میں داخل کر دیا۔ لوگوں کو احمدیہ جماعت کے معتقدات سے اختلاف ہو تو ہو مگر سب کو یہ اقرار تھا کہ یہ پاکباز جماعت ہے۔

عقائد میں دور رس اصلاحات

اس دور کے مجددؒ نے اعتقادات میں دور رس اصلاحات کا اعلان کیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ قرآن

کریم کا کچھ حصہ قرآن کے دوسرے حصہ سے منسوخ ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی اعتقاد تھا کہ قرآن میں بعض آیات اب نا پید ہیں مگر ان کا حکم اب تک چلتا ہے۔ یہ بھی لوگوں نے اپنا عقیدہ بنا رکھا تھا کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے۔ بلکہ حدیث سے قرآن کی آیات بھی منسوخ ہو سکتی ہیں۔ لوگ نے ان تمام باطل عقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔

دوسرے مذاہب پر تنقید

حضرت صاحبؑ نے ایک اور عظیم الشان کام یہ سرانجام دیا کہ اشاعت اسلام کی تحریک از سر نو جاری کر دی جس کا دروازہ مدت سے بند ہو چکا تھا۔ انہوں نے صرف اسلام کی مدافعت پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ دوسرے مذاہب کے باطل عقائد پر دلائل و براہین سے سخت حملے کئے اور دنیا کی دینی فضا کو بہت حد تک تعلیمات اسلامی سے متاثر کر دیا آریہ سماج، برہمو سماج، دیو سماج، بدھ مت، ہندو مت اور سکھ ازم پر ایسی زبردست تنقیدیں کیں اور میدانِ بحث میں ان پر ایسی زبردست یورشیں کیں کہ وہ لاجواب ہو گئے۔

عیسائیت کی شکست فاش

بالآخر میدان میں صرف عیسائیت رہ گئی۔ عیسائیت خود ایک تبلیغی مذہب تھا ان کے مبلغین جابجا لوگوں میں عیسائیت کی تبلیغ کرتے تھے۔ ان کے ذرائع و وسائل لامحدود تھے حکومت خود عیسائی تھی۔ انہیں اس کا تعاون حاصل تھا۔ مگر حضرت مرزا صاحبؑ نے ملکی قانون کا پورا احترام کرتے ہوئے غیر ملکی حکومت کی رعایا ہونے کے باوجود عیسائیت کی عمارت کو مسمار کر کے رکھ دیا یہاں تک کہ عیسائیوں کے بیرونی ممالک مراکز سے ہندوستان میں یہ ہدایات پہنچیں کہ عیسائی مبلغوں کو احمدیوں سے مناظرے نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ کھلی شکست کا اعتراف تھا۔

وفاتِ مسیحؑ کا اعلان

عیسائیوں کو شکست دینے کے لئے حضرت مرزا صاحبؑ کا یہ اعلان تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی سینکڑوں سال پیشتر فوت ہو چکے ہیں وہ ایک محدود قوم کے محدود طبقہ کے لئے نبی تھے اور انہیں اپنی حین حیات میں بھی کوئی بہت کامیابیاں حاصل نہیں ہوئی تھیں بلکہ مخالفوں نے انہیں تختۂ دار پر چڑھا کر اپنی طرف سے ان کا خاتمہ کر دیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے طریق پر دار سے اتروا لیا کہ وہ ابھی صرف زخمی ہی ہوئے تھے مرے نہیں تھے۔ ان زخموں کے مندمل ہو جانے پر وہ اپنے وطن عزیز سے ہجرت کر گئے اور اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں افغانستان سے ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے اور وہیں محلہ خانیار میں ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ

انگریزی زبان میں اسلام کی تبلیغ

حضرت مرزا صاحبؑ نے خود اپنی زندگی میں یورپ کے عیسائیوں کی طرف توجہ منعطف کی اور ان کی اصلاح کے لئے مضامین لکھے جس کا مولانا محمد علی صاحبؒ نے انگریزی میں ترجمہ کیا اور آپ ہی کی خواہش کے مطابق مولانا محمد علی صاحبؒ نے قرآن کریم کی انگریزی میں تفسیر لکھی اور آپ ہی کی آرزو کے مطابق "ریلیجن آف اسلام" ایسی ضخیم کتاب انگریزی میں لکھ کر اسلام کا ایک انسائیکلو پیڈیا عیسائی قوموں کے مطالعہ کے لئے مرتب کر دیا۔

یورپ میں اسلام کے تبلیغی مراکز

یہ تھا لا الٰہ الا اللہ کی تبلیغ کا کارنامہ جو حضرت مرزا صاحبؑ نے سرانجام دیا اور ان کی وفات کے بعد ان کی جماعت سرانجام دے رہی ہے ممالک غیر میں اسلام کے مختلف تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ مساجد تعمیر کی جا چکی ہیں اور بڑے بڑے علماء اور فضلا کو لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ پڑھوا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا جاتا ہے وہ یورپ جو اسلامی عقائد کا دشمن تھا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں کتابیں شائع کر دی تھیں اب اسلام کی طرف راغب ہو رہا ہے۔

یورپ کے متعلق حضرت مرزا صاحبؑ کی نگاہ مکاشفہ

تبلیغ اسلام کے لئے یورپ میں جو سازگار فضا پیدا ہونے والی تھی اسے حضرت مرزا صاحبؑ نے نگاہ مکاشفہ سے دیکھ لیا تھا۔ اور مسیحی ممالک کی آئندہ ماہیت قلب کے متعلق ان کی نوکِ قلم سے بے اختیار یہ شعر ٹپک پڑے ؎

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
ہے یہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

دوسری تحریکات اور

تحریک احمدیت ایک مسلسل الٰہی سلسلہ ہے جس کا داعی مامور من اللہ ہے اور جس کے روشن دماغ کو قدرت نے معارف اور حقائق سے منور کر دیا۔ اور وحی الٰہی سے اس کی عقل کو جلا بخش دی ہے۔ اسے قرآن کو سمجھنے کے لئے خاص فہم عطا ہوئی۔ اور معقولی رنگ میں اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس کو وحی الٰہی سے نوازا گیا اور غیب کی خبروں کا علم دیا گیا۔ اور اس نے آنے والے واقعات کی پیشگوئیاں کیں جن میں بعض کا تعلق اقوام عالم سے تھا بعض کا صرف ہندوستان کی قوموں سے۔ بعض کا صرف مسلمان قوم سے۔ بعض کا افراد سے تھا۔ وہ پیشگوئیاں اعجازی طور پر پوری ہوئیں۔ اور ان مشاہدات سے یہ بات واضح کر دی گئی کہ مسلمانوں کا خدا اب زندہ خدا ہے۔ اس کا انسانوں سے تعلق اب بھی قائم ہے وہ ان کی اصلاح کے لئے اب بھی اپنی جناب سے ہدایت دیتا ہے۔ ان کی آوازوں کو سنتا ہے، ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور ان کی مشکلات کو دور کرتا ہے، اور حکومت کی امداد سے نہیں بلکہ مخالفت حکومت کے باوجود وہ انہیں اپنے مقصد میں فائز المرام اور کامگار کر دیتا ہے۔

اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارے لگایا۔

اسلام کی تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ اولیاء اللہ نے نامساعد حالات کے باوجود مسلمانوں کی ڈوبتی کشتی کو کنارے لگایا۔ خود اس زمانے میں حضرت مرزا صاحبؑ نے مسیحیت جیسے مقتدر مذہب کو غیر حکومت میں رہتے ہوئے شکستوں پر شکستیں دیں۔

مجددِ دوراں کی آواز پر لبیک کہیں

اب تو خدا کے فضل و کرم سے حکومت بھی اپنی ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کے نوّے فیصدی تقاضے قوم کو خود پورے کرنے ہیں اور دس فیصدی بقایا حکومت کی وساطت سے پورے ہو سکتے ہیں کہ اور جو حکومت بھی برسر اقتدار آئے گی۔ آئین کی رو سے وہ مجبور ہے کہ کوئی قانون قرآن اور سنت کے خلاف پاس نہ کرے۔ جو لوگ اپنی اصلاح کے لئے صرف حکومت کے محتاج ہیں وہ آئیں اور مجددِ دوراں کی آواز پر لبیک کہیں اور اس جماعت میں شامل ہو کر اپنے دلوں کی دنیا کو تبدیل کریں اور تقوے اور طہارت کے جذبات سے اپنے قلوب کو معمور کریں۔

مہا قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھا لیتے ہیں اور کسی اقتدار کے محتاج نہیں ہوتے آج سے آٹھ سو برس قبل قوم کی کچھ ایسی ہی کیفیت تھی کہ داتا گنج بخشؒ صاحب نے میدانِ عمل میں کود کر پہلے اس کی بیماری تشخیص کی اور پھر قرآن کریم شریعت بیضا اور اپنی دعاؤں کی تاثیر سے انہیں شفا بخشی۔ اور ایک زندہ قوم اپنے پیروؤں کی اسلام کی اشاعت کے لئے کھڑی کر دی۔ اس وقت قوم کے اندر جو بیماریاں تھیں ان کا نقشہ وہ یوں کھینچتے ہیں جو بالکل ہماری آج کی بیماریوں کے مشابہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

"خدائے بزرگ و بلند نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا جب لوگوں نے حرص و لالچ کا نام شریعت، تکبر و جاہ و ریاست کی طلب کا نام عزت اور علم، ریائے خلق کا نام خوفِ الٰہی۔ دل میں کینہ پوشیدہ رکھنے کا نام حلم، لڑائی جھگڑے کا نام بحث و مباحثہ، ہذیانِ طبع کا نام معرفت، نفسانی باتوں اور دل کی حرکتوں کا نام محبت اور خدا کے رستے سے منحرف اور بے دین ہونے کا نام فقر، حق تعالےٰ اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا نام فنا فی اللہ اور ترک شریعت کا نام طریقت رکھ لیا ہے۔"

مجددِ وقت کی جماعت میں داخل ہونے کے فوائد

اولیاء اللہ کے تبلیغی اور اصلاحی کاموں کی کامیابی کی تائید قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ پس اے ہمارے مسلمان بھائیو! اگر آپ نے فی الواقعہ "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ" کو حقیقت کا لباس پہنانا ہے تو اس اہل اللہ کی جماعت میں داخل ہو جاؤ۔ اس نے جو علم کلام پیدا کیا ہے اسے مطالعہ کرو اور اس کے ملفوظات کو پڑھ کر اپنے دلوں کو پاک کرو۔ تم دیانتدار بن جاؤ گے، متقی ہو جاؤ گے۔ صداقت شعاری تمہارے کردار سے جھلکے گی۔ عہد کی پابندی تمہاری خصوصیت ہو گی، رشوت اور سفارش جو دو بیماریاں اس وقت دیمک کی طرح قوم کو کھا رہی

امام الزمان مسیح وقت اور مہدی دوراں کے ذریعہ قرآنی دعاوی کی تصدیق

اور دیگر ادیان پر غلبہ اسلام کا ناقابل تردید ثبوت

خلافت حقّہ کی ضروری شرائط اور اس کی علامات

خطبہ جمعہ
مؤرخہ ۴ جولائی ۱۹۶۹ء
فرمودہ
مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکّننّ لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امناً یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفٰسقون ۔ واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون ۔ لا تحسبنّ الذین کفروا معجزین فی الارض وماوٰھم النار ولبئس المصیر ــــ (النور ع ۷) ــــ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ٭ اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور ٭ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے (المسیح الموعودؑ)

ہستی باری تعالیٰ کا زبردست ثبوت

گذشتہ جمعہ میں نے انہی آیات کے اس حصہ پر روشنی ڈالی تھی کہ ان میں چار زبردست پیشگوئیاں ہیں جو خدا کی ہستی اور اس کی قدرت کاملہ پر دلالت کرنے کے علاوہ اسلام کی صداقت اور اس کے آخری مذہب ہونے اور حضرت نبی کریم صلعم کے آخری نبی اور خاتم النبیین ہونے کے متعلق زبردست زندہ ثبوت بہم پہنچاتی ہیں اور بتلاتی ہیں کہ اسلام دنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور اپنی فیض رسانی سے تا قیامت ایسے انسان پیدا کرتا رہے گا جو حضرت نبی کریم صلعم کے رنگ میں رنگین ہو کر اور آنجناب صلعم کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو کر آنحضور صلعم کے نائب یا خلیفہ کہلائیں گے اور آنحضور صلعم کے لائے ہوئے دین کو اس کی حقیقی شکل میں قائم رکھنے کا ذریعہ ہوں گے۔ دنیا نے مشاہدہ کر لیا کہ باوجود ناساعد حالات کے یہ سب پیشگوئیاں پوری شان سے پوری ہو گئیں جنہوں نے پورا ہو کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ بات فی الحقیقت قادر مطلق خدا کی طرف سے ہی کہی گئی تھی اس لئے وہ حسب قول حضرت مسیح موعودؑ دشمنوں کی بے انتہا کوششوں کے ٹل نہیں سکی بلکہ پوری ہو کر ہی رہی۔

اس کے ساتھ ہی میں نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ جمعہ میں ان آیات کے بعض دوسرے پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالوں گا۔

خلیفۃ الرسول بنانے کا وعدہ کن سے کیا گیا۔

اس آیت استخلاف میں ایک وعدہ کا ذکر ہے یہ وعدہ کن سے کیا گیا اور کس بات کا کیا گیا قرآنی الفاظ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات بتلا رہے ہیں کہ وعدہ الٰہی مسلمانوں میں سے ان کے حق میں پورا ہو گا جو صفت ایمان سے کما حقّہٗ متصف ہوں گے اور ان کے اعمال بھی اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کے مطابق ہوں گے اور وعدہ اس بات کا ہے کہ ایسے مومنوں کو اللہ تعالےٰ حضرت نبی کریم صلعم کا خلیفہ بنائے گا۔

دو نظریوں کی تردید

وعدہ کے الفاظ موجودہ زمانہ میں رائج دو[2] نظریوں کی تردید کر رہے ہیں ایک نظریہ تو وہ ہے جو عام مسلمانوں میں پھیلا ہوا ہے اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے آسمان پر بجسدہ العنصری اٹھائے گئے ہیں اور وہ آخری زمانہ میں مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کی اصلاح کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے۔

اس عقیدہ یا نظریہ کی تردید آیت میں لفظ منکم کر رہا ہے کیونکہ منکم سے مراد تو اس جگہ مسلمان ہی ہو سکتے ہیں گویا آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے خلیفے آنحضور صلعم کے امتی ہی ہوں گے انہی میں سے جو عقائد اور اعمال کے لحاظ سے خلافت کی قبا پہنائے جانے کے مستحق ہوں[1] گے انہی کو قبا خلافت پہنا دی جائے گی باہر سے کوئی نہیں آ سکتا۔ پس منکم کا لفظ اور اٰمنوا وعملوا الصالحات کے الفاظ صریح طور پر اس اعتقاد کو باطل ٹھہرا رہے ہیں ہمارے وہ مسلمان بھائی جو آسمان سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے اترنے کی انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس آیت کے الفاظ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو ان پر ان کے اس خیال کی غلطی واضح ہو جائے گی اور ان کو نظر آ جائے گا کہ ان کا یہ خیال قرآن کریم کی تعلیم کے صریح خلاف ہے آیت میں اٰمنوا کا لفظ بھی ان کے خیال کی تردید کر رہا ہے کیونکہ اٰمنوا کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ وہ تعلیم جو حضرت نبی کریم صلعم لائے ہیں اس پر ایمان لائے بغیر حضرت مسیح خلافت کو حاصل کرنے کے مستحق ہو ہی نہیں سکتے۔ اور اس تعلیم پر ایمان لانے کے معنی ہیں کہ وہ پہلے ناقص تھے اب اس تعلیم پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے سے وہ کامل ہوں گے حالانکہ وہ مستقل نبی تھے اور اپنے زمانہ کے لحاظ سے وہ کامل انسان تھے اور جس قوم کی طرف وہ مبعوث کئے گئے تھے ان کی رہنمائی کرنے کے لحاظ سے بھی آپ کامل ہی تھے اس لئے کوئی مستقل نبی امتی نہیں ہو سکتا اسی طرح الفاظ وعملوا الصالحات میں بھی اس خیال کی تردید پائی جاتی ہے کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ حضرت مسیح ناصری کی پہلی زندگی باوجود نبی ہونے کے اعمال صالحہ کی مصداق نہ تھی اس کو تسلیم کرنے سے ان کے مقام اور ان کی شان کی جس قدر ہتک ہے وہ عیاں ہے۔

نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک

اس کے علاوہ ایسا عقیدہ خود حضرت نبی کریم صلعم کی شان کو بھی گرانے کا موجب ہے کیونکہ جس عظیم الشان فتنہ کے قلع قمع کرنے کے لئے حضرت مسیح ناصریؑ کو لایا جاتا ہے وہ فتنہ دجال ہے اور فتنہ دجال کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ دنیا کی بناء کے وقت سے لے کر قیامت تک اتنا بڑا فتنہ نہیں ہوگا۔ پس جس نبی کے ذریعہ اتنے بڑے فتنہ کو فرو کیا جانا مقدر ہے اس کے متعلق لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کی قوت قدسیہ دیگر تمام انبیاء کے مقابلہ میں کیفیت اور کمیت دونوں لحاظ سے زیادہ ہے پس اس بناء پر حضرت مسیح ناصریؑ کو نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم سے افضل ماننا پڑے گا اور انہیں کو خاتم النبیین تسلیم کرنا پڑے گا۔

امتی کا کام نبی کریم صلعم کی شان کو بڑھاتا ہے

لیکن اگر حضرت نبی کریم صلعم کے ایک امتی کے ذریعہ اس فتنہ کو دور کیا جائے تو اس سے حضرت نبی کریم صلعم کی شان نبوت اور آنحضور صلعم کی قوت قدسیہ کو مزید چار چاند لگ جاتے ہیں کیونکہ امتی جو قوت بھی حاصل کرتا ہے وہ روحانی طور پر حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع سے ہی حاصل کرتا ہے اس لئے اس کا کام حضرت نبی کریم صلعم کا ہی کام سمجھا جاتا ہے گو عالم کشف میں دیکھا تو حضرت نبی کریم صلعم نے ہی تھا کہ کسریٰ و قیصر کے خزانوں کی چابیاں آنحضور صلعم کے ہاتھ میں دی گئی ہیں لیکن وہ چابیاں آئیں حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں، اس بناء پر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ امتی کا کام اس کے متبوع نبی کا ہی کام سمجھا جاتا ہے اس لئے پیشگوئی کے پورا ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

مشرکانہ عقائد سے بیزاری

آیت میں یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً کے الفاظ میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ ایسے

لیکن کے افعال اور عقائد میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں ہوگا لیکن ہمارے مسلمان بھائی حضرت مسیح ناصری کو خالق الطیور مانتے ہیں اور اس طرح وہ صفت خلق میں انہیں خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ قرآن کریم نے ھل من خالق غیر اللہ کہکر صاف بتلا دیا ہے کہ خدا کے سوا کوئی خالق نہیں۔ پس حضرت مسیح کو خالق تسلیم کرنا دوسرے لفظوں میں انہیں خدا تسلیم کرنا ہے پھر افمن یخلق کمن لا یخلق والی آیت میں بتلایا کہ خالق اور غیر خالق برابر نہیں ہو سکتے اب مسلم ہے کہ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے تو خلق نہیں کیا پس اس لحاظ سے حضرت مسیح کو نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم سے افضل تسلیم کرنا پڑے گا یہ باتیں میں نے مصر میں ایک بڑے عالم کے سامنے پیش کی تھیں وہ کوئی جواب نہ دے سکے جواب کے لئے مہلت مانگی۔ قریباً چھ ماہ کے بعد مجھے اتفاقاً مل گئے کہا نہ تو کسی تفسیر میں اس کا جواب ملا اور نہ ہی کسی مصری عالم نے اس کا جواب دیا۔ جب میں نے اس کو آیت کے حقیقی معنے بتلائے تو اس نے تسلیم کیا کہ اب میرے دل میں قرآن پر ایمان پیدا ہوا ہے۔

امنوا وعملوا الصالحات کا دوسرا پہلو

ظاہر ہے کہ امنوا کا لفظ بالصراحت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قرآن کریم میں جو تعلیم دی گئی ہے اس کے لفظاً لفظاً پر ایمان لایا جائے جس کے معنے یہ ہیں کہ وہی مسلمان خلافت کی گدی پر بٹھلائے جانے کا مستحق ہو سکتا ہے جس کے تمام عقائد قرآن کریم میں بیان کردہ عقائد کے متعلق احادیث صحیحہ میں بیان ہوئی ہے اسی تشریح کو عقائد کے بارے میں اپنا رہنما بنایا جائے یہ نہیں کہ الفاظ تو قرآن کریم کے لئے جائیں لیکن حضرت نبی کریم صلعم کی اس کے متعلق تشریح کی رہنمائی میں نئے نئے عقائد اختراع کئے جائیں ایسا آدمی کسی صورت میں بھی امنوا کا مصداق نہیں ہو سکتا اور نہ اسلامی عقائد کو ماننے والا قرار دیا جا سکتا ہے۔ پس خلافت حقہ حاصل کرنے والے شخص کے لئے پہلی شرط یہی ہے کہ اس کے تمام عقائد اسلامی شریعت کے مطابق ہوں۔

خاتم النبیین کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کی تشریحات

مثلاً قرآن کریم تو حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے اور حضرت نبی کریم صلعم اس کی تشریح میں فرماتے ہیں ختم بی النبیون یعنی میرے ذریعہ سے تمام نبیوں کو ختم کر دیا گیا ہے اور پھر فرماتے ہیں لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور پھر فرماتے ہیں قد انقطعت النبوۃ والرسالۃ فلا رسول بعدی ولا نبی اور پھر فرماتے ہیں انا اخر الانبیاء و انتم اخر الامم پھر نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دیتے ہوئے اپنے آپ کو اس محل نبوت کی آخری اینٹ قرار دیتے ہوئے اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیتے ہیں کہ اب کسی نبی کے لئے اس محل نبوت میں گنجائش نہیں محل مکمل ہو چکا ہے یہ آخری اینٹ ہی اب محل کی خوبصورتی کا موجب رہے گی اور فیض نبوت کے چشمے اب اسی اینٹ سے پھوٹتے رہیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تشریحات

پھر جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت استخلاف کے ماتحت حضرت نبی کریم صلعم کا خلیفہ بنا کر بھیجا یعنے مسیح موعودؑ اس نے بھی آیۃ خاتم النبیین کی وضاحت میں یہی فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی پرانا۔ لفظ خاتم النبیین دونوں کے آنے سے مانع ہے۔ پھر اس خلیفۃ الرسول نے اس امر کی بھی وضاحت فرما دی کہ امتیت اور نبوت میں تضاد ہے امتی نبی نہیں ہو سکتا اور اس پر آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کو نص صریح قرار دیا۔ ہاں امتی کو چونکہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے ماتحت نبوت کے دو جزو یعنے شریعت یا ہدایت اور مبشرات میں سے صرف مبشرات والی ایک جزو ملتی ہے اور وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے آنجناب صلعم کی نبوت کی صداقت کا اور آنحضور صلعم کے فیض روحانی کے جاری رہنے کو ثابت کرنے کے لئے ملتی ہے اس لئے اس پر جزوی طور پر لفظ نبی کا اطلاق جائز ہے اور چونکہ فیض محمدی سے وہ مبشرات کی شکل میں ہی پاتا ہے اس لئے ظلی طور پر لفظ نبی کا اطلاق محدثین پر جائز رکھا گیا ہے کیونکہ ظلی نبوت کی تعریف حضورؑ نے فیض محمدی سے وحی پانا ہی فرمائی ہے۔ چونکہ ان مبشرات میں غیب کی خبریں بھی ہوتی ہیں اس لئے محض لغوی طور پر بھی اس لفظ کا اطلاق جائز قرار دیا گیا ہے اور چونکہ اشاعت حق اور لوگوں کو اصلاح اعمال کی طرف محدثین بھی توجہ دلاتے ہیں اور ان کے ہاتھ پر بھی صداقت اسلام کو ثابت کرنے کے لئے نشان اور خوارق ظاہر ہوتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اس لئے ان امور میں انبیاء علیہم السلام سے گونہ مشابہت رکھنے کی وجہ سے استعارۃً اور مجازاً بھی لفظ نبی کا اطلاق محدثین پر جائز سمجھا گیا ہے ورنہ نبوت کے حقیقی معنے کے لحاظ سے لفظ نبی کا اطلاق محدثین پر قطعاً جائز نہیں۔ اس لئے آپ نے اپنے متعلق یہی فرمایا سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ اور یہ بات حضورؑ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھی ہے جو ۱۹۰۷ء کی تصنیف ہے۔ اسی طرح حضورؑ نے کھلے الفاظ میں اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ حضور کی وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے اور اس کے ساتھ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر قرار دینے سے اجتناب کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

دیکھئے اپنا مقام صرف محدثیت ہی بتلایا ہے۔ مندرجہ بالا جن عقائد کا اظہار حضرت امام الزمان مسیح موعودؑ نے کیا وہ سراسر اسلامی عقائد کے مطابق ہیں اور آپ مبعوث ہی اسی غرض کے لئے تھے کہ اس زمانہ میں اسلامی عقائد میں جو غلطیاں راہ پا گئی ہیں ان کو دور فرما کر اسلام کے صحیح عقائد کو لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ پس جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس وقت تک اس کو خلیفۃ اللہ یا خلیفۃ الرسول تسلیم نہیں کیا جا سکتا جب تک اس کے عقائد اسلامی شریعت کے مطابق ثابت نہ ہوں۔ دوسری شرط آیت میں عملوا الصالحات بیان کی گئی ہے۔ اعمال کو صالح ثابت کرنے کے لئے حضورؑ نے چیلنج کو ضروری قرار دیا اس لئے حضورؑ نے اپنے آقا و مولا حضرت نبی کریم صلعم کی طرح فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون کے ذریعہ اپنی صالح زندگی کے متعلق ساری دنیا کو چیلنج کیا اور سخت سے سخت دشمنوں نے بھی اس امر کی شہادت دی کہ آپ کی زندگی ہر قسم کے عیب سے مبرا اور پاک تھی۔ خود حضرت مسیح موعودؑ نے بھی خلیفہ برحق کے لئے زندگی کا پاک ہونا بطور لازمی شرط ٹھہرایا ہے۔ پس جو شخص اس شرط کو پورا نہیں کرتا وہ بھی خلیفۂ برحق نہیں کہلا سکتا۔

خلیفہ برحق کی علامت

پھر خلیفۂ برحق کے متعلق فرمایا کہ وہ دین کو تمکنت عطا کرنے کا موجب ہوگا لیکن جو شخص ایسے عقائد کی اشاعت میں مصروف ہو جو شریعت کے بھی خلاف ہوں اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے بھی خلاف ہوں تو وہ نہ رسول اللہ صلعم کا خلیفہ کہلا سکتا ہے اور نہ ہی مسیح موعودؑ کا خلیفہ کہلا سکتا ہے کیونکہ خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر بات میں اپنے آقا کی پیروی کرے اور اس کے عقائد کو دنیا میں پھیلائے اس کے خلاف عقائد کو پھیلانے والا دین کو تمکنت دینے والا کہلانے کی بجائے دین کو ضعف پہنچانے والا کہلائے گا۔ کیونکہ گمراہی کی بنیاد غلط عقائد کے پھیلانے سے ہی پڑتی ہے جو آخر میں نہایت ہی بھیانک شکل اختیار کر لیتی ہے ابتداء میں تو وہ ایک بیج کی طرح ہوتی ہے لیکن بعد میں ایک تن آور درخت بن کر جس کی شاخوں میں گمراہی اور ضلالت کے پھل ہی لگتے ہیں جیسا کہ عیسائیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف میں بتلایا گیا ہے کہ عیسائیت پھر زور کرے گی۔ موجودہ عیسائیت تو ختم ہو جائے گی لیکن چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کے متعلق غلو کا طریق اختیار کر کے ضلالت کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اس لئے یہ ضلالت جب پوری طاقت کے ساتھ اُبھرے گی کشف میں بتلایا اس وقت مصلح موعود کا ظہور ہوگا جو اس ضلالت کا قلع قمع کر دے گا۔

حضرت ابوبکرؓ کا اظہار حقیقت

حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کی حقیقت کو نہایت ہی مختصر مگر جامع الفاظ میں واضح کیا ہے فرمایا اطیعونی ما اطعت اللہ و رسولہ فاذا زغت فقوّمونی یعنی میری اطاعت اسی وقت تک کرو جب تک میں اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہوں اگر اس سے ذرہ بھر بھی انحراف کروں تو مجھے سیدھا کر دو ان الفاظ میں انہوں نے واضح کر دیا کہ اسلام میں منتخب شدہ خلیفہ قوم کے سامنے جوابدہ ہے دوسرے قوم کا بھی فرض ہے کہ اس کے اعمال کو تنقیدی نظر سے دیکھتی رہے بات یہ ہے کہ خدا کے مامور کا خلیفہ درحقیقت اس کی جماعت ہی ہوتی ہے وہ اپنے نظام کو چلانے کے لئے جو انتظام بھی تجویز کرنا چاہے کرے لیکن اصل اختیار قوم کے ہاتھ میں ہی رہتا ہے سوائے اس کے کہ مامور خود کوئی نظام بتلا جائے جب بھی وہ اپنے منتخب شدہ خلیفہ کو شریعت سے انحراف کرتے دیکھے گی تو وہ اسے اصلاح کی طرف توجہ دلائے گی اگر وہ اصلاح کی طرف مائل نہیں ہوگا تو اسے معزول کر کے دوسرا خلیفہ یا دوسرا منتظم چن لے گی۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ خلیفہ برحق کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عقائد اپنے آقا متبوع کے عقائد کے مطابق ہوں اسی کی پالیسی پر وہ عمل کرے اسی کی تعلیم کو دنیا میں پھیلائے اور اس کی اتباع سے قطعاً روگردانی نہ کرے اس کے نقش قدم پر ہی چلے اور اس کا کردار بھی اس قدر بلند اور شریعت

دوسری بات

دوسری بات جو اس سلسلہ میں میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ آیت کے الفاظ والذین سعوا فی آیاتنا الذین کفروا معجزین فی الارض وماواھم النار ولبئس المصیر سے متعلق ہے اس آیت میں جیسا کہ میں نے گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں بیان کیا تھا یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ جب کبھی دشمنانِ اسلام اپنے زعم میں سمجھیں گے کہ ان میں اسلام کو زیر کرنے کی قوت پیدا ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ ان کے اس زعم باطل کا قلع قمع کرنے کے سامان پیدا کر دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان الفاظ میں یقین دلایا ہے کہ ہم نے جو وعدہ تمہارے ساتھ کیا ہے کہ دین کو جب ضعف اور خوف لاحق ہو گا تو اس کو دور کر کے اسلام کو تمکنت اور امن ہماری طرف سے عطا کیا جائے گا۔ اس کے متعلق کبھی وہم نہ کرنا کہ اس وعدہ کو پورا کرنے سے ہمیں کوئی عاجز کر سکے گا جو قوم بھی اس غرض کے لئے اُٹھے گی اس دنیا میں اسے ناکامی کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ اور آخرۃ میں دوزخ کی آگ میں جلے گی اور اس کا انجام نہایت ہی برا ہو گا۔

ہمارے زمانہ کی حالت

چنانچہ ہم اپنے اس زمانہ میں ہی دیکھتے ہیں کہ تمام مذاہب کے پیرؤوں نے مل کر اسلام کو مٹانے کے لئے اسلام کے خلاف محاذ بنایا اور سب متحد ہو کر اسلام کی تعلیم پر اور حضرت نبی کریم صلعم کی ذات پر حملہ آور ہو گئے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اب وہ اسلام کو مٹا دینے ہی کامیاب ہو جائیں گے اپنے حملہ کو وہ اس قدر شدید یقین کر رہے تھے کہ مسلمان اس کے سامنے ٹھہر ہی نہیں سکیں گے لیکن اس وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مجدد اعظم یعنی مسیح اور مہدی بنا کر اسلام کی حفاظت کے لئے بھیج دیا جس نے آتے ہی ایک طرف تمام حملوں کو نہ صرف پسپا کر دیا بلکہ اسلام کی عظمت اور اس کی برتری کا سکہ بھی دلوں میں بٹھلا دیا اور تمام دنیا کو یقین دلا دیا کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور اس کو لانے والا رسول زندہ رسول ہے جس کی زندگی کا ثبوت یہی ہے کہ اس کا فیض جاری ہے وہ خدا رسیدہ انسان جس طرح پہلے پیدا کرتا تھا ویسے اب بھی کرتا ہے اور دنیا کے خاتمہ تک کرتا رہے گا۔ دوسرے مذاہب اس سے عاجز ہیں۔ پس خدا کی یہ بات سچی ثابت ہو گئی کہ خدا کو اس کے وعدہ کو پورا کرنے میں کوئی عاجز نہیں کر سکتا ایسے ارادہ کرنے والوں کے لئے ناکامی و نامرادی ہی مقدر ہے۔

اسلام کی صداقت اور اس کی عظمت اور اس کی برتری نہ صرف دلائل سے ثابت کی بلکہ ایسے نشانوں کے ذریعہ بھی کی جو قرآنی دعاوی کی سچائی کو ثابت کرنے میں ممد ثابت ہوئے۔ اس کی وضاحت میں چند ایک مثالوں سے کرتا ہوں۔

قرآن کریم کی آیت قل انزلہ الذی یعلم السر فی السموات والارض میں یہ ایک دعویٰ ہے کہ وہ خدا جس نے اس قرآن کو اتارا ہے وہ ان تمام باتوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں پوشیدہ ہیں لوگوں کی نظر وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ اب اس دعوے کی صداقت تبھی ثابت ہو سکتی ہے اگر خدا کا مامور آسمانوں اور زمین کے متعلق ایسی بات بتلائے جس تک انسانی علم کی رسائی نہ ہو سکتی ہو اس کے ثبوت میں سر دست دو مثالیں پیش کرتا ہوں ایک تو حضرت نبی کریم صلعم کی بیان کردہ ہے اور دوسری خود حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ ہے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ یعنی جس مہدی کے ظہور کی ہم نے پیشگوئی کی ہے اس کے لئے دو نشان ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی ماموریت کے لئے یہ دو نشان ظاہر نہیں ہوئے ایک نشان تو یہ ہے کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کو گرہن لگنے والی راتوں میں سے پہلی رات کو اور سورج کو گرہن لگنے والی راتوں میں سے درمیانی رات کو گرہن لگے گا اور یہ نشان دو دفعہ ظہور میں آئے گا۔ اب یہ سر تھا جس کا تعلق آسمانوں کے ساتھ تھا اور ۱۳۰۰ برس قبل اس کا اظہار حضرت نبی کریم صلعم نے خدا سے علم پا کر کیا اور وہ حضرت مرزا صاحب کے دعوےٰ مہدویت کرنے پر ظاہر ہو گیا جس سے ایک طرف تو حضرت مرزا صاحبؒ کا مہدی برحق ہونا ثابت ہو گیا تو دوسری طرف قرآن کریم کا اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ دعویٰ کہ وہ آسمانوں میں جو پوشیدہ باتیں ہیں ان کو جانتا ہے صحیح ثابت ہو گیا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی ہستی پر قطعی اور حتمی دلیل ہمارے ہاتھ میں آ گئی۔

دوسرا امر

۷ مارچ ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے یہ الہام شائع ہوتا ہے کہ ۲۵ دن تک کوئی خاص نیا واقعہ ظاہر ہونے والا ہے جس کا کسی کو علم نہیں ہے چنانچہ اس میعاد کے گذرنے کے دن کا سپ اسے آسمان پر ظاہر ہوا اور وہ ایسا ہیبت ناک تھا کہ کئی لوگ اس سے بے ہوش ہو گئے۔ کیا قرآن کریم کے اس دعویٰ کو کہ آسمانوں میں جو پوشیدہ امور ہیں جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کیا یہ نشان سچا ثابت نہیں کرتا۔ اسی طرح زلزلوں کے متعلق جو پیشگوئیاں حضورؑ نے فرمائی ہیں انہوں نے بھی پورا ہو کر کیا اس قرآنی دعوے کو سچا ثابت نہیں کر دیا کہ وہ زمین کے اندر جو مخفی امور ہیں ان کو بھی وہی جانتا ہے۔ طبقات الارض کے ماہرین نے ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد کہا کہ اب ۱۰۰ سال تک کوئی زلزلہ نہیں آ سکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بذریعہ الہام بتلایا کہ عنقریب ایک اور زلزلہ آنے والا ہے زلزلہ آیا اور الہام سچا ثابت ہوا اور طبقات الارض کے ماہرین کی بات غلط ثابت ہوئی جس سے ثابت ہوا کہ قرآن کا دعوےٰ کہ زمین کے اندر پوشیدہ امور کو صرف خدا ہی جانتا ہے بالکل سچا دعوےٰ ہے۔

قرآن کا دوسرا دعوےٰ

پھر قرآن نے دعوےٰ کیا کہ امراض کی شفا اسی کے ہاتھ میں ہے جس پر الفاظ قرآنی اذا مرضت فھو یشفین دلالت کر رہے ہیں۔ قادیان میں ایک لڑکے عبدالکریم نامی کو باولا کتا کاٹ کھاتا ہے۔ کسولی میں بھیج کر اس کا علاج کروایا گیا وہاں سے شفایاب ہو کر وہ لڑکا قادیان آ گیا کچھ عرصہ کے بعد اس کو ہلکا ہو گیا کسولی میں تار دی گئی وہاں سے جواب آیا افسوس اب اس کے لئے کچھ نہیں ہو سکتا لیکن حضورؑ کی دعا کو قبولیت کا شرف عطا کرتے ہوئے شفا دے کر ثابت کر دیا کہ قرآن کا دعویٰ کہ شفا خدا کے ہاتھ میں ہے بالکل سچا دعوےٰ ہے۔

قرآن کا دعوےٰ ہے کہ موت اور حیات بھی خدا کے ہاتھ میں ہے، اس دعوےٰ کی سچائی ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؒ سے کئی پیشگوئیاں کروائیں جن میں سے چند ایک پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) چچا زاد بھائیوں کے متعلق پیشگوئی کہ ان کی نسل منقطع ہو جائے گی صرف اسی شخص کی نسل چلے گی جو احمدی ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ تین بھائیوں میں سے دو کی نسل منقطع ہو گئی۔ ایک کے لڑکے نے احمدیت اختیار کر لی اس لئے اس کی نسل چل رہی ہے۔

(۲) اپنی نسل کے متعلق پیشگوئی فرمائی کہ وہ پھلے گی پھولے گی اور دنیا میں پھیل جائے گی۔ چنانچہ اس کا پورا ہونا ساری دنیا کے مشاہدہ میں آ رہا ہے اور کیا اس سے حیات اور موت کا خدا کے ہاتھ میں ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ بھی آپ نے خدا سے الہام پا کر بتایا کہ آپ کی اولاد میں سے کچھ فوت بھی ہوں گے۔ چنانچہ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں چھوٹی عمر میں ہی فوت ہوئیں اور یہ بھی ساتھ ہی بتلایا کہ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے زندہ رہیں گے اور لمبی عمر پائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا کیا یہ اس بات کا بین ثبوت نہیں کہ موت اور حیات خدا کے ہی قبضہ میں ہے۔

قرآن کریم نے اجل مسمّی کے متعلق الانعام میں فرمایا ھو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہیں طین سے پیدا کیا اور پھر تمہارے لئے تمہاری اجل مقرر کی اور وہ اجل مقررہ اللہ کے ہی پاس ہے یعنے وہی اس کی اطلاع جسے چاہے دے سکتا ہے ورنہ کسی کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ صحیح حدیث میں بھی ہے کہ انسان کی پیدائش سے قبل جو باتیں اس کے متعلق طے کی جاتی ہیں ان میں ایک اس کی عمر کے متعلق بھی ہے اب اس قرآنی اور حدیثی دعویٰ کی صداقت تبھی ثابت ہو سکتی ہے جب کسی کی اجل مسمی کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے کسی مامور کو اطلاع دے اور وہ صحیح ثابت ہو۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ کا مامور مجدد وقت مسیح الزمان مہدی دوران اپنی اجل مسمی کے متعلق خدا سے علم پا کر قریباً ۴۴ سال قبل اطلاع دیتا ہے کہ اس کی عمر ۸۰ سال کے قریب ہو گی باوجود دشمنوں کی کوششوں کے کہ اسے قتل کر کے اس کے اس الہام کو جھوٹا ثابت کر دیں یہ مامور من اللہ اتنی ہی عمر پا کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملتا ہے اور ثابت کر جاتا ہے کہ فی الحقیقت قرآن کا دعوےٰ کہ انسانوں کی اجل مسمی اللہ کے پاس ہی ہے بالکل درست دعوےٰ ہے اس سے نہ صرف خدا کی ہستی کا ہی یقینی ثبوت ملتا ہے بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی حقیقت اور قرآن کے الٰہی کتاب ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے اور خود حضرت مرزا صاحب کے امام برحق ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے، اس مادہ پرستی اور دہریت کے غلبہ کے زمانہ میں خدا کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے ایسے ہی زبردست نشانوں کی کثرت کی ضرورت تھی جو زمانہ کے امام کو خدا کی طرف سے عطا کئے گئے تا ان سے یقینی ثبوت لوگوں کے ہاتھوں میں آ جائے کہ خدا فی الحقیقت موجود ہے دہریت اور مادہ پرستی بالکل باطل ہے۔

اسی طرح آپ نے اپنے مرنے والے بچوں کے متعلق بھی پیش از وقت ہی بلکہ ان کی پیدائش سے قبل ہی خدا سے الہام پا کر دنیا کو بتلا دیا کہ وہ چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی وقوع میں آیا جس سے ثابت ہو گیا کہ اجل مسمی اسی کے قبضہ میں ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے سوامی دیانند کی موت کی خبر بھی قبل از وقت دے کر ثابت کر دیا کہ قرآنی دعوےٰ اجل مسمّی کے متعلق بالکل درست ہے۔

قرآن کریم کا ایک اور دعویٰ

سورۃ الرعد ع ۲ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق قرآن دعوے کے رنگ میں فرماتا ہے اللہ یعلم ما تحمل کل انثی و ما تغیض الارحام و ما تزداد و کل شئی عندہ بمقدار عالم الغیب والشھادۃ الکبیر المتعال۔ یعنی ہر ایک عورت جو اپنے پیٹ میں بچہ لیتی ہے اس کو وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ پھر یہ بھی جانتا ہے کہ بعض رحم خشک ہو جاتے ہیں یعنی بچہ پیدا کرنے کی قوت کو کھو بیٹھتے ہیں اور بعض بچے پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کے پاس ہر چیز خاص مقدار میں ہے وہ عالم الغیب ہے اسے پتہ ہے کہ کونسا رحم اپنا قوت اور اہلیت کھو بیٹھے گا اور کس کے پاس یہ اہلیت موجود رہے گی کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ یعلم ما فی الارحام۔ یعنے رحموں کی ہر کیفیت سے وہ واقف ہے چنانچہ قرآن کریم کے اس دعوے کی صداقت کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کے الہاموں نے ثابت کر دیا۔ مولوی سعد اللہ لدھیانوی اور مولوی عبد الحق امرتسری دونوں کے متعلق حضورؑ نے خدا سے الہام پا کر یہ پیشگوئی کر دی کہ ان کی نسل آگے نہیں چلے گی سعد اللہ لدھیانوی کا اس پیشگوئی کے وقت ایک لڑکا موجود تھا جوان ہو کر اس کی شادی ہوئی مگر اولاد سے محروم رہا اور اس طرح اس کی نسل کا خاتمہ ہو گیا۔ اسی طرح عبد الحق امرتسری نے اپنی بیوہ بھاوج سے شادی کر کے اعلان کیا کہ اسے حمل ہو گیا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہو گی۔ مگر خدا جانے وہ حمل کہاں گیا اور وہ خیالی بچہ کہاں غائب ہو گیا۔

ان دونوں شخصوں کی نسل کے خاتمہ نے ثابت کر دیا کہ قرآن کا دعوے بالکل درست ہے کہ وہ اگر رحموں سے پیدا کرنے یا زندہ بچے پیدا کرنے کی قوت چھین لے تو چھین سکتا ہے اور جس رحم کو پیدا کرنے کی قوت عطا کرنا چاہے عطا کر دیتا ہے۔ چنانچہ خود حضرت اقدسؑ کی اہلیہ محترمہ کو ایسی قوت عطا کر دی گئی کوئی حمل بھی ضائع نہیں گیا اور تغیض الارحام کا شاہکار دعوے سچا ثابت ہو گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے الہام پا کر اپنے ذریعہ ایک روحانی سلسلہ کی بنا رکھے جانے کی پیشگوئی فرمائی اور ایسے وقت میں فرمائی جبکہ اس کے لئے بظاہر کوئی آثار نظر نہ آتے تھے اور ساتھ ہی اس سلسلہ کے مستقل طور پر قائم ہو جانے کا بھی اعلان کر دیا۔ باوجود شدید مخالفتوں کے اور باوجود انتہائی مشکلات کے اور باوجود خطرناک رکاوٹوں کے یہ سلسلہ قائم ہو کر اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہو کر پیشگوئی کو سچا ثابت کرتے ہوئے خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت بہم پہنچا رہا ہے۔ ہر طالب حق دیکھ سکتا

ہے کہ خدا کا فرمان کہ خلیفہ بنانے کا جو وعدہ میں نے کیا ہوا ہے اس کو پورا کرنے میں مجھے کوئی عاجز نہیں کر سکتا کس شان سے پورا ہوا ہے ادھر تمام قومیں اس عزم کو لے کر کھڑی ہیں کہ اس شخص یعنے مرزا غلام احمد کو ہم نے خلیفہ نہیں بننے دینا اور ادھر خدا کہتا ہے کہ جتنا زور لگانا ہے لگا لو میں اسے خلیفہ بنا کے چھوڑوں گا آخر اسی کی بات پوری ہوتی ہے جس کی شان میں قرآن نے فرمایا ہے ھو القاھر فوق عبادہ۔

اسی وحی الہٰی میں خلیفہ برحق کی جیسی روحانی حالت ہونی چاہیئے اس کو بھی بیان کر دیا گیا ہے اس پر مدعیان خلافت کو پرکھ لینا چاہیئے۔ وہ الہام یہ ہے

" اردت ان استخلف فخلقت ادم۔ انی جاعل فی الارض۔

یعنی میں نے اپنی طرف سے خلیفہ کرنے کا ارادہ کیا۔ سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ میں زمین پر کرنے والا ہوں، یہ اختصاری کلمہ ہے۔ یعنی اس کو قائم کرنے والا ہوں اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ و بین الخلق واسطہ ہو۔ خلافت ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہیں ہے .... بلکہ یہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابو البشر ہے مراد نہیں، بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد ڈالی جائے گویا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے۔ اور یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں روحانی سلسلے کے قائم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہیں۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۲ - ۴۹۳)

انشاء اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہامات سے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو دنیا میں عملی طور پر کام کرتے ہوئے دکھلایا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اخبار احمدیہ

اناللہ وانا الیہ راجعون

اس ہفتہ دو تین اموات کی خبریں آئی ہیں

(۱) محمد افضل صاحب لکھتے ہیں ہمارے گاؤں نزد دبی میں مولانا احمد صاحب مرحوم کے برادر خورد

(باقی بر صفحہ ۱۲)

راولپنڈی میں
یعقوب محمد ایوب صاحب کی تقریر

احباب سلسلہ کو اخبار پیغام صلح کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری جماعت سرینام (امریکہ) کے ایک مخلص اور فعال رہنما محترم یعقوب محمد ایوب صاحب چند دن کے لئے پاکستان تشریف لائے ہیں۔ ۲۲ر جون ۱۹۶۹ء کو ہمارے معزز مہمان لاہور سے راولپنڈی پہنچے۔ ہوائی اڈہ پر احباب جماعت کی ایک خاصی تعداد ان کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھی۔ محترم نے ہر ایک دوست سے فرداً فرداً مصافحہ اور معانقہ کیا اور مزاج پرسی کی۔ ایک مختصر سے قیام کے بعد آپ اسی شام اپنے فرزند ارجمند محمد فاضل رمضان صاحب کے ساتھ فاروقیہ تشریف لے گئے۔ اور وعدہ کر گئے کہ وہ جماعت راولپنڈی کو خطاب کرنے کے لئے اپنی مصروفیت سے ضرور وقت نکالیں گے۔ ۲۴ر جون کو محترم میاں فاروق احمد شیخ نے معزز مہمان کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا۔ یہ مجلس رات کے ایک بجے تک جاری رہی اور مدعوین اپنے ہزاروں میل دور رہنے والے احمدی بھائیوں کی سرگرمیوں کا ذکر اور وہاں کے حالات سن کر بڑے محظوظ ہوئے۔ دوسرے دن معزز مہمان کوہ مری تشریف لے گئے اور ۲۹ر جون تک وہاں قیام کیا۔ اس دوران میں آپ نے حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ اور صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ ربوہ سے طویل ملاقاتیں کیں۔ ۲۹ر جون کی شام کو محترم موصوف نے جماعت راولپنڈی سے خطاب کیا اور اپنے سفر کے حالات سنائے سرینام، ٹرینیڈاڈ۔ برٹش گی آنا میں سلسلہ احمدیہ کی شاخوں کا قیام اور جماعت کی سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور بتایا کہ کس طرح حضرت امام زمانؑ کے خدام نے اٹھارہ مختلف مقامات پر تبلیغی مراکز قائم کر رکھے ہیں۔ اپنی تقریر کے دوران موصوف نے اپنی قبول احمدیت کا بھی ذکر کیا۔ اور بتایا کہ ہمارے سلسلے کے مبلغین صاحبان نے وہاں سلسلے کے روشن نام کو کتنا اجاگر کیا ہے اور وہاں کے بسنے والوں کے دلوں میں خدمت دین اور دفاع اسلام کے کارناموں کے باعث گھر کر لیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہماری جماعت عوام میں بھی مقبول ہے بلکہ حکومت بھی ہمارے مبلغین کا بڑا احترام کرتی ہے اور ان سے سرکاری مہمانوں جیسا سلوک کرتی ہے۔ جب بھی کوئی مبلغ وہاں پہنچا ہے اور ثقافتی احباب نے جلسے کا انتظام کیا ہے تو وہاں کے گورنر اور دوسرے بڑے بڑے حکام بڑے شوق اور دلچسپی سے ان تقریبات میں شریک ہوتے ہیں۔ محترم موصوف نے تقریر کے دوران اپنے سفر برلن کا بھی ذکر ✗

پاکستان کا مطلب کیا؟
لا الٰہ الا اللہ
(بسلسلہ صفحہ ۔)

ہیں۔ ان سے نجات مل جائے گی۔ اگر تاجر ہو گے تو لوگ تمہاری دیانت اور امانت کی شہرت سن کر تم سے فائدہ اٹھائیں گے۔ صنعت کار ہو گے تو تمہارے حسن سلوک کو دیکھ کر مزدور تم پر جان نثار کریں گے۔ دستکار ہو گے تو تمہاری دستکاری قبول عام کی سند حاصل کرے گی۔ حکومت کے کارندے ہو گے تو دنیا کے لئے برکت و نعمت ثابت ہو گے۔ وکیل ہو گے تو تمہارا اخلاص اور سچائی تمام ماحول کو متاثر کر دے گی۔ جج ہو گے تو تمہارے انصاف کے چرچے ہوں گے۔ طبیب ہو گے تو جسمانی بیماریوں کے ساتھ اخلاقی اور روحانی بیماریوں کے بھی معالج بن جاؤ گے۔ اور یہاں آ کر تم دیکھ لو گے کہ تم مکمل طور پر لا الٰہ الا اللہ کے سایۂ عاطفت میں آ چکے ہو، اب تمہارا مطلوب مقصود، مسجود اور معبود صرف خدا وہ جائے گا اور تمام من دون اللہ قوتوں سے تم بے نیاز ہو جاؤ گے۔

آخری دعا

اے خدا ہماری مسلمان قوم کو راہ راست پر آنے کی توفیق بخش اور اسے ہر میدان میں، معیشت میں۔ معاشرت میں۔ اخلاق میں۔ روحانیت میں۔ علم میں۔ تزکیہ نفس میں۔ اصلاح حال میں۔ حکمت میں۔ مادی سامانوں میں اور دینی اسباب کے تفوق میں تمام دنیا پر سبقت لے جانے والی قوم بنا دے۔ تاکہ وہ وکذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا کی معنوی تفسیر بن کر اپنا عالمی کردار ادا کرے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ○ ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد ○

کیا جہاں انہیں برلن مسجد دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔ اور امام برلن مسجد ڈاکٹر محمد یحییٰ بٹ صاحب سے ملاقات کا بھی۔ مشن کی سرگرمیوں سے موصوف پوری طرح مطمئن تھے۔ موصوف کی تقریر عقیدت اور خلوص میں ڈوبی ہوئی تھی اور سلسلہ کے اس عظیم رہنما کی ان کوششوں اور تمناؤں کی عکاسی کر رہی تھی جو روحِ ملت میں بہار اور رونق کو قائم رکھنے کے لئے وہ برابر کر رہے ہیں ان کی تقریر کے بعد محترم میاں بشیر احمد منٹو صاحب نے سرینام اور ٹرینیڈاڈ میں جماعت کے قیام اور وہاں کے سرکردہ احباب سلسلہ کے حالات سنائے اور تین گھنٹے کی یہ محفل قریباً ۹ بجے رات ختم ہوئی۔ جلسہ کے دوران احباب کی ماکولات اور مشروبات سے تواضع کی گئی۔ راقم نسیم حیات سیکرٹری جماعت راولپنڈی۔

بقیہ اخبار احمدیہ از صفحہ ۱۱

سید محمود صاحب وفات پا گئے جنازے پر ملّاؤں نے خوب فساد کیا اور جس مولوی نے ان کا جنازہ پڑھا اسے عوام میں ذلیل و رسوا کیا گیا، خدا ان ملّاؤں کو خدا خوفی اور عقل سلیم سے نوازے۔"

مرحوم بڑے نیک اور مخلص احمدی تھے، مدت تک انجمن کے مرکزی دفتر تحصیل سے منسلک رہے، کچھ عرصہ مرکزی مسجد کے مؤذن بھی رہے، ہمیں ان کی وفات کا دلی صدمہ ہے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۲) بھیرہ میں حکیم محمد امین صاحب بعمر ۸۰ سال وفات پا گئے، بڑے مخلص اور پارسا تھے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ ان کے بھائی بابو عبدالرحمن صاحب اور ہمشیر مسلم ٹاؤن لاہور اور دیگر پسماندگان سے دلی افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے۔
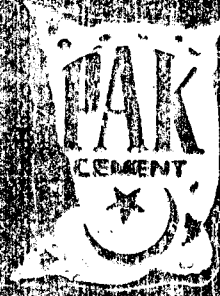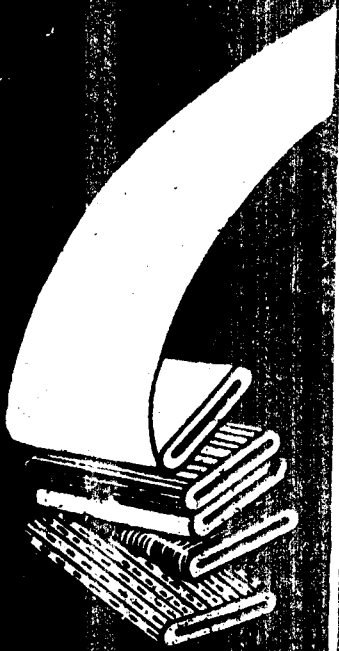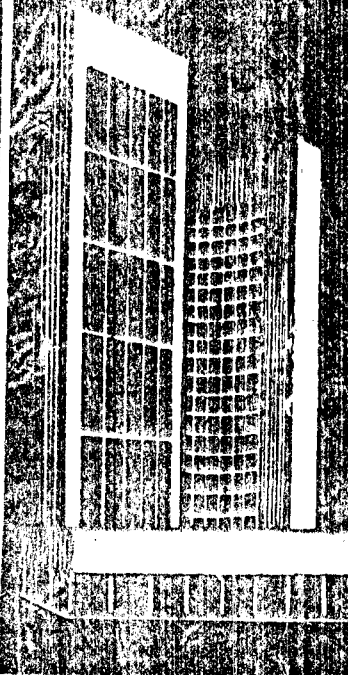
(۳) مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب لائلپور بنک و مرزا حمید ممتاز پرنسپل گورنمنٹ کالج راولاکوٹ کی والدہ صاحبہ انتقال کر گئیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ہمیں مرحومہ کے دونوں فرزندان اور دیگر پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

تمام جماعتوں سے مرحومین کا جنازہ غائبانہ پڑھنے کی استدعا ہے۔

پیغام صلح لاہور - ۱۶ جولائی ۱۹۶۹
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۹

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا۔ اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۴۷
تار کا پتہ تبلیغ لاہور

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ۔ مؤرخہ ۷ جمادی الاوّل ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۶۹ء | نمبر ۳۰

تم باہم اتّفاق رکھو اور اجتماع کرو
مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اوّل خُدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبّت و ہمدردی ظاہر کرو
فرمودات حضرت مجدّد زمان مسیح موعود علیہ السّلام

جماعت کے باہم اتفاق و محبّت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتّفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی ہے کہ تم وجودِ واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتّحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کریگی۔ اگر اختلاف ہو اور اتّحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ آپس میں محبّت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دُعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دُعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلےٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دُعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ مَیں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے وہ مصیبت اور بلا میں ہے اس کا انجام اچھا نہیں۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

بحرِ حکمت کے موتی
بہترین صدقہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقۃ ما ترک غنیً والید العلیا خیرٌ من الید السفلیٰ۔

ترجمہ:۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔ بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بے نیازی ہو۔ اور اُوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

نوٹ: از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ:۔

یعنے جو صدقہ دے وہ اپنے لئے کافی چھوڑ کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ کل کو دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔ اُوپر کا ہاتھ صدقہ دینے والا ہے۔ یہ ہدایت اعلےٰ درجہ کی میانہ روی کی تعلیم ہے تاکہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد خود کل کو بھیک مانگتا پھرے۔ (فضل الباری)

عنوان تجویز فرمائیں

انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں سے مختلف موضوعات پر انتخاب شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ اس سلسلہ اشاعت کیلئے کوئی موزوں نام تجویز کر کے مطلع فرمائیں۔

منیجر پبلیکیشنز دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

”لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں مَیں تیرے خالص اور دِلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دُوں گا۔“

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مُسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرّسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفراست و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ چھاؤنی

جناب یعقوب محمد ایوب صاحب آف سرینام {جنوبی امریکہ} سیالکوٹ میں

جناب یعقوب محمد ایوب صاحب چند دن ہوئے سیالکوٹ تشریف لائے۔ معزز مہمان کی آمد پر پارک کیمپ سیالکوٹ چھاؤنی میں ایک اجتماع ہوا جس میں شہر اور چھاؤنی کی جماعت کے علاوہ دیگر احباب نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی اور ان کی تواضع چائے سے کی گئی۔

راقم الحروف نے دونوں جماعتوں کی طرف سے مہمان خصوصی کو خوش آمدید کہا اور تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ہمارے لئے ان کی آمد باعث فخر بھی ہے اور موجب خوشی بھی۔ فخر اس لئے کہ ہمارے یہ بھائی جذبۂ اخوت سے سرشار ہو کر اتنی دُور سے ہمیں ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں اور مرکز اور اس کی ملحقہ شاخوں کو دیکھ کر ایک اثر لے کر جائیں گے۔ اخوت کا یہ معجزانہ رنگ حضرت مسیح موعودؑ کا کرشمہ ہے۔ اور حضور نے اپنے مشن کے متعلق کیا خوب فرمایا ہے کہ

میں صرف دو باتوں کے لئے
آیا ہوں ایک توحید اور دوسری
اخوت اسلامی اور مودّت
فی القربیٰ

فی الواقعہ احمدیت ان دونوں باتوں کا مجموعہ ہے اور اس بارے میں عملی نمونوں کی بھی کمی نہیں۔

اور ہمارے معزز مہمان کی آمد خوشی کی موجب اس لئے ہے کہ آپ ہمیں ایسی باتیں سنائیں گے جن سے ہمارے ایمان تازہ ہوں گے۔ آج حضرت مسیح موعودؑ کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں حرف بحرف پوری ہوتی نظر آتی ہیں۔

اس تعارف کے بعد معزز مہمان نے اپنے قیمتی خیالات سے احباب کو مستفید فرمایا اور بڑی مفید باتیں بتائیں انہوں نے فرمایا کہ خانہ کعبہ میں عمرہ کرنے کے لئے جانے کی غرض سے سرٹیفکیٹ کی ضرورت پڑی جس سے یہ ثابت ہونا تھا کہ آیا میں مسلمان بھی ہوں یا نہیں اور چنانچہ سرٹیفکیٹ پر یہ لکھا گیا کہ چونکہ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لہذا ہم انہیں مسلمان تصور کرتے ہیں۔ کتنا عمدہ اصول ہے جس سے تفرقہ مٹ جاتا ہے۔ حدیث بھی اسی اصول کی تائید کرتی ہے۔ نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے

من صلّی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم۔ یہ مختصر سی تعریف مسلمان کی ہے۔

دوران تقریر میں مہمان موصوف نے بتایا کہ میرے مسلمان ہونے کے ثبوت میں مجھے کلمہ طیبہ سنا گیا۔ اس سے کلمہ طیبہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

"وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم و صلوٰۃ۔ حج زکوٰۃ اور تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کو ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعوےٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا تھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین۔"

قرآن کریم نے بھی اس مسئلہ کو خوب صاف کیا ہے ارشاد ہے تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ پہلے لوگوں کی ایک جماعت تھی جو گذر چکی ان کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم کماتے ہو اور اس کے متعلق تم سے ان اعمال کی باز پرس کی جائے گی جو وہ کرتے تھے۔ اگر ان باتوں پر عمل ہو جائے تو کفر سازی کا مسئلہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

معزز مہمان نے اس منارہ کا بھی مفصل ذکر کیا جس پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونا مانا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں معقول دلائل سے ثابت کیا کہ یہ انتظار ایک عبث انتظار ہے۔ روایتوں کی رُو سے جب مہدی کی آمد مسیح سے پہلے ضروری ہے تو پہلے مہدی کو تلاش کر لو۔ مہمان موصوف نے اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر بتایا کہ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں مشرکانہ رسوم کی کس قدر مذمت ہوتی ہے اور لوگوں کو سختی سے روکا جاتا ہے۔

اپنی جماعت سے بھی اس سلسلہ میں وہ متاثر ہوئے ہیں کہ احمدیت شرک کے خلاف نفرت کے جذبات رکھتی ہے اور صحیح اسلام کی پیرو ہے۔

انہوں نے سرینام کی جماعت کے دو گروہوں کے اختلافات کا ذکر کیا جو ایک احمدیہ کانفرنس میں ختم کرائے گئے۔

آخر میں انہوں نے جنوبی امریکہ میں احمدیت کے فروغ کی ایمان افروز داستان سنائی اور بتایا کہ کس طرح غیروں کی وجہ سے اس کی اشاعت ہوئی ہے۔ آریہ اور سناتن دھرمیوں نے اپنی تنظیمیں قائم کیں تو پھر مسلمانوں نے بھی اسلامی انجمن بنائی۔ لیکن وہ مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں اپنی مدافعت نہیں کر سکتے تھے اس لئے انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرف رجوع کیا گیا اور ان سے اس سلسلہ میں امداد کی درخواست کی کہ کوئی مبلغ بھیجا جاوے۔ اس انجمن نے یہ خط احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیج دیا۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے وہاں سے سامان پیدا کر دیئے کہ احمدیت کی اشاعت ہو اور اس کے ذریعہ اسلام کی مدافعت عمل میں آئے۔

اب ایک طرف یہ حالات دیکھیں اور دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام کہ "میں تیری

تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں

گا"۔ ایسا ہی کئی اور مقامات پر بھی ہوا ہے جزائر فجی میں بھی انجمن حمایت اسلام لاہور سے مدد مانگی گئی اور انہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو توجہ دلائی۔ اس طرح دُور دراز افتادہ جگہوں پر بھی احمدیت جو اسلام کی آواز ہے پہنچ گئی۔ یہ ہے خدا کا تصرف اور مامور زمانہ کی صداقت کی دلیل۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ایمان افروز باتیں معزز مہمان نے سنائیں جو اخبار میں مفصل طور پر آچکی ہیں۔ آپ نے مخالفین سے مناظرہ کا بھی تذکرہ کیا اور بتایا کہ آپ ان کو کبھی محفلوں میں بھی لاجواب کرتے رہے۔ ان مشکلات کا بھی ذکر کیا جو احمدیت کی وجہ سے آپ پر وارد ہوتی رہیں۔ مگر آپ صبر اور استقلال سے ان کو برداشت کرتے رہے۔

اللہ تعالےٰ ہمارے اس معزز مہمان کو جزائے خیر دے آپ کا دورہ جماعتوں کے لئے تبلیغ کا کام دے گا۔ اور ہمارے اندر استقامت اور نئی رُوح پیدا کرے گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کس مکتب عالیہ کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ مکتب میں بیٹھنا ایک بات ہے مگر اس سے اثر لینا بہت بڑی بات ہے سو آپ اس کی تاثیر سے خوب متمتع ہوئے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے سالکے یادلیا بہ از صد سالہ عبادت بے ریا

نیک لوگوں کی ایک بات دل پر وہ نقش قائم کر جاتی ہے کہ انسان زندگی کے اس انقلابی نقطہ پر پہنچ جاتا ہے اور اس میں ایسی پختگی آجاتی ہے کہ ساری عمر اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی جگہ بھی پشیمان نہیں ہوتا۔ خدا کے ایک برگزیدہ بندہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے اور مختصر الفاظ میں کتنی قیمتی بات کہہ دی ہے :-

"خالق سے ہٹ کر مخلوق کے مقید نہ ہو"

یہ کتنی بڑی نصیحت ہے۔

یہ ہیں نیک لوگوں کے کام جو دلوں میں ایک جنبش پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر ہم غور کرنا چاہیں تو ہمارے لئے بہت مواقع ہیں۔ زمانہ کے امامؑ کی بھی یہی نصیحت تھی اور اس کو آپ نے شرائط بیعت میں بھی داخل کر دیا ہے اور یہ عہد لیا کہ :-

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

قرآن کریم نے جابجا ہماری رہنمائی کی ہے اور فرمایا ہے وحسن اولئک رفیقا نیک اور صالح لوگوں کی رفاقت ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں لوگوں کے ایمان بڑھے اور انہوں نے بچشم خود نشانات دیکھے اور زندہ خدا کا تصور ان کے اندر رچ گیا۔ پھر اس جماعت کے قیام سے آنے والی نسلوں کے لئے رشد و ہدایت کا سامان ہو گیا۔ یہ ایک ایسی بنیاد اشاعت دین کی آپ نے ڈال دی جس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اب یہ وابستگان سلسلہ اور ان کے زیر اثر افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے دل کی آواز پر کان دھریں اور دنیا کی آگ دلوں سے ایسی سرد ہو جائے کہ دین ہی مقدم ہو اور اسی میں رہائی ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ بسلسلہ صفحہ ۶

ہو رہی ہے اور ان کی حفاظت و مرمت کی طرف توجہ نہیں ہے۔

لاہور کی سیر اور راولپنڈی کو روانگی

۱۳ر جولائی کو معزز مہمان نے لاہور کی تاریخی عمارتوں۔ شاہی مسجد۔ شاہی قلعہ۔ یادگار قرارداد پاکستان وغیرہ کی سیر کی۔ دوران معائنہ آپ نے کہا کہ یہاں کی تاریخی عمارتوں کی صفائی اور حفاظت کا انتظام تسلی بخش ہے۔ دوپہر کے سوا بارہ بجے آپ بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی تشریف لے گئے

واپسی وطن کو

راولپنڈی میں اپنے فرزند فاضل رمضان کے پاس کچھ دن قیام کرنے کے بعد ...

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۶۹ء

مسئلۂ خلافت اور قادیانی جماعت

(۲)

"نبوت و خلافت" نامی کتابچہ میں جو ربوہ سے شائع ہوا ہے اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد شخصی خلافت کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ اس بارہ میں جہاں تک تہادت القرآن کی پیش کردہ عبارات کا تعلق ہے ہم ان کے سیاق و سباق سے یہ ثابت کر چکے ہیں، کہ ان میں ماموروں والی خلافت کا ذکر ہے جو مجددین و محدثین کے رنگ میں اُمت محمدیہ میں جاری چلی آتی ہے، اور خود حضرت مسیح موعودؑ بھی اسی منصب پر فائز تھے۔ ان عبارات کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے چند اور ارشادات نقل کئے گئے ہیں اور یہ دعوےٰ کیا گیا ہے کہ ان ارشادات میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد شخصی خلافت کا سلسلہ دائمی طور پر جاری رہنے کی پیشگوئی کی ہے، مثلاً الوصیت کی یہ عبارت کہ :-

"قدیم سے سُنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اَب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سُنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا، سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا اس کے بعد وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔"

کیا اس عبارت میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد شخصی خلافت کا سلسلہ جاری ہونے کی پیشگوئی کی ہے، کیا "دوسری قدرت" سے آپ کی مراد خلفاء کا سلسلہ ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو آپ صفائی کے ساتھ کہہ سکتے تھے کہ میرے بعد خلفاء کا سلسلہ ہوگا اور یہی "دوسری قدرت" ہے۔ بجائے اس کے آپ نے "دوسری قدرت" کی وضاحت اس فقرہ میں کی ہے :-

"خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دُوں گا۔"

اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ "دوسری قدرت" سے آپ کی مراد وہ غلبہ ہے، جو جماعت احمدیہ کو دوسروں پر حاصل ہونے والا تھا۔ یہ غلبہ وہ علمی اور تبلیغی غلبہ ہے جو جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے بعد حاصل ہوا اور مسلمانوں اور غیر مسلم محققین کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس جماعت نے دینِ اسلام کے متعلق جو علمی حقائق پیش کئے ہیں اور دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کے ذریعہ سے جو فتوحات حاصل کی ہیں، وہ دوسرے تمام علمی اور تبلیغی اداروں پر نمایاں فوقیت رکھتی ہیں۔ جہاں تک آپ کی جانشینی کا تعلق ہے، اسی "الوصیت" کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت لگایا ہے، جس میں آپ نے اپنی قائم کردہ انجمن کے فرائض اور ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے صفائی کے ساتھ لکھا ہے کہ :-

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں"

اس کھلے اعلان کے بعد یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد شخصی خلافت کی پیشگوئی کی ہے، کس قدر خلافِ حقیقت بات ہے۔

اس بارہ میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ :-

"انجمن تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قائم ہو چکی تھی، لیکن یہاں پر قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ وہ نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔"

اس کا جواب ہم اُوپر دے آئے ہیں کہ قدرتِ ثانیہ سے مراد خلافت نہیں بلکہ وہ غلبہ ہے جو جماعت احمدیہ کو آپ کے بعد دوسروں پر علمی اور تبلیغی رنگ میں حاصل ہوا، جس کے متعلق آپ نے صفائی کے ساتھ لکھا ہے کہ غلبہ کا یہ "وعدہ میری نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے"۔ یہ قدرتِ ثانیہ تو بصورت غلبۂ جماعت حضرت مسیح موعودؑ کے بعد ہی ظہور میں آئی، لیکن اپنی جانشینی کا فیصلہ آپ نے خود اپنی زندگی میں قیام انجمن کے ذریعہ سے کر دیا، اور صاف لکھ دیا کہ :-

"بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" (تحریر حضرت مسیح موعودؑ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اس قدر صاف اور کھلی تحریرات کے بعد جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے صرف انجمن ہی کو اپنا جانشین قرار دیا ہے، ہمارے قادیانی دوستوں کا اِدھر اُدھر ہاتھ پیر مارنا اور بعض مجمل عبارات سے کھینچ تان کر یہ ثابت کرنا کہ آپ نے اپنے بعد شخصی خلافت کا سلسلہ قائم کیا ہے کس قدر ناحق کوشی ہے۔

اخبار احمدیہ

عطیہ برائے مفت اشاعت

——— میاں عبدالرشید خاں صاحب سیکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں کہ :-

"پشاور کی جماعت کے ایک مخلص بزرگ جناب عبداللہ خاں صاحب انجنیئر نے براعظم افریقہ میں قرآن کریم انگریزی کی مفت اشاعت کے لئے مبلغ ایک ہزار روپیہ بذریعہ چیک عنایت فرمایا ہے۔" فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بچہ کی ولادت پر عطیہ

——— مسلم ٹاؤن لاہور سے مولوی احمد گل صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ :-

چوہدری خالد احمد صاحب کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اور اس خوشی میں انہوں نے دس روپے انجمن کو برائے اشاعت اسلام عطا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ دُعا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

عطیہ برائے ایصال ثواب

——— انتظامیہ آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دارالشفاء کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ آسٹریلیا سے شیخ عبدالسلام صاحب ایم۔ ایس سی۔ (ابن مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی) نے اپنے والد نسبتی حضرت شیخ غلام قادر صاحب مرحوم و مغفور کو ایصال ثواب کے لئے مبلغ پچاس روپے دارالشفاء کو عطا فرمائے ہیں فجزاہ اللہ تعالےٰ۔

اللہ تعالےٰ سلسلہ احمدیہ کے مرحوم مخلص خادم شیخ غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند تر کرے۔

امتحان میں کامیابی پر عطیہ

——— ایبٹ آباد سے مولوی عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں کہ :-

محترم عبدالرحیم صاحب جج کا لڑکا اعجاز رحیم امتحان سی۔ ایس۔ پی میں فرسٹ آیا ہے۔ اس خوشی میں جج صاحب نے مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام کے لئے مرحمت فرمائے ہیں۔

شکریہ تعزیت

——— کراچی سے خواجہ سلیم احمد، خواجہ نسیم احمد اور خواجہ کلیم غنی صاحبان لکھتے ہیں کہ :-

"ہمارے والد محترم خواجہ عبدالغنی صاحب مرحوم کی وفات پر جن دوستوں اور بزرگوں نے تعزیتی خطوط لکھے ہیں، ہم ان سب کے تہ دل سے مشکور ہیں، اور فرداً فرداً سب کا جواب دینے سے قاصر ہونے کی وجہ سے بذریعہ اخبار اظہارِ تشکر و امتنان کرتے ہیں۔"

تبدیلی پتہ

——— مولوی محمد علی صاحب مبلغ ملتان کا آئندہ پتہ :-

175/C - ممتاز آباد - ملتان -

نکاح و عطیہ

——— سرگودھا سے ڈاکٹر عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں کہ :-

میرے عزیز چوہدری محمد اقبال صاحب نمبردار کے لڑکے مظہر اقبال کا نکاح چک ۳۲۵ گ ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آنسہ مجیدہ دختر چوہدری عبدالمجید سے ۵۰۰۰ روپیہ حق مہر پر پڑھا گیا۔ رخصتانہ بعد میں ہوگا اس خوشی میں چوہدری محمد اقبال صاحب نے مبلغ پچاس روپے اشاعت اسلام کے لئے عطا کئے ہیں اور آٹھ روپے چندہ پیغام صلح۔

دُعا ہے اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

شمولیت سلسلہ

——— حسب ذیل اصحاب نے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے :-

(۱) بہار شاہ ولد حاجی بہاول شاہ گدارو تڑہال کبیر والا - ملتان

(۲) مہتاب شاہ ولد فضل شاہ گدارو تڑہال کبیر والا - ملتان

(۳) ظہور حسن شاہ ولد نو بہار شاہ قریشی گدارو ہاشمی تڑہال - کبیر والا - ملتان

دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے اور خادم دین بنائے۔

درخواست دُعا

——— نذیر سر (دو شادمن) سے والدہ صاحبہ داؤد الرحمن لکھتی ہیں (۱) میں کافی عرصہ سے دل کی بیماری میں مبتلا ہوں (۲) میرے دیور کے لڑکے نے میرے مکان کے متعلق مقدمہ دائر کر رکھا ہے حالانکہ مکان میں اس کا کوئی حصہ نہیں (۳) تین لڑکیاں کنواری ہیں ان کے لئے اچھے رشتے نہیں ملتے

اخبار و افکار

بی۔ اے سوز

"عظیم شخصیت"!

"الفضل" مؤرخہ ۹ جولائی ۱۹۶۶ء میں صفحہ ۱۲ پر کوہ مری سے بھیجی ہوئی ذیل کی خبر شائع ہوئی ہے:۔

"۲۵ احسان[1] کو مولانا محمد یعقوب خان صاحب اپنے صاحبزادہ کیپٹن عبدالسلام اور ان کے چھوٹے بچوں کے ساتھ ایبٹ آباد سے بذریعہ کار حضور[2] سے ملنے کے لئے تشریف لائے اپنی بیماری کی وجہ سے وہ کار سے اُتر نہیں سکتے تھے لہذا حضور پُرنور ازراہ شفقت کرسی پر ان کے پاس تشریف فرما رہے اور ان کی مزاج پُرسی فرمائی، دوران گفتگو کشمیر کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا بھی ذکر آیا۔ مولانا یعقوب خان صاحب نے اظہار فرمایا "کہ کشمیر کی کہانی" پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ واقعی کس قدر عظیم شخصیت کے حامل تھے"۔

مولانا یعقوب خان صاحب کی بیماری اور مختلف قسم کی معذوریوں کی وجہ سے جو انہیں خلیفہ ربوہ سے ملنے پر مجبور کرتی رہتی ہیں، ہم ان کے بارہ میں کچھ کہنے سے معذور ہیں سوائے اس کے کہ جس "عظیم شخصیت" کا انہوں نے ذکر کیا ہے، اس کی "عظمت" "کشمیر کی کہانی" تک ہی محدود نہیں تھی وہ تو اپنے مقدس والد مسیح موعودؑ کی فہم و فراست پر بھی یہ کہکر اپنی "عظمت" کا اظہار کر چکی ہے کہ خدا کا وہ مامور پندرہ بیس برس تک اپنے منصب کو بھی (معاذ اللہ) سمجھ نہ سکا اور نبی ہو کر اپنے آپ کو مجدد اور اپنے نہ ماننے والوں کو مسلمان ہی کہتا رہا مگر جناب والا کو اس کی سمجھ آگئی کہ ان کا یہ بیان غلط تھا فی الحقیقت وہ منصب نبوت پر فائز تھے اور ان کے تمام نہ ماننے والے مسلمان کافر ہیں۔

غور کیجئے اس سے بڑھ کر "عظمت" اور کیا ہوگی کہ جس بات کے لئے دشمنوں نے مرزا صاحبؑ کو کافر قرار دیا وہی میاں صاحب موصوف کو صحیح نظر آئی، اور مسیح موعودؑ کا اس کے خلاف بار بار قسمیں کھانا ان کے نزدیک غلط ٹھہرا۔

میاں صاحب کی "عظمت" کے اور بھی بعض کارنامے ہیں جن کا ذکر کرنا ہم پسند نہیں کرتے۔ زمانہ اور تاریخ خود ان کارناموں کی پردہ کشائی کرے گا۔

---

[1] میاں محمود احمد صاحب کے مقرر کئے ہوئے مہینوں میں سے ایک مہینہ کا نام ہے۔

[2] ربوائی خلیفہ میاں ناصر احمد صاحب۔ ناقل

دُنیا کی عُمر

دُنیا کی عُمر کے متعلق آج تک مختلف نظریئے پیش کئے گئے ہیں۔ مفکرین یُونان نے تین ہزار سال پہلے دنیا کی عُمر پر غور و خوض کیا۔ منوسمرتی، جو ہندومت کی متبرک کتاب ہے، میں دنیا کے آغاز و انجام کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس کے مطابق دنیا کی عُمر چار ارب بیس کروڑ سال ہے اور اب آدھی عُمر بیت چکی ہے۔ آدھی باقی ہے۔ مغرب کے آرچ بشپ اشر نے دنیا کی پیدائش ۴۰۰۴ قبل مسیح بتلائی ہے اور عیسائی دنیا کی عُمر چند ہزار سال قرار دیتے ہیں۔ ایک انگریز ماہر فلکیات اڈمنڈ ہیلے نے زمین کی عُمر پانچ کروڑ ستر لاکھ سال بتائی ایک اور سائنسدان نے دس کروڑ سال قرار دیا ہے۔ پھر لارڈ کلون نے ۱۸۹۹ء میں زمین کی عُمر کو کم از کم دو کروڑ سال اور زیادہ سے زیادہ چار کروڑ سال بتایا ہے۔ مختلف مفکرین اور سائنس دانوں کے مختلف اندازے ہیں۔ اور آج کل اس موضوع پر دنیا کی بڑی بڑی تجربہ گاہوں میں کام ہو رہا ہے۔ اور ماہرین انتہائی جستجو اور محنت سے دنیا کی عُمر معلوم کرنے کے لئے مصروف فکر ہیں۔

لیکن ایک ربانی مفکر حضرت امام الزمان مسیح موعودؑ "دنیا کی عُمر" کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"خدا قدیم سے خالق ہے۔ اس لئے ہم مانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنے نوع کے اعتبار سے قدیم لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں افسوس کہ حضرات عیسائیاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کے لئے معطّل اور بے کار تھا اور ازلی طور پر معطل چلا آرہا تھا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحب عقل اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔

مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسا ہی بنا دے۔ (لیکچر لاہور)

انگلستان میں تبلیغ اسلام کا عظیم منصوبہ

احمدیہ اسلامک سنٹر کے آغاز اور چھاپہ خانے کے قیام کے ارادے۔

مسجد کی تعمیر کا پروگرام۔

از شیخ محمد طفیل صاحب۔ ٹرینیڈاڈ

یہ کوئی ۱۹۵۴ء کی بات ہے جب میں نے انگلستان سے لاہور مرکز کو خط لکھا تھا کہ ووکنگ مسجد میں ہماری پوزیشن محفوظ نہیں۔ جماعت کی بے مثال قربانیوں کے باوجود وہاں ہماری کوئی جائداد نہیں جہاں سے ہم بوقت ضرورت اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ اس بات کو اب کوئی چودہ پندرہ سال ہوتے ہیں۔ اس عرصہ میں ہماری طرف سے اپنی پوزیشن کو مستحکم کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اور واقعات نے ایسا رُخ بدلا کہ بالآخر انجمن کو ووکنگ مسجد سے الگ ہونا پڑا۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں قوموں کی زندگی میں ایسا بھی ہوتا ہے جب انہیں ایک مرکز چھوڑ کر دوسری جگہ اپنا مرکز بنانا پڑتا ہے۔ ان حالات میں نہ بددل ہونے کی ضرورت ہے نہ مایوس ہونے کی۔ مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے انگلستان میں از سر نو اسلام کی تبلیغ کا ایک عظیم پروگرام سامنے رکھ دیا ہے۔ اور ہمیں ایک ایسا خطۂ زمین عطا ہونے والا ہے جہاں ہمارا اپنا احمدیہ اسلامک سنٹر ہوگا۔ جہاں ہمارا اپنا پرنٹنگ پریس ہوگا۔ جہاں ہماری اپنی مسجد ہوگی۔ جہاں مغربی دنیا میں مبلغین کو تیار کرنے کے لئے ہمارا اپنا ادارہ ہوگا۔ اور جہاں سے وسیع پیمانے پر اسلام کی اشاعت ہوگی۔

بعض لوگوں کو شاید ان باتوں کا جلدی سے یقین نہ آئے۔ کاش! وہ میری آنکھوں سے دیکھ سکتے کہ جب خدا کی نصرت شامل حال ہو تو ان میں سے کوئی امر بھی ناممکن نہیں۔ جہاں تک مشن ہاؤس اور چھاپہ خانہ کا تعلق ہے اس کے قیام کے آثار تو مجھے ابھی سے نظر آنے لگے ہیں۔ مسجد کی تعمیر کا مسئلہ کچھ وقت لے گا لیکن اگر جماعت کے دوستوں کی معاونت اور اللہ تعالےٰ کی مدد شامل حال رہی تو چند سالوں میں یہ کام بھی سرانجام پا جائے گا۔ اس سفر کے آغاز میں چند مشکل مقامات سے بھی گذرنا ہوگا جس کے لئے احباب جماعت کی مسلسل دعاؤں کی ضرورت ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ؎

مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کُشا کے سامنے

گاہے گاہے احباب کو اس نئے مشن کے حالات سے آگاہ کرتا رہوں گا۔ ٹرینی ڈاڈ اور گیانا میں خدا نے اپنے فضل سے احمدیت کا مشن مضبوط کر دیا ہے۔ امید ہے کہ انگلستان کے مشن کے متعلق بھی احباب جماعت کو عنقریب چند خوش خبریاں سنا سکوں گا۔ بتوفیق ایزدی۔

نئی تعلیمی سفارشات

حکومت پاکستان نے حال ہی میں نئی تعلیمی سفارشات وضع کر کے عام صلاح مشورے کے لئے مشتہر کی ہیں۔ ہمارے نزدیک تعلیم کا مقصد فرد کو معاشرے کا مفید ترین رکن اور عظمت الٰہی اور شفقت بنی نوع انسان کا پیکر بنانا ہے۔ اگر کسی تعلیم سے طالب علم میں یہ خصوصیات پیدا نہیں ہوتی ہیں۔ تو وہ تعلیمی ڈھانچہ کمزور اور خراب ہے اس لئے ضروری ہے کہ نظام تعلیم ایسا ہو جو انسان خصوصاً مسلمان کے مقصد حیات کی کما حقہ عکاسی کرے۔ تعلیم کا آغاز مُسلّم بنیادوں پر ہو اور تعلیم کا اختتام مومن کی شخصیت کی تکمیل پر ہو۔ تعلیمی نظام کو دنیوی اور رُوحانی درسے سے جُدا نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہی طالب علم کو اپنی اخلاقی و رُوحانی قدروں اور دین و مذہب کی روایات و اقدار سے بے خبر رہنا چاہیئے۔ ایک فارغ التحصیل نوجوان کو کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر کا مصداق ہونا چاہیئے۔

انگریز نے مسلمانوں کو ایک ایسا نظام تعلیم بخشا جس کے نتیجہ میں وہ اپنے دین و مذہب کی قدروں سے دُور سے دُور تر ہوتے گئے۔ "یہ تعلیمی جاہلیت کا دَور" تقاضہ کے نقش ہائے پا کو جتنی جلد مٹا دیا جائے اچھا ہے۔ اور اس کی قدروں کو جس قدر پامال کیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ اس دجالی نظام تعلیم کو یکسر ختم کر کے ایسا نظام تعلیم جاری کیا جائے جو پاکستان اور اسلام کے نصب العین کی پوری طرح ترجمانی کرتا ہو۔ جہاں تک خواتین کی تعلیم کا تعلق ہے یقیناً ان کے دل و دماغ کو بھی تعلیمی روشنی سے منور کیا جائے اور اس سطح تک ان کی تعلیم برقرار رکھی جائے جس پر پہنچ کر

بیت المسیح سے دار المسیح تک

جناب یعقوب محمد ایوب صاحب کا سفرِ بھارت

لاہور ۱۳ جولائی۔ (سٹاف رپورٹر)
قارئین کرام گذشتہ اشاعتوں میں جماعت احمدیہ سرینام (جنوبی امریکہ) کے رکنِ رکین جناب یعقوب محمد ایوب صاحب کے حالاتِ سفر اور تقاریر وغیرہ پڑھتے رہے ہیں۔ چند دن ہوئے وہ بھارت تشریف لے گئے تھے جہاں انہوں نے دیگر مختلف مقامات کے علاوہ قادیان میں مسیح محمدی اور سری نگر میں مسیح ناصری علیہما السلام کے مقابر کی بھی زیارت کی۔ اور ہفتہ بھر کے بھارتی سفر کے بعد ۱۲ جولائی کو دوپہر کے وقت لاہور واپس آئے جہاں رات بھر ایمبیسیڈر ہوٹل میں قیام فرمانے کے بعد اتوار کی دوپہر کو بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی تشریف لے گئے۔ وہاں سے مختلف جماعتہائے احمدیہ دورے کرکے سلسلہ کے احباب و حضرات سے ملاقات کریں گے۔

بھارت کے سات روزہ سفر سے واپسی پر لاہور کے ایک روزہ قیام کے دوران مکرم موصوف نے پیغام صلح کے سٹاف رپورٹر کو انٹرویو دیتے ہوئے سفرِ بھارت کے حالات سنائے۔ آپ نے فرمایا:۔

۴ جولائی کو لاہور سے گنڈا سنگھ والا بارڈر پہنچا۔ جہاں محترم ناصر احمد صاحب خلف الرشید مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم نے انہیں نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ بارڈر عبور کرکے آپ براستہ فیروزپور امرتسر پہنچے اور رات وہیں گذاری۔

قیامِ قادیان

۵ جولائی کو امرتسر سے گورداسپور، گورداسپور سے واپس بٹالہ اور بٹالہ سے قادیان تشریف لے گئے وہاں پر آثار و عمارات سلسلہ احمدیہ کی زیارت کی جن میں مسجد مبارک، بیت الدعا (جس کمرہ میں حضرت مسیح موعودؑ دعا فرمایا کرتے تھے) بیت الذکر (جہاں آپؑ احباب سے ملاقات اور گفت و شنید فرمایا کرتے تھے) بیت الفکر (جہاں آپ تصنیف و تالیف کا کام فرماتے تھے۔ منارۃ المسیح، بہشتی مقبرہ اور وہ صحن جہاں حضرت صاحب ٹہل ٹہل کر لکھا کرتے تھے اور وہ مقام جہاں حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے وفات پائی تھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نورالدینؓ کے مقابر کی بھی زیارت کی۔ قادیانی جماعت کے زعماء اور امراء سے بھی ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے موضوعات کے علاوہ چند متنازعہ فیہ امور و مسائل بھی زیر بحث آئے۔ انہوں نے کہا کہ ایک بات جو میرے لئے موجب

صدمہ ہوئی وہ یہ ہے کہ قادیان میں سلسلہ کی بہت سی عمارتیں اور یادگاریں خصوصاً تعلیمی ادارے تقسیم ہند کے بعد غیر مسلم نوآبادکاروں کے تصرف میں چلی گئی ہیں۔ یہ دکھ دہ حقیقت ہے۔ یہاں کسی وقت بزرگانِ سلسلہ اسلام اور احمدیت کی خاطر دن رات ایک کیا کرتے تھے وہاں اب غیر مسلموں کا قبضہ ہے۔

ضرورت ہے قادیان کے اربابِ اختیار اس مسئلہ کو موثر طریق پر حل کریں اور سلسلۂ احمدیہ کی ان یادگار عمارتوں کو غیر مسلم لوگوں سے بحال ...... کروا کر ان آثار کو یادگار کے طور پر زندہ رکھیں اور اسلام اور مقاصد مسیح موعودؑ کی اشاعت و ترویج کے لئے ان کو کام میں لائیں۔

اس سلسلہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اربابِ اختیار سے بھی گذارش کروں گا کہ وہ مقام نزولِ مسیح یعنی قادیان میں اپنی ایک شاخ قائم کریں۔ جو بھارت کی دوسری احمدی جماعتوں کے لئے مرکز کا کام دے۔ انجمن کا یہ اقدام نہایت مستحسن ہوگا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی مقام و مرتبہ کی حفاظت اور آپ کے صحیح مشن و مقاصد کی تکمیل و تبلیغ کا موجب ہوگا سلسلہ احمدیہ کی تاریخ جب کوئی مورخ لکھے گا وہ قادیان کو کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور وہ وہی کچھ صفحۂ قرطاس پر لائے گا جو کچھ وہ دیکھے سنے اور پڑھے گا۔ موجودہ صورت میں مورخ وہاں جو کچھ دیکھ سن اور پڑھ سکتا ہے۔ یقیناً اس سے اس کی رسائی اس کی تحقیق، اس کا تجزیہ اور اس کا فکر سلسلہ کے ان حقائق تک نہیں پہنچ سکتا جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ چراغ تلے اندھیرا ہو تو اس اندھیرے میں حقیقتوں کی پہچان کیسے ہو سکتی ہے۔ اندریں حالات انجمن کے اربابِ بست و کشاد کو اس نقصان اور عظیم نقصان کو پیش نظر رکھ کر قادیان میں اپنا بھارتی مرکز قائم کرنا چاہیئے۔ جہاں سے سلسلہ احمدیہ کی صحیح تعلیمات و مقاصد کو موثر طریق پر پیش کیا جائے اور سلسلہ کے مفادات کا صحیح معنوں میں تحفظ ہو سکے۔ ورنہ انجمن کی یہ غفلت اور سستی سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کے لئے عظیم تر اور وسیع تر نقصان کی موجب ہوگی۔

سفرِ سری نگر

قادیان میں ڈیڑھ دن قیام کرنے کے بعد ۷ر

باقی ص ۷ پر

یعقوب محمد ایوب صاحب کے دورہ قادیان کے چند مناظر

مسجد مبارک قادیان میں

مقبرہ حضرت مسیح موعودؑ و حضرت مولینا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ پر

حضرت مسیح موعودؑ کے بیت الدعا میں

جولائی کو صبح سویرے بذریعہ جیپ امرتسر کے لئے روانہ ہوا۔ جیپ والے نے میری اجنبیت اور مسافرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پچاس روپے کرایہ وصول کیا تیرا سی روز امرتسر سے سری نگر بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوا۔ سری نگر میں احباب سلسلہ سے ملاقات ہوئی۔ ایس اے صمد صاحب۔ صدر جماعت، عبدالعزیز شورہ صاحب ایڈیٹر روشنی اور تاج الدین صاحب اور دیگر احباب کی معیت میں سری نگر کے تاریخی مقامات کی سیر کی۔ مجاہد منزل دیکھی (جو مسلمانوں کی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز ہے) حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے مقبرہ کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔ پتھر مسجد بھی دیکھی۔

جامع مسجد احمدیہ سری نگر دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی بڑی خوبصورت مسجد ہے۔ جماعت کی دینی تنظیمی اور تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز ہے اس کے ایک حصہ میں ایک مدرسہ ہے۔ جہاں دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

جماعت کے احباب بڑے متدین، مخلص اور سرگرم ہیں سلسلہ کے امور میں بڑے جوش و خروش سے کام لیتے ہیں۔ ان میں آپس کا اتفاق و اتحاد باعث رشک ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں ۹۰ فیصدی مسلمانوں کی آبادی ہے۔ لیکن دینی پہلو کمزور ہے جب اور جہاں کہیں دینی کمزوری اور اس کمزوری کو دور کرنے کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ لوگوں کی نگاہیں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف اٹھتی ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اس سلسلے میں میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی توجہ کشمیری بھائیوں کی دینی کمزوری کی طرف مبذول کراتا ہوں اور گذارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی روایات کے مطابق تبلیغ اسلام کی مساعی کو کشمیر جنت نظیر میں وسیع تر بنیادوں پر جاری کر دے۔ یہ اس کا فرض ہے کہ مسیح ناصری کے شہر میں مسیح محمدی کی طرف سے ایک ایسا مشن قائم کیا جائے جو کشمیری بھائیوں کی صحیح اسلامی تعلیمات سے واقفیت اور ان کی روحانی علاج گاہ کا کام دے۔

یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور میری ناقص عقل یہ کہتی ہے کہ انجمن آجکل مغرب بعید میں تبلیغ اسلام کے لئے جتنا وقت اور جتنا سرمایہ لگا رہی ہے اس سے کہیں زیادہ وقت اور سرمایہ قریب کے دو مقامات قادیان اور سری نگر میں لگانے کی ضرورت ہے۔ جو مسیح محمدیؑ اور مسیح ناصریؑ کے آخری آرام گاہ ہیں۔

قیام دہلی

۹ر جولائی کو سری نگر کے احباب سے رخصت ہو کر بذریعہ ہوائی جہاز دہلی پہنچا۔ جمعہ کا دن تھا جامع مسجد دہلی میں نماز جمعہ پڑھی۔ امام صاحب مسجد سے تعارف ہوا۔ حاضرین سے خطاب کرنے کا موقعہ ملا لوگوں نے میری باتوں میں دلچسپی لی اور بڑی گرمجوشی کا اظہار کیا۔ انہوں نے میرے پتے حاصل کئے۔ امام صاحب نے ایک کتاب جو ان کی تالیف کردہ تھی تحفۃً دی۔

دہلی کے تاریخی مقامات بھی دیکھے اور اولیاء کرام کے مزارات پر بھی گیا۔ بعض مزاروں پر بھکاریوں کا ہجوم پایا جن کی گذر اوقات ہی زائرین کی خیرات پر ہوتی ہے۔ یہ ایک افسوسناک پہلو ہے۔ اور اس سے بڑھ کر افسوسناک یہ بات تھی کہ بعض مزاروں پر لوگ قبروں کو سجدے کرتے ہیں۔ جو اسلام اور ان بزرگان اسلام کی تعلیمات کے صریح خلاف ہے یہ اور اسی قسم کی غیر اسلامی حرکتیں نہ صرف اسلام اور مسلمانوں کے لئے ہی موجب رسوائی ہیں بلکہ غیر مسلم محققین کے لئے خصوصاً ان لوگوں کے لئے جو اسلام کے قریب آنا چاہتے ہیں ٹھوکر کا باعث ہیں۔ میں یہاں پھر اس بیان کو دہراتا ہوں کہ مسلمانوں کے رسوم و رواج اور غلط عقائد کی اصلاح کا کام امام وقتؒ کی جانشین جماعت کا کام ہے۔ اس کے ہاتھوں ہی ان کی اصلاح ممکن ہے خدا اس جماعت کو توفیق دے کہ وہ اپنے موجودہ محدود وسائل سے کام لے کر زیادہ سے زیادہ رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دے۔ اگرچہ یہ جماعت تبلیغ اسلام اور مقاصد احمدیت کی نشر و اشاعت کے لئے بہت کچھ کر رہی ہے لیکن ابھی بہت سا ایسا کام ہے جو کرنے کے قابل ہے۔

قیام دہلی میں میں نے دیکھا کہ اسلامی مساجد و آثار اور دیگر یادگاروں کی صفائی اور مرمت کی طرف توجہ نہیں۔ اسلامی دور کی عظیم و خوبصورت عمارتیں شکست و ریخت اور فرسودگی کی منہ بولتی تصویریں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ غفلت اور بے توجہی ان یادگاروں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت ہے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے دینی اور تہذیبی ورثہ کی عظمتیں پیوند خاک کر دی جائیں۔ میں ممالک اسلامیہ خصوصاً مملکت پاکستان کی توجہ اس صورت حال کی طرف منعطف کروانا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ بھارت میں اسلامی آثار و یادگاروں کی سلامتی اور تحفظ کے لئے عملی اقدامات کرے۔ یہ مذہب و ملت کی بہت بڑی خدمت ہوگی جس کا بجا لانا پاکستان کی اسلامی حکومت کا فرض ہے۔

آگرہ کی سیر

۱۰ر جولائی کو بذریعہ ہوائی جہاز دہلی سے آگرہ جانا ہوا۔ وہاں روضۂ تاج محل دیکھا۔ یہ دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک ہے اور یہ فن تعمیر کا ایک حسین شاہکار ہے۔ یہ عمارت زائرین کو اسلامی کمال فن تعمیر کی طرف ہی توجہ نہیں دلاتی بلکہ توقیر نسوانیت کی اسلامی تعلیم کا بھی جیتا جاگتا مجسمہ ہے۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو معاشرہ کا ایک باعزت حصہ نہیں سمجھا اور نہ مسلمان نے عورت کا احترام کیا ہے۔ "روضۂ تاج محل" زبان حال سے ان کو ان کے اعتراض کا جواب دے رہا ہے۔

آگرہ چند میل دور کے فاصلہ پر فتح پور سیکری۔ مسلمان بادشاہوں کے قلعے، محلات اور دوسری عمارات دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔ ان میں فن تعمیر کے بہت سے کرشمے ملتے ہیں۔ افسوس ہے کہ عمارات بھی شکست و ریخت کا شکار

(باقی بر صلا کالم ۴)

دورۂ سرینگر کے چند مناظر

جامع احمدیہ سرینگر میں

مقبرہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پر

جماعتِ احمدیہ سرینگر کے چند احباب کے ساتھ

قرآن کریم کا دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ اخفیٰ در مخفی امور کو جاننے والا ہے
اس دعوے کی صحت کا عملی ثبوت الہامات کی روشنی میں

خطبہ جمعہ
مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۶۹ء
فرمودہ
جناب مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
طٰہٰ ما انزلنا علیک القراٰن لتشقیٰ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ تنزیلا ممن خلق الارض والسموٰت العلیٰ الرحمٰن علی العرش استویٰ لہ ما فی السموٰت وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثریٰ وان تجھر بالقول فانہ یعلم السر واخفیٰ اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ۔ (طٰہٰ ع۱)

اپنی دائمی کامیابی اور دشمن کی دائمی ناکامی کی بشارت

اے کامل انسان ہم نے قرآن تجھ پر اس لیے نہیں اتارا کہ تمہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے اور تم کامیابی کی سعادت سے محروم رہو۔ ان الفاظ میں ایک طرف تو حضرت نبی کریم صلعم کو آپ کے مشن کی کامیابی کی بشارت دی گئی ہے اور دوسری طرف دشمنانِ اسلام کے متعلق یقین دلایا گیا ہے کہ وہ ناکامی و نامرادی سے ہی دوچار ہوں گے اس بشارت کا تعلق صرف حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اس کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے اس لئے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت بحیثیت خاتم النبیین ہونے کے دائمی ہے اور دنیا کے خاتمہ تک یہ اپنا کام کرتی رہے گی اور آپ کا لایا ہوا دین بھی اسی طرح قیامت تک زندہ رہے گا اور اس کی پاک تاثیریں بھی ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رہیں گی۔ اس لئے جس زمانہ میں بھی آنحضرت صلعم کی نبوت اور قرآن کریم کی پاک تاثیروں کو ظاہر کرنے کی ضرورت پیش آئے گی ان کا اظہار اولیاء اللہ کے پیدا کرنے اور دین کو غلبہ عطا کرنے کی شکل میں ہوتا رہے گا۔ اسی کی طرف آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم دونوں کو ہی ذکر کہا گیا ہے اس لئے اس آیت میں دونوں کی ہی حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے حضرت نبی کریم صلعم کی حفاظت کی شکل تو یہی ہوگی کہ آنحضور صلعم کی نبوت کی پاک تاثیریں دلوں کو پاک کرنے میں ممد ہوں گی اسی لئے فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی اب صرف میری اتباع ہی انسانوں کو مقرب الٰہی بنا سکتی ہے۔ اور قرآن کریم کی حفاظت کے ذریعہ اس کے الفاظ کی اور علمائے ظاہر کے ذریعہ اس کے عام معانی کی اور علمائے روحانی کے ذریعہ جو مامور اور غیر مامور اولیاء کی شکل میں ظاہر ہوتے رہیں گے اس کی پاک روحانی تاثیروں کے ذریعہ۔ اسی لئے اس کے متعلق فرمایا یہ پاک درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں اور یہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل دیتا رہے گا اور اس کا پھل اولیاء اللہ ہی ہیں۔

خشیۃ اللہ رکھنے والوں کے لئے وعدہ

اس کے بعد الفاظ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ میں فرمایا کہ اے رسول صرف تم ہی کامیابی سے ہمکنار نہیں رہو گے اور صرف تمہارے ہی نفس کی اصلاح نہیں ہوگی اور صرف تمہارا ہی نفس روحانیت اور قربِ الٰہی میں ترقی کی منازل طے نہیں کرتا چلا جائے گا بلکہ یہ تو اس لئے بھی اتارا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو خشیۃ اللہ کو دل میں جگہ دے کر اس پر عمل کرے گا اس کی خفتہ باطنی قوتوں کو یہ بیدار کرکے انہیں عمل کی طرف مائل کر دے گا جس کے نتیجہ میں وہ بھی قربِ الٰہی میں ترقی کرتے جائیں گے اسی لئے قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی خدا کے بندوں میں سے حقیقی علماء کے دل ہی خشیۃ اللہ سے لبریز رہتے ہیں اور انہی سے ضرورت کے وقت امت میں بطور مجدد مبعوث ہوتے رہیں گے جس سے امت کے اندر اصلاح کا کام جاری رہے گا۔

قول اور فعل میں ہم آہنگی

اس کے بعد الفاظ تنزیلا ممن خلق الارض والسموٰت العلیٰ میں قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے اور انسانوں کے لئے دائمی فوائد کے حامل ہونے کے بارے میں ایک زبردست دلیل دی ہے فرمایا۔ زمین اور آسمان کی طرف دیکھو اور ان کی بناوٹ پر غور کرو یہ کائنات خدا کی فعلی کتاب ہے اس کے اندر انسانوں کے لئے جو فوائد رکھے گئے ہیں اور ان کو حاصل کرنے کے لئے جو قوانین بنائے گئے ہیں کیا وہ ہر وقت اپنا کام نہیں کر رہے کیا ان میں محنت کرنے والوں کو ان قوانین نے کبھی مایوس کیا ہے یا کبھی ان میں ان کو تخلف نظر آیا ہے جب ایسا نہیں تو اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب میں یعنی قرآن کریم میں ایسا کس طرح ہو سکتا ہے کسی ذی شعور اور صحیح الدماغ انسان سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ اس کے قول اور فعل میں تضاد ہو تو اللہ تعالیٰ جس کی شان ارفع اور اعلیٰ اور ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اس کے قول و فعل میں کس طرح تضاد ہو سکتا ہے پس قرآن کریم میں بھی بیان کردہ اصول و قوانین بھی خواہ ان کا تعلق دنیاوی زندگی سے ہو اور خواہ ان کا تعلق روحانی زندگی سے ہو وہ ہمیشہ صحیح اعمال کے مادی عالم کے قوانین کی طرح صحیح نتائج ہی نکالتے رہیں گے چنانچہ صاف فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ بھی ہماری بتلائی ہوئی راہوں پر چلتے رہیں گے اور اپنی کوششوں اور اپنے مجاہدوں میں رہنمائی ہمارے بتلائے ہوئے اصولوں سے حاصل کرتے رہیں گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ضرور بالضرور ان کو کامیابی کی راہوں کی طرف رہنمائی کرتے رہیں گے کہ تمہارا خدا رحمان ہے اس نے تمہاری مادی اور روحانی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے تمام ضروری سامان کائنات اور قرآن کریم کی شکل میں مہیا کر دیئے ہیں ان سے فائدہ اٹھانا اب تمہارا اپنا کام ہے رحمان خدا اب ان تمام سامانوں پر پوری طرح حکومت کر رہا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ یہ سامان اپنے مقررہ کام کو سرانجام دینے سے سرمو انحراف کر سکیں۔

عدمِ انحراف کی وجہ

وجہ اس کی آیت کے الفاظ لہ ما فی السموٰت وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثریٰ میں بیان فرمائی ہے فرمایا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے وہ سب اسی کی ملکیت ہے وہی ان کا حقیقی مالک ہے خصوصاً جبکہ اس حقیقی مالک نے ہی ان کو بنایا ہے اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی شے بھی اس کے بنائے ہوئے قانون پر عمل کرنے سے روگردانی اور سرکشی کر سکے ٹھیک اسی طرح قرآن کریم میں روحانی اور مادی ترقی کے لئے جو قوانین بیان کئے گئے ہیں ان قوانین پر عمل سے بھی وہی نتائج برآمد ہوں گے جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔

سلف صالحین کی عملی شہادت

سلف صالحین کا عمل اس کی صداقت پر شاہد ناطق ہے۔ ہمارے ان بزرگوں نے دونوں قسم کے قوانین کو عملی جامہ پہنایا اور ان کی دونوں قسم کی زندگی نہایت ہی خوشگوار زندگی رہی پھر ایسے بزرگ بھی اسلام میں پیدا ہوئے جن کی توجہ صرف اپنے روحانی قویٰ کے نشوونما کی طرف ہی محدود رہی اس کے نتیجہ میں انہوں نے روحانی فوائد حاصل کئے یعنی مقربانِ الٰہی بن گئے اس سے ثابت ہوا کہ کائنات فی الحقیقت خدا کی ہی فعلی کتاب ہے اور قرآن حکیم فی الحقیقت اسی خدا کی ہی قولی کتاب ہے ان دونوں میں اختلاف ناممکن ہے چنانچہ آج تک محققین باوجود اس کے کہ انہوں نے مادی عالم کی تحقیق میں عمریں گذار دیں لیکن قرآن کریم کی کسی بات کو غلط ثابت نہیں کر سکے۔

آگے فرمایا۔ فان تجھر بالقول یعنی اگر تم کھل کر کوئی بات کہو تو اسے بھی خدا جانتا ہے۔ اس سے مراد ایک تو وہی عام باتیں ہیں جو لوگوں کے منہ سے نکلتی رہتی ہیں مثلاً حضرت نبی کریم صلعم کی مخالفت میں جو کچھ کھلم کھلا کہا جاتا تھا۔ وہ بھی خدا کے علم میں تھا اور جو خفیہ سازشیں وہ کرتے تھے وہ بھی اس کے علم میں تھیں۔ دوسرا مطلب ان الفاظ سے یہ بھی ہے کہ کائنات میں تحقیق کے نتیجہ میں جو خواص اشیاء تم معلوم کرکے ان کا اعلان کرتے ہو وہ بیشک اپنی جگہ ٹھیک ہیں لیکن یاد رکھو کہ اشیاء کے اندر صرف اتنے ہی فوائد

خواص نہیں جن کا تم اعلان کر رہے ہو بلکہ ان کے اندر ابھی بے شمار پوشیدہ خواص ہیں جن تک تمہاری نظر نہیں پہنچ سکی بلکہ ان کے اندر بے شمار پوشیدہ خواص ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے خواہ کتنے ہی خواص تم معلوم کر لو مگر ان خواص کا سمندر تو نا پیدا کنار ہے اس لئے یہ کبھی بھی ختم نہیں ہونگے اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ سات سمندر بھی اگر سیاہی بن جائیں اور ان کے ساتھ مزید سات سمندر اور ملا دیئے جائیں تب بھی کلمات اللہ ختم نہیں ہوں گے کلمات اللہ سے مراد وہی خواص اشیاء ہیں باوجود ہزاروں سال کی تحقیق کے ابھی تک ایک پتہ کے متعلق بھی حتمی طور پر یہ دعوےٰ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے تمام خواص معلوم کر لئے گئے ہیں۔

اس کے بعد خدا کی ایک صفت کے متعلق یہ دعوےٰ کیا گیا ہے فانہ یعلم السر و اخفی یعنی خدا عام پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے بلکہ ان سے بڑھ کر بھی جو پوشیدہ باتیں ہیں ان کو بھی جانتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی یہ صفت تقاضا کرتی ہے کہ اس صفت والے کو ہی خدا تسلیم کیا جائے اور اسی کو مستحق عبادت سمجھ کر اس کی عبادت کو حرز جان بنایا جائے۔ یاد رکھو کہ ایسی ہی اس کی اور بھی صفات ہیں جو خوبیوں سے بھری ہوئی ہیں اور جو عملی جامہ پہن کر اس کی ہستی پر روشن دلیل کا کام دیتی ہیں۔

میں نے گذشتہ جمعہ میں بتلایا تھا کہ قرآن کریم کی آیت قل انزلہ الذی یعلم السر فی السموات والارض میں جو دعوےٰ ہے کہ خدا آسمانوں اور زمین میں جو پوشیدہ باتیں ہیں ان کو جانتا ہے تو اس کی صداقت کے ثبوت میں ایک تو حضرت نبی کریم صلعم کے اس قول کو پیش کیا تھا جس میں آنحضور صلعم نے فرمایا کہ جس مہدی کے ظہور کی میں نے پیشگوئی کی ہے اس کے لئے دو نشان ہیں کہ جب سے دنیا بنی ہے کسی مامور کی صداقت کے لئے وہ دو نشان ظاہر نہیں ہوئے یعنی رمضان کے مہینہ میں چاند کو گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو گرہن لگنا۔ اور سورج کو گرہن کی راتوں میں سے درمیانی رات کو گرہن لگنا اور یہ دو دفعہ ہوگا چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوےٰ مہدویت کے بعد اس نشان کا پورا ہو جانا اس بات کا یقینی ثبوت بہم پہنچا رہا ہے کہ فی الحقیقت خدا آسمانوں میں جو پوشیدہ امور ہیں ان کو اس کا علم ہے۔ ۱۴۰۰ برس قبل اس سر سے پردہ اٹھا دینا کیا اللہ تعالےٰ کی ہستی پر یقینی دلیل قائم نہیں کر رہا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے علم پاکر ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو یہ بتلایا کہ ۲۵ دن تک کوئی نئی قسم کا نشان ظاہر ہونے والا ہے چنانچہ اس کے مطابق آسمان پر ایک ہولناک آگ کے انگارہ کی مانند ایک شعلہ ظاہر ہوا جو دُور دُور دیکھا گیا اور وہ اس قدر خوفناک تھا جس کو دیکھ کر کئی لوگ بے ہوش ہو گئے یہ بھی آسمان کے ساتھ تعلق رکھنے والا سر تھا جسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس سے بھی خدا کی ہستی اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت ہوتی ہے یہ دو مثالیں آسمان سے تعلق رکھنے والے سر کے متعلق تھیں۔

اس آیت کا تعلق عام سر سے ہے

آج جو آیت تلاوت کی گئی ہے اس میں بغیر کسی قید کے سر کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے متعلق یہ دعوےٰ کیا گیا ہے کہ وہ سر اور اس سے بھی مخفی امور کو جانتا ہے یعنی بعض اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ قیاس سے بھی ان کا پتہ لگایا جا سکتا ہے لیکن بعض ان سے بھی مخفی ہوتے ہیں جہاں تک قیاس کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔

نتیجہ ہستی باری تعالیٰ کا اقرار اور اس کا استحقاق عبادت۔

اس دعوےٰ کا ذکر کرنے کے بعد اس کے نتیجہ کے طور پر بتلایا کہ خدا اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے ظاہر ہے کہ جب تک خدا کے متعلق اس کے عالم السر و اخفی ہونے کا کوئی عملی ثبوت نہ مل جائے نتیجہ کو کس طرح صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے ایک دہریہ کہہ سکتا ہے کہ ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ جس ہستی کو تم خدا کہتے ہو وہ فی الحقیقت سر اور اخفی کو جانتا ہے یہ تو تم خدا کی ہستی کے قائلین کا محض دعوےٰ ہی دعویٰ ہے جو چاہو نعوذ باللہ اپنے فرضی خدا کی طرف منسوب کر دو اس دعوےٰ کی صداقت پر یقین دلانے کے لئے ہمارے سامنے کوئی عملی ثبوت پیش کرو۔

واقعات کی شہادت اور اس کا عملی ثبوت

اس لئے ایسے معترضین پر حجت تمام کرنے کے لئے میں ذیل میں اس قرآنی دعویٰ کی صداقت پر پہلے عملی ثبوت کی چند ایسی مثالیں پیش کرتا ہوں جن کا تعلق حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کے ساتھ ہے

(۱) کفار مکہ نے آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کی سازش کی اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا اور اس کو ایسا مخفی رکھا کہ کسی شخص کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کو ان کے اس مخفی منصوبے سے اطلاع دیکر ثابت کر دیا کہ وہ فی الحقیقت سر اور اخفی کو جانتا ہے اور اس کی ذات کے متعلق یہ دعوےٰ بالکل درست ہے۔

(۲) مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں غار ثور میں ٹھہرتے ہیں حضرت ابوبکرؓ آنحضور صلعم کے ساتھ ہیں کفار اس غار تک پہنچ جاتے ہیں لیکن آنحضرت صلعم اپنے ساتھی کو یقین دلاتے ہیں کہ دشمن ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے دشمن کے بے نیل و مرام واپس جانے کا علم خدا کے سوا کس کو ہو سکتا تھا ان کی ناکامی کے اس راز کا انکشاف آنحضور صلعم پر اللہ تعالےٰ نے ہی کیا اس سے بھی اس کا عالم السر ہونا ثابت ہے۔

(۳) غار ثور سے نکل کر جب مدینہ کی طرف آنحضور صلعم جا رہے تھے تو ایک شخص کو اس کا علم ہو جاتا ہے کیونکہ کفار مکہ نے اعلان کیا ہوا تھا کہ جو کوئی محمد (صلعم) کو زندہ پکڑ لائے گا یا مُردہ پکڑ لائے گا اس کو سو اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے۔ اس انعام کو حاصل کرنے کی لالچ میں اس نے آنحضور کو پکڑنے کے لئے تعاقب کیا لیکن راستہ میں تین دفعہ اس کا گھوڑا گرا جس سے اس کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص خدا رسیدہ ہے اس کو گزند پہنچانا خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ وہ معافی مانگ کر مسلمان ہو جاتا ہے حضرت نبی کریم فرماتے ہیں کہ میں تو تیرے ہاتھ میں کسرےٰ یعنی شہنشاہ ایران کے کنگن دیکھتا ہوں۔ اس زمانہ میں بادشاہ شاہی علامت کے طور پر سونے کے کنگن ہاتھوں میں پہنا کرتے تھے۔

قابل غور امر

جائے غور ہے کہ ایک شخص اپنی جان بچانے کے لئے اپنے اصلی وطن سے ہجرت کر کے دوسرے ملک میں پناہ لینے کے لئے جا رہا ہے لیکن وہ ایک ایسے راز کی نقاب کشائی کر رہا ہے جو کئی سالوں کے بعد وقوع میں آنے والا تھا۔ کسریٰ کی حکومت اس وقت اپنے پورے عروج پر تھی وہ اس قدر طاقتور تھا کہ عرب اس کا نام سن کر لرز جاتے تھے اس کے مقابلہ کا وہ وہم بھی نہ کر سکتے تھے لیکن حضرت نبی کریم صلعم پیشگوئی فرما رہے ہیں کہ مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ اس قدر طاقت دے گا کہ وہ کسرےٰ کے ملک کو فتح کریں گے اور اس کے خزانے جن میں اس کے کنگن بھی ہوں گے مدینہ میں لائے جائیں گے اور یہ شخص اس وقت تک زندہ بھی رہے گا اور اس کو وہ کنگن پہنائے جائیں گے۔

مزید غور

پھر منکرین ہستی باری تعالےٰ کو اس واقعہ پر مزید غور کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس میں خدا سے علم پاکر چار رازوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے اوّل مسلمان جو اس قدر انتہائی کمزوری کی حالت میں تھے کہ ان کی جان۔ مال۔ عزت سب کچھ خطرہ میں ہے وہ اپنی جانوں وغیرہ کی سلامتی کے لئے مکہ چھوڑ کر حبشہ میں جا آباد ہوئے ہیں خود حضرت نبی کریم صلعم کی جان خطرہ میں ہے آنحضور صلعم کے پاس اتنی بھی طاقت نہیں کہ عرب قبائل پر ہی فتح حاصل کر سکیں لیکن فرما یہ رہے ہیں کہ مسلمانوں کی کمزوری طاقت اور قوت میں تبدیل ہو جائے گی۔ کیا اس سر کا واقع کی شکل اختیار کر لینا اللہ تعالےٰ کے عالم السر ہونے پر کھلی کھلی دلیل نہیں۔ دوسرا راز جس کا انکشاف آنحضور صلعم کا یہ فرمان کر رہا ہے اس کا تعلق ایران کی فتح سے ہے یعنی مسلمان اس قدر طاقتور ہو جائیں گے کہ ایران جیسی طاقتور حکومت کو زیر کریں گے۔

تیسرا سر اس بات سے تعلق رکھتا ہے کہ کسرےٰ کے تمام خزانے مدینہ میں لائے جائیں گے۔ یہ سر بھی واقع کی شکل اختیار کرتا ہے۔ چوتھا سر اس بات سے تعلق رکھتا ہے کہ وہ شخص بھی اس وقت تک زندہ رہے گا۔ حالانکہ کسی کی زندگی اور موت کے متعلق حتمی طور پر فتوےٰ لگا دینا انسان کا کام ہو سکتا ہی نہیں چنانچہ وہ زندہ رہا اور اس کو کسرےٰ کے کنگن اس کے ہاتھوں میں پہنائے گئے۔

اب یہ تمام سر واقع کی شکل حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں اختیار کرتے ہیں کیا اتنے قبل ان پوشیدہ امور کی سوائے خدا کے اور کون اطلاع دے سکتا ہے ان کا پورا ہونا بھی قرآنی دعوےٰ کو کہ خدا عالم السر ہے سچا ثابت کر رہا ہے۔

اسی طرح غزوہ احزاب کے موقعہ پر قیصر کی حکومت پر غلبہ پانے کی بشارت بھی دی اور یہ غلبہ بھی حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ہی مسلمانوں کو حاصل ہوا کیا اس سر کا انکشاف اور پھر اس کا پورا ہونا کیا خدا کی ہستی پر یقینی دلیل کا کام نہیں دیتا اور اسکو قابل عبادت نہیں ٹھہراتا۔

جنگ موتہ کے واقعات

حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں ایک جنگ پیش آئی جسے جنگ موتہ کہا جاتا ہے یہ شام کا علاقہ تھا حضرت نبی کریم صلعم نے اس جنگ کے لئے جوش کو روانہ کیا اس کے تین جرنیل مقرر کئے زید بن حارثہ رضؓ جعفر بن ابی طالب رضؓ عبداللہ بن رواحہ رضؓ۔ چنانچہ جب یہ تینوں جرنیل یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تو ہر ایک کی شہادت پر حضرت نبی کریم صلعم صحابہ کرام رضؓ کو اطلاع دیتے رہے آنحضور صلعم مدینہ میں بیٹھے ہوئے شام میں ہونے والے واقعات پر بغیر اللہ تعالےٰ کی طرف سے علم دیئے جانے کے کس طرح علم حاصل کر سکتے تھے پھر جب خالد بن الولید نے فوج کی کمان سنبھالی تو آنحضور صلعم نے اس کا

علم بھی صحابہ کو دیا اور یہ بھی بتلایا کہ وہ کامیابی کے ساتھ واپس آرہے ہیں کیا یہ واقعات خدا کے عالم السر ہونے پر دلالت نہیں کرتے پھر بیت المقدس کی سیر کے دعویٰ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے آنحضور صلعم پر مختلف نوعیت کے سوالات کی بوچھاڑ ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس آنحضور صلعم کے سامنے کر دیا اور آپؐ نے تمام سوالوں کے صحیح جواب دے دیئے اور اسی طرح ایک قافلے کے متعلق جو حالات آنحضور صلعم نے بتلائے وہ بھی سب صحیح نکلے۔ پھر بادشاہ حبشہ نجاشی کی موت کی خبر بھی اللہ تعالےٰ عالم السر کی طرف سے آپؐ کو دی گئی جس سے قرآنی دعویٰ اللہ تعالےٰ کے عالم السر ہونے کے متعلق صحیح ثابت ہو گیا۔

قریش کے صلح حدیبیہ والے معاہدہ کی شرائط کی خلاف ورزی کرنے پر جب حضرت نبی کریم صلعم مکہ پر چڑھائی کرنے پر مجبور ہو گئے تو آنحضور صلعم نے اس تیاری کو مخفی رکھا لیکن ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعۃ رضؓ نے مکہ والوں کو ایک رقعہ کے ذریعہ اس حملہ کی اطلاع کرنے کی کوشش کی یہ رقعہ انہوں نے ایک عورت کے ہاتھ بھیجا جو مکہ جا رہی تھی اب یہ ایسا راز تھا جس کا علم کسی انسان کو نہیں تھا لیکن اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کو اس راز سے آگاہ کر دیا۔ آنحضور صلعم نے اسی وقت دو صحابہ کو یہ ہدایت دے کر بھیجا کہ فلاں جگہ پر ایک عورت تمہیں ملے گی اس کے پاس ایک رقعہ ہے اس سے وہ رقعہ لے آؤ چنانچہ وہ عورت عین اسی جگہ پر ملی جو حضرت نبی کریم صلعم نے بتلائی تھی اس نے صاف انکار کیا کہ اس کے پاس کوئی رقعہ ہے۔ تلاشی پر بھی اس کے پاس سے کوئی رقعہ برآمد نہ ہوا آخر اس کو یہ دھمکی دی گئی کہ رقعہ نکال ورنہ تمہیں ننگا کر کے تمہاری تلاشی لیں گے اس دھمکی سے خوفزدہ ہو کر اس نے اپنے سر کے بالوں سے رقعہ نکال کر دیا کیا یہ ایسا سر نہیں تھا جس سے اللہ تعالےٰ کے متعلق عالم السر ہونے کا قرآنی دعوے سچا ثابت ہوتا ہے

کسریٰ شہنشاہ ایران نے اپنے گورنر یمن کو حضرت نبی کریم صلعم کو گرفتار کر کے ایران بھجوانے کے متعلق حکم بھیجا اس نے دو سپاہی مدینہ بھجوا دیئے انہوں نے جب اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو آنحضور صلعم نے فرمایا کہ کل جواب دیں گے دوسرے دن آنجناب صلعم نے ان کو کہا کہ تمہارے بادشاہ کو ہمارے بادشاہ یعنے اللہ تعالےٰ نے قتل کروا دیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ ایسا نہ کہیں وہ بڑا جابر بادشاہ ہے آنجناب صلعم نے فرمایا جاؤ اپنے گورنر کو بھی جواب سنا دو جب انہوں نے گورنر کو آنحضور صلعم کے جواب سے مطلع کیا تو اس نے ڈاک کا انتظار کیا ڈاک آئی تو کسریٰ کے لڑکے نے لکھا کہ ہمارا باپ ظلم کرتا تھا ہم نے اسے قتل کر دیا ہے اور حکومت خود سنبھال لی ہے اور جو حکم عرب کے نبی کو گرفتار کرنے کے متعلق ہمارے باپ نے دیا تھا اسے منسوخ سمجھو اب غور کا مقام ہے کہ مدینہ میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کو ایران میں ہونے والے واقعہ کا کس طرح علم ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ وہی خدا اسے بتلائے جس کے متعلق دعوے قرآنی ہے کہ وہ عالم السر واخفی ہے۔

اس قسم کے کئی واقعات ہیں جو حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں پیش آتے رہتے تھے اور یہی واقعات سچے ثابت ہو کر صحابہ کرام رضؓ کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوتے اور ان کو یقین اور معرفت کاملہ کی دولت سے مالا مال کر دیتے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے واقعات

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالےٰ نے اسی غرض کے لئے مبعوث فرمایا کہ وہ اس دہریت اور مادہ پرستی کے عروج کے زمانہ میں خدا کی ہستی کا ثبوت اسی قسم کے زبردست نشانوں کے ذریعہ دیں جن میں خدا کی صفات کا جلوہ اور ان کی تجلی نمایاں طور پر لوگوں کو نظر آ جائے اس لئے ذیل میں صرف چند ایک ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن کا تعلق سر اور پوشیدہ باتوں کو جاننے والی صفت الٰہی سے ہے۔ پہلی مثال حسب ذیل ہے اور وہ یہ کہ حضورؑ کے ایک خطرناک دشمن نے حضورؑ کے مکان کے اردگرد ایک دیوار کھڑی کر کے حضورؑ اور حضورؑ کے ساتھیوں کو محصور کر دیا اس کی تفصیل پیش کرنے سے قبل یہ بتلا دینا بھی ضروری ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے امت میں ظاہر ہونے والے مسیح کے متعلق ایک کشف کے ذریعہ اطلاع پا کر یہ پیشگوئی کی ہوئی ہے کہ مسیح اور اس کے ساتھی محصور ہو جائیں گے یہ محصور ہونا جنگوں میں محصور ہونے والی حالت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ مسیح کو وحی کرے گا کہ میں نے ایسے بندے نکالے ہیں جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں اس لئے میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے جا یعنے ان کو دعاؤں سے کام لینے کی تلقین کر اب حضرت نبی کریم صلعم کی محصور ہونے والی پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی اور خدا کے اس بتلائے ہوئے سر نے کس طرح واقعہ کی شکل اختیار کی اس کو حضورؑ کے اپنے الفاظ میں ہی منکرین ہستی باری تعالےٰ سنیں ہ

۵ رجنوری ۱۹۰۰ء

"میرے چچا زاد بھائیوں میں سے امام الدین نام ایک سخت مخالف تھا۔ اس نے یہ ایک فتنہ برپا کیا کہ ہمارے گھر کے آگے ایک دیوار کھینچ دی اور ایسے موقعہ پر دیوار کھینچی کہ مسجد میں آنے جانے کا راستہ رک گیا اور جو مہمان میری نشست کی جگہ پر میرے پاس آتے تھے یا مسجد میں آتے تھے وہ بھی آنے سے رک گئے۔ اور مجھے اور میری جماعت کو سخت تکلیف پہنچی۔ گویا ہم محاصرہ میں آ گئے۔ (یہ الفاظ حدیث کے الفاظ کی تصدیق کر رہے ہیں۔ ناقل) ناچار دیوانی میں منشی خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے محکمہ میں نالش کی گئی۔ جب نالش ہو چکی تو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ ناقابل فتح ہے اور اس میں یہ مشکلات ہیں۔ کہ جس زمین پر دیوار کھینچی گئی ہے اس کی نسبت کسی پہلے وقت کی مثل کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ یعنی امام الدین قدیم سے اس کا قابض ہے۔ اور یہ زمین دراصل کسی اور شریک کی تھی جس کا نام غلام جیلانی تھا اور اس کے قبضہ میں سے نکل گئی تھی تب اس نے امام الدین کو اس زمین کا قابض خیال کر کے گورداسپور میں بصیغہ دیوانی نالش کی تھی۔ اور بوجہ ثبوت مخالفانہ قبضہ کے وہ نالش خارج ہو گئی تھی۔ تب سے امام الدین کا اس پر قبضہ چلا آتا ہے ....

اس سخت مشکل کو دیکھ کر ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین نے ہمیں یہ بھی صلاح دی تھی کہ بہتر ہو گا کہ اس مقدمہ میں صلح کی جائے۔ یعنی امام الدین کو بطور خود کچھ دے کر راضی کر لیا جائے۔ لہٰذا میں نے مجبوراً اس تجویز کو پسند کر لیا تھا۔ مگر وہ ایسا انسان نہیں تھا جو راضی ہوتا۔ اس کو مجھ سے بلکہ دین اسلام سے اک ذاتی بغض تھا۔ اور اس کو پتہ لگ گیا تھا کہ مقدمہ چلانے کا ان پر قطعاً دروازہ بند ہے لہٰذا وہ اپنی شوخی میں اور بھی بڑھ گیا۔ آخر ہم نے اس بات کو خدا تعالےٰ پر چھوڑ دیا۔..

.........اور امام الدین کی یہاں تک بدنیت تھی کہ گھر کے آگے جو صحن تھا جس میں آ کر ہماری جماعت کے لئے ٹھہرتے تھے وہاں ہر وقت مزاحمت کرنا اور گالیاں نکالنا تھا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اس نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ ہمارا مقدمہ خارج ہونے کے بعد ایک اور دیوار ہمارے گھر کے دروازوں کے آگے کھینچ دے تا ہم قیدیوں کی طرح محاصرہ میں آ جائیں اور گھر سے باہر نکل نہ سکیں۔ اور نہ باہر جا سکیں یہ دن بڑی تشویش کے تھے یہاں تک کہ ہم ضاقت علیہم الارض بما رحبت کا مصداق ہو گئے اور بیٹھے بیٹھے ایک مصیبت پیش آ گئی۔ اس لئے جناب الٰہی میں دعا کی گئی اور اس سے مدد مانگی گئی۔ تب بعد دعا مندرجہ ذیل الہام ہوا:

الرحیٰ تدور وینزل القضاء۔ ان فضل اللہ لآت ولیس لاحد ان یرد ما اتیٰ۔ قل ای وربی انہ لحق لا یتبدل ولا یخفیٰ وینزل ما تعجب منہ وحی من رب السماوات العلیٰ۔ ان ربی لا یضل ولا ینسیٰ ظفر مبین۔ وانما یؤخرھم الیٰ اجل مسمّی۔ انت معی وانا معک۔ قل اللہ ثم ذرہ فی غیہ یتمطیٰ۔ انہ معک وانہ یعلم السر وما اخفیٰ۔ لا الٰہ الا ھو یعلم کل شیء ویریٰ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنیٰ۔ انا ارسلنا احمد الیٰ قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشر وجعلوا یشھدون علیہ ویسیلون الیہ کماء منھمر۔ ان حبی قریب۔ انہ قریب مستتر۔

ترجمہ:- چکی گھومے گی (ہر شخص جانتا ہے کہ چکی کی سامنے والی طرف آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے اور اس کی پچھلی طرف آنکھوں سے اوجھل ہوتی ہے جب وہ گھومتی ہے تو سامنے والی طرف پیچھے چلی جاتی ہے اور پچھلی طرف سامنے آ جاتی ہے۔ مطلب ان الہامی الفاظ کا یہ ہوا کہ جو امر اس وقت تیرے اور سب کے سامنے ہے جو دشمن کی فتح کا یقین دلا رہا ہے وہ نظروں سے غائب ہو جائے گا اور وہ امر جو اس وقت تک پوشیدہ اور سر کی حیثیت رکھتا ہے اور جو دشمنوں کی شکست اور حضورؑ کی فتح کا موجب بن سکتا ہے وہ سامنے آ کر کی کامیابی کو یقینی بنا دے گا اور مقدمہ کا پاسا پلٹ جائے گا۔ ناقل) خدائی فیصلہ نازل ہو گا یقیناً اللہ کا فضل تیرے شامل حال ہونے والا ہے کسی کی طاقت نہیں کہ اس آنے والے فضل کو روک سکے اور کہو وہاں ہاں مجھے میرے رب کی قسم آنے والا فضل اور خدائی فیصلہ نہ بدلے گا اور نہ اب مخفی رہے گا اب ایسا امر نازل ہونے والا ہے جس سے تو تعجب کرے گا

خدا کی طرف سے یہ وحی ہے میرا رب یقیناً نہ غلطی میں مبتلا ہو سکتا ہے اور نہ بھول سکتا ہے فیصلہ خدائی یہ ہے کہ اس مقدمہ میں تمہیں کھلی کھلی کامیابی حاصل ہوگی اللہ تعالےٰ اس کو ایک وقت مقررہ تک تجھے ٹال رہا ہے یہ فضل الٰہی تیرے شامل حال اس لئے ہوگا کہ تو میرے ساتھ ہے اور تجھے میری معیت حاصل ہے کہہ دو اللہ یعنی اللہ جس امر کو چاہے اسے نافذ کر دیتا ہے اور وہ چونکہ میرے ساتھ ہے اس لئے مجھ پر کوئی غالب نہیں آسکتا وہ مجھے ہی غالب کرے گا۔ پھر اپنے ساتھ اللہ کے ہوتے کا ذکر کر کے اس دشمن کو چھوڑ دو کہ اپنی سرکشی میں اکڑ کر چلتا ہے یقیناً اللہ تیرے ہی ساتھ ہے وہی پوشیدہ اور مخفی امور کو جانتا ہے۔ (یہ الہامی الفاظ تقریباً قرآنی الفاظ یعلم السر و اخفی کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں) یہ پوشیدہ قائل جس کو میں ظاہر کر کے تمہاری کامیابی کا ذریعہ بنانے والا ہوں اس امر پر بیّن دلیل کا کام دے گا کہ وہی اللہ قابل پرستش ہے جس کو قرآن کریم نے اور محمد رسول اللہ صلعم نے پیش کیا ہے اور یہ بھی اس سے ثابت ہو جائے گا کہ تو جو میرا بندہ اور میری طرف سے مامور مسیح وقت ہے فی الحقیقت حقیقی خدا ہی کی پرستش کر رہا ہے اور یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ حقیقی خدا وہی ہوتا ہے جو ہر چیز کو جانتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے یعنی تیرے توکل علی اللہ کو بھی جانتا اور اس کو دیکھ رہا ہے اور تیرے مدمقابل کی نیّت ایذا رسانی اور شرارت اور تکبر سے پوری طرح واقف اور اس کے فعل قبیح کو بھی دیکھ رہا ہے۔ یقیناً خدا انہی لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقوےٰ کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں اور نیکی کو کمال حد تک لاتے ہیں ہم نے تجھے جو احمد کا بروز ہے تیری قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اعراض سے کام لیا اور کہا جھوٹا اور متکبر حق سے دور ہے اور اس کے خلاف گواہی دینے لگ پڑے اور تیز رو سیلاب کی طرح اس پر امنڈ کر آ گئے لیکن ان کو کہہ دو کہ میرا دوست قریب ہے وہ قریب تو ہے لیکن تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ رہا ہے۔ لیکن اس کی ایسی کرامتوں کے ذریعہ اس کو دیکھا جا سکتا ہے حضور فرماتے ہیں ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

یعنی کرامت اس زمانہ میں اگرچہ بے نام نشان ہے لیکن اگر تم کرامت کو دیکھنا چاہتے ہو تو محمد رسول اللہ صلعم کے غلاموں سے آ کر لو یعنی میں محمد رسول اللہ صلعم کا غلام ہوں اس لئے ان کی اتباع کے نتیجہ میں کرامت دکھلا سکتا ہوں اور میری یہ کرامت محمد رسول اللہ صلعم کا معجزہ ہوگا کیونکہ ولی کی کرامت اس کے متبوع نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے ۔ اب یہ حقیقت ہے کہ دعوے بغیر دلیل اور ثبوت کے قابل قبول نہیں ہو سکتا اب قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کی طرف یہ صفت منسوب کی گئی ہے کہ وہ پوشیدہ اور مخفی امور کو جانتا ہے اس لئے وہی قابل پرستش ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ اگر اس کے پوشیدہ اور مخفی امور کو جاننے کا کوئی عملی ثبوت نہ ملے اس کی پرستش کے لئے دلوں میں حقیقی رغبت نہیں پیدا ہو سکتی پس اللہ تعالےٰ اس کا عملی ثبوت اپنے ماموروں کے ذریعہ مہیا کرتا ہے جس سے بصیرت بھرا ایمان پیدا ہوتا ہے اور پورے اخلاص کے ساتھ عبادت الٰہی میں انسان مشغول ہو جاتا ہے اور مندرجہ بالا نشان بھی ایسے ہی نشانوں سے ہے جو خدا کی صفت عالم السر کو ثابت کرتی ہے اور انسان کو خدا کا حقیقی پرستار بنا دیتی ہے۔

دوسرا سِرّ

قادیان میں ایک آریہ شرمپت نامی رہتا تھا اس کا بھائی بشمبر داس اور اس کا رشتہ دار خوشحال چند کو ایک مقدمہ میں ایک ایک سال کی قید ہو گئی شرمپت نے چیف کورٹ میں جسے آج کل ہائیکورٹ کہتے ہیں اپیل کی حضورؑ سے کہا کہ ہم تب مانیں گے تم کو خدا غیب کی خبریں بتلاتا ہے اگر تم خدا سے دریافت کر کے ہمیں ہمارے اس مقدمہ کے انجام سے اطلاع دو ۔ دعا کے نتیجہ میں حضورؑ پر انکشاف ہوا کہ مسل یہیں عدالت میں واپس آئے گی اور بشمبر داس کی قید سال کی بجائے چھ ماہ رہ جائے گی لیکن خوشحال چند کی قید میں تخفیف نہیں ہوگی چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اسے کہتے ہیں مخفی باتوں کا جاننا۔

مقدمہ کے انجام کے سِرّ پر اطلاع

”مرزا اعظم بیگ سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے ہمارے بعض بے دخل شرکاء کی طرف سے ہماری جائدادوں کی ملکیت میں حصہ دار بننے کے لئے ہم پر نالش کر دی اور ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم اپنی فتح یابی کا یقین رکھ کر جواب دہی میں مصروف ہوئے۔ میں نے جب اس بارہ میں دعا کی تو خدائے علیم کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ

اجیب کل دعائک الا فی شرکائک

پس میں نے سب عزیزوں کو جمع کر کے کھول کر سنا دیا کہ خدائے علیم نے مجھے خبر دی ہے کہ تم اس مقدمہ میں ہرگز فتح یاب نہ ہوں گے ۔ اس لئے اس سے دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ لیکن انہوں نے ظاہری وجوہات اور اسباب پر نظر کر کے اور اپنی فتحیابی کا متیقن خیال کر کے میری بات کی قدر نہ کی اور مقدمہ کی پیروی شروع کر دی اور عدالت ماتحت میں میرے بھائی کو فتح بھی ہو گئی لیکن خدا عالم الغیب کی وحی کے برخلاف کس طرح ہو سکتا تھا بالآخر چیف کورٹ میں میرے بھائی کو شکست ہوئی اور اس طرح اس الہام کی صداقت سب پر ظاہر ہو گئی۔“

کیا اس سر تک انسانی علم کی رسائی ہو سکتی تھی انسانی علم تو اس کے خلاف یقین دلا رہا تھا لیکن خدائے عالم الغیب کا علم ہی جو ہر سر پر محیط ہے آخر سچا ثابت ہوا کیا یہ واقعہ قرآن کے اس دعوے کی تصدیق نہیں کرتا کہ سر اور اخفی کو وہی جانتا ہے اور کیا اس سے اس کی ہستی کا یقینی ثبوت نہیں ملتا اور کیا حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود اور مہدی معہود اور مجدد زمان ہونا ثابت نہیں ہوتا غور اور انصاف کو کام میں لانے کی ضرورت ہے ۔ الہام کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت اس دعا کے علاوہ جو اور دعا کرو گے وہ ضرور قبول ہو جائے گی مگر یہ نہیں۔

چوتھا سِرّ چولہ کے سِرّ کا اظہار

بابا نانک صاحب کا چولہ ایک مخفی دستاویز تھی جو ان کے مسلمان ہونے پر یقینی ثبوت کا کام دینے والی تحریر تھی سالہا سال سے بے شمار غلافوں میں دبی چلی آ رہی تھی خود سکھوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ اس چولہ پر لکھا ہوا کیا ہے حالانکہ وہ اس کا اسقدر احترام کرتے تھے جو اس کی پرستش کے برابر تھا بے شمار چڑھاوے اس پر چڑھائے جاتے تھے اس کے مہنتوں کو لاکھوں روپیہ کی اس کے ذریعہ آمد ہوتی تھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے ۔ حضورؑ اپنے چند صحابیوں کے ساتھ جاتے ہیں اور مہنتوں کو کافی روپیہ دے کر چولہ صاحب دکھلانے پر راضی کر لیتے ہیں اور پھر اس کا فوٹو لے کر اسے شائع کر دیتے ہیں جس سے سکھ مذہب کی حقیقت کا علم سب کو ہو جاتا ہے کیونکہ اس چولہ پر کلمہ طیبہ کے علاوہ صرف قرآن کریم کی آیات ہی لکھی ہوئی تھیں اور سکھوں کے ہاں روایت ہے کہ یہ چولہ ہی بابا نانک صاحب پہنے رکھتے تھے اب سکھ مانیں یا نہ مانیں لیکن ان کے گرو کے مذہب کا علم تو اس سے واضح ہو جاتا ہے۔

پانچواں سِرّ شو نرائن کے خط کا علم

”پنڈت شو نرائن نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب معلم ہے لاہور سے میری طرف ایک خط لکھا کہ میں براہین احمدیہ کے حصہ سوم کا رد لکھنا چاہتا ہوں اور ابھی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تھا کہ خدا نے بطور مکاشفات مضمون اس خط کا ظاہر کر دیا چنانچہ کئی ہندوؤں کو بتلایا گیا اور شام کو ایک ہندو کہ یہی جو آریہ ہے ڈاک خانہ میں بھیجا گیا تا گواہ رہے۔ وہی ہندو اس خط کو ڈاک خانہ سے لایا۔ پھر میں نے پنڈت شو نرائن کو لکھا کہ جس الہام کا تم رد لکھنا چاہتے ہو۔ خدا نے اسی کے ذریعہ سے تمہارے خط کی اطلاع دی اور اس کے مضمون سے مطلع کیا۔ اگر تم کو شک ہے تو خود قادیان آ کر اس کی تصدیق کر لو ۔ کیونکہ تمہارے ہندو بھائی اس کے گواہ ہیں ۔ رد لکھنے میں بہت سی تکلیف ہوگی اور اس طرح جلدی فیصلہ ہو جائے گا ۔“

اسی طرح نواب علی محمد خاں رئیس لدھیانہ نے ایک خط حضورؑ کو لکھا حضورؑ کو الہاماً اس خط کے مضمون سے اللہ تعالےٰ نے اطلاع دی چنانچہ اس وقت اس شخص کو خط لکھا کہ تم اس مضمون کا خط میری طرف ڈاک میں ڈال رہے ہو وہ پڑھ کر حیران رہ گیا

۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء

”رات دو بجنے میں سات منٹ باقی تھے کہ میں نے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہوئی پھر ایک زور کا دھکا لگا میں نے رؤیا ہی میں گھر والوں کو کہا کہ تھوڑا زلزلہ آیا ہے ۔ اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لے لو اسی حالت رؤیا میں یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی ۔“

وزیر اعظم بھارت شاستری صاحب کا ۱۹۶۵ء کی جنگ میں یہ کہنا کہ میں آپ کو لاہور کے فتح ہونے کی خوشخبری سناؤں گا ۔ اس کے اس قول کے غلط ہونے کی اطلاع حضرت مسیح موعودؑ کو ۶۰ سال قبل اس خدا کی طرف سے دی جاتی ہے جس خدا کے متعلق قرآن بتلاتا ہے کہ وہ پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہی خدا جیسا کہ قرآن کہتا ہے درحقیقت پرستش کے قابل ہے ۔

۳ر مئی ۱۹۰۵ء ۔

رؤیا ”صبح کے وقت لکھا ہوا دکھایا گیا آہ!
نادر شاہ کہاں گیا ۔“

نادر خاں افغانستان کا ایک باشندہ تھا وہ فوج میں افسر رہ چکا تھا ۔ ایک شخص بچہ سقہ ، امان اللہ خان امیر کابل کے خلاف بغاوت کرتا ہے اور اس کو کابل چھوڑنے پر مجبور کرتا ہے ۔ حکومت بچہ سقہ کے ہاتھ آ جاتی ہے نادر خاں اس وقت فرانس میں تھا افغانستان کے لوگ اس کو افغانستان آنے کی دعوت دیتے ہیں وہ آتا ہے اور بچہ سقہ کو شکست دے کر اسے قتل کرتا ہے اور خود بادشاہ بن جاتا ہے اور اپنا لقب شاہ رکھتا ہے یہ کتنا بڑا سر تھا کہ ایسا وقت آنے والا ہے کہ نادر خاں نادر شاہ بن جائے گا اور پھر آہ! نادر شاہ کہاں گیا کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ اس کی موت ایسے وقت میں اور ایسے طریقہ پر ہوگی کہ سارے افغانستان اور اس کے بہی خواہوں کے لئے رنج و صدمہ کا موجب بنے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو ایک شخص نے اسے گولی کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا اور ۲۸ سال قبل جس عظیم الشان سر کا انکشاف خدا کی طرف سے اپنے مامور پر کیا گیا تھا وہ ۲۸ سال بعد واقع کی شکل اختیار کر لیتا ہے

کیا اس سے بڑھ کر بھی خدا کے مخفی در مخفی امور کے جاننے کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ منکرین ہستی باری تعالےٰ خدا را اس پر غور کریں۔

سکھوں کی درخواست پر انگلستان کی پارلیمنٹ فیصلہ کرتی ہے کہ دلیپ سنگھ کو ہندوستان واپس بھیج دیا جائے حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتلایا جاتا ہے کہ وہ ہندوستان نہیں آسکے گا پارلیمنٹ اپنے فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جہاز میں سوار کر کے اسے انگلستان سے روانہ کر دیتی ہے لیکن خدا کی بات آخر اس طرح پوری ہوتی ہے کہ جب جہاز عدن پہنچتا ہے تو کپتان کو انگلستان سے تار ملتا ہے کہ جہاز واپس لے آؤ۔ اسی کو ستر کا علم رکھنا کہتے ہیں۔

سر سید احمد خان صاحب مرحوم کے متعلق حضورؑ اعلان کرتے ہیں کہ اس کو عمر کے آخری حصہ میں ایسا صدمہ پہنچے گا جو اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوگا۔ چنانچہ اُن کے ایک قابل اعتماد ہندو کلرک نے قریباً لاکھ روپے کا غبن کیا جس کے صدمہ سے ہی سید صاحب خدا کو پیارے ہو گئے۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کا ایک لڑکا فوت ہوتا ہے دشمن شور مچاتے ہیں آپ کی اہلیہ صاحبہ محترمہ کو کوئی حمل بھی نہیں لیکن حضرت مسیح موعودؑ کو بتلایا جاتا ہے کہ ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا رنگ سانولا ہے جسم مضبوط ہے آنکھیں موٹی موٹی ہیں اور ایک علامت یہ ہے کہ اس کے جسم پر پھنسیاں نکل آئیں گی۔ بالکل اسی حلیہ کا لڑکا پیدا ہوتا ہے اور پھنسیاں بھی جسم پر نکلی ہیں۔

۱۹ر دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء کو آپ کو الہام ہوتا ہے

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔ ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق اللہ خیر و ابقیٰ خوشیاں منائیں گے بعد سنۃ واحدۃ یہ الہام صاف آپ کی وفات پر دلالت کرتا ہے اور ۲۷ر تاریخ کے ساتھ آپ کے واقعہ وفات کا کچھ تعلق بھی ظاہر کرتا ہے چنانچہ ۲۶ر مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو آپ کی وفات لاہور میں ہوئی ۲۷ر مئی کو جنازہ قادیان لایا گیا اور اسی تاریخ کو حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اور دشمنوں نے سنہ ۱۹۰۸ء میں اس موقعہ پر خوشیاں بھی منائیں۔

انگریزی حکومت نے بنگالہ کی تقسیم کر دی حضور کو اس بارے الہام ہوتا ہے :-

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی"

یہ الہام ۱۱ر فروری سنہ ۱۹۰۶ء کا ہے۔ اس تقسیم پر خطرناک شورش ہوئی لیکن گورنمنٹ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ شورش کرنے والے آخر مایوس ہو کر خاموش ہو جاتے ہیں سنہ ۱۹۱۱ء میں جارج پنجم ہندوستان تشریف لاتے ہیں دہلی میں دربار لگتا ہے اس موقعہ پر جارج پنجم تقسیم بنگالہ کی منسوخی کا اعلان کر دیتے ہیں۔ اسی طرح خدا کا بتلایا ہوا ہر واقعہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

قادیان کے لوگوں نے حضورؑ سے مطالبہ کیا کہ کوئی ایسی غیب کی خبر بتلاؤ جس میں انسانی قیاس کا کوئی دخل نہ ہو چنانچہ حضورؑ نے اللہ تعالےٰ سے ایسا نشان دکھلانے کی درخواست کی۔ اس پر حضورؑ کو مندرجہ ذیل الہام ہوا:-

"مرزا امام الدین و نظام الدین کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے کہ اکتیس ماہ تک اُن پر ایک سخت مصیبت پڑے گی یعنی ان کے اہل و عیال و اولاد میں سے کسی مرد یا عورت کا انتقال ہو جائے گا جس سے ان کو سخت تکلیف اور تفرقہ پہنچے گا۔ آج ہی کی تاریخ کے حساب سے جو ۵ر اگست سنہ ۱۸۸۵ء ہے یہ واقعہ ظہور میں آئے گا۔ مرقوم ۵ر اگست سنہ ۱۸۸۵ء۔

چنانچہ ٹھیک اکتیسویں مہینہ مرزا نظام دین کی لڑکی جس کی عمر اس وقت ۲۵ سال تھی ایک چھوٹا سا بچہ چھوڑ کر فوت ہو گئی حالانکہ پیشگوئی کے وقت ان کے گھر میں کوئی بیمار نہ تھا وہ لڑکی بھی بالکل تندرست اور صحت مند تھی اس کو کہتے ہیں مخفی باتوں کا علم رکھنا کیا مندرجہ بالا تمام واقعات اس بات پر بالصراحت دلالت نہیں کر رہے کہ قرآن جس خدا کو پیش کرتا ہے اور جو صفات اس کی طرف منسوب کرتا ہے وہ یقیناً حقیقت میں موجود ہیں اور اس کی طرف منسوب کردہ صفات بھی درست ہیں اور بدیں وجہ وہی قابل عبادت ہے۔ دوسرے مذاہب کے پیش کردہ خدا قطعاً قابلِ عبادت نہیں۔ کیونکہ وہ ان تمام حقیقی صفات سے عاری ہیں جو عملی طور پر دنیا میں کام کرتی نظر آتی ہیں۔ اس کے بغیر تو اس کی ہستی کا یقینی ثبوت مل ہی نہیں سکتا۔

اَلْمَسِیحُ الدَّجَّال و یاجوج و ماجوج

اس کتاب میں جو ۹۶ صفحات پر دارالکتب الاسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور نے شائع کی ہے خروج دجال، یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض کی تعیین قرآن مجید، احادیث کی روشنی میں کی گئی ہے۔ نیز تاریخی شواہد کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے کہ موجودہ یورپین اقوام ہی یاجوج و ماجوج ہیں اور اسلام کے غلبہ کی پیشگوئیاں اسی دور میں مقدر ہیں۔ اس بارے میں مستند احادیث کو جمع کیا گیا ہے جس کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا رسول اکرم صلعم اس وقت اپنی نبی آنکھ سے ان واقعات کو دیکھ رہے تھے۔ مثلاً "وہ آسمان اور زمین کے درمیان اُچھلتا پھرے گا" (راکٹ) (ابوداؤد)

"اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے اور لوگ تکلیف میں ہوں گے اسوائے ان کے جو اس کی پیروی کریں" (امریکی اور روسی غلہ کی امداد)۔ (کنز العمال جلد ۷، ۲۰۹۲)

"عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کرلیں گی اور مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کرلیں گے۔" (موجودہ تہذیب کا صحیح نقشہ) کنز العمال جلد ۷، ۲۹۹۸۔

ملنے کا پتہ: دارالکتب اسلامیہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ ۳۰

ازاسٹے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا۔ اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

اے خدا نورِ ہدیٰ و مشرق رحمت تو ئی
گر ہاں ما چشم کن روشن ز آیات مبیں

ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۷۴
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

پیغامِ صلح

ہفت روزہ

دوست محمد

بشیر احمد سوز

جلد ۵۷	یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۱۴ ر جمادی الاوّل ۱۳۸۹ھ مطابق ۳۰ ر جولائی ۱۹۶۹ء	نمبر ۳۱

روحانی فائدہ دُکھ اور تکلیف اُٹھائے بغیر حاصل نہیں ہوتا

ارشادات حضرت امام زمان مجدد صدی چہاردہم علیہ السلام

بعض لوگ آتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں پھونک مار دو کہ اولیاء اللہ بن جاویں اور ہمارا سینہ صاف ہو جاوے اور روحانی معراج پر پہنچ جاویں اور ہمارے قلب میں پاکیزگی پیدا ہو جاوے۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سب کچھ دُکھوں اور تکلیف کے بعد مل جاتا ہے اور ضرور مل جاتا ہے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان دنیا کے لئے طرح طرح کی تکالیف برداشت کر لیتا ہے۔ ایک کسان کو ہی دیکھو کہ پہر رات کے قریب اُٹھتا ہے، ہل جوتتا ہے اور کتنی تکالیف اُٹھاتا اور محنت کرتا ہے۔ نہ رات کو آرام کرتا ہے اور نہ دن کو۔ بلکہ جب بہت سی مشکل کے بعد فصل پک بھی جاتا ہے اس وقت بھی اس کے حاصل کرنے کے لئے کیا کیا مصائب اُٹھاتا اور اپنے عیال و اطفال سے علیحدگی اختیار کر کے اسے کاٹتا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے کیسے کیسے دُکھ اُٹھاتا ہے اور اس دنیا کے لئے جو آج ہے اور کل فنا ہو جائے گی مارا مارا پھرتا ہے اور مصیبت پر مصیبت اور دُکھ پر دُکھ اُٹھاتا ہے تو پھر کیا دین ہی ایسی چیز ہے جو محض پھونک مارنے سے حاصل ہو جاتا ہے اور اس میں کسی امتحان اور آزمائش اور محنت کی ضرورت نہیں۔

دین کے لئے ایسی توقع کرنا اور اس کو ایک حلوہ بے دود کی طرح سمجھنا کسی طرح بھی ٹھیک نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ پر غور کرو کہ انہوں نے دین کی خاطر کیسے کیسے مصائب اُٹھائے اور کن کن دُکھوں میں وہ مبتلا ہوئے۔ نہ دن کو آرام کیا اور نہ رات کو۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر ایک مصیبت کو قبول کیا اور جان تک قربان کر دی اور دین کی خاطر سر کٹوا دیئے۔

صحابہؓ کے حالات پر غور کرو

مجھے اس وقت یاد آ گیا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دشمن کے مقابلہ پر ایسے موقعہ پر نکلے کہ دوپہر کا وقت اور گرمی کا موسم تھا۔ سخت گرمی اور تپش تھی۔ لُو چلتی اور تیز دھوپ پڑتی تھی۔ چلتے چلتے ایک نہایت ہی خوشگوار اور سرسبز و شاداب چشمے پر پہنچے۔ ایک صحابیؓ نے ایسی خوشگوار سرسبز اور ہری بھری جگہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دی جاوے کہ اس جگہ پر عبادت کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ توبہ کرو کیا تو نہیں جانتا کہ یہ سب مصیبت ہم خدا تعالیٰ کی خاطر برداشت کر رہے ہیں۔ ایسی خوشکن جگہ پر آرام کر کے عبادت کرنے کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ (ملفوظات احمدیہ جلد نہم)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نورِ سارا ٭ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر ٭ لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے (مسیح موعودؑ)

بحرِ حکمت کے موتی

دو باتوں میں رشک

(۱) قرآن دن رات پڑھنا اور (۲) مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحاسد الا فی اثنتین رجلٌ اٰتاہ اللہ القرآن فھو یتلوہ اٰناء اللیل و النھار یقول لو اوتیت مثل ما اوتی ھذا لفعلت کما یفعل ورجلٌ اٰتاہ اللہ مالاً ینفقہ فی حقہ فیقول لو اوتیت مثل ما اوتی لفعلت کما یفعل۔

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کے سوائے کسی پر رشک نہ کرنا چاہیئے۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا پھر وہ اسے اپنے رات دن کے اوقات میں پڑھتا ہے۔ ایک شخص کہہ سکتا ہے اگر مجھے اس کی مثل دیا جاتا جو اسے دیا گیا تو میں بھی کرتا جس طرح وہ کرتا ہے۔ اور ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہے جسے وہ اس کے صحیح موقعہ پر خرچ کرتا ہے تو ایک شخص کہے اگر مجھے اس کی مثل دیا جاتا جو اسے دیا گیا ہے تو میں بھی کرتا جس طرح وہ کرتا ہے۔

> انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے مختلف موضوعات پر انتخاب شائع کرنیکا ارادہ رکھتی ہے۔ موزوں نام تجویز کر کے مطلع فرمائیں۔
> مینیجر پبلیکیشنز - دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

اسلام ـــــ مکمل ضابطۂ حیات

عبدالرزاق [illegible] ایک رومن کیتھولک کے خیالات

ایک رومن کیتھولک ہونے کی حیثیت سے
مجھے کیتھولک مذہب [illegible]
موقع ملا ہے۔ میں اپنے آپ کو یقین دلانے کی کوشش
کرتا رہا جو کیتھولک مذہب [illegible]
لیکن افسوس ہے کہ اس کے راز ہائے سربستہ اس کے
ناقابل فہم معتقدات اور ان لازمی [illegible]
جن کا ماننا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ مجھے خاموش
بیٹھنے نہ دیا۔ میں تلاش حقیقت میں لگ گیا۔ اور کئی
سال تک نہایت [illegible] کے ساتھ [illegible]
مصروف رہا [illegible] بہت سے کیتھولک دوست
اور خود میرے خاندان کے افراد [illegible]
ہیں کہ مذہبی مطالعہ میرے فارغ اوقات کا ایک
اہم مشغلہ تھا۔ ہندو اور بدھ مذہب میں ایسی
خامیاں مجھے نظر آئیں کہ ان کو چھوڑ کر ایک ہی امر
جو میرے لئے باقی رہ گیا وہ اسلام کا مطالعہ تھا۔

ایک وقت تھا کہ اسلام کو فی الحقیقت
نفرت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا میرے دوستوں میں
کوئی مسلمان نہ تھا کیونکہ اسلام میرے نزدیک
پر نفرت تھا اور میں اس کے پیروؤں کو اپنا حلیف و
ہمدم بنانا بھی گوارا نہ کرتا تھا مجھے یہ وہم بھی نہ آ
سکتا تھا کہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی کتابیں
جو انہوں نے اسلام پر لکھی ہیں مجھے ایک نیا انسان
بنا دیں گی۔ اسلام کی دلآویز تعلیمات نے میری توجہ
کو آہستہ آہستہ اپنی طرف مرکوز کر لیا اور میں بڑے
جذب و انہماک کے ساتھ مطالعہ میں مصروف ہو
گیا اور اس کے سیدھے اور غیر مبہم راستے کی وجہ
سے اس سے محبت کرنے لگ گیا۔ یہ بالکل صاف
اور سادہ مذہب ہے اور باوجود اس کے اس
میں گہرے مطالعہ کی وجہ سے بہت جلد محسوس کر
لیا کہ وہ وقت قریب آ رہا ہے جب اس پاک مذہب
کو قبول کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔

قرآن کریم کے بعض حصوں کو میں نے
پڑھا جنہوں نے مجھے حیرت میں ڈال دیا کیونکہ میرا
خیال تھا کہ کوئی ایسی کتاب دنیا میں نہیں جو بائبل
کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ میں اس
بارہ میں سخت غلط فہمی میں رہا۔

قرآن کریم فی الحقیقت

صداقتوں سے معمور ہے اس کی تعلیمات عملی اور
ناقابل فہم رسمیات اور راز ہائے سربستہ سے
پاک ہیں۔ میں ہر روز امن اور رجحت کے اس مذہب
کی طرف کھنچا چلا گیا جو فی الحقیقت اسلام کا
امتیاز خصوصی ہے۔

اخوت اسلامی بھی میری نظروں سے
اوجھل نہ رہی۔ اگر کوئی شخص اس تعلیم کا کہ اپنے
[illegible] محبت کر جیسی تو اپنے آپ
سے کرتا ہے حقیقی اور عملی رنگ دیکھنا چاہتا
تو وہ صرف اسلامی برادری میں ہی نظر آ سکتا ہے
جہاں پر محبت کا وہ عظیم الشان [illegible]
[illegible] جس کو دنیا نے شاید ہی کبھی دیکھا ہو۔
[illegible] نبی کریم صلعم نے اسلامی
برادری پر تقریر کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا
"تمام مسلمان ایک دیوار کی طرح
ہیں جس طرح وہ ایک دوسرے
کی تقویت کا موجب ہیں"
میں نے دیکھا کہ تصوف اسلامی مسلمانوں کے لئے
ایک زنجیر ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس نے میرے
دل پر نہایت گہرا اثر کیا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے پیشتر کوئی
ایسا انسان نہیں گذرا جس کے دل میں انسانوں کو
ایک دوسرے کے قریب لانے اور انہیں اس طرح
ملانے کا خیال بھی پیدا ہوا ہو۔

اخوت اسلامی کے بارہ میں اس قدر مجھے
کہنا ہے کہ جس چیز نے میرے دل کو اس پیارے اور
معقول مذہب کو قبول کرنے پر آمادہ اور مجبور کر دیا
وہ یہی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے مابین فرق مراتب
کا کوئی لحاظ نہیں ایک بادشاہ اور غلام خانہ خدا
کے اندر ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑے
ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو برادرانہ رنگ
میں سلام کرتے ہیں۔ یعنی ہر مسلمان ایک دوسرے
کو السلام علیکم کہتا ہے اور وہ کھانا
بھی ایک دسترخوان پر ایک ہی رکابی میں مل کر کھاتے
ہیں۔ طاقت۔ حیثیت۔ ذات اور رنگ وغیرہ
کا اس عالمگیر اخوت کے سامنے کوئی لحاظ نہیں
یہ روح فی الحقیقت ہر قسم کے برے احساس کو
کچل دیتی اور باہمی امن و تعاون کی فضا پیدا
کر دیتی ہے۔

کینیڈا میں اسلام

ایک پرانے صدق نواز شمیم احمد صاحب دہلوی ایک عرصہ سے ٹورنٹو (کینیڈا) میں اردو کے
معلم ہیں۔ ان کی عنایات سے وہاں کے دو جریدوں ایک ٹیلیگرام (۲۷ فروری) اور [illegible]
(۱۵ مارچ) کے تراشے موصول ہوئے ہیں۔ ان کے مذاق کی خوشگوار خبر [illegible]
آپ بھی ان کا ماحصل سن لیں:۔

شہر میں مسلمانوں کی آبادی اب تقریباً پانچ ہزار ہے۔ ان میں سے زیادہ تر [illegible]
کے باشندے ہیں۔ اور اب ترکی اور ہندوستان اور پاکستان کے بھی پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے حال
ہمت سے کام لے کر شہر کے ایک قدیم گرجا کو اب ایک جامع مسجد میں تبدیل کر لیا ہے۔ اس کی لاگت
سوا لاکھ ڈالر (یعنی سوا چھ لاکھ روپے) کی آئی۔ تحریک کے بانی [illegible]
اور انہیں کو نماز پڑھاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ ایک الگ تصویر میں [illegible]
ساتھ لباس میں ملبوس نماز پڑھ رہی ہیں۔ اسٹار میں کئی کالم خبر اور تصویر کے لئے وقف [illegible]
دو سطری عنوان رکھا ہے: "اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے [illegible]"
اور مضمون میں دکھایا ہے کہ نسل پرستی یا نسلیت جو مغرب میں نفاق و منافرت کا اصلی باعث ہے [illegible]
اس کی جڑ کاٹتا ہے۔ (صدق جدید)

درخواستِ دعا

مولوی عبدالصمد جمالی مبلغ مشرقی پاکستان لکھتے ہیں کہ مسٹر ابوالفضل سٹوڈنٹ [illegible] زخم کی وجہ سے
بیمار ہیں اور ان کی اہلیہ بھی بیمار ہے۔ احباب ہر دو کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۳۰ جولائی ۱۹۶۹ء

یاجوج ماجوج کی خلائی پروازیں

امریکی خلابازوں کی چاند کی طرف پرواز اور اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر چاند کی سطح پر قدم رکھنا اور وہاں کی مٹی اور پتھر لے کر واپس آنا ایک ایسا شاندار کارنامہ ہے جس کی عظمت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں، یہ وہ کارنامہ ہے جس کے لئے حکومت امریکہ اور اس کے سائنسدان ہر طرح مبارکباد کے مستحق ہیں اور دنیا کے چاروں کونوں سے انہیں مبارکباد کے پیغامات بھیجے جا رہے ہیں۔

روس کی طرف سے بھی خلائی پروازوں کا سلسلہ شروع ہے اور ایک عرصہ سے وہ بھی اپنے خلائی جہاز چاند کی تسخیر کے لئے بھیج رہا ہے، حال ہی میں ایک خلائی جہاز بغیر کسی انسان کے اس نے چاند کی طرف بھیجا جو کہا جاتا ہے کہ کچھ دن چاند کے مدار میں چکر لگانے کے بعد اس سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا، ممکن ہے اس کی یہ کوشش بھی کسی دن کامیاب ہو جائے، اور دنیا چاند کی سطح کے متعلق کچھ اور معلومات حاصل کرے۔

ان حیرت انگیز کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے ہمیں وہ بیانات یاد آتے ہیں جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے دجال اور یاجوج ماجوج کے بارہ میں دیئے۔ قرآن کریم میں بھی یاجوج ماجوج کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے، حتّٰی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی پر تیزی سے چڑھ دوڑیں گے۔ اس آیت میں ینسلون کا لفظ یعنے یاجوج ماجوج کا ہر بلندی پر تیزی سے چڑھ دوڑنا صاف طور پر اسی کارنامہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو آج امریکہ اور روس کی خلائی پروازوں میں ہم دیکھ رہے ہیں۔

یاجوج ماجوج کے متعلق یہ خیال کہ وہ نسل انسانی کے علاوہ کوئی اور ہستیاں ہیں صحیح نہیں۔ حدیث میں صاف طور پر بتایا گیا ہے ان یاجوج وماجوج من ولد ادم (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۵۵) اس سے ثابت ہے کہ یہ دونو قومیں نسل انسانی میں سے ہیں اور جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے کہ یہ فی الحقیقت روس اور مغربی اقوام (انگریز امریکن وغیرہ) ہی کے نام ہیں جو ان کی ظاہری اور مادی طاقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں، احادیث میں انہی اقوام کے دینی فتنوں کی وجہ سے ان کو دجال کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور بہت سی دوسری باتوں کے علاوہ ان کی چند ایسی صفات بیان کی گئی ہیں، جو من کل حدب ینسلون کی کھلی ہوئی تفسیر ہیں۔ مثلاً جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ دجال کس قدر تیز چلے گا تو فرمایا کالغیث استدبرته الریح۔ جیسے بادل جسے ہوا اڑائے لئے جا رہی ہو، اور فرمایا تطوی له الارض زمین اس کے لئے لپیٹ دی جائے گی، اور ہوا میں چلنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تیناول السحاب بیمینه وہ بادلوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے لے لیگا یعنے بادلوں کے اندر چلتا پھرے گا۔ پھر اور بھی تصریح فرمائی ینزو فی ما بین السما والارض وہ زمین اور آسمان کے درمیان اچھلتا پھرے گا اور اس قدر تیز چلے گا کہ لیسبق الشمس الی مغیبھا سورج کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔ اور فرمایا امامه جبل دخان اس کے آگے (یعنے اس کی سواریوں کے آگے) دھوئیں کا پہاڑ ہوگا۔

کیا یہ الفاظ موجودہ یورپی اقوام بالخصوص امریکہ اور روس کی خلائی پروازوں پر بعینہٖ صادق نہیں آتے؟ وہ جو قرآن کریم نے یاجوج ماجوج کے متعلق فرمایا تھا وھم من کل حدب ینسلون، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی تفسیر نے اس کو زیادہ واضح کر دیا جس سے آپ کی صداقت پر روشن دلیل ملتی ہے۔

صرف خلائی پروازوں ہی کے متعلق نہیں، احادیث میں یاجوج ماجوج کے کئی اور نشانات بیان کئے گئے ہیں جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے واقعات کی صورت اختیار کر چکے ہیں، مثلاً فرمایا یمر بالخربة فیقول اخرجی کنوزك فتتبعه کنوزھا کیعاسیب النحل (مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۳) وہ ویرانے پر گذرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے اور اس کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ مکھی کے پیچھے چلتی ہیں۔

آج ہم دیکھ رہے ہیں، کہ مغربی اقوام جہاں جاتی ہیں، ویرانوں میں اپنے آلات کے ذریعہ سونا، چاندی تیل اور لوہا وغیرہ کے خزانے نکال لیتی ہیں، نہ صرف یہ بلکہ آج دنیا کے ہر خطہ اور ہر مملکت پر جس طرح یہ قومیں چھائی ہوئی ہیں اس کا ذکر بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت صفائی کے ساتھ کیا ہے۔ فرمایا وانه لایبقٰی من الارض الا وطئه وظھر علیه الا مکة والمدینة (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۲۵) اللہ اکبر! کس قدر کھلی حقیقت ہے جو آج واقعات کی شکل میں نظر آ رہی ہے دنیا کا کونسا خطہ اور کونسی مملکت ہے، جہاں دجال کا قدم نہیں پہنچا اور اس نے غلبہ حاصل نہیں کیا لیکن مکہ اور مدینہ پر اس کو تسلط حاصل کرنا نصیب نہیں ہو سکا، کیا یہ رسول کریم صلعم کی کشفی قوت کا کھلا ثبوت نہیں؟

دجال کا ایک نشان حضرت نبی کریم صلعم نے یہ بھی بتایا کہ یخرج الدجال عدو الله ومعه جنود من الیھود واصناف الناس (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۹۲) یعنے اللہ کا دشمن دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ یہودیوں کے لشکر اور قسم قسم کے لوگ ہوں گے، غور کیجئے یہود قوم جو مذھبًا نصاریٰ کی دشمن ہے، آج مغربی اقوام بالخصوص امریکہ ان کی کس قدر پشت پناہی کر رہا ہے اور یہودیوں کے لشکر امریکہ کی شہ پر شرق وسطیٰ میں کیا اودھم مچا رہے ہیں پھر فرمایا الا ان الدجال اکثر اشیاعه واتباعه الیھود واولاد الزنا۔ خبردار ہو کہ دجال کے اکثر ساتھی اور پیروی کرنے والے یہودی اور حرامی بچے ہوں گے، کیا یورپ اور امریکہ کے موجودہ حالات اس فرمان نبوی کی صداقت پر شاہد نہیں؟ یہودیوں کی متابعت کے علاوہ حرامی بچوں کی کثرت جو مغربی اقوام میں پائی جاتی ہے، اس کی نظیر کہاں ملتی ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا وتشبھن بالرجال وتشبه الرجال بالنساء عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کر لیں گی اور مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کر لیں گے۔ اس حدیث کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ آج عورتوں نے مردانہ فیشن بالوں کا کٹوانا اور مردانہ لباس پہننا اور مردانہ شغل اور کھیلیں وغیرہ اختیار کر لی ہیں اور مردوں نے ڈاڑھی مونچھ وغیرہ کا صفایا کر کے عورتوں کی سی شکل اختیار کر لی ہے اور یہ سب دجال یا مغربی اقوام کے اثر کا نتیجہ ہے۔

انہی حالات کی وجہ سے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ان معه جنة ونارًا فناره جنة وجنته نار فمن ابتلی بناره فلیغمض عینه ولیستعن بالله ان یکون علیه بردًا وسلامًا (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۷۹) یعنے دجال کے ساتھ جنت اور آگ ہوگی۔ اس کی آگ جنت اور اس کی جنت آگ ہوگی اور جو کوئی اس کی آگ سے آزمایا جائے چاہیئے کہ اپنی آنکھ بند کرے اور اللہ کی مدد مانگے اس پر ٹھنڈک اور سلامتی ہوگی۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دجال گرجا میں سے نکلے گا اور اس کی دائیں آنکھ ماری ہوئی ہوگی اور بائیں آنکھ کانه کوکب دری روشن ستارہ کی طرح ہوگی جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ دین یا روحانیت کے پہلو سے کانا ہوگا اور دنیا اور مادیت کے لحاظ سے اس کی نظر دور دور تک کام کرے گی۔

یہ ہے دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت جو آج سے چودہ سو برس پیشتر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی اور آج ہمارے سامنے واقعات کی شکل اختیار کر چکی ہے، امریکہ اور روس کے خلائی سفر اگرچہ بڑے عظیم الشان کارنامے ہیں، لیکن ان سے بڑھ کر وہ کارنامہ سب سے عظیم الشان ہے جس میں ان قوموں کے حالات اور ان کے کارناموں کا ذکر چودہ سو سال پیشتر ایسے وقت پر کیا گیا جب انہیں کوئی جانتا بھی نہ تھا، بلکہ آج سے قریبًا ایک صدی پیشتر بھی یہ قومیں گمنامی کی حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔ جس کے بعد جب ان کا خروج ہوا اور دینی اور مادی رنگ میں ان کا فتنہ پھیلنا شروع ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قادیان کا زاہدِ گوشہ نشین پکار اٹھا یہی وہ دجال ہے، جس کا ذکر رسول کریم صلعم نے کیا ہے باوجود اس کے کہ رسول کریم صلعم نے دجال کی تمام علامات بتا دی تھیں لیکن وہ استعارات کے رنگ میں تھیں جن کا ظہور میں آنے سے پیشتر سمجھنا مشکل تھا اسی لئے حضور صلعم نے فرمایا فیقول رجل من المؤمنین لانطلقن الی ھذا الرجل فلانظرن اھو الذی انذرنا رسول الله صلعم ام لا۔ مومنوں میں سے ایک شخص کہے گا کہ میں اس کی طرف جاتا ہوں اور دیکھوں گا کہ کیا یہی وہ شخص ہے جس سے رسول اللہ صلعم نے ڈرایا تھا ثم ینادی فی الناس پھر وہ لوگوں میں منادی کرے گا ھذا الدجال الذی ذکره رسول الله صلعم۔ لوگو! یہی وہ دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ صلعم نے کیا۔

یہ کون شخص تھا جس نے یہ منادی آج سے اسی سال پیشتر کر کے دنیا کو بتایا کہ دجال وہ عیسائی قومیں ہیں جو گرجا سے نکل کر دنیا کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ:-

"یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دو قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی جیسا کہ سورہ کہف میں فرماتا ہے وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض۔ یعنے یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۰۸)

یہ وہ واقعات ہیں جن کا آج سے ستر۔ اسی سال پیشتر کوئی گمان بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن حضرت مرزا صاحب نے ان قوموں کی نشاندہی کرتے ہوئے آنے والے واقعات کی خبر دنیا کو دی تو آپ کی سختی کے ساتھ مخالفت کی گئی۔ لیکن آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا تھا وہی سچا ثابت ہوا۔ فی الحقیقت

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۱)

اخبار و افکار

بچے کی قدرتی غذا

ٹائمز آف انڈیا ۵ رمئی کے ایک ادارتی نوٹ سے :-

" برطانیہ میں ایک نیا ادارہ ——— Breast - Feeding propagation Front. (انجمن تائید رضاعت) کے نام سے قائم ہو گیا ہے۔ جو اپنے کام کی خوب تبلیغ و اشاعت کر رہا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ مغرب میں بچہ کی پیدائش کے ساتھ اسے اس کی قدرتی غذا (شیر مادر) سے محروم کر دینے کا فیشن چلا ہوا ہے وہ تمام تر غلط، اور رضاعت مادری کا پرانا طریقہ صحت کے لئے کہیں بہتر ہے۔ ڈاکٹر اور نرسیں کثرت سے اس گروہ کی حمایت میں ہیں۔ اور موجودہ مغربی فیشن کو بہت جلد بدل دینے کی تائید میں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایسا بچہ Gastro- [illegible] سے محفوظ رہتا ہے جس سے دنیا میں سب سے بڑی تعداد میں بچے ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایسا بچہ خود بخود ان امراض سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے جس کے ٹیکے ماں لے چکی ہوتی ہے۔ جیسے چیچک یا ہیضہ۔ بعض ڈاکٹروں کی رائے تو یہاں تک ہے کہ ماں کی رضاعت کئے ہوئے بچے بڑے ہو کر ایک حد تک حملۂ قلب سے بھی محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور ماہرین نفسیات کا بیان ہے کہ ماں سے جس بچہ کا یہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے وہ بچہ بڑا ہو کر ذکی الحس اور تخلیقی بھی زیادہ نکلتا ہے۔"

موجودہ زمانہ کی مغرب زدہ فیشن ایبل مائیں برطانوی ادارہ تائید رضاعت کے اس بیان کو غور سے پڑھیں۔

کتاب "اسلام" کی ضبطی

حکومت پاکستان نے ادارہ تحقیقات اسلامی کے سابق ڈائرکٹر ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی متنازعہ کتاب "اسلام" کو ممنوع قرار دے کر اس کی تمام جلدوں کی ضبطی کا حکم دے دیا ہے۔

کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے اپنی اس تصنیف میں اسلام اور اسلامی شعائر کی ایسی تعبیر کی تھی جو اُمت کے مسلمہ عقائد کے خلاف تھی۔ اس کتاب میں مندرج دوسری بہت سی باتوں کے علاوہ جن کو قابل اعتراض سمجھا گیا ہے ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ موقف بہت افسوسناک اور مسلّمہ اسلامی عقائد کے سراسر خلاف ہے کہ

" قرآن کریم کے الفاظ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور صرف پیغام اور مفہوم اللہ تعالے کی طرف سے نازل کیا گیا تھا"

کاش ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے خیالات پر نظر ثانی کر کے انہیں اسلامی مسلمات کے مطابق ڈھال سکیں، بہرحال ایسے غیر اسلامی خیالات رکھنے والی کتاب کی ضبطی قابل ستائش ہے۔

ن۔ اے۔ سوز

اسرائیلی پنجے بھارت میں

بھارت کے روزنامہ سیاست نے اپنی تازہ اشاعت میں لکھا ہے کہ گذشتہ دنوں لکھنؤ میں شیعہ سُنی ہنگامہ آرائی سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ اس المیہ میں امریکی ڈالروں کے پروردہ اسرائیلی حکومت کے حامی شر پسند ہندو لیڈروں کا ہاتھ ہے اور اب یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی ہے کہ آزادی کے بعد سے بھارت کے مختلف علاقوں میں مسلم کش فسادات، وقتاً فوقتاً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور آئمہؒ و اولیاء کرام پر کیچڑ اچھالنے کے سلسلے میں بھی اسرائیلی ایجنٹوں کا ہاتھ ہے۔ اور یہ لوگ درپردہ بھارتی حکومت کے اہم کل پرزے ہیں۔ آزادی کے بعد سے اب تک ایک ہزار سے زائد ہندو مسلم فسادات ہوئے جس میں مسلمانوں کی بستیوں کو لوٹ کر جلا دیا گیا۔ سینکڑوں مسلمان عورتوں، مرد بچوں اور بوڑھوں کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ ان کی لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کی جائیدادیں تباہ کر دی گئیں ان کی مساجد و مقابر مسمار کر دیئے گئے۔ ان کی بے حرمتی کی گئی۔ لیکن ان گھنونے جرائم کے انسداد کے لئے کوئی مؤثر کارروائی نہ کی گئی۔ تمام فسادات میں مسلمان ہی نقصان اٹھاتے رہے اور انہیں وطن دشمن ہی تصوّر کیا جاتا رہا۔ بھارتی حکومت نے نہ تو اپنے سیکولرازم کا پاس رکھا اور نہ ہی اسے رائے عامہ کا کوئی احساس ہوا۔ اسرائیل سے دوستی کی پینگیں بڑھا کر عربوں اور مسلمانوں کی ناراضگی مول لے رہی ہے۔

. . . .

رعایت سے اب بھی فائدہ اٹھائیں

حضرت مولانا محمد علیؒ مفسر قرآن کی مقبول عام تفسیر قرآن مجید موسومہ بہ بیان القرآن کی پہلی جلد جو چودہ پاروں پر مشتمل ہے شائع ہو چکی ہے۔ وہ احباب جنہوں نے اس کے لئے پیشگی رقوم جمع کرائی ہوئی ہیں اور اب تک ان کو جلد اوّل کی کاپی نہیں ملی وہ فوراً ہمیں اطلاع دیں۔

احباب کو یاد ہو گا کہ بیان القرآن کے لئے پیشگی رقوم جمع کرنے والوں کو ۱۵ فیصد (یعنی ہر دو جلدوں میں مکمل) رعایت دی گئی تھی۔ یہ رعایت ایک خاص مدت تک تھی۔ اس رعایت کا اب دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے۔ جو احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ -/۳۵ روپے قسم اوّل اور -/20 روپے قسم دوم کے لئے جمع کرا کے جلد اوّل ابھی حاصل کریں۔ دوسری جلد اکتوبر تک تیار ہونے پر وصول کر لی جائے۔ اصل ہدیہ -/40 روپے قسم اوّل اور -/۳۵ روپے قسم دوم ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ وہ ۳۱ اگست ۱۹۶۹ء تک اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷

اصولی جماعت

"ایشیا" لاہور۔ مؤرخہ ۲۱ جون ۱۹۶۹ء کے صفحہ پر لکھا ہے :-

" یہ جماعت (مودودی جماعت) کوئی سیاسی یا مذہبی یا اصلاحی جماعت نہیں ہے جن پر عام طور پر یہ الفاظ بولے جاتے ہیں بلکہ وسیع معنوں میں ایک اصولی جماعت ہے"۔

یعنی سیاست سے بھی الگ۔ مذہب سے بھی دُور اور اصلاح سے بھی لاتعلق۔ لے دے کے یہ ایک اصولی جماعت ہے اور وہ بھی ایسی اصولی کہ جس کے اصول آئے دن گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں۔

ملکی فوج

پاکستان نیشنل کرسچین لیگ لاہور کے صدر چیمز صوبے خان نے حکومت پاکستان سے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں غیر فوجی مشنریوں کی فوجی تنظیم سالویشن آرمی کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ کیونکہ حکومت مسلمان فرقوں میں نیم فوجی تنظیموں کو خلاف قانون قرار دے چکی ہے۔ لیکن ابھی تک ملکی فوج کو خلاف قانون نہیں قرار دیا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ انہوں نے مسیحی مذہب کی آڑ میں ایک نیم فوجی تنظیم قائم کر رکھی ہے۔ جس میں سپاہی سے جنرل تک کے عہدے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ان کی یہ تمام سرگرمیاں اقلیت کے لئے انتہائی تشویشناک ہیں۔ کیونکہ مسیحیت کی تعلیم صرف مذہبی طرز عمل میں دی جانی چاہیئے۔ آپ نے یہ الزام بھی لگایا کہ یہ نیم فوجی تنظیم پاکستان کے مسیحیوں میں مسیحیت کے نام پر ایک جنگی انداز فکر پیدا کر رہی ہے اور مستقبل میں مسیحیت کی آڑ میں اس ملک کی اکثریت کے ساتھ ٹکراؤ ہونے کے خدشات پیدا کئے جا رہے ہیں جن سے محبِّ وطن مسیحیوں کو انتہائی پریشانی ہے۔

پاکستان نیشنل کرسچین لیگ کا یہ مطالبہ بظاہر معقول نظر آتا ہے امید ہے حکومت اس پر غور کرے گی۔

بقیہ مقالہ

از صفحہ ۳

اس علم کی بناء پر تھا جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو ملا، اسی بناء پر رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے فذالک الرجل اقرب امتی منی درجة یہ شخص میری اُمت میں سے مرتبہ میں مجھ سے زیادہ قریب ہے، ھذا اعظم الناس شھادة عند ربّ العالمین۔ ربّ العالمین کی طرف سے وہ سب سے بڑھ کر شہادت کے مرتبہ پر ہے، اور کیوں نہ ہو جبکہ یہی شخص ہے جس نے نہ صرف دجّال اور یاجوج ماجوج کی نشاندہی کی بلکہ زبردست دلائل و براہین سے اس کے خیالات کی تغلیط کرتے ہوئے اسلام کی حقانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دنیا پر روشن کر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

درخواست دُعا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آڈیٹر سید سلطان علی شاہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ زیادہ بیمار ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ان کے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفا عطا فرمائے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں

مخالفین حق کے مقابلہ میں تبلیغ دین ہر سچے مسلمان کا فرض ہے

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۶۹ء

فرمودہ

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین وما کان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین فاتاھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرۃ واللہ یحب المحسنین یاایھا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین بل اللہ مولاکم وھو خیر الناصرین سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب + ——— (آل عمران - ع ۱۵) ———

ترجمہ آیات

اور کتنے ہی نبی ہوتے ہیں جن کے ساتھ ہو کر کثیر التعداد رب سے تعلق رکھنے والے یا رب سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش رکھنے والے لوگوں نے حق کے دشمنوں سے جنگ کی۔

آیت میں لفظ ربیون - ربی کی جمع ہے جس کے معنی رب والے لوگوں کے ہیں یعنی وہ لوگ جنہوں نے رب سے یا تو تعلق پیدا کر لیا یا اس کی خواہش رکھتے ہیں بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا ساتھ دینے والے لوگ سب ربی ہی ہوتے ہیں گو ان کے مدارج مختلف ہوتے ہیں لیکن ہوتے سب ربی ہی ہیں کیونکہ نبی سے تعلق وہ اسی غرض کے لئے پیدا کرتے ہیں کہ رب سے ان کا تعلق پیدا ہو جائے۔

ہر نبی کی مخالفت

اب یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں کوئی نبی بھی ایسا نہیں آیا جس کی مخالفت نہ ہوئی ہو جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون - یعنی ہر رسول کے ساتھ استہزاء ہوتا ہے۔ پھر فرمایا وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرھم وما یفترون ولتصغی الیہ افئدۃ الذین لا یؤمنون بالاخرۃ ولیرضوہ ولیقترفوا ما ھم مقترفون افغیر اللہ ابتغی حکما وھو الذی انزل الیکم الکتاب مفصلا

(سورۃ الانعام ع ۱۴)

مخالفین کا طریق

یہ مخالفین لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف قسم کے بہتان باندھتے اور مختلف قسم کے افتراؤں سے کام لیتے ہیں تا لوگ نبی اور اس کی جماعت کی طرف مائل نہ ہوں۔ ان کی غرض نبی کے مشن کو ناکام بنانے اور اسکو بالکل نیست و نابود کرنے کی ہوتی ہے اور بعض اوقات یہ لوگ نبی اور اس کی جماعت کے خلاف ہتھیار بھی اٹھا لیتے ہیں تا تلوار کے ذریعہ ان کا خاتمہ کر دیں ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ اپنے نبی کو ایسے دشمنان حق کا مقابلہ کرنے کی ہدایت دیتا ہے اور اپنی نصرت کا یقین دلاتا ہے اور دشمنوں کو شکست اور نبی اور اس کی جماعت کو فتح سے ہم کنار کر کے دنیا پر ثابت کر دیتا ہے کہ خدا نبی اور اس کی جماعت کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو اس کو دنیا کی کوئی طاقت زیر نہیں کر سکتی۔

انبیاء کی مخالفت کی وجہ

اس جگہ یہ نکتہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ نبی کی مخالفت کیوں ہوتی ہے اور لوگ اس کے خلاف مشتعل ہو کر کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں اور کیوں اس کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ ہے کہ نبی ایسے وقت میں مبعوث ہوتا ہے جبکہ دنیا میں گمراہی پھیلی ہوئی ہوتی ہے لوگ خدا سے دور ہو چکے ہوتے ہیں معرفت الٰہی مفقود ہوتی ہے اس لئے لوگ فسق و فجور کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں ہر سو شیطان کا راج ہوتا ہے فھو ولیھم الیوم کے ماتحت وہی ان کا ولی بنا ہوا ہوتا ہے نبی آتا ہے تو اس حالت کو تبدیل کرنا چاہتا ہے شیطان کے چنگل سے ان کو نکال کر خدا کی پناہ میں لانے کے لئے کوشاں ہوتا ہے باطل کو مٹا کر حق کو قائم کرنا چاہتا ہے دلوں پر شیطانی حکومت کو ختم کر کے رحمان کی حکومت کی بنیاد رکھنی چاہتا ہے۔ بدیوں اور گناہوں کی دلدل سے نکال کر نیکی اور پاکیزگی کے صاف پانی والے چشمہ کی طرف آنے کی ان کو دعوت دیتا ہے جو لوگ اس کی دعوت کو قبول کر لیتے ہیں وہ ربانی کہلاتے ہیں اور ربانی بننے کے لئے اپنا سارا زور خرچ کر دیتے ہیں اور جو لوگ اس دعوت کو قبول نہیں کرتے وہ قبول کرنے والوں کے ساتھ برسر پیکار رہتے ہیں اور بالآخر ان کو ختم کرنے کے لئے آمادہ جنگ ہوتے ہیں۔ اس لئے نبی اور اس کی جماعت کو بھی مجبوراً مسلح مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں کودنا پڑتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلعم اور آنحضور صلعم کے صحابہ رضؓ کو مجبوراً کودنا پڑا ورنہ جنگ کو تو یہ پاک جماعت ہرگز پسند نہ کرتی تھی جیسا کہ وھو کرہ لکم سے ظاہر ہے۔

معہ کی دلالت

آیت میں معہ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کی جماعت پر فرض ہے کہ وہ نبی کی قیادت میں جنگ کرے میدان جنگ میں بھی اس کی ہدایات کی خلاف ورزی نہ کرے بلکہ پوری طرح ان کی پابندی کرے جنگ اُحد میں مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی ہدایت کو جو نظر انداز کیا تھا سب جانتے ہیں کہ اس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑا جانی نقصان بھی کافی ہوا۔ آنحضرت صلعم بھی زخمی ہوئے اور آنحضور صلعم کے دو دانت بھی شہید ہوئے اللہ تعالےٰ نے اسے حضرت نبی کریم صلعم کی نافرمانی کا نتیجہ ہی قرار دیا ہے۔

معیت نبوی کا سلسلہ تا قیامت

یہاں لفظ معہ میں جس معیت کا ذکر ہے اس سے مراد زیادہ تر معنوی معیت ہی ہے اور اس معیت کا سلسلہ قیامت تک چلے گا کیونکہ آنحضرت صلعم کی نبوت قیامت تک باقی ہے اور آنحضرت بحیثیت نبی ہونے کے قیامت تک زندہ ہیں اور یہ امر ہیں آنحضور صلعم کی ہدایات دائمی ہیں پس امت میں جو جماعت بھی مخالفین اسلام کے مقابلہ میں صف آرا ہو گی اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس امر میں آنحضرت صلعم کی ہدایات پر عمل پیرا رہے اور انہیں کسی حالت میں بھی نظر انداز نہ کرے۔

نبی اور اس کا نائب بطور ڈھال

کیونکہ اللہ تعالےٰ امام کو خواہ وہ نبی ہو یا نائب نبی ہو امت کے لئے ڈھال بنا کر بھیجتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں الامام جنۃ یقاتل من ورائہ جس طرح ڈھال دشمن کے وار کو روکتی ہے اسی طرح امام بھی دشمن کے وار کو روکنے کا ذریعہ ہوتا ہے وہ امت کے لئے حصن حصین کا کام دیتا ہے اس کی پناہ میں آنے والے شیطان اور اس کے گروہ کے حملوں سے پوری طرح محفوظ ہو جاتے ہیں ان کے حملے ان پر کارگر نہیں ہوتے ان کے ایمان کو متزلزل کرنے کی ان کی ہر کوشش ناکام رہتی ہے اور ہر حیلہ بے کار ثابت ہوتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی امت کو ایک خاص ہدایت اور حضرت نبی کریم صلعم کی استقامت

حضرت نبی کریم صلعم کا امت کو یہ بھی ارشاد تھا کہ دشمن پر غلبہ کو اپنی کسی طاقت یا اپنی کسی مہارت فن کی طرف کبھی منسوب نہ کرنا بلکہ ہمیشہ اسے خدا کے فضل اور اسی کی نصرت کا مرہون منت سمجھتے رہنا لیکن جنگ حنین میں مسلمان اپنی کثرت پر نازاں ہوئے اور اس کو فتح کا یقینی ذریعہ سمجھتے ہوئے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں آگے بڑھے لیکن دشمن بکھرے تیروں کی بوچھاڑ سے بوکھلا کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔

اس وقت خدا کا نبی صلعم یہ کہتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب کہ نبی تو میں ہوں تمہارا مقابلہ درحقیقت میرے ساتھ ہے مجھے اچھی طرح شناخت کر لو میں ہی عبد المطلب کا بیٹا ہوں پس بھگانا ہے تو مجھے بھگاؤ۔ لیکن آنحضور صلعم تو خدا کی حفاظت میں تھے ان کے تیر انداز دلا کے تیر آنجناب صلعم پر کیا اثر کر سکتے تھے۔ اتنے میں مسلمانوں کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ وہ واپس لوٹے اور آناً فاناً دشمن شکست کھا کر پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ پس یہ دونوں واقعات اس امر کی بیّن دلیل ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم جسمانی طور پر خواہ مسلمانوں کے ساتھ ہی ہوں لیکن اگر مسلمان معنوی معیت کو نظر انداز کر دیں گے تو خدائی نصرت کا وعدہ بھی اپنا اثر دکھائے بغیر پیچھے جا پڑے گا۔ جب آنحضور صلعم کے زمانہ کے مسلمانوں کا خدا نے لحاظ نہیں کیا اور نافرمانی کا مزا انہیں چکھا دیا تو بعد میں آنے والے مسلمان اگر رسول صلعم کی معنوی معیت کو نظر انداز کر دیں گے تو وہ کس طرح نصرتِ الٰہی کے حصول کی توقع رکھ سکتے ہیں

مسلمانوں کے عروج اور اس کے بعد ان کے زوال کا سبب

چنانچہ تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے وصال کے بعد مسلمان جب تک حضرت نبی کریم صلعم کی معنوی معیت یعنی آنحضور صلعم کی ہدایات پر کاربند رہے کامیابی ان کے قدم چومتی رہی اور فتح اور نصرت کے علم بلند کرتے ہوئے مسلمان دنیا پر چھا گئے۔ صرف ملک ہی انہوں نے فتح نہیں کئے بلکہ قلوب کو بھی فتح کر لیا اور چار سو عالم میں فوج در فوج لوگوں کو اسلام میں داخل کیا لیکن جونہی انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی ہدایات کو بالائے طاق رکھنا شروع کر دیا تو یہ زوال کا نشانہ بننا شروع ہو گئے ان کے عقائد میں بھی غلطیاں راہ پانے لگ پڑیں اور اعمال میں بھی سستی پیدا ہونا شروع ہو گئی اور یہ بگاڑ دن بدن ترقی کرتا چلا گیا۔

موجودہ زمانہ

سلطنتیں بھی ہاتھ سے جانا شروع ہو گئیں اور دینی حالت بھی فساد کا شکار بنتی چلی گئی یہاں تک کہ ہمارا موجودہ زمانہ آ گیا جس میں دجالی فتنہ نے پورے زور کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا ایک طرف وسوسہ اندازی کے ذریعہ مذہب کی محبت دلوں سے نکالنا شروع کر دی اور دوسری طرف مسلمانوں میں ارتداد کی لہر دوڑا دی۔ دجالی قوموں کے فلاسفروں نے اپنے فلسفی خیالات کے گولوں سے ایمانی قلعہ کی دیواروں میں شگاف ڈالنے شروع کر دیئے یورپین اقوام کی مادی ترقی اور ان کی جاہ و حشمت کو دیکھ کر انہوں نے یہ خیال کرنا شروع کر دیا کہ ترقی کی راہ وہی ہے جس پر یورپین اقوام گامزن ہیں نہ کہ اسلام کی بتلائی ہوئی راہ اس خیال کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنی لیستی اور ادبار کا ذمہ دار اسلام کو ٹھہرانا شروع کر دیا ایک حصہ مسلمانوں کا کمیونزم کا گرویدہ ہو گیا اور ایک حصہ سرمایہ داری نظام کا دلدادہ ہو گیا حالانکہ پیشگوئیوں کے ماتحت یہ ترقی ان کو ملنا ہی تھی اس لئے ان کی ترقی بجائے اسلام سے دور لے جانے کے اسلام کی سچائی پر وعدنا اللہ ورسولہ کے ماتحت ہمارے ایمانوں کو زیادہ مضبوط بنانے کا موجب ہونی چاہئے تھی لیکن ہوا اس کے برعکس۔

اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے الٹ مسلمانوں کا عمل

اللہ تعالیٰ نے تو اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ نبی کے ساتھ دینے والوں کو اس راہ میں خواہ کیسی ہی مشکلات پیش آئیں کیسے ہی مصائب کا سامنا کرنا پڑے ان کے عزم اور ارادہ میں وھن یعنی کمزوری نہیں ہونی چاہیئے لیکن ہوا یہ کہ مسلمان عیسائی حکومتوں ان کے فلاسفروں اور ان کے پادریوں سے مرعوب ہو کر اشاعت اسلام کے عزم کو خیرباد کہہ بیٹھے حتیٰ کہ اپنے صحیح اسلامی عقائد کو بھی چھوڑ کر ان کے ان کے غلط عقائد کو اختیار کرنے کی طرف مائل ہو گئے۔ کمزوری کا پہلا مرحلہ دلوں میں سے عزم کا کمزور پڑ جانا ہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد اعمال آہستہ آہستہ کمزور ہوتے ہیں اور عقائد صحیحہ کی اشاعت کا جذبہ رخصت ہونا شروع ہو جاتا ہے جس کو قرآن نے ضعف کے لفظ سے ادا کیا ہے اس دوسرے مرحلہ کے بعد تیسرا مرحلہ کفار کی طرف مائل ہونے کا آتا ہے جس کو قرآن نے استکانوا کے لفظ سے ادا کیا ہے مسلمانوں کو ہدایت تو یہ تھی کہ وہ وھن۔ ضعف۔ استکانت تینوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان ان تینوں کا ہی شکار ہو گئے۔

حفاظت اسلام کے الٰہی وعدہ کا پورا ہونا

مسلمانوں کی اس حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے حفاظت اسلام کے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب کر کے امام زمان کو بھیج دیا تا وہ از سرِ نو اسلام کی صداقت پر دلوں میں ایمان پیدا کرے اور بصیرت کی دولت سے دلوں کو مالا مال کر دے چنانچہ اس نائب رسول نے ربّانی لوگوں کی جماعت پیدا کی جس نے حضرت نبی کریم صلعم کی معنوی معیت کے زیر اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا کیونکہ اس کے امام نے خود حضرت نبی کریم صلعم کی روحانی تاثیر اور تعلیم کے زیر سایہ پرورش پا کر روحانی چینے کا شرف حاصل کیا تھا حضرت نبی کریم صلعم نے دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی طرح دنیا میں اپنے جسد عنصری کے ساتھ تو ہمیشہ نہیں رہنا تھا اور آنجناب صلعم کے حق کو صحیح رنگ میں آنحضور صلعم کے حقیقی خلفاء نے ہی چلانا تھا اس لئے آنحضور صلعم نے امت کو ہدایت کی کہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین کیونکہ آنحضور صلعم کا حقیقی خلیفہ ہی آنجناب صلعم کی حقیقی سنت پر چلنے والا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی سنت پر چلنے کا ارشاد دوسرے الفاظ میں آنحضرت صلعم کی سنت پر چلنے کے ارشاد کے ہی مترادف ہے۔

جماعت احمدیہ میں اختلاف

بدقسمتی سے آپ کی تیار کردہ جماعت میں بھی اختلاف رونما ہو گیا جس کے نتیجہ میں ہماری مختصر سی جماعت وجود میں آئی جو حضرت مسیح موعود امام الزمان کے صحیح عقائد کی حامل ہے ان کے عقائد بالکل اسلامی عقائد ہیں۔ اس جماعت نے ان سے سر مو انحراف نہیں کیا پس ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم میں کہیں وھن تو نہیں آ گیا یعنی اس حق اور صداقت کو جو حضرت مسیح موعود لائے دنیا تک پہنچانے کے ارادہ میں کمزوری تو پیدا نہیں ہو گئی۔ عقائد صحیح اس لئے تو نہیں ہوتے کہ ان کو اپنی ذات تک محدود رکھا جائے بلکہ ان کی اشاعت نہایت ضروری ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے احمدیوں کا طرز عمل

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جو لوگ احمدی ہوتے تھے وہ ان صحیح عقائد کی اشاعت میں دن رات لگے رہتے تھے لوگ انہیں زد و کوب بھی کرتے تھے مگر وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے بیویوں کو جدا کرایا گیا۔ بیٹوں کو عاق کر وایا گیا۔ مگر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ کی تعمیل میں ان کے ارادوں میں ذرہ بھر بھی کمزوری پیدا نہ ہوئی اور نہ ہی تبلیغ حق میں ضعف ان کے اندر نمودار ہوا اور نہ ہی وہ مخالفوں سے ڈر کر ان کی طرف جھکے۔ پس ہمیں بھی اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اشاعت صداقت کے بارے میں ہمارے عزم میں بھی کمزوری پیدا نہ ہو اگر ہوئی ہے تو اسے فوراً دور کر دینا چاہیئے اور نہ ہی خلاف تبلیغ صداقت میں سُست ہونا چاہیئے اور نہ ہی غیروں کے غلط خیالات کا شکار ہونا چاہیئے۔

بعض بدعتوں کا وجود اور انہیں دور کرنے کی کوشش

ہمارے بعض گھروں میں بعض بدعتوں نے راہ پالی ہے میں سمجھتا ہوں وہ عدم علم کی وجہ سے آئی ہیں۔ مثلاً بعض گھروں میں کسی کی موت پر قل اور چالیسواں وغیرہ کرنا یا شادی کے موقعہ پر دروازہ کی دہلیز پر تیل ڈالنے کے بعد دولہا کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دینا دیکھنے میں آتا ہے یہ سب بدعتیں ہیں جنہیں ترک کرنا چاہیئے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ نے انہیں بدعت ہی قرار دیا ہے جن دوستوں سے اب تک جو ہوا وہ لاعلمی کی بنا پر ہوا ہے لیکن آج سے انہیں ترک کرنے کا عزم کر لینا چاہیئے

مومنوں کا قول

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا کہ سچے مومن جو ربّانی یا ربّی کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں ہر وقت ان کا یہی قول ہوتا ہے کہ اے اللہ اگر تیری رضا کی راہ میں ہم سے کوئی کوتاہی سرزد ہوئی ہے یا کوئی غفلت اور جہالت اور خطا کا ارتکاب ہوا ہے (اسراف کے معنی غفلت۔ جہالت اور خطا کے بھی ہیں) تو ہمیں معاف فرما اور آئندہ ان کے ارتکاب سے ہمیں محفوظ رکھ اور اپنی اس راہ میں ہمارے قدموں کو مضبوط کر یعنی ہمارے دلوں کو قوت عطا کر تا ہمارے پائے استقلال میں لغزش نہ آئے اور ہمیں ان منکرین کے خلاف جو سچے عقائد کے پھیلانے کے راستہ میں روکیں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں ہمارے شامل حال اپنی نصرت کر تا سچے اسلامی عقائد جن کی طرف تیرے امام نے ہماری راہنمائی کی ہے زور شور سے پھیلتے رہیں۔

صداقت پہنچانے والوں کو اجر کا وعدہ

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ سچائی کو پھیلانے میں مشغول رہیں گے اور لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پیغام حق پہنچانے میں سستی سے کام نہیں لیں گے اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں بھی اجر دے گا اور آخرت کے بہترین اجر سے بھی انہیں نوازے گا کیونکہ محسنین یعنی خدائی احکام پر پوری طرح عمل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

ربّانی مومنوں کو خطاب

اس کے بعد ایسے ربّانی مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اے مومنو! اگر تم ان لوگوں کی راہ اختیار کرو گے جو حق اور صداقت کا انکار کرتے ہیں تو وہ تم کو بھی اس حق سے دور کر کے اپنے غلط عقائد کو اختیار کرنے پر مجبور کر دیں گے جن میں یہ خود مبتلا تھے اور جن سے امام الزمان نے نکالا نتیجہ اس کا یہ ہو گا کہ تم بھی ان کی طرح خسران کا شکار ہو جاؤ گے یاد رکھو کہ یہ تمہارے مولیٰ نہیں کہ ان کے

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱)

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے متعلق ایک مولوی صاحب کے سوالات

لالہ موسیٰ ضلع گجرات سے ایک مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے بارہ میں محترم چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کی خدمت میں چند سوالات لکھ کر بھیجے ہیں۔ اور ان کا جواب پیغام صلح میں شائع کرنے کے لئے لکھا ہے جس پر چیمہ صاحب نے ذیل کا مضمون مولوی صاحب موصوف کو مخاطب کر کے رقم فرمایا ہے :—

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم

آپ کا خط جس پر تاریخ کوئی نہیں لکھی گئی دنوں سے آیا ہوا ہے لیکن میرے پاس کوئی لکھنے والا نہیں تھا۔ اور خود بھی ضعف اعصاب کی وجہ سے نہیں لکھ سکتا اس لئے جواب دینے میں تاخیر ہوئی آج ہمارے ایک عزیز چوہدری محمد حسین کھل سے تشریف لے آئے ہیں اور ان سے میں نے درخواست کی ہے کہ وہ آپ کے خط کا جواب لکھتے جاویں اور میں بولتا جاؤں گا۔

مجھے اعتراف ہے کہ آپ نے اپنے اعتراضات نہایت سنجیدہ اور پُروقار لہجہ میں تحریر فرمائے ہیں تنقید سخت ہے اور اعتراض بھی شدید۔ مگر تہذیب اور شائستگی کو آپ نے ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ یہی بات ہے جو آج کل کی بحثوں میں ناپید ہے اور افہام و تفہیم سے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا جاتا۔

آپ کا پہلا اعتراض یہ ہے جو میں آپ ہی کے الفاظ میں درج ذیل کر دیتا ہوں۔ جناب مرزا غلام احمد صاحبؑ نے فرمایا ہے کہ:—

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہانِ خدائے پاک و وحید

آپ کو ان اشعار کا ترجمہ بتانے کی ضرورت نہیں مگر ملاحظہ ہو زور کتنا ہے اور ہر قسم کی غلطی سے بھی پاک ہے قرآن شریف کی طرح منزہ ہے کہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ کلام مجید ہے لیکن اس کلام مجید کو دیکھو کہ کچھ اس طرح کا ہے نہ سیاق نہ سباق نہ کوئی مسلسل آیات اور نہ باقاعدہ مضمون بلکہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے۔ قرآن شریف پر کوئی غور کرنے بیٹھے تو کچھ نہ کچھ لے اُٹھتا ہے لیکن اس کلام پر کوئی کیا غور کرے اور کیا سیکھے۔ خدا کے نبیوں کی روشن دلیل تو ان کے پاس خدا کی وحی ہوتی ہے جو ان کی صداقت کا نشان ہوتی ہے اور روشن دلیل ہوتی ہے جو لوگوں کو ہدایت کرتی ہے۔ باادب گذارش ہے کہ آپ بتائیں کہ یہ کلام کس طرح ہدایت کرتا ہے۔ چند آیات میں تذکرہ سے نقل کرتا ہوں قطع و برید کے بغیر۔ آپ اپنی تسلی کر لیں اور بتائیں کہ ان الہاموں سے کیا ہدایت ہوتی ہے اور یہ کلام ہمچو قرآں منزہ اش دانم کا مصداق کس طرح ہے۔

اس کے بعد تذکرہ کے چند الہامات نقل کئے گئے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ جِرا سود منم۔ کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔ میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ کرم ہائے تو ما را کرد گستاخ۔ جے سنگھ بہادر۔ گورنر جنرل۔ آریوں کا بادشاہ۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس پر آپ کا اعتراض یہ ہے کہ اس قسم کی وحی سے کسی کو کیا ہدایت مل سکتی ہے۔ نبی اور رسول تو اپنی وحی کے لئے چیلنج دیا کرتے ہیں کہ بالمقابل اس قسم کی وحی لاؤ۔ کیا مرزا صاحب کی یہ وحی بھی لوگوں کے سامنے بطور چیلنج پیش کی جا سکتی ہے؟

آپ کے اس اعتراض کو زیر بحث لا کر میں صرف یہ عرض کر سکتا ہوں کہ ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول نہیں مانتے اور نہ ان کو نبوت کے معیار پر جانچ کرتے ہیں۔ بلکہ ان کو زمرۂ اولیاء میں شمار کرتے ہیں اور اسی معیار سے ان کو پرکھتے ہیں۔ خود انبیاء کی وحی بھی دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ وحی ہے جو شریعت کے احکام پر مشتمل ہوتی ہے اور اسے دنیا پر ظاہر کر دینا لازمی ہوتا ہے۔ دوسری وحی مبشرات پر مشتمل ہوتی ہے جس کا سب پر ظاہر کرنا ضروری نہیں بلکہ ملہم کی اپنی ذات تک ہی محدود رکھی جا سکتی ہے غیر نبی کی وحی انبیاء کی طرح شریعت نہیں لاتی بلکہ وہ صرف مبشرات پر ہی مشتمل ہوتی ہے۔ اور اس میں امور غیبیہ کا اظہار ہوتا ہے اور ایسی وحی کو لازماً مشتہر کرنا ضروری نہیں۔ لیکن آپ کو یہ یقیناً معلوم ہوگا کہ حضور نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ پہلی اُمتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جو کو نبی تو نہ تھے مگر خدا ان سے ہمکلام ہوتا تھا اس اُمت میں اگر کوئی ایسا شخص ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اس کے یہ معنی نہیں کہ سوائے حضرت عمرؓ کے اس اُمت میں اور کوئی شخص اللہ تعالےٰ سے ہمکلام نہیں ہو سکتا یہ تو صرف ایک مثال دی ہے کہ اس امت میں بھی ملہم ہوں گے چنانچہ اس وقت حضرت عمرؓ اس حیثیت میں موجود ہیں۔ قرآن شریف میں بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ تین طریقوں سے انسانوں سے کلام ہوتا ہے۔ ایک وحی یعنی اشارے سے۔ دوسرا من وراء حجاب تیسرا رسول یعنے فرشتہ کی وساطت سے حضور نبی کریم صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی ہیں اور رؤیا صادقہ بھی مبشرات میں شامل ہے حضرت مرزا صاحب کے جن اشعار کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس میں پہلے ہی شعر میں وحی خدا کا لفظ موجود ہے۔ تو گویا حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ وحی خدا کو خطا سے پاک سمجھتے ہیں اور قرآن کریم کی طرح سے منزہ یقین کرتے ہیں اور جو الفاظ خدائے پاک و وحید کی زبان سے نکلتے ہیں ان کو وہ کلام مجید کہتے ہیں آپ کو اس پر اعتراض ہے کہ وہ اس قسم کی وحی خدا کو قرآن کی طرح منزہ کیوں سمجھتے ہیں۔ آپ تو یہ بحث کر سکتے ہیں کہ جن الہامات کے حضرت مرزا صاحب مدعی ہیں وہ واقعی خدا کا کلام ہے یا حضرت مرزا صاحب کسی وجہ سے غلط طور پر اسے کلام الٰہی خیال کرتے ہیں یا ان الفاظ کو خود ترتیب دے کر خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مگر جب یہ اعتراف کر لیا جاوے کہ یہ خدا کا کلام ہے تو وہ بلاشبہ ہر قسم کی خطا سے منزہ ہوگا اور قرآن کریم کی طرح ہی اسے کلام مجید ہی سمجھا جائے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ ملہم کی اپنی شان کے مطابق اس سے کلام کرتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص سے تو ایسا کلام کرے جو پاک و منزہ ہو اور دوسرے شخص سے ایسی گفتگو کرے کہ پُر از خطا ہو۔ آپ نے یہ تو پڑھا ہوگا کہ اُمّ موسٰے کی طرف اللہ تعالےٰ نے وحی کی تھی جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے:—

واوحینا الی امّ موسٰے ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔

ترجمہ :—

اور موسٰے کی ماں کو ہم نے وحی کی کہ اسے دودھ پلا۔ پھر جب اس کے متعلق تجھے خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے۔ اور نہ ڈر اور نہ غم کر تا ہم اسے تیری طرف واپس لائیں گے۔ اور اسے مرسلوں میں سے بنائیں گے۔

اب یہ وحی ایک غیر نبی پر نازل ہوتی ہے اور وہ اسے خطا سے پاک اور یقینی خیال کر کے اس پر عمل بھی کر دیتی ہے۔ بلاشبہ یہ قرآن کی طرح پاک کلام ہے اور آپ لوگوں پر اتمام حجت کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس کو دوبارہ محمد رسول اللہ صلعم پر نازل کر کے قرآن میں بھی داخل کر دیا ہے تا کہ آپ لوگوں پر واضح ہو جاوے کہ اللہ تعالےٰ کا کلام خواہ کسی پر نازل ہو وہ پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ اگر اُمّ موسٰے اپنے زمانہ میں یہ دعوٰے کر بیٹھتی کہ خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوا ہے وہ نبیوں کے الہاموں کی طرح یقینی اور منزہ از خطا ہے تو آپ اس کو کیا جواب دیتے۔

اسی طرح سورۃ المائدہ میں یہ الفاظ درج ہیں:—

واذ اوحیت الی الحواریین ان آمنوا بی وبرسولی قالوا آمنا واشہد باننا مسلمون۔

ترجمہ :—

اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ یہ وحی بھی غیر نبیوں کی طرف ہے اور یقینی اور قطعی ہے۔ اور خطا سے پاک ہے۔ اور اللہ نے اسے بھی قرآن میں درج فرما کر اسے بھی کلام مجید کا درجہ دے دیا ہے۔

الغرض خدا کا کوئی کلام ایسا نہیں ہو سکتا جس میں کوئی شائبہ خطا کا ہو۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے ان الہامات کو جن کو وہ خدا کا کلام سمجھتے ہیں خطا سے پاک قرار دے دیا تو کیا جُرم کیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ مرزا صاحب کے الہامات میں آپ کو نہ سیاق نظر آتا ہے اور نہ سباق نہ تنظیم نہ تسلسل۔ تو کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کائنات کہ جو اللہ تعالےٰ کا ایک عظیم الشان فعل ہے آپ نے اس کے تمام گوشوں کو سمجھ لیا ہے۔ قرآن شریف نے کائنات کے متعلق فرمایا ہے کہ وھو العزیز الغفور الذی خلق سبع سمٰوات طباقا۔ ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفٰوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب

الیك البصر خاسئًا وھو حسیر

ترجمہ :۔

وہ غالب بخشنے والا ہے جس نے سات آسمانوں کو ایک دوسرے کے اُوپر پیدا کیا۔ تو رحمان کی پیدائش میں کوئی اختلاف نہیں دیکھے گا پھر نظر کو لوٹا تو کیا تو کوئی بگاڑ دیکھتا ہے۔ پھر نظر کو بار بار لوٹا۔ نظر تیری طرف حیرت سے تھک کر واپس آجائے گی۔ فی الواقعہ انسان کے سامنے جو ساری کائنات تحیر انگیز ہے۔ ابھی تو انسان نے کروڑ ہا کرہ ہائے سماوی میں سے صرف ایک چھوٹے کرّہ کو یعنی چاند کو اس لئے انتخاب کیا ہے کہ اس سے کوئی تعلق پیدا کیا جاوے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وسیع سمندر میں سے صرف ایک قطرہ سے شناسائی حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور ابھی تک یہ بھی یقینی نہیں کہ اس میں کہاں تک انسان کو کامیابی ہوگی۔ آپ نے یہ کس طرح فرض کر لیا ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ کے کلام کے تمام گوشوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ :۔

تسبح لہ السمٰوٰت السبع والارض ومن فیھن وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ انہ کان حلیمًا غفورا (بنی اسرائیل۔ ۴۴)

ترجمہ :۔

ساتوں آسمان اس کی تسبیح کرتے ہیں اور زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہیں وہ بھی اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ وہ تحمل والا بخشنے والا ہے۔ ہماری عقلوں کی تو یہ حالت ہے کہ ہمارے اردگرد ہر آن تمام جاندار بلکہ ہر چیز جو زمین آسمان کے اندر ہے اللہ تعالےٰ کی تسبیح کر رہی ہے مگر ہم ان کے ایک لفظ تک کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ انسان سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ربّ کے کلمات کو پوری طرح سمجھ سکے۔ قرآن کریم فرماتا ہے قل لو کان البحر مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا (الکھف۔ ۱۰۹ آیت)

ترجمہ :۔

کہہ اگر سمندر میرے ربّ کے کلمات کے لئے سیاہی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا قبل اس کے کہ میرے ربّ کے کلمات ختم ہوں۔ گو ہم اسی جیسا اور اس کی مدد کو لائیں۔ کیا انسان کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ کلمات الٰہی پر حاوی ہو سکے۔

میں آپ سے خود قرآن شریف کے متعلق یہ پوچھتا ہوں کہ ذرا مجھے حٰم عسق کے معنی ذرا بتا دیجئے۔ اسی طرح قرآن کریم میں متعدد مقطعات ہیں جن کا ترجمہ تفسیروں میں کوئی نہیں کیا گیا۔ جب یہ ایک ایسی وحی کی کیفیت ہے جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نازل ہوئی ہے تو آپ غیر نبی پر نازل شدہ مبشرات یا اخبار غیبیہ کو قبل از وقت کیسے سمجھ سکتے ہیں مثال کے طور پر میں حضرت مرزا صاحب کے دو الہام آپ کو بتاتا ہوں جو بوقتِ نزول خود ملہم کو ان کے معانی معلوم نہ تھے مگر بعد کے واقعات نے اُن پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ وہ الہام بھی چھوٹے سے فقروں پر مشتمل ہیں۔ ایک تو ہے۔ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"۔ جب یہ الہام ہوا تو نادر شاہ کوئی شخص موجود نہ تھا۔ ہاں ایک شخص نادر خان افغانستان کے بادشاہ کے حکم سے بغاوت کے الزام میں ملک بدر کیا گیا تھا۔ اور پیرس میں مقیم تھا۔ افغانستان کے تخت پر قبیلہ اور ہی حکمران تھا۔ واقعات نے ایسا پلٹا کھایا کہ کئی سالوں کے بعد امان اللہ خان شاہ افغانستان کے خلاف بغاوت ہوئی اور ایک شخص بچہ سقہ نے دوسرے ڈاکوؤں اور قزاقوں کی مدد سے کابل کو فتح کر لیا۔ اور تخت پر بیٹھ گیا۔ اس کی خبر جب پیرس پہنچی تو نادر خان کو خیال ہوا کہ اس ڈاکو کو تخت سے اتار کر کسی شریف انسان کو افغانستان کے تخت پر حکمران بنانا چاہیئے۔ بچہ سقہ کی پشت پر برطانیہ کی حکومت بھی تھی اور اصل میں برطانیہ کی حکمت عملی کا نتیجہ تھا کہ امان اللہ کو تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔ امان اللہ برطانیہ سے بالکل آزاد ہو جانا چاہتا تھا۔ برطانیہ کے ایجنٹوں نے افغانستان میں ریشہ دوانیاں شروع کر دی تھیں اور ملکہ ثریا کی ننگی تصویریں شائع کر دیں جس سے غیور پٹھان بھڑک اُٹھے اور امان اللہ کی غیر حاضری میں جبکہ وہ ولایت میں معہ ملکہ ثریا سیاحت کے لئے گیا ہوا تھا علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور یوں بچہ سقہ کو موقع مل گیا کہ وہ چند بدمعاشوں کی امداد سے کابل کے تخت پر قابض ہو گیا تھا۔ نادر خان تن تنہا پیرس سے چلا اور پشاور پہنچا اور چند دنوں کے لئے مقیم ہوا۔ وہاں اُس نے افغانستان کے قبائلی سرداروں سے رابطہ پیدا کیا اور بالآخر پٹھانوں کی ایک جمعیت تیار کی اور افغانستان کی طرف کوچ کر دیا۔ ان دنوں میں راقم مضمون ہذا نے نادر خان سے پشاور میں ملاقات کی تھی۔ اُس وقت کبھی یہ خیال نہ ہو سکتا تھا کہ یہ شخص ایسی بے سرو سامانی کی حالت میں ایک لشکر جرار تیار کرا لے گا اور کابل پر چڑھائی کر کے بچہ سقہ سے تخت کو خالی کرا لے گا۔ وہ بڑی سادہ زبان میں اس وقت ہم لوگوں کو یہ کہتا تھا کہ ہمیں ہندوستانی مسلمانوں سے کسی قسم کی امداد نہیں چاہیئے۔ صرف آپ لوگ دعا کریں کہ یہ شخص یعنی بچہ سقہ جو ہمارے مُلک کی بدنامی کا باعث ہو رہا ہے کیفر کردار کو پہنچ جاوے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ آپ کس طرح نہتے پٹھانوں سے فوج کا کام لے لیں گے۔ اس نے کہا کہ میں اللہ تعالےٰ پر توکل رکھتا ہوں اور انشاء اللہ تعالےٰ کامیاب ہو جاؤں گا۔ چند دنوں کے بعد دنیا نے یہ خبر سن لی کہ بچہ سقہ قتل کر دیا گیا ہے اور لوگوں نے بالاتفاق نادر خان کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا ہے اور ایسا وہ نادر خان سے نادر شاہ بن کر کابل کا مسلمہ حکمران بن گیا ہے۔ اس نے بڑے تحمل اور بردباری سے کار سلطنت کو چلایا اور تمام مُلک کا محبوب قائد بن گیا۔ اس کے خلاف ملک کے کسی گوشہ سے احتجاج کی کوئی آواز بلند نہ ہوئی۔ ایک دن وہ کابل میں ایک سکول کے معائنہ کے لئے گیا وہاں بالکل امن و امان کی فضا تھی بادشاہ کی آمد پر مسرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ خوش آمدید کے پھول برسائے جا رہے تھے کہ ایک طالب علم نے جسے شاہ سے کوئی پرانا انتقام لینا تھا بڑے نزدیک سے شاہ وقت پر فائر کر دیا اور اسے ہلاک کر ڈالا ہر ایک زبان پر یہ الفاظ بے ساختہ تھے کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا"۔ پس یہ گفتہ خدا یوں پورا ہوا۔ اس الہام پر بھی لوگوں نے بوقت نزول کافی خندہ زنی کی اور اسے تضحیک کا نشانہ بنایا جب یہ الہام پورا ہوا تو دنیا حیرت میں کھو گئی۔

اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو یہ الہام ہوا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی۔ غالبًا اس الہام کے وقت یا تو شاستری ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا یا صرف شیر خوار بچہ تھا اس الہام کے بعد لیل و نہار کا قدرتی چکر چلتا رہا تا آنکہ وہ وقت آگیا کہ ہندوستان میں ایک شخص شاستری نامی سیاست کی وادی میں داخل ہو کر آہستہ آہستہ ترقی کے منازل طے کرنے لگا اور بالآخر نہرو کی موت کے بعد اس کا جانشین ہو کر وزیر اعظم کے عہدہ پر متمکن ہو گیا اور پھر حالات نے یہ پلٹا کھایا کہ ہندوستان اور پاکستان میں جنگ ہو گئی۔ ہندوستان پاکستان کے مقابل پر پانچ گنا زیادہ فوج لے آیا اور ساز و سامان حرب پانچ گنا سے بھی زیادہ پاکستان کے بالمقابل لا کر میدان میں نکل آیا۔ لاہور پر شدت سے حملہ کر دیا گیا۔ اس وقت پاکستان کی افواج کشمیر کے محاذ پر داد شجاعت دے رہی تھیں اور لاہور کا محاذ بالکل خالی پڑا تھا۔ دہلی میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو شاستری جی وزیر اعظم نے فرط مسرت سے مخمور ہو کر اعلان کر دیا کہ کل میں آپ کو ایک بہت بڑی خوشخبری سُنانے والا ہوں چنانچہ چند گھنٹوں کے بعد ہی B.B.C اور دہلی کے ریڈیو میں یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ لاہور کا ایک حصہ فتح ہو چکا ہے اور کل افواج ہند جیمخانہ لاہور میں فتح کی تقریب پر جائے نوشی کریں گی یہی پیشگوئی تھی جسے شاستری نے اشاروں میں بیان کر کے دوسرے دن دنیا کے سامنے اعلان کرنا تھا۔ مگر شاستری کی یہ پیشگوئی بالآخر غلط نکلی۔ لاہور نے تو کیا فتح ہونا تھا ہندوستان کی پانچ گنا فوج شکستوں پر شکست کھاتی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی اور شاستری جی نے اقوام عالم کے ادارہ میں اپیل کی کہ ہندوستان اور پاکستان میں مصالحت کروائی جائے اور یوں اقوام عالم کی مداخلت سے فائر بندی کا انتظام کیا گیا۔ جب احمدیہ جماعت کی طرف سے یہ پیشگوئی مشتہر کی گئی تو بعض حلقوں نے اسے تسلیم نہ کیا آخر اس وقت ثابت کر دیا گیا ایک دفعہ اور دنیا حیرت میں کھو گئی۔ یہ تو میں نے دو مثالیں آپ کے اعتراض کے جواب میں بیان کر دی ہیں۔ تذکرہ میں بیان کردہ کئی الہامات پورے ہو چکے ہیں اور میں مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی خدمت میں بھی عرض کر رہا ہوں کہ آپ کی مزید تشفی کے لئے وہ اس موضوع پر اپنا قلم اٹھائیں اللہ تعالےٰ نے ان کو الہام کے متعلق بڑے معارف عطا فرمائے ہیں۔ اُمید ہے کہ وہ اس پر سیر حاصل بحث کر کے آپ کی مزید تسلی فرما دیں گے۔

گذشتہ خطبہ جمعہ

گذشتہ پرچہ میں مولینا مصری صاحب کا جو خطبہ شائع ہوا ہے اس میں صفحہ ہذا کے پہلے کالم کی ہر سطر کا پہلا حرف چھپائی میں نہیں آسکا اس لئے مفہوم سمجھ نہیں آسکتا ہذا ذیل میں وہ کالم دوبارہ درج کیا جاتا ہے۔ قارئین اس کے مطابق گذشتہ اشاعت کے محولہ بالا صفحہ میں درستی کر لیں۔

خدا کی طرف سے یہ وحی ہے میرا ربّ یقینًا نہ غلطی میں مبتلا ہو سکتا ہے اور نہ بھول سکتا ہے فیصلہ خدائی یہی ہے کہ اس مقدمہ میں تمہیں کھلی کھلی کامیابی حاصل ہوگی اللہ تعالےٰ اس کو ایک وقت مقررہ تک پیچھے ڈال رہا ہے یہ فضل الٰہی تیرے شامل حال اس لئے ہوگا کہ تو میرے ساتھ ہے اور تجھے میری معیت حاصل ہے کہہ دو اللہ یعنی اللہ جس امر کو چاہے اسے کرنے پر قادر ہے اور وہ چونکہ میرے ساتھ ہے اس لئے مجھ پر کوئی غالب نہیں آسکتا وہ مجھے ہی غالب کرے گا۔ پھر اپنے ساتھ اللہ کے ہونے کا ذکر کر کے اس دشمن کو چھوڑ دو کہ اپنی سرکشی میں اکڑ کر چلتا رہے یقینًا اللہ تیرے ہی ساتھ ہے وہی پوشیدہ اور مخفی امور کو جانتا ہے۔ (یہ الہامی الفاظ قریبًا قریبًا قرآنی الفاظ یعلم السر واخفٰی کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں) یہ پوشیدہ امر جس کو میں ظاہر کر کے تمہاری کامیابی کا ذریعہ بنانے والا ہوں اس امر پر بیّن دلیل کا کام دے گا کہ وہی اللہ قابل پرستش ہے جس کو قرآن کریم نے اور محمد رسول اللہ صلعم نے پیش کیا ہے اور یہ بھی اس سے ثابت ہو جائے گا کہ تو جو میرا بندہ اور میری طرف سے مامور مسیح وقت ہے فی الحقیقت حقیقی خدا کی ہی پرستش کر رہا ہے اور یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ

(باقی بر صفحہ ۱ کالم ۲)

حضرت مسیح موعودؑ کی اعجازی دُعائیں

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خارقِ عادت شفایابی

ایک سابقہ اشاعت میں حضرت مسیح موعودؑ کی اعجازی دعاؤں کے سلسلہ میں ایک سگ گزیدہ لاعلاج مریض کی آپؑ کی دعا سے شفایابی کا واقعہ لکھا گیا تھا۔ انہی اعجازی دعاؤں کے متعلق مولینا مرتضیٰ خان صاحب مرحوم کا ایک غیر مطبوعہ مضمون دستیاب ہوا ہے جو قارئین کرام کے استفادہ کیلئے باقساط درج ذیل ہے:۔

سنہ ۱۹۰۲ء کا ذکر ہے کہ مُلک میں طاعون کی وبا نے تباہی مچا رکھی تھی۔ اور قادیان کے ہر چہار طرف بھی طاعون کا زور وشور تھا۔ جس سے سینکڑوں گھر تباہ و برباد ہو رہے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ نے حُجّۃ اللّٰہ علی الارض بنا کر بھیجا تھا۔ خدائے بزرگ و برتر کا وعدہ تھا کہ

انّی احافظ کلّ من فی الدار

یعنے خدا کہتا ہے کہ میں ہر ایک شخص کی جو دار کے اندر ہے (یعنے آپؑ کے مکان کی چار دیواری کے اندر ہے) حفاظت کروں گا اور طاعون سے بچائے رکھوں گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ الفاظ بھی تھے "الّا الذین علوا باستکبار" یعنے یہ وعدہ حفاظت ان کے لئے نہیں ہے جو سرکشی اور تکبر اختیار کریں۔ خاص حفاظت کا وعدہ حضورؑ کی ذات سے متعلق تھا جیسا کہ الہام احافظک خاصۃً کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے۔

انہی ایام کا ذکر ہے کہ ایک دن حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کو سخت بخار چڑھ گیا۔ اور آپ کو غالب گمان ہو گیا کہ یہ طاعونی بخار ہے جو مہلک ہے۔ اگرچہ مولانا صاحب موصوف ان دنوں میں دار کے ایک حصہ میں مقیم تھے۔ لیکن اس خیال سے کہ شاید ان کے اندر کوئی کمزوری ہو ان کو گمان ہوا کہ انہیں بھی طاعون ہو گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے گھبراہٹ میں مفتی محمد صادق صاحب کو بلوا کر اپنی وصیت بھی لکھوا دی۔

جب حضرت اقدسؑ کو آپ کی بیماری کا علم ہوا اور آپ کو بتایا گیا کہ مولانا صاحب کو خیال ہے کہ انہیں طاعون ہو گئی ہے اور انہوں نے مرنے والے لوگوں کی طرح اپنی وصیت بھی لکھوا دی ہے۔ تو آپ فوراً اُٹھے اور مولوی صاحب موصوف کے پاس تشریف لے گئے اور نہایت محبت کے ان الفاظ میں جا کر دریافت فرمایا۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ "حضورؑ! مجھے طاعون ہو گئی ہے۔ دیکھئے کس شدت کا بخار ہے۔ کہ جسم پھُنکا جاتا ہے"۔

تب حضرت حُجّۃ اللّٰہ علی الارض نے نہایت جذبہ کے ساتھ فرمایا:۔

"اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر مَیں جھُوٹا ہوں اور میرا دعوےٰ الہام جھُوٹا ہے[1]"

یہ فرما کر آپ نے جو ہاتھ مولوی صاحب کی نبض پر رکھا تو عجب کرشمہ قدرت خداوندی ہے کہ بخار کا نام ونشان نہ رہا۔ اور مولوی صاحب کا بدن تندرست آدمیوں کی طرح ایسا سرد پڑ گیا کہ گویا کبھی تپ تھا ہی نہیں سبحان اللہ و بحمدہٖ۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر رفتہ باز می گردد ز راہ

جنہیں خدا تعالےٰ نے غور کرنے والا دماغ اور دیکھنے والی آنکھیں دی ہیں وہ خود غور کر سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں کہ فی الحقیقت یہ ایک خارق عادت امر تھا جو وقوع میں آیا۔ یہاں انسانی عقل جواب دے جاتی ہے اور انسانی علوم ختم ہو جاتے ہیں۔ کیا دنیا کا کوئی فلاسفر، کوئی حکیم، کوئی دانا اس راز کو کھول سکتا ہے کہ آگ کی طرح پھنکتا ہوا جسم طرفۃ العین میں کس طرح سرد پڑ گیا؟ کیا دنیا کا کوئی ڈاکٹر۔ کوئی طبیب جس نے ساری عمر علم طبّ کی چھان بین میں گذاری ہو۔ اور دنیا کی کوئی دوا کوئی علاج اس کے تغیر سے باہر نہ رہا ہو بتا سکتا ہے کہ اس شدت کا بخار آناً فاناً کس طرح غائب ہو گیا؟ وہ شخص جو اپنے آپ کو مردہ سمجھ رہا ہے کس طرح چشم زدن میں تندرست آدمیوں کی طرح اُٹھ کر بیٹھ گیا؟ گویا مردہ زندہ ہو گیا۔ اس کا جواب ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ یہ قدرتِ الٰہیہ کا ایک کرشمہ ہے۔ یہ اس مردِ خدا کی توجہ اور جذبہ کا نتیجہ ہے جس کو خدا نے اپنی جناب سے اعجازی طاقتیں عطا فرمائی تھیں۔ ولا غایۃ۔

اس حقیقت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑے گا کہ انبیاء اور اولیاء کو اپنے خدا سے خاص خاص اسرار ہوتے ہیں جن کا ہم سطحی نظر کے لوگ احاطہ نہیں کر سکتے۔

خدائے بزرگ و برتر خالق کائنات ان کو وہ طاقتیں اور وہ حواس دیتا ہے جس کا ہم وہم گمان بھی نہیں کر سکتے ؎

فلسفی کو منکر از حنانہ است
از حواسِ انبیاء بیگانہ است

پہلے اولیاءاللہ کے خوارق وکرامات پر امتدادِ زمانہ کی وجہ سے شکوک وشبہات کے غبار پڑے ہوئے ہیں لیکن یہ واقعہ تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کا انکار کس طرح کیا جائے اور اس کے متعلق کس طرح کوئی شک و شبہ دل میں لایا جائے؟

یہ تو روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے اور اس کے سچا ہونے میں ذرا شک و شبہ نہیں۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اولیاءاللہ کو خدا اعجازی طاقتیں دیتا ہے جن کا دنیا کی طاقتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یقیناً حضرت میرزا علیہ الرحمۃ ان بزرگ اولیاء میں سے تھے جو خالق کائنات کی طرف سے ایسی طاقتیں لے کر آئے تھے۔ انہوں نے نہ صرف علمی دلائل سے ہی بلکہ اپنے خوارق وکرامات سے اس وراء الوراء ہستی کے وجود کو منوایا جو غیب در غیب کے پردوں میں نہاں۔ اور جس کی تلاش میں ایک دُنیا سرگرداں ہے ؎

فلسفی کز عقل میجوید ترا دیوانہ است
ہر کہ شد آگاہ شد از احسانِ بے پایانِ تو

ایسے بیّن نشانات ایسے خوارق اور ایسے کرامات کے ہوتے ہوئے کیا حضرت میرزا صاحبؑ کے کامل انسان ہونے میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ؎

ہماں ز نوعِ بشر کامل از خدا باشد
کہ با نشانِ نمایاں خدا نما باشد

---

[1] یہ حضرت اقدسؑ کے اپنے الفاظ ہیں جو حضورؑ نے حقیقۃ الوحی میں تحریر فرمائے ہیں۔ (مؤلف)

یہ واقعہ نظم میں } خاکسار نے کچھ عرصہ ہوا اس واقعہ کو منظوم کیا تھا۔ چنانچہ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ہم وہ نظم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

اس محرمِ رموزِ خفی وجلی کا نام ⁂ مشہور ہے جہاں میں محمد علیؒ کا نام
ممتاز اک مریدِ مسیح الزّماںؑ کا ⁂ بے مثل و بے نظیر مفسّر قرآن کا
بیمار سخت ہو گیا۔ اللہ کی رضا ⁂ اک دن تپِ شدید سے وہ مردِ باخدا
طاعون کیا تھی گویا اجل کا پیام تھا ⁂ پھیلی ہوئی تھی اُن دنوں طاعون کی وبا
جینے کی اب نہیں مجھے اُمیّد زینہار ⁂ سمجھا کہ ہو رہا ہوں میں طاعون کا شکار
رگ رگ میں اس کی گویا تھا نشتر چُبھا ہوا ⁂ بے چین دل تھا کرب تھا اور اضطراب تھا
بُلوا کے دوستوں کو وصیت بھی دی لکھا ⁂ جب زندگی سے اپنی وہ مایوس ہو گیا
اے حضرت اب ہے حالتِ بیمار خستہ تر ⁂ جا کر کسی نے حضرت اقدسؑ کو دی خبر
گویا وہ ہونے والا ہے سُوئے عدم رواں ⁂ چہرہ پہ اس کے یاس کے آثار ہیں عیاں
اور یوں لسانِ صدق سے گوہر فشاں ہوئے ⁂ سُوئے مریض مہدیٔ آخر زماں گئے
طاعون تجھکو چھُو سکے ممکن نہیں کبھی ⁂ "میرے حبیب کیوں تجھے آتی ہے بے کلی
ایسا ہی مجھ سے وعدۂ ربِّ کریم ہے ⁂ محفوظ ہے جو دار میں میرے مقیم ہے
جھُوٹا ہے میرا سلسلہ جھُوٹا میرا کلام ⁂ طاعون ہوا اگر تجھے اے مردِ نیک نام
اس مردِ برگزیدہ علیہ السّلام نے ⁂ کہکر یہ ہاتھ نبض پہ رکھّا امامؑ نے
یہ معجزہ مسیحؑ کا مشہور ہو گیا ⁂ رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ تپ دُور ہو گیا

مختار احمد صاحب بٹ از ادکشنیر

جب انسان نیک بنتا ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔
اگر بیعت توبہ پر قائم رہو گے تو خدا تم کو ہر ایک بلا سے بچائے گا۔

قرآن بہت پڑھو نمازیں ادا کرو۔ عورتوں کو سمجھاؤ اور بچوں کو نصیحت کرو۔

جب آدمی توبہ کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ قرآن میں یہ اس کا وعدہ ہے۔ ہر طرح کے دکھ انسان کو دنیا میں ملتے ہیں مگر جب خدا کا فضل ہوتا ہے تو ان سب بلاؤں سے انسان بچتا ہے۔ اس لئے اگر تم لوگ اپنے وعدہ کے موافق اس پر قائم رہو گے تو وہ تم کو ہر ایک بلا سے بچائے گا۔ نمازیں پکے رہو۔ جو مسلمان ہو کر نماز ادا نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔ بتاؤ ایک ہندو میں اور اس میں کیا فرق ہے۔ زمینداروں کا دستور ہے کہ ذرا ذرا سے عذر پر نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ کپڑوں کے میلا ہونے کا بہانہ کر دیتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس اور کپڑے نہ ہوں تو اسی میں نماز پڑھ لیں جب دوسرا کپڑا مل جائے تو اس کو بدل دے۔ اسی طرح اگر غسل کرنے کی ضرورت ہو اور بیمار ہو تو تیمم کر لے۔ خدا نے ہر قسم کی آسانی کر دی ہے تاکہ قیامت میں کوئی عذر نہ ہو۔

اب ہم مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ شطرنج گنجفہ وغیرہ بے ہودہ باتوں میں وقت گذارتے ہیں ان کو یہ خیال تک نہیں آتا کہ اگر ہم ایک گھنٹہ نمازیں گذاریں گے تو کیا حرج ہوگا۔ سچے آدمی کو خدا مصیبت سے بچا لیتا ہے۔ اگر پتھر بھی برسیں تو بھی اسے ضرور بچا دے گا۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو سچے اور جھوٹے میں کیا فرق ہو سکتا ہے۔ لیکن یاد رکھو صرف ٹکریں مارنے سے خدا راضی نہیں ہوتا۔ کیا دنیا میں کیا دین میں جب تک پوری بات نہ ہو فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ جیسے میں نے کئی بار بیان کیا ہے کہ روٹی اور پانی سیر ہو کر نہ کھائے پیئے تو وہ کیسے بچ سکتا ہے عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے فقط زبانی اقرار ہی کافی نہیں اور نہ ادھوری نمازیں کافی ہو سکتی ہیں بھلا ایک شخص جس کو پیاس شدت کی لگی ہوئی ہو کیا ایک قطرہ پانی سے وہ اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ کبھی نہیں۔ اسی طرح پر کوئی شخص ادھوری اور ناقص نمازوں سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے نہیں بچا سکتا۔ پس اپنی نمازوں کو درست کرو۔ ہر قسم کی شکایت۔ گلہ۔ غیبت۔ جھوٹ افترا۔ بدنظری وغیرہ سے اپنے تئیں بچائے رکھو۔ جو بات طاقت سے باہر ہے وہ تو خدا معاف کر دے گا۔ مگر جو بات طاقت کے اندر ہے اس سے مواخذہ ہوگا۔

جب انسان نیک بنتا ہے تو اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے خدا کی رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں سچا مومن وہی کہلاتا ہے۔ اور اس کی برکت اس کے گھر اور اس کے شہر میں موجود ہوتی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کو ناراض کرتا ہے وہ نجاست کھاتا ہے اگر انسان بدی کو خدا کے خوف سے چھوڑ دے تو خدا اس کی جگہ نیک بدلہ اسے دیتا ہے۔ مثلاً ایک چور اگر چوری کرتا ہے وہ چوری کو چھوڑ دے تو خدا اس کی دیگر معاش حلال طور سے کر دے گا۔ اسی طرح زمینداروں میں پانی وغیرہ چرانے کا دستور ہوتا ہے۔ اگر وہ چھوڑ دیں تو خدا ان کی کھیتی یا دوسری طرف سے برکت دے گا۔ ایک نیک متقی زمیندار کے واسطے خدا تعالےٰ بادل کا ٹکڑا بھیج دیا کرتا ہے۔ اور اس کے طفیل دوسرے کھیت بھی سیراب ہو جاتے ہیں۔

خدا کو چھوڑ کر بدی اور گند میں رہنا خدا کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اس میں خدا تعالےٰ پر ایمان میں بھی شک ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ چور جب چوری کرتا ہے تو ایمان اس میں نہیں ہوتا۔ اور زانی جب زنا کرتا ہے تو ایمان اس میں نہیں ہوتا۔ یاد رکھو۔ کہ وسوسے جو بلا ارادہ دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر مواخذہ نہیں۔ جب پکی نیت انسان کسی کام کی کرے۔ تو اللہ تعالےٰ مواخذہ کرتا ہے۔ اچھا آدمی وہی ہے جو دل کو ان باتوں سے ہٹا دے۔ ہر ایک عضو کے گناہوں سے بچنے۔ ہاتھ سے کوئی بدی کا کام نہ کرے۔ کان سے کوئی بری بات۔ چغلی۔ غیبت۔ گلہ وغیرہ نہ سنے۔ آنکھ سے محرمات پر نظر نہ ڈالے۔ پاؤں سے کسی گناہ کی جگہ چل کر نہ جاوے۔

بار بار میں کہتا ہوں کہ تم لوگ طاعون سے بے خوف نہ ہو۔ اور یہ نہ سمجھو کہ اب اس کا دورہ ختم ہو گیا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو کیوں نہیں آتی اور وہ بدی پر مصر ہیں۔ ان کو وہ ضرور پکڑے گی۔ اس کا دستور ہے۔ کہ اول دور دور رہتی ہے۔ اب دیکھو۔ مکہ میں قحط بھی پڑا۔ وبا بھی آئی۔ لیکن ابو جہل کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ حالانکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ چودہ برس تک اس کو خدا تعالےٰ نے اس طرح رکھا کہ سر درد تک نہ ہوا۔ آخر وہاں ہی قتل ہوا جہاں پیغمبر خدا نے اس کا نشان بتایا تھا۔ اس دنیا میں خدا تعالےٰ سب کام پردے میں کرتا ہے۔ اگر وہ قہری تجلی ایک دن دکھلا دے۔ تو سب ہندو وغیرہ مسلمان ہو جاویں۔ تم میں سے کوئی تکبر اور غرور سے یہ نہ کہے۔ کہ مجھے طاعون نہیں آئی۔ خدا تعالےٰ شریروں کو اس لئے مہلت دیتا ہے کہ شاید باز آ جاویں اور ہدایت ہو۔

جو لوگ یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ اگر خدا ہے تو ہم کو ہمارے گناہوں کے بدلے کیوں عذاب نہیں دیتا اور نہیں پکڑتا۔ وہ دلیری کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ کے کام آہستہ اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اگر وہ قہری تجلی کرے تو ایک لحظہ میں تباہ کر دے۔ دنیا میں سارے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ اگر ایک شخص گڑ یا ریوڑیاں تقسیم کرے تو ایک دم سب کو نہیں دے دیتا بلکہ ایک ایک کر کے دیتا ہے۔ ایسے ہی خدا تعالےٰ کا حال ہے۔ پہلے وہ دور دور بلائیں بھیجتا ہے۔ تاکہ بعض سعید الفطرت لوگوں کو جو شامت اعمال میں گرفتار ہو گئے ہیں توبہ و استغفار کا موقع ملے۔ وہ بچ جاتے ہیں اور شریر پکڑے جاتے ہیں۔

آج تم لوگوں نے توبہ کی ہے۔ اگر سچے دل سے کی ہے۔ تو پہلے سارے گناہ معاف ہو گئے۔ اب اس وقت سے پھر نیا حساب کتاب شروع ہوگا۔ فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ تمہارے گذشتہ اعمال نامے سب چاک کر دیں۔ اور تم نے اب نیا جنم لیا ہے۔ یاد رکھو جیسے ایک آقا نے اپنے غلام کے بہت سے گناہ معاف کر دیئے ہوں۔ اور اسے تاکید ہو۔ کہ اب کرو گے تو سخت سزا ہو گی۔ پھر اگر وہ کوئی قصور کرے۔ تو اسے (آقا) سخت غصہ آتا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ کا ہے۔ خدا تمہارا ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی باز نہ آیا تو اس کا غضب بھڑکے گا۔ جیسے وہ ستار ہے۔ ایسے ہی منتقم اور غیور بھی ہے۔ قرآن کو بہت پڑھو۔ نمازوں کو ادا کرو۔ عورتوں کو سمجھاؤ بچوں کو نصیحت کرو۔ کوئی عمل اور بات ایسا نہ کرو جس سے خدا تعالےٰ ناراض ہو، اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالےٰ ناراض ہوگا اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالےٰ تم میں اور دوسروں میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔"

(۹ مارچ ۱۹۰۳ء۔ تقریر)
(ملفوظات جلد پنجم)

بس جماعت احمدیہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ محض بیعت کر لینا۔ محض احمدیت میں داخل ہو جانا۔ محض احمدیت کا لیبل اپنے اوپر لگا لینا کافی نہیں جب تک ہم اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں داخل نہیں ہو جاتے۔ جب تک ہم رب العالمین کا صحیح نمونہ اپنے خدا اور خدا کی بنائی ہوئی دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے۔ جب تک ہم قرآن کریم کے تمام اوامر و نواہی کی عزت نہیں کرتے۔ ان کے آگے نہیں جھکتے۔ اور جن باتوں سے ہم کو روکا گیا ہے ہم ان سے باز نہیں آتے اور جن چیزوں کے کرنے کی ہمیں تلقین کی جاتی ہے وہ ہم بجا نہیں لاتے اس وقت تک ہم اللہ تعالےٰ کے ان فضلوں کے وارث نہیں ہو سکتے۔ جن فضلوں کا وارث وہ انسان ہوتا ہے جو قرآن کریم کے نور سے منور ہوتا ہے اور قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم کا کامل متبع ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم کا سچا خدمت گذار ہوتا ہے۔

محض احمدی کہلانا۔ اور محض احمدیت کی طرف منسوب ہونا۔ ہمارے لئے کافی نہیں۔ اس لئے میں جماعت کے بہن بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ صرف احمدی کہلانا۔ یا بیعت کر لینا کافی نہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو نمونہ بناؤ۔

بقیہ گذشتہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۸

حقیقی خدا وہی ہوتا ہے جو ہر چیز کو جانتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے یعنی تیرے توکل علی اللہ کو بھی جانتا اور اس کو دیکھ رہا ہے اور تیرے بدمقابل کی نیت ایذا رسانی اور شرارت اور تکبر سے پوری طرح واقف اور اس کے فعل قبیح کو بھی دیکھ رہا ہے۔ یقیناً خدا انہی لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقوےٰ کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں اور نیکی کو کما حقہ بجا لاتے ہیں ہم نے تجھے جو احمد کا بروز ہے تیری قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اعراض سے کام لیا اور کہا جھوٹا اور متکبر حق سے دور ہے اور اس کے خلاف گواہی دینے لگ پڑے اور تیز و سیلاب کی طرح اس پر امنڈ کر آ گئے لیکن ان کو کہہ دو کہ میرا محبوب قریب ہے وہ قریب تر ہے لیکن تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ رہا ہے۔ لیکن اس کی ایسی ہی کرامتوں کے ذریعہ اس کو دیکھا جا سکتا ہے حضورؑ فرماتے ہیں ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

یعنی کرامت اس زمانہ میں اگرچہ بے نام و نشان ہے لیکن اگر تم کرامت کو دیکھنا چاہتے ہو تو محمد رسول اللہ صلعم کے غلاموں سے آ کر لو یعنی میں محمد رسول اللہ صلعم کا غلام ہوں اس لئے ان کی اتباع کے نتیجہ میں کرامت دکھلا سکتا ہوں اور میری یہ کرامت محمد رسول اللہ صلعم کا معجزہ ہوگا کیونکہ ولی کی کرامت اس کے متبوع نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے۔ اب یہ

اے خدا نورِ ہُدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۷۲
تار کا پتہ تبلیغ لاہور

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

جلد ۵۷	یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۱ جمادی الاوّل ۱۳۸۹ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۶۹ء	نمبر ۳۲

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسلؐ خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

موت کی تمنا کے بجائے اللہ سے کیا دعا کرنی چاہیئے

عن انس ابن مالکؓ رضی اللہ عنہ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا یتمنین احدکم الموت من ضر اصابہ فان کان لابد فاعلا فلیقل اللھم احینی ما کانت الحیاۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہو موت کی آرزو نہ کرے اگر ضرور (آرزو) کرنے والا ہی ہے تو (یوں) کہے اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور مجھ کو وفات دے جب وفات میرے لئے بہتر ہو۔

اخبارِ احمدیہ

——— محمد اقبال چغتائی صاحب سب پوسٹ ماسٹر صادق گڑھ پیلس کے لڑکے عزیز خالد اقبال نے مڈل امتحان نمایاں کامیابی سے پاس کیا ہے اس خوشی پر چغتائی صاحب نے دار الشفاء کو دو روپے عطیہ مرحمت فرمائے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ

درخواستِ دعا

——— محترم صوفی کرم رسول صاحب چک 559 گ ب تحصیل جڑانوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۲ پر)

جو شخص خدا کیلئے دُکھ برداشت کرنے کیلئے تیار ہوتا ہے وہ ضرور کامیاب ہوگا

ارشادات حضرت امام الزمان مجدد صد چہاردہم علیہ السلام

یاد رکھو اللہ تعالیٰ رحیم کریم ہے۔ اس پر بدظنی نہیں کرنی چاہیئے۔ جو اس کی سنت کو نگاہ میں رکھے گا اور اس کے لئے دُکھ اور تکالیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاوے گا وہ ضرور کامیاب ہوگا۔ اگر اس کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلے گا اور تحمل سے کام لے گا تو رہ جاوے گا۔ دیکھو فوجوں میں جو لوگ بھرتی ہوتے ہیں اور دنیا کی خاطر لڑنے مرنے اور جان دینے کے لئے نوکر ہوتے ہیں وہ کوئی ہزاروں روپیہ تو تنخواہ نہیں پاتے۔ یہی دس بارہ روپیہ کی خاطر جان دینا قبول کر لیتے ہیں مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاطر اور اس دائمی بہشت اور دائمی خوشنودی کے لئے کوئی فکر نہیں کرتے۔

دائمی سکھ کے لئے کوشش کرنی چاہیئے

جب دنیا کے لئے ایسے کام کر لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حقیقی آرام اور ہمیشہ کے سکھ کے لئے اتنی کوشش نہیں کی جاتی۔ اصل میں ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی اور خدا تعالیٰ کے انعام واکرام کی قدر نہیں کرتے۔ اگر اس کی قدر کرتے تو جان کیا چیز تھی جو قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو جاتے۔ اصلی زندگی اور حقیقی سکھ تو یہی ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ حقیقی زندگی تو اپنے آپ پر ایک موت وارد کر لینے سے ہی ملا کرتی ہے ایسے لوگ جو جنتروں اور منتروں اور ٹونوں اور ٹوٹکوں کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں دین کے لئے کوشش کرنا چاہتے ہی نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ بڑے آرام سے اور گھر بیٹھے بٹھائے قلب کی صفائی حاصل ہو جاوے۔ اصل میں جھوٹے قصوں اور کہانیوں نے ان لوگوں کو بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ایسی باتوں سے انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ دین ایک ایسی چیز ہے جو جنتروں منتروں اور تعویذوں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے ان لوگوں نے بعض بعض ریاضتیں بھی مقرر کی ہوئی ہیں جن پر عمل کرنے سے کہتے ہیں قلب جاری ہو جاتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ باوجود قلب جاری ہونے کے عملی حالت ان کی اور بھی خراب ہو جاتی ہے اور ایسے وظائف میں سے ایک ذکر ارّہ بھی ہے کہ جس کا نتیجہ آخر میں سل

بدعتی ریاضتیں سل پیدا کرتی ہیں

حالانکہ خدا تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھا ہے جیسے فرمایا قد افلح من زکّٰہا (پ ۳۰) اور یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ راضی ہو جاوے کوئی دوئی نہ رہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کی ملونی نہ رہے اور کسی قسم کی دوری یا جدائی نہ رہے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد نہم)

مرزا معصوم بیگ صاحب مرحوم — چند یادیں

— (۱) —

پادری اور ہندو پرچارک اُن کے نام سے گھبراتے تھے

(شیخ محبوب عالم زبیر صاحب راولپنڈی۔)

مخلص کارکنوں کی یاد تازہ رکھنے سے قوم میں زندگی اور جوشِ عمل پیدا ہوتا ہے۔ اور باشعور قومیں یادِ رفتگان کو اپنے ذہن سے کبھی محو نہیں ہونے دیتیں۔ مرزا معصوم بیگ صاحب بھی قوم کے مخلص کارکنوں میں سے تھے۔ کسے معلوم تھا کہ مشرقی پنجاب کے ایک دُور اُفتادہ علاقہ میں قیام پذیر ایک گریجوایٹ اسلام کا ایک بے باک مبلغ بن جائے گا۔ اس قسم کے واقعات حضرت مجدد وقت رح کی صداقت کی دلیل ہیں برصغیر کے مسلمانوں میں مغلوبیت اور کمزوری و کمتری کا احساس عام تھا۔ غیر مذاہب کے مقابلے میں اہلِ اسلام بیّن دلائل سے محروم تھے اور ادیانِ باطلہ پر اسلام کو بزورِ دلائل غالب کرنے کی ہمت کم تھی۔ اسلام کی عزت و عظمت کی بحالی کے لئے رُوحانی قوت اور عزمِ صمیم کی ضرورت تھی۔ یہ ضرورت حضرت مجدد وقت رح نے مہیا کی۔

حضرت مجدد زمان رحمہ کی بیعت میں داخل ہونے کے بعد مرزا معصوم بیگ صاحب نے لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا اور چند سالوں میں اسلام کے پختہ کار مبلغ بن گئے۔ حضرت امام الزمان رح کی تصانیف سے انہیں اسلام کی مدافعت کے لئے بے شمار دلائل و براہین میسر آئے جو ایک مبلغ کے لئے ضروری ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تبلیغی تقریروں اور تحریروں میں پُورے طور پر تاریخی و مذہبی شواہد اور نشانات پیش کئے جو اسلام کا انسان کا فطری، معقول اور سچا دین ثابت کرتے ہیں۔ تبلیغی اجتماعوں میں جو ایمان افروز نظارہ پیدا ہوتا تھا وہ حضرت مجدد صد چہاردہم کے اس بیان پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے ؎

ہم نے دشمن کو کیا حجّت پامال
تیغ کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

حضرت مجدد وقت رح کی رُوحانی طاقت اور قوتِ قدسی کا نتیجہ تھا کہ ریاست جموں و کشمیر کے مشرق میں واقعہ ریاست چنبہ میں عامۃ المسلمین نے اسلام کے مخالفوں کو دلیل و حجت سے پامال ہوتے دیکھا۔ اس دُور اُفتادہ علاقے میں تبلیغی کو دادا کہتے ہیں مرزا معصوم بیگ پیش پیش رہتے۔ سناتن دھرم اور آریہ سماج کے جلسوں میں گرجا گھروں اور عیسائیت کے جلسوں [illegible] اور تبلیغی اجتماعوں میں مرزا صاحب کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرت مجدد زمان رح کے ساتھ تعلق نے کچھ ایسی رُوح پھونک دی تھی کہ پادری اور ہندو پرچارک ان کے نام سے گھبراتے تھے۔ ان کی اسلام کے دلائل کے سامنے کوئی پیش نہ جاتی تو وہ اپنی خفت مٹانے کے لئے ریاستی پولیس سے امن عامہ کے نام پر مداخلت کرواتے۔

ہندو اکثریت کی ریاست میں مسلم آبادی پانچ چھ فیصد۔ دوسری جن سے کم تحریک احمدیہ کے کارکن اور کیفیت یہ کہ ان مٹھی بھر لوگوں نے مرزا معصوم بیگ صاحب کی قیادت میں اسلام کو واقعۃً ہندو دیت اور عیسائیت پر غالب کر دیا۔ مرزا صاحب وسیع مطالعہ اور مفصل نوٹ لکھنے کے عادی تھے۔ انہوں نے ہندو عقائد کی تردید کے لئے ہندی اور سنسکرت سیکھ لی تھی۔ جب وہ کسی جلسہ یا مناظرہ میں تقریر کرنے جاتے تو مکمل تیار ہو کر اور ضروری حوالے نوٹ کر کے جاتے۔

اللہ تعالےٰ مرحوم کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے اور اپنے کرم و رحمت سے نوازے۔ آمین۔

— (۲) —

مرحوم کی خدماتِ اسلام بھلائی نہیں جا سکتیں

(محمد حسین صاحب کیمپ ٹاؤن۔)

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

اللہ تعالےٰ کے اس دائمی قانون کے مطابق اس کا ایک روشن ستارہ آج ہماری نظروں سے چھپ گیا۔ مرزا معصوم بیگ صاحب کی جدائی کو ہر وہ شخص محسوس کرے گا جس کی اشاعت اسلام کے لئے سچی تڑپ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سچی محبت ہو آج جب ان کی رحلت کی خبر نامور احمد صاحب مہتمم دار الکتب اسلامیہ کے خط میں پڑھی تو دل بے قابو ہو گیا اور بے ساختہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ ایسے آنسو جن کا رکنا دشوار ہو گیا میں اس مردِ مجاہد سے بہت سے کاموں کی تکمیل کرانا چاہتا تھا۔ آج ان کی رحلت کی خبر نے بے قابو کر دیا۔

مرزا معصوم بیگ مرحوم ہماری جماعت کے وہ مردِ مجاہد تھے جنہوں نے اسلام کی خدمت اور اشاعت پورے تن من دھن سے کی۔ اور ایک جوکنے سپاہی کی طرح میدانِ کارزار میں ایسا قلم چلایا کہ ان کی تحریر پتھر کی لکیر بن گئی۔ لائٹ اخبار کے پڑھنے والے ان کی جدائی کو ضرور محسوس کریں گے۔ اس اخبار کی ایڈیٹری انہوں نے نہایت اعلےٰ طور پر انجام دی اور اس کے علاوہ دوسرے مضامین بھی نہایت محنت اور محبت سے لکھے جو دلائل قاطعہ پر مبنی تھے۔

مرزا معصوم بیگ صاحب کو اللہ پاک نے ایک خاص قلم عطا کیا جس سے انہوں نے وہ اعلیٰ پایہ کے مضامین لکھے جس پر جرح کرنے والوں کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رکھی۔ اس کے علاوہ وہ ایک اور نہایت مشکل کام انجام دیتے رہے۔ وہ تھا بزرگ مصنفوں کی کتابوں کے انگریزی تراجم کا کام۔ یہ بڑا کٹھن کام ہوتا ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی مشہور تصنیف براہین احمدیہ کے بہت سے حصوں کا انگریزی ترجمہ کیا یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بڑی مشکل کتاب ہے جس کے حواشی کئی کئی سو صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ گذشتہ نصف صدی میں کسی نے اس کا ترجمہ نہیں کیا۔ مرزا معصوم بیگ صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ وہ اس کام کو پورا کر دیں آہ آج اس کام کو پورا کرنے والا ہمیں داغِ مفارقت دے گیا۔

مرحوم مرزا معصوم بیگ صاحب میرے ان خیر خواہوں میں سے ہیں جنہیں میں کبھی بھلا نہیں سکتا۔ پورے آٹھ سال سے نہ صرف میری رہنمائی کرتے رہے بلکہ یہاں کی مقامی جماعت کو ہر ممکن امداد پہنچاتے رہے۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ ان پچھلے سالوں میں یہاں کی احمدیہ جماعت پر علماء کے جس قدر خطرناک حملے ہوئے اور انہوں نے جماعت کو نیست و نابود کرنے کی جو کوششیں کیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف گندی کتابیں اور مضامین شائع کئے۔ مرزا صاحب نے ان سب کا منہ توڑ جواب دیا اور مخالف علماء کو خوب لتاڑا۔ یہ جوابات نہ صرف لائٹ میں ہی شائع ہوئے بلکہ ان کی اشاعت کتابی شکل میں بھی کی گئی۔

یہ تو ہوا ایک پہلو پچھلے چند سالوں میں عیسائیوں نے یہاں خوب تہلکہ مچا رکھا تھا۔ حضرت نبی کریم صلعم کی پاک ذات پر بے ہودہ اعتراضات ان کی طرف سے شائع ہوئے تو ڈبلیو رفادم چرچ نے ایک کتاب "ہسٹری آف حاجی عبداللہ" شائع کی یہ کتاب گندے اعتراضات کا پلندا تھی۔ ڈچ رفادم چرچ نے بارہ ہزار آدمیوں میں اسے تقسیم کیا جس سے عیسائی بہت خوش تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھود رہے ہیں۔ مرزا معصوم بیگ صاحب مرحوم نے اس کا جواب قسط وار لائٹ میں شائع کرنا شروع کیا اور بعد ازاں اس کو کتابی شکل دی۔ یہ جوابی کتاب ہم نے یہاں کے مشہور اخبارات کے نام بھیجی اور درخواست کی کہ اس پر تبصرہ کریں۔ لیکن انہوں نے کامل خاموشی اختیار کی اس پر ان کو مزید دو دفعہ یہ ٹریکٹ بھیجا گیا اور درخواست کی گئی کہ کم از کم اخبار میں اتنا ضرور لکھ دیں کہ فلاں کتاب کا جواب شائع ہوا ہے لیکن تمام اخبارات اس جواب کو پڑھ کر ایسے گھبرائے کہ انہوں نے کتاب کے موصول ہونے کا شکریہ تک ادا نہیں کیا حالانکہ یہ ان کا دستور ہے۔ یہ جواب ایسا دندان شکن تھا کہ جس پر نہ صرف اخبارات تبصرہ کرنے سے گھبرا گئے بلکہ پادری صاحب نے مکمل خاموشی اختیار کر لی۔

مرزا معصوم بیگ صاحب حضرت خاتم النبیین کے سچے عاشق تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت مخلص سپاہی تھے سچائی اور بلند کردار کے مالک اور نہایت ہی اعلیٰ انسان تھے۔ مجھے یاد ہے کہ شاید اسی ٹریکٹ "ہسٹری آف حاجی عبداللہ" کا جواب شائع کرنے کے لئے ہم نے چند دوستوں کی مدد سے پیسے جمع کئے اور انہیں خط میں یہ لکھا کہ درسلر پونڈ بینک کے بجائے کسی بیوپاری سے کیش کرائیں اس سے رقم کا تبادلہ زیادہ ملے گا۔ ہم نے انہیں یہ ہدایت یہاں کے چند دوستوں کے مشورہ سے کی) مرحوم نے صاف الفاظ میں لکھا کہ ہم بلیک مارکیٹ نہیں کریں گے بلکہ اتنا ہی روپیہ لیں گے جتنا کہ حکومتِ پاکستان دیتی ہے۔ اس جواب پر خاکسار کو شرمندگی اُٹھانی پڑی اور ان سے معافی مانگ لی۔

چند سال پیشتر مجھے ان سے ان کے مکان پر ملنے کا موقعہ ملا تو انہوں نے مجھے اپنی لائبریری دکھاتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا کہ ریاست چنبہ سے ۱۹۴۷ء میں جب وہ اپنی جان بچا کر پاکستان آئے تو ان کی تمام عمر کی ریسرچ ضائع ہو گئی۔

چونکہ امام الزمان حضرت مسیح موعود کے ماننے والوں کے دلوں میں اشاعت اسلام کا جذبہ ہر وقت موجزن رہتا ہے اور اسلام کے پاک چہرے پر لگائے ہوئے دھبّوں کو دور کرنے کو وہ ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ لیکن مرزا معصوم بیگ صاحب کا جذبہ بہت بڑھ چڑھ کر تھا انہوں نے اعتراضات کا اخبار تک پہنچنے کی راہ کبھی نہ دیکھی بلکہ از خود ان اعتراضات کو منگوانے کی درخواست کی۔ اسی سلسلہ میں مورخہ ۲۸-۱۱-۶۱ء کو مجھے ان کی طرف سے خط موصول ہونے پر تعجب ہوا کیونکہ اس وقت میں ان کے نام سے واقف نہ تھا۔ یہ پہلا خط انگریزی میں تھا جو انہوں نے لکھا کہ

"مجھے مسلم نیوز کے ذریعہ پتہ چلا ہے کہ عیسائی حضرات نے اسلام کے خلاف بڑے زور سے تبلیغ شروع کر دی ہے اس سلسلے میں کسی نے واٹ اخبار میں چند ایڈیٹوریل ان اعتراضات کے جواب میں لکھے ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ اگر وہ رسالہ جات اور اخبارات مجھے براہ راست یہاں ارسال کر دیں تو میں ان اعتراضات کا لائٹ اخبار میں بالتفصیل جواب لکھوں گا۔ آپ اگر یہ کام کر دیں تو دین اسلام کی یہ بڑی خدمت ہو گی۔"

اس کے بعد متواتر آٹھ سال تک انہوں نے مجھے رُوحانی لذت سے بھرے ہوئے خطوط لکھے جنہیں پڑھ کر آج بھی میرے دل کو روحانی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس مردِ مجاہد کی زندگی کا ہر پہلو نہایت روشن ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے جب بھی کوئی ٹریکٹ شائع کیا یا کرنا چاہا تو مجھے اس کی اطلاع [illegible] ہوئے کبھی ایک دفعہ بھی یہ تحریر نہ کیا کہ کچھ فنڈ چاہیے بلکہ صاف لکھتے رہے کہ ہم اپنے طور پر اپنا کام کرتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کہیں نہ کہیں سے فنڈ پورا کرتا جاتا ہے"۔ چند ماہ پیشتر انہوں نے اطلاع دی تھی کہ وہ "ختم نبوت" اور انگریزی

(باقی برصفحہ ۱۱ کالم ۲)

زمانہ حال کی مادی ترقیات پر قرآن کا تبصرہ

گذشتہ اشاعت میں ہم نے یاجوج ماجوج (روس اور امریکہ) کی خلائی پروازوں پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مکاشفات کا ذکر کیا تھا، جو حضور صلعم پر ان دونوں اقوام کی مادی ترقیات اور فضائی بلندیوں پر پہنچنے کے متعلق آج سے چودہ سو سال پیشتر منکشف کئے گئے تھے، اور آج وہ واقعات کی صورت اختیار کر چکے ہیں،

اس سلسلہ میں قرآن کریم میں بھی بعض اہم انکشافات پائے جاتے ہیں، جن پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی نظر میں یاجوج ماجوج کی حالیہ مادی ترقیات اگرچہ دنیوی لحاظ سے بہت اہم کارنامے ہیں لیکن روحانیت کے فقدان اور عالم معاد کے بارہ میں ان اقوام کی بے بصیرتی کی وجہ سے ان کا انجام اچھا نہیں۔ پہلے بھی کئی ایک اقوام ہو گذری ہیں، جو دنیوی ترقیات کے لحاظ سے بام عروج پر پہنچی ہوئی تھیں لیکن خدا تعالےٰ سے روگردانی کی وجہ سے ان کا انجام اچھا نہ ہوا، بابلی، مصری، یونانی اور رومن تہذیبوں کا حال کسے معلوم نہیں اور قرآن کریم نے بعض اقوام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا فی البلاد وثمود الذین جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی الاوتاد الذین طغوا فی البلاد۔ فاکثروا فیھا الفساد فصب علیھم ربک سوط عذاب (سورۃ الفجر) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا، ارم بلند عمارتوں والے جن کی مثل شہروں میں پیدا نہ کئے گئے اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادیوں میں چٹان تراشے اور لشکروں والے فرعون کے ساتھ جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی، انہوں نے بہت فساد کیا، سو تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا چلایا،

یہ تو پہلی قوموں کا حال ہے جو دنیوی ترقیات کے لحاظ سے بام عروج پر پہنچ چکی تھیں، لیکن خدا تعالےٰ سے بے خوف ہو کر دنیا میں فساد برپا کرنے کی وجہ سے خدا کا ایسا عذاب ان پر آیا کہ ان کا کوئی نام لینے والا نہ رہا۔

ایسا ہی وہ اقوام جو آج اپنی مادی ترقیات کی وجہ سے بام عروج پر پہنچ چکی ہیں اور اس کے ساتھ دنیا کے چپہ چپہ پر ان کے دجالی فتنوں اور آویزشوں کی وجہ سے فساد برپا ہو رہا ہے، ان کا حال بھی قرآن کریم نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے، سورۃ کہف کے آخری رکوع اور اس سے پہلی چند آیات کو غور سے پڑھئے جن میں یاجوج ماجوج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض ونفخ فی الصور فجمعنٰھم جمعا اور اس دن ہم ان کو ایک دوسرے پر موجیں مارتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور صور پھونکا جائے گا اور ہم ان کو جمع کر دیں گے، (یہ ایک دوسرے پر موجیں مارنا وہ ہے جو آج روس اور امریکہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے یا ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لئے تیار کھڑے ہیں)، اور فرمایا وعرضنا جھنم یومئذ للکافرین عرضا الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا۔ اور اس دن ہم دوزخ کو کافروں کے سامنے لے آئیں گے وہ جن کی آنکھیں میرے ذکر سے پردے میں تھیں اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔ اور اس کے بعد ایک اور نشاندہی کی ہے فرمایا افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا جھنم للکافرین نزلا۔ تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے مقابلہ میں کارساز بنا سکیں گے ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کو بطور مہمانی کے تیار کیا ہے" یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا کیا ہم تمہیں ان لوگوں کا حال بتائیں جن کے اعمال خسارہ میں ہیں، یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی تمام مساعی دنیا کی زندگی میں ضائع کر دیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ نہایت اچھے صنعت کار ہیں، اس آیت میں صاف طور پر بتا دیا کہ یہ وہی یاجوج ماجوج ہیں جو اپنی اعلےٰ صنعت کاری کی وجہ سے دنیوی زندگی میں اپنی تمام مساعی کو ضائع کر رہے ہیں۔ فرمایا اولٰئک الذین کفروا بایات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیات سے منکر ہیں اور اس کی ملاقات کا انکار کرتے ہیں پس ان کے اعمال کام نہ آئیں گے اور قیامت کے دن ان کا کوئی وزن نہ ہوگا" اور آخر میں بتایا کہ اگرچہ چاند اور ستاروں وغیرہ کی تسخیر اور دیگر مصنوعات بظاہر ان لوگوں کو بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ان گنت مخلوقات کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا اور نہ وہ اس کی تمام مخلوقات پر حاوی ہو سکتے ہیں۔ فرمایا قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ کہہ دو کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات شمار کرنے کے لئے سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے قبل اس کے میرے رب کے کلمات ختم ہوں اگرچہ ان کی مثل اور بھی مدد لے آئیں"۔ اور سورہ الرحمٰن میں اس سے واضح الفاظ میں فرمایا یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم ایسا کر سکو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ، تو نکل جاؤ، تم نہیں نکل سکتے سوائے اس کے کہ اس کی طاقت تمہیں حاصل ہو، دیکھ لیجئے آج جنوں اور انسانوں کے یہ گروہ آسمانوں اور زمین کی اقطار سے نکل کر دور دور مقامات پر جانے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن جیسا کہ چاند پر سے ہو کر آنے والوں اور مریخ کی حالیہ تصاویر سے ظاہر ہے ان میں سے کسی مقام پر انسان کا بسیرا نہیں ہو سکتا اور خدا تعالےٰ کا وہی فرمان صحیح ہے، ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون۔ تمہارے لئے زمین ہی میں ایک مقررہ وقت تک ٹھہرنا ہے اور (خدا نے) کہا اسی میں تم نے زندگی بسر کرنا ہے، اسی میں مرنا ہے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے۔

یہ ہے اللہ تعالےٰ کی وسیع کائنات کے سامنے دجالی مصنوعات کی حقیقت، اگرچہ ان کی عظمت دنیوی نظروں میں بہت بڑی ہے۔ لیکن خدا کے نزدیک ان کی کوئی وقعت نہیں، اصل حقیقت اسی بات کو ہے کہ اس کائنات پر غور و فکر کر کے اور اسے تصرف میں لا کر اس کے خالق کو پہچانیں اور دل سے پکار اٹھیں ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار۔ ہمارے رب تو نے اس کائنات کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ اس کے اندر بے شمار منافع ہیں جو ہماری زندگیوں کو بہتر بنانے کا موجب ہو سکتے ہیں، تیری ذات ہر قسم کے عیب سے پاک ہے پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے جہاں حالیہ مادی ترقیات کو ناجائز قرار نہیں دیا وہاں ان کی افادیت کو اسی صورت میں قابل قدر قرار دیا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف رہنمائی اور اس ذات باری کی شناخت کا موجب ہوں، اس نے خود فرمایا ہے ان فی خلق السمٰوات والارض لایات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں عقلمندوں کے لئے نشانات ہیں وہ جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے خدا تعالےٰ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر فکر و غور کرتے ہیں اور ان کے دل پکار اٹھتے ہیں اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ باطل پیدا نہیں کیا۔

پس وہ اقوام جو مصنوعات اور محیر العقول کارناموں میں اپنی تمام مساعی کو غرق کر کے خدا کو بھلا چکی ہیں اگرچہ ان کی مصنوعات، دنیاوی زندگی کے لئے کتنی ہی مفید اور اہم کیوں نہ ہوں، اگرچہ انکے کارنامے کتنی بھی عظمت کی نظروں سے دیکھے جاتے ہوں خدا تعالےٰ کی نگاہ میں ان کی کچھ حیثیت نہیں اور نہ ان کا انجام اچھا ہے۔

پس ضرورت ہے کہ ان قوموں کو ان کے بد انجام سے بچانے اور ان کی روحانی بے بصیرتی کو دور کرنے کی اور وہ نور ہدایت ان تک پہنچایا جائے جو اسلام نے خدا تعالےٰ کی شناخت کے لئے قرآن کی شکل میں ہمیں دیا ہے۔

غیرت مندانہ احتجاج - ایک خط -

برادرم مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پیغام صلح کے تازہ پرچہ میں مولانا یعقوب خان صاحب پر آپ کا شذرہ پڑھ کر محظوظ ہوا۔ میرے ایک اور دوست جو پیغام صلح کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ وہ بھی کل شام اس کی تعریف کر رہے تھے۔ میرے خیال میں جماعت میں یہ متوازن اور مؤثر شذرہ بہت پسند کیا جائے گا۔ ہر سال خان صاحب کسی نہ کسی رنگ امتحانِ عقیدت اس انداز میں خلیفۂ ربوہ کو پیش کرتے ہیں کہ وہ خلافت کا قصیدہ تو اتنا نہیں ہوتا جتنا ہماری جماعت اور ہمارے عقائد پر طنز ہوتی ہے۔ شاید مقصد بھی یہی ہوتا ہے تاکہ جماعت کے ارباب اختیار کو اپنی بے بسی کا درس ملتا رہے۔ آپ کے حسین اور دلنشین تبصرے میں جو غیرتِ مندانہ احتجاج ہے اس سے جماعت کی اذیّت کا مداوا ہو جائے گا۔ انداز تحریر بڑا دلپذیر تھا۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ والسلام۔ خاکسار مرزا محمد حسین لاہور

شکریہ تعزیت

میاں عبدالغنی بٹ صاحب ان تمام دوستوں اور بزرگوں کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ان کے بھائی عبدالشکور بٹ مرحوم کی وفات پر دلی ہمدردی اور افسوس کا اظہار کیا ہے اور اب تک کر رہے ہیں، اللہ تعالےٰ ان سب دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اخبار احمدیہ - بقیہ صفحہ اول

بعض مخالفین نے ان کے لڑکے کو پرانی عداوت کی بنا پر ایک لڑائی جھگڑے میں ناحق و ناجائز ملوث کر کے مقدمہ میں پھنسایا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ اور ان کے اقارب پریشان ہیں۔ احباب سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ ان کی پریشانی دور ہو، اللہ تعالےٰ حق کا ساتھ دے اور باطل کو ذلیل و خوار کرے۔

اخبار و افکار

علومِ ربانی اور انسان کی درماندگی

روزنامہ مشرق کی اطلاع کے مطابق :۔

"ہوسٹن میں امریکی خلائی تحقیقات کے ادارہ کے سائنسدان، اپالو ۱۱ کے ذریعے چاند سے لائے ہوئے پتھروں کا تجزیہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ کیونکہ ان پتھروں کے عناصر ترکیبی ان ۱۰۳ عناصر میں سے نہیں ہیں جو اب تک انسان کے علم میں آچکے ہیں تاہم سائنسدان ان پتھروں کی ماہیت معلوم کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ سائنسدان اب اس گیلی مٹی کا تجزیہ کرنے میں مصروف ہیں جو چاند کی سطح کھود کر نکالی گئی تھی۔ چاند سے لائے ہوئے پتھر کے ٹکڑوں پر ایک نفیس سیاہ رنگ کی تہ جمی ہوئی ہے جس کے باعث پتھروں کی ظاہری شکل میں یکسانیت نظر آتی ہے۔ سائنسدانوں کی جماعت کے ایک ڈاکٹر کلف فرانڈل نے کہا ہے کہ سردست وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ انہوں نے کہا کہ معلوم کرنے کی چیز یہ ہے کہ پانی کا چاند کے پتھروں پر کیا اثر ہوتا ہے۔"

انسان جو خلیفۃ اللہ فی الارض ہے۔ واللہ ذو فضل علی الناس اور خلقکم وصورکم فاحسن صورکم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس کو احسن تقویم کا شرف بخش کر جسم و جان کا حسن اور دل و دماغ کی بہترین صلاحیتیں اور استعدادیں عطا فرما کر، سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض کے ماتحت کائنات کو اس کے تابع کر کے فرمایا فانظروا کیف بدء الخلق۔ کائنات کی تخلیق، اس میں کے علم و حکمت اور اس کے خالق و مالک کی عظمتوں اور قدروں کا اندازہ لگاؤ۔

یاد رکھو تمہاری جرأت، تمہارے علم و عقل کی صلاحیتیں اور استعدادیں تمہاری حوصلہ مندی۔ اس زمین سے اٹھا کر تمہیں ماہتاب و آفتاب اور تاروں سیاروں کی دنیا میں کیوں نہ لے جائے کائنات کے چپہ چپہ کو کیوں نہ دیکھ ڈالو۔ پھر بھی تم علام الغیوب خالق مالک کے رموز و اسرار پر کلی علم حاصل نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس تو بے اندازہ علوم و حکمتوں کے خزانے ہیں تم چاند۔ زحل۔ مشتری۔ یورینس۔ نیپچون۔ مریخ۔ زہرہ اور خود آفتاب کو سر کر لو گے یہاں پہنچ کر تمہارا علم تمہاری عقل دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ اور تم پکار اٹھو گے لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو

بی۔ اے۔ سوز

جئنا بمثلہ مددا۔ اگر میرے رب کے کلمات شمار کرنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائے گا پیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں اگرچہ اس جیسا اور اس کی مدد کے لئے لے آئیں۔

اسلامی عناصر کا متحدہ محاذ

ہفت روزہ المنیر لائل پور مجریہ ۱۸ جولائی ۱۹۶۹ء کے سرورق پر ایک مضمون "عہد حاضر کا عظیم تقاضا۔ اسلامی عناصر کا متحدہ محاذ" میں مضمون نگار نے پاکستان میں مختلف لادینی تحریکوں کی سرگرمیوں کا تشویشناک جائزہ پیش کرتے ہوئے ایک اہم سوال کیا ہے کہ

"آیا وہ ان نتائج سے باخبر ہیں جو دین پسند قوتوں کی موجودہ باہمی آویزش یا ان کے ملک میں پائے جانے والے حالات سے تجاہل عارفانہ کے نتیجہ میں دو اور دو چار کی طرح رونما ہونے والے ہیں اگر ملک میں یہ سب کچھ ہوتا ہوا دیکھنے کے بعد بھی...... یہ حضرات اپنے فروعی اور فرضی اختلافات سے دستکش ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔۔ .... وہ اس کے لئے خدا کے حضور اپنا جواب سوچ رکھیں میں مختلف مکاتیب فکر کے ان علماء کرام مشائخ عظام اور دینی جماعتوں کے اکابرین اور دوسرے اسلام پسند حضرات سے اپیل کروں گا کہ وہ آگے بڑھیں اور اس کی ابتدا کریں۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ مختلف مکاتب فکر سے وابستہ ان حضرات کے درمیان اتحاد کے لئے کلمہ سواء کیا ہو؟ تو اس کے لئے ابتداً دو بنیادی نکات تجویز کئے جا سکتے ہیں یہ دو نکات یہ ہیں

(۱) حمایت حق اور مخالفت باطل پر اتحاد۔

(۲) ایک دوسرے کے خلاف تقاریر۔ تحریروں حتیٰ کہ نجی محفلوں میں بھی گفتگو سے مکمل احتراز کیا جائے۔"

یہ ایک مبارک اور احسن تجویز ہے اور اس تجویز کا ہم خیر مقدم کرتے ہوئے ہر تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ "اتحاد بین المسلمین" تحریک احمدیہ کی بنیادی اغراض میں سے ہے اور وہ روز قیام سے ہی اس جد و جہد میں مصروف ہے۔ الحمد للہ کہ پچاس سالہ مساعی آج پھل لا رہی ہیں۔ اور مسلمانوں کے باشعور طبقہ کو احساس ہو چلا ہے کہ مسلمان دنیا میں صرف اور صرف مسلمان ہو کر ہی جی سکتا ہے۔ اور کہ فرقہ بازی اور فروعی و فرضی اختلافات کی بنیاد پر تکفیر بازی اس کے لئے سم قاتل ہے۔

ہم مضمون نگار کی آواز کو اپنے دل و ضمیر کی آواز سمجھتے اور تعاونوا علی البر والتقویٰ پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں ــــ سب فرقوں، گروہوں اور طبقوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں ــ کو دعوت اتحاد دیتے ہیں۔ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اتحاد کے لئے کلمہ سواء ہے جو کوئی کلمہ گو ہے مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ عالمگیر اسلامی برادری کا رکن ہے۔

بھگوان کرشن

ہندو مت کی مقدس کتاب مہابھارت ادھیائے نمبر ۱۹۰ صفحہ ۶۸۱ پر لکھا ہے :۔

"جس وقت کل جگ آگیا۔ سمجھ لیجئے کہ دنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ، وہ وہ گناہ ہوں گے کہ زمین کانپ اٹھے گی۔ لڑکے والدین کو بے وقوف سمجھیں گے۔ رضا جوئی و فرمانبرداری کیسی۔ عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم کر دیں گی، پوجا پاٹ دھرم کرم، بڑ پاؤں سے کٹ جائیں گے لوگ ادھرم (بے دینی) کریں گے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے۔ جب اس طرح دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا تو بھگوان کو تکلیف کرنا پڑے گی کہ کلکی اوتار میں جلوہ دکھائیں گے۔ پاپ کی ناؤ ڈبوئیں گے۔ دھرم کی بیل ہری بھری ہوگی۔"

بھارتی اخبار تیج دہلی لکھتا ہے کہ :۔

"اگر بھگوت گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے تو اوتار کی ضرورت سب سے زیادہ آج کل ہے اس لئے بھگوان کرشن آؤ۔ جنم لو۔ دنیا سے ناپاکی دور کرو۔ دھرم پھیلاؤ۔ مستحق کو اس کے استحقاق دو۔ غصابوں سے دنیا کو پاک کرو اور یہ وعدہ پورا کرو۔"

وہ کل جگ وہ کلکی اوتار اور وہ کرشن آ گیا ہے۔ جس نے مہدی بن کر مسلمانوں کی ہدایت فرمائی۔ مسیح بن کر عیسائیوں کے عقائد کی مسیحائی کی اور ہندوؤں کو ست مارگ دکھایا چنانچہ اس مہدی، مسیح اور کل جگ اوتار کا دعویٰ ہی کہ:

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گندگیوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیالی اور قیاس سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے"

"لیکچر سیالکوٹ"

اس کلکی اوتار نے تو ہدایت کا رستہ بتا دیا مگر اس کو کیا کیا جائے کہ بھگوان کرشن کے نام لیوا اس سے ہدایت یاب ہونے کے لئے تیار نہیں۔

مسلمانوں کے فروعی اختلافات

گذشتہ اپریل ملائشیا میں ایک اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کو مذہبی امور میں جن مسائل کا سامنا کرنا پڑا المنبر لائل پور مؤرخہ ۳/۹ ۲۱ میں ان پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک صاحب لکھتے ہیں :۔

"آج کل اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی ہے، پہلے دور کے عیسائی، یہودی، ہندو، اور دوسرے مذاہب اعتراض کیا کرتے تھے لیکن اب مسلمان خود اپنے مذہب پر اعتراضات کرتے ہیں اور اعتراضات میں نمایاں چیزیں یہ ہیں۔ ۱۔ مسلمانوں کی نماز ایک نہیں ہے۔ ۲۔ روزہ ایک نہیں ہے۔ ۳۔ حج ایک نہیں ہے۔ ۴۔ جہاد ایک نہیں ہے۔ ۵۔ زکوٰۃ ایک نہیں ہے۔ ان تمام بنیادی مذہبی معاملات کا طریق اور فلسفہ مختلف کیوں ہے؟ جب نماز آغاز میں حضرت محمد رسول اللہ نے جس دین کی بنیاد اللہ کے حکم سے رکھی تھی۔ وہ ایک تھا۔ اب ہر ملک میں مسلمانوں کے کئی کئی فرقے ہیں، اور ہر فرقہ دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ علماء کرام اپنی تقاریر اور تحریرات میں دوسرے فرقوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ایک عام آدمی کے لئے یہ فیصلہ انتہائی مشکل ہو جاتا ہے کہ اسے کیا کرنا چاہیئے کس کی بات مانے کس کی رد کرے ہر فرقہ اور ہر عالم دین قرآن اور حدیث ہی کا حوالہ دیتا ہے۔ مختلف فرقوں اور خصوصاً علماء کی آویزش اور کردار سے لکھے پڑھے لوگ سخت نالاں اور پریشان ہیں۔" (المنبر لائل پور ۲/۹ ۲۱ ص)

جہاں تک نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا تعلق ہے ان میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں، فروعی امور میں اگر اختلاف ہو تو اس کی چنداں اہمیت نہیں اگرچہ نام نہاد مولویوں نے انہی فروعی اختلافات کو بنیادی قرار دے کر تکفیر بین المسلمین کا اکھاڑہ قائم کر رکھا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت امام الزمان مہدی دوران مسیح موعود نے فرمایا کہ

"اسلامی فرقوں میں دن بدن پھوٹ پڑتی جاتی ہے۔ پھوٹ اسلام کے لئے سخت مضر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم۔ جب سے

چاند کی تسخیر قرآن کریم، حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر زبردست دلیل کا کام دے رہی ہے

خطبہ جمعہ

مؤرخہ ۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء

فرمودہ

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دام برکاتہ

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم - بسم الله الرحمن الرحيم - وحرام على قرية اهلكناها انهم لا يرجعون حتى اذا فتحت ياجوج وماجوج وهم من كل حدب ينسلون اقترب الوعد الحق فاذا هي شاخصة ابصار الذين كفروا يا ويلنا قد كنا في غفلة من هذا بل كنا ظلمين ——— (الانبياء - ع) ———

آیت تلاوت کردہ میں ایک زبردست پیشگوئی

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں ایک زبردست پیشگوئی ہے جو اگرچہ مجازی رنگ میں تو دیر سے پوری ہوتی چلی آرہی ہے لیکن آج لفظاً بھی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے اور ممکن ہے آئندہ اس سے بھی زیادہ روشن طور پر پوری ہوتی رہے۔ قرآن کریم کی اس پیشگوئی کی تفصیل حضرت نبی کریم صلعم کی اس حدیث میں بھی موجود ہے جس میں اُمت کے موعود مسیح کے آنے کی پیشگوئی پائی جاتی ہے جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ اس پیشگوئی کا تعلق آنے والے مسیح کے زمانہ کے ساتھ ہے گویا اس کے زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت وہ بھی ہے

پیشگوئی کا سابق مفہوم

وہ پیشگوئی جو اس آیت میں بتلائی گئی ہے یہ ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جبکہ یاجوج ماجوج بہت بڑی بلندی سے بڑی سرعت اور بڑی تیز رفتاری کے ساتھ نیچے کو آئیں گے۔

اس وقت تک تو ہم یہی سمجھتے رہے کہ بلندی سے مراد ان قوموں کی ہمت - قدرت - علم سعی - عقل وغیرہ کی بلندی ہے اور بلندی کا لفظ مجازاً اس قسم کی بلندیوں پر بھی بولا جاتا ہے اور یہ قومیں یعنی روس اور یورپین اقوام جن میں امریکہ بھی شامل ہے مندرجہ بالا معنی کے لحاظ سے دنیا کی دیگر تمام اقوام پر چھا گئیں اور ان پر غلبہ حاصل کر کے ان کو اپنے ماتحت بنا لیا اور اس طرح ان کے دنیا پر چھا جانے کو ہی ہم اس وقت تک پیشگوئی کی صداقت کے اظہار کے لئے کافی سمجھتے رہے۔

پیشگوئی کا لفظاً پورا ہونا

لیکن آج چاند پر اُترنے کی مہم کو سر کر لینے نے قرآن کریم کی اس پیشگوئی کو لفظاً بھی پورا کر دیا ہے۔ کیونکہ قریباً ۲½ لاکھ میل کی بلندی پر پہنچ کر صحیح سالم نیچے زمین پر اُتر آنے پر حدب کا لفظ بھی اپنے حقیقی معنی کے لحاظ سے پوری طرح چسپاں ہوتا ہے اور ینسلون کا لفظ بھی اپنے حقیقی معنی کے لحاظ سے پوری طرح صادق آتا ہے۔ کیونکہ حدب کے حقیقی معنی بلندی اور نسل کے حقیقی معنی بلندی سے نیچے اترنے کے ہیں۔

بلندی پر پہنچنا ضروری ہے

بلندی پر سے بڑی تیزی کے ساتھ نیچے اترنا پہلے بلندی پر پہنچنے کے مفہوم کو بھی لازماً اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں ایک طرف کا ذکر مقابل کی طرف کے ذکر کو مستلزم ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر تقیکم البرد کو بھی مستلزم ہے گو لفظوں میں اس کا ذکر موجود نہیں۔

پہلے کمالات کی بلندی انہیں حاصل تھی اب ظاہری بھی انہیں حاصل ہو گئی۔

ظاہر ہے کہ ان قوموں کو کوئی ظاہری بلندی حاصل نہیں تھی جس سے اُتر کر یہ پستی کی طرف آئے ہوں صرف بعض کمالات کی بلندی انہیں حاصل تھی جس سے دوسری اقوام محروم تھیں بلکہ وہ ان کمالات میں ان کے بالمقابل پستی میں تھے۔ پس یہ اپنے کمالات کی بلندیوں کی وجہ سے دوسری پست اقوام پر غالب آگئے اور بڑی تیزی سے غالب آگئے اور دوسری قومیں مقابلہ کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے ان کے آگے سرنگوں ہو گئیں۔ لیکن آج چاند پر پہنچنے کی وجہ سے ظاہری بلندی پر بھی ان کا قدم پہنچ گیا ہے جو قریباً ۲½ لاکھ میل کی بلندی ہے چنانچہ حدب کا لفظ صراحت سے اس پر دلالت کرتا ہے اور اس بلندی سے جس تیزی سے یہ نیچے اُترے ہیں وہ بھی حیرت انگیز ہے لفظ ینسلون میں جس تیز رفتاری کا مفہوم مضمر تھا اس کو بھی ظاہری طور پر پورا کر کے دکھلا دیا ہے۔

قرآنی الفاظ کے معانی میں وسعت

قرآن کریم کے کمالات میں سے ایک کمال یہ بھی ہے کہ اس میں وہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن کے معانی میں بڑی وسعت ملحوظ رکھی گئی ہے اب حدب کے لفظ کو ہی لے لو اس میں کمالات کی معنوی بلندی کو مدنظر رکھنے کے علاوہ لغتہً اس چیز پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جو کسی بڑی طاقت کے ذریعہ بلند ہوا اب اس حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ وہ خلائی جہاز جس میں تین خلاباز چاند کی سطح پر اُترنے کے لئے سوار تھے ایسے تین زبردست طاقتوں والے راکٹوں کے ذریعہ ہی قریباً ۲½ لاکھ میل کی بلندی پر پہنچایا گیا اور وہ چاند گاڑی بھی جس نے بالآخر خلابازوں کو چاند کی سطح پر اتارا وہ بھی خلائی جہاز کے ساتھ منسلک ہونے کی وجہ سے ہی انہی طاقتور راکٹوں کی قوت کے ذریعہ ہی خلابازوں کو چاند کی سطح پر اتارنے میں ممد ہو سکی۔

قرآن کریم کا نزول عالم الغیب ہستی کی طرف سے

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم فی الحقیقت اسی ہستی کی طرف سے ہی نازل کیا گیا ہے جو عالم الغیب ہے عالم الغیب ہونے کی وجہ سے اس کے علم میں تھا کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ یاجوج ماجوج قومیں چاند کی سطح پر اُترنے میں کامیاب ہو جائیں گی اور وہ ایسے خلائی جہاز کے ذریعہ وہاں تک پہنچیں گی جس کو طاقتور راکٹوں کے ذریعہ ہی چاند تک پہنچایا جائے گا اس لئے اس نے اپنی نازل کردہ کتاب میں ایسا لفظ رکھ دیا کہ جب وہ وقت آئے تو وہ لفظ اس ذریعہ کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت بہم پہنچا سکے۔ پس چاند کی تسخیر جہاں دوسری قوموں کے لئے خوشی کا موجب ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں وہاں ہمارے لئے یہ تسخیر دوہری خوشی کا موجب ہے کیونکہ اس کے تسخیر نے ہماری الہامی کتاب یعنی قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا ایک اور یقینی ثبوت بہم پہنچا دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دیا کہ جس خدا کو ہم مسلمان مانتے ہیں اور جس پر ہم ایمان لاتے ہیں دوسری قوموں کے خداؤں کے مقابلہ میں محض خیالی اور قیاسی نہیں بلکہ یقینی اور حقیقی خدا ہے اور اس کی صفات بھی حقیقی ہیں۔ مذکورہ بالا معنی کے علاوہ حدب کے معنی لغت میں الامور الشاقة کے بھی لکھے ہیں اب ظاہر ہے کہ ان دونوں قوموں یعنی یاجوج و ماجوج کو چاند پر پہنچنے کے لئے جن دشواریوں اور مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے ان پر الامور الشاقة کا لفظ پوری طرح صادق آتا ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جو متواتر طور پر ہم میں سے ہر ایک کے مشاہدہ میں آتی رہی ہے۔ بس جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے حدب کے ان دونوں معنی کے لحاظ سے تسخیر چاند کا واقعہ ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنا ہے اور جو سرور اور حظ ایک حقیقی مومن کو اس سے حاصل ہو سکتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

لفظ نسل کی حقیقت

یہ تو تھی لغت کے لحاظ سے لفظ حدب کی حقیقت اب جب ہم لفظ ینسلون کی حقیقت پر غور کرتے ہیں تو لغت اس کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے ہمیں بتلاتی ہے کہ بلندی سے تیزی کے ساتھ نیچے کو گرنے یا گرانے پر اس کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ چاند کی سطح سے خلابازوں کو واپس لانے والا جہاز جو سمندر میں اترا ہے تو اس پر گرنے کا لفظ ہی استعمال کیا گیا ہے یعنی اس کے سمندر میں اُترنے کو گرنے کے لفظ سے ہی ادا کیا گیا ہے۔ وہ خود بھی گرا اور خلابازوں کو بھی گرایا۔ گویا بالفاظ دیگر اس عمل سے گرنے اور گرانے دونوں مفہوم لفظ نسل کے پورے ہو گئے۔

پھر اس لفظ میں کسی چیز سے فائدہ اُٹھانے کا مفہوم بھی لغت نے مدنظر رکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ چاند کی تسخیر محض تفریحی غرض تو اپنے اندر نہیں رکھتی کہ جس پر کھربوں روپیہ صرف کرنے کا جواز پیدا ہو سکے بلکہ اس تحقیق اور انکشاف سے انسانیت

کو یقیناً بہت سے فوائد حاصل ہوں گے جن کا ابھی تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

آسمان اور زمین کی سب اشیاء انسان کیلئے مسخر ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں بار بار یہی بتلایا ہے کہ آسمان اور زمین اور اس کے مابین جو کچھ بھی ہے وہ سب تمہاری خدمت کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے ان سے تم خدمت لو اور پھر ان میں تمہارے لئے بے انتہا فوائد رکھے گئے ہیں ان کو دریافت کر کے ان سے مستفید ہو۔ سُورج چاند اور نجوم کے متعلق خصوصیت سے کہا الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ یہ اشارہ خاص طور پر اُن سے فائدہ اُٹھانے کی طرف ہمیں توجہ دلاتا ہے۔

رحمان اور رحیم صفت کے تقاضے

فرماتا ہے ہم رحمان ہیں ہماری یہ صفت تقاضا کرتی ہے کہ ہم تمہاری آسودگی اور آرام کی زندگی کے لئے سامان مہیا کر دیں۔ پھر ہماری دوسری صفت رحیم ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان سامانوں سے فائدہ اُٹھانے کے لئے تمہاری صحیح رنگ کی کوششوں کے صحیح نتائج سے تمہیں متمتع کریں اور انہیں ضائع ہونے سے بچائیں۔ تمہاری ان کوششوں کا تعلق خواہ دنیاوی امور سے ہو یا دینی امور سے ہو اللہ تعالےٰ کی صفت رحیم کے ماتحت یہ دونوں قسم کی کوششیں بار آور ہوتی رہیں گی اور ہر ایک اپنی کوشش کا پھل پاتا رہے گا۔ چنانچہ بنی اسرائیل ع۲ میں صاف الفاظ میں فرمایا من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم یصلٰھا مذموماً مدحوراً ومن اراد الاخرۃ وسعیٰ لھا سعیھا وھو مؤمن فاولٰئک کان سعیھم مشکوراً کلاً نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظوراً انظر کیف فضلنا بعضھم علیٰ بعض وللاخرۃ اکبر درجات واکبر تفضیلا یعنی صرف دنیا چاہنے والے کو ہم دنیا دیتے ہیں اور ہاں انجام اس کا جہنم ہے اور آخرت کے لئے کوشش کرنے والے کو ہم آخرت کے ثواب سے متمتع کرتے ہیں یہ نہیں کہ ہم ان دونوں میں سے کسی کو اس کی کوشش کے ثمرے سے محروم کر دیں تیرے ربّ کی عطا سے ان دونوں میں سے کوئی بھی محروم نہیں رہتا ہاں کوششیں چونکہ مختلف ہوتی ہیں اس لئے نتیجہ کے لحاظ سے بعض کو بعض پر فضیلت دی جاتی ہے باقی آخر میں ہم پھر یہ کہتے ہیں کہ آخرت درجات اور فضیلت کے لحاظ سے بہت بڑی ہوتی ہے۔ پس چاند کی تسخیر میں جس قوم نے کوشش کی ہے قرآن میں بیان کردہ اصل کے ماتحت اس قوم کو اس کا پھل ملنا چاہیئے تھا جو مل کر رہا اس سے تو قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بے شک قرآن میں اللہ تعالےٰ نے یہی کہا ہے کہ ہمارے پاس دنیا کا بھی ثواب ہے اور آخرۃ کا بھی ثواب ہے دونوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرو چنانچہ ہمارے سلف صالحین نے ایسا ہی کیا انہوں نے دنیاوی علوم میں بھی ترقی کی راہیں کھلائیں اور روحانی کمالات بھی حاصل کئے افسوس ہم نے اپنے اسلاف کی راہ کو ترک کر دیا لیکن یورپین اقوام نے سپین کی یونیورسٹیوں سے ہمارے ہی اسلاف سے علم حاصل کر کے اس کی شمع کو روشن رکھا اور اپنی کوششوں سے اس علم میں اضافہ ہی اضافہ کرتے چلے گئے یہاں تک کہ آج وہ ساری دُنیا کے استاد بن گئے اور اپنے اس کمال کی وجہ سے وہ چاند تک پہنچنے کی مہم کو سر کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔

ایک اور حقیقت کی طرف اشارہ

قرآن کریم نے آسمان اور زمین کو ہمارے لئے مسخر قرار دینے کے ساتھ ہی ایک اور حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے چنانچہ لقمان ع۳ میں فرماتا ہے الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃً وباطنۃً ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدًی ولا کتاب منیر یعنی کیا تم اس حقیقت کو نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے مسخر کیا ہوا ہے ہر چیز کو جو آسمانوں میں ہے اور ہر اس چیز کو جو زمین میں ہے اور تم پر اپنی نعمتوں کو مکمل کر دیا ہوا ہے ان میں بعض تمتعیں تو خود بخود ان اشیاء سے مل رہی ہیں، مثلاً سورج، چاند، ستارے وغیرہ اپنی فطرت کے لحاظ سے طبعی طور پر تمہاری خدمت کر رہے ہیں لیکن اس کے علاوہ ان اشیاء کے باطن میں بھی تمہارے لئے نعمتیں رکھی ہوئی ہیں جن کا معلوم کرنا تمہارے اُوپر چھوڑا ہوا ہے پس تم اپنی صلاحیتوں قابلیتوں اور کوششوں کو ان کے معلوم کرنے پر صرف کرو تا تم ان سے بھی مستفید ہوتے رہو۔ اسی لئے فرمایا کہ یہ انکشافات ہستی باری تعالےٰ کے انکار کا موجب نہیں بننے چاہئیں کیونکہ اس کے لئے نہ تو کوئی علمی دلیل ہے نہ خدا کی طرف سے کوئی ایسا الہام کسی کو ہوا ہے اور نہ ہی انسانوں کے پاس کوئی ایسی کتاب ہے جو اس بارے میں دل و دماغ کو روشن کر سکے۔

زمین کے باطنی خزانوں سے تو انسان نے کافی فائدہ اُٹھایا اب اس کی توجہ آسمان کے خزانوں کے دریافت کرنے کی طرف ہوئی ہے۔ سُورج کی شعاعوں کو جمع کر کے ان سے فائدہ اُٹھانے کی سعی ہو رہی ہے اور چاند تک پہنچ کر وہاں سے کچھ نمونے حاصل کئے گئے ہیں اور مزید حاصل کرنے کی امید ہے یہ انکشافات بھی اس کے باطنی نعماء تک رسائی حاصل کرنے میں ممد ثابت ہوں گے۔

قرآن کریم میں چاند وغیرہ تک پہنچنے کے امکان کا ذکر

سورۃ رحمان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان فبای اٰلاء ربکما تکذبان یعنی اے بڑے اور چھوٹے لوگو اگر تم آسمانوں اور زمین کی جوانب سے نکل سکتے ہو تو بے شک نکل جاؤ اس کے لئے کوئی امر مانع تو نہیں لیکن یہ یاد رکھو کہ جہاں بھی پہنچو گے خدا کے قانون کے سُلطان سے تم آزاد نہیں ہو سکو گے اب چاند پر جانے والے کیا قانونِ الہٰی سے آزاد ہو سکے۔ وہاں کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آکسیجن کے تھیلے ساتھ رکھنے پڑے۔ اسی طرح دیگر قوانین کی پابندی بھی کرنی پڑی پس یہ چیزیں خدا کی ہستی پر دلیل کا کام تو دیں گی اس کا انکار کروانے کا موجب نہیں ہو سکتیں اب فضاء میں اسٹیشن بنانے کی تجویزیں ہو رہی ہیں تا دیگر بلندیوں پر آسانی سے جا سکیں اُمید ہے ان میں بھی انہیں کامیابی ہو گی کیونکہ قرآن کے الفاظ من کل حدب متعدد بلندیوں پر دلالت کر رہے ہیں۔

پھر فرمایا فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدھان یعنے آسمان کو چیرتے ہوئے جب خلائی جہاز زمین کے قریب آئے گا تو وہ سرخ دھوری کی طرح ہو گا۔ چنانچہ دیکھنے والوں نے اس مماثلت کو بھی پورا ہوتے دیکھا زمین کے قریب آنے کے وقت وہ آگ کے انگارہ کی مانند تھا۔

اس کے بعد الفاظ واقترب الوعد الحق میں مسیح موعودؑ کے زمانہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی تشریح سورۃ الکھف ع۱۱ میں موجود ہے اس قسم کے نشانات کو دیکھ کر منکرین ہستی باری تعالےٰ اور منکرینِ اسلام حیرت میں پڑ جائیں گے کہ ایسی زبردست پیشگوئیاں موجود ہیں جو پوری ہو کر خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسلام کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچا رہی ہیں ان کو کہنا پڑے گا کہ ہائے افسوس ہم غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ اپنی جانوں پر بھی اور دوسروں پر بھی ظلم کرنے والے تھے۔

حدیث کی وضاحت

حدیث میں ہے کہ اُمت کو جس مسیح کا وعدہ دیا گیا ہے وہ جب ظاہر ہو گا تو اللہ تعالےٰ اسے وحی کرے گا کہ میں نے ایسی قوم نکالی ہے جس کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں اس لئے تو میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے جا یعنے دعاؤں کے ذریعہ اس طاقت کا مقابلہ کرنے کی تلقین کر چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسی ارشادِ الہٰی کی تعمیل کی اور اپنی جماعت کو دعاؤں کے ذریعہ کامیابی حاصل کرنے کی تلقین فرمائی اس کے بعد اس قوم کی تعیین یا جوج ماجوج کے نام سے کر دی اور پھر ان کے بارے میں دیگر علامات کے ضمن میں ایک یہ علامت بھی بیان فرمائی فیقولون لقد قتلنا من فی الارض ھلم فلنقتل من فی السماء فیرمون نشابھم الی السماء فیرد اللہ نشابھم مخضوبۃ دماً۔ یاجوج ماجوج کہیں گے ہم نے قتل کر لیا ہے جو زمین میں ہیں آؤ اب ہم قتل کریں ان کو جو آسمان میں ہیں پس وہ اپنے نشاب کو آسمان کی طرف پھینکیں گے پس اللہ تعالیٰ ان کے نشاب کو واپس کرے گا اس حالت میں کہ وہ خون سے رنگے ہوئے ہوں گے۔

تین باتوں کا اظہار

اس حدیث کے الفاظ سے تین باتیں ظاہر ہیں اوّل یہ کہ یاجوج ماجوج کے ظہور کا زمانہ وہی ہے جو اُمت میں مسیح موعودؑ کے ظہور کا زمانہ ہے۔ دوسری بات اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتی ہے کہ ان کو ظاہری طاقت اتنی حاصل ہو گی کہ ان کی قوت کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکے گا حتّٰی کہ خدا کا مسیح بھی ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گا ان کو سیفی جہاد سے نہیں بلکہ انکو شکست دینے کے لئے دعاؤں کے حربہ سے کام لینا ہو گا تیسری بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ یاجوج ماجوج کو آسمان کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنی پڑے گی۔

کشف قابلِ تعبیر

پیشتر اس کے کہ اس حدیث کی مزید تشریح کروں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ یہ حضرت نبی کریم صلعم کے کشوف ہیں اور کشوف کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ ان میں بعض باتیں تو اسی طرح واقع کی شکل اختیار کرتی ہیں جس طرح خواب یا کشف میں ان کو دیکھا جاتا ہے اور بعض تعبیر کے لحاظ سے پُوری ہوتی ہیں اور بعض دونوں پہلوؤں سے پُوری ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تعیین درست نکلی

اس حدیث کی تشریح کے ضمن میں سب سے پہلی بات تو یہ سامنے آتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے وضاحت سے بتلا دیا کہ یاجوج و ماجوج روس اور دیگر یورپین اقوام ہیں جن میں امریکہ بھی شامل ہے اب

آسمان پر جانے کی کوشش کرنے والی یہ دونوں قومیں ہی نظر آ رہی ہیں اور انہی کو حدیث میں یاجوج ماجوج کا نام دیا گیا ہے پس حضرت امام الزمان مسیح مہدی دوران نے جو تعیین کی تھی وہ بالکل صحیح نکلی آسمان کی طرف رُخ کرنے کے واقعہ نے اس کی صحت پر مُہر تصدیق ثبت کر دی ہے اب جبکہ یاجوج و ماجوج کا ظہور ایک ثابت شدہ حقیقت ہے تو لامحالہ حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعودؑ ہونا بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہی تسلیم کرنی پڑے گی۔

قتل کے معانی

مندرجہ بالا علامات بتلانے کے بعد اب قتل کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہوں قتل کے معنی کسی آلہ وغیرہ سے جسم اور رُوح کو جُدا جُدا کر دینے کے ہی نہیں حدیث میں قتل کے یہ معنی لینا بھی واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ یاجوج و ماجوج نے باوجود کامل مادی طاقت رکھنے کے روئے زمین کے لوگوں کو اس شکل میں تو قتل نہیں کیا اس لئے ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ کیا قتل کے لغت میں کوئی اور معنی بھی لکھے ہیں اور یقیناً لکھے ہیں کہ کسی کو اپنے سے دُور رکھنا۔ کسی کی طاقت کو توڑ دینا کسی چیز کے متعلق پورا پورا علم حاصل کرنا۔ یعنی ان معنوں کے لحاظ سے زمین والوں کو قتل کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ ان کی طاقت کو ہم نے ختم کر لیا ہے ان کو اس قدر کمزور کر دیا ہے کہ وہ مقابلہ کے لئے ہمارے نزدیک نہیں آ سکتے اور زمین کے متعلق ہم نے کافی علم بھی حاصل کر لیا ہے آؤ اب ہم آسمان کی طرف متوجہ ہوں اور اس کے متعلق بھی پورا علم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

حدیث میں مقصد کی وضاحت

چنانچہ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اجرام سماوی کے متعلق کھوج لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اسی غرض کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے گویا حدیث نے ان کی غرض اور ان کے مقصد کی وضاحت کر دی ہے اس غرض کے لئے حدیث ہمیں بتلاتی ہے کہ یہ آسمان کی طرف اپنے نشاب پھینکیں گے۔

پہلے زمانہ میں چونکہ تیر ہی آسمان کی طرف پھینکے جاتے تھے اس لئے پہلے لوگوں نے نشاب سے مراد تیر ہی لئے ہیں لیکن اس لفظ کے مادہ کی رُو سے ہر وہ چیز مراد ہو سکتی ہے جس کی رفتار میں سرعت ہو جس میں ایندھن اور کھانے کا سامان وغیرہ کے جمع کرنے کی صلاحیت بھی ہو پس اس زمانہ میں اس لفظ کا اطلاق تمام ہوائی جہازوں وغیرہ پر ہو سکتا ہے ان پر آسمان کی طرف پھینکنے کا لفظ بھی اطلاق پاتا ہے راکٹوں کے ذریعہ ان کو آسمان کی طرف پھینکا جاتا ہے ایندھن بھی ان میں جمع کیا جاتا ہے اور کھانے وغیرہ کا سامان بھی جمع کیا جاتا ہے اب رہ گئے الفاظ خون سے رنگے ہوئے واپس آنے کی تشریح سو جہاں تک جنگی طیاروں کا تعلق ہے ان کے ذریعہ تو ظاہری جنگیں بھی ہوتی ہیں خونریزی کا ذریعہ بنتی ہیں لیکن تعبیری زبان میں خضاب سے مراد نعمتوں کا مظاہرہ ہوتا ہے اور دشمن کو مغلوب کرنا بھی اس سے مراد ہوتا ہے اور دم سے مراد تعبیری زبان میں قوت اور مال ہوتا ہے اور ان لوگوں پر بھی اس کی دلالت ہوتی جو آسمان کی طرف نُشاب بھیجنے والوں کے مددگار اور کفیل ہوں چنانچہ اس ساری کاروائی میں امریکن قوم اس مہم کے سر کرنے میں مددگار رہی ہے اور یہ کارروائی اس قوم کے مالدار ہونے اور طاقتور ہونے پر بھی دلالت کر رہی ہے اور اس کا مظاہرہ بھی اس کی طرف سے ہو نا ہے اور تعبیری طور پر بھی دونوں لحاظ سے حدیث کے الفاظ اس قوم پر صادق آتے ہیں۔

ہماری خوشی کی وجہ

پس جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ اس مہم کے سر ہونے پر دوسرے لوگوں کے ساتھ ہم بھی اس خوشی میں شریک ہیں لیکن ہماری خوشی کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے خدا کی بات سچی ثابت ہوئی قرآن کریم کا الٰہی کتاب ہونا یقینی طور پر ثابت ہو گیا۔ رسول کریم صلعم کی رسالت کا برحق ہونا بھی ثابت ہو گیا حضرت مسیح موعودؑ کا امام الزمان اور مسیح موعود برحق ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ پس اس واقعہ سے یہ چاروں صداقتیں ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بن گئی ہیں اس سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے امام ہمام نے یاجوج و ماجوج کے متعلق جو علم خدا سے پاکر دنیا کو دیا تھا وہ بالکل سچا ثابت ہوا گو شروع میں آپ پر کفر کا فتوے لگانے کی وجوہ میں سے ایک یہ بھی وجہ تھی لیکن اب دنیا حضور کے قول کی صحت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو منوانے کے لئے اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کر دیں اللہ تعالے ہم کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک اہم بات

آج سائنس کی ترقی نے انسان کو ایسی مشینیں ایجاد کرنے کے قابل بنا دیا ہے کہ وہ دُور کی چیزوں کو دیکھ سکے اور دُور کی آواز سُن سکے۔ کہیں ٹیلیفون ایجاد ہو رہا ہے کہیں وائرلیس سے کام لیا جا رہا ہے۔ کہیں ٹیلی ویژن سے مدد لی جا رہی ہے لیکن حضرت نبی کریم صلعم اور آنحضور صلعم کے خلفاء کے زمانہ میں تو ان ایجادوں کا نام و نشان نہ تھا مگر مذکورہ بالا تمام باتیں وقوع میں آ رہی تھیں حضور نبی کریم صلعم مدینہ میں بیٹھے ہوئے بیت المقدس کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہے تھے اور جو تفصیل آنحضرت صلعم نے بتلائی وہ حرف بحرف ٹھیک نکلی سِم مُوتہ کے میدان جنگ میں شہید ہونے والے سپہ سالاروں کے متعلق جو تفصیل مدینہ میں بیٹھے ہوئے مدینہ والوں کو آنجناب صلعم نے بتلائی وہ بھی اسی طرح درست نکلی جس طرح وہاں وقوع میں آئی۔ پھر خالد بن ولید رضؓ کا دشمن کا صفایا کر لینا اور کامیابی سے واپس آنا بھی آنجناب صلعم نے دیکھ لیا۔ پھر سراقہ کے ہاتھ میں کسریٰ شہنشاہ ایران کے سونے کے کنگن دیکھنا اس وقت جبکہ وہ کنگن کسریٰ کے ہاتھ میں تھے اور پھر ان کنگنوں کا سراقہ کے ہاتھوں میں فی الحقیقت پہنائے جانا پھر کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کی چابیوں کا مسلمانوں کے ہاتھ میں آنا یہ سب واقعات بتلاتے ہیں کہ خدا کی قدرت اتنی زبردست ہے کہ بغیر موجودہ زمانہ کے آلات کی مدد کے وہ محض اپنی قدرت سے کام لے کر انسان کو دُور کی چیزیں بالکل صحیح شکل میں دکھلا بھی سکتا ہے اور دُور کی آوازیں سُنوا بھی سکتا ہے چنانچہ ذیل کا واقعہ اس کی بیّن دلیل ہے۔

حضرت عمرؓ کا اپنے زمانہ خلافت میں ایک جُمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے زور سے تین دفعہ آواز دینا یاساریۃ الجبل یاساریۃ الجبل یاساریۃ الجبل۔ یعنی اے ساریہ پہاڑ کے دامن میں آ جاؤ۔ ساریہ ایک جنگ میں جو کفار کے ساتھ لڑی جا رہی تھی اسلامی لشکر کے کمانڈر تھے اسلامی لشکر کفار کے نرغہ میں آ گیا تھا اور شکست سے بچنے اور فتح حاصل کرنے کی ایک ہی صورت تھی کہ وہ پہاڑ کے دامن میں آ جاتے اب حضرت عمرؓ کو مدینہ میں میدانِ جنگ کا منظر دکھلایا جاتا ہے مسلمان جس مشکل میں پھنس گئے تھے وہ حالت بھی انہیں دکھلائی جاتی ہے وہ مدینہ میں ہی منبر پر کھڑے کھڑے اپنے کمانڈر کو ہدایت بھیجتے ہیں جو ساریہ کو مل جاتی ہے اور وہ اس پر عمل کر کے کامیاب ہو جاتا ہے اب وہاں کوئی ٹیلی فون نہیں کوئی وائرلیس نہیں لیکن مدینہ سے نکلی ہوئی آواز میدانِ جنگ میں فوج کے کمانڈر کے کانوں تک پہنچ جاتی ہے اور ادھر مدینہ میں بیٹھے ہوئے خلیفہ کو میدانِ جنگ کا سارا نقشہ نظر آ جاتا ہے اور وہ مناسب ہدایت دینے کے قابل ہو جاتے ہیں کیا یہ واقعات خدا کی ہستی اور اس کی قدرت پر روشن دلیل کا کام نہیں دیتے خدا ہمیں اپنی ہستی پر بصیرت بھرا ایمان نصیب کرے۔ آمین

> حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات اور سلسلہ عالیہ کی دیگر کُتب دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کیجئے۔

مودودی دربار سے خطاب

(بسلسلہ صفحہ ۸)

گیا جس سے خدا اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی نہ ہو سکی۔ اور وہ مولانا عبدالماجد دریابادی تھے۔ ایک لمبا سلسلہ خطوط کا جاری ہوا جواب تک جاری ہے۔ جس میں مولانا کو سخت دھمکیاں دی گئیں مغلظات سنائی گئیں۔ اخباروں میں سخت مضامین لکھے گئے مگر مولانا اپنے خدا سے ایسے ڈرے ہوئے تھے اور انہیں ہر بات کے لئے خدا کے حضور جوابدہی کا ایسا خوف تھا کہ انہوں نے برملا یہ کہہ دیا کہ مَیں کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کر سکتا۔ احمدی کلمہ گو ہیں۔ ان سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ بعض مسائل میں ان کو گمراہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر وہ دائرہ اسلام سے ہرگز ہرگز خارج نہیں کئے جا سکتے۔ جب صحابہ کرام رضؓ کو گالیاں دینے والے اُن پر تبرا اُٹھانے والے انہیں معاذ اللہ فاسق اور فاجر کہنے والے اُن پر منافقت کا الزام لگانے والے مُسلمان قرار دیئے جا سکتے ہیں قبروں پر سجدہ کرنے والے۔ پیروں کے متعلق بے انتہا غلو کرنے والے اولیاء کے آستانوں پر اعتقاد رکھنے والے حضور نبی کریم صلعم کو حاضر و ناظر یقین کرنے والے حدیث کو قرآن کا ناسخ سمجھنے والے حضور علیہ السلام کو مدفون یثرب اور مسیح ناصری علیہ السلام کو آسمانوں میں بجسد عنصری یقین کرنے والے اور تمام برائیوں کی اصلاح کے لئے محمدؐ عربی کو نہیں بلکہ مسیح اسرائیلی کو موزوں تصور کرنے والے مسلمان ہیں تو احمدی جو پانچ وقت نمازیں ادا کرتے ہیں فدا اس امتیاز کے ساتھ کہ ان میں خشوع و خضوع زیادہ ہوتا ہے۔ باقاعدہ ایک نظام کے تحت زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ صوم کے اس کی تمام شرائط کے ساتھ پابند ہیں حج کے ارکان ادا کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے لئے ان کے مشن دنیا کے تمام اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ خود بھی قرآن پڑھتے ہیں اور دوسروں کو بھی پڑھاتے ہیں۔ دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کی تفسیر کر کے شائع کر چکے ہیں بیعت ہوئی کی بہت پرانے پیمانہ پر ان کی طرف سے اشاعت ہو رہی ہے۔ تو ایسے لوگوں کو میں کیونکر کافر قرار دوں۔ بُزدل ہوں۔ ڈرپوک ہوں۔ کمزور ہوں۔ خدا سے شرم آتی ہے۔ اس کے حبیب صلعم کا لحاظ ہے۔ قرآن کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا حضورؐ کے فرمان سے لاپرواہی نہیں برت سکتا۔ خدا ان سے سوال و جواب کر سکتا ہے شاید وہ پکڑے ہی کہ وہ اسے لاجواب کر سکیں گے مگر مجھ فقیر بے نوا سے ایسا نہیں ہو سکتا مولانا عبدالماجد کا تکفیر بازی سے یہ انکار بھی ایشیا کے لئے سوہانِ رُوح کا باعث ہے دعا ہے کہ اللہ تعالے ایسے علماء کو ایک دوسرے

محترم مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہٗ

ایک معزّز دوست کا خط

اور اس کا جواب

(قسط اوّل)

گذشتہ اشاعت میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے متعلق ایک مولوی صاحب کے سوالات کے جواب میں محترم چیمہ صاحب کا ایک مضمون شائع ہو چکا ہے مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے کئی الہامات نقل کر کے سوال کیا ہے کہ ان میں کیا ربط اور کونسی ہدایت ہے۔ ان کا جواب محترم مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب نے شروع کیا ہے جس کی پہلی قسط درج ذیل ہے:

ایک معزز دوست نے جو ایک مسجد کے امام بھی ہیں ہمارے محترم بزرگ جناب چیمہ صاحب کی خدمت میں ایک تحریر بھیجی ہے جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کو قابلِ ہدایت نہ قرار دیتے ہوئے ان کی وضاحت چاہی ہے اور دریافت کیا ہے کہ آپ بتلائیں کہ یہ کلام کس طرح ہدایت کرتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ہمارے محترم بزرگ جناب چیمہ صاحب نے اصولی طور پر تو اس تحریر کا جواب اس محترم دوست کی خواہش کے مطابق پیغام صلح میں شائع کر دیا ہے جسے احباب کرام نے پڑھ لیا ہوگا۔ باقی تفصیلی جواب اس خاکسار کے سپرد کیا ہے۔

سو پیشتر اس کے کہ میں اس معزّز دوست کو بتلاؤں کہ ان کے پیش کردہ الہامات کس طرح ہزاروں انسانوں کے لئے موجب ہدایت ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے ان کی ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار کا صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے ان کے دل میں پیدا ہوئی ہے وہ اشعار یہ ہیں ؎

آنچہ من بشنوم ز وحیٔ خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
ہم چو قرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہانِ خدائے پاک و وحید

اشعار کا مطلب اور دونوں وحیوں میں وجہ شبہ

ان اشعار کا مطلب تو بالکل واضح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ باوجود وحی ولایت ہونے کے خطا سے بالکل پاک اور منزہ ہے اور وہ یقینی طور پر نہ ظنی اور شکی طور پر خدائے برتر و مجید کا ہی کلام ہے۔ پس قرآن مجید کی وحی کے ساتھ جو حضورؑ نے اپنی وحی کو تشبیہہ دی ہے وہ صرف خطا اور غلطی سے پاک ہونے میں دی ہے نہ کسی اور پہلو سے۔ حضور کا مذہب اس بارے میں یہی ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد وحی نبوت قطعی طور پر بند ہے صرف وحی ولایت جاری ہے جو یقینی طور پر خدا کا ہی کلام ہوتی ہے اور اس میں غلطی اور خطا کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ خدا کا کلام خواہ وہ وحی ولایت کی شکل میں نازل ہو اس کا خطا سے پاک ہونا لازمی امر ہے کیونکہ خدا کا کلام ہونے کی حیثیت سے اس میں غلطی اور خطا راہ پا ہی نہیں سکتی۔ ان اشعار سے حضورؑ کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ ان پر نازل ہونے والی وحی قرآن کریم کی وحی کے ہم پلہ ہے جیسا کہ ہمارے دوست نے خیال کیا ہے اور اسی غلط فہمی پر انہوں نے اپنے اعتراضات کی بنا رکھی ہے۔

وحی نبوّت کا انکار اور وحی ولایت کا اقرار

اس لئے تفصیلی جواب دینے سے قبل اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود کا مذہب پیش کر دینا ضروری ہے۔ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے، اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ .... غرض چونکہ نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے۔“

پھر وحی نبوت کے متعلق صریح الفاظ میں فرمایا کہ
”وہ آدم سے شروع ہوئی اور حضرت نبی کریم صلعم پر ختم ہو گئی۔“

قرآن کریم کی وحی اور اولیاء کرام کی وحی میں فرق

اس کے علاوہ حضورؑ نے قرآن کریم کی وحی اور اولیاء کی وحی میں جو فرق بتلایا ہے وہ بھی یقینی دلیل ہے اس بات پر کہ حضورؑ اپنی وحی کو ہرگز قرآن کریم کی وحی کے ہم پلہ قرار نہیں دیتے چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

”سنو خدا کی لعنت اُن پر جو دعویٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں قرآن شریف معجزہ ہے جس کی مثل کوئی انس و جن نہیں لا سکتا اس نے اپنے اندر ایسے معارف اور ایسی خوبیاں جمع کی ہوئی ہیں کہ انسانی علم ان کو جمع کر ہی نہیں سکتا بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اور کوئی وحی بھی ہو اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی بعد میں ہوگی اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء کی وحی کی شان نہیں اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند ہی کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے۔ کیونکہ قرآنی معارف کا دائرہ بڑا ہے اور اس نے تمام علوم کا احاطہ کیا ہوا ہے اور وہ اپنے اندر بھیدوں کا ذخیرہ جمع رکھتا ہے اور اس کے دقائق نہایت ہی گہرے مقام تک پہنچے ہوئے ہیں اور اپنے بیان اور اپنے دلائل اور عرفان کے لحاظ سے سب کتب پر سبقت لے گیا ہے اور یہ خدا تعالےٰ کا ایسا کلام ہے جس نے سب کو عاجز کر دیا ہوا ہے ایسا کلام کسی کان نے کبھی نہیں سنا کسی جن و انس کا کلام اس کی شان تک نہیں پہنچ سکتا اس کی مثال اس رؤیا کی مانند ہے جسے ایک عادل اور ایک عامی آدمی دیکھے گو رؤیا ایک ہی ہے لیکن دونوں کی شان میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔“

ایسی تحریروں سے حضورؑ کی کتب بھری ہوئی ہیں۔ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ بالا صرف دو حوالے ہی پیش کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے ہمارے معزز دوست پر اس بارے میں حضرت مسیح موعود کا مسلک اور مذہب پوری طرح واضح ہو جائے گا اور جس غلط فہمی کا آپ شکار ہوئے ہیں وہ خود بخود دُور ہو جائے گی۔

حضور کے الہامات پر اعتراض کی نوعیت

ہمارے معزز دوست حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قریباً چالیس الہامات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:۔

”قرآن میں نہ سیاق سباق نہ کوئی مسلسل عبارت اور نہ باقاعدہ مضمون بلکہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے قرآن شریف پر تو کوئی غور کرنے بیٹھے تو کچھ نہ کچھ لے اٹھتا ہے لیکن اس کلام پر کوئی کیا غور کرے اور کیا سمجھے خدا کے نبیوں کی روشن دلیل تو ان کے پاس خدا کی وحی ہوتی ہے جو ان کی صداقت کا نشان ہوتی ہے اور روشن دلیل ہوتی ہے جو لوگوں کو ہدایت دیتی ہے با ادب گذارش ہے کہ آپ بتائیں کہ یہ کلام کس طرح ہدایت کرتا ہے چند آیات (آیات کی بجائے الہامات کا لفظ لکھتے تو درست ہوتا کیونکہ تذکرہ صرف الہامات اور کشوف و خوابوں کا ہی مجموعہ ہے قرآن کی طرح کوئی کتاب نہیں کہ اس کی آیات ہوں۔ ناقل) میں تذکرہ سے نقل کرتا ہوں قطع و برید کے بغیر۔“

(مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اس معزز دوست نے قطع و برید سے کافی کام لیا ہے جس کا ثبوت الہامات کی تفصیلی بحث کے موقعہ پر پیش کر دیا جائیگا۔ ناقل) الہامات درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

”اس وحی الٰہی سے کوئی ہدایت کا خواہشمند کس طرح ہدایت پا سکتا ہے میرے خیال میں ایسی وحی کی تو کوئی مثال نہیں ملتی اور یہی ذولت نبی اور رسول لے کر آتے ہیں اور دنیا کے سامنے بطور چیلنج پیش کرتے ہیں اور فاتوا بسورۃ کا چیلنج کرتے ہیں کیا اس وحی کے متعلق بھی کوئی چیلنج کیا جا سکتا ہے اور ایسی بے سیاق و سباق بے ربط ٹکڑے کسی کو کیا ہدایت دے سکتے ہیں۔“

دوسری غلط فہمی کا ازالہ

میں نے اپنے اس معزز دوست کی تحریر من و عن نقل کر دی ہے اس تحریر سے واضح ہے کہ ہمارے یہ دوست حضرت اقدسؑ کے دعویٰ

کے متعلق ایک اور غلط فہمی میں بھی مبتلا ہیں اور وہ یہ کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت تھے۔ اس غلط فہمی کا ازالہ بھی حضورؑ کی وہ تحریر کر رہی ہے جسے میں اوپر نقل کر آیا ہوں اس میں حضورؑ نے اپنے مقام کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں"

"غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔"

[illegible]

ہے کہ یہ بے ربط ٹکڑے ہیں جو موجب ہدایت نہیں ہو سکتے بیشتر اس کے کہ حضور کے الہامات کا مختلف ٹکڑوں کی شکل میں ہونے کی وجہ بتلائی جائے اور اس امر پر روشنی ڈالی جائے کہ وہ ذریعہ ہدایت کس طرح بن سکتے ہیں انبیاء علیہم السلام کی وحی نبوت کے اجزاء پر اصولی طور پر روشنی ڈالی جانی ضروری ہے تاکہ واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی وحی دو جزو پر مشتمل ہوتی ہے ایک جزو کا تعلق شریعت یا ہدایت سے ہوتا ہے جس پر لوگوں سے عمل کروانا مقصود ہوتا ہے اور دوسری جزو کا تعلق مبشرات سے ہوتا ہے۔

مبشّرات کی غرض

جو ان کی نبوت و رسالت کی تائید کے لئے ہوتے ہیں اور یہ مبشرات اکثر پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتے ہیں جو پوری ہو کر اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتی ہیں کہ یہ مدعی نبوت فی الحقیقت اللہ کی طرف سے ہی اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا ہے اور جو ہدایت نامہ لایا ہے وہ فی الحقیقت اللہ کی طرف سے ہی اسے دیا گیا ہے اور اسی پر عمل کرنے سے ہم نجات پانے کے مستحق ہو سکتے ہیں اور اسی پر عمل ہمارے لئے قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ بن سکتا ہے چنانچہ عرب کے لوگ فتح مکہ کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا انتظار کر رہے تھے اور جب مکہ فتح ہونے کی پیشگوئی پوری ہو گئی تو لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے اسی طرح رومیوں کے مغلوب ہونے کے بعد غالب آنے کی پیشگوئی جب پوری ہوئی تو وہ بھی بہتوں کے لئے موجب ہدایت بنی غرضیکہ تمام انبیاء علیہم السلام کو شریعت کے علاوہ مبشرات بھی دیئے جاتے ہیں جو لوگوں کو ہدایت کی طرف لاتے اور انبیاء پر ایمان لانے اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنے کی طرف راغب کرتے ہیں یہ مبشرات کبھی پیش از وقت اولاد پیدا ہونے کی بشارت دیتے ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت زکریا علیہ السلام کو اولاد کی بشارت ملی اور ان بشارتوں نے پورا ہو کر دلوں میں ایمان پیدا کیا اسی طرح یہ مبشرات کبھی دشمنوں کی تباہی اور ان کی ہلاکت کی پیشگوئی پر مشتمل ہوتے ہیں اور کبھی کسی اور اہم واقعہ کی خبر دے رہے ہوتے ہیں اور کبھی اپنی کامیابیوں کی خوشخبری اور دشمنوں کی ناکامی کی خبریں سنا رہے ہوتے ہیں۔ غرضیکہ انبیاء علیہم السلام کی وحی کا ایک جزو محض مبشرات پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ جزو ان کی صداقت کو ثابت کیا مت تک پھیلا ہوا ہے ہم دیکھتے ہیں اس زمانہ میں بھی بے شمار مبشرات کو پورا ہوتے دیکھا ہے جنہیں آنحضور صلعم نے آنے والے مسیح کے لئے بطور علامات بیان فرمائے تھے۔

کامل اُمّتیوں کو مبشرات ملنے کی وجہ

ان مبشرات کا وجود قیامت تک اُمّت میں پایا جانا بھی ضروری ہے تا حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کا ثبوت ہر زمانہ میں دنیا کو ملتا رہے جب یہ مسلّم ہے کہ آنجناب صلعم کی رسالت ہر زمانہ کے لئے ہے تو ہر زمانہ میں اس کی صداقت کے ثبوت کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ تعلیم کے [illegible] نشانوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بطور زبردست دلیل کے قرار دیا ہے اور ان کو فرقان کے نام سے پکارا ہے جیسا کہ فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدًی للناس وبینٰت من الھدٰی والفرقان یعنے اس کتاب کے ہدایت ہونے کے متعلق نقلی دلائل بھی اس میں موجود ہیں اور فرقان ہونے کے دلائل بھی اس میں موجود ہیں۔

کامل متبعین کو بشارت

اسی لئے قرآن شریف میں قرآن مجید اور سنّت رسول کی کامل پیروی کرنے والوں کو یہ بشارت دی ہے کہ وہ خدا کے محبوب بن جائیں گے جیسا کہ فرمایا قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم اسی طرح فرمایا کہ وہ مستجاب الدعوات ہوں گے اور خوارق ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل کریں گے جس کے ذریعہ ان پر آنے والے واقعات کا قبل از وقت انکشاف کیا جائے گا جیسا کہ فرمایا الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشرٰی فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لاتبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم (یونس۔ ع) اس آیت سے ظاہر ہے کہ کامل مؤمنوں کو بشارتوں کا ملنا لازمی ہے۔ خدا کے اس وعدہ میں قطعاً تبدیلی نہیں ہو گی اور مومن کے لئے درحقیقت فوز عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے۔ اسی طرح ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ۔ اس آیت نے بتلا دیا کہ جن بشارتوں کے دیئے جانے کا وعدہ دیا گیا ہے وہ فرشتوں کے ذریعہ ملا کریں گی اس آیت سے ملائکہ کی ہمکلامی کامل مؤمنوں کے ساتھ ثابت ہے اسی کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ پھر سورۃ النحل ع میں فرمایا ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علٰی من یشاء من عبادہ ان انذروا انه لا الٰه الا انا فاتقون۔ اس آیت میں ان کامل مومنوں کا ذکر کیا گیا ہے جو مجددین کی حیثیت سے بطور مامور مبعوث ہوں گے۔ اسی لئے ان پر رُوح کے نزول کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر سورۃ المؤمن ع میں اسی مضمون کو دہرایا ہے فرمایا رفیع الدرجات ذوالعرش یلقی الروح من امرہ علٰی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق۔

خدا کی کلام کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔

ویسے بھی کلام الٰہی کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہو سکتا چنانچہ سورۃ طٰہٰ ع میں اللہ تعالیٰ نے سامری والے بچھڑے کے الٰہ ہونے کی یہی دلیل دی ہے کہ وہ ان کے ساتھ کلام نہیں کرتا فرمایا افلا یرون الا یرجع الیھم قولاً۔ اسی طرح سورۃ الاعراف ع میں فرمایا الم یروا انه لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلاً۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے سچے پرستاروں سے کلام کرے ورنہ وہ بھی سامری والے بچھڑے کی مانند ہی ہو گا۔ باقی اس کلام کی نوعیت مبشرات کی نوعیت ہی ہو سکتی ہے کیونکہ شریعت والا حصہ تو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے اُمتیوں سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا رہا ہے جس میں صرف مبشرات ہی ہوتے تھے جیسے کہ مریم صدیقہ سے کلام کیا حواریوں سے کلام کیا حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سے کلام کیا خضر سے کلام کیا اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

یعنی نبوت کی دو جزوں میں سے ایک جزو شریعت والی تو اب ختم ہو گئی لیکن مبشرات والی جزو باقی ہے اس کے ملنے کا دعوےٰ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا اس لئے ان کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا لازمی ہے پھر ان میں ربط بھی ضروری نہیں مثلاً الہام الٰہی اگر ایک ملہم کو ایک شخص کی موت کا وقت بتلاتا ہے اور ساتھ ہی کسی دوسرے شخص کو اس کے کام میں کامیابی کی بشارت دیتا ہے تو ان دونوں الہاموں میں ربط تلاش کرنا عبث ہے تاہم بعض الہامات میں ربط موجود بھی ہے جس کا اظہار اپنے موقعہ پر کیا جائے گا اس تمہید کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ معزز دوست کے پیش کردہ الہامات کی حقیقت پر روشنی ڈالی جائے گی اور بتلایا جائے گا کہ وہ کس طرح ذریعہ ہدایت ہیں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اُخبار دا نکار۔ بقیہ صٹ

اسلام کے اندر پھوٹ پڑی ہے وہ دم بدم تنزل کرتا جاتا ہے"

اس کے علاج کے سلسلہ میں آپؑ نے فرمایا:۔

"اس لئے خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا تا لوگ فرقہ بندیوں سے نکل کر اس جماعت میں شامل ہوں جو بیہودہ مخالفتوں سے محفوظ ہے اور سیدھے رستہ پر چل رہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔"

پھر فرمایا:۔

"اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہرے تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعت نور خیر الانامؐ اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی رُوحانی حالت کو صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔"

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حضرت امام وقت کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق دے۔

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات

مولانا عبدالماجد دریابادی کو مودودی دربار سے خطابات

کراچی کے "اخبار جہاں" کے نمائندہ نے مولانا مودودی سے ملاقات کی اور ان کے ارشادات کو اپنے اخبار میں شائع کیا جس میں ۱۹۵۳ء کے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے جبکہ مولانا کو ایک کلمہ گو دیندار متقی اور قرآن کریم پر مضبوطی سے ایمان لانے والی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کرانے کی جدوجہد میں بڑے پیمانے پر فسادات برپا کرانے کی وجہ سے پھانسی کی سزا ہوئی۔ رپورٹر نے اس ملاقات میں خود پھانسی کے واقعہ کے متعلق مولانا کا اپنا ارشاد حسب ذیل الفاظ میں شائع کر دیا۔

"اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے نہیں بچا سکتی۔ لیکن اگر میری زندگی پوری نہیں ہوئی تو یہ لوگ خواہ اُلٹے لٹک جائیں مجھے پھانسی پر نہیں لٹکا سکتے رحم کی اپیل میری جوتی کی نوک بھی نہیں کرے گی۔"

ان الفاظ کو پڑھ کر مولانا عبدالماجد پر یہ ردِ عمل ہوا۔

"نفس واقعہ سے یہاں کوئی بحث نہیں سوال صرف مولانا کے الفاظ سے متعلق ہے۔ بے شک معافی کی درخواست نہ کرنا اور موت کے لئے تیار ہو جانا بڑی ہی ہمت، بے جگری، جوانمردی کی بات ہے لیکن اس کا تعلق للہیت سے ہونا ضروری ہے۔ ورنہ ایسی بے خوفی تو دنیا کے کمونسٹ اور سوشلسٹ اور مارکسسٹ سب ہی بلکہ بہت سے محض خونی اور قاتل ہر ملک ہر قوم ہر عقیدے بلکہ کھلے ہوئے ملحد اور دہریئے بھی دکھاتے رہتے ہیں۔ مولانا کی زبان سے اس قسم کے فقرے اور پھر ان کا اعادہ سُن کر ہرگز اس کے کسی نیاز مند کو خوشی نہیں ہو سکتی۔ وہ حیرت اور حسرت دونوں کے ساتھ اپنے سے سوال کرے گا کہ کیا یہ بیان کسی اہل اللہ کا ہو سکتا ہے؟"

یہ چند الفاظ ہیں جن کو پڑھ کر مولانا مودودی نے اخبار ایشیا کے تقریباً دو صفحے مولانا عبدالماجد کی شان میں تبرا بازی کرنے میں صرف کر دیئے۔ مولانا دریابادی فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کی شان تو کچھ اس قسم کی ہے کہ وہ ایسے موقعوں پر اپنے دردِ دل کا یوں اظہار کرتا۔

"میں بندہ بشر ہوں محتاجیوں سے لبریز حیات کا حریص پھر بھی مالک سے توقع ہے کہ مجھے کسی بشر کے سامنے نہ جھکنے دے گا اور جان بچانے کے لئے کسی مخلوق کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے دے گا۔"

بات یہ ہے کہ مولانا دریابادی اپنے زعم میں مولانا مودودی کو بڑے بلند مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہے کہ ان کے منہ سے جو الفاظ نکلیں وہ پھول بن کر برسیں۔ اور اُن سے کسی قسم کا کبر نخوت اور تعلّی کا کوئی شائبہ ظاہر نہ ہو۔ یہ پاکیزہ خواہش اور قابل قدر جذبہ ہے۔ مگر "ایشیا" نے شائستگی اور تہذیب کا جامہ ہی اتار دیا ہے اور ان کی شان میں وہ کچھ کہہ دیا ہے کہ جس کو دہرانا بھی خلاف تہذیب ہے۔ مولانا دریابادی کے الفاظ کسی طرح بھی مولانا مودودی کے منافی شان نہیں صرف ایک لفظ شاید مولانا کے لئے بظاہر شایان شان نہ ہو یعنی "حیات کا حریص"۔ مگر اس کو کیا کیجئے اس دنیا میں آکر انسانوں کی اکثریت حیات کی بڑی حریص ہے۔ یہاں تک کہ متقین اور قانتین بھی اسی لئے درازی عمر چاہتے ہیں کہ وہ ان چند مستعار لمحات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مخلوق کی خدمت زیادہ سے زیادہ کر سکیں اور مولانا مودودی صاحب نے تو عملاً بھی ثابت کر دیا ہے کہ وہ حیات کے بڑے حریص ہیں خواہ اس لئے کہ انہیں مزید موقعہ ملے کہ وہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کلمہ گوؤں کو دائرہ اسلام سے خارج کر سکیں! وہ بیمار ہوئے بیماری زیادہ سنگین نہ تھی۔ پاکستان کے ڈاکٹر بڑی آسانی اور حسن و خوبی سے ان کا اپریشن کر سکتے تھے مگر انہیں اپنے لائق اور قابل مسلمان ڈاکٹروں پر اعتماد نہ تھا۔ اور وہ بھاگے بھاگے برطانیہ میں دجّال کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ اور اس کے ملائم اور نرم ہاتھوں سے اپریشن کروا کر واپس آ گئے۔

ایشیا کو مولانا دریابادی کے یہ الفاظ جو انہوں نے خدا کے حضور عرض کرنے کے لئے تجویز کئے تھے مولانا مودودی کے شایان شان نظر نہیں آئے خدا بڑا ہے اور بہت بڑا اور بہت ہی بڑا ہوگا مگر مولانا مودودی بھی کچھ کم بڑے نہیں "ایشیا" کا کہنا ہے:۔

"کہ مولوی صاحب (دریابادی) کا کہنا ہے۔ بندہ بشر ہوں محتاجیوں سے لبریز حیات کا حریص پھر بھی مالک سے توقع ہے حالانکہ یہ بڑا گھٹیا طرزِ کلام ہے۔"

ہاں جی یہ طرزِ کلام واقعی بہت گھٹیا ہے۔ مولینا مودودی کو "بندہ بشر" "محتاجیوں سے لبریز" "حیات کا حریص" کہنا اور پھر مالک سے توقع رکھنا ایسی باتیں ہیں جو حضرت مولانا بالفضل اولیٰ سے منسوب نہیں ہو سکتیں ان کی شخصیت بشریت سے ماوری ہے اور انکی ذات بے نیاز اور غیر محتاج ہے وہ خدا سے کیوں کوئی توقع رکھیں وہ خود اپنے کام خوش اسلوبی سے انجام دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

سبحان اللہ "ایشیا" نے یہ نیا علم کلام دنیا کے سامنے پیش کر کے مولانا مودودی کی شان کو چار چاند لگا دیئے۔ اسی طرح یہ سارا مضمون اسی قسم کی زبان سے بھرا پڑا ہے۔ آخر میں مولانا عبدالماجد صاحب پر یہ بھی الزام لگایا ہے کہ وہ درباری قسم کے آدمی ہیں خوشامد ان کا پیشہ ہے۔ اور ان کے کچھ اپنے الفاظ نقل کئے ہیں بہتر ہوتا کہ وہ نقل نہ کئے جاتے کیونکہ ان الفاظ سے ہی "ایشیا" کی طرف سے دریابادی کی شخصیت کی تیار کردہ تصویر ملیا میٹ ہو گئی ہے جو مولانا دریابادی ایک فاضل اہل مستقل مزاج علم پرور۔ پکے موحد اور بے باک اور نڈر مؤمن ہیں۔ مولانا کے خلاف الزامات کی فہرست تیار کرتے وقت "ایشیا" بھول گیا کہ مولانا مودودی وہ بہادر ہیں۔ جو پاکستان کی تخلیق کے خلاف بڑا زور لگاتے رہے اور مخالفین پاکستان کی صفِ اول میں سرگرم کار رہے اور جب پاکستان بن گیا تو ہندو بنیوں سے ڈر کر دُم دبا کر پاکستان آ گئے اور ہندوستان کے علماء میں سے صرف مولانا عبدالماجد دریابادی ایک واحد شخصیت ہیں۔ جو اپنے اخبار صدق کے ذریعے فراعنۂ ہند کو سچی باتیں سناتے رہتے ہیں اور ایسے ایسے حقائق بیان کر جاتے ہیں کہ مولانا مودودی پاکستان میں محفوظ بیٹھ کر اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ صحیح ہے کہ مولانا دریابادی سیاسی معنوں میں نعرہ باز نہیں وہ مولانا مودودی کی طرح گلیوں میں فحش گالیاں دینے والے عوام کی قیادت نہیں کر سکتے۔ اسی امر کو "ایشیا" ان کی بزدلی قرار دیتا ہے۔

"ایشیا" نے مولانا دریابادی کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:۔

"میں بجز خلافت کمیٹی کے کبھی کسی سیاسی مجلس کا ممبر نہیں رہا۔ اور لیگ کے جلسوں میں سوائے ایک کے کبھی شریک نہیں ہوا .... پاکستان کی تائید ضرور کی مگر شرعی اور اصولی حیثیت سے۔ اس سے آگے نہ علمی حیثیت سے اور نہ سیاسی لحاظ سے کبھی رائے زنی کی۔ اور نہ بندہ اس کے کس قابل۔

ان باتوں کا تو میں اہل ہی نہیں؟"

پھر آگے جا کر یہ الفاظ نقل کئے ہیں اور اسے ٹیپ کا مصرعہ قرار دیا ہے:۔

"مسلمان جس ملک کا باشندہ ہو کر رہے گا وفادار ہو کر رہے گا لیکن وہ اس ملک کا محض شہری یا محض رعایا بن کر نہیں رہے گا۔ بلکہ مسلمان شہری یا مسلمان رعایا بن کر رہے گا یعنی اپنی خصوصیات اور تشخصات قائم رکھ کر۔"

"ایشیا" غالباً ان اقتباسات سے یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ مولانا مودودی تو ساری عمر قائد اعظم کے ساتھ شانہ بہ شانہ کھڑے ہو کر مسلم لیگ کی سٹیج سے لوگوں کو پاکستان بنانے کے لئے دعوت دیتے رہے اور یہ بھی یاد کرانا چاہتا ہے کہ مولانا مودودی ہندو یا انگریز حکومت کے ہمیشہ باغی رہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ مسلم لیگ کا دشمن نمبر ۱۔ مودودی ہے۔ اور قائد اعظم کی سب سے زیادہ مخالفت کرنے والا بھی یہی بزرگ ہے۔ آپ کانگریسی سالوں کی ادارت بھی کرتے رہے اور زندگی کے کسی حصہ میں بھی جب تک آپ ہندوستان میں رہے آپ نے ہندو یا انگریز کو ناراض نہیں کیا۔ ہاں مسلمانوں کی تحریک آزادی میں آپ سدِ سکندری بن کر کھڑے رہے۔ جب تک آپ کو ہٹا نہ دیا گیا اور آزادی کا سیلاب سب مخالفین کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر نہ لے گیا۔

کہیں یہ بات تو نہیں کہ "ایشیا" کو مولانا دریابادی کی ایک اور ادا بھی پسند نہ ہو۔ مولانا کو کسی نے کان میں کہہ دیا کہ حضور خدا فرماتا ہے کہ:۔

"اگر کوئی تمہیں السلام علیکم کہہ کر مخاطب کرے تو تم اس کے خلاف یہ فتوے مت دو کہ وہ مؤمن نہیں۔"

مولانا یہ فرمان سن کر اپنے جبلّی انکسار کی وجہ سے بہت ڈر گئے اگر مودودی ہوتے تو ایسے بزدل نہ ثابت ہوتے۔ کسی اور رفیق کار نے ان کے دوسرے کان میں یہ کہہ دیا کہ حضور نبی کریم صلعم کا فرمان ہے:۔

"کہ وہ جو ہماری طرز کی نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کو کعبہ سمجھتا ہے اور ہمارے ذبیحہ کو حلال سمجھتا ہے وہ لازمی مسلمان ہے اور اس کے مسلمان ہونے کی ذمہ داری خود اللہ اور اس کے رسول نے سنبھال لی ہے"۔

یہ پیغام سن کر مولانا اور بھی ڈر گئے اسی طرح کسی نے بھری مجلس میں یہ کہہ دیا کہ یہ بھی فرمان نبویؐ ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر مت کرو۔ یہ اعلان سن کر مولانا ڈر کے مارے سہم گئے۔ پھر کرنا خدا کا یہ ہوا کہ تمام ہندوستان اور پاکستان کے علماء کے حلقوں سے احمدیوں کے خلاف کفر کے فتوے جاری ہونے لگے اور ہر ایک عالم بصد شوق دوسروں سے سبقت لے جاتے ہوئے ان فتووں پر دستخط کرنے لگا حتیٰ کہ پھر ان علماء کی تلاش ہونے لگی جو ایسے فتووں کے خلاف تھے۔ لے دے کے سارے ہندوستان اور پاکستان میں چوٹی کا ایک یہی بزدل عالم رہ گیا۔

اسلامی اصولوں اور نظریہ پاکستان کے خلاف سرگرمیاں برداشت نہیں کی جائیں گی

دونوں صوبوں کے عوام، فرقوں، جماعتوں اور طبقوں کے درمیان نفرت پھیلانا جرم ہوگا

راولپنڈی۔ ۲۸ جولائی۔ صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل آغا محمد یحییٰ خاں نے کہا ہے کہ ملک میں امن و امان قائم ہو جانے کے بعد حکومت انتظامیہ اور نجی شعبوں سے بدعنوانیوں کا قلع قمع کرنے کی طرف پوری توجہ دے رہی ہے اور اس سلسلہ میں مناسب اور ٹھوس اقدامات عمل میں لائے جا رہے ہیں۔ سرکاری افسروں کی املاک، غیر ملکی زرمبادلہ کی بازیابی اور ناجائز دولت کو منظر عام پر لانے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ انہوں نے اُمید ظاہر کی کہ ان اقدامات سے بدعنوانیوں کی طرف مائل لوگ نصیحت پکڑیں گے۔

صدر جنرل آغا محمد یحییٰ خاں نے آج اپنی خاص نشری تقریر میں بدعنوانیوں کا قلع قمع کرنے اور ملک میں طلباء، مزدوروں اور کسانوں کے لئے انصاف پسند معاشرہ کے قیام کے لئے حکومت کے اقدامات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ صدر کی تقریر کے چیدہ چیدہ اقتباسات درج ذیل ہیں:

"میرے عزیز ہموطنو! ہم میں سے ہر ایک کو موجودہ حال کی نزاکت کا پورا پورا احساس ہونا چاہیئے۔ اور اس حقیقت کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ پاکستان آج جس سنگین بحران سے دوچار ہے اس سے پہلے اسے ایسا بحران پیش نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے انتشار اور لاقانونیت کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے رجحان پر کامیابی کے ساتھ قابو پالیا ہے لیکن ابھی ہمیں کافی منزل طے کرنا باقی ہے لہٰذا ایک منٹ کے لئے سوچیں اور سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ وہ قوم جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی ہے کیوں ان حالات سے دوچار ہوئی میرے خیال میں اس کی بڑی وجہ ہے کہ ہم میں سے اکثر نے اسلام کی دی ہوئی اخلاقی اور روحانی اقدار کو نظر انداز کر دیا ہے ہم نے قائد اعظم کے بتائے ہوئے نصب العین یعنی اتحاد، یقین محکم اور تنظیم و ضبط کو بھی فراموش کر دیا ہے۔ ہمیں آزادی حاصل کئے اکیس سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے لیکن ہم آج تک بنیادی نظریات پر بھی متفق نہیں ہو سکے۔ یہی نااتفاقی اور ذاتی مفادات سے بالاتر رہنے میں ہماری نااہلی اس عرصے میں دو دفعہ مارشل لا کا نفاذ کا باعث بنی۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ یہ بات ہم سب کے لئے باعثِ شرم ہے ہمارے معاشرے پر طمع اور خود غرضی اس قدر چھائی ہوئی ہے کہ ہم یہ بھول گئے ہیں کہ ان دو بیماریوں میں ہم سب کی تباہی کے جراثیم چھپے ہوئے ہیں ذاتی مفاد پرستی اور مادی دولت حاصل کرنے کے جنون کا مظاہرہ بڑی بے شرمی کے ساتھ ہمارے بعض لیڈروں نے کیا ہمارے پورے معاشرے کو خراب کر دیا ہم اسلام کی اخوت اور پاکستان کی محبت کے تصور سے روز بروز دور ہوتے چلے گئے۔

اس لئے ایک میرے عزیز ہموطنو! میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنے اختلافات بھول جائیں اور پاکستان کو پائیدار اور مستحکم بنانے کی منزل کی طرف تیزی سے قدم بڑھائیں۔ اس کے لئے ہمیں قربانیاں دینی پڑیں گی۔ اور قوم کے حق میں اپنی ذات کو نظر انداز کرنا پڑے گا ہمیں ہوس کی راہ چھوڑ کر ملت کی فلاح کے لئے سوچنا پڑے گا میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ تاریخ کو یہ موقع نہ دیں کہ وہ ہمیں ایسی نسل تصور کرے جو بابائے قوم کی توقعات پر پوری نہ اتری۔ میں اپنی تقریر اس پختہ یقین کے اظہار کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے عوام ایک دفعہ مل جل کر کام کرنے کا فیصلہ کر لیں تو ان میں پاکستان کو ایک شاندار مملکت بنانے کی صلاحیت موجود ہے۔

میں بہرحال ایک بات صاف طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی فرد، گروہ یا جماعت اسلام کے بنیادی اصولوں اور پاکستان کی سالمیت اور نظریہ کے منافی کوئی بات پھیلائے گی یا ہمارے عوام کے اتحاد و استحکام میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے گی تو وہ عوام اور ان کی مسلح افواج کے غیظ و غضب کو دعوت دے گی ہم ایسے عناصر کے خلاف موثر کارروائی کریں گے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے۔

اس موقع پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھ پر اولین اور سب سے زیادہ ذمہ داری اپنے عوام کی جانب سے عائد ہوتی ہے۔ مجھے اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ان کے لئے ایسا پُرامن اور پُرسکون ماحول قائم رہے اور جس میں وہ کسی خلل یا رکاوٹ کے بغیر اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ ہمارے مقاصد عیاں ہیں لیکن ہمیں ان کی طرف اندھا دھند نہیں بھاگنا چاہیئے۔ ہمیں قدم بہ قدم آگے بڑھنا چاہیئے تاکہ ہم ہر منزل پر جو کامیابی حاصل کریں انہیں مستحکم کرنے کے لئے ہمیں وقت ملے۔ میرا یہ واضح طور پر ارادہ ہے کہ ملک میں ایک مضبوط اور مستحکم جمہوری نظام قائم کیا جائے لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے میں سب سے پہلے اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ ملک میں مناسب حالات قائم ہو جائیں اور ایک ایسی مضبوط بنیاد حاصل ہو جائے جس میں ایسا نظام قائم کیا جا سکے۔

سیاسی لیڈروں سے میں یہ کہوں گا کہ وہ اس مرحلے پر انفرادی یا جماعتی مفادات کو پس پشت ڈال کر قومی سطح پر بنیادی مسائل پر توجہ مرکوز کریں۔ جب آپ لیڈر بنتے ہیں تو اس کے ساتھ جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے بھی قبول کریں۔ صرف مسائل کا بیان کر دینا اور انہیں انتظامیہ کے سامنے پیش کر دینا ہی کافی نہیں۔ ایک حقیقی لیڈر میں ان مسائل کو حل کرنے کی اہلیت بھی ہونی چاہیئے۔ آج ملک اپنی تاریخ کے انتہائی نازک دور سے گذر رہا ہے۔ لہٰذا آیئے ہم سب اپنے ان مسائل کو مل کر حل کریں تاکہ ہمارے عوام کو بار بار سیاسی بحران کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

راولپنڈی۔ ۳۰ جولائی (پ پ ا) چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے آج مارشل لاء کا ضابطہ ۵۱ جاری کیا ہے جس کے تحت اسلام کی توہین کو جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ ضابطے میں کہا گیا ہے کہ کوئی شخص اسلام کے خلاف زبانی یا تحریری طور پر کوئی بات نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسلام کے خلاف کوئی بیان جاری کر سکتا ہے اور کوئی شخص اس قسم کی باتوں کو شائع بھی نہیں کر سکتا اور نہ اس کی اشاعت کر سکتا ہے خلاف ورزی کرنے والے کو سات سال قید سخت کی سزا دی جائے گی۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے ایسے بیانات جاری کرنے اور ان کو شائع کرنے اور ان کی اشاعت کو بھی جرم قرار دے دیا ہے جن سے پاکستان کی یکجہتی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ قائد اعظم کی شان میں گستاخی کرنا بھی جرم تصور کیا جائے گا۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو سات سال قید سخت بھگتنا ہوگی۔

مارشل لاء ضابطہ ۵۱ میں کہا گیا ہے کہ کوئی شخص ایسے مواد کی اشاعت طباعت اور تشہیر نہیں کرے گا اور نہ ایسے مواد کی اشاعت طباعت اور تشہیر کا سبب بنے گا اور نہ ہی ایسی کوئی کتاب، کتابچہ، پوسٹر، اشتہار یا دوسری ایسی دستاویز اپنے قبضے میں رکھے گا۔ جس سے پاکستان کے شہریوں کے فرقوں، جماعتوں، طبقوں کے درمیان دشمنی، بدخواہی اور نفرت کے جذبات پیدا ہوں یا بھڑکیں۔ کوئی شخص تحریر یا تقریر سے اسلام کی توہین نہیں کرے گا۔ اس سلسلہ میں بھی کوئی تحریریں شائع کی جائے گی۔ ایسی تحریر شائع نہیں ہوگی جس سے قائد اعظم کی شان میں گستاخی ہوتی ہو یا پاکستان کی یکجہتی متاثر ہوتی ہو۔ خلاف ورزی کرنے والے کو زیادہ سے زیادہ سات سال قید بامشقت کی سزا دی جا سکتی ہے۔

جہاں تک بدعنوانیوں کے سوال کا تعلق ہے جن میں کاروباری طبقے کے بعض ارکان مبینہ طور پر ملوث ہیں۔ ہم نے غیر ملکی زرمبادلہ کی بازیابی اور ناجائز دولت کو منظر عام پر لانے کے لئے اقدامات کئے ہیں تاکہ حکومت کو اپنی اس آمدنی سے محروم نہ کیا جا سکے جس کی وہ حقدار ہے مجھے امید ہے کہ ہم جو اقدامات کر رہے ہیں ان سے بدعنوانی کی طرف راغب لوگ سبق حاصل کریں گے اور ہمارے معاشرے میں پھیلنے والی اس خطرناک بیماری کی روک تھام میں مدد ملے گی۔ مجھے یہاں یہ کہنا ہے کہ جہاں تک میری حکومت کا تعلق ہے بے گناہ افراد کو خواہ وہ سرکاری ملازمت میں ہوں، تجارت میں یا صنعت میں یا کسی دوسرے پیشہ سے تعلق رکھتے ہوں انہیں کسی قسم کا ڈر نہیں ہونا چاہیئے لہٰذا انہیں چاہیئے کہ وہ کسی قسم کے غلط پراپیگنڈا کو اپنے تحفظ کے احساس، پیداوار اور کارکردگی پر اثر انداز نہ ہونے دیں۔ چنانچہ بات اتنا جو اور صنعت کاروں کو ملک کی اقتصادی ترقی میں اپنا کردار بدستور ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ ذاتی طور پر دیانتداری کے سوال کے علاوہ اعلیٰ کارکردگی کی بھی ضرورت ہے۔ اس کا تعلق معاشرے کے تمام طبقوں سے

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

چند یادیں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کتاب (DOCTRINE OF TRINITY) بشرط فرصت مکمل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

مرزا معصوم بیگ صاحب کو چند سالوں سے دل کی شکایت تھی اور کئی دفعہ حالت خطرناک صورت اختیار کر چکی تھی۔ پھر بھی وہ اپنا تبلیغی کام برابر کرتے جا رہے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ کا بلاوا آگیا اور وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

میں نے ان کے پہلے خط کا ذکر ابھی کیا ہے۔ اس کے بعد جب انہوں نے مجھے دوسرا خط لکھا تو اس میں عیسائی پادریوں کی تبلیغی کارروائیوں کا حال دیانت کرتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ "آجکل عیسائی مشنوں نے ہر جگہ اپنی تبلیغ بڑے زور سے شروع کر دی ہے۔ شاید چراغ سحری کی طرح جو گل ہونے سے پیشتر ذرا زیادہ تاب کے ساتھ ٹمٹماتا ہے۔ ان کا یہ آخری حملہ ہے۔ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام نے کسر صلیب مکمل طور پر کر دی ہے عیسائیت کی ساری عمارت اس بنیاد پر کھڑی کی گئی ہے کہ مسیح نسل انسانی کے گناہوں کے عوض صلیب پر لعنتی موت مرا اور پھر تیسرے دن جی اٹھا اور آسمان پر چلا گیا اور ایک مرتبہ پھر آئے گا۔ حضرت مرزا صاحب نے ثابت کر دیا کہ وہ صلیب پر مرا ہی نہیں بلکہ جب وہ صلیب سے اتارا گیا تو بے ہوشی کی حالت میں تھا لہٰذا کفارہ ختم ہوا اور ساتھ ہی عیسائی مذہب بھی ختم ہو گیا۔ ازاں بعد مسیح مشرقی ممالک کی طرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں نکل گیا اور کشمیر میں فوت ہوا جہاں اس کی قبر موجود ہے۔ پس جب مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں تو ان کا سارا فلسفہ باطل ثابت ہو گیا۔" اسی خط میں انہوں نے دل کی شکایت کا ذکر کیا۔ اس کے بعد عرصہ تک یہ مرد مجاہد اپنا کام برابر کرتا رہا۔

اس مرد مجاہد کی رحلت سے انجمن میں ایک ایسی جگہ خالی ہو گئی ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

فروغ شمع تو ہوتا رہے گا صبح محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

اللہ تعالیٰ مرحوم پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا کرے۔ نیز ان کے خویش و اقارب کو اس صدمۂ عظیم کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۶ اگست ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۳۲

بقیہ از صفحہ ۱۱

ہے خواہ وہ طلباء ہوں، پیشہ ور حضرات، سول ملازمین ہوں یا کوئی اور ہوں زندگی کے کسی بھی شعبہ میں اعلیٰ کارکردگی کے لئے بنیادی عوامل ہوتے ہیں یعنی پوری محنت سے کام کرنا اور فرض کا احساس ہونا۔ سخت محنت اور مکمل تندہی کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا لہٰذا میں اپنے ہم وطنوں پر زور دیتا ہوں کہ وہ اپنی سرگرمیوں کے منتخب شعبوں میں یکسوئی کے ساتھ اپنے آپ کو وقف کر دیں تاکہ وہ ۔۔۔

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآ

گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

دوست محمد

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۶۹ء | نمبر ۳۳

> "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
> لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
> میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
> بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس
> اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است وخسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددؒ وں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

سب سے بڑے گناہ

عن ابی بکرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم باکبر الکبائر ثلثا قالوا بلی یارسول اللہ قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین و جلس وکان متکئا فقال الا وقول الزور قال فمازال یکررھا حتی قلنا لیتہ سکت۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کیا ہیں تین بار فرمایا (صحابہؓ نے) عرض کیا ہاں یارسول اللہ۔ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور آپؐ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا دیکھو اور جھوٹ بولنا اور اسے برابر دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپؐ چپ ہو جائیں۔

نوٹ: از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ:۔

گناہ اور نیکی کا بڑا چھوٹا ہونا ان کے نتائج اور اثر کے اعتبار سے ہے جس گناہ اور نیکی کا نتیجہ اور اثر بڑا ہے وہ کبیرہ ہے جس کا اثر کم ہے وہ صغیرہ ہے۔ کبائر (بڑے گناہ) کی کوئی خاص تعداد نہیں احادیث نیز قرآن کریم میں بعض خاص گناہوں کو کبائر یا کبیرہ کہا ہے لیکن اس سے مراد حصر نہیں ہے۔ موقعہ اور محل اور مخاطب یا حاضرین کی حالت کے مناسب جن کبائر کا ذکر اس وقت ضروری تھا فرما دیا۔ پچھلی حدیث میں چار کا ذکر تھا یہاں قتل نفس کا ذکر نہیں۔ یہاں قول زور یا جھوٹ کہنے کو خاص اہتمام سے بیان فرمایا ہے اور پھر اس کا تکرار یہاں تک فرماتے رہے کہ صحابہؓ کو معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کو اس سے تکلیف ہو رہی ہے۔ اس سے اُن کے دل میں خیال ہوا کہ آپؐ خاموش ہو جائیں تو بہتر ہے۔ اسے اس قدر زور دیا اس لئے تھا کہ لوگ اس کا آسانی سے ارتکاب کر لیتے ہیں۔ بلکہ بلاوجہ بھی جھوٹ بول لیتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے کس قدر نفرت تھی۔ یہ ایک طبعی جذبہ تھا جس کی وجہ سے آپؐ نے جھوٹ کہنے سے اس قدر زور سے روکا۔

(فضل الباری)

اسلام کے غلبہ اور اقبال کی پیشگوئی

فرمودات حضرت مجددِ زمان مسیح موعود علیہ السلام

اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی رُوحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علومِ جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کیساتھ چڑھ چڑھ کر آئیں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھے علم دیا گیا ہے جس علم کی رُو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائیگا بلکہ حال کے علومِ مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دیگا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے۔ جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اسکی فتح کے نشان نمودار ہیں یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی رُوحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔ میں متعجب ہوں کہ آپ نے کس سے اور کہاں سے سُن لیا اور کیونکر سمجھ لیا کہ جو باتیں اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس نے پیدا کی ہیں وہ اسلام پر غالب ہیں۔ حضرت خوب یاد رکھو کہ اس فلسفہ کے پاس تو صرف عقلی استدلال کا ایک ادھورا سا ہتھیار ہے اور اسلام کے پاس یہ بھی کامل طور پر اور دوسرے کئی آسمانی ہتھیار ہیں پھر اسلام کو اس کے حملے سے کیا خوف۔ (آئینہ کمالات اسلام)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۶۹ء

لاہوری جماعت احمدیہ اور اسلام

جماعت احمدیہ لاہور ایک تبلیغی جماعت ہے، جو نورِ اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے قائم ہے اس جماعت کے مشن انگلستان، جرمنی، ہالینڈ، جنوبی امریکہ، ڈچ گیانا، برٹش گیانا، ٹرینیڈاڈ اور جزائر فیجی وغیرہ مختلف ممالک میں اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، ان مشنوں میں توحید الٰہی اور رسالت محمدیہ صلعم کی تبلیغ کی جاتی اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذریعہ غیر مسلموں کو داخلِ اسلام کیا جاتا ہے، چنانچہ انگریزوں اور جرمنوں کی کافی بڑی تعداد اب تک مشرف باسلام ہو چکی ہے۔ ان نومسلموں میں لارڈ ہیڈلے، مسٹر پکتھال اور جرمنی کے بیرن عمر ایرنفلز جیسی شخصیتیں شامل ہیں۔

تبلیغی مشنوں کے علاوہ اس جماعت نے قرآن کریم کے انگریزی، جرمن اور اُردو ترجمے اور تفاسیر شائع کیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کئی زبانوں میں شائع کی، تاریخ خلافت راشدہ لکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عظیم الشان کارناموں سے دنیا کو واقف کیا۔ احادیث نبوی صلعم کے تراجم اُردو اور انگریزی میں شائع کئے۔ اور صداقت اسلام کے ثبوت میں کئی اعلےٰ پایہ کی کتابیں شائع کیں، جنہیں پڑھ کر یورپ اور دوسرے ممالک کے اعلےٰ اور فہمیدہ طبقہ کو اس پاک مذہب کی خوبیوں کا اعتراف کرنا پڑا۔

یہی غرض اس جماعت کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کی تھی، ان کا دعوےٰ محض مجدد ہونے کا تھا۔ اور تجدید دین ہی کے لئے انہوں نے یہ جماعت بنائی، جو خدا کے فضل سے نہایت اعلےٰ پیمانہ پر اس خدمت کو سرانجام دے رہی ہے۔

لیکن نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بجائے اس کے کہ عامۃ المسلمین کی طرف سے ان خدمات جلیلہ میں اس جماعت کی امداد کی جاتی، اس پر کفر کا فتوےٰ دے کر تبلیغ اسلام کے کام میں روک پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ اس کا کیا جواز ہو سکتا ہے، کیا یہ کافروں کے کام ہیں جو اس جماعت نے سرانجام دیئے ہیں اور دے رہی ہے؟ کیا کوئی کافر اور دشمن اسلام کے لئے اپنا وقت اور روپیہ صرف کر سکتا ہے۔ جیسے یہ جماعت کر رہی ہے؟

جہاں تک حضرت مرزا صاحبؒ کے دعوے اور ان کے عقائد کا تعلق ہے ہم ذیل میں ان کی تحریرات کے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے سچے فدائی اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے عاشق زار تھے، اور ان پر دعوےٰ نبوت کا جو الزام دیا جاتا ہے وہ قطعاً غلط ہے۔ فرماتے ہیں:-

۱ـ "میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر کا منکر، بلکہ میں ان امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلّم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ .... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم و سمیع اوّل الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں، جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے، میں ان تمام اُمور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں۔" (اعلان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

۲ـ "دوسرے الزامات جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت کا انکاری ہے۔ یہ سارے الزامات دروغ اور باطل محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔" (مجموعہ اشتہارات صـ۲۳۳)

۳ـ "ہم بھی مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں" (مجموعہ اشتہارات صـ۲۲۳)

۴ـ "ہیچ دینے نداریم بجز دینِ اسلام و ہیچ کتابے نداریم بجز قرآن شریف و ہیچ پیغمبرے نداریم بجز حضرت محمد صلعم کہ خاتم الانبیاء است۔" (انجام آتھم صـ۱۴۳)

۵ـ "کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں؟"

۶ـ "ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" (ازالہ اوہام صـ۱۳۷)

ان صاف و صریح بیانات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے، وہ تو کھلے الفاظ میں اس سے انکار کرتے ہیں اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کے معترف اور اپنے آپ کو ان میں داخل سمجھتے ہیں، اور یہ بھی انہوں نے صاف طور پر لکھا ہے کہ:-

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب صـ۱۳۰)

"میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔" (تریاق القلوب صـ۱۳۰)

"یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھیرا دیں آپ۔ اور پھر ہم پر یہ الزام لگا دیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صـ۱۲۱)

غور کیجئے کہ ان بیانات کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحبؒ یا جماعت احمدیہ لاہور کو کافر قرار دینا کہاں تک جائز ہے، بالخصوص ایسی حالت میں کہ اس جماعت کی طرف سے اسلام کی وہ خدماتِ جلیلہ سرانجام پا رہی ہیں، جن کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔ قرآن کریم نے تو محض السلام علیکم کہنے والے کو بھی کافر کہنے سے منع کیا ہے لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس منشاء سے بیزاری ظاہر کی جس نے محض صبانا کہنے والوں کو کافر قرار دے کر قتل کر دیا اور ایک ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا، جب حضرت خالد رضؓ نے منافق سمجھ کر قتل کرنا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اور فرمایا لعلہ یصلی شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ جس کے جواب میں حضرت خالد رضؓ نے کہا کم من مصلی یقول بلسانہ مالیس فی قلبہ بہتیرے نمازی ایسے ہیں جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں تو اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی لم اُومر ان انقب قلوب الناس ولا اشق بطونھم مجھے یہ حکم نہیں کہ لوگوں کے دلوں میں سوراخ کر کے دیکھوں اور نہ یہ کہ ان کے باطن کو پھاڑ کر دیکھوں (بخاری کتاب المغازی باب بعث علی ابن طالب و خالد بن ولید الی الیمن)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے ہوتے ہوئے علمائے کرام کا یہ رویہ کہاں تک صحیح ہے کہ ذرا ذرا سے فروعی اختلافات پر ایک دوسرے کو کافر قرار دینے سے ذرا نہیں جھجکتے، بالخصوص ایسی حالت میں جب حضرت مرزا صاحبؒ جیسا شخص قسمیں اُٹھا اُٹھا کر دعوےٰ نبوت اور تمام ان الزامات سے انکاری ہیں جن کی بناء پر انہیں کافر قرار دیا جاتا ہے، اور اس بات پر غور نہیں کیا جاتا کہ ان کا اور جماعت لاہور کا عمل کسی پہلو سے بھی اسلام کے خلاف نہیں وہ نہ صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے پابند ہیں بلکہ دن رات اسلام کی تائید و حمایت میں سرگرداں ہیں، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو جس کے اندر ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو، اسے بھی کافر کہنا جائز نہیں، لیکن آج ان کے پیرؤوں کے نزدیک ہر وہ شخص جو پکا دیندار اور اسلام کا سچا متبع اور فدائی ہو، معمولی اختلافات کی بناء پر علماء کے فتوےٰ کفر کا نشانہ بن جاتا ہے، علماء کے اسی رویہ کے پیش نظر حضرت مرزا صاحبؒ نے انہیں توجہ دلائی کہ

"خدا سے شرماؤ .... مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں تم ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔" (ازالہ اوہام صـ۵۱۷)

پس ہم مسلمان بھائیوں سے عرض کرنا چاہتے ہیں، کہ علماء کے فتووں کی طرف نہ جائیں اور جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات اور خدماتِ اسلامی کے پیش نظر اس جماعت کے اسلام پر ذرا بھی شک نہ کریں، اور نہ ان کی خدمات اسلامی میں روک پیدا کریں، بلکہ اس کے ساتھ شامل ہو کر اسلام کی تقویت کے موجب ہوں۔

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کوہ مری میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

ــــ ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب از سیالکوٹ اور ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب ریٹائرڈ کیمیکل انگزامینر کو عارضہ قلب لاحق ہے۔ احباب سلسلہ ان حضرات کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

ــــ صوفی کرم رسول صاحب از چک ۵۵۹ گ ب تحصیل جڑانوالہ ایک سخت ابتلاء میں مبتلا ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے ملتمس ہیں کہ وہ دعا فرمائیں کہ ان کے حال پر خدا رحم فرمائے اور حق و باطل کو ظاہر فرمائے۔

ــــ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ دو سال سے ان کا کاروبار بند ہے اور کوئی ذریعہ معاش نہیں بنتا۔ حضرات و احباب اللہ تعالےٰ کے حضور رحم و کرم کی دعا فرمائیں۔

ــــ ان دنوں جماعت کے بہت سے طلباء اور طالبات امتحانات دے رہے ہیں۔ ان کی کامیابی کے سا

توحید الٰہی پر کامل ایمان انسان کو تمام مشکلات پر قابو پانے

اور اسباب کے بجائے خالق پر بھروسہ رکھنے کے قابل بنا دیتا ہے

خطبہ جمعہ
مؤرخہ یکم اگست ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت مولٰینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین ——— (سورۃ فاتحہ)

سورۃ فاتحہ کی اہمیت

یہ سورت جو میں نے تلاوت کی ہے سورۃ فاتحہ کے نام سے مشہور ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر نماز میں اس کو پڑھنے کا حکم ہے اس کو پڑھے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سورۃ سارے قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔

تعلیمات الٰہیہ کا مرکزی نقطہ

تمام الٰہی تعلیمات کا مرکزی نقطہ توحید باری تعالیٰ ہے جس کے گرد باقی تمام تعلیمات گردش کرتی ہیں اسی توحید کو دلوں میں راسخ کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام مختلف اوقات میں مبعوث ہوتے رہے اور پھر ان کے بعد حسب ضرورت ان کے نائبین اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا زمانہ

آخر میں جس وقت حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت وقوع میں آئی اس وقت عملاً توحید دنیا سے بالکل ہی مفقود ہو چکی تھی۔ چاروں طرف بُت پرستی، عناصر پرستی۔ انسان پرستی نے توحید کی جگہ لی ہوئی تھی یہی خیال دلوں میں سمایا ہوا تھا کہ یہ بُت وغیرہ ہی انسان کو مقرب الٰہی بنا سکتے ہیں ان کو خوش رکھنے سے ہی خدا خوش ہو سکتا ہے لیکن تعجب ہے کہ کسی ایک شخص کو بھی کبھی بطور نمونہ اور مثال پیش کیا جا سکتا ہے کہ جو اس ذریعہ سے مقرب الٰہی بنا ہو، چنانچہ قرآن کریم واضح الفاظ میں اس باطل خیال کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے قل لو کان معہ اٰلھۃ کما یقولون اذاً لابتغوا الیٰ ذی العرش سبیلاً (بنی اسرائیل ع ۵) یعنی جن ہستیوں یا جن چیزوں کو یہ خدا کے ساتھ معبود سمجھتے ہیں اگر ان کا یہ قول درست ہوتا ان کے ذریعہ لازماً یہ لوگ دنیا پر صاحب حکومت خدا کی طرف راہ پا لیتے یعنی اس کا قرب حاصل کر لیتے۔

موحدین اور غیر اللہ کے پرستاروں کا مقابلہ

پس ان کے خیال کا بطلان تو اسی امر سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آتا جس نے اس راہ سے قرب الٰہی حاصل کیا ہو لیکن اس کے بالمقابل ان لوگوں میں ہزاروں ایسے اشخاص ملتے ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی توحید کو اپناتے ہوئے اور اسی کو دلوں میں راسخ کرتے ہوئے خالص وحدہٗ لا شریک لہ خدا کی اسی طریق سے پرستش کی جس طریق کی طرف انبیاء علیہم السلام نے ان کی رہنمائی کی اور اس کے نتیجہ میں وہ قرب الٰہی کی نعمتوں سے متمتع ہوئے اس کے افضال اور برکات کے وارث ہوئے۔

غیر اللہ کی پرستش کی وجہ

غیر اللہ کی پرستش کی درحقیقت ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ کہ جن چیزوں کی غیر اللہ کی پرستش کرنے والے پرستش کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں وہ اسی لئے ہوتے ہیں کہ ان چیزوں سے ان کو کچھ فوائد حاصل ہو رہے ہوتے ہیں یا ان کے وجود میں کچھ خوبیاں یا کچھ کمالات ان کو نظر آتے ہیں جن سے وہ مستفید ہو رہے ہوتے ہیں اور ان خوبیوں اور کمالات اور قابل تعریف باتوں کو وہ ان چیزوں کی ذاتی خوبیاں یقین کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر وہ ان کی پرستش نہیں کریں گے یا ان کی ناراضگی کو مول لیں گے تو یہ چیزیں ان فوائد کو ان سے روک دیں گی جو ان کو وہ پہنچا رہی ہیں۔

اس خیال کی تردید

اللہ تعالیٰ نے ایک ہی لفظ یعنی الحمد للہ سے اس باطل خیال کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اس ایک ہی لفظ میں اس حقیقت کی وضاحت کر دی کہ یہ تمام خوبیاں اور تمام کمالات اور تمام قابل تعریف باتیں جو ان چیزوں میں تمہیں نظر آ رہی ہیں ان سب کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے یہ خوبیاں ان کی ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں اور اللہ نے ہی ان میں سے ہر چیز کے سپرد مخصوص فوائد انسانوں تک پہنچانے کا کام کیا ہوا ہے ان کی مجال نہیں کہ یہ ان فوائد کو روک سکیں چنانچہ سُورج اور چاند کی مثال دے کر اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا ومن اٰیاتہ اللیل والنھار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون۔ (حٰم سجدہ ع ۵) اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کرنے والی آیات میں سے دن رات، سورج و قمر ہیں پس تم سُورج اور قمر کو سجدہ مت کرو یعنی ان کی عبادت نہ کرو بلکہ اس اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کے اندر وہ فوائد رکھے جن سے تم مستفید ہو رہے ہو اگر تم ان کے خالق حقیقی کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔

کلیہ قاعدہ

ان دو چیزوں کا ذکر تو بطور مثال کے کیا ہے باقی کلیہ قاعدہ الفاظ سخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض میں بیان کر دیا کہ آسمانوں اور زمین میں ہر چیز تمہاری خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے جتنی خدمت ان سے لے سکتے ہو لو۔ ان کو خادم بناؤ نہ مخدوم (معبود۔ م) نے فرمایا قل اغیر اللہ ابغی رباً و ھو رب کل شیء (الانعام ع ۲۰) یعنی کیا اللہ کے سوا کسی اور رب کی تلاش کروں حالانکہ ہر چیز کا رب تو وہی ہے اسی لئے سورۃ الحمد میں اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ درحقیقت تمام تعریفوں اور تمام خوبیوں اور تمام کمالات کی مستحق اللہ کی ہی ذات ہے اس لئے ہے کہ وہی دنیا کی ہر چیز کا رب یعنی خالق اور مالک ہے اور اسی سے ہر چیز کو فائدہ پہنچانے کی قوت مل رہی ہے اسی نے بحیثیت رحمان ہونے کے اے انسانو! تمہاری زندگی کے قیام کے لئے ضروری اشیاء کو پیدا کر دیا ہے واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ و باطنۃ کے ماتحت بعض اشیاء تو تمہیں اپنے فوائد طبعی اور فطرتی طور پر بہم پہنچا رہی ہیں جن میں تمہاری کوششوں کا دخل نہیں اور ان میں بعض باطنی فوائد بھی ہیں جن کا معلوم کرنا تمہاری محنت اور کوشش پر چھوڑا ہوا ہے۔ پس وہ رحیم ہونے کے لحاظ سے تمہاری صحیح محنتوں کا پھل تمہیں دیتا رہے گا۔ چنانچہ آج چاند پر پہنچنے کے سلسلہ میں جو کوششیں صحیح رنگ میں ہوتی چلی آ رہی تھیں آخر وہ بار آور ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم کا یہی تقاضا تھا جو پورا ہوا اس راہ میں مزید کوششیں بھی بالآخر بار آور ہوں گی کیونکہ صفت رحیم اسی کی متقاضی ہے۔

حضرت موسیٰ کا اپنی قوم کو جواب

حضرت موسیٰ کی قوم نے ایک بُت پرست قوم کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے لئے مختلف معبود بنائے ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک ایسا ہی معبود بنا دو حضرت موسیٰ نے جواب میں یہی کہا کہ تم بڑے جاہل ہو اغیر اللہ ابغیکم الٰھاً و ھو فضلکم علی العالمین (الاعراف ع ۱۶) یعنی خدا کے سوا جتنی چیزیں بھی اس عالم میں ہیں ان سب پر تو خدا تعالیٰ نے تم کو فضیلت دی ہوئی ہے پس جس چیز کو میں تمہارے لئے معبود قرار دوں گا وہ تو تم سے ادنیٰ ہی ہو گی تمہیں تو اس پر برتری حاصل ہو گی پس کیا تم اپنے سے ادنیٰ چیز کی پرستش کرنے کے لئے رضامند ہونا چاہتے ہو کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی جہالت کی بات ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے سے بھی ادنیٰ چیز کو اپنا معبود بنا لے۔

اہمیت کی سب سے بڑی وجہ

پس سورۃ فاتحہ کی اہمیت کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ اس کی ابتداء ہی الٰہی تعلیمات کے مرکزی نقطہ یعنی توحید باری تعالیٰ سے ہی شروع ہوتی ہے اور الفاظ الحمد للہ رب العالمین

الرحمٰن الرحیم میں توحید کو ثبت طور پر انتہائی کمال تک پہنچاتے ہوئے ساتھ ہی شرک کی جڑ کاٹ دی ہے اور مشرکین کے تمام اوہام باطلہ کو دلوں سے نکال دیا ہے۔

مالک یوم الدین کے ذریعہ ایک اور وہم کا ازالہ

ایک اور وجہ غیر اللہ کی عبادت کی مشرکین کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ ان کی فرضی معبود ہستیاں اگر ان کی عبادت نہ کی جائے تو ناراض ہو کر وہ انہیں اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناتے ہوئے ان پر مختلف قسم کی سزائیں وارد کر سکتی ہیں سو مالک یوم الدین کے الفاظ زائد کر کے ان کے اس وہم کا بھی ازالہ کر دیا فرمایا تمہاری بداعمالیوں کی سزا دینے کا مالک بھی وہی ہستی ہے جو تمام محامد کی مالک ہے جس طرح تمہاری خیالی قابل عبادت ہستیاں خود بخود اپنی ذاتی حیثیت سے تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتیں اس حیثیت سے بھی وہ اللہ تعالیٰ کے ہی ماتحت ہیں جب کبھی تم سے قابل سزا افعال سرزد ہوں گے تو وہی تم پر سزا وارد کرنے کے وقت کا مالک ہے جس وقت تک چاہے سزا کو روکے رکھے اور جس وقت چاہے وارد کر دے اس کے حکم کے بغیر یہ تمہارے لئے باعث تکلیف بھی نہیں ہو سکتیں کیونکہ ذاتی حیثیت سے تو ان کی شان لا ینفع ولا یضر ہی ہے۔

بندہ کو اقرار عبودیت کے بعد کیا دعا کرنی چاہیئے۔

پس منفی پہلو سے بھی مشرکین کے وہم کا ازالہ کرتے ہوئے ان کو خالص توحید کا سبق دیتے ہوئے انہیں صرف ایک ہی حقیقی خدا کی عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تلقین کی ہے کہ کہو کہ اے تمام محامد کے مالک خدا اور سزا دینے کا اختیار رکھنے والے خدا ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد کے طلب گار ہیں۔ تو ہی ہم کو وہ سیدھا راستہ دکھلا اس پر چلا اور اس پر قائم رکھ (اھدنا کے یہ تینوں معنے ہیں) جس پر چل کر ہم تیرے منعم علیہم بندوں میں داخل ہو جائیں اور پھر کبھی بھی ان لوگوں میں داخل نہ ہوں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان لوگوں میں کبھی داخل ہوں جو تیرے راستہ سے بھٹک کر زندگی بسر کر رہے ہیں اے خدا ہماری یہ دعا قبول فرما۔

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت دنیا کی حالت اور آنحضور صلعم کی مشکلات

میں نے بتلایا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم جب مبعوث ہوئے تو دنیا کی حالت بہت بگڑی ہوئی تھی توحید قریباً قریباً عنقا تھی، زبانوں پر اگر توحید کا اقرار بھی تھا تو انسانوں کے کردار میں اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا تھا آنحضور صلعم کو ابتداء میں ایسی قوم سے واسطہ پڑا جو ایک نہیں دو نہیں ۳۶۰ بتوں کی پرستش کر رہی تھی اور یہ بت پرستی اس کے رگ و ریشہ میں ایسی رچی ہوئی تھی کہ اس کو چھوڑنے کے لئے وہ کسی صورت میں بھی تیار نہ تھے اُلٹا وہ حضرت نبی کریم صلعم اور آنحضور صلعم کے صحابہ رض سے توحید کو چھڑوانے کے درپے تھے اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اس قدر اذیتیں دیں جن کو تصور میں لا کر بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ کی تاثیر۔

لیکن باوجود اس کے وہ کامیاب نہ ہو سکے کسی ایک شخص کو بھی وہ مرتد نہ کر سکے حتی کہ لونڈیوں اور غلاموں تک کو بھی وہ اسلام سے روگردان نہ کرا سکے ان کی اس ناکامی کا سبب صرف ایک ہی تھا کہ حضرت رسول کریم صلعم نے ایمان لانے والوں کے دلوں کو توحید کی روشنی سے ایسا منور کر دیا تھا کہ اس کے مقابلہ میں انہیں باقی چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی تھی جس میں دوبارہ جانے کے لئے وہ کسی صورت میں بھی آمادہ ہونے کے لئے تیار نہ تھے جسمانی اذیتیں ان کی رُوح کی قوت میں اضافہ کا ہی موجب بن رہی تھیں حضرت موسیٰ کے زمانہ کے ساحروں کی طرح وہ بھی مرنے کے لئے تیار تھے لیکن توحید کو ترک کر کے دوبارہ شرک کی طرف آنا ان کو گوارا نہ تھا حضرت نبی کریم صلعم کو اس راہ میں جس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ آنجناب صلعم سے قبل کسی مصلح کو نہیں کرنا پڑا۔ توحید الٰہی کو پھیلانے کے لئے آنجناب صلعم اور آنجناب صلعم کے صحابہ رض کو جس قدر قربانیاں دینی پڑیں ان کی نظیر تلاش کرنا عبث ہے۔

خدا کے ان پیاروں نے اس راہ میں نہایت بشاشت کے ساتھ اپنے خون پانی کی طرح بہا دیئے مالی نقصان اگر اٹھانا پڑا تو خندہ پیشانی سے اُٹھایا عزیزوں سے جدائی اختیار کرنا پڑی تو وہ اس پر بھی خوشی سے رضامند ہو گئے۔ غرضیکہ اس راہ میں انہوں نے کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا تب جا کر توحید کے علم کو نہ صرف عرب میں بلکہ ساری دنیا میں گاڑنے میں کامیاب ہوئے۔ آج جو ہر سو عالم میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں یہ ان کی قربانیوں کا ہی ثمرہ ہے۔

حقیقت توحید

توحید کی حقیقت صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ ہم صرف زبان سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کریں بلکہ ہم سچے موحد کہلانے کے اسی وقت مستحق ہو سکتے ہیں جبکہ ہم اپنے عمل سے بھی ثابت کر دیں کہ ہم فی الحقیقت نہ کسی کو اس کی ذات میں شریک سمجھتے ہیں اور نہ اس کے افعال میں کسی کو شریک سمجھتے ہیں ہم نمازوں میں قریباً ۔ ۔ ۔ دفعہ اللہ اکبر کا ورد کرتے ہیں لیکن ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھنا چاہیئے کہ کہیں ہمارا عمل تو نہیں کہہ رہا کہ تم اللہ اکبر کہنے میں جھوٹے ہو تم تو خدا کے مقابلہ میں کبھی اپنے افسر کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہو کبھی سوسائٹی وغیرہ کو خدا سے بڑا قرار دے کر اپنی پرستش کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

حضرت نبی کریم صلعم نے سچ فرمایا کہ :۔ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنے مخلوق میں کوئی شخص خواہ کتنا ہی صاحب اقتدار ہو اور کتنے ہی بڑے اختیارات کا مالک ہو اور کیسے ہی ہمارے دنیاوی فوائد اس کی ذات سے وابستہ ہوں اگر وہ ہمیں کسی ایسے کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے جس کا بجا لانا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو مستلزم ہو تو اس وقت اگر تم خدا کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے اس کے حکم کو ٹھکرا دو تو پھر تم اللہ اکبر کہنے میں سچے ہو لیکن اگر تم اس کے آگے سر جھکا دیتے ہو اور خدا کی نافرمانی کی پرواہ نہیں کرتے تو تم اللہ اکبر کہنے میں جھوٹے ہو تو تم اس وقت اپنے عمل سے ثابت کر رہے ہو کہ تمہارا افسر تمہارے نزدیک خدا سے بڑا ہے تمہارے دل میں اس وقت یہی خیال کام کر رہا ہوگا کہ اگر تم نے اپنے افسر کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ تمہیں ملازمت سے برخواست کر دے گا اور تمہاری روزی کا وسیلہ بند ہو جائے گا اس خیال کی بنا پر تم افسر کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہو اور خدا کے فرمان کو پس پشت ڈال دیتے ہو کیا اس کے معنی یہ نہیں کہ تم نے اپنے افسر کو اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت میں شریک قرار دے دیا کیا ایسا کرنے والا شخص اس صورت میں خدا تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کے اقرار پر قائم رہا اس نے تو خدا کی صفت رزاقیت میں ایک انسان کو شریک مان لیا۔ اگر خدا تعالیٰ کی صفت رزاقیت پر اسے کامل ایمان ہوتا تو وہ کبھی بھی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرتا۔

توحید کے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ سمجھنی چاہیئے۔

پس خدا تعالیٰ کی توحید پر حقیقی ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی ہر شے ہیچ نظر آئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو یاد رکھو کہ تم نہ اپنے والدین کو اور نہ اپنے بھائیوں کو اولیاء بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو زیادہ پسند کرتے ہوں تم میں سے جو لوگ ایسی حالت میں انہیں اپنا دلی بنائیں گے یاد رکھو وہ لوگ ظالم ہوں گے اپنی جانوں پر بھی ظلم کرنے والے ہوں گے اور اپنی قوم پر بھی ظلم کرنے والے ہوں گے ان کو کہہ دو کہ اگر تمہارے والدین اور تمہاری اولاد اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان یا قبیلہ یا سوسائٹی کے لوگ اور تمہارے اموال جو تم کماتے ہو اور تمہاری تجارتیں جن کی کساد بازاری کا تمہیں خوف ہے اور تمہارے گھر جو تمہیں پسند ہیں تمہیں زیادہ عزیز ہیں خدا اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کے مقابلہ میں تو پھر اس وقت تک انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے امر کو لے آئے اور خدا کا ایک امر تو یہی ہے کہ سچے اور حقیقی مسلمانوں کو جو خدا کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہیں کامیابی اور فلاح سے ہمکنار کرے اور واللہ لا یھدی القوم الفاسقین کی رو سے ایسے نافرمانوں کو جو خدا کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار نہیں کامیابی سے محروم کر دے۔

پس توحید کی حقیقت تو یہی ہے کہ حقیقی موحد محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی ہر عزیز سے عزیز چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم نے اپنے نمونہ سے ثابت کر کے دکھلایا خدا کا حکم ہوتا ہے کہ بیوی اور گود کے بچے کو ویرانے میں چھوڑ آؤ جہاں نہ کھانے کی کوئی چیز نہ پینے کے لئے پانی تو وہ اس حکم کی تعمیل میں ذرہ بھی توقف نہیں کرتے بیٹا جوان ہوتا ہے تو اسے ذبح کرنے کا اشارہ پا کر فوراً اسے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور بیٹا بھی خوشی سے اپنی گردن چھری کے نیچے رکھ دیتا ہے حضرت موسیٰ کے زمانہ کے ساحروں کا نمونہ بھی ہمارے سامنے ہے کس طرح انہوں نے جانیں دے دیں لیکن توحید کو ترک کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے حالانکہ ان کو عزت اور مال کی فراوانی کی طمع بھی دی گئی تھی، صحابہ کرام کا مجموعی نمونہ بھی ہمارے سامنے ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ توحید خطروں اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کیلئے کتنی زبردست قوت انسان کے اندر پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے متعلق تین نمونے بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بدر کی جنگ میں حضرت ابوبکر رض کا لڑکا کفار کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا مسلمان ہونے کے بعد اس نے اپنے باپ سے کہا کہ میدان جنگ میں آپ ایک دفعہ میرے حملہ کی زد میں آ گئے تھے میں چاہتا تو آپ کو قتل کر سکتا تھا۔ لیکن پدری محبت مانع ہوئی حضرت ابوبکر رض نے جواب میں کہا کہ اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے

تو میں تو تمہیں قتل کر دیتا یہ آپ نے اس لئے کہا کہ لڑکا اس وقت توحید کو مٹانے اور شرک کو پھیلانے کے لئے کوشاں تھا اس لئے حضرت ابوبکر رض الٰہی ارشاد کے ماتحت بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار تھے۔

اسی طرح غزوہ تبوک میں تین صحابہ رض اپنی سستی کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے رسول کریم صلعم نے واپسی پران تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع کر دیا۔ ۵۰ دن تک کسی صحابی رض نے بھی ان سے کلام نہیں کیا ان پر یہ ایام بڑی تکلیف کے تھے ان میں سے ایک کا نام کعب بن مالک تھا جو مالدار بھی تھا اور سوسائٹی میں معزز بھی تھا ملک غسان جو عیسائی تھا اس کو جب علم ہوا تو اس نے کعب کی طرف رقعہ لکھا کہ آپ کو ذلیل کیا گیا ہے آپ ہمارے دربار میں آجائیں ہم آپ کو بڑی عزت سے رکھیں گے۔ یہ رقعہ پڑھ کر کعب رض کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور دل میں کہنے لگا کہ کافر مجھے اسلام سے مرتد کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے فوراً رقعہ کو تنور میں ڈال دیا اور قاصد کو کہا کہ جا اپنے بادشاہ کو کہہ دو کہ تمہارے رقعہ کا جواب یہ ہے۔

حضرت معاویہ رض اور حضرت علی رض کے درمیان جب جنگ جاری تھا تو عیسائی بادشاہ نے حضرت معاویہ رض کو مدد پیش کی انہوں نے اس کو جواب میں یہی لکھا کہ اگر تو نے حضرت علی رض پر حملہ کرنے کا قصد کیا تو پہلا جرنیل جو حضرت علی رض کی طرف سے تمہارے مقابلہ کے لئے نکلے گا وہ میں ہوں گا۔

حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق الٰہی شہادت

حضرت نبی کریم صلعم کے رگ و ریشہ میں توحید کس حد تک رچی ہوئی تھی اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی شہادت قرآن شریف میں ان الفاظ میں مذکور ہے قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین الانعام ع۲۰۔ یعنے میری نماز اور میری قربانی اور میری ساری زندگی یہاں تک کہ میری موت بھی اس اللہ کے لئے ہی ہے جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل نمبر پر خدا کے حکم کی فرمانبرداری کرنے والا ہوں اب یہ محض دعوئے ہی نہیں آنجناب صلعم کی ساری زندگی کے اعمال اس دعوئے کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں آنجناب صلعم پر جب موت کا وقت آیا تو دنیا نے دیکھ لیا کہ کس طرح آنجناب صلعم نمازوں میں شریک ہونے کے لئے تڑپ رہے تھے اور کس طرح آنجناب صلعم کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا جب آنحضور صلعم نے مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھا اور آخری کلمہ آنجناب صلعم کی زبان پر بالرفیق الاعلیٰ ہی تھا۔

غرضیکہ توحید کا مطالبہ ہم سب مسلمانوں سے یہی ہے کہ اس کی خاطر ہم اپنی ہر ایک عزیز سے عزیز چیز کو قربان کر دیں حتیٰ کہ نفس کو بھی الگ رکھ دیں چنانچہ قرآن میں صاف لکھا ہے کہ بعض لوگ اپنی ھویٰ یعنے خواہشات نفسانی کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں لیکن مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

اسباب کو اللہ سمجھنا بھی خلاف توحید ہے

دنیا میں لوگ بالعموم اسباب کو اپنی کامیابی کا حقیقی ذریعہ یقین کرتے ہیں لیکن اسلام نے اس کو بھی توحید کے خلاف شرک قرار دیا ہے حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ جب بارش ہوتی ہے تو بعض لوگ یہ کہکر کہ یہ بارش فلاں ستارے کی تاثیر سے ہوئی ہے اپنے آپ کو ستارے کا مومن اور اللہ کا کافر قرار دے لیتے ہیں۔ اس مثال سے واضح ہے کہ ظاہری اسباب جو کسی چیز کے پیدا کرنے کا ذریعہ نظر آتے ہیں ان کو حقیقی طور پر ذریعہ سمجھنا بھی غلطی ہے حقیقی ذریعہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے جو ان اسباب کے پیچھے کام کر رہی ہوتی ہے پس توحید خالص یہ ہے کہ حقیقی ذریعہ خدا کو ہی قرار دیا جائے اسی طرح ظاہری طور پر غذا سے ہماری سیری اور پانی سے پیاس بجھتی ہے لیکن قرآن نے ہمیں یہ سکھلایا ہے کہ کھانے سے فارغ ہوتے پر یہ کہو الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین یعنے خدا کی ہی تعریف ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں حقیقی معنی میں توحید پرست بنایا اسی طرح حضرت ابرہیم کے یہ الفاظ قرآن میں درج ہیں اذا مرضت فھو یشفین۔ یعنے بیماری سے شفا خدا ہی دیتا ہے حالانکہ بظاہر تو شفا دوائی سے ہوتی ہے لیکن موحد انسان کا فرض ہے کہ وہ دوائی کو نہیں بلکہ حقیقی شافی خدا کو سمجھے۔

توحید کی باریک راہیں اور اس زمانہ کا امام

پس اسلام نے توحید کی باریک در باریک راہوں پر مسلمانوں کو نہ صرف آگاہ کیا بلکہ ان کو اختیار کرنے کی بھی تلقین کی اور ہر زمانہ میں ایسے انسان پیدا کئے جنہوں نے توحید کو ان باریک راہوں کو اختیار کیا اور اپنے نمونوں سے لوگوں کو توحید کا سبق سکھلایا ہمارے اس زمانہ میں بھی حقیقی اور کامل توحید قریباً قریباً عنقا ہو چکی تھی اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان امام حضرت نبی کریم صلعم کے نائب کی حیثیت سے مبعوث فرمایا جسے مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب کیا اس نے بھی حضرت نبی کریم صلعم کے نائب کی حیثیت سے دوبارہ اصل توحید کو دلوں میں قائم کیا پس ہمارا بحیثیت اس امام کی حقیقی جماعت ہونے کے فرض ہے کہ ہم توحید کو پھیلانے میں اپنا پورا زور خرچ کر دیں اور اس راہ میں کسی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں۔ اپنے عمل سے بھی ہم دنیا پر واضح کر دیں کہ ہم حقیقی توحید کے علمبردار ہیں اگر ہم اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے اور لایخافون لومۃ لائم کا مصداق بن کر حقیقی اسلام کو دنیا تک پہنچانے میں کوتاہی سے کام لیں گے تو ہم خدا کے نزدیک اپنے فرض کو ادا کرنے والے نہیں کہلا سکتے اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین

ترقی کی جانب ایک اور قدم

احمدیہ کالج قلمدان پورہ سری نگر کا قیام

سری نگر ۱۳ر جولائی ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سری نگر نے طلباء و طالبات کی مشکلات کے پیش نظر ایک تعلیمی ادارہ کی از بس ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آج انجمن کے ایک خصوصی اجلاس میں احمدیہ کالج سری نگر کا قیام عمل میں آیا جہاں طلباء و طالبات کے لئے یونیورسٹی کلاسز کے علاوہ جامعہ اردو کی کلاسز کی پڑھائی کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔ کالج میں ۱۵ر جولائی سے داخلہ شروع ہوگیا ہے۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
قلمدان پورہ سری نگر

دین اسلام

یہ کتاب حضرت مولانا محمد علی صاحب کی معرکہ آرا تصنیف ریلیجن آف اسلام کا اردو ترجمہ ہے جس کی افادیت اور عظمت کی ایک دنیا معترف ہے۔ اس میں اصول اسلام اور شریعت اسلام کے آئین و ضوابط پر مبسوط اور جامع بحث کی گئی ہے۔

تینوں جلدوں کے ۸۰۰ صفحات
قیمت ۱۵ روپے
دار الکتب اسلامیہ
احمدیہ بلڈنگس لاہور
سے طلب کیجئے۔

تاثرات

(الحاج عبد الرحیم صاحب بگو دجنوبی امریکہ)

اس سال جزیرہ ٹرینیڈاڈ میں بڑے تزک و اہتمام اور دھوم دھام سے احمدیہ کانونشن منعقد ہوئی جس میں ویسٹ انڈیز کے علاقوں کی احمدیہ جماعتوں کے احباب نے کثرت سے شرکت فرمائی۔ گیانا اور سرینام سے تو ایک سو کے قریب نمائندگان جماعت نے حصہ لیا جس سے احمدیہ کانونشن کی شان اور رونق دوبالا ہوگئی۔ کانونشن کا افتتاح پاکستان کے کونسل جناب ڈاکٹر قاسم نے کیا۔ انہوں نے کانونشن کا افتتاح کرتے وقت اپنی تقریر میں یہ اظہار فرمایا کہ احمدیہ جماعت حالانکہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اس کا کام بہت وسیع اور قابل تعریف ہے۔ اسلام کی تبلیغ دنیا میں صرف یہی جماعت کر رہی ہے۔ جلسہ کی صدارت جناب ڈاکٹر عزیز احمد صاحب نے فرمائی۔ انہوں نے سفیر پاکستان کا شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد خاکسار کو تقریر کا موقعہ دیا گیا۔ میں نے گذشتہ سال کی کانونشن جو گیانا میں ہوئی تھی کی یاد دلاتے ہوئے اس احمدیہ کانونشن میں اپنے تمام احمدی خواتین و حضرات کی طرف سے مبارک باد عرض کی اور اس کانونشن کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی اور گذارش کی کہ آئندہ سال حسب تجویز تیسری احمدیہ کانونشن سرینام میں منعقد کی جائے اور پھر اس کے بعد ایک عالمی احمدیہ کانونشن منعقد کی جائے۔ جس پر حاضرین نے اس تجویز کو سراہا اور خوشی کا اظہار فرمایا اور ہر طرف سے تالیاں بجنے لگی۔ باربیڈوس کی کانفرنس بھی کامیاب رہی۔ مبلغ اسلام جناب محمد طفیل صاحب کی مساعی جمیلہ سے یہ پہلی بین الادیان کانفرنس باربیڈوس میں منعقد ہوئی تھی جس میں مسلم علماء، رومن کیتھولک اور ہندو دھرم کے علماء نے بھی حصہ لیا۔ اس جزیرہ باربیڈوس کے غیر از جماعت حضرات سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔ یہ لوگ ہندوستان کے علاقہ گجرات سے آکر اس جزیرہ میں آباد ہوئے ہیں۔ ان کی دو مسجدیں ہیں۔ ملنے کے لئے خود انہی کے ایک صدر جناب حافظ

بسلسلہ صفحہ ۳

کو پرکھنے کے لئے مقرر کئے ہیں حضرت مسیح موعود کے ہر ایک الہام کو سچا ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آئندہ قسط میں انشاء اللہ ان تمام الہامات کی سچائی کو ثابت کیا جائے گا جو ہمارے معزز دوست نے پیش کئے ہیں یاد رہے کہ نبی کا لفظ حدیث میں محض لغوی معنی میں استعمال کیا گیا ہے یعنی کثرت سے غیب کی خبریں پانے

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

ایک معزز دوست کی طرف سے پیش کردہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات

کس رنگ میں ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ چند تمہیدی باتیں

(۲)

سوال

جیسا کہ میں گزشتہ قسط میں بتلا چکا ہوں کہ ایک معزز دوست نے ہمارے محترم بزرگ جناب چیمہ صاحب کی خدمت میں حضرت مسیح موعودؑ کے چند الہامات لکھ کر ان سے دریافت کیا ہے کہ یہ الہامات کسی شخص کے لئے کس طرح ذریعہ ہدایت بن سکتے ہیں اس سے کوئی کیا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

اولیاءِ اُمّت کے الہامات اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کا ایک ہی رنگ

اس دوست کے پیش کردہ الہامات یقیناً ہدایت کا ذریعہ ہیں ہزاروں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن چکے ہیں اور جو بھی اُن پر غور کی نظر ڈالے گا اور ۱۲۰۰ برس میں اولیاء اللہ کے الہامات جس رنگ میں لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنتے رہے ہیں اس رنگ کو مدِ نظر رکھے گا تو اس پر حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کا ذریعہ ہدایت ہونا بھی واضح ہو جائے گا اور اس پر یہ حقیقت بھی روشن ہو جائے گی کہ انبیاء علیہم السلام کی وحی کے بعد بھی جس کو ہمارے دوست ذریعہ ہدایت قرار دیتے ہیں اور وہ ہے بھی ایسے الہامات کی ضرورت باقی رہتی ہے جو انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی ہدایت کو فی الحقیقت منجانب اللہ ثابت کر کے اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دلوں کو تیار کر دیں اولیاء کے الہامات کے ذریعہ

ایک ناقابلِ انکار حقیقت

یہ حقیقت اور واقعہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی روشنی کچھ عرصہ کے بعد مدھم پڑنا شروع ہو جاتی ہے اور ان کی لائی ہوئی ہدایت پر رسمی ایمان تو رہتا ہے لیکن بصیرت سے بھرا ہوا ایمان دلوں سے اُٹھ جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ عمل میں کمزوری کی شکل میں نظر آنے لگ پڑتا ہے جس سے نیکی سے دوری اور نفرت اور بدی سے نسبت اور الفت اور اس کی طرف رغبت دلوں میں پیدا ہو نا ضروری ہوتی ہے

انبیاء کی اُمّتوں میں خاص رُوحانی افراد کا پیدا ہونا اور اُن کا فائدہ

ایسے وقت انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں میں ایسے انسانوں کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے جو اپنے نبیوں کی روحانیت کے فیض سے پرورش پا کر قربِ الٰہی کو حاصل کرتے اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو کر دنیا پر ثابت کر دیتے ہیں کہ ان کے نبی کی لائی ہوئی ہدایت فی الحقیقت دلوں کو متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے ان کے الہامات کی سچائی کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کے دل بھی اس نبی کی لائی ہوئی ہدایت کے منجانب اللہ ہونے پر یقین سے بھر جاتے ہیں اور اس یقین کے نتیجہ میں ہدایت الٰہی پر عمل کرنے کی طرف ان کے دلوں میں بھی رغبت پیدا ہو جاتی ہے ایسے لوگوں کے تعلق ہی حدیث میں آتا ہے کہ پہلی اُمتوں میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کلام کرتا رہا ہے گو وہ نبی نہیں تھے پس ان لوگوں کے الہامات گو براہِ راست ہدایت کا ذریعہ نہیں تھے لیکن بالواسطہ ذریعہ ہدایت ضرور ہوتے ہیں کیونکہ یہ اس ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے میں مدد دیتے ہیں جس پر عمل انسان کی نجات کا موجب ہوتا ہے اسی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل قول بھی اشارہ کر رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا معرفت بھرا کلام

"سو اے سچائی کے ساتھ بجان و دل پیار کرنے والو اور اے صداقت کے بھوکو اور پیاسو یقیناً سمجھو کہ ایمان کو اس آشوب خانہ سے سلامت لے جانے کے لئے ولایت اور اس کے لوازم کا یقین نہایت ضروریات سے ہے ولایت نبوت کے اعتقاد کی پناہ ہے اور نبوت اقرار وجود باری تعالیٰ کے لئے پناہ پس اولیاء انبیاء کے وجود کی میخوں کی مانند ہیں اور انبیاء خدا تعالیٰ کا وجود قائم کرنے کے لئے نہایت مستحکم کیلوں کی مانند ہیں سو جس شخص کو کسی ولی کے وجود پر مشاہدہ کے طور پر معرفت حاصل نہیں اس کی نظر نبی کی معرفت سے بھی قاصر ہے اور جس کو نبی کی کامل معرفت حاصل نہیں وہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت سے بھی بے بہرہ ہے اور ایک دن ضرور ٹھوکر کھائے گا اور سخت ٹھوکر کھائے گا اور مجرد دلائل عقلیہ اور علوم رسمیہ کسی کام نہیں آئیں گی۔" (سبز اشتہار)

حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد

اسی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الا وھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المؤمن او تُری لہ۔ یعنے نبوت تو اب میرے وجود میں اپنے انتہائی کمال تک پہنچ جانے کی وجہ سے ختم ہو گئی ہے لیکن نبوت کی پیروی کا پھل یعنی مبشرات باقی رہیں گے اور مبشرات سے رؤیا صالحہ ہیں رؤیا میں اس کے مادہ کے لحاظ سے خوابیں۔ کشوف اور الہامات سب ہی شامل ہیں کیونکہ جو ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو کسی بات کا علم دینے کا اختیار کیا جاتا ہے وہ اپنے مادہ کے لحاظ سے رؤیا ہی کہلائے گا اور یہ ذرائع تین ہی ہیں خواب، کشف، الہام یا وحی۔ اسی لئے سلف صالحین نے رؤیا میں الہامات کو بھی شامل رکھا ہے کیونکہ تاویل اور کی ہے۔

آگے فرمایا یہ خوابیں کشوف اور الہامات ایسا کامل طور پر صرف مجھ پر ایمان لانے والوں کو ہی یا تو براہِ راست ملیں گے یا بالواسطہ ملیں گے یعنی بعض افراد اس اُمت میں ایسے پیدا ہوتے رہیں گے جو کتاب اللہ اور میری سنت کی پیروی کو انتہائی کمال تک پہنچا دیں گے جس کے نتیجہ میں خدا کی طرف سے مبشرات حاصل کرنے کے مستحق ٹھہریں گے

دوسری قسم کے لوگ

ان کے علاوہ اُمت میں دوسری قسم کے وہ لوگ ہوں گے جو پہلی قسم کے لوگوں کی خوابوں ان کے کشوف اور ان کے الہامات کو پورا ہوتے دیکھ کر یقین کر لیں گے کہ خدا ہے اور قرآن کریم فی الحقیقت اسی کی نازل کردہ کتاب ہے جو انسانوں کے لئے مکمل ہدایت نامہ ہے اور محمد رسول اللہ صلعم جن پر یہ کامل کتاب نازل ہوئی وہی فی الحقیقت خاتم النبیین ہیں۔ اس مشاہدہ کے نتیجہ میں یہ دوسری قسم کے لوگ بھی حقیقی ایمان کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اپنی عملی زندگی کو سنوارنے میں پورا زور خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح شمع ایمان ہمیشہ مسلمانوں میں روشن رہتی ہے اور ایک نہ ایک گروہ راستی پر قائم رہتا ہے گویا ان مختصر الفاظ یراھا المؤمن او تُری لہ میں حضرت نبی کریم صلعم نے پیشگوئی فرما دی ہے کہ اُمت کے اندر ایسے کامل انسان پیدا ہوتے رہیں گے جو خود قربِ الٰہی کی منازل طے کر کے دوسروں کے لئے بھی ذریعہ ہدایت اس رنگ میں بنتے رہیں گے کہ قرآن کے منجانب اللہ کامل کتاب ہونے کی صداقت پر اور رسولِ کریم صلعم کی رسالت کی حقیقت پر حقیقی ایمان پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے رہیں گے ان کے الہاموں کی سچائی دوسرے مسلمانوں کے دلوں کو بھی متوجہ کرنے کا ذریعہ بنتا رہے گا اور یہی معنی ہیں اولیاء کے الہامات کے ذریعہ ہدایت ہونے کے۔

مبشرات کی ضرورت اور ان کی اہمیت

سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اُمت میں مبشرات کے سلسلہ کو قائم رکھنے کی کیا ضرورت تھی کیا قرآن خود ہدایت کے لئے کافی نہ تھا سو پہلی ضرورت تو اس کی یہی تھی کہ قرآن نے خود سچے اور پکے مسلمانوں کو بشارت دی ہوئی ہے اور ان سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ اپنے مجاہدات کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کئے جائیں گے سو ایفاء وعدہ تقاضا کرتا ہے کہ اس انعام کو جاری رکھا جائے۔

دوسرے جبلت انسانی غیر مرئی چیزوں پر ایمان لانے کے لئے طبعی طور پر یہ خواہش رکھتی ہے کہ کوئی ایسا ٹھوس ثبوت اس کے ہاتھ میں آجائے جو اس غیر مرئی وجود کی ہستی پر یقین پیدا کرا دے۔ انبیاء علیہم السلام سے ان کی قوموں کے اس مطالبہ سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے کہ ہمیں کوئی ایسا نشان دکھلاؤ جس سے ہمیں تمہاری صداقت پر یقین آجائے اگرچہ اکثر وہ اپنے اقتراحی نشانات کے طالب ہوتے تھے لیکن ان کا یہ مطالبہ نشان دیکھنے کی طبعی خواہش کو تو ثابت کر دیتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی خواہش

عوام تو الگ رہے خود بعض انبیاء کی طرف سے بھی اس خواہش کا اظہار پایا جاتا ہے مثلاً حضرت ابراہیمؑ جیسے عظیم الشان نبی نے خدا تعالیٰ سے یہ التجا کی ربّ ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی۔ اب جبکہ اس قدر عظیم الشان نبی بھی خدا تعالیٰ کے بعض رازوں کے متعلق اطمینان قلب حاصل کرنے

کے لئے اپنے آپ کو نشانوں کو دیکھنے کے محتاج پاتے ہیں تو عوام ایمان لانے کے لئے نشان دیکھنے کا اگر مطالبہ کریں تو وہ یقیناً حق بجانب ہیں۔ اسی طرح حضرت ذکریا علیہ السلام کو جب لڑکے کی پیدائش کی بشارت ملتی ہے تو وہ حیران ہو کر کہتے ہیں کہ میں تو بڑھاپے کی انتہائی منزل پر پہنچا ہوا ہوں اور بیوی میری بانجھ ہے میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن تیرے خدا پر یہ بات آسان ہے اس نے تجھے اسی حالت میں پیدا کیا کہ تو کچھ بھی نہ تھا لیکن اللہ تعالےٰ کی اس یقین دہانی پر بھی اطمینان نہیں ہوا عرض کرتے ہیں رب اجعل لی آیۃ میرے لئے ایسا نشان مقرر کر دیں جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے اللہ تعالیٰ نے آخر ان کے اطمینان کے لئے نشان بھی مقرر کر دیا۔ حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق بھی فرماتا ہے لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ (النجم ع) پھر بنی اسرائیل رکوع ع میں فرمایا سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ھو السمیع البصیر۔ پھر الانعام ع۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض ولیکون من الموقنین۔ دیکھ لیں یقین پیدا کرانے کے لئے آسمانوں اور زمین کی ملکوت کے نظارے دکھلانے کی ضرورت پیش آئی۔

اللہ تعالےٰ کا خود انبیاء علیہم السلام کو نشانوں کے ساتھ بھیجنا۔

اللہ تعالےٰ جو بوجہ خالق ہونے کے فطرت انسانی سے خوب واقف ہے اس لئے اس کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کو نشانوں کے ساتھ ہی بھیجا اور ان کو ذریعہ یقین قرار دیا۔ حضرت موسےٰ کو فرعون کی طرف نو نشانوں کے ساتھ بھیجا۔ پھر سورہ نازعات میں حضرت موسےٰ کی زبان سے فرعون کو کہلوایا فقل ھل لک الیٰ ان تزکیٰ واھدیک الیٰ ربک فتخشیٰ فاراہ الآیۃ الکبریٰ معلوم ہوا نشانوں کو ہدایت انسانی کے ساتھ گہرا تعلق ہے پھر سورۃ ابراہیم ع۱ میں فرمایا ولقد ارسلنا موسیٰ بآیاتنا ان اخرج قومک من الظلمات الی النور وذکرھم بایام اللہ معلوم ہوا کہ خدا کے نشان تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کا ذریعہ ہیں۔

پھر بقرہ ع۶ میں فرمایا واذ فرقنا بکم البحر فانجینٰکم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون۔ پھر اسی نشان کے متعلق فرمایا واذ آتینا موسیٰ الکتاب والفرقان لعلکم تھتدون گویا یہ نشان جو فرقان کا کام دیتے ہیں انسانوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہوتے ہیں خصوصاً جبکہ لوگ اپنی آنکھوں سے انہیں مشاہدہ کر رہے ہوں۔ اور سورۃ الانفال میں مومنوں کو بھی فرقان عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

حضرت عیسےٰ کا قوم کو کہنا انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم۔ پھر ان آیات کی تفصیل پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ان فی ذٰلک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین یعنے اگر تمہارا ارادہ ایمان لانے کا ہو تو یہ نشان ایمان لانے میں تمہاری مدد کے لئے کافی ہیں۔

پیشگوئیاں ذریعہ ہدایت

میں مضمون کو طول نہیں دینا چاہتا اس لئے مختصراً عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ علاّم الغیوب ہے عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو اور پھر فرماتا ہے کہ اپنے غیب کا علم وہ ان لوگوں کو دیتا ہے جن کو وہ اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرماتا ہے خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی ہوں وہ علم غیب وقوع میں آکر خدا کی ہستی پر ایمان پیدا کرنے کے علاوہ اس مامور کی صداقت پر بھی یقین پیدا کرا دیتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں قرآن کریم کی ۵ آیات لکھتا ہوں جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے نشانوں کے سلسلہ کو جاری رکھے گا۔

سورۃ الانبیاء ع۳ میں فرماتا ہے خلق الانسان من عجل سأریکم آیاتی فلا تستعجلون یعنی انسان جلد باز ہے سو جلدی مت کرو میں تم کو اپنے نشان ضرور دکھلاتا چلا جاؤں گا کیونکہ حضرت نبی کریم ساری قوموں کے لئے نذیر ہیں اس لئے یہ سلسلہ نشانوں کا بھی ہر قوم میں جاری رہے گا اور یہ بذریعہ اولیاء اُمت ہی جاری رہ سکتا ہے۔

سورۃ النحل ع میں فرمایا وقل الحمد للہ سیریکم آیاتہ فتعرفونھا وما ربک بغافل عما تعملون کہہ دو تمام تعریف اللہ کے لئے ہی ہے وہ تم کو ضرور اپنے ایسے نشان دکھلاتا رہے گا جن کو تم شناخت کر لو گے کہ وہ فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی ہیں) اور تیرا رب ان کے عملوں سے غافل نہیں (پس وہ ان کی اصلاح کے لئے نشان دکھلانے کے سلسلہ کو جاری رکھے گا تا وہ ان کے ذریعہ ہدایت پاتے رہیں)

ص ع۵ میں فرمایا ان ھو الا ذکر للعالمین ولتعلمن نبأہ بعد حین یعنی اس کے عالمین کے لئے ذکر ہونے کی حقیقت ایک خاص وقت کے بعد تم پر واضح ہو جائے گی ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی تبھی وقوع میں آسکتی ہے کہ تمام قوموں پر اتمام حجت ہوتا رہے اور یہ دلائل کے علاوہ نشانوں کے ذریعہ زیادہ مؤثر طریق سے ہو سکتا ہے اور اولیاء کرام اسی طریق کو اختیار کرنے سے کامیاب ہوتے رہے ہیں۔

سورۃ المؤمن ع۲ میں فرماتا ہے۔ ھو الذی یریکم آیاتہ یعنی اسلام کا خدا وہ ہے جو اپنے نشان تم کو دکھلاتا رہے گا۔

پھر حم سجدہ ع۶ میں فرماتا ہے سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتیٰ یتبین لھم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علیٰ کل شیء شھید الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شیء محیط۔ ضرور ہم ان کو (یعنی تمام ان اقوام کو جو قرآن کی مخاطب ہیں) اپنے نشان دکھلاتے رہیں گے دنیا کی تمام اطراف میں اور خود ان کو بھی جو سب سے پہلے مخاطب ہیں یہاں تک کہ ان کے لئے بھی اور دیگر تمام اقوام کے لئے بھی یہ بات واضح ہو جائے کہ قرآن فی الحقیقت حق ہے کیا تیرے رب کے لئے اپنی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل کافی نہیں کہ وہ ہر شئے پر اپنا شہید ہونا ثابت کرے۔ (ظاہر ہے کہ یہ آئندہ پیش آنے والے واقعات کا علم دیئے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا جن واقعات تک انسانی علم کی رسائی نہیں ہو سکتی یہ لوگ خدا کی لقاء کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں ان کے شک کو رفع کرنے کے لئے اس سے بہتر اور مؤثر طریق اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عالم الغیب ہونا ثابت کر کے اپنی لقاء کا یقین دلائے اس کا علم چونکہ ہر چیز پر محیط ہے خواہ اس چیز کا تعلق مستقبل سے ہی ہو اس لئے وہی مستقبل میں وقوع میں آنے والے امر کا علم دے سکتا ہے پس نشانوں کے دکھلانے کا سلسلہ اولیاء اُمت کے ذریعہ قیامت تک جاری رہے گا۔

گویہ اولیاء اُمت کے ذریعہ نشان نمائی کا یہ سلسلہ ۱۳۰۰ برس سے چلا آرہا ہے لیکن حدیث اُمت میں آنے والے مسیح کی شان میں لفظ نبی کا استعمال کر کے بتلاتی ہے کہ دیگر تمام اولیاء کے مقابلہ میں اس پر اظہار غیب کا انعام اس کثرت سے ہوگا کہ اس کی نظیر کسی زمانہ کے ولی میں نہیں پائی جائے گی کیونکہ اس کے زمانے میں مادیت کے زور کی وجہ سے اس کی خاص ضرورت ہوگی۔ پس حضرت مرزا صاحب کو جن کا دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا ہے اظہار غیب کی یہ نعمت سب اولیاء سے بڑھ کر دی گئی اور خدا کے فضل سے ان اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اسلام نے پیشگوئیوں کی سچائی

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۲)

دریافت فرمایا کہ کیا آپ حضرت مسیح ناصری کو باپ مانتے ہیں تو شیخ صاحب نے اثبات میں جواب دیا۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے سوال کیا کہ آپ کیوں ایسا مانتے ہیں تو شیخ صاحب نے جواباً کہا کہ مجھے قرآن سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا پھر آپ ایسا اعتقاد رکھنے میں حق بجانب ہیں۔"

نوجوان: "تعجب ہے کہ پیر اپنے خیال کے مقابلہ میں اپنے مرید کے خیال کو حق بجانب قرار دے رہے ہیں۔"

ڈاکٹر صاحب: "یہی تو بات ہے۔ آپ نے اس واقعہ کو سن کر اندازہ لگایا کہ حضرت صاحبؑ نے دنیادار پیروں اور گدی نشینوں کی طرح یہ نہیں فرمایا کہ ہمارا خیال، فکر اور اعتقاد یہ ہے اس لئے میرے کسی مرید کو میرے خلاف اعتقاد رکھنا جائز ہے بلکہ فرمایا تو یہ کہ اگر آپ کا یہ اعتقاد آپ کے فہم و علم کے مطابق قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں ہے تو آپ کا ایسا اعتقاد جائز ہے۔

تو میرے عزیز! آپ غور کریں کہ اس زمانہ کے امامؑ نے قرآن کریم کے آگے کس طرح اپنی گردن جھکا دی ہے۔ اور کس طرح اپنے مریدوں کو بھی اپنے اعتقاد کے برخلاف قرآن و سنت سے استدلال کا حق دیا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ تو رائے کی بات تھی۔ وہ تو اپنے الہام کو بھی قرآن و سنت رسول کریمؐ کے تابع کرتے تھے۔ حضرت امام زمانؑ کا قرآن و سنت کے سوا اور کسی چیز کو شریعت اسلامیہ کا منبع قرار نہ دینے کا اعتقاد ایسا پختہ تھا کہ آپ اپنے الہام پر جیسے آپ قطعی منجانب اللہ یقین کرتے تھے بھی اسی قاعدہ کلیہ کو جاری و ساری تسلیم کر کے فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے الہام کو بھی قرآن و سنت کے خلاف پاؤں تو اسے ردی کاغذ کی طرح پھینک دوں۔

نوجوان: "سبحان اللہ! اتباع قرآن و سنت کی کیسی اعلیٰ اور انوکھی مثال ہے۔"

ڈاکٹر صاحب: "تو یہی موقف اس جماعت کا ہے۔ کہ قرآن و سنت کے سامنے اپنے تمام عقل و علم کی باریکیاں چھوڑ دو۔ قرآن و سنت علم و ہدایت حقہ کے اعتبار سے مکمل اور با اعتماد ہیں۔ ان کے مقابلہ میں انسانی علم و عقل اور اس کے غور و فکر کے انداز مستقل اور پائیدار نہیں ہیں۔ اس لئے یہ جماعت ہر اس بات کو مانتی اور پیش کرتی ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہوتی ہے اور اپنی علمی و عملی تحریکات میں انہی سے روشنی حاصل کرتی ہے۔"

نوجوان: "تو کیا آپ کے نزدیک قرآن و سنت کے بعد عقل و علم کے دروازے بند ہو جانے چاہئیں۔ آخر اجتہاد بھی تو اسلام میں جاری ہے۔ آپ اجتہاد کے بارے کیا رائے رکھتے ہیں۔"

ڈاکٹر صاحب: "اسلام میں اجتہاد کا دروازہ تو بے شک کھلا ہے۔ مگر اجتہاد کی راہیں قرآن سنت سے نکلیں اور انہی پر آکر ختم ہو جانی چاہئیں۔ وہ اجتہاد جو قرآن و سنت کے خلاف ہو وہ اجتہاد نہیں بدعت ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کرنے کا حق امت کے ہر فرد کو حاصل ہے۔ بشرطیکہ وہ مجتہد کی شرائط پر پورا اترتا ہو۔ ان شرائط کا پابند ہو کر جو کوئی اجتہاد اور اختلاف کرتا ہے ایسے صالح اجتہاد اور مخلصانہ اختلاف کو برداشت کرنا اسلامی اصول آزادی و اخوت و مساوات اسلامیہ کے مطابق ہے۔ چنانچہ میں اس کی مثال شروع میں دے چکا ہوں کہ ہمارے بانیٔ سلسلہ نے نہ صرف اجتہاد کو جائز قرار دیا اور روا رکھا بلکہ سچی بات یہ ہے کہ قرآن و سنت سے اجتہاد کے بند دروازے کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ ہی نے آن کر کھولا ہے۔ مگر اس کے باعث باہمی رواداری اور برداشت و تحمل میں فرق نہیں آنا چاہئے چہ جائیکہ مختلف رائے رکھنے والے سے ناراضگی اور غصہ کا اظہار کیا جائے۔ اس سے بیزاری ظاہر کی جائے۔ اسے جبر و استبداد یا غیر اخلاقی و غیر انسانی ذرائع سے دبایا جائے۔"

نوجوان: "آپ کے ان ارشادات کی روشنی میں مجھے سمجھ آگئی کہ دوسرے فرقہ ہائے اسلام کی آپ سے مخالفت محض دینی اور شدید تر ہے لیکن آپ کی اپنی مخالفت ان سے کیسی ہے؟ کیا آپ ان سے اسی لئے اختلاف رکھتے ہیں کہ وہ آپ سے اختلاف رکھتے ہیں؟"

ڈاکٹر صاحب: "ہماری ان سے مخالفت یہ نہیں ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں اس لئے کہ وہ مسلمان ہیں جو کوئی کلمہ پڑھتا ہے وہ ہمارے نزدیک مسلمان ہے اور امت مسلمہ کا فرد ہے۔ جبکہ دوسرے فرقہ ہائے اسلام کے نزدیک صرف کلمہ ہی مسلمان ہونے کی نشانی نہیں ہے جب تک وہ ان تمام جزئی خیالات و معتقدات کا بھی حامل نہ ہو جو وہ خود رکھتے ہیں۔ جو ان کے خیالات کا نہیں وہ ان میں سے نہیں ہے اور جو ان میں سے نہیں ہے وہ کافر و مرتد ہے، راندہ درگاہ الٰہی ہے۔ واجب القتل ہے۔ قوم و معاشرہ کی طرف سے جتنے دکھ درد ایسے شخص پر وارد کئے جائیں وہ عین ثواب ہیں۔ اس انداز فکر اور طرز عمل نے مسلمان قوم کے اجتہاد اور اتحاد کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ ہمارا ان سے اختلاف صرف طرز فکر، انداز عمل میں ہے۔ اور یہ اختلافات سمٹ سمٹا کر تین امور پر مرکوز ہو جاتا ہے اور یہ تین اصول تحریک و سلسلہ کی ایسی ممتاز خصوصیات ہیں جو دوسرے فرقوں اور جماعتوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) تکمیل دین اسلام

اس بارے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہمارے جملہ نظریات، مسلمات اور معتقدات، کا منبع و مخرج قرآن و سنت ہی ہیں، یہ قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کا ذریعہ ہیں، خالق کی منشاء اور مخلوق کی غرض۔ قرآن و سنت یا حبل اللہ کو ہی صحیح معنوں میں مضبوطی سے پکڑنے سے پوری ہو سکتی ہیں، یہ جماعت رسالت، اتمام دین اور کمال شریعت کی نہ صرف قائل ہے بلکہ ان کی علمبردار ہے۔ فرقہ ہائے اسلام میں اس جماعت کی یہ ممتاز خصوصیت ہے نہ صرف دین اسلام کے کمال اور غلبہ پر یقین رکھتی ہے بلکہ اس کی تبلیغ کو بھی اپنا فرض سمجھتی ہے۔ سلسلۂ نبوت و رسالت سید المرسلین خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتی ہے۔ اب نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی پرانا۔ اسی طرح اس کے نزدیک شریعت بھی قرآن کریم پر مکمل ہو چکی ہے اب بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک ایک ہی رسولؐ اور ایک ہی شریعت قرآن کریم کی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹)

(۲) اتحاد بین المسلمین

یہ جماعت اتحاد بین المسلمین کی بھی قائل ہے۔ اور اس اتحاد کی بنیاد کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر قائم ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے امام و مامورؑ نے منتشر و پراگندہ مسلمان قوم کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی وحدت کی لڑی میں پرو دینا چاہا ہے اور اعلان فرمایا کہ جو کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہے۔ اور اسلام کی عالمگیر اور وسیع برادری کا رکن ہے، اور جب تک وہ اس کلمہ پر قائم رہتا ہے اس وقت تک کسی دوسرے کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اسے کافر و مرتد قرار دے۔ مار ڈالے یا اخوت اسلامیہ سے خارج کر دے۔

تو میرے عزیز! حضرت امام زمانؑ کا یہ تجدیدی کارنامہ مسلمانوں کی ایک قدیم اور متعدی و مہلک وبا — تکفیر بازی جو ایک غیر اسلامی حرکت ہے اور امت مسلمہ و اسلام کے لئے موجب خسران و تباہی ہے کا تریاق ہے اور مسلمان کو مسلمان کے گلے لگانے کا واحد ذریعہ ہے۔ چنانچہ اس جماعت میں جو کوئی شامل ہے یا ہونا چاہتا ہے وہ فرقہ پرستی اور اندھی اور متعصب عقیدت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو مسلمان اور اسلام کا پیرو سمجھ کر اور اس احساس **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر** کے تحت اس جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔

اس کو یہ شعور اس جماعت کے ساتھ وابستہ ہونے اور رہنے پر مجبور کرتا ہے کہ خدا زندہ ہے اور وہ اپنی تمام صفات کے ساتھ اس کائنات پر متصرف و مختار ہے میں اس کا عاجز بندہ ہوں۔ اس نے کچھ فرائض عائد کئے ہیں جو میری زندگی کے حاصل ہیں۔ ان کو میں نے اپنے قول، فعل، مال اور ایثار سے پورا کرنا چاہئے **التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ** کے لئے جینا اور مرنا ہے۔ <u>میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ جملہ ممالک اسلامیہ میں آپ کے علم میں کوئی تحریک یا تنظیم ایسی موجود ہے جو اتحاد اسلامی کے اس اصول کی داعی و علمبردار ہو کر کھڑی ہو کہ ہر کلمہ گو اخوت اسلامیہ کا فرد ہے؟"</u>

نوجوان: میں اعتراف کرتا ہوں کہ میرے علم میں تمام مسلمان قوموں میں بجز اس جماعت و تنظیم کے اور کوئی ایسی تحریک نظر نہیں آتی جس نے کلمہ طیبہ کو اتحاد اسلام کا محور بنایا ہو۔

(۳) تبلیغ دین و اشاعت اسلام

تبلیغ دین موجودہ زمانہ کا جہاد ہے جس کے باعث غیر ادیان پر اسلام کا غلبہ و فتح موقوف ہے۔ اس طرف بھی اگر عالم اسلام میں سے کسی تحریک نے توجہ دی ہے تو وہ یہی

ایک جماعت ہے - یہ اس کی ایک ایسی انفرادی اور تاریخی خصوصیت ہے جو اسلام اور تبلیغ دین کا ایک سنہری و قابل فخر باب ہے - جہاں اس سلسلہ کے بانیؒ نے مسلمانوں کے غلط عقائد کی اصلاح فرمائی وہاں باطل مذاہب کا براہین و دلائل سے ابطال کیا - اسلام کو صادق اور غالب دین کے طور پر پیش کیا اور اس ربانی کام کو جاری و ساری رکھنے کے لئے ایک فوج تیار کی جسے علم - عمل - معرفت اور حقائق کے ہتھیاروں سے لیس کیا جس نے اپنے علم کلام سے دین اسلام کو اکناف عالم میں حقیقی، فطری اور عالمگیر دین کے طور پر روشناس کرایا - قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام پر بے نظیر لٹریچر پیدا کیا جو قابل فخر بھی ہے اور قابل قدر بھی، اس جماعت کی پچاس پچپن سالہ تاریخ خدمت اسلام جہاد بالقرآن - علم و ایثار کے جواہر ریزوں سے لبریز و لبریز ہے - اس کی کوششوں سے ایک عالم صحیح اسلام سے روشناس ہوا اور ایک دنیا اسلام کے حلقہ بگوش ہوئی جس کی تعلیم و تبلیغ اسلام کا دائرہ اثر یورپ و امریکہ تک ہے - اس زمانہ میں مسلمان تو عام طور پر تبلیغ کے مقصد سے ہی سراسر غافل پڑے تھے چہ جائیکہ ان کو یہ ہمت و توفیق نصیب ہوتی کہ مغربی دنیا سائنس و علم کی دنیا کو اسلام پیش کر کے اسے اس دین کی صداقت کا قائل کریں۔

میرے عزیز! آپ اپنے علم اور تحقیق کی بناء پر کہیئے کہ عالم اسلام میں کیا کوئی اور جماعت یا فرقہ ایسا ہے جو تکمیل دین، اتحاد بین المسلمین اور تبلیغ اسلام کی تینوں بنیادی تحریکوں کی علمبردار ہو - اور ان تینوں اصولوں پر کام بھی کر رہی ہو؟

نوجوان: اب تک مجھے جن فرقہ ہائے اسلام کے بارے علم و تحقیق کا موقعہ ملا ہے وہ ان تینوں خصوصیات میں سے جو آپ نے بیان فرمائی ہیں کلاً یا جزواً تشنہ ہیں - کلمہ پر اتحاد - تکفیر سے بیزاری اور تبلیغ دین اسلام کے عقائد و فرائض میں یہ جماعت ان پر عامل ہے وہ یقیناً اسلام اور مسلمان کی خدمت کر رہی ہے اور مبارکباد کی مستحق ہے اگر یہ جماعت جو اسلام اور مسلمان کی ترقی و فلاح کے لئے کوشاں ہے جناب والا یہاں میرے ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ اگر یہ جماعت اسلام اور مسلمان کے لئے وہ سب کچھ کر رہی ہے جو اسلام اور مسلمان کے لئے کرنا چاہیئے تو پھر مسلمانوں کی اس جماعت سے نفرت اور اظہار بیزاری کیوں - وہ کیوں اسے قبول نہیں کرتی اور وہ کیوں اسے مسلمان نہیں سمجھتی - ؟!

ڈاکٹر صاحب: یہ اعتراض بڑا معقول اور درست ہے - یہ سوال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ لوگ سلسلہ کی صحیح تاریخ و تعلیم سے بالعلم اور بالتحقیق واقف نہیں ہیں -

بات یہ ہے کہ جہاں اس جماعت کی یہ روشن تاریخ آپ کے سامنے ہے - اور اس کی ایک دنیا معترف ہے وہاں اس سے ایک ٹریجڈی بھی وابستہ ہے - اس سلسلہ کے ساتھ ایک دھوکہ ہوا ہے وہ اس طرح کہ بعض اقتدار پسند اور مادی و ذاتی غرض مندوں نے اپنے مفادات جو یقیناً اسلامی نہیں ہو سکتے جو یقیناً روحانی نہیں تھے، جو یقیناً اس تحریک کے پیش نظر نہیں تھے، اور جو یقیناً دنیاوی اور ناپائیدار تھے - ان کے تحفظ کے لئے اس تحریک کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی مقام و مرتبہ کو غلط طور پر استعمال کیا - وہ صدی کے امام و مجدد و محدث تھے ان کو نبی بنا کر اپنی خاندانی خلافت قائم کر لی اور منکرین نبوت و خلافت کو کافر قرار دیا - اس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ سو سالہ کھیتی کو کاٹ ڈالا -

حضرت امام زمانؑ پر یہ اتہام اور عقائد میں یہ غلو تحریک کے لئے موجب نقصان عظیم و ظلم ہو رہا ہے - اور وہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ بانیؑ سلسلہ سے وابستگی رکھنے رکھنے والوں میں سے ایک گروہ نے اپنی مصلحتوں کے ماتحت وہی غلط اصول اپنا لئے جن کی خاص اصلاح کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نازل ہوئے تھے - میرا مطلب یہ ہے کہ جماعت احمدیہ اور اس کے بانیؑ کی تنظیم نوبدنامی کا باعث اس جماعت کا وہ فریق ہوا ہے جو باب نبوت کو بعد آنحضرت صلعم جاری رکھنے کا قائل ہے اور کلمہ طیبہ پر اتحاد مسلمین کی بنیاد رکھنے کی بجائے تنگ فرقہ بازی پر ایمان رکھتا ہے جس کی تنظیم میں اجتہاد و اختلاف رائے کی قطعاً کوئی گنجائش موجود نہیں، جہاں آمریت کا عفریت اپنے پورے خد و خال کیساتھ کارفرما ہے - اب آپ ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جب جماعت کا ایک گروہ ضلالتوں میں مبتلا ہو گیا جن سے نکالنے کے لئے مصلح ربانی نے نزول فرمایا تھا تو ایک عام مسلمان کے لئے تحریک کے صحیح مقاصد کو جاننا کس قدر دشوار ہو گیا -

بیانات تحریک سے ایک دھوکہ ہے اور بانیؑ تحریک پر ایک عظیم ظلم ہے - اس دھوکہ بازی پر گرفت اور اس ظلم پر احتساب یہ دونوں اس ربانی تحریک کے تقاضے اور مطالبے ہیں اگر مسلمان بھائی اور عالم اسلام للّٰہ فی اللّٰہ توحید و رسالت کے نام پر، قرآن و سنت کی خاطر فرقہ بازی اور گروہی عصبیتوں سے بالاتر ہو کر حضرت بانیؑ تحریک اور اس سلسلہ پر محققانہ اور دیانتدارانہ غور کریں - تو نہ صرف یہ حضرت بانیؑ سلسلہ کے مقام و مرتبہ کے قائل ہو جائیں گے اور اس تحریک کے معاون و مددگار ہو کر شمع اسلام کو اکناف عالم میں روشن کریں گے بلکہ اس دھوکہ بازی اور اس ظلم کا بھی خاتمہ ہو جائے گا جو برسوں سے جاری ہے۔"

نوجوان: "تو کیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے نہیں کیا؟"

ڈاکٹر صاحب: "نہیں - ہرگز نہیں - حضرت بانیؑ سلسلہ نے دعوئے نبوت قطعاً نہیں کیا - جن لوگوں نے ان کی طرف یہ دعویٰ منسوب کیا ہے وہ اتہام دانستہ ادا کرتے ہیں - حضرت بانیؑ سلسلہ کا یہ ایمان ہے اور اس ایمان کا اظہار و اعلان بار بار اپنی تصانیف میں کر چکے ہیں کہ وہ مدعی نبوت نہیں ہیں - جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوئے نبوت کرے گا وہ کافر ہے - رسالت محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہو چکی ہے - آپ نے متعدد بار تحریر فرمایا ہے کہ وحی نبوت حضرت آدمؑ سے شروع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی - البتہ وحی ولایت جاری ہے نیز یہ کہ میری وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے - اس موقف کے برخلاف کبھی آپ نے نہیں لکھا - ایسے واضح اعلانات کے ہوتے ہوئے مخالفین اور غلو کرنے والے لوگوں کا بار بار حضرت امام زمانؑ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا کیا یہ صریح ظلم اور بے انصافی نہیں؟ -"

نوجوان: میں آپ کا شکور ہوں کہ آپ نے میرے علم میں اضافہ فرمایا - اور مجھے ایک ایسی تنظیم کے بارے واقفیت ہوئی ہے جو مظلوم ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس جماعت کے سوا اسلام میں اور کوئی ایسی تنظیم یا جماعت کے بارے مجھے علم نہیں ہے جو اپنی تمام تر مساعی فروغ اسلام کے لئے بروئے کار لا رہی ہو - اور جس کے اعتقادات اس قدر اسلامی ہوں - جو مسلمان کو ایک فرقہ یا گروہ سے نکال کر اسلام اور امت اسلام کا مفید و متحرک رکن بنا دے -

میں نہیں سمجھتا اور مجھے افسوس ہوتا ہے جبکہ میں دوسرے فرقہ کے لوگوں کو بھی ایسا ہی تو دیکھتا ہوں کہ وہ صرف اور صرف اپنے فرقہ اور گروہ کو ہی ناجی اور مقرب من اللہ اور وارث جنت سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے فرقہ کے مسلمان بھائیوں کو فروعی اور ذاتی اور جزوی اختلافات کی بناء پر کافر قرار دیتے ہیں - یہ ایک افسوسناک اور غیر اسلامی فعل ہے جو صدیوں سے مسلمانوں کے تعامل میں چلا آ رہا ہے - یہ مقام شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اس کی اصلاح کے لئے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا ہے - مجھے خوشی ہوئی ہے اس جماعت کے بارے معلومات حاصل کر کے - میں خود دل سے ایمان رکھتا ہوں کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے - اس کو کافر کہنا کسی طرح درست نہیں - اور پھر اس شخص کو یا جماعت کو کافر کہنا تو اور بھی ظلم عظیم ہے جس کا اوڑھنا بچھونا ہی تبلیغ دین اور اشاعت اسلام ہے - مذہبی دنیا میں انقلاب آ رہا ہے - آج کا طالب علم کل کا مفکر ہے - میں جامع میں زیر تعلیم ہوں - اور عرب میں بھی دینی تعلیم حاصل کی ہے - میں نے علم کی دنیا میں دیکھا ہے اور محسوس کیا ہے کہ مذہبی تنگ نظری اور باطل فکر اپنی موت آپ مر جائے گی - اب الٰہی عقیدہ اور الٰہی مذہب اور الٰہی دین کو ہی قیام و دوام حاصل ہو گا جو حقیقی ہے - فطرتی ہے - ربانی ہے اور انسانی ہے - اس کے سوا سب باطل فکر سب فرقی اور گروہی اجزا میں مٹ جائیں گی - مجھے خوشی ہے کہ یہ جماعت توحید و رسالتؐ اور قرآن و سنت کے تحت اور ان کی خاطر کام کر رہی ہے - چونکہ یہ مقصد ربانی ہے اس لئے اس کی خدمات مستحسن ہیں - میرے لئے موجب فخر ہو گا اگر میں اس مقصد کے کام آ سکوں - مجھے آپ کی طرف سے عربی کی کتب ملی ہیں میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں - میں ان کا مطالعہ کروں گا - اور ان کا ترجمہ اپنی زبان میں کروں گا - اگر خدا نے مجھے توفیق دی تو ان کی وہاں اشاعت بھی کروں گا۔

ڈاکٹر صاحب: "اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق و استقامت بخشے۔"

> انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے مختلف موضوعات پر منتخب شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے موزوں نام تجویز کر کے مطلع فرمائیں۔
> مینجر پبلیکیشنز - دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

محترم الحاج حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

دینی تعلیم اور پاکستان

مسٹر جسٹس محمد افضل جو پاکستانی وفد کے رکن تھے انہوں نے "اسلامی ممالک میں تعلیم" کے موضوع پر تقریر کی اور فرمایا "اسلامی دنیا میں تعلیم کا مسئلہ نہایت پیچیدہ ہے، ہر ملک میں جدید تعلیم کے ادارے اور پرانی طرز کی درسگاہیں قائم ہیں۔ جن میں کوئی مطابقت نہیں پائی جاتی اور اس کے نتیجہ میں ایک ہی معاشرہ میں فکری و نظری کشمکش اور انتشار پیدا ہو گیا ہے کانفرنس میں سفارش کی گئی ہے کہ جدید دور کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اسلامی ممالک کا نظامِ تعلیم اس طریق پر مرتب کیا جائے کہ اقتصادیات اور دیگر فنی علوم اس میں شامل ہونی چاہئیں، اس پر عمل ہو تو اسلامی دنیا میں پیدا ہونے والے فنی علوم کے ماہرین اور سائنسدان اور انجنیئر سچے مسلمان ہوں گے اور ان کے قلب و روح اسلام کے نور

سب دینی القا... پیش خیالات کا اظہار کیا ہے

" یہ سوال جتنا عالمی اسلامی کانفرنس کے لئے اہمیت کا حامل تھا اس کی وہی اہمیت خود پاکستانی معاشرہ میں بھی ہے۔ اور یہ بات پورے اطمینان کے ساتھ کہی جا سکتی ہے۔ کہ اگر پاکستان عالمی سطح پر تجاویز پیش کرنے کی بجائے خود اپنے معاشرہ میں اس جذبے کو عملی طور پر ثابت کر دکھائے اور اس کے ماہرین علم و فنون جدید علوم میں قابل رشک مہارت حاصل کرنے کے ساتھ دین کے علوم میں بھی کامل دسترس کا اظہار کر سکیں تو عالم اسلامی کو اس نظامِ تعلیم کے اختیار کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ لیکن یہ بات دلچسپ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر ہم اس قسم کے مقدس اور خوشگوار جذبات کا اظہار کرنے میں تو پیش پیش ہوں لیکن خود اپنے ملک میں کوئی ایسی تجویز نہ کر سکیں جس کی بناء پر مشترک نظام تعلیم وجود میں آ جائے۔"

مولانا کو شکایت ہے کہ اس ملک میں گذشتہ ۲۱ برس میں کئی تعلیمی کمیشن مقرر ہوئے۔ لیکن کسی کمیشن نے کبھی دینی مدارس کے مسائل دریافت نہیں کئے اور اس سلسلہ میں ان کو بہت بڑی شکایت ہے کہ ... ہو جائیں گے کہ کمیشن کی روداد جو ہر ملک کے سامنے آئے گی تو قوم کے ہر فرد کی گردن شرم سے جھک جائے گی، مثلاً اگر مولانا کوثر نیازی اور ان کے ساتھ قائد اور موجودہ شہرۂ مغضوب مولانا مودودی کسی ایک ہی کمیشن میں شامل کر دیئے جائیں اور ساتھ ہی غلام احمد پرویز ایسے قرآن دان کی خدمات بھی حاصل کر لی جائیں۔ اور مولانا احسان الٰہی ظہیر فاضل مدینہ یونیورسٹی اور مدیر الاعتصام لاہور کو بھی مدعو کر لیا جائے تو کمیشن کے دوسرے احباب جن کو یہ معرب زدہ کہتے ہیں ان کی باہمی عالمانہ گفتگو کو سن کر نہ صرف سر دھنتے رہیں گے بلکہ ان کے دماغوں پر ایسے اثرات پڑنے شروع ہو جائیں گے کہ شاید کسی ماہر فنِ طب کی ضرورت پڑ جائے۔ علماء کے خیالات میں اس قدر بُعد المشرقین ہے کہ وہ کسی ایک بات پر متفق نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ اسلام اور مسلم کی تعریف بھی سب کی اپنی اپنی ہے۔ اور جس کلمہ طیبہ کو پڑھوا کر ان سب کے عقیدہ کے مطابق ایک غیر مسلم کو مسلمان کیا جاتا ہے۔ اب ان کے ہاں اپنی ساری قیمت کھو چکا ہے۔ کلمہ پڑھنے والے ہی کلمہ پڑھنے والوں کو بڑی بے باکی اور جرأت سے ... بھی امن اور سلامتی کی فضا قائم ... ہم ... دل سے چاہتے ہیں کہ ہماری درسگاہوں میں دین اور دنیا کے تمام علوم پڑھائے جائیں اور ہر ایک فنی اور تجارتی درسگاہ کو روحانیت کے معیار پر استوار کیا جائے اور دنیا کے علوم کو دین کی خدمت میں لگانے کی کوشش کی جائے تا دین ہمارے کل دنیوی امور پر اپنا پرتو ڈال سکے۔

رعایت سے اب بھی فائدہ اُٹھائیں

حضرت مولانا محمد علیؒ مفسر قرآن کی مقبول عام تفسیر قرآن مجید موسومہ بہ بیان القرآن کی پہلی جلد جو چودہ پاروں پر مشتمل ہے شائع ہو چکی ہے۔ وہ احباب جنہوں نے اس کے لئے پیشگی رقوم جمع کرائی ہوئی ہیں اور اب تک ان کو جلد اوّل کی کاپی نہیں ملی وہ بواپسی ہمیں اطلاع دیں۔

احباب کو یاد ہوگا کہ بیان القرآن کے لئے پیشگی رقوم جمع کرنے والوں کو -/10 فی سیٹ (یعنی ہر دو جلدوں میں مکمل) رعایت دی گئی تھی۔ یہ رعایت ایک خاص مدت تک تھی۔ اس رعایت کا اب دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے جو احباب اس رعایت سے فائدہ اُٹھانا چاہیں وہ -/30 روپے قسم اول اور -/20 روپے قسم دوم کے لئے جمع کرا کے جلد اول ابھی حاصل کر لیں۔ دوسری جلد اکتوبر تک تیار ہونے پر وصول کر لی جائے۔ اصل ہدیہ -/40 روپے قسم اوّل اور -/30 روپے قسم دوم ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ وہ ۳۱ اگست ۱۹۶۹ء تک اس رعایت سے فائدہ اُٹھائیں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ - شمارہ نمبر ۳۳

لائٹ وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

الرحمن الرحیم کن روشن ز آیات مبین

ٹیلیفون نمبر ۲۷۳۴۷
تار کا پتہ ... لاہور
سالانہ ...
بیرونی ممالک سے ایک ...
ایک سو روپیہ ...
تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

ٹیلیفون نمبر ۵۳۷۲۷

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

جلد ۵۷	یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۵ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۹۶۹ء	نمبر ۳۴

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سبعۃ یظلھم اللّٰہ فی ظلہ یوم لاظل الا ظلہ امام عادل وشاب نشاٴ فی عبادۃ اللّٰہ ورجل قلبہ معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ ورجلان تحابا فی اللّٰہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ ورجل ذکر اللّٰہ خالیا ففاضت عیناہ ورجل دعتہ امرأۃ ذات حسب وجمال فقال انی اخاف اللّٰہ ورجل تصدق بصدقۃ فاخفاھا حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ۔ متفق علیہ۔ بحوالہ مشکوٰۃ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں کہ سایہ میں رکھے گا اللہ تعالےٰ ان کو اس دن میں کہ کوئی سایہ نہیں ہوگا سوائے اس کے سایہ کے:۔

۱۔ امام عادل۔
۲۔ وہ نوجوان کہ خرچ کرے جوانی عبادت الٰہی میں (اعلائے کلمۃ اللہ میں)
۳۔ اور وہ شخص جس کا دل مسجد سے وابستہ رہتا ہے جبکہ وہ نکلتا ہے مسجد سے اور پھر لوٹتا ہے اس کی طرف نماز کے لئے۔
(۴) وہ شخص جو آپس میں محبت رکھتے ہیں اللہ تعالےٰ کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت جدا ہوتے ہیں۔ (۵) وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے اور آنسوؤں سے تر ہوتی ہیں اس کی آنکھیں۔
۶۔ اور وہ شخص جس کو ایک عورت صاحب حسن و جمال نے بلایا اور اس نے کہا میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں۔
۷۔ اور وہ شخص جس نے خرچ کیا اللہ تعالےٰ کے رستہ میں اور اسے پوشیدہ رکھا کہ اس کے بائیں ہاتھ نے نہ جانا جو خرچ کیا اس کے دائیں ہاتھ نے۔

نوٹ:۔ اللہ تعالےٰ کے سایہ سے مطلب اس کی نصرت اور مدد ہے۔ مذکورہ صفات سے متصف شخصوں کو ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی نصرت اور مدد حاصل ہوگی وہ کبھی مایوس نہیں ہوں گے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ولایت میں اولیاء اللہ کا گروہ بن جاتا ہے الا ان اولیآء اللّٰہ لاخوف علیھم ولاھم ...

ہمارا مذہب

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالےٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا ہے۔ اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی ہے۔ جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماویہ ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کو تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنےٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلےٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسلؐ کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔

مَیں ابتداء سے بیان کرتا آیا ہوں کہ میں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ذرا ادھر ادھر ہونا بے ایمانی سمجھتا ہوں۔ میرا عقیدہ یہی ہے کہ جو اس کو ذرا بھی چھوڑے گا وہ جہنمی ہے۔ پھر اسی عقیدہ کو میں نے نہ صرف تقریروں میں بلکہ ساٹھ کے قریب اپنی تصنیفات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور دن رات مجھے یہی فکر اور خیال رہتا ہے۔ پھر اگر یہ مخالف خدا سے ڈرتے تو کیا ان کا فرض نہ تھا کہ جو مجھ سے پوچھتے کہ فلاں بات خارج از اسلام ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے یا اس کا تم کیا جواب دیتے ہو؟ مگر انہیں اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی۔ سنا اور کافر کہہ دیا۔

الحاج حافظ چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

شذرات

کلمہ کی اہمیت

ہمارا قلم تو کلمہ کی اہمیت اور اس کے احترام کو قائم کرنے کے لئے دن رات صفحات کے صفحات سیاہ کر رہا ہے اور ہم دل کے خلوص سے اور قلب کی گہرائیوں سے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں پر کلمہ طیبہ کی محبت ایسی غالب آجائے۔ کہ اس کے بالمقابل کوئی طاقت نہ ٹھہر سکے۔ اسی لئے اگر ہمارے نوٹس میں کبھی یہ بات آجائے کہ ہمارے کسی عالم نے کلمہ طیبہ کی بنیاد پر اسلام کی عمارت کو تعمیر کرنے کا خیال ظاہر کیا ہے تو ہم خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

حال ہی میں مولانا مودودی صاحب نے مشرقی پاکستان کے کسی مقام غالباً ڈھاکہ سیرت کانفرنس کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک تقریر فرمائی ہے۔ اس تقریر کے بعد ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے یہ الفاظ فرمائے:۔

"میں نے یہ نہیں کہا کہ حضورؐ نے تمام انسانوں کو ایک قوم بنا دیا بلکہ یہ کہا ہے کہ آپؐ نے قومیت کے لئے ایک اصول بنا دیا ہے۔ آدمی کا رنگ قومیت اور نسل تبدیل نہیں ہو سکتے لیکن وہ ایک اصول اختیار کر سکتا ہے۔ حضورؐ نے اسی سبب سے کلمہ کو بنیاد قرار دیا۔ اب آپ یہ کہتے ہیں کہ کلمہ نہ ماننے والوں کو کلمہ ماننے والوں کے برابر حقوق دیئے جائیں میں نہیں سمجھتا کہ یہ مطالبہ کسی طرح سے معقول اور درست ہے۔ جو آدمی ایک اصول کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتا اور نہ اس ذمہ داری کو اٹھاتا ہے جو اس کلمہ سے ایک کلمہ گو پر عائد ہوتی ہے۔ تو وہ ان حقوق میں اس کے ساتھ کیسے شریک ہو سکتا ہے"

ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے کیا حقوق ہیں مگر ہم صرف مولانا صاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ کم از کم کلمہ گوؤں کو ہی تمیز جائز نہ رکھیں اور نہ یہ کوشش کریں کہ اپنے مزاج اور اپنے زاویہ نگاہ سے اختلاف رائے رکھنے والے کلمہ گوؤں کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے غیر مسلموں کے زمرہ میں ملا دیں تاکہ انہیں ان کے سیاسی حقوق نہ مل سکیں اور وہ اسلام کی اس تصویر سے لرزتے رہیں اور جب کبھی ان کو موقع ملے تو اسلام کے خلاف اپنے بغض و عناد کا پوری طرح اظہار کر سکیں۔

عالموں کی شیریں زبانی

اخبار "تنظیم اہل حدیث" لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۶۹ء اس وقت ہمارے پاس ہے۔ اس کے صفحہ ۱۲ پر یہ دلچسپ خبر ایک دلچسپ عنوان کے تحت یوں درج ہے:

"ایک شیعہ فاضل کی شیریں بیانی"

شیعہ معاصر ہفت روزہ شہید لاہور مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۶۹ء نظر سے گذرا پہلا ورق الٹتے ہی اس پیارے عنوان پر نظر پڑی۔

"فرقہ وہابیہ گلابیہ کے لئے سرمہ بصیرت"

اس کے بعد یوں گل افشانی فرمائی:۔

"استعجاب و حیرت کی کوئی حد نہ رہی کہ جو لوگ اپنے آپ کو آل علیہ السلام کے شیعہ کہلواتے ہیں وہ لوگ بہ صد قت ملاؤں کو دعوتیں دے کر اپنی حق حلال کی کمائی ضائع کر رہے ہیں۔ خداوند بطفیل محمد و آل علیہم السلام فرقہ وہابیہ لہابیہ غرابیہ کے عقائد خبیثہ سے محبان حیدر کرار کو محفوظ رکھے کیونکہ اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریق الھالکینا یعنی اگر زاغ کوا کسی قوم کا رہبر بن جائے تو وہ یقیناً ان کو اپنی غذا کھانے کا راستہ دکھائے گا بعینہ یہی حال علماء سو کا ہے کہ وہ قوم کو ناپاک روحانی غذا دے رہے ہیں"

(شہید ۱۲ مئی)

اس پر مدیر تنظیم اہل حدیث لاہور نے یہ لکھا ہے کہ:۔

"اس شیریں بیانی پر کوئی کیا داد دے اور کہاں تک دے کچھ سمجھ نہیں آتا ممکن ہے کہ شہید کے مدیر شہیر سید مظفر علی شمسی اس پر کچھ روشنی ڈال سکیں۔ کیونکہ سنا ہے کہ موصوف سیاسی رہنما بھی ہیں۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ تبرا بازی ان کے لئے کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ تو پھر دل یہی چاہتا ہے۔ کہ کسی سے کچھ نہ پوچھیے بس چپ بھلی"

مکرم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ایبٹ آباد

مکتوب حضرت امیر مرحوم

بنام

حضرت مولینا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(ابی المکرم قبلہ والد بزرگوار مولینا محمد یحییٰ صاحب مرحوم و مغفور کے دیرینہ مکاتیب کو دیکھ رہا تھا کہ حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب ملا۔ چونکہ یہ مکتوب حضرت مولینا مرحوم کے قلبی جذبات کی عکاسی کرتا ہے اور اللہ کے حضور قوم میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے چند معروضات ــــــ پر مشتمل ہے لہذا اسے اخبار میں شائع ہونا چاہئے اور احباب سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالے کے حضور دعا فرمائیں کہ وہ قوم کو خدمت اسلام اور اصلاح نفس کی خاص الخاص توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام ڈاکٹر سعید احمد)

مری ولا۔ چھوٹا شملہ

۱۵ رمضان المبارک ۱۹۲۰ء

تعاونوا علی البر والتقوی

مکرمی مخدومی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ساتواں سال ہماری ڈلہوزی پر سر زنا ہو...... ہوگا۔ کام اللہ کے فضل سے اچھی حالت میں ہے مگر جو غم میرے دل میں ہے آپ کو اپنا دوست سمجھ کر اس میں شریک کرتا ہوں۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اس کام کا اہل نہ تھا جو میرے سپرد کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ جماعت میں وہی مسلمانوں والی بیماری جمود کی حالت باقی ہے دنیا کی محبت خدا کی محبت پر غالب ہے الا ماشاء اللہ وہ مقام کہاں کہ اللہ مومنوں کے جان اور مال دونوں کو خرید چکا ہے وہ ان کے نہیں خدا کے ہیں اور اپنی حالت کہاں کہ دنیا کے غم دل کو کھا رہے ہیں اسی اخلاص کی کمی نے دعاؤں کو بھی بے اثر کر رکھا ہے آپ سے التجا ہے کہ آخری عشرہ رمضان میں خدا کے حضور مضطربانہ دعاؤں سے کام لیں کیا بعید ہے کہ میری نالائقی کا بھی علاج ہو جائے مولا کریم تو اپنے فضل سے وہ

۱۔ اسلام اور مسلمانوں کو موجودہ ذلت کی حالت سے باہر نکال اور دین کو غالب کر۔

۲۔ ان مصائب اور پریشانیوں میں جنہوں نے گھیر رکھا ہے مسلمانوں کو سیدھی راہ پر چلا۔

۳۔ ہم میں سے ہر ایک کے دل میں اسلام کی اپنی اور اپنے رسول کی وہ محبت پیدا کر جو دوسری تمام محبتوں پر غالب ہو۔

۴۔ اور خدمت اسلام کی وہ تڑپ پیدا کر جو دوسری تمام تڑپوں کو مات کر دے۔

۵۔ اور وہ غم دین عطا فرما جس کے سامنے کوئی غم دل کو کھانے والا نہ ہو۔

۶۔ اور وہ ایثار کی روح پیدا کر کہ ہم اپنی جانوں اور مالوں کو تیری راہ میں فدا کر کے اعتراف کریں کہ کوئی حق ادا نہیں ہوا۔

۷۔ اور دنیا کی محبت کو اتنا ٹھنڈا کر کہ تیری راہ میں دینے سے دل خوش ہو۔

۸۔ اور آپس میں محبت اور اتفاق پیدا کر بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم سکھا۔

۹۔ اور نماز با جماعت اور زکوٰۃ کے ہم ادا کرنے والے ہوں۔

۱۰۔ اور قرآن ہماری روحوں کی غذا ہو اور اس کے ہر حکم کے آگے ہمارا سر جھکا ہوا ہو۔ آمین یا رب العالمین۔ والسلام

خاکسار

محمد علی

شکر خدائے رحمان جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
(مسیح موعودؑ)

قارئین کرام سے التماس ہے

کہ جن احباب نے پیغام صلح اور روح اسلام کا سالانہ چندہ تاحال ادا نہیں کیا از راہ کرم پہلی فرصت میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ پیغام صلح کا سالانہ چندہ آٹھ روپے اور روح اسلام کا چار روپے۔

منیجر اخبارات۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

آئین کی سب سے بڑی خرابی

اس وقت پاکستان میں جس قدر سیاسی پارٹیوں کے سربراہ آئندہ انتخابات میں حصہ لینے اور اقتدار کی کرسی سنبھالنے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے کے موقف کو غلط قرار دینے کے لئے جن مسائل پر بحث اور کشمکش جاری ہے، ان میں سے ایک سن ۱۹۵۶ء کا آئین بھی ہے۔ جس کے متعلق کوئی کہتا ہے کہ وہ بالکل صحیح اور اسلامی اصولوں کے عین مطابق ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ وہ سرتاپا غلط اور اسلام کے بالکل خلاف ہے، اس سلسلہ میں مولانا مودودی اور جمعیتہ العلمائے اسلام پاکستان کے مابین شدید اختلاف ہے۔ چنانچہ جمعیتہ العلمائے اسلام کے سربراہ جناب مولانا مفتی محمود صاحب نے ایک سوال کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ :—

"مودودی کہتے ہیں سن ۱۹۵۶ء کا آئین جوں کا توں نافذ کر دیا جائے۔ جب یہ آئین بنا تھا اس وقت انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں یہ آئین ستر فیصد قبول ہے اور تیس فیصد ناقابل قبول، لیکن آج سو فیصد قبولیت کا کیا معیار ہے، ہمارے نزدیک یہ آئین اس وقت بھی غیر اسلامی تھا اور اب بھی غیر اسلامی ہے ہم اس آئین کو کسی شکل میں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔"

اس پر جب ان سے سوال کیا گیا کہ :—

"مفتی صاحب! کیا آپ اس آئین کی کسی غیر آئینی دفعہ کی نشان دہی کر سکتے ہیں؟ جبکہ اس آئین میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ مملکت کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا اور اس کے تمام قوانین کتاب و سنت کے مطابق ہوں گے؟"

مفتی صاحب نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا :—

"اس آئین کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ایک مسلمان کو مرتد ہونے کی کھلی اجازت ہے جبکہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے، یہ بنیادی دفعہ ہے جس کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، ہم مسلمانان پاکستان کو اپنا دین بدلنے کی کھلی چھٹی دے کر خدا اور رسول کا غضب نہیں خرید سکتے ہمارا مذہب کوئی بکاؤ مال نہیں کہ اسے جس نے چاہا خرید لیا اور جب چاہا فروخت کر دیا۔"

مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ؎

"جمہوری مجلس عمل کے ایک اجلاس میں تمام لیڈروں نے یہ متفقہ طور پر فیصلہ کیا تھا کہ سن ۱۹۵۶ء کا آئین بالکل ترک کر دیا جائے۔ اب اس مسئلہ کو چھیڑنا کہاں کی عقلمندی ہے؟"

پھر انہوں نے فرمایا کہ ؎

"درحقیقت جماعت اسلامی امریکی مفاد اور سامراجی عزائم کی تکمیل کے لئے کام کر رہی ہے، آپ ہی بتائیں کہ اس جماعت کے کسی رہبر نے آج تک شمالی ویت نام پر امریکی بمباری کی مذمت کی ہے؟ سوئیکارنو نے نہایت آڑے وقت پر ہماری کس قدر حمایت اور اعانت کی تھی کیا اس جماعت نے کبھی اس کے حق میں کلمۂ خیر کہا؟ شاہ سعود جو مودودی صاحب کے محسن تھے، جب معزول ہوئے تو مودودی صاحب نے یہ تک دریافت کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی کہ آخر انہیں معزول کیوں کیا گیا؟ جو کام امریکہ کے اشارے سے ہو مودودی صاحب اس کی مخالفت کیونکر کریں۔"

ہمیں ان الزامات سے بحث نہیں جو مفتی محمود صاحب نے مودودی صاحب پر لگائے ہیں۔ مودودی صاحب امریکی مفاد کے لئے کام کریں یا سامراجی عزائم کی تکمیل کے لئے ہمیں اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں، نہ ہی جمہوری مجلس عمل کے اس فیصلہ پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں جو بقول مفتی صاحب سن ۱۹۵۶ء کے آئین کو بکلی ترک کر دینے کے متعلق کیا گیا، ہم صرف اس "سب سے بڑی خرابی" پر غور کرنا چاہتے ہیں جس کی نشاندہی اس آئین میں مفتی صاحب نے کی ہے۔ ان کا یہ فرمانا کہ :—

"اس آئین کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ایک مسلمان کو مرتد ہونے کی کھلی اجازت ہے جبکہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے"

کہاں تک صحیح ہے کیا فی الواقعہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے؟ اور کیا سن ۱۹۵۶ء کے آئین میں ارتداد کو قابل سزا قرار نہ دینا اس کی سب سے بڑی خرابی ہے؟

اگر یہ فی الواقعہ سب سے بڑی خرابی ہے؟ تو ہمیں معاف فرمایا جائے کہ قرآن کریم اس خرابی سے منزہ نہیں جس نے مذہب کے بنیادی اصول کے طور پر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔ مذہب کے معاملہ میں کوئی جبر و اکراہ جائز نہیں کیونکہ نیکی اور ہدایت کو گمراہی سے ممیز کر دیا گیا ہے، اس امتیاز کے بعد اگر کوئی شخص راہ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کرتا ہے تو اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا، اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ ایک اور جگہ یہ ارشاد فرمایا گیا ہے اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔ ہم نے راہ ہدایت بتا دی ہے، اب جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔ قرآن کریم کے ان کھلے ارشادات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے اور پاکستان کے آئین میں یہ سب سے بڑی خرابی ہے کہ کوئی مسلمان مرتد ہو جائے تو اس کے لئے کوئی سزا نہیں، ہرگز صحیح نہیں، کسی ایسے شخص کو جس کا ضمیر اسے اسلام کے اندر رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ واجب القتل قرار دینے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ دل سے مسلمان نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کے اندر منافقت کی زندگی بسر کرے گا اور منافقت کو اسلام نے بدترین جرم قرار دیا ہے، کیا مفتی صاحب پاکستانی آئین میں مرتد کو واجب القتل قرار دے کر پاکستان میں منافقین کی جماعت پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ آخر قرآن کریم کی کونسی آیت، کونسی حدیث یا تاریخ اسلامی کا کونسا ایسا واقعہ ہے جس کی رو سے مفتی صاحب مرتد کو واجب القتل قرار دینا چاہتے ہیں؟ بعض لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بعض مرتدین کے خلاف جہاد کو بطور مثال پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ وہ لوگ تھے جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہو کر اسلام پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے، اور فی الواقعہ جو لوگ اس نیت سے مرتد ہوں کہ ظاہری یا باطنی طور پر اسلام کو مٹانا یا مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہتے ہوں، ان کو اسی رنگ میں سزا دینا ضروری ہے؟ جیسے مثلاً مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی پارٹی کے لوگ بقول راناا عجاز احمد صاحب ایڈووکیٹ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات نہ سمجھتے ہوئے اس میں سوشلزم کو داخل کرنا چاہتے ہیں، پاکستانی حکومت کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کی ہرگز اجازت نہ دے اور نہ ہی ایسے خیالات رکھنے والے لوگوں کو حکومت کے کسی منصب کے قابل سمجھا جائے۔ لیکن وہ لوگ جو محض ذاتی طور پر اسلام سے روگرداں ہوں، ان کو سزاوار قتل قرار دینا آئین کی سب سے بڑی خرابی ہوگی، جس کی اجازت نہ قرآن نے دی ہے نہ حدیث یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ خود رسول اللہ صلعم کی زندگی میں آپ کا کاتب وحی مرتد ہو گیا لیکن آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا۔ پس جمعیتہ العلمائے پاکستان کے سربراہ مفتی محمود صاحب کا یہ ارشاد کہ سن ۱۹۵۶ء کے آئین میں مرتد کو واجب القتل قرار نہ دینا اس کی سب سے بڑی خرابی ہے، سراسر نا واجب اور اسلام کو بدنام کرنے کا موجب ہے۔

ضروری اعلان
دینی تعلیم کے خواہشمند طلباء متوجہ ہوں

اس انجمن کی زیر سرپرستی "ادارہ تعلیم القرآن" کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم ہے جس میں قرآن و حدیث، عربی اور دینیات کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہے تاکہ فارغ التحصیل طلباء فی زمانہ اعلیٰ درجہ کے مبلغ اسلام بن سکیں۔ قابلیت رکھنے والے طلباء کو پنجاب یونیورسٹی کی اردو، فارسی اور عربی زبانوں کے امتحانات کی تیاری کرانے کا بھی انتظام ہو سکتا ہے۔ علاوہ سہولت رہائش و تعلیم حسب حالات طلباء کو -/75 روپے ماہوار تک وظیفہ دیا جائے گا۔ جو طلباء انجمن کے تبلیغی معیار پر پورے اتریں گے انجمن انہیں اپنا کارکن مقرر کر دے گی۔ اچھے نمبروں پر مڈل یا میٹرک پاس طلباء اپنی درخواستیں یکم ستمبر تک پتہ ذیل پر بھیجیں :—

(آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور)

عہدیداران جماعت احمدیہ لاہور کا انتخاب

اس وقت مرکزی انجمن ہی لاہور شہر کے لئے بطور مقامی جماعت کام کرتی ہے۔ جو کہ تنظیمی لحاظ سے درست نہیں لہٰذا فیصلہ ہوا ہے کہ لاہور شہر کی مقامی جماعت کے عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔ اس کے لئے ۵ ستمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ مقرر کیا گیا ہے۔ انتخاب بعد از نماز جمعہ مرکزی مسجد احمدیہ میں زیر نگرانی ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری ہوگا۔ جملہ ممبران سے استدعا ہے کہ وہ اس انتخاب میں شرکت فرمائیں۔

چوہدری فضل حق۔ انچارج شعبہ تنظیم جماعت

انجمن حضرت مسیح موعود کی کتب میں سے مختلف موضوعات پر انتخاب شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ موزوں نام تجویز کر کے مطلع فرمائیں۔ مینیجر پبلیکیشنز دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبار و افکار

جی اے سوز

انبیائی مشن

"احمدیوں کا ہر فرد اپنی آمدنی سے ایک آنہ فی روپیہ اور ہر افسر اپنی تنخواہ کا دس فی صد تبلیغی اغراض کے لئے چندہ دیتا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ہماری اس انبیائی مشن یعنی تبلیغ دین کی طرف کوئی توجہ نہیں جس کی وجہ سے ہمیں کسی میدان میں نصرتِ الٰہی حاصل نہیں ہو رہی ــــــ جو قرآن کریم کی رُو سے صرف اُسی کو حاصل ہو سکتی ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرے یعنی اسے صحیح طریق سے پھیلائے۔"

(المنبر۔ لائلپور ۴/۶۹ ص۲۱)

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

تاریخی حقیقت

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام نیو ایڈیشن جلد اوّل ص۸ پر بعنوان بدر مرقوم ہے:۔

"مکّہ کی فوج ابوجہل مخزومی کی کمان میں قریش کے سارے قبائل کے نوسو افراد پر مشتمل تھی یہ لشکر جرار ابھی مقام بدر تک ہی پہنچا تھا کہ ابوسفیان کا اسے پیغام ملا کہ تمام راستہ کو چھوڑ کر میں ساحل کے ساتھ ساتھ بسرعت سفر کر کے مسلمانوں کے متوقع حملہ سے محفوظ نکل آیا ہوں۔ ابوجہل نے معتمد و دانا سرداروں کے مشورے و مخالفت اور ان کے الگ ہو جانے کے باوجود کہا کہ پیش قدمی کر کے مدینہ پہنچا جائے اور اپنی جمعیت و قوت دست و بازو کا مظاہرہ کر کے مسلمانوں کو مرعوب و مغلوب کیا جائے۔ ابوجہل اور اس کے لشکر کا یہ زعم تھا کہ وہ اتنے طاقتور ہیں کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے مقابلہ کرنے کی ہمت و جرأت نہیں کر سکیں گے۔"

یہ ایک تاریخی حقیقت کی شہادت ہے وہ بھی غیر مسلموں کی طرف سے۔ اور تفسیر ہے اس آیت قرآنی کی جس میں ارشاد الٰہی ہے:۔

ولاتکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ویصدون عن سبیل اللہ۔ واللہ بما یعملون محیط۔

(۸-۴۷) یعنی اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جو اپنے گھروں سے فخر کرتے اور لوگوں کو دکھلاتے اور اللہ کے رستے سے روکتے ہوئے نکلے۔ اور جو کچھ بھی یہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکو گھیرے ہوئے ہے۔

حضرت عیسیٰؑ خلاباز تھے؟!

ایک روسی سائنسدان کا کہنا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ اور ان کے حواری خلاباز تھے۔ اور ایک دوسرے سیارے سے آئے تھے۔ اور ستارہ بیت اللحم ان کا خلائی جہاز تھا۔ اس سائنسدان ۔ زینتو ۔ کا کہنا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کسی دوسرے سیارے سے آئے تھے اور ایک اعلیٰ ترین تہذیب کے نمائندے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے ان کی اور ان کے حواریوں کی پرستش شروع کر دی تھی۔ اور اس کا بہت امکان ہے کہ ان کا خلائی جہاز ستارہ بیت اللحم مصر کے شمال مغرب میں اترا ہو۔ جب حضرت عیسٰیؑ نے یہ کہا تھا کہ "میری حکومت جنت میں ہے" تو ان کا مقصد اس سائنسدان کے مطابق یہ تھا کہ میری حکومت خلا کے باہر ہے۔"

عجیب کرشمہ ہے کہ ماں باپ تو ہواؤں کے سیارے کے پروردہ ہوں اور بیٹا خلاؤں کے سیارے کا باسی ستاروں کے اُڑن کھٹولوں میں اُڑنے کے والے یہ خلاباز اور جنت کے بادشاہ اتنے عاجز اور درماندہ کہ قطعہ زمین ـــ رومی بادشاہ کی گرفت صلیب سے نہ بچ سکے۔ ان کے خلائی جہاز کسی کام نہ آئے۔ بات یہ ہے کہ جب عقل، روح کا ساتھ چھوڑ کر فلسفہ اور سائنس کا سہارا لیتی ہے۔ تو خیالی خلاؤں میں وہ وہ قلابازیاں کھلاتی ہے کہ عقل والوں کے لئے تماشہ بن جاتی ہے۔

دجّال کی رُوحانی بے بصیرتی

سانتا روما (کیلیفورنیا) ۱۵ مئی (اے پ) کی ایک خبر ہے:۔

"مقامی وکلا نے خدا کو ایک عدالت میں حاضر ہونے اور ان الزامات کا جواب دینے کے لئے طلب کر لیا ہے کہ اس نے ایک مکان پر بجلی گرا دی جس سے مکان کو شدید نقصان پہنچا۔ قانونی سیکرٹری بیٹی بن روز نے اپنے مکان کو ہونے والے نقصان پر خدا سے ایک لاکھ ڈالر ہرجانہ طلب کیا ہے۔ دو سال قبل اریزونا میں اس کے مکان پر بجلی گری تھی۔ اس نے عدالت میں خدا کے خلاف جو دعوے دائر کیا ہے اس میں الزام لگایا گیا ہے کہ خدا نے موسم کا انتظام اس لاپرواہی سے کیا کہ مُدعیہ کے مکان کو نقصان پہنچا۔ مقامی عدالت کے کلرک مسٹر یوجین ویم نے خدا کے نام سمن جاری کر دیا ہے جس میں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عدالت میں حاضر ہو کر ان الزامات کا جواب دیں۔ مسٹر یوجین ویم نے وکلاء مس بیٹی روز اور مسٹر رسل نیبسی کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس سمن کی تعمیل کرائیں۔ مسٹر نیبسی کا کہنا ہے کہ یہ زیادہ مشکل نہیں ہے کیونکہ اگر خدا مقررہ تاریخ پر عدالت میں حاضر نہ ہوا تو وہ عدالت سے یکطرفہ فیصلہ کا مطالبہ کریں گے۔"

(روزنامہ جنگ ۱۷ مئی)

سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علوا کبیرا۔

اس خبر سے کالے دجال کے رُوحانی پاگل پن کا اندازہ لگائیے۔ اس کی رُوحانی بے بصیرتی اسے کن اندھیاروں کی طرف لے جا رہی ہے۔

عہدۂ نبوّت

تنظیم اہل حدیث لاہور ۶ جون ۱۹۶۹ء میں حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی لکھتے ہیں:۔

"حضرت عیسٰیؑ جب دوبارہ نازل ہوں گے تو سابقہ نبوّت کی وجہ سے نبی ہوں گے۔ عہدہ نبوت کوئی ایسی شئی نہیں جو عطا کرنے کے بعد چھین لی جائے"

نعوذ باللہ ــ ولکن رسول اللہ اور ارشاد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین اور لانبی بعدی کی توضیح روپڑی صاحب کیا کریں گے۔

خدمت کے پھل

اپریل ۱۹۶۹ء کے مسیحی رسالہ کلامِ حق گوجرانوالہ کے ص۱۷ پر لکھا ہے:۔

"جب مسیح خداوند مصلوب ہونے کے لئے پکڑا گیا تو اس کے تمام شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پطرس جو بڑے دعوے سے کہتا تھا کہ میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گا اس نے تین دفعہ مسیح کا انکار کیا۔"

اور ماہ جون ۱۹۶۹ء کے شمارہ ص۸ پر لکھا ہے:۔

"تاریخ شاہد ہے کہ منجی عالمین (خداوند مسیح) کی صرف ساڑھے تین برس کی خدمت کا جو پھل آپ کو حاصل ہوا وہ کسی کو نصیب نہ ہوا۔"

واقعی یہ کڑوے پھل کسی کو نصیب نہ ہو سکے۔ اور نہ ہونے چاہئیں۔ ایسے پھل کس کام کے جو ابتلاء اور آزمائش کے وقت اپنے خداوند کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ نکلیں۔ اس کے منکر ہو جائیں۔ اس پر لعنتیں بھیجیں اور اس کی جان پہچان کے انکاری ہوں۔

یسوع مسیح کے یہ پھل اچھے یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ پھل جو کہیں کہیں ہی نہیں بلکہ کر کے بھی دکھلا دیا ہو کہ:۔

"یا رسول اللہ! ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آئے۔"

اخبار احمدیہ

ـــــ حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری چند دنوں کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔ ۱۵ اگست کو خطبہ جمعہ و نماز محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے پڑھائی۔

ـــــ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فیجی لنکا کے ایک معزز رکن ڈاکٹر محمد یوسف صابو خاں صاحب ولایت میں ڈینٹری کا کورس کر کے واپس وطن ہوتے ہوئے جمعہ کو لاہور ٹھہرے اور احمدیہ بلڈنگس میں نماز جمعہ پڑھی۔ بعد از نماز جمعہ احباب سے خطاب فرمایا اور فرداً فرداً ملاقات کی انہوں نے اپنے بیان میں انجمن کی تبلیغی مساعی کے اثرات وہاں کی جماعت کی سرگرمیوں اور اپنے دینی و تبلیغی عزائم کا اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں خدمات دینیہ کا بیش از بیش موقعہ مرحمت فرمائے۔

درخواستہائے دُعا

ـــــ شیخ عبدالحمید صاحب سیالکوٹ چھاؤنی کو مشکلات درپیش ہیں۔ ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤد زئی کی بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ آنکھوں کے علاج کے لئے ان دنوں لاہور میں قیام پذیر ہیں۔

مرزا ولی احمد بیگ صاحب از کراچی بیمار ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ان کے لئے اور ان احباب کے لئے جو عوارض اور مشکلات میں مبتلا ہیں احباب سے درخواست دعا ہے۔

امتحان میں کامیابی

ـــــ اختر اقبال پسر چوہدری محمد سعید صاحب حنیف نے امتحان میٹرک اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا ہے۔ -/5 روپے شکرانہ فنڈ میں ارسال فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔

تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۶ اگست ۱۹۶۹ء

(۱) صفحہ ۷ کالم ۲ کی آخری سطریں قارئین کرام ذیل کے مطابق درست فرمالیں۔

"حضور کے فرمان سے لاپرواہی نہیں برت سکتا، شاید جماعت اسلامی والے خدا سے سوال و جواب کر سکتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اسے لاجواب کر سکیں گے۔"

(۲) صفحہ ۱۰ کالم ۱ آخری سطریں۔

یہ چند الفاظ ہیں جن کو پڑھ کر مولینا مودودی کے اخبار ایشیا نے تقریباً دو صفحے مولینا عبدالماجد کی شان میں تبرا بازی کرنے میں صرف کر دیئے۔

مومن کو اپنے باطن کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ اس میں کوئی بُت تو نہیں چھپا ہوا جس کو وہ اللہ تعالیٰ کا نِدّ بنا رہا ہو۔ اگر کوئی ایسا بُت نظر آئے تو اسے نکال دینا اور اپنے نفس کو موحد بنانا چاہیئے

خطبہ جمعہ

مورخہ ۸ راگست ۱۹۶۹ء

فرمودہ

حضرت مولینا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

دامت برکاتہ

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ ومن النّاس من یتّخذ من دون اللّٰہ اندادا یحبّونھم کحبّ اللّٰہ والذین اٰمنوا اشدّ حبًّا للّٰہ ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب انّ القوۃ للّٰہ جمیعا وانّ اللّٰہ شدید العذاب اذ تبرّا الذین اتّبعوا من الذین اتّبعوا وراوُا العذاب وتقطّعت بھم الاسباب وقال الذین اتّبعوا لو انّ لنا کرّۃً فنتبرّا منھم کما تبرّءُوا منّا کذٰلک یریھم اللّٰہ اعمالھم حسرات علیھم وماھم بخارجین من النّار ———— (البقرۃ ۔ ع ۲۰) ————

مشرکین کو وعیدِ الٰہی

گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں میں نے توحید کے متعلق کچھ باتیں بیان کی تھیں آج بھی جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں بھی توحید پر ہی زور ہے لیکن ساتھ ہی توحید کو نظر انداز کرتے ہوئے جو لوگ اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک کر لیتے ہیں ان کے متعلق ان آیات میں سخت وعید بھی مذکور ہے فرماتا ہے بعض لوگ دنیا میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں بعض دوسری ہستیوں کو انداد بنا لیتے ہیں انداد نِدّ کی جمع ہے اور نِدّ کے معنی کسی کا اس کے جوہر میں مثیل اور نظیر ہونا ہے ایسے لوگ جس کو بھی خدا کا ہمسر بناتے ہیں اس سے پھر ویسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیئے۔

اسلام نے بیہودہ رسوم کو ختم کر دیا۔

حتیٰ کہ بعض قومیں تو ایسی ہستیوں کو خوش کرنے کے لئے اور ان کے خیالی غضب کو ٹالنے کے لئے انسانوں تک کی قربانی کر دیتی ہیں مصر میں تو اسلام کے آنے تک دریائے نیل کو خوش رکھنے اور اس کے غضب سے بچنے کے لئے ہر سال ایک نوجوان خوبصورت لڑکی کو زیوروں وغیرہ سے سجا کر نیل کی لہروں کی نذر کر دیا جاتا تھا اسلام نے آ کر اس رسم کا خاتمہ کیا اسی طرح کئی دوسری قوموں میں بھی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے انسانی قربانی کا رواج تھا اسلام جہاں جہاں گیا اس نے بیہودہ رسموں کو مٹایا۔

انسان کے بنائے ہوئے نِدّ

لوگ صرف بتوں کو ہی نِدّ بنانے پر کفایت نہیں کرتے بلکہ ان کے علاوہ مختلف دوسری چیزوں کو بھی نِدّ بناتے رہتے ہیں غیر اللہ کو اللہ کے مقابلہ میں نِدّ بنانے کے معنی یہی ہیں کہ خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کو مقدم کیا جاتا ہے۔ ان کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے یا ان کی ناراضگی اور ان کے غضب کے شکار ہونے سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے خدائی احکام اور اس کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے جذبہ کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے مثلاً بعض لوگ سوسائٹی اور معاشرے سے خوفزدہ ہو کر الٰہی احکام کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے ان کاموں کے کرنے سے انکار کر دیا جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ تو حکم دیتا ہے لیکن معاشرہ اس کو پسند نہیں کرتا بلکہ معاشرہ اس کے برعکس چلانا چاہتا ہے تو معاشرہ ناراض ہو جائے گا اور سوسائٹی میں ہم عزت کی نظر سے نہیں دیکھے جائیں گے اور بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ سوسائٹی میں ایک بات رواج پا جاتی ہے لیکن شریعت اس کے کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن نِدّ بنانے والے انسان سوسائٹی کو خوش رکھنا پسند کریں گے اور شریعت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کو بالائے طاق رکھ دیں گے۔ جیسا کہ بعض ایسی رسموں کو اختیار کیا جاتا ہے جن کی شریعت تو اجازت نہیں دیتی لیکن مسلمانوں میں رائج ہیں اور وہ ہندوؤں سے لی ہوئی ہیں جیسے قل، چہلم وغیرہ۔ بعض لوگ اپنے افسروں کو نِدّ بنا لیتے ہیں ان کی خوشنودی کو خدا کی خوشنودی پر مقدم کر لیتے ہیں بعض اپنے والدین کو انہی معنوں میں نِدّ بنا لیتے ہیں بعض اپنے دوسرے عزیزوں اور ازواج وغیرہ کو نِدّ بنا لیتے ہیں بعض اپنی تجارت اور بیع وغیرہ کو نِدّ بنا لیتے ہیں انہی کو رزاق سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت سے اپنے آپ کو غنی سمجھ بیٹھتے ہیں پھر سب سے بڑھ کر اپنی ہوائے نفس کو خدا سمجھ بیٹھتے ہیں غرضیکہ خدا کی پرستش کو چھوڑ کر انسان ہزاروں قسم کے بتوں کی پرستش میں مشغول رہتا ہے اسی لئے قرآن شریف نے کہا ہے وما یؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون (یوسف ع ۱۲) یعنی لوگوں میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس حالت میں کہ وہ مشرک ہوتے ہیں یعنی خدا کے ساتھ غیروں کو شریک ٹھہرا رہے ہوتے ہیں

حقیقی مومن کی ایمانی حالت

یہ بڑا نازک مرحلہ ہے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے باطن کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ اس میں کوئی بُت تو نہیں چھپا ہوا جس کو ہم خدا کا نِدّ بنا رہے ہوں اگر کوئی ایسا بُت نظر آئے تو اسے فوراً نکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اپنے نفس میں خالص توحید کو راسخ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ حقیقی مومن کی ایمانی حالت کا نقشہ پیش کرتے ہوئے فرمایا والذین اٰمنوا اشدّ حبًّا للّٰہ یعنی مومن کی اللہ تعالیٰ سے محبت ان تمام لوگوں کی محبت سے جو وہ اپنے باطل معبودوں سے رکھتے ہیں زیادہ شدید ہوتی ہے محبت الٰہی کی یہ شدت ہی ہے جو مومن کو غیر مومن پر ہر میدان میں غالب رکھتی ہے۔

متقیوں کی قربانیاں ہی پھل لاتی ہیں

غیر مومن اپنے باطل معبودوں کی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے جتنی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوتا ہے مومن اپنے حقیقی خدا کی عظمت اور اس کی وحدانیت کے سکہ کو دلوں میں بٹھانے کے لئے اس سے بڑھ کر قربانیاں دینے کو تیار ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں نے اپنے معبودوں کی خیالی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے آگ میں جلا دینے کا منصوبہ بنایا مگر حضرت ابراہیمؑ تو اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے تیار تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔

کفارِ مکہ اپنے بتوں کی حمایت میں بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار تھے مگر مسلمانوں کی قربانی ہی مقبول ہوئی اور کامیابی کے سہرے سے انہی کو سجایا گیا کیونکہ انما یتقبل اللّٰہ من المتقین کے ماتحت اللہ تعالیٰ متقیوں کی قربانی کو ہی قبول کرتا ہے۔

احمدیوں کی قربانیاں قبول ہوئیں

ہمارے زمانہ میں بھی لوگوں نے اس کا نظارہ دیکھا ہے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کو باطل کرنے کے لئے مخالف علماء نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اس راہ میں ہر قسم کی قربانی پیش کی مگر احمدی جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے حقیقی ایمان کے نور سے منور کر دیا تھا ان کی قربانیوں کے مقابلہ میں مخالف علماء کی قربانیاں ہیچ ثابت ہوئیں اور احمدیوں کی قربانیوں نے ہی بالآخر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا شرف [illegible] کیا کیونکہ وہ اشدّ حبًّا للّٰہ کے [illegible] دکھا رہی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمدیت کا وہ [illegible] جس کے متعلق سمجھا جاتا تھا کہ اسے چند دنوں [illegible] کر پھینک دیا جائے گا آہستہ آہستہ ایک [illegible] درخت کی شکل اختیار کر گیا جس کے متعلق [illegible] کو بھی یہ کہنا پڑا کہ اب اس کا اکھاڑنا ناممکن ہے

سچا مسلمان کون ہے

پس ایک معنی اشدّ حبًّا للّٰہ [illegible] ہیں کہ دوسری قوموں کی اس محبت کے مقابلہ [illegible] اپنے نِدّ معبودوں سے رکھتے ہیں سچا مسلمان [illegible] کے دین سے زیادہ محبت رکھتا ہے اور [illegible] کے مقابلہ میں وہ خدا کے دین کے لئے زیادہ [illegible] دینے کو تیار رہتا ہے

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

ہماری جماعت اسی لئے کھڑی کی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اشد حبًا للّٰہ کا مصداق ثابت کرے اس لئے ہمیں دوسری تمام قوموں کے مقابلہ میں اشاعت اسلام کے لئے ان سے بڑھ کر قربانیاں دینی چاہئیں وہ صاف ستھرا حقیقی اسلام جو حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں تھا اور جسے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے تمام داخل کردہ غلطیوں سے پاک اور صاف کرکے دوبارہ ہمیں عطا کیا ہے دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیئے اور ہمیں خدا سے کہنا چاہیئے کہ کونوا مع الصادقین کے ارشاد الٰہی کی تعمیل میں خدا کے مسیح کی جماعت میں داخل ہو جاؤ اس راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ان کی لعنتوں کی کوئی قیمت نہیں۔ خدا کی لعنت سے ڈرنا چاہیئے ابتدائی احمدیوں کا نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ کس طرح انہوں نے ماریں کھائیں لیکن احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو مسلمانوں میں پھیلا دیا۔ پس ہمیں بھی انہیں کی طرح نڈر ہو کر پیغام حق پہنچانا چاہیئے۔

عیسائی قوم اپنے باطل عقائد کو پھیلانے کے لئے مال و جان کی قربانیاں پیش کر رہی ہے ہم گو تعداد میں بھی کم ہیں اور مالی لحاظ سے بھی کمزور ہیں لیکن ہمارا اخلاص ہماری قربانیوں کو زیادہ طاقتور بنا دے گا اور جس طرح ابتدائی قلیل التعداد مسلمانوں کی قربانیاں بالآخر غالب آئیں اور غلبہ بالآخر انہی کو حاصل ہوا اسی طرح ہماری قربانیاں بھی اگر ان کی تہہ میں اخلاص اور تقوےٰ کام کر رہا ہوگا تو بالآخر غالب آکر ہی رہیں گی۔

مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ

یہ اشد حبًا للّٰہ کا ایک پہلو ہے دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ مومن کو دنیا میں جن چیزوں سے بھی محبت ہو سکتی ہے اس کی خدا سے محبت ان تمام محبتوں سے بڑھ کر ہونی چاہیئے اور اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ جب بھی یہ دونوں محبتیں آپس میں ٹکرائیں تو خدا کی محبت ہی غالب رہے اور دوسری مغلوب ہو جائے۔

حضرت ابراھیمؑ کا نمونہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال ہمارے سامنے ہے حکم ہوتا ہے کہ بیوی اور گود کے بچے کو ایسے ویرانے میں چھوڑ آؤ جہاں نہ کھانے کی کوئی چیز ہے نہ پینے کو پانی نہ کوئی آبادی ہو۔ باوجود اولاد اور بیوی کی محبت کے حکم الٰہی کی تعمیل فوراً ہوتی ہے بیوی کو جب یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کے حکم کی تعمیل میں تمہیں وہاں چھوڑے جا رہا ہوں۔ تو وہ بھی صدق دل سے کہتی ہے

جاؤ پھر خدا ہم کو ضائع نہیں کرے گا اور پھر ایسا ہی کرتا ہے۔ وہ بچہ جب بیٹا جوان ہو جاتا ہے ... باپ کے کاروبار میں ہاتھ بٹانے کے قابل ہو جاتا ہے تو اسے ذبح کرنے کا اشارہ ہوتا ہے فوراً اسے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور بیٹا بھی خوشی سے ذبح ہونے کے لئے تیار ہو جاتا ہے یہ نمونہ ہے خدا کی محبت کو دوسروں کی محبتوں پر غالب کرنے کا حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کے ساحروں کا نمونہ بھی ہمارے سامنے ہے عزت کا وعدہ ان کو دیا جاتا ہے دولت سے مالا مال کر دینے کا وعدہ ان کو دیا جاتا ہے لیکن حق چونکہ ان پر کھل گیا تھا اس لئے انہوں نے اشد حبًا للّٰہ کا ثبوت پیش کرتے ہوئے جانیں دے دیں لیکن حق کو نہیں چھوڑا۔

حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہ نے بھی ماریں کھائیں جانیں دیں مگر حق کو نہیں چھوڑا۔

دنیاوی رشتوں پر اللہ تعالیٰ کا رشتہ مقدم ہونا چاہیئے

دنیاوی رشتوں میں اللہ تعالےٰ نے والدین کو سب پر ترجیح دی ہے لیکن ان کے متعلق بھی فرماتا ہے ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا۔ وان جاھداک لتشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما العنکبوت ع اسی طرح لقمان ع میں فرمایا وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا یعنے والدین کے ساتھ دنیاوی معاملات میں نیک سلوک کرو ان کی عزت و احترام کو ہر بات میں ملحوظ رکھو لیکن اگر وہ تمہیں میرے ساتھ شریک ٹھہرانے کی تلقین کریں تو اس بات میں ان کی اطاعت ہرگز نہ کرنا۔ اسی طرح اولاد۔ ازواج۔ بھائیوں وغیرہ کے متعلق بھی یہی حکم ہے اسی طرح رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ کہہ کر اللہ تعالےٰ نے تمام کاروبار میں اسی اصول پر کاربند ہونے کی ہدایت کی ہے تجارۃ کے لفظ میں تمام لین دین اور تجارتی کاروبار آجاتا ہے اور بیع میں وہ تمام معاملات آجاتے ہیں جو ملازم رکھنے والوں اور ملازموں میں طے پاتے ہیں ان سب کے متعلق یہی فرمایا کہ ان معاملات میں دونوں فریقوں کے مدنظر اللہ کے احکام رہیں کہ وہ کسی حالت میں بھی نظر انداز نہ ہوں یہی ذکر اللہ کا مفہوم ہے اب وہ لوگ جو تجارتی کاروبار میں بھی ذخیرہ اندوزی اس نیت سے کرتے ہیں کہ جب اشیاء گراں ہوں تو فروخت کریں گے تو وہ کہاں ذکر اللہ کو مدنظر رکھتے ہیں کیونکہ خدا اور اس کے رسولؐ نے تو اس سے منع فرمایا ہے اسی طرح دیگر اقسام کی دھوکہ بازیاں اور فریب کاریاں بھی ذکر اللہ کے

منافی ہیں۔ اسی طرح باہمی معاہدہ کے ماتحت کام کرنے والے اگر اپنے کام میں ... سے کام لیتے ہیں تو وہ ... کیاں ... رکھنے والے کہلا سکتے ہیں

عبادت کے معنی کامل فرمانبرداری کے ہیں

سورۃ فاتحہ جو قرآن شریف کا خلاصہ ہے اور جسے ہم دن رات میں قریباً چالیس دفعہ پڑھتے ہیں اس میں ہم اسی دعوےٰ ایاک نعبد کا اقرار کرتے ہیں جس کے معنی ہیں کہ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں عبادت کے معنی کامل فرمانبرداری کے ہیں۔ ... عربی زبان میں ... کہتے ہیں جس میں ... ہموار ہو کہ ہر چیز اس پر سے باسانی گذر جائے۔ سو عبادت کے معنی ہوئے کہ انسان کے دل کی زمین ایسی ہموار ہو کہ الٰہی احکام بغیر کسی رکاوٹ کے اس پر سے گذرتے چلے جائیں اور کسی حکم کے لئے اس میں بھی روک پیدا نہ ہو لیکن جب ہم دن میں چالیس مرتبہ اللہ کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس کے سوا کسی اور کی اطاعت نہیں کریں گے تو غیر اللہ کی اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہی معنی اشد حبًا للّٰہ کے ہیں بظاہر ہم دوسروں کی بھی اطاعت کرتے نظر آتے ہیں والدین کی اطاعت کرتے ہیں۔ اپنے افسروں کی اطاعت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن یہ سب اطاعتیں درحقیقت اللہ تعالےٰ کی ہی اطاعتیں ہیں کیونکہ اسی نے ہم کو اطاعت کا حکم دیا ہے اسی لئے تو ان کے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے کی صورت میں اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے مقابلہ میں دوسری تمام اطاعتوں کو ترک کرنا پڑے گا اور یہی مطلب ہے حضرت نبی کریم صلعم کے اس ارشاد کا کہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنے اگر کسی مخلوق کی اطاعت خواہ وہ کوئی بھی ہو خالق کی نافرمانی کو مستلزم ہو تو مخلوق کی اطاعت کو فوراً ترک کر دو اور خدا کی اطاعت کو مقدم کرتے ہوئے اسے اختیار کرو اسی صورت میں تم اشد حبًا للّٰہ کے مصداق کہلا سکتے ہو ورنہ تم اشد حبًا لغیر اللّٰہ کہلاؤ گے اسی ارشاد نبویؐ کی تعمیل میں ہمارے امام ہمام نے ہم سے بیعت کے وقت یہ عہد لیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے وایاک نستعین کہتے ہوئے ہم اسی سے اعانت چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں حقیقی معنی میں اشد حبًا للّٰہ کا مصداق بنا دے۔ آمین

بات یہ ہے کہ مومن کا تو ہر کام خدا کے ارشاد کی تعمیل میں ہی ہوتا ہے۔ وہ کھاتا پیتا اس لئے ہے کہ خدا کہتا ہے کلوا واشربوا شادی کرتا اس لئے ہے کہ خدا کہتا ہے کہ شادی کرو۔ ... زندگی کے سامان مہیا کرتا ہے کہ ... ایک بزرگ کے ایک مرید نے مکان تعمیر کیا اس بزرگ کو برکت حاصل کرنے کے لئے اس مکان میں لایا ایک کمرے کے قریب مسجد تھی اس کے روشندان کو دیکھ کر بزرگ نے پوچھا کہ یہ روشندان کیوں رکھا ہے اس نے کہا کہ روشنی اور ہوا کے لئے اس بزرگ نے کہا کہ اگر تم اس نیت سے رکھتے کہ اذان کی آواز آسانی سے آجائے گی تو تم ثواب کے مستحق ہو جاتے اور روشنی نے تو آنا ہی تھا

غیر اللہ کو انداد بنانے والوں کا انجام

اس کے بعد اللہ تعالےٰ غیر اللہ کو ند بنانے والوں اور ان کی محبت کو خدا کی محبت پر ترجیح دینے والوں کو ظالم قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ جب یہ ظالم اس وقت کو اب دیکھ لیں جس وقت یہ عذاب کو دیکھیں گے تو ان کو نظر آجائے کہ ساری قوت تو اللہ تعالےٰ کو ہی ہے اور اللہ تعالےٰ ہی سخت سزا دینے والا ہے ان غیر اللہ ندوں کو نہ تو قوت حاصل ہے اور نہ ہی سزا کا ان کو اختیار ہے اس دنیا میں بھی ان انداد کی کمزوریوں کے نظارے نظر آتے رہتے ہیں خصوصاً مامور کے زمانہ میں تو ان انداد کی یہ کمزوریاں نمایاں طور پر نظر آجاتی ہیں اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعودؑ نے مختلف رنگوں میں ان انداد کی کمزوریوں کو نمایاں کرکے دکھلایا ہے اور اس قرآنی دعوےٰ کو کہ قوت ساری کی ساری اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے عملی طور پر صادق ثابت کر دیا ہے۔

یہ ایسا وقت ہے کہ تمام وہ انداد جن کی اتباع کی جاتی تھی عذاب کو دیکھ کر اپنے متبعین سے بیزاری کا اعلان کر دیں گے اور ان کے مابین جو تعلقات تھے وہ سب منقطع ہو جائیں گے اور ان کے متبعین بھی کہہ اٹھیں گے کہ ہمیں واپس بھیجدیا جائے تو ہم بھی ان سے اسی طرح بیزاری کا اعلان کریں جس طرح یہ ہم سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ اسی طرح ان کے اعمال کو ان پر حسرت بنا کر پیش کرے گا یعنے یہ لوگ اپنے ہر عمل کو یاد کرکے اس پر ندامت محسوس کریں گے اس پر انہیں افسوس اور قلق ہوگا اور اس قلق اور اضطراب اور ندامت کی آگ سے نکل نہیں سکیں گے کیونکہ اس کے نتیجہ میں دوزخ کی آگ میں جل رہے ہوں گے جو ان کو ہر وقت اس حسرت کو یاد کرانے کا موجب رہے گی یہ کیسی خطرناک وعید ہے اور یہ کیسا برا انجام ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس سے بچائے اور حقیقی توحید کے چراغ ہمارے دلوں میں ہمیشہ کے لئے روشن رکھے تا ہم اس حسرت سے محفوظ رہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں — مینیجر

مکتوب ہالینڈ

(غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل مقیم ہالینڈ)

ہالینڈ میں اسلام کا پیغام

الحمد للہ کہ اب یورپ میں اسلام کی طرف لوگوں کی توجہ بڑھ رہی ہے اور اس وجہ سے ہمیں اسلام کی تعلیم بیان کرنے کے لئے نئے نئے مواقع ملتے رہتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ مخالفین اسلام اپنی نافہمی کی وجہ سے اسلام کے متعلق غلط باتیں پھیلانے میں بھی مشغول ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ باوجود علم دوست ہونے کا دعوے کرتے اور تمام امور کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کا ادعا کرنے کے اسلام کے متعلق دقیانوسی اتہامات کے زیر اثر ہی اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں اپنی دانائی تصوّر کرتے ہیں۔ جب ان لوگوں کو کہا جائے کہ بھئی آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے اور قرآن اور حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو ان کی طرف سے جواب ملتا ہے جی ہم محقق ہیں اور غیر محققانہ باتیں لکھنا سائنٹیفک علم کے خلاف یقین کرتے ہیں اس لئے آپ لوگوں کی باتیں قبول نہیں کر سکتے۔ ان کی ایسی باتوں کو سُن کر ان کی حقیقت پسندی پر رونا آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان محققوں کو اسلام کی تعلیم سمجھنے کی اور سمجھ کر اس کی قدر کرنے کی توفیق بخشے تا اسلام کی روشنی سے عیسائی عقائد سے متنفر ہو کر مذہب کو خیرباد کہنے والے خدائے حقیقی پر دوبارہ ایمان و یقین لائیں۔

کیتھولک چرچ میں اس وقت بڑا انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ پرانے عقائد کو زمانہ جدید کی روشنی میں ادلا بدلا جا رہا ہے۔ دراصل یہ لوگ اسلام کے عقائد کے بہت قریب آ رہے ہیں۔ اگر مسلمان اس وقت تبلیغ پر زیادہ زور دیں تو اس عیسائی چرچ کے متلاشیان حق کی راہنمائی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ کیتھولک چرچ کے رہنما بھی اس بات کو پاتے ہیں اس لئے ان کی طرف سے یہ کوشش رہتی ہے کہ وہ کسی طرح اپنے متبعین کو اسلام کی صحیح تعلیم سے واقف نہ ہونے دیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ اسلام کی تصویر بدل کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں ہم گذشتہ سال قارئین کی خدمت میں کیتھولک چرچ کی نئی درسی کتاب میں اسلام کے متعلق کیتھولک خیالات پر مفصل تبصرہ کر چکے ہیں۔ مگر باوجود ہماری کوشش کے مصنفین نے اسلام کے متعلق غلط باتوں کی اصلاح نہیں کی اور اس وجہ سے ان کے علماء کی طرف سے اسلام کے متعلق نئے مقالہ جات میں وہی باتیں پیش کی جا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر اس جگہ ہم ایک رسالہ میں شائع ہونے والے مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس رسالہ کا نام ہے ہیرالڈ اور اس کے لکھنے والے تمام علماء چرچ ہیں۔ اس سال کے شروع میں انہوں نے مختلف مذاہب کی نماز کے متعلق ایک خاص نمبر فروری میں شائع کیا تھا اس میں وہ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی نماز عیسائی دوستوں کو عزیز ہے۔ اس میں کئی قسم کی روح تفریح نہیں آتی۔ چونکہ اسلام خدا کی محبت کی تعلیم نہیں دیتا اس لئے اسلامی نماز میں بھی اس کا اظہار نہیں ہوتا عجیب بات یہ ہے کہ اس مضمون کے لکھنے والے ایک پریسٹر ہیں جو انڈونیشیا میں پندرہ بیس سال سے کام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس عرصہ میں کسی مسلمان کے ساتھ خاص طور پر نماز کے متعلق بات چیت ہی نہیں کی یا پھر انہوں نے دیدہ دانستہ اسلام کے متعلق غلط باتیں پھیلانے کی خاطر ایسا کیا ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ اگر انہوں نے اسلام کی نماز کے متعلق معلومات لکھنا تھیں تو انہوں نے کسی مسلمان کو مقالہ لکھنے کی دعوت کیوں نہ دی جبکہ ہندوؤں وغیرہ کی عبادات کے متعلق اس مذہب سے واقفیت رکھنے والوں سے مقالہ لکھوایا گیا۔ یہودی مذہب کے متعلق ایک ربی نے مضمون لکھا۔ پیغام صلح کی کسی آئندہ اشاعت میں ہم تفصیل کے ساتھ اس مضمون پر تبصرہ شائع کریں گے انشاء اللہ۔

ایک عیسائی حلقہ میں تقریر

باوجود اس قسم کی باتوں کے پھر بھی اسلام کی طرف لوگوں کا رجحان پہلے سے زیادہ نظر آتا ہے وہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک کٹر عیسائی فرقہ کی طرف سے ان کی ایک میٹنگ میں خاکسار کو تقریر کرنے کی دعوت ملی۔ اس فرقہ کی طرف سے پہلے اس قسم کی دعوت ملنا ممکن نہ تھا۔ اس جلسہ میں شامل ہونے والے مختلف شہروں سے تشریف لائے تھے۔ اچھے تعلیم یافتہ اور نوجوان طبقہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔ یکصد سے کچھ زیادہ کی حاضری تھی۔

خاکسار نے آدھ گھنٹہ تک اسلام کے متعلق تقریر کی جس میں بتلایا کہ اسلام کا معنی ہے امن و سلامتی اور خدا کی اطاعت بدل و جان کرنا۔ گویا لفظ اسلام میں ہمارے مذہب کی حقیقت اور اس کی تعلیم کی ماہیت نمائی بیان کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کی تعلیم کا مقصد اوّل یہ ہے کہ اس دنیا میں انسان کو مکمل اطمینان قلب حاصل ہو جائے تا وہ اپنے محبوب حقیقی کو پانے میں کامیاب ہو سکے۔ خدا تعالےٰ کے آگے جھکنا اور اس کے آستانہ پر سر بسجود ہونا اس کی محبت کی وجہ سے ہے نہ کہ اس سے خوف کی وجہ سے جیسا کہ یورپ میں اکثر دعوے کیا جاتا ہے۔ اسلام کی تعلیم کا ایک نمایاں پہلو خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا تم اس طرح دعا کیا کرو:—

(اللھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک) اللہ تو مجھے اپنی محبت اور ان کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں عطا فرما۔

پھر اسلام میں ایمان ابتدائی مرحلہ قرار دیا گیا ہے ایمان سے آگے عرفان اور اس کے آگے ایقان کا مرتبہ ہے جو کہ اولیاء اللہ کو ملتا ہے۔ ولی کے معنی دوست ہیں گویا اسلام انسان کو پہلے ایمان دلاتا ہے اور پھر اسے تقوےٰ کی راہوں سے گذارتے ہوئے مرتبہ ولایت تک لے جا کر خدا تعالےٰ سے ملا دیتا ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون اولیاء اللہ کو نہ تو خوف لاحق ہوتا ہے اور نہ ہی غم جب انسان خدا تعالےٰ کا دوست بن جائے تو پھر دوستی کا تقاضا اسے ہر قسم کے خوف و ہراس سے بالا کر دیتا ہے۔ اس مقام پر انسان فنافی اللہ ہو جاتا ہے اس کا اپنا کچھ بھی نہیں رہتا۔ وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے۔ بھلا یہ مرتبہ خدا تعالےٰ اور انسان میں محبت کے بغیر کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ پھر بتلایا کہ اسلام تمام پہلے مذاہب کے انبیاء کی نبوت کا اقرار کرتا ہے اور مسلمان کو تمام انبیاء پر ایمان لانے کا حکم فرماتا ہے۔ لیکن اسلام پہلے انبیاء کو قومی اور وقتی قرار دیتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان مذاہب نے نہ تو کبھی عالمگیر ہونے کا دعوے کیا اور نہ ہی عالمگیر ضروریات پورا کرنے والی تعلیم دی۔ ان کا خدائی تصوّر بھی محدود اور انبیاء کا دائرہ عمل بھی محدود۔ گذشتہ مذاہب میں خدا تعالےٰ کو سب دنیا کے یکساں خالق و مالک کے طور پر پیش نہیں کیا جاتا۔ خدا تعالےٰ کو قومی اور ملکی رب کے طور پر مانا جاتا ہے اور انبیاء کا وجود بھی اپنی اپنی قوم تک ہی محدود تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ مذاہب یہ تعلیم نہیں دیتے کہ خدا تعالےٰ کا تعلق تمام انسانوں کے ساتھ برابر کا رہا ہے اور یہ کہ جس طرح خدا تمام جاندار اور غیر جاندار ساری مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے۔ تمام مخلوق اس کی ربوبیت کے نیچے ہی پرورش پا رہی ہے اور یہ کہ جیسے وہ جسمانی ضروریات مہیا کرتا ہے اور اس میں کسی خاص قوم یا ملک کی طرفداری نہیں اسی طرح وہ تمام بنی نوع کی روحانی ضروریات بھی پوری کرتا ہے اور اس غرض کے لئے اس نے تمام اقوام کی طرف ہی اپنے انبیاء بھیجے ہیں یہ تو کجا دوسرے مذاہب تو ایک دوسرے کے وجود سے بھی بے خبر معلوم ہوتے ہیں۔ اسی لئے گذشتہ مذاہب کی کتب میں دوسرے مذہب کے متعلق کوئی بات بیان نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی مختلف مذاہب کے متبعین اپنے اپنے مذہب کی کتاب میں دوسروں کے ساتھ صحیح تعلقات کی تعلیم پاتے اور وہ دوسروں کے ساتھ سلوک میں ہمیشہ ہی انکل پچو سے کام لیتے چلے آئے ہیں۔ عیسائی دنیا سے تعلق رکھنے والے صرف یہودی مذہب سے ہی واقف ہیں اور دوسرے تمام مذاہب کو غلط خیال کرتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید نے آ کر اس بارے میں صحیح صحیح راہنمائی فرمائی ہے۔ اس نے خدا کو رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم کے طور پر پیش کیا ہے۔ یعنے خدا تعالیٰ ساری دنیا کا پیدا کرنے والا ہے اور ان کی ضروریات خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحانی یکساں مہیا کرنے والا ہے۔ اسی نے ساری دنیا کی راہنمائی کے لئے مختلف زمانوں میں انبیاء مبعوث فرمائے ہیں جن پر ایمان لانا ایک مسلمان کا فرض ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ ہم ان تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں جو خدا تعالےٰ وقتاً فوقتاً دنیا میں بھیجتا رہا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ ولکل قوم ھاد۔ خدا تعالےٰ نے تمام اُمتوں کی طرف انبیاء مبعوث فرمائے ہیں۔ اس لئے تم تمام اللہ تعالےٰ پر ایمان لاؤ۔ اس کے فرشتوں کو مانو اس کی بھیجی ہوئی کتب پر ایمان لاؤ اور اس کے تمام انبیاء پر ایمان لاؤ۔

قرآن کریم کی کامل تعلیم

پھر یہ بھی کہ قرآن مجید انسان کی کلی راہنمائی کا دعویدار ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ تم قرآن کی باتوں پر یونہی ایمان لے آؤ۔ بلکہ وہ عقل و فکر کے استعمال پر زور دیتا ہے اور اس طرح انسان کے قلب و دماغ دونوں کو ملا دیتا ہے۔ پھر قرآن صرف روحانیات میں ہی انسان کی راہنمائی نہیں کرتا بلکہ وہ انسان کی جسمانی زندگی میں بھی راہنمائی کرتا ہے تا کہ انسان کو کلی اطمینان نصیب ہو کر وہ اپنے مقصد حقیقی کے حصول میں کامیاب رہے۔ اسی طرح اسلام نے عقل و مذہب کے درمیان جو خلیج حائل تھی اسے دُور کر کے دونوں کو آپس میں ملا دیا ہے اسلام یہ بھی بتلاتا ہے کہ تمام انسان خدا کی نظر میں برابر ہیں۔ کوئی انسان دوسرے سے محض [illegible]

(باقی پہلے کالم میں)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ

حضرت نبی کریم صلعم کی وحی کی دو قسمیں

ایک قرآنی وحی اور دوسری غیر قرآنی وحی

(۳)

حضرت نبی کریم صلعم کی وحی کی ۲ دو قسمیں۔

گذشتہ قسط میں میں نے ایک معزز دوست کے سوالات کے جواب میں چند تمہیدی باتیں بیان کی تھیں۔ ان کے علاوہ ایک اور ضروری تمہیدی بات بھی قابل ذکر ہے جس کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم پر جو وحی اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا کرتی تھی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو قسم کی تھی ایک وحی تو وہ ہے جو قرآن میں درج کی گئی ہے اس کا نام میں قرآنی وحی رکھتا ہوں اور ایک وحی وہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں تو نہیں لیکن احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ذیل میں چند احادیث کا ترجمہ دیا جاتا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی وحی کے علاوہ بھی آنحضور صلعم پر وحی نازل ہوا کرتی تھی اس کا نام میں غیر قرآنی وحی رکھتا ہوں اور اس وحی میں ایک تو بعض قرآنی ارشادات کی تفصیل ہے اور دوسرے بعض دیگر ضروری امور ہیں وحی کا یہی وہ حصہ ہے جس کے وارث العلماء ورثۃ الانبیاء اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت امت کے کاملین ہوتے چلے آرہے ہیں اور تا قیامت ہوتے چلے جائیں گے۔ اس کے ثبوت میں جن احادیث کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ سب کی سب حدیث کی کتاب بخاری سے لی گئی ہیں جو اہل سنت والجماعت کے ہاں اصح الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کی گئی ہے۔

پہلی حدیث

باب من لم یتوضأ الا من الغشی المثقل میں مذکور ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم جب سورج گرہن کی نماز سے فارغ ہوئے تو بعد حمد و ثنا فرمایا۔

ہر وہ شے جس کو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا میں نے اب اسے دیکھ لیا ہے یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا ہے اور یقیناً مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں دجال کے فتنہ کے قریب یا اس کی مثل فتنہ میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ یہ وحی بعض قرآنی صداقتوں کی تشریح تو یقیناً کر دیتی ہے۔ لیکن ان الفاظ میں یہ وحی قرآن میں موجود نہیں پس ایسی تشریحات امت کے کاملین کی وحی میں بھی آسکتی ہیں۔

دوسری حدیث

باب الصدقۃ علی الیتامیٰ میں مذکور ہے ابو سعید الخدری رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت نبی کریم صلعم منبر پر تشریف رکھتے تھے اور ہم بھی آنحضور صلعم کے گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضور صلعم نے فرمایا مجھے اپنے بعد اگر تمہارے متعلق کسی چیز کا ڈر ہے تو وہ زہرۃ الدنیا اور اس کی زینت ہے جس کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسولؐ کیا خیر شر بھی لا سکتی ہے۔ اس سوال پر حضرت نبی کریم صلعم خاموش ہو گئے اس پر لوگ اس شخص کو کہنے لگ پڑے کیا بات ہے کہ تو حضرت نبی کریم صلعم سے بات کرتا ہے لیکن آنحضور صلعم تجھ سے بات نہیں کرتے لیکن ہم نے دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلعم پر تو وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب حالت وحی جاتی رہی تو آنحضور صلعم نے اپنا پسینہ پونچھا اور فرمایا سائل کہاں ہے گویا کہ آنحضور صلعم نے اس کی اس کے سوال پر تعریف کی فرمایا خیر تو شر نہیں لاتی۔ آگے ایک لمبی مثال کے ذریعہ ان کی آنحضور صلعم نے وضاحت فرمائی اسے سر دست میں چھوڑتا ہوں کیونکہ میرا مقصد تو حدیث کے اسی قدر ٹکڑے سے پیدا ہو جاتا ہے کہ آنحضور صلعم پر قرآن کے علاوہ بھی وحی نازل ہوا کرتی تھی۔

تیسری حدیث

باب غسل الخلوق ثلاث مرات من الثیاب میں مذکور ہے:—

"حضرت یعلیٰ نے حضرت عمر رضؓ کو کہا مجھے حضرت نبی کریم صلعم پر وحی نازل ہونے کی حالت دکھلاؤ۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم جب جعرانہ جگہ میں تھے اور آنحضور صلعم کے ساتھ صحابہ کرام رضؓ کی ایک جماعت بھی تھی تو ایک شخص آیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ جناب کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جس نے عمرہ کا احرام باندھا اور اس نے اپنے کپڑوں کو خوشبو لگائی ہوئی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم اس سوال پر کچھ دیر خاموش رہے پھر آنجناب صلعم پر وحی نازل ہونی شروع ہو گئی یہ حالت دیکھ کر حضرت عمرؓ نے حضرت یعلیٰ کو اشارہ سے بلوایا۔ حضرت یعلیٰ آئے اس وقت حضرت رسول کریم صلعم پر ایک کپڑے سے سایہ کیا ہوا تھا پس یعلیٰ نے اس کپڑے کے اندر اپنا سر داخل کیا پس کیا دیکھتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کا چہرہ سرخ ہوا ہوا ہے اور آنجناب صلعم خراٹے لے رہے ہیں پھر کچھ وقفہ کے بعد وہ حالت جاتی رہی تو آنحضور صلعم نے فرمایا کہاں ہے وہ سائل جس نے عمرہ کے متعلق سوال کیا تھا پس اس آدمی کو آنحضور صلعم کے پاس لایا گیا تو آنحضور صلعم نے فرمایا تو خوشبو جو آپ کے کپڑوں کو لگی ہوئی ہے اسے تین بار دھو ڈال اور اپنا جبّہ اتار ڈال اور عمرہ میں تمام وہ احکام بجا لا جو تو حج میں کیا کرتا تھا ظاہر ہے یہ وحی کہیں قرآن میں موجود نہیں گو اس کی وحی کسی کی تشریح ضرور کرتی ہے۔

چوتھی حدیث

باب لا یعضد شجر الحرم میں مذکور ہے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا مکہ کی حرمت اللہ تعالےٰ نے قائم کی ہے لوگوں نے اس کی حرمت کو قائم نہیں کیا پس کسی شخص کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے کہ وہ اس میں خون بہائے اور اس کے درخت کو کاٹے اگر کوئی شخص رسول کریم صلعم کے قتال سے اس کا جواز نکالنے کی کوشش کرے تو اس کو کہہ دو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلعم کو تو اجازت دی ہے لیکن تم کو اس کی اجازت نہیں دی اور مجھے بھی دن میں صرف ایک گھڑی کے لئے اجازت دی پھر اس کی حرمت اسی طرح واپس آگئی ہے جس طرح اس سے قبل تھی ظاہر ہے اس اجازت کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود نہیں جس وحی سے آنحضور صلعم کو یہ اجازت ملی وہ غیر قرآنی وحی ہی کہلا سکتی ہے۔

پانچویں حدیث

باب ہل یقول انی صائم اذا شتم میں حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے لیکن اس کا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کا یہ کہنا قرآن میں تو مذکور نہیں۔

چھٹی حدیث

جاہلیت کے زمانہ میں عرب میں جو منڈیاں تھیں ان میں عرب کے لوگ تجارتی کاروبار کرتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان منڈیوں میں کاروبار کرنے کو گناہ سمجھا تو حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں خدا نے یہ وحی نازل کی کہ لیس علیکم جناح فی مواسم الحج۔ قرآن شریف میں ہر شخص جانتا ہے کہ اس وحی کا ذکر نہیں

ساتویں حدیث

حضرت ابن عباس رضؓ حضرت عمر رضؓ سے روایت کرتے ہیں اور وہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ آج رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا (جو فرشتہ ہی ہو سکتا ہے) اور آنحضور صلعم اس وقت وادی عقیق میں تھے اس آنے والے نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیں اور کہیں عمرۃ فی حجۃ اس وحی کا ذکر بھی قرآن میں نہیں۔ اس قسم کی وحی کاملین امت کو ہو سکتی ہے۔

آٹھویں حدیث

باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود۔ حدیث یہ ہے کہ ایک شخص کے نوکر نے اس کی بیوی سے زنا کا ارتکاب کیا یہ نوکر غیر شادی شدہ تھا آنحضور صلعم کے پاس یہ مقدمہ آیا تو آنحضور صلعم نے فرمایا کہ میں اس کا فیصلہ کتاب اللہ سے کروں گا چنانچہ فیصلہ یہ سنایا کہ اس لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال تک اس کو جلا وطن کر دیا جائے کتاب اللہ میں تو جلا وطنی کا کوئی ذکر نہیں اس لئے یہ سزا کسی اور وحی کے ذریعہ دی گئی ہوگی۔

نویں حدیث

بنو سلیم کے ستر آدمی بنو عامر قبیلہ کی طرف بغرض تبلیغ بھیجے گئے ان میں سے ۶۹ آدمیوں کو اس قبیلہ نے شہید کر دیا صرف ایک پہاڑی پر چڑھ کر بچ گیا ان کے متعلق جبرئیلؑ نے آ کر حضرت نبی کریم صلعم کو ان الفاظ میں خبر دی انہم قد لقوا ربہم فرضی عنہم وارضاہم فکنا نقرأ ان بلغوا قومنا ان قد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا ثم نسخ بعد اس کا پڑھنا اسی لئے بند کیا گیا کہ یہ قرآنی وحی نہ تھی

دسویں حدیث

باب الغسل بعد الحرب والغبار حضرت نبی کریم صلعم جب غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے اور ہتھیار اتار کر رکھ دیئے اور غسل فرمایا تو جبرئیلؑ آنحضور صلعم کے پاس آئے اور ان کے سر کو غبار نے ڈھانکا ہوا تھا اور کہا کہ [illegible]

(باقی آئندہ)

از قلم فضل الرحمن شیخ کارکن انجمن

کیا کرۂ ارض کے علاوہ کسی اور جگہ انسان کا وجود ممکن ہے؟

آج سے قریباً چودہ سو سال قبل، جبکہ آج کے سائنسی علوم کا وجود تک نہ تھا گویا یوں کہنا مناسب ہوگا کہ اس وقت کا انسان آج کی زندگی اور علوم دنیوی کی ترقی کا تصور تک نہ کر سکتا تھا۔ چہ جائیکہ وہ ایٹم اور راکٹ کی بات کرتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایسے تاریک زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے وہ وہ باتیں کہدیں جن کا ثبوت آج کی سائنس بہم پہنچا رہی ہے۔ اگر آج کے زمانہ کو ایٹم کا زمانہ کہا جاتا ہے تو وہ زمانہ عروج روحانیت کا تھا۔ اگر ہم روحانیت اور ایٹم کے مفہوم کو بغور سمجھنے کی کوشش کریں تو نتیجہ ایک ہی حاصل ہوگا۔

ایٹم یعنی جوہر روح ہی کا دوسرا نام ہے صرف اس کی حالتیں مختلف ہیں اصل ایک ہی ہے راستے جدا ہو گئے ہیں کون جانتا ہے کہ آج جس راستہ پر علوم ترقی کر رہے ہیں ان پر چل کر انسان بالآخر تھک کر ہار جائے اور اپنے اصل راستہ پر لوٹ آئے

آیئے ہم اس شخص کی باتوں کا جائزہ لیں جو نہ تو کسی یونیورسٹی کا پڑھا ہوا تھا نہ حکماء کی مجلسوں میں بیٹھنے والا تھا اس کے برعکس وہ لکھنا پڑھنا تک نہ جانتا تھا۔ اس نے آج سے چودہ سو سال قبل کچھ راز کی باتیں بتلائی ہیں جن کو آج تک ہم نہ سمجھ سکے یا سمجھنے کی کوشش نہ کی یہ شخص عرب کے ریگزار میں مبعوث ہونے والے پیغمبر حضرت محمد صلعم تھے جس پر خدا نے اپنا کلام نازل فرمایا۔ اور اس کائنات کو پیدا کرنے کی غرض وغایت اور پیدائش آدم کے بارے میں تفصیلاً تمام حالات بیان فرمادیئے اس کلام کو ہم مسلمان قرآن کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جو ہر مسلمان گھرانے میں موجود ہے۔ کاش ہم مسلمان اس مقدس کتاب کو سجا کر رکھنے کی بجائے اس پر غور کرتے تو شائد تسخیر کائنات کا سہرہ مسلمانوں کے سر ہوتا۔ مگر یہی مقدر تھا کہ یہ سچائیاں اُن اقوام کے ہاتھوں ظاہر ہوں جو اسلام کی دشمن ہیں۔ کیا عجب ہے کہ آخر یہی اقوام علوم قرآنی کی سچائی پا جانے کے بعد دین اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا باعث بنیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے کلام پاک میں یوں فرماتے ہیں:- ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استوی الی السماء فسوّٰھن سبع سمٰوات ۔ خدا وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین میں جو کچھ ہے سب کا سب پیدا کیا۔ پھر وہ آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان کو تعداد میں سات بنایا یہ تعداد ہماری زمین کے علاوہ ہے۔

ارض یعنی زمین صرف اس کرہ کو کہا گیا ہے جس میں آدم کی تخلیق کی جانی مقصود تھی۔ اور آدم کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے اس زمین میں اس کی تمام ضروریات کو پہلے سے پیدا کر دیا گیا اور سات آسمانوں کو اس زمین کے لئے مختلف موسمی تبدیلیوں کا باعث بنایا۔ یہ حکمت ایک سربستہ راز تھی۔ مگر آج کی سائنس نے سیاروں کی افادیت کو تسلیم کر لیا ہے اور یہ مان لیا ہے کہ ان کے اثرات زمین کی پیداوار پر پڑتے ہیں۔ زمین اور آسمانوں کی پیدائش اور ان کی تکمیل کے بعد اللہ تعالےٰ نے آدم کی تخلیق کی چنانچہ فرمایا ہے:-

انی جاعل فی الارض خلیفۃً

میں (اللہ) زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ (نائب) کہہ کر واضح کر دیا ہے کہ انسان میں کچھ خدائی صفات بھی ودیعت کی جائیں گی جن سے فائدہ اٹھا کر وہ ایسی ایسی ایجادات کرے گا کہ عقل دنگ رہ جائے گی۔ چونکہ انسان نے بالآخر اپنے خالق کی طرف لوٹنا ہے۔ اس لئے اس کی تمام ترجدوجہد دانستہ یا نادانستہ طور پر تلاش حق ہے۔

اب میں پھر اصل مضمون کی طرف آتا ہوں کہ کیا زمین کے علاوہ دوسرے سیاروں میں بھی نسل آدم موجود ہے؟ اس سلسلہ میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرآن کریم میں ایسی مخلوق کا ذکر آیا ہے کیونکہ قرآن تو صرف زمین میں انسان کی پیدائش اور قیام کا ذکر کرتا ہے سات آسمانوں میں کسی مخلوق یا انسان کا ذکر نہیں اور آج تک کی موجودہ تحقیقات سے بھی یہی پتہ چلا ہے کہ چاند اور دوسرے سیاروں میں کوئی مخلوق نہیں نہ ہی وہاں ہماری ہماری زمین کو خدا نے ہماری تمام ضروریات کا متحمل بنایا ہے۔ پہاڑ۔ دریا۔ سمندر۔ جنگلات اور میدان۔ موسموں کا تغیر و تبدل مون سون کا چلنا اور ضرورت کے مطابق جگہ جگہ برسنا پھر دن رات کا تعین اس حساب سے کیا ہے کہ انسان اس سے کم کتنا تعین اور اس کو اپنی مصروفیات معین کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ خدا نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے۔ کہ ہم نے دن کو اس لئے بنایا کہ تم اپنے کاروبار کرو اور رات اس لئے بنائی کہ تم آرام کرو۔ انسان کی جسمانی مشینری میں جو دن بھر کام کاج کی وجہ سے ضعف آجاتا ہے وہ رات کے آرام سے پورا ہو جاتا ہے۔ ہماری زمین کے سوائے یہ نظام کسی دوسرے سیارے میں موجود معلوم اور نہ ہی موسمی تغیرات ایسے ہیں کہ انسان کی زندگی وہاں ممکن ہو سکے۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

فالق الاصباح وجعل الیل سکناً و الشمس والقمر حسباناً ذالک تقدیر العزیز العلیم و ھوالذی جعل لکم النجوم لتھتدوا بھا فی ظلمٰت البر والبحر قد فصلنا الاٰیٰت لقوم یعلمون۔

ترجمہ:- اللہ تعالےٰ صبح کو پھاڑنے والا ہے اور اس نے رات کو آرام کے لئے بنایا اور سورج اور چاند کو حساب کے لئے یہ غالب علم والے کا اندازہ ہے اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ ان کے ذریعہ سے خشکی اور تری کے اندھیروں میں راہ پاؤ۔ ہم نے یہ باتیں ان لوگوں کے لئے کھول کر بیان کر دی ہیں۔ جو علم رکھتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صرف کرۂ ارض ہی ایک ایسا خطہ ہے جس پر انسانی زندگی ممکن ہے انسان کی زندگی کی ضروریات ایک اندازے کے مطابق اسی کرہ میں پیدا کی گئی ہیں دوسرے سیاروں میں ایسا امکان نہیں۔

مریخ کے بارے میں انسان کو غالباً گمان تھا کہ اس میں انسانی زندگی ممکن ہے مگر آج امریکہ کے دو مصنوعی سیاروں مرین ۶ اور ۷ نے اس کی تردید کر دی ہے۔ ان دونوں مصنوعی سیاروں نے جو ٹیلیویژن تصاویر بھیجی ہیں ان سے ثابت ہوا ہے کہ مریخ پر بھی چاند کی طرح کے غار اور گڑھے ہیں انسانی زندگی کے کوئی آثار فی الحال معلوم نہیں ہو سکے۔ انسان کے متعلق اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرمادیا ہے:-

ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون یعنی تمہارے لئے مدت مقررتک زمین قرارگاہ اور فائدہ کی جگہ بنائی اور فرمایا اس زمین میں تم نے زندگی بسر کرنا ہے اسی میں مرنا ہے اور اسی سے تمہیں نکالا جائے گا۔

یہ وہ قرآنی حقائق ہیں جو آج تک خلائی تحقیقات سے ثابت ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ خلائی تحقیق قرآن حکیم کی سچائیوں کی تصدیق کا باعث ہوگی اور دنیا دیکھے گی کہ دجال اپنے علوم دنیوی میں نجہانی عروج کو پہنچ کر [illegible] تھک ہار کر دین حق کی طرف [illegible] طرح سے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی [illegible] گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

قرآنی وحی اور غیر قرآنی وحی

(بسلسلہ صفحہ ۸)

آپ نے تو ہتھیار اتار کر رکھدیئے ہیں لیکن اللہ کی قسم میں نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے رسول کریم صلعم نے کہا کس طرف جبرئیل نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اُدھر پس حضرت نبی کریم صلعم نے اس قبیلہ کی طرف چڑھائی کر دی ظاہر ہے کہ یہ وحی بھی قرآنی وحی نہیں اور اسی وحی کا نزول کاملین امت پر ہو سکتا ہے۔

گیارہویں حدیث

مکہ پر چڑھائی کا جب ارادہ ہوا تو حضرت نبی کریم صلعم نے اس ارادہ کو مخفی رکھا لیکن حاطب بن بلتعہ نے مکہ والوں کو ایک رقعہ کے ذریعہ اطلاع دی اور وہ رقعہ مکہ جانے والی ایک عورت کو دیا کہ مکہ والوں کو پہنچا دے حضرت نبی کریم صلعم کو اللہ تعالےٰ نے اس سے مطلع کر دیا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے حضرت علی رض اور حضرت زبیر رض کو یہ کہکر بھیجا کہ مقام روضہ میں تمہیں ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک رقعہ ہے وہ اس سے لے آؤ چنانچہ اسی مقام پر ان دونوں نے اس عورت کو جا لیا اور رقعہ اس سے لے آئے یہ اطلاع بھی حضور صلعم کو جو دی گئی وہ بھی غیر قرآنی وحی کے ذریعہ ہی دی گئی، اسی طرح کی غیب پر مشتمل خبریں کاملین اُمت کو ملتی رہتی ہیں اور آئندہ بھی ملتی رہیں گی۔ ایسی خبروں کو شریعت سے کوئی تعلق نہیں ایسی اور بھی احادیث ہیں جو انشاء اللہ آئندہ قسط میں پیش کی جائیں گی۔ پس اگر خدا کے مسیح پر ایسی وحی نازل ہو جو قرآن کریم کے معارف اور حقائق پر مشتمل ہو اور اس میں غیب کی خبریں بھی پائی جاتی ہوں تو اس میں تعجب اور حیرت کی کونسی بات ہے۔

فرمایا حضرت مسیح موعودؑ نے

"خدا تعالےٰ پر پورا ایمان ہو تو انسان کے دل میں خوف اور خشیت بھی ہوتی ہے جیسے جیسے ایمان کم ہوتا جاتا ہے ویسے ہی خشیت کم ہوتی جاتی ہے۔"

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب

مکتوب برلن

برلن (مغربی جرمنی) میں تبلیغی سرگرمیاں

تسخیر قمر

یوں تو ہر آن خدا تعالےٰ کی عظمت اور قرآن کریم کی صداقت کے نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں جن پر انسان اپنی غفلت کی وجہ سے غور نہیں کرتا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے وکاین من اٰیۃ فی السمٰوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔ یعنے کتنے ہی نشانات آئے دن آسمان اور زمین میں اللہ تعالےٰ کی عظمت کو ثابت کرنے کے لئے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن غافل انسان ہے کہ ان کو دیکھتا ہے اور ان پر غور کئے بغیر ان پر سے گذر جاتا ہے۔ لیکن ان سب تمام نشانات کے علاوہ ۲۱ر جولائی بروز سوموار ایک ایسا نشان ظاہر ہوا جس نے دنیا کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ یعنی یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے زمین کو چھوڑ کر چاند پر جا اترے۔ وہاں وہ چلے۔ اُچھلے اور کودے۔ اللہ اکبر۔ دنیا کے بہت بڑے حصہ نے اس واقعہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا وہاں اترے ہوئے انسان کی آواز کو اپنے کان سے سُنا اور زمین پر بیٹھے ہوئے انسان نے چاند پر اترنے ہوئے انسان سے گفتگو کی۔ اور ان ہر دو نے ایک دوسرے کی آواز کو سُنا اور پیغام کو سمجھا۔ اس واقعہ کی اہمیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ جب سے انسان اس کرّہ زمین پر پیدا ہوا ہے یہ شاید پہلا واقعہ ہے کہ زمین پر بسنے والے دو آدم زاد اس کرّہ سے نکل کر خلا کے اندر تیرتے اور اڑتے ہوئے چاند پر جا اترے۔ ثم اللہ اکبر

عظمت قرآن

قرآن کریم کی روشنی میں ہم نے اپنے ہاں ہونے والے اجتماعات میں اس واقعہ پر گفتگو کی اور یوں قرآن کریم کی عظمت کو اپنے ذہنوں میں تازہ کیا۔ دو بار خطبہ جمعہ میں اور دو بار بیان مسجد برلن میں منعقد ہونے والی ہفتہ وار میٹنگز میں میں نے اس واقعہ پر لیکچر دیا۔ اور اس پر باہم گفتگو کی۔ ان اجتماعات میں ہمارے عیسائی دوست بھی شامل تھے۔ ان میں سے مقامی ادارہ کے انچارج ڈاکٹر باربرہ بھی موجود تھے جو اپنے ساتھ مسلمان ممالک سے آئے ہوئے چھوٹے نصران کے گروہ کو بھی دو بار جمعہ کے اجتماعات میں لائے تھے۔

- - - - - - - - - - - - - -

قرآن کریم اور انسان کی استعدادیں اور صلاحیتیں

قرآن کریم نے انسان کی ذہنی قابلیتوں اور اور اس کی علمی قابلیتوں کا ذکر کیا ہے اور اسی ذکر میں انسان کو کائنات کے مسخر کرنے کے لئے خوشخبری دی ہے۔ فرمایا علم اٰدم الاسمآء کلھا ہم نے آدم کو کائنات کا علم حاصل کرنے کے لئے ذہنی قوتیں اور علمی قابلیت عطا کی ہے۔ مزید فرمایا وسخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض اور زمین آسمان کو مسخر کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیتیں اس میں رکھ دی ہیں کائنات کی تسخیر کے سلسلہ میں مزید فرمایا یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان فبای اٰلاء ربکما تکذبان یعنی یہ ممکن ہے کہ انسان زمین سے نکل کر آسمان کی بلندیوں کو مسخر کرنا شروع کر دے۔ ان اعلانات کے ذریعہ سے قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر انسان کے سامنے اس کے لئے اس کی علمی اور سائنٹیفک ترقیات کی لامتناہی منازل کو کھول دیا ہے۔ یورپ کی موجودہ سائنٹیفک اور ٹیکنیکل ترقیات آج قرآن کریم کے اس اعلان کی تصدیق کر رہی ہیں۔

معرفتِ الٰہی کلام الٰہیہ کے ذریعہ ہی ممکن ہے

ان اعلانات کے علاوہ قرآن کریم کے دو اور اعلانات بھی قابل ذکر ہیں ان ہر دو اعلانات کی تصدیق بھی آج یورپ اپنی عملی زندگی میں کر رہا ہے۔ پہلا اعلان یہ ہے قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ یعنے یہ کہ خدا تعالےٰ کے بارہ میں معرفت صحیحہ اور اس کی ذات کے بارہ میں صحیح علم صرف خدا تعالےٰ کے کلام سے ہی ممکن ہے ورنہ ناممکن ہے

تسخیر عالم صغیر

دوسرا اعلان یہ ہے۔ عالم صغیر یعنی نفس انسانی کا تسخیر کرنا صرف وحی الٰہی کی مدد سے ممکن ہے اس حقیقت کا اظہار حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ میں یوں کیا ہے۔ کہ انسان کو علم دے دیا گیا وعلم اٰدم الاسماء کلھا لیکن اس علم کے حصول کے باوجود انسان شیطانی وساوس پر حکومت نہ کر سکا بلکہ شیطان سے مغلوب ہو گیا فازلھما الشیطان عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ ہاں وحی الٰہی کے ملنے کے بعد انسان شیطانی وساوس پر غالب آگیا۔ اور اس کی مدد سے وہ اخلاقی پستیوں سے پھر سے باہر نکل آیا۔ فتلقیٰ اٰدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم قلنا اھبطوا منھا جمیعا۔

دجال کی عملی تصویر

یورپ کی ذہنی ترقی اور معاشرتی زندگی قرآن کریم کے مندرجہ بالا ہر دو اعلانات کی تصدیق کر رہی ہے۔ عین اسی ہفتہ میں جبکہ امریکہ کے دو آدم زاد چاند پر جا اترے۔ یہاں جرمنی کا ایک شہر شٹٹ گارٹ ..... میں عیسائی پروٹسٹنٹ مذہب والوں کی ایک کانگرس منعقد ہوئی جس میں کئی ہزار مرد و عورتوں نے حصہ لیا۔ یہاں اور امور اس کانگرس میں زیر بحث آئے وہاں اس سوال پر بھی بحث ہوئی کہ حضرت عیسیٰ کون ہے؟ بڑے بڑے قابل پروفیسرز اور مذہبی علماء بشپز وغیرہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ عین خدا اور عین انسان تھا۔ کیا آج بیسویں صدی میں یہ فقرہ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی درباره دجال کی عملی تصویر نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے اور اس کی بائیں آنکھ تارہ کی طرح روشن ہے۔ کہاں سائنٹیفک اور ٹیکنیکل ترقیات کرتے کرتے چاند پر چلے جانا اور کہاں خدا کی معرفت کے بارہ میں یہ حال کہ ایک عاجز انسان کو عین خدا کہا جا رہا ہے۔ اس فقرہ کو کہنے والے کو نہ تو خدا کی صحیح معرفت ہے اور نہ ہی انسان کا صحیح علم۔ کیونکہ خدا اور انسان کا مفہوم متباین ہے۔

اخلاق سوز اعمال

دوسری صداقت یعنی عالم صغیر کو مسخر نہ کر سکنا اور شیطانی وساوس سے مغلوب ہو جانا اس کا اظہار آج یورپ میں یوں ہو رہا ہے کہ حیوانی جذبات سے مغلوب ہو کر کئے جانے والے اخلاق سوز اعمال کو قانوناً جائز قرار دیا جا رہا ہے۔ چند سالوں سے انگلستان نے بعض اخلاق سوز اعمال کا بجالانا قانوناً جائز قرار دیا ہے۔ اس کی تقلید میں یورپ کے بعض دیگر ممالک بھی عنقریب ہی ایسا قانون پاس کرنے والے ہیں۔ اس حد تک ہی نہیں بلکہ یہ ممالک انگلستان سے ایک قدم آگے جانے والے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قرآن کریم کا کمال یہ ہے کہ وہ انسان کو تاریکیوں میں سے باہر نکالتا ہے اور اس کو پُر امید اور خوش کن انجام کی خبر دیتا ہے۔ فرمایا واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا یٰویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھٰذا بل کنا ظٰلمین یعنی یہ کہ یورپ ان تاریکیوں سے جن میں وہ آج گھرا جا رہا ہے باہر نکلے گا اور قرآن کے نور سے منور ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ وعدہ الٰہی اب قریب ہی پورا ہونے والا ہو۔ جیسا کہ فرمایا اقترب الوعد الحق۔ یہ وعدہ الٰہی حق ہے۔ پورا ہو کر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

مکّہ یونیورسٹی کے پروفیسر سے تبادلہ خیالات

مکّہ معظمہ سے ریاض یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب اپنے برلن کے قیام میں جمعہ کے دن مسجد آئے اور جمعہ کی نماز میں شامل ہوئے ہمارے ہاں جمعہ کی نماز ایک بجے سے دو بجے تک ہوتی ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف بارہ بجے تشریف لائے۔ ایسے خوش کن ماحول میں مشن کی تبلیغی مساعی کے بارہ میں ایک گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت مرزا صاحبؒ کے اعتقادات کے بارہ میں میں نے ۱۶ صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ جرمن زبان میں شائع کیا ہوا ہے اس پمفلٹ سے میں نے بعض حصص کو پڑھ کر انہیں حضرت مرزا صاحبؒ کے دعاوی وغیرہ کے بارہ میں سنایا۔ . . . . دس شرائط بیعت کے الفاظ بھی انہیں سنائے ان الفاظ کو سُن کر پروفیسر صاحب کہنے لگے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے اسلام اور خاتم النبیین کے بارہ میں جو تشریح فرمائی ہے۔ یہی عین اسلام ہے۔ انہوں نے کہا ان الفاظ کو سُن کر اطمینان ہوا ہے۔ ورنہ مرزا صاحبؒ کے دعوے کے بارے میں عرب ممالک میں بڑی غلط فہمیاں ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان غلط فہمیوں کو دُور کرنے کے لئے مرزا صاحبؒ کے بارہ میں صحیح خیالات کو عرب ممالک میں عربی زبان میں پھیلانا چاہیئے۔ انہوں نے اس ٹریکٹ کی ایک کاپی اپنے پاس رکھ لی۔

۱۹۱۴ء میں جو تحریک احمدیہ میں . . . . اختلاف ہوا۔ اس بارہ میں بھی گفتگو کی اور بتایا کہ میرزا بشیر الدین محمود احمد نے حضرت میرزا غلام احمد صاحبؒ کے بارہ میں مشہور کیا کہ وہ نبی تھے۔ اور جو ان کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

خطبہ جمعہ

جمعہ کے خطبہ میں میں نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی آیات پر روشنی ڈالی اور یورپ میں تبلیغ اسلام کے موضوع کو واضح کیا۔ میں نے کہا سیدنا حضرت نبی کریم صلعم کے متبعین کو اللہ تعالیٰ نے اُمّۃ مسلمۃ قرار دیا ہے اس آیت ولتکن منکم امۃ . . . میں فرمایا کہ اس اُمّت مسلمہ میں سے ایک اُمّت تبلیغ کے لئے کھڑی ہونی چاہیئے یہ اس امر کو واضح کرنے کے لئے ہے کہ تبلیغ اسلام کے لئے کھڑا ہونیوالا گروہ کوئی علیحدہ فرقہ نہیں بلکہ اسی اُمّت مسلمہ کا ایک حصہ ہے۔ ان خیالات کو سُن کر بہت خوش ہوئے پروفیسر صاحب کا نام محمود الامین ہے۔

ہفتہ وار اجلاس

ہفتہ وار میٹنگز میں میں نے مندرجہ ذیل موضوعات پر لیکچر دیئے۔ اور حاضرین نے بعد میں اپنے اپنے خیالات کا بھی اظہار کیا۔

۱۔ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور ان کی قیام کے بارے میں قرآن کریم کا نظریہ۔

۲۔ خاتم النبیین کا مفہوم — لانبی بعدی۔

۳۔ جبر و قدر کا نظریہ — عمل کے بجا لانے میں انسان آزاد ہے۔ لہذا ذمہ دار ہے۔

۴۔ سورۃ فاتحہ۔ دیگر قرآنی آیات کی تشریحات

۵۔ تسخیر کائنات

۶۔ عیسائی عقائد۔ بائبل کی روشنی میں۔

۷۔ اسلام کے عقائد اور مسئلہ کثرت ازدواج۔

جس میٹنگ میں آیت خاتم النبیین کی وضاحت کی گئی۔ اس ہفتہ ازہر یونیورسٹی سے پڑھا ہوا ایک مصری عالم بھی ہمارے اجتماع میں اپنے ایک عزیز رشتہ دار کے ساتھ شامل تھا۔ میں نے اپنے لیکچر میں مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی۔ نبی کا مفہوم لغت میں۔ نبی کا مفہوم شریعت میں۔ نبی اور رسول میں فرق۔ نبی کا کام اور اس کی ذمہ داریاں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تورات و انجیل کی پیشگوئیاں۔ خاتم النبیین کے بارہ میں احادیث۔ میرے اس لیکچر کے بعد یہ مصری عالم اُٹھے اور بغلگیر ہوئے اور گردن کے دونوں طرف بوسہ دیا۔ اور خوشی کا اظہار کیا۔ اس سے پیشتر میں نے اپنی ایک ہفتہ وار میٹنگ میں حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے بارہ میں قرآن کریم سے روشنی ڈالی تھی اور لفظ توفی اور رفع پر بحث کرتے ہوئے بتایا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں اور یہ کہ خدا تعالیٰ نے ان کو روحانی درجہ میں بلند کیا ہے۔

ہمارے اجلاسات میں آنے والے عرب نوجوانوں نے اس مصری عالم سے توفی اور رفع کے بارہ میں سوالات کئے۔ انہوں نے بھی عربی زبان میں ایک لیکچر دیا اور مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ انہوں نے بھی توفی کے معنی موت اور رفع کے معنے روحانی درجات کی بلندی کے کئے۔ ان صاحب کا نام ہے منصور۔ وہ دوبار جمعہ اور دوبار ہفتہ کے اجتماعات میں آئے۔

زائرین مسجد سے گفت و شنید

بہت سے گروپ مسجد میں آئے۔ ان میں سے بعض گروپ مسلمان ممالک سے آئے ہوئے مسلمان افسران پر مشتمل تھے۔ ان عیسائی زائرین کے سامنے میں نے اسلام میں توحید الٰہی اور نبوت کے تصور کو واضح کیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں خاص کر گفتگو کی۔ اور اس عیسائی عقیدہ پر یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰؑ عین خدا اور عین انسان ہیں۔ پر اپنے خیالات کو بیان کیا۔ نیز بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ سے پیشتر بعض قوموں کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا زمین پر آیا ہے۔ مر گیا۔ جی اٹھا۔ اور اس کے مرنے سے ہم نجات پا گئے۔ موجودہ عیسائی عقیدہ انہی خیالات کا مرقع ہے۔ پولوس نے ان عقائد کو عیسائیت میں داخل کر کے عیسائی مذہب کو روم میں رائج کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

مقامی یونیورسٹی کے پروفیسر رائٹ صاحب مسجد میں آئے۔ کہنے لگے میں ترکی میں تھا۔ وہاں میں نے قرآن کریم کی تلاوت ریکارڈ کی ہے۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ الفاظ قرآن کریم کی کونسی سورت میں واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک مقررہ دن وہ ٹیپ ریکارڈر لائے۔ میں نے انہیں قرآن کریم میں سے الفاظ نکال کر دکھائے وہ آدھا گھنٹہ میرے پاس ٹھہرے۔ میں نے ان کے سامنے حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں قرآن کریم کا نظریہ پیش کیا۔ ان کا ہجرت کر جانا بتایا۔ کہنے لگے میری ہمشیرہ مشنری ہیں۔ اور بڑی پکی عیسائی ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اسی طرح ہی مانتی ہیں یعنے جس طرح ایک انسان اپنے باپ کا بیٹا ہوتا ہے۔ لیکن آج کل کی نسل میں اس عقیدہ کے بارہ میں تبدیلی واقع ہو چکی ہے عیسائی حلقوں میں بعض اس عقیدہ کی کوئی بہتر تاویل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں کتاب Jesus in Heaven on Earth پڑھنے کے لئے دی۔

ریڈیو پر انٹرویو

گذشتہ مہینوں میں مقامی ریڈیو والوں نے میرا ایک انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اس میں اسلام سے متعلق نظریات اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں سوالات کئے گئے۔ شادی کی دو تقریبات بھی مسجد میں منعقد ہوئیں۔

تقریب میلاد النبی صلعم

سیدنا حضرت نبی کریم صلعم کا یوم ولادت مسجد میں منایا گیا۔ اس موقعہ پر جو میں نے تقریر کی وہ پیغام صلح میں چھپ چکی ہے۔ اس تقریب کی صدارت انڈونیشین قونصل مسٹر جبریل نے کی۔ حسب پروگرام اجتماع کا افتتاح قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا قرآن کریم کی تلاوت سورۃ ۔۔۔ سے آئے ہوئے ایک عرب نوجوان مسٹر محمود دی نے کی۔ اس کے بعد آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ایک مصری نوجوان ڈاکٹر عبید نے پڑھا۔ اس کے بعد میں نے تقریر کی۔ اور آخر پر مسٹر جبریل نے تقریر کی۔ حاضرین کی تواضع چائے۔ کیک اور بسکٹ سے کی گئی۔ اجتماع میں سوا سو کے قریب مرد و زن نے شمولیت کی۔ مسلمان ممالک ۔۔۔ حضرات نے بھی حصہ لیا۔ برلن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر معہ اپنی اہلیہ تشریف لائے۔ اجتماع بابرکت رہا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مکتوب ہالینڈ

(بسلسلہ صفحہ ۔۔۔)

کے لحاظ سے بڑا نہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ ہاں بڑائی اور فوقیت ذاتی خوبیوں کی بنا پر ہو سکتی ہے اور ذاتی خوبیوں میں سے سب سے اعلیٰ خوبی اللہ کا تقویٰ ہے سو جو سب سے زیادہ متقی ہوگا وہی سب سے بڑا ہوگا۔ پھر اسلام تمام انسانوں کو اس کی پیدائش کے لحاظ سے بھی مساوی قرار دیتا ہے۔ ہر بچہ جو دنیا میں آتا ہے وہ بالکل گناہ سے مبرا ہوتا ہے۔ کیونکہ گناہ صرف اس وقت سرزد ہوتا ہے جب انسان عاقل و بالغ ہو۔ اور کسی حکم الٰہی کی سمجھتے بوجھتے ہوئے نافرمانی کرے اگر فعل کے وقت یہ شرائط موجود نہ ہوں تو گناہ نہیں ہوگا۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ گناہ کوئی مادی چیز نہیں بلکہ گناہ کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے جسے ہم کیفیت قلبی کا نام دے سکتے ہیں۔ لہذا گناہ انسان کو ورثہ میں نہیں ملتا اور نہ ہی گناہ کسی دوسرے کے عمل سے دور ہو سکتا ہے۔ انسان خود گناہ کرتا ہے اس لئے گناہ اس کے عمل سے ہی دور ہو سکتا ہے جو توبہ کے نام سے موسوم ہے۔

سوال و جواب

تقریر کے بعد ایک گھنٹہ تک سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ حاضرین کے لئے اسلام کے متعلق ایک مسلمان سے معلومات حاصل کرنے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ اس لئے وہ کچھ حیران بھی تھے۔ اور چونکہ وہ تمام کے تمام کٹر عیسائی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اسلئے اسلام اور عیسائیت کے اختلافی مسائل کے متعلق ان کے دلوں میں بہت سے سوالات بھی پیدا ہو رہے تھے۔ ایک سوال یہ بھی تھا کہ اگر مسلمان حضرت مسیحؑ کو خدا کا نبی مانتے ہیں تو ان کے اقوال کو ماننا ۔۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان حضرت مسیحؑ کو ۔۔۔ صرف زبانی اقرار ہی کرتے ہیں لیکن دل سے نہیں مانتے ورنہ وہ اس کی باتوں پر بھی ایمان لاتے اور اسے خدا کا بیٹا تسلیم کرتے۔ اس سوال کے جواب میں عرض کیا گیا کہ مہربانی فرما کر آپ حضرت مسیحؑ کا کوئی واضح قول پیش کریں جس میں انہوں نے اپنے حقیقی ابن اللہ ہونے کا دعوےٰ کیا ہو۔ اگر آپ کوئی ایسا قول پیش کریں تو اس کا تفصیل سے جواب دیا جائے گا۔ اس پر انہوں نے ایک حوالہ پڑھا۔ مگر میں نے جواب دیا کہ اس جگہ حقیقی ابن اللہ ہونے کا لفظ نہیں ہے۔ خدا کا بیٹا کا محاورہ بائیبل میں عام ہے اور اس سے مراد خدا سے تعلق رکھنے والا انسان ہوتا ہے۔ پھر خاکسار نے عرض کی کہ جس طرح حضرت مسیحؑ نے اپنے متعلق خدا کے بیٹا کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں انہیں ماننے میں ہمیں کوئی کلام نہیں۔ دیکھئے یوحنا $\frac{10}{21}$ میں حضرت مسیحؑ نے واضح فرمایا ہے کہ اگر انہوں نے اپنے متعلق ایسے الفاظ فرمائے ہیں تو یہ کوئی کفر کی بات نہیں۔ تورات میں پہلے انبیاء کو خدا بھی کہا گیا ہے (دیکھو زبور ۸۲) اگر خدا کہنا کفر نہیں تو خدا کا بیٹا کہنا کیسے کفر ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت حیران ہوئے اور اپنی اپنی بائیبل کھول کر یہ حوالہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اب وقت بہت ہو چکا تھا اس لئے صاحب صدر نے جلسہ کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور سب نے میری تقریر اور تبادلہ خیالات کو سراہا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

شمولیت سلسلہ

حضرات ذیل سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور خدمات دینیہ کا موقعہ دے۔

۱۔ محمد اسرار علی صاحب ۔۔۔ ڈھاکہ
۲۔ سید محی الدین احمد صاحب ۔۔۔ ״
۳۔ خورشید عالم صاحب ۔۔۔ ״
۴۔ منشا مبارک علی صاحب ۔۔۔ نواکھلی
۵۔ مطیع الاسلام صاحب ۔۔۔ ڈھاکہ
۶۔ شمس الحق خان صاحب ۔۔۔ ״
۷۔ ابو احمد محمد اللہ صاحب ۔۔۔ ״
۸۔ اے کے فضل الحق صاحب ۔۔۔ میمن سنگھ
۹۔ سید امجد حسین صاحب ۔۔۔ ڈھاکہ
۱۰۔ مبارک حسین صاحب ۔۔۔ جیسور
۱۱۔ عبد اللطیف صاحب ۔۔۔ کومیلا
۱۲۔ فدا حسین صاحب ۔۔۔ ملتان
۱۳۔ ظہور شاہ صاحب ۔۔۔ ״
۱۴۔ جعفر شاہ صاحب ۔۔۔ ״
۱۵۔ محمد باقر شاہ صاحب ۔۔۔ ״
۱۶۔ خواجہ نصر محمد صاحب ۔۔۔ ضلع نوابشاہ
۱۷۔ محمد شفیع صاحب ۔۔۔ ساہیوال
۱۸۔ سہیل احمد صاحب ۔۔۔ مسلم ٹاؤن لاہور
۱۹۔ برکت علی صاحب ۔۔۔ ساہیوال
۲۰۔ ۔۔۔ شاہ صاحب ۔۔۔ گمارو۔ ملتان

رعایت سے اب بھی فائدہ اُٹھائیں

حضرت مولانا محمد علیؒ مفسر قرآن کی مقبول عام تفسیر قرآن مجید موسومہ بہ بیان القرآن کی پہلی جلد جو چودہ پاروں پر مشتمل ہے شائع ہو چکی ہے۔ وہ احباب جنہوں نے اس کے لئے پیشگی رقوم جمع کرائی ہوئی ہیں اور ابھی تک ان کو جلد اوّل کی کاپی نہیں ملی وہ براہ کرم ہمیں اطلاع دیں۔

احباب کو یاد ہوگا کہ بیان القرآن کے لئے پیشگی رقوم جمع کرنے والوں کو -/۱۰ فی سیٹ (یعنی ہر دو جلدوں میں مکمل) رعایت دی گئی تھی۔ یہ رعایت ایک خاص مدت تک تھی۔ اس رعایت کا اب دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے جو احباب اس رعایت سے فائدہ اُٹھانا چاہیں وہ -/35 روپے قسم اول اور -/25 روپے قسم دوم کے لئے جمع کرا کے جلد اول ابھی حاصل کر لیں۔ دوسری جلد اکتوبر تک تیار ہوتے پر وصول کر لی جائے۔ اصل ہدیہ -/40 روپے قسم اول اور -/35 روپے قسم دوم ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ وہ ۳۱ اگست ۱۹۶۹ء تک اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۰۔ شمارہ نمبر ۳۴

نائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ ہُدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کُن روشن ز آیاتِ مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۷
تار کا پتہ تبلیغ لاہور

ہفت روزہ
پیغامِ صُلح
لاہور پاکستان

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۹۶۹ء | نمبر ۳۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دُوں گا۔

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعتِ احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

بیمار کے لئے دُعا

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا
انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان اذا اتی مریضًا او اُتی بہ قال
اذھب الباس ربّ النّاس اشف و
انت الشّافی لا شفاء الا شفاؤک
شفاءً لا یغادر سقمًا۔

ترجمہ:۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار کے پاس جاتے یا وہ آپ کے پاس لایا جاتا تو کہتے اے سب لوگوں کے رب سختی کو دُور کر دے۔ شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے۔ کوئی شفا نہیں مگر تیری شفا ایسی شفا ہے کہ کوئی بیماری باقی نہ چھوڑے

ہر بیماری کیلئے اللہ تعالیٰ نے شفا پیدا کی ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
ما انزل اللہ داءً الا انزل لہ شفاءً۔

ترجمہ:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا اللہ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی۔ مگر اس کے لئے شفا بھی پیدا کی ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

جب تک ابتلاؤں اور امتحانوں میں انسان پُورا نہ اُترے کچھ نہیں بنتا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مصائب اور شدائد کا آنا ضروری ہے۔ کوئی نبی نہیں گذرا جس کا امتحان نہیں لیا گیا۔ جب کسی کا کوئی عزیز مر جاتا ہے تو اس کے لئے بڑا نازک وقت ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ ایک پہلو پر جانے والے لوگ مشرک ہوتے ہیں۔ آخر خدا کی طرف قدم اُٹھانے اور حقیقی طور پر اھدنا الصراط المستقیم والی دعا مانگنے کے یہی معنے تو ہیں کہ خدایا وہ راہ دکھا جس سے تو راضی ہو اور جس پر چل کر نبی کامیاب اور بامراد ہوئے۔ آخر جب نبیوں والی راہ پر چلنے کے لئے دعا کی جاوے گی تو پھر ابتلاؤں اور آزمائشوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے اور ثابت قدمی کے واسطے خدا تعالےٰ سے مدد طلب کرتے رہنا چاہیئے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ صحت و عافیت میں رہے۔ مال و دولت میں بھی ترقی ہو۔ اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان اور مالی و جانی آرام بھی ہوں، کوئی ابتلاء بھی نہ آوے اور پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جاوے وہ ابلہ ہے۔ وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا ہے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے کہ وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ پر دیکھو کیسا نازک ابتلاء آیا تھا۔ اور پھر اس کے بعد سب نبیوں کے ساتھ یہی معاملہ رہا۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آ گیا۔ دیکھو ان کو پیدا ہوتے ہی یتیمی کا سامنا ہوا۔ یتیمی بھی تو بڑی بلا ہے۔ خدا جانے کیا کیا دکھ اُٹھائے۔ اور پھر دعوے کرتے ہی مصیبتوں کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

یاد رکھو۔ انبیاء کا دوسرا نام اہلِ بلاء و اہلِ ابتلاء بھی ہے۔ ابتلاؤں سے کوئی نبی بھی خالی نہیں رہا۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے۔ اور پھر انبیاء کو تو رہنے دو۔ امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔ آخری وقت میں جو ان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے۔ لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ۵۷ برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔ جب ۱۶ یا ۱۷ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا۔ اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اُٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا۔ جاہل تو کہیں گے کہ وہ گنہگار اور بد اعمال تھے اس لئے ان پر یہ تکلیف آئی مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آرام سے کوئی درجہ ملا نہیں کرتا جو لوگ ایک ہی پہلو پر زور دیتے چلے جاتے ہیں اور ابتلاؤں اور آزمائشوں میں صبر کرنا نہیں چاہتے اندیشہ ہے کہ وہ دین ہی چھوڑ دیں۔ جیسے کہ شیعہ لوگ ہیں کہ اس حقیقت کو دیکھتے نہیں جو امتحانوں اور آزمائشوں

(باقی ص ۱۱ کالم ۳)

مکتوب ہالینڈ

ایک بین المذاہب کانفرنس میں اسلام کی عالمگیر تعلیمات پر تقریر

غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام مقیم ہالینڈ

ماہ جولائی کی گیارہ تاریخ کو میونک جرمنی میں سائنس ریلیجن سوسائٹی کی طرف سے ایک بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد ہونے والا تھا۔ اس کے لئے دو تین روز قبل میونک سے کانفرنس کے سیکریٹری کی طرف سے فون کے ذریعہ جلسہ میں شریک ہونے کی دعوت ملی۔ اور منتظمین کی طرف سے دو دن کے اندر اندر ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھی موصول ہو گیا۔

خاکسار اس کانفرنس کے لئے جمعہ کے روز اڑھائی بجے میونک پہنچا۔ ساڑھے چار بجے جلسہ کا افتتاح ہونا تھا۔ اس میٹنگ میں شرکت کے لئے آرچ بشپ سینائی مصر سے تشریف لائے۔ ایک پنڈت جی سری نگر سے۔ اور ایک سوامی ہندوستان سے ایک یہودی فلسطین سے۔ اور خاکسار ہالینڈ سے جلسہ میں میونک کے چیدہ چیدہ احباب موجود تھے جن میں سے اکثر ڈاکٹر یا طبیعات کے ماہر تھے۔ اس جلسہ کے ممبران کے قیام کا انتظام ایک ڈاکٹر صاحب نے اپنے ہسپتال میں کیا ہوا تھا۔ اور یہ ہسپتال ڈاکٹر ولفرام کا اپنا ہے۔ ہسپتال کے کمرے مہمانوں کے لئے تین چار روز کے لئے ریزرو تھے۔ کھانے وغیرہ کا انتظام بہت اچھا تھا تین دن تک سب احباب اکٹھے کھانا کھاتے اور گفتگو میں شریک رہتے۔ باوجود مختلف ممالک اور مذاہب سے تعلق رکھنے کے احباب ایک خاندان کے افراد کی طرح نظر آتے تھے۔ ایک دوسرے کی باتیں سنتے اور تبادلہ خیالات کرتے وقت کسی قسم کی نفرت اور غصہ کا اظہار کسی کے چہرے پر بھی نہ ہوتا تھا۔ یہ جلسہ دراصل ایک نمونہ تھا کہ مختلف لوگ مل کر برادرانہ طریق پر اپنے اپنے عقائد کی ترجمانی کر سکتے ہیں۔ سب سے مشکل امر ایک یہودی (اسرائیلی) اور ایک مسلمان کا مل کر باتیں کرنا تھا مگر باوجود جوش سے باتیں کرنے کے پھر بھی عام گفتگو میں کوئی حقارت محسوس نہ ہوتی تھی۔

جلسہ کی کارروائی آرچ بشپ صاحب نے شروع فرمائی۔ آپ کے بعد یہودی نمائندہ نے جلسہ کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت اس قسم کے جلسوں کا انعقاد نہایت ضروری ہے کیونکہ اہل یورپ دوسروں کے متعلق بہت ہی کم علم رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے دوسروں کے احساسات کو ٹھیس لگانے کا موجب بنتے ہیں۔ انہوں نے یہود اور اہل یورپ کے تعلقات پر مختصر طور پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد خاکسار نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ سنایا اور پھر اس میٹنگ کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی ضرورت پر چند ایک باتیں بیان کیں۔ اس سلسلہ میں اسلام کے خلاف شائع ہونے والے لٹریچر کی طرف اشارہ کیا حاضرین سے اپیل کی کہ وہ اسلام اور دوسرے مذاہب کے خلاف غلط پراپیگنڈے کے انسداد کی کوشش فرماتے رہیں۔ پھر سری نگر سے آئے ہوئے پنڈت گوپی کرشن نے مذہب اور سائنس کے موضوع پر آدھ گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ آپ نے مذہب کے قدیم سے ہونے کے متعلق وضاحت فرمائی اور آپ نے تمام مذاہب کے بانیان پر ایمان لانے اور ان کی باتوں پر عمل کرنے کی طرف حاضرین کی توجہ مبذول فرمائی۔ آپ کی تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ دیر تک تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔ اگلے روز صبح کے وقت اسرائیلی یہودی کی تقریر تھی جو کہ مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام کے متعلق تھی۔ انہوں نے اسرائیل کے قیام اور یہودی حکومت کے متعلق مفصل تقریر کی۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ یہودی قوم کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کے لئے ان کی اپنی حکومت کا ہونا از حد ضروری ہے۔ اگر ان کی حکومت جنگِ عالم سے پہلے ہوتی تو ساٹھ لاکھ یہودیوں کی جان جرمنی میں نہ جاتی۔

ان کی تقریر کے بعد خاکسار نے چند منٹ میں اہل فلسطین کا نظریہ بیان کیا اور اس امر پر زور دیا کہ ہم یہودی حکومت کے ظلم اور تشدد کے خلاف ہیں جس کے نتیجہ میں دس لاکھ سے بھی زیادہ انسانوں کو ملک سے نکال دیا گیا ہے جو کسی اور جگہ رہنا پسند نہیں کرتے وہ اپنے گھروں کو واپس آنا چاہتے ہیں۔ کوئی قانون بھی اس قسم کے ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر یہود نے حکومت ہی قائم کرنا تھی تو پھر کسی خالی ملک میں جا کر کیوں قائم نہ کی۔ اسرائیل میں امن صرف اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ جن کو گھروں سے نکالا گیا ہے انہیں واپس لا کر ان کے اپنے مکانوں میں آباد کیا جائے ان کی لوٹی ہوئی جائدادیں واپس کی جائیں۔ وہ لوگ جو آج تک ادھر ادھر دھکے کھا رہے ہیں وہ بھلا کیا آرام کر سکتے ہیں جب تک انہیں ان کے گھر واپس نہ کئے جائیں۔ فلسطین میں خالص یہودی حکومت کا قیام کبھی ناممکن ہے۔ اس وقت بھی یہودی حکومت نہیں ہے۔ اسرائیل اور یہودی میں فرق ہے۔ ایک اسرائیلی یہودی بھی ہو سکتا ہے۔ عیسائی بھی، مسلمان بھی اور دہریہ بھی۔ ایک دہریہ اسرائیلی ہو سکتا ہے مگر یہودی نہیں ہو سکتا۔ میری باتیں سن کر اسرائیلی مقرر بہت جوش میں آ گئے اور اپنے نظریہ کے اثبات کے لئے عرب ریاستوں کی مثالیں دینے لگے۔ خاکسار نے مناسب رنگ میں پھر انہیں جواب دیا۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ اتوار کے روز صبح یونانی کیتھولک چرچ میں آرچ بشپ آف سینائی کی تقریر تھی جسے سننے کے لئے جلسہ میں شامل ہونے والے تمام مہمان گئے۔ ظہر کے بعد آخری اجلاس تھا جس میں بہت سے احباب نے میونک سے آ کر شرکت کی۔

اس موقعہ پر ہندوستانی سوامی صاحب نے تقریر فرمائی اور انسان کی زندگی کے مقصد پر روشنی ڈالی۔ اپنے مذہب میں صلح و آشتی کے متعلق بھی زور دیا۔ اور پھر انسان اور خدا کے درمیان تعلق پر بھی بحث کی۔ ان کی تقریر کے بعد خاکسار کو تقریر کا موقعہ ملا۔ میں نے اسلامی نقطۂ نگاہ سے انسانی زندگی کے مقصد پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بتلایا کہ اسلام صرف یہ نہیں کہتا کہ ہم صرف بیٹھ کر سوچیں اور اس طرح گہری فکر کر کے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے ساتھ ایک محسوس کریں بلکہ وہ عمل کی تعلیم دیتا ہے۔ اپنے آپ کو خدا کے ساتھ ایک محسوس کرنا اور خدا میں ہونے کے احساس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو خدا کی مرضی کے مطابق ڈھالیں اور جس طرح خدا تعالےٰ تمام مخلوقات سے سلوک کرتا ہے اسی طرح ہم بھی دوسروں سے سلوک کریں اور اس سلوک میں کسی قسم کا امتیاز روا نہ رکھیں۔ اگر محتاج ہمارے سامنے ہو تو ہم اس کی مدد کریں اور اس سے اس کے ملک، قوم اور مذہب کے متعلق نہ پوچھیں۔ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی طرح ہم بھی دوسری چیزوں کی دیکھ بھال کرتے رہیں تخلقوا باخلاق اللہ کا یہی مطلب ہے کہ ہم اپنی زندگی کا خدا تعالےٰ کی پیروی میں سب کچھ کھو دیں۔ پھر یہ بھی کہ ہمارا ہر قول اور فعل محض خدا کی خاطر ہو اپنے نفس کی خاطر نہ ہو۔ بہت سے ایسے دعویدار ملیں گے جو نقلی طور پر تو اپنے آپ کو خدا میں محو بتلائیں گے مگر دراصل وہ اپنے نفس ہی میں محو ہوں گے۔ اور ان کے تمام اعمال محض ذاتی بڑائی اور مراتب کے حصول کے لئے ہوں گے۔ حضرت نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات اعمال کا انجام نیت پر منحصر ہے۔ عمل کرنے والا اگر اللہ کی خاطر عمل کرے گا تو اس کی جزا خدا تعالےٰ کا قرب اور اس کے ساتھ ایک ہونا ہوگی اور اگر اپنے نفس کی خاطر ہوگا تو اسے دنیا میں وہ چیز حاصل ہو جائے گی مگر خدا سے قرب کی بجائے بُعد حاصل ہوگا۔

قرآن مجید مذہب کو انسانی طبع سے متعلق قرار دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار بعد میں انسان کو حاصل نہیں ہوا بلکہ پیدائش سے ہی اسے حاصل ہے۔ قرآن مجید میں مثال کے طور پر اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے روح کی پیدائش پر اس سے پوچھا الست بربکم۔ اس کا جواب دیا گیا بلیٰ۔ یقیناً تو ہمارا رب ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو تمام قوم کی طرف رسول مبعوث فرمائے ہیں وہ انسان کو اس فطری اقرار کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہی تھے۔ قرآن مجید تمام انبیاء کو نبوت کے لحاظ سے برابر قرار دیتا ہے اور ان کی تعلیم کو بھی کیونکہ وہ سب کے سب ایک ہی منبع سے آب حیات لے کر آتے ہیں۔

میری تقریر پر آرچ بشپ صاحب نے بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا اور مجھے بار بار تاکید کی کہ ان باتوں کو شائع کرنا چاہیئے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں انہیں انگریزی میں لکھ کر بھیج دوں تو وہ اپنے یونانی زبان میں شائع ہونے والے پرچہ میں شائع کر دیں گے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ کئی ایک احباب نے اس تقریر کو سراہا۔ میری تقریر کے بعد پنڈت گوپی کرشن کی تقریر ہوئی۔ انہوں نے اپنی پہلی تقریر والی باتوں کو دوبارہ وضاحت سے پیش کیا۔ ان کی تقریر کے بعد سوالات کا وقت تھا۔ خاکسار نے بتلایا کہ پنڈت صاحب نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ ایک مسلمان کے لئے خوشی کا موجب ہیں، کیونکہ قرآن مجید میں دوسرے مذاہب سے سلوک کے متعلق جو تعلیم ہے وہ بالکل پنڈت جی کے خیالات سے اتفاق کرتی ہے۔ جلسہ کی کارروائی چار بجے کے قریب ختم ہونا تھی۔ آرچ بشپ صاحب کو صاحب صدر کی طرف سے دعا کے ساتھ جلسہ ختم کرنے کا اعلان کرنے کے لئے عرض کی گئی۔ اس پر انہوں نے مجھے فرمایا کہ میں اسلامی دعا آخر میں کروں۔ اس پر خاکسار نے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ النور کی آیت النور تلاوت کی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ اس کے بعد جلسہ برخواست ہوا اور خاکسار آٹھ بجے کے ہوائی جہاز پر ہالینڈ روانہ ہوا اور قریباً بارہ بجے گھر پہنچا۔

الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ نے اس طرح اسلام کی تعلیم بیان کرنے کا موقعہ دے دیا ورنہ مسلمان تو میونک میں بھی تھے اور جرمنی کے بعض دوسرے شہروں میں بھی موجود ہیں جہاں سے آسانی کے ساتھ میونک میں پہنچا جا سکتا ہے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس موقعہ پر اسلام کی نمائندگی کا خاکسار ہی کو موقعہ عطا فرمایا۔ اللھم لک الحمد۔ اگست میں دو بین المذاہب جلسوں میں تقریروں کی دعوت ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ان مواقع پر صحیح طور پر اسلام کی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۶۹ء

مسجد اقصےٰ کا ہولناک سانحہ

اس ہفتہ کی خبروں میں سب سے زیادہ ہولناک اور الم انگیز خبر مسلمانوں کے قبلہ اوّل بیت المقدس اور مسجد اقصےٰ کا نذر آتش ہونا ہے جو یہودیوں کی ناپاک منصوبہ بازیوں کا نتیجہ ہے۔ یوں تو ان کی مسلم آزار حرکات اور مشرق وسطےٰ میں عربوں کے ساتھ جنگ و جدل نے پہلے ہی عالم اسلام کو ہراساں کر رکھا تھا۔ لیکن مسجد اقصےٰ کو نذر آتش کرنے پر غم و غصہ کی بڑی زبردست لہر تمام دنیا کے مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے اور وہ بیک آواز اس کا انتقام لینا اور مشرق وسطےٰ سے یہودیت کو ختم کرنا اپنا ضروری فرض سمجھتے ہوئے عملی اقدام کرنا چاہتے ہیں۔ گذشتہ جمعہ کو پاکستان اور دوسرے ممالک کی تمام مساجد میں اس واقعہ کو یہودیت کا اسلام کے خلاف چیلنج قرار دیا گیا۔ اور تمام اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے مشرق وسطےٰ میں اپنی فوجیں اور رضاکار بھیجیں۔

اس میں شک نہیں کہ یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت ہی الم انگیز ہے جس پر جس قدر رنج کا اظہار کیا جائے کم ہے، نہ صرف اس لحاظ سے کہ مسجد اقصےٰ جو سابق انبیاء کرام کی عبادت گاہ اور مسلمانوں کا قبلہ اوّل ہونے کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ یہ وہ مقام ہے جس کو قرآن کریم نے معراج نبوی صلعم کی منزل اوّل اور برکاتِ سماوی کا مورد قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بٰرکنا حولہ لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع العلیم۔ پاک ہے وہ ہستی جس نے اپنے بندہ (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ کی جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے سیر کرائی تاکہ اسے ہم اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں مسجد اقصےٰ کا ذکر جس پیرایہ میں کیا گیا ہے وہ اس کی عظمت پر شاہد ہے، اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ بیت المقدس جو پہلے انبیاء بنی اسرائیل کا مقام تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کو دے دیا جائے گا یہی وجہ ہے معراج کے دوران تمام انبیاء کا بیت المقدس میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھا دکھایا گیا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بیت المقدس کا مسلمانوں کے قبضہ میں آنا اس پیشگوئی کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ امر مسلمانوں کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے ثابت ہے کہ بیت المقدس پر مسلمانوں کا حق سب سے فائق ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ یورپی اور امریکی سامراج نے شکست خوردہ یہودیوں کو دوبارہ فلسطین میں آباد کر کے اسلامی دنیا کے لئے ایک فتنہ عظیم پیدا کر دیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ یہودی آبادکاروں نے عربوں کی باہمی نااتفاقیوں اور کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر اپنے پر پرزے یہاں تک پھیلا دیئے کہ بیت المقدس پر بھی قبضہ جما لیا اور ان کی ناپاک منصوبہ بازیوں سے آج یہ المناک منظر ہمارے سامنے ہے کہ یہ متبرک مقام نذر آتش کر دیا گیا۔

اگر ہمارے عرب بھائی متحد ہو کر پورے جوش اور طاقت کے ساتھ اسرائیل کا مقابلہ کرتے تو آج یہ منظر دیکھنے میں نہ آتا۔ اب بتایا گیا ہے کہ اس واقعہ سے متاثر ہو کر عرب حکومتوں کے رہنماؤں، چھاپہ مار تنظیموں اور فلسطینی کے محاذ آزادی نے اپنے تمام اختلافات ختم کر دیئے ہیں اور وہ اس وقت اسرائیل کے خلاف مشترکہ اقدام کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں، خدا کرے یہ صحیح ہو اور مسلمانانِ عالم کا موجودہ جوش و خروش کوئی عملی صورت اختیار کر سکے، تو اب بھی اسرائیل سے عرب علاقے بالخصوص بیت المقدس کو واپس لینا کوئی مشکل امر نہیں، یہ مسلمانوں کا ضروری فرض ہے اور ہمیں امید ہے کہ اسلامی حکومتیں اس فرض کی ادائیگی میں ان کی مدد و معاونت ثابت ہوں گی۔ اس ضمن میں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ قرآن کریم میں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصےٰ کی سیر کرانے کا ذکر ہے وہیں یہودیوں کے دو مرتبہ فساد کرنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا۔ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ یقینی خبر دے دی تھی، کہ ضرور تم ملک میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور بڑی سرکشی اختیار کرو گے (ان دو مرتبہ کے فسادات کے بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے) اور کہا جاتا ہے کہ پہلی مرتبہ حضرت داؤد کے بعد انہوں نے فساد اور سرکشی اختیار کی جس پر بابلیوں نے بخت نصر کے ماتحت غلبہ حاصل کر کے یروشلم فتح کیا اور ہیکل کو جلا دیا، دوسرے فساد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد یہود نے فساد برپا کیا جس پر طیطوس رومی نے غلبہ حاصل کر کے انہیں تباہ کیا لیکن دوسری مرتبہ کے فساد کے بارہ میں آیہ کریمہ کے الفاظ یہ ہیں:

فاذا جاء وعد الاٰخرۃ لیسوء وا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا۔ جب دوسرا وعدہ آیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہمارے بندے تمہارا بُرا حال کریں اور مسجد میں داخل ہوں جیسے پہلی بار داخل ہوئے اور جس چیز پر غالب آئیں اسے پوری طرح تباہ کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس دوسرے وعدہ سرکشی اور اس پر غلبہ اور یہود کی تباہی کے ذکر میں موجودہ واقعات اور ان کے نتائج کی طرف اشارہ ہو جس سے یہ خوشخبری ملتی ہے کہ آخرکار مسلمانوں کو یہود پر غلبہ حاصل ہوگا اور مسجد اقصےٰ یا بیت المقدس دوبارہ ان کے قبضہ میں آجائے گا، ہو سکتا ہے کہ وہ وقت اب آگیا ہو اور مسلمانوں کا موجودہ ہیجان اسرائیل کی تباہی اور غلبہ اسلام کا موجب ثابت ہو، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس خیال کو صحیح ثابت کرے اور موجودہ ابتلاء مسلمانوں کی آئندہ کامیابیوں اور کامرانیوں اور اسرائیل پر پورے غلبہ کا موجب ہو۔

صدر پاکستان کا اعلان

مسجد اقصےٰ کی آتشزدگی کے بارہ میں صدر پاکستان جنرل آغا محمد یحییٰ خان کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اسرائیلی اقدام کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا ہے:-

مسجد اقصےٰ مسلمانوں کا قبلہ اوّل اور ایک مقدس ترین عبادت گاہ ہے اس میں آتش زنی سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات انتہائی مجروح اور مشتعل ہوئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ دنیا کے تمام مذاہب کے پیروکاروں کو اس واقعہ کی مذمت کرنی چاہیئے، اور اس پر افسوس کرنا چاہیئے، دنیا بھر کو اس مذموم اقدام کے لئے اسرائیل کو ذمہ دار قرار دینا چاہیئے۔ صدر نے کہا کہ سلامتی کونسل کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیئے کہ اسرائیل اس کی قرار دادوں اور تہذیب کے مسلمہ اصولوں کی پابندی کرے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت اور بیت المقدس کی آزادی کے لئے اسلامی ملکوں کی مشترکہ کارروائی میں شریک ہوگا کیونکہ مسلمانوں کا اتحاد اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

اسلامی ممالک کی مشترکہ کارروائی

نیویارک کی خبر ہے کہ اقوام متحدہ میں ۲۹- اسلامی ممالک کے نمائندے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے خلاف مشترکہ کارروائی کا منصوبہ تیار کر رہے ہیں، نیویارک میں پاکستان کی تحریک پر اسلامی ملکوں کے نمائندوں کا اجلاس ہوا جس میں مسجد اقصےٰ کی آتش زدگی کے واقعہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مقررین نے کہا کہ اس تمام واقعہ کی ذمہ داری اسرائیل پر عائد ہوتی ہے۔ ایران کے نمائندے نے اپنی حکومت کی جانب سے ہر ممکن امداد و تعاون کا یقین دلایا۔ سوڈانی نمائندے نے عربوں کی حمایت کا اعادہ کیا، لبنانی نمائندے نے کہا کہ ہمارا عیسائی آبادی بھی مسلمانوں کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ ترکی افغانستان اور گنی کے نمائندوں نے اسرائیل کی کارروائیوں کی مذمت کی اور اجلاس میں یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ مسجد اقصےٰ کو آگ لگانے کی ذمہ داری صرف اسرائیل پر عائد ہوتی ہے۔ تمام مندوبین نے کہا کہ اقوام متحدہ میں اس سلسلہ میں مشترکہ کارروائی کی جائے گی۔ آخری اطلاعات کے مطابق پاکستان کے مستقل مندوب آغا شاہی نے سلامتی کونسل کا اجلاس فوری طور پر بلانے کی کوششیں تیز کر دی ہیں۔ ادھر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اوتھان نے اسلامی ممالک کے نمائندوں کو بتایا ہے کہ مسجد اقصےٰ کو آگ لگنے کا واقعہ نہایت المناک ہے اور مجھے اس سے صدمہ ہوا ہے۔ یہ واقعہ پوری انسانیت کے لئے نہایت سنگین ہے انہوں نے توقع ظاہر کی کہ حقائق جلد سامنے آجائیں گے، اقوام متحدہ کے ذرائع نے بتایا کہ سیکرٹری جنرل تحقیقات کا حکم نہیں دے سکتے البتہ وہ یہ معاملہ سلامتی کونسل کے سپرد کرنے کے مجاز ہیں۔

شاہِ فیصل اور صدر ناصر کے بیانات

سعودی عرب کے شاہ فیصل نے عالم اسلام کے سربراہوں سے اپیل کی ہے کہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے جہاد کا اعلان کر دیں کیونکہ اب بیت المقدس کی آزادی کے تمام پُرامن دروازے بند ہو چکے ہیں۔ ان کی یہ اپیل ریڈیو سعودی عرب سے نشر کی گئی۔ صدر ناصر نے اپنی اپیل میں کہا ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف وحشیانہ جارحیت میں تمام انسانی اور روحانی اقدار کو پس پشت ڈال دیا ہے وہ صرف طاقت کی زبان کو سمجھتے ہیں چونکہ اقوام متحدہ اسرائیل سے اپنی قرار دادوں پر عمل کرانے سے ناکام رہی ہے اس لئے اسرائیل کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے ہیں، انہوں نے اپیل کی ہے کہ عالم اسلام کے رہنماؤں کو بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے تاریخ مقرر کر لینی چاہیئے، اور اس مقصد کے لئے کوئی تاخیر روا نہ رکھی جائے۔ (باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

اخبار و افکار

رُوسی سوشلسٹ ادیب کا حال

ایک رُوسی سوشلسٹ ادیب کا حال معاصر "ایشیا" نے شائع کیا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ:-

" سوویٹ رائٹرز یونین کے ایک معتمد رُکن ناول کزنیٹسو نے اپنے سینئر افسروں سے لندن جانے کی اجازت مانگی تاکہ وہ لینن کی زندگی پر لکھی جانے والی کتاب پر ریسرچ کر سکے کیونکہ سن ۱۹۰۲ء میں لینن کی رہائش لندن میں تھی۔ اسے اجازت مل گئی وہ لندن پہنچا پھر واپس نہیں گیا اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ اور برطانوی حکومت سے پناہ مانگی۔

سٹالن کی بیٹی سویتلانہ کے بعد یہ دوسری اہم شخصیت ہے جس نے روس سے راہِ فرار اختیار کی ہے وہ موجودہ دَور کا ایک مقبول عوام مصنف ہے مصنفین پر گوناگوں پابندیوں کے باوجود موصوف کا سرکاری حلقوں میں بڑا احترام کیا جاتا تھا وہ ۱۹۵۵ء سے کمیونسٹ پارٹی کا رُکن چلا آ رہا ہے ابھی پچھلے مہینے اسے دو "باغی شاعروں" پر عمل تطہیر کے بعد مشہور ماہوار مجلہ یونتھ کے حلقہ ادارت میں شامل کیا گیا لیکن ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں کے افکار پر روسی حکومت نے جو پہرے بٹھا رکھے ہیں ان سے وہ دل ہی دل میں کڑھتا تھا۔ چیکوسلواکیا کے واقعے نے تو دوسرے دانشوروں کی مانند اسے بھی اس نظام سے بیزار کر دیا۔ اسے جب لندن جانے کی اجازت ملی تو اس نے اپنی رائلٹی کی رقوم کو اپنی بیوی اور بیٹے کے نام منتقل کرا دیا، اپنی غیر مطبوعہ کتب کے فوٹو اتروا کے انہیں اپنے کوٹ کے استر میں سی لیا۔ رائٹرز یونین نے ایک انگریزی دان ترجمان اس کے ہمراہ کر دیا جو درحقیقت خفیہ پولیس کا آدمی تھا کزنیٹسو نے لندن پہنچ کر چار دن کے بعد کسی بہانے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور "ڈیلی ٹیلیگراف" کے شاف کے سوویٹ ایکسپرٹ ڈیوڈ فلوئیڈ سے رابطہ قائم کر لیا۔ موخرالذکر نے ہوم آفس سے ٹیلی فون پر بات کی۔ تھوڑی دیر بعد ایک سرکاری گاڑی آئی اور اسے لے کر محفوظ مقام پر پہنچا آئی۔ برطانوی خفیہ پولیس نے معاملے کی تہ تک پہنچنے کے لئے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ ہوم سیکرٹری نے وزیر اعظم مسٹر ہیرولڈ ولسن سے بات کی اور فیصلہ ہو گیا کہ کزنیٹسو کو غیر معینہ مدت تک کا ویزا دے دیا جائے۔ جونہی اس فیصلے کا اعلان ہوا روسی سفیر ہوم سیکرٹری کے دفتر میں پہنچا اور مصنف کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ ہوم سیکرٹری نے انکار کر دیا دو دن کے بعد وہ پھر آیا اور چاہا کہ کزنیٹسو کو روسی ڈپلومیٹس سے ملایا جائے لیکن کزنیٹسو نے ملنے سے انکار کر دیا۔ البتہ اس نے ایک بیان شائع کرایا ہے جس میں اپنے فرار کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ اس نے لکھا ہے:-

"میں کئی برس کے سنجیدہ غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مارکسزم اور لینن ازم کو مکمل طور پر مسترد کر دوں میں آج یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نظریہ زائد المیعاد ہے لچک، اور بیکار ہے۔ ہمارے معاشرے میں موجودہ تضادات کو حل کرنے کے ناقابل ہے اور اس سے بھی بدترین بات یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں معاشرتی المیئے واقع ہوئے ہیں ہو رہے ہیں اور ہوتے رہنے کا خطرہ ہے،

میں اب کمیونسٹ پارٹی کا ممبر نہیں رہ سکتا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اس کی رکنیت سے سبکدوش کر دیا جائے۔ میں گذشتہ پچیس برسوں میں شائع ہونے والی اپنی تمام تحریروں سے دستبردار ہوتا ہوں۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ سوشلسٹ "حقیقت پسندی" بالکل جھوٹ ہے، حماقت ہے اور رجعت پسندی ہے۔ میں برطانیہ میں اس لئے رُک گیا ہوں کہ آزادی کے ساتھ اپنی زندگی کی طرح۔ لٹریچر۔۔۔ کا کام کرنے کے قابل ہو سکوں۔"

کیا پاکستان میں سوشلزم کے حامی اس بیان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے؟

سب سے بڑی کمزوری

مسجد اقصیٰ میں آتش زنی اور صیہونی استعمار پسندوں اور ان کے حامیوں کی سازش نے مسلمانوں کو تاریخ کے جس نازک ترین موڑ پر لا کھڑا کیا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے روزنامہ مشرق اپنے ۲۴ راگست کے اداریہ میں رقمطراز ہے:-

"اس وقت دنیا کے مسلمانوں کے لئے سوچنے کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اس حال تو آخر کیوں پہنچے ہیں؟ اور ان پر ابتلاء کا یہ دَور کیوں آیا ہے اس وقت دنیا میں جن نظریات کا بول بالا ہے انکے مطابق زوالِ اُمت کے اسباب سیاسی بھی ہو سکتے ہیں اور اقتصادی بھی، لیکن ہم ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے پوری نیک نیتی کے ساتھ اور انتہائی ٹھنڈے دل سے ان حقائق دلو ائلت کا تجزیہ کریں تو ہم اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسلمانوں کے پسماندہ اور ستم رسیدہ ہونے کا واحد سبب یہ ہے کہ اسلام سے ہمارا رشتہ کٹتے کٹتے اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ہم صرف نام کے لئے اور محض رسمی طور پر مسلمان ہیں، اس سے زیادہ ہماری بدقسمتی اور بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس حقیقت سے واقف ہونے کے باوجود کہ ہماری نجات صرف اسلام میں مضمر ہے، دینِ فطرت سے ہم اپنا رشتہ بحال کرنے میں ناکام رہے ہیں اس کے ہم خود ذمہ دار ہیں، اور جب تک ہم اپنے دین سے اپنا رشتہ دوبارہ نہیں جوڑیں گے ایک ملت کی حیثیت سے ہماری فلاح ناممکن ہے یہ ایک پلیٹی یا افتادہ حقیقت ہے اور مسلمان اکابر اور عوام دونوں اس کا بار بار اعتراف کر چکے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہم اس اعتراف کے منطقی اور عملی تقاضے پورے کرنے میں ناکام رہے اور یہی ہماری سب سے بڑی کمزوری ہے"

خودکشی کی وبا

خودکشی کی وبا دنیا میں دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے، جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ ایک بین الاقوامی جائزہ کے مطابق دنیا میں ہر سال اوسطاً تین لاکھ پینسٹھ ہزار افراد خودکشی کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خبیث ترین بیماریوں میں مبتلا ہونے کے سبب خودکشی کو عذاب سے رہائی کا ذریعہ سمجھ لیتے ہیں، اور وہ بھی ہیں جو مفلسی یا مختلف قسم کی مشکلات سے نجات پانے کے لئے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیتے ہیں۔ یہ وبا زیادہ تر مغربی ممالک میں پائی جاتی ہے جہاں خودکشی کرنے والوں میں ہر طرح کے لوگ شامل ہیں کمزور و مضبوط، امیر و غریب، بیمار و تندرست، مشہور و گمنام، خوش مزاج و شکست خوردہ، حتّٰی کہ بوڑھے، جوان، مرد اور عورت، مثلاً ایسے سرکش مرد، رومیل ایسے نامور جرنیل، شہرۂ آفاق مصنف سٹیفن تسویک اور عظیم اداکارہ مارلن منرو جیسی ہستیوں نے اپنے ہاتھوں آپ اپنی جان گنوائی۔

افسوس کی بات ہے کہ یہ وبا بڑھتے بڑھتے اب پاکستان میں پہنچ گئی ہے، جہاں حال ہی میں بعض بڑے بڑے افسروں نے اپنی بدعنوانیوں کے خطرناک نتائج سے ڈر کر خودکشی کر لی اور یہ سمجھ لیا کہ مرنے کے بعد وہ ہر قسم کے عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔ ایسا ہی ایک نوجوان نے کسی لڑکی کا رشتہ نہ ملنے پر پھانسی کا رسہ گلے میں ڈال کر خودکشی کر لی، اگر ان لوگوں کے دلوں میں رائی برابر بھی خدا تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان ہوتا اور یہ یقین ہوتا کہ مرنے کے بعد بھی ان کے اعمال کی جزا و سزا انہیں مل کر رہے گی تو وہ ہرگز اس مذموم فعل کا ارتکاب نہ کرتے بلکہ اس دنیا میں دکھ درد اور تکالیف عذاب بھگت لینا آخرت کے عذاب سے بہتر سمجھتے،

ضرورت ہے کہ اس بڑھتی ہوئی وبا کے انسداد کے لئے دلوں میں ایمان پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور وسیع پیمانہ پر آخرت کے عذاب و ثواب سے لوگوں کو خبردار کیا جائے۔ اس کی ذمہ داری زیادہ تر ان مسلم جماعتوں پر عائد ہوتی ہے جو معمولی فروعی مسائل پر ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے اور ایک دوسرے کو کافر ٹھہرانے میں مصروف رہتی ہیں، انہیں چاہئے کہ اس شغل کو ترک کر کے لوگوں کے دلوں میں ایمان کا نور پیدا کرنے کی کوشش کریں، اور اس یقین کو دلوں کے اندر راسخ کرنے کا اہتمام کریں کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک اور زندگی انسان کو ملنے والی ہے، جہاں موجودہ زندگی کے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا انسان کو ملے گی، اسلامی اخبارات کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ جہاں خودکشی کے واقعات کی خبریں شائع کرتے ہیں وہاں اس فعل حرام کے بدنتائج سے اپنے قارئین کو آگاہ کر دیا کریں۔ اس کے علاوہ خودکشی کرنے والوں کا جنازہ بھی از روئے شریعت ناجائز ہے۔ لیکن عام طور پر ایسے لوگوں کا جنازہ پڑھ لیا جاتا ہے، اگر اس سے اجتناب کیا جائے تو یہ امر بھی اس مرض کے پھیلنے میں رکاوٹ کا موجب ہو سکتا ہے۔

شاہ فیصل اور صدر ناصر کے بیانات

(بسلسلہ صفحہ ۳)

متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر ناصر نے بھی قبلہ اوّل میں آتش زدگی کی مذمت کرتے ہوئے اپنی مسلح افواج کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ بیت المقدس کی آزادی کے لئے اب صرف جنگ کا راستہ باقی رہ گیا ہے انہوں نے کہا کہ اسرائیل سے آئندہ جنگ صرف آزادی کی جنگ نہیں ہوگی بلکہ یہ بیت المقدس کے لئے جہاد ہوگا ہمارے سپاہی صرف عرب افواج کے فوجی سپاہی نہیں ہوں گے بلکہ وہ خدا کے سپاہی ہوں گے جو اس کی راہ میں جہاد کریں گے، صدر ناصر نے کہا کہ مسجد اقصیٰ میں آگ لگانے کے مذموم واقعہ کے بعد ہم منتظر تھے ہم اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ یہ مذموم حرکت جان بوجھ کر کی گئی ہے اس لئے ہم عجلت میں کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتے تھے مگر اب ہمیں ایسی شہادتیں مل گئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ جان بوجھ کر لگائی گئی ہے۔ صدر ناصر نے اپنی افواج کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کو ایک ایسے دشمن کا سامنا کرنا ہے جس نے حماقت اور دیدہ دلیری سے آپ کی عبادت گاہوں پر ہاتھ ڈال دیا ہے اس نے اللہ کے گھر کی بے حرمتی کی ہے اسے روکنے کے لئے جنگ کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا، اسرائیل کا یہ فعل مسلمانوں کی تہذیب ثقافت اور اقدار کے خلاف مجرمانہ فعل ہے اب ہمارے سامنے سوا اس کے کوئی چارہ نہیں کہ عرب افواج اُٹھ کھڑی ہوں اور جنگ شروع کر دیں، انشاء اللہ وہ اس میں نصرت سے سرفراز ہوں گی

تسخیرِ کائنات کا کمال

خلائی پروازیں اور سیّاروں پر پہنچ

فرقانِ حمید کی صریح پیشگوئیوں کی صداقت

خُطبہ جُمعہ
مؤرخہ ۱۵ اگست ۱۹۶۹ء
فرمودہ
مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مد اللہ برکاتہ

قل اوحی الیّ انہ استمع نفر من الجن فقالوا انّا سمعنا قراٰنًا عجبًا
...... وانا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسًا شدیدًا وشھبًا
...... قل ان ادری اقریبٌ ما توعدون ام یجعل لہٗ ربی امدًا
...... عٰلم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا ○ (الجن ۷۲: ۱-۸-۲۵-۲۶)

مَیں نے سورۃ جن میں سے کچھ آیات خاص غرض کی خاطر تلاوت کی ہیں۔ یہ جو انسان نے اس زمانہ میں تسخیرِ کائنات میں کمال حاصل کیا ہے، یہ ایک حیرت انگیز اور محیّر العقول کارنامہ ہے۔ اپنی زمین سے پرواز کر کے دوسرے سیّاروں پر چلے جانا، وہاں اپنی نشانیاں چھوڑ آنا اور وہاں کی نشانیاں لے آنا یہ ایک ایسا حیرت انگیز کارنامہ ہے جس پر ۲۲ ارب روپیہ خرچ ہوا، یہ دس سالہ انسانی جرأت و ہمت، جسارت و بسالت، نازک ترین مشینیز کے صحیح صحیح استعمال اور علمی و فنی احتیاط و حزم کا بے نظیر مظاہرہ ہے۔

قرآن کریم جو حق و صداقت کی کتاب ہے اور جس میں بلاشبہ آئندہ کی غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔ کیا اس میں موجودہ تسخیرِ خلاء و سیارگان تک رسائی کے کوئی اشارے ہیں؟ میں نے اس نکتۂ نظر سے قرآن کریم پر غور کیا ہے اور جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے وہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ آپ حیران اور خوش ہوں گے یہ معلوم کر کے کہ ایسے صریح ارشاداتِ قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں۔

قرآن کریم میں تسخیرِ کائنات کی ترغیب

پہلی بات تو یہ ہے جس کا آپ کو بھی علم ہے کہ مذاہبِ عالم میں پہلا اور آخری مذہب جس نے عقل اور علم کو ترقی دی اور تسخیرِ کائنات کی طرف توجہ دلائی وہ صرف اور صرف اسلام ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر تسخیرِ کائنات، تسخیرِ جملہ اشیاء، تسخیرِ فضاء و خلاء، تسخیرِ شمس و قمر اور نجوم و سیارگان کا ذکر ہے۔ میں آپ کو چند آیات کریمہ سناتا ہوں۔ فرمایا:-

سخّر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعًا منہ (الجاثیۃ ۴۵: ۱۲، ۱۳)

جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ تمام کا تمام ہم نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے۔ یہ آیت کریمہ کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہنے دیتی اس امر میں کہ دنیا جہان اور آسمانوں کی تمام چیزیں انسان کے دستبرد میں ہیں۔ وہ ان کو مسخر کر سکتا اور ان کو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ پھر فرمایا وسخّر لکم الشمس والقمر دآئبین وسخّر لکم الیل والنھار ۚ واٰتٰکم من کل ما سالتموہ (ابراہیم ۱۴: ۳۳)

یعنی سورج اور چاند تمہاری خدمت پر لگائے گئے ہیں جو ایک دستور، اصول اور قانون پر چل رہے ہیں اور رات اور دن تمہارے مفاد کے لئے کام پر لگا رکھے ہیں اور جو کچھ تم کو درکار ہے وہ سب ہی کچھ تم کو دیا ہے۔ اور فرمایا وسخّر لکم الیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرٰت بامرہ ان فی ذٰلک لاٰیٰت لقوم یعقلون ...... وھو الذی سخّر البحر لتاکلوا منہ الخ (النحل ۱۶: ۱۲ تا ۱۴)

ان تین آیات میں پھر اسی مضمون کو دہرایا گیا ہے کہ یہ تمام اشیاء کائنات ابن آدم کے لئے مسخر کر دی گئی ہیں اور اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

حضرات! صرف یہی بات نہیں کہ قرآن کریم نے نظریاتی طور پر ہی تسخیرِ کائنات کا ذکر کر دیا ہے، بلکہ اگر آپ تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے ان پر عمل کر کے دکھلایا۔ انہوں نے علم و سائنس میں کمال ترقی حاصل کی۔ اور تسخیرِ کائنات کی راہیں ہموار کیں۔ اس دور کے اہلِ علم و حکمت مسلمانوں نے اس قدر علم و سائنس میں ترقی کی ہے کہ میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ آج کی تسخیر قمر اسی روشنی کا پرتو ہے جو اسلام نے تسخیرِ کائنات کے لئے دی ہے۔ اسلامی دنیا میں بڑے بڑے سائنسدان پیدا ہوئے جن کے نام یورپ میں اب تک بڑے فخر سے لئے جاتے ہیں۔ علوم کیمیا، الجبرا، نجوم، طب، تاریخ

البوعلی سینا اور ابن رشد

وغیرہ مسلمان حکماء و عقلاء اور علماء نے بے نظیر ترقی کر کے دکھائی یہ روشنی کے بڑے بڑے مینار ہیں۔ عربوں کے علوم سے اہلِ مغرب واقف ہوئے۔ بغیر مسلموں نے برملا تسلیم کیا ہے کہ موجودہ سائنس و حکمت کی داغ بیل مسلمانوں نے ڈالی۔ اس وقت جب مغرب علم و عمل کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا سپین کی یونیورسٹیاں علم و سائنس کا نور پھیلا رہی تھیں۔ اہلِ مغرب نے وہاں سے یہ خوشہ چینی کی ہے اور اسے کمال تک پہنچایا ہے۔ چنانچہ مغرب کی موجودہ سائنسی ترقی مسلمانوں کی مرہون منت ہے۔ یہ ایک حقیقت اور مسلّمہ حقیقت ہے۔

قرآن کریم میں عظیم علمِ غیب کے امور

اس ضمن میں دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا واقعی قرآن کریم نے غیب کی خبریں بتائی ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ سائنس سے متعلق ہوں یا دوسرے امور سے؟ قرآن کریم نے بہت سی اقسام کے امورِ غیب پر مطلع فرمایا۔ مکی سورتوں کو پڑھیے ان میں کس تحدی اور تکرار کے ساتھ دعاوی کئے گئے ہیں۔ ایسے حالات میں جبکہ بے کسی اور بے بسی اور کمزوری و ناتوانی مسلمانوں کے شامل حال تھی شدید ترین اذیتوں کے شکار بنائے گئے۔ وطن سے نکال دیئے جاتے ہیں۔ تمام عرب کی اقوام و افواج مسلمانوں کے کچلنے کے لئے چڑھ آتی ہیں۔ ایسے مجبور و مقہور حالات میں ارشاداتِ الٰہیہ ہوتے ہیں کہ انجام کار ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی ہی کامیاب ہوں گے۔ کیا یہ پیشگوئی مکی آیات میں موجود نہیں کہ سیھزم الجمع ویولّون الدبر۔ قومیں مسلمانوں پر چڑھ چڑھ کر آئیں گی لیکن وہ ہزیمت کھا کر بھاگ جائیں گی تو قرآن کریم نے مسلمانوں کی اور اسلام کی آئندہ تاریخ کی یقینی خبریں دی ہیں۔ جو زمانہ اور حالات نے سچ ثابت کر دکھائیں۔ قرآن کریم کی بے نظیر محافظت اور اس کی تعلیمات کی بے نظیری و بے مثلی کا چیلنج موجود ہے اس کو آج تک کوئی نیا ں نہیں کر سکا۔ اور نہ کوئی اس مجموعہ ہدایت کا پاسنگ بھی لا سکا۔ بلکہ اس بے نظیر کتاب کی صرف ایک سورۃ کی مثال بھی بنا کر نہیں لا سکتا۔ کیا کوئی ایسا محافظت کا وعدہ کر سکتا ہے؟ کوئی کتاب کا مصنف و مؤلف کہہ سکتا ہے کہ اس کی مثل آئندہ کوئی نہیں لا سکے گا؟ یہ امر تو علم غیب سے تعلق رکھتا ہے اور غیب کا علم انسان کو حاصل نہیں۔ اگر کوئی بڑا ہانک بھی دے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ حالات کے تحت پہلی کتب میں تحریف ہو چکی ہے۔

پھر اس کتاب پاک میں اور نوعیت کی پیشگوئیاں ہیں۔ تاریخی قسم کی، علم و سائنس کی نوعیت کی۔

تاریخی اقسام میں تحریف کتب سابقہ، فرعونِ موسیٰ کی لاش کا محفوظ کیا جانا شامل ہیں اور سائنس کے میدان میں ہر مخلوق میں ازواج کا پایا جانا، نئی قسم کی سواریوں کی ایجاد، سیّاروں کا اپنے اپنے محوروں میں گردش کرنا چند ایک مثالیں ہیں جن پر مفصلہ آیات صریح دلالت کر رہی ہیں۔ سبحٰن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون۔ اس آیت میں صراحت سے پیشگوئی کی ہے کہ نہ صرف حیوانات اور نباتات میں ازواج ہیں بلکہ جمادات میں بھی۔ اس کی تصدیق سائنس نے کی جب ایٹم کو مثبت و منفی ذرات ہی کا مرکب بتلایا۔

وخلقنا من مثلہ ما یرکبون، دوسری آیت ہے جس میں یہ پیشگوئی کی کہ موجودہ قسم کی سواریوں یعنی باربرداری کے جانوروں اور کشتیوں کے علاوہ اور قسم کی سواریاں بھی ایجاد کی جانے والی ہیں۔ اس میں جملہ قسم کی بجلی و بھاپ سے چلنے والی تیز رفتار زمینی، آبی اور ہوائی سواریوں کی ایجاد کی صراحت سے پیشگوئی کی گئی ہے۔ جو آج ہمارے سامنے پوری ہو چکی ہے۔ اسی طرح نجوم و سیّاروں کے بارہ میں فرمایا وکل فی فلک یسبحون۔ یہ تمام اجرام فلکی اپنے اپنے دائروں میں تیر رہے ہیں۔ چودہ سو سال قبل کہاں یہ تحقیق ہوئی تھی کہ یہ اجرام متحرک ہیں ساکن نہیں اور اپنے اپنے ادوار میں چکر لگا رہے ہیں۔

میں آپ کو تلاوت کردہ آیات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ان میں صرف زمانہ قرب آغازِ اسلام کی کامیابیوں کی ہی بشارتیں نہیں بلکہ آئندہ بعد کے زمانہ کے متعلق بھی بشارتیں ہیں جس میں اسلام کی کامیابی فتح اور غلبہ کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ فرمایا۔ قل ان ادری اقریبٌ ما توعدون ام یجعل لہٗ ربی امدًا عٰلم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدًا۔ (الجن ۷۲: ۲۶، ۲۷)

یعنی ان سے کہو کہ جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے مَیں نہیں جانتا کہ وہ بات نزدیک ہے یا میرا پروردگار کچھ وقت کے لئے ملتوی رکھے گا۔ وہی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے وہ اپنا غیب کسی پر نہیں ظاہر کرتا سوا اس کے جس کو وہ رسول بنانا پسند کرے۔ تو وہ اس کے آگے اور پیچھے پہرہ لگا دیتا ہے تاکہ رسول کو معلوم ہو جاوے کہ فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے ہیں۔

یہاں کس وضاحت سے نشأۃ ثانیہ کا ذکر ہے چنانچہ اس سورت کے شروع میں بھی فرمایا قل اوحی الیّ انہ استمع نفر من الجن فقالوا

انا سمعنا قرآنا عجبا۔ (۷۲: ۱) یعنی اے رسولؐ! لوگوں سے کہو کہ مجھے علم غیب سے خبر دی گئی ہے کہ جنوں میں سے چند شخصوں نے آکر قرآن سنا پھر جاکر کہا کہ ہم نے عجب قرآن سنا ہے یھدی الی الرشد جو نیک راستہ دکھاتا ہے۔

یہ جن کون ہیں؟ ان کے بارے آگے فرمایا فامنا بہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لاتے ہیں ولن نشرک بربنا احدا۔ وانہ تعلیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا یعنی اپنی قوم کے شرک (عقائد عیسائیت) سے بیزار ہیں ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ اور پروردگار کی عظمت بہت بلند ہے اور شرک کی باتیں ابنیت والوہیت مسیح وغیرہ ہمارے باپ دادوں نے بے وقوفی سے گھڑ لی تھیں۔ قرآن کریم کے اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عیسائی اقوام ہیں جن کو جن کہا گیا ہے۔

سورۃ جن میں عیسائی اقوام کی تسخیر کمال کا ذکر ہے

سورۃ کہف کی آیت ام حسبت ان اصحٰب الکھف والرقیم کانوا من اٰیٰتنا عجبا۔

ان اقوام کا نام اصحاب الکہف والرقیم یعنے اہل غار اور اہل تحریر رکھا گیا ہے جس میں عیسائیت کی پہلی تاریخ رہبانیت اور آخری دور تحریر سے اپنے کو نمایاں کرنے کی خصوصیت کا ذکر ہے۔

اسی طرح انہی اقوام کو یاجوج ماجوج بھی کہا گیا ہے کیونکہ وہاں بھی عیسائیت کا ذکر ہے۔ چنانچہ یہی لوگ جو جن یا دجال ہیں وہ کہتے ہیں وانا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا یعنی ہم نے آسمان کو جا ٹٹولا۔ تو اس کو سخت چوکیداروں اور انگاروں سے بھرا ہوا پایا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے انگریزی تفسیر قرآن میں لمسنا کے معنی Sought the Heaven ہم نے آسمان کو "ٹٹولا" کئے ہیں۔ ایک اور مفسر قرآن نے اس کے معنی کئے ہیں Tapped the Heaven اور ایک اور نے اس کے معنے یوں کئے ہیں pried into space ہم نے خلا کے رازوں کا انکشاف کیا۔ السماء کے دونوں معنی ہیں یعنی خلاء، آسمان اور سیارے ہیں۔

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے لمسنا السماء پر جو تفسیری نوٹ اپنے انگریزی ترجمہ میں دیا ہے وہ قابل غور ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"کہ اس آیت میں موجودہ زمانہ کی سائنسی تحقیقات جو خلاء و سیاروں سے متعلق ہے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔"

چنانچہ فرمایا فوجدنٰھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا۔ ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے پہرے لگے ہوتے ہیں اور انگارے ہیں۔ آپ ان کو منطبق کریں آج کے خلائی تسخیر کے کارناموں پر۔ قرآن کریم میں سماء کے معنی دونوں ہیں (۱) خلاء اور (۲) سیارے۔ قرآن کریم کے الفاظ میں یہ قومیں کہہ رہی ہیں کہ ہم خلا میں جائیں گے۔ ہم سیاروں میں جائیں گے سیاروں میں ہم وہاں کیا پائیں گے انگارے پائیں گے۔

جن لوگوں نے راکٹ۔ خلائی جہازوں کی پرواز کے بارے میں اخبارات و رسائل میں خبریں اور حالات پڑھے ہیں تو انہیں معلوم ہے کہ

خلائی جہاز کا عظیم قوت و رفتار سے پرواز اور اسکا مدار سے خلا میں داخل ہونے پر شہاب ثاقب بننا۔

جب خلائی جہاز ایک مدار سے خلاء میں یا خلا سے مدار میں داخل ہوتا ہے تو اسے بڑی قوت صرف کرنا پڑتی ہے۔ پاکستان ٹائمز میں جو اعداد و شمار اپالو ۱۱ کے بارہ میں شائع ہوئے ہیں وہ ملاحظہ ہوں:۔

(۱)۔ خلائی جہازوں کا وزن تین ہزار آٹھ سو ستر پونڈ یعنی قریباً ۴۸ من تھا۔

(۲)۔ زمین کے مدار میں داخلہ کے وقت اس کی رفتار پچیس ہزار میل فی گھنٹہ تھی۔

(۳) کتنی طاقت سے اس کے انجن چلتے ہیں؟ پانچ لاکھ موٹر کار یا بیانوے ہزار ریلوے انجن کی طاقت سے۔

(۴)۔ اس وزن، اتنی رفتار و طاقت سے چلنے والے خلائی جہاز کا بیرونی درجہ حرارت:۔ پانچ ہزار درجہ فارن ہیٹ یا دو ہزار سات سو ساٹھ سنٹی گریڈ۔ مگر اندرونی درجہ حرارت صرف ۸۰ فارن ہیٹ۔

(۵)۔ اب آپ ایسے سخت تیز رفتار خلائی جہاز کے زمین کے مدار میں داخلہ کے وقت کی حالت کا بیان بھی اسی اخبار کے الفاظ میں پڑھیئے:۔

"جب خلائی جہاز دوبارہ خلاء سے زمین کے مدار میں داخل ہوگا تو وہ ایک شہاب ثاقب ....

کی شکل میں نظر آئے گا۔"

پھر یہ لکھا ہے کہ:۔

"اگر خلائی جہاز خلاء سے زمین کے مدار میں صحیح زاویہ سے نہ آیا تو اس کا نتیجہ تباہی ہوگی کیونکہ اسے دوبارہ صحیح زاویہ پر لانے کے لئے جو عظیم طاقت و قوت درکار ہوگی وہ اسے میسر نہ آئے گی۔"

چنانچہ جب خلائی جہاز زمین پر گرا تو لوگوں نے دیکھا کہ مشعل ایک انگارہ کے ہے۔ جب کوئی چیز ہوا میں سے گذرتی ہے تو ہوائی رگڑ سے گرمی اور حرارت پیدا ہوتی ہے اور اس شدت کی حرارت سے شعلہ اور انگارے پیدا ہوتے ہیں جیسے۔ شہاب ثاقب جو انگاروں کی مانند گرتے ہیں۔

پاکستان ٹائمز کے ان اقتباسات کے علاوہ ۲۵ جولائی کے اخبار مشرق میں جو کیفیات اپالو ۱۱ کی پرواز (مراد واپسی) کے بارہ میں چھپی ہیں، قرآن کریم کی آیات کی صداقت سمجھنے سے قبل انہیں پڑھیئے

"خلائی جہاز اپالو ۱۱۔ آج رات جب مغربی پاکستان کے وقت کے مطابق ۹ بجکر پچاس منٹ پر بحرالکاہل میں جزائر ہوائی کے قریب سمندر میں گرا تو آگ کا گولہ معلوم ہوتا تھا...... اپالو جب زمین کی فضاء میں ۹ بجکر ۳۵ منٹ پر داخل ہوا تو اس کی رفتار ۲۴ ہزار چھ سو میل فی گھنٹہ تھی .... خلاباز اس وقت سات لاکھ اسی ہزار میل کا سفر کرکے زمین پر واپس آرہے ہیں...... فضاء کی رگڑ کے سبب خلائی جہاز آگ کا بڑا گولا دکھائی دے رہا تھا۔ اس وقت اس کے بیرونی حصہ کا درجہ حرارت 5000 درجہ فارن ہیٹ اور اندرونی درجہ حرارت 80 فارن ہیٹ تھا۔ اس شدید گرمی کی وجہ سے ساڑھے تین منٹ تک اپالو کا زمین سے ریڈیائی تعلق ختم رہا...... جونہی اپالو فضا میں داخل ہوتا نظر آیا تو بلا ساختہ ہر ایک نے انگلی اٹھا کر کہا "وہ رہا سرخ گولہ وہ آرہا ہے!!"

قرآن کریم میں بیان کردہ کیفیات کی ہوبہو مطابقت موجودہ انکشافات تسخیر خلاء سے

اب آپ مندرجہ ذیل آیات کو پڑھیئے:۔

فاذا انشقت السماء فکانت وردة کالدھان۔ جب آسمان شق ہو جائے گا تو وہ سرخ چمڑے کی مانند سرخ ہو جائے گا۔ (الرحمٰن ۳۷)

واذا السماء انفطرت۔ جب آسمان پھٹ جائے گا (الانفطار۔ ۱)

واذا السماء کشطت۔ اور جب آسمان (خلاء) کے پردے چاک کر دیئے جائیں گے۔ (التکویر۔ ۱۱)

ان تمام آیات میں آسمانوں کے پھٹ جانے یا ان کے پردے چاک کر دیئے جانے کا ذکر ہے۔

پھر سورۃ الرحمٰن کی آیات ۳۳-۳۴ اور ۳۵ بھی قابل غور ہیں جہاں یہ فرمایا:۔

یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان .... یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران۔

اے جنو اور انسانو! تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں کو عبور نہیں کر سکتے جب تک تمہیں ایسی طاقت میسر نہ آجائے۔

پس جب ایسی طاقت حاصل کر لو گے تو تم انہیں پار کر لو گے..... ایسی حالت میں تم پر آگ کے شعلے اور تانبہ کے انگارے پڑیں گے۔

ان تمام آیات میں آسمانوں کے پھٹ جانے اور آسمانوں (خلاؤں) کو عبور کرنے کا صاف صاف ذکر کیا گیا ہے کہ جن اور انسان تب ہی ایسا کرنے پر قادر ہو سکیں گے جب انہیں اس کے لئے ایسا کرنے کی مناسب و عظیم طاقت حاصل ہوگی۔

اور تیسرا انکشاف ان آیات میں یہ کیا گیا ہے کہ جب آسمانوں کو شق کیا جائے گا تو اس کے نتیجہ میں آگ کے شعلے اور انگارے مثل شہاب ثاقب نمودار ہوں گے۔

خود اسی سورۃ جن میں زیادہ وضاحت سے اس کا بیان یوں کیا گیا ہے۔ کہ یہ جن اقوام کا قول ہے وانا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا۔ یعنی جب ہم نے سیاروں پر پہنچنے کی کوشش کی تو ہم نے دیکھا کہ انکی حفاظت مضبوط پہریداروں اور شعلوں سے کی گئی ہے۔ یہ جن اقوام جیسے کہ سورۃ جن کی ابتدائی آیات سے ثابت ہے آخری زمانہ کی عیسائی اقوام ہیں جو خلاؤں کو چیر کر سیاروں تک پہنچنے کا خود اپنی زبان سے اقرار کر رہے ہیں۔ ان کی مزید نشانیاں یہ ہیں کہ جیسا اوپر اپالو ۱۱ کی پرواز اور واپسی کی کیفیات سے ثابت کیا جا چکا ہے عظیم طاقت زمین کے مدار کو پھاڑنے کے لئے درکار ہے اور جب اسے پھاڑا جائے تو اس کے نتیجہ میں بے اندازہ حرارت و آگ کے شعلے پیدا ہوں گے۔ اور یہی امور قرآنی آیات میں مذکور ہیں۔ اور پھر یہ کہ یہ اقوام قرآن کی ہدایت کو معلوم کرکے حلقہ بگوش اسلام ہونے والی ہیں۔ یہ سب کچھ قرآن کے نزول کے وقت مدینہ کے بعد کے آخری زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں جن پر یہ آیت شاہد ہے قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا۔ یعنی یہ ہمارے اسلام کی کامیابی و فتح کے وعدے زمانہ قریب میں بھی پورے ہونے والے ہیں اور زمانہ بعید میں نشاۃ ثانیہ اسلامیہ کے وقت ان عیسائی اقوام کی قبولیت حق سے بھی متعلق ہیں، جو اقوام عیسائی ہوں گی اور تسخیر خلاء میں کمال کرنے والی ہوں گی۔ یہ باتیں یقیناً علم غیب کی ہیں جو ہم نے سوائے اپنے رسول صلعم کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کیں۔

اب سوال کیا جاتا ہے کہ جب کوئی نہ کوئی عظیم واقعہ رونما ہو جاتا ہے تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو قرآن میں پہلے ہی لکھا ہے اور کوئی نہ کوئی آیت نکال کر اس واقعہ پر منطبق کر دی جاتی ہے۔ کسی واقعہ کے رونما ہونے سے پہلے یہ سب کچھ کیوں نہیں بتایا جاتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ غیب کے امور کے الفاظ کے معنی اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتے جب تک وہ غیب کے امور

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۲)

حضرت عیسٰیؑ اور واقعہ صلیب

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائیوں اور اعجاز نمائیوں پر قربان جائیں کہ بعض اوقات وہ حق و صداقت کی تائید ایسے حلقوں سے کرا دیتا ہے کہ جس کا کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ ہم تقریباً ایک صدی سے پکار رہے ہیں کہ اسلام کے بالمقابل اس دور میں صرف ایک ہی مذہب ہے کہ جس کی پشت پر طاقت، دولت اور حکمرانیاں ہیں۔ اور اس کے کارندے بڑے بڑے فعال اور بڑے وسیع وسائل و ذرائع کے مالک ہیں۔ احمدیت نے عیسائیت کو صرف ان کے دو اصولوں کی تکذیب کر کے چاروں شانے چت گرا دیا ہے۔ ایک اصول یہ ہے کہ مسیح ابن اللہ ہے اور خدا نے آڑے وقت میں نبیوں کی بار بار بعثت کے تجربوں کی ناکامی کے بعد خود اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ جب اس کا بھی انسانیت پر کچھ اثر نہ ہوا تو خدا نے ازراہ ترحم اپنے بیٹے کی قربانی بطور کفارہ پیش کرنے کی تجویز کی اس قربانی کے سوا خدا کے ہاں انسانوں کو نجات دینے کا کوئی طریق باقی نہ رہ گیا تھا۔ اس لئے اس نے مخلوق کے گناہوں کے بارہ میں انصاف کو یوں قائم کیا کہ لوگوں کے گناہوں کے عوض اپنے پیارے بیٹے کو لعنتی موت دے کر مار ڈالا اور رحم کے تقاضے کو یوں پورا کیا کہ اس لعنتی موت کے عوض لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دیا۔

ظاہر ہے کہ یہ دونوں اصول خدا کی شان کے خلاف تھے اور اگر ان کی تکذیب ہو جائے تو عیسائیت کی عمارت دھڑام سے نیچے گر جاتی ہے۔ اس لئے احمدیت نے اس پر بڑا لٹریچر پیدا کیا اور ان اصولوں کی دھجیاں فضائے آسمان میں اڑا کر رکھ دی ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے عیسائیوں کا ایک رسالہ "ہما" ماہ اپریل، مئی، جون کا موجود ہے۔ اس کے صفحہ ۴۶ سے لے کر صفحہ ۵۲ تک ایک مضمون زیر عنوان "حضرت عیسٰیؑ اور واقعہ صلیب" از قلم مولوی چراغ علی مرحوم درج ہے۔ اس مضمون میں حسب ذیل امور ثابت کئے گئے ہیں:۔

۱۔ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔

۲۔ ان کی جگہ کسی اور آدمی کو صلیب نہیں دیا گیا

۳۔ ان کو زندہ مگر بے ہوش حالت میں صلیب سے اتار لیا گیا اور کچھ وقت کے لئے غار میں رکھا گیا اور غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر رکھ دیا گیا۔

۴۔ اسی غار سے ان کو پوشیدہ طور پر کسی اور جگہ منتقل کر دیا گیا۔

۵۔ ازاں بعد وہ معہ اپنی والدہ کے کہیں ہجرت کر گئے اور اپنے وقت پر قدرتی موت کا پیالہ پی کر اپنے مولا سے جا ملے۔

یہی وہ بات ہے جو احمدی جماعت کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آج سے ستر اسی سال پہلے فرمائی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون تحریک احمدیت کے یا تو ابتدائی مراحل میں لکھا گیا ہے۔ یا اس سے ماقبل غالباً آخری تاریخ ہے۔ یہ مضمون سات صفحوں پر پھیلا ہوا ہے۔ مگر بہت دلچسپ اور بڑا پُر از معارف ہے۔ اس کے مصنف مولوی چراغ علی مرحوم ہیں جو سرسید کے رفقاء میں سے تھے اور یہ مضمون سرسید کی زندگی میں ان کے مشہور رسالہ تہذیب الاخلاق میں چھپا تھا جس کے وہ خود مدیر تھے ایسا کیوں ہوا کہ کسی مسلمان مدیر کو ان جواہر ریزوں کو دوبارہ شائع کرنے کی توفیق نہ ملی اور کیوں ایک عیسائی کی اخبار میں تہذیب الاخلاق کی پرانی فائلوں میں سے اس بیش بہا مضمون کو نکال کر عیسائی رسالہ نے عیسائی اور مسلم پبلک کے سامنے پیش کیا یہ ایسے راز ہیں جن کو صرف خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ عیسائی پبلک یقیناً اس سے استفادہ حاصل کرے گی۔ مگر ہمارے عیسٰیؑ پرست علماء کو سخت صدمہ ہو گا کہ مولوی چراغ علی صاحب نے مدفون یثرب صلعم کی طرح مسیح کو بھی زیر زمین دفن شدہ ثابت کر دکھایا ہے حالانکہ وہ لوگ نزول مسیح کی آرزومانی کی انتظار میں آنکھوں کو آسمان کی طرف لگائے بیٹھے ہیں وہ اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور آسمان کی بجائے زمین پر ہی کسی ولی اللہ کے پیکر میں مسیحا کی جھلک دیکھنے کی کوشش کریں۔ یہ مضمون جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں مسیحی رسالہ "ہما" میں بلا کم و کاست شائع ہوا ہے۔ جہاں سے ہم اسے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

کاش ہمارا مسلم پریس بھی سرسید علیہ الرحمۃ کے ساتھی اور جید عالم کے اس مفید اور عالمانہ مضمون سے مستفید ہونے کے لئے یہ عالمانہ مقالہ اپنے صحائف اور جرائد میں شائع کر دے۔ اصل مضمون (ایڈیٹر)

حضرت عیسٰیؑ اور واقعہ صلیب

(۱) وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ۔ (نساء ۲۲۔ آیت ۱۵۶)

ترجمہ: اور یہود نے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسٰیؑ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کیا ہے اور نہ صلیب دے کر مارا ہے لیکن ان کے آگے صورت بن گئی اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شک میں پڑتے ہیں ان کو اس پر یقین نہیں مگر اٹکل پر چلتے ہیں اور اس کو مارا نہیں بلکہ اس کو خدا نے اوپر اٹھا لیا۔

(۲)۔ حضرت عیسٰیؑ نہ تو تلوار سے یا پتھروں سے مار ڈالے گئے اور نہ صلیب پر مارے گئے لیکن ان کے قتل کرنے والوں کو دھوکہ ہو گیا ان سے اصل بات پوشیدہ ہو گئی یا ان کو حضرت عیسٰیؑ کی موت کا تشابہ ہو گیا حالانکہ وہ یقیناً نہیں مرے تھے البتہ وہ تین گھنٹے تک صلیب پر اذیت سے لٹکتے رہے اور پھر اتار لئے گئے صلیب پر مصلوب ہونے سے جلدی کوئی شخص مر نہیں جاتا بلکہ کئی روز تک لٹکنے سے دھوپ کی تپش اور بھوک کی شدت اور زخموں کی تکلیف سے مر جاتا ہے یہ معاملہ حضرت عیسٰیؑ کے ساتھ نہیں ہوا اور جب وہ اتار کے ایک قبر میں رکھے گئے تو ان کو کہ وہ ابھی زندہ مگر غشی میں تھے بعض مخلص مومنان شب کو مقبرہ سے نکال کر کے گھر میں کہیں پوشیدہ لے گئے اور پھر حضرت عیسٰیؑ بعضے حواریوں کو زندہ نظر آئے مگر یہود کی عداوت اور رومیوں کے اندیشہ سے کہیں دیہات میں اپنے قرابت داروں کے ساتھ رہتے تھے پھر خدا نے ان کو اٹھا لیا یعنی اپنی طبعی موت سے مر گئے اور خدا کے پاس چلے گئے اور اس کے داہنے ہاتھ جگہ پائی یہ دونوں باتیں مجازاً اور فضیلتاً کہی جاتی ہیں جو لوگ سمجھتے تھے ان کو مار ڈالا قرآن مجید ان کو جھٹلاتا ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ان کی صورت کا ایک دوسرا آدمی پکڑا گیا ان کو بھی قرآن مجید جھٹلاتا ہے۔ کہتا ہے کہ ان کو علم تو ہی نہیں ہے اٹکل پر چلتے ہیں اور پھر اصلی حقیقت بتلاتا ہے کہ اصل بات ایسی چھپ گئی یا پوشیدہ کی گئی۔

(۳) اب ہم انہیں مقدمات کو مفصل اور مدلل بیان کرتے ہیں۔

یہودیوں کی بے ایمانی اور سخت مکاری اور شدید ریاکاری سے حضرت عیسٰیؑ ابن مریم رسول اللہ پر اضلال کا اتہام لگایا گیا اور تکفیر کا فتویٰ دیا گیا ٹھیک ٹھیک جیسا کہ اس زمانہ میں یہود ھذہ الامۃ کر رہے ہیں وہ حضرت عیسٰیؑ کو مضل کہتے تھے (متی ۲۷/۶۴ یوحنا ۷/۱۲)

(ب) ایسے شخص کی سزا یہود کی شریعت میں سنگساری سے قتل کرنے کی تھی (کتاب احبار ۲۴/۱۴ و مابعد کتاب استثنا ۱۳/۵ و مابعد)

(۴)۔ مگر حضرت عیسٰیؑ پر کچھ صرف مذہبی جرم ہی قائم نہیں ہوا تھا بلکہ بے ایمان یہودیوں نے ان پر بغاوت کا جرم بھی ضمیمہ کر دیا تھا تاکہ حکام وقت کو ان کی سزا پر توجہ ہو یہی وجہ تھی کہ پلاطس نے حکم دیا ورنہ وہ یہود کے مذہبی الزامات کی کچھ پرواہ نہ کرتا اور اس لئے وہ سنگسار نہیں کئے گئے جو کہ یہود کی شرعی سزا تھی بلکہ صلیب پر چڑھا کے مار ڈالنے کی تجویز ہوئی کیونکہ یہ رومیوں کی سزا تھی۔

(۵) یہود کے کاہنوں نے جو موت کا فتویٰ دیا تھا وہ بغیر رومی گورنر کی منظوری کے نافذ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے ضروری ہوا کہ پلاطس کے دربار میں حضرت عیسٰیؑ کو لے جاویں۔ اس حاکم نے تحقیقات کے بعد حکم دیا کہ میں اس شخص پر جرم کوئی نہیں پاتا مگر یہود نے پھر غل مچوایا (یہود وہاں حاضر نہ تھے۔ یوحنا ۱۸/۲۸) اور آخر کو اس حاکم کے دل میں یہ بات آئی کہ حضرت عیسٰیؑ مجرم سہی مگر عید فصح کے روز ایک مجرم چھوڑ دیا جاتا ہے اس لئے اس نے یہود سے کہا کہ تمہاری عادت کے موافق میں ان کو چھوڑ دیتا ہوں تب پھر یہودی چلائے اور سب حاضرین سے کہلوایا کہ یسوع بار بار چھوڑ دیا جائے اتفاق سے اس مجرم کا نام بھی یسوع تھا اور بار بار لقب تھا (دیکھو رینان کی تاریخ مسیح باب ۲۴ صفحہ ۲۷۹ ۱۸۶۵ء)

(۶) بالآخر حضرت عیسٰیؑ کو مقام جلجہ میں لا کر صلیب سے باندھا صلیب دو لکڑیوں سے جو باہم منقطع ہوں بنی ہوتی ہے اور مصلوب کے دونوں ہاتھوں میں سلاخیں ٹھوک دیتے تھے اور پیروں میں بھی میخیں ٹھوکتے تھے یا کبھی کبھی ہاتھ اور پیر رسی سے باندھ دیتے تھے (ہارن کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۱۵۷) اور جو لکڑی

حضرت عیسٰیؑ کو صلیب پر پیاس کی شدت میں سرکہ ایک اسفنج کے ذریعہ سے پلایا گیا تھا (متی ۲۷/۴۸ مرقس ۱۵/۳۶ لوقا ۲۳/۳۶ یوحنا ۱۹/۲۸-۳۰) (وہی سپاہیوں کے پاس ہر موقعہ میں یہ شربت سرکہ کا ہمیشہ ساتھ رہتا تھا دیکھو تصنیفات اسپارٹانوس اور ولکا ظرین غلکاوس اور یہ رومی پیسہ کا نہایت صحت بخش اور مفید ہوتا تھا۔ چنانچہ اکثر مگنز علم سفر رسالہ حیات کے بیان میں اس کی تصریح کی ہے۔ اس شربت سے حضرت عیسٰیؑ کو بہت کچھ تسکین ہو گئی تھی۔

وللرحمان الطاف خفیہ۔

عمودی شکل کی ہوتی تھی اس کے بیچ میں ایک لکڑی لگی رہتی تھی جو مصلوب کے بیٹھنے کی جگہ بن جاتی تھی ورنہ ابتر اس کے مصلوب کا دھڑ نیچے کو لٹک آتا اور میخوں سے ہاتھ نکل جاتے (یہ بات شیخ آرینوس جو پہلی صدی میں تھا اور جسٹن دوسری صدی میں تھا ان کے کلام سے معلوم ہوتی تھی (ارنسٹ رینان باب ۲۵ ص ۲۸۷) حضرت عیسٰیؑ کو بھی یہ سب اذیتیں اٹھانی پڑیں مگر یہ بات صاف طور سے معلوم نہیں ہوتی کہ ان کے پیر چھید سے گئے تھے یا باندھے گئے کیونکہ بعد واقعہ صلیب جب حضرت عیسٰیؑ بعض عیسائیوں سے ملے تو لوک کی روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ اور پاؤں نشان کے لئے دکھلائے لوک ۲۴/۹–۲ مگر یوحنا کی روایت میں ہے (۲۰/۲۷) کہ ہاتھ دکھلائے لوک نے بچشم خود نہ دیکھا ہوگا اور یوحنا نے شاید دیکھا ہو؟

(۷) مصائب کے لئے جہاں اور سختیاں تھیں وہاں ایک بڑی مصیبت یہ بھی تھی کہ وہ ہمارے زمانے کی پھانسی کی طرح فوراً یا جلد نہیں مر جاتا تھا بلکہ تین چار دن تک اس پر لٹکتے رہتے میں بھوک کی شدت پیاس کی سختی زخموں کی تکلیف اور دھوپ کی تپش سے مرتا تھا اور جو کوئی قوی مزاج کا آدمی ہوتا تھا وہ صرف فاقوں کا مارا مرتا تھا یہ بات کہ صلیب پر تین یا چار دن تک موت نہیں آتی پطرونیوس کی شہادت سے کتاب سٹیری کان ۱۱۱ وغیرہ) جو پہلی صدی عیسوی میں قیصر شہنشاہ روم کا دوست تھا اور شیخ ازیبیوس کی شہادت سے (تفسیر انجیل متی مطبوعہ کوسیکار ص ۹۳ وغیرہ) جو تیسری صدی عیسوی میں مستند اور معتمد بزرگ گزرا ہے ثابت ہے کہ دیکھو ارنسٹ رینان کا تذکرہ مسیح ص ۲۹۰) اور قوی مزاج آدمی کا صرف بھوک کے صدموں سے مرنا یوسی بیس پمفلی (جو قیصریہ میں اسقف اور تیسری چوتھی صدی میں تھا) کی تاریخ کلیسیا سے ثابت ہے (ایضاً ص ۲۹۱) اس لئے جب پلاطس نے یوسف سے حضرت عیسٰیؑ کے دفن کئے جانے کی اجازت مانگی تو وہ بہت متعجب ہوئے کہ ایسے جلد ہی مر گئے (مرقس ۱۵/۴۴) ڈاکٹر ای کلارک نے تفسیر انجیل متی ۲۷/۵۵ میں لکھا ہے کہ ایسی کئی ایک مثالیں ہیں کہ شخص مصلوب ایسی شدت کے عذاب میں کئی دن تک زندہ رہا ہے۔ (دیکھو ان کی تفسیر جلد ۳ صفحہ ۱۵۷ سنہ ۱۸۲۸ء)

(۸) حضرت عیسٰیؑ کے شاگرد تو سب بھاگ گئے تھے اور صلیب کے وقت کوئی حاضر ماجرا نہ تھا دور کھڑی ہوئی کچھ عورتیں اور جو لوگ حضرت عیسٰی کو جانتے تھے دیکھ رہے تھے (متی ۲۷/۵۵ و ۵۶ مرقس ۱۵/۴۰ و ۴۱ لوقا ۲۳/۴۹) مگر یوحنا کی انجیل میں ہے ۱۹/۲۵ کہ وہ صلیب کے پاس کھڑے تھے مگر کتنے ہی پاس ہوں گے تب بھی دشمنوں کے خوف اور سپاہیوں کے اہتمام کی وجہ سے دور فرد ہوں گے یوحنا نے آپ کو پاس بتلایا صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے حضرت عیسٰی کی بات سن لی۔

(۹) صلیب والا دن عید فصح کا دن تھا دوپہر کے وقت یہ واقعہ صلیب پیش آیا اور اب تھوڑی دیر کے بعد سبت شروع ہونے کو تھا اور سبت بھی کیسا کہ معمولی طور کا نہیں بلکہ ایک خاص طور کا کہ جس میں ان کو بڑا اہتمام اور مذہبی احترام تھا۔ اور یہ بھی یہود کی شریعت میں حکم تھا کہ شخص مقتول (مرجوم) یا مصلوب کی لاش اسی دن دفن کی جائے (کتاب استثناء ۲۱/۲۲ و ۲۳ و یوشع ۸/۲۹ و ۱۰/۲۶) و تاریخ یوسیفس مؤرخ یہود کتاب ۴ و ۵ کتاب احادیث یہود یعنی مشناد سنہدریم ۶/۲۲) مگر یہود کے ہاں یہ دستور تھا کہ پہلے سنگسار کر کے مار ڈالتے تھے تب صلیب پر لٹکاتے اور اب جب سے کہ ان کی حکومت جاتی رہی۔ اور رومیوں کا قانون جاری ہوا سنگساری کی رسم موقوف ہو گئی تو اب یہود کے حساب سے شخص مصلوب مرے یا نہ مرے مگر اسی دن اس کو صلیب سے اتارنا چاہئے پس ان وجوہ سے یہودیوں نے نہ تو کچھ معاملہ صلیب کا اہتمام کیا بلکہ نہایت جلدی چاہی اور نہ بعد صلیب حضرت عیسٰیؑ کو صلیب سے متعلق رہنے دیا بلکہ حکام رومیہ سے درخواست کی کہ حضرت عیسٰیؑ کی ٹانگیں توڑوانا بھی قتل کی غرض سے تھا کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ مطلق صلیب پر لٹکانے سے کوئی مصلوب مرتا نہیں الا حضرت عیسٰیؑ کی ٹانگیں نہیں توڑی گئیں کیونکہ وہ تو ضعف یا غشی کے باعث مردہ معلوم ہوتے تھے اور اسی پر اشارہ ہے شبہ لہم (نساء - ۱۵۶) میں۔

فلو یہودی فیلسوف اسکندری سنہ ۲۰ قبل مسیح تا سنہ ۰۰ نے اپنی کتاب فلیقم (۱۰) میں لکھا ہے کہ یہود نے درخواست کی تھی کہ ہمارا مقدس سبت اس ناپاک لاش کے رہنے سے خراب نہ ہو۔

پس ان وجوہ سے بہت جلد حضرت عیسٰیؑ کو صلیب پر سے بظاہر مردہ و باطن زندہ اتار لیا گیا۔

(۱۰) مگر اسی کے متعلق ایک واقعہ اور بھی گزرا کہ جب رومیوں نے ان اور دو شخصوں کی جو حضرت عیسٰیؑ کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے ٹانگیں توڑ دیں اور حضرت عیسٰیؑ کی ٹانگیں نہیں توڑیں تو ایک نے برچھی سے حضرت عیسٰیؑ کے پہلو میں ذرا چھید دیا شاید یہ صرف اس غرض سے کہ اگر جان باقی ہوگا تو وہ متاذی ہو کر کوئی حرکت مذبوحی کریں گے اس زخم سے خون اور پانی جاری ہوا یہ بات صرف یوحنا کی انجیل میں ہے جو حضرت عیسٰیؑ کے بعد ہوں یا قریب ہوں گے مگر خون کا نکلنا بے شک ان کی زندگی کی دلیل ہے کیونکہ مردے جسم سے زخم یا نشتر دینے سے نہ خون نکلتا ہے نہ پانی پس اس وقت حضرت عیسٰیؑ زندہ تھے اور اسی وقت اتار لئے گئے سب کام نہایت عجلت میں ہوا۔ یوسف جو ایک ذی عزت مالدار اور کونسل سنہدریم کا ممبر تھا اس نے لاش مانگ لی جو اس کے حوالہ کر دی گئی اس نے اور ایک اور مرد مومن نے دفن کا سامان کیا اور سب لوگ چلے گئے۔

برچھی سے چھیدنے کا مضمون (یوحنا ۱۹/۳۴ تا ۳۷) گو ہمارے خلاف نہیں مگر ہم کو اس پر بہت شبہ گذرا ہے اور انجیل نویس متی مرقس لوقا اس بات کا بیان نہیں کرتے حالانکہ ایک امر عظیم اور ضروری تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں عیسائیوں نے صرف بعض پیشگوئیوں کو (زبور ۳۴/۲۰ ذکریا ۱۲/۱۰) جمانے کے لئے یہ بات اپنی طرف سے بنا کر روایت میں شامل کر دی ہے جبکہ باوجود اجازت اور حکم کے بھی ان کی ٹانگیں نہیں توڑی گئیں تو یہ امر خلاف قیاس ہے کہ کسی ایک سپاہی نے ایسی جرأت کی کہ برچھی سے ان کو چھید دیا گیا ہو۔

عیسائیوں نے یہ بات کہی ہے کہ وہ برچھی حوالی قلب میں جا لگی اور وہاں سے رقیق سفید رنگ کا مادہ نکلا مگر حوالی قلب کے زخمی ہونے پر اس کا مادہ اندر ہی کی طرف کو نکلتا ہے اور اسفل کی جانب بہہ جاتا ہے نہ کہ فوارہ کی طرح باہر کو سیدھے سامنے کو پچکاری کی طرح جوش مارتا نکلتا اور تعجب کہ جیتے میں پانی اور خون الگ الگ رہے۔

(۱۱) رومیوں کے دستور کے مطابق ضرور تھا کہ مصلوب کی لاش صلیب پر لٹکی رہے اور چڑیوں کا شکار ہو جائے یہی دستور اہل مصر کا بھی تھا دیکھو قرآن سورۃ یوسف و اما الآخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ (۱۳ اج ۵ ع۔) رومیوں کے اس دستور کی سند ہورلیس لاطینی شاعر کے خطوط (جو حضرت عیسٰیؑ سے قبل پہلی صدی میں تھا) جو پہلی صدی ع) لوکن (رومی شاعر پہلی صدی ع) پلاطوس شاعر دو صدی قبل ع) پلینی (پہلی صدی) پلوطارس فیلسوف (پہلی اور دوسری صدی) پیطرونیس (پہلی صدی) کے کلام سے ثابت ہوا برخلاف اس کے حضرت عیسٰی اسی روز صلیب پر صرف ۲ یا ۳ گھنٹہ رہنے پر یوسف کے حوالہ کر دیئے گئے۔

دفن کرنے والوں نے بھی بڑی عجلت کی اور کامل طور سے انہیں دفن نہیں کیا گیا انہوں نے ایک لحد میں حضرت عیسٰیؑ کو رکھ کر دروازے پر ایک چٹان یا پتھر کی سل رکھ دی تھی تاکہ پرسوں کو عطریات لا کر قبر میں رکھیں گے اور کل سبت کو تو کچھ ہو نہیں سکے گا۔

اور وہ عورتیں جو صلیب کے وقت دور سے کھڑی دیکھتی تھیں اس وقت پاس سے حضرت عیسٰی کی لاش کا موقعہ خوب دیکھ گئیں (لوقا ۲۳/۵۵) اور اب سب لوگ چلے گئے نہ وہ دشمن خونخوار یہودی رہے اور نہ وہ رومیوں کا گارڈ رہا کیونکہ یہ تو ہفتہ کے دن یہود کو سوجھی کہ مبادا ان کی لاش کو ان کے شاگرد چرا لے جائیں تب انہوں نے پلاطس سے ایک گارڈ مانگا کہ وہ پہرہ بٹھا دے اس نے کہا کہ تمہارے پاس سپاہی ہیں ان کو بھیج دو۔ اب دوسرے روز وہ احمق پہرہ بٹھانے گئے (متی ۲۷/۶۲ تا ۶۶)

(۱۳) اتوار کو صبح کے وقت وہی عورتیں قبر پر آئیں اور پتھر کو ہٹا ہوا دیکھا اور حضرت عیسٰی کو وہاں نہ پایا اور اس وقت ایک یا دو شخص جو حاکم کے فرستادے یعنی فوج کے پیادے تھے (یعنی انجیل کے ترجموں میں ان کو فرشتہ بنا دیا ہے) انہوں نے کہا کہ تم زندوں کو مُردوں میں ڈھونڈتے ہو اب یہاں پر بہت سی مختلف روایتیں ہیں جو متی باب ۲۸ مرقس باب ۱۶ لوقا باب ۲۴ یوحنا باب ۲۰ میں لکھی ہوئی ہیں ان عورتوں نے پطرس اور یوحنا اور حواریوں کو خبر کی اور مشہور ہو گیا کہ وہ جی اٹھے۔

(۱۴) واقعہ صلیب کے بعد تین دفعہ حضرت عیسٰی زندہ مگر مجروح اپنے حواریوں کو نظر آئے جن کی تفصیل یوحنا کی انجیل کے بیسویں اور اکیسویں باب میں ہے مگر مجدلینی کو حضرت عیسٰیؑ کا نظر آنا غلط ہے اس عورت کے قول کا کچھ اعتبار نہیں وہ فطرت سے ضعیف العقل تھی اس کو سات جن لپٹے ہوئے تھے (لوقا ۸/۲) یونانی زبان میں اس محاورہ سے مراد یہ ہے کہ وہ مجنون تھی اور خود اس کو شبہ تھا بلکہ اس نے اس شخص کو باغ کا چوکیدار سمجھا اور درحقیقت ایسا ہی تھا مگر اس کے ذہن میں اور خیال میں حضرت عیسٰیؑ بسے ہوئے تھے اس نے بعد میں یقین

کرلیا کہ وہ حضرت عیسےٰ ہی تھے۔

(۱۵) اسی زمانہ میں حضرت عیسےٰ کی موت کی نسبت بہت سے شبہے پیدا ہوگئے تھے پلاطس نے جب اس سے دفن کی اجازت مانگی تو تعجب کیا اپنے سپاہی سے جو صلیب کے اہتمام میں تھا پوچھا کیا وہ مر گئے (مرقس ۱۵ باب ۴۴) اور بعض عیسائیوں کو یہ بات کھٹکتی تھی کہ ایسی جلدی مرجانا خلاف عادت تھا صلیب پر آدمی چار چار روز تک نہیں مرتے اس لئے انہوں نے حضرت عیسےٰ کے جلدی مرجانے کو بھی ایک معجزہ قرار دیا اور جی اٹھنے کو بھی ایک معجزہ قرار دیا!!! اور کجبوس نے (جو تیسری صدی عیسوی کے مشائخ میں سے تھے) تفسیر انجیل متی میں ایسی دفعی موت کو ایک معجزہ قرار دیا۔ کئی مثالیں اس قسم کی معلوم ہوتی ہیں اشخاص مصلوب کو موقع سے اتار کر مجرب دواؤں سے معالجہ کیا اور وہ زندہ رہے۔

چنانچہ ہیرو ڈوٹس مورخ رومی اپنی تاریخ کی کتاب ۷ باب ۱۹۴ میں لکھتا ہے کہ سنڈوکیس جو کہ صوبہ ایولیس کے شہر کیمی میں حاکم تھا جبکہ وہ بادشاہی قاضیوں میں سے ایک قاضی تھا تو اس کو دارا بادشاہ نے رشوت ستانی میں مصلوب کر دیا تھا مگر درآنحالیکہ وہ صلیب پر لٹکا ہوا تھا دارا کو خیال آیا کہ سنڈوکیس کی عمدہ خدمتیں بہ نسبت اس امر کے جرم کے زیادہ ہیں اور کہا کہ میں نے جلدی میں حکم دے دیا اور اسی وقت حکم دیا کہ اس کو صلیب پر سے اتار کر رہا کر دیں سنڈوکیس اس طرح دارا کے ہاتھ سے موت سے بچ رہا۔ اور یوسیفس یہودی مؤرخ نے جو پہلی صدی عیسوی میں تھا اپنی سوانح عمری کی دفعہ ۷۵ میں لکھا ہے کہ مجھے بادشاہ طیطوس قیصر نے ہزار سوار لے کر بالوس کے ساتھ موضع تقوا آکے دیکھنے کو بھیجا کہ وہ جگہ فوج کے قیام کے لئے مناسب ہے یا نہیں جب میں وہاں سے پلٹ کر آیا ان میں سے تین آدمی میرے پہلے ملاقاتی نکلے۔ اس بات سے میں بہت رنجیدہ ہوا اور آبدیدہ ہو کر بادشاہ کے پاس جا کر عرض معروض کی بادشاہ نے فوراً حکم دیا کہ وہ مصلوب اتار لئے جائیں اور ان کا معالجہ کیا جائے تاکہ وہ بچ جائیں ان میں سے دو آدمی طبیبوں کے زیر علاج مر گئے تیسرا شخص بچ رہا۔

بڑے سے بڑا قرینہ ان کی یقینی موت کا یہی ہو سکتا ہے کہ یہود جو شدت سے دشمن تھے اور یہ سب کچھ انہوں نے کیا وہ کیونکر بغیر قطعی اور یقینی قتل کئے باز آ گئے ہوں گے یا انہوں نے کوئی دقیقہ اٹھا رکھا ہوگا مگر معلوم ہے کہ یہود کو اس دن بہت تردد تھا کہ ان کے یہاں روز عید فصح تھا اور اس کے تھوڑی دیر بعد سبت شروع ہونے کو تھا اور ان کو خود اس دن کسی فعل کے مباشر ہونے کی ممانعت تھی تو وہ شاید صلیب گاہ پر بھی حاضر نہ تھے کیونکہ وہ اس مذہبی ممانعت سے کہ عید فصح کے دن کوئی کام نہ کرنا چاہیئے (کتاب خروج ۱۲ باب ۱۶، لیویان ۲۳ باب ۷) وہ لوگ پلاطس کے ایوان عدالت میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے اور عید کے باعث سے قربانیوں اور فطیری روٹیوں کی فکر میں تھی۔

پس وہ تو ان شغلوں اور مذہبی ارشادوں اور شرعی مانعوں کی وجہ سے اس میں کچھ اہتمام نہ کر سکے۔

(۱۶) کئی ایک قدیم فرقے عیسائی مذہب کے اس بات کے معتقد تھے کہ حضرت عیسےٰ قتل نہیں ہوئے باسالیدیان اور سرن تھیان اور کور پوکری تیان وغیرہ عیسائی قدیم فرقے کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ کی جگہ شمعون قرینی صلیب دیا گیا اور فوطیس نے (بطریق قسطنطنیہ نویں صدی) لکھا ہے کہ کتاب سیر الحواریین جس میں پطرس یوحنا اندریاس توما اور پولوس کے حالات لکھے ہیں لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ مصلوب نہیں ہوئے ہیں بلکہ ان کی جگہ کوئی اور مصلوب ہوا ہے اور برنباس کی انجیل میں لکھا ہے کہ یہودا اسکریوطی ان کی جگہ کوئی اور مصلوب ہوا ہے اور یہود کو یہ دعوےٰ تھا کہ ہم نے یقیناً سنگسار کر کے مصلوب کر دیا مگر ان سب کے خیالات درست نہیں تھے اور قرآن نے انکی تکذیب کی ہے۔ چنانچہ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔

پس جبکہ ایک طرف حضرت عیسےٰ کی موت ثابت نہیں ہوتی اور دوسری طرف ان کی لاش کا قبر سے بہت جلد غائب ہو جانا ثابت ہے تو اب کوئی اور احتمال نہیں ہو سکتا مگر یہی کہ وہ قبر میں زندہ رکھے گئے اور زندہ چلے گئے ظن غالب ہے کہ اسی یوسف اور نقیدیموس نے اس باب میں کوشش کی ہوگی کیونکہ ان لوگوں کو یہ بات خوب ظاہر تھی کہ حضرت عیسیٰ پر موت طاری نہیں ہوئی کیونکہ ایسی موت بالکل خلاف عادت تھی انہوں نے اپنی رسم کے موافق حضرت عیسیٰ کو نہلایا بھی نہ تھا انہوں نے اپنی رسم کے موافق حضرت عیسیٰ کو نہلایا بھی نہ تھا حالانکہ رومیوں اور یہودیوں اور مصریوں میں مردے کو نہلانے کی عام رسم تھی اور وہ جانتے تھے کہ وہ فوت نہیں ہوئے اور ان کو نکال لاتے میں ایک معصوم نبی اور اولوالعزم رسول کی جان بچائی ہے اور وہ دونوں اس میں کامیاب ہوئے وعلی اللہ اجرھم۔

(۱۸) قرآن میں حضرت عیسےٰ کے مصلوب ہونے کے باب میں جو مضمون ہے اس کو ہمیشہ عیسائیوں نے یہ سمجھا کہ وہ انہیں فرقوں سے لیا گیا ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی جگہ کوئی دوسرا آدمی مصلوب ہوا اور وہ الزام لگاتے ہیں کہ قرآن واقعی حقائق یعنی تاریخی واقعات کے خلاف ہے مگر اعتراض بیجا ہے۔ قرآن خود بتلاتا ہے کہ لوگ اس باب میں مختلف ہیں یعنی کوئی کہتا ہے کہ حضرت عیسےٰ یقیناً صلیب پر مرے اور کوئی کہتا ہے کہ ان کی جگہ دوسرا آدمی مارا گیا۔ پھر کوئی کہتا ہے کہ وہ شخص یوسف تھا اور کوئی کہتا ہے کہ یہودا تھا۔ ان سب کی نسبت قرآن کہتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔

پس قرآن نے تاریخی واقعات کو بھی ثابت رکھا اور سچی حقیقت بھی بیان کر دی ہے۔

۱۹۔ اب ہم ان مقدمات کے بعد قرآن کی اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ۔

دو طرح سے آدمیوں کو مار ڈالنے کا دستور تھا ایک صلیب پر لٹکا رہنے دینے سے یہ سنگین جرائم کے مرتکبوں اور غلاموں کو دی جاتی تھی جو تین چار روز صلیب پر لٹکے ہوئے بھوک پیاس کی شدت اور زخموں کے درد اور دھوپ کی تپش اور دوران خون کی سوء مزاجی سے مر جاتے تھے اور دوسری قسم دفعتاً جان سے مار ڈالنے کی تھی اور وہ دو طرح سے تھی (۱) سنگسار کرنا (۲) تلوار سے قتل کرنا۔ اس لئے قرآن مجید میں دونوں قسموں کی موت سے انکار ہوا ہے کہ نہ تو حضرت عیسےٰ کو پتھراؤ کر کے یا تلوار سے مارا اور نہ صلیب پر چڑھا کے مارا۔ یہ بات یاد رہنی چاہیئے کہ یہود کا ایسا بیان ہے کہ پہلے حضرت حضرت عیسیٰ سنگسار کئے گئے چنانچہ یہود کی کتاب مشنا اور تالمود بابل سنہدریم کے بیان میں ایسا ہی لکھا ہے (دیکھو ادنبسط ربیان کا تذکرہ مسیح باب ۲۵ صفحہ ۲۸۴) اور عیسائیوں کا بیان ہے کہ وہ صلیب پر مارے گئے اس لئے اس لئے قرآن میں ان دونوں باتوں پر اشارہ ہے مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ۔ یعنی نہ قتل بذریعہ سنگساری ہوا اور نہ قتل بذریعہ صلیب ہوا نہ یہ کہ وہ مطلق صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے کیونکہ مطلق صلیب کی نفی کچھ مفید نہیں ہے کیونکہ صلیب پر ہاتھوں میں میخ ٹھوکنے اور پیر باندھنے اور پھر تین گھنٹے بعد اتار لینا مار ڈالنے کو کافی ہے بلکہ تصلیب کی نفی سے صلیبی موت کی نفی مراد ہے۔

(۲۰) وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ مگر صورت بنالی گئی ان کے لئے یعنی موت کی صورت بنا دی گئی اس لئے کہ حضرت عیسےٰ ان لوگوں کو جو صلیب کا اہتمام کر رہے تھے مردہ نظر آئے کیونکہ وہ تمام شب کے جاگنے اور صدمات کی برداشت اور میخوں کی اذیت سے غشی یا بے ہوشی میں آگئے تھے اس لئے انہوں نے سمجھا کہ یہ مر گئے مگر چونکہ اس وقت موسم اچھا تھا یعنی ابر چھا رہا ہے متی ۲۷ باب ۴۵ مارق ۱۵ باب ۳۳ لوقا ۲۳ باب ۴۴) یعنی دھوپ کی تکلیف نہ تھی اور پھر وہ جلد ہی اتار لئے گئے تھے اس وجہ سے زیادہ صدمہ نہیں پہنچا۔

(۲۱) حشویہ اور عامہ مفسرین نے اس جملہ کی تفسیر میں یہ معنی لگائے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کی صورت ایک اور شخص پر القاء کی گئی یہ محض ایک سفسطہ ہے ورنہ ہم ان مخاطبوں یا مخالفوں کو ایسا ہی سمجھ سکتے ہیں کہ جب ہم ان میں ایک شخص مخصوص کو دیکھیں اور وہ دراصل وہ نہ ہو بلکہ کسی اور کی صورت اس پر القاء کی ہو اور اس سے تو معاملات پر سے بھی اعتبار جاتا رہتا ہے اور نکاح و طلاق پر وثوق نہیں رہتا اگر ہم شبہ کو مسیح کی طرف مسند کرتے ہیں جیسا کہ عامہ مفسرین کرتے ہیں تو یہ غلط ہے کیونکہ وہ مشبہ بہ ہیں نہ کہ مشبہ۔ اور اگر اس خیالی اور غیر واقعی شخص کی طرف مقتول ہوا بتلاتے ہیں مسند کرتے ہیں تو اس کا کچھ ذکر قرآن میں نہیں ہے۔

(۲۲)۔ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔

اور جو لوگ یعنی ان کی صلیبی موت کی نسبت کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑتے ہیں اور کچھ نہیں ان کو اس کی خبر مگر اٹکل پر چلنا۔ ہم نے دفعہ ۱۴ میں بیان کیا ہے کہ یہ اختلاف کیا تھا یعنی ایک تو یہود کا قول کہ ہم نے قتل کیا دوسرے عام عیسائیوں کا عقیدہ کہ وہ قتل ہوئے تیسرے فرقہ باسالیدیان اور سرن تھیان کا قول کہ ان کی جگہ یوسف شمعون قتل ہوئے چوتھے فرقہ کا قول کہ ان کی جگہ

(باقی رسالہ کالم ۳-۴)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ

غیر قرآنی وحی کی چند مزید مثالیں

(۴)

بارھویں حدیث

حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ جبریل نے آنے کا وعدہ کیا اور نہ آئے۔ آنے پر بتلایا فقال انا لن ندخل بیتاً فیہ صورۃ و کلب اب اس وحی کا قرآن میں قطعاً کوئی ذکر نہیں ایسی وحی کا میں اُمت کو بھی ہو سکتی ہے۔

۱۳ویں حدیث

غیر انبیاء کو بھی اس قسم کی وحی ہوتی رہتی ہے اس کا ذکر قرآن میں تو ہے ہی لیکن حدیث بخاری میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ حضرت ہاجرہ کو جب حضرت ابراہیمؑ چھوڑ کر چلے گئے تو ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے کہا آپ اس بات کا خیال بھی نہ کریں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ضائع کر دے گا۔ یہاں اللہ تعالےٰ کا گھر ہے جسے آپ کا یہ فرزند اور اس کا باپ تعمیر کرے گا اور اللہ تعالےٰ یہاں کے رہنے والوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ پھر حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ہاجرہ جب اپنے بچے کو پیاس سے بلبلاتے ہوئے دیکھ کر سخت پریشان تھیں تو ایک آواز ان کو سنائی دی تو انہوں نے اس آواز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تیرے پاس ہمارے لئے کوئی خیر ہے تو ہماری مدد کر۔ پس کیا دیکھتی ہیں کہ جبریل ظاہر ہوئے اور زمین پر ایڑی مارتے ہوئے کہا کہ اس طرح زمین پر ایڑی مارو۔ اس کے نتیجہ میں زمین سے پانی پھوٹ پڑا۔

پس اس قسم کی وحی ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے غیر انبیاء کو بھی ہوتی رہتی ہے۔ پس مسیح موعودؑ کی اس قسم کی وحی کو محل اعتراض بنانا خود خدا کی سنت سے ناواقفیت کا ثبوت دینا ہے۔

۱۴ویں حدیث

<u>خدا کے نبی حضرت ایوب کو غیر تشریعی وحی۔</u>

حدیث میں ہے کہ حضرت ایوبؑ ایک دفعہ کسی جگہ ننگے ہی غسل فرما رہے تھے کہ آپ پر سونے کی مکڑیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ انہوں نے ان کو اپنے کپڑوں میں اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ اس پر خدا تعالےٰ نے انہیں آواز دیتے ہوئے کہا اے ایوب کیا میں نے تمہیں ان سے جو تو جمع کر رہا ہے غنی نہیں کیا تھا

انہوں نے کہا ہاں اے میرے رب لیکن تیری برکتوں سے میں کب لاپرواہ ہو سکتا ہوں۔

کیا ایسی وحی غیر اللہ کو اگر ہو جائے تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہے۔

۱۵ویں حدیث

حضرت موسیٰؑ کو خدا نے بذریعہ وحی بتلایا کہ خضر میرا بندہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ پھر اس تک پہنچنے کے لئے حوت کو بطور نشانی قرار دیا اور کہا کہ جہاں یہ مچھلی گم کر دو گے وہاں خضر تمہیں مل جائے گا۔ پس کیا ایسی وحی غیر نبی کو نہیں ہو سکتی اگر ہو تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

۱۶ویں حدیث

حضرت نبی کریم صلعم کے سامنے شب معراج میں دو برتن رکھے گئے اور جبریل نے کہا کہ ان میں سے جو چاہو لے لو۔ اب ایسی وحی اگر غیر نبی کو بھی ہو جائے تو کونسا استبعاد عقلی ہے۔

۱۷ویں حدیث

حضرت نبی کریم صلعم نے حضرت ابیؓ کو کہا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورہ لم یکن الذین کفروا پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابیؓ نے کہا کہ کیا اللہ تعالےٰ نے میرا نام لیا ہے فرمایا ہاں پس وہ رو پڑے (یعنی خوشی سے ان کے آنسو نکل آئے) کیا ایسی وحی کسی شخص کے متعلق غیر نبی مامور کو نہیں ہو سکتی۔

۱۸ویں حدیث

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یا جبریل نے حضرت نبی کریم صلعم کو حکم دیا کہ حضرت خدیجہؓ کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دیں جو موتیوں اور یاقوت وغیرہ کا بنا ہوا ہوگا۔ کیا اس قسم کی بشارت کسی کو دینے کے متعلق کسی غیر نبی کو وحی نہیں ہو سکتی۔

۱۹ویں حدیث

حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ نے آنحضور صلعم سے یکے بعد دیگرے تین سوال کئے۔ آنحضور صلعم نے فرمایا کہ مجھے ابھی ابھی جبریل نے ان کے جواب بتلائے ہیں۔ اگر کسی ایسی بات کا علم اللہ تعالےٰ غیر نبی کو بھی بذریعہ جبریل دے دے تو اس میں کونسی حیرت کی بات ہے۔

۲۰ویں حدیث

جب حضرت خبیب رضؓ کو کفار نے شہید کر دیا تو حضرت نبی کریم صلعم کو اس کی اطلاع جبریل کے ذریعہ ملی اور آنحضور صلعم نے اپنے صحابہ رضؓ کو اس کی اطلاع دی کیا اس قسم کے غیب کی اطلاع غیر نبی کو نہیں مل سکتی۔

۲۱ویں حدیث

بدر کی جنگ میں جبریل حضرت نبی کریم صلعم کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ لوگ بدر میں شریک ہونے والے مسلمانوں کو کیسا شمار کرتے ہیں کہا افضل المسلمین تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ایسا ہی بدر میں شریک ہونے والے ملائکہ بھی ہیں۔ ایسی وحی غیر نبی مامور کو ہونا کیوں ممکن ہے۔

۲۲ویں حدیث

زید بن خالد رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ حدیبیہ کے سال نکلے پس ایک رات ہم کو بارش نے آ لیا پس حضرت نبی کریم صلعم نے صبح کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہا ہے میرے بندوں میں سے بعض نے مجھ پر ایمان کی حالت میں صبح کی ہے اور بعض نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے جس بندہ نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اس کے رزق اور اس کے فضل کے ذریعہ بارش ہوئی ہے پس اس نے تو مجھ پر ایمان کی حالت میں اور ستاروں پر کفر کی حالت میں صبح کی اور جس بندہ نے یہ کہا کہ فلاں ستارہ کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے اس نے کوکب پر ایمان کی حالت میں اور مجھ پر کفر کی حالت میں صبح کی کیا ایسی وحی ایک غیر نبی کو بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

۲۳ویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اس اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے مجھے ان کی شان بڑی اہم معلوم ہوئی پس خواب میں ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی کہ ان پر پھونک مارو میں نے ان پر پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ معلوم ہوا کہ خواب میں بھی وحی ہو سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی وحی ایک غیر نبی کو بھی ہو سکتی ہے۔

۲۴ویں حدیث

حضرت سودہ رضؓ (زوج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ایک رات قضاء حاجت کے لئے باہر نکلیں حضرت عمر رضؓ نے انہیں پہچان کر کہا کہ اے سودہ تو ہم پر مخفی نہیں رہ سکتیں۔ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے پاس آئیں اور آنحضور صلعم کو اطلاع دی اور آنجناب صلعم اس وقت حضرت عائشہ رضؓ کے گھر میں تھے اور آنجناب صلعم کے ہاتھ میں ہڈی تھی پس اسی وقت اسی حالت میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم پر وحی نازل کی اور وحی کی حالت ختم ہونے پر فرمایا اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو حوائج کے لئے باہر نکلنے کی اجازت مل گئی ہے کیا ایسی وحی کسی غیر نبی مامور کو بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

۲۵ویں حدیث

حضرت ابوذر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ مدینہ سے باہر گیا آنجناب صلعم ایک جگہ پر مجھے بٹھلا کر چلے گئے میں نے آنحضور صلعم کی آواز سنی یہ فرما رہے تھے وان سرق وان زنیٰ واپسی پر میں نے آنحضور صلعم سے اس آواز کی حقیقت دریافت کی تو آنحضور صلعم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ اپنی اُمت کو بشارت دے دو کہ اس اُمت کا جو آدمی بھی اس حالت میں فوت ہوگا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرا رہا ہوگا تو وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اے جبریل اگرچہ اس نے چوری کی ہو اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اس نے کہا ہاں۔ پھر میں نے دوبارہ کہا اگرچہ اس نے چوری اور زنا کیا ہو اس نے پھر کہا کہ ہاں حتیٰ کہ اگرچہ اس نے شراب بھی پی ہو۔

۲۶ویں حدیث

حضرت ابن عباس رضؓ حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں اور حضرت نبی کریم صلعم اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حسنات اور سیئات کو لکھ رکھا ہے جو شخص کسی نیکی کا قصد کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے اعمال نامہ میں ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر وہ اس پر عمل کر لیتا ہے تو پھر دس گنا سے لے کر ۷۰۰ گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ گنا تک نیکیاں لکھ لیتا ہے اور جو شخص کسی بدی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اس کو عملی جامہ نہیں پہناتا تو اللہ تعالےٰ اس کی ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر وہ اس کو عمل میں لے آتا ہے تو پھر صرف ایک ہی بدی لکھتا ہے۔

۲۷ویں حدیث

حضرت عائشہ رضؓ روایت کرتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے انہیں فرمایا کہ جبریل نے آنجناب صلعم کو آواز دے کر کہا کہ تیری قوم نے جو کچھ تیری

ٹیلیفون نمبر: ۵۲۷۳۷
مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

سالانہ چندہ: آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی ادا کرنے پر تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۳۶

اسلام نے صحیح اور سچی راہ دکھائی ہے

فرمودات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا: عیسائیوں کا کیا دین ہے کہ ایک انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ہند میں تو اکثر عیسائی اس قسم کے ہیں کہ اگر آج ان کی تنخواہ بند ہو جاوے تو عیسائیت کو چھوڑ کر فوراً علیحدہ ہو بیٹھیں۔

دوسری طرف آریہ ہیں کہ ان کے نزدیک گناہ معاف ہی نہیں ہو سکتے۔ سؤر اور کتے بلے ہی ہمیشہ بنتے چلے جاؤ۔ عیسائیوں نے توبہ رکھی تو ایسی کہ اخلاقِ انسانی کا ہی ستیاناس کر دیا۔ زنا کرو، چوری کرو، خیانت کرو، جھوٹ بولو بس مسیح کفارہ ہو گئے چلو چھٹی ہوئی۔ آریہ کہتے ہیں جب انسان گناہ کر چکا تو ہزار پچھتائے ہزار روئے۔ گناہ معاف ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک ادنیٰ مالک اپنے نوکر کو معاف کر سکتا ہے پر خدا کی لغات میں معافی کا لفظ ہی نہیں۔ اسلام نے ان دونو کے درمیان صحیح اور سچی راہ دکھائی ہے کہ انسان جب دل سے پشیمان ہوتا اور اپنے ربّ کی طرف جھکتا ہے تو رفتہ رفتہ اسے خدا تعالےٰ کی طرف سے نیکیوں کی توفیق ملتی ہے اور ایک گناہ سوز محبت اس کے کاروبار میں اثر دکھاتی ہے۔ ذرہ ذرہ خدا تعالےٰ کے تابع ہے۔ بغیر اس کی اطاعت کے ہرگز کچھ بن نہیں سکتا۔ اب تو لوگ ہماری باتوں پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے کہنے سے نہیں سمجھتے مگر زمانہ خود ان کو سمجھائے گا۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد نہم)

بحرِ حکمت کے موتی

شہد میں شفا

عن ابی سعید ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخی یشتکی بطنہ فقال اسقہ عسلاً ثم اتی الثانیۃ فقال اسقہ عسلاً ثم اتاہ فقال فعلت فقال صدق اللہ و کذب بطن اخیک اسقہ عسلاً فسقاہ فبرا۔

ترجمہ:—

حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کے پیٹ میں کچھ تکلیف ہے تو آپ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ پھر دوبارہ آیا تو آپؐ نے فرمایا شہد پلاؤ — پھر آپؐ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے تعمیل کی تو آپؐ نے فرمایا اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اسے شہد پلاؤ۔ سو اسے (پھر) شہد پلایا اور وہ اچھا ہو گیا۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحؒ:—

یعنی اس قدر سخت پیٹ ہے کہ اسے دو دفعہ شہد پلانے سے فائدہ نہیں ہوا اسے اور شہد پلاؤ چنانچہ تیسری دفعہ پلانے سے وہ اچھا ہو گیا۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب الطب)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعتِ احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

اپیل

انجمن کا مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ اپنے چندہ ماہوار کے بقایا جات ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء سے قبل صدر دفتر میں بھجوا دیں۔

انچارج تحصیل۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ٹیلیفون نمبر: ۵۳۷۳۷

مدیر

دوست محمد

سالانہ چندہ آٹھ ...

بیرونی ممالک ...

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۳۶

اِسلام نے صحیح اور سچی راہ دکھائی ہے

فرمودات حضرت مجدّد زمان مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا: عیسائیوں کا کیا دین ہے کہ ایک انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ہند میں تو اکثر عیسائی اس قسم کے ہیں کہ اگر آج ان کی تنخواہ بند ہو جاوے تو عیسائیت کو چھوڑ کر فوراً علیحدہ ہو بیٹھیں۔

دوسری طرف آریہ ہیں کہ ان کے نزدیک گناہ معاف ہی نہیں ہو سکتے۔ جُونوں میں کُتے بِلے ہی ہمیشہ بنتے چلے جاؤ۔ عیسائیوں نے توبہ رکھی تو ایسی کہ اخلاقِ انسانی کا ہی ستیاناس کر دیا۔ زنا کرو۔ چوری کرو۔ خیانت کرو۔ جھوٹ بولو۔ بس مسیح کفارہ ہو گئے۔ چلو چھٹی ہوئی۔ آریہ کہتے ہیں جب انسان گناہ کر چکا تو ہزار کھجائے ہزار روئے۔ گناہ معاف ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک ادنٰی مالک اپنے نوکر کو معاف کر سکتا ہے پر خدا کی لغات میں معافی کا لفظ ہی نہیں۔ اسلام نے ان دونوں کے درمیان صحیح اور سچی راہ دکھائی ہے کہ انسان جب دل سے پشیمان ہوتا اور اپنے ربّ کی طرف جھکتا ہے تو رفتہ رفتہ اسے خدا تعالےٰ کی طرف سے نیکیوں کی توفیق ملتی ہے اور ایک گناہ سوز محبت اس کے کاروبار میں اثر دکھاتی ہے۔ ذرہ ذرہ خدا تعالےٰ کے تابع ہے۔ بغیر اس کی اطاعت کے ہرگز کچھ بن نہیں سکتا۔ اب تو لوگ ہماری باتوں پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے کہنے سے نہیں سمجھتے مگر زمانہ خود ان کو سمجھائے گا۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد نہم)

بحرِ حکمت کے موتی

شہد میں شفا

عن ابی سعیدٍ انّ رجلا اتی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم فقال اخی یشتکی بطنہ فقال اسقہ عسلاً ثمّ اتی الثانیۃ فقال اسقہ عسلاً ثمّ اتاہ فقال فعلت فقال صدق اللہ و کذب بطن اخیک اسقہ عسلاً فسقاہ فبرأ۔

ترجمہ:۔

حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کے پیٹ میں کچھ تکلیف ہے تو آپ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ پھر دوبارہ آیا تو آپؐ نے فرمایا شہد پلاؤ۔ پھر آپؐ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے تعمیل کی تو آپؐ نے فرمایا اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اسے شہد پلاؤ۔ سو اسے (پھر) شہد پلایا اور وہ اچھا ہو گیا۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحؒ:۔

یعنی اس قدر سخت پیٹ ہے کہ اسے دو دفعہ شہد پلانے سے فائدہ نہیں ہوا اسے اور شہد پلاؤ چنانچہ تیسری دفعہ پلانے سے وہ اچھا ہو گیا۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب الطب)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں
کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

اپیل

انجمن کا مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ اپنے چندہ ماہوار کے بقایا جات ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء سے قبل صدر دفتر میں بھجوا دیں۔

انچارج تحصیل۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

فجی کے ڈاکٹر محمد یوسف ساہو خان صاحب کی آمد

مرکزی جامع احمدیہ میں تقریر

احباب کو علم ہے کہ مولینا احمد یار صاحب تین سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک فجی میں نہایت کامیاب طریق پر تبلیغ اسلام کا کام کر کے واپس آئے ہیں۔ ان کی محنت شاقہ نے فجی کے مسلمانوں میں عموماً اور جماعت احمدیہ کے احباب میں خصوصاً اسلامی تعلیمات حاصل کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کا ایک ولولہ پیدا کر دیا ہے چنانچہ ڈاکٹر محمد یوسف ساہو خان صاحب ۱۴ اگست ۱۹۶۹ء کو لاہور تشریف لائے وہ مولینا کے بڑے عقیدتمند ہیں اور دانتوں کے ایک ماہر معالج ہیں اور ایک خاص کورس کرنے کے لئے انگلستان تشریف لے گئے تھے۔ واپسی پر ان کی تمنا تھی کہ مرکز میں بزرگان جماعت سے ملیں اور خاص طور پر مولینا احمد یار صاحب سے ملاقات کریں۔ لیکن چونکہ مولینا صاحب موصوف اپنے آبائی گاؤں تشریف لے گئے ہوئے تھے اس لئے ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ دوسرے دن جمعہ تھا۔ ڈاکٹر ساہو خان صاحب نے نماز جمعہ کے بعد انگریزی میں فجی میں تبلیغ اسلام کی مختصر تاریخ بیان کی اور بتایا کہ سب سے پہلے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے مسلمانوں کے پژمردہ دلوں کو زندہ کیا اور وہ آریہ جو اسلام یا بانی اسلام پر اعتراضات کرتے تھے مرزا صاحب موصوف کی والہانہ تبلیغ اسلام نے ان کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔ اور آج تک مرزا صاحب مرحوم کو فجی کے مسلمان نہایت عزت و احترام سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے بعد مسلمانوں کی معاشرتی اور تعلیمی ترقی کے میدان میں ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب نے ایک نمایاں کام سرانجام دیا۔ ماسٹر صاحب اور جناب اے آر ساہو خان صاحب کی سالہا سال کی تگ و دو کے نتیجہ میں دو تو مونو اسلامیہ سکول کی بنیاد رکھی گئی۔ اس سکول کے ذریعہ مسلمان بچوں میں اسلامی تعلیمات کو ذہن نشین کرایا جاتا ہے۔ یہ سکول احمدیہ حمایت الاسلام کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔

کافی عرصہ تک مختلف قسم کی مشکلات کی وجہ سے کوئی مبلغ مرکز سے فجی نہ جا سکا۔ البتہ حضرت مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی اپنے عالمی دورے کے دوران کچھ عرصہ فجی میں ٹھہرے اور ان کے متعدد عظیم الشان لیکچر۔ دیگر کتب مقدسہ میں حضور اکرم کی آمد کی بشارات کے موضوع پر ہوئے۔ لیکن پھر بھی فجی جماعت کو ایک باقاعدہ مبلغ کی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ چنانچہ ۱۹۶۶ء میں مولانا احمد یار صاحب تشریف لے گئے۔

اپنے تین سال کے عرصہ قیام میں انھوں نے فجی میں تقریباً تمام جگہوں کا دورہ کیا۔ اور اسلامی تعلیمات کی حقانیت کی وضاحت کی۔ اور تحریک احمدیت اور اس کے پاک بانی علیہ السلام کی اسلام کی اشاعت کے لئے کوششوں سے لوگوں کو آگاہ کیا اور احمدیہ نقطہ نگاہ کی بھی وضاحت کی۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی از سر نو تنظیم کی۔ درس و تدریس کا باقاعدہ انتظام کیا۔ اس غرض کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی ہے جس کے روح رواں جناب عبد الواحد خان صاحب ہیں جو اس کمیٹی کے صدر بھی ہیں۔

مرکزی جماعت فجی واقع سووا کا ایک عالی شان ہال ہے۔ جس کے ساتھ ایک لائبریری مبلغ اور مہمانوں کے لئے رہائشی فلیٹ ہیں۔ عیدین اور جمعہ کی نمازیں اسی ہال میں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی جماعتیں قائم ہیں جن کے نام یہ ہیں:۔ مارو، سنگاتوکہ، ناندی، لوتا کا، ریوا، وسوورسی۔ مرکزی انجمن کے صدر جناب غلام نبی دین صاحب ہیں جو ایک بڑے چھاپہ خانہ کے مالک ہونے کے علاوہ سووا کی ایک با اثر شخصیت بھی ہیں۔ اس وقت سیکرٹری کے فرائض شمس الدین ساہو خان صاحب ادا کر رہے ہیں۔

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ محترم ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب ایک سال تک مرکزی انجمن کے سیکرٹری رہ چکے ہیں۔ لیکن اب یونسٹی کونسلر بننا چاہتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کام زیادہ اعلے پیمانہ پر کر سکیں۔ اس لئے انہوں نے اس سے سبکدوشی اختیار کر لی ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب ایک پرجوش اور مخلص نوجوان ہیں اور انہوں نے ارادہ ظاہر کیا ہے کہ مرکز میں قیام کرنے کے بعد ان میں جماعت کے استحکام اور اشاعت اسلام کے لئے ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا ہے اور وہ واپس جا کر انقلابی سطح پر کام شروع کر دیں گے۔

جماعت کے چیدہ چیدہ احباب کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

محمد عزیز خان صاحب۔ خزانچی
عبد الحسین صاحب۔ نائب صدر
ماسٹر حلیف اشرف صاحب صدر مسلم ایسوسی ایشن فجی
اے آر ساہو خان صاحب ممبر قانون ساز کونسل
ڈاکٹر محمد علی ساہو خان۔

ڈاکٹر محمد یوسف ساہو خان صاحب نے بتایا کہ ان کے والد اے آر ساہو خان صاحب آجکل بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ وہ چند سال ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب کے ساتھ سانفرانسسکو میں مشن کے قیام کے لئے تگ و دو میں شامل رہے اور اپنی علمی قابلیت کی وجہ سے امریکہ میں اسلام پر تقاریر کر کے ایک خاص مقام حاصل کر لیا۔

محترم محمد یوسف ساہو خان صاحب کی اس تقریر کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سکرٹری نے خوشی اور تحسین کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ خدا تعالے ان کے نیک ارادوں میں برکت ڈالے۔ شام کو ڈاکٹر یوسف ساہو خان صاحب حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی سے ملنے مسلم ٹاؤن گئے۔ انہوں نے ٹیلیفون پر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع سے بھی گفتگو کی۔ مرزا صاحب بیمار ہونے کی وجہ سے لاہور آ کر ملاقات نہ کر سکے۔ ہفتہ کو چند احباب ڈاکٹر محمد یوسف ساہو خان صاحب کو الوداع کہنے گنڈا سنگھ والا بارڈر تک گئے۔ جہاں سے وہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے فجی واپس تشریف لے جائیں گے۔

مُسلم ہائی سکول ۱ کے امتحان میٹرک کا شاندار نتیجہ

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مندرجہ ذیل سطور اپنے موقر جریدہ میں شائع فرما کر ممنون فرماویں۔

مُسلم ہائی سکول ۱ کا فقید المثال نتیجہ

الحمد للہ امسال بھی سکول ۱ کے میٹرک کا نتیجہ نہایت شاندار رہا۔ کل ایک سو گیارہ بچے امتحان میں شریک ہوئے جن میں سے ۱۰۴ طلباء پاس ہوئے اور باقی سات کمپارٹمنٹ میں ہیں فیل کوئی نہیں۔ نتیجہ ۹۴ فیصد رہا۔ تفصیل حسب ذیل ہے:۔

فرسٹ ڈویژن 58 – سکنڈ ڈویژن 39 – تھرڈ ڈویژن 7 – کمپارٹمنٹ 7 – فیل صفر: 111

سکول کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ نصف سے زیادہ طلباء نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی ہے اور تھرڈ ڈویژن نہ ہونے کے برابر ہے۔ طلباء نے اتنے شاندار نمبر حاصل کئے ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ کامیاب طلباء کی مکمل فہرست مع حاصل کردہ نمبر شائع کرا دوں۔ توقع ہے کہ کم از کم پندرہ طلباء وظیفہ حاصل کریں گے۔ مسٹر محمد اشفاق 735 نمبر حاصل کر کے سکول میں اول رہے۔

یہ شاندار نتیجہ بزرگان جماعت کی دعاؤں، اساتذہ سکول ہذا کی مخلصانہ کوششوں، انتھک محنت اور باہمی تعاون کا ثمر ہے۔ فالحمد للہ علے ذالک۔

عبد الحمید۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ۱ لاہور

مُسلم ہائی سکول ۲ کا شاندار نتیجہ

الحمد للہ امسال سکول ۲ کا مڈل کا نتیجہ ۱۰۰ فیصد رہا۔ مسٹر انوار الحق ۵۶۴ نمبر حاصل کر کے اول رہے۔ ایک وظیفہ متوقع ہے۔ یہ شاندار نتیجہ بزرگان جماعت کی دعاؤں، اساتذہ سکول ہذا کی مخلصانہ کوششوں بے لوث خدمت اور باہمی تعاون کا ثمر ہے۔ متعلقہ اساتذہ کرام مبارکباد کے مستحق ہیں۔

فالحمد للہ علے ذالک۔

عبد الحمید ہیڈ ماسٹر
مسلم ہائی سکول ۲ لاہور

(بسلسلہ صفحہ ۱ کالم ۴)

انسان کو دیکھا اور پوچھا کہ بابا کہاں جا رہے ہو، تمہیں خبر نہیں کہ باہر نکلنے کی ممانعت ہے خلاف ورزی کرنے والے کو گولی مار دی جاتی ہے؟ اس بزرگ انسان نے بڑے ناز سے فرمایا کہ میں اپنے حاکم کا حکم بجا لانے کے لئے جا رہا ہوں، آپ اپنے حاکم کا حکم بجا لائیں، یہ تھا ان بزرگوں کا عمل تو میرے دوستو! ہم اس قافلہ کے ساتھی ہیں اور اس کی قافلے کے پیچھے رہنے والے ہیں۔ ہماری منزل حصول دنیا نہیں۔ بلکہ حصول خدا ہے۔ اس مقصد کے لئے ہمیں خدا۔ قرآن اور رسولؐ کی پیروی کرنا ہوگی اور اس زمانہ کے امامؑ کے نقش قدم پر چلنا ہوگا اللہ تعالے ہمیں دنیا پر دین کو مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

باہمی تکفیر میں جھوٹی سند اور شہادت

آج ہم اپنے قارئین کو ایک ایسے امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں، جو مختلف مکاتیب فکر کے علماء کے مابین بغض و عداوت اور فتوے بازی کا موضوع بنا ہوا ہے، حالانکہ اس کی تہ میں کوئی حقیقت موجود نہیں ہوتی وہ امر یہ ہے کہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام، ایک دوسرے کے متعلق سنی سنائی باتوں یا ایسی عبارات کی بناء پر ایک دوسرے پر کفر و ارتداد کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ سیاق و سباق سے کٹ کر ایسا غلط مفہوم پیدا کرتی ہیں جس کا وہم بھی نویسندہ کے ذہن میں نہیں ہوتا اور نہ پوری عبارات کے پڑھنے سے وہ مفہوم پیدا ہو سکتا ہے اس قسم کی بیسیوں مثالیں آئے دن دیکھنے میں آتی ہیں اور سلسلہ احمدیہ اس قسم کے ہتھکنڈوں کا ہمیشہ سے شکار ہوتا چلا آتا ہے۔

اس کی ایک تازہ مثال مولینا ابوالاعلیٰ مودودی کے متعلق مشہور مقالہ نگار جناب م۔ش کے ایک بیان اور جماعت اسلامی کے اخبار "ایشیا" کے جواب میں پائی جاتی ہے۔ جناب م۔ش نے اپنی ایک ڈائری میں ان حملوں کا ذکر کیا تھا جو طلوع اسلام اور علمائے کرام کی طرف سے مولینا مودودی کی بعض تحریرات کی بناء پر کئے جاتے ہیں اور لکھا تھا کہ :۔

"یہ لوگ جو کچھ بھی پیش کرتے ہیں سند اور شہادت کے ساتھ پیش کرتے ہیں"

اس بیان پر ہفت روزہ "ایشیا" تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے :۔

"طلوع اسلام ہو یا جمعیت علماء کے بزرگ وہ مولانا مودودی پر اس قسم کے الزامات لگاتے ہیں مولانا حدیث کے منکر ہیں، وہ انبیاء کی توہین کرتے ہیں، صحابہ رضہ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، سلف صالحین کی مخالفت کرتے ہیں، وغیرہ ذالک من الخرافات اور اس لئے وہ مولانا کی کتابوں اور رسالہ ترجمان القرآن سے چن چن کر عبارتیں لاتے ہیں اور بڑے اہتمام اور اصرار سے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، حالانکہ بالکل اصولی بات ہے کہ جو شخص کسی کا معتقد ہوتا ہے وہ اس کی توہین نہیں کر سکتا اب یہ کیونکر ممکن ہے کہ مولانا مودودی کو چھوڑیئے کوئی مسلمان جو انبیاء علیہم السلام پر ایمان لایا ہے وہ ان کی توہین کے ارتکاب کا تصور بھی کر سکے، جو احادیث رسولؐ کی حجیت کا قائل ہو، سنت کو ماخذ قانون مانتا ہو، اپنی تحریروں میں احادیث اور اقوال صحابہؓ اور اجتہاد سلف صالحین سے استناد کرتا ہو، وہ ان کی توہین کا ارتکاب کس طرح کر سکتا ہے یہ بات ناقابلِ فہم ہے اگر کوئی شخص اس کے خلاف کوئی سند و شہادت لاتا ہے تو وہ یا تو جھوٹا ہے یا مفتری"

اس اصولی بات کا ذکر کرنے کے بعد "ایشیا" نے بعض مثالیں بیان کی ہیں وہ لکھتا ہے :۔

"م۔ش فرما سکتے ہیں کہ پھر یہ حضرات کس بناء پر شور مچاتے ہیں گذارش ہے کہ جی ہاں اسی بناء پر جس بناء پر کچھ لوگ اکابر دیوبند مولانا محمد قاسم، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولینا اشرف علی تھانوی، مولانا محمود حسن بلکہ سید احمد شہید اور مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو کافر زندیق اور دشمن رسولؐ کہا اور کہتے جا رہے ہیں وہ بھی ان حضرات کی عبارتوں ہی کو سند و شہادت میں پیش کرتے ہیں حالانکہ بالکل موٹی سی بات ہے کہ کسی شخص کی عبارت میں کھینچ تان کر جو کفر اور فسق نکالا جائے وہ نہ کفر ہوتا ہے نہ فسق، چنانچہ اہلِ علم کا بنیادی نظریہ ہے کہ اجتہادی کفر اور اجتہادی فسق کوئی شئے نہیں، ایک عبارت کو ایک مفتی کفر و فسق قرار دے سکتا ہے، مگر دوسرا مفتی اس کو بالکل بےضرر کہہ سکتا ہے اس معاملے میں ایک لطیفہ کا اعادہ شاید حضرات علماء کے لئے عبرت کا سامان اور غیر علماء کی آنکھیں کھولنے کا انشاء اللہ موجب ہوگا۔"

وہ لطیفہ کیا ہے؟ لکھا ہے :۔

"کچھ عرصہ ہوا ایک صاحب ذوق دیوبندی عالم دین، غلام نبی جالندھری نے ایک عبارت لکھ کر دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب کی خدمت میں ارسال کی اور دریافت کیا کہ کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظیم بیچ معاملہ اس شخص کے جس کی یہ عبارت ہے۔ مفتی صاحب نے فوراً فتویٰ لکھ دیا کہ یہ شخص بے دین ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے اس کی بیوی پر طلاق وارد ہو چکی ہے وہ توبہ کرے اور از سرِ نو نکاح کرے وغیرہ وغیرہ لیکن جب مولانا غلام نبی نے اس شخص کا نام بتایا جس کی وہ عبارت تھی، تو زمین و آسمان سنانے میں آ گئے وہ شخص تھے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند اور جس وقت یہ فتوے صادر کیا گیا تھا اس وقت دارالعلوم کے معتمد تھے مولانا قاری محمد طیب مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ——— انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بات یہ تھی کہ مفتی صاحب نے عبارت پڑھتے ہی اس کی تیکھی علمی نوک پلک کو اپنے ذوق و خیال کے اعتبار سے قابلِ اعتراض سمجھا اور گمان کیا کہ ہو نہ ہو یہ مولانا مودودی امیر جماعت اسلامی کی عبارت ہے وہی آج کل علماء کی گولہ باری کے ہدف ہیں۔"

یہ ہیں وہ حالات جو آج مسلمانوں کی نا اتفاقی اور باہمی بغض و عداوت اور انتشار کا موجب بن رہے ہیں لیکن صرف مولانا مودودی ہی علماء کے اس رویہ کے شکار نہیں ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خود مولانا مودودی کا رویہ بھی ان سے مختلف نظریات رکھنے والوں کے متعلق اسی قسم کا ہے، جس کی شکایت انہیں علمائے کرام سے ہے، کیا یہ صحیح نہیں کہ جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امامؑ کے متعلق ایسی ہی سنی سنائی باتوں اور سیاق و سباق سے کٹی ہوئی عبارتوں کو سند اور شہادت کے طور پر پیش کر کے کفر اور فسق کے فتوے صادر کرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا، ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ ایک دفعہ ایک صاحب نے مولانا مودودی سے دریافت کیا کہ لاہوری احمدیہ جماعت کے متعلق آپ کا کیا فتوے ہے تو انہوں نے چھوٹتے ہی کہہ دیا کہ منافق ہیں آخر کیوں؟ کیا وہ اس کی کوئی وجہ بتا سکتے ہیں؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ جس طرح مولانا مودودی کے بارہ میں "ایشیا" نے لکھا ہے حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ایسے ہی الزامات لگائے جاتے ہیں کہ وہ حدیث کے منکر ہیں انبیاء کی توہین کرتے ہیں، صحابہ رضہ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، سلف صالحین کی مخالفت کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ نبوت کے مدعی ہیں۔ وغیرہ ذالک من الخرافات۔ اور اس کے ثبوت میں حضرت مرزا صاحبؒ کی کتابوں سے چن چن کر عبارتیں لاتے ہیں اور بڑے اہتمام اور اصرار سے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کیا اس قسم کی سند اور شہادت درخورِ اعتنا سمجھی جا سکتی ہے، حضرت مرزا صاحبؒ نے ختم نبوت پر جس قدر زور دیا ہے، جس دھڑلے اور اصرار سے خاتم النبیین صلعم کے بعد اجرائے نبوت سے انکار کیا ہے، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو قصائد لکھے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو عظمت بیان کی ہے، اور اپنے آپ کو ان کا کفش بردار کہہ کر انتہائی نیازمندی کا ثبوت دیا ہے اور قرآن کریم کی وہ مدح و ثنا کی ہے جو بقول علامہ اقبال کسی اور نے نہیں کی، پھر سب سے بڑھ کر ایک ایسی جماعت پیدا کی جو دین کی فدائی اور رات دن اسلام کی تبلیغ میں کوشاں ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ علماء کے فتوے بالکل غلط اور پرکاہ کے برابر بھی سچائی پر مبنی نہیں، اس جماعت اور اس کے مقدس امامؑ کے متعلق اس قسم کے فتوے جو علمائے کرام اور خود مودودی صاحب کی بارگاہ سے صادر ہوتے ہیں کہاں تک صداقت پر مبنی ہیں؟ کیا معاصر "ایشیا" اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالے گا؟ اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں ایک ہی جماعت ہے، جو اپنے سے مختلف نظریات رکھنے والوں پر کفر و فسق کے فتوے لگانا گناہ سمجھتی ہے، اور وہ جماعت احمدیہ لاہور ہے جس کے امامؑ نے کھلے طور پر اعلان کیا کہ

"میرا ابتداء سے یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔"

اور فرمایا کہ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں اور مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے، اس شخص کے متعلق جو فتوے علمائے کرام اور مودودی صاحب کی طرف سے دیئے جاتے ہیں، وہ کہاں تک حق و صداقت پر مبنی ہیں؟ کیا معاصر "ایشیا" اس پر روشنی ڈالے گا؟

عہدیداران جماعت احمدیہ لاہور کا انتخاب

اس وقت مرکزی انجمن ہی لاہور شہر کے لئے بطور مقامی جماعت کام کرتی ہے۔ جو کہ تنظیمی لحاظ سے درست نہیں لہذا فیصلہ ہوا ہے کہ لاہور شہر کی مقامی جماعت کے عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔ اس کے لئے ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ مقرر کیا گیا ہے۔ انتخاب بعد از نماز جمعہ مرکزی مسجد احمدیہ میں زیر نگرانی ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری ہوگا۔ جملہ ممبران سے استدعا ہے کہ وہ اس انتخاب میں شرکت فرمائیں۔

چوہدری فضل حق۔ انچارج شعبہ تنظیم جماعت

انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے مختلف موضوعات پر انتخاب شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ مضمون نام تجویز کر کے مطلع فرمائیں۔ مینیجر پبلیکیشنز دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

اخبار و افکار

اسلام اور پاکستان

پاکستان کے سابق چیف جسٹس مسٹر جسٹس اے آر کارنیلیس نے کہا ہے کہ ہر پاکستانی کو اسلامی عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیئے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ انہوں نے پیسہ اخبار میں دانشوروں کے ایک منتخب اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جہاں قرآن کریم میں مسلمانوں کے لئے طریق زندگی طے کر دیا گیا ہے وہاں غیر مسلموں کے لئے بھی اسلامی مملکت کے اندر رہنے کے لئے ضابطہ حیات مقرر کیا گیا ہے اس طرح اسلام نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اسلامی عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے ایک راہ عمل دی ہے۔

جسٹس کارنیلیس نے کہا کہ پاکستان اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ وہ دنیا میں ایک فلاحی ریاست کی حیثیت سے مظلوموں اور غریبوں کی رہنمائی کرے۔ مگر ۲۲ سال گذر جانے کے باوجود ہم اس کو ابھی اسلامی فلاحی ریاست نہیں بنا سکے جس کی صرف ایک وجہ ہے کہ ہم نے ابھی تک انگریزی کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ آج بھی ہم انگریز کا دان طبقہ صرف حکمرانی کرنے کے لئے پیدا کر رہے ہیں اور میرے خیال میں ایسٹ انڈیا کمپنی یا انگریزی حکومت کے انداز فکر اور ہمارے انداز فکر میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ ہم اپنے بچوں کو مادری زبان میں تعلیم دینے کی بجائے انگریزی میں تعلیم دے رہے ہیں۔ اور انگریزی ذریعہ تعلیم سے جو طبقہ پیدا ہو رہا ہے، وہ اسلام کو اپنی زندگی کا جزو نہیں سمجھتا۔ اور اپنے آپ کو برٹش کمپنی کا فرد سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم زوال کی طرف جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ قرآن و سنت کے مطابق قوانین کو ڈھالا جائے اور انگریزوں کے بنائے ہوئے قانون کو طاق نسیان پر رکھ دیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں زکوٰۃ کا نظام قائم کرنا ضروری ہے اور اس کے لئے آئین میں ایک نائب صدر کا عہدہ رکھا جائے جس کا صرف یہ کام ہو کہ وہ زکوٰۃ کے نظام کا سربراہ ہو۔ زکوٰۃ لوگوں سے لازمی حاصل کی جائے۔ اور اسلام کے قوانین کے مطابق نائب صدر کی نگرانی میں اسے خرچ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح اس ملک میں سود کی لعنت بھی ختم ہو جائے گی اور عوام کو جو نت نئے ٹیکس ادا کرنے پڑتے ہیں ان سے بھی نجات مل جائے گی اور حکومت کو بھاری عملہ رکھنا پڑتا ہے اس سے اس کو نجات مل جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے پانچوں ارکان میں زکوٰۃ ایک ایسا فرض ہے جس سے کوئی مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ سابق چیف جسٹس نے کہا کہ اسلام تمام انسانوں کو بنیادی حقوق دیتا ہے اس لئے یہ کہہ دینا کہ غیر مسلموں پر اسلامی قانون لاگو نہیں ہوتے اسلامی فقہ سے نابلد ہونے کا ایک ثبوت ہے۔

جسٹس کارنیلیس کی یہ تقریر ان مسلمانوں کے لئے ایک سبق ہے جو اسلام کو سوشلزم کے بغیر غیر مکمل سمجھتے ہیں، فی الحقیقت اسلام میں موجودہ پیش آمدہ تمام مسائل کا حل موجود ہے، اور جیسا کہ جسٹس کارنیلیس نے فرمایا، مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے زکوٰۃ کا نظام نہایت ضروری ہے۔ امید ہے ملک کے آئندہ آئین میں اس کا ضرور خیال رکھا جائے گا۔

علما کی کانفرنس

صوبائی محکمہ اوقاف کے سربراہ مسٹر ایم مسعود نے ۲۴، ۲۵، ۲۶ راگست کو علمائے کرام کی ایک سہ روزہ کانفرنس بی۔ این۔ آر۔ سنٹر لاہور میں منعقد کی جس میں قریباً اڑھائی تین سو علماء نے شرکت کی، اپنی افتتاحی تقریر میں مسٹر مسعود نے اتحادِ اسلامی پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ صرف علماء ہی پرچم اسلام کے نیچے مسلمانوں کو متحد کر سکتے ہیں اور اتحاد ہی کے ذریعہ ان دشمنوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے جو آج عالم اسلام کے خلاف صف آراء ہیں، پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر علامہ علاؤالدین صدیقی نے کانفرنس کی ایک نشست کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ علماء کتاب و سنت کے محافظ ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ دنیا کی قیادت کریں اور اسلام کے نظام اخلاق کو ترویج دیں، انہوں نے بتایا کہ دنیا کی مختلف اقوام مادی ترقی کے دور سے گذر رہی ہیں اس لئے مغرب کی ترقی کوئی انوکھا واقعہ نہیں، اہل مغرب نے ماضی میں مسلمانوں سے علم حاصل کیا تھا حکمت مومن کی گم شدہ میراث ہے مسلمان چاہیں تو آج بھی علوم و فنون میں کمال حاصل کر کے اپنی گم شدہ قوت کو بحال کر سکتے ہیں۔

کانفرنس میں علماء نے بھی مختلف موضوعات پر مقالات پڑھے۔ لیکن ایک بات جس کی سب سے بڑھ کر ضرورت ہے اور جس کے بغیر اتحاد اسلامی مکمل نہیں ہو سکتا ہے اور نہ علماء اپنی ماضی کی گم گشتہ قوت کو بحال کر سکتے ہیں، وہ باہمی رواداری ہے، جب تک علماء کے اندر رواداری سپرٹ پیدا نہ ہوگی اور وہ فروعی اختلافات کو برداشت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق سے باز نہ آئیں گے، اور مسلمانوں کے اندر اخلاق اسلامی پیدا کرنے کے لئے مل کر کام نہ کریں گے، اور انہیں علوم و فنون میں آگے بڑھنے کی تلقین نہ کریں گے فائدہ حاصل ...... نہیں ہو سکتا ❊

اماموں اور خطیبوں کیلئے تلواریں

محکمہ اوقاف کے سربراہ مسٹر محمد مسعود نے یہ اعلان کیا ہے کہ ان کا محکمہ اپنی تمام مساجد کے اماموں اور خطیبوں کو ایک ایک تلوار مہیا کرے گا، انہوں نے بتایا کہ یہ فیصلہ اماموں اور خطیبوں کے قول و فعل کے درمیان خلیج کو پُر کرنے کے لئے کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ امام اور خطیب مسلمانوں کو اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں مگر وہ خود غیر مسلح ہوتے ہیں اس لئے ان کے قول و فعل میں ہم آہنگی پیدا کرنی ضروری ہے۔

محکمہ اوقاف کا یہ فیصلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت افسوسناک اور قابل ترمیم ہے۔ اس زمانے میں جبکہ جنگوں میں ایٹم بم اور میزائل وغیرہ استعمال ہوتے ہیں اسلام کے دشمنوں کے خلاف تلوار کو جو محض ایک نمائشی چیز بن کر رہ گئی ہے جہاد کا ذریعہ قرار دینا مضحکہ خیز بات ہے اور پھر ان اماموں اور خطیبوں کو جو خود مسلمانوں کو فروعی اختلافات کی بنا پر مرتد قرار دے کر گردن زدنی سمجھتے ہیں تلواریں مہیا کرنا مسلمانوں ہی کی گردنیں مارنے کا موجب ہوگا۔

محوِ حیرت ہوں

"ٹورنٹو ۷ راگست (اپ) امریکہ کی مس برہنہ "پرزوں" میں ملبوس اور مسکراتی ہوئی پیر کے روز واپس اپنے گھر کو ٹورنٹو پہنچ گئیں جہاں وہ ایک گھریلو خاتون کی حیثیت سے اپنے فرائض سنبھالے گی ۲۲ سالہ ڈیانہ پوٹس کلیفرڈ کا خیال ہے کہ برہنگی کو پسند کیا جاتا ہے۔ اور اس کا رواج بڑھ جائے گا۔ اس نے "برہنہ حسینہ" کا اعزاز انڈیانا کے برہنہ شہر میں ایک ہفتہ پہلے حاصل کیا تھا۔ یہ برہنہ شہر ایک تجارتی ادارہ ہے جہاں لوگوں کو برہنہ رہنے کی اجازت ہے۔ اسی شہر میں برہنہ حسینہ کا مقابلہ ہوا تھا جس میں بہت سی نوجوان عورتوں نے شرکت کی تھی۔ پوٹس کلیفرڈ نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ میں ایک اعزاز لے کر کینیڈا واپس آئی ہوں کلیفرڈ کا سینہ ۳۶-۳۷ انچ کمر ۲۳-۲۲ انچ اور کولھے ۳۵-۳۷ انچ ہیں۔ جب مس برہنہ ٹورنٹو پہنچی تو سینکڑوں افراد اسے دیکھنے کے لئے جمع تھے جنہوں نے زور زور سے نعرے لگائے "کپڑے اتارو" ان نعروں کے جواب میں مس برہنہ صرف مسکرا دی۔ اس کے اس اعزاز سے اس کے گھر والے خوش نہیں ہیں۔ اس کے خاوند نے اس کے ساتھ فوٹو اتروانے سے انکار کر دیا مس برہنہ نے کہا کہ میرے والدین بھی اس اعزاز پر خوش نہیں۔"

(روزنامہ جنگ ۸ راگست ۱۹۶۹ء)

یہ ہے مغربی فیشن کی انتہا۔

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اخبار احمدیہ

— محترم سید سلطان علی شاہ صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان کی اہلیہ محترمہ کافی عرصہ بیمار رہ کر وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی پارسا خاتون تھیں اور سلسلہ سے بڑی محبت و عقیدت رکھتی تھیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور سید صاحب ممدوح اور ان کے فرزندان اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

شادی

— کیپٹن عنایت شاہ صاحب کوٹ غازی خان ہزارہ کے لڑکے لفٹننٹ اختر حسین صاحب کی شادی مس اصلاح یعقوب بنت میجر محمد یعقوب خان صاحب سے بعوض دس ہزار روپے حق مہر ہوئی۔ اس تقریب میں کیپٹن عنایت شاہ صاحب نے ایک پرتکلف دعوت دی۔ نکاح P.M.A کے پیش امام نے پڑھایا۔

درخواست دعا

(۱) ہماری جماعت کے محترم بزرگ ملک خدا بخش صاحب کچھ عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں پچھلے دنوں ان کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔ احباب کرام سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۲) تھاروتساہ ضلع نواب شاہ سے حاجی خیر محمد جالانی کشائش رزق کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

شمولیت سلسلہ

مندرجہ ذیل احباب جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ ان کے لئے استقامت اور خادم دین بننے کی دعا کی جائے۔

۱۔ قدرت کریم۔ سانس سعودسی وکنام۔ برٹش گیانا
۲۔ بی بی نذرا کریم " " " " " " "
۳۔ نذیا کریم " " " " " " "
۴۔ ذاکر کریم " " " " " " "
۵۔ بی بی شائرہ کریم " " " " " " "
۶۔ بشیر کریم " " " " " " "
۷۔ تیسا احمد " " " " " " "
۸۔ عائشہ امین " " " " " " "
۹۔ جمیل احمد " " " " " " "

پیغامِ صلح خود پڑھنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں۔
(مینیجر)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (شاخ لاہور) ایبٹ آباد کا سالانہ جلسہ

ایبٹ آباد۔ ۲۲ اگست (سٹاف رپورٹر) جماعت احمدیہ ایبٹ آباد کا سالانہ جلسہ جامع احمد ایبٹ آباد میں ۲۲ اگست بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوا۔ اس سالانہ تقریب کی دو نشستوں میں علماء سلسلہ احمدیہ نے اشاعت اسلام، تنظیم جماعت، سائنس اور قرآن، موجودہ دور اور اسلامی تعلیمات وغیرہ مختلف موضوعات پر محققانہ، ایمان افروز اور بصیرت آموز تقاریر فرمائیں۔ پہلا اجلاس جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب رئیس مانسہرہ اور دوسرا اجلاس مکرم قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس سالانہ اجتماع میں ضلع ہزارہ کے مقامات ایبٹ آباد۔ غازی کوٹ۔ کاکول۔ مانسہرہ۔ گندف، ستھانہ۔ دربند۔ بالاکوٹ۔ دیب گراں۔ سرینچھی۔ ڈاڈر، کشمیر پاتی۔ ٹاہلی۔ داتہ۔ حویلیاں، چھرڑہ، اسلام آباد، لائلپور، پشاور۔ راولپنڈی، ٹرینیڈاڈ (امریکہ) کے احباب جماعت، اور غیر از جماعت خواتین و حضرات نے شرکت فرمائی۔ انجمن کے آنریری جنرل سیکرٹری مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، شعبہ دعوت و ارشاد کے مکرم مولینا عبدالمنان عمر صاحب اور شعبہ تنظیم جماعت کے انچارج جناب چوہدری فضل حق صاحب نے مرکزی جماعت کی نمائندگی فرمائی۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی بوجہ علالت اور محترم مرزا مسعود بیگ صاحب بوجہ معذوری حسب پروگرام تشریف نہ لے جا سکے۔ یہ روحانی اور بابرکت اجتماع ۹ بجے صبح شروع ہو کر ۵½ شام ختم ہوا۔ اس اجتماع کی مفصل روئداد ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے:۔

نشست اول

پہلا اجلاس صبح ۹ بجے جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ محترم بابو محمد دین صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی مکرم خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت نے استقبالیہ تقریر فرمائی۔ عزیز تنویر احمد نے حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کا منظوم کلام "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" ۔ اور محترم عبدالعلی صاحب از درہند نے جناب اعظم علوی کا کلام در مدح حضرت مسیح موعودؑ۔

آیا خیالِ یار ہوئے زخم دل ہرے ؛ اب نقشِ ماسوا کا بھلا کون دم بھرے

اور محترم مولوی محمد ایوب صاحب نے اپنا کلام "خطاب بہ جماعت" ترنم سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔

محترم پروفیسر خلیل الرحمن صاحب۔ مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، مکرم مولینا عبدالمنان عمر صاحب۔ محترم محمد الرحمن صاحب از پشاور نے مختلف موضوعات پر تقاریر فرمائیں۔ عزیزم عبدالغفور فرزند محترم محمد الرحمن صاحب نے دس شرائط بیعت کے زیر عنوان مقالہ پڑھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض پرانے خطوط کا قیمتی خزانہ

ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کا خطبۂ استقبالیہ

جماعت احمدیہ ایبٹ آباد کے روح رواں مکرم خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت کی استقبالیہ تقریر کا متن درج ذیل ہے:۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله۔ اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ ولا تموتن الا وانتم مسلمون الخ --- واولئك لهم عذاب عظيم۔ (۳:۱۰۱-۱۰۴)

قابل احترام بہنوں اور میرے پیارے بھائیو!

سب سے پہلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایک ایسے روحانی اور مبارک اجتماع کرنے کی توفیق بخشی اور محض اس کی خوشنودی اور اس کے دین متین کی خدمت کے لئے ہر قسم کی دنیاوی اغراض سے پاک اور بالاتر جذبہ کے ساتھ یہ موقعہ نصیب فرمایا بجز اس کی بخشش و رحمت کے اور فضل و کرم کے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ کام بھی نہیں ہو سکتا۔ ہمارا یہ اجتماع ماہ جون میں منعقد ہونا تھا مگر مشیت ایزدی میں جو اس کے لئے وقت مقدر تھا۔ اس کے مطابق آج ہمیں توفیق ملی۔ الحمد للہ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اور آپ سب کو خوش آمدید عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ نے اپنے قیمتی اور مصروف اوقات گرامی سے یہ وقت محض بتقریب اللہ نکالا اور آپ للہی غرض کے لئے یہاں جمع ہوئے۔ ہمارے اجتماع کی جو غرض ہے وہ خالصتاً دینی غرض ہے۔ اور اس غرض کا ذکر ان آیات میں ہے جو میں نے اس وقت تلاوت کی ہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ کا حق ادا کرو۔ اور تمہیں موت نہ آئے مگر ایسی حالت میں کہ تم متقی اور خدا ترس ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے احسانات اور افضال و اکرام کو یاد کرو کہ تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور اخوت کا رشتہ پیدا ہو گیا جو دنیاوی اور خونی رشتہ سے بدرجہا افضل و اعلیٰ تر اور مضبوط تر ہے۔

خواتین و حضرات! مجھے جب کبھی ماہ رمضان میں دعا کا موقعہ ملتا ہے میں اپنی نظر کو ادھر ادھر دوڑاتا ہوں تو مجھے اپنے رشتہ دار وہی نظر آتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے اور اپنے دین کے لئے جذب عشق اور جنون بخشا ہے۔ تجربہ نے ظاہر اور ثابت کر دیا ہے کہ حقیقی ابدی اور نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے وہ وہی رشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کے لئے ہو، اور ہمیشہ رہنے والے اور پائیدار رشتے وہی ہوتے ہیں جو اس کے نام پر قائم کئے جائیں۔ اس رشتہ کو پالنے اور مضبوط کرنے کا قرآن کریم نے بھی حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے احسان کے طور پر ذکر کیا ہے کہ تم کو ہم نے بھائی بھائی بنا دیا۔ تم آگ اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والے تھے۔ تمہیں ہم نے بچا لیا۔ اور فرمایا کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے۔ جو دنیا کو خیر و اسلام کی طرف دعوت دے یامرون بالمعروف اچھے کاموں کی طرف بلائے اولئك هم المفلحون کامیاب وہی لوگ ہیں جو اس الٰہی فریضہ کے آغاز و انجام کے لئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔

ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہماری جماعت ہی اس قرآنی آیت کی مصداق ہے۔ کیونکہ یہی کام کر رہی ہے لیکن ایسا کام کرنے کے لئے کچھ Qualifications یعنی صفات ہیں۔ اس جماعت کو اپنے اندر ایسی صفات پیدا کرنا ضروری ہیں۔ جن کی طرف حضرت امام زمان مسیح موعودؑ نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ وہ صفات آپ نے بار ہا پڑھی اور سُنی ہیں۔

حضرات! انہی ایام میں مجھے حسن اتفاق سے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے ایسا خزانہ ہاتھ آ گیا جس کی مجھے بڑی مدت سے تلاش تھی۔ میرے والد صاحب اور میرے چچا صاحب السابقون الاولون احمدیوں میں سے تھے میں نے ان سے وہ باتیں اپنے بچپنے میں سنی تھیں۔ ۲۵ سال سے زیادہ کا عرصہ پہلے بزرگ کی وفات کو ہو گذرا ہے اور چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ دوسرے بزرگ کی وفات پر بیت گیا ہے یہ سالہا سال گذر گئے۔ وہ کاغذات اور تحریرات گم تھیں۔ مجھے پچھلے دنوں یہ گم شدہ خزانہ پھر ہاتھ آ گیا ہے۔

اس روحانی اور انمول خزانے میں حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کے مکتوبات ہیں۔ جو یا تو آپ نے خود اپنے قلم مبارک سے لکھے یا دوسرے بزرگوں سے لکھوائے ان بزرگ کاتبوں میں سے حضرت مولینا عبدالکریم رح مفتی محمد صادق صاحبؓ۔ سراج الحق صاحب نعمانی رح اور افتخار احمد صاحبؓ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولینا نورالدین اعظم رح کے بھی مکتوبات ملے ہیں۔ ان مکتوبات کے علاوہ اس کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے اور بھی بیش قیمت تحریرات ملی ہیں۔ جو سب احمدیہ لٹریچر کی کتنی ہی کتب کے تمہ اور تکملہ ہیں۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک بندہ عزیز محترم محمد صالح نور صاحب لائل پور سے یہاں بھیجدیا۔ انہوں نے اس خزانہ کو دیکھا بھالا۔ اور جمع کیا۔ اس خزانے میں سے بڑے گراں قدر موتی اور جواہر ملے ہیں۔ محمد صالح نور صاحب کا کہنا ہے کہ ان کاغذات کو دیکھنے اور پڑھنے سے میرا ایمان تازہ ہوا اور ایک نئی روح پیدا ہوئی ہے واقعی اس زمانہ کا امامؑ دلوں کو زندہ کرنے اور ان میں روح پیدا کرنے آیا تھا اس خزانے میں اس کے آثار ملتے ہیں۔ میرے بچے نے ان خطوط اور تحریرات کو ایک خوبصورت البم میں میرے لئے ترتیب دے کر اپنی عقیدتمندی کا اظہار کیا ہے۔ اس البم میں سے میں آپ کو ایک دو خطوط پڑھ کر سناتا ہوں۔ ان میں ۵۳ خطوط ایک قسم کے ہیں اور آٹھ دوسری قسم کے۔ ایک آدھ خط کے سوا باقی دوسرے خطوط میں جو ایک چیز مشترک ہے وہ دعا ہے۔ آپ ہر خط میں لکھتے ہیں آپ بھی دعا کریں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں۔ میں بھی دعا کروں گا۔ دوسری چیز جس پر ان مکتوبات اور تحریرات میں زیادہ زور دیا گیا ہے وہ باہمی محبت اور اخوت کے جذبہ کو فروغ دینا ہے کہ افراد جماعت آپس میں محبت پیدا کریں اور اخوت کا رشتہ قائم کریں۔

تیسری چیز یہ ہے کہ مخالف دشمن کا مقابلہ سختی سے نہ کیا جائے بلکہ نرمی و ملائمت سے کیا جائے اس امر پر بہت زور دیا گیا ہے۔

چوتھی چیز جو ان تحریرات سے عیاں ہے وہ تقوےٰ و طہارت کی ترغیب و تلقین ہے۔

حضرت امام زمانؑ نے اپنے ملفوظات میں بھی تقوےٰ و طہارت پر بار بار باصرار زور دیا ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

"جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جاوے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی تقوےٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت و انجیل کی تعلیمات کا قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ

کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا
کا اظہار کر دیا ہے لیکن اس فکر میں بھی
ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے
متقیوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے
والوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کر دوں
اور بعض دینی کام انہیں سپرد کروں

حضرت امام زمان نے اپنی جماعت کی یہاں چند
خصوصیات اور صفات بیان فرمائی ہیں۔ میں اسی ضمن
میں سے کچھ خطوط کے چند اقتباسات پڑھ کر سناتا
ہوں۔ میرے والد مولوی محمد یحییٰ صاحب نے حضرت
صاحب کو ایک خط لکھا اور اس میں یہ بات لکھی:۔

"ہمارے گاؤں میں چند آدمی سخت بلاؤ
سے تکالیف دیتے رہتے ہیں۔ اور ہر قسم
کی شرارت و جھوٹی گواہی و مقدمات
شرارت سے نہیں ٹلتے۔ بلکہ موجب ثواب سمجھتے ہیں
ان سب کے سرکردہ (یہاں چند نام لکھے
ہیں) ایک ہزار روپیہ کی ضمانت لی
ہوئی ہے ہر وقت اس کے ضبط کرانے
کی کوشش میں لگے رہتے ہیں دعا کریں
کہ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ
رکھے اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی رضا میں
رکھے۔ آمین۔

محمد یحییٰ۔ ساکن دیب گران۔ ہزارہ

اس خط کے جواب میں حضرت امام زمان مسیح موعودؑ
نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا:۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کے سب امور کے لئے انشاء اللہ
دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ سب میں
آپ کو کامیاب کرے آمین۔ لیکن اس
بات سے سن کر تعجب ہوا کہ آپ کی ایک
ہزار روپے کی ضمانت کیوں لی گئی اور
کس مدت تک لی گئی ہے۔ یہ امر درحقیقت
خطرناک ہے آپ کو چاہیئے کہ ہر ایک
مقدمہ اور بحث سے کنارہ کش رہیں تا
ایسا نہ ہو کہ خواہ مخواہ کوئی الزام نہ لگا
دیں۔ بہتر ہے کہ اس مدت تک جو مدت
ضمانت ہے اس جگہ سے علیحدہ رہیں۔
کیونکہ یہ لوگ سخت مفسد ہیں ایسا نہ
ہو کہ پولیس والوں سے سازش کر کے
آپ کو پھنسانا چاہیں نہ معلوم دوسری
طرف کوئی ضمانت لی گئی ہے یا نہیں۔
بہرحال بات خطرناک ہے۔ خدا حافظ
والسلام۔ مرزا غلام احمد

غور فرمائیے۔ یہ بڑا مصروف انسان ہے۔ دن رات
تحریر کا کام کرتا ہے۔ نہایت مصروف زندگی ہے لیکن
اپنے بھائی اور اپنے ایک مرید کو دیکھ کر کتنا لمبا خط اپنے
دست مبارک سے تحریر فرمایا۔

پھر میرے والد صاحب نے اس کے جواب میں
ایک خط لکھا "بخدمت شریف حضرت جی السلام علیکم
[illegible]
ہے کہ مخالفوں نے خیال کیا کہ کسی طرح
احمدی مسجد سے روک دیا دیں۔ پس فرضی
رپورٹیں و درخواستیں دیں کہ یہاں ......
پیدا ہوا ہے جو دین میں خلل انداز ہیں۔
اور قتل مقاتلہ کا خوف ہے سرکار ذریعہ
ڈپٹی کمشنر نے ہم ——— کو طلب کیا
اور وہ خود ایک متعصب عیسائی ہے...
.... احمدیوں سے کسی صورت مسجد
چھن جاوے۔ اس نے بہت ڈرایا دھمکایا
.... حقوق سے دستبردار نہ ہوئے
وہ ایک سخت مصیبت کا دن تھا۔ مخالف
خوش۔ آج احمدی ذلیل ہوں گے میں
اضطراب کی حالت میں تھا مجھے غنودگی ہوئی تو
ایک کاغذ دکھایا گیا جس پر لکھا ہوا تھا (حضرت
مولوی صاحب سلامت) جب میں ———
ہوا تو ایک اطمینان طاری ہوا تو بالکل تسلی
ہو گئی۔ جب حاکم مذکور کا کوئی جبر و اکراہ
کارگر ——— ہوا تو آخر حکم دیا کہ دونوں
فریق ہزار ہزار کی ضمانت ۳ سال کے
لئے دے دو۔ پس ۴۵۔ آدمی احمدی اور
۷۰۔ آدمی غیر احمدی کا سرگروہ (میر احمد
نمبردار) کی ضمانت لی گئی۔ یہ ضمانت ———
——— کی طرح ہم فتح سمجھی گئی۔ اب
مخالفت بظاہر ڈر کے مارے کچھ نہیں
کر سکتے مخفی طور پر لگے رہتے ہیں میں بہت
حوصلہ کرتا ہوں میری طرف سے کبھی کوئی
مقدمہ یا فساد نہ ہو وہ خود ہی ———
کرتے ہیں اور آخر شرمندہ ہوتے ہیں"

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں۔
"میں نے سب قصہ سمجھ لیا ہے۔ پھر بھی
مناسب ہے کہ بہت احتیاط کریں...
...——— کوئی امر ایسا پیدا نہ ہو جس
کے ذریعہ سے مخالف لوگ کوئی فریب
کر سکیں اور دعا کرتے رہیں۔ میں بھی
انشاء اللہ دعا کروں گا۔ والسلام
مرزا غلام احمد"

تو اس قسم کی چیزیں ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

حالاتِ حاضرہ میں آئندہ نسلوں کے دین و ایمان کی حفاظت کس طرح کی جائے

پروفیسر [illegible] احمد [illegible] کی تقریر

(۱۴:۹۱) تلاوت کرنے کے بعد قوم کے بچوں اور آئندہ نسلوں کے دین و ایمان کو حالات حاضرہ کے مفاسد و فتن سے بچانے کے لئے بصیرت افروز تقریر فرمائی آپ نے فرمایا:۔

حضرات! جماعت کے نوجوان بھائی اور عزیز بچے میرے مخاطب ہیں۔ یہ مستقبل کی امید ہیں ہم لوگ عمر کے تیسرے دور میں ہیں۔ اس نوجوان طبقہ کو اپنی ذمہ داریاں سپرد کرنا اور انہیں اپنی منزل سے آشنا کرنا ہمارا فرض ہے۔ یہ قوم کے نونہال اور چمن احمدیت کے رنگا رنگ پھول ہیں ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم انہیں آنے والے ابتلاؤں سے محفوظ رکھیں۔ اور مستقبل کے لئے انہیں تیار کریں۔ ہم ان کی قلب و نظر اور روح کی آبیاری اس طرح کریں کہ یہ تناور درخت بن جائیں۔ ان کو میٹھے اور شیریں پھل لگیں۔ یہ باطل اور بدی کے مقابلہ میں کردار۔ اخلاق اور تقوے کی دیوار بن جائیں کہ ایک دنیا مہک اٹھے اور یہ وہ بلند شخصیتیں بن جائیں جو اپنے چھوٹوں کے لئے شخصیت ساز کا حکم رکھیں میرے سامنے ان لوگوں کی مثالیں ہیں جو ہمارے تھے لیکن اب وہ ہمارے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ اول تو وہ حالات کا مقابلہ نہ کر سکے دوسرے یہ کہ وہ پس منظر سے ناواقف تھے پھر یہ کہ ہم نے ان کی بات نہ پوچھی ان کے حالات دکو ائف پر نظر نہ رکھی۔ ان سے غفلت اور بے خبری اور بے پرواہی کا برتاؤ کیا۔ جو قوم اور جو جماعت اپنے افراد کی اجتماعی ذمہ داریوں سے غفلت برتتی اور بے اعتنائی کرتی ہے وہ ترقی کے منازل طے نہیں کر سکتی بلکہ پستی اور ناکامی اس کے حصہ میں آتی ہے۔

ہمارے نوجوان دوست اور عزیز بچے آج ایک بڑے خطرناک دور سے گذر رہے ہیں یہ مادیت دہریت اور لادینیت کا زمانہ ہے۔ دہریت اور لادینیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آج چہار طرف ہزارہا فتنے برپا ہیں۔ جو قلب و نظر کے لئے مضر ہیں ان فتنوں سے ملک اور قوم محفوظ نہیں رہ سکتی۔

ان روح فرسا مفاسد اور ضمیر کش مفاسد کا نشانہ براہِ راست دین اسلام ہے، کیونکہ مغربی اقوام اسلام اور مسلمان کے تاریخی پس منظر سے واقف ہیں۔ مصر، فلسطین، شام کی صلیبی جنگیں۔ ہند و پاک کی ۱۹۶۵ء کی جنگ کی کامیابی مسلمان قوم کے اسلحہ و

بڑی سے بڑی قوت سے ٹکرا جاتی ہے۔ اس کی نگاہیں باطل کو توڑ کر رکھ دیتی ہیں، یہی جذبہ، یہی ایمان اور یہی ان دیکھی قوت اسلامی تاریخ کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے درخشاں ابواب ہیں۔ یہ جذبۂ ایمان کی قوتیں چودہ سو سال پہلے ایک انسان کامل نبی آخر الزمان سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم میں پیدا کی تھیں کہ وہ بلا خوف و خطر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگے۔ مغربی اقوام مسلمان کے اس کیرکٹر سے بخوبی واقف ہیں اور مسلمان قوم کی تاریخ اس کے سامنے ہے۔ وہ اچھی طرح جانتی اور سمجھتی ہیں۔ کہ جب تک مسلمان کے اندر یہ کیرکٹر موجود ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے مرعوب و مغلوب نہیں کر سکتی۔

مغربی اقوام نے مسلمان قوم کی عظمت کا راز معلوم کر لینے کے بعد مسلمانانِ عالم میں دجالی اقدامات کا جال پھیلا دیا ہے جن سب کا مقصد مسلمانوں کو اس کے جذبہ ایمان اور ان دیکھی قوت پر بھروسہ ایسی صفات سے عاری کرنا ہے۔ چنانچہ تہذیب و ثقافت، فیشن، سوسائٹی، تفریح، تعلیم اور فلسفہ کی آڑ میں مسلمان کے قلب و نظر کی روشنی اچکنے کے لئے وہ کیا کچھ نہیں کر رہیں وہ تمام تر قوتوں سے لیس ہو کر باہر آگئی ہیں اور مسلمان قوم کی اس متاع بے بہا عشق و جذب، ایمان و یقین کو ظالمانہ اور غاصبانہ طور پر لوٹ رہی ہیں تعلیم و تہذیب اور تربیت کے نام پر مسلمان کے دل و دماغ کو Sugar coated pills (میٹھی گولیاں) کھلا کر مفلوج و ماؤف کیا جا رہا ہے۔

ہمارے اسلامی ممالک کی درسگاہیں ان دجالی تحریکات کی مرکز ہیں، لادینیت، دہریت اور مذہب بیزاری اور اسلام سے دوری ایسی بیماریاں ہیں جو ہمارے اپنے ہاتھوں سے بڑی سرعت سے پھیل رہی ہیں۔ میں خود استاد ہوں مجھے نوجوانوں سے صبح و شام واسطہ پڑتا ہے۔ ان کے غور و فکر کے سوتے دجالی زہر سے مسموم ہو کر سوکھ چکے ہیں۔ وہ بسا اوقات بلکہ اکثر اوقات معاشیات اور معاشرتی نظریات کے حوالوں پر خدا تعالیٰ کی ہستی پر بڑے بڑے اعتراض کر جاتے ہیں۔

حضرات! اسلام دشمن اقوام، جو آغاز اسلام

(باقی بر صفحہ کالم ۱)

مشرق وسطیٰ میں یہودیوں کی شر انگیزی اور مسجد اقصیٰ میں آتشزنی

مسلمانوں کے باہمی تشتت و افتراق کا نتیجہ ہے

جب تک مسلمان متحد ہو کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے نہ پکڑیں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی

خطبہ جمعہ
مؤرخہ ۲۲ راگست ۱۹۶۹ء
— فرمودہ —
مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہٖ ولا تموتن الا و انتم مسلمون و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذٰلک یبین اللہ لکم ایاتہٖ لعلکم تھتدون ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت و اولٰئک لھم عذاب عظیم ۔ آخر میں فرمایا لن یضروکم الا اذی وان یقاتلوکم یولوکم الادبار ثم لا ینصرون ۔

ان آیات کریمہ میں جو میں نے تلاوت کی ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ اپنے درمیان اتحاد کو قائم رکھیں اور ساتھ ہی اس کو قائم رکھنے کے طریق کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے سب سے پہلے تو یہ فرمایا کہ اے لوگو جو ہماری اس کتاب کو اپنا رہنما تسلیم کرنے کا دعوےٰ کرتے ہو سن لو کہ پہلی ہدایت ہماری یہی ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ایسا جیسا کہ حق ہے اس کے اختیار کرنے کا تقویٰ وقایۃ سے مشتق ہے اور وقایۃ کے معنی ضرر رساں اور ایذا دینے والی چیز سے بچاؤ کا ذریعہ اور دوسرے معنی اصلاح کے بھی ہیں پس اتقوا اللہ کے معنی ہوئے کہ ہر ضرر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اللہ کو ہی ذریعہ بناؤ اور اپنے تمام امور کی اصلاح کے لئے بھی اسی کو ہی ذریعہ بناؤ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کامل طور پر اس کی اطاعت کی جائے اور اس کے کسی حکم کو بجا لانے میں اس سے سرمو انحراف نہ کیا جائے اسی لئے اس کے بعد فرمایا ولا تموتن الا و انتم مسلمون کہ جب تم پر موت آئے تو تمہیں کامل فرمانبردار پائے یعنی تم کو اس حالت میں پائے کہ تم نے اپنے آپ کو کلیۃً اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہو برائیوں سے بچنے کے لئے بھی اور اپنے حالات کی اصلاح کے لئے بھی یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے کامل طور پر تقویٰ اختیار کرنے کے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا طریق ہے جس پر چل کر ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار کہلا سکتے ہیں۔ پس اس سوال مقدر کے جواب میں فرمایا و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کہ سب کے سب تم اللہ کی رسی کو یعنی قرآن کریم اور اس کے لانے والے کو مضبوط پکڑ لو ولا تفرقوا اور اس رسی سے کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو الگ نہ کرو۔ یعنی اگر تم اس رسی کو چھوڑ دو گے یا ذرہ بھر بھی اس سے الگ ہو جاؤ گے تو تفرقہ کو تمہاری طرف سے اجازت مل جائے گی کہ وہ تمہاری صفوں میں راہ پا لے۔ ایک صحابی نے تقوےٰ کی حقیقت مندرجہ ذیل مثال سے واضح کی فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایسے راستہ سے گذرنا ہو جس کے ارد گرد کانٹے دار جھاڑیاں ہوں اور وہ ایک دوسرے کے قریب قریب واقع ہوں یعنی راستہ بالکل تنگ ہو تو وہ شخص اپنے کپڑوں کو اسی صورت میں بچا کر لے جا سکتا ہے کہ اُن کو اس طرح مکمل طور پر سمیٹ لے کہ ان میں سے کوئی بھی کانٹوں کو نہ چھو سکے۔ دنیا کی سفلی خواہشات درحقیقت وہ کانٹے دار جھاڑیاں ہیں جن میں دم پھنس کر رہ جائے گا اگر ان سے اپنے آپ کو بچانے کی سعی میں نہیں لگا رہے گا تو یہ سفلی خواہشات ہی ہیں جو انسان کو تقوےٰ کے مقام سے نیچے گرا دیتی ہیں۔ پس ان کے حملے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا نام ہی تقوےٰ ہے اور انہی سے بچنے کے لئے قرآن کریم میں طریقے بتلائے گئے ہیں اس کے بعد فرمایا کہ ہم تم کو جو اپنی اس کتاب کو رہنما بنانے کی ہدایت دے رہے ہیں وہ یونہی نہیں بلکہ تم اس کی تاثیروں کا تجربہ کر چکے ہو اور اس بات کا مشاہدہ بھی کر چکے ہو کہ یہ کس طرح ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتی اور کس طرح دلوں سے دشمنی کے اثرات کو مٹا کر محبت اور اخوت کے جذبات پیدا کر دیتی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے لیکن اس کتاب کی تاثیر نے تمہارے دلوں میں ایسا زبردست اتحاد پیدا کیا کہ تم ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے تمہاری آپس کی دشمنی اس قدر شدت اختیار کر چکی تھی کہ تم تباہی کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ گئے تھے لیکن اس کتاب کی تاثیر نے تمہیں وہاں سے صحیح سالم نکال لیا۔

پس اس کتاب کا یہ معجزہ تمہیں یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ اس کتاب میں یہ طاقت موجود ہے کہ اس پر عمل کرنے والے دشمنی کے جذبات سے محفوظ رہتے ہوئے بھائیوں کی طرح خوشگوار زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

قرآن شریف نے دوسری جگہ فرمایا انما المؤمنون اخوۃ یعنی مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں پس اگر دو بھائیوں کے درمیان وقتی شکر رنجی ہو تو دور کرنے کی کوشش کریں اور اختلاف تک نوبت نہ آنے دیں اور اگر ایک فریق زیادتی پر اصرار کرے تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں۔ یہاں تک کہ وہ راہ راست پر آ جائے پھر انصاف اور عدل کے ساتھ دونوں کے درمیان صلح کرا دیں۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ بجائے اس کے کہ مسلمان آپس میں اُلجھے رہیں یہ دنیا میں خیر کو پھیلانے میں مشغول ہو جائیں اور معروف کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے چلے جائیں اور منکر کو مٹانے کی سعی کرتے رہیں کامیابی کا یہی ذریعہ ہے دنیا میں خیالات میں اختلاف بھی تفرقہ پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج یہی بتلایا ہے کہ مسلمانوں میں خیالات کا اختلاف ان کی تبلیغ کے راستہ میں روک نہیں بننا چاہیئے ہر مکتب فکر اپنے اپنے خیال کے مطابق اسلام کی تبلیغ کرتا رہے اور غیر مسلموں کو مسلمان بناتا رہے۔ آپس میں بھی اگر تبادلہ خیال کرنا ہو تو شائستگی اور تہذیب کے دائرہ کے اندر رہ کر اس کام کو کیا جا سکتا ہے اور اس کے لئے ایسا طریق اختیار کیا جائے کہ آپس میں دشمنی پیدا نہ ہو اسی لئے اس کے بعد فرمایا کہ اے مسلمانو! ان قوموں کی طرح نہ بن جانا جنہوں نے آپس میں تفرقہ کیا اور اختلاف کا شکار ہو گئے حالانکہ ان کے پاس بینات آئی ہوئی تھیں اپنے اس تفرقہ اور اختلاف کے نتیجہ میں عذاب عظیم کا شکار ہو گئے گویا دوسری قوموں کا نمونہ مسلمانوں کے سامنے رکھ کر ان کو تفرقہ اور شقاق کے برے نتائج سے ڈرایا۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے اس سے کوئی سبق حاصل نہ کیا مسلمانوں کے سامنے اتحاد کے نتائج بھی تھے اور تفرقہ کے نتائج بھی تھے۔ صحابہ کرام رض کے تقوےٰ کا تو یہ حال تھا کہ حضرت علی رض اور حضرت معاویہ رض کے درمیان جب جنگ ہو رہی تھی تو ایک عیسائی بادشاہ نے اس سے فائدہ اُٹھانے کی غرض سے حضرت معاویہ رض کو مدد کی پیشکش کی۔ حضرت معاویہ رض نے اس دشمن دین کو جواب میں لکھا کہ اگر تم نے حضرت علی رض پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی طرف سے پہلا جرنیل جو تمہارے مقابلہ میں میدان میں آئے گا وہ میں ہوں گا اس منہ توڑ جواب کا ایسا اثر ہوا کہ وہ دشمن دین اسلامی مملکت کی طرف کبھی آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکا۔

لیکن بعد میں ایمانی حالت میں ایسا ضعف آیا اور ایسے شدید اختلافات رونما ہوئے کہ دشمنان دین نے ان سے کافی فائدہ اُٹھایا حالانکہ قرآن شریف

کا صریح ارشاد تھا یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین یعنے اے مومنو! جب تمہاری کسی دشمن جماعت سے مڈھ بھیڑ ہو تو ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیابی سے ہم کنار ہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں تنازع مت کرو نتیجہ اس تنازع کا یہ ہوگا کہ تم بزدلی کا شکار ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی پس اگر تمہیں اپنے کسی بھائی سے کوئی تکلیف بھی پہنچی ہو تو صبر سے کام لو انتقامی جذبہ کے ماتحت اسلامی حکومت کو نقصان مت پہنچاؤ۔ یاد رکھو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے اگر تم محض خدا کی رضا کے لئے صبر سے کام لو گے تو خدا سے اس کا اجر پاؤ گے۔

گزشتہ زمانہ کے نقصانات جو مسلمانوں کو باہمی اختلافات کے نتیجہ میں اٹھانے پڑے ان کے ذکر کا تو اب کوئی فائدہ نہیں ہمارے سامنے جو المیہ ہے وہ بہت ہی تکلیف دہ ہے باوجود اس کے کہ اسلام نے اتحاد پر بہت ہی زور دیا ہے اور مسلمانوں کو آپس میں متحد رہنے کی سخت تاکید کی ہے لیکن کس قدر دکھ کا مقام ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد کے فقدان نے اسلامی حکومتوں کے ضعف کو یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ اسرائیل جیسی چھوٹی سی حکومت نے چار اسلامی ممالک تہس نہس کر کے رکھ دیا اور آج دو سال ہو چکے ہیں کہ ان میں اتحاد پیدا ہونے میں نہیں آتا اور دشمن کی جرأت اس حد تک اب بڑھ گئی ہے کہ اس نے آج ہمارے قبلہ اول کو آگ لگا کر اس کا نام و نشان مٹا دینے کا اقدام کر لیا ہے اس سے ہر مسلمان کا دل جس قدر مجروح ہوا ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا لیکن مسلمان اسرائیل کی اس بربریت کے سامنے بے بس نظر آ رہے ہیں یہ کس قدر رونے اور دکھ کا مقام ہے اب چاروں طرف سے یہی آواز اٹھ رہی ہے کہ تمام مسلمان متحد ہو کر اس ذلیل اور کمینہ دشمن کا مقابلہ کریں خدا کرے یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو اور یہ المیہ ہی مسلمانوں کو متحد کرنے کا ذریعہ بن جائے بے شک اسرائیل کی پشت پناہی بڑی طاقتیں کر رہی ہیں لیکن یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ کفار جب بھی ان سے برسرپیکار ہوں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے اور پھر ان کی کوئی بھی مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کا مسلمانوں کو حکم ہے کہ جس طرح کفار سب مل کر حملہ آور ہو رہے ہیں مسلمان بھی سب مل کر ان کا مقابلہ کریں لیکن خدا کے وعدے اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کی قوم نے جب خدا کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تو چالیس برس تک خدا کا وعدہ نصرت و غلبہ پیچھے جا پڑا۔ صحابہ کرامؓ نے جب جنگ احد میں حضرت نبی کریم صلعم کے صریح حکم کی نافرمانی کی تو فتح شکست میں تبدیل ہو گئی گو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بچانے کے لئے کفار کے دل میں رعب ڈال کر انہیں بھاگ جانے پر مجبور کر دیا لیکن مسلمانوں کو اپنی نافرمانی کے نتیجہ میں کافی نقصان اٹھانا پڑا۔

اسی طرح حنین کی جنگ میں کثرت پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کے قدم دشمن کے حملہ کی شدت کے مقابلہ میں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن اللہ کا رسول صلعم یہ کہتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھتے چلے گئے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ پس خدا کی مدد کے لئے یہی ایک شرط ہے کہ جنگ میں بھی اللہ اور اس کے رسول کی ہدایات پر پورا طرح عمل کیا جائے اور واذکروا اللہ کثیرا کی تعمیل میں دعاؤں سے بہت کام لیا جائے بیشک بعض بڑی طاقتیں اسرائیل کی مدد پر تلی ہوئی ہیں لیکن خدا کی طاقت کے سامنے ان حکومتوں کی کیا طاقت ہے وہ آن کی آن میں ان کی تباہی کے سامان پیدا کر سکتا ہے للہ جنود السموات والارض اس کے لشکروں کی کوئی انتہا نہیں۔ مکہ پر اصحاب الفیل کے حملہ کا ذکر قرآن کریم میں بطور قصہ کے بیان نہیں ہوا بلکہ مسلمانوں کو یہ یقین دلانے کے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ دشمن کتنا بھی طاقتور کیوں نہ ہو خدا کی طاقت کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

پس اگر آج مسلمان خدا کی معیت کو جذب کرنے کے لئے اپنے آپ کو قابل بنا لیں تو پاسا ایک منٹ میں پلٹ سکتا ہے دنیا خدا کی قدرت کا ایک بار پھر نظارہ دیکھ لینے کے قابل ہو جائے گی مسلمانوں کی کامیابی کا راز صرف قرآن کریم کی اتباع میں ہے لیکن بدقسمتی سے مسلمان یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کی کامیابی کا راز کمیونسٹوں یا سرمایہ داروں کی راہ پر گامزن ہونے میں ہے خدا تو کہتا ہے قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون یعنی وہ مومن کامیاب ہوں گے جو اپنی عبادت میں سوز و گداز سے کام لیں گے لیکن اس زمانہ کے مسلمان اس یقین کو دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں کہ نمازوں کو ترک کرنے سے ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو یقین اور بصیرت کی دولت سے مالا مال کرے تا ہم از راہ بصیرت قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اس طرح سے اپنے خدا کو بھی راضی کر لیں اور اپنی دنیا بھی سنوار لیں۔ اے خدا تو ہی ہم مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین آمین۔

تقریر پروفیسر خلیل الرحمن صاحب

(بسلسلہ صفحہ [illegible] کالم [illegible])

سے ہی اسلام اور مسلمان کو ایک آنکھ دیکھنا نہیں چاہتیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتی نظر آتی ہیں اور مسلمان کا جذبہ سونے لگا ہے۔ اس کے عشق کی چنگاریاں مدھم ہو رہی ہیں۔ اور اس کا ایمان تذبذب اور تزلزل کا شکار ہے۔ غیر اسلامی محرکات اور اثرات ہر آن اثر انگیز ہیں۔ اور یہ مسلمان قوم کا فکر انگیز اور غور طلب پہلو ہے۔

ہمارے اپنے نوجوان اور بچے بھی اس ماحول سے جدا نہیں۔ وہ اسی قسم کی درسگاہوں میں تعلیم پاتے اور اسی قسم کی مجالس و مباحث میں شریک ہوتے ہیں اور اسی قسم کے نظریات ان کے دل و دماغ کے مرکز بنتے ہیں۔ سوچنا یہ ہے کہ ہم کیا ان کو اپنے حال پر ہی چھوڑ دیں یا ان کو اس دجالی آگ سے بچائیں۔ اگر انہیں بچانا ہے تو وہ کونسے اسباب و ذرائع ہیں جن کے ذریعہ سے انہیں بچایا جا سکتا ہے۔ کیا ہم انہیں ایسی مجالس و مباحث میں شریک ہونے سے منع کر دیں یا مغرب کے روح کش اور بے دینی لٹریچر کے پڑھنے سے باز رکھیں جس میں مادیت اور لادینی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ منفی انداز فکر ہوگا۔ ہمیں مثبت ذرائع اختیار کرنے چاہئیں تاکہ ہمارے نوجوانوں میں خدا کی ذات پر علم الیقین اور حق الیقین کی حد تک ایمان پیدا ہو جائے اور وہ اپنے باطنی مشاہدہ اور تجربہ سے اور مقام حال کی قوتوں سے باطل کو ہر محاذ پر ہزیمت و شکست دے سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ہستی پر ایمان و یقین پیدا کرنے کے لئے قرآن کریم میں کئی پہلو اختیار فرمائے ہیں۔ میں اس وقت تین امور کا ذکر کروں گا جو قرآن کریم نے ذکر فرمائے ہیں۔

پہلا ذریعہ:۔ تخلیق کائنات اور اس کا قیام

دوسرا ذریعہ:۔ اس کائنات کے اندر انسان کا اپنا وجود۔

تیسرا ذریعہ:۔ انسانوں کے اندر خدا نما انسانوں کا وجود۔

قرآن کریم کی روشنی میں ان تینوں امور پر غور کرنے سے زندہ خدا کی ہستی پر زبردست ایمان پیدا ہوتا ہے۔ یہ کائنات کیسے وجود میں آئی۔ اس کے اندر کیسے کیسے اور کیا کیا اصول و قوانین زیر عمل ہیں۔ اس کائنات کی برکتیں کس قدر ہیں۔ دن رات صبح و شام۔ گرمی۔ سردی۔ روشنی۔ تاریکی۔ ہوا اور پانی کس کی حکمتوں اور علوم کے پرتو ہیں۔ یہ مادہ یہ جوہر اور یہ برقی ذرات مختلف شکلیں کیوں اختیار کر لیتے ہیں۔ انسان بھی ان برقی ذرات کا مجسمہ ہے۔ درخت بھی ان برقی ذرات کے مجموعہ ہیں۔ حیوانات اور جمادات بھی ستارے اور سیارے بھی ان برقی ذرات کے مجموعے ہیں۔ لیکن یہ مختلف اشکال و تصاویر کیسے بنتی ہیں اس راز کو انسان کی عقل اب تک نہیں پا سکی۔ اس لئے کہ عقل کی وسعتیں بڑی محدود ہیں۔ عقل کی ایک منزل ہے۔ اس منزل سے آگے یہ قدم نہیں بڑھا سکتی۔ عقل کی اس آخری منزل کے بعد جذب و عشق کی منازل کا آغاز ہوتا ہے۔ وہاں عقل و فکر کو کوئی رسائی نہیں۔ اس میدان جذب و عشق میں قدم رکھنا دیوانوں اور مجنونوں کا کام ہے۔ حضرت ابراہیمؑ آتش نمرود میں بے خطر کود پڑتے ہیں تو عقل کی طاقتوں کے ساتھ نہیں بلکہ معرفت و عرفان اور عشق و جذب کی دولت کی وجہ سے کود پڑتے ہیں۔ یہاں دیوانوں کا مقام ہے جو اپنی باتیں خود سمجھتے ہیں عقل آگ میں کود جانے کی اجازت نہیں دیتی بقول شخصے ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی میں عشق نے جو قدم اٹھایا۔ عقل دیکھتی ہی رہ گئی۔ معلوم ہوا کہ عقل سے پرے بھی کوئی ایسی قوتیں اور طاقتیں ہیں جو انسان کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

اب آپ انسان کی اپنی تخلیق اور پیدائش پر غور کیجئے۔ میں حیاتیات کے شعبہ حیوانیات کا طالب علم ہوں۔ قرآن کریم نے جو انسان کی پیدائش کے تدریجی مقامات کا ذکر کیا ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا ہے۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا کر حفاظت کی جگہ میں رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کو لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کو ہم نے بوٹی بنایا۔ پھر بوٹی میں ہم نے ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہڈیوں پر ہم نے گوشت چڑھایا۔ پھر ہم نے اس کو ایک دوسری پیدائش میں اٹھا کر کھڑا کیا۔

یہ نقشہ جو پیدائش انسانی کا قرآن کریم نے پیش فرمایا آج کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ ترکیب و ترتیب درست ہے۔ یہ نقشہ ایک اُمّی انسان صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرمایا جسے آج کی تحقیق درست قرار دیتی ہے۔ آخر آپؐ کو یہ علم اور معرفت کہاں سے میسر آ گیا۔ اس مقام پر ایمان باللہ کا مفہوم انسان کی عقل کو سمجھ آنے لگتا ہے اور اس طرح کائنات کی تکوین اور انسان کی تخلیق ظاہر کرتی ہے کہ کوئی نہ کوئی خالق و صانع ہے۔

تیسری چیز جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کرتی ہے وہ خدا نما انسانوں کا وجود ہے یہ لوگ اپنے وجود سے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ یہ لوگ تن تنہا ربانی مقاصد اور الہامی امور کی انجام دہی کے لئے وقت اور معاشرہ اور قوم و ملک بھر کی مخالفت مول لیتے ہیں۔ وقت کے مسلمات کے خلاف ان کی سرگرمیاں جاری ہوتی ہیں لیکن حالات اور زمانہ کی مزاحمت و مخالفت اور طرح طرح کی عزم کش اور ہمت شکن تحریکات سے

(باقی بر صفحہ [illegible] کالم [illegible])

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہٗ

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام

"پیٹ پھٹ گیا" کی حقیقت اور اسکا ذریعہ ہدایت ہونا

((۵))

گذشتہ اقساط میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے اور قرآن کریم کے آخری ہدایت نامہ ہونے کا حتمی ثبوت بہم پہنچانے کے لئے امت کے لئے دو دروازے قیامت تک کھلے ہیں۔ ایک قرآنی حقائق و معارف کا دروازہ اور ایک علم غیب پر مطلع ہونے کا دروازہ۔

گو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے الہام الرحمان علم القرآن اور اپنے الہام تبارک من علم و تعلم کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے قرآنی حقائق و معارف کا دریا بہا دیا لیکن اس وقت چونکہ حضور کے الہامات ہی کے متعلق دریافت کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح ذریعہ ہدایت بن سکتے ہیں۔ اس لئے اس مقالہ میں ان کے ذریعہ ہدایت ہونے پر ہی روشنی ڈالی جائے گی یہ میں بتلا چکا ہوں کہ حضورؑ کے الہامات براہ راست ہدایت نامہ نہیں ہیں بلکہ آخری ہدایت نامہ یعنی قرآن کریم کو کامل ہدایت نامہ ثابت کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے یہ الہامات براہ راست تو نہیں لیکن بالواسطہ ذریعہ ہدایت ہیں اور یہی اولیاء اللہ کے الہامات کی شان ہے۔

چنانچہ اس بات کے اظہار کے لئے کہ آپ کو جو نشان دیئے گئے ہیں وہ محض اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ہی دیئے گئے ہیں حضورؑ نے خود اپنے مندرجہ ذیل الہامات پیش فرمائے ہیں۔

پہلا الہام مع تشریح

"لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ وکان کیدھم عظیما۔ یہ لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہو گئے ہیں یعنی کفر پر سخت اصرار اختیار کر لیا ہے وہ اپنے کفر سے بجز اس کے باز آنے والے نہیں تھے کہ ان کو کھلی نشانی دکھلائی جاتی اور ان کا مکر ایک بھاری کر تھا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے آیات سماوی اور دلائل عقلی سے اس عاجز کے ہاتھ پر ظاہر کیا ہے وہ اتمام حجت کے لئے نہایت ضروری تھا اور اس زمانہ کے ... باطن جن کو جہل اور خبث کے کیڑے نے اندر ہی اندر کھا لیا ہے ایسے نہیں تھے جو بجز آیات صریحہ و براہین قطعیہ اپنے کفر سے باز آ جاتے بلکہ وہ اس فکر میں لگے ہوئے تھے کہ تا کسی طرح باغ اسلام کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیں"

اپنے مندرجہ بالا الہام کی مندرجہ بالا تشریح کے بعد اپنا یہ الہام "اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا" پیش کر کے اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے جو دنیا کو ان آیات بینات کی نہایت ضرورت تھی اور دنیا کے لوگ جو اپنے کفر اور خبث کی بیماری سے مجذوم کی طرح گداز ہو گئے ہیں وہ بجز اس آسمانی دوا کے جو حقیقت میں حق کے طالبوں کے لئے آب حیات تھی تندرستی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔" (تذکرہ ص ۱۸)

دوسرے چند الہامات

"الرحمان علم القرآن لتنذر قوماً ما انذر اباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اول المؤمنین"

اس الہام کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:۔

"خدا نے تجھے قرآن سکھایا تا کہ تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادا ڈرائے نہیں گئے اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں"

اس کی مزید تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"اس الہام کی رو سے مجھے قرآنی علوم عطا کئے گئے ہیں اور میرا نام اول المؤمنین رکھا اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے اور مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفت الٰہی اور کوئی محبت الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں" (ضرورۃ الامام ص ۳۱)۔

اس الہام کی صداقت جلسہ مذاہب اعظم لاہور کے موقعہ پر کھل کر سامنے آگئی جبکہ دیگر علماء اسلام اسلام کی خوبیاں بیان کرنے سے عاجز آ گئے صرف حضورؑ کے مضمون نے ہی دیگر تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ ثابت کر دیا اور تمام موافقین و مخالفین نے اس امر کا اعتراف کیا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا مضمون ہی سب پر غالب رہا اس دن قرآن کریم کی پیشگوئی

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

جس کے متعلق قریباً تمام مفسرین متفق ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہی غلبہ اسلام کی یہ پیشگوئی پوری ہو گی حضرت مرزا صاحبؑ کے ذریعہ پوری ہو گئی۔

حدیث کا پورا ہونا

اور اسی طرح اس دن حدیث کے الفاظ:۔

تھلک الملل کلھا فی زمنہ الا الاسلام

نے بھی اپنی صداقت ثابت کر دی شراح حدیث نے اس حدیث کی شرح میں یہی لکھا ہے کہ دیگر ادیان کی ہلاکت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں حجج و براہین سے ہو گی اور صرف دین اسلام ہی اس دن زندہ دین ثابت ہو گا۔ صرف پیشگوئی ہی پوری نہ ہوئی بلکہ اس نے پورا ہو کر حضرت مرزا صاحبؑ کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت بھی بہم پہنچا دیا۔

اس سلسلہ میں دیگر الہامات

اس کے معاً بعد مندرجہ ذیل الہامات اس حقیقت پر مزید روشنی ڈالتے ہیں:۔

"قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم۔ (تذکرہ ص ۲۲۳ء)

کہدے کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا یقیناً باطل بھاگنے والا ہی تھا (کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضورؑ نے میدان مقابلہ میں تمام مذاہب کو پچھاڑ کر رکھ دیا اور قرآنی دلائل سے ہی ان کو شکست فاش دی) یہ سب برکت محمد صلعم سے ہی حاصل ہوئی (غور کیجئے کہ کس صفائی کے ساتھ الہاماً فرما رہے ہیں کہ آپ کی یہ کامیابی حضرت نبی کریم صلعم کی برکت کی رہون منت ہی ہے وہ وجود ہی بابرکت وجود ہے جس کی برکت سے مجھے یہ علم حاصل ہوا ہے اور بابرکت میرا وجود ہے جس نے یہ علم آنحضرت صلعم سے حاصل کیا۔

یہ الہامات کیا ثابت کر رہے ہیں

کیا حضورؑ کے یہ الہامات صفائی سے ثابت نہیں کر رہے کہ آپ کی علمی برتری اور نشان نمائی صرف اسلام کی صداقت اور حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کی حقیقت ثابت کرنے کے لئے ہی تھی پس حضورؑ کے تمام الہامات اسی غرض کے لئے ہیں چنانچہ آپ کے الہامات اس بارے میں بالکل واضح ہیں

اس کے متعلق مزید واضح الہامات

جو یہ ہیں:۔

"الخیر کلہ فی القرآن" "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔" (یعنی خدا کے منہ کی باتیں ہیں کیونکہ یہ کلام خدا کر رہا ہے۔ ناقل)

مندرجہ بالا الہامات کس طرف رہنمائی کر رہے ہیں

تمام مندرجہ بالا الہامات صاف الفاظ میں ہماری رہنمائی اس طرف کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کا ہدایت ہونا ان معنوں میں ہے کہ وہ قرآن کریم کے منجانب اللہ کامل کتاب ہونے اور حضرت نبی کریم صلعم کے خاتم النبیین ہونے پر بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اب ذیل میں معزز معترض کے پیش کردہ الہامات کا صحیح مفہوم بتلا کر اس امر پر روشنی ڈالتا ہوں کہ وہ کس طرح ذریعہ ہدایت ہیں معزز دوست کے پیش کردہ الہامات میں سے ایک الہام ہے "پیٹ پھٹ گیا" اس الہام پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے یہ معزز دوست ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ الہام کس طرح ذریعہ ہدایت بن سکتا ہے۔

تفصیل پر غور کی ضرورت

میں اپنے معزز دوست کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ اس الہام کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں جو یہ ہے:۔
۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء کو حضورؑ پر مندرجہ ذیل الہامی الفاظ نازل ہوتے ہیں:۔

"ایک دم میں دم رخصت ہوا"

ان الفاظ سے واضح ہے کہ یہ الہام کسی شخص کی موت کی خبر دے رہا ہے جو اچانک وقوع میں آئے گی۔ اس الہام میں نہ تو کسی شخص کی تعیین کی گئی ہے اور نہ ہی یہ بتلایا گیا ہے کہ اچانک مرنے والے کی موت کا [illegible]

اچانک موت کا سبب

اچانک موت کا سبب ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء

کے مندرجہ ذیل الہام نے بتلادیا "پیٹ پھٹ گیا" یعنی اس شخص کا پیٹ پھٹ جائے گا جس سے اس کی موت فوراً وقوع میں آجائے گی۔

اچانک موت کی تاریخ

اس الہام کے بعد ۱۴ر ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ر شعبان ۱۳۲۴ھ کو مندرجہ ذیل الہامی الفاظ حضور پر نازل ہوتے ہیں "موت تیراں یا تیئیس یا تیس ماہ حال کو"۔ یعنی شعبان کی ان تاریخوں میں سے کسی تاریخ کو کسی شخص کی موت وقوع میں آئے گی حضورؑ نے فرمایا کہ مندرجہ بالا تین تاریخوں میں کوئی ایک تاریخ الہام میں بتلائی گئی تھی جو یادداشت سے اتر گئی ہے بہرحال ان تین تاریخوں میں سے جس تاریخ کو بھی موت واقع ہوگی وہی الہامی تاریخ سمجھی جائے گی۔ اب یہ تین الہام ہمارے سامنے ہیں جو کسی شخص کی موت اور اس کی نوعیت اور اس کی تاریخ موت بتلا رہے ہیں۔

کیا ایسا غیب بتلانے پر انسان قادر ہو سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ ایسا غیب ہے جس پر انسان کا علم محیط نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان کی موت اچانک وقوع میں آئے اور وہ آئے بھی پیٹ کے پھٹنے سے اور آئے بھی ایک خاص تاریخ اور خاص مہینہ میں خدائے عالم الغیب ہی مفاتح الغیب ہیں کسی انسان کو اس کا علم دے تو اس کو اس کا علم ہو سکتا ہے ورنہ ناممکن ہے کہ خود بخود کسی انسان کو اس کا علم ہو سکے۔

یہ غیب کی خبر کس طرح وقوع میں آئی

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ غیب کی خبر کس طرح وقوع میں آتی ہے ---حضرت مولوی عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کے بعد ان کے متعدد شاگرد کابل سے ہجرت کر کے قادیان میں آکر آباد ہوئے ان میں سے دو سگے بھائی احمد نور کابلی اور صاحب نور کابلی بھی تھے اور دونوں جسم کے مضبوط اور کافی صحت مند تھے ان کی جسمانی صحت اور ان کے اعضاء کی مضبوطی کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ان میں سے کسی کے متعلق کبھی کسی کو خیال نہیں آسکتا تھا کہ وہ جلد موت کا شکار ہو جائے گا دونوں بھائی نہایت خوشگوار زندگی بسر کر رہے تھے اور دونوں نیک اور صالح ہونے کی وجہ سے لوگوں میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے کہ یکایک صاحب نور کابلی حضرت اقدس کے مندرجہ بالا تینوں الہاموں کا مصداق بن گیا۔ ۳۰ر شعبان ۱۳۲۴ھ کو بروز جمعہ اپنے بھائی احمد نور کابلی کی دوکان میں بیٹھا ہوا قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا کہ اچانک اس کے منہ سے یہ آواز نکلی کہ میرا پیٹ پھٹ گیا تین دفعہ اس نے اس فقرہ کو دہرایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی جس شخص نے بھی اپنے اس بھائی کی اس طرح اچانک موت کی خبر سنی اس کا دل غم سے بھر گیا کیونکہ ایک تو وہ شخص ہر دل عزیز تھا اور دوسرے ہر شخص نے اس کو چند گھنٹے قبل تندرست حالت میں چلتے پھرتے دیکھا تھا کسی کو اس کے اس طرح موت کا شکار ہو جانے کا وہم بھی نہ تھا لیکن عالم الغیب خدا جس کو ذرہ ذرہ کا علم ہے وہ جانتا تھا کہ اس شخص کی موت اس طریق پر فلاں تاریخ کو واقع ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اطلاع دینے کی غرض

پس اس نے اپنے ایک ایسے بندہ کو جو قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کرنے والا تھا اس ساری تفصیل سے آگاہ کر دیا تا دنیا پر یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن کریم فی الحقیقت سچی کتاب ہے اور محمد رسول اللہ صلعم ایسے کامل رسول ہیں کہ جن کی حقیقی پیروی سے انسان روحانیت کے اس بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اسے ایسا قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے کہ خدا اس سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس پر غیب کے دروازے کھول دیتا ہے تا دوسروں کے دلوں میں قرآن کریم اور رسول کریم صلعم کی ہدایتوں اور رسول کریم صلعم کی سنت پر عمل کرنے کی طرف راغب ہو جائیں چنانچہ ہزاروں انسان اس قسم کی سینکڑوں پیشگوئیوں کو پورا ہوتا دیکھ کر حقیقی معنی میں مومن بن گئے اور قرب الٰہی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے پس حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام انہی معنی میں ہدایت کا موجب ہوا جن معنی میں اولیاء کے الہامات موجب ہدایت ہوتے ہیں یعنی اصل سرچشمہ ہدایت کی طرف راہ دکھلا دینے میں ہدایت کا کام دینے کی وجہ سے ذریعہ ہدایت کہلاتے ہیں اور مندرجہ بالا الہام بھی اسی سرچشمہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے کی وجہ سے ہی ذریعہ ہدایت ہے۔

اصل روحانی پیاس کس ذریعہ سے بجھتی ہے

باقی دل کی روحانی پیاس کی سیرابی تو قرآن شریف پر عمل کرنے اور محمد رسول اللہ صلعم کو اسوۂ بنانے سے ہی حاصل ہوگی۔ پس حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر اولیاء اُمت کے الہامات سرچشمہ ہدایت کی طرف لے جانے کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے ذریعہ ہدایت کہلاتے ہیں نہ کہ اصل ہدایت نامہ۔

حضورؑ کی لوگوں کو تلقین

پس جس ذریعہ سے خود حضرت مسیح موعودؑ نے ہدایت حاصل کی اور اس قابل ہوئے کہ خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں اسی ذریعہ کی طرف انہوں نے لوگوں کی رہنمائی کی اور یہی کہا کہ میں نے تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ اس ذریعہ کو اختیار کرنے سے قرب الٰہی کی شراب طہور میسر آتی ہے آپ لوگ بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں آپ کو بھی آپ کے مجاہدات کے مطابق اس شراب طہور کا حصہ ضرور ملے گا۔

اب ہمارے یہ معزز دوست خدارا انصاف کو کام میں لاتے ہوئے بتلائیں کہ قریباً ۲½ ماہ قبل ایک شخص کی موت کے وقوع میں آنے کا مکمل نقشہ پیش کیا جاتا ہے جو لفظ بلفظ پورا ہو جاتا ہے کیا یہ واقعہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کی بیان کردہ عالم الغیب ہونے کی صفت کو یقینی ثابت نہیں کرتا پھر کیا اس اس دعویٰ کو بھی درست ثابت نہیں کرتا کہ قرآن کی پیروی کرنے والے پر فرشتے اترتے ہیں اور غیب کی خبریں ان کو بتلاتے ہیں اور کیا اس سے حضرت نبی کریم صلعم کے خاتم النبیین ہونے پر دلوں میں ایمان پیدا نہیں ہوتا یقیناً ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے بشرطیکہ انسان تعصب سے الگ ہو کر اس پر غور کرے۔

بقیہ جلسہ ایبٹ آباد از صفحہ ۷ کالم ۲

کئی چیزیں قابل ذکر ہیں۔ کچھ لوگوں کی بیعت کے بارے میں لکھتے ہیں یہ خط حضرت مولینا عبدالکریم صاحبؓ کے قلم سے لکھے ہیں۔

"جن اشخاص نے درخواست بیعت کی ہے ان کی درخواست حضرت صاحب نے قبول فرمائی ہے۔ ان سب کو تقوےٰ طہارت نماز اور دعا کی تاکید کر دیں اور چندہ کے لئے بھی ان کو اچھی طرح سے سمجھا دیں۔ ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۳ء قادیان

عبدالکریم

انہی کے قلم سے ایک مکتوب قبلہ والد صاحب کے نام ہے۔

"جزاکم اللہ۔ خط ملا۔ حضرت اقدس کا یہی ارشاد ہے کہ مخالفوں کے مقابلہ پر صبر اور نرمی سے بہتر کوئی علاج نہیں اگرچہ وہ کیسی ہی سختی کریں۔ لیکن اس جماعت کو نرمی اختیار کرنی چاہیئے آخر کار نرمی اور ملائمت کا اثر دشمنوں پر بھی پڑتا ہے اور وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ والسلام

خاکسار۔ عبدالکریم

تو یہ چیزیں ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت میں پیدا کرنے چاہتے تھے۔ انہی چیزوں کو تازہ کرنا اس اجتماع کی غرض ہے۔ آج کے اجتماع میں آپ ایسی تقاریر سنیں گے کہ جو آپ کے لئے مفید ہوں گی ✣

(بقیہ از صفحہ ۵ کالم ۴)

دامن بچا کر چلتے چلتے وہ اپنے مفوضہ مقاصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں کیونکہ ایک غیبی طاقت ان کے شامل حال ہوتی ہے۔

ان ربانی انسانوں کی زندگیوں پر غور کر کے دیکھیں۔ اور سوچیں کہ اگر صرف اور صرف مادی ذرائع وسائل ہی انسان کی فتح و کامیابی کے لئے لازم ہیں تو یہ لوگ تن تنہا اور بے سروسامانی میں کس طرح مخالف حالات اور عداوت پر غالب آجاتے ہیں اور بالآخر قوم اور معاشرہ ان کے قدموں میں آ جھکتا ہے۔ اس پہلو کا اظہار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ و مطہرہ میں بڑی شان و شوکت سے ہوا ہے۔ اور پھر اسلام کی چودہ سو سالہ دینی تاریخ کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے کس قدر خدا نما انسان پیدا ہوئے۔

ہم نے اس زمانہ میں اس صدی میں ایک ایسا انسان دیکھا تھا اور اس کے متعلق پڑھا ہے، وہ مسیح جس کو معجزۂ رسول صلعم نے تخلیق کیا۔ اس نے اپنے وجود سے اور دیگر نشانات علمیہ اور روحانیہ سے خدا کا چہرہ دکھلایا۔ مقام شکر ہے کہ اس خدا نما اور خدا شناس انسان کی جماعت میں شامل ہونے کا ہمیں فخر ہے۔

میں نے ۱۹۲۰ء میں جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ میں نے اس تقریب میں خدا کو دیکھ لیا۔ عجیب کیف روحانی کا سماں تھا۔ یہ لوگ جنہوں نے اپنا دامن حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کے دامن سے وابستہ کر دیا تھا۔ وہ عجیب روحانی عالم کے انسان نظر آتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مسیحائی نے مُردوں کو زندہ کر دیا ہم نے دیکھا کہ وہ لوگ سجدوں میں گرے ہوتے ہیں۔ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے جب سر اٹھاتے ہیں تو ان کی سجدوں کی جگہ آنسوؤں سے تر ہوتی ہے۔

۱۹۲۹ء کی بات ہے عصر کی نماز ادا ہو رہی تھی ایک بزرگ بائیں طرف صف کے آخر میں آکر کھڑے ہو گئے۔ جونہی ان کی زبان سے اللہ اکبر کی آواز نکلی۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور نماز ختم ہوئی تو وہ اسی حالت میں آنسو پونچھتے ہوئے واپس چلے گئے جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس کی صفیں ان عابد و زاہد لوگوں کے آنسوؤں سے تر ہیں۔ اس تری کو برقرار رکھنے کی اب پھر ضرورت ہے۔

کسی وقت میں لاہور میں سیکرٹری تھا صبح کی اذان ہوئی ایک کمزور انسان مسجد کی طرف آ رہے تھے۔ کرفیو لگا ہوا تھا کسی کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی فوج کا پہرہ تھا۔ چنانچہ ایک فوجی نے اس

باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۴

فضل الرحمان شیخ صاحب

سچائی کی اہمیت

بچوں کے لئے جسے بڑے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْکِذْبَ فُجُوْرٌ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ۔

فرمایا سچ یقیناً نیکی ہے اور یقیناً نیکی جنت کی طرف رہبری کرتی ہے۔ اور جھوٹ یقیناً بدی ہے اور بدی آگ کی طرف رہبری کرتی ہے۔

صدق کے معنی سچ کہنا اور کذب کے معنی جھوٹ کے ہیں۔

سچائی تین قسم کی ہوتی ہے۔ دل کی سچائی۔ زبان کی سچائی۔ عمل کی سچائی۔

اسی طرح برائی بھی تین قسم کی ہوتی ہے۔ دل کی برائی۔ زبان کی برائی اور عمل کی برائی۔

دل کی سچائی یہ ہے کہ آدمی کا دل صاف ہو۔ وہ جب کسی کام کی نیت یا ارادہ کرے تو اس میں کسی قسم کا کھوٹ نہ ہو اور یہ ارادہ خوف خدا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہو۔ اس کے ارادہ یا نیت میں کسی کی دل آزاری یا ایذا رسانی مقصود نہ ہو، اگر کسی آدمی کی برادری یا دینی کا تعلق مقصود ہو تو دیانتداری اور خلوص کے ساتھ ہو محض مطلب پرستی کی وجہ سے نہ ہو۔

زبان کی سچائی یہ ہے کہ حق بات کے بیان کرنے میں کوئی جھجک یا کسی قسم کا خوف نہ ہو خواہ وہ بات کیسی ہی کیوں نہ ہو ٹھیک ٹھیک بیان کر دی جائے۔ ظالم اور جابر لوگوں کے سامنے حق بات کہنا بہت بڑا جہاد ہے۔ اس راہ میں بعض اوقات دُکھ اور تکالیف بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اگر کسی مقدمہ میں شہادت دینی پڑ جائے تو ٹھیک ٹھیک واقعات بیان کرنے سے گریز نہ کیا جائے خواہ وہ کسی اپنے عزیز یا رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ جھوٹ کو نزدیک نہ پھٹکنے دیا جاوے۔ جھوٹی قسموں سے پرہیز کرنا چاہیئے جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ جان بوجھ کر ایک کبیرہ گناہ کرتا ہے۔ جو شرک ہے۔

عمل کی سچائی یہ ہے کہ انسان جس نیک کام کا ارادہ کرے اُسے پوری دیانتداری سے بجا لانے کی کوشش کرے اور ایسا کرنے میں خدا اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنا رہبر بنائے اور ان پر چل کر نیک کاموں کو انجام دے۔

جب کوئی شخص دل۔ زبان اور عمل کا سچا ہوگا تو یقیناً ایسا شخص نیک اور پرہیزگار ہوگا۔ ایسے شخص سے دنیا بھی خوش اور خدا بھی خوش ہوگا اور اس کا نام اس دنیا میں بھی اچھے رنگ میں باقی رہے گا اور اگلی دنیا میں بھی اسے اچھے درجات ملیں گے۔ سچے آدمی کے لئے خدا نے قرآن کریم میں جنت کا وعدہ کیا ہے۔ عربی میں جنت باغ کو کہتے ہیں۔ جنت ایک ایسا باغ ہے جس میں تمام کی تمام اچھی چیزیں پھل میوے۔ پھول خوبصورت پرندے اور میٹھے پانی کی نہریں موجود ہیں۔ سچے لوگ اس باغ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

سچائی کی بدولت ہر برائی کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلعم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھ میں چار بُرائیاں ہیں شراب پیتا ہوں۔ بدکاری کرتا ہوں۔ چوری بھی ہوں اور جھوٹ بھی بولتا ہوں۔ ان میں سے جس بُرائی کا آپ حکم دیں چھوڑ دوں۔ حضورؐ نے فرمایا جھوٹ سے باز آجا۔ جب رات آئی تو اس نے شراب پینا چاہی پھر خیال آیا کہ اگر حضورؐ نے پوچھ لیا کہ کیا تم نے شراب پی تھی تو میں جھوٹ نہیں بول سکوں گا یہ خیال آتے ہی اس نے شراب پینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے بعد چوری کی نیت کی مگر پھر حضورؐ کا خیال آیا۔ اس طرح ایک جھوٹ نہ بولنے کے خیال سے اس نے تمام برائیاں چھوڑ دیں، اور ایک اچھا آدمی بن گیا۔

جھوٹ کی عادت جس شخص کو پڑ جائے وہ جھوٹ بولنے میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے جب کوئی ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنے لگے تو بڑھتے بڑھتے وہ سنجیدہ جھوٹ بھی بولنے لگتا ہے۔ اس لئے بچوں کو ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے اور جھوٹ خواہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو اور مذاق میں ہی کیوں نہ بولنا ہو اس سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ جھوٹ تمام چھوٹی بڑی بُرائیوں کا سہارا ہے۔ اور سچ تمام برائیوں کو ختم کرنے والا ہے۔

عطیات برائے دارالشفاء

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک فری دارالشفاء جو عرصہ ستائیس سال سے عوام کی بے لوث اور پرخلوص خدمت بجا لا رہا ہے قوم کے مخیر اور صاحبِ دل احباب اور خواتین کے گرانقدر عطیات کا مرہون منت ہے۔ سال رواں میں ذیل کی خواتین نے اس کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ادارہ ان کا ممنون و شکر گذار ہے اور آئندہ بھی ان سے اور دیگر خواتین سے (جو خاص طور پر جلسہ سالانہ پر عطیات عنایت فرمایا کرتی ہیں) امداد کی درخواست کرتا ہے۔

(اعزازی مہتمم دارالشفاء)

مُلتان

- بیگم میاں فضل الرحمٰن صاحب ۔۔ ۔۔ 100/-
- " " رشید احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 100/-
- " " نشاط احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 100/-
- " " نسیم احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 50/-
- " " عمر فاروق احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 50/-
- " " مختار احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 50/-
- " " مبارک احمد(2) صاحب ۔۔ ۔۔ 50/-
- " " بشارت احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 50/-
- " " نثار احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 50/-
- " " فاروق احمد بروکر صاحب ۔۔ 35/-
- " " مبارک احمد(1) صاحب ۔۔ ۔۔ 30/-
- " " گلزار احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 30/-
- " " نسیم احمد(2) صاحب ۔۔ ۔۔ 30/-
- " " ممتاز سلیم صاحب ۔۔ ۔۔ 20/-
- " " ریاض احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 20/-
- بیگم میجر بشارت احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 20/-
- بیگم میاں خورشید محمد خان صاحب ۔۔ 15/-
- بیگم محمد شریف خان صاحب ۔۔ ۔۔ 10/-
- بیگم میاں ظفر سلیم صاحب ۔۔ ۔۔ 10/-
- ماہ پارہ نور صاحبہ ۔۔ ۔۔ 10/-
- بیگم محمد تسیین صاحب ٹھیکیدار ۔۔ ۔۔ 7/-

لائلپور:

- بیگم محمد بشیر چغتائی ۔۔ ۔۔ 9/-
- نزہت بشیر چغتائی ۔۔ ۔۔ 5/-

لاھور:

- بیگم شیخ صلاح الدین صاحب ۔۔ 50/-
- بیگم شیخ عبدالسلام صاحب ۔۔ 45/-
- منجانب والدہ مرحومہ شیخ عبدالسلام صاحب ۔۔ 40/-
- نسرین گل محمد صاحبہ ۔۔ ۔۔ 25/-
- بیگم میاں عبدالقدوس انجنیئر صاحب ۔۔ 25/-
- مس امتہ الرحمٰن عمر صاحبہ ۔۔ ۔۔ 20/-
- بیگم میاں محمد عبدالقادر صاحب ۔۔ ۔۔ 10/-
- والدہ خلیل صاحب ۔۔ ۔۔ 10/-

- بیگم شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب ۔۔ ۔۔ 9/-
- مس امتہ الرحمٰن صاحبہ ۔۔ ۔۔ 9/-
- منجانب والدہ مرحومہ بشیر احمد سوز صاحب ۔۔ 9/-
- زبیدہ بیگم صاحبہ ۔۔ ۔۔ 9/-
- بیگم شیخ انعام الحق کپور صاحب ۔۔ ۔۔ 7/-
- والدہ غلام محمد گوپال صاحب ۔۔ ۔۔ 6/-
- بیگم مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ ۔۔ ۔۔ 5/-
- بیگم میاں عبدالرحمٰن انجنیئر صاحب ۔۔ ۔۔ 5/-
- سمیرا رانی مسلم ٹاؤن ۔۔ ۔۔ 5/-
- سمیرا اشرف جعفری ۔۔ ۔۔ 5/-

گجرات:

- محترمہ مریم لودھی صاحبہ ۔۔ ۔۔ 24/-

کراچی:

- عذرا واسع صاحبہ ۔۔ ۔۔ 10/-
- بیگم محمد شریف صاحب ۔۔ ۔۔ 5/-
- بیگم میجر نواز صاحب ۔۔ ۔۔ 5/-

فاروقیہ:

- زمرد فاضل رمضان صاحبہ ۔۔ ۔۔ 45/-

سیالکوٹ:

- مسعودہ عبداللہ صاحبہ ۔۔ ۔۔ 20/-

سرگودھا:

- ڈاکٹر مس قمر المجید صاحبہ ۔۔ ۔۔ 135/-
- بیگم خالد عزیز صاحب ۔۔ ۔۔ 96/-

خانیوال:

- عطیہ لطیف صاحبہ ایم۔ اے ۔۔ ۔۔ 30/-

خانپور:

- بیگم بابو عبدالعزیز صاحب ۔۔ ۔۔ 10/-

جیسور:

- بیگم میجر عبداللطیف صاحب ۔۔ ۔۔ 100/-

پارہ چنار:

- کلثوم زبیری صاحبہ ۔۔ ۔۔ 10/-

اوکاڑہ:

- بیگم چوہدری ممتاز احمد صاحب ۔۔ ۔۔ 70/-
- این این قاضی صاحبہ ۔۔ ۔۔ 4/-

اسرائیل کی مذمت کی قرارداد۔ جمعہ مورخہ ۲۹ اگست کو مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے مسجد احمدیہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے مسجد اقصیٰ کی آتش زدگی کے سانحہ کو اسرائیل کی ناپاک منصوبہ بازی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے قرارداد مذمت پیش کی، جس کو باتفاق رائے منظور کیا گیا۔

رعایت سے اب بھی فائدہ اُٹھائیں

حضرت مولانا محمد علیؒ مفسر قرآن کی مقبول عام تفسیر قرآن مجید موسومہ بہ بیان القرآن کی پہلی جلد جو چودہ پاروں پر مشتمل ہے شائع ہو چکی ہے۔ وہ احباب جنہوں نے اس کے لئے پیشگی رقوم جمع کرائی ہوئی ہیں اور ابھی تک ان کو جلد اول کی کاپی نہیں ملی وہ براہ کرم ہمیں اطلاع دیں۔

احباب کو یاد ہو گا کہ بیان القرآن کے لئے پیشگی رقوم جمع کرنے والوں کو -/۱۰ فی سیٹ (یعنی ہر دو جلدوں مکمل) رعایت دی گئی تھی۔ یہ رعایت ایک خاص مدت تک تھی۔ اس رعایت کا اب دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے جو احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ -/30 روپے قسم اول اور -/20 روپے قسم دوم کے لئے جمع کرا کے جلد اول ابھی حاصل کر لیں۔ دوسری جلد اکتوبر تک تیار ہونے پر وصول کر لی جائے۔ اصل ہدیہ -/40 روپے قسم اول اور -/30 روپے قسم دوم ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ وہ ۳۱ اگست ۱۹۶۹ء تک اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔۔ شمارہ ۔۔۔

لطیفہ وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ خالد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

اے خداوندی از مشرقِ رحمت برآر · گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۰۴۷ · تار کا پتہ: تبلیغ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور (پاکستان)

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۳۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مسلمان باہم رحم اور محبت میں بطور ایک جسم ہونے چاہئیں

عن النّعمان بن بشیر یقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم تری المؤمنین فی تراحمھم و توادّھم و تعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکٰی عضوًا تداعٰی لہٗ سائر جسدہٖ بالسّھر والحمّٰی۔

ترجمہ:—

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمانوں کو آپس میں ان کے رحم محبت اور مہربانی میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم ایک حصہ دوسرے کو بیداری اور بخار کے ساتھ پکارتا ہے۔

نوٹ: از مولینا محمد علی صاحبؒ:—

جب تک مسلمانوں کی باہمی رحمت اور محبت کی یہ حالت تھی اس وقت تک ان کا قدم دنیا میں بھی آگے بڑھتا تھا۔ مگر آج ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کو ہی اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھ کر اسی کی تباہی کے درپے ہوتا ہے۔ ایسی قوم کس طرح سرسبز ہو سکتی ہے اور اسی قوم کو اس معلمؐ سے کیا نسبت جس نے تمام مسلمانوں کو ایک جسم قرار دیا تھا۔ (فضل الٰہی)

آنحضرت صلعم کے فرمودہ پر کچھ بڑھانا اور نئی باتیں ایجاد کرنا جائز نہیں

فرمودہ حضرت امام الزمان مجدد دوران علیہ السلام

ایک شخص نے سوال کیا کہ یہ جو صوفیوں نے بنایا ہوا ہے کہ توجہ کے واسطے اس طرح بیٹھنا چاہیئے اور پھر اس طرح دل پر چوٹ لگانی چاہیئے اور ذکر ارّہ اور دیگر اس قسم کی کتابیں۔ کیا یہ جائز ہیں؟

فرمایا:—

یہ جائز نہیں ہیں بلکہ سب بدعات ہیں حسبنا کتاب اللہ۔ ہمارے واسطے اللہ تعالےٰ کی پاک کتاب قرآن شریف کافی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب سلوک کے واسطے کافی ہے۔ جو باتیں اب ان لوگوں نے نکالی ہیں یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ میں ہرگز نہیں تھیں۔ یہ صرف ان لوگوں کا اختراع ہے اور اس سے بچنا چاہیئے۔ ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ کونوا مع الصادقین صادق کی صحبت میں رہو تو خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت سے امور میں مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے خدا رسیدہ اور بڑے قبولیت والے انسان تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جس نے خدا تعالےٰ کا راہ دیکھنا ہو وہ قرآن شریف کو پڑھے۔ اب اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ طریق پر کچھ بڑھائیں اور نئی باتیں ایجاد کریں یا اس کے برخلاف چلیں تو یہ کفر ہوگا۔ اس زمانہ میں جیسا کہ علماء کے درمیان بہت سے فرقے بن گئے ہیں ایسا ہی فقراء کے درمیان بھی بہت سے فرقے بن گئے ہیں۔ اور سب اپنی اپنی باتیں نئی طرز کی نکالتے ہیں۔ تمام زمانہ کا یہ حال ہو رہا ہے کہ ہر جگہ اصلاح کی ضرورت ہے۔ اسی واسطے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں وہ مجدد بھیجا ہے

جس کا نام مسیح موعود رکھا گیا ہے

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۶ صفحہ ۳ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء)

اپیل

انجمن کا مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ اپنے چندہ ماہوار کے بقایا جات ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء سے قبل صدر دفتر میں بھجوا دیں۔

انچارج تحصیل۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تقریر مکرم مولانا عبدالمنان عمر صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ایبٹ آباد مؤرخہ ۲۱، ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء

ماموُرِ الٰہی کی صداقت کے نشانات

تسخیرِ قمر سے بڑا کارنامہ انسان کو با خدا بنانا ہے

قال اللّٰہ تعالیٰ: سنریھم اٰیٰتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حتّٰی یتبیّن لھم انّہ الحقّ۔ اولم یکف بربّک انّہ علٰی کلّ شئی شھید۔ الا انّھم فی مریۃ من لقآء ربّھم۔ الا انّہ بکلّ شئی محیط ــــ (۵۴:۴۲)۔

انفسی اور آفاقی دلائل

اللہ تبارک و تعالیٰ کے مامور جب دنیا میں آتے ہیں۔ اس وقت دنیا دو قسم کے نشانات کا مشاہدہ کرتی ہے۔ کچھ نشانات تو ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق انسان کی ذات کے ساتھ ہوتا ہے وہ انفسی دلائل ہوتے ہیں۔ اور کچھ نشانات کا تعلق آفاق کے ساتھ ہوتا ہے ان کو آفاقی دلائل کہتے ہیں۔

یہ انفسی اور آفاقی دلائل و نشانات خدا تعالیٰ کی جناب سے اپنے مامور کی صداقت اور تائید کے لئے ظاہر و باہر کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہی دلائل و نشانات انسان کے لئے اس راز کو پانے کا ذریعہ بنتے ہیں جو راز اور سِر کہ انسان اور اس کے خالق و مالک خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔

مامور کے اثرات

جب کوئی مامور الٰہی دنیا میں آتا ہے، تو اس کی مثال بارش کی طرح ہوتی ہے کہ بارش کا پانی جس زمین پر پڑے تو اس زمین کی زرخیزی، طاقت اور استعداد کے مطابق روئیدگی اور سبزی پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ زمین باغ ہو تو اس میں لالہ بنتا ہے اگر وہ زمین شور اور کلر ہو تو اس میں یا تو کچھ اگتا ہی نہیں یا پھر کانٹے دار جھاڑیاں۔ یہ امر ہر مامور سے تعلق رکھتا ہے۔ مامور کی بعثت کے وقت قلب و نظر کی طاقتیں بڑی حساس اور تیز ہو جاتی ہیں۔ انسانوں کے کردار بعثت مامور کی شہادت دیتے ہیں چنانچہ اس دور میں اگر کسی انسان میں نیکی کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ تو وہ صلاحیتیں بیدار ہوں گی اور اس میں نیکی کی تحریک ہوگی۔ نیکی کے نیک راستے کھلنے لگیں گے اور اگر کوئی انسان بد ہوتا ہے تو اس کے ذہن میں بدی، شیطنت اور خرابی و تخریب کے عناصر محرک ہونے لگیں گے اور بدی کی راہیں ہموار ہونے لگیں گی۔ تو مامور کی بعثت کا اثر دونوں طرف کام کر رہا ہوتا ہے اگر کوئی نیک انسان ہے تو اس کی آنکھیں آسمان پر لگی ہوئی ہوں گی۔ اور کوئی دنیادار ہے تو اس کے قدم دنیاوی دلدل میں دھنستے چلے جا رہے ہوں گے اور دنیا کے ہم و غم اس کے دل و دماغ پر مسلط ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں بڑی تفصیل سے اس پہلو پر لکھا ہے۔ مامور کے زمانہ میں صرف یہی نہیں ہوتا کہ پاک لوگوں کی اس کے گرد ایک جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنے قول و فعل کی نیکیوں سے ماحول کو مطہر و پاکیزہ بنا رہی ہوتی ہے۔ اور نیکی کے درخت ثمر آور ہو رہے ہوتے ہیں بلکہ غیروں کے دماغ میں بھی ذہنی تصورات اپنے اپنے رنگ میں کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ مامور کی صداقت اور حقانیت کے نشانوں میں سے ایک نشان اور دلیل ہے۔ علاوہ ازیں کچھ دلائل آفاق میں دکھائے جاتے ہیں۔ جن سے مامور کی منجانب اللہ صداقت کا پتہ چلتا ہے۔

یہ زمانہ ایک بڑے عظیم الشان اور عظیم المرتبت مامور ربانی کا زمانہ تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں انفسی اور آفاقی دونوں طرح کے نشانات بڑی کثرت سے اور بڑے نمایاں طور پر عطا فرمائے۔ چنانچہ ان دونوں میں سے میں چند نشانوں کا ذکر کرتا ہوں۔

کسوفِ شمس و قمر کا نشان

ایک حدیث میں آتا ہے اور اس حدیث کے راوی حضرت امام محمد باقرؒ ایسی معتبر اور مستند شخصیت ہیں۔ حدیث میں مذکور ہے:۔

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ

یہ حدیث امام دارالقطنی اور امام بیہقی نے اپنی کتابوں میں درج کی ہے اور ہمارے اس دور تک محدثین اسے نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے اپنے رسالہ الحشریہ میں اسے بیان کیا ہے۔

آپ دیکھیں ۱۸۹۶ء میں شمس و قمر کو گرہن لگتا ہے اس سے پہلے حضرت اقدسؑ اپنے مامور ہونے کا دعوےٰ کر چکے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جب مامور دنیا میں آتا ہے، تو اس کے حق میں نشانات کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور ان نشانات کے ظہور اور اظہار میں ایک تسلسل پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ میں ان نشانات اور دلائل کا کثرت سے ظہور ہوا۔

عربی زبان پر حضرت مسیح موعودؑ کی قدرت

آپؑ کے بارے میں جملہ اعتراضات میں سے ایک بڑا بھاری اعتراض یہ ہے کہ اسلام کی دینی تاریخ میں چودہ سو سال کے عرصہ میں جو بھی کوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مجدد آیا۔ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جو عربی زبان کا ماہر نہ ہو۔ یہ اعتراض غیروں نے کیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی کیا اور یہ اعتراض صحیح تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو عربی زبان نہیں آتی تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ چنانچہ قبولیت دعا کے نتیجہ میں ایک رات میں مجھے عربی زبان کے چالیس ہزار مادے سکھا دیئے گئے۔ پھر آپؑ نے التبلیغ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ یہ کتاب زبان کے لحاظ سے لاجواب ہے یہ تو تحریر کا حال تھا۔ تکلم کا یہ حال ہے کہ عید کا خطبہ عربی زبان میں دیا۔ جو خطبہ الہامیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ اس خطبہ پر مشتمل ہے جو آپؑ نے بغیر تیاری کے ارتجالاً دیا تھا۔ پھر آپؑ نے عربی کو تحریر و تقریر میں استعمال کیا اور بار بار اور کثرت سے استعمال کیا۔ نثر میں عربی الفصاحت روح کی ہے تو صفحے کے صفحے لکھ ڈالے ہیں نظم میں عربی زبان اختیار کی ہے تو اشعار کے اشعار ضبط تحریر میں لے آئے چنانچہ آپ نے بیس کے قریب کتابیں فصیح و بلیغ عربی زبان میں تصنیف کی ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ مامور کو جو نشان دیا جاتا ہے اس میں تسلسل ہوتا ہے۔ اور یہ تسلسل صداقت کا نشان ہوتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو مخالف دشمن میرے سامنے آئیگا وہ دلائل و براہین کے ہتھیاروں سے کچلا جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جو کوئی علمی میدان میں مدمقابل ہوا اس کو منہ کی کھانا پڑی۔ مباہلہ میں جو کوئی سامنے آیا انجام کار وہ ذلیل و خوار ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گر گیا۔

شمس و قمر کے کسوف و خسوف کے اثرات

اسی شمس و قمر کے کسوف و خسوف کے نشان پر جس کا اوپر ذکر کر چکا ہوں غور کر کے دیکھ لو یہ بھی تو دراصل ایک نشان ہے بلکہ اس میں بھی نشانات کا ایک تسلسل پایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نور الحق میں فرماتے ہیں:۔

سورج و چاند کے کسوف و خسوف کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جس ملک میں وہ ظاہر ہوں تو ملک کے مظلوموں کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اور مغلوبوں کو قوت بخشتا ہے اور ان پر رحم کرتا ہے۔

انگریزی حکومت کا ضعف و اختلال۔

چنانچہ دیکھ لو اس کے بعد غیر ملکی حکومت کا آفتاب گہنانے لگا۔ حضرتؑ کا مشہور الہام ہے

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال

بعد ازیں ایام ضعف و اختلال

چنانچہ یہ مقررہ سال ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو گئے اور وہ عظیم سلطنت جس میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا کمزور ہونا شروع ہو گئی۔ پھر آپؑ نے کہا تھا کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور تعویذ اور پناہ کے ہوں اور ساتھ ہی اپنا یہ الہام پیش فرمایا:۔

وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم

یہی نور الحق صـ۴۵ پر بیان فرمایا ہے۔ ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات ہوئی اس کے بعد اس سلطنت میں مزید کمزوری واقع ہوئی کسوف و خسوف شمس و قمر اور آپؑ کی وفات کا درمیانی عرصہ ہی وہ زمانہ ہے جس میں انڈین نیشنل کانگرس اور مسلم لیگ کی بنیادیں رکھی گئیں اور یہی وہ جماعتیں ہیں جن کے ہاتھ میں برصغیر پاک و ہند کی زمام حکومت سونپ کر انگریز یہاں سے چلے گئے۔

عقول انسانی میں تیزی

پھر فرمایا کسوف و خسوف کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ

(۲) لوگوں کی عقلیں تیز ہو جائیں گی۔ چنانچہ شمس و قمر کے بارے میں لوگوں کی عقلیں جس قدر تیز ہو گئی ہیں آپ نے معلوم کر لیا ہے چاند پر انسان قدم رکھ آیا ہے اور اب وہ دوسرے اجرام فلکی پر پہنچنے کی کوشش میں ہے۔

(۳) خدا مامور کی ترقی کے سامان کر دیگا۔

(۴) جو جماعت اس مامور کو قبول کرے گی۔ خدا اس کو ترقی دے گا۔ اور اس کے مخالف شکست کھائیں گے۔

دجّال کا مقابلہ

ان طاقتوں میں سے جو شکست کھائیں گی، دجّال ہے۔ اس دجّال کی طاقت اس قدر ہوگی کہ کوئی مقابلہ میں نہیں آسکے گا مگر اس دجّال کا مقابلہ اس زمانہ کے مامور کی جماعت کرے گی۔ اس مقابلہ کے لئے ذرائع خدا تعالیٰ اس جماعت [illegible]

(باقی بر صـ۱۱)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۶۹ء

مسئلہ نبوّت کے متعلق اکابرین جماعتِ لاہور کے سابقہ عقائد

دو ماہ کا عرصہ ہوا ہم نے ایک ربواہی کتابچہ بنام "نبوت و خلافت کے متعلق اہلِ پیغام اور جماعت احمدیہ کا موقف" پر تبصرہ شروع کیا تھا لیکن دو تین اقساط کے بعد بعض دیگر وقتی مسائل کے باعث یہ سلسلہ رُک گیا۔ اب بعض احباب نے اس سلسلہ کو پھر جاری کرنے اور ان بیانات پر بالخصوص روشنی ڈالنے کی خواہش ظاہر کی ہے، جو مذکورہ بالا کتابچہ میں اکابرین جماعت لاہور کے بعض بیانات نقل کر کے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ بھی ربواہی یا قادیانی جماعت کی طرح ۱۹۱۴ء سے پہلے تک حضرت مسیح موعود کو نبی ہی مانتے تھے۔ حالانکہ ان تمام بیانات میں نبی کا لفظ محض مجازی اور لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور ان سے قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب یا دیگر بزرگانِ جماعت حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی معنوں میں نبی کہا کرتے تھے۔ اسی بات کی وضاحت کے لئے حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے "میری تحریر میں لفظ نبی کا استعمال" کے عنوان سے ایک ٹریکٹ شائع کیا تھا جس میں انہوں نے لکھا کہ:-

"مجھ پر اعتراض کیا گیا کہ ریویو آف ریلیجنز میں میں نے حضرت صاحب کو نبی لکھا جس کا جواب میں نے ۱۶ر ستمبر ۱۹۱۵ء کو ایک ٹریکٹ میں دیا جس کا عنوان تھا "تبدیلی عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" جس میں یہ صاف لکھا ہے کہ میں نے جب کبھی لفظ نبی اور رسول کا استعمال کیا یا جب آئندہ کروں گا صرف لغوی معنوں کے لحاظ سے مجاز اور استعارے کے رنگ میں آپ کو جزوی نبی مانتے ہوئے کیا یا کروں گا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر میرا عقیدہ فی الواقعہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا ہوتا تو میں کل مسلمانوں کو کافر سمجھنے والا ہوتا۔ جس طرح میاں صاحب (میاں محمود احمد صاحب) سمجھتے ہیں:

"جو شخص مرزا صاحب کو جزئی نبی مانتا ہے وہ مسلمانوں کو کافر قرار نہیں دے سکتا، اور جو شخص کامل نبی مانتا ہے اس کے نزدیک سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے مرزا صاحب کی نبوت مان لی کل کے کل مسلمان کلمہ گو کافر ہیں۔"

اور یہ مطالبہ کیا تھا کہ میری تحریر میں کہیں دکھا دو کہ میں نے مسلمانوں کو کافر کہا ہو۔

بجائے اس کے کہ اس مطالبہ کا جواب دیا جاتا یا میری تحریر سے ختم نبوت کے وہ معنے دکھائے جاتے جو آج حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت قائم کرنے کے لئے میاں صاحب کو کرنے پڑتے ہیں۔ اسی بات کو بار بار دہرایا جاتا ہے یہ طریق حق طلبی کا نہیں۔"

حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی اس وضاحت کے بعد پھر بار بار ان کی پرانی تحریرات کو اس غرض کے لئے نقل کرنا کہ وہ بھی حضرت مسیح موعود کو قادیانی جماعت کی طرح حقیقی معنوں میں یا کامل نبی مانتے تھے، کس قدر بے باکی، ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لینا ہے، ہم اس کے جواب میں حضرت مولینا مرحوم ہی کا مطالبہ پھر دہراتے ہیں، کہ جہاں ان کی تحریرات میں لفظ نبی کے استعمال کو بار بار پیش کیا جاتا ہے کوئی ایک ہی تحریر ایسی بھی دکھائی جائے جس میں انہوں نے غیر از جماعت کلمہ گو مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو۔ اگر یہ نہیں اور اس کے خلاف بیسیوں ایسی تحریرات پیش کی جاسکتی ہیں جن میں انہوں نے غیر از جماعت کلمہ گو مسلمانوں کو مسلمان قرار دیا ہے، تو پھر یہ کہنا کس قدر جسارت ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں یا کامل نبی سمجھتے تھے۔

حضرت مولینا مرحوم کی پیش کردہ تحریرات کو بھی اگر غور سے پڑھا جائے۔ تو ان سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک نہ صرف حضرت مسیح موعود بلکہ تمام کاملین امت نبوت کے رنگ میں رنگین ہیں حالانکہ میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک تیرہ سو سال بعد صرف حضرت مسیح موعود ہی کے لئے دروازہ نبوت کھلا ہے۔ قادیانی کتابچہ میں حضرت مولینا مرحوم کی اس تحریر کو پڑھیئے:-

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطے کے مل سکتی ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر **آپ متبعین کامل کے لئے جو آپ کے** رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا کیونکہ وہ اسی وجود مطہر اور مقدس کے عکس ہیں۔ مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے، دوبارہ آئیں گے جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے۔" (رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت مئی ۱۹۰۸ء)

فرمایئے اس تحریر سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مولینا مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کو کامل نبی مانتے تھے اس میں تو صاف طور پر واضح کیا گیا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا" یہ کامل متبعین کون ہیں؟ کیا صرف حضرت مسیح موعود؟ ظاہر ہے کہ یہ جمع کا صیغہ ہے اور اس میں سابق بزرگانِ اُمت کو بھی "کامل متبعین" میں شامل کیا گیا ہے، اس میں مسیح موعودؑ کی خصوصیت نہیں۔ پس جن معنوں میں پہلے کامل متبعین کے لئے دروازہ نبوت کھلا ہے، انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود کے لئے بھی کھلا ہے [illegible] مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جس کو لغوی اور بروزی معنوں میں نبوّت کہا جاتا ہے۔

اس کی تائید خود حضرت مولینا کی اس تحریر سے ہوتی ہے جو انہوں نے اسی ریویو آف ریلیجنز [illegible] پر لکھی ہے فرماتے ہیں:-

"بہت سے عقائد مسلمانوں نے غلطی سے اسلام میں داخل کر لیے ہیں جو اصل تعلیم کے خلاف ہیں سلسلہ احمدیہ ایسے تمام عقائد کو رد کرتا ہے ...... اس سلسلہ کے نزدیک اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس کے بالفاظ دیگر یہ معنے ہیں کہ اسلام میں وحی اور کشف کا دروازہ کھلا ہے .... اور قرآن شریف کی آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وحی الٰہی منقطع نہیں ہوئی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے مثلاً ایک اسی حدیث کو لے لو جو ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے آنے کا وعدہ دیتی ہے کیونکہ جو شخص تجدید دین کے لئے مامور ہوگا وہ بغیر مکالمہ الٰہی کے مامور نہیں ہو سکتا۔"

اس تحریر کو پڑھ کر کون صاحب بصیرت یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مولینا مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کو انہی معنوں میں نبی سمجھتے تھے، جن معنوں میں ہمارے ربواہی دوست انہیں نبی مانتے ہیں یعنے کامل اور حقیقی نبی جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔

اسی سلسلہ میں کچھ اور بھی حوالے قادیانی کتابچہ میں پیش کئے گئے ہیں جن پر ہم آئندہ اشاعت میں غور کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

۶ر ستمبر

۶ر ستمبر کا دن پاکستان کی تاریخ میں اس وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کہ اس دن ۱۹۶۵ء میں بھارت نے کمال مکاری سے کام لیتے ہوئے پاکستان پر بلا اطلاع حملہ کر دیا۔ اور اس کے وزیر اعظم مسٹر شاستری نے اس یقین کی بنا پر کہ اسے فتح عظیم حاصل ہوگی اور پاکستان اس کے قبضہ میں آجائے گا ایک دن پہلے اپنی پارلیمنٹ میں یہ اعلان کیا کہ:- "میں آپ کو چوبیس گھنٹہ بعد ایک عظیم خوشخبری سناؤں گا"۔ اور اس کے وزیر دفاع اور کمانڈر انچیف نے اسی وقت اپنے دوستوں کو مژدہ دے دیا کہ ہم کل لاہور کے جیمخانہ میں چائے پئیں گے۔

خدا کی شان! اس قدر یقین کامل کے ساتھ پاکستان سے پانچ گنا زیادہ افواج رکھنے کے بعد قدرت الٰہی نے جو سزا بھارت کو دی، وہ اس قدر عبرت انگیز ہے کہ اگر غیرت ہو تو اسے آئندہ پاکستان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں ہو سکتی، صرف سترہ دن کی جنگ کے بعد مسٹر شاستری کو اقوام متحدہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر جنگ بندی کی درخواست کرنی پڑی، اور بھارتی پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے وہ دو دفعہ رو پڑا۔

یہ کیوں ہوا؟ اس کی وجہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کے سوا اور کچھ نہیں، جس نے اپنے فضل و کرم سے نہ صرف پاکستانی افواج میں غیر معمولی ہمت و شجاعت کا جذبہ پیدا کر دیا بلکہ تمام پاکستانی قوم کے اندر اتحاد و اتفاق اور جوش و ولولہ کی وہ لہر پیدا کر دی کہ دشمن پانچ گنا طاقت اور ہر قسم کے اسلحہ رکھنے کے باوجود حیران و ششدر ہو کر رہ گیا، اور میدان جنگ میں شکست فاش کھا کر پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔

اس ضمن میں ایک اور خدائی نشان بھی دیکھنے میں آیا۔ آج سے ساٹھ سال پہلے ۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر دی، جس کی دنیا کو اطلاع دیتے ہوئے آپ نے لکھا:

"خدا فرماتا ہے کہ میں چھپ کر آؤں گا میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا ایسا وقت جو اس کے قریب ہے"

چنانچہ ایسا ہی ہوا بھارتی افواج ۶ر ستمبر ۱۹۶۵ء کو صبح کے قریب اس وقت حملہ آور ہوئیں جب کسی کو وہم و گمان بھی

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

اخبار و افکار

اسلامی تعلیمات اقوام متحدہ میں

اقوام متحدہ کے ادارہ یونیسکو نے "انسان کا پیدائشی حق" کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے، جس میں انسانی حقوق کے ضمن میں گذشتہ پانچ ہزار سال کی تاریخ کے مشہور عارفانہ و حکیمانہ اقوال و ارشادات درج کئے گئے ہیں، پاکستان ٹائمز کے نمائندہ مقیم اقوام متحدہ نے بتایا ہے کہ اس تاریخی کتاب کی ترتیب میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے کافی مدد لی گئی ہے مثلاً ایک عنوان ہے "عالمگیر انسانی اخوت" جس کے ماتحت یہ حدیثیں درج ہیں:

"تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں"

"جو شخص عصبیت برتتا ہے وہ ہم میں سے نہیں"

"ذمی (غیر مسلم) پر ظلم کرنے والے کے خلاف میں (رسول اللہ صلعم) لڑوں گا۔"

اسی طرح قرآن کریم سے یہ آیات دی گئی ہیں :-

یا یہا النّاس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ (النساء) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔

ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اتاکم فاستبقوا الخیرات الی اللہ مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون (المائدہ ۴۸) اگر اللہ چاہتا تو سب تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمانا چاہتا ہے پس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے مسابقت کرو تم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے، پھر جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو وہ تمہیں ان کے بارہ میں مطلع کرے گا۔

مظلوموں کی حمایت کے بارہ میں سورۃ النساء کی ایک آیت کا ترجمہ دیا گیا ہے جو یہ ہے: تم کیوں اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور ان مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جو کمزور ہیں۔

مذہبی آزادی کے بارہ میں قرآن کریم کی دو آیتوں کا ترجمہ دیا ہے ایک سورہ بقرہ کی آیت لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی اور دوسری سورۃ یونس کی ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا افانت تکرہ النّاس حتی یکونوا مومنین۔

ایک عنوان ہے:

"ہر ایک کے ساتھ انصاف ہونا چاہیئے"

اس عنوان کے ماتحت سورۃ النساء کی آیت ۱۳۵ کا ترجمہ دیا گیا ہے :-

"اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اللہ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے، خواہ اس میں تمہارا اپنا یا تمہارے والدین کا یا رشتہ داروں کا امتحان ہو"

"معاشی انصاف" کے تحت کئی حدیثیں درج ہیں جن میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جو خود پیٹ بھر کر کھالے اور ہمسایہ بھوکا رہے وہ مسلمان نہیں۔

کس قدر خوشی کی بات ہے کہ اقوام متحدہ کے ادارہ یونیسکو کے ذریعہ اسلام کی عالمگیر تعلیم دنیا میں پھیلائی جا رہی ہے اللہ وہ دن لائے کہ اس تعلیم سے متاثر ہو کر لوگ اسلام کی حلقہ بگوشی اختیار کر لیں کہ اسی میں ان کی دنیا و عقبیٰ کی بہبودی مضمر ہے۔

خطیبوں کے لئے تلوار

محکمہ اوقاف کے سربراہ محمد مسعود صاحب کے اس اعلان پر کہ اس محکمہ کی طرف سے خطیبوں کو ایک ایک تلوار دی جائے گی سنڈے مشرق میں ڈاکٹر عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں :-

میں بڑے ادب سے پوچھتا ہوں، کہ

(الف): خطبہ دیتے وقت خطیب کے ہاتھ میں تلوار ہوگی تو اس سے کیا نتیجہ نکلے گا؟

(ب): کیا خطیب کو تلوار چلانے کا فن بھی سکھایا جائے گا یا نہیں؟

(ج):- اگر سکھایا جائے گا۔ تو یہ تلوار کس پر چلے گی؟

(د): اگر مراد یہ ہے کہ قوم میں عسکری جذبہ پیدا ہو تو آج کے دور میں تلوار کی کیا حیثیت ہے؟

"سوچنے کی بات یہ ہے کہ مملکت مسلمانوں کی ہے فوج مسلمانوں کی ہے جو جدید ترین ہتھیاروں سے لیس ہے۔ اگر کل کلاں ہم پر کوئی مصیبت آئے۔ تو یہ فوج ہماری حفاظت میں سینہ سپر ہوگی اگر مقصد یہ ہے کہ ایسی صورت میں قوم کے بچے بچے میں جہاد کا جذبہ پیدا ہو۔ تو اس کے لئے کوئی ایسی تجویز سوچنا چاہیئے۔ کہ شہریوں کو عسکری تربیت دی جائے گی اور ظاہر ہے اس میں تلوار کا کوئی دخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اب جنگ تلوار سے نہیں لڑی جاتی اس کے لئے زیادہ موثر ہتھیار موجود ہیں۔ خطیب کے ہاتھ میں تلوار پکڑا دینا نمود و نمائش کے سوا اور کچھ نہیں اور نمود و نمائش بھی بو گس قسم کی!"

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کا ارشاد بجا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی غور طلب ہے کہ علماء و مفتیان کرام کی زبان مبارک کیا کم تیز تھی کہ انہیں تلواریں تھما کرنے کی زحمت اٹھانا پڑی یہ سالہا سال سے یہ زبان قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کرتی چلی آ رہی ہے۔ اس کے لگائے ہوئے گھاؤ ہرے بھرے ہیں۔ ایک زخم مندمل نہیں ہوتا کہ دوسرا کھل جاتا ہے اس لحاظ سے علماء کرام کی زبان کی کاٹ تو تلوار سے زیادہ تیز ہے تلوار کا تکلف شاید اس لئے کیا جا رہا ہے کہ کوئی کہہ نہ سکے کہ

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ علماء کے "ہاتھ میں تلوار" ان کے فتاوے کفر و فسق کی عملی تکمیل کا موجب نہ ہوگا ادھر کسی مفتی نے کسی مسلمان پر کافر و فاسق کا فتوے صادر فرمایا اور ادھر تلوار سونت کر اس کی گردن مار دی، کیا محکمہ اوقاف خطیبوں کے ہاتھ میں تلوار دے کر ان کے قول و فعل کی ایسی ہی تکمیل کرانا چاہتا ہے؟

کسر صلیب اور قتل دجال کا ایک پہلو

مسیحیوں کے ماہنامہ کلام حق گوجرانوالہ بابت ماہ جولائی رقمطراز ہے :-

"کلیساؤں کی استقامت کے لئے سکولز، کالجز، مشن، ہسپتال اور دیگر عالیشان مشن کی کوٹھیاں تعمیر کیں تاکہ خداوند کا جلال ترقی کر سکے، مگر اب یہ حال ہے کہ ان مشن اداروں اور عالیشان کوٹھیوں کو جو صرف مسیح کی خدمت کے لئے وقف تھیں اور اسی مقصد کے لئے سرکار عالیہ سے خریدی جا چکی تھیں اب فروخت کیا جا رہا ہے جن میں سے ان دنوں مشن کمپونڈ بدوملہی، مشن کمپونڈ پسرور، مشن کمپاؤنڈ بھیرہ، فی الحال فروخت کی جا چکی ہیں۔ اور جس امریکن مشن ہسپتال سرگودھا کو عرصہ سے بند کر رکھا تھا۔ اب اس کے لئے یہاں سرگودھا کے عام سینماؤں میں امریکن ہسپتال برائے فروخت کی سلائڈ اشتہار کی صورت میں ہر شو میں دکھائی جا رہی ہے"

یہ حضرت مسیح موعود کے مشن کی تکمیل کا ایک پہلو ہے انہوں نے آج سے ساٹھ سال پہلے جب عیسائیت پورے زور و شور فروغ پا رہی تھی۔ یہ اعلان کیا تھا کہ:-

"چونکہ اس صدی کا بھاری فتنہ جس سے اسلام کو نقصان پہنچایا تھا عیسائی پادریوں کا فتنہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کا نام مسیح موعود رکھا۔ اور یہ نام مسیح موعود ہی ہے جس کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تھی اور خدا تعالیٰ سے وعدہ مقرر ہو چکا تھا کہ تثلیث کے غلبہ کے زمانہ میں اسی نام پر ایک مجدد آئے گا جس کے ہاتھ پر کسر صلیب مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا اور اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر بھیجا اور وہ آسمانی حربہ مجھے عطا کیا جس سے میں صلیبی مذہب کو توڑ سکوں"۔ فتح اسلام

کس قدر ایمان افروز بات ہے کہ آج ہم مسیح موعود کے فرمودہ کو عملی شکل میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اس سے بڑھ کر مسیح موعود کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ آپ کا مشن کسر صلیب عملاً تکمیل پذیر ہے۔

۶ ستمبر

بسلسلہ صفحہ ۳

ہو سکتا تھا، لیکن اس الہام کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ایک خوشخبری بھی دے دی تھی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ میں کیا ہے :-

"رات ۲ بجنے میں سات منٹ باقی تھے کہ میں نے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہوگئی پھر ایک زور کا دھکا لگا میں نے رویا میں ہی گھر والوں کو کہا کہ اٹھو زلزلہ ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لے لو اسی وقت رویا میں یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

یہ وہی زور کا دھکا یا زلزلہ ہے جس کو اوّل الذکر الہام میں "فوجوں" کا نام دیا ہے اور "مبارک کو لے لو" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس کا نتیجہ مبارک ہے، اور اس کے ساتھ ہی "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی" کے الفاظ میں اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو ۶ ستمبر کی جنگ سے ایک دن پہلے مسٹر شاستری وزیر اعظم بھارت نے پارلیمنٹ میں کی تھی کہ:

"میں آپ کو چوبیس گھنٹہ کے بعد ایک عظیم خوشخبری سناؤں گا۔"

خدائی الہام نے ساٹھ سال پیشتر بتا دیا کہ :-

"شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

اور فی الواقعہ یہی ظہور میں آیا، یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور مامور الٰہی کی صداقت کا نشان۔

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانیست کبیر

انتخاب ملتوی

گذشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ جماعت لاہور کے عہدیداران کا انتخاب ۵ ستمبر کو ہوگا۔ بعض وجوہ سے یہ انتخاب فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے

مسلمانوں کی کامیابی کا راز قرآن کریم کی ہدایات پر عمل کرنے میں مضمر ہے

دنیاوی اور اخروی زندگی کو جنتی بنانے کے مفید گر

خطبہ جمعہ

مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۶۹ء

فرمودہ

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمان

صاحب مصری دامت برکاتہ

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔

قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون والذین ھم لفروجھم حافظون الا علٰی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغٰی وراء ذالک فاولئک ھم العادون والذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون والذین ھم علٰی صلواتھم یحافظون اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون۔

(المؤمنون ع ۱)

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا مجھ پر دس آیات ایسی اتری ہیں جو کوئی بھی ان پر پوری طرح عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ پھر آنحضور صلعم نے یہی دس آیات تلاوت فرمائیں جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں یہ سورۃ المؤمنون کی پہلی دس آیات ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کے فرمان کا مطلب

حضرت نبی کریم صلعم کا یہ فرمانا کہ جو کوئی ان دس آیات پر پوری طرح عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا آنحضور صلعم کے فرمان کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ صرف اس جنت میں داخل ہو گا جو مرنے کے بعد مومن کو ملے گا بلکہ آنحضور صلعم کے فرمان کا یہ مطلب ہے کہ اس کی دنیوی اور اخروی دونوں زندگیاں جنتی ہوں گی آیات مذکورہ بالا میں بیان کردہ ہدایات ایسی ہیں کہ ان پر عمل فرد اور قوم دونوں کی صرف اخروی ہی نہیں بلکہ دنیاوی زندگی کے سنوارنے کا بھی موجب ہے۔

مومن کے لئے دو دائمی جنت

قرآن کریم کی آیت ولمن خاف مقام ربہ جنتان سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی مومن کے لئے دائمی طور پر دو جنت مقدر رہتے ہیں ایک جس میں وہ ہوتا ہے اور ایک وہ جو مزید ترقی کے بعد اسے ملنا ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی معرفت میں ترقی چونکہ لا انتہا ہی ہے اس لئے جنتوں کا سلسلہ بھی لا متناہی ہے۔ پس دنیاوی زندگی بھی درحقیقت اس مومن فرد یا مومن قوم کے لئے جنت ہی ہے جو اخروی زندگی کی جنت کا درحقیقت ایک پرتو ہی ہے اور اسی کی طرف قرآن کریم کے الفاظ کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقًا قالوا ھٰذا الذی رزقنا من قبل واُتوا بہ متشابھا رہنمائی کر رہے ہیں۔

دنیا سے جنت لے جانے والے کو ہی آخرت میں جنت ملے گی۔

قرآن کریم سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اخروی زندگی کا جنت اسی انسان کو ملے گا جو دنیا سے جنت کو ساتھ لے جائے گا چنانچہ سورۃ الحدید ع ۲ کی مندرجہ ذیل آیت سے اس کی تصدیق ہوتی ہے منافق لوگ جب مومنوں کو جنت میں دیکھیں گے تو کہیں گے "منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں کو جنت میں دیکھ کر کہیں گے ذرہ ہمیں بھی مہلت دو کہ ہم تمہارے نور میں سے کچھ لے لیں جواب میں مومنوں کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ دنیا میں واپس جاؤ پس وہاں اس نور کو ڈھونڈو یعنی حاصل کرنے کی کوشش کرو پس ان دونوں کے درمیان دیوار کھینچ دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہو گا اس کے اندرونی حصہ میں رحمت ہو گی اور اس کی بیرونی حصہ کی طرف سے عذاب پہنچ رہا ہو گا اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے جس نور کی ضرورت ہے وہ دنیا سے ہی ساتھ لے جایا جاتا ہے۔

دنیا کا اندھا آخرت میں اندھا

اسی لئے دوسری جگہ فرمایا ومن کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی و اضل سبیلا یعنی جو اس دنیا میں اندھا رہا یعنی اس نور کو حاصل نہ کر سکا جو جنت میں جانے کا موجب ہوتا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ یعنی اخروی زندگی کی جنت میں داخل ہونے کا اسے کوئی راستہ نہیں ملے گا مادی آنکھیں تو اس کی دنیا میں مادی اشیاء کو دیکھ سکتی تھیں لیکن اصل بینائی تو روحانی بینائی ہے جو جنتی نعماء کو مشاہدہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے وہ کافر اور منافق کھو بیٹھے ہیں اس لئے ان کے متعلق کہا کہ وہ اضل سبیلا کے مصداق ہیں اسی بناء پر کافر اور منافق جزا و سزا کے دن کہیں گے اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے حالانکہ دنیا میں تو میں بینائی والا تھا (یہ قول اس کا مادی بینائی کے متعلق ہو گا) اللہ تعالےٰ اسے جواب دے گا میری آیات تیرے پاس آئیں جو روحانی بینائی دینے والی تھیں تو نے ان سے فائدہ اٹھانے سے انکار کرتے ہوئے ان کو چھوڑ دیا یعنی نظر انداز کر دیا اس لئے آج تو بھی چھوڑا جا رہا ہے یعنی نظر انداز کیا جا رہا ہے یہ آیت بھی صاف بتلاتی ہے کہ جنت کی طرف لے جانے والی بینائی دنیا میں ہی حاصل کی جاتی ہے پس حضرت نبی کریم صلعم کا قول کہ ان آیات پر عمل کرنے والا مومن جنت میں جائے گا اس سے مراد دنیوی اور اخروی دونوں جنت ہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے ابھی بتلایا ہے کہ اخروی جنت اسی کو ملتا ہے جس نے پہلے دنیوی جنت کو حاصل کر لیا ہو۔

اسلام کا طغرہ امتیاز

پس ان آیات میں سے پہلی آیت میں جو فرمایا یقینًا مومن اپنی مراد کو پہنچ گئے اپنے مقصد زندگی کو انہوں نے حاصل کر لیا ان کے مشاہدہ میں آ گیا کہ ان کے اعمال بالکل درست ہیں یہ اس لئے کہ ان کے اعمال پر مترتب ہونے والے نتائج ان کو مل رہے ہوتے ہیں دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کا طغرہ امتیاز یہی ہے کہ ہر عمل کا جو نتیجہ وہ بتلاتا ہے وہ عمل کرنے والے کو مل جاتا ہے دوسرے مذاہب صرف وعدہ تو دیتے ہیں لیکن ایفاء وعدہ نہیں ہوتا مثلًا قرآن کریم نے روزہ کا نتیجہ دلوں میں تقوےٰ پیدا کرنا بتلایا ہے اور تقوےٰ کی جو علامتیں بتلائی ہیں اگر وہ کسی مومن میں نہیں پائی جائیں تو یہ دعوےٰ محض دعوےٰ ہی ہو گا جس کی سچائی پر کوئی عملی دلیل نہیں ہو گی لیکن اسلام میں ہزارہا ایسے انسان پیدا ہوئے ہیں کہ وجود میں دنیا نے تقوےٰ کی تمام وہ علامات مشاہدہ کیں جو قرآن کریم نے متقی کی بیان کی ہیں اس زمانہ میں ہمارے امام ہمام حضرت مرزا غلام احمد بانی سلسلہ احمدیہ کے وجود میں بھی قرآن کریم میں متقی کے متعلق بیان کردہ تمام علامات ہم نے مشاہدہ کیں میں نے پیغام صلح میں ان علامات کا حضور کے وجود میں پایا جانا ایک خاص سلسلہ مضامین میں ثابت بھی کیا تھا۔

اسلام کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کا یہ حال ہے کہ وہ دعوےٰ تو کرتے ہیں کہ ان کی الہامی کتب پر عمل کرنے سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے لیکن ثبوت میں وہ اپنی قوم میں سے کسی ایک شخص کو بھی پیش نہیں کر سکتے جسے قرب الٰہی کا شرف حاصل ہوا ہو۔

خشوع و خضوع والی نماز ہی نماز ہے

اس کے بعد فرمایا کہ کون مومن کامیابی سے ہمکنار ہوں گے اور کن کو ان کے اعمال کے صحیح نتائج ملیں گے انہی مومنوں کو جو اپنی نماز سوز و گداز سے ادا کریں گے جن کے سامنے ہر وقت اپنا عجز اور انکساری اور اللہ تعالےٰ کی عظمت رہے گی اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ احسان اس چیز کا نام ہے کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا خدا کو تم دیکھ رہے ہو اگر یہ مقام تم کو حاصل نہیں تو کم از کم یہ یقین تم کو ہو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

نماز پر زور دینے کی وجہ

قرآن کریم میں نماز پر بہت ہی زور دیا گیا ہے بار بار نماز کو قائم کرنے اور اس کی محافظت کی تلقین اس میں پائی جاتی ہے اس کی کیا وجہ ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ نماز میں ہر نمازی خدا تعالےٰ کی عظمت بیان

والی صفات کا ذکر کرنے کے بعد دن میں قریباً چالیس مرتبہ اپنے خدا کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ میں ہر شعبہ زندگی میں تیری ہی کامل فرمانبرداری کروں گا اور تیری کسی ہدایت سے بھی سرمو انحراف نہیں کروں گا پس جو شخص بھی اپنے اس اقرار پر قائم رہے گا وہ یقیناً ہر بدی سے مجتنب رہے گا اور ہر نیکی کو عملی جامہ پہنانے کی طرف تیزی سے دوڑے گا اسی لئے صلوٰۃ کے متعلق ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر آیا ہے یعنی نماز تمام قسم کی بے حیائیوں اور خدا کی رضا کے خلاف لے جانے والے امور سے روکتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ذکر ہونے کی وجہ سے اس کی تاثیر بہت بڑی ہے۔ اس لئے یہ صرف برائیوں سے ہی نہیں روکتی بلکہ خدا کی معرفت کی شراب طہور بھی پلاتی جاتی ہے اس لئے انسان اس کے ذریعہ دن بدن خدا کے زیادہ سے زیادہ قریب ہوتا جاتا ہے اسی لئے حضرت ابن عباس رضہ سے اس کے یہ معنے بھی مروی ہیں کہ نماز پڑھنے کے نتیجہ میں جو خدا تم کو یاد کرتا ہے اس کا یاد کرنا تمہارے اس کو یاد کرنے سے بہت بڑا ہے اس لئے وہ تمہیں اپنی بڑی سے بڑی نعمت سے نوازے گا پس ایسی ہی نماز جو ایسے نتائج پیدا کرتی ہے وہ درحقیقت اللہ تعالےٰ کے ہاں خشوع والی نماز کہلاتی ہے قرآن کریم میں دوسری جگہ صاف الفاظ میں آیا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنی میرے ذکر میں مشغول رہو تو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔ یعنی اپنے انعاموں کا تمہیں مورد بناتا چلا جاؤں گا۔

بعض نمازیوں کے متعلق ویل کی وعید۔

جو لوگ نماز کی حقیقت اور اس کے مغز اور اس کی اصلی روح سے ناواقف ہیں اور یونہی رسمی طور پر ٹکریں مار کر اسے ختم کر دیتے ہیں ان کے متعلق فرمایا فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراءون ویمنعون الماعون یعنے ایسے نمازیوں کے لئے ویل ہے جو اپنی نماز کی حقیقت اور اس کی روح سے غافل ہیں ان کی نمازیں محض دکھاوے کی نمازیں ہیں جن سے ان کو کوئی روحانی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اسی لئے ان سے کوئی خاص نیکی کا کام بھی سرانجام نہیں پا سکتا۔ اسی طرح منافقین کی نمازوں کی بھی مذمت کرتے ہوئے فرمایا لا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ یعنی یہ لوگ نمازوں میں شامل ہونے کے لئے آتے تو ہیں لیکن دلوں میں نشاط کی بجائے سستی ہوتی ہے لیکن آج یہ حالت ہے کہ نماز میں شامل ہونا ہی کار بے کاراں سمجھا جاتا ہے اسی حالت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کے منافق اگر آج دنیا میں آجائیں تو اولیاء اللہ سمجھے جائیں۔

لغو کی حقیقت

اس کے بعد کامیاب ہونے والے مومنوں کے متعلق فرمایا کہ وہ لغو سے منہ پھیر لینے والے ہیں یعنی ہر اس چیز ہر اس صحبت ہر اس کام ہر اس بات سے الگ ہو جانے والے ہیں جو ان کو صلوٰۃ کو خشوع کے ساتھ ادا کرنے سے روکنے کا موجب بنتا ہو۔ آج ہمارے زمانہ میں بے شمار چیزیں پیدا ہو گئی ہیں جو نماز سے روکنے کا موجب بنی ہوئی ہیں اس لئے ہر شخص کو انفرادی طور پر خود ہی دیکھ لینا چاہیئے کہ کونسی چیز اس کو خدا کی اطاعت سے روکنے والی ہے جو چیز بھی اس کو ایسی نظر آئے فوراً اس سے الگ ہو جائے ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے کہ جہاں وہ سوئے ہوئے تھے وہاں ایک رات نماز کے سوئے۔ ان کی نیند نہ کھلی تو انہوں نے فوراً وہ جگہ بدل لی۔ یہ یقین کرتے ہوئے کہ یہ جگہ غفلت کا موجب ہے اسی لئے اس نے مجھے نماز وقت پر ادا کرنے سے روک دیا ہے۔

دہریت کے خیالات کس طرح دُور ہوئے

ایک ہندو یا سکھ حضرت مسیح موعودؑ کا دل سے معتقد تھا وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم پا رہا تھا اس نے ایک دفعہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کو لکھا کہ میرے دل میں کچھ دنوں سے دہریت کے خیالات راسخ ہوتے جاتے ہیں میں نے ان خیالات کو نکالنے کی بڑی کوشش کی ہے لیکن وہ نکلنے کی بجائے زیادہ زور پکڑتے جا رہے ہیں حضرت صاحب سے ذکر کر کے اس کا جو علاج وہ بتلائیں وہ مجھے لکھیں حضورؑ نے فرمایا اسے لکھ دو کہ اپنا بیٹھ بدل لے چند دن کے بعد اس کا خط آیا کہ وہ خیالات بالکل میرے دل سے نکل گئے ہیں۔ دریافت کرنے پر حضورؑ نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ اس کے ساتھ جس لڑکے کی بیٹھ ہے وہ کوئی پکا دہریہ ہے اس کے خیالات کی رَو اس کے دل کو متاثر کر رہی ہے۔

مالی قربانی کی اہمیت اور پاکیزگی کا پھیلانا۔

اس کے بعد فرمایا کہ کامیابی سے ہمکنار ہونے والے مومنوں کی ایک شان یہ بھی ہے کہ وہ غرباء اور محتاجوں کا خاص خیال رکھتے ہیں اور ان کی امداد کے لئے اپنے اموال کا کچھ حصہ باقاعدہ خرچ کرتے رہتے ہیں اور دوسرے معنے اس کے یہ بھی ہیں کہ وہ پاکیزگی اور طہارت پر خود بھی قائم ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس پر قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں پھر ایسے مومن تمام معاشرے کو پاک و صاف رکھنے کے لئے اپنی شرمگاہوں کی بھی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی شہوانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے صرف اپنی ازواج اور ملک یمین (یہ ایک اصطلاحی فرق ہے ورنہ دونوں جائز بیویاں ہی ہیں) کو ہی استعمال کرتے ہیں ایسے اشخاص تو قابل ملامت نہیں ہاں اس کے علاوہ کسی اور طریق سے اگر کوئی شخص اپنی شہوانی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ خدا کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنے کی وجہ سے قابل ملامت ہوگا۔

نوجوانوں کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد۔

حضرت نبی کریم صلعم نے خصوصیت سے نوجوانوں کے متعلق فرمایا کہ جو نوجوان مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دے ایک زبان کی اور دوسرے اپنے فروج کی تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں کاش نوجوان طبقہ اپنے اُوپر کنٹرول کرے اور جنت کا وارث بن جائے۔

امانتوں اور عہد کی رعایت رکھنے کی تاکید۔

اس کے بعد کامیاب ہونے والے مومنوں کی ایک صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ اپنی امانتوں کے ادا کرنے کا خاص خیال رکھتے ہیں امانتیں ایک تو عام طور پر وہ ہوتی ہیں جو لوگ کسی کے پاس جمع کرا دیتے ہیں لیکن اس کے علاوہ ہر وہ امر جس کا کسی کو ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے وہ اس کے پاس بطور امانت کے ہی ہوتا ہے مثلاً حاکم کی رعایا اس کے پاس بطور امانت ہوتی ہے اس کا فرض ہے کہ اس کے سکھ کا پورا پورا انتظام کرے تمام قویٰ انسانی ہر انسان کے پاس بطور امانت ہیں ان کو وہ اطاعت الٰہی میں ہی لگائے۔ ان سے ہدایاتِ الٰہیہ کے خلاف قطعاً کام نہ لے۔ جس کام کی کوئی شخص تنخواہ یا اُجرت لیتا ہے وہ بھی ایک قسم کی امانت ہی ہے غرضیکہ جس چیز کا بھی کوئی شخص امین بنایا گیا ہے اس امانت کو ادا کرنے میں اسے پوری دیانت داری سے کام لینا چاہیئے حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد گرامی ہے کہ لا دین لمن لا امانۃ لہ اسی طرح تمام عہدوں کو خواہ وہ خدا سے ہوں خواہ وہ بیوی سے ہوں خواہ حکومت سے ہوں خواہ معاشرے سے ہوں خواہ ہمسائیوں سے ہوں خواہ وہ بین الاقوامی ہوں، کامیاب ہونے والے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان پر قائم رہیں اور ان کو اوفوا بالعقود اور اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا کی تعمیل میں تمام قسم کے عہدوں کی پابندی کریں۔

نمازوں کے متعلق دوبارہ تاکید

ان تمام ضروری امور کو ذکر کرنے کے بعد جن پر معاشرہ کی اصلاح کا دارومدار بھی ہے اور جن پر آخرت میں جنت حاصل کرنے کا انحصار بھی ہے دوبارہ تاکیدی طور پر فرمایا کہ وہی مومن کامیابی کا منہ دیکھیں گے جو اپنی نمازوں کی پوری طرح محافظت کریں گے اور کسی نماز کو بھی ضائع نہیں ہونے دیں گے اور تمام ضروری شرائط کے ساتھ انہیں ادا کرتے رہیں گے کیونکہ یہ نماز ہی ہے جو ان کو مندرجہ بالا ہدایات پر قائم رکھنے کا ذریعہ ثابت ہوگی ایسے ہی مومن وارث ہوں گے کسی سکے جنت الفردوس کے اور وہ اس جنت الفردوس میں ہی رہیں گے اگر وہ مندرجہ بالا ہدایات پر عامل رہیں گے۔

بشاشتِ ایمان کی تاثیر

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ بشاشتِ ایمان جس دل میں داخل ہو گئی وہ ایمان کے بعد کفر کی طرف کبھی لوٹ نہیں سکتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ درحقیقت جنت میں داخل ہو چکا ہوتا ہے جس سے جنت اس کو نظر آنے لگ پڑتی ہے۔ دیکھو حضرت موسےٰ کے زمانہ کے ساحروں نے کس طرح فرعون کی طرف سے پیش کردہ تمام دولت کی فراوانی اور مقرب درباری بنا دینے کے وعدہ کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ انا الیٰ ربنا لمنقلبون اب تو ہم اپنے ربّ کی طرف جا رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ان کو قتل کی دھمکی دی گئی پھانسی پر لٹکانے کی دھمکی دی گئی مگر انہوں نے دھمکیوں کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی محض اس لئے کہ ان کو وہ نور اور بشاشتِ ایمان حاصل ہو گئی تھی جس کے مقابلہ میں دنیا کی ہر نعمت ہیچ معلوم ہونے لگ پڑتی ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ کو دیکھ لو کہ کس طرح انہوں نے کفار کی طرف سے دی جانے والی سخت سے سخت اذیتوں کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا لیکن اسلام سے منہ نہیں موڑا ہمارے زمانہ میں کابل میں مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کی شہادت بھی بتلا رہی ہے کہ ان کو وہ نور اور بشاشتِ ایمانی ہی مل گئی تھی جس نے ان کو اس قدر ہمت عطا کی کہ پتھروں سے سنگسار ہونا قبول کر لیا لیکن امیر کابل کی پیش کردہ عزت اور مال کے دُنیا کی پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہ دیتے ہوئے انہیں ٹھکرا دیا اسی طرح ان کے شاگرد رشید مولوی عبدالرحمان صاحب شہید نے بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا منظور کر لیا لیکن حق کا دامن نہ چھوڑا۔ یہ نور جبکہ انسان کو جنت میں داخل کر دیتا ہے تو کون شخص جنت سے نکل کر دوزخ میں آنا پسند کر سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھ کو بھی اور تمام احمدی بھائیوں اور دیگر مسلمانوں کو آیت قد افلح المومنون کا مصداق بننے کی توفیق عطا فرمائے تا ہم سب دنیا میں بھی عزت کی زندگی بسر کرتے ہوئے جنتی نعماء سے متمتع ہوں اور آخرت میں بھی جنت الفردوس کے وارث بننے کی توفیق پائیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔

تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایبٹ آباد منعقدہ ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء

"قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے" (حضرت مسیح موعودؑ)

کیا بنی نوع انسان کی نجات کمال تسخیر کائنات سے ممکن ہے؟

آنحضرت صلعم کی عظیم کشفی آنکھ نے دجالی تہذیب کا صحیح صحیح نظارہ دیکھ لیا تھا۔

دجّال یک چشم ہوگا۔ وہ دائیں آنکھ سے اندھا مگر بائیں آنکھ مثل روشن ستارہ کے رکھتا ہوگا —— (حدیث شریف) ——

انّا انزلنٰہ قرانًا عربیًا لعلکم تعقلون۔ نحن نقصّ علیك احسن القصص بمآ اوحینا الیك ھٰذا القراٰن —— اذ قال یوسف لابیہ یٰابت انّی رایتُ احد عشر کوکبًا والشمس والقمر رایتھم لی ساجدین (۱۲: ۲-۴)

خواتین و حضرات!

مجھے آپ سے معذرت کرنا ہے کہ میں بوجہ زکام و بخار اس طرح آپ سے بات نہیں کر سکوں گا جیسے مجھے کرنا چاہیئے۔ یہ زکام مجھے لاہور میں ہی شروع ہو گیا تھا مگر چونکہ میں نے وعدہ کر لیا تھا۔ نیز گذشتہ سال جس اخلاص اور محبت کا اظہار میرے پیارے بھائی خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب نے مجھ سے برتا اور جس ذوق و شوق کے ساتھ انہوں نے جماعتی اجتماعات کا یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ اس کے پیش نظر مجھے آنا ہی پڑا۔

میں نے یہ آیات سورۃ یوسفؑ سے تلاوت کی ہیں۔ میرا موضوع ہے:

"قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے"

ان آیات میں فرمایا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کرتے ہیں، یہاں لفظاً قمر آیا ہے اور یہ جو قمری تسخیر کا آج ایک حیرت انگیز کارنامہ سائنس نے انجام دیا ہے۔ اس مناسبت سے یہ مضمون آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

حضرت یوسفؑ کا حُسن مشہور ہے مگر

حضرت مسیح موعودؑ بھی حسنِ قرآن کا ذکر فرماتے ہیں:-

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے۔

قرآن کریم کی مدح میں قصیدے

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے بھی ایک مرتبہ کہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا دعوے کرنے والے تو بہت لوگ ہو گذرے ہیں لیکن اگر قرآن کریم سے کسی نے عشق کے اظہار میں قصیدے کہے ہیں تو وہ صرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کی ذات ہے۔ حضرت صاحبؒ کی قرآن کریم کے متعلق تین مشہور نظمیں ہیں ایک تو یہی جس کے دو شعر اوپر دیئے گئے ہیں اور دوسری وہ نظم جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:-

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰؑ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

تیسری فارسی کی نظم ہے جس کے چند اشعار یہاں دیئے جاتے ہیں:-

از وحیِ پاک۔ قرآں صبحِ صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریدہ
میلم نماند باکس محبوب من توئی بس
زیرا کہ زاں فغاں اس نورت بما رسیدہ

قرآن کریم کی تعریف میں ایسی نظمیں کیا کسی نے کہیں ہیں؟

تو عرض یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کا حُسن کیا تھا۔ لوگوں نے تو حُسنِ یوسفؑ کے بہت قصّے کہانیاں لکھی ہیں۔ مگر وہ حُسنِ یوسفؑ اور عشق زلیخا کے قصّے تو قرآن کریم میں کہیں مذکور نہیں ہیں۔ البتہ قرآن کریم جس حُسنِ یوسف کا ذکر کرتا ہے، وہ ان کے کردار اور اخلاق کا حسن ہے۔ وہ کیا حُسن تھا؟ ان کے سگے بھائیوں نے ان کو گھر سے نکال دیا۔ اور انہیں قتل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب حضرت یوسفؑ کو ان بھائیوں پر فتح حاصل ہوئی اور ان پر حکومت کرنے کا موقعہ ملا۔ تو فرمایا لاتثریب علیکم الیوم آج کسی سے باز پرس بھی نہیں ہوگی کوئی غیر شخص کسی پر ظلم کرے تو اس بارے کسی کے دل میں انتقام کا جذبہ ایسا نہیں ہوتا جیسا اپنے بھائی کے برخلاف موجزن ہوتا ہے۔

حضرت یوسفؑ کا یہ حسن ہے کہ جب ان کے ہاتھوں میں زمامِ حکومت آئی۔ ملک میں قحط پڑا اور عوام کو خوراک تقسیم کی گئی۔ تو انہوں نے ظلموں اور زیادتیوں کو معاف کر دیا۔ جب ان کے بھائی ایک دفعہ اپنا حصّہ لینے کے لئے آئے تو نوکروں کو کہا کہ انہیں کچھ اور زیادہ دو اور پونجی بھی ان کی واپس دے دو۔ کس قدر مغفرت اور مہربانی ہے اس کو کہتے ہیں نفس کا نہ ہونا اور خدا کے لئے اپنے نفس کو مار دینا۔

دنیا میں دو قسم کی ہی تحرّکات ہوتی ہیں، جو انسان کے لئے فساد کا موجب بنتی ہیں، ایک تو نفس کا جذبہ ہے کہ ہر ایک انسان خیال کرتا ہے کہ میں دوسروں سے بہتر اور برتر ہو جاؤں اولیٰ حاکم و مقتدر بن جاؤں۔

دوسرا جنسی جذبہ ہے تو ان میں سے ایک جذبہ کے متعلق جو حضرت یوسفؑ نے نمونہ دکھلایا وہ میں نے پہلے عرض کر دیا ہے۔ جب عزیزِ مصر کی ملکہ اور پھر تمام زنانِ مصر نے حضرت یوسفؑ کو ورغلانا چاہا تو ان کو کیا جواب دیا۔ معاذ اللہ انہ ربّی احسن مثوای (۱۲: ۲۳) معاذ اللہ۔ تمہارا شوہر میرا مربی ہے۔ اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔ میں اس کا پروردہ ہوں۔ میں نفس کا غلام ہو کر اس کی عورت سے ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ شاید کوئی یہ کہے کہ بعض انسانوں میں تولید کا جذبہ ہی نہیں ہوتا۔ اور وہ اس تحریک سے عاری ہوتے ہیں اور اس قسم کی سفلی اور جنسی ترغیب ایسے لوگوں پر اثر انداز نہیں ہوتی لیکن حضرت یوسفؑ کے معاملہ میں ایسا نہیں ہے۔ فرمایا میرے اندر جذبہ موجود ہے۔ میں اس جذبہ سے عاری نہیں ہوں وما ابرّئ نفسی ان النفس لامّارۃ بالسوء الا ما رحم ربّی اور ولقد ھمّت بہٖ وھمّ بھا۔ لولا ان رّاٰ برھان ربّہٖ۔ ترجمہ:- میں اپنے نفس سے بری نہیں ہوں جو برائی کی جانب بلاتا ہے بجز اس کے کہ خدا مجھ پر رحم فرمائے —— اس عورت نے اسے پھسلانا چاہا اور حضرت یوسفؑ بھی پھسل جاتے اگر اپنے خدا کی نشانیوں کو دیکھا نہ ہوتا۔

یہ وہ دو جذبے ہیں جن کے بہترین تحرّکات پیدا کیے گئے لیکن حضرت یوسفؑ نے ان پر کمال کا قابو حاصل کر لیا ہوا تھا۔ اور یہی فی الحقیقت حضرت یوسفؑ کا اصل حسن تھا۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کمال حُسنِ سیرت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی حضرت یوسفؑ کی زندگی سے اس تعلق میں بہت مشابہ ہے۔ جس کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں۔ ؎

پہلوں سے خوب تر ہے، خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے، بدرالدجیٰ یہی ہے

آنحضرت صلعم کو بھی ان کے بھائی بندوں نے نکال دیا تھا لیکن ان پر غلبہ اور حکومت حاصل کرنے کے بعد آپؐ نے بھی یہ فرمایا لاتثریب علیکم الیوم۔ آج تم پر کوئی باز پرس نہیں۔ تمہارے سب ظلم و ستم تمہیں یک قلم معاف کر دیئے گئے ہیں۔

دو اور واقعات بھی میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مکّہ کے کفّار کا وفد حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عورت، مال اور حکومت، جملہ دنیاوی ترغیبات کی پیشکش کر کے مطالبہ کیا کہ آپؐ ہمارے بتوں کی مذمت کرنا چھوڑ دیں۔ اس وقت حضور صلعم نے فرمایا کہ اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دو پھر بھی میں اس سے ہرگز باز نہیں آؤں گا چاہے میں اپنے مقدس مشن میں مر ہی کیوں نہ جاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے جواب میں بھی سورج اور چاند کا ذکر ہے۔

سورج اور چاند انسان کی معیشت کے سامانوں کے بہت بڑے منبع و مخرج ہیں، ان کے ہاتھ میں آ جانے سے مراد یہ ہے کہ رزق و اقتدار اور مال و متاع کے خزانوں پر قبضہ ہو گیا۔ تو حضور صلعم نے فرمایا کہ دنیا سے میرا انقطاع کامل ہے میرا رزق ان سے وابستہ نہیں ہے میرا رزق تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ان چیزوں کی طرف تو میں نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ واللہ خیر و ابقیٰ۔

تسخیر سماوات یا قمر پر رسائی کا حیرت انگیز کارنامہ۔

اس وقت جو تسخیرِ قمر کا واقعہ رونما ہوا ہے امریکہ اس پر بہت نازاں ہے۔ چنانچہ صدر نکسن اس کے فوراً بعد دنیا کے دورے پر نکل کھڑے ہوئے۔ اور اپنی قوم کی عظمت اور طاقت اور اپنی سائنسی ترقیوں کا سکہ جمانے اور دیگر قوموں کو مرعوب کرنے کے لئے جگہ بجگہ پھرے۔ آپ کو علم ہے کہ تسخیر قمر روس اور امریکہ کی باہمی مسابقت کا نتیجہ ہے تو یہ برتری کا جذبہ ہے اور یہی اس کا محرک ہوا ہے کیا اس تسخیرِ قمر کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے؟ اس بارے میں آپ کی خدمت میں مختصراً اور اشارۃً عرض کروں گا۔ زیادہ وضاحت سے دوسری جگہ بیان کر چکا ہوں۔

حضرت مولانا محمد علیؒ کی زبردست قوتِ معرفت

سورۃ جن میں اس کا ذکر ہے قل اوحی الیّ انّہٗ استمع نفر من الجن فقالوا انّا سمعنا قرانا عجبًا۔ یہ جن یورپ و روس کی عیسائی اقوام ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے متعلق کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے یہ عجیب کتاب ہے پھر یہی قومیں کہتی ہیں انّا لمسنا السماء۔ ہم آسمان پر یعنی SPACE میں گئے سماء کے دونوں معنی یعنی خلاء و سیارے مفسروں نے تسلیم کئے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ ہم نے آسمانوں اور سیاروں کو چھوا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے انگریزی تفسیر قرآن کریم میں جو تشریح فرمائی ہے اس سے آپ کی کمال بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ اس وقت تو تسخیر قمر بھی نہیں ہوئی تھی مگر آپ فرماتے ہیں

It is a prophetical reference to the great scientific discoveries of the modern age relating to the Heaven.

مجھے یہ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ کس طرح خلاء و سیاروں کے بارے میں جو واقعات و انکشافات پچاس برس بعد رونما ہونے والے تھے۔ حضرت مولانا ممدوحؒ نے نصف صدی قبل اس آیت سے استدلال کر کے ان کے متعلق لکھ دیا۔ پس یہ پیشگوئیاں بھی انہی اقوام کے متعلق ہیں کہ وہ سیاروں پر خلاء میں پہنچ جائیں گی۔

حضرات! الفاظِ قرآن پر غور کریں تو آپ کو عجیب کیفیت اور لذت آئے گی۔ جن آخری زمانہ کی عیسائی اقوام کے متعلق قرآن میں لکھا ہے حضرت مولانا رحؒ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ اس پر میں یہاں مفصل ذکر نہیں کروں گا۔ کسی نے تحقیق کرنا ہے تو کر سکتے ہیں۔ قرآن میں لکھا ہے فوجدنٰھا ملئت حرسًا شدیدًا و شھبًا۔ یہ قومیں کہتی ہیں کہ ہم نے آسمانوں کو ٹٹولا تو اسے سخت پہروں اور انگاروں سے بھرا ہوا پایا۔ جن لوگوں نے موجودہ تسخیر قمر کے متعلق اخبارات سے معلومات حاصل کی ہیں وہ جانتے ہیں۔ میرے پاس اخباروں کے اقتباسات موجود ہیں لکھا ہے کہ خلائی جہاز کو زمین کے مدار سے نکلنا ہوتا ہے تو اس سے نکلنے کے لئے بے حد طاقت کی ضرورت ہوتی ہے یہ جو اپالو ۱۱ جہاز چاند پر گیا اس کو ۷۵ لاکھ موٹروں یعنی ۹۲ ہزار ریلوے انجن کی طاقت کی ضرورت تھی۔ اندازہ لگائیے جب وہ طاقت میسر آگئی تب وہ تسخیر قمر پر قادر ہوئے۔ حالانکہ یہ ہمارا ہی قمر ہے مگر اس زمین سے نکلنے کے لئے بڑی قوت و طاقت کی ضرورت ہے قرآن نے کہا ہے یٰمعشر الجنّ والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطٰن (۵۵: ۳۳) اے گروہ جن اور انسان اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل سکو تو نکل جاؤ مگر تم بغیر غالب قوت حاصل کئے نہیں نکل سکتے۔ سائنس نے آج جس حقیقت کا انکشاف کیا ہے قرآن نے پہلے سے ہی اس کی خبر دے رکھی تھی۔

دوسری یہ بات لکھی ہے کانت وردۃً کالدّھان۔ اور سورۃ جن میں لکھا ہے انّا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسًا شدیدًا و شھبًا۔ اخباروں میں لکھا ہے کہ جب خلائی جہاز خلاء سے باہر نکلتا ہے یا خلاء سے زمین میں آتا ہے اس کے باہر کا درجۂ حرارت ۲۷۶۰ سنٹی گریڈ ہوتا ہے اور ۲۵ ہزار میل فی گھنٹہ کی تیز رفتار سے چلتا ہے۔ اس کا بیرونی حصہ اس قدر گرم ہوتا ہے کہ آگ کا سرخ انگارہ دکھائی دیتا ہے لیکن اس کے اندر کا درجہ حرارت ۸۰° ہی رہتا ہے۔ آپ خیال نہ کریں کہ میں اپنی طرف سے یونہی کہہ رہا ہوں اس لئے میں اخبار مشرق میں سے اقتباسات پڑھ کر سناتا ہوں۔ پاکستان ٹائمز کے بھی اقتباسات ہیں لیکن میں مشرق اخبار کے ہی پڑھ کر سناؤں گا۔ لکھا ہے :—

"خلائی جہاز اپالو ۱۱ آج رات جب مغربی پاکستان کے وقت کے مطابق ۹ بجکر پچاس منٹ پر بحرالکاہل میں جزائر ہوائی کے قریب سمندر میں گرا تو آگ کا گولہ معلوم ہوتا تھا۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ اپالو جب زمین کی فضاء میں ۹ بج کر ۳۵ منٹ پر داخل ہوا تو اس کی رفتار ۲۴ ہزار چھ سو میل فی گھنٹہ تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ خلاباز اس وقت سات لاکھ اسی ہزار میل کا سفر کر کے واپس آ رہے تھے فضاء کی رگڑ کے سبب خلائی جہاز آگ کا بڑا گولہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس وقت اس کے بیرونی حصہ کا درجہ حرارت ۵۰۰ و 4 2 فارن ہیٹ اور اندرونی درجہ حرارت 80 فارن ہیٹ تھا۔ اس شدید گرمی کی وجہ سے ساڑھے تین منٹ تک اپالو کا زمین سے ریڈیائی تعلق ختم رہا۔۔۔۔۔ جونہی اپالو فضا میں داخل ہوتا ہوا نظر آیا تو بلا ساختہ ہر ایک نے انگلی اٹھا کر کہا "وہ رہا سرخ گولہ! وہ آ رہا ہے!!"

ایک طرف آپ ان خبروں کو رکھیں دوسری طرف قرآن کریم کو رکھیں تو آپ کو قرآن کریم کے علمی انکشافات پر عجب کیف و سرور حاصل ہوگا۔

اس وقت میرا موضوع یہ ہے :

جمالِ حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

تو یہ لوگ قمر کی تسخیر اور وہاں کے تجربے و تجزیئے کر رہے ہیں کہ وہاں کیا کیا حقائق ہیں۔ اس کے برعکس ہم سے مشاہدے اور تجزیئے کرتے ہیں قرآن کریم کے اصولوں اور صداقتوں کے۔ کہ ان میں کیا کیا جواہر ریزے مخفی ہیں۔

قرآن و حدیث میں قربِ قیامت کی علامات کی تصدیق آج کی سائنس نے کر دکھلائی ہے

قربِ قیامت کے متعلق علامات کے بارے میں احمدیہ جماعت نے کافی لٹریچر پیدا کیا ہے اور اسے بہت واقفیت حاصل ہے۔ لکھا ہے کہ قربِ قیامت کے متعلق ایسی ایسی سواریاں پیدا ہوں گی جو ابھی معلوم نہیں ہیں وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون۔ اور لکھا ہے اذا العشار عطلت۔ جانداروں کی سواریاں اس وقت متروک ہو جائیں گی۔ احادیث میں تو اور بڑی بڑی تفصیل و تشریح موجود ہے۔ اس وقت بڑی بڑی ایجادات ہو چکی ہیں۔ ریڈیو ٹیلیویژن پر دُور دُور کی خبریں اور تصاویر دیکھ سکتے ہیں جو اذا الصحف نشرت کی قرآنی پیشگوئی کی واضح تفسیر پیش کرتی ہیں۔ حدیث شریف میں اس بارہ میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی ان دُوِیَ ذوالی الارض۔ زمین سکڑ کر رہ گئی ہے۔ قرآن نے بھی یہی فرمایا ہے کہ زمین کو سکیڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ گھر بیٹھے ہوئے دنیا کے واقعات اور خبریں دیکھ سکتے ہیں پھر فرمایا کہ یطوی بین السماء والارض دجال زمین و آسمان کے اندر کودتا پھرے گا۔ آپ یہ نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم قوتِ کشفی کا آپ اندازہ کریں۔ جو باتیں حضورؐ نے ۱۴ صدیاں پہلے بیان فرمائیں آج وہ کس قدر ظاہر و باہر ہو کر رہ گئی ہیں۔ گویا حضور صلعم کے سامنے یہ واقعات ہو رہے تھے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ اس پر تھوڑا بہت تفصیل سے سوچوں اور لکھوں لیکن مجھے اس وقت یہ کہنا ہے کہ اقبال نے ایک دفعہ کہا تھا:

خبر ملی ہے یہ معراجِ مصطفےٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں۔

اور دوسری جگہ کہا:

کی محمدؐ سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں۔

ہم تو مغرب کی مادی ایجادات سے بڑے مسحور اور مرعوب ہو چکے ہیں۔ ہمارے سامنے سجدہ کرنے کے لئے مادی تہذیب کے سوا اور کچھ نہیں رہا۔ مادی تہذیب نے ہم سب کو بُری طرح متاثر و مجروح کر کے رکھ دیا ہے۔ ابھی آپ نے سنا کہ ہم نے کہاں جانا تھا اور ہم کہاں جا رہے ہیں، کاش! قرآن کریم نے جو روحانی و اخلاقی معرفت و بصیرت کے خزانے ہمارے سامنے رکھے تھے اگر ہم ان کی اتباع کریں۔ تو ہم تو ان سیاروں اور ستاروں سے آگے جا سکتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا عظیم قوتِ قدسی ہے کہ آپؐ سات آسمانوں سے آگے چلے گئے۔ وہ کیا رُوح اور عظیم اخلاقی قوت تھی! کیا ہم میں بھی اس کا کچھ حصہ ہے؟ کیا ہم اس قوت کے حصول کے لئے ساعی کرتے ہیں؟ یہ چاند سورج کیا چیز ہیں؟ ہم نے تو خدا سے ملاقی ہونا ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ دنیا سے انقطاع کریں۔ قرآن کریم نے کہا ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہٖ کہ مومن کے دو دل نہیں ہو سکتے۔ اگر دنیا سے سچی محبت ہوگی تو خدا سے سچی محبت نہیں ہو سکتی۔ اسباب کو استعمال کرنا اور چیز ہے مگر ان سے عشق اور لو لگانا اور چیز ہے۔ ان پر فدا ہونا اور ان کے لئے فنا ہونا دگر بات ہے۔ مومن قرآن کے ذریعہ سے آسمانوں کی سیر کر سکتے ہیں۔ ہم غور کریں اور خدا تعالےٰ کی طرف توجہ دیں کیا ہم اپنے دنیاوی تفکرات کو کم کر سکتے ہیں؟ سوتے جاگتے کیا ہمارا قول و فعل خدا کے لئے ہوتا ہے۔ کیا ہماری حالتیں اس امر کی گواہی دیتی ہیں کہ

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اخبارِ احمدیہ

شمولیتِ سلسلہ

مندرجہ ذیل اصحاب نے بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے :—

۱۔ فضل رحیم ولد عبدالحکیم صاحب تحصیل پشاور ضلع پشاور
۲۔ عبدالغفور ولد محمد الرحمن صاحب مانسہرہ ضلع ہزارہ
۳۔ شمس الدین ولد مولینا عبداللہ صاحب عظیم کلہ یتیں۔

عطیہ برائے دارالشفاء

محترم اقبال چغتائی صاحب نے اپنے فرزند خالد اقبال کے آٹھویں جماعت پاس کرنے کی خوشی میں مبلغ دو روپیہ آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دارالشفاء کو عطا فرمائے ہیں۔ فجزاہ اللہ۔

درخواستِ دُعا

(۱) مولوی نور محمد صاحب مبلغ انجمن چک ۱۹ ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں چلنے پھرنے سے عاجز ہیں احباب اُن کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(۲)۔ مکرم ملک خدا بخش صاحب بہت دیر بیمار رہنے کے بعد اب کسی قدر روبصحت ہیں، احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

تصحیح

گذشتہ اشاعت میں جلسہ ایبٹ آباد کی خبر دیتے ہوئے دیگر احباب کے ساتھ مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی شمولیت کا اعلان کیا گیا تھا یہ خبر غلطی سے لکھی گئی، مولانا بعض معذوریوں کی وجہ سے شاملِ جلسہ نہ ہو سکے۔

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری امت برکاتہ

الہام "جنازہ" اور الہام "۲۵ دن یا ۲۵ دن تک" کی حقیقت اور ان کا ذریعہ ہدایت ہونا

(۲)

مندرجہ بالا الہامات کی مطلوبہ تشریح کو سپرد قلم کرنے ہی لگا تھا کہ ہمارے اس معزز دوست کا ملفوف مجھے ملا اس میں انہوں نے شکایت کی ہے کہ میں نے اپنی پہلی قسط میں ان پر غلط فہمی اور قطع و برید کا الزام لگایا ہے اور اس سے انہیں رنج پہنچا ہے مذہبی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے میرا ہمیشہ سے یہی مسلک رہا ہے کہ میں نے کبھی کسی شخص کی شان میں ایسا لفظ استعمال نہیں کیا جو اس کے لئے باعث تکلیف ہو میں اصولاً اس کو نہایت ہی قبیح حرکت سمجھتا ہوں میرا مقصد تو دوسرے تک حق اور صداقت کو پہنچانا ہوتا ہے جسے میں حق اور صداقت یقین کرتا ہوں، دل دکھانے والی بات کہنا میں مقصد تبلیغ کے منافی یقین کرتا ہوں جس شخص کا دل ہی صدمہ زدہ ہو وہ دلائل سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے حاشا وکلا میں نے مندرجہ بالا دونوں باتیں دل دکھانے کے لئے نہیں لکھیں اگر میرے بھائی کو ان لفظوں کے استعمال سے تکلیف پہنچی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں میں نے اپنے سارے مضمون میں اپنے بھائی کو عزت کے الفاظ سے یاد کیا ہے جس سے میری نیت اور ارادہ کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے بہرحال جہاں تک لفظ غلط فہمی کے استعمال کا تعلق ہے میرے نزدیک یہ لفظ نہ کسی شخص کی دیانت داری کو مجروح کرتا ہے اور نہ ہی اس کی علمی حیثیت کو گرانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ بڑے بڑے متقی اور پارسا اور دیانت دار شخصوں کو بھی غلط فہمی ہوتی رہی ہے مثلاً حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہ کرامؓ میں سے انصار کی نیکی اور تقوے مسلم ہے انہوں نے اسلام کی جو عظیم الشان خدمت کی اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے انہوں نے اس راہ میں اپنا خون پانی کی طرح بہایا اور اپنے اموال بڑی فراخ دلی سے خرچ کئے۔

حضرت نبی کریم صلعم ہمیشہ ان کی خدمت کو سراہتے رہے اللہ تعالے نے بھی اپنے پاک کلام میں ان کی بہت تعریف کی ہے رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ کا سارٹیفکیٹ بھی انہیں عطا ہوا حضرت ابوبکرؓ نے حضرت نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد جو پہلا خطبہ انصار میں دیا اس میں بھی انصار کی خدمات کو بہت سراہا لیکن باوجود ان تمام خوبیوں کے جب جنگ حنین کے بعد مال غنیمت آیا اور حضرت نبی کریم صلعم نے اسے مکہ کے نومسلموں میں تقسیم کر دیا اس تقسیم کی حکمت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے انہوں نے اس تقسیم کو قابل اعتراض سمجھا اور اس پر اعتراض کیا یہ اعتراض ان کا غلط فہمی کی بناء پر ہی تھا جو حضرت نبی کریم صلعم کی طرف سے اپنے اس فعل کی حکمت بیان کرنے پر دور ہوئی اسی طرح صلح حدیبیہ کی شرائط کی حکمت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی ان کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہوئے اور اسی غلط فہمی کی بناء پر انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم سے چند سوالات بھی کئے آنحضور صلعم کے جواب سے بھی ان کی غلط فہمی دور نہیں ہوئی اس کو دور کرانے کے لئے وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت نبی کریم صلعم نے دیا تھا۔ بہرحال ان کی یہ غلط فہمی وحی الہٰی سے دور ہوئی۔

اسی طرح قرآن شریف میں حضرت موسےٰؑ اور حضرت خضرؑ کا جو قصہ اللہ تعالے نے بیان کیا ہے اس کی اغراض میں سے ایک غرض یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ بعض اوقات بعض افعال کی حکمت نہ سمجھنے کی وجہ سے ان کے متعلق بڑے سے بڑا آدمی بھی غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت موسےٰؑ حضرت خضرؑ کے افعال کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا رہے اور وہ اس وقت تک دور نہیں ہوئی جب تک حضرت خضرؑ نے ان کی حکمت پر انہیں مطلع نہیں کیا اس سے ثابت ہے کہ کسی امر کے متعلق غلط فہمی کا ہونا کوئی قابل اعتراض بات نہیں نہ اس کی وجہ سے کسی کی شان علمی اور دیانت داری میں فرق آتا ہے۔ اگر ہم اپنے اس بھائی کے سوالات کو غلط فہمی پر مبنی نہ سمجھیں تو جواب دینے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئے جواب کی ضرورت تو غلط فہمی کو تسلیم کرنے کی صورت میں ہی پیش آسکتی ہے۔

باقی رہا قطع و برید سو یہ فی الحقیقت موجود تو ہے جیسا کہ الہام "جنازہ" کی تشریح سے ہی واضح ہو جائے گا۔ لیکن چونکہ اس کا ارتکاب عمداً بھی ہو سکتا ہے جو دیانت داری کے منافی ہے اور سہواً بھی سہو کی صورت میں غلطی تو کہا جا سکتا ہے لیکن دیانت داری کے منافی اسے نہیں قرار دیا جا سکتا۔ چونکہ ہمارے اس مکرم بھائی نے لکھا ہے کہ انہوں نے الہامات کے پیش کرنے میں دیانتداری سے کام لیا ہے اور مسلمان چونکہ حسن ظنی سے کام لینے پر مامور ہے اس لئے میں حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے یہی سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بعض الہامات کو پیش کرتے ہوئے عمداً کسی حصہ کو حذف نہیں کیا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حصہ پر ان کی نظر ہی نہیں پڑی اگر ان کی نظروں میں وہ حصہ بھی آجاتا تو وہ اس الہام کو قابل اعتراض نہ سمجھتے۔

بہرحال ان کے پیش کردہ الہامات کی تشریح کرتے ہوئے میرے لئے ضروری ہے کہ حذف شدہ حصہ کو قارئین کرام کے علاوہ اپنے اس بھائی کے بھی سامنے لاؤں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے یہ معزز دوست ٹھنڈے دل سے ان تشریحات پر غور کریں گے جو میں ان کے پیش کردہ الہامات کی ان کے سامنے رکھ رہا ہوں گذشتہ قسط میں میں "الہام پیٹ پھٹ گیا" کی تشریح ان کے سامنے رکھ چکا ہوں امید ہے اس الہام کی اصل حقیقت سے ان کو اطلاع ہو چکی ہو گی اور اس بات کا علم بھی ان کو ہو گیا ہو گا کہ یہ الہام کس طرح ذریعہ ہدایت بن سکتا ہے۔

اب ذیل میں الہام "جنازہ" کی حقیقت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ ہمارے اس معزز دوست نے اپنے ملفوف میں کچھ اور باتیں بھی لکھی ہیں وہ چونکہ علمی مسائل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے ان پر علیحدہ طور پر روشنی ڈالی جائے گی۔

الہام جنازہ سے قبل کی عبارت

الہام "جنازہ" کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس سے قبل کی عبارت پڑھ لینی ضروری ہے جو یہ ہے :-

"۲ نومبر ۱۸۰۲ء (؟) اکتھوان نشان اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی ہے جس میں میرے ایک بیٹے کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا :-

" اے عمی بازی خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی"

اے چچا تو اپنی جان پر کھیل گیا اور مجھے بہت افسوس دے گیا"

یہ پیشگوئی بھی اسی شرمپت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بے وقت اور ناگہانی موت ہو گی جو موجب صدمہ ہو گی - چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ناگہانی طور پر فوت ہو گیا اور میرے اس لڑکے کو اس کی موت کا صدمہ پہنچا (حضورؑ کے اس لڑکے کا نام مرزا سلطان احمد تھا اس کو اپنے چچا سے خاص لگاؤ تھا ان کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے مرزا سلطان احمد کے ساتھ ان کا تعلق اور سلوک ایسا ہی تھا جیسا بیٹوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان کی وفات پر ان کی بیوہ یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی بھاوجہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضورؑ مرزا سلطان احمد کو جائداد کا نصف حصہ دے دیں جو حضورؑ نے ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے دے دیا تھا پہلے بھی کاغذات میں کہیں لکھا جا سکتا)

مندرجہ بالا الہام کے بعد ان کی وفات سے ایک روز قبل حضورؑ کو الہام "جنازہ" ہوا جس کے معنے صاف تھے کہ یہ الہام اس شخص کے جنازہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے جس کی موت کے متعلق چند دن قبل الہام ہو چکا ہے۔ اس الہام میں گویا بتلایا گیا کہ اب حضورؑ کے بھائی کی وفات بالکل قریب آگئی ہے کیونکہ "جنازہ" کا لفظ موت پر ہی دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ اس الہام کے دوسرے دن ان کی موت وقوع میں آگئی - یہ ہے الہام "جنازہ" کی حقیقت۔

یہ الہام کس طرح ذریعہ ہدایت ہے

اب غور طلب بات یہ ہے کہ یہ الہام کس طرح ذریعہ ہدایت بن سکتا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ قسط میں بیان کیا گیا ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالے کو ہی ہے مفاتیح الغیب اسی کے پاس ہیں انسان کی موت کا جو وقت مقرر ہے اس کا علم بھی صرف اسی کو ہی ہے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی موت کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی موت کب وقوع میں آئے گی صرف وہی شخص ایسی خبر دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالے کی طرف سے اس کا علم دیا گیا ہو اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالے خصوصیت کے ساتھ اپنے غیب کے دروازے کثرت کے ساتھ اپنے ان بندوں پر کھولتا ہے جو قرآن کریم کی اور سنت رسول اللہ صلعم کی پیروی کا حق بخوبی بجالاتے ہیں اور اللہ تعالے کے نزدیک وہ اپنے آپ کو آیت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الخ کا مصداق ثابت کر دیتے ہیں پس ایسے کامل بندوں کے الہامات سچے ثابت ہو کر قرآن کریم کی اور رسول کریم صلعم کی سچائی پر بطور گواہ کے بن جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں لوگوں کے دلوں میں اس سرچشمہ ہدایت کی پیروی کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے پس جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں ان اولیاء کے الہامات اصل سرچشمہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے کی وجہ سے ذریعہ ہدایت کہلاتے ہیں پس چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ بھی جماعت اولیاء کے ایک فرد ہیں صرف اس فرق کے ساتھ کہ ان کے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ ان پر بحیثیت مسیح موعود ہونے کے غیب کے دروازے اس کثرت سے کھولے جائیں گے کہ جس کی نظیر کسی ولی میں نہیں پائی جائے گی۔ پس حضورؑ کے الہامات بھی قرآن کریم اور سنت رسول اللہ کی سچائی کی طرف رہنمائی کرنے کی وجہ سے ہی ذریعہ ہدایت کہلاتے ہیں پس یہ الہام "جنازہ" بھی اسی بناء پر بہت سے لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ثابت ہوا۔

روشن نشان

الہام "۲۵ دن یا ۲۵ دن تک" کی حقیقت اور اس کا ذریعہ ہدایت ہونا

ہمارے معزز دوست نے حضرت (اقدس) ...

کا ایک یہ الہام پیش کیا ہے "پچیس دن یا پچیس دن تک" بھی
یہ الہام حضورؑ پر ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا اس کے
متعلق جو تفہیم حضورؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی
وہ بھی حضورؑ نے اسی وقت بتلا دی جو اس وقت کے
اخبار بدر میں شائع ہو گئی اس تفہیم کی بنا پر حضورؑ
نے بتلایا کہ ۲۵ دن کے اندر یا ۳۱ مارچ کو میری سچائی
کو ظاہر کرنے کے لئے اور اس بات کو ثابت کرنے کے
لئے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبریں پاتا
ہوں ایک زبردست نشان ظاہر ہوگا چنانچہ وہ نشان
۳۱ مارچ کو ظاہر ہو گیا جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی
ہے۔ الفاظ الہام اور اس کی تفہیم مل کر الہام مکمل ہوتا
ہے کیونکہ الہامی الفاظ کی تفہیم بھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف
سے ہی حضورؑ پر نازل ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفہیم ہمارے
بھائی کی نظر سے اوجھل ہو گئی بہرحال الہام مع تفہیم ذیل
میں درج کیا جاتا ہے۔

روشن نشان

پرچہ اخبار بدر مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق
۲۸ محرم ۱۳۲۵ھ میں ایک الہام شائع ہوا تھا جو
۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے
پر پیشگوئی کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا اور اس کی نسبت
جو تفہیم ہوئی تھی وہ بھی اسی پرچہ ۱۴ مارچ میں درج کر دی
گئی تھی اور وہ الہام یہ ہے جو کہ اخبار مذکور کے صفحہ
۳ کے پہلے کالم میں درج کیا گیا ہے پچیس دن۔ یا یہ
کہ پچیس دن تک یعنی ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیسویں
دن یا یہ کہ ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ ہوتی ہے کوئی نیا
واقعہ ظاہر ہونے والا ہے اور اس الہام میں جو تفہیم
ہوئی تھی وہ اسی کالم میں مندرجہ ذیل عبارت میں درج ہے
اور وہ یہ ہے الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء
سے ۲۵ دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ مارچ سے ۲۵ دن تک
کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس
واقعہ کو روک رکھے جب تک سات مارچ ۱۹۰۷ء
سے ۲۵ دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷ مارچ سے ۲۵ دن تک
یہ واقعہ ظہور میں آ جائے گا۔ اگر صرف ۲۵ دن کے لحاظ
سے معنے کئے جاویں تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس
واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے یہ امید رکھی جائے کیونکہ
الہام الٰہی کی رو سے ساتویں مارچ پچیسویں دن کے
شمار میں داخل ہے اس صورت میں ۲۵ دن مارچ کے
اکتیسویں دن تک پورے ہو جاتے ہیں مگر یہ سوال کہ
وہ واقعہ کیا ہے جس کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کا
ہم اس وقت کوئی جواب نہیں دے سکتے بجز اس کے

نوٹ: یہ مؤخر الذکر تشریح جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے صرف
اجتہادی طور پر ہے تفہیم الٰہی صرف اسی قدر ہے کہ ۷ مارچ
۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ مارچ
سے ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ تک ختم ہو جاتے ہیں کوئی
نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔

کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ
ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائے گا
دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء پہلا اور دوسرا کالم۔
اس کے بعد جس رنگ میں یہ پیشگوئی ظہور میں آئی
وہ یہ ہے کہ ٹھیک ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو جس
پر ۷ مارچ سے ۲۵ دن ختم ہوتے ہیں ایک بڑا شعلہ آگ
کا جس سے دل کانپ اٹھے آسمان پر ظاہر ہوا اور
ایک ہولناک چمک کے ساتھ قریباً سات سو میل کے
فاصلہ تک (جو اب تک معلوم ہو چکا ہے یا اس
سے بھی زیادہ) جا بجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اور ایسی
ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا مخلوق خدا اس کے نظارہ
سے حیران ہو گئی اور بعض بے ہوش ہو کر زمین پر گر
پڑے اور جب ان کے منہ میں پانی ڈالا گیا تب ان کو ہوش
آئی۔ اکثر لوگوں کا یہی بیان ہے کہ وہ آگ کا ایک
آتشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور غیر معمولی صورت
میں نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ زمین
پر گرا اور پھر دھواں ہو کر آسمان پر چڑھ گیا بعض
کا یہ بھی بیان ہے کہ دُم کی طرح اس کے ایک حصہ
میں دھواں تھا اور اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ وہ ایک
ہولناک آگ تھی جو شمال کی طرف سے آئی اور جنوب
کو گئی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جنوب کی طرف سے آئی
اور شمال کو گئی اور قریب ساڑھے پانچ بجے شام کے
اس وقوعہ کا وقت تھا اور بعض کا بیان ہے کہ آسمان
پر مغرب کی طرف سے ایک بڑا سا انگارا نمودار ہوا
اور پھر مشرق کی طرف نہایت نمایاں اور خوفناک
طور پر دور تک چلا گیا اور زمین کے اس قدر قریب آ
جاتا تھا کہ ہر جگہ دیکھنے والوں کا یہی خیال تھا کہ اب
گرا اب گرا۔ اور بڑی بڑی عمر کے آدمیوں نے یہ گواہی
دی کہ اس قسم کا واقعہ مہیب اور ہولناک انہوں نے
کبھی نہیں دیکھا اور جہاں جہاں سے ہمارے پاس
خط پہنچے ہیں جن کا خلاصہ ہم نے شہادتوں کے طور پر
ہر ایک مقام کے متعلق اس مضمون کے ساتھ شامل
کر دیا ہے وہ بہت سے مقام ہیں۔ منجملہ ان کے کشمیر
راولپنڈی۔ پنڈی گھیب۔ جہلم۔ گجرات۔ گوجرانوالہ
سیالکوٹ۔ وزیر آباد۔ امرتسر۔ لاہور۔ فیروزپور۔
جالندھر۔ بستی سرہند۔ پٹیالہ کانگڑہ۔ بھیرہ۔ خوشاب
وغیرہ ہیں۔ اور ایک صاحب خدا بخش نام راولپنڈی سے
لکھتے ہیں کہ "یہ آگ کا نشان ہندوستان میں بھی دیکھا
گیا ہے" چنانچہ لاہور کے نہایت ہی مشہور اور مستند
انگریزی اخبار سول ملٹری اینڈ گزٹ نے بھی اس
آسمانی انگارہ کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا:-
"کئی نامہ نگاروں نے ہمیں اس شہاب
کے متعلق خطوط لکھے ہیں جو اتوار ۳۱
مارچ کی شام کو پونے پانچ بجے کے
قریب دیکھا گیا یہ نہایت چمکدار تھا اور
لاہور میں جب یہ گرتا دیکھا گیا تو اس
کے پیچھے ایک بہت بڑی لمبی دھری

دھار ایسی تھی جیسے دھواں ہوتا ہے"
اب غور طلب بات یہ ہے کہ الہام کے ذریعہ بتلائے
ہوئے وقت مقررہ پر اس قسم کے نشان کا ظاہر ہونا کیا اللہ
تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے اور قرآن کریم کے کامل
ہدایت نامہ ہونے اور سرور دو عالم محمد رسول اللہ صلعم کے
خاتم النبیین ہونے پر یقینی اور حتمی ثبوت لوگوں کے ہاتھوں
میں نہیں دے رہا کیا کوئی سائنس ایسے نشان کا پتہ دے
سکتی تھی یا کسی اور قسم کے انسانی علم کی اس تک رسائی
ہو سکتی تھی ہرگز نہیں۔ انسانی تمام علوم اور تمام
تحقیقاتیں ایسے نشان کی نشاندہی کرنے سے خارج
تھیں اس لئے یہ نشان انہی معنوں میں ذریعہ ہدایت
کہلا سکتا ہے کہ یہ اصل سرچشمہ ہدایت کی طرف کھلی کھلی
رہنمائی کر رہا ہے کاش اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش
کی جائے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

بسلسلہ ص۱۱ کالم ۴

کسی قوم میں خلوص نہیں ہوتا وہ اپنی منزل مقصود
تک نہیں پہنچ سکتی۔

دوسرا ذریعہ

کوشش محنت اور ہمت ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ
دھر کر بیٹھ جانے سے کبھی انسان کامیابی سے ہمکنار
نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کی پستی کے اسباب میں
سے مہدی اور مسیح کے متعلق ان کا یہ عقیدہ بھی ہے
کہ ان کی پھونک سے سب کافر مر جائیں گے اور انہوں
نے غلطی سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہمیں کوشش کی ضرورت
نہیں ہے۔

تیسرا ذریعہ اتحاد و یکجہتی ہے۔

چوتھا ذریعہ دعا ہے۔ جو لوگ اس کی
تاثیر سے واقف نہیں وہ شاید اس پر ہنسی اڑائیں گے
لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کی تاثیر آب
آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔

احمدیہ جماعت ضرور کامیاب ہوگی بشرطیکہ......

احمدیہ جماعت کو بالآخر سرخرو ہونا ہے
خدا کی تقدیر یہی کہتی ہے۔ یہ ضرور دنیا پر فتح پا کر
رہے گی۔ یہ کامیابی اسی صورت میں ہوگی جب جماعت
میں یہ صفات کام کر رہی ہوں گی۔ اگر اس کے اندر
یہ صفات نہیں ہوں گی تو گندے کیڑے کی طرح
انہیں نکال باہر کیا جائے گا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم
دس شرائط بیعت کی پوری پوری تعمیل و تکمیل کریں۔
حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ
میری جماعت کے لوگ اگر ایک دوسرے سے ہمدردی
اور سلوک نہیں کرتے تو وہ میری جماعت سے نہیں
ہیں۔ ہماری کامیابی یقینی ہے۔ اگر خدانخواستہ ہم
نے غلطی کی تو ہم حقیقی جماعت کے مصداق نہیں ہوں گے۔

تقریر مولینا عبدالمنان عمر صاحب جلسہ ایبٹ آباد

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کو عطا فرائے گا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ طاقتیں کیا ہیں بخشی گئی ہیں اُن کو ہم بروئے کار لا رہے ہیں یا نہیں۔ عام طور پر جب کوئی بات وقوع پذیر ہو جاتی ہے تو پھر ہی اس بارے میں کہا سُنا اور لکھا جاتا ہے کہ یہ تو قرآن کریم میں موجود ہے۔ قرآن نے تو اس پر پہلے سے ہی روشنی ڈالی ہے۔ کوئی چیز وقوع ہونے سے پہلے کیوں نہیں کہا جاتا ہے کہ قرآن میں ایسے لکھا ہے اور ایسے ہوگا۔ لوگ عموماً ایسا اعتراض کرتے ہیں۔

میں آپ کو ایک خبر سناتا ہوں جو قرآن کریم میں موجود ہے اور وہ ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئی۔ قرآن کریم میں لکھا ہے

عالم آسمانی میں ذی رُوح مخلوق

ومن اٰیٰتہ خلق السمٰوٰت والارض وما بث فیہما من دابۃ (۴۲ : ۲۹) "اور اس کی نشانیوں میں سے ہے زمین و آسمان کا پیدا کرنا اور جو جاندار ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں"۔ اس آیت اور ان آیات پر غور کرنے سے جن میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لہ من فی السمٰوٰت والارض معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی اجسام میں بعض جگہ ایسی مخلوق موجود ہے جس میں زندگی ہے۔ لیکن زندگی تو درختوں وغیرہ میں بھی ہوتی ہے اس لئے فرمایا کہ وہ ایسی زندہ مخلوق ہے جو درختوں کی طرح ذی حیات ہی نہیں بلکہ چلتی پھرتی بھی ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ صاحب عقل و شعور ہے کیونکہ عربی زبان میں من کے یہی معنی ہوتے ہیں۔

انسان کا علم اور اس کی تحقیقات اس وقت تک آسمانوں کے عالموں، سیاروں اور ستاروں میں ذی رُوح مخلوق کے بارے میں کچھ نہیں بتلا سکی لیکن قرآن کریم کہتا ہے کہ وہاں ذی رُوح مالک عقل و شعور مخلوق ہے۔ یہ قرآن کریم کا دعوےٰ اور پیشگوئی ہے ایک وقت آئے گا کہ انسان اپنے علم اور سائنس کی ترقیوں کے بل بوتے پر قرآن حکیم کی اس اطلاع کے سچائی معلوم کر لے گا کہ آسمانوں میں بھی ذی رُوح مخلوق ہے آگے فرمایا وھو علیٰ جمعھم اذا یشاء قدیر (۴۲ : ۲۹) "اور جب چاہے گا ان کو وہ جمع کرنے پر قادر ہے"۔ معلوم ہوا کہ ایک نہ ایک وقت آئے گا جب زمین اور آسمانوں کی مخلوق دونوں جمع ہو جائیں گی

مہدی کے تقسیم کردہ خزانے

حضرات! قرآن کریم پر جتنا غور کیا جائے اتنی ہی اس کی تاثیر ہے۔ حضرت صاحب علیہ السلام پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ مہدی نے تو آکر خزانے تقسیم کرنے ہیں۔ وہ تو لوگوں کو مالا مال کر دے گا۔ حضرت مرزا صاحبؒ سے انہیں ذخیرہ کیا ہے کہ اگر وہ مہدی ہے تو اس نے انہیں خزانے کیوں نہیں دیئے۔ دراصل یہی وہ خزانے ہیں جو روحانی علوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ روحانی علوم کے خزانے حضرت امام زمان مسیح موعودؑ نے تقسیم کئے۔ اور اس کی جماعت ان خزانوں سے متمتع ہو رہی ہے۔ قرآن کریم نے انسان کو کیا کیا کچھ نہیں بتلایا اور سکھلایا قرآن کریم نے تو ایسے ایسے گر بتلائے ہیں جن کے ذریعہ سے انسان ان چاند تاروں تک تو کیا خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے ایک استاد سے کسی ایک کتاب کے متعلق کہا کہ میں وہ پڑھنی چاہتا ہوں استاد نے کہا وہ بہت مشکل ہے تم کیسے پڑھ سکو گے۔ آپ نے فرمایا۔

میں تو خدا کی کتاب بھی پڑھ لیتا ہوں۔
یہ کونسی مشکل ہے۔

تسخیرِ قمر سے زیادہ بڑا کارنامہ

تسخیرِ قمر کوئی بڑا کارنامہ نہیں۔ بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ایک بدکار انسان کو باخدا انسان بنا دینا۔ اور ایک شخص کو بدیوں اور بدکاریوں کے گڑھے سے نکال کر خدا تعالےٰ کے حضور لا کھڑا کرتا ہے یہ کارنامہ سب کارناموں سے بڑا اور عظیم ترین ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تسخیرِ قمر کے واقعہ نے اسلام کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے سائنس کے علوم آگے بڑھ گئے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہم تو کہتے ہیں کہ تسخیرِ قمر کا واقعہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ اگر چاند اور سورج کی دنیا سے بھی کہیں آگے نکل جاؤ تب بھی کوئی کارنامہ نہیں ہوگا۔ یہ عالم انسان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور اس کے لئے مسخر کئے گئے ہیں۔ بڑا کارنامہ تو یہ ہے کہ انسان کو خدا دکھا دیا جائے اور یہ کارنامہ حضرت مسیح موعودؑ کا کارنامہ ہے۔ اور یہ کارنامہ تسخیرِ قمر بلکہ تسخیرِ کائنات سے کہیں بڑھ کر ہے۔

مقابلہ دجّال کے چار ذرائع

اب سوال یہ ہے کہ دجّال کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔ بظاہر یہ بات ناممکن اور مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے لیکن چار ذرائع ایسے ہیں جن کے ذریعہ سے اس دجّالی قوم کو ختم کر سکتے ہیں۔ دراصل تو تبت یدا ابی لھب و تب میں ان آتشی اسلحہ کے موجدوں کی بربادی کا فیصلہ ہو ہی چکا ہے اب انگلی کٹوا کر شہیدوں میں شامل ہونے والی بات ہے۔ وہ چار ذرائع یہ ہیں کہ :۔

اوّل قوم میں خلوص پیدا ہو۔ بخاری کی حدیث ہے انما الاعمال بالنیات۔ چونکہ

پیغام صلح (لاہور) ۔ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۷
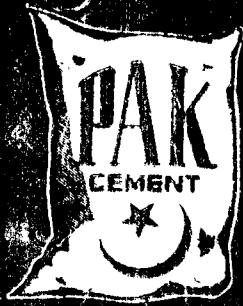
ضرورت رشتہ

ایک نہایت شریف خاندان (مغل) کی لڑکی قبول صورت ۔ نیک سیرت ۔ خوش مزاج A ۔ F تک تعلیم یافتہ بعمر ۲۶ سال کے لیے برسرروزگار خوش کردار اور ۳۰ برس تک کے لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے ذات پات کی کوئی پابندی نہیں۔

احمدی سلسلہ کا ہونا ضروری ہے ۔ مکمل کوائف حاصل کرنے کے لئے آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے رابطہ قائم کریں۔

فاسٹے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت بر آر
گمرہاں را چشمِ کن روشن ز آیات مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور
"پاکستان"

ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۷
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

تار برقی جاری ہو سکتا ہے

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۳ رجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۳۸

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئےگا۔

بحرِ حکمت کے موتی

ہمسائے اور مہمان کا حق

عن ابی شریحٍ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل ومن یا رسول اللہ قال الذی لا یأمن جارہ بوائقہ۔

ترجمہ:—

حضرت ابو شریحؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لاتا اللہ کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لاتا اللہ کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لاتا کسی نے پوچھا یارسول اللہ کون؟ فرمایا وہ جس کا ہمسایہ اس کی بدیوں سے امن میں نہ ہو۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہٗ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہٗ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیراً او لیصمت۔

ترجمہ:—

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے چاہیئے کہ وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے چاہیئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے چاہیئے کہ وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنی چاہیئے

وظائف کے ساتھ خواہش کرنا کہ دنیا مل جائے

بت پرستی ہے

فرمودات حضرت امام الزمان مجدد دوران مسیح موعود علیہ السلام

ایک درویش حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے ذکر کیا کہ پہلے میں بہت وظائف پڑھتا تھا اور مجھ پر فتوحات کا دروازہ کھلا تھا اور آمد ہوتی تھی مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ حالت جاتی رہی۔ اب باوجود بہت وظائف پڑھنے کے کچھ نہیں آتا۔ کوئی ایسا طریق بتلائیں کہ پھر وہ بات شروع ہو جاوے۔

حضرتؑ نے فرمایا:—

فتوحات وغیرہ مقاصد کو مدِنظر رکھنا ہماری شریعت کے نزدیک شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اللہ کی خاطر کرنی چاہیئے۔ اس میں کسی اور بات کو نہ ملاؤ اور نہ کوئی نیت رکھو۔ عملِ صالح وہ ہے جس میں کوئی فساد نہ ہو۔ اگر انسان کچھ دین کا بننا چاہے اور کچھ دنیا کا بننا چاہے تو یہ محض ایک فساد ہے۔ ایسی حالت سے بچنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ ایسے آدمیوں کو پسند نہیں کرتا عمل صالح وہ ہے جو محض خدا تعالیٰ کے واسطے ہو۔ پھر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی پرورش آپ کرتا ہے اور اس کے واسطے گذارے کی صورتیں خود بخود ظاہر ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ انسان کے واسطے مناسب نہیں کہ اپنی عبادت کے وقت ایسی باتوں کا خیال دل میں لائے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا رزق آسمان پر ہے۔ دیکھو جب ایک انسان کسی دوسرے انسان کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ تو اس میں بھی خالص محبت وہ سمجھی جاتی ہے جس کے درمیان کوئی غرض نہ ہو۔ اصلی محبت کا نمونہ دنیا کے اندر ماں کی محبت میں قائم ہے کہ وہ اپنے بچے سے کسی غرض کے واسطے محبت نہیں کرتی بلکہ وہ محبت طبعی ہوتی ہے اگر کوئی بادشاہ بھی کسی عورت کو کہے کہ تو اپنے بچے کے واسطے اتنی تکلیف نہ اٹھا۔ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دے۔ مرے یا زندہ رہے کوئی باز پرس تجھ سے نہیں ہوگی تو وہ عورت بادشاہ پر بجائے خوش ہونے کے سخت ناراض ہوگی کہ یہ میرے بچے کے حق میں موت کا کلمہ منہ سے نکالتا ہے اور محبت کا جوش دو طرفہ ہوتا ہے۔ بچہ نابالغ ہوتا ہے اس کو کوئی کچھ نہیں کہ دوست کیا ہے اور دشمن کیا۔ مگر ہر حالت میں ماں کی طرف دوڑتا ہے۔ اور اسی سے انس پکڑتا ہے۔ دل را بدل رہیست والا معاملہ ہے۔ جب بچہ نادان ہو کر ماں کی محبت کے عوض میں محبت کرتا ہے۔ تو خدا ایک بچے سے بھی گیا گذرا ہے کہ وہ تمہاری محبت کا عوض تم کو نہ دے گا؟ وہ ضرور محبت کرنے والوں کے ساتھ محبت کرتا ہے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض
خدمتِ اسلام اور تبلیغِ دین ہے۔
بزرگانِ جماعت کے حالات اور خدمات کو پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔
ہمارے بچے قوم کی امانت ہیں
انہیں سلسلہ کا لٹریچر اور اخبارات پڑھائے جائیں

تقریر محترم محمد الرحمٰن صاحب پشاور۔ بر موقعہ جلسہ سالانہ ایبٹ آباد - ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء

وکاین من نبیٍ قاتل معہٗ ربیون کثیرٌ فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین۔ وما کان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ (۳: ۱۴۶-۱۴۷)

"اور کتنے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے ربانی لوگ لڑے۔ پھر اس وجہ سے وہ سست نہ ہوئے جو ان کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں مصیبت پیش آئی اور نہ کمزور ہوئے اور نہ عاجز ہوئے۔ اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور ان کی بات سوائے اس کے کچھ نہ تھی کہ انہوں نے کہا ہمارے ربّ! ہمارے قصور اور ہمارے کام میں ہماری خطائیں معاف فرما اور ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ اور ہم کو کافروں پر نصرت دے"

ربّی کے معنی خدا سے تعلق رکھنے والے کے ہیں۔ دفاعی جنگ کرنے والوں کے لئے ربّی کی ضرورت ہوتی ہے تو کیا تبلیغ اسلام کے لئے جو روحانی جہاد ہے ربیون کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیٰوۃ الدنیا بالآخرۃ

یعنے خدا کی راہ میں وہ لوگ جنگ کریں جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے عوض بیچ دیں۔

یہ آیات ہمارے لئے ہیں۔ یہ جماعت مجاہدین اسلام کی جماعت ہے جس نے خدا کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی اختیار کر کے خدمت دینِ اسلام کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے اور اس نے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں بیچ ڈالا ہے۔ اس جماعت کے سامنے [illegible] کے دُکھ درد لاحق ہیں۔ یہ مصائب، یہ پریشانیاں اور یہ دُکھ درد اس جماعت کے لئے کوئی انوکھے اور انہونے نہیں ہیں بلکہ یہ تو سنتِ الٰہیہ کا تعامل ہے جیسا کہ تلاوت کردہ آیات میں بیان ہوا ہے۔

الٰہی تحریک کی تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ حق و باطل کی جنگ میں ایک گروہ حق کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور دوسرا باطل کے قرار کے لئے لیکن انجام کار حق کو فتح حاصل ہوتی ہے اور باطل خائب و خاسر ہو کر اپنی موت آپ ہی مر جاتا ہے۔

دُکھ درد اپنے سینے پر سہتے ہوئے صبر و استقامت کے ساتھ ربانی اور الٰہی مقاصد کی تعمیل و تکمیل کے لئے اپنے مال و جان کو وقف کئے رکھنا یہ ربّانی لوگوں کا کام ہے۔ جو بیعت ہم نے اپنے امامِ وقت کے ہاتھ پر کی ہے اس کی ایک شق یہ ہے کہ

میں دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا

یہ مقدس وعدہ یشرون الحیٰوۃ الدنیا بالآخرۃ کا ترجمہ ہے۔

اس لحاظ سے جب ہمیں دین کے لئے پکارا جائے تو ہمیں اپنے ہاتھ پیچھے نہیں رکھنے چاہئیں۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مامورِ الٰہی کے مشن و مقصد کو اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ آپ کا کام قرآن کریم کو دنیا میں پھیلانا ہے۔

یہ جماعت اس لئے قائم ہوئی ہے کہ قرآن اور اسلام کی خدمت و تبلیغ کی جائے جیسا کہ امامِ زمان مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

"یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنے تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں۔"

یہ آسان کام نہیں ہے۔ ہمارے سامنے اپنے بزرگوں کی مثالیں ہیں۔ ان بزرگوں کے کچھ ایمان افروز حالات کتاب "یادِ رفتگان" میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں بزرگوں کے ایمان و استقلال۔ اسلام اور جماعت کی راہ میں ان کو پیش آمدہ مصائب و تکالیف۔ مخالفوں کی ایذا رسانیاں اور ان بزرگوں کی مخالفوں کے مقابلہ میں فوز و فلاح اور مخالفوں کا بد انجام۔ ان حقائق کو پڑھ کر ایمان کے اندر ایک عجیب کیف و سرور پیدا ہوتا ہے۔

"یادِ رفتگان" اور "مجاہدِ کبیر" یہ دونوں کتابیں جماعت کے مرد و زن اور چھوٹے بڑے ہر ایک کے مطالعہ میں رہنی چاہئیں۔ مجاہدِ کبیر کے کردار کو ہر آن یہی ہم و غم ہے کہ قرآن دنیا میں پھیلایا جائے۔ قرآن کریم کی خدمت مقدور بھر کی جائے۔ یہ جذبہ پھر سے تازہ کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ بچے ہماری امانتیں ہیں۔ ان کو اس مقصد کے لئے ہمیں تیار کرنا چاہیئے جس مقصد کے لئے ہمارے بزرگوں نے اپنی جانیں صرف کر دیں تا ہمیں ان بچوں کو اس مقصد کی تکمیل اور اس خدمت کی انجام دہی کے اہل بنانا ہے اور ان کو خصوصیت سے ان کتب کا مطالعہ کروانا چاہیئے۔

ہفت روزہ پیغام صلح کے تازہ شمارہ مورخہ ۱۳ اگست کی اشاعت میں حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غیر مطبوعہ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ شائع ہوا تھا۔ اس کے اندر کس عزم اور تڑپ کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور کیا عشق اور جذبِ اسلام، قوم اور جماعت کے لئے نمایاں ہے اس سے بہت بڑا سبق ملتا ہے۔

حضرت امیر مرحوم کا مقام جماعت میں بہت بڑا ہے۔ وہ اسلام کی تاریخ کے مجاہد کبیر ہیں۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اپنے بچوں کو ہمیں ان امانتوں کے اہل بنانا چاہیئے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ انہیں سلسلہ کی کتب و تاریخ سے آگاہ کیا جائے۔ ہر نوجوان کے نام اخبار و رسائل سلسلہ ـــــ پیغام صلح، لائٹ اور ریویو آف اسلام فرداً فرداً جاری کروایا جائے۔ ان میں بڑے علوم ہوتے ہیں۔ بہت لوگ ان اخبار و رسائل کے مطالعہ کے ذریعہ سلسلہ سے وابستہ ہوئے۔ آپ نہ صرف ان اخبار و رسائل کو خود پڑھیں بلکہ دوسروں تک پہنچائیں۔

مُسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کا شاندار نتیجہ

"امسال مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ اور جاوید صادق رول نمبر ۲۹۳۱۲ نے ۷۱۰ نمبر حاصل کر کے سکول میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے:

فرسٹ ڈویژن ـ ۱۵
سیکنڈ ڈویژن ـ ۱۴
تھرڈ ڈویژن ـ ۴
کمپارٹمنٹ ـ ۶
میزان ـ ۳۹

اس کے علاوہ چار لڑکوں نے اعلےٰ نمبر حاصل کئے۔ ان کو وظائف ملنے کی قوی توقع ہے۔ اس طرح اس سال کل پانچ وظائف خوار طلباء سکول ہذا نے کامیابی سے ہمکنار ہو کر نمایاں حیثیت حاصل کی ہے۔"

عبدالحق ہیڈ ماسٹر

اخبارِ احمدیہ (بقیہ ص۲)

نور کٹھ سے ایک نمبر کم ملے ہیں۔ بہرحال یہ محض خدا تعالیٰ کے فضلوں کا نتیجہ ہے۔ مبلغ پانچ روپے بطور شکرانہ اشاعت اسلام بھیجے گئے ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ عزیز موصوف کی آئندہ کامیابی کے لئے بھی دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک بنائے دین کا خادم ہو اور آئندہ ہر منزل میں شاندار کامیابیوں سے ہمکنار ہوتا رہے۔

یاد رہے کہ عزیز موصوف ۲۳ تاریخ کو بعد از نماز فجر حضرت قبلہ خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے دست مبارک پر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر کے باقاعدہ سلسلہ عالیہ کی روحانی افواج میں شامل ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ [illegible] عبدالحکیم صاحب کے صاحبزادے فضل رحیم بھی حضرت ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ کے سپاہی بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں نوجوانوں کو سلسلہ کا صحیح خادم بنائے آمین۔

اکابرین جماعت احمدیہ لاہور کے سابقہ عقائد

۲

گزشتہ اشاعت میں ہم نے قادیانی کتابچہ بنام "نبوت و خلافت کے متعلق اہل پیغام اور جماعت احمدیہ کا موقف" کے الزام کی تردید کرتے ہوئے کہ اکابرین جماعت احمدیہ لاہور ۱۹۱۴ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں نبی اللہ مانتے تھے، حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی ایک پیش کردہ تحریر پر روشنی ڈالی تھی اور یہ بتایا تھا کہ ہمارے دوست کس طرح الفاظ میں کتر بیونت کر کے ان کے اصل معانی کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہیں، اسی قسم کی بعض اور تحریرات بھی مذکورہ بالا کتابچہ میں ۱۹۰۴ء کے ریویو آف ریلیجنز سے نقل کی گئی ہیں، حالانکہ ریویو آف ریلیجنز کی اسی جلد (۱۹۰۴ء) میں مولینا مرحوم کے حسب ذیل الفاظ آپ کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہیں:۔

"اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا تھا، اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنے کہہ سکتے ہیں المحدث نبی"۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۸۰) کیا ان الفاظ سے قطعاً طور پر یہ محدث سمجھتے تھے؟ اس لئے جہاں کہیں آپ نے حضرت کے متعلق نبی کا لفظ استعمال کیا ہے، وہ محدث نبی کے معنوں میں استعمال کیا ہے، افسوس ہے کہ قادیانی حضرات تمام تحریرات کو سامنے رکھ کر ان کے معنی اور مفہوم متعین کرنے کے بجائے ادھر ادھر سے کتر بیونت کر کے قارئین کو خواہ مخواہ دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں جو کسی ایماندار آدمی کا کام نہیں۔

حضرت مولانا کی ایک اور تحریر اسی ۱۹۰۴ء کے ریویو آف ریلیجنز میں موجود ہے، جس میں آپ لکھتے ہیں کہ:

"یہی امت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالےٰ سے ہم کلام ہو جاتے ہیں اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند خدا تعالےٰ کے روشن نشان ان پر ظاہر ہو جاتے ہیں"۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

ایسا ہی آپ نے ۱۹۰۴ء میں کرم دین آف بھین کے مقدمہ میں گواہی دیتے ہوئے یہ بیان دیا کہ:۔

"مرزا صاحب نبی ہونے کا (SAINT) یعنے ولی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں ان کی جماعت کی تعداد دو لاکھ کے قریب ہے"

کیا اس بیان اور حضرت مولانا کی مندرجہ بالا تحریرات کے ہوتے ہوئے بھی قادیانی حضرات یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۱۴ء سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی معنوں میں کامل نبی سمجھتے تھے؟ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ جہاں انہوں نے اپنے کتابچہ میں ایسی عبارات نقل کیں، جن میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق آپ نے نبی کا لفظ استعمال کیا ہے وہیں منقولہ بالا دوسری قسم کی عبارات بھی نقل کر دیتے تاکہ قارئین کو ان کا اصل مفہوم سمجھنے میں دھوکا نہ لگتا، لیکن وہ ایسا کس طرح کر سکتے تھے جبکہ ان کا منشاء ہی قارئین کو دھوکا دینا یا غلط فہمی میں مبتلا کرنا ہے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور تحریر پڑھ لیجئے جس میں آپ نے لفظ "پرافٹ" (نبی) کی وضاحت کی ہے، ۱۹۱۴ء میں ریویو آف ریلیجنز میں ایک مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا: "احمد از اے پرافٹ" حضرت مولانا نے بطور ایڈیٹر اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:۔

"لفظ پرافٹ (نبی) یہاں اصطلاح شریعت میں استعمال نہیں ہوا کیونکہ اس لحاظ سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں بلکہ اس کو یہاں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنے والے کے وسیع معنے میں استعمال کیا گیا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں سب سچے مسلمانوں کو دیا ہے (لهم البشرىٰ فى الحيوٰة الدنيا) اور یہی وہ نعمت ہے جو ایک ممتاز رنگ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو عطا کی گئی ہے"۔

حضرت مولانا کی اس تحریر کو پڑھ کر کون منصف مزاج یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو اصلی اور حقیقی معنوں میں کامل نبی سمجھتے تھے؟ غور کیجئے ایک شخص بار بار اپنی تحریرات میں نبی کے لفظ کی وضاحت کرتا ہے، اور صاف طور پر بتاتا ہے کہ نبی کا لفظ اس نے محدث کے معنوں میں استعمال کیا ہے، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ "یہی امت ہے جو اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا سے ہمکلام ہو جاتے ہیں، اگرچہ رسول تو نہیں مگر رسولوں کی طرح خدا تعالےٰ کے روشن نشان ان پر ظاہر ہو جاتے ہیں" وہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور پرافٹ یا نبی کا لفظ اصطلاح شریعت میں نہیں بلکہ پیشگوئی کرنے والے کے وسیع معنے میں استعمال کیا گیا ہے، پھر بھی یہ کہتے جانا کہ وہ حقیقی معنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتے تھے، کس قدر غلط بیانی اور بد دیانتی سے کام لینا ہے۔

ایسا ہی الزام حضرت مولینا نور الدین رحمۃ اللہ پر بھی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اللہ سمجھتے تھے، حالانکہ آپ کی واضح تحریرات موجود ہیں، جن میں آپ نے بتایا ہے کہ نبی کا لفظ حضرت مسیح موعودؑ پر انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے، جن معنوں میں سابق اولیاء اللہ کے متعلق استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو آپ کی یہ تحریر جو آپ نے ایک سائل کے جواب میں لکھی:۔

"پھر آپ نے الزام فرمایا کہ تیرہ سو برس میں کسی شخص نے کبھی کسی کو رسول یا نبی نہیں کہا اس پر عرض ہے مثنوی مولانا روم تو ہمیشہ آپ نے وعظوں میں سنی ہوگی اس کے اس وقت دو تین شعر پڑھتا ہوں بلکہ لکھتا ہوں جو آپ کے دعوے نے یاد دلائے ہیں ؎

چوں بدادی دستِ خود در دستِ پیر ٭ بہر حکمت کو علیم است و خبیر
او نبیِ وقتِ خویش است اے مرید ٭ تا ازو نورِ نبی آید پدید
دستِ تو از اہلِ آں بیعت شود ٭ کہ ید اللہ فوق ایدیہم بود

...... اگر آپ سن سکیں تو میں ۱۳ مسلم الثبوت اولیاء کے کلام سے یہ لفظ صاف صاف آپ کو دکھا سکتا ہوں یہ آپ نے کس طرح ارشاد فرمایا کہ تیرہ سو برس سے کسی نے ایسا لفظ نہیں بولا"۔ (اخبار بدر ۱۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

ایسا ہی حضرت مولانا نے حلفاً اپنا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

"واللہ العظیم واللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض میں مرزا صاحب کو مجدد اس صدی کا یقین کرتا ہوں میں ان کو راستباز مانتا ہوں...... نبی کے معنی لغوی پیش از وقت اللہ تعالےٰ سے اطلاع پا کر خبر دینے والا ہم لوگ یقین کرتے ہیں نہ شریعت لانے والا"

یہ ۱۹۱۱ء کی تحریر ہے جو آپ نے سردار محمد عجب خان کے نام ایک مکتوب میں لکھی، اور ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۱ء کے اخبار بدر میں شائع ہوئی، یہ تحریر تمام احمدی جماعتوں (قادیانی اور لاہوری) پر حجت ہے۔ کیونکہ حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں دونوں جماعتوں میں کوئی اختلاف نہ تھا، اور دونوں جماعتیں انہیں اپنا قائد تسلیم کرتی تھیں، اور کسی ایک فرد نے بھی حضرت مولانا کے اس عقیدہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہے کہ حضرت مولانا کی وفات تک جو ۱۹۱۴ء میں واقع ہوئی قادیانی جماعت کا بھی وہی عقیدہ تھا جو حضرت مولانا نے حلفاً بیان کیا ہے۔ اس لئے تبدیلی عقیدہ کا الزام قادیانی جماعت اور ان کے قائد میاں محمود احمد صاحب پر عائد ہوتا ہے نہ کہ اکابرین جماعت لاہور پر۔ اس کی تائید خود قادیانی جماعت کے قائد میاں محمود احمد صاحب کے ایک مضمون سے بھی ہوتی ہے جو ۱۹۱۱ء کے اخبار الحکم اور بدر میں شائع ہوا، اس میں آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"کیوں لوگ اپنی جانوں پر رحم نہیں کرتے اور اس صدی کے مجدد کو قبول نہیں کرتے کیا وجہ ہے کہ پہلے زمانہ میں تو اللہ تعالےٰ لوگوں کی گمراہی کے وقت مامور بھیجتا تھا لیکن اب نہیں بھیجتا اللہ تعالےٰ کا رسول اللہ سے وعدہ نہ تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آیا کریں گے؟ پھر اس صدی کے سر پر کیوں کوئی مجدد نہ آیا آیا اور ضرور آیا مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا...... اس زمانہ کا مسیح اور مہدی اور مجدد آ گیا اور خدا نے اس کے لئے ہزاروں نشان دکھلائے"۔ (اخبار الحکم ۲۱ و ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء و اخبار بدر ۶ اپریل ۱۹۱۱ء)

اس تمام مضمون میں میاں محمود احمد صاحب نے ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا جس سے اشارتاً بھی حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کہا پایا جائے بار بار آپ کو مجدد اور مسیح اور مہدی ہی کہا ہے بلکہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء کے الحکم میں ان کے یہ الفاظ بھی درج ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ نے آپ (حضرت محمد رسول اللہ صلعم۔ ناقل) کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا"

میاں محمود احمد صاحب کی اس تحریر سے صاف واضح ہے کہ ۱۹۱۱ء میں ان کا عقیدہ وہی تھا جو جماعت احمدیہ لاہور کا ہے، وہ حضرت مسیح موعودؑ کو مجدد ہی سمجھتے تھے، اور ختم نبوت کے قائل تھے، یہ بعد کی بات ہے کہ انہوں نے اپنا عقیدہ تبدیل کر کے آپ کو نبی کہنا شروع کر دیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا، کاش قادیانی جماعت کے موجودہ قائدین دیانت داری سے کام لیتے ہوئے ان حقائق کو جماعت کے سامنے لائیں اور جماعت احمدیہ لاہور کے اکابرین کے متعلق غلط بیانی اور دھوکا دہی سے باز آ جائیں۔

پیغام صلح کا سالانہ چندہ جن خریداروں کے نام بقایا ہے وہ مہربانی فرما کر جلد ادا کر کے ممنون فرمائیں۔

اخبار و افکار

قبر مسیح کا ذکر حکومت ہند کے ٹورسٹ لٹریچر میں

بھارت کے اسلامی اخبار "آزاد نوجوان" نے حکومت ہند کے وزیر ٹورزم مسٹر کرن سنگھ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہندوستان کو ۱۹۶۸ء میں ۱۱۸۲۰۰ آدمی سیر و سیاحت کی غرض سے آئے جن کے ذریعہ بیرونی زرمبادلہ میں ۲۶ کروڑ روپیہ ملا۔ اس ضمن میں مسٹر کرن سنگھ کی اس تجویز کا ذکر کرتے ہوئے کہ اگر ہندوستان کی موجودہ صورت اور اس کی قدیم تہذیبی و تمدنی حیثیت کو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا تو اس ذریعہ آمد میں اور بھی اضافہ ہو سکتا ہے، معاصر "آزاد نوجوان" رقمطراز ہے کہ:-

"ہندوستان میں ایک بہت بڑی تاریخی اور مذہبی حیثیت رکھنے والی ایسی چیز بھی ہے جس کو اگر حکومت ہند کے سیر و سیاحت والے لٹریچر میں اُچھالا گیا تو کئی کروڑ روپیہ کی ملک کو غیر ملکی افراد سے یقینی آمد ہوگی عیسائی دنیا کو ہندوستان کی طرف متوجہ کرنے والی ایک ایسی چیز محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں واقعہ ہے جس کو روضۂ مسیح ناصری ثابت کیا گیا ہے۔ اس تاریخی حقیقت پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں روسی، فرانسیسی اور انگریزوں کے حوالے بھی پیش کئے گئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام واقعہ صلیب سے بچنے کے بعد بذریعہ افغانستان وادیٔ کشمیر پہنچے تھے، اور یہاں بدھ مذہب والوں سے آپ نے مباحثے بھی کئے، ہندو برہمنوں سے بھی حضرت مسیح کے مباحثوں کا پتہ چلتا ہے بتایا گیا ہے کہ ۱۲۰ سال (کی عمر) تک آپ وادیٔ کشمیر میں تبلیغ کرتے رہے اور اس کے بعد یہیں وفات پاکر محلہ خانیار سرینگر میں دفن ہوئے، اگر اس حقیقت کا اظہار نمایاں رنگ میں حکومت ہند کے ٹورسٹ لٹریچر میں ہو جائے تو ملک کو غیر ملکی زرمبادلہ بذریعہ ٹورسٹ ٹرافک آسانی سے مل سکتا ہے۔"

تجویز معقول ہے، فی الواقعہ کشمیر میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر واقع ہونا غیر ملکی محققین بالخصوص عیسائیوں کے لئے کشش کا موجب ہو سکتا ہے جو حکومت ہند کے زرمبادلہ میں معقول اضافہ کا موجب ہوگا، دیکھنا چاہیئے کہ وزیر سیاحت مسٹر کرن سنگھ اس تجویز سے کس حد تک فائدہ اُٹھاتے ہیں؟

علمائے کرام کی زبان

مخالف خیالات رکھنے والوں کے بارہ میں علمائے کرام کی زبان فیض ترجمان سے جو نکات معرفت ارشاد ہوتے ہیں ان کی مثال معاصر "تنظیم اہلحدیث" نے جمعیت علمائے اسلام کے ترجمان ہفت روزہ "ترجمان اسلام" مؤرخہ ۲۲ اگست سے نقل کی ہے جس میں مودودی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا گیا ہے:-

"باقی رہی مودودی خواتین کی بات، تو آپ کو شرم کرنی چاہیئے اور آپ کے گرو گھنٹال مودودی کو چلّو بھر پانی میں ڈوب جانا چاہیئے ہم اُمہات المومنین کے ایک بال برابر مودودی جیسے گمراہ کی لاکھوں لڑکیوں کو پرپشہ کے برابر نہیں سمجھتے مودودی نے تو ازواج مطہرات کے بارہ میں جھوٹ کہا ہے لیکن کیا وہ مودودی کی لڑکی اور بیوی کے بارے میں الزامات کی تردید کر سکتے ہیں۔"

انا للہ وانا الیہ راجعون، اگر علماء کی زبان ایسی ہی پاکیزہ ہو سکتی ہے تو بازاری غنڈوں اور شہدوں پہ کیا الزام، ان کے مونہوں سے جو کچھ بھی نکلے جائز ہوگا مانا کہ مودودی صاحب نے اپنی تصنیفات میں ایسی باتیں لکھ دی ہیں جو تاریخی لحاظ سے صحیح نہیں، لیکن کیا ان کا جواب ایسے ہی الفاظ میں ہونا چاہیئے اور کیا علماء کا اخلاق اسی قسم کے کلمات کا سزاوار ہے؟

تلوار کے ساتھ اختیار

محکمۂ اوقاف کے خطیبوں کو تلوار ملنے کی تجویز کا ذکر کرتے ہوئے معاصر "تنظیم اہل حدیث" رقمطراز ہے:-

"اگر حکومت تلوار کے ساتھ یہ اختیار بھی ان کو دیدے کہ وہ خطیب متعلقہ علاقہ یا محلہ کے مقدمات اور کیس بھی سُن سکیں اور اس کے فیصلے ناطق تصور کئے جائیں تو ہمیں یقین ہے کہ حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے ملک کی فضا بہت ساز گار ہو جائے گی، دینی اقدار کا بھی بول بالا ہو جائے اور حاملان دین کے روحانی فرامین اور تلقینات کی قدر و قیمت بھی بڑھ جائے بلکہ عدالتوں کا بے پایاں بوجھ بھی کم ہو جائے۔"

مگر سوال یہ ہے کہ خطیب حضرات اس قابل بھی ہیں کہ نت نئے پیدا ہونے والے جھگڑوں کا فیصلہ قانون کے مطابق کر سکیں؟ اور کیا اس زبان کے ہوتے ہوئے جس کا نمونہ اُوپر درج ہے، وہ پیش ہونے والے مقدمات میں فریقین میں ساز گار فضا پیدا کر سکتے ہیں؟ بالخصوص جب ان کے ہاتھ میں تلوار بھی ہو، سمجھ نہیں آتا جس اقتدار کا مطالبہ "تنظیم اہلحدیث" نے کیا ہے، اسے تلوار کے ساتھ کیا مناسبت ہے؟ کیا تلوار کے بغیر مطلوبہ اقتدار کام نہیں آسکتا؟

جہاد کی یاد کب تک؟

"الجمعیۃ" دہلی رقمطراز ہے:-

"دوسرے ممالک اپنی اپنی جگہ اسرائیل سے مقابلہ کو نتیجہ خیز نہیں سمجھتے ازہر کے علماء نے جہاد کا فتوےٰ دیا۔ سعودی عرب کے علماء نے اس کی زبردست تائید کی، مراکش میں اسرائیل کے خلاف جہاد پر زور دیا گیا مگر عالم اسلام نے اس فتوے کو لبیک نہیں کہا۔"

"الجمعیۃ" کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریابادی اپنے جریدہ "صدق جدید" میں لکھتے ہیں:-

"لبیک کہنے کا سوال عالم اسلام کے لئے تو بعد آتا ہے پہلے یہ معلوم کیجئے کہ خود انہیں تینوں ملکوں (مصر، حجاز، مراکش) نے اس فتوے کو کن کانوں سے سُنا! فتویٰ پر عمل پورا نہ سہی ادھورا ہی کب کیا؟ —— خیر اس کی سنائیے کہ اب تک کچھ بوڑھے باڑھے مولوی، جہاد کا فتوےٰ دینے والے بھی ان ملکوں میں موجود ہیں! فتووں میں اگر کچھ بھی جان باقی رہی ہوتی تو پاکستان میں تو ماشاءاللہ اچھے اچھے علماء اب بھی موجود ہیں- کچھ وہی ان کی آنکھوں کے سامنے بڑی اور چھوٹی کہنا چاہیئے کہ ساری ہی اسلامی قدروں کی کیا گت بن رہی ہے اور سوا اس کے کہ وہ بے بس منہ دیکھتے رہیں اور کچھ بھی تو نہیں کر سکتے۔"

پاکستان میں اسلامی قدروں کی گت جو کچھ بن رہی ہے، اس کو تو چھوڑیئے، اب تو پاکستانی علماء اور تمام عالم اسلام بھی جہاد جہاد پکار رہا ہے، مسجد اقصےٰ کی آتشزنی کا واقعہ عالم اسلام کی اس متحدہ پکار کا موجب بن گیا ہے، خدا کرے یہ خالی پکار ہی نہ رہے، عملی صورت اختیار کرکے اسرائیل کی سرکوبی اور قبلۂ اوّل کی بازیابی کا موجب ہو۔

اسرائیل کی شکست کی پیشگوئی

حدیث نبوی کی پیشگوئی دلی مسرت کے ساتھ سُنی جائے گی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں اور یہودیوں میں ایک عظیم الشان جنگ ہوگی، یہودی شکست کھا کر چٹانوں اور درختوں کے پیچھے چھپیں گے، تو وہاں بھی نہیں پناہ نہ ملے گی اور ان سے آواز آئیگی اے مسلمان دیکھ یہ یہودی چھپا ہوا ہے۔

یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے، کیا عجب ہے کہ آنحضرت صلعم کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ پہنچا ہو، اور عالم اسلام میں اسرائیل کے خلاف اتحاد کی موجودہ لہر اس کی صداقت پہ منتج ہو، اللہ کرے ایسا ہی ظہور میں آئے۔

جماعت میں باہم رشتوں ناطوں کی ضرورت

جماعت کے باہمی تعلقات کو مضبوط بنانے اور نوجوانوں کی احمدیت کے ساتھ وابستگی برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے رشتے ناطے جماعت ہی کے اندر ہوں، اس وقت جماعت میں کئی نوجوان قابل ازدواج لڑکے اور لڑکیاں موجود ہیں جن میں سے بیشتر ایف اے۔ ایف ایس سی۔ بی اے بی ایس سی۔ ایم اے۔ ایم ایس سی۔ اور انجنیئر اور ڈاکٹر ہیں، ان کے رشتوں کا کام محترم چوہدری فضل حق صاحب آنریری آفیسر تنظیم جماعت نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے، اور جو درخواستیں ان کے پاس آ چکی ہیں، ان کے متعلق خط و کتابت بھی کر رہے ہیں، لیکن احباب کی توجہ اس طرف بہت کم ہے اور کئی احباب اس بارہ میں خطوط کا جواب دینے سے بھی گریز کرتے ہیں، ضرورت ہے کہ تمام احباب جماعت پوری توجہ سے کام لے کر اس اہم قومی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے بچوں اور بچیوں کے رشتے جماعت کے اندر کرنے کے لئے چوہدری صاحب ممدوح کے ساتھ پورا تعاون کریں۔

اخبار احمدیہ

تشکرانہ کامیابی

—— پشاور سے جناب محمد الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:-

امسال میرے لڑکے مسمی عبدالغفور نے امتحان میٹرک پشاور بورڈ سے محض خدا تعالےٰ کے فضل اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کی وجہ سے امتیازی حیثیت میں پاس کیا ہے۔ عزیز موصوف نے 766/900 نمبر حاصل کرکے تمام بورڈ میں شامل ہونے والے لڑکوں میں سے پانچویں پوزیشن حاصل کی ہے۔ اوّل- دوئم، سوئم، چہارم آنے والے لڑکوں سے بہت کم نمبروں کا فرق ہے فسٹ لڑکے سے ۲۸ نمبر- سیکنڈ سے ۲۲- تھرڈ سے ۳- اور

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

دُعا کی اہمیت اسلام میں

دُعا اور اس کی قبولیت ایک عالمگیر انسانی تجربہ ہے جس سے انہونے امور خارق عادت طور پر صادر ہوتے ہیں

مومن کی اصل دُعا دنیا کے حصول کی نہیں ہوتی بلکہ قربِ الٰہی کے میسّر آنے کی دُعا ہوتی ہے

اس زمانہ کے مامور نے دُعا کا زبردست ہتھیار ہمارے ہاتھ میں دیا جس سے کام لے کر ہم ہر قسم کی مشکلات پر غالب آسکتے ہیں

جلسہ ایبٹ آباد میں ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء کو محترم ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب نے احباب کے اصرار پر جمعہ کی نماز پڑھائی جس سے پہلے ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا:۔

وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الرّٰحمین ـــــ کلٌ الینا راجعون

(سورۃ الانبیاء ۲۱: آیات ۸۳ تا ۹۳)

میری خواہش تھی کہ آج کے جمعہ کا خطبہ کوئی اور صاحب دیں۔ حضرت مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب کا وعدہ بھی تھا۔ اور ان کا انتظار تھا۔ مگر وہ بوجہ علالت تشریف نہ لاسکے۔ جب پروگرام میں یہ جگہ بھرنا پڑی تو گذشتہ رات پروگرام ترتیب دینے والے احباب نے اصرار کیا کہ یہ خلاء میں ہی پُر کروں۔ اور آج جب میں اپنا نام کاٹنا چاہتا تھا۔ تو میرے ہاتھ سے قلم چھین لیا گیا اور باوجود عذر کے مجھے ہی حکم دیا۔ اور میں اس سعادت اور خوشی سے محروم رہا کہ خاکسار کسی صاحب علم و معرفت کی زبان سے خطبہ سنتا بہرحال تعمیلِ حکم کے طور پر کھڑا ہوگیا ہوں۔

یہ جو آیات میں نے اس وقت تلاوت کی ہیں ان کا مضمون آپ میں سے اکثر احباب جانتے ہیں۔ یہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی مستجاب دُعائیں ہیں جو انہوں نے بڑے مشکل اور اہم حالات میں خدا تعالیٰ کے حضور رکھیں۔ خدا تعالیٰ نے ان دعاؤں کی قبولیت کے شرف کے طور پر انہونی باتیں ہونی کر دیں۔ اور اپنی غیر محدود طاقت و قدرت کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اور انسانوں کے لئے حصولِ معرفت کا سامان کیا۔ دعا اور اس کی قبولیت یہ ایک عالمگیر انسانی تجربہ ہے اور انسانوں کی حالی اور ذاتی واردات ہے کہ کس طرح مشکل سے مشکل، اہم سے اہم اور انہونے خوارق عادت امور ان دعاؤں کے ذریعہ سے انجام پا جاتے ہیں۔ استجابت دُعا کا اظہار حضرات انبیاء کرامؑ کے ذریعہ سب سے بڑھ کر ہوا اور ان کے بعد ان لوگوں کے ذریعہ ہوا جنہوں نے ان انبیاء کرامؑ اور ماموریں حضرات سے فیض حاصل کیا۔ ان کی دعاؤں کے اندر بھی تاثیرات جلوہ گر ہوئیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ازلی ابدی اور زندہ جاوید ہستی پر ایمان و یقین کی موجب بنیں۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر بڑی دلیل یہی ہے کہ ایک انسان خدا تعالیٰ کے حضور ایک مشکل اہم اور بظاہر ناممکن الحصول کام کے لئے زاری کرتا، روتا اور دُعا کرتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے اسے قبل از وقت قبولیت کی اطلاع بھی مل جاتی ہے۔ اور اسی طرح سے وہ امر واقع میں بھی رونما ہو جاتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر عظیم الشان دلیل پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ آج کی تقریر میں مولینا عبدالمنان عمر صاحب نے ذکر فرمایا ہے کہ کامیابی کے ان بہت سے ذرائع میں سے ایک ذریعہ دُعا کا ہے دعا ہی انسان اور خدا تعالیٰ کے قرب کرتا ہے ہم جو ہر نماز میں ایاک نعبد کا خدا کے حضور اقرار کرتے ہیں۔ یہ اقرار اس تعلق کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کس طرح بندہ اپنے خدا سے اپنے تعلق کا اظہار کرتا اور ما سویٰ سے دور ہونے اور رہنے کا اعلان کرتا ہے اور پھر ایاک نستعین کہہ کر اپنی جدوجہد اور کوشش میں خدا تعالیٰ کی غیر محدود اور بے انتہا قوتوں سے مدد مانگتا ہے کہ اے خدا میں صرف اور صرف تیرے ہی آستانہ پر اپنی پیشانی رکھنا جانتا ہوں۔ مجھے کوئی اور دہلیز تیری دہلیز کے علاوہ نظر نہیں آتی اور نہ کسی کے دروازے پر دستک دوں گا۔ اس اعلان اور اقرار اور ایمان کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور ایک دُعا کرتا ہے اھدنا الصراط المستقیم کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا دے۔ یہ سب سے بڑی دعا ہے۔ یہ انسانی فطرت کی سب سے بلند اور عظیم تڑپ ہے۔ جو اس کے اندر پیدا ہو سکتی ہے۔ جس طرح انسان مادی ترقی کرتے کرتے چاند تک پہنچ گیا ہے اور ابھی تڑپ ختم نہیں ہوئی۔ تاہم تسخیر قمر پر انسان کتنا نازاں ہے، عظیم ملک امریکہ کا صدر نکسن بھی فرحاں و شاداں ملک ملک پھر گیا۔ اور اپنی عظمت کا اظہار کیا، تو یہ انسانی فطرت کی آواز اور تڑپ ہے۔ جس طرح انسان کے اندر مادی دنیا کے لئے تڑپ ہے اسی طرح وہ انسان جس کو روحانی عظمت کا احساس ہے اس کے دل میں یہ بھی تڑپ ہوتی ہے کہ وہ اس میدان میں سربلند ہو۔ اھدنا الصراط المستقیم میں وہ دعا کرتا ہے کہ اے خالق و مالک خدا تو اپنی رضا و رحمت کے راستہ پر چلا دے۔ تاکم از کم کوشش سے چھوٹے سے چھوٹا فاصلہ طے کر کے اس منزل پر پہنچ جاؤں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑی دُعا اھدنا الصراط المستقیم کی دعا ہے اگر انسان یہ پکارتا ہے تو خدا تعالیٰ ضرور یہ راہ دکھا دیتا ہے۔ قرآن کریم نے جو دُعا کا راز ہمیں بتایا ہے وہ یہ ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔

فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھتے ہیں انہیں کہہ دیجئے کہ میں تو تمہارے بہت قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں۔ چاہیئے کہ میرے بندے مجھے پانے کے لئے کوشش کریں۔ مجھے تلاش کریں۔ مجھے قبول کریں۔ ولیؤمنوا بی اور میرے پر ایمان لے آئیں۔ اگر یہ دو شرطیں پیدا ہو جائیں کہ ایمان بھی پیدا ہو جائے اور قرب الٰہی حاصل کرنے کی تڑپ جوش اور کوشش اور عمل بھی ہو تو ایک دن منزل مقصود پالیں گے۔ مومن کی اصل دعا دنیا کے حصول کی نہیں ہوتی بلکہ قرب الٰہی میسر آنے کی ہوتی ہے۔ اگر قرب الٰہی کسی کو نصیب ہو گیا تو سب کچھ مل گیا، حصولِ قرب الٰہی کے لئے بہت کوشش کرنا پڑتی ہے اور بڑی جدوجہد درکار ہے۔

انسان جب دُعا کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ شیطان طرح طرح کی مشکلات کھڑی کرتا اور وسوسہ اندازی کرتا رہتا ہے۔ قبولیت دعا کا طریق یہی ہے کہ انسان دُعا سے تھکے نہیں۔ بلکہ بار بار خدا کے حضور زاری کرتا اور روتا ہے بار بار گڑگڑاتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ وقت لے آتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ شیطان کی وسوسہ اندازی سے انسان کو نجات دیتا ہے اور اس کی دُعا قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے دُعا کے استجاب کے لئے بڑی کوشش۔ تڑپ خضوع خشوع اور جہد و صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ عام طور پر جو دُعا کا طریقہ ہے کہ ہاتھ کھڑے کئے دعا کی اور توقع رکھی کہ دُعا قبول ہو گئی۔ یہ درست نہیں ہے دعائے مستجاب یونہی نہیں ہو جایا کرتی۔ جس سے کہ کرشمے اور کرامات صادر ہوتیں اور انہونے امور واقعہ ہو جاتے ہیں۔ ہم نے مستجاب الدعوات انسانوں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ ہم نے ان کو دیکھا ہے وہ تو اپنی جانوں کو جوکھوں میں ڈال دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں بشارتیں ملتی تھیں۔ اور ان کی دعاؤں سے خارق عادت امور ظاہر ہوتے تھے۔ اگر کسی کو تعلق باللہ نصیب ہو جائے تو کیا کیا کچھ اس کو نظر نہیں آتا یہ راز تو جاننے والے ہی جانتے ہیں۔ مولینا روم رح فرماتے ہیں:۔

چوں خدا خواہد بما یاری کند
میل ما را جانبِ زاری کند
نیم جاں بستاند صد جاں دہد
آنچہ در وہمت نہ آید آں کند

جب خدا چاہتا ہے کہ یاری کرے تو پھر کونسی چیز ہے جس کی کمی رہ جاتی ہے۔ مولیناؒ فرماتے ہیں اس کیفیت میں ہمارے اندر میلان پیدا ہو جاتا ہے کہ زاری کریں۔ اس کو خدا کی یاری کا راستہ بتایا ہے تو خدا اس زاری میں آدھی جان تو لے لیتا ہے اس کے بدلے سو جان تم کو دے دیتا ہے۔ اور جو کچھ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا وہ کچھ ہمیں دے دیتا ہے وہ صاحب راز انسان ہے۔ ایسے صاحب راز انسانوں کو ہم نے دیکھا ہے وہ دعائیں کرتے ہیں دُعا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے یہ بڑی محنت مانگتی ہے۔ ہم نے حضرت اسد اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے قریب سے دیکھا ہے وہ ایک بات کے لئے دُعا کرتے تو وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں سو دفعہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑھتا ہوں رب انی لما انزلت الیّ من خیر فقیر کئی سو دفعہ پڑھتا ہوں کئی سو دفعہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وبالآخرۃ حسنۃ پڑھتا ہوں۔ پھر کئی سو دفعہ درود پڑھتا ہوں۔ ہم نے ان کو دیکھا کہ

وہ دن رات ورد وظیفہ میں لگے ہی رہتے تھے ہم نے ان کی دعائیں مستجاب ہوتی دیکھیں۔ ایک نہیں دو نہیں۔ دس بیس نہیں سینکڑوں دعاؤں کو پورا ہوتے اور ان کی کرامات کو دیکھا۔ میرے پاس ان باتوں کا ریکارڈ موجود ہے جو ان سے دعاؤں کے طور پر پوری ہوئیں۔ یہاں پر بہت سے لوگ موجود ہیں جنہوں نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دعائیں کروائیں اور پوری ہوئیں تفصیل سے ذکر کرنا طوالت طلب ہے۔

میں بڑی لمبی بیماری میں مبتلا تھا۔ میں نے حضرت مولٰنا کو دعا کے لئے لکھا۔ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ آپ کے لئے دعا کرنا میرا وظیفہ ہی بن گیا ہے۔ آج رات میں نے دعا کی تو میرے منہ سے یہ نکلا۔ اے خدا میرے پیارے بچے سعید کو شفا دے۔ دوسروں کے لئے درد پیدا کرنا، دوسروں سے پیار کرنا اور دوسروں کے لئے اپنے اوقات صرف کرنا، اور دوسروں کے لئے دعائیں کرنا، یہ بڑے کردار اور اخلاص کو چاہتا ہے، اگر بزرگوں کی دعائیں میرے شامل حال نہ ہوتیں۔ اور ان کی قبولیت نہ ہوتی ہوئی ہوتی تو میں آپ کے سامنے زندہ کھڑا نہ ہوتا۔ بلکہ کئی موتیں مر گیا ہوتا۔

میں نے اپنی بیماری کا اپنے والد بزرگوار سے ذکر کیا اور کہا کہ اے خدا جو تیری مرضی ہے وہ ہو جائے۔ وہ یہ بات سُن کر بہت غصہ ہوئے اور مجھے جھاڑ دی۔ اور فرمایا کہ تم خدا کی مرضی پوچھتے ہو۔ کوئٹہ میں دس ہزار آدمی لقمہ اجل ہو گئے یہ خدا کی مرضی تھی۔ خبردار ایسی دُعا کبھی نہ کرنا۔ تم اپنی مرضی کے مطابق خدا سے دُعا مانگو اور اپنی مرضی اس سے پوری کراؤ۔ جو چیز چاہتے ہو اس سے مانگو۔ اس سے جھگڑا کرو۔ اور اس سے اپنی مرضی پُوری کرواکر دم لو۔ میں نے یہ ذکر حضرت اسد اللہ شاہ صاحبؒ سے کیا کہنے لگے شکر ہے تم کو سمجھ آ گئی۔ شاہ صاحبؒ کو خدا کی طرف سے تفہیم ہوتی تھی۔ علاوہ قبولیت پر خدا سے لڑ پڑتے تھے اور جھگڑتے تھے۔

صبح میں نے عرض کیا تھا کہ میرے پاس حضرت صاحبؑ کے خطوط ہیں۔ ان میں سے دو ایک کے سوا اور کوئی ایسا خط نہیں ہے جس میں دُعا کا ذکر نہ ہو اور یہ نہ لکھا ہو کہ آپ دُعا کریں میں بھی دُعا کرتا ہوں۔ آپ دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا رہوں گا۔ آپ استغفار کرتے رہیں۔ حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کی زندگی میں یہی نظر آتا ہے کہ آپؑ دعا اور استغفار پر بہت زور دیتے تھے۔

جیسا کہ صبح کے اجلاس میں مکرم مولٰنا عبد المنان صاحب عمر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ دجّال سے مقابلہ کی اور کسی جماعت کو یا قوم کو طاقت نہیں ہوگی سوائے مسیح موعودؑ کی جماعت کے۔ وہی اس دجّالی قوم کا مقابلہ کرے گی۔ ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالےٰ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کو وحی کریگا کہ اپنی قوم کو طور پر لے جاؤ۔ طور پر لے جانا کیا ہے طور تو دُعا کا مقام ہے جہاں حضرت موسےٰؑ گئے وہاں خدا نے انہیں بلایا تھا۔ حضرت موسےٰؑ نے اپنی قوم کی غلامی کے لئے خدا کے حضور دُعا کی۔ گویا اس میں اشارہ ہے کہ جماعت کو دُعا کی طرف لے جاؤ۔ تو اس قوم کی نجات ہو جائے گی۔ دجّال سے نجات اور اس پر غلبہ دعاؤں کے ذریعہ ہی مقدر ہے۔ جنگ بدر کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زاری بھری دعائیں ہی کام آئیں۔ اور ان دعاؤں کی وجہ سے ہی تھی کہ مسلمان لشکر جرار کے مقابلہ میں فتح مند ہوئے۔ تو دُعا ایک زبردست ہتھیار ہے اور اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعودؑ نے اس ہتھیار کو ہمارے ہاتھ میں دیا کہ دعا کی حقیقت کیا ہے۔ دُعا کس چیز کا نام ہے۔ یہ کیسے کی جاتی ہے۔ کونسی دُعا مقبول ہوتی ہے اور غیر مقبول۔ یہی وہ باتیں ہیں جو میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ کہ ہمارے اندر وہ باتیں نہیں ہیں جو ہمارے بزرگوں کے اندر تھیں۔ ہم نمازوں اور دعاؤں کے لئے دردمند دل لے کر بڑے خضوع خشوع سے اور باقاعدگی سے خدا کے حضور حاضر نہیں ہوتے۔ ہم تھک جاتے ہیں۔ ہمیں دنیاوی دھندوں سے فرصت نہیں کہ اپنے اوقات میں سے تھوڑا سا وقت اپنے خالق و مالک کی یاد میں گذار دیں اور اس کے احسانات و افضال کا اس کے حضور شکریہ ادا کریں۔

اس زمانہ میں وہ مشکلات نہیں ہیں جو مشکلات ہمارے بڑوں کو لاحق ہوئیں۔ انہیں بڑی بڑی پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان لوگوں پر ایسے حالات آئے کہ گھبرا اُٹھے۔ میرے والد نے ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں۔

"بخدمت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ ایک شخص رحمت اللہ نامی جس نے مجھے سخت تنگ کیا ہوا ہے فقط مذہبی ضد پر مقدمہ پر مقدمہ اُٹھاتا ہے۔ اس کی امداد میں گرد و نواح کے لوگ تیار رہتے ہیں اور بعض لوگ ہمارے گاؤں کے بھی اس کے معاون ہیں۔ میری جانب سے کوئی زیادتی اس پر نہیں ہے۔ فقط میرا یہی گناہ ہے کہ امام وقت کو میں نے کیوں شناخت کیا ہے۔ میں کئی بار حضرت کو اس کے بارہ میں عرض کر چکا ہوں۔ مگر ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ حضرت کو توجہ تام ہوئے ورنہ میرا ایمان ہے کہ حضرت سے اُٹھائے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہتے۔ جب عرضی لکھتا ہوں تو اس کے بعد امیدوار رہتا ہوں کہ حضرت میرے لئے دعا فرمائیں گے
والسلام"

اس خط کا نہایت مختصر سا جواب حضرت مسیح موعودؑ اپنی کم فرصتی کے باوجود اس خط کی پشت پر اپنے کاتب کو ہدایت کرتے ہوئے یوں رقم فرماتے ہیں :—

"السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالےٰ و برکاتہٗ۔
جواب بھجوا دیں کہ دعا کی گئی ہے۔ قبولیت وقت پر موقوف ہے۔ ۴/ کے ٹکٹ پہنچ گئے ہیں۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ" $\frac{۷}{۱۹۰۷}$ ۲۳

چنانچہ حسب ارشاد جناب مفتی محمد صادق صاحب رح جواب ارسال فرماتے ہیں :—

"برادرم مکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ
آپ کا محبت نامہ حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے چند حروف لکھے ہیں اس واسطے اصل خط ارسال خدمت ہے۔
خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ
قادیان۔ $\frac{۷}{۱۹۰۷}$ ۲۳"

ایک اور خط کے جواب میں لکھا ہے :—

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
برادرم مکرم مولوی محمد یحییٰ صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔
آپ کا خط حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت نے آپ کے واسطے دعا کی ہے۔ آپ دشمنوں کے شر سے بچنے کے واسطے دعا میں مصروف رہیں۔ اور احتیاط اور صبر سے کام لیں۔ خدا تعالےٰ خود بخود سب کو ہلاک کر دے گا۔ جو شخص خود انتقام نہیں لیتا۔ اس کا انتقام خدا لیتا ہے۔ آپ کے علاقے کے لوگ بہت سخت ہیں اور ایسا ہی آپ کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل آپ کے شامل حال ہو
والسلام
خادم۔ محمد صادق۔ قادیان۔
$\frac{۵}{۱۹۰۰}$ ۱۴"

چنانچہ وہ دُعا اپنے وقت پر قبول ہوئی۔ دشمن کو قید ہو گئی۔ وہ خود اپنے جال میں پھنس گیا۔ اس شخص کی اولاد میری زمین کی کاشت کرتی ہے۔ کل ہی اس شخص کا پوتا میرے پاس آیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ہم سے زمین نہ لی جائے۔ ہمیں ہی کاشت کرتے رہنے دیا جائے۔ اللہ تعالےٰ دعا تو قبول کرتا ہے۔ یہ رد نہیں کی جاتی۔

ان دعاؤں سے جماعت کو آشنا کیا گیا تھا۔ اس طرح کی دعائیں اللہ تعالےٰ کے ہاں شرف قبولیت پاتی ہیں۔ میں اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جبکہ ہمارے دوست یہاں جمع ہیں عرض کرتا ہوں کہ دُعا بہت بڑی چیز ہے۔ اور دشمن کے مقابلہ میں یہ زبردست ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار کو زیادہ سے زیادہ استعمال کریں اور دعائے مستجاب کے جو لوازمات ہیں ان کی پابندی کریں۔ اللہ کسی کی زاری کو ضائع نہیں کرتا۔ اور وہ ہاتھ جو راتوں کو خدا کے حضور پھیلتے ہیں ان کو بھی خالی واپس نہیں کرتا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج جبکہ ساری دنیا غفلت کا شکار ہے اور جبکہ وہ خدا کی ہستی اور دُعا کی قائل نہیں رہی وہ جو جانتے ہیں کہ خدا ہے اور دُعا ایک مؤثر چیز ہے۔ انہوں نے بھی دنیا کو ترجیح دے رکھی ہے۔ اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جو خدا کے آستانہ پر گرتے اور دعائیں کرتے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ اس وقت ہماری جماعت اس دُعا کے ہتھیار کو استعمال کرے اور التجا کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالےٰ ہماری نہ سُنے۔ آیئے ہم سب مل کر آج ایسے رنگ میں دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمالے۔ میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ دعا کریں اور میں بھی دعا کرتا ہوں۔

جناب عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب دُعا کے طالب ہیں۔ بابو محمد دین صاحب کا چھوٹا نواسہ بیمار ہے۔ علی بہادر صاحب کی بیوی بیمار ہیں۔ مولوی عبد الباقی صاحب نے بھی پیغام بھیجا ہے کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ محمد الرحمٰن صاحب کو بھی کچھ مشکلات ہیں۔ عبد الحکیم صاحب مقید ہیں۔ ان کے لئے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے اور دوسرے احباب جو مختلف عوارض اور مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے اور جماعت کی ترقی اور فلاح و فوز کے لئے بھی دُعا کریں ﴿ (دُعا کی گئی)

عطیہ

محترم سمندر خان صاحب احمدی کراچی نے عزیزہ عائشہ صدیقہ کی ایم ایس سی کے امتحان میں کامیابی پر دس روپے عطیہ برائے اشاعت اسلام ارسال فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ﴿

مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے اہلِ کتاب کی مساعی مذمومہ

اہلِ کتاب کے باطل پر ہونے کا عملی ثبوت اور اُن پر اتمامِ حجّت اور مسلمانوں کو ان کی چالوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین

خطبہ جمعہ

مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۹ء

فرمودہ

مولینا شیخ عبدالرحمان صاحب

مصری دامت برکاتہٗ

وَدّت طائفة من اهل الکتاب لو یضلونکم وما یضلون الا انفسهم وما یشعرون یا اهل الکتاب لم تکفرون بآیات الله وانتم تشهدون یا اهل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون ال عمران ع قل یا اهل الکتاب لِمَ تکفرون بآیات الله والله شهید علی ما تعملون قل یا اهل الکتاب لِمَ تصدّون عن سبیل الله من امن تبغونها عوجًا وانتم شهداء وما الله بغافل عما تعملون یا ایها الذین امنوا ان تطیعوا فریقًا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم آیات الله وفیکم رسوله ومن یعتصم بالله فقد هُدِیَ الی صراط مستقیم

(ال عمران۔ ع)

مسلمانوں کو تنبیہ

ان آیات میں مسلمانوں کو اچھی طرح متنبّہ کیا گیا ہے کہ اہل کتاب کا ایک فریق تم کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کرے گا لیکن یاد رکھنا کہ یہ لوگ خود گمراہ ہیں سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کے دام فریب میں نہ پھنسنا ورنہ تم خود بھی انہی کی طرح گمراہی کے گڑھے میں گر جاؤ گے تم راہ راست پر اسی وقت تک قائم رہ سکتے ہو جس وقت تک تم قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے رکھو گے اور حضرت نبی کریم صلعم کے اسوۃ کی پیروی کرتے رہو گے۔

اہلِ کتاب کی مذموم کوشش

چنانچہ فرمایا۔ اہل کتاب میں سے ایک گروہ دل سے چاہتا ہے کہ تم گمراہ ہو جاؤ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خود گمراہی میں مبتلا ہیں اور چونکہ یہ لوگ نہ علم کو کام میں لا کر اور نہ عقل کو رہنما بنا کر اپنی گمراہی کو سمجھنے اور اس سے نکلنے کے لئے کوشش کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس لئے یہ تاریکی میں پڑے رہنے کو ترجیح دے رہے ہیں اور دوسروں کو روشنی سے نکال کر تاریکی میں لانے کے لئے کوشاں نظر آتے ہیں۔

اہلِ کتاب کے پاس اسلام اختیار کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں انکی کھلی کھلی بددیانتی

اس کے بعد اہل کتاب کو متنبّہ کرتے ہوئے اور اسلام کو اختیار نہ کرنے کی وجہ دریافت کرتا ہے فرماتا ہے اے اہلِ کتاب تم اللہ تعالےٰ کی آیات یعنے اس کی تعلیموں اور ان کی صداقت پر عقلی دلائل اور آسمانی نشانوں کو مشاہدہ کرتے ہوئے ان کا انکار کس طرح کر سکتے ہو جب یہ بات تمہارے مشاہدہ میں آ رہی ہے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والوں کے شامل حال تائید الٰہی اپنا جلوہ دکھلا رہی ہے اس کی صداقت پر نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں عقلی دلائل کی رُو سے بھی وہ تم پر غالب ہیں تو اس کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ تم بجائے مسلمانوں کو اسلام سے روگردان کرانے کی کوشش کرنے کے خود اسلام میں داخل ہو جاتے کسی صداقت کو شناخت کر لینے کے بعد اس کا انکار انتہاء درجہ کی بددیانتی ہے صرف یہی نہیں کہ شناخت کر لینے کے بعد اس صداقت کو تم قبول نہیں کر رہے ہو بلکہ تم حق کو حق سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر اس کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرنے کی سعی کرتے ہوئے اس حق کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہو اور یہ اس سے بھی بڑھ کر بددیانتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی عملی تائید کس کے ساتھ ہے

پھر ہم کہتے ہیں اے اہل کتاب غور کرو اور ہوش سے سنو کہ تم اللہ تعالےٰ کی روشن تعلیموں کا انکار کس طرح کر سکتے ہو جبکہ اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہو اس بات کا تو تم انکار کر سکتے ہی نہیں کہ اللہ تعالےٰ تمام لوگوں کے اعمال سے باخبر ہے اور وہ ہر وقت اس کے سامنے رہتے ہیں اور اس بات سے بھی تم انکار نہیں کر سکتے کہ اعمال کی جزا بھی وہی دیتا ہے اور بالکل صحیح جزا دیتا ہے اس میں وہ غلطی کر ہی نہیں سکتا پس جب یہ امر ... مسلم ہے تو کیا وجہ کہ مسلمانوں کے اعمال کی ... جزا تو ان کو صحیح طور پر مل رہی ہے وہ قرب الٰہی کو حاصل کرتے جاتے ہیں بدیوں سے متنفر اور نیکیوں کے محبت بنتے جاتے ہیں پاکیزگی اور طہارت ان کے کردار میں نمایاں نظر آ رہی ہے۔ قرب الٰہی کی تمام علامات ان کے وجود میں تم خود مشاہدہ کر سکتے ہو لیکن تمہارے اعمال ہر قسم کی تائید الٰہی سے محروم ہیں۔ اس خدائی شہادت کے بعد تم کس طرح دیانت داری کے ساتھ اپنے مذہب کی طرف لوگوں کو دعوت دے سکتے ہو کیا تمہاری ایسی دعوت مومنوں کو سیدھے راستے سے روکنے کے مترادف نہیں کیا اس حالت میں حق کے متلاشی ہونے کی بجائے تم کجروی کے متلاشی نہیں کہلاؤ گے خصوصًا اس حالت میں کہ اپنی راہ کا کج ہونا اور اسلام کی راہ کا مستقیم ہونا تم کو نمایاں طور پر نظر آ رہا ہے۔

سیدھی راہ شناخت کرنیکا معیار

کیا اگر تمہاری راہ جس پر تم خود چل رہے ہو اور جس کو اختیار کرنے کی تم مسلمانوں کو تلقین کر رہے ہو سیدھی اور خدا کی منشاء کے مطابق ہوتی تو کیا خدا اس سے بے خبر رہ سکتا تھا جب کہ خدا کے علم سے کوئی امر باہر نہیں تو کیوں تمہارے اعمال کے درخت کو خدائی تائید اور اس کی محبت کے پھل نہیں لگتے۔ یہ بیّن دلیل ہے اس بات پر کہ خدا کے نزدیک تمہارے اعمال قبول ہونے کے قابل نہیں اور جس راہ کو تم صحیح سمجھ رہے ہو وہ راہ خدا کے نزدیک صحیح نہیں اور نہ اس کی طرف لے جانے والی ہے۔ مذہب کے صحیح اور غیر صحیح ہونے کی شناخت کی سب سے بڑی کسوٹی یہی ہے کہ اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں اس کی پیروی کرنے والوں میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں جو قرب الٰہی کو حاصل کر کے خدا رسیدہ بن جائیں۔ اور مقرب الٰہی ہونے کی علامات ان میں نمایاں طور پر نظر آنے لگ پڑیں۔

شروع اسلام سے لیکر اس وقت تک ہمیں خدا رسیدہ انسانوں کا پیدا ہونا

جب سے اسلام دنیا میں آیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کوئی صدی بھی ایسی نہیں گذری جس میں اس کی تعلیم پر عمل کرنے والوں میں خدا رسیدہ نظر نہ آتے ہوں کوئی ملک بھی ایسا نظر نہیں آتا جہاں اسلام پہنچا ہو اور وہ ملک خدا رسیدہ انسانوں سے خالی رہا ہو۔

دوسرے مذاہب میں ایسے لوگوں کا فقدان

اس کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کے پیرو ان گو دعوے تو کرتے ہیں کہ ہم اپنے مذہب کی پیروی اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو مقرب الٰہی بنا دے لیکن عملی طور پر وہ اپنے میں سے ایک شخص بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے جو مقرب الٰہی بنا ہو، چنانچہ قرآن کریم ان الفاظ میں چیلنج کرتا ہے قل لو کان معه الهة کما یقولون اذًا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا۔ یعنے اگر ان کا مذہب خدا کے نزدیک مقبول ہو تو ان کا تعلق بھی خدا سے مضبوط ہو جاتا پس ایسا نہ ہونا ان کے مذہب کے باطل ہونے پر کھلی کھلی دلیل ہے۔

اسلام کا اپنے متعلق دعویٰ

اس کے مقابلہ میں اپنے متعلق اس کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ ایسے پاکیزہ درخت کی مانند ہے جو توڑتی

اکلھا کل حین کا مصداق ہے ۔ یعنی ہر زمانہ میں اپنا پھل دیتا رہتا ہے اور اس کے مقابل دوسرے مذاہب ایسے بے فائدہ درخت کی مانند ہیں جو جڑھ سے اکھڑ چکے ہیں اس لئے وہ پھل نہیں دے سکتے اب ان کو قرار نہیں کیونکہ قرار کے لئے عقلی دلائل اور آسمانی نشانوں کی تائید ضروری ہے جو انہیں حاصل نہیں ۔ سورۃ الحدید کی آخری آیت بھی یہی کہتی ہے کہ اب فضل محمد رسول اللہ صلعم کے متبعین کو ہی ملتا رہے گا دوسرے مذاہب اس سے محروم رہیں گے ۔

اسلام کے دعویٰ کی سچائی کا عملی ثبوت

۱۴۰۰ برس سے اسلام کی تاریخ شہادت دے رہی ہے کہ اسلام کا یہ دعوے کہ اس میں خدا رسیدہ انسان پیدا ہوتے رہیں گے اور دوسرے مذاہب اس سے محروم رہیں گے بالکل سچا اور مبنی برحقیقت دعوے ہے ۔ چنانچہ ہمارے موجودہ زمانہ میں بھی جبکہ مادہ پرستی اور دہریت کا طوفان پورے زور سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کا سیلاب دلوں سے ایمان کو خس وخاشاک کی طرح بہاکر لے جا رہا تھا اللہ تعالے نے بانی سلسلہ احمدیہ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے دنیا کو بزور چیلنج دیا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآن سے باہر رہ کر اور محمد رسول اللہ صلعم کی سنت سے الگ رہ کر اس نے خدا کا قرب حاصل کر لیا ہے تو وہ روحانی مقابلہ کے میدان میں نکل کر میرے ساتھ مقابلہ کرے چنانچہ آریوں کی طرف سے پنڈت لیکھرام اس مقابلہ کے لئے نکلا ۔ فریقین کے درمیان مباہلہ ہوا ۔ لیکھرام نے حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق یہ پیشگوئی کی کہ وہ تین سال میں ہلاک ہوجائیں گے اور حضرت مرزا صاحبؑ نے اس کے متعلق پیشگوئی کی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہوگا چنانچہ لیکھرام کی پیشگوئی غلط نکلی اور حضرت مرزا صاحبؑ کی پیشگوئی کے مطابق لیکھرام قتل ہوا باوجود اس کے کہ قاتل کو ہزاروں آدمیوں نے دیکھا ہوا تھا پھر بھی باوجود آریوں کی بے انتہا کوششوں کے اور گورنمنٹ کی پوری تلاش کے قاتل کا کوئی سراغ نہ مل سکا ۔

ایک آریہ کے سامنے اس دلیل کا بطور صداقت اسلام پیش کرنا ۔

ایک آریہ کے سامنے جب میں نے اس واقعہ کو اسلام کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کیا تو اس نے کہا کہ پنڈت کو قتل کردیا گیا میں نے کہا کہ مقابلہ دو انسانوں کے درمیان تو نہیں تھا دو مذہبوں کے درمیان تھا ۔ اس مباہلہ کے نتیجہ میں یہ فیصلہ ہونا تھا کہ خدا کے نزدیک دونوں مذہبوں میں سے کونسا مذہب سچا ہے پس اگر ہندو مذہب سچا اور خدا کا ہی مذہب تھا تو کیا تمہارا پرمیشر سرب شکتی مان ہونے کے باوجود اپنے مذہب کی خاطر ہی پنڈت لیکھرام کو قتل ہونے سے بچا نہیں سکتا تھا ، اس کا تو فرض تھا کہ اس کو ضرور بچاتا تا ہندو مذہب کی سچائی سب پر واضح ہو جاتی

حضرت مرزا صاحبؑ کی حفاظت کی پیشگوئی اور اس کا پورا ہونا

دیکھو حضرت مرزا صاحبؑ اسلام کے پیرو تھے ان کا دعوے تھا کہ اسلام ہی خدا کا سچا اور کامل دین ہے باقی تمام مذاہب بگڑ چکے ہیں اس پر انہوں نے مباہلہ کیا ۔ اس کے علاوہ اسلام کی تعلیم پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی وجہ سے وہ خدا کو اس قدر پیارے تھے کہ باوجود اس کے کہ ہندوستان کی تمام قومیں ان کی دشمن تھیں اور چاہتی تھیں کہ وہ نیست ونابود ہوجائیں جھوٹے ثابت ہوں انکے قتل کے فتوے بھی جاری ہوچکے تھے لیکن خدا انہیں کہہ رہا تھا کہ میں تمہیں قتل سے بچاؤں گا حتیٰ کہ خفیہ طور پر قتل کرنے والے لوگ بھی تم پر مسلط نہیں کئے جائیں گے باوجود اس کے کہ لوگ ان کے قتل کے دل سے متمنی تھے [۴] لیکن ان کو قتل کرنے پر کوئی بھی قادر نہ ہوسکا ۔ دشمنوں کی تمام ایسی کوششیں ناکام رہیں کیونکہ خدا ان کی حفاظت کر رہا تھا ۔

[۴] باوجود اس کے کہ اس زمانے کے ہتھیار اس قسم کے تھے کہ کسی شخص کو دور سے ہی آسانی سے قتل کیا جاسکتا تھا

حضرت نبی کریم صلعم کی حفاظت

اسی طرح ایران کے شہنشاہ نے ہمارے نبی کریم صلعم کو گرفتار کرنے کا حکم صادر کردیا جو دو آدمی گرفتار کرنے کے لئے گئے تو انہیں حضرت حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ہمارے بادشاہ یعنے اللہ تعالے نے تمہارے بادشاہ کو قتل کروا دیا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ ایران کے بادشاہ کے لڑکے نے اپنے باپ کو قتل کردیا اور خود تخت نشین ہوگیا ۔ اور گرفتاری کا حکم منسوخ کردیا ۔

خدا کی قدرت کا مظاہرہ اور اسلامی خدا کا قادر مطلق ہونا

یہ ہے خدا کی قدرت ۔ پس اگر تمہارا مذہب سچا ہوتا تو تمہارا پرمیشر بھی لیکھرام کو بچانے کے سامان کردیتا ۔ اور قاتل کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملادیتا حضرت مرزا صاحبؑ کے مقابلہ میں ان کے دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملاکر اس نے ثابت نہیں کردیا کہ اسلام کا خدا فی الحقیقت قادر مطلق خدا ہے ۔ سارا زور لگانے کے باوجود اور باوجود چیلنج پر چیلنج کے کوئی طاقت نہ حضرت مرزا صاحبؑ کو قتل کرسکی اور نہ حضور کے آقا محمد رسول اللہ صلعم کو کوئی طاقت قتل کرسکی ۔

آیات میں ایک سبق

ان آیات میں یہ سبق بھی دیا گیا ہے کہ کسی امر کی طرف دعوت دینے والے کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ جس امر کی طرف وہ دعوت دے رہا ہے وہ حق بھی ہے یا نہیں ہے ۔ حضرت نبی کریم صلعم نے تو یہ اعلان کردیا قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی یہی اعلان آنحضور صلعم کے غلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ نے تحریر میں الفاظ کیا "ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال انّنی من المسلمین" یعنے میں سچا مسلمان ہوں سچے مسلمان ہونے کی جو علامات قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں وہ میرے وجود میں دیکھ لو ۔ انہوں نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ اس زمانہ میں انا اول المسلمین انا اول المؤمنین ۔

علمائے اسلام کو چیلنج

چنانچہ مسلمان علماء اور مشائخ اور گدی نشینوں کو بھی چیلنج کیا کہ دعاؤں میں مقابلہ کرلو ۔ قرآنی حقائق کے بیان کرنے میں مقابلہ کرلو ۔ قرآنی حقائق میں مقابلہ تو جلسہ مذاہب اعظم لاہور میں ہوگیا ۔ حضرت اقدسؑ کا مضمون حسب پیشگوئی سب پر غالب رہا اور دیگر علماء کے مضامین کو در خور اعتنا ہی نہ سمجھا گیا اگر اس دن حضرت اقدسؑ کا مضمون اس جلسہ میں نہ پڑھا جاتا تو بت پرستی توحید پر غالب آجاتی کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مضمون کے بعد دوسرے نمبر پر جس شخص کے مضمون کی زیادہ تعریف ہوئی وہ ایک سناتنی پنڈت کا تھا اور سناتنی بت پرست ہوتے ہیں ۔

مسلمانوں کو خطاب

اہل کتاب پر حجت قائم کرنے کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کرکے اللہ تعالے فرماتا ہے اے ایمان کا دعوے کرنے والو اگر تم اہل کتاب میں سے ایک فریق کی اطاعت کروگے تو یہ تم کو تمہارے ایمان کے بعد کافر بنادیں گے ۔ فریق سے مراد عیسائی ہی ہوسکتے ہیں کیونکہ عیسائیوں نے ہی مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے کی انتہائی کوشش شروع کی افسوس مسلمانوں نے اپنی تنبیہہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کی باتوں پر کان دھرا اور ان کی پرفریب چالوں کا شکار ہوگئے اور ہزاروں کی تعداد میں ان کی آغوش میں جا پڑے اور جو بظاہر عیسائی نہ ہوئے وہ اسلام کے متعلق شکوک و شبہات کا شکار ہوگئے ۔

مسیح موعودؑ کی بعثت اور اس کے فوائد

ایسی حالت میں اللہ تعالے نے اپنے وعدہ کے مطابق مجدد اعظم یعنے مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور اس نے آکر عیسائیوں کے نہ صرف طلسم کو توڑا بلکہ اسلام کے روشن چہرہ کو نمایاں کیا ۔ اسی لئے آگے فرمایا اے مسلمانو ! تم اسلام کو چھوڑ کر کفر کو کس طرح اختیار کرسکتے ہو جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تم پر اللہ تعالے کی آیات پڑھی جارہی ہوں گی اور تم میں اس کا رسول موجود ہوگا ۔

ارتداد سے محفوظ رہنے کے دو ذرائع

اللہ تعالے نے مسلمانوں کو ارتداد کی رَو سے بہہ جانے سے روکنے کے لئے دو ذریعے بیان کئے ہیں ایک آیات اللہ کا پڑھا جانا اور دوسرے رسول کا ان میں موجود ہونا ۔

یہ زمانہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے عیسائیوں کی انتہائی کوشش کا زمانہ تھا ۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کا کام آیات اللہ کا پڑھنا اور کتاب اور حکمت سکھلانا اور دلوں کو پاک کرنا ہے ۔ آیۃ میں جو آیات اللہ پڑھنے کو ارتداد سے روکنے کا ذریعہ تبلایا ہے اور اس کے بعد رسول کی موجودگی کا ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ آیات اللہ کو پڑھنے والا رسول ہی ہوگا ۔ ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے جسم عنصری کے ساتھ تو قیامت تک دنیا میں رہنا نہیں تھا ہاں وہ روحانی طور پر اپنی قوت قدسیہ کی تاثیروں کو اولیاء اور خلفاء کے ذریعہ دائمی طور پر ظاہر کرتے رہیں گے اور جیسا کہ کسی بزرگ نے کہا ہے

ابنیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آرند در رنگ دگر

کیونکہ خلفاء کا کام درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کا ہی کام سمجھا جاتا ہے اس لئے آیت میں آنحضور صلعم کے خلفاء کے وجود کو حضرت نبی کریم صلعم کا وجود ہی قرار دیا گیا ہے اور اسی کو صوفیوں کی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں ۔ انہی معنوں سے حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے آپ کو بحیثیت بروز کامل ہونے کے نبی اور رسول کہا ہے ۔

حضرت عمرؓ کی مثال

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ پیشگوئی تو یہ تھی کہ کسریٰ و قیصر کے خزانوں کی چابیاں حضرت نبی کریم صلعم کے ہاتھ میں دی جائیں گی ۔ لیکن واقع یہ ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں دی گئیں کوئی مسلمان بھی یہ نہیں سمجھتا کہ پیشگوئی غلط نکلی ، اس لئے کہ حضرت عمرؓ

(باقی برصفحہ کالم ۲)

مولینا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

الہام شاتان تذبحان (۳)

شاتان کے لفظی معنی

ہمارے معزز دوست نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام شاتان تُذبحان کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کا مطالبہ کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی دریافت کیا ہے کہ اس الہام سے کسی کو کس طرح ہدایت ہوسکتی ہے ہمارے معزز دوست نے غالباً شاۃ سے بکری مراد بھی ہے حالانکہ یہ حقیقت نہیں اس الہام کے لفظی معنے تو بے شک یہی ہیں کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی

الہامی زبان میں انسانوں کی جانوروں سے تشبیہ۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ الہامی زبان میں بعض اوقات انسانوں کو جانوروں سے تشبیہ دی جاتی ہے چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ الاعراف ع ۲۲ میں آیات اللہ کے مکذبین کو جو خدا تعالے کی ان قوتوں میں سے کسی قوت سے بھی کام نہیں لیتے جو حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ان کو عطا کی گئیں ہیں الانعام یعنی چار پایوں سے تشبیہ دی گئی ہے چنانچہ فرمایا ولقد ذرانا لجھنم کثیراً من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل سبیلاً اولٰئک ھم الغافلون۔

پھر سورۃ الفرقان ع ۴ میں بھی ایسے لوگوں کو الانعام سے ہی تشبیہ دی ہے فرمایا اَرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ افانت تکون علیہ وکیلاً ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلاً۔

پھر سورۃ المائدۃ کے ع ۹ میں یہود کو بندروں اور سُوروں سے تشبیہ دی ہے۔ فرمایا قل ھل اُنبئکم بشر من ذالک مثوبۃً عند اللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولٰئک شر مکاناً واضل عن سواء السبیل۔

پھر سورۃ بقرہ ع ۸ میں اسی قوم کے متعلق فرمایا ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃً خاسئین

پھر سورۃ الجمعہ میں گدھے سے تشبیہ دی ہے فرماتا ہے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفاراً بئس مثل القوم الذین کذبوا بایات اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔

مومن حقیقی کی گائے اور بکری سے تشبیہ کی وجہ

مومن حقیقی چونکہ صرف بے ضرر ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کا وجود نافع للناس بھی ہوتا ہے اس لئے اس کو الہامی زبان میں ایسے جانوروں سے تشبیہ دی جاتی ہے جو بے ضرر ہونے کے علاوہ انسانوں کو مختلف لحاظ سے فوائد پہنچانے کا بھی موجب ہوتے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کو گائیوں سے تشبیہ دی گئی چنانچہ جنگ احد میں جو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے ان کو حضرت نبی کریم صلعم کے کشف میں گائیوں کی شکل میں دکھایا گیا ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ دنیا میں ایسی قوم تھی جو کسی کو ضرر پہنچانے کا خیال بھی دل میں نہ لاسکتی تھی علاوہ ازیں جس طرح گائے کی کھال اس کے گوشت اور اس کے دودھ سے انسان مستفید ہوسکتا ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ کا وجود ہر لحاظ سے دنیا کے لئے مفید تھا دودھ کی طرح روحانی علوم سے دنیا کو بہرہ ور کرتا، پستی میں پڑی ہوئی قوموں کو اوپر اٹھاتا ان کی اخلاقی حالت کو درست کرنا ظلم کو مٹا کر انصاف قائم کرنا یہ ان کا کام تھا جو دنیا میں انہوں نے ملکوں کو فتح کرنے کے بعد کرکے دکھلا دیا۔ پس ان تمام فوائد کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی ان کو گائیں قرار دیا گیا۔

بعینہٖ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کو مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر ہی بکریاں قرار دیا گیا ہے جو گائیوں سے بھی زیادہ کمزور اور زیادہ بے ضرر ہوتی ہیں اور دنیا کو فوائد پہنچانے میں قریباً قریباً گائے کا ہی ہم پلہ ہیں۔ بکری کا دودھ بھی بعض حالات میں گائے کے دودھ کی طرح انسانی صحت رکھنے کی وجہ سے گائے سے مشابہت رکھتے ہیں اور بعض بکری کی صفات اپنے اندر رکھنے کی وجہ سے بکریوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ پس الہام میں جو دو بکریوں کے ذبح کئے جانے کا ذکر ہے اس میں ایسے دو مومنوں کے قتل کئے جانے کی ہی پیشگوئی کی گئی ہے جن کو بکریوں سے اشد مشابہت ہوگی۔

ذبح کا استعمال

اور چونکہ اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ ذبح کا لفظ انسانوں کے قتل پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ فرعون اور اس کے لشکر کے ہاتھوں جو بنی اسرائیل قتل کئے جاتے تھے ان کے متعلق ذبح کا لفظ ہی قرآن کریم میں استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ ع ۶ میں فرمایا واذ نجیناکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذالکم بلاء من ربکم عظیم۔ اسی طرح سورۃ ابراہیم ع ۱ میں بھی یہی الفاظ ہیں۔

دیگر قرائن۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں الہام شاتان تذبحان کا سیاق وسباق

یاد رہے کہ شاتان تذبحان اکیلا الہام نہیں بلکہ اس کے ساتھ اور بھی متعدد الہامات ہیں اور یہی الہامات اس بات کے لئے بطور قرینہ کے کام دے رہے ہیں کہ شاتان سے مراد بکریاں نہیں بلکہ حضورؑ کے ہی دو مخلص مرید مراد ہیں۔

یہ الہامات قبل دعوے مسیحیت کے ہیں۔

اس جگہ یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو الہامات میں درج کرنے لگا ہوں وہ ۱۸۸۳ء کے ہیں جب کہ آپ کا ایسا دعوے کوئی نہ تھا جس کی بناء پر علماء اسلام مشتعل ہوکر آپ پر کفر کا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر قتل کا فتوے لگاتے اور ایذا رسانی میں اس حد تک چلے جاتے کہ آپ کی اور آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی زندگی اجیرن بنا دیتے۔

الہامات میں کن حالات کے پیدا ہونے کی پیشگوئی۔

ان الہامات میں جن کا ذکر میں کرنے لگا ہوں ایسے ہی حالات کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے چنانچہ سب سے پہلے الہامات میں حضورؑ کو تسلی دی گئی ہے اور حضورؑ کو یقین دلایا گیا ہے کہ حضورؑ کو کوئی قتل نہیں کرسکے گا۔ اللہ تعالے خود آپ کی زندگی کا محافظ ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی

چنانچہ الہامات کے الفاظ یہ ہیں یُظِلّ ربک علیک۔ تیرا رب تجھ پر اپنا سایہ رکھے گا و یغیثک اور تیری مدد کرتا رہے گا و یرحمک اور تیرے شامل حال اس کی رحمت رہے گی وان لم یعصمک الناس اگرچہ لوگ تجھے نہیں بچائیں گے فیعصمک اللہ من عندہ لیکن اللہ تعالے اپنی طرف سے تجھے بچائے گا یعصمک اللہ من عندہ اللہ تعالے تجھے اپنی طرف سے بچائے گا۔ وان لم یعصمک الناس اگرچہ لوگ تجھے نہ بچائیں (دوبارہ اس امر کے ذکر کرنے میں یہی حکمت نظر آتی ہے کہ لوگوں کی طرف سے بار بار حضورؑ کو ضرر پہنچانے کے لئے حملے ہوں گے اور اللہ تعالے ان کے ہر حملہ کو ناکام بنا کر حضورؑ کو ہر قسم کے ضرر سے محفوظ کر دے گا۔ چنانچہ حضورؑ کی زندگی میں ایسا ہی ہوتا رہا۔ ناقل)

ایذا رسانی کے منبع کا ذکر

بعد کے الہامات میں ایذا رسانی کے منبع کا ذکر کیا گیا ہے واذ یمکر بک الذی کفر (دوسری قرأۃ اس الہام کی کفّر بھی حضورؑ نے لکھی ہے) اوقد لی یا ھامان لعلی اطلع الی الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ من الکاذبین وہ منبع کیا ہے حضورؑ پر کفر کا فتوے لگانا اور یہ کفر کا فتوے حضورؑ پر اس وقت لگایا گیا جب حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں اللہ تعالے سے الہام پاکر مسیح موعود ہونے کا دعوے شائع کیا۔ فتوے کفر لگانے کی ابتداء مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کی طرف سے ہوئی جو الہام کے لفظ کفّر کا مصداق بنے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو ان کے شاگرد تھے ان کے کفرنامہ کو لے کر ہندوستان و پنجاب کے تمام نامور مولویوں سے اس پر مہریں لگوائیں اور مکہ و مدینہ کے علماء سے بھی فتاوے کفر منگوائے اس شخص پر الہام کا لفظ کَفَّرَ چسپاں ہو رہا تھا کیونکہ یہ مولوی صاحب حضورؑ کے دعوے مسیحیت سے قبل حضورؑ کے معتقدین میں شامل تھے اور حضورؑ کی کتاب براہین احمدیہ پر شاندار تعریفی ریویو بھی لکھ چکے تھے۔

ؑ شاتان کے لفظ سے جو کیں نے حضورؑ کی جماعت کے دو مومن مراد لئے ہیں وہ محض اسلئے نہیں کہ الہامی زبان میں انسانوں کو جانوروں سے تشبیہ دینے کا رواج ہے اچھوں کو اچھے جانوروں سے بُروں کو بُرے جانوروں سے بلکہ خود حضورؑ کے الہام کے سا

الہام کے پچھلے حصہ میں فرمایا خدا تجھے بچائے گا اگرچہ لوگ نہ بچائیں آگے فرمایا یعنی لوگ بیشک اس وقت تجھے نہ بچائیں جبکہ وہ شخص جو باوجود معتقد ہونے کے تیرا انکار کرکے تیری تباہی کے لئے تدابیر کرے گا اور جس نے کفر کا فتوےٰ لکھا وہ اپنے شاگرد مولوی محمد حسین کو کہے گا کہ اے ہامان فتنہ کی آگ بھڑکا کہ اس سے ایک بلند محل تیار کرتا ہوں اس پر چڑھ کر موسےٰ کے معبود کو دیکھوں جو کہتا ہے کہ میرا خدا میری مدد کرے گا اور اس کا سایہ رحمت مجھ پر ہے۔ میں تو اس کے اس قسم کے دعاوی میں اس کو کاذب یقین کرتا ہوں میں اپنے فتوےٰ تکفیر کے بعد دیکھوں گا کہ خدائی مدد اس کو کہاں سے آتی ہے ہمارے اثر و رسوخ کے سامنے اس کی کیا حقیقت ہے۔ الہام کے ان الفاظ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو حضرت موسےٰ کا مثیل ٹھہرایا گیا ہے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کو ہامان کا مثیل ٹھہرایا گیا ہے کیونکہ اس لفظ میں کسی وادی میں اکیلا سرگردان پھرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ مولوی صاحب موصوف چونکہ فتوےٰ تکفیر کو لے کر اکیلے ہی سارے پنجاب اور ہندوستان میں پھرے تھے اس لئے ان کو ہامان کا مثیل ٹھہرایا گیا ہے۔ بالآخر حضرت مرزا صاحبؑ ہی حضرت موسےٰ کی طرح کامیاب ہوئے اور مولوی نذیر حسین صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب دونوں اپنے اپنے مقصد میں ناکام و نامراد رہے۔ ان کا فتوےٰ تکفیر حضرت مرزا صاحبؑ کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ چنانچہ بعد کے الہامی الفاظ ان دونوں کی ناکامی کی پیشگوئی کر رہے ہیں الہامی الفاظ یہ ہیں تبت یدا ابی لهب و تب۔ ابولہب یعنی تکفیر کی آگ کو بھڑکانے والے یعنے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کی دونوں طاقتیں یعنی تحریر و تقریر کی کوششیں ناکام ہو گئیں۔ (تب کے معنی خسران کے ہیں۔ ناقل) اور اس فتوےٰ تکفیر پر دوسرے علماء سے مہریں لگوانے والا یعنے مولوی محمد حسین صاحب بھی ناکام و نامراد ہوئے۔ اسے کو زیب نہیں دیتا تھا کہ اس تکفیر کے فتنہ میں داخل ہوتا مگر خدا سے ڈرتے ہوئے باقی اس تکفیر کے نتیجہ میں جو کچھ تجھے ملا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد الہامی الفاظ یہ ہیں:

الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولو العزم الا انها فتنة من الله ليحب حبا جما حبا من الله العزيز الاكرم عطاءً غير مجذوذ۔ یعنے بیشک اس فتوےٰ کفر کے ذریعہ جو اشتعال پھیلایا گیا ہے اور بغض و عناد و دشمنی اور نفرت کی جو آگ بھڑکا دی گئی ہے اور اس نے فتنہ کی شکل اختیار کر لی ہے پس تمہیں اس پر اسی طرح صبر کرنا چاہیئے جس طرح تم سے پہلے خدا کے اولوالعزم بندوں نے صبر کیا کیونکہ اس قسم کی تکلیف دہ باتیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اپنے خاص بندوں کو کندن کرنے کے لئے ہوتی ہیں ایسی ہی ایذا رسانیوں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے یہ بندے احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا امنا وهم لا يفتنون کے ماتحت آزمائشوں کی بھٹی میں ڈالے جاتے ہیں تاکہ وہاں سے کندن ہو کر نکلیں۔ خدا کی طرف سے اپنے خاص بندوں کو اس قسم کے فتنوں میں اس لئے نہیں ڈالا جاتا کہ وہ ہلاک کئے جائیں بلکہ اس لئے ڈالا جاتا ہے کہ دنیا کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ فی الحقیقت خدا کی نصرت اور اس کی تائید ان کے ساتھ ہے اس لئے آگے فرمایا کہ تیرے لئے بھی اس فتنہ کے سامان اسی لئے کئے گئے ہیں کہ خدا تجھ سے بہت محبت کرے یہ محبت اس خدا کی طرف سے ہوگی جو غالب اور معزز ہے یعنے تجھے بھی وہ غلبہ اور عزت عطا کرے گا۔ اور یہ ایسی عطا ہوگی جو تجھ سے کبھی منقطع نہیں ہوگی۔

الہامات کا زمانہ اور آٹھ سال بعد انکا پورا ہونا

یہ تمام الہامات ۱۸۸۳ء کے یعنی اس وقت کے ہیں جبکہ نہ کوئی مخالفت تھی نہ کوئی دشمنی تھی نہ کوئی فتنہ تھا نہ کوئی فتوےٰ کفر تھا اور نہ ہی اس کے کوئی اسباب اور محرکات تھے اور نہ ہی حضورؑ کی طرف سے جماعت بنانے کا کوئی ارادہ تھا اور نہ ہی حضورؑ کسی کی بیعت لیتے تھے بلکہ جو شخص بیعت کرنے کی خواہش بھی کرتا تھا اُسے یہ کہکر انکار کر دیتے تھے کہ مجھے بیعت لینے کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں۔ ان الہامات کے آٹھ سال بعد یعنی ۱۸۹۱ء میں ان سب امور کے محرکات پیدا ہو گئے چنانچہ سب سے بڑا محرک حضورؑ کی طرف سے مثیل مسیح ہونے کا دعوےٰ تھا۔ اس دعوےٰ کے شائع ہوتے ہی مخالفت کی آگ بھی بھڑک اُٹھی دلوں میں اشتعال بھی پیدا ہو گیا۔ فتوےٰ کفر اور فتوےٰ قتل کی تلوار کو بھی تیز کر کے حملہ شروع کر دیا گیا۔ ادھر حضورؑ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بیعت لینے کا بھی حکم مل گیا اور جماعت بننی شروع ہو گئی باوجود خطرناک مخالفت اور ایذا رسانیوں کے لوگ بیعت میں داخل ہونا شروع ہو گئے اور دن بدن ان کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔

افغانستان میں تحریکِ احمدیت کا پھیلنا

یہاں تک کہ یہ تحریک ہندوستان سے نکل کر دیگر بیرونی بلاد اسلامیہ میں بھی پھیلنی شروع ہو گئی۔ ان بلاد میں افغانستان بھی تھا اور جیسا کہ ہندوستان اور مکہ اور مدینہ کے علماء نے کفر کا فتوےٰ جاری کیا تھا ایسا ہی فتوےٰ علماء افغانستان کی طرف سے بھی شائع ہوا۔ ایسی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے دو مخلص مریدوں کو جن کو الہام میں بکری سے تشبیہہ دی گئی ہے سرزمین کابل میں شہید کیا گیا۔

فتنہ تکفیر کے بعد شہیدوں کے ذکر کی وجہ

الہامات میں فتنہ تکفیر کا ذکر کرنے کے بعد جو ان دو شہیدوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی وجہ صاف ہے کہ ان کو شہید محض اس لئے ہی کیا گیا تھا کہ ایک تو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی وجہ سے اور دوسرے اس بات کا اعلان کرنے کے بعد کہ اب جیسا کہ عام مسلمان مانتے ہیں کہ مہدی اور مسیح آکر ہر اس غیر مسلم کو جو اسلام میں داخل ہونے سے انکار کرے گا تہ تیغ کر دیں گے اور اس کا نام جہاد رکھتے ہیں۔ ایسا کوئی مسیح اور مہدی نہیں آئے گا ان پر کفر کا فتوےٰ لگا کر ہی ان کو شہید کر دیا گیا اور چونکہ یہ قتل فتوےٰ تکفیر اور فتنہ تکفیر کا ہی نتیجہ تھا اس لئے فتنہ کے بعد الہام شاتان تذبحان میں ان دونوں شہیدوں کے قتل کا ذکر کیا گیا گویا نہ فتنہ تکفیر سر اٹھاتا اور نہ ہی یہ دو بے گناہ بے ضرر اور نافع للناس مخلص مومن اس بے دردی سے اور ظالمانہ طور پر قتل کئے جاتے۔

یاد رہے کہ یہ فتنہ تکفیر صرف آیت: ولا یضرونکم الا اذی کے ماتحت اذی پہنچانے تک ہی محدود رہا لیکن اپنی اصل غرض یعنی سلسلہ احمدیہ کو نیست و نابود کرنے کی غرض کو فتنہ تکفیر اٹھانے والے حاصل نہ کر سکے۔ ان دو شہیدوں میں سے ایک کا نام مولوی عبدالرحمان صاحب تھا جو امیر کابل عبدالرحمان صاحب کے زمانہ میں قتل کئے گئے اور دوسرے شہید کا نام مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم مغفور تھے جو امیر عبدالرحمان خان کے بیٹے کے زمانہ میں شہید کئے گئے۔

مولوی عبداللطیف صاحب شہید کے مختصر حالات

مولوی صاحب موصوف کابل کے تمام علماء کے سردار تھے۔ ہر نئے امیر کی دستار بندی انہی کے ہاتھ سے ہوتی تھی ہر امیر کے مرنے پر اس کا جنازہ بھی وہی پڑھتے تھے۔ علم و فضل میں سب پر فائق تھے۔ لاکھوں روپیہ کی جاگیر کابل میں اور ہزاروں کی انگریزی عملداری میں رکھتے تھے۔ ان کو ایک من بیس سیر کی زنجیر ڈالی گئی تھی اور پاؤں میں آٹھ سیر کی بیڑی ڈالی گئی تھی امیر نے خود انہیں قلعہ میں قید رکھا جس میں وہ خود رہتے تھے۔ چار ماہ وہ قید میں رہے روزانہ ان کو سمجھاتے کہ اس قادیانی کو مسیح موعود ماننے سے انکار کر دو تو تمہیں عزت کے ساتھ رہا کر دیا جائے گا لیکن وہ عاشق صداقت ہر پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کرتے رہے آخر علماء کے متفقہ فتوےٰ کفر کی بنا پر ان کے ناک میں نکیل ڈال کر ان کو کھینچتے ہوئے مقتل میں لے گئے۔ وہاں کمر تک ان کو زمین میں گاڑ دیا گیا اور اس وقت بھی توبہ کے لئے کہا گیا لیکن انہوں نے حق کو چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر پہلا پتھر ان پر فتوےٰ دینے والے قاضی نے چلایا دوسرا امیر نے چلایا پھر دوسرے لوگوں نے اس قدر پتھروں کی بارش کی کہ ان کے سر پر پتھروں کا ڈھیر لگ گیا۔ لیکن اس مرد خدا نے جان دینی گوارا کر لی اور اپنے اہل و عیال کی بربادی برداشت کر لی مگر جس حق کو اس نے پا لیا اس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ یہ وہ دونوں باخدا انسان تھے یہ دونوں حضرت مسیح موعودؑ کے مخلص مرید تھے جن کو بکری کے ساتھ تشبیہہ دیتے ہوئے ان کی شہادت کو حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں شاتان تذبحان کے الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

بعد کے الہامات میں شاة سے انسان مراد ہونے کے قرائن

اب بعد کے الہامات بھی صاف طور پر دلالت کرتے ہیں کہ شاتان سے مراد حضورؑ کے دو مخلص مرید ہی ہو سکتے ہیں۔ وہ الہامات یہ ہیں "شاتان تذبحان كل من عليها فان" - یہ الہامی الفاظ اس رنگ میں بھی پورے ہوئے کہ ان دو مومنوں کے قتل کے بعد کابل میں سخت ہیضہ پھوٹ پڑا اور ہزاروں انسان لقمہ اجل بنے۔ ہیضہ کا شکار ہونے والوں میں شاہی خاندان کے آدمی بھی تھے جنہوں نے اس قتل میں کافی حصہ لیا تھا۔ پھر اس قتل کا نتیجہ یہ بھی نکلا کہ اس خاندان سے حکومت بھی چھین لی گئی۔ کیا محض بکری کے ذبح ہونے سے یہ عذاب آ سکتا تھا۔

اس کے بعد الہامی الفاظ یہ ہیں ولا تهنوا ولا تحزنوا۔ یعنی ان مومنوں کے قتل کے بعد اپنی تبلیغ اور حق پہنچانے کے کام میں ضعف نہ آنے دینا اور نہ حزن میں مبتلا ہو کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا کیا یہ الفاظ بھی زبردست قرینہ نہیں کہ شاتان سے مراد انسان ہی ہیں ورنہ محض بکریوں کے ذبح ہونے سے ضعف اور حزن میں مبتلا ہونے کے کیا معنے۔

پھر فرمایا الیس اللہ بکاف عبدہ اس قتل پر سست اور غمگین ہونے کی وجہ نہیں ہو سکتی ہے کہ خدا بھی اپنے بندہ کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ خدا تو کہہ رہا ہے کہ کیا اللہ تعالےٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ خدا نے تو اپنے کافی ہونے کا عملی ثبوت دے دیا کہ کابل میں احمدیت کثرت سے پھیل گئی۔ ان دو کا قتل اس کی اشاعت میں روک

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

ایک مخیّر احمدی خاتون کا جذبۂ تبلیغِ اسلام

خانیوال سے ایک مخیّر احمدی خاتون نے ذیل کے مکتوب میں جس جذبۂ تبلیغ اسلام کا اظہار کیا ہے، وہ احمدی قوم کے تمام مردوں اور خواتین کے غور کے قابل ہے:—

آپ کو ۴۵ روپے جلد بھجوا رہی ہوں۔ اس میں سے ۲۵ روپے تو اشاعت اسلام کے لئے ہیں (ماہ ستمبر اور اکتوبر کے) پیغام صلح مؤرخہ ۲۷ اگست ۱۹۶۹ء میں ایک مضمون "ایک بین المذاہب کانفرنس میں اسلام کی عالمگیر تعلیمات پر تقریر" پڑھا۔ جو محترم غلام احمد بشیر صاحب مبلغ اسلام نے ہالینڈ سے لکھ کر بھیجا ہے۔ اس مضمون کے آخر میں یہ پڑھ کر کہ:

"ہم مالی مشکلات کی وجہ سے پورے زور سے اسلام کا پیغام نہیں پہنچا سکتے"

خود پر بہت افسوس اور دکھ ہوا کہ ہم احمدی اشاعت اسلام کے لئے زیادہ زور سے قربانیاں نہیں دے رہے ہیں کیونکہ قلم کا جہاد جو ہماری جماعت کر رہی ہے وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس کے لئے بے انتہا مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی بہت بہت توفیق دے۔ آمین۔

اس لئے آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ آپ اخبار پیغام صلح میں تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد اشاعت اسلام کے لئے عطیات کی اپیل شائع کروا دیا کریں۔ یا پھر اس سے متعلقہ صاحبان سے میری طرف سے درخواست کر دیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

اس مضمون سے متاثر ہو کر میں ۲۰ روپے ہالینڈ میں اشاعت اسلام کے مشن کے لئے بھجوا رہی ہوں۔ آپ مرکز کے دفتر میں جمع کروا دیں .... وہ انہیں بھجوا دیں گے۔ اس کے علاوہ اخبار میں بھی اس کے لئے شائع کروا دیں تاکہ دوسرے احمدی بھائی بھی اس طرف متوجہ ہو سکیں۔ اور اس طرح ہالینڈ میں ہمارے مشن اشاعت اسلام کی زیادہ امداد ہو سکے گی .... ورنہ تو یہ رقم بہت معمولی ہے۔

اس کے علاوہ ایک مرتبہ میں نے ایک کافی پرانے پیغام صلح اخبار میں پڑھا تھا کہ تمام احمدی حضرات کو اشاعت اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں دینی چاہئیں۔ اور کم از کم اپنی آمدنی کا دس فیصدی تو ضرور دینا چاہیئے۔ اس اخبار کو میری نظر سے دوبارہ گذرے ہوئے تین ماہ شاید ہوئے ہیں۔ اور مجھ پر اس کا کافی اثر ہوا۔ اور اس وقت سے میں اپنی تنخواہ کا دس فیصدی بھجوا رہی ہوں۔ اشاعت اسلام کے لئے .... یہ بات میں صرف اس لئے لکھ رہی ہوں کہ ایسی باتیں بار بار شائع ہونی چاہئیں تاکہ میری طرح دوسری احمدی بہنیں اور احمدی بھائی بھی متاثر ہو سکیں... سروس کے دوران خدا تعالیٰ مجھے اس عہد پر ہمیشہ زندگی بھر قائم رہنے کی ہمت دے۔ آمین۔

ویسے یہ حقیقت ہے کہ اس وقت میری سروس معمولی ہے اور تنخواہ تو انتہائی معمولی...... یونہی شوقیہ کر رہی ہوں۔ دراصل ماحول بھی شریفانہ سا ہے۔ اور وہ لوگ میرے کام سے بھی خوش ہیں۔ .... لیکن آئندہ اگر کوئی اچھی سروس کرنے کا موقعہ مل گیا تو یقیناً اسی عہد پر قائم رہوں گی...... اور خوشی بھی ہو گی کہ اشاعت اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی دے سکوں ......

سعودی عرب کے شاہ فیصل نے عالم اسلام کے سربراہوں سے اپیل کی ہے کہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے جہاد کا اعلان کر دیں ...... اس جہاد کے لئے جماعت احمدیہ لاہور کو بھی جانی اور مالی قربانیاں دینی چاہئیں .... اس کے علاوہ عربوں کی کئی انقلابی تنظیمیں۔ مثلاً الفتح وغیرہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف کافی عرصے برسرپیکار ہیں .... ان کے لئے جانی اور مالی امداد کرنے کو بہت دل چاہتا ہے...... ..... کیونکہ الفتح کا ڈھاکہ میں بھی آفس بن گیا ہے جس کے سربراہ شانڈ مسٹر دونیر صاحب ہیں۔ مجھے ٹھیک ایڈریس معلوم نہیں۔ اس لئے سوچا اپنی جماعت احمدیہ لاہور کو اس طرف متوجہ کرنا چاہیئے۔ سب احمدی صاحبان اگر مل کر امداد کریں گے اپنی جماعت کی طرف سے تو بہتر رہے گا۔

اس کے لئے آپ پیغام صلح میں اپیل کروا سکیں تو بہت مہربانی ہو گی۔ اس کے علاوہ احمدی بہنوں سے عرب مجاہدین کے لئے سویٹر بنانے کی بھی اپیل کرنی چاہیئے۔ امید ہے آپ اور مرکز کے دوسرے احمدی صاحبان میری درخواست پر ہمدردانہ غور کریں گے۔ شکریہ۔ والسلام

آپ کی بیٹی۔ عطیہ

خانیوال۔

خط و کتابت کرتے وقت چندہ نمبر کا حوالہ دیں

(منیجر)

الہام شاتان تذبحان

(بسلسلہ صفحہ ۱)

نہ بن سکا۔

پھر فرمایا الم تعلم ان اللہ علےٰ کلّ شیٔ قدیر۔ خدا کی قدرت کے ظہور کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی ہیضہ سے ہزاروں لوگوں کو عذاب میں مبتلا ہونا پڑا۔ احمدیت کے پھیلنے کے لئے قدرت نمائی کا ثبوت دنیا کو ملا خاندان سے حکومت کا چھن جانا بھی خدا کی قدرت نمائی کا بیّن ثبوت ہے۔

پھر فرمایا وجئنا بک علی ھولاء شھیداً یعنی تو ان پر جس طرح اس دنیا میں شہید ثابت ہوا اسی طرح بروز قیامت بھی ان کے خلاف شہید ثابت ہو گا۔

ایک اور کشف اور اس کا پورا ہونا

انہی دنوں میں حضورؑ نے مندرجہ ذیل کشف دیکھا:-

"میں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی اور پھر دوبارہ اُگے گی اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے اور وہ بہت بار آور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھائے گا۔"

چنانچہ یہ کشف بھی کس صفائی سے پورا ہوا سرزمین کابل میں احمدیت پھیل گئی اور اب کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ اب ہمارے دوست از راہ انصاف غور کریں کہ ۷۰ سال قبل ایسا الہام شائع کرنا جبکہ اس کے پورا ہونے کے کوئی آثار نہ ہوں اور ۷۰ سال بعد اس کے آثار بھی پیدا ہو جائیں اور ان الہامات کا ایک ایک لفظ بھی پورا ہو جائے کیا ایسے الہامات بالواسطہ ذریعہ ہدایت ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

خطبہ جمعہ

(بقیہ صفحہ ۸)

کا ہاتھ بوجہ خلیفۃ الرسول ہونے کے حضرت نبی کریم صلعم کا ہی ہاتھ تھا۔

فیکم رسولہ کے معنی

پس فیکم رسولہ کے یہی معنی ہیں کہ جب کبھی امّت کو صحیح طور پر آیات اللہ کے سمجھنے کی ضرورت پیش آئے گی تو حضرت نبی کریم صلعم کا کوئی نائب مبعوث کر دیا جائے گا اور وہ قائم مقام نبی کا ہو کر وہی کام کرے گا جو حضرت نبی کریم صلعم کیا کرتے تھے یعنی آیات اللہ کا پڑھنا، کتاب اور حکمت سکھلانا اور تزکیہ نفوس کرنا چونکہ اس زمانہ میں اس کی سخت ضرورت تھی اس لئے مجدّدِ اعظم مبعوث کیا گیا۔ یعنی مسیح موعودؑ جس کی زیارت کو بڑے بڑے بزرگ ترستے رہے۔

ہماری خوش نصیبی

ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ ہمیں اس عظیم الشان مامور کی شناخت نصیب ہوئی اب ہمارا فرض ہے کہ عیسائی فتنہ کو جس نے اب پھر سر اٹھایا ہے کچلنے کی پوری کوشش کریں ورنہ ہم خدا کے ہاں اس سستی کے جوابدہ ہوں گے اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ جو شخص بھی خدا کے نائب کے ذریعہ بتلائے ہوئے طریق کو اختیار کرتے ہوئے خدا کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے گا وہی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی حاصل کرے گا یہی مطلب ہے اس حدیث کا جس میں آتا ہے من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاھلیۃ

اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم تن من دھن سے عیسائیت کے فتنہ کو فرو کرنے کی کوشش میں لگ جائیں اور حضورؑ کی لائی ہوئی حقیقت اسلام کو دنیا میں پھیلانے میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔ آمین!

کامیابی اور عطیہ

نسیم دختر راجہ عبدالمجید صاحب نے میٹرک کا امتحان فسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے جس کی خوشی میں راجہ صاحب موصوف نے پانچ روپے انجمن کو دیئے ہیں۔ جزاکم اللہ۔

ہفت روزہ پیغام صلح خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں۔

ملفوظات - بقیہ صفحہ اوّل -

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب انسان نرم رفتار سے خدا تعالےٰ کی طرف چلتا ہے تو خدا تعالےٰ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے۔ جب انسان کا دل خالص ہو جاتا ہے تو پھر دنیا کچھ چیز نہیں وہ تو خود بخود خدمت کرنے کے واسطے تیار ہو جاتی ہے لیکن وظائف کے ساتھ خواہش کرنا کہ دنیا مل جاوے یہ ایک بُت پرستی ہے اور اس سے سالک کو سخت پرہیز درکار ہے۔ جب خدا مل جاوے تو پھر دنیا کچھ شئے نہیں۔ جو لوگ دنیا کے پیچھے پڑتے ہیں دنیا اُن سے بھاگتی ہے۔ اور جو دنیا کو چھوڑ دیتے ہیں دنیا خود بخود ان کے پیچھے آتی ہے "

(بدر جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۳۔ نمبر ۱۳ر دسمبر ۱۹۰۶ء)

بحرِ حکمت کے موتی - بقیہ صفحہ اوّل

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ:- ایمان تو یہ ہے کہ ہر شخص اس کی بدی سے محفوظ ہو المسلم من سلم الناس من لسانہ و یدہ لیکن یہاں کی خصوصیت اس لئے فرمائی کہ وہ تو اس بات کا حقدار ہوا کہ اس کے ساتھ نیکی یا احسان کیا جائے نہ کہ ایک شخص کی بدی یا سختی سے نقصان پہنچے ؛

پیغامِ صلح لاہور - مؤرخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۲ - شمارہ نمبر ۳۸

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغامِ صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور رجسٹرڈ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۷
تار کا پتہ : تبلیغ لاہور

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور (پاکستان)

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ۔ مؤرخہ ۱۱ رجب ۱۳۸۹ھ۔ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۳۹

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مہمان کی ضیافت

عن ابی شریح العدوی قال سمعت اذنای وابصرت عینای حین تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاٰخر فلیکرم جارہٗ ومن کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضیفہٗ جائزتہٗ قال وما جائزتہٗ یارسول اللّٰہ قال یومٌ ولیلۃٌ والضیافۃ ثلٰثۃ ایام فما کان وراء ذالک فھو صدقۃٌ علیہ ومن کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاٰخر فلیقل خیرا او لیصمت۔

ترجمہ :-

حضرت ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ میرے کانوں نے سُنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا آپؐ نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے تو اپنے ہمسایہ کی عزت کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے تو اپنے مہمان کی عزت کر کے تکلف کا کھانا دے کسی نے پوچھا یارسول اللہ تکلف کا کھانا کب تک ہے فرمایا ایک دن اور ایک رات اور مہمانی تین دن تک ہے جو اس سے زائد ہو وہ صدقہ ہے اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (فضل الباری شرح صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

کلمہ طیّبہ کی حقیقت

تقریر حضرت مسیح موعودؑ جو ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو حضورؑ نے نماز ظہر و عصر کے بعد جامع مسجد میں کھڑے ہو کر فرمائی

اب صاحبو! آرام سے سن لو۔ اگرچہ میری طبیعت بیمار ہے اور میں اس لائق نہ تھا کہ کھڑا ہو کر ایک لمبی تقریر کرتا۔ تاہم میں نے خیال کیا کہ لوگ دُور دُور سے آئے ہیں تاکہ ہماری باتیں سُنیں۔ ایسی صورت میں کچھ نہ کہنا معصیت میں داخل ہوگا۔ لہذا باوجود عالتِ بیماری کے میں نے مناسب جانا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے جو ہدایت دی ہے میں اس سے سب لوگوں کو اطلاع دوں۔

میں نے کئی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ تمہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم مُسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں۔ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ صرف زبانی قیل وقال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے جب تک عملی حالت درست نہ ہو کچھ بھی نہیں بنتا۔ یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ ان میں نری زبان درازی ہی رہ گئی تھی اور انہوں نے صرف زبانوں کی باتوں پر ہی کفایت کر لی تھی۔ زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوتے تھے یہی وجہ تھی جو اللہ تعالےٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے اور ان کو مختلف مصیبتوں میں ڈالا۔ اور ذلیل کیا یہاں تک کہ انہیں سُؤر اور بندر بنا ڈالا۔

اب غور کا مقام ہے۔ کیا وہ توریت کو نہیں مانتے تھے؟ وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے مگر اللہ تعالےٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نِرے زبان سے ماننے والے ہوں اور ان کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہوں گی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی جب تک انسان کا دل ایمان نہ لائے اندر اس کا ایمان لانا یہی ہوگا کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کر دے۔ اس وقت تک کوئی بات بنتی نہیں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو اور درحقیقت دنیا پر دین کو مقدم کر دے۔

یاد رکھو مخلوق کو انسان دھوکہ دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھ کر کہ پنجوقت نماز پڑھتا ہے یا اور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکا کھا سکتے ہیں مگر خدا تعالےٰ دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ اس لئے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہیئے

ٹرینیڈاڈ اور جنوبی امریکہ کے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام

شیخ محمد طفیل صاحب کی تبلیغی سرگرمیوں کے مفصل حالات

مصطفیٰ الکمال صاحب ٹرینیڈاڈ کی جماعت کے نہایت مخلص اور سرگرم نوجوان ہیں۔ شیخ محمد طفیل صاحب کے قیام ٹرینیڈاڈ کے دوران وہ جماعت کی تنظیم اور مختلف اجتماعات کے انعقاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ اب علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ واپس جاکر نوجوانوں کو اسلامی تعلیمات سے پوری طرح واقف کر کے انہیں تبلیغ اسلام کے لئے تیار کیا جائے، انہوں نے جلسہ ایبٹ آباد میں انگریزی میں تقریر کی جس میں ٹرینیڈاڈ میں جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی کوششوں اور شیخ محمد طفیل صاحب کی مخلصانہ سرگرمیوں پر مفصل روشنی ڈالی، اس تقریر کا خلاصہ ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے:۔

ٹرینیڈاڈ میں اسلامی تحریک کے ابتدائی مراحل کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ سنہ ۱۹۲۶ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے مولینا عبدالکریم صاحب درانی ٹرینیڈاڈ تشریف لے گئے پر ان کی پرجوش اور علمی تقاریر نے مسلمانوں کو بے حد متاثر کیا۔ اسی تاثر کے ماتحت سنہ ۱۹۳۰ء میں مولینا امیر علی صاحب جو اس وقت نوجوان تھے اور تبلیغ اسلام کا جوش رکھتے تھے تحصیل علم کے لئے مرکز میں آئے اور یہاں تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے واپس ٹرینیڈاڈ جا کر وہاں کے مسلمانوں کو اسلام کے متعلق فرسودہ خیالات سے نکالا اور اسلام کے متعلق تحریک احمدیت کے روشن طرز فکر سے روشناس کرایا۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں مولینا امیر علی صاحب کی کوششوں سے ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس لیگ کے برگزیدہ ممبران کا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے تھا۔

اس لیگ نے اسلامی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرانے اور مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ سنہ ۱۹۶۴ء میں لیگ کے صدر جناب عزیز احمد صاحب نے اپنے خرچ پر جناب شیخ محمد طفیل صاحب کو ٹرینیڈاڈ بلایا۔ ان کے مختصر قیام کے بعد ٹرینیڈاڈ کے عوام میں انہیں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ طفیل صاحب کی طرز فکر اور اسلامی تعلیمات کے پیش کرنے کے طریق نے نہ صرف مسلمانوں میں اسلام کے متعلق ایک نئی طرز فکر پیدا کی بلکہ جماعت کے احباب میں ایک نئی زندگی کی لہر دوڑا دی اور انہوں نے جماعت کی تنظیم اور تبلیغ اسلام کے کام کو زیادہ وسیع کرنے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کر دی۔ اس بنا پر جماعت نے مرکز کو ایک مبلغ بھیجنے کے لئے لکھا لیکن انجمن چند مجبوریوں کی وجہ سے فوری طور پر اس درخواست کو قبول نہ کرسکی۔ بالآخر سنہ ۶۶ء میں جب شیخ محمد طفیل صاحب مستقل طور پر ٹرینیڈاڈ تشریف لے گئے تو ٹرینیڈاڈ جماعت نے انکے مع فیملی انگلستان سے ٹرینیڈاڈ لانے اور دیگر اخراجات کو بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور ان کی تبلیغی مساعی میں ہر ممکن معاونت کی۔ تین سال کے قیام کے دوران طفیل صاحب نے اس منظم طریق پر کام کیا ہے کہ اب ان کے انگلستان جانے کے بعد جماعت مختلف پروگراموں کو از خود جاری کئے ہوئے ہے۔

طفیل صاحب نے تبلیغ کے کام کو مندرجہ طریق پر منظم کیا:۔

(۱) جماعت کے احباب کو قرآن پڑھنے، اس کے مطالب سمجھنے، سیرت رسول اکرم صلعم و خلفائے راشدینؓ اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے قرآن کلاس، سیرت کلاس اور امامت کورس کا اجراء۔

ان کلاسوں کے ذریعہ لوگوں میں نہ صرف فہم قرآن کا شوق پیدا کیا بلکہ شوق رکھنے والے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں میں امامت اور دیگر مذہبی تقریبات کے انعقاد کی اہلیت پیدا کر دی۔ ان کلاسوں کے اختتام پر ایک پررونق تقریب میں کامیاب نوجوانوں کو سندیں بھی دی گئیں۔

(۲) جماعتوں میں دورے اور انکی تنظیم

اس سلسلہ میں جب انہوں نے نہ صرف ٹرینیڈاڈ اور اس کے ملحقہ جزیروں میں دورے کئے اور جماعتوں کی تنظیم کی بلکہ برٹش گیانا اور ڈچ گیانا بھی گئے اور پھر ان تمام علاقوں کے لوگوں کی سالانہ کانفرنس کا بھی اہتمام کیا۔ ان کانفرنسوں میں دوسرے مقامات سے نمائندے بذریعہ ہوائی جہاز آکر شامل ہوئے۔ ایسی کانفرنسوں کے انعقاد کے تحت احمدیہ

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

سان فرانسسکو میں تبلیغ اسلام

مغرب میں تبلیغ اسلام کی طرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے توجہ دلائی

تقریر ظفر اقبال صاحب بموقعہ جلسہ ایبٹ آباد

ظفر اقبال صاحب جزائر فجی کے اولین مبلغ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کے فرزند ارجمند ہیں آپ فجی میں پیدا ہوئے۔ ہائی سکول تک وہاں ہی تعلیم حاصل کی۔ پھر اپنے والد کے ساتھ سان فرانسسکو میں چلے گئے۔ جہاں انہوں نے سان فرانسسکو سٹیٹ کالج سے معاشیات میں ڈگری حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ مسلم ایسوسی ایشن آف یونائیٹڈ سٹیٹس آف کینیڈا کے صدر کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے ہیں اور پاکستان آنے سے پہلے الاتحاد کے مدیر تھے۔ اور آجکل پاکستان میں علوم اسلامیہ کی تحصیل کر رہے ہیں آپ نے جلسہ ایبٹ آباد میں انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے امریکہ اور کینیڈا میں تبلیغ اسلام کی اہمیت پر زور دیا اور بتایا کہ کس طرح حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کی کتب کے سیٹ جن میں اسلام اور بانیٔ اسلام کی تعلیمات کا اجمالی خاکہ نہایت صحت اور دلائل سے پیش کیا گیا ہے۔ امریکہ کی مختلف لائبریریوں میں پہنچنے سے وہاں اسلام کے مطالعہ کا رحجان پیدا ہوا۔

انہوں نے فرمایا کہ دور حاضر میں مغرب میں تبلیغ اسلام کی طرف توجہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی تحریک احمدیہ نے دلائی، اور قرآن اور حدیث اور الہام و کشوف کی بنا پر بڑے زور سے اس امر کو پیش کیا جا رہا ہے کہ اب اسلام کی نشأۃ ثانیہ مغرب سے ہوگی۔ اور مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کی پیشگوئی کا مطلب مغرب سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہوتا ہے۔ اس کی ابتداء حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ نے انگلستان میں ووکنگ مشن کے قیام اور ماہنامہ اسلامک ریویو کے اجراء سے کی۔

ووکنگ مشن اور اسلامک ریویو نے مغرب کے ذہنوں میں اسلام کے متعلق خوش آئند تبدیلی پیدا کر دی اور اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا کہ مغرب میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ وقت آنے پر ایک حقیقت اختیار کرلے گی۔ اسی طرح برلن میں جرمن مسلم مشن اور ایک عالیشان مسجد اس حقیقت کے غماز ہیں۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں سان فرانسسکو اسلامک مشن کی بنیاد رکھی گئی جس میں میاں بشیر احمد صاحب منشو تقریباً دس سال کام کرتے رہے۔ اس کے بعد فجی سے ہمارے نہایت سرگرم اور مخلص رکن ماسٹر محمد عبداللہ صاحب اور ساہو خاں صاحب نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ اور کچھ عرصہ تک مختلف سوسائٹیوں میں تقاریر، ایک ماہنامہ اور دیگر کتب شائع کرتے رہے۔ اور مسلمان بچوں کی تربیت کے لئے ہر اتوار کو کلاس کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اس کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ فلاڈلفیا میں ایک اسلامی مرکز انٹرنیشنل اسلامک سنٹر کے نام سے قائم کیا جائے۔ اس مرکز میں ماسٹر محمد عبداللہ صاحب موصوف امام کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور ایک ماہنامہ مسلم ہیرالڈ کے نام سے شائع کرتے رہے۔ یہ مرکز ابھی تک کافی مفید کام کر رہا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایسے پڑھے لکھے نوجوان تیار کریں جو نئے دور کے تقاضوں سے کماحقہٗ واقف ہوں اور اسلام کو مؤثر طریق پر پیش کرسکیں۔

بقیہ کالم نمبر ۳

انجمن اشاعت اسلام جزائر غرب الہند کا قیام وجود میں آیا ہے جس کے روح رواں جناب عزیز احمد صاحب ہیں۔ پہلی کانفرنس اکتوبر سنہ ۶۶ء میں برٹش گیانا میں ہوئی دوسری کانفرنس اپریل سنہ ۱۹۶۹ء میں ٹرینیڈاڈ میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں شمولیت کے لئے ڈچ گیانا اور برٹش گیانا سے ایک صد مندوبین نے شرکت کی اور اس کے افتتاحی اجلاس کی صدارت پاکستان کے سفیر جناب احمد کاظم صاحب نے کی۔

(۳) بین المذاہب اجلاس

اسلامی تعلیمات سے دوسرے لوگوں کو روشناس کرانے کے لئے بین المذاہب اجلاس مختلف مقامات پر کرائے گئے۔ جن میں مسلمانوں کے علاوہ عیسائی، ہندو، سکھ نمائندے بھی چند مقررہ موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ موضوعات اس قسم کے ہوتے ہیں:۔

(۱) موجودہ دور کے لئے بائبل، گیتا اور قرآن کا پیغام۔ (۲) میرے مذہب میں عبادت کا تصور۔ (۳) میرے مذہب میں نیکی اور بدی کا تصور۔ ان اجلاسوں کی وجہ سے دیگر مذاہب کے پیرو اسلام کے بین الاقوامی نظریات سے روشناس ہوئے اور اس طرح اسلام کی حقانیت کے اظہار کا یہ ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوا۔ مختصر یہ کہ خدا کے فضل سے اور طفیل صاحب کی مخلص اولوالعزمانہ کوششوں سے ٹرینیڈاڈ میں جماعت

اِنسانی تخلیق اور تخلیقِ کائنات میں ہستیٔ باری تعالیٰ کا ثبوت

اِنسان کائناتِ صغریٰ ہے

جس میں اللہ تعالیٰ نے علم و قدرت اور حکمت و احسانات کے دریا بہا دیئے ہیں۔

خُطبہ جُمعہ
مؤرخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت الحاج امیرِ قوم مولینا صدرالدین صاحب
ایدہ اللہ تعالیٰ
بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نحن خلقنٰکم فلولا تصدّقون - افرءیتم ما تمنون - ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون - نحن قدّرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین ــــــــ وانّہ لقسم لو تعلمون عظیم - (الواقعہ ۵۶: ۵۷ تا ۷۶)

قرآن کریم کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان خدا کو شناخت کرے اور اس پر ایمان لائے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا، اس کی معرفت حاصل کرنا اور یقین کرنا کہ چوبیس گھنٹے ہم خدا تعالیٰ کے حضور رہتے ہیں، وہ ہمارے اعمال اور نیات کو دیکھتا ہے اور اگر ہمارے اعمال اور نیات میں خدا تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو تو پھر خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اور اگر زمین و آسمان کا بادشاہ کسی سے خوش ہو جائے۔ تو اندازہ لگایئے کہ اس کو کس قدر اجر اور راحت اور عزت حاصل ہو جائیگی۔

قرآن کریم نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ خدا ہے اور قرآن کریم نے خدا کی ذات کے متعلق دلائل دیئے ہیں۔ دلائل روشنی پیدا کرتے ہیں۔ جب دل و دماغ روشن ہوں تو اس سے اعمال صالحہ پرورش پاتے اور پروان چڑھتے ہیں۔ قرآن کریم تلقین کرتا ہے کہ انسان یقین کر لے کہ خدا ہی خالق و مالک ہے۔ وہی ہماری زندگی کے تمام سامان پیدا کرتا ہے۔ اور ہم اپنی زندگی کے سامان خود پیدا نہیں کر سکتے۔ فرمایا نحن خلقنٰکم۔ تمہاری یہ زندگی جو کسی نہیں کر سکتے اور نہ قائم رکھ سکتے تو یہ ہم نے دے رکھی ہے۔ یہ بڑی قیمتی ہے۔ یہاں لاہور میں ایک بڑا ادنچا اور صاحب ثروت خاندان تھا۔ اس کا ایک جوان سال بیٹا کیپٹن کے عہدہ پر مامور تھا۔ بڑا خوبصورت جوان تھا۔ اس کی شادی ہو گئی اور اللہ نے ایک بچہ بھی ان کو دے دیا تھا۔ میں اس کا نام نہیں لوں گا۔ وہ نوجوان بیمار پڑ گیا ڈاکٹروں نے تشخیص کی کہ خون کے اندر سرخ و سفید دو طرح کے اجزاء ہوتے ہیں اور ان میں ایک خاص تناسب ہوتا ہے۔ اس جوان کیپٹن کے خون میں وہ تناسب باقی نہیں رہا تھا اس لئے ڈاکٹروں نے کہا اس نوجوان کا بچنا محال ہے۔ گھر والوں نے علاج معالجہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور خیرات پانی کی طرح روپے صرف کرنے لگے۔ دن رات دیگیں چڑھائی جا رہی ہیں۔ منتیں اور خیراتیں کی جا رہی ہیں۔ قرآن کریم ختم کروائے جا رہے ہیں۔ مریض کو کوئی افاقہ ہوتا نظر نہیں آتا تھا۔ کنبے کا کنبہ بلبلا اٹھا۔ چھوٹے بڑے مضطرب و پریشان ہیں۔ ان کے دل کو جو لگی ہوئی تھی اس کا اندازہ کون کرے۔

جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی، وہ سسکتے رہتے ہیں۔ ان کی دنیا ویران اور برباد رہتی ہے۔ اولاد کے لئے وہ کیا کیا پاپڑ نہیں بیلتے۔ علاج معالجہ۔ دوا دارو اور تعویذ ٹوٹکے۔ خیرات صدقہ سب کچھ کرتے ہیں۔ معلوم ہوا زندگی بڑی قیمتی شئے ہے۔

ایک امیر کبیر گھرانے کی لڑکی کی ایک اعلیٰ اور ہونہار نوجوان سے شادی ہوئی۔ عمر گذر گئی لیکن اس کی گود ہری نہ ہوئی۔ اولاد کے لئے میاں بیوی ترس گئے۔ وہ خاتون دعا کرتی تھی کہ خدا مجھے اور کچھ نہیں تو ایک کانی بچی ہی دیدے کہ میں اس سے کھیلا کروں۔ یہ ہے زندگی کی قدر و قیمت۔ دولت بھی زندگی کی نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی نوجوان لڑکی کا لائق و ہونہار خاوند مر جائے تو اس کی زندگی ختم ہو کر رہ جاتی ہے فرمایا نحن خلقنٰکم یہ زندگی جس کو بچانے کے لئے تم کیا کچھ نہیں کرتے یہ زندگی ہم نے عطا کی فلولا تصدّقون پھر کیا وجہ ہے کہ اس نعمت عظمےٰ کے پیش نظر تم مانتے ہی نہیں۔

اس کائنات کا اعلیٰ ترین حصہ انسان ہے اس انسان کی خاطر یہ ساری کائنات پیدا کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے اس کی زندگی کے قیام و بقا اور اس کی نشوونما کے تمام سامان مہیا فرمائے ہیں۔ فلولا تصدّقون۔ باوجود اس حقیقت کے انسان انکار پر انکار کرتا ہے ام خلقوا من غیر شئی۔ کیا تمہارے بنانے والا کوئی نہیں تم خود بخود ہی پیدا ہو گئے ہو یا تمہیں خدا نے پیدا کیا ہے۔ ام خلقوا السمٰوات والارض۔ کیا ان لوگوں نے کائنات پیدا کی۔ ہے جو دنیا کی زندگی کے بقاء کا موجب ہے۔ کیا زمین و آسمان تمہارے پیدا کردہ ہیں۔ نہ تم خود پیدا ہو گئے ہو اور نہ تم کوئی چیز پیدا کر سکتے ہو تم بڑے عاجز اور درماندہ ہو۔ تم چاہتے ہو کہ تمہارے ہاں اولاد پیدا ہو، لیکن کودن مزاج لڑکا پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض حکیم طبیب اولاد نرینہ کے لئے علاج معالجہ کرتے ہیں لیکن ان کے اپنے گھر لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں تم نہ اپنے تئیں پیدا کر سکتے ہو نہ اولاد کو زندہ رکھ سکتے ہو، نہ زمین و آسمان تم نے پیدا کئے ہیں۔ نحن خلقنٰکم ہم نے ہی تم کو پیدا کیا ہے۔ افرءیتم ما تمنون۔ یہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ اس کے اندر ماں اور باپ کا خون مشترک ہوتا ہے۔ کبھی ماں کے خاندان کے خواص بچے میں آجاتے ہیں کبھی باپ کے خاندان کی شکل و صورت، خواص، عادات اور اخلاق آجاتے ہیں۔ لیکن وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس کے متعلق نہ ماں کو علم ہے نہ باپ کو خبر ہے کہ کن کن قویٰ کا مالک ہو گا۔ کالا ہو گا گورا ہو گا۔ خوبصورت ہو گا۔ بدصورت ہو گا۔ ذہین ہو گا یا کودن مزاج ہو گا۔ تندرست ہو گا یا کمزور و توانا۔ زندہ رہے گا یا مر جائے گا۔ عمر لمبی ہو گی یا چھوٹی وغیرہ وغیرہ۔ تم کچھ بھی نہیں جانتے جب تمہاری بےبسی اور لاعلمی کی یہ حالت ہے تو تم ہی کہو ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون۔ کیا تم اس کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ماں باپ دونوں کے خون سے بچے کی تخلیق کرتا ہے۔ چھوٹے سے ذرّے میں اس کا دماغ، اس کا دل، اس کے گردے اس کے ہاتھ پاؤں، اس کا جگر، اس کی انتڑیاں، اس کی آنکھیں، زبان، دانت وغیرہ یہ سب انسانی اعضاء خدا بناتا ہے۔ اس چھوٹے سے ذرّے کے اندر یہ تمام چیزیں موجود ہیں، یہ قد و قامت اور یہ بال اور یہ چہرہ بشرہ اس چھوٹے سے ذرّہ میں کامل نقشہ موجود ہے۔ کوئی ہے جو اس قسم کی تخلیق کر سکے۔ زندگی عطا کرنے کے بعد موت کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا نحن قدّرنا بینکم الموت۔ جس طرح پیدائش تمہارے بس میں نہیں اسی طرح موت بھی تمہارے اختیار میں نہیں ہے، بچہ کبھی ماں کے پیٹ میں ہی مر جاتا ہے، کبھی پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے، کبھی کچھ دن گذار کر مر جاتا ہے، کبھی جوانی میں مر جاتا ہے اور کبھی بوڑھا ہو کر، موت کو ہم روک نہیں سکتے۔ بادشاہوں کے خزانے، ڈاکٹر طبیب مل کر بھی موت کو روک نہیں سکتے۔ بادشاہ جارج جب مرنے لگا تو بہت سے ڈاکٹر اسے بچانے کی تدبیریں کرتے رہے لیکن نبض ڈوبتی جاتی تھی۔ یاقوتیاں اور انجکشن کسی کام نہ آسکے۔ اور وہ دم دے گیا۔ نحن قدّرنا بینکم الموت۔ جس طرح ولادت و حیات پر تمہارا کوئی دخل نہیں اسی طرح اگر موت تمہارے دروازے پر آن کھڑی ہو تو تم اس کو روک نہیں سکتے۔ ڈاکٹر طبیب بادشاہ، عالم، اولیاء اور پیغمبر سب مرتے ہیں۔ موت کسی پر رحم نہیں کرتی۔

جب پیدا ہوتے ہو تو دودھ کی ضرورت ہوتی ہے، کبھی ماں کا دودھ کبھی گائے کا دودھ۔ ایک سال کے اندر بچہ بسکٹ کھانے لگتا ہے۔ افرءیتم ما تحرثون۔ زندگی کے سامان کون پیدا کرتا ہے۔ یہ جو تم غلّہ دانہ بیجتے ہو۔ تمہیں کیا خبر کہ یہ بیجے گا یا نہیں۔ درخت کی گٹھلی تم بوتے ہو تمہیں کیا علم کہ اس کی نمود ہو گی یا نہیں۔ یہ پھل لائے گا یا نہیں۔ کھیت کو وقت پر پانی نہ ملے۔ ابر نہ برسے۔ تو کھیت ایک دانہ نہیں دیتا۔ انسان کھائے تو کیا کھائے۔ تو جس طرح زندگی اور اس کا قیام تمہارے ہاتھوں میں نہیں اسی طرح تمہارا رزق بھی تمہارے ہاتھ میں نہیں۔

کاشتکاری میں زراعت کے ماہر لوگ موجود ہیں لیکن وہ یہاں کابل کا انگور اور سردہ پیدا نہیں کر سکتے۔ سرینگر اور ایران کا زعفران یہاں پیدا نہیں کر سکتے۔ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ۔ سوچو تو کیا تم اگانے والے ہو یا ہم اگاتے ہیں۔ یہ بات انسان کے اختیار میں نہیں ہے یہ موسم اور علاقوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی حکمتوں کے طفیل ہے۔ یہ سامان اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور قدرتوں کی وجہ سے اور اس کے انسان پر احسانات کے طفیل میسر آتے ہیں۔ آسمان پر سورج ہے جس کی حرارت سمندر کے پانی کو بخارات کی شکل میں بلندیوں پر لے جا کر دور دراز کی خشک اور پیاسی زمین پر پانی برساتی ہے۔ کھیت سیراب ہوتے ہیں موسم اور وقت پر بارش ہو تو پھر کہیں جا کر کوئی چیز پیدا ہوتی ہے۔ نہ ہوا اور سورج تمہارے اختیار میں ہے۔ نہ موسموں کا تغیر و تبدل تمہارے اختیار میں ہے۔ غرض کھیتی باڑی کرنا بھی تمہارے اختیار میں نہیں۔ جہاں بچہ پیدا کرنے سے انسان عاجز ہے وہاں رزق بھی پیدا کرنے سے انسان عاجز ہے۔ کبھی کھیتیاں پکنے لگتی ہیں تو ایسی ہوا چلتی ہے۔ کہ سارے کا سارا کھیت جل کر سیاہ ہو جاتا ہے۔ ۱۹۲۷ء کی بات ہے میں لاہور کی ایک کوٹھی میں رہا کرتا تھا وہاں ایک جھاڑی کی باڑ لگی ہوئی تھی۔ یہ جھاڑی بڑی جاندار ہوتی ہے۔ ایک صبح میں اٹھا تو دیکھا کہ سردی کے مارے وہ باڑ سیاہ ہو چکی ہے برتنوں کے اندر پانی برف بن گیا ہے، ایک شخص ملک مہردین ہمارے محلہ (سیالکوٹ) میں رہتے تھے وہ بڑی زمین کے مالک تھے ایک رات ایسی ہوا چلی کہ اس نے کہا کہ میری ساری کی ساری کھیتی جل گئی ہے۔ ہوا چلنے سے ہماری کھیتی برباد ہو گئی ہے اور ہم ختم ہو کر رہ گئے ہیں۔ فرمایا لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ اگر ہم چاہیں تو ہم اس کھیتی کو چورا چورا کر دیں اس پر تم حیران ہو کر کہتے ہو اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ہمیں چٹی پڑ گئی ہے۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ بلکہ ساری کھیتی ہی ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ پھر پانی کا ذکر فرمایا اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ۔ کیا تم نے پانی کے بارے میں سوچا جو تم پیتے ہو ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ۔ کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے ہیں اِنَّا جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔ زندگی کا انحصار پانی پر ہے۔ کھیتی باڑی پانی کے بغیر نہیں بار آور ہوتی۔ مویشیوں کا اور ہمارا زندہ رہنا پانی کے بغیر ناممکن ہے یہاں لفظ تشربون استعمال ہوا ہے۔ تمام کائنات کے جانداروں۔ حیوانات۔ نباتات۔ درندوں پرندوں۔ کیڑے مکوڑوں اور انسانوں کی زندگی یہ تمام کے تمام پانی کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں۔ کیا اس قدر پانی کی فراہمی کا انتظام تم نے کر رکھا ہے، ہم سمندر سے پانی کو ہواؤں کے دوش پر لاد کر سینکڑوں میل دور لا کر زمین پر برساتے ہیں۔ یہ انتظام تم نہیں کر سکتے۔ سمندر کا پانی بھاپ اور بخارات بن کر اوپر اٹھتا ہے پاک و صاف ہو کر بادل بنتا ہے، سمندر کی کثافتیں، غلاظتیں اور نمکیات وغیرہ سمندر میں ہی رہ جاتے ہیں، ہوائیں چلتی ہیں۔ سورج کی وجہ سے ہوا کا دباؤ جہاں کم ہو جاتا ہے وہاں بادل بنتے چلتے، گرجتے اور برستے ہیں۔ کیا یہ بادل تم بناتے ہو کیا یہ بارش تم برساتے ہو۔ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ۔ دیکھو اگر ہم اسے کڑوا کرنا چاہیں تو کر دیں۔ تمہارا رہنا سہنا اور کھانا پینا حرام ہو جائے۔ باوجود اس کرم نوازی اور احسان کے تم شکر گزار نہیں بنتے۔ فرمایا اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ۔ کیا تم نے وہ آگ دیکھی جو تم سلگاتے ہو۔ یہ آگ جس کے بغیر تمہارا گزارا نہیں، نہ تم اس کے بغیر کوئی کھانا پکا سکتے ہو نہ سردی سے بچ سکتے ہو، اس کے بغیر نہ انجن اور مشین چل سکتی ہے۔ یہ آگ کس نے پیدا کی۔ اگر پانی کے بغیر زندگی نہیں تو آگ کے بغیر بھی زندگی ناممکن ہے۔ فرمایا ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ۔ کیا اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ اس درخت کے اندر ایندھن ہے۔ آگ ہے۔ یہ خاصیت تم پیدا نہیں کر سکتے کہ وہ سورج کی کرنوں کو جمع کرے۔ اور انرجی کا سٹور کرے۔ یہ درخت سایہ سے آرام پہنچاتا ہے لیکن اس کے اندر آگ بھی ہے۔ کیا تم نے یہ آگ پیدا کر رکھی ہے۔ کہو تو یہ تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں۔

تو فرمایا کہ انسان کی اپنی زندگی کے اندر خدا نظر آتا ہے، اگر وہ زندہ رہ سکتا ہے تو خدا کے فضل سے۔ اس حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں بار بار کہا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کاریگری۔ اس کا علم اور حکمت اور اس کی قدرت اور اس کے احسانات ساری کائنات میں دکھائی دیتے ہیں، انسان پر بھی احسانات ہیں۔ کائنات کے اندر بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کے دلائل ہیں۔ اور انسان کی ذات کے اندر بھی۔ کائنات اور انسان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نہ صرف علم و حکمت اور قدرتوں والا ہے بلکہ اس کے احسانات کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ انسان کا احسان کے سامنے سر جھکاتا ہے

احسان مندی سرشت انسانی میں ہے صرف انسان میں ہی نہیں بلکہ حیوانات میں بھی اظہار تشکر کا جذبہ موجود ہے۔ کبوتر۔ بٹیر۔ چکور۔ مور۔ گھوڑا اور کتے بھی اپنے محسن کو پہچانتے اور اس سے پیار کرتے ہیں۔ انسان کا لفظ ہی انس سے نکلا ہے۔ انسان اگر خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے تو انسان ہے ورنہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل و فہم دے کر اس کے غور و فکر اور مطالعہ و مشاہدہ کے لئے اس کے سامنے کائنات رکھی ہے اور اپنی عظمتوں۔ قدرتوں اور حکمتوں، علوم اور احسانات کا ذکر کر کے اپنی معرفت عطا کرنا مقصود ہے یہ کائنات۔ کائنات کبریٰ ہے۔ انسان خود ایک کائنات ہے جو کائنات صغریٰ کہلاتا ہے اس چھوٹی سی کائنات میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنے علم و قدرت اور حکمت و احسانات کے دریا بہا دیئے ہیں سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ انسان کو خدا تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو، اور اس کی بنا پر انسان خدا کی فرمانبرداری اختیار کرے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عامل ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں تمام نبیوں، پیغمبروں اور تمام فرشتوں سے بڑھ کر ہیں ان کو خدا تعالیٰ کا عرفان عظیم حاصل ہے۔ انہوں نے خدا کی پوری پوری فرمانبرداری کی۔ حضور صلعم نے فرمایا اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ میں سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنے والا ہوں چنانچہ آپ بادشاہ کے لئے، کمانڈر کے لئے، سوداگر کے لئے۔ معاشرہ کے لئے، دوستوں کے لئے غرض سب کے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔

ہمارے پاس معرفت الٰہی بھری کتاب۔ قرآن کریم ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس نمونہ ہے زندگی کا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حضور کے اخلاق کیا تھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا اَمَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ کیا تم نے کبھی قرآن پڑھا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں۔ تو فرمایا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ۔ حضور صلعم کے اخلاق دیکھتے ہوں تو قرآن کریم کو دیکھ لو جس قدر احکامات اس میں درج ہیں ان سب پر آپ عامل تھے، آپ نے اس کتاب پر سب سے بڑھ چڑھ کر عمل کر کے دکھلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

جلسۂ ایبٹ آباد کی آخری نشست

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایبٹ آباد (شاخ لاہور) کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء بروز جمعۃ المبارک کے اجلاس اول اور نماز جمعہ کی روئداد ہفت روزہ ہذا کی گذشتہ تین مسلسل اقساط میں شائع ہو چکی ہے۔ اجلاس دوئم کی کارگذاری درج ہے:۔

اجلاس دوئم نماز جمعہ کے بعد تین بجے دوپہر جامع احمدیہ ایبٹ آباد میں زیر صدارت جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ منعقد ہوا۔ پروگرام کے مطابق قاضی عبدالاحد صاحب مبلغ اسلام نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ محترم عبدالرحمٰن صاحب خلف الرشید ڈاکٹر کرم الٰہی مرحوم و مغفور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام۔

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

ترنم سے پڑھا۔ جناب عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب پرنسپل کنگ سکول اینڈ کالج ایبٹ آباد نے تقریر کی (یہ تقریر خود ان کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی موصول ہو چکی ہے) پھر جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی، محترم مصطفےٰ کمال صاحب از ٹرینیڈاد محترم ظفر اقبال صاحب از امریکہ نے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ آخر میں مکرم خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت نے الوداعی تقریر فرمائی۔ اور دعائے خیر کے ساتھ اس مبارک اور روحانی اجتماع کا اختتام ہوا۔ مذکورہ بالا تقاریر (جناب عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب کی تقریر کے علاوہ) اس اشاعت میں دوسری جگہ درج ہیں۔

آج کا مقالہ

اکابرین جماعت احمدیہ لاہور کے سابقہ عقائد کے متعلق قادیانی کتابچہ کے جواب میں جو سلسلہ مضامین چل رہا ہے اس کی تیسری قسط بسبب عدم گنجائش اس پرچہ میں درج نہیں ہو سکی ما آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ درج ہو گی۔

خریداران پیغام صلح کی خدمت میں

درخواست ہے کہ جن احباب کے ذمہ اخبار کا چندہ بقایا چلا آ رہا ہے، وہ مہربانی فرما کر تمام بقایا اور آئندہ سال کا چندہ ارسال فرما کر اپنے قومی جریدہ کی معاونت فرمائیں۔

اسلام کا پھل دار درخت اور اسکے ابدی فیوض

مومنوں کی تقویت ایمان کے سامان اور مخالفین کی ناکامی کی پیشگوئی

خطبہ جمعہ
مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری
دامت برکاتہ

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الم ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء تؤتی اُکلھا کل حینٍ باذن ربھا و یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون و مثل کلمۃٍ خبیثۃٍ کشجرۃٍ خبیثۃٍ اجتثت من فوق الارض ما لھا من قرار یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ و یضل اللہ الظٰلمین و یفعل اللہ مایشاء الم تر الی الذین بدلوا نعمت اللہ کفراً و احلوا قومھم دار البوار جھنم یصلونھا و بئس القرار و جعلوا للہ انداداً لیضلوا عن سبیلہ قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار قل لعبادی الذین اٰمنوا یقیموا الصلوٰۃ و ینفقوا مما رزقنٰھم سراً و علانیۃً من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلال (سورۃ ابراھیم پ ۱۳ ع ۵)

ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ نہایت ہی لطیف پیرایہ میں کرتے ہوئے دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کا طرۂ امتیاز ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ اے مخاطب کیا تو نے غور نہیں کیا کہ قرآن کریم جو کلمہ طیبہ کی حیثیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کیسی اعلیٰ درجہ کی مثال دی ہے کہ وہ ایک ایسے درخت کی مانند ہے جس کو دیکھ کر طبیعت میں سرور پیدا ہو جاتا ہے جو ہر لحاظ سے دلوں میں لذت اور حلاوت پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے اس درخت کی جڑ بڑی مضبوط ہے جس کے اکھڑنے کا کوئی احتمال ہی نہیں اس لئے اس کو غذا ہر وقت ملتی رہے گی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ہر وقت ہرا بھرا رہے گا اس پر دائمی بہار رہے گی اسی طرح اسلام کے درخت یعنی قرآن کریم کی غذا جو اس کو ہمیشہ زندہ رکھنے کا موجب ہوگی وہ وہ تائید اور نصرت الٰہی ہے جو دائمی طور پر اس کے شامل حال رہے گی یعنی ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس کے حقائق و معارف کا ظہور ہوتا رہے گا جڑ کے مضبوط اور دائمی طور پر قائم رہنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کے الفاظ میں تبدیلی ہرگز راہ نہیں پاسکے گی جس طرح ظاہری درخت کی جڑ قائم رہے تو درخت کی افادیت قائم رہتی ہے اسی طرح قرآن کریم کے الفاظ اگر اپنی اصلی حالت میں قائم رہیں اور ان میں تحریف راہ نہ پاسکے تو حسب ضرورت اس کے حقیقی معانی یا بالفاظ دیگر اس کے حقائق و معارف کا کھلنا ممکن ہو سکتا ہے ورنہ اگر اصل الفاظ ہی نہ ہوں تو حقائق کہاں سے دریافت کئے جاسکتے ہیں پہلی کتب اس لئے اپنی افادیت کھو بیٹھیں کہ ان کے اصل الفاظ محفوظ نہیں رہے۔

اس کے بعد فرمایا فرعھا فی السماء اس کی شاخیں آسمان میں ہیں اس کی شاخیں تو اس کے حقیقی متبعین ہی ہیں ان کے متعلق فرمایا کہ یہ آسمان میں پہنچے ہوئے ہوتے ہیں یعنی ان کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم ہو جاتا ہے خصوصاً وہ اولیاء جو بطور مجدد مبعوث کئے جاتے ہیں۔

پھر فرمایا تؤتی اکلھا کل حین یعنی ان شاخوں یعنے اولیاء کرام اور مجددین عظام کے ذریعہ سے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنا پھل دیتا رہتا ہے اس کا پھل یقیناً وہ اہل اللہ ہیں جن پر حقائق و معارف قرآنی کھلتے ہیں پس اس کے پھل اہل اللہ کے علاوہ وہ نتائج بھی ہیں جو اس کتاب پر عمل کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور جن کا ظہور آسمان سے تعلق رکھنے والے اولیاء اور مجددین کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے باذن ربھا کی قید لگا کر یہ بتلا دیا کہ خود بخود مصلح بن کر کھڑے ہونے والے حقیقی معنوں میں اسلام کے درخت کی شاخیں نہیں کہلا سکتے حقیقی مصلح وہی ہوں گے جو خدا کے اذن سے کھڑے ہوں گے اسی لئے حدیث میں حقیقی مجددین کے متعلق فرمایا ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کہ اللہ ہی حقیقی مجددین کو مبعوث کیا کرے گا۔ اس حدیث میں کل حین کی بھی تشریح کر دی گئی ہے کہ ہر سو سال کے بعد ایسی ضرورت پیش آیا کرے گی کہ اس کی حقیقی تعلیم کو نمایاں اور روشن کیا جائے اور غلط خیالات جو اس عرصہ میں پیدا ہوا کریں گے ان کی اصلاح کر دی جائے اور اعمال میں جو سستی اور غفلت پیدا ہو اسے بھی چستی اور ہوشیاری میں بدل دیا جائے اور یہی طریق ہے جس کے ذریعہ اسلام کے باغ کو ہرا بھرا دکھایا جا سکتا ہے۔ ایسی مثالیں اللہ تعالیٰ اسی لئے بیان کرتا ہے کہ تم ان سے فائدہ اٹھاتے رہو یہ نہیں کہ مجدد آئے تو اس کی طرف توجہ ہی نہ دو اور اس کے متعلق بے اعتنائی سے کام لو ایسی مثال تو تمہارے فائدہ کے لئے ہی بیان کی گئی ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھانا تمہارا فرض ہے۔

اب اس کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کی مثال اس درخت سے دی ہے جو اپنی افادیت کھو چکا ہو جو اب خیر و برکت کا ذریعہ نہ رہا ہو خبیث کے یہی معنے ہیں اس لئے اس کی تشریح میں فرمایا کہ جس کی جڑ اکھڑ کر زمین سے تعلق توڑ چکی ہو جہاں سے اسے غذا ملتی تھی اور جہاں سے غذا لے کر اس نے شاخوں تک اسے پہنچانا تھا اب جب اسے غذا نہیں ملے گی تو ما لھا من قرار یعنے اس کا قیام ناممکن ہے۔

قرآن کریم کے اس دعوے کی صداقت کو دنیا ۱۴۰۰ برس سے مشاہدہ کر رہی ہے ہزارہا اولیاء اس امت میں پیدا ہو چکے ہیں کوئی زمانہ بھی اولیاء کے وجود سے خالی نہیں رہا اور ہمارا یہ زمانہ تو اس عظیم الشان ولی کا زمانہ ہے جسے احادیث میں مسیح اور مہدی کے لقب سے یاد کیا گیا ہے اور اس کے مقابل دیگر مذاہب میں مقدار سیدہ ہو اور یہ عملی دلیل ہے قرآن کے اس دعوے کی صداقت کی کہ دیگر مذاہب اس درخت کی مانند ہیں جنہوں نے پھل دینا بند کر دیا ہے۔

مومنوں کے ایمانوں کی تقویت کے سامان

اس مقابلہ کو پیش کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسلام کے درخت کو ہرا بھرا رکھنے کے طریق کی وضاحت کرتا ہے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مومنوں کے ایمانوں کو ہمیشہ تقویت پہنچاتا رہے گا ایسے قول کے ذریعہ جو نہایت ہی مستحکم اور یقینی اور محقق اور شک و شبہ سے پاک ہوگا اسی دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جو وعدے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قائم رکھنے کے بارے میں کئے ہیں ان کا پورا ہونا مشاہدہ میں آتا رہے گا جو ایمانوں کی تقویت کا موجب بنتا رہے گا۔ قرآن کریم کے متعلق وعدہ ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

یعنے اس کے الفاظ اور اس کے معانی کی حفاظت کے ساتھ اس کی تاثیروں کا مشاہدہ بھی ہر زمانہ میں کراتا رہے گا۔ یعنے لوگ امت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن پر حسب وعدہ قرآن فرشتے نازل ہوتے رہیں گے اور ان کو بشارتیں دیتے رہیں گے کلام الٰہی سے وہ مشرف کئے جائیں گے روح القدس سے ان کی تائید ہوتی رہے گی، وہ مستجاب الدعوات ہوں گے خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے رہیں گے دشمنان اسلام کے مقابلہ میں تائید الٰہی ہمیشہ ان کے شامل حال رہے گی ہر زمانہ میں امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن چودھویں صدی یعنی ہمارے اس زمانہ کے متعلق تو ایک عظیم الشان ولی کے ظہور کی پیشگوئی چلی آتی تھی یعنی مسیح اور مہدی کے ظہور کی پیشگوئی جس کو خاتم الاولیاء بھی کہا گیا ہے اس کے ظہور کی بے شمار علامات بیان کی گئی ہیں جو سب کی سب حضرت مرزا صاحبؒ کے دعویٰ مسیحیت کے ساتھ ہی پوری ہو گئیں اس کے متعلق یہ پیشگوئی بھی تھی کہ اس پر قرآن کریم کے حقائق و معارف سب سے زیادہ کھلیں گے چنانچہ جلسہ مذاہب اعظم لاہور کے موقعہ پر دنیا کو اس کا ثبوت مل گیا اس کے علاوہ خود اہل حدیث کے ایڈووکیٹ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضورؒ کی کتاب براہین احمدیہ شائع ہونے پر اس کے متعلق یہ لکھا کہ ۱۳۰۰ برس میں اسلام کی تائید میں ایسی کتاب نہیں لکھی گئی اگر کوئی اس کو مبالغہ قرار دے تو ایک کتاب ہی ایسی پیش کر کے دکھلائے اس کے ساتھ ہی یہ بھی علامت تھی کہ الٰہی مکالمہ مخاطبہ کا شرف اس کو سب اولیاء سے زیادہ حاصل ہوگا اور اس میں غیب کی خبروں پر اس کثرت سے اس کو مطلع کیا جائے گا کہ اس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں ملے گی پھر ایک علامت یہ بھی بتلائی گئی کہ وہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر کے دکھلا دے گا اس کے زمانہ میں اسلام کے سوا دیگر تمام مذاہب مردہ ثابت ہوں گے۔ چنانچہ جلسہ مذاہب اعظم کے موقعہ پر قرآن اور حدیث کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی حضرت مرزا صاحبؒ کا مضمون جو اسلام کی تائید میں پڑھا گیا وہ دیگر تمام مذاہب کے علماء کے مضامین پر غالب رہا اور اس غلبہ کے متعلق حضورؒ نے خدا سے الہام پا کر قبل از وقت پیشگوئی بھی کر دی تھی اس کے ساتھ ہی حضورؒ نے تمام مذاہب کے متبعین کو چیلنج کیا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآن سے باہر

کہ اور محمد رسول اللہ صلعم کے اسوۂ کی پیروی سے الگ ہو کر وہ مقرب الٰہی بن گیا ہے۔ وہ میرے ساتھ روحانی مقابلہ کر لے۔ لیکھرام کے سوا کسی کو مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی اس کے ساتھ مباہلہ ہوا جس میں اسے ہلاکت کا نشانہ بننا پڑا۔ بہاءاللہ جس نے قرآن کے منسوخ ہونے اور حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کے ختم ہو جانے کا اعلان کیا تھا اس کو بھی مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی پھر اس کے لڑکے اور خلیفہ عبدالبہاء کو بھی جرأت نہ ہوئی۔

اس سے قبل ایسا زمانہ کبھی نہیں آیا کہ اس شدت کے ساتھ قول ثابت کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمانوں کو تقویت پہنچانے کی ضرورت پیش آئی ہو جیسا کہ اس زمانہ میں آئی کیونکہ دشمنان اسلام کا حملہ اسلام پر اس زمانہ میں بڑا شدید تھا اور یہ حملہ چاروں طرف سے ہو رہا تھا۔ مادہ پرستی کا سیلاب اس قدر تیز و تند تھا کہ وہ ایمانوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جا رہا تھا۔ پس ایسے زمانہ میں ایسے ہی عظیم الشان مجدد کی شدید ضرورت تھی کہ وہ ایک طرف دلائل قویہ اور براہین ساطعہ کے ذریعہ اسلام کی برتری تمام مذاہب اور تمام فلسفوں پر ثابت کرے اور دوسری طرف ایسے واضح نشانوں کے ذریعہ اسلام کا فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہونا اور محمد رسول اللہ صلعم کا زندہ رسول اور خاتم النبیین ہونا ثابت کر دے اور اس ذریعہ تمام دنیا پر اسلام کی حجت تمام کر دے جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ نے کر کے دکھلا دی اس کو کہتے ہیں۔ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا۔ جس طریق سے حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کے اس دعوے کی سچائی کو نمایاں کیا ہے صحابہ کرامؓ کے زمانہ کے بعد ۱۳۰۰ برس میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے بزرگ آنے والے مسیح کو دیکھنے کے لئے ترستے رہے خوش قسمت ہیں ہم لوگ جن کو اس امام ہمام کی شناخت نصیب ہوئی اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو اتنے بڑے امام کے ساتھ ہو کر دین کی خدمت کا موقعہ ملا۔

افسوس ہم کہنا پڑتا ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگ اس کی قدر کرتے اور اس کے ساتھ ہو کر خدمت دین کی سعادت حاصل کرتے مخالفت پر کھڑے ہو گئے خدا تعالےٰ نے ویضل اللہ الظالمین کے الفاظ میں ایسے مخالفین کے متعلق بھی پیشگوئی کر دی ہوئی تھی کہ وہ اس مخالفت میں ناکام رہیں گے چنانچہ باوجود قوم میں اثر و رسوخ رکھنے کے یہ مخالفین حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کی کامیابی کی راہ روک نہیں بن سکے۔ لوگ آخر جوق در جوق حضورؑ کی جماعت میں داخل ہوتے چلے گئے اور ان کے فتاوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

یہ تائید الٰہی کا بین ثبوت ہے دنیا کے متعلق یہ وعدے پورا ہو کر اس بات کا یقینی ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں کہ حقیقی مسلمانوں کو آخرت کے متعلق جو وعدے دیئے گئے ہیں وہ بھی ضرور پورے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کس قدر صحیح اور مضبوط علم کلام ہمیں عطا کیا ہے۔ اس کے ثبوت میں میں نے اپنا تجربہ بیان کیا تھا جسے میں اب پھر دہراتا ہوں مصر میں ایک بہت بڑے عالم سے میری گفتگو ہوئی میں نے اسے کہا کہ عیسائی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا دعوےٰ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم افضل الرسل ہیں اور عیسائی حضرت عیسےٰ کے متعلق ایسا ہی دعوےٰ کرتے ہیں۔ دعوےٰ وہی قابل قبول ہو سکتا ہے جو اپنے ساتھ دلیل رکھتا ہو، مسلمان مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ خالق تھے نبی کریم صلعم خالق نہیں تھے اس عالم نے کہا کہ حضرت عیسےٰ نے باذن اللہ خلق کیا میں نے کہا وہ کہتے ہیں یہ تو خود ایک وجہ ہے کون دیکھنے گیا تھا کہ ان کو اذن خدا دے رہا تھا لیکن اگر باذن اللہ مان بھی لیں تب بھی حضرت عیسےٰ کی ہی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے قول کے مطابق حضرت عیسےٰ کو تو اذن دیا لیکن تمہارے نبی (صلعم) کو تو اذن کبھی نہیں دیا قرآن خود کہتا ہے افمن یخلق کمن لا یخلق کہ غیر خالق خالق کے برابر نہیں ہو سکتا تو وہ عالم حیران رہ گیا میں نے کہا اچھا اس پر غور کر کے اس کا جواب مجھے بتلائیں وہ دو دن کے بعد آنے کا وعدہ کر کے گیا مگر پھر نہیں آیا۔ قریباً چھ ماہ کے بعد وہ مجھے بازار میں مل گیا میں نے جب نہ آنے کی وجہ پوچھی تو کہا کہ میں کس منہ سے آپ کے پاس آتا میں نے تمام تفسیریں دیکھیں اور یہاں کے بڑے بڑے علماء سے دریافت کیا مگر کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکا۔ اس پر جب میں نے حضرت عیسےٰ کے خلق کی حقیقت اس کے سامنے رکھی تو اس نے صاف کہا کہ آج تم نے میرے اندر ایمان پیدا کیا ہے ورنہ میں متزلزل ہو چکا تھا۔

اسی طرح ایک اور عالم نے جسے علم تھا کہ میں احمدی ہوں مجھ سے دریافت کیا کہ ولکن شبہ لھم کے آپ کیا معنی کرتے ہیں۔ جب میں نے اسے بتلایا کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ جب صلیب پر سے اتارے گئے تو بے ہوشی کی وجہ سے کالمصلوب نظر آتے تھے تو تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر کہا کہ قرآن پر مجھے حقیقتاً آج ایمان پیدا ہوا ہے میں نے جب وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگا کہ میں دل میں کہا کرتا تھا کہ حضرت مسیح کے دشمن دوست دونوں اس بات پر متفق ہیں اور یہی دونوں قومیں یہود اور عیسائی جو موقعہ کے گواہ ہیں کہتی ہیں کہ خود مسیح کو ہی صلیب پر لٹکایا گیا تھا مگر ۶۰۰ برس کے بعد ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ مسیح کو نہیں بلکہ کسی اس کے ہم شکل کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ میری عقل اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی تھی اس لئے میں سمجھتا تھا کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ لیکن آج آپ سے یہ معنی سن کر مجھے اس کے کلام الٰہی ہونے پر یقین پیدا ہو گیا۔

اسی طرح یہی عالم میرے پاس ایک دن آیا اور کہا کہ عیسائیت کے خلاف جو دلائل آپ لوگ دیا کرتے ہیں وہ مجھے بتلا دیں میں نے بائیبل میں سے اسے کافی حوالے لکھوا دیئے۔ بعد میں اس نے مجھے بتلایا کہ درحقیقت میرا ڈاکٹر زویمر سے مناظرہ تھا ایک محلہ میں عیسائی اور مسلمان دونوں رہتے ہیں۔ اس محلہ کے نوجوان طلباء نے میرے اور ڈاکٹر زویمر کے درمیان مناظرہ کرانے کا فیصلہ کیا اس عالم نے مجھے کہا کہ جب میں نے اس کے سامنے آپ کے بتلائے ہوئے دلائل رکھے تو جواب دینے کی بجائے اس نے یہ کہنا شروع کر دیا ھذا من القادیان۔ ھذا من القادیان۔ عیسائی نوجوان تو اس کو کچھ بھی نہ سمجھے انہوں نے تو کہنا شروع کر دیا کہ ڈاکٹر زویمر کا دماغ چل گیا ہے وہ عالم کہنے لگا کہ مجھے یقین ہو گیا کہ عیسائیت کے خلاف آپ کے دلائل فی الحقیقت بڑے ہی مضبوط ہیں اس کو کہتے ہیں القول الثابت۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قول ثابت کے ذریعہ جو دلائل عقلیہ اور نشانوں دونوں پر مشتمل ہے دنیا سے اسلامی برتری کا سکہ منوا لیا۔ ایک ہی اصل ان کے سامنے رکھا کہ کتاب تو وہ ہو سکتی ہے کہ جو دعوےٰ بھی خود ہی کرے اور اس کے صحیح ہونے کا ثبوت بھی خود ہی دے۔ حضورؑ نے تمام دعاوی قرآن کریم سے ہی پیش کئے اور دلائل بھی قرآن کریم سے ہی پیش کئے لیکن دیگر مذاہب اس سے بالکل عاجز آ گئے۔

اس کے بعد فرمایا کہ خدا کی طرف سے جو نعمت نبیوں کے وجود یا ان کے نائبین کے وجود میں آتی ہے اس کو قبول کرنے کی بجائے جو لوگ اس کا انکار کر دیتے ہیں وہ قوم کو باطل پر قائم رکھنے کا موجب ہوتے ہیں ان کی روحانی زندگی تو بھی تلخ گذرتی ہے اور ان کا ساتھ دینے والوں کی زندگی بھی تلخ ہی گذرتی ہے رسمی طور پر تو وہ پیروی کرتے ہیں مگر ہمیں کوئی روحانی فوائد ان کو اس سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر وہ خدا کے ہمسر بنا لیتے ہیں جن کی وہ درحقیقت پرستش کر رہے ہوتے ہیں۔ دیکھو عیسائی تو علانیہ حضرت مسیح کی پرستش کر رہے ہیں لیکن مسلمان بھی ان کی طرف ایسی صفات منسوب کر رہے ہیں جو درحقیقت اللہ تعالےٰ میں ہی پائی جاتی ہیں جس کا نتیجہ بجز غلط راستہ پر قائم رہنے کے اور کیا ہو سکتا ہے اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاھلیۃ۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تم جب اسلام کے ساتھ خدا کی اس قدر تائیدوں اور نصرتوں کا مشاہدہ کر رہے ہو تو اس کی تعلیم پر عمل کرنے میں تو سستی تمہارے قریب بھی نہیں آنی چاہیئے اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایمان کا دعوےٰ کرنے والوں کو کہا کہ نمازوں کو خود بھی قائم رکھیں اور ان پر دوام اختیار کریں اور دوسروں میں بھی اسکو رواج دیں۔ اقامت کے یہ تینوں معنی ہیں یاد رکھیں کہ نماز ہی مومن کا معراج ہے وہ صرف بدیوں سے ہی نہیں روکتی بلکہ روحانی ترقی کی تمام منازل کو بھی طے کرواتی ہے اور یہی ایک زینہ ہے جس کے ذریعہ انسان روحانیت کی چوٹی پر پہنچ سکتا ہے۔ تمام اولیاء نے اسی کے ذریعہ روحانی منازل طے کیں۔ اس لئے اگر تم بھی خدا کے فضلوں کا وارث بننا چاہتے ہو تو نمازوں کو سوز و گداز سے ادا کرو میں جب دیکھتا ہوں کہ ہمارے بعض نوجوان نمازوں میں سست ہیں تو مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے یہ بچے خدا کی اتنی بڑی نعمت سے اپنے آپ کو محروم کر رہے ہیں۔

دوسری بات جس کی تلقین مومن کو اس آیت میں کی گئی ہے وہ خدا کی راہ میں مالوں کے خرچ کرنے کے متعلق ہے کیونکہ اس سے ہی قوم سے غربت اور مفلسی دور ہو سکتی ہے۔ زکوٰۃ بھی اسی لئے فرض کی گئی ہے اور اس کے متعلق یہی کہا گیا ہے کہ اغنیاء سے مال لیا جائے اور غرباء پر اسے خرچ کیا جائے فرمایا کہ پیشتر اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ ہی رشتہ داریاں اور نہ ہی دوستیاں کام آئیں گی۔ خدا کی راہ میں اپنے اموال کی قربانی دے کر جیسا کہ خدا نے کہا ہے کہ خدا نے تم سے تمہارے نفوس اور تمہارے اموال خرید لئے ہیں جنت دینے کے عوض جنت لے لو یہ بڑا سستا سودا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے لخت جگر حضرت فاطمہؓ اور اپنی پھوپھیؓ کو فرمایا کہ دنیا میں مجھ سے جو چاہو لے سکتی ہو لیکن قیامت کے دن میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا وہاں صرف تمہارے اپنے اعمال ہی کام آئیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعودؑ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماتے ہوئے نماز کی ادائیگی پر پابند رہنے اور خدا کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے اموال خرچ کرنے کے لئے ہمارے دل کھول دے اور اس راہ میں زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنے کی ہمت عطا فرمائے آمین

اظہار تشکر

حضرات و احباب نے میری اہلیہ مرحومہ کی وفات حسرت آیات پر بذریعہ خطوط و تار اظہار تعزیت و ہمدردی فرمایا ہے۔ اس سے میرے غم نصیب دل کی ایک گونہ تسلی ہوئی ہے۔ جزاہم اللہ۔

میں ان تمام ہمدردوں کو فرداً فرداً لکھنے سے معذور ہوں۔ اس لئے بذریعہ اخبار ان سب کا خلوص بھرا شکریہ ادا کرتا ہوں

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

خطاب فیرمین (FAIR MAN) کا حقیقی مطلب اور اس کا موجب ہدایت ہونا

(۴)

حضرت نبی کریم صلعم کی قابلِ توجہ حدیث۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو جو فیرمین کا خطاب عطا کیا گیا ہے اسے بھی ہمارے اس معزز دوست نے تعجب کی نظر سے دیکھتے ہوئے دریافت کیا ہے کہ یہ کس طرح ذریعہ ہدایت بن سکتا ہے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ میں لفظ فیرمین کے معانی پر روشنی ڈالوں حضرت نبی کریم صلعم کی ایک حدیث کی طرف اپنے اس معزز بھائی کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سات نام رکھے ہیں (۱) محمدؐ (۲) احمد (۳) طٰہٰ (۴) یاسین (۵) المزمل (۶) المدثر (۷) عبداللہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل نام کے علاوہ اللہ تعالےٰ بعض صفاتی ناموں سے بھی اپنے ماموروں کو پکارتا ہے۔

طٰہٰ اور یاسین کے معنی

ان سات ناموں میں سے طٰہٰ اور یاسین کے متعلق سلف صالحین سے یہی مروی ہے کہ ان کے معنی یا رجل یا یا انسان کے ہیں گو بعض نے یاسین کے معنی یا سید کے بھی کئے ہیں اور بعض نے یا محمد کے بھی کئے ہیں۔ ہمارے معزز دوست غور فرمائیں کہ یا رجل یا یا انسان کے خطاب میں کیا کسی خاص فضیلت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے بجز اس کے کہ ہم حضرت نبی کریم صلعم کے مقام اور آنحضرت صلعم کی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھ لیں کہ رجل سے مراد کامل رجل اور انسان سے مراد کامل انسان ہے ورنہ بظاہر تو یہ الفاظ علانیہ اس کی طرف رہنمائی نہیں کرتے باقی نام بے شک اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو ان ناموں کے مفہوم میں پائی جاتی ہے۔

ناموں کے متعلق سنت الٰہی

اللہ تعالےٰ کی سنت یہی ہے کہ جب وہ کسی شخص کو کسی نام سے پکارتا ہے یا کوئی خطاب کسی شخص کو عطا کرتا ہے تو اس حقیقت کی بناء پر ہی کرتا ہے جو خطاب کے لفظ کے معانی میں مضمر ہوتی ہے مثلاً کسی کو شیر خدا اللہ تعالےٰ اسی وقت کہے گا جب شیر جیسی بہادری اس میں پائی جائے گی اس لئے جب تک کسی خطاب کی حقیقت کسی شخص میں نہ پائی جائے اس وقت تک وہ خطاب اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیا ہی نہیں جاتا کیونکہ اللہ تعالےٰ کے خطاب مبنی بر حقیقت ہوتے ہیں دنیاوی گورنمنٹوں کے خطابوں کی طرح نہیں ہوتے جن میں حقیقت قطعاً مدنظر ہوتی ہی نہیں۔ پس اللہ تعالےٰ نے جن ناموں سے حضرت نبی کریم صلعم کو مخاطب کیا ہے ان میں حقیقتوں کو ہی مدنظر رکھ کر کیا ہے اسی طرح آنحضرت صلعم کے غلام یعنی حضرت مسیح موعودؑ کو جن ناموں سے مخاطب کیا ہے ان میں بھی حقیقت کو ہی مدنظر رکھا گیا ہے۔ پس فیرمین کے خطاب میں بھی اس حقیقت کو ہی مدنظر رکھا گیا ہے جو اس لفظ کے معانی میں پائی جاتی ہے۔

فیرمین کے متعدد معانی اور دو خوابوں کے درمیان اسکا ہونا

یہ ایک انگریزی لفظ ہے جس کے متعدد معانی ہیں اور یہ تمام معانی ان صفات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو اُمت میں آنے والے مسیح اور مجدد کے متعلق احادیث میں مذکور ہیں۔

خواب جس میں فیرمین کا خطاب حضورؑ کو عطا کیا گیا یکم ستمبر ۱۹۰۳ء کی ہے اس سے قبل ۲۴ر اگست کی ایک خواب ہے اور اس کے بعد تین ستمبر کی ایک خواب اور ایک الہام ہے اور ان کے درمیان وہ خواب ہے جس میں فیرمین کا ذکر ہے ان تینوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے جیسا کہ ذیل کی تشریح سے واضح ہو جائے گا۔

۲۴ر اگست والی خواب

اس لئے سب سے پہلے ۲۴ر اگست والی خواب کا ذکر کیا جاتا ہے جو یہ ہے:۔

"فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک بلی ہے اور گویا کہ ایک کبوتر ہمارے پاس ہے وہ اس پر حملہ کرتی ہے بار بار ہٹانے سے باز نہیں آتی تو آخر میں نے اس کا ناک کاٹ دیا ہے اور خون بہہ رہا ہے پھر بھی باز نہ آئی تو میں نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین پر رگڑنا شروع کیا بار بار رگڑتا تھا پھر بھی سر اُٹھاتی جاتی تھی تو آخر میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں۔"

خواب کی تعبیر

تعطیر الانام جو خوابوں کی تعبیر میں ایک مستند کتاب ہے اس میں بلی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ایسے لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کے ساتھ کلام کرتے ہیں نہایت ہی نرمی سے پیش آتے اور ملاطفت سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں، لایعنی اور بے ہودہ باتوں اور ناچ وغیرہ کے ذریعہ اور تمام امور پر نظر رکھتے ہیں اور موقعہ کے منتظر رہتے ہیں اور جس وقت مناسب موقعہ میسر آجائے تو بگاڑ اور فساد پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

ان صفات کی مصداق

عیسائی قوم — پہلی صفت

مندرجہ بالا تمام صفات عیسائی قوم میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہیں خصوصاً اس قوم کے گروہ میں جو دجّال کہلاتا ہے۔ سورۃ الکہف میں اللہ تعالےٰ نے ان کی یہی صفت بیان کی ہے کہ یہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ملاطفت سے ہی کام لیں گے چنانچہ فرمایا کہ جب یہ قوم اپنے کارندوں کو دوسری قوموں میں بھیجیں گے تو ان کو پہلی ہدایت یہی دیں گے ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدًا انھم ان یظھروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتھم ولن تفلحوا اذًا ابدًا۔ یعنی لوگوں سے نرمی اور ملائمت سے پیش آؤ اور انہیں اپنے اصل مقصد سے واقف نہ ہونے دو۔ اگر ان کو تمہارے مقصد کا علم ہو گیا تو وہ تمہیں رجم کر دیں گے یا اپنے مذہب میں داخل ہونے پر مجبور کریں گے۔ ایسی صورت میں تم اپنے مقصد میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکو گے۔

دوسری صفت

دوسری صفت ان کی تعبیر رؤیا کے لحاظ سے یہ بتلائی گئی ہے کہ ایسی لایعنی اور بے ہودہ باتوں سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیں گے اور اسی طرح ایسی کلبیں بنائیں گے جن میں لوگوں کو ناچ وغیرہ کا عادی ۔۔۔ بناکر ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کریں گے قرآن کریم کی سورۃ الکہف کے پہلے رکوع میں اللہ تعالےٰ ان کی اس صفت کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ گفتگو میں ملاطفت سے تو ضرور کام لیں گے لیکن جس بات کو قبول کرنے کی طرف دعوت دیں گے وہ نہایت ہی غیر معقول اور بے ہودگی پر مبنی ہوگی۔ چنانچہ فرمایا وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدًا ما لھم بہ من علم ولا لاٰبائھم کبرت کلمۃً تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبًا۔ اس سے بڑھ کر بے ہودہ بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے بیٹا تجویز کیا جائے۔ فرماتا ہے یہ بہت ہی بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے یہ سب جھوٹ ہی جھوٹ ہے اس کو درست ثابت کرنے کے لئے یہ لوگ کوئی علمی دلیل پیش نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے پہلے بزرگ پیش کر سکے صرف بے حقیقت اور لایعنی دلائل سے کام لیتے ہیں۔

اس قوم کا خاصہ

لوگوں کے اخلاق میں بگاڑ اور فساد پیدا کرنا

اس قوم کا خاصہ ہے جس ملک میں گئے وہاں کے لوگوں کو شراب نوشی میں اور ناچ وغیرہ کھیلوں میں منہمک کر کے ان کے اخلاق کو تباہ کر دیا اور مذہب جو اخلاق کو سدھارنے کا واحد ذریعہ ہے اس سے متنفر کرنے کا ڈھنگ بھی انہیں خوب آتا ہے۔ پھر بلی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر میں زنا کی کثرت بھی لکھا ہے اور اولاد الزنا کی کثرت اور ایسے لوگوں کی کثرت بھی لکھا ہے جن کے والدین کا پتہ ہی نہ ہو۔ چنانچہ یورپ میں اس قوم میں یہ صفات نمایاں نظر آتی ہیں۔ پھر اس کی تعبیر عدم الوفا بھی لکھا ہے ان کے سیاستدان بے وفائی کی صفت میں خاص طور پر مشہور رہیں۔ سرقہ بھی اس کی تعبیر میں لکھا ہے۔ چنانچہ چپکے چپکے مختلف چالوں سے لوگوں کی دولت پر قبضہ جماتے چلے جاتے ہیں۔

کبوتر کی تعبیر

کبوتر کا خواب میں دیکھنا رسول امین۔ صدیق صدوق اور حبیب انیس پر دلالت کرتا ہے پس خواب میں کبوتر کا حضورؑ کے پاس ہونا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ آپ کا گہرا تعلق ہے گویا آنحضرت صلعم آپ کے پاس ہی ہیں اور آنحضرت صلعم آپ کے ہی ہیں اور آپ کا صدیق صدوق قرآن ہے اور آپ کا حبیب انیس اسلام ہے۔

دونوں تعبیروں کا مصداق

اور بلی یا دجّالی قوم حضرت نبی کریم صلعم، قرآن کریم اور اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہے اور حضورؑ نے

ان کے دفاع میں اور ان کے حملوں کو ناکام بنانے میں مصروف ہیں۔ ناک کاٹ دینے کا مطلب یہی ہے کہ دلائل اور نشانوں کے ذریعہ ان کو ذلیل و خوار بنا کر رکھ دیا ہے اور منہ کو زمین پر رگڑنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے منہ کو بند کر دیا ہے اور زمین پر رگڑنا سے مراد یہی ہے کہ ثابت کر دیا کہ یہ قوم محض دنیا پرست ہے روحانیت سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ حدیث میں دجال کی یہی صفت درج ہے کہ دنیا کی آنکھ اس کی روشن ہوگی اور دین کی آنکھ اس کی اندھی ہوگی۔

پھانسی کی تعبیر

چنانچہ پادریوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ احمدیوں سے گفتگو کرنا بالکل بند کر دو آخر العلاج الکیّ کی مشہور ضرب المثل کے مطابق ان کا علاج پھانسی دینا تجویز کیا اور پھانسی خواب میں محض اشیاء کے ظہور پر دلالت کرتا ہے چنانچہ عیسائی مذہب کی بنیاد ان کے یسوع کی صلیبی موت پر تھی اور یہ امر کہ وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے ایک مخفی امر تھا جس کا اظہار حضرت اقدس کے ذریعہ ہوا۔ اسی طرح مرہم عیسیٰ کے ذریعہ ان کے زخموں کا علاج ہونا بھی مخفی امر تھا جو حضور کے ذریعہ ہی ظاہر ہوا۔ اسی طرح ان کی وفات اور سری نگر میں ان کا دفن ہونا بھی مخفی چلا آتا تھا اس پر سے بھی پردہ اٹھایا تو حضور نے ہی اٹھایا غرضیکہ اس سلسلہ میں بہت سے مخفی امور تھے جن کو حضور نے ظاہر کیا۔

احادیث میں دجّال کی صفات

اب جب ہم احادیث کی طرف آتے ہیں تو وہاں ہمیں دجّال کی وہی صفات ملتی ہیں جو حضور کے خواب میں مذکور ہوئی ہیں اور ساتھ ہی اسلام پر ان کے حملہ کا ذکر بھی ان میں پایا جاتا ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عیسائی مذہب کو جو خطرناک شکست ہوئی ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ سے ہی ہوئی ہے۔ یورپ میں اس کا اثر و رسوخ قریباً قریباً ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس قوم کا سیاسی اقتدار بھی خاتمہ کے آخری مراحل پر ہے۔

دوسری تعبیر

پھانسی کی ایک تعبیر یہ بھی لکھی ہے کہ یہ فقراء کے لئے خیر پر دلالت کرتی ہے اب یہ حقیقت ہے کہ خود حضرت اقدسؑ کو الہام ہوتا ہے "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔" تذکرہ ص۲۷۰ اگرچہ یہ الہام اسلام کی تمام دیگر ادیان پر روحانی برتری اور روحانی غلبہ کا اظہار کر رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے ابتری سے اٹھ کر بلندی کی طرف آنے کی طرف بھی صراحت سے اشارہ کر رہا ہے۔

اسلامی حکومتوں کی حالت

اور ظاہر ہے کہ تمام اسلامی حکومتوں پر فقراء کا لفظ پوری طرح صادق آتا تھا اور وہ انتہائی احتیاج کی حالت میں تھیں۔ حضورؑ کی سب سے بڑی مراد یہی تھی جس کا ذکر آپ نے اپنی کتب میں بار بار کیا کہ اس مادہ پرست قوم پر زوال آئے اور اس کے اثر و رسوخ میں کمی آئے اور مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو اور ان کا زوال عروج میں تبدیل ہو چنانچہ واقعات نے اس الہام کی صداقت کو ثابت کر دیا غیر متوقع طور پر ایسے حالات پیدا ہونے گئے کہ اسلامی حکومتیں ان کے اقتدار سے چھٹکارا حاصل کر کے آزاد ہونی شروع ہو گئیں گو ابھی کمزور حالت میں ہیں لیکن بتدریج اپنے پاؤں پر کھڑی ہو کر طاقت پکڑتی جا رہی ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ حضورؑ کا یہ الہام پوری شان کے ساتھ پورا ہو جائے اور اسلامی حکومتوں کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے کہ دشمن ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکیں۔

حدیث میں مزید وضاحت

حدیث میں دجّال کے حملہ اور مسیح موعودؑ کی مدافعت اور اس کی حفاظت اسلام کی کوششوں کا مزید وضاحت سے بھی ذکر موجود ہے چنانچہ حدیث میں حضرت نبی کریم صلعم کا ایک کشف مذکور ہے جس میں آنحضور صلعم کو دجّال خانہ کعبہ کا طواف کرتا دکھلایا گیا ہے اور اس کے ساتھ امت میں آنے والے مسیح کو بھی خانہ کعبہ کا طواف کرتے دکھلایا گیا اس کشف کی تعبیر یہی کی گئی ہے کہ جس طرح چور کسی گھر کے گرد اس لئے گھومتا ہے کہ دیکھے کہاں سے وہ نقب لگا کر گھر کے اندر داخل ہو اور سامان چوری کر کے لے جائے اور مالک مکان اس لئے گھومتا ہے کہ دیکھے کہ گھر میں اگر کوئی رخنہ ہے تو اس کی مرمت کر دے ٹھیک اسی طرح دجّال کے طواف کی تعبیر تو یہی ہے کہ وہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کو اس سے بدظن کرنے کی راہیں تلاش کرنے میں مصروف رہے گا۔ اور مسیح کے طواف کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اسلام کو اس کے حملوں سے محفوظ رکھنے کی تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کی راہیں تلاش کرنے میں مصروف رہے گا۔

اظہارِ حقیقت

اب یہ حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں دجّال کا حملہ اسلام پر ایسا سخت تھا کہ اس سختی سے اس سے قبل اسلام پر کوئی حملہ نہیں ہوا اور اس کے مقابلہ میں مسیح موعود کی حفاظت بھی اس قدر موثر ثابت ہوئی کہ دجّال کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں اور وہ دن بدن مذہبی اور سیاسی دونوں لحاظ سے پگھلتا جا رہا ہے۔

فیر مین کے خطاب کی ایک وجہ

پس مسیح موعودؑ کا چونکہ ایک اہم دجّالی فتنہ کو فرو کرنا اور اسلام کے خلاف اس کی کوششوں کو ناکام بنانا احادیث میں بیان کیا گیا ہے اس لئے **فیر مین** کا خطاب دینے سے قبل اس کے کام کا ذکر کرنا ضروری تھا جو حضورؑ کی خواب میں مفصل طور پر بیان کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد **فیر مین** کے خطاب کا ذکر کیا۔

فیر مین کے معانی اور مسیح اور مہدی کی دوسری صفات کا ذکر۔

جیسا کہ میں نے شروع میں ذکر کیا ہے فیر مین انگریزی لفظ ہے جس کے معانی انہی صفات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو مسیح اور مہدی کی احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ آنے والے مسیح کی صفت حکماً عدلاً و حکماً مقسطاً بیان کی گئی ہے اور مہدی کے متعلق بھی یہ الفاظ ہیں کہ زمین ظلم سے بھری ہوئی ہوگی اور وہ عدل سے بھر دے گا۔ گویا دونوں کا ایک ہی کام بیان کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے سب سے بڑا ظلم تو قرآن کریم میں شرک ہی بتلایا گیا ہے ان الشرك لظلم عظیم اس پر واضح دلیل ہے اب جب ہم **فیر مین** کے معنی پر غور کرتے ہیں تو انگریزی کی آکسفورڈ ڈکشنری میں اس کے معانی میں سے مندرجہ بالا دونوں معانی پائے جاتے ہیں چنانچہ اس کے معانی just equitable لکھے ہیں جو ظلم کو دور کر کے عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے پر ہی دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور کے وقت شرک دنیا میں اپنی مختلف شکلوں میں پھیلا ہوا تھا جن سے حضورؑ نے اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کو نکالا۔

حدیث میں مسیح اور مہدی کو حضرت نبی کریم صلعم کا خلیفہ قرار دیا گیا ہے اور فیر مین کے معنی legitimate بھی لکھے ہیں اور یہ معنی حضورؑ کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کے جائز خلیفہ ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ واقعات نے حضورؑ کا حضرت نبی کریم صلعم کا جائز خلیفہ ثابت کر دیا۔

پھر اس لفظ کے معنی میں character کی پاکیزگی اور اخلاق دامن کا ہر قسم کے دھبے سے پاک ہونے کے بھی لکھے ہیں۔ چنانچہ اس کی طرف متعدد احادیث بھی اشارہ کرتی ہیں اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا چیلنج بھی ساری دنیا کے سامنے ان الفاظ میں بار بار دوہرایا جاتا رہا ہے فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ لیکن باوجود شدید دشمنی کے کوئی شخص آپ کے دامن کو کوئی عیب منسوب نہیں کر سکا پھر کامل ہونے کے بھی معنے لکھے ہیں اور مہدی کے متعلق بھی احادیث میں حضرت نبی کریم صلعم کا کامل بروز ہونا ہی درج ہے۔ یہاں تک بھی لکھا ہے کہ اگر حضرت نبی کریم صلعم زندہ ہوتے تو ہر معاملہ میں وہی فیصلہ دیتے جو مہدی دے گا۔

فیر مین کا خطاب بے معنی خطاب نہ تھا

ان تمام باتوں سے ثابت ہے کہ **فیر مین** کا خطاب بے معنی خطاب نہیں تھا جو حضورؑ کو دیا گیا بلکہ اس خطاب کے جو معانی تھے ان سب کے حضورؑ کے وجود میں پائے جانے کی وجہ سے ہی یہ خطاب حضورؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔ اور عملی طور پر حضورؑ نے اپنے آپ کو اس خطاب کا صحیح مصداق بھی ثابت کر دیا۔

تیسری خواب اور الہام

اس کے بعد تیسری خواب ہے جس میں حضورؑ نے دیکھا کہ دونوں طرف دو آدمی پستولیں لئے کھڑے ہیں اس کے ساتھ ہی الہام ہوا۔ فی حفاظة اللّٰہ یعنے اللہ کی حفاظت میں۔ احادیث میں آنے والے مسیح کے متعلق صریح پیشگوئی ہے کہ وہ قتل وغیرہ سے محفوظ رہ کر طبعی موت کے ذریعہ اس دنیا فانی سے اٹھایا جائے گا۔ اب یہ حقیقت ہے کہ تینوں قومیں مسلمان۔ ہندو۔ عیسائی وغیرہ سب ہی آپ کے دشمن تھے اور سب ہی آپ کی زندگی کو ختم کرنے کے متمنی اور کوشاں تھے قتل کا فتوے بھی جاری ہو چکا تھا اور اس زمانہ میں قتل کرنا کوئی مشکل امر بھی نہ تھا ایسے ہتھیار موجود تھے جن کے ذریعہ دور سے ہی گولی چلا کر کسی شخص کی زندگی کو بآسانی ختم کیا جا سکتا تھا۔ خواب میں دو آدمیوں کا پستول تانے حضورؑ کے دونوں طرف کھڑے ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایک طرف مسلمان اکیلے ہوں گے اور دوسرا دشمن دوسری قومیں بحیثیت مجموعی ہوں گی۔ پس مسلمان اور دوسری قومیں دونوں ہی حضورؑ کی زندگی کو ناجائز طریقوں سے ختم کرنے کی کوشش کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی حفاظت حضورؑ کے شامل حال رہے گی جس کی وجہ سے یہ دونوں دشمن اپنے ارادہ میں ناکام رہیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا کیا اتنی زبردست پیشگوئی جس کو وقوع میں لانا صرف قدرت الٰہی پر ہی منحصر تھا کیا لوگوں کے لئے موجب ہدایت نہیں ہو سکتی یقیناً ہو سکتی ہے اور ہوئی پس فیر مین کا خطاب بالکل برمحل خطاب تھا جس کے حضورؑ پوری طرح مستحق تھے اور جس کو عمل میں آ کر اپنی صداقت کو ثابت کر دیا۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

کہ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ کفار نے اسلام کو مٹانے کے لئے کوششیں کیں لیکن وہ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اور وہ قرآنی حقیقت جو ناممکن نظر آتی تھی وہ ظہور میں آگئی۔ پھر فرمایا

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول صلعم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ ادیانِ عالم پر اس کی صداقت و حقانیت ثابت کر دکھائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسل علیہم السلام کے کمالات کے جامع تھے۔ یہی وہ آخری رسول صلعم ہیں جن کے متعلق اقوام سے کہا گیا تھا۔ کہ جب وہ دنیا میں آئے تو ان کو ماننا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل و مکمل ہدایت لے کر آئے جو تمام بنی نوع انسانوں کے لئے تاقیامت ذریعہ رشد و ہدایت ہے۔ اگر میں یہ بات اپنے منہ سے کہوں اور اس کے دلائل دوں تو یہ دیگر بات ہے لیکن اگر دشمن یہ بات کہے تو وہ یقیناً وزنی اور غور طلب ہوتی ہے۔

چنانچہ جب یہ آیت قرآنی ——

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی نازل ہوئی تو ایک یہودی نے کہا کہ یہ آیت اگر ہمارے پیغمبر پر اُترتی تو ہم عید مناتے اس قول میں اس یہودی کا یہ اعتراف ہے کہ قرآن کریم مکمل ہدایت نامہ ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے جامع اور ان کی تعلیمات کو مکمل کرنے والے ہیں۔ اسلام کو دین الحق اس لئے کہا گیا کہ دیگر مذاہب میں جھوٹ اور اغراض نفس کے ذریعہ سے تحریف کر دی گئی ——۔ اور حقیقی تعلیمات کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ عیسائی مذہب کے ماننے والے محققین خود اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ بائیبل میں بے شمار تحریفیں ہو چکی ہیں۔ لوقا اور یوحنا نے اپنے اپنے دور اور تقاضوں کے مطابق انجیل کو لکھا۔ میرے پاس ایک کتاب ہے اس کا نام ہے First Christian میں نے سمجھا کہ حضرت عیسیٰ کے حالات پر مشتمل ہوگی میں نے خریدی تو وہ پولوس کی زندگی پر مشتمل تھی۔ تو موجودہ عیسائیت حضرت عیسیٰ کے مذہب کی نمائندگی نہیں کرتی بلکہ پولوس کے تعلیم و تلقین کردہ مذہب کی ترجمان ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اول المسلمین۔ لیکن پولوس پہلا عیسائی ہے حضرت عیسیٰ نہیں، تو اس طرح اگر آپ عیسائی مذہب کی کتب کو اندر سے پڑھیں تو ان میں تحریف ہی تحریف نظر آئے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسلام حق کا دین ہے۔ اس میں سچائی ہی سچائی ہے۔ جھوٹ اور تحریف کا نام و نشان نہیں اس لئے یہ اپنی صداقت اور حقانیت کے باعث

مذاہب عالم پر غالب آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ تمام مذاہب پر غالب آیا —— اور اس زمانہ میں آیا۔ اس کا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں غلبہ ثابت ہوا مفسرین قرآن کہتے ہیں کہ اس آیت۔ لیظهره علی الدین۔ کا تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے غلبۂ اسلام کا نظارہ دیکھا۔ میں نے حال ہی میں پنشن پانے کے بعد حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ عیسائیت، سکھ مت، ہندو مت، یہودیت، دہریت اور آریہ وغیرہ سب مذاہب پر سیر حاصل روشنی ڈالتے ہوئے ان کے باطل عقائد و معتقدات اور انہوں نے ایسے دلائل و براہین پیش کئے ہیں جن سے دوسرے ادیان کا ابطال ہوتا ہے اور صرف اسلام ہی سچا اور غالب مذہب ثابت ہوتا ہے۔

اگلی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یاایها الذین امنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون بالله و رسوله و تجاهدون فی سبیل الله باموالکم و انفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ جس طرح دیگر مذاہب کے ماننے والے کہتے ہیں کہ خدا کی پیاری قوم ہم ہی ہیں اور ہم ہی جنت کے وارث ہیں، عام طور پر یہ غلط فہمی مسلمانوں میں بھی پیدا ہو گئی ہے کہ جنت کے وارث صرف اور صرف مسلمان ہی ہیں مسلمانوں میں بھی احمدی اور احمدیوں میں بھی لاہوری احمدی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں لیکن قرآن تو ایسا نہیں کہتا۔ قرآن کریم نے تو فرمایا ہے کہ مومنو! کیا تمہیں ایک ایسی تجارت کا پتہ دوں جو تمہارے لئے برکت و رحمت کا موجب ہو اور عذاب الٰہی سے تمہیں نجات دے۔ یہاں تجارت کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے۔ آج مسلمان غریب قوم ہے۔ اس کے مقابلہ میں عیسائی قوم بڑی دولت مند ہے۔ فرمایا کہ حقیقی دولت۔ یہ روپیہ پیسہ کی دولت نہیں بلکہ حقیقی دولت تو نور حق کی دولت ہے۔ اس نور حق کو بہتر طور پر صرف کرنا دنیا جہان کے مال و متاع اور دولت و ثروت سے کہیں فائدہ مند ہے یہ سمجھ لینا کہ ہم مسلمان ہیں۔ احمدی ہیں اور لاہوری احمدی ہیں اور یہ کلیۃً ہمارے وارثین جنت ہونے کا نشان ہے۔ یہ محض غلط فہمی ہے۔ جسے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اگر ہندو عیسائی غلطی پر ہیں اور وہ غلط معتقدات رکھتے ہیں تو اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔ ہمارے پاس دین حق اور نور حق کی دولت ہے۔ ہم اس دولت کو غیر از اسلام مذاہب والوں میں تقسیم نہیں کر رہے یہ ہماری نہ صرف سستی، غفلت اور کوتاہی ہے بلکہ خدا کے عذاب کو بھی ہم اپنے اُوپر وارد کرنے کے موجب ہوتے ہیں کہ خدا نے تمہیں ایک دولت دی۔ اس سے نہ تم نے خود

فائدہ اُٹھایا اور نہ دوسروں کو اس سے متمتع کیا۔

ایمان محض زبانی اقرار کا نام نہیں بلکہ اگر زبانی اقرار کے مطابق اعمال نہ ہوں تو ایسا ایمان بے کار ہے لہٰذا ایمان بالعمل کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ فرمایا کہ رسولؐ پر بھی ایمان لاؤ۔ رسولؐ کا کام خدا اور اس کے کلام پر ایمان لانا اور اس کے فرمودات و احکامات کے مطابق عمل کر کے دکھلانا اور لوگوں کو اپنے قول و فعل سے رشد و ہدایت دینا ہے۔ فرمایا کہ تم خدا کے راستہ میں جان و مال سے مدد دو۔ خدا تعالیٰ نے دین اسلام کے غلبہ کا وعدہ دے رکھا ہے۔ یہ ضرور پورا ہونا ہے۔ اس کے لئے جہاد کرنا ضروری ہے۔ یہ جہاد اپنی جانوں اور اموال کے ذریعہ کرو۔ ذالک خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ یہی طریق تمہارے لئے خیر و برکت اور فوز و فلاح کا موجب ہے۔

اگر کوئی انسان چاہے کہ چندہ نہ دے اور یوں اپنا روپیہ بچا لے تو بہتر ہے یا جان نثاری نہ کرے۔ اسے موت سے ڈرنا چاہیئے۔ روپیہ چوری بھی ہو سکتا ہے۔ اور جس جان کو وہ بچا بچا کر رکھنا چاہتا ہے۔ موت ہر آن ہر موقعہ پر اس کی گھات میں ہے کسی بھی وقت موت کا فرشتہ اس کی جان لے سکتا ہے۔ اس رکوع کے آخر میں فرمایا ہے کہ تم خدا کی نصرت اس طرح کرو جس طرح حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے کہا تھا، کہ نحن انصار الله —— انجیل تو ان حواریوں کو بے ایمان قرار دیتی ہے لیکن قرآن کہتا ہے کہ وہ اپنے خدا اور پیغمبر کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ اور خدا کی وحی بھی ان پر نازل ہوتی تھی۔ انجیل کے مطابق حضرت عیسیٰ ناکام نظر آتے ہیں۔

حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کا احسان ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو جہاد کا راستہ بتایا۔ اور یہ کہ جہاد نہیں کرو گے تو دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

ہماری قوم کو جہاد کی طرف توجہ دینے کی انتہائی ضرورت ہے۔ یہ جہاد، ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ سے اور خدا اور دین کے راستہ میں علم۔ دولت اور جانوں کے ذریعہ سے کیا جائے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے متحد و متفق ہو کر کام کریں۔ اور رضا الٰہی کے وارث ٹھہریں۔

وما توفیقی الا بالله۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۵ ستمبر بروز سوموار کو مری سے لاہور تشریف لے آئے، آپ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے، فالحمد للہ۔

کراچی میں جلسہ

—— کراچی میں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸ ستمبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، مولینا عبدالمنان عمر صاحب اور چوہدری فضل حق صاحب تشریف لے جا رہے ہیں، ۲۶ ستمبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ نماز جمعہ پڑھائیں گے اور خطبہ دیں گے۔ ۲۸ ستمبر کی شام کو انٹرکانٹی نینٹل ہوٹل میں حضرت امیر ایدہ اللہ کو استقبالیہ دیا جائے گا باقی ایام میں دیگر احباب کے لیکچر ہوں گے۔ امید ہے گرد و نواح کے احباب اس جلسہ میں شمولیت فرمائیں گے۔

زکوٰۃ انجمن کے بیت المال میں دیں

رجب کا مہینہ عموماً زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے، زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے، قرآن کریم میں اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ اٰتوا الزکوٰۃ کا حکم بار بار آیا ہے اس لئے اہل ثروت اصحاب جن پر زکوٰۃ واجب ہے، اپنے اموال کا حساب کر کے اس میں سے جو زکوٰۃ واجب الادا ہو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بیت المال میں ارسال کریں، یہاں سے ایسی تمام رقوم اشاعت اسلام اور ان دیگر مصارف پر خرچ کی جاتی ہیں جن کے لئے قرآن کریم نے حکم دیا ہے، امید ہے احباب اس ضروری فریضہ کی طرف جلد توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

نائیجیریا کی ایک یونیورسٹی میں تعمیر مسجد کے لئے اپیل

نائیجیریا (افریقہ) کی ایک یونیورسٹی میں مسجد تعمیر کرنے کی تجویز وہاں کی کمیٹی نے کی ہے، جس پر بیس ہزار پونڈ لاگت آئے گی، اس کمیٹی نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے درخواست کی ہے کہ وہ بھی اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لے، اس سلسلہ میں جو احباب اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں وہ اپنی رقوم بنام جنرل سیکرٹری صاحب انجمن کو بھیج کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(مینجر)

قرآن کریم کے بیان کردہ تاریخی واقعات اور معترضین کے جوابات

نورِ حق کی دولت جو قرآن کریم نے ہمیں دی ہے دوسروں کو اس سے متمتع کیا جائے

یہ وہ جہاد ہے جس کی طرف مسیح موعودؑ نے توجہ دلائی اسی میں ہماری کامیابی اور فوز و فلاح مضمر ہے

تقریر جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی بر موقعہ جلسہ ایبٹ آباد

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انّ محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم۔ واللہ متمّ نورہ ولو کرہ الکٰفرون۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ——(الصف ۶۱: ۸—۹)

قرآن کریم کے کمالات کا اعتراف جہاں دوستوں کو ہے وہاں ان دشمنوں کو بھی ہے جن کی آنکھوں پر حسد و عناد اور بغض و تعصب کے پردے اس قدر نہیں پڑ گئے کہ وہ قرآن کریم کے حسن و جمال اور کمالات و کرامات کی روشنی کو اور اس کے حق و صداقت کو نہ دیکھ سکیں۔ اس وقت میں ایک مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جرمنی کے مشہور فاضل شاعر و فلاسفر اور ڈرامہ نویس گوئٹے قرآن کریم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:-

”جس قدر ہم اس (کتاب) کے قریب پہنچتے ہیں یعنی اس پر زیادہ غور کرتے ہیں۔ وہ اسی قدر دور کھچی جاتی ہے۔ یعنی زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے۔ وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے۔ پھر متعجب کرتی ہے۔ فرحت آمیز تحیر میں ڈال دیتی ہے اور آخر کار اپنا احترام کرا کے چھوڑتی ہے اس طرح یہ کتاب تمام زمانوں میں ہمیشہ زبردست اثر ڈالتی ہے۔“

تاہم ایسے دشمن بھی ہیں اور ان دشمنوں میں پادری صاحبان شامل ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی تعلیمات میں تو عیب نکالے ہیں لیکن اس کی فصاحت و بلاغت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکے۔ کہتے بھی کیا۔ اس بارے چیلنج پر چیلنج دیئے گئے۔ لیکن کوئی مدمقابل نہ ہوا۔ قرآن کریم کے اندر جو معرفت اور نور ہے اور قلب و نظر کے لئے جو راحت و روشنی ہے اس کے متعلق بھی معاندین معترضین کچھ نہیں کہہ سکے۔ البتہ قرآنی تعلیمات پر انہوں نے کچھ کچھ اور کہیں کہیں اعتراضات کئے ہیں اور وہ بھی یوں کہ قرآن کریم میں جو تاریخی واقعات مندرج ہیں وہ توراۃ و انجیل کی بنا پر ہیں۔ چنانچہ ہر قسم کے ہزاروں اعتراضات کھڑے کئے گئے ہیں۔

قرآن کریم میں بے شک ایسے واقعات کا ذکر ہے۔ جو توراۃ و انجیل میں بھی موجود ہیں لیکن قرآن کریم نے اس قسم کے تاریخی واقعات کا ذکر ہی نہیں بلکہ توراۃ و انجیل سے اختلاف بھی کیا ہے اور غلط واقعات کی صحت اور درستی کرتے ہوئے غلطیوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔

مجھے حیرت تو اس حقیقت پر ہوتی ہے کہ قرآن کریم پر اعتراض کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کی اپنی کتب توراۃ و انجیل وغیرہ مشکوک و محرف ہیں جہاں تک توراۃ کا تعلق ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۹۰۰ سو سال بعد مرتب ہوئی۔ اور انجیل حضرت مسیح علیہ السلام سے ½ ۱ سو سال بعد لکھی گئی۔

یہ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ ایک انسان ایک بات سن کر دوسری جگہ انہی الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا کچھ وقت کے بعد الفاظ بھی یاد نہیں رہتے اور مفہوم و مطلب بھی کچھ کا کچھ بن جاتا ہے جب یہ حال ہے کہ ایک دن کی کہی اور سنی ہوئی بات میں تبدیلی اور تغیر واقع ہو جاتا ہے اس کے الفاظ اور مفہوم بدل جاتے ہیں تو آپ اندازہ لگایئے کہ جو بات یا جو مضمون ۹۰۰ سو سال بعد یا ½ ۱ سو سال بعد قلمبند کیا جائے۔ اس کا کیا حال ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ان کی تاریخی حیثیت کا مستند ہونا ناقابل اعتبار ہوگا قرآن کریم دنیا میں واحد الہامی کتاب ہے جو ضبط وحی کی زندگی میں ہی پوری کی پوری لکھی گئی۔ اور آج تک اس کا ہر لفظ بجنسہٖ محفوظ ہے۔

مثال کے طور پر آپ کی خدمت میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ جن میں توراۃ و انجیل سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ توراۃ میں لکھا ہے کہ فرعون جب غرق ہوا۔ تو اس کی لاش مچھلی نے کھا لی اور اس طرح فرعون کے جسم کا ڈھانچہ نیست و نابود ہو گیا۔ اس واقعہ کا قرآن کریم نے اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے لکھا ہے فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک اٰیۃ (۱۰: ۹۲) آج ہم تمہارے بدن کو بچائیں گے تاکہ ان لوگوں کے لئے جو تمہارے بعد آئیں گے تو ایک نشان ہو۔ خدا کی شان دیکھئے۔ اس فرعون کی لاش بچائی گئی اور اس لاش کی تحقیق اور اس کو فرعون کی لاش ثابت کرنے والے خود عیسائی ہیں اگر محققین مصری یا مسلمان ہوتے تو شاید اعتراض وارد ہو سکتا کہ یہ تحقیق غلط اور گمراکن ہے۔ قرآن کریم کا یہ ادعا ہے۔ تاریخ اور زمانے کو کچھ خبر نہیں۔ لیکن قدرت الٰہی نے اس کو محفوظ رکھا۔ اور آج تک یہ محفوظ چلی آ رہی ہے۔ دیکھئے قرآن کریم کا یہ ادعا کس طرح حقیقت ثابت ہوا۔ قرآن کریم نے توراۃ سے اختلاف بھی کیا اور اس کے فرمان کے مطابق لاشِ فرعون لوگوں کے لئے سامان عبرت بھی بنی ہوئی ہے۔ یہ امر قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت ہے۔

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے۔ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مریم روح القدس سے حاملہ ہوئیں۔ جو ایک غیر قدرتی اور غیر فطری امر ہے۔ آپ غور کریں آج اگر کسی عیسائی کی بیٹی حاملہ ہو جائے اور کہا جائے کہ یہ روح القدس سے حاملہ ہوئی ہے تو کوئی نہیں مانے گا۔ خواہ آرچ بشپ آف کنٹربری بھی ہزار دفعہ کہے کہ میری بیٹی یا بہو یا ماں روح القدس سے حاملہ ہوئی ہے۔ عیسائی دنیا کا کوئی بھی فرد نہیں مانے گا۔ اگر عام انسانوں کے متعلق یہ بات نہیں مانی جا سکتی تو حضرت مریمؑ پر یہ الزام کیوں؟ اس طرح تو ان کے اپنے خدا کی نعوذ باللہ ناجائز ٹھہرتی ہے۔ پھر اپنے خدا کے سولی پر چڑھنے اور لعنتی موت مرنے کا یقین رکھتے ہیں، لیکن قرآن کریم نے ولادت مسیحؑ اور وفات مسیحؑ کے متعلق انجیل سے اختلاف کیا ہے اور ان دو الزاموں سے ان کو بری قرار دیا ہے۔ اور مریمؑ کی پاکدامنی اور حضرت مسیحؑ کی جائز ولادت اور رفعت و عظمت کا اظہار کیا ہے۔ قرآن نے تو عیسائی دنیا پر احسان کیا ہے لیکن یہ بڑی محسن کش قوم ہے کہ شانِ قرآن اور حاملِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے عیب لگاتے اور نکتہ چینیاں کرتے ہیں لیکن آج ان کے خود اپنی قوم کے محققین کا کہنا ہے کہ تاریخی اعتبار سے توراۃ و انجیل بالکل قابلِ اعتبار نہیں اس لئے قرآن کریم نے جہاں توراۃ و انجیل میں مندرج واقعات سے اختلاف کیا ہے وہاں ان کی تصحیح بھی کر دی ہے۔ یہ تو عیسائی اقوام اور معاندین قرآن کے لئے شکرگزاری کا مقام تھا۔ مگر اس قوم نے احسان فراموشی اور حق ناشناسی کا ثبوت دیا۔

اس زمانہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے عظیم الشان مصلح و مامور کے ذریعہ معاندین و معترضین کے اعتراضات کا جواب دلائل و براہین سے فراہم کیا۔ اور حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی صداقت و حقانیت اور مذاہب باطلہ کے رد کے لئے چار کھونٹ روحانی جہاد فرمایا۔ اور دین متین کا غلبہ ادیانِ عالم پر ثابت کر دکھایا۔

مخالفین اسلام نے قرآن کریم کے اندر تو مختلف مقامات پر اعتراضات کئے ہیں۔ لیکن ایک پہلو پیشگوئیوں کا ایسا ہے جس پر اعتراض کی گنجائش نہیں مل سکی۔ قرآن کریم میں مندرج پیشگوئیاں کہاں سے آئیں کیسے پوری ہوئیں۔ ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ ان کے اسباب کیا ہیں۔ ان پر معترضین کی نظرِ اعتراض نہیں پہنچ سکی۔

مثلاً قرآن کریم میں لکھا ہے یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متمّ نورہ ولو کرہ الکافرون۔ کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ لیکن اللہ اپنے نور کو تکمیل تک پہنچا کے رہے گا اگرچہ کافر برا منائیں۔

یہ سورۃ پہلی صدی ہجری میں نازل ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ تشریف لائے۔ جنگ بدر کا واقعہ رونما ہوا۔ حالات ہر طرف مخالف ہیں مدینہ میں دشمن ہیں۔ منافقین کا گروہ موجود ہے۔ سب کے سب حالات اسلام اور مسلمان قوم کے خلاف ہیں۔ بے سروسامانی کا عالم ہے۔ ہر طرح کی کمزوری لاحق ہے لیکن قرآن کریم کا یہ کہنا کہ یہ لوگ اللہ کے نور کو پھونکوں سے نہیں بجھا سکتے۔ یہ ایسے حالات میں ناممکن امر معلوم ہوتا تھا۔ لیکن تاریخ شاہد ہے

کہ ایک دفعہ نہیں اور دو دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ کفار نے اسلام کو مٹانے کے لئے کوششیں کیں لیکن وہ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے - اور وہ قرآنی حقیقت جو ناممکن نظر آتی تھی وہ ظہور میں آگئی - پھر فرمایا

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون

یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول صلعم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ ادیانِ عالم پر اس کی صداقت و حقانیت ثابت کر دکھائے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسل علیہم السلام کے کمالات کے جامع ہیں - یہی وہ آخری رسول صلعم ہیں جن کے متعلق اقوام سے کہا گیا تھا - کہ جب وہ دنیا میں آئے تو ان کو ماننا -

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل و مکمل ہدایت لے کر آئے جو تمام بنی نوع انسانوں کے لئے تا قیامت ذریعہ رشد و ہدایت ہے - اگر میں یہ بات اپنے منہ سے کہوں اور اس کے دلائل دوں تو یہ دیگر بات ہے لیکن اگر دشمن یہ بات کہے تو وہ یقیناً وزنی اور غور طلب ہوتی ہے -

چنانچہ جب یہ آیت قرآنی ـــــ

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی نازل ہوئی تو ایک یہودی نے کہا کہ یہ آیت اگر ہمارے پیغمبر پر اترتی تو ہم عید مناتے اس قول میں اس یہودی کا یہ اعتراف ہے کہ قرآن کریم مکمل ہدایت نامہ ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے جامع اور ان کی تعلیمات کو مکمل کرنے والے ہیں - اسلام کو دین الحق اس لئے کہا گیا کہ دیگر مذاہب میں جھوٹ اور اغراض نفس کے ذریعہ سے تحریف کر دی گئی - اور حقیقی تعلیمات کو مسخ کر دیا گیا ہے - عیسائی مذہب کے ماننے والے محققین خود اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ بائبل میں بے شمار تحریفیں ہو چکی ہیں - لوقا اور یوحنا نے اپنے اپنے دور اور تقاضوں کے مطابق انجیل کو لکھا - میرے پاس ایک کتاب ہے اس کا نام ہے Five [illegible] Ch [illegible] میں نے سمجھا کہ حضرت عیسٰے کے حالات پر مشتمل ہو گی میں نے خریدی تو وہ پولوس کی زندگی پر مشتمل تھی - تو موجودہ عیسائیت حضرت عیسٰے کے مذہب کی نمائندگی نہیں کرتی بلکہ پولوس کے تعلیم و تلقین کردہ مذہب کی ترجمان ہے -

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **انا اول المسلمین** - لیکن پولوس پہلا عیسائی ہے حضرت عیسٰے نہیں، تو اس طرح اگر آپ عیسائی مذہب کی کتب کو بغور پڑھیں تو ان میں تحریف ہی تحریف نظر آئے گی - اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اسلام حق کا دین ہے - اس میں سچائی ہی سچائی ہے - جھوٹ اور تحریف کا نام و نشان نہیں اس لئے یہ اپنی صداقت اور حقانیت کے باوصف مذاہب عالم پر غالب آئے گا - چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ تمام مذاہب پر غالب آیا اور اس زمانہ میں آیا اس کا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں غلبہ ثابت ہوا مفسرین قرآن کہتے ہیں کہ اس آیت - **لیظھرہ علی الدین** - کا تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے ہے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - ہم نے اپنی آنکھوں سے غلبۂ اسلام کا نظارہ دیکھا - میں نے حال ہی میں پنشن پانے کے بعد حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کیا - میں نے دیکھا کہ عیسائیت سکھ مت ہندو مت - یہودیت - دہریت اور آریہ وغیرہ سب مذاہب پر سیر حاصل روشنی ڈالتے ہوئے ان کے باطل عقائد و معتقدات اور انہوں نے ایسے دلائل براہین پیش کئے ہیں جن سے دوسرے ادیان کا ابطال ہوتا ہے اور صرف اسلام ہی سچا اور غالب مذہب ثابت ہوتا ہے -

اگلی آیت میں ارشاد باری تعالےٰ ہے :-

یایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون - جس طرح دیگر مذاہب کے ماننے والے کہتے ہیں کہ خدا کی پیاری قوم ہم ہی ہیں اور ہم ہی جنت کے وارث ہیں، عام طور پر یہ غلط فہمی مسلمانوں میں بھی پیدا ہو گئی ہے کہ جنت کے وارث صرف اور صرف مسلمان ہی ہیں مسلمانوں میں بھی احمدی اور احمدیوں میں بھی لاہوری احمدی ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں لیکن قرآن تو ایسا نہیں کہتا - قرآن کریم نے تو فرمایا ہے کہ مومنو! کیا تمہیں ایک ایسی تجارت کا پتہ دوں جو تمہارے لئے برکت و رحمت کا موجب ہو اور عذاب الٰہی سے تمہیں نجات دے - یہاں تجارت کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے - آج مسلمان غریب قوم ہے - اس کے مقابلہ میں عیسائی قوم بڑی دولت مند ہے - فرمایا کہ حقیقی دولت - یہ روپیہ پیسہ کی دولت نہیں بلکہ حقیقی دولت تو نور حق کی دولت ہے - اس نور حق کو بہتر طور پر صرف کرنا دنیا جہان کے مال متاع اور دولت و ثروت سے کہیں فائدہ مند ہے یہ سمجھ لینا کہ ہم مسلمان ہیں - احمدی ہیں اور لاہوری احمدی ہیں اور یہ کہ ہم ہی وارثین جنت ہونے کا نشان ہے - یہ محض غلط فہمی ہے - جسے دل سے نکال دینا چاہیئے - اگر ہندو عیسائی غلطی پر ہیں اور وہ غلط معتقدات رکھتے ہیں تو اس کے ذمہ دار ہم ہیں - ہمارے پاس دین حق اور نور حق کی دولت ہے - ہم اس دولت کو غیر از اسلام مذاہب والوں میں تقسیم نہیں کر رہے - یہ ہماری نہ صرف سستی غفلت اور کوتاہی ہے بلکہ خدا کے عذاب کو بھی ہم اپنے اوپر وارد کرنے کے موجب ہوتے ہیں کہ خدا نے تمہیں ایک دولت دی - اس سے نہ تم نے خود فائدہ اٹھایا اور نہ دوسروں کو اس سے متمتع کیا -

ایمان محض زبانی اقرار کا نام نہیں بلکہ اگر زبانی اقرار کے مطابق اعمال نہ ہوں تو ایسا ایمان بیکار ہے لہذا ایمان بالعمل کا ہونا نہایت ضروری ہے - فرمایا کہ رسولؐ پر بھی ایمان لاؤ - رسولؐ کا کام خدا اور اس کے کلام پر ایمان لانا اور اس کے فرمودات و احکامات کے مطابق عمل کر کے دکھانا اور لوگوں کو اپنے قول و فعل سے رشد و ہدایت دینا ہے - فرمایا کہ تم خدا کے راستے میں جان و مال سے مدد دو - خدا تعالیٰ نے دین اسلام کے غلبہ کا وعدہ دے رکھا ہے - یہ ضرور پورا ہونا ہے - اس کے لئے جہاد کرنا ضروری ہے - یہ جہاد اپنی جانوں اور اموال کے ذریعہ کرو - **ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون** - یہی طریق تمہارے لئے خیر و برکت اور فوز و فلاح کا موجب ہے -

اگر انسان چاہے کہ چندہ نہ دے اور یوں اپنا روپیہ بچا لے تو بہتر ہے یا جان نثاری نہ کرے - اسے موت سے ڈرنا چاہیئے - روپیہ چوری بھی ہو سکتا ہے - اور جس جان کو وہ بچا بچا کر رکھنا چاہتا ہے - موت ہر آن ہر موقعہ پر اس کی گھات میں ہے کسی بھی وقت موت کا فرشتہ اس کی جان لے سکتا ہے - اس رکوع کے آخر میں فرمایا ہے کہ تم خدا کی نصرت اس طرح کرو جس طرح حضرت عیسٰے کے حواریوں نے کہا تھا کہ **نحن انصار اللہ** ـــــ انجیل تو ان حواریوں کو بے ایمان قرار دیتی ہے لیکن قرآن کہتا ہے کہ وہ اپنے خدا اور پیغمبر کے مطیع و فرمانبردار تھے - اور خدا کی وحی بھی ان پر نازل ہوتی تھی - انجیل کے مطابق حضرت عیسٰے ناکام نظر آتے ہیں -

حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کا احسان ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو جہاد کا راستہ بتایا اور یہ کہ جہاد نہیں کرو گے تو دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے -

ہماری قوم کو جہاد کی طرف توجہ دینے کی انتہائی ضرورت ہے - یہ جہاد، ایمان صالح، عمل صالح کے ذریعہ سے اور خدا اور خدا کے دین کے راستہ میں علم - دولت اور جانوں کے ذریعہ سے کیا جائے اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے - کہ ہم اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے متحد و متفق ہو کر کام کریں - اور رضا الٰہی کے وارث ٹھہریں -

وما توفیقی الا باللہ -

اخبار احمدیہ

ـــــ حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۵ ستمبر بروز سوموار کوہ مری سے لاہور تشریف لے آئے، آپ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے، فالحمد للہ -

کراچی میں جلسہ

ـــــ کراچی میں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸ ستمبر کو منعقد ہو رہا ہے - اس جلسہ میں شمولیت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، مولانا عبدالمنان عمر صاحب اور چوہدری فضل حق صاحب تشریف لے جا رہے ہیں، ۲۶ ستمبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ نماز جمعہ پڑھائیں گے اور خطبہ دیں گے - ۲۸ ستمبر کی شام کو انٹرکانٹی نینٹل ہوٹل میں حضرت امیر ایدہ اللہ کو استقبالیہ دیا جائے گا باقی ایام میں دیگر احباب کے لیکچر ہوں گے - امید ہے گرد و نواح کے احباب اس جلسہ میں شمولیت فرمائیں گے -

زکوٰۃ انجمن کے بیت المال میں دیں

رجب کا مہینہ عموماً زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے، **زکوٰۃ** اسلام کا تیسرا رکن ہے، قرآن کریم میں **اقیموا الصلوٰۃ** کے ساتھ **اٰتوا الزکوٰۃ** کا حکم بار بار آیا ہے اس لئے اہل ثروت اصحاب جن پر زکوٰۃ واجب ہے، اپنے اموال کا حساب کر کے اس میں سے جو زکوٰۃ واجب الادا ہو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بیت المال میں ارسال کریں، یہاں سے ایسی تمام رقوم اشاعت اسلام اور ان دیگر مصارف پر خرچ کی جاتی ہیں جن کے لئے قرآن کریم نے حکم دیا ہے، امید ہے احباب اس ضروری فریضہ کی طرف جلد توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے -

---

نائیجیریا کی ایک یونیورسٹی میں تعمیر مسجد کے لئے اپیل

نائیجیریا (افریقہ) کی ایک یونیورسٹی میں مسجد تعمیر کرنے کی تجویز وہاں کی کمیٹی نے کی ہے، جس پر بیس ہزار پونڈ لاگت آئے گی، اس کمیٹی نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے درخواست کی ہے کہ وہ بھی اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لے، اس لئے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں وہ اپنی رقوم محاسب صاحب انجمن کو بھیجکر عند اللہ ماجور ہوں -

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(مینیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور (پاکستان)

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ۔ مؤرخہ ۱۸ رجب ۱۳۸۹ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو گالی نہ دیتے تھے

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبابًا ولا فحاشًا ولا لعانًا کان یقول لاحدنا عند المعتبۃ ماله ترب جبینہ۔

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ گالی دیا کرتے تھے اور نہ بدزبان تھے اور نہ لعنت کرنے والے ہم میں سے کسی پر عتاب کرتے تو فرماتے اسے کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

نوٹ: از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ:

پیشانی کا خاک آلود ہونا اچھی دعا بھی ہے کیونکہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اپنی پیشانی مٹی پر رکھ دیتا ہے اور یہ فقرہ عام محاورہ میں پیار زجر کے رنگ میں استعمال ہوتا ہے بددعا کے طور پر نہیں۔

زکوٰۃ کے لئے اپیل

ماہ رجب عموماً زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے اس لئے مستطیع احباب اس ماہ میں اپنے اموال کا حساب کرکے واجب الادا زکوٰۃ کی رقوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بیت المال میں ارسال فرمائیں تا کہ اشاعت اسلام اور دیگر مصارف زکوٰۃ پر خرچ ہوکر ان کے اجر و ثواب کا موجب ہوں۔

اصولِ دُعا

فرمودہ حضرت امام الزمان مجدد دوران علیہ السلام

ایک شریف مرد نے اپنے بعض ذاتی امور کے واسطے دعا کے لئے حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کی خدمت میں درخواست کی جس پر حضرتؑ نے فرمایا:—

"میں آپ کے واسطے انشاء اللہ دُعا کروں گا مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اُصول دُعا میں سے یہ بات ہے کہ جب تک انسان کو کسی کے حالات کے ساتھ پورا تعلق نہ ہو تب تک وہ رقت اور درد اور توجہ نہیں ہو سکتی جو دُعا کے واسطے ضروری ہے۔ اور اس قسم کے حضور اور توجہ کا پیدا کرنا در اصل اختیاری امر نہیں ہے۔ دُعا کرنے والا خدا تعالیٰ کے حضور میں توجہ کرنے میں کوشش کرے اور دُعا کرانے والا اس کو توجہ دلانے میں مشغول رہے بار بار یاد دلائے خاص تعلق پیدا کرے۔ صبر اور استقامت کے ساتھ اپنا حالِ زار پیش کرتا رہے۔ تو خواہ مخواہ کسی نہ کسی وقت اس کے لئے درد پیدا ہو جائے گا۔ دُعا بڑی شئے ہے جبکہ انسان ہر طرف سے مایوس ہو جائے تو آخری حیلہ دُعا ہے جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتے ہیں۔ مگر ایسی توجہ کی دُعا ضرور ایک وقت چاہتی ہے اور یہ بات انسان کے اختیار میں نہیں کہ کسی کے واسطے دل میں درد پیدا کر لے۔

ایک صوفی کا ذکر ہے کہ وہ راستہ میں جاتا تھا کہ ایک لڑکا اس کے سامنے گر پڑا۔ اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ صوفی کے دل میں درد پیدا ہوا۔ اور اسی جگہ خدا تعالیٰ کے آگے دُعا کی اور عرض کی کہ اے خدا تو اس لڑکے کی ٹانگ کو درست کر دے ورنہ تو نے اس قصاب کے دل میں درد کیوں پیدا کیا۔

میرا مذہب یہ ہے کہ کیسی ہی مشکلات مالی یا جانی انسان پر پڑیں ان سب کا آخری علاج دعا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر شئے کا مالک ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کر سکتا ہے اور ہر شئے پر اس کا قبضہ ہے۔ انسان کسی حاکم یا افسر کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کرتا ہے اور اس کو راضی کرتا ہے تو وہ اسے بہت سا فائدہ پہنچا دیتا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ جو حقیقی حاکم اور مالک ہے اس کو نفع نہیں دے سکتا؟ مگر دُعا کا معاملہ ایسا نہیں کہ انسان دُور سے گولی چلا دے اور چلا جائے بلکہ جس شخص سے دعا کرانی چاہیئے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔ دیکھو بازار میں آپ کو ایک شخص اتفاقیہ طور پر مل جاوے اور آپ اس کو پکڑ لیں اور کہیں کہ تو میرا دوست بن جا تو وہ کس طرح دوست بن سکتا ہے؟ دوستی کے واسطے تعلقات کا ہونا ضروری ہے اور وہ دفعۃً دفعۃً ہو سکتے ہیں۔

ہم تو چاہتے ہیں اور خواہشمند ہیں کہ تمام بنی نوع انسان کے واسطے دل میں سچا درد پیدا ہو جاوے مگر یہ امر اپنے ہاتھ میں نہیں۔ نہ اپنے واسطے نہ عزیز و اقارب کے واسطے نہ بیوی بچوں کے واسطے ایسے درد کا پیدا ہونا محض خدا تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ لیکن تعلقات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کہتے ہیں کہ کوئی شخص شیخ نظام الدین صاحب ولی اللہ کے پاس اپنے کسی ذاتی مطلب کے لئے دُعا کرانے

(باقی برصفحہ ۲ کالم ۲)

تبلیغی خط و کتابت

گھانا

ترجمہ خط: موسیٰ انی لائی۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے مندرجہ ذیل کتب درکار ہیں حدیث بخاری انگریزی۔ اور ترجمۃ القرآن انگریزی ان دونوں کی قیمت ارسال کریں۔ اور مزید کتب یا رسالے بھی ارسال کریں اور مجھے ٹیچنگز آف اسلام کی ایک کتاب مفت ارسال کریں امید ہے کہ آپ میری اس درخواست پر غور فرمائیں گے۔

ان کو خط کا جواب دیا گیا اور ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھی بھیجا گیا۔

—(۲)—

ترجمہ خط: خیکشن۔ کے پیری۔ کوحو۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ میں چونکہ مسلمان ہوں اس لئے عربی کتب کا مطالعہ کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کچھ کتب ارسال کریں جس سے مجھے اسلام کی واقفیت ہو سکے۔

آپ کا ایڈریس مجھے ایک استاد کی معرفت معلوم ہوا تھا۔ اور یہ شخص کتابوں کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس لئے میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کتابیں ارسال کریں تاکہ مطالعہ کر سکوں۔ والسلام

(ان کو اسلام اور کرسچینیٹی۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ کال آف اسلام اور خط کا جواب بھی دیا گیا۔)

—(۳)—

ترجمہ خط: احمد تیجانی سانی۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط لکھ کر بڑی خوشی محسوس کر رہا ہوں آپ کی صحت کیسی ہے۔ قبل اس کے کہ میں تفصیلی بیان دوں مجھے چند عربی کتابیں اور قرآن شریف ارسال کریں۔ میں نے آپ کے متعلق بہت کچھ سنا ہے کہ آپ مفت کتابیں مطالعہ کے لئے دیتے ہیں۔ اس سے پہلے میں نے کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔

ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ نیز اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ اسلام اینڈ کرسچینیٹی۔ الاقتدار۔ خطبہ الہامیہ ارسال کیا گیا۔

—(۴)—

ترجمہ خط: سلیمان [illegible]۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں آپ کی کتابیں وصول ہو گئی ہیں جن کا شکریہ۔ میں نے تمام کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے۔ اب مجھے مزید کتابیں ارسال کریں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے میں نے اسلام کے متعلق کافی معلومات حاصل کی ہیں۔ امید ہے کہ آپ مزید کتب ضرور بھیجیں گے۔

(آپ کو خط کا جواب دیا گیا اور مزید کتب کال آف اسلام۔ کونسٹ آف گاڈ۔ اسلام اینڈ کرسچینیٹی ارسال کی گئیں۔)

نائیجیریا

ترجمہ خط: صالح عبداللہ عبدالقادری۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں خط لکھ کر بڑی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ میں نے آپ کا خط ایک دفتر کے ممبر کے ذریعہ دیکھا۔ اور مطالعہ سے میں نے سمجھ لیا۔ آپ مجھے چند کتب برائے مطالعہ ارسال کریں۔ میں یہاں ایک سوسائٹی لڑکوں اور لڑکیوں کی بنانا چاہتا ہوں اور لڑکے اور لڑکیاں میرے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں اس لئے مجھے چند کتب ارسال کریں تاکہ سوسائٹی کے ممبران کا مطالعہ کریں اگر آپ ہماری سوسائٹی کی امداد کریں تو ہماری سوسائٹی آپ کی موومنٹ کی باقاعدہ ممبر بن جائے گی۔ امید ہے کہ آپ ضرور ہماری مدد کریں گے۔

(آپ کو خط کا جواب دیا گیا اور بہت سا لٹریچر ارسال کئے گئے۔)

—(۲)—

ترجمہ خط: تولائی گبہاری۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں پہلے عیسائی تھا اور اب مسلمان ہوں۔ میں آپ کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں اس لئے آپ مجھے مفت لٹریچر ارسال کریں۔ میں کوئی قیمت ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہت اچھا اجر دے گا۔ امید ہے کہ میری درخواست پر غور فرمائیں گے۔ اور کتب ارسال کریں گے۔

(خط کا جواب دیا۔ اور اسلام اینڈ کرسچینیٹی اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ کال آف اسلام ارسال کئے گئے۔)

—(۳)—

ترجمہ خط: [illegible] ابی [illegible]۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نام مجھے ایک دوست کی وساطت سے ملا جس نے مجھے امداد کے لئے کہا۔ اس لئے آپ مجھے مہربانی کر کے ایک نسخہ قرآن شریف ارسال فرمائیں۔

میں مسلمان ہوں اور مذہب اسلام سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ میری اس درخواست پر غور فرما کر قرآن شریف ارسال کریں گے۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ کال آف اسلام۔ اسلام اینڈ کرسچینیٹی ارسال کی ہیں۔)

—(۴)—

ترجمہ خط: وحید [illegible]۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ خط لکھنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ آپ مجھے ایک پاکٹ ڈکشنری انگریزی و عربی ارسال کریں۔ میرا ارادہ ان کی قیمت ادا کرنے کا ہے اور میرے ماں باپ [illegible] مجھے اور وہ فوت ہو چکے ہیں۔

میں اب عربی سکول میں پڑھتا ہوں اور مجھ میں کتب خریدنے کی طاقت نہیں۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ میری امداد کریں۔ اور میں نے احمدیت اپنے والدین کی زندگی سے پہلے قبول کر لی تھی۔

(ان کو خطبہ الہامیہ۔ ڈیتھ آف جیسس۔ فتویٰ۔ ٹیچنگز آف اسلام ارسال کی گئیں۔)

سوڈان

ترجمہ خط: مسٹر قمر [illegible]۔ لیز۔ سوڈان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے قرآن شریف انگریزی مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم تازہ ایڈیشن ارسال کریں اور ان کو ارسال کریں اور ساتھ ہی انوائس بھی ارسال کریں تاکہ قیمت معرفت بارکلے بنک ارسال کر دی جائے۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا اور نیز ٹیچنگز آف اسلام۔ فرانک [illegible]۔ ڈیتھ آف جیسس فتوے ارسال کئے گئے۔)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط: مولانا احمد خلیل صاحب۔ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے امید ہے کہ آپ میری امداد کریں گے کیونکہ میں امتحان کے لئے تیاری کر رہا ہوں جس میں ایک مضمون اسلامی تاریخ کا ہے۔ اگر آپ کے پاس اردو یا انگریزی تاریخ ہے تو مہربانی کر کے بسلسلہ ارسال کریں [illegible] ان کی قیمت اور خرچ ڈاک [illegible]

(ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ نیز ٹیچنگز آف اسلام فرانک [illegible] بھی ارسال کئے گئے)

اصول دعا

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کے واسطے گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے واسطے دودھ چاول لے آ۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ عجیب ولی ہے۔ میں اس کے پاس اپنا مطلب لے کر آیا ہوں تو اس نے میرے آگے اپنا ایک مطلب پیش کر دیا ہے۔ مگر وہ چلا گیا اور دودھ چاول پکا کر لے آیا۔ جب وہ کھا چکے تو انہوں نے اس کے واسطے دعا کی اور اس کی مشکل حل ہو گئی۔ تب نظام الدین صاحب نے اس کو بتلایا کہ میں نے تجھ سے دودھ چاول اس واسطے مانگے تھے کہ جب تو دعا کرانے کے واسطے آیا تھا تو میرے واسطے بالکل اجنبی تھا اور میرے دل میں تیرے واسطے کوئی ہمدردی کا ذریعہ نہ تھا۔ اس واسطے تیرے ساتھ ایک تعلق محبت پیدا کرنے کے واسطے میں نے یہ بات سوچی تھی۔

ایسا ہی توریت میں حضرت اسحاق کا قصہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جا تو میرے واسطے شکار لے آ اور پکا کر مجھے کھلا تا کہ میں تجھے برکت دوں اور تیرے واسطے دعا کروں۔ اس قسم کے بہت سے قصے اولیاء کے حالات میں درج ہیں اور ان میں حقیقت یہی ہے کہ دعا کرنے والے اور کرانے والے کے درمیان تعلق ہونا چاہئے۔

انسان پر جس قدر مصائب مالی یا جانی وارد ہوتے ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے سبب سے ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی حالت میں تبدیلی کرے اور خدا تعالیٰ کو راضی کرے۔ تب تمام تکالیف دور دور ہو جاتی ہیں۔ دنیا کی تمام اشیاء اور تمام دل انسانوں کے خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ دیکھو جب تم کسی کے گھر میں جاؤ اور گھر والا تم پر راضی ہو تو اس کے تمام نوکر تمہاری خاطر کریں گے اور تمہارے ساتھ ادب سے پیش آئیں گے۔ لیکن اگر تم آقا کو ناراض کر دو تو کوئی نوکر تمہاری پرواہ نہ کرے گا بلکہ سب بے عزتی کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۳ صفحہ ۳ مورخہ ۲ اگست ۱۹۰۶ء)

درخواست دعا

میاں الیاس احمد صاحب متعلم انجینئرنگ یونیورسٹی ابن میاں شریف احمد صاحب راولپنڈی بیمار ہو جانے کی وجہ سے پڑھائی سے معذور ہیں اور احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

تبدیلیٔ عقیدہ کا الزام
کس فریق پر عائد ہوتا ہے؟

قبل ازیں ہم بتا چکے ہیں کہ قادیانی کتابچہ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی جو سابقہ تحریرات نقل کی گئی ہیں، ان میں نبی کا لفظ صرف لغوی اور مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے نہ کہ حقیقی اور کامل نبی کے معنوں میں، حضرت مولینا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی اعتقاد تھا جو ۱۹۱۰ء میں خدا تعالیٰ کی قسم اٹھا کر انہوں نے سردار محمد عجب خان کو ایک مکتوب میں لکھا کہ:-

"میں مرزا صاحب کو مجدد اس صدی کا یقین کرتا ہوں اور نبی کے معنے لغوی پیش از وقت اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر خبر دینے والا ہم لوگ یقین کرتے ہیں"

اور ایک سائل کے جواب میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ:-

"میں ۱۳ مسلم النبوت اولیاء کے کلام سے یہ لفظ صاف صاف آپ کو دکھا سکتا ہوں"

قادیانی کتابچہ میں جماعت احمدیہ لاہور کے دیگر اکابرین (حضرت خواجہ کمال الدین صاحب، حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور حضرت مولینا سید محمد احسن صاحب امروہی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین) کی تحریرات سے بھی بعض فقرات نقل کئے گئے ہیں جن میں انہوں نے حضرت جضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نبی کا لفظ استعمال کیا ہے، لیکن کن معنوں میں؟ انہی معنوں میں جن میں تو حضرت مسیح موعودؑ نے استعمال کیا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:-

"نبی ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے خبر کے ہیں اب جو شخص کوئی خبر خدا سے پاکر خلق پر ظاہر کرے اس کو عربی میں نبی کہیں گے .... مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں، مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں" (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

اس سے ظاہر ہے کہ ۱۹۱۰ء میں بھی تمام جماعت کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ صرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پاتے اور پیشگوئی کرنے کے معنے میں نبی تھے، بالکل انہی معنوں میں جماعت کے اکابرین اپنی تحریرات میں نبی کا لفظ استعمال کرتے رہے، حضرت مسیح موعودؑ اور بعض دوسرے اصحاب کی تشریحات کی موجودگی میں بعض اصحاب نے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں سمجھی، اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ وہ اصلی اور حقیقی معنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو وہ آپ کے نہ ماننے والوں کو خارج از اسلام بھی قرار دیتے لیکن ان کی ایک بھی ایسی تحریر موجود نہیں جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا انکار موجب کفر قرار دیا ہو، اس لئے اکابرین جماعت احمدیہ لاہور پر یہ غلط الزام ہے کہ وہ ۱۹۱۴ء سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی معنوں میں نبی مانا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد انہوں اپنا عقیدہ بدل لیا۔ اور آپ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ حقیقت میں تبدیلی عقیدہ کا الزام قادیانی اکابرین پر عائد ہوتا ہے جو ۱۹۱۴ء سے پہلے جماعت احمدیہ لاہور کی طرح صرف لغوی معنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۱۰ء کے تشحیذ الاذہان میں میاں محمود احمد صاحب کا ایک مضمون شائع شدہ موجود ہے جس میں انہوں نے خاتم النبیین کی آیت نقل کر کے اس کی تشریح کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں:-

"آنحضرت صلعم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعوےٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی .... اب ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعوے کے بعد کوئی شخص جھوٹی نبوت میں کامیاب نہیں ہوا پس اس طرف اشارہ تھا کہ کان اللہ بکل شیء علیماً یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی ایسا دعوےٰ نہ کرے گا کہ ہم اس کو ہلاک نہ کر دیں چنانچہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو مگر اس طرح نہیں کہ کسی نے دعوےٰ کیا ہو اور لاکھ دو لاکھ آدمی اس کے پیرو ہو گئے ہوں بلکہ ایسا آدمی کہ جس نے آنحضرتؐ یا اس سے پہلے نبیوں کی طرح کامیابی حاصل کی ہو مگر کوئی نہیں جو اس کی نظیر پیش کر سکے۔" (رسالہ تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء)

سن لیا آپ نے؟ میاں محمود احمد صاحب کے اس مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کم از کم ۱۹۱۰ء تک حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد اجرائے نبوت کے قائل نہ تھے، یہاں تک کہ اگر کسی شخص کے دعوےٰ نبوت کے بعد اس کے لاکھ دو لاکھ مرید بھی ہو گئے ہوں تو بھی اس کو جھوٹا ہی سمجھتے تھے، معلوم نہیں بعد میں حضرت مسیح موعودؑ کو کس بنا پر انہوں نے نبی قرار دے دیا۔ اور ان کی سچائی کا کیا معیار قرار دیا بہرحال ان کی تبدیلیٔ عقیدہ کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا کہ ۱۹۱۰ء میں بڑی تحدی کے ساتھ لکھتے تھے کہ آیت خاتم النبیین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ کوئی شخص دعوےٰ نبوت کر کے کامیاب ہو سکتا ہے خواہ اس کے لاکھ دو لاکھ مرید ہی کیوں نہ ہوں لیکن ۱۹۱۴ء میں اسی آیت خاتم النبیین کی بناء پر اجرائے نبوت کا عقیدہ تراش کر حضرت مسیح موعودؑ کو نبی بنا دیا، یہی حال ان کے مریدوں کا ہے چنانچہ انکی جماعت کے مفتی اعظم مولوی سید سرور شاہ صاحب نے ۱۹۱۱ء میں یہ تحریر فرمایا کہ:

"لفظ نبی کے معنے اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں۔ اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا، دوم عالی رتبہ شخص، جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں۔"

(اخبار بدر ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء)

ایسا ہی اخبار بدر کے ایڈیٹر مفتی محمد صادق صاحب کی حسب ذیل تحریر ملاحظہ فرمایئے:-

"مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے وہ بھی آنحضرت صلعم کے طفیل آپؐ سے فیض یاب ہو کر اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے، اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی خبریں بطور پیشگوئی بتلائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں"

اسی قسم کی تحریرات میاں صاحب کے دوسرے مریدین (مثلاً میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق، نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ، قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری، شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم وغیرہم) کی موجود ہیں جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو مکلم من اللہ ہونے کی وجہ سے محدث اور جزوی نبی قرار دیا ہے اور انکے دعوےٰ نبوت سے انکار کیا ہے، (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کتابچہ بنام "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کی حقیقت" مصنفہ محمد صالح نور، جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے بلا قیمت دستیاب ہو سکتا ہے)۔

غرضیکہ جہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کا تعلق ہے، ۱۹۱۴ء سے پہلے قادیانی اور لاہوری دونوں احمدیہ جماعتیں متفقہ طور پر اس بات کی قائل تھیں کہ آپ کا صرف مجددیت کا دعوےٰ ہے نبوت کا دعوےٰ نہیں نبی کا لفظ آپ کی اور آپ کے مریدین کی تحریرات میں صرف لغوی معنوں میں استعمال ہوتا رہا یعنے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی کرنے والا۔ اکابرین جماعت احمدیہ لاہور اسی عقیدہ پر آخر زندگی تک قائم رہے، لیکن میاں محمود احمد اور ان کے مریدین نے ۱۹۱۴ء کے بعد اس عقیدہ کو تبدیل کر کے آپ کو حقیقی معنوں میں نبی اور آپ کے منکرین کو کافر خارج از اسلام قرار دے دیا، پس تبدیلیٔ عقیدہ کا الزام ان پر عائد ہوتا ہے نہ کہ اکابرین جماعت احمدیہ لاہور پر۔

چک ۸۱ جنوبی میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو چک ۸۱ جنوبی (ضلع سرگودھا) میں جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ منعقد ہو گا، جس میں لاہور سے ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، مولینا احمد یار صاحب، چوہدری عبد الحمید صاحب، چوہدری فضل حق صاحب، مولوی شیر محمد صاحب خوشابی شمولیت فرمائیں گے، مولینا عبد المنان عمر صاحب کی شمولیت بھی متوقع ہے۔ لائلپور، سرگودھا اور دیگر قریبی مقامات کے احمدی اصحاب جلسہ میں شامل ہو کر مستفید و مستفیض ہوں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

کوہاٹ سے ایک صاحب سید محبوب احمد شاہ جی نازک لکھتے ہیں:۔

آج عرصہ دراز کے بعد جماعت احمدیہ لاہور کے اعتقادات میں جھانکنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ ..... میرے ایک قادیانی رشتہ دار کا فتوےٰ ہے کہ اگر مرزا غلام احمد کو نبی نہ مانا جائے تو کافر ہے .... آپ کے ٹائٹل پر بھی جو لکھا ہے اس سے بھی یہ مترشح ہے "سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے" کیا مطلب! اگر نہ مانا جائے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا یا ایمان میں خلل پڑ جائے گا بات تو وہی ہوئی جو قادیانی احمدی کہتے ہیں، فرق صرف الفاظ کا ہے۔

دوسرے تبلیغ ہدایت گمراہ کو کی جاتی ہے نہ صالح مسلمان کو مسلمان بنانے کی کوشش کی جاتی ہے آپ کی جماعت مسلمانوں کو تبلیغ کر کے یہ بات ثابت کرتی ہے کہ آپ کی جماعت کے علاوہ باقی سب کافر ہیں قابل گردن زدنی۔

الجواب: سید محبوب احمد صاحب! آپ نے جماعت احمدیہ لاہور پر جو الزام لگایا ہے وہ صحیح نہیں کیا اگر یہ کہا جائے کہ سچ بولنا ضروری ہے، بزرگوں کا احترام کرنا ضروری ہے، ماں باپ کی فرمانبرداری کرنا ضروری ہے، تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص ان میں سے کسی ایک بات پر عمل پیرا نہ ہو، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا؟ جماعت احمدیہ لاہور کا یہ کھلا اور واضح اعتقاد ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اور حضرت مرزا صاحبؑ کے نہ ماننے سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا، یہی حضرت مرزا صاحب کا ارشاد ہے آپ نے لکھا ہے کہ:۔

> "ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو جاتا"
> (تریاق القلوب ص ۱۳۰)

اس واضح اعلان کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحبؑ یا جماعت احمدیہ لاہور حضرت مرزا صاحبؑ کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتی ہے، بہت بڑا بہتان ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ "سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے" ایسا ہی جیسے سچ بولنا ضروری ہے اور جھوٹ بولنا خلل ایمان کا موجب ہے، ماں باپ کی فرمانبرداری ضروری ہے، اور نافرمانی خلل ایمان کا موجب ہے، وغیرہ اسی طرح جو شخص ایک مجدد کو جسے خدا تعالےٰ اصلاح خلق کے لئے بھیجتا ہے نہیں مانتا، وہ بہت بڑی معصیت کا مرتکب ہے، کافر وہ نہیں ہو جاتا، لیکن گناہگار ضرور ہوتا ہے، ایک تو وہ خدائی فعل کو عبث سمجھتا ہے کہ اس نے تجدید دین کے لئے ایک شخص کو مامور کر کے بھیجا اور دوسرے وہ مجدد کے انفاس طیبہ سے محروم رہتا ہے، اور یہ صرف حضرت مرزا صاحب کے لئے خاص نہیں کہ آپ کا ماننا ضروری ہے بلکہ تمام مجددین کا ماننا ضروری ہے جیسا کہ پیغام صلح کے ٹائٹل پر درج ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نہ ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

قادیانی جماعت کا یہ عقیدہ کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والا کافر ہے، حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ کے خلاف ہے، انہوں نے بار بار اعلان کیا ہے کہ میرا دعوےٰ نبوت کا نہیں بلکہ مجددیت کا دعوےٰ ہے اس قسم کے بے شمار اعلانات ان کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں، ظلی، بروزی اور امتی نبی بے شک انہوں نے اپنے آپ کو کہا ہے، لیکن یہی الفاظ ان کے غیر نبی ہونے پر دلالت کرتے ہیں ظل اور بروز اصل نہیں ہوتا، حدیث میں ہے السلطان ظل اللہ بادشاہ ظل اللہ ہوتا ہے، اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ بادشاہ اللہ ہوتا ہے، ایسا ہی بروز بھی اصل نہیں ہوتا، امتی نبی کا مفہوم نبی کے مفہوم سے متبائن ہے۔ اس قسم کے کئی الفاظ اولیاء اللہ کے کلام میں ملتے ہیں، جو مجاز پر مشتمل ہیں۔ ان کو حقیقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ نہ حضرت مرزا صاحب نے انہیں حقیقت پر محمول کیا ہے، کیا جو شخص اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر نہیں سمجھتا وہ نبی ہونے کا دعوےٰ کر سکتا ہے؟

باقی رہا مسلمانوں میں تبلیغ، اس کا یہ مطلب کس طرح نکل آیا کہ مسلمانوں میں تبلیغ کرنا ثابت کرتا ہے کہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں، کیا کسی کو نیکی اور نیک کرداری کی تبلیغ و تلقین کرنا اسے کافر سمجھنے کے مترادف ہے؟؟ پھر تو ہر مولوی اور واعظ جو مسلمانوں کو نیکی کا وعظ کرتا ہے انہیں کافر ہی سمجھتا ہوگا، ہم تو ایسا نہیں سمجھتے مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہوئے انہیں اسلام پر کاربند ہونے کی تلقین کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور یہی مجدد کے آنے کی غرض و غایت ہے۔

درخواست دعا۔ ڈاکٹر نذیر احمد ملک ریٹائرڈ کیمیکل انجینئر نے فون پر اطلاع دی ہے۔ کہ وہ کافی عرصہ بعارضہ دل بیمار ہیں۔ اب کسی سے کچھ افاقہ ہے اس کے بعد نزلہ زکام کی شکایت ہو گئی تھی۔ اب ایک ہفتہ

اخبار احمدیہ

عہدیداران جماعت کراچی کا انتخاب

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ پیغام صلح۔ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مقامی جماعت کے عہدیداروں کے انتخاب گذشتہ جمعہ مورخہ ۱۹ ر کو ہوئے۔ مندرجہ ذیل احباب متفقہ طور پر منتخب ہوئے:۔

۱۔ صدر۔ شیخ میاں مقصود احمد صاحب
۲۔ نائب صدر۔ میاں غلام عباس صاحب
۳۔ سیکرٹری۔ میاں رحیم بخش صاحب
۴۔ فائننشل سیکرٹری (محاسب) محمد حسن خان صاحب
۵۔ اسسٹنٹ سیکرٹری۔ محمد بیدار صاحب

مجلس منتظمہ کے حسب ذیل ممبر منتخب کئے گئے:۔

۱۔ عبدالباسط صاحب
۲۔ چوہدری خوشی محمد صاحب
۳۔ ہدایت اللہ صاحب صدیقی
۴۔ شیخ میاں آفتاب اعجاز صاحب
۵۔ شیخ مولوی عبدالحق صاحب
۶۔ شیخ کرامت اللہ صاحب
۷۔ مسٹر حامد الرحمن صاحب
۸۔ میاں رحیم بخش صاحب

والسلام۔ خاکسار۔ رحیم بخش

لائل پور میں یوم محمد علی

بخدمت محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مندرجہ ذیل اعلان اخبار میں شائع فرما دیں:۔

"مورخہ ۱۳ اکتوبر حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر اول جماعت احمدیہ لاہور کا یوم وصال ہے۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ لائل پور حسب سابق "یوم محمد علیؒ" منا رہی ہے۔ مقامی اور مرکزی علماء خطاب فرمائیں۔ اور حضرت امیر مرحوم رحؒ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کو اجاگر کریں گے۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ اس مبارک تقریب میں شمولیت فرمائیں" والسلام

خاکسار محمد صالح نور
جائنٹ سیکرٹری جماعت لائل پور

شمولیت سلسلہ

مندرجہ ذیل اصحاب نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت اختیار کی ہے:۔

۱۔ فضل رحیم ولد عبدالحلیم۔ پشاور۔ ڈاکخانہ پشاور فضل رحیم پشاور
۲۔ عبدالغفور ولد محمد الرحمن۔ بیگو مالی ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ۔
۳۔ شمس الدین ولد مولانا عبداللہ سکنہ عظیم کلہ بنوں۔
۴۔ بی بی سلیمون خان ا کو بنجے برمائش
۵۔ بی بی ہزارا " "
۶۔ آفتاب ظہور۔ ویک نام۔ ۔ برٹش گیانا
۷۔ بی بی علی مون نینا کیمبرج انجلیتا
۸۔ نور الضیاء الدین حسین ۱۰ کین فیلڈ۔ برمائش
۹۔ بی بی رائی مون کاسچے مرمائش
۱۰۔ فیض الکریم سائس ساؤسی۔ برٹش گیانا۔
۱۱۔ نظیر الاسلام چوہدری ۔ 79/4 ۔ ۔ ڈھاکہ
۱۲۔ محمد رمضان ولد فتح محمد صاحب۔ ملتان
۱۳۔ سردار غلام عباس صاحب، نصرت زئی ضلع داؤد
۱۴۔ مولوی غلام مرتضےٰ صاحب۔ کوٹلہ تحصیل راجن پور۔ ڈیرہ غازی خان
۱۵۔ مسٹر والکر بلو (محمد خالد)۔ ۔ جرمنی
۱۶۔ محمد نذیر ولد سلطان احمد صاحب۔ کنڈن سیان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔

اجلاس احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن پشاور

مورخہ ۹/۹۹ ۱۹ کو بعد از نماز جمعہ احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن پشاور کا اجلاس احمدیہ مسجد میں زیر صدارت جناب محمد احمد صاحب احمدیہ ینگ مینز منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز مولانا عبدالباقی صاحب نے تلاوت قرآن شریف سے کیا۔ پھر عبدالرحمن صاحب پسر ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے اس کے بعد محمد مظفر صاحب نے نہایت خوش الحانی سے نعت سنا کر سامعین سے داد تحسین حاصل کیا بعد ازاں عزیزم محمد جمیل الرحمن نے "الصلوٰۃ معراج المؤمن" کے زیر عنوان نہایت ہی جامع اور پر معارف تقریر کی جس کو تمام سامعین نے ازحد پسند فرمایا۔

عزیز موصوف کے بعد ہمارے معزز نوجوان ظفر اقبال صاحب نے میری درخواست پر "امریکہ میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر بزبان انگریزی تقریر کی۔ آپ نے پہلے محمد جمیل الرحمن کی تقریر یعنی نماز کی اہمیت اور اس کی فلاسفی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا بعد ازاں امریکہ اور مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام اور اس کے حوصلہ افزا نتائج سے آگاہ کر کے سامعین کے علم میں اضافہ کیا۔ آپ کی تقریر کو از معلومات علمی اور ازحد پسند کی گئی۔

آپ کے بعد ہمارے معزز اور واجب الاحترام دوست کرنل سعید احمد صاحب نے "ہمارے نوجوانوں کا نصب العین کیا ہونا چاہئے" کے موضوع پر تقریر کی آپ نے فرمایا ہمارا نصب العین "تزکیہ نفس"

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

رسالہ ''المنبر'' کے ایک اعتراض کا جواب

رسالہ المنبر کا مقصد اور حضورؑ کی ایک عبارت سے حضورؑ کو جھوٹا ثابت کرنے کی ناکام کوشش

رسالہ ''المنبر'' لائل پور سے شائع ہوتا ہے اس رسالہ نے اپنے سامنے جو مقصد رکھا ہوا ہے وہ سلسلہ احمدیہ اور اس کے بانی علیہ السلام کے خلاف زہر اگلنا اور عوام کو حضورؑ سے بدظن اور متنفر کرنا ہے چنانچہ اس رسالہ کے ۸ اگست ۱۹۶۹ء کے پرچہ میں عبد الرحیم صاحب اشرف رئیس التحریر کی قلم سے لکھا ہوا ایک مضمون بعنوان ''قادیانی حضرات سے دوسرا خطاب'' شائع ہوا ہے جو اس کے صفحہ ۳ سے ۱۲ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس مضمون میں رئیس التحریر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو نعوذ باللہ اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت کرنے کے لئے پہلے حضورؑ کی کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۴۷ سے ایک عبارت نقل کی ہے اور پھر لکھا ہے کہ واقعات نے اس عبارت میں کئے گئے دعوے کو غلط ثابت کر دیا ہے اس لئے ان الفاظ کا لکھنے والا نبی۔ رسول مسیح اور مہدی ہونا تو کجا سچا ملہم بھی نہیں ہو سکتا۔

حضورؑ کی عبارت

حضورؑ کی وہ عبارت یہ ہے :-

''از انجملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچکر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوئی کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے''

حضورؑ کا بیان کردہ قانون بالکل درست ہے

عبارت مندرجہ بالا میں انسان کے جسم خاکی کے متعلق جس حقیقت اور جس قانون کا اظہار کیا گیا ہے کو آج تک تو کسی علمی تحقیق نے غلط ثابت نہیں کیا بلکہ اس کی تصدیق ہی ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اور نہ ہی آج تک کوئی جسم خاکی بحیثیت مجرد جسم خاکی ماہتاب یا آفتاب تک پہنچا ہے نہ معلوم کہ رئیس التحریر صاحب نے کس بناء پر حضورؑ کی مندرجہ بالا عبارت کو خلاف واقعہ قرار دینے کی جرأت کرتے ہوئے اسے حضورؑ کے دعوے الہام (یاد رہے کہ زمرہ انبیاء کا فرد ہونے کا تو حضورؑ کا دعویٰ ہی نہیں بلکہ زمرہ اولیاء کے فرد ہونے کا دعویٰ ہے آپ اپنی وحی کو وحی ولایت لکھتے رہے ہیں کبھی بھی اسے وحی نبوت نہیں لکھا بلکہ وحی نبوت ہونے سے ہمیشہ انکار کرتے رہے ہیں

اور یہی فرماتے رہے ہیں کہ وحی نبوت حضرت نبی کریم صلعم پر ختم ہو گئی ہے اب وحی ولایت ہی قیامت تک جاری رہے گی) کو نعوذ باللہ جھوٹا قرار دینے کی جسارت کی ہے جس حقیقت کا حضورؑ نے اپنی مندرجہ بالا عبارت میں اظہار کیا ہے وہ تمام پہلی اور موجودہ علمی تحقیقوں کے بالکل مطابق ہونے کی وجہ سے بالکل درست ہے۔

تحریر ہذا کا پس منظر

لیکن قبل اس کے کہ اسے درست ثابت کیا جائے اس کا پس منظر بیان کر دینا ضروری ہے۔ اگر رئیس صاحب تحریر رسالہ المنبر اس عبارت سے قبل اور بعد کے ایک دو صفحے پڑھ لیتے تو انہیں پتہ لگ جاتا کہ حضورؑ اس موقعہ پر ان لوگوں کے خیالات کے غلط ہونے کے ثبوت پیش فرما رہے ہیں جو وہ حضرت مسیح ناصریؑ کے آسمان پر اپنے جسم خاکی کے ساتھ جانے اور اب تک وہیں اپنے دنیاوالے جسم خاکی کے ساتھ ہی زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اسی جسم خاکی کے ساتھ ہی آسمان سے زمین پر اترنے کے متعلق رکھتے ہیں۔

اس خیال کی تردید میں دلائل۔

پہلی دلیل۔

ان کے خیال کو غلط ثابت کرنے کے لئے پہلی دلیل تو حضورؑ نے یہی دی ہے کہ قرآن کریم کی آیت فلما توفیتنی الخ میں خود حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنے فوت ہونے کا اقرار کیا ہے اور ظاہر ہے کہ موت کی صورت میں روح تو آسمان پر اپنے مستقر پر پہنچ جاتی ہے لیکن جسم خاکی آسمان پر جانے کی بجائے زمین پر ہی رہتا اور یہیں دفن کر دیا جاتا ہے۔

دوسری دلیل

پھر دوسری دلیل حضورؑ نے احادیث سے یہ دی ہے کہ مسیح ناصریؑ اور آنے والے مسیح کے حلیئے حدیث میں مختلف بیان کئے گئے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ اُمت میں آنے والا مسیح مسیح ناصری نہیں کہ اس کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ اپنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اترے گا۔

تیسری دلیل

تیسری دلیل یہ دی کہ آنے والے مسیح کو حدیث میں مسلمان اور مسلمانوں کا ہی ایک فرد اور مسلمانوں کا امام ظاہر کیا گیا ہے اس لئے بنی اسرائیل کے مسیح کے دوبارہ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے اس کا آسمان پر اپنے جسم خاکی کے ساتھ جانا اور پھر وہاں سے اسی خاکی جسم کے ساتھ اترنا خارج از بحث ہے۔

چوتھی دلیل

چوتھی دلیل حضورؑ نے یہ دی کہ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاءؑ سے مختلف آسمانوں پر ملے جس قسم کے جسم کے ساتھ دیگر انبیاءؑ سے ملاقی ہوئے اسی قسم کے جسم کے ساتھ حضرت مسیح ناصری سے آنحضور صلعم کی ملاقات ہوئی حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کے مقابلہ میں کسی مختلف جسم کا اظہار آنحضور صلعم نے نہیں فرمایا پس ان کا جسم خاکی جب وہاں موجود ہی نہ تھا تو اس جسم خاکی کے ساتھ زمین پر اترنا کس طرح تصور ہو سکتا ہے۔

ہماری حضرت مسیح موعودؑ سے وابستگی کی وجہ

یہ تو وہ دلائل ہیں جو حضورؑ نے قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے پیش کئے ہیں جن کو علماء کرام باوجود پورا زور لگانے کے آج تک رد نہیں کر سکے پس ہم احمدی حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کے دامن کے ساتھ اگر وابستہ ہیں تو ان ناقابل تردید قرآنی اور حدیثی دلائل کی بناء پر ہی وابستہ ہے رئیس تحریر صاحب جو ہم احمدیوں کو حضرت مرزا صاحبؑ سے تعلق توڑنے کی تلقین کر رہے ہیں وہ ہمیں بتلائیں کہ کیا ہم قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کو چھوڑ دیں کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کو چھوڑ سکنے کے دوسرے لفظوں میں یہی معنی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم اور قرآن کریم کو چھوڑ دیا جائے حضورؑ کا اپنے ہر دعوے میں سچا ہونا تو قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں پیش کردہ معیاروں کے بالکل مطابق ہے تو ہم کس طرح قرآن کریم اور احادیث نبویہ کو چھوڑنے کی جسارت کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

حضرت نبی کریم صلعم کے دامن کے ساتھ ہماری وابستگی

رئیس تحریر صاحب ہم احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جائیں سو ہم احمدیوں کو حضرت نبی کریم صلعم کے دامن کے ساتھ ہی وابستہ کیا ہوا ہے اور اسی دامن کے ساتھ تا زیست وابستہ رہنے کی ہدایت کی ہوئی ہے سو اس بارے میں ہمیں کسی اور کی نصیحت کی ضرورت نہیں ہم خدا کے فضل و کرم سے اپنے امام ہمام کی ہدایت پر عمل پیرا رہتے ہوئے آنحضرت صلعم کے دامن کے ساتھ ہی وابستہ ہیں اور ان شاء اللہ وابستہ رہنے کا عزم صمیم رکھتے ہیں۔

حضورؑ کا اصل مقصد اور اسکے حاصل کرنے کا مؤثر طریق

اس پس منظر سے واضح ہے کہ بعض مسلمانوں کے اس خیال کی تردید تو حضورؑ نے قرآن کریم اور احادیث سے دلائل پیش کر کے کر دی ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ اپنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر گئے ہوئے ہیں اور کسی وقت اسی جسم خاکی کے ساتھ زمین پر اتریں گے گویا بالفاظ دیگر اصل مقصد تو حضورؑ کا مسلمانوں سے یہ منوانا ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین پر اتریں گے اور اس مقصد کو حاصل کرنے اور مسلمانوں سے اپنی یہ بات منوانے کا سب سے مؤثر ذریعہ تو قرآن اور حدیث ہی ہو سکتا ہے جس کے سامنے ہر سچا مسلمان اپنا سر جھکانے کے لئے تیار ہوتا ہے اس کے بعد عقلی دلائل یا علمی تحقیقیں محض قرآن اور حدیث کے بیان کی تائید کے لئے پیش کی جاتی ہیں نہ کہ ان پر اپنے کسی نظریہ کو ثابت کرنے کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے اور نہ ہی حضورؑ نے

ان پر اپنے نظریہ کی بنیاد رکھی بنیاد تو قرآن کریم اور حدیث پر ہی رکھی ہے باقی طبعی تحقیق کو محض تائید کے لئے پیش کیا ہے اور اسے بھی بالکل صحیح طور پر پیش کیا ہے اور اس کی صحت کی تکذیب آج تک کسی سے نہیں ہو سکی۔

طبعی تحقیق کی صحت کا ثبوت

مندرجہ بالا پس منظر کو ذہن میں رکھ کر اگر ہم حضورؑ کی تحریر پر غور کرتے ہیں تو ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انسان کے جسم خاکی کے لئے ناممکن ہے کہ وہ بحیثیت خاکی ہونے کے کرہ زمہریر تک پہنچ سکے چہ جائیکہ کہ ماہتاب تک پہنچ جائے نہ اس وقت تک کوئی جسم خاکی اس کرہ تک پہنچا ہے اور نہ آئندہ پہنچ سکے گا ساری بحث تو مجرد جسم خاکی کے متعلق تھی اس کے متعلق تو اب تک ثابت نہیں ہوا کہ وہ کرہ زمہریر میں سے گذرا ہے یا چاند پر پہنچا ہے کیا رئیس تحریر صاحب یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ کسی انسان کا جسم خاکی بحیثیت جسم خاکی ہونے کے چاند تک پہنچ گیا ہے چاند پر پہنچنے والوں کے جسم خاکی کو تو کرہ زمہریر کی ہوا تک نہیں لگی نہ وہ اس کرہ کے اثر کی زد میں آئے نہ ان کے جسم خاکی کو چاند کی فضاؤں کی زد میں لایا گیا۔ کرہ زمہریر میں سے تو اس لباس کا خول گذرا ہے جس سے ان کے جسم خاکی کو پوری طرح ڈھانپ دیا گیا تھا جو خاص اسی غرض کے لئے کئی ہزار ڈالر خرچ کرکے تیار کیا گیا تھا تا ان کا جسم خاکی کرہ زمہریر کی زد سے محفوظ رہے۔

خول اور جسم دو الگ الگ چیزیں ہیں

میں حیران ہوں کہ اس خول کا نام ہمارے رئیس تحریر صاحب جسم خاکی کس طرح رکھ رہے ہیں حالانکہ یہ دونوں تو الگ الگ چیزیں ہیں یہ تو حضرت مرزا صاحبؑ (مسیح موعودؑ) نے کہیں نہیں لکھا کہ ایسے مصالحہ جات سے تیار کردہ لباس پہنا کر بھی جسم خاکی کو کرہ زمہریر سے گذارا نہیں جا سکتا جو ایسے مصالحہ جات سے تیار کیا جائے جن پر کرہ زمہریر کی ہوا وغیرہ اثر نہ کر سکے ہاں اگر حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) یہ تحریر فرماتے کہ ایسا کوئی مصالحہ بھی ایجاد نہیں کیا جا سکتا جو کرہ زمہریر کے اثر سے محفوظ رہ سکے تو یہ قول حضورؑ کا بے شک قابل اعتراض ٹھہرایا جا سکتا تھا لیکن ایسا تو انہوں نے کہیں نہیں لکھا رئیس تحریر صاحب اور ان کے ہم نوا دوست اچھی طرح جانتے ہیں کہ خاص مصالحہ جات سے تیار کردہ لباس کے علاوہ چاند پر جانے والوں کے ساتھ آکسیجن کے تھیلے بھی بھیجے گئے تھے تاکہ وہ چاند پر زندہ رہ سکیں اس کے بغیر تو ان کا جسم خاکی چاند پر پہنچتے ہی موت کا شکار ہو جاتا۔

رئیس تحریر صاحب سے ایک سوال

میں رئیس تحریر صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی ڈاکٹر یہ کہے کہ کونین بڑی کڑوی ہوتی ہے زبان پر رکھتے ہی اس کی کڑواہٹ محسوس ہونے لگ پڑتی ہے لیکن ایک شخص کو کونین کی گولی پر چینی چڑھا کر دی جائے جیسا کہ آج کل کیا جا رہا ہے اور اسے کہا جائے کہ اسے کھا لو اور وہ کھا کر کہے کہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں جو کہتے ہیں کہ کونین کڑوی ہوتی ہے مجھے تو بالکل میٹھی لگی ہے تو کیا اس کے اس قول سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ کونین فی الحقیقت کڑوی نہیں ہوتی بلکہ میٹھی ہوتی ہے یا اس احمق کو یہ کہا جائے گا کہ بے شک کونین تو تم نے ضرور کھائی ہے اور وہ تمہارے پیٹ میں بھی چلی گئی ہے لیکن بغیر زبان پر سے گذرنے کے کیونکہ زبان پر تم نے کونین نہیں رکھی کہ تمہاری زبان اس کی کڑواہٹ محسوس کرتی بلکہ زبان پر تم نے چینی رکھی ہے اور کونین اس چینی کے اندر تھی اس لئے تمہاری زبان اس کی کڑواہٹ محسوس نہیں کر سکی اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے بدن پر ایسا مصالحہ مل لے جس پر آگ اثر نہ کر سکے اور پھر اپنے جسم کو آگ پر سے گذار کر یہ کہے کہ یہ بات جھوٹ ہے کہ آگ جسم کو جلا دیتی ہے تو کیا اس کا یہ قول درست تسلیم کیا جائے گا اور کیا آگ کی اس تاثیر کا انکار کر دیا جائے گا کہ وہ جسم کو فی الحقیقت جلا دیتی ہے یا یہ کہا جائے گا کہ جسم کو فی الحقیقت آگ پر سے گذارا ہی نہیں گیا بلکہ اس مصالحہ کو آگ پر سے گذارا گیا ہے ٹھیک اسی طرح اگر جسم خاکی کو کرہ زمہریر کی تاثیر سے محفوظ رکھنے والے مصالحہ جات سے اس کو ڈھانپ دیا جائے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہوگا کہ کرہ زمہریر جسم خاکی پر اثر کئے بغیر اس کو اپنے میں سے گذرنے دے سکتا ہے ہاں یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ ان مصالحہ جات کو بغیر ضرر پہنچائے گذرنے دے سکتا ہے۔ پس موجودہ صورت میں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ جسم خاکی کرہ زمہریر میں سے صحیح سلامت گذر گیا ہے یا وہ چاند پر پہنچ گیا ہے اس کی مثال تو بالکل شوگر کوٹڈ کونین یا آگ سے محفوظ رکھنے والے مصالحہ کے ذریعہ جسم کو آگ پر سے گذارنے کی ہے اس سے نہ کونین کو کڑوا قرار دینا غلط ٹھہرایا جا سکتا ہے نہ آگ کی جسم کو جلانے کی تاثیر سے عاری قرار دیا جا سکتا ہے پس حضورؑ کا پرانے اور نئے فلسفہ کی اس تحقیق سے اتفاق ظاہر کرنا کہ جسم خاکی کا کرہ زمہریر تک پہنچنا محال ہے یا اس کا چاند پر جانا لغو خیال ہے بالکل درست ہے جس وقت کوئی خالی جسم خاکی کرہ زمہریر میں سے گذر جائے گا یا چاند پر پہنچ جائے گا تو اس وقت حضورؑ کی تحریر پر اعتراض کرنا بھی تو ایسا اعتراض نہ صرف یہ کہ قبل از وقت ہے بلکہ واقع کے بھی بالکل خلاف ہے۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

الہام "خاکسار پیپرمنٹ" کی حقیقت

اور اس کا ذریعہ ہدایت ہونا

ہمارے معزز دوست کو حضورؑ کے ایک کشفی نظارہ میں خاکسار پیپرمنٹ لکھا ہوا دکھلائے جانے کی حقیقت اور اس کے ذریعہ ہدایت ہونے کا طریق معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اسی کشف پر جناب برق صاحب نے بھی اعتراض کیا تھا جو جواب میں نے جناب برق صاحب کو دیا تھا اور جو پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے اسے ہی ذیل میں درج کرتا ہوں ہمارے معزز دوست اس جواب میں اس حصہ کو نظر انداز کر دیں جو جناب برق صاحب کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ جواب کے صرف اس حصہ پر غور کر لیں جس کا تعلق کشف کی حقیقت کی وضاحت سے ہے باقی رہا اس کا ذریعہ ہدایت ہونا سو وہ تو اس امر سے واضح ہے کہ جس تکلیف کو دور کرنے کے لئے پیپرمنٹ بطور علاج بتلایا گیا وہ اس کے استعمال سے دور ہو گئی اور موقعہ پر موجود دوستوں نے اس کی تاثیر کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا جس سے ان پر ثابت ہو گیا کہ خدا کی بتلائی ہوئی بات کس طرح خارج میں وقوع کی شکل اختیار کرکے ازدیاد ایمان کا موجب ہوتی ہے۔ ذیل میں وہ کشف اور اس کی حقیقت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

ایک کشف کی حقیقت

برق صاحب نے عجیب الہامات کے ضمن میں اپنی کتاب کے صفحہ ۳۳۴ پر حضورؑ کا ذیل کا کشف بھی درج کیا ہے:۔

"۲۴ فروری ۱۹۰۵ء کو حالت کشفی میں جبکہ حضورؑ کی طبیعت ناساز تھی ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا تھا خاکسار پیپرمنٹ"۔

معلوم نہیں اس کشف میں برق صاحب کو کونسی عجیب بات نظر آئی ہے کیا سخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض کے ماتحت کائنات کی ہر ایک چیز انسان کی خدمت کے لئے پیدا نہیں کی گئی۔ کیا تمام جڑی بوٹیاں اور ان سے بنی ہوئی دوائیں انسان کی بیماری کو دور کرنے کے لئے ہی نہیں بنائی گئیں کیا یہ حقیقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو بذریعہ الہام یا کشف بعض علاجوں پر اطلاع دے دیتا ہے کیا سورۃ ص ع ۴ کی مندرجہ ذیل آیت برق صاحب کو بھول گئی ہے:۔

واذکر عبدنا ایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب

اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جو علاج حضرت ایوبؑ کو بتلایا اس کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں ہے:۔

ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد وشراب۔ کیا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے خاص بندوں کو ان کی بیماریوں کا علاج بھی بتلا دیا کرتا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کو ان کی تکلیف دور کرنے کے لئے پیپرمنٹ کا استعمال بتلا دیا تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا قول اذا مرضت فھو یشفین بھی مدنظر رکھیں۔ اسی طرح اصلحنا لہ زوجہ کو بھی نظر انداز نہ کریں۔ اسی طرح حضرت زکریاؑ کو جو نشان بتلایا گیا تھا اس کو بھی نہ بھولیں یہ امور اگر آپ کے مدنظر رہیں گے تو حضرت مرزا صاحبؑ کے کشف پر جو ہنسی اڑانے کی آپ نے کوشش کی ہے اس پر آپ خود ہی نادم ہوں گے۔ اگر حضرت نبی کریم صلعم کی جدائی کے صدمہ کا اظہار درخت اپنی آواز سے کر سکتا ہے تو پیپرمنٹ کیوں اپنی خدمات کو پیش نہیں کر سکتا وہ بولا تو نہیں صرف لکھا ہوا ہی دکھلایا گیا ہے۔ خاکسار کا لفظ اس کے ساتھ محل تعجب اس لئے نہیں ہو سکتا کہ اس کی حیثیت آخر ایک خدمتگار کی ہی ہے۔ خدمتگار اگر اپنے آقا کے سامنے خاکساری کا اظہار نہ کرے تو اور کیا کرے علاوہ ازیں ہر چیز کے بولنے کا طریق بھی الگ الگ ہوتا ہے زمین کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے:۔

یومئذ تحدث اخبارھا

زمین اور آسمان کے متعلق آتا ہے: اتینا طائعین۔ یہاں تو پیپرمنٹ بولا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے علاج لکھا ہوا دکھلا دیا ہے سچ ہے جب انسان تعصب کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے تو اس کی عقل کی آنکھ ایسی اندھی ہو جاتی ہے کہ واضح حقائق بھی اس کو نظر نہیں آتے۔

درخواست دعا

خلیفہ عبدالرشید صاحب ابن خلیفہ رجب دین صاحب مرحوم کئی مہینوں سے عارضہ قلب میں مبتلا ہیں احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ہالینڈ میں اسلام کا چرچا

ہیومانسٹ سوسائٹی کے سوالات کے جواب میں

حضرت مسیحؑ کے متعلق اسلامی نقطہ نگاہ

از غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل مقیم ہالینڈ

ہالینڈ ایک ایسا ملک ہے جس میں مختلف مذاہب کو مذہبی خیالات کی تبلیغ کی عام اجازت ہے۔ صرف مذاہب کو ہی نہیں بلکہ دہریت اور زندیقیت کو بھی۔ اگر کسی تحریک کے کافی ممبر ہوں تو اس تحریک کے لیڈروں کو اپنے خیالات پھیلانے اور اپنے ممبران کی دیکھ بھال کے لئے فوج میں بھی اپنا لیڈر رکھنے کا حق ہے۔ چنانچہ جہاں عیسائیوں کے بڑے بڑے فرقے فوج میں اپنے نوجوانوں کی روحانی ضروریات پورا کرنے کے لئے پادری رکھتے ہیں اور ان کی تنخواہیں حکومت ادا کرتی ہے اسی طرح ہالینڈ کی ہیومانسٹ سوسائٹی نے بھی اپنا روحانی رہنما رکھا ہوا ہے جو کہ نوجوانوں سے روحانی امور کے متعلق گفتگو کرتا ہے اور ان کے سوالات حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر اکثر نوجوان عیسائی گھرانوں سے آنے کی وجہ سے عیسائیت کی روشنی میں لامذہبیت پران سے تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ عام طور پر نوجوان خواہ وہ عیسائی ہوں یا لامذہب گفتگو کے دوران حضرت مسیحؑ کی شخصیت پر بھی باتیں کرتے ہیں۔ اکثر نوجوان یہ سن کر کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کے بانی کو خدا کا نبی مانتے ہیں یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ لوگ حضرت مسیحؑ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیا وہ بھی انہیں ابن اللہ مانتے ہیں۔ کیا دوسرے مذاہب کی کتب میں بھی ایک ابن اللہ کے آنے کی ضرورت پائی جاتی ہے۔ اگر تمام مذاہب خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر ان مذاہب میں بڑے بڑے اختلافات جو تضاد کی حد تک پہنچتے ہیں کیوں پائے جاتے ہیں۔ اس قسم کے سوالات کا جواب دینے کے لئے ہیومانسٹ سوسائٹی کے فوجی نمائندہ نے حضرت مسیحؑ کے متعلق مختلف علماء کو مضمون لکھنے کی دعوت دی تھی جو وہ شائع کر کے کتابی صورت میں نوجوانوں کو دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ اسلام کی نمائندگی کے لئے انہوں نے خاکسار کو حضرت مسیحؑ اور اسلام کے موضوع پر لکھنے کے لئے کہا۔ اس پر خاکسار نے ایک مختصر سا مقالہ تحریر کر کے انہیں بھیج دیا۔ اب وہ مضمون دوسرے مصنفین کے مضامین کے ساتھ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ کتاب کئی ہزار کی تعداد میں فوج کے نوجوانوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ الحمد للہ ذالک۔ اتنی بڑی اشاعت ہماری طاقت سے باہر تھی۔ پڑھنے والوں نے اس مضمون کو بہت پسند کیا ہے اور اسے مدلل مانا ہے۔ دوسرے لکھنے والوں میں بڑے بڑے عیسائی علماء اور پروفیسر شامل ہیں۔ ایک یہودی نے بھی مضمون لکھا تھا جس میں اس نے مسلمانوں کی کافی تعریف کی ہے اور عیسائیوں کے گذشتہ زمانہ کے ظلم و ستم کا اظہار بھی کیا ہے۔ ہم قارئین پیغام صلح کی دلچسپی کے لئے اپنے مضمون کا ترجمہ درج کرتے ہیں:-

کتاب کا نام ہے **یسوع آف ناصرہ**۔

اس موضوع پر میں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اسلامی عقیدہ کے مطابق خدا تعالیٰ کے نبی تھے جو پرانے عہد کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوئے۔ وہ نہ تو خدا تھے اور نہ ہی ابن اللہ بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے پیامبر تھے۔ ان کے آنے کی غرض یہود کو ان کی غلطیوں سے نکالنا تھا۔ صلیبی موت مرنا اور اس طرح انسان کی نجات کا سامان کرنا ان کے آنے کا مقصد نہ تھا۔ آپ $\frac{5}{18}$ کے مطابق موسوی شریعت کے قیام کے لئے آئے تھے کیونکہ خدائی شریعت منسوخ نہیں ہو سکتی تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فقیہوں اور فریسیوں کی غلطیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کی اور جہاں تکمیل شریعت کی ضرورت پڑی خدا تعالیٰ سے علم پا کر اس کی تکمیل کر دی۔ اس عقیدہ کی وجہ سے جس طرح ہمارا یہودیوں سے اختلاف ہے ویسے ہی عیسائیوں سے بھی اختلاف ہے۔ ہم حضرت مسیحؑ کو علاوہ اور باتوں کے مندرجہ ذیل باتوں کی بناء پر خدا کا نبی مانتے ہیں:-

(۱) قرآن مجید حضرت مسیحؑ کی نبوت کا اثبات کرتا ہے۔

(۲) ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ ایک جھوٹے نبی کی آسمان سے ایسی مدد ہو سکتی ہے جیسی حضرت مسیحؑ کی ہوئی۔

(۳) استثناء $\frac{18}{20}$ اور قرآن کریم $\frac{5}{45}$ کے مطابق جھوٹا نبی اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

(۴) حضرت مسیحؑ کی مختلف پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں مگر استثناء کی رو سے جھوٹے نبی کی پیشگوئیاں پوری نہیں ہو سکتیں۔

(۵) حضرت مسیحؑ کے فرمان کا اثر ابھی کروڑوں لوگوں پر باقی ہے۔

حضرت مسیحؑ خدا تھے یا انسان؟

قرآن کے مطابق حضرت مسیحؑ خدا کے نبی تھے یہی ان کا دعویٰ تھا مگر بعد میں لوگوں نے ان کو خدا بنا لیا۔ آپ نے خود کبھی بھی خدائی کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر عیسائیوں نے آپ کو خدا کیسے مان لیا؟ یہ ایک ضروری سوال ہے جو مندرجہ بالا خیالات سن کر پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔

الجواب۔ لوگ خدا تعالیٰ کے رسول کے فوت ہو جانے کے بعد اسے خدائی مرتبہ دینے لگ جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ نبی کے اقوال جو دراصل مجازی معنی اپنے اندر رکھتے ہیں حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت مسیحؑ کی خدائی کا عقیدہ رکھنے والے مندرجہ ذیل الفاظ پیش کر کے کہتے ہیں کہ دیکھو حضرت مسیحؑ نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ یوحنا کی انجیل میں حضرت مسیحؑ کے یہ الفاظ آتے ہیں "جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا دیکھ لیا" "میں اور میرا باپ ایک ہیں"۔ یوحنا $\frac{14}{9}$ – $\frac{10}{30}$۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مسیحؑ خدا نہ ہوتے تو ایسے الفاظ کس طرح فرما سکتے تھے۔

لیکن جب ان کے الفاظ کو ان کے مجازی معنوں میں لیں اور حقیقت پر محمول نہ کریں تو کسی قسم کا اشتباہ باقی نہیں رہتا اور نہ ہی حضرت مسیحؑ کی طرف خدائی کا دعویٰ منسوب کرنے کی ضرورت رہتی ہے۔ حضرت مسیحؑ نے دراصل خود اس قسم کے الفاظ کی تشریح فرما دی ہے۔ یوحنا کے باب دس میں آپ نے یہودیوں کو متنبہ فرمایا ہے کہ ان کے اس قسم کے اقوال کو حقیقت پر محمول کر کے انکی طرف خدائی کے دعویٰ کو منسوب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ آپ نے تو اپنے متعلق ابن اللہ کے الفاظ ہی استعمال کئے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے انبیاء کے متعلق خدا کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ دیکھو زبور $\frac{82}{6}$ اور خروج $\frac{4}{16}$)۔ زبور میں یہ ذکر ہے کہ جن انبیاء پر خدا کا الہام نازل ہوا انہیں خدا کہا گیا ہے، اور خروج میں حضرت موسیٰؑ کو خدا اور ہارونؑ کو ان کا نبی کہا گیا ہے۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ اگر ابن اللہ کے الفاظ استعمال کرنا جرم ہے اور اس سے کفر لازم آتا ہے تو پھر جن نبیوں کے متعلق خدا کے لفظ آئے ہیں انہیں کیا کہو گے۔ اگر حضرت مسیحؑ نے خدائی کا دعویٰ کیا ہوتا اور اگر آپ واقعی ابن اللہ ہوتے تو یہود کے الزام پر آپ انہیں الزامی جواب دے کر ساکت کرنے کی سعی نہ فرماتے بلکہ خوش ہوتے کہ انہوں نے صحیح طور پر آپ کے مقام کو سمجھا۔ ایک مدعی کے لئے اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی ہے کہ لوگ اس کے دعویٰ کو صحیح صحیح طور پر سمجھ لیں۔ یہودیوں کے اعتراض کے جواب میں آپ کو تو خوش ہو کر یہ کہنا چاہیئے تھا "یقیناً آپ نے میری باتوں کو سمجھ لیا ہے میں ابن اللہ اور خدا ہوں" مگر آپ کا ایسا نہ فرمانا اور یہود کو الزامی جواب دے کر چپ کرا دینے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کسی قسم کی خدائی کے دعویدار نہ تھے۔ اسی امر کی طرف قرآن مجید $\frac{5}{116}$ میں اشارہ کرتا ہے کہ حضرت مسیحؑ قیامت کے دن کہیں گے اے میرے رب میں نے کبھی بھی لوگوں کو اپنی خدائی کے اقرار کی تعلیم نہیں دی۔

حضرت مسیحؑ کے ان الفاظ سے کہ "میں اور میرا باپ ایک ہیں" سے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ خدائی کے دعویدار ہیں۔ کیونکہ یوحنا باب ۱۷ میں آپ اپنے حواریوں سمیت خدا کے ساتھ ایک ہونے کی دعا کرتے ہیں، اس سے ثابت ہے کہ خدا کے ساتھ ایک ہونے سے مراد یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کامل اتحاد ہو کر انسان خدا کے رنگ میں رنگین ہو جائے یعنی وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی قدم بھی نہ اٹھائے۔ اور یوحنا کے الفاظ "جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا" کا مطلب بھی خدا کے ساتھ کامل اتحاد کا اظہار ہے کیونکہ نبی کا وجود خدا تعالیٰ میں ایک ہو کر ہی ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت نبی اکرم صلعم کے بعض اعمال کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ اور بیعت رضوان کرنے والوں کے متعلق فرمایا ید اللہ فوق ایدیھم۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ حالانکہ آنحضرت صلعم کا ہاتھ بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ خدائی رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلعم سے بڑھ کر اور کون فنا فی اللہ کے مقام پر ہو سکتا ہے۔ اسی لئے آپ کے عمل کو خدا نے خود اپنا عمل قرار دیا ہے۔

پھر انجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح اپنے آپ کو خدا کے برابر نہیں مانتے اور آپ اپنی شان کے اظہار کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے (یوحنا $\frac{3}{14}$ – $\frac{7}{49}$ – $\frac{14}{10}$) اس آپ نے فرمایا "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ اس پر ایمان لاتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے (یوحنا $\frac{12}{44}$) مصائب و آلام کے وقت حضرت مسیحؑ خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں (متی $\frac{26}{39}$ – مرقس $\frac{14}{36}$) اور صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتنی $\frac{27}{46}$

اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ـــــ کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ اگر آپ خدا ہوتے تو اس طرز پر کیوں دُعا کرتے۔ کیا خدا خود اپنے آپ سے دُعا کر سکتا ہے۔ کیا وہ اپنے آپ سے الگ ہے؟

لیکن اگر ان الفاظ کو حقیقت پر محمول کرنے پر اصرار ہو اور یہ کہا جائے کہ حضرت مسیحؑ نے جب فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا، یا "مَیں اور میرا باپ ایک ہیں" تو آپ نے ان الفاظ سے اپنی خدائی کا اقرار فرمایا تو پھر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ جس خدا کے مشابہ ہونے کا دعوےٰ کیا گیا ہے، اس میں مسیحؑ جیسی کمزوریاں بھی ہوں گی۔ وہ بھی عالمِ کُل نہ ہوگا اور نہ ہی قادرِ مطلق اور وہ بھی مرنے اور دکھ اُٹھانے سے بریّ نہ ہوگا۔ اس قسم کے خدا پر ایمان لانا ایک عقلمند کے لئے کسی طرح بھی ممکن نہیں۔

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ اس خدا میں حضرت مسیحؑ والی کمزوریاں نہیں پائی جاتیں تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ دُعا کرنے والا اور ہے اور جس خدا سے دُعا کی گئی ہے وہ اور ہے۔ لہٰذا یہ دونوں کسی طرح بھی ایک نہیں ہو سکتے۔ اور ماننا پڑے گا کہ یہ دونوں الگ الگ وجود ہیں جن میں سے ایک کامل اور دوسرا غیر کامل ہے۔ اگر عیسائی لوگ اس کے ماننے کے لئے تیار نہیں تو پھر ایک خدا نہ ہوا بلکہ زیادہ ہوئے جو کہ بائبل کی صریح تعلیم کے خلاف ہے کیونکہ عہد قدیم و جدید میں خدا کو واحد مانا جاتا ہے اور اسی کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ ۔ ۔ میں اسرائیل تیرا خدا ایک خدا ہے (استثناء $\frac{6}{4}$ ۔ یوحنا $\frac{17}{3}$)

مسیحؑ کے معجزات

عام طور پر مسیحؑ کی خدائی کے اثبات کے لئے مسیحؑ کے معجزات کو پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر مسیحؑ خدا نہ ہوتے تو اس قسم کے کارنامے کیسے کرتے۔ جواباً عرض ہے کہ:-

(۱) مسیحؑ نے معجزات اپنی قدرت و طاقت سے باہر نہیں فرمائے بلکہ خدا تعالےٰ کے وہ معجزات آپ کے ذریعہ ظاہر فرمائے (یوحنا $\frac{5}{26}$ و $\frac{11}{41}$)

(۲) مسیحؑ کے معجزات اس قسم کے نہ تھے جو پہلے انبیاءؑ نے ظاہر نہ فرمائے ہوں۔ یہود اس کو جانتے تھے۔ اس لئے معجزہ دیکھنے پر وہ یہ نہ کہتے تھے کہ مسیحؑ خدا ہیں بلکہ خدا کا نبی مانتے تھے۔ (یوحنا $\frac{2}{19}$ متی $\frac{9}{6}$)

(۳) مسیحؑ کے معجزات کا ظہور ان کے شاگردوں کے ذریعہ بھی ہو سکتا تھا۔ (متی $\frac{16}{19}$ ۔ لوقا $\frac{1}{18}$)

اگر یہ صحیح ہے تو پھر اسی سے یہ ثابت ہے کہ حضرت مسیحؑ کے معجزات سے کسی قسم کی خدائی کا اظہار نہیں ہوتا ورنہ حواریوں سے ان معجزوں کا ہونا ممکن ہوتا اور اگر وہ بھی معجزات ظاہر کر سکتے تو لوگ ان کو بھی خدائی کا مرتبہ دینے کے لئے تیار ہو جاتے اور آج جب حضرت مسیحؑ کو اقنوم ثانی تسلیم کیا جاتا تو ان کے ساتھ اور کئی اقانیم شامل کر دیئے جاتے۔

(۴) عہد قدیم میں کئی ایک واقعات ایسے درج ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاءؑ نے مسیحؑ کی مثل معجزات دکھائے تھے۔

اگر ان معجزات سے مسیحؑ کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو پھر گزشتہ انبیاءؑ کے معجزات سے ان انبیاءؑ کی خدائی کا اقرار بھی لازمی ہوگا ـــــ لہٰذا معجزات سے حضرت مسیحؑ کی خدائی ثابت نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیحؑ کا مشن

دوسری بات جس میں مسلمانوں کا عیسائی لوگوں سے اختلاف ہے وہ مسیحؑ کے مشن کی نوعیت ہے۔ عیسائی عقیدہ کے مطابق ہر بچہ گناہ سے آلودہ دنیا میں آتا ہے کیونکہ آدم اور حوّا نے گناہ کیا اور چونکہ ہم سب ان کی اولاد ہیں اس لئے ہم اس گناہ سے آزاد نہیں ہو سکتے خواہ ہم کتنی ہی پاکیزہ زندگی کیوں نہ گذاریں اور اس کے قوانین پر عمل کیوں نہ کریں محض خدا تعالےٰ کی رحمت اور فضل سے گناہ معاف نہ ہو سکتے تھے کیونکہ گناہ کی سزا کا ملنا ضروری ہے اور بغیر سزا کے معافی دینا خدا کے انصاف کے خلاف ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت اور انصاف میں تطبیق کی خاطر اپنے اکلوتے بیٹے یسوع مسیح کو دنیا میں بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے گناہ کی سزا اپنے اوپر لیں اور اس طرح دنیا کی نجات کا موجب بنیں چنانچہ آپ کو گلگتہ کے مقام پر صلیب دیا گیا جہاں آپ نے جان دی۔ اور اس طرح خدا کی رحمت اور انصاف کے تقاضے پورے ہو کر دنیا کی نجات کا سامان پیدا ہو گیا۔

اس کے برعکس ایک مسلمان کے نزدیک حضرت مسیحؑ خدا کے نبی تھے اور وہ اپنے لوگوں کی نجات کے لئے آئے تھے جس طرح ان سے پہلے انبیاءؑ اپنی اپنی قوم کی نجات کے لئے دنیا میں آتے رہے۔ ایک مسلمان کے لئے یہ ماننا ناممکن ہے کہ خدا ایک معصوم بچے کو جس نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا محض اس کے آباؤ اجداد کے گناہوں کی وجہ سے گناہگار قرار دے۔ وہ خدا جو کسی انسان کو دوسروں کے گناہوں کی خاطر سزا دیتا ہے عادل نہیں کہلا سکتا۔ پھر تاریخ جدید سے یہ بھی ظاہر ہے کہ انسان کی عمر اس آدم سے زیادہ ہے جس کا ذکر بائبل میں ہے۔ لہٰذا تمام انسان آدم کی اولاد سے نہیں ہو سکتے جو عہد نامہ قدیم میں مذکور ہے اس لئے تمام انسانوں کو بائبل کے آدم کے گناہ کے نتیجہ میں گناہ گار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پھر یہ بات بھی سوچنے کے قابل ہے کہ گناہ کوئی مادی چیز نہیں جو ہم ورثہ میں لے سکیں کیونکہ گناہ کا وجود انسان کے عقیدہ اور عمل اور عقل و فہم سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر گناہ اس وقت سرزد ہوتا ہے جب انسان اپنی آزاد مرضی سے جانتے بوجھتے کسی خدائی حکم کی خلاف ورزی کرے۔ اب ایک بچہ جو ابھی دنیا میں آیا ہے اور وہ کسی قسم کے امتیاز کی قوت اپنے اندر نہیں رکھتا اور نہ ہی اس نے کسی قسم کا عمل خدا کے حکم کے خلاف کیا ہے اسے گناہ سے آلودہ کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں ـــــ لہٰذا ہم یہ بات کسی طرح بھی باور نہیں کر سکتے کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کے گناہ لے کر دنیا میں آتے ہیں اور اس کے لئے ہمیں سزا ابھی ملے گی اِلّا یہ کہ ہم صلیبِ مسیحؑ پر ایمان لائیں۔

جس طرح ہم کسی دوسرے کے گناہ کی وجہ سے سزا نہیں پا سکتے اسی طرح ہم کسی دوسرے کے اچھے اعمال کی وجہ سے نجات بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ جس طرح ہماری جسمانی بیماری ڈاکٹر اور طبیب کے خود دوائی کھا لینے سے دُور نہیں ہو سکتی اسی طرح اگر روحانی طبیب ہمیں دوائی دینے کی بجائے خود دوائی کھا لے تو ہم روحانی بیماریوں سے بھی تندرست نہیں ہو سکتے جس طرح مریض کے لئے خود دوائی کا استعمال کرنا ضروری ہے تاکہ اسے صحت حاصل ہو اسی طرح روحانی بیماریوں کے لئے بھی خود ہی دوائی کا استعمال کرنا ضروری ہے تاکہ انہیں روحانی بیماریوں سے نجات حاصل ہو، حضرت مسیحؑ نے بھی اور حواریوں نے بھی اس امر پر زور دیا ہے (دیکھو یوحنا $\frac{14}{15-23}$ متی $\frac{15}{1-6}$ اور یعقوب حواری کا خط۔

پھر ہم یہ بھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ رحمٰن و رحیم اور غفور خدا جب ہم اس کی جناب میں سربسجود ہو کر توبہ و استغفار کریں۔ تو بغیر بدلہ لئے ہمیں معاف کرنے پر راضی نہ ہو۔

خدا کو ہم جج اور قاضی سے تشبیہ نہیں دے سکتے کیونکہ وہ کسی اور طاقت کے زیرِ سایہ ہوتے ہیں اور خود مالک نہیں ہوتے۔ انہیں قوانین کے مطابق سزا کا حکم سنانا ہوتا ہے۔ مگر خدا کی ذات اس سے بالاتر ہے وہ خود حاکم ہے وہ خود مالک ہے وہ جسے چاہے معاف کر سکتا ہے۔ وہ ہماری کمزوری کو جانتا ہے اس کا فضل غیر محدود ہے وہ اپنے عدل کی وجہ سے رحم کرنے سے نہیں رُک سکتا۔ قرآن مجید فرماتا ہے لَاتَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ خدا کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو۔ اس کی رحمت کا دروازہ ابدالآباد تک کھُلا ہے اِنَّهٗ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا وہ تمام گناہ بخش سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کے آگے سربسجود ہو کر اس سے معافی مانگنا چاہیئے وہ اپنی رحمت کی چادر میں ہمیں لے لیگا۔ حضرت مسیحؑ نے اسی مضمون کو اس لڑکے کی مثال دیکر کھایا جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے گھر سے نکل گیا تھا۔ مگر جب اسے کوئی اور پناہ گاہ نہ ملی تو واپس لوٹا اور اس کے باپ نے اس کی خاطر بڑی خوشی منائی ـــ اگر دنیاوی باپ اتنی محبت اور رحمت دکھا سکتا ہے تو پھر ہمارا آسمانی باپ ہماری توبہ پر اپنی رحمت کا ہاتھ ہمارے سر پر کیوں نہ رکھ دے گا۔ شرط یہ ہے کہ ہم اس کی جناب میں التجا کریں اس سے دعا مانگیں اور اس سے ملنے کی خواہش ظاہر کریں۔

متی باب ۲۶ سے ظاہر ہے کہ جب صلیب کا وقت قریب آیا تو حضرت مسیحؑ نے رو رو کر خدا سے دعا کی (اے باپ اگر ممکن ہے تو یہ موت کا پیالہ مجھ سے ٹال دے) حضرت مسیحؑ کا اس طرح دُعا کرنا بتلاتا ہے کہ آپ کا مشن یہ نہ تھا کہ آپ صلیب پر دنیا کے گناہوں کی خاطر سزا پائیں گے۔ اگر آپ کا مشن ایسا ہوتا تو پھر آپ اس کے پورا ہونے کے وقت اس کے التواء کے لئے دعا کیوں فرماتے نہیں تو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ اب اس مشن کے پورا ہونے کا وقت آپہنچا ہے جس کی خاطر وہ دنیا میں آئے تھے۔

پھر عجیب بات یہ بھی ہے کہ اگر عیسائی عقیدہ کے مطابق مسیحؑ نے دنیا کے گناہ اپنے اوپر لے لئے تھے اور اس وجہ سے صلیبی موت مر گئے تھے تو پھر پیدائش باب ۳ کے مطابق جو سزا انسان کو دی گئی تھی وہ دُور کیوں نہ ہوئی۔ اگر مسیحؑ واقعی ہمارے گناہوں کی خاطر مر گئے ہوتے تو آج وہ سزا جو آدم کے گناہ کے بدلہ میں ہمیں دی گئی تھی کہ (مرد اپنے ماتھے کے پسینہ سے روٹی کمائے گا اور عورت درد زہ سے بچہ جنے گی اور سانپ اپنے پیٹ پر رینگے گا۔ اور مٹی کھائے گا) یہ سزائیں دُور ہو گئی ہوتیں۔ اگر باوجود بدلہ دینے کے سزا باقی ہے تو پھر ہم اس خدا کو کس طرح عادل مان سکتے ہیں جو کفارہ ادا کرنے کے بعد بھی سزا جاری رکھ رہا ہے۔ پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ بدلہ کا مطالبہ کرنے والا اور بدلہ ادا کرنے والا عیسائی عقائد کے مطابق ایک ہی وجود ہیں تو پھر بدلہ کا مطالبہ کرنے والا بغیر سزا دیئے معاف کیوں نہیں کر سکتا۔ پھر یہ بھی واضح نہیں کہ جب دونوں ایک ہی ہیں تو پھر بدلہ کس کو ادا کیا گیا اور کس نے اسے قبول کیا ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر حضرت مسیحؑ کا مشن صلیب پر جان دینا نہ تھا تو پھر آپ صلیب کی موت کیوں مرے۔

الجواب: قرآن مجید کے فرمان کے مطابق حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے انہیں صلیبی موت سے بچا لیا۔ یہ بات عہد جدید سے بھی ظاہر ہوتی ہے :-

(۱) جیسا کہ ہم پہلے بتلا چکے ہیں صلیب پر جان دینا حضرت مسیحؑ کے مشن کا لب لباب نہ تھا۔

(۲) حضرت مسیحؑ خدا کے سچے نبی تھے۔ اگر آپ صلیب پر فوت ہو جاتے تو آپ کا مشن مشکوک

ہو جاتا اور آپ کی سچائی ظاہر نہ ہوتی کیونکہ صلیب پر جو ٹانگا جاتا ہے وہ لعنتی مانا جاتا ہے۔ دیکھو (استثناء ۲۱/۲۳ - گلیتوں ۳/۱۳)

(۳) متی ۱۶/۲۶ - لوقا ۲۲/۴۲ کے مطابق حضرت مسیح خدا سے دعا فرماتے ہیں کہ انہیں صلیب سے بچایا جائے اور متی ۷/۱۱ کے مطابق خدا اپنے پیاروں کی دعائیں سنتا ہے۔ اگر مسیح صلیب پر مارے جاتے تو یہود کے لئے آپ کی سچائی مشتبہ ہو جاتی۔

(۴) پیلاطوس حضرت مسیح سے گہرا تعلق رکھتے تھے اس لئے وہ آپ کو بچانے کی تدابیر ضرور سوچتے رہے ہوں گے۔ مگر ظاہری طور پر وہ لوگوں سے ڈرنے کی وجہ سے آپ کی مدد نہ کر سکتے تھے (یوحنا ۱۹/۱۲) اس لئے ان تدابیر میں سے ایک تدبیر یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ کو صلیب پر لٹکانے کا وقت ظہر کا وقت رکھا گیا تاکہ سبت کی وجہ سے زیادہ دیر تک وہ صلیب پر نہ رہیں۔ (یوحنا ۱۹/۱۴) کے مطابق صلیب پر رہنے کا عرصہ تین سے چھ گھنٹے بنتا ہے۔ اور یہ اتنا وقت نہ تھا کہ اس سے مصلوب مر جائے۔ اس لئے مسیح کے ساتھ مصلوب ہونے والوں کی ہڈیاں توڑی گئیں تاکہ ان کی موت یقینی ہو (یوحنا ۱۹/۳۲-۳۳) مگر حضرت مسیح کی ہڈیاں توڑی نہیں گئیں۔ یہ دوسری تدبیر معلوم ہوتی ہے۔ پھر حضرت مسیح کو صلیب کے بعد حواریوں کے سپرد کیا گیا جن میں یوسف آرمیتھیا ایک طبیب بھی تھے۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کو صلیب کی موت سے بچانے کی کافی تدابیر کی گئیں اور ان تدابیر کے نتیجہ میں آپ کی جان بچ گئی ہوگی۔

(۵) آپ کے زندہ صلیب سے اترنے کا ثبوت آپ کے جسم سے لہو کا بہنا ہے۔ اگر آپ زندہ نہ ہوتے تو آپ کے جسم سے لہو اس طرح نہ بہتا جیسا انجیل میں ذکر ہے۔

(۶) یوحنا باب ۲۰ کے مطابق جب مریم مگدلینی نے حضرت مسیح کو ان کے قبر سے نکلنے کے بعد دیکھا اور انہیں چھونا چاہا تو آپ نے فرمایا "مجھے مت چھوؤ۔ میں ابھی اپنے باپ کے پاس نہیں گیا" اس سے ظاہر ہے کہ آپ اس وقت تک فوت نہ ہوئے تھے کیونکہ خدا کے پاس جانا، عام طور پر مرنے کے مترادف قرار دیا جاتا ہے۔ جب کوئی مر جائے تو ہم کہتے ہیں (وہ خدا کے پاس چلا گیا ہے)

(۷) ابھی کچھ عرصہ ہوا انگلینڈ میں کلوئیر پبلشر نے ایک کتاب شائع کی ہے جو کہ ایک کیتھولک کی لکھی ہوئی ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ کیتھولک چرچ کے پاس حضرت مسیح کا وہ کفن موجود ہے جس میں آپ کو صلیب کے بعد لپیٹا گیا۔ کیا اس پر جو خون کے دھبے ہیں ان کا تجزیہ کرنے سے ثابت ہوا ہے کہ جس کے خون کے وہ دھبے ہیں وہ مردہ نہ تھے بلکہ آپ زندہ تھے۔ یہ زمانہ جدید کی سائنس کا کرشمہ ہے کہ وہ پرانے زمانہ کی چیزوں کو اس طرح تجزیہ کر کے ان کی حقیقت پر اطلاع دیتی ہے۔ اور حضرت مسیح کے کفن پر خون کے دھبوں کا تجزیہ کر کے جو شہادت دی گئی ہے وہ ہمارے دعوے پر ایک بیّن دلیل ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہ ہوئے تھے۔

حضرت مسیحؑ کی تعلیم

حضرت مسیح کی تعلیم ہمارے نزدیک اسی طرح خداتعالیٰ کی طرف سے تھی جیسے دوسرے انبیاءؑ کی جو مختلف زمانوں میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمائے۔ اصولی طور پر تمام انبیاءؑ ایک ہی لائحہ عمل لے کر آئے اور ایک ہی اصول کی تبلیغ ان کے ذمہ تھی۔ اختلافات فروعات میں نظر آتا ہے اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انبیاءؑ کی تعلیم ضرورت زمانہ کے مطابق ہوتی رہی ہے۔ حضرت مسیحؑ کا ظہور بنی اسرائیل کے گھرانے کی راہنمائی کے لئے تھا اور ان کی بعثت کا مقصد ان کی غلطیوں کی اصلاح کرنا تھا۔ اس لئے ہم حضرت مسیحؑ کی تعلیم میں کوئی جدید بات نہیں پاتے جن کا تعلق اصول مذہب سے ہو۔ اس کے برعکس ہم انجیل میں یہ بات پاتے ہیں کہ آپؑ حضرت موسےٰ کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کے لئے تشریف لائے تھے۔ (میں شریعت کو بدلنے نہیں آیا بلکہ اسے پورا کرنے اور اس کی تصدیق کرنے) کے لئے آیا ہوں۔ آپ موسوی تعلیم کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں جو فریسیوں اور فقیہوں نے صحیح طور پر نہ سمجھی تھی اور تعلیم کے جن پہلوؤں پر یہود کا عمل نہ تھا آپ ان پر زور دیتے ہیں جیسے (اگر کوئی تمہاری دائیں گال پر طمانچہ لگائے تو اس کی طرف بائیں بھی پھیر دو۔ (متی ۵/۳۹) انسان کو بدلہ اور بدلہ کی تعلیم پر ہی عمل نہ کرنا چاہیئے بلکہ اسے معاف کرنے کی تعلیم پر بھی عمل کرنا ضروری ہے۔ اس اصل کے مطابق ہم حضرت مسیحؑ کی تعلیم کی صحیح تشریح کر سکتے ہیں لیکن اگر ہم آپ کی تعلیم کو وقتی ضرورتوں سے مقید نہ کریں اور اسے تمام زمانوں کے لئے یکساں قرار دیں تو انسان کے لئے بدلتے ہوئے حالات میں اس تعلیم پر عمل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ مندرجہ بالا تعلیم پر لڑائی اور جنگ کے زمانہ میں عمل کرنا کسی قوم کے لئے صحیح نہ ہوگا۔ اور نہ ہی انسان مسیحؑ کے اقوال سے ایسے مشکل وقت کے لئے کوئی راہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس تعلیم کو افراد سے مخصوص کر کے اسے وقتی اور ضرورت زمانہ کی تعلیم قرار دیں تو پھر کوئی دقت پیدا نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ: ہمارے نزدیک حضرت مسیحؑ خدا* تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے جو اپنے قول و عمل سے اپنی قوم کی راہنمائی میں کوشاں رہے۔ آپ کے مخالفین نے آپ کو صلیب پر مارنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں کے ہاتھوں سے بچا لیا۔ آپ کا دعوےٰ نبوت و رسالت سے زیادہ نہ تھا۔ آپ نے کبھی بھی خدا ہونے کا یا حقیقی ابن اللہ ہونے کا دعوےٰ نہیں فرمایا۔ آپ کی تعلیم بائبل کے عین مطابق تھی اور خدا کی توحید اور وحدانیت کا قیام آپ کا مقصد تھا۔ آپ دنیا میں لعنتی موت مرنے نہ آئے تھے تاکہ انسانوں کی نجات کا موجب بنیں۔ آپ خدا تعالیٰ کے کامل اور فرمانبردار بندے تھے جس طرح خدا کے دوسرے برگزیدہ رسول اور پیامبر۔ اللہ کی رحمت اور برکت آپ پر نازل ہو۔

ہمارے اس مضمون کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے کوئی جواب مضمون نہیں لکھا گیا۔ ہمارا خیال تھا کہ اس سلسلہ میں تبادلہ خیالات وسیع پیمانہ پر جاری ہوگا۔ کئی ایک دوستوں کی طرف سے اس مضمون کو سراہا۔ ایک ہیومانسٹ سوسائٹی کے ہاں میرا لیکچر ہوا ان کے صدر نے اس مضمون کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی عقلی اور مدلّل مضمون تھا تو یہ تھا۔ فالحمد للّٰہ علےٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ کو خدائی کا درجہ دینے والوں کو توحید کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا آپ کی صحیح شان کا اظہار ہو۔

بیماری کی حالت میں حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت اور صحتیابی

حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از گجرات - مؤرخہ ۲-۹-۶۹

سیدنا و مولانا امیر قوم حضرت مولانا صدرالدین صاحب قبلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اُمید ہے کہ حضور بخیر و عافیت ہوں گے میرے ساتھ ایک اچانک حادثہ ہو گیا تھا جس کی تفصیل ذیل میں درج کرتا ہوں۔ گذارش ہے کہ مؤرخہ ۲۸ اگست ۱۹۶۹ء کو لاہور سے گجرات واپس آ رہا تھا کہ راستے میں بس میں دل کا دورہ پڑ گیا جس کی وجہ سے بے حد تکلیف ہوئی اور خدا خدا کر کے دو اڑھائی گھنٹے کے بعد گجرات پہنچ گیا اور گجرات پہنچ کر بے ہوشی کی حالت طاری ہو گئی۔ بڑی مشکل سے خدا کی مہربانی سے رات گذاری اور علی الصبح ہی ڈاکٹر کو طلب کیا گیا اور ٹیکہ جات وغیرہ لگا کر درد کو ختم کیا گیا بڑی سخت تکلیف ہوئی ہے اور ہو رہی ہے آپ کی دعاؤں کا طلبگار ہوں۔ آج تقریباً ۲۵ دن ہو گئے میں بدستور بہت سخت تکلیف میں ہوں بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی لیکن اس کے علاوہ کمزوری کی وجہ سے اتفاقیہ گھر میں گر پڑا اور پسلیوں پر بہت چوٹیں آئی ہیں جن کی وجہ سے تکلیف میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا اور بچنے کی اُمید باقی نہ رہی تھی کہ اچانک چند دن کی بات ہے ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود جناب مرزا صاحبؑ مجھے رؤیا میں نظر آئے اور اپنی تصنیف بنام حقیقۃ الوحی کا وہ صفحہ جس کا نمبر ۴۸ ہے اچانک حضرت مسیح موعودؑ نے میرے سامنے اس صفحے کو کھول دیا تاکہ میں پڑھ لوں جس میں کہ عبدالکریم ایک لڑکے کو باولے کتے نے کاٹا تھا اور اس کو کسولی ہسپتال بھیجا گیا تھا علاج کے لئے وہ وہاں سے ٹھیک ہو کر واپس آ گیا تھا لیکن واپسی پر دوبارہ اس پر حملہ ہو گیا اور وہ پاگل ہو گیا اور پھر اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے وہ بلکل صحتیاب ہو گیا جو کہتے ہیں کہ آج تک زندہ ہے۔

میں نے یہ خیال کیا کہ یہ میری زندگی کے بچاؤ کے لئے ایک اشارہ ہے میں نے اس کو بشارت کے طور پر تصور کیا اور میرے دل کو تسلی ہو گئی کہ اب میں نہیں مروں گا انشاءاللہ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے بچ جاؤں گا اور صحت یاب ہو جاؤں گا میں نے اس کو ایک نیک شگون خیال کیا اور اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل شاید میرے غریب گناہگار کی جان بخشی فرمائے ورنہ میرے جینے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ وہ کتاب حقیقۃ الوحی کا صفحہ میرے سامنے کھل گیا وہ حالات میں نے پہلے پڑھے ہوئے تھے مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوئی ہے کہ تو صحت پا جائے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور کتاب کھول کر میرے سامنے رکھ دی تاکہ میں پڑھ لوں اب میں حضرت مسیح موعودؑ کی شفاعت کا بہت مشکور ہوں کہ ان کی دعاؤں کی وجہ سے میری جان بخشی ہوئی ہے اور میں اسی وقت حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں مبلغ ۲۵ روپے بطور نذرانہ پیش کر رہا ہوں، چونکہ حضرت مسیح موعودؑ وفات پا چکے ہیں اس لئے یہ روپیہ آپ جس مد میں چاہیں خرچ کر سکتے ہیں میں مبلغ ۲۵ روپے آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا میرے لئے دعا فرما دیں اور مجھے اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مکمل صحت دے اور یہ میرا خط پیغام صلح میں ضرور ......
(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱)

ایک بیش بہا خزانہ

جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں دیا

شیخ نثار احمد صاحب سیالکوٹ کا خط ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے نام

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - ذیل کا خط میں نے خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ایبٹ آباد کو لکھا ہے جو آپ کو اشاعت کے لئے بھیج رہا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں - والسلام - نثار احمد - سیالکوٹ چھاؤنی - ۱۶/۹/۶۹

بخدمت مکرم و محترم جناب خان بہادر صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ -

السلام علیکم - مزاج گرامی - ایبٹ آباد میں جلسہ کی روئداد پیغام صلح میں پڑھی - خوشی ہوئی - جلسہ بہت کامیاب اور پُر رونق رہا - آپ فی الواقعہ اس علاقہ کے روح رواں ہیں اور جماعت میں بھی مقام رکھتے ہیں -

آپ کی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط کا تذکرہ بھی دلچسپی سے پڑھا یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے -

میں نے ملفوظات احمدیہ کے تمام حصوں کو بھی پڑھا ہے اس سلسلہ میں جناب مولانا فضل الدین احمد صاحب کا ذکر کرنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں انہوں نے مجھے اس کتابی مجموعہ کے مطالعہ کی تحریک کی اور میں ان کو اپنا محسن سمجھتا ہوں - کیا عرفان ہے - ان تحریروں میں اور ان کے جمع کرنے والوں نے بڑی محنت کی ہے - بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم کو میں نے دیکھا بھی ہے اور ان کے متعلق بہت کچھ سُنا بھی ہے - جہاں بھی موقع ملا وہ ریل گاڑیوں میں سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کرتے تھے - ان کو تبلیغ کا ایک جنون تھا - ملفوظات کے مرتب کرنے میں انہوں نے محنت شاقہ سے کام لیا - اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے اور ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے - ان کے نیک کاموں کی وجہ سے آج تک ان کو یاد کیا جاتا ہے - آج وہ لوگ ہم میں نہیں ہیں مگر ان کے کام زندہ ہیں اور ان کی یادیں زندہ ہیں - سلسلہ کی یہ تاریخ احباب جماعت کے لئے حرکت کا موجب ہونی چاہیئے -

آپ جیسے بزرگوں کی وجہ سے یہ سلسلہ قائم و دائم ہے جہاں آپ کو اللہ تعالےٰ نے گوناگون نعمتوں سے نوازا ہے - اس خزانے کی بابت - ان نعمتوں میں ایک قیمتی اور انمول اضافہ ہے - میں آپ کو مبارکباد عرض کرتا ہوں -

حضرت مسیح موعودؑ جیسی عظیم ہستی کی اپنے دست مبارک سے لکھی ہوئی تحریریں آپ کو مل گئی ہیں - یہ آپ کی خوش قسمتی کی دلیل ہے اور یہ تحریریں ازدیاد ایمان کا ذریعہ ہیں اور ان میں ایک اور صرف ایک چیز کی نشاندہی کی گئی ہے - یعنی خدا تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مفہوم کی ایک تحریر ہے کہ مجھے ایک ہیرا ملا ہے جسے میں ٹکڑے کر کے لوگوں میں تقسیم کروں تو ان میں سے ہر ایک اتنا امیر ہو جائے کہ اس سے بڑھ کر دولت کا تصور ممکن نہیں - پھر آپ نے بتایا کہ وہ ہیرا کیا ہے وہ تقوی اللہ ہے - فی الواقعہ خدا پرستی اور اس کا حقیقی رنگ اپنے اندر پیدا کرنا بہت بڑی دولت ہے اور اس کو فنا نہیں - یہی آپ کا مشن تھا اور یہی نصب العین معاشرے میں امن کا ضامن [illegible] ہے آئنا ذور آپ نے اس پر دیا ہے کہ یہ آپ کی صداقت کی کافی دلیل ہے -

یہ جو "انقلاب زندہ باد انقلاب زندہ باد" کے کھوکھلے نعرے ہیں ان سے کچھ حاصل نہیں انقلاب صرف تخریب اور مٹانے کا ہی نام نہیں بلکہ اس کی جگہ ایک اور عمارت تعمیر کرنا ہے - اسلامی انقلاب یہی ہے کہ جن رشتوں کو منقطع کرنا ضروری ہے ان کی کچھ پرواہ نہ کی جائے اور رضائے الٰہی کو مقدم کیا جائے - سبحان اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے :-

"سب طرف سے آنکھیں بند کر کے
تقویٰ کی منازل طے کرو"

اسلام نے سلسلہ مجددینؒ کو قائم کیا اور تمام مجددینؒ نے اسی طریق کار کو اختیار کیا جس کی تلقین آنحضرت صلعم نے کی ہے - چنانچہ اس زمانہ کے مجددؑ نے جب اقرار بیعت لیا تو اس میں جو الفاظ بڑے اہم اور نمایاں رکھے وہ یہ ہیں کہ

"میں دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا"

اس وقت اہل دنیا کے نزدیک معاشرے کے نظام کی بنیاد مادیت - دنیا پرستی، دنیوی فوائد پر ہے اور آج شرافت اور بڑائی کا معیار ہی سیم و زر قرار دیا گیا ہے اور تعلق باللہ محض رسم رہ گئی ہے - بلکہ اس پر استہزا کیا جاتا ہے ایسے وقت میں اور ایسے حالات میں اس امر کو بطور بنیاد پیش کرنا کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" موجودہ نظام عالم کو مٹا کر نئی بنیاد استوار کرنا یقیناً ایک تعمیر تو ہے اور یہ ایک ایسی آواز ہے اور ایسا پیغام ہے جو اس زمانہ کی واحد شخصیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف ہی منسوب ہو سکتا ہے اور حضرت ممدوح اس بارے میں کتنے فکرمند تھے اس بارہ میں آپ کی ایک عبارت پیش ہے - خط طویل ہو گیا ہے مگر اس کی افادیت کے پیش نظر وہ عبارت درج کرنی ضروری ہے - فرمایا :-

"چند دن سے ایک خیال میرے دل میں اس زور کے ساتھ پیدا ہوا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے - بس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے میں باہر دوستوں میں بیٹھا ہوا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں یہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے وہ شخص سمجھتا ہو گا کہ میں اس کی بات کو سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں - جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے - غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش ہی نہیں رہی وہ خیال کیا ہے وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرتؐ کے اسوہ حسنہ پر کاربند ہو اور تقویٰ کے راستہ پر چلے اور اخلاق اعلےٰ کا نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پائے اور خدا کا منشا پورا ہو - پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو ہمارا سارا کام رائیگاں گیا"

یہ تھی آپؑ کے دل کی تڑپ اور خدا کرے کہ ہم ان تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عمل دے - آمین - والسلام

طالب دعا - نثار احمد

بقیہ اخبار احمدیہ از صفحہ ۴

اور اشاعت اسلام ہے - جس پر ہم سب کو کاربند ہونا چاہیئے اور تمام احمدی نوجوانوں کو بالخصوص پیش نظر رکھنا چاہیئے اور اپنے مقاصد کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنا چاہیئے - آپ نے نوجوانوں کو نہایت مفید نصائح کیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرمائی - کرنل صاحب ہمارے خطیب ہیں اور اپنے علم خداداد سے ہمارے علم میں اضافہ کا باعث ہوتے ہیں -

آخر میں صدر جلسہ نے جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور و نگران اعلےٰ ینگ مینز ایسوسی ایشن سے استدعا کی کہ وہ بھی اپنی نصائح سے مستفیض فرمائیں -

جناب ڈاکٹر صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ احمدی کیریکٹر میں نمایاں اور امتیازی فرق ہونا لازمی ہے - احمدی نوجوان متقی ہو - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے واقف ہو، قرآن کریم کی تلاوت - نمازوں میں مداومت اور سمجھ کر پڑھنا اور اپنے نفسوں میں پاک تغیر پیدا کرنا لازمی ہے - ایک احمدی کا ہر فعل خدا کی رضا کے لئے ہونا چاہیئے اور جیسا کہ وہ روحانی فوج کے سپاہی ہیں عملی طور پر بھی انہیں اپنے آپ کو اس پاک فوج کا باعمل سپاہی ثابت کرنا چاہیئے ان کے عمل سے ظاہر ہو کہ ہم نیک ہیں اور اپنی نفسانی اور سفلی خواہشات کو کچلنے والے ہیں اور ہم ایک ہیں اور ہمارا اتحاد اسقدر محکم ہے کہ کسی طرح سے ٹوٹ نہیں سکتا - آپ نے نماز پر بڑا زور دیا اور جمیل الرحمٰن کی تقریر پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی - آپ نے ظفر اقبال صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اعلیٰ پیرائے میں تبلیغ اسلام کے فرائض کو نبھانے کے لئے اشارے فرمائے ہیں - آخر میں صدر جلسہ محمد احمد صاحب نے تمام مقررین کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ دعا پر برخاست ہوا -

نوٹ : احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کے نوجوان صدر محمد احمد صاحب کے علاوہ احمدیہ ینگ مینز کے سیکرٹری اعجاز ارشد - جائنٹ سیکرٹری محمد جمیل الرحمٰن محمد ادریس - عبدالرحمٰن وغیرہ سب قابل قدر نوجوان ہیں - مجھے یقین ہے کہ یہ نوجوان جماعتی سرگرمیوں میں تندہی سے حصہ لیتے رہیں گے -

خاکسار - محمد الرحمٰن
از پشاور

مکتوبہ محمد صالح نور صاحب۔ لائل پور

تاریخی تبرکات

گذشتہ دنوں خوش قسمتی سے ایک مختصر سا عرصہ ایبٹ آباد میں قیام کرنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ ایک تو وہاں کے ماحول اور مشاغل میں احمدیت کے ابتدائی ایام کی جھلک نمایاں نظر آئی دوسرے محترم خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی نظرِ عنایت سے چند تاریخی تبرکات کے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایسے مقدس تبرکات کو اگر آئندہ نسل کی زیادتی ایمان کے لئے کسی اچھے طریق پر محفوظ کر لیا جاوے تو آنے والی ہماری اولادیں ہمیں دعائیں دیں گی۔ میری تجویز ہے کہ انجمن ایک شعبہ کے سپرد یہ کام تجویز کرے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانۂ حیات اور حضرت مولینا نورالدینؓ کے عرصۂ زندگی کے نوادرات اور تبرکات خواہ وہ کسی رنگ میں ہوں جمع کر کے انہیں محفوظ کرنے کا انتظام کرے۔

میں نے جو نادر خط و کتابت دیکھی اس میں حضرت مولینا محمد یحییٰ صاحب و مولینا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی خط و کتابت کا بیشتر حصہ تھا جو ۱۸۸۰ء تک پھیلا ہوا ہے یہ ایک ایسا ذخیرہ تھا کہ ہر دیکھنے والا اپنے ایمان میں ایک فرحت بخش تازگی محسوس کر کے ایک نئی زندگی پا سکتا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اگر یہ خط و کتابت نئے طریقوں سے محفوظ کر لی گئی تو یہ نسل در نسل مُردوں کو زندہ کرنے کا کام سرانجام دیتی رہے گی۔

انہی زندگی بخش جواہرات میں سے حضرت مولینا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے چند خطوط ہیں جو کسی پروانۂ احمدیت نے قلمی طور پر محفوظ کئے ہوئے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ ایک ایک خطبہ کر کے "پیغام صلح" میں شائع کروا دیا جاوے گا انشاء اللہ۔

مندرجہ ذیل مکتوب جو اس اشاعت میں شامل کیا جا رہا ہے۔ ہزارہ کے ایک جید اور معروف عالم مولینا محمد نور صاحب کی خدمت میں مولینا سید محمد سرور شاہ صاحب مرحوم نے ۱۹۰۰ء میں تحریر کیا تھا۔ چونکہ یہ ایک تاریخی اور اہم مکتوب ہے اس لئے اسے "پیغام صلح" کے قارئین کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ والسلام

محمد صالح نور۔ از لائل پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

بخدمت فیض درجت جناب مولوی محمد نور صاحب، دامت فیوضہم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

فدوی بدیں وجہ مکلف اوقات گرامی ہے کہ فدوی نے ایک اعلیٰ درجہ کی نعمت محض فضل الٰہی سے پائی ہے اور وہ محبت اور اخلاص (جو فدوی کو آپ سے ہے) اس نے مجبور کیا کہ اس نعمت کا آنجناب کو بھی اطلاع دوں۔ میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میں محض خوش اعتقادی یا بے دیکھے آزمائے یا ہوائے نفس سے اس نعمت کی نہیں حمد اور مدح کر رہا بلکہ میں نے بڑی آزادی اور بیداری سے کام لیا ہے۔ نیز حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے دنیوی غرض سے جناب کو مخاطب نہیں بلکہ محض حسبۃً للہ تحریر کرتا ہوں اور وہ نعمت امام الزمان مجدد دوران مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ہیں جن کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد ہے جو رئیس قادیان ہیں۔ واللہ باللہ ثم تاللہ کہ یہ وہی مسیح ہیں کہ جن کے نزول جلال کی خلقاً خبر دی گئی تھی۔ واللہ یہ وہی امام ہے کہ جس کا سلاح ودیعت رکھے گئے ہیں اور بڑے عظیم الشان نشان (کہ آنحضرتؐ نے بطور علامت کے اس کی نسبت بیان کئے تھے) وہ ٹھیک ٹھیک اپنے اپنے وقت میں پورے ہوئے اور باقی پورے ہوتے جاتے ہیں۔ اس نے کسر صلیب قتل خنزیر ایسے نہج سے شروع کیا ہے کہ عنقریب دونوں کا صفایا ہو جاتا ہے۔ اس کے کلام سے ایسی روحانیت حاصل ہوتی ہے کہ جس کا بیان بالکل محال ہے۔ اس کے احوال اور کارروائیوں کا بیان بڑی بڑی مجلدات میں بھی نہیں ہو سکتا اس مختصر میں کیونکر ہو۔ لیکن افسوس کہ ہمارے بہت سے علماء نے فقط اس کے انکار ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی تکفیر بھی کی اور وہ اکیلے آپ ہی اس نور خدا سے محروم نہیں رہے بلکہ اور بہت سی خلق خدا کو اس نور کے حاصل کرنے سے روک دیا ہے۔ یا حسرۃً علی العباد الخ کا نظارہ پورا پورا دکھایا ہے اور ضرور سنّۃُ اللہ پورا ہونا تھا اور مخبر صادق کی اس پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری تھا کہ مسیح موعودؑ کی تکفیر کی جاوے گی۔ اسی لئے تو غیر المغضوب علیہم (اے اللہ ہم کو یہود نہ بنا) کی دعا تعلیم کی گئی (یعنی دعا کرو کہ جب مسیح موعود آوے گا تو اس وقت ہم اس چال پر نہ چلیں کہ جس چال پر انکار کر کے وہ مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل کے وقت چلے تھے۔ پس سعید وہی ہے کہ جس نے اس وقت یہود کی چال کو ترک کر دیا ہے۔ پس جناب کو بھی لازم اور واجب ہے کہ اس نعمت سے حرمان سے کہ خدا ذوالجلال کی کچہری میں نہ جاویں میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ جناب اندھا دھند بغیر کسی تحقیق کے ایمان لے آویں البتہ یہ کہتا ہوں کہ ۱ نہ غفلت میں پڑے رہیں اور ۲ نہ یکطرفہ ڈگری دے دیویں اور ۳ نہ عناد میں پھنسیں اور ۴ نہ معیار صداقت ان اشیاء کو قرار دیویں کہ جو پہلے مامورین من اللہ کی تصدیق کے لئے معیار نہیں قرار دیئے گئے اور ۵ نہ کسی خلق سے خوف کریں اور ۶ نہ طمع کے جال میں پڑیں اور ۷ نہ طعن مخلوق سے رکیں بلکہ ۱ بیدار ہو جاویں اور ۲ امام علیہ السلام کی کتابوں کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور بعد ازاں ۳ ان کی قدم بوسی الارادت سے حاصل کریں اور عناد سے دل کو پاک رکھیں کیونکہ عناد ہی سے ختم اللہ اور طبع علی القلوب ہوتا ہے اور ۴ صداقت کا معیار وہی اشیاء قرار دیویں کہ جو پہلے مامورین من اللہ کی شناخت کے واسطے قرار دیئے گئے تھے۔ مثل فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ الخ اور مثل ان یک کاذباً فعلیہ کذبہ الخ اور مثل واللہ یعصمک من الناس اور مثل فاتوا بسورۃ الخ اور مثل حدیث ابی سفیان درباره ہرقل بادشاہ کی جو بخاری شریف میں بسط کے ساتھ درج ہے وغیرہ وغیرہ۔ نہ مثل ظاہر الفاظ پیشگوئیوں کے مثل او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب اور او ترقی فی السماء۔ اور او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا۔ وغیرہ وغیرہ کیونکہ یہ پیشگوئیاں کہ جو کسی مامور من اللہ کے حق میں کی جاتی تھیں کبھی اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہوتیں جیسا کہ سب کتب سابقہ اور قرآن مجید اس کے شاہد ہیں بلکہ عموماً جو قومیں ہلاک ہوئیں ہیں اسی سے ہلاک ہوئی ہیں اور ۵ بجز خدا کے اور ۶ کسی سے نہ ڈریں ہو جائیں اور ۷ لا یخافون لومۃ لائم پر عمل فرمائیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جو شخص ان سب امور کا لحاظ رکھ کر حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا مطالعہ کرے تو ضرور وہ شخص اس مقدس بندۂ خدا کے دعاوی پر یقین لے آوے گا اور جو لوگ ہلاک ہوئے وہ محض انہی وجوہ کی عدم رعایت سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس جناب کو چاہیئے کہ ضرور ان وجوہ کو لحاظ فرما کر تحقیق شروع کریں۔ جناب غور تو فرمائیں اگر واقع میں یہ وہی شخص ہو کہ جس کی حضرت رسول اکرمؐ نے خبر دی تھی اور اس شان کا ہو کہ جس شان کا ہم نے ان کو تسلیم کیا ہے تو پھر جو لوگ ان کو سرسری نظر سے نظر انداز کر دیویں کیا وہ خسر الدنیا والآخرۃ نہ ہوں گے۔ جناب یقین کر لیویں عنقریب وہ وقت آنے والا ہے (کہ جس عروج کی آنحضرتؐ نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے وقت میں وہ ہوگا) کہ وہ عروج دیکھ کر سب مخالف خائب اور خاسر ہوں گے لیکن پھر گیا وقت ہاتھ نہ آوے گا۔ بے شک ان لوگوں کی ابتداء بھی ویسی ہی ہوتی ہے کہ خداوند کریم نے اس کی خبر دی ہے کہ فاحتمل السیل زبداً رابیاً الخ۔ پس جو زبد ہوتی ہے فاما الزبد فیذھب جفاءً اور جو نافع ہوتی ہے فیمکث فی الارض۔ پس مومن کو چاہیئے کہ زبد پر نہ پھول جائے اپنے اپنے وقت پر سب باتیں پوری ہو جاتی ہیں بلکہ مومن کو نہایت گہری نظر کرنی چاہیئے تاکہ سب اشارات کو سمجھ لیوے جیسا کہ خداوند کریم آنحضرتؐ کے وقت لوگوں کو ان اشارات کی طرف توجہ دلاتا تھا مثلاً منجملہ ان سے ایک یہ بھی ہے افلم یروا انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا الخ پس جناب بھی ایسے اشارات کو مدنظر رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو تلاش اور تفحص کریں۔

پہلے چاہیئے کہ برعایت امور متذکرہ بالا حضرت امام علیہ السلام کی کتابوں کا مطالعہ کریں بعد ازاں حضرت اقدسؑ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوں۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ حضرت کرتھہ والا صاحب کی ملاقات کرنے والے اس امام علیہ السلام کو ضرور مان لیتے ہیں لیکن کچھ سعی شرط ہے۔ مولوی یحییٰ صاحب و محمد یعقوب صاحب دیب گراں والے نے کیسا جلدی اس امام کو شناخت کیا ہے۔ پس آپ ضرور کوشش کریں تاکہ جناب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رہیں جُدا نہ ہوں۔ میں نے محض حسبۃً للہ یہ خط ارسال خدمت کرنا چاہا ہے آگے جناب کو اختیار ہے۔ فقط۔ محمد سرور عفی عنہ نزیل قادیان۔

مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۰۰ء از دار الامان قادیان

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک خط

(بسلسلہ صفحہ ۹)

طور پر شائع کر دادیں۔ اس میں اگر کسی قسم کی غلطی ہو تو اپنے طور پر درست کر کے دیانت محمد صاحب کو دے دیں تاکہ وہ شائع کر دیں اور میرے جذبات کا اظہار ضرور کریں۔ میں ہوں آپ کا دعا گو اور آپ کا تابعدار اور ادنیٰ غلام

ملک محمد حسین

محلہ گنگسا پورہ متصل تھانہ سٹی

گجرات شہر

ڈاکٹر فقیر اللہ صاحب کی وفات

گذشتہ اشاعت میں یہ خبر درج ہونے سے رہ گئی کہ (قوم) ایک مخلص اور دیندار بزرگ ڈاکٹر فقیر اللہ صاحب جو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کے ساتھ بطور ڈسپنسر کام کیا کرتے تھے اور بعد میں اپنی محنت اور کوشش سے اچھے خاصے ڈاکٹر کی قابلیت حاصل کر کے ان کی جگہ آنے والے مریضوں کا نہایت اخلاص اور ہمدردی سے علاج کرتے رہے، چند دن ہوئے وفات پا گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم کی جگہ ان کے فرزندان کی دکان چلا رہے ہیں اللہ تعالےٰ برکت دے ۔

درخواستِ دعا

میری اہلیہ عرصہ چار سال سے آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ دو دفعہ اپریشن بھی ہوا لیکن بینائی درست نہیں ہوئی ۔ مریضہ کو اس غم و صدمہ میں پھیپھڑوں کی مرض بھی لاحق ہو گئی جس کا علاج جاری ہے ۔ اندریں حالات میں اپنے کاروبار سے بھی معذور رہوں۔ بزرگان و احباب سے درخواست ہے کہ وہ مریضہ کی صحت کاملہ عاجلہ اور میرے کاروبار میں استقامت اور ترقی کے لئے دعا فرمائیں ۔

خاکسار عبد الغنی بٹ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ۔ مؤرخہ یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۰

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر ہفت روزہ پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرق رحمت بر آر — گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — ٹیلی فون نمبر ۲۷۳۷ — تار کا پتہ تبلیغ لاہور

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور "پاکستان"

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۵ رجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۱

کلام پڑھ کر پھونکنا نماز میں حضورِ قلب

فرمودات حضرت مجددِ زمان مسیح موعود علیہ السلام

ایک دوست نے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جاوے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تاکہ اس کو شفا ہو۔

حضرت ؑ نے فرمایا :۔

بیشک قرآن شریف میں شفا ہے۔ رُوحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے مگر اس طرح کے کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلاء ہے۔ قرآن شریف کو تم امتحان میں نہ ڈالو۔ خدا تعالےٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دُعا کرو۔ تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۳ - مؤرخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ایک شخص نے سوال کیا کہ جب مَیں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو مجھے حضورِ قلب حاصل نہیں ہوتا۔ کیا اس صورت میں میری نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

فرمایا کہ: انسان کی کوشش سے جو حضورِ قلب حاصل ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ مسلمان وضو کرتا ہے۔ اپنے آپ کو کشاں کشاں مسجد تک لے جاتا ہے۔ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ یہاں تک انسان کی کوشش ہے۔ اس کے بعد حضورِ قلب کا عطا کرنا خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ خدا تعالےٰ بھی ایک وقت پر اپنی عطا نازل کرتا ہے۔ نماز میں بے حضوری کا علاج بھی نماز ہی ہے۔ نماز پڑھتے جاؤ۔ اس سے سب دروازے رحمت کے کھل جاویں گے۔

بدر۔ جلد ۲ نمبر ۴۳ صفحہ ۱۳ مؤرخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

بحرِ حکمت کے موتی

اخلاقِ نبویؐ

عن انس رضی اللہ عنہ قال خدمت النبی صلے اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اُفٍ ولا لِمَ صنعت ولا الا صنعت۔

ترجمہ :۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا میں نے دس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپ نے کبھی اُف تک نہیں کہا اور نہ یہ کہ یہ کام تم نے کیوں کیا اور نہ یہ کہ تم نے یہ کیوں نہ کیا۔

نوٹ: از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ :۔

بچے کے ملازم کے ساتھ اس قدر اعلیٰ اخلاق کا برتاؤ بے نظیر ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے اخلاق کس بلند مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔

مسلمان پر کفر یا فسق کا فتوے کہنے والے پر لوٹ کر پڑتا ہے

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا یرمی رجلٌ رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک۔

ترجمہ :۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ کوئی شخص دوسرے آدمی کی طرف فسق منسوب نہیں کرتا نہ اس کی طرف کفر منسوب کرتا ہے مگر وہ لوٹ کر اسی

(باقی ص ۲ کالم نمبر ۴)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

مکتوب انگلستان

ورلڈ کانگرس آف فیتھس میں لیکچر

ہم ٹرنی ڈاڈ سے ۱۷ جولائی ۱۹۶۹ء کو روانہ ہوکر ۱۱ اگست ۱۹۶۹ء کو انگلستان پہنچ گئے۔ فی الحال اس پتہ پر قیام ہے:——

3 ORCHARD CLOSE, COLLEGE ROAD,
WOKING - SURREY, ENGLAND -

ٹیلیفون ووکنگ : 67352

جب لندن کے قریب کوئی موزوں جگہ مل جائے گی ادھر منتقل ہو جائیں گے۔ ہفتہ عشرہ لوگوں سے ملنے ملانے میں صرف ہو گیا۔ ۱۶ ستمبر کو ورلڈ کانگرس آف فیتھس لندن میں پہلا لیکچر ہوا۔ عنوان تھا "ویسٹ انڈیز میں بین الادیان معروفیتیں"۔ تقریر کے دوران جزائر غرب الہند میں مجھے اپنے تبلیغی مشاغل کے ایک حصہ کی رپورٹ سنانی پڑی۔ ٹرنی ڈاڈ کے بھی بہت سے دوست شریک ہوئے۔ لیکچر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ پرانے دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ اس قلیل عرصہ میں چار اور لیکچر دن کے لئے فرمائشیں موصول ہو چکی ہیں۔

یونائیٹڈ نیشنز ایسوسی ایشن کی مذہبی کمیٹی

انگلستان میں اقوام متحدہ ایسوسی ایشن ایک مذہبی ایڈوائزری کمیٹی ہے جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے شامل ہیں۔ کمیٹی کے ایک رکن نے لیکچر کے بعد اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر میں اس کمیٹی میں اسلام کی طرف سے نمائندگی کرنے کے لئے تیار ہوں تو وہ اس معاملہ کو اپنی کمیٹی کی آئندہ میٹنگ میں پیش کر دیں گے۔ بعد میں انہوں نے تحریری طور پر بھی مجھے اس قسم کی درخواست لکھ کر بھیجدی۔ میں نے اثبات میں جواب دے دیا ہے عنقریب اپنے فیصلے سے وہ مجھے اطلاع دیں گے۔

آل فیتھس سروس۔ لنڈن

۲۷ اکتوبر کو لندن میں آل فیتھس سروس منعقد ہو رہی ہے جس میں کوئی ایک ہزار کے قریب لوگ شامل ہوں گے اسلام کی طرف سے مجھے نمائندگی کے لئے کہا گیا ہے۔ اسی طرح کی ایک اور سروس ۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء کو ہوگی جسے لارڈ سورن سن اپنے علاقہ میں منعقد کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک ذاتی خط لکھ کر مجھے اسلام کی نمائندگی کیلئے بلایا ہے۔

ٹرنی ڈاڈ سے اطلاع ملی ہے کہ مغربی ہمسفیئر کے لئے ان لوگوں نے جو احمدیہ اسلامک کونسل کی تشکیل کی تھی اس کا نام بدل کر انہوں نے اب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فار دی ویسٹرن ہمسفیئر

رکھ دیا ہے تاکہ مرکز کے ساتھ نام میں بھی مشابہت باقی رہے۔ گیانا۔ سرینام اور ٹرنی ڈاڈ کے نمائندے جارج ٹاؤن گیانا میں اکٹھے ہوئے تھے۔ جہاں اس انجمن کے آئین پر بحث ہوئی اور اسے منظور کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ تینوں ملکوں میں باقاعدہ احمدیہ انجمنیں قائم کی جائیں۔ یہ لوگ اپنی رپورٹیں مرکز کو بھجوا رہے ہیں۔ آئندہ سال انہوں نے ایک ماہ کے لئے مجھے پھر ویسٹ انڈیز کا دورہ کرنے کے لئے لکھا ہے:

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

پڑ پڑتا ہے اگر اس کا سا تھی ایسا نہیں۔

خوٹ: از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ:—

اس میں تعلیم دی ہے کہ مسلمان مسلمان کو کافر! فاسق نہ کہے ورنہ وہ کفر و فسق کہنے والے پر ہی لوٹ کر پڑے گا۔ اس کی غرض صرف یہ ہے کہ اس طرح ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ یہی وہ مہلک مرض ہے جس نے مسلمانوں کی قومی قوت کو پاش پاش کر دیا ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

افریقہ سے دار الشفا کے لئے عطیات

اور انجمن کی اسلامی خدمات کا اعتراف

مکرمی محمد حسین صاحب، اسٹینگر کیپ ٹاؤن سے تحریر فرماتے ہیں:——

چونکہ یہ شفا خانہ حقوق العباد کا ایک بہت بڑا پہلو ہے اس لئے اس کی دیکھ بھال کرنا ہمارے فرائض میں سے ایک ہے جس کی طرف خاص طور پر توجہ دینا ضروری ہے مرحوم و مغفور جناب "آفتاب الدین احمد صاحب نے اس کی بنیاد ڈال کر بہت بڑا کام کیا ہے۔ ویسے انجمن کی ان ہستیوں نے اس دور میں ایسے کام کئے جن کی مثال کہیں نظر نہیں آتی علمی میدان میں اپنی انجمن کا نام سب سے اونچا ہے۔ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن مترجم تو انشاء اللہ رہتی دنیا تک رہبری کرنے کے قابل ہے۔ حضرت امیر مرحوم کی کتاب "نماز اور ترقی کی تین راہیں" پہلی کتاب ہے جو میرے ہاتھ لگی اور اس نے مجھے جماعت سے منسلک کر دیا۔ اگر ایک شخص کو بھی ایک چھوٹی سی کتاب سے ہدایت مل سکتی ہے تو پھر انجمن کے کثیر الاشاعت لٹریچر سے دنیا کو ضرور فائدہ ہوگا۔ دعاؤں میں خاکسار کو یاد رکھنا۔ اللہ پاک مجھے تبلیغ دین میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بنائی ہوئی جماعت سرسبز رہے۔ آپ لوگوں کی بے پناہ قربانیوں کو دیکھ کر واقعی دل شرمندہ ہو جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے ابھی کچھ نہیں کیا ہے اور وقت گذرتا جا رہا ہے۔

آپ کا خط پاکر گویا میرا ہاتھ مضبوط ہو گیا۔ میں یہ خط دکھا کر ذیل کے احباب سے دار الشفاء کے لئے رقوم فراہم کر کے بھیج رہا ہوں ہر ایک کو الگ الگ رسید اور شکریہ کا خط بذریعہ ہوائی ڈاک بھجوا دیا جائے۔

(۱) ڈاکٹر علی حیان صاحب مسہاسنے کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ - - 5/—— 2 پونڈ
(۲) آدم خان صالح خان صاحب " " " - - - - 5/—— 2 " "
(۳) عبد الرحمان صاحب اسٹینگر " " " - - - - 5/—— 2 " "
(۴) محمد حسین صاحب، اسٹینگر - - - - - - 5/—— 2 " "
(۵) قاسم علی صاحب سونڈسے - - - - - - 0/—— 1 " "
(۶) ابراہیم صاحب بزان - - - - - - 2—— 1 " "
(۷) یوسف صاحب بزان - - - - - - 2—— 1 " "
(۸) ڈاکٹر عبد المجید قریشی کیڈونا نائجیریا مغربی افریقہ - - - 5—— 2 " "

اعزازی مہتمم دار الشفاء۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

زکوٰۃ فریضۂ الٰہی ہے

قرآن مجید نے انفاق فی سبیل اللہ کو حیاتِ قومی قرار دیا ہے۔ زکوٰۃ سے مال کی تطہیر ہوتی ہے۔ خواتین و حضرات اپنی زکوٰۃ نصاب ذیل کے مطابق انجمن کے بیت المال میں جمع کرائیں۔

—— نقدی پر زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے یعنی یکصد روپے پر ½ ۲ روپے۔

—— زیورات بھی نقدی کے حکم میں آتے ہیں، جو زیورات روزانہ استعمال نہیں ہوتے اور عموماً رکھے رہتے ہیں قابلِ زکوٰۃ ہیں۔ چاندی ۵۲ تولے اور سونا ½ ۷ تولے یا اس سے زیادہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔

انچارج تحصیل
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء

بھارت میں مسلمانوں کی نسل کشی

بھارت کے شہر احمد آباد میں حال ہی میں بے بس اور نہتے مسلمانوں پر جو ظلم وستم توڑے گئے اور جس وحشیانہ اور بہیمانہ طریق سے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو ان کے گھروں سے گھسیٹ گھسیٹ کر باہر نکالا گیا اور نہ صرف چھریوں چاقوؤں سے ان کے خون سے ہولی کھیلی گئی بلکہ انہیں رسیوں سے باندھ کر جلانے سے بھی دریغ نہ کیا گیا اس کی رُوح فرسا داستان سُن کر نہ صرف رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں بلکہ انسانی ضمیر ہراساں ہو کر عرق ندامت میں ڈوب جاتا ہے۔ بھارتی غنڈوں کی اس بربریت کو دیکھ کر برطانوی اخبارات کے نمائندے بھی اس پر دلی رنج و افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکے، اور انہوں نے بھارتی حکومت کے قریبی حلقوں کے حوالے سے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ باوجودیکہ گزشتہ اپریل میں حکومت کو اس امر کی اطلاع مل گئی تھی کہ احمد آباد میں ہندو انتہا پسند مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی سکیم تیار کر چکے ہیں، لیکن حکومت نے ان اطلاعات پر کوئی کان نہ دھرا، اور باوجود دیگر فسادات شروع ہونے کے بعد پولیس کے پانچ ہزار سپاہی اور ایک ہزار فوجی متعین کر دیئے گئے اور تین ہزار مزید فوجی طلب کر لئے گئے تاہم پولیس اور فوجیوں کی اتنی بھاری جمعیت فسادات پر قابو نہ پا سکی، اور ان کی موجودگی میں صرف ایک شہر احمد آباد میں مسلمانوں کی جان و مال پر بے دریغ ڈاکے ڈالے گئے، اور ایسے مظالم ان پر توڑے گئے جن کی نظیر انسانیت کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے یہ لندن ٹائمز کے نامہ نگار کی روایت ہے جس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دوران فسادات میں بھارتی وزیر داخلہ مسٹر چاون جب فساد زدہ شہر کا دورہ کر رہے تھے تو شہر کے ممتاز مسلم لیڈر ان کے پاؤں پر گر پڑے اور گڑ گڑا کر ان سے مسلم قوم کو نسل کشی سے بچانے کی درخواست کی، کیا اس سے بڑھ کر انسانیت کی ذلت و رسوائی کبھی کسی ملک میں دیکھنے میں آئی ہے؟ کیا یہ اس بات کا کھلا ثبوت نہیں کہ یہ جو کچھ ہوا بھارتی حکمرانوں کی عین منشاء کے مطابق ہوا، کہا جاتا ہے کہ بھارت کے نائب وزیر اعظم مسٹر مرار جی ڈیسائی نے فسادات کو روکنے کے لئے برت رکھ لیا، لیکن اس نام نہاد برت کو کیا کیا جائے جس کا ہندو غنڈوں کے وحشیانہ عزائم پر ذرہ بھی اثر نہ ہوا اور اب جبکہ احمد آباد شہر کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد فسادات کی لہر دیہات کی طرف منتقل ہو چکی ہے، کس طرح یہ سمجھا جائے کہ بھارتی حکمرانوں کا اس میں ہاتھ نہیں

اب فسادات کے رُک جانے کے بعد سرحدی گاندھی غفار خاں نے بھی جو اپنی پاکستان دشمن مساعی کے سلسلہ میں اسّی ہزار روپیہ کی تھیلی لینے کے لئے بھارت پہنچے ہیں تین دن کا برت مسلمانوں کی ہمدردی کے لئے نہیں بلکہ بقول خود "بھارت کی بہتری کے خیال" سے رکھ لیا ہے معلوم نہیں ان کے اس سہ روزہ برت سے بھارت کی کیا بہتری ہوگی کیا ہندو غنڈے اور جن سنگھ اور دیگر تشدد پسند جماعتیں اپنے بہیمانہ اور اسلام دشمن عزائم سے باز آجائیں گی؟ کیا "بھارت کی بہتری" اس بات سے ہوگی کہ جب ہندو غنڈے نہتے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل کر فارغ ہو جائیں، تو غفار خاں بھارت پہنچ کر تین دن کا برت رکھ لیا کریں، مزہ تب تھا کہ دوران فسادات میں وہ احمد آباد پہنچتے اور وحشی ہندوؤں کو کشت و خون سے باز رکھنے کے لئے کوئی حیلہ اختیار کرتے۔ لیکن اب مسلمانوں کو تباہ و برباد کرتے اور ان پر وحشیانہ مظالم توڑنے کے بعد بھارتی حکومت کو بھی افسوس ہونے لگا ہے، اور اپنی روایتی منافقت سے کام لیتے ہوئے اپنے وزیر خارجہ مسٹر دنیش سنگھ کے ذریعے اس نے یہ اعلان کیا ہے کہ :- "میرے ملک کو ان واقعات سے سخت تکلیف پہنچی ہے"۔ ہم حیران ہیں کہ ان کی اس تکلیف کو کیا کیا جائے، کسی نے کہا ہے ظالم مار کر مرا تو کس کام، لیکن وہ تو مرا بھی نہیں، ابھی مسلمانوں کو مارنے اور بعد میں تکلیف کا اظہار کرنے کے لئے زندہ ہے یہ بھی ہم بتا دیں کہ احمد آباد کا فساد کوئی نئی بات نہیں اس سے پیشتر سات سو فسادات ہو چکے ہیں جو بھارت کی سیکولرزم (لادینی حکومت) پر کلنک کا ٹیکہ ہے جو رہتی دنیا تک اس کی رذالت کو آشکارا کرتا رہے گا۔

اس موقعہ پر ہم حکومت پاکستان کو اس فرمانِ الٰہی کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں :-

"وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها واجعل لنا من لدنك وليا واجعل لنا من لدنك نصيراً۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ خدا کے رستہ میں جنگ نہیں کرتے حالانکہ ناتوان مرد اور عورتیں اور بچے فریاد کر رہے ہیں کہ ہمارے رب ہمیں اس ملک سے نکال جس کے رہنے والے ظالم لوگ ہیں اور اپنی جناب سے مددگار عطا فرما" کیا بھارتی مسلمانوں کی آج یہی حالت نہیں؟ کیا حکومت پاکستان ان کی فریاد کو سُن رہی ہے؟ نرے رونے دھونے اور احتجاجات ✗

رباط کانفرنس

مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کی دست درازیوں اور مسجد اقصےٰ کی آتش زدگی نے اسلامی دنیا پر جو لرزہ طاری کیا، اور ہر طرف شور و واویلا اور جوش جہاد کا جو جذبہ پیدا ہوا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اسرائیل کو ان نادوا دراز دستیوں سے باز رکھنے اور مقبوضہ علاقے بالخصوص بیت المقدس کا شہر یروشلم اس سے واپس لینے کے لئے ۲۲ ستمبر کو مختلف اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس مراکش کے شہر رباط میں منعقد ہوئی جو چار روز تک جاری رہی، یہ کانفرنس اس لحاظ سے خوش آئند تھی، کہ اسلامی ممالک کے سربراہ ایک جگہ مل بیٹھے جسے اتحاد بین المسلمین کی بنیاد کہا جا سکتا ہے، اگر اسی طرح مسلم ممالک کے حکمران باہمی مشترکہ مسائل کو حل کرنے اور ایک دوسرے کے مصائب کو سمجھتے ہوئے ان کے انسداد کے لئے مل بیٹھا کریں تو یہ بہت بڑی خوش قسمتی ہوگی۔

لیکن اس خوش قسمتی کے ساتھ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ رباط کانفرنس میں جو کچھ عمل میں آیا اور مسلم سربراہوں کے چار روزہ غور و بحث کا جو نتیجہ نکلا، وہ اس قدر افسوسناک ہے، کہ اس کو کانفرنس کی ناکامی کے سوائے کچھ نہیں کہا جا سکتا، کہاں تو وہ جوش و خروش کہ مراکش کے شاہ حسن ثانی نے کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ :-

"اسلامی ممالک کے سربراہوں کا فرض اولیٰ اس وقت یہ ہے کہ وہ اسلام کی عظمت کو اس کے حقیقی اور بلند مقام تک پہنچانے کے لئے عالم اسلام کو ایسے دشمن کے وجود سے پاک کر دے جس نے اسلامی مقامات مقدسہ کو آگ لگا کر اسلام کی توہین کی ہے۔"

کہاں ان کا یہ فرمانا کہ :-

"رباط کانفرنس ایسے فیصلے کر سکے گی جن سے اسلامی دنیا اپنا سر فخر سے بلند رکھ سکے" اور کہاں قرارداد کہ "چار بڑی طاقتوں (امریکہ، برطانیہ، روس اور فرانس) سے اپیل کی جائے کہ وہ اسرائیل کو مجبور کریں کہ وہ ان علاقوں کو خالی کر دے جن پر اس نے جارحانہ کارروائی کے بعد قبضہ کر رکھا ہے۔"

سوال یہ ہے کہ کیا "اسلام کی عظمت کو اس کے حقیقی اور بلند مقام تک پہنچانے" کا یہی ایک رستہ رہ گیا ہے کہ چار بڑی طاقتوں سے بھیک مانگی جائے کہ وہ اسرائیل کو مقبوضہ علاقے خالی کرنے پر مجبور کریں؟ کیا یہی وہ ذریعہ ہے جس سے "عالم اسلام کو اسرائیل جیسے دشمن کے وجود سے پاک کیا جا سکتا ہے"؟ کیا رباط کانفرنس کا یہ فیصلہ "اسلامی دنیا کا سر فخر سے بلند رکھنے" کا موجب ہے یا تذلیل و توہین اور ندامت سے سر جھکانے کا باعث؟

ہمیں حیرت ہے کہ اتنی بڑی عظیم الشان کانفرنس نے جس پر دنیا کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور جو اسلامی دنیا کے بڑے بڑے حکمرانوں پر مشتمل تھی یہ کیا فیصلہ کیا؟ کیا انہیں یقین ہے کہ اس ذلت آمیز قرارداد کا چار بڑی طاقتوں پر کوئی اثر ہو سکتا ہے اور اسرائیل ان کے کہنے سے مسلمانوں کے وہ علاقے چھوڑ سکتا ہے؟ جن پر اس نے ناجائز طور پر قبضہ جما رکھا ہے؟ کیا اس قسم کی زبانی باتوں سے کوئی قوم اپنے دست نادرا سے سبکدوش ہو سکتی ہے؟ آخر کیوں ان سربراہان ممالک اسلامیہ نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر اسرائیل کو چیلنج کرنے کے بجائے چار بڑی طاقتوں پر انحصار رکھا؟ معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام مسلم سربراہوں کو اسرائیل کے مقابلہ میں اپنی طاقت پر بھروسہ نہیں اور انہیں وہم ہے کہ وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکیں گے، حالانکہ اگر وہ سب مل کر اسرائیل کے مقابلہ پر اُتر آئیں تو یقیناً وہ فتح یاب ہوں گے، اگر بالفرض ان کی طاقت کمزور بھی ہو تو بھی انہیں اس خدائی فرمان پر یقین ہونا چاہیئے کہ كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله، کیا جنگ بدر، جنگِ اُحد اور جنگ خندق کے واقعات تاریخ کے صفحات سے مٹ چکے ہیں، کیا سلطان صلاح الدین ایوبی کا تمام یورپی طاقتوں کے مقابلہ پر سینہ سپر ہو کر بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے چھڑانا ایک سبق آموز اور شاندار تاریخی واقعہ نہیں؟ آہ! افسوس آج نہ مشرق وسطیٰ کے لئے کوئی صلاح الدین ایوبی پیدا ہوتا ہے اور نہ ہندوستانی مسلمانوں کو ظالم دشمنوں کے پنجہ سے چھڑانے کے لئے کوئی محمد بن قاسم نمودار ہوتا ہے، اللہ تعالےٰ ہی ہے جو غریب مسلمانوں پر اپنا فضل و کرم نازل فرمائے اور ان کے دلوں کو اتنا مضبوط کر دے کہ وہ باہم مل کر اپنے علاقوں کو دشمن کے دستِ تظلم سے چھڑانے کا بندوبست کر سکیں، واللہ خیر حافظ۔

✗ ——— (بقیہ از کالم اوّل) ———

سے کچھ نہیں بن سکتا جب تک کوئی عملی کارروائی نہ ہو، احتجاجات کرتے ہوئے بائیس سال ہو گئے ہیں کیا کوئی نتیجہ ان سے برآمد ہوا؟ نہ کشمیر ہی ملا نہ فرخا بند کا معاملہ طے ہوا نہ بھارتی مسلمانوں کے امن و عافیت کا بندوبست ہوا، مانا کہ بھارت کی طاقت بہت بڑی ہے لیکن ایمان کی طاقت اس سے بھی بڑی ہے کاش کوئی سمجھ سکے۔

شذرات

—— شاہین ایم اے ——

لیڈرانِ قوم

یہ امر وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ تخلیق کائنات کے معاً بعد جس چیز کی سب سے پہلے ضرورت پیش آئی ہوگی وہ "لیڈر" ہی ہو سکتا ہے کیونکہ بھیڑوں کے گلے کا تصور ذہن میں لاتے ہی انسان کو گڈریے کا خیال آنا لازمی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ جب انسان بھیڑوں کے متعلق سوچتا ہے تو گڈریا بھی از خود اور فی الفور ذہن میں آجاتا ہے مگر اس وقت صرف گلہ بان کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ آج کل باوجود مارشل لاء کے ہمارے ملک میں مختلف الاقسام لیڈروں کی چہل پہل نظر آتی ہے۔ بعض اخبارات بعض لیڈروں کے اصل چہروں سے عوام کو گاہے گاہے باخبر کرتے رہنے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ تاہم ابھی اس ذیل میں بہت سی غزلیں کہنے کی گنجائش موجود ہے۔ اس وقت مندرجہ ذیل سیاسی لیڈر افق سیاست پر جلوہ گر نظر آتے ہیں۔

کنونشن لیگی لیڈر، کونسل لیگی لیڈر، ڈیموکریٹک لیڈر، سوشلسٹ لیڈر، عوامی لیگی لیڈر، نیشنل عوامی لیڈر، قائد اعظم لیگی لیڈر، مودودی لیڈر، لبرل لیڈر اور نہ جانے کیا کیا لیڈر۔ کچھ ماضی کے شکست خوردہ لیڈر کچھ مستقبل سے پرامید لیڈر۔

ان لیڈران قوم کے چہروں سے نقاب کشائی کا فریضہ تو کوئی صاحب قلم ہی ادا کر سکتا ہے ہمیں چونکہ ان سے قرب کا شرف حاصل نہیں ہے اس لئے یہ جرأت نہیں کر سکتے۔ ویسے امروز کے صاحب "حرف و حکایت" جناب عنقا صاحب اگر اس فریضہ کو بجا لائیں تو نہایت مناسب ہوگا۔ ہمیں تو موجودہ لیڈروں کی نقاب کشائی کا خیال آتے ہی آج سے بائیس تیئس سال قبل کا ایک کالم یاد آرہا ہے جو سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون نے فروری ۱۹۴۷ء میں اپنے رسالہ "ریاست" دہلی کے خاص کالم میں سپرد قلم کیا تھا جس میں موصوف نے بعض لیڈران قوم کے حقیقی چہروں سے نقاب کشائی کی تھی ان میں سے چند لیڈروں کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں تاکہ کسی صاحب قلم کو موجودہ لیڈروں کے چہرے دیکھتے وقت آسانی رہے۔

کانگریسی لیڈر

"یہ لیڈر کھدر کا سفید پاجامہ اور قمیص پہنتا ہے اس کے سر پر گاندھی ٹوپی ہوا کرتی ہے۔ قمیص کے اندر ریشمی بنیان ہوتی ہے اور سردیوں میں کشمیر کا گرم دھسا اوڑھتا ہے یہ پان شوق سے کھاتا ہے اس کے ہاتھوں میں یا تو کھدر کا تھیلا ہوتا ہے یا نرم چمڑے کا پتلا سا بیگ۔ آپس میں ملتے ہوئے یہ پہلے بندے ماترم کہا کرتا تھا اب جے ہند کہتا ہے باتیں کرتے ہوئے گاندھی جی کا نام بار بار لیتا ہے انشورنس اور لمیٹڈ کمپنیوں کے معاملات میں ماہر ہے خط و کتابت میں ہاتھ کا بنا ہوا کاغذ استعمال کرتا ہے اور تقریریں زیادہ کرنے کے باعث اس کے گلے میں خراش سی رہتی ہے۔"

احراری لیڈر

"اس کا لباس کھدر کا ہوتا ہے اور ٹوپی بالوں والی افغانی۔ کھانے اور تقریر کرنے میں اسے کمال حاصل ہے۔ یہ داڑھی نہیں منڈواتا۔ انگریزوں کا پیدائشی دشمن ہے ضرورت کے وقت ہندوؤں اور سکھوں کی مخالفت بھی کرتا ہے اور ضرورت پڑے تو ملاپ بھی کر لیتا ہے کانگریسی لیڈر کی طرح اس کو روپیہ پیدا کرنے کا شوق نہیں اور نہ تجارت سے اس کو رغبت ہے اگر چند برس جیل نہ جائے تو زندگی میں دلچسپی محسوس نہیں کرتا اور کچھ کھویا کھویا سا رہتا ہے، نماز پابندی کے ساتھ پڑھتا ہے اور مذہب کو سیاست سے الگ نہیں ہونے دیتا۔ قادیان کے احمدیوں سے اسے بہت نفرت ہے۔ ضرورت کے وقت مخالف پارٹی کے لوگوں کو زدوکوب کرا دیتا ہے یہ اخبارات کا بہت شوقین ہے۔ مخالف و موافق ہر قسم کے اخبارات پڑھتا ہے اور بیان دینے میں بخل سے کام نہیں لیتا۔"

ہندو مہاسبھائی لیڈر

"یہ مسلمانوں کا دشمن اور اچھوتوں سے دلی نفرت کرتا ہے اس کو ہندوستان میں مسلمانوں کا رہنا بے حد ناگوار ہے۔ یہ ہندوؤں میں چھری باز کی سپرٹ پیدا کرنے کے حق میں ہے کانگریس کو بھائی کا دشمن سمجھتا ہے۔ اس کا لباس دھوتی اور کرتہ ہے یہ ننگے سر رہنا زیادہ پسند کرتا ہے۔ اس کا پبلک پر کوئی اثر نہیں مگر اس کو یقین ہے کہ تمام ہندو قوم اس کے ساتھ ہے۔"

احمدی لیڈر

"یہ مذہب پر فریفتہ ہے۔ بہت نیک جان واقع ہوا ہے۔ اسے گالیاں کھا کر بھی غصہ نہیں آتا مسلمان اس کی ہر جگہ مخالفت کرتے ہیں مگر یہ پرواہ *

* نہیں کرتا۔ چندہ جمع کرنے میں بہت مشاق ہے فطرتاً نیک ہے۔ یہ ہندوؤں اور سکھوں کے بزرگوں کی عزت کرتا ہے تبلیغ پر جان دیتا ہے اور دوسروں کو احمدی بنانا اس کی زندگی کا واحد مقصد ہے۔ اپنی دھن کا پکا ہے۔ نماز روزہ کا سخت پابند ہے اور شرع کے خلاف کوئی بات نہیں کرتا۔ اسے دعا پر بہت یقین ہے اگر اسے بھوک محسوس ہو تو یہ چاہتا ہے کہ روٹی کی جگہ دعا سے پیٹ بھر جائے۔ سیاسی عقیدہ سے بے نیاز ہے یہ تمام دنیا کو احمدی بنانے کے لئے بے چین رہتا ہے تبلیغ کے لئے بڑے سے بڑے خطرہ کی پرواہ نہیں کرتا"

(ریاست ۲۴ فروری ۱۹۴۷ء)

کاش آج کوئی صاحب حال اور صاحب قلم آج کل کے لیڈروں کے چہروں سے نقاب اسی طرح اٹھا دے تاکہ حقیقی چہرے عوام کے سامنے آسکیں اور اس کے بعد لوگ خود کچھ دیکھیں اور برے میں تمیز کر سکیں۔

جماعت احمدیہ کراچی کا جلسہ سالانہ

حضرت امیر کا وُرُودِ مسعود اور انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں

دعوت استقبالیہ اور تقریر

حمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی کی مقامی جماعت کا جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء کو مرکزی جماعت واقعہ ۲۴ بی بلاک ۲ پی ای سی ایچ سوسائٹی شاہراہ قائدین میں منعقد ہوا۔ لاہور سے حضرت امیر ایدہ اللہ اور خاکسار کے علاوہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، مولانا عبدالمنان عمر صاحب تشریف لے گئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ مؤرخہ ۲۵ ستمبر کو بروز جمعرات ۱۲ بجکر ۱۵ منٹ پر بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچے۔ ہوائی اڈہ پر آپ کے استقبال کے لئے کافی دوست موجود تھے۔ حضرت ممدوح نے پہلے میاں مقبول احمد صاحب اور پھر میاں مقصود احمد صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔

۲۶ ستمبر کو نماز جمعہ حضرت امیر نے پڑھائی اور خطبہ دیا بعدہ جلسہ کی کارروائی زیر صدارت ڈاکٹر محمد مجتبیٰ صاحب شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن شریف کے بعد در ثمین سے نظم پڑھی گئی اور بعد ازاں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، دانریری جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن، نے اپنے مخصوص دلربا انداز میں تقریر فرمائی۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا "تسخیر کائنات و تسخیر نفس"۔ ان کے بعد سوامی کلیجکا نند اور مسٹر اے حمد آف برٹش گیانا نے تقاریر کیں۔ سوامی صاحب اچھوتوں کے لیڈر ہیں اور ہماری جماعت سے بہت بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ ۵ بجے شام حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی جو محترم الحاج حسن محمد خان صاحب اور چوہدری امجد صاحب کی طرف سے دی گئی۔ انتظام محترم ہدایت اللہ صدیقی صاحب و بیدار خان صاحب نے کیا۔ حاضری ۲۰۰ کے لگ بھگ تھی۔

۲۷ ستمبر کو جلسہ بوقت ۵ بجے شام زیر صدارت شیخ کرامت اللہ صاحب شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد صاحبزادہ مولینا عبدالمنان عمر صاحب نے تقریر کی جو کہ بڑی ہی مؤثر تھی اور کوئی ۱½ گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس کے بعد چائے سے حاضرین کی تواضع کی گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے اختتامی تقریر کی، جس کے بعد تنظیمی جلسہ ہوا۔

۲۸ ستمبر کو بوقت ۵½ شام انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں حضرت امیر ایدہ اللہ کو استقبالیہ دیا گیا۔ جس میں بہت سے غیر از جماعت احباب مدعو تھے۔ مردوں کے بیٹھنے کا انتظام تھا اور دوسرے حصہ میں مستورات تشریف رکھتی تھیں۔ تمام ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حاضرین کی تعداد ۵۰۰ کے قریب ہوگی، جن میں اعلیٰ طبقہ کے علم دوست اور سنجیدہ و فہمیدہ اصحاب تھے۔ صدارت کے فرائض میجر جنرل اکبر خاں صاحب نے سرانجام دیئے۔ تلاوت قرآن کریم صاحبزادہ مولینا عبدالمنان عمر صاحب نے کی۔

میجر جنرل اکبر خاں صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کا تعارف کرایا جس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے قریباً پون گھنٹہ تقریر فرمائی جس میں آپ نے نہایت مؤثر پیرایہ میں قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات بیان کئے اور نسلِ انسانی کی وحدت و عظمت پر زور دیتے ہوئے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ترجمہ کیا۔ حاضرین اس لیکچر سے بہت محظوظ ہوئے۔ جس کا اعتراف انہوں نے لیکچر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ سے مل کر کیا۔ تقریر کے بعد حاضرین کی تواضع پُرتکلف چائے سے کی گئی جس کے دوران فرداً فرداً دینی گفتگو جاری رہی۔

راقم الحروف جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے ہی دوستوں کی دعوت پر کراچی پہنچ گیا تھا، محترم صدیقی صاحب و محترم بیدار خان صاحب کی معیت میں تقریباً سب دوستوں سے ملا۔ یہ دورہ روزانہ اڑھائی تین گھنٹے اور اتوار کو پانچ گھنٹے جاری رہا۔ جلسہ کی کامیابی کا سہرا زیادہ تر انہی اصحاب خاص طور پر محترم حسن محمد خان صاحب کے سر ہے جن کی کار دورہ کے لئے استعمال ہوتی رہی۔

بیشتر تقاریر ٹیپ ریکارڈ کی گئیں، اور عنقریب پیغام صلح میں شائع ہوں گی۔

فضیل حق
انچارج شعبہ تنظیم جماعت

اللہ تعالیٰ خالقِ کائنات ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر و باطن کا پورا علم رکھتا ہے

اور ہمارے تمام ارادوں اور نیّات کا محاسبہ کرے گا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام احکام الٰہی کے پابند اور فرمانبردار تھے

کتبِ سابقہ پر ایمان بنی نوعِ انسان میں اتحاد و اتفاق کا متقاضی ہے

پادری زویمر سے ملاقات اور استغفار کا فلسفہ

خطبہ جمعہ
مؤرخہ ۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب
ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

للہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض - وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ - فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء - واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر - اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون - کلٌ اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ - لانفرق بین احد من رسلہ - وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ——— (البقرۃ - اٰیت ۲۸۴ : ۲۸۵)

سُورۃ کے ابتداء اور آخر میں ایک ہی مضمون

سورۃ بقرہ قریباً اڑھائی پاروں پر مشتمل ہے - اس سورۃ کی یہ آخری آیات ہیں - اس سُورت کا آغاز و انجام ایک ہی مضمون کا حامل ہے - ابتداء میں بھی لکھا ہے کہ کامیاب و کامران وہی لوگ ہوں گے جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور جو ہر صورت و حالت میں تقویٰ اللہ سے کام لیتے ہیں - یہاں ان آیات میں بھی یہی ذکر ہے -

خالق ہونے کی وجہ سے کائنات کا پُورا علم

فرمایا للہ مافی السمٰوٰت وما فی الارض - زمین و آسمانوں کا خالق خدا ہے اس کا اس کائنات پر پُورا پورا تصرف ہے کیونکہ اس کو اس کا کامل علم ہے - اور یہ دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ اس لئے سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے کہ وہ سب کا خالق و موجد ہے - اگر کائنات کی ہر مخلوق کی ظاہری شکل کو اور اس کے باطنی خواص کو اس نے تجویز کیا ہے - اور انسان کی استعدادوں اور خواص سب کا پورا علم خدا تعالیٰ کو ہے -

ظاہر اور مخفیہ نیّات کا محاسبہ

اس بناء پر فرمایا وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ تم اپنے ارادوں اور نیّات کا اظہار کر دو یا چھپا کر رکھو خدا کو ان سب کا علم ہے - یحاسبکم بہ اللہ - ہمیں صرف علم ہی نہیں بلکہ ہم ان کا محاسبہ کرتے ہیں - تمہارے ارادے تمہاری خواہشات اور تمہاری نیّات پاکیزہ ہوں تو اندازہ لگائیے خدا کے حضور کتنا اجر و ثواب نہیں مل سکتا ہے - لیکن اگر تمہاری ظاہری نیکیوں اور بھلائیوں کے پس پردہ کوئی بدی اور برائی ہے تو اجر نہیں بلکہ سزا ہی سزا ہے -

تزکیۂ نفوس کی ضرورت

خدا تعالیٰ کا باریک علم، اس کا تصرف اور اس کے احسانات یہ سب چیزیں مل کر تقاضا کرتی ہیں کہ انسان کا قلب تزکیہ اختیار کرے - ان آیات شریفہ کا بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان کا قلب تزکیہ اور طہارت سے مزیّن ہو جائے - جو دل بغض، حسد اور دشمنی سے بھرا ہوا ہے وہ گندگی کا ڈھیر ہے ایسے صحن خانہ میں خدائے قدوس کا نزول نہیں ہو سکتا - اسی غرض سے فرمایا میں تمہارے دلوں کا محاسبہ کرتا ہوں - اگر میرے سایۂ رحمت سے متمتع ہونا چاہتے ہو تو تزکیہ نفس اختیار کرو -

قربِ الٰہی کے حصُول کے لئے بدی سے اجتناب اور نیک عملی کی ضرورت

میں ایک مرتبہ پٹیالہ گیا تو جن کے ہاں میں مہمان تھا، میں نے دیکھا کہ انہوں نے سفید پگڑی کے نیچے سُرخ پگڑی باندھ رکھی تھی میں نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے بتایا کہ راجہ صاحب یہی لباس پہنتے اور پسند کرتے ہیں اس لئے ہم یہ لباس پہننے پر مجبور ہیں - معلوم ہوا جس کا قرب حاصل کرنا ہو اس کی طرز اختیار کرنی پڑتی ہے - راجہ صاحب کا قرب حاصل کرنا ہو تو اس جیسا لباس پہننا ضروری ہے -

انگریز جب یہاں تھے تو جو شخص ان سے گہرا میل جول رکھتا تھا، اس کے متعلق وہ کہتے تھے

HE IS ONE OF US

یعنی وہ تو ہم میں سے ہے اس لئے کہ اس نے وہ تمام چیزیں اختیار کر رکھی ہیں جو ہم کو پسند ہیں تو فرمایا ہماری نگاہ تمہارے دل پر ہے - اگر تمہارے دل میں حسد اور بغض اور دشمنی ہے، لوگوں کی تذلیل کرنا تمہارا مقصد ہے کسی کو نیچا کرنے کے لئے طرح طرح کی ترکیبیں سوچتے رہتے ہو تو یہ خدا کو ناپسند ہے اگر اس کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو وہ تمام چیزیں ترک کر دو - جو خدا کو ناپسند ہیں اور وہ اعمال جن کو خدا پسند کرتا ہے انہیں اختیار کرو تو خدا تمہاری طرف رجوع برحمت ہوگا - خدا کا قانون یہی ہے - فرمایا فیغفر لمن یشآء و یعذب من یشآء - واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر خدا تعالیٰ علیم بھی ہے اور اس کو ہر طرح کی قدرت بھی حاصل ہے - مخلوق پر احسانات بھی اس کے مخلوق بھی اس کی - قوتیں اور استعداد بھی دیئے ہوئے اس کے - اور ان کے اچھے اور نیک استعمال سے اس کا بہت بڑا اجر ملتا ہے -

نماز اور دوسرے نیک اعمال باقاعدگی سے بجا لائے جائیں

بے قاعدگیاں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں کہ جب چاہا مسجد میں آ گئے اور نماز پڑھ لی اور جب چاہا نہ پڑھی - جب چاہا مسجد میں آ گئے اور جب چاہا نہ آئے - جب چاہا مسجد میں آ گئے اور جب نہ چاہا نہ آئے - دفاتر میں بے قاعدگیاں ہوں تو سزا ملتی ہے لیکن خدا کے گھر میں باقاعدگی سے نہ آنا اور جب چاہا آیا اور جب نہ چاہا نہ آیا یہ طریق خدا تعالیٰ کو پسند نہیں - یحاسبکم بہ اللہ خدا تعالیٰ ان چیزوں کا محاسبہ کرے گا اس کے محاسبہ سے ڈرنا چاہیئے -

رسولِ کریم صلعم کو اطاعتِ الٰہی کا سرٹیفکیٹ

مثال کے طور پر فرمایا - اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون اس پاک کتاب میں جس قدر احکامات الٰہی ہیں ان سب پر ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے ہیں - چنانچہ حضور صلعم نے فرمایا انا اوّل المسلمین - میں سب سے بڑھ کر احکام الٰہی کی اطاعت کرنے والا ہوں - اٰمن الرسول یہ خدا کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرٹیفکیٹ ملا ہے بما انزل الیہ من ربہ - یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ اطاعت الٰہی میں

مؤمنوں کے اطاعت الٰہی میں مشغول ہونے کا اعتراف

فرمایا والمؤمنون - آنحضرت صلی

علیہ وسلم اکیلے ہی احکام الٰہی پر عامل نہیں آپؐ کے ساتھی بھی اس میں شریک ہیں وہ بھی اپنے آپ کو پیغمبر صلعم کی طرح اپنے خدا کے احکامات کی فرمانبرداری میں شغف رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ اخلاق کا یہ کرشمہ ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کی بڑے اور چھوٹوں کی سب کی تعظیم و تکریم روا رکھی ہے۔ ورنہ دنیادار بڑے آدمی اپنے ساتھیوں کو اپنے برابر نہیں دیکھ سکتے۔ ان کا نفس گوارا نہیں کرتا کہ کوئی ان کے برابر ہو جائے یا ان کا رتبہ ان سے بڑھ جائے۔ دنیا میں ایک ہی لیڈر ہیں محمد رسول اللہ جو قوم کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ جن احکام پر آپؐ عامل ہیں ان کی پیروی آپؐ کے ساتھی بھی کر رہے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کو ستارے قرار دیا گیا۔

حضور صلعم نے اسی طرح فرمایا اصحابی کالنجوم۔ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں بایھم اقتدیتم اھتدیتم تم ان میں سے جس کسی کے پیچھے چلوگے ہدایت پا جاؤ گے۔ اور مقصدِ حیات میں کامیاب و کامران ہو جاؤ گے۔

مسیح موعودؑ کی موجودگی میں مولٰینا نورالدینؓ کی قدر و منزلت

حضرت مولٰینا نورالدین صاحبؓ قریباً چوبیس گھنٹے باہر دربار لگائے بیٹھے تھے اور حضرت مرزا صاحب رحؒ اپنے مکانات میں وقت بسر کرتے تھے حضرت مولٰینا کی بڑی قدر و منزلت تھی ان کے پاس لوگوں کا جمگھٹا رہتا تھا۔ لیکن اس سے حضرت صاحبؑ کو کسی قسم کی فکر دامنگیر نہیں ہوئی کبھی خیال نہیں گذرا کہ مولوی صاحبؓ کی یہ روز افزوں قدر و منزلت میرے مرتبہ و مقام کے لئے موجب نقصان ہو سکتی ہے۔

اپنے ساتھیوں کو بلند مقام پر لے جاتے ہیں رسول کریم صلعم کی بلندئ شان۔

یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ اپنے ساتھیوں کو ایسے بلند مقام پر لے جاتے ہیں کہ وہ آپؐ کے برابر احکام الٰہی پر کاربند ہیں۔ فرمایا اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ۔ یعنی یہ رسول صلعم اس پر ایمان لایا ہے جو آپؐ کے پروردگار کی طرف سے آپؐ پر اتارا گیا ہے اور ان کے ساتھی مومن بھی۔ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں

اور اس کی کتابوں اور پیغمبروںؑ پر ایمان لائے ہیں۔

پہلی کتابوں پر ایمان

یہی تعلیم اس سورۃ کے پہلے صفحہ پر ملتی ہے جہاں فرمایا والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل کی گئی ہے آپؐ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپؐ سے پہلے کسی جگہ کسی وقت کسی شخص اور کسی قوم پر اتاری گئی۔ ان پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

تمام سابقہ کتب پر ایمان لانا اقوامِ عالم میں اتحاد کا موجب ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٰمنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ۔ کوئی کتاب۔ کسی شخص پر کسی زمانہ میں اور کسی قوم پر اتری ہوئی اس کو مانتا ہوں اور ان رسولوں کو بھی جن پر وہ کتابیں اتریں۔ اس سے بڑھ کر اتحاد کا سبق کون دے سکتا ہے۔ تمام دنیا کے رہنماؤں کو تسلیم کرنا مسلمان کے ایمان کا جزو ہے اور اسی پر بنی نوع انسان کے اتحاد و اتفاق کی بنیاد ہے۔ دوسری کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانے سے قوموں میں محبت اور اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔

تکفیر بین المسلمین کا مرض

آج مسلمانوں میں یہ بہت بڑا مرض ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں میں ہی یہ عیب تلاش کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ افسوس ہوتا ہے مسلمان کی اس حرکت پر۔ جب مسلمان کا دین ایک، کعبہ ایک قرآن ایک، پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں تو ان کو ماننے والا کس طرح کافر ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ جو خدا اور رسول کو مانتا ہے۔ ملائکہ اور کتب الٰہی کو مانتا ہے وہ مسلمان ہے۔ ڈر جانا چاہیئے اس شخص کو جو مسلمان کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ وہ دیکھتا ہے کہ اس کا کلمہ وہی ہے، قبلہ وہی ہے، نماز وہی ہے، قرآن اور رسول وہی ہے جس کو وہ خود مانتا ہے باوجود اس کے وہ اس کو مسلمان نہیں سمجھتا اس فعل سے اس کو ڈرنا چاہیئے۔ اس سے خدا کی غیرت بھڑکتی ہے مسلمان کے مسلمان کو کافر قرار دینے سے نعوذ باللہ ساری امت محمدیہ کافر ہو گئی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم نے امتِ محمدیہ کو ختم کر دیا۔ جس وقت اُمت ختم ہو جائے گی تو اس کا رسولؐ بھی ختم ہو جائے گا۔

. . . .

انسانی برادری کو مضبوط کرنے کی تعلیم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو مسلمان کا بھائی بنایا ہے اور امتِ مسلمہ کی ایک وسیع برادری قائم کی ہے اور اس کو تمام بنی نوع انسان پر محیط فرمایا ہے یہ فرما کر کہ ہم دوسری قوموں کے کتب و رسل پر ایمان رکھتے ہیں، انسانی برادری کو مضبوط کرنا چاہا ہے۔ اس طرح سے لوگ ہمارے اندر آ سکتے ہیں۔ اس عالمگیر تعلیم کے اندر کشش ہے۔ شاہ عالمی دروازے کے باہر ایک مندر ہے۔ وہاں پر تعلیمات اسلامی پر مجھے تقریر کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں نے کہا کہ رام چند ہمارے کرشن ہمارے، بابا نانک ہمارے، عیسٰیؑ ہمارے موسٰیؑ ہمارے، یہ سب ہمارے ہیں، ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور تکریم ملحوظ رکھتے ہیں۔ میرا یہ بیان سن کر ہندو مردوں اور عورتوں نے اظہار مسرت کیا۔

مسلمانوں کو نہ صرف آپس میں بلکہ غیر قوموں سے محبت و پیار اور مودت و الفت کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے اور اپنے دلوں کے اندر تزکیہ پیدا کرنا چاہیئے اور تعصب کو دل سے نکال باہر کرنا چاہیئے۔

احکامِ الٰہی کی اطاعت پر کمربستہ ہو جاؤ۔

فرمایا وقالوا سمعنا واطعنا۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ جو احکامِ الٰہی ہیں ان پر اٰمنا وصدقنا اور اطعنا کہہ کر عمل درآمد کرتا ہے۔ یہ ہمارے سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے مسلمان کا کام یہی ہے کہ احکامِ الٰہی کو سن کر ان کی اطاعت پر کمربستہ ہو جائے۔

غفرانک میں تڑپ اور اضطراب کا اظہار

فرمایا غفرانک ربنا۔ یہ ایک تڑپ اور اضطراب بھرے دل کی آواز ہے غفرانک پورا جملہ نہیں ہے۔ اس میں گھبراہٹ کا پہلو نمایاں ہے۔ ایک بڑھیا جو کمرے میں اکیلی ہو اور چور آ جائے تو وہ عالم گھبراہٹ میں چور چور کہے گی۔ پورا جملہ ادا نہیں کر سکے گی۔ یہ اضطراب کا رنگ ہے۔ جملہ پورا نہیں ہے۔ غفرانک صرف ایک لفظ ہے خدایا تیری مغفرت چاہیئے۔ یہ عبادت و ریاضت کی آخری منزل ہے۔

پادری زویمر سے ملاقات اور استغفار کے معنے

ایک پادری زویمر جو عرب ممالک میں رہ چکا تھا اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا ہمیں شکست دینے کے لئے وو کنگ پہنچا۔ اس نے دو بوڑھے پادری اپنے ساتھ لئے تاکہ وہ دیکھیں کہ میں کس طرح مولویوں کو نیچا دکھاتا ہوں۔ اس کی بیوی بھی ہمراہ تھی جس طرح فرعون نے موسٰیؑ کو ختم کرنے کے لئے ڈھنڈورا پیٹا تھا کہ سب لوگ جمع ہو جائیں اور موسٰیؑ کا حشر دیکھیں۔ اسی طرح زویمر نے بھی کیا۔ اس وقت عبدالحی عرب وو کنگ میں رہتے تھے۔ زویمر بیس سال تک عرب ممالک میں رہنے کی وجہ سے عربی زبان پر قدرت رکھتا تھا۔ اس نے عبدالحی صاحب سے کہا کہ میں مولٰینا کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ عبدالحی صاحب زیارت کا لفظ سن کر بڑے خوش ہوئے وہ دوڑ کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے زویمر نامی ایک انگریز مسلمان آئے ہیں کہتے ہیں کہ میں مولانا کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ میں نے انہیں سمجھایا کہ یہ شخص مسلمان نہیں ہے بلکہ اسلام کا بڑا خطرناک دشمن ہے زیارت کے معنی visit کے ہیں۔ یعنی ملاقات کرنے کے۔ میں نے کہا کہ انہیں بلا لایئے۔ میں کمرہ میں پہلے سے ہی کھڑا ہو گیا۔ زویمر آیا اور دیکھتے ہی عربی زبان کے لمبے چوڑے القابات سے خطاب کیا یا حضرت مولٰینا و بالفضل اولٰنا و ھکذا وھکذا میں آپ کی خدمت میں اپنی دوستی پیش کرتا ہوں۔ میں نے اس وقت بڑی درشت کلامی سے کام لیا اور کہا کہ اے بدبخت انسان۔ تم میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہو کر اس کے غلام کو دوستی کا پیغام دیتے ہو؟ تمہاری دوستی پر ہزار لعنت ہے۔ وہ حیران رہ گیا اور دوسرے دو بوڑھے پادری بھی پریشان ہو گئے۔ میم بھی خائف ہو گئی۔ میں نے انہیں یہ نہیں کہا کہ بیٹھ جاؤ مگر وہ خود بخود ہی بیٹھ گئے۔ اور زویمر کہنے لگا کہ یا حضرت! خدا نے قرآن میں فرمایا ہے:۔ واغفرلنا ذنبک۔ اس کے کیا معنی ہیں۔ اس نے مجھے زک دینے کے لئے یہ حربہ استعمال کرنا چاہا۔ میں نے کہا کہ اس میں فلسفہ ہے جس کا تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو بھی علم نہیں ہے۔ غفر کے معنی ڈھانپنے کے ہیں اور استغفر کے معنی ہیں اے خدا مجھے ڈھانپ لے۔ ہم نماز کے بعد استغفار پڑھتے ہیں کیا اس کے معنے یہ ہیں کیا ہم نے گناہ اور پاپ کمایا ہے کہ ہم اب توبہ اور استغفار کر رہے ہیں؟ قرآن کی سورۃ النصر میں ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ...... فسبح بحمد ربک واستغفرہ۔ یعنی اپنے پروردگار کی حمد کر اور اس کی مغفرت طلب کر۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب پر فتح حاصل کر لی۔ اہل عرب مسلمان ہو گئے۔ جوا۔ شراب۔ اس قسم کی تمام مذموم عادات کا صفایا ہو گیا اور ملک ہر طرح کی بدیوں سے پاک ہو گیا پھر خدا نے فرمایا کہ فسبح بحمد ربک واستغفرہ۔ ان کمالات کے بعد جو آخری مقام ہے وہ استغفار ہے۔ کہ ان کمالات کے حصول کے بعد بھی اور عبادت و ریاضت کی ادائیگی کے بعد کہیں انسان

(باقی صفحہ ۱۱ کالم اوّل)

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "معنی دیگر نہ پسندیم ما" کی حقیقت اور اس کا ذریعہ ہدایت ہونا

الہام مندرجہ عنوان کا پس منظر

الہام "معنی دیگر نہ پسندیم ما" کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالنے کا ہمارے معزز دوست نے مطالبہ کیا ہے اور اس بات پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ یہ الہام کس طرح ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہے اس کا پس منظر بیان کرنے سے اس کی حقیقت بھی واضح ہو جائے گی اور اس کا ذریعہ ہدایت ہونا بھی کھل کر سامنے آجائیگا۔

پس منظر

پس منظر اس کا یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک الہام کی بناء پر ایک پیشگوئی کی تھی کہ کوئی شخص حضورؑ کے خلاف فوجداری مقدمہ کرے گا اس مقدمہ میں بعض لوگ اس کی حمایت پر کھڑے ہو جائیں گے اور اس کے تین وکیل ہوں گے اس مقدمہ کی غرض میری عزت پر حملہ اور مجھے بدنام کرنا مقصود ہوگی گو ابتداء میں مقدمہ کی صورت میرے خلاف ہوگی لیکن انجام میرے حق میں اچھا ہوگا یعنے مجھے اس مقدمہ میں کامیابی ہوگی اور دشمن اپنے منصوبہ کا خود شکار ہو جائے گا یعنی وہ خود ذلیل ہوگا اور بدنامی کا داغ کلنک کا ٹیکہ بن کر ہمیشہ کے لئے اس کے ماتھے پر رہے گا۔

اس خواب کے ایک سال بعد ایک شخص مولوی کرم دین نامی اَف بھین نے حضورؑ پر پہلے جہلم کی عدالت میں فوجداری مقدمہ دائر کیا وہاں کی عدالت نے اسے خارج کر دیا اس پر اس نے گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا اس کی مدد کے لئے بعض مولوی کھڑے ہو گئے اور تین وکیل بھی اس نے کئے۔

لئیم اور کذّاب کے الفاظ

حضرت اقدسؑ نے اس کے متعلق لئیم اور کذّاب کے الفاظ استعمال کئے اس کی بناء اس پر تھی کہ اس شخص نے ایک واقعہ کے متعلق حضرت اقدسؑ کو ایک رپورٹ ارسال کی تھی جسے حضورؑ نے شائع کروا دیا یہ رپورٹ ایسی تھی کہ اس کے پبلک میں آنے سے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا مقام لوگوں کی نظر میں گر جاتا تھا اس لئے پیر صاحب کے مریدوں نے کرم دین بھین پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس کی تردید کرے اس دباؤ کے اثر کے نیچے آ کر اس نے اپنے بیان کی تردید شائع کر دی اس بناء پر حضورؑ نے اس کے متعلق کذّاب اور اس کے بعض دیگر افعال کی وجہ سے اس کے متعلق لئیم کا لفظ استعمال کیا۔

مولوی کرم دین لئیم کے معنی ولد الزنا کرتا تھا اور کذّاب کے متعلق کہتا تھا کہ کذّاب اسے کہتے ہیں جو بار بار جھوٹ بولے میں نے تو صرف ایک دفعہ جھوٹ بولا ہے گورداسپور میں مقدمہ دو مجسٹریٹوں نے سنا اور وہ دونوں کٹر آریہ تھے اس لئے انہوں نے مندرجہ بالا دونوں لفظوں کے متعلق کرم دین والے معانی کو تسلیم کر کے حضورؑ پر ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کر دیا جو خدا کے فضل سے اسی وقت ادا کر دیا گیا۔

ہندو مجسٹریٹ کی چال

ہندو مجسٹریٹ نے فیصلہ ہفتہ کے روز آخری وقت پر سنایا اس کا خیال تھا کہ ۵۰۰ روپیہ کی رقم فوراً پیش نہیں کی جاسکے گی اس لئے مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگا کر جیل میں بھیجا جاسکے گا اور کم از کم ہفتہ کا باقی دن اور رات اور اتوار کا سارا دن اور رات جیل میں تو لازماً رہنا پڑے گا پیر کے روز کہیں جا کر جرمانہ کی رقم ادا ہو سکے گی بے عزتی کے لئے ہتھکڑی کا لگنا اور اتنا عرصہ جیل میں رہنا ہی کافی ہے لیکن خدا جو اپنے بندوں کو ہر قسم کی ذلت سے بچاتا اور ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے اس نے پہلے سے ہی ۵۰۰ روپیہ کا انتظام کروا دیا ہوا تھا چنانچہ جس وقت مجسٹریٹ نے فیصلہ سنایا ۵۰۰ روپیہ اس کی میز پر رکھ دیا گیا جس کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

حضرت اقدسؑ کی طرف سے جو معنی ان دونوں لفظوں کے پیش کئے جاتے رہے انہیں گورداسپور کے مجسٹریٹوں نے درست تسلیم نہیں کیا لیکن پھر بھی کرم دین پر انہوں نے ۵۰ روپے جرمانہ کر دیا۔

. . . .

حضورؑ کے پیش کردہ معانی کا صحیح تسلیم کیا جانا۔

اس پر حضورؑ کو منجملہ اور الہاموں کے ایک الہام یہ بھی ہوا کہ "معنی دیگر نہ پسندیم ما" یعنی تمہارے بیان کردہ معانی کے مقابلہ میں جو معانی ان الفاظ کے کئے جا رہے ہیں وہ ہمیں پسند نہیں جس کے معنی یہ تھے کہ مولوی کرم دین اور اس کے ساتھی مولویوں نے جو معنی ان الفاظ کے عدالت میں بتلائے ہیں وہ قائم نہیں رہیں گے ان کے مقابلہ میں جو معانی آپ کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں وہی بالآخر تسلیم کئے جائیں گے چنانچہ اپیل کی عدالت میں، سیشن ڈویژنل جج نے گورداسپور کے مجسٹریٹ کے دلائل کو رد کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں یہ لکھا کہ کذّاب اور لئیم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں بلکہ وہ اس سے بھی بڑھ کر الفاظ کا مستحق ہے چنانچہ اس نے حضورؑ کو بری قرار دیتے ہوئے ۵۰۰ روپیہ جرمانہ بھی واپس دلا دیا اور کرم دین پر جو جرمانہ کیا گیا تھا اسے بحال رکھا اور مجسٹریٹ کے خلاف بھی چند ریمارکس لکھے۔

پس منظر سے کیا ظاہر ہوتا ہے

اس پس منظر سے ظاہر ہے کہ اس الہام میں جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ ایسے حالات میں کی گئی تھی جن کی موجودگی میں بظاہر اس کے پورا ہونے کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے لیکن چونکہ الہام کے الفاظ خدائے قدیر کی طرف سے تھے جو مخالف حالات کو موافق بنانے پر پوری قدرت رکھتا ہے اس لئے اس کے ارادہ کے پورا ہونے کے راستہ میں کوئی روک نہیں بن سکتا ایسے ہی حالات میں اللہ تعالےٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ملتا ہے چنانچہ جن لوگوں نے ان مقدمات کی کارروائیوں کو دیکھا اور پھر باوجود مخالف حالات کے الہام کے الفاظ کو پورا ہوتے بھی جو شخص تعصب اور عناد سے ذہن کو خالی کر کے اس پر غور کرے گا یقیناً اس کے ایمان میں بصیرت پیدا ہوگی۔

مزید الہامات

قارئین کرام پر عموماً اور اپنے اس معزز دوست پر خصوصاً واضح ہو کہ یہ اکیلا الہام ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی الہام ہیں جو اکٹھے ہی شائع ہوئے ہیں ان الہامات میں حضورؑ کو پہلے تو آنے والے ابتلاء سے اطلاع دی گئی پھر تسلی اور اس میں کامیابی کی بشارت دی گئی چنانچہ سب سے پہلے ایک خواب ہے فرمایا "رؤیا میں کسی نے بیروں کا ایک ڈھیر چارپائی پر لا کر رکھ دیا ہے"۔

اس رؤیا میں اس ابتلاء اور تکلیف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو کرم دین والے مقدمہ میں پیش آنے والی تھی۔ پھر بطور تسلی مندرجہ ذیل الہامات نازل فرمائے

"انت معی وانا معک - انی معک یا امام رفیع القدر - انی معک و مع اھلک کمثلک درّ لا یضاع" یعنے چونکہ تو میرے ساتھ ہے اس لئے میں بھی تیرے ساتھ ہوں اے بلند قدر والے امام میں تیرے ساتھ ہوں میں تیرے ساتھ بھی ہوں اور تیرے ساتھیوں کے ساتھ بھی ہوں (واضح ہو کہ کرم دین نے حضورؑ کے ساتھ حضورؑ کے دو مخلص مریدوں پر بھی فوجداری مقدمہ کیا تھا) تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاسکتا دیکھ لیجئے کہ کس قدر تسلی دلانے والے الہامات ہیں۔ اس مقدمہ میں چونکہ مجسٹریٹوں کی نیت حضورؑ کو ہتھکڑی لگانے کی تھی اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پر یہ الہام نازل کیا النا لک الحدید یعنے ہتھکڑی سے تو محفوظ رہے گا۔ اس کے بعد فرمایا "معنی دیگر نہ پسندیم ما" یعنے مخالفوں کے یہ معنی ہی قائم نہ رہنے دیئے جائیں گے بلکہ تمہارے معنی ہی قائم رکھے جائیں گے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی یعنے اللہ نے یہ قطعی فیصلہ کر چھوڑا ہوا ہے کہ میں اور میرے فرستادہ ضرور بالضرور غالب ہی رہیں گے یہ لوگ اپنی شہادتوں پر بھروسہ کر کے یقین کر رہے ہیں کہ آپ مغلوب ہوں گے اور یہ غالب رہیں گے لیکن سن لیں لا تقبل منھم شھادۃ یعنی ان کی شہادت کو پذیرائی حاصل نہیں ہوگی

اس کے بعد الہام کے الفاظ ہیں حسن بیان یہ اشارہ تھا جناب خواجہ کمال الدین مرحوم کے بیان کی طرف جو حضورؑ کی طرف سے حضورؑ کے وکیل تھے اس الہام میں بتلایا گیا کہ جس خوبصورتی اور عمدگی سے انہوں نے اپیل میں مقدمہ کو پیش کیا وہ خدا کو پسند آیا اور خدا نے ان کے بیان کو مجسّم حسن یعنی خوبی سے بھرا ہوا قرار دیا۔ گورداسپور سے اپیل پر الہام ہوا سنلقی فی قلوبھم الرعب یعنی ان مخالفین کے دلوں پر رعب چھا جائے گا اسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اپیل وغیرہ نہ کر سکے۔ اس کے بعد الہام ہوا انا فتحنا لک فتحاً مبیناً۔ یعنے ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے۔ اب ہر منصف مزاج شخص ان تمام الہاموں کو پڑھ کر یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ تمام الہامات ایمانوں کو تقویت پہنچانے کا ذریعہ بن کر بالواسطہ ذریعہ ہدایت بنتے ہیں۔

اِسمِ اَعظم

ایک شخص کا سوال حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش ہوا کہ قرآن شریف میں اسم اعظم کونسا لفظ ہے؟

فرمایا:-

اسم اعظم اللہ ہے۔

کلمہ شہادت کی حقیقت اور اس کی صداقت کا عملی ثبوت

اُمّت میں دائمی طور پر خدائی نور کو حاصل کرنے والے بندوں کا پیدا ہونا اور ربّانی بن جانے کا ذریعہ

خُطبہ جُمعہ
مؤرخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری
دامت برکاتہ

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم- يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وامنوا برسوله يؤتكم كفلين من رحمته ويجعل لكم نوراً تمشون به ويغفر لكم والله غفور رحيم لئلا يعلم اهل الكتاب الا يقدرون على شئ من فضل الله وان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم-
(الحديد ع ۴)

کلمہ شہادت میں دو اہم عقیدوں کے متعلق شہادت

آج کے خطبہ میں اس کلمہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جسے عام طور پر کلمہ شہادت کے اسم سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کلمہ میں دو عقیدوں کے متعلق شہادت کا ذکر ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے دن رات میں پانچ وقت آذان کے ذریعہ بلند آواز سے ان عقیدوں کی شہادت کا اعلان کیا جاتا ہے پھر نمازوں میں اس کو دوہرایا جاتا ہے گویا ہر مسلمان ایک تو اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا نہ کوئی اس کا معبود ہے اور نہ کوئی اس کا مقصود و مطلوب ہے اور نہ ہی کوئی اس کا محبوب ہے خدا وہ ہے جو ہر قسم کی ترکیب سے پاک ہے وہ یکتا ہے نہ اس کی ذات میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ اس کی صفات میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ اس کے افعال میں کوئی اس کا شریک ہے۔ اور دوسرا امر جس کی ہر مسلمان گواہی دیتا ہے یہ ہے کہ محمد صلعم اللہ کے صرف بندے اور پیغمبر ہیں اس سے بڑھ کر نہیں۔

رسالت کے اقرار کو کلمہ میں شامل کرنے کے وجوہ

حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کو کلمہ میں شامل کرنے کے مندرجہ ذیل تین وجوہ ہیں اوّل تو یہ کہ اس کلمہ میں اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کے متعلق جو شہادت دی جاتی ہے اس میں شہادت دینے والے کے نزدیک اللہ تعالےٰ کا وہی تصوّر درست ہے جو محمد رسول اللہ صلعم نے پیش کیا ہے باقی جس قدر بھی تصوّر دنیا میں رائج ہیں وہ سب کے سب یا تو لوگوں کے اپنے ذہن کی گھڑت ہیں اور یا ان میں کوئی نہ کوئی نقص اور خامی داخل ہو چکی ہے اس لئے اسلام سے قبل اللہ تعالےٰ کے متعلق بالکل خالص طور پر صحیح تصوّر دنیا میں موجود ہی نہ تھا اس لئے محمد رسول اللہ صلعم کا پیش کردہ تصوّر ہی درست اور قابل اختیار کرنے کے ہے۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ رسالت کے اقرار کو کلمہ میں داخل کرنے کی یہ ہے کہ جس طرح آنحضور صلعم سے قبل بعض انبیاء علیہم السلام کو عبودیت کے مقام سے اٹھا کر الوہیت کے تخت پر بٹھا دیا گیا اور ایک نہایت ہی بھیانک شرک کی بنیاد رکھ دی گئی کہیں حضرت نبی کریم صلعم کے عظیم الشان کارناموں کو دیکھ کر جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے کارناموں سے بہت بڑھے ہوئے تھے اور اس امر کو دیکھ کر کہ جو روحانی انقلاب آنحضور صلعم کے ذریعہ وجود میں آیا اس کی نظیر کسی نبی کے سوانح حیات میں نہیں ملتی حضرت نبی کریم صلعم کو بھی بدرجہ اولیٰ الٰہ نہ قرار دے دیا جائے اور آنحضور صلعم کا وجود باوجود بجائے شرک کے درخت کو جڑھ سے اکھیڑ دینے اور کامل توحید کے درخت کی جڑھ کو ہمیشہ کے لئے مضبوط رکھنے کے شرک کی طرف لوگوں کو کھینچ کر لے جانے چنانچہ رسالت کے اقرار کو کلمہ شہادت میں داخل کرنے سے یہ غرض مکمّل طور پر حاصل ہو گئی یعنے حضرت نبی کریم ہمیشہ کے لئے الٰہ قرار دیئے جانے سے محفوظ ہو گئے۔

تیسری وجہ

تیسری وجہ رسالت کے اقرار کو کلمہ میں شامل کرنے کی یہ ہے کہ دنیا پر ثابت کر دیا جائے کہ اب رسول صرف محمد صلعم ہی ہیں یعنے آنحضور صلعم کی رسالت اب قیامت تک چلے گی جو فیوض رسولوں کے ذریعہ سے دنیا کو ملتے چلے آ رہے تھے اب وہ تمام فیوض بلکہ ان سے بھی بڑھ کر پہلے انبیاء علیہم السلام کی بجائے صرف حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ ہی ملا کریں گے چنانچہ جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں اسی مضمون کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

تلاوت کردہ آیات کی تشریح

ان آیات میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان کا دعوےٰ کرنے والو اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ اختیار کرو یعنے اسی کو اپنی ڈھال بناؤ اسی کو برے اعمال سے بچنے اور اصلاح نفس کا ذریعہ بناؤ اور اس کے رسول یعنے محمد صلعم پر ایمان لاؤ یعنی تقوےٰ کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے اس رسول صلعم کو ہی مشعلِ راہ بناتے ہوئے اسی کے نقش قدم پر چلتے چلے جاؤ- اس سے معلوم ہوا کہ محض زبان سے رسمی طور پر ایمان کا اقرار اللہ تعالےٰ کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا خدا کے نزدیک اسی شخص کے ایمان کی قدر و قیمت ہوتی ہے جو عملی رنگ میں اسے لاکر حضرت نبی کریم صلعم کے اسوہ کو اپنا رہبر بناتا ہے فرماتا ہے اگر ایمان کی اس حقیقت کو تم عملی جامہ پہناؤ گے تو تم کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے انعام سے بڑھ چڑھ کر نوازے گا اور تم کو وہ نور عطا کرے گا جس کی روشنی میں تم دنیا میں چلو پھرو گے جبکہ دوسری قومیں اندھیروں میں بھٹک رہی ہوں گی یعنی عقائد کی صحت کے لحاظ سے دلائل کے لحاظ سے نشان نمائی کے لحاظ سے دعاؤں کی قبولیت کے لحاظ سے خوارق کے لحاظ سے اور تائیدات الٰہیہ کے لحاظ سے۔ غرضیکہ روحانی عالم کی نعمتوں میں سے ہر ایک نعمت کے لحاظ سے تم ان پر غالب رہو گے نور کا لفظ ان تمام نعمتوں کا مفہوم اپنے اندر لئے ہوئے ہے اس کے علاوہ ایسے مومنوں کو مغفرت کا بھی وعدہ دیا مغفرۃ کے معنی صرف بخشش کے ہی نہیں بلکہ حفاظت کے بھی ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے نور کو حاصل کرنے والے مسلمانوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے پہلے قصور معاف ہو جائیں گے اور خاص نور حاصل کرنے والوں کی دشمنوں کے حملوں سے حفاظت بھی کی جائے گی یاد رکھو اللہ تعالےٰ کی ایک صفت غفور یعنے بخشنے والا اور گناہ کرنے کی طاقت کو دبانے والا اور حفاظت کرنے والا بھی ہیں اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ وہ صرف غفور ہی نہیں بلکہ رحیم بھی ہے اور صفت رحیم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اسی کو نور عطا کرتا ہے اور اسی کو مغفرت کی نعمت سے نوازتا ہے جو اس کو حاصل کرنے کی صحیح رنگ میں اللہ تعالےٰ کی ہدایات کے ماتحت کوشش کرتے ہیں-

دیگر اہلِ کتاب کو چیلنج

آیت کے اگلے حصہ میں بتلایا کہ دیگر تمام اہل کتاب خواہ وہ یہود ہوں یا عیسائی ہوں یا ہندو ہوں یا بدھ مت کے پیرو ہوں یا دیگر انبیاء کو ماننے والے ہوں کان کھول کر سن لیں کہ اب وہ خدا کے فضل میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے نہ ان کو وہ نور مل سکتا ہے جو انسانوں کے لئے صحیح راستہ دکھلانے کا موجب بنتا ہے اور نہ وہ مغفرت کی نعمت سے نوازے جا سکتے ہیں کیونکہ فضل تو اللہ کے ہی قبضہ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اب جبکہ اس کا فیصلہ یہی ہے کہ اس نے تمام پہلے رسولوں کے فیوض کو ختم کر دیا ہے اور ان کو جاری کرنے کا فیصلہ صرف اس رسول یعنی محمد صلعم کے ذریعہ ہی کیا ہے تو کون ہے جو اس کے اس فیصلہ کو رد کر سکے یا اس کے خلاف کو عمل میں لا سکے بے شک اللہ بڑے فضل والا ہے وہ اپنے بندوں پر انتہائی درجہ پر مہربان بھی ہے اس لئے وہ اپنے فضل کو بالکل بند نہیں کر

سکتا اگر ایک دروازہ بند کرتا ہے تو دوسرے در کھول دیتا ہے تا اس کے بندے اس کے فضل سے کسی وقت بھی محروم نہ رہیں اب محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ جو در کھولا گیا ہے وہ اب کبھی بند نہیں کیا جائے گا ہمیشہ کھلا رہے گا تا اس کے بندے اس کی اطاعت اور محبت کے سمندر میں غوطے لگا کر اس کے فضل کے آبدار موتی ہمیشہ حاصل کرتے رہیں۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

آیت تلاوت کردہ میں اس امر کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے اسوہ کو اختیار کئے بغیر نہ حقیقی تقویٰ میسر آسکتا ہے اور نہ ہی خدائی نور وں کا انسان وارث بن سکتا ہے اور نہ ہی مغفرت الٰہی کی نعمت حاصل کرنے کا حقدار قرار دیا جا سکتا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض مسلمانوں میں ایسی بدعتیں رائج ہیں جن کا حضرت نبی کریم صلعم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں نام و نشان نہ تھا بدعت اسی کو کہتے ہیں کہ جس کام کے ہونے کا امکان حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں موجود تھا اس کو حضرت نبی کریم صلعم عمل میں نہیں لائے لیکن بعد والوں نے اسے اس رنگ میں اختیار کر لیا کہ وہ مذہب کا جزو بن گیا جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہوئے کہ ایسا کرنے والوں کے نزدیک شریعت ناقص تھی اور یہ عمل اس قابل تھا کہ شریعت میں اسے داخل کیا جاتا لیکن نہیں کیا گیا مثلاً نماز سے بذریعہ سلام پھیر دینے کے فارغ ہو جانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حضرت نبی کریم صلعم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں اس کا قطعاً رواج نہیں تھا لیکن اب بعض مسلمان فرقوں کی اس کے بغیر نماز ہی مکمل نہیں ہوتی۔ اسی طرح میت کے قل اور چالیسواں وغیرہ کرنا شریعت میں ان کا نام و نشان وغیرہ نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح شادی کے موقعہ پر دولہا کو گھر میں داخل ہونے سے پہلے گھر کی دہلیز پر تیل ڈالنا وغیرہ۔ لیکن مسلمانوں نے ان افعال کو بھی اپنے دین کا جزو بنا لیا ہے۔ اس قسم کی رسوم ہندوؤں کے میل جول سے متاثر ہو کر اختیار کی گئی ہیں جو قابل افسوس بات ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی غیرت

حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں بعض صحابہ کرام رض نے ساری رات نماز میں گزارنے اور سارا دن روزہ رکھنے کا طریق اختیار کیا لیکن آنحضور صلعم نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ حضور آپ کی شان تو یہ ہے کہ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک و ما تاخر ہم تو زیادہ عبادت کر کے ہی خدا کو راضی کر سکتے ہیں۔ اس پر آنحضور صلعم کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ میری سنت پر عمل کرنے سے ہی خدا راضی ہوگا جو میری سنت سے اعراض کرتا ہے وہ کبھی بھی خدا کی خوشنودی کو حاصل نہیں کر سکتا میں اتقی الناس ہوں۔

شہادت کی حقیقت

اس کے بعد اب میں شہادت کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہوں شہادت یعنی وہی ہو سکتی ہے جو چشم دید ہو یا ایسے لوگوں کی چشم دید شہادتوں کی بناء پر کسی امر کے سچے ہونے کی شہادت دی جائے جن کا جھوٹ پر اتفاق ناممکن ہو مثلاً ہم میں سے اکثر نے روس کے ملک کو نہیں دیکھا ہے اور وہ سب گواہی دیتے ہیں کہ روس فی الحقیقت ایک ملک ہے تو ہم میں سے وہ لوگ جنہوں نے روس کو نہیں دیکھا ان ہزاروں کی گواہی پر اعتبار کر کے گواہی دیتے رہتے ہیں کہ ہاں روس واقعی ایک ملک ہے۔

ہم کب شہادت دے سکتے ہیں

پس ہم اللہ تعالٰی کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کے پیش کردہ تصور کی صحت کے متعلق بطور چشم دید گواہ کے اسی وقت شہادت حقہ ادا کر سکتے ہیں جبکہ ہم اپنی آنکھوں سے اس تصور کی صحت کا عملی ثبوت دیکھ لیں۔ اسی طرح محمد صلعم کی رسالت کے برحق ہونے کے متعلق بھی ہم اسی وقت چشم دید گواہ کی حیثیت سے اس امر کی گواہی دے سکتے ہیں جبکہ ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں کہ رسول پر حقیقی ایمان لانے والوں کے وجود میں وہ علامات پیدا ہو گئی ہیں جن کے پیدا ہونے کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالٰی کی طرف سے وعدہ کیا گیا ہے۔

قرآن شریف میں دیا گیا وعدہ

اگر قرآن کریم میں اللہ تعالٰی کے متعلق یہ تصور پیش کیا گیا ہے کہ وہ قادر مطلق ہے اور باوجود مخالف حالات کے وہ مصیبت اور مشکلات کے وقت اپنے خاص بندوں کی حفاظت کرتا اور ان کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرتا اور ان کے منصوبوں کو جو وہ اس کے خاص بندوں کو تباہ کرنے کے لئے بناتے ہیں خاک میں ملا دیتا ہے جیسا کہ اس نے حضرت نبی کریم صلعم کو دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہوئے آپ کے دشمنوں کو ناکامی اور نامرادی کے گڑھے میں دھکیل دیا اور حضرت نبی کریم صلعم کو باوجود بے سر و سامانی کے کامیابی سے ہمکنار کیا اور یہ کہا کہ میں تیرے دشمنوں کو ناکام کرنے اور تجھے کامیاب کرنے کی قدرت رکھتا ہوں چنانچہ اس زمانہ میں بھی ہم نے اپنی آنکھوں سے خدا کی قدرت کے نظارے مشاہدہ کئے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے غلام حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کو نیست و نابود کرنے کے لئے ہندوستان کی تمام قومیں مجتمع ہو گئیں اور مختلف حیلوں اور تدبیروں سے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگ گئیں لیکن ان کے مقابلہ میں اللہ تعالٰی نے اپنے مامور کو تسلی دیتا رہا کہ یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے ہم تمہاری حفاظت پر کھڑے ہیں ہماری طاقت کے مقابل میں ان کی طاقت کیا حیثیت رکھتی ہے

خدا تعالٰی کے تصور کا عملی ثبوت

قرآن کریم کے ذریعہ حضرت نبی کریم صلعم کا پیش کردہ تصور اگر عملی صورت اختیار نہ کرتا اور وہ لوگوں کے مشاہدہ میں بھی نہ آتا تو اس تصور کی صحت پر یقین کس طرح پیدا ہو سکتا تھا اور چشم دید گواہ کی حیثیت سے مسلمان اس کی شہادت کس طرح دے سکتے تھے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں ہزاروں مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے خدا کی اس قدرت کا مشاہدہ کیا جس کا وعدہ قرآن کریم میں دیا گیا تھا پھر جن نوروں کے عطا کرنے کا وعدہ دیا گیا تھا اس کو بھی ہزاروں نے نہ صرف مشاہدہ کیا بلکہ اپنے وجود کو اس سے منور پایا تو وہ کس طرح اس کا انکار کر سکتے تھے اور کس طرح وہ خدا کے متعلق پیش کردہ تصور کو جھٹلا سکتے تھے پس ان کی گواہی بالکل چشم دید گواہی تھی اور ان میں سے ہر ایک اشھد کہنے میں حق بجانب تھا پھر اس کے بعد ہر زمانہ میں چشم دید گواہ پیدا ہوتے رہے۔

ربانی بنانے کا وعدہ

چنانچہ قرآن کریم میں نبیوں کے متعلق صاف الفاظ میں فرمایا کہ ان کے ذریعہ ربانی لوگ یعنی رب سے تعلق رکھنے والے لوگ پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ و لکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون۔ آل عمران ع یعنی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے ماننے والوں کو یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو ان کو یہی تلقین کرتا رہتا ہے کہ رب سے تعلق پیدا کرنے والے بندے بن جاؤ۔ اسی طرح ع ۱۵ میں فرمایا وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر۔ یعنے نبیوں کا ساتھ دینے والے خدا رسیدہ بن جاتے ہیں اور خدا رسیدہ بن کر وہ باطل کے خلاف جنگ کرنے میں ان کے شریک رہتے ہیں۔ پھر سورۃ الحدید ع میں فرمایا والذین امنوا باللہ و رسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم و نورھم۔ یعنے رسولوں کی پیروی کرنے کے نتیجہ میں انسان صدیق اور شہید بن کر صدیقوں اور شہداء والا اجر اور ان جیسا نور حاصل کرنے کا مستحق بن جاتا ہے۔ اسی طرح سورۃ المائدۃ ع ۷ میں بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا۔ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ و کانوا علیہ شھداء یعنے حضرت موسٰی کے بعد ان کی امت میں نبی بھی پیدا ہوتے رہے لیکن مستقل شریعت نہ رکھتے تھے اور ان کے ذریعہ ربانی لوگ بھی پیدا ہوتے رہے اور ایسے علماء بھی پیدا ہوتے رہے جو تورات اور حضرت موسٰی کی صداقت پر زندہ گواہ کا کام دیتے رہے

اسی طرح سورۃ سجدہ ع ۳ میں فرمایا ولقد اتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایتنا یوقنون۔

یعنے بنی اسرائیل کے لئے حضرت موسٰی اور ان کی کتاب کو ہدایت بنایا اور ان پر عمل کرنے والوں میں سے بعض کو امام بنایا جو بنی اسرائیل کو خدا کے حکم سے ہدایت کی طرف دعوت دیتے رہتے تھے اور اس راہ میں مصائب پر صبر سے کام لیتے تھے۔ کیونکہ ان کے دل ہماری آیات کے متعلق یقین سے بھرے ہوئے تھے۔ اس آیت میں حضرت نبی کریم صلعم کو بھی اس نعمت سے نوازے جانے کا وعدہ دیا گیا ہے۔

ہر زمانہ میں مسلمانوں کی چشم دید شہادت

چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی فیض رسانی کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہے اس لئے ہر زمانہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت ایسے بندے پیدا کرتی رہی ہے جن کو اولیاء کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض مامور تھے اور بعض غیر مامور۔ حضرت موسٰی کی قوم کے ایسے بندوں کو قرآن کریم میں ربانی اور احبار اور آئمہ کے نام سے نامزد کیا گیا ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کی امت کے ماموروں اولیاء کو مجدد اور محدث کا نام دیا گیا ہے اور ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث کرنے کی پیشگوئی بھی کی گئی ہے اور سو سال ایسی مدت ہے کہ مجددین کے ساتھ تائید الٰہی اور اس کے نوروں کو مشاہدہ کرنے والوں میں سے

کچھ نہ کچھ لوگ موجود رہے ہیں جس کے دوسرے لفظوں میں معنی یہ ہوئے کہ ہر زمانہ میں ہی مسلمان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلعم کی رسالت حقہ کے بارے میں عینی شاہد کے طور پر شہادت حقہ ادا کرتے رہے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے پیروؤں کی طرح محض رسمی طور پر ہی اپنے مذہب کی سچائی کا اقرار نہیں کرتے رہے۔

۱۴ سو برس کی تاریخ کیا بتلاتی ہے

۱۴۰۰ برس میں ہزاروں ایسے انسان امت محمدیہ میں پیدا ہوئے جنہوں نے حسب وعدہ الٰہی خدائی نور کو اپنے اندر جذب کیا دشمنوں کے حملوں سے بھی محفوظ رہے اور خدا سے مستحکم تعلق بھی ان کا نمایاں طور پر ظاہر ہوتا رہا خوارق بھی ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے رہے دوسروں کے مقابلہ میں دعائیں بھی ان کی قبول ہوتی رہیں خدا کے مکالمہ مخاطبہ کے شرف سے بھی مشرف ہوتے رہے غرضیکہ حقیقی معنی میں وہ ورثۃ الانبیاء اور کانبیاء بنی اسرائیل ثابت ہو کر حضرت نبی کریم صلعم کے حقیقی نائب اور خلیفہ قرار پائے۔

ہمارا زمانہ

یہ سلسلہ چشم دید شہادتوں کا جاری رہا یہاں تک کہ چودھویں صدی آگئی جو دجال کی فتنہ انگیزیوں کا زمانہ تھا یعنی یہ ایسا زمانہ تھا کہ جب کفر کی یلغار اسلام پر ایسی زبردست تھی کہ اس کی نظیر پہلے زمانوں میں تلاش کرنا عبث کام تھا اور مسلمانوں کی اعتقادی و عملی حالت ایسی کمزور تھی کہ اس یلغار کا مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات بالکل نہ تھی۔ ایسے وقت میں اگر خدا کا وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون پورا نہ ہوتا تو اسلامی صداقتوں کا چشم دید گواہ ایک بھی نظر نہ آتا لیکن خدائی وعدے اٹل ہوتے ہیں وہ ضرور پورے ہو کر رہتے ہیں۔ چنانچہ حسب وعدہ الٰہی چودھویں صدی بھی ایسے انسان سے خالی نہ گئی جو خدائی نوروں کا حامل ہوتا اور محمد رسول اللہ کی روحانی پرورش کے نتیجہ میں بھی حقیقی معنی میں صدیق اور ربانی اور امام بننے کے قابل بن جاتا چنانچہ ایسا شخص حضرت سیدنا مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں ظاہر ہو گیا جسے خدا نے اس زمانہ کے لئے امام بنایا ربانی بنایا صدیق بنایا نبیوں کا وارث بنایا کانبیاء بنی اسرائیل بنایا اور ضرورت زمانہ کے فتنوں اور گمراہیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مسیح اور مہدی کا لقب عطا کیا یعنے ایک طرف حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا بروز قرار دے کر مسیح کا لقب دیا اور دوسری طرف حضرت نبی کریم کا کامل بروز بنا کر مہدی کا لقب عطا کیا اور اس کے سپرد ایک طرف کفار کے حملوں کے دفاع کا کام کیا اور دوسری طرف اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا کام سپرد کیا اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے عقائد اور ان کے اعمال کی اصلاح کا کام بھی اس کے سپرد کیا چنانچہ اپنے ربانی ہونے کا ثبوت اس نے ان زبردست نشانوں کے ذریعہ بہم پہنچایا جو خدا نے اس کے ہاتھ پر ظاہر کئے اور دشمنوں کے حملوں کا دفاع بھی نہایت خوبی کے ساتھ کر کے دکھلایا اور اسلام کی برتری دیگر ادیان پر جلسہ مذاہب اعظم لاہور کے موقعہ پر کر کے دکھلا دی اور ہزاروں مسلمانوں کے دلوں کو خدائی نور سے منور کر کے اور ان کو بصیرت سے بھرا ہوا ایمان عطا کر کے ان کو خدا کے زندہ ہونے پر اور قرآن کریم کے زندہ کتاب ہونے پر اور محمد رسول اللہ صلعم کے زندہ رسول ہونے پر چشم دید گواہ بنا دیا پس یہ زمانہ بھی چشم دید گواہوں سے خالی نہ رہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ کہنا محض رسمی ہوتا لیکن اب تو تمام صفات الٰہی کو ہزاروں نے اپنی آنکھوں سے عملی صورت اختیار کرتے دیکھا اور ہزاروں نشانوں کو پورا ہوتے مشاہدہ کیا اور وہ نشان جو حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس زمانہ میں خدا نے دکھلائے وہ کبھی باسی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ ریکارڈ ہیں جس وقت الہام ہوتا تھا شائع کر دیا جاتا تھا اور جس وقت پورا ہوتا تھا اسے پورا ہوتے ہوئے دوست و دشمن سب دیکھ لیتے تھے۔ ایسے بھی نشان ہیں جو حضورؑ کی زندگی کے بعد پورے ہوئے ہیں مثلاً بنگالہ کی تقسیم کا منسوخ ہونا۔ آہ نادر شاہ کہاں گیا۔ نادر خان سے نادر شاہ بننا اور پھر اس کا قتل ہونا کیا خدائی علم اور اس کی قدرت پر یقینی دلیل کا کام نہیں دے رہا۔ پھر بھارت کے وزیر اعظم شاستری کی لاہور فتح کرنے کی پیشگوئی کے غلط نکلنے کے متعلق اس وقت اطلاع دینا جب کہ شاستری کا نام و نشان بھی نہ تھا اس کا شاستری کے لقب سے مشہور ہونا پھر اس کا بھارت کا وزیر اعظم بننا اور اس حیثیت سے لاہور فتح کرنے کی پیشگوئی کرنا اور اس کا غلط ثابت ہونا کیا اسلام کی صداقت پر زبردست دلیل کا کام نہیں دے رہا ہے۔

اس قسم کی سینکڑوں پیشگوئیاں ہیں جو حضورؑ نے خدا سے الہام پا کر کیں اور وہ پوری ہوئیں جس نے ثابت کر دیا کہ حضرت نبی کریم کی قوت قدسیہ کی تاثیریں ختم نہیں ہوئیں آنحضور صلعم کی پاک تاثیروں کی نہر جاری ہے اور اس میں نہانے والا اللہ تعالیٰ کے تمام وعدوں کا مورد بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی ان وعدوں کا مورد بنیں اور حضورؑ کے ذریعہ جو نشانات ظاہر ہوئے ہیں ان سے دنیا کو آگاہ کریں اور انہیں باسی نہ ہونے دیں کیونکہ یہ نشان قیامت تک دنیا کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن سکتے ہیں پہلے اولیاء کے نشان بوجہ ریکارڈ نہ ہونے کے اتنے قابل اعتماد نہیں رہے جتنے یہ قابل اعتماد ہیں ٭

جزائر فیجی میں تبلیغ اسلام

میلاد النبی صلعم کی تقریب پر جلسہ اور دیگر تبلیغی سرگرمیاں

مکرمی معظمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

محترم جی۔ این۔ ڈین صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فیجی شاخ لاہور اپنے حالیہ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ماہ جون ۱۹۶۹ء کے آخر میں زیر اہتمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جزائر فیجی عید میلاد النبی صلعم منانے کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا جس میں ہر خیال اور ہر طبقہ کے لوگوں کو مدعو کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو محترم ماسٹر حنیف اشرف صاحب نے کی۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض لے تیمن شاہو خاں صاحب ایڈووکیٹ نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کے بعد مسٹر جی این۔ ڈین صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جزائر فیجی شاخ لاہور نے سیرۃ النبی صلعم کے سلسلہ میں آپؐ کی دین متین کی اشاعت کے لئے ایثار و قربانی پر روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ یہ آپؐ کی بے لوث خدمت خلق اور مخلوق خدا کو عذاب الٰہی سے بچانے کی تڑپ کا نتیجہ تھا کہ ۲۳ سال کے عرصہ میں سارا ملک عرب کفر و شرک اور ہر قسم کی بدی اور برائی سے پاک ہو گیا۔ وہ لوگ جو چور اور ڈاکو تھے، باخدا اور قطب غوث بن گئے۔

آپ کے بعد مسٹر احمد نور صاحب جو فجی کے اصلی اور قدیمی باشندوں میں سے ہیں تقریر کے لئے کھڑے ہوئے آپ چونکہ اردو نہیں جانتے اس لئے انہوں نے انگریزی میں تقریر کی جیسا کہ اس سے قبل اخبار پیغام صلح میں نکل چکا ہوں کہ اس عاجز کے ہاتھ پر مقام فجی کے دوران وہ مسلمان ہوئے تھے۔ اسلام قبول کرنے سے ایک فائدہ انہیں یہ پہنچا کہ یہ شراب خوری سے تائب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگ پڑے۔ ان کی اہلیہ محترمہ عیسائی تھیں انہوں نے ان کو بھی اسلام کی تبلیغ کی مگر ان کا اس وقت انشراح صدر نہ ہوا۔ اور اس وقت یہ مسلمان نہ ہوئیں۔ مسٹر ڈین صاحب نے اپنے مکتوب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی تبلیغی جد و جہد سے وہ بھی مسلمان ہو گئی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ چنانچہ اس جلسہ میں بیگم احمد نور صاحب نے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور مسٹر ڈین صاحب نے انہیں کلمہ طیبہ پڑھا کر اسلامی برادری میں شامل کیا احباب سے دعا کے لئے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور انہیں خادمہ دین بنائے۔ آمین۔

ان کے بعد محترم حاجی حیدر بخش صاحب اور محمد عمران ساہو خان صاحب نے نعت رسول اللہ صلعم سے حاضرین کو مستفید فرمایا۔ نعت خوانی کے بعد ماسٹر محمد حنیف اشرف صاحب نے سیرۃ النبی پر تقریر کی آپ نے اپنی تقریر دلپذیر میں جہاد کا ذکر کیا۔ جو آپ حضورؐ نے بعثت سے لے کر وفات تک باطل کے خلاف جاری رکھا۔ کبھی آپؐ نے قرآن کے ساتھ جہاد کیا اور کبھی ضرورت پڑنے پر آپؐ نے تلوار کے ساتھ بھی جہاد کیا۔ آپؐ نے قرآن حکیم کی آیات کی روشنی میں واضح کیا کہ جہاد بالقرآن ہر زمانہ میں جاری و ساری ہے مگر جہاد بالسیف ضرورت پڑنے پر کیا جاتا ہے۔

آخر میں صاحب صدر جلسہ نے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کی فلاسفی بیان کی اور فرمایا کہ جس طرح قرآن حکیم کامل کتاب ہے اور اس کے بعد کسی اور الہامی کتاب کی ضرورت نہیں اسی طرح آپؐ کی کامل نبوت کے بعد کسی نبوت کی ضرورت نہیں۔

بعد ازاں سلسلہ اور مسلمانان عالم کی ترقی و بہبود کے لئے دعا کی گئی۔ حاضرین جلسہ کی شربت و طعام سے تواضع کی گئی۔

محترم جی۔ این۔ ڈین صاحب اپنے اسی مکتوب میں لکھتے ہیں کہ احباب جماعت باقاعدگی سے مرکز میں جمعہ نماز ادا کرتے ہیں۔ ہفتے میں ایک دفعہ جو میرے دوران قیام میں درس قرآن ہوتا تھا وہ بھی بدستور جاری ہے اتوار کے دن جو قرآن کلاس قائم کی گئی تھی جس میں قرآن کریم ناظرہ پڑھنا سکھایا جاتا ہے وہ بھی بفضل تعالیٰ قائم ہے۔

مولینا حافظ شیر محمد صاحب نوشاہی کے ویزا کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں جلد کامیابی کی توقع ہے۔

بعض ہمارے بھائی بیماری اور بعض دوسری تکالیف میں مبتلا ہیں ان کے لئے جملہ احباب سے خصوصاً حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بیمار بھائیوں کو شفاء عاجل و کامل عطا فرمائے اور دکھی احباب کی مشکلات کو حل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

احمد یار عفی عنہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

۲۷ ستمبر ۱۹۶۹ء

بقیہ خطبہ جمعہ ص۶
اسلام میں عورت کی عزت

اس نے پینترا بدلتے ہوئے کہا کہ محمد رسول اللہ نے عورتوں کو ذلیل مقام دیا ہے۔ میں نے کہا حضور صلعم نے فرمایا ہے ان الجنۃ تحت اقدام امہاتکم کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورت کو یہ مقام دیا ہے لیکن تم؟ تم نے عورت کو یہ مقام دیا ہے کہ یہ عورت جو تمہارے ساتھ ہے اور جس کو تم ٹوپ اتار کر جھوٹا موٹا سلام کرتے ہو۔ اس کے متعلق تمہارا ایمان ہے۔ کہ اگر یہ بدبخت پیدا نہ ہوتی تو یسوع مسیح پھانسی کے تختہ پر نہ لٹکتے۔ ذرا سوچو کہ عورت کو تم نے کیا مقام دے رکھا ہے۔

استغفار ریاضت کا آخری مقام ہے

تو استغفار آخری مقام ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو سکھلایا ہے کہ تمام عبادات و ریاضات کے بعد خدا تعالےٰ سے مغفرت مانگو۔ اس کی حفاظت چاہو۔ اسی لئے غفرانک ربنا کی تعلیم دی تھی اے خدا ہم تیری ہی حفاظت چاہتے ہیں۔ والیک المصیر۔ ہم نے تیرے حضور آنا ہے ہم کس منہ اور کس زبان و دل کے ساتھ تیرے حضور آئیں۔ اے خدا ہماری پناہ گاہ ہو جا اور ہم سے درگذر فرما۔

خطبہ ثانی

چوہدری ثناء اللہ مرحوم اور اہلیہ شیخ نثار احمد صاحب کا جنازہ غائبانہ۔

بدوملہی میں ہمارے ایک بڑے پایہ کے اور بڑی جرأت کے مالک دوست چوہدری ثناء اللہ صاحب تھے۔ وہ کچھ دن ہوئے گھوڑی پر سوار جا رہے تھے دشمنوں نے انہیں اتار کر قتل کر دیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مجھے ان کے اقرباء کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ ہماری جماعت کو اس افسوسناک واقعہ سے بڑا نقصان پہنچا ہے۔ نماز جمعہ کے بعد مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی جائے دوسری افسوسناک خبر یہ ہے کہ وزیرآباد کے شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم و مغفور کی بہو کلثوم اہلیہ شیخ نثار احمد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے وہ ایک بڑے گھر کی بہو اور بڑے ماں باپ کی بیٹی تھیں۔ ان کا خاندان بڑا شریف اور پاکیزہ ہے شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم ولی اللہ تھے۔ اور یہ مرحومہ نہایت خلیق اور ملنسار خاتون تھیں اللہ تعالےٰ ان ہر دو مرحومین کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کو جنت میں جگہ دے۔ اس مرحومہ کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے گی۔ (نماز جمعہ کے بعد جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجراء

ہمارے نوجوانانِ سلسلہ نے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے احیاء کا عزم کیا ہے۔ اس بارے میں انہوں نے ایک خط مجھے لکھا ہے۔ اور دعا کے لئے تحریک کی ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں دین کی خدمات کی توفیق دے اور انہیں کامیاب و کامران فرمائے۔ (دعا کی گئی)

اخبار احمدیہ

کراچی سے واپسی

—— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر حضرات جلسہ کراچی کے بعد لاہور تشریف لے آئے۔

قاضی عبدالرشید صاحب کی اہلیہ محترمہ کی امتحان میں کامیابی اور عطیہ

—— بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور کی بیگم صاحبہ نے ایم۔ایس سی (M.Sc) کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کر لیا ہے اور ان کی دختر نے بھی میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے اشاعت اسلام کے لئے مبلغ -/35 روپے عطا کئے ہیں اور کسر نفسی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ جو اپنے احسانات سے اس گنہگار بندی کو گاہے گاہے نوازتا رہا ہے۔ یہ ایک مزید فضل کیا ہے۔

آخر میں بزرگان جماعت سے استدعا کی ہے کہ ان کی دلی خواہشات پروان چڑھنے کی درد دل سے دعا کی جائے۔ کیونکہ وہ ایک ایسے شخص کی زیقۂ حیات ہونے کا شرف رکھتی ہیں جن کے دل میں اللہ کی لو لگی ہوئی ہے۔ لہذا وہ بھی چاہتی ہیں کہ قاضی صاحب موصوف کی طرح قربانیاں کر کے زندہ جاوید بن جائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو اس امر کی توفیق بخشے۔

خیر اندیش۔ میاں عبدالرشید خان
سیکرٹری جماعت پشاور

تقریبات سعید

۲۷ ستمبر ۱۹۶۹ء کو مونٹ ویو ہوٹل سیالکوٹ چھاؤنی میں تین شادیاں انجام پائیں۔ شیخ برکت اللہ صاحب کے دو فرزندان سعادت تمیم اور آصف گل کے عقد بالترتیب نجمہ عبداللہ اور فرحت ممتاز سے ہوئے۔ شیخ برکت اللہ صاحب نے اس تقریب سعید کی خوشی میں بطور شکرانہ -/50 روپے عطیہ اشاعت اسلام کے لئے مرحمت فرمائے۔ جزاک اللہ۔

تیسرا عقد شیخ حفیظ اللہ صاحب کے فرزند اکبر افتخار احمد ہمراہ نسیم عطاء اللہ انجام پایا۔ شیخ حفیظ اللہ صاحب نے بھی اس موقعہ پر -/25 عطیہ اشاعت اسلام کے لئے بطور شکرانہ انجمن کو ارسال کئے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ شادیاں سارے خاندان کے لئے موجب مودت و برکت ہوں۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۸ راکتوبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۴۱

نوائے وقت پرنٹرز پریس لاہور میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲ شعبان ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۲

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

کتّے کو پانی پلانے کی وجہ سے جنّت مل گئی

عن ابی ھریرۃ عن النبی ..... صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا رای کلبا یاکل الثری من العطش. فاخذ الرجل خفہ فجعل یغرف لہ بہ حتی ارواہ فشکر اللہ لہ فادخلہ الجنۃ۔

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کتّا دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا تو اس شخص نے اپنا موزہ لیا اور اسے بھر بھر کر اسے پلانا شروع کیا یہاں تک کہ اسے سیر کر دیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اسے جنت میں داخل کیا۔

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ حدیث اور بھی کئی موقعہ پر آئی ہے۔ اور بنی اسرائیل کے ذکر میں بھی آتی ہے۔ اور یہ قصہ بنی اسرائیل کے کسی شخص کے متعلق ہی ہے یہ امر اسلام کی تعلیم میں داخل ہے کہ اللہ تعالےٰ کی بے زبان مخلوق پر رحم کیا جائے اور جس شخص کے دل میں کُتّے کی پیاس پر رحم آیا اس کو جنّت کی خوشخبری آئی تو اشرف المخلوقات انسان کی خدمت کس بلند مقام پر پہنچا سکتی ہے۔ اسی سے قیاس ہو سکتا ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

سچّے مذہب کی شناخت

سچّا مذہب وہی ہے جو خدا تعالےٰ کے خوف سے شروع ہوتا ہے۔

فرمودات حضرت امام الزمان مجددِ دوران مسیح موعود علیہ السلام

ایک ہندو نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کی کہ سچّے مذہب کی کیا شناخت ہے؟ دنیا میں اس قدر مذاہب پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے کس طرح شناخت کریں کہ سب سے افضل اور اعلیٰ مذہب قابلِ قبول کونسا ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:-

جس مذہب میں سب سے زیادہ تعظیم الٰہی اور سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا سامان ہو وہی سب سے اعلےٰ مذہب ہے۔ انسان اسی چیز کی قدر زیادہ کرتا ہے جس کا علم اس کو زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو معلوم ہو کہ فلاں مکان میں ایک سانپ پھرتا ہے اور وہ آدمیوں کو کاٹتا ہے تو وہ شخص کبھی جرأت نہ کرے گا کہ رات کو ایسے مکان میں جا کر سوئے اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اس کھانے میں جو میرے آگے رکھا ہے زہر ہے تو وہ ہرگز کبھی ایک لقمہ بھی اس کھانے میں سے نہ اٹھائے گا۔ اگر کسی گاؤں میں طاعون ہو اور لوگ مر رہے ہوں تو کوئی شخص اس گاؤں میں جانے کا حوصلہ نہیں کرتا۔ جس کو معلوم ہو کہ جنگل میں شیر رہتا ہے وہ اس جنگل میں ہرگز داخل نہیں ہوتا۔ ان سب کا اصل علم اور معرفت ہے جس چیز کا علم انسان کو بخوبی ہو جاوے اور اس کے متعلق معرفت تام پیدا ہو جاوے۔ انسان اس کے برخلاف نہیں کر سکتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ گناہ کو ترک نہیں کرتے؟ اس کا سبب یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا کامل علم اور معرفت تام ان کو حاصل نہیں۔

یہ جو کہا جاتا ہے اور اقرار کیا جاتا ہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ صرف ایک رسمی ایمان ہے۔ ورنہ دراصل گناہ سوز معرفت حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ حاصل ہو تو ممکن ہی نہیں کہ انسان پھر گناہ کر سکے۔ ہر شئے کی قدر اس کی پہچان اور معرفت سے ہوتی ہے۔ دیکھو ایک جاہل گنوار کو ایک قیمتی پتھر یا موتی مل جاوے تو وہ حد درجہ اس کو دو چار پیسہ میں فروخت کر دے گا۔ یہی مثال ان نادانوں کی ہے جنہوں نے خدا تعالےٰ کو نہیں پہچانا وہ الٰہی احکام کے بالمقابل دو چار پیسوں کی زیادہ قدر کرتے ہیں۔ جہاں کوئی دنیوی تھوڑا سا فائدہ نظر آتا ہے۔ وہاں اپنا ایمان فروخت کر دیتے ہیں۔ جھوٹی گواہیاں عدالتوں میں جا کر دو آنہ یا چار آنہ کے بدلے دیتے ہیں ان کے نزدیک خدا تعالےٰ کے اس پاک حکم کی قدر کہ جھوٹ نہ بولو اور سچّی گواہی دو اس سے بڑھ کر نہیں کہ دو چار آنہ کی خاطر اس کو چھوڑ دیں اور بیچ ڈالیں۔ خدا تعالےٰ کی آیتوں کو تھوڑے سے مول پر بیچنے کے یہی معنی ہیں کہ انسان تھوڑے سے ظاہری فائدہ کی خاطر احکام الٰہی کی بے قدری کرتا ہے۔

آج کل جو مذاہب لوگوں میں رائج ہیں وہ سب قومی مذاہب ہیں۔ یعنی ایک قومیت کی پیچ کی جاتی ہے

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

چوہدری عبدالحمید صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور

حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق

چند یادیں

میں انشاء پرداز نہیں ہوں۔ یہ چند سطور حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں عقیدت و محبت کا ہدیہ ہیں۔

میں نے پہلی بار حضرت مولانا کو مارچ ۱۹۲۷ء کو دیکھا۔ جب میں ساتویں جماعت کے سالانہ امتحان سے فارغ ہو کر چند دن اپنے بھائی جان چوہدری عبدالمجید صاحب کے پاس چھٹیاں گذارنے کے لئے لاہور آیا۔ وہ مسکراہٹ اور دستِ شفقت جو حضرت مولانا سے پہلی ملاقات میں میرے حصہ آئے میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ مجھے عالم تصور میں اب بھی کئی بار اس پیار کے ہاتھ کو اپنے سر پر محسوس کر کے خوشی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت مولانا کو دوسری بار میں نے ان کے اپنے گاؤں مراد [illegible] میں دیکھا۔ جہاں وہ ایک شادی میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ مجھے بھی اسی تقریب میں شامل ہونا تھا۔ صبح کا وقت تھا بارات بعد دوپہر متوقع تھی۔ دفع الوقتی کے لئے کسی نے (غالباً میاں رحیم بخش صاحب نے) شکار کا پروگرام تجویز کر دیا۔ چونکہ موسم نہایت خوشگوار تھا حضور نے بھی صاد فرمایا:۔

اگلے دن میں نے عجیب نظارہ دیکھا۔ اردگرد سکھوں کے گاؤں تھے۔ جونہی ان کو علم ہوا کہ حضرت مولانا تشریف لائے ہیں۔ وہ کھیتوں میں کام کاج چھوڑ کر آپ کی خدمت میں ملاقات کے لئے بھاگے آئے۔ وہ بلند آواز سے دوسروں کو اطلاع کرتے جاتے تھے۔ تاکہ کوئی بھی شرفِ ملاقات سے محروم نہ رہے۔ کہاں تو مور کے شکار پر یہ سکھ مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تھے اور کہاں آج خود رہنمائی کر رہے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری دھرتی کو مولانا نے اپنے قدموں سے نوازا۔

مجھے سکول میں ملازم ہوئے ایک دو سال ہوئے تھے کہ ایک دن حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں ان کی سب سے چھوٹی بچی قدسیہ کو پڑھا دیا کروں۔ وہ اس وقت بمشکل تین چار سال کی تھی۔ پہلے دن وہ بڑے شوق سے مجھے A - B کی پہچان بتاتی رہی۔ دوسرے دن جو میں گیا تو وہ کھیل رہی تھی۔ حضرت مولینا نے اُوپر سے بلوا لیا لیکن وہ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگی "ہائے اللہ! ماسٹر صاحب آپ کو کبھی بخار بھی نہیں آتا۔ آپ ہر روز ہی آجاتے ہیں"۔ حضرت مولینا ہنس پڑے اور فرمایا۔

"ہاں جی کبھی کبھی میری بیٹی کو چھٹی بھی دیا کریں۔"

اور بچی تالیاں بجاتی ہوئی بھاگ گئی۔

۱۹۲۸ء کی موسم گرما کی چھٹیاں ہونے والی تھیں۔ ان دنوں مولینا یعقوب خان صاحب سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے اور انہوں نے ایک دن مجھے بتایا کہ حضرت مولینا کو اپنے لڑکے حامد فاروق کو پڑھانے کے لئے ایک استاد کی ضرورت ہے اور انہوں نے میرا نام تجویز فرمایا ہے۔ مجھے بڑی خوش بختی پر ناز ہوا۔ چنانچہ میں تعطیلات موسم گرما میں متواتر دو سال حضرت مولانا کے ساتھ ڈلہوزی میں جاتا رہا۔

ڈلہوزی میں میں نے حضرت مولینا کو بہت قریب سے دیکھا۔ ان کی طبیعت میں بیحد سادگی تھی۔ تصنع یا بناوٹ سے بالکل پاک تھے ظاہر و باطن ایک تھا۔ ان کے دل میں غریب کی بھی اتنی ہی قدر و منزلت تھی جتنی امیر کی۔ ان کی مجلس میں کبھی کسی کو احساس کمتری نہیں ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے لوگوں میں جو رشتہ اخوت قائم کیا تھا اس کا صحیح نقشہ میں نے حضرت مولینا کی مجلس میں دیکھا۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ غریب کی نہ صرف دلجوئی فرماتے۔ بلکہ ہر ممکن مدد بھی فرماتے۔ میں نے ان کی زبان سے کبھی کسی کی برائی نہیں سُنی۔

حضرت مولینا رح ان تھک کام کرنے والے تھے۔ نماز ادا کرنے کے وقفہ کو چھوڑ کر صبح سے شام تک تصنیف و تالیف کے کام میں منہمک رہتے تھے۔ مجھے ان کے تبحرِ علمی پر حیرت ہوتی تھی۔ ایک دفعہ فرمانے لگے۔ دماغ میں اس قدر علمی مواد ہے کہ اس کو صفحۂ قرطاس پر لانے کے لئے وقت نہیں ملتا۔ یہ سن کر مجھے اپنی کم مائیگی کا بڑی شدت سے احساس ہوا۔ ایک دفعہ ان کا پی۔ اے بیمار ہو کر چھٹی چلا گیا۔ اور اس کی جگہ بھی مجھے کام کرنا پڑا۔ تو میڈاڈے ایک خط آگیا۔ مولینا سے دریافت کیا گیا تھا۔ کہ ایک بچہ امیر گھر میں پیدا ہوتا ہے اور اسے پیدا ہوتے ہی دنیا کی ہر آسائش میسر آتی ہے اور ایک ایسے غریب کے ہاں پیدا ہوتا ہے جو خود بھی نانِ شبینہ کا محتاج ہے۔ اول الذکر کی خوش قسمتی اور مؤخر الذکر کی بد قسمتی میں کیا راز ہے؟ حضرت مولینا رح نے وہ خط میرے پاس بھیج دیا۔ کہ جواب لکھ دیں۔ نماز مغرب کے بعد دریافت فرمایا کہ کیا جواب لکھ دیا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ کچھ اشارات دے دیں اور احباب بھی بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام نے دولت کو کسی کی خوش قسمتی یا بد قسمتی کا معیار قرار نہیں دیا۔ یہ غلط بات ہے کہ جس کے پاس زیادہ دولت ہے وہ زیادہ خوش قسمت ہے۔ دولت اللہ تعالےٰ کی نعمت ضرور ہے لیکن اس کا جمع کرنا مستحسن نہیں اور نہ اس کے انبار خوش قسمتی کی علامت ہیں۔ اسلام میں کسی کی خوش بختی کا معیار تقوےٰ اللہ ہے۔ ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔ اور انتہائے خوش قسمتی حصولِ رضائے الٰہی ہے۔ رضی اللّٰہ عنھم و رضوا عنہ میں نے تو اشارات مانگے تھے۔ حضرت مولینا نصف گھنٹہ اس موضوع پر بولتے رہے۔ دوسرے دن مجھے خط لکھنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔

نمازِ عصر کے بعد ہر روز ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور اپنی کوٹھی میں درس قرآن دیا کرتے تھے میں کبھی یہ فیصلہ نہ کر پایا کہ حضرت مولینا اور ڈاکٹر صاحب میں زیادہ عاشقِ قرآن کون ہے۔ ان دونوں بزرگوں کی زندگی خدمتِ قرآن کے لئے وقف تھی۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب کا درسِ قرآن ایک ناقابلِ فراموش یاد ہے۔

حضرت مولینا کی کوٹھی کا جو کمرہ نماز کے لئے مختص تھا۔ اس کا فرش میرے کمرہ کی چھت تھا۔ اور وہ لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اس پر ذرا بھی پاؤں پڑے تو مجھے نیچے فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔ کہ اوپر کمرے میں کوئی ہے۔ ہر رات ٹھیک دو بجے حضرت مولانا رح کے قدموں کی چاپ سے میری نیند کھل جاتی تھی حضرت مولینا نماز تہجد میں کھڑے ہو کر تلاوت قرآن شروع کر دیتے۔ آندھی ہو یا طوفان۔ آپ کے اس معمول میں کبھی ناغہ نہ ہوا۔ میرے دل میں کئی بار آئی کہ میں بھی شامل ہو جاؤں۔ لیکن سردی کی وجہ سے بستر چھوڑنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اس لئے بستر ہی میں رضائی لپیٹ کر بیٹھ جایا کرتا تھا۔ اب کئی بار خیال آتا ہے۔ کہ کم بخت ایک شب تو ساتھ دیا ہوتا۔ لیکن ع

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

نمازِ عصر کے بعد درس قرآن سے فارغ ہو کر میں سیر کے لئے نکل جایا کرتا تھا۔ اَپر بکروٹہ کا راؤنڈ بڑی اچھی سیرگاہ تھی۔ دوسرے سال سیر کے دوران میری ایک بزرگ سے ملاقات ہو گئی۔ ان کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ڈیرہ غازی خاں کے گورنمنٹ ہائی سکول میں عربی کے استاد ہیں اور ڈلہوزی میں میاں افضل حسین صاحب کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میرے متعلق جب انہیں پتہ چلا کہ میں حضرت مولانا رح کے ہاں ٹھہرا ہوا ہوں اور احمدی ہوں۔ تو کچھ ناک بھوں چڑھائی۔ لیکن پہاڑ پر انہیں سیر کا کوئی اور ساتھی نہیں ملتا تھا۔ ایک دن مجھے کہنے لگے کہ میں حضرت مولانا کی تفسیر قرآن کریم دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے بیان القرآن کی تینوں جلدیں انہیں دے دیں۔ جن کو انہوں نے ایک ماہ اپنے پاس رکھا۔ جس دن واپس کیں۔ تو کہنے لگے میں ایک اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے پوچھا کیا؟ فرمایا:۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی اس سے بہتر اُردو تفسیر آج تک نہیں لکھی گئی۔ اور آپ لوگ خوش قسمت ہیں جنہیں ایسے بزرگ کی صحبت حاصل ہے۔"

بقیہ مَلفُوظات

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

ورنہ سچا مذہب وہ ہے جو خدا تعالےٰ کے خوف سے شروع ہوتا ہے اور خوف اور محبت کی جڑھ معرفت ہے۔ پس مذہب وہ اختیار کرنا چاہیئے جس سے خدا تعالےٰ کی معرفت حاصل اور گیان بڑھ جائے اور خدا تعالےٰ کی تعظیم دلوں میں بیٹھ جائے۔ جس مذہب میں صرف پُرانے قصے ہوں وہ ایک مُردہ مذہب ہے۔ دیکھو خدا وہی ہے جو پہلے تھا۔ اس کی عبادت سے جو پھل پہلے لوگ پا سکتے تھے وہی پھل اب بھی پا سکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اپنے اخلاق بدل نہیں ڈالے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ صرف ایک خشک لکڑی کی طرح ہیں جس کے ساتھ کوئی پھل نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے خدا تعالےٰ کو پہچانا ہی نہیں۔ اگر پہچانتے تو ان پر ضرور برکات نازل ہوتے۔ مگر اس راہ میں بہت مشکلات ہیں اور یہ بڑی قوت والوں کا کام ہے اور خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے جس کو چاہے قوت عطا فرما دے۔ اگر انسان تلاش میں لگا رہے تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اس کو قوت عطا ہو جائے استقامت شرط ہے۔ ہمت کے ساتھ خدا تعالےٰ کو تلاش کرو تو اسے پاؤ گے۔

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۶ صفحہ ۹ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء

مطلع احمدیت کے چند روشن ستارے

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ جلیلہ

۱۳ اکتوبر کا دن تاریخ احمدیت میں اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کہ ۱۹۵۱ء کی اس تاریخ کو مطلع احمدیت کا ایک روشن ستارہ جو حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وجود میں عصر مجدد زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبوض سے منور ہو کر کم و بیش پچاس سال تک اپنی نورانی کرنوں سے دنیا کو منور کرتا رہا غروب ہو گیا، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا ان جلیل القدر اصحاب میں سے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کی دعوتِ حق پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی بیعت میں داخل ہو کر روشن ستارے بن گئے اور ان کی قربانیوں، ان کے پاکیزہ کردار اور حسن کلام سے ظلمت کدۂ عالم کے کئی گوشے نورِ اسلام سے منور ہو گئے۔ بے جا نہ ہوگا اگر حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کے ذکرِ خیر کے ساتھ اُن میں سے ایک منور ترین ستارہ حضرت مولانا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وجود میں نمودار ہوا، جن کے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت پر رشک کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں عبقری (نادر چیز) قرار دیا، حضرت مولانا کو حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تمام جماعت نے بالاجماع خلیفہ منتخب کیا، اور آپ کا چھ سالہ دورِ خلافت مسیح موعودؑ ہی کے دورِ ماموریت کا گویا تتمہ تھا، جس کے دوران جماعت نے قدرت ثانیہ کی وہ شان دیکھی جس کی خوشخبری حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں دی تھی، جسے آپ کے عہد میں انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کام شروع ہونے اور کئی ایک انگریزوں کے قبول اسلام کی وجہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مقبولیت چاروں طرف پھیل گئی، ایسا ہی انگریزی ترجمۃ القرآن کا کام آپؓ کے عہد میں شروع ہوا جس کو آپ نے خود بھی پسند کیا اور ایک ولی اللہ (سید عابد علی شاہؒ) کے الہام سے اس ترجمہ کی جناب الٰہی میں مقبولیت کی خوشخبری بھی ملی فالحمد للہ علیٰ ذالک، حضرت مولاناؒ کا وجود جماعت احمدیہ کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھی کیونکہ آپ کے ہاتھ پر تمام جماعت مجتمع ہو کر خدمتِ دین کا کام سرانجام دیتی رہی، افسوس کہ آپ کے بعد یہ نعمت جماعت کو میسر نہ آئی۔

دوسرا روشن ستارہ حضرت مولانا سید محمد احسن امروہویؒ کا وجود تھا، جنہیں حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت کو قبول کرنے کے لئے ریاست بھوپال کے نواب صدیق حسن خان کی ملازمت کے عہدہ جلیلہ سے دستبردار ہونا پڑا اور اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا ؎

> از پئے آں محمد احسن را
>
> تارکِ روزگار مے بینم

حضرت مولانا نورالدینؓ اور مولانا سید محمد احسنؒ کو حضرت مسیح موعودؑ نے وہ دو فرشتے قرار دیا ہے جن کے کندھوں پر بروئے حدیث مسیح موعودؑ کا نزول ہونے والا تھا، اور فی الحقیقت ان دو بزرگوں کا وجود ان کے علم و فضل کے لحاظ سے مسیح موعودؑ کے لئے بہت بڑی نعمت اور تائیدِ ایزدی کا موجب ثابت ہوا، چنانچہ حضرت مولانا سید محمد احسن صاحبؒ کی تعریف کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ ارشاد فرمایا ہے

> "مولوی سید محمد احسن صاحب بحث مباحثہ کے کام میں اور مناظرہ میں یکتا ہیں وہ پورے تحصیل یافتہ ہیں، علم حدیث اور علم فقہ کے بڑے ماہر ہیں، مخالف مولویوں کے مقابلہ میں سلسلہ تصانیف کا کام خوب کر سکتے ہیں، ہر شخص کا کام نہیں کہ ایسے امور میں داخلت کرے۔"
>
> (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۶۹-۷۰)

ان دونوں جلیل القدر بزرگوں کے بعد حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا وجود ایک ایسا روشن ستارہ ثابت ہوا جس نے اپنے قلم سے (جو درحقیقت بموجب الہام مسیح موعودؑ خدا کی دی ہوئی قلم تھی) اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی وہ شاندار خدمات سرانجام دیں جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی، اس میں شک نہیں کہ گذشتہ تیرہ سو برس میں مسلمانوں میں بڑے بڑے محدث، مفسر، فقیہہ اور اولیاء اللہ پیدا ہوئے جن کے وجود سے دنیا کے علم و روحانیت میں بہت بڑا اضافہ ہوا لیکن حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے مسیح موعودؑ کے علم کلام سے فائدہ اُٹھا کر تائیدِ اسلام میں جو نادر کتابیں اُردو اور انگریزی میں لکھیں اور قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر میں جن مشکل مقامات کی تشریح و توضیح پیش کی ان کی نظیر تاریخ اسلام میں ملنی مشکل ہے۔ اور ان کتابوں کی وجہ سے آج نہ صرف مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ اسلام پر ثابت قدم ہو گیا اور اس کی معقولیت اور صداقت کا فخریہ اظہار کرتا ہے، بلکہ غیر مسلم معاندین کے خیالات میں بہت بڑا انقلاب پیدا ہو چکا ہے، اور اسلام کو معقول مذہب سمجھنے لگے ہیں۔

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد قابل غور ہے۔ ریویو آف ریلجنز کا ذکر کرتے فرمایا:-

> "اس کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ایک لائق اور فاضل آدمی ہیں ایم اے پاس ہیں اور اس کے ساتھ دینی مناسبت بھی رکھتے ہیں ہمیشہ اوّل درجہ پر پاس ہوتے رہے ہیں اور ای اے سی میں ان کا نام درج تھا مگر سب باتوں کو چھوڑ کر یہاں بیٹھ گئے ہیں یہی سبب ہے کہ خدا تعالےٰ نے ان کی تحریر میں برکت ڈالی ہے"
>
> (ملفوظات مرتبہ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ جلد نہم ص)

انہی ملفوظات میں اخبار بدر سے ذیل کی عبارت نقل کی گئی ہے:-

> "مولوی محمد علی صاحب کو بلا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے واسطے ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی جاوے۔ اور یہ آپ کا کام ہے آج کل ان ملکوں میں اسلام نہیں پھیلتا اور اگر کوئی مسلمان ہوتا بھی ہے تو وہ بہت کمزوری کی حالت میں رہتا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ وہ لوگ اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور نہ ان کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا گیا ہے ان لوگوں کا حق ہے کہ ان کو حقیقی اسلام دکھلایا جاوے جو خدا تعالےٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے وہ امتیازی باتیں جو کہ خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں وہ ان پر ظاہر کرنی چاہئیں، اور خدا تعالےٰ کے مکالمات مخاطبات کا سلسلہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے اور ان سب باتوں کو جمع کیا جاوے جن کے ساتھ اسلام کی عزت اس زمانہ میں وابستہ ہے ان تمام دلائل کو ایک جگہ جمع کیا جاوے جو اسلام کی صداقت کے واسطے خدا تعالےٰ نے ہم کو سکھلائے ہیں اس طرح ایک جامع کتاب تیار ہو جاوے تو امید ہے کہ اس سے ان لوگوں کو بہت فائدہ حاصل ہو۔"
>
> (ملفوظات ایضاً ص ۱۹۲)

حضرت مسیح موعودؑ کی اسی ہدایت کے پیش نظر حضرت مولانا محمد علی صاحب نے "ریلیجن آف اسلام" کے نام سے ایک ضخیم بلند شان کتاب لکھی، جو نہ صرف یورپ و امریکہ بلکہ خود مسلمانوں کے لئے بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہدایت ہے، اب یہ جماعت احمدیہ کا کام ہے کہ اس کتاب کو کثیر تعداد میں چھپوا کر یورپ و امریکہ کے غیر مسلموں اور خود مسلمانوں میں پھیلائیں، افسوس ہے کہ قادیانی جماعت حضرت مولاناؒ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے منقولہ بالا ارشاد کو نقل کرنے کے باوجود جس میں آپ نے فرمایا کہ "یہ آپ کا کام ہے" اور حضرت مولانا کی طرف سے ... ثابت ہونے کے باوجود کہ فی الواقعہ یہ آپ ہی کا کام تھا آپ کی تخفیف و تحقیر کے درپے ہے، اور آپ کو سلسلہ کا سچا خادم سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔

ایک اور بہت بڑی خدمت جو حضرت مولاناؒ نے سلسلہ احمدیہ کی کی، وہ حضرت مسیح موعودؑ کی حیثیت اور ختم نبوت کی وضاحت ہے ایسے وقت میں جب میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی قرار دے کر تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا تو حضرت مولاناؒ نے اس کے خلاف آواز اٹھا کر جماعت کے ایک حصہ کو گمراہی سے بچا لیا، اور اس سلسلہ میں "النبوۃ فی الاسلام" "مسیح موعود اور ختم نبوت" اور اسی قسم کی دوسری کتابیں لکھ کر پہلی بار دنیا پر واضح کیا کہ ختم نبوت کی اصل حقیقت کیا ہے، اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں نبی کا لفظ استعمال ہونے کے باوجود آپ کا اصل منصب مجددیت و محدثیت سے بڑھ کر نہیں، آپ کو مکالمہ الٰہیہ اور اظہار علی الغیب کی وجہ سے صرف مجازاً نبی کا نام دیا گیا، منصب نبوت پر فائز نہیں کیا گیا، نہ ہی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا، کاش قادیانی جماعت اس نقطہ کو سمجھ کر اس غلو سے باز آ جائے جو حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ احمدیہ کی بہت بڑی بدنامی کا موجب ہو رہا ہے۔

غرض حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اتنی زیادہ اور اس قدر شاندار ہیں، کہ ان پر تبصرہ کرنے کے لئے بہت سے اوراق کی ضرورت ہے جو اخبار کے چند صفحات میں سما نہیں سکتے۔

سلسلہ احمدیہ کے ان روشن ستاروں میں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ کا وجود بھی بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے، آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی پیشہ وکالت میں مصروفیت کے باوجود ہر رنگ میں آپ کی تائید و نصرت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا، یہاں تک کہ مخالفین کی طرف سے جو مقدمات حضرتؑ کے خلاف کھڑے کئے گئے ان میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے دل و جان سے آپ کی وکالت کا فرض ادا کیا

اخبار و افکار

جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں نمایاں کامیابی عطا کی، حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی مؤثر تقاریر کی وجہ سے آپ کو "حسنِ بیان" کا لقب عطا فرمایا، اور حضرت کی وفات کے بعد جب خواجہ صاحب تبلیغ اسلام کا جھنڈا لے کر یورپ تشریف لے گئے تو ان کے حسنِ بیان سے کئی ایک اعلیٰ پایہ کے انگریز جن میں لارڈ ہیڈلے کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے مسلمان ہو گئے، اور مسیح موعودؑ کا وہ کشف جس میں آپ نے اپنے آپ کو لندن کے منبر پر وعظ کرتے اور سفید پرندوں کو پکڑتے ہوئے دیکھا خواجہ صاحب کے ذریعہ سے پورا ہوا،

اس زمانہ میں جب عالمِ اسلام پر یورپ کا رعب طاری تھا اور انگریزوں میں تبلیغ اسلام کو ایک مضحکہ خیز جسارت سمجھا جاتا تھا، خواجہ صاحب نے انگلستان میں تن تنہا تبلیغ کی بنیاد رکھی جس سے اسلامی دنیا میں حیرت و استعجاب اور سلسلہ احمدیہ کی مقبولیت کی فضا پیدا کر دی، جس کی وجہ سے ان کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

سلسلۂ احمدیہ کا ایک اور روشن ستارہ جو ہم میں اب بھی بفضلِ خدا بقیدِ حیات موجود ہے اور ان کی نُورانی کرنوں سے جماعت کے قلوب روشن ہیں، حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا وجود گرامی ہے۔ حضرت مولانا کی خدمات بھی دوسرے بزرگوں سے کم اہمیت نہیں رکھتیں، انہوں نے انگلستان میں دو مرتبہ خواجہ صاحب کے قائم کردہ مشن میں ایسے شاندار پیرایہ میں تبلیغی خدمات سرانجام دیں کہ ان کے مواعظ سے متاثر ہو کر بہت سے انگریز دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے، جن میں سے کئی ایک کے مضامین بھی خواجہ صاحب کے جاری کردہ اسلامک ریویو میں شائع ہوتے رہے، حضرت مولانا نے پہلی عالمگیر جنگ میں انگلستان کے فوجی حکام سے لڑ جھگڑ کر جنگ میں شہید ہونے والے مسلمانوں کے لئے ایک قبرستان بنوایا اور کئی ایک دیگر خدمات بھی سرانجام دیں جو ان کی زندگی کے شاندار کارناموں میں سمجھی جائیں گی۔

انگلستان کے علاوہ حضرت مولانا نے جرمنی میں نہایت مخالف حالات میں ایک شاندار مسجد تعمیر کی اور جرمن مسلم مشن کی بنیاد رکھی، جس کے ذریعہ بیرن عمر ایرنفلز جیسے اعلیٰ پایہ کے جرمن مسلمان ہوئے، یہ مشن خدا کے فضل سے اب بھی جاری ہے اور بہترین تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے، اس کے علاوہ اُکاڑہ اور سندھ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے لئے زرعی اراضی کا حصول، لاہور میں احمدیہ مارکیٹ (جس سے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی انجمن کو ہوتی ہے) اور احمدیہ ہال اور مہمان خانہ اور مسیح موعودؑ کی وفات کے کمرہ کی تعمیر ان کے بہترین تاریخی کارنامے ہیں جو ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

مسیح موعودؑ کے انہی روشن ستاروں میں سے تین اور جلیل القدر اصحاب کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے اپنی مالی قربانیوں سے مامور زمانہ کا ساتھ دے کر رضائے الٰہی کے حصول میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا، ان کے اسمائے گرامی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ اور شیخ رحمت اللہ صاحبان ہیں، یہ تینوں بزرگ حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر ساتھیوں میں سے تھے، اور اوّل الذکر بزرگوں کے ساتھ ان تینوں کو بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اس انجمن کی رکنیت عطا کی جس کو آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین قرار دے کر اس کے فیصلوں کو جو کثرت رائے سے ہوں، جائز اور قابل عمل قرار دیا۔

یہ تمام بزرگ جن کا اُوپر ذکر ہوا وہ لوگ ہیں جن کی خدمات جلیلہ کبھی بھلائی نہیں جا سکتیں۔ اور اس موقعہ پر جبکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد منائی جا رہی ہے، ان بزرگوں کی بھی یاد ازدیادِ ایمان کا موجب ہو گی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اخبار احمدیہ

دار الشفاء کیلئے طلائی چوڑی کا عطیہ

— محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر مقبول احمد صاحب ساہیوال نے جو آج کل مکرمی ڈاکٹر عبد الحمید صاحب سرگودھا کے ہاں تشریف فرما ہیں دار الشفاء کے لئے ایک طلائی چوڑی مرحمت فرمائی ہے جس کی فروخت سے -/130 روپے وصول ہوئے ہیں۔

بیس روپیہ کا عطیہ

— راولپنڈی سے محترمہ بیگم چوہدری محمد عبد اللہ خانصاحب نے -/20 روپے دار الشفاء کو بطور عطیہ دیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ ادارہ ہر دو خواتین کا ممنون و شکر گذار ہے۔

عطیہ برائے اشاعت اسلام

— محترمہ عزیز بیگم صاحبہ اوّل معلمہ چک نمبر ۸ جنوبی سرگودھا نے اپنے لڑکے شاہد پرویز کی میٹرک میں کامیابی پر مبلغ -/20 روپے عطیہ اشاعت اسلام میں دیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

اپیل

انجمن کا مالی سال ختم ہو رہا ہے احباب جماعت سے استدعا ہے کہ اپنے چندہ ماہوار کے بقایا جات ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء سے قبل صدر دفتر میں بھجوا دیں۔

انچارج تحصیل۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جیست... بعد ازیں تدبیر ما

رباط کانفرنس کی قرارداد نے چار بڑی طاقتوں امریکہ، روس، برطانیہ اور فرانس سے جو اپیل کی تھی کہ وہ اسرائیل کو مقبوضہ عرب علاقوں سے قبضہ اُٹھا لینے پر مجبور کریں، اس بارہ میں ان چار بڑی طاقتوں نے یہ خیال کیا کہ اسرائیل کے مقبوضہ شہروں میں ایک غیر فوجی علاقہ قائم کر دیا جائے یا اس علاقہ میں اقوام متحدہ کی فوج متعین کر دی جائے، لیکن اسرائیل کے وزیر اعظم مسز گولڈا مئیر نے اس خیال کو یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں دائمی امن اسرائیل اور عرب ریاستوں کے درمیان براہ راست بات چیت سے ہی ممکن ہے۔

اس صاف اور واضح جواب کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ رباط کانفرنس کی قرارداد سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے، اوّل تو چار بڑی طاقتوں کا خیال عربوں کے لئے چنداں مفید نہیں، اور اس خیال کو بھی جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، اسرائیل ماننے کے لئے تیار نہیں، اور دوسری طرف ایک تازہ خبر یہ بھی ہے کہ اسرائیلی حکام اس بات پر تُلے ہوئے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کی جائے اور اس غرض سے وہ نہ صرف مسجد اقصیٰ کے ارد گرد کھدائی کر رہے ہیں بلکہ ہیکل سلیمان کی تعمیر کے لئے بعض غیر ملکی ٹھیکیداروں کو ٹھیکے بھی دے رکھے ہیں کیا ان حالات میں ممالک اسلامیہ کے وہ سربراہ جو رباط کانفرنس میں جمع ہوئے مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لئے کوئی اقدام کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو کیا رباط میں ان کے اجتماع کا مقصد اتنا ہی تھا کہ نشستند و گفتند و برخاستند؟ کیا ان حالات میں مسلمانانِ عالم سے ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما

معراجِ نبویؐ

آج ان حروف کو لکھتے وقت تمام اسلامی دنیا میں معراج نبویؐ کی تقریب منائی جا رہی ہے، سرکاری دفاتر اور دکانیں بند ہیں، گلیوں محلوں میں پھلجھڑیاں اور پٹاخوں سے فضا گونج رہی ہے، گھروں میں حلوے اور دیگر اچھے اچھے کھانے خاص طور پر پک رہے ہیں، جو اعزا و اقرباء کے علاوہ مساجد کے اماموں اور ملاؤں کی نذر کئے جائیں گے۔

بس یہ ہے معراج نبویؐ کی تقریب جس سے مسلمان متمتع ہو کر یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے خدا اور رسولؐ کو خوش کر دیا الا ما شاء اللہ۔ نمازوں کی ادائیگی میں اس قدر انہماک نہیں جتنا ان لغو رسموں اور تقریبات میں حصہ لینے کا شوق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپؐ کی سیرت کی پیروی علی العموم مسلمان کی زندگی سے محو ہو چکی ہے، اور یہ بھی کسی کو خیال نہیں آتا، نہ مولوی صاحبان ہی اس طرف لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کب معراج نبویؐ کی خوشی میں پٹاخے چھوڑتے اور آتش بازیاں چلاتے تھے، کب حلوے اور مانڈے پکا کر لوگوں میں تقسیم کرتے تھے، اتنا خیال نہیں آتا کہ معراج تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ ترین روحانی کیفیت کا کرشمہ ہے جس میں خدائے پاک سے ملاقات کا آپؐ کو شرف حاصل ہوا، یہ وہ اعلیٰ ترین معجزہ ہے جو کسی دوسرے نبی کو نصیب نہیں ہوا وھو بالافق الاعلیٰ انتہائی بلند مقام پر آپؐ پہنچ گئے دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی قریب ہوئے اور بہت قریب جیسے دو کمانوں کا وتر بلکہ اس سے بھی قریب تر، اس کو جسمانی قرب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جسم نہیں، نہ آسمان کوئی ٹھوس چیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ بیٹھے ہیں، رُوحانی قرب اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات سب سے بڑا معجزہ ہے، اور ایک مسلمان کو اس سے یہی سبق سیکھنا چاہیئے کہ اپنے اندر ایسی رُوحانی کیفیت پیدا کرے اور اطاعت رسولؐ میں اس قدر محو ہو جائے کہ اسے بھی تو قربِ الٰہی کا کوئی نہ کوئی اعلیٰ درجہ حاصل ہو جائے۔

سیالکوٹ کی مقامی احمدی جماعت کا تنظیمی جلسہ

جمعہ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری و راقم الحروف تنظیم جماعت کے سلسلہ میں سیالکوٹ گئے۔ شہر و چھاؤنی کے دوستوں نے نماز جمعہ چھاؤنی کی مسجد میں ادا کی۔ خطبہ جمعہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے دیا۔ نمازی زیادہ تھے اور مسجد چھوٹی۔ دوستوں نے محسوس کیا کہ یا تو مسجد کو کشادہ کیا جائے یا مسجد کے لئے کوئی اور مرکزی جگہ حاصل کی جائے۔ نماز جمعہ کے بعد تنظیمی اجلاس ہوا اس میں طے پایا کہ کسی مرکزی کشادہ جگہ پر نئی مسجد تعمیر کی جائے۔ اس کے لئے ایک مسجد کمیٹی بنائی گئی جس کے مندرجہ ذیل ممبر منتخب ہوئے:-

۱- چوہدری برکت اللہ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ورکس (کنوینر)

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱)

مخلوق کی پیدائش میں خدا تعالےٰ کی ایجادات اور بقا کے سامان

قرآن پر عمل کرنے والے معزز ہو گئے ۔ اہل علم قرآن کریم کی سچائی کے قائل ہو جائیں گے ۔ ایک پیشگوئی

الحمد للہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ولہ الحمد فی الاٰخرۃ وھو الحکیم الخبیر

ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق ۔ ویھدی الی صراط العزیز الحمید

(السبا ۔ ۳۴ : ۱ تا ۶)

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب

ایدہ اللہ تعالیٰ

بمقام جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر

خدا تعالیٰ کی قدرت اور احسانات و کمالات

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اس کائنات کے مطالعہ سے انسان پر واضح ہو جاتا ہے ۔ کہ زمین و آسمانوں کی چیزیں بنانے میں اور جنگلات کے درخت اگانے میں، اور کیڑے مکوڑوں، پرندوں چرندوں، درندوں اور انسانوں کے بنانے میں خدا تعالےٰ کو پوری قدرت حاصل ہے ۔ علاوہ ازیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے احسانات اور کمالات کی کوئی انتہا نہیں ۔

اللہ تعالیٰ کی ایجادات

یہ امر سب پر واضح ہے کہ ایجاد کرنا بڑی مشکل چیز ہے ۔ پیدا شدہ چیزوں کو ملا کر کوئی دوسری چیز بنا لینا آسان ہے لیکن حقیقی چیزوں کا ایجاد کرنا بہت مشکل ہے ۔ پانی کا ایک قطرہ بھی کوئی نہیں بنا سکتا ۔ سائنسدان کہتے ہیں جب سے کائنات پیدا ہوئی ہے اس وقت سے اب تک پانی کی مقدار میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ۔ اس کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے تاہم سائنسدان پانی کا ایک قطرہ نہیں بنا سکتے ۔

اللہ تعالےٰ نے درختوں کے جنگلات کے جنگلات پیدا کر دیئے ہیں ۔ ایک درخت کے پتے دوسرے درخت سے مختلف ہیں ۔ ہر ایک درخت کا چھلکا بھی مختلف ہے، اس کے خواص بھی مختلف ہیں ۔ دیودار کی لکڑی سے ہاکی اسٹک نہیں بنائی جا سکتی ۔ نہ آم یا پیپل یا بوہڑ کی لکڑی سے بنائی جا سکتی ہے ۔ وہ صرف توت کی لکڑی سے بن سکتی ہے ۔

جنگل میں طرح طرح کے پرندے ہیں، تمام پرندوں کی بولیاں الگ الگ ہیں ۔ آپ ان کی آواز سے کہہ سکتے ہیں کہ کوا ادھر سے گزرا ہے یا طوطا اڑ گیا ہے ۔ غرضیکہ لاتعداد پرندوں کی مختلف شکل و صورتیں ہیں، ان کے رنگ مختلف ہیں، ان کی آوازیں مختلف ہیں، ان کے عادات مختلف ہیں اور ان کی خوراک بھی مختلف ہے ۔

جانوروں کو اللہ تعالےٰ کی ہدایت

مجھے حیدرآباد جانے کا اتفاق ہوا ۔ وہاں ایک باغ میں چیتا پال رکھا تھا ۔ چار نوکر اس کے نگران تھے جو مضبوط رسوں میں اسے باندھ کر سیر کرانے لے جاتے تھے وہ چیتا پالتو تھا ۔ ہزار کوشش کی جائے کہ وہ گوشت کی بجائے گھاس کھائے وہ ہرگز نہیں کھا سکتا ۔

بکری کا بچہ ایک بوٹی بھی گوشت کی نہیں کھائے گا اسی لئے فرمایا ربنا الذی اعطیٰ کل شیئ خلقہ ثم ھدیٰ ۔ خدا تعالےٰ نے کائنات میں کی ہر چیز کو پیدا کیا ۔ پھر ان کی رہنمائی فرمائی ہے ۔ چیتے کی رہنمائی یہ ہے کہ وہ گھاس نہیں کھا سکتا ۔ بکری کے بچے کی رہنمائی یہ ہے کہ وہ گوشت نہیں کھا سکتا ۔ مرغی اور بطخ کے بچے کو ایک جگہ پانی کے پاس چھوڑ دو، بطخ کا بچہ پانی میں کود جائے گا، لیکن مرغی کا بچہ اس طرف رخ بھی نہیں کرے گا ۔

اللہ تبارک و تعالےٰ نے کائنات میں کی ہر چیز کی رہنمائی کی ہے، تمام قسم کے درختوں کو الگ الگ ہدایات دی ہیں ۔ آم اور لیموں کے درخت ایک ہی جگہ کھڑے ہیں لیکن وہ الگ الگ اپنے مطلب کے اجزا زمین سے حاصل کر رہے ہیں ۔ آم کے درخت کو ہدایت ہے کہ وہ لیموں کے اجزا نہ لے، لیموں کا درخت آم کے اجزا نہیں لے سکتا ۔ نباتات ۔ درندے ۔ پرندے اپنی اپنی خوراک کے حاصل کرنے میں غلطی نہیں کر سکتے ۔ بعض پرندوں کی خوراک کیڑے مکوڑے ہیں ۔ ان کی ماں ان کی چونچوں کے آگے کیڑے مکوڑے لا کر ڈالتی ہے اور بچے ان کو کھاتے ہیں ۔

پتھروں کی ایجاد

ہر جگہ خدا تعالےٰ کی ایجاد نظر آتی ہے ۔ پتھروں میں بھی ایجاد ہے ۔ ان میں بھی بڑی بڑی قیمت کے پتھر ہیں ان سے بڑی خوبصورت عمارتیں بنائی جاتی ہیں ۔ ہر چیز میں بے شمار تنوع ہے ۔

سیاروں کے اوصاف

سیارگان کی کوئی انتہا نہیں ۔ کروڑہا در کروڑہا ستارے اور سیارے ہیں جو ایک دوسرے کے گرد چکر لگا رہے ہیں مگر آپس میں ٹکراتے نہیں ۔ ہماری موٹر کاریں ۔ ریل گاڑیاں اور ہوائی جہاز وغیرہ سواریاں حادثوں کا شکار ہو جاتی ہیں ۔ لیکن ستارے اور سیارے وغیرہ بڑی تیز رفتاری سے محو گردش ہیں اور وہ ایک دوسرے سے نہیں ٹکراتے ۔ یہ کہکشاں جو رات کو نظر آتی ہیں بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ وہ راستہ ہے جس پر چل کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو گئے ۔ ان کہکشاؤں کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے ۔

آج سے تیس سال پہلے میں نے ایک سائنس کی کتاب میں پڑھا تھا کہ اس سورج جیسے جو ہمارے سروں پر دکھائی دیتا ہے چار سورج اور ہیں ۔ مگر آج کی تحقیقات کی رو سے وہ تعداد بڑھ چکی ہے ۔

خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تم آسمان کی وسعت کا اندازہ نہیں لگا سکتے ۔ اور پھر تمہیں ستاروں کے اوصاف کا بھی پتہ نہیں ہے ۔ صرف ایک سورج کے اوصاف ہمارے سامنے ہیں جس کے بغیر ہماری زندگی محال ہے ۔ یہ ہم سے ۹ کروڑ ۶۰ لاکھ میل دور ہے ۔ اس کی وجہ سے گرمی ہے اور روشنی ہے ۔ اس کی وجہ سے ہی سبزی ترکاری ۔ غلہ جات اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں ۔ ہم سورج اور چاند کے رہین منت ہیں اسی لئے بعض اقوام ان کی پوجا کرتی ہیں ۔ مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم سورج اور چاند کی پوجا نہ کرو ۔ تمہیں زندگی اور اس کی نعمتیں انہوں نے نہیں دیں بلکہ خدا نے دی ہیں ۔ عبادت اس کی کی جائے جس نے انہیں پیدا کیا ہے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ۔ غرض خدا کے سوا اور کوئی حقیقی موجد اور خالق نہیں ہے ۔ ہم جو ایجادیں اور صنائع کرتے ہیں یہ حقیقی خالقیت نہیں ہے ہم تو ایک کیڑے کا پر بھی نہیں بنا سکتے ۔

انسان اپنی مرضی کی اولاد پیدا نہیں کر سکتا

خدا نے تمہیں اعلےٰ درجہ کا دماغ دیا ہے مگر بعض اوقات تمہارے بچے کو یہ دماغ میسر نہیں آتا ۔ تم اپنے بچے کے لئے ارسطو بننے کے خواب دیکھتے ہو لیکن پیدا ہوتا ہے کودن مزاج ۔ ڈاکٹر طبیب راجے مہاراجے ۔ پیغمبر اور اولیا بھی اپنی خواہش کے مطابق بچے پیدا نہیں کر سکتے ۔ حضرت سلیمان کو خدا نے جو بچہ دیا اس کے متعلق فرمایا والقینا علیٰ کرسیہ جسداً ۔ وہ محض جسد تھا ۔ اس کے احساسات انسانوں والے نہیں تھے ۔ ایک جگہ لکھا ہے دابۃ زمینی کیڑا تھا ۔ انسان کو خدا تعالےٰ نے بڑی صلاحیتوں اور استعدادوں سے نوازا ہے لیکن اگر کوئی شخص چاہے کہ میری بچی شل عور ہو تو ایسا نہیں ہوتا بعض اوقات اس کے ہاں چڑیل پیدا ہو جاتی ہے ۔

مخلوق کی بقا کا سامان

خدا تعالےٰ نے جہاں کائنات کی چیزیں پیدا کی ہیں ان کی بقا کے سامان بھی اسی خدا نے ہی پیدا کئے ہیں ۔ ان کی بقا کے لئے کس قدر کثرت مہیا کیا ہے، مختلف قسم کی خوراک، مختلف قسم کے لباس مہیا کئے جو کبھی ختم نہیں ہوتے ۔ فرمایا حمد کے لائق صرف ایک ہی ذات ہے جو کائنات کا موجد ہے اور جو احسانات کا سرچشمہ ہے ۔

خدا تعالےٰ نے اپنی مخلوق کی بقا کے لئے خوراک کا انتظام بڑے وسیع پیمانہ پر کیا ہے ۔ ہاتھی کئی من گنا ایک دن میں کھا جاتا ہے اور چیتوں کے لئے گوشت کا انتظام ہے ۔ تخلیق اور اس کی بقا یہ دونوں ہی بڑے مشکل امر ہیں اسی لئے فرمایا حمد کا مستوجب اور سزاوار صرف خدا ہی ہے الحمد للہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ولہ الحمد فی الاٰخرۃ ۔ اس نے آسمانوں، زمین، سمندر اور جنگلوں کے اندر کتنی مخلوقات پیدا کر رکھی ہے ۔ پھر ان کے قیام اور پرورش کا سامان اعلےٰ پیمانہ پر کیا ہے ھو الحکیم الخبیر وہ حکمت والا اور باخبر ہے ۔ یعنی اس کی تخلیق حکمت بھری ہے ۔ ہر چیز کے اندر کے خواص کو وہ جانتا ہے ۔

اہل علم قرآن کی سچائی کے قائل ہو جائیں گے

فرمایا ویری الذین اوتوا العلم

الذی انزل الیک من ربک ھو الحق
اس آیت میں ایک پیشگوئی فرمائی گئی ہے کہ اہلِ علم کو یقین ہو جائے گا کہ قرآن کریم بابرکت کتاب ہے ھو الحق وہ جان لیں گے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ یہی ایک حقیقت بھری کتاب ہے۔ توراۃ اور انجیل کے ماننے والے اور اس کی تفسیریں پڑھنے والے یقین کرتے ہیں کہ ان میں انسان کا دخل ہے اور ان میں انسانی کلام درج ہے۔ لیکن قرآن کریم کے متعلق دشمن بھی مانتے ہیں کہ یہی ایک کتاب ایسی ہے جس میں انسانی دخل نہیں۔

عرب کا ایک پروفیسر عالم فاضل بیروٹ کہتا ہے کہ دنیا بھر کی کتابیں اگر ایک دوسرے پر رکھی جائیں تو جو کتاب سب سے اوپر رکھی جائے گی وہ قرآن کریم ہے۔ میرے پاس طبقات ابن سعد ہے اہل جرمنی نے اس کو عربی میں شائع کیا ہے، ہر جلد کا دیباچہ جرمنی زبان میں لکھا گیا ہے۔ جرمنی کے علماء و فضلاء حیران ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی عظیم الشان شخصیتیں پیدا کی ہیں۔ کوئی بھی ایسا حدیث بیان کرنے والا نہیں جس کے حسب نسب کا ذکر اس کتاب میں نہیں، اس کے ماں باپ اس کی اولاد کا بتفصیل ذکر ہے اور اس کی تاریخ پیدائش تک درج ہے فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق۔ اہلِ علم کو یقین ہو جائے گا کہ یہ قرآن برحق ہے۔ ھو الحق میں حصر ہے یعنی وہ جان لیں گے کہ صرف اور صرف یہی ایک حقیقت بھری کتاب ہے۔

قرآن کریم پر عمل کرنے والے معزز ہو گئے۔

ویھدی الی صراط العزیز الحمید
اور حق کا اثر یہ ہے کہ یہ خدا تک پہنچاتی ہے وہ خدا جو عزت والا ہے اور اپنے ماننے والوں کو معزز بنا دیتا ہے۔ دنیا میں اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو کسی کو معزز و مشرف اور قابلِ حمد بنا سکتی ہو۔ وہ مسلمان جنہوں نے اس کتاب کو پڑھا اور اس کو اپنا راہنما بنایا وہ معزز ہو گئے اور ان کی زندگیاں اور اعمال بنظرِ تحسین دیکھے گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کے بارے میں بعض یورپین محققین بڑی اعلیٰ اور صائب رائے رکھتے ہیں۔ برنارڈ شا لکھتا ہے کہ آج اگر ایک عمرؓ پیدا ہو جائے تو یورپ سارے کا سارا سدھر سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے انسان کو معزز اور قابلِ ستائش بنا سکتا ہے۔

مہاتما گاندھی کی طرف سے رسولِ کریم صلعم کی عظمت کا اعتراف

ایک دفعہ سفر کرتے ہوئے راستہ میں سابرمتی کا اسٹیشن آیا۔ سابرمتی کے کنارے پر مہاتما گاندھی نے قیام کر رکھا تھا۔ مہاتما گاندھی کو ملنے کی غرض سے میں اس اسٹیشن پر اتر گیا۔ دو ایک فرلانگ کے فاصلے پر پیدل چل کر گیا تو گاندھی جی میل ملاپ میں مصروف تھے۔ جب اپنی باری پر ان کے کمرے میں گیا تو انہوں نے گھڑی دیکھی۔ میں نے کہا مہاتما جی سلام میں واپس جاتا ہوں گاندھی جی کہنے لگے اگر آپ کو میرے گھڑی دیکھنے سے دکھ ہوا تو مجھے معاف کریں۔ میں نے گھڑی آپ کی وجہ سے نہیں دیکھی آپ ضرور ٹھہر جائیں مگر میں ٹھہر نہیں سکتا تھا کیونکہ ریاست کورواٹی کے نواب سردار علی کو بذریعہ تار اپنی آمد کی اطلاع دے چکا تھا۔ مگر احمد آباد کے اسٹیشن پر جا کر میں نے ارادہ بدل لیا اور نواب صاحب کورواٹی کو اطلاع کر دی کہ میرا انتظار نہ کیا جائے۔ میں سابرمتی گاندھی جی سے ملنے جا رہا ہوں۔ چنانچہ میں لاری پر جا پہنچا۔ گاندھی جی مجھے دیکھ کر ہنس پڑے پوچھا ملامت نہیں کی۔ کہنے لگے کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟ میں نے کہا آپ کو چار گالیاں دوں گا۔ گاندھی جی نے کہا ہاں ضرور۔ میں نے کہا ایک دفعہ لاہور میں ایک مجلس میں آپ سے ملاقات کا موقعہ ملا تھا اور اس گفتگو میں آپ نے کہا تھا کہ جب کسی کام کا عزم کر لیتا ہوں تو میرا قدم پیچھے نہیں ہٹتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ موجودہ صورت میں آپ آگے بڑھنے کے بجائے محبوس پابزنجیر بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا دنیا میں ایک ہی شخص ہے جس کا عزم اس قدر مضبوط ہے کہ وہ مشکلات میں آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ پھاڑ کھانے والے شیروں کے درمیان کام کرتے چلے گئے۔ ادھر آپ ہیں کہ آپ کی جان کو کوئی خطرہ نہیں۔ حکومت اگر آپ کو قید بھی کر دے تو اس کو فکر لاحق رہتی ہے کہ مہاتما جی کو ہر طرح کا آرام پہنچایا جائے اور ان کی جان بچائی جائے اندریں حالات آپ کا قدم آگے نہیں بڑھتا۔ گاندھی جی نے یہ سن کر کہا کہ مجھے کیا نسبت ہے محمد رسول اللہ کے ساتھ۔ وہ نہایت عظیم الشان شخصیت تھے۔

قرآن کریم انقلابِ عظیم پیدا کر سکتا ہے۔

دشمنوں کو بھی یقین ہے کہ اس کتاب پر چل کر عظیم الشان انسان پیدا ہوئے۔ ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق۔ یہ کتنا بڑا دعوے ہے کہ اہلِ علم کو یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ قرآن کریم برحق ہے یہ کتاب انقلاب عظیم پیدا کر سکتی ہے اس کو پڑھنے، سننے، سمجھنے اور اس پر عمل درآمد کرنے سے وہ حالت پیدا ہوتی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اصل غرض ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(منیجر)

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا احیاء

احمدی نوجوانوں میں دینی سپرٹ پیدا کرنے کی اہم تجاویز

ہمارے ایک عزیز احمدی نوجوان مسٹر وسیم احمد نے ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے اجراء اور ابتدائی کارکردگی کی روئداد پیغامِ صلح میں اشاعت کے لئے انگریزی میں لکھ کر دی ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

کچھ عرصہ ہوا لاہور میں احمدی نوجوانوں کا ایک ادارہ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے نام سے قائم تھا لیکن چند سال ہوئے اس نے عملاً کام کرنا چھوڑ دیا، حال ہی میں بعض نوجوانوں نے اس کو دوبارہ منظم اور سرگرم عمل بنانے کا تہیہ کیا ہے، اسی خیال کے ماتحت ماہ ستمبر ۱۹۶۹ء کو مسٹر الیاس سوڈانی کی تحریک سے بعض احمدی نوجوانوں کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی، جنہوں نے باہمی صلاح و مشورہ سے متفقہ طور پر ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کو دوبارہ زندہ کرنے اور قابلِ عمل بنانے کی ٹھان لی، اور اس سلسلہ میں حسب ذیل امور پر عمل پیرا ہونے کا فیصلہ کیا۔

(۱)۔ احمدی نوجوانوں کے دلوں میں احمدیت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۲)۔ ایسی فضا پیدا کی جائے جس میں احمدی نوجوانوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کا اصل مقصد سمجھ آسکے۔

(۳)۔ احمدی نوجوانوں کو اس غرض سے کام کرنے کے لئے تیار کیا جائے کہ وہ مستقبل میں تحریک احمدیت کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے قابل ہو جائیں۔

(۴) عام احمدی افراد میں علی العموم اور ممبرانِ ایسوسی ایشن میں بالخصوص، باہمی اخوت و محبت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

(۵)۔ نوجوانوں کے دل و دماغ کو عقلی سوچ بچار کے قابل بنایا جائے تاکہ وہ زمانۂ حال کے ان رجحانات کو سمجھنے کے قابل ہو سکیں جو اسلام کے خلاف کام کر رہے ہیں۔

یہ بھی فیصلہ ہوا کہ یہ ایسوسی ایشن ایک خود مختار مجلس ہوگی جس کو صرف احمدی نوجوان چلائیں گے مگر اس کے ساتھ ہی اکابرین جماعت کی طرف سے اگر کوئی مشورہ ملے تو اسے خوشی کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ الغرض یہ مجلس احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی پالیسیوں کے ساتھ پورا اتفاق اور تعاون کرے گی۔

ان فیصلوں کے ساتھ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے دوبارہ اجراء اور تنظیم کی بنیاد رکھ دی گئی، جس پر اکابرین انجمن نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی تائید و حمایت اور پشت پناہی کا یقین دلایا۔

پیشتر اس کے کہ میٹنگ ختم ہو یہ تجویز کی گئی کہ اکابرین انجمن میں سے کسی صاحب سے درخواست کی جائے کہ وہ آئندہ منعقد ہونے والی میٹنگ سے خطاب کریں، چنانچہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے درخواست کی گئی کہ وہ ۳ر اکتوبر کی میٹنگ میں نوجوانوں کو اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں، انہوں نے ازراہِ کرم اس درخواست کو قبول فرماتے ہوئے مذکورہ میٹنگ میں بڑی مؤثر تقریر فرمائی، جو نہایت مفید مشوروں اور حوصلہ افزا خیالات پر مشتمل تھی، ڈاکٹر صاحب موصوف نے ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے دوبارہ احیاء کی نہایت گرمجوشی سے تائید کرتے ہوئے مسٹر الیاس سوڈانی کو اس تحریک کے اٹھانے پر دلی مبارکباد دی۔

اسی سلسلہ میں آپ نے ان ایام کی یاد تازہ کی جب وہ خود ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے ایک سرگرم ممبر تھے۔ آپ نے نوجوان مخاطبین کو نصیحت کی کہ اس ایسوسی ایشن کو کامیاب بنانے کے لئے پورے طور پر سرگرم عمل ہوں۔ آپ نے فرمایا صرف جذباتی باتوں یا نعروں سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اور زور دیا کہ احمدی نوجوانوں میں اپنے اوقات اور زندگیوں کو دین کے لئے وقف کرنے کی سپرٹ پیدا کی جائے اور انہیں ایسی تربیت دی جائے کہ مستقبل میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی ذمہ داریوں کو سنبھال لیں۔

تقریر ختم کرتے ہوئے انہوں نے تمام احمدی نوجوانوں پر پھر زور دیا کہ وہ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن میں شمولیت اختیار کر کے اس کی ترقی اور گرمجوشانہ کارکردگی کے لئے کام کریں۔

آخر میں انہوں نے ایسوسی ایشن کی کامیابی اور بہتری کے لئے دعا فرمائی۔

نوٹ:۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ میٹنگ میں ایک کمیٹی منتخب کی جائے جو آئندہ دس ہفتوں کے لئے ایسوسی ایشن کے کاموں کو ہاتھ میں لے سکے۔

روئداد جلسہ کراچی میں بعض اغلاط کی اصلاح

جلسہ کراچی کی مختصر سی روئداد جو پیغام صلح (۸ر اکتوبر) میں چھپی ہے اس میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے:۔

۱۔ ۲۸ر ستمبر کو انٹرکانٹیننٹل میں جو استقبالیہ حضرت امیر ایدہ اللہ کو دیا گیا اس میں سامعین دو ہالوں میں بیٹھے تھے ایک میں مرد اور دوسرے میں خواتین۔ ایک ہی ہال کے دو حصے نہ تھے۔ (۲) جسم و فرنیچر دوستوں کے ساتھ [illegible] گئیں ان میں محترم رحیم بخش صاحب۔ محترم محمد حسن خان صاحب محترم ہدایت اللہ صدیقی صاحب اور محترم بیدار خان صاحب شامل تھے۔ پیغام صلح میں جو دو نام لکھے گئے ہیں ان میں محمد حسن خان کا نام محسن محمد خان لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات

مجاہدِ کبیر

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات

اس میں کچھ شک نہیں کہ مولانا محمد علی صاحبؒ واقعی اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ وہ ایک زبردست روحانی تحریک کے علمبردار تھے۔ اس مادی دور کی تاریکیوں میں اشاعت اسلام کی تحریک ہی روشنی کا ایک مینار ہے۔ حضرت مولاناؒ کے زمانہ میں یہ روشنی کا مینار تمام اطراف واکناف عالم میں اپنے نور کی شعاعیں بکھیر رہا تھا۔ پہلی دفعہ اس دور میں حضرت بانیٔ تحریک احمدیت کے زورِ قلم سے دنیائے مغرب کو اسلام سے متعارف کرایا گیا۔ حضرت بانیٔ تحریک اردو، فارسی اور عربی میں اپنے خیالات قلمبند کرتے تھے۔ اور حضرت مولاناؒ ان خیالات کو انگریزی کا جامہ پہناتے تھے۔ یوں مولاناؒ تحریک احمدیت کا ایک جزو لاینفک بن گئے۔ اور حضرت بانی علیہ السلام کے زمانہ ہی میں انہیں بہت بلند مقام حاصل ہو گیا۔

اسلام کو سمجھنے کے لئے دو امور کو بطور بنیاد کے پیش کیا جاتا ہے۔ ایک قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے مجموعہ ہدایات ہے۔ دوسرا حضور نبی کریم صلعم کی سیرت مبارکہ جو اسلامی اصولوں کو عمل میں لاکر قرآن کو قابلِ عمل فلسفہ ثابت کرنے کا ایک کامیاب تجربہ ہے۔ انہی دو طریقوں سے تحریک احمدیت نے اسلام کا پرچار کیا۔

حضرت صاحبؒ کی تمام کتب میں یہی دو نہریں بہتی ہیں۔ یعنی ایک قرآن کریم کی تفسیر، دوسری حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت۔ یہی دو منبع ہیں جن سے تشنگانِ آبِ حیات کی پیاس بجھائی جا سکتی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ کی وفات کے بعد حضرت مولاناؒ نے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا اور اپنے مفصل تفسیری نوٹس سے منشاءِ قرآن کی وضاحت کی اور ضمناً دنیا کے تمام مذاہب و ادیان کی روحانی کتابوں کا قرآن سے مقابلہ بھی کر کے دکھلا دیا۔ اسی طرح حضرت مولاناؒ نے نبی کریم صلعم کی سیرت کو نہایت دلآویز پیرایہ میں قلم بند کیا جس کا تقریباً تیس زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور دنیا کو پہلی دفعہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم کا مقام اتنا بلند ہے اور ان کے کمالات میں اتنی عظمت ہے کہ دنیا کا کوئی دوسرا انسان آج تک اس مقام تک نہیں پہنچ سکا اور نہ آئندہ پہنچ سکے گا۔

مولاناؒ پچاس سال تک اشاعت اسلام کے روحِ رواں رہے اور مذہبی دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کو انہوں نے اپنے علم، اپنے اخلاص، اپنے حسنِ کردار، اپنی دیانت، اور اپنی شانِ عبودیت سے متاثر کیا۔ مولانا صاحبؒ کی کتاب RELIGON OF ISLAM اسلام کا ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو حضرت بانیٔ تحریک علیہ السلام کی ایک دلی خواہش کی تکمیل میں لکھی گئی تھی۔

حضرت مولاناؒ کا ایک اور شاہکار کتاب "النبوۃ فی الاسلام" ہے جس میں ختم نبوت پر مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے اور باطل عقائد کی ہر پہلو سے تردید کی گئی ہے۔

اسی طرح ان لوگوں کے خیالات کا بھی جو حیاتِ مسیحؑ کے قائل ہیں پوری طرح ابطال کر دیا گیا ہے۔ درحقیقت ختم نبوت کا عقیدہ تمام انسانیت کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کا نظریہ ہے۔ اگر حضرت نبی کریم صلعم دنیا کے آخری نبی ہیں تو پھر یقیناً آپؐ کے بعد نہ کسی پرانے نبی کا ظہور ہو سکتا ہے اور نہ کسی نئے کا۔ اس کتاب نے دیوبی عقائد کی بنیادوں کو پوری طرح متزلزل کر دیا ہے۔ چنانچہ قادیانی مکتبِ خیال کا سربراہ مرزا بشیر الدین محمود احمد جس نے کئی سالوں تک ختم نبوت کی مضحکہ خیز تاویلیں کر کے اسلام کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا تھا۔ آخر سنہ ۱۹۵۳ء میں منیر کمیشن کے سامنے علی رؤس الاشہاد یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحبؑ حقیقی معنوں میں نبی نہیں اور نہ ہی ان کے منصب کے انکار سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ مرزا صاحبؑ کا ماننا جزوِ ایمان نہیں ہے۔ کلمہ طیبہ ہی کے اقرار سے کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہو سکتا ہے اور اس کے انکار ہی سے اسے خارج کیا جا سکتا ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد کے خلیفہ بننے سے پیشتر تحریک احمدیت خواجہ کمال الدین صاحبؒ اور مولانا محمد علی صاحبؒ کی کوششوں سے بہت مقبول ہو چکی تھی اور ان دونوں بزرگوں کے علاوہ حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ کو دنیائے اسلام بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئی تھی۔ مگر افسوس کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی کوتاہ نگاہی اور غلو سے یہ صورت قائم نہ رہ سکی۔ انہوں نے برملا ہر کلمہ گو کی تکفیر شروع کر دی۔ اور مسلم عوام کو ایسا اشتعال دلایا کہ لوگوں نے احمدیوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا۔ ان حالات میں بھی مولانا محمد علی صاحبؒ نے میدان نہ چھوڑا اور اپنی تحریروں سے، تقریروں سے، اشتہاروں سے وعظوں سے، خطبوں سے، پمفلٹوں کی اشاعت سے، احمدیت کا صحیح نقطۂ نگاہ عوام کے سامنے پیش کرتے رہے اور مسیح الموعود حضرت مرزا صاحبؒ کی صحیح پوزیشن کو انہوں نے اوجھل نہ ہونے دیا۔

اسی دور میں ایک اور تحریک بھی ہند و پاک میں چلائی جانے لگی جس کا مقصد یہ تھا کہ ماسوائے قرآن کریم کے اسلام میں کوئی ذریعہ ہدایت موجود نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اصل سرچشمہ ہدایت قرآن کریم ہی ہے مگر یہ بات ہر شخص کے بس کی نہیں کہ قرآن کریم کی تفصیلات محض اپنے فہم سے سمجھ سکے۔ چنانچہ خود حضرت نبی کریمؐ اپنے ۲۳ سالہ زمانہ بعثت میں قرآن کریم کی تشریحات بیان فرماتے رہے اپنے عمل سے بھی اور اپنی زبان سے بھی۔ حضورؐ کا عمل تو سنت کے تعامل میں آ گیا اور حضورؐ کے زبانی ارشادات مجموعہ احادیث کی شکل میں مدون ہوئے۔ علمائے اسلام نے بڑی جدوجہد، تحقیق اور کاوش سے حضورؐ کے اقوالِ زریں جمع کئے اور صحیح حدیثوں کو ناقص حدیثوں سے متمیز کرنے کے لئے اصول وضع کئے۔ ان اسلامی روایات اور احادیث کے خلاف ایک تحریک چلائی گئی جس سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا۔ یہ تحریک اب بھی چل رہی ہے۔ اور پڑھے لکھے لوگوں کی گمراہی کا باعث بن رہی ہے۔ اس مضر تحریک کے ابطال کے لئے بھی حضرت مولاناؒ کا قلم رواں دواں رہا۔ اور مقام حدیث کے متعلق آپ نے اپنے قیمتی خیالات کا بڑے زور سے اظہار فرمایا اور اسی نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کے علاوہ حدیث کی مشہور کتاب "صحیح بخاری" کا بھی ترجمہ اور تفسیر آپ نے رقم فرما کر تشنگانِ علم نبوی کو سیر فرمایا۔

حضرت مولاناؒ دنیا کی تمام تحریکوں پر گہری نظر رکھتے تھے اور جس تحریک کا اسلام سے تصادم ہوتا تھا اسی کی تردید میں ان کا قلم فوراً حرکت میں آ جاتا تھا۔ اس سلسلے میں ان کی مشہور کتاب "NEW WORLD ORDER" (نیا نظامِ عالم) ایک بیش قیمتی علمی سرمایہ ہے جو حضرت مولاناؒ نے دنیا کو دیا ہے۔

حضرت مولاناؒ اپنی جماعت اور غیراز جماعت لوگوں سے اپنی پرائیویٹ ملاقاتوں میں بھی اشاعت اسلام کا اسی طرح ذکر فرماتے تھے کہ گویا مسلمانوں کی کامیابی کا یہی ایک واحد پروگرام ہے۔ دولت مندوں کو ان کی تلقین یہ تھی کہ اپنے سرمائے کا ایک حصہ اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دو۔ اہلِ علم دوست اور اسلامی تعلیمات سے واقف جوانوں اور بوڑھوں کو ان کی تاکید تھی کہ وہ مبلغینِ اسلام بن کر علمی رنگ میں اشاعت اسلام کا فریضہ ادا کریں۔ عابدوں اور زاہدوں سے ان کی ہمیشہ یہ درخواست ہوتی تھی کہ وہ رات کی تاریکیوں میں شب بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑے خضوع و خشوع سے دعائیں کریں کہ خداوند تعالیٰ اسلام کا مستقبل روشن کر دے اور دنیائے انسانیت اس نور سے متمتع ہو کر امن و سلامتی کا رویہ اختیار کرے تا دنیا سے جنگ و فساد کی آگ سرد ہو جائے اور امن و سلامتی کی فضا میں انسان اپنی مادی ترقی کے مدارج اور بلند روحانی مقامات حاصل کرنے لگ جائے۔

حضرت مولاناؒ کے دل میں اشاعت اسلام کی اتنی تڑپ تھی کہ جب وہ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو سامعین کو بھی اپنے دلی اضطراب کی وجہ سے تڑپا دیتے تھے۔ ان کے پاس ہر وقت اشاعت اسلام کے لئے نئے نئے پروگرام ہوتے تھے اور ان پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لئے وہ نئی نئی تحریکیں پیش کرتے تھے۔ سالانہ جلسوں میں ان کی تقریریں کام کے نئے افقی نقشوں کے سامنے لے آتی تھیں۔ وہ خود بھی ہمہ تن اضطراب تھے اور جماعت کو بھی کام کرنے کے لئے مضطرب رکھتے تھے۔ ان کی تقریریں نئے ولولے اور جوش پیدا کرنے کا باعث ہوتی تھیں۔ وہ خود اسلام پر قربان تھے اور اس کے لئے جماعت سے بھی قربانیاں طلب کرتے تھے۔ ان کے سامنے قلتِ سرمایہ کا کبھی سوال پیدا نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے جب اور جتنا چاہا قوم نے فراہم کر دیا۔ ان کی تحریک سے نئے نئے مشن کھلے۔ تنظیم لٹریچر پیدا ہوا۔ مبلغین سراپا عمل اور جوش لئے تھے۔ جماعت زندہ اور سرگرم عمل تھی۔ وہ جماعت میں جمود نہ پیدا ہونے دیتے تھے۔ وہ حد درجہ کے محنتی تھے اور مافوق البشر قوت سے کام لے کر ایک انقلاب برپا کئے رکھتے تھے۔ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ زار تھے اور بانیٔ تحریک احمدیت کے سچے پیرو۔ جماعت کے وہ شفیق باپ تھے۔ اور ہمدرد روحانی پیشوا۔ ان کی ملاقات سے غافل ہوشیار ہو جاتے تھے۔ اور مردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی تھی۔ جماعت سے ایثار اور قربانیاں کروانا ان کا ایک ایسا کرشمہ تھا جس سے اشاعت اسلام کی تحریک مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جاتی تھی۔

حضرت مولانا کی تصنیفات کا اثر غیر از جماعت لوگوں پر بھی بہت گہرا ہے۔ کوئی ایسا مستند عالم نہیں جو باقاعدہ لوگوں کو قرآن کا درس دیتا ہو اور حضرت مولاناؒ کی تفسیر "بیان القرآن" سے استفادہ نہ کرتا ہو۔ آپ کے بعد میں آنے والے سب مفسرین آپ کی تفسیر سے متاثر ہیں۔ اور جہاں کہیں انہوں نے احمدیت کی تہمت سے بچنے کے لئے یا عوامی سستی شہرت کو قائم رکھنے کے لئے حضرت مولاناؒ کے خیالات سے اختلاف کیا ہے وہیں انہوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔

اب بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر نوجوانوں کو اسلام کا تتبع رکھنا ہے تو حضرت مولاناؒ کے لٹریچر کی بڑے وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے۔ "رد تکفیر اہل قبلہ" کا ایک پمفلٹ ہے جس میں انہوں نے علماء کے مشغلہ تکفیر کی زبردست دلائل سے مذمت کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ کلمہ گو خواہ کسی مکتبۂ خیال سے متعلق ہو مسلمان ہے اور اس کی تکفیر ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح حضرت مولاناؒ نے قتل مرتد کے خلاف بھی بڑے زور سے اظہار خیال فرمایا ہے۔ اور آزادئ مذہب کے صحیح اسلامی نقطۂ نگاہ کو منظر عام پر لا کر اسلامی مقام کی رفعت کو ثابت کیا ہے۔ مولانا صاحبؒ حضرت مرزا صاحبؑ کے صحیح متبع تھے، اور بغیر لومۃ ولائم اور بغیر کسی غلو کے ان کی شخصیت کو پیش کرتے تھے۔ ان کے خیال میں حضرت مرزا صاحبؑ امام وقت تھے۔ مسیح زمان تھے، مہدیٔ دوران تھے۔ مجدد صدی چہاردہم تھے اور اس عصر کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا تھے۔ مگر وہ ہرگز ہرگز نبی اور رسول نہ تھے۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کے کامل متبع اور محب تھے، غلام تھے، اُمتی تھے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے صحیح پیرو۔ مولاناؒ کے نزدیک قرآن شریف دنیا کی آخری الہامی کتاب ہے اسی میں ہر قسم کی ہدایات ہیں۔ اسی میں روحانی فیوض ہیں اور اسی قرآن نے دوبارہ دنیا میں روحانی انقلاب برپا کرنا ہے اور انسانوں کو درندگی اور شقاوت سے نجات دلا کر سعادت اور نیک بختی کی بلندیوں پر لانا ہے۔ اسی نے مشرق اور مغرب کے فرق کو مٹانا ہے اسی نے کالے اور گورے کا امتیاز دُور کرنا ہے اسی نے انسانوں کی باہمی منافرت کو دُور کر کے محبت کے رشتہ میں سب کو پرونا ہے۔ مولاناؒ ساری عمر انہی امور کی تلقین فرماتے رہے اور ان کا قلم تادم آخر انسانوں کی باہمی اخوت اور مودّت کا منادی بنا رہا۔ ان کی تحریروں نے مغرب کا نقطۂ نگاہ بدل دیا۔ وہاں پر اسلام اب ایک قابل نفرت مذہب نہ رہا۔ یہاں تک کہ علمائے فرنگ اور فضلائے کلیسا نے اور خود پوپ نے اس قسم کے اعلانات شروع کر دیے کہ اسلام اور عیسائیت ایک ہی سرچشمہ سے نکلے ہوئے ادیان ہیں۔ اور ان میں باہم رواداری اور تعاون کی فضا موجود رہنی چاہیئے۔

تحریک احمدیت نے یہ کام بڑی خاموشی سے سرانجام دیا ہے۔ اور اب بھی یہ تحریک، خاموشی سے کام کر رہی ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ اس میں وہ پہلا سا جوش اور شوق پیدا ہو۔ لوگوں کا ایمان پھر تازہ کیا جائے۔ ان کے اندر نئی رُوح پھونکی جائے۔ ان کے قائد خود سراپا عمل بن جائیں اور ان کی جماعت کے اراکین اپنے قائد کے دامن سے پوری طرح وابستہ ہو کر دوبارہ نئے جوش اور نئے ولولہ سے میدان عمل میں کود پڑیں تا پھر یہ تحریک اسی طرح زندہ ہو جائے اور لوگوں کو اسی طرح متاثر کرنے لگ جائے جس طرح حضرت مولاناؒ کے وقت تھی۔ پھر اسلام کا بول بالا ہو اور دنیا کے مذاہب اسلام کی عظمت کے سامنے اپنے ہتھیار پھینک دیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہو کر انسانیت کو اس کی صحیح عظمت پر لے جائیں اور اسے مقرب الٰہی بنا دیں۔

مولاناؒ کی تفاسیر سے مقالات تیار کئے جائیں

علمی اور رُوحانی دنیا کے لئے یہ امر قابل غور ہے کہ چودھویں صدی کے آغاز سے قبل قرآن کریم کی کئی ایک تفسیریں جو دنیائے اسلام میں موجود تھیں ان میں ہر قسم کا رطب و یابس اور اسرائیلیات بھری ہوئی تھیں۔ نہایت لغو اور بے سر و پا قصے صرف تخیل کے زور پر گھڑے گئے اور افسانہ نویسی کے مضحکہ خیز مظاہرے کئے گئے۔ سرسیدؒ نے ان تفسیروں کی اس قسم کی لغویات کو ضرور محسوس کیا اور ان پر خامہ فرسائی بھی کی۔ مگر وہ کوئی مکمل اور باضابطہ تفسیر نہ لکھ سکے اور نہ ہی ان کے پاس وقت تھا کہ وہ لغات عرب اور دوسرے علمی ذرائع سے کام لے کر کوئی مستند تفسیر رقم کرتے۔ ان کا کام صرف اشارات تک محدود ہو کر رہ گیا۔ مفصّل تفسیر بڑا گہرا علمی مطالعہ اور خاصا طویل زمانہ چاہتی تھی۔ یہ سعادت صرف تحریک احمدیت کے لئے مقدر تھی کہ بانیٔ تحریکؑ کے علم اور نور سے مستفیض ہو کر اور حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ رُوحانی پرورش حاصل کر کے کوئی مخلص متقی، متدیّن اور ذہین عالم جسے مغربی علوم پر بھی دسترس ہو اس کام کو ہاتھ میں لے اور دن رات کی محنت شاقہ اور لغات عرب اور صحیح احادیث اور اولیاء اللہ کے مکالمات مکاشفات سے استفادہ حاصل کر کے اور اس اصول پر عمل پیرا ہو کر کہ قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے بہترین طریق پر ہو سکتی ہے۔ بالکل ایک جدید طریق پر لکھی ہوئی تفسیر کا ایک ایسا شاہکار تیار کر سکے، جو ہر آنے والے مفسّر کے لئے ہدایت و راہنمائی کا کام دے۔ چنانچہ حضرت مولاناؒ نے کئی سال دن رات محنت کر کے اور عربی زبان کی مخصوص لغات کو دقیق نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد اور تمام مروّجہ تفسیروں کو دیکھ کر اُردو اور انگریزی میں جامع، مستند، معقول اور دلکش ایسی تفسیریں لکھ دیں جن کے بغیر کوئی شخص قرآن کو نہیں سمجھ سکتا۔ بعد میں قرآن شریف کے متعلق جس قدر تحریکیں اُٹھیں ان سب نے انہیں دو تفسیروں سے روشنی حاصل کی۔

قرآن کریم کے بعض اہم مقامات ایسے ہیں جن کو صرف مولاناؒ کی تفسیروں میں واضح کیا گیا ہے۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت کا کوئی اہل علم قرآن کریم کے ان مقامات کو یکجا جمع کر کے مولاناؒ کے تفسیری نوٹس کو قلمبند کرے جس سے پتہ چلے کہ یہ تفسیریں سابقہ تفسیروں سے کس طرح ممیز ہیں۔ میں یہاں صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ سورۃ البقرۃ میں یہ جو آیت ہے کہ واذ قتلتم نفسًا فادّارءتم فیہا... الخ اس کی تفسیریں مولاناؒ کی تفسیر سے قبل لکھی گئیں ہیں انہیں پڑھ کر ایک پڑھے لکھے آدمی کے دل میں ضرور انقباض پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے بعد میں آنے والے ماڈرن مفسّرین اس معاملہ میں سابقہ تفسیروں سے تو اتفاق نہیں کرتے مگر عوام سے ڈر کر اور اپنی شہرت کو محفوظ رکھنے کے لئے مولاناؒ کی تفسیر سے بھی اتفاق کرنا پسند نہیں کرتے۔ پس چاہیئے کہ ہمارا کوئی بھی نوجوان عالم اس طرف متوجہ ہو اور قرآن کریم کے جستہ جستہ مقامات تلاش کر کے مولاناؒ کی تفسیر کی روشنی میں علم افروز مقالات تیار کرے اور دوسری تفسیروں سے اس کا مقابلہ کر کے ایک دلچسپ کتابچہ تیار کر دے تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ تحریک احمدیت نے تجدید دین کا کام کس خوبی سے سرانجام دیا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم غافل اور گناہ گار غلاموں کو توفیق دے کہ ہم واجعلنا للمتقین اماما کے مصداق بن جائیں۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

چک ۱۸ جنوبی کی مقامی احمدی جماعت کا سالانہ جلسہ

مقامی احمدی جماعت چک ۱۸ جنوبی کا سالانہ جلسہ مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو بروز اتوار مقامی مسجد میں منعقد ہوا۔ جلسہ ٹھیک ۲ بجے بعد نماز ظہر شروع ہوا۔ صدارت کے فرائض محترم چوہدری عزیز احمد صاحب چیمہ ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ سیشن جج نے ادا کئے۔ تلاوت قرآن کریم حافظ شیر محمد صاحب نے کی۔ نظم چوہدری محمد حیات صاحب نے پڑھی۔ ملفوظات مسیح موعودؑ مولوی محمد علی صاحب نے سنائے۔ پہلی تقریر چوہدری عبدالحمید صاحب نے کی۔ دوسری مولانا احمد یار صاحب نے کی تیسری حافظ شیر محمد صاحب خوشابی نے۔ چوتھی ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اور آخری تقریر مولینا عبدالمنان عمر صاحب نے کی۔ آخر میں حاضرین کی تواضع پُر تکلف چائے سے کی گئی۔ مسجد سامعین سے بھری ہوئی تھی جس میں نصف سے زائد دیوبندی دوست اور غیر احمدی احباب تھے۔ تقاریر کو بہت سراہا گیا۔ خاص طور پر مولینا عبدالمنان عمر صاحب کی تقریر بہت ہی موثر تھی۔ عشاء کی نماز کے بعد مولینا کے بہت سے عقیدتمند جمع ہو گئے جن میں لاہوری احمدی جماعت کے علاوہ دیوبندی و غیر احمدی حضرات بھی تھے۔ رات کے ایک بجے تک یہ مجلس گرم رہی اور حاضرین مولینا کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے رہے۔ دوسری صبح نماز فجر کے بعد مولانا موصوف نے ہی سورہ والتین والزیتون سے درس قرآن دیا۔ بعدہٗ ۹ بجے سے کوئی تین گھنٹے تک مختلف موضوعات پر بات چیت ہوتی رہی جس میں خاص طور پر مولینا عبدالمنان عمر صاحب حافظ شیر محمد صاحب و محترم محمد صالح نور صاحب نے حصہ لیا۔ حاضری اس وقت بھی کافی تھی۔ بڑی مشکل سے ساڑھے بجے ہم یہاں جماعت سے واپسی کی اجازت لینے میں کامیاب ہوئے۔

جلسہ بہت کامیاب رہا۔ کامیابی کا سہرا تمام مقامی جماعت کے سر ہے مگر تین دوستوں کا ذکر خاص طور پر کرنا ضروری ہے جو مقامی جماعت کے رُوح رواں ہیں۔ چوہدری محمد عالم صاحب۔ چوہدری سردار علی صاحب ریٹائرڈ تھانیدار اور چوہدری محمد عبداللہ صاحب ریٹائرڈ تھانیدار۔ مقامی مبلغ مولوی نور محمد صاحب کافی دیر سے صاحب فراش ہیں۔ اب کچھ چل پھر سکتے ہیں اور سلسلہ درس و تدریس پھر سے شروع کیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

چوہدری عبدالحمید صاحب مبلغ کوئی دو ماہ چک ۱۸ جنوبی اور گرد و نواح میں کام کر چکے ہیں۔ مقامی جماعت ان کے کام کی مداح ہے۔ [illegible] دوستوں نے بھی ان کے کام کی تعریف کی ہے۔ جلسہ کی کامیابی میں ان کا بھی کافی ہاتھ تھا۔ اس کے علاوہ قابل تعریف یہ امر ہے کہ نوجوان مستورات اور بچے تمام جماعتی کاموں میں حصہ لیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ مسجد میں پانچوں نمازیں با جماعت پڑھی جاتی ہیں جن میں کافی حاضری ہوتی ہے۔ مسجد کو مکمل ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی۔ کافی کشادہ ہے۔ مستورات کے لئے علیحدہ انتظام ہے مسجد کے ساتھ امام کے رہنے کے لئے بھی جگہ بنائی گئی ہے جلسہ میں شمولیت کے لئے سرگودھا، لائل پور اور ملتان سے بھی دوست آئے ہوئے تھے۔ محترم محمد صالح نور صاحب کا میں مشکور ہوں کہ انہوں نے میری استدعا پر جلسہ کا روح رواں تقلیندی کی جو پیغام صلح کے آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ شائع ہو سکے گی۔

فضل حق چوہدری۔ انچارج تنظیم جماعت

جناب غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل مقیم ہالینڈ

ہالینڈ میں دو بین المذاہب جلسوں میں شرکت

اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقاریر

ہالینڈ میں اگست کے دوسرے ہفتہ میں یورپ کے مختلف ممالک سے یہودی طلباء کی طرف سے ایک بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں عیسائی یہودی اور مسلمان علماء کو تقاریر کی دعوت دی گئی تھی ایک مصری عالم (جو جرمنی میں بود و باش رکھتے ہیں) کے علاوہ خاکسار کو اسلام کے متعلق تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ خاکسار نے ایک گھنٹہ تک اسلام کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تقریر کے دوران خاکسار نے بتلایا کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ اسی قدیمی مذہب کا تسلسل ہے جو خدا تعالے نے حضرت آدمؑ سے لے کر نبی اکرمؐ تک مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے ان تعالیم کو جو محرف و مبدل ہو چکی ہیں دوبارہ حقیقی رنگ میں دنیا میں قائم فرمایا۔

لفظ اسلام پر غور کریں تو اس بات کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ اس لفظ کے معنی ہیں اپنے آپ کو کلی طور پر برضا و رغبت خدا تعالے کے آگے جھکا دینا۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہی تمام انبیاءؑ دنیا میں تشریف لائے۔ اسلام کی تعلیم کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ اوّل عملی تعلیم۔ دوئم اعتقادی تعلیم۔ عملی تعلیم کو ارکانِ خمسہ سے تعبیر کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہیں:-

(۱) کلمہ۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج۔ (۵) زکوٰۃ۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر مسلمان کے لئے اس کلمہ کو ہر وقت مدِنظر رکھنا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ضروری ہے۔ الٰہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسان کو خدا تعالے سے دُور رکھنے کا موجب ہو۔ انسان کی اپنی خواہشات۔ اولاد و مال کی محبت۔ جاہ و جلال کی خواہش یہ سب اس الٰہ کے اندر شامل ہیں۔ ایک مسلمان کئی بار دن میں یہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی چیز ایسی نہیں جو میری زندگی کا کلی مقصود ہو۔ محمد رسول اللہ کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ آنحضرتؐ ہی اکیلے خدا کے رسول ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمام انبیاءؑ کی صداقت کی گواہی دیں اور ان پر ایمان لائیں۔

نماز

اسلام نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں تاکہ انسان دنیا کے دھندوں میں خدا کی یاد کو نہ بھلا دیں۔ ایک مسلمان جو پانچ وقت خدا کے حضور سر بسجود ہوتا ہے وہ در اصل سارا دن اور رات ہی نمازوں میں گذارتا ہے۔ کیونکہ وہ صبح کی نماز کے بعد اگرچہ اپنے کام کاج میں لگ جاتا ہے۔ مگر پھر بھی وہ نمازوں میں ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ صبح سے ظہر تک اس وقت کی انتظار میں ہوتا ہے کہ وقت آئے تو پھر کلی طور پر خدا تعالے کے آگے سربسجود ہو جاؤں۔ اسی طرح عصر اور مغرب اور عشاء کے لئے انتظار میں ہوتا ہے۔ حتّٰی کہ سوتے وقت صبح کی نماز کے لئے ارادہ کرتا ہے اور اس کے مطابق اپنے سونے کا وقت مقرر کرتا ہے۔

نماز کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ ہم آپس میں پانچ دفعہ دن میں مل سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رہتے ہیں اگر کوئی بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کر سکتے ہیں اگر کوئی مشکلات میں پھنسا ہوا ہو تو اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ پھر نماز ہمیں یہ بھی سکھلاتی ہے کہ ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ امیر، غریب، حاکم و رعایا، سب کے سب اکٹھے کندھے سے کندھا ملا کر خدا کے آگے جھکتے ہیں۔ اور اس وقت ہر قسم کے ظاہری اختلافات بھول کر خدا تعالے سے راز و نیاز کرتے ہیں۔ گویا نماز جہاں ہمیں خدا تعالے سے ملانے کا ذریعہ ہے وہاں اپنے بھائیوں سے بھی ملانے کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے نماز کا ایک حصہ مسجد سے وابستہ کیا گیا ہے۔

روزہ

ایک ماہ سال میں روزے رکھے جاتے ہیں۔ سحری سے مغرب تک ہر قسم کا کھانا پینا رک جاتا ہے۔ روزہ کا مطلب یہ نہیں کہ خدا تعالے ہماری بھوک اور پیاس کو پسند کرتا ہے بلکہ روزہ کے ذریعہ ہم اس سے ملنے کی ایک اور کوشش کرتے ہیں۔ ہم مادی اشیاء کو وقتی طور پر ترک کر کے روحانی زندگی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ تیس دن گویا مشق کے دن ہوتے ہیں جن میں مسلمان زیادہ سے زیادہ روحانیت کی طرف مائل ہو کر اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے :-

"اگر تم جھوٹ اور دھوکہ بازی کو نہیں
چھوڑتے تو خدا کو تمہارے بھوکا
پیاسا رہنے کی ضرورت نہیں۔"

جس کا مطلب یہ ہے کہ روزے در اصل تقوے اور طہارت کا سبق دینے کے لئے ہیں۔ اگر انسان محض ظاہری طور پر کھانا اور پینا چھوڑ دے اور تقوے و طہارت کا خیال نہ رکھے تو اس کے روزے در اصل بھوکا پیاسا رہنے کے مترادف ہی ہیں۔ روزہ سے ہمیں یہ سکھلانا بھی مدِنظر ہے کہ ہم اس مشق سے اپنے نفس پر قابو حاصل کرنا سیکھیں۔ جب انسان کھانا اور پینا ہونے کے باوجود بھوک اور پیاس کے وقت کھانے پینے کی چیزوں کو محض خدا تعالے کی خاطر ترک کرتا ہے تو وہ اس طرح آہستہ آہستہ اپنے نفس پر قابو رکھنے کی طاقت حاصل کر لیتا ہے اور جب اسے ممنوعہ چیزوں یا دوسروں کی ملکیت کا لالچ دیں تو وہ لالچ میں آ کر ان کو نہیں چھوتا۔

حج

حج سے مراد یہ ہے کہ مسلمان نے جو اپنے مسلمان ہونے کا ادعا کیا تھا کہ وہ خدا کے لئے جیتا ہے اس عہد کو پورا کرے۔ ورنہ محض مکہ اور مکہ کے مضافات دیکھنے جانے کو حج نہیں کہہ سکتے۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت ہاجرہؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے مکہ اور اس کے مضافات میں خدا تعالے کی خاطر سب کچھ قربان کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ انہوں نے ہی کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ اب جب ہم حج کے لئے جاتے ہیں تو اس ارادہ سے جاتے ہیں کہ ہم اس مقام پر ان خدا کے برگزیدہ لوگوں کی طرح اپنا سب کچھ خدا کے آگے لا کر رکھ دیں گے حتّٰی کہ خود اپنا نفس بھی۔ ہم حضرت ہاجرہؑ کی طرح زندگی کے پانی کی تلاش میں ان کے نقشِ قدم پر ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی (صفا و مروہ) تک سات مرتبہ دوڑتے ہوئے جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی طرح اگر شیطان کی طرف سے ہمیں وسوسہ ہو تو اس پر پتھر پھینکتے ہیں اور پھر حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح اپنے آپ کو مجازی طور پر ایک قربانی کے جانور کی شکل میں خدا کے آستانہ پر رکھ دیتے ہیں۔ جب ہم کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں تو ہم محض ایک مکان کے ارد گرد نہیں گھومتے بلکہ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے نقشِ قدم پر اپنے دل میں روحانی کعبہ کی بنیاد رکھتے ہیں اور اپنے دل کو اس طرح صاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خدا کا اس میں جلال نمودار ہو سکے۔ اسی لئے صوفیاء کرامؒ نے فرمایا ہے القلب عرش اللہ۔ دل اللہ تعالے کے نزول کا مقام ہے۔

پھر حج ہمیں عالمگیر برادری کا سبق بھی دیتا ہے۔ حج کے موقعہ پر مختلف ممالک کی نسلوں و رنگوں کے لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے اور ان سے رابطہ پیدا کرتے ہیں۔ گویا حج ہمیں اسلامی عالمگیر برادری کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ حج ہی کی وجہ سے شاید مسلمانوں میں نسلی امتیازات کا اظہار نہیں ہوا اور آج جبکہ دوسری دنیا میں نسلی امتیازات کی وجہ سے گڑبڑ ہو رہی ہے ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس قسم کی باتوں سے محفوظ رکھا۔

زکوٰۃ

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم سب ایک برادری سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر ہمیں اس کا عملی اظہار بھی کرنا چاہیئے۔ اور یہ اظہار زکوٰۃ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اسلام نے زکوٰۃ کو فرض قرار دیا ہے۔ گویا امیروں کی دولت کا ایک حصہ واجبی طور پر غرباء کا حق بنا دیا تاکہ محتاج کی ضرورت پوری ہو اور اس سے یہ خیال نہ گذرے کہ وہ بھیک مانگ رہا ہے۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر بھائی کو بھائی کی مدد بھی کرنا چاہیئے اور جس کو مدد کی ضرورت ہو اسے یہ احساس نہ ہونا چاہیئے کہ وہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلا رہا ہے حقیقی بھائی اپنے بھائی سے مدد لینے کا کلی طور پر مستحق ہے۔

یہ ہے مختصر طور پر اسلام کی عملی تعلیم۔ اب اختصار کے ساتھ اسلام کی اعتقادی تعلیم پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اسلام کی اعتقادی تعلیم۔
خدا تعالے پر ایمان۔

اسلام سکھلاتا ہے کہ ہم سب ایک ہی خداتعالیٰ کی مخلوق ہیں اور خدا تعالے ہمارا خالق ہے جو تمام انسانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ نہ تو قومی خدا ہے اور نہ ہی کسی خاص نسل یا قبیلہ اور ملک کا خدا ہے بلکہ وہ ربّ العلمین ہے اور اس کی ربوبیت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ مخلوق کی جسمانی اور روحانی ضروریات پورا کرنے کا سامان کرے چنانچہ اس نے جیسا کہ مادی ضرورتوں کو پورا کیا ہے ایسے ہی انسانوں کی روحانی غذا مہیا کرنے کے لئے ابتداء دنیا سے اپنے انبیاءؑ بھیج کر انسانوں کی ہدایت کا سامان متواتر مہیا کیا ہے۔ اسلام یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں

کہ خدا تعالیٰ محض ایک قوم کی روحانی ضروریات پورا کرنے کے لئے اس قوم کی طرف انبیاءؑ بھیجتا رہا ہے یا یہ کہ انبیاءؑ کا سلسلہ کسی خاص قوم یا نسل سے تعلق رکھتا ہے بلکہ اسلام کی تعلیم کے مطابق تمام اقوام کی طرف حسب ضرورت انبیاءؑ آتے رہے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس کی طرف کوئی نبیؑ نہ آیا ہو۔ ولکل قوم ھاد ہر قوم کی طرف خدا تعالیٰ ہادی بھیجتا رہا۔ اس لئے قرآن مجید تمام انبیاءؑ پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے۔ ہم بعض انبیاءؑ پر ایمان لا کر اور بعض کا انکار کر کے مسلمان نہیں بن سکتے۔ بلکہ ہمیں تمام انبیاءؑ کی صداقت کا اقرار کرنا ہے۔ اس لئے ہم صرف نبی اکرمؐ پر ہی ایمان نہیں رکھتے بلکہ تمام انبیاءؑ پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارے لئے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے وجود کوئی غیر نہیں بلکہ وہ ہمارے بھی نبی ہیں۔ پھر اسلام سکھلاتا ہے کہ تمام انسان ایک عالمگیر برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ کوئی انسان دوسرے انسان پر محض پیدائش کی وجہ سے فوقیت نہیں رکھتا بلکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اپنی روحانی خوبیوں کی بناء پر ایک انسان دوسرے سے بڑا ہو سکتا ہے اس لئے اسلام تمام انسانوں میں برابری کی تعلیم دے کر تمام بنی نوع انسانوں کو ایک خاندان کے افراد کی طرح قرار دیتا ہے۔ اسلام یہ بھی سکھلاتا ہے کہ تمام انسان فطری لحاظ سے یکساں ہیں یعنے وہ کسی قسم کے گناہوں کے تحت دنیا میں نہیں آتے۔ کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ یھودانہ او ینصرانہ کہ انسان اسلام کی فطرت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی بناتے ہیں۔ یعنے فطری لحاظ سے انسان خدائے واحد کا نقش لے کر آتا ہے مگر بعد میں اس کے والدین اسے تعلیم و تربیت سے کسی خاص عقیدہ سے متعلق کر دیتے ہیں اسلام فطری گناہ کے خلاف ہے اور وہ سکھلاتا ہے کہ انسان نہ تو دوسرے کے گناہ اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی دوسرے کے گناہوں کی خاطر سزا پا سکتا ہے تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم۔ یعنے پہلے لوگ گذر چکے ہیں ان کے اعمال ان کے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ نہ تو تم ان کے اچھے بُرے اعمال کے ذمہ دار ہو اور نہ ہی وہ تمہارے اعمال کے ذمہ دار ہیں۔ ہر انسان خود اپنے اعمال کا جوابدہ ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ کوئی کسی کے اعمال اپنے ذمہ نہیں لے سکتا۔ انسان کے گناہ کسی اور کے مرنے سے دور نہیں ہو سکتے۔ ہر انسان کو خود خدا کے آگے جھکنا چاہیئے اور اپنے

کردار کی اصلاح کر کے اپنی گذشتہ غلطیوں کی معافی مانگنا چاہیئے۔ جس طرح انسان کو گناہ ورثہ میں نہیں مل سکتے اسی طرح کوئی اور اس کی خاطر سزا نہیں بھگت سکتا۔

پھر اسلام سکھلاتا ہے کہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے لیکن مذہب کے معاملہ میں انسان کو اپنی عقل و دانش کا استعمال کرنا بھی ضروری ہے تاکہ انسان غلطیوں سے بچ سکے اسلام اس کو مذہب نہیں کہتا کہ ہم کسی کی تقلید میں بعض عقائد اپنا لیں بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ ہم سوچ سمجھ کر کسی عقیدہ کو تسلیم کریں۔ اور اس طرح مذہب کو اپنا مذہب بنائیں۔ اگر ہم تقلیداً کوئی مذہب اختیار کریں تو وہ مذہب ہمارا نہیں ہو سکتا۔ بہت سی مذہبی غلطیاں اور تعصب مذہب کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے سے دور ہو سکتے ہیں۔ بتوں کے آگے جھکنے والے اگر غور و فکر سے کام لیں تو وہ اپنے آپ کو ایک بت کے آگے کبھی بھی نہیں جھکا سکتے کیونکہ وہ انہوں نے خود ہی بنایا تھا۔ چند دن پہلے وہ موجود نہ تھا۔ اب بت کو بنانے والے جو در اصل اس کے پیدا کرنے والے ہیں کس طرح اس بت کو اپنا خدا تسلیم کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی غلطی انسان اسی وقت کرتا ہے جبکہ وہ سوچ بچار سے کام نہ لے اور محض تقلید کرتے ہوئے بتوں پر یقین رکھے۔

اسلام اور جبر

وہ مذہب جو انسان کو مذہب میں عقل و فکر سے کام لینے کی تلقین کرتا ہو وہ بھلا دوسروں کو زبردستی مذہب میں داخل کرنے کی تعلیم کیسے دے سکتا ہے۔ یہ اہل یورپ کا نہایت غلط عقیدہ ہے کہ اسلام جبر و اکراہ سے کام لے کر مذہب پھیلانے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسا کہیں بھی ذکر نہیں کہ اسلام کی تعلیم زبردستی دی جائے۔ وہ تو اعلان کرتا ہے لا اکراہ فی الدین کہ دین کے معاملہ میں کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے۔ وما علیک الا البلاغ المبین۔ نبیؐ کا کام اور اسی طرح ایک مسلمان کا کام اور فرض ہے کہ وہ اسلام کا پیغام واضح طور پر لوگوں تک پہنچا دے۔ وما ارسلناک علیھم حفیظا۔ پھر قرآن مجید فرماتا ہے ولو شاء اللہ لآمن من فی الارض کلھم جمیعا۔ اگر جبر سے کام لینا منظور ہوتا تو خدا تعالیٰ خود ایسا کر سکتا تھا اور اس صورت میں کوئی بھی ایسا نہ ہوتا جو ایمان نہ لاتا مگر ایسا کرنا خدا کو منظور نہیں اس لئے اس

نے ایمان کو آزادی سے قبول کرنے سے متعلق کر دیا ہے تاکہ جو ایمان لائے وہ اس کا پھل پائے۔ اگر ایمان جبراً دیا جاتا تو پھر مومن اور کافر کا امتیاز باقی نہ رہتا۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے روحانی کمالات کے اظہار کے لئے ایمان میں جبر کو دخل نہیں دیا۔

پھر اسلام سکھاتا ہے کہ جنت و دوزخ انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں جن کی ابتداء اسی دنیا میں شروع ہوتی ہے۔ اگر ہم کلی طور پر خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں تو اسی دنیا میں جنت کا نمونہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب ہم کلی طور پر خدا سے انقطاع کر کے دنیا اور مادیت میں پھنس جائیں تو دوزخ کا نمونہ بھی اسی دنیا میں دیکھ لیتے ہیں۔

اسلام اور دوسرے مذاہب

اسلام دوسرے مذاہب کو اصولی طور پر خدا کی طرف سے مانتا ہے کیونکہ ان کے بانی خدا کے برگزیدہ رسولؑ ہی تھے۔ مگر ان مذاہب میں تحریف و تبدیلی کے باعث ان کو ان کی موجودہ صورت میں کلی طور پر خدا کی طرف سے نہیں مانتا۔ یہودی مذہب کے اصول اسلامی اصول ہی ہیں مگر ان کا دائرہ محدود ہے کیونکہ وہ ایک خاص قوم کی طرف دیئے گئے تھے مگر اسلام نے ان اصولوں کو عالمگیر شکل میں از سر نو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ عیسائی تعلیم جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی وہ بالکل وہی تعلیم تھی جو دوسرے انبیاءؑ نے دی مگر ان کے متبعین نے بعد میں ان کی تعلیم کو غلط سمجھنے کے باعث تثلیث اور کفارہ وغیرہ کے عقائد کی ترویج کی۔ قرآن مجید کا دعوی ہے کہ حضرت مسیحؑ نے کبھی بھی خدائی کا دعوےٰ نہیں فرمایا یہ محض بعد کی ایجاد ہے اور اب عیسائی محققین بھی اس کی شہادت دیتے ہیں کہ بہت سی باتیں بعد میں زائد کی گئیں اور اناجیل کے بیانات میں بہت کچھ تحریف و تبدیلی ہوئی ہے۔

سوال و جواب

تقریر کے بعد آدھ گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات کا وقت تھا چنانچہ حاضرین نے کئی ایک سوال کئے جن کے حسب موقعہ جواب دیئے گئے۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ اسلام عقل کو مذہب کے معاملہ میں استعمال کرنے پر زور دیتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو پھر معجزات کا وجود نہیں رہتا جیسا کہ حضرت مسیحؑ کے دوبارہ زندہ ہونے کا معجزہ وغیرہ ــــ میں نے عرض کی کہ معجزات عقل کے خلاف تو نہیں ہوتے ہاں عقل بعض اوقات ان کے سمجھنے میں قاصر ہوتی ہے۔ اور جہاں تک مسیحؑ کے دوبارہ زندہ ہونے کا تعلق ہے اس کو ہم بھی نہیں مانتے۔ ہاں اس کی عقلی تشریح کر سکتے ہیں۔ عیسائی لوگ مانتے ہیں کہ آپ صلیب پر فوت ہو گئے اور انہیں قبر میں رکھا گیا۔ جہاں سے ایک دو دن کے بعد وہ نکل کر حواریوں سے ملے۔ ہمارے نزدیک بھی وہ قبر میں رکھے گئے اور قبر سے نکل آئے مگر ان کے صلیب پر فوت ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے مسیحؑ کو غشی کی حالت میں قبر میں رکھا جسے دیکھنے والے موت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ہماری تشریح کے مطابق معجزہ بھی قائم رہتا ہے اور عقل کے خلاف بات ماننے کی ضرورت بھی نہیں رہتی ــــ ایک یہودی نے سوال کیا کہ اگر اسلام امن کا مذہب ہے تو فلسطین میں یہودیوں کو امن سے کیوں نہیں رہنے دیتے۔ میں نے عرض کی اس میں یہودیوں کا اپنا قصور ہے۔ جنہوں نے لاکھوں انسانوں کو ان گھروں سے نکال کر ویرانے میں پھینک دیا ہے۔ وہ لوگ جو سب کچھ ضائع کر کے بیس سال سے ادھر اُدھر پھر رہے ہیں کیا وہ اپنے ملک میں واپس جانے کے حقدار نہیں۔ جب تک ان لوگوں کو ان کے گھر ان کے مکان اور مال و متاع ان کو واپس نہ مل جائے وہ کس طرح صبر کر سکتے ہیں۔ اگر یہودی انہیں اپنے گھروں سے نہ نکالتے تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ اس ملک میں امن نہ ہوتا۔ سینکڑوں سالوں سے یہودی مسلمانوں اور عربوں کے ساتھ اکھٹے رہتے چلے آئے ہیں۔ جب انہیں کسی اور جگہ امن نہ ملتا تھا تو مسلمان ممالک میں انہیں پناہ دی جاتی تھی۔ اب جب تک فلسطین کے اصلی باشندوں کو ان کے ملک میں واپس نہ بلایا جائے اور جب تک ان کا مال ان کی جائدادیں واپس نہ دی جائیں فلسطین کی سرزمین میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔

بین المذاہب جلسہ میں تقریر

دوسرے بین المذاہب جلسہ کا انعقاد صوفی طریقہ کی طرف سے ہیگ میں کیا گیا تھا۔ جس میں انہوں نے مختلف مذاہب کے نمائندگان کو تقاریر کے لئے مدعو کیا تھا۔ یہ جلسہ ایک ہفتہ تک رہا اور ہر مذہب کے لئے ایک دن مقرر کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹ اگست کی شام کو خاکسار کی تقریر تھی۔ میرا مضمون تھا "حضرت نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ میں نے تقریر شروع کرنے سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے بعد نصف گھنٹہ تک حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپؐ کی تعلیم اور اس کے اثر پر خیالات ظاہر کئے۔ تقریر کے ابتداء میں بتلایا کہ عام تاریخی حالات تو حاضرین کتب میں پڑھتے ہی رہتے ہیں۔ جو باتیں عام طور پر کتب میں موجود نہیں ہیں وہ باتیں عرض کروں گا۔ حضرت نبی اکرمؐ کی زندگی شروع سے آخر تک خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف تھی۔ آپؐ کی زندگی کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ خدا تعالیٰ کو پالیں۔ اسی لئے آپؐ کے ہمعصر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے عشق محمد ربہ۔ محمد تو اپنے خدا پر عاشق ہو گئے ہیں۔ یہ انہوں نے اس لئے کہا کہ حضور

(باقی بر صفحہ کالم ملا)

ہالینڈ میں جلسے

(بسلسلہ صفحہ ۱)

صلعم کوئی کام بھی خدا کی خوشنودی کے حصول کے سوا اور کسی غرض کے لئے نہ کرتے تھے۔ اس لئے جب غارِ حرا میں حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کو پڑھنے کے لئے کہا (اقرأ) یا اعلان نبوت کے لئے ارشاد فرمایا تو آپؐ نے فرمایا ما انا بقارئ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ ابھی تک خدا تعالےٰ کا نام ساتھ بیان نہ کیا گیا تھا۔ دوسری بار جب اقرأ کی آواز آئی تو پھر بھی آپ نے انکار کر دیا کیونکہ ابھی تک یہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ اس اقرأ میں خدا تعالےٰ کی مرضی موجود ہے۔ اس لئے جب اقرأ باسم ربک الذی خلق کی آواز آئی تو آپؐ نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اس حکم کی تعمیل میں حکم کے الفاظ دہرانے شروع فرما دیئے۔ اس سے عیاں ہے کہ حضرت نبی اکرمؐ خدا تعالےٰ کی خاطر ہی سب کچھ کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ولایت کے تمام مراحل طے فرما کر خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر لیا تھا اور آپؐ خدا تعالےٰ کے ساتھ متحد تھے آپؐ خدا کی ذات میں محو ہو چکے تھے اس لئے آپؐ کو خدا تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ یہ بات واقعۂ معراج سے بھی ظاہر ہے۔ معراج کا واقعہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ انسان روحانیت کا وہ مقام حاصل کر سکتا ہے جہاں تک فرشتوں کو بھی رسائی حاصل نہیں اسی لئے واقعہ معراج کے بیان کے مطابق جب حضور صلعم ایک انتہائی مقام پر پہنچے اور اس سے آگے قدم اٹھانا چاہا تو جبرائیلؑ نے عرض کی کہ اس سے آگے میرا جانا منع ہے۔ اب اگلا سفر آپؐ اکیلے ہی اختیار فرماویں۔ چنانچہ آپؐ خدا تعالےٰ کے حضور اکیلے ہی حاضر ہوئے جہاں خدا تعالےٰ کے ساتھ ہمکلامی مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؐ کے اس روحانی سفر سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ انسان مادہ سے متعلق ہے پھر بھی وہ روحانی مدارج پر فرشتوں سے بھی سبقت لے جاتا ہے۔ بقول شخصے ؎

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

حضرت نبی اکرم صلعم ایک طرف روحانیت کے اس بلند مقام پر پہنچے ہوئے تھے جہاں فرشتوں کو بھی رسائی نہیں۔ مگر دوسری طرف بحیثیت انسان آپؐ انسانوں سے بہت قریب تھے۔ اور آپؐ اپنے پڑوسیوں اور محتاجوں سے انتہائی عمدہ سلوک فرماتے حتیٰ کہ بیواؤں کے لئے بازار سے سودا سلف بھی لا دیتے اور ان کی بکریاں بھی دوہتے۔ اس قسم کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ ایک عام کلرک بھی اس طرح اپنے ارد گرد کے لوگوں سے سلوک نہیں کرتا۔ یہ آپؐ کے بلند اخلاق کا ہی نتیجہ تھا کہ آپؐ لوگوں کے ساتھ اس طرح تعلق رکھتے تھے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کوئی ظاہری کامیابی نہیں کہ آپؐ نے ایک محدود عرصہ میں عرب کی کایا پلٹ دی بلکہ آپؐ کی کامیابی یہ ہے کہ آپؐ نے عربوں کے دلوں کو ہی بدل دیا۔ شرک اور بتوں کی عبادت کی جگہ توحید اور عبادات الٰہی نے لے لی۔ جہاں وہ ہر روز کئی کئی بار شراب پینے اور شراب پی کر مست ہوتے تھے اس کی جگہ انہوں نے پانچ بار نماز ادا کرنا شروع کی اور مادی نشہ کی جگہ انہیں روحانی نشہ نصیب ہوا۔ بداخلاقیوں کی جگہ اخلاق فاضلہ اختیار کئے۔ جہالت کی جگہ قرآن مجید کے اثر کے نیچے طرح طرح کے علوم و فنون کے وارث بھی ہوئے۔ انتشار کی جگہ اتحاد نے لے لی۔

یہ ساری کامیابی کسی ظاہری طاقت کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے طاقتور حکمران گذرے ہیں جنہوں نے ملکوں کو اپنے مطیع کر لیا۔ مگر لوگوں کے دلوں کو بدلنا ان کا کام نہ تھا۔ آنحضرتؐ کو ظاہری طاقت بھی ملی، اور آپؐ نے معاشرہ کو بھی بدلا مگر ساتھ ہی دلوں کو بدل کر ان پر بھی حکومت فرمائی۔ نہ یہ کہ اپنے زمانہ میں بلکہ ہمارے زمانہ میں بھی اور آئندہ بھی قیامت تک حضورؐ کی حکومت ہی دلوں پر مسلط رہے گی۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ اور باعث حضورؐ کا اپنا نمونہ تھا۔ بڑے بڑے معلمین اخلاق گذرے ہیں مگر ان کی تعلیم کا اثر ان کی اپنی ذات پر کم ہی ہوا ہے۔ آنحضرتؐ کی زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ جو کچھ دوسروں کو بتلاتے تھے وہ خود کر کے بھی انہیں دکھلاتے تھے۔

اگر آپؐ نے سچ اور دیانت کی تعلیم فرمائی تو پہلے خود سچ اور دیانت پر عمل کا ثبوت دیا۔ ایسا ثبوت کہ آپؐ کے معاصروں نے آپؐ کو صادق اور امین کا خطاب دیا اور جب حضورؐ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو آپؐ کے مخالفین آپؐ پر جھوٹ کا الزام لگانے کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ کہتے تھے ہم یہ تو مان سکتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؐ بیمار ہو گئے ہیں مگر یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ اب آپؐ نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے۔ اگر آپؐ نے سادہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی تو ساتھ ہی اپنے عمل سے مثال بھی پیش کر دی کہ باوجود طاقت حاصل ہونے کے انسان کے اخلاق میں فرق نہیں آنا چاہیئے۔ یہی سادگی جو کسمپرسی کی حالت میں تھی طاقتور بننے کی صورت میں موجود ہے۔ آپؐ کے متبعین آپؐ کو ایک بادشاہ کی صورت میں دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر آپؐ نے جھڑک دیا اور فرمایا کہ ہمارے لئے یہی سادہ زندگی زینت ہے۔

آج ہم لوگ جو حضورؐ کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں اگر ہمیں ذرا سی طاقت مل جائے تو ہم کسی سے بات کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے مگر وہ سید دو عالمؐ جن کے اشارے پر لاکھوں انسان اپنی جان دینے کے لئے تیار تھے وہ اسی طرح بازاروں میں پھرتے ہیں جس طرح پہلے پھرا کرتے تھے۔ وہ اسی طرح یتیموں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں جیسے پہلے کیا کرتے تھے اور اسی طرح لوگوں کی شکایتیں سنتے ہیں۔ انہیں پہلے کی طرح ہی عورتیں راستے میں گھیر کر اپنی عرض پیش کر دیتی ہیں جیسے پہلے کیا کرتی تھیں۔

اگر نماز اور روزہ کا ارشاد فرمایا تو پہلے خود نمونہ پیش کیا۔ رات کے اندھیروں میں اپنے خواب استراحت سے اٹھ کر گھنٹوں خدا کی جناب میں عجز و انکساری سے مشغول رہے۔

غرضیکہ یہ آپؐ کے نمونہ کا ہی اثر تھا کہ لاکھوں انسانوں نے یک قلم اپنے پرانے عقائد کو خیرباد کہہ کر خدائی توحید کا اقرار کیا اور پھر آپؐ کے نمونہ پر چلنے کی انتہائی کوشش کی۔ یہی آپؐ کی کامیابی کا راز ہے کہ آج تک کروڑوں لوگ آپؐ کی اتباع کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی آپؐ پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوں۔ اللّٰھم صلّ علےٰ سیدنا و مولانا محمد وعلےٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

تقریر کے بعد دیر تک سامعین سے تبادلۂ خیالات ہوتا رہا جس میں مختلف باتوں کی وضاحت کی گئی۔

سیالکوٹ میں تنظیمی جلسہ

(بقیہ از صفحہ ۱۲)

۲۔ شیخ نثار احمد صاحب۔
۳۔ مرزا منظور احمد بیگ صاحب
۴۔ محترم ہارون الرشید صاحب
۵۔ محترم سعید احمد کھنڈ صاحب

یہ بھی طے پایا کہ ہر ماہ کے پہلے اتوار کو دوستوں کے ہاں باری باری درس قرآن ہوا کرے جس میں مستورات بھی شامل ہوں۔ نوجوانوں کو شامل کرنے کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے۔ مرکز سے وقتاً فوقتاً کوئی صاحب علم تربیت کے لئے جایا کریں۔ یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ محترم محمد سعید کھنڈ صاحب نے احمدی نوجوانوں کی بھی تنظیم کی ہے اور مستورات کی بھی تنظیم ہو رہی ہے۔

ماہوار چندے کی فراہمی اور پیغام صلح کی خریداری

شکریہ تعزیت

میری اہلیہ کی وفات پر بہت سے احباب نے تعزیت کے خطوط بھیجے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ اس لئے اخبار کے ذریعہ ان سب احباب کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر ان کے پرخلوص الفاظ تسلی کا موجب ہوئے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ طالبِ دعا (شیخ) نثار احمد سیالکوٹ

چوکیداروں کی ضرورت

بستی دارالامان کے لئے جس کی تعمیر شروع ہو رہی ہے، دو چوکیداروں کی ضرورت ہے، دونوں احمدی ہونے چاہئیں۔ اگر مالی کا کام بھی جانتے ہوں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

درخواستیں بنام چوہدری فضل حق صاحب مہتمم بستی دارالامان معرفت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

جن احباب نے پیغام صلح اور روح اسلام کا سالانہ چندہ تا حال ادا نہیں کیا از راہ کرم پہلی فرصت میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ پیغام صلح کا سالانہ چندہ آٹھ روپے اور روح اسلام کا چار روپے ہے۔

مینجر اخبارات۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح۔ مورخہ ۱۵ راکتوبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۲

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۳۷۳۷
تار کا پتہ تبلیغ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح

لاہور "پاکستان"

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۹ شعبان ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو

عن انسِ بن مالکٍ رضی اللہ عنہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتباغضوا ولاتحاسدوا ولاتدابروا وکونوا عباد اللہ اخواناً ولایحلّ لمسلمٍ ان یھجر اخاہ فوق ثلاثۃ ایام۔

ترجمہ:—

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں بغض اور حسد نہ رکھو اور ایک دوسرے سے تقاطعت نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔

نوٹ:۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کو صراحت سے منع فرمایا۔ یعنی اگر کوئی باہمی ناراضگی ہو بھی تو تین دن کے اندر اندر اسے دور کر لینا چاہیئے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری)

التماس

جن حضرات نے پیغام صلح اور روح اسلام کے سالانہ چندہ کے بقایا جات اس وقت تک ارسال نہیں فرمائے ان سے گزارش ہے کہ حسبِ سابق بیباق فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

نماز کے اندر دعا

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا:۔ نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرو۔ سجدہ میں، بیٹھ کر، رکوع میں، کھڑے ہو کر، ہر مقام پر اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرو۔ بے شک پنجابی زبان میں دعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے۔ ان کے واسطے ضروری ہے کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگے اور عربی دعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہیئے۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالےٰ سے دعا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔

آج کل لوگ جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ جس نماز میں تضرع نہیں۔ خدا تعالےٰ کی طرف رجوع نہیں۔ خدا تعالےٰ سے رقت کے ساتھ دعا نہیں۔ وہ نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے جس میں دعا کا مزا آجاوے۔ خدا تعالےٰ کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہو جاؤ کہ رقت طاری ہو جائے جیسے کہ کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتوےٰ لگنے والا ہوتا ہے۔ اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے۔ ایسے ہی خوفزدہ دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہونا چاہیئے۔ جس نماز میں دل کہیں ہے اور خیال کسی طرف ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے وہ ایک لعنت ہے جو آدمی کے منہ پر واپس ماری جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:—

وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ۔

لعنت ہے ان پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ نماز وہی اصلی ہے جس میں مزا آجاوے۔ ایسی ہی نماز کے ذریعہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کے واسطے ترقی کا ذریعہ ہے۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئٰاتِ

نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ دیکھو بخیل سے بھی انسان مانگتا رہتا ہے تو وہ بھی کبھی نہ کبھی وقت کچھ نہ کچھ دے دیتا ہے اور رحم کھاتا ہے۔ خدا تعالےٰ تو خود حکم دیتا ہے کہ مجھ سے مانگو اور میں تمہیں دوں گا۔ جب کسی امر کے واسطے دعا کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ آپ وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے اور نماز کے اندر دعا کرتے۔

دعا کے معاملہ میں حضرت عیسےٰؑ نے خوب مثال بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک قاضی تھا جو کسی کا انصاف

(باقی بر صفحہ کالم ۴)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

پیغامِ احمدیت
کتاب "قادیانی مذہب" پر تبصرہ

"قادیانی مذہب" پروفیسر محمد الیاس برنی چشتی قادری فاروقی ایم۔ اے۔ ایل ایل بی سابق صدر شعبۂ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی تصنیف ہے میرے زیر نظر اس کا ساتواں ایڈیشن ہے جو شیخ محمد اشرف تاجر کتب [illegible] بازار لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں سلسلۂ احمدیت کی مخالفت میں جو کتب شائع ہوئی ہیں ان میں سے اکثر کی بنیاد اسی کتاب پر ہے، بعض اوقات تو مخالفین اصل کتب دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے جو کچھ اس میں لکھا ہے اسی کو نقل کرنا کافی سمجھ لیا ہے۔ ان حالات میں مناسب سمجھا کہ "قادیانی مذہب" کے اقتباسات و اعتراضات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے۔

گذشتہ [illegible] سالوں میں جب کبھی مجھے اپنی تبلیغی مصروفیات سے فرصت میسر آئی میں اس کتاب کے دلائل پر حواشی لکھتا رہا اور ابھی تک یہ کام مکمل نہیں ہو سکا۔ لیکن جہاں تک ہو سکا ہے ان ضروری یادداشتوں کو مرتب کر کے اب پبلک کے سامنے پیش کر رہا ہوں تاکہ [illegible] احمدیت کا پیغام سمجھنے میں آسانی ہو۔ جن مسائل میں ہمارا اور احمدیہ جماعت ربوہ کا مسلک مختلف نہیں وہاں [illegible] کی طرف سے شائع شدہ کتب یا رسالہ جات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جہاں جہاں ہمارا جماعت ربوہ سے اختلاف ہے اس کی توضیح و تشریح اپنے اپنے مقام پر کر دی گئی ہے۔

"قادیانی مذہب" کی ابتدا میں پانچ تمہیدیں درج ہیں (ایڈیشن ششم کا مقدمہ علیحدہ شائع کیا گیا ہے) ان تمہیدات میں کتاب کی وجہ تصنیف بیان کی گئی ہے اور بہت سے اخبارات و رسائل سے کتاب کی مقبولیت اور شہرت کے ریویو نقل کئے گئے ہیں۔ ان تمہیدات میں تحریک احمدیت پر جو ضمناً اعتراضات کئے گئے ہیں چونکہ وہ متن کتاب میں بھی شامل ہیں اس لئے ان پر تبصرہ اپنے موقع پر کیا جائے گا۔

ان تمہیدات میں برنی صاحب کی تعریف میں جو کچھ کسی نے لکھا ہے وہ انہوں نے خوشی خوشی [illegible] نقل کر دیا ہے چاہے وہ درست ہو یا نہ ہو۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

دُرِّ مکنون

"قادیانی مذہب" کے خلاف سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی لیکن اس بحر بے کراں میں غوطہ لگا کر جو دُرِّ مکنون پروفیسر صاحب نے نکالا ہے وہ کم غواصوں کو نصیب ہوگا۔ شروع سے آخر تک تمام کتاب کو پڑھ جایئے آپ ایک لفظ بھی ایسا نہ پائیں گے جو پروفیسر صاحب نے اپنی طرف سے ایزاد کیا ہو"

(تمہید چہارم صفحہ ۲۲)

خود بہت ہی کم لکھا ہے

"اس ضخیم کتاب میں مؤلف نے کمال یہ کیا ہے کہ خود بہت ہی کم لکھا ہے، بلکہ خود مرزا صاحب (بانی فرقہ) کی تحریروں سے ان کے اقتباسات لے کر انہیں ایک خاص ترتیب اور سلیقہ مندی سے پرو دیا ہے .... دلچسپی سے کتاب کا کوئی صفحہ خالی نہیں۔ عبارت کہیں خشک علمی یا مذہبی کتاب کی نہیں۔ ناول یا ڈرامہ کی معلوم ہوتی ہے۔ جابجا قلم کی شوخیاں اور مہذب ظرافتیں اس پر مستزاد ہیں۔"

(تمہید چہارم صفحہ ۲۳-۲۴)

جہاں تک ممکن ہو

"سب سے بڑی خصوصیت پروفیسر ممدوح نے اپنی کتاب میں یہ رکھی ہے کہ مرزا صاحب یا مرزا صاحب کی تحریک کے متعلق جو کچھ بھی لکھا جائے جہاں تک ممکن ہو خود مرزا صاحب یا ان کے معتبر اصحاب و خلفاء کی کتابوں سے خود ان ہی کے الفاظ میں ہو۔"

(تمہید چہارم صفحہ ۲۵)

اپنی طرف سے جو کچھ کیا ہے

"برنی صاحب نے اپنی طرف سے جو کچھ کام کیا ہے وہ عنوانات اور سرخیوں کے قائم کرنے میں کیا ہے۔"

(تمہید چہارم صفحہ ۲۶)

بشاشت طبع کو باقی رکھنے کے لئے

"ناظرین کی بشاشت طبع کو باقی رکھنے کے لئے سرخیوں میں ایسی جان بھری گئی ہے کہ پڑھنے والا ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد اس وقت تک کسی دوسرے مشغلہ میں اپنے کو لگا نہیں سکتا۔"

(تمہید چہارم صفحہ ۲۶)

دینِ اسلام کی اہم خدمت

"برنی صاحب نے اس کتاب کی اشاعت سے دینِ اسلام کی ایک اہم خدمت انجام دی ... قوم مسلم کو ایک بڑے خطرہ یا فتنہ سے آگاہ کر دیا۔"

(تمہید پنجم صفحہ ۴۸)

کم فہم و استعداد اشخاص

"مولوی محمد الیاس برنی .... نے چند کتب قادیانی مذہب کی شرح سے متعلق لکھی ہیں تاکہ اس مذہب کے اسرار نہاں سے پردہ اٹھایا جائے تاکہ کم فہم و استعداد کے اشخاص ان کے گمراہ کن خیالات میں مبتلا نہ ہو جائیں۔"

(تمہید پنجم صفحہ ۴۶)

اچھوتا اور دلچسپ انداز

"انہوں نے لفظی تر اعات اور بحث و مناظرہ کی راہ سے ہٹ کر قادیانیت کا تجزیہ جس انداز سے کیا ہے وہ بیک وقت اچھوتا بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ اس سے پروفیسر صاحب کی جدّتِ طبع اور ذوقِ علم دونوں کا اظہار ہوتا ہے .... ہماری رائے میں پروفیسر الیاس برنی کی تصنیف قادیانیت کی ایک جامع فہرست ہے۔"

(تمہید پنجم صفحہ ۷۶-۷۷)

جاسوسی کے ناول کی طرح

"یوں تو قادیانی مذہب سے متعلق غیر قادیانی صاحبان نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن یہ کتاب ان سب سے مکمل اور مستند ہے۔

....

اس قسم کی کتابوں کی زبان بالعموم سخت اور دل آزار ہوا کرتی ہے لیکن اس کتاب کا انداز بیان نہایت شریفانہ ہے جس کے مطالعہ سے دوست و دشمن کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، علمی تحقیق کے ساتھ سنجیدگی اور مخلصانہ استدلال نے کتاب کے اثر کو دوآتشہ کر دیا ہے کتاب علمی ہونے کے باوجود جاسوسی کے ناول کی طرح بے حد دلچسپ و دلفریب ہے۔" (تمہید پنجم صفحہ ۷۵)

یہ تو تھی دوست لوگوں کی آرا لیکن برنی صاحب خود بھی اپنی کتاب کے متعلق کچھ کم خوش فہمی میں مبتلا نہیں۔ تمہید پنجم کے آخر میں فرماتے ہیں:

"خاص و عام کا اتفاق ہے کہ تحقیق و تنقید میں یہ کتاب آپ ہی اپنی نظیر ہے۔"

(تمہید پنجم صفحہ ۸۳)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-

"کتاب خود قادیانیت کے حق میں زہر قاتل ہے اور اس طریق سے اسلام کے لئے تریاق ہے۔" (مقدمہ قادیانی مذہب صفحہ ۱)

اُلٹا اثر

انہوں نے اپنی کتاب میں اس امر کا بھی جابجا بطور فخر ذکر کیا ہے کہ "قادیانی مذہب" کی اچانک اشاعت سے "قادیانیت" کے راز فاش ہو گئے اور مسلمانوں کے اعلیٰ طبقوں میں کھلبلی پڑ گئی اور اکابر ملت نے بکثرت اس انقلاب کا اعتراف کیا۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے ان اکابر کے نام بھی گنوائے ہیں جو پہلے پیغام احمدیت کے متعلق خوش فہمی کا شکار رہے لیکن "قادیانی مذہب" کی اشاعت پر مخالف بن بیٹھے۔ مگر برنی صاحب کے ذاتی خطوط سے تصویر کا دوسرا رُخ بھی نظر آتا ہے جس کا ذکر کرنا برنی صاحب کو پسند نہیں تھا نئے پروپیگنڈا کا یہی تو کمال ہے کہ اپنے مطلب کی بات ہی لوگوں کے سامنے پیش ہوتی رہے۔ برنی صاحب کی خواہش تو یہی تھی کہ بات باہر نہ جائے لیکن وہ باہر نکل ہی آئی۔ مسلمانوں کے قائد نواب بہادر یار جنگ کے متعلق ۲۲ فروری ۱۹۴۰ء کو برنی صاحب نے شاہ سلیمان میاں پھلواری شریف کے نام ایک خط لکھا جس میں ذیل کا اقتباس قابل غور ہے (یہ اس زمانہ کی بات ہے جب "قادیانی مذہب" کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے تھے):

"چونکہ نواب بہادر یار جنگ مسلمانوں کی سیاسیات میں شامل ہو گئے اور نمایاں حصہ لے رہے ہیں مسلمانوں نے بھی تفریق کو نظر انداز کر دیا ہے اور ان کو اپنا سرگروہ بنا لیا۔ مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کا بھی یہی معاملہ ہے مسلمانوں میں لیڈر مانے جاتے ہیں اور ہر دلعزیز ہیں۔ جب سے قادیانیوں کا بھانڈا پھوٹا، وہ دینیات، اسلامیات اور سیاسیات میں بہت نامور ہو گئے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کے علی الرغم نواب بہادر یار جنگ قادیانیوں سے میل جول بڑھا رہے ہیں۔ بلکہ واقف لوگ ساز باز کا شبہ کرتے ہیں۔ اس سے مسلمانوں میں بد دلی پیدا ہو رہی ہے۔ توجہ بھی دلائی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ خدا کرے آئندہ سمجھ آئے میں تو سیاسیات سے الگ تھلگ رہتا ہوں۔ تاہم میرا جو علم تھا آپ کو لکھ دیا۔ لیکن یہ بات آپ تک ہی رہے باہر نہ جائے۔"

(رسالہ "نقوش" لاہور۔ پاکستان، خطوط نمبر [illegible])

افسوس نواب صاحب پر توجہ دلانے کے باوجود کچھ اثر نہ ہوا۔ نہ جانے کس ظالم نے اس بات سے پردہ اٹھا دیا اور مخالفت کے اس فرمودہ کی بھی پرواہ نہیں کی۔

"لیکن یہ بات آپ تک ہی رہے باہر نہ جائے"

باہر کرنے کی باتیں تو بس وہی تھیں جن کا برنی صاحب نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے باقی امور پر پردہ ہی پڑا (باقی بر صلا کالم ملا)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء

مسلمانوں میں پختگیٔ ایمان اور اتحاد و اخوت پیدا کرنے کا ذریعہ

مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس قدیر الدین احمد نے ۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو کراچی میں شام ہمدرد کی ایک تقریب میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے ایک پُرمغز مقالہ پڑھا جس میں قیام پاکستان کے سلسلہ میں پیش آنے والی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان خرابیوں کی نشاندہی کی ہے، جو حصول مملکت کے بعد ملک کے اندر پیدا ہو چکی ہیں، ان میں سے سب سے بڑی خرابی یا "سب سے بڑا کھوٹ" یہ بتایا ہے کہ،

"مغرب کی فتح یابی اور بے مثل کامیابی اور اس کے علوم و فنون کی شان و شوکت سے نوجوانوں کے ایمان میں جو شبہات پیدا ہوتے ہیں ان کو دُور کرنے کے لئے کوئی کوشاں نہیں ہے جو جواب دیئے جاتے ہیں، وہ تسلی بخش نہیں ہوتے چنانچہ مغرب کے رُعب کے ساتھ ایمان متزلزل ہو جاتا ہے یہ سنتے وہ جاتے ہیں کہ مذہب سب کچھ ہے مگر مغربی دنیا کا تجربہ دیکھتے جاتے ہیں کہ لامذہبیت کا عروج ہے۔"

اس میں شک نہیں کہ یہ بہت بڑی خرابی ہے جو نوجوانوں کے ایمان کو متزلزل کرنے کا موجب ہے، لیکن اگر غور کرکے دیکھا جائے تو مغربی دنیا کا عروج ان کی لامذہبیت کا نتیجہ نہیں، نہ مسلمانوں کی پس ماندگی ان کے مذہب کی وجہ سے ہے، اس کی وجہ درحقیقت اس بات میں مضمر ہے کہ مغربی دنیا ان اصولوں پر عمل پیرا ہے جو دنیوی ترقی اور عروج کا موجب ہیں اور مسلمان یا اہلِ پاکستان کی پسماندگی ان اصولوں سے انحراف کا نتیجہ ہے، اسلام نے خدا پرستی کے ساتھ ان اصولوں کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور قرآن کریم نے علوم و فنون کے حصول کی بار بار ترغیب دی ہے، چنانچہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اس وقت جب اہلِ مغرب جہالت کی تاریکیوں میں مبتلا تھے، علوم و فنون کی شمع روشن کی جہاں سے اہلِ یورپ نے فیض حاصل کیا، آج مسلمان اگر اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل درآمد ترک کر دیں، تو یہ اسلام کا قصور نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ مغربی دنیا کی لامذہبیت ان کے علوم و فنون اور دنیوی عروج کے ساتھ ساتھ جن بدیوں اور فواحش کا موجب ہو رہی ہے، وہ آخرکار ان کی تباہی کا موجب ہو کر رہے گی، کوئی قوم جو بدیوں اور بدکرداریوں میں حد سے بڑھ جائے خواہ وہ کتنے بھی عروج پر پہنچی ہوئی ہو، تباہی سے بچ نہیں سکتی، خشک علم جس کے ساتھ خدا خوفی نہ ہو اس سے بدی پر جرأت بڑھتی جاتی ہے، جو آخرکار تباہی کا موجب ہوتی ہے، یہی حال ان مسلمانوں کا ہوا جو علمی ترقی اور دنیوی عروج حاصل کرنے کے بعد خدا سے غافل ہو گئے اور عیش و عشرت اور دنیا پرستی کو اپنا شعار بنا کر بدکرداریوں میں مبتلا ہو گئے۔ اس لئے پاکستانی مسلمانوں کو مغربی دُنیا کے عروج سے مرعوب ہونے کے بجائے خود ان اصولوں کو اپنانا چاہیئے جو علوم و فنون کی ترقی اور دنیوی عروج کا موجب ہو سکتے ہیں اور اس کے ساتھ خدا خوفی اور حسنِ کردار کو اپنا شعار بنانا چاہیئے کہ یہی حقیقی فلاح کا موجب ہے۔

مسٹر جسٹس قدیر الدین احمد نے دوسرا کھوٹ یہ بتایا ہے کہ:

"احکامِ اسلام کو مکمل طور سے سمجھا اور سکھایا نہیں جاتا مثلاً چار شادیوں کی اجازت تو عام ہوئی مگر بیویوں میں انصاف اور ان سے محبت کی شرط گھٹ کر صرف ظلم کی شرط رہ گئی۔ اسی طرح سرمایہ داری جائز ٹھہری مگر یہ بات ضمیر پر منحصر رہی کہ دولت کو اللہ کی امانت سمجھو اور اس کی راہ میں خرچ کرو، اور آرام و آسائش کی اجازت تو عام ہوئی مگر ایثار اور جہاد کی کسوٹی ماند پڑ گئی، یہ بے مثل حدیث نبویؐ تو سُنادی کہ علم سے دل زندہ ہوتا ہے اور تلاش سے علم زندہ ہوتا ہے مگر علومِ ظاہری اور دُنیوی کی مذمت ہونے لگی جس کی وجہ سے تلاش کے راستے بند ہوتے چلے گئے۔"

یہ بالکل صحیح ہے، اور فی الحقیقت انہی غیر اسلامی باتوں اور اسلام کو صحیح طور پر نہ سمجھنے اور نہ سمجھانے کی وجہ سے ایمانوں میں وہ تزلزل پیدا ہوتا ہے جس کا ذکر انہوں نے پہلے کھوٹ میں کیا ہے، اور جس کی وجہ سے نوجوانوں کی توجہات اہلِ مغرب کے عروج کی طرف منعطف ہوتی ہیں، اگر اسلام کی وہ صحیح تصویر انہیں دکھائی جائے جو قرآن و حدیث میں نظر آتی ہے اور جو قرونِ اولیٰ میں پائی جاتی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ پختگیٔ ایمان کا موجب نہ ہو، یہی تصویر اس زمانہ میں قادیان کے گاؤں میں رہنے والے اس درویش منش نے پیش کی جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجدد دین کر آیا، حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آئینہ کمالاتِ اسلام، اسلامی اصول کی فلاسفی اور ایسی ہی دیگر کئی ایک کتابیں لکھ کر اسلام کی وہ شاندار تصویر پیش کی ہے، جس کو دیکھ کر بڑے بڑے ملحد اور دہریہ منش صداقتِ اسلام کے قائل ہو گئے، لاہور کے جلسۂ اعظم مذاہب میں جو ۱۸۹۶ء میں منعقد ہوا، تمام مذاہب کے مقابلہ میں آپ کے مضمون (اسلامی اُصول کی فلاسفی) نے جو اثر پیدا کیا اس کی شہادت اس فیصلہ سے ملتی ہے، جس میں تمام ججوں اور عام پبلک نے اس مضمون کے بالا رہنے کا اعتراف کیا نہ صرف یہی بلکہ مغربی دنیا کے فہمیدہ اور سنجیدہ لوگوں نے جن میں بڑے بڑے صاحبِ علم اور اعلیٰ پایہ کے لوگ شامل ہیں ان کے پیش کردہ اسلامی علوم سے متاثر ہو کر قبولِ حق سے اپنے دلوں کو منور کیا۔ افسوس کہ مُلّاؤں نے اپنی تنگ نظری اور بغض و حسد کی وجہ سے عامۃ النّاس کو حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف متوجہ ہونے سے روک دیا ورنہ آج بھی اگر ان کی کتابیں پڑھے لکھے نوجوانوں کے ہاتھوں میں دی جائیں تو ان کا ایمانی تزلزل دُور ہو کر پختگیٔ ایمان کا موجب ہو سکتا ہے۔

مسٹر جسٹس قدیر الدین احمد نے اپنے مقالہ میں پاکستان کے اندر مندرجہ بالا خرابیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کا یہ علاج بتایا ہے کہ:-

"اسلام کے بنیادی اصولوں کو فروعی باتوں سے علیحدہ رکھا جائے، بنیادی اصولوں کی تلقین دل کھول کر ہونی چاہیئے مگر فروعات کو اپنی ہی جگہ دینی چاہیئے تاکہ ہر تبدیلی کا نام الحاد نہ پڑ جائے اور ہر اختلاف کا نام بے راہ روی نہ ہو جائے چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہت بڑھایا جا سکتا ہے .... صاف اور صریح طور پر بنیادی اور فروعی عقائد کی تقسیم از حد ضروری ہے، خصوصاً اس وجہ سے کہ غیر اہم بات کو بڑھا کر اسے اہم کی صف میں لے آنا آسان کام ہے جو خدا اور رسولؐ کا دل و جان سے قائل ہو اس کو اس کی خطا اور نسیان سے جانچنا نیکوں اور نیک دلوں پر ظلم ہے .... یہ دنیائے اسلام کی تاریخ میں ایک شرمناک واقعہ ہے کہ بزرگانِ دین میں سے کم ہی ایسے ہوں گے جن پر کفر کا فتویٰ نہیں لگا۔ مسلمانوں کے فرقے کے فرقے ایسے ہیں جنہیں خود مسلمانوں نے کافر قرار دیا ہے اس لئے ہمارے عوام اور خاص کر نوجوانوں کو ان اصولوں کی آسان اور سادہ فہرست مل جانی چاہیئے جن کو دل سے جان لینے سے انسان مسلمان رہتا ہے اگر ایسے اصولوں کو صاف اور صریح طریق پر مرتب کرکے اس کی پوری شناخت نہ کی گئی تو ابہام اور غلط مبحث کی حدیں نہیں ٹوٹیں گی اور یہ نوجوانوں کے ساتھ ناانصافی ہوگی"

مسٹر جسٹس قدیر الدین احمد نے یہ ایسی بات کہی ہے، جو فی الحقیقت مسلمانوں کی تمام امراض کا صحیح علاج ہے مسلمان فرقوں اور علماء کی باہمی تکفیر مسلمانوں کے اندر جس تشتت و افتراق کا موجب ہوئی ہے اور اس سے جو اخلاقی خرابیاں پیدا ہوئی ہیں، باہمی گالی گلوچ، افترا پردازی اور بدگمانی کا نقشہ دینی اخبارات اور کتابوں میں نظر آتا ہے، وہ سنجیدہ طبقہ کو اسلام سے متنفر کرنے کا موجب ہے، یہ سب خرابی جیسا کہ مسٹر جسٹس قدیر الدین احمد نے فرمایا اسلام کی بنیادی باتوں سے اعراض کرکے فروعی اختلافات کو اہمیت دینے سے پیدا ہوئی ہے، اسلام کی بنیادی باتیں جن پر ایمان مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے، بروئے حدیث صرف یہی ہیں کہ من صلّی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم جو شخص ہماری نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ اور قرآن کریم نے تو یہاں تک فرمایا ہے لاتقولوا لمن القیٰ الیکم السّلام لست مؤمنا۔ جو شخص تمہیں سلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں، لیکن افسوس ہے کہ آج ہمارے علماء نے ان صریح احکامات اور اسلام کی بنیادی باتوں سے انحراف کرکے فروعی امور کو ایسی اہمیت دے رکھی ہے کہ مسلمان کی صحیح اور جامع تعریف نہیں کی جا سکتی، اس کا ایک ہی علاج ہے، کہ ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھا جائے خواہ وہ کسی بھی فرقہ یا فروعی عقیدہ کا قائل ہو، یہ وہ بات ہے، جس کی طرف جماعت احمدیہ لاہور گذشتہ ساٹھ ستر سال سے توجہ دلا رہی ہے اور بار بار اعلان کر رہی ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اور اسے کافر قرار دینا کلمۂ طیبہ کی توہین ہے۔

ضرورت ہے کہ ملک کے فہمیدہ اصحاب اس طرف خاص طور پر متوجہ ہوں، بلکہ حکومت کو چاہیئے کہ قانوناً ایسے لوگوں کو مجرم قرار دیا جائے، یہی ایک ذریعہ ہے جس سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق اور محبت و اخوت کی لہر پیدا ہو سکتی ہے جس کو اسلام تمام دنیا میں پیدا کرنا اور توحیدِ الٰہی کے ساتھ وحدتِ نسلِ انسانی قائم کرنا چاہتا ہے ÷

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (منیجر)

انٹرکانٹی نینٹل ہوٹل کراچی میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے لیکچر پر اخبارات کا تبصرہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے امیر مولانا صدر الدین صاحب کراچی کے ایک ہوٹل میں استقبالیہ سے خطاب کر رہے ہیں (فوٹو حریت)

صرف رسول اکرمؐ کا پیغام ہی دنیا میں آشتی اتحاد اور امن قائم کر سکتا ہے۔ مولانا صدر الدین

کراچی ۲۸ ستمبر (اسٹاف رپورٹر) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے امیر الحاج مولانا صدر الدین نے آج شام مقامی ہوٹل میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج جبکہ تمام قومیں آپس میں برسرپیکار ہیں اور ایک دوسرے کو تباہ و برباد کرنے میں مصروف ہیں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ دنیا کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام سے روشناس کرایا جائے۔ صرف ان کا پیغام ہی دنیا کو امن آشتی امن اور اتحاد سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ انہوں نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں نے اسلام کے نام پر پاکستان حاصل کیا لیکن آج بحیثیت قوم ہمارا کردار گر گیا ہے جسے رسول خدا کی اس ہدایت سے بلند کیا جا سکتا ہے کہ اپنی معاش حلال و طیب طریقے سے حاصل کرو، زبان پر راستی رکھو، نماز قائم کرو اور مخلوق خدا سے بہتر سلوک کرو۔ انہوں نے کہا کہ اس ہدایت پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم ان توقعات کو پورا کر سکتے ہیں جو پاکستان سے وابستہ کی گئی تھیں۔ مولانا صدر الدین نے درس قرآن دیتے ہوئے کہا کہ دنیا میں فساد و فتنہ کا ایک اور بڑا سبب یہ ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کے ساتھ انصاف نہیں کرتی۔ اور قرآن نے قیام عدل پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی قومیں آج مسلمانوں کے درپے ہیں۔ ان کے مقابلے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان آپس میں متحد و متفق ہو کر خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں۔ (حریت کراچی)

حضور اکرم صلعم کی تعلیمات تمام لوگوں کے لئے مشعل راہ ہیں

کراچی ۲۸ ستمبر (اسٹاف رپورٹر) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے امیر الحاج مولانا صدر الدین نے کہا ہے کہ اس وقت دنیا میں قوموں کو یکجا کرنے والا کوئی دین موجود ہے تو وہ مذہب اسلام ہے اور حضور اکرمؐ کی تعلیمات ہی عالم اسلام کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ یہ بات آج شام انہوں نے مقامی ہوٹل میں ان کے اعزاز میں دیئے گئے ایک استقبالیہ کے موقع پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام نے عدل، انصاف اور مساوات کا ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آجکل ہم رسول اکرمؐ کی تعلیمات کو اپنانے کے بجائے سندھی، پنجابی، بنگالی، پٹھان کے جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں۔ مذہب اسلام ہی آج ان منتشر مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کر سکتا ہے۔ (مشرق کراچی)

جرمنی میں تین نوجوانوں کا قبول اسلام

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن لکھتے ہیں

۲۷ ستمبر بروز ہفتہ محترم میاں فاروق احمد شیخ صاحب برلن تشریف لائے انہوں نے مسجد کو پانچ صد مارکس عطیہ دیا ہے۔ جزاہ اللہ

تین جرمن نوجوانوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے جن کے فارم اور فوٹو ارسال ہیں۔

مئی ۶۹ء میں جس جرمن نوجوان شاہد نے اسلام قبول کیا تھا اس نے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری حاصل کر لی ہے۔ ہمارے ہاں اجتماعات میں حصہ لینے والوں میں سے بعض عرب نوجوانوں نے مسجد کے باغ وغیرہ کو صاف ستھرا رکھنے میں گذشتہ مہینوں میں مدد دی مسجد کے تین پلاٹوں میں گھاس اگایا گیا ہے۔ اس سے مسجد کے گرد اگرد سبزہ ہونے سے زائرین پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ ایک پلاٹ باقی رہ گیا ہے وہ انشاء اللہ آئندہ سال ٹھیک کروا لیا جائے گا۔ اس کے علاوہ نوجوانوں نے مسجد کے اندر محراب کو بھی رنگ لیا ہے اور تین دروازوں کو بھی۔ اور دیگر مکان کے دروازوں اور دیواروں کو بھی۔ یہ سب کام بغیر معاوضہ کے ان نوجوانوں نے کیا ہے۔ جزاھم اللہ

یہ نوجوان جو ہمارے اجتماعات میں آتے ہیں یہ گورنمنٹ کی طرف سے ٹیکنیکل ٹریننگ کے لئے یہاں بھیجے جاتے ہیں۔ اپنے اپنے ملک میں واپس جا کر وہ

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

محمد علی گرمان

HEIUR RADDATZ احمد حسن

SEIGFRIED BULL ولید محمد علی

لائل پور میں یوم محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

(لائل پور) ۱۳ اکتوبر بروز پیر بعد از نماز مغرب ۶½ بجے شام جامع احمدیہ لائل پور میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یوم وصال منایا گیا۔ اور حضرت امیر مرحوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ مقامی جماعت کے احباب و حضرات کے علاوہ لاہور مرکز کے آنریری جنرل سیکرٹری جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور انچارج تنظیم جماعت جناب چوہدری فضل حق صاحب نے شمولیت فرمائی۔ یہ تقریب جماعت احمدیہ لائل پور کے نائب صدر جناب شیخ مسعود احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔

اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مقامی جماعت کے سیکرٹری جناب ملک نذر حسین صاحب نے انجام دیئے محترم حافظ عبد الرؤف صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ محترم ملک نذر حسین صاحب نے تقریب کی مناسبت سے ملفوظات حضرت امام زمان مسیح موعودؑ بہ تعلق حضرت امیر مرحوم پڑھ کر سنائے جس میں آپ نے حضرت امیر سے محبت و الفت، ان کے علم و لیاقت، ان کی نیکی و تقویٰ۔ کار دین میں ان کے ذوق و شوق اور ان کی علمی و اسلامی تحریری خدمات اور ان کے مستقبل کے بارہ میں حوصلہ افزا اور خوش آئند خیالات کا اظہار فرمایا۔

محترم چوہدری عبد الرزاق صاحب اور مکرم مولانا حافظ شیر محمد صاحب خوشابی نے جناب محمد اعظم علوی کا منظوم کلام بحضور حضرت امیر مرحوم ترنم سے پڑھا۔ محترم مسیح الملک خلف الرشید جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے کلام امامؑ — نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا — ترنم سے پڑھ کر سامعین کو محظوظ فرمایا جس کا دلوں پر اثر ہوا۔

ازاں بعد مکرم محمد صالح نور صاحب، مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور مکرم مرزا مظفر بیگ صاحب اور صاحب صدر جناب شیخ مسعود احمد صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ جن میں حضرت امیر مرحوم کی حیات کے چیدہ چیدہ حالات و واقعات، آپ کی دینی اور جماعتی خدمات آپ کی بے نظیر تصانیف و تالیفات اور علمی دنیا میں آپ کے عظیم مقام وغیرہ پر بصیرت و حقائق افروز خیالات کا اظہار فرمایا۔ ان تقاریر کا مکمل متن آئندہ اشاعتوں میں ہدیہ قارئین کرام ہوگا۔ مکرم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی اقتداء میں دعائے خیر کے بعد اس مبارک تقریب کا اختتام ہوا۔ حاضرین کی تواضع مشروبات سے کی گئی جو جناب شیخ

بقیہ از کالم ۲:

بطور اساتذہ کسی ٹیکنیکل سکول میں کام کریں گے۔ ان کا شوق سے ہمارے اجتماعات میں آنا ہمارے نظریات کو سننا اور بحث وغیرہ میں مسائل کو سمجھ لینا انشاء اللہ بڑا فائدہ مند ثابت ہوگا۔

رعایا کے مقدمات میں حکام کو عدل و انصاف سے کام لینے اور خواہشات نفسانی سے الگ رہنے کا حکم

حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرامؓ نے ہمیشہ غیر مسلم رعایا کیساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کیا

حکام کے اسلام پر کاربند ہونے سے ہی پاکستان مستحکم ہو سکتا ہے

خطبہ جمعہ
مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض - فاحکم بین النّاس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ - ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب -
(ص ۳۸: ۲۶)

حضرت داؤدؑ کے دو عظیم الشان مراتب

اس آیت میں ایک پیغمبر کا ذکر ہے - ان کا نام حضرت داؤدؑ ہے - ان کو اللہ تعالےٰ نے دو نعمتیں عطا فرمائیں - ایک تو وہ پیغمبری کے مرتبہ پر فائز کئے گئے اور دوسری بڑی نعمت یہ ہے کہ ان کو بادشاہ بنایا گیا - اس دنیا میں ان دو بلند مرتبوں کے علاوہ اور کوئی رتبہ نہیں - جو ان کے لئے وجہ عزت و عظمت ہو - اللہ تعالےٰ نے ان دونوں رتبوں کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کو منتخب فرمایا - چنانچہ فرمایا یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض ہم نے تمہیں اس ملک کا بادشاہ بنایا ہے اور تمہیں نبوت و رسالت کا کام بھی سونپا ہے - یہ دونوں رتبے بہت بلند ہیں -

مخاصمات میں حق کے ساتھ فیصلہ کرنیکا حکم

فرمایا اس نعمت اور رتبہ کے لحاظ سے تمہارے کچھ فرائض بھی ہیں - جو بہت اہم ہیں - فاحکم بین النّاس بالحق - کہ لوگوں کے معاملات اور مخاصمات کو حق کے مطابق فیصلہ کرنا - رعایا میں بے شمار مخاصمات رونما ہوتے ہیں - زمیندار غلہ پیدا کرتا ہے جس کے بغیر انسانی زندگی قائم نہیں رہ سکتی - پھر یہ غلہ منڈی میں جاتا ہے جہاں اس کی تجارت ہوتی ہے اور کھرے لین دین میں بعض اوقات طرح طرح کے تنازعات پیش آجاتے ہیں - اس کے علاوہ پٹواری اور دوسرے حاکم زمیندار کو تنگ کرتے ہیں - کپاس پیدا ہوتی ہے - کپاس کا کپڑا بنتا ہے - کپڑا مارکیٹ میں جاتا ہے اور اس تجارت میں بھی بعض وقت جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں - اسی طرح چمڑے کی دستکاری اور صنعت غرض وجود میں آتی ہے تو بے شمار قسم کے لوگ ہر کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ان کے ساتھ معاملات میں طرح طرح کے مخاصمات پیدا ہوتے ہیں - غرض اجتماعی زندگی کی بہبود کی خاطر نہایت مضبوط سیاست کا قائم کرنا از بس ضروری شرط ہے -

عدل و انصاف قائم کرنے میں مشکلات

انصاف و عدل قائم کرنا بہت نازک امر ہے - وہ جو نافذ الحکم ہو ان کو طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے - کبھی کسی رشتہ دار کی رعایت پیش نظر ہوتی ہے کبھی غیر مسلم کے مقابلہ میں مسلم کا ساتھ دینے کا خیال دل میں آتا ہے - ایسا ہی بعض مقدمات میں دوستوں کا بھی لحاظ ہوتا ہے ایسے مشکل حالات میں اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ کسی کا لحاظ کئے بغیر حق و انصاف سے کام لیا جائے

مقدمات میں کسی سے رورعایت نہ کرنیکا حکم

اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی قوم کی تعلیم و تربیت کے لئے فرمایا کہ آپؐ سے پہلے بھی انبیاء ہو گذرے ہیں جن کو نبوت کے علاوہ سلطنت بھی دی گئی اور حکم ہوا کہ عدل و انصاف سے کام لینا جس میں کسی کی رورعایت ملحوظ نہ ہونے پائے - ایسا ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ - بڑی شدت اور احتیاط کے ساتھ اللہ کو گواہ رکھتے ہوئے عدل و انصاف کو قائم کرو ولو علی انفسکم خواہ خود اپنے خلاف ہو او الوالدین - اگر ماں باپ کے خلاف گواہی دینا پڑے تو دو - والاقربین - اگر اپنے عزیز رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینا پڑے تو دو -

حضرت نبی کریم صلعم نے یہودی کے مقابلہ میں مسلمان مجرم کو سزا دی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد الٰہی پر عمل کر کے دکھایا - آپؐ نے مسلمان کے مقابلہ میں ایک یہودی کو حق پر ہونے کی وجہ سے بری کر دیا اور مسلمان کو سزا دے دی - طعمہ ایک انصاری تھا - اس نے زرہ بکتر چوری کر کے ایک یہودی کے گھر پھینک دی - مقدمہ دربار نبوی صلعم میں آیا - ایک طرف انصاری مسلمان ہے - یہ اس محسن قوم کا فرد ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں پناہ دی اور آپؐ کے ساتھیوں کی ہر طرح مدد کی تھی - ان لوگوں کا بڑا رتبہ تھا - حضور صلعم کے دل میں اس قوم کی بڑی قدر و منزلت ہے - یہ انصار کی قوم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ طعمہ مسلمان ہے اور انصار میں سے ہے - اس کے مقابلہ میں یہودی ہے جو بے ایمان اور کافر ہے اگر اس مقدمہ میں طعمہ سزایاب ہوا تو ہماری قوم کی عزت خاک میں مل جائے گی -

اب ایک طرف محسن قوم اور اس کی سفارش ہے اور دوسری طرف کافر یہودی ہے - مقدمہ کی تفتیش ہوئی - طعمہ مجرم پایا گیا اور یہودی کو بری کر دیا گیا -

مسلمان حاکم کو غیر مسلم رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا حکم

ایسا ہی حضور صلعم نے فرمایا ستفتحون مصر - تم مصر فتح کرو گے - یاد رکھو رعایا کی خیر خواہی ملحوظ رکھنا - استوصوا باھلھا خیراً - فان لھم ذمۃ و رحما - یاد رکھو مسلمان حاکم کے ماتحت جو غیر مسلم رعایا ہو اس کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرنا مسلمان حاکم کے ذمہ ہوگا -

فرمایا اوصیہ بذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ ان یوفی لھم بعھدھم و ان یقاتل من ورائھم و ان لا یکلفوا فوق طاقتھم - خدا کا اس کے رسول کا حکم ہے کہ ذمیوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کی جائے گی - یہ عہد کہیں لکھا ہوا نہیں ہے - لیکن سلطنت کے اندر جو ہندو، سکھ، عیسائی یا یہودی ہیں، ان سب کے متعلق خدا اور رسولؐ کا عہد ہے کہ ان کی حفاظت کرنا ہے -

یمن کے یہودیوں کے ساتھ نرمی اور انکے اموال کی حفاظت کا حکم

یمن کے یہودیوں کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری کو فرمایا وہ اہل کتاب ہیں - فرمایا الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ - وہ اہل الکتاب ہیں بشرا ولا تنفرا - یسرا ولا تعسرا ان سے ایسا سلوک کرنا کہ وہ خوش ہوں حکومت میں نرمی اختیار کرنا سختی سے کام نہ لینا - کہ ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہو جائے - تمہاری حکومت ان کے لئے برکت و مسرت کا موجب ہو - ایاکم و کرائم اموالھم - غیر قوم پر حکومت کرنے جا رہے ہو ان کے مال ہڑپ نہ کرنا ان کے حقوق تلف نہ کرنا -

انگریز ہندوستان کے اموال لوٹ کر لے گئے

اس بیسویں صدی میں مغربی اقوام نے جب مشرقی اقوام پر قبضہ کیا تو مشرقیوں کو غلام بنایا اور وہاں کے اموال سمیٹ کر اپنے ملک میں لے گئے - انگریز نے ہندوستان

میں حکومت کی بہت اچھی حکومت تھی لیکن اعلیٰ درجہ کی گندم ایک روپیہ کی دس سیر یہاں سے اپنے ملک میں لے جاتا۔ اور ایک پونڈ وزنی بسکٹوں کا خوبصورت ٹین بھیجکر ۲½ روپے میں ہمیں فروخت کرتا تھا۔ ہمارے ملک کا چمڑا اپنے ملک میں لے جاتا اور اس کا بوٹ ہمیں بھیج کر بیس روپے میں فروخت کرتا تھا اور یہ چیں چیں کرتا ہوا بوٹ ہم پہن کر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

روئی بڑے سستے داموں ہمارے ملک سے لے جاتا۔ چھینٹی کی ململ بنا کر ہمیں دیتا جسکی گز دو میں آدھ پاؤ روئی سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ اس طرح ہمیں دونوں ہاتھوں سے لوٹتا اور ہمارے ملک میں بلیک کرتا تھا اور ہم خوش تھے۔

مسلمان حکام کے سایۂ عاطفت میں رعایا کا امن و عافیت۔

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اتاکم وکلوا ثم اموالهم۔ حاکم بن جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم رعایا کا مال اُڑاتے جاؤ۔ یہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مسیحؑ کے شاگرد لکھے پڑھے یورپین جہاں کہیں گئے وہاں انہوں نے ماتحت اقوام کو ذلیل و خوار کر کے دکھ دیا۔ برعکس اس کے مسلمان حاکم فاتح بن کر جہاں کہیں گئے رعایا نے ان کے سایہ میں امن و سلامتی کی زندگی بسر کی۔ انہوں نے اس کو سایۂ رحمت تصور کیا NO EXPLOITATION اسلامی سلطنت کا طریق عمل تھا۔

مظلوم کی آہ خدا تک پہنچتی ہے

فرمایا اتق دعوة المظلوم محکوم پر ظلم نہیں کرنا۔ ورنہ مظلوم کی آہ خدا تک پہنچتی ہے لیس بین اللّٰہ وبینها حجاب مظلوم کی آہ اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی روک نہیں ہے ایک طرف ایک مسلمان حاکم ہو اور دوسری طرف غیر مسلم مظلوم ہو۔ اس غیر مسلم مظلوم کی وجہ سے مسلمان حاکم سزا پائے گا۔ مسلمان ہونے کا لحاظ نہ کیا جائے گا بلکہ اس کو عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

حضور نبی کریم صلعم کے سامنے ایک تاریخ رکھی گئی ہے کہ انبیاءؑ کو عدل و انصاف کی تلقین کی گئی تھی۔ حضرت داؤدؑ کو حکم دیا گیا تھا فاحکم بین الناس بالحق۔ آپؐ نے بھی اسی حکم پر عمل درآمد کر کے دکھانا ہے۔ تاریخی واقعات واضح کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح غیر مسلموں کے ساتھ حسن اخلاق اور احسان و مروت کا سلوک کیا۔

خواہشات نفسانی سے منع کیا گیا

دوسرا حکم یہ دیا تھا ولاتتبع الهوٰی اقتدار اور حکومت مل جانے تو خواہشات نفس اور لذّات بڑی پر پُرزے نکال لیتی ہیں۔ فیصلہ کے وقت اپنی قوم۔ ماں باپ۔ رشتہ دار اور احباب کا تعلق سامنے آ جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا خواہشات اور لذات جسمانی میں مستغرق نہ ہو جانا۔

حضرت نبی کریم صلعم کی پاک زندگی

اس اونچے مقام پر حضور متمکن تھے جہاں اُن کے فیصلہ جات بے لاگ تھے۔ وہاں ان کا دامن عیش و عشرت کی زندگی سے پاک تھا۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں ما ترك رسول اللّٰہ صلعم عند وفاته درهمًا ولا دينارًا ولا شاة ولا بعيرًا ولا امة ولا عبدًا اسی طرح سے حضور نے نہ حضرت علی رضہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور نہ ہی اپنے عزیز ترین اقربا کے لئے جاگیریں مقرر فرمائیں

مسلمان حکام کا رویہ

یہ دونوں حکم مسلمانوں کو دیئے گئے ہیں۔ مسلمان افسر ہو، حاکم ہو، مدرسہ یا کالج اور دفتر کا مہتمم ہو ضروری ہے کہ وہ اپنا یہ عمل بنا لے کہ میں نے اپنوں کی بیجا اور ناجائز رعایت نہیں کرنا ہے۔ اس سے امن برباد ہو جاتا ہے۔ بددیانتی اور خیانت راہ پاتی ہے۔ صرف نماز اور روزہ سے امن پیدا نہیں ہوتا۔ کسی حرام خور اور رشوت خور افسر کا ماتحت جانتا ہے کہ میرا افسر بددیانت ہے۔ اس کی بیوی جانتی ہے، ملازم جانتا ہے کہ وہ خائن ہے بدعمل ہے۔ باہر تو وہ لیڈر بھی ہے۔ حاکم بھی ہے لیکن گھر میں وہ کچھ بھی نہیں۔ گھر کا ملازم اور قوم اس کو تاڑتی ہے۔

احکام الٰہی سے انحراف کا نتیجہ

بادشاہ اور پیغمبرؑ اپنی خواہشات کو ملحوظ رکھیں اور خدائی احکام پر عمل نہ کریں تو فرمایا:- فیضلك عن سبیل اللّٰہ۔ لذاتِ جسمانی میں مستغرق ہو جانے سے احکام الٰہی سے انحراف کرنے کی مرض پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسا کرنے والے مورد عذاب الٰہی بنتے ہیں۔ ایسا کرنے سے پیغمبری کا مقصد ضائع ہو گیا۔

اگر نتیجہ بُرا ہے تو عذاب بھی بڑا ہے۔ فرمایا بما نسوا یوم الحساب۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے حساب کا دن بھلا دیا ہے۔ کبھی کبھی یوم حساب دنیا میں بھی مشابہ سے میں آ جاتا ہے۔ مارشل لاء نے بڑے بڑے لوگوں کو ننگا کر دیا ہے۔ یوم حساب قیامت کو بھی ہوگا لیکن یہاں بھی محاسبہ ہو جاتا ہے اس لئے ڈرنا چاہیئے۔

خلفاء کی معصیت بھی موجب عذاب الٰہی ہے

تفاسیر میں لکھا ہے کہ بنی مروان کے ایک خلیفہ نے عبدالعزیز سے کہا کہ ہمیں ایک روایت ملی ہے لاتکتب علينا معصية۔ اگر کوئی گناہ ہم سے ہو جائے وہ ہمارے اعمال نامہ میں نہیں لکھا جاتا۔ اور نہ ہم پر کوئی مواخذہ نہیں۔

حضرت عبدالعزیز نے پوچھا انبیاء افضل او الخلفاء۔ کیا پیغمبر بڑے ہوتے ہیں یا خلیفہ؟ انبیاءؑ کی نسبت تو فرمایا ہے۔ ان الذين يضلون عن سبيل اللّٰه لهم عذاب شديد جو لوگ خدا کے رستہ سے بھٹک جائیں ان کو شدید عذاب دیا جائے گا۔

انبیاءؑ کے متعلق دو احکام ہیں کہ رعایا سے حق و انصاف کا سلوک کریں اور اپنی خواہشات کے بندے نہ بن جائیں، تو کیا خلفاء کو اس سے چھٹی ہو گی۔ کہ وہ جو چاہیں کریں ان کے لئے عذاب شدید نہیں؟

صحابہ کرامؓ کی طرف سے احکام الٰہی کی بجا آوری

ان آیات کو پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں سے ایسے اعمال سرزد ہوئے جن میں ان احکام کی پوری بجا آوری کی گئی ہے۔ حضرت ابوبکر رضہ نے اپنا سارا مال حضور صلعم کے قدموں میں لا گرایا۔ حضرت عمر رضہ نے بیٹے کو فرمایا کہ حکومت اور خلافت ایک ہی گھر میں نہیں رہ سکتی۔ تم خلافت کے حقدار نہیں ہو۔ اور فرمایا شاید تم مہاجر بھی نہیں ہو کہ تم مہاجرین کے حقوق سے فائدہ اُٹھانا چاہو۔ جب ہم ہجرت کر کے آئے تھے تو تم چھوٹے بچے تھے۔ ہجرت میں تمہارا اپنا کوئی دخل، ارادہ اور عزم نہیں تھا۔ اس لئے تم مہاجرین میں شمار نہیں ہو سکتے۔ یہی نہیں بلکہ اس کا وظیفہ بھی کم کر دیا اور فرمایا کہ جو سب سے اچھا آدمی ہو اسے خلیفہ بننا چاہیئے۔ حضرت عمر رضہ نے اپنے ایک بیٹے کو سو دُرّوں کی سزا دی۔ اسی کوڑوں سے اس کی جان نکل گئی۔ تو بیس کوڑے اس کی قبر پر مارے گئے۔ تو مسلمان خلفاء اور بادشاہوں نے نہایت عبرت آموز مثالیں قائم کی ہیں۔ مسلمان بادشاہ ہو کر مصر و یمن میں چلے گئے۔ وہاں کے لوگوں نے ان کو سر آنکھوں پر جگہ دی۔ ان کے نزدیک وہ فرشتے تھے۔ انہوں نے رعایا کی مسلمانوں کے حقوق کی طرح حفاظت کی۔

حکام کے احکام اسلام پر عمل کرنے سے ملک کی حالت سدھر سکتی ہے

اس تعلیم اور عمل کی وجہ سے اسلام دُنیا میں پھیلا آج ہم نے ان تعلیمات کو چھوڑ رکھا ہے خود پاکستان کے اندر ان اسلامی تعلیمات پر عملدرآمد کم نظر آتا ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ جب کبھی خدائی تعلیم سے انحراف کیا جائے تو زوال سر پر کھڑا ہوتا ہے۔ طرح طرح کی کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں سلطنت برباد ہو جاتی ہے۔

اگلے دن مجھے انجمن کے معاملات کی وجہ سے گورنر سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ وہ باہر گھاس پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ ان کے پاس یکے بعد دیگرے آ جا رہے تھے۔ میں ایک کمرہ میں بیٹھ گیا۔ گورنر کے ملٹری سیکرٹری میرے پاس آ بیٹھے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی اخلاقی حالت خراب ہے۔ اس حالت کو سدھارنے کے لئے کیا کیا جائے۔ میں نے کہا کہ حالت سدھر سکتی ہے لیکن وعظ سے نہیں مثال سے سدھر سکتی ہے اگر آج حکومت کے اعلیٰ افسر اور ذمہ دار لوگ عملاً مسلمان ہو جائیں۔ جج اور مجسٹریٹ اسلامی طرز اختیار کریں تو پاکستان فرشتوں کا ملک بن جائے اور سارا خرابیاں دُور ہو جائیں، اور اس پر برکت اور رحمت کا نزول ہو۔ اس نسخہ پر عمل کئے بغیر پاکستان کی حالت نہیں سدھر سکتی۔

آج اسلام کے خلاف بے شمار تحریکیں سرگرم عمل ہیں اگر مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہ دی۔ اپنے اندر اسلام کی حمیت۔ غیرت۔ عظمت اور کردار پیدا نہ کیا تو اس غیر اسلامی طریق سے گمراہی پھیل جائے گی۔ ہلاکت وارد ہو جائے گی اور خدا کا دردناک عذاب اُترے گا۔

خطبہ ثانی

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب اور ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کے لئے دُعا

ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر بیمار چلے آ رہے ہیں۔ میں ان کی عیادت کو گیا تھا۔ ان کی حالت پہلے سے اچھی تھی لیکن کمزوری لاحق تھی۔ آج ان کی اطلاع آئی کہ حالت بہتر ہے تاہم جماعت سے دعا کرائی جائے سیالکوٹ کے ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب بھی بیمار ہیں۔ میں سیالکوٹ میں ان کی احوال پرسی کے لئے گیا تھا۔ چہرے پر کمزوری نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن وہ بہت پریشان تھے۔ یہ دونوں ڈاکٹر صاحبان جماعت کے بڑے قیمتی مخلص اور قابل افراد ہیں ان کے لئے اور ان سب کے لئے جو مختلف عوارض و مصائب میں مبتلا ہیں اللہ کے حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم و فضل فرمائے۔ (دعا کی گئی)

ایک شخص حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں آیا۔ اس نے سر نیچے جھکا کر آپ کے پاؤں پر رکھنا چاہا۔ حضرت نے ہاتھ کے ساتھ اس کے سر کو ہٹایا اور فرمایا، یہ طریق جائز نہیں السلام علیکم کہنا اور مصافحہ کرنا چاہیئے۔
(بدر۔ جلد ۶ نمبر ۳۲ صفحہ ۵۔ مورخہ ۸؍اگست ۱۹۰۷ء)

جناب عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب
کنگ سکول اینڈ کالج ایبٹ آباد

چاند شق ہو چکا اور عذابِ الٰہی کی گھڑی آ پہنچی

ایٹم بم کا جہنم یاجوج ماجوج کی تباہی کا موجب ہو گا

دینِ حق تمام باطل ادیان پر غالب آئے گا

اے اولادِ آدم! معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہماری موجودہ تہذیب کے اختتام کی آخری نشانی چاند کو شق کرنا تھا۔ چاند شق ہو چکا اب عذابِ عظیم کی گھڑی کا منتظر رہنا چاہیئے جو موجودہ تہذیب کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گی۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں "ساعت" کسی قوم کی تباہی کے وقت کو کہتے ہیں۔ جُدا جُدا اشخاص کے اجل کو "موت" کہتے ہیں۔ ہر قوم کے اجل کو "وعدہ کی گھڑی" یا "ساعت" اور تمام نظام کے اجل کو "قیامت" کہتے ہیں۔ اگر لفظ شق کے معنی سمجھنے ہوں تو قرآن پاک کی اس آیت سے ہی سمجھ لیجئے۔

"پس انسان کو چاہیئے کہ طعام کی طرف
غور کرے کہ ہم نے اوپر سے پانی
برسایا۔ پھر زمین کو شق کیا پھر اس سے
غلے اور انگور اور ترکاری اور زیتون
اور کھجوریں اور گنجان باغ اور میوے
اور چارا نکال کر باہر کیا اور تمہارے
چارپایوں کے استعمال کے لئے.....
......" (۸۰ / ۲۴-۳۲)

جیسے پانی کی بوند زمین کو شق کرتی ہے اور جس طرح پودے زمین کو شق کرتے ہیں اسی طرح اس جھنڈے نے بھی چاند کو شق کر دیا جو اس پر گاڑا گیا۔"

"سحرٌ مستمر" ہے ہمیشہ سے چلے آنے والا "سحر" اور "سحر" کے معنی ہیں دھوکے کی باتیں اور تخیلات جن کی حقیقت کچھ بھی نہ ہو۔ اور سائنس کا دارومدار ہمیشہ ظنّی باتوں پر رہا ہے۔ ہر آنے والے سائنسدان نے گزشتہ سائنسدانوں کی باتوں، تخیلات اور نظریات کو غلط ثابت کیا ہے۔ اگر سائنس حقیقی بنیادوں پر قائم ہوتا تو اس کے نظریات اور قوانین نہ بدلتے کیونکہ حق بات کو قرار حاصل ہوتا ہے۔ اور باطل ڈانواں ڈول رہتا ہے۔ ظاہری ترقی سائنسدانوں کے ان غلط نظریات کے باعث نہیں ہوئی بلکہ ان مشاہدات کے باعث ہوئی ہے جو حق ہیں۔ اس پر اگر کچھ لکھنے لگ جاؤں تو میں اپنے اصل موضوع سے بہت ہی دور نکل جاؤں گا۔ صرف ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کر لیجئے۔ قوت تمام کائنات میں صرف ایک ہے اور وہ ہے "القوی" کا قوی ہاتھ! اب ذرت حق ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی نہ بدلتی ہوئی سنتوں سے واقفیت حاصل کرے گا وہ کشتیوں کو پانی پر تیرا سکے گا۔ ہوائی جہازوں کو اڑا سکے گا۔ اور اپنے راکٹوں کو ستاروں تک پہنچا سکے گا لیکن سائنسدانوں نے جب اس قوت کو کائنات میں کار فرما دیکھا تو الہامی نور سے محرومی کے باعث وہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے نظر آیا۔ اشیاء کے اندر ان کے باطل نظریات نے اس قوت کو کشش اتصال (COHESIVE FORCE) سے موسوم کیا۔ اور مائعات میں اسی قوت کو اچھال (BUOYANCY) کا نام دیا۔ اگر ٹھہری ہوئی چیزوں میں ردّ عمل (NORMAL REACTION) کے طور پر نظر پڑا تو کائنات کی اشیاء میں کشش ثقل (GRAVITATION FORCE) کی طرح نظر آیا۔ اور جب شیطان باطل نظریات کی تبلیغ کی تو اللہ تعالیٰ کا قوی ہاتھ لوگوں سے پردہ میں ہوا۔ اسی طرح ان کے تمام باطل علوم حجاب بن کر رہ گئے اور یہ ان لوگوں کے زمرے میں آ گئے جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو عاجز کرنے کے درپے ہیں اگرچہ یہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ کر سکیں گے اور اس عالم الغیب کی یہ بات پوری ہو کر رہے گی کہ :۔

"چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو
مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ
اپنے نور کو مکمل کئے بغیر نہ رہے گا
خواہ کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔
وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت
اور "دینِ حق" کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ
اسے سب دینوں پر غالب کر دے
خواہ مشرک اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں
........" (۹ / ۳۲-۳۳ و ۶۱ / ۸-۹)

قرآن پاک کی اصطلاح میں ان لوگوں کو کہیں تو یظنّون (گمانی باتوں پر چلنے والے) کہا ہے اور کہیں خرّاصون (صرف دماغ کے ذریعہ معاملات کو تخمینوں سے سمجھنے والے) اور کہیں شیاطین سے موسوم کیا ہے (جیسے سلیمان علیہ السلام پیغمبر کے وقت سائنس دان) اور کہیں ساحرین کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ (جیسے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آنے والے سائنسدان) انہی کو شیطان کی ٹولی، شیطان کے دوست، شیطان کے مرید سے بھی موسوم کیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو شیطان وحی کرتا ہے۔ ان کے دل میں اپنا پروگرام القا کرتا ہے۔ شیطان نے جہاں اور چیلنج ربّ العالمین کو دیئے ان میں سے اولادِ آدم کے لئے ان کے آگے پیچھے کو آراستہ کرنا اور تغیرِ خلق اللہ یعنی کسی چیز کی خلقت میں تغیر کا حکم بھی شامل تھا۔ پس یہ وہی لوگ ہیں جو چیزوں کی خلقت بدلتے ہیں اور انسان کے لئے ان کے آمنے سامنے کی چیزوں کو سجانے میں مصروفِ کار ہیں۔ احادیث نبوی نے جس دجّالی قوم کا ذکر کیا ہے وہ بھی یہی ہیں "دجل" کہتے ہیں "حق پر پردہ ڈالنے والے کو"۔ اس میں شک نہیں کہ ہر قوم کے دجّال جدا جدا ہوتے ہیں۔ ہمارے وقت کے دجّال یہی ہیں۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ مومن اپنے آپ کو مومن کہتے ہوئے بھی ان کی پیروی کرنے لگے ہیں۔ (اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو ان کی اصلیت پھر کسی موقعہ پر ظاہر کر دوں گا)

ہر اُمّت کے لئے اجل

قرآن پاک کی باقاعدہ تلاوت کرنے والوں سے یہ بات مخفی نہیں ہو گی کہ ہر اُمّت کے لئے ایک "اجل" مقرر ہے (یعنی ایک معیّن وقت ہوتا ہے جس کے آنے کے بعد اجل میں تاخیر نہیں ہوتی) جو اپنے ربّ العالمین کے کلام سے غافل ہیں ان کے لئے چند آیات کا ترجمہ درج ذیل ہے :۔

* "ہر اُمّت کے لئے ایک اجل ہے پھر جب وہ گھڑی آن پہنچے گی تو یہ نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے ......" (۷ / ۳۴)
* "کہہ دو میں اپنی ذات کے برے اور بھلے کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ ہر اُمّت کے لئے ایک وقت (اجل) مقرر ہے جب وہ وقت آتا ہے تو ایک گھڑی بھی دیر نہیں کر سکتے اور نہ جلدی کر سکتے ہیں......" (۱۰ / ۴۹)
* "ان کافروں کو چھوڑ دو کہ کھا لیں اور فائدہ اٹھا لیں اور امیدیں ان کو بہلائے رکھیں عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کے لئے ایک مقررہ وقت لکھا ہوا تھا اور کوئی اُمّت نہ اپنے اجل سے پہلے ہلاک ہوتی ہے اور نہ پیچھے رہتی ہے۔" (۱۵ / ۴-۵)
* "نہ کوئی اُمّت اپنے وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔" (۲۳ / ۴۳)

پیغام رساں اور گواہ!

یہاں اُمّت کسی نبی کے پیروکاروں کے لئے استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ قرآن مجید کی گواہی ہے کہ تباہی تو انہی لوگوں پر آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے منکر ہوتے ہیں یا پھر فسق و فجور میں اس قدر مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔ اور آگاہ کرنے والوں کی آگاہی کے بعد بھی اپنی اصلاح نہیں کرتے بلکہ اُمّت کا لفظ یہاں نافرمان ٹولی، نافرمان قوم اور نافرمان باشندوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ بہرحال جس اُمّت کو بھی تباہ کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنی نہ بدلتی ہوئی سنّت کے مطابق ان کے پاس آگاہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا حق پیغام پہنچانے والے بھیجتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ تمام کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام قرآن پاک ہے۔ اور اس پیغام کے پیغام رساں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی ہیں۔ اکثریت نے اپنے اس فرض سے کوتاہی برتی، بہت ہی کم ہیں بلکہ محدود چند ہیں جو اپنے اس منصب سے واقف ہیں اور قیامت کے دن لوگوں پر گواہ بنیں گے۔ حضور کی اُمّت کے شہداء وہی اور صرف وہی ہیں۔ جو حضور کی معرفت سے دیئے گئے اس پیغام کو لوگوں تک پہنچائیں اور اس اُمّتِ وسطیٰ کے ممبر بن جائیں جن کی بابت کہا گیا ہے کہ :۔

* "تاکہ رسول تم پر گواہ بنے اور تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔" (۲ / ۱۴۳ و ۲۲ / ۷۸)

اور حضور کی اُمّت ہی کے لوگ ہوں گے جو انبیاء کے درجوں میں ہوں گے اس آیت میں ایسے ہی شہداء کا ذکر ہے :۔

* "اور نبی اور شہداء لائے جائیں گے اور ان میں حق فیصلے صادر ہو جائیں گے اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔" (۳۹ / ۶۹)

اور یہی کچھ پہلے اہلِ کتاب نے کیا تھا اور یہی کچھ اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

* "پھر ہم نے اپنی کتاب کا ان کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں

سے چُن لیا تھا پس بعض ان میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والے تھے۔ بعض درمیانی چال چلے اور بعض اللہ تعالےٰ کے "اِذن" سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے تھے، یہی تو اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہے......"
(۳۵/۳۲)

ہر اُمّت کے لئے نذیر و بشیر

(ترجمہ) اور البتہ ہم تم سے پہلے کئی اُمتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جب، انہوں نے ظلم اختیار کیا۔ اگرچہ ان کے پاس پیغام پہنچانے والے کھلی دلیلیں لائے تھے وہ ہرگز ماننے والے نہ تھے۔ ہم گنہگاروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں......" (۱۰/۱۳)

* اور ہر اُمّت کے لئے پیغام رساں ہے۔ پھر جب ان کے پاس ان کا پیغام پہنچانے والا پہنچا تو ان کے درمیان حق فیصلہ صادر کیا گیا اور کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔......" (۱۰/۴۷)

* "جو سیدھے راستے پر چلا تو اپنے لئے اور جو بھٹک گیا تو اس کا نقصان بھی اپنا ہے اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیا کرتے جب تک کسی پیغام پہنچانے والے کو نہیں بھیجتے......" (۱۷/۱۵)

* "اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو کہتے ہمارے رب، تُو نے ہمارے پاس کوئی پیغام پہنچانے والا کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پیشتر تیرے حکموں پر چلتے۔ کہہ دو ہر ایک انتظار کرنے والا ہے سو تم بھی انتظار کرو۔ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ سیدھی راہ پر کون تھا اور ہدایت پانے والے کون ہیں"
(۲۰/۱۳۴-۱۳۵)

* "اور ہم نے کوئی ایسی بستی ہلاک نہیں کی جس کے لئے ڈرانے والے نہ آئے ہوں یاد دہانی کے لئے۔ اور ہم ظلم کرنے والے نہ تھے۔ (۲۶/۲۰۸-۲۰۹)

* "اور اگر ان کے اپنے اعمال کے سبب اُن پر مصیبت نازل ہو جاتی تو کہتے اے رب ہمارے! تو نے ہمارے پاس کسی کو پیغام دے کر کیوں نہیں بھیجا تاکہ تیرے حکموں کی تابعداری کرتے اور ایمان والوں میں سے ہو جاتے" (۲۸/۴۷)

* اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک ان کے کسی بڑے شہر میں پیغام رساں نہ بھیج دے۔ جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اس حال میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں"
...... (۲۸/۵۸-۵۹)

(اہلِ جہنم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اللہ تعالےٰ کا پیغام نہ پہنچایا گیا ہو)

* "اور کافروں (یعنے اللہ کے ناشکروں) کو دوزخ کی طرف گروہ در گروہ ہانکا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان سے دوزخ کے داروغہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغام رساں نہیں آئے تھے جو تمہیں رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے تھے اور آج کے دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ سب کہیں گے ہاں آئے تھے لیکن اللہ تعالےٰ کا عذاب کا کلمہ کافروں پر پورا ہو کر رہا ......" (۳۹/۷۱)

* "اور جب (جہنم) میں ایک گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغام رساں نہیں آئے تھے جو وہ کہیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پھر ہم نے اس کو جھٹلایا اور کہہ دیا کہ اللہ تعالےٰ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سُنا یا سمجھا ہوتا تو ہم اصحاب سعیر سے نہ ہوتے پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کر دیں گے سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے ...." (۶۷/۹-۱۰)

* "اے جنّ و انس کی ذُریو! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے اللہ تعالےٰ کے پیغام پہنچانے والے نہیں آئے تھے جو تم پر میری نشانیاں بیان کرتے تھے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے؟ کہیں گے کہ ہم اپنے نفسوں پر خود گواہی دیتے ہیں (کہ آئے تھے) انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا اور اپنے پر خود ہی گواہی دی کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نافرمان تھے یہ اس لئے کہ تیرا رب ظالم بستیوں کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب کہ وہ بے خبر ہوں" (۶/۱۳۰-۱۳۱)

* "اے آدم کی اولاد! جب تمہارے پاس تمہیں میں سے میری طرف سے کوئی پیغام پہنچانے والا آئے جو تمہیں میری نشانیاں بتائے پھر جو شخص ڈرے اور اصلاح کرے تو ایسوں پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے اور جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا وہی دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے" (۷/۳۵-۳۶)

* کیا تمہیں میری نشانیاں نہیں بیان کی جاتی تھیں جو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (کہیں گے) اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہوں گے اللہ تعالےٰ فرمائے گا اس میں دھتکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ میرے بندوں میں کچھ ایسے بھی تھے جو کہتے تھے کہ اے ہمارے رب ہم تجھ پر ایمان لے آئے پس تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کا مذاق اُڑایا یہاں تک کہ میری یاد تک بھی بھول بیٹھے اور تم اُن سے ہنسی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کا صبر کا بدلہ دیا وہی کامیاب ہوئے"!
(۲۳/۱۱۱-۱۰۴)

* منکروں کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ اُن پر موت کا حکم جاری ہوگا اور نہ ہی اُن سے عذاب کم کیا جائے گا اس طرح ہم ہر ناشکرے کو سزا دیتے ہیں اور وہ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال باہر کر کہ ہم نیک کام کریں۔ برخلاف ان کاموں کے جو ہم کرتے تھے۔ کہا جائے گا کہ ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں سمجھنے والا سمجھ سکتا ہے؟ اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پس اب مزہ چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں......" (۳۵/۳۶-۳۷)

(د) اس مفہوم کی آیات سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ اہلِ نار میں سے کوئی ایسا شخص نہیں مرتا مگر اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو ان تک پہنچا کر ہی رہتا ہے اگر یہ لوگ یعنی اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد اللہ تعالےٰ کا پیغام اوروں تک پہنچانے میں کوتاہی برتیں گے تو اللہ تعالےٰ دوسروں کو ہدایت دے کر ان سے اپنا پیغام پہنچا کر رہے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ کہ دینِ حق غالب ہو کر رہے گا ضرور پُورا ہوگا پس خوشخبری ہے دینِ حق کے پیروکاروں اور دینِ حق کو قبول کرنے والوں کے لئے کہ قیامت سے پہلے اس تباہی کے وقت، جبکہ زمین کی سطح پر کوئی بستی بغیر ہلاک کئے یا بغیر عذاب میں آئے نہ رہے گی اَمن میں رہیں گے۔

* اور ایسی کوئی بستی نہیں جسے قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے اور یا اُسے سخت عذاب نہ دیں گے (کیونکہ) یہ بات کتاب میں سطر ہو چکی ہے ......" (۱۷/۵۸)

(ر) یہ لوگ اُس وقت بھی چین میں ہوں گے جبکہ زمین کو سخت زلزلے سے ہلا دیا جائے گا، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور کافروں کی بڑی بڑی باتیں ختم ہو کر رہ جائیں گی۔

* "اور تجھ سے پہاڑوں کا حال پُوچھتے ہیں سو کہہ دے تیرا رب انہیں اُڑا کر رکھ دے گا اور زمین کو چٹیل میدان بنا کر چھوڑ دے گا۔ اور تو اس میں کوئی اونچ نیچ نہ دیکھے گا۔ اُس دن داعی کی آواز کی ایسی اتباع کریں گے کہ اس میں کوئی کجی نہ ہوگی اور سب کی آوازیں رحمٰن کے سامنے دب جائیں گی پھر تو پاؤں کی آہٹ کے سوائے کچھ نہیں سُن سکے گا۔ اس دن سفارش کام نہیں آئے گی مگر جسے رحمٰن نے اجازت دی ہوگی اور اس کی بات پسند ہوگی اللہ تعالےٰ ان کے موجودہ اور آئندہ واقعات جانتا ہے اور ان کا علم اس بات کا احاطہ نہیں کر سکتا اور سب منہ ایک حیّ و قیوّم کے سامنے جُھک جائیں گے اور بیشک نامراد ہوا جس نے ظلم کا بوجھ اُٹھایا اور جو بھی مؤمن ہوگا اور نیک اعمال کئے ہوں گے انہیں ظلم اور حق تلفی کا کوئی خوف نہیں ہوگا......"
(۲۰/۱۰۵-۱۱۲)

باقی ـــــ باقی

میرا قبولِ اسلام

چک اکاسی ۸۱ جنوبی ضلع سرگودھا میں

جماعتِ احمدیہ لاہور کا سالانہ جلسہ

رپورٹنگ :- محمد صالح نور صاحب

سرگودھا سے پوکی بھاگٹ جانے والی سڑک پر تیرھویں میل پر دائیں جانب چک ۸۱ جنوبی واقع ہے ۔ ۱۹۲۰ء میں یہاں کے ایک سرکردہ زمیندار چوہدری احمد دین صاحب کو قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی ۔ اس بیش بہا خزانہ کو پا کر اس مردِ مومن نے اپنی سعی و کوشش سے اس گاؤں میں ایک جماعت پیدا کی اور روحانیت اور نعمتِ آسمانی کے اس پودے کی آبیاری شب و روز کی تگ و دو اور دن رات عبادت الٰہی میں استعانت خداوندی سے کی خدا تعالےٰ نے ان کی کوششوں کو مثمر بہ ثمرات حسنہ بنایا اور آج جس طرح اس علاقہ میں سرسبزی اور شادابی ہے ہرے بھرے کھیت لہلہا رہے ہیں بالکل اسی طرح احمدیت کا یہ ثمردار پودا بڑھتے بڑھتے ایک عظیم سایہ دار درخت کی صورت اختیار کر گیا ہے اور اس کے پھل اور پھول گاؤں کی گلیوں میں احمدیت کے ترانے گاتے پھرتے ہیں اور اس طرح یہ گاؤں مامور من اللہ اور مجدد زمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ایک زندہ نشان کے طور پر آپ کے الہام فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ" کی سچائی کی گواہی دے رہا ہے۔

محترم چوہدری محمد عالم صاحب پریذیڈنٹ جماعت کی پُرخلوص دعوت پر مورخہ ۵ اکتوبر کو راقم الحروف کو بھی اس جلسہ کے موقعہ پر وہاں جانے کا اتفاق ہوا ۔ وہاں پر مجھے بہت سی چیزوں نے متاثر کیا مگر سب سے نمایاں اور قابلِ ذکر بات جس نے مجھے اس جماعت کی عظمت اور محبت کا احساس دلایا وہ یہ تھی کہ اس جماعت کے افراد نے احمدیت کی حفاظت اس طریق پر کی ہے کہ ہر احمدی کا ہر بچہ احمدیت سے واقف ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر وہ فخر سے اپنے سر کو بلند کرتا ہے جلسہ کے موقعہ پر احمدی نوجوان بچے جس طرح تندہی ، محبت ، خلوص اور وارفتگی سے انتظام و انصرام جلسہ میں مصروف تھے اور جس طرح ان کے چمکتے اور ہنستے چہرے اور ان کے تیزی سے اٹھتے ہوئے قدم اور جلسہ میں شمولیت اور تقاریر کے سننے میں ان میں ذوق و شوق پایا جاتا تھا یہ ایک بہت ہی نمایاں چیز تھی اور یہ بات بلا کھٹکے کہی جا سکتی ہے کہ چک ۸۱ جنوبی میں احمدیت کا مستقبل نہ صرف محفوظ بلکہ خوش آئند اور تابناک بھی ہے انشاء اللہ تعالےٰ یہ بیش بہا خزانہ نسل در نسل تقسیم ہوتا چلا جائے گا اور بہت سی تشنہ روحیں اس چشمہ صافی سے اپنی پیاس بجھاتی چلی جائیں گی ۔

جلسہ میں مرکز سے محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ، مولانا عبد المنان عمر صاحب ایم اے ، مولانا احمد یار صاحب ایم اے ، مولانا محمد گل صاحب مبلغ ملتان ، چوہدری عبد الحمید صاحب مولوی فاضل ، مولانا حافظ شیر محمد صاحب خوشابی ، چوہدری فضل حق صاحب ، چوہدری فیض الرحمن صاحب ، حاجی اللہ رکھا صاحب دلیش ، چوہدری خلیل الرحمن صاحب اور چوہدری محمد حیات صاحب تشریف لائے ہوئے تھے ۔ سرگودھا سے محترم ڈاکٹر عبد المجید صاحب اور چوہدری عزیز احمد صاحب ڈسٹرکٹ (ریٹائرڈ سیشن جج) بھی تشریف فرما تھے ۔ علاوہ ازیں مقامی جماعت کے احباب جماعت احمدیہ ربوہ اور گاؤں کے غیر از جماعت دوستوں نے بھی جلسہ میں شرکت کی ۔ جماعت لائل پور کی نمائندگی راقم الحروف نے کی ۔

جلسہ کی پہلی نشست بروز اتوار مورخہ ۵ اکتوبر نماز ظہر کے بعد دو بجے زیر صدارت چوہدری عزیز احمد صاحب شروع ہوئی ۔ حافظ شیر محمد صاحب خوشابی نے قرآن پاک کی تلاوت کی ۔ چوہدری محمد حیات صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں منظوم کلام سنایا ۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے ملفوظات حکم آخر الزمان پڑھ کر سنائے ۔

پہلی تقریر

آغاز میں چوہدری عبد الحمید صاحب مولوی فاضل نے پنجابی زبان میں نہایت مؤثر اور دلنشین خطاب فرمایا آپ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور عام مسلمانوں کو جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ اشاعت اسلام کے کام میں تعاون کے لئے دعوت دی آپ نے کہا کہ یہ جماعت محض اسلام کی عظمت ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری ، تعلیمات قرآنیہ اور توحید الٰہی کی تبلیغ میں تعاون چاہتی ہے کہ یہی اس جماعت کا طرۂ امتیاز ہے اور اسی مقصد کو لے کر ہم لوگ کھڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض ان امور کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے ۔ آپ غور کریں کہ آج سے قریباً ایک صدی قبل اسلام کی حالت کس قدر ابتر تھی ۔ گویا اسلام کا باغ مرجھا چکا تھا ۔ اسلامی ممالک کو عیسائیوں نے روند ڈالا تھا ۔ اسلامیانِ عالم کے علمی خزانے لوٹ لئے گئے تھے اور اسلامی حکومتیں بالکل مردہ ہو چکی تھیں ۔ لوگ قرآن سے دور جا چکے تھے ۔ حدیث سے تذکرے ختم ہو چکے تھے ۔ مساجد ویران تھیں اور جو مساجد غیروں کے قبضہ میں تھیں ان کا حال ناگفتہ بہ تھا اسلام سخت پستی اور ابتری کی حالت میں تھا ایسے وقت میں محض اسلام کی سربلندی کے لئے ایک شخص کھڑا ہوتا ہے جو خدا سے ہمکلام ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور اس نے خدا کو ، قرآن کو ، اسلام کو ، دین کو ہر چیز کو زندہ کر کے دکھایا ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے اس عاشق کو لوگوں نے کافر کہا مگر آپ نے فرمایا ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپؑ نے خدا سے خبر پا کر پیشگوئیاں کیں سب دنیا کو انذار کیا اور اس طرح خدا تعالےٰ کے زندہ ہونے کا خود مجسم ایک نشان بن گیا ۔ رسولِ خداؐ کے عشق میں قصیدے لکھے ۔ اسلام کی صداقت اور محمد رسول اللہ صلعم کی عظمت میں پنڈت لیکھرام اور ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت کے واضح نشانات دنیا کے سامنے دکھائے ۔ قرآن پاک کی تفسیر کا ایک نیا اور انوکھا انداز عطا فرمایا ۔ اب بھلا بتلائیں کہ خدمتِ قرآن کرنے والا یہ مردِ خدا کیا آیت لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ کے ماتحت خدا کا برگزیدہ اور پاکباز انسان نہ تھا ؟ تھا اور یقیناً تھا ۔ آیئے اور ہمارے ساتھ مل کر اور تعاون کر کے اشاعت اسلام کے کام میں ہمارا ہاتھ بٹایئے کہ آج یہ کام ہمارے سوا اور کوئی نہیں کر رہا اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے جو اپنا پیوند مامور من اللہ سے جوڑ لے ۔ مولوی عبد الحمید صاحب نے نصف گھنٹہ تک جلسہ سے خطاب کیا ۔

دوسری تقریر

آپ کے بعد مولانا احمد یار صاحب ایم اے مبلغ جزائر فیجی نے اپنے تبلیغی دورہ کے حالات سنائے اور تین سال کے دوران جزائر فیجی میں جو جو کامیابیاں معجزانہ طور پر انہیں حاصل ہوئیں اور جماعت کی تنظیم اور تقویت کے لئے جو کچھ کیا گیا تفصیلی طور پر ان کو بیان کیا ۔

آپ نے بتلایا کہ اب جزائر فیجی کے دار الخلافہ صووا میں باقاعدہ مشن ہاؤس قائم ہو گیا ہے ، سکول قائم ہو گیا ہے اور جماعت بہت سرگرمی سے کام کر رہی ہے ۔ جماعت کے افراد کے علاوہ مستورات بھی بہت دلچسپی سے کام کرتی ہیں ۔ اشاعت اسلام کے لئے جذبہ رکھنے والے لوگ ہیں ۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اور لٹریچر کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ، اور حضرت صاحبؑ کو مجدد اور مسیح موعود سے بڑھ کر نبوت کا مقام دینے والے لوگوں اور تمام کلمہ گو مسلمانوں کو کافر قرار دینے والی جماعت اور افراد سے لوگ سخت نفرت کرتے ہیں ۔ اور انہیں قطعاً کوئی منہ نہیں لگاتا ۔

مولانا صاحب نے جزائر فیجی کے تفصیلی حالات کو مختصر رنگ میں پون گھنٹہ تک بیان فرمایا ۔

تیسری تقریر

ازاں بعد حافظ شیر محمد صاحب خوشابی مبلغ جماعت نے " معراج النبیؐ کے متعلق مختلف نظریات اور جماعت احمدیہ کا موقف " کے موضوع پر خطاب فرمایا ۔ جو ایک طویل اور عالمانہ مضمون ہے اور جلد ہی علیحدہ پیغام صلح میں اشاعت کے لئے بھجوا دیا جائے گا ۔

چوتھی تقریر

محترم حافظ صاحب کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے خطاب فرمایا ۔ آپ نے جلسہ کے کامیاب اور پُر رونق ہونے پر اظہار مسرت کیا اور مقامی جماعت کو اس پر مبارکباد دی ۔ اور مرکز سے علماء کو بلانے پر ان کا شکریہ ادا کیا ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جلسہ کوئی سیاسی جلسہ نہیں ہے ۔ ہم یہاں پر کسی قسم کے سیاسی ، معاشرتی ، تعلیمی یا معاشی مسائل کے حل کرنے کے لئے جمع نہیں ہوئے ۔ یہ اجتماع محض ایک دینی اجتماع ہے اور خالصتاً دینی اور اسلامی امور کے ذکر کے لئے منعقد کیا گیا ہے ۔ حضرت صاحبؑ نے جماعت بھی اسی غرض کے لئے بنائی ہے باقی لوگوں سے دوسرے تمام امور میں اشتراک ہو سکتا ہے مگر دین کے ساتھ محبت اور وارفتگی کی بنیاد پر ایک جماعت بنانا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے یہ جماعت بنا کر حضورؑ نے ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت اور اخلاص پیدا کیا ہے ہم ایک دوسرے کے ساتھ دینی امور میں مل کر خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں ، اس لئے کہ ہمارا مقصد و مدعا ایک ہے اور ہم ایک نیک مقصد کے لئے کوشاں ہیں ۔

آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ عجائبات کا زمانہ ہے ۔ مادی ترقیات کا دور ہے اس زمانہ میں روحانی ترقی کے لئے حضور علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے مامور فرمایا ۔ آپؑ نے اعلان کیا کہ مادی ترقیات نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتیں ۔ محض عقل سے معاشی اور معاشرتی مسائل حل نہیں ہو سکتے ۔ اس زمانہ میں بڑے بڑے لوگ بھی الہام کے منکر تھے تا کتاب الٰہی کے منکر تھے صحیفہ آسمانی کے منکر تھے ۔ آپ نے ان کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور فرمایا کہ

آسمانی صداقت اور کتاب اللہ کی پیروی کے بغیر نوع انسان کو نجات نہیں مل سکتی بلکہ نجات کے رستہ پر گامزن بھی نہیں ہو سکتے۔

اسی دعوے کی دلیل میں آپؑ نے بہت سے معجزات خدا تعالےٰ سے علم پاکر دکھائے دعاؤں کی قبولیت، اظہار علی الغیب، معارف قرآنی کا بیان، نکات قرآنی کا علم دیا جانا یہ ایسے معجزات تھے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مخالفین اسلام پر آپؑ نے اس رنگ میں حجت تمام کی کہ عقل حیران ہے آپؑ ہی کا وجود ہے جس نے یہ اعلان ببانگ بلند کیا کہ

"کوئی ہدایت کی بات نہیں جو قرآن مجید سے باہر رہ گئی ہو"

کیا حضور علیہ السلام کی صداقت کی یہ کم دلیل ہے کہ علم کے اس دور میں اور سائنس کی اس بے پناہ ترقی کے دور میں قرآن کی افضلیت اور عظمت کا چیلنج تمام دنیا کو دیا ہے اور پھر لطف یہ کہ کوئی بھی مقابلہ پر نہ آیا اور کسی نے چیلنج کا جواب تک نہ دیا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے :-

"ہر اصول صداقت قرآن مجید میں موجود ہے اور اس کے منوانے کے لئے اس کے **دلائل بھی موجود ہیں اور باطل کا رد دلائل کے ساتھ موجود ہے"**

؎ وکل العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

یعنی یہ الگ بات ہے کہ عقل و فہم اس کے سمجھنے سے عاری رہ جاویں مگر قرآن کریم تمام نوع کے علوم کا خزینہ ہے۔

۱۸۹۶ء میں لاہور میں جلسہ اعظم مذاہب کے موقعہ پر حضور علیہ السلام نے دین اسلام کی افضلیت پر ایک عظیم الشان مقالہ پڑھا اور دلائل بھی قرآن کریم سے ہی دیئے۔ آپ کے مقابل پر تمام قلم ٹوٹ گئے اور سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور خدا تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق حضورؑ کا **مضمون بالا رہنے پر تمام مصنفین نے** گواہی دی۔ ہم اگر غور کریں تو قرآن پاک تمام علوم کا خزینہ ہے۔ اب جو ترقی ہوتی ہے اس کا ذکر قرآن مجید کی آیات "وھم من کل حدب ینسلون" میں پہلے سے ہی موجود ہے کہ یاجوج اور ماجوج بہت بلندیوں پر چڑھ جائیں گے اور واپس آئیں گے۔

قرب قیامت کی نشانیاں اور ہمارے زمانے کے حالات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ خسوف کسوف کا ذکر موجود ہے۔ تیز رفتار سواریوں کے متعلق فرمایا ہے "واذا العشار عطلت" تیز رو اونٹنیاں ترک کر دی جائیں گی۔ "لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیہا"۔ دنیا ایک ہو جائے گی سب ممالک کو گویا ایک جگہ جمع کر دیا جائے گا۔ یہ تمام خزانے علوم کے، اس زمانہ کے اہم **امور اور انکشافات کے نقشے ہوبہو قرآن و حدیث میں موجود ہیں**۔ صرف ہمارے غور کرنے اور تفقہ فی القرآن کی ضرورت ہے۔

آپ نے کہا کہ ہمارے اجتماعات ہمیں کبھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک ہم سب روحانی اور اخلاقی اعتبار سے ایک رنگ میں رنگین نہ ہو جائیں۔ اسی غرض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث کئے گئے ہیں اور دنیا کو اسلام کا پیغام ہم نے ہی پہنچانا ہے۔ حضورؑ نے آکر یہی کہا کہ اٹھو اور روحانیت سے پیاسی دنیا کو یہ آسمانی پیغام پہنچاؤ۔

ہماری جماعت کا قیام محض اشاعت اسلام کے لئے ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہماری زندگی میں اسلامی اور روحانی اقدار کا نمونہ ہمارے اعمال سے ظاہر ہو۔ ہم میں اور مغربی تہذیب میں یہی فرق ہے کہ ان کا ظاہر و باطن آپس میں متضاد ہے جس کو قرآن مجید نے یوں فرمایا :-

"فابعثوا احدکم بورقکم ھٰذہٖ الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا"

وہ لوگ اپنے باطن کو لوگوں سے مخفی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ہمیں اپنا باطن اپنے عمل سے ظاہر کرنا چاہیئے کیونکہ ہمیں یکرنگی کی تعلیم دی گئی ہے اور یہی اسلام کی تعلیم ہے کہ ہمارا ظاہر و باطن ایک ہو۔ قرآن کریم کے علوم کو پڑھو اور اپنی زندگیوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرو۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ؎

یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

پانچویں تقریر

محترم ڈاکٹر صاحب کے پون گھنٹہ کے خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ میاں عبدالمنان صاحب عمر ایم اے نے پُرسعادت خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، آپؐ کی تعریف اور آپؐ کی صداقت کے بیان سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے ہم جتنا بھی قرآن کریم کا مطالعہ کریں جتنا بھی مضامین پر غور کریں، آیات پر توجہ دیں اتنا ہی زیادہ حضورؐ کی عظمت اور برتری کا نقش ہمارے دلوں پر گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ فلسفیانہ بات نہیں ہے یہ کوئی منطقی نتیجہ نہیں ہے یہ واقعات اور حقائق ہیں۔ ہمارے سامنے سینکڑوں ایسے واقعات ہیں کہ جن لوگوں کے کانوں میں قرآن پاک کے چند الفاظ پڑ گئے ان کی دنیا ہی بدل گئی۔ جن لوگوں کو کوئی وعظ و نصیحت، کوئی مباحثہ مناظرہ، کوئی نعرہ متاثر نہ کر سکا قرآن مجید کی چند آیات نے ان کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ بعض لوگ نرم دل ہوتے ہیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہیں جلدی اثر ہو جاتا ہے مگر ایسے نہیں بلکہ عمر بن خطابؓ جیسے لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کرنے کے لئے آئے تھے اور اسلام کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے تھے اور جنہوں نے آئندہ زمانہ میں دنیا کی حکومتوں کو ہلا کر رکھ دیا اور ممالک ایران و شام کے ہوش اڑا دیئے انہوں نے کسی دلیل کو نہیں سنا محض قرآن کریم کی چند آیات سنیں اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہ قرآن مجید کا بہت بڑا معجزہ ہے اور پھر یہ اپنے اندر ایک تسلسل رکھتا ہے۔ تیرہ سو سال کے عرصہ میں۔ ہر صدی میں ایسے نمونے نظر آتے ہیں جو قرآن مجید اور پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے واضح اور بیّن ثبوت ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار حرا میں سب سے پہلی وحی "اقرأ باسم ربک الذی خلق" ہوئی۔ غار حرا ایک بنجر پہاڑی پر واقع ہے میں اس غار میں گیا ہوں وہاں نفل پڑھے ہیں۔ اس بنجر اور پتھریلی بے آباد جگہ پر خدا کا کلام آتا ہے جس کا پہلا لفظ "اِقرأ" ہے یہ اپنے اندر حضورؐ کی صداقت کا عظیم الشان نشان رکھتا ہے۔ "اِقرأ" کے معنے ہیں "دہرا دیئے" میں احکام بتلاتا ہوں تو اس کو دہرا دے اپنی زبان سے بھی اور اپنے عمل سے بھی۔ قرآن نازل ہوا۔ آپؐ نے اسے زبان سے بھی دہرایا اور عمل سے بھی اور تیرہ سو سال سے ہزارہا اور لکھوکھہا انسان اسے دہراتے چلے جاتے ہیں۔ حافظوں کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر اسے دوہرایا جا رہا ہے اسے کبھی کھلایا یا محو نہیں کیا جا سکتا۔ اِقرأ کا عمل جاری ہے حفظ کرنے والے اور دہرانے والے ختم نہیں ہو سکتے۔ فجر میں اللہ اکبر سے لے کر رات تک زمین کے اس گولے کے اوپر کوئی وقت ایسا نہیں ہے کہ قرآن مجید پڑھا اور دوہرایا نہ جا رہا ہو، ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ یہ قرآن اور حضورؐ کی صداقت کا کتنا بڑا نشان ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ غار حرا میں ریشم کے ایک کپڑے پر "اِقرأ" حضرت جبریلؑ نے لکھا ہوا دکھایا اور کہا اِقرأ یہ ایک پیشگوئی تھی کہ اس کی حفاظت اشاعت کے ذریعہ بھی ہو گی۔ بکثرت یاد کیا جائے گا۔ بکثرت لکھا جائے گا اور بکثرت پڑھا جائے گا۔ میں نے انڈونیشیا کے سفیر سے ملاقات کی اور اس سے پوچھا کہ معلوم ہوا ہے کہ آپ قرآن مجید اپنے ملک کے لئے خرید رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے سات کروڑ قرآن مجید کا آرڈر دیا ہے اور یہ ہمارا پہلا آرڈر ہے بعد میں اور آرڈر بھی دیں گے۔ یہ بھی اِقرأ کی صداقت کی دلیل ہے۔

بادشاہوں تک نے قرآن کریم کو لکھنا اپنی زندگیوں کا مقصد بنایا ہے۔ اورنگ زیبؒ نے تمام عمر قرآن کریم لکھا ہے۔ فرمایا:۔ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون"۔ قرآن کا نام ذکر بھی ہے ہم نے نازل کیا ہے ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ایک ذریعہ خلفاء سلسلہ ہے اور قرآن کریم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں خلفاء کا سلسلہ جاری رکھنے کا وعدہ ہے جس طرح پہلے خدا تعالےٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا تھا۔ اسی طرح دین محمدیؐ کی حفاظت کے لئے لوگ مبعوث ہوتے رہے ہیں فرمایا "لیستخلفنکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم" احادیث چونکہ قرآن کریم کی تشریح ہیں۔ جیسا کہ فرمایا "وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ"۔ آپؐ کے اقوال وحی الٰہی کی تشریح ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ "ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا"۔

ہر صدی کے سر پر ایک مامور مجدد آتا رہے گا جو دین میں کچھ اضافہ نہیں کرے گا نہ بڑھائے گا نہیں وہ صرف دین کی تشریح کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اگر لوگ حضرت صاحبؑ کو نہ مانیں تو انہیں اس صدی کا مجدد پیش کرنا ہو گا۔ کیونکہ سوال مجدد کی صداقت کا نہیں ہے سوال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، عزت اور آپؐ کی صداقت کا ہے اگر اس صدی پر مجدد نہ آئے تو حضورؐ کی صداقت کس طرح ثابت ہو گی مگر یہ خلیفہ جو صدی کے سر پر آتا ہے خدا تعالےٰ اسے مبعوث کرے گا وہ مامور من اللہ ہو گا اور اس خلیفہ کو خدا بنائے گا۔ دولوں سے یا چند لوگوں کے بنانے سے نہیں بنے گا۔ اس وقت کے لئے چند پیشگوئیاں کی ہیں جس طلاقہ میں ہم بیٹھے ہیں ہمارے لئے بہت فخر کا موجب ہے کہ قرآن مجید کی پیشگوئی کے ہم مورد ہیں کیونکہ خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کا مورد بن جانا کوئی کم عظمت

نہیں ہے فرمایا واذا البحار فجرت - اس زمانہ میں دریاؤں سے نہریں نکالی جائیں گی اور ان کے ذریعہ آب پاشی کا ایک وسیع نظام قائم کیا جائے گا۔ یہ پیشگوئی آج کے علاقہ کے نہری نظام پر کس قدر صحیح چسپاں ہوتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے "ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض" مہدی کی علامتوں میں سے دو علامتیں چاند اور سورج کا گرہن بتلایا گیا ہے۔ جو ایک واضح آسمانی نشان ہے۔ اب اس کے باوجود صداقت کا قائل نہ ہونا انصاف نہیں ہے کیونکہ اس سے ہماری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے مامور کی کوئی غرض نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی حقانیت کا سوال ہے۔

قرآن مجید میں آتا ہے "حتّٰی اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون" یہی زمانہ یاجوج ماجوج کے پھیلنے کا زمانہ ہے۔ "حدب" کے معنے ہیں ایسی بلندی کہ جس پر زور لگا کر بہت زیادہ زور لگا کر چڑھا جائے اور "انسلال" کے معنے ہیں کسی بلندی سے بڑے زور کے ساتھ نیچے آنا۔ آپ نے دیکھا ہے اور اخبارات میں پڑھا ہے کہ چاند پر جانا اور واپس آنا کس قدر زور سے ہوا ہے۔ حتّٰی کہ انہیں واپسی پر پانی میں اتارا گیا ہے۔ اب دیکھ لیں "حدب" اور "انسلال" ہوا ہے اور مامور کا زمانہ بھی ہے اب قرآن مجید کی علامات اور حدیث شریف کے اقوال صاف بتلاتے ہیں کہ مامور کا زمانہ ہے اور مامور آ گیا ہے۔

کسی کی صداقت کی یہی دلیل ہوتی ہے کہ وہ واضح طور پر لوگوں کو بتلائے اور اپنی صداقت کا لوہا منوائے جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دوران خطبہ دور دراز فاصلہ سے اسلامی لشکر کو لڑتے دیکھا اور دشمن کو پہاڑ کی طرف سے حملہ آور ہوتے دیکھ کر اسلامی جرنیل ساریہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اور بلند آواز سے کہا "یا ساریۃ الجبل" اور یہ الفاظ ساریہ نے بھی سن لئے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے لئے صداقت کی علامات دیکھیں۔ قرآن مجید میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کہتی ہے "یا صالح قد کنت فینا مرجوًّا من قبل ھٰذا" ماموریت سے قبل اپنوں اور غیروں کی نظریں اس پر لگی ہوتی ہیں۔ یہی حال حضرت صاحب کا ہے۔ شدید ترین دشمن بھی حضور کے دعوےٰ سے قبل آپ کی خدمات اسلامیہ کے قائل تھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا کہ تیرہ سو سال میں اتنی خدمت اسلام کی کسی نے نہیں کی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا کہ مرزا صاحب سے عقیدت کی وجہ سے میں بٹالہ سے قادیان تک پاپیادہ زیارت

کے لئے حاضر ہوا تھا۔

حضور نے چیلنج کیا کہ کون ہے جو میری چالیس سالہ سابقہ زندگی پر نکتہ چینی کرے۔ اور یہی قرآنی معیار صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون" میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے۔

میری ایک مرتبہ بچپن میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے گاڑی میں ملاقات ہوئی میں نے ان سے پوچھا کہ مرزا صاحب کی زندگی دعوےٰ سے پہلے کیسی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ان کی دعوےٰ سے پہلے کی زندگی پر مجھے کوئی اعتراض نہیں اور تمہارے باپ مولوی نور الدین کی زندگی پر تو مجھے اب بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قرآن پاک میں خدا تعالےٰ نے اس شخص کا جو جھوٹا ملہم من اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے انجام قتل بتلایا ہے۔ فرمایا "ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین" حضور علیہ السلام کا دعوےٰ تھا کہ خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور آپ قتل ہونے سے محفوظ رکھے گئے۔ اب یہ کس قدر عظیم الشان صداقت کا نشان ہے۔ اور قرآن مجید اس کی تصدیق کرتا ہے۔

حضور نے خدا سے خبر پا کر یہ خبر دی کہ میں اور میری جماعت طاعون سے محفوظ رکھے جاویں گے اور فرمایا کہ اگر اور کوئی شخص ایسا دعوےٰ کرے تو وہ خود اور اس کی جماعت اگر طاعون ہی سے نہ مرے تو پھر ہمیں بتلائے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ نہ صرف یہ کہ میں طاعون سے محفوظ رہوں گا بلکہ میری عمر اسّی سال کے لگ بھگ ہو گی۔ اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔

حضور نے پیشگوئی فرمائی کہ "فحان ان تعان وتعرف بین النّاس" کہ لوگ بکثرت تیرے ساتھ تعاون کے لئے آگے آویں گے اور تو جو ایک گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا ہے دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور ایسا ہی ہو کر رہا۔ یہ گاؤں اور یہاں کے احمدی خاندان اور ان کے افراد حضور کی صداقت کے گواہ ہیں۔

محترم صاحبزادہ میاں صاحب نے قریباً ایک گھنٹہ تک خطاب فرمایا۔ اور ہر شخص آپ کے خطاب کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔

دوسری نشست

رات کو عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر محترم چوہدری عبداللہ خاں صاحب (ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس) کی بیٹھک پر دوسری نشست ہوئی اس موقعہ پر بہت سے غیر از جماعت اور قادیانی دوستوں نے شرکت کی۔ یہ نشست اس طریق پر ہوتی کہ لوگ باری باری حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے مسائل کے متعلق سوالات کرتے جاتے تھے اور صاحبزادہ میاں عبدالمنان صاحب عمر جوابات دیتے جاتے تھے یہ تبادلہ خیالات اور گفتگو کا سلسلہ ایک بجے رات تک جاری رہا۔ اس موقعہ پر اچھا خاصا اجتماع رہا۔ لوگوں نے بہت دلچسپی اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔

اس جلسہ کے انتظام و انصرام میں تمام احباب جماعت چک ۸۱ نے عموماً حصہ لیا مگر چوہدری محمد عالم صاحب پریذیڈنٹ جماعت چوہدری مہدی خاں صاحب سیکرٹری، چوہدری عبداللہ خاں صاحب، چوہدری سردار علی صاحب (ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس) مولوی نور محمد صاحب مبلغ مقامی نے اپنی خصوصی توجہ سے جلسہ کو کامیاب بنایا۔ جلسہ نہایت کامیاب اور پُر رونق رہا۔ مردوں کے علاوہ مستورات نے بھی بہت دلچسپی کے ساتھ شمولیت کی۔ سرگودھا کے احباب کے ساتھ بھی مستورات تشریف لا کر جلسہ میں شامل ہوئیں۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

پیغام احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

رہتا تو اچھا تھا۔

علامہ نیاز فتحپوری نے اس کتاب کے متعلق لکھا:۔

"مہدی برنی صاحب کی کتاب سو اس کے متعلق اس سے زیادہ کیا کہوں کہ جس حد تک بانیٔ احمدیت کی زندگی اور تعلیم احمدیت کا تعلق ہے وہ تبلیغی کتمان حقیقت کے سوا کچھ نہیں اور مجھے سخت افسوس ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ احمدیت کے مخالفین مرزا غلام احمد صاحب سے بہت سی ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو انہوں نے کبھی نہیں کہیں"

(نگار۔ اکتوبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۴۴-۴۵)

مختلف آراء سے کتاب کا تعارف ہو گیا۔ اب آئندہ قسط میں اس کی طرز تحریر کا حال ملاحظہ فرمائیں۔

ملفوظات

بسلسلہ صفحہ اوّل

... نہ کرتا تھا اور رات دن اپنے عیش میں مصروف رہتا تھا ایک عورت جس کا ایک مقدمہ تھا اور وہ ہر وقت اس کے دروازے پر آتی اور اس سے انصاف چاہتی۔ وہ برابر ایسا کرتی رہی یہاں تک کہ قاضی تنگ آ گیا اور اس نے بالآخر اس کا مقدمہ فیصلہ کیا اور اس کا انصاف اسے دیا۔ دیکھو کیا تمہارا خدا قاضی جیسا بھی نہیں کہ وہ تمہاری دعا سنے اور تمہیں تمہاری مراد عطا کرے۔ ثابت قدمی کے ساتھ دعا میں مصروف رہنا چاہیئے۔ قبولیت کا وقت بھی ضرور آ ہی جائے گا۔ استقامت شرط ہے۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۰ صفحہ ۳ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۰۶ء)

اخبار احمدیہ

انگلستان سے عطیہ برائے دار الشفاء

مکرمی محمد علی صاحب بی۔ ایس سی۔ انجنیئر گلاسگو لکھتے ہیں:۔

دار الشفاء کے لئے ۲۰/- روپیہ کا چیک ارسال ہے۔ آپ اس ادارے کو جاری رکھنے میں جس محنت اور جان نثاری سے کام کرتے ہیں وہ قابل تحسین ہے۔ اللہ تعالےٰ اس نیک کام میں ترقی دے۔ مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم کی روح کتنی خوشی محسوس کرتی ہو گی کہ ان کا جاری کیا ہوا کام آپ ایسے احباب کی بدولت ابھی تک بخوبی انجام پا رہا ہے۔

حادثۂ جانکاہ

۱۴ راکتوبر ۱۹۶۹ء کو لائل پور میں ڈاکٹر الطاف احمد صاحب کا دس سالہ بچہ بجلی کی کرنٹ لگنے کی وجہ سے جاں بحق ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پروفیسر محمد فاضل صاحب (پشاور یونیورسٹی) کا پوتا تھا۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے والدین اور دادا صاحب محترم اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

شمولیت سلسلہ

مندرجہ ذیل اصحاب بیعت کر کے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے ہیں:۔

(۱) قریشی محمد عباس صاحب ولد عبدالرزاق کوہنی والا ملتان
(۲) باقر شاہ صاحب ولد مہتاب شاہ سکنہ گدارہ۔ نزد بھل۔ ملتان۔
(۳) منظور حسین ولد بہادر شاہ سکنہ گدارہ نزد بھل۔ ملتان
(۴) ناصر شاہ ولد مہتاب شاہ سکنہ گدارہ نزد بھل۔ ملتان
(۵) غلام عباس صاحب ولد راجہ خاں ٹبہ شرقی۔ گجرات
(۶) ڈاکٹر مقبول حسین صاحب ولد تراب شاہ سکنہ گدارہ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت بر آر ۔ گمرہاں را چشم کن روشن زِ آیاتِ مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

ٹیلی فون نمبر ۴۷۳۷
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور (پاکستان)

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۱۶ شعبان ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۴

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

ایک دوسرے پر بدظنی یا تجسس کرو اور بھائی بھائی بن جاؤ

عن ابی ھریرۃ یا ثر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تباغضوا وکونوا اخوانًا ولا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ حتی ینکح اویترک۔

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ ایک دوسرے کے بھید نہ ٹٹولو اور نہ عیب جوئی کرو اور نہ آپس میں بغض رکھو اور بھائی بھائی ہو جاؤ اور کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغامِ نکاح نہ دے یہاں تک کہ وہ نکاح کر لے یا چھوڑ دے۔

ہماری جماعت کو کیا کرنا چاہیئے

فرمودات حضرت امام زمان مجدد دوران مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت کے لوگ گو مالی امداد میں تو کچھ فرق نہیں کرتے مگر اللہ تعالےٰ تو ہر امر میں آزمانا چاہتا ہے۔ اب تلوار کی بجائے گالیاں کھا کر صبر کرنا چاہیئے کہ بڑی نرمی اور خوش خلقی سے لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے جاویں۔ بہ نسبت شہروں کے دیہات کے لوگوں میں سادگی بہت ہے اور ہمارے دعوے سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کو نرمی سے سمجھایا جاوے تو امید ہے کہ سمجھ لیں گے۔ جلسوں کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی بازاروں میں کھڑے ہو کر لیکچر دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اس طرح سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ ایک ایک فرد سے علیحدہ علیحدہ مل کر اپنے قصے بیان کئے جاویں۔

جلسوں میں تو ہار جیت کا خیال ہو جاتا ہے۔ چاہیئے کہ دوستانہ طور پر شریفوں سے ملاقات کرتے رہیں اور رفتہ رفتہ موقعہ پا کر اپنا قصہ سنا دیا۔ بحث کا طریق اچھا نہیں بلکہ ایک ایک فرد سے اپنا حال بیان کیا اور بڑی آہستگی اور نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی تو پھر تم دیکھو گے کہ بہت سے آدمی ایسے بھی نکلیں گے جو کہیں گے کہ ہم پر تو ان مولویوں نے اصلیت ظاہر ہی نہیں ہونے دی۔ چاہیئے کہ جس شخص میں علم اور رشد کا مادہ دیکھا اسی کو اپنا قصہ بتا دیا اور فرداً فرداً واقفیت بڑھاتے رہے۔ یہ نہیں کہ سب کے سب ظالم طبع اور شریر ہوتے ہیں۔ بلکہ شریف اور مخلص بھی انہیں میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

(الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء)

لیکچر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مالائل پور بر موقعہ جلسہ یوم محمد علیؒ

میں نے مولانا محمد علیؒ ہی کی کتابوں سے اسلام کو سیکھا اور سمجھا (قائد اعظم)

حضرت مولاناؒ کے ترجمہ قرآن سے بے شمار مسلمانوں کا ایمان اسلام پر تازہ ہو گیا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

حضرات!

ہم آج "یوم محمد علیؒ" منا رہے ہیں ؎

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں
(اقبال)

حیات کئی عمریں کعبہ و بت خانہ میں روتی رہی تا کہ عشق کی بزم سے ایک دانائے راز باہر آئے۔ حضرت مولانا محمد علیؒ جیسے انسان مائیں ہر روز نہیں جنتیں۔ صدیوں کے بعد ایسے انسان پیدا ہوتے ہیں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا اور پھر ایل ایل بی۔ جب آپ ایم اے کے امتحان کی تیاری کر رہے تھے تو کالج میں ایک اور لڑکا بھی بہت قابل اور ذہین تھا اس نے کہا کہ میں ایم اے میں فرسٹ آنا چاہتا ہوں مگر محمد علی میری پیش نہیں جانے دے گا اس لئے میں اگلے سال امتحان دوں گا۔ چنانچہ حضرت مولانا صاحب مرحوم تمام یونیورسٹی میں فرسٹ آئے۔ سرکار انگلشیہ نے ای اے سی کا عہدہ پیش کیا۔ مہاراجہ کپورتھلہ کو بہت فخر ہوا کہ ان کی ریاست کا رہنے والا ایک نوجوان ایم اے میں پنجاب بھر میں فرسٹ آیا ہے ایک اعلیٰ عہدہ دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر حضرت مولاناؒ نے ان سب عہدوں سے الگ رہ کر ایک وکیل کی حیثیت سے آزاد زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔ بٹالہ میں کرایہ پر ایک کوٹھی لی۔ الماریاں لگائیں۔ قانون کی کتابیں سجائیں اور ایک کلرک رکھا اور پھر قادیان میں اپنے مرشد حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے حضور دعا کے لئے گئے۔ حضرت اقدسؑ نے سارا ماجرا سننے کے بعد فرمایا:۔

"ہمارا ارادہ ہے کہ قادیان سے ایک انگریزی رسالہ نکالا جائے جس میں صداقت اسلام پر اعلیٰ قسم کے مضامین ہوں اور یہ رسالہ یورپ اور امریکہ بھیجا جائے۔ آپ اس کام کو سنبھالیں، ہم آپ کو بیس روپیہ ماہوار خرچ دیا کریں گے"

کہاں ایک کامیاب وکالت کا خواب، کہاں بیس روپیہ ماہوار۔ ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

مگر اس مرد مجاہد نے اپنے مرشد کے ارشاد پر لبیک کہا

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

بٹالہ کی کوٹھی اور الماریاں اور کتابیں سب کچھ ختم فرما کر قادیان میں آکر دھونی رما دی ؎

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

قادیان سے "ریویو آف ریلیجنز" نام کا رسالہ نکلنا شروع ہو گیا۔ اس رسالے کے مدلل اور زور دار مضامین نے دھاک بٹھا دی یورپ اور امریکہ تک کے لوگ اس کے مطالعہ سے لطف لینے لگے۔ کلکتہ کے ایک انگریز ادیب نے لکھا کہ:۔

"معلوم دیتا ہے کہ قادیان میں مرزا غلام احمد نے روپیہ کے زور سے کوئی انگریز ادیب بلا لیا ہے یہ مضامین اسی کے زور قلم کا نتیجہ ہیں ورنہ کوئی ہندوستانی ایسی با محاورہ اور شستہ انگریزی ہرگز نہیں لکھ سکتا"

حضرت مولانا نور الدین اعظمؓ نے مولانا محمد علیؒ کو قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر لکھنے پر مامور فرمایا ۱۹۱۷ء میں یہ کام تکمیل پذیر ہوا۔ اس ترجمۃ القرآن اور تفسیر کا نکلنا تھا کہ بے شمار مسلمان جو اپنے مذہب سے لڑکھڑا چکے تھے سنبھلے اور ان کا ایمان اسلام پر تازہ ہو گیا۔

میں ۱۹۳۷ء میں فجی سے واپس آیا۔ ۱۹۳۹ء میں کراچی، بمبئی، مدراس، حیدر آباد دکن۔ آگرہ اور دہلی کے تبلیغی دورے پر چلا گیا۔ ان تمام شہروں میں سرکردہ مسلمانوں سے بھی میں ملا بڑی ملاقاتیں ہوئیں۔ بمبئی میں سر رحمت اللہ سپیکر سنٹرل اسمبلی سے بھی میں ملا۔ ملاقات کا وقت مقرر ہو چکا تھا۔ آپ بیمار تھے اور اوپر کی منزل پر تھے۔ مجھے اوپر ہی بلا لیا۔ آرام کرسی پر نڈھال بیٹھے تھے مجھے دیکھتے ہی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر میں نے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر انہیں بیٹھے رہنے پر مجبور کیا۔ فرمانے لگے :۔

"ایک مبلغ اسلام میرے گھر پہ آیا ہے تعظیماً اس کے لئے اٹھنا میرا فرض ہے۔ مگر آپ نے مجھے حکماً بٹھے رہنے پر ہی مجبور کر دیا ہے ایک زمانہ گزرا میں نے سیل کا انگریزی ترجمۃ القرآن منگوایا تھا۔ میں روزانہ اس کو پڑھتا تھا۔ سیل نے قرآن۔ اسلام اور بانئے اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے اعتراضات کئے تھے میری عقیدت اسلام سے ڈھیلی پڑتی گئی۔ سیل کا ترجمہ کیا ختم ہوا کہ میرا سارا ایمان ختم ہو گیا، اور میں پچھتانے لگا کہ یہ ترجمہ میں نے کیوں خریدا اور پڑھا۔ بمبئی کے ایک مولوی صاحب سے میں نے اپنی اس محرومی اور کشمکش کا ذکر کیا تو انہوں نے میری ہمت بندھائی اور کہا کہ مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کا ترجمۃ القرآن منگوا لو۔ آپ کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی۔ میں نے یہ ترجمہ منگوا لیا۔ ہر روز صبح ایک گھنٹہ میں اس کو پڑھتا تھا حضرت مولاناؒ نے سیل کے اعتراضات کے ٹکڑے اڑا رکھے تھے اور اس کے تمام دجل کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا تھا۔ میرا سینہ ایمان سے پھر بھر نے لگا۔ جب قرآن ختم ہوا تو میں گویا نئے سرے سے مسلمان تھا۔ اس عظیم خوشی میں بمبئی کے تمام سرکردہ مسلمانوں کی میں نے دعوت کی اور سارا قصہ سنایا"

اس کے بعد میں بمبئی مالا بار ہل پر قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے گیا۔ میں نے انہیں کہا:۔

"آپ داڑھی منڈاتے ہیں مگر آپ پر یہ کس قدر خدا کا احسان ہے کہ بڑی اور لمبی داڑھیوں والے پیر اور مولوی آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے ہیں۔ آپ خدا کا جتنا شکر ادا کریں تھوڑا ہے"

مسکرا کر فرمانے لگے "یہ بالکل درست ہے اور میں ہر روز خدا کا شکر ادا کرتا ہوں"۔

اس پر میں نے کہا:۔

"ایک محمد علی آپ ہیں جو مسلمانوں کے لئے سیاسیات میں لگے ہوئے ہیں اور ایک محمد علی مذہبیات میں لگے ہوئے ہیں اور اسلام کو ان کے شاہکار لٹریچر نے نئی شان بخش دی ہے"

فرمایا: "مولانا محمد علی کا تمام لٹریچر یہ دیکھئے میری الماریوں میں موجود ہے اور میں تو اردو تک نہیں جانتا عربی کیا جانوں۔ میں نے ان ہی کتابوں سے اسلام کو سیکھا اور سمجھا ہے"

مولانا شوکت علی کے بھائی مولانا محمد علی جوہر مرحوم ایک بار لاہور تشریف لائے تو حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں چائے کی دعوت دی۔ مولانا محمد علی جوہر نے فرمایا:۔

"میں لندن راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شریک ہونے جا رہا ہوں اگر وہاں کے لوگ مجھ سے یہ سوال کریں کہ کیا قرآن کا انگریزی ترجمہ تم نے کیا ہے؟ تو کیا میں ہاں کر لیا کروں؟ اس پر حضرت مولانا صاحب نے ہنستے ہوئے فرمایا "یہ ترجمہ محمد علی نے ہی کیا ہے"

اس انگریزی ترجمۃ القرآن کی ایک ایک کاپی ساری دنیا کے بادشاہوں۔ صدروں، وزیروں اور

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۹ء

ہمارا موجودہ معاشرہ اور اسلام

مسٹر جسٹس قدیرالدین احمد نے شام ہمدرد کے مقالہ میں پاکستان میں جن خرابیوں کے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہم سابقہ اشاعت میں ان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں، ان کے علاوہ ایک بہت بڑی خرابی جو پاکستان میں اس وقت فروغ پا رہی ہے، وہ ہمارے معاشرہ کے اندر ایسے فواحش کا پیدا ہونا ہے جو اسلام سے دُور لے جانے اور ہماری قومی زندگی کی تباہی کا موجب ہیں۔

اسلام نے معاشرہ کی پاکیزگی کے لئے کچھ ہدایات ہمیں دی ہیں، جن پر عمل کرنے سے ہماری قومی زندگی سنور سکتی اور بربادی سے بچ سکتی ہے، جب تک مسلمان ان ہدایات پر عمل پیرا رہے وہ ہر قسم کی برائیوں سے بچ کر عزت کی زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن آج ہم نے ان ہدایات پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور یورپ کی تقلید میں فیشن پرستی، عریانی اور فواحش کی طرف ایسی رغبت پیدا ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے نوجوانوں میں اخلاقِ رذیلہ اور طرح طرح کی ناپاک بیماریاں نمودار ہو رہی ہیں۔

قرآن کریم نے مردوں اور عورتوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے سامنے آتے ہوئے غضِ بصر سے کام لیں۔ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور بناؤ سنگار کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں، لیکن آج ہماری حالت کیا ہے، غضِ بصر تو ایک طرف، ایک دوسرے کو بھر پور نگاہوں سے دیکھنا، غیر محرم عورتوں اور مردوں کا آزادانہ میل ملاپ آدابِ تہذیب میں سے سمجھا جاتا ہے۔ عورتیں بناؤ سنگار کر کے کھلے بندوں بازاروں میں پھرتیں، کلبوں میں جاتیں اور اس طرح نوجوانوں کے لئے ابتلاء کا موجب ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ غلط راہوں پر چل کر طرح طرح کے فواحش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

کالجوں اور سکولوں میں مخلوط تعلیم، مخلوط کلبیں، سینماؤں میں ناپاک مناظر، ریڈیو میں عشقیہ گانے اور ناولوں وغیرہ کی اشاعت اور اخباروں اور رسالوں میں نوجوان عورتوں کی تصاویر ان فواحش کو اور زیادہ ترقی دینے کا موجب ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ اخبارات میں آئے دن عورتوں کے اغوا اور ناپاک تعلقات کی خبریں پڑھنے میں آتی ہیں۔ یہ خبریں بھی بسا اوقات نوجوانوں کے اندر ناپاک خیالات پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے یہ ارشاد فرمایا ہے الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی کی باتیں شائع کی جائیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ زیادہ علم رکھتا ہے اور تم نہیں جانتے یعنی تم واقف نہیں کہ بے حیائی کی باتوں کو پھیلانے سے کیا نقصان ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے، یہ آیہ کریمہ ہمارے اخبار نویسوں، افسانہ نگاروں، ناول لکھنے والوں اور سینماؤں میں کام کرنے والوں کے لئے ایک زبردست انتباہ ہے۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ وہ اپنے تھوڑے سے منافع کیلئے دنیا اور آخرت کا کتنا بڑا عذاب مول لے رہے ہیں، اور ان کا طریقِ کار قومی زندگی کے لئے کس قدر بے راہ روی اور تباہی کا موجب ہے۔

یہ وہ خرابیاں ہیں جو نہ صرف ہمارے نوجوانوں کو اسلام سے دُور لے جا رہی ہیں، بلکہ پاکستان کو جو اسلام ہی کے فروغ کے لئے قائم کیا گیا تھا، بدنام اور متزلزل کرنے کا موجب ہے، ضرورت ہے کہ ہمارے گھروں میں اسلام کی تعلیم کو رواج دیا جائے، بالخصوص غیر محرم عورتوں اور مردوں کے بارہ میں قرآن کریم کی ہدایات کو نوجوان مردوں اور عورتوں میں پھیلایا جائے اور انہیں ان ہدایات پر کاربند کرنے کی کوشش کی جائے، نوجوان لڑکیوں کی تصاویر اخباروں اور رسالوں میں چھپنا ممنوع قرار دیا جائے۔ گھر سے باہر بناؤ سنگار کر کے جانا ممنوع ٹھہرایا جائے، سینماؤں میں حیا سوز مناظر اور اخلاق سوز کہانیوں کی بجائے اعلیٰ اخلاقی کہانیاں اور اسلامی روایات فلمائی جائیں۔ اسلامی جنگوں میں مسلمانوں کے شجاعانہ کارناموں اور پچھلے اسلامی نمونوں کو فلموں میں دکھایا جائے جس سے نوجوان مردوں اور عورتوں میں حسنِ اخلاق اور پاکیزہ کردار، شجاعت و دلیری اور غیرت و حمیت کے جذبات پیدا ہوں اور بے حیائی کی باتوں سے دلوں کے اندر نفرت پیدا ہو کر موجودہ ناپاک واقعات کا خاتمہ ہو جائے، یہ وہ باتیں ہیں جن کی طرف ہمارے معاشرہ کے سنجیدہ اور فہمیدہ طبقہ کو بھی توجہ کرنی چاہیئے اور حکومت کو بھی جہاں تک ممکن ہو اصلاحِ احوال کی پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ اسی پر اسلام کا فروغ اور پاکستان کا استحکام منحصر ہے۔

غلط بیانی کی انتہاء

گیانا (جنوبی امریکہ) سے اسلامک گارڈین نامی ایک اخبار کا تراشہ موصول ہوا ہے، جس میں ایک صاحب ایم بی یاسین صاحب لکھتے ہیں کہ:—

"حال ہی میں تیمن عنی کے اخبار ٹرودتھ میں ایک مضمون اس عنوان سے شائع ہوا ہے کہ "احمدیوں کا عقیدہ کیا ہے" اور یہ نہایت حیرتناک بات ہے کہ یہ مضمون نصیر خان پریذیڈنٹ اسلامک مشنریز گلڈ آف کیریبین اینڈ ساؤتھ امریکہ نے لکھا ہے اور اس نہایت گمراہ کن مضمون میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ احمدیہ انجمن سے تعلق رکھنے والے مولانا محمد علی مرحوم اور مرزا معصوم بیگ جیسے مسلمان مسیح کی دوبارہ آمد پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں اور بعض دوسرے اس کے قائل نہیں، اس کے ثبوت میں حضرت مولینا محمد علی صاحب اور مرزا معصوم بیگ کے وسیع لٹریچر میں سے چند فقرات نقل کئے ہیں"

اس الزام کے جواب میں مسٹر یاسین نے لکھا ہے کہ:—

"مسٹر خان اور اخبار ٹرودتھ کے پبلشر کو معلوم ہونا چاہیئے کہ لوگوں کی تصنیفات سے متن اور سیاق و سباق کو چھوڑ کر بعض فقرے نقل کر دینا نہایت گمراہ کن اور بعض حالات میں کھلا جھوٹ بن جاتا ہے۔ یہ نہایت افسوسناک امر ہے اور اس قسم کا بیان دیانتداری کے بالکل خلاف ہے، حضرت مولانا محمد علی اور مرزا معصوم بیگ کی جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں، ان میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں کی وضاحت کی گئی ہے اور ان دونوں حضرات نے کبھی بھی مسیح کی دوبارہ آمد پر ایمان ظاہر نہیں کیا"

اسی مضمون میں مسٹر یاسین نے اخبار ٹرودتھ کے اس دعوے کی بھی تردید کی ہے کہ .... "تمام مسلمان مسیح کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں" انہوں نے اس بارہ میں مصر کے علامہ شلتوت کے فتوے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:—

"کوئی صاحبِ عقل مسلمان مسٹر خان اور اخبار ٹرودتھ کے اس خیال کا حامی نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کسی وقت آسمان سے نازل ہو کر عیسائیوں کی صلیبیں توڑنے اور خنزیروں کو مارتے پھریں گے کیونکہ ایسا ناپاک فعل نہ صرف خلافِ اسلام ہے بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی شان کو گرانے والا ہے"

اس کے بعد اس حقیقت الامر کی وضاحت کی ہے کہ:—

"ہم لوگوں نے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے وابستہ ہیں اس قسم کے غیر معقول معتقدات کو کبھی قبول نہیں کیا اور ہم صفائی کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ احمدیہ انجمن کے کسی ممبر نے کبھی یہ اعلان نہیں کیا کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور وہ دوبارہ نازل ہوں گے، چہ جائیکہ تحریر میں کوئی ایسی بات آئی ہو ہم سمجھتے ہیں کہ وقت آ گیا ہے کہ غلط فہمی میں پھنسے ہوئے مسلمان احادیث اور رسولِ کریم صلعم کی پیشگوئیوں کے صحیح معنے سمجھیں ہم مدت سے انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پیشگوئیاں استعارات پر مشتمل ہوتی ہیں، اور کہ رسول کریم صلعم نے ابن مریم اور اس کے متعلق پیشگوئیوں میں مجاز اور استعارہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ماضی میں ہم ان لوگوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے رہے کہ قرآن کریم اور احادیث کی کئی عبارات نہایت دلآویز استعارات اور تشبیہات پر مشتمل ہیں اور ان کے صحیح معنے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ جیسے اولیائے کرام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام واضح کئے جاتے ہیں، ہم انہیں پھر متنبہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یا رسولِ کریم صلعم کے اس قسم کے الفاظ کی تشریحات اپنی طرف سے کرنے نہ بیٹھ جائیں کیونکہ وہ اس کے اہل نہیں ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ پر بذریعہ الہام یہ منکشف کیا گیا کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے کیونکہ اس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت باطل ہوتی ہے۔ میں مسٹر خان اور ان کے ساتھیوں کو ان کے اپنے فائدہ کے لئے دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہمارے لٹریچر کا اچھی طرح مطالعہ کریں تاکہ ان پر حقیقت الامر پوری طرح روشن ہو جائے تمام اہم مذہبی مسائل کو امامِ زمان حضرت مرزا صاحبؒ نے نہایت وضاحت سے حل کر دیا ہے پس ان کے بیانات کو پڑھیئے اور اپنا ایمان تازہ کیجئے اپنی خود ساختہ باتوں پر قائم رہ کر خدا اور رسولؐ کی حمایت سے محروم نہ ہوں کیا آپ نے یہ حدیث نبویؐ نہیں پڑھی من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ، جس نے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

جماعت میں باہمی رشتوں کا مسئلہ

قبل ازیں متعدد مرتبہ یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ جماعت میں باہم رشتہ ناطہ کو فروغ دینے کا کام محترم چوہدری فضل حق صاحب افسر تنظیم جماعت احمدیہ کے سپرد ہے، اس لئے ان تمام احباب کو جن کے لڑکے اور لڑکیاں قابل ازدواج ہوں، ان سے خط و کتابت کرنی چاہیئے اور لڑکوں اور لڑکیوں کے پورے کوائف لکھ کر بھیجے جائیں تاکہ وہ ان کے لئے مناسب رشتے تجویز کر سکیں۔

اس اعلان کے مطابق بہت سے احباب نے اپنی لڑکیوں کے رشتوں کے لئے چوہدری صاحب ممدوح کو لکھا ہے لیکن لڑکوں کے لئے رشتے تلاش کرنے کی بہت کم درخواستیں آئی ہیں .... اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ لڑکوں کے رشتے عموماً غیر از جماعت لڑکیوں سے کر لئے جاتے ہیں، یہ بہت ہی افسوسناک امر ہے جس کی وجہ سے احمدی لڑکیوں کے رشتے جماعت میں بہت کم ملتے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ جہاں لڑکیوں کے رشتے جماعت ہی میں تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی لڑکوں کے رشتے بھی جماعت ہی میں تلاش کرنے کی کوشش کی جائے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ جماعت سے باہر رشتہ کرنا ناجائز ہے ہرگز نہیں، جماعت کے اندر رشتے کرنے کا مقصد صرف جماعت کو مضبوط کرنا اور باہمی محبت کو بڑھانا ہے۔ اس لئے سب احباب کو اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے بچوں اور بچیوں ہر دو کے رشتے جماعت ہی میں کئے جائیں۔ اور اس غرض سے قابل ازدواج لڑکیوں اور لڑکوں کے کوائف لکھ کر چوہدری صاحب ممدوح سے مناسب رشتوں کے لئے درخواست کی جائے۔

لائل پور میں دارالمطالعہ کا قیام

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرصہ دراز سے جماعت احمدیہ لائل پور کی یہ خواہش تھی کہ ایک دارالمطالعہ کا قیام عمل میں لایا جائے اس ارادہ کی تکمیل میں گو تاخیر ہوئی مگر حال ہی میں جماعت کی مساعی جمیلہ سے مسجد احمدیہ سے ملحق کمروں میں جو میاں رشید احمد صاحب مسرت نے بخوشی اس غرض کے لئے جماعت کے سپرد کئے ہیں دارالمطالعہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ ابتدائی طور پر حضرت شیخ میاں محمد صاحب مرحوم و مغفور کی لائبریری کی کتب اس دارالمطالعہ کے لئے حاصل ہوگئی ہیں جو ایک قابل قدر ذخیرہ ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ زیادہ سے زیادہ کتب یہاں جمع کی جاویں تاکہ احباب اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس لائبریری کا افتتاح محترم میاں فضل احمد صاحب نے فرمایا اور اس موقعہ پر ایک اجلاس بھی منعقد ہوا جس کے ذریعہ نیک تمناؤں اور خواہشات کے ساتھ اس لائبریری کا آغاز کیا گیا۔

اس موقعہ پر لیا گیا فوٹو بھی ارسال خدمت ہے امید ہے پیغام صلح میں یہ خبر اور فوٹو شامل اشاعت فرما دیں گے۔ والسلام

محمد صالح نور

جائنٹ سیکرٹری جماعت لائل پور

چند احباب جماعت احمدیہ لائلپور دارالمطالعہ کے سامنے کھڑے ہیں

اخبار احمدیہ

امتحانات میں کامیابی پر عطیات

— شاہدہ سلیم صاحبہ ملتان نے ایف اے میں کامیابی پر انجمن کو ۱۰/- روپے عطیہ مرحمت فرماتے ہیں جزاہم اللہ

— شیخ رحمت اللہ سلیم صاحب ملتان نے بچوں کے پاس ہونے کی خوشی میں مبلغ 50/- روپے انجمن کو بطور عطیہ دیئے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ اللہ تعالے ان بچوں کو بیش از بیش کامیابیاں عطا فرمائے آمین

— مفتی عبدالحی صاحب کویت سے تحریر فرماتے ہیں کہ میری اہلیہ زائد از دو ماہ امریکن ہسپتال کراچی میں زیر علاج ہیں پہلے سے افاقہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

آہ ملک محمد حسین گجراتی

— گجرات سے مسٹر افتخار حسین ملک لکھتے ہیں کہ میرے والد ملک محمد حسین صاحب یکم اکتوبر کو بوقت ½۱ بجے رات انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہمیں اس صدمہ میں مسٹر افتخار حسین اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالے انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ تمام جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

— مولانا عبدالباقی صاحب کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ ۲۲ ستمبر کو انہیں بخار ہو گیا تھا۔ ۲۷ ستمبر تک کوہاٹ میں علاج کراتے رہے۔ اس کے بعد ضروری کام کی وجہ سے پشاور گئے۔ دوبارہ پھر بخار کا حملہ ہو گیا۔ جو ۱۰۶ درجہ تک بڑھ گیا۔ پھر کوہاٹ پہنچ کر داخل ہسپتال ہو گئے ۶ اکتوبر کو بخار ٹوٹ گیا، کمزوری بہت ہے۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب

ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ کو پیشاب کی تکلیف ہو گئی ہے۔ ایک خاص ڈاکٹر سرجیکل کے زیر علاج ہیں۔ وہ احباب جماعت سے دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔

اظہار تشکر

— اللہ تعالے کے فضل و کرم سے میری لڑکی عزیزہ شائستہ گل اب روبصحت ہے۔ میاں محمد ذریشؔ

ہسپتال لائل پور کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ جناب ڈاکٹر ریاض لے خان نے اور دیگر عملہ نے جس جانفشانی انسانی ہمدردی اور گہری توجہ سے میری لڑکی کا علاج کیا ہے اور دیگر سہولتیں بہم پہنچائی ہیں ان کا انتہائی شکر گزار ہوں۔

ان کے علاوہ جن احباب نے اس صبر آزما وقت میں اپنی دلی دعاؤں اور نیک تمناؤں کا اظہار کر پایا۔ ان کا سراپا سپاس گزار ہوں۔ خصوصاً الحاج شیخ میاں فضل احمد صاحب ملزاوتر کے خلوص و محبت اور کمال درجہ ہمدردی کا گہرا تاثر میرے لئے حوصلہ افزائی کا باعث ہوا۔

جزاہ اللہ احسن الجزاء

خاکسار - گلزار احمد وہرہ

(خزانچی) پریمیئر فلور ملز - لائل پور۔

ایک دردناک حادثہ

۱۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء صبح پانچ بجے اذان کی آواز آ رہی تھی کہ صحن میں نصب شدہ گھنٹی بجنے لگی۔ میں دروازہ کھولنے کے لئے گیا۔ آواز دی۔ کون صاحب ہیں؟ جواب ملا "ڈاکٹر الطاف"۔ ایک دھچکا سا لگا کہ الٰہی خیر ہو اس وقت الطاف صاحب کیوں تشریف لائے؟ دروازہ کھولا، میرے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور فرمایا میرا بیٹا ندیم رات بجلی کے حادثہ سے وفات پا گیا ہے دیر تک ہم دونوں روتے رہے۔ آخر میں نے کہا۔ الطاف صاحب انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم سب نے مرنا ہے کوئی آگے گیا کوئی پیچھے گیا آپ صبر سے کام لیں۔ الطاف صاحب نے پھر رونا شروع کر دیا اور کہا مرزا صاحب میرا اس شہر میں کوئی نہیں آپ ہی میرے مائی باپ ہیں مجھے آپ کی امداد کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر الطاف صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس محکمہ سمال پاکس ضلع لائل پور کے آفیسر انچارج ہیں حضرت شیخ قمرالدین صاحب مرحوم کے پوتے اور جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب کے فرزند ہیں۔ میں نے انہیں تسلی دینے کے لئے کہا کہ یہ کوئی گھاٹے کا سودا نہیں۔ جن مسلمانوں کے معصوم بچے مرتے ہیں وہ بچے اگلی دنیا میں ان کی نجات اور شفاعت کا ذریعہ بن جائیں گے۔ میری ایک بچی نور جہان بیگم ڈیڑھ سال کی عمر میں وفات پا گئی تھی۔ آپ جلد اپنے گھر پہنچیں کہ بیگم اکیلی بچے کی میت پر تڑپ رہی ہوگی میرا سلام دینا اور انہیں بھی میری طرف سے صبر و حوصلے کی تلقین کریں۔ میں نماز پڑھتے ہی فون پر بیٹھ جاؤں گا اور تمام حضرات کو اطلاع کر دوں گا۔ جن حضرات

(باقی بر صفحہ ۱ کالم ۳)

خُدا کی راہ میں قُربانی اور جہاد سے قوم زندہ ہوتی ہے

اُمورِ سلطنت نااہل کے سپُرد کرنا بربادی کا موجب ہوتا ہے۔

انبیاء کی اور بزرگوں کی نالائق اولاد کے ہاتھوں نیک مقاصد کی بربادی

خُطبہ جُمعہ
مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولقد اتینا داؤد منا فضلا۔ یجبال اوبی معہ والطیر۔ والنا لہ الحدید ۔ان اعمل سبغت و قدر فی السرد واعملوا صالحاً انی بما تعملون بصیر۔ ولسلیمٰن الریح غدوھا شہر و رواحھا شہر۔ واسلنا لہ عین القطر............ یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیٰت۔ اعملوا ال داؤد شکراً۔ وقلیل من عبادی الشکور............ ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین۔
(السبا ۳۴: ۱۲ — ۱۴)

حضرت داؤدؑ کی طرف سے قیام امن کا سامان اور حضرت سلیمانؑ کی خدمتِ خلق

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں دو عظیم الشان بادشاہوں اور ان کے ساتھیوں کا ذکر کیا ہے ایک بادشاہ حضرت داؤد علیہ السلام سلطنت کے بچاؤ اور قیام کے لئے اس میں وسعت اور امن و امان قائم کرنے کے لئے اسلحہ بناتا ہے اور ان کے فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام سلطنت کے مالک ہو کر بڑے پیمانے پر مخلوق کی خدمت کرنے کے لئے اتنے بڑے برتن تیار کرتے ہیں جن کے اندر سینکڑوں اور ہزاروں آدمیوں کا کھانا پک سکے۔

یہ دونوں بادشاہ پیغمبر بھی ہیں اور ان کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ ایک ان میں سے سلطنت کی حفاظت کے لئے اسلحہ تیار کرتا ہے۔ دوسرا مخلوق کے لئے کھانے کا انتظام کرتا ہے۔

نالائق بیٹے کے ہاتھوں سلطنت کی بربادی

ان دونوں کے ذکر کے بعد قرآن کریم نے ایک قانون پیش کیا ہے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی قوم کی تعلیم و تربیت کے لئے ہے، بتایا ہے کہ وہ بڑے عظیم الشان بادشاہ تھے۔ انہوں نے اپنی سلطنت اور رعایا کے لئے کیا کچھ نہ کیا۔ لیکن ان کے بعد کیا ہوا۔ ان کے تخت پر دابۃ الارض بیٹھ گیا۔ دوسری جگہ فرمایا والقینا علےٰ کرسیہ جسداً حضرت سلیمانؑ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ وہ صرف جسم ہی جسم ہے۔ نہ اس میں روح ہے۔ نہ لیاقت ہے۔ ایک نالائق آدمی ان کے تخت پر بیٹھ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت برباد ہو گئی۔

معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ کے قوانین عام ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ کا کتنا قرب حاصل ہے۔ کتنی روشنی ان کو میسر ہے۔ کتنے اعلےٰ درجہ کے اصولوں پر ان کو قائم کیا جاتا اور چلایا جاتا ہے۔ لیکن انکی جگہ لینے والی اولاد بگڑ جائے تو سب کچھ بگڑ جاتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی تقویت کے لئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی قوم کو یہ سبق کیوں دیا گیا۔ ان کی تربیت مقصود ہے اس کا مقصد یوں بیان فرمایا ہے۔

وکلاً نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک یہ سب کچھ اس لئے ہم آپؐ کو رسولوں اور نبیوں کے قصے سناتے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے دل کو تقویت پہنچائیں اور آپؐ کو یہ معلوم ہو کہ مشکلات اور دُکھ دَرد کے اوقات پہلے انبیاء پر بھی وارد ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کو مدد دیتا رہا ہے اور دشمنوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے اس میں حضور صلعم کے سامنے انبیاءؑ کی تاریخ رکھی ہے اس طرح آپؐ کو تسلی دی ہے کہ آپ پر بھی ایسے ہی حالات آئیں گے لیکن آخر کار آپؐ اور آپؐ کی قوم ہی کامیاب و کامران ہوگی۔ اور دشمن مفتوح و مغلوب ہوگا۔

بزرگوں کی نالائق اولاد کا خدا ساتھ نہیں دیتا

لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ ایک نالائق آدمی کو ذمہ داری سونپ دی جائے تو خدا اس کا ساتھ نہیں دیتا۔ یہ خدا کا قانون ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی دُعا کی تھی کہ میری ذریت میں بھی خلافت قائم رکھی جائے۔ میری اولاد کو میری وارث ٹھہرایا جائے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ لاینال عھدی الظالمین۔ غیر صالح بندوں کے ساتھ میرا کوئی عہد نہیں ہے۔ کوئی نالائق آدمی اگر حکومت و خلافت پر متمکن ہو جائے تو تباہی مقدر ہے۔

حضرت داؤدؑ نے اپنی حکومت و سلطنت کو قائم رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے اور اس کو وسعت دینے میں کتنی محنت سے کام لیا ہے اور اس میں حضرت سلیمانؑ نے کتنی فیاضی سے کام کیا ہے سلطنت کا مال قوم کے سپرد کر دیا اس طرح انہوں نے دین کا ایک ضروری جزو پورا کیا۔ لیکن ان کے بعد ان کا جو بیٹا خلافت کا وارث ٹھہرا۔ وہ دابۃ الارض زمین کا کیڑا تھا۔ وہ سفلی آدمی اور خواہشات کا بندہ تھا۔ آسمانی برکات سے بے بہرہ اور زمینی لذات کا دلدادہ تھا۔

حضرت نبی کریم صلعم کی تلقینِ جہاد اور صحابہؓ کا ایثار و قربانی

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں جن سے قوم کو یہ قیمتی سبق دینا مقصود ہے کہ قرب الٰہی صرف اس طرح مل سکتا ہے کہ خدا کے رستہ میں جان دے دو۔ اور جس کے پاس مال ہو وہ خدا کے دین کے لئے اور خدا کی مخلوق کے لئے مال لٹا دے۔ تو حضرت نبی کریم صلعم نے سلطنت کی حفاظت کے لئے بڑے ایثار اور قربانی سے کام لیا۔ فرمایا لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل۔ لوگو! میرا جذبہ ہے کہ میری جان اللہ کے راستہ میں چلی جائے۔ میں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور اسی راستہ میں پھر شہید ہو جاؤں۔ آپؐ نے جہاد فی سبیل اللہ کو قوم کے رگ و ریشہ میں سمو دیا۔ فرمایا۔ وما انا من المتکلفین۔ مجھ میں تکلف اور بناوٹ کوئی نہیں۔ اس جذبے نے تمام قوم کے اندر ایثار اور قربانی کی روح پھونک دی۔

جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے قوم کی فلاح و بہبود کے لئے روپیہ صرف کیا آپؐ کے صحابہؓ نے بھی ایثار و قربانی سے دریغ نہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے چالیس ہزار دینار نقدی کے علاوہ گھر کا سارا اثاثہ حضور اکرمؐ کے قدموں میں لا کر رکھ دیا۔ حضرت عمرؓ نے خیبر کی ساری زمین جو آپ کے حصہ میں آئی قوم کے حوالہ کر دی۔ حضرت عثمانؓ نے کئی اونٹ دیئے اور ایک تھیلا اشرفیوں کا حاضر کیا۔

شہادت زندگی کا نام ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو بتایا کہ شہادت کا نام ہے زندگی۔ جو شخص دین کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔ وہ خود بھی اللہ کے حضور زندہ رہتا ہے اور قوم کو بھی زندہ کرتا ہے ولا تقولوا من یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ وہ جو خدا کی راہ میں جان دیتا ہے وہ مرتا نہیں۔ وہ ہمیشہ کی زندگی پا لیتا ہے حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جس وقت قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے وہ مر جاتی ہے وہ غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے جس سے اخلاق پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ اس لئے سلطنت کا ہونا ضروری ہے اور عبادات کا پابند ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ عبادات کے بغیر روحانی ترقی نہیں ہو سکتی۔ آج یورپ نے بہت ترقی کر لی ہے

لیکن روحانیت میں بہت پیچھے ہے۔ انگریز نے پونے دوسو سال ہندوستان پر حکومت کی۔ سرحد پر جاؤ تو معلوم ہوگا کہ انگریز اس قوم کو زیر کرنے کرتے تنگ آگیا۔ لیکن ان کو مطیع نہ کر سکا۔ ہماری قوم نے ۶۵ء میں ہندو کے مقابلہ میں دکھلا دیا کہ ہم کیا ہیں۔ ہندو فوج پاکستانی فوج سے پانچ گنا زیادہ تھی۔ اس کے پاس سامانِ حرب زیادہ تھا لیکن خدا نے مسلمان قوم کا ساتھ دیا کیونکہ اس قوم کے اندر حقیقی تڑپ موجود تھی۔ اس قوم کے جرنیل کرنیل صفِ اول میں لڑے تو دوسرے نوجوانوں کے دلوں میں بھی جذبۂ شہادت پیدا ہوا۔ آج جگہ جگہ شہیدوں کے نام لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسی تعلیم کے اثر نے اہل یورپ سے بھی تحسین حاصل کی۔

حکومت نااہل کے سپرد کرنا بربادی کا موجب ہے

سلطنت برباد کیوں ہوتی ہے اذا وسّد الامور الیٰ غیر اھلہ فانتظر الساعۃ جب حکومت کو نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو بربادی ہو جاتی ہے۔ سلیمانؑ کے تختِ سلطنت پر اس کا نالائق بیٹا قابض ہوگیا جو محض جسم تھا کوئی روح اس میں نہ تھی۔ والقینا علیٰ کرسیہ جسدا یہاں اس کو دابۃ الارض (زمینی کیڑا) کہا ہے معلوم ہوا ضروری نہیں کہ نبی اور پیغمبر اور مامور کی اولاد بھی اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہو اور اپنے والد ہی کے صفات ہی کی حامل ہو۔

حضرت نبی کریم صلعم نے قوم میں جمہوری مزاج پیدا کیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً کر دکھلایا کہ آپؐ خلافت کو اولاد کے سپرد کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے حضور صلعم نے حضرت علی رضؓ کو اپنے بعد گدی نہیں دی۔ اگر آپؐ اشارہ فرماتے تو حضرت علی رضؓ ضرور خلافت پر متمکن ہوتے لیکن حضورؐ کا کمال ہے کہ آپؐ نے قوم میں جمہوری مزاج پیدا فرمایا اور حضور صلعم کے بعد خلافت کے لئے بہتر سے بہتر آدمی کا انتخاب عمل میں آیا۔

بزرگوں کی گدیاں نااہلوں کے ہاتھ میں

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض وقت بزرگان کی اولاد میں دنیاداری آجاتی ہے۔ پاکستان میں بالخصوص اور ہندوستان میں بھی جو گدیاں بنی ہوئی ہیں ان کے مورث اعلیٰ بڑے مقرب الٰہی اور عظیم الشان انسان تھے لیکن ان کے گدی نشین دابۃ الارض ہو گئے۔ الا ماشاء اللہ۔ ان کے پاس لباس فاخرہ ہیں، سواریاں ہیں، کوٹھیاں ہیں۔ دنیا کی ہر آسائش و زیبائش کے مالک ہیں۔ پیری مریدی کے چکر میں دنیا

ہی دنیا لی گئی، اور دین برائے نام رہ گیا۔

حضرت نبی کریمؐ کی سادہ ترین زندگی

اس کے مقابلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عظیم الشان سلطنت کے مالک ہیں۔ قوم آپؐ پر فدا ہے۔ لیکن گھر کی یہ حالت ہے کہ ایک پنجابی مقولہ کے مصداق

"اندر ہوڑ کے ویکھ نہ منجی نہ لیف"

حضور اکرم صلعم کے گھر میں نہ برتن ہیں اور نہ کراکری ہے نہ باورچی ہے نہ محل ہے نہ تاج و تخت ہے نہ سواریاں ہیں اور نہ دربان ہیں۔ یہ مسلمان بادشاہوں اور پیروں کے لئے ایک عظیم الشان نمونہ ہے۔

حضرت مرزا صاحبؒ کی قربانی اور دنیا سے علیحدگی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت مرزا صاحب کو بھی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے لوگ آپ پر فدا تھے اگر چاہتے تو دنیا کی ہر چیز مہیا ہو سکتی تھی لیکن ان کے دل و دماغ میں دنیا نہ تھی۔ ایک دفعہ پاجامہ زنانہ پہن آئے۔ ایک مرتبہ جوتا پہنے ہوئے پاؤں میں تکلیف تھی دیکھا تو دائیں کا دایاں پاؤں بائیں پاؤں میں اور بایاں دائیں میں تھا۔ ایک دفعہ پسلی میں درد محسوس ہوتا تھا کسی نے ٹٹول کر دیکھا تو جیب میں اینٹ تھی، جو پڑی تھی، بتایا گیا تو فرمایا محمود نے کھیلتے ہوئے جیب میں ڈال دی تھی کہ ابا اس کو حفاظت سے رکھنا۔ اگر دنیادار ہوتے تو دنیا سے اپنا گھر بھر لیتے۔ باپ دادا سے آپ کو ورثہ میں زمینیں اور باغ ملے ہوئے تھے۔ سب کچھ قوم کو دے دیا۔ یہ ہیں خدا کے بندوں کی علامتیں۔ وفات کے بعد پسماندگان کے لئے ۲½ سو روپے ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ کیونکہ گھر میں اور کوئی ذریعہ آمد نہ تھی، اڑھائی سو روپیہ کیا چیز ہے لیکن اسی میں گذر بسر ہوتی تھی۔

حضرت نے اولاد کیلئے وصیت نہیں کی۔

حضرت صاحب نے اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر عبادت کرنا اور دنیا سے علیحدہ رہنا اپنے عمل سے سکھایا انہوں نے اولاد کے لئے کوئی وصیت نہیں کی جیسا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی۔ حسن و حسین اور حضرت فاطمہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر نہیں فرمائی اور نہ کوئی وصیت کی۔ اگر حضور کے نقشِ قدم پر چلا جاتا تو یہ گدیاں نہ بنتیں اور نہ گدیوں والے اس شان سے رہتے جہاں کی کوٹھیوں، محلات اور عیش و عشرت کے سامانوں میں نظر آتی ہے۔

آغا خان کی گدی

آج کل انگلستان سے یہ خبریں آرہی ہیں کہ پرنس آغا خان ایک بڑے اعلیٰ پایہ کی لیڈی سے شادی کر رہے ہیں۔ ان کے والد آغا خان بھی بہت بڑی شان رکھتے تھے، میں لندن میں ان سے ملا ہوں بہت بڑے آدمی سمجھے جاتے تھے۔ لیکن وہ بھی آخر کار ایک گدی ہے۔ گدیوں میں دولت آسکتی ہے۔ لیکن وہ چیز جس کا نام روحانیت ہے اس کا پیدا ہونا مشکل امر ہے۔

سیدنا رسول کریم صلعم کے نقشِ قدم پر نہ چلیں تو تباہی ہے

سید خاندان میں سے ہونا قابلِ عزت سمجھا جاتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہر سید حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتا ہو۔ مغلوں اور سیدوں نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا چھوڑ دیا تو وہ گر گئے، اور ان کی سلطنتیں تباہ ہو گئیں۔ یہی بات حضرت نبی کریم صلعم نے فرمائی اذا وسد الامر الیٰ غیر اھلہ فانتظروا الساعۃ۔ اگر حکومت کسی نااہل کے سپرد کر دی جائے تو ملک کی تباہی کی انتظار کیجئے۔

ہر عہدہ دار دیکھے کہ وہ اس عہدہ کے قابل ہے یا نہیں

یہ ربانی قانون ہے کہ اگر کسی کو کوئی بڑا عہدہ حاصل ہو تو وہ دیکھ لے کہ وہ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی قابلیت رکھتا ہے یا نہیں، اگر صلاحیت نہیں رکھتا تو اس کا اس عہدہ پر رہنا تباہی کا موجب ہوگا۔ کوئی گورنر ہو یا جج ہو یا کالج کا پرنسپل یا سکول کا ہیڈ ماسٹر ہو لوگ جانتے ہیں کہ وہ قابل ہے یا نہیں۔ یہ تعلیم قرآن کریم ہمیں دیتا ہے۔

ہماری بدعملی امامؑ کی بدنامی کا موجب ہوگی

قرآن کریم کی یہ نصائح ہم کو اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ ہماری زندگی اپنے امامؑ کی زندگی کے برخلاف تو نہیں ہے اگر ہم بدعمل ہیں فریب کار ہیں تو اپنے عظیم الشان امام کو بدنام کر رہے ہیں۔ سوچنے کا مقام ہے کہ آیا میرے کسی عمل سے میرے امام کی عزت پر دھبہ تو نہیں آرہا۔ اس پر غور کیجئے قرآن کریم کوئی معمولی کتاب نہیں ہے یہ قیامت تک کے لئے ہے اور یہ تمام قسم کی راہیں بتلاتی ہے جن پر چل کر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔

خطبۂ ثانی

ملک محمد حسین صاحب گجراتی قضاء الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ بڑے مخلص اور لائق انسان تھے۔ ان کے لئے نماز جنازہ غائبانہ میں دعائے مغفرت کی جائے (نماز کے بعد جنازہ پڑھا گیا)

ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤد زئی بہت بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ آج کل وہ احمدیہ بلڈنگس میں ہی ٹھہرے ہوئے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں انہیں دیکھنے کے لئے میں گیا تھا۔ چہرے سے کمزوری تو معلوم نہیں ہوتی تھی۔ لیکن وہ بہت پریشان ہیں۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

اور ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب کے متعلق خبر ہے کہ وہ روبصحت ہیں۔ تاحال کمزوری لاحق ہے ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔ (دعا کی گئی)

عیسائی ملکوں میں طلاق کی ضرورت

امریکہ کا مشہور ہفت روزہ جریدہ ٹائم مورخہ ۲۰ جون ۱۹۶۹ء رقمطراز ہے:۔

"دنیا کی بڑی مملکتوں میں سے صرف آٹھ اور آٹھوں کیتھولک مذہب رکھنے والی ایسی ہیں، جن کے ہاں طلاق اب تک قانوناً جائز نہیں اور ان کے نام یہ ہیں:۔ اٹلی، سپین، آئرلینڈ، برازیل، چلی ارجنٹائن، کولمبیا اور پیراگوے، اور ان آٹھ ملکوں میں سے جہاں امتناع طلاق ختم ہونے کو ہے ایک ملک وہی ہے جو کلیسا کا خاص وطن ہے، یعنے خود اٹلی، پچھلے ہفتے وہاں کے چیمبر آف ڈپوٹیز کے سامنے مسودہ قانون پیش ہو چکا ہے جس کی رو سے سات موجبات طلاق میں سے کسی ایک موجب کے ماتحت طلاق جائز ہو جائے گی اور ماہرین کا بیان ہے کہ یہ قانون اسی سال کے اندر پاس ہو کر رہے گا۔"

طلاق کا مسئلہ ان متعدد مسائل میں سے ہے، جو مسیحی دنیا کی طرف سے ہمیشہ اسلام پر اعتراض کا موجب چلے آرہے ہیں، شکر ہے، اس کی ضرورت تو اب مسیحی کلیسا نے بھی تسلیم کر لی، باقی جو گنتی کے چند ملک رہ گئے ہیں ان میں بھی امتناع طلاق چند دن کا مہمان ہے۔ اس کے بعد تعدد ازدواج کا مسئلہ ہے گو عملاً تمام یورپ تعدد ازدواج پر ہی کاربند ہے اگرچہ ناجائز طور پر ہی، وہ دن بھی جلد آنے والا ہے جب تمام مغربی دنیا تعدد ازدواج کو بھی قانوناً تسلیم کر لے گی اور اسلام کا بول بالا ہو کر رہے گا۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

مسلم اقوام کی قومیت، قوت اور اتحاد کا راز دینِ اسلام سے

(قرآن و سنتِ رسول صلعم) محبت، یقین اور عمل پر استوار ہے

مسلم سربراہوں کی اسلامی کانفرنس اور پاکستان کی اس میں بابرکت شمولیت

یہود اور ہنود دینِ اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے جانی دشمن اور معاند ہیں۔

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد" (الہامِ حضرت مسیح موعود)

یروشلم پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضے اور مسجدِ اقصےٰ کو جلانے کے واقعہ نے عالمِ اسلام میں غم و غصہ کی جو لہر دوڑائی تھی اس کے نتیجہ میں حال ہی میں رباط کے شاہ حسن نے ۲۶ اسلامی ملکوں کے سربراہوں کی کانفرنس بلائی تھی۔ موجودہ زمانہ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی دینی مسئلہ کے حل کے لئے مختلف اسلامی ممالک کے سربراہ ایک جگہ جمع ہوئے۔ اس اجتماع میں صدرِ پاکستان نے اسلامی جمہوریۂ پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے جو کردار ادا کیا ہے، وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ غیر معمولی رویہ پاکستان کی جانب سے کیوں اختیار کیا گیا؟ کسی دوسری اسلامی مملکت کی طرف سے کیوں یہ اقدام عمل میں نہ لایا گیا؟ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ایران، اردن اور ترکی نے بھی پاکستان کے موقف کی پوری حمایت کی۔ تاہم اس اقدام کا سہرا صدرِ پاکستان کے ہی سر پر ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ خود پاکستان کے قیام کی بنیادیں اسی امر پر استوار ہوئی ہیں کہ اسلامی قومیت دیگر اقوام سے ایک علیحدہ ملت ہے جس کی بنا ان کے مذہب یعنی دینِ اسلام پر رکھی گئی ہے اس کے برخلاف دیگر اقوام کی بنیادیں نسلی، جغرافیائی اور وطنی تصورات پر قائم کی گئی ہیں۔ مگر ملتِ اسلامیہ کی بنا ان کے واحد مشترک دین و مذہب اسلام پر قائم کی گئی ہے۔

روحانی اشتراک پر ایک ملت و قوم کی تعمیر

اب ظاہر ہے کہ جب پاکستان کی مملکت کی بنیادیں ہی اس روحانی اشتراکِ دین پر قائم کی گئی ہوں تو اس کا سب سے زیادہ احساس پاکستانی مسلمانوں میں ہی پایا جانا ایک قدرتی امر ہے۔ مصر، عرب، ایران، ترکی اور دیگر مسلمان ممالک میں اگرچہ اسلام کو بطور مذہب بہت اہمیت حاصل ہے تاہم یہ امر واقعہ ہے کہ مغربی نظریۂ قومیت سے یہ ممالک بہت کچھ متاثر ہوئے ہیں۔ ان ممالک میں پہلے مصری، عربی، ایرانی، ترکی، مراکشی وغیرہ اور بعد میں مسلمان ہونے کی ذہنیت ابھی تک بہت غالب ہے۔

دو قومی نظریہ عالمگیر پیمانہ پر

خود پاکستان میں بھی کسی قدر اب وہی مغربی وطنیت کا نظریہ اسلام کے قومی نظریہ پر غالب ہوتا جا رہا ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ اس نوزائیدہ مملکت اسلامیہ میں جس کی علیحدگی ان کے علیحدہ دین و مذہب کے باعث ہوئی ہے یہ احساس ابھی تک سب سے زیادہ غالب ہے اگر پاکستان کے مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ ان کا وطن مستحکم و مضبوط اور متحد ہو تو اس امر کی بے حد ضرورت ہے کہ اس ملک کے نوجوانوں کو دینِ اسلام اور اسوۂ رسول سے دلی محبت اور اُن پر سچا یقین ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جن بنیادوں پر مملکتِ پاکستان کی بناء پڑی، مسلم ممالک کے سربراہوں کا یہ اجتماع اسی نظریہ کی ایک وسیع اور عالمگیر لہر ہے جس کے لئے عالمِ اسلام کو مراکش کے شاہ حسن کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔

برصغیرِ ہند کی تقسیم اس بنا پر پڑی تھی کہ تمام کلمہ گو ایک الگ قوم ہیں جن کا اشتراک ان کے مشترکہ اصول و نظریاتِ زندگی کی بناء پر قائم ہے۔ مسلمان ایک جداگانہ قوم و ملت اس لئے ہیں کہ ان کا ایک دین ہونے کے باعث ان کی تہذیب و ثقافت، ان کا تمدن و طریقِ زندگی، ان کی تاریخ و روایات دیگر تمام اقوام سے یکسر مختلف واقع ہوئی ہیں۔ اس لئے وہ اپنی تمام روایات کو برقرار رکھنے کے لئے ایک الگ وطن کے حقدار ہیں گویا مسلمانوں کی قومیت، اخوت کی بناء زندگی کی مشترکہ اقدار پر ہے۔ اس لئے ان کے لئے ایک الگ وطن و ریاست بکار ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وطن، قومیت اور ریاست مقدم نہیں ہیں بلکہ مقدم دین و مذہب اور روحانی اقدارِ زندگی ہیں۔ بعینہٖ مسلم سربراہوں کی رباط میں حالیہ کانفرنس کا باعث بھی کوئی اقتصادی، تجارتی، جنگی یا ملکی و سیاسی مسئلہ نہیں ہوا تھا بلکہ اس اجتماع و اتحاد کی تہ میں بھی ایک دینی مسئلہ اور روحانی اشتراک تھا یعنی اسلام کے مقدس مقامات کی حفاظت اور مسلمانوں پر ان کے دین کی وجہ سے جابرانہ ظلم و ستم۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ سربراہوں کی موجودہ کانفرنس نظریۂ پاکستان کی وسیع تر و عالمگیر لہر ہی ہے۔ اور اس میں صدرِ پاکستان نے جو قابلِ قدر کردار ادا کیا ہے اس کا باعث بھی یہی ہے کہ وطنی، ملکی، نسلی اور قومی نظریۂ اشتراک کے بجائے دینی نظریۂ حیات یعنی ملتِ اسلامیہ کا احساس پاکستان میں سب سے زیادہ تیز، نمایاں اور زندہ ہے۔

مملکتِ پاکستان کی تعمیر اسلامی نظریۂ حیات کے غلبہ پر یقین

برصغیرِ ہند کے مسلمانوں میں الگ مملکت کا تصور کبھی غالب نہیں آ سکتا تھا جب تک ان کے قلوب میں دو امور پر محکم یقین نہ ہوتا۔ دینِ اسلام محض عبادات و عقائد کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ اسلام ایک مثبت نظریۂ حیات رکھتا ہے جس میں زندگی کے نبھانے کے لئے روحانی و اخلاقی اقدار قائم کی گئی ہیں۔ نیز ان اقدار کو دیگر مادی، ملکی، وطنی، نسلی اور قومی اقدار پر ترجیح حاصل ہے۔ پس ایک حقیقی مسلمان سب سے پہلے اور سب سے آخر ایک مسلمان ہے اور پھر کچھ اور۔ اگر دینِ اسلام کا رشتہ کٹ جائے تو پھر اس واحد قدرِ مشترک و اتحاد کے قطع ہو جانے کے باعث نہ مسلمانوں کی کوئی قومیت و جمعیت باقی رہتی ہے اور نہ ہی ان کا کوئی تہذیب و تمدن کا اشتراک قائم رہ سکتا ہے۔ دینِ اسلام نے ایک الگ تہذیب و تمدن قائم کیا ہے، زندگی کی الگ اقدار مقرر کی ہیں۔ اس دین کا نظریۂ حیات الگ ہے۔ اس لئے اس دین کو قبول کرنے والے الگ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں الگ ریاست کی حاجت ہے۔

پھر دینِ اسلام کو صرف علیحدہ نظریۂ حیات ماننے پر ہی پاکستان کی بناء قائم نہیں ہوتی بلکہ اس سے بڑھ کر یہ امر ہے کہ اسلامی نظریۂ حیات دیگر تمام دینوں پر فائق و برتر ہے اور اس کے دوبارہ غلبہ کا وقت قریب تر آ چکا ہے۔ اس وقت دنیا میں دو اور نظریہ ہائے حیات پائے جاتے ہیں جو باہمی کشمکش میں مبتلا ہیں یعنی سرمایہ دارانہ نظامِ حیات اور اشتراکی نظامِ حیات۔ ان دونوں نظریوں کی بناء مادی و اقتصادی اقدار پر قائم ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ باوجود باہمی شدید اختلاف کے یہ دونوں نظریئے ایک ہی بناء پر قائم ہیں۔ مگر ان کے مقابل حقیقتاً اگر کوئی اور نظریہ ہے تو وہ اسلامی نظریۂ حیات ہے جو ان دونوں سے حقیقی اور سچے طور پر بنیادی اختلاف رکھتا ہے کیونکہ جیسے کہ بیان ہوا، سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں نظریوں کی بناء اقتصادیات یعنی مادیات کی ناپائدار بنیادوں پر قائم ہے۔ ان کے بالمقابل اسلامی نظریۂ حیات کی بناء مادیت کے بجائے ابدی و ٹھوس اور مثبت و تعمیری روحانی و اخلاقی اقدار پر قائم کی گئی ہے ؎

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہوگا

پاکستان بن کر رہا اور قائم و مستحکم ہو کر رہا، مگر یاد رکھنے کے قابل یہ امر ہے کہ مملکت بنی تو دین کی بنیادوں پر اور رشتۂ اتحاد و اشتراک پر قائم و مستحکم رہی اور آئندہ رہے گی۔ گویا اس برصغیر کے مسلمانوں کے دین کی جانب پھر سے رجوع نے اس نئی ریاست کو جنم دیا اور دینی رشتۂ اخوت کو مضبوط پکڑنے سے ہی پاکستان نے ۱۹۶۵ء میں اپنے سے پانچ گنا طاقت کے

جارحانہ حملہ کو پسپا کر دکھلایا۔ پس اس بیان سے **یہ امر ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کی قومیت اور طاقت کا راز دین اسلام کی صداقت برتری پر ایمان و یقین محکم اور کلمہ گوؤں کی وحدت پر قائم ہے** جس قدر یہ یقین ترقی پذیر ہو گا اسی قدر مسلمان اپنی قومیت و طاقت میں اضافہ کرنے والے ہوں گے اور جس قدر یہ ایمان کمزور پڑے گا یا ترک کیا جائے گا اسی نسبت سے مسلمانوں کی قومیت و جمعیت کمزور و شکست خوردہ اور پریشان و پراگندہ حال ہوتی جائے گی۔

غلبۂ اسلام اور اتحادِ کلمہ گویاں پر یقین کہاں سے پیدا ہوا؟

اب ہمارے سامنے یہ سوال بھی حل طلب ہے کہ برصغیر ہند میں اسلامی نظریۂ حیات کے اس غلبہ کا یقین کہاں سے پیدا ہوا؟ کیوں دوسرے ممالکِ اسلامیہ میں کسی اور جگہ یہ ایمان پیدا نہ ہو سکا؟ واقعات کی رُو سے اس کا صحیح جواب یہی ہے کہ موجودہ دور میں غلبۂ اسلام کی یہ لہر برصغیر ہند کے **مسلمانوں کے قلوب میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ** کی مساعی سے ہی پیدا ہوئی ہے، یہ حضرت اقدسؑ کے بے نظیر کلام اور جماعت احمدیہ لاہور کی علمی و قلمی کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اس ملک **میں اسلامی نشاۃ ثانیہ کے قریب تر آنے کا یقین پیدا ہوا۔ نہ صرف مسلمانوں میں اس کی وجہ سے بیداری پیدا ہوئی بلکہ غیر اقوام میں اسلام کی صحیح و قابلِ قبول تعلیمات کی عالمگیر اشاعت کے ذریعہ مغرب سے طلوعِ اسلام (طلوع الشمس من مغربہا) کا نظارہ جماعت احمدیہ لاہور نے پیش کر دکھلایا** اس لحاظ سے یہ کہنا عجب انگیز ہے نہ مبالغہ آمیز کہ مملکتِ پاکستان کی داغ بیل جہاں غلبۂ اسلام پر یقین اور کلمہ گوؤں کے اتحاد کے دو ستونوں پر پڑی وہاں **ان دو ستونوں کا قیام جماعت احمدیہ لاہور کی دینی مساعی سے** ہی ہوا۔ اگر مجددِ زمان مسیح دورانؑ کی بعثت نہ ہوتی تو غلبۂ اسلام اور کلمہ گوؤں کے اتحاد پر یقین پیدا نہ ہو سکتا اور نہ ہی مملکتِ پاکستان کی بنیادیں قائم ہو کر اس ریاست کا وجود عمل میں آتا۔ ایک طرف جہاں ان امور سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور نے اس زمانہ میں مسلمان قوم میں کیا روح بیداری پھونکی اور کیونکر غلبۂ اسلام اور کلمہ گوؤں کی وحدت کے اعلیٰ اصولوں پر یقین پیدا کر کے ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی وہاں قرآنی تعلیم کا یہ اصول بھی اُجاگر ہو جاتا ہے کہ جب کبھی اس کے پیرو اس تعلیم **کے ابدی اصولوں کو اپنی عملی زندگیوں میں رائج کریں گے اسی وقت خدا تعالیٰ ان کی قومیت و جمعیت** میں برکت، قوت و طاقت پیدا کرے گا۔ اسی حقیقت کو مامورِ زمانہ حضرت مسیح دورانؑ نے اس شعر میں واضح کیا ہے:۔

> از رہِ دین پروری آں عروج اندر نحست
> باز ہوں آید ہماید از ہمیں رہ بالیقین

اسی حقیقت کو آپؑ نے اپنے متبعین سے عہد لیتے وقت بھی یوں دہرایا!

"میں دین کو دُنیا پر مقدم کروں گا"

مگر یہ صرف اسی حد تک مقدر نہ تھا کہ اسلامی نظریۂ حیات پر غلبہ اور کلمہ گوؤں کی متحدہ قومیت کے دو اصولوں پر یقین اس برصغیر کے مسلمانوں تک محدود رہے بلکہ اس سلطنت کے قیام کا مقصد یہی یہ تھا کہ **یقین کی یہ لہر دیگر مسلمانوں میں بھی سرایت کرے اور جمیع مسلمانانِ عالم حقیقی اتحاد کی مضبوط لڑی میں** پروئے جائیں۔ جمیع مسلمان اقوام کے اتحاد کی اصلی راہ اگر ایک طرف اس امر میں مضمر ہے کہ ہر **کلمہ گو کو اسلامی اخوت کا فرد قرار دیا جائے** تو دوسری طرف اس برادری کا تقاضا یہ ہے کہ **اسلامی نظریۂ حیات کو برتر و فائق یقین کر کے** اسے اپنی عملی زندگی میں لا کر دیگر اقوام میں اس نظریہ کی اشاعت کی جائے۔ پس اب وقت نزدیک ہے کہ مسلمان خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں مغربی وطن پرستی اور محدود قومی نظریوں کو خیرباد کہہ کر دینِ اسلام سے اپنا حقیقی و مضبوط رشتہ استوار کریں گے اور اپنے باہمی اتحاد و اتفاق کے طریقوں کو محض مادی و اقتصادی اور سیاسی و صنعتی وسائل تک محدود نہ رکھ کر عالمگیر اسلامی، **اخلاقی و روحانی بنیادوں پر استوار کریں گے۔** چنانچہ مسلم سربراہوں کی حالیہ کانفرنس کی بنا بھی دینی اور اسلامی روایات پر قائم کی گئی ہے اس لئے یہ توقع کی جاتی ہے کہ یہ مضبوط بنیادوں پر استوار ہو کر طاقتور اور وسیع تر ہوتی چلی جائے گی۔ یہ صرف قیاس اور حوصلہ افزا امید ہی نہیں بلکہ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے مامورِ وقتؑ کو یہ امر بتلا بھی دیا اور آپ کی زبان پر یہ الہام جاری کر دیا!۔

> "بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و
> پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم اُفتاد"

دیکھو! اس الہام میں یہ خوشخبری مبارک ہو کہ اب وقت نزدیک آ گیا ہے جب مسلمانوں کا قدم مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جائے گا۔ الا چنانچہ اس خدائی خبر کے عین مطابق اس زمانہ میں ایک نئی سلطنت اسلامیہ پاکستان کی تشکیل ہوئی اور اب اس کے مطابق یہ لہر جمیع **مسلمان اقوام کو یقین و اتحاد کی لپیٹ میں لینے کے لئے وسیع ہو چکی ہے۔ کیسا صادق و صحیح الہام الٰہی ہے!** جو خدائے تعالیٰ نے اس صدی کے مجددؑ کے قلبِ صافی پر نازل فرمایا اور کس طرح اس کی صداقت کو ظاہر کرتے اور منوانے کی خاطر خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنے کے لئے اپنے نشانات دکھلا رہا ہے۔

> اِک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
> کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

صدرِ پاکستان کا مضبوط و قابلِ قدر عزم۔

جنرل آغا محمد یحییٰ خان صدرِ پاکستان کا یہ موقف جو آپ نے مسلم سربراہوں کی کانفرنس میں اختیار فرمایا کہ وہ اس اجتماع میں شرکت کے لئے تیار نہیں جو بلایا تو گیا ہے اسلامی کانفرنس کے نام پر مگر اس میں حکومتِ ہند کا نمائندہ بھی شامل ہو نہایت قابلِ قدر اور دانشمندانہ اقدام ہے کیونکہ اس میں دینِ اسلام سے محبت اور مسلمانوں سے اس کی طرف رجوع پایا جاتا ہے۔ کیسی مضحکہ خیز یہ بات ہے کہ مسلم سربراہوں کی اس کانفرنس میں ایک ظالم ہندو مملکت کی طرف سے ایک ہندو نمائندہ شامل ہو اور وہ بھی ایسے وقت میں جب اس ہندو ریاست میں مسلمانوں کا قتلِ عام جاری ہو۔ اگر صدر یحییٰ صاحب بروقت یہ آواز نہ اُٹھاتے تو نہایت بدقسمتی کی بات ہوتی اور مسلمان اقوام اپنی روایتی سادگی، دھوکہ خوردگی اور مکر و فریب کی شکار ہونے کا ایک اور نظارہ پیش کرتیں مگر جیسے میں نے بیان کیا اب تقدیرِ الٰہی یہی ہو چکی ہے کہ اگر ایک طرف مسلمان اقوام پر مصائب وارد کر کے انہیں بیدار کیا جائے تو دوسری طرف خدائے تعالیٰ ان کی صحیح راہنمائی کے سامان بھی مہیا کرتا چلا جا رہا ہے۔ جس طرح ہندو قوم کی عیاری و شاطرانہ چالوں کو حضرت قائد اعظمؒ نے بھانپ لیا تھا اور اس سے حفاظت کے لئے برصغیر کے مسلمانوں کو خبردار کر کے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کر دیا تھا، اسی طرح حالیہ مسلم سربراہوں کی کانفرنس میں صدرِ پاکستان نے تمام ممبروں کی توجہ ہندو ریاست بھارت کی اسلام کش پالیسی اور مکر و فریب سے مسلمانوں کو دھوکا میں مبتلا کرنے کے طریقِ کار سے آگاہ کر دیا ہے۔ الحمد للہ کہ اس کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا اور مسلم سربراہوں پر جس طرح یہود کے جبر و ظلم اور چیرہ دستیاں واضح ہیں اسی طرح ہنود کی چالبازیوں اور مسلمانوں پر ظلم و ستم سے بھی وہ خبردار

جہادِ زمانہ یا تحریکِ اشاعتِ اسلام پر جمیع مسلم اقوام کا مُبارک اتحاد

مسلم سربراہوں کا دینِ اسلام کے اصول اور روایات مذہبی کی خاطر اجتماع و اتحاد ایک ایسا مبارک اقدام ہے جس کی نظیر حالیہ تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے اگر مسلمان اقوام اور مسلمان سلطنتوں کے سربراہ اسی طرح اپنے **پیارے رسولِ اکرم صلعم اور اپنی پیاری کتاب قرآنِ مجید کی عظمت و سربلندی کے لئے اشاعتِ دین کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے متحد و مجتمع ہو جائیں تو یہ بات حتمی یقین سے کہی جا سکتی** ہے کہ چند ایام میں نہ صرف دنیا اسلام کے ابدی اصولِ حقہ کو قبول کر لے بلکہ جمیع مسلمان اقوام ایک ایسے مضبوط و مبارک اور صالح وارفع نصب العین پر قائم و متحد ہو جائیں **جس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مقصدِ حیات نہیں۔** انشاء اللہ عنقریب وہ وقت آیا چاہتا ہے کہ مسلم ممالک کے سربراہ اشاعتِ اسلام کی اعلیٰ افادیت و عظمت کے قائل ہو کر اس قرآنی نصب العین کی جانب انفرادی و اجتماعی اقدامات کر کے سرخرو ہوں گے اور اپنے مقدس ترین فریضہ یعنی جہاد زمانہ کو ادا کرنے کے لائق بن جائیں گے۔

حادثہ۔ بقیہ صفحہ ۱۰

نماز پڑھنا شروع کی تو یہ ایک ریکارڈ ہے کہ اس سے آج تک ایک نماز بھی قضا نہیں کی۔

> پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
> حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

جناب سے نمازِ جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے میں نے ڈاکٹر الطاف صاحب کے خاندان اور باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کو ایک وقت کا کھانا دیا۔

غمزدہ۔ مرزا مظفر بیگ ساقیؔ
مبلغ اسلام۔ لائل پور

بجناب عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب
کنگ سکول اینڈ کالج ایبٹ آباد

چاند شق ہو چکا اور عذاب الٰہی کی گھڑی آپہنچی
ایٹم بم کا جہنم یاجوج ماجوج کی تباہی کا موجب ہوگا
دینِ حق تمام باطل ادیان پر غالب آئیگا

(۲)

اے مسلمان بھائیو! یہ قیامت کا بیان نہیں، قیامت میں کسی کی پاؤں کی آہٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہاں تو چیخ و پکار ہی ہوگی۔ یہ تو اسی ساعت کا ذکر ہے جبکہ اللہ تعالےٰ کا دین تمام باطل ادیان پر غالب آئے گا اور مخالفین کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا یہ اسی دن کا ذکر ہے کہ یاجوج ماجوج (شاید روس، چین) وغیرہ ایک دوسرے پر چھوڑے جائیں گے اور کافروں کی خبر ان ایٹم بموں اور ہیلیم بموں سے لی جائے گی جو جہنم کی آگ کے اصولوں پر بنائے گئے ہیں۔ اور اس طرح ان پر جہنم کی آگ کا کچھ حصہ پیش کیا جائے گا اور یہی وہ سچے وعدے کے پورے ہونے کی گھڑی ہوگی کہ دینِ حق تمام باطل ادیان پر غالب ہو کر رہے گا اور یہ وہ دن ہوگا جس دن کافروں کی آنکھیں فتح مکہ کے دن کے کافروں کی آنکھوں سے بھی زیادہ خجالت سے جھکی ہوئی ہوں گی اور لوگ جوق در جوق دینِ حق قبول کرتے ہوں گے۔

* "یہاں تک جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آئیں گے اور وہ سچا وعدہ نزدیک پہنچ جائیگا پھر کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ کہیں گے! ہائے ہماری کم بختی بے شک ہم تو اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ بلکہ ہم ہی ظالم تھے۔ بے شک تم اور وہ جن کی اللہ تعالےٰ کے سوا غلامی کیا کرتے تھے دوزخ کا ایندھن ہو اور تم سب اسی میں داخل ہو گے اگر یہ واقعی فرمانبردار ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے (اور اپنے آپ کو بچا لیتے) اور سب اس میں سدا رہنے والے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ میں چیخیں ہوں گی اور وہ اس میں کچھ نہیں سنیں گے بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنے نفس کی مرغوب اشیاء میں رہیں گے اور ان کو وہ بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت سے پہلے کا وہ عذاب) بھی غم میں نہ ڈالے گا۔ ان سے فرشتے (اس خوشخبری سے) ملاقات کریں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ تھا........"

(۲۱ / ۹۴-۱۰۳)

* (ذی القرنین نے کہا) پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو وہ اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دیں گے اور تیرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ اور اس ہم بعض کو بعض پر موج در موج چھوڑ دیں گے (یعنی ایک دوسرے پر چڑھ دوڑیں گے) اور صور پھونکا جائے گا اس دن ہم ان پر جہنم پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر میرے ذکر (قرآن پاک) کی طرف سے پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور سنتے تک بھی نہ تھے۔ پھر کیا ان کافروں نے خیال کر رکھا ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو دوست بنا لیں گے، بے شک ہم نے ایسے کافروں کے لئے دوزخ مہمانی بنایا ہے کہہ دو کہ میں تمہیں وہ لوگ نہ بتا دوں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارہ میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کوشش دنیا ہی میں ضائع ہوئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ احسن صنعتیں ایجاد کر رہے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں اور ملاقات کا انکار کیا ہے۔ پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہ کریں گے اور اس کی سزا جہنم ہے کہ انہوں نے میری نشانیوں اور میرے پیغام بروں کا مذاق اڑایا تھا........"

(۱۸ / ۹۸-۱۰۶)

اے ایمان والو! آپ کو تو آپ کے عالم الغیب رب اور رحمت للعالمین نبیﷺ نے بار بار اس فتنہ سے آگاہ کیا تھا۔ جس کے اثرات سے وہ لوگ بھی نہ بچ سکیں گے جو اپنے آپ کو مومن سمجھتے ہوں گے۔ اے مومنو! ان لوگوں کے خیالات و نظریات تمہیں کیسے حق تک پہنچا سکتے ہیں جو فرشتوں کے وجود تک سے منکر ہیں۔ اپنے رب کی طرف آؤ اور معلوم کر لو کہ جب کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹتا ہے تو وہ ایک مردہ دباؤ سے پھٹ کر مومن اور غیر مومن سب کو کچل کر رہتا ہے یا کہ اللہ تعالےٰ کے ملائکہ مخصوص پتھروں کو مخصوص لوگوں پر نشانے مارتے ہیں اے بھائیو! آپ ان لوگوں کے ان دجالی فتنوں میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنے پرورش کرنے والے کی آواز سنیں اور اس کے نقشے پکڑیں۔

* "اے ایمان والو! اللہ تعالےٰ اور اس کے پیغام پہنچانے والے کی بات مان لو جب کہ وہ تمہیں اس چیز کی طرف پکارے جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ تعالےٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتا ہے اور بے شک تم اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور اس فتنے سے بچو جو تم میں سے خاص ظالموں تک مخصوص نہ رہے گا اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے........"

(۸ / ۲۴-۲۸)

درد مند میں آپ کو اس حسرت کے دن سے آگاہ کرتا ہوں جس کی گھڑی بہت قریب آ چکی ہے اور ایسا صرف رب العالمین کے اس حکم کی تعمیل میں کرتا ہوں کہ:-

* "اور انہیں قریب آنے والی اس نصیحت کے دن سے ڈرا جب کہ غم کے مارے کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے اور ظالموں کا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی ہوگا جس کی بات مانی جائے اور انہیں قریب کے دن سے ڈرا جس دن فیصلہ کا حکم صادر کر دیا جائے گا۔ اور جس سے یہ غفلت میں ہیں۔ اور جس پر یقین نہیں رکھتے۔ بیشک ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے اور ان کے بھی جو اس پر ہوں گے اور ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے ....

(۱۹ / ۱۰-۱۳)

یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قیامت کے دن زمین باقی نہ رہے گی اور نہ ہی کسی کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ نظام ایک دن درہم برہم نہ کیا جائے گا، کیا مسلمان، کیا عیسائی، کیا ہندو، کیا یہودی کیا مشرک یا مومن، سب قیامت کے دن پکے اقراری ہیں۔ یہاں تک کہ سائنس دان اور ہیئت دان بھی اس بات پر متفق ہیں کہ کروڑہا سال گذرنے کے بعد سہی، سورج اپنی زندگی ختم کر دے گا۔ اور سورج کا یہ موجودہ نظام اختتام تک پہنچ جائے گا۔ جس پر لوگوں کو یقین نہیں آیا کہ تا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تا قیامت جاری رہے گی۔ کیونکہ وہ آپ لوگوں میں قیامت تک کے انسانوں کو آگاہ کرنے کے لئے ایک زندہ و تابندہ نذیر و بشیر چھوڑ گیا ہے اس مبشر و منذر کا نام ہے قرآن اور اس پر اللہ تعالےٰ کی گواہی موجود ہے۔

* حٰمٓ۔ یہ کتاب بڑے مہربان اور نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ بشیر۔ نذیر ہے پھر اکثریت نے تو اس سے منہ پھیر ہی لیا اور سنتے تک بھی نہیں ....."

(۴۱ / ۱-۴)

پس میں تو ماسوائے اس کے اور کچھ بھی نہیں کہ اس بشیر و نذیر کی آواز آپ تک پہنچانے والوں میں سے ہوں اور خواہ آپ اس بشیر و نذیر کی بات جھٹلائیں تب بھی یہ حقیقتیں تو آکر ہی رہیں گی:-

* اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے ذکر (قرآن مجید) سے کوئی ایسی نئی بات نہیں آتی کہ وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہوں۔ پس بے شک یہ بھی جھٹلا چکے اب ان کے پاس اسی کی (خبریں) حقیقتاً آئینگی جس کا مذاق اڑاتے تھے......"

(۲۶ / ۵-۶)

جس چیز کا آپ سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ وہ ضرور آنے والی ہے اور آپ اللہ تعالےٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اے لوگو! میں اپنے کسی الہام۔ وحی۔ خواب یا نجوم کے ذریعے نہیں بلکہ آپ ہی کی عالم الغیب کی حکمت بھری کتاب کے ذریعہ اسی کی زبان میں ڈراتا ہوں اور خوشخبری دیتا

ہوں ان کو جو حق کے تابع ہو کر زندگی گذارتے ہیں یا گذارنے کا فیصلہ کر لیں گے۔

* لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ غفلت میں ہیں۔ اور اعراض کر رہے ہیں ان کے رب کی طرف سے نازل شدہ ذکر (قرآن) سے کوئی ایسی نئی بات نہیں پہنچتی کہ جسے سن کر وہ ہنسی میں ٹال دیتے ہوں (۲۱/۱-۲)

میں آپ کو اس قریب کی گھڑی سے ڈراتا ہوں جس کے لانے کے لئے دنیا بھر کے لوگ جلدی کر رہے ہیں۔ اور جس گھڑی کو مومن ڈر اور خوف رکھتے ہیں۔

* "اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے کتاب اور میزان نازل کیا ہے اور تو کیا جانتا ہے شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔ اس کی جلدی تو وہی کرتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور ایمان والے اس گھڑی سے ڈرتے ہیں۔۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں ہیں۔

(۴۲/۲۲)

* "اور تو ظالموں کو دیکھتا ہے کہ وہ ڈر رہے ہیں۔ اپنے ہی ہاتھ کی کمائی سے (مختلف بم وغیرہ سے) اور جس بات کا وہ ڈر رکھتے ہیں ہی کچھ ان پر پڑنے والا ہے اور جو مومن اعمال صالح والے ہیں۔ وہ اس گھڑی جنت کے باغوں میں ہوں گے اور ان کو ان کے رب کے ہاں سے ان کی چاہت کی چیزیں عطا ہوں گی اور یہی بڑا فضل ہے۔۔۔"

(۲۲)

اللہ تعالیٰ کی نہ بدلنے والی عادت ہے کہ وہ فساد کو قائم نہیں رکھتا

* "اور اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کرتا تو زمین فساد سے پُر ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں پر بہت مہربان ہے۔۔۔۔۔۔" (۲/۲۵۱)

اور اب جبکہ مشرق و مغرب کے بحر و بر میں انسانی ہاتھوں کی کمائی سے فساد برپا ہو چکا ہے۔ اور وہ اپنے بعض اعمال کے مزے چکھ رہے ہیں تو عنقریب ان کو قیامت سے پہلے ایک بڑے عذاب کا مزہ چکھایا جائے گا۔

* "خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ رجوع کریں کہدو زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ پہلے گذرے ہوؤں کا انجام کیا ہوا؟ ان میں سے اکثر مشرک تھے ۔۔۔۔۔۔۔" (۳۰/۴۱-۴۲)

اور کیا اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تاکہ عبادت گاہیں ڈھائے جانے سے بچ جائیں اور ان لوگوں کے وہ بڑے بڑے محلات جو اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہوں کو آباد کرنے سے قاصر ہیں۔ کھنڈرات بن کر آنے والوں کے لئے بصارت کا ذریعہ بنیں اور تاکہ ان سائنسدانوں، فلاسفروں اور نئی روشنی والوں کو جہنم کے عذاب کا مزہ چکھائے جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو پشت کرنے کے درپے تھے اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی آنکھوں سے پردہ میں کر کے ان عبادت گاہوں میں آنے سے روکا۔

* "اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا تو عیسائیوں کے خلوت خانے اور عبادت خانے یہود کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کریگا بے شک اللہ زبردست غالب ہے (اور اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے والے ہیں) جن کو اگر زمین پر با اختیار کریں تو صلوٰۃ قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کریں۔ اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو ان سے پہلے نوح کی قوم عاد و ثمود اور ابراہیم اور لوط کی قوم اور مدین والے بھی جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ کو جھٹلایا گیا ہے۔ پھر انکار کرنے والوں کو مہلت دی پھر ان کو پکڑا پھر میری پکڑ کیسی ہوئی؟ سو کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں نکمے اور کتنے پکے محل اجڑے پڑے ہیں؟ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی کہ ان کے ایسے دل ہو جاتے جس سے سمجھتے یا ایسے کان جن سے سنتے۔ پس بے شک بصارت اندھی نہیں ہوتی بلکہ وہ قلوب جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں اور تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وعدے کا کبھی خلاف نہیں کرے گا اور تیرے رب کے ہاں ایک دن تمہاری گنتی کے حساب سے ہزار برس کے برابر ہوتا ہے اور کتنی بستیوں کو میں نے مہلت دی حالانکہ وہ ظالم تھے۔ پھر میں نے انہیں پکڑا اور میری ہی طرف پھر کر آنا ہے کہدو اے لوگو! میں تو تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ پس نیک اعمال والے مومنوں کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے اور جنہوں نے ہماری نشانیوں کو پشت کرنے کی کوشش کی وہی اصحاب الجحیم ہیں۔۔۔۔۔۔" (۲۲/۴۰-۵۱)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی مہلت سے دھوکہ میں نہ پڑو۔ اگر عیسائیوں کے ساتھ وعدہ 2000ء میں پورا ہوا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف دو دن کی معیاد ملی تھی اور اگر مسلمانوں کے ساتھ وعدہ 1500ء میں پورا کیا گیا تو وہ دیکھ لیں گے کہ اللہ کا وعدہ صرف ڈیڑھ دن میں ہوا۔ کیونکہ دنیاوی حساب کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا یوم ایک ہزار برس کا رکھا ہے۔ اور کائنات کا نظام چلانے کے لئے ایک یوم پانچ ہزار (5000) سال کا ہے۔ اے لوگو! عذاب سے پیشتر لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک خود ہی سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ کونسا حکم ہے جو آپ نے پس پشت نہ ڈالا اور وہ کونسا ممانعت تھی جس کا آپ نے خلاف نہ کیا اور فسق و فجور اس وقت پھیلتا ہے، جب ان کی بے اعتقادی کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف سے تباہی کا حکم صادر ہو جاتا ہے پھر مہلت صرف اسی قدر ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہلاک ہونے والے لوگوں تک پہنچ رہے!

* "جو سیدھے راستے پر چلا تو اپنے ہی لئے چلا اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے والوں کا نقصان بھی وہی اٹھائے گا اور ہم اس وقت تک سزا نہیں دیتے جب تک پیغام پہنچانے والے کو کھڑا نہ کر دیں۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیں تو وہاں کے خوش اور عیش پرست لوگوں کو حکم دیتے ہیں، پس وہ لوگ وہاں فسق پھیلاتے ہیں اور ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ اور ہم اس بستی کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اور نوح (علیہ السلام) کے بعد ہم کئی ایک دور تباہ کر چکے ہیں۔ پس یاد رکھو! کہ ہر ظالم بستی کی پکڑ ضرور ہوتی ہے اور وہ قہار و جبار جب پکڑتا ہے تو سخت گرفت کرتا ہے اور اسی طرح جب تمہارا رب ظالم بستیوں کی پکڑ کرتا ہے تو اس کی پکڑ نہایت شدید ہوتی ہے۔۔۔۔۔" (۱۱/۱۰۲) (باقی۔ باقی)

حادثہ۔ بقیہ صک

کے ہاں فون نہیں ہیں میں اپنی کار کے ذریعہ انہیں بھی اطلاع بھجوا دوں گا۔

اسی دن ہم نے "یوم محمد علی" منایا تھا۔ لاہور سے جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری و دیگر احباب شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے اور صبح ان کی واپسی تھی۔ میں نے سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب تک پیغام پہنچانے کا انتظام کیا اور وہ لاہور جاتے سے رک گئے۔ ڈاکٹر صاحب میں یہ خوبی ہے کہ ہر ایک دکھ میں شریک ہوتے ہیں۔ میری بیگم مرحومہ کی وفات پر بھی اپنے عملہ سمیت لائل پور پہنچے تھے۔ تمام امور سے فراغت پر میں اپنی دو بڑی لڑکیوں کو ساتھ لے کر الطاف صاحب کی کوٹھی پر پہنچ گیا۔

ڈاکٹر الطاف صاحب نے دو کنال زمین میں اپنی کوٹھی بنوائی ہے۔ نماز جنازہ کا وقت دس بجے دن مقرر ہوا مگر بعد میں اطلاع آئی کہ ڈاکٹر الطاف صاحب کے سسرال سے کچھ لوگ اوکاڑہ منٹگمری سے آرہے ہیں اس لئے جنازہ کا وقت دو بجے بعد نماز ظہر مقرر کیا گیا۔ ساڑھے تین بجے ہم بچے کو دفن کر کے فارغ ہو گئے۔ تعزیت میں آتے ہوئے پڑوسیوں نے بتلایا کہ ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے رات بڑے صبر اور حوصلے کا نمونہ دکھایا ہے۔ ساری رات دونوں میاں بیوی بچے کی میت پر روتے رہے اور ہم پڑوسیوں کو اطلاع تک نہ کی کہ ان کے آرام میں خلل نہ آئے۔

جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب رات لائلپور پہنچے۔ بیماری کی حالت میں وہ کیمبل پور سے لائل پور کا سفر کیا۔ ماں باپ اولاد کے لئے کیا کچھ نہیں کر گذرتے جناب پروفیسر صاحب نے بھی اسی فطرتی تقاضا کے پیش نظر بیمار جان کھینچ یہ لمبا سفر کیا۔ مرنے والا بچہ جس کی عمر دس سال تھی۔ چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا۔ پہلے اس کے بڑے بھائی اور بہن نے بجلی کی استری پر اپنے کپڑے ٹھیک کئے اس کے بعد ندیم اپنے کپڑوں کے لئے آگے بڑھا۔ استری پر ہاتھ رکھا کہ ایک جھٹکا لگا۔ چیخ نکل گئی اور ساتھ ہی روح پرواز کر گئی۔ مرحوم کی سوگوار ماں نے میری بیٹیوں کو بتلایا کہ نماز کا سبق سیکھنے کے بعد ندیم نے جب

(باقی صہ کالم ۲)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

پیغامِ احمدیت

(۲)

"قادیانی مذہب کا اندازِ بیان"

یہ جرنلزم کا ایک نیا سٹائل ہے کہ ایسے طریقے سے بات بنا کر پیش کی جائے کہ قاری کے ذہن میں اپنے حسبِ منشاء تاثر پیدا کیا جا سکے اگر سرخی جمانے سے یہ اثر دوآتشہ ہو سکے تو کیا کہنے۔ اور یہی کام ہر تن کے ساتھ ساتھ چست کرنے سے پوری ہو جاتی ہے جس کے متعلق ریویو نگاروں کا کہنا ہے کہ

"جا بجا قلم کی شوخیاں اور مہذب ظرافتیں اس پر مستزاد ہیں"

برقی صاحب کے سٹائل کی ایک اور خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس قسم کی کتابوں کی زبان بالعموم سخت اور دل آزار ہوا کرتی ہے لیکن

"اس کتاب کا اندازِ بیان نہایت شریفانہ ہے"

جیسا کہ آگے چل کر ظاہر ہوگا گہری اور پوشیدہ نشتر زنی کے لئے سخت اور دل آزار زبان استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو چوکہ "شریفانہ انداز" سے لگایا جا سکے اس کی دل آزاری سخت زبان کے استعمال سے کم نہیں ہوتی۔

بہرحال جو اعتراض یا تبصرہ برقی صاحب شریفانہ انداز میں کرتے ہیں تو اس کا جواب یا جوابی تبصرہ بھی انہیں اور دیگر مخالفین کو شریفانہ طریق سے سننا چاہیئے۔ لیکن ان کی اور مخالفین احمدیت کی اس سلسلہ میں روش یہ رہی ہے کہ اگر قرآن سے کوئی جواب دیا جائے تو ان کے نزدیک یہ قرآن کا حملہ ہے۔ اگر اقوال و سنت رسولؐ یا اقوال و سنت انبیاءؑ سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جائے تو یہ رسولؐ اور انبیاءؑ پر حملہ ہے۔ اگر خلفاء، اولیاء، دیگر صالحین امت کا نام لیا جائے تو یہ خلفاء اولیاء صالحین پر حملہ ہے۔ غرض کسی رنگ میں بھی بات کیجئے توہین و تضحیک کا الزام قائم ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ سنو خاموشی سے سہہ جاؤ۔ زبان مت کھولو ورنہ دوسری فردِ جرم لگتی ہے۔ جو لوگ احمدیت کی مخالفت کو اپنے دین کا ایک جزو سمجھتے ہیں ان کے لئے ہماری آواز صدا بصحرا ہوگی۔ ان کا ہماری تحریر کو پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے لیکن مخالفین کے اس ہجوم میں ایسے افراد بھی ہوں گے کہ جن کے قلوب تک شاید ہماری بات اُتر جائے۔ جہاں جہاں الزامی جوابات دیئے گئے ہیں بادل ناخواستہ دیئے گئے ہیں تا کہ اسی طریق سے مخالفین سلسلہ احمدیہ اپنی پوزیشن پر نظر ثانی کر سکیں۔

برقی صاحب کے علمی محاسبہ پر تبصرہ

تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے یہ انداز اختیار کیا ہے کہ برقی صاحب کا اعتراض یا خلاصہ اعتراض پہلے درج کر دیا جائے۔ (بعض اوقات خلاصے کی بجائے پورا اعتراض یا اقتباس نقل کر دیا گیا ہے) اس کے بعد جو کچھ ہمیں عرض کرنا ہے وہ تحریر کر دیا جائے اور فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیا جائے۔

اس پر شاید یہ اعتراض کیا جائے کہ برقی صاحب تو اپنے "علمی محاسبہ" میں عام طور پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ وہ احمدیہ لٹریچر سے مختلف اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ ان اقتباسات کا انتخاب پھر اپنے حسبِ منشاء ان کی ترتیب ان پر اپنے دل پسند عنوانات اور بیچ بیچ میں قلم کی شوخیاں یہ سب امور مل کر برقی صاحب کی قلبی اور ذہنی معترضانہ کیفیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کی کتاب کا ہر صفحہ ایک ہی محور کے گرد گھومتا ہے کہ احمدیت کو اسلام کے لئے ایک بڑا خطرہ ثابت کیا جائے (تمہید پنجم ص۴۸) احمدیہ عقائد کو بے سرو پا قرار دیا جائے (تمہید اول ص۱) احمدیہ جماعت کی اشاعتِ دین کو "تخریبِ دین" کا نام دیا جائے (تمہید اوّل ص۱)

"طول کلام التباس و ابہام لفظی
ہیر پھیر، اختلافات کے ڈھیر۔
کہیں انکار کہیں اقرار۔ کہیں دعوے
کہیں فرار، مباحث ناہموار۔
پراگندہ تکرار، سخن سازی کی بھرمار" ×

× "تاویلات کے انبار" (تمہید دوم ص۱۴) پیش کئے جائیں۔

معلوم ہوا کہ ساری کتاب اسی مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے کہنے کو "اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا"۔ کسی نے سچ کہا ہے

اوّل تو سناتی ہیں مجھے خدا میں ہزاروں
آخر میں یہ لکھا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا (داغ)

اسی لئے ہم نے برقی صاحب کے منتخب شدہ اقتباسات اور ان پر مستزاد عنوانات کو اعتراضات کا نام دیا ہے (اگر کسی کو اس پر بھی اعتراض ہو تو یوں سمجھ لیجئے کہ ہم نے اپنی سہولت کی غرض سے ان کا یہ نام رکھا ہے مطلب تو اظہار صداقت ہے اور اس کے لئے ہم نے یہی پیرایہ اختیار کیا ہے۔ بعض مقامات پر ہم نے اسے محض ایک اقتباس سمجھ کر ہی تبصرہ کیا ہے)

لیکچر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع

(بسلسلہ صفحہ ۲)

بڑے بڑے لوگوں کو مفت بھیجی گئی۔ اتاترک غازی مصطفٰے کمال پاشا اسی ترجمۃ القرآن سے بے حد متاثر ہوئے۔ ان کے خلاف دقیانوسی مولویوں نے جب شورش کی تو فرمایا:۔

"جب اسلام کو سروں کی ضرورت پڑتی ہے تو اُس وقت یہ مولوی حجروں میں دبک کر بیٹھ جاتے ہیں اور ہم ہتھیلیوں پر اپنے سروں کو رکھ کر میدانِ جہاد میں نکل پڑتے ہیں اس کے باوجود اسلام کے یہ ٹھیکیدار مولوی اپنے آپ کو مسلمان اور ہمیں کافر سمجھتے ہیں۔ ہم ان مولویوں سے زیادہ اسلام اور قرآن کو جانتے ہیں۔"

غازی مصطفٰے کمال نے حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے انگریزی ترجمۃ القرآن اور تفسیر سے اسلام اور قرآن کو دقیانوسی مولویوں سے کہیں زیادہ سمجھ لیا تھا اسی لئے ان کی نظر میں ان تنگ نظر اور علومِ قرآن سے بیگانے مولویوں کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔

پھر ترکی سے لاہور ایک خط آیا کہ اگر حضرت مولانا محمد علیؒ ترکی میں آئیں تو ہم ان کا بادشاہوں کی طرح جلوس نکالیں گے۔

ٹھیک اسی طرح مصر سے ایک خط آیا کہ:۔

"عربی ہماری مادری زبان ہے اور قرآن ہماری مادری زبان میں ہے مگر ہم قرآن کو اپنی مادری زبان عربی میں نہ سمجھ سکے ہم نے قرآن کو سمجھا ہے تو مولانا محمد علیؒ کی انگریزی تفسیر سے سمجھا ہے۔"

جب حضرت مولانا صاحبؒ کی معرکۃ الآراء کتاب دی ریلیجن آف اسلام شائع ہوئی تو دور دور تک تہلکہ مچ گیا۔ لوگوں نے اس کتاب کو "انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" کہنا شروع کر دیا۔ سپریم کورٹ ہائی کورٹ کے جج اور سیشن ججوں نے ہاتھوں ہاتھ اس کتاب کو لیا۔ عدالتوں میں دورانِ بحث اس کے مضامین کا حوالہ دیا جانے لگا۔ بیرسٹروں اور وکیلوں نے اپنی کتابوں کی الماریوں کو اس کتاب سے زینت بخشی۔

مارماڈیوک پکتھال نے حضرت مولاناؒ کو ایک خط لکھا اور کہا:۔

"زندہ انسانوں میں مولانا محمد علی نے لٹریچر کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر کام کر دکھایا ہے اور ان کا کام ایک مجدّدانہ کام ہے۔"

حضرت مولانا صاحبؒ نے ہنس کر فرمایا کہ عجب حال ہے کہ میرے مرشد حضرت مرزا غلام احمدؑ کو تو لوگ مجدد نہیں مانتے مگر اس کے مریدوں کے کام کو مجدّدانہ کام قرار دیتے ہیں۔

مارماڈیوک پکتھال جو ایک احمدی مجاہد حضرت خواجہ کمال الدینؒ کے ذریعہ مشرف باسلام ہوئے تھے جب حیدر آباد دکن یونیورسٹی میں تعینات کئے گئے تو انہیں نظام حیدر آباد دکن نے انگریزی ترجمۃ القرآن کے کام پر مامور کیا۔ مسٹر پکتھال نے جب یہ کام شروع کیا تو اسی یونیورسٹی کے ایک سٹوڈنٹ نے جو آج کل لاہور میں ایک اچھے عہدے پر مامور ہیں اور دو ہزار روپے کے قریب تنخواہ پاتے ہیں۔ میرے ان سے گہرے مراسم ہیں۔ مسٹر پکتھال کو مخاطب کر کے کہا کہ:۔

"مولانا محمد علی کے انگریزی ترجمۃ القرآن اور تفسیر کے بعد اب کسی اور تفسیر اور ترجمہ کی کیا ضرورت ہے۔"

مگر وہ نظام کے ملازم تھے اور انہیں اس کام پر مامور کیا گیا تھا انہوں نے یہ کام کیا۔

حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب "محمدؐ دی پرافٹ" نے اس قدر مقبولیت حاصل کی کہ کالجوں کے نصاب میں داخل کی گئی تیس کے قریب غیر ملکی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا۔ اس کتاب میں حضور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی کو اس شان سے پیش کیا گیا کہ ایک دُنیا جھوم گئی۔ مہاتما گاندھی کو بھی ایک کاپی بھیجی گئی انہوں نے اس کا مطالعہ کیا اور اتنے متاثر ہوئے کہ ان کے قلم سے یہ الفاظ نکلے:۔

"کاش یہ دلچسپ کتاب کچھ اور زیادہ ہوتی کہ میں حضرت محمدؐ کے حالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت بر آر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور
"پاکستان"

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۳ شعبان ۱۳۸۹ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

دعوتِ ولیمہ میں امیر اور غریب کی تفریق نہ کی جائے

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ انہ کان یقول شر الطعام طعام الولیمۃ یدعیٰ لھا الاغنیاء ویترک الفقراء ومن ترک الدعوۃ فقد عصی اللّٰہ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے سب سے بڑا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس کے لئے امیروں کو بلایا جاتا ہے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور جس نے دعوت کو رد کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ۔

یعنی ایسا ولیمہ بہت بڑا ہے کہ صرف امیروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے۔ دعوت ولیمہ محدود تو یقیناً ہوگی سب کو کوئی نہیں بلا سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ بلانے اور چھوڑنے میں امارت اور غربت کا لحاظ نہ کرے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری۔ کتاب النکاح)

دعا اور صدقات کا اثر

تقریر حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۳ء

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتی ہیں اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی شان کے خلاف ہے وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ اور کسی دوسرے پیرایہ میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔

قضا معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ قرآن کریم ہی سے ملتا ہے۔ گو یہ الفاظ نہیں۔ مثلاً قرآن میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم۔ دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو سکتی ہے اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزارہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالےٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا دردمندوں کی دعاؤں کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اس کا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے ہمارے لئے یہ ضروری امر نہیں کہ اس کی تہہ تک پہنچیں اور اس کی کنہہ اور کیفیت کو معلوم کرنے کی کوشش کریں جبکہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ ایک شئے ہونے والی ہے اس لئے ہم کو جھگڑنے اور بحث میں پڑنے کی کچھ حاجت نہیں۔ خدا تعالےٰ نے انسان کی قضاء و قدر کو مشروط بھی رکھا ہے جو توبہ خشوع و خضوع سے ٹل سکتی ہے۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمالِ حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے اپنے اندر ایک تعلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور گناہ سے ہٹاتا ہے۔ جس طرح ہم ادویات کے اثر کو تجربات کے ذریعہ سے پا لیتے ہیں اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدا تعالےٰ کے آستانہ پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور ربی ربی کہکر اس کو پکارتا اور دعائیں مانگتا ہے تو وہ رؤیا صالحہ یا الہام صحیحہ کے ذریعہ سے ایک بشارت اور تسلی پا لیتا ہے۔ میں نے اپنے ساتھ بارہا اللہ تعالےٰ کا یہ معاملہ دیکھا ہے کہ جب میں نے کرب و قلق سے کوئی دعا مانگی۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

اسلام اور اس میں پیدا ہونیوالی تحریکات

آل چرچز ایسوسی ایشن برلین میں لیکچر

مولینا محمد یحییٰ بٹ امام برلین مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

برلین میں آل چرچز ایسوسی ایشن کے سکریٹری نے مجھے اپنے ممبروں کی سہ ماہی میٹنگ میں لیکچر کی دعوت دی اور لیکچر کا موضوع تجویز کیا "اسلام اور اس کی تحریکات"۔ حاضرین کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی۔ اس میں عیسائیوں کے جملہ فرقوں کے پادری اور برلین یونیورسٹی کے بعض طلباء جو اسلام کو بطور مضمون پڑھتے ہیں۔ اور یہودی اور بدھ مذہب کے علماء موجود تھے۔ میں نے پچاس منٹ تک تقریر کی اور اپنی تقریر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔

اوّل۔ اسلام کی بنیاد۔

دوسرے اسلام میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریکات۔ زمانہ حال کی تحریکات۔

پہلے حصہ کو بیان کرتے ہوئے میں نے کہا کہ اسلام کی بنیاد خدا کی وحی پر ہے۔ یہ وحی الٰہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ جبرائیل، روح القدس، روح الامین نازل ہوئی۔ تیئیس سال کے عرصہ تک اس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور یہ تمام کی تمام وحی قرآن کریم کی شکل میں آج بغیر کسی تغیر و تبدل کے ہمارے پاس موجود ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم عبد ہیں اور آپ کی زندگی آپ کے پیروکاروں کے لئے کامل نمونہ ہے۔ مکی زندگی اور مدنی زندگی میں آپ نے اخلاقیات کے ہر دو نمونوں کو کامل طور پر دکھایا ہے۔ اخلاقیات کا وہ حُسن جو مصائب کے وقت اور مشکلات کے وقت ایک مؤمن انسان دکھا سکتا ہے، وہ آپ نے مکہ میں دکھایا۔ وہ حُسن کیا ہے؟ مصائب و مشکلات کے اندر گھر جانے کے باوجود خدا پر کامل یقین رکھنا، مشکلات کو برداشت کرنا اور حق پر قائم رہنا۔ اور اخلاقیات کا وہ حُسن جو ایک مؤمن انسان طاقت اور حکومت اور خزانوں کا مالک ہو جانے کے بعد دکھا سکتا ہے وہ آپ نے مدنی زندگی میں دکھایا۔ اور وہ حُسن یہ ہے۔ طاقت کے نشہ میں خدا کو نہ بھولنا۔ جانی دشمن کو معاف کر دینا اور خزانہ کو غرباء اور بیواؤں کی بہتری کے لئے خرچ کرنا۔ آپ کو اخلاقیات کے ان ہر دو حُسنوں کو کامل طور پر دکھلانے کا موقعہ ملا۔ اس لحاظ سے آپ کامل نمونہ ٹھہرے۔ مکی اور مدنی زندگی ایک اور لحاظ سے

بھی اہم ہے۔ وہ نظریات جن کی آپ نے مکہ میں تبلیغ کی ان نظریات کو سوسائٹی کے اندر رواج کر کے ایک عظیم الشان انقلاب آپ نے قوم میں پیدا کر کے دکھایا۔ جنگ کے اصول اور دولت کی تقسیم کے اعلےٰ اصول دیئے۔ آپ نے سوشل ریفارم کرتے ہوئے عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دیئے۔ آپ نے اپنے ماننے والوں کو

(ہفتہ وار اجتماع ستمبر ۱۹۶۹ء)

سامنے روحانی ترقیات کی مختلف منازل کو واضح کیا اور فرمایا۔ لیس للانسان الا ما سعی ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ ان اعلانات سے ہر فرد کو اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار قرار دیا۔ اور ہر ایک کو ترقی کے لئے خود کوشش کرنے کی تلقین کی۔ وہ منازل یہ ہیں نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ۔ ان ہر سہ منازل کو وضاحت سے بیان کیا۔ نفس لوامہ کی وضاحت کرتے ہوئے گناہ سے معافی کا فلسفہ بھی واضح کیا۔ مزید برآں جہاد کا مفہوم اور لفظ "الدین" کی حقیقت بھی اپنے لیکچر میں واضح کی۔ اسلام میں پیدا ہونے والی تحریکات کا ذکر کرتے ہوئے زمانہ حال کی تحریکات کا ذکر کیا اور احمدیہ تحریک کو وضاحت سے بیان کیا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ مجددیت مسیحیت اور مہدویت کا ذکر کیا۔ اور آپ کے اس

مال و جان اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے دشمن کا مقابلہ کرے۔ میں نے مزید کہا کہ مسلمان کسی قوم یا نسل سے نفرت نہیں کرتا۔ اگر یورپ یہودی قوم کو اپنے ہاں رہنے نہیں دیتا تو وہ ہمارے پاس آئیں۔ ہمارے پاس رہیں لیکن وہ مسلمان ملک میں آ کر مسلمان کا ملک تو نہ چھینیں۔ اس کے بعد ہماری جرمن نو مسلم بہن مبارکہ نے ایک پمفلٹ تقسیم کیا جس کا نام ہے "دعوتِ حق"۔ یہ ٹریکٹ بیس (۲۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس میں مسیح موعود کی پیشگوئی پر مختصراً بحث ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت کے بعض واقعات مندرج ہیں۔ اس لیکچر کے بعد آل چرچز ایسوسی ایشن کے سیکرٹری صاحب ستر کے قریب مردوں اور عورتوں کے ایک گروپ کو لیکر آئندہ مسجد میں آنے کی دعوت سیکرٹری صاحب نے میرے لیکچر کی اطلاع کے ساتھ ہی اپنے حلقہ میں دے دی ہوئی تھی۔ یہ اجتماع

تجربہ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ کہ خدا بولتا ہے دعائیں سنتا ہے۔ دعاؤں کا جواب دیتا ہے مسیح موعود کی صفت حکماً عدلاً کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود نے خدا سے علم پا کر فیصلہ کر دیا ہے کہ قرآن خدا کی سچی کتاب ہے اور محمد صلعم اس کے سچے رسول ہیں اور یہ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام خدا کے برگزیدہ رسول ہیں وہ خدا کے بیٹے نہیں۔ تقریر ختم ہونے کے بعد چند ایک سوالات ہوئے۔ پہلا سوال عورت کی حیثیت کے متعلق تھا۔ چنانچہ پادری صاحب کو قرآن کریم سے آیات پڑھ کر سنائی گئیں۔ پادری صاحب کہنے لگے میرے پاس جو قرآن شریف ہے اس میں ایسا نہیں لکھا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ میرے پاس کسی اور وقت مسجد میں آئیں گے اور دوسرا سوال یہودی عالم کا جہاد کے متعلق تھا۔ میں نے کہا مسلمان کو اجازت ہے کہ وہ اپنا

چار بجے شروع ہوا۔ ساڑھے چھ بجے تک مسجد میں ہی جاری رہا۔ بعد میں بیس کے قریب مہمان دوست میرے ہاں گھر پر ساڑھے آٹھ بجے تک ٹھہرے۔ چائے کا کپ پیش کیا گیا۔ سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس اجتماع میں لیکچر کا موضوع تھا قرآن کریم۔ اس موضوع پر میں نے ایک گھنٹہ تقریر کی۔ بعد میں نماز مغرب ادا کی گئی۔ نماز میں سورہ بقرہ کے آخری رکوع اور سورہ آل عمران کے آخری رکوع کی چند آیات تلاوت کی گئیں۔ بعد میں حاضرین کو ان کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

تقریر کو شروع کرنے سے پیشتر مسجد کے بارہ میں بیان کیا گیا۔ اس ضمن میں جماعت احمدیہ لاہور کا ذکر کیا گیا۔ اسلام کے پانچ اصولوں کو بیان کرتے ہوئے مسجد میں نماز کے اجتماعات کو بیان کیا گیا۔ بعد میں قرآن کریم کے موضوع پر لیکچر دیا گیا۔ قرآن کا نازل کرنے والا خدا ہے۔ خدا حکیم ہے۔ لہٰذا اس کا کلام پُر حکمت ہے۔ قرآن کے الفاظ کو سمجھنے کے لئے عقل کے استعمال اور غور و فکر کرنے کی دعوت۔ قرآن کریم کی صفات تقریباً ستر کے قریب صفات کو بیان کیا گیا۔ قرآن کا پیغام۔ توحید۔ نسل انسانی کا مقام۔ زندگی مابعد الموت۔ عورت کے حقوق۔ توبہ کا فلسفہ وغیرہ۔ سوالات میں موروثی گناہ۔ کثرت ازدواج۔ جہنم۔ شیطان وغیرہ مسائل زیر بحث آئے۔ خدا کے بیٹے کے الفاظ پر بھی روشنی ڈالی گئی۔

دیگر تبلیغی سرگرمیاں

اس گروپ کے علاوہ پانچ اور گروپ ہماری مسجد میں آئے۔ انہوں نے ہمارے نظریات کو سنا اور سوال و جواب میں حصہ لیا۔ اس کے علاوہ دسویں اور بارہویں کلاس کے طلباء مع اپنے اساتذہ مسجد میں آئے اور انہوں نے نظریات کو سن کر مختلف سوالات کئے۔ جمعہ اور ہفتہ کے اجتماعات خدا کے فضل سے جاری رہے۔ ہفتہ کے اجتماعات میں شمولیت کرنے والے احباب کی تعداد پندرہ سے بیس تک رہی۔ ان اجتماعات میں قرآن کریم کی صفات۔ سیدنا حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت پر دلائل۔ خدا کی محبت کے حصول کا ذریعہ وغیرہ موضوعات پر لیکچر دیئے۔ اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

ستمبر کے مہینہ میں انڈونیشیا سے ایک جرنلسٹ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہمارے اجتماعات کی تصاویر لیں۔ اور ایک رپورٹ لکھ کر انڈونیشیا میں اپنے اخبار کو بھیجی۔ جاپان میں چھپنے والے ایک انگریزی اخبار میں ایک مقامی جرمن پروفیسر کا مضمون شائع ہوا۔ اس میں سیدنا حضرت نبی کریم صلعم کے بارہ میں انجیل و تورات میں کی گئی پیشگوئی کا ذکر کیا گیا ہے

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۱)

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۵ نومبر ۱۹۶۹ء

حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاندار خدمات اسلام

آپ کے ترجمۂ قرآن نے بڑے بڑے متزلزل الایمان لوگوں کے ایمانوں کو مستحکم کیا

یہ امر قابلِ مسرت ہے کہ ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور نے یکم نومبر ۱۹۶۹ء کو احمدیہ ہال میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک جلسہ منعقد کیا جس کی صدارت شیخ میاں فضل احمد صاحب نے فرمائی۔ اس جلسہ میں مرزا مسعود بیگ صاحب، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ نے تقاریر فرمائیں۔

اس تقریب میں ممبرانِ ایسوسی ایشن کے علاوہ بزرگانِ سلسلہ و دیگر احباب و خواتین، اساتذہ طلبائے مسلم ہائی سکول ۲۹ نے شرکت کی۔ مقررین حضرات نے حضرت مولینا رح کی زندگی، آپ کی دینی تحریکات و خدمات، اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں آپ کے کارہائے نمایاں، دیارِ مغرب میں اسلام کی تحریک و ترویج اور آپ کے پیدا کردہ بے نظیر اسلامی لٹریچر کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے حضرت مولینا رح کی خدمت میں پرخلوص نذرانۂ عقیدت پیش فرمایا اور آپ کے درجاتِ عالیہ کی ترقی و ترفع کے لئے دعائیں کیں۔

اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ زاہد حسین صاحب متعلم مسلم ہائی سکول ۱ لاہور نے نہایت خوش الحانی سے چند آیات کی تلاوت کی اور اسی سکول کے ایک اور طالب علم عصمت محمود صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام ؏ — جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے — ترنم سے پڑھا۔ جس کے بعد جناب مرزا مسعود بیگ صاحب نے اپنی تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مجھے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی اس تقریب میں شامل ہو کر خوشی محسوس ہوئی ہے۔ آپ نے حضرت مولینا رح کی ذات کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ممدوح ۱۹۱۴ء سے ۱۹۵۱ء تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے صدر رہے۔ اور ۴۰ سال تک مسلسل خدمتِ اسلام کا کام سرانجام دیتے رہے۔ اور علوم دینیہ او رتائیدِ اسلام میں پچاس ہزار صفحات کے قریب اپنی قلم سے لکھے جو بڑی بڑی مبسوط کتابوں کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کے تالیف کردہ انگریزی ترجمۃ القرآن اور بیان القرآن نے بے نظیر انقلاب پیدا کیا جس کی وجہ سے نہ صرف غیر مسلم اسلام کی روشنی سے منور ہوئے بلکہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے ایمان بھی مستحکم ہو گئے۔ محترم مرزا صاحب نے فرمایا کہ

آپ کی کتب کے قریباً تیس زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ مولانا محمد علی جوہر اور قائد اعظم محمد علی جناح اور مولینا محمد علی لاہوری یہ تینوں بڑی قابلِ قدر شخصیتیں تھیں۔ حضرت قائد اعظم نے ہمیں پاکستان دیا۔ مولانا محمد علی جوہر نے بھی حصول آزادی اور قیام پاکستان میں بہت بڑی امداد کی اور حضرت مولانا محمد علی نے اسلام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے شاندار تصنیفات کیں۔ مولینا محمد علی جوہر اور قائد اعظم نے حضرت مولینا رح کی بہت تعریف فرمائی ... اور آپ کی تصانیف پر فخر کا اظہار کیا ہے۔

محترم مرزا صاحب نے نوجوانوں اور طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں حضرت مولینا رح کی دو تین باتیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں جن کو اگر پلے باندھ لیا جائے تو کامیابی ان کے ہمرکاب ہوگی۔ ان میں سے پہلی بات پابندیٔ وقت با فاعلاً کی۔ دوسری محنت۔ تیسری استقامت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت مولینا کی زندگی میں تینوں اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ جہاں تک پابندی وقت اور با فاعلاً کی کا تعلق ہے یہ صفت نماز کی پابندی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ تینوں صفات انسانی زندگی پر بڑا اثر ڈالتی ہیں۔ حضرت مولانا کی زندگی میں پابندی وقت، محنت ہی محنت اور استقامت ہی استقامت نظر آتی ہے۔ طالب علمی کے زمانہ میں بھی آپ نے اس قدر محنت کی کہ سکول و کالج میں ہمیشہ اعلیٰ پوزیشن حاصل کرتے تھے۔ الاستقامت فوق الکرامت ایک مشہور مقولہ ہے اور قرآن کریم میں ہے ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا یعنے جو شخص اللہ تعالےٰ کو مان کر استقامت اختیار کرے اس پر فرشتے اُترتے ہیں اور ان کو کسی قسم کا خوف اور حزن نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مولینا رح کی زندگی میں بڑے بڑے نازک موقعے آئے جن میں آپ نے استقامت کے ساتھ عجیب عجیب فیصلے کئے۔ آپ نے اپنے مرشدؑ کے ارشاد پر دُنیوی کامیابیوں کے اعلیٰ مواقع چھوڑ کر دین کا کام اختیار کر لیا۔ قادیان چھوڑ کر اگر لاہور آئے تو اسلام کی خاطر آئے اور تکفیر بین المسلمین کے غلط عقیدے سے متنفر ہو کر آئے۔ آپ کے ساتھ جماعت کے بڑے بڑے لوگ ہو گئے۔ آپ بہت بڑے مفسر اور عالم تھے۔ شاندار دینی خدمات کی وجہ سے دنیا میں ایک اعزاز و اکرام حاصل کیا۔ لیکن باوجود اس کے آپ حد درجہ منکسر المزاج تھے۔ اپنی ہر کامیابی کو جماعت کی کامیابی قرار دیتے تھے۔ یہ انکسار تکلف سے نہیں بلکہ حقیقت میں آپ منکسر المزاج تھے۔ بڑے بڑے بزرگان اسلام اور علمائے ہندوستان و پاکستان نے آپ کی تفسیر قرآن کی بہت تعریف کی ہے۔

مولانا محمد علی جوہر جب آپ سے ملے تو انہوں نے کہا کہ لوگ عموماً سمجھتے ہیں کہ انگریزی ترجمہ قرآن میں نے کیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اس غلط فہمی کا فائدہ اُٹھاؤں۔ حضرت مولینا نے فرمایا کہ اس میں کیا شک ہے کہ یہ ترجمہ محمد علی نے ہی کیا ہے اس لئے آپ اس نام سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

اِن واقعات کو بیان کرنے کے بعد مرزا صاحب محترم نے آخر میں طلباء کو یہ نصیحت کی کہ حضرت مولینا کے ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا کریں اور یہاں سے جاتے ہوئے یہ سبق لے کر جائیں کہ ہم پابندی وقت۔ محنت اور استقامت اور انکسار کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنائیں گے۔

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب کے بعد مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے ممبران کو مبارک باد پیش کی کہ ان کی مخلصانہ محنت اور کوشش کی وجہ سے ایسا پُر رونق اور کامیاب جلسہ منعقد ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عزت و عظمت کا معیار رشتہ داری دوستی یا ہم وطنی نہیں ہو سکتا بلکہ کسی کی عظمت کا معیار اس کا کام ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ نے ایسا عظیم الشان کام کیا ہے جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ انہوں نے خود ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ میں نے اپنے قلم سے ۱۰ ہزار انگریزی اور ۲۵ ہزار اُردو صفحات لکھے ہیں۔ اور یہ تعداد صرف بڑی بڑی کتابوں کی تصنیف سے تعلق رکھتی ہے، اشتہارات اور پمفلٹ وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔

ڈاکٹر صاحب مکرم نے حضرت مولانا رح کی تصانیف و تالیفات کا تعارف کراتے ہوئے ایک ایک کتاب حاضرین کو دکھائی اور انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق بتایا کہ جب ۱۹۵۱ء میں اس کا REVISED ایڈیشن شائع ہوا تو آپ مرض الموت کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ اس حالت میں آپ نے اس ترجمہ پر نظر ثانی کی جس کو پہلی ایڈیشن کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو ترجمہ و تفسیر میں نمایاں ترقی اور لطافت نظر آتی ہے۔ اس ترجمہ کی خوبیوں کے متعلق آپ نے بعض اہلِ قلم و علم حضرات اور مشاہیر شرق و غرب کی آراء پڑھ کر سنائیں خصوصاً مولانا عبدالماجد دریا بادی۔ مولانا محمد علی جوہر۔ سر فضل حسین۔ مسٹر مارماڈیوک پکتھال علامہ محمد اقبال۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور حافظ غلام سرور وغیرہم جنہوں نے حضرت مولانا کے ترجمہ اور دیگر تصانیف اور ان کے فوائد و اثرات کا شاندار الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ اور آپ نے حاضرین کو توجہ دلائی کہ مولانا رح موصوف کی زندگی کے مفصل حالات کتاب مجاہدِ کبیر اور روحِ اسلام کے تازہ خصوصی نمبر میں موجود ہیں۔ ان کا مطالعہ فرمائیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ آج کل قومی مشاہیر کی عظمت و عقیدت کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے اس لئے کہ ذہنوں میں مادیت اور لادینیت رواج پا رہی ہے۔ اور دینی انسانی کی عظمتیں دھندلا گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی داغ بیل ڈال دی ہے خواہ دنیا اس کا اعتراف کرے یا نہ کرے۔ حضرت مولینا میں جو عظمت و بلندی پیدا ہوئی وہ حضرت امامِ زمانؑ کی پھونکی ہوئی رُوح تھی، جس کا اعتراف حضرت مولینا نے مقدمہ بیان القرآن اور انگریزی ترجمہ کے دیباچہ میں کیا ہے، ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ حضرت مولینا کا ذکر دو حدیثوں میں آیا ہے ایک حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مسیح موعودؑ کے ساتھ ایک سپہ سالار ہوگا جس کا نام منصور ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک کشف میں دو آدمیوں کو دیکھا جن میں سے ایک زمین پر ہے اور دوسرا چھت کے قریب۔ آپؑ نے پہلے زمین والے سے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے لیکن وہ خاموش رہا۔ پھر آپ نے چھت والے سے کہا تو اس نے کہا کہ ایک لاکھ نہیں پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ دوسری حدیث ڈاکٹر صاحب ممدوح نے حجج الکرامہ کے حوالہ سے بیان کی جس میں مسیح موعودؑ کے بعد ان کے بیٹےؓ کے غلط عقائد اور اس کے مقابلہ کا ذکر ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور کشف بھی بیان کیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کو ایک قلم دیا گیا آپؑ نے فرمایا میں نے تو قلم نہیں مانگا تو جواب ملا مولوی محمد علی نے مانگا

(باقی بر صفحہ ۹)

اخبار و افکار

ناپاک تحریف

دیوابی رسالہ "الفرقان" (بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۹ء) نے پیغام صلح مؤرخہ ۳۰ اپریل ۶۹ء صلا کے ایک مضمون (جو چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کا لکھا ہوا ہے) تحریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس مضمون میں مودودی صاحب کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے کہ

"آپکا فرمودہ ایک ایسی کلید ہے جس سے بے بہا نعمتوں کے دروازے کھولے جا سکتے ہیں"

"پیغام صلح" میں سے چیمہ صاحب کا یہ فقرہ نقل کرنے کے بعد "الفرقان" لکھتا ہے:-

"جناب مودودی صاحب کا ایک قابل یاد فرمودہ یہ ہے کہ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے، یہ نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جا سکے نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جا سکے۔" (مطبوعہ خطبہ ۲۲۹/۲۸-۱-۲۹)

پیشتر اس کے کہ مودودی صاحب کے فتوے کے متعلق ہم کچھ عرض کریں، دیکھنا چاہیئے کہ محترم چیمہ صاحب نے مودودی کے کس فرمودہ کو بے بہا نعمتوں کی کلید قرار دیا ہے، افسوس ہے کہ الفرقان نے تحریف سے کام لیتے ہوئے مندرجہ بالا فقرے کے ساتھ مودودی صاحب کے اس فرمودہ کا نقل کرنا گوارا نہ کیا۔ کیونکہ اس کے اعتراض کی لغویت کا پردہ فاش ہوتا ہے۔

مودودی صاحب کا وہ فرمودہ کیا ہے؟ اسی مضمون میں منقولہ بالا فقرے سے پہلے چیمہ صاحب نے مودودی صاحب کے فرمودہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:-

"اگر آپ کے فرمودہ کے مطابق دونوں جماعتوں کی تعلیمات کو وزن کر لیا جائے تو یقیناً اس کے نتائج شاندار ہونگے آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ "ایک مسلمان کے قول کی جہاں ذرا توجیہہ ممکن ہو تو وہ توجیہہ اختیار کر و جس سے مطعون نہ قرار دیا جا سکے۔"

یہ ہے مودودی صاحب کا وہ فرمودہ جس کو چیمہ صاحب نے بے بہا نعمتوں کی کلید قرار دیا ہے اور فی الواقعہ اگر مودودی صاحب اپنے اس فرمودہ کے مطابق جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امامؑ کو پرکھنا چاہیں تو انہیں اس توجیہہ کو اختیار کرنے میں دیر نہیں لگ سکتی جس کی بنا پر انہیں مطعون نہیں کیا جا سکتا، یہ ہے ان بے بہا نعمتوں کی کلید جس کا ذکر چیمہ صاحب نے اپنے مضمون کے منقولہ بالا فقرہ میں کیا ہے۔ لیکن دیوابی رسالہ نے تحریف سے کام لیتے ہوئے اس کے مفہوم کو بگاڑنے کی ناپاک سعی کی ہے۔

مودودی صاحب کا فتویٰ

رہ گیا مودودی صاحب کا فتوے جس کو پیش کر کے "الفرقان" نے یہ سوال کیا ہے کہ

"کیا غیر مبائع صاحبان اس فتوے کو "بے بہا نعمت" قرار دیتے ہیں؟"

اس کے جواب میں ہم سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ نہ ہم نے اس فتوے کو بے بہا نعمت قرار دیا ہے اور نہ ایسے فتوؤں کی ہمیں پروا ہے، "فرقان" اگر سننا چاہتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ مودودی صاحب نے اس کے پیش کردہ فتوے کے علاوہ یہ بھی فتوے دے رکھا ہے کہ:-

"مرزا غلام احمد صاحب کے متبعین میں قادیانیوں اور احمدیوں کو میں ایک کیٹیگری میں نہیں سمجھتا قادیانی گروہ میرے نزدیک فرق اسلامیہ سے خارج ہے مگر احمدی گروہ کا شمار فرق اسلامیہ ہی میں ہے"۔

(اقتباس از غیر مطبوعہ مکتوب مورخہ ۲۳ محرم ۱۳۵۷ھ)

پھر جماعت اسلامی کے مذہب کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان دیا ہے کہ:-

"قادیانیوں کا معاملہ صاف ہو تو بھی لاہوری احمدیوں کا معاملہ اس قدر صاف نہیں ہے چونکہ وہ مرزا غلام احمد کو صرف ایک مجدد مانتے ہیں اس بناء پر ان کی تکفیر کسی طرح صحیح نہیں۔"

فرمایئے اب سمجھ آئی؟ کہ مودودی صاحب کے فتوؤں کی وقعت کیا ہے اور قادیانی یا دیوابی جماعت کو ان سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

جماعت اسلامی کا موقف

آج کل جماعت اسلامی اور اس کے سربراہ مودودی صاحب جس سرگرمی کے ساتھ سیاسی جوڑ توڑ میں مصروف ہیں اس کو دیکھتے ہوئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ یہ کوئی مذہبی جماعت ہے، اور دین اسلام کی اشاعت اس کے مقاصد میں داخل ہے، جہاں تک اس کے ظاہری افعال سے نظر آتا ہے اس کا موقف حکومت کی کرسی کو حاصل کرنا ہے۔ اسی لئے وہ دیگر سیاسی پارٹیوں کی طرح رات دن سیاسی دھندوں کو اپنا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں اس امر کا ذکر کرتے ہوئے معاصر "شہاب" نے مودودی کی کتاب "تفہیمات" میں سے یہ فقرہ نقل کیا ہے:-

"اسلامی جماعت محض واعظوں اور مشنریوں کی جماعت نہیں بلکہ یہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ حکومت کے اقتدار پر قبضہ کرے۔"

(تفہیمات حصہ اول طبع اشاعت پنجم)

اس واضح ارشاد کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت دین سے کوئی تعلق رکھتی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اسلام کا لبادہ جو انہوں نے اوڑھ رکھا ہے، اسے اتار دیں اور واعظوں اور مشنریوں کی جماعت نہ ہوتے ہوئے دینی امور میں دخل نہ دیں۔ اور ایسے مسائل بیان نہ کریں جن سے عوام کو ان کے مذہبی ہونے کا دھوکہ لگ سکے۔

انگلستان کے مسلمان

لندن کے اسلامک کلچر سنٹر سے ہر یاض الدروبی کے نام سے ایک رسالہ شائع ہوتا ہے جس کے ایک مضمون میں بتایا گیا ہے کہ برطانیہ میں اب پانچ لاکھ مسلمان آباد ہیں جو مختلف نسلوں اور قومیتوں سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن ان کی اکثریت ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں پر مشتمل ہے عرب لوگ زیادہ تر جنوبی عرب سے آئے ہوئے ہیں، اور ان کے علاوہ افریقہ، انڈونیشیا اور ملیشیا کے مسلمان بھی خاص تعداد میں پائے جاتے ہیں اور برطانوی مسلمان بھی جنہوں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا ہوا ہے وہاں موجود ہیں مسلمان زیادہ تر صنعتی اور تجارتی مراکز میں جمع ہیں، چنانچہ پینتیس ہزار برمنگھم میں تیس ہزار لارڈسٹ میں، چالیس ہزار بریڈفورڈ میں اور بیس ہزار مانچسٹر میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوستانی اور پاکستانی مسلمان صنعتی مقامات پر خاصہ جتھا رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ چھٹی کاروبار رکھنے والے ڈاکٹر اور نویسیں بھی ہیں۔ عرب ساحلی علاقوں میں کام کرتے ہیں اور افریقی مسلمان تجارت اور مواصلات کے کاموں میں مشغول ہیں۔ لندن میں دوسرے شہروں کی نسبت زیادہ مسلمان پائے جاتے ہیں۔ جن کی تعداد ۹۰ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

اسی مضمون میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ برطانیہ کے ہر شہر میں جہاں مسلمان آباد ہیں مساجد اور عبادت گاہیں بنائی جا چکی ہیں اور مالی اور ماحولیاتی مشکلات کے باوجود مسلمانوں کو مذہبی فرائض کی ادائیگی بالخصوص مساجد کی تعمیر میں امداد دینے کے لئے کواپریٹو مذہبی سوسائٹیاں بنائی جا چکی ہیں۔ اس ضمن میں بعض اداروں کی طرف سے بھی بالواسطہ امداد حاصل ہوتی ہے۔ جنہوں نے اپنے پرانے اور غیر آباد گرجوں کو فروخت کرنا چاہا مسلمانوں نے ان میں سے بعض کو خرید کر مساجد کی صورت میں تبدیل کر لیا ان میں پہلی عبادت گاہ کا افتتاح برسٹل میں فروری ۱۹۶۹ء میں عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ہوا۔

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خاص لندن میں ایک درجن جگہیں ایسی ہیں جہاں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ یہ نماز عموماً لنچ (دوپہر کے کھانے) کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ برطانیہ میں جمعہ حسب معمول کاروباری دن ہے۔ جنازوں کے بارہ میں مسلمانوں کو ہسپتال کے حکام کی طرف سے یہ امداد حاصل ہے کہ سوائے ان میتوں کے جن کا پوسٹ مارٹم ضروری ہو، مسلمان میت کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاتا اور انہیں اسلامی طریق پر اسلامی قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مسلمان قصابوں کو اسلامی طریق پر جانور ذبح کرنے کا خاص لائسنس ملا ہوا ہے۔

برطانیہ کے بہت سے مقامات پر ہفتہ وار اسلامی مدارس قائم ہیں جہاں مسلمان بچوں کو اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے، قرآن پڑھایا جاتا ہے اور عربی سکھائی جاتی ہے۔

یہ حالات و واقعات کہاں تک صحیح ہیں، اس بارہ میں کچھ نہیں کہا جا سکتا، لیکن انکے صحیح ہونے کی صورت میں یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ برطانیہ میں رہنے والے مسلمان ان حالات کی وجہ سے مبارکباد کے مستحق ہیں، بشرطیکہ انکا عملی نمونہ ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو کہ برطانیہ کے انگریز باشندے اسے دیکھ کر اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ لیکن اگر مذکورہ بالا تمام سہولتوں کے باوجود پاکستان اور ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کی طرح ان کی نمازوں وغیرہ کا دل پر کوئی اثر نہ ہوا اور اسلام کا صحیح نمونہ ان کی روز مرہ کی زندگی میں نظر نہ آئے تو اس سے بڑھ کر بدقسمتی اور کیا ہوگی۔

کائناتِ کبریٰ اور انسانی وجود میں اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور احسانات کا ظہور

ہر شئے کی جدا جدا صلاحیتیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایات

قوانین و حقوق میں مساواتِ انسانی - درجات کا انحصار اعمال پر

اُمراء قومی زندگی کے ستون ہیں، انہیں خدا کی راہ میں خرچ کرنے اور بخل سے بچنے کی ہدایات

خطبہ جمعہ
مؤرخہ ۳۱ اکتوبر ۶۹ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واللیل اذا یغشیٰ - والنہار اذا تجلّیٰ - وما خلق الذکر والانثیٰ - انّ سعیکم لشتّیٰ - فامّا من اعطیٰ واتّقیٰ - وصدّق بالحسنیٰ فسنیسّرہ للیسریٰ - وامّا من بخل واستغنیٰ وکذّب بالحسنیٰ فسنیسّرہ للعسریٰ - وما یغنی عنہ مالہٗ اذا تردّیٰ - انّ علینا للھدیٰ - وانّ لنا للاٰخرۃ والاولیٰ ——

—— (اللیل ۹۲ : ۱ تا ۱۳) ——

کائنات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کے نشانات

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اپنی قدرت اور احسانات کا ذکر فرمایا ہے - ایک اور جگہ فرمایا سنریھم اٰیٰتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم زمین و آسمان، آفتاب و قمر، سیارے، ستارے پہاڑ - زمین کے [illegible] دریا - ندیاں - غرض کائنات کی ساری کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں - ان پر غور کرنے سے خدا تعالیٰ کی عظمت و قدرت، اس کے علم و حکمت اور اس کے احسانات اور برکات کا پتہ چلتا ہے -

انسانی وجود میں اللہ تعالیٰ کا کمال علم و صنعت

اور فرمایا وفی انفسھم انسان جب اپنے وجود پر غور کرتا ہے تو اس کے اندر بھی خدا تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور طاقت و علم کا ظہور پایا جاتا ہے - غرض انسان اس کائنات کبریٰ میں کائنات صغریٰ کا حکم رکھتا ہے انسان چھوٹی سی دنیا ہے - جن لوگوں کو فزیالوجی کے پڑھنے کا موقعہ ملتا ہے اور ڈاکٹروں کو فزیالوجی پڑھنی پڑتی ہے وہ انسان کی ہیئت و ساخت اور اس کے اندر عجائبات کو معلوم کر کے حیران ہیں اور سائیکالوجی کے طالب علم اور ماہرین تو بہت ہی حیران ہیں کہ انسان کی کھوپڑی میں ایک معمولی سا گودا ہے جس کا پیلا سا رنگ ہے - اس معمولی سی شئے میں انسانی عقل و فہم کی جو طاقت پائی جاتی ہے وہ بہت ہی حیران کن ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کی طاقت و قدرت اور کمال علم و صنعت کا پتہ لگتا ہے -

کائنات کے مطالعہ سے احسانات الٰہی کا پتہ لگتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کائنات کا مطالعہ کرو اور اسی طرح سے خود اپنا مطالعہ کرو - تمہیں اللہ تعالیٰ کے احسانات ہی احسانات نظر آئیں گے - یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان ہر کمال کی تعریف کرتا اور ہر محسن کے سامنے جھکتا ہے اس انسانی فطرت کے سامنے اللہ تعالیٰ اپنے کمالات اور اپنے احسانات پیش کرتا

انسانی وجود اور اس کی عقل و فہم کی پیدائش مٹی سے

ایک اور جگہ فرمایا ہے لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین - ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے اور فرمایا واللہ انبتکم من الارض نباتًا جس طرح روئیدگی اور سبزی زمین سے اُگتی ہے اسی طرح انسان کو اس زمین سے اُگایا گیا ہے اور فرمایا ھو انشاکم من الارض - تمہیں مٹی سے پیدا کیا گیا ہے - کہاں یہ مٹی اور کہاں یہ انسان کا وجود اور اس کے اندر جذبات، احساسات عقل و فہم، ارادوں اور غور و فکر کی صلاحیتیں یہ سب مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں -

زندگی کے بقا اور قیام کا سامان

فرمایا اللہ الذی جعل لکم الارض قرارًا - اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس زمین کو جائے قرار بنایا ہے - والسماء بناءً اور آسمان کو اس فرش کی چھت بنایا ہے وصوّرکم فاحسن صورکم - پھر تمہیں بہترین شکل و صورت عطا فرمائی ہے - یہ زندگی بڑی نعمت ہے اس کے قیام کے لئے تمہیں کھانے پینے کو بہترین خوراک مہیا کر رکھی ہے اور انسان کی نشو و نما اور پرورش و تربیت کے لئے اس کائنات میں تمام سامان پیدا کئے ہیں -

رات کے سکون و آرام میں زندگی کی بقا کا تحفظ

زندگی کے قیام کے لئے رات پیدا کی زندگی کے قیام و بقاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا رات بھی تمہاری زندگی کے قیام کے لئے از بس ضروری ہے - فرمایا واللیل اذا یغشیٰ یہاں زندگی کے قیام و بقا کے لئے ہم نے یہ کچھ پیدا کیا ہے وہاں اس کی بقا و تحفظ کے لئے ہم نے رات کو بھی بنایا ہے - رات کے بغیر زندگی محال ہے - نیند نہ آئے تو انسان بے چین ہو جاتا ہے - جب رات کا تاریک پردہ آسمان سے گرتا ہے تو تمہارے نروس سسٹم میں سکون پیدا ہوتا ہے - تھکے ماندے دل و دماغ کو آرام میسر آتا ہے - یہاں یہ ذکر نہیں کیا کہ کس کو ڈھانپ لیتی ہے - ہم خود دیکھتے ہیں کہ نباتات، حیوانات انسان اور دوسری سب چیزوں کو رات ڈھانپ لیتی ہے -

رات جب شروع ہوتی ہے تو نباتات بھی اپنا کام کرنا بند کر دیتی ہیں - روشنی کے بغیر نباتات کام نہیں کر سکتے - اگر رات نہ آتی اور دن کا سلسلہ برابر اور مسلسل چلتا رہتا تو یہ عذاب تکلیف کا موجب ہوتا -

سامان معیشت کے حصول کے لئے دن کی ضرورت

پھر فرمایا والنہار اذا تجلّیٰ یعنے دن کو دیکھو جب وہ روشن ہوتا ہے زندگی کا سامان مہیا کرنے کے لئے تمام جاندار اپنا اپنا کام شروع کر دیتے ہیں - سب کے دل و دماغ میں کام کاج کی ایک تحریک پیدا ہو جاتی ہے پرندے شام کے قریب اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں، اور صبح کے وقت اپنے اپنے گھونسلوں سے نکل کر تلاش رزق کے لئے ادھر اُدھر پھیل جاتے ہیں - ان کو یہ اطلاع کس نے دے رکھی ہے کہ رات آ گئی گھونسلوں کی طرف رُخ کرنا چاہیئے اور دن چڑھ گیا ہے تلاش معاش کے لئے نکلنا چاہیئے فرمایا وجعلنا اٰیۃ النہار مبصرۃ لتبتغوا فضلاً من ربکم اور فرمایا وجعلنا النوم سباتًا......... وجعلنا النہار معاشًا - انسان معیشت کے سامان کی تحصیل و تلاش کے لئے جگہ جگہ کارخانوں دکانوں - کھیتوں میں چلے جاتے ہیں - اسی طرح چرند، پرند اور حیوانات اپنی اپنی خوراک کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں - اگر سورج کی روشنی نہ ہوتی تو معیشت کے سامان نہیں نظر آتے -

سورج قمر اور بارش کی برکات

تو فرمایا اس زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس آسمان کو اس کی چھت بنایا ہے - یہ سورج اور قمر روشنی مہیا کرنے کے لئے دو چراغ ہیں - پھر اس گھر کا سامان مہیا کرنے کے لئے

آسمان سے بارش نازل کی جاتی ہے اور بارش کی برکت سے غلہ جات اور میوہ جات اور چارہ وغیرہ پیدا کرتے ہیں۔ اس پر غور کرو تو اللہ تعالےٰ کی حکمت و قدرت نظر آتی ہے۔

مرد اور عورت کے جوڑے

ایسا ہی انسان کے متعلق فرمایا وما خلق الذکر والانثیٰ زندگی کے قیام کے لئے اللہ تبارک و تعالےٰ نے نر اور مادے کو پیدا کیا ہے اس کے بغیر نسل نہیں چل سکتی۔ مرد مشقت کرتے ہیں عورتیں بچوں کو گھر میں پالتی پوستی ہیں۔ اگر مرد مشقت نہ کریں اور عورتیں گھر پر بال بچوں کی صحیح طور پر پرورش و تربیت نہ کریں تو نسل نہیں چل سکتی۔

کعبہ میں ایک عظیم الشان مرد اور ایک عظیم الشان عورت کی یادگاریں

اسی ضمن میں فرمایا ووالد وما ولد یعنی اس عظیم الشان مرد کو یاد کرو جس نے دنیا کے لوگوں کی رہبری کی یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انہوں نے ایک عظیم الشان یادگار تعمیر کی۔ پھر اس کے قریب ہی صفا و مروہ کی دو پہاڑیاں ہیں جہاں ایک عورت (حضرت ہاجرہؓ) کے نقش قدم پر حجاج خواہ مرد ہوں یا عورت۔ سب کے سب ان دو پہاڑیوں کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ حضرت ہاجرہؓ اپنے شیر خوار بیٹے اسماعیلؑ کی جان بچانے کے لئے پانی کی تلاش میں ان دو پہاڑیوں پر عالم اضطراب میں دوڑتی اور چڑھتی اترتی رہیں۔ کبھی صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھتیں کہ کہیں کوئی پرندہ اڑتا ہوا نظر آجائے تو اس جگہ پانی مل سکے۔ اور کبھی مروہ کی پہاڑی پر چڑھ کر نظر دوڑاتیں۔ حضرت ہاجرہؓ کے اس اضطراب اور جستجو اور سعی کو خدا تعالےٰ نے یادگار بنا دیا۔ غرض کبھی مرد بے نظیر ہوتے ہیں اور کبھی عورتیں بے نظیر ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک مرد کا بنایا ہوا کوٹھا مقدس و محترم ہے اور ایک عورت کی دوڑ دھوپ مسلمان کے لئے باعث تقلید ہے۔

ہر شئے کی جدا جدا صلاحیتیں اور فطری ہدایات

فرمایا ان سعیکم لشتیٰ اعمال کے لحاظ سے تمہارے درجات مختلف ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ نے ہر شئے کی رہنمائی فرمائی ہے فرمایا ربنا الذی اعطیٰ کل شئی خلقہ ثم ھدیٰ۔ آم کا درخت زمین سے کڑوے اجزاء اکٹھے نہیں کر سکتا۔ اور ساتھ کھڑا ہوا املتاس کا درخت آم کی شیرینی جذب نہیں کر سکتا ہر ایک درخت اپنے لئے موزوں اجزاء جذب کرتا ہے بطخ کا بچہ پانی دیکھتے ہی اس میں کود جاتا ہے لیکن مرغی کے بچے کی جان نکل جائے جو پانی کے قریب جائے۔

انسانی اعمال کے مطابق مختلف درجات

غرض اللہ تعالےٰ نے نباتات۔ حیوانات اور انسانوں کو ہدایت دے رکھی ہے۔ انسانوں کو ہدایت کے ساتھ ساتھ ارادہ و آزادی سے بھی متمتع کیا ہے۔ ہم بھولے سے بھی آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتے۔ جھاڑیوں کے اندر ہاتھ نہیں ڈالتے کہ کہیں سانپ نہ بیٹھا ہو۔ باوجود اس کے انسان خداداد آزادی کے غلط استعمال سے اپنی عاقبت خراب کر لیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے قویٰ سب کو دیئے اور قوانین سب کے لئے یکساں بنائے ان قویٰ کے استعمال کے لحاظ سے درجات حاصل ہوتے ہیں۔ فرمایا ھم درجات مما عملوا۔ لیکن درجات میں چھوٹا بڑے کے برابر نہیں ہو سکتا اور بڑا چھوٹے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ مساوات قوانین میں ہے لیکن درجات کا انحصار اعمال پر۔ بیٹا باپ کے برابر نہیں۔ اور نائب جرنیل کے برابر نہیں۔

قومی فلاح کے لئے اموال خرچ کرنے اور نیکی اور تقوےٰ اختیار کرنے کی ہدایت

فرمایا فاما من اعطیٰ واتقیٰ۔ ہم نے تمہیں مال دیا ہے۔ اس کو اللہ کی راہ میں۔ اللہ کے دین کے لئے خرچ کرو۔ اپنے ملک و قوم کی ترقی و فلاح و بہبود کے لئے خرچ کرو۔ واتقیٰ جس کام سے اللہ تعالےٰ نے تمہیں منع کیا ہے اس سے رک جاؤ اور جو کام کرنے کا حکم دیا ہے اس کو بجا لاؤ۔ معاصی سے بچ جاؤ۔ مخلوق خدا کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ ان کے جذبات اور احساسات اور ان کے عزت و احترام کو مدنظر رکھو۔ فرمایا وصدق بالحسنیٰ اسلام کی تعلیمات پر عمل کر کے اپنے عمل سے واضح کر دو کہ تعلیم اسلام برحق ہے اور اپنے عمل سے دوسروں کو تعلیمات اسلامی کا یقین دلاؤ تاکہ وہ بھی ان تعلیمات پر عمل کریں فسنیسرہ للیسریٰ اس سے زندگی میں راحت و سرور پیدا ہو گا۔ روپیہ ہم نے دیا ہے جان ہم نے دی ہے۔ ان عطیات کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے زندگی میں آسانی میسر آتی ہے اور دل کے اندر خوشی پیدا ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے امراء کو دولت اس لئے نہیں دی کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کا خیال و لحاظ نہ کریں۔ جس قوم میں امراء نہیں ہیں وہ قوم بڑے کام کرنے کے لائق نہیں ہوتی۔

امراء کی عزت و احترام ملحوظ رکھا جائے

اس کے ساتھ ہی قوم کا فرض ہے کہ وہ امراء کی عزت کرے۔ امراء کو دیکھ کر ایسا وعظ شروع کر دینا کہ پھر وہ مسجد میں آنے کا نام نہ لیں یہ طریق درست نہیں ہے۔ یہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ حضرت سعد بن معاذ جب مجلس میں تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قوموا الیٰ سیدکم اپنے سردار کا اٹھ کر استقبال کرو۔ مالدار اصحاب ہمارے قوم کے ستون ہیں۔ ہماری جماعت کے امراء نے اپنا روپیہ ہمیشہ قوم پر صرف کیا ہے۔ اس لئے قوم کا فرض ہے کہ ان کی عزت کرے۔

بخل کے دل میں خوشی کے بجائے انقباض

پھر فرمایا واما من بخل واستغنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ جو شخص بخل کرتا ہے اور قومی تحریکات میں حصہ لینے یا غرباء کی امداد میں لاپرواہی سے کام لیتا ہے اس کے دل میں تنگی اور انقباض پیدا ہو جاتا ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ بخل صرف مالدار ہی نہیں کرتا، بعض وقت غریب بھی بخل کرتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک غریب مالدار سے زیادہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے۔ وہ اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں دیدیتا ہے اور اگر مہمان آجائے تو اس کی عزت و قدر کرتا ہے جبکہ ایک امیر آدمی مہمان کو دیکھ کر گھبراتا ہے اور بہانے بناتا ہے کہ مجھے فلاں جگہ جانا ہے۔ فرمایا واما من بخل واستغنیٰ وکذب بالحسنیٰ کنجوسی سے کام لینا۔ خدا کے احکام کی پرواہ نہ کرنا۔ انسانوں کی حاجت کا خیال نہ رکھنا دین کی ضروریات پر مال یا وقت خرچ نہ کرنا اور دین کی تعلیمات پر چلنے کی پرواہ نہ کرنا قابل مذمت ہے ایسے لوگوں کی زندگی پرلطف نہیں رہتی۔

بخیل عزت نہیں پا سکتا۔

ایسا شخص مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے دولت نہیں رہ جاتی ہے ایسا شخص عزت نہیں پا سکتا۔ انسانی زندگی اعلےٰ درجے کی نہیں ہو سکتی وما یغنی عنہ مالہ اذا تردیٰ۔ یہ مال جو وہ ارشاد الٰہی کے ماتحت صرف نہیں کرتے وہ اس کے کچھ کام نہ آئے گا اور اس کا یہ طریق اسے بلند مقام سے گرا دیگا۔

دنیا و آخرت کی بھلائی کی راہ

فرمایا ان علینا للھدیٰ۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم مخلوق کی رہنمائی کریں ہم نے رہنمائی کر دی ہے وان لنا للاخرۃ والاولیٰ۔ اس دنیا میں جو کوئی ہماری رہنمائی کے مطابق زندگی گذارے گا وہ عزت پا جائے گا۔ اور اس کا یہ عمل دوسری دنیا میں بھی کام آئے گا۔

اللہ تعالےٰ نے اس سورۃ میں امت محمدیہ کو عظیم الشان تعلیم سے نوازا ہے۔ دل و دماغ جب روشن ہوتے ہیں تو اعضاء کے اندر برکت پیدا ہوتی ہے۔ نیک اعمال کی توفیق میسر آتی ہے ہمیں ایسے اعمال کرنے چاہئیں جن سے خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دعا

مولینا مصری صاحب کچھ دنوں سے بیمار چلے آتے ہیں۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں اور جماعت کے دیگر احباب جو مختلف عوارض یا پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔
(دعا کی گئی)

اخبار احمدیہ

—— بہاولپور سے مختار احمد صاحب سٹینو گرافر صادق پبلک سکول لکھتے ہیں کہ "دلی رنج و غم سے اطلاع دیتا ہوں کہ میری پیاری بیٹی بشریٰ بیگم جو اب سوا سال کی ہونے والی تھی ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو رات کے گیارہ بجے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی انا للہ وانا الیہ راجعون، مہربانی فرما کر حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت کے بزرگوں سے ہمارے لئے دعا کی تحریک کریں۔

پیغام صلح ہمیں اپنے اس بھائی کے اس صدمہ کا دلی افسوس ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو والدین کی شفاعت کا موجب بنائے۔

ملفوظات بقیہ صفحہ اول

دنیا کے ذریعہ سے آگاہی بخشی۔ ہاں قلق اور اضطراب اپنے بس میں نہیں ہوتا۔ اس کا اشارہ بھی نعل الٰہی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور صدق سے دعا انتہا کو پہنچے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دعا، صدقہ اور خیرات سے بلا کا ٹلنا ایک ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑ ہا صلحاء اتقیاء اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس پر گواہ ہیں۔

شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے مبلّغ انگلستان

پیغامِ احمدیت

کتاب "قادیانی مذہب" پر تبصرہ

(۳)

اپنے حسب منشاء دلچسپ سُرخیاں قائم کرنیکا مقصد

ممکن ہے بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ برقی صاحب تو بسااوقات محض عنوان قائم کر کے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں اور ہماری طرف سے ایک اعتراض سمجھ کر اس کے بعض ایسے پہلوؤں پر بھی بحث کی جاتی ہے جس کی طرف اس عنوان میں اشارہ نہیں تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس عنوان قائم کرنے کا مقصد ضمناً قارئین کے ذہن پر نفسیاتی طور پر مختلف تصورات پیدا کرنا ہے اور جس قسم کے تصورات پیدا کرنا مؤلف کا مقصود ہے اس پر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اسی لئے ہم نے بعض اقتباسات پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً برقی صاحب نے ایک عنوان قائم کیا ہے "دایاں ہاتھ" (فصل پہلی ۱۱۔ صفحہ ۹) اس کے تحت یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت صاحب کے دائیں بازو پر گر جانے کی وجہ سے چوٹ آ گئی تھی اور نتیجۃً ساری عمر آپ کا دایاں بازو کمزور رہا لیکن مخالفین اپنی تقریر و تحریر میں اپنے وعظوں اور خطبوں میں اسے اور ہی رنگ میں پیش کرتے رہتے ہیں کہ حضرت صاحب کا ہاتھ ٹنڈا (ٹوٹا ہوا) تھا۔ اور یہی امر موجب تکذیب بنا لیا جاتا ہے۔ اسی لئے ہماری کوشش یہ رہی ہے کہ اپنے تبصرہ میں ان ممکنہ اعتراضات کو بھی مدِنظر رکھ لیا جائے۔

برقی صاحب پھڑکتے ہوئے عنوانات قائم کرنے کو اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ آپ تاریخِ اسلام فقہ و حدیث و قرآن جہاں سے چاہیں اس قسم کا "علمی محاسبہ"۔ "جامع قاموس" یا انسائیکلوپیڈیا تیار کر سکتے ہیں اور ناظرین کی بشاشت طبع کے لئے جس قسم کے چاہیں عنوانات قائم کر سکتے ہیں۔

برقی صاحب کی قائم کردہ چند سرخیاں ملاحظہ ہوں:—

"ادھر۔ اودھ! — چشم تیم باہ —
جیب کے ڈھیلے۔ زنانی نماز۔ دہ دہ
دہ۔ بُن نہ کُھلا۔ بچا کھچا۔ بھوک
بیچ۔ مگر افسوس۔ ناز و نیاز۔ یہ تو سوچو
دو عورتیں۔ حیرت ہے۔ گورکھ دھندا

ستو۔ وغیرہ۔

موجودہ بہر لزم میں اپنے حسب منشاء عنوانات قائم کر کے متن کی عبارت کے مفہوم کو بگاڑنا بھی ایک خاص فن ہے۔ لندن کے ایک ڈاکٹر کے مریضوں کے متعلق جب اخبارات نے ایسے عنوانات قائم کئے جن سے مریضوں پر بہت بُرا اثر پڑا تو وہ ڈاکٹر اس طرح فریاد رس ہوا:—

"I KNOW YOU ARE ALL AWARE HOW FACTS CAN BE DISTORTED BY FALSE EMPHASIS HEADLINES" (THE TIMES, LONDON, MONDAY APRIL 28, 1969 PAGE 2-COLUMN 2)

ترجمہ: "میں جانتا ہوں کہ آپ اس امر سے آگاہ ہیں کہ عنوانات میں کسی بات پر غلط زور دینے سے کس طرح واقعات کو بگاڑا جا سکتا ہے۔"

(بحوالہ اخبار ٹائمز لندن۔ ۲۸ اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۲ کالم ۲)

اگر کسی مخالف کو اب بھی ہماری بات کا یقین نہ آئے تو برقی صاحب نے جو "اچھوتا اور دلچسپ" انداز تحریر اختیار کیا ہے اس کی پیروی کرتے ہوئے ہم نے بھی اسلامی لٹریچر سے چند واقعات جمع کر کے ان پر محض عنوانات قائم کئے ہیں، "جا بجا قلم کی شوخیوں" اور "مہذب ظرافتوں" سے قطعاً اجتناب کیا ہے۔ برقی صاحب کے ہمنوا اگر "اپنی بشاشت طبع" کے لئے یہ کام خود سرانجام دے لیں تو ہمیں اعتراض نہیں۔ چند امثال ملاحظہ ہوں۔

چڑیا پھنس گئی

"ایک دن حضرت ابوطلحہ انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی اور چونکہ باغ بہت گھنا تھا اور کھجوروں کی شاخیں باہم ملی ہوئی تھیں پھنس گئی اور نکلنے کی راہیں ڈھونڈنے لگی۔ ان کو باغ کی شادابی اور اس کی اچھل کود کا منظر بہت پسند آیا اور اس کو تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے، پھر نماز کی طرف توجہ کی تو یاد نہ آیا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ پیدا کیا ہے۔ فوراً رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا یا رسول اللہ صلعم میں اس باغ کو صدقہ کرتا ہوں"

(اسوۂ صحابہ حصہ اول صفحہ ۱۶۴ عبدالسلام ندوی مطبع معارف اعظم گڑھ)

سونے کا انڈا

"ایک بار ایک صحابی انڈے کے برابر سونا لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ میں نے اس کو کان میں پایا ہے قبول فرما لیجئے۔ یہ صدقہ ہے۔ اور اس کے سوا میرے پاس کچھ نہیں آپ نے اعراض فرمایا۔ پھر داہنی جانب سے آئے اور یہی درخواست کی۔ آپؐ نے منہ پھیر لیا پھر بائیں جانب سے آئے آپؐ نے روگردانی کی۔ پھر پیچھے سے آئے۔ اب کی بار آپؐ نے اس کو لے کر ان کی طرف زور سے پھینکا اور اگر ان پر پڑتا تو چوٹ آتی اور فرمایا کہ تم لوگ اپنا تمام سرمایہ صدقہ میں دے دیتے ہو پھر بھیک مانگنے لگتے ہو بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی انسان کے پاس کچھ مال رہ جائے۔"

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب الرجل یخرج من مالہ ایضاً صفحہ ۱۴۷)

اونٹنی کی چال

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ ان کو اپنی جو چیز پسند آتی تھی اس کو خدا کی راہ میں دے دیتے۔ ایک بار وہ سفرِ حج میں تھے اونٹنی کی چال پسند آئی تو اس سے اتر گئے اور اپنے غلام نافع سے کہا کہ اس کو قربانی کے جانوروں میں داخل کر لو۔"

(طبقات ابن سعد و اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمر۔ ایضاً صفحہ ۱۴۴)

لمبا چوڑا تکیہ

"عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب قرآن کی یہ آیت اتری کہ رمضان میں کھایا پیا کرو جب تک سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے نمودار ہو تو میں نے اونٹ باندھنے کی رسّی ایک سیاہ دوسری سفید اپنے تکیے کے نیچے رکھی پھر آخر رات میں میں نے اس کو دیکھا یہ کچھ صاف نظر نہ آیا۔ صبح کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تب آپؐ نے ہنس کر فرمایا تیرا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہے یعنی تو احمق ہے خدا کا مطلب سیاہ اور سفید ڈورے سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔"

(سنن ابوداؤد ج ۱ صفحہ ۱۵ باب ۱۹۵ وقت السجود۔ ترجمہ علامہ وحید الزمان)

لنگڑاپن

"حضرت عمرو بن الجموح رضی ایک بوڑھے اور لنگڑے صحابی تھے۔ غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلعم نے لنگڑاپن کی وجہ سے ان کو مدینہ ہی میں چھوڑ دیا تھا لیکن غزوۂ احد میں انہوں نے بیٹوں سے کہا کہ "مجھے جہاد میں جانے دو"۔ سب نے کہا آپ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا ہے۔ بولے "افسوس تم نے مجھے جنت سے محروم رکھا اور اب احد میں بھی محروم رکھنا چاہتے ہو" یہ کہہ کر روانہ ہوئے۔ جب لڑائی کا وقت قریب آیا تو بولے یا رسول اللہ! اگر میں شہید ہو جاؤں تو اسی طرح لنگڑاتا ہوا جنت میں پہنچ جاؤں گا۔ ارشاد ہوا "ہاں"۔ یہ سن کر آگے بڑھے لڑے اور شہید ہوئے۔"

(اسوۂ صحابہ حصہ اول صفحہ ۸۳)

آ آ آ

"آپؐ کھڑے کھڑے، بیٹھ کر بیٹ کر وضو اور بغیر وضو کے جنابت کے علاوہ (ہر حالت میں) قرآن پاک پڑھ لیتے تھے اور اس کی تلاوت سے منع نہ فرماتے اور آپؐ بہترین انداز سے تلاوت فرماتے اور کبھی کبھی آپؐ کی آواز لوٹ آتی جیسا کہ انا فتحنا لک فتحاً پڑھتے وقت آپؐ کی آواز لوٹ گئی اور عبداللہ بن مغفل نے آپؐ کی ترجیع کی کیفیت تین بار آ آ آ کی صورت میں بیان کی۔" (بخاری)

(زاد المعاد حصہ اول صفحہ ۳۲۵ علامہ حافظ ابن قیم۔ مترجم سید رئیس احمد جعفری)

سروں پہ گوٹے

"ام سلمہ رضی سے روایت ہے کہ جب یہ

اٹھتا ہوا (ترجمہ) اپنے لٹکائیں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں اپنی تو انصار کی عورتیں اسی طرح نکلتیں تھیں جیسے ان کے سروں پر کوّے بیٹھے ہوں یعنی سیاہ کپڑے سروں پر ڈالتیں"

(سنن ابوداؤد، کتاب اللباس۔ ترجمہ علامہ وحید الزمان)

اولیاء اللہ کے کلام سے:-

ایک چھوٹی سی زہریلی مکھی

"میرے سامنے ایسی قوم پیش کی گئی جو ایک چھوٹی سی زہریلی مکھی کے لئے سجدہ کرتی تھی جو ہمیشہ اپنی دُم اور ہاتھ پاؤں ہلاتی رہتی تھی تو میرے دل میں القا ہوا کہ کیا تو ان میں بھی شرک کی تاریکی پاتا ہے اور ان کو ان کے گناہوں نے بھی اس طرح گھیر رکھا ہے جس طرح بُت پرستوں کو؟ میں نے کہا ہاں کیونکہ انہوں نے مکھی کو اپنا قبلہ قرار دیا ہے اور ذلت کے درجے کو عزت کے درجے سے نہیں ملایا ہے تو آواز آئی کہ تجھے راز کی رہبری ہو گئی۔ پس اس دن سے میرا دل علم توحید سے بھر گیا۔"

(حجۃ اللہ البالغہ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ ترجمہ علامہ ابو محمد عبدالحق صاحب حقانی۔ باب فی بیان حقیقۃ الشرک ص ۱۶۱)

الٰہی بچا الٰہی بچا

"بیہقی نے عبید بن عمیر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ صراط تلوار کی دھار کی طرح (باریک اور تیز) ہوگی اور پھسلواں لغزش گاہ ہوگی ملائکہ اور انبیاء کھڑے کہہ رہے ہوں گے الٰہی بچا الٰہی بچا، اور کچھ فرشتے (کافروں کو) آنکڑوں سے پکڑ رہے ہوں گے۔"

(تفسیر مظہری۔ علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی۔ سورۃ انبیاء ص ۲۶۹)

خدا کے تہبند

"ایک صحیح روایت سے یہ حدیث قدسی منقول ہے" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کبریائی میری چادر اور عظمت میرا تہبند ہے جو کوئی ان صفات میں میرے ساتھ جھگڑا کریگا (یعنی اپنے آپ کو ان صفات سے موصوف کرنے کی کوشش کرے گا) میں اس کو عذاب دوں گا" (تفسیر آیت کریمہ از امام ابن تیمیہ اُردو ترجمہ مولینا عبدالرحیم ص ۷۶ الہلال

بک ایجنسی طبع ثانی تاریخ اشاعت ۱۹۵۵ء)

ران کے چُور چُور ہونے کا ڈر

"حضرت زید رسول اللہ کے پہلو میں بیٹھ جاتے تھے رسول اللہ نہایت بے تکلفی کی بنا پر ان کی ران پر اپنی ران مبارک رکھ دیتے تھے۔ ایک روز اسی حالت میں وحی نازل ہوئی۔ حضرت زید کا بیان ہے کہ فخذ مقدس اتنی گراں ہو گئی کہ میرے لئے ناقابل برداشت تھی معلوم ہوتا تھا کہ میری ران چُور چُور ہو جائے گی۔ لیکن ادب کا یہ عالم تھا کہ حضرت زید نے اُف تک نہ کی اور خاموش بیٹھے رہے۔"

(سیر الصحابہ حصہ اوّل ص ۳۵۳ از مولوی سعید احمد انصاری بحوالہ مسند ۱۸۴ ج ۵)

پتھر کے ٹکڑے

"عبداللہ بن الزبیر رضی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ جانے کا قصد کیا اور ابو بکر رضی آپ کے ساتھ تھے تو وہ اپنے ساتھ اپنا تمام مال جو پانچ یا چھ ہزار درہم تھا اٹھالے گئے تو میرے پاس میرے دادا ابو قحافہ آئے اور ان کی بینائی جاتی رہی تھی، اور کہنے لگے کہ میں اس کو (یعنی ابو بکر رضی کو) دیکھتا ہوں کہ واللہ اس نے اپنی جان کے ساتھ اپنے مال کو لے جا کر تم کو بھی دکھ پہنچایا ہے۔ میں نے کہا اے ابا ہرگز نہیں۔ انہوں نے ہمارے لیے بہت مال چھوڑا ہے اور اسماء نے کچھ پتھر کے ٹکڑے اٹھا کر ان کو گھر کے اس طاق میں رکھ دیا جس میں ابو بکر رضی اپنا مال رکھتے تھے اور ان پتھر کے ٹکڑوں پر ایک کپڑا ڈھک دیا تھا۔ اسماء کہتی ہیں پھر میں ابو قحافہ کے پاس گئی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کپڑے پر رکھ دیا اور ان سے میں نے کہا ابو بکر رضی نے ہمارے لئے یہ چھوڑا تو انہوں نے کپڑے کے اوپر ہی سے پتھروں کو ٹٹول کر دیکھا پھر بولے جب وہ تمہارے لئے یہ چھوڑ گئے تو بہتر ہے" اور واللہ انہوں نے ہمارے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا نہ کم اور نہ زیادہ"

(کتاب الاذکیا حضرت العلامہ امام ابن الجوزی بغدادی۔ اُردو ترجمہ لطائف علمیہ از حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب ص ۲۰۹ ناشر اشتیاق بک ڈپو دیوبند تیسرا ایڈیشن ۱۹۶۵ء)

. . . .

اسلامی جغرافیہ

"ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عباس رضی بن عبدالمطلب کا قول نقل کیا ہے عباس رضی نے بیان کیا کہ . . . .
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا تم کو معلوم ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے لوگوں نے کہا نہیں فرمایا دونوں کے درمیان فاصلہ اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کی راہ کا) ہے اور نچلے آسمان سے اوپر والا آسمان بھی ایسا ہی (یعنی اتنی ہی دور) ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے سات آسمان شمار کئے (اور فرمایا) پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے جس کے زیریں اور بالائی (سطح) کا فاصلہ اتنا ہی ہے جتنا ایک آسمان کا دوسرے آسمان سے ہے۔ پھر سمندر کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں جن کے کھُروں اور کولہوں (سرینوں) کا فاصلہ دو آسمانوں کی درمیانی مسافت کے برابر ہے ان کے اوپر عرش ہے جس کے اعلیٰ اور اسفل کا فاصلہ بھی دو آسمانوں کی درمیانی مسافت کے برابر ہے اس کے اوپر اللہ ہے"

(تفسیر مظہری علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ ترجمہ مولانا سید عبدالدائم الجلالی تفسیر سورۃ الحاقۃ ص ۲۲)

خواب کی تعبیر

"ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے تو طفیل رضی مسلمانوں کو لے کر نکلے جب طلیحہ سے فارغ ہوئے تو اہل اسلام کے ہمراہ یمامہ کی طرف چلے۔ ان کے ہمراہ ان کا لڑکا عمرو بن طفیل تھا۔ انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے، اس کی تعبیر بتاؤ میں نے دیکھا کہ میرا سر مُونڈا گیا اور میرے منہ سے ایک پرندہ نکلا اور ایک عورت مجھے ملی۔ اس نے مجھے اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا بھی تیزی سے میری اتباع کر رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اسے مجھ سے روک دیا گیا۔ انہوں نے تعبیر دی: جو کچھ تو نے دیکھا اچھا دیکھا۔ طفیل کہنے لگے۔ اللہ کی قسم میں نے خود اس کی ایک تعبیر نکالی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا تعبیر نکالی ہے؟
وہ کہنے لگے! سر مونڈنے کا مطلب سر کٹنا ہے۔ اور جو پرندہ میرے منہ سے نکلا ہے وہ میری روح کے خارج ہونے کی طرف اشارہ ہے اور وہ عورت جس نے اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین کھودی جائے گی اور مجھے اس میں غائب کر دیا جائے گا۔ اور میرے بیٹے کی مجھے تلاش اور اس کا مجھ سے رُک جانا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اسے دیکھوں گا کہ وہ بھی حصول شہادت کی کوشش کریگا چنانچہ طفیل رضی یمامہ میں شہید ہو گئے اور ان کے بیٹے سخت زخمی ہوئے"

(زاد المعاد از علامہ حافظ ابن قیم ترجمہ رئیس احمد جعفری جلد سوم ص ۱۱۵)

اسی قسم کی سرخیاں جما کر ان حوالہ جات کا سلسلہ طویل کیا جا سکتا ہے۔ برنی صاحب کی کتاب تو ضخامت میں ایک ہزار صفحات کے قریب ہے آپ چاہیں تو اس سے بڑی کتاب اسی طرح کی لکھ کر "قاموس" باسانی تیار کر سکتے ہیں۔ یطور نمونہ یہی مثالیں کافی ہیں

اور کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

برنی صاحب اس بات پر بہت نازاں ہیں کہ انہوں نے معلومات بصرف کثیر اور محنت شاقہ وسیع مطالعہ سے فراہم کئے ہیں۔

(قادیانی مذہب حصہ اوّل تعارف ص ۲)

اور حتی المقدور اقتباسات کے حوالوں میں صحت کا اہتمام رکھا گیا" (ایضاً)

اور پھر اپنی ایک دوسری کتاب "مقدمہ قادیانی مذہب" میں ساہ

"کتاب قادیانی مذہب کی تنقید قادیانی صاحبان کرنا چاہیں تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ جن قادیانی کتابوں وغیرہ کے حوالے دیئے گئے قادیانی صاحبان اُن کا انکار کر دیں کہ وہ ان کی نہیں ہیں۔ دوم آنکہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر جو اقتباسات ان کتابوں سے دیئے گئے ہیں ان کا انکار کر دیں کہ وہ محولہ کتابوں میں موجود نہیں۔ سوم آنکہ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر یہ واضح کر دیں کہ منقولہ اقتباسات میں کوئی تغیر و تبدل کیا گیا ہے جس سے معنی میں فرق آ گیا ہے لیکن اگر ان تین عذرات میں سے وہ کوئی عذر ثابت نہ کر سکیں تو پھر مآل اندیشی کا تقاضا ہے یہ سکوت کو اختیار کریں عذر بدتر از گناہ ہو تو ہوا خیزی بڑھ جاتی ہے"

(مقدمہ قادیانی مذہب بار دوم ص ۱۲)

یہ کتاب قادیانی مذہب ایڈیشن ششم کا مقدمہ ہے جو علیحدہ شائع ہوا ہے۔

ہماری گذارش یہ ہے کہ تنقید کی جو تین صورتیں برنی صاحب نے بیان فرمائی ہیں انہیں تین

صداقتوں کو سامنے رکھ کر اسلامی لٹریچر سے ہمارے پیش کردہ اقتباسات کو پڑھ لیا جائے اوّل یا اسلامی کتب کا انکار کر دیں۔ دوم آنکہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان حوالوں کا انکار کر دیں کہ ان کتب میں موجود نہیں۔ سوم آنکہ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر واضح کر دیں کہ منقولہ اقتباسات میں کوئی تغیر و تبدل کیا گیا ہے جس سے معنی میں فرق آ گیا ہے۔

ہاں ہم نے اپنی طرف سے سرخیاں ضرور قائم کی ہیں۔ اس کی سزا منصف مزاج حضرات جو چاہیں ہمارے لئے مقرر کر دیں بس اتنی اور گذارش ہے کہ برنی صاحب کو بھی اس جرم کا شریک سمجھیں۔ اس لئے کہ اس طریق کار کے بانی مبانی وہی ہیں ہم نے تو انہیں سمجھانے کے لئے انہی کا طرز استدلال اختیار کیا ہے شاید اسی طریقے سے ہماری بات ان کے دل میں اتر جائے۔

ہم نے جو اقتباسات اور روایات اوپر درج کی ہیں اگر ہمارے مخالف ان کی تشریح و تفسیر کریں یا بعض کرامات کا سرے سے مشکوک ہونا ثابت کریں تو انہیں اس کا اختیار ہے لیکن یہی قسم کا اختیار ہمیں بھی حاصل ہے کہ برنی صاحب نے جو حوالہ جات اکٹھے کئے ہیں اور جو روایات سلسلہ احمدیہ کے متعلق درج کی ہیں ان کی تشریح و توضیح کریں یا ان میں سے بعض روایات کا بے اصل ہونا ثابت کریں۔ الزامی جواب کا طریق جو ہمیں بادل ناخواستہ اختیار کرنا پڑا ہے اس کی غرض صرف اتنی ہے کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ ہمارے لٹریچر پر نکتہ چینی کرنے سے قبل اپنے لٹریچر میں اپنا آئینہ خود دیکھ لیں۔ یہی مال اندیشی کا تقاضا ہے۔

مستشرقین کی روش کی پیروی

برنی صاحب نے احمدیہ لٹریچر کے متعلق (وہی) روش اختیار کی ہے جو عموماً طور پر مستشرقین اسلامی لٹریچر کے متعلق اختیار کرتے ہیں۔ یعنی اپنی علمی تحقیق تنقید کو خاص مقاصد کے تابع کرتے ہیں۔ سید ابوالحسن ندوی نے جن کا ذکر برنی صاحب نے اپنے خط میں بھی کیا ہے۔ ایسے مستشرقین کے متعلق ایک کام کی بات فرمائی ہے جس کا انطباق برنی صاحب کی "تحقیق و تنقید میں اپنی نظر آپ" کتاب پر بھی ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"مستشرقین نوعی طور پر اہل علم کا بدقسمت اور بے توفیق گروہ ہے جس نے قرآن و حدیث، سیرت نبویؐ، فقہ اسلامی اور اخلاق و تصوف کے سمندر میں بار بار غوطے لگائے اور بالکل خشک دامن اور تہی دست واپس آیا بلکہ اس سے اس کا عناد، اسلام سے دوری اور حق کے انکار کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ (برنی صاحب کے لیے قابل غور نکتہ) نتائج ہمیشہ مقاصد کے تابع ہوتے ہیں۔ عام طور پر ان مستشرقین کا مقصد کمزوریوں کا تلاش کرنا اور دینی یا سیاسی مقاصد کے ماتحت ان کو نمایاں کرنا اور رچکانا ہوتا ہے۔ چنانچہ صفائی کے انسپکٹر کی طرح ان کو ایک گلزار جنت نشان شہر میں صرف غیر صحت مند مقامات ہی نظر آتے ہیں۔

مستشرقین کی محرومی صرف ان کی ذات تک محدود نہیں، اگر تنہا یہ پہلو ہوتا تو وہ توجہ کا مرکز اور ہماری اس بحث کا موضوع نہ ہوتا مسئلہ کا زیادہ سنگین اور دردناک پہلو یہ ہے کہ وہ اپنی تمام صلاحیتوں کو معقول و غیر معقول طریقہ پر ان کمزوریوں کی نشان دہی اور ان کو نہایت مہیب شکل میں پیش کرنے میں صرف کرتے رہیں۔ وہ خوردبین سے دیکھتے اور قارئین کو دوربین سے دکھاتے ہیں۔ رائی کا پربت بنانا ان کا ادنےٰ کام ہے۔ وہ اپنے اس کام میں (یعنے اسلام کی تاریک تصویر پیش کرنے میں) اس چابک دستی اور ہنر مندی اور صبر و سکون سے کام لیتے ہیں جس کی نظیر ملنی مشکل ہے"۔

(مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش صفحہ ۱۸۰-۱۸۱ از سید ابوالحسن علی ندوی مطبوعہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ اپریل ۱۹۶۴ء)

برلن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

اس میں مسجد کی تصویر اور میری تصویر بھی شائع ہوئی۔

دو اجتماعات دعائے مغفرت کے سلسلہ میں مسجد میں منعقد ہوئے۔ ایک ایرانی نوجوان نے اپنے باپ کی وفات پر۔ جو ایران میں فوت ہوئے۔ مسجد میں دعائے مغفرت کے لئے اجتماع منعقد کیا۔ یہ نوجوان یہاں قالین کا سوداگر ہے۔ اپنی دوکان سے نئے قالین لایا۔ مسجد میں بچھائے باہر سیڑھی پر بچھائے مسجد کا اندرونی اور بیرونی حصہ چمک اٹھا۔ میں نے اس اجتماع میں فلسفہ موت پر قرآن کی روشنی میں تقریر کی۔ بعد میں ایک ایرانی عالم نے فارسی زبان میں تقریر کی اور دعا کی۔ اس نوجوان نے ۵۰ ڈ مارک مسجد کو عطیہ دیا۔

ایک اور اجتماع دعائے مغفرت کے سلسلہ میں ایک ایرانی فیملی نے منعقد کرایا۔ اور دو صد مارک عطیہ مسجد کو دیا۔

کابل (افغانستان) سے آئے ہوئے ایک نسیما کھائی کی اہلیہ مقامی ہسپتال میں اپریشن کے دوران فوت ہو گئیں۔ یہ صاحب اپنی اہلیہ کو لے کر اپریشن ہی کے لئے برلن آئے تھے۔ وہ مسجد میں آئے تجہیز و تکفین کا کام ایک سوسائٹی کے سپرد کرایا۔ اور نماز جنازہ پڑھائی گئی۔

اس کے علاوہ انفرادی طور پر جرمن احباب مسجد میں آئے۔ اسلام کے متعلق علم حاصل کیا۔ قرآن کریم جرمن ترجمہ اور دیگر لٹریچر خریدا۔ ماہ ستمبر میں تین نوجوانوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔

آئندہ ماہ کے لئے تین دعوتیں آئی ہوئی ہیں۔ ان کا حال آئندہ لکھوں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

(حضرت مولانا محمد علیؒ کی شاندار خدمات بقیہ بسلسلہ صفحہ ۳)

ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں ندوی صاحب کو دے دوں گا چنانچہ حضرت مولینا نے اپنی قلمی قوت سے اسلام کی وہ شاندار خدمت کی جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ایسا ہی آپؒ نے میاں محمود احمد صاحب کے عقیدہ نبوت اور تکفیر المسلمین کے خلاف ایسا جہاد کیا جس کو مولینا ابوالکلام آزاد نے اس سال کا ایک یادگار واقعہ قرار دیا۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ جن اصحاب نے قادیانیت کے خلاف تحریک چلائی ان میں سے ایک امیر قوم حضرت مولانا صدرالدین صاحب بھی ہیں اب وہ آپ کو ارشاد فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے قرآن کریم کی چند آیات (ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافوراً۔۔۔ الخ) تلاوت کر کے فرمایا:۔

قرآن کریم کی یہ آیات میں نے اس لئے تلاوت کی ہیں کہ ایسے موقعہ پر قرآن کریم کا پڑھنا باعث برکت ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ مولانا محمد علی صاحبؒ نے قرآن کی خدمت میں اپنی زندگی کا بڑا حصہ گذارا۔ مجھے پانچ سال قادیان میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ اس عرصہ میں میں نے اور مولیناؒ نے مل کر قادیان کی شکل تبدیل کر دی۔ آج وہ عمارتیں جو وہاں موجود ہیں وہ مولینا اور میں نے تعمیر کیں۔ میری موجودگی میں مولینا صاحبؒ اپنے ترجمہ قرآن میں سے روزانہ ایک ایک رکوع مولینا نورالدین رحؒ کو سناتے رہے اسی دوران میر عابد علی شاہ صاحب کو الہام ہوا کہ ترجمہ قرآن مقبول ہو گیا۔ اس الہام کو سن کر ہم سب سجدہ میں گر گئے۔ خدا تعالےٰ کی قبولیت اس بات کا نشان تھا کہ دنیا اس کو قبول کرے گی۔

چنانچہ مولیناؒ کے ترجمہ قرآن کو دنیا نے قبول کیا اور ہر بڑے سے بڑے شخص نے اس کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا کہ ترجمہ قرآن پر پانچ سات سال کی شدید محنت کے بعد انہوں نے مجھے اس کا مسودہ ووکنگ میں بھیجدیا۔ میں حیران ہو گیا کہ اتنا بڑا اعتماد انہوں نے میرے جیسے شخص پر کیا اور اس کو چھپوانے کے لئے پروف ریڈنگ بھی انہوں نے میرے ذمہ ہی لگائی۔ میں اس اعتماد اور ذمہ داری پر کانپ اٹھا اور میں نے اتنی محنت کی کہ صبح سے لے کر رات کے ۱۱-۱۲ بجے تک کام کرتا رہا۔ خدا تعالےٰ نے اس ترجمہ کو قبول کیا اور اخبارات اور لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ ترجمہ دنیا کی رہنمائی کا موجب ہوا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مولینا محمد علی صاحبؒ نے ساری عمر خدمت دین میں صرف کر دی۔ اگر آپ وکالت پاس کرنے کے بعد پریکٹس کرتے یا سرکاری ملازمت اختیار کرتے تو نہ صرف (ڈپٹی کمشنر، کمشنر بلکہ ہائی کورٹ کے جج ہوتے) یہ بہت بڑی قربانی ہے۔ ان کا وجود اس بات کی مثال ہے کہ دین کی خدمت کس رنگ میں کی جاتی ہے۔

میں نے پانچ سال ان کے ساتھ مل کر کام کیا اس عرصہ میں کسی ایک معاملہ میں بھی ان کا اور میرا اختلاف نہیں ہوا۔ یاد رکھئے جب کسی قوم میں اختلافات پیدا ہوتے ہیں تو اس کی ہلاکت کا راستہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت مولاناؒ کی خدمات۔ ان کے اخلاق اور محنت کو سامنے رکھو ان کی مثال کو دیکھ کر نوجوانوں کے دلوں میں یہ جذبہ پیدا ہونا چاہیئے کہ خدا کسی کو توفیق دے کہ اسلام کی خدمت میں حصہ لے دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند کرے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس تقریر کے بعد صاحب صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ برخاست ہوا جس کے بعد حاضرین کی تواضع کوکا کولا کے مشروبات سے کی گئی۔ آخر میں اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ اس جلسہ کے اہتمام اور کامیابی کا سہرا ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن سے تعلق رکھنے والے نوجوانان جماعت کے سر ہے جنہوں نے محترم چوہدری فضل حق صاحب افسر تنظیم جماعت کی زیر قیادت نہایت سرگرمی کے ساتھ کام کیا، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور بیش از بیش خدمات دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔

مورخہ ۵ نومبر ۱۹۶۹ء

جناب عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب
کنگ سکول اینڈ کالج ایبٹ آباد

چاند شق ہو چکا اور عذاب الٰہی کی گھڑی آ پہنچی

۳

اے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیواؤ! میں آپ کو بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی مائدہ کی درخواست کی تھی۔ جو اس شرط پر قبول ہوئی تھی کہ اس کے بعد آپ سے ناشکری ہوئی تو اس ناشکری کی ایسی سزا دی جائے گی جو عالمین میں سے کسی کو نہ دی ہوگی۔ رب العالمین کی یہ بات حق ہے خواہ آپ اس کا انکار ہی کیوں نہ کریں۔

★ "اور عیسیٰ مریم کے بیٹے نے کہا اے اللہ تو ہی ہمارا رب ہے ہم پر آسمان سے مائدہ (آسمانی رزق) نازل فرما جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے خوشی کا باعث ہے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو اور ہمیں رزق دے اور تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں تم سب پر رزق اتاروں گا۔ پھر اس کے بعد تم سے ناشکری کی ایسی سزا دوں گا جو جہان والوں میں سے کسی کو نہ دی ہوگی۔" (۵ / ۱۱۵-۱۱۷)

وہ عالمین کا رب اپنی بات نہیں بھولا اور نہ تم ہی شکر گذار رہے۔ تمہیں آج تک عیسیٰ کی دعا کی برکتیں پہنچتی رہیں۔ آپ جہاں کتنے خوش اور بافراغت رہے۔ دنیا جہان کے خزانے آپ پر نازل ہوتے رہے۔ تمہیں اس آخری گھڑی کے آنے تک جس سے میں تم کو ڈراتا ہوں حکومت سے محروم نہیں کیا گیا۔ تو اگر آپ اب بھی اپنی تراشی ہوئی باتوں سے باز نہ آئیں تو یاد رکھیئے کہ اس قول کی سزا کہ اللہ نے بیٹا اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب میں آسمان کا پھٹنا۔ زمین کا پھٹ جانا اور پہاڑوں کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا ہے۔

★ "اور کہتے ہیں رحمان نے بیٹا اختیار کر لیا ہے تحقیق تم ایک ایسی سخت بات لائے ہو (کہ) انہوں نے رحمان کے لئے بیٹا تجویز کیا اور رحمٰن کی یہ شان نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے اور آسمان اور زمین میں کوئی نہیں جو اس کا غلام بن کر نہ آئے۔۔۔۔" (۱۹ / ۸۸-۹۳)

وہ آپ اپنی بے تحقیق باتوں سے باز نہ آئے اور نہ یہود، جو عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ اور نہ مسلمان جو کہ اللہ تعالےٰ پر محبوب اختیار کرنے کی تہمت باندھتے ہیں اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کا صرف ایک محبوب بندہ (غلام) ہے نہ کہ ایک محبوب یا معشوق! اور نہ اللہ تعالےٰ اپنی بات بھول چکا ہے اور نہ ہی اللہ تعالےٰ محض مذاقاً کوئی بات کرتا ہے آپ عنقریب ہی نقشہ دیکھیں گے اور یہ نقشہ اس قیامت سے چند سال پیشتر ان اشخاص کی برکتوں سے دیکھیں گے جو آپ کے محبوب سائنسدان ہیں جو آسمان کا ٹکڑا زمین پر آتا دیکھ لیں تو لیبارٹریوں میں بیٹھے بیٹھے اعلان کریں کہ یہ تو تہ بہ تہ جما ہوا بادل آ رہا ہے۔ انہیں کے ہاتھوں کے ایٹم، ہائیڈروجن اور ہیلیم بم آپ کی تہذیب کا خاتمہ کرنے والے ہیں اور اس دن تمہارے راکٹ اور مصنوعی سیارے کچھ کام نہ آئیں گے۔

★ "اگر وہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتے دیکھ لیں تو کہہ دیں کہ یہ تو تہ بہ تہ جما ہوا بادل ہے۔ پس آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ اپنا وہ دن دیکھ لیں جس میں وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ جس دن ان کی تدبیریں اُن کے کچھ کام نہ آئیں گی اور نہ ہی انہیں مدد دی جائے گی اور بے شک ان ظالموں کے لئے اس عذاب کے علاوہ ایک اور عذاب بھی ہے لیکن اکثریت کو اس کا علم نہیں۔۔۔۔" (۵۲ / ۴۴-۴۷)

اور یہی وہ عذاب ہے جس میں کوئی بستی بغیر ہلاکت یا عذاب کے نہ رہے گی۔ اور جو قیامت سے پہلے (آئے گا)۔

★ "اور ایسی کوئی بھی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے اور یا سخت عذاب نہ دیں گے (کیونکہ) یہ بات کتاب میں سطر ہو چکی ہے۔۔۔۔" (۱۷ / ۵۸)

جس دن آپ کے ہی بموں سے پیدا شدہ دھواں تمام کائنات والوں کو گھیرے گا اور جو محض دھواں نہ ہوگا اور وہ دن آپ کے لئے بڑی حسرت کا موجب ہوگا۔

★ "انتظار کر کہ تو آسمان کو ایک ظاہر دھوئیں سے بھرا ہوا پائے گا جو تمام لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ اور یہ (دھواں) ایک دردناک عذاب ہے (پھر کہو گے) اے رب ہم سے یہ عذاب دور کر ہم ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اب اُن کے لئے نصیحت کا وقت کہاں؟ حالانکہ اس سے پہلے ایک کھول کر سنانے والا پیغام رساں بھی آ چکا پھر اس سے بھی پھر گئے اور کہا کہ سکھایا گیا ہے اور مجنون ہے، ہم اس عذاب کو تھوڑی دیر کے لئے ہٹا دیں گے اور تم پھر لوٹ کر وہی کرنے لگو گے جس دن ہم بڑی سخت پکڑ کریں گے اور بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔۔۔" (۴۴ / ۱۰-۱۶)

آپ کے ان مکروں سے اللہ تعالےٰ غافل نہیں کہ عالمی امن قائم کرنے کے لئے ایسے ایسے بم تیار کر رہے ہیں جو کئی نوع انسان کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اور امن کے نام پر انصاف کا خون کرتے ہو، اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ آپ کے بم پہاڑوں تک کو بھی ہلا کر رکھ دیں گے لیکن باوجود اس کے آپ اس قادر مطلق، قہار اور جبار رب کو نہ آسمان میں عاجز کر سکیں گے اور نہ زمین پر۔ اور وہ دن آپ کے چاند شق کرنے سے قریب آ چکا۔ جس کا یہاں وعدہ ہے۔

★ "اور تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ تعالےٰ ان ظالموں کے اعمال سے بے خبر ہے، انہیں صرف اس دن تک مہلت دے رکھی ہے جس میں نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ وہ سر اٹھائے ہوئے اور دوڑتے ہوئے جا رہے ہوں گے اور ان کی نظر ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئے گی اور ان کے دل ہوا ہوا ہو رہے ہوں گے اور لوگوں کو اس دن سے ڈرا دے کہ جب اُن پر عذاب آئے گا تو کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے، ہم تیری دعوت (بلانا) قبول کریں اور رسولوں (پیغام رسانوں) کی پیروی کریں۔ کیا اس سے پہلے تم قسمیں نہ کھاتے تھے کہ ہم پر زوال نہیں آئے گا۔ اور تم انہیں بستیوں میں آباد تھے۔ جنہوں نے اُن کے ساتھ کیا کیا تھا۔ اور ہم نے تمہیں ہر طرح کی مثالیں پیش کر دی تھیں، ان لوگوں نے مکر کئے اور ان کی مکریں اللہ تعالےٰ کے سامنے تھیں اگرچہ ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں اور یہ خیال نہ کر کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیغام پہنچانے والے کے ساتھ وعدہ خلافی کرے گا بے شک اللہ تعالےٰ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔" (۱۴ / ۴۲-۴۷)

★ "ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کئے۔ سو سب تدبیر تو اللہ ہی کی ہے۔ جو کچھ کوئی کرتا ہے اسے سب کی اطلاع ہے اور ابھی کافر معلوم کر لیں گے کہ نیک انجام کس کا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ تو پیغام رساں نہیں ہے۔ کہہ دے میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالےٰ (یعنی اللہ کی کتاب) گواہ کافی ہے اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔" (۱۳ / ۴۲-۴۳)

اے میرے پیارے بھائیو! ذرا سوچو تو اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کا وبال مجھ پر پڑے گا۔ آپ کو تو بہرحال نیک بننے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرنے کی ترغیب دے رہا ہوں اور آپ تک آپ کے رب کی باتیں پہنچاتا ہوں، اور اگر آپ بھی پہلے والوں کی طرح روش پر چلے تو اللہ تعالےٰ نے تو حق کو غالب کر کے ہی چھوڑنا ہے نقصان میں آپ ہی رہیں گے۔

★ "اور ان لوگوں نے بھی جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے اور یہ لوگ ان کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا۔ پس انہوں نے ہمارے پیغام رسانوں کو جھٹلایا پھر میرا عذاب کیسے رہا! کہہ دے میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالےٰ کے لئے دو دو اور ایک ایک کھڑے ہو کر غور کرو (تاکہ اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ) کہ تمہارے اس ساتھی کو جنون نہیں۔ وہ تو تمہیں ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے۔ کہہ دے اس پر جو اُجرت میں نے تم سے مانگی وہ تمہارے پاس رہے میری مزدوری تو صرف اللہ تعالےٰ پر ہے۔ اور وہ ہر چیز پر حاضر ہے کہہ دے میرا رب حق غالب کر رہا ہے اور وہی غیب کا جاننے والا ہے کہہ دے حق آ گیا اور باطل نہ تو (اللہ تعالےٰ) پیدا کرتا ہے اور نہ دہرایا جاتا ہے۔۔۔۔" (۳۴ / ۴۵-۴۹)

اور میں آپ کو قیامت سے پہلے اس گھڑی سے ڈراتا ہوں جس کا ذکر اللہ تعالےٰ کی کلام نے یوں کیا ہے:۔

* اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت کا زلزلہ ایک بڑی عظیم شئے ہے جس دن دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پینے کو بھول جائے گی تمام حمل والی مادائیں اپنا حمل گرا دیں گی، اور تو لوگوں کو نشہ کی حالت میں مدہوش دیکھے گا۔ اگرچہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالےٰ کا عذاب ہے ہی بڑا شدید۔ (۲۲ / ۱-۲)

اگر سنبھل جائیں تو اپنے لئے سنبھل جائیں گے اور اگر نہ سنبھلیں تو مجھ سے تو صرف میرے ہی اعمال کی باز پرس ہوگی آپ میرے اعمال سے بری الذمہ ہیں اور میں آپ کے اعمال سے۔

میں آدم علیہ السلام کی تمام نسل و اولاد تک اللہ تعالےٰ کی یہ بات پہنچاتا ہوں کہ عنقریب یا وہ صور پھونکا جانے والا ہے۔

* اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمان میں ہے یا زمین میں سب گھبرا جائیں گے مگر جسے کو اللہ تعالےٰ چاہے (وہ گھبراہٹ سے دور رکھے جائیں گے) اور سب کی گردنیں اس کے سامنے جھکی ہوئی ہوں گی اور تو جو پہاڑوں کو جمے ہوئے دیکھ رہا ہے یہ تو بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے یہ اللہ تعالےٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو خوب مضبوط بنایا۔ وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ جو کوئی نیکی لائے گا۔ سو اسے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں رکھا جائے گا۔ اور جو برائی لائے گا۔ سو ان کے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں تمہارے ہی اعمال کا بدلہ مل رہا ہے (۲۷ / ۹۰-۸۷)

* اور پہلی بستیوں کو بھی اسی نے دے پٹکا۔ پس اُن کو ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا۔ تم اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کی طرف سے شک میں رہو گے۔ یہ بھی پہلے ڈرانے والوں کی طرح ایک ڈرانے والا ہے۔ آنے والا (عذاب) قریب آ پہنچا۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے اس کو ہٹانے والا کوئی نہیں؟ اور کھیل کود میں مصروف ہو۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے سر رکھ دو اور اس کی غلامی میں لگ جاؤ۔ (۵۳ / ۶۲-۵۶)

* وہ گھڑی قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا۔ اور اگر یہ میری قدرت کی کوئی نشانی دیکھ لیں تو کہہ دیں کہ یہ تو ترقی یافتہ سائنس ہے۔ پس انہوں نے جھٹلایا اور اپنی ذاتی خواہشات کی پیروی کی اور ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور ان کے پاس وہ خبریں آچکی ہیں۔ جن میں کافی تنبیہ اور حکمت کی انتہا ہے۔ لیکن جن سے ڈرائے جانے والوں کو فائدہ نہیں پہنچا۔ پس ان سے منہ موڑ لے، جس دن پکارنے والا ایک ناپسندیدہ چیز کی طرف پکارے گا یہ آنکھیں نیچی کئے اپنی آرام گاہوں سے منتشر ٹڈیوں کی طرح نکل پڑیں گے اور دعوت دینے والے کی طرف بھاگے جا رہے ہوں گے اور کافر کہیں گے یہ تو بڑا سخت دن ہے۔ (۵۴ / ۸-۱)

* ذرا بتاؤ تو سہی اگر یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور تم اس کے انکاری ہو تو پھر ایسے پرلے درجہ کے ضدی سے کون زیادہ گم راہ ہوگا عنقریب ہم اپنی نشانیاں انہیں آفاق میں دکھلا دیں گے اور خود ان کے نفوس میں بھی حتیٰ کہ اُن پر واضح ہو جائے گا کہ "وہ حق ہے" کیا ان کے ربّ کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر خود حاضر ہے۔ یاد رکھو یہ اپنے ربّ کی ملاقات کی طرف سے شک میں ہیں اور یاد رکھو وہ ہر چیز پر محیط ہے۔ (۴۱ / ۵۴-۵۳)

میں برطانیہ۔ فرانس۔ امریکہ اور روس پر بھی عذاب کا خوف رکھتا ہوں کیونکہ انہوں نے بھی "طاقت" کا دعوےٰ کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے علاوہ کائنات میں کوئی اور طاقت موجود نہیں۔ اسی ایک کی طاقت اور قوت کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اور شکر کے بن کر خود قوت کا دعوےٰ کر بیٹھے۔ بہتر ہے کہ یہ "قوت" کہلانے سے باز آئیں، کیونکہ سنت الٰہی یہی ہے کہ وہ القوی تمام قوت کا دعوےٰ رکھنے والوں کو ختم کر کے ثابت کیا کرتا ہے کہ قوت صرف ایک اسی کی ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہ۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کہیں بھی قوت نہیں، چین پر بھی مجھے عذاب کا ڈر ہے۔ ان کا خیال ہے کہ عوام اور صرف عوام ہی تمام قوت کا منبع ہیں۔ بہتر ہوتا اگر وہ بھی سمجھتے کہ اللہ تعالےٰ اور صرف اللہ تعالےٰ ہی تمام قوت کا

ہفت روزہ پیغام صلح مورخہ ۵ نومبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۵

ہمارا سالانہ جلسہ

مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعرات جمعہ ، ہفتہ ، اتوار ، احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ پہلے دن (۲۵ دسمبر کو) مستورات کا اور باقی ایام میں مردوں کا جلسہ ہوگا۔

پروگرام جلسہ مرتب ہونے کے بعد شائع کر دیا جائے گا۔

مغربی پاکستان کے تمام احمدی حضرات نہ صرف خود شامل ہوں بلکہ اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی شمولیت کی دعوت دیں۔

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغامِ صلح

تمہارا ہمیشہ کی روشن آیات ہیں

ٹیلی فون نمبر ۵۳۷۳۷
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

فون نمبر: ۵۳۷۳۷

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ۔ مؤرخہ ۳۰ شعبان ۱۳۸۹ھ۔ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۶

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

روزہ دار فحش یا جہالت کی باتیں نہ کرے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام جُنّۃ فلا یرفث ولا یجھل و ان امرؤٌ قاتلہ او شاتمہ فلیقل انّی صائمٌ مرّتین والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصّائم اطیب عند اللہ تعالٰی من ریح المسک یترک طعامہ وشرابہ وشھوتہ من اجلی الصیام لی وانا اجزی بہ والحسنۃ بعشر امثالھا۔

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے سو چاہیئے کہ روزہ رکھنے والا فحش باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کی باتیں کرے اگر کوئی اس سے لڑے یا بدگوئی کرے تو دو دفعہ کہہ دے میں روزہ سے ہوں اور اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے (اللہ فرماتا ہے) وہ اپنا کھانا، پینا، خواہش صرف میری رضا کے لئے چھوڑتا ہے روزہ صرف میرے لئے ہے۔ میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکی کا بدلہ اس کا دس گنا ہے۔

(فضل الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم)

روزہ سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں

ارشادات حضرت مجددؒ زمان مسیح موعود علیہ السلام

روزہ کی حقیقت سے ابھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے؟ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالٰے کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالٰے کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالٰے کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

ملفوظات۔ جلد نہم

جناب عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب
کنگ سکول اینڈ کالج ایبٹ آباد

چاند شق ہو چکا اور عذابِ الٰہی کی گھڑی آپہنچی

آپ زمین کے علاوہ اور کہیں نہیں رہ سکتے

(۴)

اے بھائیو! کہیں شیطان آپ سے یہ بات بھلا نہ دے کہ آپ زمین کی خلافت کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کی قرارگاہ زمین ہی رہے گی اسی پر زندہ رہیں گے۔ اسی پر مریں گے اور اسی سے نکالے جائیں گے۔ یہ قادرِ مطلق کے اُس وقت کا فیصلہ ہے جب کہ آدم مٹی میں تھا۔

★ "اور یاد رکھو اس وقت کو جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں" (۲/۳۰)

اور یہی فیصلہ آدم علیہ السلام اور بنی آدم کو یوں سنایا:-

★ "یہاں سے اُترو! تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اور تمہارے لئے ٹھکانا اور ایک وقت تک نفع اُٹھانا زمین ہی میں ہوگا۔ اسی میں زندہ رہو گے۔ اسی پر مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے ...." (۷/۲۴-۲۵)

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو بھی اس فیصلے سے آگاہ کیا گیا:-

★ "کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے سات آسمان اُوپر تلے بنائے؟ اور اس میں چاند کو چمکتا ہوا اور سورج کو چراغ بنایا اور اللہ تعالےٰ نے تمہیں زمین سے نباتات کی طرح اُگایا ہے۔ پھر اسی زمین میں تمہیں لوٹائے گا۔ اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکال باہر کرے گا۔ اور اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے اس زمین کو فرش بنایا تاکہ تم اس کے کھلے رستوں میں چلو پھرو" (۷۱/۱۵-۲۰)

فرعون اور آلِ فرعون کو بھی موسیٰ علیہ السلام کی زبانی اس حقیقت سے آگاہ کیا:

★ "جس نے تمہارے لئے ارض کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے۔ اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اس سے طرح طرح کی مختلف سبزیاں نکالیں کہ تم اس میں سے کھاؤ اور اس میں اپنے مویشیوں کو چراؤ۔ بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی زمین میں تمہیں ہم لوٹائیں گے اور دوبارہ تمہیں اسی سے نکال باہر کریں گے۔" (۲۰/۵۳-۵۵)

اور قرآن مجید نے اکثر بھی لوگوں کو مختلف اسلوب سے یہ بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ انسان نے قیامت تک زمین میں ہی رہنا ہے حتیٰ کہ جب قیامت کی گھڑی آن پہنچے گی تو سب زمین ہی سے نکلیں گے اور کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو کسی دوسرے سیارے سے برآمد ہوگا۔ مثلاً کہیں تو ربّ العلمین نے یوں فرمایا:

★ "اور اس کی نشانیوں میں سے زمین اور آسمان کا اسی کے امر سے قائم ہونا بھی ہے اور پھر جب وہ تمہیں پکار کر بلائے گا تو تم یکبارگی زمین سے نکل پڑو گے ...." (۳۰/۲۵)

اور کہیں بنی نوعِ انسان کو یوں آگاہ کیا:-

★ "جس دن زمین پھٹ جائے گی تو یہ لوگ دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے" (۵۰/۴۴)

کہیں فرمایا کہ قیامت کے دن آپ سے زمین پر زندگی گزارنے کی مدّت کا پوچھا جائے گا نہ کسی اور سیارے پر کی زندگی کا! جہنم میں جب لوگ جھلس رہے ہوں گے تو ان سے پوچھا جائے گا:-

★ "تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے؟ کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم! کسی حساب والے سے پوچھ لیں فرمائے گا اس میں (یعنی زمین میں) بہت ہی تھوڑا رہے۔ کاش کہ تم سمجھتے" (۲۳/۱۱۴)

اور یہ سمجھانے کے لئے کہ آپ کا معاش صرف اسی کرۂ ارض پر ہوگا۔ اس حقیقت کو ایسے الفاظ میں واضح کیا کہ آپ سمجھ جائیں کہ زمین سے صرف وہی ایک کرہ مراد ہے جس کی خصوصیات میں سے اس کی سطح پر ہواؤں کا چلنا۔ بادلوں کا اُٹھنا بارشوں کا ہونا اور مختلف انواع و اقسام کے نباتات کا اُگنا بھی ہے۔

★ "اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں ہر چیز اندازے سے اُگائی اور اس میں تمہارا معاش رکھا اور ان کا بھی جن کو رزق دینے والے تم نہیں۔ اور ہمارے پاس ہر ایک چیز کے خزانے ہیں لیکن ہم اسے ایک معلوم اندازے کے مطابق نازل کرتے ہیں۔ اور ہم ہی نے بادل اُٹھانے والی ہوائیں بھیجیں۔ پھر ہم نے ہی آسمان سے پانی نازل کیا جو تمہیں پلایا اور تم اس کو جمع کر کے رکھ سکنے والے نہ تھے ......" (۱۵/۱۹-۲۲)

★ "وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کر دیا۔ سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اللہ تعالےٰ کے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے .." (۶۷/۱۵)

★ "اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعے سے باغ اُگائے اور اناج جن کے کھیت کاٹے جاتے ہیں اور لمبی لمبی کھجوریں جن کے خوشے تہ بہ تہ ہیں۔ یہ بندوں کی روزی کے لئے ہیں اور ہم نے اس (پانی) سے ایک مردہ بستی کو زندہ کیا۔ دوبارہ نکالنا بھی ایسا ہی ہوگا۔" (۵۰/۱۰-۱۱)

★ "اور ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی اور اس میں تمہارے لئے معاش رکھا تم بہت کم شکر کرتے ہو۔" (۷/۱۰)

★ "اے لوگو! زمین کی پاک اور حلال چیزوں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی کا حکم دے گا اور یہ کہ اللہ تعالےٰ پر وہ باتیں جوڑ دو جن کا تمہیں علم نہیں ..." (۲/۱۶۸-۱۶۹)

★ "پھر اس کے بعد زمین کو پھیلایا (بچھایا) اور اس سے پانی اور چارا نکالا اور پہاڑوں کو خوب جمایا جن میں تمہارے اور تمہارے چارپایوں کے لئے سامانِ حیات ہے ......"

ارض اور باقی سیاروں کے درجہ حرارت۔ دباؤ۔ فضا اور باقی طبعی و کیمیائی کیفیت اور ظاہری و باطنی حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے جس قسم کی زندگی اللہ تعالےٰ ارض اور ارض والوں کے لئے بیان کرتا ہے۔ بالکل ویسی ہی زندگی دیگر تمام کروں میں ناممکن ہے۔ جب کوئی ہیئت دان کہتا ہے کہ شاید کسی سیارے پر زندگی موجود ہو تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ وہاں ایسی ہی زندگی موجود ہوگی (یا ممکن ہوگی) جیسے کہ ہماری زمین پر ہے بلکہ ان کا مطلب بالکل جداگانہ قسم کی مخلوقات یا نباتات سے ہوتا ہے جو اس سیارے کے طبعی حالات کے مطابق ہو۔ اگر کہا جائے کہ سمندر میں زندگی موجود ہے تو اس کا یہ مطلب لینا غلط ہوگا کہ سمندر میں انسان موجود ہیں اور یا انسان وہاں رہائش کر سکتا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مچھلیاں سمندر اور دریاؤں سے باہر رہ کر افزائشِ نسل کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکتیں اور انسان یا باقی چوپائے اور پرندے وغیرہ سمندروں کے اندر بستیاں آباد نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ماحول کے مطابق جداگانہ زندگی ہوا کرتی ہے اور ربّ العالمین ہر قسم کی مخلوق پیدا کرنا جانتا ہے۔ پس اگر اور کسی سیارے میں زندگی موجود بھی ہے۔ تب بھی انسان وہاں جا کر آباد نہیں ہو سکتے وہاں نہ ہمارے جیسے سمندر ہیں اور نہ ان میں دیوقامت جہاز انسانوں کے منافع کے لئے چل سکتے ہیں، نہ وہاں کے دریاؤں اور سمندروں سے سونا۔ موتی اور مونگا نکالا جا سکتا ہے، نہ سمندروں سے تبخیر ہوتا ہے، نہ ہوائیں چلتی ہیں، نہ بادل بنتے ہیں، نہ بارش برستی ہے نہ بارش ان سیاروں کی زمینوں کو زندہ کرتی ہے، نہ ہی وہاں بجلیاں چمکتی ہیں، اور نہ اولے گرتے ہیں، نہ وہاں کی زمین اور آب و ہوا اناج، گندم، کھجور، زیتون اور مختلف قسم کی سبزیوں اور ترکاریوں اور دیگر مختلف انواع و اقسام کے نباتات کے لئے سازگار ہے۔ نہ وہاں ہماری جیسی فضا ہے اور نہ ویسے پرندے اڑتے ہیں جن کو دیکھنے کا ربّ العالمین حکم کرتا ہے۔ اور نہ ہی وہاں کے حالات ہمارے چوپایوں کے لئے موزوں ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہاں ہمارے آباؤ اجداد کی تیار شدہ بستیاں موجود نہیں جن پر گھومنے پھرنے اور ان سے عبرت پکڑنے کا پروردگار بار بار حکم کرتا ہے۔ غرض لاکھوں کروڑوں ایسی خصوصیات ہیں جن میں ہمارا کرہ تمام کروں سے بالکل الگ تھلگ ہے۔

(باقی ــــ باقی)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء

برکات کا مہینہ

رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نیک بندوں پر برکات نازل ہوتی ہیں، اس مہینہ میں روزے رکھنا اس لئے فرض قرار دیا گیا کہ قرآن کریم جیسی عظیم المرتبت کتاب کا نزول اسی مہینہ میں ہوا، چنانچہ ارشاد باری ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس و بینٰت من الھدی والفرقان۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، اور یہ قرآن ایسی شاندار کتاب ہے جو دنیا جہان کے لوگوں کی رہنمائی کا موجب ہے اور اس میں ایسے تمام امور کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے جو ہدایت اور رہنمائی سے تعلق رکھتے ہیں، فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ پس جو لوگ اس مہینہ کو پائیں وہ اس میں روزے رکھیں۔

یہ کیوں فرمایا؟ اور نزول قرآن کو روزوں سے کیا تعلق ہے؟ تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن کریم کا نزول شروع ہوا آپؐ غار حرا میں عبادت الٰہی میں مصروف تھے اور ایسی حالت میں عموماً آپؐ کھانا پینا ترک کر دیتے تھے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے جو بزرگوں اور اولیاء اللہ کے تجربات سے ثابت ہے کہ جس قدر لذات جسمانی یا کھانے پینے سے احتراز کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی، اسی قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار روحانی کا نزول ہوتا ہے، بقول حضرت مسیح موعودؑ:-

"انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے، اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے، تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔"

اس غذائے روحانی اور تسبیح و تہلیل سے کیا حاصل ہوتا ہے، روزہ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے:-

واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔

جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی پکار یا دعا کو قبول کرتا ہوں پس چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ قبولیت دعا کی اہلیت حاصل کریں۔

معلوم ہوا روزہ قرب الٰہی اور قبولیت دعا کا موجب ہے، اور رمضان کے مہینہ کو اس سے بڑی مناسبت ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ نرا بھوکا ہی نہ رہے بلکہ دنیا کی دوسری لذات سے بھی کنارہ کش ہو کر احکام الٰہی کی تعمیل کو اپنا شعار بنا لے، نری تسبیح و تہلیل بھی فائدہ بخش نہیں ہو سکتی جب تک ہر قسم کے فواحش اور برائیوں سے مجتنب رہ کر نیکی اور راستبازی کی زندگی بسر نہ کرے۔ سب سے بڑی خرابی جو دنیا میں پائی جاتی ہے، وہ دوسروں کے اموال باطل طریقوں سے لینا ہے۔ کیا افراد اور اقوام اور حکومتیں اس بات کے درپے رہتی ہیں کہ دوسرے لوگوں کے اموال یا سلطنتوں پر ناجائز قبضہ کر لیا جائے۔ اسی بات کا ذکر قرآن کریم نے روزہ کے احکام میں ان الفاظ میں فرمایا ہے:-

ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔

اور ایک دوسرے کے اموال ناحق خورد برد نہ کرو اور نہ ان کا معاملہ حکام تک لے جاؤ تاکہ کوئی فریق لوگوں کے اموال بُرے طور پر کھا جائے حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ ظلم ہے۔

آج جس قدر فساد دنیا میں برپا ہیں وہ اسی حکم کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہیں۔ روس اور امریکہ کی طرف سے دوسری اقوام پر چڑھائیاں، ویٹ نام میں امریکہ کی فوج کشی، مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کی ناجائز امداد، کشمیر پر ہندوستان کا ناجائز تسلط اور اسی قسم کی دوسری آویزشات اور تجارت، سمگلنگ اور ناجائز درآمد و برآمد، ایک دوسرے کے اموال کھانا، ناجائز تبادلہ زر وغیرہ آج ایک عام دستور ہو گیا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اقوام متحدہ میں مقدمے لے جانا ایسی باتیں ہیں جو تمام دنیا میں فساد عظیم برپا کر رہی ہیں۔

قرآن کریم نے نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں ان باتوں سے روکا ہے۔ انفرادی طور پر ایک دوسرے پر زیادتی، چوری، ڈاکہ زنی، اغوا اور اسی قسم کے دوسرے جرائم مختلف ملکوں اور قوموں بالخصوص پاکستان میں نہایت زوروں پر ہیں۔ کاش رمضان کا مہینہ کم از کم مسلمانوں کو ایسے جرائم اور فسادات سے باز رکھنے کا موجب ہو، کاش اس مہینہ میں وہ ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے رحم کے طالب ہوں۔

اس موقعہ پر ہمیں جماعت احمدیہ سے بالخصوص یہ عرض کرنا ہے کہ ان کے اوپر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ اسلام کی حفاظت و اشاعت کا کام ویسے تو ہر مسلمان کا ضروری فریضہ ہے۔ لیکن حضرت مامور وقت کے ذریعہ خصوصی طور پر یہ خدمت ان کے سپرد کی گئی ہے جس کی سرانجام دہی کے لئے ہر قسم کی مالی و جانی قربانیوں کی اشد ضرورت ہے۔ جانی قربانیوں سے مراد خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کرنا ہے۔ اور خدا کے فضل سے یہ جماعت اس بارہ میں سابق بالخیرات ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ جناب باری تعالیٰ میں صدق دل سے دعائیں کی جائیں کہ اللہ تعالیٰ ان مساعی کو اپنے فضل و کرم سے بار آور فرماتے ہوئے اسلام کو دنیا کی رہبری کا موجب بنائے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کے خلاف جس تعصب کا مظاہرہ جاری ہے اور جو غلط فہمیاں اس مامورؑ اور اس کی جماعت کے متعلق پھیلائی جاتی ہیں بالخصوص ہمارے ربوائی بھائیوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعوٰے نبوت منسوب کر کے دنیا میں آپ کے خلاف جو بغض و نفرت پیدا کی ہے، اس کا ازالہ ہو، اور ہمارے یہ بھائی آپ کے صحیح مسلک اور صحیح عقائد کو اختیار کریں۔

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں، رمضان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب اور دعاؤں کی قبولیت کی خوشخبری دی ہے۔ اس لئے اس بشارت سے فائدہ اٹھا کر ہماری ساری جماعت کو اس رمضان میں ان امور کے متعلق جن کا ہم نے ذکر کیا ہے خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں۔ جماعت کی دعائیں خاص طور پر مقبول ہوتی ہیں، بالخصوص اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کے لئے جو دعائیں کی جائیں وہ سب سے بڑھ کر قبولیت حاصل کرتی ہیں۔ امید ہے احباب کرام رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں گے، کہ یہی روزوں اور نزول قرآن کا حقیقی مقصد ہے۔

بیمار اور مسافر کا روزہ

رمضان میں روزوں کا حکم دینے کے ساتھ ہی قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو، وہ رمضان کے دنوں کو چھوڑ کر دوسرے ایام میں جب بیماری سے شفایاب ہو یا سفر سے واپس آ جائے، اتنے ہی روزے رکھے۔ جتنے ماہ رمضان میں ترک کئے تھے۔

بعض لوگ معمولی بیماری یا سفر میں روزہ چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے اور خیال کرتے ہیں کہ یہ مزید ثواب کا موجب ہے کہ ایسی حالت میں روزہ رکھا جائے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے:-

"اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے، خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت روزہ رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہیئے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے اس نے یہی حکم دیا ہے فمن کان مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ اس میں کوئی قید نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور میں نے روزہ نہیں رکھا۔" (الحکم مؤرخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۰ء)

ایک اور موقعہ پر روزہ دار کو آنکھ میں دوائی ڈالنے کے متعلق فرمایا:-

"یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے روزہ رکھنے کا حکم نہیں"۔

جلسہ معتمدین انجمن

۹ نومبر کو مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے معتمدین یا جنرل کونسل کا اجلاس (باقی برصفحہ ۹ کالم ۱)

آپ کے خطوط

حرمت نماز کے فتوے

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - السلام علیکم - روزنامہ ندائے ملت میں ذیل کے دو فتوے شائع ہوئے ہیں انہیں پیغام صلح میں درج کر دیں -

خاکسار - شیخ مظہر مسعود - گوجرانوالہ

پہلا فتویٰ :-

" اس اطلاع کا راوی ایک ثقہ سندھی روزنامہ مہران ہے کہ "مفتی" تالپور صاحب نے سکرنڈ کے ایک اجتماع میں فتویٰ دیا کہ " اس مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جو سوشلزم کا مخالف ہو کیونکہ جو مولوی سوشلزم کا مخالف ہے، وہ گمراہ اور گمراہ کن ہے" مفتی صاحب نے مزید فرمایا کہ " اسلام میں جمہوریت کا کوئی تصور نہیں ہے اسلام میں جمہوریت بالکل نہیں ہے" ایک اور دیہات محراب پور سے ہمیں اطلاع ملی ہے کہ رسول بخش تالپور ایک محدود اجتماع سے خطاب کر رہے تھے کہ ایک شخص نے پکار کر کہا "ہمارے آقا سے محسن الحکیم (شیعہ مفتی) نے سوشلزم کے کفر ہونے کے بارے میں فتوے دیا ہے اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، تالپور صاحب تلملائے، پھر کہنے لگے " آپ آغائے محسن کی بات کرتے ہیں یہاں تو مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی سوشلزم کو کفر قرار دیا ہے" مسٹر رسول بخش نے مزید وضاحت یہ فرمائی کہ " **غلام احمد قادیانی کی عزت ایک بڑا طبقہ کرتا ہے، بہرحال وہ ایک معزز شخص ہیں**"

(نواب شاہ کی ڈائری ص۳ روزنامہ ندائے ملت لاہور ص۴ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

دوسرا فتویٰ :-

ایبٹ آباد ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء (پ پ ا)

یہاں ۱۱۳ علماء نے اعلان کیا ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اسلام کی مسلمہ اقدار اور اصولوں سے منحرف ہیں اس لئے ان کے اور ان کے پیروکاروں کے پیچھے نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں جمعیت علماء اسلام کے ایک اشاعیہ کے مطابق یہ فتوے علماء کے ایک ہنگامی اجلاس میں جاری کیا گیا - جس کی صدارت مقامی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالودود نے کی"

(روزنامہ ندائے ملت ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن چک نمبر 6/4-L

پہلا اجلاس -

آج مورخہ ۱۶-۹-۶۹ احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن چک 6/4-L کو نئے سرے سے تشکیل دی گئی - اور ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب کیپٹن سید عنایت شاہ صاحب - مینیجر احمدیہ فارم مسجد احمدیہ چک 6/4-L میں منعقد ہوا

کیپٹن صاحب نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قوم زندہ رہتی ہے، جس کے نوجوان اپنے اندر زندگی اور رُوح کو زندہ رکھتے ہیں ہر ایسوسی ایشن کا مقصد یہ ہوتا ہے - کہ اپنا پاک نمونہ پیش کر کے قوم کے اندر ایک نئی رُوح بیدار کی جائے - آپ نے مزید فرمایا - کہ میں آپ نوجوانوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ایک احسن قدم قوم کو اُبھارنے کے لئے اُٹھایا - میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں - کہ اپنے اخلاق و کردار اتنے بلند بنائیں کہ تو تمہیں زمانہ آفرین کے الفاظ سے یاد کرے - اللہ تعالے ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے -

اس کے بعد ینگ مینز ایسوسی ایشن کے عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا :

صدر :- گلزار احمد خاں صاحب

نائب صدر :- محمد نذیر صاحب

جنرل سیکرٹری :- عبدالخالق صاحب،

نائب سیکرٹری : جاوید اقبال صاحب

خزانچی :- حبیب اللہ خاں صاحب

اس کے بعد دعا کی گئی کہ اللہ ہر نوجوان کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے - تاکہ ایسوسی ایشن ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید رہے -

دوسرا اجلاس

آج صبح مورخہ ۱۹-۱۰-۶۹ - دس بجے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا دوسرا اجلاس زیر صدارت ماسٹر عبدالمجید صاحب مسجد احمدیہ 6/4-L میں منعقد ہوا جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا -

تلاوت کلام پاک - عبدالغفور طالب علم جماعت پنجم نے کی اور حاضرین کو محظوظ کیا - اور سیکرٹری صاحب نے گذشتہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی - اس کے بعد نائب صدر نے اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے حاضرین کو مستفیض کیا اور ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد پر سیر کن بحث کی - عبدالخالق صاحب سیکرٹری ینگ مین ایسوسی ایشن نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت اور اسلام یہ کوئی دو الگ نام نہیں ہیں - بلکہ احمدیت اسلام کا دوسرا نام ہے - احمدیت ہمیں اسلام پر کاربند رہنے اور دوسروں کو تلقین کرنے کا سبق دیتی ہے - اور ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ پیغام قوم کے ہر زن و مرد اور بچے بوڑھے تک پہنچا دیں - اگر اس راہ پر ہمیں تکالیف بھی آئیں تو ان پر صبر کریں تاکہ ہم اپنے پیارے امام کے نقش قدم پر چل سکیں

گالیاں سن کر دُعا دو

پا کے دکھ آرام دو

اس کے بعد صدر ایسوسی ایشن گلزار احمد صاحب نے ایسوسی ایشن کو کامیاب کرنے اور دل جمعی کے ساتھ کام کرنے اور اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کرنے کی تاکید کی اور اپنے قیمتی مشوروں سے حاضرین کو محظوظ کیا انہوں نے مزید فرمایا کہ انسانی صحت کے لئے کھیلیں بھی نہایت ضروری ہیں اس لئے ہمیں تعلیم کے ساتھ ساتھ کھیلوں پر بھی توجہ دینی چاہیئے

لیاقت علی طالب علم جماعت چہارم نے حضور نبی کریم صلعم کے اخلاق پر ایک چھوٹی سی تقریر کی جس میں انہوں نے حضور کے اخلاق عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب تک ہم اپنے اخلاق کو حضور کے اخلاق کے مطابق نہیں بنائیں گے - اس وقت تک ہم مکمل مسلمان نہیں کہلا سکتے -

اس کے بعد مشتاق احمد جماعت پنجم نے اپنی کتاب سے شجاعت کی کہانی پڑھ کر سنائی جس سے حاضرین کافی لطف اندوز ہوئے -

آخر پر صاحب صدر نے دعا کی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا -

میاں رؤف احمد میموریل ٹینس ٹورنامنٹ

(مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - لائل پور)

حضرت الحاج شیخ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند میاں رؤف احمد مرحوم کی یاد میں پریمیئر ٹیکسٹائل ملز لائل پور میں ہر سال ٹینس کا ٹورنامنٹ کرایا جاتا ہے متعدد ٹیمیں یہ کھیل کھیلتی ہیں، اور پھر انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں - یہ سلسلہ عرصہ چھ سال سے جاری ہے - اس سال بھی چھ دن متواتر مختلف ٹیموں کا مقابلہ رہا - ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء آخری دن تھا - تقسیم انعامات کے لئے جناب قاضی احمد شفیع صاحب ایڈیشنل کمشنر سرگودھا تشریف لائے تھے - حسب پروگرام سب سے پہلے تلاوت قرآن کریم کی سورۃ العصر پڑھی گئی - میں نے اپنی تقریر میں کہا اس سورۃ میں فرمایا گیا ہے کہ زمانہ اس پر گواہ ہے کہ انسان خسارے میں چلا جا رہا ہے - البتہ جو لوگ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں وہ اس خسارے سے بچائے جاتے ہیں - آج کھیل کود کے میدان میں آپ حضرات سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہیں - آج جمعۃ المبارک کا دن ہے اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر خدا لگتی کہیئے کہ آپ جمعہ کی نماز ادا کرنے مسجدوں میں گئے ہیں ؟ ہمارا دین کے ساتھ تو کوئی تعلق نہ ہو صرف دنیا ہی دنیا ہمارے سامنے ہو تو پھر ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں - ہم جسم کو مضبوط رکھنے کے لئے اعلیٰ غذائیں قیمتی دوائیں استعمال کریں - ورزشیں کر کے جسم کی طاقت کو بڑھائیں مگر روح کے لئے کچھ نہ کریں - جسم فانی شئے ہے اس نے ہم سے جدا ہو جانا ہے مگر رُوح ایک باقی شئے ہے جو اس دنیا میں بھی ہے اور اگلی دنیا میں بھی رہے گی - خدا اور رسول صلعم سے تعلق اور مخلوق خدا کی خدمت سے رُوح کی قوتوں کو اُجاگر کریں جس سے خدا خوش - رسول صلعم خوش اور مخلوق کی دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی - یہی اصل کامیابی کا راستہ ہے - خدا ہم سب کو عمل کی توفیق دے - آمین

اس تقریر کا حاضرین پر خوشگوار اثر پڑا - ایک صاحب نے مجھے مبارک دیتے ہوئے فرمایا ہر مجلس میں آپ کلمہ حق کہہ دیتے ہیں" - ایک اور صاحب فرمانے لگے ہم ہر مجلس میں جاتے ہیں لیکن دنیا کی ہی باتیں ہوتی ہیں لیکن آپ ہماری توجہ دین کی طرف دلا کر ہماری رُوح کو تازہ کر دیتے ہیں -

میری تقریر کے بعد ان مسلسل ٹورنامنٹس کی رپورٹ پڑھ کر سنائی گئی - اس کے بعد میاں اللہ بخش صاحب چیئرمین پریمیئر کلاتھ ملز نے سلجھے ہوئے الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار فرمایا اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا - جناب ایڈیشنل کمشنر صاحب نے کھلاڑیوں کو انعام تقسیم فرمائے - بعد ازاں پرتکلف چائے پیش کی گئی -

اللہ کریم میاں رؤف احمد صاحب مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے کہ مرنے کے بعد بھی ہر سال ان کے نام سے چند ایام دلچسپی اور مسرت کے گذر جاتے ہیں -

دعوتِ طعام

جناب میاں فضل احمد صاحب ملزاد ترجب اپنے بھائیوں سے تقسیم جائیداد کے بعد بال بچوں سمیت لاہور منتقل ہونے لگے تو جناب ملک نذر حسین صاحب ملزاد ترجب اور جناب شیخ محمد امین صاحب مالک لائل پور ڈیری فارم نے انہیں کھانا دینے کا ارادہ ظاہر فرمایا - جناب میاں فضل احمد صاحب سخت اُداس اور پریشان حال تھے - فرمانے لگے میں آپ دونوں بزرگوں کی دعوت قبول کرتا ہوں لیکن کچھ عرصہ کے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم نمبر ۱)

کائنات پر اللہ تعالیٰ کا تصرف تام اور جانداروں کی خوراک کا وسیع انتظام

دن اور رات، سورج اور قمر کے فوائد

اللہ تعالیٰ سرچشمۂ خیرات و برکات ہے

خطبہ جمعہ
مورخہ ۷ ر نومبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان ربکم اللہ الذی خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش - یغشی الیل النھار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ - الا لہ الخلق والامر تبٰرک اللہ رب العٰلمین - ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ - انہ لا یحب المعتدین - ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا وادعوہ خوفا وطمعا - ان رحمت اللہ قریب من المحسنین -

(الاعراف: ۵۴:۵۶)

آسمان وزمین - دن اور رات پیدا کرنے والا خدا

ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق سے اپنے آپ کو متعارف کرایا ہے - فرمایا تمہارا رب - تمہاری پرورش کے سامان کرنے والا وہی اللہ ہے جس نے تمام آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے چھ دوروں کے اندر اس کائنات کو پیدا کرنے کے بعد فرمایا ثم استوٰی علی العرش - اس کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہوا چنانچہ اس کی حکومت کا اظہار تمہارے سامنے ہے فرمایا یغشی الیل النھار - تمہارے آرام کیلئے اور تمام حیوانات اور تمام نباتات کے آرام کے لئے ہم نے رات تجویز کی ہے - یہ دن کو ڈھانپ لیتی ہے تمام جانداروں کو ڈھانپ لیتی ہے - پرندے خود بخود اپنے آرام کے لئے اپنے گھونسلوں کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں - ان کی طبیعت کے اندر یہ بات رکھ دی گئی ہے کہ اب ان کے آرام کا وقت آ گیا ہے - بیالوجی کے لکھنے والے لکھتے ہیں کہ نباتات سورج کے غروب ہونے کے بعد اپنا کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں - یہی حال حیوانات اور انسان کا ہے - رات سب کے لئے آرام و راحت کا سامان مہیا کرتی ہے - یطلبہ حثیثا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات دن کے پیچھے لپکی ہوئی آ رہی ہے -

سورج - قمر اور ستاروں پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

پھر فرمایا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ سورج اور چاند اور سیاروں اور ستاروں کی طرف دیکھو سورج کے کرشمے تو اس قدر ہیں کہ اس کے بغیر انسان اور حیوانات زندہ نہیں رہ سکتے - اس کی وجہ سے ہوائیں چلتی ہیں - جب تک سورج ایک حصہ ارض کی ہوا کو گرم کر کے پتلا نہ کر دے اور وہاں کا دباؤ کم نہ کر دے اس وقت تک ہوا چل نہیں سکتی ہوائیں سمندر سے بخارات لے کر خشکی کی طرف آتی ہیں یہ بخارات اور ہوائیں سورج ہی بناتا اور چلاتا ہے - پانی بھی یہی لاتا ہے - ہوائیں بھی یہی چلاتا ہے شدت کی گرمی میں بادل کا ٹھنڈا سایہ رحمت بن کر آتا ہے - گرمی کی وجہ سے میوہ جات غلہ جات اور پھول پھل پیدا ہوتے ہیں -

اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت

سورج اور قمر بے جان ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت چلتے ہیں (مسخرات بامرہ) - اللہ تعالیٰ موجد ہے اور خالق ہے اس کا علم اور قدرت کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں - جو بھی موجد ہو اسے اپنی ایجاد سے متعلق پورا پورا علم ہوتا ہے اس لئے موجد کا تصرف درست ہوتا ہے - اس کائنات کا خالق اور موجد اللہ تعالیٰ ہے - چنانچہ فرمایا الا لہ الخلق والامر - موجودات اس کی پیدا کردہ ہے اس لئے کائنات پر حکومت بھی اسی کی ہے -

جانداروں کی خوراک کا انتظام رب العالمین کی طرف سے

تبارک اللہ رب العالمین اس کائنات کے جانداروں کی پرورش کرنے والا اور ان کی خوراک کا وسیع پیمانے پر انتظام کرنے والا وہی ایک خدا ہے - جنگلات کے جنگلات پرندوں چرندوں اور درندوں سے اٹے پڑے ہیں - چڑیاں - طوطے - کبوتر - مور اور اس قسم کے رنگ برنگ جانور پائے جاتے ہیں - ان سب کی خوراک علیحدہ علیحدہ ہے اور سب کو حسب ضرورت خوراک ملتی ہے - اس کا کمسریٹ کبھی ختم نہیں ہوتا -

اسی طرح سمندر کے اندر کتنی مخلوق ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سمندر کی مخلوق، خشکی کی مخلوق سے کئی گنا زیادہ ہے - چھوٹی سے چھوٹی مچھلی سے لے کر بڑے سے بڑے سنسار تک اور دوسرے بے شمار انواع و اقسام کے جانور پانی میں رہتے ہیں - اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے وہیں سے خوراک مہیا فرماتا ہے -

حصول خوراک کے لئے جانوروں کو ہدایت

تمام چیزوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے قوت رکھی ہے کہ وہ اپنی خوراک کی تلاش کریں - اور وہ انہیں مل جاتی ہے - فرمایا ربنا الذی اعطٰی کل شئی خلقہ ثم ھدٰی ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور مقصد حیات کو پورا کرنے کے لئے ان کی فطرت میں ہدایت رکھدی کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق اپنی خوراک تلاش کریں - نباتات کے اندر عقل و فہم نہیں ہے لیکن وہ بھی انہی ہدایات پر کاربند ہیں - کہ فلاں فلاں اجزاء کو زمین سے اخذ کرنا ہے - غلہ جات - میوہ جات وغیرہ اپنے مورد حال اجزاء حاصل کر کے اپنی خوراک بنا لیتے ہیں - کیڑے مکوڑوں سب کو ہدایات حاصل ہیں - ان کو پتہ ہے کہ ہماری خوراک کیا کیا ہے - اور کہاں سے مل سکتی ہے - بکری - بھیڑ اور چیتے کو بعض لوگ ایک جگہ پالتے ہیں - ان میں سے بھیڑ کا بچہ کبھی گوشت کو منہ نہیں لگا سکتا - لیکن چیتے کا بچہ کبھی سبزی نہیں کھائے گا - وہ صرف گوشت کھاتا ہے - بطخ کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں کود پڑتا ہے مگر مرغی کا بچہ پانی کی طرف رخ نہیں کرتا -

تمام برکات و خیرات کا سرچشمہ

فرمایا مسخرات بامرہ - مخلوق ہماری فرمانبردار ہے - یہ سب کے سب ہمارے آگے سجدہ ریز ہیں ہم موجد ہیں - تمام چیزوں میں خواص ہم نے رکھے ہیں - اور جانداروں کی خوراک اور ضروریات کے مطابق ہم نے ہی کمسریٹ تیار کر رکھا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا کیا شان ہے اس کبریا کی - اسے اپنی کائنات کے جانداروں کا علم بھی حاصل ہے اور وہ ان کی ضروریات بھی پیدا کرتا ہے تبٰرک اللہ رب العالمین بے شک وہ رب العالمین برکات کا سرچشمہ ہے تمام خوبیاں - خیرات و برکات اسی سے ملتی ہیں -

اللہ تعالیٰ کے کمالات اور مخلوق پر بے انتہا احسانات

اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں دو باتیں رکھی ہیں - ایک تو وہ ہر کمال و خوبی کا مداح ہے - دوسرے وہ اپنے محسن کے سامنے جھکتا ہے - انسان کی اس فطرت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت، قدرت - علم و حکمت اور احسان و برکات کی کتاب اس کے سامنے کھول کر رکھ دی ہے - پھر اللہ تعالیٰ کے لا انتہاء احسانات انسان پر ہیں - اس کے کنبہ پر ہیں - اس کی قوم پر ہیں - اور اس کے مویشیوں اور حیوانات - گھوڑوں اور بیلوں پر اللہ کے احسانات ہیں - ان سب احسانات کی وجہ سے انسان اپنے خالق مالک رب اور معبود کے آگے جھکتا ہے - - -

. . . .

کمالات و احسانات کو مدنظر رکھ کر خدا کے آگے جھکو۔

فرمایا کہ بر نقشہ جو ہم نے اپنے کمالات کا تمہارے سامنے رکھا ہے اس کو مدنظر رکھ کر ادعوا ربکم تضرعًا وخفیۃ۔ اپنے مولا کو پکارو۔ سبحان اللہ العظیم۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کو دیکھ کر فرمایا کہ اس محسن قدرت والے اور عظمت والے بادشاہ کو پکارو۔ وہی تمہاری ضروریات کا متکفل ہے۔ اس کے احسانات و افضال کے بغیر تم ایک لحہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس کے حضور دعائیں مانگو۔ اور سجدات شکر بجالاؤ۔ فرمایا تضرعًا و خفیۃ۔ اس کے حضور آہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرو۔ تمہارے اس کے حضور کھڑے ہونے میں ادب و لحاظ نظر آئے۔ انہ لا یحب المعتدین وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ خدا کے سامنے عجز و تضرع سے جھکنے سے انسان تہذیب اور انکساری سیکھتا ہے۔ اس قیمتی سبق کے بعد انسان مخلوق خدا کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اس کا وجود لوگوں کے لئے باعثِ رحمت و برکت ہوتا ہے۔

مفسدہ پرداز نہ بنو

فرمایا ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا۔ تمہارا مقصد تخریبی نہ ہونا چاہیئے تمہارا وجود مفسدہ پرداز نہ ہونا چاہیئے۔ تمہاری طبیعت کے اندر شرارت نہ ہونی چاہیئے۔ انسان جس قدر بھی باریکی سے دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے خدا اسے جانتا ہے۔ کل مجھے اور دوسرے دوستوں کو میانی صاحب کے قبرستان جانے کا موقع ملا۔ راستہ میں میں نے شادی لال کا محل دیکھا۔ مجھے یاد آگیا کہ وہ بڑا ہوشیار و عیار آدمی تھا۔ اس قدر عیار کہ اس کی بندوق کا رُخ مشرق کی طرف ہوتا اور گولی مغرب میں جالگتی۔ آج اس کے محلات کھنڈرات بنے ہوئے سامانِ عبرت ہیں۔

نیکوکاروں پر رحمت الٰہی

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ خدا تعالےٰ تمہارے دلوں کو جانتا ہے۔ وہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ پس تم اس کے مواخذہ سے بچ نہیں سکتے۔ خدا کی نگاہ میں پاک بننے کی سعی کرنا چاہیئے اور خدا کی مخلوق کی خدمت کرنا اور ان کو نقصان نہ پہنچانا اپنا شعار بنانا چاہیئے۔ یہ سبق سکھانے کی خاطر فرمایا ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین نیکوکار لوگوں پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

آپ کے خطوط

(بسلسلہ صفحہ ۴)

بعد جب طبیعت میں سکون پیدا ہو گا میں خود اطلاع دوں گا۔ ویسے میں "میاں محمد ٹرسٹ جنرل ہسپتال" اور "ٹی۔بی ہسپتال" میں دلچسپی لیتا رہوں گا اور مہینہ میں ایک دو جمعہ کی نمازیں بھی لائل پور میں ادا کرتا رہوں گا۔

۲۴/۱/۶۹ کو جناب میاں صاحب موصوف کی دعوتِ طعام کا انتظام جناب ملک نذر حسین صاحب مالک ملک آئل ملز نے اپنے کارخانہ واقع سمندری روڈ میں کیا۔ رات کا کھانا تھا۔ احباب تشریف لائے۔ جناب ملک صاحب نے حسب عادت جناب میاں صاحب ممدوح کے اعزاز میں بہت اہتمام سے کام لیا۔ اللہ کریم انہیں جزائے خیر دے۔ جناب ملک صاحب مقامی جماعت کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔ ممالک غیر سے آنے والے احمدی وغیرہ کی بھی بہت خدمت کرتے اور ان کے اعزاز میں اپنے ہاں دعوت کا انتظام فرما کر اپنے خلوص کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ ان کی خدمات اور جماعت کے لئے تڑپ قابلِ رشک ہے۔ اللہ کریم انہیں حفاظت میں رکھیں اور ان سے بیش از بیش خدمتِ اسلام کا کام لیں۔ آمین۔

جناب ملک نذر حسین صاحب۔ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام کے ذریعہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل حال ہوئے تھے۔ احمدیت میں اتنی رغبت خدا تعالےٰ نے دی ہے کہ انہیں شمع احمدیت کا پروانہ کہا جا سکتا ہے۔ اور انہوں نے خدا سے خدمتِ خلق کا ایک خاص جذبہ پایا ہے۔ جناب مرزا صاحب کا فرمانا ہے کہ جناب ملک نذر حسین صاحب کو جس نیک کام میں شرکت کی میں نے دعوت دی۔ انہوں نے شرح صدر سے لبیک کہا اور تعمیل میں کبھی لاپرواہی یا بے اعتنائی سے کام نہیں لیا۔ یہ چیز ہر شخص کے نصیب میں نہیں ہوتی۔ ہاں جس پر خدا کا فضل ہو ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

خاکسار۔ مرزا غازی محمود بیگ
سٹوڈنٹ۔ بی کام۔ لائل پور

اجلاس معتمدین۔ بقیہ صفحہ ۳

منعقد ہوا جس میں لاہور کے علاوہ بیرونجات سے بہت احباب نے اس اجلاس میں شرکت فرمائی اور انجمن کے سالانہ بجٹ سن ۱۹۶۹ء اور دیگر کئی ایک معاملات پر غور اور بحث کی اور نہایت محبت و اتحاد کی فضا میں فیصلے کئے گئے۔ اجلاس صبح ساڑھے دس بجے شروع ہو کر ۳ بجے بعد دوپہر ختم ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآن

نقشہ سحری و افطاری ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۹ھ مطابق سنہ ۱۹۶۹ء

رمضان المبارک	انگریزی تاریخ	دن	سحری گھنٹہ	سحری منٹ	افطاری گھنٹہ	افطاری منٹ
۱	۱۲ نومبر سنہ ۱۹۶۹ء	بدھ	۵	۴	۵	۷
۲	۱۳ ″ ″ ″	جمعرات	۵	۵	۵	۶
۳	۱۴ ″ ″ ″	جمعہ	۵	۶	۵	۶
۴	۱۵ ″ ″ ″	ہفتہ	۵	۶	۵	۵
۵	۱۶ ″ ″ ″	اتوار	۵	۷	۵	۵
۶	۱۷ ″ ″ ″	پیر	۵	۸	۵	۴
۷	۱۸ ″ ″ ″	منگل	۵	۹	۵	۴
۸	۱۹ ″ ″ ″	بدھ	۵	۱۰	۵	۳
۹	۲۰ ″ ″ ″	جمعرات	۵	۱۱	۵	۳
۱۰	۲۱ ″ ″ ″	جمعہ	۵	۱۱	۵	۳
۱۱	۲۲ ″ ″ ″	ہفتہ	۵	۱۲	۵	۲
۱۲	۲۳ ″ ″ ″	اتوار	۵	۱۳	۵	۲
۱۳	۲۴ ″ ″ ″	پیر	۵	۱۴	۵	۱
۱۴	۲۵ ″ ″ ″	منگل	۵	۱۴	۵	۱
۱۵	۲۶ ″ ″ ″	بدھ	۵	۱۵	۵	۱
۱۶	۲۷ ″ ″ ″	جمعرات	۵	۱۶	۵	۰۰
۱۷	۲۸ ″ ″ ″	جمعہ	۵	۱۷	۵	۰۰
۱۸	۲۹ ″ ″ ″	ہفتہ	۵	۱۷	۵	۰۰
۱۹	۳۰ ″ ″ ″	اتوار	۵	۱۸	۵	۰۰
۲۰	یکم دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء	پیر	۵	۱۹	۵	۰۰
۲۱	۲ ″ ″ ″	منگل	۵	۲۰	۵	۰۰
۲۲	۳ ″ ″ ″	بدھ	۵	۲۱	۵	۰۰
۲۳	۴ ″ ″ ″	جمعرات	۵	۲۱	۵	۰۰
۲۴	۵ ″ ″ ″	جمعہ	۵	۲۲	۵	۰۰
۲۵	۶ ″ ″ ″	ہفتہ	۵	۲۳	۵	۰۰
۲۶	۷ ″ ″ ″	اتوار	۵	۲۳	۵	۰۰
۲۷	۸ ″ ″ ″	پیر	۵	۲۴	۵	۰۰
۲۸	۹ ″ ″	منگل	۵	۲۵	۵	۰۰
۲۹	۱۰ ″ ″ ″	بدھ	۵	۲۵	۵	۱
۳۰	۱۱ ″ ″ ″	جمعرات	۵	۲۶	۵	۱

دیگر شہروں کا لاہور سے فرق ۔ سرگودھا ۵ منٹ بعد۔ لائل پور ۹ منٹ بعد۔ ملتان ۱۰ منٹ بعد۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان ۱۵ منٹ بعد۔ جیکب آباد، بہاول پور ۱۳ منٹ بعد۔ حیدر آباد۔ کراچی ۲۹ منٹ بعد۔ کوئٹہ ۱۳ منٹ بعد۔ جھنگ ۸ منٹ بعد۔ سکھر ۱۸ منٹ بعد۔ شیخوپورہ۔ سیالکوٹ۔ جہلم ۲ منٹ بعد۔ ایبٹ آباد ۴ منٹ بعد۔ پشاور ۱۵ منٹ بعد۔ کوئٹہ ۲۸ منٹ بعد۔ ساہیوال، گوجرانوالہ اور مری ۔ ۵ منٹ بعد۔ میانوالی ۱۱ منٹ بعد۔ راولپنڈی ۵ منٹ بعد۔

(بشکریہ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے مبلغ انگلستان

پیغامِ احمدیت

(۴)

کتاب "قادیانی مذہب" کے سٹائل کی اور خوبیاں

برنی صاحب نے اپنے "علمی محاسبہ" کے لئے اس مفروضہ (HYPOTHESIS) سے آغاز کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریریں اور دیگر احمدیہ لٹریچر "التباس و ابہام لفظی، ہیر پھیر اور اختلافات کے ڈھیر" کا مجموعہ ہیں اس لئے کتب کے حوالہ جات درج کرتے ہوئے وہ اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ ان کے اس مفروضہ کی بہر حال تائید ہوتی رہے اس غرض کے حصول کے لئے ان کے نزدیک کتابوں کی صفحاتی ترتیب یا زمانی ترتیب کی پابندی ضروری نہیں (اس معاملہ میں وہ مستشرقین کے بھی کان کتر رہے ہیں) مطلب یہ ہے کہ انہیں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ جس قسم کی چاہیں سرخیاں جمائیں اور بیچ بیچ میں چٹکلوں اور "مہذب ظرافتوں" کو بروئے کار لائیں اپنے حسب پسند حوالہ جات کی ترتیب قائم کریں اور مزید سینہ زوری یہ کہ اسی کو کتاب کی "خصوصیت اور خوبی" قرار دیں کہ انہوں نے بزعم خود متفرق و منتشر اجزا کو ترتیب دے کر ایک "علمی شکل میں جمع کر دیا ہے" فرماتے ہیں :-

"یہ تو تالیف کی خصوصیت اور خوبی ہے (سبحان اللہ۔ناقل) کہ جو مباحث بیسیوں کتابوں میں بلا کسی معنوی اور زمانی ترتیب کے متفرق اور منتشر تھے ان کو مضمون وار ترتیب دے کر ایک علمی شکل میں یکجا کر دیا کہ پورا خاکہ پیش نظر ہو جائے"

(قادیانی مذہب ضمیمہ دوم ص ۱۵ ص ۸۹۷)

چونکہ برنی صاحب کا مقصد حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں تضاد ثابت کرنا ہے اس لئے ان کے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ بات حضرت مرزا صاحب کی ہو رہی ہو اور تضاد ثابت کرنے کی خاطر حوالہ جات ان کے مریدین کے پیش کرنے شروع کر دیئے جائیں۔ برنی صاحب کی اس انسائیکلو پیڈیا میں ایسے مقامات کو دیکھ کر بھان متی کے کنبہ جوڑنے کی پوری تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ (دیکھئے تمہید اول صفحہ ۲ ۵)

ایک خصوصیت برنی صاحب کی تصنیف کی یہ بھی ہے کہ جن امور کا جواب انہیں کسی رنگ میں دیا جا چکا ہے باوجود علم کے وہ اپنے اعتراض کو واپس لینے کے لئے تیار نہیں۔ مثلاً "ٹانک وائن" کے متعلق جب انہیں بتایا گیا کہ یہ نشہ کے لئے استعمال نہیں کی جاتی اور اس سلسلہ میں پلومر کی دوکان سے تحریری شہادت بھی پیش کی گئی (اعتراض ۷ فصل ہفتم) تو انہوں نے اسے قطعاً لائق اعتنا نہیں سمجھا اور اپنے نئے ایڈیشنوں میں مسلسل اس بات کا اعادہ کرتے رہے کہ

"ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے"

(قادیانی مذہب ص ۱۲۶)

ایسی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں لیکن چونکہ قادیانی مذہب کے "جدید تعلیم یافتہ" (تمہید اول ص ۳) محقق کو احمدیت کے "خفیہ اور سربستہ رازوں" کو پبلک کے سامنے لانا ہے اور اصل حقائق سے انہیں غرض نہیں اس لئے ان سے اس امر کی توقع بھی فضول ہے۔ اور یہ ان کی تحقیق و تنقید میں کتاب آپ ہی اپنی نظیر ہے (تمہید پنجم ص ۸۳) اور اس کی "دھوم مچی" ہوئی ہے اس لئے انہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ اس سلسلہ میں مزید تحقیق و تفتیش سے کام لیں۔

اختلاف و اضداد کا الزام

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے برنی صاحب کو احمدیہ لٹریچر میں ابہام و اختلاف و اضداد کی بہت جستجو رہتی ہے۔ اور اس کی تلاش میں وہ جو طریقہ اختیار کرتے ہیں اس پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی جا چکی ہے اگر اس جدید تعلیم یافتہ نوجوان محقق کے تخیل بلند پرواز کی اسی رنگ میں اسلامی کتب تک رسائی ہو سکتی تو خدا معلوم اسے کیسے انکشافات سے واسطہ پڑتا۔ دیکھئے ہم اس کی اور اس کے ہمنواؤں کی مشکل آسان کئے دیتے ہیں تاکہ انہیں محنت شاقہ اور زر کثیر کے صرف کے بغیر ہی "در مکنون" حاصل ہو جائے۔

ایک ہی مسئلہ میں چار اقوال

"احناف کی کتب میں دیکھو گے کہ آئمہ اربعہ کے اقوال ان کی دلیلوں کے کافی نقل کئے جاتے ہیں اور اکثر اوقات ایک ہی مسئلے میں آثار یا معانی کے لحاظ سے چار اقوال ہوتے ہیں۔ ایک ابو حنیفہ کا ایک ابو یوسف کا ایک محمد کا ایک زفر کا"

(تاریخ تشریع الاسلامی از علامہ شیخ محمد خضری بک ترجمہ تاریخ فقہ اردو ص ۲۵۰)

صحابہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف

"خیالات کا یہ اختلاف نہ صرف آئمہ فقہ تک محدود ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہ کے زمانے کے بعد پیدا ہوئے بلکہ خود صحابہ نے بھی بہت سے مسائل میں اختلاف کا اظہار کیا ہے"

(فقہ الاسلام از حسن احمد الخطیب ترجمہ سید رشید احمد ارشد ص ۲۹۳ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی۔ تاریخ اشاعت ۱۹۶۱ء)

صحابہ کرام ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے اجتہاد پر قائم رہے اور اپنے اجتہاد کے مطابق حکم دیتے رہے"

(ایضاً ص ۵۰۳)

اختلاف کے اسباب

"اس سوال کا جواب دینے کے لئے مختلف زمانوں میں بہت سے علماء نے کوشش کی اور انہوں نے اس اختلاف کی وجوہات بیان کیں یہاں تک کہ بعض علماء نے اس پر الگ اور مستقل تصانیف لکھیں...

.... اختلافات کے بنیادی اسباب آٹھ ہیں۔ ان کے علاوہ جس قدر اختلافات ہیں وہ سب اسی بنیادی اسباب میں سے کسی ایک سے ماخوذ ہیں اور وہ آٹھ اسباب یہ ہیں : (۱) الفاظ و معانی کا مشترک ہونا (۲) حقیقت و مجاز (۳) مفرد و مرکب ہونا (۴) خاص و عام (۵) روایت و نقل کا اختلاف (۶) جہاں نص شرعی نہ ہو وہاں اجتہاد کا اختلاف (۷) ناسخ و منسوخ (۸) حکم کو مباح اور وسیع قرار دینا"۔ (ایضاً ص ۲۹۴-۲۹۵)

تمام احکام میں اختلاف

"علماء نے عام طور پر تمام احکام میں اختلاف کیا ہے خواہ وہ کتاب اللہ سے ماخوذ ہوں یا سنت نبوی اور قیاس و رائے سے ان کا تعلق ہو"

(ایضاً ص ۲۹۵)

اختلافات کا اثر جان و مال اور عصمت پر!

حسن احمد الخطیب کے قول کے مطابق یہ اختلافات محض قولی اور تحریری نہیں تھے بلکہ ان کا اثر مسلمانوں کی جان و مال، آبرو اور عصمت پر پڑتا تھا۔ عباسیوں کے ابتدائی دور میں جب مشہور ادیب ابن المقفع نے یہ حالت دیکھی تو اس نے خلیفہ ابو جعفر المنصور کے نام ذیل کا خط لکھا :-

"عدالتوں میں بدنظمی چھائی ہوئی ہے ان میں سے کسی مشہور قانون کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا ہے بلکہ ان میں فیصلوں کا دار و مدار قاضیوں کے اپنے اور ان کے اجتہاد پر ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک ہی شہر میں متضاد احکام صادر ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک قاضی کے قلم کے مطابق اگر کوفہ کے ایک علاقہ میں بعض لوگوں کی جان و مال اور عصمت کے خلاف فیصلہ دیا جاتا ہے تو دوسرے علاقے میں دوسرے قاضی کے فیصلہ کے مطابق ان کی حمایت میں فیصلہ صادر ہو جاتا ہے اس طرح سے ہر چیز مسلمانوں پر فتنہ ہو رہی ہے...."

(ایضاً ص ۳۲۷)

ہزاروں احتمالات و خدشات

"جیسے سود کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت ربوا کی تفسیر اشیاء ستہ کے ساتھ فرما دی مگر اس بیان کے بعد بھی ہزاروں احتمالات و خدشات باقی رہے۔ اسی وجہ حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے مگر ہمارے لئے سود کے بارے میں کوئی بیان اطمینان بخش

نہیں فرما گئے۔"
(معلّم الاصول شرح اردو اصول الشاشی کلاں ص۲۸ - مولانا حکیم نجم الغنی خاں صاحب رامپوری شائع کردہ کتب خانہ رحیمیہ - دیوبند ضلع سہارنپور - ہند - تاریخ اشاعت ۱۹۶۲ء)

"اللہ نے جو فرمایا کہ ربوا کو حرام کیا تو نبی علیہ السلام نے جو اس مجمل کی تفسیر کی ہے اس سے یہ نہ کھلا کہ ربوا کی علت اصلی کیا ہے اس لئے ربوا کی شرح کرنے میں فقہاء کو سخت مشکلات پیش آتی ہیں اور یہ معاملہ ایسا پیچیدہ ہو گیا ہے کہ عام عقلوں کیا خاص عقلیں بھی اس کے سمجھنے میں قاصر رہیں - صحیح حدیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ کو ربوا کے معنی سمجھنے میں تردد تھا - جب جلیل القدر صحابی کی یہ کیفیت ہو تو پھر فقہا یا مجتہدین کا کیا حال ہوگا۔"
(ایضاً ص۲۱)

خداوند قدوس کے کلام میں ربط تلاش کرنا درست نہیں

"آیت کریمہ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ (ترجمہ: اس کے ساتھ اپنی زبان کو مت ہلا تاکہ اسے جلدی سے لے - القیامۃ - آیت ۱۶ تا ۱۸) میں یہ بات اشکال کا باعث ہے کہ یہ ماقبل و مابعد سے مربوط نہیں ہے اس آیت کریمہ سے قبل قیامت کبریٰ کے احوال بیان ہوئے ہیں...... اور اس کے بعد پھر قیامت کے احوال شروع فرما دیئے.......... ان دونوں آیات کے درمیان کی آیت لا تحرک بہ لسانک بظاہر مرتبط معلوم نہیں ہوتی اور محققین کا کہنا بھی یہی ہے کہ خداوند قدوس کے کلام میں ربط تلاش کرنا درست نہیں - انسان کے کلام میں تسلسل اور ہم آہنگی ضروری ہے اس لئے کہ انسان کی عقل کا اندازہ ہی کلام کی باہمی مناسبت سے ہوتا ہے ورنہ بے ربط کلام دیوانہ کی بڑ کہلاتا ہے - لیکن کلام خداوندی کے بارے میں محققین یورپ اور اپنے اکابر کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ بندہ کا خداوند قدوس کے کلام میں ربط تلاش کرنا اس کے مقام سے اونچی چیز ہے اور آخری بات بھی یہی ہے کہ اس حقیقی مناسبت کو تلاش کرنا انسان کے بس کی بات نہیں"
(ایضاح البخاری جزو اول حضرت مولانا السید فخرالدین احمد - مرتبہ ریاست علی بجنوری - ناشر مکتبہ مجلس قاسم المعارف دیوبند یوپی)

اس اعتراف کم فہمی کے بعد مؤلف نے بہر حال "دو صورتیں تجویز فرمائی ہیں جن کی تفصیل میں جانے کی یہاں ضرورت نہیں - اوّل رائے ان کی یہی ہے کہ کلام الٰہی میں ربط تلاش کرنا درست نہیں یا امر انسان کے مقام سے اونچی چیز ہے اور اس کے بس کی بات نہیں - یہ تو غیر مسلمانوں کی آراء تھیں اس سلسلے میں غیر مسلموں کے اقتباسات اگر درج کرنے شروع کئے تو بات بہت طویل ہو جائے گی - صرف ایک حوالہ کافی ہوگا:-

"قرآن میں کہیں اونچے کہیں دیکھے بگاڑنے کا حکم ہے ایک دوسرے کی متضاد باتیں سودائیوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں............ یہ کلام اللہ کا نہیں کسی مکار کا کلام ہے ورنہ اس میں اس قسم کی واہیات باتیں کیوں ہیں.......... قرآن کلام اللہ تو کجا کسی سمجھدار آدمی کی بھی تصنیف نہیں"
(ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ - سوامی دیانند سرسوتی)

برقی صاحب کی تصنیف کی مزید خصوصیات

"قادیانی مذہب" میں مصنف نے زیادہ تر گذشتہ مخالفین کے اعتراضات دہرائے ہیں اسی طرح جس طرح دھنیا پرانی روئی کو دھنتا رہتا ہے - برقی صاحب انہیں اعتراضات کو بار بار پیش کرتے رہتے ہیں اور جہاں اپنی طرف سے جدید تحقیق کی آڑ میں کچھ گل افشانی کی ہے وہاں کوشش یہی رہی ہے کہ اعتراض کی شکل پیدا ہو جائے چاہے اس کا موقعہ ہو یا نہ ہو - حضرت مرزا صاحب کے خلاف ڈاکٹر مارٹن کلارک نے ایک ناجائز فوجداری مقدمہ شروع کیا تھا جس میں یہ الزام تراشا گیا کہ حضرت صاحب نے ایک شخص مسمی عبدالحمید کو ڈاکٹر مارٹن کلارک کے قتل کے لئے تیار کیا اور اس سلسلہ میں بہت سی جھوٹی شہادتیں تیار کیں - اس کاروائی میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مخالف ہندوؤں نے بھی حصہ لیا -

غرضیکہ معاندین کی ہر طرح یہی کوشش رہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس مقدمہ میں ملوث ہو کر سزا پائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے تمام ناپاک ارادے ناکام کر دیئے اور حضرت مرزا صاحب اس مقدمہ میں عزت کے ساتھ بری ہو گئے - اس سازش اور مقدمے کی تفصیلات آپ نے کتاب البریہ میں بیان فرمائی ہیں - لیکن برقی صاحب کو اتنی توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ اس خونی مقدمے سے بریت کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان رحمت سمجھ سکیں جب انہوں نے اس مقدمے کا ذکر اپنی تالیفات میں کیا تو اس طرح:

"اس مقدمہ کا جو فیصلہ ہوا کافی عبرت آموز تھا"
(قادیانی مذہب فصل نویں ص۴۵۲)

یہ ہے ان کی علمی تحقیق کی ایک اور خصوصیت - ہاں واقعی ڈاکٹر مارٹن کلارک مولوی محمد حسین اور مخالف آریوں کے لئے یہ فیصلہ عبرت آموز ہے جن کی جھوٹی سازشوں کا پردہ فاش ہو گیا (مفصل تبصرہ اپنے موقعہ پر ملاحظہ فرمائیں -)

برقی صاحب کے رنگا رنگ عنوانات کو دیکھ کر یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ بڑی لمبی چوڑی اعتراضات کی فہرست تیار کی گئی ہے لیکن غور سے دیکھیئے تو بعض اوقات ایک ہی اعتراض کو نمبر شماری کی غرض سے مختلف پیرایوں میں دوہرایا گیا ہے -

مثلاً فصل نویں میں چندہ دینے اور مالی قربانیاں کرنے کے متعلق حضرت صاحب کا ایک ارشاد ص۴۱۶ پر درج کیا گیا ہے - اسی کی تفصیل اگلے اس مضمون میں بیان کی گئی ہے - کیا چندہ دینا یا مالی قربانیوں کے لئے اپیل کرنا شریعت اسلام کے خلاف ہے - اس بارے میں ایک لفظ نہیں لکھا -

برقی صاحب نے قادیانی مذہب کی وجہ تالیف اور حیدرآباد دکن کی قادیانی جماعت سے اپنی چپقلش کے بارے میں اپنی تمہیدات اور ضمیمہ جات میں بہت کچھ لکھا ہے جس پر کسی قسم کا تبصرہ کرنا بے سود ہے - ممکن ہے برقی صاحب کے نزدیک اس کی کوئی تاریخی اہمیت ہو ہمارے لئے ان واقعات کی تفصیلات میں جانا اپنا اور قارئین کا وقت ضائع کرنا ہے -

جہاں تک احمدیہ جماعت لاہور اور جماعت قادیان (حال ربوہ) کے معتقدات کا تعلق ہے برقی صاحب نے دونوں جماعتوں کے اخبارات و رسائل اور کتب سے اقتباسات اکٹھے کر دیئے ہیں - جن میں ایک دوسرے پر تنقید کی گئی ہے - ترتیب میں وہی ہوشیاری برتی ہے کہ اپنے نکتہ نظر اور مفروضے کا اثبات ہو یعنی یہ کہ احمدیہ لٹریچر میں تضاد و ابہام کی فراوانی ہے - اگر اس قسم کے موازنہ کی ضرورت ہو تو بآسانی مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے رسائل و اخبارات سے ذخیرہ اکٹھا کیا جا سکتا ہے شیعوں کی تحریریں سُنیوں کے خلاف اور سُنیوں کی تحریریں شیعوں کے خلاف یا آپس میں سُنّی علماء کی تحریریں ایک دوسرے کے خلاف اکٹھی کر دیجئے اور تصویر کو مکمل بنانے کے لئے بیچ بیچ میں اپنی طرف سے نقرے چُست کر دیجئے لیجئے ایک جدید طرز کی اپنی نظیر آپ ہی ایک اسلامی قاموس تیار ہو جائے گی - بس ذرا اتنی احتیاط برتنی پڑے گی کہ جہاں بات بنتی نظر نہیں آئے وہاں سے مضمون غائب کر دیجئے!

کتاب "قادیانی مذہب" کے بعض حصے اور فصلیں ایسی بھی ہیں جن کا احمدیہ جماعت لاہور کے معتقدات سے کوئی تعلق نہیں - عام طور پر ان پر میں نے تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور نہ اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے - ان فصلوں کا ذکر ضرور کر دیا ہے تاکہ پیغام احمدیت کی فصلوں کی ترتیب قائم رہے اور قارئین کو برقی صاحب کے اعتراضات کا جواب تلاش کرنے میں آسانی ہو حوالہ جات کی صحت کے متعلق میں نے حتی الامکان پوری کوشش کی ہے - بعض اوقات ایک ہی حوالہ کے ضمن میں مختلف کتابوں کے نام بھی درج کر دیئے ہیں تاکہ ایک کتاب پاس نہ ہو تو دوسری کتاب سے حوالہ مل جائے

اعتراضات کے سلسلہ میں اگر اقتباسات کا سلسلہ طویل ہو گیا ہو تو میں نے اسے مختلف حصوں پر تقسیم کر کے ان پر علیحدہ علیحدہ تبصرہ کیا ہے - برقی صاحب کا عنوان اسی طرح رکھا گیا ہے لیکن تبصرہ کرتے وقت موضوع کی مناسبت سے حسب ضرورت نئی سُرخیاں قائم کر دی گئی ہیں - ایک مضمون کو اگر مختلف موقعوں پر بیان کیا گیا ہے تو موازنہ کے لئے دوسرے موقعوں کی نشاندہی بھی کر دی ہے - برقی صاحب کا اعتراض درج کرنے کے بعد خاتمہ پر دو خطوط کھینچ دیئے ہیں ———— جس کے بعد تبصرہ شروع ہوتا ہے - اختصار کی غرض سے آئندہ ق - م سے مراد کتاب قادیانی مذہب اور پ - ا سے پیغام احمدیت -

جہاں کتاب کے ساتھ کسی مصنف کا نام درج نہیں وہ حضرت مرزا صاحب کی کتب ہیں باقی کتابوں کے ساتھ میں نے مصنفین کے نام درج کر دیئے

حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم تجدیدی خدمات اسلام

تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بر موقعہ یوم وصال حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مورخہ ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۶۹ء بمقام جامع احمدیہ لائلپور

حضرات! میں جماعت لائل پور کے محترم و معزز احباب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ تحریک۔ یوم وصال حضرت مولینا محمد علی صاحب رح ان کی طرف سے جاری کردہ ہے۔ زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی یادگاریں قائم کرتیں اور ان کے عظیم الشان کارہائے نمایاں کو یاد کر کے اور ان کو تازہ و تابندہ کر کے اس عظیم انسان کے نقش قدم پر چل کر اس کے لئے احسان و تشکر کا اظہار کرتی رہتی ہیں۔ ان یادگاروں کو منانے اور قائم رکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بعد میں آنے والے ان کے قول و فعل پر چلنے کی کوشش کریں۔ جماعت لائل پور کی اس ابتدائی مستحسن اور قابل داد و لائق قدر تحریک سے سلسلہ کی دوسری جماعتوں میں بھی یہ جذبہ پیدا ہو گیا ہے چنانچہ مرکز میں گذشتہ سال منایا گیا اور اب بھی مرکز میں منایا جائے گا۔

ابلاغ عامہ کے ذرائع

اس قسم کی تقاریب جب بھی منعقد کرنے کرانے کا معاملہ پیش آئے تو اس ضمن میں دو امور ملحوظ خاطر رہنا ضروری ہیں۔ یہ زمانہ بہت مصروفیت کا ہے۔ دوسرے لادینیت کی تحریک زوروں پر ہے انعقاد تقاریب سے ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ پہلے احباب و حضرات کو مطلع کرنا چاہیئے اور انہیں شمولیت کے لئے زور دینا چاہیئے۔ نیز ہر ممکن طریق سے احباب کو اس میں شامل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ پچھلے دنوں چک نمبر ۸۱ جنوبی سرگودھا میں جلسہ منعقد ہوا وہاں جلسہ کے بارے اعلان و تشہیر بڑے مؤثر و معقول طریقہ سے کی گئی۔ اشتہار و دعوت کے ذریعہ لوگوں کو شمولیت جلسہ کی تحریک کی گئی۔ چنانچہ اس جلسہ میں توقع سے زیادہ لوگوں نے شمولیت اختیار کی۔ نہ صرف جماعت کے لوگ بلکہ دیگر مسلمانان اور غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔ آدھی رات تک پروگرام جاری رہا مختلف اعتراضات ہوئے اور ان کا بڑے واضح طور پر مدلل و مفصل جواب دیا گیا۔

جماعتی جلسوں میں اپنی تحریکات و کتب کی اشاعت

کراچی میں ہمارا جلسہ ہوا وہاں مجھے ایک سبق ملا پہلے دو روز تو حضرات کا مجمع تھوڑا تھا۔ لیکن آخری روز انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں پانچ سو کے قریب سامعین۔ خواتین و حضرات جمع تھے۔ آدی باسی تحریک کے ایک رکن نے اس مجمع میں چار صفحہ کا ایک پمفلٹ تقسیم کرنا شروع کر دیا حالانکہ یہ جماعت کا کام تھا۔ لیکن ہماری جماعت کی طرف سے اس قسم کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ مرکز نے چھوٹے چھوٹے کتابچے اور اشتہارات کافی تعداد میں اور مختلف مضامین و مباحث پر چھپوا رکھے ہیں اگر اس موقعہ پر ان کی تقسیم کی جائے تو اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

چونکہ مجھ سے قبل جن صاحب نے میرا تعارف کرایا انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے بوجہ قرابت تعلق رکھتا ہوں اس لئے آپ کے حالات کے بیان میں اس امر کو مد نظر رکھ کر آپ مجھے معاف فرمائیں گے اگر میں چند ذاتی تاثرات کو بیان کروں۔

حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعلیم سے فراغت کے بعد وکالت کا سلسلہ ترک کر کے قادیان چلے گئے۔ میری والدہ محترمہ اکثر مجھے فرمایا کرتی تھیں کہ تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے چچا کتنے لائق و فائق انسان ہیں۔ ان کو حکومت میں اعلیٰ جگہ مل سکتی تھی۔ ای۔ اے۔ سی کے لئے نام منظور ہو چکا تھا۔ ان کو اس وقت ڈھائی تین سو روپے مل جاتے جو اس زمانہ میں لائق سے لائق نوجوان کو مل سکتے تھے مگر تمہارے چچا نے اسے ٹھکرا دیا اور پینتیس روپیہ مشاہرہ پر قادیان میں رہائش اختیار کر لی اور دین کا کام کرنے لگے۔ مجھے احساس ہوا کہ میرے اپنے بزرگ کس قدر عظیم الشان انسان ہیں۔

جب میں لاہور آیا تو ان سے درمیان میں ایک عرصہ تعلیم کا گذارا۔ میں ان کے مکان پر اکثر آتا جاتا تھا۔ شام کو جب بھی میں حضرت مولانا کو دیکھتا تو سامنے ہے کاغذات کا پلندہ ہے۔ کتب کھلی ہوئی ہیں۔ اور قلم چل رہا ہے۔ یہ عظیم استغراق کا عالم ہے۔ اتنی محنت و محویت سے ہمہ تن تصنیف میں مستغرق رہتے اور ایسا بے نظیر علم کلام پیدا کرتے کہ مجھے ہمیشہ یہ احساس دامنگیر رہتا کہ آپ intellectual giant .... کوئی غیر معمولی ذی ہوش انسان ہیں۔

ایک مرتبہ جب میں ابھی طالب علم ہی تھا میں نے حضرت مولانا رح سے دریافت کیا کہ کیا حضرت مولانا نورالدین رح میاں محمود احمد صاحب کو سمجھ نہ سکے تھے؟ تو فرمانے لگے کہ اپنے آخری ایام میں وہ میاں صاحب کو خوب سمجھ گئے تھے۔ اسی لئے ان کے حق میں آپنے جو وصیت لکھی تھی اسے پھاڑ دیا تھا۔

آپ اکثر یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ لاہور آنے سے یہ فائدہ ہوا ہے کہ قرآن کریم اور دوسری کتب طبع و شائع ہو گئیں ہیں۔ لیکن اگر ہم بیعت کر لیتے اور میاں محمود احمد کے تابع ہو جاتے تو پھر کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ جو ذہنی اور علمی قوتیں ہیں وہاں ان کو مفلوج کر دیا گیا ہے۔ خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ ہم وہاں سے چلے آئے۔

قائد بننے کا کوئی خیال نہیں تھا۔

اس واقعہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اختلافات کے وقت حضرت مولانا رح کو قیادت کا کوئی خیال نہیں تھا۔ سال ۱۹۱۱ء میں میاں محمود احمد صاحب نے تکفیر مسلمانان کے مخصوص معتقدات گھڑے اور جماعت میں پھیلا دئے۔ چونکہ مولینا ٹھیٹھ علمی طبیعت کے مالک تھے اور کتاب و سنت اور اسلام کے مطالب و مقاصد پر پوری پوری دسترس رکھتے تھے اس لئے انہوں نے مرزا محمود احمد صاحب کی مخالفت کی۔ ظاہر ہے کہ یہ مخالفت کسی ذاتی غرض کے لئے نہیں تھی بلکہ ان اصولوں کے قیام و استحکام کے لئے کی گئی جو اسلام کے بنیادی اصول ہیں اور جن کے خلاف قادیان میں تحریک عام ہو رہی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر میاں محمود احمد صاحب تکفیر مسلمین کا غلط عقیدہ نہ گھڑتے اور اس کا پرچار نہ کرتے تو حضرت مولانا صاحب رح ان کی بیعت کر لیتے وہ تفرقہ قطعاً ——— نہ چاہتے تھے۔

حضرت مولانا رح نے اختلافات سے قبل بلکہ اختلاف واقع ہو جانے کے بعد لاہور میں آکر بھی اتحاد کی کوشش جاری رکھی تھی۔ اس مضمون کو میں نے اپنے مضمون "جماعت احمدیہ میں تفریق کے اصل اسباب" قسط نمبر ۱ میں کسی قدر واضح کیا ہے۔ بہر حال حضرت مولینا رح اتحاد و اتفاق کے قائل تھے اور انہوں نے ہر ممکن طور سے کوشش کی کہ جماعت میں یہ انتشار اور خلفشار پیدا نہ ہو۔

حضرت مولینا کو حضرت مولینا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ القرآن اور تفسیر پر لگا دیا۔ آپ ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۴ء تک دن رات اس کام میں مصروف رہے مگر میاں محمود احمد صاحب کس کام میں مصروف رہے آپ خود ہی اندازہ لگالیں۔ آپ خود واقف ہیں وہ ہمہ تن سازشوں و تخریب میں برسر پیکار رہے۔ میاں محمود احمد صاحب کی ساری مساعی اپنے اور اپنے خاندان کے لئے ایک گدی بنانے میں صرف ہوئیں جس کے لئے انہوں نے صدر انجمن احمدیہ قائم کردہ حضرت اقدس مسیح موعود کے مقابل انجمن انصار اللہ بنائی جس کے آپ صدر اول و روح رواں تھے۔

کیا سبق آموز یہ نظارہ ہے کہ حضرت مولانا رح ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۴ء تک قادیان میں دنیا کو حضرت اقدس کی منشاء کے مطابق قرآن کا علم دینے میں دن رات مشغول نظر آتے ہیں مگر آپ کے مقابل میاں محمود احمد صاحب رات دن اس تگ و دو میں مستغرق رہے کہ کسی طرح جماعت کی امارت و قیادت حاصل ہو جائے۔ پھر یہ تقابل بھی قابل غور ہے کہ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں حضرت مولانا رح تو ترجمہ قرآن انگریزی پر نظر ثانی کرتے نظر آتے ہیں اگرچہ آپ شدید بیمار تھے۔ مگر میاں محمود احمد صاحب کے آخری دس برس ہوش و خرد سے عاری ہو کر ایسی زندگی میں گذرے جو عذاب و دکھ کی زندگی ہے۔ غرض کہ حضرت مولینا رح نے ایک دفعہ جو قلم ہاتھ میں لی۔ پھر زندگی کے آخری سالوں تک یہ قلم ہاتھ سے نہ چھوٹی۔

اکتوبر ۱۹۴۸ء میں کوئٹہ میں شدید بیماری کا حملہ ہوا

۱۹۴۸ء میں جب کوئٹہ میں بیماری کا شدید حملہ ہوا تو کرنل الٰہی بخش صاحب کو ہمراہ لے کر میں وہاں پہنچا۔ پہلے روز مولینا رح بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔ فرمانے لگے کہ میں بہت تکلیف میں ہوں شاید جانبر نہ ہو سکوں۔ مجھے مشورہ دیں کہ کیا میں دوستوں سے لاہور جا کر مشورہ کر لوں۔ کرنل صاحب نے کہا کہ کل جواب دوں گا۔ جب اگلے روز کرنل صاحب تشریف لائے تو مولانا صاحب رح کہنے لگے آج تو میری حالت بڑی اچھی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے قطع کلامی کی اور کہا کہ جی ہاں آج تو آپ دو گھنٹے خطبہ دے سکتے ہیں جس پر ہم سب ہنس پڑے۔ اس کے بعد تین سال خدا تعالیٰ نے حضرت مولینا کو اور مہلت دی۔ اس عرصہ تین سال میں آپ نے انگریزی ترجمۃ القرآن پر نظر ثانی فرمائی میں نے پہلے اور دوسرے ترجموں کا مقابلہ کیا ہے۔ نظر ثانی شدہ ترجمہ بڑا مختصر بہت برجستہ سلجھا ہوا اور صاف پایا جاتا ہے۔ پھر آپ نے سارے مسودے خود پڑھے۔ تین سال مرگ الموت میں آپ نے بستر پر لیٹے ہوئے یہ کام کیا۔

ارشاد الٰہی ہے اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمت لیس بخارج منہا

اس آیت کا مفہوم اسی مقابلہ پر خوب منطبق ہوتا ہے۔ حضرت مولانا نے قرآن و حدیث اور اسلام کی بے نظیر خدمت کی ہے۔ لوگ آپ کی خدمات اسلامیہ پر حیران ہیں۔ اور آپ کی شاندار خدمات پر آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں یہ شخص اس زمانہ میں ایک نور دینے کے لئے پیدا ہوا تھا۔ اور یہ مقدر ہو چکا تھا۔ آپ حیران ہوں گے کہ حضرت مولانا رح کا ذکر احادیث میں بھی موجود ہے۔ دو حدیثیں اس وقت میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ ابو داؤد کی حارث والی حدیث کو نقل کرتے ہوئے حدیث کے الفاظ 'علیٰ مقدمتہ رجل یقال لہ منصور' کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس کے لشکر یعنی اس کی جماعت کا **سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا** جس کو آسمان پر **منصور کے نام سے** پکارا جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا **جو اس کے دل میں** ہوں گے آپ ناصر ہوگا۔ اس جگہ اگرچہ اس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا گیا ہے مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں بلکہ ایک روحانی فوج ہوگی جو اس حارث کو دی جائے گی"۔

اور دوسرے کشف کے خاتمہ پر آپ فرماتے ہیں:

"پھر وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا۔ اور کہا گیا کہ خوشحال ہے خوشحال۔ مگر خدا تعالیٰ کی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اس کے پہچاننے سے قاصر رکھا۔ لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے گا۔"

یہ کشف ازالہ اوہام میں درج ہے اس وقت تک حضرت اقدسؑ نے حضرت مولانا رح کو نہ دیکھا تھا چنانچہ آپ رؤیا میں دیکھتے ہیں:۔

"اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کرکے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا۔ اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ تب میں نے دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اس سے میں نے مخاطب کرکے کہا۔ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ میری یہ بات سن کر بولا **ایک لاکھ نہیں مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔** تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے ہیں پر خدا تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔"

حضرت اقدسؑ کی جماعت کے دو قائد ہیں ایک لاکھوں جماعت والا ہے۔ وہ زمین پر ہی بیٹھا ہے گو حضرت اقدسؑ کے مطالبہ پر پورا نہیں۔ لیکن چھت کے قریب بیٹھا ہوا دوسرا قائد کہتا ہے کہ میں پانچ ہزار دوں گا۔ جب جماعت میں تفریق ہوئی اور میاں محمود احمد صاحب کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تھی، ان کے مقابل حضرت مولانا رح کے ساتھیوں کی تعداد پانچ ہزار کے قریب تھی تو اس واقعہ نے بتا دیا کہ وہ منصور حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جو آسمان کی طرف بیٹھے تھے اور جنہوں نے پانچ ہزار سپاہی دینے کو کہا۔

ایک اور حدیث میں ہے اور وہ حدیث حجج الکرامہ میں ہے:۔

"مسیح موعود جب فوت ہو جائے گا تو اس کی جگہ جماعت کا ایک قائد ہوگا تو پھر جب یہ بھی وفات پا جائے گا تو مسیح موعود کے ایک بیٹے کو قائد بنا دیا جائے گا جس کا شر اس کے خیر سے زیادہ ہوگا اور اس کے خلاف ایک شخص خروج کرے گا۔"

چنانچہ آپ نے دیکھا کہ حضرت مولانا مرحوم نے مسیح موعودؑ کے بیٹے کے خلاف خروج کیا۔

میں کالج سے فارغ ہو کر لاہور کی ایک ڈسپنسری میں ملازم ہو گیا۔ وہاں پر ایک ریٹائرڈ سب انسپکٹر تھے انہوں نے کہا کہ مولانا عظیم الشان انسان ہیں۔ قادیان والوں کو پچھاڑ دیا۔ وہ آپ کی عظیم الشان خدمت قرآن اور اشاعت اسلام بالخصوص ممالک غیر میں اس تحریک کے اثر و نفوذ کی باتیں کرتا رہا میں ان کی یہ باتیں سن کر بہت حیران ہوا۔ وہ کہنے لگے کہ اگر یہ عقائد صحیح نہ ہوتے تو یہ مقبولیت کیونکر ہو سکتی تھی۔

ان احادیث میں حضرت مولانا رح کا جو ذکر ہے حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کا ایک اور کشف ہے "آنحضرت صلعم اور علی رضؓ، فاطمہ رضؓ اور حسنین رضؓ تشریف لاتے ہیں۔ اور ایک کتاب آپؐ دکھاتے ہیں جس کی نسبت بتلایا کہ یہ **تفسیر قرآن ہے جسے علی نے تصنیف کیا ہے** اور اب علی وہ تفسیر تجھے دیتا ہے۔"

یہ کشف بھی وضاحت سے حضرت مولانا رح کی انگریزی تفسیر کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ محمد علی کے نام کو انگریزی زبان کے مروجہ محاورہ ناموں سے علی ہی کہا جائے گا۔

ایک کتابچہ شہادت حقہ کے نام سے ابھی ابھی مرکز سے شائع ہوا ہے اس میں بعض مشاہیر شرق و غرب اور اہل علم و قلم حضرات کے اقوال درج ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مقام ہے یہ ان کی اپنی زبان سے ہی سنیئے۔ مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے اخبار صدق ۲۵ جون ۱۹۴۲ء میں لکھا:

"مولانا محمد علی صاحب نے قرآن کا انگریزی ترجمہ کرکے اسلام کی جو مہتمم بالشان خدمت سرانجام دی ہے اسکا اعتراف نہ کرنا گویا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے اس ترجمہ کی بدولت میں معترف ہوں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ ترجمہ ان چند کتابوں میں سے ہے جو چودہ پندرہ سال پہلے جب میں ظلمتوں اور دہریت کی گہرائیوں میں بھٹک رہا تھا میرے لئے شمع ہدایت بن کر آئیں اور مجھے اسلام کا سیدھا راستہ سمجھایا۔ کامریڈ والے مولانا محمد علی مرحوم بھی اس ترجمہ کے بہت شائق تھے اور وہ ہمیشہ اس کی تعریف کرتے تھے۔"

یہ اعتراف کتنا قابل قدر ہے۔ مولانا ماجد صاحب خود مترجم قرآن ہیں۔ کہاں یہ دہریت کی طرف جا رہے تھے کہاں یہ اسلام کی طرف آگئے اور مفسر و مترجم قرآن ہو گئے۔ جب میں تصور کی آنکھ سے دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محمد علی رح دین کی ایک روشن شمع تھے جس کے گرد یہ پروانے گھومتے تھے۔ شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب۔ میاں مولا بخش صاحب خانپور میاں غلام رسول صاحب تیمم۔ میاں محمد صاحب اور مولا بخش صاحب میاں کوٹ۔ حضرت مولانا ایک پھول تھے اور ان کے گرد یہ عندلیبیں چہچہاتی تھیں۔

انگریز نومسلم مترجم قرآن مسٹر مارماڈیوک پکتھال لکھتے ہیں:۔

"کسی زندہ انسان نے اسلام کی تجدید کے لئے لاہور کے مولانا محمد علی صاحب سے زیادہ قیمتی اور طویل خدمات انجام نہیں دیں۔ ان کے تصنیفی کارناموں کی وجہ سے تحریک احمدیت خاص شہرت اور امتیاز کی مالک بن گئی ہے میری رائے میں یہ کتاب (دی ریلیجن آف اسلام) ان کی شاہکار تصنیف ہے۔ یہ اسلام کی تصویر ایک ایسے شخص کے قلم سے ہے جو قرآن و سنت سے خوب واقف ہے جس کے دل میں پچھلی پانچ صدیوں کے اسلام کے انحطاط کا درد ہے اور جس کے دل میں اس کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک امید ہے جس کے آثار اب چاروں طرف نظر آنے لگے ہیں۔"

یہ تو ہمارے ملک کے لوگ تھے۔ محمد عمر رضا ایک ترکی ..... ادیب ہیں وہ کہتے ہیں:۔

"ترکی میں متواتر تیس سال تک مولانا کی تصانیف ہمارے زیر مطالعہ رہیں۔ کئی ایک امور میں آپ نے ہماری رہنمائی کی اس لئے کہ آپ کی نگاہ معارف اسلام کی عمیق گہرائیوں تک پہنچی ہوئی تھی اور آپ اسلام کے حقیقی مشن اور مقصد سے بخوبی واقف تھے اور دوسروں تک اس روشنی اور نور کا پہنچانا آپ نے اپنی زندگی کا مقصد بنایا تھا .... اس اثنا میں سلسلہ احمدیہ میں تفرقہ رونما ہوا۔ اس سلسلہ کے بعض افراد نے بانی سلسلہ کی طرف دعوے نبوت منسوب کیا اور ان کے منکرین کو کافر قرار دیا۔ مولانا محمد علی ان سے علیحدہ ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں اپنے رفقاء کار کے ساتھ لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد ڈالی۔ آپ اس انجمن کے صدر منتخب ہوئے مولانا کا عقیدہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا آپ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو کوئی طاقت کافر نہیں قرار دے سکتی۔"

(ترجمہ اسلامک ریویو ماہ مئی ۱۹۵۲ء)

جماعت لائل پور کی ایک اور خوش بختی ہے کہ اس نے حضرت مولانا رح کی یاد میں ایک ماہوار رسالہ "فروغ اسلام" نکالا ہوا ہے۔ ایک یہ حصہ ہے دوسرا حصہ یہ ہے کہ اس جماعت نے سالانہ یوم وصال محمد علی کی صورت میں اس "مجاہد کبیر" کی یاد کرنے کا سلسلہ قائم کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ انجمن اس شخص کی یادگار کے طور پر ایک اسلامی یونیورسٹی قائم کرتی۔ ترجمۃ القرآن کا ادارہ بنایا جاتا جس میں مختلف زبانوں میں قرآن و حدیث کے تراجم کرنے کا سلسلہ ہوتا۔ جیسا کہ حضرت کی اپنی خواہش تھی۔

یہ دو کام کرنے کے ہیں کیا دل دکھنہ ...

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

یکم نومبر ۱۹۶۹ء کو ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام جو جلسہ احمدیہ ہال لاہور میں منعقد ہوا اس کی مفصل رپورٹ گذشتہ اشاعت میں دی جا چکی ہے۔ اس موقعہ پر مقررین اور حاضرین جلسہ کے جو فوٹو لئے گئے وہ پیغام صلح میں درج ہونے کے لئے اب موصول ہوئے ہیں چنانچہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:—

(۱) صدرِ جلسہ میاں فضل احمد صاحب اور حضرت امیر تشریف فرما ہیں اور مرزا مسعود بیگ صاحب تقریر کر رہے ہیں
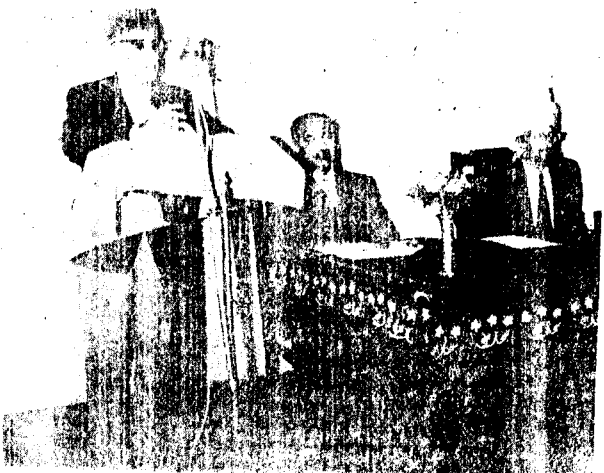
(۲) صدر جلسہ میاں فضل احمد صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ تشریف فرما ہیں اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب تقریر کر رہے ہیں

(۳) حضرت امیر ایدہ اللہ تقریر فرما رہے ہیں

اخبار احمدیہ

وفات

— مؤرخہ ۵ر-۶ر نومبر ۱۹۶۹ء کی درمیانی شب کو چودھری فضل حق صاحب مالک رسالہ ڈاکٹر کی اہلیہ جو حضرت مولینا عزیز بخش صاحب مرحوم کی صاحبزادی اور مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری انجمن اور میاں رحیم بخش صاحب کراچی کی ہمشیرہ تھیں پانچ سال کی بیماری کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحومہ کی میت ۶ر نومبر کو بعد از دوپہر احمدیہ قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کی گئی۔ اس صدمہ میں ہم مرحومہ کے تمام لواحقین اور پسماندگان سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے۔ تمام بیرونی جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

— راولپنڈی سے اخویم فخر الدین احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:—

ہمارے محترم دوست چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب لدھیانوی کے صاحبزادے غلام عباس نے بی ایس سی انجنیئرنگ کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے اس خوشی میں چوہدری صاحب محترم نے مبلغ -/۵ روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام دیئے ہیں۔

شادی اور عطیہ

انہوں نے دوسری اطلاع یہ دی ہے کہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کو میاں عبدالرحیم صاحب نیا محلہ راولپنڈی کے صاحبزادے کی شادی محترم شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام کی پوتی اور شیخ احسان الحق صاحب کی صاحبزادی سے بعوض -/5000 روپے حق مہر انجام پائی۔ خطبہ نکاح محترم میاں بشیر احمد صاحب منٹو نے پڑھا۔ اس موقع پر میاں عبدالرحیم صاحب نے -/20 روپیہ عطیہ مقامی مسجد کو دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے باعث برکت بنائے آمین

دو اور شادیاں

— ۲ر نومبر ۱۹۶۹ء کو بروز اتوار چک 2/4-L میں دو شادیوں کی تقریبات منعقد ہوئیں:—

(۱) چوہدری شبیر احمد صاحب کے صاحبزادہ چوہدری ریاض احمد صاحب بی اے ایل ایل بی کی شادی محترمہ ریحانہ نسرین ایم اے دختر چوہدری بشیر احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی کے ساتھ ہوئی۔

۲- چوہدری نصیر احمد ولد چوہدری ست محمد صاحب مرحوم کی شادی محترمہ نرگس بیگم صاحبہ بنت چوہدری بشیر احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی کے ساتھ ہوئی۔

دونوں کا خطبہ نکاح ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے پڑھا جو تمام حاضرین نے بہت پسند کیا۔ دعا ہے ہر دو جانبین کے لئے یہ رشتہ موجب خیر و برکت ہو۔

عطیہ

— کراچی سے محترم محمد حسن خان صاحب نے انجمن کو -/861 روپیہ کا بینک ڈرافٹ بھیجا ہے اور لکھا ہے کہ اس میں سے -/300 روپیہ ڈاکٹر سید غلام مجتبےٰ صاحب کی معرفت ان کی بہو بیگم محمودہ کی

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

(۴) حاضرین جلسہ کا ایک منظر

اخبار احمدیہ ۔ بقیہ صلا

طلاعت سے وصول ہوتے ہیں ۔ جو انہوں نے اردو انگریزی قرآن کریم کی اشاعت پر صرف کرنے کی ہدایت کی ہے ۔ ڈاکٹر صاحب کی خواہش ہے کہ اس کا اعلان پیغام صلح میں کیا جائے تاکہ دوسرے احباب و خواتین کے دلوں میں بھی قرآن کریم کی خدمت کرنے کی تحریک پیدا ہو ۔ ہم
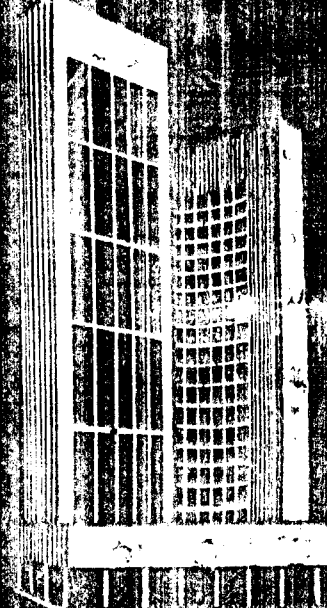
اس عطیہ کے لئے محترم ڈاکٹر صاحب اور ان کی بہو صاحبہ کا دل شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ۔ اور ان کی تحریک کو کامیاب بنائے ۔ آمین ثم آمین ۔

دُعائے صحت ۔ حضرت شیخ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری گذشتہ کئی روز سے صاحب فراش ہیں احباب سلسلہ حضرت ممدوح کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے درد دل سے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپکو کام والی لمبی عمر عطا فرمائے ۔ آمین ۔

ضرورت ایجنٹ برائے کتب

انجمن کی کتب کی فروخت کے لئے ایک ایجنٹ کی ضرورت ہے جس کو معقول معاوضہ دیا جائیگا دلچسپی رکھنے والے اپنی شرائط اور تجربہ بمعہ درخواست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں ۔ جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی ۔ آنریری جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح ۔ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ ؍ شمارہ ۴۶

لائے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت — گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبین

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

جھوٹ بولنے والے کا کوئی روزہ نہیں

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ۔

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:—

مطلب یہ کہ اگر روزہ رکھ کر جھوٹ فریب سے نہیں بچتا تو اس کا روزہ اس کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ (فضل الباری)

اپیل برائے جلسہ فنڈ

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ گرانی کے مدِنظر اخراجات لنگرخانہ کیلئے زیادہ سے زیادہ رقوم جلسہ فنڈ میں ارسال فرمائیں۔ — انچارج تحصیل۔

تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جس کو تم عزیز رکھتے ہو

ارشادات حضرت مجددِ زمان مسیح موعود علیہ السلام

اسی طرح پر زکوٰۃ ہے بہت سے لوگ زکوٰۃ دے دیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکوٰۃ ہے۔ اگر کتے کو ذبح کر دیا جاوے یا سؤر کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائے گا۔ زکوٰۃ تزکیہ سے نکلی ہے مال کو پاک کرو۔ اور پھر اس میں سے زکوٰۃ دو۔ جو اس میں سے دیتا ہے اس کا صدق قائم ہے لیکن جو حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اس کے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے۔ اس قسم کی غلطیوں سے دستبردار ہونا چاہیئے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہیئے تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ فخر کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے اور خدا تعالیٰ کا کوئی انفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھہراؤ اور اعمالِ صالحہ بجا لاؤ۔ مال سے محبت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ یعنی تم بر تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جس کو تم عزیز رکھتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اُسوہ بناؤ اور دیکھو کہ وہ زمانہ تھا جب صحابہؓ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا نہ اولاد اور بیویوں کو۔ بلکہ ہر ایک اُن میں سے اس بات کا حریص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔ تم حلفاً بیان کرو کیا تمہارے اندر یہ بات ہے؟ جب ذرا سا بھی ابتلا آجاوے تو گھبرا جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی کی شکایت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ (ملفوظات جلد نہم)

آپ کے خطوط

مسئلۂ ولادت مسیحؑ اور مبلغینِ ربوہ کی دسیسہ اندازی

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

جماعت ربوہ کے مبلغین نے مسئلۂ نبوت اور تکفیر المسلمین کے متعلق اپنے ژولیدہ خیالات اور حضرت مسیح موعودؑ سے اختلاف کو چھپانے کے لئے مختلف طریقوں سے جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف دسیسہ اندازی کا طریق اختیار کر لیا ہے۔

چند دن ہوئے جماعت ربوہ کا ایک تبلیغی وفد میرے پاس دوکان پر آیا۔ یہ وفد تین ممبروں پر مشتمل تھا۔ انہوں نے مجھے آتے ہی کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جماعت احمدیہ لاہور کا ولادت مسیحؑ کے بارے میں اختلاف ہے دونوں میں سے کس فریق کو آپ سچا مانتے ہیں۔ میں نے جواباً کہا کہ ولادت مسیحؑ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ بے شک یہی تھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے ہیں لیکن شیخ قمرالدین جہلمی کے ساتھ گفتگو کرنے پر آپؑ نے فرمایا کہ شیخ صاحب! آپ کا مسیح علیہ السلام کو باباپ ماننا چونکہ قرآن کریم سے مستنبط ہے اس لئے آپ اپنے عقیدے پر قائم رہیں لیکن جب تک ہمیں خدا تعالےٰ اس بارے میں نہیں بتاتا ہم قطعی فیصلہ نہیں دیتے۔

میں نے مزید جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ کے نام نہاد مصلح موعود اور سابق خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے بھی ۱۹۱۷ء میں اس سوال کا جواب دیا تھا وہ بھی سُن لیجئے لکھا ہے۔

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فرماتے ہیں گو میں کسی نص صریح کے ماتحت یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ مسیحؑ بن باپ پیدا ہوئے تھے صرف استنباط ہے جس کے خلاف اور لوگ بھی دوسرے عقیدہ کا استنباط کرتے ہیں البتہ تاریخی شہادت کی رُو سے احمدی جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے۔"

(ماسٹر عبدالرحیم صاحب میر خادم ڈاک)

سُن لیا آپ نے؟ مسیحؑ کی ولادت کا مسئلہ خلیفہ صاحب قادیان نہ نص قرآنی بتاتے ہیں نہ ایسا استنباط جس کے خلاف دوسرے عقیدے والے استنباط نہ کر سکیں نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قطعی فیصلہ بلکہ محض "تاریخی شہادت" قرار دیتے ہیں اور تاریخی شہادت سے مراد غالباً متی کی انجیل ہوگی جو خود قابل وثوق نہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو جناب میاں محمود احمد صاحب ۱۹۱۲ء میں ایک پادری کا جواب لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"میں سب سے اوّل آپ (مسیحؑ) کی ولادت کے مسئلہ کو لیتا ہوں۔ پادری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے اور سوائے سرسید کے جنہوں نے صرف عقلی دلائل سے اس کو ردّ کیا ہے اور کسی نے قرآن شریف سے اس کا انکار نہیں کیا۔ مگر میں آگے چل کر بتاؤں گا کہ یہ بات غلط ہے کہ کسی نے قرآن شریف سے اس مسئلہ کا انکار نہیں کیا بلکہ ثابت کر دوں گا کہ لوگوں نے اس مسئلہ پر قرآن شریف سے ہی روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ مسیح بن باپ کے نہیں بلکہ باپ سے پیدا ہوا۔"

(تشحیذ الاذہان - اپریل ۱۹۱۲ء مضمون عظمت مسیحؑ)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :-

"اب میں ان لوگوں کا خیال بتاتا ہوں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ بن باپ کے پیدا نہ ہوئے تھے بلکہ جس طرح سب دنیا پیدا ہو رہی ہے اسی طرح آپؑ کی پیدائش بھی اور میری اس سے یہ غرض ہے کہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور یہ کہ بعض لوگ آپ کے باپ کے قائل ہیں جس سے سب بحث ہی باطل ہو جاتی ہے۔"

یہ تو ہے قادیان کے خلیفہ ثانی جناب میاں محمود احمد صاحب کا بیان، اب قادیانی جماعت کے علماء اور عمائدین کا اعلان بھی سُن لیجئے۔ قادیانی انصار اللہ کی جماعت نے جناب انصار خلافت کے درجہ پر فائز ہو کر پہنچ گئی ہے حضرت مولانا نورالدین اعظم علیہ الرحمۃ صاحب کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل ایک رسالہ "اظہار حقیقت" شائع کیا تھا جس پر چالیس علماء و عمائدین انصار اللہ پارٹی قادیان مثلاً حافظ روشن علی صاحب، مولوی سید سرور شاہ صاحب، مولوی محمد اسمٰعیل صاحب، مولوی غلام رسول راجیکی صاحب وغیرہم کے دستخط ثبت ہیں۔ اس میں حضرت مولانا نورالدین اعظم علیہ الرحمۃ پر کسی معترض کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ آپ کا (یعنی مولانا نورالدین مرحوم کا) تعلق ان لوگوں سے کیوں ہے جو مسیح کو باباپ مانتے ہیں۔ یہ جواب دیا گیا ہے :-

"اس کا فیصلہ تو تم ہی جواب دو کہ کیا ان سے مسیح موعودؑ کا تعلق تھا یا کہ نہیں، شریعت اسلام سے ثابت کرو کہ جو مسیح علیہ السلام کو باباپ مانیں وہ اسلام سے خارج کئے جائیں یا خلفاء کے منکروں کی طرح فاسق اور کافر قرار دیئے جائیں۔"

(اظہار حقیقت صفحہ ۲۴)

یہ حوالہ جات پیش کر کے ربوی مبلغین سے میں نے کہا یہ ہے آپ کے سوال کا جواب جو آج آپ مسیحؑ کی باباپ ولادت کو کفر اور دہریت اور حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک قرار دے رہے ہیں حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کے زمانے میں آپ ہی کے علماء اور عمائدین اسے ایک اختلافی مسئلہ سمجھتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ سے تعلقات کے منافی قطعاً نہ سمجھتے تھے اور میاں محمود احمد صاحب تو اپنی خلافت کے زمانہ یعنی ۱۹۱۷ء میں بھی نہ اسے قرآن کی نص نہ استنباط قطعی نہ مسیح موعودؑ کا فیصلہ قرار دیتے تھے بلکہ صرف تاریخی شہادت کی بناء پر قبول کرتے تھے حالانکہ مسیحؑ کی بن باپ، ولادت پر کوئی مستند تاریخی شہادت بھی موجود نہیں۔ جو لوگ مانتے رہے اُسے قرآن یعنی خدا کی شہادت سمجھ کر مانتے رہے۔ مگر میاں صاحب نے نہایت صفائی سے فرما دیا کہ اس کی بناء محض تاریخی شہادت ہے قرآنی شہادت نہیں۔

میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ پر معترض ہونے کی بجائے مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ [illegible] پر اعتراض کرنا چاہیئے تھا۔ اور مسیح ابن مریمؑ کی باباپ ولادت کے عقیدہ پر انہیں [illegible] ملزم گردانا چاہیئے کہ مسیح کے باباپ ہونے پر نہ صرف ان کا عقیدہ تھا بلکہ انہوں نے مولانا محمد علی صاحبؒ کا ترجمہ اور تفسیر قرآن سن کر مسیحؑ کی باباپ ولادت کو ردّ کا بھی نہیں بلکہ اپنی مہر تصدیق کے ساتھ اسے شائع کروایا اور وفات سے قبل یہ وصیت کی تھی۔

"اس ترجمہ کا انکار نہ کرنا"

میرا یہ جواب سن کر مبلغین ربوہ گھبرا اُٹھے۔ ماتھے پر پسینہ چھوٹ گیا۔ لاجواب ہو کر اُٹھنے لگے۔ لیکن میں نے انہیں بٹھا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد اور خیالات درباره نبوت خلافت اور پیشگوئی مصلح موعود کیا تھے۔ اور میاں محمود احمد صاحب نے قرآن مجید کا احادیث نبویہ صلعم کا اور حضرت مرزا صاحبؑ کا اور خدا تعالےٰ کا کس طرح تمسخر اڑایا۔ جس پر وہ اُٹھے اور چل دیئے۔ میں نے چائے وغیرہ پلا کر انہیں پوچھا کہ فرمایئے آپ کا یہ ورود مسعود ہوا ہے یا نامسعود؟ جس پر وہ کھسیانے ہو کر چل دیئے۔

فقط والسلام

شیخ مظہر مسعود - محمود جنرل سٹور - اندرون دروازہ ٹھاکر سنگھ - گوجرانوالہ -

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے انتخابات

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس ۷ نومبر ۱۹۶۹ء کو قریباً تین بجے بعد از نماز جمعہ ہوا۔ سب سے پہلے بشیر احمد صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اس کے بعد عبوری صدر الیاس عبداللہ صاحب نے اعلان کیا۔ کہ آج ایسوسی ایشن کے انتخابات عمل میں لائے جائیں گے۔ اور انتخابات کی نگرانی کے لئے جمیل احمد صاحب کو نامزد کیا اور خود صدارت سے مستعفی ہو گئے۔ عبدالوحید صاحب کی تحریک پر بکثرت رائے یہ طے پایا کہ رائے شماری خفیہ طریق پر ہو۔ جمیل احمد صاحب نے انتخاب کے لئے نشستوں اور طریق انتخاب کی وضاحت کی اور ممبران سے درخواست کی کہ وہ پانچ عہدیداران اور چھ انتظامی ممبروں کے لئے موزوں امیدوار نامزد کریں۔ چنانچہ صدر کی نشست کے لئے دو امیدوار عبدالوحید صاحب اور شاہد احمد صاحب، نائب صدر کے لئے ایک امیدوار محمد احمد صاحب۔ سیکرٹری شپ کے لئے ایک امیدوار وسیم حسن صاحب، جائنٹ سیکرٹری کی جگہ کے لئے دو امیدوار خالد عمر صاحب اور اشتیاق احمد صاحب۔ اور فنانشل سیکرٹری کی جگہ کے لئے ایک امیدوار مسعود احمد صاحب اور انتظامی ممبروں کے لئے چھ امیدوار نامزد کئے گئے۔ چونکہ نائب صدر، سیکرٹری۔ فنانشل سیکرٹری اور انتظامی ممبروں کی نشستوں کے لئے صرف ایک ایک امیدوار نامزد کیا گیا تھا۔ اس لئے ان سب کو بلامقابلہ کامیاب قرار دے دیا گیا۔ صدر اور جائنٹ سیکرٹری کی نشستوں کے لئے رائے شماری کرائی گئی جس کے نتیجہ میں شاہد احمد صاحب پانچ ووٹوں کی اکثریت سے صدارت کا انتخاب جیت گئے۔ جائنٹ سیکرٹری کے انتخاب میں خالد عمر صاحب نے انیس ووٹ اور اشتیاق احمد صاحب نے ۱۸ ووٹ حاصل کئے۔ اس طرح خالد عمر صاحب صرف ایک ووٹ کی زیادتی کی بناء پر جیت گئے۔ رائے شماری کے اختتام کے بعد نئے منتخب صدر اور نائب صدر، سیکرٹری اور دیگر ارکان

باقی بر صفحہ کالم ۳

قرآن کریم دنیا کی محفوظ ترین کتاب ہے جو عظیم الشان مطالب پر مشتمل ہے

توراۃ و انجیل اور دیگر آسمانی کتابوں میں ملاوٹ و تحریف لفظی و معنوی

قرآن کریم کی عظمت غیر مسلموں کی نظر میں۔ قرآن پر عمل عزت و شرف کا موجب ہے

خطبہ جمعہ
مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ——— اللہ علی ما ھدٰکم و لعلکم تشکرون ——— (البقرۃ ۱۸۴ — ۱۸۵)

رمضان میں وحدتِ اسلامی کا رنگ

رمضان کا مہینہ برکات کا مہینہ ہے۔ اس میں مسلمانوں کی طبیعت خدا کی عبادت کی طرف رجوع کرتی ہے۔ لوگ روزے رکھتے، تراویح اور نفل پڑھتے، دن رات قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ ساری کی ساری اسلامی دنیا میں یکسانیت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ وہ رنگ وحدت کا رنگ ہے عبادت وصوم و صلوات میں وحدت ہے۔ خدا کی مخلوق کی بہتری کے لئے خیرات و صدقات کرنے میں وحدت کا رنگ ہے۔ غرضیکہ یہ برکات کا مہینہ ہے۔ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک مہینہ میں خصوصیت سے خیرات کرتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آغازِ نبوت سے پیشتر غارِ حرا میں جا کر عبادت فرمایا کرتے تھے۔ یہاں لفظ یتحنث استعمال ہوا ہے کہ وہ گناہ سے بالکل علیحدہ رہنے کے لئے عبادت کرتے تھے۔ مکہ میں آپ کے بارے میں مشہور تھا کہ آپ صادق مصدوق، عیال دار، باامن امن بخش انصاف ہیں۔ مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ امانت دیانت کے پکے ہیں۔ بت پرستی سے بیزار ہیں۔ تو جب آپ غارِ حرا میں جا کر عبادتِ الٰہی فرمایا کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو دنیا سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

رمضان میں نزولِ قرآن

ان آیات میں ایک معجزہ ہے۔ لکھا ہے شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدی للناس و بینٰت من الھدٰی۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب کا نزول شروع ہوا۔ ھدی للناس صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں دنیا بھر کے تمام انسانوں کے لئے یہ کتاب ہدایت کا موجب ہے۔ والفرقان۔ حق و باطل اور نیکی و بدی کے درمیان یہ کتاب فرق اور امتیاز بیان کرتی ہے۔

سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور محفوظ ترین کتاب

القرآن کے معنی ہیں پڑھی جانے والی کتاب۔ قرأ یقرأ قراۃ اس کا مصدر ہے۔ یعنے قرآن وہ کتاب ہے جو پڑھی جائے گی۔ اس وقت مکہ میں بلکہ سارے عرب میں کوئی مطبع نہیں تھا۔ کاغذ نہیں تھا۔ سامان کتابت و اشاعت بالکل نہیں تھا۔ اور عرب کے لوگ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ ایسی حالت میں حضور نبی کریم صلعم نے قرآن کریم کو لوگوں کے سینوں میں لکھوا دیا۔ قرآن تئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے اترا۔ رمضان میں اس کا نزول شروع ہوا۔ جوں جوں نازل ہوتا تھا آنحضور صلعم اور صحابہؓ زبانی یاد کر لیتے تھے۔ اس طرح آنحضرت صلعم نے تحفظ و ضبط قرآن کا انتظام فرمایا۔

تورات و انجیل میں تحریف و ملاوٹ

لیکن اس کے مقابلہ میں تورات و انجیل اور دوسری آسمانی کتابیں محفوظ نہیں رہیں۔ حضرت عیسےٰؑ رومی سلطنت میں پیدا ہوئے۔ حضرت موسےٰؑ کو مصر میں بہت عرصہ رہنے کا موقعہ ملا۔ دو ترقی یافتہ قومیں تھیں۔ مگر ان دونوں بزرگ پیغمبروں کی کتابیں محفوظ نہ رہیں۔ تورات و انجیل کے ماننے والے خود اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے اندر انسانوں نے بہت کچھ ملا دیا ہے۔ اور بہت سی اغلاط راہ پا گئی ہیں۔ تورات میں لکھا ہے "پھر موسےٰ مر گیا"۔ حضرت موسےٰ خود تو یہ نہیں لکھ سکتے تھے۔ انجیل شریف اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک اقتباس پڑھ کر سناتا ہوں۔ لوقا لکھتے ہیں کہ چونکہ بہت سے لوگوں نے انجیل لکھی ہے۔ اور میں زیادہ لائق ہوں اس لئے ایک انجیل میں بھی لکھتا ہوں۔ انجیل شریف انسان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی حضرت عیسےٰؑ کی سرگذشت ہے لیکن خدا کا کلام نہیں۔

انجیل کے دو ایڈیشنوں میں سینکڑوں اختلافات۔

یہ انجیل جو آپ میرے پاس اس وقت دیکھ رہے ہیں۔ یہ ولایت کی چھپی ہوئی ہے۔ پادریوں نے اسے شائع کیا ہے۔ ان میں سے ایک ایڈیشن سنہ ۱۶۱۱ء کا ہے اور دوسرا سنہ ۱۸۸۱ء کا۔ ان دونوں ایڈیشنوں کی عبارات ایک ہی جلد کے اندر دو کالموں میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے لکھی ہوئی ہیں۔ سنہ ۱۶۱۱ء کے ایڈیشن کی عبارت بائیں ہاتھ کی طرف ہے۔ اور سنہ ۱۸۸۱ء کے ایڈیشن کی عبارت دائیں ہاتھ کی طرف ہے۔ ان دونوں میں کئی عبارات ایک دوسری سے مختلف ہیں اور اول الذکر ایڈیشن کی سینکڑوں اغلاط کی نشاندہی مؤخرالذکر ایڈیشن میں کی گئی ہے۔

اگر میں آپ کے سامنے ان سب اغلاط کو پڑھ کر سناؤں تو آپ حیران ہو جائیں گے۔ ان دونوں ایڈیشنوں کے الفاظ و عبارات میں ترمیم و تحریف سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے برعکس قرآن کریم ایک اُمّی انسان پر نازل ہوتا ہے۔ خود انگریز گواہی دیتے ہیں اس کی حفاظت کا یہ حال ہے کہ آج اگر کوئی آسمانی کتاب محفوظ ہے تو وہ صرف قرآن کریم ہے اور وہ اعتراف کرتے ہیں کہ تورات انجیل میں لوگوں نے بہت کچھ ملا دیا ہے اور تحریف و ترمیم کر ڈالی ہے اور حسب منشاء عبارات میں کمی بیشی کر دی ہے۔

سنہ ۱۶۱۱ء کی انجیل میں لوقا نے جو کچھ لکھا سنہ ۱۸۸۱ء میں لنڈن۔ آکسفورڈ اور امریکہ میں اس پر غور کرنے کے لئے مجالس بیٹھیں جنہوں نے اس کی عبارات کو بدل دیا۔ لوقا نے لکھا تھا کہ میں نے جو کچھ سنا اس کو لکھتا ہوں، ان مجالس نے سننے کی جگہ لفظ TRACE لکھ ڈالا۔ ایسا ہی لوقا نے انجیل لکھنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے یہ نہیں لکھا کہ یہ خدا یا حضرت عیسےٰؑ کے لئے لکھی گئی ہے بلکہ لکھا ہے کہ میں گورنر تھیا سوفس کو تحفہ دینے کی غرض سے لکھ رہا ہوں۔ گویا یہ انجیل انسان اور حکومت کی خاطر لکھی گئی ہے اس کے علاوہ اور بھی بیشمار مقامات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ تو خدا کا کلام ہے اور نہ حضرت عیسےٰؑ کا۔ ایک جگہ لکھا ہے حضرت عیسےٰؑ کو بھوک لگی اور انجیر کے درخت کی طرف دوڑے، موسم تو انجیر کا نہ تھا لیکن انہوں نے خیال کیا کہ شاید کوئی انجیر وہاں باقی رہ گئی ہو، کیا یہ خدا کا کلام ہے جس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ موسم انجیر درخت میں لگنے کا بھی یا نہیں۔

اسی طرح لکھا ہے کہ عیسےٰؑ نے "فلاں کو اور فلاں" کو اچھا کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کسی کی سرگذشت تو ضرور ہے لیکن خدا کا کلام نہیں ہے۔

قرآن کریم کی حفاظت انسانی سینوں میں۔

آنحضرت صلعم اُمّی ہیں۔ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ آپؐ قرآن کریم کو حفظ فرما لیتے ہیں اور صحابہ کرام رضؓ بھی اپنے سینوں پر نقش کر لیتے ہیں۔ صحابہ رضؓ کثرت سے حافظ قرآن تھے چنانچہ جنگ موتہ میں ستر قاری شہید ہو گئے۔ اس ایک واقعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قوم کے اندر قرآن حفظ کرنے کا کس قدر شوق تھا اور کتنی بڑی تعداد میں حفاظ قرآن موجود تھے ———

قرآن ہمیشہ پڑھا جائے گا

قرآن کریم کے نام میں پیشگوئی ہے کہ یہ قرآن پڑھا جائے گا یعنی دنیا تک پڑھا جائے گا۔ کوئی اور الہامی کتاب ہے جو اس طرح پڑھی جاتی ہو؟ انجیل پڑھی نہیں جاتی۔ کیونکہ اصل انجیل موجود نہیں ہے اور جو ہے وہ صرف اتوار کو گرجے میں پڑھی جاتی ہے۔ اور وہ بھی پادری صاحب پڑھ کر سناتے ہیں۔ قرآن کریم چودہ سو سال سے تلاوت کیا جا رہا ہے۔ دن رات نمازوں میں پڑھا جاتا ہے بچے بچیوں کو دعائیں پڑھاتے اور یاد کراتے ہیں حفاظ صاحبان روزانہ قرآن کریم کی منزل دہراتے ہیں لوگ گھروں میں پڑھتے ہیں کوئی حصہ اور لمحہ ایسا نہیں ہے جب قرآن کریم کی تلاوت نہ ہو رہی ہو۔ لفظ قرآن کے اندر ایک پیشگوئی ہے کہ یہ کتاب پڑھی جائے گی۔ یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہو رہی ہے۔

اہل علم یورپیوں کی شہادت

انگریز، جرمن اور یورپ کے دیگر اہل علم و عقل لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ کتاب بالکل وہی اور لفظاً وہی کتاب ہے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ اس میں کسی قسم کی ترمیم اور تحریف نہیں ہے۔ آج بیسویں صدی میں مسلمان اس پر فخر بھی کر سکتا ہے اور شکر بھی ادا کر سکتا ہے کہ تمام آسمانی کتابوں میں سے ایک ہی آسمانی کتاب ہے جو محفوظ چلی آ رہی ہے اور وہ ہے ہماری آسمانی کتاب قرآن کریم۔ وید کے متعلق خود ہندوؤں نے اور توراۃ و انجیل کے متعلق خود ان کے ماننے والوں نے لکھا اور کہا ہے کہ ان کے اندر انسانی باتیں مل جل گئی ہیں۔

قرآن شریف کی شیریں زبانی اور شعریت

قرآن کریم کی زبان بڑی خوبصورت اور شیریں ہے انسان اس کو خوبصورتی سے پڑھ سکتا ہے مکہ اور مدینہ میں بے شمار قراء موجود ہیں جو خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں جس کو سن کر عجب کیفیت طاری ہوتی ہے۔

مجھے حیدر آباد دکن جانے کا اتفاق ہوا وہاں پر نظام حیدر آباد نے عربوں کی ایک پلاٹن بنائی ہوئی تھی جس کا کمانڈر بھی تھا، وہ نہایت خوبصورتی سے قرآن کریم پڑھتے تھے مسجدوں میں نماز کے اندر یا نماز کے بعد قرأت پڑھتے تھے جس کی وجہ سے لوگ اُن پر فدا ہو جاتے تھے۔ اہل حیدر آباد نے کوشش کی کہ مسلمان بچوں کو قرأت سکھائی جائے وہ لوگ نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کرتے تھے۔ جلسہ اعظم مذاہب میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کا مضمون پڑھ کر سنایا مسلمان ہندو اور سکھ حیران تھے کہ قرآن کس قدر اچھا پڑھتے ہیں وہ اس انداز سے مضمون پڑھتے تھے کہ پڑھتے پڑھتے جب کوئی آیت آ جاتی، تو سب کو پہلے سے معلوم ہو جاتا کہ اب قرآن پڑھنے والے ہیں سب لوگ متوجہ ہو جاتے تھے۔ ان کی قرأت ایک سماں باندھ دیتی تھی۔ تو قرآن پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ یہ نثر ہے لیکن اس میں شعریت ہے انسان اس کو گا سکتا ہے۔

مضامین قرآن کی عظمت

پھر اس کے مطالب عظیم ہیں اس کا علم اور اس کی تعلیم عالمگیر ہے۔ علم اور فلسفہ جوں جوں بڑھتا جاتا ہے اس کی تعلیمات روشن ہوتی جاتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ دنیا کی ترقی کے سامنے قرآن کبھی ماند نہیں پڑے گا۔ بلکہ اس کی عظمت دیز دگی بڑھتی جائے گی۔

قرآن اور صحابہؓ کی عظمت جرمن پروفیسر کی نظر میں

علی گڑھ میں ایک جرمن پروفیسر ہیرووٹس عربی کے سکالر تھے انہوں نے فرمایا تھا کہ تمام دنیا کی دینی کتابیں ایک جگہ جمع کی جائیں تو ان کی چوٹی پر جو کتاب رکھی جائے گی وہ قرآن کریم ہے۔

انہوں نے طبقات ابن سعد پر دیباچہ لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں اس فن میں صرف اور صرف مسلمانوں نے کتابیں لکھی ہیں۔ پھر یورپ نے ان کی تقلید کی ہے یہ صحابہ کرامؓ کی عظمت و شرف کا اعتراف ہے

قرآن کریم کی اعلیٰ تعلیمات اور بے نظیر اصول و نظریات

تو اس کے عظیم مطالب، معرفت الٰہی۔ اور صفات الٰہی کے بیان۔ اتحاد بنی نوع انسان اور انسان کو با خدا بنانے والی یہی ایک کتاب ہے۔ اس مقدس کلام نے اپنوں اور غیروں کے معاملات کو عدل و انصاف سے فیصلہ کرنے کے بارے میں لاجواب احکام دیئے ہیں اور اخلاق فاضلہ سکھانے کے لئے یہ بے نظیر کتاب ہے اس کتاب کے اصول و نظریات اعلیٰ قدروں کے حامل ہیں۔ اس لئے بھی یہ کتاب ہمیشہ پڑھی جائے گی۔

قرآن کریم مسلمانوں کے لئے موجب عزت و شرف ہے۔

قرآن کریم میں ایک پیشگوئی ہے۔ فرمایا:۔ وانہ لذکر لک ولقومک۔ یہ تعلیم جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی پر شاہد ہے وہاں آپؐ کی قوم کے لئے بھی وجہ شرف و افتخار ہے۔ اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی عزت و وقار دنیا میں بڑھے گا۔ ذکر کے معنے تفاسیر میں شرف و بزرگی کے لکھے ہیں اس لئے فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک یہ پاک کتاب آپؐ کے لئے اور آپؐ کی قوم کے لئے عزت اور شرف کا موجب ہو گی۔ خود پہلی وحی میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔ فرمایا اقراء وربک الاکرم۔ پڑھو اور تمہارا رب عزت والا ہے۔ وہ اس قرآن کی برکت سے آپؐ کو مکرم بنا دے گا۔

گاندھی کی نظر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

میں ایک دفعہ نواب صاحب کوروائی سے ملنے جا رہا تھا گاڑی میں سوار تھا۔ سابرمتی کا اسٹیشن آیا تو میں اتر گیا۔ یہاں مسٹر گاندھی قیام رکھتے تھے میں نے سوچا کہ ان سے ملتا چلوں۔ گاندھی جی کا قیام اسٹیشن سے دو فرلانگ دور تھا۔ یہاں پیدل کر جانا پڑتا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا تو وہ گھڑی دیکھنے لگے میں یہ دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ گھڑی دیکھنے لگ گئے ہیں میں چلتا ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ ایسی بات نہیں ہے میں نے کسی کو وقت دیا ہوا ہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ سے ملاقات ہو گی میں نے کہا کہ نہیں میں چلتا ہوں۔ میں واپس آ کر گاڑی پر سوار ہو گیا۔ جب احمد آباد کا اسٹیشن آیا تو پھر اتر پڑا اور ارادہ کر لیا کہ گاندھی جی سے ملاقات ضرور کی جائے۔ چنانچہ دوسرے دن گاندھی جی سے ملاقات کے لئے پھر پہنچا وہ دیکھ کر ہنس پڑے دوران ملاقات میں انہوں نے پوچھا کہاں سے آئے ہیں میں نے کہا سابرمتی اسٹیشن سے آیا ہوں۔ میرے لباس سے معلوم ہوتا تھا میں نے ان سے کہا کہ میں لاہور سے چل کر آپ کی ملاقات کے لئے نہیں آ رہا۔ راستہ میں سابرمتی کا اسٹیشن آیا تو خیال کیا کہ چلو گاندھی سے ملاقات کر لیں وہ ہنس پڑے۔ میں نے کہا کہ ایک دفعہ لاہور کی ایک مجلس میں مجھے آپ سے ملنے کا موقعہ ملا تھا۔ میں نے پوچھا تھا کہ یہ جو آپ نے مسلمانوں کو افغانستان کی طرف ہجرت کرنے کی تحریک کی ہے اس کا کیا اثر ہو گا تو آپ نے کہا تھا کہ اس سے انگریزی حکومت کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ لیکن اس کو ہندو پسند نہیں کرتا ان کو خطرہ ہے کہ انگریز کے چلے جانے سے مسلمان افغانستان سے ہندوستان پر حملہ آور ہوں گے۔ آپ نے اس وقت کہا تھا کہ جس بات کو میں صحیح سمجھ لیتا ہوں میرا قدم کبھی اس سے پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ آگے ہی بڑھتا ہے۔ اور اس کے برعکس آج آپ پچھس ہو کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم الشان ہستی ہیں۔ جن کے سامنے مصائب کے پہاڑ تھے، انسانوں میں چیتے اور شیر آپؐ کو کھانے کے لئے موجود تھے، لیکن ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹا آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ حضور صلعم چیتوں اور شیروں کے مقابل میں عزم و استقلال کی دیوار بن جاتے ہیں۔ لیکن آپ ہیں کہ آپ کے قدم پیچھے ہٹتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں انگریز آپ کو قید کرتا ہے تو وہ آپ کی بکری کو بھی ساتھ بھیجتا ہے۔ اس کو فکر لاحق ہوتی ہے کہ کہیں آپ مر نہ جائیں۔ آپ کی حفاظت و صحت کے لئے وہ لاکھ جتن کرتا ہے۔ گاندھی جی یہ سن کر کہنے لگے کہ آپ ایک ایسے عظیم الشان انسان کی بات کرتے ہیں جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا میں تو ان کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں۔

بابا نانک اور سکھوں کی نظر میں رسول کریم صلعم کی عظمت

غرض ہندو سکھ اور یورپ کے لوگ حضور صلعم کو عظیم الشان انسان مانتے ہیں۔ یہاں ٹمپل روڈ پر ایک گوردوارہ ہے۔ وہاں سکھوں کا سالانہ جلسہ ہوا۔ مجھے تقریر کے لئے بلایا گیا۔ میں نے وہاں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجھے بلایا ہے لیکن میں چند کڑوی باتیں آپ کو سناؤں گا۔ میں نے کہا کہ بابا نانک آپ کے وہ بزرگ ہیں جو مکہ تشریف لے گئے۔ وہ خود مسلمان تھے یا نہیں اس پر بحث نہیں کرتا ان کا مکہ معظمہ کی زیارت کے لئے کٹھن سفر کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ رسول خدا کی تعلیمات کی قدر کرتے تھے۔ لیکن آپ ہیں کہ موذن کی اذان سن کر ناراض ہوتے ہیں اور اس کو برداشت نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ مسلے کی بانگ نے ہم کو بنگیا دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ٹھیک آپ کہتے ہیں آپ بیشک ایسی باتیں ہمیں سنائیں۔ محمد رسول اللہ اور قرآن کی عظمت ہمارے دلوں میں ہے۔ آپ کے سنانے سے ہماری غلطیوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

برنارڈ شا کا بیان

الغرض ایک دنیا کے دلوں میں حضور صلعم اور قرآن کریم کی عزت ہے۔ اگلے دن مرزا محمد حسین صاحب نے لائٹ میں برنارڈ شا کا ایک بیان نقل کیا ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ عمرؓ جیسا انسان ہی یورپ کی اصلاح کر سکتا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی بھی دنیا کے دلوں میں عزت و وقار ہے اسی لئے فرمایا یہ قرآن آپؐ کی اور آپؐ کی قوم کے عز و شرف کا باعث ہے۔

قرآن پر عمل پاکستان کے لئے عزت و شرف کا موجب ہو گا۔

آج پاکستان بھر میں اس آیت کریمہ کی اشاعت کی جانی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قرآن

(باقی بر صفحہ کالم ۔۔)

اخبار و افکار

شادیوں کے اخراجات

روزنامہ "نوائے ملت" میں جناب م ش۔ لاہور میں شادیوں کی تقریبات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رمضان المبارک کے آغاز سے شادیوں کا موسم اختتام پذیر ہوا۔ گذشتہ دو ماہ سے میں اوسطاً روزانہ کسی نہ کسی شادی کی تقریب میں شمولیت اختیار کرتا رہا ہوں اور یہ بات ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ شادیوں سے متعلق تقریبات میں فیاضی سے خرچ کرتا ہے۔ اسے قطعی طور پر اسراف سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلے تو شادی سے متعلق تقریبات کو لیجئے۔ منگنی سے ولیمہ تک درمیان میں کم از کم چار ذیلی تقریبات شامل ہوتی ہیں۔ دولہا اور دلہن والوں کے ہاں مہندی کی دو تقریبیں۔ ایک تیل کی تقریب اور ایک نکاح کی تقریب۔ گویا منگنی سے ولیمہ سمیت کل چھ تقریبات ہوئیں۔ ان میں سے ایک ایک پر دعوت ہوتی ہے اور خرچ اٹھتا ہے۔ وقت کے تضییع کے علاوہ یہ تقریبات عموماً دولت کی نمائش کا ذریعہ بنتی ہیں۔ لیکن سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ ان تقریبوں میں جو لوگ شرکت کرتے ہیں۔ ان سب کی زبان پر شکایت ہوتی ہے کہ صاحب! ہم تو ان رسومات سے تنگ آ گئے ہیں۔ آخر شادی کو آسان کیوں نہیں بنایا جاتا۔ اور ہم دولت اور وقت کا بہتر مصرف کیوں تلاش نہیں کر سکتے؟ لیکن یہ سب کچھ کہنے اور سننے کے باوجود ہوتا وہی ہے جس کے خلاف لوگ اس طرح نالہ و فریاد کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ کی بات ہے کہ لاہور کی بعض برادریوں نے شادیوں کی غیر اسلامی رسومات کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا اور ایک غیر تحریر شدہ قانون کے ماتحت اپنے اراکین کے لئے یہ ضروری قرار دیا تھا کہ وہ منگنی اور رخصتی کو یکجا کر کے اس موقعہ پر باراتیوں کی تواضع صرف دودھ سوڈے سے کریں چند سال تو اس نیک ریت پر عمل ہوتا رہا لیکن اب پھر اسراف کی وبا خوفناک شکل میں پھوٹی ہے اور چونکہ اب کھانوں کی تعداد پر پابندی بھی نہیں رہی۔ اس لئے رخصتی اور ولیمہ کی دعوت میں دل اور انتڑیوں کی امراض کو فروغ دینے کے لئے خوب اہتمام ہوتا ہے۔

اس کے برعکس لاہور میں ایک اندازہ کے مطابق ۷۰ — ۷۵ ہزار ایسے کنبے ہیں جہاں شادی کے قابل نوجوان بچیاں بیٹھی ہیں۔ لیکن کے والدین ان کے ہاتھ اس لئے پیلے نہیں کرتے۔ کیونکہ ان میں شادی کے اخراجات پورا کرنے کی سکت نہیں۔ یہ مسئلہ گھمبیر سماجی پیچیدگیوں کا باعث بنتا جا رہا ہے لیکن اس کے حل کرنے کا بظاہر کوئی امکان نہیں کیونکہ اہل ثروت کو اسراف سے باز نہیں رکھا جا سکتا۔ اور غریبوں کی موثر امداد کا کوئی ذریعہ نہیں اور کوئی ایسی موثر ایجنسی بھی نہیں جو کہ اہل دولت میں ان کی سماجی ذمہ داری کو بیدار کرنے کا فریضہ ادا کر سکے۔

اگر لاہور میں ارائیں اور کشمیری برادریوں کے لیڈروں کے علاوہ ککے زئیوں کی برادری کے سرکردہ لوگ ہمت سے کام لے کر ایک غیر تحریری قانون رائج کر سکیں کہ آئندہ شادی کی تمام تقریبات چائے کی پیالی پر انجام پذیر ہوں گی تو یہ ایک ایسا کارنامہ ہو گا جس پر موجودہ اور آنے والی نسلیں انہیں دعائیں دیں گی۔ کیا مہر خدا بخش، میاں امیر الدین اور چوہدری ظہور الٰہی اس کار خیر کا بیڑا اٹھائیں گے؟"

شادیوں میں اسراف کی وبا جس کا ذکر جناب م ش صاحب نے کیا ہے فی الواقعہ نہایت افسوسناک اور تباہ کن ہے اور اس کو جس قدر جلد دور کر کے سادگی کو فروغ دیا جائے نہایت ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ کو بالخصوص اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے معاشرہ کو بہتر بنانے کے لئے لڑکے لڑکیوں کے رشتے نہ صرف جماعت کے اندر کئے جائیں بلکہ شادی بیاہ کی تقریبات نہایت سادگی کے ساتھ سرانجام دی جایا کریں اور جہیز وغیرہ کا بوجھ غریب والدین پر ڈالنے سے پرہیز کیا جائے یہی اسلام کی تعلیم ہے اور یہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ ضرورت ہے کہ جماعت اور ارباب حل و عقد اس طرف خاص توجہ مبذول فرما کر جماعت کے اندر شادی بیاہ کے لئے ایسا قانون رائج کریں جو ایسی تقریبات کو سہل اور سادہ بنانے کا موجب ہو۔

ناظم اعلیٰ اوقاف کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا

کچھ دنوں سے محکمہ اوقاف کے ناظم اعلیٰ مسٹر مسعود کے خلاف مولویوں کی طرف سے یہ پراپیگنڈا ہو رہا ہے کہ وہ خلاف اسلام اعتقادات رکھتے اور سوشلزم کے حامی ہیں، اس لئے اس عہدہ سے انہیں برطرف کر دیا جائے۔ مولانا کوثر نیازی کے ہفت روزہ شہاب نے مولویوں کے اس شور و غوغا پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے کہ:—

"محکمہ اوقاف کے موجودہ ناظم اعلیٰ نے مساجد میں سیاسی پروپیگنڈا کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ اس لئے وہ عناصر بہت مضطرب ہیں جو کل تک سجدوں کے مقدس پلیٹ فارم کو بھی اپنی سیاسی اغراض کے لئے استعمال کرتے تھے۔ یہی عناصر اب تہمتیں اور الزامات تراش کر دوسرے رستوں سے نکالا جا رہا ہے اور اسلام اور سوشلزم کی لڑائی کی آڑ میں ناظم اعلیٰ اوقاف کی برطرفی کے مطالبات کئے جا رہے ہیں۔"

اس حقیقت کے اظہار کے بعد مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں:—

"ہم ارباب اقتدار سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس مطالبہ کے مضمرات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر آج ایک سیاسی گروہ کے کہنے پر سرکاری افسروں کے تبادلے ہونے لگے تو اس سے پوری سرکاری مشینری پر خوف کی فضا طاری ہو جائے گی — اور سرکاری افسر عافیت اسی میں سمجھنے لگیں گے کہ ان پراپیگنڈا بازوں کی ہر خواہش پوری کریں ورنہ ان کا حشر بھی مسٹر مسعود سے مختلف نہیں ہو گا۔"

آخر میں مولانا رقمطراز ہیں:—

"اس مسئلے کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر ایک مرتبہ حکومت نے ایک مخصوص گروہ کے مطالبہ پر ایک افسر کو رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا تو پھر فرقہ وارانہ جھگڑے تیز تر ہو جائیں گے اور کل شیعہ سنی اور احمدی و غیر احمدی کی بنیاد پر بھی تقرریوں اور تبادلوں کے مطالبے کئے جائیں گے اور سطح ملکی میں امن و امان کا شیرازہ درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔"

مولانا کوثر نیازی کا بیان بالکل صحیح ہے۔ اس طرح مولویوں کے شور مچانے پر اگر افسروں اور ملازمت کے بہترین کارکنوں کو علیحدہ کیا گیا تو حکومت کی مشینری معطل ہو کر رہ جائے گی، بالخصوص مسٹر مسعود کی جنہوں نے اوقاف کی مساجد اور خانقاہوں اور مزاروں کی آمد کو مولویوں اور مجاوروں سے چھین کر اس کے بہترین مصارف قائم کئے ہیں، برطرفی بہت بڑے نقصان کا موجب ہو گی۔

مودودی صاحب کی قلابازیاں

ہفت روزہ شہاب مودودی صاحب کے اس مشورہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ "جو کارکن صحافی اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل چاہتے ہیں انہیں ٹریڈ یونین روزگار چھوڑ کر اپنی پسند کی سیاسی جماعتوں میں چلے جانا چاہیئے" رقمطراز ہے:—

"مودودی صاحب کے منہ سے پی۔ ایف۔ یو۔ جے کے عہدیداروں کو یہ مشورہ بھلا نہیں لگتا وہ خود کبھی ایک تبلیغی اور اصلاحی عزم لے کر اُٹھے تھے اور وہ اپنے طریق کار کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ جماعت اسلامی تبلیغ و اشاعت کے ذریعے ایک صالح معاشرہ پیدا کرے گی جو بالآخر اسلامی حکومت کا امین بنے گا مگر لوگوں نے دیکھا کہ مولانا نے اقتدار کی اس راہ کو طویل پا کر "شارٹ کٹ" آزمانے شروع کر دیئے اور جن سوشلسٹوں کو آج گردن زدنی قرار دے رہے ہیں ان کے شانہ بشانہ ایوب خاں کے ساتھ کانفرنس کی گول میز پر بھی جا بیٹھے ہم سمجھتے ہیں کہ مودودی صاحب کو بھی اپنے اصل پروگرام کے مطابق عملی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیئے اور وہ دوغلی پالیسی ترک کر دینی چاہیئے جس سے دل برداشتہ ہو کر جماعت اسلامی کے بیشتر پرانے ارکان ان سے الگ ہوئے ہیں۔ جہاں تک پی۔ ایف۔ یو۔ جے کا تعلق ہے اس نے یہ قرارداد منظور کر کے مودودی صاحب کی طرح سیاست کے پھٹے میں ٹانگ ہرگز نہیں اڑائی بلکہ ان عناصر کو بے نقاب کیا ہے جو تنظیم کے ارکان کو رزق حلال سے محروم کرنے پر کمربستہ ہیں اور مزدوروں کے مقابلہ میں مالکان کے مخصوص مفادات کی حفاظت کر رہے ہیں۔"

مودودی صاحب کی اس قسم کی بے شمار قلابازیاں آئے دن اخباروں میں آتی رہتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد مفاد پرستی کے سوائے اور کچھ نہیں جس امر اور جس راہ میں جلد فائدہ حاصل ہونے کی امید ہو، اسی کی طرف چل پڑتے ہیں۔ چنانچہ آج کل سیاست کے پھٹے میں ٹانگ اڑا کر اقتدار کی کرسی کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کیسی اور صالح معاشرہ پیدا کرنے سے کیا مطلب؟

اخبار احمدیہ

کامیابی اور عطیہ

—— میاں فضل احمد صاحب ملز اوور لکھتے ہیں کہ عزیزہ نگین نے بی۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا ہے اور یونیورسٹی میں دوم آئی ہیں اور اس خوشی میں اس نے -/500 روپے برائے مفت اشاعت قرآن مجید (حضرت امیر مرحوم) دیا ہے۔

پیغام صلح کی طرف سے محترم میاں فضل احمد صاحب اور عزیزہ نگین صاحبہ کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔ ان کا عطیہ قابل قدر اور جماعت کے دیگر افراد اور خواتین کے لئے قابل تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

مرزا ساطع صاحب کو دل کی تکلیف

—— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کے فرزند مرزا غازی محمود بیگ لکھتے ہیں:۔

میرے والد محترم جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو 11/69 ۔6 کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ اور ہنوز صاحب فراش ہیں۔ دو ڈاکٹر توجہ سے علاج کر رہے ہیں۔ احباب سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

—— اپنے اسی خط میں غازی محمود بیگ اطلاع دیتے ہیں:۔

میں بی کام فائنل ایر کا سٹوڈنٹ ہوں۔ اپریل ۱۹۷۰ء میں میرا امتحان ہوگا۔ اس سال میں نے تھوڑی سی محنت کر کے بی اے کا امتحان دے دیا تھا۔ خدا نے اپنے فضل و کرم سے سیکنڈ ڈویژن دے کر اس امتحان میں کامیاب فرما دیا۔ الحمد للہ۔ میں اس خوشی میں مبلغ پچیس روپے انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اللہ کریم قبول فرمائیں اور مجھے خدمت دین اسلام کا شرف بخشیں۔

پیغام صلح کی طرف سے مبارکباد اور عطیہ کے لئے جزائے خیر کی دعا۔

ایک اور کامیابی اور عطیہ

—— چندر کے منگولے سے اللہ دتہ موحد صاحب لکھتے ہیں:—

امسال میرے لڑکے عزیزم ناصر احمد صاحب نے بی کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں اچھے نمبروں پر پاس کیا ہے۔ حضرت امیر اور آپ لوگوں کی دعائیں رنگ لائیں۔ لہٰذا اس خوشی میں پانچ روپیہ بغرض اشاعت اسلام ارسال ہیں۔ حضرت امیر اور دیگر بزرگان جماعت کو السلام علیکم اور درخواست دعا۔

وفات

مانسہرہ سے محمد دین صاحب سیکرٹری جماعت لکھتے ہیں:۔ حجمہ مؤرخہ 1/69 ۔21 کو بیگم صاحبہ خان صاحب جمعدار آزاد خان صاحب مرحوم اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت نیک خاتون تھیں۔ خیرات و صدقات ان کا معمول تھا۔ خانصاحب کی وفات کے بعد بمطیہ فطرانہ وغیرہ فنڈ ادا کرتی رہتی تھیں۔ احمدیہ مسجد ایبٹ آباد کے لئے -/550 روپیہ عطا کیا تھا۔ اور وفات سے پہلے احمدیہ مسجد مانسہرہ کے لئے -/155 روپیہ کی وصیت کر گئیں جو ان کے فرزند میجر محمد ایوب خان نے 11/69 ۔7 کو بروز جمعہ راقم الحروف کے حوالہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب میں اسے قبول فرمائے۔ راقم الحروف کو چونکہ مرحومہ سے ان کے پیار و شفقت کے باعث عقیدت تھی۔

وفات کے دن غیر حاضر ہونے کے باعث تمام احباب سے مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست کی اور نماز جمعہ کے بعد جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میری درخواست ہے کہ مرکز میں بھی اور دیگر جماعتوں میں بھی ان کا جنازہ غائبانہ ادا کیا جائے۔

پیغام صلح: مرکز میں جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ دیگر جماعتوں سے ادائیگی جنازہ کی درخواست ہے۔

اظہار تعزیت

—— آج اساتذہ و طلباء مسلم ماڈل سکول نمبر ۲ لاہور کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت سید منور حسین شاہ صاحب منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل ریزولیوشن منظور کیا گیا:—

"ہم اساتذہ و طلباء مسلم ماڈل سکول نمبر ۲ لاہور چوہدری فضل حق صاحب کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر انتہائی غم و رنج کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں چوہدری صاحب کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"

فیصلہ کیا گیا کہ:۔

(۱)۔ اس ریزولیوشن کی ایک نقل چوہدری فضل حق صاحب کو بھیجی جائے۔

(۲)۔ اس ریزولیوشن کی ایک نقل پیغام صلح بغرض اشاعت بھیجی جائے۔

(۳)۔ سکول اظہار تعزیت کے طور پر باقی وقت کے لئے بند کیا جائے۔

سید منور حسین
سیکنڈ ماسٹر

آپ کے خطوط

(بقیہ صفحہ)

نے ممبران کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان سے آئندہ بھی بھرپور تعاون کی درخواست کی۔ انتظامی کمیٹی کے ممبران کے نام حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ظفر مسعود صاحب (۲) سجاد احمد صاحب
۳۔ جمیل احمد صاحب (۴) بشیر احمد صاحب
۵۔ الیاس عبد اللہ صاحب
۶۔ عزیز الحق صاحب۔

خاکسار۔ سیکرٹری

شادی اور عطیہ

چک 2/4-L اوکاڑہ میں 11/69 ۔2 کو بروز اتوار مندرجہ ذیل شادیوں کی تقریب منعقد ہوئی۔

(۱) چوہدری ریاض احمد صاحب ولد چوہدری شبیر احمد صاحب چک 2/4-L اوکاڑہ کا نکاح ریحانہ نسرین بنت چوہدری بشیر احمد صاحب چک 2/4-L اوکاڑہ سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر ہوا۔

(۲) چوہدری نصیر احمد صاحب ولد چوہدری شاہ محمد صاحب مرحوم لال پور کا نکاح نرگس بیگم بنت چوہدری بشیر احمد صاحب چک 2/4-L اوکاڑہ سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر ہوا۔

مرکز سے چوہدری فضل حق صاحب افسر تنظیم جماعت، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب جنرل سیکرٹری اور چوہدری غفور احمد صاحب نے اس تقریب میں شرکت کی۔

خطبہ نکاح ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے پڑھا جس میں آپ نے حقوق زوجین پر روشنی ڈالی اور خطبہ نکاح کی آیات مبارکہ کی بڑے اچھے انداز سے تشریح فرمائی جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ جانبین کی طرف سے اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ۔/4 روپے عطیہ برائے اشاعت اسلام دیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شادیوں کو بابرکت بنائے۔

چوہدری فضل حق صاحب نے جماعت کے دستور سے فرداً فرداً ملاقات کی اور تنظیم جماعت کی طرف توجہ دلائی۔ مخلص قاضی طارق محمود۔ رحمان کالونی اوکاڑہ

خطبہ جمعہ (بقیہ صفحہ ۲)

کی تعلیمات شرف و عزت کا باعث ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان تعلیمات کی پابندی کریں۔ آج پاکستان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کی بہت بڑی ضرورت ہے اس پر عمل کرو گے تو تمہاری عزت اور شرف اور بزرگی بڑھ جائے گی۔

ایک جنازہ غائبانہ

ایک خط ایبٹ آباد سے آیا ہے ایک ہمارے دوست عجب خان صاحب تحصیلدار رہے ان کے دو بیٹے ہیں میجر ایوب اور تاج محمد آزاد خاں صاحب کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے اس خط میں مرحومہ کی بلند اخلاقی اور خوبیوں کا ذکر ہے۔ مجھے ان کے گھر میں جانے کا موقعہ ملا تھا۔ ان کی بچیاں ادب و آداب میں نہایت بلند مرتبہ رکھتی ہیں۔ آج وہ لڑکے اور لڑکیاں اور بچے والدہ کی شفقت سے محروم ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیماروں کے لئے درخواست دعا

نماز کے بعد جنازہ غائبانہ میں مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا کریں۔

مولینا شیخ عبد الرحمٰن مصری صاحب گذشتہ دنوں سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔

شیخ اللہ بخش صاحب بدوملہی کے تاجر ہیں ان کا لڑکا بیمار ہے۔ ان کے علاوہ جو اصحاب بیمار ہیں یا مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو صحت عاجلہ کاملہ عطا فرمائے۔ (دعا کی گئی اور نماز جمعہ کے بعد خان آزاد خان صاحب مرحوم کی اہلیہ کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ — ایڈیٹر)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے۔ مبلغ انگلستان

پیغام احمدیت

(۵)

کتاب "قادیانی مذہب" کے اعتراضات پر تبصرہ

"پیغام احمدیت" کا حرف گفتنی قارئین پیغام صلح نے پڑھ لیا۔ آئندہ اقساط میں "قادیانی مذہب" مؤلفہ پروفیسر الیاس برنی کے بعض اعتراضات پر تبصرہ پیش کیا جائے گا۔ پہلے اعتراض اور اس کا خلاصہ۔ بعد میں جواب ملاحظہ ہو۔ اعتراضات کے نمبر برنی صاحب کی تصانیف کے ہیں۔

(۴) سندھی۔ فصل پہلی صفحہ ۹۔ خلاصہ اعتراض

ایک ضلع ہوشیار پور کی چند بوڑھی عورتوں نے بتایا کہ بچپن میں حضرت مرزا صاحب کو سندھی کہتے تھے اور وہ اس گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے .... دستور ہے کہ کسی منت کے ماننے کے نتیجہ میں عورتیں اپنے کسی بچہ کا عرف سندھی رکھ دیتی ہیں (بحوالہ سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۳) پھر ق-م (یعنی قادیانی مذہب) کے صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے کہ

ایک میں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے (بحوالہ سیرۃ المہدی)

جہاں تک ناموں کا تعلق ہے ہر ملک اور قوم میں لوگوں کو مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبیوں کے نام پر نام رکھنے چاہئیں یا خدا کے نام سے قبل عبد لگا کر نام رکھا جائے۔ ایسے نام رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں جن کے معنی کے مطابق انسان قرار ہوتا ہے یعنی اسم اور مسمی میں مطابقت ہو۔ جن ناموں سے تزکیہ نفس یا تعلی اور تکبر ظاہر ہوتا ہو یا شرکیہ نام ہوں یا چڑانے والے نام ہوں یا جن ناموں سے بدنامی یا بدشگونی معلوم ہوتی ہو یا جن ناموں سے سختی یا قحط یا بڑا وصف ظاہر ہوتا ہو یا جن ناموں سے خدا کی نافرمانی ظاہر ہوتی ہو ایسے ناموں کا رکھنا ممنوع ہے۔

عربوں کی ایک شاخ اسماعیلی تھے۔ ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ:

"اسماعیلی ازل سے بدو تھے اس لئے حالات گردوپیش کے اثر سے کتا۔ بھیڑیا۔ شیر۔ چیتا۔ پہاڑ۔ پتھر وغیرہ نام رکھتے تھے"

(مولوی سعید احمد انصاری۔ سیر الانصار حصہ اول صفحہ ۱۱)

اسی طرح دوسرے عربوں کے نام بھی اسی قسم کے ہوتے تھے۔ اسود۔ ابیض۔ اسد۔ بکر۔ جیش۔ حزن۔ مرۃ۔ حرب وغیرہ۔ اسلام لانے کے بعد بعض نام اسی طرح برقرار رہے اور بعض بدل گئے۔

عربوں میں کنیت کا بھی دستور رہا۔ حضرت علیؓ کی کنیت ابو تراب (مٹی کے بیٹے یا مٹی کے باپ) اور حضرت عمر بن عامر کی کنیت ابو ہریرہ (بلی والے) تھی۔ اور آنحضرت ﷺ نے ایک چھوٹے بچے کو ابو عمیر کہ کے آواز دی تھی۔ حضرت انس بن مالک کی کنیت نبی کریم صلعم نے ابو حمزہ تجویز فرمائی۔ حمزہ ایک سبزی کا نام ہے جسے حضرت انسؓ چنا کرتے تھے۔ حضرت زیدؓ جب چھوٹے تھے انہیں ایک غزوہ میں نیند آ رہی تھی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یا ابا رقاد۔ اے نیند کے باپ اٹھ۔

مندرجہ بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے قابل غور امر یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کی والدہ نے آپ کو کبھی سندھی کہہ کر پکارا یا گاؤں کی عورتیں اس نام سے پکارتی تھیں تو اس میں غیر اسلامی بات کونسی ہوئی۔ آخر برنی نام میں ایسی کونسی اسلامیت ہے جو سندھی میں نہیں۔ اور یہ معلوم برنی صاحب کو خود بچپن میں کن کن ناموں سے پکارا جاتا ہوگا۔

اب اس مسئلہ کے دوسرے پہلو پر غور کیجئے کہ حضرت صاحبؑ چڑیاں پکڑا کرتے تھے۔ آخر بچپن کھیل کود کی عمر ہوتی ہے یہ نہیں کہ اولیاء اتقیاء پیدا ہوتے ہی "اللہ ھو" "اللہ ھو" کے نعرے لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر ان کے بچپن کے حالات پردۂ اخفاء میں ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی زندگی بچپن کی کھیل کود اور شوخیوں سے محروم رہی۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے متعلق لکھا ہے:-

"کبھی نماز کی حالت میں پشت مبارک پر چڑھ کر بیٹھ جاتے کبھی رکوع میں ٹانگوں کے درمیان گھس جاتے کبھی ریش مبارک سے کھیلتے۔ غرض طرح طرح کی شوخیاں کرتے۔ جان نثار نانا نہایت پیار و محبت سے ان طفلانہ شوخیوں کو برداشت کرتے اور کبھی مادیبانہ بھی نہ جھڑکتے بلکہ ہنس دیا کرتے"

(مولوی شاہ معین الدین احمد ندوی سیر الصحابہ جلد ششم)

نبی کریم صلعم نہ صرف بچوں کے حق میں اس قدر شفیق تھے کہ ان کی شوخیوں پر برا مناتے تھے بلکہ نوجوانوں کو بھی خوش طبعی اور کھیل کود سے منع نہ کرتے تھے۔ چنانچہ روایات میں ذکر ہے:-

"حضرت جابر نے اپنے والد کی شہادت کے بعد ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا تھا۔ آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو فرمایا بیوہ سے کیا فائدہ؟ کسی کنواری سے کیا ہوتا وہ تم سے کھیلتی تم اس سے کھیلتے عرض کیا بہنیں خورد سال تھیں اس لئے ہوشیار عورت کی ضرورت تھی جو ان کے کنگھی کرتی جوئیں دیکھتی کپڑے سی کر پہناتی۔ فرمایا اصبت (تم نے ٹھیک کیا) (مولوی سعید احمد صاحب انصاری) سیر الانصار حصہ اول صفحہ ۲۵۸ بحوالہ مسند بخاری)

اب رہا چڑیوں کا شکار۔ تو یہ شریعت کے کس قانون کی رو سے حرام ہے جہاں تک ذبح کا تعلق ہے ہر ایسی چیز سے ذبح جائز ہے جس میں زخم پہنچانے کی صلاحیت ہے۔ سوائے دانت، ہڈی اور ناخن کے۔ ڈور اور دھاگے سے بھی چھوٹے چھوٹے پرندوں کو ذبح کیا جا سکتا ہے ذبح کے مختلف طریقوں پر بحث کرتے ہوئے فقہ شافعی کی کتب میں لکھا ہے:-

"لکڑی اور بانس کی دھار میں بھی کاٹنے کی قابلیت ہو تو کافی ہے حتیٰ کہ ڈور اور دھاگا سادہ یا مانجھا سے تیز کیا ہوا چھوٹے ہوتے پرند کو ذبح کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے"

(المبسوط فقہ شافعی اردو۔ مؤلفہ احمد جنگ صفحہ ۲۲۳۔ انتخاب پریس حیدر آباد دکن۔ تاریخ اشاعت ۱۹۵۲ء)

معلوم ہوا کہ چڑیوں کو نہ صرف سرکنڈے بلکہ ضرورت پڑنے پر تیز کئے ہوئے یا سادہ ڈورا اور دھاگے سے بھی ذبح کیا جا سکتا ہے۔

سنن ابو داؤد میں ہے:-

"یا رسول اللہ اگر ہم میں سے کسی کو شکار مل جائے اور اس کے پاس چھری موجود نہ ہو تو کیا تیز پتھر یا لکڑی کے ٹکڑے سے اس شکار کو ذبح کر لے۔ آپ نے فرمایا تو اللہ جل جلالہ کا نام لے کر جس چیز سے چاہے اس سے اس کے خون کو بہا دے"

(سنن ابو داؤد کتاب الضحایا)

چڑیاں پکڑنے کی بات چل نکلی تو ایک تابعی کا حال بھی سن لیجئے:-

"شرجیل بن سعد نے بازار میں ایک چڑیا پکڑی تھی۔ زیدؓ نے دیکھ لیا۔ پاس آ کر ایک دھپڑ مارا اور چڑیا چھین کر اڑا دی کہا "اپنے نفس کے دشمن تجھ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے"

(سیر الانصار حصہ اول صفحہ ۳۵۴ بحوالہ مسند ۱۸۱-۱۹۲ ج ۵)

معلوم ہوا کہ حضرت زیدؓ صحابی رسولؐ اور کاتب وحی رسالت کے نزدیک چڑیاں پکڑنا حرام نہیں تھا۔ جس بات سے انہوں نے منع کیا تھا وہ مدینے کی حدود میں چڑیوں کو پکڑنا تھا۔

اور ایک صحابیؓ تو ایک بار چڑیا کے بچے بھی پکڑ کر اپنے کمل میں لپیٹ لائے تھے اور ان کے ساتھ بچوں کی ماں بھی آ گئی تھی۔ اور اڑا سے نہ اڑتی تھی۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا۔

"بے شک اللہ جل جلالہٗ اپنے بندوں سے اس سے زیادہ محبت رکھتا ہے جتنی یہ چڑیا اپنے بچوں سے رکھتی ہے" (سنن ابو داؤد۔ کتاب الجنائز باب الامراض)

۵۔ لطیف اشارہ

فصل پہلی صفحہ ۹۔ خلاصہ اعتراض:-

حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا جو پیدائش کے کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئی۔ حضرت صاحب کے الہام۔ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ میں اسی طرف لطیف اشارہ تھا۔

ایک اور مقام پر حضرت صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

" جنت کا لفظ اس عاجز کے الہامات میں کبھی اس جنت پر بولا جاتا ہے جو کہ آخرت سے تعلق رکھتا ہے اور کبھی دنیا کی خوشی اور فتحیابی اور سرور اور آرام پر بولا جاتا ہے "

(مکتوبات احمدیہ جلد اوّل ص ۸۲ - ۸۳ مکتوب بنام عباس علی شاہ صاحب)

چونکہ جنت مرحومہ فوت ہو کر جنت میں چلی گئی تھیں اس لئے حضرت مرزا صاحب نے اس الہام سے اپنے نیک انجام کی جو دنیا و آخرت سے متعلق رکھتا ہے خوشخبری مراد لی۔ ویسے تریاق القلوب میں اس سلسلہ میں یہ بحث بھی موجود ہے کہ آنے والے مسیح کی توام پیدائش کے متعلق محی الدین ابن العربی نے لکھا تھا کہ وہ توام پیدا ہوگا۔ پہلے ایک لڑکی پیدا ہوگی اس کے بعد آپ کی پیدائش ہوگی :-

" آخری مولود جو بنی نوع انسان میں پیدا ہوگا جو اللہ تعالےٰ کے اسرار کا حامل ہوگا۔ اور اس کے بعد کوئی لڑکا اس قسم کا پیدا نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ اس کے ساتھ اس کی بہن پیدا ہوگی جو اس سے پہلے پیدا ہوگی اور وہ اس کے بعد پیدا ہوگا۔"

(شرح نصوص الحکم ص ۸۴ بحوالہ مجدد اعظم حصہ اول ص ۱۰ مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

بچپن کی بات

فصل پہلی ص ۸۹ - خلاصہ اعتراض :-

حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ بچے تھے تو بعض بچوں کے کہنے پر اپنے گھر سے میٹھا لانے گئے اور برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گئے۔ راستہ میں ایک مٹھی بھر کر اپنے منہ میں ڈال لی جس سے دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ وہ میٹھا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔

(بحوالہ سیرۃ المہدی ص ۲۲۶)

کسی امر کا فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ فعل خیر ہے یا شر اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ فعل نہ خیر ہو نہ شر۔ کیا ایک بچے کا اپنی لاعلمی سے پسا ہوا نمک منہ میں ڈال لینا شر کی ذیل میں آ سکتا ہے - یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔ بلکہ بچپن میں ایسی حرکات کا سرزد ہو جانا فطرت سے زیادہ قریب ہے کہ آجکل بھی بہت سی ادویات پر یہ ہدایات درج ہوتی ہیں کہ انہیں بچوں کی دسترس سے باز رکھا جائے - بچوں کی بات تو خیر الگ ہے بعض اوقات بڑے بڑے لوگ بھی ایسی غلطی کر بیٹھتے ہیں کہ کھانے میں نمک ڈالنے کی بجائے کوئی اور زہریلی چیز ڈال دی۔ میرا آنکھوں دیکھا حال ہے کہ لندن میں ایک گھر میں چند دوست مدعو تھے ایک صاحب نے چائے میں دودھ ڈالنے کی بجائے پانی میں گھلی ہوئی فینائل ڈال دی۔ (صاحب خانہ نے اسے دودھ کی بوتل میں ڈال کر کسی غرض کے لئے رکھ چھوڑا تھا) جب لوگ چائے پینے لگے تو اس میں سے فینائل کی خوشبو آئی تو پھر سب کو اس غلطی کا احساس ہوا -

بچپن کی بات جہاں شریعت بھی انسان کو معذور سمجھے اس پر اعتراض کیسا ؟ اگر یہ واقعہ اس غرض سے درج کیا گیا ہے کہ قارئین " قادیانی مذہب " پڑھتے پڑھتے بور نہ ہوں تو اور بات ہے۔

ادھر اُدھر

فصل پہلی ص ۸۹ - خلاصہ اعتراض :-

حضرت مرزا صاحب کے متعلق ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ :-

ایک دفعہ جوانی کے زمانے میں آپ اپنے والد کی پنشن وصول کرنے گئے - آپ کا چچا زاد بھائی مرزا امام الدین بھی آپ کے پیچھے چلا گیا اور آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر اُدھر پھرتا رہا اور اس طرح سارا روپیہ ختم ہو گیا تو آپ شرم سے گھر واپس نہیں آئے۔ مرزا امام الدین خود بھی حضرت صاحب کو چھوڑ کر ادھر ادھر پھرتا رہا آخر اس نے ایک قافلے پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا - وغیرہ -

کسی شریف انسان کو پھسلانا اور دھوکہ دینا ایسا تجربہ نہیں جس کی مثال اس واقعہ سے قبل نہ ملتی ہو- آخر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی اپنے آپ کو خیر خواہ جتا کر یوسفؑ کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے ان کے والد کے پاس گئے تھے ابن کثیر فرماتے ہیں :-

" سب بھائیوں نے اس رائے پر اتفاق کر لیا کہ یوسفؑ کو لے جائیں اور کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈال آئیں - اس کے طے کرنے کے بعد باپ کو دھوکہ دینے اور بھائی کو پھسلا کر لے جانے اور اس پر آفت ڈھانے کے لئے سب مل کر باپ کے پاس آئے "

(تفسیر ابن کثیر زیر آیت سورۃ یوسفؑ ۱۱ - مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

جب حضرت یعقوب علیہ السلام باوجود نبی ہونے کے ان کے کہنے میں آ گئے اور حضرت یوسفؑ کو ان کے ساتھ کر دیا اور اپنے بیٹوں کے پھسلانے میں آ گئے تو کسی اور صالح اور متقی نوجوان کا اپنے چچا زاد بھائی کے دھوکے میں آ جانا کس قانون کی رو سے اخلاقی جرم ہے اگر اسے بفرض محال جرم بھی سمجھ لیا جائے تو اس پر اعتراض ایسے لوگوں کے منہ کو زیب نہیں دیتا جو یہ سمجھتے ہیں کہ

" نبوت کے لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ انبیاء قبل از نبوت بھی گناہ و خطا سے پاک ہوتے ہیں "

(المنتقی من منہاج السنۃ النبویۃ - از علامہ ابن تیمیہ - مترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ناشر ادارہ احیاء السنۃ گھرجاکھ ضلع گوجرانوالہ ص ۱۲۸)

" خوارج کے سوا مسلمانوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ انبیاء خداوندی احکام کے پہنچانے میں معصوم تھے اور ان کی اطاعت واجب ہے جمہور کے نزدیک انبیاء سے صغائر کا صدور ممکن ہے - تاہم وہ صغائر پر قائم نہیں رہتے "

(ایضاً ص ۲۲۸)

اور حضرت مرزا صاحب تو خود فرماتے ہیں :-

" نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بجز انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے -"

(کرامات الصادقین ص ۵)

اگر حضرت مرزا صاحب اپنے چچا زاد بھائی کے دھوکے میں آ گئے تو اسے نہ کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے نہ صغیرہ (اگر فقہا کی یہ تقسیم تسلیم کر لی جائے) اگر باپ بیٹے کے دل میں کوئی اس سلسلہ میں شکر رنجی پیدا ہو گئی ہو تو وہ صحیح صورت حال کے سامنے آنے سے دور ہو گئی ہو گی - جب تک انسان اس دنیا میں رہتا ہے اسے اس قسم کے حالات و دشواریاں پیش آتی ہی رہتی ہیں۔

(باقی - باقی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

فجی کے ایم حسین صاحب کی آمد اور روانگی

برادرم مکرم ڈاکٹر صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

فون پر اطلاع ملنے پر فجی کے ایس- ایم حسین صاحب کا میں نے ائرپورٹ پر بدھ ۱۵ اکتوبر کو استقبال کیا - ان کے ایک عزیز ناظم آباد میں تھے جن کو اطلاع کی گئی اور وہ ان کو اپنے ہاں لے گئے

حسین صاحب جمعہ کے دن نماز جمعہ میں شامل ہوئے - انہوں نے نماز پڑھائی اور اس کے بعد ایک مختصر سی تقریر میں فجی میں تحریک احمدیت کی بدولت احیائے اسلام کے حالات کا تذکرہ کیا - مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے وہاں پہنچ کر تمام مذاہب خاصکر ہندو آریہ اور عیسائیت سے مقابلہ کیا اور ان کو ایسا نیچا دکھایا اور اسلام کا ایسا بول بالا ہوا کہ آج تک یہ مذہب سر نہیں اٹھا سکے۔

حال میں مولانا احمد یار صاحب نے اپنے فجی کے تین سال کے قیام میں جماعت کی تنظیم میں بہت کام کیا - اور اپنی تبلیغی سرگرمیوں سے دین اسلام کی شان دوبالا کی - غرض تحریک احمدیت نے ان جزائر میں اسلام کو پھر زندہ کیا -

حسین صاحب نے اپنا ایک فوٹو بھی دیا ہے جو میں اسی ملفوف میں بھیج رہا ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی کراچی میں آمد اور جماعت سے خطاب کے بارہ میں اخبار پیغام صلح اور لائٹ میں لکھا جائے -

وہ بروز ہفتہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو یہاں سے علی الصبح ببئی روانہ ہو گئے - اور صاحبان لاہور کا شکریہ ادا کرتے ہیں - اور ان کو سلام دیا ہے - والسلام

خاکسار - رحیم بخش
کراچی

جناب عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب

کنگ سکول اینڈ کالج ایبٹ آباد۔

چاند شق ہو چکا اور عذاب الٰہی کی گھڑی آپہنچی

۵

کائنات کی تسخیر سوچنے والے کاش اپنے رب کو پہچان لیں

قریب ترین کرہ چاند پر بھی انسانی زندگی ناممکن ہے کیونکہ وہاں ہوا نہیں ہے۔ نیز چاند پر دن کے وقت درجہ حرارت پانی کے نقطہ کھولاؤ سے بھی بڑھ جاتا ہے اور رات کو پانی کے نقطہ انجماد سے بھی ۱۰۰ درجے نیچے چلا جاتا ہے۔ اس قدر شدید سردی اور گرمی میں زندگی محال ہے۔ وہاں بیرونی دباؤ صفر ہے۔ یعنے بغیر حفاظتی لباس کے انسان وہاں اس قدر پھول جائے گا کہ پھولتے پھولتے پھٹ جائے گا۔ ہوا کی غیر موجودگی کی وجہ سے ایک دوسرے سے باتیں بھی نہیں ہو سکتیں۔ اگر چاند پر کسی کے قریب کوئی دھماکہ ہو تو وہ چاند کی زمین کو پاش پاش ہوتا تو دیکھے گا لیکن دھماکے کی کوئی آواز نہیں سُنے گا۔ چاند پر نہ بارش ہوتی ہے نہ سمندر نہ دریا! اس لئے نہ جہازوں کے چلنے۔ سونا۔ لؤلؤ اور مرجان کے نکالنے۔ پرندوں کے اُڑنے۔ بادل۔ بارش۔ اولے اور بجلی وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر یہ سب کچھ ہوتا بھی تب بھی چاند پر سورج سے نکلتی ہوئی بنفشی شعاعوں (ALTRA VIOLET RAYS) ہی کی وجہ سے بغیر حفاظتی سامان کے زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔ غرض چاند پر قرآن شریف یا دیگر الہامی کتب پڑھنے والوں کو اللہ تعالےٰ کی یہ سب باتیں غلط معلوم ہوں گی لیکن اللہ کا کلام زندہ رب کی زندہ باتیں ہیں۔ وہ کبھی بھی کسی جگہ بھی جھوٹی نہیں ہو سکتیں اور اللہ تعالےٰ کے فرمان کے مطابق آپ زمین پر ہی رہیں گے۔

اس زمین کو آپ کے مُردوں اور زندوں کے لئے کافی بنایا گیا ہے، اور آج جبکہ آپ کے حساب دان آپ کو بتا رہے ہیں کہ پیدائش کی رفتار اتنی تیز ہے کہ چند سالوں میں زمین پر تل دھرنے کی جگہ نہ رہے گی۔ یاد رہے کہ زمین نے ایسا کوئی دن نہیں دیکھنا رب العزت، جو گذشتہ، موجودہ اور آئندہ سب حالات سے بخوبی آگاہ ہے، اس نے زمین کو صحیح اندازے تک پھیلا رکھا ہے۔ آج کل جب آپ چاروں طرف سے اپنے اُوپر زمین کو تنگ ہوتا ہوا محسوس کر رہے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ تباہی کے دن قریب ہیں۔

★ "کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے لئے کافی (یا جمع کرنے والی۔ یا سمیٹنے والی) نہیں بنایا؟ اور ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے اس کی طرف چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ایک سائبان کی طرف چلو جس کے تین حصے ہیں۔ نہ وہ سایہ کرے نہ وہ تپش سے بچائے۔ بے شک وہ محل جیسے انگارے پھینکے گی گویا کہ وہ زرد اُونٹ ہیں۔۔۔۔۔۔ ($\frac{۷۷}{۲۲-۲۵}$)

تذکرۂ قرآن ہے

آپ کو ڈرانے والا آپ کا اپنا رب ہے، نبیؐ ہے اور آپ کے رب کی کتاب ہے۔ میں تو صرف ان کا پیغام آپ تک پہنچا رہا ہوں۔ آپ کو آپ کے رب نے بتایا تھا کہ جب آپ کی زمین اپنے چھپے ہوئے خزانے باہر کر دے۔ اور خوب سج جائے یہاں تک کہ اس پر قدرت پانے کا گمان ہو جائے اور پھر سیاروں کی طرف متوجہ ہو جاؤ تو سمجھ لیں کہ اب اللہ تعالےٰ کا امر اس کی تباہی کے لئے کسی بھی وقت آن پہنچے گا۔

★ "اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہاری جانوں پر پڑے گا۔ اور دنیا کی زندگی چند روز کا نفع اُٹھانا ہے۔ پھر تم نے ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر تمہیں بتلا دیں گے جو جو کچھ کہ تم کیا کرتے تھے۔ دنیاوی زیست (حیاۃ) کی مثال بارش جیسی ہے جو ہم آسمان سے نازل کرکے اس کے ذریعہ زمین کی نباتات نکالتے جس سے آدمی بھی کھاتے ہیں چوپائے بھی۔ حتیٰ کہ جب زمین اپنے زر (خزانے) باہر کر لیتی ہے اور سج جاتی ہے اور اس کے رہنے والے یہ گمان کرنے لگے کہ وہ اس پر قدرت پا گئے تو ہمارا حکم دن کو یا رات کو آن پہنچا اور ہم نے اس کو ایسا کاٹ کر رکھ دیا جیسے کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ اسی طرح ہم اپنی نشانیاں فکر کرنے والی قوم کے لئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔"

($\frac{۱۰}{۲۴-۲۳}$)

بس کھیتی پک چکی اب صرف انتظار کریں کہ کسی بھی وقت کاٹنے کا امر صادر ہو کافر۔ فاسق اور فاجر بھوسے کی طرح آگ کی نذر کیا جائے گا اور ایماندار اور نیک اعمال والوں کو مزید کھیتی باڑی کے لئے اور تخم کے لئے باقی رکھ لیا جائے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا وہ وعدہ پورا ہو جائے گا کہ زمین ایک چٹیل میدان بن کر رہ جائے گی۔

★ "تم میں سے ایماندار اور اعمال صالح والوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ زمین پر باقی رکھے جائیں گے۔"

(——)

★ "جو کچھ زمین پر ہے بے شک ہم نے اسے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون اچھے کام کرتا ہے اور جو کچھ کہ اس پر ہے ہم سب کو چٹیل میدان کر دیں گے۔"

($\frac{۱۸}{۸-۷}$)

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ:

★ "جو عمل انہوں نے کئے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے۔ پھر ان کو اڑتی ہوئی خاک کر دیں گے۔"

($\frac{۲۵}{۲۳}$)

اور یہ اس لئے کہ گذشتہ قومیں بھی، جب قوت اور دولت کے نشے میں مخمور صرف دنیاوی حیات کی طالب بنیں تو ان کے ساتھ بھی یہی کیا گیا۔

★ "سو کتنی ہی بستیاں ہیں جو ہم نے ہلاک کر دیں جو گنہگار تھیں۔ اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔ اور کتنے کنوئیں نکمے اور کتنے پکے محل اُجڑے پڑے ہیں کیا وہ زمین میں نہیں پھرے کہ ان کے ایسے دل ہو جاتے جن سے سمجھتے یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے۔ اس میں شک نہیں کہ ابصار اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

($\frac{۲۲}{۴۶-۴۵}$)

اے لوگو! اللہ کرے کہ آپ ان لوگوں میں سے نہ بنیں جن کے دل اندھے ہو چکے ہیں۔ ورنہ اللہ کی سنت نہیں بدلا کرتی۔ جو کچھ۔۔۔۔۔ پہلے والوں کے ساتھ کیا گیا وہی کچھ آپ۔۔۔۔ ۔۔۔ کے ساتھ بھی دوہرایا جائے گا۔

★ "کیا تمہارے وقت کے کافر پہلے والوں سے زیادہ بہتر ہیں یا تمہارے لئے کتابوں میں معافی لکھی گئی ہے کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ناقابل شکست جماعت ہیں۔ عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی، اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی۔ بلکہ وہ ساعت ان کا وعدہ ہے۔ اور وہ ساعت بڑی دہشت ناک اور ناگوار ہے۔۔۔" ($\frac{۵۴}{۴۴-۴۳}$)

آپ کو چاند پر نشان گاڑنے اور تہذیب ہونے پر نازاں نہیں ہونا چاہیئے پہلے والے بھی وقت تباہ کیا گیا جبکہ وہ اپنی ترقی یافتہ تہذیب پر ناز کرنے لگتے۔ اُونچی اُونچی جگہوں پر نشان بنے بڑے بڑے محلات میں رہتے۔ اپنی صنعت پر اور اپنی قوت پر گھمنڈ کرتے۔ اور تباہی کے بعد زمین پر تم سے بہتر آثار چھوڑ چکے۔

★ "تم ہر اونچے مقام پر یادگار بناتے ہو اور وہ بھی بلا ضرورت بڑے بڑے محلات بناتے ہو، جیسے دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے، اور جب پکڑ کرتے ہو تو جابر بن کر کرتے ہو، پس میرا کہنا مانو اور اس اللہ سے ڈرو جس نے ان سب اشیاء سے تمہاری مدد کی جن کا تم آج علم رکھتے ہو۔ اور جس نے چارپایوں۔ اولاد۔ باغوں اور چشموں سے تمہاری مدد کی۔ ورنہ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر رکھتا ہوں۔"

($\frac{۲۶}{۱۳۴-۱۲۸}$)

★ "اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ جو کہ اپنے سامان عیش پر نازاں تھے۔ سو یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے بعد بہت ہی کم آباد ہوئے اور ہم ہی اس کے وارث ہیں۔۔۔۔"

($\frac{۲۸}{۵۸}$)

اور قارون جب اپنے علم و ہنر پر اترایا تو اللہ تعالےٰ کی ڈانٹ یوں پڑی!

★ "کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے کئی ایک امتیں ہلاک کر دیں جو اس سے قوت میں بڑھ چڑھ کر اور جمعیت میں زیادہ تھیں؟" ($\frac{۲۸}{۷۸}$)

اور تم سب کو خطاب کرکے اللہ تعالےٰ یوں فرماتا ہے کہ:۔

★ "کیا انہوں نے زمین پر پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلوں کا کیسا انجام ہوا۔"

وہ قوت میں ان سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر تھے۔ اور زمین کو نشانات سے بھر کر رکھا۔ اور زمین کو بھی ان سے زیادہ آباد کیا۔ ان کے پاس بھی پیغام رساں کھلی دلیلوں کے ساتھ پہنچا۔ اللہ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا بلکہ وہ اپنے نفس پر خود ظلم کرتے تھے۔ پھر جب انہوں نے اللہ کے نشانوں کا انکار کیا اور ہنسی اڑائی تو ان برائی کرنے والوں کا انجام بھی بُرا ہوا۔ اللہ خلقت کی ابتداء کرتا ہے اور پھر اسے دوہراتا رہتا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ جس دن وہ گھڑی قائم ہوگی تو مجرم ناامید ہو جائیں گے۔ اور ان کے شریک کاروں میں سے ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو ان کی سفارش کرے۔ اور اپنے شریکوں سے انکاری ہو جائیں گے۔ اور جس دن وہ گھڑی قائم ہوگی تو اس دن لوگ متفرق ہو جائیں گے۔"...... (۳۰/۹-۱۴)

★ "اور وہ اللہ کی پختہ قسمیں کھاتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی بھی ڈرانے والا آیا تو وہ سب سے زیادہ ہدایت والے بنیں گے۔ پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو ان کی نفرت ہی بڑھی تکبر اور بری تدبیروں میں اضافہ ہی ہوا اور بری تدبیریں تو تدبیر کرنے والے پر ہی اُلٹ پڑتی ہیں۔ تو کیا یہ بھی اسی برتاؤ کے منتظر ہیں جو پہلے والوں سے برتا گیا؟ پس تو اللہ تعالےٰ کی عادت کو نہ تو بدلتا ہوا پائے گا اور نہ اس میں کسی قسم کا تغیر دیکھے گا۔ کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ اور جو ان سے قوت میں بڑھ چڑھ کر تھے۔ اور اللہ ایسا نہیں کہ زمین یا آسمانوں میں اسے عاجز کیا جا سکے۔ بے شک وہ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔ اگر اللہ لوگوں کے اعمال پر فوری گرفت کرتا تو سطح زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا لیکن وہ ایک مقررہ وقت تک ڈھیل دیتا ہے۔ پھر جب وہ وقت آجاتا ہے تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ (۳۵/۴۲-۴۵)

(یعنی اپنے بندوں کی حفاظت کرے گا اور طاغوتی طاقتوں کو ختم کرے گا۔ اے لوگو! اب ڈھیل کے دن ختم ہی ہوا چاہتے ہیں۔)

★ ۔کیا وہ زمین پر نہیں پھرے کہ دیکھتے ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ وہ قوت اور زمین کے آثار کے اعتبار سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے انہیں، ان کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیا اور ان کے لئے اللہ تعالےٰ سے بچانے والا کوئی نہ ہوا۔ یہ اس لئے کہ اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے صاف صاف دلیلیں لے کر آئے۔ انہوں نے ناشکری کی۔ پس اللہ تعالےٰ نے ان کو پکڑ لیا۔ بے شک وہ قوت والا اور سخت عذاب دینے والا ہے۔"...... (۴۰/۲۱-۲۲)

اور اللہ تعالےٰ کرے کہ آپ حق پہنچنے کے بعد اپنے ہی گذشتہ علم پر نازاں رہ کر اللہ تعالےٰ کی باتوں کا انکار نہ کر دیں۔

★ "کیا یہ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا جو اُن سے بڑھ چڑھ کر تھے قوت میں بھی اور ان نشانوں میں بھی جو کہ وہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں۔ پس ان کا کسب اُن کے کچھ کام بھی نہ آیا جب ان کے پاس اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچانے والے کھلی دلیلیں لائے تو وہ اپنے ہی اس علم پر نازاں رہے جو ان کو حاصل تھا اور ان پر وہ عذاب آپڑا جس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے۔ ...... (۴۰/۸۲-۸۳)

سائنسدان آپ بھی شنوا اور بینا ہیں۔ تب ہی تو کائنات کی تسخیر کی سوچ رہے ہیں۔ کاش کہ آپ کی یہ شنوائی اور بینائی آپ کے کچھ کام آئے اور اپنے ربّ کو پہچان لیں تاکہ آپ کو بھی اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کے مختلف نشانات دکھائے۔ لیکن افسوس! کہ باوجود اس کے لوگ اپنے فسق و فجور۔ بے حیائی اور مکر و فریب سے باز آنے والے دکھائی نہیں دیتے۔

★ "اور ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں میں قدرت دی تھی کہ تمہیں ان باتوں میں قدرت نہیں دی۔ اور ہم نے ان کو شنوائی۔ بینائی اور سوچ عطا کی تھی پھر نہ تو ان کی شنوائی ہی کام آئی اور نہ سوچ کار آمد ثابت ہوئی کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں کے انکاری رہے اور جس عذاب کا وہ ٹھٹھا اڑایا کرتے تھے اُن پر آن پڑا۔ اور ہم تمہاری آس پاس والی بستیوں کو ہلاک کر چکے ہیں اور اپنی قدرت کے مختلف نشان بھی دکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔"......... (۴۶/۲۷-۲۹)

اے سائنسدانو! فسق و فجور۔ مکر و فریب اور بے حیائی اور اللہ تعالےٰ سے غفلت بتلا رہا ہے کہ آپ کو آزاد رکھا گیا ہے۔ جو چاہو کرو تمہیں چھٹی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی سنّت سے کیوں بے غم ہو گئے ہیں جب کہ اللہ تعالےٰ کی سنّت سے کوتاہی بذات خود خرابی کی دلیل ہے۔

★ "۔کیا بستیوں والے نڈر (یا امن میں) ہو چکے ہیں؟ کہ ہماری طرف سے ان پر عذاب آئے جب وہ سو رہے ہوں اور کیا امن میں ہو گئے ہیں اس بات سے کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جبکہ کھیل کود میں مصروف ہوں؟۔ کیا وہ اللہ تعالےٰ کے داؤ (اچانک پکڑ) سے بے فکر ہو گئے؟ اللہ تعالےٰ کے داؤ سے سوائے نقصان اُٹھانے والی قوم کے کوئی بے فکر نہیں ہوا کرتا۔ کیا ان لوگوں پر جو زمین کے وارث ہوتے ہیں وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں بھی ان کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیں اور ہم نے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے پس وہ نہیں سنتے۔..." (۷/۹۷-۱۰۰)

اے میری قوم! آپ بھی بے فکر محسوس ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کرے کہ آپ کے دلوں کی مُہر ٹوٹ جائے اور میری باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور ان لوگوں میں سے نہ بنیں جو ہلاک کئے جا چکے ہیں۔

★ "۔کیا نڈر ہو گئے اس آسمان والے سے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا کر رکھ دے اور وہ یکایک لرزنے لگے۔ کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ تم پر پتھر برسا دے اور پھر تمہیں معلوم ہو کہ میرا ڈرانا کیسے ہوتا ہے۔ پہلے والوں نے بھی ان باتوں کا انکار کیا پھر میرا عذاب کیسے ہوا؟ ...... (۶۷/۱۶-۱۸)

★ "۔کیا وہ آسمان اور زمین کو نہیں دیکھتے جو اُن کے آگے اور پیچھے ہے۔ اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے والے بندوں کے لئے نشانیاں ہیں"...... (۳۴/۹)

★ "اور یہ کہتے ہیں کہ وہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو؟ تو یہ صرف ایک دھماکے کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں یقیناً ایسے وقت آلے گا جب کہ یہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ پس نہ وصیت ہی کر سکیں گے اور نہ گھر والوں کی طرف لوٹ کر واپس آسکیں گے۔" (۳۶/۴۸-۵۰)

★ "جو باطل کے اقراری اور اللہ تعالےٰ کے منکر ہوتے وہی نقصان پانے والے ہیں۔ تجھ سے جلد عذاب کے خواہاں ہیں۔ تو اگر (اس امت کے لئے) بھی اجل کا ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر یہ عذاب الٰہی آ ہی جاتا۔ اور البتہ ان پر یہ عذاب اچانک آئے گا اور انہیں کوئی خبر نہ ہوگی۔ تجھ سے جلد عذاب مانگتے ہیں۔ اور بے شک جہنم نے کافروں کو گھیر رکھا ہے۔ جس دن عذاب ان کو اُوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے گھیرے گا تو کہا جائے گا اپنے اعمال کا مزہ چکھو"۔ (۲۹/۵۲-۵۵)

★ اور حق کے انکاری کہتے ہیں کہ ہم پر وہ گھڑی نہیں آئے گی؟ کہہ دو کیوں نہیں، میرے عالم الغیب رب کی قسم تم پر وہ گھڑی ضرور آکر رہے گی اس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ کوئی اسی بڑی چیز مگر وہ کتاب مبین میں موجود ہے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو جزا دے جو ایماندار اور نیک اعمال والے ہیں ان کے لئے تو بخشش اور عزت والا رزق ہے اور جو ہماری نشانیوں کو عاجز کرنے کے درپے ہیں۔ (یعنے سائنسدان) ان کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔ اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ تجھ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کھل رہا ہے وہ حق ہے اور غالب تعریف کئے گئے کی راہ بتاتا ہے"

(باقی ——— باقی)

قلمی تبرکات

از محترم صالح نور صاحب لاہور

خطباتِ نور الدین

راقم الحروف نے گذشتہ ایک اشاعت میں ذکر کیا تھا کہ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح مولینا نورالدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خطبات جو کسی شیدائی نے قلمی طور پر محفوظ کئے ہوئے ہیں پیغام صلح میں ایک ایک کرکے شائع کر دیئے جائیں گے ہلذا ذیل میں ایک خطبۂ نکاح ہدیۂ قارئین ہے یہ خطبہ آپ نے مورخہ ۲۶ر اگست ۱۹۱۰ء بعد از نماز مغرب ارشاد فرمایا تھا۔"

محمد صالح نور

آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"یہ خطبہ نکاح کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکاحوں میں پڑھا کرتے تھے۔ تیرہ سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا کہ جس کا مسلمانوں میں عمل ہے میں نے اس خطبہ میں بہت بہت توجہ کی ہے بہت بہت غور کی ہے اس خطبہ کے ابتدائی لفظ الحمد للہ تمام تعریف اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے واقعی تعریف کا لفظ ہے ایک لڑکی کسی کے گھر میں پیدا ہوتی ہے تو اس کی پرورش کے لئے بڑی بڑی تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں۔ جن دنوں میں لڑکی ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے تو ماں کی سخت حالت ہوتی ہے اور پھر لڑکی کی پیدائش میں ماں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور لوگ لڑکی کے پیدا ہونے کی آواز سن کر بڑے متغیر ہوجاتے ہیں گویا ایک کرب ان کے دل پر آجاتا ہے۔ پھر لڑکی جس گھر جاتی ہے تو وہ ان کے سلوک سے، اخلاق سے بخل سے، کنجوسی سے بہت ہی بے خبر ہوتی ہے پھر شریف طبع لڑکیاں ہوتی ہیں خواہ وہ کتنی ہی شریف (ور با حیا اور شرم والی ہوں مگر اس وقت ان کو وہ سب بالائے طاق رکھنا پڑجاتا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہوتا ہے کہ لڑکی دوسرے کے گھر میں چھوڑی جاتی ہے میں قربان جاتا ہوں انبیاء کی جان پر............ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دس برس خدمتگاری کرکے ایک بیوی نکاح کی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے چودہ برس خدمت کی اللہ تعالےٰ کی بڑی حمد ہے کہ ہمارے ملک میں لڑکی سوائے محنت کے مل جاتی ہے اور پھر نکاح کے وقت بھی کچھ نہیں خرچ ہوتا یہ بڑا ہی فضل ہے۔ میری جس وقت شادی ہوئی تو وہاں کے لوگ میرے بڑے دشمن تھے اس حد تک کہ میرے قتل کرنے کے منصوبے کرتے تھے۔ مگر ایک شخص جو کسی کا مخالف ہوتا ہے اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا مگر جس نے مجھ کو لڑکی دی تھی اس کو بھی وہ کہتے تھے کہ تم کیوں دیتے ہو اس سے مخالفت کرو اس نے کہا کہ میرا تو بال بال باندھا ہوا ہے میں تو مخالفت نہیں کرسکتا کیونکہ میں نے لڑکی دے دی ہے میں آج بہت بیمار ہوں اس لئے میں آج جمعہ بھی نہیں پڑھا سکا۔ میں نے اپنی تمام عمر میں بیٹھ کر وعظ یا خطبہ نہیں پڑھا لیکن میرے حال کو خدا ہی دیکھتا ہے۔

نکاح میں بڑا شکر کا موقع ہے کہ ایک غمگسار مل جاتی ہے۔ میں جب بیمار ہوتا ہوں تو میری بیوی آدھی بھی نہیں رہتی جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ میرے غموں میں شریک ہو جاتی ہے بیویوں کا قدر کسی نے نہیں جانا مگر بیویوں کا ہونا ایک شکر کا ہی ہوتا ہے۔

اس کے بعد نحمدہٗ فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد کو ایک مفت غمگسار لڑکی مل جاتی ہے اور لڑکی والے کو بھی ایک مفت لڑکا مل جاتا ہے اس لئے ان کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی تعریف کریں۔

اس کے بعد نستعینہٗ ہے یعنے اس کام میں اللہ تعالےٰ سے مدد مانگو ——— نستغفرہٗ۔ اس کے معنے اللہ تعالےٰ سے گناہوں کی معافی مانگنا۔ نستعینہٗ کا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی شادی کرنا چاہے تو اس کو اور لڑکی والوں کو بہت بہت استخارہ کرنا چاہیئے مگر لوگوں نے اس بات کی طرف توجہ بالکل نہیں کی"

اس بارہ میں لوگوں نے ایک اور بڑی غلطی کی ہے کہ مردوں نے اس بات کو عورتوں کے ذمہ کر دیا ہے۔ یہ بڑی غلطی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الرجال قوامون علے النساء بما فضل اللہ۔ اس بات کو مردوں کے سپرد کرنا چاہیئے اس کام کو عورتوں کے سپرد کرنا بڑی ناعاقبت اندیشی ہے اس بات کو عورتوں کے سپرد مت کرو، عورتوں کے سپرد مت کرو مت کرو مت کرو۔ یہ بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس بات سے ناراض ہوتا ہے۔

تم پھر استخارہ کرو۔ ہمارا ایمان اللہ تعالےٰ پر ہونا چاہیئے اور اللہ کی پاک کتاب قرآن کریم پر ہونا چاہیئے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں میں نے مرجانا ہے عورتوں کے لئے یہ کام بالکل مت چھوڑو۔ ہر ایک بدی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔

افسوس ہے کہ ہمارے ہاتھ میں اللہ کی پاک کتاب ہے مگر کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ تم خدا سے ڈرو۔ ولی مردوں کو بناؤ۔ میں نے نبی کریم صلعم کو دیکھا ہے اور اس بات کے لئے میں بلاد اسلامیہ پوچھا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ قطعاً جائز نہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ بے ولی نکاح گویا میری داڑھی اور مونچھوں کو کاٹنا ہے میں نے یہ کبھی جھوٹی خوابیں نہیں بنائیں۔ وہ لعنتی ہوتا ہے جو جھوٹی خوابیں بیان کرتا ہے۔

لوگ عورتوں کے معاملہ میں بالکل ناواقف ہیں۔ تم منہ سے وہ بات نکالو جو بہت عمدہ ہو۔ تم عورتوں کی بے عقلی سے درگذر کرو۔ میری اگر صحت ہوتی تو میں اس خطبہ کو زیادہ لمبا کرتا۔"

ہمارا سالانہ جلسہ

مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ **۲۵ر-۲۶ر-۲۷ر-۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء** بروز جمعرات۔ جمعہ، ہفتہ۔ اتوار۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا، پہلے دن (۲۵ر دسمبر کو) مستورات کا اور باقی ایام میں مردوں کا جلسہ ہوگا۔ پروگرام جلسہ مرتب ہونے کے بعد شائع کیا جائیگا۔

مغربی پاکستان کے تمام احمدی حضرات نہ صرف خود شامل ہوں بلکہ اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی شمولیت کی دعوت دیں۔

ایک افسوسناک غلط بیانی

گذشتہ اشاعت (مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۶۹ء) میں مرزا غازی محمود بیگ لائل پور کی ایک مراسلت بعنوان "دعوتِ طعام" شائع ہوئی ہے، جس کے ابتدائی فقرات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ملک نذر حسین صاحب مزا دو نزاد ملک محمد امین صاحب مالک ڈیری فارم لائل پور کی طرف سے محترم میاں فضل احمد صاحب کو دعوت طعام دی گئی، تو انہوں نے اس وجہ سے اس وقت اسے قبول نہ کیا کہ "وہ سخت اداس اور پریشان حال تھے" اور انہوں نے فرمایا کہ جب "طبیعت میں سکون پیدا ہوگا میں خود اطلاع دوں گا۔"

ہمیں بعد میں یہ معلوم کرکے نہایت ہی افسوس ہوا کہ اس قسم کا کوئی واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا یعنے محترم میاں فضل احمد صاحب نے اس وجہ سے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار نہیں کیا تھا کہ "وہ سخت اداس اور پریشان حال تھے" بلکہ تقسیم جائداد کے بعد جو نئی مل (پنجاب وگی تیل گھی ملز) ان کے حصہ میں آئی تھی اس کا از سر نو چلانے کے لئے انتظامی کاموں میں وہ اس قدر مصروف تھے کہ دعوتِ طعام کے لئے وقت نکالنا مشکل تھا۔ اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ:-

"جب طبیعت میں سکون ہوگا
میں خود اطلاع دوں گا۔"

"سکون" سے مراد کسی اداسی اور پریشانی سے سکون ہونا نہ تھا، بلکہ کام میں بہت زیادہ مصروفیت سے سکون ہونا مراد تھا۔!

ہمیں افسوس ہے کہ مراسلہ نگار نے ایک غلط بات ان کی طرف منسوب کرکے خواہ مخواہ غلط فہمی پیدا کردی اور پیغام صلح میں اس کی اشاعت میاں صاحب محترم کے لئے تکلیف کا موجب ہوئی۔ جس کے لئے ہم ان سے صدق دل سے معذرت خواہ ہیں۔

ضرورت ایجنٹ برائے کتب

انجمن کی کتب کی فروخت کے لئے ایک ایجنٹ کی ضرورت ہے۔ جس کو معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ دلچسپی رکھنے والے اپنی شرائط اور تجربہ سمیت درخواست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔ جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔

آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح ۔ مؤرخہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۷

... وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام ... محمود ... طبع ہوا۔ اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نور ہدی از مشرق رحمت برآر — گمرہاں را چشم کن روشن نما آیات بہار

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور پاکستان

ٹیلی فون نمبر ۶۲۳۴۷
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۸

”لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے سے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔“

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں۔
۴۔ ہر مجدد وقت کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

سحری کھانے میں برکت

عن انس بن مالکؓ رضی اللہ عنہ قال
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تسحروا فان فی السحور برکۃ۔

ترجمہ:—
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ

انسان کی طاقت قائم رہتی ہے اور وہ کام کاج کر سکتا ہے۔

روزہ میں سہواً کھانا

عن ابی ہریرۃ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا نسی فاکل وشرب فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللہ وسقاہ۔

ترجمہ:—
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی صلعم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب بھول جائے اور کھا پی لے تو اپنا روزہ پورا کرے۔ اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا۔

تمہارا اُسوۂ حسنہ وہی ہو جو صحابہؓ کا تھا

ارشادات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ تمہارا اسوۂ حسنہ وہی ہو جو صحابہؓ کا تھا میرا کہنا تو صرف کہہ دینا ہے۔ توفیق کا عطا کرنا اللہ تعالےٰ کے فضل کی بات ہے۔ اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو کہ تمہارے اعمال اور افعال میں اخلاص ہو، ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو کیونکہ تم جانتے ہو اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لیکر بازار میں جاوے تو فوراً پکڑا جاویگا۔ اور آخر اسے جیل میں جا کر اپنی جعلسازی کی سزا بھگتنی پڑے گی پس اسی طرح پر خدا تعالےٰ کے حضور دھوکا نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکہ لگ سکتا ہے مگر وہاں نہیں ہو سکتا۔ جو چاہتا ہے کہ وہ خدا کا اور خدا اس کا ہو جاوے اسے چاہیئے کہ وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں ننگا ہو جاوے۔

یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں اس امر سے منع کرتا ہوں کہ تم تجارت نہ کرو یا زراعت اور نوکری یا دوسرے ذرائع معاش سے تمہیں روکتا ہوں۔ ہرگز نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے ؎

دل بایار دست باکار

تمہارا اسوہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کوئی تجارت اور بیع و شریٰ انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔ ہزاروں لاکھوں کی تجارت میں بھی وہ خدا تعالےٰ سے ایک لحظہ کے لئے جدا نہیں ہوتے۔ اس لئے تمہارا فخر اور دستاویز ایسے اعمال ہونے چاہئیں جو حقیقی ایمان کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ (ملفوظات جلد نہم)

آپ کے خطوط

"ایک پُرمسرت تقریب"

محترم جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ ڈویژنل سرجن صدر جماعت پشاور کی صاحبزادی مسماۃ صغیر خانم ایم - اے - کی شادی جناب چوہدری ضیاء اللہ صاحب سے بعوض تیس ہزار روپیہ حق مہر مورخہ ۲۶/۱۱/۶۹ کو ہوئی۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے تمام احباب جماعت اور شہر کے معززین کو صبح بارہ بجے لنچ پر مدعو کیا۔ اور تقریباً ۴ سو آدمیوں کو پُرتکلف کھانا دیا

خطبہ نکاح محترم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم - اے - بی - ٹی نے پڑھایا - آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فاضل خطیب نے فرمایا کہ "میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کے مختلف مقامات سے تین آیات تلاوت کی ہیں - یہی وہ آیات ہیں جو حضور نبی کریم صلعم ہر موقعہ نکاح تلاوت فرماتے تھے اور آج تک ایسے موقعوں پر یہ آیات پڑھی جاتی ہیں یہ وہ خطبۂ مسنونہ ہے جو چودہ سو سال سے پڑھایا جا رہا ہے اور اس سے اسلام کا ایک زندہ مذہب ہونا ثابت ہوتا ہے لوگ بدلتے رہتے ہیں حالات بدلتے رہتے ہیں ترقیاں ہو رہی ہیں اسلام کی تعلیم ہر زمانہ کے لئے مکمل اور اکمل ہے اور ہر دور کے ساتھ چلتا ہے اور اس کی تمام ضروریات کو پورا کرتا ہے

آپ نے فرمایا خطبہ اونچی آواز سے پڑھا جاتا ہے تاکہ اس میں جو حقوق ایک دوسرے کے لئے ہیں ان کی وضاحت ہو اس طرح ہر انسان حقوق الزوجین کو سمجھ سکے۔

آپ نے فرمایا کہ پہلی آیت میں اللہ تعالے نے تمام انسانیت کو مخاطب کیا ہے یایھا الناس اس کا یہ مطلب ہے تمام نسل انسانی بلا امتیاز برابر ہے اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے سامنے سوال کرتے ہو رحموں کا خیال رکھو یعنی رشتہ داروں کو پالو - اللہ تعالے تمہارے اوپر کڑی نگاہ رکھتا ہے - فاضل خطیب نے فرمایا رقیب کے معنے کڑی نگاہ رکھنے والا - اللہ تعالے ہمارے سب اعمال کو خوب جانتا ہے -

دوسری آیت میں یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ فرمایا اس میں مؤمنوں کو خطاب کیا ہے اور تقوے کی ہدایت کی ہے آپ پر موت کامل فرمانبرداری کی حالت میں آئے یعنی آپ کی تمام زندگی اللہ تعالے کی رضا اور خوشنودی میں گذرے یہاں تک کہ موت بھی ایسی حالت میں آئے -

تیسری آیت میں اللہ تعالے نے فرمایا اے مؤمنوں اللہ کا تقوے اختیار کرو سیدھی اور سچی بات اختیار کرو اس سے تمہارے اعمال اچھے ہو جائیں گے اور اللہ تعالے تمہاری خطاؤں کو معاف کرے گا - ہر انسان کا مقصد حیات "کامیاب زندگی" ہے اور یہ خدا کے تقوے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے -

یہ تین مواقع پر "اتقوا اللہ" آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی اہم واقعہ کو ظاہر کرتا ہے واقعی ہی یہ نکاح زندگی کا اہم موڑ ہے اس وقت انسان کو اہم فیصلے کرنے پڑتے ہیں اس سے ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور یہ ازدواجی زندگی ہے اس موقعہ پر تین دفعہ "اتقوا اللہ" کا ارشاد فرما کر ظاہر کر دیا کہ اللہ تعالے کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ہیں - اسلام دنیا میں ایک ایسی پاک سوسائٹی بنانا چاہتا ہے جس کی مثال دنیا میں نہ ہو - نبی کریم نے فرمایا کہ تم میں سے اچھے آدمی وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کریں - نبی کریم صلعم کی زندگی میں اس کا عملی ثبوت موجود ہے سب سے پہلے ایمان لانے والی آپ کی اپنی بیوی تھیں - فاضل خطیب نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے تاکہ تمہارے سکون اور محبت کی زندگی پیدا ہو - اس واسطے زوجین کو ہر موقعہ پر تقوے اختیار کرنا چاہیئے - جناب مرزا صاحب نے فرمایا کہ نبی اکرم صلعم نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا سنو! - اپنے غلاموں سے اچھا سلوک کرو - اپنی بیویوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ - یہ خدا کی امانت ہیں - یہ ہے اسلام کی تعلیم اور اسی میں دنیا کی نجات ہے - یہ رشتہ ازدواجی دنیا کی دوسری قوموں میں ایک کھیل بن گیا ہے مگر اسلام نے حقیقی مودت پیدا کی ہے -

مختصر یہ کہ اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی نگہداشت پر از حد زور دیا ہے -

فاضل خطیب نے فرمایا کہ اس تقریب عقدہ بھی کہتے ہیں جس کے معنے وعدہ کرنے اور گرہ لگانے کے بھی ہیں یہاں پر الفاظ تقوےٰ پر زور دیا ہے جس کے معنے نیکی کر چلنا اور حقوق کی نگہداشت کرنا ہے اخلاق کا اچھا ہونا ایمان کی دلیل ہے - اور اخلاق کی ابتدائی درسگاہ گھر اور ماں کی گود ہے - گھر کا اچھا ماحول اعلےٰ کردار کا ضامن ہے -

غرضیکہ فاضل خطیب نے تقوےٰ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نہایت وضاحت سے بیان کیا اور ازدواجی رشتہ کو اسلامی فلسفیانہ رنگ میں بیان فرمایا۔

اکثر احباب کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ یہ نکاح کا خطبہ جس میں ازدواجی رشتہ کا بیان ہوا ہے بہترین خطبہ ہے اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے اپنی زندگیوں میں پہلی بار ایسا فاضلانہ خطبہ سنا ہے - کاش ہمارے علماء اس بات کو سمجھیں -

الحمدللہ نہایت خوش اسلوبی سے یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی - جناب ڈاکٹر صاحب اور چوہدری ضیاء اللہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں -

الراقم - محمد الرحمٰن - پشاور

مولانا مودودی کے متعلق ایک اور فتویٰ

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

ذیل کی اخباری خبر قارئین پیغام صلح کے علم میں لا کر ممنون فرمائیں:-

کراچی ۱۳ نومبر (نمائندہ خصوصی) مرکزی جمعیت العلمائے اسلام کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے مولانا مودودی کے اس بیان پر کہ تمام مسلمانوں کو سوشلسٹ علما کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی مولانا مودودی ملک میں تشدد کا پرچار کر رہے ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس کے نتیجہ میں مارشل لاء لگا ہے مولانا مودودی نے جب یہ کہا ہے کہ ہمارے علماء کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس کے بعد سے ہمارے علماء کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے انہوں نے کہا کہ مولانا مودودی کے تشدد آمیز بیان کے باوجود ابھی تک ہمارے کسی عالم کو ملک کی کسی مسجد سے نکالا نہیں کیا گیا اور نہ ہی کسی عورت نے اپنے شوہر سے مولانا مودودی سے اختلاف رکھنے کی بناء پر طلاق لی ہے مفتی محمود نے ایک مقامی اخبار میں شائع ہونے والی اس خبر کی تردید کی جس میں ان سے منسوب کیا گیا تھا کہ مولانا مودودی سچے مسلمان ہیں اور نہ ہی ان کے متعلق کافر ہونے کا فتوے دیا ہے - البتہ میں اب بھی یہ کہتا ہوں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں انہوں نے کہا کہ اسی طرح مشرقی پاکستان میں کئی سو علما کے دستخطوں سے ایک فتوے جاری ہوا ہے جس پر مولانا احتشام الحق تھانوی کے بھی دستخط ہیں اور اس میں مولانا مودودی کو اہل سنت الجماعت سے خارج قرار دیتے ہوئے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز قرار دیا گیا ہے"

کیا مولانا مودودی اور ان کے حامی جو دوسرے مسلمانوں کو کافر اور مرتد قرار دینا اہم دینی کارنامہ سمجھتے ہیں، علماء کے اس فتوے پر غور کریں گے؟

خاکسار - شیخ مظہر مسعود - گوجرانوالہ

بیان القرآن مفت

ہمارے ایک کرم فرما نے ۲۵ عدد سیٹ "بیان القرآن" مکمل آفسٹ مفت تقسیم کرنے کے لئے مرحمت فرمائے ہیں - وہ احباب جو اس بلند پایہ تفسیر کے مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں لیکن استطاعت خرید نہیں رکھتے وہ اپنی درخواستیں ذیل کے پتہ پر فوراً ارسال کریں -

ڈاکٹر اللہ بخش - آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلسہ سالانہ ۱۹۶۹ء پر خاص رعایت

کتب از ممتاز احمد صاحب فاروقی

- ★ انکڈوٹس فرام دی لائف آف پرافٹ محمدؐ -/۷ روپے کی بجائے -/۲ روپے میں
  یعنی رسول اکرم صلعم کی حیات طیبہ میں سے سبق آموز واقعات
- ★ راہ راست
  یعنی بعض مزدوری اسلامی عقائد و مسائل پر تبصرہ -/۲ روپے کی بجائے -/۱ روپے میں -
- ★ - فتح حق
  حضرت بانئ تحریک احمدیت علیہ السلام کے دعاوی پر اعتراضات پر مختصر اور جامع تبصرہ -/۲ روپے کی بجائے -/۱ روپے میں -

ملنے کا پتہ
دار الکتب اسلامیہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام - لاہور

درخواست دعا

" تمام احباب سلسلہ خصوصاً بزرگان جماعت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بھائی صوبیدار میجر عبدالحکیم خان اور ان کے بھتیجے نذیر احمد خان جو کہ ایک قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہیں اور سوا سال سے بطور حوالاتی جیل میں ہیں ان کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے ان کی تاریخ ۲۷ نومبر ۱۹۶۹ء عدالت سیشن پشاور میں مقرر ہوئی ہے یاد رہے کہ یہ دعوے ان پر بالکل جھوٹا پرانی دشمنی کی بناء پر کیا گیا ہے اور وہ اس کیس میں بالکل بے گناہ ہیں - رمضان کا مہینہ ہے رات کی نمازوں میں ان کے لئے دعا کرتی ہر فرد جماعت سا

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۶ نومبر ۱۹۶۹ء

سکھ مذہب اور اسلام

آج کل پاکستان کے شہر ننکانہ صاحب میں جو گورو نانک جی مہاراج کی جائے پیدائش ہے گورو جی مہاراج کے پانچسو سالہ یوم پیدائش کا جشن منایا جا رہا ہے۔ اس جشن میں حصہ لینے کے لئے برطانیہ۔ امریکہ۔ افغانستان بھارت اور کئی دوسرے مقامات سے سات ہزار سکھ یاتری آئے ہوئے ہیں اور گوردوارہ جنم استھان میں گورو جی مہاراج کو نہایت عزت و احترام سے خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ اس جشن کا افتتاح مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے چیف جسٹس قدیر الدین احمد نے کیا آپ نے یاتریوں کے اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بجا طور پر اس حقیقت کا اعلان کیا کہ ہم پاکستانی آپ سب کی پوری عزت کرتے ہیں کیونکہ ایک تو آپ ہمارے معزز مہمان ہیں، دوسرے آپ لوگ مذہب کو دل و جان سے عزیز رکھتے ہیں۔ اگر آپ مذہب کے پرستار نہ ہوتے تو بڑے بڑے اخراجات برداشت کر کے دور دراز کے سفر کی تکلیف کیوں اٹھاتے یہ گوشہ زمین کوئی سیر کی جگہ تو نہیں مگر یہاں آپ کو راحت اور روح کے لئے سکون کا سامان ملتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا زیارت کرنے کا شوق ہم پاکستانیوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے اور ہم آپ کے پاکیزہ جذبات کی قدر کرتے ہیں کیونکہ ہم پاکستانی مذہب کے دلدادہ ہیں اور مذہب کو مادی دنیا سے اونچا سمجھتے ہیں، اور اس لئے ہم دینداروں کو دنیاداروں سے اچھا یقین کرتے ہیں، ہمیں یہ دیکھ کر اطمینان ہوتا ہے کہ آپ جیسے مذہب کے پرستار ہماری سرزمین پر اس لئے تشریف لائے ہیں کہ یہاں آکر اپنی روحانی پیاس بجھائیں۔

مسٹر جسٹس قدیر الدین احمد نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ گورو نانک جی مہاراج جیسے بلند پایہ بزرگ جن کی روحانی روشنی پانچ سو سال سے پھیلی ہوئی ہے ہماری اسی سرزمین میں پیدا ہوئے اور یہ سرزمین ان جیسی پاک ہستی کی یادگار بنی، گورو جی نے جو اعلےٰ نصیحتیں اور ہدایتیں کیں، ان کا ایک طرح کا تعلق اس سرزمین سے بھی ہے جس طرح یہ سرزمین آپ کی ممنون ہے اسی طرح گورو نانک جی مہاراج کی روحانی بلندیاں نیک دل انسانوں کی منزلیں بنی رہیں گی اور بنی ہوئی ہیں۔

مسٹر جسٹس قدیر الدین احمد کے یہ ارشادات بالکل بجا اور قابل قدر ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ چونکہ سکھ ایک مذہبی قوم ہیں اور پاکستان کی سرزمین میں ہر مذہب و ملت کے عقیدتمندوں کو اپنی مذہبی رسوم ادا کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے، کیونکہ اسلام نے یہی حکم اس زمین کے باسیوں کو دیا اسی وجہ سے سکھوں کے تمام گوردواروں کی یہاں پوری حفاظت کی جاتی ہے یہاں تک کہ گورو نانک جی مہاراج کے گوردوارہ جنم استھان کو حکومت پاکستان نے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے سکھ یاتریوں کے آرام و آسائش کی جگہ بنایا ہے اور سارے شہر میں روشنی اور آتشبازی کا انتظام کر کے سکھ حضرات کی عزت افزائی کی جس کا اعتراف جسٹس قدیر الدین احمد کی تقریر کے بعد سکھ لیڈر بھوپندر سنگھ نے اپنی تقریر میں کیا، اور سکھ سوسائٹی کے نائب صدر سردار کرتار سنگھ نے اپنی تقریر میں اعلان کیا کہ پاکستان میں سکھوں کے گوردواروں کی مناسب دیکھ بھال کر کے پاکستان اور پاکستانی قوم نے سکھوں کے دل جیت لئے ہیں"۔ اس موقعہ پر بے جا نہ ہوگا اگر ہم اس حقیقت کی طرف بھی توجہ دلائیں کہ نہ صرف مذہبی رواداری کی وجہ سے ہم سکھ یاتریوں کی عزت کرنا ضروری سمجھتے ہیں بلکہ جس بزرگ ہستی کے یوم پیدائش منانے کے لئے وہ دور دراز کا سفر کر کے یہاں آئے ہیں اس کا عقیدہ اور عملی زندگی اسلام کے عین مطابق تھی، حضرت بابا نانک جی مہاراج وہ بزرگ انسان تھے جنہوں نے تمام عمر اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کرتے ہوئے گذاری، انہوں نے مکہ معظمہ کا حج کیا، کئی مسلمان بزرگوں کی خانقاہوں پر چلہ کشیاں کیں جن کے آثار آج تک ان مقامات پر موجود ہیں، سرسہ کے مقام پر شاہ عبد الشکور صاحب کی خانقاہ پر انہوں نے چالیس دن چلہ کیا اور وہاں مسجد کے قریب ایک خلوت خانہ بنا کر رو بقبلہ اس میں نوافل پڑھتے رہے اور پنجگانہ نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کرتے رہے، ایسا ہی ملتان میں شاہ شمس تبریز کی خانقاہ پر بھی چالیس دن چلہ کیا، اس چلہ کی جگہ روضہ کے جنوب میں واقع ہے جو "چلہ بابا نانک" کے نام سے مشہور ہے، اور روضہ کی جنوبی دیوار میں ایک محراب دار دروازہ بنا ہوا ہے جس پر ایک پنجہ کی شکل میں یا اللہ لکھا ہوا ہے جس کے متعلق اس جگہ کے لوگوں کا اتفاق ہے کہ یہ لفظ بابا صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور پنجہ کی شکل بھی اپنے ہاتھ سے بنائی تھی، ایسا ہی بعض اور مقامات پر گورو جی مہاراج کے مسلمان ہونے کے آثار ملتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر چولہ صاحب جو ڈیرہ بابا نانک واقع ضلع گورداسپور میں چولی کالی میں بصد عقیدت و احترام رکھا ہوا موجود ہے، بابا صاحب کے اسلام کا ایک واضح ثبوت ہے، کیونکہ اس چولا کے دونوں بازوؤں پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ان الدین عند اللہ الاسلام و لو کرہ الکافرون لا یمسہ الا المطہرین لکھا ہوا ہے اور درمیانی حصہ پر قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔

اس چولا کی دریافت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ نے کی اور انہوں نے ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کو چند بلند پایہ مریدین کے ساتھ خود ڈیرہ بابا نانک جا کر اس چولا کی جو صدہا کپڑوں کے نیچے رکھا ہوا تھا زیارت کی، اور اس کی پوری تاریخ اور نقشہ بنا کر اپنی کتاب ست بچن میں شائع کیا۔

ان تمام آثار و واقعات سے صاف ثابت ہے کہ گورو نانک جی [illegible] دل سے اسلام کے عقیدت مند تھے اور ایک سچے مسلمان کی طرح انہوں نے اسلامی طریق پر درویشانہ زندگی بسر کی بلکہ مکہ معظمہ کا حج بھی کیا، اس لئے ان کے پانچ سو سالہ جشن ولادت پر مسلمان بھی سکھ یاتریوں کے ساتھ دل سے عقیدت و احترام کا اظہار کرتے ہیں۔

افسوس ہے کہ ہمارے سکھ بھائیوں نے بابا صاحب کا مذہب اور ان کے طریق زندگی کو نظر انداز کر کے ایک نیا مذہب بنا رکھا ہے، جو کسی رنگ میں بھی گورو جی مہاراج کے طریق زندگی سے مطابقت نہیں رکھتا کاش وہ اس حقیقت کو سمجھیں اور اپنی عملی زندگی کو ان کے مطابق بنا کر حقیقی عزت و احترام کا ثبوت دیں، جس سے بابا جی مہاراج کی روح خوش ہو جائے۔

اس مقالہ کے لکھا جانے کے بعد یہ خبر سن کر بے حد مسرت ہوئی کہ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے اس جشن کے موقعہ پر بہت سا اسلامی لٹریچر ننکانہ صاحب میں آئے ہوئے سکھ حضرات میں مفت تقسیم کیا گیا جس کی مختصر رپورٹ اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔

تمام بچیاں اور مستورات دستکاری میں حصہ لیں

آپ کی سوئیاں اور سلائیاں حرکت میں آئیں تو قومی بجٹ میں بہت بڑی رقم کا اضافہ ہو سکتا ہے

خواہران محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہمارا سالانہ قومی اجتماع قریب آ رہا ہے۔ قومی مشینری کا ہر پرزہ سرگرم حرکت ہے۔ آپ اس مشین کا ایک نہایت اہم پرزہ ہیں۔ آپکی سوئیاں اور سلائیاں حرکت میں آئیں تو قومی بجٹ میں ایک بہت بڑی رقم کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ قطرہ قطرہ بہم شود دریا۔

حسب سابق سالانہ دستکاری کی نمائش کے لئے اونی سوئٹر، موزے و ٹوپیاں، ٹی کوزی۔ ٹرے کلاتھ، میز پوش، ترائی سٹ، ڈنر سٹ، رومال، دوپٹے اور چادریں کاڑھ کر اور اس کے علاوہ جو بھی چیز آپ اپنے ہاتھ سے بنا سکیں بنا کر نمائش کی رونق اور خزانے میں اضافہ کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

دستکاری کی تمام اشیاء محترمہ محمودہ بیگم دختر حضرت مولینا صدر الدین صاحب امیر قوم کے نام بھیجیں جلدی کریں۔ نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہیئے۔ گھر کی تمام بچیاں اور مستورات دستکاری میں حصہ لیں۔ جو جماعت سب سے زیادہ دستکاری بھیجے گی انہیں ٹرافی دی جائے گی۔

نیز ہر جماعت سے کم از کم ایک بچی سالانہ جلسہ مستورات میں کوئی مضمون یا نظم پڑھے ان کے نام دسمبر ۱۹۶۹ء کی ۱۵ تاریخ تک آ جانے چاہئیں تاکہ ان کے نام پروگرام میں چھپ سکیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ والسلام

آپ کی مخلص بہن۔ رضیہ علی

سکرٹری شعبہ خواتین احمدیہ۔ K-74۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

محمد صادق نور صاحب لائل پور

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پانچصد سالہ برسی کے موقعہ پر ننکانہ صاحب میں اسلامی لٹریچر کی تقسیم

جماعت احمدیہ لائلپور نے اس امر کا فیصلہ کیا تھا کہ حضرت بابا نانک کی پانچصد سالہ برسی کے موقعہ پر سکھ حضرات تک پیغام اسلام پہنچانے کے انتظامات کئے جاویں۔ لہٰذا ایک وفد جو راقم الحروف اور حافظ شیر محمد صاحب مبلغ اسلام پر مشتمل تھا مؤرخہ ۱۹ر نومبر کو محترم ناصر احمد صاحب مہتمم دارالکتب اسلامیہ کی معیت میں ننکانہ صاحب پہنچا اور کافی کوشش اور تگ ودو کے بعد سکھ قوم کے لیڈر سردار بھوپندر سنگھ جی سینئر وائس پریذیڈنٹ شرومنی اکالی دل امرتسر سے ملنے میں کامیاب ہوا۔ سردار جی موصوف نہایت اعلیٰ قابلیت اور نمایاں شخصیت کے مالک ہیں اور مذہبی اور روحانی مذاق رکھتے ہیں۔ ہم نے انہیں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے اسلامی کتب کا ایک سیٹ پیش کیا جو مندرجہ ذیل کتب پر مشتمل تھا:-

(۱) قرآن کریم انگریزی از مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۲)- مینول آف حدیث از مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳)- لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ- از مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۴)- سیرت خیر البشرؐ (انگریزی) از مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵)- خلافت راشدہ (انگریزی) از مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶)- اسلامی اصول کی فلاسفی (انگریزی) از حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

(۷) محمد مصطفےٰ (انگریزی) از مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور

(۸)- نیو ورلڈ آرڈر- از مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور

(۹)- اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی از مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور

ان کتب کا تحفہ وصول کرتے وقت سردار ابجیر سنگھ صاحب سیکرٹری شرومنی اکالی دل امرتسر اور سردار دلیپ سنگھ صاحب ممبر پنجاب اسمبلی بھی موجود تھے۔

قرآن کریم اور دیگر کتب کا تحفہ سردار بھوپندر سنگھ جی نے نہایت عقیدت اور احترام سے قبول کیا اور حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کا نام سن کر بہت تعظیم کا اظہار کیا اور کہا کہ میں تو مولینا سے بہت روحانی لگاؤ رکھتا ہوں اور انہیں اپنا اسلامی رہنما سمجھتا ہوں۔ ان کا انگریزی ترجمہ تمام باقی ترجموں پر فوقیت رکھتا ہے اور بہت معقول ہے قابل قبول اور جاذب ہے۔ سردار صاحب نے جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں کا اختلاف بہت دلچسپی سے تفصیلاً معلوم کیا۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کے عظیم اسلامی کارناموں کو سراہا۔ سردار صاحب موصوف کو قرآن کریم پر بہت عبور حاصل ہے آپ نے تمام قرآن کریم باترجمہ پڑھا ہوا ہے۔ آپ گفتگو کے دوران قرآن کریم کی آیات بے تکلفی سے پڑھتے رہے۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت محمد صاحب صلعم اور قرآن کریم کی تعلیم پر اگر تمام لوگ عمل کریں تو دنیا امن کا گہوارہ بن جاوے مگر افسوس ہے کہ دنیا اس تعلیم پر عمل نہیں کرتی۔ میں نے ان سے عرض کی کہ آپ کے دل میں جو یہ چنگاری موجود ہے اور جس خواہش کا آپ اظہار کر رہے ہیں یہ تو اس امر کا ثبوت ہے کہ ابھی یہ دنیا سے مفقود نہیں ہوئی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ زمانہ جمہوریت کا ہے جس سے اکثریت راجہ اور اقلیت پرجا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اکثریت کا اس تعلیم کو قبول کرنا ضروری ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں سنا کرتا تھا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے گا اس کی سفارش محمد صاحب شفاعت کریں گے۔ یہ خیال مجھے ہمیشہ کھٹکتا تھا کہ نرا کلمہ پڑھ لینے سے کیسے شفاعت ہو سکتی ہے جبکہ اصل چیز اعمال ہیں جن پر نجات کا دارومدار ہے۔ مگر جب قرآن کریم کے مطالعہ کے دوران میں نے پڑھا کہ "ولا تکونن ظھیراً للمجرمین" کہ تو مجرموں کی پیٹھ ٹھونکنے والا (مددگار) نہ بننا تو مجھے تسلی ہو گئی اور میں نے قرآن کی تعلیم کی عظمت کا اقرار کیا۔

آپ نے فرمایا کہ قرآن میں بہت بڑی حقیقتیں اور صداقتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک دن میں پڑھ رہا تھا "وجعلنا من الماء کل شیءٍ حیّ" کہ ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو بنایا تو میں عش عش کر اٹھا کہ بالکل یہی چیز گرنتھ صاحب میں حضرت بابا نانک جی نے بیان فرمائی ہے اور جس کا آج سائنس نے بھی اعتراف کیا ہے۔

سردار صاحب نے فرمایا کہ میری اس عمر میں بھی خواہش ہے کہ میں عربی زبان پڑھوں اور اس کے بعد قرآن کریم کا مطالعہ کروں تاکہ زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکوں۔ مگر ہمارے ہاں اس کا کوئی معقول انتظام نہیں۔

ہم نے انہیں کہا کہ جماعت احمدیہ ایک ایسی تنظیم اسلامیہ ہے جو حضرت بابا نانکؒ کو مسلمان یقین کرتا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی تعلیم اور عمل اس قسم کا تھا کہ ہر مذہب کا پیرو انہیں اپنا گرو تسلیم کرتا ہے وہ محبت امن اور آشتی کا پیغام دنیا کو دیتے تھے۔ سردار صاحب نے حضرت بابا نانکؒ کے حج بیت اللہ اور بغداد شریف وغیرہ جانے کا تذکرہ بھی کیا۔

ہم نے ان سے عرض کیا کہ ہمارے دلوں میں اسلام کی اشاعت کی یہ تڑپ اور ولولہ اس زمانہ کے مصلح حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان نے پیدا کیا ہے اور ہماری انتہائی خواہش ہے کہ ہم دنیا کے ہر طبقہ تک اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ ہم نے اسی طرح حسن ابدال کی زیارت کے موقعہ پر بھی اسلامی کتب کا سیٹ آپ کے لیڈر کو پیش کیا تھا۔

سردار صاحب نے فرمایا کہ آپ نے یہ لازوال اور بیش قیمت تحفہ دے کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں ہمیشہ آپ کا شکر گذار ہوں گا۔ جماعت کو میری طرف سے شکریہ کے جذبات پہنچا دیں۔

قریباً ایک گھنٹہ تک ملاقات کے دوران سردار صاحب موصوف سے اسلامی، مذہبی اور روحانی گفتگو جاری رہی۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام کا پیغام دنیا کو دینے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کو ہی توفیق اور موقعہ عطا فرمایا ہے۔

مؤرخہ ۲۲ر اور ۲۳ر نومبر کو انفرادی طور پر پڑھے لکھے اور علم دوست طبقہ کو مل کر مندرجہ ذیل تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ جنہیں لٹریچر تقسیم کیا گیا ان میں کالج کے پروفیسر، وکلا، ممبران اسمبلی پرنسپل، ڈاکٹر اور اعلیٰ علمی قابلیت کے دیگر سکھ صاحبان شامل تھے۔

(۱) محمد مصطفےٰ (انگریزی) 400 عدد (۲)
اسلامی اصول کی فلاسفی (انگریزی) 150 عدد (۳)
لونگ تھاٹس آف دی پرافٹ محمدؐ (انگریزی) 150 عدد

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نادر موقعہ پر اس نے ہمیں پیغام اسلام سکھ حضرات تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی جن دوستوں کو کتب دی گئیں وہ مختلف ممالک، یعنی ہندوستان، افغانستان، افریقہ، انگلستان، سنگاپور، ملائشیا وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے گویا ان تمام غیر ممالک تک پیغام اسلام پہنچانے کا اللہ تعالےٰ نے موقعہ عطا فرمایا جبکہ پاکستان میں کسی دوسری اسلامی جماعت کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۵)

روزہ رکھتے ہیں انہوں نے روزہ رکھنے کا مقصد پورا نہیں کیا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں عبادت الٰہی کا سبق دیا وہاں آپؐ نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہر طرح کی خیر خواہی کا سلوک کیا جائے۔

رمضان سے صالح معاشرہ کی تکمیل کا عزم۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ میں ایک صالح اور پاک معاشرہ کی تشکیل کا ارادہ فرمایا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس مہینہ سے فائدہ اٹھائیں۔ آیئے ہم سب مل کر اپنے دوستوں اور جماعت کے لئے دعا کریں اللہ تعالےٰ ان کو تکالیف سے نجات دے ان کے مصائب دور فرمائے۔ ان پر اور ان کی اولاد پر اللہ تعالےٰ کی برکات نازل ہوں۔ (دعا کی گئی)

رمضان کے ذریعہ صالح معاشرہ کی تکمیل کا عزم

روزہ کا مقصد خواہشات پر قابو پانا اور حرام کی کمائی سے بچنا ہے

اسلام کیا ہے؟ ——— احکام الٰہی کی فرمانبرداری اور مخلوقِ خدا سے ہمدردی

خطبہ جمعہ

مؤرخہ ۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن - ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان - فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ——— واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون - (البقرۃ ۲: ۱۸۵-۱۸۶)

روزہ کا مقصد خواہشات پر قابو پانا ہے

رمضان کا مہینہ برکات کا مہینہ ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے قوم کو ایک قیمتی سبق دیا ہے کہ تم اپنے قویٰ اور خواہشات پر قابو پانا سیکھو اللہ اس بات سے خوش نہیں ہے کہ وہ ہم کو بھوکا مارے۔ ہمارا بھوکا مرنا اللہ کی شان میں ذرہ برابر بھی زیادتی نہیں کر سکتا۔ وہ اس سے خوش ہوتا ہے کہ انسان خواہشات پر قابو پانا سیکھے۔ انسان میں حیوانات کی بھی عادات ہیں درندوں کی بھی عادات ہیں اور ملائکہ کی بھی صفات ہیں۔ اگر اس نے ملائکہ کی صفت اپنے اندر پیدا کر لی۔ تو وہ انسان بن گیا اور اگر یہ صفت پیدا نہیں کی تو وہ انسان نہیں بلکہ حیوان اور درندہ ہے۔

حرام کھانے سے دُعا قبول نہیں ہوتی

رمضان میں اس اہم امر کا بھی ذکر ہے کہ جب روزہ رکھنے سے انسان کو طہارت نصیب ہوجاتی ہے تو خدا اس کی دُعا کو سنتا ہے۔ جو لوگ حرام حلال کی تمیز نہیں کرتے اور صرف دولت جمع کرنے کی ہی فکر انہیں دامنگیر ہے ان کی دُعا قبول نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ امر المسلمین ما امر بہ المرسلین اللہ تعالےٰ نے مومنوں کی شان بڑھانے کے لئے انہیں وہ حکم دیا ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں کو دیا۔ جہاں اس نے اپنے پیغمبروں (علیہم السلام) کو فرمایا کہ یاایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا۔ تو یہی حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کو دیا ہے۔ فرمایا یاایھا الذین امنوا کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً یعنی اپنے پیغمبروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم حلال طیب کھانا کھاؤ اور نیک کام کرو اور اپنے مومنوں کو بھی یہی حکم دیا۔

روزہ تزکیہ نفس اور قبولیت دُعا کا ذریعہ ہے

روزہ سے اعمالِ صالحہ اور تزکیہ و طہارت حاصل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اس سے دعا کی قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ایک شخص کے بال بکھرے ہوئے ہوں گرد و غبار سے اٹا ہوا ہو ایسا معلوم ہوتا ہو کہ وہ دُور دراز کا سفر کر کے آیا ہے اور سخت تکلیف میں ہے بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ مصائب کے پہاڑ اس پر گرے ہوئے ہیں وہ دُہائی دیتا ہے یارب یارب اے میرے رب اے میرے رب میری سن۔ فرمایا انی یستجاب لہ اس کی دُعا کس طرح قبول ہو سکتی ہے مطعمہ حرام اس کا کھانا حرام کا ہے۔ مشربہ حرام اس کا پینا حرام کا ہے وملبسہ حرام اور اس کا لباس حرام کی کمائی کا ہے۔ ایسی حرام کی زندگی گذارنے والے کی کس طرح دُعا اور فریاد سنی جائے۔ دُعا کی قبولیت طہارتِ قلبی پر منحصر ہے اور روزہ ذریعہ ہے تاکہ انسان صبح سے شام تک ضروری خواہشات پر قابو پائے اور حکم الٰہی کے ماتحت کھانا پینا چھوڑ دے

رمضان میں اور اس کے بعد حرام کھانا روزہ کے مقصد کے منافی ہے

ان اوقات میں حلال طیب کمائی کا کھانا بھی حرام ہے اگر اس مہینہ کے اختتام پر پھر حرام کی کمائی پر کمر باندھ لے تو اس پر رمضان کے روزوں کا

اور روزہ کی طہارت کی غرض فوت ہو گیا

کیا اثر ہوا۔ اگرچہ وہ مسلمان ہے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے لیکن جس مقام پر اللہ تعالےٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے۔ اس عظیم مقصد کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ تزکیہ و طہارت نفس سے ہی وہ مقام حاصل ہوتا ہے۔

قربِ الٰہی اور قبولیتِ دُعا کا نسخہ

فرمایا واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ اگر میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں کہ خدا کہاں ہے اور ہم اس کو کس طرح سے پائیں تو ان کو کہہ دیجئے۔ فانی قریب میں ان کے قریب ہی ہوں۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کوئی اپنی مصیبت کے دفع کرنے کے لئے دُعا کرے یا اس کے سامنے کوئی بلند مقصد ہو جس کے حصول کے لئے وہ جنابِ الٰہی میں دُعا کرتا ہے تو فرمایا میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں اور اس کی دُعا کو قبول کرتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ نے قرب الٰہی کا یہ نسخہ اپنے محبوبؐ پر نازل فرمایا ہے کہ جو کوئی جناب الٰہی کے ساتھ تعلق رکھنے کی کوشش کرے اور جناب الٰہی میں دعا کرے تو اللہ اس کی دُعا کو سنتا ہے۔

رمضان میں عبادت الٰہی اور مخلوق سے ہمدردی

اس کے ساتھ ہی دوسرا حکم دیا ہے کہ وہ خدا کی مخلوق کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اپنا مال خرچ کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ ما الاسلام یارسول اللہ۔ حضورؐ اسلام کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا التعظیم لامر اللہ والشفقت لخلق اللہ۔ اسلام یہ ہے کہ احکام الٰہی کی پابندی کی جائے اور مخلوقِ خدا سے مہر و وفا اور شفقت و ہمدردی اور خیر خواہی کا برتاؤ کیا جائے ماہِ رمضان میں دونوں احکام پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں، تہجد اور نوافل اور تراویح ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ چھوٹے بڑے بچے بچیاں قرآن کریم کو پڑھتی اور اس مہینہ میں عالم اسلام کے ستر کروڑ مسلمان چوبیس گھنٹے عبادت الٰہی میں مصروف ہیں ان میں یک رنگی نظر آتی ہے کہ وہ رات دن اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے اپنا روپیہ صرف کرتے ہیں۔

حسد و بغض سے خدا راضی نہیں ہوتا

اس مہینہ میں یہ بنیادی اُصول سکھائے گئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو اور اس کی مخلوق کی خدمت کرو۔ اس اہم مقصد کے خلاف دلوں میں بغض غیبت اور حسد کرنا ایک دوسرے کی چغلی کرنا اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے ارادے رکھنا اور دوسرے کے مقام و عزت پر حملے کرنے کے عزائم رکھنا، جن قلوب کا یہ رنگ ہو ان پر ملائکہ کا نزول نہیں ہوتا ان سے خدا راضی نہیں ہوتا۔

رسول کریم صلعم اور صحابہ کرامؓ کا عمل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ فرمایا کہ تم مساکین۔ یتامیٰ اور کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ بلکہ فرمایا کہ حیوانات کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو۔ صحابہ کرام رضٰ جب سفر میں کہیں ڈیرہ لگاتے اور نماز کا وقت ہوتا تو نماز کو مؤخر کر کے جانوروں کو پہلے آرام پہنچاتے تھے۔ ان کے پالان اتارتے اور ان کو پانی پلاتے اور چارہ ان کے آگے ڈالتے تھے۔ یہ سب کام نماز سے پہلے کرتے اور اس کے بعد نماز پڑھتے تھے۔ وہ لوگ جو رسم کے طور پر روزہ

(باقی بر صفحہ کالم ۔)

تبلیغی خط و کتابت

نیو یارک (امریکہ)

ترجمہ خط اسمٰعیل عبدالرحیم صاحب - نیو یارک

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر موصول ہوا ہم نے یہ لٹریچر اپنی لائبریری میں رکھ دیا ہے۔ اب مردوں اور عورتوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے جو ہماری سوسائٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ وسیع مسجد میں منتقل ہو گئے ہیں کیونکہ ہماری سوسائٹی دن بدن بڑھ رہی ہے۔

زیادہ لٹریچر ہمارے ملک میں یہودیوں کا بانٹا جا رہا ہے جس کا ہم کو مقابلہ کرنا ہے اس لئے آپ مزید لٹریچر ارسال کریں۔ تاکہ تقسیم کیا جائے (آپ کو خط کا جواب دیا گیا۔ قرآن ویو ایبٹ پرافٹ [illegible] - [illegible] کتب ارسال کی گئیں۔

لیبیا

ترجمہ خط از [illegible] لیبیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میری درخواست ہے کہ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن اور اپنی فہرست کتب ارسال کریں تاکہ میں اس میں سے دیکھ کر جو کتب خریدنے کے قابل ہوگی وہ خرید لوں۔ چونکہ آپ قرآن مفت ارسال نہیں کر سکتے اس لئے اس کی قیمت لکھ کر بھیجیں تاکہ میں خرید لوں اور قیمت کس طرح ارسال کروں امید ہے کہ آپ اس پر جلدی اپنی توجہ دیں گے۔ اور مجھے قرآن کی سخت ضرورت ہے۔

(ان کو جواب دیا گیا اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی - اسلام اینڈ کمیونزم اور فہرست کتب ارسال کی گئیں)

نائیجیریا

ترجمہ خط از لطیف سانی - نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا ایڈریس میرے کسی عزیز ترین دوست کی معرفت معلوم ہوا - چونکہ مجھے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا بہت شوق ہے اس لئے آپ مجھے اسلامی کتب ارسال کریں میں غریب آدمی ہوں کتابیں خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس لئے مجھے مفت لٹریچر ارسال کریں۔ مشکور رہوں گا۔

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی - اسلام اینڈ کمیونزم - پرافٹ آف اسلام - کال آف اسلام ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط - مسٹر محمد ایم - اے اوی ولو - نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل کریں۔

کتابیں مل گئی ہیں جن کا بہت شکریہ - آپ کا اشاعت اسلام کرنا قابلِ داد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اور آپ کا خزانہ بھرے میں بھی خدا کے فضل سے اسلام غیر مسلموں میں پھیلاتا ہوں اور ان کو مسلمان بناتا ہوں۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ کتابوں کا صحیح استعمال کروں گا۔ مزید بیعت فارم اور لٹریچر ارسال کریں۔ (ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ نیز ڈیتھ آف جیسس - کرائسٹ ازکم - پرافٹ ہڈان اسلام اور بیعت فارم ارسال کر دیئے گئے)

ترجمہ خط از سلام سلیمان عبدالعزیز کیولائی نائیجیریا -

میں یہ چند حروف آپ کو تحریر کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ اس پر غور فرمائیں گے۔ میں نے احمدیہ سکول میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اور میں عربی جانتا ہوں۔ عربی سیکھنے میں میں نے بڑی جد و جہد کی ہے۔ اور اب قرآن کا مطالعہ بھی کر لیتا ہوں اور میرا ارادہ اسلام کی اشاعت کا ہے آپ مہربانی کر کے مجھے قرآن شریف انگریزی و عربی ارسال کریں اور دوسری کتابیں بھی۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ میری مدد کریں کیونکہ آپ کا خیال اشاعت اسلام کا ہے جو ایک اہم فریضہ ہے میں بھی اسلام کی اشاعت جہاں تک ہو سکے گا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اور زیادہ اشاعت اسلام کی توفیق دے - آمین۔

(ان کو خط لکھا گیا۔ اور کال آف اسلام، اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کتابچے ... بھیجے گئے۔

ترجمہ خط از عبدالرزاق اگبولا - نائیجیریا۔

میں یہ چند سطور آپ کو تحریر کر رہا ہوں جو آپ کے قابلِ غور ہیں۔

میں مسلمان عورت سے پیدا ہوا اور اسلامی طریقہ سے میں نے اپنا پیدائشی دن منایا میرے ماں باپ مسلمان تھے۔ مگر میری پرورش کرنے والے میرے چچا [illegible] زیادہ [illegible] اور انہوں نے میری پرورش اپنے مذہب کے مطابق کی ہے۔ مجھے اسلام کے متعلق بہت کم واقفیت ہے۔ میں چونکہ اب طالب علم ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسلام سے واقفیت حاصل کروں۔ اور مجھے نماز کے پڑھنے میں بہت تکلیف ہے اور مجھے یہ علم نہیں کہ نماز میں کیا پڑھا جاتا ہے۔ برائے مہربانی مجھے انگریزی قرآن شریف اگر ارسال کر دیں تو میں بہت مشکور رہوں گا۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا نیز پریزیڈنٹ - مرزا غلام احمد - کال آف اسلام - فہرست کتب - ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط - عبدالقدیری امام بدر - نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

یہ خط لکھنے کی آمادگی اس لئے ظاہر کی ہے کہ آپ چونکہ اشاعت اسلام کے بہت خواہشمند ہیں اور نیز آپ کی تعریف بہت سنی ہے۔ لہٰذا گذارش ہے کہ چند کتب اسلام برائے مطالعہ اور انگریزی قرآن شریف ارسال کریں میرا خیال ہے کہ میں آپ کی جماعت میں شامل ہو جاؤں اور شاگرد بن جاؤں۔ رسول کریمؐ نے سب مومنوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ امید ہے کہ میری گذارش قبول کریں گے

(ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ نیز حمامۃ البشریٰ الاستفتاء۔ کال آف اسلام بھیجی گئیں)

ترجمہ خط بابا الحاجی بابا - نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

میں یہ خط آپ کو تحریر کر رہا ہوں جس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آپ کے متعلق سنا ہے کہ آپ مفت کتابیں ارسال کرتے ہیں۔ میں چونکہ ایک طالب علم ہوں اور گورنمنٹ A.T.C سکول میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں اور میں عربی کا طالب علم ہوں اس لئے مجھے چند عربی کتب ارسال کریں۔ امید ہے آپ میری گذارش پر عمل کریں گے۔ خدا آپ کی مدد کرے گا۔ والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا نیز خطبہ الہامیہ الاستفتاء۔ اور حمامۃ البشریٰ ارسال کی گئیں)

ترجمہ خط توساتو باپی لولا - نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ درخواست برائے شمولیت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

اس سے قبل میں فلورنس باپی لولا کو جانتا تھا اور اب میں توساتو باپی لولا کو بھی جانتا ہوں۔ میں نے اسلام مسٹر ایم اے اوی ودو کی معرفت قبول کیا تھا۔ اس آدمی نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں اسلام قبول کر لوں تو میں چند کتابیں مفت بمعہ قرآن شریف انگریزی اور ایک ممبر شپ سرٹیفکیٹ آپ کو منگوا دوں گا۔ اس لئے مہربانی کر کے میری گذارش پر غور فرمائیں۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسلام کا ملک میں پرچار کروں گا۔ میری گذارش کو اگر قبول فرما لیا جائے تو بہت خوشی ہوگی۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی - اسلام اینڈ کمیونزم - کال آف اسلام اور بیعت فارم ارسال کئے گئے)

تبصرہ

احیائے اسلام اور جماعت احمدیہ کی خصوصیات

اس کتاب میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے خطبات جو انہوں نے ۱۹۶۸ء کے موسم گرما میں مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں دیئے اور پیغام صلح میں شائع ہوتے رہے جمع کر کے شائع کئے گئے ہیں۔ ان خطبات میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام اور جماعت کی خصوصیات کو نہایت دلنشین پیرایہ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جس کے پڑھنے سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی اور اسلام کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے نہایت قابلیت سے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ احمدیت فی الحقیقت اسلام ہی کی حقیقی تصویر ہے، اس ضمن میں دشمنانِ اسلام کے اعتراضات کا بھی جو انہوں نے اسلام پر کئے ہیں ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کا جواب امام وقتؑ کی تحریرات کے سوائے اور کہیں نہیں مل سکتا۔ نہ اشاعت اسلام کی کوئی تحریک امام وقتؑ کو تسلیم کئے بغیر کامیاب ہو سکتی ہے۔

اس بات کو بھی آپ نے واضح کیا ہے کہ اسلام کی بنیاد روحانیت اور اخلاقیات پر ہے جب تک دنیا کا معاشی نظام اس بنیاد پر استوار نہ ہوگا دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا، نہ کمیونزم اور سوشلزم کی تحریکات قیام امن میں ممد ہو سکتی ہیں۔

یہ کتاب اس قابل ہے کہ غیر از جماعت حلقوں میں کثرت سے تقسیم کی جائے۔ قیمت فی جلد دو روپے۔ جو دوست تقسیم کے لئے حاصل کرنا چاہتے ہوں ان سے ڈیڑھ روپیہ فی کاپی لیا جائیگا۔ کتاب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے طلب کیجئے۔

شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے مبلغ انگلستان

پیغام احمدیت

(۶)

کتاب "قادیانی مذہب" کے بعض اعتراضات پر تبصرہ

(۹) بھئی لوگ فصل اوّل ص۹ خلاصہ اعتراض:-

مرزا امام الدین اپنے مکان میں کسی کو مخاطب کرکے بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ بھئی لوگ (حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف اشارہ تھا) دوکانیں چلا کر نفع اٹھا رہے ہیں ہم بھی کوئی دوکان چلاتے ہیں پھر اس نے چوہڑوں کی پیری کا سلسلہ جاری کیا۔

(بحوالہ سیرت المہدی ص۲۵)

حقیقت یہی ہے کہ جو لوگ بھی خدا تعالےٰ سے امر پاکر تبلیغ حق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں ان کے مخالفین ان کی طرف ہر قسم کے الزامات عائد کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ کبھی انہیں جھوٹا کہا جاتا ہے کبھی دیوانہ، کبھی شاعر اور کبھی کاہن۔ کبھی دنیادار اور دنیا پرست۔ الغرض اس الٰہی کاروبار کو تباہ کرنے کے لئے سو سو حیلے کئے جاتے ہیں اور سو سو الزام تراشے جاتے ہیں۔

مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین جو حضرت مرزا صاحبؑ کے چچازاد بھائی اور شریک برادری تھے۔ وہ آپ سے سخت عداوت رکھتے تھے اور اپنے قول و فعل سے ہر طرح سے حضرت صاحبؑ کو اذیت پہنچانے میں کسر اٹھا نہ رکھتے تھے اور ان کی انگیخت سے قادیان کے ہندو سکھ اور غیر احمدی بھی سخت ایذا رسانی پر تُل جاتے تھے بعض اوقات تو ایسا ہوا کہ حضرت صاحبؑ نے ان کی ایذا رسانی سے تنگ آکر قادیان چھوڑ کر کسی اور جگہ منتقل ہو جانے کا ارادہ بھی کیا۔ برقی صاحب بین السطور یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت صاحبؑ کے چچازاد بھائی نے جب اپنے "بھئی" کے متعلق یہ کہا کہ "یہ دوکان چلا کر نفع اٹھا رہے ہیں" تو ضرور یہی بات سچ ہوگی اس لئے اس "جاسوسی ناول کی طرح دلچسپ" کتاب میں اس ریمارک کو ضرور درج ہو جانا چاہیئے۔

(۱۰) لازمۂ شرافت و شجاعت۔

فصل پہلی ص۹ خلاصہ اعتراض:-

حضرت مرزا صاحبؑ کے زمانے میں عام طور پر لوگ ہتھیار رکھتے تھے اور گتکہ تلوار وغیرہ کی ورزشیں عام تھیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحبؑ چونکہ یضع الحرب کے لئے آئے تھے اور ان کے زمانے میں امن و آسائش کی راہیں کھُل جانے والی تھیں آپ نے ان امور کی طرف توجہ نہیں کی۔ بحالیکہ یہ امور لازمۂ شرافت و شجاعت سمجھے جاتے تھے۔ (بحوالہ حیات النبی جلد اوّل نمبر دوم مؤلفہ یعقوب علی صاحب)

حضرت مرزا صاحبؑ کی جوانی کے اوقات کا بیشتر حصہ قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ آپ کے والد حضرت مرزا صاحبؑ کے عبادت الٰہی میں استغراق اور مطالعہ میں مصروفیت کو دیکھ کر کبھی کبھی چڑ کر فرماتے تھے:

"ہمارے گھر میں مُلّاں کہاں سے
پیدا ہو گیا"

کوئی آپ کے متعلق دریافت کرتا تو فرماتے:-

"مسجد کے سقاوہ کی کسی ٹونٹی میں جاکر دیکھو۔ اگر وہاں نہ پاؤ تو مسجد کے اندر کسی گوشہ میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو دیکھیں کہ کسی صف میں کوئی لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ زندگی میں ہی مرا ہوا ہے"

(بحوالہ مجدد اعظم حصہ اوّل مؤلفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ص۲۷)

مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب جب لڑکے تھے تو حضرت مرزا صاحبؑ کی خدمت میں رہا کرتے تھے ان کے لئے گھر سے کھانا لایا کرتے تھے۔ سردیوں میں تہجد کے لئے گرم پانی کا انتظام کرتے تھے ایک بار حضرت مرزا صاحبؑ کے والد ان سے پوچھنے لگے۔

"سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے"

انہوں نے کہا "قرآن دیکھتے رہتے ہیں"

"کبھی سانس بھی لیتا ہے" ان کے والد نے پوچھا۔ پھر کہا

"رات کو سوتا بھی ہے"؟

مرزا اسمٰعیل بیگ نے جواب دیا: "ہاں سوتے بھی ہیں اور اٹھ کر نماز بھی پڑھتے ہیں"

حضرت مرزا صاحبؑ کے والد فرمانے لگے: "اس نے سارے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں۔ میں اوروں سے کام لیتا ہوں دوسرا بھائی کیسا لائق ہے مگر یہ معذور ہے"

(ایضاً ص۲۷-۲۸)

ایک بار آپ کے والد نے فرمایا:-

"میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ کس طرف اس کی توجہ ہے یعنے دین کی طرف۔ اور صحیح اور سچ بات تو یہی ہے کہ ہم اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں"

(کتاب البریہ ص۱۱۶)

جب حضرت مرزا صاحبؑ کے شب و روز اس حالت میں گذر رہے ہوں تو انہیں گتکہ تلوار وغیرہ کے کرتب سیکھنے کے لئے کیسے وقت ملتا تھا۔ اگر اسلام کی مدافعت و حفاظت کے لئے اس زمانہ میں تلوار کی ضرورت ہوتی تو خدا تعالےٰ خود ایسی کوئی صورت پیدا کر دیتا۔

گتکہ اور تلوار کے کھیلوں کے علاوہ اس زمانہ میں کُشتی، کبڈی، مگدر اور موگری کا بھی رواج تھا۔ بٹیر بازی اور مرغ بازی بھی عام تھی۔ تاش اور چوسر بھی لوگ کھیلا کرتے تھے لیکن حضرت مرزا صاحبؑ کو ان باتوں سے طبعی رغبت نہیں تھی۔ ایک ہی شئے مرغوب خاطر تھی اور وہ تھا قرآن کریم کا مطالعہ۔ آپ اپنے اس شعر کی مجسم تصویر تھے:-

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(۱۱) دایاں ہاتھ

فصل پہلی ص۹ خلاصہ اعتراض:-

حضرت مرزا صاحبؑ کی کسی زمانہ میں دائیں ہاتھ کی ہڈی گر کر ٹوٹ گئی تھی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔

اگر حضرت مرزا صاحب کا دایاں ہاتھ گرنے کے باعث کمزور ہو گیا تو اس میں کونسا جرم ہے جس کی تشہیر کی جا رہی ہے۔ حضرت عمرو بن الجموحؓ ایک لنگڑے اور بوڑھے صحابی تھے۔ جنگ اُحد میں انہوں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا:

"اگر میں شہید ہو جاؤں تو اسی طرح لنگڑاتا ہوا جنت میں پہنچ جاؤں گا؟" ارشاد ہوا "ہاں"۔ یہ سن کر آگے بڑھے لڑے اور شہید ہو گئے۔

(اسوۂ صحابہ حصہ اوّل ص۸۸)

ایک دوسرے صحابی حضرت عبداللہ بن شریح بن مالک بن ربیعہ فہری جو ابن ام مکتوم کے نام سے مشہور ہیں نابینا تھے جن کے متعلق قرآن کی آیت عبس وتولّٰی۔ ان جاءہ الاعمٰی۔ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ترش رو ہو گئے اور منہ پھیر لیا اس لئے کہ ان کے پاس اعمٰی آیا تھا۔" (تفسیر مظہری۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی)

اس کے بعد جب رسول اللہ صلعم ابن ام مکتوم کو دیکھتے تو عزت کرتے تھے اور فرماتے تھے مرحبا اس شخص کے لئے جس کے معاملہ میں مجھے میرے رب نے عتاب کیا۔ اور ابن مکتوم سے فرماتے کیا تمہارا کوئی کام ہے؟

ترمذی اور حاکم نے حضرت عائشہ رضؓ کی روایت سے بیان کیا ہے

کہ رسول اللہ صلعم نے ابن مکتوم رضؓ کو دو بار مدینہ پر اپنی جگہ قائم کیا تھا۔ جبکہ آپ دونوں مرتبہ جہاد پر تشریف لے گئے تھے۔" (ایضاً)

یہ تو رہی اسلام کی تعلیم کہ جسمانی نقص کے باوجود ایک صحابیؓ کو رسول کریم صلعم نے جنت کی بشارت دی۔ اور دوسرے صحابیؓ کے متعلق قرآن کی آیات نازل ہوئیں اور رسول کریم صلعم نے باوجود نابینائی کے انہیں دو مرتبہ اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ لیکن برقی صاحب ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی دائیں ہاتھ کی کمزوری کا ذکر حاضرین کی بشاشت طبع کے لئے فرما رہے ہیں۔ کسی نے یونہی کیا درست کہا تھا کہ برقی صاحب کی کتاب کا مقصد یہ ہے کہ احمدیت کے اسرار نہاں سے پردہ اٹھایا جائے" (تمہید پنجم ص۲۶)

کیسے کیسے اسرار نہاں ہیں جن سے پردہ اٹھایا جا رہا ہے

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

اس کمزور ہاتھ سے (بقول ایک مخالف ٹنڈے ہاتھ سے) حضرت مرزا صاحبؑ نے جو عظیم الشان اسلامی خدمات انجام دی ہیں اس کا اعتراف ان کے غیروں کی زبانی سنیئے۔ زیادہ نہیں صرف ایک ہی اقتباس کافی ہوگا۔

" وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا.........

ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھُلم کھُلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پائمال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔"

(اخبار وکیل ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء مضمون مولوی عبداللہ العمادی)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے متعلق لکھا ہے :

" آپ کی آخری عمر میں دہلی پر ایک متعصب شیعہ نجف علی خاں کا تسلط ہو گیا تھا۔ یہ مغل دربار کا آخری امیر تھا۔ اس نے بہت سے علماء کو دردناک سزائیں دیں۔ امیر شاہ خاں "امیر الروایات" میں بیان فرماتے ہیں کہ "اس نے شاہ ولی اللہ کے پنجے اتروا کر ہاتھ بیکار کر دیئے تھے تاکہ وہ کوئی کتاب یا مضمون تحریر نہ کر سکیں۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ مترجم۔ جلد اوّل ص ۲۷
مختصر سوانح حیات از معراج محمد بارق)

شاہ صاحب کے دونوں ہاتھ بیکار ہو گئے یا کر دیئے گئے کیا اس سے ان کی عظمت میں فرق آ گیا؟

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو

(۱۲) دندانِ مبارک

فصل پہلی ص ۹۰ خلاصہ اعتراض :۔

دندانِ مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی بعض داڑھوں کو کیڑا لگ گیا تھا۔ جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرماتے تھے۔ (شاید دیر میں شروع کی ورنہ کیڑا نہ لگتا۔ لوٹ برقی)(بحوالہ سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۵)

کیا انسان کے دانتوں میں کسی مرض کا پیدا ہو جانا اس کی تضحیک و توہین کی وجہ بن سکتا ہے؟

حضرت ایوبؑ کے متعلق قرآن مجید میں ہے :۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔

یعنی ۔ ایوبؑ کی اس حالت کو یاد کر جب کہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ الانبیاء آیت ۸۳)

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر میں لکھا ہے :۔

" مدتوں تک ان بلاؤں میں مبتلا رہے حضرت حسن اور قتادہ فرماتے ہیں سات سال اور کئی ماہ آپ مبتلا رہے۔ بنو اسرائیل کے کوڑے پھینکنے کی جگہ آپ کو ڈال رکھا تھا۔ بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے "

ازواج النبی صلعم کے متعلق علامہ ابن قیم فرماتے ہیں :۔

" ازواج مطہرات میں سے جسے بھی آشوبِ چشم کی تکلیف ہوتی آپؐ ان کے پاس تشریف نہ لاتے"

(زاد المعاد حصہ سوم ص ۲۹۲ ترجمہ رئیس احمد)

صحابہؓ سے متعلق لکھا ہے :۔

" ایک روایت میں منقول ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور زبیر بن عوام نے ایک غزوہ میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جوؤں کے متعلق شکایت کی۔ آپؐ نے انہیں ریشم پہننے کی اجازت دی۔ (ایضاً ص ۲۴)

خود پیغمبر اسلام صلعم کے متعلق :۔

" جامع ترمذی میں سلمیٰ ام رافع خادمہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی پھوڑا پھنسی ہوتا یا کانٹا چبھ جاتا تو آپؐ اس پر مہندی لگاتے "

(ایضاً ص ۲۴۶)

برقی صاحب داڑھ میں کیڑا لگنے کی بات سے .... کیڑے نکال کر قادیان کی نشاشت طبع کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔ اگر مہذب ظرافت کا یہی معیار ہے تو اس کی زد میں کون کون سے لوگ آتے ہیں آپ خود ہی اس کا تعین فرمائیں۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(۱۳) توبہ توبہ ۔

فصل پہلی ص ۹۱ خلاصہ اعتراض

حضرت مرزا صاحب نے ایک دفعہ چوزہ ذبح کرنے کی بجائے اپنی انگلی کاٹ ڈالی اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے .... چونکہ آپ نے کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے اس لئے آپ نے چھری اپنی انگلی پر پھیر لی ۔ (سیرۃ المہدی ص ۴)

والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ بچپن میں حضرت صاحب چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہ ہوتا تو تیز سرکنڈے سے حلال کر لیتے تھے ۔

(ایضاً حصہ اوّل ص ۲۲۲)

چڑیاں پکڑنے کے متعلق پہلے ذکر ہو چکا ہے (ملاحظہ ہو اعتراض نمبر ۲) برقی صاحب نے یہ دو حوالے مختلف روایات میں تضاد ثابت کرنے کے لئے پیش کئے ہیں ۔ مرزا بشیر احمد صاحب نے غالباً بچپن کے زمانہ کو کالعدم تصور کر کے پہلا بیان دیا ہے ۔ اگر تضاد تسلیم کیا جائے تو ان سے اس معاملہ میں بھول ہو گئی ۔ انہیں یوں کہنا چاہیئے تھا کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب عام طور پر جانور وغیرہ ذبح نہ کرتے تھے اس لئے اس موقعہ پر انہوں نے اپنی انگلی کو زخمی کر لیا ۔ بس

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ بنا دیا

فیضی تبرکات
(مرسلہ محمد صالح نور اٹلی)

خطباتِ نور الدینؓ

(خطبہ جمعہ ۔ مؤرخہ ۲۴ ؍ جون ۱۹۱۰ء)

آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

دیکھو میں کیسا بوڑھا ہوں اور قرآن کریم پڑھنے میں کتنا زور لگتا ہے اور کتنا وقت صرف ہوتا ہے اور تم کو کبھی رحم بھی آیا ہے کہ کیا کہتا ہے اور اس کی بات مان لیں۔ میرا تو کوئی طمع نہیں ہوتا میں صرف اس بات کی کوشش کرتا ہوں کہ تمہارے دلوں میں کوئی نیکی کی بات بیٹھ جائے ۔

الٓمٓ ۔ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے کہ میں اللہ جانتا ہوں دیکھو یہ نمک ہم کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کب سے ہمارے لئے تیار کیا ہے ۔ کان سے نکلا وہاں سے شہر میں آیا ۔ وہاں سے قادیان میں آیا پھر دکان سے خرید کر ہانڈی میں ڈالا گیا ۔ پھر ہانڈی سے نکال کر تھالی میں رکھا گیا ۔ پھر ہم نے کھایا دیکھو اللہ تعالیٰ نے کب سے تیار کر رکھا ہے ۔ تم سب سوچو کہ کوئی چیز بغیر مشقت کے پیدا ہوتی ہے ؟ کھیتی سے کس قدر محنت کرنی پڑتی ہے ۔ یہ مشقت کے کام نبیوں نے کئے ۔ بہت سے جھگڑے جب ہم دیکھتے ہیں تو بیچ سے بات یہ نکلتی ہے کہ اس نے میری رائے کے برخلاف کیا ہے اس بدبخت سے پوچھو کہ تو نے خدا کے حکم کے مطابق کیا کیا ہے بدی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بھاگ کر نکل جاویں گے ۔

ماں باپ کے سارے حکم مانو ہاں ایک حکم نہ مانو جب وہ کہیں کہ شرک کرو تو یہ حکم نہ مانو ۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو امتحانوں میں ڈالتا ہے ۔

انسان کے ایک ایسے اعمال ہوتے ہیں کہ اس کو آئندہ کی نیکیوں کے لئے تیار کرتے ہیں اور بد اعمال بدیوں کے لئے تیار کرتے ہیں ۔

تقویٰ اختیار کرو ۔ تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تقویٰ کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوں اور اس کو دوست رکھتا ہوں اور اس کے دشمنوں کو ہلاک کر دیتا ہوں ۔ تقویٰ کا اصل اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے آخرت پر ، رسولوں پر ، ملائکہ پر ایمان لاویں ۔ اعمال عمدہ ہوں ، اللہ کی راہ میں خرچ کرے ایمان اعلیٰ درجہ کا ہو نماز کو ادا کریں ۔

تین وقت آدمی کو بڑے مشکل پیش آتے ہیں ۔

(۱) ایک جب غریب ہو اس میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں چوری کرتا ہے ۔

(۲) بیماری میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں ۔

(۳) ایک مقدمہ بازی میں ۔

آدمی ان وقتوں میں اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرے ۔

شمولیتِ سلسلہ

مندرجہ ذیل اصحاب نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت اختیار کی ہے :۔

(۱) ۔ حافظ خدا بخش صاحب ولد فتح محمد عاقل شاہ سرگودھا

(۲) راجہ طاہر احمد صاحب ولد راجہ بشیر احمد صاحب ۔ مشن روڈ ۔ لاہور

(۳) راجہ طاہر احمد صاحب ولد راجہ بشیر احمد صاحب ۔ مشن روڈ ۔ لاہور

(۴) خلیل احمد صاحب ولد ملک عزیز الرحمٰن صاحب ۔ A-8 ۔ مدن ولا ۔ لاہور

(۵) مجیب احمد ملک صاحب ولد ملک عزیز الرحمٰن صاحب A-8 ۔ مدن ولا ۔ لاہور ۔

(۶) صغیر حسین صاحب ولد میاں قمرالدین صاحب چیمبرلین روڈ ۔ لاہور

(۷) ظفر حسین صاحب ولد صغیر حسین صاحب چیمبرلین روڈ ۔ لاہور ۔

(۸) زاہد حسین صاحب ولد صغیر حسین صاحب چیمبرلین روڈ ۔ لاہور ۔

(۹) شاہد حسین صاحب ولد صغیر حسین صاحب چیمبرلین روڈ ۔ لاہور ۔

(۱۰) شفقت رسول خان صاحب ولد عبدالوہاب خان صاحب اوکاڑہ ۔ منٹگمری ۔

(۱۱) آسیہ اختر خاتون صاحبہ ۔ استانی ایف پی سکول ۔ ڈھاکہ ۔

بھارت میں ایک قادیانی مبلغ کی شمولیت جماعت احمدیہ لاہور میں

(ذیل کا مکتوب ایک قادیانی مبلغ کی طرف سے جو حال ہی میں قادیانی عقائد سے تائب ہو کر جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں موصول ہوا ہے)۔

سیدی و مولائی حضرت امیر المؤمنین ایدکم اللہ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ ایک لمبے غور و فکر اور دعائے استخارہ کے بعد میں نے گزشتہ ماہ آپ کی خدمت میں بیعت فارم پر کر کے بھیجا تھا۔ اُمید تھی کہ جلد شرف قبولیت حاصل ہو جائے گا۔ مگر مجھے عبدالرزاق صاحب نے بتایا کہ میں نے بیعت فارم کے ساتھ اپنے عقائد کی اچھی طرح وضاحت نہیں کی اس لئے بیعت فارم کی منظوری معرض التوا میں پڑی ہوئی ہے۔

حالانکہ جب بیعت فارم پر اس مفہوم کی عبارت موجود ہے کہ میں اب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تصریحات کے مطابق احمدیت کی اشاعت کیا کروں گا۔ تو بیعت کرنے والا خود بخود انجمن مذکور کے عقائد مسلک کا پابند ہو جاتا ہے۔

لیکن بعض وجوہ کی بناء پر میرا معاملہ شاید کچھ الگ نوعیت کا قرار دیا گیا ہے اور مجھ سے عقائد کی صراحت کرنے کو بھی کہا گیا ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ

۱۔ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چودھویں صدی کا مجدد مانتا ہوں۔

۲۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ میں جس مہدی اور مسیح کے ظہور کی خبر دی ہے۔ وہ آپ ہی ہیں۔

۳۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت بند ہو چکا ہے آپ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آئے گا۔

۴۔ حضرت مرزا صاحبؑ نبوت کے مقام پر فائز نہیں۔ یعنی آپ کو مطلقاً نبی اللہ کہنا جائز نہیں ہے

۵۔ آپ کی تحریر میں جہاں جہاں اپنے متعلق نبی کا لفظ آتا ہے۔ وہ مقید ہے۔ یعنی ظلی۔ بروزی اُمتی یا مجازی کی قید لگانا ضروری ہے۔

۶۔ نبی کی دوسری قسم یعنی مجازی نبی پر جو احکام متفرع ہوتے ہیں وہ حقیقی نبی کے احکام سے مختلف ہیں۔

۷۔ حقیقی نبی کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے مگر مجازی و بروزی نبی کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

۸۔ اس لئے ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ قادیان کے دوسرے امام نے حضرت مرزا صاحبؑ کو حقیقی نبی کا مقام دے کر جو احکام متفرع کئے وہ درست نہیں تھے۔

۹۔ ان کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحبؑ حقیقی نبی ہیں۔ اس لئے آپ کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ درست نہیں تھا۔ اسی طرح نماز پنجگانہ جنازہ اور رشتہ ناطہ کے متعلق جماعت احمدیہ قادیان کا جو مسلک ہے۔ وہ بھی صحیح نہیں ہے۔

۱۰۔ میں اس پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی وصیت کے مطابق صدر انجمن احمدیہ ہی آپ کی حقیقی جانشین ہے جو اب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سے لاہور میں کام کر رہی ہے۔

۱۱۔ نظام خلافت جو جماعت احمدیہ قادیان ربوہ میں قائم کیا گیا۔ وہ الوصیۃ کے منشاء کے خلاف ہے۔

۱۲۔ الوصیۃ میں قدرت ثانیہ کے ظہور کی جو خبر دی گئی ہے۔ اس سے نظام خلافت پر استدلال محکم پر متشابہ کو ترجیح دینے کے مترادف ہے

۱۳۔ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مصلح موعود کا ظہور تین صدیوں کے بعد ہو گا۔ اللہ تعالےٰ مجدد تو ہر سو سال کے بعد بھیجتا ہے۔ پھر ایسی کیا ضرورت لاحق ہو گئی تھی کہ "مصلح موعود" سن جلوس کے اعتبار محض چھ سال کے بعد اور سن دعوٰے کے اعتبار سے ۳۴ سال کے بعد آ گیا۔

۱۴۔ میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کسی تنظیم کے اندر رہ کر اس تنظیم کے مسلمات کے خلاف عام پراپیگنڈا کرنا فتنہ انگیزی کو ہوا دینا ہے اس لئے میں جب تک قادیانی تنظیم کے ماتحت رہا۔ ان کے مسلمات کے خلاف لب کشائی نہیں کی۔ لیکن جب میں اس تنظیم سے الگ ہو گیا تو اب مجھے حق ہے کہ آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر دوں۔

۱۳ اگست کے اخبار انقلاب میں میرے متعلق جو رپورٹ شائع ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے ہی باقاعدہ جماعت احمدیہ قادیان کی رکنیت سے استعفا دے دیا تھا۔

لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ رپورٹر نے رپورٹ غلط انداز میں شائع کرائی ہے میرے قبول اسلام کا کوئی سوال نہیں تھا۔ میں تو پیدائشی مسلمان ہوں۔ اور قادیانی احمدی غیر مسلم تو نہیں ہوتا۔ مگر رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ میں عقائد قادیانی سے تائب ہو کر داخل اسلام ہو گیا۔

بعض احمدی احباب نے معلوم نہیں اس رپورٹ کے کس جملے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ میں جماعت احمدیہ سے الگ ہو کر اہل حدیث پارٹی میں شامل ہو گیا حالانکہ اخبار میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

میں بحمد اللہ لمحہ بھر کے لئے بھی احمدیت سے الگ نہیں ہوا۔ میں سنہ ۱۹۴۲ء میں سلسلۂ دیوبند سے فارغ ہو کر سنہ ۱۹۴۴ء میں احمدی ہوا۔ مجھے احمدیت کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں۔ والدین۔ رشتہ دار اور گھر سے تعلقات منقطع ہو گئے۔ مار پیٹ تک نوبت آئی اس کے بعد ایک مبلغ کی حیثیت سے قادیانی جماعتوں میں رہا۔ اور جماعتوں کے داخلی انتشار و بے چینی کے باعث ہر جگہ میں بھی پریشان رہا۔ مگر کبھی میرے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

حتیٰ کہ جب میں بمبئی میں آیا۔ اور تواریخ و مذاہب کا مطالعہ کیا تو مجھ کو اپنے بدن پر قادیانزم کا پیرہن بھی تنگ نظر آنے لگا۔

حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ تعالےٰ کے نام نامی سے تو میں واقف ہی تھا۔ اور کچھ کچھ حالات بھی معلوم تھے۔ اب میں نے ان کا تفصیلی مطالعہ شروع کیا تو تفسیر بیان القرآن۔ دین اسلام اور بعض دوسری کتب کے مطالعہ سے میری عقیدت ان کے ساتھ بڑھتی گئی۔ اور میں انہیں ایک عظیم مفکر احمدیت سمجھنے لگا۔ اور واقعی ان کی تصنیف دین اسلام نے تو ایک اصلاحی اور تجدیدی کارنامہ انجام دیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں مکرم عبدالرزاق صاحب سے باہمی مسائل پر بات چیت کرنے لگا۔

میں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی ماہانہ رپورٹوں میں گاہے بگاہے مختلف پیرائے میں اپنے اس میلان کا اظہار کر دیتا تھا۔ ان باتوں کا نتیجہ میرے حق میں اچھا نہیں ہوا۔ اہل قادیان نے مجھ کو اس اقدام سے روکنے کی انتہائی کوشش کی۔ مجھے قادیان بلایا گیا۔ بچوں کے لئے تعلیمی وظائف کی پیشکش کی گئی۔ اور جب یہ تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوئی تو مجھے اہل و عیال کے ساتھ جبراً قادیان آنے کا حکم دیا گیا۔

میں نے مکرم عبدالرزاق صاحب سے بار بار کہا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ محض آپ سے تعلق اور تازہ میلان خاطر کے باعث ہو رہا ہے۔ بہتر ہو گا کہ اب مجھ کو اس انجمن میں کام کرنے کا موقعہ دیں اور ایک دارالتبلیغ کا بندوبست کریں۔ اس لئے کہ میں جماعت احمدیہ قادیان کی رکنیت سے استعفا دینے کے بعد ایک دن بھی اس مکان میں نہیں ٹھہروں گا خیر وہ تو مکان کا بندوبست نہ کر سکے۔ مجھے حسن اتفاق سے عارضی قیام کے لئے ایک گھر مل گیا اور میں اس گھر میں اہل و عیال کے ساتھ منتقل ہو گیا۔ اور جماعت احمدیہ قادیان کی رکنیت سے استعفا دیا۔ بعض بدعقل مولویوں نے اس کا غلط مطلب سمجھا اور احمدیت کے خلاف محاذ قائم کرنے کے لئے مجھے دعوت دی۔ مگر میں نے ان کی پیش کردہ تمام ترغیبات پر لعنت بھیج کر احمدیت پر اپنے عقائد کا اعلان کر دیا۔

یہ ہے میری سرگذشت ہے میرے خیالات میں تغیر تدریجاً ہوا ہے نہ دفعۃً۔ مکرم عبدالرزاق صاحب اس سے واقف ہیں۔ اگر آج میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمت کرنا چاہتا ہوں تو یہ لمبے غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ نہ کوئی وقتی تحریک۔

میں بہر صورت انجمن مذکور کی ہدایات کے مطابق احمدیت کی خدمت کرتا رہوں گا مجھے مبلغ کے عہدے پر جو سرفراز کیا ہے۔ اگر یہ اعزاز برقرار رکھیں گے تو سرفرازی ہو گی۔ ورنہ میں اس اعزاز کے بغیر بھی یہ خدمت انجام دیتا رہوں گا۔ احمدیت کی تبلیغ تو میری فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔ اس راہ میں عزت و دولت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

اس سے پہلے مکرم عبدالرزاق صاحب نے بھارت کی تمام جماعتوں کو مطلع کر دیا کہ مجھ کو بھارت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مبلغ مقرر کیا گیا ہے اور پیغام صلح بمبئی، کی ایڈیٹری بھی مجھے تفویض ہوئی ہے اور میں نے پوری توجہ سے کام شروع کر دیا ہے۔

بھارت کے تمام نئے اور پرانے احمدیوں کو اس تبدیلی عقیدہ کی خبر دے چکا ہوں۔ میرے اس اقدام سے احمدیوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے۔ تو قادیانیوں میں مایوسی پھیل گئی ہے۔

'پیغام صلح' بمبئی کے لئے مضامین بھی مرتب کر چکا ہوں۔ ڈیکلریشن ملتے ہی اخبار شائع ہو جاوے گا۔ قادیان و ربوہ کے علمائے کرام سے ایک سوال بھی کیا ہے جس کی بار بار اور نہایت وسیع پیمانے پر اشاعت کی خواہش ہے۔ جماعتوں کے دورے کا پروگرام بھی ہے۔ اکثر جماعتوں سے دورے کی دعوت آ چکی ہے

مجھے رحمت الہٰی سے پوری امید ہے کہ ہم لوگوں کی مشترکہ کوششوں سے بھارت میں اس انجمن کو دوبارہ زندگی حاصل ہو جائے گی۔ آپ کی دعا اور نظر توجہ درکار ہے اللہ تعالےٰ ہم لوگوں کے ساتھ ہو۔ والسلام

اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں دو سال سے مکرم عبدالرزاق صاحب سے کہہ رہا تھا کہ آپ دارالتبلیغ کا بندوبست کریں میں آپ کو ایک تربیت یافتہ اور تجربہ کار مبلغ دوں گا۔ وہ شاید میرا اشارہ نہیں سمجھے۔ یا سمجھتے تھے تو یقین نہیں آتا تھا۔ میں ان سے اشارے کنائے میں اپنے متعلق کہتا تھا۔ الحمد للہ کہ اب وہ بات واضح ہو کر سامنے آ گئی۔

والسلام

سمیع اللہ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۱۹ مولینا آزاد روڈ بمبئی ۱۱ بائیکلہ

جناب عزیز الرحمٰن بادشاہ صاحب
کنگ سکول اینڈ کالج ایبٹ آباد۔

چاند شق ہو چکا اور عذابِ الٰہی کی گھڑی آپہنچی

اجلِ مسمّٰی ۱

(۶)

اللہ تعالےٰ کرے کہ آپ حق پہنچنے کے بعد اپنے ہی گذشتہ علم پر نازاں رہ کر اللہ تعالےٰ کی باتوں کا انکار نہ کریں۔

★ "کیا یہ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے بڑھ چڑھ کر تھے قوت میں بھی اور ان نشانوں میں بھی جو کہ وہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں۔ پس ان کا کسب ان کے کچھ بھی کام نہ آیا۔ جب ان کے پاس اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچانے والے کھلی دلیلیں لائے تو وہ اپنے ہی اس علم پر نازاں رہے جو ان کو حاصل تھا اور ان پر وہ عذاب آ پڑا جس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے۔" (۴۰/۸۲-۸۳)

آج بھی آپ شنوا اور بینا ہیں۔ تب ہی تو کائنات کی تسخیر کی سوچ رہے ہیں۔ کاش کہ آپ کی یہ شنوائی اور بینائی آپ کے کچھ کام آئے اور اپنے رب کو پہچان لیں تاکہ آپ کو بھی اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کے مختلف نشانات دکھلائے۔ لیکن افسوس کہ باوجود اس کے لوگ اپنے فسق و فجور، بے حیائی اور مکر و فریب سے باز آنے والے دکھائی نہیں دیتے۔

★ اور ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں میں قدرت دی تھی کہ تمہیں ان باتوں میں قدرت نہیں دی اور ہم نے ان کو شنوائی۔ بینائی اور سوچ عطا کیا تھا۔ پھر نہ تو ان کی شنوائی ہی کچھ کام آئی اور نہ ہی بینائی نے کچھ کام دیا اور نہ سوچ کارآمد ثابت ہوا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں کے انکاری رہے اور جس عذاب کا وہ ٹھٹھا اڑایا کرتے تھے اُن پر آن پڑا اور ہم تمہاری آس پاس والی بستیوں کو ہلاک کر چکے ہیں اور اپنی قدرت کے مختلف نشان بھی دکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔ (۴۶/۲۶-۲۷)

آپ کا فسق و فجور، مکر و فریب، بے حیائی اور اللہ تعالےٰ سے غفلت بتلا رہی ہے کہ آپ کو آزاد رکھا گیا ہے۔ جو چاہو کرو تمہیں چھٹی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی سنت سے کیوں بے غم ہو گئے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالےٰ کی سُنت سے کوتاہی بذاتِ خود خرابی کی دلیل ہے۔

★ کیا بستیوں والے نڈر (یا امن میں) ہو چکے ہیں؟ کہ آخری ہماری طرف سے ان پر عذاب آئے جب وہ سو رہے ہوں، اور کیا امن میں ہو گئے ہیں اس بات سے کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب کہ کھیل کود میں مصروف ہوں؟ کیا وہ اللہ تعالےٰ کے داؤ (اچانک پکڑ) سے بے فکر ہو گئے؟ اللہ تعالےٰ کے داؤ سے ماسوائے نقصان اٹھانے والی قوم کے کوئی بے فکر نہیں ہوا کرتا۔ کیا ان لوگوں پر جو زمین کے وارث ہوتے ہیں وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں بھی ان گناہوں کے سبب سے پکڑ لیں اور ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ نہیں سنتے۔ (۷/۹۷-۱۰۰)

اے میری قوم! آپ بھی بے فکر محسوس ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کرے کہ آپ کے دلوں کی مہر ٹوٹ جائے اور میری باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور ان لوگوں میں سے نہ بنیں جو ہلاک کئے جا چکے ہیں۔

★ کیا نڈر ہو گئے ہو اس آسمان والے سے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا کر رکھ دے اور وہ یکایک لرزنے لگے۔ کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ تم پر پتھر برسا دے اور پھر تمہیں معلوم ہو کہ میرا ڈرانا کیسے ہوتا ہے۔ پہلے والوں نے بھی ان باتوں کا انکار کیا پھر میرا عذاب کیسے ہوا؟ (۶۷/۱۶-۱۸)

★ کیا وہ آسمان اور زمین کو نہیں دیکھتے جو ان کے آگے اور پیچھے ہے۔ اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے والے بندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (۳۴/۹)

★ اور یہ کہتے ہیں کہ وہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو؟ تو یہ صرف ایک دھماکے کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں یقیناً ایسے وقت آلے گا جبکہ یہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ پس نہ وصیت ہی کر سکیں گے اور نہ گھر والوں کی طرف لوٹ کر آسکیں گے۔ (۳۶/۴۸-۵۰)

★ اور منکر تو اس (قرآن) کی طرف سے شک ہی میں ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ گھڑی اُن پر آموجود ہو یا کسی منحوس دن کا عذاب ان پر نازل ہو۔ (۲۲/۵۵)

★ جو باطل کے اعتمادی اور اللہ تعالےٰ کے منکر ہوئے وہی نقصان پانے والے ہیں۔ تجھ سے جلد عذاب کے خواہاں ہیں۔ تو اگر (اس امت کے لئے بھی) اجل کا ایک وقت مقررہ ہوتا تو ان پر یہ عذاب آ ہی جاتا اور البتہ ان پر یہ عذاب اچانک آ پڑے گا اور انہیں کوئی خبر نہ ہوگی۔ تجھ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور بے شک جہنم نے کافروں کو گھیر رکھا ہے۔ جس دن عذاب ان کو اُوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے گھیرے گا تو کہا جائے گا کہ اپنے اعمال کا مزہ چکھو۔ (۲۹/۵۲-۵۵)

★ اور حق کے انکاری کہتے ہیں کہ ہم پر وہ گھڑی نہیں آئے گی؟ کہہ دو کیوں نہیں، میرے عالم الغیب رب کی قسم تم پر وہ گھڑی ضرور آکر رہے گی۔ اس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ کوئی بڑی ایسی چیز ہے مگر وہ کتاب مبین میں موجود ہے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو جزا دے جو ایماندار اور نیک اعمال والے ہیں۔ ان کے لئے تو بخشش اور عزت والا رزق ہے اور جو ہماری نشانیوں کو عاجز کرنے کے درپے ہیں (یعنے سائنسدان) ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ تجھ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کھل رہا ہے وہ حق ہے اور غالب تعریف کئے گئے کی راہ بتاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کرے کہ تم کبھی ان لوگوں میں سے شمار نہ ہونے لگو جن کی بابت کہا گیا ہے کہ:-

★ اور یہ تو کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے والوں جیسی نصیحت پہنچتی تو ہم اللہ تعالےٰ کے خالص بندے ہوتے۔ پس انہوں نے انکار کیا سو وہ جان لیں گے اور ہماری یہ بات ہمارے ان بندوں کے لئے جو میرا پیغام پہنچاتے ہیں پہلے سے ہو چکی ہے کہ مدد دیئے جائیں گے اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا۔ ان سے کچھ مدت کے لئے منہ موڑ لیں اور انہیں دیکھتے رہیں۔ یہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔ کیا ہمارے عذاب میں جلدی کے خواہاں ہیں؟ پس جب (یہ عذاب) ان کے میدان میں آ نازل ہوگا تو کیسی بُری صبح ہوگی ان کی جو ڈرائے گئے۔ پس ان سے کچھ عرصہ تک منہ موڑ لیں اور دیکھتے رہیں سو وہ عنقریب دیکھ لیں گے۔ (۳۷/۱۶۷-۱۷۹)

★ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی جماعتیں ہلاک کر ڈالیں تو کیا تو کسی کی ان میں آہٹ سنتا ہے یا ان کی بھنک پاتا ہے؟ (۱۹/۹۸)

اے آدم کی اولاد! اللہ تعالےٰ کی پکڑ ہمیشہ اچانک ہی آیا کرتی ہے۔

★ وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی لقاء (ملاقات کو جھٹلایا) جب وہ گھڑی ان پر اچانک آن پڑے گی تو کہیں گے اے افسوس ہم نے اس میں کیسی کوتاہی برتی اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔ خبردار وہ بُرا بوجھ ہے جسے وہ اُٹھائیں گے اور دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشا ہے اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہیں، کیا تم سمجھتے نہیں؟ (۶/۳۱-۳۲)

★ اور یہ پوچھتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا۔ اگر تم سچے ہو؟ کاش یہ منکر اس وقت کو جان لیں کہ اپنے مونہوں اور اپنی پیٹھوں سے آگ کو روک نہیں سکیں گے اور نہ مدد کئے جائیں گے۔ بلکہ وہ ان پر ناگہانی آئے گی۔ پھر وہ ان کے ہوش کھو دے گی پھر نہ اسے ٹال سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی اور تجھ سے پہلے پیغام پہنچانے والوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا۔ پھر جس عذاب کی بابت وہ ہنسی کیا کرتے تھے وہی عذاب اُن پر آن پڑا۔ (۲۱/۳۸-۴۱)

★ پھر پارٹیاں ایک دوسرے سے اختلاف کر گئیں پس جنہوں نے ظلم کیا ان کے لئے دردناک عذاب سے تباہی ہے۔ کیا وہ اس گھڑی کے منتظر ہیں جو ان پر یکایک آجائے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے۔ ماسوائے پرہیزگار لوگوں کے جن کو کہا جائے گا کہ اے میرے بندو تم پر آج نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ (۴۳/۶۵-۶۸)

اے مسلمانو! آپ ہی وہ لوگ ہیں جن کے پاس کتاب بھیجی گئی ہے اور آپ ہی نے عقل سے کام لے کر سوچنا ہے تاکہ آپ کے ساتھ پہلوں جیسا سلوک نہ کیا جائے۔

★ البتہ تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایک کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارے ہی حالات ہیں۔ کیا عقل نہیں رکھتے؟ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں غارت کر دیا ہے اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ وہاں جہاں تم عیش میں مصروف تھے اور اپنے ٹھکانوں کی طرف تاکہ ذرا پوچھے جاؤ۔ ہائے کمبختی بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ سو ان کی یہی پکار رہی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا جس طرح کٹی ہوئی کھیتی اور وہ بجھ کر رہ گئے۔ .... (۲۱/۱۰-۱۵)

★ پھر کیا یہ اس گھڑی کے منتظر ہیں جو ان کو ناگہاں آن لے گی۔ پس تحقیق اس کی علامتیں تو ظاہر ہو چکی ہیں ..... (۴۷/۱۸)

★ اس طرح ہم نے مجرموں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے کہ وہ (ان دھمکیوں پر جن کی خبر پہلی کتابوں میں موجود ہے) دردناک عذاب دیکھے بغیر ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر وہ (عذاب) ان پر اچانک آئے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ پھر کہیں گے کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے؟ کیا ہمارے عذاب کو جلد چاہتے ہیں؟ بھلا دیکھا اگر ہم انہیں چند سال فائدہ اٹھانے دیں۔ پھر ان کے پاس وہ عذاب آئے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں تو جو انہوں نے فائدہ اُٹھایا ہے کہاں ان کے کچھ بھی کام آئے گا؟ اور ہم نے ایسی کوئی بستی ہلاک نہیں کی جس کے لئے ڈرانے والے نہ آئے ہوں یاد دہانی کے لئے۔ اور ہم ظالم نہ تھے...

...... (۲۶/۲۰۰-۲۰۹)

اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ:-

★ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس

دن سے خوف کرو جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آسکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا میں نہ ڈال دے اور نہ وہ دھوکا تمہیں اللہ سے دھوکہ میں نہ رکھ دے ..... (۳۱/۳۴)

اَجَلِ مُسَمّٰی ......!

بعض لوگ صرف اسی پر اکتفا کر کے بیٹھ رہیں گے کہ جس کی قسمت میں موت لکھی ہے وہ مرے گا اور جس کی قسمت میں بچنا لکھا ہوگا بچ کر آئے گا تو وہ اچھی طرح جان لیں کہ وہ غلطی پر ہیں ہر ایک شخص کے لئے ایک طبعی موت کا وقت مقرر ہے جس کو اَجَلِ مُسَمّٰی کہتے ہیں۔ یعنے اگر کوئی شخص عین فطرت کے صحیح تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کرتا رہے، ہر قسم کی غلط کاریوں سے بچے۔ اپنی بے احتیاطی کے باعث کسی بھی حادثے کا شکار نہ ہو تب وہ اس خاص لمحے سے ایک سیکنڈ بھی زیادہ اس دنیا میں نہ رہ سکے گا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شخص اس گھڑی سے پہلے نہ مرے گا۔ کئی افراد اپنی غلط روش اور بے احتیاطیوں اور ایسے فسق و فجور کی وجہ سے جن کے اثرات اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں تک پہنچنے والے ہوتے ہیں اَجَلِ مُسَمّٰی سے پیشتر ہی موت کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے اندازوں کے مطابق ہوتا ہے سورۃ الکھف میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک بندے کا ذکر فرماتے ہیں جس کو اس نے اپنی طرف سے علم دیا تھا کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں ایک کم سن بچے کو قتل کیا جس پر موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا کہ اس بے گناہ بچے کو تو نے کیوں ناحق قتل کیا۔ اس نے اس امر کی وضاحت یوں کی کہ اس لڑکے کے والدین ایماندار تھے اور اس ڈر سے کہ کہیں یہ اپنے ماں باپ کو بھی سرکشی اور کفر میں مبتلا نہ کر دے اسے قتل کیا اور اس لئے کہ ربّ العالمین اس کے بدلہ میں انہیں پاکیزہ اور محبت میں بڑھ چڑھ کر اولاد دے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ بچہ اَجَلِ مُسَمّٰی (یعنے پہلے سے متعین وقت) سے پہلے ختم ہوا۔ اگر اس کی سرکشی کا وبال اس کے ایماندار والدین تک پہنچنے کا خوف نہ ہوتا تو اس کو اَجَلِ مُسَمّٰی تک کی مہلت مل جاتی۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو آنے والے عذاب سے ان الفاظ میں ڈرایا:۔

اللہ کی عبادت کرو۔ اس سے ڈرو اور میرا کہنا مان لو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں میں سے کچھ گناہ بخش دے گا اور تمہیں اَجَلِ مُسَمّٰی تک مہلت دے دیگا۔ اور بے شک جب اللہ کی طرف سے مقررہ اَجل آئے گا تو پھر کوئی تاخیر نہ ہوگی۔ کاش تم جانتے! (سورۃ نوح) ظاہر ہے کہ قوم نے اس کی بات کو رد کیا۔ اپنے اجل تک کی مہلت سے محروم ہو گئے۔ قوم یونس علیہ السلام پر بھی عذاب آیا لیکن چونکہ انہوں نے حق کی دعوت کو قبول کیا آیا ہوا عذاب واپس ہوا۔ اور ان کو اَجَلِ مُسَمّٰی تک مہلت ملی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

★ سو کوئی ایسی بستی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا سوائے قوم یونس (علیہ السلام) کے کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیا کی حیات میں وہ رُسوا کن عذاب دور کر دیا اور ہم نے ان کو ایک وقت تک فائدہ پہنچایا (۹۸/۱۰)

اگر سب کی موت ایک وقت پر مقرر ہوتی تو ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کو یوں مخاطب نہ کرتے:۔

★ اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور تم نافرمان ہو کر منہ نہ پھیرو۔ (۱۱/۵۲)

اور اگر منہ موڑو گے تو وہ پیغام تمہیں پہنچا دیا جس کو دے کر مجھے بھیجا گیا تھا۔ اور میرا ربّ تمہاری جگہ اور قوم پیدا کر دے گا۔ اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ بے شک میرا ربّ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (۱۱/۵۷)

اور نہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرما سکتے کہ

★ اپنے ربّ سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر مینہ برسائے گا اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ اُگائے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔ (۷۱/۱۰-۱۲)

اور نہ خدا اللہ تعالیٰ قوموں کو تباہ کرنے کے بعد یوں فرماتا کہ:۔

★ اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب پکڑا۔ (۷/۹۶)

پس اگر تمام ہلاک شدہ اُمتیں اپنے پیغام رساں کی باتوں کو دھیان میں رکھتے اور اپنی اپنی اصلاح میں لگ جاتے تو وہ عذاب سے ہلاک نہ ہوتے بلکہ اَجَلِ مُسَمّٰی تک کی مہلت حاصل کر لیتے۔ ان کی دنیاوی زندگی بہتر ہو جاتی اور آخرت میں بھی نیک اعمال کے اجر سے محروم نہ رہتے۔ اے میری قوم غلط خیالات کو دل سے نکال باہر کریں اور اپنی اصلاح میں مصروف ہو جائیں۔ تقدیر کا معاملہ بہت ہی سیدھا سادہ ہے۔ لوگوں کی غلط تاویلات نے اس کو ایسا پیچیدہ بنا کر رکھ دیا ہے کہ جیسے یہ انسانی فہم سے کوئی باہر چیز تھی

اگر ربّ العالمین کو منظور ہوا اور آپ لوگوں نے ان باتوں کو قبول کیا تو وہ بھی انشاء اللہ آپ سے چھپا کر نہ رکھوں گا۔ سردست ہم سب کے لئے یہی کافی ہے کہ نیکیوں کی طرف رغبت کریں۔ برائیوں سے بچیں آپس میں پیار و محبت کو بڑھائیں عداوت اور نفرت کو کم کریں۔ تمام لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں کو مسلمان ہی سمجھیں کہ آپ کے نبیؐ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ ان منافقوں تک کو جن کی منافقت روز روشن کی طرح عیاں تھی، مسلمان ہی سمجھا تھا۔ انہیں مسجدوں میں آنے کی کھلی چھٹی تھی۔ ان سے شادی بیاہ کی قطعی اجازت تھی۔ انہیں مشوروں میں برابر شریک کیا جاتا تھا اور خود مسلمان ہی ان کو اسلامی طور طریقوں سے دفن کیا کرتے تھے۔ ان پر نماز جنازہ پڑھنے والے بھی مسلمان ہی ہوا کرتے تھے لیکن آج مسلمانوں میں، اگر ایسے بھی لوگ ہیں جو صحیح راہ سے بھٹک گئے ہیں تو انہیں جاہل، بے علم اور ناسمجھ تو کہا جا سکتا ہے لیکن منافق نہیں۔ انہیں محض عبادات کے طور طریقوں میں اختلافات کے باعث اپنے سے علیحدہ نہ کریں۔ اگر سمجھانے سے سمجھیں کو اپنے سے الگ اور دور کرو تیں تو وہ کیسے سمجھیں! کسی کے دل نہ چیریں، ان کے ظاہری الفاظ کو قبول کر لیا کریں کہ یہی آپ کے ربّ کا حکم اور حضور انورؐ کی سنت ہے۔ مسجدوں کو ہر کلمہ گو کے لئے کھلا رکھ دیں اور مسلمان کے علاوہ کچھ نہ کہلاؤ کیونکہ یہی نام آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے .... اس کے خلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ...... اور ...... سراجاً منیرا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے۔

درخواست دُعا

میرے لڑکے عبدالخالق نے اپریشن کرایا تھا مگر اس کی پیپ بند نہیں ہوتی۔ تمام جماعت سے التماس ہے کہ اس کی صحت کے لئے دُعا فرمادیں۔ والسلام

شیخ اللہ بخش۔ بدوملہی

خط وکتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ہفت روزہ پیغام صلح ۔ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۸

ہمارا سالانہ جلسہ

مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۵ر۔ ۲۶ر۔ ۲۷ر۔ ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعرات جمعہ ہفتہ ۔ اتوار ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ پہلے دن (۲۵ر دسمبر کو) مستورات کا اور باقی ایام میں مردوں کا جلسہ ہوگا۔

پروگرام جلسہ مرتب ہونے کے بعد شائع کر دیا جائے گا۔

مغربی پاکستان کے تمام احمدی حضرات نہ صرف خود شامل ہوں بلکہ اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی شمولیت کی دعوت دیں۔

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

اے خدا نور ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر

گمرہاں را چشم روشن کن ز آیاتِ مبیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ٹیلی فون نمبر ۷۳۷۳۲

ایڈریس: تبلیغ لاہور

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور "پاکستان"

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۲ رمضان ۱۳۸۹ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۴۹

رؤیا اور کشوف زندگی کا مقصد نہیں

حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا پورا ادا کرو

ارشادات امام زمان مسیح موعود علیہ السلام

میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ بعض لوگ میں نے دیکھے ہیں جن کی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آجاتے ہیں یا آنے چاہئیں۔ وہ سارا زور اسی امر پر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلاء ہے۔ جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں وہ یاد رکھیں۔ اس امر سے نجات وابستہ نہیں ہے۔ کبھی یہ سوال نہیں ہوگا۔ تجھے کتنے خواب آئے تھے۔ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے چوری میں سزا پائی اور جب سزا پا کر آئے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ چوری کرنے گئے تھے۔ خواب میں معلوم ہو گیا تھا کہ ایسا ہوگا۔ بڑے بڑے بدکار جو کنجر کہلاتے ہیں انہیں بھی سچی خواب آسکتی ہے۔ یہاں ہمارے ایک چوہڑی تھی اس کو بھی خواب آجاتے تھے۔ پس تم ابتلاء میں مت پھنسو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک خوبصورتی پیدا کرو۔ انسان کو چاہیئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریف کے مواقف میں نے اپنے اعمال کو بنا لیا ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات نہیں ہے تو خواہ اس کو ہزاروں خوابیں آئیں بے سود اور بے فائدہ ہیں۔ قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا پورا ادا کرو۔ ان میں ریا۔ خیانت شرارت باقی نہ ہو۔ وہ خالصتاً للہ ہوں۔ پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اس کے ثمرات خود بخود حاصل ہونگے۔

ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہ بُری چیزیں ہیں یا بُرا طریق ہے۔ نہیں نہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ بد استعمالی بُری ہے۔ بیمار کا فرض ہے کہ وہ اوّل علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلیٰ کی سیر کے دو چار ورق سنادو۔ اسی طرح کشوف اور رؤیا روحانی سیر ہیں۔ جب روحانی بیماریوں کا علاج ہو جاوے گا اور روحانی صحت درست ہوگی اس وقت سیر بھی مفید ہوگی۔

(ملفوظات جلد نہم)

قارئین پیغامِ صلح کی خدمت میں

عید مبارک

بحرِ حکمت کے موتی

افطار میں جلدی کرنا

عن سھل بن سعدٍ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال الناس بخیرٍ ما عجلوا الفطر۔

ترجمہ: سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے فائدہ میں رہیں گے۔

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ میں رہنا ایک تو اس لحاظ سے ہے کہ فائدہ تکلیف سے بچے رہیں گے۔ کیونکہ غروب آفتاب کے بعد روزہ نہ کھولنا اپنے آپ کو بلا وجہ تکلیف میں ڈالنا ہے۔ دوسرا اس لحاظ سے کہ وہ افراط و تفریط سے بچے رہیں گے۔ (فضل الباری)

اپیل برائے جلسہ فنڈ

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ گرانی کے مدِ نظر اخراجات لنگر خانہ کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم جلسہ فنڈ میں ارسال فرمائیں۔

(انچارج تحصیل)

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

گاہے گاہے باز خواں......

مفت روزہ البدر کے ۱۹۰۲ء کے چند پرچے زیر مطالعہ تھے۔ انہیں سے چند امور احباب جماعت کی رہنمائی کے لئے پیغام صلح کے ذریعہ پیش کئے جاتے ہیں۔

—(محمد صالح نور، لائلپور)—

(۱) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روزانہ دستور العمل"۔

—— حضرت مسیح موعود علیہ السلام سوائے حالت بیماری کے جس میں آپ بہت سخت لاچار ہوں ہر ایک نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

—— حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود نماز کی امامت نہیں کرتے بلکہ مقتدی ہو کر نماز ادا کرتے ہیں جب کسی جنازہ کی نماز پڑھنی ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت خود امام ہوتے ہیں۔

—— سوائے مغرب کی نماز کے سنتِ مؤکدہ کے باقی کل سُنّت نوافل ہر ایک نماز کی ماقبل و مابعد آپ گھر میں ادا کرتے ہیں مگر آج کل ماہ رمضان میں مغرب کی سنت مؤکدہ آپ گھر میں ادا کرتے ہیں

—— آج کل رمضان میں تو نہیں مگر آپ کی مستمرہ عادت ہے کہ فجر کی نماز ادا کر کے گھنٹہ یا دو گھنٹہ سیر کے لئے تشریف لاتے ہیں اور اپنے اصحاب کے ساتھ میل یا دو میل چل قدمی فرماتے ہیں اور راستہ میں مختلف قسم کے ذکر اذکار ہوتے رہتے ہیں جن میں کبھی جماعت کو نصیحت ہوتی ہے یا کسی سوال کا جواب یا اپنے مشن کا تذکرہ وغیرہ۔

—— عام طور پر آپ کی مجلس کا وقت مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد سے عشاء کی ادائگی تک ہے گو اکثر اوقات ظہر اور عصر کے اوقات میں بھی مجلس کرتے ہیں اور ان مجالس میں نو وارد مہمان آپ سے نیاز اور ملاقات حاصل کرتے ہیں۔

—— جب کبھی آپ کی طبیعت علیل ہو اور نماز میں شامل نہ ہو سکیں تو کہلا بھیجتے ہیں کہ نماز پڑھ لو میں نہیں آسکتا تاکہ لوگ انتظار میں نہ رہیں۔

—— اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو حضرت اقدس اس کے آگے سے نہیں گذرتے۔

—— جس مسجد میں جماعت ہوتی ہے اس کی دو منزل ہیں ایک اونچی ایک نیچی۔ آپ دولت سرا سے تشریف لاکر جب اول نیچے کے حصہ میں داخل ہوتے ہیں تو جو جماعت وہاں موجود ہوتی ہے آپ السلام علیکم کرتے ہیں۔ پھر جب اوپر کے حصہ میں آتے ہیں تو وہاں کی جماعت پر سلام کرتے ہیں اور اسی طرح جاتے ہوئے ہر ایک جماعت پر سلام کرتے ہیں۔

—— دیکھا گیا ہے کہ اکثر ابتداء السلام علیکم کی آپ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور جلتی دفعہ آپ آویں جاویں برابر سلام علیکم کرتے ہیں

—— تکبیر تحریمہ کے وقت آپ کانوں تک ہاتھ اُٹھاتے ہیں اور دستِ مبارک سینہ (صدر) پر باندھتے ہیں اور آج تک ایک وقت بھی آپ سے آمین بالجہر نہیں سُنی گئی۔

—— نماز کے کسی رکن میں بھی آپ امام سے پیشدستی نہیں کرتے۔ حالت قیام میں آپ کے پائے مبارک ایڑیوں کی طرف سے کچھ ملے ہوئے اور پنجہ کی طرف سے کچھ کشادہ ہوتے ہیں۔"

(البدر قادیان مؤرخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۲ء)

۱۳ دسمبر ۱۹۰۲ء بروز شنبہ کی ڈائری

"نماز مغرب ادا کر کے حضرت اقدس تشریف لے گئے اور کھانا تناول فرما کر پھر کچھ عرصہ بعد تشریف لائے۔ امرتسر میں مولوی رسل بابا کی موت جو طاعون سے ہوئی ہے اور جو کہ اس سلسلہ کی تائید میں ایک بڑا نشان ہے اور الہام "تخرج الصدور الی القبور" کو پورا کرتی ہے اس کی پردہ پوشی کرنے کے واسطے امرتسر کے مخالف مولویوں نے ایک اشتہار شائع کیا وہ حضرت اقدسؑ کو پڑھ کر سنایا گیا۔ اشتہار کا عنوان یہ تھا موت العالِم موت العالَم یعنی ایک عالِم کی موت ایک عالَم (جہان) کی موت ہوتی ہے اور اس اشتہار میں رسل بابا کے نام کے ساتھ ایک لمبی دُم بہت سے خطابوں کی لگا کر عوام الناس کو دکھلانا چاہتا تھا کہ رسل بابا واقعی ایک بڑا آدمی تھا اور اس نے شہادت کی موت پائی ہے اس اشتہار کے سُننے پر موجودہ احباب نے اپنی رائے ظاہر کی جو کہ قابل درج اخبار ہے۔

لطیف استدلال مولوی محمد علی صاحب

ایم اے کا تھا انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے تو تسلیم کر لیا ہے کہ ایک عالِم کی موت گویا ایک عالَم کی موت ہے یعنی ان کا جس قدر عالَم تھا یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ ان مخالف مولویوں کی جس قدر دنیا تھی ان پر موت آگئی یا یہ کہ مولوی رسل بابا کا مرا تو خود کیا مرا خود ان سب کو بھی ساتھ ہی لے مرا۔ اس کا طاعون سے مرنا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان تھا جو کہ پورا ہو گیا اور مخالفوں کی ناک کٹ گئی کیونکہ جس حال میں رسل بابا کی موت کو وہ ایک عالم کی موت قرار دیتے ہیں تو دوسرے لفظوں میں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اب ہم قابلِ خطاب رہے ہی نہیں ہم مردوں سے خطاب کر کے اب کیا حاصل اور پھر جس مقام پر اس کی طاعون کی موت کو شہادت کی موت قرار دیا ہے وہاں چند ایک احباب نے یہ کہا کہ اگر یہ شہادت کی موت ہے تو ان تمام مخالف کو اس کی آرزو کرنی چاہیئے اور ان کو دعائیں کرنی چاہئیں کہ ان کو طاعون ہو اور وہ اسی سے مریں"

۲۔ "ایشیائی دماغ اور تثلیث"

"حکیم نورالدین صاحب نے اپنے مطلب میں ایک دفعہ ذکر سنایا کہ ایک دفعہ آپ علیگڈھ میں تھے اور ایک وہاں کے کالجیئٹ سے آپ کا تعارف تھا۔ حکیم صاحب نے ان سے کہا کہ آپ کے کالج میں بڑے بڑے مشہور عیسائی فلاسفر ہیں کیا آپ اُن سے تثلیث کی فلاسفی دریافت کر کے ہمیں بتلا سکتے ہیں کالجیئٹ صاحب نے اقرار کیا اور دوسرے دن پھر انہوں نے حکیم صاحب سے آکر کہا کہ میں نے فلاسفر صاحب سے تثلیث کی فلاسفی دریافت کی تھی مگر انہوں نے جواب دیا کہ ایشیائی دماغ اس قابل ہرگز نہیں ہیں اور نہ ان میں یہ مادہ ہے کہ وہ اس کی فلاسفی کو سمجھ سکیں۔ آج کل کے گریجوایٹ اور کالجیئٹ جو مذہبی تعلیم اور تہذیب کے دلدادہ ہیں اہل یورپ کے فلاسفروں اور ہیئت دانوں کا کچھ ان پر ایسا رعب پڑا ہوا ہے کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بالکل صادق آتا ہے ؎

اگر شاہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

اسی طرح اہل یورپ کی زبان سے جو مسئلہ نکلے یا جو فلسفہ وہ بیان کریں اس کی تردید پر اپنے دماغوں کو زور دینا ایک حرام مطلق خیال کرتے ہیں اور میاں مٹھو کی طرح جو وہ پڑھائیں اس کی رٹ رکھنا ان کا فرض منصبی ہو گیا ہے اور اس نقش قدم پر چلنے نے ان لوگوں کے دلوں پر سے حقیقی روحانیت کی آب وتاب کو بالکل زائل کر دیا ہے اور اب ہمارے نزدیک ان کی مثال ایک فونوگراف کی ہے کہ جو کچھ اس میں بند کیا جاوے وہ وہی بولتا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس طرح ان کالجیئٹ صاحب نے آکر فلاسفر صاحب کے وہ الفاظ حکیم صاحب کے روبرو نقل کر دیئے کہ انہوں نے تثلیث کی فلاسفی پر یہ جواب دیا ہے۔ حکیم صاحب نعوذ باللہ اس لچر جواب کو کب وقعت دے سکتے تھے اور وہ ان غلطیات کے کہ روشنی مغرب سے آئی ہے کب قائل ہو سکتے تھے جس کو خود قانون قدرت (یعنی نیچر) ہی دھکے دے دے کر فلسفہ کے میدان سے باہر نکال رہا ہے۔ تجربہ روزانہ شہادت دے رہا ہے کہ روشنی کا مطلع اور منبع مشرق ہی ہے چنانچہ حکیم صاحب نے پھر یہ سوال کیا کہ اب ان سے یہ پوچھا جاوے کہ اگر ایشیائی دماغ تثلیث کی فلاسفی کے سمجھنے کے قابل نہیں ہیں تو پھر خود حضرت مسیحؑ اور آپ کے برگزیدہ حواریوں نے کب اس فلاسفی کو سمجھا ہوگا اور کب ان کا ایمان حاصل ہوا ہوگا کالجیئٹ صاحب نے جب یہ سوال فلاسفر صاحب کے روبرو پیش کیا تو پھر ان سے کوئی جواب نہ آیا اور صرف ہنس کر ٹال دیا۔ تیرہ یہ قصہ تو دو کنار گذشتہ ایام میں ایک امریکہ سے آئے ہوئے پادری صاحب نے عیسائیت کے تجارب پر کئی لیکچر لاہور میں دیئے ہیں اور سنا گیا ہے کہ بہت سے ہندوستانی کالجیئٹوں اور گریجوایٹوں نے اُن کے لیکچروں کی داد دی ہے۔ بلکہ اُٹھ اُٹھ کر ان کے شکریئے ادا کئے ہیں ان میں سے بہت سے ایسے بھی تھے جو کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ہمیں تعجب ہے کہ انہوں نے کس امر پر شکریئے ادا کئے اور کس بات کی داد دی۔ کیا اب ان کو یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ خدا باوجود ایک ہونے کے پھر تین ہیں اور زید کے سر میں درد ہو تو بکر کے اپنے سر پر پتھر مارنے سے زید کے سر کا درد جاتا رہے گا۔ یا اب عیسویت کی یہ تعلیم کہ اگر تیرے گال پر کوئی ایک طمانچہ مارے تو تو دوسری آگے کر دے ان کو انسانی فطرت کے مطابق ثابت ہو گئی ہے اور اب ان کے دل اس پر عمل کرنے کے لئے بالکل کاربند ہو گئے ہیں اور اب وہ اپنی تحریروں تقریروں خانگی اور قومی اور پولیٹیکل موقعوں پر اس کی نظیر خود بن جائیں گے یا ان کی سمجھ میں آگیا ہے کہ خدا باوجود ایک غیر محدود ہونے کے ایک عورت کے پیٹ میں داخل ہوا اور ایک خون کی بوٹی بنا پھر ہڈی پھر لوتھڑا پھر بچہ اور خونِ حیض سے پرورش پاتا رہا اور طفولیت میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتا رہا اور پھر اس کی قدرت وغیرہ سلب ہو گئی اور چند ایک کے بنائے ہوئے سپاہیوں نے اسے پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا اور اس کی کچھ پیش نہ گئی یا انہوں نے اپنے تحصیل کردہ علوم سائنس، فلسفہ طبیعیات وغیرہ کے برخلاف اب اس امر کو سمجھ لیا ہے کہ مسیحؑ اس جسم کے ساتھ آسمان پر جا بیٹھا ہے اور دو ہزار برسوں سے وہیں ہے اور ابھی تک اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ نیچے قدم آمادہ کئے باوجود اس کے کہ ایک شخص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس کی گدی پر آکر جم گئے ہیں مگر اس کو اس کی غیرت نہیں اگر ان سب باتوں میں سے کچھ بھی نہیں ہوا تو کیا وہ ہمیں

—— (باقی بر صفحہ کالم ...)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۳ر دسمبر ۱۹۶۹ء

اُمّتِ محمدیہ کے مجدّدین کے متعلق خلیفۂ ربوہ کا علم و عرفان

۲۶ر نومبر ۱۹۶۹ء کے روزنامہ "الفضل" میں میاں ناصر احمد خلیفہ ربوہ کی نام نہاد "مجلس علم و عرفان" کی روئداد شائع ہوئی ہے، جس میں جناب خلیفہ صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ :-

"بعض لوگوں کے دل میں یہ شیطانی خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اس وقت کوئی مجدد نہیں یہ بات غلط ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اور اُمتوں کو تو چھوڑو بنی اسرائیل میں ایک وقت میں سینکڑوں ہزاروں مجدّد ہوا کرتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مجدّد اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

"اس زمانہ میں مثلاً ہمارے مبلغ ہیں جو دنیا کے مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔ ہمارے کئی مبلغین ساری عمر افریقہ میں رہے ہیں اور بعض نے تو وہیں اپنی جان بھی دے دی ہے، یہ مبلغ تو آخر تجدید دین ہی کا کام کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں سینکڑوں ہزاروں مجدّد ہر وقت موجود رہتے ہیں، بہرحال یہ بڑا غلط تخیل ہے جو اس وقت بعض لوگوں کے دل میں پیدا ہو گیا ہے کہ اس وقت کوئی مجدّد نہیں اور اس شیطانی خیال کو بڑی کوشش سے پھیلایا جا رہا ہے حالانکہ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ خلافت راشدہ تو موجود ہے جو مجدّدوں کی سردار ہے مگر مجدّد کوئی نہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ سپہ سالار موجود ہے لیکن فوج موجود نہیں، صحابہ جنہوں نے اسلام کی اشاعت کی وہ بھی مجدّد تھے، دراصل بات یہ ہے کہ کوئی صدی بھی مجدّدین سے خالی نہیں رہی ہر صدی کے شروع میں بھی مجدّد رہے ہیں، وسط میں بھی مجدّد رہے ہیں اور آخر میں بھی مجدّد رہے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسلام پر انتہائی تنزل کا زمانہ تھا اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے مقربین اسلام میں بحر ذخار کی طرح موجود رہے ہیں ....."

خلیفہ صاحب کے اس بیان میں ذیل کے امور خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں :-

(۱) — اس زمانہ میں خلیفہ صاحب کے جو مبلغ دنیا کے مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں وہ سب مجدّد ہیں اور اس لحاظ سے ان کی جماعت میں سینکڑوں ہزاروں مبلغ ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

(۲) — ہر صدی کے شروع میں بھی مجدّد رہے ہیں وسط میں بھی اور آخر میں بھی مجدّد رہے ہیں۔

(۳) — حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اسلام کے انتہائی تنزل کے زمانہ میں بھی مقربین اسلام بحر ذخار کی طرح موجود رہے ہیں۔

(۴) عجیب بات ہے کہ خلافتِ راشدہ تو موجود ہے جو مجدّدوں کی سردار ہے مگر مجدّد کوئی نہیں

ان امور پر غور کرنے سے پہلے ہم یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ مجدّد کا لفظ اصطلاحِ اسلام میں اس شخص پر بولا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجدیدِ دین اور اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث کیا گیا ہو، چنانچہ حضرت نبی کریم ..... صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ :-

ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

یعنے اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر اس کے دین کی تجدید کے لئے کسی شخص کو مبعوث کرتا رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ :-

(۱) مجدّد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا جاتا ہے۔

(۲) وہ ہر صدی کے سر پر مبعوث کیا جاتا ہے۔

(۳) وہ تجدیدِ دین کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے۔

ارشادِ نبوی کے پیشِ نظر خلیفہ صاحب ربوہ کا یہ فرمان کہ ان کے جو مبلغ دنیا کے مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں وہ سب مجدّد ہیں، اور ان کی جماعت میں سینکڑوں ہزاروں مبلغ ہر وقت موجود رہتے ہیں کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے، حدیثِ نبوی میں تو ہر صدی کے سر پر مجدّد کے مبعوث کئے جانے کا ذکر ہے اور اسی حدیث کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کو چودھویں صدی ہجری کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب مجدّدیت پر کھڑا کیا گیا۔ اور آپ نے مجدّد کی یہ حیثیت قرار دی ہے کہ :-

"ہر ایک صدی پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دُور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینۂ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صـ ۳۴۷)

"جس مجدّد کی کارروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔" (شہادت القرآن صـ ۵۵)

پھر لکھا ہے :-

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر صدی کے لئے قائم کی ہے اور صاف قرار دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت مرے گا۔" (ضرورۃ الامام صـ ۲)

حضرت مسیح موعودؑ کے ان ارشادات کی روشنی میں ہم خلیفہ صاحب ربوہ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ان کے سینکڑوں اور ہزاروں مبلغین جو مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں وہ اسی حیثیت کے مالک ہیں جو مندرجہ بالا تحریرات میں حضرت مسیح موعودؑ نے مجدّد کی حیثیت قرار دی ہے؟ کیا وہ حدیثِ نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے ہیں؟ کونسی صدی کے سر پر انہیں مجدّد بنایا گیا؟ کیا بقول مسیح موعودؑ انہیں امام الزمان کی حیثیت حاصل ہے؟ جس کا انکار کرنے والا جاہلیت کی موت مرے گا؟

خلیفہ صاحب کا فرمان ہے کہ صدی کے سر پر بھی مجدّد رہے ہیں وسط میں بھی مجدّد رہے ہیں اور آخر میں بھی مجدّد رہے ہیں حالانکہ حدیثِ نبوی میں مجدّد کی بعثت کا وقت راس کل مائۃ سنۃ ہی قرار دیا گیا ہے وسط اور آخر کا کوئی ذکر حدیث میں نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بیشک لکھا ہے کہ ہر زمانہ میں مقربین الٰہی موجود رہے ہیں لیکن مقربین کا ہونا اور بات ہے، وہ مجدّد کے منصب پر مامور نہیں کئے جاتے، مجدّد صرف صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا جاتا ہے۔

خلیفہ صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ "خلافتِ راشدہ تو موجود ہے جو مجدّدوں کی سردار ہے مگر مجدّد کوئی نہیں۔"

معلوم نہیں خلیفہ صاحب کو خلافت راشدہ کا منصب کہاں سے مل گیا، اور انہوں نے کہاں سے یہ معلوم کر لیا کہ خلافت راشدہ مجدّدین کی سردار ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ تو مجدّد کو امام الزمان قرار دیتے ہیں اور خلیفہ صاحب مجدّدین کے سردار بنتے ہیں یعنے امام الزمان کے بھی سردار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجددین کا سردار بننے کے لئے ہی انہوں نے خلافت راشدہ کا ڈھونگ رچایا ہے ورنہ کیا حیثیت ہے ان کی کہ خلافت راشدہ کا منصب انہیں دیا جائے اور کیا حیثیت ہے ان کے مبلغین کی کہ انہیں مجددین قرار دیا جائے۔ حقیقت میں جیسی رُوح ویسے فرشتے، جیسی ان کی خلافت ویسے ان کے نام نہاد مجددین۔ فی الحقیقت نہ وہ خلافت راشدہ کے منصب پر ہیں اور نہ کسی نے آج تک خلافت راشدہ کو مجدّدین کی سردار قرار دیا ہے، خلیفہ صاحب کا یہ "علم و عرفان" داد دینے کے قابل ہے کہ جو بات کبھی کسی کے علم میں نہیں آئی نہ مسیح موعودؑ کا عرفان یہاں تک پہنچا کہ کسی خلافتِ راشدہ کو مجدّدین کی سردار قرار دیا ہو، خلیفہ صاحب وہ منصب از خود اپنے لئے تجویز کر رہے ہیں، ہم ان سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جن نام نہاد مجدّدین کی فوج کے وہ سردار بنے پھرتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی اُن کی جماعت سے نکل کر کسی دوسری جماعت مثلاً جماعتِ احمدیہ لاہور میں آ جائے تو پھر بھی وہ اسے مجدّد ہی کہتے رہیں گے؟

آخر میں ہم اتنی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ایک اصطلاحی لفظ کو جو اسلام میں بحکم رسولؐ اصلاح و تجدیدِ دین کے بہت بڑے منصب کے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر کہ و مہ پر عائد کر کے اس کی حیثیت کو بگاڑنا کسی طرح جائز نہیں، مجدّدین کی بہت بڑی شان ہے وہ بقول حضرت مسیح موعودؑ نائب رسول صلعم اور امام الزمان کے منصب پر کھڑے کئے جاتے ہیں۔ عام مبلغین کی وہ شان نہیں ہوتی، اور نہ ان پر مجدّد کا لفظ بولا جا سکتا ہے افسوس ہے کہ ربوہ کی نام نہاد خلافت نے دین میں ایسی ہی اُلجھنیں پیدا کر دی ہیں ..... ہے کبھی نبی کو مجدّد بنا دیا اور کبھی ایک عام مبلغ کو مجدّد کے منصب پر کھڑا کر دیا اور خود اس کے سردار بن بیٹھے۔ یہ "علم و عرفان" حقائق کی روشنی میں کس طرح ٹھہر سکتا ہے۔ ایسے علم و عرفان کی قیمت تو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک کوڑی سے بھی کم قرار دی ہے چنانچہ فرمایا ہے

علم آں بود کہ نورِ فراست رفیق اوست
ایں علمِ تیرہ را بہ پشیزے نمی خرم

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے خطبات

کے متعلق کوہاٹ سے مولانا عبد الباقی صاحب کا خط

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے خطبات پر جو انجمن کی طرف سے کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں ...... گذشتہ اشاعت میں تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ ذیل میں مولینا عبد الباقی صاحب کا خط درج کیا جاتا ہے جو انہی خطبات کے متعلق کوہاٹ سے انہوں نے لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بزرگوارم قبلہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ دام ظلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کی جانب سے "خطبات" کی ایک کاپی موصول ہوئی۔ فی الواقعہ یہ جماعت احمدیہ لاہور کے مخصوص نظریات کا بہترین مرقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب کو جماعت احمدیہ کے "مخصوص نظریات" اور "احمدی جماعت کے باہمی اختلافات" کو جس خوبصورتی کے ساتھ تحریر اور تقریر میں لانے کا ملکہ عطا کر دیا ہے وہ کہیں نظر نہیں آتا۔ جب کبھی آپ کا خطبہ یا لیکچر سننے کا موقع ملتا ہے۔ دل خوشی سے باغ باغ ہو جاتا ہے جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

موجودہ نسخہ کے اندر جمع کردہ خطبات کے بارے میں یہی خواہش تھی۔ کہ کاش یہ کتابی صورت میں چھپ جائے۔ مگر جماعت کی ایسے مضامین کے بارے میں اشاعت کی پالیسی سے ناواقفیت کی وجہ سے دلی آرزو دل ہی میں رہ جاتی تھی۔ اب انہیں کتابی شکل میں شائع شدہ پاکر دل کو بے حد سرور حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ جناب کو اور اس کے محرکین کو جزائے خیر عطا کرے۔ میری رائے تو یہ ہے۔ کہ اسے وسیع پیمانے پر پھیلایا جاوے۔ اور ہر جماعت اپنے حلقہ میں تعلیمیافتہ طبقہ تک اور جماعت کے ہر فرد تک مطالعہ کے لئے پہنچائے۔ اگر میرے ساتھ اتفاق کریں۔ تو اسے کثرت کے ساتھ چھاپا جائے۔ اور ہر جماعت میں اُنکی ڈیمانڈ کے مطابق تقسیم کیا جائے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اسے طاق نسیان کی زیب نہ بننے دیا جاوے۔ کم از کم مبلغین حضرات اسکی تقسیم کا باقاعدہ ریکارڈ رکھ کر مرکز کو روانہ کریں۔ اُمید ہے کہ اُمید افزا نتائج نکلیں گے۔ میری درخواست ہے کہ جس قدر کاپیاں ممکن ہوں مجھے مفت یا بذریعہ وی پی ارسال کی جاویں تاکہ مَیں انہیں موزوں ہاتھوں تک پہنچا سکوں۔ اسمیں جلدی فرمائی جاوے۔ شکریہ۔

مَیں آجکل قدرے اچھا ہوں۔ مگر کمزوری ابھی تک ہے۔ مہربانی فرما کر میرے لئے دُعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کو تادیر سلسلہ کی خدمت کا موقعہ عطا کرے۔ آمین۔ **نوٹ:** اگر ممکن ہو سکے تو ان کا انگریزی ترجمہ کیا جاوے کیونکہ عام تعلیمیافتہ طبقہ انگریزی سے زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔ والسلام۔ آپکا عبد الباقی۔

اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

سالانہ جلسہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو، پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس مُلاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے کہ اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں گی۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں...... سو بھائیو۔ یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہو رہی ہے خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی خدا تعالےٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاءِ کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے مشکل فریضہ طہارت و تزکیہ پیدا کرنا ہے۔

نماز اور روزہ کے ذریعہ تزکیہ و طہارت کا حصول۔

عرب کی فتنہ پرداز قوم کو برائیوں سے چھڑا کر فرشتہ خصلت بنا دیا گیا۔

خطبہ جمعہ
مؤرخہ ۲۸ نومبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ۔ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون ۔ یایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ۔ ان اللہ مع الصبرین (البقرۃ ۱۵۱ ـ ۱۵۳)

رسول کریم صلعم کا ایک مشکل فریضہ

ان آیتوں میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی صفت بیان فرمائی ہے اور ایک ایسا فریضہ آپؐ کے ذمہ لگایا ہے جو نہایت ہی مشکل ہے ۔ فرمایا ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا ۔ ہم نے تم میں سے ایک عظیم الشان رسولؐ مبعوث فرمایا ہے جو تم کو قرآن کریم پڑھ کر سنائیں گے اور تمہیں علم اور حکمت سکھائیں گے ۔ ویزکیکم ۔ بڑا مقصد قرآن اور علم و حکمت سکھانے کا یہ ہے کہ تمہیں پاک و صاف کر دیں ۔ یہ بہت اہم اور مشکل امر ہے ۔

اس اہم اور مشکل فریضہ کا ذکر قرآن کریم میں بار بار کیا گیا ہے ۔ ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا میں ذکر ہے کہ انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے میرے مولا! اس ویرانے (مکہ معظمہ کی جگہ) کو آباد کر دے ۔ اس کو شہر بنا دے ۔ اور اس کے رہنے والوں کے لئے رزق مہیا فرما لیکن انسان صرف رزق پر ہی زندہ نہیں رہتا ۔ اس کو روح کی غذا بھی چاہیئے ۔ لہٰذا عرض کی ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (البقرہ ایت ۱۲۸) یعنی اے ہمارے مولیٰ! اس شہر مکہ کی آبادی اور لوگوں کی معیشت کا سامان کرنے کے ساتھ ایک عظیم الشان رسول بھی ان میں مبعوث فرمایا جائے یہاں رسولاً کے اُوپر جو تنوین ہے وہ تفخیم اور عظمت کے لئے ہے جو ان لوگوں کو کتاب و حکمت سکھانے کے علاوہ ان کے اندر طہارت پیدا کر دے دوسری جگہ وہ آیات ہیں جو اس خطبہ کے شروع میں تلاوت کی گئی ہیں ان میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو شرف قبولیت بخش کر ہم نے ارسلنا فیکم رسولا منکم ایک عظیم الشان رسولؐ مبعوث فرمایا یہ رسولؐ اس کو جانتے ہیں کیونکہ وہ انہی میں سے ہیں اور ان کا کام یہ ہے کہ کتاب و حکمت انہیں سکھائے اور انہیں پاک و مطہر کر دے ۔

ایک اور مقام پر فرمایا لقد من اللہ علے المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ اللہ تعالےٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ انہی میں سے ایک عظیم الشان رسولؐ مبعوث فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی آیات ان پر پڑھتا انہیں پاک کرتا اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے ۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اور علم و حکمت بھی سکھائی اور دلوں کے اندر طہارت بھی پیدا کی ایسا ہی ذکر سورۃ جمعہ میں ہے ۔ جہاں فرمایا ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ۔

طہارت و تزکیہ کی طرف رسول کریم صلعم کی توجہ ۔ اموال سلطنت سے لا تعلقی ۔

تو معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا فریضہ قوم میں طہارت پیدا کرنا ہے چنانچہ آنحضور صلعم نے قوم کے اندر طہارت تزکیہ پیدا کرنے کی طرف پوری توجہ دی کہ اس سلسلہ میں اپنا نمونہ پیش کیا عام حالات کے علاوہ جب سلطنت میسر آئی تو آپؐ نے اپنے عمل سے کھلایا کہ بادشاہ اور حاکم اموالِ سلطنت کا امین ہوتا ہے ۔ اور وہ اس کو خود نہیں کھاتا ۔ چنانچہ حضورؐ نے بادشاہ ہو کر اموال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھا ۔ اور ایسا ہی نمونہ حضور صلعم کے متبعین اور خلفاء نے دکھلایا ۔ اور انہوں نے اپنے عمل سے بتلایا کہ حکام کو اموال سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ۔

نماز کا مقصد طہارت قلبی حاصل کرنا ہے ۔

روزہ اور نماز انسان کے دل اور رُوح کی طہارت و تزکیہ کے لئے ہے ۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ اگر کسی کے دروازے کے سامنے سے نہر بہتی ہو ۔ اور وہ اس میں پانچ وقت غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی ، نہیں یا رسول اللہؐ! فرمایا یہی حال پانچ وقتی نمازوں کا ہے اگر انسان نماز پانچ وقت ادا کرے تو اس کے قلب میں کوئی برائی باقی نہیں رہ سکتی ۔ نمازیں طہارت قلبی کے لئے ہیں صرف اٹھک بیٹھک کا نام نماز نہیں ہے ۔ اور محض رسمی طور پر نمازیں پڑھ لینا بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا ۔ نماز کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کا قرب حاصل ہو ۔ وہ ذات پاک مطہر اور مقدس ہے اور اس لئے وہ طہارت کو پسند کرتا ہے ۔ جس دل میں طہارت نہ ہو اللہ تعالےٰ اس کو پسند نہیں کرتا ۔

روزہ طہارت قلبی پیدا کرنے کے لئے ہے

تو نماز کی غرض یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں طہارت پیدا ہو اسی طرح روزے کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان کی زندگی میں طہارت و پاکیزگی آجائے جو شخص روزوں کے مہینہ میں صبح سے شام تک حلال کی کمائی کھانا پینا چھوڑ دے وہ حرام کی کمائی کیسے کھا سکتا ہے تو روزے میں یہی سبق سکھانا ہے کہ حلال طیب روزی کماؤ اور حلال کا رزق کھاؤ ۔ حرامکاری چھوڑ دو ۔

دوسروں کا مال ناجائز طریق سے کھانا روزہ کے منافی ہے

چنانچہ فرمایا ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل دوکانداری ٹھیکیداری اور کارخانہ داری میں حرام کی کمائی نہ کرو ۔ اور یوں لوگوں کے مال نہ کھاؤ ۔ جائز کاروبار کرو ۔ لوگوں کے اموال کھانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کاروبار میں جائز و طیب اور حرام و حلال کی تمیز نہ کی جائے ۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً تھانیدار اور تحصیلدار سے دوستی لگالی اور انہیں کچھ دے دلا کر دوسرے کے مال پر قبضہ کر لیا ۔ چنانچہ فرمایا ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام ۔ یہ لوگ حاکموں کو روپیہ پیسہ دے دلا کر ان کو خوش کرتے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کر لیتے ہیں ۔ لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم ۔ اور یوں وہ گناہ کے مرتکب ہو کر اپنے بھائی بندوں کا مال کھاتے ہیں ۔ انہیں کسی مقدمہ میں پھنسا کر ان کی جائداد اور زمینوں پر قبضہ کر لیتے ہیں ۔ یہ ناجائز کاروبار ہیں مسلمان کو ایسے ناجائز کاروبار سے منع کیا گیا ہے ۔

قربِ الٰہی میں رسول کریم صلعم کا مرتبہ

خطبہ کی شروع آیت میں فرمایا ہے کما ارسلنا فیکم رسولا منکم ۔ ہم نے تم میں سے تمہارے اندر ایک عظیم الشان رسولؐ بھیجا ہے یعنی رسولاً تعظیم اور مدح کے لئے ہے اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اس طرح بیان کی ہے کہ جیسے عرب میں دستور تھا کہ جب کسی

قبیلہ کا سردار دوسرے قبیلہ کے سردار کے ساتھ مل کر مشترک طور پر دونوں کی کمانیں جوڑ کر ان میں سے تیر چلاتا ہے تو اس سے مراد یہ اعلان کرنا مقصود ہوتا تھا کہ جو میرا دوست ہے وہ دوسرے کا بھی دوست ہے اور جو میرا دشمن ہے وہ دوسرے کا بھی دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس روایت یا دستور کے پیش نظر فرمایا۔ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ حضور نبی کریم صلعم اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب ہو گئے کہ گویا دو کمانیں مل گئیں بلکہ اس سے بھی قریب تر، اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جو میرے رسولؐ کی رضا ہے وہ میری رضا ہے۔ جو ان کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ جو اس کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ شان حضور نبی کریم صلعم کی بیان فرمائی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم جو لوگ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں گویا وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ میرا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے۔ اس طرح حضور صلعم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے دیا۔

عرب کی فتنہ پرداز قوم کا تزکیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فریضہ الٰہی عطا ہوا وہ بہت مشکل تھا۔ قوم جنگ و جدل میں مصروف تھی۔ یہ ان کا دن رات کا شیوہ تھا۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کے ساتھ برسر پیکار رہتا تھا۔ ان کی حالت بڑی خطرناک تھی جوا تھا۔ شراب نوشی تھی۔ بدکاری تھی۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس طیبہ سے یہ سب عادتیں بدل گئیں اور عرب کی زمین جنت نشان بن گئی فتنہ و فساد مٹ گیا۔ شراب نوشی ختم ہو گئی۔ جوا بند ہو گیا۔ ملک کا ملک اور قوم کی قوم پاک و صاف کر دی گئی اور ساری قوم فرشتہ سیرت بن گئی۔

روزوں کے ذریعہ تزکیہ اور طہارت کا مجاہدہ

غرض ان چار پانچ مقامات پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض اور اس میں آپؐ کی کامیابی کا ذکر ہے کہ حضور صلعم نے قوم کے اندر طہارت و تزکیہ پیدا کر دیا۔ روزے کی بھی یہی غرض ہے۔ فرمایا کہ حلال طیب کھانا کھاؤ حرام کا مال اور باطل طریقہ سے ہتھیایا ہوا روپیہ پیسہ نہ کھاؤ۔ اس مہینہ میں تزکیہ و طہارت کا مجاہدہ اور مشق کروائی گئی ہے سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی انسان مطہر ہونے کی راہ ہے۔ اپنے کاروبار اور معاملات میں طہارت و حرمت کا خیال رکھے۔ اگر نماز اور روزے سے یہ مقصد پورا نہیں ہوتا تو نمازیں پڑھنے اور مہینہ بھر بھوکا رہنے سے کوئی مقصد حاصل نہ ہوا۔

حصولِ دولت کی ہوس

دولت دولت اور دولت کی ہوس انسان میں پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اس کو حاصل کرنے کا ہر طریقہ اپناتا ہے۔ یہ مرض بہت بڑی ہے۔ وہ لاکھوں کروڑوں روپے جمع کرتا ہے۔ لیکن خرچ کچھ نہیں کرتا۔ بے شمار انسان اس بیماری کا شکار ہیں۔ وہ روپیہ تو جمع کر لیتے ہیں لیکن اسے خرچ کرنے کی انہیں توفیق نہیں ملتی۔ ڈھیروں ڈھیر دولت چھوڑ کر دنیا سے خالی ہاتھ چلے جاتے ہیں!

رسولِ کریم صلعم کی تعلیم سب سے بڑی نعمت ہے۔

اس مہینہ میں دعا کریں کہ ہم مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں۔ ہمیں طہارت نصیب ہو۔ فرمایا فاذکرونی اذکرکم مجھے یاد رکھو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا زمین و آسمانوں کے بادشاہ کی طرف سے یہ اعلان ہے کہ مجھے یاد رکھو تو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔ واشکروالی ولا تکفرون۔ میرا شکر ادا کرو۔ میرا انکار نہ کرو تو میں بھی تمہاری قدر افزائی کروں گا۔ تمام دنیا کے مال و متاع سے بڑھ چڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کرنا ہمارا مقصد ہونا چاہیئے۔

صبر و صلوٰۃ کے ساتھ طہارتِ قلبی حاصل کرو۔

فرمایا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ صبر و صلوٰۃ سے بھی تم طہارت قلبی حاصل کرو۔ استقلال و عزم کے ساتھ اس پر کاربند رہو تو اللہ تعالیٰ کے احسانات اور افضال کی بارش تم پر ہو گی۔ ان اللہ مع الصابرین۔ خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے یہ بہت بڑے مقاصد ہیں جن کو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ تم میرا شکر ادا کرو۔ میں تمہیں اپنی نعمتوں میں سے وافر حصہ عطا کروں گا صبر اور صلوٰۃ سے تم رضا الٰہی چاہو تو میں تمہارا ساتھ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم احکامات الٰہی اور ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور صوم و صلوٰۃ کے جو مقاصد ہیں ان کو پورا کریں۔

اخبارِ احمدیہ

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

— محمد عارف اور توقیر انصار کی ایف۔ ایس سی میں کامیابی پر جناب آفتاب عالم صاحب نے ۱۰/- روپے عطیہ اشاعت اسلام میں دیئے ہیں جزاکم اللہ۔ محمد عارف صاحب میڈیکل کالج میں داخلہ کے متمنی ہیں احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں

جماعت بھدرواہ کے انتخابات

— سیکرٹری صاحب نشر و اشاعت جماعت احمدیہ بھدرواہ (مقبوضہ کشمیر) اطلاع دیتے ہیں کہ آج (11/69م) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کے نئے انتخابات عہدیداران ہوئے جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) صدر انجمن۔ چوہدری عبدالجبار صاحب اوورسیئر بھدرواہ۔

(۲) نائب صدر۔ چوہدری عبدالحق صاحب فاد کاندار

(۳) جنرل سیکرٹری: چوہدری عبدالمجید صاحب۔ بی۔ ایس سی۔ بھدرواہ۔

(۴) قائم مقام سیکرٹری: ماسٹر عبدالکریم صاحب مدرس۔ بھدرواہ۔

(۵) آرگنائزر ینگ مینز: چوہدری عبدالرشید صاحب۔ ایف۔ ایس سی۔ بھدرواہ۔

(۶) سرپرست مجوزہ انجمن: چوہدری عبدالرحمٰن صاحب۔ کنٹرکٹر۔ بھدرواہ۔

(۷) امین مال (خزانچی): چوہدری عبدالحمید صاحب بی۔ ایس سی۔ بھدرواہ

(۸) محصل چندہ ماتے وغیرہ: مسٹر عبدالحفیظ صاحب متعلم بی۔ ایس۔ سی۔ بھدرواہ۔

(۹) سیکرٹری نشر و اشاعت و تبلیغ:۔ بابو عبدالحی صاحب۔ بھدرواہ۔

خارج متعلقہ فنڈز

(۱) چوہدری غلام محمد گناٹی صاحب متعلم ہائر سیکنڈری

(۲) چوہدری عبدالحمید گناٹی صاحب متعلم ڈگری کالج

متولی مسجد شریف:۔

چوہدری محمد رمضان صاحب گناٹی

ناشر: عبدالحی بقلم خود

سیکرٹری نشر و اشاعت بھدرواہ۔ کشمیر

وفات

— ماسٹر محمد عبداللہ آف فجی جو آج کل سان فرانسسکو (کیلیفورنیا) میں مقیم ہیں ان کا پوتا (طارق عبداللہ ولد خالد عبداللہ) عمر ۱۲ سال وفات پا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو دماغی عارضہ کی وجہ سے سانفرانسسکو کے قیصر فاؤنڈیشن ہسپتال میں دوبارہ داخل کیا گیا تھا، جہاں سرجری کے بعد جانبر نہ ہو سکا۔ ہمیں مرحوم کے لواحقین سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

عزیزان کی کامیابی پر عطیہ

— گجرات سے چوہدری فضل داد صاحب لکھتے ہیں:۔

(۱) میرے بھتیجے "شجاع عزیز" ولد چوہدری فتح محمد عزیز نے امسال L.L.B کا فائنل امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔

(۲) دوسرے بھتیجے "ظفر عزیز" M.A نے امسال F.E.L کا امتحان پاس کیا ہے اور انہوں نے C.S.P کے مقابلہ کا امتحان اکتوبر کے آخر پر دیا ہے (خدا انہیں کامیاب کرے)

(۳) میرے ہمشیرہ زاد۔ ذوالفقار احمد چک ۸۱ جنوبی سرگودھا۔ نے امسال سول انجینئرنگ کا فائنل امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔

(۴) میری بیٹی مسرت نے امسال B.A کا امتحان پاس کیا ہے۔

ان تمام کی کامیابی پر میں اپنی جانب سے اشاعت اسلام کے لئے بیس روپے عطیہ بذریعہ منی آرڈر بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن بھیج رہا ہوں۔ (جزاکم اللہ خیراً)

ہمارا سالانہ جلسہ

مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعرات جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو گا۔ پہلے دن (۲۵ دسمبر کو) مستورات کا اور باقی ایام میں مردوں کا جلسہ ہو گا۔

پروگرام جلسہ مرتب ہونے کے بعد شائع کر دیا جائے گا۔

مغربی پاکستان کے تمام احمدی حضرات نہ صرف خود شامل ہوں بلکہ اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی شمولیت کی دعوت دیں۔

شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے۔ مبلغ اسلام انگلستان

پیغام احمدیت

کتاب "قادیانی مذہب" کے بعض اعتراضات پر تبصرہ

(۱۴) انگریزی دانی

فصل پہلی صفحہ ۹۱ خلاصہ اعتراض

سیالکوٹ کے زمانہ قیام میں کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے انگریزی پڑھانے کا انتظام ہوا۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک یا دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۱۳۷ مؤلفہ مرزا بشیر احمد صاحب) مرزا صاحب کے انگریزی الہامات سے بھی اسی قدر لیاقت معلوم ہوتی ہے۔

اعتراضات نمبر ۱۴-۱۵-۱۶ شمس العلماء سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کے ایک خط کے اقتباسات پر مشتمل ہیں۔ میر صاحب کا کہنا ہے کہ ایک یا دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں (برقی صاحب کے اقتباس میں الفاظ "ایک دو کتابیں" درج ہوتے ہیں) اس سلسلہ میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب فرماتے ہیں:

"مولوی میر حسن صاحب کا علم اس بارے میں یقینی نہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے انگریزی شروع کی ہوگی مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ذکر الٰہی کے مشاغل نے آگے چلنے نہ دیا۔ کیونکہ بعد میں ہم نے خود جس زمانہ میں انہیں دیکھا ہے وہ انگریزی قطعاً نہ جانتے تھے۔ جو کچھ شد بد پڑھی ہوگی وہ قطعاً بھول چکے تھے۔"

(مجدد اعظم حصہ اول صفحہ ۴۳ از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔)

خود حضرت صاحب کو جب انگریزی زبان میں الہام ہوتا تو اس کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے کسی انگریزی دان دوست کا انتظار کرتے۔ چنانچہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:-

"اس کے بعد دو فقرے انگریزی میں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں:-

آئی لو یو۔ آئی شیل گیو یو اے لارج پارٹی آف اسلام۔

چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے معنی کھلے ہیں اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۵۶)

باقی رہا زبان کی صحت کا مسئلہ۔ اس پر مخالفین کی طرف سے جو ایک دو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا جواب اپنے موقعہ پر دیا جائے گا۔ اگر الہامات سے آپ کی لیاقت کا حال معلوم ہوتا ہو تو پنجابی زبان میں بھی حضرت صاحب کو چند فقرے الہام ہوئے تھے حالانکہ پنجابی ان کی مادری زبان تھی۔ دراصل وحی کے لغوی معنی خفیہ لطیف اور سریع اشارہ کے ہیں۔ اس لئے چاہے حضرت صاحب کی وحی عربی زبان میں ہو یا فارسی، اردو، پنجابی یا انگریزی میں عموماً چھوٹے چھوٹے فقروں پر مشتمل ہے اور یہی حال دیگر اولیاء و اتقیاء کے الہامات کا ہوتا ہے۔

اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اولیاء اللہ کو جو الہامات ہوتے ہیں ضروری نہیں کہ ان سب کا اعلان کیا جائے نیز یہ الہامات خود قرآنی وحی کی تصدیق کے محتاج ہوتے ہیں۔ نہ یہ عبادات میں پڑھے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا منکر حقیقی کافر ہوتا ہے نہ ہی ان کے ذریعہ سے احکامات میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ہو سکتا ہے (تفصیل دیکھنی ہو تو مولینا محمد علی صاحب مرحوم کی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے دوسرے باب میں ملاحظہ ہو) حضرت مرزا صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں:-

"اسی بناء پر الہام ولایت یا الہام عامہ بجز موافقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۹۲۹)

اسی لئے اگر حضرت صاحب کے الہامات پورے طور پر محفوظ نہ رہے ہوں یا ان کے الفاظ میں بوقت تحریر کچھ رد و بدل ہو گیا ہو تو اس کے اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا چونکہ وہ زمرۂ انبیاء میں شامل نہ تھے اس لئے ان کی وحی بھی وحی نبوت نہیں تھی۔

(۱۵) مختاری۔ (۱۶) مدرسی

(۱۷) ملازمت۔

فصل اول صفحہ ۹۲ خلاصہ اعتراضات

حضرت مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کی اور کچھ مطالعہ بھی کیا لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ جب ان سے پنجاب یونیورسٹی میں عربی استاد کی اسامی کے لئے درخواست دینے کے لئے کہا گیا تو آپ نے انکار فرمایا کہ اکثر لوگ پڑھ کر علم کو ناجائز کاموں کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ نیز مرزا صاحب نے سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازمت کی۔

نمبر ۱۵ و نمبر ۱۶ کے اقتباسات سیرۃ المہدی سے دیئے گئے ہیں جیسا کہ نمبر ۱۴ میں لکھا جا چکا ہے دراصل یہ اقتباسات سیالکوٹ کے شمس العلماء جناب سید میر حسن صاحب کے ایک خط سے لئے گئے ہیں سید میر حسن صاحب وہی بزرگ ہیں جو علامہ سر محمد اقبال کے بھی استاد رہے ہیں۔ سید صاحب حضرت مرزا صاحب کے مریدین میں سے ہیں۔ جو لوگ انصاف پسندی کے خوگر اور حق کے متلاشی ہیں انہیں سید صاحب کے خط میں حضرت مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کا ایک پاکیزہ نقشہ نظر آئے گا۔ چنانچہ اس خط کی ابتدا ہی اس طرح ہوتی ہے:-

"حضرت مرزا صاحب ۱۸۶۴ء میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے تھے اور قیام فرمایا، چونکہ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول اور لغو سے مجتنب اور محترز تھے اس لئے عام لوگوں کی ملاقات کو جو اکثر تضیع اوقات کا باعث ہوتی ہے آپ پسند نہیں فرماتے تھے"

(بحوالہ مجدد اعظم حصہ اول از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صفحہ ۴۲)

اس خط کا ایک تتمہ بھی ہے جو الحکم میں شائع ہوا تھا۔ سید صاحب فرماتے ہیں:-

"حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے تھے۔ بیٹھ کر، کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے ایسی خشوع و خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔"

(بحوالہ مجدد اعظم حصہ اول صفحہ ۴۲ مؤلفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سیالکوٹ کے قیام کے زمانہ میں آپ کا عنفوان شباب تھا۔ بانی اخبار زمیندار مولوی سراج الدین احمد صاحب کا بیان ہے:-

"اس وقت آپ کی عمر ۲۲-۲۴ سال کی ہوگی ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا"

(زمیندار ۸ جون ۱۹۰۸ء بحوالہ مجدد اعظم حصہ اول صفحہ ۴۷)

برقی صاحب یوں تو حضرت مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے جستہ جستہ واقعات کو بیان کرنے بیٹھے ہیں کیا یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ "محنت شاقہ" اور زر کثیر صرف کرنے کے بعد انہوں نے جو علم حاصل کیا ہے اس میں انہیں یہ حوالہ جات نظر نہیں آئے ہوں گے۔ کیوں نہیں ضرور گذرے ہوں گے لیکن سب کچھ نظر آنے کے بعد بھی وہ ان سے آنکھیں بند کر کے گذر گئے۔ احمدیت کی (بقول ان کے قادیانی مذہب کی) جو "جامع" (؟) قاموس وہ تیار کر رہے تھے اس میں ان حوالوں کے لئے کیونکر گنجائش نکل سکتی؟ واقعی ایسی کتاب جو تحقیق و تنقید میں "آپ ہی اپنی نظیر" ہو اس کی یہی شان ہونی چاہیئے۔

سیالکوٹ کے زمانہ ہی کی بات ہے حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ رات میں ایک مکان کی دوسری منزل میں سویا ہوا تھا۔ اور اسی کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ یا سولہ آدمی اور بھی تھے رات کے وقت شہتیر میں ٹک ٹک کی آواز آئی میں نے آدمیوں کو جگایا کہ شہتیر خوفناک معلوم ہوتا ہے یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کوئی چوہا ہوگا۔ خوف کی بات نہیں اور یہ کہہ کر سو گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ایسی آواز آئی تب میں نے انکو دوبارہ جگایا مگر پھر بھی انہوں نے کچھ بھی پرواہ نہ کی پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی تب میں نے ان کو سختی سے اٹھایا اور سب کو مکان سے باہر نکالا جب سب نکل گئے تو خود بھی وہاں سے نکلا ابھی دوسرے زینہ پر تھا کہ وہ چھت نیچے گری اور وہ دوسری چھت کو ساتھ لے کر نیچے جا پڑی اور سب بچ گئے۔ یہ خدا تعالے کی معجزانہ حفاظت ہے۔" (بحوالہ مجدد اعظم حصہ اول صفحہ ۴۸)

اس واقعہ میں یہ امر قابل غور ہے کہ جب تک سب لوگ باہر نہیں نکل گئے حضرت مرزا صاحب اس مکان سے خود باہر نہیں نکلے۔

آپ کے دل میں قربانی اور ہمدردی مخلوق کا جو جذبہ تھا اس واقعہ سے اس کا انکشاف ہوتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب ملازمت کو کیوں پسند نہیں فرماتے تھے اس کی خاص وجہ تھی

فرماتے ہیں :-

"تجربہ سے مجھے معلوم ہوا کہ اکثر نوکری پیشہ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں ان میں بہت کم ایسے ہوں گے جو پورے طور پر صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوں اور جو ناجائز حظوظ سے اپنے تئیں بچا سکیں۔ ابتلاء کے طور پیمان کو پیش آتے رہتے ہیں۔ میں ہمیشہ انکے منہ دیکھ کر حیران رہا اور اکثر کو ایسا پایا کہ ان کی تمام دلی خواہشیں، مال و متاع تک خواہ حلال کی وجہ سے ہو یا حرام کے ذریعہ سے محدود تھیں اور بہتوں کی دن رات کی کوششیں صرف اسی مختصر زندگی کی دنیوی ترقی کے لئے مصروف پائیں۔ میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاق فاضلہ حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدق مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں بلکہ بہتوں کو تکبر اور بدچلنی اور لاپروائی دین اور طرح طرح سے اخلاق رذیلہ میں شیطان کے بھائی پایا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع کے انسانوں کا مجھے تجربہ حاصل ہو اس لئے ہر صحبت میں مجھے رہنا پڑا۔ اور بقول صاحب مثنوی رومی وہ تمام ایام سخت کراہت اور درد کے ساتھ میں نے بسر کئے ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفت خوش حالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من

(کتاب البریہ - ۱۶۷ — ۱۶۹)

ملازمت سے یہی کراہت تھی کہ جب ایک دوست کے کہنے پر آپ کو مختاری یا وکالت کے امتحان کا خیال پیدا ہوا تو امتحان کی تیاری کے لئے جس ذوق شوق اور دلجمعی سے مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے وہ حضرت مرزا صاحب کو میسر نہ آسکی۔ آپ کا اکثر وقت تو قرآن کے مطالعہ اور تلاوت میں صرف ہوتا تھا۔ جیسا کہ غیر جانبدار شہادتوں سے اوپر بیان ہو چکا اور

"عین اس رات جس کی صبح کو امتحان تھا آپ تمام رات قرآن پڑھتے رہے" (مجدد اعظم حصہ اول ص ۴۹ مؤلفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم)

ویسے بھی اس امتحان میں قریباً تیس امیدواروں میں سے صرف ایک صاحب پاس ہوئے تھے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ ناکامی ہی حضرت مرزا صاحب کے لئے مقدر تھی تاکہ آپ کے لئے زندگی کے اور میدانوں میں کامرانیوں کے دروازے کھل جائیں یہی وجہ تھی کہ آپ نے مدرسی کی ملازمت کرنا بھی پسند نہیں فرمائی۔ وہ تو ملازمت کو قید خانہ ہی سمجھتے تھے (ایضاً ص ۵۱) یہ تو محض مدرسی ہی تھی۔

سیالکوٹ سے واپس آجانے کے بعد ریاست کپورتھلہ کی طرف سے وہاں کے صیغہ تعلیم کی افسری کے لئے بھی آپ کو بلایا گیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے اپنے والد صاحب کو لکھا:

"میں کوئی نوکری نہیں کرنا چاہتا۔ دو جوڑے کھدر کے کپڑوں کے بنوا دیا کرو اور روٹی جیسی بھی ہو بھجوا دیا کرو"

(ص ۵۴)

اسی طرح آپ کو ایک مرتبہ ڈسٹرکٹ ججی کی پیشکش بھی پیش ہوئی۔ لیکن آپ نے اس سے بھی انکار کیا۔ افسوس ان امور کو درج کرنے کی برقی صاحب کو توفیق نہیں ہوئی۔ آخر ان کی کتاب دوسری سب کتابوں سے "مستند اور مکمل" جو ہوئی!! خیر یہ بات تو برسبیل تذکرہ تھی اب ہم پھر اصل موضوع کی طرف رُخ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب فرماتے ہیں:-

"گویا دنیا نے جب کبھی بھی اپنی کسی دلکشی کو پیش کیا تو آپ نے اسے ہمیشہ ٹھکرا دیا......
...... آپ کو ان دنیوی اعزازات سے نہ کوئی دلچسپی تھی اور نہ کوئی تمنا تھی۔ اپنے ایک شعر میں کس خوبصورتی سے فرماتے ہیں:

مے باید مرا یک ذرہ عز تہائے ایں دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را"

(ایضاً ص ۵۵)

سلسلہ کلام ختم کرنے سے پہلے اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ کسی مامور من اللہ کا اپنی بعثت سے قبل یا بعد ملازمت کرنا یا اُجرت پر کام کرنا کوئی شرعی جرم نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ذکر ہے:

"ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے اپنے باپ سے کہا ابا جان اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے۔ بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھ سکیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو اس کے باپ نے (موسیٰؑ سے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں بشرطیکہ تم آٹھ سال تک میرے ہاں ملازمت کرو۔ اور اگر دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری مرضی ہے۔ میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا۔ تم انشاء اللہ مجھے نیک آدمی پاؤ گے۔ موسیٰؑ نے جواب دیا۔ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی"۔

(القصص ۲۸ - آیات ۲۶-۲۸) بحوالہ تفہیم القرآن حصہ سوم مؤلفہ ابو الاعلیٰ مودودی ص ۶۲۹ - ص ۶۳۰)

معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے خسر کی دس سال تک ملازمت کی تھی۔ اگر نوکری کرنا ایسا ہی اخلاقی اور شرعی جرم تھا تو حضرت موسیٰ کی ملازمت کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہوتا۔

بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ما بعث اللہ نبیاً الا رعی الغنم فقال اصحابہ وانت فقال نعم کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکۃ۔

اللہ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس نے بکریاں چرائیں آپؐ کے صحابہؓ نے عرض کیا اور آپ نے؟ فرمایا ہاں میں مکہ والوں کی (بکریاں) چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔"

(الصحیح البخاری کتاب الاجارہ باب رعی الغنم)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلعم کفار مکہ کی بکریاں اُجرت پر چرایا کرتے تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے انبیاءؑ نے بھی ایسا ہی کیا ہوگا۔

معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی ملازمت کے واقعہ کو مخالفین کا نشانہ بنانا محض شریعت حقہ سے بے خبری ہے۔ برقی صاحب پہلی فصل کے ص ۸۴ پر ایک علیحدہ عنوان سے پھر اسی مضمون کا اعادہ کرتے ہیں تاکہ قارئین اس قند مکرر سے اور محظوظ ہوں۔

مرزا صاحب کی سادگی۔

(۱۹) جیبی گھڑی

فصل پہلی ص ۹۳ - خلاصہ اعتراض

شیخ رحمت اللہ صاحب نے عرض کیا حضور گھڑی تو ابھی چلتی ہے آپ نے ایک رومال کو فرش پر رکھ کر گھڑی نکال تو معلوم ہوا بند ہے چابی دی گئی وقت درست کیا گیا۔ حضور نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے صرف روزہ چابی دی جاتی ہے۔ جب وقت دیکھنا ہوتا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسے گنتے تھے۔

برقی صاحب اشاروں اشاروں میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت کو گھڑی دیکھنا بھی نہ آتی تھی اور انہیں موجودہ تہذیب کا یہ پرزہ عجیب معلوم ہوتا تھا۔ اگر اس قسم کی باتیں محض حاضرین کی "بشاشت طبع" کو برقرار رکھنے کے لئے لکھی ہیں تو امر دیگر ہے لیکن اگر برقی صاحب سنجیدگی سے اسے محل اعتراض بنا رہے ہیں تو انہیں ذیل کے امور کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الشھر ھکذا و ھکذا یعنی مرۃ تسعۃ و عشرین

ابن عمرؓ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہم لوگ ان پڑھ لوگ ہیں لکھنا اور حساب کرنا نہیں جانتے۔ مہینہ ایسا بھی ہوتا ہے اور ایسا بھی (انگلیوں کے اشارہ سے بتایا) یعنی کبھی انتیس کا اور کبھی تیس کا۔ (البخاری کتاب الصوم باب ۱۳)

گھڑی تو خیر بڑی چیز ہے صحابہ کرامؓ تو میدے کی سفید روٹیوں کو بھی نہ پہچان سکے کہ یہ کیا چیز ہے۔

"فتوحات ایران کے زمانے میں صحابہ کرامؓ نے میدے کی چپاتیاں دیکھیں تو پہچان نہ سکے اور تعجب کے لہجہ میں کہا ماھذا الرقاع البیض، یہ سفید کاغذ کیسے ہیں"

(اسوۂ صحابہ حصہ اول ص ۳۱۵ عبد السلام ندوی - بحوالہ طبری ص ۲۰۳۵)

گاہے گاہے باز خواں.....

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کھول کر بتلا سکتے ہیں کہ انہوں نے کس امر کی داد دی ہے اور کس بات کا شکریہ ادا کیا ہے وہ کون سے باریک در باریک علوم اور اسرار ان پر پادریوں کے ذریعہ عیسوی مذہب کے کھل گئے ہیں جس سے پادری صاحب کا لیکچر شکریہ اور داد کا مستحق ہو گیا ہے اگر وہ کھول کر بیان کریں تو پھر ہم دیکھیں گے کہ یہ قدر دانی کہاں تک قابل وقعت اور قابل قدر ہے۔"

(البدر - قادیان ۱۹؍ دسمبر ۱۹۰۲ء)

خریدار حضرات سے التماس

آپ کا ماہنامہ روح اسلام کا چندہ دسمبر ۱۹۶۹ء میں ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے مؤدبانہ گذارش ہے کہ آپ اپنا چندہ سالانہ مبلغ -/4 روپے دسمبر کے اختتام یا جنوری کے پہلے عشرہ تک ادا کر کے ممنون فرمائیں تاکہ مزید خط و کتابت میں نہ تو ادارے کا وقت ضائع ہو اور نہ ہی قیمتی تبلیغی سرمایہ رائیگاں جائے۔

تبدیلی نام { آئندہ میرے لڑکے رلدو فقیر کو رشید احمد کے نام سے پکارا جائے۔ میاں عبدل انصاری - والد رلدو فقیر کنارل - تحصیل چونیاں - ضلع لاہور۔

ایک ربوی دوست کے خط کے جواب میں سے چند اقتباسات

محترم میاں غلام حیدر صاحب تیم (جھنگ) کو ایک ربوی دوست نے اختلافی مسائل کے متعلق ایک خط لکھا تھا جس کا جو کچھ جواب انہوں نے دیا۔ اس میں سے چند اقتباسات قارئین پیغام صلح کے استفادہ کے لئے درج ذیل ہیں :-

محترمی! غالباً آپ بھول گئے۔ میں نے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی شان اور مرتبہ کا ذکر محض اس وجہ سے کیا کہ آپ نے بدیں الفاظ یہ مطالبہ کیا تھا کہ "اُف اس قدر مبالغہ......... کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ جناب مولوی صاحب مرحوم کے متعلق ایک ہی الہام یا کشف اپنی تحریر میں رقم فرماتے .... ایک الہام یا کشف کی اپنی تائید میں نشان دہی فرما دیتے۔ اُمید ہے کہ جناب اس طرف اپنی توجہ مبذول فرمائیں گے۔

آپ کے اس مطالبہ کی تائید میں مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام۔ کشوف۔ رویا جات اور تحریرات سے حضرت امیر مرحوم کا رتبہ اور شان واضح کی تھی۔ اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے امیر مرحوم کو خود اور خدا تعالیٰ سے الہام۔ کشوف اور مبشرات پا کر نیکی۔ پرہیزگاری تقوےٰ۔ اخلاص، ایمان اور قابلیت کے وہ خوشنودی کے سرٹیفکیٹ عطا کئے۔ جن کا عشر عشیر بھی کسی اور مسیح موعودؑ کے صحابی کو نہیں ملا۔ جب میں نے آپ کے ارشاد کی تکمیل میں حضرت امیر مرحوم کے رتبہ اور شان کی وضاحت کی۔ تو بجائے اس کے کہ آپ اس پر اپنی کسی رائے کا اظہار کرتے آپ نے اس کو "مدح سرائی" قرار دے کر نظر انداز کر دیا۔ میں نے تو پہلے خط میں ہی واضح کر دیا تھا۔ کہ میں اس موضوع پر جس میں ذاتیات پر بحث آجاتی لازم ہے زیر بحث لانا پسند نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ اس موضوع پر بحث کرنے پر بضد تھے۔ بلکہ مصر تھے۔ اور اب بھی آپ جو تھے خط میں بھی اسی موضوع کو ہی زیادہ تر زیر بحث لائے ہیں۔ اس لئے مجھے مجبوراً اس موضوع پر لکھنا پڑا۔ گو میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ مجھے یہ موضوع پسندیدہ نہیں ہے۔ حضرت امیر مرحوم کی مدح سرائی یا کسی اور کی مدح سرائی یا مذمت کو میرے اعتقاد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے محض آپ کے مجبور کرنے پر اس موضوع پر قلم اُٹھانی پڑی۔

پیشتر اس کے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور پیشگوئیوں پر جو ان کی اولاد کے متعلق ہیں کچھ لکھوں تمہیداً چند سطور لکھنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو میرا نظریہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

ہمارا یہ موقف ہے کہ جناب صاحبزادہ صاحب کے عقائد حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد سے بالکل مختلف ہیں اور بعض بنیادی معتقدات اسلام سے بھی ان کا تضاد ہے۔ اُن کے متعلق مختصراً ذکر یہاں کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

جناب صاحبزادہ صاحب کے اعتقادات کا خلاصہ ان کی تحریرات کے مطابق حسب ذیل ہے :-

"یہ تبدیلیٔ عقیدہ مولوی صاحب (امیر مرحوم) تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال کیا ہے۔ کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن مجید (سورۃ صف آیت ۷) کے مصداق ہیں۔ سوم۔ یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا ہو۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے مَیں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔"

(آئینہ صداقت صفحہ ۲۵)

اب ان تینوں اعتقادات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات سنیئے :-

(۱) نبوّت

صاحبزادہ صاحب نے نبوت کے متعلق مزید تشریح بھی فرمائی۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

(۱) "قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رُو سے آپ حقیقی نبی تھے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴)

پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں :-

(۲) "شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق جن لوگوں کو نبی کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ حقیقی معنوں میں نبی تھے۔"

اس کے برعکس حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

(۱) "نبوت کا دعوےٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۴۲۱)

(۲) "میرا نبوت کا دعوےٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔" (جنگ مقدس ص ۶)

(۳) "اور اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور وہ کلمۂ کفر ہے۔ تو بجز اس کے کیا کہیں۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین والمفترین۔" (انوار الاسلام ص ۳۴)

(۴) "اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے۔ کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۴)

(۵) اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

(۶) "سمیت نبیاً من اللّٰہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ

الاستفتا حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۔

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ کے الہامات میں جو میری نسبت نبی کا لفظ آیا ہے۔ وہ مجازاً ہے۔ نہ کہ حقیقی طور پر۔

(۲) اسمہ احمد

صاحبزادہ صاحب کی اس کے متعلق مزید تشریح ملاحظہ فرمائیں :-

"پس اس آیت (مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد) میں ضمنی طور پر رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی بھی خبر دی گئی ہے اور اس کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود ہیں۔"

"پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتے۔" (انوارِ خلافت صفحہ ۲۱ تا ۲۷)

اب حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ کن حوالہ بھی سنیئے :-

(۱) "نبی کریم حقیقی طور پر اس نام احمد کے مصداق ہیں۔ میرا نام مجازی طور پر احمد ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۶)

(۲) حضور کا الہامی شعر ہے :-

....

بر تر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

(۳) "خدا نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تا اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیا خدا ہے۔ جو احمد کے غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔" (دافع البلا ص ۱۲)

(۳) مسئلہ کفر

صاحبزادہ صاحب اس کے متعلق بھی مزید تشریح فرماتے ہیں :-

(۱) "یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

(۲) "ہر شخص جو موسےٰ کو مانتا ہے۔ مگر عیسےٰ کو نہیں مانتا۔ یا عیسےٰ کو مانتا ہے۔ مگر محمد کو نہیں مانتا۔ یا محمد کو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ وہ نہ کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

حضرت مسیح موعود اس مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں :-

(۱) "ابتداء سے ہی میرا مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب ص ۱۳۴)

(۲) "جو ہمیں کافر نہیں کہتا۔ ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے۔" (بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳) "ڈاکٹر عبد الحکیم خاں نے اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے۔ کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا۔ گو میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جاوے گا۔ اور دوزخ میں پڑے گا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔"

(حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۱۷۸)

(۴) "اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۲۰)

(۵) "میں اہلِ قبلہ کو ایک بھی کافر نہیں کہتا۔" (حقیقۃ الوحی۔)

یہ چند نمونے بطور مشتے از خروارے پیش ہیں۔ ویسے تمام اختلافات کی تفصیل میں ایک ٹریکٹ آپ کی خدمت میں بھیج چکا ہوں۔

ان تینوں اہم دینی مسائل میں صاحبزادہ صاحب کے اعتقاد اور حضرت مسیح موعود کے اعتقادات میں کتنا فرق ہے۔ یہ تمام اعتقادات بالکل ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ کوئی ذی عقل شخص ان اعتقادوں کو ایک جیسا نہیں کہہ سکتا۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

صاحبزادہ صاحب کے اعتقادات صریحاً غلو کا نتیجہ ہیں اور حضرت مسیح موعود کے اعتقادات کے قطعاً منافی ہیں۔ انہوں نے جماعت کو غلط رستہ پر چلا دیا ہے۔ اس بے راہ روی کی اطلاع حضرت مسیح موعود کو بھی ہو چکی تھی چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اپنی جماعت اور قادیان کے لئے دُعا کر رہا تھا۔ تو یہ الہام ہوا۔

"زندگی کے فیشن سے دُور جا پڑے ہیں"

(تذکرہ صفحہ ۵۱۲)

اس الہام کا صاف مطلب ہے۔ کہ وہ اسلامی مسلمہ عقائد سے دُور جا پڑیں گے۔ پھر قادیان کے متعلق حضور کا الہام ہے "اخرج منہ الیزیدیون۔" تذکرہ صفحہ ۱۲۱۔ یہ الہام حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں درج کیا ہوا ہے۔ اور اس کا ترجمہ انہوں نے خود کیا ہے۔ یزیدی صفت لوگ اس بستی میں پیدا ہوں گے۔ یزیدیوں نے اسلامی ملک کو بُری طرح سے مجروح کیا تھا۔ مثلاً اسلامی طریقہ کے خلاف خلافت قائم کی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح سے جماعت ربوہ نے مسلمہ اسلامی مسلک کے خلاف عقائد تراشے۔ اس کی مزید تشریح بھی حضرت اقدس نے اس صفحہ پر فرمائی تھی۔ لکھا ہے:۔

"پھر اس کے بعد الہام کیا گیا۔ کہ ان علماء نے تیرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولہے۔ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہیں۔ چوہوں کی طرح سے میرے نبی کی حدیثوں کو کُتر رہے ہیں۔"

"میرا گھر بدل ڈالا۔ یعنی میرے عقائد تبدیل کر دیئے۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولھے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ عبادتیں نہیں رہیں۔ دولت اور کھانا پینا ہی رہ گیا ہے۔ مکمل ایک پیر کی گدی قائم ہو گئی ہے۔ "میرے نبی کی حدیثوں کو کُتر رہے ہیں" اس کے دو ہی مطلب ہیں۔ کہ حضرت رسول کریمؐ کی حدیثوں کا غلط مطلب بیان کرتے ہیں۔ حدیث لانبی بعدی جو مختلف پیرایوں میں قریباً چالیس حدیثوں میں آئی ہے خلیفہ صاحب نے اس حدیث کو کُتر کر ایک مسلمہ اسلامی مسئلہ ختم نبوت کو توڑ دیا۔ دوسرا مطلب زیادہ واضح ہے۔ کہ صاحبزادہ صاحب نے حضرت اقدس کے اعتقادات میں صریحاً تبدیلی کی اور حضور کی مشہور معرکۃ الآراء کتب کے اکثر حوالے منسوخ قرار دیئے۔ یہ ان کی حدیثوں کو کُترنا مراد ہے۔

غرضیکہ صاحبزادہ صاحب اور حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریروں سے صاف، ظاہر ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے اعتقادات کے خلاف نئے اعتقاد تراشے ہیں۔ دوسری طرف یہ بھی صاف نظر آتا ہے۔ کہ صاحبزادہ صاحب نے مخالفین سلسلہ کے تقریباً تمام اعتراضات کو قبول کر کے ان سے موافقت کی ہے۔ اور مسیح موعودؑ کی مخالفت۔ چنانچہ:۔

(۱) مخالفین سلسلہ کا اعتراض تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعوے کیا ہے حضرت مسیح موعود تمام عمر اس اعتراض کو غلط قرار دیتے رہے اور اسے جھوٹ اور افترا قرار دیا۔ صاحبزادہ صاحب نے مخالفین سلسلہ کی تائید کی اور حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی ثابت کرنے کے لئے تمام زور لگایا۔

(۲) مخالفین سلسلہ معترض تھے کہ حضرت مرزا صاحب نے تمام مسلمانوں کو جنہوں نے ان کی بیعت نہیں کی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اسے بھی جھوٹ اور افترا قرار دیا۔ لیکن صاحبزادہ صاحب نے مخالفین حضرت مسیح موعود کی حرف بحرف تائید کی ہے۔ بلکہ ان سے بھی چند قدم آگے بڑھ گئے

(۳) مخالفین سلسلہ نے یہ الزام لگایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب آیت مبشراً یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اس سے انکار کیا۔ اور اس آیت کا مصداق حضرت رسول کریمؐ کو ہی قرار دیا۔ لیکن صاحبزادہ صاحب اس آیت کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو قرار دے کر مخالفین کے ہمنوا ہو گئے۔

(۴) مخالفین سلسلہ نے اعتراض کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ٹریکٹ "ایک غلطی کا ازالہ" میں نبوت کا دعوے کیا ہے حضرت مسیح موعود نے اس اعتراض کو غلط قرار دیا لیکن صاحبزادہ صاحب نے مخالفین کی تائید کی اور اعلان کیا کہ اس ٹریکٹ میں حضرت صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے اور اپنے سابقہ عقیدہ میں تبدیلی کر لی ہے۔

(۵) مخالفین سلسلہ نے تحریر کیا کہ اسی محدثیت کے معنے سے نبوت کا وہ مدعی ہے مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں اور اس کی حقیقت کی ایسی تشریح کر دی ہے کہ اس سے بجُز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا (فتوے کفر صفحہ ۲) اس بناء پر حضور پر کفر کا فتوے لگایا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کے جواب میں تحریر کیا۔" اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ محدثیت کا مقام نبوت سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور سوائے قوت اور فعل کے ان میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا۔ بلکہ یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے۔ اللہ جانتا ہے۔ کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے اور اس میں ذرا بھی سچائی کی چاشنی نہیں (حمامۃ البشریٰ) اب ملاحظہ کیجئے۔ کہ صاحبزادہ صاحب کس طرح سے مخالفین سلسلہ کی کما حقہ تائید کرتے ہیں

"لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے۔ بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوائے اور کسی میں پائی نہیں جاتی۔ اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۴)

غرضیکہ ان تمام ضروری مسائل میں صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے اعتقاد کی مخالفت کی اور مخالفین کی تائید۔ یعنی عملاً صاحبزادہ صاحب مخالفین سلسلہ کے مؤید اور حامی رہے۔ اس کی تائید بھی حضور کے ایک کشف سے ہوتی ہے

آج بروز یک شنبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر کے مکان میں بیٹھا ہوں۔ اور ایک خربوزہ کی شکل پر کوئی پھل میرے ہاتھ میں ہے اس کو چھیل کر کھانا چاہتا ہوں۔ اتنے میں میاں محمود احمد کو دیکھا۔ اس کے ساتھ ایک انگریز ہے۔ وہ ہمارے گھر میں داخل ہو گیا ہے۔ پہلے اس جگہ کھڑا ہوا جہاں پانی کے گھڑے رکھے جاتے ہیں۔ پھر اس چوبارا کی طرف آگے بڑھا جہاں بیٹھ کر میں کام کرتا ہوں۔ گویا اس کے اندر جا کر تلاشی کرنا چاہتا ہے" (تذکرہ صفحہ ۵۹۷)

اس رؤیا سے یہ قطعاً ثابت ہوتا ہے کہ صاحبزادہ میاں محمود احمد مخالفین کے ساتھ ہیں اور ان کے ساتھ مل کر حضرت صاحب کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں (تلاشی سے مراد کسی کو ذلیل کرنا ہی ہوتا ہے) یہ مسلّم امر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے آخری دنوں میں سمجھدار طبقہ کی رغبت احمدیت کی طرف ہو چکی تھی۔ جیسے سر فضل حسین۔ سر محمد اقبال وغیرہ کی ملاقاتوں سے عیاں ہوتا ہے۔ اور حضور اپنی محنت اور کوشش کا ثمرہ کھانا ہی چاہتے تھے کہ میاں صاحب کے اعتقادات کی وجہ سے یہ طبقہ اور عوام ٹھٹک گئے، اور حضرت اپنی کوشش کا پھل نہ کھا سکے۔

اسی طرح ایک اور کشف بھی ہے۔ میاں بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

پانچویں نمبر پر حضرت مسیح موعود کا ایک رؤیا ہے۔ جسے میں (مرزا بشیر احمد صاحب) اس جگہ من و عن درج کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قادیان کی طرف آتا ہوں اور بہت اندھیرا ہے اور مشکل راہ ہے اور میں رجماً بالغیب قدم مارتا جاتا ہوں۔ اور ایک غیبی ہاتھ مجھ کو مدد دیتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں قادیان پہنچ گیا۔ اور جو مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ وہ مجھے نظر آئی۔ پھر میں سیدھی گلی میں جو کشمیریوں کی طرف سے آتی ہے۔ چلا۔ اس وقت میں نے اپنے تئیں سخت گھبراہٹ کے عالم میں پایا کہ گویا اس گھبراہٹ سے بے ہوش ہوتا جاتا ہوں۔ اور اس وقت باربار ان الفاظ سے دُعا کرتا ہوں ربّ تجلّ ربّ تجلّ (اے میرے ربّ تجلی فرما اے میرے ربّ تجلی فرما اور روشنی کر دے) اور ایک دیوانہ کے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہے اور وہ بھی ربّ تجلّ کہتا ہے اور بڑے زور سے دُعا کرتا ہوں اور اس سے پہلے مجھے یاد ہے۔ میں نے اپنے لئے اور بیوی کے لئے اور اپنے لڑکے محمود کے لئے بہت دعا کی ہے۔

تذکرہ۔ ایڈیشن دوئم صفحہ ۸۳۲-۸۳۴

اس پر مضمون نگار نے اخبار الفضل مؤرخہ ۲۷ جنوری ۱۹۵۶ء میں یہ رائے زنی کی تھی۔ نیز یہ بھی دُعا کریں۔ کہ جیسا کہ بعض صورتوں میں ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی آنے والی بہار اور شیریں تقدیر کے ساتھ خدا کے علم میں اس کی کوئی تلخ تقدیر بھی لپٹی ہوئی ہو۔ تو وہ اپنے خاص الخاص فضل کے ساتھ اس تلخ تقدیر کو ٹال دے" پس اس رؤیا سے تلخ تقدیر تو آپ لوگوں کو بھی نظر آ رہی ہے۔ رؤیا صاف ہے۔ حضرت مسیح موعود کی غیر حاضری یعنی وفات کے بعد قادیان میں اندھیرا ہو گیا۔ صحیح عقائد سے بھٹک جانا اندھیرے میں ہی گرنا ہوتا ہے۔ اور قادیان کی رہبری ایک دیوانہ کر رہا ہے جو جماعت کو غلط راستہ پر چلا رہا ہے۔ ایک شخص مامور من اللہ کے اعتقادات کا مخالف ہو اور سب سے بڑھ کر اپنے باپ کے مخالفین بلکہ کافر قرار دینے والوں کے ساتھ اپنے باپ کے خلاف الزامات میں ہاں میں ہاں ملاتا ہو۔ تو وہ دیوانہ نہیں تو کون ہے۔

غرضیکہ صاحبزادہ صاحب اور ان کے مرید مخالفین سلسلہ کے ہمنوا ہو گئے اور انہوں نے برملا تسلیم بھی کر لیا۔ کہ اگر مخالف بھی سچی بات کہہ دے تو اسے مان لینا چاہیئے یعنی مخالفین کا یہ دعا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے درست ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ قادیانی رسالہ الفرقان لکھتا ہے:۔

(۱) فی الواقع حضرت مسیح موعود کے الہامات میں حضور کی نبوت ہی تھی۔ جس پر مخالفین نے کفر کے فتوے لگائے۔

(۲) حضور کی وحی میں دعوئے نبوت موجود تھا۔ لوگ .... دعوئے نبوت محسوس کر رہے تھے۔"

(۳) اشد ترین مخالف بھی اگر صحیح بات کہہ جائے تو اسے اس کا حق دینا مومن کا فرض ہے ہم ان مکفرین کی اس جگہ تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔" رسالہ الفرقان قادیان ۱۹۴۵ء۔

حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان مکفرین کے فتوے کو صریح کذب قرار دیا اور ان کے اس اعتراض میں سچائی کی چاشنی تک قبول نہ کی لیکن قادیانی جماعت نے تسلیم کر لیا۔ کہ مکفرین کا موقف صحیح تھا۔ اور حضرت صاحب (مسیح موعودؑ) کے جواب غلط تھے۔ اس طرح سے صاحبزادہ صاحب نے منکرین اور مخالفین کی ہر طرح سے امداد اور تائید کی۔

صاحبزادہ صاحب اگر ان اعتقادات پر پختہ اور ان پر مضبوطی سے قائم رہتے تو پھر بھی ایک اصولی بات تھی لیکن ہم نے دیکھا کہ وہ ان میں ضرورت کے وقت کے لحاظ سے نہ صرف لچک پیدا کر دیتے ہیں۔ بلکہ قطعاً منحرف بھی ہو جاتے تھے۔ جو ایک روحانی لیڈر کے لئے ناجائز ہے اور نامناسب۔ میں صرف چند نمونے پیش کرتا ہوں۔ جس سے آپ کو اندازہ ہو جانا چاہیئے منیر ٹربیونل کے روبرو بیان دیتے ہوئے انہوں نے بیان کیا:-

(۱) "کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا وہ دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔" (عدالتی بیان ص۳۶)

(۲) سوال از عدالت: اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی پر دیانتداری غور کرنے کے بعد دیانت داری سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آپ کا دعویٰ غلط تھا۔ تو کیا پھر بھی وہ مسلمان رہے گا؟

جواب: جی ہاں۔ عام اصطلاح میں وہ پھر بھی مسلمان سمجھا جائے گا۔

ان جوابات کا موازنہ آپ اوپر تحریر کردہ حوالہ جات سے کر کے دیکھیں کتنے مختلف اور متضاد ہیں۔ یہ سیاسی خیالات تھے جو اصل اعتقادات کے نتائج سے بچنے کے لئے انہوں نے ظاہر کئے۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے لکھتے ہیں:-

"مسیح موعود کے منکرین کو مسلمان سمجھنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے .... جو ایسا اعتقاد رکھے اس کے لئے رحمت کا دروازہ بند ہے۔" (کلمۃ الفصل ص۳۵)

اب صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کا بعد کا عقیدہ ملاحظہ فرمادیں:-

"قرآن کریم کی آیت ھو سمّٰکم المسلمین کے مطابق امت محمدیہ کا ہر فرد مسلم کہلانے کا مستحق ہے...... قرآن کریم کی آیت ھو سمّٰکم المسلمین کے ماتحت کسی شخص کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جا سکتا۔" (عدالت کے سات سوالوں کا جواب)

اسی طرح سے اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے متعلق صاحبزادہ صاحب کا یہ مذہب تھا:-

"پس اس آیت (مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد) میں ضمنی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی خبر دی گئی ہے۔ اور اس کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود ہیں .... پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ آنحضرت صلعم نہیں ہو سکتے۔" (انوار خلافت)

بعد میں اس کے متعلق صاحبزادہ صاحب کا یہ عقیدہ ہوا: "ہمارے نزدیک ان کا اطلاق اصلی طور پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے لیکن ظلی طور پر مرزا غلام احمد صاحب پر بھی ہوتا ہے۔" (بیان عدالت ص۲۱)

یہاں بالکل ہی مختلف عقیدہ بیان کیا ہے صاحبزادہ صاحب کا سابق عقیدہ یہ تھا:-

"جب آپ نبی ثابت ہوئے تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا .... الفضل ۱۰ر مئی ۱۹۱۴ء۔ پھر فرمایا:- احمق ہے جو یہ کہتا ہے۔ کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ کس کا دل گردہ ہے۔ جو یہ کہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔" (الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۱۴ء)

اس کے متعلق بعد میں صاحبزادہ صاحب یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں:-

سوال از عدالت:- تو کیا مرزا غلام احمد پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟

جواب از خلیفہ صاحب: جی نہیں۔

اس طرح صاحبزادہ صاحب نے اپنے تمام سابقہ عقائد اور تحریرات کو یک زبان منسوخ کر دیا یہ سیاسی اعتقاد ہیں جنہیں حسب ضرورت اور مناسب وقت پر تبدیل کیا جاتا رہا۔

غیر احمدیوں کے جنازہ کے سلسلہ میں انوار خلافت میں فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود کی بعض تحریرات سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ اور حال ہی میں ایک خط ملا ہے جس میں حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے جنازہ کی اجازت دی ہے اس خط پر غور ہو رہا ہے اور اس کے متعلق بعد میں فیصلہ کیا جاوے گا۔ لیکن مسیح موعودؑ کا عمل اس کے خلاف ہے۔" (انوار خلافت جو ۱۹۱۶ء/۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی)

خط بہر حال اس کتاب کی اشاعت سے پہلے مل چکا تھا۔ لیکن اس خط پر آج تک کوئی فیصلہ نہ کیا گیا اور نہ ہی اس خط کو شائع ہی کیا گیا۔ عدالت کے سات سوالوں کے جواب میں پھر اسے اٹھایا گیا اور یہ تحریر کیا گیا:-

گو اس وقت تک جماعتی فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن اب اس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر اپنے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے۔ جس کا حوالہ ایک دفعہ ۱۹۱۶ء میں دیا تھا اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کے متعلق اس وقت اعلان فرما دیا تھا۔ کہ اصل تحریر کے ملنے پر اس کے متعلق غور کیا جائے گا لیکن وہ اصل خط اس وقت نہ مل سکا۔ اب ایک صاحب نے اطلاع دی ہے۔ کہ ان کے والد مرحوم کے کاغذات میں سے اصل خط مل گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مکفر یا مکذب نہ ہو۔ اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں۔ کیونکہ جنازہ صرف دعا ہے۔ (عدالت کے سات سوالوں کا جواب ص۱۴)

اس کے متعلق صاحبزادہ صاحب کا اپریل ۱۹۵۳ء میں یہ بیان ہوا تھا:-

"کیونکہ ان کا (غیر احمدیوں) فتوے اب تک قائم ہے۔ اس لئے میرا فتوے بھی قائم ہے البتہ اب ہمیں بانئے سلسلہ کا ایک فتوے ملا ہے جن کے مطابق ممکن ہے کہ غور و خوض کے بعد پہلے فتوے کی ترمیم کر دی جائے۔" (عدالتی بیان ص۱۷)

یہ بڑا اہم مسئلہ تھا۔ اگر حضرت مسیح موعود نے بعض وجوہات کی رو سے غیر احمدیوں کے جنازہ کی اجازت دی تھی تو نبوت اور کفر دونوں اہم مسائل پر ان کا اثر ہونا لازمی تھا۔ بلکہ فیصلہ ہی ہو جاتا تھا لیکن اس خط کو ابھی تک پوشیدہ رکھا ہوا ہے ۱۹۱۶ء میں بھی فرماتے ہیں۔ کہ اس پر غور کیا جائے گا۔ اور اس کے ۳۷/۳۸ سال کے بعد ۱۹۵۳ء میں بھی فرماتے ہیں کہ اس پر غور ہو گی۔ لیکن آخر تک اس خط پر غور فرما کر نہ ہی فیصلہ کیا گیا۔ اور نہ ہی اس کی اشاعت ہی کی گئی۔ خدا لگتی کہیئے۔ کہ یہ سیاسی چالیں دینی مسائل میں ایک روحانی پیشوا کی طرف سے جائز اور شایان شان تھیں۔ اس خط کو ابھی تک پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ اگر اس کی اشاعت ہی کر دی جاتی۔ تو احمدی قوم خود فیصلہ کر لیتی۔ دین میں سیاسی چالیں روحانی پیشوا کے لئے موزوں نہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ صاحبزادہ صاحب دینی مسائل کو بھی سیاست کے مطابق ہی ڈھالتے رہے انہوں نے شروع میں تمام غیر احمدی مسلمانوں کو پکا کافر قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ احرار کی ایجی ٹیشن جو ۱۹۳۵ء میں احمدیوں کے خلاف زور پکڑ گئی۔ تو صاحبزادہ صاحب نے اپنے عقائد مسئلہ کفر میں تبدیلی کر لی۔ اور دبی زبان میں کفر دون کفر کی صورت کو تسلیم کر لیا۔ دیکھئے الفضل ۲۶ر اپریل ۱۹۳۵ء۔ جب ۱۹۵۲ء/۱۹۵۳ء میں احمدیوں کے خلاف شورش ہوئی۔ تو ٹربیونل کے روبرو تسلیم کر لیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ سیاسیات کے ساتھ عقائد میں بھی تبدیلی کی جاتی رہی۔

(باقی ــــ باقی)

فطرانہ اور عید فنڈ

عید الفطر امید ہے کہ الہیا ۱۲ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو ہوگی، اس موقعہ پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے اگر کوئی بچہ یا گھر کا نوکر ہو تو اس کا صدقہ دینا بھی گھر کے مالک پر واجب ہے، کوئی بچہ نماز عید سے پہلے پیدا ہوا ہو تو اس کا بھی صدقہ دینا ضروری ہے۔ حدیث میں ایک صاع غلہ دینے کا حکم ہے اور ایک صاع تین سیر کے برابر ہوتا ہے اس لحاظ سے تین سیر گندم کی قیمت قریباً ایک روپیہ بنتی ہے، اس لئے ایک روپیہ فی کس کے حساب سے فطرانہ ادا ہونا چاہیئے

چونکہ اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام جو اطراف و اکناف عالم میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے جاری ہے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اس لئے فطرانہ کی تمام رقوم اس کام کے لئے خزانہ انجمن میں آنی چاہئیں فطرانہ کی ادائیگی نماز عید سے پہلے ہونی ضروری ہے، اس لئے بہتر ہوگا کہ ابھی سے اس کی وصولی کا انتظام کیا جائے اور تمام جماعتیں عید سے پہلے ہی فطرانہ جمع کر کے خزانہ انجمن میں ارسال کر دیں۔

فطرانہ کے علاوہ عید فنڈ کی مد بھی انجمن نے قائم کر رکھی ہے تاکہ احباب عید کی خوشی کے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے جو کچھ دینا چاہیں دے کر ثواب حاصل کریں، امید ہے تمام احمدیہ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان

فطرانہ

اور

عید فنڈ

کی رقوم جمع کرنے کا انتظام کریں گے۔

ملک خدا بخش صاحب کی وفات

جماعت احمدیہ کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے محترم بزرگ ملک خدا بخش صاحب لدھیانوی ۳۰ نومبر ۱۹۶۹ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ ملک صاحب کچھ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے۔ کچھ دنوں سے ان کی صحت عود کر آئی تھی، اور انہوں نے نماز جمعہ میں آنا شروع کر دیا تھا، لیکن ان کی زندگی کے دن پورے ہو چکے تھے، اور اچانک اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں ان کے فرزندان اور دیگر پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ تمام احمدیہ جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ تعزیت کا خط لکھنے کا پتہ:۔

ملک عزیز احمد صاحب (فرزند ملک صاحب مرحوم) کوٹھی نمبر 13/40 عقب پولیس چوکی بلنسان روڈ۔ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۹

ڈان وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لائے خدا نور دمی از مشرق رحمت برآر

گم رہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ٹیلیفون نمبر ۲۲۳۷

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

"پاکستان"

جلد ۵۷ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۹ رمضان المبارک مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۵۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست

یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

بحرِ حکمت کے موتی

خیانت اور جھوٹی گواہی دینے والوں کا ذکر

عن عمران بن حصین قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم قال عمران لا ادری أذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد قرنین او ثلثۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بعدکم قوماً یخونون ولا یؤتمنون ویشھدون ولا یستشھدون وینذرون ولا یفون ویظھر فیھم السمن۔

ترجمہ:

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہا نبی صلعم نے فرمایا۔ تم میں سے سب سے اچھے لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں۔ عمران کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اپنے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا نبی صلعم نے فرمایا تمہارے بعد کچھ لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے اور ان پر بھروسہ نہ کیا جا سکے گا اور وہ گواہی دیں گے حالانکہ گواہی دینے کے لئے طلب نہ ہوں گے اور منت مانیں گے اور پوری نہ کریں گے ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عنوان کا تعلق اس قول سے ہے یشھدون ولا یستشھدون مراد اس سے ایسے لوگ ہیں

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

آوازوں اور خوابوں پر ناز نہ کرو

جب تک انسان خدا ہی کا نہ ہو جائے کشوف اور خواب کچھ چیز نہیں

ارشادات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور اس کو ہی سناتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ بھی اس کو سناتا ہے مگر وہ لوگ جن کے باوجود دیکھ دو کان ہوتے ہیں مگر وہ حرص، ہوا، غصّہ، کینہ وغیرہ ہر قسم کی طاقتوں کی باتیں سنتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کی بات کیونکر سن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں۔ نہ کسی کی سنتے ہیں نہ کسی کو سناتے ہیں۔ انہیں ہی خدا بھی اپنی سناتا ہے اور ان کی سنتا ہے اور وہی مبارک ہوتا ہے۔

پس اگر اس قوم میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ان کے نقش قدم پر چلو۔ جب تک یہ بات پیدا نہ ہو ایسی آوازوں اور خوابوں پر ناز نہ کرو خصوصاً ایسی حالت میں کہ حدیث میں اضغاث احلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود ہے یہ کوئی چیز نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے۔ جب مدت مقررہ نو ماہ گذر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے ایک اس کے مقابلہ میں حمل کاذب ہوتا ہے۔ بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجاء کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے۔ ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے جب تک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے۔ یہ کچھ بھی چیز نہیں انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہو جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے۔ زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخکنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا۔ مگر دیکھو! کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے۔

نصرت اور تائید خدا تعالےٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص خوف کے وقت آتا ہے اور بہادر ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہ ہوں اور کسی قسم کی پیشگوئیاں بتانے والے ہوں ان کی مثال ایسی ہے جیسے مردار پر بیٹھے ہوں۔ مگر جو خدا تعالےٰ کے ساتھ ہے حی و قیوم خدا اس کے ساتھ ہے۔ وہ خود زندہ ہے۔ اسے زندہ کرے گا۔ وہ اپنے دعدوں کو جو اس سے کئے

(باقی صفحہ کالم ۳)

قلمی تبرکات
(مرسلہ محمد صالح نور لائلپور)

خطبات نور الدینؒ

(۱) (خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۰ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ (الجمعہ پ۲۸)

دیکھو جو کوئی شخص دنیا میں پیدا ہوا ہے اس کو موت ضرور آتی ہے مثلاً جو پیٹ میں نطفہ جاتا ہے اور آرام پکڑتا ہے تو بعض گر جاتے ہیں اور بعض پیدا ہو کر مر جاتے ہیں اور بعض بڑے ہو کر مر جاتے ہیں پھر جوان ہو کر مر جاتے ہیں اول تو انسان پیدا ہوتے ہی مرنے لگ جاتا ہے بچوں کے لئے امید ہوتی ہے کہ وہ جوان ہوں گے اور جوانوں کے لئے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ بوڑھے ہوں گے اور بوڑھوں کے لئے ہرگز امید نہیں کرتے کہ وہ اب موت سے بچیں۔ ہر ایک بوڑھا موت کے لئے تیار ہو رہا ہے اور اگر بیمار بوڑھا ہو تو اس کے لئے کونسی حالت بچنے کی ہے میں بھی بوڑھا ہوں اور بیماری بھی ساتھ ہے ہمارے لئے اب دو گواہ پیدا ہو گئے ہیں ایک بوڑھاپا اور ایک بیماری جو مجھ کو لگی ہوئی ہے۔

میں نے تمہارے لئے بھلائی بہت چاہی ہے کسی لالچ کے لئے نہیں تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہ ہوگا جس کا میں نے قرض دینا ہو میرے مولا نے مجھ کو بہت دیا ہے یہ خدا کا فضل ہے ہم اسی عیش میں ہیں جس حال میں پہلے تھے۔ میں تم کو پھر کہتا ہوں کہ میں بوڑھا ہوں اور بیماری بھی ساتھ ہے۔ اگر کسی کا کچھ ہے تو کہہ دیوے۔ میں نے تمہارے لئے کوئی بات چھپائی نہیں ہے میں تم کو کہتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو۔ کوئی چیز نہیں جو اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔

ھو الذی بعث ......الخ

اللہ وہ ہے جس نے مکہ والوں میں جو کہ ان پڑھ تھے ایک رسولؐ بھیجا اور وہ رسولؐ کوشش کر رہا تھا کہ وہ پاک ہوں پہلے وہ لوگ بڑی گمراہی میں تھے مگر اللہ نے رسولؐ بھیج کر ان کو ہدایت دی۔

مؤمن کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرے اور کسی کی پیروی نہ کرے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرے۔

واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم

ایک اور جماعت آنے والی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسیح کی جماعت ہے جو اب تم ہو تم لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لاؤ، اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اپنا سنبھال کرو۔ اپنے کھانے پینے پہننے میں فضول خرچی نہ کرو۔ سوچ کر کام کرو۔ میں تو ایک پیسہ میں دن گذار دے سکتا ہوں تم خدا کے لئے اپنی اصلاح کرو، اپنی اصلاح کرو، اپنی اصلاح کرو۔ دنیا کے اسباب تمہارے کسی کام نہ آئیں گے اللہ کی رضامندی حاصل کرو۔ اللہ تم کو ہدایت دیوے۔ میں ایسا بیمار ہوں کہ طب کی رو سے اونچا بولنا اور بہت بولنا منع ہے"

(۲) (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ اگست ۱۹۱۰ء)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

یا ایھا المدثر قم فانذر۔ وربک فکبر۔ وثیابک فطھر۔

(پ۲۹ سورۃ مدثر)

یہ سورۃ دوسری بار تھی جبکہ آپؐ کو مکالمہ ہوا۔ اس وحی میں جو اللہ تعالیٰ آپ کو حکم کرتا ہے وہ حکم ہم سب کو ہے اس کے لئے خود قرآن کریم میں گواہی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ یعنی تم ایک بہتر گروہ تھے تم دنیا میں کیوں آئے لوگوں کی بھلائی کے لئے آئے تاکہ تم بھلی بات کا حکم کرو اور برائی سے روکو اور اللہ کے ساتھ ایمان لاؤ۔ پس جو لوگ دوسرے کو سکھانے سے مضائقہ کرتے ہیں وہ اس گروہ میں نہیں ہیں۔ یا ایھا المدثر سے یہ مطلب ہے کہ عمدہ کپڑا پہننے والا جب آپ پہنتا ہے تو چاہیئے کہ دوسرے کی بھی خاطر کرے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے مدثر تو کھڑا ہو اس لئے ہم کو چاہیئے کہ سستی نہ کریں۔ پہلا حکم مؤمنوں کو یہ ہے کہ کھڑا ہو کر وعظ کریں میں نے اپنے زمانے میں دیکھے ہیں کہ بیٹھ کر وعظ کرتے ہیں اور چارپائی پر لیٹ کر وعظ کرتے ہیں میں نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے پوچھا کہ آپ مضمون کھڑے ہو کر لکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ بیٹھے بیٹھے سر چکرا جاتا ہے اور بیٹھے کا مضمون بیٹھا ہی رہتا ہے اور کھڑے ہوئے کا مضمون قائم رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تیرا کام کیا ہونا چاہیئے تو اپنے ربّ کی بڑائی کر اس لئے سب مؤمنوں کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرنی چاہیئے۔

تم اپنے دامن کو پاک کرو۔ پہلے اپنے آپ کو پاک کرو پھر دوسرے کو وعظ کرو۔ پہلے اپنے آپ کو سنوارو پھر دوسرے کا فکر کرو تم ایسے بن جاؤ کہ تم میں تکبر نہ ہو فسق و فجور نہ ہو جھگڑا نہ ہو بدزبانی بے ایمانی نہ ہو، سستی نہ ہو، فضول خرچی نہ ہو، بد عہدی نہ ہو تم خدا کے بنو اور خدا تمہارا بن جائے میں اس وقت بیمار ہوں اور تم کو یہ باتیں محبت سے بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دیوے آمین ؛

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحۂ اوّل)

جو گواہی کو پیشہ بنا لیں ورنہ خود ایک حق گواہی کا ادا کرنا کوئی بری بات نہیں بلکہ بسا اوقات یہ بڑی جرأت ایمانی کا کام ہوتا ہے جیسا کہ مسلم میں بروایت زید بن خالد یہ حدیث مرفوع مروی ہے الا اخبرکم بخیر الشھداء الذی یاتی بالشھادۃ قبل ان یسئلھا کیا میں تم کو بہترین گواہ نہ بتاؤں وہ ہے جو شہادت کو ادا کرتا ہے اس سے پہلے کہ اس سے پوچھا جائے ؛

(فضل الباری)

وفات

مولوی عبدالحکیم صاحب نے جہلم سے اطلاع دی ہے کہ ۲۲ ۱۱/۶۹ بروز ہفتہ بوقت ۷ بجے شام بابو محمد عاشق صاحب کی رفیقہ حیات وفات پا گئیں ۲۳ ۱۱/۶۹ کو بروز اتوار بوقت ۶ بجے شام ان کو سپردِ خاک کیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون *

* دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے ؛

پروگرام جلسہ سالانہ بتاریخ ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء

۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعرات خواتین احمدیہ کا اجلاس احمدیہ ہال میں ہوگا۔ بعد میں دستکاری کی نمائش ہوگی

۲۶ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعۃ المبارک

اجلاس اوّل:- زیر صدارت جناب نصیر احمد صاحب فاروقی

۹ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر

تلاوت قرآن مجید و نظم طلباء مسلم ہائی سکول ... ۹ بجے تا ۹½ بجے
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ... مولانا دوست محمد صاحب : ۹½ تا ۹¾ "
افتتاحی تقریر ... حضرت مولانا صدر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور : ۹¾ تا ۱۰¼ "
بلادِ غیر میں تحریک احمدیت ... مولانا احمد یار صاحب : ۱۰¼ تا ۱۰¾ "
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ... بشیر احمد صاحب منٹو ایم-اے : ۱۰¾ تا ۱۱¼ "
دورِ حاضر مسائل ... الحاج محمد حسن صاحب چیمہ : ۱۱¼ تا ۱۲ "

خطبہ و نماز جمعہ ۱½ بجے تا ۲½ بجے

اجلاس دوم:— زیر صدارت جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب

۳ بجے تا ۵ بجے

تلاوت قرآن مجید و نظم ... ۳ بجے تا ۳¼
پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی ... پروفیسر غلام محمد خادم صاحب : ۳¼ " " ۳¾
تقریر ... مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع : ۳¾ " " ۴¼
پاکستان میں اسلامی نظام کس طرح رائج کیا جاسکتا ہے } ... مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری : ۴¼ " " ۵

رات کو تقریری مقابلہ ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن

۶½ بجے سے ۸½ بجے تک

۲۷ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز ہفتہ

۹ بجے تا ۱۲¾ بجے تک

اجلاس اوّل۔ زیر صدارت:- جناب میاں فاروق احمد صاحب شیخ۔

تلاوت قرآن کریم و نظم ۹ بجے تا ۹½
بین الاقوامی و بین المملکتی سطح پر تبلیغ اسلام کے میدان میں انجمن کا مقام } ... قاضی عبد الرشید صاحب : ۹½ " تا ۱۰
تقریر : پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب : ۱۰ " تا ۱۰½
سالانہ رپورٹ : آنریری جنرل سیکرٹری : ۱۰½ " " ۱۱
تقریر : حضرت امیر ایدہ اللہ : ۱۱ " " ۱۱¾
" " : مولانا عبد المنان صاحب عمر : ۱۱¾ " " ۱۲¼
" " : مرزا مسعود بیگ صاحب : ۱۲¼ " " ۱۲¾

۳ بجے بعد دوپہر مجلس معتمدین کا اجلاس ہوگا

۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار

۹ بجے تا ۱ بجے

زیر صدارت جناب کرنل سید بشیر حسین صاحب

تلاوتِ قرآن مجید و نظم ۹ بجے تا ۹½
تقریر : حافظ شیر محمد صاحب خوشابی : ۹½ بجے تا ۱۰
" " " : پروفیسر محمد فاضل صاحب : ۱۰ بجے " ۱۰½
" " " : خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب : ۱۰½ " " ۱۱¼
" " " : میاں نصیر احمد صاحب فاروقی : ۱۱¼ " " ۱۱¾
" " اسلامی معاشرہ : ڈاکٹر اللہ بخش صاحب : ۱۱¾ " " ۱۲½
اختتامی تقریر : حضرت امیر ایدہ اللہ : ۱۲½ " " ۱ بجے

احمدیہ بلڈنگس میں مکانوں کی قلت کے پیش نظر معزز مہمانوں کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ فیملی سسٹم پر اصرار نہ فرمائیں، بلکہ حتی الوسع مرد مردوں میں مشترکہ قیام گاہ میں اور خواتین مشترکہ رہائش مستورات میں قیام پذیر رہیں۔

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے

عقائد

۱۔ ہماری جماعت تمام اُن عقائد و احکامات پر ایمان رکھتی ہے جو قرآن کریم اور احادیث نبویؐ میں درج ہیں۔ اور ہم تمام ان امور کو اپنا دین سمجھتے ہیں جن پر سلف صالحہ کا اتفاق ہوا اور جن پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی ایمان سے آخر الانبیاء یقین کرتے ہیں۔

۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

۳۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبرائیل کسی شخص پر وحی نبوت لیکر نازل نہیں ہوسکتا۔

۴۔ اگر جبرائیل وحی نبوت کا صرف ایک فقرہ ہی لیکر کسی شخص پر اُترے تو اس سے قرآن کریم کا وہ دعویٰ جو الیوم اکملت لکم دینکم میں کیا گیا ہے نعوذ باللہ باطل ہو جاتا ہے اور ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے۔

۵۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ وحی نبوت منقطع ہے لیکن ولایت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے کھلا رہتا ہے تاکہ اُمت کے ایمان و اخلاق کی آبیاری ہوتی رہے۔

۶۔ اس اُمت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صرف اولیاء کرام اور مجددین اور محدثین آسکتے ہیں نبی نہیں آسکتے۔

۷۔ اس اُمت کے مجددین میں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور آئندہ بھی حدیث کی پیشگوئی کے مطابق مجدد پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں صرف مجددیت کے منصب پر فائز ہیں۔

۸۔ حضرت مرزا صاحب کا ماننا بنیادی دین میں سے نہیں نہ جزو ایمانیات ہے اس لئے ان کو نہ ماننے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوسکتا

۹۔ ایک مسلمان جب تک کلمہ طیبہ کا قائل ہے اس کو کسی صورت میں کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ وہ مجرم ہوسکتا ہے لیکن کسی جرم معصیت کی بنا پر اس کو کافر کہہ کر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔

۱۰۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم و غلام سمجھتے ہیں۔

۱۔ ہر روز بعد از نماز فجر درس قرآن شریف ہوگا۔

۲۔ نماز ظہر و عصر پونے تین بجے بعد دوپہر جمع ہوا کریں گی۔ اور نماز مغرب و عشاء ۵½ بجے جمع ہوا کریں گی۔ سب دوستوں سے التماس ہے۔ کہ وہ ان اوقات میں باجماعت نمازوں میں شامل ہوں۔

۳۔ مستورات کا اجلاس ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو احمدیہ ہال میں منعقد ہوگا۔

۴۔ کھانا کھانے اور تقاریر سننے کے اوقات کی پابندی کی جائے معزز مہمان اس کا پورا پورا خیال رکھیں۔ تاکہ جلسہ کے وقت اطمینان سے تقاریر سن سکیں۔

۵۔ تمام دوست اپنے بستر ہمراہ لادیں

۶۔ براہ مہربانی جلسہ گاہ میں جاکر مسجد کے اندر اطمینان سے بیٹھیں۔ کچھ سیاں غیر احمدی دوستوں کیلئے خالی رہنے دیں۔

۷۔ کھانے کے اوقات: دوپہر ۱ بجے تا ۲½ بجے شام ۵½ بجے تا ۷ بجے

جماعت احمدیہ لاہور کی پانچ امتیازی خصوصیات

۱۔ **تکمیل دین اور ختم نبوت** } حقیقی ایمان رکھنے والی واحد جماعت ! کہ جو تکمیل شریعت کے بعد نہ کسی نئے نبی کے آنے کی قائل ہے اور نہ کسی پرانے نبی کے نزول کی۔

۲۔ **اتحاد بین المسلمین کی واحد نقیب** } جو نہ صرف ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے بلکہ تکفیر سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

۳۔ **اشاعت اسلام اور علوم قرآنیہ کی علمبرداری** } جس نے نہ صرف مسلمان قوم میں اسلام کے لئے ایثار کی روح پیدا کر دکھایا بلکہ مغربی دنیا کو حقیقی اسلام سے روشناس کرکے طلوع الشمس من مغربہا کا معجزنما نظارہ دکھلا دیا۔

۴۔ **اصلاح ملت کی واحد داعی** } احیاء دین و اصلاح ملت کے عالی مقاصد مجددین کی آسمانی بعثت اور ان سے رُوحانی تعلق سے وابستہ ہیں۔ اس لئے یہ جماعت ہر مسلمان کو چودھویں صدی کے مامور من اللہ کے رُوحانی فیوض سے استفادہ کرنے کی پُر زور داعی ہے۔

۵۔ **صحیح اسلامی جمہوریت** } پرانے نظام کو قائم کرنے والی واحد جماعت ! کہ جہاں پیر پرستانہ و غلامانہ ذہنیت کار فرما نہیں بلکہ جس کے نظام میں بموجب الوصیت بانی سلسلہ معاملات اسلامی شوریٰ سے طے پاتے ہیں۔

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

خلیفہ ربوہ کا علم و عرفان

خلیفہ ربوہ نے نام نہاد "مجلس علم و عرفان" میں مجددین کے متعلق جس علمی بے بصیرتی کا ثبوت دیا ہے اس کا تذکرہ گذشتہ اشاعت میں کیا جاچکا ہے، ہمیں حیرت ہے کہ مسیح موعودؑ کی خلافت کی گدی کا دعویدار منصب مجددیت کی شان و عظمت سے اس قدر بے بہرہ ہے جس پر حضرت مسیح موعودؑ کو فائز ہونے کا شرف حاصل ہے، سلسلہ احمدیہ کا تمام لٹریچر حضرت مسیح موعودؑ کی تمام تحریرات اس کی عظمت و شان کے تذکرہ سے بھری ہیں یہاں تک کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے کہ مجدد نبی کا قائم مقام ہوتا ہے "جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ نبی متبوع کے کمالات اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے" (آئینہ کمالات اسلام) لیکن خلیفہ ربوہ کے نزدیک مجدد کا منصب اس قدر گھٹیا ہے کہ ان کی جماعت کے سینکڑوں اور ہزاروں مبلغ محض تبلیغ دین کی وجہ سے مجدد بن گئے، کیا یہ منصب مجددیت کی توہین نہیں ؟ کیا خود مسیح موعودؑ کی جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے منصب مجددیت پر فائز ہونے کا دعوےٰ کیا کھلی توہین نہیں ؟

اسی مجلس میں خلیفہ صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ :-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف مجدد ہی نہ تھے بلکہ آپ مامور من اللہ تھے اور ظلی نبی تھے۔"

اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ خلیفہ صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ مجدد مامور من اللہ بھی ہوتا ہے، حدیث میں ان اللہ یبعث کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ مجدد مامور من اللہ ہوتا ہے اور اسی حدیث کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کو منصب مجددیت پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور کیا گیا آپ خود بخود مجدد نہیں بن بیٹھے، اس بات کا اظہار آپ نے خود اپنی تحریرات میں جابجا کیا ہے، چنانچہ ایک جگہ زمانہ کے فتنوں اور لوگوں کے بغض و عداوت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

وتفصیل ذالک ان اللہ اذا امرنی و بشرنی بکونی مجدد هذه المائة والمسیح الموعود لهذه الامة واخبرت المسلمین عن هذه الواقعة فغضبوا غضبًا شدیدا کالجهلة (سر الخلافہ ص۲)

ترجمہ :- اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے مجھے اس صدی کا مجدد ہونے کا حکم دیا اور اس امت کا مسیح موعود ہونے کی بشارت دی اور میں نے مسلمانوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو وہ جاہلوں کی طرح غضب شدید سے بھر گئے۔

اس فقرہ میں امرنی و بشرنی کے الفاظ قابل غور ہیں، ایک اور جگہ لکھا ہے :-

"خدا تعالےٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر اس تجدید ایمان اور معرفت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ .... اور مجھے اس خدائے کریم و عزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں"

(اربعین ۲ ص۶)

ان کھلے الفاظ کے ہوتے ہوئے خلیفہ ربوہ کا حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ کہنا کہ آپ "صرف مجدد ہی نہ تھے بلکہ مامور من اللہ تھے" یعنے آپ کا دعوےٰ مجددیت مامور من اللہ ہونے پر مبنی نہ تھا۔ کس قدر ناواقفیت کا نتیجہ ہے اس لئے یہ کہنا حق بجانب ہے کہ وہ سلسلہ احمدیہ کی الف ب ت سے بھی واقفیت نہیں رکھتے تعجب ہے ان کی جماعت کے علماء بھی ایسی باتیں سن کر سر دھنتے رہ جاتے ہیں اور انہیں ان کی غلطی پر مطلع نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے خلیفہ صاحب یہ سمجھ کر کہ مجدد مامور من اللہ نہیں ہوتا اپنی جماعت کے مبلغین کو بھی مجدد بنانے لگ گئے ہیں۔

ایک اور حیرتناک امر یہ ہے کہ وہ اپنی خلافت کو خلافت راشدہ سمجھنے لگ گئے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ مجددین خلافت راشدہ کے ماتحت ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"بڑی عجیب بات یہ ہے کہ خلافت راشدہ تو موجود ہے جو مجددوں کی سردار ہے مگر مجدد کوئی نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ سپہ سالار موجود ہے لیکن فوج موجود نہیں"

گویا خلیفہ صاحب کے نزدیک جس قدر مجدد آتے رہے ہیں وہ خلافت راشدہ کے ماتحت آتے رہے ہیں، یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود بھی کسی خلافت راشدہ کے ماتحت ہی مجدد بنے، کیا خلیفہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ کونسی خلافت راشدہ تھی جس کو حضرت مجدد زمان کی سپہ سالاری کا شرف حاصل تھا، وہ کونسی خلافت راشدہ تھی جس کی سپہ سالاری میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت سید احمد بریلوی اور دیگر مجددین کرام مجدد بنائے گئے ؟ اور یہ بھی غور طلب امر ہے کہ خلیفہ صاحب ربوہ کو خلافت راشدہ کی سند کہاں سے حاصل ہوگئی ؟ کیا علمائے ربوہ میں سے کوئی صاحب اس پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا کریں گے ؟

ایک اور بات یہ بھی دریافت طلب ہے کہ اگر خلیفہ صاحب کے مبلغین تبلیغ دین کی وجہ سے مجدد کہلا سکتے ہیں تو کیا حضرت خواجہ کمال الدین، حضرت مولانا محمد علی، حضرت مولانا صدرالدین اور جماعت احمدیہ لاہور کے دیگر مبلغین کرام کو بھی جنہوں نے سب سے بڑھ کر تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دیا خلیفہ صاحب مجدد سمجھتے ہیں ؟ آخر ان لوگوں نے خلیفہ صاحب کے "سینکڑوں اور ہزاروں مجددین" سے بڑھ کر ہزاروں غیر مسلموں کو مسلمان بنایا اور اپنی تصنیفات کے ذریعہ سے اسلام کی صحیح تصویر دنیا کو دکھائی جس کا اعتراف بڑے بڑے مسلمان [illegible] کھلے لفظوں میں کیا۔ خلیفہ صاحب کے "سینکڑوں اور ہزاروں مجدد" تجدید دین کا وہ کام اب تک نہیں کر سکے جو ان بزرگان سلسلہ نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر سرانجام دیئے اس لئے اگر خلیفہ صاحب کے وعظ و تبلیغ کرنے والے مجدد کہلا سکتے ہیں تو یہ بزرگ بدرجۂ اولےٰ اس نام کے مستحق ہیں۔

لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ "مجدد" ایک اصطلاحی نام ہے جو عام واعظین و مبلغین کو نہیں دیا جا سکتا سلسلہ احمدیہ کے مبلغین تجدید دین کا کام مجدد زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے زیر قیادت کر رہے ہیں اس لئے ان کو مجدد نہیں کہا جا سکتا۔ مجدد وہی ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے اس منصب کے لئے مامور کیا، اس کے زیر قیادت جو شخص بھی تبلیغ دین کرے وہ مبلغ ہی کہلائے گا مجدد نہیں کہلا سکتا نہ ربوہ کی نام نہاد خلافت اس وجہ سے خلافت راشدہ کہلا سکتی ہے کہ اس کے ماتحت سینکڑوں ہزاروں مبلغین کام کر رہے ہیں، خلافت راشدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت تھی جو آیت استخلاف کے ماتحت منعقد ہوتی ہے، اور ابتدائی چار خلفاءؓ کے بعد وہ مامورین اس منصب پر فائز ہیں، جو ہر صدی میں مجدد ہو کر آتے اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود ہی آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ رسول ہونے کی وجہ سے خلافت اللہ کے منصب پر فائز تھے۔

ہمارا سالانہ اجتماع

احباب جماعت میں ایک نئی روح نفخ کرنیکا حکم رکھتا ہے

امیر مرحوم حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کا ارشاد گرامی

اس جلسہ کی بڑی اغراض تین ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے بتائی ہیں :-

(۱) معلومات دینی کی وسعت اور معرفت الہٰی کی ترقی۔

(۲) استحکام تعلقات اخوت

(۳) یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی تجاویز

میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو احباب جلسہ سالانہ کی اہمیت کو کم کر رہے ہیں وہ اسکے بجائے کیا تجویز کرتے ہیں جس سے یہ اہم اغراض پوری ہوتی رہیں، اگر ہم نے یورپ اور امریکہ میں اس دینی جہاد کو جاری رکھنا جس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے ڈالی ہے تو اس کے لئے باہم مل کر مشورہ کرنے کی بھی ضرورت ہے اس کے لئے ایک جماعت کی بھی ضرورت ہے جس کے تعلقات اخوت نہایت مستحکم ہوں اور وہ باہم ملنے کے بغیر نہیں ہو سکتے پھر اس کے لئے وسعت معلومات کی بھی ضرورت ہے۔ جہاں تک میرا اپنا تجربہ حضرت صاحب کے زمانہ کا اور اس کے بعد کا ہے ہمارا سالانہ اجتماع احباب جماعت میں ایک نئی روح نفخ کرنیکا حکم رکھتا ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو ہماری جماعت اس مقصد کو حاصل نہ کر سکتی جس کے لئے وہ پیدا ہوئی ہے اور ہم ان ٹہنیوں کی طرح ہو تے جو تنے سے الگ ہو جائیں اور اپنی [illegible]

ہمارا سالانہ اجتماع ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا

ڈاکٹر محمود احمد خان صاحب داؤد زئی

رمضان، عید الفطر اور فطرت انسانی

سال میں ایک مرتبہ ہم اپنے سامانوں کو کمروں سے نکال کر باہر رکھ دیتے ہیں اور اندر سے مکانوں کی صفائی کرتے ہیں۔ دیواروں پر قلعی اور چوبی دروازوں پر روغن اور فرش وغیرہ کی صفائی دھلائی۔ جب ہم ان تمام چیزوں سے فارغ ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے پارچہ جات پوشیدنی اور بستروں کو دھوپ دے کر اور استری کر کے معمول کے مطابق انہیں انہی جگہوں پر رکھ دیتے ہیں کہ جہاں پہلے رکھے ہوئے تھے۔

اسی طرح اسلام میں سالِ نو کی آمد پر جو شہر رمضان ہے اور جس میں قرآن پاک کا نزول ہوا۔ ہم اپنی روح اور جسم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور تمام ان عادتوں سے کنارہ کر جاتے ہیں جس کے ہم گیارہ ماہ تک عادی رہے ہیں تاکہ ہماری اندرونی کثافتیں تزکیئے اور تقوے کے ذریعے دُور ہو سکیں۔ اس کے لئے ہم اپنے نفس کو مقیّد کر کے اپنے جسم کو تمام ان لوازمات سے جن کے ہم اب تک خوگر تھے، ترک کر دیتے ہیں۔ گویا ہمارے جسم میں ان چیزوں کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ پورے ایک ماہ تک ہم اپنی ایمانی حرارت سے اپنی روح کی صفائی کرتے ہیں۔ ہماری ایمانی حرارت اللہ تعالیٰ کے اس آخری فرمان سے تقویت پاتی ہے جو انسانی قلوب کے اندر الٰہی تجلیات کی روح افشانیاں کرتی ہے۔ میرا اس سے مطلب قرآن کریم کی وہ روشنیاں ہیں جن کو خود خداوند قدوس فرماتا ہے ھٰذا بصائر للناس۔ یعنی یہ قرآن تمام روشنیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ روشنیاں ہماری روح کو جلا دیتی ہیں اور جب ہماری رُوح مکمل طور پر جلا پا جاتی ہے۔ تو پورے ایک ماہ کے بعد ہم اپنے معمول پر آن کر سابقہ وظائف اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی کا نام فطر ہے۔

فاطر السمٰوٰت والارض خدا نے ہر زندہ چیز کو علیحدہ علیحدہ فطرت عطا کی ہے۔ پرندے میلوں آسمان کی بلندیوں پر اُڑ جاتے ہیں پھر وہ اتنی دوری طے کرنے کے بعد واپس آ جاتے ہیں۔ انسان کا بچہ اپنی گلی سے باہر نکل کر اپنے گھر واپس نہیں آ سکتا۔ شہد کی مکھیاں حیرت انگیز کارخانے تیار کرتی ہیں اور حیران کن کیمیاوی طریقہ سے شہد اور موم تیار کر لیتی ہیں۔ یہ ان کا وظیفہ عمل ہے جس کو فطرت کہتے ہیں۔ چوپائے کتا، بلی، گائے بیل، بھینس اگر دریا پر چھوڑ دیئے جائیں تو وہ فوراً تیر کر اس کو پار کر لیتے ہیں ایسی بے شمار مثالیں ہو سکتی ہیں۔ اس وقت اجمالی مدنظر سے میں صرف ان چند مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے احسن تقویم میں پیدا کیا اپنی فطرت پر قائم کیا فطرة اللّٰہ التی فطر الناس علیہا۔ لیکن افسوس کہ وہ اپنی فطرت کو چھوڑ کر اسفل السافلین میں گر جاتا ہے اور اس کی تمام زندگی وہ قبر میں پہنچ جائے، ان روشنیوں سے بے بہرہ ہو کر جو تجلّی الٰہی سے پیدا ہوتی ہیں تاریکیوں میں ڈوب جاتا ہے۔ انہی تاریکیوں سے نکلنے کے لئے ماہ صیام کی تربیت مقرر کی گئی ہے اور جب وہ اس تربیت کے ذریعہ سے اپنی اعلیٰ اصلاحیتوں پر پہنچ جاتا ہے اور وہ روشنی جو اس پر محیط ہوتی یا اس پر چھا جاتی ہے وہ اس کی مدد سے اپنے معمول پر آ جاتا ہے جو فطرة اللہ کے مطابق ہے اور وہ اس کا فطر اپنے صدقہ کے ذریعہ ادا کرتا ہے اور صدقے اور زکوٰة کے ذریعہ سے صدیقیت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔

مجھے فطرت کے موضوع پر کچھ اور انسانی طبعی کیفیتوں پر غور کرنا ہے۔ قدیم علماء کے نزدیک روح کو تین درجوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ رُوح نفسانی جو دماغ سے متعلق ہے، رُوح حیوانی جو جگر سے متعلق ہے، اور رُوح طبعی جو قلب سے متعلق ہے۔ اسی طرح علم الافعال اعضاء (فزیالوجی) کی روشنی میں ان کی تین حالتیں ہیں۔ دم، ہم، ھم۔ دم عربی زبان میں خون کو کہتے ہیں۔ خون کیمیاوی اجزا کا مرکب ہے جس میں چونا، لوہا، پوٹاشیم، فاسفورس، گندھک، میگنیشیم اور نمک طعام وغیرہ شامل ہیں۔ خون تمام جسم کو تراوش بخشتا ہے اور ہمارے دماغ پر چھا جاتا ہے اس لئے دماغ کا نام بھی دم اور آزنا یعنی خون سے چھایا ہوا، عربی زبان کی حکمت کو ظاہر کرتا ہے۔ جس طرح لوہے کا نام حدید یعنی (حدود پر اثر کرنے والا) اندرونی حکمتوں کا مظہر ہے۔ دوسری حالت ہم جو ہمارے نظام ہضم کی آئینہ دار ہے۔ ہضم اول کے بعد جو خمیا بھکر تیزابی کیفیتیں خمار پیدا کرتی ہیں، وہ ہمارے جسم میں مختلف خواہشات کی اکساہٹ کی باعث ہوتی ہیں۔ جو غضبانی رَو پیدا کرنے کے بعد بغض، خناسی، حسد، وسوسہ، اور بدخیالات کے زہر پیدا کر کے ہمارے ذہنوں کو مسموم کر دیتے ہیں۔ اعتدال کی حالت متغیر ہو جاتی ہے۔

تیسرا۔ ھم۔ جس کے معنے اندر کی باطنی قوت یا ایٹومک انرجی ہے جو انسان کی اصل فطرت ہے۔ یہی وہ فطرت ہے جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے جو بُرے کاموں پر ملامت کرتی ہے۔ ماہ رمضان کے معنے ہیں کہ ہم اس ٹریننگ کورس میں اپنی باطنی قوت کو ابھاریں اور مادی قوت کو دبائیں تاکہ ہماری اصلی فطرت ظاہر ہو جائے اور ہمارے اعضاء پر کنٹرول کر سکے۔

انسان نفس امارہ اور نفس لوامہ کی روشنی میں دو حالتوں پر قائم ہے۔ اول کفر دوم غفر۔ کفر کے معنے اندھیرے میں ڈھانپنے کے ہیں۔ اور غفر کے معنے ہیں روشنی میں ڈھانپنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے فلما زاغوا ازاغ اللّٰہ قلوبھم جدھر کو تم بدلنا چاہو ہم تمہارے بدلنے والے نظام کو ادھر ہی بدل دیتے ہیں۔ اگر تم روشنی میں آنا چاہو تو ولا خوف ولا یحزنون تمہیں کوئی خوف اور ملال نہیں ہو گا۔ اور اگر تم اپنے آپ کو اندھیرے میں ڈھانپ لو تو اعتدنا للکافرین سلاسل واغلالا وسعیرا ہم نے ان لوگوں کے لئے جو اپنے آپ کو اندھیرے میں ڈھانپ لیتے ہیں سلاسل واغلالا وسعیرا تیار کر رکھا ہے یعنی پہلے درجہ پر (سلاسل) میں بری باتوں کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔ دوسرے درجہ (اغلال) میں غالی ہو کر غلو کرتا ہے اور وہی اس کا ضمیر بن جاتا ہے تیسرے درجہ (سعیرا) میں وہی بھڑک اُٹھنے والی آگ بن جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی تین حالتیں ان کیفیات سے متاثر ہوتی ہیں۔ مادی طور پر اگر ہم بد پرہیزی کریں تو ہم میں امراض پیدا ہو کر جسم میں تکالیف کی آگ بھڑکا دیتے ہیں۔ اخلاقی طور پر اگر ہم گالی دیں اور جواباً بھی ہم کو گالی ملے تو دماغ میں آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ روحانی طور پر اگر ہم خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ کے سامنے سر جھکائیں تو عاقبت کی آگ ہمارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تباہی کا موجب بن جاتی ہے۔

اس آگ سے بچانے کے لئے قرآن پاک کا دعوےٰ ہے ننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمة لقوم یوقنون۔ یقین رکھنے والوں کے لئے شفاء و رحمت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء پاک لفظ جو منہ سے نکلتا ہے وہ پاک درخت بن جاتا ہے اس کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں اور شاخیں آسمان تک پہنچ جاتی ہیں۔

کلمة خبیثة کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض ما لھا من قرار جو ناپاک لفظ منہ سے نکلتا ہے اس کو زمین پر سکون نہیں ہوتا۔ کلمہ طیبہ یعنی پاک الفاظ انسان کو احسن تقویم کی بنیادوں پر کھڑا کرتے ہیں اور ناپاک لفظ اس کو عذاب کی شکل میں عدم سکون کی شکل میں تبدیل کر دیتا ہے مختلف الشکل زہر پیدا ہو کر اس کی روح کو بے چین کرنے لگتے ہیں۔ ایسی بے چینی سے نجات پانے کے لئے رُوح اور جسم کی تطہیر ضروری ہوتی ہے جو ماہ رمضان کے ذریعہ وجود میں آتی ہے اور انسان عین اسی طرح جس طرح ایک تخم زمین میں جا کر زمین کو چیرتا ہوا زمین کے ستونوں سے پانی پی کر شاداب درخت بن جاتا ہے اور خود بھی لہلہاتا اور دوسروں کو اپنے سائے اور اثمار شیریں سے متمتع کرتا ہے۔ دوسری طرف وہ بیج مثلاً آک کا درخت یا حنظل (تُنبہ) وغیرہ جو اُوپر ہی اُوپر پھیلتے ہیں زہر بن جاتے ہیں۔ اگر ان کو اصلی حالت میں استعمال کیا جائے تو ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ محبت الٰہی کا جام پی کر اپنی اندرونی قوتوں کو چمکا لیتے ہیں اور اپنے قلوب کو نورِ الٰہی سے منور کر لیتے ہیں وہ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں اور ان کے لئے نجات کی راہیں کھل جاتی ہیں ان کی بشری قوتیں اپنی اصلی فطرت پر چمک کر دنیا پر فیض کا سایہ ڈالتی ہے۔ انبیاء کی آمد اور مجددین کی آمد کی غایت بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ جسمانی کثافتوں کو دُور کر کے اندرونی قوتوں کو بروئے کار لائیں مثلاً خاتم الانبیاء صلعم نے عرب کے وحشی بدوؤں کی دلی کثافتوں کو دُور کر کے دنیا کی ایک عظیم قوم بنا دیا یہ ایسا معجز نما کارنامہ ہے جس سے انسان سبق حاصل کر سکتا ہے۔ اس آخری دَور میں بھی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے ایک عاشق جو خاتم النبیین کا اس دَور میں نشان لے کر آیا تھا۔ تمام مذاہب پر اتمام حجت کر کے تمام باطل طاقتوں کو کچل کر فاتحانہ رنگ میں کامیاب ہوا اور اس نے ایسی جماعت پیدا کی جو اس دور میں واحد مثالی جماعت کہی جا سکتی ہے۔ اس سے میری مراد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صدی چہاردہم کی عظیم شخصیت ہے۔

مولینا شیخ مصری صاحب کی صحت

جناب مولینا شیخ عبد الرحمٰن مصری صاحب کچھ دن بیمار رہ کر اب بفضلِ خدا اچھے ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کاملہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

زمین و آسمان کی تمام چیزوں پر اللہ تعالیٰ کی حکومت اور ہر چیز کے اندرونہ کا علم

مخلوقِ الٰہی پر مال خرچ کرنا پختگیٔ ایمان کا ثبوت ہے

حضرت نبی کریم صلعم کی متابعت سے رُوحانی بادشاہت کا انعام

خُطبہ الجُمعۃ المبارک

مؤرخہ ۵ر دسمبر ۱۹۶۹ء

فرمودہ

حضرت امیرِ قوم مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ھوالذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایّام ثم استوٰی علی العرش ـــــ یولج الیل فی النھار ویولج النھار فی الیل ـ وھو علیم بذات الصدور ـ (الحدیٔد: ۴ تا ۶) ـــــــ

زمین و آسمان کی ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

اللہ تبارک و تعالےٰ نے قوم کو توجہ دلائی ہے کہ ہماری حکومت زمین اور آسمانوں پر ہے ۔ ھوالذی خلق السمٰوٰت والارض وما بینھما ۔ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان ہر ایک چیز جو تمہارے سامنے ہے اس کا موجد و خالق اللہ تعالےٰ ہے ۔ موجد اور خالق کو ہر چیز کا پُورا پُورا علم ہوتا ہے ۔ خلق کل شیٔ ۔ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو بنایا ہے ۔ وھو بکل شیٔ علیم ۔ اور اس کو ہر چیز کا پُورا پورا علم حاصل ہے ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کے متعلق بہت کچھ فرمایا گیا ہے ۔ اور اس موضوع پر بڑی لمبی چوڑی بحث ہے جب انسان کو یقین ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز کا خالق ہے ۔ اور یہاں کی تمام چیزیں اس نے میرے لئے پیدا کر رکھی ہیں ، تو اس کی قدرت ، حکمت ، علم اور احسانات کو دیکھ کر اس کے سامنے جُھک جاتا ہے ۔ انسان کی اس فطرت کے پیشِ نظر فرمایا ھوالذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوٰی علے العرش ۔ اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان پیدا کئے ہیں اور ان کے پیدا کرنے میں چھ دور گذرے ہیں ۔ ثم استوٰی علے العرش ۔

ہر چیز کے اندرونے کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے

چونکہ وہ کائنات کا خالق و مالک اور موجد ہے اس وجہ سے اس کا پُورا پورا علم اسے حاصل ہے ۔ اس لئے وہی اس کائنات پر حکمرانی کرتا ہے ۔ فرمایا یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا ۔ یہ دانہ جو تم زمین پر پھینکتے ہو ، یہ آم کی گٹھلی جو تم باغ میں لگاتے ہو اس کے اندرونے کو تم نہیں جانتے کہ اس دانہ اور گٹھلی میں کس حد تک روئیدگی ہے ۔ یہ دانہ اُگ سکتا ہے یا نہیں اور یہ گٹھلی درخت بن سکتی ہے یا نہیں ۔ کسی زمیندار اور باغبان کو بھی علم نہیں ہے اور کسی کو قطعاً یہ معلوم نہیں ہے ۔ اللہ تعالےٰ جو اس زمین اور آسمانوں کا بادشاہ ہے وہ جانتا ہے کہ اس دانے اور گٹھلی میں اُگنے کی طاقت ہے یا نہیں ۔ وہ اس دانے اور گٹھلی کے لئے سورج کی گرمی اور روشنی اور بارش آسمان سے بھیجتا ہے اور زمین کی تمام استعدادوں اور صلاحیتوں کو جمع کر کے اس دانے اور گٹھلی کی کونپل اور شاخ کھڑی کرتا ہے ۔ ان اللہ فالق الحب والنوٰی ۔ اللہ کی ہی ذات ہے کہ وہ دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے ۔ آسمان اور زمین کے عوامل مل کر ان کو اُگاتے ہیں ۔ آسمان سے برکات کی بارش ہوتی ہے جس کی وجہ سے زمین پر روئیدگی اور زندگی پیدا ہوتی ہے ۔

انسانی دلوں پر اللہ تعالےٰ کی رُوحانی بارش

اسی طرح سے اللہ تبارک و تعالےٰ دلوں اور رُوح کی دلبری ، تازگی اور زندگی کے لئے آسمان سے رُوحانی بارش کرتا ہے ۔ جو قلوب کو سیراب کرتی ہے ۔ اس نے ایک روحانی بارش قرآن کریم کے رنگ میں کی ہے ۔ اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ کس قلب پر یہ بارش اثر انداز ہوگی اور کونسا قلب اس کی سیرابی سے متمتع ہوگا ۔ آسمان سے بے شمار چیزیں اترتی ہیں اور آسمانی برکات کا شمار ممکن نہیں ۔ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع ۔ آسمان کی برکات کی وجہ سے زمین پر سبزی اور تری ہے ۔ تمہارے میوہ جات اور غلہ جات غرض زندگی کے تمام تر سامان اسی زمین میں سے پیدا ہوتے ہیں ۔

وھو علیم بذات الصدور ۔ جس طرح وہ یہ جانتا ہے کہ اس دانے اور گٹھلی سے پودہ اور درخت بنے گا یا نہیں اسی طرح وہ ذات تمہارے قلوب کی گہرائیوں سے بھی واقف ہے ۔

ایماندار بننے کے لئے دُکھی مخلوق پر خدا کا دیا ہوا مال خرچ کرو

فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ و رسولہ ۔ جو خدا اس علم و حکمت اور قدرت اور فضل و برکات کا مالک ہے جس پر ایمان لانے سے دل منور ہوتا ہے اور اس میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے ، اس پر ایمان لاؤ ۔ مسلمان کہلانے والو اپنے دلوں کے اندر ایمان پیدا کرو ۔ اور اپنے اعمال سے ثابت کرو کہ تم ایماندار ہو ۔ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ ۔ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ تعالےٰ نے تم کو اپنا نائب بنایا ہے ۔ اگر ہم نے تمہیں دل و دماغ دیا ہے ، اعضاء دیئے اور اس قابل بنایا کہ تم دولت جمع کرو ، تو تم ہمارے خزانچی ہو ۔ یہ کھیتیاں یہ باغات یہ مویشی اور یہ دولت ہماری ہے تمہاری نہیں ۔ ہم نے تم کو ان پر اپنا خلیفہ بنایا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ تم اس معاملہ میں ایماندار ہو یا نہیں ۔ جو کچھ ہم نے اپنی جناب سے اور محض اپنے فضل و کرم سے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ خدا کی مخلوق پر صرف کرو ۔ اس کے دکھ درد اور مصائب و مشکلات کو دُور کرنے کے لئے اپنے روپیہ پیسہ کو خرچ کرو ۔ ان سے ہمدردی کرو اور خیر خواہی کا نمونہ دکھلاؤ ۔ صرف باتوں سے کچھ نہیں بنتا بلکہ عمل سے مخلوقِ خدا کے دُکھ درد دُور کرو ۔

مخلوق خدا پر مال خرچ کرنے سے اجرِ کبیر حاصل ہوتا ہے

فالذین اٰمنوا منکم ، جن لوگوں کے دلوں میں ایمان کی پختگی ہے ۔ جو خدا تعالےٰ کی عظیم و قدیر ہستی اور اس کی حکمت و قدرت اور علم و برکات پر کامل یقین رکھتے ہیں اور خدا کی دی ہوئی دولت میں سے خدا کی مخلوق پر کچھ خرچ کرتے ہیں لھم اجرٌ کبیرٌ ۔ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے ۔ یہ اجر اس خدا کی جناب سے میسر آئے گا جس کی بادشاہت زمین و آسمان پر ہے ۔

اللہ تعالےٰ کے بے حساب انعامات

جس کی عظمت و کبریائی ، حکمت و علم اور قدرت و احسانات غیر محدود ہوں اس کے انعام و اکرام کی کیفیت کیا ہوگی ۔ ایک معمولی سے معمولی سرکاری افسر اپنی حیثیت و رتبہ کے مطابق انعام دیتا ہے ۔ اللہ تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے ۔ اس کی برکات غیر محدود ہیں ، اس کے انعام بھی بے شمار ہیں ۔ اس کے حکم کو مانو وہ خوش ہوگیا تو یہ کائنات تمہاری اور زمین کی بادشاہت تمہارے لئے ہے ۔

نبی کریم صلعم اور صحابہ رضؓ کی قربانیوں پر انعام و اکرام

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم بے نوا اور قلاش تھے لیکن باخدا انسان تھے حضور نبی کریم صلعم اور آپؐ کے فدائیوں نے اموال اور جانیں دونوں خدا کی راہ میں پیش کئے ان کے ایثار و قربانی کی مثالیں تاریخ کی زینت ہیں ۔ خدا ان پر راضی ہوگیا ۔ چنانچہ فرمایا رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ ان کو روحانی بادشاہت بھی عطا ہوئی اور خلافت فی الارض بھی نصیب ہوئی ۔

حضرت نبی کریمؐ کی متابعت سے رُوحانی بادشاہت کا انعام

اس کے روحانی انعام و اکرام کا یہ حال ہے

ہر صدی میں مجدد آتا ہے اور اولیائے کرام کی تو انتہا نہیں ہے۔ ہر صدی کا مجدد مامور ہوتا ہے لیکن صدی میں اولیائے کرام بے شمار ہوتے ہیں۔ یہ مقام ان کو سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کامل کے نتیجہ میں میسر آتا ہے۔ اُمّتِ محمدیہ میں روحانی بادشاہت قائم ہے۔ تاریخ اس کی گواہ ہے۔ تمام عالم اسلامی میں عالم روحانیت کے پروردہ موجود ہیں۔

دوسری اقوام کے مقابلہ میں مسلمانوں میں رُوحانی بادشاہت قائم ہے

عطا فرمائی آج اگرچہ مسلمانوں کی طاقت و سلطنت کمزور ہے۔ ارضی بادشاہت زیادہ تر دوسری اقوام کے ہاتھ میں ہے لیکن کوئی قوم اس بات کا دعوے نہیں کر سکتی کہ اس کے اندر روحانی افضال الٰہی ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان قوم اگرچہ کمزور ہے لیکن ان میں روحانی بادشاہت قائم ہے اگر اللہ پر ایمان پیدا ہو اور اس کے دیئے ہوئے اموال میں سے کچھ اس کی مخلوق کی ہمدردی اور خیرخواہی پر صرف کیا جائے تو اجرِ کبیر ملتا ہے۔ سب سے بڑا اجر قربِ الٰہی کا حصول ہے۔ ملتِ اسلامیہ میں عالم روحانی کے روشن ستارے موجود ہیں جن کے آگے بڑے بڑے امراء جھکے ہوتے ہیں اور ان کی درگاہوں میں جاتے ہیں کہاں سے انہیں فیض حاصل ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کس قدر روشن ہے۔

احکامِ الٰہی اور سنّتِ نبوی کی متابعت افضال و برکاتِ الٰہی کی موجب ہے

پس اللہ تعالےٰ نے جو یہ فرمایا ہے لھم اجرٌ کبیرٌ۔ اس کا ثبوت ہمارے سامنے ہے اس نے فرمایا ہے امنوا باللّٰہ ورسولہٖ اللہ تعالےٰ اور اس کے پیغمبر صلعم پر ایمان لاؤ جس کا اظہار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں کیا جاتا ہے خدا کو واحد مانو اور محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم پر عمل کرو۔ یہ دین اسلام کا خاکہ ہے کہ احکام الٰہی پر اور حضور نبی کریم صلعم کی سنّت پر ایمان ہو۔ یہ خدا کے افضال و برکات کو جذب کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہٖ لن تضلوا ابدا۔ میں ورثہ کے طور پر تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان دونوں پر مضبوطی سے پنجہ مارا تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ دو چیزیں کیا ہیں۔ کتاب اللہ وسنتی۔ وہ ہیں قرآن کریم اور میرا طریقہ

زندگی یہ بڑی قیمتی چیزیں ہیں، دعا کریں کہ پاکستان کے لوگوں کو یہ ایمان نصیب ہو کہ خدا زندہ ہے۔ وہ جزا و سزا کا مالک ہے۔ اور اس کے پیغمبر صلعم کی اطاعت میں برکات و نجات ہے۔

روزہ اور نماز کا مقصد

یہ رمضان کا مہینہ برکات کا مہینہ ہے چاہیئے کہ ہماری نمازیں دکھاوے اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ طہارت و پاکیزگی پیدا کرنے کے لئے ہوں اگر ان نمازوں سے طہارت و پاکیزگی [illegible] ان کو سکون اور اطمینان کی زندگی میسر آ گئی۔ پس اس مہینہ کی برکات سے اپنے آپ کو فیضیاب کر لیں۔

خُطبۂ ثانی

احباب کے لئے دُعا

ــــ ہمارے کچھ احباب ہیں جو اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں انہیں مختلف عوارض پریشانیاں در پیش ہیں ان کے لئے اور سب مسلمان مردوں خواتین اور بچوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے لطف و کرم کی نظر رکھے اور سب کی پریشانیاں دُور کرے ان سب کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ (دعا کی گئی)

بمبئی کے دوستوں کا ایک خط آیا ہے محترم سمیع اللہ صاحب حال ہی میں جماعت ربوہ سے الگ ہو کر ہماری جماعت میں شامل ہوئے ہیں ایک لائق مبلغ اور عالم دین ہیں انہوں نے بمبئی کی جماعت کی طرف سے ایک اخبار جاری کیا ہے اس کا نام ہے پیغام صلح۔ سمیع اللہ صاحب بڑے قادر الکلام شخص ہیں انہوں نے لکھا ہے میری صحت اور کامیابی کے لئے دعا فرمائیں اور مقاصد اسلام کے حصول کے لئے ہر میدان میں کامیابی ہو ان کے علاوہ بمبئی کے ایک مخلص ممبر جناب عبدالرزاق صاحب بھی دعاؤں کے متمنی ہیں۔ بنارس سے ایک خاتون ام فریدہ صاحبہ نے بھی دعا کے لئے لکھا ہے ان سب کے لئے دردِ دل سے دعا کریں (دعا کی گئی)

جنازہ غائبانہ

ایک نوجوان بھائی ایا کرتے تھے۔ وہ جماعت میں تو شامل نہ تھے لیکن ان کا یہاں آنا جانا ہو گیا تھا۔ ان کا نام صغیر حسن تھا۔ ان کا انتقال

(باقی بر کالم ۲)

ہمارے افعال و کردار اور گفتار کے اندر پرہیزگاری اور صدق و نجابت کا نُور جلوہ گر ہونا چاہیئے

واہ کینٹ سے میاں بشارت احمد صاحب بقا کا خط ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری انجمن کی خدمت میں

مکرم و معظم قبلہ ڈاکٹر صاحب

[illegible]

ماہ رمضان المبارک کا ورودِ مسعود ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسے پاکیزگیٔ نفس اور صفائی قلب کے لئے ایک اور نادر موقع عطا فرمایا ہے ہم میں سے ہر شخص اپنی کمزوریوں کو خوب جانتا ہے۔ اگر خدا تعالےٰ توفیق دے تو ہماری کوشش ان کمزوریوں کو دُور کرنے میں بار آور ہو سکتی ہے ہمارے سارے کاروبارِ زندگی کی بنیاد تقوٰے پر رکھی گئی ہے۔ پرہیزگاری اور صالحیت کے بغیر ہم اعلائے کلمۃ الحق کرنے کے اہل نہیں ہو سکتے۔ اگر فی الواقعہ ہم نے زمانہ کے امام ہمام کے دستِ مبارک میں ہاتھ دے کر اپنے اللہ سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے تو پھر بہرحال اور بہر صورت ہمارے افعال و کردار اور گفتار کے اندر پرہیزگاری اور صدق و نجابت کا نُور جلوہ گر ہونا چاہیئے کہ ان صفات سے اپنی تہی دامنی پر پشیمان اور اشکبار ہوں۔ خدا کے آگے کیا منہ لے کے جاؤں گا۔ عہد کیا کیا ہے۔ اور اپنی حالت کیا بنا رکھی ہے۔ مجھ میرے لئے بھی اپنی دُعاؤں اور التجاؤں میں کچھ حصہ رکھ لیجئے

مجلس معتمدین کے ارکان خصوصیت سے ان اوصاف سے آراستہ ہونے چاہئیں۔ جن کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے۔ یہ مجلس دنیاوی رنگ سے بکلی پاک ہونی چاہیئے ہماری ساری سوچ۔ فکر اور معاملہ فہمی راستی پر مبنی ہونی چاہیئے۔ حضرت صاحبؑ سچ مچ اپنے متبعین کو فرشتہ بنانا چاہتے تھے۔ اور آپ نے یقیناً بے شمار کو فرشتہ بنا بھی دیا جب تک ایسے پاک باز لوگوں کی کثرت ہماری جماعت میں رہی ہم اللہ کی عطا کردہ خیر و برکت سے اپنی جھولیاں خوب بھرتے رہے۔

۔ جماعت میں کیوں ایک تحریک نہ کی جائے کہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو۔ اپنے عہد کی اہمیت کا احساس اپنے دل میں [illegible] سے سب رمضان المبارک میں شب بیدار ہو جائیں خدا تعالےٰ کے آگے جھکیں۔ اور گداز روح کے ساتھ اس کی رحمت کے دروازے پر دستک دیں۔ عبادت و ریاضت سے اپنے اندر ایسی تبدیلی کریں کہ رمضان کے خاتمہ پر وہ بالکل نئے انسان نظر آنے لگیں۔ اور جب جلسہ سالانہ پر معتمدین کی مجلس میں رونق افروز ہوں۔ تو وہ فی الواقعہ فرشتے نظر آئیں۔ جن کے دل ہر کدورت سے پاک ہوں اور ان کے سینوں میں الفت و محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہو۔ اگر ہمارے اندر ایسی پاک تبدیلی پیدا ہو جائے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ ہم از سرِ نو اخوت و محبت کی خوشگوار فضا میں سانس لیتے نظر آنے لگیں گے۔ اور ہماری جماعت ہر خلفشار سے پاک ہو جائے گی

والسلام

خاکسار: بشارت احمد

بقیہ از کالم ۲

ہو گیا ہے اناللّٰہ وانا الیہ راجعون ان کے لئے جنازہ غائبانہ میں دعائے مغفرت کی جائے۔

اس کے علاوہ ملک خدا بخش صاحب کا بھی آنا فاناً انتقال ہو گیا ہے، ملک صاحب مرحوم بڑے مضبوط ایمان کے مالک تھے اور بڑے مخلص انسان تھے۔ ساری زندگی انہوں نے خوبی سے گذاری۔ اور جماعت کی تحریکات اور تبلیغ کے لئے جد و جہد کرتے رہے۔ سلسلہ سے انہیں گہری محبت تھی اجتماعات میں باوجود ضعیفی اور بگڑی صحت کے باقاعدہ شریک ہوتے تھے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے لئے نمازِ جمعہ کے بعد دعائے مغفرت کی جائے (بعد نمازِ جمعہ نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھائی گئی)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

پیغام احمدیت

کتاب "قادیانی مذہب" کے اعتراضات پر تبصرہ

((۷))

حضرت مرزا صاحب کے لباس اور بود و باش پر اعتراضات

(۲۰) لباس - (۲۱) بوٹ کا تحفہ (۲۲) خاص ادائیں - فصل پہلی ص ۹۳-۹۵

خلاصہ اقتباسات

سردی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ پہنا کرتے - سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے ... بارہا جراب پیر تک ٹھیک نہ چڑھتی - کبھی سرا آگے لٹکا رہتا - کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی ....

ٹوپی عمامہ رات کو اتار کر تکیے کے نیچے ہی رکھ لیتے - رات بھر تمام کپڑے بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے .... ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ کا تحفہ دیا آپ اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتے ...... نئی جوتی کاٹتی تو کھیٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے ...... واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے جاکو سے جدا رہتے تھے - اور جلدی ٹوٹ جایا کرتے تھے ...... احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والے ہاتھ سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے وغیرہ (حوالہ جات سیرت المہدی - اخبار الحکم وغیرہ)

حضرت اقدسؑ کی بود و باش کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں جن کا ذکر برقی صاحب نے نہیں کیا انہیں تو صرف ان چیدہ چیدہ واقعات کی طرف اشارہ کرنا ہے جن سے حضرت اقدسؑ کی تضحیک کا پہلو نکل سکے - معترض کی منشاء ان حوالہ جات کے درج کرنے سے یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نہ جرابیں پہننا آتی تھیں نہ بوٹ نہ کوٹ اور نہ کوئی اچھا کپڑا - حقیقت یہ ہے کہ

(۱) بعض لوگ لباس سے تعیش و تلذذ - تن آسانی اور سہل انگاری کے خواہش مند ہوتے ہیں اور

(۲) بعض لوگ لباس سے نخوت و رعونت خود پسندی و خود آرائی کا اظہار کرتے ہیں اور

(۳) بعض لوگ انوکھا کپڑا پہن کر چاہے وہ قیمتی ہو یا بے حد کم قیمت - بے حد شوخ ہو یا بے حد سادہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں -

اصولی طور پر لباس کا مقصد جسم کو ڈھانپنا اور اسے موسم کے آزار سے محفوظ رکھنا - خواہ مخواہ لباس کی فکر میں پڑے رہنا بھی اللہ کو پسند نہیں اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ان اللہ یحب المؤمن المبتذل الذی لا یبالی ما لبس - (جامع صغیر جلد اول)

یعنے اللہ تعالے ایسے ایماندار بندے کو پسند فرماتا ہے جو مُبْتَذِل رہتے ہوئے ملبوس کی فکر میں نہ پڑا رہے -

معلوم ہوا کہ لباس سے راحت لبس کے حصول کی فکر میں رہنا اور اسے تنعم و تعیش کا ذریعہ بنا لینا شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہے - بعض احادیث میں تو یہاں تک ذکر ہے کہ پھٹے حال رہنا ایک مسلم کے لئے زیادہ موزوں ہے -

الا تسمعون الا تسمعون ان البذاذۃ من الایمان ان البذاذۃ من الایمان (ابوداؤد)

کیا تم نہیں سنتے کیا تم نہیں سنتے کہ پراگندہ حالی (پھٹے حال سے رہنا) ایمان کی علامات میں سے ہے -

نبی کریم صلعم اور خلفائے راشدینؓ اور دیگر اولیاء اللہ کے لباسوں کی پیوند سازی اسی بات کا ثبوت ہے کہ ان کے قلوب دنیاوی زندگی کی رونقوں میں گم نہ تھے اور یہ ظاہری زیب و زینت اور خوش منظریاں ان کے لئے جاذب توجہ نہ تھیں - اللہ تعالے کا ارشاد ہے -

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینٰک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ج ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہ فرطا - (الکھف ع ۴ - آیت ۲۸)

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک رکھ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں (اور) اسی کی رضا کو چاہتے ہیں اور اپنی نگاہیں ان سے ہٹا کر (اور طرف) نہ دوڑا (کہ) تو دنیا کی زندگی کی آرائش کا ارادہ کرے اور اس کی بات کو نہ مان جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر رکھا ہے اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ گیا گذرا ہے -

اب حضرت اقدس کی زندگی کو دیکھو تو آپ کو دینی کاموں میں اس قدر انہماک تھا کہ دنیاوی کاموں کی طرف توجہ دینا ایک قسم کا تضیع اوقات سمجھتے تھے - ایک دفعہ فرمایا :-

"کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے مجھے سخت ناگوار ہے اور فرمایا جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں جب تک کہ وہ کام نہ ہو جائے فرمایا ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں - بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہیئے -"

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مجدد اعظم حصہ دوم ص ۱۲۵)

جو احباب حضرت صاحب کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے انہوں نے آپ کے اس استغراق کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے -

"جب مہمانوں کی ضرورت کے لئے مکان بنوانے کی ضرورت پیش آتی ہے یاد بار یہی تاکید فرماتے ہیں اینٹوں اور پتھروں پر پیسہ خرچ کرنا عبث ہے اتنا ہی کام کرو جو چند روز بسر کرنے کی گنجائش ہو جائے - نجار تیر بندیاں اور تختے رندہ سے صاف کر رہا تھا روک دیا اور فرمایا یہ محض تکلف ہے اور ناحق کی دیر لگاتا ہے مختصر کام کرو - فرمایا اللہ تعالے جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے انس نہیں ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں اور بڑی آرزو ہے کہ چند روز گذارہ کر لیں"

(مولوی عبدالکریم صاحب سیرت مسیح موعود)

برقی صاحب کی احمدیت کی قاموس میں اور باتیں تو نظر آجائیں گی لیکن یہ حوالے نہیں ملیں گے - اس لئے کہ ان پر وہ کوئی پھڑکتا ہوا عنوان نہ جما سکتے تھے -

اب ہم اس مسئلے کے دوسرے پہلو پر غور کرتے ہیں - پوشاک کا مقصد ستر جسم اور تحفظ بدن ہے نہ کہ تصنع - نخوت و رعونت کا اظہار اس سلسلہ میں ارشادات نبویؐ ملاحظہ ہوں :

من لبس ثوبا یباھی بہ لیراہ الناس لم ینظر اللہ الیہ حتی ینزعہ - (کنز العمال)

جو شخص اس لئے کوئی کپڑا پہنے کہ اس کے ذریعہ لوگوں پر فخر کرے تو اللہ اس وقت تک اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا جب تک وہ اس کپڑے کو نکال نہ ڈالے -

لا ینظر اللہ تبارک وتعالیٰ من یجر ثوبہ بطرا - (موطا امام مالک)

اللہ تبارک وتعالے اس کی طرف نظر التفات نہ فرمائے گا جو اپنے کپڑوں کو اترا ہٹ کے ساتھ کھینچتا پھرے -

من لبس ثوب شھرۃ البسہ اللہ یوم القیٰمۃ ثوبا مثلہ - زاد عن ابی عوانۃ ثم تلھب فیہ النار - (ابوداؤد کتاب اللباس)

جس نے مشہور ہونے کے لئے کپڑا پہنا قیامت کے دن اللہ اس کو ویسا ہی کپڑا پہنائے گا ابی عوانہ سے زائد روایت ہے کہ پھر اس میں آگ لگا دے گا -

اور مسند ابو عوانہ کی روایت میں اللہ قیامت کے دن اس کو ذلت کا کپڑا پہنا دے گا - (ایضاً)

اس عنوان کا تیسرا رُخ یہ ہے کہ

عام حالات میں غیر معمولی خوشنما یا بدنما لباس پہننا بھی دراصل اپنے نفس امارہ کی اس خواہش کی تسکین کا ذریعہ ہے کہ وہ شخص کسی طرح لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جائے - شہرت کا یہ غلط ذوق انسان کو روحانیت کے منازل سے دور لے جاتا ہے اسی لئے

نھی عن لبستین المشھورۃ فی حسنھا وفی قبحھا - (کنز العمال)

حضورؐ نے منع فرمایا دو قسم کے لباسوں سے ایک وہ جو خوبصورتی میں مشہور ہو دوسرا وہ جو بدصورتی میں مشہور ہو -

ایک دوسری روایت میں ہے :

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشھرتین دقۃ الثیاب وغلظھا ولینتھا وخشونتھا وطولھا وقصرھا ولکن سداد بین ذالک واقتصاد (کنز العمال)

منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑوں کی دو قسم کی شہرتوں سے - کپڑوں کی زیادہ باریکی اور زیادہ موٹائی سے - زیادہ نرمی اور زیادہ کھردراہٹ سے - زیادہ ڈھیلے ڈھالے اور زیادہ چُست سے لیکن ان دونوں کی درمیانی حالت اور میانہ روی (سے منع نہیں فرمایا) -

اب ان تینوں معیاروں کو سامنے رکھ کر

آپ حضرت اقدس کے لباس پہننے کے انداز کو دیکھیں تو صاف معلوم ہوگا کہ نہ اس میں تعیش و تلذذ کا عنصر تھا۔ نہ نخوت و رعونت کا اور نہ ہی خواہ مخواہ اوکھے پن کا۔ لباس کی غرض تھی تو ستر جسم اور تحفظ بدن تھی۔ بس حضرت اقدس کو اس کا خیال تھا۔ لباس انسان کے لئے بنا ہے نہ کہ انسان لباس کے لئے۔ لیکن "مؤلف قادیانی مذہب" کو ان امور کے بیان کرنے سے حضرت اقدس کے خلاف خوب نشتر زنی کا موقعہ ملا ہے اور ساتھ ساتھ قارئین کی "بشاشت طبع" کا سامان بھی ہو رہا ہے لیجئے برقی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کے علم کے اضافہ کے لئے ہم تاریخ اسلام سے بھی کچھ واقعات درج کئے دیتے ہیں:۔

(۱) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نیا کرتہ پہنا جس کی آستین انگلیوں سے نکلی ہوئی تھی اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمر سے مقراض منگوا کر آستینوں کے طول کو قطع کر دیا مگر آستینیں چھوٹی بڑی ہوگئیں۔ صاحبزادہ نے عرض کیا لائیے آستینیں برابر کر دوں فرمایا:

دعہ یا بنی ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل

(کنز العمال)

اوبیٹا چھوڑ دو میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

معلوم ہوا کہ نہ صرف حضرت عمر فاروق رضی ہی لباس کی وضع قطع اور اس کی تشکیل و تزئین سے بے التفاتی فرماتے تھے بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے امور سے بے پرواہی برتتے تھے۔ مہتمم دار العلوم دیوبند مولانا محمد طیب صاحب اس روایت سے متعلق فرماتے ہیں:۔

"ایک مسلم حنیف کے لئے لباس کی سادگی و بے تکلفی تو مطلوب ہے اور اس کا گرفتار فیشن ہو کر اپنے عزیز اوقات کو دُور از کار قطع و برید یا اوضاع لباس کی تشکیل و تزئین میں مشغول کرنا تکلف محض اور تصنع لغو ہے جو مخل مقصود ہونے کے سبب مردود شرعی ہے۔ بلکہ اس کی فطری سادگی کا کمال یہ ہوگا کہ اس قسم کے صورت پرستانہ امور سے (جب تک کوئی شرعی ضرورت داعی نہ ہو) نگاہ ہٹا کر بے پرواہی برتی جائے۔"

(التشبہ فی الاسلام جلد اول ص۱۴۲ شائع کردہ ادارہ تاج المعارف دیوبند انڈیا)

(۲) "حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اگرچہ مال و دولت کی کثرت ہوئی اور متمدن قوموں سے اختلاط ہوا تاہم انہوں نے اسلام کی اس پُرعظمت سادگی کو قائم رکھا۔ فتوحات ایران کے زمانے میں عام حکم دیا کہ لوگ ایرانیوں کی وضع نہ اختیار کریں اور حریر نہ پہنیں۔ لیکن بعد میں حالت اس قدر بدل گئی اور وضع و لباس میں ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگیا کہ ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے کتان کے دو رنگین کپڑے زیب تن کئے تو ایک سے ناک صاف کر کے کہا کہ واہ واہ ابوہریرہ آج کتان کے کپڑے سے ناک پونچھتے ہو حالانکہ ایک دن وہ تھا کہ بھوک کے مارے رسول اللہ صلعم کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے سامنے بے ہوش ہو کر گرتے تھے لوگ آتے تھے تو گردن پر پاؤں رکھ کر کہتے تھے کہ ابوہریرہ کو جنون ہوگیا ہے حالانکہ یہ سب بھوک کی وجہ سے تھا۔"

(عبد السلام ندوی۔ اسوۂ صحابہ حصہ اول ص۱۲۲ طبع دوم سلسلہ دار المصنفین بحوالہ ترمذی ابواب الزہد و بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۳) "رومال نہایت معمولی درجہ کی چیز ہے لیکن صحابہ کرام کو وہ بھی میسر نہ تھا۔ کھانا کھاتے تو تلووں سے ہاتھ پونچھ لیتے تھے"

(ایضاً بحوالہ سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب مسح الید بعد الطعام)

(۴) حضرت ابوذر غفاری کے متعلق علامہ سید مناظر احسن گیلانی سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ فرماتے ہیں:۔

"سب سے پہلے جو چیز ہمارے سامنے آتی ہے وہ آپ کی وضع اور ہیئت ہے۔ طبقات ابن سعد، مسند احمد، و نیز دوسری کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بال پریشان رہتے تھے۔ داڑھی بالکل اُلجھی ہوئی رہتی تھی۔ خود اس میں کبھی کنگھی وغیرہ نہیں فرماتے تھے۔ کوئی آدمی جب آپ کو اس حال میں دیکھتا تو پکڑ لیتا نہلا دھلا کر کپڑے بدل دیتا بال جھاڑ دیتا۔"

(حضرت ابوذر غفاری از مناظر احسن گیلانی ص۱۲۵ چوتھا ایڈیشن۔ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی تاریخ اشاعت ۱۹۶۲ء)

یہ ابوذر غفاری وہی ہیں جن کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ:

"جو حضرت عیسے علیہ السلام کے زہد کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے پس وہ ابوذر کو دیکھے"

(ایضاً ص۱)

(۵) "مروزی کہتے ہیں کہ میں نے نعل سندی کے متعلق امام احمد حنبلؒ سے دریافت کیا کہ ان کا پہننا کیسا ہے؟ تو فرمایا:۔

اما انا فلا استعملھا لکن اذا کان للکنیف والوضوء فارجو واما من اراد الزینۃ فلا

(الاقتضاء)

لیکن میں تو استعمال نہ کروں گا البتہ بیت الخلاء یا وضوء کے لئے تو مناسب ہے اور جو زینت کا ارادہ کرے تو ہرگز نہیں۔

(بحوالہ مولٰنا محمد طیب صاحب التشبہ فی الاسلام جلد دوم ص۲۳۶ ناشر ادارہ تاج المعارف دیوبند یوپی۔ انڈیا۔ تاریخ اشاعت جون ۱۹۵۶ء)

یہ تو سادگی اور بے اعتنائی کی مثالیں ہوئیں اب قیمتی پوشاک پہننے کا حال بھی سن لیجئے:۔

(۶)۔ حضرت شیخ عبد القادر گیلانیؒ کے متعلق روایت ہے کہ

"نہایت درجہ کا نفیس کپڑا پہنتے تھے! ایک دن اُن کا خادم ابو الفضل بزاز کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے کپڑا ایک دینار فی گز کے نرخ کا چاہیئے اس سے کم و بیش نہ ہو۔ اس نے کہا کہ کس کے لئے تو خریدتا ہے خادم نے کہا اپنے شیخ محی الدین عبد القادر کے متعلق"

(شیخ عبد الحق محدث دہلوی اخبار الاخیار فی اسرار الابرار)

"فقیہوں اور مجتہدوں کی طرح درویش صفت باشی وکلاہ تتری دار کے مطابق عمامہ عبا و چادر اوڑھتے۔ لباس ہمیشہ قیمتی نفیس اور پاکیزہ زیب تن فرماتے بالعموم قاطر پر سوار ہوتے" (الجواہر المضیئۃ۔ بحوالہ المجدد اعظم حصہ دوم ص۱۲۶۳)

حضرت مرزا صاحب کی سادگی اور فیشن سے بے اعتنائی بھی طعن و تشنیع سے نہ بچ سکی اگر وہ قیمتی لباس کو استعمال میں لاتے تو پھر بھی مخالفین انہیں اپنے اعتراضات کا ہدف بنانے سے احتراز نہ کرتے۔ جب معاملہ دیگر اولیاء صوفیاء اتقیاء اور صالحین کا ہو تو نہ سادگی و سادہ لوحی قابل اعتراض ہے اور نہ ہی زینت کے سامانوں کا استعمال مولانا محمد طیب صاحب فرماتے ہیں:۔

"لباسوں کی یہ غیر معمولی بدنمائیاں یا خوش نمائیاں تکمیل نفس کے بعد اگر کسی شرعی مصلحت یا علاج و تحفظ یا غلبۂ حال کے ماتحت بعض خواص میں نمایاں ہوں تو وہ ان نصوص صریحہ اور قوانین کلیہ کے ہوتے ہوئے محض ایک استثناء کا درجہ رکھیں گی جن سے قانون عام پر کوئی اثر نہ پڑ سکے گا۔ مثلاً بعض اہل اللہ نے قدر نعمہ اور شکر انعام کے غلبہ سے جو ان کا ایک صادق حالی تھا لباس فاخرہ استعمال کیا ہے یا بعض حضرات نے زہد و قناعت اور صبر کے غلبہ سے خشن کپڑا ہی نہیں بلکہ ٹاٹ تک استعمال کیا ہے۔ پس اس قسم کی جزئیات چونکہ جزوی وجوہ اور شخصی احوال پر مبنی ہیں اس لئے قانون عام کو رد نہیں کر سکتیں اور نہ خود ہی اس قانون سے شکست خوردہ ہوتی ہیں۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اپنے مستمر زہد و قناعت اور شان ترک کے بعض دفعہ اعلیٰ لباس زیب تن فرمایا ہے لیکن علاوہ ازیں فردی مصالح شرعیہ کے ماتحت جو وقت کی مناسبت یا اشخاص کی رعایت سے ظہور پذیر ہوا کرتی ہیں مثلاً جواز بیان یا کسی ہدیہ دہندہ کی دلداری یا اپنے اصحاب کی خوشی وغیرہ یا بعض صحابہ کے اس سوال پر کہ یا رسول اللہ عمدہ لباس اور عمدہ جوتا استعمال کرنا غرور میں تو داخل نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ غرور تو لوگوں کی تحقیر کا نام ہے۔ یا ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا کہ ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ (خدا تعالے جلشانہ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ پر نظر آئے) پس یہ جزئیات شخصی احوال اور خاص سوالات کے زیر اثر مباح فرمائی گئی ہیں مگر اصل حجۃ اور عام دستور العمل اسی کلیہ کو قرار دیا گیا ہے جو ابھی حدیث بالا سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ پس دعوت عامہ تو اسی کلی ضابطہ اور حضور کی سنتِ غالبہ کی طرف دی جائے گی مگر خاص خاص حالات اور موقت مصالح کی رُو سے کہیں کہیں یہ غیر معمولی خوش لباسی یا بد لباسی بھی قابل ملامت نہ سمجھی جائے گی۔

(التشبہ فی الاسلام جلد ۱ ص۱۰۰)

کاش! ہمارے مخالف علماء حضرت اقدسؑ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کے ہر فعل کو قابل ملامت نہ سمجھیں۔ لیکن سچ ہے ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است۔

باقی ــ باقی

اخبار احمدیہ

ـــــ چوہدری فضل حق صاحب افسر تنظیم جماعت احمدیہ لکھتے ہیں:۔ محترم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی ہر سوموار اور جمعرات کو ۴ بجے بعد دوپہر مسجد احمدیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں درس قرآن کریم دیا کریں گے۔ درس بروز سوموار مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۹ء مطابق ۵ شوال ۱۳۸۹ھ بوقت چار بجے شام سے شروع ہوگا۔

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا انتخاب

ـــــ مقامی جماعت احمدیہ لاہور شہر کا انتخاب جو پہلے ملتوی ہوگیا تھا مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء کو بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ ہوگا۔ (فضل حق)

ـــــ بنارس (بھارت) میں ایک محترم بہن ام داؤد صاحبہ بہت سی مالی مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے احباب سے دعا کی خواستگار ہیں۔

از حافظ شیر محمد نوشاہی صاحب

کیا اربعین میں حضرت اقدسؑ نے تشریعی نبوّت کا دعوےٰ کیا ہے؟

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے سچے اور جھوٹے ماموروں، رسولوں اور نبیوں کے درمیان فیصلہ کے لئے یہ معیار مقرر فرمایا ہے کہ مدعی کاذب کی خدا تعالےٰ ضرور قطع الوتین کرتا ہے جیسا کہ فرمایا: لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ (الحاقہ ــــ) یعنی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعض جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کرتے تو اس صورت میں ہم اسے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگِ حیات کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی بھی اس کو بچا نہ سکتا۔

اس آیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اگر وہ خدا تعالےٰ کی طرف بعض جھوٹی باتیں منسوب کر کے بیان کرتے تو ان کی شاہ رگ کاٹ دی جاتی اور ایسا نہ کیا جانا ان کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔

ہر زمانہ میں آیت لو تقول علینا سے یہ استدلال پیش کیا جاتا رہا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دعوےٰ وحی کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے۔ اس لئے کوئی جھوٹا مدعی وحی و الہام اتنی ہی میعاد یعنی جو زمانہ ۲۳ سال کا ہے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر کسی مفتری علی اللہ کو بھی اتنی مہلت مل جائے جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تھی تو آیت لو تقول علینا کی دلیل باطل ہو جاتی ہے کیونکہ مخالف کہہ سکتا ہے کہ فلاں مدعی وحی بھی باوجود جھوٹا ہونے کے تقول علی اللہ کرتا رہا اور ۲۳ سال تک خدا تعالےٰ نے اس کی قطع وتین نہ کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ۲۳ سال تک زندہ رہنا کس طرح آپ کی صداقت کی دلیل ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب لو تقول علینا کے معیار کو اپنی صداقت میں بطور دلیل کے پیش کیا تو مخالفین نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جس کے جواب میں آپ نے اربعین ۳ و ۴ شائع کیں۔ لیکن معاندین جو ضد اور تعصب کی وجہ سے آپ کی تکذیب پر آمادہ ہو چکے تھے وہ مخالفت سے کب باز آنے والے تھے انہوں نے اسی کتاب کے چند جملے لے کر آپ کی طرف ایسا دعوےٰ منسوب کیا جس کے خلاف آپ نے ساری زندگی قسمیں کھائیں اور تردیدی بیانات شائع کئے تھے لیکن مخالف ہیں کہ اب تک باز نہیں آتے حقیقت یہ ہے کہ اگر ان عبارتوں کا سیاق و سباق دیکھا جائے یا حضرت اقدسؑ کی اس سے ماقبل و مابعد کی تصنیفات پڑھی جائیں تو ان میں دعوےٰ نبوت کے انکار کے سوا اور کچھ نہ ہوگا لیکن مخالفین ہمیشہ عوام میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کے لئے ان عبارتوں کا مفہوم ایسا بگاڑ کر پیش کرتے ہیں جو سراسر حقیقت کے خلاف ہوتا ہے۔ اگر مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھ کر ان عبارتوں کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو اصل حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے گی اور کوئی الجھاؤ نہ رہے گا۔

(الف) عربی زبان میں تقول قولاً کے معنے ہوتے ہیں اس نے خود جھوٹ بنا لیا۔ اور قرآن مجید سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ تقول علی اللہ سے مراد دیدہ دانستہ خدا تعالےٰ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ اس طرح سے کہ خدا تعالےٰ نے کوئی بات نہ کہی ہو اور مدعی وحی و الہام جان بوجھ کر کہے کہ یہ خدا تعالےٰ نے مجھے وحی کی ہے جیسا کہ فرمایا قال اُوحی الیّ و لم یوح الیہ شیئٌ۔ (الانعام ۹۴) کہے کہ میری طرف وحی کی گئی اور اس کی طرف کچھ وحی نہ کیا گیا ہو۔ اور دوسری آیت میں ہے اَم یقولون تقوّلہ (الطور ۳۳) کیا کہتے ہیں جھوٹ بنا لیا ہے۔

تو تقوّل علی اللہ کے معنوں سے واضح ہو گیا کہ الفاظ لو تقول علینا کے عام ہیں۔ اس میں صرف مدعیان نبوت کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مدعی وحی و الہام کی صداقت کا معیار بیان کیا گیا ہے قرآن کریم کا یہ معیار اگر صرف مدعیانِ نبوت کے لئے ہوتا تو آیت کے الفاظ لو تنبّأ علینا کے ہوتے جس کے معنے ہیں کہ اگر کوئی جھوٹی نبوت کا دعوےٰ کرے ہوتا۔ قرآن مجید کے الفاظ لو تقول علینا ہیں اگر یہ کوئی قول اپنے پاس سے بنا کر ہماری طرف منسوب کرے تو اس کی ضرور قطع وتین ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت کریمہ صرف انبیاء کے پرکھنے کی ہی کسوٹی نہیں بلکہ ہر مدعی وحی و الہام کی بھی ہے خواہ وہ نبی ہو یا رسول، مجدد ہو یا محدث اس کا ۲۳ برس تک زندہ رہنا اس کی صداقت کی دلیل ہے۔

(ب) جس طرح یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی ہے اسی طرح قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہے کہ خدا تعالےٰ غیر انبیاء کو بھی وحی کرتا ہے جیسے واذ اوحیت الی الحواریین ان اٰمنوا بی و برسولی (المائدہ ع ۱۱۱) اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ حواری چونکہ نبی نہیں تھے اس لئے ان کی طرف وحی کرنا صاف بتاتا ہے کہ وحی غیر انبیاء کو بھی ہوتی ہے۔

(ج) انبیاء علیہم السلام کو جو وحی نازل ہوتی ہے اسے وحی نبوت کہا جاتا ہے اور جو غیر انبیاء کو ہوتی ہے وہ وحی ولایت کہلاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام وحی نبوت کے نہیں بلکہ وحی ولایت کے مدعی ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں:

۱۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے (برکات الدعا ص ۲)

۲۔ کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالےٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالےٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ اس کی رگِ جان نہ کاٹے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۳)

۳۔ وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۲)

(د) صرف انبیاء کی وحی میں ہی اوامر و نواہی نہیں ہوتے بلکہ اولیاء کی وحی میں بھی ہو سکتے ہیں۔

۱۔ جیسا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی والدہ کی وحی میں تھا۔ واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیمّ ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین (القصص ع ۸) اور موسےٰ کی ماں کو ہم نے وحی کی کہ اسے دودھ پلا پھر جب اس کے متعلق تجھے خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈرنا اور نہ غم کرنا ہم اسے تیری طرف واپس لائیں گے اور اسے مرسلوں میں سے بنائیں گے۔

۲۔ حضرت مریم کو وحی ہوئی جس میں اوامر ہیں۔ وھزّی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطباً جنیّا فکلی واشربی وقرّی عیناً ج (مریم ۲۵) اور کھجور کی شاخ کو اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ پکی کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ سو کھا اور پی اور آنکھ کو راحت پہنچا۔

۳۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں غسل دینے کے لئے مسئلہ پر اختلاف ہو گیا کہ آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیا جائے یا کپڑے اتار کر۔ تو صحابہ پر غنودگی طاری ہو گئی اور فرشتہ نے ان سے کلام کیا اور کہا اغسلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثیابہ (مشکوٰۃ باب فی الکرامات فصل الثانی) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ چنانچہ صحابہؓ نے اس وحی و الہام کے تحت آپؐ کو کپڑوں سمیت غسل دیا۔

۴۔ حضرت خواجہ میر درد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہت سی قرآنی آیات نازل ہوئیں جن میں اوامر و نواہی موجود ہیں۔ مثلاً و استقم کما امرت ولا تتبع اھوائھم۔ وانذر عشیرتک الاقربین۔ لا تحزن علیھم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون (علم الکتاب صلہ زیر عنوان تحدیث نعمۃ الرب)

۵۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو مندرجہ ذیل الہامات ہوئے جن میں اوامر و نواہی ہیں۔ صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ فاذا قرأناہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقیٰ۔ (سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم و مجموعہ مکتوبات ص ۲۹ تا ۴۴)

۶۔ حضرت سید امیر رحمۃ اللہ علیہ موضع کوٹھہ تحصیل صوابی ضلع پشاور کو الہام ہوا جس میں امر بھی ہے اور نواہی بھی۔ جیسے

یا ایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین ان اللہ کان علیما حکیما (نظم الدر فی سلک السیر ص ۱۵۲)

ان کے علاوہ اور بھی بے شمار مثالیں ہیں لیکن فی الحال انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(ھ) نبی میں تین باتوں کا پایا جانا ضروری ہے (الف) مبشرات۔ (ب) منذرات (ج) کتاب یعنی وحی نبوت یا وحی تشریعی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین و انزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس (البقرہ ۲۱۳) پس اللہ تعالے نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ لوگوں میں فیصلہ کرے۔ اسی کو دوسرے الفاظ میں (۱) اوامر (ب) نواہی (ج) قانون کہا جاتا ہے جو نبی اپنی امت کو دیتا ہے۔ تو اول الذکر دونوں باتیں انبیاء اور اولیاء میں مشترک ہیں لیکن موخر الذکر جو قانون یا کتاب ہے صرف انبیاء ہی سے مخصوص ہے دوسروں کو نہیں مل سکتی تو معلوم ہوا کہ اوامر و نواہی یا مبشرات اور منذرات اولیاء اللہ کو بھی بطور الہام وحی ہوتے ہیں یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

(و) منہاج نبوت کو صرف انبیاء کی صداقت معلوم کرنے کا ہی معیار نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تابعین اور خلفاء کے صدق و کذب جانچنے کا بھی اسی کو معیار صداقت بتایا ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ماشاء اللہ الخ پھر میرے بعد خلافت علی منہاج نبوت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

یہ ہیں وہ امور جن کی روشنی میں قارئین کرام کی بہت سی الجھنیں دور ہو سکتی ہیں جو ایک فانی فی اللہ، عاشق رسول اور خادم دین کی تحریرات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اس کے متعلق پیدا ہو گئیں اور اسے مدعی نبوت سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ اسی قسم کے الہامات اور الفاظ گذشتہ اکابرین امت کی بہت سی کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور ان الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی انہیں مدعی نبوت نہیں سمجھا گیا اور وہ بزرگ اولیائے کرام میں ہی شمار ہوتے رہے ہیں۔ اگر اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی توجیہہ کر لی جاتی تو کوئی مشکل بات نہ تھی لیکن تعصب کا برا ہو کہ انسان ضد اور مخالفت میں وہ کچھ کر جاتا ہے جو اسے نہیں کرنا چاہیئے۔ ذیل میں اربعین کی ان عبارات کا صحیح مفہوم قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ خدا تعالے کے اولیاء اور فرستادہ کے متعلق ان اقتباسات سے جو غلط فہمی پیدا کر دی گئی ہے وہ دور ہو جائے۔

(ا) ۔ اگر معترضین اقتباس مندرجہ اربعین ۴ ص ۵ کی اس عبارت کو ملحوظ رکھتے کہ "خدا تعالے کا یہ قول محل استدلال پر ہے" تو خدا اس سے وہ یہ نتیجہ نہ نکالتے کہ لو تقول کا معیار صرف مدعیان نبوت کے لئے ہی مخصوص ہے بلکہ یہ معیار ہر اس شخص کی صداقت کے لئے بطور دلیل پیش ہو سکتا ہے جو مدعی وحی و الہام ہو جیسا کہ خود حضرت اقدسؑ اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

۱۔ خدا تعالے نے ایک بڑا اصول جو قرآن شریف میں قائم کیا تھا اور اسی کے ساتھ نصاریٰ اور یہودیوں پر حجت قائم کی تھی یہ تھا کہ خدا تعالے اس کاذب کو جو نبوت یا رسالت اور مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعوے کرے مہلت نہیں دیتا اور ہلاک کرتا ہے۔ پس ہمارے مخالف مولوی کی یہ کیسی ایمانداری ہے کہ منہ سے تو قرآن پر ایمان لاتے ہیں مگر اس کے پیش کردہ دلائل کو رد کرتے ہیں اگر وہ قرآن شریف پر ایمان لاکر اسی اصول کو میرے صادق یا کاذب ہونے کا معیار ٹھہراتے تو جلد تر حق کو پا لیتے لیکن میری مخالفت کے لئے اب وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعوے کرے کہ میں خدا کا نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہوں جس سے خدا ہم کلام ہو کر اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً راہ راست کی حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے اور اس دعوے پر تیئیس یا پچیس برس گذر جائیں یعنی وہ معیار گذر جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی میعاد تھی اور وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے اور حقیقت میں خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے کیونکہ اس سے خدا کے کلام کی تکذیب و توہین لازم آتی ہے۔" (اربعین ۴ ص ۵)

۲ ۔ یہ آیت رسولوں اور نبیوں اور ماموروں کی نسبت ہے جو کہ وہ انسانوں کو اپنی طرف دعوت کرتے ہیں اور جن کے افتراء سے دنیا تباہ ہوتی ہے۔ (اربعین ۳ ص ۷)

۳ ۔ پس جس حالت میں اس حکیم نے اس آیت کو اور ایسا ہی دوسری آیت کو .... محل استدلال پر بیان کیا ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر کوئی شخص بطور افتراء کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعوے کرے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا ورنہ یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں ٹھہرے گا۔ (اربعین ۴ ص ۶)

ان اقتباسات سے واضح ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک ہر مامور کے صدق و کذب کے جانچنے کے لئے آیت لو تقول علینا ایک کسوٹی ہے جس طرح انبیاء و رسل کی صداقت اس سے پرکھی جا سکتی ہے بعینہ مجددین و صلحین کی سچائی کا بھی یہی معیار بن سکتی ہے۔ فلا اعتراض

(ب) جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید اور تورات و انجیل سے ثابت کر دیا کہ خدا تعالے کا ابتداء سے ہی یہ قانون ہے کہ اپنے پاس سے جھوٹا الہام یا خواب یا وحی بنا کر خدا تعالے کی طرف منسوب کرنے والوں کو ۲۳ سال سے کم عرصہ میں تباہ کر دیتا ہے۔ اس قانون کو جھٹلانے کے لئے مخالفین کا یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ یا روشن دین جالندھری وغیرہ جیسے لوگ باوجود دعوے نبوت کے اس عرصہ میں ہلاک نہیں ہوئے یہ اس وقت تک صحیح نہیں جب تک ان کی وحی کے اصل الفاظ پیش نہ کئے جائیں۔ کیونکہ مدعی نبوت کے لئے وحی نبوت کے اصل الفاظ کے پیش نظر ہی اس کے صدق سے بحث کی جا سکتی ہے۔ اور مجددیت کے دعویٰ کرنے والوں سے ان کی وحی کے اصل الفاظ کا ہی ان کی تحریرات کا مطالعہ کرکے ان کی وحی ولایت سے بحث ہو سکتی ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل اقتباس کا مفہوم ہے:۔

"یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعوے کیا٭ اور یا کسی اور شخص نے دعوے کیا اور وہ ہلاک نہ ہوئے .... تو پہلے ان کی خاص تحریروں سے ان کا دعوے ثابت کرنا چاہیئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر سنایا یعنی یہ کہ ان لفظوں کے ساتھ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔" (ضمیمہ اربعین ۳ و ۴ ص ۱۱)

٭ یا روشن دین جالندھری نے

مخالفین کی طرف سے جب اکبر بادشاہ اور روشن دین جالندھری جیسے لوگوں کو مدعیان نبوت پیش کیا جا رہا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بحث ان سے وحی نبوت میں ہی ہوگی اگر حضرت اقدس کے سامنے کسی مدعی مجددیت کو پیش کیا جاتا تو آپ کا مطالبہ ان سے وحی ولایت کے متعلق ہی بحث کرنے کا ہوتا۔ آپ ضمیمہ اربعین ۳ و ۴ ص ۱۱ کے پورے اقتباس کو پڑھ جائیں۔ اس میں آپ کو یہ کہیں بھی لکھا ہوا نہیں ملے گا کہ "میری وحی وحی نبوت ہے" بلکہ اس کے برعکس حضرت اقدسؑ ساری زندگی اپنی وحی کو وحی ولایت ہی لکھتے رہے۔ کیونکہ آپ ولایت و مجددیت کے مدعی تھے پھر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ "اگر مرزا صاحب کا دعوے وحی نبوت کا نہیں تو اکبر اور روشن دین کے ساتھ تقابل کے کیا معنے؟ حضرت اقدس نے تو کبھی بھی ان کے ساتھ تقابل کا دعوے نہیں کیا بلکہ جب مخالفین نے آیت لو تقول علینا کے معیار کو جھٹلانے کے لئے ان کا نام مدعیان نبوت میں پیش کیا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ جب تک آپ ان کی وحی نبوت کے اصل الفاظ ان کی اپنی تحریرات سے پیش نہ کریں گے اس وقت تک آپ اپنے قول میں سچے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی قرآن مجید کے پیش کردہ معیار پر کوئی حرف آ سکتا ہے۔ فلا اعتراض۔

(ج) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت لو تقول علینا سے استدلال کیا ہے کہ جھوٹا مدعی ماموریت مجدد ہو یا محدث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے برابر جو ۲۳ سال کا عرصہ ہے دعوے کرنے کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے متعلق مخالفین کی طرف سے چند عذرات پیش کئے گئے جن میں سے سب سے بڑا عذر یہ تھا کہ اس آیت سے تو صرف تشریعی نبوت کے جھوٹے مدعی کا ہلاک ہو جانا اور ۲۳ سال کا زمانہ حیات نہ پانا ثابت ہے نہ کہ ہر مدعی وحی و الہام کا۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب مدعی محدثیت و مجددیت ہیں اس لئے آپ کے دعوے پر اس آیت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے مخالفین کے عذرات کو رد کرتے ہوئے اس کے ہر امکانی پہلو پر بحث کی اور کہا کہ تمہارا سب سے بڑا عذر یہ ہے کہ صرف ص جھا

شریعت تبھی ہی افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ کہ ہر مدعی وحی و الہام، یہ محض فضول اور کوتہ اندیشانہ خیال ہے۔ اوّل اس واسطے کہ اس آیت میں صاحب شریعت کی کوئی قید نہیں۔ میرے نزدیک وہ تشریعی نبوت کا مدعی ہو یا وحی ولایت کا، جھوٹا ہونے کی حالت میں ۲۳ سال کا عرصہ ہرگز نہیں پا سکتا بلکہ اس سے پہلے ہی اس کی قطع وتین ہو جائے گی۔

پھر دوسرا عذر یہ کہ اوامر و نواہی تو صرف تشریعی انبیاء کی وحی میں ہی ہوتے ہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ صرف انبیاء کی وحی میں ہی ہوا کرتے ہیں بلکہ وحی ولایت میں بھی اوامر و نواہی ہو سکتے ہیں جیسا کہ حضرت ام موسٰی کی وحی میں موجود ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ بات کوئی تشریعی نبوت کی خصوصیات میں سے نہیں ہے بلکہ یہ تو صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظامؒ کے الہامات میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پھر تیسرا عذر یہ کیا گیا کہ شریعت جدید لانے والا ہی جھوٹا مدعی ہلاک ہوتا ہے اور شریعت جدید وہ ہوتی ہے جس میں بالکل نئے احکام ہوں تو حضرت اقدس جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس خیال سے تو پھر قرآن شریف کو بھی شریعت جدید کہنے سے ہی ہاتھ دھونا پڑے گا کیونکہ

اس میں بھی بعض احکام وہی ہیں جو پہلی شریعتوں میں تھے۔ پھر چوتھا عذر یہ پیش کیا گیا کہ شریعت سے مراد وہ ہے جس میں باستیفا امر اور نہی کا ذکر ہو اور اسی کا مدعی ہی اگر خدا تعالے پر افتراء کرے تو ہلاک ہوگا دگر نہ نہیں۔ تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس صورت میں سنت، حدیث اور اجتہاد کی قطعاً کوئی گنجائش نہ رہے گی۔ ان تمام عذرات کو غلط ثابت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اصولی طور پر لکھا کہ "غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتہ اندیشیاں ہیں" (اربعین ۴ صک) نہ جھوٹا دعوے کر کے ہلاک ہونے کے لئے تشریعی نبی ہونے کی شرط ہے اور نہ صرف صاحب الشریعت ہی کی وحی میں اوامر و نواہی ہو سکتے ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں یہی حضرت اقدس کا منشاء ہے۔ لیکن معترضین ہیں کہ ہمیشہ اربعین کے اس اقتباس کو پیش کرتے وقت اس کے آخری حصہ کو عمداً ترک کر دیا کرتے ہیں حالانکہ ان کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے تاکہ صاحب کتاب جو کہنا چاہتا ہے اور جو اس کا اصل مقصد ہے وہ فوت نہ ہو جائے آخر میں فیصلہ قارئین کرام کے انصاف پر چھوڑا جاتا ہے

کہ جس اقتباس کا خاتمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ:-

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔"

کیا ایسے عقیدہ رکھنے والے کی طرف تشریعی نبوت کا دعوے منسوب کیا جا سکتا ہے کیا یہی ایمانداری ہے۔

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

> **خط وکتابت**
> کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
> (مینجر)

(بقیہ از کالم ۴)

اور وہ بچایا جاتا ہے کیونکہ

ان اللّٰہ یحبّ التوابین

یاد رکھو جو شخص مرا ہے اور ہلاک ہوا ہے وہ تھکنے سے مرا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مانگنا اور دُعا کرنا موت ہے ہر شخص جو خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے مزہ دیتا ہے مگر وہ آپ ہی بدظنی کرتا ہے تب وصل نہیں ہوتا۔ ملفوظات جلد نہم

مَلفُوظات - بقیہ صفحہ اوّل

ہیں سچا کر دکھائے گا۔

میری نصیحت بار بار یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے نفسوں کا بار بار مطالعہ کرو۔ بدی کا چھوڑ دینا یہ بھی ایک نشان ہے اور خدا تعالے ہی سے چاہو کہ وہ تمہیں توفیق دے کیونکہ خلقکم وما تعملون۔ تو نے بھی اسی نے ہی پیدا کئے ہیں۔

پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں بعض لوگ تھک جاتے ہیں۔ میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دعائیں کرتے رہے۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مخنث سمجھتا ہوں تھکنا نہیں چاہیئے

گر نباشد بدوست راہ بُردن
شرطِ عشق است در طلب مُردن

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر تیس چالیس برس گذر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے ہی جاویں اللہ تعالیٰ دعا کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا جب تضرع سے دعا کرتا ہے اور معصیت میں مبتلا ہے تو پھر اللہ تعالے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ شخص بچایا جاوے

(باقی کالم نمبر ۳ کے نیچے)

ہفت روزہ پیغام صلح - مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۵۰

مقامی خواتین احمدیہ لاہور کی میٹنگ

۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء کو بعد از نماز جمعہ سالانہ نمائش دستکاری کے سلسلہ میں مقامی خواتین احمدیہ لاہور کی میٹنگ ہوگی۔ سب بہنوں سے التماس ہے کہ وہ اس جلسہ میں شمولیت اختیار کریں اور اپنی دستکاریاں بھی ہمراہ لائیں۔

(سیکرٹری خواتین احمدیہ)

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب پرنٹر ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن بہ آیاتِ مبیں

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور — پاکستان

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ شوال المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۵۱

اگر چند آدمی ہماری جماعت میں سے تیار ہوں .....

ارشادات حضرت امام الزّمان مسیح موعود علیہ السلام

ایک تجویز کی تھی۔ اگر راست آجاوے تو بڑی مراد ہے۔ یونہی عُمر گذر جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں ایک کا بھی نام نہیں لے سکتے جس نے اپنے لئے کچھ حصہ دین کا اور کچھ حصہ دنیا کا رکھا ہو اور ایک صحابیؓ بھی ایسا نہیں تھا جس نے کچھ دین کی تصدیق کرلی ہو اور کچھ دُنیا کی بلکہ وہ سب کے سب منقطعین تھے اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کو تیار تھے۔ اگر چند آدمی ہماری جماعت میں سے بھی تیار ہوں جو مسائل سے واقف ہوں اور ان کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ قانع بھی ہوں تو ان کو باہر تبلیغ کے لئے بھیجا جاوے۔ بہت علم کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سب اُمّی ہی تھے، حضرت عیسیٰؑ کے حواری بھی اُمّی تھے۔ تقوےٰ اور طہارت چاہیئے سچائی کی راہ ایک ایسی راہ ہے جو اللہ تعالیٰ خود ہی عجیب عجیب باتیں سمجھا دیتا ہے۔

لوگ جو اپنے لڑکوں کو تعلیم دینے کے لئے یہاں کے سکول میں بھیجتے ہیں اگرچہ وہ اچھا کرتے ہیں اور یہ اچھا کام ہے مگر وہ محض للہ نہیں بھیجتے۔ کیونکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ جو سرکاری تعلیم اور جماعت بندی اور دوسرے قواعد دیگر سکولوں میں ہیں وہی یہاں بھی ہیں اور یہاں بھیجتے وقت دنیاوی تعلیم کا بھی خصوصیت سے خیال رکھ لیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو تعلیم دوسرے سکولوں میں ہے وہی یہاں ہے مگر تاہم بھی نیک نیتی کی بنا پر یہ سب عمدہ باتیں ہیں اور اس سے کچھ عمدہ نتیجہ ہی نکلنے کی توقع ہے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد نہم)

بحرِ حکمت کے موتی

ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی

عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کُلّکم راعٍ وَ زاد اللیث قال یونس کتب رزیق ابن حکیم الی ابن شہاب و انا معہ یومئذٍ بوادی القریٰ ھل تریٰ ان اُجمّع و رزیق عاملٌ علیٰ ارض یعملھا و فیھا جماعۃ من السودان وغیرھم و رزیق یومئذ علیٰ ایلۃ فکتب ابن شہاب و انا اسمع یامرہٗ ان یجمّع یخبرہٗ ان سالمًا حدّثہٗ ان عبد اللہ بن عمر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کُلّکم راعٍ و کلّکم مسئولٌ عن رعیّتہ الامام راعٍ و مسئولٌ عن رعیّتہ والرّجل راعٍ فی اھلہ وھو مسئولٌ عن رعیّتہ والمرأۃ راعیۃٌ فی بیت زوجھا و مسئولۃٌ عن رعیّتھا والخادم راعٍ فی مال سیّدہٖ و مسئولٌ عن رعیّتہ قال و حسبت ان قد قال والرّجل راعٍ فی مال ابیہ وھو مسئولٌ عن رعیّتہ وکلّکم راعٍ و مسئولٌ عن رعیّتہ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

(باقی بر صفحہ کالم ۴)

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دِلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دُوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مُسلمانیم از فضلِ خُدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرّسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شُد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کُفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

حضرت مولینا محمد علیؒ کا ذکر احادیث میں
حضرت مسیح موعودؑ کی افواج کا منصور سپہ سالار

گذشتہ ایام میں حضرت مولانا محمد علیؒ کی وفات کی برسی کے موقعہ پر میں نے لائلپور کے جلسہ میں بیان کیا تھا کہ حضرت مولاناؒ کا ذکر علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کشوف و رؤیا کے بعض احادیث میں بھی آیا ہے، چنانچہ میں نے دو احادیث کا ذکر کیا تھا، حارث والی حدیث جس میں یہ ذکر ہے کہ اس کے لشکروں کا ایک **سپہ سالار ہوگا جس کا نام آسمان پر منصور ہوگا** اور دوسری یہ حدیث کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر جماعت ایک صاحب کو اپنا امیر منتخب کرے گی جب یہ امیر بھی وفات پا جائے گا تو حضرت مسیح موعودؑ کے اہل بیت میں سے ایک شخص کو امیر بنایا جائے گا جس کا شر اس کے خیر سے زیادہ ہوگا اور اس کے خلاف ایک شخص خروج کرے گا۔

اس پر کئی احباب نے مجھ سے ان احادیث کے حوالوں کا مطالبہ کیا ہے۔ لہذا ان کی اور دیگر ایسے احباب کی اطلاع کے لئے مفصلہ ذیل سطور تحریر کی جاتی ہیں۔

یاد رہے کہ مکرمی جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے ایک مضمون بعنوان "سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اختلافات میں نبی کریم صلعم کا فیصلہ جماعت احمدیہ لاہور کے حق میں۔ احادیث نبویہ میں جناب میاں صاحب کی صحیح تصویر۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایک اور دلیل" مؤرخہ ۶ جون ۱۹۴۷ء کے "پیغام صلح" میں شائع کیا تھا۔ اس میں کتاب حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق حسن میں سے چار احادیث نقل کی گئی ہیں۔ یہ سب احادیث حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد پیش آنے والے واقعات سے متعلق ہیں اور یہ چاروں احادیث کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۴۲ اور ۴۴۳ پر درج ہیں۔

پہلی دو احادیث میں حضرت مسیح موعودؑ کے پہلے جانشین کی صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے جسے مہدی، قحطانی اور مقعد کے خطابات دیئے گئے ہیں اور دوسری دو احادیث میں اس پہلے جانشین کی وفات کے بعد کے واقعات اور جانشین کا ذکر ہے۔ چونکہ حوالہ ان احادیث کا طلب کیا گیا ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے پہلے جانشین کی وفات کے بعد کے واقعات کا ذکر ہے اس لئے میں انہی دو احادیث کے نقل کرنے پر اکتفا کروں گا۔

پہلی حدیث حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۲:۔

"از کعب مروی است کہ مہدی بمیرد و مردم بعد از وے ولی از اہل بیت او والی کنند در وی خیر و شر ہر دو باشد و شر او بیشتر **از خیر او است، خشم گیرد بر مردم و بخواند ایشاں را بسوی فرقت بعد جماعت** بقاء او قلیل است بخروشد بر وی مردی از اہل بیت او و بکشد او را"

ترجمہ:۔

حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ جب مہدی مر جائے گا تو اہل بیت میں سے ایک شخص کو والی بنایا جائے گا اس میں خیر اور شر دونوں ہوں گے مگر اس میں **شر کا پہلو خیر پر غالب ہوگا، وہ لوگوں پر ظلم کرے گا اور جماعت میں اتحاد کے بعد تفرقہ کا موجب ہوگا۔**

اس حدیث میں جس مہدی کی وفات کا ذکر ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا جانشین ہے اور ان کا ذکر اس حدیث سے قبل کی "دو" حدیثوں میں آیا ہے جہاں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد منتخب ہونے والے صاحب کو مہدی کا لقب دیا گیا ہے۔

دوسری حدیث حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۳:۔

اس کا بیان نواب صاحب نے فارسی زبان میں اس طرح کیا ہے:۔

"عیسیٰؑ بمیرد و بعد او باستخلاف وے مقعد بنشیند و او نیز از قریش باشد و چوں وے درگذرد والی شود از قریش کسیکہ سیرت او **نیک نبود و بر وی مخزومی خروج کنند بسیرت قحطانی و لقب او منصور باشد"**

ترجمہ:۔

حضرت عیسیٰؑ جب وفات پا جائیں گے تو ان کے بعد مقعد کو جانشین بنایا جائے گا۔ جو قریش میں سے ہوگا اور جب یہ بھی فوت ہو جائیں گے تو ایک ایسے شخص کو قریش میں سے والی بنایا جائے گا جس کی **سیرت نیک نہ ہوگی** اس کے برخلاف ایک شخص خروج کرے گا جس کی سیرت قحطانی کی سیرت کے مطابق ہوگی اور جس کا لقب منصور ہوگا۔

اس حدیث میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جس نائد کی نیابت کا ذکر ہے اسکا قریشی النسل ہونا بتلایا گیا ہے جیسے کہ حضرت مولانا نورالدین رح تھے۔ پھر آپ کی وفات کے بعد جو والی بنے گا اس کی سیرت نیک نہ ہوگی اس کے خلاف جو شخص خروج کرے گا اس کی سیرت پہلے جانشین کی مانند نیک ہوگی اور اسے منصور کا لقب دیا جائے گا۔

منصور لقب حارث والی حدیث

میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی فوج کے سپہ سالار کا آیا ہے پس یہ خروج کرنے والا شخص جس کی سیرت نیک اور پہلے جانشین کی سیرت پر ہوگی وہی حارث والی حدیث کا حضرت مسیح موعودؑ کی افواج کا منصور سپہ سالار ہے۔

اب ان احادیث سے ظاہر ہے کہ:

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جو شخص جماعت کا والی ہوگا وہ قریشی النسل اور نیک سیرت اور جماعت کو متحد کرنے والا ہوگا۔ اسی لئے اسے مہدی، قحطانی اور مقعد کے خطابات دیئے گئے ہیں۔

(۲) جب پہلا جانشین وفات پا جائے گا تو جو شخص **دوسرا** اس کے بعد والی بنایا جائے گا جس کی صفات یہ ہوں گی کہ وہ **نیک سیرت نہ ہوگا بلکہ اس کا شر اس کے خیر پر غالب ہوگا نیز یہ والی جماعت میں تفرقہ کا موجب بنے گا** اور اس شخص کی بڑی شناخت یہ ہے کہ **وہ جماعت کے لوگوں پر ظلم کرنے والا ہوگا۔**

(۳) اس والی کے ظلم کے خلاف (جو عقائد اعمال دونوں طرح کے ہوں گے) جو شخص خروج کرے گا وہ نیک سیرت اور پہلے والی کی سیرت پر ہوگا اور یہ وہی شخص ہے جسے دوسری حدیث میں مسیح موعودؑ کی افواج کا منصور سپہ سالار کہا گیا ہے۔ احباب غور فرماویں کہ کس صراحت سے مسیح موعودؑ کے بعد پیش آنے والے واقعات کو ان احادیث میں من وعن بتلا دیا گیا ہے مفصل تشریح کے لئے احباب کو مکرمی شیخ مصری صاحب کا مضمون مطالعہ کرنا چاہیئے جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو پھر کسی سے اس موضوع پر روشنی ڈالی جائے گی۔

جلسہ سالانہ کی تاریخیں
۲۵-۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اول)

ہوئے سُنا تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے لیث نے زیادہ کیا یونس نے کہا رزیق بن حکیم نے ابن شہاب کو لکھا اور میں اس دن ان کے ساتھ وادی القریٰ میں تھا کیا آپ کی رائے ہے کہ میں جمعہ پڑھوں اور رزیق ایک زمین پر عامل تھا جس پر وہ کاشت کرتا تھا اور اس میں حبشیوں وغیرہ کی ایک جماعت تھی اور رزیق اس دن ایلہ کا حاکم تھا تو ابن شہاب نے (جواب) لکھا اور میں سُن رہا تھا اسے حکم دیا کہ جمعہ پڑھے (اور) اسے خبر دی کہ سالم نے اس سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم سے ہر ایک سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا بادشاہ نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے اور اس سے اپنی رعیت کی پرسش ہوگی اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ کہا اور میرا خیال ہے کہ کہا اور مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا اور تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

نوٹ از حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ:۔

ایلہ شام اور مدینہ کے رستہ میں ایک مشہور شہر تھا۔ اور رزیق عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے اس کا حاکم تھا۔ مگر اس وقت خود ایلہ میں نہ تھا۔ بلکہ باہر کہیں زمینوں پر کاشت کا کام کراتا تھا۔ ابن شہاب نے ان کے خط کے جواب میں لکھا کہ آپ وہاں جمعہ پڑھا کریں۔ کیونکہ آپ وہاں کے امیر ہیں۔ اور جمعے کے انتظام کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔ اگر آپ انتظام نہیں کریں گے تو عنداللہ جواب دہ ہوں گے اور جواب میں ابن عمرؓ کی حدیث لکھدی کہ ہر شخص کسی نہ کسی طرح حاکم ہے اور رعیت کی بہبودی اور ان کی مذہبی اور قومی ضروریات کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔ حنفیہ نے جمعہ کے لئے بادشاہ کا ہونا شرط ٹھہرایا ہے تاکہ جمعے کا انتظام ہو۔ اس حدیث سے اس کی بھی تردید ہوتی ہے۔ ہر شخص جس کا جہاں تصرف ہو وہ ایک رنگ میں وہاں کا بادشاہ ہے۔

(فضل الباری)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۹ء

مولوی یعقوب خانصاحب کی بیعت خلافت

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کے روزنامہ "الفضل" میں مولوی محمد یعقوب خان صاحب کا ایک مضمون بعنوان "میری بیعت خلافت کی وضاحت" شائع ہوا ہے۔ بیعت خلافت ربوہ تو انہوں نے گذشتہ ماہ ہی کر لی تھی جس کا اعلان چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے لاہور کی قادیانی مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد کیا تھا۔ لیکن ہم نے مناسب نہ سمجھا کہ اس کا ذکر اخبار میں کیا جائے تاوقتیکہ خود ان کی طرف سے اعلان نہ ہو، اسی لئے سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک خط کے ذریعہ ان سے اس خبر کی تصدیق طلب کی لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب الفضل کے مذکورہ بالا پرچہ میں انہوں نے جو بیان دیا ہے اسے پڑھ کر حیرانی ہوئی ہے کہ انہوں نے خواہ مخواہ پیغام صلح کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ "وہ میری بیعت خلافت کو رنگ آمیزی اور حاشیہ آرائی کا موضوع" بنائیگا حالانکہ پیغام صلح اس وقت بھی جب وہ اپنی ناگفتہ بہ مجبوریوں کی وجہ سے خلیفہ ربوہ کے آستانہ پر بار بار حاضری دے رہے تھے انہیں معذور ہی سمجھتا رہا اور اب بھی جب کہ وہ انہی مجبوریوں کی وجہ سے ان کے ہاتھ پر بک چکے ہیں ان کی بیعت کو چنداں اہمیت نہیں دیتا، مجبوریوں کے علاوہ ان کی بیعت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ لمبے عرصہ سے مفلوج اور صاحب فراش ہوتے اور ایک لڑکے اور لڑکی کی ناگفتی خرابی نے ان کے دل کو اس قدر کمزور کر دیا ہے کہ انہیں پیر کا سہارا تلاش کئے بغیر چارہ نہیں رہا۔ کچھ بھی ہو ہم انہیں اس بارہ میں معذور سمجھتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ اس پر کوئی ریمارک کیا جائے۔ لیکن اپنے بیان میں انہوں نے بعض ایسی باتیں لکھدی ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے، مثلاً انہوں نے دونوں جماعتوں کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ظاہر ہے کہ اختلاف کو دُور کرنے کا ایک ہی معقول طریق ہے اور وہ یہ کہ تمام کی تمام جماعت خلافت کے دامن سے وابستہ ہو جائے خود نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ اس اُمت میں نبوت کا اسی لئے خاتمہ ہوا کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے جو دینی راہ پر قوم کو چلائیں گے۔"

یہ بالکل صحیح ہے، اور حضرت نبی کریم صلعم کے اسی ارشاد کو صحیح سمجھتے ہوئے ہی ہم نے خلیفہ رسول حضرت مسیح موعودؑ کے دامن سے وابستگی اختیار کی تھی، اور اس وابستگی کو اب تک قائم رکھے ہوئے ہیں۔ فی الحقیقت ختم نبوت کے بعد جن خلفاء کے آنے کا ذکر ہے وہ وہی خلفاء ہیں، جن کا ذکر حدیث مجدد میں کیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے آیت کریمہ لیستخلفنهم في الارض کے ماتحت اپنے آپ کو انہی مامور خلفاء میں سے قرار دیا ہے ربوہ کی غیر مامور خلافت اس سے مراد نہیں نہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد کسی ایسی خلافت کا ذکر کیا ہے، بلکہ اپنے بعد جماعت کا انتظام چلانے کے لئے انجمن کو جانشین قرار دیا اور فرمایا:

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"

لیکن جس خلافت کے دامن سے مولوی یعقوب خان صاحب نے وابستگی اختیار کی ہے اور احباب جماعت لاہور کو بھی اس سے وابستہ ہونے کی دعوت دے رہے ہیں یہ وہ خلافت نہیں جو ختم نبوت کے بعد جاری ہے اور اس کا یہ عقیدہ بھی نہیں ہے کہ "اس امت میں نبوت کا خاتمہ ہو گیا" اس کا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبوت اس امت میں جاری ہے اور رسول کریم صلعم کے تیرہ سو برس بعد حضرت مسیح موعودؑ منصب نبوت پر فائز ہو کر آئے اور ان کے نہ ماننے کی وجہ سے دنیا بھر کے ساٹھ ستر کروڑ مسلمان کافر ہو گئے۔ ملاحظہ فرمایئے میاں محمود احمد صاحب کا ارشاد:—

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے کذاب ہے۔" (انوار خلافت صفحہ ۶۵)

اب فرمایئے اس اعتقاد سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کس قدر زد پڑتی ہے جن کا یہ ارشاد خانصاحب نے نقل کیا ہے کہ "اس اُمت میں نبوت کا خاتمہ ہو گیا"۔ اور حضرت مسیح موعودؑ پر کس قدر زد پڑتی ہے جن کا فرمان ہے:—

"میں علے رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا نہ نیا۔" (انجام آتھم صفحہ ۲۷)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیہ کریمہ ولكن رسول الله وخاتم النبيين سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی کریم صلعم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔" (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۸۴)

"وان رسولنا خاتم النبيين وعليه انقطعت سلسلة المرسلين" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

[نیز] خود اپنے متعلق بار بار لکھتے ہیں کہ میں نبوت کا مدعی نہیں۔ ملاحظہ ہوں الفاظ ذیل:—

"ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳)

اب فرمایئں مولوی محمد یعقوب خان صاحب کہ جس خلافت کے دامن سے وابستہ ہونے کی دعوت انہوں نے دی ہے اس کا اعتقاد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے کہاں تک مطابق ہے کہ "ہمارا رسول خاتم النبیین ہے اور اس پر مرسلین کا سلسلہ ختم ہو گیا، خلافت ربوہ کے نزدیک تو جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہیں آئے گا جھوٹا اور کذاب ہے، اور مسیح موعودؑ کے نزدیک جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی آسکتا ہے وہ جھوٹا اور کذاب ہے بلکہ لعنتی ہے یہی نہیں بلکہ خلافت ربوہ کی طرف سے یہ فتویٰ بھی صادر ہو چکا ہے کہ:—

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سُنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

[نیز] حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:—

"ابتداء سے میرا مذہب یہی ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اس تضاد کے ہوتے ہوئے اور نبی کریم صلعم کے اس ارشاد کی موجودگی میں کہ "اس امت میں نبوت ختم ہو گئی" خانصاحب کی طرف سے خلیفہ ربوہ کے دامن سے وابستگی کی دعوت کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ فی الحقیقت یہ کہہ کر کہ "اس امت میں نبوت کا خاتمہ ہو گیا" خلافت ربوہ پر انہوں نے بڑی زبردست چوٹ لگائی ہے ہم نہیں سمجھتے کہ یہ فقرہ جماعت ربوہ کے لئے کس خوشی کا موجب ہو سکتا ہے، یہ ایک تصرف الٰہی ہے کہ ان کے قلم سے وہ بات نکلی ہے جو خلیفہ ربوہ کے اعتقاد کے بالکل خلاف ہے، اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خانصاحب خلافت ربوہ کی بیعت کے باوجود اعتقاداً جماعت لاہور ہی سے متفق ہیں۔

خانصاحب مکرم نے جماعت احمدیہ لاہور پر ایک ناپاک حملہ بھی کیا ہے وہ فرماتے ہیں:—

"ہماری جماعت لاہور وہ کردار ادا کر رہی ہے جو احمدیت کے مخالفین مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ کرتے تھے"

تعجب ہے کہ جو بات خلافت ربوہ پر صادق آتی ہے وہ جماعت لاہور کی طرف منسوب کی جا رہی ہے مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ تو یہی کہتے تھے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں اس لئے وہ کافر اور کاذب ہیں، یہی کردار خلافت ربوہ کا ہے وہ بھی اسی بات کی قائل ہے کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں، اور اس سلسلہ میں یہ بھی کہہ دیا گیا، کہ مخالف مولویوں کا یہ بیان سچا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت تھے اگر دشمن بھی کوئی سچی بات کہہ دے تو اسے مان لینا چاہیئے، گویا خلافت ربوہ کے نزدیک مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت قرار دینے میں حق بجانب تھے، اب آپ خود فیصلہ کریں کہ مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ کا کردار کون ادا کر رہا ہے خلافت ربوہ یا جماعت لاہور جو بات دن دعویٰ نبوت کی تردید کرتی اور حضرت مسیح موعودؑ کو پکا اور سچا مسلمان ثابت کرتی ہے، خانصاحب کا ہم پر الزام ہے کہ جس طرح مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ "پورا زور اس پر لگاتے تھے کہ کسی طرح احمدیت کو دنیا میں فروغ حاصل نہ ہو ہمارے مسلک کا لب لباب تقریباً اس کے برابر ہے یعنی یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا نام و نشان مٹ جائے۔"

غور کیجئے خانصاحب کے استدلال کے رُو سے مسیح موعودؑ کی طرف دعوٰے نبوت منسوب کرنا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینا گویا احمدیت کو دنیا میں فروغ دینے کا موجب ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کو اس الزام سے بری قرار دینا احمدیت کو مٹانے کے مترادف ہے بریں عقل و دانش بباید گریست ہم خانصاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خلافت ربوہ کے معتقدات ہی احمدیت کا نام و نشان مٹنے کا موجب ہو سکتے ہیں، جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات یقیناً غیر از جماعت لوگوں کے لئے کشش اور احمدیت کے فروغ کا موجب ہوں گے، اور ہو رہے ہیں، پاکستان میں جماعت ربوہ کے معتقدات بہت حد تک روک کا موجب ہیں کیونکہ عوام ان کے لئے دونوں جماعتوں میں امتیاز کرنا مشکل ہے تاہم فہمیدہ اور سنجیدہ طبقہ کے لوگ ہمارے معتقدات سے واقف ہو کر جماعت میں داخل ہونے سے دریغ نہیں کرتے، لیکن بیرون ملک ہماری جماعت کی کوششوں سے احمدیت کو بہت فروغ حاصل ہو رہا ہے، مثلاً ٹرینیڈاڈ، ڈچ گیانا، برٹش گیانا میں شیخ محمد طفیل صاحب کی تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کی تعداد دس ہزار تک پہنچ چکی ہے اور وہاں سے حضرت امیر ایدہ اللہ کو ایک جماعتی کانفرنس کی صدارت کے لئے دعوت آئی ہے اور آپ آئندہ جنوری میں وہاں تشریف لے جا رہے ہیں

ایسا ہی جزائر فجی میں ایک بہت بڑی جماعت ہے جو دن بدن بڑھتی جا رہی ہے، ان حالات کے ہوتے ہوئے خانصاحب کا یہ کہنا کہ جماعت لاہور حضرت مسیح موعودؑ کا نام و نشان مٹانے کے درپے ہے کہاں تک صداقت پر مبنی ہے، انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ جماعت خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کے نام کو بلند کرنے اور احمدیت کو فروغ دینے کے لئے رات دن کوشاں ہے، اس کا اخبار پیغام صلح تو شروع ہی سے آپ کی صداقت کو زبردست دلائل سے ثابت کرتا چلا آرہا ہے، اس کی ہر اشاعت کی پیشانی پر جماعت احمدیہ کی غرض لکھی جاتی ہے جس کا نتیجہ ہے کہ کئی غیر از جماعت اصحاب اس اخبار کے مطالعہ سے آپ کی صداقت کے قائل ہو کر جماعت میں شامل ہو چکے ہیں) اور اخبار "لائٹ" بھی جس میں مولوی یعقوب خانصاحب حضرت مسیح موعودؑ کا نام لینا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ سم قاتل سمجھتے تھے، جس دن سے ان کے ہاتھ سے نکل کر جماعت کے ایک اور قابل رکن اور حضرت مسیح موعودؑ کے فدائی مرزا محمد حسین صاحب کے ہاتھ میں آیا ہے اس کے اندر احمدیت کی روح پیدا ہو گئی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے ثبوت میں مسلسل اور پُرجوش مضامین اس میں نکل رہے ہیں، اس کے علاوہ احمدیت کی تائید میں کتابوں اور پمفلٹوں کی صورت میں بھی بے شمار لٹریچر جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا اور ہو رہا ہے، اس کو خان صاحب مسیح موعودؑ کے نام و نشان کو مٹانا سمجھتے ہیں تو ان کی مرضی۔

لیکن ہم ان سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی تصنیفات "تحریک احمدیت" "مسیح موعود" "المسیح الدجال و یاجوج ماجوج"، حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی تصنیف "مجدد کامل" حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ کی تصنیف "مجدد اعظم"، ابھی حال ہی میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی ایک تصنیف بعنوان "احیاء اسلام اور جماعت احمدیہ کی خصوصیات" شائع ہوئی ہے، اور ایسا ہی جماعت احمدیہ لاہور کے کئی اور ممبران کی تصنیفات جو احمدیت کی تائید میں لکھی گئیں احمدیت کے نام و نشان کو مٹانے والی ہیں؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ کتب جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شائع کی ہیں، مثلاً براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام، حقیقۃ الوحی، اسلامی اصول کی فلاسفی، ازالہ اوہام، تریاق القلوب، حجۃ اللہ، نجم الہدیٰ عربی اردو، برکات الدعا، ضیاء الحق، نور القرآن، نور الحق، فتح اسلام، خطبہ الہامیہ، تحفہ بغداد، تحفہ قیصریہ، درثمین وغیرہم کیا احمدیت کا نام و نشان مٹانے والی کتابیں ہیں؟

خانصاحب کو معلوم ہوگا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے اردو اور انگریزی تفسیر قرآن میں جا بجا حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام کا ذکر کیا ہے، مثال کے طور پر ذیل کی عبارت ملاحظہ کیجئے جو سورہ آل عمران کی آیت ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی تفسیر کرتے ہوئے انہوں نے لکھی ہے:-

"اس زمانہ میں جب دعوت الی الاسلام کے کام سے اکثر مسلمان غافل ہو رہے ہیں تو اللہ تعالے نے اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اپنی جناب سے یہ الہام کیا کہ وہ ایک جماعت اس غرض کے لئے تیار کریں اور یہ بھی ان کو الہام کیا بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد، جس میں درحقیقت وہی وعدہ ہے جو اولئک ھم المفلحون میں ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کو دیا گیا ہے چنانچہ آپ نے بارہا یہ اعلان کیا کہ میرے آنے کی اصل غرض یہی ہے کہ تا اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ ہو اور آپ جو اقرار اس سلسلہ میں داخل ہونے والوں سے لیتے تھے یا جو اقرار آپ کے جانشین لیتے ہیں وہ یہی ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اس اقرار کا اصل منشاء بھی یہی ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جن کی متحد غرض خدمت دین ہو گویا آپ نے مسلمانوں کے اندر اس حکم کی تعمیل کے لئے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ایک جماعت بنانی چاہی ہے۔ پس ہر ایک شخص جو اس جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ درحقیقت یہ عہد کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کا اصل نصب العین صرف دعوت الی الاسلام رکھے گا اور ظاہر ہے کہ بغیر ایک جماعت اور نظم و اتحاد کے کوئی کام نہیں ہو سکتا جو لوگ اس کام میں رکاوٹ ڈالتے ہیں وہ اسلام کی خیر خواہی نہیں کرتے کیونکہ جس قدر یہ جماعت ترقی کرے گی اسی قدر دعوت الی الاسلام کا کام بھی ترقی کرے گا۔"

ایسا ہی اور بھی متعدد جگہوں پر حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی خدمات اسلام کا ذکر کیا گیا ہے، جن کو بسبب طوالت مضمون نقل نہیں کیا جا سکتا، کیا خانصاحب مکرم بتائیں گے کہ یہ احمدیت کا نام و نشان مٹانے والی تحریریں ہیں، یا اس کے فروغ کا ذریعہ؟

خانصاحب فرماتے ہیں:-

"جب سے ہم نے خدا کے مامور کے دامن پر گرفت کمزور کر دی ہے، اللہ تعالےٰ کی نصرت سے ہم محروم ہو گئے ہیں اس کی ایک بین مثال یہ ہے کہ ہمارا بہت مشہور و معروف مشن جو ہمارا "سرمایہ ناز" تھا ہم سے چھن گیا ہے۔"

یہ ایک اور انوکھی بات خانصاحب نے کی ہے، ہمارا "سرمایہ ناز" مشن تو خدا کے فضل سے اب بھی جاری ہے اور احمدیہ اسلامک سنٹر کے نام سے لندن میں ایک مرکز بھی قائم ہو رہا ہے۔ البتہ مسجد ووکنگ خدا کے مامور کے دامن پر گرفت کمزور ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ مضبوط گرفت کی وجہ سے چھن گئی ہے۔ ہمارا احمدی ہونا غیر از جماعت مسلمانوں کو کھٹکتا تھا اسی وجہ سے انہوں نے یلغار کر کے مسجد ہم سے چھین لی لیکن یہ مسجد ان کے ہاتھ میں بھی نہیں رہی اور وہ وقت آنے والا ہے، جب پھر یہ مسجد ہمارے ہی قبضہ میں ہوگی، مگر خانصاحب سے یہ بھی دریافت طلب ہے کہ جب اس "سرمایہ ناز" مشن میں وہ خود کام کرتے تھے تو خدا کے مامور کے دامن پر ان کی اپنی گرفت کیسی تھی؟ کتنے لیکچر انہوں نے خدا کے مامور کی تائید میں دیئے؟ اور کتنے انگریزوں کو انہوں نے احمدی بنایا؟ پھر کیا خدا کے مامور کے دامن پر حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کی گرفت بھی کمزور تھی جنہوں نے حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ کو یہ ہدایت کی کہ انگلستان میں صرف لا الہ الا اللہ کا وعظ کیا جائے، خانصاحب کو سوچنا چاہیئے یہ کیا بات انہوں نے کہدی ہے، کیا کسی مذہبی عمارت یا جگہ کا ہاتھ سے نکل جانا ایمانیات کی کمزوری کا موجب ہوا کرتا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کو چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا اور جب آپ رویائے الہی کے مطابق حج کعبہ کے لئے تشریف لے گئے تو رستہ میں روک دیئے گئے اور حضور صلعم کو ناکام واپس لوٹنا پڑا کیا یہ معاذ اللہ آپؐ کے ایمان کی کمزوری کا نتیجہ تھا؟ آج بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر یہودیوں کے قبضہ میں جا چکا ہے۔ اسے خانصاحب کے استدلال کے مطابق مسلمانوں کی کمزوری ایمان ہی کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے؟ اسی طرح یہ بھی قابل غور امر ہے کہ قادیان کے کالج کی بلڈنگ آج کل سکھوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور خانصاحب کے خلیفہ صاحب کو وہاں سے بھاگنا پڑا اور اپنا مرکزی ادارہ کافروں کے سپرد کرنا پڑا۔ کیا یہ نقصان ان کے ایمان کی کمزوری کے باعث ہوا؟ خانصاحب جیسے آدمی کے منہ سے ایسی بہکی بہکی باتیں کہاں تک سزاوار ہیں؟

ایک اور بات خانصاحب نے یہ لکھی ہے:-

"جماعت ربوہ روز بروز ترقی پذیر ہے ہمارے اپنے مبلغین کا اعتراف ہے کہ جو بھی آدمی ہمارے زیر تبلیغ ہوتا ہے وہ بالآخر جماعت ربوہ میں ہی داخل ہوتا ہے۔"

جماعت ربوہ روز بروز ترقی پذیر ہے یا روبہ تنزل، اس کا فیصلہ تو آئندہ واقعات کریں گے، ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ آئے دن کئی فہمیدہ اور قابل احمدی جماعت ربوہ سے نکل کر جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو رہے ہیں ان پرانے احباب کا ہم ذکر نہیں کرتے جن میں حضرت مولانا محمد احسن صاحب امروہی اور حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔ ان کے علاوہ گذشتہ چند ہی سالوں میں جو لوگ جماعت ربوہ سے نکل کر آئے ان کی تعداد چالیس پچاس سے کم نہیں، اور ان میں سے حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان مولانا عبدالمنان عمرؔ، مولانا عبدالوہاب عمرؔ کے علاوہ مرزا محمد حسین صاحب ایڈیٹر لائٹ مولوی عبدالحمید ، پروفیسر غلام رسول صاحب، ڈھاکہ کے ڈپٹی خلیل الرحمٰن خادم سابق امیر جماعت ربوہ مولانا سمیع اللہ صاحب بمبئی سابق مبلغ ربوہ، صلاح الدین ناصر صاحب، ملک عزیز الرحمٰن صاحب برادر خورد ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی، راجہ بشیر احمد ابن راجہ علی محمد سابق امیر قادیانی جماعت گجرات، مولوی محمد حیات تاثیر مولوی فاضل وغیرہ وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں ہم نہیں جانتے جماعت لاہور کا وہ کون مبلغ ہے جس نے خانصاحب سے کہدیا کہ جو بھی آدمی زیر تبلیغ ہوتا ہے وہ بالآخر داخل جماعت ربوہ میں ہی ہوتا ہے، یہ بالکل غلط ہے اس کے برخلاف ہمارے پاس ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ بعض آدمی اہل ربوہ کے زیر تبلیغ تھے اور وہ بالآخر جماعت احمدیہ لاہور میں ہی آکر داخل ہوئے، اس وقت بھی یوگنڈا کا ایک نوجوان جو پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کا سٹوڈنٹ ہے اور اپنے ایک ربوی کلاس فیلو کے زیر تبلیغ تھا، تحقیقات کرنے کے بعد جماعت احمدیہ لاہور میں آکر شامل ہو گیا ہے۔

مناظرہ کا چیلنج منظور

خانصاحب نے اسی مضمون میں مناظرہ کا بھی چیلنج دیا ہے جو ہم بخوشی منظور کرتے ہیں، انہوں نے مجلس مناظرہ کی صدارت کے لئے چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کا نام پیش کیا ہے حالانکہ اس سے پہلے چودھری صاحب موصوف کو حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے مسئلہ خلافت پر بحث کی دعوت دی، لیکن چوہدری صاحب خاموش رہے اور جب ان کے کسی رفیق نے ان کی توجہ اس طرف منعطف کی تو انہوں نے یہ کہکر ٹال دیا کہ مولوی صدر الدین صاحب کا میرے دل میں احترام ہے اس لئے میں اس کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھتا، بہر حال مجوزہ مناظرہ میں صدارت تین آدمیوں پر مشتمل ہونی چاہیئے۔ ایک نمائندہ جماعت احمدیہ لاہور کا ہو، دوسرا جماعت ربوہ کا اور تیسرا کوئی غیر از جماعت قابل اور فہمیدہ مسلمان ہو، مناظرہ پنجاب یونیورسٹی کے سینٹ ہال میں ہو، اور دونوں جماعتوں کے سربراہ مناظرہ کریں۔ مضامین مناظرہ

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۱)

روزہ کا مقصد قوم کے اندر ملکوتی صفات اور حسنِ کردار پیدا کرنا ہے

پیغمبرِ اسلام اقوامِ عالم کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کرنا چاہتے ہیں

لیکن مسلمان، مسلمان کا دشمن ہے

قوم کے کمزور حصہ کی خیر خواہی اور دستگیری کرنا مسلمان قوم کا فرض ہے۔

خُطبہ عِیدُالفِطر
مؤرخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت امیرِ قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یٰایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ـــــ شہر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس وبینٰت من الھدٰی۔ (البقرہ ۱۸۳ تا ۱۸۵)

روزہ کا مقصد

قرآن کریم میں روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ آپ نے ۲۹ یا ۳۰ دن روزے رکھے۔ اس مشقت کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھوکا مارنا نہیں چاہتا۔ روزہ کا مقصد اس آیت کے حصہ ـــــ لعلکم تتقون میں بیان کیا گیا ہے کہ خدا کی عبادت کرو اور وہ باتیں جو تمہارے لئے اور دوسروں کے لئے مضر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ یہ یہ باتیں مضر ہیں ان باتوں سے بچو۔ اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ اس قوم کو با اخلاق اور باکردار بنانا چاہتا ہے۔ اس کے بغیر کوئی قوم معزز نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا کہ روزہ کا مقصد یہ ہے کہ قوم کے اندر حسنِ کردار پیدا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم دی ہے اور اس کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ انسان اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا بہترین نمونہ ہے اور یہ ساری کی ساری کائنات انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے چنانچہ فرمایا ولقد کرمنا بنی اٰدم۔ ہم نے اولادِ آدم کو قابلِ تعظیم و تکریم بنایا ہے۔ اگر یہ انسان ہمارے اوامر و نواہی پر عمل کرے تو یہ فرشتہ، فرشتہ سے بڑھ بلکہ خدا نما ہو جاتا ہے اور اگر یہ اعراض اور انحراف کرے تو یہ حیوانوں سے بدتر بن جاتا ہے۔ اس مقصد کو اپنے سامنے رکھیئے۔ کیونکہ اللہ اور اس کا رسول صلعم اس قوم کو بلند مقام پر پہنچانا چاہتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات باعثِ شرف و عظمت ہیں

فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک
قرآن کریم کی تعلیمات کی برکت سے حضور نبی کریم صلعم کو شرف و عظمت حاصل ہو گئی اور یہی شرف و عظمت ان کی قوم کو حاصل ہو گی۔

اقوامِ عالم ایک ہی جماعت کا حکم رکھتی ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کی اقوام کے لئے ایک ہی پیغمبر ہیں۔ قرآن کریم سب پیغمبروں پر جو آپ سے پہلے آئے ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اس لئے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دنیا کے پیغمبروں کو اپنا پیغمبر یقین کرے اور دنیا بھر کی آسمانی کتابوں پر ایمان لائے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلعم دنیا بھر کی قوموں کو ایک ہی پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بہت بلند مقام ہے۔ فرمایا کان النّاس اُمّۃً واحدۃ۔ دنیا کی ساری قومیں ایک ہی جماعت کا حکم رکھتی ہیں۔

انسان کی جسمانی اور روحانی نشو و نما اور تربیت کے سامان

اس امر کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن کریم کے شروع ہی میں فرمایا الحمد للہ ربّ العٰلمین۔ ہم ساری قوموں کے ربّ اور خالق ہیں جس طرح ہم نے جسم و جان کی پرورش اور نشو و نما کے لئے زمین و آسمانوں کو انسان کی خدمت پر مامور کر رکھا ہے، اسی طرح سے انسان کے قلب و نظر اور روح کی تربیت و پرورش کے لئے آسمانی کتب نازل کی ہیں جن میں نور اور ہدایت ہے۔ اور پیغمبروں نے اس ہدایت پر چل کر عملی نمونے قوموں کے سامنے رکھے ہیں۔

بین الاقوامی اتحاد

قرآن کریم آخری آسمانی ہدایت ہے جو دنیا کی تمام اقوام کے لئے ہے جس کی تعلیمات کا عملی نمونہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات والاصفات سے دکھلایا۔ بین الاقوامی اتحاد کتنا بڑا عظیم الشان مقصد ہے جو حضور نبی کریم صلعم کے سامنے ہے آپؐ نے عرب کی تمام قوموں کو ایک کر کے دکھلا دیا۔ آج اگر دنیا میں کسی پیغمبر کی وجہ سے امن اور اتحاد پیدا اور قائم ہو سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

مسلمان کی عملی حالت

لیکن واحسرتا افسوس کہ جس قوم کو یہ سبق سکھایا گیا تھا کہ تم منفرق اقوام کو اپنے اعتقادات اور اخلاق کے ذریعہ سے متحد کرو آج وہ قوم اپنے ہی اتحاد کو پارہ پارہ کر رہی ہے۔ ایک دوسرے کو کافر قرار دینا اس کا شعار ہے۔ وہ مسلمان جو ہر روز نمازوں میں الحمد للہ ربّ العالمین پڑھتا ہے وہ اپنی ہی قوم کے درپئے آزار ہے اور ایک دوسرے کو کافر کہہ کر تفرقہ و انتشار پیدا کر رہا ہے حالانکہ حضرت نبی کریم صلعم نے تمام اقوام میں اتحاد پیدا کرنے کی تعلیم دی ہے۔

حضور صلعم کی قوم کو تلقین

حضور صلعم نے فرمایا کہ تمام کی تمام قومیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں۔ اللہ ہی ہمارا موجد و خالق ہے اور ساری کی ساری قومیں ایک جماعت کا حکم رکھتی ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا پیارا وہ ہے جو اس کی مخلوق سے محبت کرتا ہے اور جو خدا کی مخلوق کی محتاجی کو دور کرتا ہے۔ یہ سبق ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو دیا ہے۔ مسلمان کا دل مشرق اور مغرب سے زیادہ چوڑا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ واحسرتا اس قوم پر جس نے حضور صلعم کی تعلیم و تلقین کو فراموش کر کے ملت کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ آج اس قوم کے افراد اپنی ہی قوم کے دشمن ہیں اور ایک دوسرے کو کافر و فاسق کہتے ہیں حالانکہ سب کا کلمہ ایک سب کا خدا اور رسول ایک اور سب کا قرآن ایک ہے۔

مسلمان کون ہے

وہ سب حضور صلعم کے اس ارشاد سے واقف ہیں من صلّٰی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم۔ جو کوئی ہماری طرح کی نماز پڑھتا ہے ہمارے قبلہ رخ ہو کر عبادت الٰہی کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے۔ پس تم مولویوں سے مت پوچھو اپنی آنکھ سے دیکھو کہ جس کو تم کافر کہتے ہو اس کا کیا عمل ہے۔ اگر اس کا عمل ایسا ہے کہ وہ عبادت و ریاضت اور اکل و شرب میں تمہارا ہم مشرب ہے تو وہ مسلمان ہے۔ آج مسجدوں میں فساد ہے ایک مسجد دوسری مسجد کو برا سمجھتی ہے۔

عید اور فطرانہ عید

دوسرا سبق یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ عید کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک نماز عید سے پیشتر اپنی قوم کے غرباء کا خیال نہ رکھا جائے۔ اور قوم کے کمزور حصہ کی احتیاج کو دور نہ کیا جائے اس غرض کے لئے نماز سے پہلے فطرانہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بڑا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی احتیاج کو دور کیا جائے اور عید کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک غرباء کے لئے فطرانہ ادا نہ کر دیا جائے۔ (باقی بر صفحہ ۴ کالم ۲)

اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق و موجد ہے

اور اس کا انتظام و انصرام اس کے ہی ہاتھ میں ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم کی نظری اور عملی قوت۔

رضاء الٰہی کے حصول کے لئے نفس کی تمام بد تحریکات کا مقابلہ کیا جائے

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس

لاہور

للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ

(سورۃ بقرہ آخری رکوع)

کائنات کی وسیع و عریض مملکت

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں یہ سورۃ تقریباً اڑھائی پارے پر مشتمل ہے۔ ان اڑھائی پاروں میں اللہ تعالےٰ نے اس قوم کی تربیت کے لئے بہت سے قیمتی احکام بیان فرمائے ہیں۔ ان احکام کی پابندی کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ یہ اس ذات کی طرف سے ہیں جس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے۔ اس کائنات پر اسی کا تصرف ہے۔ اور اس کائنات کی تدبیر مملکت اس کے ہی ہاتھ میں ہے۔

تدبیر سلطنت کرنا نہایت مشکل ہے

کسی چھوٹے سے چھوٹے ملک پر کامیابی کے ساتھ حکومت کرنا بہت مشکل کام ہے۔ عرصہ بائیس تئیس سال کا گذر گیا اس عرصہ میں معلوم ہو گیا ہے کہ پاکستان جیسی چھوٹی سی مملکت کو چلانا کس قدر مشکل ہے۔ ہندوستان کی مملکت کو چلانا ہندوؤں کے لئے آسان نظر نہیں آتا۔ امریکہ میں آئے دن حبشیوں کی بغاوت چلتی ہے۔ وہ اپنے حقوق طلب کرتے ہیں۔ یہی حال انگلستان، جرمنی فرانس اور روس کی حکومتوں کا ہے۔ معلوم ہوا کہ سلطنت کا چلانا آسان نہیں۔ اس زمین پر بہت سی مملکتیں اور حکومتیں ہیں جن پر بڑے بڑے لائق و فائق اور مدبر و منتظم بادشاہ حکمران ہیں لیکن وہ حکمرانی سے عاجز آجاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نہ صرف اس کائنات کا خالق و موجد ہے بلکہ اس کا انتظام بھی چلاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی عظمت و قدرت اور اس کا علم و حکمت۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی عظمت و کبریائی کس قدر ہے کتنا باریک اس کا علم ہے اور اس کے احسانات کی کوئی انتہا نہیں۔ اس وسیع و عریض کائنات کی تدبیر سلطنت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے آسمان کی بلندیوں اور اس کی وسعت کا علم آج تک انسان کو معلوم نہیں ہوا اور یہ علم کبھی نہیں حاصل ہو سکے گا۔ کائنات میں سیارگان اور کواکب کی کتنی تعداد ہے یہ سب فضا میں معلق ہیں۔ تمام کائنات اور اجرام سماوی اللہ تعالےٰ کے تصرف میں ہیں۔ یہ سورج اور قمر اس کے قانون قدرت کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔ اور دن رات محو گردش ہیں کبھی لیٹ نہیں ہوتے اور کبھی وقت سے پہلے نمودار نہیں ہوتے وہ بے جان ہیں ان کے اندر قوت ارادی نہیں اللہ ہی کے تصرف میں کام کر رہے ہیں وہی اس زمین اور آسمانوں کی سلطنت کو چلاتا ہے آسمان کا تعلق زمین سے ہے۔ سورج کا ہماری زمین سے تعلق ہے اگر ایک دفعہ کے لئے بھی سورج کا تعلق ہماری زمین سے ٹوٹ جائے تو تمام زمین تاریک ہو جائے اور سرد ہو جائے نباتات جل جائیں زمین کا سارا انتظام درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ سورج کی روشنی اور حرارت کی وجہ سے ہی زندگی ہے۔ وجعلنا من الماء کل شئی حیّ۔ سورج کے علاوہ پانی بھی زندگی کا موجب ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی عظمت و کبریائی اور قدرت و حکمت اور علم و احسانات کس قدر بے پایاں ہیں۔ فرمایا للہ ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض۔ اس زمین و آسمان کے موجد اور خالق ہم ہیں۔ اس کو چلانے اور اس کا انتظام و انصرام کرنا ہمارے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کی رہنمائی فرمائی ہے

ایک مرغی کا بچہ پیدا ہوتے ہی زمین پر چونچ مارنے لگتا ہے۔ گائے کا بچھڑا خود ہی دودھ کی تلاش کرتا ہے۔ یہ کس نے ان کو سکھایا ہے لوگوں نے چیتے کے بچے کو پالا ہے۔ ہزار کوشش کریں کہ چیتا گھاس کھائے قطعاً نہیں کھاتا دُنبے کا بچہ گوشت کو منہ نہیں لگائے گا۔ یہ ہدایت کس نے ان کو دی ہے۔ فرمایا ربنا الذی خلق کل شئی ثم ھدیٰ۔ اللہ نے ہر شے کو پیدا کیا ہے اور اس کی رہنمائی فرمائی ہے۔ آم اور بکائن کے درخت اپنے مطلب کے اجزاء حاصل کرتے ہیں۔ ان کو یہ ہدایت کس نے دے رکھی ہے۔ یہ رہنمائی اللہ کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مخلوق پر احسان

کیڑے مکوڑوں، درندوں پرندوں وغیرہ تمام مخلوق کی زندگی کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے والا بھی وہی اللہ ہے تو اللہ کی کس قدر عظمت ہے، کتنا علم ہے کتنی بڑی قدرت ہے اور کتنا اس کا احسان ہے کہ یہ تمام کی تمام کائنات انسان کی خدمت کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فیوض و احسانات

انسان کی فطرت میں ہے کہ اگر کوئی اس پر احسان کرے تو اس کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ راجے مہاراجے کسی کو نوازتے ہیں تو دن رات ان کے گُن گائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے تو ہم دن رات احسانات کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ انسان کی اسی فطرت کے پیش نظر فرمایا للہ ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض۔ زمین و آسمانوں پر ہماری حکومت ہے، ہماری قدرت و عظمت اور علم و کبریائی اور ہماری بے کاف احسانات کی کوئی انتہا نہیں۔

علم الٰہی غیر محدود ہے

ان فیوض الٰہی کے بیان کرنے کے بعد فرمایا

ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ تمہارے اعمال کو ہم دیکھتے ہیں۔ ہم تمہارے دلوں کے ارادوں اور نیتوں کو جانتے ہیں کوئی فعل چھپ چھپا کر کرو ہم کو اس کا علم ہے۔ انّ اللہ لا یخفی علیہ شئی کوئی چیز بھی خدا تعالےٰ کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو سکتی۔ اپنی کبریائی عظمت و قدرت علم اور احسانات کے ذکر کے بعد فرمایا کہ اگر تم اس بادشاہ کو خوش کر لو تو تمہارا بیڑا پار ہو جائے گا۔ اگر تم بناوٹ سے مسلمان بنے رہو تو تمہاری بناوٹ سے ہم باخبر ہیں۔ تمہارے اعمال اکارت جائیں گے

محاسبہ نفس کی تلقین

حضورؐ نے فرمایا من حاسب نفسہ فلم یحاسبہ اللہ یوم القیامۃ جس کسی نے اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کا محاسبہ نہیں کرے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو حکم دیا ہے کہ تم اپنے نفس کا محاسبہ کرو اور نفس کے ساتھ مجاہدہ کرو۔ جاھدوا بانفسکم اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ و مقابلہ اس طور سے کرو کما تجاھدون اعداکم۔ جس طرح تم اپنے دشمن کا مقابلہ کرتے ہو۔ اور اپنی حفاظت کے لئے پورا پورا زور لگاتے رہو اسی طرح نفس کی تحریکات کے مقابلہ کے لئے تیار رہو۔ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء۔ اس حکم کی تعمیل کے بعد اگر تم سے کوئی لغزش ہو جائے۔ اپنے محاسبہ نفس کے بعد اگر تم سے بلا ارادہ کوئی غلطی صادر ہو جائے تو ہم بخشنے والے ہیں۔ لیکن جو شخص گناہ پر اصرار کرتا ہے اور وہ معصیت میں پختہ ہو جاتا ہے تو ہم اس کو عذاب دیتے ہیں۔ واللہ علیٰ کل شئی قدیر اللہ کو ہر قسم کی قدرت حاصل ہے وہ بڑی طاقتوں اور قدرتوں والا ہے۔

آنحضرت صلعم کی عبودیت

اس تلقین کے بعد فرمایا آمن الرسول

اگر ربوبیت کی یہ شان ہے کہ وہ تمام کائنات کا خالق و موجد ہے اور وہ مالک السموات والارض ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت کی بھی یہ شان ہے کہ انتہائی درجے تک پہنچی ہے۔ غرض اگر الوہیت لاجواب ہے تو حضور صلعم کی عبودیت بھی لاجواب ہے فرمایا انا اول المؤمنین۔ ایمان کے لحاظ سے بھی میں بڑے زبردست اور پختہ ایمان کا مالک ہوں وانا اول المسلمین اور عمل کے لحاظ سے بھی میں بہترین مسلمان ہوں۔ اسی لئے اللہ تعالے نے فرمایا وانک لعلی خلق عظیم کتنا بڑا سرٹیفکیٹ ہے جو اللہ تعالے نے اپنے محبوب پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے سبحان اللہ العظیم۔ حضور صلعم کے ایمان اور اعمال میں پختگی ہے۔ اللہ کی راہ میں کیا کچھ دکھ حضور صلعم نے برداشت نہیں کئے ہجرت کرتے ہیں۔ میدان کارزار میں اپنی جان پیش کرتے ہیں۔ بادشاہ ہو کر دنیا کے قریب نہیں جاتے۔ یہ ہے اول المؤمنین اور اول المسلمین کا نمونہ۔

آنحضرت صلعم عظیم الشان لیڈر ہیں

آگے فرمایا والمؤمنون۔ اس میں حضور صلعم کی ایک اور شان بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلعم ایک عظیم الشان لیڈر ہیں۔ حضور صلعم پر آپ کی قوم فدا تھی۔ ایک مقام پر فرمایا کہ ان اللہ ایدک بنصرہ و بالمؤمنین۔ اللہ تعالے نے خود بھی آپؐ کی نصرت فرمائی اور مؤمنوں کی جماعت کو بھی توفیق دی کہ وہ آپؐ کے کاروبار میں آپؐ کے انصار ہو جائیں۔ پس آپؐ کے ساتھیوں کی بھی اللہ تعالے نے یہی شان بیان فرمائی ہے۔ لیڈر وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے لئے خیر خواہی اور دلربائی رکھتا ہو۔ حضور صلعم نے فرمایا صحابی کالنجوم میرے ساتھی ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی لوگ راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں اور فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قرآن کریم کی تعلیمات کی وجہ سے میری امت کے علماء حق بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں حضور صلعم نے انفرادی طور پر بھی اپنے فدائیوں اور جاں نثاروں کی تعریف فرمائی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرمایا کہ لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر جس نے مجھ پر احسان کیا ہے وہ ابوبکرؓ ہیں۔ بھلا کسی لیڈر نے کبھی ایسا کہا ہے کہ ہم پر ہمارے کسی متبع کا احسان ہے۔

نبی کی تعریف

یہ اخلاق اللہ تعالے اس لئے بیان فرماتا ہے کہ لوگ ان اخلاق سے اپنے تئیں متصف کریں۔ فرمایا کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ۔ حضور صلعم اور آپؐ کی قوم کو یقین ہے اللہ تعالے کی ذات پر۔ اللہ کے فرشتوں پر جو اللہ کی طرف سے پیغام لاتے ہیں اور اس پیغام پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اور جس پر یہ پیغام اترے اس پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اور رسول وہ ہے جس پر کوئی فرشتہ پیغام الٰہی لے کر نازل ہو۔ اور جس پر فرشتے نہیں اترتے وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا وقالوا سمعنا۔ حضور صلعم اور آپؐ کی قوم کی قوت نظری یہ ہے کہ وہ ایک ایک چیز کو قبول کرتے ہیں۔ اور فرمایا واطعنا۔ ہم نے فرمانبرداری کی۔ جہاں آپؐ اور آپؐ کی قوم کو قوت نظری حاصل ہے تو قوت عملیہ بھی حاصل ہے ان کے ایمان میں روشنی ہے۔ اس روشنی کے لحاظ سے ان کے اعمال میں نور نظر آتا ہے۔

دعائے ابراہیمیؑ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی:۔ رب هب لی حکما والحقنی بالصالحین۔ اے اللہ مجھے حکمت بھرا ایمان نصیب فرما۔ یہ تو مجھے عرفان حاصل ہو اور عمل میرا یہ ہو کہ میرے اعمال کے اندر صلاحیت ہو تاکہ زمرۂ صالحین میں میرا شمار ہو۔

حضور صلعم کی قوم کا ایمان

قالوا سمعنا واطعنا میں بھی حضور صلعم اور آپؐ کی قوم کا عرفان نظر آتا ہے یہاں مفعول کا ذکر نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کے اندر جو احکام آپؐ نے عطا فرمائے ہیں ان پر ہمارا ایمان ہے اور ان پر ہمارا عمل بھی ہے۔ غفرانک ربنا۔ اے مولا کریم تیرے احکام کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ ہم گھبرا کر دعا کرتے ہیں۔ ہم نے تیرے حضور حاضر ہونا ہے۔ اگر کوئی تقصیر ہو جائے تو تو ہم کو معاف فرما۔ غفرانک میں پورا جملہ نہیں ہے۔ گھبراہٹ کے وقت پورا جملہ زبان پر نہیں آتا۔ غفرانک سے گھبراہٹ اور اضطراب نظر آتا ہے کہ اے مولا کریم تیری ہی عبادت اور استغفار کرتے ہیں۔ غفرانک میں ”انا“ مخفی ہے کہ ہم تجھ سے ہی مغفرت چاہتے ہیں۔ اگر تیری بادشاہت بے پایاں اور بیکران ہے تو اس وسعت کے لحاظ سے تیری مغفرت بھی ہے۔ والیک المصیر۔ ہم نے آخر کار [illegible]

(مولانا یعقوب خانصاحب کی بیعت خلافت۔ بقیہ صفحہ ۲)

حسب ذیل ہونے چاہئیں :۔

(۱) اجرائے نبوت اور نبوت مسیح موعودؑ۔

(۲) مسئلہ تکفیر مسلمین۔

(۳) مسئلہ خلافت مسیح موعودؑ۔

کیا ہم امید کریں کہ خانصاحب اس مناظرہ کے لئے خلیفہ صاحب ربوہ کو جلد از جلد تیار کرکے اطلاع دیں گے؟ ہم یقین کرتے ہیں کہ جس طرح خلافت محمود کے ۴۵ میں قادیانی جماعت اور جماعت لاہور کے مابین ایک مناظرہ سے (جس کے پریذیڈنٹ مولوی یعقوب خانصاحب تھے) متاثر ہو کر انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے حق میں فیصلہ دیا تھا اور وہ قادیانی جماعت سے نکل کر جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو گئے تھے زیر تجویز مناظرہ کے نتیجہ میں بھی وہ ضرور جماعت لاہور ہی کے ہمنوا ہوں گے بشرطیکہ ان کی مخصوص ذاتی مجبوریاں حائل نہ ہوں۔

تحریک مناظرہ کے ضمن میں خانصاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

”اس مجلس میں دونوں جماعتوں کے لیڈر بھی موجود ہوں تاکہ احباب ان کو دیکھ کر ہی اندازہ کر سکیں کہ آسمانی نور اور سکون کس کے چہرہ پر برس رہا ہے۔“

آسمانی نور اور سکون سے ان کی کیا مراد ہے اگر کسی کا روشن چہرہ اور لمبی ڈاڑھی آسمانی نور اور سکون کی شہادت دے سکتی ہے تو ہمارے خیال میں یوروپین پادریوں کے چہروں پر نور ضرور برس رہا ہے۔ خان صاحب کو انہیں رہبر بنا لینا چاہیئے۔

اسی مضمون میں خانصاحب نے اپنے محسن و مربی حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک ایسی ذمہ داری ہے جو کسی باوفا انسان سے ممکن نہیں، وہ لکھتے ہیں :۔

”میرے نزدیک اختلافات کی ذمہ داری بھی ان احباب پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے خلیفہ اوّل کی وفات پر خلیفہ ثانی کے کثرت آرا۔ منتخب ہو جانے کے بعد لاہور میں علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کا منصوبہ بنایا سچ یہ ہے کہ میں اس موقعہ پر موجود تھا۔“

جی ہاں آپ بھی بے شک اس موقعہ پر موجود تھے، اور یہ بھی کہیئے کہ میں نے اس وقت اپنے خلیفہ ثانی کی بیعت کرلی تھی لیکن بعد میں ان کی خلافت کو ناحق اور مولانا محمد علی صاحبؒ کو حق پر سمجھتے ہوئے لاہور میں مولانا محمد علی صاحبؒ کی بنائی ہوئی اسی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد میں چلا آیا اور کم و بیش پچاس سال تک حضرت مولانا مرحوم کے زیر سایہ اسی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کے منصوبہ کی تائید کرتا رہا اور آج ان کی قبر پر لات مار کر پھر اسی خلافت کے آگے دوزانو ہو گیا ہوں“ آپ فرماتے ہیں :۔

”حضرت خلیفہ اوّل کی وفات پر تقریباً تمام کی تمام قوم مسجد نور قادیان میں جمع ہو گئی تھی اور سب نے بالاتفاق رائے حضرت میرزا محمود احمد کو خلیفہ منتخب کیا اس قومی اجتماع کے بعد انجمن سازی کا رستہ اختیار کرنا انتشار کا رستہ تھا۔“

مگر سوال یہ ہے کہ انجمن سازی کا رستہ کس نے بنایا اور انتشار کا رستہ کس نے اختیار کیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد جانشینی کے لئے انجمن بنائی تھی؛ پھر کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس انجمن ہی کو آپ نے الوصیت میں خدا کے مقرر کردہ خلیفہؑ کی جانشین قرار دیا اور پھر اپنے قلم سے یہ بھی لکھ کر دے دیا کہ :۔

”بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔“

اگر یہ انتشار کا رستہ تھا تو ہم کیا کریں، جاؤ اور مسیح موعودؑ کی قبر پر جا کر واویلا کرو، مولانا محمد علی صاحبؒ اور ان کے ساتھیوں نے وہی کیا جس کی وصیت مسیح موعودؑ نے کی تھی، لیکن میاں محمود احمد صاحب نے خلافت کی گدی بنانے اور پیری مریدی کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے انتشار کا رستہ اختیار کیا۔ جماعت احمدیہ لاہور تو حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی بنائی ہوئی انجمن ہی کے زیر قیادت کام کر رہی ہے (یہ الگ امر ہے کہ پیش آمدہ حالات کی وجہ سے اس کا نام بدلنا پڑا) اور خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ مسیح موعودؑ کے مشن کو چلا رہا ہے جس میں خانصاحب بھی پچاس سال تک کام کرتے رہے۔ آج اگر ان کی کمزوری قلب نے ایک غیر ماحور (خلافت) کا سہارا لینے پر انہیں مجبور کر دیا ہے، تو ہم انہیں کیا کہہ سکتے ہیں،

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے تو اس وقت جب میاں محمود احمد صاحب خلافت کی گدی کا منصوبہ بنا رہے تھے محض اتحاد جماعت کی خاطر۔ یہ تجویز کی تھی کہ وہ اور ان کے ساتھی انہیں امیر جماعت تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ وہ اپنی بیعت لازمی قرار نہ دیں، کیونکہ مسئلہ کفر و اسلام پیدا ہو چکا تھا جس سے اختلافات [illegible] لیکن میاں صاحب نے اس تجویز کو ٹھکرا دیا، پھر لاہور آکر بھی اسی غرض سے ایک وفد ان کی خدمت میں بھیجنے کی تجویز کی گئی لیکن میاں صاحب نے اس کی بھی اجازت نہ دی، ان واقعات کی روشنی میں مولانا محمد علی صاحبؒ یا جماعت احمدیہ لاہور پر انتشار کا الزام قطعاً غلط ہے۔

(باقی بر صفحہ کالم ...)

از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ اسلام انگلستان

پیغام احمدیت

(۷)

کتاب ''قادیانی مذہب'' کے بعض اعتراضات پر تبصرہ

(۲۴) خواہش نفس کی کمی (۲۵)
ایک ابتلاء (۲۶) مجرب دوائیں۔

فصل پہلی صفحہ ۹۹ تا صفحہ ۱۰۰

خلاصہ اعتراضات

مولانا نورالدین صاحب کو خود کہ شادی کے وقت آپ میں خواہش نفس کی کمی تھی اللہ تعالےٰ سے دُعا کی تو یہ دعا قبول ہوئی اور آپ کو چار لڑکے عطا کئے (بحوالہ نزول المسیح) مولینا نورالدین صاحب کی دَوا سے بہت فائدہ ہوا چند امراض کاہلی و سستی دور ہو گئے۔ ان کی تیار کردہ دوا مقوی دماغ وجگر و معدہ و باہ ہے (خطوط بنام مولینا نورالدین) وغیرہ

انبیاء صوفیاء اولیاء اور اتقیاء کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں خواہشات نفسانی مفقود ہوتی ہیں۔ اور یہ لوگ صفات بشریت سے مطلقاً پاک ہوتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کا مقصود خواہشات نفسانی کا ازالہ نہیں بلکہ ان کی شکستگی ہے۔ سرے سے خواہش کے مادہ کا باقی نہ رہنا کمال نہیں بلکہ اسے قابو میں لانے کی صلاحیت اور اسے مغلوب کرنے کی قوت ہی اصل کمال ہے امام غزالی نے احیاء العلوم میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ (۶۶۱ھ ۷۸۶ھ) جو بہار کے مشہور مشائخ میں سے تھے اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اُردو ترجمہ:

" اس شخص کی جہالت اور حماقت ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ شریعت کا مطالبہ یہ ہے کہ خواہش نفس اور صفات بشریت سے مطلقاً پاک ہونا چاہیئے۔ اس نے یہ غور نہیں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بشر ہوں کسی وقت مجھے غصہ آجاتا ہے اور غصہ کا اثر بھی آپ پر ظاہر ہو جاتا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔ والکاظمین الغیظ۔ اللہ تعالےٰ ان کی تعریف کرتا ہے کہ وہ غصہ کو دباتے ہیں۔ اس کی تعریف نہیں کہ غصہ کا مادہ ہی نہیں۔ اور کس طرح شریعت، خواہش نفس کے بالکل ازالہ کا مطالبہ کر سکتی ہے جب کہ آنحضرتؐ کی نو (۹) بیویاں تھیں۔ اگر کسی کی خواہش نفس بالکل زائل ہو گئی ہو تو اس کو علاج کرنا چاہیئے کہ پھر پیدا ہو جائے۔ اس لئے کہ گھر والوں اور اولاد پر شفقت جہاد میں کافروں پر غصہ اور اولاد کا سلسلہ اور یہ نیک نام کا بقاء یہ سب چیزیں نفس کے احساسات اور خواہشات سے تعلق رکھتی ہیں۔ پیغمبروں نے اس کی تمنا کی ہے کہ ان کا سلسلہ نسبی چلے۔ لیکن شریعت کا مطالبہ یہ ہے کہ خواہشات کو مغلوب رکھا جاوے اور احکام شریعت کے ماتحت........ شہوت اور غصہ کتے اور گھوڑے کی طرح ہیں۔ آخرت کی سعادت کو ان دونوں کے بغیر شکار ہی نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ماتحت اور قابو کے ہوں۔ اگر غالب ہوں گے تو ہلاکت کا سبب بن جائیں گے۔ پس ریاضت اور مجاہدہ کا مقصود یہ ہے کہ یہ دونوں صفتیں شکستہ اور مغلوب ہو جائیں اور یہ ممکن ہے"

(سید ابوالحسن ندوی۔ تاریخ دعوت و عزیمت حصہ سوم صفحہ ۲۸۹ صفحہ ۲۹۱ مکتوب ہژدہم)

یہ حوالہ مخالف احمدیت کی تالیف کا ہے۔ شیخ شرف الدین کے ان مکتوبات کے متعلق سید ابوالحسن ندوی نے لکھا ہے کہ مکتوبات کا یہ مجموعہ معارف و حقائق کے پورے اسلامی ذخیرہ میں خاص امتیاز رکھتا ہے اور ان میں کتاب و سُنت کے صحیح و عمیق فہم۔ مقام نبوت کی خصوصیت کے بیان اور شریعت کی حمایت جس انداز سے کی گئی ہے اس سے مکتوب نگار کی معرفت الٰہی۔ ایمان و یقین اور تصفیہ قلب و تزکیہ نفس کا اندازہ ہوتا ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۲۲۰)

مندرجہ بالا خط میں تو صاف ہدایت کی گئی ہے کہ:۔

" اگر کسی کی خواہش نفس بالکل زائل ہو گئی ہو تو اس کو علاج کرنا چاہیئے کہ پھر پیدا ہو جائے اس لئے کہ.......... اولاد کا سلسلہ اور نیک نام کا بقاء یہ سب چیزیں نفس کے احساسات اور خواہشات سے تعلق رکھتی ہیں۔"

اگر حضرت اقدس نے اپنی صحت کے لئے جو مسلسل ریاضیات اور مجاہدات سے کمزور ہو گئی تھی اپنے طبیب دوست سے مشورہ کیا اور کچھ ادویات استعمال کیں تو اس میں کونسا فعل شریعت کے خلاف کیا؟

امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اپنی دوسری کتاب کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں:۔

" اور غرائب اخبار میں ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو ضعف شہوت میں دیکھا تو جبرئیل نے مجھے ہریسہ کھانے کو کہا۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضور کی نو عورتیں تھیں اور وہ تمام عالم پر حرام ہو چکی تھیں۔ اور ان کی رسید تمام جہان سے منقطع ہو چکی تھی"

(کیمیائے سعادت اُردو ترجمہ ملک عنایت اللہ صفحہ ۲۷ مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور)

انس بن مالک کہتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ تم خضاب کیا کرو حنا کا کہ حناء قوت باہ پیدا کرتی ہے...... ان حدیثات کو غایت الاحکام والے نے بیان کیا ہے"۔

(طب نبویؐ صفحہ ۷ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز۔ لاہور)

دیگر حوالہ جات کے لئے دیکھئے زاد المعاد مصنفہ علامہ قیم۔ ترجمہ رئیس احمد جعفری جلد اوّل صفحہ ۱۲ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی۔ ایضاح البخاری جلد ۱۱ صفحہ ۳۶ مطبوعہ مجلس قاسم المعارف دیوبند۔ یو۔ پی۔ انڈیا۔ صفحہ ۳۷ اور حاشیہ بھی ملاحظہ ہو۔

(۲۷) خاندانی طبیب

فصل پہلی صفحہ ۱۰۰

دو روایتیں سیرت المہدی سے درج ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے خاندان میں طبابت کا علم چلا آتا تھا۔ اور خود حضرت صاحب نے بھی طب سبقاً سبقاً پڑھی تھی مگر باقاعدہ مطب نہیں کیا۔ نیز اپنے پاس یونانی اور انگریزی دوبات کا ذخیرہ رکھتے تھے اور دَوا خواہ کیسی تلخ یا بدمزہ ہو بے تکلف پی لیا کرتے تھے۔

(۲۸) توحید کا گر

فصل پہلی صفحہ ۱۰۱

حضرت مرزا صاحب بیماری میں صرف ایک دَوا کھانے پر اکتفاء کرتے تھے بلکہ بہت سی دوائیں کھا لیتے تھے تاکہ جب شفا حاصل ہو جائے تو دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ فلاں دَوا سے شفا ہوئی اور خدا تعالےٰ کی طرف سے توجہ ہٹ جائے یہ توحید کا گر ہے۔

جہاں تک نمبر ۲۷ کا تعلق ہے اس پر تو کسی تبصرہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ مخالف کو اس بات پر اعتراض کیا ہے۔ نمبر ۲۸ کے متعلق ذیل کے امور کا لحاظ رکھیں۔

(۱) قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ذکر ہے:۔

الذی خلقنی فھو یھدین ۝ والذی ھو یطعمنی و یسقین ۝ واذا مرضت فھو یشفین ۝

(الشعراء ع آیت ۷۸ ـ ۸۰)

جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میری رہبری فرماتا ہے وہی جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفاء عطا فرماتا ہے۔

سیرت ابراہیمیؑ کے اس پہلو کی طرف قرآن مجید نے خاص توجہ دلائی ہے کہ وہ شرک کے مرض میں مبتلا نہ تھے اکیلے اللہ ہی کے مستحق عبادت ہونے کے قائل تھے۔ اپنے ربّ ہی کو وہ حقیقی رزاق سمجھتے تھے۔ آسمان اور زمین کے تمام اسباب کو مہیا کرنا۔ انسان کے وجود اور نشوونما، بقاء اور ارتقاء کے لئے اور شعبۂ حیات کی حفاظت کے لئے انتظام کرنا۔ انسان کے جسم کو آفات اور بیماریوں مہلک جراثیم اور زہریلے اثرات سے بچانا دَوا میں تاثیر پیدا کرنا ان تمام امور کی نسبت اپنے ربّ کی طرف اپنے خالق مطلق کی ہمہ گیر رحمتِ ربوبیت کو ہر آن پیش نظر رکھنا ہی "توحید کا گر" ۔ اور ظاہری اسباب پر مطلق بھروسہ کر لینا شرک اور وہم پرستی میں اپنے آپ کو مبتلا کرنا ہے۔

۲۔ عام مشاہدہ ہے کہ پانی سے پیاس بجھتی ہے اور گرم کپڑے پہننے سے سردی نہیں لگتی۔ لیکن جب خدا کو منظور نہ ہو تو اس وقت پانی سے پیاس نہیں بجھتی بلکہ اور ترقی کر جاتی ہے۔ گرم کپڑے پہننے سے تو کیا ہوگا اگر آگ کی انگیٹھیاں بھی سلگا کر اپنے ارد گرد رکھ لی جائیں تو انسان کی کپکپی نہیں جاتی۔ جب انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر اسے دوا سے شفاء ہوئی تو درحقیقت وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ اگر پیٹنٹ دوائیں انجکشن اور وٹامن انسان کو بیماریوں سے بچا سکتے تو امراء رؤساء ہمیشہ تندرست اور خوشحالی کی زندگی بسر

کرنے شرک اور توحید کے اس فرق کو سمجھنے کے لئے ذیل کی روایت پر توجہ دی جائے

۳- بخاری و مسلم میں زید بن خالد جہنی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (صبح) کی نماز حدیبیہ میں ایسی رات پڑھائی جس میں بارش ہوئی تھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف منہ کرکے فرمایا تمہیں معلوم ہے اس وقت اللہ تعالے نے کیا فرمایا؟ بولے اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج صبح سویرے بہت سے بندے مومن ہوگئے اور بہت سے کافر۔ پس جو بولا کہ ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لایا اور تاروں سے کافر ہوا اور جس نے کہا ہمیں فلاں فلاں نچھتر (تاروں کے اثر) سے بارش ہوئی وہ مجھ سے کافر ہوا اور تاروں پر ایمان لایا۔

(بحوالہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب — کتاب التوحید ترجمہ اردو مولٰنا ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد السورتی صـ۹۶ـ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت۔ کراچی)

۴- "دوا کو شفاء کی علت تامہ سمجھنے والا کافر ہو جائے گا"

"علم طب اور نجوم یقینی علوم نہیں کیونکہ دواؤں اور ستاروں کی تاثیرات (بذات خود کچھ نہیں) ایک عادی امر ہے۔ اللہ کا معمول ہے کہ دواؤں کو استعمال کرنے اور ستاروں کے طلوع ہونے کے بعد اللہ کچھ تاثیریں پیدا کر دیتا ہے لیکن بہت مرتبہ وہ تاثیریں نمودار نہیں بھی ہوتیں۔ یہ تو اللہ کی مشیت ہے جیسا چاہتا ہے کر دیتا ہے (دوا کا استعمال یا ستارہ کا طلوع بذات خود یقینی طور پر اثر آفریں نہیں) اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی نجوم کا قائل ہو اور یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ کا معمول یہ ہے کہ اس ستارہ کے طلوع کے بعد اللہ یہ اثر پیدا کر دیتا ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر نہیں ہو جاتا۔ یہ بات تو ایسی ہی ہے جیسے کسی کا عقیدہ ہو کہ دوا پینے سے اللہ شفاء عطا کرتا ہے اور زہر پینے سے موت مسلط کر دیتا ہے۔ ہاں جس شخص کا عقیدہ ہو کہ ستاروں کے طلوع و غروب سے براہ راست کسی اثر کی پیدائش وابستہ ہے (اور ستاروں کا طلوع و غروب واقعات کا موجد اور علت تامہ ہے) تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہو جائے گا۔ جیسے دوا کو شفاء کی علت تامہ سمجھنے والا کافر ہو جائے گا۔"

(علامہ قاضی ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی تفسیر مظہری اردو۔ سورۃ الجن صـ۱۴۷ـ مطبوعہ ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی۔ تاریخ اشاعت جنوری ۱۹۶۱ء)

اس کے بعد علامہ صاحب نے بخاری و مسلم کی وہی روایت درج کی ہے جس کا ذکر نمبر ۳ میں ہو چکا ہے۔

جس طرح حقیقی توحید کی راہیں بہت باریک ہیں۔ اسی طرح شرک کے اثرات بھی پوشیدگی سے انسان کی زندگی میں داخل ہوتے ہیں۔ جن سے بچنے کی ہر ممکن سعی انسان کو کرنا چاہیئے

حضرت نبی کریم صلعم نے ایک مرتبہ ایک طبیب سے فرمایا:۔

"تو صرف رفیق ہے۔ طبیب در حقیقت اللہ تعالے ہے"

(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ البالغہ حصہ اوّل صـ۱۶۱ـ اردو ترجمہ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

حضرت مرزا صاحب تو اپنے عمل سے شرک کی باریک راہوں سے بھی قطعاً مجتنب رہنا چاہتے تھے۔ اور دشمن کو اسی بات پر ضد ہے کہ یہ امر بھی قابل گرفت ہے۔

(۳۲) خطرناک

فصل پہلی صـ۱۰۳ـ۔ خلاصہ اعتراض۔

مولوی کرم دین کے مقدمات کے سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب گورداسپور گئے ہوئے تھے۔ وہاں مکان پر نصف گھنٹہ تک محبت الٰہی پر جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ بولتے بولتے ایکائی آئی اور ساتھ ہی قے بھی ہوئی۔ جو خالص خون کی تھی۔ ڈاکٹر کو بلوایا گیا اس نے کہا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں خون کی قے کا آنا خطرناک ہے۔ آپ کو آرام کرنا چاہیئے۔ پھر اس نے ایک مہینہ کے لئے سرٹیفکیٹ لکھ دیا اور لکھا کہ میں اس عرصہ میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔ (بحوالہ سیرت المہدی حصہ اوّل۔ صـ۸ـ)

اقتباس کا عنوان اس فقرے سے لیا گیا ہے جہاں لکھا گیا ہے کہ خون کی قے آنا "خطرناک ہے۔ معلوم ہوتا ہے مصنف "قادیانی مذہب" کو اسی امر پر اعتراض ہے۔ اگر قے کرنا یا قے کا ہو جانا ایسا ہی ناقابلِ معافی جرم ہے تو معلوم نہیں کہ برنی صاحب ذیل کی حدیث کے متعلق کیا ارشاد فرمائیں گے۔

"جامع ترمذی میں حضرت معدان بن ابی طلحہ رضـ سے مروی ہے انہیں حضرت ابوالدرداء سے روایت پہنچی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی۔ پھر وضو فرمایا۔ آخرکار میں دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان سے ملا اور اس کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں انہوں نے سچ کہا میں نے آپ کے وضو کے لئے پانی بہایا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں باب القیٔ میں یہ روایت اصح ہے"

(زاد المعاد حافظ علامہ ابن قیم۔ اردو ترجمہ حصہ سوم صـ۲۸۱ـ)

آگے چل کر علامہ ابن قیم بطور علاج قے لانے کے طریقے بیان کرتے ہیں۔

"اور قے لانے کے موقع پر چاہیئے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ دی جائے۔ پیٹ دبا دیا جائے اور فارغ ہونے کے بعد سرد پانی سے چہرہ دھو لینا چاہیئے۔ نیز فارغ ہونے کے بعد شربت سیب میں تھوڑی سی مصطگی اور عرق گلاب ملا کر پی لینا چاہیئے اس صورت میں خوب فائدہ ہوگا۔" (ایضاً صـ۲۸۲ـ)

حضرت مرزا صاحب کی صحت پر جو برنی صاحب نے اقتباس درج کئے ہیں ان پر تبصرہ دوسرے مقامات پر بھی دیکھیں (نمبر ۳۹-۴۰-۴۱-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۹-۶۸ وغیرہ)

(۳۸) دق اور سل

فصل پہلی۔ صـ۱۰۷ـ خلاصہ اعتراض۔

سیرۃ المہدی اور ایک دوسری کتاب حیات احمد سے یہ روایت درج کی گئی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو جوانی کے عالم میں دق یا سل ہوگئی تھی (ایک روایت میں دق کا لفظ ہے اور دوسری میں سل کا) آپ کے والد نے اس کا علاج فرمایا اور چھ ماہ تک آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا۔

جوانی یا لڑکپن میں چھ ماہ کے لئے کسی شدید بیماری میں مبتلا ہو جانا کونسا شرعی اور اخلاقی جرم ہے؟ برنی صاحب تو چُن چُن کر اس طرح حضرت مرزا صاحب کی بیماری کے واقعات پیش کرتے ہیں جیسے کسی شخص کے خلاف فرد جرم لگائی جاتی ہے اور جن امور کا انسان کی روحانی حالت سے تعلق ہے ان کا ذکر اس "جامع قاموس" میں مفقود ہے۔ حضرت صاحب ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

"اب دیکھو خدا تعالے نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کرکے تمہیں موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے خود کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب۔ افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقوٰے پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صـ۶۲ـ)

انسان کی دعوٰے سے قبل زندگی کو جانچنے کا معیار اس کا کردار ہے۔

مولوی ظفر علی خاں صاحب مالک اخبار زمیندار کے والد مولوی سراج الدین صاحب نے یہ شہادت دی تھی:

"ہم چشم دید شہادت سے کہتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔"

(زمیندار ۸ جون ۱۹۰۸ء)

اور مشہور مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے آپ کے متعلق لکھا تھا:

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رُو سے (وَاللهُ حَسِيْبُهٗ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار صداقت شعار ہیں۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صـ۹ـ)

کاش برنی صاحب کو اس قدر توفیق میسر آئی ہوتی کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے ان پہلوؤں کو بھی ذرا نمایاں طور پر پیش کرتے!

اور دعوٰے یہ ہے کہ "خاص و عام کا اتفاق ہے کہ تحقیق و تنقید میں کتاب آپ ہی اپنی نظیر ہے" (تمہید پنجم صـ۴۳ـ) سبحان اللہ! کیا دعوٰے ہے اور کیا اس کی عملی تفسیر! (باقی ہے)

اخبار احمدیہ

نماز تراویح و درس قرآن

—— مرکزی جامع احمدیہ لاہور میں رمضان المبارک کے مہینہ میں حافظ محمد بوستان خانصاحب نماز تراویح میں قرآن کریم سناتے رہے، جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بہت سے احباب شامل ہوتے رہے انتیسویں رات کو تراویح ختم ہوئی، حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی اور تمام احباب کو شکریہ کے طور پر شیرینی تقسیم کی گئی۔ ہر روز صبح کی نماز کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ قرآن کریم کا درس دیتے رہے۔

عید الفطر

—— لاہور میں ۱۱ دسمبر ۱۹۶۹ء کو عید الفطر منائی گئی، مرکزی جامع احمدیہ میں بڑا کثیر مجمع تھا تمام مسجد بھر پُر تھی، حضرت امیر ایدہ اللہ نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ دیا، جو دوسری جگہ درج ہے۔

(باقی بر صـ۱۱ـ کالم ۲)

میاں غلام حیدر صاحب - جھنگ

ایک پرانے دوست کے خط کے جواب میں سے

چند اقتباسات

(بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۳ دسمبر ۱۹۶۹ء)

صاحبزادہ صاحب کے کیرکٹر کے متعلق جماعت احمدیہ لاہور ہمیشہ خاموش رہی - اور کبھی اس معاملہ میں سبقت نہ کی - جو کچھ ان کے متعلق لکھا گیا - یا کہا گیا - وہ اُن کے مریدوں کی طرف سے ہی کہا جاتا رہا - یہ صرف جماعت ربوہ کے عام لوگوں کی طرف سے ہی نہ تھا - بلکہ جماعت ربوہ کے معزز اراکین جن میں ان کے کالج کے پرنسپل اور انجمن کے وائس پریزیڈنٹ اور ان لوگوں کی طرف سے بھی کہا گیا - جنہوں نے احمدیت (ربوہ ذیق) کی تبلیغ کے لئے زندگیاں وقف کی ہوئی تھیں اور اس خاص الخاص مرید اور معتمد ڈاکٹر کی طرف سے کہا گیا جو کئی برس تک تمام خاندان صاحبزادہ صاحب کا معالج رہا - اس لئے جماعت احمدیہ لاہور کو اس کے متعلق کچھ لکھنے کی نہ اب ضرورت ہے - اور نہ پہلے ضرورت تھی - جو باتیں بھی منسوب کی گئیں - وہ تقریباً سب جماعت ربوہ کے لوگوں نے یعنے ان کے مریدوں نے مشتہر کیں اس لئے ہم اپنی طرف سے نہ ہی کوئی تنقید کرنا چاہتے ہیں - اور نہ ہی کوئی حاشیہ آرائی کرنا مناسب خیال کرتے ہیں - آپ خود ہی جو چاہیں فیصلہ کریں۔

صاحبزادہ صاحب کی بیماری کے متعلق بھی اشارۃً کچھ عرض ہے - ۱۹۴۴ء میں آپ نے مصلح موعود ہونے کا دعوے خود کیا - اور اپنے آپ کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا - ان کے دعوے کو گیارہ برس بھی نہ گذرنے پائے کہ ان پر فالج کا حملہ ہوا - اور وہ پھر نہ اُٹھ سکے - اور اس طرح سے اپنے مامور من اللہ ہونے کے دعوے پر تئیس برس پُورے نہ کر سکے - جو مامور من اللہ کی صداقت کا نشان ہے - (دیکھئے اربعین حصہ ۳) حضرت مرزا صاحب نے فالج کو "دُکھ کی مار" تحریر کیا ہے - غرضیکہ خدا کا مامور کبھی مجنون اور مفلوج ہو کر بیکار نہیں ہوتا -

اب جب حضرت مرزا صاحب کی تحریرات الہامات اور کشوف سے یہ ثابت ہو گیا - کہ صاحبزادہ صاحب کے (۱) عقائد حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد سے بالکل مختلف ہیں - اور (۲) وہ حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین اور منکرین کے مؤید اور حامی تھے (۳) اور اپنے اعتقادات بلحاظ ضرورت اور وقتی حالات تبدیل بھی کر لیتے تھے - (۴) انہیں مسائل اور معاملات میں غلط بات کہہ دینے سے کبھی عار نہ تھی - (۵) کیرکٹر بھی مشکوک تھا - اور امام مصلح موعود یعنے مامور من اللہ کا دعوے کیا - تو عذاب میں مبتلا ہو گئے - تو کیا ایسا شخص حضرت مرزا صاحبؑ کی اس پیشگوئی کا جو اشتہار ۱۸۸۶ء میں درج ہے مصداق ہو سکتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ وہ آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا - اولوالعزم ہوگا اور حسن سیرت و احسان میں تیرا (یعنے مسیح موعودؑ کا) نظیر ہوگا -

صاحبزادہ صاحب ان پیشگوئیوں کے مصداق نہیں ہو سکتے - جب انہوں نے عمداً غلو کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے اعتقادات اور دعاوی میں تبدیلی کر دی - تو وہ کس طرح سے ان پیشگوئیوں کے اہل ہو سکتے ہیں - جب تمام حالات ہمارے سامنے روز روشن کی طرح چمک رہے ہیں - دن کو رات کیسے کہا جائے -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور پیشگوئیوں کے متعلق ہمارا ایمان ہے کہ حضور کی بیسیوں نہیں سینکڑوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہوتی رہیں گی - لیکن ساتھ ہی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ پیشگوئیاں ٹل بھی سکتی ہیں - ان میں التوا بھی ہو سکتا ہے - اور الہامات کے سمجھنے میں اجتہادی غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں - نہ صرف اولیاء اور محدثین کے الہامات میں ایسا ہونے کا امکان نہیں - بلکہ انبیاء بھی پیشگوئیوں اور الہامات کے سمجھنے میں غلطی کر سکتے ہیں - حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

"توریت کی بعض عبارتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بعض اپنی پیشگوئیوں کے سمجھنے اور سمجھانے میں اجتہادی غلطی کھائی تھی - اور وہ امیدیں جو بہت جلد اور بلاتوقف نجات یاب ہونے کے لئے بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں (۴۴) اور الہامات سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے (صاحبزادہ صاحب تو دعوے میں بھی اجتہادی غلطی کے قائل ہیں -

(الفضل ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء)

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اپنے چند ایک الہامات کے سمجھنے میں غلطی ہوئی - اور ان کی بعض پیشگوئیوں کے کچھ حصے پورے نہ ہوئے - جس کی وجہ یہ ہوئی - کہ متعلقین کی توبہ اور استغفار قبول ہو گئی - مثلاً محمدی بیگم کی پیشگوئی یا کچھ عرصہ کے لئے پیشگوئیوں میں التوا ہو گیا مثلاً آتھم کی پیشگوئی - اسی طرح سے حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی اولاد کے متعلق بھی اجتہادی غلطیاں لگ گئیں

حضرت اقدس نے ضمیمہ انجام آتھم میں صفحہ ۱۴ ۱۸۹۷ء پر اس طرح تحریر فرمایا :-

"پھر ایک اور الہام ہے - جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا - اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کر دے گا - اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جو اب موجود ہیں کا نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنے یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے اور پھر ایک اور ہوگا - جو تین کو چار کر دے گا - سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا - یعنے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے - جو تینوں موجود ہیں - صرف ایک کا انتظار ہے - جو تین کو چار کرنے والا ہوگا اب اس الہامی تعین کے بعد ۱۸۹۴ء میں مبارک احمد چوتھا لڑکا پیدا ہوتا ہے - اس کے پیدا ہونے کے بعد حضرت مرزا صاحب اپنی کتاب تریاق القلوب میں نہایت صاف الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"یہ پیشگوئی تین کو چار کرنے والے کی جو پہلے فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں شائع ہوئی - اور بعد ان تینوں لڑکے یعنی محمود - بشیر شریف کے پیدا ہونے کے بعد انجام آتھم اور ضمیمہ میں خدا نے پھر اطلاع دی کہ وہ تین کو چار کرنے والا یعنی مصلح موعود اب آئے گا - پھر اس کتاب کے صفحہ ۴۳ پر مبارک احمد کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہیں - لیکن چوتھا لڑکا مبارک احمد جسے حضرت مسیح موعودؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا - فوت ہو گیا - اور حضور کا اجتہاد درست ثابت نہ ہوا -

صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات پر حضور پھر ایک اشتہار شائع کرتے ہیں - جس میں فرماتے ہیں :-

جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالےٰ نے یہ الہام انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک - یعنے ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور شبیہ ہوگا"

لیکن حضرت مرزا صاحبؑ کی مبارک احمد کے بعد کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی - غرضیکہ حضرت مرزا صاحبؑ کو اپنی اولاد کے الہاموں کے متعلق اجتہادی غلطی ہوئی - اور وہ ان الہامات کو سمجھ نہ سکے - جس اولوالعزم بیٹے کی بشارت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اشتہار میں دی گئی - جو مصلح موعود ہونا تھا اس کی تفہیم میں حضرت صاحبؑ کو غلطی لگی - حضور اس پیشگوئی کو مبارک احمد پر چسپاں کر رہے تھے وہ فوت ہو گئے - اور اس کے بعد ان کے ہاں کوئی اور اولاد نہ ہوئی - اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ حلیم الطبع لڑکا مبارک احمد شبیہ لڑکا اور اولوالعزم کسی وقت آئندہ پیدا ہوگا جس کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کے الہاموں میں بالتصریح ذکر ہے - اور اجتہادی غلطیوں کی اصلاح بھی منقولہ ہے - مثلاً اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوا (تذکرہ صفحہ ۴۶۵) پھر الہام ہوا نسلاً بعیداً (تذکرہ صفحہ ۱۲۱) تو دُور کی نسل دیکھے گا - یعنی تیری نسل دُور تک جاتی ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مامور پسر بعد میں آئے گا - پھر الہامی شعر ہے ؎

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دُور آمدہ

یعنی اس فخر رسل (جو کہ مصلح موعود اور مامور من اللہ ہو سکتا ہے) کا آنا دیر سے ہوگا - دُور کے راستہ سے ہوگا - تذکرہ صفحہ ۴۱

غرضیکہ حضرت مرزا صاحب کو اپنی اولاد کے متعلق الہامات اور بشارات کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے مذکورہ بالا الہامات سے اُن کے غلط اجتہاد کی درستی کی - اسی لئے حضرت مرزا صاحب نے اپنے تینوں زندہ بیٹوں میں سے کسی کو مصلح موعود نہیں ٹھہرایا یعنے وہ اشتہار ۱۸۸۶ء کے مصداق نہیں - اور غلطی سے اس پیشگوئی کا مصداق مبارک احمد صاحب کو خیال کیا - جو جلد ہی فوت ہو گئے - اصل میں حضرت صاحب کو جیسا کہ اولیاء کرام کا قاعدہ ہے - غیر معمولی رغبت ایسی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھنے کی تھی - اس لئے بشارات کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہوئی - چونکہ وہ اپنی اولاد کے لئے جیسے کہ ہر ایک باپ اپنی اولاد کے لئے کرتا ہے بہت دعائیں کرتے تھے - اس لئے جن بشارات کا ذکر ان کے مامور لڑکے کی نسبت ہوتا تھا - ان کو وہ اپنے بیٹوں پر خوش فہمی کی وجہ سے چسپاں کرتے تھے - یہ صحیح ہے - کہ حضرت مرزا صاحب کی تمام اولاد مولود مسعود ہے کیونکہ وہ پیشگوئیوں کی بنا پر ہی پیدا ہوئے تھے - لیکن ان کا نیک اور پاک ہونا بالکل جُدا ہے - یہ نیکی اور پاکی ان کے اپنے کسب اور ریاضت سے ہی پیدا ہو سکتی تھی - انہوں نے

۴۴ وہ اسی طرح پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں لیسز اشتہار حقیقہ ۵ غرضیکہ انبیاء اور اولیاء کو اپنی پیشگوئیاں

ہونے کامل اتباع اور پیروی نہیں کی۔ اس لئے ان کو یہ انعامات نہیں مل سکتے تھے۔ قرآن شریف سے یہ واضح ہے۔ کہ بنی اسرائیل سے خداوند تعالےٰ کے کئی وعدے تھے۔ لیکن بنی اسرائیل نے اس کے لئے کوشش نہ کی اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو ان انعامات سے محروم کر دیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسی اولاد کے لئے حضرت اقدسؑ کی پیشگوئیاں ہوں لیکن انہوں نے اپنے کردار اور افعال سے ان انعامات کو کھو دیا ہو۔

میں نے گذشتہ عریضہ میں عرض کی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کو جو اپنی اولاد کیلئے الہامات ہوئے۔ وہ تحریر کریں۔ اور میں نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ آپ نے جو صرف ایک الہام درج کیا تھا۔ وہ اُن کی اہلیہ کے متعلق ہے......

آپ نے اب بھی حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی الہام درج نہیں کیا جس میں اُن کی اولاد کو نیک اور پاک کہا گیا ہو۔ اور یہ آپ اپنے خط میں خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مذکورہ بالا الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نئی بیوی کے متعلق ہیں۔ مگر اس بیوی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان اوصاف کی اولاد دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور اسے پورا کیا۔

حضرت صاحب کو اپنی بیوی کی نسبت ضرور الہام ہوا۔ اور وہ پورا ہوا۔ اولاد کے ہونے کے متعلق بھی الہامات اور پیشگوئیاں ہیں۔ اور وہ بھی پوری ہوئیں۔ لیکن ان کے پاک اور نیک ہونے کا کوئی الہام نہیں ہے۔ ان کا پاک اور نیک ہونا اُن کا اپنا اجتہاد ہے۔ جو ہر باپ کی خواہش اور آرزو ہوتی ہے۔ جس کے لئے وہ دعائیں کیا کرتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے تین حوالے درج کئے ہیں جن کا مطلب ہے کہ:۔

بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جاوے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے"

آپ کے خیال میں جو اولوالعزم محمود ہوگا۔ وہ صاحبزادہ صاحب تھے۔ میں نے اُوپر دکھایا ہے کہ صاحبزادہ صاحب وہ محمود اولوالعزم نہیں ہیں۔ جس کے متعلق خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ اس کی تائید حضرت صاحب کی اپنی تحریروں سے بھی ہوتی ہے۔ اس پیشگوئی کا پس منظر یہ ہے۔ کہ ۱۸۸۶ء میں حضرت صاحب نے ایک لڑکے کی پیشگوئی کی۔ اور اس میں خدا نے وعدہ کیا۔ کہ وہ لڑکا مامور من اللہ ہوگا۔ اور اس کی روح القدس سے تائید ہوگی۔ اور اس سے قومیں برکت پائیں گی۔

وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک اولوالعزم لڑکے کے متعلق بشارت تھی۔ جو مصلح موعود ہوگا۔ اس پیشگوئی میں ایک شق یہ بھی تھی کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اس اشتہار کے متعلق حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ مصلح موعود کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ہے۔ اس کا ایک آسان فیصلہ تو یہی تھا کہ اگر حضرت مسیح موعود نے کہیں یہ لکھ دیا ہوتا۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے مطابق صاحبزادہ صاحب پیدا ہوئے تھے۔ تو فوراً فیصلہ ہو جاتا ہے۔ یہی میں نے اپنے پچھلے خط میں آپ کو لکھا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں اُوپر دکھلا آیا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس پیشگوئی کا مصداق میاں مبارک احمد صاحب کو قرار دیا ہے۔ اور لکھا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہے۔ لیکن وہ فوت ہو گئے۔ بہر حال اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ حضرت مرزا صاحب میاں محمود صاحب کو اس پیشگوئی کا مصداق نہ سمجھتے تھے۔ آپ کو غلطی یہ لگ رہی ہے کہ صاحبزادہ صاحب کا نام چونکہ محمود تھا۔ اس واسطے اب اس پیشگوئی والے محمود کو صاحبزادہ صاحب کو سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے ان کا نام محض تفاول کے محمود رکھا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

جس کا نام تفاول کے طور پر بشیر اور محمود رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جاوے گی مگر ابھی تک مجھ پر نہیں کھلا۔ کہ یہی لڑکا مصلح موعود ہے یا عمر پانے والا ہے یا کوئی اور" (اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) پس معلوم ہوا کہ صاحبزادہ صاحب کا نام محض تفاول کے طور پر محمود تھا اور بعد میں جو حضور نے انکشافات کیا اس کے رُو سے حضرت صاحب نے مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق میاں مبارک احمد صاحب کو قرار دیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب نے مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق اپنے تین بیٹوں میں سے کسی کو نہ قرار دیا تھا۔ اس لئے یہ صاف ظاہر ہے کہ محمود اولوالعزم لڑکا جو مصلح موعود ہوگا۔ حضور کی آئندہ روحانی یا جسمانی نسل سے ہوگا۔ اس وجہ سے الوصیت میں کسی لڑکے کا ذکر نہیں ہے۔ اگر آپ اپنے کسی لڑکے کو مصلح موعود سمجھتے۔ تو الوصیت میں اس کا ذکر ضرور کرتے۔

درخواست دُعا میری بیگم کافی عرصے سے بیمار ہے۔ اب اسکا علاج مشن ہسپتال رینالہ خورد میں ہو رہا ہے بزرگانِ سلسلہ اور حضرت امیر قوم سے درخواست ہے کہ مریضہ کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دُعا فرمادیں۔ قاضی طارق محمود مبلغ سلسلہ اوکاڑہ

خُطبہ عیدُالفطر

(بسلسلہ صفحہ ۵)

مخلوق خدا کی خدمت و خیر خواہی

حضرت انسؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہمیشہ یا اکثر رہا کرتے تھے وہ کہتے ہیں کہ اذا نزلنا منزلاً۔ جب کبھی ہم کہیں ڈیرا لگاتے لا نسبح حتی تحل الرحال جب تک ہم اپنے اونٹوں، گھوڑوں اور مویشیوں کا پالان اتار کر ان کو دانہ پانی کھلا پلا کر آرام نہیں دلا دیتے تھے اس وقت تک ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے باوجود اس کے کہ ہم نماز اور عبادت الٰہی کے عاشق تھے۔ تمام مویشیوں کو آرام پہنچانا نماز پر مقدم کیا جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور اگر وہ اس رنگ میں رحمۃ للعالمین ہیں کہ وہ اس قوم بلکہ تمام دُنیا کو ایک کرنا چاہتے ہیں تو اس رنگ میں بھی رحمۃ للعالمین ہیں کہ وہ خدا کی مخلوق کی خدمت۔ خیر خواہی اور ہمدردی کرتے ہیں۔ یہ دو بڑے قیمتی سبق ہیں جو ہم کو اپنے سامنے رکھنے چاہئیں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وانہ لذکرلک ولقومک۔ یہ تعلیم اور یہ اخلاق جو آپؐ سکھاتے ہیں یہ آپؐ اور آپؐ کی قوم کے شرف اور عزت کے موجب ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو کس بلند مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اس کی تعلیم و ارشاد پر عامل نہ ہوں اور توجہ نہ کریں تو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی۔

رمضان کا مہینہ ملکوتی صفات کی نشو ونما کا ذریعہ ہے

رمضان کا مہینہ انسان کی صفاتِ الٰہیہ اور صفات ملکوتی کی نشو ونما کا ذریعہ ہے۔ انہی صفات کی وجہ سے انسان انسان ہے ورنہ وہ حیوان ہے اور حیوان سے بھی بدتر۔ آیئے ہم دُعا کریں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلعم کی تعلیم پر عمل کر کے اس کی رضا حاصل کر سکیں اور اپنے قول و فعل سے پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنا دیں۔ اس خطبہ کے بعد میں تمام خواتین و رجال کو **عید مبارک** پیش کرتا ہوں۔

بیعت خلافت (از صفحہ)

آخر میں خانصاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے :۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اس اختلاف کے پیدا کرنے والے بھی ہم ہی ہیں اور اس لئے اختلاف کا ازالہ بھی ہمارا فرض اوّلین ہونا چاہیئے بحیثیت اس جماعت (یعنے جماعت لاہور۔ ناقل) کے ایک ممبر کے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو راستہ اللہ تعالےٰ نے مجھے دکھایا ہے اس کا اعلان کروں اور وہ یہ ہے کہ ہم سب دامن خلافت سے وابستہ ہو جائیں، اسی جذبہ کے تحت سب سے اوّل میں خود یہ قدم اٹھاتا ہوں"

خانصاحب سے یہ کس نے کہہ دیا کہ اختلاف کے پیدا کرنے والے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسیح موعودؑ کی وصیت کے خلاف خلافت کی گدی قائم کی، جنہوں نے ختم نبوت کو توڑ کر اجرائے نبوت کا عقیدہ رائج کیا، جنہوں نے مسیح موعودؑ کے انکار دعوئے نبوت کے باوجود انہیں نبی قرار دیا اور تمام اُمت محمدیہ کو کافر اور خارج از اسلام ٹھیرایا اس اختلاف کا ازالہ اگر وہ صدق دل سے کرنا چاہتے ہیں تو اس کا رستہ یہی ہے کہ ان خلاف اسلام اور خلاف مسیح موعودؑ معتقدات سے توبہ کریں۔ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم سمجھی جائے، مسیح موعودؑ کو نبی نہیں صرف مجدد اور محدث یقین کرتے ہوئے تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان یقین کیا جائے اور مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق خلافت اور آمریت سے دستبردار ہو کر انجمن کے زیر قیادت جمہوری طریق سے فریضہ تبلیغ اسلام سر انجام دیا جائے۔ خانصاحب نے اگر ایک غلط قدم اُٹھایا ہے تو وہ اس وجہ سے صحیح نہیں ہو سکتا کہ سب سے اوّل قدم اُٹھایا ہے۔ یہ قدم اوّل ہی نہیں آخری بھی ہے اور اس کی تقلید جماعت احمدیہ لاہور کا کوئی بھی فرد کرنے کے لئے تیار نہیں۔

بقیہ اخبار احمدیہ از صفحہ ۹

امتحان میں کامیابی

بیگم رشیدہ محمد علی بنت مولانا احمد علی نے دس روپے شکرانہ فنڈ میں دیئے ہیں۔ ان کی صاحبزادی نے اس سال بی۔ ڈی۔ ایس۔ سیکنڈ پروفیشنل میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

احباب آئندہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔
عبدالمجید چوہدری دفتر انجمن

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

پروگرام جلسہ سالانہ میں ترمیم

جلسہ سالانہ کا پروگرام جو گزشتہ اشاعت میں بطور "ضمیمہ پیغام صلح" قارئین کی خدمت میں پہنچ چکا ہے، اس میں ۲۷ دسمبر کے اجلاس میں تھوڑی سی تبدیلی کی گئی ہے جس کے مطابق تلاوت قرآن کریم اور قاضی عبدالرشید صاحب کے لیکچر (۹½ تا ۱۰ بجے) کے بعد پروگرام حسب ذیل ہوگا:۔

سالانہ رپورٹ ۔ از آنریری جنرل سیکرٹری ۔ ۱۰ بجے تا ۱۰½ بجے
تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ ۔ .. .. ۱۰½ تا ۱۱ بجے
تقریر ۔ مولانا عبدالمنان عمر صاحب ۔ .. .. ۱۱ تا ۱۱¾ "
تقریر ۔ مرزا مسعود بیگ صاحب .. ۔ ۱۱¾ تا ۱۲½ "
تقریر ۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی .. .. ۱۲½ تا ایک بجے

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور — مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۹ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — شمارہ ۵۱

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگز لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور پاکستان

جلد ۵۷ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۴ شوال المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۶۹ء | نمبر ۵۲

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسلؐ خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ ہمارے واجب الاحترام ہیں۔
۴۔ سب مجددین کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

امر جامع کی اہمیت

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْھَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ۔

ترجمہ:۔

مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی اہم معاملہ میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو جاتے نہیں، یہاں تک کہ اس سے اجازت لے لیں۔

تفسیر:۔ قومی یا دینی معاملات ذاتی معاملات پر ترجیح رکھتے ہیں۔ پس جب کسی قومی یا دینی معاملہ کے لئے طلب کیا جائے تو نہ صرف حاضر ہوں بلکہ حاضری کے بعد بھی نہ جائیں جب تک رسول اللہ صلعم سے اجازت نہ لے لیں۔ آج مسلمانوں کی مجالس قومی کی یہ حالت ہے کہ اول تو لوگ وہاں آتے ہی نہیں اور جو آتے ہیں تو پابندی کا کوئی خیال نہیں۔ فاذن لمن شئت منھم بتاتا ہے کہ خانگی امور ایسے نہیں کہ ہر ضرورت کے لئے اجازت دے دی جائے بلکہ کوئی اہم معاملہ ہو، یا بہت نقصان ہوتا ہو تو اجازت دینی چاہیئے اور رسول کے بعد امام کی اجازت درکار ہوگی یا کسی مجلس میں اس کے صدر کی۔

(بیان القرآن از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

پیغام صلح:۔ ہمارا جلسہ سالانہ امر جامع کی حیثیت رکھتا ہے۔

پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے لئے ہر ایک دوست کا اولین فرض ہے

اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

جلسہ سالانہ کی اغراض

بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو، پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہونگے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں۔ ... سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہو رہی ہے، خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنے ادنے ہرجوں کی پروا نہ کریں خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔

مرسلہ۔ محمد صالح نور صاحب لائلپور

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر
حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کا خطبہ جمعہ
مؤرخہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

کلمہ شہادت۔ اعوذ۔ تسمیہ اور سورۃ عصر کے بعد فرمایا۔ تمام خطبے جو دنیا میں پڑھے جاتے ہیں رسول اللہؐ کے زمانہ سے اب تک ان سب کی ابتدا کلمہ شہادت سے ہوتی رہی ہے جس کا پہلا جملہ لا الٰہ الا اللہ ہے اس کے تین فائدے ہیں۔

(۱) پہلا فائدہ، جو شخص باواز بلند اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہہ دیتا ہے ہم اس کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

(۲) دوسرا فائدہ اس کا یہ ہے جب اس کو حقیقی طور پر ایمان آتا ہے تو دنیا کے تمام ذرائع اسباب میں جو حصول مقاصد کے لئے مفید یا برکت ہو سکتے ہیں یقین کر سکتا ہے کہ سب تاثیر میرے مولا کی ہے۔

(۳) تیسرا فائدہ اس کا یہ ہے جس کی شہادت کے لئے تمام انبیاء و اولیاء ایک زبان ہیں کہ جب اس کی کثرت کی جاوے اور بار بار اس کو دہرایا جاوے تو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے جتنے پردے ہیں بتدریج سب کے سب اٹھ جاتے ہیں۔

اس کلمہ کے دو حصے ہیں

ایک میں لا الٰہ ہے دوسرے میں الا اللہ ہے پہلے حصہ میں انسان کے گناہوں کے دور کرنے کا علاج ہے۔ دوسرا حصہ نیکیوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ۔ اس کلمہ کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ کا جملہ اس لئے لگایا کہ زمانہ گذشتہ میں آپؐ نے دیکھ لیا تھا کہ پہلے ہادیوں کو لوگوں نے معبود بنا لیا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس توحید کی تکمیل کے لئے کہ خدا کی معبودیت میں کوئی دوسرا شریک نہ کیا جاوے بلکہ مجھے عبد سمجھیں یہ کلمہ پڑھا دیا تا میری قوم وہ نہ کرے جو پہلی قوموں نے کیا۔

میں اس چیز کو اس توحید کا متمم یقین کرتا ہوں اور یہ سچ ہے کہ اس جزو کے سوا حقیقت میں مومن کامل نہیں بن سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ پر انسان ایمان لاتا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کا منشاء ہے تو اسمائے الٰہی کا مطالعہ کرنے سے ملائکہ، کتب، انبیاء، تقدیر، حشر نشر، پلصراط، جنت و نار پر ایمان لانا لازم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ خدا کی صفات ہیں کہ تقدیر اسی نے بنائی جنت و نار کو بنایا۔ وغیرہ۔ پس جو کوئی لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کے لئے لابد ہے کہ خدا کے اسماء و صفات پر ایمان لائے تب اس کو انبیاء۔ حشر و نشر۔ ملائکہ کتب پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا والذین یؤمنون بالاٰخرۃ ویؤمنون بہٖ وھم علٰی صلوتھم یحافظون۔ انسان جب اللہ پر ایمان لے آتا ہے اور جزا و سزا کے اعتقاد کے بعد ضرور ہے کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے جس کے ساتھ ملائکہ و کتب کا ایمان بھی آگیا اور پھر مومن نماز کا پابند ہو جاتا ہے۔

پس جو لا الٰہ الا اللہ کا دعوٰی کرے باایں ہمہ نماز کا تارک رہے اور قرآن شریف کی اتباع میں سستی کرے حقیقت میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے دعوے میں سچا نہیں جیسا کہ یہ آیت یؤمنون بہٖ ظاہر کرتی ہے کیونکہ حضرت نبی کریمؐ کا تذکرہ اس کلمہ میں موجود ہے۔

اب ہم کو ضرورت پڑی کہ ہم کوئی لفظ ایسا کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس درجہ کا انسان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کا پتہ لگانا اس کے واسطے دو تین آیتیں سامنے رکھنی چاہئیں۔ انک لعلٰی خلق عظیم اور دوسری میں فرماتا ہے وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو عظیم فرمایا ہے اور ان پر جو فضل ہوا اسے بھی عظیم فرمایا اب خیال کرو کہ جس کو خدا تعالیٰ نے عظیم کہا وہ کس قدر عظیم الشان ہوگا اب جو رسولؐ اس شان کا ہے اس کے بغیر ہم کو کسی اور کے مقتدا بنانے کی ضرورت ہی کیا ہوئی۔

جو کتاب اللہ جلشانہ نے اس کامل انسان پر نازل کی ہے اس کے لئے دو گواہیاں ہیں۔ انا لہ لحافظون اور لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہٖ اس کتاب کا محافظ حضرت حق سبحانہ ہے جس کے لئے آئندہ پیشگوئی ہے کہ اس کتاب کی باطل کرنیوالی آئندہ بھی کوئی چیز [illegible] تو پھر ہم کو سائنس یا بیرونی خطرناک دشمن سے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے جب ہم کو ایسی کتاب دی گئی ہے جس کا خدا محافظ ہے اور جس کی باطل کرنے والی کوئی چیز فطرت کے خالق نے پیدا ہی نہیں کی۔

پس جیسا ہمارا رسولؐ کامل ہے ویسے ہی ہماری کتاب کامل ہے۔ یہ کتاب تو قیامت تک رہے گی مگر ایسی کامل کتاب ہمارے گھروں سے نکل کر دوسرے گھر ان میں چلی گئی تو ہمارے بزرگوں کی روح کو کیا خوشی ہوگی۔

پس خوف ہے تو یہ کہ ہمارے گھروں سے یہ کتاب نہ نکلے اور ہم اس کی اتباع سے محروم نہ رہیں اور میں دیکھتا ہوں کچھ امراء ہیں کچھ علماء ہیں کچھ سجادہ نشین اور کچھ وہ لوگ ہیں جو قوم کے لئے آئندہ کالجوں میں تعلیم پانے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اگر سست ہوں تو عوام مخلوقات کا کیا حال ہو سکتا ہے اس واسطے میں نے یہ سورہ عصر پڑھی تھی۔ میرا مقصد اس کے پڑھنے سے یہ بتانے کا ہے کہ زمانہ جس طرح کی تیزی سے گذر رہا ہے اسی طرح ہماری عمریں بھی گذر رہی ہیں۔ یہی عصر کا آنا جانا گذرنا ہماری عمروں پر اثر ڈال رہا ہے۔ اللہ نے اس کا یہ علاج بتلایا ہے کہ تمہیں زمانہ کی بُرا نہ ہو اگر ہمارا حکم مان لو وہ حکم یہ ہے کہ مومن بنو اور عمل صالح کرو۔ دوسروں کو مومن بناؤ اور حق کی وصیت کرو اور پھر حق پہنچانے میں تکلیف سے نہ ڈرو۔ یہ وہ سورۃ ہے کہ صحابہ کرامؓ جب باہم ملتے تو اس سورۃ کو پڑھ لیا کرتے۔ تم اور ہم بھی آج ملے ہیں اس لئے اسی سنت کریمہ کے مطابق میں نے اس کو پڑھا ہے۔

اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں تم میرے دل کو چیر کر نہیں دیکھ سکتے نہ اس کا لکھا پڑھ سکتے ہو البتہ میری زبان کے اقرار سے پوچھ پاؤ گے اور اس سے اگر نفع اٹھاؤ تو تمہارا بھلا ہوگا میں جس ایمان پر قائم ہوں وہ وہی ہے جس کا ذکر میں نے لا الٰہ الا اللہ میں کیا ہے میں اللہ کو اپنی ذات میں واحد۔ صفات میں یکتا اور افعال میں لیس کمثلہٖ اور حقیقی معبود سمجھتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ پر ایمان لاتا ہوں جو اللہ نے پیدا کئے ہیں اور تمام ان رسولوں اور کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے بھیجیں ایمان رکھتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء۔ تمام اولیاء۔ اور تمام انسانی کمالات کے جامع لوگوں میں ایک ہی ہے جس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے میرے واہمہ میں بھی نہیں آتا کہ کوئی اور ہو۔ حضرت صاحب کا ایک شعر یاد آگیا ؎

ہمہ در انکار و خلقے از شاہ و گدا

خادمان دنیا کرانش رابہ ہیں

ہم جب دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کیسے پاک گروہ تھے اور مجدد دیکھے تو [illegible] بات ہو جاتی ہے لیکن تمہارا وجود اس کا زندہ گواہی ہے کہ احمدؑ کا غلام بننے سے کیا فضل آتا ہے۔ میں تم کو اب اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ

میرے پھر [illegible] کرنے تک تمہیں کوئی بات سنائے یا تقریر کرے تو یاد رکھو ہمارا معیار یہ ہوگا کہ ان مذکورہ بالا عقائد کے موافق کوئی بات ہو یا اس کی تفصیل ہو تو ہماری طرف سے ہے اور اگر اس کے خلاف کسی کے منہ سے نکلے تو وہ ہمارے عقائد کے مطابق نہیں۔

اسلام چونکہ حق کے اظہار کے لئے آیا ہے جیسا کہ اس سورۃ شریف سے ظاہر ہے اس لئے جہاں دین کی بہت سی باتیں پہنچانی پڑتی ہیں وہاں ہم تم کو دنیا کے متعلق بھی ایک مختصر سی بات سناتے ہیں اور وہ بھی دراصل دین ہی کی بات ہے وہ یہ ہے کہ:۔

دنیا کا کام امن پر موقوف ہے اور اگر امن دنیا میں قائم نہ رہے تو کوئی کام نہیں ہو سکتا جس قدر امن ہوگا اسی قدر اسلام ترقی کرے گا اس لئے ہمارے نبی کریمؐ امن کے ہمیشہ حامی رہے آپؐ نے طوائف الملوکی میں جو کہ مکہ معظمہ میں تھی اور عیسائی سلطنت کے تحت جو حبشہ میں تھی ہم کو یہ تعلیم دی کہ غیر مسلم سلطنت کے ماتحت کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیئے اس زندگی کے فرائض سے امن ہے اگر امن نہ ہو تو کسی طرح کا کوئی کام دین و دنیا کا ہم عمدگی سے نہیں کر سکتے۔ اس واسطے میں تاکید کرتا ہوں کہ امن بڑھانے کی کوشش کرو اور امن کے لئے طاقت کی ضرورت ہے وہ گورنمنٹ کے پاس ہے میں خوشامد سے نہیں بلکہ حق پہنچانے کی نیت سے کہتا ہوں کہ تم امن پسند جماعت بنو تا تمہاری ترقی ہو اور تم چین سے زندگی بسر کرو۔ اس کا بدلہ مخلوق سے مت مانگو۔ اللہ سے اس کا بدلہ مانگو اور یاد رکھو کہ بلا امن کوئی مذہب نہیں پھیلتا اور نہ پھول سکتا

(باقی ۲۳ پر ملاحظہ)

خیر مقدم

پیغام صلح کا پرچہ جس وقت شائع ہوگا بیشتر احباب و خواتین شمولیت جلسہ کے لئے مدینۃ المسیح لاہور میں پہنچ چکے ہوں گے، ہم ان تمام بزرگوں، دوستوں اور محترم خواتین کا جو اس دینی اجتماع میں شامل ہو رہے ہیں، تہ دل سے خیر مقدم کرتے اور بالفاظ مسیح موعودؑ دعا کرتے ہیں کہ [illegible]

" خدا تعالے ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے [illegible] اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دُور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔

اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دُعائیں قبول کر"

خُدا کے مسیحؑ کی یہ دُعائیں انشاء اللہ خالی نہیں جائیں گی اور اس جلسہ میں شمولیت ان کی بہت سی مادی و رُوحانی ترقیات کا موجب ہوں گی، کیونکہ یہ جلسہ فی الحقیقت بقول مسیح موعودؑ معمولی انسانی جلسوں کی طرح نہیں" یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ پر بنیاد ہے، اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالے نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی"۔

حضرت مامورؑ ربانی کی اس پیشگوئی کے پُورا ہونے کے آثار ہم ابھی سے دیکھ رہے ہیں، اس وقت تک جنوبی امریکہ میں دس بارہ ہزار آدمی اس جماعت میں شامل ہو چکے ہیں اور یہ تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے، عنقریب وہاں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہونے والی ہے جس کی صدارت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ اگلے ہی ماہ وہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔

اس کے علاوہ افریقہ کے مختلف حصص سے دینی تحقیقات کے لئے مسلسل خط و کتابت جاری ہے اور آئے دن وہاں سے کئی لوگوں کے قبولِ اسلام اور شمولیت سلسلہ کی خبریں آرہی ہیں، لندن، ہالینڈ اور جرمنی میں تبلیغ اسلام کا جو کام جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ہو رہا ہے اس کی رپورٹیں بھی پیغامِ صلح میں آئے دن شائع ہو رہی ہیں، جس سے ظاہر ہے کہ مامورِ الہٰی نے اس ربانی سلسلہ میں قوموں کی شمولیت کی جو پیشگوئی کی ہے وہ یقیناً پُوری ہو کر رہے گی، اسی غرض سے آپ نے سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جس میں نہ صرف "یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں" بلکہ "تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے اور بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے اور خدا تعالے کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔"

یہ وہ اغراض و مقاصد ہیں جو صرف اسی جلسہ کے لئے مخصوص ہیں اور آج صرف جماعت احمدیہ ہی کو ان پاک اغراض کے لئے جلسہ منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہے، جس کے لئے ہم ان محترم دوستوں اور خواتین کی خدمت میں جو اس خالص دینی جلسہ میں شمولیت کے لئے دُور دراز کا سفر اختیار کر کے تشریف لائے ہیں

مبارکباد عرض کرتے اور تہ دل سے ان کا خیر مقدم کرتے ہیں

مُلتان میں نمازِ عید

مکرمی و معظمی! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اما بعد۔ عرض ہے۔ کہ جماعت اسمٰعیل آباد کی معیت میں خاکسار نے نماز عید حسب سابق ممتاز آباد گھی مل میں ادا کی۔ جناب میاں فضل الرحمٰن صاحب کے دم قدم سے جماعت کے احباب ایسے مواقع پر ایک جگہ اکٹھا ہو جاتے ہیں۔ میاں صاحب موصوف کی دینی دلچسپی اور غریب پروری کی وجہ سے جماعت کے کمزور احباب بھی دینی اجتماعوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالے انہیں جزائے خیر عطا فرما دے۔

خطبہ عید جناب پروفیسر خادم حسین صاحب نے دیا۔ خطبہ کیا تھا۔ فصاحت و بلاغت کا دریا تھا۔ جس طرح آپ کی قرأت اور خوش الحانی سے احباب محظوظ ہوئے اسی طرح آپ نے قرآنی معارف و حقائق کے موتی بھی لٹائے۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ قرآن دانی اس جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی فارسی نظم۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است

ایک واقعہ بیان کرنے کے بعد ترنم سے سنائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ کالج کی ایک تقریب کے موقعہ پر میں نے یہ نظم ترنم سے پڑھی۔ خاتمہ پر مجھ سے پُوچھا گیا۔ کہ یہ نظم کس کی ہے۔ تو میں نے جب یہ جواب دیا۔ کہ یہ نظم اس زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رح کی ہے تو مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ اور یہ خاموشی تحسین و آفرین کی خاموشی تھی جو کہ خود بخود دلوں میں پیدا ہوئی تھی۔ نماز کے بعد تمام دوستوں کی ضیافت دیسی پھلوں سے جناب میاں صاحب کی طرف سے کی گئی۔

فقط والسلام

احقر العباد۔ محمد داؤد علوی

از محمد صالح نور صاحب - لائلپور

جھنگ کے احباب جماعت کے ساتھ

چند یادگار لمحات

محترم میاں غلام حیدر صاحب تمیم (ریٹائرڈ ڈی آئی جی) پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جھنگ نے اس عزیز مجھ ناچیز سے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ میں عیدالفطر کے موقعہ پر جھنگ آکر احباب جماعت سے خطاب کروں۔ بوجوہ عید کے روز میں وہاں حاضر نہ ہو سکا مگر جماعت کی اس خواہش کے احترام میں اگلے روز جمعۃ المبارک کے دن وہاں جانے کا موقعہ ملا اور ذرہ امتثال امر جمعہ میں احباب سے خطاب کیا۔ عید کے موقعہ کی وجہ سے حاضری تسلی بخش تھی۔ اس تقریب سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے احباب کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت۔ جماعت کی ذمہ داریاں اور فرائض اور اسلام کی حقانیت اور صداقت احمدیت کے متعلق بعض امور کا تذکرہ کیا۔ نیز یہ بتلایا کہ جس طرح اللہ تعالے نے انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت کی تکمیل کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا تھا بالکل اسی طرح آپ کے بعد مجددین کا سلسلہ اسی غرض کے لئے قائم کیا گیا ہے اور حضرت صاحبؑ کی بعثت محض اشاعت دین اسلام اور تجدید دین کے لئے عمل میں آئی ہے اور اکناف عالم میں اشاعت اسلام میں جماعت احمدیہ کی نمایاں کامیابیاں اس امر کی دلیل ہیں کہ نصرت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے خدا تعالے نے اسی جماعت کو اس زمانہ میں کھڑا کیا ہے اور کوئی شخص، کوئی گروہ یا جماعت خدمت دین میں کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک وہ کماحقہ، مامور من اللہ کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ نہ کر لے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ اصولوں پر قائم رہ کر اسلامی تعلیمات کو ان کے اصل رنگ میں اپنی زندگیوں کا زیور نہ بنا لے۔ اس موقعہ پر حضرت صاحبؑ کے ساتھ وابستہ ہونے والے اکابرین کے روحانی مقامات اور خاص طور پر حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی اور قلمی کارہائے نمایاں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا کہ اس کی چار دانگ عالم میں شہرت اور مقبولیت اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اسلام کی خدمت اور قرآن کی اشاعت کی توفیق اور کسی عالم کو نصیب نہ ہوتی اگر ہوتی تو اس کو جس نے مامور من اللہ کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ کر لیا یہاں تک کہ وہ اس کی شاخ کہلایا گویا وہ اسی درخت کا ایک حصہ تھا۔

احباب جماعت خصوصًا نوجوان دوستوں اور عزیزوں کو اپنی زندگیاں اپنے بزرگوں کی طرح اسلام کی خدمت میں گذارنے کی تلقین کی کہ یہی فلاح و نجات کی راہ ہے۔

نماز جمعہ کے بعد کافی دیر تک مختلف سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا جن میں احمدی نوجوانوں نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ جھنگ میں احباب جماعت گو قلیل تعداد میں ہیں مگر جماعت سے وابستگی اور تعلق کا ایک نمایاں رنگ پایا جاتا ہے اور اس جوش، جذبہ اور جماعتی زندگی کا تمامتر سہرا محترم میاں غلام حیدر صاحب تمیم اور میاں غلام شبیر صاحب تمیم اور ان کے بعد ملک غلام قادر صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ کے سر ہے۔ احباب جماعت سے درخواست کی گئی کہ وہ جھنگ میں سالانہ جلسہ منعقد کیا کریں۔ ملک غلام قادر صاحب اس مرتبہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں ان کی واپسی پر جلسہ کا اہتمام کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالے۔

احباب جماعت کی خواہش پر طے پایا کہ مہینہ میں ایک دفعہ راقم الحروف ایک جمعہ کے موقعہ پر ضرور جھنگ حاضر ہوا کرے گا وباللہ التوفیق۔

راولپنڈی میں نمازِ تراویح

جمعۃ الوداع اور عید الفطر

امسال بھی مرکزی جماعت راولپنڈی میں ماہ رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ احباب سلسلہ نماز عشاء اور تراویح ادا کرنے کے لئے باقاعدہ آتے رہے محترم مولینا عبدالرحمٰن صاحب امام جامع احمدیہ روزانہ قریبًا سوا پارہ نماز تراویح میں سناتے رہے۔ ۷ دسمبر ۱۹۶۹ء کو ستائیسویں رات تھی اس شب ختم قرآن پاک ہوا۔ اس موقعہ پر محترم میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے احباب سلسلہ کو افطاری اور دعوت طعام دی۔ اس اجتماع میں قریبًا اڑھائی سو خواتین اور حضرات شریک ہوئے محترم میاں صاحب نے حضرت امام الزمانؑ کی شہرۂ آفاق تصنیف براہین احمدیہ سے کچھ اقتباس پڑھ کر سنائے محترم شیخ عبدالعزیز صاحب اور مولینا عبدالرحمٰن صاحب نے درثمین سے کچھ اشعار پڑھ کر سنائے اور دعا پر یہ تقریب ختم ہوئی۔ مرکز میں چراغاں کے لئے رنگی قمقموں کا انتظام میاں اقبال احمد صاحب نے کیا تھا اور سفیدی اور مرمت کے لئے محترم میاں مسعود احمد صاحب نے ڈیڑھ سو روپیہ مرحمت فرمایا۔ جزاھم اللہ۔

جمعۃ الوداع کے موقعہ پر بھی دو سو کے قریب اراکین جماعت موجود تھے۔ خطبہ جمعہ محترم میاں بشیر احمد منظور صاحب نے پڑھا۔ نماز عید الفطر ۱۱ دسمبر کو ادا کی گئی۔ قریبًا اڑھائی سو خواتین اور احباب نماز ادا کرنے کے لئے آئے تھے۔ فطرانہ کی آمدنی سو پچاس روپیہ ہوئی۔ عید فنڈ اور مسجد فنڈ شامل کر کے اس دن مجموعی چندہ سات سو روپیہ سے زیادہ تھا۔ الحمد للہ یہ اعداد و شمار جماعت کی سرگرمیوں کا بیّن ثبوت ہیں۔

جماعت راولپنڈی کے لئے ستائیسویں تاریخ رمضان المبارک اس لئے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ آج سے دو سال قبل محترم میاں فاروق احمد شیخ صاحب کی مساعی جمیلہ سے اس جماعت نے مرکز کی موجودہ عمارت خریدی اور اس میں نماز جمعۃ الوداع ادا کی تھی۔ (نامہ نگار)

اعلان شمولیت سلسلہ

چوہدری بشیر احمد صاحب ولد چوہدری دریا محمد صاحب بھیڈیاں کلاں تحصیل قصور نے حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی ہے اللہ تعالے انہیں استقامت دے ٭

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

میں اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ حضرت صاحبؑ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے اس احسان کے بدلہ میں ہم اگر امن کے قائم کرنے میں کوشش کریں تو اللہ تعالے اس کا نتیجہ ہم کو ضرور دے گا اور اگر ہم خلاف ورزی کریں گے تو اس کے بد نتیجے کا منتظر رہنا پڑے گا۔

دوسری بات جو سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ باہم محبت بڑھاؤ اور بغضوں کو دور کر دو اور یہ محبت بڑھ نہیں سکتی جب تک کسی قدر تم صبر سے کام نہ لو اور یاد رکھو صبر والے کے ساتھ خدا خود آپ ہوتا ہے اس واسطے صبر کنندہ کو کوئی ذلت تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔

تیسری بات جو میں کہنی ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت صاحب نے فتح اسلام میں پانچ شاخوں کا ذکر کیا ہے اور ان پانچ شاخوں میں چندے دینے کی تاکید کی۔ مثلاً آپکی تصانیف کی اشاعت۔ اشتہارات کی اشاعت۔ آپ کے لنگر خانہ کو مضبوط کرنے کی تاکید اور مہمانخانہ کی ترقی کی طرف توجہ اور آمد و رفت پر بعض وقت جو خرچ پڑتے ہیں ان کے لئے مکان بنانے پڑتے ان میں اتفاق کرنے کی تاکید آپ نے فرمائی ہے۔ میں اس تاکید پر تاکید کرتا ہوں کہ ہمارا مہمانخانہ کسی قدر آپ لوگوں کی سستی کا مظہر ہے۔ میں جس طرح دیکھتا ہوں کہ ایک مدرسہ چلتا ہے۔ لنگر اور دینی مدارس بہت کمزور رنگ میں ہے۔ ہمارے بھائیوں کو توجہ چاہیئے کہ ان دونوں امور کی طرف بہت کوشش کریں اور اتفاق سے کام لیں۔ پھر یہ بھی تاکید کرتا ہوں جو کتابیں بیچتے ہیں اور بہت اخلاق سے کام لیتے ہیں ان کی کتابوں میں بھر یا ہر کی امداد مزید دینے سے دریغ نہ کریں۔

ایک ہمارے دوست مولوی حسن علی صاحب نے اخلاص سے "تائید حق" نام مکمل کی ہے۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں اس کو شائع کیا ہے۔ لیکن اس کی کئی سو جلدیں یہاں پڑی ہیں وہ بھی خرید لیں۔

میں یہ باتیں اس لئے بتاتا ہوں کہ تم کو دین اور دنیا دونوں کا وعظ کروں یہ نہیں کہ مجھے دنیا کی غرض ہے کیونکہ میری عمر کا بہت بڑا حصہ اللہ کے فضل سے گذرا ہے۔ یہ تھوڑے سے دن جو باقی ہیں میں مخلوق میں سوال کرنے میں اپنی ہمت کو ضائع نہیں کرتا۔

٭ اور خدمت دین کا موقعہ مرحمت فرمائے۔ —— سیکرٹری انجمن ——

قرآن ہی تباہ ہوتی ہوئی نسلِ انسانی کو بچا سکتا ہے

اس کو دنیا میں پہنچانے کی اہم تجاویز

جماعتِ احمدیہ کی بے نظیر خدماتِ اسلام کا اعتراف اقصائے عالم میں

جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۵۰ء میں حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر

ذیل کی تقریر حضرت امیر مرحوم نے جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۵۰ء کے لئے حالتِ بیماری میں لکھی اور ایڈیٹر پیغام صلح نے جلسہ میں آپ کے حکم سے پڑھ کر سنائی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اس سینتیسویں سالانہ اجتماع کا افتتاح میں اس مشہور دعا سے کرتا ہوں جو ہر مسلمان کی شب و روز کی دعا ہے اور جس نے قرآن کے نہ ماننے والوں سے بھی خراجِ تحسین وصول کیا ہے چونکہ دعا کرنے والا درحقیقت بارگاہِ الہٰی میں سائل کے طور پر حاضر ہوتا ہے مناسب ہے کہ ہم بھی اپنے ظاہر اور باطن میں ایک تغیر پیدا کریں۔ ظاہری رنگ میں یوں کہ ہم سب کے سب ایک سائل کی طرح کھڑے ہو جائیں (سوائے اس کے جو بیری طرح کمزوری کی وجہ سے کھڑا ہونے سے معذور ہوں) اور باطنی رنگ میں یوں کہ ہمارے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ جس طرح ایک سائل اپنے آپ کو عاجز اور کمزور پاکر ایک غنی کے در پر جاتا ہے ہم بھی اپنی کمزوریوں کو محسوس کرتے ہوئے خدا کے دروازے پر آئے ہیں۔ تم کتنے بھی صاحبِ علم اور مالدار ہو خدا کے سامنے تمہاری حیثیت ایک فقیر سے زیادہ نہیں واللہ غنی وانتم الفقراء واللہ الغنی الحمید تو آیئے ایک فقیر کی طرح خدا کے دروازے پر کھڑے ہو کر صدائیں بلند کریں۔ اور اس کام میں جو ہمارے امامؑ نے ہمارے سپرد کیا تھا اپنے عجز اور کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے اس طاقتور بادشاہ سے مدد مانگیں جو پہلے بھی ان لوگوں کی جو اس کے ہو جاتے ہیں زبردست نصرت فرماتا رہا ہے اور آئندہ بھی اس کا یہ وعدہ ہے کہ جو اس کا ہو جائے گا وہ اس کی بھی اسی طرح نصرت فرمائے گا۔ جس طرح اس نے اپنے برگزیدوں کی مدد فرمائی۔

بارگاہِ الہٰی میں پہلی صدا

ہم درماندہ درویشوں کی پہلی صدا اس بارگاہِ عالی میں جو تمام جہانوں کی ربوبیت فرماتا ہے یہ ہے۔ الحمد للہ رب العلمین

اے تمام مخلوق کی ربوبیت فرمانے والے تونے اپنے بندوں پر مادی رزق کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور زمین و آسمان کی مادی طاقتوں کو ان کی خدمت پر لگا دیا ہے۔ مگر مادی رزق کی فراوانی اور ظاہری کشش انہیں تجھ سے غافل کر کے ہلاکت اور بربادی کی طرف لے جا رہی ہے اس لئے تو ان پر روحانی رزق کے دروازے کھول دے تاکہ یہ نسلِ انسانی تباہی اور بربادی سے بچ کر اپنے حقیقی کمال کو حاصل کرلے۔ اے خدا جو ہمیشہ انسانوں کی روحانی ربوبیت فرماتا رہا ہے اور جس نے بالآخر ساری نسلِ انسانی کی روحانی ربوبیت کے لئے اپنا آخری نبی محمد رسول اللہ صلعم اور اپنا آخری اور کامل پیغام قرآن بھیجا تو اب نسلِ انسانی کی ربوبیت کے لئے اپنے قرآن اور پیغمبر کی قبولیت کی ہوا چلادے اور ہمیں بھی وہ سامان عطا فرما کہ ہم تیرے قرآن اور تیرے پیغمبر کی خوبصورت تصویر ساری دنیا میں پہنچا دیں۔

دوسری صدا

اور ہماری دوسری صدا اس ارحم الراحمین کے دروازے پر یہ ہے الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ اے رحمتوں کے سرچشمے تو اس نسلِ انسانی پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور ان کے گناہوں کی سزا بھی ان پر آئے تو تیری رحمت اس کے ساتھ بھی ملی ہوئی ہو۔

تیسری صدا

اور ہماری تیسری صدا اس مقتدرِ حقیقی کے دروازے پر یہ ہے ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ہم تیرے غلام ہیں اور تیری غلامی کا فخر بھی تیری مدد سے ہی مل سکتا ہے۔ مگر ہماری آرزو یہ ہے کہ یہ ساری نسل انسانی تیری غلامی کو اختیار کر کے فلاح اور بہبود پائے۔ یہ کام انسانی طاقت سے نہیں ہو سکتا، اس لئے تیرے دروازے پر آئے ہیں۔ کہ اس میں تو ہماری مدد فرما۔ یہاں تک کہ ہم ساری نسلِ انسانی کو تیرے در پر جھکانے کی آرزو رکھتے ہیں۔ مگر اے قدرت اور طاقت کے مالک خدا یہ کام تیری مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ سو ہم یہ سوال لے کر تیرے در پر آئے ہیں کہ تو ہماری اس طرح مدد فرما جس طرح تو اپنے رسولوں کی مدد فرماتا رہا ہے تیرا وعدہ ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوٰۃ الدنیا اللھم انجز وعدک وانصر عبادک المستضعفین اے زمین اور آسمان کے مالک تو زمین اور آسمان کی تمام طاقتوں کو ہماری مدد کے لئے لگا دے اے خدا تو اپنے دین کی نصرت کے لئے اپنی ملائکہ کی فوج کے ساتھ اس زمین پر نزول فرما۔ اور اپنے دین کی خدمت کا کام کرنے والوں کی مدد فرما۔

چوتھی صدا

ہماری چوتھی صدا اس منعم حقیقی کے دروازے پر یہ ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ولا الضالین ہم تیرے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کی آرزو رکھتے ہیں ہمیں اس رستہ پر چلنے کی توفیق دے جس رستے پر وہ لوگ چلے جنہوں نے تیری بارگاہ سے بڑے بڑے انعام پائے۔ جن کی ساری نیک آرزوؤں کو تونے پورا فرمایا اور ان ٹھوکروں سے ہمیں بچا جو ٹھوکریں کھا کر ہدایت کے بعد بھی لوگ تیری ناراضگی کا محل بن گئے ہیں یا صحیح رستے کو چھوڑ کر غلط رستہ پر پڑ گئے اے بادشاہ تیرے انعامات کے خزانے بے حد و حساب ہیں اور وہ ہر قدم پر ہر مانگنے والے کے لئے کھلے ہیں۔ ہم بھی تیرے نام کو دنیا میں بلند کرنے کی غرض سے تیرے در پر [illegible] اور [illegible] کو [illegible] ان انعامات کے لئے تیرے در پر صدا بلند کرتے ہیں۔ [illegible] انعامات سے تو نے ہماری سرکار حضرت محمد مصطفیٰ صلعم اور آپؐ کے ساتھیوں کو نوازا۔ اے خداوند عالم تیرے انعامات تو کبھی ختم نہیں ہوتے ہم ناکارہ انسانوں کی وہ آہیں ہی ختم ہو جاتی ہیں جو تیرے انعامات کے دروازے کھول دیتی ہیں۔ تو ہی اپنے کرم سے ہمارے دلوں میں وہ آہیں پیدا کر۔ اے فضلوں اور رحمتوں کے مالک ان فضلوں اور رحمتوں کے دروازے ہم پر کھول دے کہ ہم تیرے قرآن اور محمدؐ کے نام کو دنیا میں بلند اور روشن کرنے میں اور تیرے قرآن اور محمدؐ کے نور سے تیری دنیا کو روشن کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ آمین۔

حاضرینِ جلسہ کو خوش آمدید

اما بعد میں اس اجتماع میں جس کی اصل غرض بالفاظ بانیٔ سلسلہ احمدیہ یہ ہے کہ جماعت کی معرفتِ الہٰی ترقی پذیر ہو (۲) تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہوں (۳) یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیرِ حسنہ پیش کی جائیں۔ شمولیت کے لئے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ مجھے اور آپ کو مل کر کام کرتے ہوئے ۳۷ سال گذر گئے ہیں۔ لیکن ہمارے امامؑ نے جس دن مجھے دنیوی اشتغال سے الگ کر کے دینی خدمات پر لگایا اس پر آج پچاس سال گذر گئے ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ کہ اس نے نصف صدی تک مجھے یہ کام کرنے کی توفیق دی اور موقع دیا۔ میں اگر دنیا میں بلند سے بلند مقام پر بھی پہنچ گیا ہوتا تو مجھے اس خوشی کا عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوتا جو آج مجھے حاصل ہے۔

جماعت احمدیہ کی بے نظیر خدمات

میں آپ کو مبارک باد بھی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی خدمات کو بھی وہ قبولیت عطا فرمائی ہے وہ جو اپنے دین کے خادموں کو پہلے عطا فرماتا رہا ہے اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں جس کے آثار اب چاروں طرف کھلے نظر آ رہے ہیں۔ جس قدر مفید نتائج اس قلیل جماعت کی خدمات نے پیدا کئے ہیں۔ جس کی قلت کی وجہ سے لوگ اسے درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے کوئی بڑی سے بڑی اسلامی جماعت بھی نہیں دکھا سکتی۔ آپ کی ان خدمات کا اعتراف باوجود مخالفت کے پاکستان اور ہندوستان کے رہنے والوں کو ہی نہیں تمام اسلامی ممالک اور بالخصوص عرب ممالک میں بھی ہے جہاں کے اخبارات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے کارناموں کے ذکر سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور بالخصوص جو روحانی بیداری دور افتادہ مسلمان آبادیوں میں آپ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جیسے ٹرینیڈاڈ۔ فجی۔ [illegible] ۔ نائیجیریا۔ برٹش گائنا۔ گولڈ کوسٹ [illegible]

لہ اس موقعہ پر سب حاضرین کھڑے ہو گئے۔

جہاں کے رہنے والے ایک ہمارے دوست نے سال گذشتہ بھی اس پلیٹ فارم سے توجہ دلائی تھی۔ اور اس سال بھی وہاں سے ہمارا ایک اور بھائی یہاں پہنچا ہے۔ چین کے ملک میں اس جماعت نے کس قدر کام کیا اس کی شہادت چند سال ہوئے مشہور چینی سیاح عثمان وو آپ کے سامنے ادا کر گئے اور اس عظیم الشان مسلمان آبادی میں جو انڈونیشیا کے نام سے مشہور ہے اور اس وقت مسلمان آبادی کی تعداد کے لحاظ سے شاید سب سے بڑا اسلامی ملک ہے جو حرکت آپ کی جماعت نے پیدا کی ہے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اسی طرح یورپ اور امریکہ کے غیر مسلموں میں جس قدر آپ کی خدمات سے قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا نام روشن ہوا ہے وہ ایک بے نظیر کام ہے۔

وزیراعظم پاکستان کو خط

ووکنگ مسلم مشن اور برلن مسجد کا نام دنیا میں روشن ہے مگر امریکہ میں بھی جہاں ابھی چند سال ہی کام کرتے ہوئے ہمیں ہوئے ہیں۔ آپ کی خدمات کا اعتراف اس حد تک موجود ہے کہ امریکہ کے ایک مشہور ادارے کی وساطت سے جن کا نام ولیم اہرگ ہے اور جو یو این او کی مذہبی شاخ کے سیکرٹری ہیں ایک تار مسٹر لیاقت علی خان کو ان کے امریکہ کے دورہ میں پہنچا جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں جس کی نقل مسٹر اہرگ نے مجھے بھی بھیجی:-

"میں آپ کے توسط سے پاکستان کے عوام پر اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہم اس احسن کارکردگی کو عزت و قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ جو آپ کے ہم وطن مولوی محمد علی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور انگریزی زبان میں اسلام کی دینی کتب کی اشاعت اور اپنی کوششوں سے پاکستان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مابین بہتر افہام و تفہیم پیدا کرنے کے لئے کر رہے ہیں ہم ان تمام کوششوں کے بھی معترف ہیں جو پاکستان کے دینی رہنما عالمی امن کے قیام اور انفرادی معیار زندگی کی بہتری کے لئے سر انجام دے رہے ہیں۔

میں یہ بھی گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لاہور کے ان عالی فکر اصحاب کو ترغیب دلائیں کہ وہ مرکزی ادارہ اقوام متحدہ کی ایک شاخ نیویارک شہر میں کھولیں چاہے شاخ آپ کے وفد اقوام متحدہ کا ایک حصہ ہو، یا خود مختار اس سے انہیں مقامی، قومی اور بین الاقوامی پریس اور ریڈیو۔ اور ایجوکیشنل، قوم کی اور دیگر سہولتیں جو وہاں میسر آسکتی ہیں حاصل ہو جائیں گی۔ جو ایک سچے خدا پر ایمان رکھتے اور نسل انسانی کے باہمی اتحاد اور اخوت کے قائل ہیں۔

اس قسم کی نمائندگی اہل امریکہ کو پاکستان کی ان ضروریات کا صحیح اندازہ دے سکے گی۔ جو یونائیٹڈ سٹیٹس انفرمیشن سروس کے ذریعہ اور پریزیڈنٹ ٹرومین کے چار نکاتی پروگرام کے ماتحت جہاں تک پاکستان کا اس سے تعلق ہو پوری کی جا سکتی ہیں"

اور ہمارے پرائم منسٹر نے بھی اس میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے چنانچہ ان کے سیکرٹری کی طرف سے حسب ذیل جواب انہیں بھیجا گیا:-

ڈیر مسٹر اہرگ

ہز ایکسی لینسی وزیراعظم نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ میں آپ کی ۲ رمئی کی تار کی وصول کی اطلاع آپ کو دوں۔ اور ان کریمانہ خیالات کے لئے جن کا اظہار اس میں کیا گیا ہے آپ کا شکریہ ادا کروں

وزیراعظم نے آپ کی سفارشات کو نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھا ہے جن میں بین الاقوامی افہام و تفہیم اور تعاون کو بڑھانے اور امن عالم کے لئے زیادہ ٹھوس بنیاد قائم کرنے کی تجویز کی گئی ہے"

حضرت مسیح موعودؑ کی توجہ اور عزم

یہ وہ کام ہے جس کی طرف ہماری توجہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بدولت ہوئی جو درحقیقت یورپ اور امریکہ میں ہی نہیں ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھنے کے لحاظ سے اس زمانہ کے واحد امام ہیں۔

جب ہمارے امام نے تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی تو اس کی پہلی ضرورت یہ بیان فرمائی کہ پہلے اسلام پر اعلیٰ درجہ کا لٹریچر تیار کیا جائے اور پھر اسے یورپ اور امریکہ میں پھیلایا جائے آپ کی سب سے پہلی کتاب ازالہ اوہام کو صفحہ ۷۷۳ سے ۷۷۴ تک پڑھیے۔ وہاں آپ ان باتوں کا اعادہ پورے زور سے پائیں گے آپ اس عزم کو لے کر اٹھتے ہیں کہ

"میں جہاں تک میرے امکان میں ہے ..... تالیف کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالےٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں"

پھر فرماتے ہیں:-

"یورپ اور امریکہ نے اسلام پر اعتراضات کا ایک بڑا ذخیرہ پادریوں سے حاصل کیا ہے اور ان کا فلسفہ اور طبعی بھی ایک الگ ذخیرہ نکتہ چینی کا رکھتا ہے۔ ان اعتراضات کا جواب دینے کے لئے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں موجود رکھتا ہو جس کے معلومات کو خدا تعالےٰ کے الہامی فیض نے بہت وسیع اور عمیق کر دیا ہو"

پھر فرماتے ہیں:-

"سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان وعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر تیار کر کے اور انگریزی میں تیار کرا کر اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے"

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:-

"میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسے مجھ سے یا جیسے اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"

اس کے بعد ان ممالک میں اس لٹریچر کی تقسیم کو ضروری ٹھہرایا اور یہ تجویز فرمائی کہ وہاں اپنے آدمی بھیجکر ان کے ذریعہ سے یہ لٹریچر ان میں تقسیم کیا جائے۔

مسیح موعودؑ کی تڑپ کس طرح پوری ہوئی

اب یہ حضرت امامؑ کی سنہ ۱۸۹۱ء کی تڑپ ہے کہ یورپ اور امریکہ اور ایشیا میں تبلیغ اسلام کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات تیار کی جائیں۔ اور ایک تفسیر قرآن کریم کی بھی انگریزی میں تیار کی جائے مگر اس سارے کام کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ میرا کام ہے یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے اور دوسرے سے یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ ایک طرف ان الفاظ کو رکھو اور دوسری طرف ان واقعات کو رکھو کیا ہمارا امام نعوذ باللہ ناکام رہا یا اس کی جس قدر آرزوئیں تھیں وہ ایک ایک کر کے پوری ہوئیں؟ پھر کیا ساری اسلامی دنیا میں کوئی دوسرا انسان ایسا نظر آتا ہے۔ جس نے تبلیغ اسلام کی خاطر ایسا لٹریچر تیار کیا ہو۔ یا اسے دنیا میں پھیلانے کا ایسا انتظام کیا ہو کیا یہ سچ نہیں کہ اسلام پر جو لٹریچر اس جماعت لاہور یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے تیار کیا ہے۔ اس کی نظیر ساری دنیا میں نہیں ملتی۔ اور پھر کیا یہ سچ نہیں کہ جماعت کے سارے تیار کردہ لٹریچر کو دیکھا جائے تو وہ تبلیغ اسلام کے سارے پہلوؤں پر حاوی ہے۔ اس میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر بھی ہے۔ اس میں حدیث شریف بھی موجود ہے اس میں سیرت نبوی کے مختلف پہلو بھی ہیں۔ اس میں زمانہ نبوی تیس سالہ امتداد یعنی خلافت راشدہ کی تاریخ بھی موجود ہے۔ اس میں عیسائی پادریوں کے سارے اعتراضات کا جواب بھی موجود ہے اس میں ریلیجن آف اسلام جیسی کتاب بھی موجود ہے جس پر ریویو کرتے ہوئے مرحوم مارمیڈیوک پکتھال نے لکھا تھا کہ جس قدر علمی اور قیمتی خدمات احیائے اسلام کی اس عاجز نے کی ہے اس زمانہ میں دوسرا کوئی نہیں کر سکا۔ اور جس پر ایک مشہور امریکی مصنف نے لکھا تھا کہ اس عاجز کے قرآن کے انگریزی میں ترجمہ اور تفسیر کے بعد اور اس کتاب ریلیجن آف اسلام کے بعد کوئی شخص اسلام کی تعلیم کے کسی پہلو سے ناواقف ہونے کا عذر پیش نہیں کر سکتا۔

حضرت امامؑ کی نظر انتخاب

جیسا کہ میں نے ابتداء میں کہا تھا آج پچاس سال سے اوپر ہو گئے۔ جب مجھ عاجز پر اور میرے مرحوم رفیق خواجہ کمال الدین پر امام وقت کی نظر انتخاب پڑی وہ آنکہ خاک را بنظر کیمیا کنند کی مصداق تھی اور آپ کے الہامی فیض سے جہاں اور لوگ مستفیض ہوئے ہم دونوں بھی ہوئے میرا دوست اپنے مالک سے سنہ ۱۹۳۲ء میں جاملا۔ مگر میں اللہ تعالےٰ کے احسانات کی شکر گذاری کس طرح کروں۔ کہ مجھ سے اللہ تعالےٰ ابتک اپنے دین کی خدمت کا کام لے رہا ہے۔

مہلک بیماریوں کے حملے اور خدمت اسلام کا کام

ہاں مجھ پر بھی سنہ ۱۹۳۴ء سے مہلک بیماریوں کے حملے شروع ہوئے، جو کہ یکے بعد دیگرے سخت سے سخت تر ہوتے چلے گئے۔ سب سے پہلے سنہ ۱۹۳۴ء میں ڈاکٹروں نے میری ایک بیماری کو مہلک ٹھہرایا جس کی وجہ سے میں نے کتاب ریلیجن آف اسلام کو طبع کرانے میں جلدی کی۔ پھر سنہ ۱۹۳۸ء میں میرے متعلق ڈاکٹری فتویٰ جب میں ڈلہوزی میں تھا، کہ ان کی موت کی خبر نہیں کہ کس وقت آجائے۔ پھر سنہ ۱۹۴۸ء میں کوئٹہ میں خطرناک بیماری مجھ پر آئی اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے میری دستگیری فرمائی اور اب سنہ ۱۹۵۰ء میں پھر زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی۔ مگر میرا خدا ہر دفعہ جب اس نے مجھے مہلت دی تو مجھے مزید کام کرنے کی توفیق بھی دیتا رہا اور ہر بیماری کے بعد میں پھر کام میں لگا رہا اور نہ صرف تصنیف کا کام کیا بلکہ تراجم قرآن جیسے عظیم الشان کام کی۔ امریکہ میں مشن قائم کرنے کی اور ادارہ تعلیم قرآن کی بنیاد انہی بیماریوں کے اندر رکھی گئی۔ اور میں اس کے در فانے سے یہ امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی مجھے کسی کام کے لئے بھی اس نے مہلت دی ہے وہ مزید کام اگر کوئی

علمی رنگ کی خدمت کا ہو تو اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ لیکن اس وقت جب میں بیمار ہوا تو اس علمی ذخیرہ کو جو اللہ تعالیٰ نے مجھے تیار کرنے کی توفیق دی دنیا میں پھیلانے کا کام میرے مدِنظر تھا۔

امام وقتؑ کی دو آرزوئیں جو پوری ہوئیں

ہمارے امامؑ کی پہلی خواہش یہ تھی کہ اسلام پر عمدہ عمدہ تالیفات ہوں تو دوسری خواہش یہ بھی تھی۔ کہ ان تالیفات کو اور قرآن کریم کی اس تفسیر کو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے ملکوں میں پھیلایا جائے۔ آپ نے تبلیغ اسلام کی بنیاد اسی پر رکھی تھی کہ اسلام پر اعلےٰ درجہ کی کتابیں لکھی جائیں۔ جن میں موجودہ تہذیب اور عیسائی دنیا کے ہر قسم کے اعتراضات کا جواب ہو۔ اور اسلام پر ان کی فوقیت ثابت کی جائے۔ مگر یہ صرف بنیاد تھی اصل عمارت یہ تھی کہ اس لٹریچر کو دنیا میں پھیلانے کا انتظام کیا جائے۔ جس طرح بنیاد کے بغیر عمارت بنانے کی کوشش ایک بے سود کوشش ہے اور قادیانی جماعت نے یہی غلطی کی ہے اسی طرح بنیاد بنا کر چھوڑ دینا اور اس پر عمارت نہ بنانا بھی کوئی عقلمندی کا کام نہیں اور مجھے بعض وقت ڈر لگتا ہے کہ ہماری جماعت کا قدم اس دوسری غلطی کی طرف تو نہیں اٹھ رہا۔ ہمارے امام کی یہ دونوں آرزوئیں تھیں کہ اوّل اسلام پر اعلیٰ درجہ کی تصانیف ہوں اور پھر ان کو دنیا میں پھیلانے کا انتظام کیا جائے۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ان دونوں آرزوؤں کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ہاتھ سے پورا کرا دیا۔

پانچہزار لائبریریوں میں آٹھ کتابوں کا سیٹ

مگر اب تک وسیع پیمانے پر صرف مفت ٹریکٹ لٹریچر کے پہنچانے کا انتظام تھا۔ اور قیمتی لٹریچر کی بھی قرآن کریم اور سیرت نبویؐ کی کوئی دس ہزار سے لے کر بیس ہزار کاپیاں پہنچائی گئی تھیں اس پر سال گذشتہ اس نئی عمارت کا اضافہ ہوا۔ کہ آٹھ کتابوں کا ایک سیٹ دنیا کی پانچہزار لائبریریوں میں مفت پہنچانے کی تجویز کی گئی۔ یہ بڑا بھاری کام تھا۔ جو ساڑھے تین لاکھ روپیہ کے خرچ کو چاہتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے اس میں سے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع ہو چکا ہے جس میں گو ابتدا اس جماعت نے کی ہے مگر دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی بڑی فراخ دلی سے اس میں حصہ لیا ہے اور باقی کے متعلق کچھ وعدے بھی ہیں اور کچھ کوشش ہو رہی ہے اور کتابیں کوئی پانچہزار سے لے کر بیس ہزار تک کی تعداد میں یا تو چھپ چکی ہیں یا چھپ رہی ہیں۔ گویا پانچہزار سیٹ آٹھ کتابوں کا دنیا میں پہنچانے کا انتظام کافی حد تک ہو چکا ہے اس طرح اسلام کی چالیس ہزار بیش قیمت کتابیں ساری دنیا کی لائبریریوں میں پھیل جائیں گی جہاں ایک ایک لائبریری میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسانوں کی نظر سے گذرتی رہیں گی۔ حضرت امامؑ کے ان الفاظ کو پھر پڑھیئے۔ کہ عمدہ عمدہ تصانیف اسلام پر تیار ہوں اور پھر ان کو یورپ اور امریکہ اور ایشیا میں پھیلایا جائے کیا یہ خدا کی آواز نہ تھی جو آپ کی زبان سے ہمیں پہنچائی گئی۔ اور کیا یہ خدا کا طاقتور ہاتھ نہ تھا جس کی مدد سے امام زماں کی یہ دونوں آرزوئیں آج ہماری آنکھوں کے سامنے آپ کی جماعت کے صرف چھوٹے سے گروہ کے ہاتھ سے پوری ہو رہی ہیں۔

ایک عظیم الشان انقلاب

میرے دوستو! اور میرے مسلمان بھائیو! خدا کی اس آواز اور خدا کے اس فعل کو تحقیر کی نگاہ سے نہ دیکھو یہ ایک انقلاب ہے جو دنیا میں نمودار ہو رہا ہے اور ہماری آنکھوں کے سامنے نمودار ہو رہا ہے۔ ملکوں کے ملکوں اور قوموں کی قوموں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور وہ دن دور نہیں۔ کہ آپ آفتاب اسلام کو روحانیت کے آسمان پر پوری قوت سے چمکتا ہوا دیکھ لیں۔

قرآن کے نور سے ساری دنیا کو منوّر کرنے کی بنیاد

اس کے ساتھ ہی میں ایک اور خوشخبری بھی سنانا چاہتا ہوں۔ علاوہ اس کے کہ چالیس ہزار بیش قیمت کتب دنیا کی پانچہزار لائبریریوں میں پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایک اور تجویز بھی ہمارے سامنے ہے۔ جس کی بنیاد ایک حد تک ڈال چکا ہوں۔ اس تجویز کی رو سے ہم ایک مستقل بنیاد قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانے کی رکھ سکیں گے سردست تو ایک محدود سا خیال ہے کہ ہر سال کوئی پانچہزار کاپی قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی ہم طالب علموں کو وہ کہیں بھی ہوں بہت رعایتی قیمت پر دے سکیں تاکہ ہماری اپنی نسلیں بھی براہ راست سرچشمہ قرآن سے نور حاصل کر سکیں۔ اور غیر بھی آسانی سے قرآن کریم کے نور سے فائدہ اٹھا سکیں مگر میں امید رکھتا ہوں کہ جب یہ کام شروع ہو گیا۔ تو نہ صرف یہ تعداد بڑھ سکے گی بلکہ مسلم اور غیر مسلم غیر مستطیع اصحاب کو بھی ہم اس میں شامل کر سکیں گے یعنے انہیں ہم رعایتی قیمت پر ترجمہ پہنچانے کے قابل ہو جائیں گے اور اس طرح یہ جماعت قرآن کریم کے نور سے ساری دنیا کو منوّر کرنے کی ایک بنیاد رکھ سکے گی۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ایسی بنیاد رکھنے کی ہمیں توفیق دے جس پر قیامت تک عمارت بنتی چلی جائے گی۔

اس کے علاوہ قرآن کریم کے پانچ ترجمے جو اس وقت مکمل ہیں اور اب تک طبع نہیں ہو سکے۔ یہ کام بھی آنے والے سال میں شروع ہونے کی امید ہے۔

قرآن سے دنیا کو نفع پہنچانا پاک نفس لوگوں کا کام ہے

مگر اس کے ساتھ ہی میں اپنے احباب کو ایک اور بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں قرآن کریم خدائے پاک کا کلام ہے اور اس کو دنیا میں پہنچانا اور دنیا کو اس کے نور سے منور کرنا پاکوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطھرون۔ اس کے معنے یہ بھی ہیں کہ قرآن دنیا کو نفع پہنچانے والی کتاب ہے۔ مگر یہ نفع انہی لوگوں کے ذریعہ سے پہنچ سکتا ہے جو پہلے خود اپنے نفسوں کو پاک کریں۔ وہ پاک نفس گروہ تھا جس نے رسولِ پاک کے ساتھ ہو کر اس قرآن کو دنیا میں پہنچایا اور ایک تباہ ہوتی ہوئی دنیا کو بچایا۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ تہذیب انسانی چھٹی صدی عیسوی میں بالکل تباہی کے کنارے پر پہنچ گئی تھی خدا کا کلام قرآن بھی اس پر شاہد ہے ظھر الفساد فی البر والبحر۔ اور ہر ملک اور ہر قوم کی تاریخ بھی گواہ ہے تہذیب انسانی کا ایک موجودہ زمانہ کا مؤرخ لکھتا ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں تہذیب انسانی ایک کھوکھلے درخت کی طرح گرنے کو تیار تھی کہ عرب میں ایک انسانؐ پیدا ہوا جس نے تہذیب انسانی میں ایک نئی روح پھونک دی۔

قرآن ہی نسلِ انسانی کو بچا سکتا ہے

آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح نسلِ انسانی بربادی کی طرف دوڑی جا رہی ہے اور قریب ہے کہ یہ آگ کے گڑھے میں گر کر بھسم ہو جائے وہ نسخہ جس سے یہ نسلِ انسانی بچ سکتی ہے وہی ہے جس نے ایک دفعہ پہلے تباہ ہوتی ہوئی نسلِ انسانی کو بچایا یہ خدا کا آخری کلام ہے یہ قرآن ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے مگر ہم اس نسخۂ شفا کو دنیا میں نہیں پہنچا رہے اس کے پہنچانے کے لئے ایک پاک نفس جماعت کی ضرورت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کام کی بنیاد اپنے ایک مامور کے ہاتھ سے رکھوائی اور اس کو اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد بنا کر بھیجا کیونکہ نفوس کو پاک وہی کر سکتا ہے جس کو خدا نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہو۔

قرآن اور رسولؐ کا عشق جو مجددِ وقتؒ نے پیدا کیا

اس کے پاس بیٹھنے والے جانتے ہیں کہ اس کے دل میں قرآن اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا کس قدر عشق تھا۔ اس عشق کی آگ اس کے سینے میں ایسی مشتعل تھی۔ کہ جو اس کے پاس جا کر بیٹھا اس کے سینے میں بھی ایک چنگاری اسی آگ کی پڑ گئی اور ہزارہا بلکہ لاکھوں سینے روشن ہو گئے۔

عشق کی چنگاری مدھم کیوں ہو رہی ہے

آج وہ چنگاری کچھ مدھم نظر آ رہی ہے اپنے اپنے سینوں کو ٹٹولو۔ کیا تمہارے دلوں میں وہ امام زماںؑ کی ڈالی ہوئی چنگاری کی گرمی موجود ہے؟ اگر وہ ہے تو تم میں حرکت کیوں نہیں جو امام زماںؑ کے پاس بیٹھنے والوں میں نظر آتی تھی۔ تمہارا قدم دیوانہ وار آگے کیوں نہیں بڑھ رہا؟ تم ہی وہ لوگ تھے جو اس عشق سے بےتاب ہو کر لوگوں کے دروازوں پر پھرتے تھے اور ان کو اس نیک کام میں شامل ہونے کی دعوت دیتے تھے آپ بھی ثواب حاصل کرتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی ثواب میں شامل کرتے تھے۔ آج تم میں وہ لوگ کیوں کم ہو گئے؟ تم ہی وہ لوگ تھے کہ دینی ضروریات کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے تھے۔ اور تم دیوانہ وار ملکوں میں نکل گئے کہ خدا اور رسولؐ کا نام اور خدا کا پاک کلام دنیا کو پہنچا دیں۔ تم نے کفرستانوں میں مسجدیں بنا دیں اور اللہ اکبر کی آوازیں بلند کر دیں تمہارے مسلمان بھائی تمہیں گالیاں دیتے رہے مگر خدا کی راہ میں تمہارا جنون بڑھتا ہی چلا گیا۔ ہاں تم ہی وہ لوگ تھے اور کثرت سے تھے جو اپنے دنیا کے کام کرتے ہوئے بھی دینی کاموں کو اس طرح سرانجام دیتے تھے کہ زندگی وقف کر دینے والوں سے بھی بڑھ کر ان کا کام ہوتا تھا۔ آج وہ بہت کم نظر آتے ہیں تم ہی وہ مالدار و غرباء تھے کہ جب کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو مالدار غرباء سے اور غرباء مالداروں سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ اگر آج کوئی مالی تکلیف پیش آتی ہے تو تم قربانیاں کرنے کی بجائے یا خدا کی راہ میں جہاد کرنے کی بجائے گھر بیٹھے یہ مشورے کرتے ہو کہ فلاں مشن بند کر دو۔ قرآن کی اشاعت کو بند کر دو۔ تو تم اب آگے بڑھنے کی بجائے اپنے قدم پیچھے ہٹانے کو تیار ہو گئے ہو۔ خدا کے بندوں کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ ان کا قدم آگے بڑھتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات کے وقت بھی قدم آگے ہی بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ اور اسی لئے خدا کی نصرت ان کے ساتھ ہوتی ہے ؎

خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ خدا اور رسولؐ کی محبت کی جگہ تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت اثر کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور تم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے

(باقی پہلا کالم ۲)

حقیقی مسلمان عمل سے بنتا ہے

ظاہری علامات یا زبانی ایمان کوئی حقیقت نہیں رکھتے

بددیانتی اور حرام مال موجب جہنم ہے ۔ میدانِ جنگ میں اخلاقِ عالیہ کی تعلیم

مولوی یعقوب خان صاحب کی بیعتِ خلافت ان کی مشکلات اور کمزوری ایمان کا باعث ہے

خطبہ جمعہ
مؤرخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۶۹ء
فرمودہ
حضرت امیرِ قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس البرّان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولٰکن البرّ من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنّبیّین واتی المال علٰی حبّہ ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلٰوۃ واتی الزکٰوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصّابرین فی الباساء والضرّاء وحین الباس ۔ اولٰئک الذین صدقوا ۔ واولٰئک ھم المتّقون (البقرۃ ۲ ــ ۱۷۷)

مخصوص علامات مسلمان ہونیکے لئے کافی نہیں

یہ آیات بڑی مشکل ہیں ۔ اور قرآن کریم کا نچوڑ ہیں ۔ ان میں ہمارے لئے تنبیہہ ہے کہ ہم اندازہ لگائیں کہ ہم کس حد تک مسلمان ہیں ۔ فرمایا لیس البرّان تولّوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ۔ کوئی علامت و نشان لگانے سے ہمارا مقصد پُورا نہیں ہوتا ۔ فرمایا مشرق بھی ہمارا ہے اور مغرب بھی ہمارا ہے اللہ ہر جگہ رہتا ہے ۔ دوسری جگہ فرمایا وھو معکم اینما کنتم ۔ جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اگر یہ ایمان ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی مخصوص علامت لگا کر پرہیزگار بن بیٹھنا اور مخصوص وضع قطع بنا لینا اس سے اللہ تعالےٰ کا مقصد پورا نہیں ہوتا نہ مشرق و مغرب کی طرف منہ کر لینا نیکی کی علامت ہے ۔

حقیقی مسلمان عمل سے بنتا ہے

ولٰکن البرّ من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والنبیّین الخ ۔ بلکہ اپنے عمل سے ثبوت دیا جائے کہ تم مؤمن ہو، تمہارا عمل اس پر شاہد ہو ۔ واللّٰہ یعلم سرّکم وظھرکم ۔ ہم تمہارے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں ۔ تم ہم سے چھپاؤ یا نہ چھپاؤ ۔ ظاہر کرو یا نہ کرو ۔ ہم سب کچھ جانتے ہیں ۔ کوئی کاروبار ہو، کوئی معاملہ ہو ۔ کوئی جھگڑا ہو ۔ بیوی بچے کا معاملہ ہو، اپنوں اور غیروں کا معاملہ ہو خدا ان باتوں سے واقف ہے ۔ تمہارے اعمال سے نظر آنا چاہیئے کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو ۔ تم فرشتوں پر ایمان رکھتے ہو، قیامت پر ایمان رکھتے ہو، اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتب پر ایمان رکھتے ہو ۔

مخلوق پر مال خرچ کرنا

واتی المال علٰی حبّہ ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین الخ ۔ اور اس ایمان کے مطابق خدا کی مخلوق پر اپنا مال صرف کرتے ہو، اور ان کی خیرخواہی چاہتے ہو ۔ یتامیٰ ۔ مساکین ۔ ابن السبیل ۔ سائلین کی خدمت کرتے ہو اور جن کی گردنیں قرض میں پھنسی ہوئی ہیں ان کو آزاد کراتے ہو ۔ ان کے لئے اپنا مال صرف کرتے ہو ۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو تمہارا نماز روزہ اور حج اور ظاہری علامات کا کچھ فائدہ نہیں ہے ۔ یہ ایمان ہو اور یہ عمل تو اسے مسلمان کہہ سکتے ہیں ۔

عہدو پیمان کی پابندی

علاوہ ازیں دنیا میں عہد و پیمان بھی ہوتے ہیں، عہد و پیمان کی پختگی بھی اسلام کا نشان ہے اپنا نقصان ہو جائے لیکن عہد کی خلاف ورزی نہ ہو ۔ حضور نبی کریم صلعم نے حدیبیہ کے مقام پر گر کر صلح کی ۔ حضرت عمرؓ خفا ہو گئے اور کہا لم الدنیّۃ فی دیننا ہمارے دین میں یہ ذلت کیسی ؟ ابوجندل اسی وقت ادھر آ نکلے وہ مسلمان ہو گئے تھے مکہ والوں نے مار مار کر زخمی کر دیا تھا اور وہ حضور صلعم کی پناہ چاہتے تھے، لیکن اہل مکہ سے عہد ہو چکا تھا کہ جو شخص مکہ سے مسلمان ہو کر آئے اسے واپس کرنا ہوگا ۔ اس عہد کے مطابق حضور صلعم نے انہیں مکہ والوں کے حوالے کر دیا ۔ مسلمانوں کا دل خون ہو گیا کہ ابوجندل زخمی ہے ۔ دشمن سے جان چھڑا کر آیا ہے ۔ پناہ لینا چاہتا ہے ۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم عہد کے پکے ہیں مسلمان وہ ہے جو قول کا پختہ ہو، اس کے بعد کردار تعمیر کرنے کے ایک اور پہلو کا ذکر فرمایا ۔ والصابرین فی الباساء والضرّاء و حین الباس ۔ مسلمان وہ ہے جو ابتلاء اور مصیبت کے وقت، فقروفاقہ اور تنگدستی کے وقت، بیماری اور خوف کے وقت اور جنگ کی حالت میں صبر اور استقلال کا نمونہ دکھلاتا ہے اولٰئک الذین صدقوا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے عمل سے سچ کر دکھلایا کہ ان کا ایمان خدا پر حق ہے ۔

رسول کریمؐ کی نصیحت اپنی پھوپھی اور بیٹی کو ۔

اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زندگیوں میں ایسا ہی انقلاب چاہتے ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا کہ یا صفیۃ عمّۃ رسول اللّٰہ ۔ اے صفیہ رسول اللہؐ کی پھوپھی ! حضور صلعم نے "میری پھوپھی" نہیں کہا، رسول اللہ کی پھوپھی فرمایا ویا فاطمۃ بنت محمد ۔ اور اے محمد کی بیٹی فاطمہ ! ایتونی یوم القیامۃ باعمالکم قیامت کے دن اعمال لے کر آنا ولا یا انسابکم وہاں حسب نسب کچھ کام نہیں آئے گا ۔ میرا وہاں قطعاً کچھ اختیار نہیں ہے لا املک من اللّٰہ شیئاً ۔ میں قیامت کے دن تمہارے کسی کام نہیں آ سکوں گا ۔ صرف میرا دامن پکڑ کر یا صرف کلمہ پڑھ کر تم کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کلمہ کا ثبوت تمہارے اعمال کے اندر نظر نہ آئے ۔

مقدّمات میں رسولِ کریم صلعم کے فیصلوں کی حیثیت

نیز یہ فرمایا کہ انّما انا بشرٌ مثلکم ۔ سنو لوگو میں تمہاری طرح کا انسان ہوں ۔ تم میرے پاس مقدّمے لاتے ہو ۔ میں ان کو سنتا ہوں ۔ جو میں سنتا ہوں اس کے مطابق میں فیصلہ دیتا ہوں ۔ میں غیب نہیں جانتا ہوں ۔ یاد رکھو میں نے جس شخص کے حق میں فیصلہ دے دیا لیکن تم جانتے ہو کہ فیصلہ میرا غلط ہے یا صحیح اگر وہ شخص جس کے حق میں فیصلہ دیا جائے جانتا ہو کہ وہ ناحق پر ہے اور اسے فیصلہ غلط طور پر دیا گیا ہے فلا تاخذن ۔ یاد رکھو تم نے اس فیصلہ کے مطابق دوسرے کا حق نہیں لینا فانّہ قطعۃ من النّار ۔ یہ تمہارے حق میں دوزخ کا ٹکڑا ہوگا ۔ کیا شان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حقیقت پسند قوم آپؐ تیار کرنا چاہتے ہیں اور کس قدر حقیقت پسندی کی تعلیم آپؐ نے دی ہے ۔

بددیانتی نے جنگ میں مرنے والوں کو شہید نہ بننے دیا

ایک شخص کو جنگ کے میدان میں تیر لگا ۔ اور وہ زخمی ہو گیا ۔ قوم جانتی ہے کہ شہادت کا بڑا رتبہ ہے چنانچہ لوگ پکارتے ہیں ھنیئاً لک شھادۃ ھنیئاً لک شھادۃ ۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ شہادت نہیں ہے ۔ سبحان اللہ ! میدانِ جنگ ہے، ایسے موقعہ پر اس شخص کو قابلِ عزت سمجھا جاتا ہے جو جنگ کرتے ہوئے جان دیدے لیکن آپؐ فرماتے ہیں یہ شخص شہید نہیں ہوا انّ الشّملۃ الّتی اخذ من خیبر لتشتعل علیہ ناراً ۔ خیبر کی جنگ میں اس شخص نے حماقت کے بغیر اجازت غنیمت سے ایک چادر اٹھالی تھی ۔ وہ چادر دوزخ کی آگ بن کر اس کو جلا رہی ہوگی ۔

....

جنگ میں دیانتداری اور اخلاقِ عالیہ کی تعلیم۔

ایک موقعہ پر آپ نے اونٹ کی گردن سے تھوڑی سی اون لے کر فرمایا کہ جس کسی نے اس بال برابر بھی یہاں سے کوئی چیز اٹھائی ہو وہ غلول ہے بددیانتی ہے اگر کسی نے عقال بھی لے لیا ہے (عقال کہتے ہیں اونٹ کے گھٹنے باندھنے والی رسّی کو) تو وہ بھی رکھ دے۔ اللہ اکبر یہ میدان جنگ ہے یا اخلاقیات کی درسگاہ ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے جو جو کچھ اٹھایا تھا ان سب نے واپس پھینک دیا۔ کیا عجیب نظارہ ہے۔ حضور صلعم کے ماموں سعد بن وقاص ایک عظیم الشان انسان ہیں۔ میدان جنگ میں بڑے بڑے کارنامے دکھاتے ہیں سابقون الاوّلون میں چھٹے آدمی ہیں میدان جنگ میں جب ان کا بھائی شہید ہو گیا تو وہ انتقام لینے کے جذبے سے دشمن پر حملہ آور ہوئے اور دشمن کو ہلاک کر کے اس کی تلوار حاصل کر لی اور خوشی خوشی یہ تلوار لے کر حضور صلعم کی خدمت میں آئے کہ میں اس دشمن کو قتل کر آیا ہوں جس نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا اور نشانی کے طور پر اس کی یہ تلوار لے آیا ہوں۔ یہ مجھے دے دی جائے۔ حضور صلعم نے فرمایا مال تقسیم نہیں کیا گیا۔ میرا اختیار نہیں ہے اس لئے میں نہیں دے سکتا سعد بن وقاص کہتے ہیں کہ میرا دل خون ہو گیا۔ لیکن میں نے تلوار وہیں رکھ دی پھر حضور صلعم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے مال تقسیم کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اس لئے یہ تلوار لے لو۔

حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں۔

فرمایا رُبَّ اشعث اغبر کہ ایک شخص جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں چہرہ غبار آلود ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دُور کی مسافت طے کر کے آیا ہے مصیبت زدہ ہے اور جناب الٰہی میں دہائی دے رہا ہے کہ یا ربّ یا ربّ وہ پکارتا ہے اے میرے خدا اے میرے خدا فانّی یستجیب لہ اس کی دعا کیسے سنی جائے۔ اللہ اس کی دعا کو کیسے قبول فرمائے مطعمہ حرامٌ مشربہ حرامٌ ملبسہ حرامٌ۔ اس کا کھانا پینا اور پہننا سب حرام کا ہے۔ اللہ اکبر حضور صلعم قوم کو کس مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں۔

مظلوم کی بددعا کا اثر

ابو عبیدہؓ کو یمن کا گورنر بنایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ تم اس علاقہ کے والی بن کر جا رہے ہو۔ وہ لوگ تمہارے محکوم ہوں گے دیکھو اتق دعوۃ المظلوم مظلوم کی آہ سے بچنا۔ وہ لوگ یہودی ہیں لیکن خدا ان کی بھی سنتا ہے ان پر ظلم نہیں کرنا خدا یہ نہیں دیکھتا کہ مسلمان کون ہے اور یہودی کون ہے مظلوم کی آہ خدا تک پہنچتی ہے۔ ظالم پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔

رسولؐ بشر ہے عالم الغیب یا خزائن کا مالک نہیں۔

فرمایا لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ میں غلط بیانی نہیں کرتا کہ میرے پاس مال و دولت کے انبار ہیں اور میں کسی کو صاحب جائیداد بنا دوں گا کسی کو باغ اور اراضی دے دوں گا میرے پاس کوئی خزانہ نہیں حضور صلعم کوئی باغ نہیں دکھاتے۔ دھوکہ نہیں دیتے فرمایا ولا اعلم الغیب میں غیب بھی نہیں جانتا۔ ولا اقول لکم انی ملک۔ میں فرشتہ بھی نہیں ہوں بلکہ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں اور وہی حاجات رکھتا ہوں جو دوسرے انسانوں کو لاحق ہیں۔

مولوی یعقوب خانصاحب کی بیعت خلافت اور حضرت مولانا محمد علی صاحب پر حملہ

یہ تلقین جو میں نے کی ہے اس کو سامنے رکھو۔ پھر غور کرو کہ ہماری جماعت کے ایک رکن مولوی محمد یعقوب خانصاحب نے اپنی قلم سے ربوہ کے روزنامہ "الفضل" میں یہ اعلان شائع کروایا ہے کہ میں نے میاں ناصر احمد صاحب کی بیعت کر لی ہے کیونکہ ان کے چہرے پر مجھے نور اور سکون نظر آیا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ خلافت کا دامن پکڑ کر بہت کچھ ملتا ہے۔ خانصاحب نے اپنے محسن و مربی حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ پر ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:۔

"حضرت خلیفہ اوّل کی وفات پر تقریباً تمام کی تمام قوم مسجد نور قادیان میں جمع ہو گئی۔ اور سب نے بالاتفاق رائے حضرت مرزا محمود احمد کو خلیفہ منتخب کیا۔ اس قومی اجماع کے بعد انجمن سازی کا رستہ اختیار کرنا انتشار کا رستہ تھا" اور کہتے ہیں:۔

"میرے نزدیک اختلاف کی ذمہ داری بھی ان احباب پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے خلیفہ اوّل کی وفات پر خلیفہ ثانی کے بکثرت آرا منتخب ہو جانے کے بعد لاہور میں علیٰحدہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا لینے کا منصوبہ بنایا حق یہ ہے کہ میں اس موقعہ پر موجود تھا۔"

خانصاحب کا حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ پر یہ نہایت خطرناک حربہ ہے۔

. . . .

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی جرأتِ ایمانی

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے تو زبردست قوت ایمانی اور بڑی شجاعت سے کام لیا تھا۔ حضرت مولاناؒ قادیان میں تمام ذمہ داری کے کاموں کے نگران اور افسر تھے۔ انہوں نے مرزا محمود احمد صاحب کی خانہ ساز خلافت اور ان کے گمراہ کُن غیر اسلامی باطل عقائد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بڑی کامیابی کے ساتھ غیرت و محبت دینی کا ثبوت دیا۔ انہوں نے برملا اعلان فرمایا کہ مرزا محمود احمد صاحب کے عقائد باطل ہیں اور یہ خدا، اسکے رسول صلعم اور اس کے مامور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے خلاف ہیں چنانچہ حضرت مولاناؒ ساری عمر اس گمراہی کے خلاف جہاد کرتے رہے۔

ختم نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بیانات

میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مامورؑ وقت کی تعلیمات اور تلقین کے برخلاف محض اپنی نام نہاد خلافت قائم کرنے کے لئے یہ باطل عقائد گھڑے تھے۔ حالانکہ امام وقت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات میں مقامِ نبوّت کی وضاحت بڑی تشریح و بسط کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

— "قرآن کریم بعد خاتم النبیّین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو" — (ازالہ اوہام ص۷۶۱)

پھر فرمایا:۔

— "ہمارے نبی صلعم کے بعد کس طرح کوئی نبی آسکتا ہے جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپؐ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا" —

(حمامۃ البشریٰ ص۲۰)

— "اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا"

(ازالہ اوہام ص۵۸۳)

— "رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے"

(ازالہ اوہام ص۶۱۴)

— "میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا نہ نیا" (انجام آتھم حاشیہ ص۲۷)

— "ان النبوۃ والرسالۃ قد انقطعت

ان رسولنا خاتم النبیّین و علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین"۔

(حقیقۃ الوحی ص۶۴-۶۵)

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

اگر خدا کے علم میں بھی رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔

اللہ اکبر! فرمایئے اس کے بعد بحث کا کیا مقام باقی رہ جاتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"اللہ کو بھی شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں ہے کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہے" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷)

کس قدر واضح بات ہے اس کے بعد بھی اجرائے نبوت کا اعتقاد کتنا بڑا ظلم ہے حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے اس خطرناک عقیدے کے خلاف نہایت جرأتمندانہ آواز اٹھائی یہ کہنا کہ انہوں نے میاں محمود کے خلاف آواز اٹھانے میں غلطی کی ان پر نہایت خطرناک حملہ ہے۔

خلافت ربوہ کے معتقدات خلاف مذہب مسیح موعودؑ

حضرت امام زماںؑ کی تعلیمات کے برخلاف ربوہ کی نام نہاد خلافت یہ کہتی ہے کہ حضور صلعم کے بعد اجرائے نبوت ہے اور حضرت مسیح موعود نبی تھے اور جو ان کو نبی نہیں مانتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ کس قدر خروج عن الحق ہے اس خلافت کی بیعت مولوی محمد یعقوب خان صاحب نے کر لی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خلافت کے عقائد کی تلقین نہ خدا اور رسول صلعم نے کی ہے، نہ حضرت مسیح موعودؑ نے۔

مولانا محمد علی صاحبؒ کا جہاد اور مولوی یعقوب خانصاحب کا پچاس سالہ طرز عمل

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر "اس خلافت" کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ اور خانصاحب کو پچاس سال تک حضرت مولاناؒ کی تائید کرتے ہوئے آج سمجھ آئی ہے [illegible]

اس "خلافت" کے آگے اپنی گردن خم کر دی ہے جس کی وہ تردید کرتے رہے ہیں۔

ربوائی خلافت پر خانصاحب کا بالواسطہ حملہ

جو اعلان ان کا شائع ہوا ہے اس کا ایک جملہ آپ کو سناتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں :-

" خود نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ اس اُمّت میں نبوّت کا اسی لئے خاتمہ ہوا کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے جو دینی راہ پر قوم کو چلائیں گے۔"

خانصاحب کا یہ اعتقاد ربوائی خلافت کے عقائد کے خلاف ہے۔ ربوائی خلافت تو اجرائے نبوّت کی قائل ہے اور خانصاحب ختمِ نبوّت کے قائل ہیں۔ یہ ربوائی عقائد پر بالواسطہ کتنا خطرناک حملہ اور چوٹ ہے جو ربوائی خلافت کے ترجمان "الفضل" میں ان کے عقائد کے برخلاف شائع ہو گیا ہے۔ خانصاحب کے اس جملہ سے "ربوائی نبوت" کا جادو ٹوٹ کر رہ گیا۔ جب نبوّت ہی نہیں تو خلافت کیسی۔ اور جب خلافت ہی نہیں تو خلیفہ کیسے ؟ یہ کس قدر نصرتِ الٰہی ہے جو خانصاحب کے قلم سے ربوائی ترجمان الفضل میں کام کر گیا ہے۔ آپ خود ہی سمجھ لیں کہ خانصاحب کے نبوّت و رسالت کے بارہ میں کیا عقائد ہیں حیرت ہے کہ ان عقائد کے ہوتے ہوئے "خلیفہ ربوہ" کی بیعت کیسی ؟!

صرف مجدّدین ہی خلیفۂ رسولؐ ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے فرمان کے مطابق خلیفہ کے لفظ کا اطلاق مجدّدین اور مامورین پر عائد ہوتا ہے دوسرا آدمی جو غیر مامور ہو کر گدی سنبھالے بیٹھا ہو خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ آیۂ کریمہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض الخ کے نیچے لکھتے ہیں کہ خلافت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ خلافت جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد خلافت راشدہ کے نام سے قائم ہوئی اور دوسری خدا تعالےٰ کے مامور مجدّدین کی خلافت ہے۔ مامور اور مجدّد رسول اللہ صلعم کے خلفاء ہوتے ہیں۔ لوگو! کچھ حقیقت پسندی کی طرف آؤ۔ حقیقت پسندی کی طرف آؤ۔ حقیقت پسندی کی طرف آؤ۔ اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ الفاظ کی طرف مت جاؤ۔ الفاظ اور نعرہات کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔

مولوی یعقوب خانصاحب کی بیعت کے اصل محرّکات

مَیں پھر اس افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ مولوی یعقوب خانصاحب نے ایک غیر مامور گدّی نشین کی بیعت کر لی ہے۔ یہ بیعت بے وجہ نہیں ہے اس کے محرّکات عیاں ہیں اور اس کے اسباب ہمارے سامنے ہیں۔ انسان پر جب مصائب و مشکلات کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں تو اس کا ایمان خطرے میں ہوتا ہے۔ اس خوف و حزن میں وہی صاحب ایمان استقامت دکھلاتا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم اور اس کی توفیق ہو۔ ورنہ قدم لڑکھڑا جاتے ہیں۔ ابتلاء کا وقت بڑی آزمائش کا وقت ہوتا ہے اللہ والے ہی ثابت قدم رہتے ہیں۔ ملائک ان کی دستگیری کرتے ہیں اور جن اشخاص کے دل میں ایمان راسخ نہیں ہوتا، وہ اضطراب اور دُکھ درد کے وقت پیروں فقیروں اور گدّی نشینوں کا دامن پکڑتے ہیں وہ ان کے مزاروں پر جاتے ہیں اور سر خم کرتے ہیں۔ وہ اپنے دُکھ درد اور خوف و حُزن کا مداوا اس طریق پر کرنا چاہتے ہیں۔ ایک بہت بڑا آدمی جو لاہور میں رہتا تھا۔ اس پر مقدمہ دائر ہوا۔ اس نے خود مجھے سنایا ہے کہ کسی نے مجھے کہا اور یہ مشورہ دیا تھا کہ تم اس مصیبت کے وقت اجمیر شریف جاؤ اور خواجہ اجمیری رح کے مزار پر حاضری دو۔ میں وہاں گیا۔ حاضری دی سجدہ کیا لیکن میرا کام بھی نہ ہوا۔ غرض مصیبت زدہ انسان پیروں اور مزاروں کے آگے سجدہ کرتا ہے۔ یہ مؤمن کا امتحان ہے۔ پچھلے دنوں تین سو تین افسر مختلف الزامات کے تحت نکال دیئے گئے۔ اس ناگہانی اور ذلیل کُن غیر معمولی مصیبت نے ان کو مزاروں کا رستہ دکھایا ہے۔

ہماری اس جماعت کی خصوصیت توحید الٰہی پر زبردست ایمان ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولٰنا نورالدینؓ بڑے موحد انسان تھے۔ وہ بڑے باخدا انسان تھے۔ ان پر کئی دفعہ ابتلاء آئے۔ مقدمات چلے، خطرناک دشمن ان کے درپے آزار تھے لیکن انہوں نے توحید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ وہ کسی پیر اور گدّی نشین کے پاس نہیں گئے عام آدمی عموماً ایسے حالات میں خدا کا منکر ہو جاتا ہے خدا کی مخلوق کو اپنا خدا بنا لیتا ہے جس طرح تین سو تین اعلےٰ افسروں نے پیروں کے آگے اپنے سر جھکا دیئے اسی طرح مولوی یعقوب خانصاحب نے بھی ایک پیر کا دامن پکڑ لیا تو یہ کوئی تعجب اور حیرانی کی بات نہیں ہے ہمیں ان سے ہمدردی ہے۔ ان کے مصائب سخت ہیں ان کی اہلیہ سالہا سال سے معذور پڑی ہیں۔ ایک جواں سال فرزند بدحواس اور ان کی لڑکی بھی اسی مرض میں مبتلا ہے اور دو لڑکوں پر بھی آفت آئی ہے۔ ہم ان کی ان مصیبتوں میں اُن سے ہمدردی کرتے رہے۔ ان پر کئی طرح کی مصیبتیں وارد ہیں۔ اور خود بھی وہ مفلوج ہیں۔

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

ہمارا جلسہ سالانہ

جناب عبدالرزاق خاں برہم صاحب۔ لائلپور

مرضیٔ مہدیٔ دوراں ہے ہمارا جلسہ
سارے جلسوں سے نمایاں ہے ہمارا جلسہ

محفل آرا یہاں قرآن کے پروانے ہیں
نورِ فرقاں سے فروزاں ہے ہمارا جلسہ

چار اطراف سے آئے ہیں محمد کے غلام
جن کے انوار سے تاباں ہے ہمارا جلسہ

دینِ اسلام کے داعی ہیں یہاں جلوہ فروز
دیں کی تجدید کا پیماں ہے ہمارا جلسہ

کوئی جُبّہ کوئی دستار نہ مسند ہے کوئی
اِک اخوّت سے ہی ذی شاں ہے ہمارا جلسہ

پیر و مُرشد کے طریقے ہیں نہ نذرانے ہیں
سب کے اکرام کا خواہاں ہے ہمارا جلسہ

"آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے"
باعثِ بخششِ ایماں ہے ہمارا جلسہ

اور دُنیا تو زر و جاہ کی دیوانی ہے
حق کے دیوانوں کا دیواں ہے ہمارا جلسہ

نورِ فرقاں سے منوّر ہو یہ عالم ہے لگن
کس قدر نور بداماں ہے ہمارا جلسہ

آنے والوں کو مبارک ہو جہادِ اکبر
جس کے ہنگام کا عنواں ہے ہمارا جلسہ

اہلِ طاغوت کی یلغار کے اس عالم میں
دینِ احمدؐ کا نگہباں ہے ہمارا جلسہ

از محمد صالح نور صاحب - لائلپور

لائلپور میں ختم قرآن کی تقریبات

شیخ میاں اللہ بخش صاحب اور شیخ میاں ظہور احمد صاحب کے خطابات

مسجد پریمیئر کلاتھ ملز

رمضان المبارک میں ستائیسویں روزے کی شب کو پریمیئر کلاتھ ملز کی خوبصورت مسجد میں قرآن پاک کے تراویح ختم ہونے کے موقعہ پر ایک تقریب منعقد ہوئی۔ ملز کالونی میں رہنے والے تمام کارکنان کے علاوہ جماعت کے بعض احباب نے بھی اس میں شرکت کی۔ نہایت پُروقار اور پُررونق طور پر یہ تقریب عمل میں آئی۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی اس موقعہ پر محترم شیخ میاں ظہور احمد صاحب منیجنگ ڈائریکٹر نے ایک مختصر اور پُرمعارف خطاب فرمایا اور قرآن پاک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور رمضان کے مقدس مہینہ کی برکات اور اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا نہایت دلنشین انداز میں تذکرہ فرمایا۔ حاضرین سے محترم مرزا مظفر بیگ صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ اور دیگر ادیان کے مقابلہ میں دین اسلام کی برتری اور عظمت اور دیگر صحائف آسمانی کے مقابل پر قرآن پاک کی فوقیت اور مقبولیت اور جامع تعلیمات کے متعلق تفصیل سے بیان کیا۔ اس موقعہ پر مسجد کو رنگا رنگ کے قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

جامع احمدیہ پریمیئر فلور ملز

اٹھائیسویں روزے کی شب بروز پیر جامع احمدیہ میں تراویح میں قرآن پاک کا ختم ہوا۔ حافظ عبدالرؤف صاحب امام مسجد نے تمام مہینہ نہایت باقاعدگی اور محنت سے قرآن پاک سنایا۔ اس موقعہ پر ختم قرآن کے بعد ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس اجلاس میں محترم میاں اللہ بخش صاحب رلمز اونر نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے جامع احمدیہ کی تاریخ پر مختصر سی روشنی ڈالتے ہوئے بیان کیا کہ اس مسجد سے بہت سی عظیم روحانی ہستیوں کی یادیں وابستہ ہیں یہاں پر بزرگوں نے نمازیں ادا کی ہیں خطبے دیئے ہیں اعتکاف کئے ہیں اور ان بزرگوں نے اپنے سجدہ ہائے نیاز سے اس مسجد میں بہت سے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے اپنے عمل سے ان کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے اس مسجد میں زندگی کے [illegible] ہیں۔ اور ان کے نیک نمونہ پر چلتے ہوئے اس مسجد میں درس قرآن - نمازیں - تراویح اور خطبات جمعہ کا سلسلہ قائم اور دائم چلا آرہا ہے - ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگی میں وہ انقلاب پیدا کر سکیں جو احمدیت اور اسلام سے تقاضا کرتے ہیں اور جو انقلاب اپنی زندگیوں میں ہمارے بزرگوں نے پیدا کر کے دکھایا۔

محترم میاں صاحب کے مختصر مگر دلنشین اور جامع خطاب کے علاوہ اس اجلاس سے حافظ شیر محمد صاحب خوشابی اور مرزا مظفر بیگ صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ محترم مرزا صاحب نے باقی مذاہب کے مقابلہ پر جماعت احمدیہ کے مبلغین کے ذریعہ اسلام کی فتح کے واقعات بیان کئے اور اپنے ان چند مناظروں کا تذکرہ فرمایا جو غیر مسلموں کے ساتھ ہوئے اور جن میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو نمایاں فتح عطا فرمائی۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کی تعلیمات کی دوسرے صحف سماوی کے مقابلہ پر برتری اور جامعیت دلائل کے ساتھ بیان کی۔

اس موقعہ پر مسجد کو خوب روشنیوں سے سجایا گیا - حاضرین میں حسب سابق شیرینی تقسیم کی گئی - محترم شیخ میاں رشید احمد صاحب نسرت نے اس موقعہ پر تشریف لا کر تمام انتظامات خود اپنی نگرانی میں فرما کر اس تقریب کو کامیاب اور پُررونق بنایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خریداران روح اسلام سے التماس

آپ کا ماہنامہ روح اسلام کا چندہ دسمبر ۱۹۶۹ء میں ختم ہو رہا ہے اسلئے مؤدبانہ گذارش ہے کہ آپ اپنا چندہ سالانہ مبلغ چار روپے دسمبر کے اختتام یا جنوری کے پہلے عشرہ تک ادا کر کے ممنون فرمائیں تاکہ مزید خط و کتابت میں نہ تو ادارے کا وقت ضائع ہو اور نہ ہی قیمتی تبلیغی سرمایہ رائیگاں جائے۔ منیجر ماہنامہ روح اسلام - احمدیہ بلڈنگس - لاہور۔

اخبار احمدیہ

وفات

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ حاجی منشی محمد بخش صاحب گوجرہ جو چوہدری شاہ دین صاحب کراچی اور راجہ عبدالمجید صاحب کیمبل پوری کے والد صاحب ہیں کافی عرصہ سے بعارضہ کمزوری و ضعیف العمری بیمار چلے آرہے تھے اور گذشتہ ایام میں آپ پر نمونیہ کا حملہ ہو گیا تھا جس سے صحت ہونے کے بعد پھر دوبارہ کمزوری انتہا درجہ کی ہو گئی اور کھانے پینے کی بھی ہوش نہ رہی۔ اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں مرحوم کے پس ماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے تمام بیرونی جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کے لئے درخواست ہے۔

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

خاکسار کے لڑکے شیخ وقار احمد سلمہ نے امسال بی کام فسٹ ایئر کا امتحان سکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے جس کی خوشی میں عزیزم مذکور نے اپنے جیب خرچ سے مبلغ -/5 روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام دیئے۔ اور اس کی والدہ صاحبہ نے بھی مبلغ -/5 روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام دیئے - دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم مذکور کو بیش از بیش کامیابیاں عطا کرے آمین

خاکسار - ایس عبید اللہ - مالک شہزادہ بوٹ ہاؤس - وزیرآباد -

جلسہ سالانہ پر مفت طبی امداد

ڈاکٹر مبارک احمد صاحب (فرزند گرامی شیخ غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور) نے اپنے والد کی یاد میں جلسہ سالانہ پر آنے والے دوستوں کے لئے حسب ذیل مفت طبی امداد کی پیشکش کی ہے:

۱- مفت طبی مشورہ

۲- قیام گاہ پر بلا فیس معائنہ

۳- مرہم پٹی مفت

۴- انجکشن مفت، انجکشن کی دوائی مریض کو خود فراہم کرنی ہوگی۔

۵- مکسچر مفت۔

ڈاکٹر صاحب کا مطب مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کے عین سامنے ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

حضرت امیر مرحوم کی تقریر

(بسلسلہ صفحہ ۷)

عہد کو فراموش کرتے جا رہے ہو۔ اور جہاد کی روح کی جگہ تمہارے اندر آرام طلبی کی روح سرایت کرتی چلی جا رہی ہے۔ خدا سے ڈرو اور اس کے مسکین بندے بن جاؤ۔

آخری دعا

آخر پر پھر دعا کریں کہ اے خدا تو ہمارے سینوں میں اپنے قرآن اور اپنے رسول پاک کی محبت کی آگ اور وہ چنگاری ڈال جو ہماری ہوا و ہوس کو بھسم کر دے اور اپنے رسول اور اپنے کلام کا وہ عشق عطا فرما جو ہماری دنیا کے مال کی محبت کو ٹھنڈا کر دے۔ اے خدا تو ہمیں اپنے دیوانوں میں داخل کر دے کیونکہ حقیقی فرزانگی یہی ہے کہ تو ہمیں اپنے در پر گرنے کی توفیق دے کیونکہ طاقت اسی سے ملتی ہے۔ تو ہمارے اندر سے آرام طلبی کی روح کو اپنی [illegible] سے نکال دے اور اس کی جگہ [illegible] روح ہمارے اندر بھر دے جس سے [illegible] میں کام کرتے ہوئے تھکیں نہیں، اور کسی کا طعن اور کسی کی گالی، کسی کی نکتہ چینی وہ اپنا ہو یا دوسرا تیرے رستے میں ہمارے قدم کو ڈھیلا نہ ہونے دے۔ اے خدا ہم میں کمزوری آرہی ہے تو ہماری دستگیری فرما۔ وادخلنا برحمتک فی عبادک الصالحین۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

ان مختلف عوارض اور بڑھاپے کی کمزوریوں اور گھر میں ذہن و جسم کی بیماریوں کی وجہ سے مولوی یعقوب خان صاحب سخت اضطراب میں مبتلا ہیں اس تکلیف و حزن میں مبتلا ہو کر انہوں نے تمام تر خدا و ندقت کا دامن پکڑ کر اپنے دکھ درد کا علاج کرنا چاہا ہے اللہ ان پر رحم کرے مگر انہوں نے بعت کا دامن پکڑنے کے ساتھ ان کے حق پر ہونے کے متعلق قطعاً کوئی دلائل نہیں دیئے بغیر دلائل بیان کر کے اپنے سالہا سال کے معقول عقائد کو خیرباد کہہ دی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صلحاء امت یہ دعا مانگتے رہے ہیں یا اللہ! ہماری عاقبت بخیر کر یا اللہ! ہماری عاقبت بخیر کرنا۔ یا اللہ ہماری عاقبت

پروگرام جلسہ سالانہ میں ترمیم

جلسہ سالانہ کا پروگرام جو گذشتہ ہفتہ اشاعت میں بصورت ضمیمہ پیغام صلح قارئین کی خدمت میں پہنچ چکا ہے اس میں ۲۷ دسمبر کے اجلاس میں تھوڑی سی تبدیلی کی گئی ہے جس کے مطابق تلاوت قرآن کریم اور قاضی عبدالرشید صاحب کے لیکچر (۹½ تا ۱۰ بجے) کے بعد پروگرام حسب ذیل ہوگا۔

سالانہ رپورٹ۔ از آنریری جنرل سیکرٹری ۔ ۱۰ بجے تا ۱۰½ بجے

تقریر۔ حضرت امیر ایدہ اللہ ۔ ۔ ۱۰½ تا ۱۱¼ بجے

تقریر۔ مولانا عبدالمنان عمر صاحب ۔ ۔ ۱۱¼ تا ۱۱¾ بجے

تقریر۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ۔ ۔ ۱۱¾ تا ۱۲¼ بجے

تقریر۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ۔ ۱۲¼ تا ۱ بجے

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مؤرخہ
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ

نائٹے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔